ہرمزنامہ

متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسمین ہرمز تاجدار و فرامرز نابکار پسران نوشیروان کی داستانین نہایت رنگینی کے ساتھ مرقوم ہین

یہ تو ناظرین پر تمکین اور شائقین باریک بین کے ذہن نشین ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون آفرین ہے انکے اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ کے کسقدر وسعت بیان اور بلندی خیال کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی اور بعد ازان مصنفین اور مترجمین حال نے اُن داستانہاے کہن کو زیور رنگینی حال سے آراستہ و پیراستہ کر کے جلوۂ آرائش تازگی دکھایا بالجملہ اس داستان عزیز الوجود اور ہردل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین اور متعلقات ہین جنکی تفصیل نقشۂ ذیل سے واضح خاطر ناظرین والا تمکین ہوگی

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

ان داستانون مین سے کل جلدین طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوئی ہین صرف ہرمزنامہ و ہومان نامہ و تورجنامہ جلد دوم جو طبع ہونے کو باقی تھا جواب زیور طبع سے محلی ہو کر نضارت بخش دیدۂ اولی الابصار ہونگے چنانچہ فی الحال منجملہ انکے

ہرمزنامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از جانب مطبع منشی نولکشور بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا اور

باراول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۹۰۶ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترصیع اکلیل کلام بجواہر زواہر حمد ملک العلام

لائق حمد وہ شہنشاہ کونین ہی کہ سلاطین جہان جسکے حکم سے تخت حکومت سے اُٹھائے جاتے ہین اور اُسکی مصلحت سے خوش تقدیر سریر سلطنت پر جلوہ فرماتے ہین ترے حاکم قادر کہ اُسکے حکم سے ایک شاخ سے دو پھول پیدا ہوتے ہین ایک گل اُسکی عنایت و مہربانی بیحد سے رونق افزاے دستار دولت و سلطنت ہوتا ہی اور دوسرا پھول اُسکے خار قہر و غضب سے ریش ریش ہو کر ایسا معدوم ہوتا ہی کہ ہر فرد بشر کو باعث عبرت ہوتا ہی لاریب وہ احکم الحاکمین ایسا قادر ہی بموجب

نظم

نکلے گل جو بے حکم پروردگار
تو ہو شاخ پربار مانند خار
اگر حکم سے اُسکی پروانہ آئے
نہین تاب پھر شمع اُسکو جلائے
دکھائے اگر وہ بہم لطف و قہر
تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
اگر رنگ قدرت کرے آشکار
تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار
شگفتہ ہو اس نگہ سے بوستان
کہ ہون حیرت افزاے باغ جنان
ہر اک خار رشک گل گل بنے
دھوان آہ بلبل کا سنبل بنے
کرے کل کو گر جزو سے آشکار
تو اک گل سے پیدا ہون گلشن ہزار
یونہین جز بنے گر جگہ کل کی لے
تو اک غنچہ مٹھی مین گلشن کو لے
کرے حکم تبدیل صورت اگر
تو ہر پھل بنے پھول قطرہ گہر
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے
وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے تو ہر آسمان ہو حباب
کسی شی کی اُسکو نہین احتیاج
وہ چاہے جسے دے ابھی تخت و تاج
بشر کیا لکھے اور اُسکی صفات
کہ ہی وحدہ لاشریک اُسکی ذات

جل جلالہ و عم نوالہ

گہر افشانی سحاب خامۂ بدیع التحریر در نعت رسول رب قدیر

کیا تاب ہی اُس خاتم الانبیا محبوب خدا شفیع روز جزا واقف اسرار کبریا کو قلم شکستہ رقم تحریر کرے کہ مقتوع اللسان کفیدہ دہان ہی اور کیا مجال زبان دریا افشان طلاقت نشان فصیح البیان بلاغت توامان کی کہ کچھ بھی نعت جناب ختم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کر سکے کہ عاجزی اُسکی خاموشی سے عیان ہی کیونکر کلک و زبان کو نعت مین اُس حبیب خدا افسر انبیا کی عاجزی تھو کہ اُنکا مرتبہ

نظم

واقف سر کبریا ہے جلیل
گل گلدستۂ ریاض جلیل
زیب ارض و سما محمد ہی
آسرا سب کو اُسکی ذات کا ہی
شرف انبیا محمد ہی
عاصیونکی سبب نجات کا ہی

وہ نہ تھا پہلے نور تھا اُسکا
پیش آدم ظہور تھا اُسکا
وہ ہدایت کو آفریدہ ہوا
رتبہ مین سب سے برگزیدہ ہوا

منقبت جناب امیرالمومنین وصی جناب ختم المرسلین غالب کل غالب علی ابن ابیطالبؑ

رقم کیا کرے کلک مدح علی
پیمبر نے دی دختر ذیوقار
زمانے پہ روشن ہی احوال بدر
انھین کے لیے آیا ہے ہل آتا
جو دیکھا میان کلام خدا
امام مبین سے ہی اُنکا نشان

کہ مشکل ہی تعریف نفس نبی
یہ وہ صف شکن ہی یہ وہ نامور
چمکتی تھی تیغ اُن کی مانند بدر
نبی عرش رفعت یہ گردون آب
تو آیا ہی دونون کا ذکر ایک جا
یہی ہین وصی نبی لا کلام

خدا نے عطا کی اُسے ذوالفقار
کہ جس نے کیا خون مین عنتر کو تر
ثنا خوان ہی اُسکی عطا کا خدا
نبی علم کے شہر ہین اور یہ باب
ہی لیسین سے نام اُنکا عیان
یہی بعد احمد ہین سب کے امام

سبب تالیف

ناظرین عالی مقام وسامعان ذوی الاحترام کی خدمت عالی منزلت مین یہ خاکسار ذرہ بیمقدار ہیچمدان
خاکپاے مترجمان عبد ذلیل خالق کونین شیخ تصدق حسین داستان گو التماس کرتا ہی کہ بعد اختتام دفتر ہشتم
لعل نامہ جناب مستطاب معلی القاب خداوند نعمت عالی ہمت والا منزلت قدردان اہل کمال مہر سپہر جاہ و
جلال جلوہ فرماے اورنگ سطوت زینت افزاے مسند شوکت فرازندہ رایت قدردانی مخزن لطف و
مہربانی منبع جود و کرم معدن فضل اتم معاون غرباے بنیاد کورارث وجانشین جناب منشی نولکشور صاحب
مرحوم یعنی جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ واجلالہ مالک مطبع منشی نولکشور صاحب مرحوم نے احقر سے
ارشاد فرمایا کہ لعل نامہ تو ختم ہوا اب کون دفتر شروع کیا جاے بہتر ہی کہ جو جلد دفاتر داستان امیر حمزہ
صاحبقران سے باقی ہو اُسکی تکمیل ضرور ہی احقر نے عرض کیا کہ نہایت انسب ہی سبحان اللہ جناب ممدوح
کے الطاف بے پایان واعطاف فراوان کی حد و نہایت ہی نہین ہی باوجود اس حشمت و شوکت کے کہ
مشرق سے مغرب تک انکی علو ترتیت واخلاق ومروت کا شہرہ ہی مجھ ایسے ہیچمدان سے از راہ قدردانی و
مہربانی یہ ارشاد فرمایا باعث تیرے افتخار کا ہی سامعہ عقل سلیم نے جوابدیا اور ذہن مین یہ گذرا کہ تو منشی
صاحب ممدوح کے خلق ونوازش کی کیا تعریف کرتا ہی اُنکا تو بہت بڑا مرتبہ ہی اُسکے ملازم اور مطبع اودھ اخبار
کے اہلکار ایسے وحید عصر و فرید دہر ہین جنکا مثل و نظیر زیر چرخ پیر نہین ہی کسے مالک مطبع کو ایسے اہلکار
یکتاے روزگار خیرخواہ ومتدین ذیعزت وعالیوقار ممکن اور میسر نہین ہوے خصوصاً جناب بابو
رام کشور صاحب منتظم عالیوقار معدن خلق ومروت کارگزار ذی اقتدار افسر اعلاے ذی اختیار جناب مولوی
عبدالقدیر صاحب افسر مصححان وخوشنویسان عالم بعدیل ونظیر کارگذار خوش تدبیر اور شیخ عنایت حسین صاحب
منصرم جنکا حسن انتظام دور دور مشہور ہی خلیق ایسے کہ ہر اک کارگزار مطبع اُنسے خوش اور مسرور ہی اور مولوی
سید تصدق حسین صاحب مصحح عالی خاندان ذی علم وذی لیاقت زائر کربلاے معلے صاحب خلق ومروت
اور مولوی محمد اسمعیل صاحب کارگزار قدیم ذیعلم وفہیم اور میر خورشید علی صاحب محرک سلسلہ طبع
دفاتر طبع شدہ ودفتر نا زندہ آل رسول سے ہین شرافت اور سیادت اُنکی مثل آفتاب روشن وعیان
ہی کارگزاری اور خیرخواہی اُنکی مشہور جہان ہی اور شیخ وزیر علی صاحب متخلص بہ انجم یہ وہ نقاش بیمثال
ہین عالم ایجاد ہین کہ غیرت افزاے مانی وبہزاد ہین ودیگر اہلکاران ہر صیغہ وہر طبقہ کہ ہر ایک ذی حسن لیاقت

مین فرد ہین مجموعاً اوصاف بے پایان مین گویا فلک مطبع کی نیر تابان مالک مطبع اور یہ لوگ نجوم درخشان ہین
فی الجملہ جناب منشی صاحب مالک مطبع ممدوح الشان نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ اکثر تاجران
کتب دیار و امصار اور دفاتر داستان کے ناظرین عالیوقار کے خطوط آئے ہین جنکے مضامین سے ہرمزنامہ
متعلق نوشیروان نامہ کی داستانون کے دیکھنے کا اشتیاق پایا جاتا ہی پس اولاً ہرمزنامہ آغاز کیا جاے
کہ شایقین کی مراد بر آسے لیکن اس امر کا خیال رہے کہ فحش سے نظم و نثر پاک ہو تاکہ مرغوب طبع
اہل ادراک ہو اور یہ بھی بتاکید فرمایا بموجب نظم

بے تامل ہر ایک طبع کو بھائے / دل پہ سنگین دلون کے بھی چبھ جائے
تیرا دفتر یہ وہ فسون ہو جائے / جو پری رو سنے جنون ہو جائے

شاخ طوبا پر آشیانہ ہو / مرغ سدرہ سے ہم ترانہ ہو
تیرے عنقاے فکر عالی کا / اوج پرواز مین ہو یہ رتبا

صفت بادہ تو کہے جو رقم / خامہ تیرا شراب کی ہو قلم
اسقدر طبع مین روانی ہو / کلک فوارۂ معانی ہو

وہ ترا ہر کلام ہو بے عیب / کہین اہل زبان لسان الغیب
ہر سخن مین ترے وہ ہو تاثیر / آدمی کیا پری بھی ہو تسخیر

چنانچہ کمترین نے ارشاد فیض بنیاد جناب منشی صاحب
ممدوح کا بسمع قبول سنکے عرض کیا کہ جو حکم ہوا ہی انشاء اللہ مطابق اسکے تعمیل کی جائیگی حتے الامکان یہ
کمترین اپنا رنگ طبع دکھائیگا جا بجا نثر کو نظم دلچسپ سے رونق دیگا اور منصف مزاجان نکتہ بین سے
اپنی محنت کی داد لیگا چنانچہ امتثالاً للحکم اس جلد کی لکھنے پر کمر ہمت چست باندھی امید ناظرین با وقار و سامعین
عالیمقدار سے یہ ہی کہ کمترین نے افراط انتشار طبیعت و کثرت افکار مین یہ جلد تحریر کی ہی اگر بمقتضاے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہو جاے اور ناظرین عالی مقام کے ملاحظہ مین گذرے تو
مناسب ہی کہ عیب پوشی سے دل حقیر کو مسرور کرین اور سنگ اعتراض سے اس مولف کے شیشۂ دل کو کہ
بہت نازک ہی نہ چور چور کرین کہ صدمۂ عظیم پہونچے گا بس خداوند عالم سے توفیق کا امیدوار ہون اور
اسکی اعانت کا خواستگار وہو الموفق والمعین وبہ نستعین

التماس ضروری بخدمت ناظرین نکتہ بین و مشتاقان سیر و فاتر عبادات رنگین

جملہ ارباب گردون اساس و صاحبان دقائق شناس سے یہ التماس ہی کہ اس ہیچمدان نے دفتر دوم
نوشیروان نامہ مین یہانتک تحریر کیا ہی کہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو حمزہ صاحبقران سے
خائف و ترسان ہو کر اور جنگ سے عاجز ہو کر غار افراسیاب مین پوشیدہ ہوا ہی اور ترک توس بلیاقی
کا حال بھی تحریر ہو چکا ہی اور نوشیروان اپنی زوجہ ملکہ زرانگیز خاتون کو بلباس فقیری خدمت صاحبقران
مین روانہ کرکے براے اوقات بسری قوت لایموت کے سائل ہو چکا ہی چنانچہ حمزۂ صاحبقران نے ہفت ملک کی سند ملکہ زرانگیز
کو لکھ دی ہی اور ملکہ موصوفہ نے مدائن مین داخل ہو کر اپنے شوہر نوشیروان سے احوال عطاے حمزۂ
صاحبقران بیان کیا ہی نوشیروان خوش و خرم ہوا ہی اور بختیارک نابکار نے ہرمز و فرامرز کو اغوا کرکے نوشیروان
سے برخلاف کیا ہی اور ہرمز و فرامرز نے اپنے پدر نوشیروان کو بجبر و ظلم تخت حکومت سے اٹھا دیا ہی اور
خود تخت نشین ہو کر بموجب مشورہ بختیارک چوطویل زنگی اور شاہ ہامان وران کو نامے لکھے ہین اور
عیارون کے ہاتھ روانہ کئے ہین اب یہان سے جو کچھ تحریر کرنا منظور ہی انشاء اللہ درج ہوگا صرف
پتہ اور یاد دلانے کے واسطے یہ چند سطرین لکھی گئین ہین۔

آغاز داستان نامہ لکھنا نوشیروان کا اور آنا حمزۂ صاحبقران کا جانب مدائن اور

انتقال کرنا نوشیروان کا زیر طاق کسرا

ساقیا لا شراب دیر نہ کر — مست کردے شتاب بزم کر
لطف یون میکشی کا دکھلا دے — جلد بارہ دری کو سجوا دے
بزم مے اسطرح سجی جائے — روح جمشید دیکھنے آئے
لعل و یاقوت کے ہون ساغر و جام — غیرت چشم شاہد گلفام
پھول سے ہون گلابیان لبریز — خون بلبل سے بھی ہون رنگ تیز
گرچہ تھی یہ امنگ دلمین مرے — پر مبدل ہوئی غم شہ سے
یون لکھون لعال شاہ کا حال — اہل دل کو ہو گو نہ رنج و ملال

کہدے مطرب سے جلد چھیڑے ستار — جوش پر فصل گل ہے گلے بہار
بزم رندان بادہ خوار ہو آج — جمع ہون شاعران شوخ مزاج
ہر صراحی ہو رشک گردن حور — بادہ ہو غیرت شراب طہور
نور آگین ہو کنتر الماسی — جوڑ بھی ہون منفرد ادسی
ساغر مے وہ آب و تاب دکھائے — قدح آفتاب شرما جائے
اب ہے منظور وہ لکھون نامہ — رنج سے شق ہو سینۂ خامہ

محرران اخبار غم ورا قمان حالات الم اس داستان پر محن کو بصد حزن و الم صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ جب نوشیروان ملک عادل کو ہرمز اور فرامرز نے بختیارک کے اغوا سے تخت سلطنت سے اُٹھا دیا اہل دربار نے انکو منع نہ کیا مجبور و ناچار نوشیروان باچشم خونبار داخل محل ہو کر اپنی زوجہ زرانگیز خاتون سے اس طرح رو کر کہنے لگا کہ اے خاتون والا گوہر رضاجوئے خاطر شوہر آج مجکو وہ ملال ہے کہ زندہ رہنا میرا جس غم سے محال ہے دل سوز غم سے مانند شمع جلتا ہے چشم نمناک سے بے اختیار آنسو نکلتا ہے جگر صدمۂ جانکاہ سے سینہ مین طپان ہے مضطرب اس تن لاغر مین روح روان ہے اب دل چاہتا ہے کہ زندہ نہ رہون دل پر صدمۂ جانکاہ نہ سہون دنیا سے جانب عدم جاؤن تا صدمات دنیوی سے راحت پاؤن کفن سے تربت مین منھ چھپاؤن ایسی ذلت اُٹھا کر کسی کو پھر منھ نہ دکھاؤن ملکہ زرانگیز نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے کیون شہنشاہ اشکبار ہین کیا سبب ہے کہ چہرے پر رنج و غم کے آثار ہین دل شہنشاہ مصائب گوناگون سے دور رہے کثرت عیش و راحت سے ہمیشہ مسرور رہے آنکھین آب اشک سے آشنا نہ ہون قلب و جگر ظل اللہ کے مبتلائے صدمۂ بے انتہا نہ ہون پروردگار ہمارا وہ روز بد نہ دکھائے کہ سواری شہنشاہ کی سوئے عدم جائے دشمن حضور کے مقہور رہین دوست شہنشاہ کے مسرور رہین جلد تر فرمائیے دیر نہ لگائیے کیون اس قدر رنج و ملال ہے کہ جان دیدینے کا خیال ہے کیا کوئی بادشاہ پھر مقابلہ لشکر کثیر لیکر آیا ہے یا کوئی نامہ بر خبر غم لایا ہے میرا پسر خواندہ حمزہ صاحبقران کیا پھر برسر پرخاش ہے کہ شہنشاہ کو جنگ و جدال سے مجبور و ناچار ہو کر زندگی مین گور و کفن کی تلاش ہے نوشیروان نے جواب دیا حمزہ تو وہ سعادت مند پسر ہے کہ مثل اُسکا چشم مادر گیتی نے نہ دیکھا ہوگا اور چرخ پیر نے روز ازل سے اب تک ایسا جوان صالح و صاحب مروت و لیاقت باوجود گردش کرنے روز و شب کے کہین نہ دیکھا نہ سنا ہوگا شجاعت مین وہ یکتائے روزگار ہے ہمت و سخاوت اُسکی آشکار ہے مگر بختک اور بختیارک کہ یہ دونون شیاطین سے بھی زیادہ بہکانے اور فتنہ و فساد برپا کر دینے مین بڑھکر تھے انھین کے بہکانے اور اغوا کرنے سے مین حمزہ سے بیزار ہوا اور انھین نابکارون کے صلاح اور مشورہ پر عمل کرنے سے ذلیل و رسوا ہر اک شہر و دیار مین حمزہ سے شکست کھا کر خجل و خوار ہوا گو اُس فرزند شجاع نے بزور شمشیر ممالک متصرفہ اور مقبوضہ میرے اپنی تحت مین کر لیے تھے لیکن پھر جب مین نے بذریعہ تمہارے عاجزی سے بسر اوقات کے واسطے سوال کیا اُسس

عالی ہمت نیک سیرت خجستہ اطوار نیک کردار نے بجز وسوال کرنے کے بے تردد و تامل عطاے
ہفت ملک کے باب مین دستاویز کامل تحریر کردی ایسی ہمت وسخاوت واقعی کمال کیا اُسکی خوبی ولیاقت
کے بیان مین زبان قاصر ہی جو کچھ اُسنے نے انحال نیکی کی ہی تمیز ظاہر ہی اُس سے اب کسی طرح کا ملال
نہین اُسکی طرف سے بدی کا مجکو ذرا بھی خیال نہین کسی بادشاہ اور شہریار کا بھی عزم جنگ مجھے نہین ہی
اور نہ کسی اخبار سے دل میرا مغموم واندوہ گین ہی مجھ پر بیٹھے بٹھائے بے وجہ ظالمون نے جفا
کی ہی جن سے امید وفا رکھتا تھا اُنھون نے دغا کی ہی جن نہالون پر ایک مدت سے ریاضت کی تھی اور
امید تھی کہ ان سے ثمر خوب و نیک ظاہر ہونگے اور پھل ہمکو محنت اور مشقت کا ملے گا اُنھین نونہالون
نے سرسبز و شاداب ہوکر باغ عالم مین اپنے پرورندہ کو خار غم جانکاہ دیے تھے اور یقین ہی کہ اور
دینگے افسوس ہزار افسوس جنکو ہم نے بڑے ناز و نعم سے مہد راحت و آرام مین پرورش کیا تھا
وہی باعث آزار دل ہوے اور جنھین ہم نے بامید راحت دہی ہزار طرح کی کوشش سے بالا
تھا اُنھون نے ایسا شمشیر جفا کا وار کیا ہی کہ ہمارے قلب و جگر طپان مانند مرغ بسمل ہوے حیف
صد حیف بیت بار اغیار ہوگئے اللہ کیا زمانے کو انقلاب ہوا ملکہ زر انگیز نے آبدیدہ ہوکر
کہا اے شہنشاہ مین عورت ہون اور ناقص العقل ہون مجمل تقریر اور پیچیدہ گفتگو سمجھ نہین سکتی مفصل
بیان فرمائیے اور قفل باب حال الم کو کلید تفصیل سے بوجہ احسن کھول کر اس کم خرد پر احوال
باعث رنج و ملال عیان فرمائیے اب دل میرا بہت بیتاب ہی مفصل حال نہ معلوم ہونے سے قلب کو
مانند سیماب اضطراب ہی نوشیروان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے ملکہ اس وقت
تمھارے فرزندون نے مجکو سر دربار تخت سے اُتار دیا ہی اور بطمع حکومت و تخت نشینی شاید بختیارک
نابکار کی صلاح سے عین دربار مین مجکو ذلیل و خوار کیا ہی بجاے میرے تخت پر وہ بد اطوار و بد کردار
بیٹھے ہین نذرین تخت نشینی کی دے دیکر خوش و خرم اہل دربار بیٹھے ہین افسوس کل سردار اور
امراے دربار ہرمز و فرامرز سے یقیناً بطمع مال و دولت مل گئے گو نمک حرامی سے اسوقت
اُن کو خلعت مل گئے ہماری ایسی وقت مین کسی نے یاری نہ کی اور کسی سرفروش نمک حلال نے
مددگاری نہ کی بس کیونکر میرا احال غم سے تباہ نہو اور اس امر کا کیونکر صدمہ جانکاہ نہو
ملکہ زر انگیز نے اشکبار ہوکر کہا اے شہنشاہ بیشک جاے ملال ہی اور بہت بجا آپ کا خیال
ہی لیکن اس درجہ رنج و ملال نہ کیجیے تخت سے اُٹھا دینے کے صدمہ سے جان اپنی نہ دیجیے
یہ نالائق و بدکردار زیر فلک دوار راحت و آرام سے زندگی بسر نہ کرینگے ہرگز ہرگز آپ کے
دل کو دُکھا کر کوچہ عیش و راحت مین اگر خدا نے چاہا تو گذر نہ کرینگے دیکھ لیجیے گا کوئی نہ کوئی
شاہ و شہریار اس خبر کے مشتہر ہونے سے اُنپر لشکر کشی کرکے ایسا ستائے گا کہ دنیا ہی مین بدلہ حضور
کے دل دُکھانے کا اُنکو مل جائے گا علاوہ اس امر کے اے شہنشاہ عالی جاہ ہمیشہ کسی کی ایک
رنگ سے بسر نہین ہوتی دیکھیے آفتاب کو گاہ عروج ہی اور کبھی زوال ہی ماہتاب کو ملاحظہ فرمائیے
کبھی اس کو ہبوط ہی اور کبھی کمال ہی یہ دنیا اک مقام آلام ہی چند روزہ ہر فرد بشر کو اسمین قیام
ہی اہل خرد خیال دنیا کی الفت سے اجتناب کرتے ہین صاحبان ادراک زندگی اپنی جستجو مین کب خراب

کرتے ہین زن دنیا بیوفا ہے دل لگانا اُس سے ناروا ہی بموجب نظم

عروس دولت دنیا ہی مردار
ہراک لذت دنی ہی اور زبون ہی
برائے نام ہی لذت جہان کی
ہزارون خاوِمان با وفا ہین
نہ رفعت سے ہی طول عمر فانی

زن شوہر کش و مکار و خونخوار
خسیس و گندہ لذات جہان ہی
مگر در اصل ہی کلفت جہان کی
برائے نام ہی عمدہ عمارت
نہ وسعت سے بقاے زندگانی

خیانت سے بھری دنیاے دون ہی
نفیس و عمدہ تر لذت کہان ہی
فقط ہی وہم ہم فرمانروا ہین
نہ طاقت اُس سے ملتی ہی نہ راحت

غرض اِس تقریر سے یہ ہی کہ شہنشاہ ایک مدت تک لذت فرمانروائی کا حظ وافر پا صدمات بیحد اُٹھا چکے دنیا کی عیش اور تلخی کا لطف اور مزہ پا چکے اب برگشتگی مقدر سے اِس درجہ اشکبار نہون دشمن حضور کے جان دینے پر تیار نہون جو قسمت مین تحریر ہوتا ہی وہی ہوتا ہی وہ نادان ہی جو بہر زوال دولت روتا ہی بمقتضاے نظم جو پیشانی مین لکھا ہی وہ اک دن پیش آتا ہی؛ مٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ کلک قدرت کا؛ شہنشاہ کے مقدر مین شاید اتنے ہی دنون کی سلطنت کرنا کاتب قدرت نے تحریر فرمایا تھا اور عجب نہین کہ اتنے ہی مدت کے واسطے حاکم تقدیر نے حضور کو تخت سلطنت پر بٹھایا تھا اب اُسکو حضور کا فرمانروا ہونا شاید منظور نہین اِس باب مین بندہ فرمانبردار کو اصرار کرنا ضرور نہین مصلحت پر اپنے معبود کی راضی ہونا چاہیے نہ کہ حب جاہ و دولت مین بے اختیار جان کھونا چاہیے اگر ان نالائقون سے انتقام لینے کا قصد ہو تو اپنے پسر خواندہ حمزہ کو اِس حال پر ملال سے اطلاع دیجیے اِس اشکباری اور گریہ و زاری سے کیا فائدہ صبر کرکے گوشۂ عزلت مین بیٹھیے میری راے پر عمل کیجیے نوشیروان نے کہا ای ملکہ یہ راے تمھاری مجکو نہایت پسند ہی ایک نامہ حمزہ کو لکھتا ہون کہ دل بہت دردمند ہی عجب نہین کہ وہ فی الفور یہان آئے اور ہرمز اور فرامرز کو روز بد دکھائے وہ مجکو اپنا بزرگ جانتا ہے میرا کہنا مانتا ہی مین اب اُس سے شاد ہون ہان ہرمز و فرامرز کی مجھ پر بیداد ہی یہ کہکر ایک نامہ اپنے ہاتھ سے باخفاے راز یون رقم کیا کہ لکھنے مین اپنے حال کے جا بجا قرطاس نامہ کو آب اشک چشم سے نم کیا بعد القاب اور دعاے درازی عمر و دولت کے لکھا کہ ای فرزند سعادتمند پروردگار عالم تجکو ہمیشہ شاد اور جملہ سوانح ارضی و سماوی سے اور صدمات گوناگون سے تیرے دل کو آزاد رکھے تو نے میرے ساتھ وہ نیکی کی ہی کہ بعد مرگ بھی یاد رہیگی اور روح میری بعد رحلت تجھ سے مرقد مین شاد رہیگی تو نے تو ہفت ملک کی حکومت کی سند از سر نو مجکو بذریعہ ملکہ زرانگیز روانہ کرکے شاد کیا لیکن ہرمز و فرامرز نے ظلم و ستم کرکے ازبس مبتلاے نالہ و فریاد کیا یعنے مجکو تخت حکومت سے اُٹھا دیا ہی اور دل میرا آتش کینہ و فساد اپنے سے جلا دیا ہی ارکین سلطنت اور سرداران لشکر وغیرہ سب اُنکے طرفدار ہوگئے نمک حرامی پر کمر چست باندھکر میری دل آزاری پر مستعد و تیار ہوگئے اِس وقت کوئی میرا معین و ناصر و یاور نہین ہی سواے چند خدمتگارون کے کوئی میرا دوست بظاہر نہین ہی لہذا مین تم کو اپنے حال پر ملال سے آگاہ کرکے چاہتا ہون کہ تم یہان آؤ ہرمز و فرامرز میرے بدخواہون کو تخت حکومت سے اُٹھاؤ اور پھر مجکو سریر سلطنت پر بٹھا کر مسرور کرو میرے دل سے رنج و غم کو دور کرو جو مین نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ مدائن مین جا کر دائرۂ دین اسلام مین آؤنگا

اور چراغ اسلام اپنے دل تاریک مین جلاؤنگا اب بھی وہی ارادہ ہی کہ جب تم یہان آوگے تمھارے
سامنے کلمۂ شہادت زبان پر لاؤنگا اس عہد و پیمان سے ہرگز ہرگز پھر نہ جاؤنگا زیادہ سوائے دعاے
ازدیاد عمر و دولت کے کیا رقم کرون اور بجز تمھارے اشتیاق دیدار کے کیا حوالۂ قلم کرون الحاصل یہ چند
سطور نامہ مین لکھکر اور ملفوف کرکے سرنامہ پر مُہر اپنی کرکے ایک خدمتگار دیرینہ کو جسکا نمک حلالی طریقہ
اور قرینہ تھا پاس بُلاکر پوشیدہ طور سے اُسے دیا اور کہدیا کہ جلد اس نامہ کو پاس میرے پسر خواندہ
حمزہ کے لیجا اور جواب اسکا بتعجیل تمام لا اثناے راہ مین کسی سے اس نامہ کا حال ظاہر نہ کرنا اور کسی شخص
کو اس راز سے ماہر نہ کرنا یہ سمجھا کر اُسے رخصت کیا اور کچھ براے خرچ راہ اُسے دیا اور وقت رخصت
یہ بھی کہدیا کہ حمزہ مع سپاہ آب بصرہ پر مقیم ہو اور لب دریا وہ دریکتاے سعادتمندی فروغ بخش مثل
ید بیضاے کلیم ہی خدمتگار مذکور نامہ برکی بدل منظور کرکے اُسی وقت منزل مقصد کی طرف مثل غبار اُڑتا
ہوا چلا بادستہ یا مثل عیار صبا رفتار سمت مقام مدعا سیماب وار قطرہ زن ہوکر مرحلہ پیماے منزل مقصود ہوا
بعد قطع منازل و طی مراحل مثل خبر وہ خدمتگار خوش سیر بصرہ مین پہونچا دیکھا کہ کنارۂ دریا لشکر کثیر قیام
پذیر ہی جب قریب تر گیا دیکھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری مع چند عیارون کے سیر روانی آب دریا کر رہے
ہین سقّے کنارے دریا کے مشکون مین پانی بھر رہے ہین صبح کا وقت ہی نسیم سحری چل رہی ہی سرداران
لشکر بعد فراغ نماز دربار دُربار بادشاہ لشکر اسلام مین گروہ گروہ جاتے ہین لشکری خواب سے بیدار
ہوکر بستر اپنے اپنے اُٹھاتے ہین ظل اللہ محل سرا سے برآمد ہوکر دربار مین جلوہ آراے سریر حکومت ہوچکے
ہین حمزۂ صاحبقران بھی داخل دربار بصد صولت و شوکت ہوچکے ہین خواجہ عمرو بھی عیارون سے کہہ
رہے ہین کہ اب وقت دربار ہی یہان سے چلو کہ سیر دریا ناگوار ہی یہ کہکر خواجہ عمرو جانب دربار
چلے تھے کہ خدمتگار نامہ دار نے خواجہ عمرو کو جھککے سلام کیا اور بعد بجالانے سلام کے دست بستہ
یہ کلام کیا کہ یہ حقیر ملک مدائن سے آیا ہی نامہ نوشیروان ملک عادل کسرا لایا ہی چاہتا ہون کہ خدمت
حمزۂ صاحبقران سے فیض یاب ہون جو نامہ کہ لایا ہون خاص اُنھین کے دست حق پرست مین دون
لہذا آپ میرے حاضر ہونے کی اطلاع کیجیے خادم کو حکم لیکر داخل دربار ہونے کی اجازت دیجیے
عمرو نے جواب دیا او بڈھے تو بہت فصیح بیان ہی نہایت شستہ تیری زبان ہی مگر اس زبانی گفتگو سے کام
نکلنا دشوار ہی تیرے آنے کی خبر کرنا کچھ آسان نہین کیونکہ بادشاہ عالی جاہ کا دربار ہی ہان اگر کچھ دینے
کا اقرار کرو تو البتہ ابھی جاؤن ظل اللہ اور حمزۂ صاحبقران کو تیرے حاضر ہونے کی خبر سُناؤن نامہ بر نے
عرض کیا جو کچھ دربار بادشاہ اسلام سے انعام مین پاؤنگا اقرار کرتا ہون کہ بہر نذر ضرور لاؤنگا خواجہ
نے ہنسکر جواب دیا کہ مین تجھسے کیا لونگا تو نامہ دار ہی نہین معلوم کس دام پریشانی و مصیبت مین
گرفتار ہی تیرے چہرہ سے آثار حزن آشکار ہین آنکھین تیری کسی صدمۂ قلبی سے اشکبار ہین یہ کہکر
خواجہ دربار مین گئے اور روبروے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران جاکر اس طرح دعا و ثناے
بادشاہی زبان پر لائے بموجب ابیات

ہو جب تک آبشار فیض جاری | عطا ہو تجھکو ہر دم کامگاری
ہی جب تک دور سقف آسمانی | منیر شاہ کو ہو شادمانی

اتی شاہ عالم پناہ اسوقت ایک قاصد باخاطر پریشان نامۂ نوشیروان

لیکر مدائن سے آیا ہو امید وار باریابی ہو بادشاہ اسلام نے یہ خبر سُنکر ملازمون کو حکم دیا کہ نامہ بر کو دربار
مین لے آو جلد جاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم چند ملازم گئے اور اُس قاصد کو دربار مین لائے اُسنے نظارہ
اہل دربار پر دو شائی قدرت پروردگار نظر آئی رعب شاہ سے دست و پا تھرائے قریب تھا کہ
سطوت شاہی سے اُسے غش آئے مگر اُسنے بزور اپنے تئین سنبھالا اور موافق قاعدہ کے بادشاہ اسلام
کو سلام کیا بادشاہ نے لائق اُسکے رتبہ کے دربار مین بیٹھنے کو اشارہ کیا جب وہ بیٹھ چکا
بہ حکم بادشاہ اسلام چند ساقیان گل اندام کشتیان شراب ناب کی مع جام ہاے بلورین لیکر
دربار مین آئے اور بموجب ایماے شاہ عالی تبار جام بادۂ گلنار نامہ دار کو دیا جب دماغ اُسکا
حرارت بادۂ تند سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار نوشیروان بادشاہ اسلام نے نامہ اُس سے طلب
کیا اُس نے بموجب دستور دستار سے نامہ مذکور نکال کر ہاتھون پر رکھکر پیش کیا بادشاہ اسلام نے
نامہ لیکر حوالہ میر منشی کیا اُس نے حسب قاعدہ باواز بلند وہ نامہ پڑھا بادشاہ لشکر اسلام نامہ
تمام و کمال سُن کے بدرجہ کمال متاسف ہوے اور ہرمز و فرامرز کے ظلم و جفا کرنے کا جو احوال سُنا
غصہ آیا اور حمزۂ صاحبقران کو تو اِس درجہ غیظ آیا کہ موے تن مانند تپ زدگان کھڑے ہو گئے
چہرہ پر آثار غصہ و غضب نمایان ہوے اُسی وقت بادشاہ لشکر اسلام نے اُس نامہ بر کو خلعت
دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ تو مدائن مین پہونچنے نہ پائے گا کہ یہان سے کوئی نہ کوئی بہادر واسطے مدد
نوشیروان کے روانہ کیا جائیگا نامہ بر تو یہ سُنکر رخصت ہوا بعد جانے قاصد مذکور کے امیر باتوقیر
نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ نوشیروان نے محض مجکو طلب کیا ہو چاہتا ہون کہ مین خود جاؤن
اور ہرمز و فرامرز کو سزاے معقول دیکر نوشیروان کو تخت پر بٹھاؤن اور اُسکو دائرۂ دین اسلام
مین لاؤن بادشاہ نے اجازت دی اور فرمایا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لیجانا لازم ہو یقین ہو کہ جنگ
واقع ہو گی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا فضل خدا اور آپ کے اقبال سے مین تنہا جاکر ہرمز و
فرامرز کو بخوبی سزا دونگا سواے خواجہ عمرو کے اور کسی کو اپنے ہمراہ نہ لونگا بادشاہ اسلام
یہ کلام سُن کے خاموش ہوے حمزۂ صاحبقران باجازت بادشاہ لشکر اسلام اُسی وقت اشقر
دیوزاد پر سوار ہو کر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر بصد غضب جانب مدائن روانہ ہوے
بعد قطع راہ جب قریب مدائن پہونچے مردمان آئند و روند کو دیکھا کہ گریبان چاک ہین سر پر خاک
پڑی ہو آنکھون سے آنسو روان ہین لب پر شور و فغان ہو امیر باتوقیر نے گھبرا کر خواجہ عمرو
سے کہا ای خواجہ ان لوگون سے دریافت کرو کہ سبب تمہارے رونے اور گریبان چاک
کرنے کا کیا ہو کون سی بلا مین مبتلا ہوے ہو کس دام الم مین اسیر ہو خواجہ عمرو نے حسب الحکم
اُن سے پوچھا اُنھون نے بصد اشکباری بیان کیا کہ جب ہمارے بادشاہ عادل نوشیروان
کو ہرمز و فرامرز نے باغواے بختیارک تخت حکومت سے اُٹھا دیا بادشاہ موصوف شب و
روز غمگین رہتا تھا جفاے پسران نالائق کا صدمہ بمجبوری اپنے دل پر سہتا تھا آج وقت سحر
زیر طاق کسرا بیٹھا تھا اپنے حال پر نظر کر کے کبھی روتا تھا اور کبھی اپنے خدا سے کہتا تھا کہ ای
میرے پیدا کرنے والے اب تیرے اِس بندہ سے صدمہ اُٹھایا نہین جاتا چہرۂ لطف زندگی نظر

نہین آتا صبر کی تاب نہین صدمہ سے خواہش خور و خواب نہین جلد مجکو دنیا سے اُٹھا لے صحراے
عدم کی سیر دکھا دے ہنوز یہ تقریر کر رہا تھا کہ ناگاہ دیوار اُس پر گر پڑی اور وہ شاہ جمجاہ زیر دیوار
دب کر ہلاک ہوا ایک عالم اُس کی غم مین گریبان چاک ہوا ہم نے بھی شاہ مرحوم کے غم مین یہ
حال کیا ہی دامن صبر و شکیبائی کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہی نہین معلوم وہ شاہ فلک بارگاہ ابھی زیر خاک
سونپا گیا یا نہین عمرو یہ حال سنکے رونے لگے اور جو کچھ اُن لوگون سے سُنا تھا حمزہ صاحبقران سے آکر
عرض کیا امیر با توقیر یہ خبر پر ملال سُن کے بہت غمگین و اشکبار ہوے بعد ازان وہان سے چلے
اثناے راہ مین خواجہ عمرو سے کہا افسوس ہزار افسوس نوشیروان نے انتقال کیا ملاقات میسر
نہوئی اب اُسکے دفن و کفن ہی مین شرکت کرینگے اُس کی نعش کے ہمراہ جائینگے وہ ہمارا محسن تھا
ہمین اُس نے پرورش کیا تھا اُسکے ہمپر احسان بہت ہین ابھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ چند آدمی نالہ کنان
نظر آئے اُن سے جو خواجہ عمرو نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ لاش شہنشاہ نوشیروان کی موافق
اُس کے مذہب آبائی کے اُٹھائی گئی اور دفن کی گئی جب یہ خبر خواجہ عمرو نے سُنی دست بستہ
حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر اب اس حقیر کی عقل یہ کہتی ہی کہ حضور کا جانا اب
بے سود ہی نوشیروان موافق اپنے مذہب آبائی کے دفن ہو چکا وہ جو آپ کا ارادہ تھا کہ ہم
موافق اپنے مذہب اسلام کے اُسے اُٹھائینگے اور دفن کرینگے وہ امر ممکن نہ ہوا جو مقدر مین اُسکے
تھا وہ ہوا اب آپ یہان سے مراجعت فرمائیے اپنے لشکر کی طرف چلیے اگر مدائن مین جائیے گا تو
ہرمز و فرامرز آپ سے بسختی پیش نہ آئینگے بلکہ مجکو یقین ہی کہ آپ سے بہ بدی پیش آئین حالانکہ آپ
شیر بیشۂ شجاعت اور مرد میدان دلاوری و جرأت ہین وہ دونون شغال آپ سے کیا مقابلہ
کر سکتے ہین لیکن کیا ضرور ہی کہ بیکار دشمن کے سامنے تنہا جائیے امیر با توقیر نے یہ سُن کے جواب دیا
میرا دل چاہتا تھا کہ ہرمز و فرامرز کو جاکر سزا دونگا اور نوشیروان کو تخت پر بٹھاؤنگا افسوس
حسرت دل کی دل ہی مین رہی یہ کہکر امیر با توقیر نے غم نوشیروان مین مرکب سے اُتر کر حال اپنا تباہ
کیا اور اِس قدر روئے کہ قریب تھا کہ غش آجائے اُس وقت خواجہ عمرو نے آبدیدہ ہو کر یون عرض
کیا کہ ای امیر با توقیر ماتم شہنشاہ نوشیروان مین صبر کیجیے ذرا حالات رفتگان پر نظر کیجیے کیسے کیسے
نامی و نامور زیر خاک پنہان ہوگئے جنکا مثل و نظیر زیر فلک پیر نہ تھا اور کیسے کیسے شاہان اولوالعزم
اس دار فنا سے سوے عدم گئے کہ ہم رتبہ اور ہمسر کوئی اُن صاحبان توقیر کا نہ تھا بمقتضاے نظم

رہا آسودہ دل کون اِس مکان مین
گئے عیش و طرب سے ہو کے محروم
ارم کے باغ کی حسرت مین شداد
سبھون نے خاک مین آرام پایا
ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
اجل کی تیغ سے اک دم مین بیسیر
جہان پر فرش زرین تھے بچھاتے

ملا آرام کس کو اس جہان مین
نہ کیکاؤس نے بھی پایا آرام
ہوا کس طرح سے آخر کو برباد
بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
کیا سر ٹھوکرون سے سب نے پامال
کہان ہین وہ مکان و قصر و بستان
وہان انسان کو اب خوف آئے

کہان ہین کیقباد و قیصر روم
گئے اسفندیار و زال و بہرام
سکندر کے نہ لشکر کام آیا
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی
ہوا افراسیاب ایسا دلاور
سریر آرا تھے جنہین شاہ و سلطان
جہان رہتا تھا اکثر مجمع ناس

وہان جانے مین اب ہوتا ہو دیکھا۔ الحاصل غرض میری اس تقریر سے یہ تھی کہ آپ صبر کیجیے اُن کے غم
و رنج مین حال اپنا تباہ نہ کیجیے ایک شہنشاہ نوشیروان ہی رہرو ملک عدم نہین ہوے صدہا بلکہ ہزارہا
خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک شاہان ذیوقار اور سلاطین روزگار یہان تک کہ خاصان
خدا و برگزیدۂ کبریائی و پیغمبرون کو موت سے امان نہ ملی اور جو اب زندہ ہین اُنکو بھی ایک دن فنا
ہی اور جو پیدا ہونگے وہ بھی مرجاینگے یہ دنیا اور زمین و آسمان بھی باقی نہین رہینگے سواے ذات
خدا کے کسی شے کو بقا نہین دنیا بمنزلہ سرا ہی اور اہل دنیا مسافر ہین قیام کا اُن کے اعتبار نہین بلکہ
کوچ کرنے کا یقین ہی پس عاقل کو مناسب ہی کہ جو شخص بہ حکم خالق لوح و قلم جانب ملک عدم جاے
بہ مصلحت اور مشیت الٰہی پر راضی ہو اور جو شخص کہ مرگیا ہی اُس کے غم مین چندان گریہ و زاری
نہ کرے اور اگر ہو سکے تو اُس کے واسطے خدا سے طلب مغفرت کرے جب حمزۂ صاحبقران
کو خواجہ عمرو نے اس طرح سمجھایا فی الجملہ امیر با توقیر کو غم نوشیروان مین صبر آیا اور پھر
ارادہ مدائن مین داخل ہونے کا نہ کیا اور اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر خواجہ عمرو کو ہمراہ
لیکر جانب بصرہ بادل مغموم روانہ ہوے بعد قطع راہ جب قریب بصرہ پہونچے بادشاہ
لشکر اسلام کے حکم سے بہت سے سرداران نامی واسطے استقبال حمزۂ صاحبقران کے گئے
اور بصد عزت و تکریم ہمراہ اپنے دربار بادشاہ لشکر اسلام مین لائے امیر با توقیر روبروے
بادشاہ جا کر شرائط تسلیم بجا لائے بعدہٗ تمام حال شہنشاہ نوشیروان کا جو کچھ سُنا تھا بیان کیا
بادشاہ لشکر اور اکثر سرداران نیک نام کو اُس کے مرجانے کا نہایت رنج ہوا

داستان پہونچنا صابر نمدپوش کا دربار شاہ زنگبار مین اور نامہ دینا اور براے اعانت روانہ کرنا چوطویل کا اپنے فرزند ثریا کو مع سپاہ و حالات دیگر ساقی نامہ

دے مجھے ساقیا مئے گلرنگ | نشہ مین ہوئے تا لڑائی کا ڈھنگ | تاک انگور سے شراب کھینچے
نقشۂ جنگ بے حساب کھینچے | وہ سُناؤن تجھے نئے مضمون | زرد ہو جنسے عارض گلگون
مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی | نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی | سُنکے اُڑ جائین بلبلون کے ہوش
شمع طور کلیم ہو خاموش | مین دکھاؤن جو معجز تقریر | جان پڑ جاے بول اُٹھے تصویر

لطف ہو سامعین کو حد سے زیاد | اشتیاق سخن مین ہو دلشاد

نغمہ سنجان بوستان سخن | تازگی بخش داستان کہن | شاخسار بیان پہ بلبل سان
اس طرح ہوتے ہین نواسنجان | کہ جو دفتر دوم نوشیروان نامہ مین ہرمز اور فرامرز نے بصلاح

بختیارک نابکار دو نامے لکھوا کر ایک صابر نمدپوش کو اور دوسرا کرکس ساسانی عیار کو دیا
تھا اور دونون عیار صبا رفتار نامہاے مذکور لیکر روانہ ہوے تھے اول صابر نمدپوش عیار
کا احوال تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ عیار بلاے روزگار پاے شاطری مارتا ہوا طی الارض مین مصروف ہوا
اثناے راہ مین عجائب و غرائب کی سیر کرتا ہوا داخل شہر زنگبار ہوا منزل مقصد پہ پہونچنے
سے سفینون کو قرار ہوا تیز روی سے باز رہکر خرامان خرامان چلا شہر کو دیکھا نہایت آباد و رعایا دلشاد

ہر ایک سڑک صاف اور کوچہ مثل آئینہ شفاف ہر ایک بازار مین دو رویہ دوکانین اُن پر دوکاندار
بیٹھے ہین خریدارون کا ہر دوکان پہ مجمع ہو ہر قسم کا اسباب نفیس و عمدہ بک رہا ہی بازار گرم ہی آیند
و روند کی اِس درجہ کثرت ہی کہ اُن کے درمیان سے ہوا کا نکلنا مشکل ہی جابجا ساقین جوان لباس
رنگین پہنے ہوے تختون پر فرش نفیس بچھا کر بناز و ادا پاؤن کے نیچے بیٹھی ہین سامنے اُن کے حقے
عمدہ اور نفیس پانی سے سینچے تر کیے ہوے رکھے ہین قریب زیر تخت تھیک مین لکڑیان سلگ رہی
ہین چلمین چرس اور تمباکو کی ایک طرف رکھی ہین پاندان روبرو کھلا ہی گلوریان بنا کر کھا رہی ہین جو
اُن ساقنون کے لب مسی مالیدہ تھے گلوریان کھانے سے یہ رنگ دہن ہوا کہ ایک نے تماشا بین سے یہ
بے اختیار کہا بیت مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی ؛ تماشا ہی تہ آتش دھنوان ہی ؛ ہر ایک ساقن
کی تخت پر نشہ بازون کا ہجوم ہی بی ساقن آج تو چرس عمدہ پلا دیہی دھوم ہی کوئی نشہ باز چرس پر
اِس قدر زور سے دم لگاتا ہی کہ چلم سے لو بقدر ریگ وجب بلند ہوتی ہی کوئی حسرت سے دیکھ رہا ہی
اور یہ کہتا ہی بیت آج ساقن دمون کی خیر رہے ؛ ہین محروم دم بخیر رہے ؛ کوئی کثرت نشہ سے
جھومتا ہی کوئی نشہ باز عاشق مزاج عالم نشہ مین بے حجابانہ بی ساقن کا عارض چومتا ہی کوئی نشہ باز
مانند گل شگفتہ ہو کر پھولون کے ہار گردن مین اپنی محبوبہ ساقن کے ڈالتا ہی اور اُس کی نزاکت کی
اِس طرح تعریف کرتا ہی بقول ہنر بیت ہار پھولون کا جو پہنا ہی گلے مین یار نے ؛ موج بوے گل کا
دھوکا ہر رگ گردن پہ ہی ؛ کسی طرف جوہری بازار ہی ہر ایک دوکاندار مالدار ہی لعل و یاقوت کے
دُرج بیشمار اُن کی دوکانون پر رکھے ہین روپیہ اشرفی کے جابجا انبار ہین زیورون کے ڈھیر طلاکار
ہین ایک سمت بزازون کی دوکانین پارچہ ہاے زنگار رنگ سے آراستہ ہین حریر و دیبا پرنیان و
کتان خز و سنجاب وغیرہ سے پیراستہ ہین اُن کی دوکانون پہ ہر ایک رنگ کا تھان ہی کثرت بیل اور
بوٹے سے ہر تھان گلشن کا نشان ہی اسی طرح ہر کوچہ و بازار مین ہر قسم کی اشیا اور اسباب کے
بیچ و شری کی کثرت اور تمامی شہر مین قرینے سے پختہ مکان نادر عمارت طول مین وہ شہر مثل
زلف دراز محبوبان تھا اور عرض مین مانند شب فراق عاشقان تھا الغرض صابر نمد پوش شہر
کی سیر کرتا ہوا جابجا ٹھہرتا ہوا دار الامارہ چو طویل زنگی یعنے بادشاہ زنگبار کے در دولت
پر گیا اور خادمان دربارگاہ سے کہنے لگا اے برادران آگاہ ہو کہ مین ملک مدائن سے آیا ہون
ہرمز و فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان کا نامہ لایا ہون جلد اپنے بادشاہ سے جا کر کہو کہ
ایک نامہ بر آیا ہی امیدوار ہی کہ باریاب ہو اور علاوہ نامہ دینے کے شرف حضوری و آستان بوسی
سے کامیاب ہو اسے فی الفور خدام مذکور گئے اور عرض بیگی سے ظاہر کیا کہ ایک نامہ دار مدائن سے
آیا ہی نامہ شہنشاہ نوشیروان کے لڑکون کا لایا ہی عرض بیگی خدام دربارگاہ سے یہ خبر سن کے
فوراً دربار شاہ زنگبار مین آیا اور مجراگاہ سے باادب تمام مجرا کر کے اِس طرح وہ کافر اپنے بادشاہ
کافر کی دعا و ثنا زبان پر لایا ابیات

اے خط سبز تو خران بچرند ؛ بر سبز تو موکلان بہ زنند ؛
طبل بطن تو لبس سگان بدرند
گرز آتش ہسزار زنگار رنگ
اہل دربار نے ناسمجھی سے بے اختیار کہا بیش باد بعد کرنے دعا

وثنائے مذکور کے عرض بیگی نے یون عرض کیا ای شہریار ذیوقار اس وقت ایک قاصد ملک مدائن
سے آیا ہی نامہ فرزندان نوشیروان کا لایا ہی امیدوار باریابی کا وہ خوش نہاد ہی اُسکے باب مین
کیا ارشاد ہی چوطویل شاہ زنگبار نے چند ملازمون کو حکم دیا اُسے ہمارے روبرو لے آؤ جلد
جاؤ دیر نہ لگاؤ چنانچہ حسب الحکم وہ ملازم دربارگاہ تک آئے اور صابر نمد پوش کو روبرو شاہ
زنگبار کے لائے اول نامہ دار مذکور نے جانب دربار شاہ زنگبار نظر کی دیکھا چوطویل شاہ تخت
جواہر نگار پر بصد کبر و غرور بیٹھا ہی وزرا بعہدۂ وزارت حاضر دربار ہین صد ہا زنگی پہلوان آہنی
دنگلون پر بیٹھے ہین شکلین اُن کی ایسی مہیب ہین کہ اگر دیو سیاہ بھی اُن کو ایک نظر دیکھ لے تو ڈر کر
ہلاک ہو جاے اور اگر کوئی خبیث اُن پر نظر کرے کثرت خوف سے فی الفور پیوند زمین ہو جاے
وہ بظاہر ایسے قوی تھے کہ فیل مست کو مثل مور ضعیف جانتے تھے قد و قامت دراز رکھتے تھے
ہاتھ اور پاؤن اُن کے گویا آبنوس کے کندے تھے طرح طرح کے آلات حرب و ضرب اُن کے
اجسام پر آراستہ تھے آوازین اُنکی وہ مہیب کہ اگر فیل مست سُن لے دہشت سے چنگھاڑ کر
مر جاے صورتین اُنکی وہ سیاہ کہ شب تاریک بھی جنھین دیکھ کے خوف کھائے ایک جانب دربار
مین کچھ حکما اور ندیم کچھ جدید اور کچھ قدیم علے قدر مراتب مودب بیٹھے تھے کوئی رعب شاہ زنگبار سے
اشارہ سے بھی مطلب دل اپنا دوسرے پر ظاہر نہ کر سکتا تھا نامہ دار زنگیان دربار کو دیکھ کر
ہر چند کہ ڈرا لیکن بمشکل کھڑا رہا ناگاہ عرض بیگی نے بآواز بلند کہا ای شہنشاہ فلک بارگاہ نگاہ
روبرو چوطویل سے فی نظر جانب نامہ بر کی قاصد نے حسب دستور مجرا کیا شاہ زنگبار نے موافق
اُسکے رتبہ کے اپنے دربار مین بیٹھنے کی اجازت دی نامہ بر بار دیگر مجرا کر کے جس جگہ حکم ہوا
تھا بیٹھا اُسی وقت حسب الحکم شاہ زنگبار چند ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی مع
ساغر بلورین دربار مین لائے پہلے اُنھون نے جام بلورین مے گلنار سے مملو کر کے شاہ زنگبار
کو دیا بعدۂ ساغر مے گردش مین آیا یہانتک کہ نامہ بر کو بھی چند جام مے پلائے جب دماغ قاصد
مذکور کا بادۂ تند سے گرم ہوا یکبار انہم نامہ دار شاہزادگان ذیشان و حاکمان ہفت ممالک
نوشیروان شاہ زنگبار نے بنظر تکبر کچھ نہ خیال کر کے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے دستار سے نامہ
نکال کر بموجب دستور دیا شاہ زنگبار نے کثرت نخوت و غرور سے اُس پر زر بھی نثار نہ کیا اور
فوراً حوالہ میر منشی کیا اور کہا اسے بآواز بلند پڑھ تا جملہ اہل دربار سنین اُس نے بموجب حکم نامہ
پڑھا اُس نامہ مین بعد القاب و آداب شاہانہ کے یہ عبارت درج تھی کہ ای شاہ جمجاہ فلک بارگاہ
عادل بے نظیر دستگیر برنا و پیر امیدگاہ درماندگان رستم وقت و اسفندیار زمان شیر صولت
مریخ صورت عالی ہمم صاحب فوج و علم آپ کی تعریف و ثنا اچھی طرح میری زبان کر نہین سکتی اور
اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ آپ کے کماحقہ عیان کر نہین سکتے کیونکہ شجاعت مین آپ کا
ہمتا ربع مسکون مین کوئی دلیر نظر نہین آتا اور صحرائے دلیری مین مانند آپ کے کوئی شیر دکھائی نہین
دیتا شیر فلک آپ ہی کے خوف سے بالائے آسمان نہان ہی مریخ آپ ہی کی تیغ خون چکان سے
خائف ہو کر بالائے فلک لرزان و ترسان ہی آفتاب آپ ہی کے رعب و جلال سے کانپتا ہوا ہر روز

نکلتا ہو سکہ آپ کے رعب وصولت کا شرق سے مغرب تک چلتا ہی آپ کے بزرگون اور ہمارے آباو
اجداد سے باہم اتحاد رہا کبھی درمیان مین جھگڑا نہ فساد رہا آپ کے بزرگون نے بارہا ہمارے بزرگون
کی اعانت کی ہی اکثر ہمارے بزرگون نے جنگ وجدال مین آپ کے بزرگون کی شرکت کی ہے
ترسیل نامجات محبت آمیز مین جانبین سے کوشش رہی ہی لیکن اس زمانہ مین بوجہ ظہور جنگ جدال
اور انتقال والد خوش خصال کے اتنی فرصت اور صدمہ سے مہلت نہ ملی کہ آپ کو اپنے حالات
سے اطلاع دیجاتی لیکن اب آپ کو ہم اپنے حال پر ملال سے آگاہ کرتے ہین کہ حمزہ پسر عبد المطلب
نے باوجود ملازم ہونے کے بے سبب ناراض ہو کر بغاوت اور سرکشی پر اس قدر کمر باندھی کہ
لشکر کثیر جمع کر کے ایک مدت بازار جنگ وجدال گرم رکھا اور کئی ملک ہمارے والد سے بزور
شمشیر چھین کے اپنے قبضہ مین کر لیے ہمارے والد جنگ وجدال سے اِس قدر تنگ آئے کہ
خود بخود تخت حکومت سے اُتر کر ہم کو تخت پر بٹھا دیا تھا اب ہم کو حمزہ سے خوف واندیشۂ جان
ہی کہ وہ نشہ بادۂ کبر ونخوت سے مست ہو رہا ہی مانند اپنے کسی شاہ وشہریار کو نہین جانتا ہی فی زمانہ
وہ مع اپنے لشکر کے دریاے بصرہ کے کنارے مقیم ہی سُنا ہی کہ اب ہم پر لشکر کشی کریگا ہمارے
باپ کی تو زندگی تلخ کر چکا بلکہ اسی صدمہ سے اُنھین ہلاک کر چکا اب ہمارے قتل کی تدبیر کر رہا
ہی ہماری سپاہ قلیل ہی اور یہ دشمن سے شکست کھانے کی دلیل ہی سواے آپ کے کوئی معین
ومددگار ہمارا روے زمین پر نہین ہی اور کوئی ناصر ہمارا ربع مسکون مین آپ سے بہتر نہین ہی
لہذا بذریعہ محبت نامہ بمنت وعاجزی آپ سے طالب اعانت ہین قسم ہی آپ کو اپنے دین ومذہب
کی جلد ہماری مدد کیواسطے مع لشکر کثیر تشریف لایئے یا کسی اپنے دلاور یکتاے دہر کو باسپاہ گران
روانہ فرمایئے کہ ہمارے دشمن مذکور کو سر میدان قتل کرے یا زندہ گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کر دے
اگر ہم آپ کی عنایت بیغایت سے دُر مدعا پائینگے تمام عمر کثرت بار عصیان سے سر نہ اُٹھائینگے اب
ہم اس نامہ کو اِس دعا پر ختم کرتے ہین بیت جب تلک بود وباش خلقت ہو ٭ ذات والا صفات
حضرت ہو ٭ چو طویل نے جو عبارت نامہ کی جسے ہرمز وفرامرز نے بصلاح بختیارک خوب مطلب خیز
اور کئی روز کی فکر مین سوچ سوچ کے اور شمع دروغ کو بہت فروغ دے کے لکھی تھی سُنی اپنے
وزرا سے خوش ہو کر کہنے لگا کہ پسران نوشیروان نہایت لئیق ہین مابدولت کو نامہ جیسا چاہیے
تھا ویسا ہی لکھا ہی اور امیدوار اعانت کے ہین مین اُن کی دلشکنی نہ کرونگا تمنا اُنکی بر لاؤنگا وزرا
نے بظاہر تو یہ عرض کیا جو کچھ ارشاد ہوا بہت مناسب ہی لیکن بباطن خیال کیا کہ مسخرہ اول تو پہلے
ہی متکبر ومغرور تھا اور یہ نامہ سُن کے زیادہ نخوت سے بھول گیا ہی اور اپنی حقیقت کم قوتی کیا
بھول گیا ہی انجام اِسکا بد ہوگا فرزندان نوشیروان کی مدد کر کے ایسا پچھتائے گا کہ صدمہ اسکو
بعید ہوگا وزرا تو یہ تصور کر کے خاموش کھڑے تھے ناگاہ چو طویل شاہ زنگبار نے اپنے
فرزند مسمے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند ارجمند تم نے نامہ فرزندان نوشیروان کا سُنا
حمزہ ایک ادنے ملازم نوشیروان کے مقابلہ کے واسطے مابدولت کیا جائین خلاف شان ہی
مگر تم کو لازم ہی کہ خوش کام وزیر اور زرہاج فیل کش جو تمھارا فن سپہ گری مین اُستاد ہی

اور ہشام تیز پران اپنے عیار کو معہ سپاہ کثیر بہر مدد جاؤ خبردار جلد جا کر اُن کے بداندیشون کے سر
تیغ سے قلم کر کے اُن کے حوالہ کر دینا اور بہ تعجیل وہان سے مراجعت کرنا کیونکہ جب تک تم نہ آؤ گے
مین پریشان خاطر رہونگا ثریا کہ بہادر اور جوانمرد و جرأت اور دلاوری مین فرد تھا بموجب نظم

رستم وقت اور شجاع و دلیر
شیر صحرا میان ہیجا تھا
روبہ بازی سے گھیرتا تھا شیر
جرأت و صفدری مین یکتا تھا

فوراً اپنے دنگل سے شیرانہ اُٹھا اور اپنے اُستاد اور وزیر مذکور
اور عیار مسطور اور سات لاکھ سپاہ آزمودہ کار کہ جنمین ہر ایک پیدل اور سوار بے بدل تھا ہمراہ لیکر
اپنے پدر سے رخصت ہو کر سمت مدائن روانہ ہوا ادھر چوطویل نے صابر ندپوش کو بھی خلعت رخصت
دیکر کہا کہ تو بھی ہمراہ میرے فرزند کے جا عیار مذکور رخصت ہو کر اثناے راہ مین لشکر ثریا سے
جا ملا بعد قطع منازل وطی مراحل جب ثریا قریب ملک مدائن پہونچا ہرمز و فرامرز کو ہرکارون
نے اطلاع دی کہ اے شاہزادگان ذیوقار ثریا نامے شاہزادۂ زنگبار سات لاکھ لشکر کی جمعیت
سے حضور کی اعانت کے واسطے آتا ہے باقی خیریت ہے ہرمز و فرامرز یہ خبر سُن کے خوش ہوے
اور بختیارک تو نہایت شاد ہوا مارے خوشی کے بے اختیار سر دربار ناچنے لگا اور کثرت شادی
سے اُچھلنے لگا اہل دربار سے ایک شخص نے کہا اے ملک جی سر دربار تمھارا ناچنا خلاف تہذیب ہے تم وزیر
ہو تمھارے مرتبہ سے یہ امر بعید ہے بختیارک نے جواب دیا ہم کو عالم خوشی اور شادی مین سب
مباح اور جائز ہے یہ کوئی عیب کی بات نہین ہے خوشی اور شادی مین بیشتر انسان رقص و نغمہ کرتا
ہے اور سُنتا ہے اور مین کیونکر اس وقت عالم خوشی مین رقص نہ کرون کہ مراد بر آنے کی امید ہے یعنے
دشمنون سے انتقام ظلم و جفا کا اب لیا جائے گا ثریا آتا ہے بہ خواہون کو روز بد دکھائیگا میرے
باپ کا عمرو نے حلوا گھونٹ کر لوگون کو کھلایا ہے مین نے یہ صدمہ بہت بڑا دل پر اُٹھایا ہے ہنوز
بختیارک یہ کہہ رہا تھا کہ ہرمز و فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ امراے نامدار کو ہمراہ لیکر
جلد جا اور ثریا شاہزادۂ زنگبار کا استقبال کر کے اُسے یہان لے آ بختیارک حسب الحکم
روانہ ہوا اور ثریا کا استقبال کر کے دربار مین لایا ہرمز و فرامرز نے بھی لب فرش تک جا کر
استقبال کر کے قریب اپنے تخت کے زرین نگار دنگل پر اُسے بٹھایا اور خوش کام وزیر اور زرہاج
فیل کش کو موافق اُنکے مراتب کے اُنھین دربار مین جگہ بیٹھنے کے واسطے مقرر کی گئی لشکر زنگبان
بیرون دربار اک میدان وسیع مین خیام برپا کر کے فروکش ہوا ہرمز و فرامرز شاہزادۂ زنگبار
ثریاے نامدار کی بتکلف تمام دعوت و ضیافت مین مشغول ہوے اور بزم عشرت واسطے اُسکے
آراستہ کی ثریا کو اب تو دعوت اور بزم عشرت مین چندے چھوڑیے اور اب کچھ احوال حمزۂ
صاحبقران کا سُنیے کہ ایک روز حمزۂ صاحبقران دربار بادشاہ اسلام مین تشریف رکھتے تھے
ناگاہ چند ہرکارے غبار مین آلودہ پسینے مین غرق افتان و خیزان دربار مین حاضر ہوے بعد بجا لانے
شرائط تسلیم کے اِس طرح دعا و ثناے بادشاہی مین سرگرم ہوے بموجب نظم

رہے جب تک کہ دور چرخ دوار
جہان ہو سر بسر سرسبز و گلزار
رہے خورشید ایمانی ضیا بار
وفور عدل سے مظلوم ہون شاد
ہو تیرے عدل سے عالم پر انوار
ہو کفر و ظلم کی نابود بنیاد

شعاع مہر ایمان ہر طرف ہو	ظلام ظلم و بدعت برطرف ہو	شاہ ذیجاہ کی عمر دراز ہو و دشمن

مقہور ہون ہرمز و فرامرز نے نامہ چوطویل بادشاہ زنگبار کو جو لکھا تھا اُس نے اپنے پسر
ثریا کو لشکر کثیر کی جمعیت سے براے اعانت روانہ کیا ہی ثریا داخل مدائن ہو چکا ہی اور بظاہر
زبردستان روزگار سے ہی بالفعل ہرمز و فرامرز اُس کی دعوت و ضیافت مین مشغول ہین سُنا
گیا ہی کہ بعد دعوت و ضیافت پسران نوشیروان ثریا کی مدد سے علم فتنہ و فساد برپا کرینگے
اور آتش کینہ و عناد کو بھڑکائینگے باقی خیر و عافیت ہی ہرکارے تو یہ عرض کرکے بیرون دربار گئے
بادشاہ لشکر اسلام نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بموجب استدعاے نوشیروان
ملکہ زر انگیز کو سند ہفت ملک کی لکھ دی گئی نوشیروان نے انتقال کیا ہرمز و فرامرز تخت نشین
ہوے انھون نے احسان فراموشی کرکے فتنہ و فساد پر پھر کمر باندھی ہی سُنا ابھی آپ نے زبانی
ہرکارون کے کہ براے جنگ و جدال اپنی اعانت کے واسطے شاہ زنگبار کو نامہ لکھا
اور اُس نے اپنے فرزند ثریا کو بہ مدد روانہ کیا ہی دیکھیے انجام اس کا کیا ہوتا ہی اور لندھور
بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ چوطویل بادشاہ زنگبار اور ثریا
کے حال سے کچھ تم کو آگاہی ہی کہ یہ کتنی سپاہ رکھتا ہی اور ثریا کیا بہادران عالم سے ہی اول
لندھور نے اپنے دنگل سے اُٹھ کے بصد ادب اس طرح عرض کیا کہ چوطویل بادشاہ زنگبار
سے اور مجھ سے قرابت ہی اور وہ میرا دشمن جانی ہی سپاہ بہت رکھتا ہی اور ثریا میرا بھائی
خانہ زاد ہی نہایت قوی اور بہادر ہی یقین کامل ہی کہ مجھ سے زیادہ تر برسر پرخاش ہو یہ عرض
کرکے لندھور خاموش ہو کے اپنے دنگل پر بیٹھا اُسی وقت امیر باتوقیر نے بادب تمام
بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کیا ہرچند کہ ہرکارون سے احوال ہرمز و فرامرز اور کیفیت ثریا کی
معلوم ہوئی ہی لیکن مین چاہتا ہون کہ مفصل دریافت حال کرنے کیواسطے خواجہ عمرو کو جانب مدائن
روانہ کرون تاکہ خواجہ جاکر احوال کما حقہ دریافت کرکے یہان آئین اور بیان کرین بادشاہ
لشکر اسلام نے ارشاد کیا بہتر ہی امیر باتوقیر نے اُسی وقت خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ تمسے
بہتر کوئی نہین ہی کہ مدائن مین جاکر حال دریافت کرکے ہم سے آکر بیان کرے پس تمھارا جانا مناسب
ہی خواجہ عمرو نے قبول کیا اور اُسی وقت قنطورۂ زرنفتی پیتاوۂ سقرلاتی کو پہن عیاری حیلہ ہاے
ناحق سے چست و چالاک ہو کر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ بموجب حکم جاتا ہون مگر مجھے اسکا بہت
خوف و خیال ہی کہ مین مہاجنون کا قرضدار ہون مبادا وہ کہین راہ مین ملجائین اور مجھ سے اپنا
روپیہ طلب کرین میرے پاس آپ کو معلوم ہی کہ ایک کوڑی بھی نہین ہی بڑی پریشانی سے زندگی
بسر کرتا ہون اُنھین کیا دونگا اگر وعدہ کرونگا وہ نہ مانینگے کیونکہ پیشتر وعدہ خلافی ہو چکی ہی پس
یقین کامل ہی کہ وہ مجھکو پکڑ لیجائینگے اور زد و کوب سے پیش آئینگے ایسی صورت مین اگر روپیہ کچھ بھی
ہوتا تو اُنھین دیدیتا اور مابقی دینے کا اقرار کرتا اپنی آبرو بچاتا امیر باتوقیر نے ہنسکر جواب دیا
ای خواجہ یہ باتین تمھاری محض جھوٹ اور مکاری کی ہین چاہتے ہو کہ بغیر روپیہ اشرفی لیے نجاؤن
تمھاری حرص و طمع از حد بڑھی ہوئی ہی خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو بہتر یہ فرماکر طلا زمین سے

حکم کیا دس ہزار روپیہ خواجہ عمرو کو لاکر دیدو ملازمین مذکور نے دس توڑے روپیہ کے لاکر خواجہ کے روبرو رکھے عمرو اُنھین دیکھکر خوش ہوے اور کہنے لگے اب میرے دل کو اطمینان ہوا یہ روپیہ مہاجنون کو زر اصل کے سود مین دیدونگا اور ای امیر آپ کا مثل و نظیر قدردانی ملازمین وغیرہ مین نہین ہی یہ کہکر توڑے روپیہ کے اُٹھاکر نذر زنبیل کیے کہ ای دادا جان یہ توڑے بہت حفاظت و نگہبانی سے رکھیے گا اِنکو زر قرضہ کے سود مین مہاجنون کو دونگا حمزۂ صاحبقران وغیرہ خواجہ کی اِس تقریر پر مسکرائے الحاصل خواجہ زر مذکور لیکر دربار سے نکل کر سوے مدائن روانہ ہوے اثنائے راہ مین جابجا عیاری و مکاری کرتے ہوے مسافرون کا مال و اسباب اِس خیال سے لوٹتے ہوے کہ سفر مین کچھ کھانے پینے کے واسطے فکر ضرور ہی تھی دست رہنا سفر مین اچھا نہین ہی اور خلاف عقل ہی غرض اِسی صورت سے بعد قطع منازل وطی مراحل داخل ملک مدائن ہوے اور دربارگاہ ہرمز و فرامرز پر جاکر بہ عیاری و مکاری ایک چوبدار کو اشارے سے بُلاکر علیحدہ لیگئے اور سفوف بیہوشی سُنگھاکر چوبدار کو بیہوش کرکے اور اُسکی صورت پر رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت کو آراستہ کرکے کپڑے اُسکے اُتارکر زیب بدن کیے اور عصا ہاتھ مین لیکر پگڑی سر پر رکھکر حسب اتفاق اُس وقت دربار ہرمز و فرامرز مین داخل ہوے کہ دربار خوب آراستہ تھا ہرمز و فرامرز تخت جواہر نگار پر بیٹھے تھے قریب تخت ایک دنگل پر کہ نہایت پُر زر اور نفیس و نادر تھا ثریا شاہزادۂ زنگبار کہ جسکے چہرے سے آثار شجاعت و دلاوری آشکار تھے شیرانہ بیٹھا تھا اور ایکطرف اُسکا اُستاد زرباج فیل کش اور خوش کام وزیر موافق اپنے اپنے رتبے کے بیٹھے تھے اور ہشام تیز پران عیار ثریا اور صابر نمد پوش عیار نوشیروان کے وقت کا یہ دونون بھی دربار مین موجود تھے اور جملہ ارکان سلطنت اور اعیان مملکت حاضر دربار تھے ساقیان گل پیرہن و گلاندام کشتیان شراب ناب کی اور ساغر بلورین حسب الحکم فرزندان نوشیروان لائے تھے اور سب کو جام پر جام مئے ناب کے دے رہے تھے اور جملہ اعلےٰ و ادنےٰ شراب پی رہے تھے بختیارک بھی خوش ہوکر بادہ کشی کرتا تھا ہر ایک نشۂ بادۂ ناب سے مست بیٹھا تھا نازنینان خوش جمال زہرہ مثال مع اپنے سازندون کے دربار مین موجود تھین شب کا وقت تھا روشنی جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ مین شمع ہاے مومی و کافوری کی اسقدر تھی کہ وہ شب روشنی مین بہتر از روز روشن ہوگئی تھی دربار کثرت روشنی سے پر نور تھا ایک نازنین رقاصہ بصد ناز و انداز بموجب اس نظم کے رقص و نغمہ کر رہی تھی نظم

ناچنے مین اگر اٹھایا ہاتھ — سازنے بھی دیا سُرون مین ساتھ — ٹھوکرون سے جگر کیا پامال
وہین انعام مین ملا زر و مال — ایسا توڑا تو کردیا بسمل — بجھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
ٹیپ سٹّے کی لی بہاگ مین جو — نہ رہا ہوش ہر فرشتے کو — راگ ہاتھ اپنے باندھکر آیا
دیکھ اِس راگنی کو گھبرایا — ٹھاٹھ تھا اُس پری کا آفت ہوش — سر سے پاتک تھی وہ گلابی پوش
کیا وہ رقص ٹھاٹھ بانکا تھا — طرز طاؤس بوستان کا تھا — دونون عارض تھے غیرت مشعل
کچھ نہ تھی اُس کو حاجت مشعل — راست و چپ شعلو پکالیون انداز — جیسے کھولے پری پر پرواز
نور کا وہ ہر ایک سازندہ — سحر کا ایک آگ نوازندہ — وہ گمک بائین کی وہ طبلے کی تھاپ

اور وہ سارنگیون کے سُر کا ملاپ
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتے جانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل

عجب انداز سے اُٹھائے ہاتھ
دل کو ہر بار چھینے ڈالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
اُبھرے سینے کی بھی وہ تھرمسک
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ماہِ تابان پہ چھا گیا بادل

گردش چشم پھر اُس کے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
مثل طاؤس مست ایسی تھی
بن گیا گرد ماہ کے ہالہ

اور یہ غزل وہ رشک حور سراپا نور
بہ لحن داؤدی گاتی تھی اہل بزم کو اپنے حسن وجمال اور رقص ونغمہ سے دام عشق مین لاتی تھی غزل

توڑیے توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنون
جان بلب رکھتا ہو اک رشک مسیحا کا فراق
شوق آرائش ہو اُس جانِ جہان کو آجکل
دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
روز وشب کرتا ہو وہ محبوب گل اندام رقص
کاہشون مین عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان
فصل گل مین یاد آتی ہو مجھے رفتار یار
سامنا رہتا ہو اشک سُرخ ورنگ زرد کا
دوستدار اُسکا جو مجھ سا اُٹھ گیا دنیا سے ہی
بستر غم پر پڑا رہتا ہو مُردے کی طرح
یار آزردہ ہو آتش آسمان ہو برخلاف

سو سہم گل مین کہان پرہیزگاری اندنون
دم نکل جاوے یہ ہو حالت ہماری اندنون
لپٹے ہی رہتے ہین دامن سے کناری اندنون
توتیاے چشم ہے گرد سواری اندنون
اُڑتی ہو ٹھوکر سے دامن کے کناری اندنون
رات سے بیمار کبھی دن ہو بھاری اندنون
چلتی ہو بن بن کے کیا باد بہاری اندنون
آشنائی درد سے ہو غم سے یاری اندنون
بیکسی پھرتی ہو کیسی ماری ماری اندنون
بیخودی بیطاقتی بے اختیاری اندنون
کون سُنتا ہی ہماری آہ وزاری اندنون

جس وقت وہ مہ جبین غزل مندرجۂ بالا گاتی تھی اہل بزم سب بے اختیار تعریف کرتے تھے اور بنظر عشق والفت اُسکی طرف دیکھتے تھے جب غزل مذکور رقاصہ مسطور نے تمام کی ہرمزد فرامرز نے خوش ہوکر اُسے انعام کثیر دیکر رخصت کیا ناچ راگ رنگ موقوف ہوا اُس وقت ثریا شاہزادہ زنگبار نے ہرمزد وفرامرز سے عالم نشۂ شراب مین پوچھا کہ اے شاہزادگان ذیوقار وحاکمان نامدار حمزہ صاحبقران جنکے آپ نواسے ہین انکا مفصل احوال بیان کیجیے کہ باعث اُنسے عداوت کا کیا ہوا اور لشکر کثیر اُنھون نے کیونکر جمع کیا اور جنگ وجدال آپ کے والد سے اور اُن سے بارہا کیون ہوئی اور اب سبب مخاصمت کیا ہے اور یہ شخص کون ہین سُنا ہے کہ مرد میدان نبرد ہین بڑے بڑے شجاعون کو اُنھون نے زیر کرکے اپنا مطیع کیا ہے لہذا دل چاہتا ہے کہ اِس وقت کچھ حال اُنکا بیان کیجیے تاکہ ہمین بھی معلوم ہو ہرمزد فرامرز نے جواب دیا کہ آپ نے بہت بڑا سوال کیا ہے مفصل کل حالات ہم کیا بیان کرین کہ ہماری زبان بیان کرنے سے قاصر ہے اگر کل حالات جنکا آپ نے سوال کیا ہے بیان کیے جائین اور کوئی منشی لکھتا جاوے تو سات آٹھ دفتر بڑے بڑے ہوجائین لیکن شمہ حال اُنکا ہمارا یہ وزیر بختیارک کہ کل حال سے ماہر وآگاہ ہے اس وقت آپ سے بیان کریگا یہ کہکر بختیارک سے حکم کیا کہ بیان کر بختیارک

نے رفیدہ سر پر درست کرکے اور اِدھر اُدھر دیکھ کے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار مجھ سے کچھ
حال حمزۂ صاحبقران کا اور باعث عداوت جانبین سُنیئے ثریا تاجدار اُسکی طرف متوجہ ہوا بختیارک
نے کہا اب گوش دل سے سماعت فرمائیے یہ عرض کرتا ہون ثریا نے کہا بیان کر ملک جی کہنے لگے
کہ خانۂ کعبہ مین اہل اسلام سے ایک بزرگ ہین نام اُنکا عبد المطلب ہی وہ ہمارے شہنشاہ نوشیروان
کے دوست تھے کیونکہ ایک روز شہنشاہ نے عالم خواب مین دیکھا تھا کہ ایک زاغ سیاہ جانب
مشرق سے پیدا ہوا اور اُسنے آکر تاج شہنشاہ اپنی منقار تیز سے گرا دیا پھر ایک باز سفید پیدا ہوا
اُسنے آکر اُس زاغ کو ہلاک کیا اور تاج مذکور شہنشاہ کے سر پر رکھدیا شہنشاہ یہ خواب دیکھکر
بھول گئے بزرجمہر اپنے وزیر سے کچھ مجمل حال خواب بیان کیا اور کہا کہ خواب دیکھا تھا مگر مین بھول گیا
حکیم صاحب نے اپنے زور علم وکمال سے جو خواب دیکھا تھا وہ بیان کیا اور تعبیر اُس خواب کی یہ دی کہ وہ
زاغ سیاہ ہشام خیبری ہی اور وہ باز جناب عبد المطلب کا ایک لڑکا ہی کہ پیدا ہوگا اور نام اُس کا
حمزۂ صاحبقران ہوگا وہ آپ کے بڑے بڑے کارنمایان کریگا جب اُن کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا
نام اُسکا حمزہ رکھا گیا اُسے ہمارے شہنشاہ موصوف نے اپنا ملازم اور پسر خواندہ کیا اور طرح طرح کے
اعطاف اُسپر کیے اور مثل فرزند کے اُسے پرورش کیا اور ساتھ اُنکے ایک اور جناب معلی القاب کی بھی پرورش
پر نظر کی ثریا نے پوچھا وہ جناب معلے القاب کون ہین مفصل اُنکے نام سے آگاہ کر بختیارک نے عرض
کیا حضور اُنکا نام اصلی مجھ سے نہ پوچھیے مین ڈرتا ہون اور صداقت اپنے قول کی مین اپنے سر سے
کیے دیتا ہون یہ کہکر رفیدہ اپنے سر سے اُٹھایا اور چندیا اپنی دکھائی اور کہا دیکھیے یہ اُنکی کفش کاری
اور عنایت بیحد کے باعث سے صاف وشفاف ہی ہمیشہ رہتی ہے بال کبھی نہین جمتے احتیاج حجامت
کی نہین ہی شاید اِس وقت بھی وہ یہان تشریف رکھتے ہون اور کچھ مین اُنکی شان مین خلاف کہون تو
جوتیان کھاؤن علاوہ اِس امر کے یہ بھی اُنکے نام مین اثر ہی کہ جہان اُنکا نام لیا اور وہ موجود ہوگئے کوئی
اُنکو روک ٹوک نہین سکتا قلعہ ہو کہ دریا ہو صحرا ہو کہ کوہ ہو اُنکا گذر ضرور ضرور ہوتا ہی پس اِس وجہ سے
مین اُنکا نام نہ لونگا ورنہ وہ یہان آجاوینگے میری آپ کی دونون کی شامت آجائیگی اس دربار کو لوٹ
لینگے بھاگتے بچھے اور تمھین راستہ نہ ملیگا تمام دربار کو درہم وبرہم کردینگے کوئی اُنکو گرفتار کر نہ سکیگا
وہ بخوف وخطر لوٹ مار کرکے چلے جائینگے ثریا نے جو یہ سُنا اِس درجہ غصہ آیا کہ بے اختیار ہاتھ اپنا
اُسکے مارنے کو بلکہ ہلاک کرنے کو اُٹھایا اور چاہا کہ سزاے معقول دیکر زبان کو گدی سے کھینچ لے
ناگاہ ہرمز وفرامرز نے کہا ہان ہان ای شاہزادۂ ذیوقار اِسکے ہلاک کرنے سے باز رہیے یہ ایک
شخص مسخرا ہی جو زبان پر چاہتا ہی جاری کرتا ہی بارہا ہم کو جو کچھ اِسکا دل چاہتا ہی کہتا ہی اور ہم کیا
ہین ہمارے باپ کو کہتا تھا اور وہ سُنتے تھے اور ہنسکر ٹال دیتے تھے اور کچھ تعذیر نہ دیتے تھے بخیال
اسکے کہ یہ مسخرا ہی بس آپ اسکے کہنے کا کچھ بُرا نہ مانیے ثریا نے ہرمز وفرامرز کے منع کرنے سے غصہ
کو ضبط کیا اور ہاتھ روکا مگر اُسی عالم مین کہا او نالائق اُس شخص کا نام ظاہر کر کیا مجال اُسکی کہ وہ
یہان قدم رکھ سکے اول تو ہمارے رعب سے نہ آئیگا اور دوسرے ہمارا عیار وہ لیگا نہ روزگار
ہی کہ کسی مکار وعیار کی یہ مجال نہین کہ جہان یہ ہو وہان آسکے تو بخوف ہوکر نام اُسکا لے بختیارک نے

رفیدہ سر پر رکھکر دست بستہ عرض کیا حضور آپ کیا ہین اور آپ کا عیار کیا چیز ہے اُنکو ایک لشکر تو
روک نہین سکتا کسی سے وہ نہین ڈرتے جن ہو کہ دیو انسان ہو کہ حیوان جہان چاہتے ہین ہان
بلا تامل جاتے ہین سب اُن سے ڈرتے ہین وہ کسی سے خائف نہین ہوتے ہین اب بھی مین کہتا
ہون کہ نام اُنکا نہ پوچھیے باعث خرابی کا ہوگا آئندہ آپ کو اختیار ہے ثریا نے برہم ہو کر کہا او نالائق
کیا بیہودہ بکتا ہے تو اُس سے ڈر ہم کسی سے نہین ڈرتے جلد اُس کا نام عیان کر ملک جی نے کہا
اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو خیر آپ بھی پچتائیے گا میرا کیا جائیگا مین تو اُنکی جوتیان کھانے کا عادی ہون
یہ کہکے عرض کیا کہ اُن جناب کی نذر کے واسطے چند کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر یہان رکھوا دیجیے
اس وجہ سے کہ جب مین اُنکا نام لونگا ضرور ہی وہ تشریف لائینگے اگر نذر مین زر و جواہر نہ پائینگے میرے
اور سب کے عیاری کر کے کپڑے اُتار لینگے ایک ایک لنگوٹی پرانے کپڑے کی ہر ایک کے باندھ دینگے
کسی کو رنگ و روغن سے عورت بنائینگے کسی کو لونڈے کی صورت بنا کر کسی کی پہلو مین سلائینگے کسی
کو چادر عیاری مین باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھکر لیجائینگے کسی کی گلے مین جوتیون کا ہار ڈال دینگے
کسی کا منھ رنگ و روغن سے سیاہ اور کسی کا سرخ کرینگے یہ دربار بالکل لوٹ لینگے نقش بوریا
فقط باقی رہجائے گا ثریا نے محض حال حمزہ سننے کے واسطے اور عیار مذکور کے نام معلوم کرنے کے لیے
چند کشتیان زر و جواہر کی طلب کر کے دربار مین رکھوا دین اور دل مین خیال کیا کہ کیا مجال
اُس عیار مکار کی جو یہ کشتیان ما بدولت کے سامنے سے لیجائے غرض جب کشتیان بھی رکھدی
گئین اُس وقت ثریا نے کہا اے بختیارک اب تو تمھین بیان کرنے مین کچھ عذر نہین ہے اُس نے
عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ہان اب کچھ عذر نہین مین سلسلہ سے بیان کرونگا یہ کہکر پھر عرض
کرنے لگا کہ حمزہ پسر عبد المطلب شب و روز بارہا یہین رہتا تھا جب وہ جوان ہوا اور ہمارے
شہنشاہ کی دختر یعنے ملکہ مہرنگار بھی جوان ہوئین دونون مین میل ملاپ ہونے لگا یہانتک کہ ملکہ مہرنگار
خود عاشق ہوئین اور اُسکے ساتھ نکل گئین شہنشاہ کو بہت ملال ہوا اور یہی باعث اس سے عداوت کا
ہوا جب یہانتک ملک جی نے بیان کیا ہرمز و فرامرز نے برہم ہو کر کہا اے ملک جی ہم نے تو تمسے
کہا تھا کہ حمزہ کا کچھ حال بیان کرنا تم ہماری اور ہمارے شہنشاہ کی بیعزتی کا تذکرہ کرتے ہو سر دربار
ذلیل و خوار کرتے ہو تمھین ہماری ہمشیرہ کے ذکر کرنے سے کیا نفع ہوا وہ جو ہونا تھا وہ ہوا عقلا اپنی
ذلت و رسوائی کا ذکر کسی سے بیان نہین کرتے ہین تم کیسے ہمارے اور ہمارے والد کے وزیر
ہو کہ ہین اور ہمارے والد کو ذلیل کرتے ہو ملک جی نے جواب دیا اے شاہزادگان ذیوقار مین تو
صاف صاف بیان کرتا ہون جھوٹ نہین بولتا آیا یہ امر ہوا ہے یا نہین خیر اگر آپ کی خوشی نہین
ہے تو اب نہ بیان کرونگا یہ کہکر ثریا سے کہا کہ ذرا میری طرف متوجہ ہو جیے اب مین اُنھین جناب
کا نام لیتا ہون جنکے واسطے یہ کشتیان رکھی ہین اُنکا القاب بہت بڑا ہے اِس وقت پورا مجھے یاد نہین
مگر مختصر ابیان کرتا ہون جناب علی القاب صاحب قنطورہ و زنگ قلعہ گیر بے جنگ ریش تراشندہ کافران
و سر برندہ جادوگران مردانرا نہنگ و نامردانرا پالہنگ اعنی جناب شیخ الاصحاب خواجہ عمرو
بن امیہ ضمیری کہ عیاری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتے ہین وہ حمزہ صاحبقران کے عیار ہین اور

اُنکی بھی پرورش شہنشاہ نے کی ہی انھین کی ذات والا صفات سے بڑے بڑے فساد اور جھگڑے واقع
ہوئے اور جس امر کو کہ ہمارے مالکون نے منع کیا تھا اُس امر مین بھی وہی پیرو کار رہتے اگر حمزہ تنہا ہوتا تو
ملکہ مہرنگار کہ اب اُنھون نے انتقال کیا گھر سے باہر قدم نہ نکالتین صرف خواجہ عمرو کی اعانت
سے اور شراکت سے یہ امر ظہور مین آیا بعد اِسکے شہنشاہ نوشیروان نے حمزہ سے ناراض ہوکر تدبیر
دینے کا ارادہ کیا اُس بہادر نے روز بروز اپنی قوت بازو اور شجاعت سے شہنشاہ ہی کے ملازمین
اور خراج گذارون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا اور دائرہ دین اسلام مین لایا دن بدن اُسکے لشکر کی
ترقی ہوتی گئی شہنشاہ شکست کھایا کیے اکثر بادشاہون کے ملکون مین واسطے پناہ لینے کے گئے
وہان بھی اُسکے ہاتھ سے پناہ نہ ملی کہانتک کڑکا بیان کرون انجام کار شہنشاہ سب جگہ سے شکست
کھاکر مجبور و ناچار ہوکر یہان آئے یہان زیر طاق کسرا انتقال کیا روح اُنکی حمزہ سے ناراض ہوکر
جانب عدم گئی اِن شاہزادون کو بھی بارہا صدمات گوناگون اور ذلتین حمزہ وغیرہ کی ذات سے
پہونچی ہین اور سوا اسکے فرزند وہی فرزند خلف الصدق ہی کہ جو اپنے باپ کا انتقام اُسکے دشمنون سے
نے اِسی واسطے بہر بدو آپ کو تکلیف دی ہی اور آپ تشریف لائے ہین بظاہر تو موٹے موٹے دست وپا
ہین لیکن حمزہ اور اُنکے سردارون سے لڑنا محال ہی یا بھاگ جاؤگے یا قتل ہوجاؤگے یا زیر ہوکر
دین اسلام قبول کرکے ہمارے اور ان شاہزادون کے اور خود اپنے باپ دادا کے دشمن جان
ہوجاؤگے ثریاے تاجدار نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اونا لائق نہایت بدگفتار ہی ارے کون ایسا
ہی کہ مجھ ایسے شجاع کو زیر کریگا اور مسلمان کریگا مجکو تو کوئی روے زمین پر ایسا شخص دکھائی نہین دیتا
کہ مجھے زیر کرکے اپنا مطیع کرے ابھی تو میری شجاعت اور دلاوری سے آگاہ نہین ہی اگر کچھ بھی تو
ماہر ہوتا ایسا نہ کہتا مین وہ بہادر ہون کہ میرے نام سے سرکشان روے زمین کانپتے ہین اور میرے
زور سے شجاعان جہان خائف و ترسان ہین اگر کوہ پر زور کرون تو اُسکو اُسکی جگہ سے سرکا دون انسان
اور حیوان کی تو مین حقیقت ہی نہین جانتا اگر اس وقت تجکو میرے کہنے کا یقین نہو تو وقت مقابلہ
دیکھ لینا سرداران حمزہ کو یون وقت مقابلہ زیر کرکے اسیر کرونگا کہ جسطرح سے کوئی صاحب قوت و
زور ناتوان بچون کو پکڑ کے قید کرتا ہی اور اکثر سردارون کی جانون کا مین ملک الموت ہون سرمیدان
میرے ہاتھ سے قتل ہونگے اور حمزہ کو بھی بزور بازو یا قتل کرونگا یا گرفتار کرکے تیرے شاہزادون
کے حوالہ کرونگا اور لندھور بن سعدان کو کہ وہ ہمارا خالہ زاد بھائی ہی قتل نہ کرونگا اُسکے خون
سے اپنی تلوار کو رنگین نہ کرونگا کیونکہ ہمارے والد نے ہم سے سرگوشی مین بتاکید اکید کہدیا تھا
کہ ای فرزند جب تو بہ مقابلۂ حمزہ جانا لندھور کو جس طرح ممکن ہو گرفتار کرکے میرے پاس
بھیجدینا کیونکہ مجھ سے اور اُس سے عداوت قلبی ہی اور خواجہ عمرو کہ جسکا تو نے ابھی ذکر کیا ہی
تو دیکھ لینا اُسکو بھی گرفتار کرکے یا تو قتل کرونگا یا ایسی سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی کچھ دنون یاد
کرے بختیارک نے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار بس خاموش ہو جیسے ایسی یاوہ گوئی اچھی نہین
آپ چند روز کے مہمان معلوم ہوتے ہین کیا آپ سرداران حمزہ یا خود حمزہ سے مقابلہ اور مجادلہ
کیجیے گا بہت سے مثل آپ کے یہان آئے اور ایسا ہی کچھ اُنھون نے کہا مگر آخر کو قتل ہوے یا مسلمان

ہوکر حمزہ کے شریک ہوگئے اور خواجہ عمرو کے بارے مین جو آپ نے فرمایا مجکو یقین کامل ہوگیا کہ وہ
جناب تشریف یہان ضرور لائے کیونکہ تین مرتبہ اُنکا نام لیا گیا ہی یہ کہکر خواصون اور چوبدارون کو جو وہان
کھڑے تھے ایک ایک کو نظر غور سے دیکھنے لگا اُن مین سے ایک چوبدار کو خوب دیکھکر بے اختیار اپنی
جگہ سے اُٹھکر آگے بڑھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا پیر و مرشد آپ کب سے یہان تشریف رکھتے
ہین مین نے ابھی دیکھا ورنہ آپ کو بعزت و حرمت بٹھاتا کچھ خدمتگذاری کرتا اور اب بھی پہلے ہی سے
یہ چند کشتیان حضور کی نذر کے واسطے خادم نے رکھی ہین انھین قبول فرمائیے مجکو اپنا ایک غلام بلکہ
غلام کا غلام بلکہ اُسکا احتلام تصور فرمائیے اگر آپ یہان تشریف پہلے سے رکھتے ہونگے تو سُنا ہوگا کہ
مین آپکا مداح تھا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ یہ نابکار مجھے پہچان گیا حال میرے یہان آنے کا ظاہر
ہوگیا ہی اب یہان توقف کرنا خلاف عقل ہی اور جس کام کے واسطے یہان آنا ہوا تھا وہ مطلب بھی حاصل
ہوچکا ثریا کو دیکھ چکا اور اُسکے ارادے سے بھی ماہر ہوچکا ہون بس اب یہان سے نذر قبول
کرکے کچھ انعام دیکے حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین چلو یہ خیال کرکے فوراً خواجہ عمرو نے
ہاتھ بڑھاکر رفیدہ بختیارک کے سر سے اُتار کر گھٹے ہوے سر پر ایک دھپ لگائی اور جست کرکے
اُن کشتیون کے پاس پہونچکر جال الیاسی اُنپر مارکر فی الفور اُنھین نذر زنبیل کیا اس حال کو دیکھکر
ہرمز فرامرز نے اہل دربار سے کہا کہ یارو عمرو آگیا بختیارک سچ کہتا تھا کہ عمرو ضرور آئے گا اب
یہ آیا ہی تو جانے نہ پاوے کشتیان بھی زر و جواہر کی یہ عیار مکار لیچکا ہی گرفتار کرو اور سزاے سخت
دو یہ حکم سُن کے اہل دربار اُٹھے صابر نمد پوش اور ہشام تیر پران یہ دونون عیار خواجہ عمرو
کی گرفتاری کو بڑھے اور چاہا کہ حلقہ ہاے کمند مین عمرو کو پھنساکر گرفتار کرلین چنانچہ دونون نے حلقہ ہاے
کمند خواجہ عمرو پر مارے عمرو خنجر سے حلقے کمند کے کاٹکر ایک لات سینۂ ثریا پر مارکر یہ کہتا ہوا اُس
دربار کفر آثار سے مثل برق جہندہ نکل کر غائب ہوا کہ او ثریا تیری شامت آئی ہی حمزہ صاحبقران اور
اُنکے سردارون کی شان مین کلمات سخت و نامناسب کہتا ہی دیکھ پچھتائیگا خبردار اب ایسے سخن ہاے
سخت حمزہ اور اُنکے سردارون کی شان مین زبان سے نہ نکالنا ورنہ زبان تیری گدی سے باہر کھینچ
لونگا جب خواجہ عمرو یہ کلمات کہکر اور ثریا کو زور سے لات مارکر دربار سے نکل گئے اور نظر مردم سے
غائب ہوگئے اور اہل دربار شور و غل کرتے رہ گئے اُس وقت بختیارک نے ثریلیے تاجدار کو جھک کے
سلام کیا اور کہا دیکھا آپ نے مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اُن جناب کا نام مجھ سے نہ پوچھیے
آپ نے نہ مانا اُسکا انجام دیکھا کہ کیا ہوا افسوس ہزار افسوس آپ کو وہ جناب سر دربار ذلیل کرگئے
اور کلمات سخت و سُست کہہ گئے باوجود دعوے کرنے کے آپ نے خواجہ عمرو کو بھی روک نہ لیا
آپ کا عیار بھی کمند لگاکر کچھ اُنکا بنا نہ سکا غرضکہ آپ کو اور آپ کے عیار کو دیکھ لیا جب یہان نہ کچھ
نہ ہوسکا تو میدان نبرد مین روبرو بہادران عالم کے کیا ہوسکے گا ملک جی نے یہ سب باتین محض اس
خیال سے کہین کہ ثریا کو کچھ غیرت آئے تب اور غیظ و غضب مین بھرا کر تاب تحمل نہ لاکر کچھ سامان جنگ
کرے یا دشمنون کو قتل کرے یا خود قتل ہوجاے غرضکہ سیر معقول دیکھنے مین آئے چنانچہ جس منشا سے
کہ اُس نے یہ تقریر کی تھی اُسی کا ظہور ہوا یعنے جب خواجہ عمرو اُسکے سینہ پر لات مارکے اور کلمات سخت

کھکر دربار سے نکل کر غائب ہو گئے ثریا کو بدرجہ کمال غصہ آیا چہرہ کثرت قہر و غضب سے سُرخ ہو گیا
دونون آنکھین کثرت غیظ سے دو جام خون ہو گئین افراط غضب سے تھر تھر کانپنے لگا آخر کار ضبط
نکر کے ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا ای شاہزادگان ذیوقار مجھے یہان آپ نے کیون طلب کیا ہی آیا
اِس واسطے کہ میری دعوت و ضیافت کیجیے بزم طرب آراستہ کر کے نازنینان خوش جمال کا ناچ
اور گانا دکھائیے اور سُنائیے یا اِس خیال سے کہ حمزہ سے معرکہ آرا ہون سرمیدان آپ کے دشمنون
کو تہ تیغ بیدریغ کر کے سر اُنکے شمشیر آبدار سے جدا کر کے آپ کو شاد کرون اگر محض اِس وجہ سے طلب
کیا ہی کہ دشمنون سے انتقام ختم و جور لیا جاے تو اب تامل نہ فرمائیے سامان جنگ کیجیے ہرمز و فرامرز
نے اول تو یہ کہا کہ ای شہزادۂ نامور ابھی تو آپ تشریف لائے ہین ابھی صعوبت سفر بھی دفع نہین
ہوئی ہی چندے یہان براحت و آرام قیام فرمائیے بعدہ معرکہ آرا ہو جیے گا دوسرے یہ کہ ہمارا
دل چاہتا ہی کہ اتمام حجت کے واسطے ایک نامہ حمزہ کو لکھون اور قاصد کے ہاتھ روانہ کرون
اگر وہ عذرخواہ ہو اور عفو جرائم کا خواستگار ہو اور اطاعت و فرمانبرداری مثل زمانہ سابق اختیار
کرے تو فہو المراد ورنہ اُسپر لشکر کشی کیجائیگی آپ کو تکلیف مقابلہ و مجادلہ دیجائیگی ثریلے تاجدار نے کہا
پھر یہ امر کس روز سرانجام پاے گا عقلا کا قول ہی کار امروزہ را بفردا مگذار جو کچھ منظور ہو جلد کیجیے
اِسی وقت نامہ تحریر فرمائیے اور نامہ میرے ہاتھ روانہ کرائیے مین دلیرانہ جاکر نامہ دونگا جوابنامہ
اُس سے لونگا اور ارادہ مصمم ہی کہ لندھور بن سعدان کے لشکر کو جاکر پامال کرونگا اور لندھور کو
طوق و زنجیر مین گرفتار کر کے بموجب حکم والد ماجد اپنے ہمراہ لیتا آونگا اور یہان سے اُسکو والد
کی خدمت مین روانہ کرونگا کیونکہ اُس سے اور ہمارے والد سے اور ہم سے ایک مدت سے
عداوت قلبی ہی اور یہ بھی قصد رکھتا ہون کہ اگر خواجہ عمرو بادشاہ لشکر اسلام کے دربار مین مل گیا
اور ہاتھ آگیا تو اُسے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا کیونکہ اُسنے مجھے اِس جگہ ذلیل کیا ہی بعد ازان حمزہ
نے اگر اطاعت قبول کی تو خیر ورنہ اُسکو اور اُسکے تمام لشکر اور سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا ہرمز
و فرامرز نے یہ سُنکر بختیارک کی طرف دیکھا اُس نے ثریا سے پوشیدہ کر کے چشم و ابرو سے
یہ اشارہ کیا کہ نامہ لکھوائیے اور اُسی کے ہاتھ بھیجیے یہ امر بہت مناسب ہی اور پسند طبع ہی ہرمز و
فرامرز نے بموجب ایماے بختیارک کے میرمنشی کو طلب کر کے نامہ اِس مضمون کا لکھوایا کہ ای حمزہ
تمنے ہمارے والد کے نمک خوار اور پسر خواندہ ہو کر احسان فراموش کیا اور نمک حرامی پر کمر باندھی
ہمارے والد سے ایک مدت تک جنگ و جدال کی ہزارہا آدمیون کا خون کیا والد کو طرح طرح
کے صدمے دیے اِسی غم و الم کے باعث سے اُنھون نے انتقال کیا اب ہم بجاے اُنکے
تخت نشین ہوے ہین لہذا تم کو لازم ہی کہ مثل زمانہ سابق کے جس طرح سے ہمارے والد کے
فرمانبردار تھے اُسی طرح اب ہمارے یہان بھی آکر اطاعت کرو اور دست بستہ ہم سے عفو جرائم کے
طالب ہو ہم شہنشاہ ابن شہنشاہ ہین تمھاری خطاؤن کو معاف کر دینگے اور اگر اطاعت سے سرکشی
کروگے تو انجام سرکشی کا اچھا نہوگا ہم تمھین اور تمھارے جملہ یاورون کو قتل کرینگے اِسکا جواب جو
منظور ہو جلد تحریر کرو کہ ہم منتظر ہین جب میرمنشی اِسی مضمون کا نامہ لکھ چکا نامہ کو لفافہ مین رکھکر سر نامہ پر

اپنی مُہرین کرکے ثریائے تاجدار کو دیا اُسنے نامہ لیکر زیر خود سر پر رکھا اور سات لاکھ اپنی فوج کے
سوارون مین سے تیس ہزار سوار انتخاب کرکے اپنے ہمراہ لیے اور ہشام تیز پران کو بھی ساتھ
لیا اور ہرمز و فرامرز سے رخصت ہوکر اور اپنی سب فوج اور زرباج فیل کش اور خوش گام
وزیر کو وہین چھوڑکر جانب بصرہ روانہ ہوا بعد قطع منازل وطی مراحل سرحد بصرہ پر پہونچا اور
وہان بوجہ خستگی اور وقت شب کے قیام پذیر ہوا ثریا تو سرحد بصرہ پر مقیم ہوا اسکا حال آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب احوال خواجہ عمرو کا رقم کیا جاتا ہی کہ یہ جو دربار ہرمز و فرامرز سے سب
احوال دریافت کرکے بلکہ اپنی آنکھون سے دیکھکر اور کانون سے سُنکر اور ثریا کو لات مارکر
روانہ ہوے تھے اثنائے راہ مین جابجا ٹھہرتے ہوئے قبل پہونچنے ثریائے تاجدار کے سرحد بصرہ
پر پہونچے اور وہان سے روانہ ہوکر وقت صبح داخل بارگاہ امیر باتوقیر ہوے اور بعد بجالانے
شرائط تسلیم کے جو کچھ دربار مین ہرمز و فرامرز کی دیکھا تھا اور سُنا تھا مفصل بیان کیا امیر باتوقیر
نے فرمایا اگر ثریا برائے مدد ہرمز و فرامرز آیا ہی اور ارادۂ جنگ رکھتا ہی جب برسر پرخاش ہوگا
اُس سے مقابلہ کیا جائے گا حق تعالیٰ ہمکو اور ہمارے جملہ اہل لشکر کو اُسکے شر و فساد سے بچا دے
اگر اُسکی مصلحت مین گذریگا تو محفوظ رکھے گا یہ فرماکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین داخل
ہوئے بعد کئی روز کے ایک دن وقت سحر چند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و خیزان اُسوقت
دربار بادشاہ لشکر اسلام مین آئے کہ دربار آراستہ تھا جملہ اہل دربار اعلےٰ و ادنے جو بصرہ مین
موجود تھے حاضر دربار تھے حمزہ صاحبقران بھی اپنے ڈنگل پر تشریف رکھتے تھے لندھور بھی حاضر
دربار تھا بہرام گرد بھی موجود تھا عمرو بھی دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ عمرو نے دیکھا کہ ہرکارے مذکور
گھبرائے ہوئے آئے اور بموجب دستور مجرا گاہ سے بادشاہ کو مجرا کرکے اِس طرح دعا و
ثنائے بادشاہی زبان پر لائے بموجب نظم

تا دانہ دانہ تاک بجی آورد نمو
اعدائے تو بکام نہنگ حشیئہ فنا

تا جرعہ جرعہ آب بجوئے رود از سما
احباب تو مدام ز جام مراد مست

بعد ازان دست بستہ یہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ دین پناہ ثریا فرزند
چوطومل بادشاہ زنگبار جو بمدد ہرمز و فرامرز مدائن مین آیا تھا کل شب کو سرحد بصرہ پر اُسنے
قیام کیا تھا اِسوقت بہ جمعیت تیس ہزار سواران زنگی نامۂ ہرمز و فرامرز لیکر اِس طرف آتا ہی جوان
نہایت دلیر و شجاع معلوم ہوتا ہی اور آثار قہر و غضب اُسکے چہرے سے ظاہر ہین عجب نہین کہ کچھ
اگر دربار مین بے ادبی کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ خبر بیان کرکے دربار سے نکل کر ایک سمت
راہی ہوئے لیکن لندھور بن سعدان نے اپنے ڈنگل سے اُٹھکر بموجب قاعدۂ بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزۂ عالیمقام سے عرض کیا کہ ثریا میرا برادر خالہ زاد ہی اور شجاعت و دلیری مین شہرۂ آفاق ہی
مجھسے اور اُسکے بزرگون سے ایک عداوت قلبی ہی نامہ تو لیکر آتا ہی اور آکر دیگا لیکن یہان مجھے
دیکھکر بوجہ عداوت ضروری اور یقینی برہم ہوکر قصد میری گرفتاری کا کریگا اور کلمات سخت و
نامناسب مجھے کہے گا اور اگر مین اُسکے کلمات سخت کا جواب دونگا تو خلاف داب شاہی ہوگا
لہذا امیدوار ہون کہ اسوقت مجھے اجازت دیجائے کہ مین اپنی بارگاہ مین جاؤن اگر وہان

وہ آئے گا تو دیکھ لیا جائے گا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے التماس لندھور بن سعدان قبول کر کے اجازت دی کہ اچھا بہر دفع فتنہ و فساد اسوقت اپنی بارگاہ مین چلے جاؤ لندھور تسلیم و کورنش بجا لا کے فیل میمونہ پر سوار ہو کے اپنی بارگاہ کی طرف چلا اِسے تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال ثریا تاجدار کا سُنیے کہ سرحد بصرہ پر شب بسر کر کے صبح کو زرہ و جوشن زیب تن کر کے اور آلات حرب و ضرب سے اپنے جسم قوی کو پیراستہ کر کے بخیال پامالی لشکر لندھور سوار ہوا اور اپنے ہمراہی فوج کو ساتھ لیکر داخل ملک بصرہ ہوا اور مردمان شہر سے پوچھا کہ لندھور کا لشکر کسجگہ اُترا ہی لوگون نے نشان لشکر بتا دیا ثریا اُسی طرف چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا کہ لشکر کثیر پڑا ہی اور ہر ایک لشکری اپنے اپنے کار منصبی مین مشغول ہی کوئی خواب غفلت سے بیدار ہو کر مُنھ دھو رہا ہی کوئی اپنے واسطے فکر غذا کر رہا ہی کوئی لشکری اپنے کسی افسر سے ہمکلام ہی لباس سب کا شب خوابی ہی مسلح و تجمل کوئی نہین ہی یہ رنگ لشکر دیکھکر اور یہ خیال کر کے کہ ای ثریا لندھور بے دین کو یہان آکر شرف زیادہ ہو گیا ہی لشکر کثیر سات لاکھ سے زیادہ جمع کر لیا ہی یہ دشمن ہی اور اِسکا لشکر بھی تمھارا دشمن ہی لہذا اُسکے لشکر کو پامال و خراب کرو اور جو آمادہ جنگ ہو اُسے قتل کرو یہ تصور کر کے ہندیون پر حملہ کیا اور ہاتھی اپنا آگے بڑھا کے لشکریون و افسرونکو زیر پاے فیل پامال کرنا شروع کیا اُسکے ہمراہ کے سوارون نے بھی اپنے مالک کی مطابعت کی بیچارے ہندی کہ سُو سُو کے اُٹھے تھے اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست ہونے نہ پائے تھے کہ ناگاہ یہ آفت تازہ آئی پہلے تو بہت سے پامال ہوے بعدہٗ افسران لشکر نے حکم لشکریون کو کمر بندی کا دیا جلد جلد کمر بندی ہونے لگی جتنے مردمان سپاہ مسلح ہو کر مرکبون پر سوار تھے وہ حکم سے اپنے افسرون کے ثریا اور ثریا کے لشکریون سے مقابلہ اور مجادلہ کرتے تھے شور و غل بلند تھا جانبین کے سوار زخمی ہو کر بالاے زمین گرتے تھے اسی اثنا رمین لندھور جو دربار بادشاہ لشکر اسلام سے چلا تھا اپنے لشکرگاہ پر آیا اور ثریا کی زیادتی پر نظر کر کے نعرہ کیا کہ او نالائق کیون میرے لشکر کو پامال کرتا ہی تو تو واسطے نامہ دینے کے آیا ہی خبردار اب پامالی لشکر نہ کرنا ورنہ ایسی سزا دونگا کہ یاد کریگا ثریا گفتگوے لندھور سُنکے ایسا برہم ہوا کہ اپنے فیل کو بلچک مار کر طرف لندھور کے بڑھایا اِدھر سے لندھور نے اپنے ہاتھی کو بڑھایا باہم ایسی ٹکاور ہوئی کہ گویا دو پہاڑ باہم ٹکرائے بعد ٹکاور کے جو دیکھنے والون نے خیال کیا تو دو قدم یا کچھ ہاتھی ثریا کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فیل میمونہ پس پا ہوا اُس وقت ثریا نے کہا کہ او بیدین تیری شراکت سے حمزہ کو یہ وقار میسر ہوا ورنہ حمزہ پہلے کیا تھا اور تو ہی باعث بربادی کیانیان اور باعث خرابی سلطنت نوشیروان ہوا دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا سچ تو یہ ہی کہ تو ننگ خاندان ہوا لندھور نے جواب دیا او کافر نا خدا اشناس کیون زبان پہ سخن طعن و تشنیع جاری کرتا ہی خاموش ہو ورنہ زبان تیغ سے جواب دونگا اسے کیا مین نے بُرا کیا کہ حمزہ صاحبقران کی اطاعت قبول کی اور اپنے مذہب آبائی کو کہ مذہب باطل تھا ترک کر کے دین اسلام کہ بہتر اِس دین سے کوئی ملت و مذہب نہین ہی اختیار کیا مین تجکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ مذہب حق اختیار کر دین باطل سے کارہ ہو حمزہ صاحبقران کی غلامی اختیار کر تا کہ کونین مین تجکو عزت و وقار حاصل ہو ثریا نے جواب دیا

تو مجکو ہدایت نہ کرین تیری ہدایت پر عمل نہ کرونگا جانتا ہون کہ تو مانند غول بیابان کے ہی مجھے راہ راست
سے بہکاتا ہی مین کب تیری نصیحت پر عمل کرونگا اور تو بتا کہ یہ حلقہ تیرے کان مین کیسا ہی پہلے تو نہ
تھا لندھور نے جواب دیا کہ یہ حلقہ غلامی حمزۂ صاحبقران ہی باعث میری فخر و افتخار کا ہی کہ ایسے
برگزیدہ ربّانی اور ایسے شجاع عدیم المثال کی مین نے غلامی اختیار کی ہی اور حلقہ بگوش ہون ثریا
نے ہنسکر جواب دیا او بیوقوف تجھے اپنی اِس گفتار پر شرم و غیرت نہین آتی اور حلقہ بگوش ہونے پر
کچھ حیا دامن گیر نہین ہوتی حمزہ کی غلامی اچھی ہی کہ بادشاہت ہندوستان اور ملت آبائی تیری اچھی
تھی کہ مذہب اسلام کوئی عاقل اپنا مذہب اور بادشاہت ترک کرکے خداے نادیدہ کی پرستش
نہ کریگا تو بھی محض نادان تھا کہ تو نے فرمانبرداری و اطاعت حمزۂ صاحبقران قبول کر لی خیر
تو سہی کہ تجکو گرفتار کرکے سزاے سخت نہ دون ابھی ثریا اور لندھور مین یہ گفتگوے درشت و سخت
ہو رہی ہی لڑائی اور پامالی لندھور کے آنے سے موقوف ہو چکی تھی اور تمام فوج لندھور کی اتنے
زمانہ مین مسلح ہو چکی تھی ناگاہ بوجہ شور و غل ہونے کے بہرام گرد دربار سے اُٹھکر بادشاہ اور
حمزۂ صاحبقران سے اجازت لیکر بہر دریافت حال اُس جگہ مرکب پر سوار ہوکر آیا جس مقام پر ثریا
اور لندھور برسر پرخاش تھے اور آتے ہی بہرام گرد براے رفع شر درمیان مین دونون کے آکر
کہنے لگا کہ باہم اِس وقت کیون لڑتے ہو جب ہنگام جنگ ہوگا اُس وقت مقابلہ کر لینا ثریا نے
جواب دیا تو کون ہی کہ ہمکو نصیحت کرتا ہی جا سامنے سے دور ہو بہرام نے برہم ہوکر جواب دیا او
زنگی بچے ذرا زبان سنبھال کر کلام کر بہادران عالم سے ایسے سخت کلامی کرنا اچھا نہین مجکو خیال
یہ ہی کہ تو نامہ دار ہی اِس وجہ سے چھوڑے دیتا ہون ورنہ تیری زبان ابھی گُدی سے کھینچ لیتا
ثریا یہ سُن کے نہایت غضبناک ہوا اور اپنے فیل سے جھک کر بازو بہرام گرد کا پکڑ کر چاہا کہ پشت زین
سے اُٹھا کر چرخ دیکر بالاے زمین اِسطرح پٹکے کہ پیوند خاک ہو جاے اگر کوئی ڈھونڈھے تو ریزہ
استخوان تک نہ پاے یہ رنگ دیکھ کر لندھور نے فوراً اپنا ہاتھی آگے بڑھایا اور ثریا سے کہا
او بدخو یہ کیا کرتا ہی یہ کہکر بازو بہرام گرد کا اُسکے دست زبردست سے چُھڑا دیا ثریا کو غصہ
آیا فوراً گرز گرانبار کئی سو من کا اُٹھا کر لندھور پر بقوت تمام لگایا لندھور نے ضرب گرز سے اپنے
تئین تو بچایا لیکن وہ گرز گرانبار فیل میمونہ کی دانت پر اس زور سے پڑا کہ اُسکا دانت ٹوٹ گیا
اور زمین پر بیٹھ گیا اور چنگھارنے لگا لہو اُسکے دہن سے جاری ہوا لندھور فوراً ہاتھی سے اُتر کر
بالاے زمین آیا اتنی دیر مین بہرام گرد نے نہایت غیظ و غضب سے ڈانڈ نیزے کی اُٹھائی
اور ثریاے تاجدار کی پیشانی پر اس زور سے لگائی کہ کسیقدر پیشانی کو صدمہ پہونچا پوست پیشانی کا
نام و نشان بھی نہ رہا کچھ خون پیشانی سے بہا ثریا ضرب ڈانڈ نیزے کی پیشانی پر کھا کر فی الفور
ہاتھی سے اُتر کر چاہتا تھا کہ بہرام گرد کو اُٹھا کر زمین پر پٹکے اور خنجر سے ہلاک کرے کہ لندھور
نے نعرہ کیا او نابکار کدھر جاتا ہی اگر تجکو فن کشتی مین کچھ دعوے ہی تو مجھ سے زور کر ثریا یہ سُنکے
لندھور کی طرف پلٹا اور دامن گردانکر لپٹنا چاہا لندھور نے بھی فوراً دامن گردانے اور شیرانہ
پیترا اور کھاٹھ بدل کر سامنا کیا ثریا نے بھی بے مثل اُسکے خم مار کر داؤن پیچ کے واسطے ہاتھ

آگے بڑھائے یہانتک کہ ایک دوسرے نے ہاتھ اپنے شانہ وبازو پر رکھا اور زور کرنا شروع کیا یہان
تو کشتی باہم ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر جلد جاکر بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران کو دی کہ غضب
ہوگیا ثریا اور لندھور سے کشتی ہورہی ہی اور جو کچھ معرکہ قبل گذرا تھا وہبھی مفصل عرض کیا امیر باتوقیر
بادشاہ فلک اسلام سے اجازت لیکر بعجلت تمام اُس جگہ آئے جہان وہ دونون دلیر سرگرم کشتی تھے بعد
امیر کے آنے کے اور سرداران لشکر بھی یکے بعد دیگرے آکر وہان جمع ہوے حمزۂ صاحبقران اُسوقت
دونون کو منع کرنا مناسب نہ سمجھے اِس خیال سے کہ دونون غصہ مین ہین میرا کہنا منظور نہ کرینگے سخن
میرا ضایع جائے گا اور باعث ملال ہوگا اور اگر لندھور بن سعدان نے کہنا میرا مان بھی لیا اور ثریا
نے قبول نہ کیا تو بھی دل کو رنج ہوگا پس دو تین روز انکو انکی خوشی پر چھوڑنا چاہیے بعدہ جب کچھ خستہ
ہوجائینگے اُس وقت یقین ہی میری پند پر عمل کرینگے یہ خیال کرکے درستی اُس زمین کی مثل اکھاڑے کے
فرادی صدہا بیلدارون نے ایک چشم زدن مین ایسا زمین کو نرم اور کنکرون سے پاک وصاف
کردیا کہ وہ فرش زمین بہتر از نرمی فرش مخمل ہوگیا بعد ازان گرد اُس اکھاڑے کے کُرسیان ہزارہا
رکھدی گئین اور مقام صدر پر ایک تخت جواہر نگار بہر بادشاہ اسلام بچھایا گیا بادشاہ موصوف بھی
رونق بخش تخت ہوکر سیر کشتی کی دیکھنے لگے جب وہ روز گذر کر وہ وقت آیا کہ آفتاب اُن دلیران زور آزما
کی کشتی دیکھکر اور اُنکی قوت وزور سے خائف ہوکر تار شعاع کو کھینچکر لرزان وترسان دریچہ مغرب مین جاکر
پوشیدہ ہوا اور ماہتاب مشعل نور لیکر مع ندماے ثوابت وسیارگان برآمد ہوکر تخت زبرجدی فلک پر
جلوہ افروز ہوا لندھور نے ثریا سے کہا اے بدخواہ اب زمانہ شب کا ہی اگر دل چاہے تو کشتی موقوف
کرو وقت سحر پھر زور آزمائی کرنا علاوہ اِسکے تو نے صبح سے اِس وقت تک شاید کچھ کھایا بھی نہین ہی
آب وطعام سے اب جاکر سیراب وسیر ہو اور شب کو استراحت کر کیونکہ شب واسطے استراحت کے
ہی ثریا نے جواب دیا او دشمن دین اگر رات ہوگئی ہی تو کیا باک ہی روشنی کا ہوجانا شاہون کے حکم
سے کچھ دشوار نہین ہی اور مین راحت طلب نہین ہون نہ چندان احتیاج آب وطعام ہی مین چاہتا
ہون کہ آج کی شب تجھے زیر کرکے گرفتار کرون لندھور نے ہنسکر جواب دیا یہ آرزو تیری تیرے
دل ہی مین رہیگی اور مین تجھ سے شب کو بھی کشتی لڑونگا مجھے کسی طرح کا عذر نہین ہی یہ گفتگو دونون
دلیرون کی بادشاہ اور امیر باتوقیر نے سُن کے حکم دیا کہ روشنی کی جائے چنانچہ بموجب حکم
ملازمون نے اِس قدر جھاڑ بیٹھک کے اور کنول وغیرہ شمع ہاے مومی وکافوری سے روشن کردیے
کہ وہ شب تیرہ بہتر از روز روشن ہوگئی بعد اسکے امیر باتوقیر نے ملازمون سے ارشاد کیا کہ
دو کاسے اور بہت سے سبو دودھ سے مملو کرکے لائین فوراً ملازمین نے حکم کی تعمیل کی امیر باتوقیر
نے ثریا سے کہا اے جوان زور آزما ہماری خاطر سے تھوڑا دودھ کہ کاسہ مین ہی پیکر زور آزمائی
کر ثریا نے قبول کیا اور لندھور کے شانہ وبازو کو چھوڑکر کاسۂ شیر لیکر مُنھ سے لگاکر شیر پی لیا
بعدہ امیر باتوقیر نے چند کاسے شیر کے اُسے اسی طرح دیے اور اُس نے شیر پیا اسی طرح امیر
نے لندھور کو بھی دوسرے کاسے مین دودھ بھر بھر کر دیا اور اُسنے بھی پیا بعد ازان پھر دونون
دلیر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ جانبین سے ہونے لگے منصف مزاج داد ہر ایک بہادر کے کاملیت کی

اور ہر کشتی کی دینے لگے یہانتک وہ زمانہ آیا کہ ماہتاب رات بھر کشتی کی سیر دیکھکر مع اپنے مصاحبین
ستارون کے آمد شاہ خاور کی خبر سُن کے پنہان ہوا اور شاہ خاور بصد جاہ و جلال مشرق سے
نمایان ہو کر تخت سپہر پر رونق بخش عالم ہوا اسی طرح تین شب و روز برابر کشتی ہوئی کوئی دلیر دونون
سے زیر نہوا بلکہ کچھ بھی گھٹ بڑھ دیکھنے والون کی نظر مین ثبوت نہوئی بعد تین روز و شب کے امیر
خود اپنی جگہ سے اُٹھے ایک ہاتھ سے ثریا کو اور دوسرے ہاتھ سے لندھور کو بہ شفقت و عنایت
علحدہ کیا اور فرمایا تم دونون دلیر اپنی اپنی قوت و شجاعت ظاہر کر چکے ہر ایک پر تمھاری شجاعت
و جوانمردی کا حال آشکار ہو گیا اب کشتی موقوف کرو چنانچہ بموجب ارشاد امیر با توقیر دونون بہادر
خاموش ہو کر کشتی لڑنے سے باز رہے پھر امیر نے ثریا سے کہا اے بہادر مین چاہتا ہون کہ آج تم جو
نان خشک مین بھیجون اُسے تناول کرو ثریا نے دعوت قبول کی حمزۂ صاحبقران نے بتکلف تمام
ثریا کی دعوت کی اور بزم عیش و طرب آراستہ کی ثریا تو بزم عیش و طرب مین ہے اور وقت شب کا ہے
ساغر بادۂ گلنار بار بار لیکر شراب پی رہا ہے اور رقص و نغمہ نازنینان خوبرو کا دیکھتا ہے اور سُنتا ہے اسے
تو اسی رنگ مین مشغول رکھیے مگر اب احوال دیگر سُنیے کہ جب ثریا لندھور سے کشتی لڑ رہا تھا اور دور و
کشتی کو گذر چکے تھے لندھور نے ثریا کو بہ قوت تمام ریل کر جا رہا تھا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا کر دون
اور ثریا نے اُسکے زور کو روکا تھا اُسی حالت مین خود کو ثریا کے ایسی تکان ہوئی تھی کہ ثریا کے خود
کے نیچے سے نامہ ہرمز و فرامرز کا زمین پر گر پڑا تھا اور ثریا کو خبر نہوئی تھی بلکہ ہنگام شب مین کسی
نے نہ دیکھا تھا سوائے خواجہ عمرو کے پس خواجہ عمرو نے سب کی آنکھ بچا کر وہ نامہ اُٹھا لیا
تھا اور خدمت امیر با توقیر مین حاضر ہو کر وہ نامہ پیش کیا تھا امیر بہت خوش ہوے تھے اور
اُس نامہ کو پڑھکر اپنے پاس رکھا تھا جب تین روز کشتی ہو کر زور آزمائی موقوف ہوئی اور ثریا کی
امیر نے دعوت کی اور وہ شب ثریا نے بزم عیش و طرب مین بصد راحت و آرام بسر کی وقت سحر
پوشاک نفیس و نادر زیب بدن کر کے امیر با توقیر کو اپنے آنے کی دربار مین اطلاع دیکے اپنی
جائے قیام سے چلا اور ہشام تیز پران کو کہ اسی کا عیار ہے ہمراہ لیلیا جب دربار بادشاہ اسلام
مین پہونچا بادشاہ اور امیر با توقیر کو آداب و تسلیم بجا لایا بادشاہ اور امیر نے بلطف و عنایت
ایک دنگل نادر پر اشارہ بیٹھنے کا کیا ثریا بموجب ارشاد اُسی دنگل پر بیٹھا اور اہل دربار کو بہ نظر
غور دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ کیا کیا جوان یکتائے دہر امیر نے جمع کیے ہین کہ جنکے چہرون سے
آثار شجاعت و جوانمردی نمایان ہین ہنوز ثریا اہل دربار کی طرف دیکھکر متحیر تھا کہ حکم بادشاہ و امیر
سے چند ساقیان گلعذار گلشتیان بادۂ گلنار کی مع ساغرہائے بلورین بناز و انداز دربار مین لائے
وہ بادۂ گلنار شیشون مین یون نظر آتی تھی جیسے شیشہ مین سرخ پوش پری بند ہے الغرض وہ ساقیان
گلپیرہن بہ حکم بادشاہ و امیر اہل دربار کو مئے گلنار جامہائے بلورین مین پلانے لگے اور دماغ اُسکا
بادۂ تند و تیز سے گرم ہوا یعنے خوب نشہ ہوا بے اختیار پکارا منم نامہ دار فرزندان نوشیروان
امیر نے اجازت بادشاہ سے نامہ طلب کیا ثریا نے اپنی خود سر کے نیچے جو دیکھا نہ پایا حیرت
سے تمام نشۂ شراب جاتا رہا اور شرمندہ و متفکر ہو کر سر جھکا لیا اور خیال کرنے لگا کہ ای ثریا نامہ

ہرمز و فرامرز تیرے خود کے نیچے سے کون لے گیا تجھ سے بہادر سے نہ ڈرا نامہ لیجانے والا بڑا دلیر تھا کہ
اُسنے ایسی جسارت کی اب بادشاہ لشکر اسلام اور امیر با توقیر کو کیا دون اور کون حیلہ کرون سخت
شرمندہ اور منفعل ہون دفع انفعال کی کیا تدبیر کرون اور نامہ گم ہو جانے کے مقدمہ مین امیر سے
کیا کہون ابھی ثریاے تاجدار خیالات مذکورہ کر رہا تھا ناگاہ امیر با توقیر نے مسکرا کر فرمایا کہ ای ثریا
کچھ تم فکر نہ کرو جو نامہ تم لائے تھے ہمین پہونچ گیا اور دیکھو وہ نامہ یہ ہے یہ فرما کر نامہ اُسے دکھایا ثریا
نامہ کو دیکھکر متحیر ہوا اور پوچھا یہ نامہ آپ تک کیونکر آیا امیر با توقیر نے جواب دیا جب تم اپنے حریف
سے کشتی لڑ رہے تھے یہ نامہ تمھاری خود کے نیچے سے سرک کر زمین پر گر پڑا تھا یہ خواجہ عمرو جو تمھارے
سامنے یہان موجود ہین اُنھون نے اُٹھا کر ہمین دیا تھا ثریا نے گفتگو امیر با توقیر کی سُن کے عمرو کو دیکھا
اور یاد آیا کہ یہ وہی عیار بلاے روزگار ہے جس نے دربار ہرمز و فرامرز مین تیرے سینہ پر لات
ماری تھی یہ صدمہ گذشتہ یاد کرکے ہونٹون کو قہر و غضب سے چبا کر رہ گیا امیر نے حکم بادشاہ سے
وہ نامہ میر منشی کو دیا اُسنے بموجب قاعدہ بہ آواز بلند نامہ تمام و کمال پڑھا بادشاہ لشکر اسلام
اور جملہ اہل دربار مضمون نامہ سے ماہر و آگاہ ہوے بعدہ بہ حکم بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام
پشت نامہ پر یہ عبارت لکھدی گئی کہ ہمین تمھاری اطاعت و فرمانبرداری کسی طرح منظور نہین اگر تمھین
حوصلہ جنگ ہو تو ہم موجود ہین ہم سے آکر مقابلہ اور مجادلہ کرو اور بہتر تو یہ ہو کہ تم اپنے مذہب باطل
کو ترک کرو اور دین اسلام اختیار کرو اُس وقت مین البتہ ہم تمھارے شریک نیک و بد ہین یہ عبارت
مندرجہ لکھوا کر نامہ مذکور امیر با توقیر نے شاہزادہ زنگبار ثریاے نامدار کو دیا اُس نے نامہ لیکر
کہا کہ اب چاہتا ہون کہ یہان سے جاؤن نامہ ہرمز و فرامرز کو دون اور جو کچھ کہ دل مین ہے اُس کا
انتظام و انصرام کرون امیر نے بہ مجبوری اُسے اجازت جانے کی دی ثریاے تاجدار دربار سے
نکل کر فیل پر سوار ہو کر ہشام تیز پران اپنے عیار اور سواران ہمراہی کو ساتھ لیکر جانب مدائن روانہ
ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل مدائن مین داخل ہوا ہرمز و فرامرز نے اُسکے آنے کی خبر سُنکے بختیارک
و دیگر امراے نامدار و افسران سپاہ کو واسطے استقبال کے روانہ کیا یہ سب بہ حکم ہرمز و فرامرز
گئے اور استقبال کرکے ثریاے تاجدار کو بعزت تمام قریب دربار لائے اُسوقت فرزندان نوشیروان
نے لب فرش تک آکے اُسکا استقبال کیا بعد ازان بدستور سابق قریب اپنے تخت حکومت کے
زرین دنگل پر بٹھایا اور ساقیان گلبدن و گلپیرہن کو حکم دیا کہ کشتیان شراب تند و تیز کی جلد لائین اور
شاہزادہ زنگبار ثریاے ذیوقار کو براے دفع کسل راہ شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان سیمین تن و
گلپیرہن کشتیان شراب کی مع جامہاے بلورین لائے اور بناز و انداز ثریا کو شراب پلانے لگے جب
چند در چند جام ثریا کو پلا چکے اہل دربار کو بھی شراب ناب پلائی بعد شراب پلانے کے ساقیان
سیمین ساق تو دربار سے چلے گئے ادہر ثریا کو نشہ شراب کا ہوا اُسی عالم نشہ مین ہرمز و فرامرز نے ثریا
سے پوچھا ای شاہزادۂ نامدار آپ نامہ لے گئے تھے اُسکی کچھ کیفیت بیان کیجے ثریا نے جو کچھ حال گذرا
تھا مفصل بیان کیا اور وہ نامہ کہ جسکی پشت پر امیر با توقیر نے عبارت میر منشی سے لکھوا دی تھی پیش
کیا ہرمز و فرامرز وہ عبارت پڑھکر نہایت برہم ہوے اور بختیارک اور ثریاے تاجدار و غیرہ سے

مشورہ کرکے سامان جنگ مین سرگرم ہوے اور کئی لاکھ جوانان قوی ہیکل و زور آزما تلاش کرکے فوج
مین بھرتی کیے اور فنون جنگ اُنھین سکھانے کا افسرون کو حکم دیا یہان تو سامان جنگ ہو رہا ہی دیکھیے
ہرمز و فرامرز کب فوج کثیر لیکر بہمراہ ثریا جانب بصرہ براے مقابلہ روانہ ہوتے ہین

داستان جنگ کرنا ترک توسن یلتاقی کا زرہ خان وغیرہ سے اور انجام کار شکست کھانا ساقی نامہ

کہان ہی تو اے ساقی سیمبر
نڈر ہون نہین ڈر کسی کا مجھے
لکھون نشہ مین ایسی جنگ و جدل
کہ اُڑ جاے مردونکے چہرہ کا رنگ

کئی جام مے بھر کے دے بیخطر
وہ ساغر پلا جس سے دشمن ہون کو
نہ جسکا کبھی خواب مین ہو خیال
سخن سنجان دریاے معانی

خدا کے لیے اب نہ ترسا مجھے
دکھاؤن مین اپنی طبیعت کا زور
وہ لکھون مین احوال میدان جنگ
چنین آرد متاع نکتہ دانی

جلد دوم نوشیروان نامہ مین ترک توسن کی داستان یہانتک لکھی گئی ہی کہ قاسم ترک توسن یلتاقی سے لڑ رہا تھا سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال چکا تھا ترک توسن نے ارادہ تلوار کھینچنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک پنجہ مثل برق زمین پر گرا اور قاسم کو اُٹھالے گیا اور در اصل وہ پنجہ نہ تھا بلکہ ایک دیو تھا پنجہ بنکر زمین پر گرا تھا اور قاسم کو اُٹھا کر بلند ہوا تھا اور پرستان مین پاس دردانہ پری اور رضوان پری کے لیگیا تھا اور الماس دیو کہ عدوے رضوان پری تھا مع لشکر کثیر آیا تھا خاور سپاہ نے اُس سے مقابلہ کیا تھا اور وہ شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرکے دیو قہقہہ کے پس پشت جا کر چھپا تھا اور قاسم نے بہ سواری دیو اُسکا تعاقب کرکے قہقہہ کے سامنے اُسے ہلاک کیا تھا اور قہقہہ کو بھی زخمی کیا تھا اور پھر اُسی دیو کی پشت پر سوار ہوکے رضوان پری اور دردانہ پری کے پاس روانہ ہوا تھا اِسی مقام سے داستان قاسم اور توسن یلتاقی کی چھوٹی ہی قاسم ابھی پرستان مین ہین دیو اپنی پشت پر سوار کیے ہوے لیے جاتا ہی لشکر قاسم کا مع افسران سپاہ ترکستان مین ہی ترک توسن بعد جانے قاسم کے بہت خوش ہوا ہی اور تمامی قلمرو مین اپنی اِسنے منادی کرادی ہی کہ جو ہمارے خداوندون کو کہ وہ بت ہین مانے گا اور پرستش اُنکی کریگا وہ تو قتل اور قید سے امان پاے گا اور جو اہل اسلام سے ہوگا اور ہمارے حکم کی تعمیل نہ کریگا یقیناً قتل کیا جاے گا چنانچہ جب اُس نابکار نے یہ حکم عام دے دیا ملازمین اُسکے اہل اسلام کو جست و جو کرکے پکڑ لاتے تھے اور ترک توسن اُنکو قتل کرتا تھا ہر ایک قاری صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کا اُسکے ظلم اور اپنے خوف جان سے ڈرتا تھا اکثر اہل اسلام بخوف ہلاکت صحرا و کوہ مین جا جا کر پنہان ہوے تھے اور بہت سے اہل دین مجبور و ناچار ہوکر آمادہ جنگ بہ تیغ و سنان ہوے تھے ظلم و جفاے ترک توسن یلتاقی روز بروز ترقی پذیر تھا اور تعدی و ظلم اُس نابکار سے خائف و ترسان ہر جوان و پیر تھا ترکستان مین رعایاے نابکار سے جس قدر اہل اسلام تھے خوف قتل سے دست بردار تھے اور جتنے حق پرست تھے بہ مجبوری قتل ہونے پر راضی برضاے خدا تھے ہر روز وہ جفا کار شمشیر آبدار سے دس بیس اہل اسلام کو قتل کرکے آب و طعام سے سیر و سیراب ہوتا تھا فلک باوجود خود بدعت شعار ہونے کے

اہل اسلام کی خونریزی پر اشک خون روتا تھا کوئی دیندار ظلم سے اُس مکار و خونخوار کی بے اجل مرتا تھا کوئی خدا پرست بہ خضوع و خشوع درگاہ سامع الدعوات مین اسطرح مناجات کرتا تھا بموجب نظم

الٰہی قاضی الحاجات تو ہی
مین ہون بندہ ترا یا رب گنہگار
بغیر از تیرے ای رحمان میری
مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون ؛
برائے مبتلایان مصائب
بحق اضطراب طبع مایوس ؛

الٰہی سامع الاصوات تو ہی
تو ہی غفار کل ہے کردگارا
نہ بخشیگا کوئی عصیان میرے
برائے آہ و زاری یتیمان
اسیران جفاہا و نوائب ؛
ترحم برمن خستہ جگر کن ؛

نظر کر رحم کی اے کل کے غفار
تری رحمت کا ہی مجکو سہارا
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون
برائے بیقراری یتیمان
بحق بیکسی جان محبوس
تلطف برمن شوریدہ سر کن

جب اس طرح بعض اہل اسلام نے دعائی منجانب پروردگار بطور الفا کے اہل اسلام کے دلون مین یہ خیال گذرا کہ لشکر قاسم یہان سے قریب تر پڑا ہی گو وہ لشکر مین موجود نہین ہی مگر اُسکے سردار اور فوج تو ہی اُنکی حمایت مین چلنا چاہیے اور اُنکے شریک ہو کر اس بجیا سے لڑنا چاہیے یہ خیال کر کے صدہا اہل اسلام ایک جا صحرا مین مجتمع ہو کر پاس زرہ خان کے گئے اور بنالہ و بیقراری بیان کیا کہ ہم سب اہل اسلام ہین اور رعایاے ترک توسن یلتاقی سے ہین ترک توسن نے ہم پر ظلم کیا ہی جو ہم مین سے اُسے مل گیا ہی اُسنے قتل کیا ہی اُس جفا کار نے فی زمانہ یہ عہد کیا ہی کہ جب تک چند اہل اسلام کو قتل نہ کرلونگا اور اُنکا خون زمین پر نہ گرالونگا ہرگز آب و طعام کی طرف توجہ نہ کرونگا پس ہم اہل اسلام سے بہت سے قتل ہوئے مابقی ہم لوگ ہین اِس وقت شب تاریک مین مجتمع ہو کر آپ کی خدمت مین اسواسطے آئے ہین کہ براے خدا ہمین پناہ دیجیے اور واسطہ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمارے حال پر نظر عنایت کیجیے زرہ خان نے بموجب حکم بادشاہ لشکر یعنی گورزاد ختنی کے اُن لوگون سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ مع اپنے ناموس کے ہمارے لشکر مین چلے آؤ حتے الامکان ہم جان کی حفاظت کرینگے تمھاری نصرت و یاری مین جان دینگے اور مرینگے وہ سب دیندار زرہ خان کی یہ گفتار سن کے مسرور ہوئے جان جانے کے خطرے اُنکے دلون سے دور ہوئے اُسی وقت سب جا کر اپنے ناموس کو لشکر قاسم مین لے گئے اور لشکر ہی مین اُن سب نے سکونت اختیار کی راوی کہتا ہی کہ ایک روز ملازمین ترک توسن یلتاقی کو باوجود تلاش بسیار کوئی مسلمان دیندار دستیاب نہ ہوا آخر کار مجبور و ناچار ہو کے وہ سب ملازم آگے اُس ظالم کے گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ ہم نے تیرے حکم سے صبح سے اِس وقت تک اہل اسلام کی دور تک تلاش کی لیکن کوئی مسلمان نہ ملا ناچار ہو کر ہم حاضر ہوے ہین اب جو حکم ہو بجا لائین ترک توسن یلتاقی نے غضبناک ہو کر کہا ای نمکحرامو مابدولت نے صبح سے اس وقت تک کچھ نہین کھایا ہی گرسنگی سے دم ہونٹون پہ آیا ہی آخر ہماری رعایا مین جس قدر اہل اسلام تھے وہ کہان گئے دریافت کرو اگر بموجب عہد اہل اسلام کا خون زمین پر نہ گراؤنگا یقین ہی کہ دو تین روز مین کثرت گرسنگی سے مرجاؤنگا وہ ملازم بموجب حکم حاکم بہر دریافت حال اہل اسلام گئے اور بعد دریافت حال روبرو اُس ستمگر کے گئے اور بصد ادب عرض کیا ای بادشاہ یہ خبر بہت معتبر یہ نمکخوار آپ کے بیان کرتے ہین کہ جس قدر رعایاے حضور

سے اہل اسلام تھے وہ سب زرہ خان وزیر ضلصال کے پاس فراہم ہوئے ہین آپ تو واقف ہین کہ
زرہ خان وزیر مذکور مطیع قاسم ہوکر دائرہ دین اسلام مین آچکا ہی اب اہل اسلام کا معین و مددگار
ہوا ہی یہ خبر سُنکے اُس ظالم جابر کو نہایت غصہ آیا چونکہ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا افسران فوج
سے کہا کہ ہم آج وقت دو پہر رات کے زرہ خان پر بطور شبخون کے حملہ کرینگے اور اہل اسلام
کا زمین پر خون بہاکر بعدہ اکل وشرب کرینگے خاصہ ہمراہ رہے گا لہذا تاکید اً تم کو حکم دیتے ہین کہ قبل
گذرنے دو پاس شب کے تمام فوج ہماری مسلح اور مکمل رہے افسران فوج نے عرض کیا جیسا
حکم ہوا ہی ایسا ہی ہوگا یہ عرض کرکے افسران فوج نے مردمان سپاہ سے جاکر بیان کیا چنانچہ موافق
حکم تمام مردم سپاہ کہ تین لاکھ تھے مسلح ومکمل ہوگئے ترک توسن وقت نیم شب فوج ہمراہ لیکر چلا یہ
خبر شبخون بذریعہ عیارون کے زرہ خان نے سُنی فی الفور جملہ اپنی سپاہ کو کہ قریب لاکھ
جوانون کے تھی اُنکے چار حصے کرکے اپنے لشکرگاہ سے قریب جو ایک پہاڑ تھا اُسکے درون مین
چار جانب مخفی کردیا جب ترک توسن یلتاقی لشکرگاہ زرہ خان کے قریب تر آیا دیکھا کہ وہان سوائے
خیمہ وخرگاہ اور مال واسباب کے انسان وحیوان کا نام ونشان بھی نہین ہی یہ حال لشکرگاہ قاسم
دیکھکر حیران وپریشان ہوا اور بوجہ عداوت قلبی رکھنے اہل اسلام سے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قاسم کی
یہ بارگاہ وخیام لوٹ لو مردمان سپاہ یہ مژدۂ فرحت افزا سُن کے بہ رغبت تمام اُس مال واسباب
کے لوٹنے کے واسطے آگے بڑھے اور بے خوف وخطر لوٹنے لگے اِدھر زرہ خان نے درہ ہاے
کوہ سے دیکھا کہ سپاہ دشمن لوٹنے مین اسباب کے مصروف ہی اُسی وقت درۂ کوہ سے نکل کر
ایک حصہ فوج اپنے ہمراہ لےکر بدخواہون پر حملہ کیا فوج دشمن گھبراکر اُدھر متوجہ ہوئی دوسری
طرف سے دوسرا حصہ فوج کا لیکر ایک افسر نے دھاوا کیا اِسی طرح باقی دو حصہ فوج کے لیکر
دو سردار باری باری سے حملہ آور ہوے دشمن کی فوج کو بیچ مین گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی چونکہ
اُسوقت جنگ مغلوبہ تھی اِسطرح جنگ ہورہی تھی بموجب نظم

کسی کے پڑی سر پہ تیغ دو سر	کہ سر اُسکا کٹکے گرا پاؤن پر	کسی کو کیا نصف دھڑ سے قلم
کسی کو مع اسپ کاٹا بہم	کسی پر برستا تھا باران تیغ	جلاتی تھی بجلی کہین بیدریغ
کوئی تیغ کی جا سپر تھا لیے	سپر تھا کمر سے لگائے ہوے	قضا نے جو کی رنین جانونکی لوٹ
گئی باگ صبر وتحمل کی چھوٹ	سوار وپیادہ نہ سردار رہی	جدھر دیکھو لاشونکا انبار رہی

راوی ناقل ہی کہ یہ لڑائی نصف شب سے سحر تک ہوئی اور سحر سے تا وقت نصف النہار باہم کارزار
ہوئی آخرکار بوجہ کمی فوج اہل اسلام اور نہ ہونے قاسم عالی مقام کے اہل اسلام پسپا ہوے
اور ہٹتے ہٹتے اُسی کوہ فلک شکوہ تک پہونچکر باقی ماندہ اہل اسلام کہ تخمیناً تین ہزار باقی رہ گئے تھے
پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے تیر اندازی کرنے لگے اور ترک توسن یلتاقی نے محاصرہ اُس کوہ
کا کیا ہرچند کہ سپاہ اُسکی ڈیڑھ لاکھ اِس جنگ عظیم مین کام آئی تھی اور بہت سے مردمان فوج زخمی
تھے اور ترک توسن نے اب تک طعام تناول نہ کیا تھا مگر جنگ سے باز نہ آیا کوہ کو گھیرے
رہا اور ارادہ پہاڑ پر چڑھنے کا کیا اُس وقت جو اہل اسلام پہاڑ پر تھے وہ بہ گریہ وزاری درگاہ

جناب باری مین اِسطرح ہاتھون کو بلند کرکے دعا کرنے لگے۔ بموجب **نظم**

ای خطا پوش اے محیط عطا
ہم گدا ہین گدا نواز ہے تو
مگر اب ہی تباہ حال اپنا
جس سے مقصد جہان کے حاصل ہون
گو کہ اے منشی خط تقدیر
وہی ہوگا جو سرنوشت مین ہی
جیسے لاتقنطوا نے دی امید
پر یہ تجھ سے امیدوار ہین ہم
تیری الفت کا دل مین داغ لگے
در مطلب ہمین عطا کردے
ہم پریشان بہت ہین رب احد

ای غفور ای سحاب لطف و سخا
یہ توکیونکر کہین مجال نہین
رد نکر رد نکر سوال اپنا
اسکے سائل کسی کے در پر جائین
رازق رزق کارساز و قدیر
مگر اے چارہ ساز مجبوران
ہی تری فضل سے بڑی امید
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اِس گھر مین یہ چراغ رہے
فوج دشمن پہ دے ظفر ہمکو
بھیج جلدی کسی کو بہر مدد

ہم ہین بیچارہ چارہ ساز ہی تو
کہ ہمارا نہ تجھے خیال نہین
دو جہان جسکے در کے سائل ہون
ہاتھ غیر و نکے سامنے پھیلائین
اعتقاد اپنے میں سرشت مین ہی
اے امید وصال مہجوران
گو سراسر گناہگار ہین ہم
تاکہ باقی رہے شمار نفس
قید غم سے ہمین رہا کردے
کچھ نہ اعدا سے ہو ضرر ہمکو

ہنوز اہل اسلام دعا بر حضور قلب کر ہی رہے تھے کہ بہ لطف پروردگار ناگاہ جانب صحرا سے گرد آشکار ہوئی ہنوز وہ گرد دور رہی تھی کہ دوسری جانب سے بھی غبار کثیر نظر آیا اسی طرح سے تیسری سمت سے بھی گرد کثیر آشکار ہوئی اہل اسلام سمجھ گئے کہ بیشک ہمارا تیر دعا باب اجابت تک پہونچا یہ خیال کرکے خوش ہوے ادھر ترک توسن تین سمت بہ کثرت گرد و غبار بلند دیکھکر طرح طرح کے خیالات کرنے لگا تھوڑی دیر مین پچھوا ہوا سے دامن گرد پارہ پارہ ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ فضل تاتاری اور تفضل تاتاری اور مفضل تاتاری یہ تینون سردار ایک ایک لاکھ سواران آزمودہ کار کی جمعیت سے آتے ہین اور طولا بہ سمرقندی چوتھی جانب سے بارہ ہزار سوارون کی جمعیت سے آتا ہی یہ تائید غیبی اور مدد منجانب پروردگار اور اپنے دعا کا اثر خیال کرکے بہت خوش ہوے ناگاہ سرداران موصوف الصدر نے قرب کوہ آکر دیکھا کہ زرہ خان با خاطر پریشان بالاے کوہ ہی اور لشکر ترک توسن کا پہاڑ پر چڑھ رہا ہی ہمراہیان زرہ خان تیراندازی کر رہے ہین اور موت کو قریب اپنے دیکھکر مردانہ وار لڑ رہے ہین یہ رنگ جنگ دیکھکر سرداران مندرجہ بالا نے بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ ای زرہ خان اب نہ گھبراؤ کوہ سے اُترآؤ ہم براے سرکوبی دشمنان آپہونچے زرہ خان وغیرہ اُن سردارون کی یہ گفتگو سُن کے کوہ سے اُترنے لگے اور مردمان لشکر ترک توسن کوہ پر چڑھنے سے بازرہے بلکہ ارادہ بھاگنے کا کیا اِس اثنا مین سرداران مرقومۂ بالا جو بہر مدد اہل اسلام آئے تھے اُنھون نے لشکر دشمن کو چار طرف سے گھیر لیا اور زرہ خان بھی مع اپنے ہمراہیون کے پہاڑ سے اُترا اُسوقت جملہ اہل اسلام نے تلوارین نیام سے کھینچ کر دشمنون پر حملہ کیا کفار بھی مجبور ہو کر لڑنے لگے برق شمشیر ابر سیاہ مین چمکنے لگی دلاور مانند رعد کے نعرے کرنے لگے ہواے تند و تیز پر ہاے تیر کی میدان کارزار مین چلنے لگی زخمیون کی زخمون سے زمین پر بارش خون ہونے لگی عرصۂ کارزار

مین دریاے خون مانند آب بارش کے روان ہوا قصہ ہاے تن کثرت بارش تیر اور تفنگ سے دھڑا دھڑ زمین پر گرنے لگے راوی بیان کرتا ہو کہ یہ جنگ ایک پہر کامل میدان مین ہوئی کفار قریب اسّی ہزار کے قتل ہوے اور اہل اسلام دو ہزار درجۂ شہادت پر فائز ہوے اُسوقت ترک توسن نہایت پریشان خاطر ہوا کیونکہ اُسنے غور کرکے دیکھا کہ فوج میری قلیل رہ گئی ہو اور وہ بھی پسپا ہو رہی ہے آخر کار اُس نابکار نے سواے اسکے اور کچھ نہ سوچا کہ راہ فرار اختیار کرے اور جان اپنی بچاکہ بھاگ جاے یہ خیال کرکے اہل اسلام سے شکست فاش کھاکر اور زخمی ہوکر گریزان ہوا اہل اسلام نے تھوڑی دور اُنکا تعاقب کیا بعد ازان خوش وخرم اور فتحیاب ہوکر پھرے بعد بھاگ جانے ترک توسن کے زرہ خان اُن سردارون سے بصد خوشی گلے ملا اور اُنکی اعانت کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ اس وقت آپ صاحبون کا اِدھر آنا کیونکر ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ہم کو ہرکارون سے یہ حال معلوم ہوا کہ ترک توسن نے آپ پر مع فوج کثیر حملہ بطور شبخون کیا ہو پس ہمکو لازم ہوا کہ ہم بھی آپ کے شریک ہوکر دشمن سخت سے مقابلہ کرین اور حتے الامکان دشمن کو قتل کرین للہ الحمد والمنۃ کہ ہم عین وقت پر یہان پہونچے اور دشمن کو شکست دی زرہ خان اُنکو اپنے ہمراہ لیکر فرودگاہ پر آیا اور بہ راحت وآرام فروکش ہوا اور ترک توسن نابکار بھاگ کر اپنی دار الامارۃ شاہی مین پہونچا پھر دربار مین بادل غمناک آکر بیٹھا اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مین نے تو یہ چاہا تھا کہ ترکستان سے اہل اسلام دفع ہو جائین کسی کا نام ونشان تک باقی نہ رہے سب کو تہ تیغ کر ڈالون جب تک قاسم آئے کسی کو زندہ وسلامت نہ رکھون مگر اہل اسلام کے حمایتی نہین معلوم کہان سے عین وقت پر آتے ہین گویا زمین سے پیدا ہو جاتے ہین کہ بنا ہوا کام بگڑ جاتا ہو اگر فضل تاتاری وغیرہ نہ آجاتے تو تھوڑی دیر مین سب کو قتل کر ڈالتا اکثر اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی بہادری اور شجاعت مین کسی کو کچھ شک نہین مثل آپ کے دلاور کوئی پردۂ دنیا پر نہین لیکن جو ہمارے خداوندون کو منظور ہوتا ہو وہ ہوتا ہو ابھی اہل اسلام پر غضب وقہر خداوندون کا نہین ہو جسوقت سب خداوند اُنسے ناراض ہونگے ایک دم مین آپ اُنکو خاک مین ملا دیجیے گا ترک توسن اُنکی گفتگو سُن کے فی الجملہ خوش ہوا اور فوج جمع کرنے مین اُسی وقت سے سرگرم ہوا اب اِسکا حال مقام مناسب پر لکھا جائیگا

داستان جانا ثریا کا ہمراہ ہرمز دفزا مر براے جنگ حمزۂ صاحبقران اور عیاری ہشام تیز پران ساقی نامہ

دکھادے لغزش مستانہ ساقی	اٹھا اب ناز سے پیمانہ ساقی	خمار بادہ سے ہو غیر حالت
ہو اسدم دل مرا خواہان راحت	پئے تفریح باغ آراستہ کر	چمن مثل جنان پیراستہ کر
نسیم بوے گل ہو روح پرور	مشام جان رہے جس سے معطر	ہر اک سو آب کے چشمے ہون جاری

کنار جو ہو سرو جوے باری
چمن وسعت مین رشک آسمان ہو
تماشا چشم نرگس دیکھے پیہم
مغنی طوطی شکر شکن ہو
مے گلگون کا دے اُسدم مجھے جام
ز کلک خوش رقم ارباب توقیر

زمین بوستان ہو زعفرانی
روش صورت مین شکل کہکشان ہو
کسی جا ارغوان و نسترن ہو
کہین رقاص طاؤس چمن ہو
ارادہ ہو لکھون اُس داستان کو
چنین کردند حال جنگ تحریر

روان ہر نہر مین ہو صاف پانی
ترشح ابر سے ہو مثل شبنم
کسی جا جعفری زیب چمن ہو
مہیا جب یہ ہون اسباب آرام
پسند آئے جو ہر پیر و جوان کو
کہ جب ثریا شاہزادہ زنگبار

جواب نامہ حمزہ صاحبقران نامدار سے لیکر آیا جہان اور حالات اُسنے بیان کیے از انجملہ ایک روز سر دربار ہرمز و فرامرز سے یہ بھی ظاہر کیا کہ مین نے اپنی اِس عمر مین بہت سے خلیق اور بامروت اشخاص دیکھے مگر سب سے بہتر شہر بصرہ مین جاکر مین نے حمزہ صاحبقران کو پایا کیونکہ وہ خلق مجسم ہین اور بہادر دوست ہین میرے اوپر اُنھون نے وہ اشفاق کیے تھے کہ اِس وقت تک مجکو یاد ہین بلکہ تا حیات یاد رہینگے بارہا دیکھا ہے اور سنا ہے کہ اعلی اور ادنی اپنے دشمن سے بیزار رہتے ہین اور سوائے دشمنی کے اُس سے بہ نیکی پیش نہین آتے ہین لیکن حمزہ صاحبقران مین یہ صفت پائی گئی کہ مجھ ایسے اپنے دشمن سے نہایت خلق سے پیش آئے اور ایسی نیکی و مہربانی کی کہ کوئی اپنے بہت بڑے دوست اور عزیز پر بھی نہ کریگا میرے نزدیک ربع مسکون مین اُنکا مثل و نظیر زیر چرخ پیر نہوگا شجاعت اُنکی بارہا اشخاص سے سنی ہے ہرچند کہ میدان نبرد مین دلاوری اُنکی دیکھی نہین لیکن مین اُنکے شجاع و دلیر ہونے کا یقین کرتا ہون اگر وہ شجاعت مین یکتاے عصر اور وحید زمان نہ ہوتے تو مانند لندھور میرے خانزاد بھائی کے جو بہادر اُنکے مطیع و فرمانبردار ہوے ہین ہرگز ہرگز نہ ہوتے اور اگر وہ بدرجہ کمال خلیق و صاحب مروت نہ ہوتے تو بہادران عالم اُنکے حلقہ بگوش نہ ہوتے مین نے بچشم خود دربار بادشاہ لشکر اسلام مین جاکر دیکھا ہے کہ دنگلون پر ایسے ایسے بہادر بیعدیل و نظیر بیٹھے ہوے تھے کہ اُنکے چہرون سے آثار شجاعت و دلاوری نمایان تھے اور اُنکی چتونون سے بہادری و جوہر کے نشانات عیان تھے ہمارے والد ماجد کہ فی زمانہ شاہان اولوالعزم سے ہین اُنکے بھی دربار مین ویسے سرداران نامی و نامور دو چار بھی نہین ہین اور آپ کے اس دربار مین سواے میرے اُستاد کے اور مجھ حقیر کے کوئی دلیر نظر نہین آتا ہے بس مجکو اس باب مین نہایت حیرت ہے کہ حمزہ صاحبقران ایسا شخص کہ جسکے کچھ اوصاف مین نے دیکھے ہین اور سُنے ہین وہ بیوجہ کیونکر آپ کے والد سے اور آپ سے سرکشی پر آمادہ ہوگیا ہرمز و فرامرز ثریاے تاجدار کو کچھ جواب دیا چاہتے تھے کہ ناگاہ بختیارک اپنی جگہ سے اُٹھا اور ایک آہ سرد بھر کے ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگا اے شاہزادگان ذیوقار و اے حاکمان عالی تبار لیجیے مبارک ہو کہ ثریاے نامدار بصرہ مین جاکر حمزہ صاحبقران سے بے لڑے بھڑے اُنکا لوہا مان گئے سچ تو یہ ہے کہ آدھے مسلمان ہوگئے اُنکا اِس قدر حمزہ صاحبقران اور اُنکے سردارون کی تعریف کرنا دلیل قوی ہے کہ اُنکے رعب و تہور و شجاعت سے یہ دل ہار گئے اب یہ کیا لڑینگے حضور کوئی اور فکر کرین کسی

شاہ یا کسی بہادر کو نامہ لکھکر اُس سے مدد طلب کرین اب ان سے کچھ نہ ہو سکے گا دل تو یہ اُنسے
بوجہ الفت اور اچھا سمجھنے کے مقابلہ نہ کرینگے اور بالفرض والمحال مقابلہ بھی کرینگے تو دل ہارے
ہوے ہین بہت جلدی زیر ہو جائینگے اور بخوشی اُنکی اطاعت قبول کرینگے اور حلقۂ غلامی
حمزۂ صاحبقران اپنے کان مین ڈال لینگے بارگاہ سلیمانی مین کسی دنگل پر خواہ دست راست
یا دست چپ بیٹھینگے ابھی تو آپ کے دوست ہین اُس وقت مین آپ کے دشمن جانی ہو جائینگے
اگر قابو پائینگے تیغ تیز سے سر آپ کے کاٹ لینگے دیکھ لیجیے گا جو مین کہتا ہون یہی ہوگا ان کے
تیور بد ہین ہمارے خداوند خیر کرین آثار انکے اچھے نظر نہین آتے ہین ثریا سے تاجدار نے
برہم ہو کر جواب دیا او بختیارک نابکار تو نہایت نالائق ہے ارے اپنے مالک کے دوست اور مددگار
کو ایسی واہیات اور ملال انگیز باتین کر کے اپنا اور اپنے مالک کا دشمن بناتا ہے تو کیسا وزیر ہے
مجکو عہدۂ وزارت سزاوار نہین ہے اور تیری لیاقت اِس عہدۂ جلیل کے قابل نہین ہے اور مین وہ بہادر
اور صف شکن ہون کہ جب اپنے نام پر طبل جنگی بجا کر میدان مین بہ مقابلہ اہل اسلام جاؤنگا
دیکھنا کس کس دلیر کو تہ تیغ کرتا ہون اور کس کس بہادر کو کشتی مین زیر کرتا ہون میرے نعرون
سے بارہا شیرون کے زہرے آب ہوے ہین اور بڑے بڑے بہادرون کے قلب وجگر پر
اضطراب ہوے ہین اکثر شجاعان جہان میرا نام سُن کے خوف سے یون کانپتے ہین کہ جیسے
کسی کو سردی سے تپ آتی ہے اور میرے رعب وشجاعت سے ہر ایک دلاور نامی ونامور کی
روح خوف سے تن مین گھبراتی ہے فیل مست کو ہنگام جنگ ایک پشہ جانتا ہون اور شیر نر
کو وقت مقابلہ کب مانتا ہون بختیارک نے خوب ہنسکر جواب دیا کہ اگر خوشامد سے تقریر کیجاے
تو یہ کلمات زبان پر جاری کرون کہ بیشک وشبہ آپ ایسے ہی بہادر ہین بلکہ اِس سے بھی بدرجہا
بڑھکر ہین اور اگر سچ پوچھیے تو یہ امر ہے مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؂ جب ہم کچھ شجاعت
آپ کی اپنی آنکھون سے دیکھین تو البتہ آپ کو شجاعان جہان سے خیال کرین اور ابھی تو کچھ کہنے
کو دل چاہتا ہے مگر کیا کہین خاموشی ہی بہتر ہے ثریا بختیارک کے اِن کلمات طعن وتشنیع آمیز کو
سُنکے کہنے لگا اے شاہزادگان ذیقدر وذیوقار آپ کے وزیر نابکار کو میرے شجاع ودلاور
ہونے مین تامل وانکار ہے اور سامان جنگ بھی آپ کر چکے ہین فوج کثیر بھی فراہم ہو چکی ہے
حمزۂ صاحبقران بھی بموجب جواب نامہ مقابلہ اور مجادلہ کو تیار ہین اب آپ کو لشکر کشی
مین کیا تامل ہے جلد جانب بصرہ یہان سے کوچ کیجیے کسی افسر کو پیش خیمہ لیجانے کو حکم دیجیے
بعدازان آپ بھی مع اپنی تمامی فوج کے روانہ ہوجیے مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے دیکھیے تو کہ
مین جاکر کیا کرتا ہون سرداران حمزۂ صاحبقران کو زیر کرتا ہون یا خود اُن سے زیر ہو کر
امیر کا مطیع ہوتا ہون ہرمز وفرامرز نے بموجب کہنے ثریا سے تاجدار کے اُسی وقت
پیش خیمہ اپنا ایک سردار کے سپرد کر کے اُسے جانب بصرہ روانہ کیا اور اُسکے دوسرے
روز سات لاکھ فوج خاص اپنی اور سات لاکھ سواران ثریا سے تاجدار کو اور زرباج فیلکش
اور خوش گام وزیر اور بختیارک اور ہشام تیز پران عیار ثریا اور صابر نمد پوش اپنے

عیار کی وقت سحر جانب بصرہ کوچ کیا اور اثناے راہ مین کوچ اور مقام کرتے ہوے بعد طی منازل اور قطع مراحل عنقریب بصرہ پہونچے وہان ایک صحراے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین قیام پذیر ہوے ہرکارے لشکر اسلام کے خبر آتے ہرمز و فرامرز کی مع سپاہ گران دریافت کرکے بلکہ اُنکے لشکر کو دیکھکے فورًا روانہ ہوئے اُسوقت دربار مین پہونچے کہ بادشاہ لشکر اسلام تخت حکومت پر رونق افروز تھے امیر باتوقیر اپنے دنگل پر بصد شوکت تشریف فرما تھے اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ جو بصرہ مین موجود تھے حاضر دربار تھے پس بموجب دستور مجراگاہ سے مجرا کرکے اِسطرح دعا و ثناے بادشاہی زبان پر لائے بموجب نظم

تاخامۂ خیال کہ نقاش معنویست — مدح تو بر صحیفۂ ہستی کند رقم

گریان دبتقرار وتگو نثار چون قلم — خصمت کہ ہست صورت عصیان ہمیشہ باد

بعد ازین یون عرض کیا شہنشاہ کی عمر و دولت افزون ہو علم لشکر بدخواہان مدام سرنگون ہو یہ نمکخوار اپنی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین کہ ہرمز و فرامرز ثریا وغیرہ کو ہمراہ لیکر بہ جمعیت چہاردہ لاکھ سپاہ ظل اللہ کے بدخواہ ہوکر قریب بصرہ کے آکر فروکش ہوئے ہین ارادہ اُنکا یہ ہے کہ علم مخاصمت بلند کرین اور آمادۂ حرب وضرب ہون باقی خیر و عافیت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر مذکور سن کے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ نابکار آمادۂ کارزار ہین تو ہون ہم کو کچھ خوف و اندیشہ نہین ہے ہماری جان و مال کا وہی نگہبان و حافظ ہے بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ہرکارے تو خبر مذکور بیان کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے امیر عالی مقام سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ای امیر باتوقیر دیکھیے اِس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے ثریا بہادران عالم سے ہے امیر باتوقیر نے عرض کیا افضال خدا اور آپکے اقبال سے دشمن مقہور و ناکام ہونگے اللہ آپ کو اُنپر غالب کریگا ہنوز امیر یہ کلام کر رہے تھے ناگاہ صداے طبل جنگی کان مین آئی امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ جلد جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ طبل جنگی لشکر ہرمز و فرامرز مین بجا ہے یا اور کہین کسی نے بجایا ہے ابھی خواجہ براے دریافت خبر دربار سے باہر نہ گئے تھے کہ یکایک چند ہرکارے غبار مین آلودہ پسینے مین غرق گھبرائے ہوے دربار مین آئے اور قاعدہ کے موافق مجراگاہ سے مجرا کرکے اِسطور سے دعا و ثناے بادشاہی کو زبان پر جاری کیا بموجب نظم

تا فنا مطلق رود در ترکتاز انقراض — تا بقا رونق برد در کارگاہ انقلاب

عمر اعداے تو شبگیر فنا را ہمعنان — عہد اقبال تو توفیق بقا را ہمرکاب

عیش میران جاودان کاندر نگارستان ہند — داری اسباب تنعم بر سر لب لباب

مجلست را زہرہ قوال و مگس راند زحل — آبدارت ابر نیسان و خواصت آفتاب

اِسوقت ثریا شاہزادۂ زنگبار نے لشکر ہرمز و فرامرز مین اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ فردا وقت سحر میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد کو شعلہ ور کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر دربار سے نکل کر ایک جانب چلے گئے یہان امیر باتوقیر نے حکم بادشاہ لشکر سے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے جو کچھ کاتب قدرت نے ہماری پیشانی مین لکھا ہے وہ پیش آئے گا خواجہ عمرو یہ حکم پاکر دربار سے باہر آئے

اور نقارخانہ مین جاکر قلاب چینی وغیرہ سے حکم امیر با توقیر بیان کیا اُنھون نے بموجب دستور نقارۂ سکندری پر چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی راوی کہتا ہی کہ جب صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی بادشاہ دربار برخاست کیا اور جملہ سردارون اور لشکریون کو اطلاع اِس امر کی ہوگئی کہ جانبین مین طبل جنگی بجا ہی صبح کو ہنگامۂ کارزار ہوگا اُسی وقت سے ہر ایک افسر اور لشکری سامان جنگ مین مصروف و مشغول ہوا تمام شب دونون لشکرون مین رن مہتابین اور جور مہتابین روشن رہین طلایہ سوار دونون لشکرون کے گرد پھرا کیا نقیب دونون لشکرون مین لشکریون سے باواز بلند یہ کہتے تھے بموجب نظم

بسر شب نہ کرنا یہ تم ہو کے شاد ۔ کہین رات ہی کو نہ اُٹھے فساد
رہو جاگتے سب کے سب تا سحر ۔ نہ لشکر مین سوئے کوئی رات بھر

یہ تاکید نقیبون کی بہادران لشکر جانبین سُن سُنکے اُن سے کہتے تھے کہ تم اطمینان رکھو ہم بیدار رہین ایک مدت سے اپنے مالک و آقا کا نمک کھایا ہی مرنے اور سر دینے پر تیار رہین ہمین خود شوق جنگ مین نیند نہین آتی ہی دل سینے مین بیتاب ہی مانند دیدار چہرۂ معشوق کے آنکھین ہماری مشتاق سپیدۂ سحر ہین یہ رات ہمارے حق مین مثل شب فرقت محبوب کے ہوگئی ہی کاٹے نہین کٹتی ہی حسرت ہی کہ کہین جلد نور سحر نظر آئے میدان نبرد مین جائین اپنے حریفون کو فنون جنگ دکھائین اپنے مالک و آقا کے دشمنون کو قتل کرین سراپا اُن کا خاک و خون سے بھرین پائے سمند ان سے پامال اعدا کے تن کرین جنگاہ مین اپنے باپ دادا کے نامون کو روشن کرین ارادہ ہی کہ عرصۂ جنگ مین وہ شجاعت و بہادری دکھائین کہ لوگ قصہ نبرد رستم و اسفندیار بھول جائین سوائے اسکے یہ ہی آرزو ہی کہ اعدا کو تہ تیغ آبدار کرکے خود بھی تیغ و نیزہ و تیر سے زخمی ہوکر زمین پر گرکے مر جائین روبرو دلاورون کے نام کرکے اور حق نمک ادا کرکے دنیا سے گذر جائین آئینۂ تیغ و شمشیر اعدا مین ہم کو چہرۂ عروس مرگ نظر آئے اور سواری اپنی مانند نوشاہ کے جانب ملک عدم جائے اِس طرح کے مرنے سے زندہ جاوید ہو جائین اور تخم نمک حلالی اور وفاداری مزرع دل مالک مین بو جائین نقیب اُن بہادرون کی یہ تقریر سُن کے کہتے تھے شاباش و مرحبا جزاک اللہ بموجب مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؛ اور جو جو اشخاص بزدل و نامرد تھے چہرے اُنکے خیال جنگ سے زرد تھے کلیجے اُنکے سینے مین خوف جدال سے یون طپان تھے کہ مانند مرغ نیم بسمل پھڑکتے تھے اور دل اُن کے پہلوون مین کثرت اندیشۂ مرگ سے دھڑکتے تھے لبون پر خشکی تھی حواسون مین ابتری تھی اعضا اُنکے تصور خوف جنگ سے شل اعضائے مرتعش کے بے اختیار کانپتے تھے اور افراط بار خیال مرگ سے ہانپتے تھے باہم آہستہ آہستہ کہتے تھے کہ یہان تو وقت سحر روئے اجل ہر ایک کو نظر آئے گا دیکھیے کون کون آب زندگی سے ہاتھ دھو کر جانب عدم جائے گا تلوار بڑے زور و شور سے میدان مصاف مین چلیگی جوانان مقتول کی لاشون پر جوانی اُن کی کس حسرت سے کف افسوس ملے گی لشکریون کے تن اور سر مین جدائی ہو جانے کی ہر ایک لاش صد پاش غسل کیسا کفن و گور تک نپائیگی لاشئے عرصۂ جنگ مین مقتولون کے طعمۂ زاغ و زغن ہو جائین گے صد حیف یون بے نام و نشان جوانان صف شکن ہو جائین گے زمین افراط خونریزی جوانانسے لالہ رنگ ہو جائیگی چھاتی ہر ایک سپاہی کے نشانۂ تیر

وا قفنگ ہو جائینگے اگر کسی کی فصد کھلنے مین خون نکلتے دیکھا بھی ہمین فوراً غش آگیا ہی دانت بیٹھ گئے ہین اندھیرا آنکھون کے سامنے آگیا ہی سینہ مین دل تھرا گیا ہی پہرون مین بہزار خرابی ہوش آیا ہی مہینون جب حکیمون کا علاج کیا ہی تب اُس غش کے صدمے سے آرام پایا ہی اسی وجہ سے ہم نے کبھی کسی جانور حلال کو بھی اپنے ہاتھ سے حلال نہین کیا اور کبھی اپنی زندگی مین کسیکی خونریزی کا دل مین خیال نہین کیا ہمارے والدین نے ہم کو بڑے ناز و نعم سے پالا ہی یہان لشکر حریف مین سب دشمن ہین اپنا کون چاہنے والا ہی ہم نے بارہا ہر چند کھٹملون اور مچھرون سے ایام گرما مین صدمے اُٹھائے مگر رحم دلی اور خون نہ دیکھنے کے خیال سے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہین مارا خدارا تمہین انصاف کرو کہ اس جنگ مین خونریزی مردم کے دیکھنے کا ہمین ممکن ہی یارا ہم صاف کہین ہر گز ہرگز جنگاہ پر نہ جائینگے یہی نہ پڑے کے جوان بزدل سمجھین گے مگر ہم یہ بار ذلت واسطے اپنی جان بچانے کے خوشی سے اُٹھائینگے اگر ہم میدان نبرد مین جاکر کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے اہل وعیال ہمارے تباہ و برباد ہوکر ہمارے قتل ہونے کے صدمے اُٹھائینگے ہمنے نوکری اسواسطے نہین کی ہی کہ اپنی جان دین اور تلوار اور سپر اس واسطے نہین باندھی ہی کہ سر اپنا سر میدان دین لاکھون روپیہ کھاکر اتنے بڑے ہوے ہین اب دس روپیہ ماہواری کے نوکر ہوے ہین پس دس روپیہ ماہواری پانے کی امید پر اپنے مالک کا ساتھ دینا خلاف مصلحت ہی اور ایسے وقت مین کہ جان کا خوف ہو اپنے آقا سے بیوفائی کرنا ہمارے مذہب مین یہ جرم معاف ہی یہ کہکر وہ سب بزدل نامرد دو دو چار چار اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے سائیسون نے عرض کیا خداوندا اس وقت آپ کہان جاتے ہین اُن بزدلون نے بہ مکر و فریب کہا اے نالائقو تم گھوڑے زین و لجام سے آراستہ کرکے لے آؤ ایک کار ضروری ہی تھوڑی دیر مین پھرے آتے ہین یہ سُن کے سائیس خاموش ہوے گھوڑے کس کر لائے وہ بزدل اُن پر سوار ہو کر لشکر سے نکل گئے جب وہ سوار اور گھوڑے لشکر مین نہ رہے سائیس بھی اپنا رہنا بیکار سمجھ کے فوج سے مل گئے اسی طرح جسقدر بزدل تھے اُسی شب تاریک مین ہر ایک حیلہ اور بہانہ سے لشکر سے نکل کر اپنے اپنے مکانون کی طرف گریزان ہوے اور جتنے نامرد تھے خوف جنگ و جدال سے اپنے مالک کی سپاہ سے جدا ہوکر جانب کوہ و صحرا روان ہوے القصہ جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب

نظم

سفیدی نے کھویا سیاہی کا رنگ بنا ملک زنگی کا ملک فرنگ
سحر نے پڑھا سورۂ فجر کو ورق اُلٹا واللیل کا شاد ہو

بادشاہ لشکر اسلام مع جملہ سرداران عالی مقام مع امیر باتوقیر نماز سحر سے فارغ ہوکر بہ جمعیت سپاہ کثیر وارد عرصۂ دار و گیر ہوے اُدھر سے ہرمز و فرامرز ثریا کو ہمراہ لیکر کل فوج کو ساتھ لیکر راہ طے کرکے قیام پذیر بمقابلہ لشکر امیر باتوقیر ہوے اُسوقت حکم بادشاہ لشکر اسلام اور ہرمز و فرامرز کے اشارے سے جلیداران بلیجہ بردار پھاوڑے اور بلیچے لیکر نکلے اور ایک دم مین پست و بلند عرصہ جنگ کو ہموار کر دیا سقایان سقے مشکین پر آب لیکر آئے اُنھون نے سطح میدان نبرد کو واسطے بٹھا دینے گرد و غبار کے چھڑکاؤ

ایک بار کردیا بعد اُسکے صفوف لشکر طرفین سے یون آراستہ ہوئین کہ میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح
اور ساقہ وکمین گاہ کا انتظام بخوبی ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور ہرمز و فرامرز نے اپنے قلب سپاہ
مین قیام پذیر ہوے اُدھر سے حمزۂ صاحبقران بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر سے
بڑھکے کھڑے ہوے اور علم اژدہا پیکر کا شقہ سر صاحبقران پر کھول دیا گیا اُس علم سے آواز
یاصاحبقران یاصاحبقران کی آنے لگی ادھر سے شاہزادۂ زنگبار ثریاے نامدار بعہدۂ سپہ سالاری
مثل حمزۂ صاحبقران کے کھڑا ہوا باجے جنگی ہر صف مین بجنے لگے شور کرنا و دہل تا گنبد فلک جانے
لگا بہادر آواز جنگی باجون کی سُن کے نشہ بادۂ شجاعت سے مست ہوگئے ناگاہ نقیبان خوش آواز
اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان مین آئے اور بہادرون سے مخاطب ہوکر اور
اُنکو آمادۂ جنگ پر کرنے کو اس طرح اُن کا دل بڑھانے لگے بموجب نظم

صدا تھی یہ کڑکیت کی ہر گھڑی
کڑی کیسی ہی ہو منھ مُنھ موڑنا ؛
تمھارا تو شہرہ بڑی دور ہی
ورق کی طرح سے زمین و پلٹ
صدا اُسکے کڑکیت کی چار سو

کہ ہان ای جوانون ہے جان لڑی
ہو انسان کیا تم ملک سے لڑو
لڑائی تمھاری تو مشہور ہی
کرو تم جو نعرہ ہلے عرش تک
ہوا غل کہ ہان اُقتلوا اُقتلوا

نہ میدان خبردار تم چھوڑنا
رکھو دل یہ گر آگ مین جا پڑو
اگرچہ جا ہو تم دو زمانہ اُلٹ
تزلزل زمین کو ہو کانپے فلک

اور نقبا نے خوش آواز ہر ایک
جانباز سے مخاطب ہوکر اسطرح اُنکو لڑائی پر آمادہ کرتے تھے کہ ای بہادران یکتاے روزگار و
ای دلاوران تہور شعار یہ روز کارزار ہی دیکھو قدم آگے بڑھ کے پیچھے نہ ہٹنے پاے عزت و
آبرو پر حرف نہ آجائے آگے تمھین اختیار ہی تم شیر بیشۂ شجاعت ہوان روباہون سے نہ ڈرنا
آج روز مقابلہ ہی بخوف و خطر شکار انکا کرنا دشمنون کے خون سے میدان جنگ رنگین کردینا
اور بدخواہون کو کشتہ کرکے اُنکے تنون کو خاک و خون سے بھردینا یہ دنیا ناپایدار ہی کس کو اپنی
زندگی کا اعتبار ہی فقط پروردگار کو بقا ہی اور سب کے واسطے یقیناً ایک دن فنا ہی قبل زمانہ
موت کسی کو مرنا اور آدمیون کی بے سود ہی تدبیر کرنا پس اے بہادرو اگر تمھاری قضا
نہین آئی ہی ہرگز تیغ و تیر سے زخمی ہوکر ہلاک نہ ہوگے اور اگر اجل آج ہی حکم خدا سے
تمھاری آئی ہی تو محفوظ قضا سے تہ افلاک نہ ہوگے پس اپنے حریفون سے لڑائی مین منھ
نہ پھیرنا دلیرانہ اُن کو قتل کرنا اگر وہ بھاگین بہادرانہ گھیرنا جب نقبا بھی نقابت کرکے
میدان سے ہٹ گئے اُن کے کلمات پراثر کی تاثیر سے جملہ جری لڑنے اور مرنے پر تیار
ہوے اور سب بہادر اور تہور شعار آمادۂ کارزار ہوے لیکن سب کے پہلے ثریاے تاجدار
نے اپنے فیل کو بلمک مار کر آگے میدان مین بڑھایا اور بیچ میدان نبرد مین آکر اپنے فیل کو
ٹھہرایا پھر نعرہ کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران وای امیر عالی شان کسی بہادر اور
جری کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیجیے امیر باتوقیر نے یہ گفتگو ثریاے تاجدار کی
سُن کے دست راست کی طرف دیکھا اُس وقت لندھور بن سعدان نے صف لشکر سے نکلکر
بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام سے اجازت میدان نبرد کی چاہی بادشاہ اور امیر باتوقیر نے

اجازت

اجازت حرب دیکر فرمایا کہ سپرد کیا تم کو حافظ حقیقی کے لندھور تسلیم کرکے ایک فیل پر سوار ہوکے
روبرو ثریا کے گیا کیونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہو کہ ضرب گرز ثریا سے فیل ہیمونہ کا دانت ٹوٹ گیا ہو
لہو منھ سے جاری ہو بیمار رہا اسی وجہ سے لندھور فیل ہیمونہ پر سوار ہوکر میدان کارزار مین نہین
آیا ہو الغرض جب لندھور بہ مقابلۂ ثریا آیا اُسوقت ثریا کو نہایت غصہ آیا بعد لگاوٹ کے کہا ای
لندھور اُس روز تو میرے ہاتھ سے تو جانبر ہوا تھا مگر آج تیری قضا پھر میرے روبرو لائی ہو
خیر حوصلہ اپنا نکال لے آخر تو میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا لندھور نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا
یہ طریقہ نہین ہو کہ دشمن پر پہلے ضرب لگائین لہذا پہلے تو وار کر اگر تیری ضرب سے خدا مجھے بچائے گا تو
پھر مین بھی وار کرونگا ثریا نے یہ سُنکے گرز اپنا کہ کئی سو من کا ہو اُٹھا کر دو دستی بہ قوت تمام گھٹنے ٹیک کر
سر لندھور پر مارا لندھور نے فوراً اپنے گرز پہ گرز ثریا کو روک تو لیا مگر پسینے مین ہمہ تن تر ہو گیا
ہاتھی گھٹنون کی بھل زمین پر بیٹھ گیا لندھور کی آنکھین بند ہو گئین غبار زمین سے اس قدر بلند ہوا کہ
لندھور مع فیل اُس مین نہان ہوا باوجود اس صدمے کے دو ہاتھ لندھور کے جن مین گرز تھا
مثل ہیل فولادی استوار اور قائم رہے ثریا نے ضرب گرز لگا کر خوش ہوکر یون نعرہ کیا کہ زدم
وپست کردم حریف را اُس وقت حمزۂ صاحبقران بہت مشوش ہوئے اور نعمان ہزارہ عیار
نے لندھور کیجانب دیکھا اُسنے فی الفور چھاگل پانی کی لیجا کر آبپاشی سے گرد وغبار کو دفع کیا دیکھا
کہ لندھور کی آنکھین بند ہین پسینے مین تمام جسم تر ہو لیکن گرز ہاتھون مین قائم ہو یہ حال دیکھکر تھوڑا
پانی چلو مین لیکر لندھور کی مُنھ پر چھڑکا اسی طرح چند چھینٹے دیے لندھور نے آنکھین کھولین
نعمان نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہو ہوشیار ہوجیے اور کچھ کلام کیجیے حریف آپ کا ضرب لگا کر
اِس خیال سے خوش ہوتا ہو کہ مین نے ہم نبرد کو اپنے ہلاک کیا لندھور نے اُس سے فرمایا الحمد للہ
کہ مین اچھا ہون یہ کہکے ہاتھی کو بلمک مار کر اُٹھایا اور نعرہ کیا او ثریا کس کو تو نے ہلاک کیا ہو کہ
خوش ہوتا ہو اب اگر مرد ہو تو میری بھی ضرب کو روک اُس نے کہا لا ضرب لندھور نے اپنے گرز
کو دونون ہاتھون مین محکم پکڑ کر گردش دیکے بہ قوت تمام سر ثریا کو تاک کے ضرب لگائی ثریا نے بھی
مانند لندھور کے ضرب اُسکے گرز گرانبار کی اپنے گرز پر روکی راوی ناقل ہو کہ جب گرز لندھور
کا وار گرز ثریا پر پڑا ایسی آواز پیدا ہوئی کہ اکثر گھوڑے لشکر جانبین کے خائف وترسان ہوکر باگین
تڑا کر بے اختیار اپنے سوارون کو خاک پر گرا کے بھاگے اور بہت سے فیلان مست اُس ضرب گرز
کی صدا کو سُن کے خوف سے چنگھاڑنے اور میدان نبرد سے بھاگنے لگے اکثر آدمیون کے کانون کے
پردے پھٹ گئے بہت سے سوارون اور پیادون کے سینے مین دل دہل گئے زمین کانپنے لگی
بکثرت زمین سے غبار بلند ہوا ہاتھی ثریا سے تاجدار کا چنگھاڑ کے زمین پر بیٹھ گیا بلکہ کسی قدر
پانون اُسکے زمین مین دھنس گئے اُس دم لندھور نے بھی مثل ثریا کے نعرہ کیا کہ یون مارا مین
نے اپنے ہم نبرد کو کہ اگر غربال مین خاک اُسکی چھانے تو کوئی ریزہ اُس کی استخوان کا نظر نہ آئے
ہرمز و فرامرز اور بختیارک اور خوش گام وزبیر اور زرہاج فیل کش وغیرہ یہ رنگ جنگ
دیکھکر اور نعرۂ لندھور سُن کے نہایت متردد ومتفکر ہوئے خصوصاً بختیارک کو از حد تشویش

ہوئی اور دل مین اپنے کہنے لگا کہ فی الواقع قبل لندھور کا راست ہوگا ایسی ضرب گرانبار سے ثریا
کا بچنا اور زندہ رہنا بہت دشوار ہی ہنوز بختیارک اپنے دل مین نسبت ثریا خیالات بد کر رہا
تھا ناگاہ زرباج فیل کش وخوش گام وزیر کے بیقرار ہو کر کہنے سے اور خود بھی اپنے مالک کا
خیال کر کے ہشام تیز پران نے جلد ترچھاگل پانی سے بھری اور مانند رنگ پریدہ کے اُڑ کر یعنے
جست کر کے گیا اور اس غبار کو جو دریائی پانی زمین پر چھڑک کر دفع کیا دیکھا کہ ثریا کی آنکھین تو بند ہین
چہرہ متغیر ہی دم چڑھ رہا ہی دریاے عرق مین از سرتا پا غرق ہی لیکن دونون ہاتھون مین گرز قائم ہی
ہاتھون کو مطلق حرکت اور کلائیون کو تکان نہین ہی۔ حال زار دیکھکر گھبرایا فوراً چھاگل سے پانی لیکر
چند در چند چھینٹے مُنھ پر دیے مگر ثریا کو ہوش نہ آیا اور آنکھین نہ کھولین عیار نامبردہ بالا اس تدارک
کرنے سے بھی کامیاب نہ ہوا سخت متردد ہوا پھر پانی چھاگل سے لیکر مُنھ اُسکا دُھلایا اور سواے
اسکے اور بھی چند تدبیرین ہوش مین لانے کی کین کہ ثریا کو ہوش آیا آنکھین کھول کر ہشام تیز پران
کو دیکھا اُسنے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار مزاج عالی کیسا ہی ہرمز و فرامرز اور زرباج فیل کش
وغیرہ متردد ہین ثریاے تاجدار نے باواز نحیف کہا ای ہشام اچھا تو ہون مگر کلائی اور بازو مین درد
ہی یہ ضرب گرز تھی یا کوہ گران بھٹ پڑا تھا مین ہی ایسا قوی تھا کہ ایسی ضرب سے جانبر ہوا اگر بجاے
میرے اور کوئی ہوتا تو ہلاک ہو گیا ہوتا ہشام نے عرض کیا اب حضور اپنے فیل کو زمین سے بلچک
مار کر اُٹھائیے اہل لشکر کو اپنی آواز سُنائیے حریف آپ کا خوش ہو کر نعرہ کر رہا ہی اور نسبت دشمنان
حضور خیالات بد کر رہا ہی بلکہ ایسے کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا ہی کہ جنکو یہ نمکخوار بیان کر
نہین سکتا ثریا یہ خبر سُنکے غضبناک ہوا چاہا فیل کو بلچک لگا کر اُٹھائے لیکن غور کر کے جو دیکھا
تو ہاتھی مر گیا تھا ثریاے تاجدار ہاتھی کے مر جانے سے زیادہ تر غضبناک ہوا اور فوراً ہاتھی
پر سے کود کے زمین پر آیا اور نعرہ کیا او لندھور تو نے کس کو مارا اور ہلاک کیا ہی کہ خرم وشاد
ہی اور کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی تجکو بہادرون سے کبھی پالا نہین پڑا تھا آج البتہ تجکو
مشکل پڑیگی یہ موٹے موٹے دست و پا تیرے توڑ مروڑ کے رکھدونگا ساری پہلوانی اور بہادری
تیری خاک مین ملا دونگا اگر کچھ پاس نام و ننگ ہو اور مجھ ایسے شجاع سے خائف و ترسان نہو تو ہاتھی
سے اُتر کر مجھ سے زور کر ورنہ میرے سامنے سے دور ہو راہ فرار اختیار کر کے کسی گوشہ مین جا کر
پوشیدہ ہو لندھور نے جو یہ کلمات سُنے کہ کبھی سُننے مین نہ آئے تھے برہم ہو کر کہا او ثریا کیا بیہودہ
بکتا ہی ارے کہین بہادران لشکر شکن اپنے حریف سے مُنھ موڑتے ہین اور میدان جنگ سے
بھاگتے ہین یہ جواب دیکے فوراً ہاتھی سے کودا ثریاے تاجدار نے جلد دامن گردانکر ارادہ
کُشتی لڑنے کا کیا لندھور نے بھی دامن اپنی قبا کے گردانے پھر دونون مانند شیر نر اور فیل مست
کے باہم لپٹ کر زور کرنے لگے اور اُنکی کشتی کی کیفیت جملہ مردمان ہر دو لشکر دیکھنے لگے راوی
ناقل ہی کہ ثریا لندھور سے مثل مرتبہ اول تین روز تک کشتی کلہ بکلہ اور مشت بہ مشت لڑا بعد
تین روز کے اُسی طرح امیر بانوقیر نے بصد شفقت و عنایت کشتی برابر رکھکر ایک کو دوسرے سے
جدا کیا اور لندھور کو کشتی گاہ سے زر و جواہر اُسکے سر پر نثار کرتے ہوے دربار بادشاہ لشکر اسلام

مین لیگئے اِدھر ہرمز و فرامرز بھی مثل حمزۂ صاحبقران کے سر ثریا پر زر و جواہر تصدق کر کے
اپنی بارگاہ مین اُسے لیگئے تھوڑی دیر ثریا بارگاہ ہرمز و فرامرز مین بیٹھا رہا اور ہمکشی کیا کیا
بعدہ جب ایک پاس شب گذری بوجہ خستگی و کسل کے بیٹھا نہ گیا ہرمز و فرامرز سے کہا اب
مین اپنی بارگاہ مین واسطے خواب اور استراحت کے جاتا ہون تاکہ خستگی اور کسل دفع ہو جائے
ہرمز و فرامرز نے اجازت دی ثریا اپنی بارگاہ مین جاکر سہری پر لیٹ کر سو رہا یہان ہرمز و فرامرز
نے دربار برخاست کیا اور خود بھی بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام
نے بھی قریب نصف شب دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ اور بارگاہ مین
گیا لندھور بھی دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر آرام پذیر ہوا یہانتک تو احوال لندھور
اور ثریا کی لڑائی کا لکھا گیا ہے مگر اب احوال عیاری ہشام تیز پران تحریر کیا جاتا ہے کہ جب ثریا اپنی
بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہو چکا زرہاج فیل کش اُستاد ثریا کہ ہنر پہلوانی مین کامل ہے
اور بہت سی لڑائیان اور کشتیان دیکھے ہوئے ہے سرد و گرم زمانہ سے آگاہ ہے اور ثریا پر نہایت
نظر شفقت رکھتا ہے تنہا چلکر خوش گام وزیر کی بارگاہ مین تنہا گیا اُنسے نصف شب مین آنے کا
سبب پوچھا زرہاج فیل کش نے اُس سے بیان کیا اے وزیر خوش گام باعث میرے آنے کا یہ
ہے کہ مجھے تم سے ایک باب مین مشورہ کرنا منظور ہے اُنسنے پوچھا وہ کون امر ہے جس مین مشورہ کیجیے گا بیان
کیجیے زرہاج نے کہا کہ آج تیسرا روز کشتی کو تھا مین نے نظر غور سے جو دیکھا تھا یہ امر ثابت ہوا
تھا کہ ثریا کی تن پر کسی قدر پسینہ آگیا تھا اور دم بھی اُسکا آگیا تھا اگر کشتی موقوف نہوتی تو صبح تک
لندھور ثریا کو زیر کر لیتا کیونکہ اُسکا دم بدستور تھا اور پسینہ مطلق نہین آیا تھا اگر کل بھی اسیطرح
کشتی ہوگی تو ثریا زیر ہو جائے گا اور چہ طوبل بادشاہ زنگبار ہمارے اور تمہارے مالک کو یہ
خبر بد سُن کے نہایت صدمہ ہوگا اور ہم سے اور آپ سے بدرجۂ کمال ناراض اور بیزار ہوگا عجب
نہین کہ غضبناک ہو کر ہمین اور تمہین قتل کرے محض اِس جرم پر کہ تم دونون وہان موجود تھے اور
میرے نور نظر اور پارۂ جگر کی دشمن کے شر سے حفاظت نہ کی اور اُسکی بہبودی و نگہبانی کی تدبیر سے
غافل رہے یہانتک کہ فرزند میرا حریف سخت بازو سے زیر ہو گیا پس ہم اُسے اسکا کیا جواب
دینگے علاوہ اِس امر کے یہ بھی خیال کرتا ہون کہ اہل اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی اپنے حریف کو
زیر کرتے ہین تو اُسے ہدایت دین اسلام کی ضرور کرتے ہین اور بیشتر اپنے حریفون کو اُنھون نے
مسلمان کیا ہے مبادا لندھور سے ثریا زیر ہو کر اگر مسلمان ہو جائے گا تو بہت ہی بُرا ہوگا ہم اور تم
بادشاہ زنگبار کو کیا جاکر منھ دکھائینگے بس صلاح وقت یہ ہے کہ اس تنہائی اور شب تاریک مین
ہم اور تم کوئی ایسی تدبیر کرین اور کوئی بات ایسی پیدا کرین کہ جس سے ثریا زیر نہ ہوا اور ہماری
اور تمہاری جان و آبرو بچے خوش گام وزیر نے گفتگوے زرہاج فیل کش بگوش دل سُن کے
تا دیر اس باب مین فکر کی اور بعد فکر و تقریر بسیار یہ کہا کہ ہشام تیز پران عیار کو اسوقت یہان
طلب کرین اور اُس سے بھی اِس امر مین چارہ جو ہون زرہاج نے کہا کیا مضائقہ ہے اُسے بُلائیے
خوش گام نے اپنے ایک خادم کو بھیجکر اُسے اپنے پاس بُلایا جب وہ آیا زرہاج نے خیالات

اپنے جو قبل اسکے اوپر تحریر کیے ہین اُسے بیان کیے اور اُس سے چارہ جو ہوے اُسنے عرض کیا آپ
حضرات اِس باب مین محض اِس قدر فکر و تردد کرتے ہین میرے نزدیک تدبیر اسکی بہت ہی آسان
ہی زرباج اور خوش گام نے خوش ہو کر کہا اُس تدبیر کو جلد ہم پر ظاہر کرو ہشام تیز پران نے
عرض کیا تدبیر اسکی یہ ہی کہ مجھے حکم دیجیے مین اِس شب تاریک مین جاؤن اور لندھور کو بیہوش
کرکے چادر عیاری مین پشتارہ اُسکا باندھ کر لے آؤن آپ دونون صاحب طوق و زنجیر مین
اُسے گرفتار کرکے کسی خیمہ مین رکھین یا اُسے قید کرکے کچھ فوج کی حراست مین جانب زنگبار
روانہ کردین یہ خیالات جو آپ نے ظاہر کیے سب دل سے دفع ہو جائین بعد لندھور کے
پھر جس کو ارشاد کیجیے گا عیاری کرکے لے آؤنگا اگر آپ حکم دین تو جملہ سرداران لشکر حمزہ کو
یون ہی بہ عیاری و مکاری سفوف بیہوشی سے بیہوش کرکے پشتارے اُنکے لاکر حاضر کردون
آپ سب کو قتل کرڈالیے یا قید کیجیے یہ آپ کو اختیار ہی زرباج نے کہا ای ہشام تیز پران مین
تمہاری اِس تدبیر کو بہت پسند کرتا ہون لیکن ایک خیال ہی اور وہ یہ ہی کہ عمرو عیار یکتاے روزگار
اور اُسکے شاگرد کہ وہ سب بھی بیعدیل اور نظیر عیار ہین واسطے نگہبانی اور حفاظت ہر سردار
کے موجود ہین پس موجودگی عمرو وغیرہ مین تم کیا کرسکتے ہو اور در مطلب کیونکر حاصل کرسکتے ہو
عمرو وہ عیار ہی کہ جسکے ادنی عیاری تم دربار ہرمزد فرامرز مین درمیان مدائن کے دیکھ چکے ہو
بختیارک کیسا اُنکا ثنا خوان ہی فی الواقع اُس روز عمرو نے کمال کیا کہ بھرے دربار مین آکر
تشتیان زر و جواہر کی لے لین بختیارک کے سر سے ردیفہ اُتار کر دست شفقت اُسکی گھٹی
ہوئی چندیا پر پھیرا بعدہ تمہارے مالک شاہزادہ ثریا کے سینہ پر زور سے لات ماری ہرچند
تم نے اور صابر نمد پوش نے حلقوں مین کمندون کے اُسے پھنسایا مگر وہ خنجر سے حلقے تمام کاٹ کر
مانند برق جہندہ تڑپ کر نکل گیا کوئی اُسے روک نہ سکا غرض اِس تقریر سے یہ ہی کہ ایسے عیار
کے سامنے تمہارا چراغ مکاری کیا جلے گا اگر اُسنے تم کو گرفتار کرلیا تو مفت تمکو اُس سے
شرمندگی ہوگی اور تمہاری اُستادی مین بٹا لگ جائے گا لندھور کیسا لندھور کا غلام بھی
تمہارے ہاتھ نہ آئے گا اہل اسلام کو جب یہ خبر ہوگی وہ بہ طعن و تشنیع کہین گے کہ جب لندھور
سے عاجز ہوے اُسے بعیاری بیہوش کرکے گرفتار کرلینا چاہا تھا یہ اُنکا کہنا ناگوار طبع ہوگا اگر
لندھور کو تم بیہوش کرکے لے آتے اور وہ لوگ اِسطرح کہتے تو ہرگز ناگوار خاطر نہ ہوتا اور
ایسی حالت مین کہنا اُن کا ضرور دل کو برا معلوم ہوگا ہشام تیز پران نے خوب ہنس کے جوابدیا
کہ عمرو میرے نزدیک ایک طفل مکتب ہی جیسے ہزارہا میرے شاگرد ہین اور فنون عیاری و مکاری
سے ماہر ہین ویسا ہی عمرو بھی ہی اُسے عیاری کرنے مین تمیز نہین رنگ و روغن سے عورت مرد
بنجانا آپ کے نزدیک کارنمایان ہی میرے نزدیک اِسکی کچھ بھی حقیقت نہین آپ اور بختیارک
عمرو کی بہت تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ عیاری مین یگانۂ آفاق ہین مین آپ سے سوال
کرتا ہون کہ عیاری دھوکے سے کرنا کیا یہی فعل باعث بے نظیر و بیمثال ہونے کا ہی زرباج
اور خوش گام اِسکا کچھ جواب نہ دیسکے ہشام نے کہا عیار سب سے بہتر اور اُستاد کامل اسے

فن مین وہ ہی کہ حریفون کو اپنے عیاری کرنے کے اول خبر کر دے اور یہ کہدے کہ تم خوب ہوشیار اور
خبردار رہنا ہم واسطے عیاری کے ضرور آئینگے اور فلان شخص کو سفوف بیہوشی سے بیہوش کرکے چادر
عیاری مین باندھکر لیجائینگے یہ خبر سُن کے جملہ حریف اُس شخص کی حفاظت کرین اور پھر وہ عیار
اپنی عیاری کامل سے لڑ بھڑ کر اُس شخص کو بیہوش کرکے لے آئے اور خود گرفتار نہو نہ کہ وہ شخص فن
عیاری مین اُستاد بینظیر مشہور ہو سکتا ہی جو مثل چورون کے پوشیدہ عیاری کرے یا نقب لگائے
زرہاج فیل کش وخوش گام وزیر نے کہا اگر تم کو اپنی عیاری کا دعوے ہی اور عمرو وغیرہ سے
خائف وترسان نہین ہو تو لندھور کو جا کر لے آؤ ہشام تیز پران نے عرض کیا ابھی مین جاتا ہون
اور عمرو وغیرہ کو اپنی عیاری سے اطلاع دیکے لندھور کو بیہوش کرکے لاتا ہون یہ کہکر بانے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے تنہا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا دور سے
دیکھا کہ ایک چبوترہ پر چند عیار بیٹھے ہوے ہین درمیان مین اُنکے ایک عیار دبلا پتلا جسکی زیرہ سی
آنکھین طباق سا پیٹ ناریل سا سر کلیچہ سے گال چھ گز کا دھڑ نیچے کا اور تین گز کا دھڑ اوپر کا ہی ایک
کُرسی پر بیٹھا ہی اور کچھ روشنی چبوترہ پر ہی وہ سب عیار بیٹھے ہوے کچھ باتین کر رہے ہین ہشام تیز پران
خرامان خرامان اُسی چبوترے تک پہونچا اور اُن عیارون کو سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیکر
پوچھا کہو تمھارا کیا مطلب ہی یہان نصف شب مین کیون آئے ہو ہشام نے کہا تمھارے اُستاد کے
ملاقات کی آرزو ہی چاہتا ہون کہ اُنسے ملاقات کرون کیونکہ مین نے سُنا ہی کہ خواجہ عمرو فن عیاری
مین کامل ہین خواجہ عمرو کہ اُنھین عیارون کے درمیان مین کرسی پر بیٹھے تھے پہچان گئے کہ یہ ہشام
عیار شریر ہی فوراً جواب دیا کہ ای ہشام آؤ بیٹھو جس عیار کی تمنے تعریف سُنی ہی وہ اک عبد ذلیل
پروردگار یہی خاکسار ہی یہ کہکے کرسی سے اُٹھکر ہشام کی تعظیم کی ایک کرسی پر قریب اپنے بٹھایا
اور کہا اسوقت تمھاری اور تو کیا دعوت وضیافت کرین کہ وقت نصف شب کا ہی لیکن ایک چیچہ
آش موجود ہی اگر کچھ عذر نہو تو کھاؤ ہشام نے کہا مجھے تمھاری خوشی بہر طور منظور ہی کھانا کھانے مین
کیا مضائقہ ہی عمرو نے فوراً عیارون سے طعامہاے رنگارنگ اور اغذیۂ لذیذ و لطیف طرح طرح کے
طلب کیے وہ جا کر خوانون مین بتکلف تمام رکھکر لے آئے عمرو نے سامنے ہشام کے دسترخوان بچھاکر
ظروف پر طعام رکھکر کہا ای ہشام آؤ غذا تناول کرو ہشام نے بےخوف وخطر وہ طعام کھایا اور
بخیال اسکے کہ شاید اس طعام مین سفوف بیہوشی شامل کیا ہو تھوڑا سفوف دافع بیہوشی اُسنے
آنکھ بچاکر کھا لیا بعد ازان خواجہ عمرو آہستہ اپنے خیمے مین لیگئے ہشام قدم بہ قدم عمرو کے پاؤن رکھتا
ہوا داخل خیمہ عمرو ہوا اور عمرو سے علٰحدہ بیٹھا اور تا دیر کچھ باتین کرتا رہا بعد ازان عمرو سے کہنے لگا
اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ نے کہا جلدی ایسی کیا ہی چلے جانا تھوڑی دیر ابھی اور بیٹھو کچھ
اندیشہ نہ کرو کیونکہ اِس وقت تم ہمارے مہمان ہو اور مہمان سے دغا کرنا اچھا نہین علاوہ اسکے
وقت صلح صلح سزاوار ہی اور ہنگام جنگ لڑائی زیبا ہی ہشام نے کہا مجھے ایک کار ضروری ہی ورنہ
مین نہ جاتا عمرو نے پوچھا وہ کار ضروری کیا ہی ہشام تیز پران نے جواب دیا مین اسوقت واسطے لیجانے
لندھور کے آیا ہون تمھین اطلاع دیکر جاتا ہون یہ کہکر ایسی جست کی کہ سراچہ کو پھاندکر دور جا کر

زمین پر ٹھہرا عمرو اتنی بڑی جست اُسکی دیکھکر حیران ہوا ہنوز خواجہ عمرو متحیر بیٹھے تھے کہ داراب گلبرگی اور الیاس ہندی اور نجم شہاب یہ تینون عیار روبروے خواجہ عمرو آئے اور خواجہ کو متحیر دیکھکر باعث حیرت پوچھا عمرو نے احوال ہشام کے آنے کا اور اُسکے جست کرنے کی کیفیت اور اُسکی عیاری کا قصد اُنسے بیان کرکے کہا جاؤ لندھور کی حفاظت کرو تینون عیار مذکور رخصت ہوکر ایک جا بیٹھے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ لندھور کی حفاظت و نگہبانی کس طرح سے کی جاے کہ ہشام تیزپران اُسے نہ لیجائے آخر کار بعد گفتگوے بسیار یہ صلاح ٹھہری کہ الیاس کو چارسو مردمان جنگ جو حوالے کیے جائین یا چارسو عیاران نامی سپرد کیے جائین تاکہ وہ اُنکو ہمراہ اپنے لیجاکر گرد بارگاہ ٹھہرے اور حفاظت کرے اور کچھ عیار اندرون بارگاہ بھی برائے نگہبانی لندھور موجود رہین چنانچہ بموجب مشورہ انصرام و انتظام الیاس نے کیا اور بارگاہ لندھور پر عیارون نے حلقے کمندون کے بچھائے اور سوائے اسکے سراچہ و قنات وغیرہ پر بھی یہی انتظام کیا بعد اس انتظام کے مطمئن ہوکے بیٹھے اور باہم کہنے لگے کہ اب ہشام آئے گا تو کیا بنائے گا یا تو ہمارا انتظام دیکھکر ناکام چلا جائے گا یا یہان آکر حلقہاے کمند مین گرفتار ہوگا یہان تو عیاران مذکور باہم گفتگوے مندرجہ کر رہے ہین لیکن اب احوال ہشام تیزپران کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو خیمہ خواجہ عمرو سے جست کرکے روانہ ہوا تھا دیکھتا ہوا نہایت خبرداری و ہوشیاری کے ساتھ قریب بارگاہ لندھور کے آیا دیکھا کہ عیارون نے خوب انتظام کیا ہی بارگاہ تک جانا دشوار ہی اور بے نیل مرام یہان سے پھرنا بھی ناگوار ہی آخر کار ہشام نے خالی ہاتھ جانا مناسب نہ جانکر اُسی جگہ سے ایسی جست کی کہ بالاے سراچہ بارگاہ لندھور پہونچا حلقہاے کمند سے اپنے دست و پا کو محفوظ رکھکر سراچہ کو چاک کرکے دیکھا کہ چند عیار اندر بارگاہ کے بیٹھے ہوے یہ باتین کر رہے ہین کہ آج کی شب بہت ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ ہشام تیزپران آگاہ کر گیا ہی کہ مین لندھور کو بہ عیاری لیجاؤنگا ایسا نہو کہ تم غافل ہو اور وہ یہان آکر بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو بیہوش کرکے لیجاے تو باعث ندامت اور شرمندگی کا ہوگا اور خواجہ عمرو بھی ہم سے ناراض ہونگے اور حمزہ صاحبقران بھی برہم ہونگے ہشام نے اُنکی باتین سنکے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نکالی اور اُسمین سے کچھ پروانے نکال کر اُنکے پرون پر بخوبی سفوف بیہوشی ملکر اور چھڑک کر شگاف سراچہ مین اُنھین چھوڑ دیا پروانے تو شمع کے عاشق ہوتے ہین دیکھتے ہی شمعہاے روشن کو بیتابانہ اُن پر گر کر جلے دھنوان اُسکا بارگاہ مین منتشر ہوا جسکے دماغ مین وہ دھنوان پہونچا فوراً اُسے چھینک آئی اور گر کے بیہوش ہوگیا یہانتک کہ لندھور بھی کہ سو رہا تھا وہ بھی اُسیطرح بیہوش ہوگیا ہشام نے جب دیکھا کہ عیار بیہوش ہوگئے باطمینان تمام شگاف سراچہ سے اندر بارگاہ کے آیا اور چادر عیاری مین لندھور کو باندھ کے ڈھائی گرہ سینہ پر عیاری کی لگاکر پشتارہ اُٹھاکر پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا جو چارسو آدمی گرد خیمہ واسطے طلایہ کے موجود تھے اور نگہبانی کر رہے تھے جب وہ سب پشت بارگاہ کی طرف گئے ہشام جلد قدم اُٹھاکر اُنکی نظر سے بچکر پشتارہ بدوش بھاگا ہوا جاتا تھا ناگاہ جو سوار گرد لشکر

پھر رہے تھے اور طلایہ پر تھے اُنمین سے چند سوارون نے اُسے جاتے دیکھکر آواز دی کون
جاتا ہی ہشام نے اُنکے جواب مین کہا ہم جس کام کے واسطے یہان آئے تھے وہ کام حسب دلخواہ
کرکے اب جاتے ہین اُنھون نے پوچھا تم کس واسطے یہان آئے تھے اور یہ بڑی گٹھری پشت پر
کیسی ہی ہشام نے کہا ہم کیون بیان کرین کہ کس کام کے واسطے آئے تھے اور احوال اِس
پشتارہ کا کیون ظاہر کرین صبح کو تم کو خود معلوم ہو جائے گا اُن سوارون نے ہشام کی تقریر
سُن کے یقین کیا کہ ضرور یہ کوئی چور ہی یا عیار ہی کسی کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا لیے جاتا
ہی یہ خیال کرکے فوراً گھوڑے دوڑا کر اُسے گھیر لیا اور قصد کیا کہ گرفتار کر لین ہشام نے یہ
رنگ دیکھ کے پشتارہ دوش سے اُتار کر زمین پر رکھدیا اور نیمچہ کمر سے کھینچکر کہنے لگا خبردار آگے
بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے سوارون نے اُسے تنہا جانکر کچھ خیال نہ کیا آگے بڑھے
ہشام نے لڑنا شروع کیا جس سوار کو جست کرکے نیمچہ مارا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور جسکے
سر پر اُچک کر نیمچہ کا وار کیا نیمچہ سر کو کاٹکر صراحی گردن مین مثل قطرۂ آب کے آیا اور گردن سے
صندوق سینہ مین اور سینہ سے طبل شکم مین در آکر کمر سے گذر کر پشت زین مرکب پر ٹھہرا اسیطرح
تھوڑی دیر مین دس پندرہ سوارون اور پیادون کو قتل کیا جب سامنے کوئی نہ رہا پھر پشتارہ
اُٹھا کر دوش پر رکھکر چلا اتنی دیر مین سب اہل طلایہ کو اِس امر کی خبر ہوئی سب نے اُسکا تعاقب
کیا مگر وہ لشکر سے نکل چکا تھا کسی کے ہاتھ نہ آیا اہل طلایہ تو مجبور ہو کر اپنے لشکر کی طرف پھرے لیکن
ہشام تیز پران پشتارہ لیے ہوئے لشکر ہرمز و فرامرز مین داخل ہوا اور بارگاہ زرباج فیلکش
مین خرم و خندان داخل ہو کر پشتارہ روبروے زرباج ڈال دیا اور کہا لیجیے لندھور کو مین
یون لے آیا کہ پہلے عمرو سے جا کر ملا بعدہ اُس سے کہا کہ مین واسطے لیجانے لندھور کے آیا ہون
اُسنے بہت بڑا انتظام کیا مگر مین سوارون اور پیادون کو قتل کرکے عیارون کو بیہوش کرکے
لندھور کو چادر عیاری مین باندھ کر لے آیا زرباج یہ سُن کے ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار
اُٹھا اور ہشام کی بہت تعریف کرکے اُسے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا ای ہشام تو نے آبرو
ثریاے تاجدار کی رکھ لی ورنہ اس صاحب پشتارہ سے ایک نہ ایک روز ثریا ضرور زیر
ہو جاتا یہ کہکر اُسیوقت حداد کو طلب کیا اور زنجیر اور طوق اور خاردار لٹو وغیرہ اسباب قید
لندھور کے تن پر آراستہ کرایا بعد ازان ایک خیمہ مین لندھور کو بصد حفاظت و نگہبانی قید کیا
اور بہت سے سوار اور پیادے گرد اُس خیمہ کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اُمسطرف طلایہ کے
سوار جو بے نیل مرام پھر کر اپنے لشکر مین گئے دیکھا گرد بارگاہ لندھور شور و غل ہی جب وہ
عنقریب بارگاہ پہونچے لوگون سے پوچھا باعث شور و غوغا کیا ہی اُنھون نے بیان کیا کوئی عیار
لشکر ہرمز و فرامرز سے آیا تھا لندھور کو بیہوش کرکے لے گیا اور جن عیارون کو وہ عیار بیہوش
کرکے لندھور کو لے گیا تھا وہ بھی اب ہوش مین آئے ہین شرمندگی و ندامت سے سر اپنے
جھکائے ہین اور دس پندرہ لاشین بھی ایک جگہ سوارون اور پیدلون کی پڑی ہین عمرو
بھی شور و غل سُنکے وہان آئے ہین اُن عیارون کی غفلت پر نفرین کر رہے ہین اُن طلایہ کے سوارون

نے خواجہ عمرو سے کہا ہمنے ایک عیار کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا تھا اُسکا ہمنے تعاقب کیا تھا مگر وہ مانند برق جہندہ ظاہر ہوکر نظر سے غائب ہوگیا ہم ابھی اُسی کے تعاقب مین گئے تھے خواجہ عمرو نے اُنکی تقریر سُن کے افسوس کیا بعدہ خدمت امیر با توقیر مین جاکر تمام احوال جو گذرا تھا عرض کیا امیر نے عمرو سے برہم ہوکر فرمایا خواجہ یہ امر محض تمھاری غفلت سے ہوا اگر تم خود حفاظت لندھور کی کرتے تو ہشام لندھور کو نہ لیجا سکتا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ مین نے الیاس ہندی وغیرہ کو برائے حفاظت معین کیا تھا کیا معلوم تھا کہ یہ غافل ہو جائینگے امیر با توقیر نے فرمایا جو سوار اور پیدل مارے گئے ہین اُنکی لاشین دفن کرادو خواجہ عمرو نے تعمیل حکم کی اِسی اثنا مین وہ وقت آیا کہ بموجب

نظم

ہوا چرخ پر بسکہ دور شراب
فلک نے لیا ساغر آفتاب
لگی چلنے باد صبا دم بدم
لگے بولنے جانور بھی بہم
وہ کوئل کی کوکو وہ قمری کا شور
وہ بلبل کے نغمے پپیہے کا زور
وہ سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے
کہے تو کہ مخمل پہ موتی جڑے
وہ صحرا کا لطف اور چمن کی فضا
درختوں کا وہ وجد مین جھومنا
چراغوں کا بڑھ بڑھ کے گھٹنا خروش
وہ شمعوں کا محفل مین ہونا خموش
وہ آتی تھی آواز مرغ سحر
وہ بجتا تھا چاروں طرف کو گجر

اہل اسلام خواب سے بیدار ہوے جلدی جلدی وضو کرکے مشغول طاعت پروردگار ہوے اُدھر کفار نے بھی موافق اپنے مذہب کے پوجا پاٹ کیا بعد فراغ نماز سحر اہل اسلام ہمراہ رکاب بادشاہ بدستور قدیم میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوے اُدھر سے ہرمز و فرامرز مع اپنی سپاہ اور فوج ثریا کے مسلح و مکمل ہوکر ثریاے تاجدار کو ہمراہ لیکر اُسی طرح وارد میدان نبرد ہوے بعد درستی میدان جنگ اور آراستگی صفوف ہر دو لشکر کے اُسیطرح نقیب اور کڑکیت دو لشکروں سے نکلے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے جوانان تہور شعار و اے دلیران یکتاے روزگار یہ روز کارزار ہے دشمن سے مقابلہ ہے ذرا اپنی اور اپنے آبا و اجداد کی آبرو و عزت کا خیال رہے قدم آگے بڑھکر پیچھے ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو گھٹجائیگی بہادروں کی نظروں سے گر جاؤگے اور اگر دلیرانہ اپنے حریفوں سے مقابلہ اور مجادلہ کرکے اُنھین خاک و خون مین غلطان کروگے بہادران عالم مین شمار کیے جاؤگے دلیران روے زمین تمھاری عزت و توقیر کرینگے اسی طور سے تا دیر چند کلمات دل بڑھانے اور جنگ پر آمادہ کرنے کیواسطے نقیب اور کڑکیت کہکر میدان نبرد سے ہٹ گئے اُس وقت جوانان لشکر جانبین کی یہ صورت تھی کہ شوق جنگ مین قبضوں پر تلواروں کے ہاتھ رکھے تھے سپروں کو اِس خیال سے پھینک دیا تھا کہ حریف کا وار سپر پر روکنا ہمارے نزدیک باعث ننگ ہے شجاعت و جرأت متقاضی اِس امر کی ہے کہ ضرب تیغ بدخواہ کی اپنے سینوں پر روکینگے اکثر بہادروں نے سینے اپنے کھول دیے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دشمن تیر و نیزہ کا ہم پر وار اور حملہ کریگا تو شیرانہ سب وار اُسکے سینہ پر روکینگے حریف کو اپنی شجاعت و جوانمردی دکھائینگے ہنوز دلاوران جنگ جو باہم اسی طرح کے سخن کر رہے تھے کہ لشکر ہرمز و فرامرز سے ثریا مانند فیل مست کے مرکب دورکابہ پر سوار ہوکر

ہرمز و فرامرز اور اپنے اُستاد زرہاج فیل کش سے اجازت حرب و ضرب لیکر نکلا اور بیچ میدان
مین آکر گھوڑے کو روک کر پکارا ای امیر با توقیر بھیجیے کسی بہادر کو کہ مجھ سے آکر مقابلہ کرے امیر
نے ثریا کی تقریر سُن کے جانب میمنہ لشکر نظر کی اُس دم فی الفور کرب غازی صف لشکر سے
نکلکر بادشاہ لشکر اور امیر با توقیر سے اجازت حرب کا خواہان ہوا بادشاہ اور امیر نے حوالہ
حفاظت پروردگار کر کے اجازت دی کرب غازی دلیرانہ سامنے ثریا کے آیا پہلے بدستور قدیم
باہم لگاور واقع ہوئی یعنے زور آزمائی کی گئی اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ ڈھائی قدم گھوڑا
ثریاے تاجدار کا پیچھے ہٹ گیا اور دو قدم مرکب کرب غازی کا پسپا ہوا ثریا نے مرکب کو
رانون مین دابکر آگے بڑھایا اور کہا ای جوان ہنر جنگ دکھا کوئی ضرب لگا کرب غازی نے کہا
ای بہادر پہلے تو وار کر اگر تیری ضرب سے خداوند عالم ہمین بچا لیگا تو ہم وار کرینگے ثریا نے یہ سُنکے
نیزہ اُٹھایا اور دل مین خیال کیا کہ اس دلیر کے سینہ کو نوک نیزہ سے چھید کر گھوڑے سے اُٹھالو اور
خاک پر پٹک کے ہلاک کرو یہ خیال کر کے نیزہ کو دیکھ بھال کے اپنے گھوڑے کو کاوے پر ڈالا بعدہ
سینہ کرب تاک کے نیزہ بصد غضب مارا کرب غازی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کے اوپر روکا پھر
کرب نے نیزہ لگایا ثریا نے بھی اُسی طرح نیزہ روکا تا دیر اسیطرح نیزہ بازی ہوئی اور مردمان لشکر
جانبین دیکھا کیے اور دونون بہادرون کی تعریف کیا کیے یہانتک کہ ساٹھ ستر طعن نیزہ کی نوبت
پہونچی اُسوقت کرب غازی نے کہا ای ثریا خبردار و ہوشیار اس میرے بند نادر سے ابکی بار نیزہ
تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا یا ٹوٹ جائیگا ثریا نے ہنسکر جواب دیا کہ آج تک تو کسی بہادر اور نیزہ باز
کامل نے میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا تیری کیا حقیقت ہی کہ تو نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیگا کرب نے
کہا اچھا جو کچھ ہونے والا ہی اُسکا ظہور ہو جائیگا یہ کہکر بموجب کہنے کے ایک بند صاحبقرانی باندھا اور
چاہا کہ زور کر کے اور جھپکی دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دے لیکن ثریا نے کہ فن نیزہ بازی مین کامل
ہی بہ قوت تمامتر زور کیا اُدھر کرب غازی نے زور کیا نیزہ ہاتھ سے ثریا کی نکلا تو نہین مگر ٹوٹ گیا اور
سنان نیزہ کرب سے ثریا کے بازو پر زخم آیا خون مثل پرنالے کے بے انتہا جاری ہوا ثریا نے اُسی
حالت مین غضبناک ہو کر ڈانڈ نیزہ کی کرب غازی پر لگائی اُسنے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا
اور ارادہ وار کرنے کا کیا اِدھر زرہاج فیل کش اور خوش گام وزیر دونون گھبرا کر ہرمز و فرامرز
کے پاس آئے اور کہا ای شاہزادگان ذیوقار آپ نے ملاحظہ کیا کہ ثریا زخمی ہوا ہی اور بہ کثرت خون
زخم سے جو نکلا ہی نڈھال ہو گیا ہی اور حریف زبردست ہی مصلحت وقت یہی ہی کہ جلد طبل بازگشت
بجوا دیجیے ورنہ ابھی ثریا کو یہ جوان قتل کر ڈالیگا ہرمز و فرامرز نے بموجب اُنکی استدعا کے
حکم طبل بازگشت کے بجنے کا دیدیا جب صدا طبل بازگشت کی لشکر ہرمز و فرامرز سے بلند
ہوئی کرب غازی نے گو ہاتھ اپنا واسطے وار کرنے کے اُٹھایا تھا اور حریف پر وقت تنگ تھا
لیکن موافق قاعدہ کے وار کرنے سے ہاتھ اپنا روکا ہر چند ثریا نے کہا ای جوان وار کرنے کا
قصد کیا تھا تو کیون روک لیا مین موجود ہون وار کر کرب غازی نے جواب دیا ای بہادر
حمزہ صاحبقران کے ہم لوگ طابع و فرمانبردار ہین اُنھون نے جو قواعد نسبت جنگ اور

حریف کے جاری کیے ہین اُنپر ہم لوگ عمل کرتے ہین خلاف اُسکے نہین کرتے ہین از انجملہ قواعد منضبطہ سے یہبھی ایک قاعدہ ہی کہ جب حریف پر وقت تنگ ہو اور لشکر حریف مین اُسکے بچانے کے واسطے طبل بازگشت بجایا جاوے تو ہم اہل اسلام پھر اُسپر وار نہین کرتے ہین اسی وجہ سے مین نے اِسوقت ہاتھ اپنا روک لیا ہو اب ای بہادر تم جاؤ اپنا علاج کرو جب اچھے ہونا تو پھر ہم سے مقابلہ کرنا ہم تو بہادر دوست ہین بہادرون سے الفت رکھتے ہین چونکہ تم بھی بہادرون سے ہو تم سے بھی مین الفت رکھتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ خداوند کریم تمھارے آئینہ دل کو زنگ کفر سے پاک کرے اور نور وتجلی دین اسلام اور ایمان سے روشن ومنور کر دے ہمارے شریک ہو جاؤ بارگاہ سلیمانی مین دنگلون پر جہان صدہا بہادران یکتاے روزگار اور دلاورن تہور شعار بیٹھے ہین تم بھی اُن مین شامل ہو کر کسی دنگل پر بیٹھو دل ہمارا نہایت شاد ہو ثریا کرب کی گفتگو سنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ لشکر امیر مین مثل اس جوان کے شاید اور کوئی جوان بہادر نہو گا اسکی شجاعت وجوانمردی مین کچھ شک نہین ایسے بہادر کی یا خود اطاعت کرے یا اُسکو اپنا مطیع کرکے اپنے لشکر کا سپہ سالار کرے پھر تمام جہان کو تسخیر کرے یہ خیال کرکے جنگگاہ سے پلٹ کر ہرمز وفرامرز کے قریب آیا وہ ثریا کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آئے اور جراحون کو طلب کرکے حکم تاکیدی اُنھین دیا کہ جلد ثریا کے بازو کے زخم کو اچھا کرو ہم انعام کثیر دینگے اُنھون نے زخم کو دھوکر اور پاک کرکے پھاہا مرہم کا زخم پر رکھکر پٹی سے باندھ دیا جراح تو پھاہا لگا کر چلے گئے ثریا اپنی بارگاہ مین گیا ہرمز وفرامرز اپنی بارگاہون مین داخل ہوے لشکر کفار نے کمر کھولی اور ہر ایک اپنے اپنے خیمہ مین راحت پذیر ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام بعد جانے ہرمز وفرامرز کے کرب غازی کو ہمراہ لیکر مع تمامی فوج حربگاہ سے پلٹ کر قیامگاہ لشکر پر آئے سپاہ تو وہین مقیم ہوئی لیکن امیر اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیمون مین داخل ہوے

داستان جانا ہشام کا اور بعیاری بیہوش کرکے لانا کرب عالیمقام کا ساقینامہ مولف

سخت ہی اضطراب ای ساقی
جلد منھ سے لگا دے ساغر مل
آج تو دن ہی بادہ خواری کا
موج صہبا ہی صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہال بحمد
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین خار
لب گل پر ہی قہر کی لالی
شانہ کش بال و پر سے بلبل ہی
مربلادے جو آج تو بہاری

کہ ہی وقت خمار ای ساقی
دھوم سے آئی ہی بہار چمن
یہی موسم ہی تیری یاری کا
دل لبھاتا ہی سبزۂ شاداب
شاخ آہو قی نہین ہی بار ثمر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
چشم نرگس غضب ہی متوالی
جوش پر آج طبع رنگین ہی
نشہ مین لکھون حال عیاری

زور پر ہی بہار موسم گل
ہین ترنم سرا ہزار چمن
چال مستانہ چل رہی ہی صبا
جھومتا ہی برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہی زور فصل بہار
کار مشاطہ کر رہی ہی بہار
زلف سنبل مین روغن گل ہی
عندلیب گل مضامین ہی
تحریران اخبار عیاری دکانباریخ اخ

مکاری اس داستان نادر کو اسطرح درج کرتے ہین کہ جب ثریا میدان جنگ مین دست کرب غازی
سے زخمی ہوا اور طبل بازگشت بج گیا دونون لشکر جنگاہ سے پھر آئے اور ثریا کے زخم کا علاج کیا گیا
اُسی روز جب آفتاب غروب ہوا زرہاج فیل کش نے کچھ خیال کر کے خوش گام وزیر کو اپنے خیمہ
مین بلایا اور اُس سے کہا اے وزیر خوش تدبیر آج آپ نے جنگ ثریا اور کرب غازی کی ملاحظ کی
ثریا کو مین نے ایسا ہی تعلیم کیا ہی کہ وہ اُس سے جانبر ہوا ورنہ کرب ہنر جنگ اور فنون پہلوانی
مین ثریا سے ماہر زیادہ ہی اور قوی بھی ہی آج تو اُسنے ثریا کو زخمی کیا ہی ابکی مقابلہ مین یقین اس
امر کا ہی کہ وہ ثریا کو ہلاک کرے یا زیر کر کے اپنا مطیع کرے اور غالباً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ثریا کو
اُسنے شیرین بیانی اور ہنر جنگ دکھا کے باطناً اپنا مطیع کر لیا ہی پس اس باب مین کیا کرنا چاہیے اگر آپ
کی صلاح ہو تو ثریا کو بیان سے مع فوج ہمراہ لیکر بجانب زنگبار کوچ کرین یا کرب کے مقابلہ مین ثریا کو
نہ جانے دین خوش گام وزیر نے جواب دیا کہ بختیارک وزیر ہرمز وفرامرز کو طلب کرو اُس
سے اِس امر مین چارہ جوئی دیکھو وہ اِس بارے مین کیا کہتا ہی بعدہ جو میری فہم مین آئیگا مین بھی کہونگا
زرہاج نے ایک خادم کو بھیجکر اُسے بلایا جب وہ آیا خوش گام وزیر اور زرہاج نے اُسکی تعظیم
کی بعدہ قریب اپنے بٹھایا اور کہا اے ملک جی آپ کو اسوقت محض اسواسطے تصدیع دیگئی ہی کہ
ایک امر اہم مین صلاح لینا ہی اور مردم اُسی شخص سے مشورہ کرتے ہین کہ جسے اپنے سے بہتر عقل
وفہم مین دیکھتے ہین اور آپ تو اپنے وقت کے فلاطون ہین مریض امر اہم کی اصلاح مزاج کیواسطے
ہزارہا نسخہا ے مجرب اور ترکیب ہاے آزمودہ آپ ہی اپنے پاس رکھتے ہین ممکن نہین کہ آپ
علاج کرین اور مریض مذکور رد باصلاح نہو بختیارک اپنی اسقدر تعریف عقل وفہم کی سُن کے
مارے خوشی کے بھول گیا اپنے جامے مین نہ سمایا آخر الامر ہنسکر کہا کہ آپ اُس امر اہم کو بیان تو
کیجیے کس بارے مین آپ ہم سے مشورہ طلب ہین زرہاج فیل کش اور خوش گام وزیر نے کہا
آج آپ نے حرب وضرب کرب غازی کی ساتھ ثریا کے دیکھی اور جو کچھ کرب نے ثریا سے باتین
کین وہ بھی آپ نے سُنین س بارے مین ہمکو نہایت تردد ہی اور آپ سے مشورہ طلب ہین کہ
کیا کرین دشمن زبردست معلوم ہوتا ہی اور ثریا اُس سے قوت وفنون جنگ مین کم ثابت ہوتا ہی
ہمین یقین ہی کہ اگر بعد صحت ثریا اُس سے مقابلہ کریگا تو ضرور یہی اُس سے زیر ہو جائیگا یا مارا
جائیگا بختیارک نے جواب دیا جو کچھ آپ کے ذہن عالی مین گذرا ہی یقین ہی کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ
مین حالات کرب غازی سے اور تمامی سرداران لشکر اسلام سے خوب آگاہ ہون اور یہ
کرب غازی تو وہ شیر بیشۂ شجاعت ہی کہ فن کشتی مین اگر تمامی روے زمین کے پہلوان اُس سے
کشتی لڑین تو بھی وہ کسی سے زیر نہو گا کیونکہ یہ بہادر نظر کردۂ امیر عرب ہی میرے نزدیک بھی
ثریا کا اُس سے کشتی اور فن سپہ گری مین مقابلہ کرنا اچھا نہین ہی انجام اسکا برا ہوگا زرہاج
نے پوچھا پھر اب کیا تدبیر کرنا چاہیے بختیارک نے جواب دیا ایسے وقت مین مکر وفریب
سے کام نکالنا چاہیے جان وایمان وآبرو بچانا چاہیے پس ہشام تیر ران کو بلائیے اُس سے
کہیے کہ اِسی شب کو کرب غازی کو بہ عیاری بیہوش کر کے لے آئے پھر آپ اُسے قید کرین

زرہاج اور خوش گام وزیر نے اُسکی عقل و فہم کی بہت ثنا کر کے اُسکی راے پسند کی اور اُسیوقت ہشام تیزپران کو بلا کر اُس سے کہا کہ آج کی شب تجھ سے ہو سکتا ہو کہ کرب غازی کو بیہوش کر کے لے آئے اُس نے عرض کیا یہ کتنی بڑی بات ہو اگر کہیے تو تمامی سرداران لشکر اسلام کو عیاریان کر کے اور عمرو کو اطلاع دیدیکے لے آؤن زرہاج نے کہا تم ایسے ہی عیار ہو مثل و نظیر تمھارا نہین ہو تمسے ہمین بڑی بڑی امیدین ہین کیونکہ تمنے بارہا ایسے ایسے کارنمایان کیے ہین کہ وہ دل پر مثل نقش کندہ ہین ہشام تیزپران نے عرض کیا آپ مطمئن رہین مین جاتا ہون اور جسطرح ہوسکتا ہو کرب کو لاتا ہون یہ کہکر زرہاج وغیرہ سے رخصت ہو کر اور بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے مانند باد صرصر جانب لشکر اسلام چلا بعد قطع راہ ہشام اُسوقت فوج اہل اسلام مین پہونچا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ سے نکل کے کوتوالی چبوترہ کیطرف جاتے تھے ہشام تیزپران کو دیکھکر بآواز بلند اسطرح کہا کہ ای مہتر ہشام تیزپران ادھر آئیے ہشام خواجہ کی آواز سن کے نزدیک تر آیا عمرو نے محبتانہ ہاتھ اُسکا پکڑ کر اور مسکرا کے پوچھا کہو ای مہتر ہشام آج کس کی فکر مین اسطرف آئے ہو ہشام نے کہا ای خواجہ اسوقت میرا دل گھبرایا لشکر اسلام کی سیر کے واسطے چلا آیا ہرچند کہ مین نے اپنی زندگی مین بہت سے لشکرون کی سیر کی مگر جیسا لشکر اسلام کی بازارون کو آباد اور رونق پذیر دیکھا ایسا کہین نہین دیکھا اور سواے اِسکے جیسے مردان فوج آزمودہ کار اور سرداران نامی و نامدار تمھارے لشکر مین دیکھے فی الواقع کہین نظر سے نہین گذرے عمرو نے جواب دیا ای مہتر ہشام کیون ایسی مکر و فریب کی باتین کرتے ہو صاف صاف کہو تمھارا یہان آنا خالی کسی تدبیر سے نہین ہو لندھور کو تو کس خوبی سے لیجا چکے ہو آج بھی کسی سردار کی فکر مین آئے ہو تمھارا ہنگام شب اِدھر آنا دلیل کامل ہو کہ کچھ فتنہ و فساد برپا کروگے بموجب بیت کب فلک کو یہ سلیقہ ہو جفا کاری مین ؛ کوئی معشوق ہو اس پردۂ زنگاری مین ؛ کوئی نہ کوئی امر ضرور ہو کہ تمنے لشکر اسلام مین قدم رکھا ہو ہشام نے ہنسکر جواب دیا ای خواجہ آپ جو چاہیے خیال کیجیے مین تو محض لشکر اسلام کی سیر کے واسطے آیا ہون خواجہ عمرو نے کہا اچھا نہ بتاؤ حال کھل ہی جائیگا مگر اب میرے ساتھ میرے خیمہ مین چلو کچھ نان و نمک موجود ہو اُسے کھاؤ اور کسی طرح کا خیال بد دل مین نہ لاؤ کیونکہ یہ ہمارا شیوہ نہین ہو کہ پردہ دوستی مین دشمنی کرین ہم وقت صلح دوستی سے پیش آتے ہین اور وقت جنگ دشمنی پر کمر باندھتے ہین ہشام نے جواب دیا مجھے آپ کی بات کا یقین ہو لیکن مین اسوقت طعام تناول نکرونگا کیونکہ خوب سیر ہون عمرو نے کہا اگر غذا پر رغبت نہین ہو تو چند جام شراب ناب کے ہی چل کے پیو دو گھڑی بیٹھو کچھ باتین کرو ہمارا تمھارا دل بہلے زندگی کا یہی لطف ہو کہ احباب مین بیٹھکر بادہ کشی کیجیے اشیاے گزک سے کام و زبان کو آشنا کیجیے سیر و تماشا مین چند روزہ حیات بسر کیجیے بعد مرنے کے یہ امور کجا سواے گوشۂ قبر کے کہین جانا ممکن نہین وہ مکان ایسا تنگ و تاریک ہوگا جہان سواے روشنی شمع ایمان کے اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوگی بستر بجز بستر خاک ممکن نہ ہوگا کوئی دوست آشنا وہان آنہ سکے گا اور نہ صاحب قبر گوشۂ تربت سے کسی اپنے دوست

اور عزیز کے پاس جاسکے گا اگر اعمال نیک ہونگے تو براحت و آرام قبر مین سوئیگا ورنہ اعمال زشت
وزبون کے سبب سے طرح طرح کے عذابون مین مبتلا رہیگا سانپ بچھو اور دیگر حشرات الارض اُسکے
گوشت کو کھائینگے روح کو اُسکی صدمے پہونچائینگے لاکھ وہ فریاد و فغان کریگا لیکن عالم برزخ مین
کوئی اُسکی مدد نہ کریگا لذات جہان سے بھی محروم رہیگا غرض عجب بیکسی اور بے بسی مین مانند ہو نوح
کو کہ جسکی انتہا سے آگاہی نہین ہی ہر صاحب قبر بسر کریگا پس انسان اپنی چند روزہ حیات مستعار
کو مغتنم سمجھے بموجب بیت غنیمت جان اِس مل بیٹھنے کو ؛ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی ؛ ہشام نے
کہا کہ ای خواجہ عمرو فی الحقیقت جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہی ایسا ہی بعد مرگ ہوگا اور بشر کو یہی لازم
ہی کہ زمانۂ حیات مین اپنے دل کی حسرتین اور آرزوئین نکال لے اور جہانتک امکان مین ہو بعیش
وعشرت ساتھ احباب کے زندگی بسر کرے پس بموجب آپ کے ارشاد کے مجھے آپ کی ہمنشینی
اور بادہ کشی سے انکار نہین ہی خواجہ عمرو یہ سُن کے اُسے اپنے خیمہ مین لائے اور بہ عزت تمام
اُسے مقام صدر پر بٹھا کر شیشہ مے اور ساغر بلورین اُٹھا کر اپنے ہاتھ سے اُسے چند جام شراب ارغوان
کے پلائے اور خود بھی دو ایک جام شراب پیے بعد میکشی تشتریان گزک رنگارنگ کی اُسکے روبرو
رکھین اُسنے اُن مین سے کچھ گزک سے بھی بعد میکشی لذت پائی جب کسی قدر نشہ ہوا خواجہ عمرو
نے پوچھا کہ ای مہتر ہشام تیز پران سچ کہو آج تم کس ارادہ سے ادھر آئے ہو اُس نے مسکرا کر
جواب دیا ای خواجہ سچ سچ تو یہ ہی کہ مین واسطے لیجانے کرب غازی کے آیا ہون آپ سے کہے
جاتا ہون کہ ضرور ضرور کرب غازی کو لیجاؤنگا آپ اور دیگر عیار حفاظت اور نگہبانی اُسکی خوب
کرین مین مثل چورون کے عیاری نہین کرتا حتی الامکان آگاہ کر کے عیاری کرتا ہون پس خوب
ہوشیار اور خبردار رہیے گا یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور جست کر کے وہان سے اِس طرح نکل گیا
کہ جیسے ابر سیاہ سے بجلی نکل جاتی ہی عمرو نے دیکھا کہ وہ جست کر کے چالیس قدم پر جا کر ٹھہرا خواجہ
باوجود خود اُستاد اور عیار کامل ہونے کے اُسکی جست دیکھکر عیاری کرنے پر نہایت متحیر ہوے
اور خیال کیا کہ ہشام عیار اپنے فن مین کامل ہی اور بلاے بے درمان ہی خدا اِسکی شر و فساد سے
بچائے یہ کہکر خواجہ اپنے خیمہ سے نکلے دیکھا تو ہشام نظر نہ آیا ہر چند چہار جانب دیکھا لیکن کہین
اُسکا نشان بھی نہ معلوم ہوا ہنوز عمرو جستجوے ہشام تیز پران مین ہر طرف نگران تھا ناگاہ سامنے سے
اندلس عیار کرب غازی ظاہر ہوا خواجہ نے اُسنے بُلا کے تمام حال ہشام کے آنے کا اور
قصد عیاری کرنے کا بیان کیا اندلس نے عرض کیا اگر ہشام اپنی عیاری سے اطلاع دے گیا ہی
تو یہ خادم آپ کا آپ کے اقبال سے ایسا انتظام کریگا کہ وہ تو کیا اُسکے ہوا بھی میرے آقا اور
مالک تک نہ پہونچنے پائیگی اور سوا اِسکے ایسا بند و بست اثناے راہ مین یہ کمترین کریگا کہ ہشام کو
حتی الامکان حلقہاے کمند مین گرفتار کر کے روبرو آپ کے لائیگا وہ مثل ہمارے کیا عیاری کریگا
ہم آپ کے تعلیم یافتہ ہین عمرو نے جواب دیا ای فرزند حالانکہ تم فن عیاری مین مہارت اچھی رکھتے
ہو لیکن ہشام تیز پران بہت بڑا عیار ہی اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی یہ کہکر خواجہ نے نسیم و قسیم و
جسیم و چالاک کو بُلا کر کہا کہ تم سب ہمراہ اندلس کے جاؤ اور اندلس کے معین و مددگار رہیو آگی

حفاظت مین رہو اُن سب نے بسر و چشم ارشاد اپنے باپ کا منظور کیا اور ہمراہ اندلس کے چلے
بعد قطع راہ اندلس اور چالاک وغیرہ اُسوقت خیمہ کرب غازی مین پہونچے کہ وہ بہادر مثل
شیر نر اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا تھا روبرو اُسکے اُسکے لشکر کا سردار فتاح پلنگینہ پوش بیٹھا تھا اندلس
وغیرہ نے پہلے سلام کیا بعدہ اندلس نے عرض کیا کہ اے آقا آج ہشام تیز بران اِس امر کی اطلاع
آکر دیگیا ہو کہ مین بعیاری کرب غازی کو لیجاؤنگا یقین ہو اس خیال سے ہرمز و فرمرز وغیرہ نے اُسے
بھیجا ہوگا کہ حضور نے ثریا کو زخمی کیا ہو اور آیندہ مقابلہ کرنے مین ثریا کے زیر ہونے کا خیال
ہوگا یا خود ثریا نے تاب مقابلہ نہ لاکر ہشام کو مقدمہ مذکورہ بالا کی کوشش کے واسطے روانہ کیا
ہوگا غرض بہر طور آج کی شب حضور ہوشیار رہیے گا اور یہ خادم بھی خوب خبردار رہیگا کرب نے
ہنسکر جواب دیا اے اندلس یہ تدبیر بختیارک وغیرہ نے کی ہوگی ثریا مرد میدان نبرد ہی ہرگز اُسنے
ہشام کو میرے واسطے روانہ نہ کیا ہوگا اور اگر ایسا بھی کیا تو مجھے کیا خوف ہی حق تعالی میرا میری
حفاظت اور نگہبانی کریگا اور اُسکی شر سے محفوظ رکھے گا فتاح نے کرب غازی کی تمام تقریرون کے
عرض کیا حضور آپ بے خوف و خطر آرام کیجیے گا یہ آپکا خادم مع فوج در خیمہ پر براے حفاظت
بیٹھا رہیگا اور گرد خیمہ طلایہ پھرا کریگا اور دمبدم خیمہ مین آکر حضور کو دیکھ بھی جائیگا کیا مجال ہشام
کی کہ گرد خیمہ حضور کے آسکے اور دام مکر و تذویر پھیلا سکے اندلس و چالاک وغیرہ تو اطلاع
دیکے خیمہ سے نکل آئے اور باہم ایک جا بیٹھکر گرفتاری ہشام کے بارے مین صلاح و مشورہ
کرنے لگے یہان خیمہ مین کرب غازی نے چند جام مے ناب کے پیے اور کئی جام شراب فتاح کو دیے
جب شب ایک پاس سے زیادہ گذری کرب غازی نے فتاح سے کہا ہم اب سوتے ہین تم بھی
جاکر سو رہو فتاح نے عرض کیا غلام آج کی شب نہ سوئے گا در دولت پر بیٹھکر حفاظت کریگا حضور
آرام کرین یہ کہکر خیمہ سے نکل کر بارہ ہزار قزاقون کو مسلح و مکمل ہمراہ اپنے لیکر در خیمہ پر بیٹھا
کرب غازی بعد اُٹھ آنے فتاح کے مسہری پر لیٹتے ہی سو گیا اندلس اور چالاک وغیرہ کہ
قبل اسکے واسطے مشورہ کے ایک جا بیٹھے تھے کچھ صلاح باہم دگر کرکے وہان سے اُٹھے اور
ایک جانب کو راہی ہوئے مگر اثناے راہ مین اندلس تو واسطے ایک تدبیر کے ٹھہر گیا اور چالاک
وغیرہ آگے بڑھ گئے اُنکا احوال آیندہ ذکر کیا جائیگا مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہی کہ فتاح سردار
لشکر کرب غازی مع جملہ قزاقون کے جو در خیمہ پر بیٹھا تھا کچھ خیال کرکے کبھی گرد خیمہ مع قزاقون کے
پھرتا تھا کبھی گھبرا کر اندر خیمہ کے آتا تھا کرب کو سوتا دیکھکر مطمئن ہو کر پھر باہر چلا جاتا تھا اور چارون
طرف خیمہ کے پھرتا تھا قزاق مہتابین روشن کیے ہوے نگہبانی کرتے تھے اور دم بدم صداہاے
دور باش اور ہوشیار باش کی بلند کرتے تھے اگر ذرا بھی آہٹ کسی کی پاتے تھے فوراً کمان دوش
سے اُتار کر تیر حلقہ کمان مین جوڑ کر اُسی آہٹ کی طرف تیر اندازی کرتے تھے فتاح کبھی گرد خیمہ
پھرتا تھا کبھی در خیمہ پر آکے بیٹھتا تھا راوی ناقل ہی کہ فتاح در خیمہ پر بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دور سے ایک
سیاہی سی نمایان ہوئی فتاح نے متردد ہو کر فوراً پکارا کون اِدھر آتا ہی اپنے نام سے جلد آگاہ
کرے ورنہ نہ بچ پائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جب یہ آواز اُس آنے والے نے سنی فی الفور

وہین سے اُسنے پکار کے کہا اے فتاح خبردار تیر وغیرہ مجھے نہ مارنا مین ذو الخمار عادی ہون تمہارے
مالک و آقا کا چچا ہون فتاح نے یہ گفتگو سُنکے تیر لگانے سے ہاتھ روکا تھوڑی دیر مین ذو الخمار عادی
نزدیک آئے فتاح نے خوب پہچان کر بہ ادب تمام اُٹھکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا اِسوقت
حضور کے تشریف لانے کا کیا باعث ہے کیونکہ نصف شب کا زمانہ ہوگا یا نصف شب سے بھی زمانہ تجاوز
کر گیا ہوگا ذو الخمار مذکور نے جواب دیا اے فتاح تم عاقل و فہیم ہوکر ایسی بات زبان سے نکالتے ہو
تمھین نہین معلوم کہ مجھکو کرب غازی سے کس درجہ محبت ہے مثل فرزندون کے مین اُسکو جانتا ہون
اگر اُسکو ذرا بھی کسی طرح کی تکلیف ہوتی ہے میرا دل بیقرار اور بیچین ہوجاتا ہے آج کی شب مین نے
سُنا ہے کہ ہشام تیز پران عیار ثریا تمہارے آقا کو بعیاری و مکاری لیجانے کا دعوی کر گیا ہے
پس یہ خبر وحشت اثر سُن کے بمقتضاے الفت بیتاب و بیقرار ہوکر آیا ہون ارادہ ہے کہ کرب کے
خیمہ مین دست بقبضۂ شمشیر ہوکر بیٹھا رہونگا اور خود بنفس نفیس اُس بہادر کی شر عدو سے حفاظت کرونگا
فتاح پلنگینہ پوش نے دست بستہ عرض کیا بہت مناسب ہے حضور خیمہ مین تشریف لیجائین یہ خادم
در خیمہ پر بہر نگہبانی رہیگا ذو الخمار عادی اندر خیمہ کے گئے اور قریب کرب غازی جاکر کہا اے
بہادر سوتے ہو یا جاگتے ہو جب کرب نے آواز نہ دی ذو الخمار مذکور نے خیال کیا کہ کرب
بیخبر سو رہا ہے خراٹا بلند ہے جوانی کی نیند ہے آڑا ترچھا مسہری پر سو رہا ہے اُسوقت نہایت خوش
اور شادمان ہوکر آہستہ نعرہ کیا منم ہشام تیز پران او کرب غازی اب تو میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے بڑی فکر و تردد سے یہانتک آیا ہون کہ عیارون نے اور فتاح نے بڑے بڑے
انتظام بہر حفاظت کیے ہین لیکن کسی سے کچھ نہو سکا مجھکو کوئی روک ٹوک نہ سکا یہ نعرہ چپکے سے
کرکے جلد کفچہ عیاری مین سفوف بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون کے پاس لیجاکر اسطرح پھونکا کہ کفچہ مذکور
سے تمام سفوف بیہوشی کرب کے دماغ مین پہونچ گیا اور فوراً اُس دلاور کو چھینک آئی ہشام سمجھ گیا
کہ یہ دلیر اب بیہوش ہوگیا اُسیوقت چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ سینہ پر عیاری کی لگاکر
پشتارہ اُسکا اُٹھاکر اپنے دوش پر رکھکر اُس دم پشت خیمہ کیطرف سے قصد نکلنے کا کیا کہ سب قزاق
مع فتاح اُسطرف سے پھر کر در خیمہ کیطرف آئے تھے اور فتاح کو اِس امر کا بھی اطمینان تھا کہ چچا
ہمارے آقا کے خود وہان تشریف رکھتے ہین اندر جاکے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہشام تیز پران
نے ایسے وقت مین موقع پاکر خنجر سے سراچۂ خیمہ کا چاک کیا اور خنجر بکف پشتارہ لیکر اپنے لشکر کیطرف
مانند باد تند چلا یہ تو بصد ہوشیاری ہر چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے مگر اب احوال اندلس کا لکھا
جاتا ہے کہ اُسنے اثناے راہ ہشام مین حلقے کمند کے زمین پر بچھائے ہین اور خس سے چھپا دیے ہین اور
رسن کمند لیکر دور جاکر ایک درخت کی آڑ مین بیٹھا ہے اور دیکھ رہا ہے ہشام کہ پشتارہ بدوش گھبرایا ہوا
جاتا تھا جب ایک قدم اُسکا حلقہاے کمند پر پڑا جو خس پوش تھا اندلس سمجھا کہ دونون قدم ہشام کے
حلقہاے کمند مین در آئے ہین یہ سمجھکر مانند صداے شیر کے نعرہ کیا ہشام سمجھ گیا کہ کوئی حریف
اِس جگہ پر گھات مین ہے فوراً رُکا اور دوسرا قدم اپنا اُس جگہ نہ رکھا اِدھر اندلس نے بعد نعرۂ شیر
کرنے کے بقوت تمام حلقے کمند کے کھینچے ہشام کا ایک پاؤن جو پھنس گیا فوراً زمین پر گرا اندلس شادمان

ہوکر وہان سے چلا کہ دشمن کے دست و پا و سر مین حلقے کمند کے در آئے ہونگے اب جا کر بآسانی گرفتار
کرونگا اور روبرو قبلہ و کعبہ اعنی خواجہ عمرو کے اس ناہنجار کو لیجاؤنگا اُنسے داد اپنی عیاری کی
چاہونگا یہ خیالات کرتا ہوا جب عنقریب ہشام کے آیا دیکھا وہ پڑا ہی اُسوقت اندلس نے کچھ خیال
اس کا نہ کیا کہ غور سے دیکھے دشمن کے دست و پا مین حلقے کمند کے ہین یا نہین ادہر ہشام نے
دیکھا کہ اندلس زد پر آگیا ہی فوراً ایک پاؤن سے اُٹھکر خنجر اُسکے شکم مین اسطرح مارا کہ آنتین پیٹ
سے نکل آئین اندلس آہ کرکے زمین پر گرا اور ہشام جلد حلقہاے کمند اپنے پاؤن سے کاٹکر پشتارہ
اُٹھا کر آگے بڑھا چند قدم راہ طی کی تھی کہ چالاک اور قسیم اور جسیم اور نسیم نے سد راہ ہوکر نعرہ کیا
کہ او ناہنجار کہان جاتا ہی تو ایک ہی اور ہم چار ہین بہتر ہی کہ پشتارہ ہمارے حوالہ کردے اور توبہ
کرکے پھر لشکر اسلام مین آکر عیاری نہ کرونگا اور اگر یہ امر منظور نہو تو خنجر یا نیمچہ کھینچکر ہم سے مقابلہ کر
ہشام نے جواب دیا ای چھوکرو ابھی تم کوچہ عیاری سے ناآشنا ہو تم مجھسے پشتارہ کیا لے لوگے
بیکار میرے سد راہ ہوتے ہو اور محض بے سود مجھ سے آمادہ جنگ ہو میری گرفتاری اور قتل کی کیا
فکر کرتے ہو پہلے اپنے بھائی اندلس کی تو جا کر خبر لو کہ وہ جان بلب ہی اور آمادہ سفر ملک عدم ہی
جاؤ اُسکا دیدار آخری ہی دیکھ لو پھر اُسے زندہ نہ پاؤگے چالاک وغیرہ ہشام کی تقریر سنکے اپنے
دل مین خیال کرنے لگے کہ یہ عیار ہی باتین مکر و فریب کی کرتا ہی اسکے سخن پر اعتماد کرنا لازم نہین ہی
ہنوز یہ خیال کر رہے تھے کہ اندلس نے کراہ کی بصد درد یون پکار کر کہا کہ ای بھائی چالاک برائے
خدا جلد آکر میری خبر لو کیونکہ حالت میری ابتر ہی امید حیات بظاہر معلوم نہین ہوتی ہی یہ آواز دردناک
چالاک وغیرہ سنکے صدا اندلس کی خوب پہچان کے ایسے بیتاب و بیقرار ہوے کہ بے اختیار
جانب اندلس روانہ ہوے اور ہشام سے کہ گئے کہ او ناعیار اسوقت تو ہم تیرے سد راہ
اور تجھ سے آمادہ پیکار نہین ہوتے ہین لیکن آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوے جا کر دیکھا کہ
اندلس خاک پر پڑا ہی آنتین شکم سے باہر نکل پڑی ہین زخم خنجر شکم پر کاری آیا ہی سب نے مغموم و حزین
ہوکر اُسے اُٹھایا اور در خیمہ کرب غازی پر لیجا کر اُسے ایک تخت چوبی پر لٹا دیا فتاح وغیرہ نے
اُسکے احوال سے آگاہ ہوکر غمگین و غمناک ہوکر شور و غل بلند کیا اور کرب غازی کی کیفیت سے
بھی ماہر ہوکر ملول ہوے جب شور و غل سوا ہوا خواجہ عمرو و حمزۂ صاحبقران و بادشاہ لشکر اسلام
و جملہ اہل لشکر کو واقعات مذکورہ سے آگاہی ہوئی ہر ایک اعلی و ادنی محزون ہوا اور حکم امیر سے
اندلس کے زخم شکم مین ٹانکے دیے گئے پھر جراحون نے پھاہا مرہم کا زخم پر رکھکر پٹی باندھدی خواجہ
کو اندلس کے زخمی ہونے کا اور کرب غازی کو عیار کے لیجانے کا بہت ملال ہوا یہان تو اندلس
کا علاج ہو رہا ہی لیکن اب احوال ہشام تیز پران کا لکھا جاتا ہی کہ بعد زخمی کرنے اندلس کے
پشتارہ بدوش روبرو زرہاج و خوش گام وزیر و بختیارک کے پہونچا پشتارہ کرب کا سامنے
رکھدیا اور تمام حال عیاری کا بیان کیا سب نے اُسکی عیاری کی تعریف کرکے اُسی عالم بیہوشی مین
کرب کو حدادون سے قید سخت مین مطوق و مسلسل کرکے قیدخانہ مین جس جگہ لندھور تھا وہین
بھیجدیا اور اس خبر کو کسی سے بیان نہ کیا تاکہ ثریا کو اس احوال سے آگاہی نہو دے

داستان

داستان جنگ کرنا ترک توسن ملتانی کا گنجاب گیلان وغیرہ سے آخرالامر شکست کھاکر گریزان ہونا اور دست قاسم سے قتل ہونا مخمس مرزا علیخان متخلص بہ ہنر

رنج سے ڈوبینگے سب کوکب تابان سحر — نغمہ سنجی کے عوض رووینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئے گا فق روے درخشان سحر — جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب — وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب — دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین — روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین — چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
ہو فلک پردہ نمایان ہما سامان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون — نذر سودا مجنونی مایۂ ادراک کرون
قصہ رنج شب ہجر صنم پاک کرون — ولولہ ہے یہی ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم وگناہ — بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہین واہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ — ای شب فرقت محبوب ذرا رہیو گواہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا — اسمین حیران ہون کہ بشر پاکہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا — شور و غوغا اسے سمجھے نہ کوئی دل مین ذرا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگاتے جو حنا — ملے مستی تو نہ سوسن کے دہن ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا — کھینچئے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین دیکھ کے ہون اختر تابان سحر

غافل اب چاہیے ہے بندگی عز و جل — لیجئے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئے گی اجل — چونک پیری مین کہ ہرگز نہین سونے کا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر — زندگی ہجر مین ای دوست ہوئی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مد نظر — صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل پہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم — اس جگہ ہند مین سب جسکی بہ پروازونکے دم

راست کہتا ہون یہ بلبل بستان کی قسم	ای ہنر سنتے ہی تقریر دل آویز ختم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر	

شہسواران معرکہ تحریر و محرران اخبار عرصۂ دار و گیر اس داستان بے نظیر کو اِسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب ترک توسن یلیتاقی خضل تاتاری و اصیل تاتاری و طولابہ رومی و سمرقندی و زرہ خان وغیرہ سے بعد جنگ عظیم کے زخمی ہو کر اور شکست کھا کر بھاگا تھا اور قبل اسکے احوال اُسکا لکھا تھا بعد اچھے ہونے زخم کے اور فراہم کرنے فوج کثیر کے پھر اُس بد انجام نے پانچ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے سرداران لشکر قاسم سے باخیال ارادہ لڑنے کا کیا کہ فی زمانہ قاسم کو تیغہ بنکر کوئی عین معرکہ جنگ سے اُٹھالے گیا ہی اور ابھی تک وہ شیر بیشۂ شجاعت جسکو تمام کاہن اور نجومی میرا قاتل کہتے ہین لشکر مین نہین آیا ہی پس صلاح وقت یہ ہی کہ جب تک وہ دشمن جانی میرا یہان آئے اُسکے تمامی سردارون اور جملہ مردمان لشکر کو قتل کرڈالون کسی کا نام و نشان صفحۂ دنیا پر نہ رکھون اور اُسکے ہوا خواہون کی شر و فساد سے بیخوف و خطر ہو جاؤن بعدہ اول تو اُسکا زندہ آنا دشوار ہی کیونکہ ہمارے خداوندون کے قہر و غضب مین مبتلا ہو گیا ہی یعنے خداوندون کے حکم سے کوئی زبردست ملک الموت بنکر برائے قبض روح پنجہ مین اُسے دابکر کہین لیگیا ہی دوسرے یہ کہ اگر وہ کبھی زندہ پلٹ کر یہان آئیگا تو تن تنہا میرا کیا بنا لیگا اُس حالت مین اُسے باآسانی تمام گرفتار کرکے فوراً اپنے ہاتھ سے قتل کرڈالونگا پھر بے دغدغہ تخت حکومت پر بیٹھکر حکومت کرونگا اور جن کاہنون اور نجومیون نے میرے حق مین حکم بد لگایا ہی اُن سب کو بعد دروغ گو اور کاذب کہنے کے اِسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُنکے حال زار پر رحم کرینگے اور مجھکو مطلق رحم کا خیال بھی نہ آئیگا غرض بعد قصد مذکور وہ نابکار ایک روز تمامی لشکر اپنے ہمراہ رکاب لیکر جانب لشکر قاسم بصد کبر و نخوت روانہ ہوا ہر چند اُسکے ادبار نے اُسکے غرور و نخوت اور حوصلہ امراہم پر نظر و غور کرکے بزبان حال اُس سے اِسطرح مکرر کہا کہ ای کافر زشت رو وای بدین شعلہ خو ذرا نشۂ بادۂ غرور سے ہوش مین آ اور خیالات جو خلاف مشیت الٰہی ہین ہرگز ہرگز اپنے دل مین نہ لا ہوائے تند قہر اپنے سے شمع حیات اہل اسلام و قاسم عالیمقام کو تو کیا بجھائیگا کہ وہ پردۂ فانوس حفاظت خدا مین ہی اور اپنی فوج کثیر بدتدبیر سے لشکر قلیل دینداران کو برعکس تقدیر کیا خاک و خون مین ملائیگا کہ وہ حراست و نگہبانی کبریا مین ہی فکر کوئی اپنی جان بچانے کی کر دوسرے کی بدی پہ کمر باندھنے سے درگذر بموجب مصرع فکر خود کن فکر بیگانہ مکن ؎ دیکھ او ناکام یہ کام اچھا نہین یہ عداوت حق پرستون سے تجھے زیبا نہین یہ آخر زمانہ تیری حیات کا ہی او نابکار کچھ بھی خیال تجھکو اپنی نجات کا ہی اب بھی ظلمت کفر سے نکل غافل راہ خدا پر چل لیکن اُس بد انجام و ناکام نے ہرگز نہ سُنا اور نور ہدایت کا چراغ اُسکی دل تاریک و تار مین مطلق نہ جلا آخر ادبار اُسکا مثل غول بیابان مجبور و ناچار ہو کر اُسکا راہبر ہوا یہانتک کہ اُسکا بمقابلہ لشکر اسلام گذر ہوا جب ترک توسن یلیتاقی بمقابلہ اہل اسلام پہونچا ایک میدان وسیع مین خیمہ و بارگاہ استادہ کرکے قیام پذیر ہوا گورزاد بادشاہ لشکر کو بذریعہ ہرکارون کے اُسکی آنے کی خبر پہونچی کہ ترک توسن پھر لشکر کثیر لیکر آیا ہی اور قصد اُسکا ہی کہ پھر شعلۂ آتش کینہ و فساد کو بلند کرے شاہ موصوف نے اُنسے تمام احوال سُنکے ارشاد کیا کہ مجھکو اُس بد اندیش سے کچھ خوف نہین ہی وہ

میرا کیا کر سکتا ہی اگر خداوند کریم میرا مددگار و کفیل ہی بموجب مصرع ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؛ یہ فرماکر خاموش ہوے ہرکارے خبر دیکر بارگاہ فلک جاہ سے نکلکر ایک جانب راہی ہوے جب وہ وقت آیا کہ نظم

نہاں جب ہوا شاہ خاور سپاہ — ہوا تیرگی سے زمانہ سیاہ
بفرمان معبود لوح و قلم — برآمد ہوا شاہ انجم حشم
جہان اُسکی پرتو سے روشن ہوا — طلبگار راحت ہر اک تن ہوا
ہوا سوز غم سے جو دل داغ داغ — لیے اہل دنیا نے روشن چراغ
ہوا جلوہ گر وہ شہ کج کلاہ — جسے کہتے ہین شاہ انجم سپاہ

ترک توسن یلتاقی نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی و خبر رسانی معین تھے خبر نواخت طبل رزمی لیکر جلد تر دربار دُربار گورزاد ختنی عمو ے قاسم ذیوقار مین گئے اور بموجب قاعدہ مجرا گاہ سے مجرا کرکے اِسطرح دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے کہ بموجب نظم موٴلف

اے شہ ذیوقار و عالی جاہ — مالک تخت و تاج و ملک سپاہ
جب تلک ہین فلک پہ برق و سحاب — ہون عدو شاہ کے تباہ و خراب

بعدہ اِسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ فلک بارگاہ اسوقت ترک توسن یلتاقی نے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی قصد اُس نابکار کا ہی کہ ہنگام سحر وارد میدان نبرد ہوکر عداوت باطنی کو ظاہر کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ خبر دیکے دربار سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوے گورزاد ختنی بادشاہ لشکر قاسم نے اپنے ملازمون سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی نقارہ جنگی بجایا جائے جو بات کہ کاتب قدرت نے پیشانی مین تحریر کی ہی لاریب وہ پیش آنی ہی جب ملازمون نے نقارہ نوازون کو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے چوب اُٹھاکر نقارہ رزمی پر لگائی صدائے نقارہ جو بلند ہوئی مردمان لشکر بماہیین ماہر و آگاہ ہوگئے کہ صبح کو میدان جنگ مین دشمن سے مقابلہ ہی ابھی سے سامان جنگ کرنا چاہیے چنانچہ دلیران جنگ جو و سرداران نیک خو بعد برخاست دربار بادشاہ اپنے اپنے خیمون مین آکر سامان جدال و قتال مین مصروف ہوے کوئی دلیر اپنی تیغ پر صیقل کرکے کہنے لگا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ تلوار سر حریف پر چمکیگی اور مرکب بدخواہ کو کاٹکر راکب و مرکب کے چار ٹکڑے کریگی کسی قدر انداز نے اپنی کمان خانہ کی ہوئی کو حسب دلخواہ درست کرکے ترکش مین تیرہائے جانستان کو بھرکے کہا یہ وہ تیر مثل تیر اجل ہین کہ جسپر پڑینگے اُسے راہ عدم نظر آئیگی کسی بہادر قوی ہیکل نے گرز گرانبار وہ گاوسر سے زنگ دور کرکے اور اپنے سر سے بلند کرکے دلاورون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اِسی گرز سے بارہا مین نے بڑے بڑے سرکشون کے سرون کو ایسا پست اور شکستہ کیا ہی کہ اُنکے کاسہ سر اور دماغ کا نام و نشان بھی نہ معلوم ہوا اب انشاء اللہ صبح کو یہی گرز ہی اور سر حریفون کے ہین لشکر اہل اسلام مین تو اِسی طرح ہر ایک سردار اور سوار سامان نبرد مین مصروف ہی اور اِسی قسم کے اذکار کرتا ہی لیکن اب احوال سپاہ ترک توسن کا درج کیا جاتا ہی کہ اس نابکار کے بھی لشکر مین جو جو جوان قوی و دلیر ہین شوق مین جنگ و جدال کے بیقرار ہین سامان جنگ کر رہے ہین سیے فلک دیکھکر انتظار سحر کر رہے ہین اور بہت سے بزدل و نامرد ہین کہ جب سے طبل جنگ فیما بین بجا ہی خیال لڑائی کا جو کیا ہی ہول سے دست اُنھین آرہے ہین دمبدم بیت الخلا مین جاتے ہین اور وہان سے کراہتے ہوے آتے ہین اگر کوئی جری اُنمین سے کسی سے

پوچھتا ہی بتاسیئے مزاج آپکا کیسا ہی وہ کہتا ہی کہ آج مسہل کی مین نے گولیان کھائی ہین دست آرہے
ہین مادہ برابر سون کا جو جمع تھا وہ نکل رہا ہی امید قوی ہی کہ اب بوجہ اخراج مادہ کثیف صحت حاصل
ہوگی وہ شکایت سقوط اشتہا و درد شکم جاتی رہیگی وہ بہادر ہنسکر اُسسے جواب دیتا ہی کہ تمھاری تو وہ
مثل ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی آج ہی تمھین مسہل لینا تھا کیونکہ صبح کو میدان جنگ مین سامنا
حریف سے ہی اور بھلی تو یہ کہتی ہی کہ تم مسہل لینے کا بہانہ کرتے ہو کثرت خوف و خیال جنگ سے
تمھین دست آرہے ہین وہ منفعل ہو کر کہتا تھا کہ اچھا آپ ہی بڑے بہادر ہین کہ آپکو دست نہین آتے
اور ہم تو تمھارے نزدیک بہت بڑے بودے ہین کہ خوف سے لڑائی کے اس حال کو پہونچے ہین کوئی
نامرد تصور جنگ سے اسطرح کانپتا تھا گویا اُسکو سردی سے تپ آئی تھی الحاصل اسی اشتیاق جنگ
اور خوف جدال مین جوانان ہر دو لشکر کو نیند نہ آئی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ بموجب نظم

سحر کی ہوئی آسمان پر نمود	اُٹھے اہل اسلام بہر سجود	لگی آنے آواز مرغ سحر
اُڑے آشیانون سے سب جانور	غرض جب نمایان ہوئی دان سحر	بجا طبل جنگی ادھر اور اُدھر
لگا بجنے ہر سمت کوس نبرد	کہ جنکے سُننے سے اُٹھے دلیر مرد	بجانے لگا کوئی جنگی دُہل
کہ شور زمین جس سے جاوے دہل	کسی جا تھا نقارہ و چنگ و دف	غرض سب یہ باجے بجے ہر طرف

بعد فراغ نماز گورز اد ختنی بادشاہ لشکر قاسم نوجوان بہمراہی سپاہ باشوکت شان داخل میدان جنگ
ہوئے اُدھر سے ترک توسن ایک سمند عراقی پر سوار ہو کر جملہ فوج ساتھ لیکر جنگاہ مین آیا اُسوقت
بحکم گورز اد ختنی و ترک توسن دونون لشکرون سے بیلچہ بردار اور بیلدار نکلے اُنھون نے تھوڑی
دیر مین بلندی و پستی زمین کو ہموار کر دیا بعدہ سقے مشکین پانی سے بھر کر لائے اور اسقدر زمین پر
چھڑکاو کیا کہ میدان جنگ مین جو گرد و غبار تھا فرو ہوگیا بعد جمانے سقون کے دونون جانب سے
یون صف آرائی ہوئی کہ میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوئے بعد ازین
یہ سامان ہوا کہ بموجب نظم

نشانون کے ہر سو پھریرے کھلے	جری جتنے تھے جنگ پر وہ تُلے	کھڑے تھے پرا باندھے لاکھون سوار
پیادون کی تھی اک طرف کو قطار	لگے بجنے نقارہ و چنگ و دف	یہ باجے بجے الغرض صف بصف

اُسوقت نقیب خوش گلو اور کڑکیت زشت خو دونون لشکرون سے نکلکر بیچ میدان مین آئے اور
جوانان صف شکن اور مردان تیغ زن سے مخاطب ہو کر یہ کلمات زبان پر لائے کہ بموجب نظم

یہی وقت ہی اب بڑھاؤ قدم	دکھاؤ شجاعت کا جاہ و حشم	نہین خوف کا ہو بیان کچھ مقام
جوانمرد ہین جو وہ کرتے ہین نام	تمھارے تھے اجداد کیسے دلیر	اُنھین کے تو تم بھی ہو آخر کو شیر
یہ کیا ہی جو ہم کیسی ہو کر لو سیر	بہادر سدا مرتے ہین نام پر	جب اسطرح نقیب اور کڑکیت

جوانان لشکر کے دل بڑھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہٹ گئے جوانان جنگ جو کا کثرت شجاعت سے
یہ حال ہوا کہ شیرانہ نعرہ کوہ شگاف کر کے مانند فیل مست کے جھومنے لگے تلوارین نیامون سے
کھینچکر نیامون کو توڑ توڑ کے پھینکنے لگے کسی دلاور نے زرہ اور جوشن و بکتر کو اپنے جسم سے دور کر کے
یہ کہا کہ شجاعت مقتضی اسکی نہین ہی کہ یہ اسباب حفاظت جسم و جان اپنے پاس رکھین اگر زندگی باقی ہی

تو یون بھی زندہ رہینگے اور اگر قضا آئی ہی تو چار آئینون مین بھی صورت اجل نظر آئیگی ہنوز جوانان
تہور شعار یہ باتین کر رہے تھے ناگاہ ترک توسن اپنے لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آیا اور
پکارا ای گورزادہ ختنی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے بھیجو کہ یہ تلوار میری اُسے جلد
راہ عدم دکھا دے گورزادہ نے اُس نابکار کی گفتگو سنکے اپنے میمنہ لشکر کیطرف نظر کی فوراً گنجاب گیلانی
صف لشکر سے نکل کر طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے سپرد خدا کر کے اُسے اجازت دی وہ
بہادر مرکب دور کابہ پر سوار ہو کر روبروے ترک توسن گیا اُسنے غضبناک ہو کر کہا او پرستندہ خدا نادیدہ
یقیناً تیرا جام عمر آب زندگانی شیرین سے لبریز ہوا ہی کہ مجھ ایسے شجاع کے مقابلہ کیواسطے جلد تر صف لشکر
سے نکلکر آیا ہی اُسنے برہم ہو کر جواب دیا او نابکار آگاہ ہو کہ مین تیرے حق مین گویا ملک الموت ہون واسطے
قبض روح کے آیا ہون دیکھنا کہ جلد تر تیری روح و تن مین جدائی کرونگا او مغرور و متکبر اسقدر اپنی
قوت و جرأت پر غرور نکر یہ میدان نبرد ہی فنون جنگ دکھا ضرب گرز یا شمشیر لگا اُسنے برہم ہو کر کہا
ہوشیار رہو یہ کہکر لگا وار زن ہوا اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ تین قدم مرکب گنجاب گیلانی کا پیچھے
ہٹ گیا اور قریب چار قدم کے گھوڑا ترک توسن کا بوجہ بداقبالی کے پسپا ہوا ورنہ ترک توسن
تہمتان روزگار سے تھا گنجاب ایسے دلیر سے قوت مین پسپا نہوتا الغرض جب ترک توسن نے دیکھا کہ
گھوڑا میرا بہ نسبت مرکب بدخواہ کے پیچھے زیادہ ہٹ گیا نہایت برہم ہو کر تیغ آبدار نیام سے کھینچکر
خبردار خبردار کہکر سر پر گنجاب گیلانی کے مارا گنجاب گیلانی نے فوراً سپر فولادی اُٹھا کر سر کی پناہ کی لیکن حسب اتفاق
اُسوقت مرکب گنجاب گیلانی کا پاؤن ایک موش خانہ مین جا تارہا گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ
جو کج ہوا وار تیغہ کا سپر پر نہ رک سکا تیغہ آکر سر پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا اُس وقت
گنجاب گیلانی نے سنبھل کر دلیرانہ دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکل گیا لیکن خون کی چادر ایسی
زخم سر سے نکلی کہ ہمہ تن لہو مین نہا گیا غش آنے لگا اُسوقت فرخ نے گنجاب گیلانی کا یہ حال دیکھکر
فی الفور صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر جلد تر قریب گنجاب گیلانی جا کر اُس سے
کہا کہ ای بہادر اب تم لشکر مین جاؤ مین اس نابکار سے مقابلہ کرتا ہون گنجاب فرخ کے کہنے سے لشکر
مین آیا یہان ترک توسن نے فرخ شہسوار سے کہا کہ او ظالم غضب کیا تو نے کہ مجھ سے شیر کا شکار
سامنے سے ہٹا دیا خیر اب بعوض اُسکے تجھے خاک و خون مین بھر دونگا فرخ نے جواب دیا او بیدین کیا بکتا
ہی فضول گوئی سے کیا حاصل ہی جوہر شمشیر دکھا ترک توسن غضبناک ہو کر پھر لگا وار زن ہوا اکثر مردمان
لشکر جانبین نے دیکھا کہ تین قدم مرکب ترک توسن کا پیچھے ہٹ گیا اور ڈیڑھ قدم گھوڑا فرخ کا
پسپا ہوا ترک مذکور نے گھوڑے کو رانو تین دابکر آگے بڑھایا اور بصد غضب وہی تیغہ خون چکان
خبردار خبردار کہکر فرخ کے بھی سر پر لگایا اُس بہادر نے بھی واسطے روکنے وار کے سپر کو سر کی پناہ
کرنا چاہا ابھی اچھی طرح ہاتھ بلند نہوا تھا کہ یکایک مرکب فرخ کا پاؤن بھی موش خانہ مین آ رہا جبتک
گھوڑے کو سنبھالے اور سپر کو سر کی پناہ کرے تیغہ مذکور سر پر پڑ ہی گیا اور خود کو کاٹکر دو انگل سر مین
در آیا فرخ نے شیرانہ و دلیرانہ فی الفور دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون
مانند پرنالے کے اسقدر جاری ہوا کہ فرخ شہسوار کو غش آنے لگا ترک توسن نے اُسی

عالم مین فرخ کو قتل کرنا چاہا گورزاد ختنی نے جو یہ حال دیکھا زرہ خان وفضل تاتاری وغیرہ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ جلد جاؤ فرخ شہسوار کو ترک توسن کی شر سے بچاکر ہمارے پاس لے آؤ سرداران
مذکور حسب الحکم گئے اور فرخ کو جنگاہ سے بحفاظت تمام ہمراہ اپنے لے آئے جب ترک توسن دونون
بہادران موصوف کو حسب اتفاق زخمی کرچکا اپنی شجاعت و دلیری پر آپ نازان ہوا اور نعرہ کیا کہ
اے اہل اسلام تم مین سے اب جسکو حوصلۂ جنگ ہو اور جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ اب آکر مجھسے مقابلہ
کرے یہ نعرۂ ترک توسن سُنکے اکثر جوانان لشکر اسلام بوجہ زخمی ہونے گنجاب گیلانی اور فرخ شہسوار
کے بیدل ہوے اور قصد برائے مقابلہ نکلنے کا نہ کیا اور کچھ جوانان تہور شعار نے ارادہ کیا کہ صف لشکر
سے نکل کر اُس بد اندیش سے مقابلہ اور مجادلہ کرین ہنوز کوئی دلیر بہر مقابلہ نہ نکلا تھا اور ترک توسن نعرہ
کر رہا تھا اور بہر جنگ حریف کو طلب کر رہا تھا ناگاہ ایک جانب سے گرد عظیم نمایان ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
چونکہ باد تند سے دامن گرد شگافتہ ہوا اہل اسلام نے دور سے دیکھا کہ حسن خان خاوری وتہمتن خان
خاوری والماس خان خاوری وقیماس خان خاوری تین لاکھ سواران جری وجنگ آزمودہ کی جمعیت
سے آتے ہین گورزاد ختنی نے زرہ خان وفضل تاتاری وافضل تاتاری وتفضل تاتاری وطولابہ
سمرقندی وغیرہ سرداران نامی ونامور کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران موصوف فوراً
گئے اور حسن خان وغیرہ کو کہ ماموں قاسم نوجوان کے تھے بصد عزت وحرمت استقبال کرکے لشکر مین
لائے اُنھون نے لشکر مین داخل ہوکر بادشاہ لشکر یعنے گورزاد ختنی کو بوجہ بادشاہ ہونے کے باادب سلام کیا
بادشاہ موصوف نے بعنایت خسروانہ مزاج پرسی کی ابھی تہمتن خان خاوری وغیرہ آئے تھے
گورزاد اُنسے ہمکلام تھے ناگاہ پھر ترک توسن نے نعرہ کرکے مبارز طلب کیا حسن خان خاوری
نے ارادہ نکلنے کا کیا یہ بہادر تو قصد نکلنے کا کرتا ہی لیکن اب احوال قاسم نوجوان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ
جلد دوم نوشیروان نامہ مین یہانتک حال قاسم لکھا گیا تھا کہ اسی ترک توسن کے مقابلہ کیواسطے قاسم
نکلے تھے اور ترک توسن کا وار روک کے ارادہ خود بھی وار کرنے کا کیا تھا تلوار اُٹھائی تھی ناگاہ ایک
پنجہ گرا تھا اور قاسم کو اُٹھا لیگیا تھا اور وہ ایک دیو تھا فرستادۂ رضوان پری والی پردہ قاف چنانچہ
دیو مذکور قاسم کو رضوان پری کے روبرو لیگیا تھا اور رضوان پری نے عرض کی تھی کہ مین نے آپکو اسواسطے
تکلیف یہان آنے کی دی ہی کہ میرا ایک دیو مسمی الماس دشمن ہی اور وہ کئی لاکھ دیوان خونخوار کا افسر ہی
میری یہ دختر کہ نام اسکا دردانہ پری ہی اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہی اور مجھ سے کہتا ہی کہ تم اپنی دختر کو میرے
ساتھ منسوب کردو یہ امر ہرگز مجھے منظور نہین ہی اور وہ میرے درپئے آزار اور خواہان آبرو ہی چونکہ آپکے
دادا حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری کی پردۂ دنیا سے آکر مدد و اعانت کی ہی لہذا آپ بھی میری مدد
کیجیے اور میرے دشمن مذکور کو یا تو قتل کیجیے یا اُسے گرفتار کرکے میرے حوالہ کیجیے قاسم نے اُس پری کی
التماس قبول کی تھی اور یہ خبر دیو الماس کو پہونچی تھی کہ رضوان پری نے ایک آدم زاد کو واسطے اپنی مدد
کے پردۂ دنیا سے بلایا ہی پس اُس ستم شعار کو کمال غیض آیا تھا اور کئی لاکھ دیو کا لشکر ہمراہ لیکر رضوان پری
کی ایذا رسانی کو آیا تھا قاسم نے اُس سے مقابلہ کیا تھا اور ہنگام مقابلہ ایک شاخ سر اُسکی توڑ ڈالی تھی
اور وہ دیو بھاگ کر دیو قہقہہ پردۂ قاف کے پاس گیا تھا اور قبل اُسکے دیو قہقہہ کا فرزند ہر برہی

بدیع الزمان سے شاخ سر توڑ واکر شکست کھاکر اپنے باپ قہقہہ کے پاس بھاگ کر آیا تھا اور بدیع الزمان
اُسکے تعاقب مین بسواری دیو وہان آئے تھے اور آکر دیکھا کہ ایک طرف لشکر ملکہ آسمان پری کا صف آرا
ہی اور حمزۂ صاحبقران بھی تشریف رکھتے ہین اور دوسری طرف بمقابلہ آسمان پری قہقہہ دیو کا لشکر پڑا ہی
اُسوقت بدیع الزمان نے اپنے باپ کو تسلیم کرکے اجازت لیکر ہزبر بسر قہقہہ سے آمادہ جنگ ہوئے
تھے اور وہ بدیع الزمان سے لپٹ گیا تھا کشتی ہو رہی تھی حمزۂ صاحبقران وغیرہ جو وہان موجود
تھے کشتی دیکھ رہے تھے ادھر روبروے قاسم سے جو دیو الماس بھاگا تھا قاسم بھی بطور بدیع الزمان
کے ایک دیو سیاہ پر سوار ہوکر نقاب رُخ پر ڈالکر اُس دیو شاخ شکستہ کے تعاقب مین روانہ ہوے تھے
اور اُسوقت قہقہہ دیو کے قریب تر پہونچے تھے کہ بدیع الزمان سے اور ہزبر سے کشتی ہو رہی تھی قاسم
نے دیو الماس کو وہان دیکھکر بلارک افراسیابی کھینچکر دیو سیاہ کے دوش پر سے اُترکر نعرہ کرکے
لاکھون دیوون مین گھسکر اُسے ایک ضرب مین دو ٹکڑے کیا تھا اور بدیع الزمان کو اپنے ہاتھ کی
صفائی اور اپنی شجاعت دکھائی تھی بدیع الزمان نے بھی قاسم کے دکھانے کیواسطے دیو ہزبر کی
کی گردن دھڑ سے کھینچ لی تھی دونون بہادرون کی شجاعت و دلیری دیکھکر دیو و پریزاد دنگ ہوگئے
تھے اور شور تحسین و آفرین بلند ہوا تھا حمزۂ صاحبقران بھی نقابدار سُرخ پوش یعنے قاسم کی شجاعت
دیکھکر متحیر ہوکر بے اختیار تعریف کرنے لگے تھے اور خواجہ عمرو سے پوچھا تھا کہ یہ سُرخ پوش کون
ہی اس سے ایک بوے محبت آتی ہی بہت بہادر ہی خواجہ نے عرض کیا کہ ای امیر یہ نقابدار ہی رُخ
اسکا نقاب سے پوشیدہ ہی نہین معلوم کون ہی اس گفتگو مین جتنی دیر گذری تھی اُتنی ہی دیر مین قاسم
اُسی دیو سیاہ کی دوش پر سوار ہوکے قہقہہ کو بھی زخمی کرکے جانب رضوان پری روانہ ہوا تھا
دیو سیاہ بعد قطع راہ قاسم کو جب روبروے رضوان پری لے گیا تمام حال الماس کے قتل کرنیکا
اور قہقہہ کے زخمی کرنے کا رضوان سے بیان کیا وہ نہایت مسرور ہوئی فکر ایذا رسانی الماس دیو
اُسکے دل سے دور ہوئی کئی روز تک قاسم نوجوان کی بصد تکلف دعوت کی اور بزم طرب آراستہ
کرکے پریون کا ناچ اور گانا سُنایا اور بہت شکریہ اِس احسان کا ادا کیا بعد ازان قاسم نے
رضوان پری سے کہا کہ اب تم مجکو رخصت کرو کیونکہ لشکر میرا مقابلہ حریف مین اُترا ہی نہین معلوم آجتک
وہان کیا واقعہ گذرا رضوان پری نے پہلے تو کہا ابھی توقف کیجیے چلے جائیے گا مگر جب قاسم نے
جانے پر اصرار کیا تو رضوان پری نے مجبور ہوکر اُسی دیو سیاہ کو بُلایا جو قاسم کو اُٹھا لیگیا تھا اُس سے
کہا ای دیو سیاہ خبردار ساتھ راحت و آرام کے اِس جوان کو اِسکے لشکر تک پہونچا دینا اور رسید خیر و عافیت
کی اِس جوان سے لیکر مجھے لاکر دینا دیو نے عرض کیا ایسا ہی کرونگا چنانچہ حسب الحکم وہ دیو سیاہ
قاسم نوجوان کو اپنے دوش پر سوار کرکے اُڑا جب پردۂ دنیا مین آیا قاسم نے بلندی سے دیکھا کہ وہ
چالیس ہزار یاقوت پوش جنھین مین نے طلسم مین سے پایا تھا میرے مرکب کو لیے ہوے صحرا مین قریب
درہ ہاے کوہ باحال پریشان گریہ کنان تھے اور مجھے ڈھونڈھ رہے تھے پس یہ دیکھتے ہی قاسم نے اُس دیو
سے کہا مجھے اِسی صحرا مین اُتار دے اُسنے عرض کیا مجکو حکم رضوان پری کا یہ ہی کہ مین آپکے لشکر مین آپ کو
پہونچا دون یہان تو آپ کا لشکر نہین ہی مین یہان نہ اُتارونگا قاسم یہ گفتگو اُسکی سُنکے غضبناک ہوا فوراً ہاتھ

بڑھا کے شاخ اُسکے سر کی پکڑی اور ارادہ کیا کہ توڑ ڈالے اُس دیو نے جب دیکھا کہ یہ وہی جوان
شعلہ خو آتش مزاج ہی جسنے پہلے میری شاخ سر کی توڑ ڈالی ہوتی اور اب بھی میری شاخ سر پر زور
کر رہا ہی اگر اسکا حکم بجا نہ لاؤنگا تو بیشک میری شاخ سر کی توڑ ڈالیگا اور دو ایک گھونسے مارکر مجھے مار ڈالیگا
مفت جان جائیگی پس مصلحت وقت یہ ہی کہ رضوان پری کے حکم کو بالاے طاق رکھدو اور اس ظالم
جان ستان کی فرمانبرداری کرو یہ خیال کرکے بے اختیار چلایا کہ ای آدم زاد واسطہ تجکو اپنے دین و مذہب
کا میری شاخ سر کو چھوڑ دے ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگا مجھے آپ کے حکم بجا لانے مین اب کچھ عذر
نہین ہی یہین اُتارے دیتا ہون قاسم نے یہ تقریر اُسکی سُنکے اُسکی شاخ سر کو چھوڑ دیا دیو سیاہ اُسی
صحرا مین اُترا قاسم اُسکے دوش سے اُتر کر کہنے لگا کہ اب تو جا اُسنے کہا آپ ایک رسید مُہری ابھی اس
مضمون کی مجھے دیدیجیے کہ دیو سیاہ نے مجھکو ساتھ خیر و عافیت کے لشکر مین پہونچا دیا قاسم نے کہا ای دیو
اسوقت میرے پاس قلم و قرطاس کہان ہی جو تجکو رسید لکھکر دون اُسنے عرض کیا بغیر رسید لیے مین
نجاؤنگا قاسم یہ گفتگو اُسکی سُنکے برہم ہوا اور چاہا کہ اُسے پکڑکر ایسی تعذیر دے کہ وہ بھی کچھ دنون یاد
کرے دیو سیاہ قاسم کو برہم دیکھکر چیخ مارکر یہ کہتا ہوا بلند ہوا کہ ای آدم زاد اچھا رسید بھی تو نہ دے مگر
مجھے ہلاک نکر یہ کہکر بلند ہو کر وہ تو جانب رضوان پری اپنے دل مین یہ کہتا ہوا روانہ ہوا مصرع رسیدہ
بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ قاسم بعد جانے دیو سیاہ کے چند قدم بھی آگے نہ بڑھا تھا ناگاہ اُن
یاقوت پوشون کی نظر اپنے مالک و آقا پر پڑی فوراً خوش و خرم ہو کر خدمت مین آئے اور شرف قدمبوسی
حاصل کرکے دست بستہ عرض کیا حضور کہان تشریف لیگئے تھے خادم آپ کے اِس صحرا مین آپ کو
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آئے تھے قاسم نے تمام احوال اپنے جانے کا اور جو کچھ وہان گذرا تھا اُنسے بیان کرکے
کہا اب جلد میرے ہمراہ جانب لشکر چلو نہین معلوم بعد میرے جانے کے وہان لشکر پر کیا گذرے اُن
سبھون نے عرض کیا بسم اللہ تشریف لیچلیے یہ عرض کرکے وہی مرکب قاسم کہ جسپر قاسم سوار ہو کر ترک توسن
کے مقابلہ کو گیا تھا اور یہ سب یاقوت پوش اُس گھوڑے کو لیکر تلاش قاسم مین نکلے تھے سامنے قاسم کے
لائے قاسم اُس مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر چالیس ہزار یاقوت پوشان مذکور کو ہمراہ رکاب لیکر اپنے
لشکر کی سمت عقل سے تجویز کرکے روانہ ہوا قاسم کو تو راہ مین چھوڑیے مگر اب احوال ترک توسن اور
حسن خان ماموے قاسم کا سُنیے کہ قبل اسکے لکھا ہی کہ ترک توسن مبارز طلب کر رہا تھا اور حسن خان خاوری کا
یہ ارادہ تھا کہ صف لشکر سے نکلکر اُس نابکار کا مقابلہ کیجیے ہنوز واسطے مقابلہ کے نہ نکلا تھا کہ ایک جانب
سے غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر متحیر ہو کر اُس غبار کیطرف دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا
سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان ہمراہ چالیس ہزار یاقوت پوشون کے باشوکت و شان اِس طرف
بصد عجلت آتا ہی اہل اسلام تو دیکھکر نہایت خوش و خرم ہو کر مُسکرائے اُسوقت گورزاد ختنی نے جملہ سرداران
فوج کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور قاسم عالیوقار کو استقبال کرکے اُنھین یہان لاؤ چنانچہ حسب الحکم سب سردار
گئے بعد حصول قدمبوسی اور استقبال کرنے کے اُسے بصد وقار لشکر مین لائے قاسم نے لشکر مین داخل ہو کر
اول گورزاد ختنی کو سلام کیا بعد ازان اپنے تینون ماموونکو سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیکر بعد بہت
مزاج پرسی کرکے احوال جانے کا پوچھا قاسم نے تمام احوال جو گذرا تھا بیان کرنا شروع کیا ادھر تو قاسم

گورزاد ختنی وغیرہ سے احوال پرستان کا بیان کرتا تھا اہل اسلام حال شجاعت قاسم سن سنکے خوش
ہوتے تھے اُدھر ترک توسن قاسم کو دیکھکر ملول وغمگین ہوکر اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے ترک توسن
عروس مرگ ترا مبارک باد کیونکہ ملک الموت تیرا آپہونچا ہی اب مناسب یہ ہی کہ ناپاے داری بگریز
ہنوز ترک توسن خیالات مذکور اپنے دل مین کر رہا تھا کہ حسن خان خاوری نے اپنے مرکب کو
صف لشکر سے نکال کر بادشاہ لشکر یعنے گورزاد ختنی سے اجازت حرب چاہی ناگاہ قاسم نے اپنے
ماموں کو عازم حرب وپیکار دیکھکر اُنسے عرض کیا آپ ترک توسن نابکار کے مقابلہ کیواسطے تشریف نلیجائین
اسقدر بار تکلیف دل عرش منزل پر نہ اُٹھائین مین جاتا ہون اور اس بداندیش سے مقابلہ کرتا ہون
کیونکہ اسی سے مقابلہ کر رہا تھا جب دیو سیاہ مجکو اُٹھالے گیا تھا الحمد للہ کہ ایسے وقت پر یہان آیا
کہ یہ نابکار مبارز طلب کر رہا ہی پس میراہی جانا اسکے مقابلہ کے واسطے بہتر وانسب ہی یہ کہکر گورزاد ختنی
سے اجازت جنگ لیکر اُس مرکب پر سوار ہوا کہ جسکی یہ ثنا ہی بموجب نظم

صفت اُس توسن چالاک کی کیونکر ہو رقم
ترپ اُٹھتا ہی کرے جنبش اگر طبع روان
نہین انسان ہی مگر کام ہین انسانسے فزون
چلے ہو قاف سے تا قاف سراسر میدان

کہ قلم صفحہ کاغذ پہ ہی جون برق طپان
کہون شایستگی اُسکی وہ ہماکی مین کیا
پر نہین پر وہ پری سے ہی زیادہ پران
کبھی کوڑیلی صداکوہ سے پھر کر نہ چلی

باندھون کسطرح سے مضمون سبک رفتاری اسے
تازیانہ ہی بکار اُسکو نہ درکار عنان
امتحان اُسکی ہو سرعت کا اگر مد نظر
وہ کئی بار پھرے وانسے یہان یانسے وان

بعد سوار ہونے مرکب موصوف ومذکور کے قاسم نے باگ اُٹھائی گھوڑا مانند صرصر جانب جنگگاہ چلا جب
سامنے حریف کے پہونچا مرکب کو روک کر کہا او نابکار مین تیری سرکوبی کو آپہونچا بغیر قتل کیے تیرے
پھر کر لشکر مین نجاؤنگا ہرچند قضا تیری نزدیک ہی لیکن موافق قاعدہ کے تجھے اجازت دیتا ہون کہ وار
کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے بعدہ اگر چاہا خدانے تو تیرے سروتن مین جدائی ہوجائیگی ترک توسن
نابکار قاسم نوجوان کی یہ گفتار سنکے نہایت غضبناک ہوکر لگا ورزن ہوا اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ایک قدم بادپاے قاسم پیچھے ہٹا اور دس قدم گھوڑا ترک توسن کا پسپا ہوا ترک مذکور نے
عرق خجالت مین تر ہوکر مرکب کو رانون مین مسل کر آگے بڑھایا اور برہم ہوکر وہی تیغہ خون آلود خبردار
خبردار کہکر قاسم کی سر پر لگایا قاسم نے اُسکے وار کو بآسانی سپر پر روک کر پلارک افراسیابی کو نیام
سے کھینچا اُسکی تعریف بخوبی تو کرنا محال ہی لیکن کچھ اُسکی تعریف یہ ہی بموجب نظم

عجب اُسکی میدان مین ہی چال ڈھال
ترپ کر جو یہ جاے بالاے فرق
کمر سے جو اُترے تو زین تک یہ جاے

کرے خون اعداسے میدان لال
ٹکے خود پر اور نہ سر پر رُکے
نہ زین پر بھی ٹھہرے زمین پر یہ چلے

چلے یہ جو میدان مین مانند برق
چلے سر سے جیدم کمر پر رُکے

ترک توسن یلتاقی نے خیال کیا کہ
یہ وہ پلارک افراسیابی ہی کہ اگر تو سپر پر اسے روکیگا تو ہرگز نرکے گی کیونکہ یہ برق نظیر ہی مناسب یہ ہی کہ
پسپا ہوکر میدان جنگ سے جان بچاکر بھاگ جا یہ خیال کرکے پیچھے ہٹا اِدھر قاسم نے پلارک کھینچکر وار
کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یہ نابکار پسپا ہوا قاسم نے نعرہ کیا او بدانجام کہان جاتا ہی ٹھہر تقاضائے
بہادری یہ ہی بموجب مضمون شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭
ترک توسن قاسم کی یہ گفتگو سنکے گھبرایا اپنے سرداران سپاہ اور جوانان لشکر کو بصد اضطرابی چلایا کہ

ای بہادرو تم سب نے میرا نمک کھایا ہی اب مجھ پر مصیبت و سختی کا وقت آیا ہی کیا کھڑے دیکھ رہے ہو دشمن قوی سے جان میری بچاؤ یاری و نصرت میں جلدی کرو دیر نہ لگاؤ افسران فوج اُسکے یہ تقریر اُس بدانجام کی سُنکے دل میں خیال کرنے لگے کہ بیشک ہمنے اِسکا نمک کھایا ہی اِسوقت اس سے اپنی جانیں عزیز کرنا خلاف شرافت و سپہگری ہی یہ تصور کرکے فوراً سب سردار جملہ سپاہ لیکر آگے بڑھے ترک توسن یلتاقی اور قاسم کے درمیان میں آگئے یہ رنگ جنگ دیکھکر ادھر سے بحکم گورزاد ختنی بہرمد قاسم تمام فوج بڑھی یہانتک کہ دونوں فوجیں شامل ہوگئیں جنگ مغلوبہ ہونے لگی برق شمشیر ابر سپاہ میں برابر چمکنے لگی سر اعدا مثل اولوں کے زمین پر گرنے لگے دلاوران اہل اسلام مانند رعد کے نعرے کرنے لگے زخمہاے تن اعدا سے پی درپی زمین پر بارش خون ہونے لگی سوار و پیادہ جانبین کے زخمی ہوکر زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے صداے ہاؤ ہوے دلیران میدان مصاف میں بلند تھی وہ میدان جنگ تھا یا عرصۂ محشر تھا کسی کو کسی کی فکر نہ تھی سب اپنے اپنے حال میں گرفتار تھے باپ قتل ہوتا تھا اور بیٹا ایسے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا کہ اُنسے نکل کر اپنے باپ کو شر اعدا سے بچا نہ سکتا تھا دور سے بنظر حسرت دیکھتا تھا اور کف افسوس ملتا تھا اسیطرح بھائی کی بھائی اعانت نہ کرسکتا تھا دوست کو دوست بچا نہ سکتا تھا ہر شخص کو خود اپنی ہی جان بچانیکی فکر تھی اُسی جنگ مغلوبہ میں لڑائی کا یہ حال تھا بموجب نظم

کہوں کیا میں اُسوقت کی کارزار	لرزنے لگے قاف میں کوہسار	لگیں کوندنے بجلیاں ہرطرف
برسنے لگا سر کا مینہ صف بصف	وہ تیروں کا مینہ اور وہ ڈھالوں کا ابر	چھپے خوف سے بن میں جاکر ہزبر
وہ خنجر کی ضو تیغ کی وہ چمک	وہ چھریوں کی تیزی کمان کی کڑک	عجب حال تھا رن میں وقت نبرد
سمندوں کی ٹاپوں سے اُڑتی تھی گرد	زسم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

قاسم بھی اِس جنگ مغلوبہ میں اِسطرح لڑ رہا تھا کہ اگر اُسوقت رستم و اسفندیار ہوتے تو بے اختیار ندامت سے عرق میں ہمہ تن تر ہوکر یہ کلمات زبان پر لاتے کہ ای بہادر تُنے الحقیقت شجاعت و مردانگی تجھپر ختم ہی ہم مثل تیرے قوت و شجاعت و دلاوری و مردانگی میں ہرگز نہیں ہیں اور اگر اُسوقت گیو اور بیژن اور فرامرز پسر رستم پہلتن اور سہراب اور افراسیاب وغیرہ موجود ہوتے تو اُسکی شمشیر زنی اور شجاعت کو دیکھکر اُسکے ہاتھ چوم لیتے فی الواقع اُسوقت قاسم کی تیغ زنی سے یہ حال تھا بموجب نظم

زمین تھی بحر خون میں مثل سرخاب	فلک تھا مضطرب مانند سیماب	زمین لاشوں سے اشک آسمان تھی
لہو کی سیل میدانمیں رواں تھی		

جب اسدرجہ جنگ عظیم ہوئی ترک توسن خوف جان سے پسپا ہوکر اُسی جنگ مغلوبہ میں سے ایک جانب تنہا گریزاں ہوا قاسم نے اُسے بھاگتے دیکھکر نعرہ کیا او ترک توسن کہاں جاتا ہی ٹھہر کہ میں بھی تیری تعاقب میں آتا ہوں اگر دریا یا کوہ یا صحرا یا قلعہ وغیرہ میں بھاگ کر جائیگا وہاں بھی میں پہونچکر تجھے قتل کرونگا یہ نعرۂ قاسم سُنکے ترک توسن زیادہ تر گھبرایا اور بے اختیار مرکب کو لشکر سے نکال کر دوڑایا اور ایک جانب بدحواس ہوکر بھاگا اُسوقت قاسم نوجوان نے ہرچند چاہا کہ اُس نابکار تک جاؤں مگر بیچ میں اُسکی فوج سد راہ تھی جانا ممکن نہوا جب وہ دو تین کوس نکل گیا قاسم کو کمال غصہ آیا اور خیال کیا کہ ای قاسم تیرا بدخواہ تیرے پنجہ سے نکلا جاتا ہی اور تو دیکھ رہا ہی لازم ہی کہ مردمان فوج کو تہ تیغ کرکے جسطرح ہوسکے اپنے تئیں اُس تک پہونچا اور اس بدانجام کا

کام تمام کر یہ خیال کرکے ایسا فوج حریف پر حملہ سخت کیا کہ صدہا بلکہ ہزارہا کو بلا رک. افرسیابی سے قبل کرکے لشکر کو بھگا دیا پھر اپنے سرداروں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اِسی جگہ قیام پذیر رہنا مین تعاقب ترک توسن مین جاتا ہون اور اگر خدا کو منظور ہی تو اُسے قتل کرکے پھر آتا ہون یہ کہکر اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا ادھر لشکر اسلام نے مردم سپاہ ترک توسن کو تعاقب کرکے حتی الامکان قتل کیا اور خیمہ و بارگاہ کو لوٹ لیا بعد ازان بفتح و فیروزی اپنے لشکرگاہ پر آکر قیام پذیر ہوے یہان تو لشکر قاسم بعد فتح جنگ مقیم ہی لیکن اب احوال ترک توسن کا لکھا جاتا ہو کہ یہ جو جنگاہ سے بھاگا تھا بہ ہزار خرابی و بدحواسی ایک قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور اہل قلعہ کو پکارا کہ ای اہل قلعہ جلد در قلعہ کھول دو کہ ما بدولت قلعہ مین داخل ہون یہ خبر مالک قلعہ کو پہونچی کہ ترک توسن تنہا پریشان حال آیا ہی حالانکہ وہ اہل اسلام سے تھا مگر ظلم و جفاے ترک توسن سے اُسنے اطاعت اس نابکار کی قبول کرلی تھی ایسے وقت مین اُسنے خیال کیا کہ اگر در قلعہ نہ کھولونگا تو یہ نابکار برہم ہوکر قتل کریگا اور اِس امر سے وہ بیخبر تھا کہ شکست کھاکر آیا ہی ورنہ وہ اُسے خود تہ تیغ کرتا الغرض حاکم قلعہ مذکور نے در قلعہ کھولدیا ترک توسن قلعہ مین داخل ہوکر ایک لمحہ بھی بخیال قاسم نہ ٹھہرا اور جو راہ کہ اُس قلعہ سے جانب صحرا گئی تھی اُسی راہ سے قلعہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا قاسم نوجوان جو عقب ترک توسن روانہ ہوا تھا جب اُس قلعہ کے دروازہ تک پہونچا اہل قلعہ سے احوال ترک توسن کا دریافت کیا اُنھون نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر گذری ہی کہ ترک توسن یہان آیا تھا داخل قلعہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا ہی قاسم نے کہا غضب کیا تمنے کہ اُسے جانے دیا خیر اب قلعہ کے دروازہ کو کھولو اُنھون نے دروازہ قلعہ کا کھولا حاکم قلعہ واسطے قدمبوسی کے آیا قاسم نے کچھ توقف کرکے جسطرف سے ترک توسن روانہ ہوا تھا اُسی راہ سے یہ بھی اُسکی تعاقب مین چلا ترک توسن جو قلعہ سے نکلکر بھاگا تھا ہنگام نصف شب ایک بحر مواج و قہار کے کنارے پہونچا اور جاتے ہی ملاحون کو یہ آواز دی کہ جلد کشتی لیکر آو چونکہ ملاح واقف تھے کہ یہ ترک توسن بادشاہ ہی فوراً بلا عذر و انکار کشتی لیکر کنارے پر آئے ترک توسن مع مرکب اُس کشتی پر سوار ہوا ملاحون نے کشتی کو کھینا شروع کیا کشتی تلاطم آب بحر سے قریب تھا کہ غرق ہوجاے کیونکہ وہ ایسا بحر زخار تھا بموجب

نظم

اسکی ہراک موج تھی طوفان — خجل اُس سے تھا قلزم عمان
گھاٹ گویا تھا اُسکا موتکا گھاٹ — نظر آتا تھا اُسکا کوسون پاٹ
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز — اُسکی ہر موج تھی قیامت خیز
اسقدر وہ مہیب دریا تھا — ساتھ مینڈھے کے دل اُچھلتا تھا

چونکہ ترک توسن کی کچھ دنون زندگی باقی تھی کشتی دریاے مذکور مین غرق نہوئی رفتہ رفتہ قریب کنارے کے پہونچی تھی کہ قاسم بھی اُسی دریا کے کنارے پہونچا دور سے شب ماہ مین دیکھا کہ ترک توسن کشتی پر سوار ہی ملاح کشتی کھیتا ہوا لیے جاتا ہی یہ حال دیکھکر قاسم نے نعرہ کیا کہ او بدسرشت مین آپہونچا اب کہان بھاگ کر جائیگا ترک توسن نعرہ قاسم سُنکے ایسا بدحواس ہوا اور گھبرایا کہ کشتی کو کنارے دریا کے بھی نہ جانے دیا اِسقدر بھی تامل نکیا فوراً تنگ مرکب کا کھولکر اُسپر سوار ہوکر اُسے دریا مین ڈالدیا مرکب پیر کر بدشواری تمام کنارے پر پہونچا ادھر قاسم نے دیکھا کہ ترک توسن کنارے پر پہونچگیا ہی اب اگر ملاحون کو واسطے کشتی لانے کے

بلاؤنگا تو بہت دیر ہوگی اور حریف بھاگ کر دور نکل جائیگا نہین معلوم پھر ہاتھ آئے یا نہ آئے پس
مناسب یہی کہ تم بھی اپنے مرکب کو دریا مین ڈال دو اگر خدا چاہے گا تو اِس دریا سے اِسیطرح عبور
بہ آسانی ہوگا یہ امر ذہن نشین کر کے فی الفور مرکب کا تنگ کھول کر یہ بیت وردِ زبان کر کے گھوڑے
کو دریا مین ڈالدیا بیت درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا
و مرسیہا ؛ مرکب اصیل راکب کو اپنی پشت پر دیکھکر اُس دریاے بے پایان کو پیر کر طے کرنے لگا یہانتک
کہ قریب صبح کنارے پر دریا کے پہونچا قاسم نے ساحل پر پہونچکر خدا کا شکر کیا اور کسی قدر وہان ٹھہر کر
لباس تن کو خشک کیا بعدہ جسطرف بدخواہ گیا تھا اُسی طرف روانہ ہوا ترک توسن یلیتاقی جو دریاے
مذکور سے عبور کر کے ایک جانب بھاگا تھا بھاگتے بھاگتے دربند ملک تاتار تک پہونچا وہان اُسنے
دیکھا کہ محافظان دربند مجھے دیکھکر در قلعہ بند کیا چاہتے ہین سے فی الفور ترک توسن یلیتاقی نے اُنھین
آواز دی کہ ای محافظان دربند ابھی دربند نہ کرو مین آتا ہون اُنھون نے پوچھا ای شخص سچ کہہ تو کون
ہے اسنے جواب دیا کہ مین ہمراہیان فضل تاتاری حاکم اِس قلعہ سے ہون شکست کھا کر یہان آیا ہون
چونکہ وقت شب کا تھا تاریکی مین کسی نے نہ پہچانا اور اُسکے سخن کو دروغ نہ جانکر قلعہ مین آنے دیا ترک توسن
وہان بھی قیام پذیر نہوا اور دوسرے دروازۂ قلعہ مذکور سے نکل کر ایک سمت باخاطر پریشان روانہ
ہوا ہنگام سحر قاسم نوجوان جو اُس قلعہ کے دروازہ پر پہونچے مردمان قلعہ قاسم نوجوان کو دیکھکر
خوش ہو کر بہر استقبال آئے اور بہزار عزت و حرمت اندر قلعہ کے لیگئے قاسم نے وہان جا کر مرکب
سے اُتر کر وضو کر کے فریضۂ سحر ادا کیا بعدہ محافظان قلعہ نے دعوت کی قاسم نے کچھ اکل و شرب
کر کے اُنسے پوچھا کہ کوئی سوار اسطرف آیا تھا اُنھون نے عرض کیا ہان وقت شب ایک سوار آیا تھا
اُسنے ہم سے ظاہر کیا کہ مین ہمراہیان فضل تاتاری سے ہون ہمنے دروازۂ قلعہ واسطے اُسکے
کھولدیا وہ اندر اِس قلعہ کے آکر مطلق نہ ٹھہرا دوسرے دروازے سے اِس قلعہ کے نکلکر چلا گیا
قاسم نے کہا تمنے دھوکا کھایا افسوس اُس مکار کے فریب مین تم آگئے ارے وہ ترک توسن تھا
مجھ سے جنگگاہ مین شکست کھا کر اِسطرف بھاگ کے آیا تھا میرے خوف سے وہ یہان نہ ٹھہرا اب
مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون ہر چند اہل قلعہ نے عرض کیا کہ چندے توقف فرمائیے لیکن قاسم
نے اُنکی عرض قبول نہ کی اور اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر اُسی دروازہ سے کہ جس دروازے سے
ترک بھاگ کر گیا تھا اُسی راہ سے قاسم بھی روانہ ہوا ترک مذکور جو قلعہ فضل تاتاری سے
نکل کر گریزان ہوا تھا بعد قطع راہ پھر ایک دریاے بے پایان کے کنارے پہونچا ملاحون سے
کشتی طلب کی جب وہ کشتی کنارے پر لائے کچھ اُنکو زر و جواہر اپنی جیب سے نکال کر دیا اور کہا جلد
مجکو اُس کنارے پر اِس دریا کے پہونچا دو اُنھون نے قبول کیا ترک توسن یلیتاقی مع مرکب کشتی
پر سوار ہوا اور اُن ملاحون سے قسم غذا سے کچھ طلب کیا جو کچھ موجود تھا اُنھون نے پیش کیا ترک
نے حالت گرسنگی مین اُسے بہتر از نان نعمت جانکر کھایا اور پھر اُنکو بعوض اُس طعام کے کچھ زر و جواہر
دیا اتنی دیر مین کشتی قریب کنارۂ دیگر پہونچی تھی کہ ناگاہ قاسم نوجوان بھی بصد عجلت اُسی دریا کے
کنارے پہونچا دیکھا کہ ترک کشتی پر سوار ہے قاسم نے مثل سابق پھر نعرہ کیا ترک مذکور بدستور سابق

گھبرا کر مرکب پر سوار ہوا اور تنگ کو مرکب کے کھول کر دریا مین ڈال دیا قاسم نوجوان نے بھی کشتی کے آنے کا انتظار نہ کیا اور اپنے مرکب کا بھی تنگ کھول کر دریا مین اُسے ڈال دیا جب تک قاسم کنارہ دریا پر پہونچا ترک توسن دریا سے گذر کر گئی کوس نکل گیا قاسم نے برہم ہو کر پھر اُسکا تعاقب کیا ترک توسن دریا سے جو گذر کر روانہ ہوا تھا بلخ مین داخل ہو کر قلعہ فاریابی سے گذر کر آگے روانہ ہوا قاسم بھی تعاقب مین اُسکی بلخ اور قلعہ فاریابی سے گذر کر جستجوے بدخواہ مین رہ نورد ہوا ترک بلخ کو بعد گذرنے قلعہ فاریابی کے گیلان مین پہونچا اور وہان سے بھی آگے روانہ ہوا قاسم نوجوان بھی گیلان مین داخل ہوا اور وہان اُسے نہ پاکر اُسکی تلاش مین آگے بڑھا ترک توسن تو با خاطر پریشان بھاگتا ہوا آتا ہی قاسم نوجوان اُسکی تعاقب مین ہی لیکن احوال دیگر لکھا جاتا ہی کہ جب بصرہ مین وقت جنگ دست کرب غازی سے ثریا زخمی ہو کر اپنے لشکر مین پھر آیا اور زرہاج وغیرہ نے مشورہ کر کے ہشام تیز پران کو بھیکر کرب غازی کو بہ عیاری بیہوش کرا کے پشتارہ اُسکا پایا دل تو اُنکا خوش ہوا مگر ہرمز و فرامرز نے بجاے خود خیال کیا کہ ابھی ثریاے تاجدار لائق مقابلہ نہین ہی کیونکہ زخم بازو اُسکا ابھی تک اچھا نہین ہوا ہی بیکار لشکر ہمارا مقابلہ حمزہ صاحبقران مین پڑا ہی لڑائی موقوف ہی کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ تا حصول صحت ثریاے تاجدار جنگ وجدال ہو یہ خیال کر کے بختیارک کو طلب کیا اور اُس امر مین چارہ جو ہوے اُس نے عرض کیا اے شاہزادگان ذیوقار واے حاکمان نامدار اگر یہی منظور ہی کہ لڑائی ہو تو ایک نامہ گاو لنگی گاو سوار حاکم ملک بربر کو لکھو اِس مضمون کا کہ ہم بہ مقابلہ حمزہ فروکش تھے حمزہ نے ہمکو سخت عاجز و پریشان کیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے جلد اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ اگر آنے مین دیر کروگے ہم دست حمزہ سے یا تو قتل ہو جائینگے یا شکست کھا کر کسی طرف بھاگ جائینگے کیونکہ حمزہ ہمارا دشمن جان و ایمان ہی ہرمز و فرامرز نے میر منشی کو طلب کر کے مضمون مندرجۂ بالا نامہ مین لکھوا کر سر نامہ پہ اپنی مُہرین کر کے ایک قاصد کو وہ نامہ دیا اور کہا کہ یہ سر نامہ گاو لنگی گاو سوار کو جا کر دید ینا اور جلد اس کا جواب لیکر آنا قاصد مذکور حسب الحکم روانہ ہوا بعد قطع راہ جب بارگاہ گاو لنگی گاو سوار کے قریب تر پہونچا اُسکے ملازمون سے کہا میرے آنے کی اپنے مالک سے یون اطلاع کردو کہ ایک نامہ بر بصرہ سے نامہ ہرمز و فرامرز لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی اُن ملازمون نے اُس سے جا کر جو کچھ سُنا تھا عرض کیا اُس نے حکم دیا کہ اُس نامہ دار کو ہمارے روبرو لے آؤ حسب الحکم وہ ملازم نامہ دار کو باحترام اُسکے روبرو لے گئے قاصد نے موافق قاعدہ کے جا کر سلام کیا گاو لنگی گاو سوار نے موافق اُسکی لیاقت کے اپنے دربار مین بیٹھنے کو حکم دیا وہ بموجب حکم بیٹھا اُسوقت حکم گاو لنگی گاو سوار سے چند ساقیان گلبدن و گل اندام کشتیان مُرگلنار کی مع ساغر بلورین لیکر آئے اور نامہ دار کو سر دربار چند جام بادۂ تند کے دیے جب دماغ اُسکا شراب ناب سے گرم ہوا لیکار امنم نامہ دار ہرمز و فرامرز پسران نوشیروان گاو لنگی گاو سوار نے نامہ طلب کیا قاصد مذکور نے نامہ دیا اُسنے باحترام نامہ لیکر میر منشی سے پڑھوا کر تمام و کمال سُنکے قاصد کو خلعت رخصت دیکر رخصت کیا اور وقت رخصت کرنے کے یہ اُس سے کہا کہ تو جا ہم مع فوج کسی اپنے فرزند کو روانہ کرینگے قاصد مذکور

رخصت ہوکر ہرمز و فرامرز کے پاس آیا اور جو کچھ گاو لنگی گاو سوار نے کہا تھا عرض کیا ہرمز و فرامرز
اُسکے آنے کی خبر سُنکے خوش ہوے بعد آنے قاصد مذکور کے چند روز گذرے تھے کہ چند ہرکارے
غبار مین آلودہ پسینے مین غرق گھبرائے ہوے روبروے ہرمز و فرامرز کے آئے اور مجرا گاہ سے
مجرا کرکے اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادگان ذیوقار گاو لنگی گاو سوار کا لڑکا سمی بدست کشتی گیر
بہادران عالم سے ہر کئی لاکھ سپاہ کی جمعیت سے حسب الطلب حضور آتا ہے باقی خیر و عافیت ہے
ہرمز و فرامرز یہ خبر فرحت اثر سُنکے بدرجۂ کمال شاد ہوے اور بختیارک وغیرہ وزرا اور امرا کو حکم دیا
کہ جلد جائین اور استقبال اُسکا کرکے بصد عزت و حرمت اُسے یہان لائین چنانچہ موافق حکم
بختیارک وغیرہ گئے اور استقبال اُسکا کرکے دربار ہرمز و فرامرز مین اُسے لائے پسران نوشیروان
نے بھی تالب فرش جاکر اُسکا استقبال کیا اور قریب تر اپنے تخت کے ایک دنگل زرین داہنی جانب
بچھواکر اُسے اُس دنگل پر بٹھایا بعد ازان مزاج پرسی کرکے کہا کہ آپ نے نہایت ہم پر احسان کیا کہ ایسے
وقت بد مین ہماری شرکت کی اُسنے جواب دیا اب آپ مطلق تردد نہ کیجیے مین جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران
اور خود حمزہ کو زیر کرکے اور اُنھین گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردونگا اور تمام اُنکے لشکر کو درہم
و برہم کردونگا ہرمز و فرامرز یہ تقریر اُسکی سُنکے خوش ہوے لیکن بختیارک بنظر حیرت اُسکی طرف
دیکھکر مسکرایا اُسنے بختیارک کو دیکھکر پوچھا کیون ملک جی اس وقت آپ بے محل کیون مسکرائے
اُسنے جواب دیا جی یون ہی مسکرایا تھا اکثر ایسی باتون پر میرے بے اختیار خوشی مین دانت نکل آتے
ہین آپ نے جو دعوی کیا مجھے یقین کامل ہوا کہ آپ ایسے ہی ہین کہ جو کچھ کہا ہے وہی کرینگے گاو لنگی
گاو سوار کا لڑکا بختیارک کی طعنہ آمیز گفتگو نہ سمجھا اس اثنا مین ہرمز و فرامرز نے حکم دیا کہ ساقیانِ
سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی لیکر آئین آج روز خوشی ہے جام پر جام شراب کے پلائین اور نازنینانِ
خوش گلو خوبرو بھی آکر رقص و نغمہ کرین چنانچہ بموجب حکم نے الفور ساقیان گل اندام کشتیان شیشہ ہاے
آب آتش رنگ کی مع جام و ساغر بلورین بصد ناز و انداز لیکر دربار مین حاضر ہوے اور بغمزہ و کرشمہ
شیشہ سے جام بلورین مین شراب اُنڈیل کر پینے بھر کر ہرمز و فرامرز اور گاو لنگی گاو سوار کے لڑکے
وغیرہ کو پلانے لگے جب جملہ اہل دربار کو اچھی طرح شراب پلا چکے کشتیان شیشہاے شراب کی اُٹھاکر
دربار سے چلے گئے اہل دربار بعد لذت یاب ہونے گزک کے نشہ مین جھوم رہے تھے یکایک چند
نازنینان پری جمال زہرہ خصال لباس زنگار رنگ زیب تن کیے ہوے زیور نقرئی و طلائی پہنے ہوے
خوب بناو سنگار کیے ہوے مع اپنے سازندون کے اسطرح دربار مین بہزار ناز و انداز حاضر
ہوئین کہ دل اہل دربار کے اُنکی رفتار ہی سے پامال ہوگئے ہر ایک بنظر شوق اُنکی طرف دیکھنے لگا
اور اشارے سے نقد دل اپنا دینے لگا اُنمین سے ایک حور خصال زہرہ مثال بعد درست ہونے
ساز سازندون کے رقص کرنے لگی اسطرح تھوڑی دیر تک ناچی کہ اہل دربار نہایت خوش ہوے
زہرہ و مشتری نے بالاے فلک سے اُسکا رقص دیکھکر خجل و شرمندہ ہوکر خود اُسکی تعریف کی بعد رقص
کرنے کے یہ غزل لحن داودی گانے لگی

غزل

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین	یقین ہو ذرون کو ہر آفتاب شیشے مین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی — کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن میکدہ کی ساکن ہون — بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے — رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے — بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
کھلی ہی چاندنی تم پیجیے تو موقع ہے — طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق مین نالۂ بلبل — شراب شیشہ مین ہی یا گلاب شیشے مین
بنائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے — سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین
سفید مو ہوے ترک قدح کشی کیجے — عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
یہ ہم سے نشہ مین ہو دیگی بے محل حرکت — شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہی — کباب سیخ پہ آتش شراب شیشے مین

جب غزل مندرجہ وہ ماہرو گا چکی اہل دربار نے بہت اُسکے ناچنے اور گانے کی تعریف کی اور یہ بھی کہا کہ اچھے محل پر تمنے یہ غزل گائی ہی ہرمز و فرامرز نے اُسے انعام کثیر کے دینے کا حکم کیا مطربہ مذکورہ انعام لیکر اہل دربار سے رخصت ہوئی بعد اُسکے اور مہ جبینان خوش گلو پاکیزہ رو نے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو مسرور کیا کئی روز تک بزم عیش و طرب آراستہ رہی بعد چندروز کے محفل عشرت موقوف ہوئی ایک روز سر دربار گاؤ لنگی گاؤ سوار کا لڑکا شیرانہ بیٹھا تھا کہ بختیارک نے شرارت سے کچھ احوال شجاعت سرداران اہل اسلام کا بیان کیا گاؤ لنگی گاؤ سوار کے لڑکے نے برہم ہوکر کہا ای ملک جی کیا بودے آدمیون کا شجاعون کے روبرو ذکر کرتے ہو تمنے ابھی میری شجاعت و دلیری نہین دیکھی ہی اگر کبھی میری قوت و جرأت دیکھی ہوتی تو لشکر اسلام کے سردارونکی تعریف نہ کرتے بلکہ اُنکی مذمت کرتے بختیارک نے جواب دیا مین نے سرداران لشکر اسلام کی بارہا شجاعت دیکھی ہی اور آپ کی شجاعت فقط اِسوقت سُنی ہی بس اِس باب مین اور تو کیا کہون سوائے اِس مصرعہ کے کہ اسکو اپنی زبان پر جاری کرتا ہون اور یہی آپ کے دعوے کا جواب مختصر ہی مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اُسنے بختیارک کی گفتگو سُنکے برہم ہوکر جواب دیا کیون ملک جی کیا تمکو میری شجاعت مین شک ہی اور جو کچھ مین نے کہا جھوٹ ہی بختیارک نے جواب دیا سچ تو یہ ہی کہ ابھی تو شک ہی ہان کوئی کار نمایان کیجیے تو البتہ یقین ہوگا گاؤ لنگی گاؤ سوار کے لڑکے نے نہایت غضبناک ہوکر ہرمز و فرامرز سے کہا آپ سُنتے ہین جو کچھ میرے بارے مین آپ کا وزیر کہرہا ہی اب آپ کو مناسب ہی کہ اِسی وقت میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے صبح کو میدان نبرد مین جاکر بختیارک کو اپنی شجاعت دکھاؤنگا ہرمز و فرامرز نے بموجب کہنے اُسکے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا اُسیوقت حسب الحکم ملازمون نے طبل جنگی پر چوب لگائی صداے طبل رزمی جو بلند ہوئی ہرکارہے نے لشکر اسلام کے خبر نواخت نقارۂ رزمی لیکر دربار دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گئے اور مجرا گاہ سے بموجب دستور مجرا کرکے اِس طرح دعا و ثناے بادشاہی زبان پر لائے کہ بموجب نظم

تا محالست کہ مہتاب بگز پیمایند — تا بود در غرض خلق فلک ناپروائی

باد مساح فلک در عرض آباد جہان — بذراع عرضت مزرعہ دوران پیماے
یاس و امید محبان تو مقصود انگیز — بود و نابود حسودان تو حرمان آلاے

بعدہ عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اِسوقت لشکر حریف مین گاولنگی گاوسوار کے
لڑکے نے اپنے نام پر طبل جنگی بختیارک سے دعوے کرکے بجوایا ہے ارادہ اُس بداندیش کا یہ ہی
ہے وقت سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے
ہرکارون سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے فرمایا کہ وہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید
ربانی نقارہ حربی پر چوب لگائی جائے صبح کو جو کچھ کہ منظور خدا ہوگا اُسکا ظہور ہوگا ہرکارے یہ حکم
سُنکے دربار کے باہر گئے اور نقارہ نوازون کو جاکر حکم دیا اُنھون نے نقارہ پر بسم اللہ کہکر چوب
لگائی صداے نقارۂ رزمی جو بلند ہوئی جملہ جوانان لشکر طرفین اِس حال سے آگاہ ہوے کہ صبح کو
میدان جنگ مین حریف سے جنگ و جدال ہوگی اِس خبر سے ماہر ہوکر درستی سامان مصاف مین
مصروف ہوے رات بھر دونون لشکرون مین بخوبی تمام سامان جنگ ہوا جبکہ وقت آیا کہ بموجب نظم

بحکم خداوند شمس و قمر — ہوا آسمان پر ظہور سحر
کہ تا پیش معبود ہون سرفراز — اٹھے اہل اسلام بہر نماز

بادشاہ لشکر اسلام نے نماز سحر مع تمامی مردمان لشکر پڑھکر دعاے
فتح و ظفر پروردگار سے مانگ کر حکم کیا کہ سب مسلح و مکمل ہوکر مرکبون پر سوار ہون حریف سے واسطے
جنگ کے تیار ہون بموجب حکم تھوڑی دیر مین جملہ مردمان لشکر اسلام مسلح و مکمل ہوکر گھوڑون پر
سوار ہوے اور ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و حمزۂ صاحبقران عالیمقام خرامان خرامان
میدان جنگ مین آئے اُدھر سے ہرمز و فرامرز گاولنگی گاوسوار کے لڑکے کو ہمراہ لیکر مع تمامی
اپنی فوج کے میدان [illegible] آیا ثریا شاہزادۂ زنگبار حالانکہ زخمی تھا مگر گاولنگی گاوسوار کے لڑکے
کے جنگ و جدال د[illegible] کے واسطے مع اپنی فوج کے یہ بھی عرصۂ نبرد مین گیا چونکہ قبل سے بحکم
امیر عالیجاہ میدان جنگ [illegible] درستی ہو چکی تھی فے الفور جانبین سے صف آرائی ہوئی بعد
صفوف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر اور جوانان لشکر سے مخاطب
ہوکر اسطرح اُنکو آمادۂ جنگ کرنے لگے کہ بموجب نظم

جوانو یہ ہی عرصہ کارزار — دلیری کرو اپنی آج آشکار — یہ سمجھو کہ مرنا تو ہے ایک دن
جوان ہو کہ ہو طفل باہوش — نگر زیب ہے واسطے مرد کے — کہ تلوار کے سامنے جان دے
برابر رہو مورچون پر ڈٹے — قدم جو بڑھے پھر نہ پیچھے ہٹے — بڑھاؤ قدم معرکے مین مدام
کرو روشن اپنے بزرگون کے نام

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کو آمادۂ جنگ کر چکے میدان نبرد
سے علحدہ ہٹ گئے اُسوقت ہر ایک بہادر کثرت نشۂ بادۂ شجاعت سے مست و مدہوش تھا مرنے
اور جان دینے پر مستعد ہر ایک زرہ پوش تھا ناگاہ لشکر کفار سے گاولنگی گاوسوار کا لڑکا اپنے
گینڈے کو بڑھاکر میدان مین آیا اور پکارا او امیر با توقیر ہے کوئی ایسا بہادر آپ کے لشکر مین
کہ مجھ سے آکر مقابلہ کرے اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے میمنہ لشکر کیطرف
دیکھا فوراً بدیع الزمان صف لشکر سے نکلے اور مرکب سے اُترکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے

اور عرض کیا مین امیدوار اجازت جنگ ہون بادشاہ نے فرمایا اور کوئی بہادر اُس حریف سے
مقابلہ کے واسطے جائے کا تم بجاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا مجھی کو اجازت جنگ دیجائے کیونکہ صف لشکر
سے نکل چکا ہون اعدا اپنے دلون مین طرح طرح کے خیال کرینگے اور یہ امر باعث میری ملال کا ہوگا بادشاہ
لشکر اسلام نے بہ مجبوری اجازت حرب دی بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوکر پسر گاولنگی گاوسوار کے
کے روبرو آکر مرکب کو روک کر کھڑے ہوے پسر گاولنگی گاوسوار نے بدیع الزمان سے کہا ای جوان
کیا اور کوئی دلیر و قوی لشکر اسلام مین نہ تھا جو مجھ سے آکر مقابلہ کرتا مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہو کہ تجھ ایسے
جوان زار و ناتوان سے مقابلہ کرون بدیع الزمان نے ہنسکر جواب دیا ای بہادر تو میرے حال پر رحم
نہ کر جنگ و جدال مین قصور و کوتاہی نہ کر میری قوت و ناتوانی کا حال تجھپر ظاہر ہو جائے گا فرزند
گاولنگی گاوسوار نے یہ تقریر بدیع الزمان کی سُن کے تیغ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچ کر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر وار کیا بدیع الزمان نے سپر فراخ دامن پشت پر سے لیکر وار اُسکا سپر پر
روکا بعدہ خود بھی شمشیر آبدار نیام سے کھینچ کر اُسپر وار کیا اُس نے بھی دلیرانہ تلوار سپر پر روکی اسطرح
چند وار کی جانبین سے رد و بدل ہوئی آخرکار پسر گاولنگی گاوسوار نے غضبناک ہوکر کہا ای جوان اب کی
مرتبہ بہت ہوشیار رہنا اِس دفعہ جانبر ہونا تیرا بہت مشکل ہی بدیع الزمان نے جواب دیا ای دلیر
تو وار کر خدا میرا تیری شر سے مجھے بچائے گا اُسنے بہ قوت تمام تیغ مذکور کا سر پر وار کیا بدیع الزمان
نے سپر و شمشیر ایک ہاتھ مین لیکر باڑھ پر تیغہ کی نظر کرکے جب تیغہ قریب سر آیا کسی قدر گھوڑے کو
بڑھا کر ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈال دیا اور چاہا کہ کلائی مروڑ کر تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھینلے اُسنے بھی خوب
زور کیا یہان تک کہ زور کرتے کرتے دونون بہادر عرق مین ہمہ تن تر ہوگئے اُس وقت چند ہمرکاب
لشکر جانبین کے قریب تر اُنکے آئے اور کہنے لگے ای بہادرو اگر تم کشتی پر مائل ہو تو مرکبون سے اُتر کر
کشتی لڑو گھوڑے اور گینڈے تمہارے زور کے متحمل نہونگے ذرا غور سے دیکھو تو کہ ان بے زبانون کا کیا
حال ہوا اسقدر ہانپ رہے ہین کہ نوبت بہ ہلاکت ہی بدیع الزمان اور فرزند گاولنگی گاوسوار
اُنکی رائے پسند کرکے اُسی وقت اپنے اپنے مرکب اور گینڈے سے اُتر کر دامن گردانکر آلات
حرب و ضرب خدام کو حوالہ کرکے ایک دوسرے کے شانہ و بازو پر ہاتھ رکھکر زور کرنے لگے اُسدم
بہ حکم بادشاہ لشکر اسلام اور بہ اشارہ ہرمزد و فرامرز بیلچہ بردار اور بیلدار دونون لشکروں سے
نکلے اور زمین کو مثل اکھاڑے کے کھود کر نرم و ملائم کر دیا پھر وہ دونون دلیر اُسی اکھاڑے
مین آکر زور آرا ہوے جب کشتی ہونے لگی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور جملہ
سرداران لشکر اور سب لشکری تخت اور مرکبون سے اُتر اُتر کر بارگاہ اور خیمے اکھاڑے کے
کنارے استادہ کرا کے علے قدر مراتب اُن مین تخت جواہر نگار اور دنگل اور کرسیان بچھوا کر
اُن پر مسلح و مکمل بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے اُٹھوا دیے اِسی طرح بہ مقابلہ اہل اسلام
ہرمز و فرامرز بھی مع اپنے کل افسران فوج اور شہزادے تاجدار اور زرہاج فیل کش اور
خوش گام وزیر اور بختیارک وغیرہ کے بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے جب پسر گاولنگی کوئی پیچ باندھتا تھا
بدیع الزمان نے فی الفور اُس پیچ کا توڑ کرتے تھے اِسی طرح جب یہ کوئی پیچ باندھتے تھے وہ بھی توڑ کرکے

اپنے تئین بچاتا تھا دیکھنے والے منصف مزاج بغیر اعانت کسی کے بے اختیار تعریف کرتے تھے جب وہ روز کشتی مین بسر ہوا اور آفتاب عالمتاب اُن دونون دلاورون کی کشتی کی سیر دیکھکر اور اُن کے زور و قوت سے لرزان و ترسان ہو کر گوشۂ مغرب مین جا کر چھپا اور شاہ انجم سپاہ مشرق سے برآمد ہو کر تخت فلک لاجوردی پر جلوہ فرما ہوا اُس وقت پسر گاولنگی گاوسوار نے بدیع الزمان سے کہا ای بہادر دن واسطے محنت اور مشقت کے ہی اور رات واسطے راحت و آرام کے ہی بس مناسب ہی کہ تم اپنے لشکر مین جا کر شب بھر استراحت کرو اور صبح کو آ کر پھر مجھ سے کشتی لڑو بدیع الزمان نے جواب دیا ای دلاور ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ اثنای کشتی سے حریف کو چھوڑ کر چلے جائین تا وقتیکہ زیر کرین یا خود زیر ہون کشتی سے باز نہین آتے ہین اگر تاریکی شب کا خیال ہو تو بادشاہون کے نزدیک شب تاریک کو کثرت روشنی سے بہتر از روز روشن کر دینا کچھ مشکل نہین ہی فرزند گاولنگی گاوسوار نے کہا ای جوان اگر تجکو اسوقت کشتی موقوف کرنا منظور نہین ہی تو مین بھی موجود ہون یہ نہ خیال کرنا کہ مین عاجزی اور ماندگی سے کہتا تھا یہ کہکر پھر لپٹ کر کشتی لڑنے لگا جب بادشاہ لشکر اسلام اور ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ تاریکی زیادہ ہوگئی اور کشتی موقوف نہوئی اُس وقت خدام کو حکم دیا کہ گرد اکھاڑے کے اِس قدر روشنی کرو کہ یہ شب تاریک مثل روز روشن کے ہو جائے اور چند ملازمون کو یہ حکم دیا کہ چند گھڑے دودھ کے اور کاسے جلد لیکر حاضر ہون چنانچہ حسب الحکم دونون بادشاہون کے ملازمون نے روشنی بھی اُسی طور سے کر دی جھاڑ بیٹھک کے اور مردنگ اور کنول اور ہانڈی کارڈکر گلاس اُس مین روشن کیے اور جھاڑ اور فانوس وغیرہ مین شمعہاے موی و کافوری روشن کین جب بخوبی تمام روشنی ہو چکی خدام گھڑے شیر خام سے بھرے ہوئے لائے حمزۂ صاحبقران اور ہرمز و فرامرز کے کہنے سے دونون دلاور ایک دوسرے سے جدا ہوے اور کاسے پر از شیر اُٹھا اُٹھا کر دودھ سیراب ہو کر ہر ایک نے پیا بعدہ پھر دونون بہادر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی ہوئی راوی ناقل ہی کہ تیسرا روز کشتی کو تھا اور تھوڑا دن باقی تھا جملہ اعلے و ادنے کشتی دیکھ رہے تھے اور جاننے والے فن کشتی کے یہ بھی غور سے دیکھ رہے تھے کہ پسر گاولنگی گاوسوار کے پسینہ آگیا تھا مثل بھینسے کے ہانپتا تھا اور بہ نسبت قبل قوت مین بھی کمی تھی اور بدیع الزمان بدستور روز اول کشتی لڑ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے گرد خفیف بلند ہوئی امیر عالیمقام اور اکثر اہل اسلام اُس گرد کی طرف دیکھنے لگے یہ سب تو جانب گرد کبھی دیکھتے ہین اور کبھی بدیع الزمان کی کشتی کی سیر دیکھتے ہین مگر اب احوال ترک توسن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار رہجاتے بھاگتے راہ مین اکثر گرسنگی اور تشنگی کے صدمے اُٹھا کر بصرہ کی سرحد پر آیا ایک گھسیارہ گھانس کا گٹھا لیے جاتا تھا اُس سے اِسنے پوچھا کہ یہ کون شہر ہی اُسنے کہا صاحب آگے اسکے شہر بصرہ ہی وہان ایک طرف کوئی حمزہ ہی مسلمان اُسکا لشکر پڑا ہوا ہی اُسکے مقابلہ مین ہرمز و فرامرز بیٹے نوشیروان کے جو ہین اُنکا لشکر اُترا ہی بہت دنون سے لڑائی ہو رہی ہی آج تیسرا روز ہی کہ دو آدمیون مین کشتی ہو رہی ہی ایک عالم وہان جمع ہی سب کشتی کی سیر دیکھ رہے ہین مین بھی نوشیروان کے لڑکون کے لشکر مین ایک جمعدار کے گھوڑے کو گھانس روز

پہونچتا ہون اِس وقت بھی وہین جاتا ہون شاید تم پردیسی ہو اپنے ملک سے تباہ ہوکر اسطرف
آئے ہو یہ شہر اچھا ہی تم جوان بھی موٹے تازہ ہو اگر لشکر مین جاؤگے نوکری کی درخواست کروگے
تو فوراً نوکر ہو جاؤگے ترک توسن یلتاقی اُس گھسیارے سے تمام احوال سُن کے اپنے دل
مین کہنے لگا کہ اب امید جان بچنے کی کچھ پائی جاتی ہی کیونکہ یہان ہرمز و فرامرز کا لشکر اُترا ہی
اگر تو اُنکے پاس جائے گا اور اپنے حال سے اُنھین آگاہ کریگا تو یقین ہی کہ وہ تیرے معین اور
مددگار ہون اور دشمن کی شر سے تجھے بچائین یہ دل مین تجویز کرکے گھسیارہ کو تو کچھ جواب نہ دیا
لیکن گھوڑا دوڑا کر چلا اُس کے گھوڑے کے دوڑنے سے جو زمین سے گرد بلند ہوئی تھی اُسیکو
حمزۂ صاحبقران وغیرہ نے دیکھا تھا غرض کہ ترک توسن یلتاقی پندرھوین روز داخل بصرہ
ہوکر اُس وقت قریب اُس جگہ کے پہونچا جس جگہ بدمست کشتی گیر اور بدیع الزمان سے کشتی
ہو رہی تھی امیر باتوقیر نے دور سے ترک توسن یلتاقی کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا دیکھنا اے
خواجہ عمرو یہ سوار جو گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ترک توسن یلتاقی ہے
خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر ترک توسن یلتاقی کو حضور نے بالاخطا مین بادشاہ
کیا ہی وہ وہان حکومت کرتا ہوگا کہان وہ کہان یہ شخص اگر وہ ہوتا تو اُسکے ہمراہ فوج و لشکر ہوتا یہ
کوئی سوار اُسکی ہم صورت ہی آفت کا مارا گرد و غبار مین اٹا ہوا آتا ہی امیر باتوقیر خواجہ عمرو کی
تقریر سُن کے خاموش ہوے اس اثنا مین وہ سوار جس طرف ہرمز و فرامرز اور ثریائے تاجدار
وغیرہ بیٹھے تھے اُس جانب گیا اور ہرمز و فرامرز کو پہچان کر بعد سلام کرنے کے کہا اے
شاہزادگان ذیوقار جلد مجھکو چھپائیے میری جان بچائیے کیونکہ دشمن میرا میری تعاقب مین آتا
ہی ہرمز و فرامرز نے اُسے پہچان کے نہایت تعجب و حیرت سے اُس سے پوچھا کہ کیا مصیبت
پڑی ہی اس وقت یہان اِس حال خراب سے کیون آئے ہو اُسنے کہا اِس وقت مین بہت
بدحواس ہون کچھ نہ پوچھیے واسطہ آپ کو اپنے دین و مذہب کا مجھے کہین چھپائیے کیونکہ دشمن
میرا یہان آتا ہی ہوگا ہرمز و فرامرز ہنوز اُسکے جواب مین کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بختیارک
نے اُسے پہچان کر اور اُس سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ دنگل جو خالی ہی اور متصل ستون بارگاہ
کے ہی اگر زیادہ تر خوف دشمن کا ہو تو اُسکے نیچے چھپ جائیے سردست اور کوئی مقام محفوظ
نہین ہی بعد اِس کشتی ہو جانے کے آپ کی حفاظت بخوبی کی جاویگی ترک توسن یلتاقی ایسا گھبرایا
ہوا تھا اور خوف اُسکو قاسم نوجوان کا تھا کہ فی الفور گھوڑے سے اُتر کر اُسی دنگل کے نیچے
جاکر چھپ رہا تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ قاسم نوجوان بھی اُسکی تعاقب مین سرحد بصرہ پر پہونچے
آیندو روندے سے دریافت کیا کہ کوئی سوار اس صورت و شکل کا اِدھر آیا ہی اُن مین دو ایک
آدمیون نے کہا کہ ہان ایک سوار دیر ہوئی کہ ادھر سے بدحواس گھوڑا دوڑاتا ہوا جدھر لشکر
حمزۂ صاحبقران اور ہرمز و فرامرز کا پڑا ہوا ہی اور جگا و لنگی گاو سوار کے فرزند سے
اور بدیع الزمان سے کشتی ہو رہی ہی اُسی طرف گیا ہی قاسم نوجوان نے یہ سُنکے اپنے رُخ پر
نقاب ڈالی کیونکہ امیر باتوقیر وغیرہ سے اپنے تئین پوشیدہ رکھنا منظور تھا بعدہ وہان سے

مرکب کو دوڑاکر آگے روانہ ہوئے یہان کشتی ہورہی تھی جملہ اعلے وادنے سیر کشتی کی دیکھ رہے تھے
ناگاہ دور سے صداے سم توسن حمزہ صاحبقران وغیرہ کی کان مین آئی حمزہ صاحبقران جانب
صداے توسن دیکھنے لگے ناگاہ دیکھا کہ ایک سوار سرخ پوش نقاب مُنھ پر ڈالے ہوئے گھوڑے کو
دوڑاتا ہوا شیرانہ مرکب پر بیٹھا ہوا آتا ہی جب وہ اُس جگہ آیا جہان کشتی ہورہی تھی فوراً مرکب سے
اُترکر ایک سوار لشکر ہرمز و فرامرز سے کہ وہ بھی سیر کشتی کی کر رہا تھا اُس سے کہا کہ اِدھر آجب وہ قریب
گیا کہا خبردار جب تک مین نہ آؤن میرے گھوڑے کی حفاظت کرنا ورنہ تیغ آبدار سے تجھے مارڈالونگا
قاسم نوجوان نے اُس سے اِسطرح کہا کہ وہ سوار ڈر کر تھرتھرانے لگا اور سواے اِسکے اُسکی
زبان سے کچھ نہ نکلا کہ بہت اچھا مین آپ کے مرکب کی حفاظت مثل سائیس کے کرونگا آپ
تشریف لیجائین کشتی دیکھیے قاسم نوجوان اُس سوار کی گفتگو سُن کے آگے بڑھا اور پلارک افراسیابی
غضبناک ہوکر نیام سے کھینچ کر ہرمز و فرامرز سے بصد خشم پوچھا سچ کہو کہ میرا مجرم اِس صورت و
شکل کا کہ قبل ازین مرکب پر سوار ہوکر اِدھر آیا تھا وہ کہان ہی اگر اُسے بتادوگے تو تمھارے
حق مین بہتر ہی ورنہ تمکو اور تمام اِس مجمع کو درہم و برہم کردونگا اِس اکھاڑے مین کشتگان سے
خون اِس قدر جمع ہوگا کہ تالاب خون سے نظر آئیگا اور جو مجھ سے لڑے گا اُسے تہ تیغ
کرونگا ہرمز و فرامرز تو اُسکے نعرۂ شیرانہ سے اور اُس کے خشم اور غضب سے اِسقدر خائف
ہوے کہ بدحواس ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ شخص امیر با توقیر
وغیرہ سے بھی قہر اور غضب مین اور جرأت و شجاعت مین شاید بڑھا ہوا ہی خداوند ہمارے
ہمکو اِس کی شر سے بچائین ہنوز ہرمز و فرامرز پر خوف سے گویا سکتے کی سی حالت تھی
حمزۂ صاحبقران وغیرہ بھی بنظر حیرت دیکھ رہے تھے اور بگوش ہوش اُس سرخ پوش
کی تقریر سُن رہے تھے ہرمز و فرامرز کو دیکھتے تھے کہ مارے خوف کے اُن کے منھ سے بات
بھی نہین نکلتی تھی یکایک بختیارک اپنی جگہ سے بے اختیار اُٹھا اور دست بستہ عرض کیا حضور
آپ اِس قدر کیون برہم ہین یہان آپ کے رعب اور غضب سے سب کے حواس باختہ ہین
کسی مین اتنی قوت ہی کہ آپ سے لڑ سکے بالفعل یہان جس جگہ منظور ہو تشریف رکھیے کشتی ہو رہی
ہی لیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے خونریزی مردم کا ارادہ نہ کیجیے ہم غریبون پر رحم کیجیے اور اشارۂ
چشم و ابرو سے کہا کہ اِس دنگل کے نیچے آپ کا مجرم ہی جسکی آپکو جستجو ہی چھپا ہی جلد اُسے قتل
کیجیے قاسم نوجوان نے اشارہ اُسکا سمجھ کے آگے بڑھ کے پلارک افراسیابی تو ہاتھ مین علم
کیے ہوے تھے بصد قہر و غضب ایسا ہاتھ مارا کہ ستون بارگاہ کو کاٹ کر دنگل کو کاٹا بعد ازان
ترک توسن یلیتاقی کے دو ٹکڑے کرکے ایک بالشت زمین مین در آئی ہرچند بختیارک اور
ہرمز و فرامرز وغیرہ کفار تھے اور جملہ اہل اسلام قاسم نوجوان سے ماہر نہ تھے لیکن سبھون
نے بے اختیار ضرب مذکور کی تعریف کی لیکن فرق ضرور ہوا کہ کچھ لوگون نے دل مین تعریف
کی اور ہزار ہانے وصف ضرب مندرجہ زبان پر جاری کیا خصوصاً حمزۂ صاحبقران نقابدار
موصوف کی دلیری اور شجاعت اور ضرب مذکور کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر بے اختیار خواجہ عمرو

سے تعریف کرکے کہنے لگے کہ ای خواجہ عمرو یہ جوان سُرخ پوش کیا اچھا جوان ہی اور شجاعت
مین بھی اسکی شک نہین ہی دیکھا آپ نے کس آن بان سے اپنے دشمن کو اِس جوان نے قتل کیا
ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اس جوان کو مثل اپنے فرزند کے سینہ سے لگاکر پیار کرون نہین معلوم
یہ گل کس بوستان کا ہی اور یہ سرو کس گلستان کا ہی اور نام اِس بہادر کا کیا ہی اے خواجہ عمرو
ہماری خاطر سے اِس وقت جلد اُٹھو اور اِس بہادر سے پوچھو کہ تیرا نام کیا ہی خواجہ عمرو نے
عرض کیا ای امیر با توقیر یہ جوان نہایت پر قہر و غضب ہی مریخ کا جلال رکھتا ہی خونریزی مین بیمثل
و بے نظیر ہی مین اسکے روبرو نہ جاؤنگا اور نہ اس سے ہمکلام ہونگا خوف کرتا ہون کہ مبادا ایک
ہاتھ پلارک خونچکان کا مجھ پر بھی چھوڑ دے تو میری جان جائے پس مجھے زندگی دشوار نہین ہی
علاوہ اِس امر کے آپ جانتے ہین کہ مین کئی شخصون سے ڈرتا ہون از انجملہ ساحر اور نقابدار
سے کیونکہ نقابدار اپنا مُنھ نقاب سے چھپائے ہی نہین معلوم کون ہی جب امیر با توقیر نے
دیکھا کہ خواجہ عمرو کسی طرح سے نہین جاتے فرمایا کہ پانچ ہزار روپیہ تم کو دیا جائیگا اگر اِس
نقابدار کا نام اور حالات دیگر اُس کے دریافت کرکے مجھ سے بیان کروگے خواجہ عمرو نے
روپیہ کا ذکر سُن کے عرض کیا ای امیر با توقیر زبانی خرچ سے کچھ مطلب نہین نکلتا ہی پہلے پانچ توڑے
میرے روبرو رکھدیے جائین اور وہ میرے ہاتھ مین آئین اُس وقت شاید اِس امر اہم کے
دریافت کرنے پر کمر باندھون امیر با توقیر نے زر مذکور منگواکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا
خواجہ عمرو نے روپیہ کو دیکھکر کہا یا تو یہ روپیہ زندگی مین میرے کام آیا یا اِس روپیہ کے
لالچ نے آج میری جان لی کیونکہ سامنا بہت بڑے غضبناک سے ہی یہ کہکر کل زر مذکور گِنکر اُٹھاکر
نذر زنبیل کیا اور کہا بیبی داداجان یہ روپیہ بہت اچھی طرح رکھیے گا چاندی اِس کی کہین گھسنے
نہ پائے ورنہ مجھے بہت ملال ہوگا کیونکہ جان بیچکر یہ روپیہ پایا ہی جسکا مین کبھی نام زبان پر جاری
نہین کرتا آج اُسی کا سامنا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھکر چلا اِدھر قاسم نوجوان
نے جو ترک توسن یلتاقی کو بیک ضرب پلارک افراسیابی مع ستون اور ڈنگل کے دو ٹکڑے
کیا تو کہ جملہ کفار نے بے اختیار باآواز بلند تعریف کی لیکن سب سے زیادہ بختیارک ضرب مذکور
دیکھکر اُچھل پڑا پھر اپنی جگہ سے اُٹھکر چند قدم آگے بڑھکر پکارا ای نقابدار قربان تیری قوت
بازو کے اور صدقے تیری اِس صفائی ہاتھ کے ایسی ضرب کوئی اپنے دشمن پر کم لگاتا ہی آجتک
مین نے کبھی ایسی ضرب کسی پر پڑتے نہین دیکھی اور تو کیا کہون دیدہ مادر گیتی نے بھی کبھی ایسی
ضرب کسی پر پڑتے نہ دیکھی ہوگی ای نقابدار بہادر ذرا ہاتھ اپنا بڑھاؤ مین باادب تمام
آنکھون سے لگاؤن اور بوسہ دون قاسم نوجوان نے اُس کی تقریر سُن کے دل مین اپنے
کہا کہ یہ مسخرہ کیا اِس ادنے ضرب کی اِسقدر تعریف کرتا ہی اِس نے ابھی تک باوجود اِس
سن و سال کے بہادرون کی لڑائی اور شجاعت نہین دیکھی ہی یہ تصور کرکے وہی پلارک افراسیابی
جس سے خون ٹپکتا تھا اور ترک توسن یلتاقی کے خون سے تر تھی اُس کی طرف بطور
ڈرانے کے بڑھائی بختیارک فوراً ڈر کے زمین پر بھد سے گر پڑا اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگا

مین تو حضور بیٹھا ہون آپ کی تعریف کرتا ہون مجھکو راہ عدم نہ دکھائیے بلا رک خونچکان مجھ پر
نہ لگائیے قاسم نوجوان زیر نقاب مسکرائے اور فوراً وہان سے نکل کر اُس جگہ آئے جس جگہ
وہ سوار مرکب قاسم نوجوان لیے کھڑا تھا اُس کو عوض انعام کے نظر غیظ و غضب سے
دیکھا وہ بیچارہ کانپنے لگا قاسم نوجوان مرکب پر سوار ہوکر چاہتا تھا کہ آگے روانہ ہو کہ ایک
پھر بختیارک نے عرض کیا کہ اے نقابدار بہادر اگر طبع والا مین آئے تو تھوڑی دیر تشریف رکھیے
کشتی دیکھیے بڑے معرکہ کی کشتی ہے تین روز ہوے برابر کشتی ہو رہی ہے کوئی بہادر دونون مین سے
ابھی تک زیر نہین ہوا ہے قاسم نوجوان نے اُسے جواب دیا کہ ہم ایسی کشتی نہین دیکھتے بڑا تعجب
ہے کہ تین روز سے کشتی ہو رہی ہے اور کسی نے کسی کو زیر نہین کیا اگر ہم اس جگہ ہوتے تو اب تک حریف
کو چیر کر پھینک دیا ہوتا یہ کلام قاسم نوجوان کا جو شاہزادہ بدیع الزمان نے طعنہ آمیز سُنا
فرط شجاعت سے تحمل دشوار ہوا اور یہ بھی خیال کیا کہ اس نقابدار سرخ پوش نے مجھے دکھا کے
تلوار کا ہاتھ لگایا ہے اور ستون اور دنگل کا ٹکرا اپنے دشمن کو قتل کیا ہے صاف اس سے ظاہر
ہوا کہ اسنے اپنی شجاعت اور صفائی ہاتھ کی دکھائی ہے پس اب مجھے بھی لازم ہے کہ مین بھی اسے
اپنی قوت دکھاؤن یہ امر ذہن نشین کرکے فوراً سر اپنا سینہ حریف مین اڑا کر زور کیا ہرچند
بدمست کشتی گیر نے لنگر اپنا قائم کیا لیکن بدیع الزمان نے لنگر اُس کا اُکھیڑ کر دس پندرہ
قدم اُسے دوڑا کر کمر زنجیر مین اُسکی ہاتھ ڈال کر زور کیا زور اول مین زمین سے تا زانو اور
زور ثانی مین زانو سے تا سینہ اور زور ثالث مین سینہ سے بالاے سر بلند کرکے حریف سے
مخاطب ہوکر کہا حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے جواب دیا ہزار جان من فداے
خداوندان لات و منات است خداے نادیدہ را سجدہ نہ خواہم کرد بدیع الزمان نے یہ
سُن کے نہایت برہم ہوکر اُسے چرخ دیکے زمین پر پٹک کر سر اُسکا سینہ سے کھینچ لیا اور
اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین کا بلند ہوا کفار کے چہرون پر ہوائیان اُڑنے لگین جب وہ
شور و غل موقوف ہوا شاہزادہ قاسم نوجوان نے بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا
مردہ پہلوان کے سر کو دھڑ سے کھینچنے پر خوش ہوے اور پھول گئے اگر ہم ایسے بہادرون سے
کشتی لڑتے تو حال معلوم ہو جاتا ہڈیان تک تمھاری سرمہ ہو جاتین یہ کہکر گھوڑے کی باگ
اُٹھائی وہ باد پا مثل برق چمک کر چلا خواجہ عمرو جو حسب الحکم امیر باتوقیر کے واسطے دریافت
کرنے نام کے چلے تھے جب قاسم نوجوان نے ایک جانب گھوڑا دوڑایا خواجہ عمرو بھی
پاے شاطری مارتا ہوا اُسی طرف چلا جب قریب نہ پہونچ سکا چلایا اے نقابدار بہادر ذرا توقف
فرمائیے مجھے کچھ آپ سے دریافت کرنا ہے اگر آپ بتا دیجیے گا تو آپکے تصدق سے کچھ
میرا نفع ہو جائے گا اہل و عیال میرے پرورش پائینگے حضور کو دعا دینگے قاسم نوجوان
نے خواجہ عمرو کو دیکھکر مرکب کو روکا اور پوچھا کہو کیا کہتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ جسوقت آپ نے
اپنے دشمن کو قتل کیا ہے اور ایک ہاتھ مین ستون اور دنگل کا ٹکر دشمن کو ہلاک کیا ہے امیر باتوقیر
نے آپ کی شجاعت اور صفائی ہاتھ کی نہایت تعریف کی اور مجھ سے کہا کہ جا کر اس نقابدار

سے پوچھو کہ تمھارا کیا نام ہی اور کس قوم و قبیلے سے ہو اور یہ بھی کہا کہ اگر دریافت کرکے آؤگے
تو مال دنیا سے تمھین کچھ دیا بھی جائےگا پس مین بموجب حکم حمزۂ صاحبقران آیا ہون اور
چاہتا ہون کہ آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے قاسم نوجوان نے خواجہ عمرو
کو جواب دیا کہ آپ میرا نام نہ پوچھیے مین اپنا نام بہ مصلحت ابھی ظاہر نہ کرونگا اور بہادرون کا
نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی جو لوگ عاقل ہین وہ بہادرون کا نام تلوار کی باڑھ سے
معلوم کر لیتے ہین اور سمجھ جاتے ہین کہ یہ بھی کوئی بہادر ان عالم سے ہی یہ کہکر مرکب بڑھانے کا
قصد کیا خواجہ عمرو نے پھر کہا ای نقابدار اظہار اسم عالی مین کچھ تردد نہ کیجیے اِس امر مین کوئی
غور اور فکر نہ فرمائیے بے تردد مناسب ہی کہ اپنے نام سے آگاہ کر دیجیے کیونکہ حمزہ بہادر
دوست ہی جسے بہادر دیکھتا ہی اُس سے محبت کرتا ہی اور چاہتا ہی کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ یہ بہادر
میرا شریک اور مطیع ہوکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے لہذا مین تم سے کہتا ہون کہ نام اپنا بتا دو
حمزۂ صاحبقران تمھارے نام سے آگاہ ہوکر خوش ہو جائینگے اور مین بھی کہ شاہزادۂ ولایت
اردبیل ہون اور بھائی حمزۂ صاحبقران کا مشہور ہون بہت شاد ہونگا قاسم نوجوان یہ کلام
خواجہ عمرو کا سُن کے زیر نقاب ہنسے اور جواب دیا کہ آپ کے بزرگ ہونے مین شک نہین
لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور میری طرف سے امیر باتوقیر سے کہنا کہ اب آپ بڈھے ہوے
زمانہ آپ کی صاحبقرانی کا گذر گیا اِس زمانے کا مین صاحبقران ہون پس لازم ہی کہ
بارگاہ سلیمانی اور سب اساثہ صاحبقرانی ہمارے حوالے کر دین یا ہمارا لشکر جہان فرکش
ہی وہان سب اشیا روانہ کر دین ورنہ مین بہ قوت بازو اور بہ زور شمشیر چھین لونگا یہ کہکر مرکب
بڑھایا خواجہ عمرو بھی عقب مرکب دوڑتے ہوئے چلے اور کہا ای نقابدار شجاعت آثار مجھکو
میری امید دلی سے محروم نہ رکھ ارے نام بتاتا جا قاسم نوجوان نے پلٹ کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
چلے آتے ہین ہر چند اُن سے کہا کہ نام نہ بتائینگے مگر وہ نہین مانتے ہین اب کوئی ایسی تدبیر کرنا
چاہیے کہ خواجہ عمرو چلے جائین یہ امر ذہن نشین کرکے محض واسطے ڈرانے کے گھوڑے کو
روک کے دوش سے کمان کیانی لی اور ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑکر خواجہ عمرو
کو تاک کر ڈرایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ نقابدار مریخ جلال قہر و غضب و خونریزی مین اپنا
مثل نہین رکھتا ہی یقین ہی تمھین تیر مار کر ہلاک کریگا بہتر یہ ہی کہ یہان سے بھاگو اور نام دریافت
کرنے سے باز آؤ یہ سمجھ کر بے اختیار وہان سے اپنے لشکر کی جانب بھاگے قاسم نوجوان
تو بعد جانے خواجہ عمرو کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوتے ہین اب انکا احوال بہ مقام
مناسب لکھا جائےگا لیکن پہلے احوال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو بھاگ کر خدمت
حمزۂ صاحبقران مین آئے امیر باتوقیر نے پوچھا کہو خواجہ نام نقابدار کا دریافت کر
آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر باتوقیر مین نے اُس سے اُسکا نام متواتر پوچھا
مگر اُس نے کسی طرح نہ بتایا جب مین نے بہت اصرار کیا تو اُس نے برہم ہوکر چلہ کمان
مین تیر جوڑکر ارادہ کیا تھا کہ نشانہ تیر کرے اگر مین نہ بھاگتا ضروری وہ مجھے ہلاک کرتا اُسکے

نام کے دریافت کرنے سے مجھے بے نشان ہی کیا تھا لیکن پروردگار نے اپنا فضل و کرم کیا بیان
اُس پر قہر و خشم سے بچ گئی امیر با توقیر یہ تقریر سن کے مسکرا کر خاموش ہو رہے اور بدیع الزمان
نے کہ بدمست کشتی گیر نبرد گاو لنگی گاو سوار کو بعد زیر کرنے کے سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا تھا
خرم و شاد ہو کے اُس پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے مع بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کے
وہان سے اپنی بارگاہ کی طرف پھرے اُدھر ہمراہیان بدمست کشتی گیر ہلاک ہونے سے
اُسکی نہایت مغموم و محزون ہوئے ہر چند کہ وقت ہلاک ہونے بدمست کشتی گیر کے اُنھون
نے ارادہ لڑنے کا کیا تھا مگر انجام اچھا نہ دیکھکر جنگ سے باز رہے آخرکار لاشہ اُسکا اُٹھا کر
نالان و گریان جانب ملک بربر روانہ ہوئے انکا حال بہ مقام مناسب تحریر کیا جاوے گا بعد
جانے لاشہ بدمست کشتی گیر کے ہرمز و فرامرز اور ثریا تاجدار مع اپنے جملہ لشکر کے
فرودگاہ لشکر پر وہان سے آئے اور قیام پذیر ہوئے بعد ازان ہرمز و فرامرز نے بصلاح بختیارک
ایک نامہ بہ طلب اعانت نریمان بن قنطور شاہ کو لکھا اور ایک قاصد کو دیکر کہا جلد اِس
نامہ کو نریمان بن قنطور شاہ کو پہونچا قاصد مذکور نامہ لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع راہ
بارگاہ نریمان بن قنطور شاہ مین جا کر نامہ ہرمز و فرامرز حسب قاعدہ دیا اُس نے نامہ کو
پڑھوا کر سنا اور قاصد کو خلعت رخصت دیکر اُس سے کہا کہ تو جا ہم مع فوج آتے ہین قاصد
رخصت ہو کر بعد قطع منازل و طی مراحل خدمت ہرمز و فرامرز مین پہونچا اور جو کچھ نریمان نے کہا
تھا عرض کیا ہرمز و فرامرز یہ خبر بہ زبانی قاصد مذکور سن کے خوش ہوئے اب ناظرین دفاتر
کی خدمت مین یہ عرض ہی کہ آخر جلد دوم نوشیروان نامہ مین اِس کمترین نے لکھا تھا کہ ہرمز و
فرامرز نے بہ مشورہ بختیارک دو نامے تحریر کر کے صابر نمد پوش اور کرگس ساسانی کو
دیے تھے اور عیاران نامہ بردہ اُنکو لیکر روانہ ہوئے تھے صابر نمد پوش کا تو احوال تحریر ہو چکا
لیکن اب کرگس ساسانی کا احوال رقم کیا جاتا ہی کہ یہ عیار جو نامہ لیکر روانہ ہوا تھا
بعد قطع منازل و طی مراحل خاقان گردون اساس کی دربار مین پہونچا اُس نے اپنے دربار
مین بیٹھنے کو اشارہ کیا جب عیار مذکور بیٹھ چکا خاقان گردون اساس نے حکم دیا کہ ساقی گلفام
کشتی شراب کی مع جام بلورین لیکر آئے چنانچہ حسب الحکم ساقی کشتی مے ناب مع شیشہ و جام لیکر
دربار مین حاضر ہوا اور حکم خاقان گردون اساس کے اُن سے دو تین جام نامہ دار مذکور کو
دیے جب نامہ دار کو نشہ ہوا خاقان گردون اساس نے حسب دستور اُس سے نامہ لیکر
پڑھوایا اور بعد فکر بسیار نامہ دار سے کہا تو جا ہم مع سپاہ کثیر برائے مدد پسران نوشیروان
جلد یہان سے روانہ ہونگے یہ فرما کر اُسے خلعت رخصت دیکر رخصت کیا کرگس ساسانی بھی
بعد قطع منازل و طی مراحل داخل ملک بصرہ ہو کر خدمت ہرمز و فرامرز مین آیا اور جو کچھ
خاقان نے کہا تھا عرض کیا فرزندان نوشیروان اِس خبر فرحت اثر کو سن کے بہت
خوش ہوئے اور انتظار نریمان بن قنطور شاہ اور خاقان گردون اساس کے
آنے کا کرنے لگے۔

داستان مقابلہ کرنا ثریائے تاجدار کا کرب غازی سے اور زیر ہو کر مطیع ہونا اُسکا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا مخمس

کیا کسو بجز ہو کیون مجھ دل افگار کے ساتھ
جو رکھون ذوق ملاقات مین خار کے ساتھ
کچھ مجھے کام نہین بادۂ گلنار کے ساتھ
جی مین چاہین تھین مرے سو تو گئین یار کے ساتھ

سر پٹکتا ہون پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

نیا کیا وعدے کیے تھے تجھے کہو ہم سے وان
سو تو اُن چیزون مین اک چیز نہ دیکھی تو یہان
کہ شگفتہ ہو چمن جلوہ گر اور آب روان
یار و کہتے تھے جو ہم لالہ و گل ہین سو کہان

سر پٹکنے تو نہ آیا تھا مین کہسار کے ساتھ

ہمکو تو قید قفس کی نہ تھی کچھ تم سے امید
فصل گل حیف ہو جاتی ہو چمن سے بن دید
کہ ہمین دام مین لاکر کرو یون ظلم شدید
ہائے صیاد یہ انصاف سے تیرے تھا بعید

اسقدر ظلم و ستم اپنے گرفتار کے ساتھ

عندلیبون کے لگے زمزمے عالم کو بھلے
اور شبنم کے تئین گل بھی لگاتے ہین گلے
قمری کو سرو چمن غنچے مین سایہ کے تلے
اک ہمین خار تھے آنکھون مین سبھون کے سو چلے

بلبلو خوش رہو تم اب گل و گلزار کے ساتھ

یار و چاہو تو مجھے قیدی جا وید کرو
دام تزویر مین مت میرے تئین صید کرو
رو برو میرے مرا لاکے وہ خورشید کرو
ناتوانی سے ہون عاجز نہ مجھے قید کرو

جی نکل جاویگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

شوخ نے پردے سے جسوقت کہ مکھڑا کھولا
آخر عاشق کوئی اِس رنگ مین اپنے گھولا
پہلے میزان محبت مین سبھون کو تولا
جب ملا یار سے تب آپ انا الحق بولا

ورنہ منصور کو کیا کام تھا اسرار کے ساتھ

حُسن نے آخر کو یہ ہی عشق نپٹ دام بلا
یا تو سودا ہی ہوا یا تو ہوا وہ رسوا
اسکے پھندے مین جو کوئی کہ محبت سے پھنسا
عشق کے درد کا اب بوجھ اُٹھائے سودا

کیا ہو نسبت خر عیسٰی کو ترے یار کے ساتھ

نگارندۂ داستان بیگمان: چنین داد رخش سخن راعنان: کہ جب بدمست کشتی گیر ہاتھ سے بدیع الزمان کے حالت کشتی مین ہلاک ہو چکا ہرمز و فرامرز اُس کے ہلاک ہونے سے مغموم تھے بختیارک کہتا تھا آپ کچھ رنج نہ کیجیے کیونکہ وہ آپ کا کوئی عزیز نہ تھا ایسے ایسے گنتی دنیا مین بہت سے مرتے ہین ہان رنج و غم اُسکا باپ ضرور کریگا اور اسی مین اپنا مطلب بھی نکلے گا وہ یہ کہ اُسکو خیال ہوگا کہ اپنے فرزند کے خون کا اُس کے قاتل سے انتقام لون اِسی خیال سے وہ اُسکے بھائی یا اور کسی سردار کو روانہ کریگا وہ بھی یہان آکر اہل اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہم آپ دیکھینگے دل بہلے گا اِن باتون مین زندگی بڑے لطف سے گذریگی ہرمز و فرامرز نے مسکرا کر کہا

ای ملک جی تم کیسی باتین کرتے ہو کوئی ہلاک ہو تم خوش ہوتے ہو بختیارک نے عرض کیا
ای شاہزادگان ذیوقار یہ دنیا اک مقام سیر و تماشا ہی میرے نزدیک دنیا مین کبھی عاقل رنج و غم
کو اپنے پاس آنے ہی نہ دے ہمیشہ خوش و خرم رہے اُن امور کی طرف دل کو متوجہ کرے کہ
قلب شگفتہ ہو اور اُس طرف مائل نہ ہو کہ دل پژمردہ ہو اسی وجہ سے مین کبھی رنج و غم حتی الامکان
نہین کرتا ہمیشہ اپنے دل کو خوش رکھتا ہون اور آپ سے بھی مین یہی عرض کرتا ہون کہ آپ
بھی میری طرح سے زندگی بسر کیجیے جو مرجائے اُسے مرجانے دیجیے کبھی اُس کو یاد بھی نہ کیجیے
ہرمز و فرامرز اُس کی تقریر سُن کے کہنے لگے کہ ملک جی تمھاری بدذاتی مین کسی طرح کا شک
نہین ارے خاموش رہ سر دربار ایسے کلمات زبان سے مت نکال ورنہ ہمارے حق مین
باعث بُرائی کے ہونگے کیونکہ جو شاہ و شہریار تیرے اِن کلمات سے از روے اخبار آگاہ
ہوگا ہماری کمک اور مدد نہ کریگا اور بجاے خود کہے گا کہ ہرمز و فرامرز کا وزیر بختیارک
اپنے مددگارون کے قتل ہونے اور ہلاک ہونے سے خوش ہوتا ہی اور فرزندان نوشیروان
کے روبرو سر دربار وہ خوشی و مسرت ظاہر کرتا ہی اور وہ سُنتے ہین اور شریک اُسکی مسرت
کے ہوتے ہین اور اُسے اِس امر قبیح سے مانع نہین ہوتے ہین بختیارک نے عرض کیا
خداوندان نعمت یہ عادت تو مجھ سے تا حیات نہ چھوٹے گی آپ کو قول شیخ سعدی شیرازی
کا یاد ہوگا وہ کہتے ہین بیت خوے بد در طبیعتے کہ نشست ؛ نہ رود جز بوقت مرگ از دست ؛
مگر آپ کے ارشاد سے بالفعل کچھ نہ کہون گا لیجیے اب مین چُپکا بیٹھتا ہون ہنوز بختیارک
خاموش ہوا تھا کہ صابر نمد پوش عیار روبروے ہرمز و فرامرز آکر آداب و تسلیمات بجالایا
اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ آج روز مبارک ہی اور مقام خوشی کا ہی کہ ثریا شاہزادہ
زنگبار جو کرب غازی کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اور زخم بازو سے نہایت بیقرار تھا وہ صحیح
ہوا ہی اور اُس نے غسل صحت کیا ہی پوشاک تبدیل کی ہی عجب نہین کہ اسوقت وہ دربار
مین حضور کے آئے اور دو چار روز مین پھر اہل اسلام سے مجادلہ اور مقابلہ کرے ہرمز و
فرامرز یہ خبر فرحت اثر سُن کے خوش ہوے صابر نمد پوش تو خبر دیکر چلا گیا بعد اُس کے
جانے کے ثریاے تاجدار دربار فرزندان نوشیروان مین آیا ہرمز و فرامرز نے اُس کی
تعظیم کر کے قریب تر اپنے تخت کے اُسے دنگل پر بٹھایا اور کہا تمھارے تندرست ہونے
سے ہم کو کمال خوشی حاصل ہوئی ہی لہذا ہمین منظور ہی کہ اس خوشی کا جشن کرین یہ کہکر ملازمون
کو حکم دیا کہ ساقیان ماہرو و نازنینان خوش گلو کو جلد ہمارے روبرو حاضر کرو اور بزم عشرت
اور محفل عیش آراستہ کرو چنانچہ موافق حکم ملازمون نے اُسی وقت سامان کیا ساقیان گلعذار
کشتیان شیشہ ہاے بادۂ گلنار کی مع جام بلورین لیکر حاضر دربار ہوے اور بہ اشارہ
فرزندان نوشیروان ہر ایک پیر و جوان کو جام پر جام شراب ناب کے پلانے لگے دور جام مے گلگون
بے دغدغہ گردش فلک کجرفتار ہونے لگا ہرمز و فرامرز اور ثریاے تاجدار اور رہاج فیل گش
اور خوش گام وزیر وغیرہ جسقدر کہ دربار مین لوگ تھے سب بادہ کشی کر رہے تھے اور گزک سے

لغت یاب ہو رہے تھے جب سب حاضرین دربار خوب مے کشی کر چکے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بیرون دربار گئے بعد اُن کے جانے کے چند نازنینان خوبرو مشکبو عابد کش زاہد فریب پری جمال زہرہ خصال پشوازین رنگین پہنے ہوے خوب بناؤ کیے ہوے زیور نقرئی وطلائی پہنے ہوے مع اپنے سازندون کے بصد ناز و انداز دربار مین حاضر ہوئین اہل دربار حالت نشۂ شراب مین گھور گھور کر اُن کو دیکھنے لگے اکثر اُن مین سے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے بعضے بہ اشارۂ چشم وابرو اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ہم اپنا بے عذر و انکار نقد دل دیتے ہین اِس شرط پر کہ وصل سے اپنے ہمین شادکام کرو اپنے عارض گلرنگ کے بوسے دو وہ بھی اُنکو بہ اشارۂ ابرو یہ جواب دیتی تھین کہ ذرا اپنے ہوش مین آو ایسی باتون کا خیال دل مین نہ لاؤ ہم تمھارے شیشۂ شکستۂ دل کو لیکر کیا کرین اِس جنس کے ہم خریدار نہین ہین بعض اہل دربار سے عین نشۂ شراب مین اُن ماہرویون کو دیکھکر بے اختیار ہاتھ پھیلا کے کہتے تھے مطلع مؤلف ہجر مین دیکھو تمھاری چشم یہ پُر آب ہے ؛ آؤ سینہ سے لپٹ جاؤ کہ دل بیتاب ہے ؛ وہ نازنینان گلپیرہن وغنچہ دہن اُنکی گفتگوے عاشقانہ سُن کے اور مسکرا کے جواب مین اُنکے کوئی اشارۂ ابرو سے انکار کرتی تھی کوئی نظر عتاب سے اُنھین دیکھکر کثرت ناز وعشوہ سے اپنا مُنھ اُن کی طرف سے پھیر لیتی تھی کوئی مطربہ شوخی وشرارت سے اُن کے جواب مین انگوٹھا اپنا بیناز و انداز دکھاتی تھی فی الواقع وہ نازنینان خوش آواز سراپا ناز ایسی تھین بموجب

نظم

اُنھین ایک ایک شوخ دیدہ تھی
اور لکھوٹا بھی اُس پر خون جگر
بل پہ بل زلفین مُنھ پر لٹکاتی تھین
بے گنہ جیسے لاکھون مارے تھے

پردہ ناموس کا دریدہ تھی
انگڑیان وہ خمار آلودہ
مار بچیان کو لہرین آتی تھین

گھری گھری مسی وہ ہونٹون پر
سم آلود جام شراب مین سودہ
سُرخ گلرنگ لب وہ پیارے تھے

الحاصل اُن مین سے ایک قتال عالم نے بعد درست ہو جانے ساز سازندون کے بہ ناز و ادا خوب رقص کر کے یہ غزل مؤلف گانا شروع کی غزل مؤلف

مین نہ آزادی عشاق کا فرمان دیکھون
مین اگر رنگ لب احمر جانان دیکھون
گر نہ آئین رُخ قاتل پہ لٹک کر گیسو
چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہون لیکن
حشر پر وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہے
چشم جانان کا بصد ناز اشارہ ہے یہی
اے پری غیر کو خاتم نہ میرے سامنے دو
یاد آئے مرے رونے پہ کسی کا ہنسنا
دل مین مُردہ ہون نہ ارمان یہ جگر کہتا ہے
مین وہ ہون شیفتۂ زلف اگر سو جاؤن

یا الٰہی نہ خط عارض جانان دیکھون
پھر نہ تجکو کبھی اے لعل بدخشان دیکھون
ذبح کے وقت بھی اُسکا رُخ تابان دیکھون
کیا دکھائے مجھے اب گردش دوران دیکھون
یا خدا جلد رُخ مہر درخشان دیکھون ؛
کیون مین الفت سے سوے عاشق گریان دیکھون
بزم مین اسکو نہ مین رشک سلیمان دیکھون
گل کو مین گریۂ شبنم پہ جو خندان دیکھون
اپنے پہلو مین نہ مین گنج شہیدان دیکھون
چشم جانان کی قسم خواب پریشان دیکھون

پیشکش مین بھی کرون کچھ دُرِ مضمون سخن — اسطرف گر نظر لطف سخندان دیکھون
عشق مژگان کا ہر اک چارہ گر دل آئے ہو گر — کسطرح کھینچتے ہو دل سے یہ پیکان دیکھون
پھر ہوا مجکو جنون قصد کف پا کا یہ ہے — سیر رنج خلش خار مغیلان دیکھون
مہ جبینون کی محبت مین جو ہو جوش جنون — چاک مانند کتان اپنا گریبان دیکھون
اُنکے عارض پہ جو آجائین ہوا سے گیسو — برج مین سنبلہ کے مہر درخشان دیکھون
دولت حُسن سے لون درم بوسۂ رُخ — نہ اگر افعی گیسو کو نگہبان دیکھون
اے تصدق یہ ارادہ ہے مرا غیر کی قبل — جو ہر خنجر قاتل سر میدان دیکھون

جب یہ غزل مطربۂ مذکورہ نے بہ ناز و انداز و بہ غمزہ و کرشمہ گا کر تمام کی جملہ اہل دربار نے اکثر اشعار غزل جو یاد کر لیتے تھے اُن کی تعریف کر کے اُس کے گانے اور ناچنے کی ثنا کی ہرمز و فرامرز اور ثریائے تاجدار نے موتیون کے ہار اور اشرفیان اور جواہر رنگا رنگ ٹی مُشت اُسے انعام مین دیکے رخصت کیا بعد ازان اور جو ماہرویان بے نظیر وہان حاضر تھین اُن مین سے فرداً فرداً مثل مطربۂ سابق رقص و نغمہ کرنے لگین اہل دربار مسرور و شاد ہونے لگے غنچہ ہائے دل اُن کے کثرت خوشی سے شگفتہ ہونے لگے ہائین کی کمک تا فلک جانے لگی پیر فلک بھی باوجود پیر خمیدہ قامت ہونے کے اپنی گردش بھول گیا جھک جھک کر اُن نازنینان خوبرو و خوش گلو کا رقص و نغمہ دیکھنے اور سُننے لگا کئی روز تک اسیطرح بزم عیش و طرب آراستہ رہی بعد چند روز کے جلسۂ عیش و طرب برخاست ہوا بعد اختتام جشن ایک روز ثریائے تاجدار شاہزادہ زنگبار قریب شام لباس نادر و نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر بغیر کسی کی اطلاع کے لشکر حمزۂ صاحبقران مین اُس وقت گیا کہ بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تشریف رکھتے تھے حمزۂ صاحبقران و جملہ سرداران موجودہ دربار دنگلون پر شیرانہ بیٹھے تھے یکایک ہرکارے روبروے سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور مجراگاہ سے بدستور قدیم مجرا کر کے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ فلک بارگاہ اِس وقت ثریائے تاجدار شاہزادۂ زنگبار جو کرب غازی کے ہاتھ سے ہنگام مقابلہ زخمی ہوا تھا اب اُس نے غسل صحت کیا ہے اور لباس نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہوکر حضور کے لشکر تک تنہا آیا ہوا اور رُخ اُس کا سوے دربار حضور ہے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ خبر دیکر دربار سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوے اِدھر بادشاہ لشکر نے جانب امیر دیکھا امیر با توقیر نے مافی الضمیر دریافت کر کے فے الفور جمہور کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا شاہزادۂ موصوف فوراً ثریائے تاجدار کا استقبال کر کے اُسے دربار مین لایا اُس وقت اشارۂ امیر با توقیر سے اکثر سردار واسطے اُسکی تعظیم و تکریم کے اُٹھے ثریائے تاجدار بعد بجا لانے آداب و تسلیم بادشاہ لشکر اور امیر کشورگیر کو بموجب اشارۂ حمزۂ صاحبقران کُرسی جواہر نگار پر قریب امیر با توقیر بیٹھا امیر با توقیر نے مزاج پوچھا اُسنے کہا آپ کی برکت دعا سے اب اچھا ہون اِس وقت دل گھبرایا

تھا آپ کی خدمت عالی مین حاضر ہوا یہ کہکر دربار کو چہار جانب دیکھا بعدہ امیر باتوقیر سے
مخاطب ہو کر پوچھا کہ ای امیر باتوقیر اِس دربار مین کرب غازی معلوم نہین ہوتے ہین کیا
کہین گئے ہین امیر باتوقیر نے مصلحتاً سُن کے جواب نہ دیا اور مصلحت یہ تھی کہ ثریاے تاجدار
ابھی تک حالت کفر مین ہی اور اِس وقت ہمارا مہمان ہی اگر اِس سے کہا جاے گا کہ توہی نے
تو اپنے عیار کو بھیجکر اُس بہادر کو بیہوش کرا کر اپنے لشکر مین قید کیا ہی تو اُسے ملال ہوگا اِسوجہ
سے امیر باتوقیر نے جواب نہ دیا اور اور باتین کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے پھر ثریاے تاجدار
نے پوچھا کہ ای امیر باتوقیر کرب غازی کیا کہین گئے ہین کہ اس دربار مین نظر نہین آتے
ہین امیر باتوقیر نے پھر مصلحت مذکورہ سے جواب نہ دیا مرتبہ سوم ثریاے تاجدار نے پھر
اعادہ اِسی کا کیا اُس وقت امیر باتوقیر نے کہا اچھا جب تم یہان سے اپنے لشکر مین جاوگے اُسوقت
تم سے اُس بہادر کا احوال کہا جاے گا ثریاے تاجدار یہ سُن کے خاموش ہوا اُس وقت
امیر باتوقیر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ثریا کو گو نہ ہم اہل اسلام سے الفت ہی اور فی الحال
اسکو صحت بھی حصول ہوئی ہی اور اپنا مہمان بھی ہی مناسب وقت یہ ہی کہ اسکی خاطرداری اِس حد
پر کی جاے کہ آئینہ دل سے اسکے زنگ کفر خواہ ابھی یا بعد چند روز کے دور ہو جاے اور ہمارا
شریک حال ہو جائے یہ تصور کرکے حکم دیا کہ ساقیان گلپیرہن و گلبدن کشتیان شراب ناب
کی مع ساغر بلورین لیکر جلد حاضر ہون اور چند نازنینان خوبرو اور خوش گلو جنکا مثل و نظیر زیر
چرخ پیر نہو وہ بھی مع اپنے سازندون کے دربار مین حاضر ہو کر اپنے رقص و نغمہ سے دلون کو
شاد کرین بموجب حکم فوراً اول ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب گلرنگ کی مع جامہاے
بلورین لیکر بہ ناز و انداز دربار مین آئے اور حکم امیر باتوقیر سے ثریاے تاجدار کو اور جملہ
اہل دربار کو جام پر جام شراب ناب کے پلانے لگے اِسی طرح تا دیر دور جام مے گلرنگ رہا بعد
مے کشی تشتریان انواع و اقسام گزک کی روبرو خدام نے رکھین ثریاے تاجدار وغیرہ نے
بالاے مے گزک سے لطف بیحد اُٹھایا بعدہ نازنینان خوبرو مشکبو زہرہ مثال حور خصال مع اپنے
سازندون کے دربار مین حاضر ہوئین اُن مین سے ایک مطربہ خوش جمال نے بعد درستی ساز
خوب رقص کرکے اہل دربار کو اپنا دیوانہ بناکے یہ غزل شروع کی

غزل

کرون کیونکر نہ مے نوشی نہین بس ہی مقدر سے — مرا خط جبین ملتا ہوا ہی خط ساغر سے
بگولے کی طرح سے دشت مین پھرتا ہون آوارہ — بھلا مجھ خانمان برباد کو کیا کام ہی گھر سے
رقم خون جگر سے ہون لب لعلین کی وصف ایدل — صفت دانتون کی ہو تحریر آب سلک گوہر سے
شکار مرغ دل کرتا نہین تیر نظر اُن کا — تعجب ہی کہ باز آنکھین چُراتا ہی کبوتر سے
چلا ہی لیکے خط شوق جو مجھ سوختہ جان کا — دم پروانہ اُڑتے ہین شرر بال کبوتر سے
دلا یہ ریش زاہد بھی عجب دھوکے کی ٹٹی ہی — کہ افزون پردہ عصیان کو ہی سد سکندر سے
اگر تلوار تیری جادہ ملک عدم ہوگی — گرونگا قطع او سفاک اُس منزل کو مین سر سے
ہمارا دل غنی ہی اپنے خالق کی کریمی پر — گدا سے کچھ غرض ہمکو نہ مطلب ہی تونگر سے

مہ گلرنگ کس مشکل سے ساقی ہاتھ آئی ہی	صراحی سے لیا ساغر نے مونھ شون نے ساغر سے
بتون کی یاد مین حق تو یہی زاہد بھی حیران ہی	تعجب ہی نمایان نعرۂ اللہ اکبر سے
گل داغ دل اِس کثرت سے نذر اسکو دیے ہمنے	فراغت عمر بھر اب ہوگئی پھولون کی زیور سے
بری قسمت کی دیکھو جب چلا گھر سے وہ نازک	پکڑ کر پانون مہندی نے کہا بیٹھو اب جا گھر سے
ملاقات آج اچھے وقت زاہد سے ہوئی افضل	مین جاتا تھا نکلتا تھا وہ میخانہ کے اندر سے

جب غزل مندرجۂ بالا مطربہ مذکورہ نے تمام وکمال گا کر ختم کی اہل دربار نے اُس کی بجائے خود
تعریف کی خصوصاً ثریاے تاجدار نے خوش ہو کر اُس کی بہت ثنا کی چونکہ اُس وقت ایک پاس شب
گذری تھی مطربہ مذکورہ کو امیر با توقیر نے انعام کثیر دلوا کر رخصت کیا اور دیگر نازنینان خوبرو بھی
انعام اپنے حاضر ہونے کا لیکر رخصت ہوئین اُسوقت ثریاے تاجدار نے پھر امیر با توقیر سے
عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون بموجب وعدہ حال کرب غازی بیان فرمائیے
امیر با توقیر نے کہا اے شاہزادہ ثریاے تاجدار بسا تعجب ہی کہ تمہاری ہی خواہش سے
ایک امر ہوا اور تمہین اُسکا استفسار ہم سے کرو آپ ہی تم نے اپنے عیار ہشام تیز پران کو
بھیجکر بہ عیاری و مکاری سفوف بیہوشی سے اُس دلاور کو بیہوش کرا کے پشتارہ اُس کا منگوا کر اپنے
لشکر مین اُسے قید کیا ہی اور اب ہم سے اُسکا احوال پوچھتے ہو یہ امر تمھاری شجاعت و دلاوری
سے بعید تھا شاہزادہ ثریاے تاجدار یہ احوال سُنکے متحیر ہوا اور امیر با توقیر سے عرض کرنے لگا
کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اِس احوال سے مطلق آگاہی نہین ہی یہ کارروائی
اور کسی شخص کی ہوگی خیر اس امر کو جا کر دریافت کرتا ہون امیر با توقیر نے فرمایا کہ ایک کرب غازی
پر کیا موقوف ہی ہشام تیز پران تمھارا عیار لندھور بن سعدان کو بھی لے گیا ہی دیکھو وہ بہادر دونو
کے ونگل خالی ہین ثریاے تاجدار نے کہا اب مین امیدوار رخصت کا ہون امیر با توقیر نے
بخوشی اُسے اجازت جانے کی دی ثریاے تاجدار اُٹھکر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر
عالی مقام کو آداب و تسلیم کرکے دربار سے باہر آکے اپنے مرکب پر سوار ہوا پھر اپنے لشکر مین
آیا چونکہ وقت شب کا تھا کچھ خیال کرکے اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا جب صبح ہوئی بیدار ہو کر دربار
ہرمز فرامرز مین روبرو زرہاج فیل کش کے ہشام تیز پران کو طلب کیا اور بہ قہر وغضب
اُس سے پوچھا کہ کیا تو لندھور اور کرب غازی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس نے عرض کیا
مین خود اپنی خواہش دل سے نہین لایا بلکہ زرہاج فیل کش آپ کے اُستاد کے ارشاد سے بیشک
دونون بہادرون کو بہ عیاری سفوف بیہوشی سے بیہوش کرکے لایا ہون وہ لشکر مین حضور کی قید
مین ہین ثریاے تاجدار نے اُس سے کہا او نابکار تو نے مجکو مردان عالم مین ذلیل و رسوا کیا
عزت و آبرو میری خاک مین ملا دی تیری اس حرکت سے میری شجاعت و دلاوری پر حرف
آگیا سخت تو نے مجھے ذلیل و خوار کیا تو نے ہم سے اِس بارے مین کیون نہ اجازت لی
ہشام تیز پران نے عرض کیا بیشک یہ مجھ سے خطا ہوئی کہ مین نے اس امر مین آپ سے اجازت
نہین لی اس خطا کو میری معاف فرمائیے اب بار دیگر بغیر آپ کے حکم کے ایسی حرکت نہ کرونگا

ثریاے تاجدار نے کہا جلد کرب غازی کو ہمارے پاس لے آوہ بہ موجب حکم گیا اور
قیدخانہ سے کرب غازی کو کہ مسلسل و مطوق تھے سرا زنجیر کا پکڑے ہوے روبرو ثریا کے
لایا جب کرب غازی دربار ہرمز و فرامرز مین آیا بہ آواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا
اُن لوگون پر جو خدا کو واحد و لاشریک جانتے ہون اور نبی اپنا ابراہیم خلیل اللہ کو بصدق
دل جانتے ہون اُس وقت تمام اہل دربار نے تو خداے نادیدہ کا نام اور ذکر سُن کے اپنے
کانون مین برہم ہوکر اُنگلیان رکھین تاکہ خداے نادیدہ کا نام اور ذکر اُسکا سُنائی نہ دے لیکن
ثریاے تاجدار نے جواب دیا وعلیکم السلام اے کرب غازی آئیے مین آپ کا منتظر
تھا ہنوز کرب غازی کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ زرہاج فیل کش نے نہایت غضبناک ہوکر ثریا
سے کہا کہ او نالائق تو نے اپنے دین آبائی سے ہاتھ اُٹھایا اہل اسلام کے طریقے اختیار کر لیے مذہب
حق کو چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش کرنے لگا بیدین ہوگیا مثل لندھور بن سعدان کے
تو نے بھی اہل اسلام کے طریقے اختیار کرنے شروع کیے یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارا اُستاد ہمارے
پاس بیٹھا ہوا اسکے روبرو ایسی حرکت نالائق نہ کرین کاشکے تو مرجاتا اور خداے نادیدہ کا نام
اپنی زبان پر جاری نہ کرتا یہ کہکر غصہ سے اُٹھا اور ثریاے تاجدار کی طرف چلا ثریاے تاجدار
بھی اپنی جگہ سے اُٹھا تھا کہ اُستاد کو غصہ ہے دربار سے چلا جاؤن لیکن پیر فرش کی جو ٹھوکر لگی
مُنھ کے بل فرش پر گرا اُسی وقت زرہاج فیل کش نے موقع پاکر ایک طمانچہ زور سے اُس کی
عارض پر مارا اور کہا او نالائق دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون ایسی سزاے سخت دون کہ
تو بھی یاد کرے یہ کہکر جلاد کو طلب کیا اور طوق و زنجیر وغیرہ اُسے پنہا کر سرزنش کرنی شروع
کی ثریاے تاجدار ہرچند کہ اُستاد سے قوت مین قوی تر تھا اگر چاہتا تو اُستاد کے دست
و پا توڑ ڈالتا مگر بپاس و لحاظ اُستاد کے چُپکا رہا اور اُستاد پر ہاتھ نہ اُٹھایا مگر ضبط جوش شجاعت
سے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور سر جھکا کے بیٹھا جب یہ حال کرب غازی نے دیکھا دلمین
خیال کیا کہ ثریاے تاجدار کا یہ حال اے کرب غازی محض تیری دوستی مین ہوا ہی اب
تجکو بھی لازم ہی کہ اُسکی یاری و مددگاری کر اور اُسکے اُستاد کافر نالائق کو کچھ سزا دے اور
اِس بہادر کا انتقام اُس نافرجام سے لے یہ امر ذہن نشین کرکے فوراً کثرت شجاعت سے
اُن بیڑیون اور ہتکڑیون کو مانند تار عنکبوت کے جہٹکر توڑ کر زمین پر پھینکدیا اور نعرہ کیا کہ او
زرہاج فیل کش ہمارے سامنے ہمارے دوست ثریاے تاجدار کو سخت و سُست کہتا
ہی اور طمانچہ مارکر قید کیا ہی او حرامی نابکار ٹہر جا کہ تیرے مُنھ کو طمانچون سے لال کردون اور تیری زبان
کو گدی سے کھینچ لون ارے تو نے ابھی دلاورون کو نہین دیکھا ہی کہ اہل دربار کو تن تنہا بے تیغ
و سپر خاک و خون مین غلطان کر دیتے ہین یہ نعرہ کرکے ایک حلقہ زنجیر کا اُٹھاکر اُس ملعون کیطرف
چلا زرہاج فیل کش اُسکی گفتگوے سخت سُن کے بدرجہ کمال غضبناک ہوکر اُٹھا اور
کرب غازی کی طرف دوڑکر ایک گھونسا بہ قوت تمام کرب غازی کے پہلو پر مارا یہ نابکار
گھونسا اِس طرح مارتا ہی کہ اگر فیل پر بھی مارے تو وہ بھی چیخ کر بیٹھ جاے لیکن اُسکو اپنی پہلوانی اور

گھونسے پر نازہی ہر چند کہ اُس نے موافق عادت حریفانہ کرب غازی کے گھونسا مارا لیکن
کرب غازی کو چندان صدمہ نہین ہوا اِس وقت اس بہادر نے بھی وہ ٹکڑا زنجیر کا ہاتھ سے
پھینک کر اُسکے بھی پسلیون پر اس طرح گھونسا مارا کہ وہ آہ کرکے بیٹھ گیا لیکن بعد ایک لمحہ کے اُٹھکر
نہایت برہم ہو کر دامن گردانکر کرب غازی کے لپٹ گیا یہ بہادر بھی اُس سے لپٹ کر عین دربار
ہرمز و فرامرز مین بالاے فرش کشتی لڑنے لگا حسب اتفاق اُس وقت چند عیاران لشکر اسلام
بہ شکل مبدل دربار ہرمز و فرامرز مین موجود تھے وہ یہ احوال دیکھ کر بے اختیار اپنے لشکر کی
طرف روانہ ہوے اور خدمت امیر باتوقیر مین جاکر بعد بجا لانے آداب و کورنش کے یون
عرض کرنے لگے کہ ای امیر باتوقیر اس وقت ثریاے تاجدار نے کرب غازی کو قیدخانہ
سے طلب کیا تھا اور کرب غازی نے دربار ہرمز و فرامرز مین آکر سلام کیا تھا اور تو کسی نے
جواب نہین دیا لیکن ثریاے تاجدار نے اُسکے سلام کا جواب دیا اِس امر پر زرہاج فیل کش
اُس کے اُستاد نے اُسے سخت و درشت کلام کہکر زنجیر و طوق میں گرفتار کیا اور ایک طمانچہ
اُسکے رخسار پر مارا وہ بوجہ پاس و لحاظ اپنے اُستاد کے خاموش ہو رہا اِس اثنا مین کرب غازی
کو اُسکے گرفتار ہونے کا ایسا ملال ہوا کہ زنجیر و طوق وغیرہ کو زور کرکے توڑ کے پھینک دیا اور
زرہاج فیل کش کی طرف بہ قصد کچھ سزا دینے کے بڑھا تھا کہ زرہاج فیل کش بد انجام نے
اُسے ایک گھونسا مارا کرب غازی نے بھی اُسے گھونسا مارا وہ آہ کرکے بیٹھ گیا اب زرہاج
اُس بہادر سے سر دربار کشتی لڑ رہا ہی باقی خیریت ہی امیر باتوقیر و دیگر سرداران لشکر امیر کشورگیر
یہ خبر وحشت اثر سُن کے اُسی وقت اکثر بہ شکل مبدل اور بعض بہ صورت اصلی چادر وغیرہ سے
مُنھ چھپا کر فی الفور دربار ہرمز و فرامرز مین گئے اور کشتی دیکھنے لگے جب کشتی کو زمانہ چار پہر کا گذرا
زنگیان لشکر ثریاے تاجدار نے باہم مشورہ کرکے چاہا کہ کرب غازی کو یورش کرکے ہلاک
کرین اور زرہاج فیل کش کو اُسکے پنجۂ سخت سے بچائین یہ مشورہ کرکے صد ہا زنگیون نے تلوارین
نیامون سے کھینچ کر واسطے بچانے زرہاج فیل کش کے اور قتل کرنے کرب غازی کے حملہ
کرنا چاہا ثریاے تاجدار نے یہ رنگ دیکھکر فی الفور زنجیر وغیرہ کو مثل کرب غازی کے
توڑ کر پھینکدیا اور اُن زنگیون سے کہا تم اِس بارے مین کیون دخل دیتے ہو اُنھون نے
کہا اِس مسلمان کو ہم ضرور قتل کرینگے کیونکہ زرہاج فیل کش کا یہ حریف ہی اِدھر تو بہ اشارہ
ثریاے تاجدار اور زنگیون سے گفتگو ہو رہی تھی ہرمز و فرامرز نے بختیارک نابکار کی
صلاح سے اپنے لشکر کے افسران فوج سے کہا کہ تم سب مع فوج اُس بہادر کو گھیر کر
قتل کر ڈالو کیونکہ یہ دلاور اکیلا ہی کوئی اِسکا مددگار یہان موجود نہین ہی افسران فوج حسب الحکم
اُٹھے تھے فوج کو مسلح و مکمل ہونے کا حکم دیا تھا کہ عیاران لشکر ہرمز و فرامرز نے فرزندان
نوشیروان سے سرگوشی مین عرض کیا کہ حضور اِس ارادے سے باز رہین تو بہت مناسب ہی
بہ این وجہ کہ حمزۂ صاحبقران اور بہت سے سرداران لشکر امیر باتوقیر بہ شکل مبدل اِسجگہ
موجود ہین اگر کوئی کرب غازی کو ہاتھ بھی لگاے گا تو حمزۂ صاحبقران وغیرہ دریاے خون

اِس دربار مین بہادر ینگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار کر دینگے ہزارہا مردمان سیاہ کے سر و تن
مین جدائی ہوجائے گی آیندہ آپ کو اختیار ہی ہرمز و فرامرز تو عیارون کے اِس حال سے
باخبر ہوکر بجاے خود فکر کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے لیکن زنگیان بدخواہ و درشت رو ایسے برہم
ہوے کہ اُنھون نے ثریاے تاجدار کا کہنا نہ مانا اور بے خوف و خطر کرب غازی پر حملہ کیا
ثریاے تاجدار اُنکا سد راہ ہوکر اُن سے لڑنے لگا اُسوقت ایک طرف سے امیر با توقیر
نے نعرہ کیا اور دوسری طرف سے اور سردارون نے بھی نعرے کرکے تلوارین کھینچ کر
شریک ثریاے تاجدار ہوکر زنگیون سے لڑنے لگے تلوار چلنے لگی ہا وہوے دلیران کی
صدائین بلند ہوئین زنگیان بدخو قتل ہونے لگے لاشے اُن کے زمین پر متواتر گرنے لگے فرش
سفید دربار کا اُن کے خون سے سراسر سُرخ ہوگیا دربار درہم و برہم ہوگیا اُس وقت ہرمز
و فرامرز بھی مع اپنی تمامی فوج کے اُن زنگیون کے شریک ہوکر اہل اسلام سے لڑنا
شروع کیا اور امیر با توقیر وغیرہ کو گھیر لیا چونکہ نعرۂ امیر با توقیر کی صدا چند کوس تک بموجب
بیان کرنے داستان گویون کے جاتی ہو لشکر اسلام تو قریب فروکش تھا سعد بن قباد نے
جو آواز نعرۂ امیر با توقیر سنی متردد ہوے اتنی دیر مین ہرکارون سے مفصل احوال لڑائی کا بادشاہ
لشکر اسلام کو معلوم ہوا فوراً جملہ فوج مسلح و مکمل اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور حمزۂ صاحبقران
اور دیگر سردارون کے قریب پہونچ کر فوج کو حکم دیا کہ مردمان سیاہ حریف کو قتل کرو چنانچہ
حسب الحکم تمامی مردم سپاہ اہل اسلام نے اپنے حربے سنبھال کر اُن پر حملہ کیا دونون لشکر
مل گئے جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہونے لگی بموجب نظم مؤلف

معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو
ہوا تیرہ سپہر لاجوردی
ہوے تھے زندے کب نعرے سے مضطر
کہ شاخ اُسکی ہوئی تھی شاخ گلریز
بھری ایسی عقاب تیر مین باد
وہ زین کیا دامن صحرا تھا رنگین
ہوا یہ گرد سے آلودہ وہ ماہ
ہوا رخت جہان کعبہ کا ہم رنگ

کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو
زمین صرف ہوا تھی صورت دود
کہا مردون نے بھی محشر ہو محشر
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب
کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شفق سرخ کیونکر ارض صحرا
ہوا دریاے مغرب مین فرد ماہ

کھون کیا فوج کین کی پایمردی
ہوا کا رنگ تھا خاکستر آلود
سنانِ نیزہ کا تھا شعلہ یہ تیز
صداے بوق سے تھا کوہ سیماب
ہوا تھا موجۂ خون ہر تیر از زین
گرا تھا تیغ سے لاشے پہ لاشا
اُڑا پھر یہ غبار لشکر زنگ

جب لڑتے لڑتے زمانہ چار پہر کا گذرا صداے موذن کان
مین آئی گھڑیالی نے گجر بجایا مرغان خوش نوا کی صدائین کان مین آئین سب نے جانا کہ صبح ہوئی
ورنہ کثرت گرد و غبار سے ایسی تاریکی تھی کہ شب و روز مین تمیز نہ ہوتی تھی برق شمشیر بہادران
ابر سپاہ مین ہر سو چمکتی تھی دلاور بسان رعد نعرے کر رہے تھے مردمان سپاہ بحد و بے شمار
قتل ہو ہو کر زمین پر گر رہے تھے دربار مین کرب غازی اور رزباج فیل کش سے اُدھر
کشتی ہو رہی تھی زنگیان مردم خوار کا وہان ہجوم تھا اہل اسلام اُن کو آگے بڑھنے نہ دیتے
تھے خود قتل ہوتے تھے اور اُن کو قتل کرتے تھے ناگاہ بقدرت پروردگار وہ زنگیان مردم خوار

جنگ وجدال سے عاجز ہو کر پسپا ہوئے اُن کے ہٹنے سے مردم سپاہ ہرمز و فرامرز بھی کسی قدر
پیچھے ہٹے تھے اہل اسلام خوش ہو کر آگے بڑھے تھے یکایک جانب صحرا سے غبار عظیم بلند ہوا
مردم سپاہ جانبین باوجود مشغول ہونے جنگ وجدال کے اُس طرف دیکھنے لگے اکثر اہل اسلام نے
اپنے دل مین کہا کہ کیا اچھا ہو جو اس وقت کوئی شاہ و شہریار یا کوئی سردار ہماری مدد کو آجائے
اور لشکر حریف پر اُس طرف سے حملہ ور ہو ادھر سے ہم حملہ کرین بیچ مین لشکر بدخواہ ہو جائے
کسی طرف کوئی بھاگنے نہ پائے آج ہی جملہ حریفون کا خاتمہ ہو جائے ہرمز و فرامرز وغیرہ
دشمنون کا تیغ آبدار سے سر قلم کرین ہم سب خوش ہون کفار اُن کے قتل ہونے کا غم کرین
اُدھر کفار حالت اضطرار مین کہتے تھے کہ اگر یہ کوئی بادشاہ ہماری مدد کو آتا ہو تو خیر نہ بھاگینگے
ورنہ اب قدم میدان مین نہین جمتے ہین تھوڑی دیر مین گریزان ہونگے ہنوز کفار باہم یہ کہتے
تھے کہ نیچہ ہوا سے دامن گرد پارہ پارہ ہوا سب نے دیکھا کہ نریمان بن قنطورشاہ دو لاکھ سوارون
کی جمعیت سے آتا ہو اہل اسلام نے افسوس کر کے کہا کہ اگر یہ بیدین کفار کی مدد کو اس وقت
نہ آتا تو تھوڑی دیر مین لشکر کفار کو بھگا دیا تھا مگر اب مشکل ہو ابھی اہل اسلام یہ کہ رہے تھے کہ
قنطورشاہ کا فرزند جنگ مغلوبہ کو دیکھکر ہرمز و فرامرز کے لشکر کو نظر کر کے فرزندان
نوشیروان سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہنے لگا کہ اے شاہزادگان ذیوقار نہ گھبرایئے گا
ہم آپہونچے اعدا کو اب بھاگنا دشوار ہوگا یہ کہ کر شریک ہرمز و فرامرز ہو کر سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام کی سپاہ سے مصروف جنگ ہوا اُسکی سپاہ بھی لڑنے لگی اب زنگیون
کے اور فوج ہرمز و فرامرز کے بھی قدم جمے بھاگنے کا خیال دل سے دور ہوا ہر ایک بیدین
بڑھ بڑھ کر حریف کو ٹوک ٹوک کے وار کرنے لگا اہل اسلام جو بڑھتے جاتے تھے اب ایک
جگہ جم کے لڑنے لگے اور سب نے اپنے اپنے دل مین یہ عہد کر لیا کہ بھاگنا تو کیسا قدم بھی پیچھے
نہ ہٹائینگے اگرچہ تیغ و خنجر سے سر بھی تن سے اُتر جائینگے اگر زندہ رہے تو مردان عالم مین
سرخ رو ہونگے اور اگر کفار کے ہاتھ سے قتل بھی ہوئے تو درجۂ شہادت سے فائز ہونگے یہ عہد
کر کے گریبان اپنے چاک کیے لباس کو گویا بصورت کفن بنایا زندگی مین اپنے تئین مردہ
تصور کیا نیامون کو توڑ کے پھینک دیا اکثر اُن مین سے سوئے فلک دیکھکر خداوند کریم
کی عنایت و فضل پر نظر کر کے اپنے دل مین اِس طرح برائے فتح و ظفر دعا کرنے لگے کہ بموجب نظم

الٰہی در گذر از اعمال زشتم
الٰہی ذات تو بندہ نواز است
عطا از لطف خود کن مقصد من

کمن محسوب کار بد سرشتم
نگردد از در تو محروم سائل
بر آور از ترحم مرصد من

الٰہی درگہ تو بے نیاز است
شود ہر گونہ مقصود حاصل

یہ دعا بعد خضوع و خشوع
درگاہ خدا مین کر کے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر اعدا سے دلیرانہ لڑنے لگے جسکے تلوار
جھپٹ کے لگائی اُسے جلد راہ عدم دکھائی کسی کافر کو تیر کا نشانہ کیا کسی بیدین کو زخمی دلیرانہ
کیا کسی حریف کے سر پر ضرب گرز لگائی کبھی کسی بداندیش کی وار سے صورت اجل نظر آئی
سواران لشکر اسلام تو کفار سے اس طرح لڑ رہے تھے جیسا کہ تحریر کیا لیکن حمزۂ صاحبقران

اور جملہ سرداران لشکر اسلام وہ جنگ رستمانہ کرتے تھے کہ زمین اُن کی ضربون سے اور نعرون سے ہلتی تھی کشت حیات اعدا کی آنًا فانًا خاک مین ملتی تھی جسکے سر پر تلوار لگاتے تھے راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرتے تھے اُس جنگ مغلوبہ مین اعدا گوشہ امن و امان ڈھونڈھتے پھرتے تھے کئی کوس کے گردے مین تلوار زور و شور سے چل رہی تھی بہادرون اور دلاورون کی ہر ایک دل کی آرزو میدان جنگ مین نکل رہی تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کی تلوار اِس طرح چل رہی تھی کہ بہ مقتضاے نظم

تڑپتی تھی میدان مین وہ مثل برق
گراتی تھی ہر صف مین اعدا کی فرق
کبھی تھی سوارون کو وہ روندتی
پیادون کی صف مین کبھی کوندتی
بہادر جو تھے مورچون پر ڈٹے
قدم اُنکے بھی رن سے پیچھے ہٹے
ہزارون ہوئے اسکی ڈر سے ہلاک
ہزارونکا قصہ کیا دم مین پاک
بڑا بول مُنھ کا نوالہ ہوا
صفین اُلٹین برہم رسالہ ہوا

جب آفتاب بلند ہو کر سر پہ آیا یعنے وقت دوپہر کا آیا حمزۂ صاحبقران و جملہ سردارون کی کارزار سے سپاہ اعدا بہت قتل ہوئی تھی اور مابقی پسپا ہونے لگی تھی اہل اسلام کو امید تھی کہ صورت فتح و نصرت آئینۂ عرصۂ نبرد مین نظر آئے گی ناامیدی و یاس دل مضطر سے بعنایت یزدی نکل جائے گی لیکن مصلحت پروردگار یہ تھی کہ ابھی فتح حاصل نہ ہو اور کثرت شادی و خوشی سے شگفتہ غنچۂ دل نہ ہو کیونکہ اسیوقت اہل اسلام فتحیاب ہوتے کیونکہ ہر ایک امر نیک و بد جو حق تعالی کیطرف سے مقرر و معین ہے وہ اپنے وقت پر ہوتا ہے جیسا کہ قول کسی اہل عرب کا ہے کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا چنانچہ باعث جلد نہ ہونے فتح و ظفر کا یہ امر ہوا کہ سوے بیابان ناگہان پھر گرد عظیم نمایان ہوئی اکثر مردمان لشکر جانبین دیکھنے لگے اور دل مین خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب کون واسطے مدد کے آتا ہے تھوڑی دیر مین وہ گرد ہوا سے دفع ہوئی کفار وغیرہ نے دیکھا کہ خاقان گردون اساس کئی لاکھ سپاہ آزمودہ کار کی جمعیت سے آتا ہے یہ دیکھکر کافرون کے دل خوش ہوے اہل اسلام ملول ہوے اور دل مین کہنے لگے کہ ہرمز و فرامرز کے حمایتی آج متواتر چلے ہی آتے ہین جب کفار پسپا ہوتے ہین ایک نہ ایک شاہ و شہریار بہر مدد آجاتا ہے کفار راہ گریز پر قدم نہین رکھتے ہین دیکھیے اِس جنگ عظیم کا کیا انجام ہوتا ہے چھ پہر سے زیادہ اِس لڑائی کو ہوا دیر تو ہوئی ہے اب دیکھیے یہ لڑائی کب تک ہوتی ہے لاکھون مردمان سپاہ قتل ہوچکے ہین صدہا مردمان لشکر جانبین زخمی ہین دریاے خون عرصۂ نبرد مین موج زن ہے کوسون تک رن پڑا ہے پیر فلک جھکا ہوا سیر خوب دیکھ رہا ہے خونریزی مردمان سپاہ اسکو بدل مرغوب ہے یہ جفا جو اہل زمین کا عدو ہے ہنوز اہل اسلام دل مین یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ خاقان گردون اساس قریب تر آکے جنگ عظیم دیکھکر متحیر ہوا پھر ہرمز و فرامرز پر وقت تنگ دیکھ کے فوراً اُن کا شریک ہو کر اہل اسلام پر مع فوج سخت حملہ آور ہوا اُسی دم کڑکیتون نے لشکر کفار کے بہ آواز بلند ہر ایک صف اور ہر ایک رسالہ مین جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر کہا اشعار

یہ کرڑ کیتون نے بڑھ کے پھر دی صدا
خبردار ہوشیار رہو تم ذرا
اُٹھو ڈٹ کر چلو سب کے سب مثل تیغ

بڑھے آبرو جو لے آب تیغ
یہی وقت ہے اور یہی گھات ہے
عدو کو کرو قتل کیا بات ہے

انھین گھیر کر مارو جانے نپائین
عدم کی طرف اہل اسلام جائین

جب یہ کرڑ کا کرڑ کیتون سے کفار نے سنا سب نے یکبارگی حملہ کیا اُس وقت اگرچہ اہل اسلام سخت مضطر ہوے لیکن معرکۂ جنگ سے عاجز ہوکر قدم اپنے جنگاہ سے نہ ہٹائے ہرچند کہ اس حملۂ سخت سے بہت سے اہل سلام جان بحق تسلیم ہوے مگر شجاعت و مردانگی نے بھاگنے نہ دیا قدم میدان مصاف مین سب نے جمائے کفار کی یورش کے صدمے اُٹھائے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار خوب چل رہی تھی پیدل و سوار لشکر جانبین کے متواتر قتل ہو رہے تھے بہادر عرصۂ نبرد مین جانین اپنی کھو رہے تھے کسی کا سینہ پر کینہ اور کسی کا تیر تھا کوئی دیندار مقتول خنجر و شمشیر تھا کوئی زخمہاے بیحد سے مرکب سے زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل خاک پر طپان تھا کوئی سرکش و جفا جو کثرت زخمہاے کاری سے ایڑیان خاک پر رگڑ کر نوبت بجان تھا کسی خود سر کا سر پر غرور تھا اور کسی کا گرز گاو سر تھا کسی دیندار کا سینہ صاف تھا اور کسی کافر کا تیر و تبر تھا غرضکہ میدان جنگ مین ایسی لڑائی ہو رہی تھی کہ شاید ایسی جنگ کبھی نہ ہوئی ہوگی بازار اجل گرم تھا حرارت آفتاب سے اُس وقت ہر ایک تیغۂ فولادی بھی نرم تھا جناب ملک الموت کو اُس وقت قبض ارواح کفار و اہل اسلام مین نہایت پریشانی تھی اور آنکے تابعین کو بھی اُس دم از حد حیرانی تھی ایک شخص کی قبض روح اچھی طرح کرنے نہ پاتی ہو کہ سو آدمی زخمی ہوکر زمین پر گر کے سفر ملک عدم کا ارادہ کرتے تھے ناگاہ کرب غازی نے اُسی جنگ مغلوبہ مین قریب شام زرہاج فیل کش کو دو روز کے بعد نعرۂ اللہ اکبر کرکے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے زمین سے اُٹھایا اور مثل سپر اُسے ہاتھ پر بلند کیا اہل سلام نے نعرۂ خوشی بلند کیے کفار نے غضبناک ہوکر پھر کرب غازی پر حملہ سخت کیا اور کرب غازی نے زرہاج فیل کش کو سپر قرار دیکے وار اُن کے روکنے کا ارادہ کیا یہ حال دیکھکر زنگیان زشت خو وغیرہ وار کرنے سے باز رہے کرب غازی اُسیطرح لڑتا ہوا کافرون کو تہ تیغ کرتا ہوا آگے بڑھا جب زنگیون نے دیکھا کہ زرہاج فیل کش زیر ہوگیا اور اِس قدر ہم نے جانفشانی کی مگر حسب دل خواہ کچھ نہ ہوا یہ سمجھ کر شکست کھاکے بھاگنے لگے اُنھین دیکھ کے مردمان لشکر ہرمز و فرامرز نے بھی قدم پیچھے ہٹائے نریان بن قنطور شاہ اور خاقان گردون اساس کہ یہ دونون مع فوج کے خوب لڑ رہے تھے گویا جنگ رستمانہ کر رہے تھے زنگیون وغیرہ کو بھاگتے دیکھکر نہایت حیران ہوے اور خیال کرنے لگے کہ رنگ لڑائی کا بنکر بگڑ گیا اب اہل اسلام پر اِس وقت فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے ہم کیون ایسے ہنگام مین بڑھ کر اپنی جانین دین بہتر یہ ہے کہ ہم بھی پسپا ہون یہ تصور کرکے قدم اپنے بھی پیچھے ہٹائے اہل اسلام اِسکو اک مدد غیبی اور عنایت ایزدی جانکر نہایت شاد و خرم ہوکر آگے بڑھے بختیارک نابکار

نے یہ رنگ جنگ دیکھکر ہرمز و فرامرز سے عرض کیا اے شاہزادگان ذیوقار دیکھیے
رنگ جنگ بگڑ گیا ہی بعض زنگیان قوی ہیکل بھاگ کر منہ کے بل زمین پر گر رہے ہین
امید فتح تھی مگر اہل اسلام پر فتحیاب ہونا دشوار ہی اُن کا ایک خداے نادیدہ اُن کی ایسی
اعانت کرتا ہی کہ ہمارے کچھ اوپر دوسو یا پونے دوسو خداوند سب مل کے دل سے ہماری
مدد نہین کرتے ہین اب مناسب وقت میرے نزدیک یہ ہی کہ طبل بازگشت بجوا دیجیے
ورنہ آج اہل اسلام نہایت برہم ہین کسی کو ہم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے علاوہ اِس کے
آپ ملاحظہ فرمایئے کہ بارہ پہر کا زمانہ ہوا کہ اب تک لڑائی ہو رہی ہی لاکھون مردمان
لشکر جانبین کے کام آچکے ہین ہزارہا مردم زخمی ہین یہ وہ لڑائی ہوئی ہی کہ اہل دنیا کو
یاد رہے گی مورخ اِس کو اخبار مین لکھین گے سو دوسو برس تک اِس جنگ گاہ سے
بوے خون مقتولان نہ جاے گی مٹی یہان کی قیامت تک کثرت خون کشتگان سے سُرخ
یا مائل سرخی رہے گی اگر گیاہ زمین پر روئیدہ ہوگی تو مثل پر سیاوشان کے رنگین اُگیگی
غرض اِس تقریر سے یہ ہی کہ لڑائی کی انتہا ہو چکی ہی بلکہ حد سے بھی گذر چکی ہی بس چاہیے
کہ میرے کہنے پر عمل کیجیے ورنہ انجام اسکا بُرا معلوم ہوتا ہی اِدھر تو بختیارک فرزندان
نوشیروان سے واسطے بجوا دینے طبل بازگشت کے کہتا تھا اور لڑائی ہو رہی تھی اُدھر
نقابدار سُرخ پوش نے مع اور چار نقابداروں اور تھوڑے سواروں کے آکر خالی
میدان پاکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا محافظان بارگاہ مذکور نے ہرچند روکا مگر نقابدار
نے اُنھین دھمکا کر کہا جلد اِس بارگاہ کو اٹھا لہ پر لاد کر ہمارے ساتھ چلو وہ بہ مجبوری
حکم اُس کا بجا لائے بارگاہ لاد کر ہمراہ اُس کے روانہ ہوے اِدھر ہرمز و فرامرز نے
بموجب کہنے بختیارک کے حکم دیا کہ طبل بازگشت پر چوب لگائی جاے چنانچہ حسب الحکم
نقارہ نوازون نے طبل اور نقارہ بازگشت پر چوب لگائی جب صداے طبل بازگشت
میدان جنگ مین بلند ہوئی اہل اسلام نے پروردگار کا شکر کرکے موافق دستور لڑائی
سے ہاتھ روکا اور دل مین کہا کہ آج ایسی لڑائی ہوئی تھی کہ سواے خدا کے مطلق امید
اِس کی نہ تھی کہ جسکا ظہور ہوا پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اہل اسلام کی آبرو
رکھ لی ورنہ آج وہ شکست فاش اہل اسلام کو ہوتی کہ تا حیات یاد رہتی یہ اپنے دل مین
گفتگو کرکے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام شادان و خندان ہپے
کرب غازی بھی زرہ ہاج فیل کش کو ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوے پس پشت ثریاے تاجدار
بھی تیغ خونچکان علم کیے ہوے فرودگاہ لشکر اسلام پر آئے مسلمانون نے شکر پروردگار
کرکے سلاح اپنے بدنون سے اُتارے امیر با توقیر و بادشاہ لشکر اسلام مع جملہ سرداران
لشکر داخل بارگاہ ہشامی ہوے ثریاے تاجدار بھی ہمراہ کرب غازی دربار در بار
مین جاکر ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھا امیر با توقیر نے اُسکی شجاعت و مردانگی اور مروت و
انسانیت کی بہت تعریف کی اُس نے سر جھکا کر عرض کیا یہ سب تعریف آپ از راہ عزت افزائی

کرتے ہین مین نے تو کوئی ایسا کار نمایان نہین کیا جسکی نسبت آپ اس قدر تعریف کرتے ہین
یہ کہکر ثریاے تاجدار خاموش ہوا اُس وقت کرب غازی نے کہ زرہاج فیل کش کو
اپنے ہاتھ پر بلند کیے تھا سر دربار اُس سے پوچھا کہ ای زرہاج فیل کش اب تم شناخت اور
پرستش خداوند عالم مین کیا کہتے ہو اُس نے برہم ہوکر جواب دیا کہ اگر لاکھ جانین میری ہون
تو بھی فدا کرون خداوندان لات ومنات وغیرہ پر مجکو اپنے مرنے اور قید ہونے کا مطلق
غم نہین ہے جو کچھ تمھارا دل چاہے میرے حق مین کرو تمھین اختیار ہے اور خداے نادیدہ کی
پرستش کی مجھسے امید نہ رکھو کہ یہ امر مجھ سے بہت دشوار ہے یہ کلمات اُس نابکار کے سُنکے
کرب غازی نے جانب امیر با توقیر نظر کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ بالفعل اسکو طوق
و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کرنا چاہیے آئندہ دیکھا جاے گا پس بموجب ارشاد
امیر با توقیر اُس بیدین کو حسب الحکم امیر زندان مین قید کیا ثریاے تاجدار اپنے اُستاد
کی یہ کیفیت دیکھکر امیر با توقیر سے عرض کرنے لگا کہ ای امیر با توقیر یہ تو آپ پر ظاہر ہو گیا
ہے کہ باطناً مین آپ کا مطیع اور کرب غازی کا فرمانبردار ہو گیا ہون لیکن بظاہر آپ کا بدخواہ
ہون یہ حوصلہ دل مین ہے کہ ایک مرتبہ طبل جنگ اپنے لشکر مین جا کر بجواؤن اور کرب غازی
سے سر میدان لڑون اس اقرار پر کہ اگر مین زیر ہون تو کرب غازی اور آپ کا ظاہر و باطن
مطیع ہو جاؤن اور دین اسلام قبول کرون اور اگر کرب غازی کو زیر کرون تو وہ میرے
فرمانبردار ہو کر میرے دین و مذہب کو اختیار کرین یہ سُنکے امیر با توقیر نے کرب غازی کی طرف دیکھا
اُنھون نے عرض کیا حضور جو کچھ اس بہادر نے کہا مجھے منظور ہے آپ بھی اقرار و عہد اِس امر کا
کیجیے چنانچہ حمزۂ صاحبقران نے بموجب عرض کرنے کرب غازی کے عہد کیا ثریا بادشاہ
لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور کرب غازی سے رخصت ہو کر آداب و تسلیم بجا لا کر
اپنے لشکر مین آیا ادھر امیر با توقیر نے خواجہ عمرو وغیرہ کو حکم دیا کہ جس قدر ہمارے
لشکر کے سوار اور پیادے قتل ہوے ہین اُنکو موافق شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے غسل و کفن دیکر دفن کرو اور جتنے آدمی ہمارے لشکر مین زخمی ہین جراحون کو حکم دو کہ اُنکا
علاج کرین چنانچہ حسب الحکم امیر با توقیر خواجہ عمرو وغیرہ کاربند ہوے اُدھر ہرمز و
فرامرز اور ثریاے تاجدار اور نرسمان بن قنطور شاہ اور خاقان گردون اساس
نے لاشے اپنے مردمان سپاہ کے مقتل سے اُٹھوائے اور موافق اپنے مذہب کے اُنکو جلایا
اور گاڑ دیا غرض میدان مصاف کشتون سے پاک و صاف ہو گیا اور وقت جلانے اور دفن
کرنے کے جو شمار اُنکا کیا گیا تو ڈیڑھ لاکھ اہل اسلام شہید ہوے تھے اور پانچ لاکھ سے زیادہ
کفار قتل ہوے تھے اور اسی طرح زخمیون کا بھی جو شمار ہوا تو دس ہزار سے زیادہ اہل اسلام
زخمی تھے اور قریب ایک لاکھ سوار اور پیادون کے کفار زخمی تھے جانبین مین اُن سب
زخمیون کا علاج ہوتا تھا مرہم سلیمانی کے پھاہے اور پٹیان اہل اسلام کے زخمون پر چڑھائی
جاتی تھین اُدھر بھی جراح زخمیون کا علاج کرتے تھے ہنوز لاشے دفن ہو رہے تھے کہ امیر کو

مردم سے معلوم ہوا کہ وہی نقابدار سرخ پوش جس نے اکھاڑے مین ترک توسن ملیتاقی کو قتل کیا تھا وہ آیا تھا اور اُسکے ساتھ چار نقابدار اور بھی تھے وہ بجبر وظلم محافظان بارگاہ سلیمانی کو سع بارگاہ دے گیا ہے اُس وقت کرب غازی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُس سے بارگاہ چھین لاؤن امیر با توقیر نے کہا کہ تمھین ثریا سے لڑنا ہے نہ جاؤ جب کئی روز گذرے ثریا نے ہرمز و فرامرز سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل رزمی سپاہ بدخواہ مین بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر دربار بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے اِس طرح دعا و ثناے بادشاہی بجالاے کہ بموجب نظم

خیرخواہ حضور ہون خوشنود — جو ہون بدخواہ شہ وہ ہون نابود
رنج و غم کا کبھی نہ ہووے ظہور — عیش و آرام ہو نصیب حضور

بعدہ اِسطرح عرض کرنے لگے کہ ابھی لشکر حریف مین ثریا شاہزادہ زنگبار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ وقت سحر میدان مین آکر کرب غازی سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے بادشاہ نے یہ سُنکے جانب امیر دیکھا امیر نے مافی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بہ عنایت ایزدی و بہ تائید ربانی طبل رزمی پر چوب لگائی جاے چنانچہ موافق حکم امیر کشورگیر نقارہ نوازون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ و طبل جنگی لشکر جانبین سے بلند ہوئی مردمان سپاہ ہردو لشکر آواز نقارہ و طبل سُن کے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو میدان مین لڑائی ہوگی پس وہ سب سامان جنگ و جدال مین مصروف و مشغول ہوے تمام شب آلات حرب وضرب کی درستی مین جاگ کر بسر کی جب وہ زمانہ آیا کہ سپیدۂ سحر جانب مشرق فلک پر نمایان ہوا اور چرخ پر نشان سحر ظاہر وعیان ہوا آواز اذان کان مین آئی نسیم سحری نے اہل دنیا کو ایک کیفیت فرحت دکھائی مرغان خوش نوا بولنے لگے طائران نغمہ سنج تعریف باغبان حقیقی مین اپنی زبان کھولنے لگے باغہاے عالم مین غنچہ ہاے سربستہ مُسکرا مُسکرا کر کھلنے لگے گل و بلبل کہ مشہور معشوق و عاشق ہین عجب ناز و نیاز سے باہم گلے ملنے لگے سیاہی شب عالم اسباب سے دور ہونے لگی ہر ایک خاطر بیمار و حزین ہواے صبح سے مسرور ہونے لگی ستارے بڑے اور چھوٹے دریاے فلک مین خوف آمد شاہ خاور سے غرق ہونے لگے آثار سحر سپیدی مہر سے نمایان جانب مشرق ہونے لگی اہل اسلام نماز سحر کے واسطے بیدار ہوے حوایج ضروری سے فارغ ہوکر بعد کرنے وضو کے اداے فریضہ سحری کے واسطے مستعد و تیار ہوے سب نے بہ خضوع و خشوع نماز سحر پڑھکر دعاے فتح و ظفر اپنے معبود سے مانگ کر سر اپنے بہر سجدۂ شکر جھکاتے تا فضل و کرم ایزدی سے دُر مطلب ہاتھ آئے جب بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور جملہ مردمان لشکر اسلام نماز سحر تمام کر چکے اُس وقت بہ حکم بادشاہ سب مسلح و مکمل ہوے بادشاہ لشکر و لشکر اسے برآمد ہوے ہر ایک سردار و غیر سردار نے بادب تمام واسطے آداب و تسلیم کے سر جھکایا بادشاہ موصوف نے سب کا سلام لیکر رخ اپنا بطرف

میدان نبرد کیا امیر عالی مقام وغیرہ بعد سوار ہونے بادشاہ کے اپنی اپنی سواریون پہ
سوار ہوے کوئی فیل پر سوار ہوا اور کوئی مرکبون پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی سواری
بادشاہ جانب میدان مصاف بڑھی نقیب نے صدا دی ہمیشہ ظل اللہ کا اسی طرح جاہ و اقبال
بہ فضل رب ذوالجلال رہے دوست جملہ خرم و شاد ہون ہر ایک کا عدو پامال رہے عقب سواری
بادشاہ جملہ افسران سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کو بہ موجب قاعدہ ہمراہ لیے ہوے قدم
بصد ادب اٹھاتے ہوے وارد میدان نبرد ہوے اُس طرف سے ہرمز و فرامرز ثریائے تاجدار
کو ہمراہ لیے ہوے مع نزیان بن قنطور شاہ اور خاقان گردون اساس باجمعیت سپاہ
میدان جنگ مین آئے اُس وقت حسب دستور حکم شاہان سے دونون لشکرون سے بیلچہ بردار
اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے لے لیکر نکلے میدان مصاف سے جھاڑی جھنڈی کو دور کرکے
پستی و بلندی زمین کو ہموار کرنے لگے جب عرصۂ جنگ حسب دلخواہ درست ہو چکا بیلدار
وغیرہ تو چلے گئے لیکن سقے دونون لشکرون سے مشکین پانی سے بھری ہوئین لے لیکر
نکلے اُنھون نے میدان نبرد کو آبپاشی سے سرد و تر کر دیا اور گرد و غبار کو دور کیا جب
سقے بھی میدان جنگ سے چلے گئے دونون لشکرون مین موافق دستور و قاعدہ صف آرائی
ہوئی بادشاہان ہر دو لشکر قلب سپاہ مین قیام پذیر ہوے علمدارون نے شقے علمون کے
کھولے حمزہ صاحبقران چالیس قدم آگے صف لشکر کے بعہدہ سپہ سالاری کھڑے
ہوے سر پر سایہ علم اژدہا پیکر کا ہوا اُس سے دمبدم یا صاحبقران یا صاحبقران کی
صدا آنے لگی کیونکہ اِس علم نصرت شیم کو خواجہ بزرجمہر نے اپنی حکمت و دانائی سے
بنایا ہی بس بابت علم مذکور کے اعتراض کرنا کسی کا محض نادانی ہی الحاصل جب دونون طرف
بہ خوبی تمام صف آرائی ہو چکی اور باجے جنگی ہر صف اور ہر پلٹن اور رسالہ مین بج چکے نقیب
اور کڑکیت حسب قاعدہ قدیم دونون لشکرون سے نکل کر وسط میدان جنگ مین آئے اور
جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہو کر بے ثباتی دنیاے فانی مین یون گویا ہوے نظم

ای جوانو سنو بگوش ذرا
تمکو خالق نے دی تھی فکر رسا
تھے جو خود سر جہان مین مشہور
خاک مین مل گیا سب انکا غرور
کج جو رکھتے تھے اپنے فرق پہ تاج
آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوے
کوئی لیتا ہی اب نہین یہ نام
کون سے گور مین گیا بہرام
صبح کو طائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان
موت سے کسکو رستگاری ہی
آج وہ کل ہماری باری ہی
اب نہ رستم نہ سام باقی ہی
اک فقط نام ہی نام باقی ہی
بادشاہون کے قصر اور املاک
ہین شکستہ وہ بس تہ افلاک
ہین تمھارے کہان اب و اجداد
گئے دنیا سے وہ عدم آباد
تمکو بھی ایک روز مرنا ہے
آخر اس دہر سے گذرنا ہی
پس مناسب ہی یہ وہ کام کرو
آبرو پاؤ ایسے نام کرو
تم تو ہو شیر بیشۂ جرات
مرد میدان و صاحب قوت
دشمنون سے لڑو بہ تیغ و سنان
نہ رکھو آج انکا نام و نشان

جب نقیب اور کڑکیت اِس طرح بے ثباتی اہل جہان اور دل بڑھانے کے واسطے جوانون کے اشعار ورد زبان کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے دلیران جنگ جو وبہادران خونخو کثرت نشۂ بادۂ شجاعت سے مستون کے مانند جھومنے لگے اور بے اختیار تلوارین نیامون سے نکال کر قبضے اُن کے چومنے لگے ارادہ کیا کہ حریفون پر یون حملآور ہون کہ لاشے اُن کے خاک وخون مین غلطان زمین پر ہون ہنوز جانبین سے کوئی دلیر بسان شیر میدان جنگ مین نہ نکلا تھا کہ ناگاہ ثریاے تاجدار شاہزادۂ زنگبار نے ہرمز وفرامرز سے اجازت میدان نبرد لیکر مرکب کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور بیچ میدان مین مرکب کو روک کر یون پکارا کہ ای کرب غازی موافق عہد واقرار مین چاہتا ہون کہ تمھین سے مقابلہ کرون اگر تم کو کچھ خیال عہد واقرار کا ہی تو آکر مجھ سے مقابلہ کرو جب اِس طرح ثریاے تاجدار نے سر میدان آکر کہا کرب غازی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام سے اجازت کارزار لیکر مرکب پر سوار ہوکر بہ مقابلۂ ثریاے تاجدار گیا شاہزادۂ زنگبار یعنی ثریاے تاجدار براے قوت آزمائی لنگر وزن ہوا اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ تین قدم مرکب ثریا کا پسپا ہوا اور قریب دو قدم کے گھوڑا کرب غازی کا پیچھے ہٹا ثریاے تاجدار نے برہم ہوکر مرکب کو رانون مین مسل کر آگے بڑھایا اور نیزہ ہاتھ مین لیکر خبردار وہوشیار کہکر سینۂ بے کینہ کرب غازی پر تاک کر وار کیا کرب غازی نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بہ فنون سپہ گری روکی پھر نیزہ کرب غازی نے مارا اُس نے اِسی طرح وار کو روکا اِسی طرح تا دیر باہم نیزہ بازی رہی جو بند ثریاے تاجدار باندھتا تھا کرب غازی اُسے کھول دیتا تھا اور جو کرب غازی باندھتا تھا اُسے ثریا کھول دیتا تھا جو لوگ لشکر جانبین مین منصف طبع تھے وہ بے اختیار بہ آواز بلند دونون نامدارون کی تعریف کرتے تھے یہانتک نیزہ بازی باہم دگر ہوئی کہ ڈیڑھ دو سو طعنے نیزہ کی نوبت پہونچی گھوڑے اُن بہادرون کے عرق عرق ہوگئے اور راکب بھی اُن کے پسینے مین ہمہ تن غرق ہوگئے اُسوقت کرب غازی نے کہا ای بہادر ایکی مرتبہ وہ بند نادر باندھونگا جسکا کھولنا تم کو مشکل ہوگا اور عجب نہین ہی کہ نیزہ بھی تمھارے ہاتھ سے نکل جاے یا سنان نیزہ نکل جاے یا فقط ڈانڈ نیزہ کی ہاتھ مین رہجاے ثریاے تاجدار نے جواب دیا مین ہوشیار ہون تم بند باندھو دیکھون کیونکر نیزہ میرے ہاتھ سے نکل جاتا ہی کرب غازی نے کہا اچھا دیکھ لینا یہ کہکر وہی بند نادر نیزہ کا باندھا ہرچند ثریاے تاجدار نے اُس کا کھولنا چاہا مگر کسی طرح کھل نہ سکا آخر کار جانبین سے زور اور کدوکاوش وقوع مین آئی تھوڑی ہی دیر مین سنان نیزہ ثریاے تاجدار مثل تیر شہاب کے نیزے سے نکل کر دور جا کر گرے لیکن ثریاے تاجدار کو کچھ خبر بھی نہ ہوئی اُسوقت کرب غازی نے ثریاے تاجدار سے مسکرا کر کہا ای بہادر ذرا اپنی سنان نیزہ کو دیکھو غافل ہوکر مقابلہ نہ کرو ہرچند تمھارے بہادر اور کامل ہونے مین کچھ شک نہین ہی لیکن یہ وہ بند

صاحبقرانی تھا کہ اسکا توڑ کسی کو معلوم نہین ہی اس وجہ سے تمھاری سنان نیزہ مانند تیر شہاب
نیزہ کی ڈانڈ سے نکل کر دور جا کر گرے ثریا ے تاجدار نے جو دیکھا تو فی الواقع سنان
نیزہ نہ پائی شرمندگی اور خجالت سے پسینہ آگیا لیکن دلیرانہ کہا اب تو سنان نیزہ بھی میرے
ہاتھ سے نکل گئی ہی ایسا وقت پھر ہاتھ آنا مشکل ہی مجھ پر وار کرو مین تمھارا حریف ہون مجھے
مہلت نہ دو کرب غازی نے مسکرا کر جواب دیا اے شیر بیشہ جوانمردی مین تمھین
ہلاک کرنا نہین چاہتا اگر یہی منظور ہوتا تو اب تک ہلاک کر چکا ہوتا ثریا ے تاجدار
نے یہ سُن کے ڈانڈ نیزہ کی اپنے ہاتھ سے پھینک کر تیغ آبدار و گرانبار نہایت برہم
ہو کر کھینچا اور خبردار خبردار کہکر سر کرب غازی پر وار کیا کرب غازی نے ایک
ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر نیزہ کو رکھکر بارھہ پر تیغہ تیز کی نظر کرکے پھر مرکب کو آگے بڑھا
کے تامل کیا جب تیغہ قریب سر آیا فوراً کلائی پر ثریا ے تاجدار کی ہاتھ ڈال دیا اور
زور کرکے چاہا کہ تیغہ اُس کے ہاتھ سے چھین لے اور ثریا ے تاجدار نے بھی بہ قوت
تمامتر زور کیا دونون بہادرون کی مرکب متحمل اُن کے زور کی نہ ہو کر زمین پر بیٹھنے لگے اسوقت
چند ہرکارے دونون لشکرون سے نکلے اور بہ آواز بلند پکارے کہ ای بہادرو تمھارے
زور و قوت کے یہ جانور ہرگز متحمل نہ ہونگے ہان گاو زمین تمھارے بار اور زور کی برداشت
کریگی یہ سُنکر دونون دلیر مرکبون سے اُترے اور دامن گردان کر ارادہ کشتی لڑنے
کا کیا اُس وقت حکم امیر عالی مقام اور فرمان ہرمز و فرامرز سے بیلدارون نے زمین کو
صاف اور ملائم کر دیا اور زمین کو مثل اکھاڑے کے بہت نرم کر دیا بعدہ وہ تو اکھاڑے
سے ہٹ گئے بہادران موصوف الصدر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے جب کشتی ہونے لگی
جملہ اعلٰے اور ادنٰے لشکر جانبین کے سواریون سے اُتر اُتر کر بارگاہ و خیام استادہ
کرکے تخت اور کرسیان اور دنگل بچھوا کر حسب قدر مراتب بیٹھے اور سوار زین پوش
بچھا بچھا کر کنارے اکھاڑے کے بیٹھے اور بہ نظر غور سب کشتی دیکھنے لگے جب اُن مین
سے کوئی بہادر کوئی داؤن اور پیچ باندھتا تھا دوسرا دلیر فوراً اُس کا توڑ کرکے اُس
داؤن سے اپنے تئین بچاتا تھا راوی اس داستان کا یون روایت کرتا ہی کہ یہ کشتی
تین شبانہ روز تک ہوئی آخرکار تیسرے روز کرب غازی نے اُس کے کمر زنجیر کو
پکڑ کر بہ قوت تمام زور کرکے نعرۂ اللہ اکبر بلند کرکے زمین سے گھٹنون تک اُٹھایا پھر
دوسرے زور مین گھٹنون سے سینہ تک بلند کیا تیسرے زور مین سینہ سے بالاے سر
بلند کرکے ثریا ے تاجدار سے پوچھا ای دلاور حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی
اُس نے کہا مین اپنے عہد و اقرار پر اب تک ثابت قدم ہون مجھے مذہب اسلام قبول
کرنے مین اور آپ کے مطیع ہونے مین کچھ عذر نہین ہی کرب غازی نے خوش ہو کر آہستہ
اُسکو زمین پر بٹھا دیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا ہرمز و فرامرز وغیرہ کفار
نے کرب غازی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ثریا ے تاجدار نے سب کو منع کیا اور کہا کہ

اب مین شریک اہل اسلام ہوگیا تم میری مدد اور اعانت نہ کرو اور اگر آمادہ جنگ ہوگے تو
اچھا نہ ہوگا مین کرب غازی کی طرف سے تم سب سے مقابلہ کرونگا یہ تقریر ثریا کی سُن کے
سب کفار حملہ کرنے سے بازرہے ثریا سے تاجدار ہمراہ کرب غازی اور جملہ اہل سلام
کے وہان سے روانہ ہوکر داخل بارگاہ ہشامی ہوا اور امیر باتوقیر سے دست بستہ
عرض کیا کہ آپ مجھے کلمۂ طیبہ تعلیم وتلقین فرمایئے امیر باتوقیر نے نہایت خوش ہوکر اُسے
کلمہ پڑھایا وہ بہادر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اُسے خوش ہوکر
اپنے سینہ سے لگایا اور دربار مین داہنی جانب ماتحت کرب غازی کے ایک دنگل
بچھوا کر اُس پر اُسے بیٹھنے کو حکم دیا جب وہ آداب وتسلیم بادشاہ اور امیر عالی مقام کو
بجالا کر دنگل پر بیٹھا امیر باتوقیر نے شکر خدا کر کے حکم دیا کہ ثریا سے تاجدار کے مسلمان
ہونے کی خوشی منظور طبع ہی لہذا اِسی وقت بزم طرب آراستہ کی جاے ساقیان گلپیرہن و
گلبدن کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لیکر آئین اور اہل دربار کو متواتر جام شراب
پلائین بعد ازان نازنینان خوشرو اور خوش گلو مع سازندون کے حاضر ہوکر رقص ونغمہ
کرین یہان توحسب الحکم امیر باتوقیر بزم طرب آراستہ ہونے لگی لیکن اب احوال کفار
کا تحریر کیا جاتا ہی کہ بعد زیر ہونے ثریا کے ہرمز وفرامرز اور نریمان بن قنطور شاہ
اور خاقان گردون اساس مع جملہ سپاہ میدان مصاف سے قیام گاہ لشکر پر مغموم وملول
آئے ہرمز وفرامرز اپنی بارگاہ مین داخل ہوے نریمان اپنی بارگاہ مین گیا خاقان اپنی بارگاہ
مین جاکر راحت پذیر ہوا مردمان لشکر نے بھی سلاح جنگ تن سے دور کر کے خیام مین داخل
ہوکر اپنے اپنے بسترون پر بہر استراحت قدم رکھا اِدھر اہل اسلام مین اتنی دیر مین بزم طرب
نہایت تکلف سے آراستہ ہوئی ساقیان خوش جمال وعدیم المثال جام بلورین وشیشہ ہاے
مے کشتیون مین رکھکر بہ ناز وانداز لیکر آئے اور بموجب حکم اہل دربار کو جام پر جام شراب ناب
کے پلانے لگے ہر ایک خوش وخرم ہوکر شراب پینے لگا ثریا سے تاجدار کو ساقیان گلعذار
نے چند در چند جام شراب پلائے تا دیر اسی طرح دور جام مے ہوا کیا بعد مینوسِشی
وگزک خواری کے چند ماہرویان زہرہ خصال وپری جمال مع اپنے سازندون کے
حاضر بزم طرب ہوئین اُن مین ایک مطربہ خوش جمال مشتری مثال بعد ساز درست کرنے
سازندون کے بزم طرب مین رقص کرنے لگی سب عالم نشۂ شراب مین شادمان ہوکر رقص اُسکا
دیکھنے لگے وہ مطربہ خوش جمال اور رقاصہ عدیم المثال اِس طرح ناچتی تھی کہ بموجب نظم

نازسے سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے
چتونین وہ حلال کرتی تھین
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
جب چمک کر لیا کوئی توڑا

اہل محفل کو تھا سروہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین
دیکھو اعجاز اُس کی ٹھوکر کا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا

ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
وہ پھڑک تھنون کی بھی آفت تھی
ڈور اگردن کا قتل کرتا تھا
شل بلبل تھی بیٹھے نغمہ سرا
برق آسا نظر مین کوند گئی

جاے سبزہ دلون کو روند گئی
واہ واکہ رہے تھے ساکن عرش
ساکن خلد کہتے تھے باہم

ناچنے والون کا ہوا تو رہا
بوسے لیتا تھا پاؤنکے لب فرش
بزم انسان مین حور رقصان ہی

مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا
دیکھکر اُسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہی

جب وہ مطربہ تا دیر بطریق مذکور ناچ چکی اہل بزم اُسکے حسن وجمال کی اپنے دل مین تعریف کرکے بہت خوش ہوے بعض بعض اہل بزم نے اُسکی باواز بلند بھی تعریف کی اُس نازنین مہجبین نے اہل بزم سے اپنے کمال کی داد پاکر بہ لحن داؤدی یہ غزل گانا شروع کی بقول آتش

غزل

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابرو کا خم نہین ہوتا
نشتر کیطرح چھیدے رہتے ہین مژگان
ابرو کے اشارہ سے جو بیدم نہین ہوتا
اک شک مسیحا کے تصور مین ہی یہ حال
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا
آتی ہی یہی معرکۂ عشق سے آواز
قالب مین جو ڈھونڈو تو کہین دم نہین ہوتا
مقبول تھا جو ذرہ کہ درگاہ کو تیری
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا
زنجیر کا اُس زلف کی سودا انہو کیونکر
وہ مال ہی یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا
اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم
بے دیو کے مارے ہوے رستم نہین ہوتا
تا چند بہار آتی نہین دیکھے آتش

پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا
اک جام مین کھلنا ہی طلسمات جہانکا
کس جا ہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا
بے عشق سے زنہار نکر تذکرہ حسن
آنکھو نہین ہی جان اور فنا دم نہین ہوتا
پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا
اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے
وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا
بیطرفہ سُنئے دولت بیدار شب و روز
یہ سلسلۂ درہم و برہم نہین ہوتا
اولاد سے ابتک ہی خصومت یہی باقی
گل جنین کہ آوازہ شبنم نہین ہوتا
یہ نکتہ ہمارا ہی سخن چین کو نصیحت
کب تک شرف نیر اعظم نہین ہوتا

کعبہ مین رُخ یار کا عالم نہین ہوتا
ہنسنے مین کسی مرتبہ یہ خم نہین ہوتا
تلوار کی موت اُسکے نصیبون مین نہین ہی
کہتے نہین راز اُسے جو محرم نہین ہوتا
فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا
کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا
شیشے مین جو ہی روشنی بادہ گلگون
معشوق نہین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا
افسوس ہی انسان نہو علم کا جویا
ابلیس سا بھی دشمن آدم نہین ہوتا
ثابت قدم فقر کو ہی نفس کشی شرط
الزام جو دیتا نہین لازم نہین ہوتا

جب یہ غزل مندجہ بالا مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و انداز گاکر تمام کی اہل بزم سے دو چار اشخاص نے اُسکی تعریف کی پھر حکم بادشاہ لشکر اسلام سے امیر عالی مقام نے اُسے انعام کثیر عنایت کرنے کا حکم دیا خدام نے بہ موجب ارشاد امیر عالی مقام خزانۂ بادشاہ سے زر کثیر لے کر دیا وہ خوش ہوکر مع اپنے سازندون کے بزم عیش سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک نازنین مہجبین خوبرو اور خوش گلو جسے علم موسیقی مین کمال حاصل تھا اور حسین ایسی تھی کہ چہرہ اُسکا مانند ماہ کامل تھا لباس رنگین زیب تن کرکے مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین بصد ناز خرامان آئی صفت اُس کے حسن اور جمال کی جو بہتر از ماہ و خورشید تھا رنگ رُخ زہرہ و مشتری اُسکی صباحت کے سامنے سفید تھا اگر پورے طور سے تحریر کی جاے تو صفحۂ قرطاس مملو ہو جاے داستان ناتمام رہجاے مگر مختصراً یہ چند اشعار کافی ہین بموجب نظم

بتے در غارت ایمان و جان طاق
زچشم مست او دلہا بہ مستی
سیہ چشمے سیہ خالے سیہ مو
دو زلفش را درازی کمند است

از و بتخانۂ دلہاے عشاق
شد از تحریک رفتارش روان ہوش
سیہ روز است زیبا عاشقِ او
رُخ پرنور صبح باصفا یست

ز رویش خلق در آتش پرستی
بغنچہ گفت گفتارش کہ خاموش
نزاکت از قد او سربلند است
بمیرد شمع گر پیشش بجا یست

اس مطربہ نے بھی بعد درست ہونے سازون کے اہل بزم کے روبرو کھڑے ہوکر ناچنا شروع کیا اسقدر ناچی کہ مطربۂ اول سے بھی کمال مین سبقت لے گئی اہل بزم رقاصۂ اول کو اس مطربہ کا رقص دیکھ کر بھول گئے ہر ایک اہل بزم اُسکے رقص دیکھنے مین ایسا محو ہوا کہ گویا اک تصویر عجیب ہو گیا تھا بعد رقص کرنے کے اُس رقاصۂ بیمثال نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

خارے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہی
صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
بطِ مے اُڑکے لب مست کو چھو آتی ہی
کونسا نقش قدم چاندسی تصویر نہین
پھیر طرفہ تجھے ای عربدہ جو آتی ہی
قد مین اُس حور کے طوبا کا ہی سارا انداز
جیب سے پہنے ہوے طوقِ گلو آتی ہی
کرم حق سے ہی گلزار توکل سرسبز
نہین کب نوبت پیوند و رفو آتی ہی
ہوے کرتا نہین لبریز اسے تو ساقی
میرے سر مارنیکو طوق گلو آتی ہی

شرم تجکو بہت ای آئینہ رو آتی ہی
پانی کرنے کو شبِ ہجر لہو آتی ہی
فصل گل باقی ہی کرلونگا گریبان بھی چاک
اُس صنم کو روشِ خامۂ مو آتی ہی
خون دل آنکھون مین اسطرح سے بھرجاتا ہی
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہی
دور پہونچا ہی کمال اُسکی صفا کا شہرہ
کٹ کے دریاے مرے باغ مین جو آتی ہی
یار جانیکا ذرا چین ہی لے ای موت
قالبِ جام مین یہ روح سبو آتی ہی
حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا ای آتش

نکہتِ گل سے مجھے یار کی بو آتی ہی
میری صورت سے نگر عشق کی بو آتی ہی
موسمِ گل کی ہوا نے کیے ساقی بیکار
آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہی
ساز کیطرح رہا کرتے ہین عاشق نالان
جام مین جیسے کہ صہباے سبو آتی ہی
کمر یار کی قمری ہی اگر دیوانی
دیکھنے حور وہ آئینہ رو آتی ہی
خوش تماشی وہ نہین جامۂ عریانی کی
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہی
سرو قد کا ترے شہرا جو سنا ہی قمری
کمر یار کو بھی بیحس مو آتی ہی

جب یہ مطربہ بھی غزل مرقومہ گا چکی انعام لے کر مع اپنے سازندون کے بزم طرب سے چلی گئی بعدہٗ بزم عشرت موقوف ہوئی اُس وقت ثریلے سے ہر ایک سردار دست راست خوش ہو کر باتین کرتا تھا اور نہایت شاد ہو کر کہتا تھا کہ ای شاہزادۂ ثریا زہے قسمت اور خوشا نصیب کہ تم بت پرستی چھوڑ کر دائرۂ دین اسلام مین آگئے ہمکو اس امر کی بہت خوشی ہوئی وہ جواب دیتا تھا کہ فضل خدا شامل حال ہوا دولت اسلام ہاتھ آگئی امیر باتوقیر کی فرمانبرداری مین محسوب ہو گیا آپ ایسے بہادرون کے برابر بیٹھا ورنہ میری یہ لیاقت تھی کہ اس مرتبے کو پہونچتا سرداران دست راست جواب دیتے تھے کہ تمہارے بہادر و شجاع ہونے مین اور ذی عزت و آبرو ہونے مین کسی کو کیا کلام ہی کیونکہ تم شاہزادۂ زنگبار ہو یہ کلمات سرداران دست راست سُن سُن کر دست چپ ہنستے ہین ہوا خواہ علمشاہ باہم سرگوشی کرتے ہین اور اشارون مین کہتے ہین کہ ایک زنگی بچہ زشت رو و بدخو لائق غلامی و فرمانبرداری بلکہ نالائق عبد سیاہ رو ذلیل و بے آبرو نامرد و بزدل بے عقل و جاہل کی یہ دست راست والے کیسی تعریف کر رہے ہین اور وہ بیہودہ بھی اُن کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر کالی بلا کی طرح ہنس رہا ہی مانند گدہے کے خوشی سے پھولا ہوا دیکھو دنگل پر بیٹھا ہی اپنے جامے مین کثرت خوشی سے نہین سماتا ہی خوب ہوا کہ نالائق و بیہودہ ذلیل سردار ہماری

جانب اگر نہ بیٹھا ورنہ باعث ذلت و رسوائی ہم دست چپ والون کا ہوتا اور اگر یہ ہماری طرف بیٹھنے کا
ارادہ بھی کرتا تو ہم سب حتی الامکان اپنی صحبت مین شامل نہ کرتے ذلیل و نامرد کو اپنے قریب بٹھا کر خود بھی
ذلیل و حقیر ہو جاتے جیسے کہ دست راستی تھے ویسا اُنکو سرداری بھی دستیاب ہوا یہ سرگوشی اور ایما و
اشارہ دست چپ والون کا دست راست والے دیکھ کر باہم آہستہ آہستہ بخیال عتاب بادشاہ لشکر اور
امیر کہتے تھے کہ اس وقت جملہ دست چپ والے آتش رشک سے جل رہے ہین ہم جو اس بہادر کی تعریف
کرتے ہین انکو ناگوار ہوتا ہی ہماری طرف جو یہ دلاور بیٹھا ہی انکو ایسا ملال ہوا ہی کہ تاب نہ لاسکے افسوس
کرتے ہین کہ ایسا دلاور ہم مین شریک ہو کر نہ بیٹھا الحاصل اسی طرح تھوڑی دیر تک دست راست والی
اور دست چپ والون مین اشارے اور کنایے رہے کیونکہ ہمیشہ سے اِسنے اور اُسنے ایک قسم کی
کاوش ہی اسی طرح کے اشارے اور کنائے رہتے ہین ہنوز دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ کرب غازی
نے اپنے لشکر سے اُٹھکر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام سے بصد ادب دست بستہ عرض کیا
کہ نقابدار سُرخ پوش بارگاہ سلیمانی وقت پاکرلے گیا ہی اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُسے
تلاش کرکے کچھ سزا دے کر بارگاہ اُس سے چھین لاؤن امیر نے اشارہ کیا کہ ای کرب غازی
تمکو اجازت تو جانے کی دیجاتی ہی لیکن اسکا خیال رہے کہ اُسکی آبروریزی کسی طرح نہ کرنا کیونکہ
ہمنے سُنا ہی کہ وہ نقابدار مسلمان ہی مگر یہ نہین معلوم کہ اُسکا نام کیا ہی اور کس قوم و قبیلے سے ہے
کرب غازی نے عرض کیا کہ دشمن کا پاس و لحاظ کرنا میرے نزدیک مناسب نہین ہی آئندہ جو حکم
ہوا ہی حتی الامکان اُسکا خیال رہیگا یہ کہکر ثریا اور فتاح پلنگینہ پوش اپنے لشکر کے سرداروں
کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ سے نکلا اُس وقت فتاح پلنگینہ پوش نے بوق کو دم دیا یعنے
بجایا قزاقون کے گھوڑے جو جابجا پھر رہے تھے اور گھانس کھا رہے تھے صداے بوق سُن کے سمجھ گئے
کہ ہمارے مالک و آقا یقین ہی کہ کہین جانے والے ہین ہمین طلب کرتے ہین یہ سمجھ کر وہان سے
دوڑتے ہوے اپنے اپنے سوار کے پاس آئے فتاح نے دوبارہ بوق بجایا قزاقون نے مرکبون
کو زین و لجام سے جلد جلد آراستہ کیا بعد ایک لمحہ کے تیسری مرتبہ فتاح نے جو بوق بجایا جملہ
قزاق مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوے اور قریب ثریا حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کیا حکم ہی ہم
بجالائین فتاح نے کہا کہ نقابدار سُرخ پوش کی جستجو مین جانا منظور ہی کہ وہ بارگاہ سلیمانی
ایسے وقت مین لے گیا ہی کہ ہرمز و فرامرز سے اور ہم سب اہل اسلام سے چند روز قبل جب لڑائی
ہو رہی تھی اور بارگاہ سلیمانی خالی تھی کوئی روکنے والا نہ تھا وہ لے گیا ہی پس اُسی بارگاہ کا ہمکو
چھین لینا مقصود ہی قزاقون نے کہا کہ بسم اللہ چلیے اُسکی تو کیا حقیقت ہی اُسکے فرشتون سے
بارگاہ چھین لائین اگر حکم ہو تو اُسے بھی گرفتار کر لائین ہم جان نثار ہین کسی سے ہمکو لڑنے مین عذر و
انکار نہین ہی فتاح یہ گفتگو اُنکی سُنکے خاموش ہو رہا کرب غازی و ثریا جب مرکبون پر سوار ہوے
فتاح پلنگینہ پوش بھی مرکب پر سوار ہوا اُس وقت کرب غازی نے اندلس اپنے عیار کو بُلا کر
اپنے ہمراہ لیا بعد ازان مرکب اپنا آگے بڑھایا ثریا اور فتاح نے بھی عقب کرب غازی گھوڑے
بڑھائے اسکے چوبیس ہزار قزاق مذکور جو کرب غازی کا لشکر ہی روانہ ہوے یہ تو جستجو سے

نقابدار سرخ پوش مین واسطے چھین لانے بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین انکا حال آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب کچھ حال لشکر ثریا اور خوش کام وزیر بادشاہ زنگبار کا لکھا جاتا ہی کہ جب زرہاج زیر ہو کر قید ہو چکا اور ثریا کرب غازی سے زیر ہو کر مسلمان ہو گیا تو خوش کام وزیر بہنایت ملول و غمگین ہوا اور بجاے خود کہنے لگا کہ ای خوش کام اب یہان قیام تیرا محض بیکار اور نامناسب ہی کیونکہ زرہاج قید ہو گیا ہی اور ثریا مسلمان ہو چکا ہی اسکی خبر اپنے بادشاہ سے کرنا ضرور ہی اگر اس حال پُرملال کی جلد تر اطلاع اپنے مالک و بادشاہ کو نہ کریگا تو وہ بادشاہ ظالم و جابر ہی بھپر نہایت غضبناک ہوگا اور نہین معلوم کیا تیرا حال کریگا یہ خیال کر کے باقی ماندہ زنگیون کو کہ وہ قریب پانچ لاکھ کے تھے اُنھین حکم دیا کہ مسلح ہو اور میرے ساتھ زنگبار چلو چنانچہ حسب الحکم وزیر نامور وہ سب زنگی مسلح ہوے خوش کام ہرمز و فرامرز سے رخصت ہو کر لندھور بن سعدان کو کہ لشکر مین قید تھا اُسکو اُسی حالت سے اپنے ہمراہ لیا اور ہشام تیز پران عیار کو بھی ساتھ لے کر جانب زنگبار غمگین و اشکبار روانہ ہوا ہنوز خوش کام وزیر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ بختیارک نے ہرمز و فرامرز سے کہا کہ ای شاہزادگان ذیوقار آپ نے اچھا نہ کیا کہ خوش کام وزیر کو رخصت کر دیا فوج قلیل رہ گئی اگر اس اثنا مین لڑائی ہوئی تو کیا ہوگا ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اگر تجھسے ہوسکے تو ابھی جا اور خوش کام کو کسی حیلے اور فریب سے بالفعل پھیر لا بختیارک یہ سُن کر فوراً اپنی خچری پر سوار ہو کے روانہ ہوا خچری کو کوڑے مار مار کر یہانتک دوڑایا کہ وہ دوڑتے دوڑتے قریب زنگیان پہونچی بختیارک بآواز بلند اُسی جگہ سے پکار اکہ ای برادر خوش کام تم سے کچھ کہنا ہی ذرا ٹھہر جاؤ اُسنے اپنا مرکب روکا لشکر زنگیان بھی فوراً ٹھہر گیا بختیارک نے اپنی خچری کو آگے بڑھا کے اُس سے کہا کہ تم جو اپنے بادشاہزادے ثریا کو یہان چھوڑ کر چلے جاتے ہو اپنے بادشاہ سے کیا کہوگے اور کیا جواب دوگے اگر صاف صاف جو واقعہ گذرا ہی بیان کروگے تو وہ غضبناک ہو کے یقیناً تمکو قتل کر ڈالیگا میرے نزدیک بہتر و مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچاؤ ابھی نہ جاؤ چندے یہان قیام کرو اور کسی دن ہنگام شب ہشام تیز پران کو روانہ کرو کہ لشکر اسلام مین جا کر کرب و ثریا وغیرہ کو مثل لندھور بن سعدان کے عیاری کر کے لے آئے اُس وقت ثریا وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر جانا اس تدبیر سے تم قتل ہونے سے بچ جاؤگے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہین ہی اور ثریا بھی وہان جا کر یقین ہی کہ جو طول کے سمجھانے سے پھر اپنے مذہب آبائی کو قبول کر لے آئندہ تمکو اختیار ہی مین نے از راہ دوستی تمھین سمجھایا ہی کیونکہ میرا اس مین کچھ فائدہ نہین ہی خوش کام وزیر ہرچند کہ عاقل تھا مگر اپنے قتل ہو جانے کے خیال سے ایسا ڈرا کہ خوف سے کانپنے لگا اور ارادہ جانے کا دل سے دور کیا اور بختیارک سے گھبرا کے کہا کہ ای برادر بے شک تم سچ کہتے ہو اسمین کسی طرح کا شک نہین تمنے مجھپر بڑا احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا خوب مجھکو صلاح نیک دی یہ کہکر لشکر زنگیان کو اپنے ہمراہ لے کر واپس آیا اور جس جگہ قیام پذیر تھا وہین آ کے فروکش ہوا اور لندھور کو بدستور سابق قید کیا

داستان مقابلہ کرنا کرب غازی کا نقابدار سرخ پوش سے اور زیر ہونا قاسم کا

اشعار امیر سے مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

راستی مین جو صنوبر سے قد یار بڑھا
دن بدن حسن مین ہر عضو ضیا بار بڑھا
لطف افزون ہوا رنگ گل رخسار بڑھا
جون جون وہ نام خدا طفل جفا کار بڑھا
اپنا بھی عشق ترقی پہ ہوا پیار بڑھا

درد فرقت نے ترے کر دیا بیمار اب مجھے
دل بیتاب کیے دیتا ہی ناچار اب مجھے
پر میسر نہ ہوا شربت دیدار اب مجھے
منتین کرتا ہون دے بوسۂ رخسار اب مجھے
وعدۂ وصل مین او شوخ نہ تکرار بڑھا

اثر عشق نہ ظاہر ہو یہ ممکن ہی نہین
دل سے اُلفت ہو تو معشوق بھی رُکتا ہی کہین
کھینچ لایا ہی فرشتون کو یہ بر روے زمین
گھر سے باہر نکل آیا وہ مرا پردہ نشین
غیر سے مجھسے جو قصہ تہِ دیوار بڑھا

دل مضطر کے سبب سخت پریشان ہوے ہم
اگر اب شکر خدا صاحبِ ایمان ہوے ہم
کفر مین عمر کٹی مضطر و گریان ہوے ہم
للہ الحمد کہ ہندو سے مسلمان ہوے ہم
الفتِ خال گھٹی عشق رُخ یار بڑھا

میرے احوال پہ قمری کا بجا ہی رونا
ہمسری کر کے بھی بیکار رہی عزت کھونا
کیا ثمر دیگا تجھے تخم حماقت بونا
بعد اسکے قدِ جانان سے مقابل ہونا
پہلے ای سرو قدم تو بے رفتار بڑھا

ترک اسلام کو کہتا ہی تو او بد انجام
احمد اپنے جو پیمبر تھے تو حیدر تھے امام
بس خبردار اب اسطرحکا کبھو نہ کلام
ہم مسلمان ہین ہمین رہتا ہی تسبیح سے کام
برہمن تو نہ عبث رتبۂ زنار بڑھا

بے ادب جو کہ رواق شہِ والا مین گیا
دی اُسے ہاتف غیبی نے یہ گردون سے ندا
تا ملون آنکھو نئے مین قبر امام دوسرا
روضۂ پاک مین تیزی سے بھی چلنا ہی خطا
ہان ادب سے قدم ای زائر دیندار بڑھا

عام ہی خلق مین اُس ترک کا ہر اک یہ ستم
ایسا جلاد و جفا پیشہ بھی ہوگا کوئی کم
دم شمشیر سے جاتے ہین ہزارون ہی کے دم
سر عشاق کیے تیغ ہلالی سے قلم
ظلم مین چرخ سے بھی ہی وہ جفا کار بڑھا

دل اُلجھتا ہو بہت صورتِ گیسوے بتان
آج آتی جو نہین کان مین آواز اذان
سر بسر مجکو نظر آتا ہی تاریک جہان
صاف ہوتا ہی مجھے روز قیامت کا گمان
چرخ اتنی نہ شب فرقت دلدار بڑھا

لکھی تھی دشت نوردی تو مری قسمت مین
قیس و فرہاد سے بھی بڑھ گیا کچھ غیرت مین
رتبہ پر سب سے سوا مجکو ملا غربت مین
ہون وہ دیوانہ کہ صحرا جو گیا وحشت مین
پاے بوسی کو مری دشت کا ہر خار بڑھا

کسطرح سے نہ دلِ طالب دیدار جلے
کفِ افسوس نہ کیون عاشقِ بیتاب ملے

سامنے اُسکے ملین آپ جو غیرون کے گلے
چھوڑکر مجکو جو تم ساتھ رقیبون کے چلے

مرتبہ میرا گھٹا رتبۂ اغیار بڑھا

مربھی جائیگا تو ہوگا نہ ترا وصل کبھو
کس لیے غم سے تو ہر روز گھٹاتا ہی لہو

وصل کیسا کبھی سونگھیگا نہ اُس شوخ کی بو
رنج کرتا ہی عبث فرقتِ دلدار کا تو

نہ مرض کو بہت ای عاشقِ بیمار بڑھا

عیش مین اُنکے کسی طرح نہ آئیگا خلل
بس خموش اب کہ نہین ہی یہ نصیحت کا محل

جس مین ہو نفع نہ حاصل تجھے وہ راہ نچل
رندمشرب نکرینگے تری باتون پہ عمل

اعتبار اپنا نہ او واعظ مکار بڑھا

کیا ہوا گر وہ جفاکار ہی میرا دشمن
جز رضینا بقضا کچھ نہ کہا مُنھ سے سخن

پیرہن مجکو ہی خود اپنی شہادت مین کفن
تابع حکم جو تھا مین تو جھکا دی گردن

کھینچ کر تیغ جو وہ قاتل خونخوار بڑھا

رنگ مہتاب ہی فق دیکھ کے چہرہ تیرا
جسنے کچھ بھی کیا دعویٰ اُسے دی تونے سزا

نور رخسار سے تیرے ہو مقابل کوئی کیا
اسکو غم ہی بہت اپنی شب افروزی کا

بزم مین کاٹ کے سر شمع کو ای یار بڑھا

بعد احمدؐ کے علیؑ اپنا ہی سردار و امام
شیعۂ پاک ہی جو خلد مین اُسکا ہی مقام

تو دمِ لغزشِ پا جسکا لیا کرتا ہی نام
تجکو سمجھاتے ہین زنہار نرکھ غیر سے کام

ای ہنر دوستی حیدر کرار بڑھا

فرازندگان رایت قلم بدیع الرقم بمعرکۂ تحریر و علم کنندہ گان تیغ دو زبان کلک بے نظیر اس داستان نادر کو یون رقم کرتے ہین کہ جب کرب غازی امیر باتوقیر سے اجازت لیکر ایک جانب کو روانہ ہوے بعد قطع منازل او رطی مراحل کوچ اور مقام کرتے ہوے قریب ایک کوہ کے کہ دامن صحرا مین واقع تھا پہونچے وہ عجب کوہ فلک شکوہ تھا کہ اُسکی تعریف لکھنے مین گو قلم عاجز ہی لیکن مختصر ثنا اُسکی یہ ہی بموجب نظم

نظم

حسن مین مثل کوہ تمکین تھا
جسکی گردن پہ خون صد فرہاد
چشمے اُس پر وہ صاف اور پرتاب
سینچتا تھا ریاض باغ جنان
اک طرف چشم نرگس کہسار
نغمہ آموز عندلیب جنان

کوہ وہ تھا برنگ کوہ بلور
رشک کوہ سرین شیرین تھا
راہ پرپیچ اُسکی تھی بالکل
موج زن مثل چشمۂ سیماب
دلربا آبشار کی آواز
دیدۂ مست کی طرح سرشار

جل گیا تھا اُسی کے رشک سے طور
تیغ کوہ گران تھی وہ جلاد
غیرتِ راہ کوچۂ کاکل
لیکے آب اُسکی نہر سے رضوان
فرحت افزا برنگ نغمہ ساز
وہ درختون پہ مرغ خوش الحان

کرب غازی نے کوہ مذکور کو دیکھ کر حمد خداوند عالم زبان پر جاری کرکے ثریا اور فتاح سے کہا دل یہ چاہتا ہی کہ آج اسی جگہ مقام کرین کیونکہ یہ صحراے سبزہ زار و فرحت آثار ہی اور وہ سامنے کوہ فلک شکوہ ہی ایسا پہاڑ کبھی مین نے نہین دیکھا ہی

شان صنعت صناع حقیقی اس کوه سے صاف ظاہر و آشکار ہے دونون بہادرون نے دست بستہ عرض کیا
کہ فی الواقع عجب یہ مقام بے نظیر ہے قیام کرنا یہان بہت مناسب ہے سوائے فرحت اور سبزہ زار کے
یقینی یہان شکار بھی ملے گا لطف حاصل ہوگا کرب غازی نے کہا کہ بے شک یہان شکار کرنے کی
بہار ہے یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ یہین قیام پذیر ہو بموجب حکم کرب غازی سب قزاق مرکبون سے
اُترے جلد جلد بارگاه وخیام برپا کیے اُن مین فرش بچھایا حالانکہ فراش و دیگر خدام موجود تھے
مگر یہ قزاق کرب غازی کے ایسے تابع فرمان تھے کہ غلام بھی اپنے آقا کی ایسی اطاعت نہین
کرتے ہین غرضکہ جب بارگاه استاده ہوچکی کرب غازی و ثریا و فتاح مرکبون سے اُتر کے
داخل بارگاه ہوے قزاق اپنے خیام مین داخل ہوے بعد اکل و شرب اور استراحت پذیر
ہونے کے آخر روز کرب غازی مع ثریا اور فتاح مرکبون پر سوار ہوے اور سامان شکار
مہیا و موجود کر کے چند بھیلیے و میر شکار وغیره اور اندلس کو بھی ہمراه رکاب سعادت انتساب لیکر
لشکر کو وہین چھوڑ کر جانب کوہ روانہ ہوے سواری کرب غازی اسطرح جاتی تھی بموجب نظم نظم

اسطرح سے سواری جاتی تھی | ساتھ باد بہاری جاتی تھی | شان و شوکت کا تھا عجب سامان
جسنے دیکھا وه ہو گیا حیران | طبع جو مائل شکار ہوئی | دشت مین اور ہی بہار ہوئی
ہاتھ پر رکھ کے سر ہرن آئے | نقد جان اپنی نذر کو لائے | جانور خود شکار ہوتے تھے
باز و بحری کے وار ہوتے تھے

الحاصل کرب غازی وغیره اثنائے راه مین شکار کھیلتے ہوے
سیر صحرا و کوہ کی کرتے ہوے جاتے تھے ناگاه ایک آہوے شوخ و شنگ کرب غازی کو نظر آیا
فوراً کمان دوش سے لے کر چلہ کمان مین تیر جوڑ کر تاک کر اُس آہو کو مارا وه تیر ران مین آہو
کے جا کر ترازو ہوا کرب غازی اور ثریا اور فتاح نے پیچھے اُس آہو کے گھوڑے دوڑائے
آہوے مذکور تیر سے زخمی تو ہوہی چکا تھا اب آواز گھوڑون کے سمون کی پاکر لنگڑاتا ہوا ایک
جانب بھاگا غزال مذکور تو طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اور بہادران موصوف اُسکے تعاقب
مین جاتے ہین لیکن اب احوال دیگر لکھا جاتا ہے کہ نقابدار سُرخ پوش اور دیگر نقابدار جو
بارگاه سلیمانی کے اثاثے کو لدوا کرلے گئے تھے اُسی صحرا مین درمیان درۂ کوہ کہ مقام
فرحت افزا تھا نہایت پسند کر کے مقیم ہوے اور نقابدار سُرخ پوش نے لشکر اپنا بمقابلہ
ترک توسن اُتار دیا بعد قتل کرنے ترک توسن کے اپنے کل لشکر کو بھی وہانسے طلب کرکے
اسی جگہ قیام کرنے کا حکم دیا چنانچہ درہ ہاے کوہ مین لشکر نقابدار فروکش تھا حسب اتفاق
جس روز کرب غازی اُسی صحرا مین وارد ہوے تھے اور واسطے شکار کھیلنے کے صحرا مین گئے
تھے نقابدار مرصع پوش بھی مع اور چار نقابدارون کے کہ سب کے چہرون پر نقاب پڑی تھی
اُسی صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہے تھے کئی ہرن اور بہت سے طائر شکار کیے تھے
اراده کیا تھا کہ شکار موقوف کر کے داخل درۂ کوہ ہون مگر یکایک سامنے ایک آہوے
تیر خورده نمایان ہوا اور وه آہو انھین کی طرف سے بھاگتا ہوا نکلا نقابدار سُرخ پوش نے
اُسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ترکش سے تیر نکالا اور کمان دوش سے لے کر چلہ کمان مین تیر جوڑ کے

نشانہ تاک کے اس طرح اُس کے سینے پر مارا کہ وہ تاب تحمل نہ لاکر زمین پر گرا نقابدار سُرخ پوش
نے جلد مرکب سے اُتر کر خدام سے کہا کہ جلد اسے ذبح کرو اُنھون نے تعمیل حکم کی بعد ازان
ملازمونکو حکم دیا کہ اس آہو کے اسی جگہ کباب تیار کیے جائین کیونکہ ہم بعد میخواری کے کھائین گے
ملازمین حسب الحکم نقابدار سُرخ پوش کاربند ہوے تھے ناگاہ کرب غازی مع ثریا اور
فتاح مرکب دوڑاتے ہوے گرد وغبار مین اٹے ہوے پسینے مین غرق اُس جگہ پہونچے جس جگہ
وہ آہو ذبح کیا ہوا پڑا تھا اور کچھ گوشت اُس کا ملازمون نے کاٹ کر چاہا تھا کہ کباب تیار کرین
یہ حال دیکھ کر کرب غازی نے برہم ہو کر اُن ملازمون سے پوچھا کہ اس آہو کو کہ ہمارا شکار تھا اور
تیر ہمارا اب تک اسکی ران پر لگا ہوا ہی کسنے شکار کیا ہی کچھ خوف وخطر اُسنے ہمارا نہ کیا اور
آہو صید کیا اُن بیچارون نے کہا کہ ہم تو ملازم ہین ہمارا کون قصور ہے پھر آپ بیکار غصہ کرتے ہین
ہمارے مالک وآقا نقابدار بہادر کہ سامنے تمہارے موجود ہین اُنھون نے اس آہو کو شکار
کیا ہی جو کچھ کہنا ہو اُنسے کہیے مگر ذرا زبان کو روک کر اور سمجھ کر کلام کیجیے گا ورنہ آپ کے
حق مین اچھا نہ ہوگا ہم تو غریب اور کم قوت ہین ہمین جو چاہے کہیے اور غصہ کیجیے یہ سُن کے
کرب غازی نے کہا کہ ہمین تمسے کیا مطلب ہی ہمکو تو اُس شخص سے غرض ہی کہ جسنے اس آہو
کو صید کیا ہی اُس سے سمجھ لینگے اب احوال معلوم ہو گیا ہی دیکھو تو تمھارے سامنے تمھارے
نقابدار کا کیا حال کرتا ہون کہ وہ کچھ دنون کو یاد کرے پھر ایسی حرکت نہ کرے یہ کہہ کے
نقابدار کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ ای نقابدار کیون تو نے اس میرے شکار کو صید کیا
کچھ خوف نہ آیا نقابدار نے برہم ہو کر جواب دیا خوب کیا جو اس آہو کو صید کیا صحرائی جانور
پر کسی کا کیا اجارہ ہی اس طرف سے یہ بھاگا ہوا جاتا تھا ہمنے تیر لگا کر شکار کیا اور اب اسکے
کباب تیار ہوتے ہین بعد میخواری کے بطور گزک کے کھائین گے کرب غازی نے کہا کہ اس
آہو کے کباب کھانا مشکل ہین بلکہ اس آہو کو جو ہاتھ لگائیگا اُسکے ہاتھ مرفق سے قلم کردونگا
تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمارے شکار کے کباب کھائیگا نقابدار سُرخ پوش نے غضبناک ہو کر
کہا کہ تو کون ہی کہ ایسی جرأت کرتا ہی شیرون سے آمادۂ فساد ہوتا ہی کیا دیوانہ ہی کہ بیہودہ
بکتا ہی جا یہانسے ورنہ زبان تیغ سے جواب دونگا اس آہوے مذبوح کی طرح تیرا بھی لہو زمین
پر گراؤنگا کرب غازی یہ گفتگو نقابدار سُرخ پوش کی سُنکر نہایت برہم ہوے اور اُس آہو کے
لیجانے پر آمادہ ہوے نقابدار سُرخ پوش نے بڑھ کر روکا اور کہا خبردار او دیوانے اس
آہو کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا ابھی اپنی جان سے ہاتھ اُٹھائیگا کرب غازی نے نقابدار
کو جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مردان عالم کہین لڑنے اور مرنے سے ڈرتے ہین اس آہو
کو مین ضرور لے جاؤنگا کہ میرا شکار ہی نقابدار سُرخ پوش نے جواب دیا کہ اس آہو کا
لیجانا تو نہایت ہی امر اہم ہی مجکو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ تو ذرا اس آہو کا ہو کر یہان سے زندہ
بھی نہ جائیگا کرب غازی یہ سُن کر نہایت برہم ہوے اور مرکب سے اُتر کر اُس آہو کی جانب
چلے نقابدار سُرخ پوش سدِ راہ ہوا کرب غازی نے کہا کہ ہٹ جا مین آہو کو لے جاؤن

نقابدار نے جواب دیا کہ تو بھلا کیا لے جائیگا شیرون کے شکار کا لے جانا کچھ آسان نہین ہی جا اور اپنی حمایتی کو بُلا لا دیکھون کہ تو اور وہ کیونکر اس آہو کو لے جاتے ہین کہ اس صحرا سبزہ زار کی زمین کو تیرے اور تیرے مددگارون کے خون سے سُرخ کردونگا دریاے خون بہا دونگا بارگاہ سلیمانی صاحبقران کے لشکر سے گھُسکر لے آیا ہون بڑے بڑے نامیون کو زیر کیا ہی اور جن دلاورون نے سرکشی کی ہی اُنھین قتل کیا ہی مریخ فلک میرے قہر و غضب سے بالاے آسمان خائف ہی پس تیری کیا حقیقت ہی کہ تو مجھسے بزور قوت بازو یہ آہو لے جائیگا ہان اگر عاجزی کرتا دست بستہ مثل محتاجون اور فقیرون کے اس آہو کا سائل ہوتا تو البتہ رحم کھا کر دے دیتا اور زبردستی لے جانا تو نہایت مشکل ہی کرب غازی نقابدار سُرخ پوش کی تقریر سُن کر سمجھے کہ یہ وہی نقابدار ہے کہ جو بارگاہ سلیمانی لے آیا ہی اور خود بھی اپنی زبان سے بارگاہ سلیمانی کے لے آنے کا اقرار کرتا ہی پس یہ تو عدو ہی اور اسی کی جستجو مین نکلا بھی تھا اب اس آہو کی بابت زیادہ تر اس سے فتنہ و فساد پر کمر باندھو لڑ بھڑ کے اسے گرفتار کر و بارگاہ سلیمانی لے کر خدمت امیر مین چلو یہ تصور کرکے آمادہ بہ فساد ہوا افتاح نے بوق کو دم دیا صداے بوق سُنکے جملہ قزاق ہوشیار ہوے تین مرتبہ کے بوق بجانے مین چوبیس ہزار قزاق مرکبون پر سوار ہو کر اُسی جگہ حاضر ہوے اور نقابدار کے لشکر مین جو خبر پہونچی جملہ مردمان سپاہ جلد جلد مسلح و مکمل ہو کر بمقابلۂ قزاقان موجود ہوے اُس وقت ثریا اور فتاح پلنگینہ پوش نے کرب غازی سے عرض کیا کہ حضور دشمن کو بدزبانی کی کچھ سزا ضرور دیجیے یا ہمین حکم کیجیے کہ ہم اس سے سمجھ لین کرب غازی نے اُنھین منع کرکے چند قدم آگے بڑھ کے دامن اپنے گردانے اور فی الفور نقابدار سے لپٹ گیا نقابدار بھی اپنے دامن گردان کر کرب غازی سے کشتی لڑنے لگا یہ احوال دیکھ کر اندلس عیار پسر خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کہ کرب غازی کا عیار ہی تاب تحمل نہ لا کر پاے شاطری مارتا ہوا مثل باد تند بصرے مین پہونچا اور وہان سے جلد تر خدمت امیر با توقیر مین جاکر جو کچھ احوال گذرا تھا امیر عالیشان سے بیان کیا حمزۂ صاحبقران یہ خبر سُنکے تھوڑی فوج اپنے ہمراہ لے کر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اندلس اور خواجہ عمرو کو ساتھ لے کر روانہ ہوے اور بتعجیل تمام راہ قطع کرکے اُسی صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ہر دو جانب لشکر پڑے ہین نقابدار مُنھ پر نقاب ڈالے ہوے کرب غازی سے کشتی لڑ رہا ہی صاحبقران وہان پہونچے اور اشقر دیوزاد سے اُتر کر ایک کرسی جواہرنگار پر زیر بارگاہ بیٹھے اور پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے سیر کشتی کی دیکھنے لگے نقابدار سُرخ پوش نے جو دیکھا کہ صاحبقران بجمعیت فوج قلیل تشریف لائے ہین اور سیر کشتی کی دیکھ رہے ہین اُسوقت اپنی قوت اور فن کشتی صاحبقران پر ظاہر کرنے کے واسطے جھک جھک کر کشتی لڑنے لگا کرب غازی اُسکے داؤن پیچ روکنے لگا اسی طرح لڑتے لڑتے وہ زمانہ آیا کہ آفتاب رن زور آزماؤنکی کشتی دیکھکر بوجہ اُنکے رعب و صولت کے لرزان و ترسان گوشۂ مغرب مین جا کر پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ اس کشتی کے دیکھنے کا مشتاق بدرجہ کمال ہو کر قصر مشرق سے برآمد ہو کر تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا گرد اُسکے جملہ ثوابت و سیارگان مانند مصاحبون کے ظاہر ہوے شاہ انجم مشعل ضیا

کی روشنی مین کشتی کی سیر کرنے لگا امیر باتوقیر اور اُن چار دن نقابدار دن نے جو نقابدار سرخ پوش
کی ہمراہی مین تھے روشنی کرنے کا خدام کو حکم دیا اُنھون نے حسب الحکم اسقدر روشنی کی کہ وہ شب
تیرہ مبدل بروشنی روز ہوگئی بعد روشنی ہونے کے امیر اور نقابدار دن نے کرب غازی اور
نقابدار سرخ پوش کو کانسون مین دودھ طلب کرکے پلایا بعدہٗ پھر دونون دلیر اُسی طرح
کشتی لڑنے لگے ایک دوسرے کی دستی زبردستی گھسیٹنے مین کوشش کرنے لگا لڑتے لڑتے آخرکار
وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ یعنے ماہ تابان نے کشتی دیکھتے دیکھتے شب بسر کی اور بوجہ بیدار رہنے
تمامی شب کے کسل وکاہلی ایسی عارض ہوئی کہ چہرۂ نورانی اُسکا متغیر ہوکر مائل بسفیدی ہوگیا
اور برائے استراحت جانب مغرب جاکر مع اپنے مصاحبون کے نظر مردم سے نہان ہوا اور
آثار سحر فلک پر ظاہر ہوے دونون لشکرون مین موذنون نے صدائے تکبیر بلند کی بعد اذان
ہونے کے امیر باتوقیر اور نقابدارون وغیرہ نے نماز سحر پڑھی ہنوز وظیفۂ سحری سے بخوبی
فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظہور ہونے لگا اُس وقت مرغان
صحرا وکوہ کا بولنا نسیم سحری کا اٹکھیلیون کے ساتھ چلنا صحرا مین سبزے کا لہلہانا گلہاے
خودرو کا بہ الوان مختلف شگفتہ ہونا عجب لطف دکھاتا تھا اِدھر کشتی بدستور سابق ہورہی تھی اس کا
لطف بھی دیکھنے والون کے دلون کو جدا مسرور کرتا تھا کہانتک اِس کشتی کا حال مفصل تحریر کیا جائے
کہ ناظرین اور سامعین کے ملال کا خیال ہے مختصر یہ ہے کہ تین شب و روز برابر کشتی ہوئی کوئی
دلیر کسی سے زیر نہوا لیکن یہ امر ضرور ہوا کہ نقابدار سرخ پوش کی قوت مین تین روز کی کشتی
مین مطلق کمی نہ ہوئی اور کرب غازی کی طاقت مین کمی ہونے لگی تھی لیکن کرب غازی برابر
کشتی لڑتا تھا ہر پیچ کا توڑ کرتا تھا جب نقابدار مذکور زیر کرنا چاہتا تھا کرب غازی بفن کشتی
زیر نہ ہوتا تھا نقابدار سرخ پوش غصے سے ہونٹھون کو چباکر خون جگر پی کر رہجاتا تھا کبھی برہم
ہوکر گھونسے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ او دیوانے کیا سبب ہے کہ جو تو مجھ سے ابھی تک زیر نہوا شاید
تیرے پاس کوئی تعویذ ہے یا کوئی دعا ہے یا کچھ عمل سفلی تو نے ایسا کیا ہے کہ جس سے پشت تیری آشنا
بہ زمین نہین ہوتی ہے کرب غازی جواب دیتے ہین کہ او نقابدار تیری تو کیا حقیقت ہے مجھے
پردۂ دنیا پر کوئی زیر نہین کرسکتا حالانکہ میرے پاس کوئی تعویذ وغیرہ نہین ہے اور نہ عمل سفلی پر اپنا
اعتقاد ہے نقابدار سرخ پوش یہ سُنکے اور زیادہ برہم ہوتا تھا اور کوشش کرب غازی کے
زیر کرنے مین کرتا تھا لیکن کرب غازی کسی طرح زیر نہ ہوتا تھا نقابدار کو دمبدم جرأت اور
زیادہ ہوتی تھی اور غصہ لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا امیر باتوقیر نقابدار کی شوخی اور قوت وزور کو
اور اُسکے غصے کو دیکھ کر بے اختیار مسکراتے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ عجب یہ نوجوان
بہادر و پُرقوت و صاحب خشم ہے کرب غازی جو زیر نہین ہوتا ہے تو جھلاتا ہے اور کثرت غیظ
سے گھونسے مارتا ہے حق تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے کہ یہ بہادر میرا مطیع ہوجائے تو
بارگاہ سلیمانی کی اسکے بیٹھنے سے زیادہ رونق بڑھ جائے یہ دعا درگاہ مجیب الدعوات مین کرکے
امیر باتوقیر کرسی زرنگار سے اُٹھے اور قریب اُن دونون بہادرون کے جاکر بصد شفقت ومہربانی

داہنے ہاتھ سے کرب غازی کو اور بائین ہاتھ سے نقابدار سُرخ پوش کو بآسانی تمام جدا کیا اور
کرب و نقابدار سے کہا کہ ای بہادرو بس اب باہم کشتی نہ لڑو کیونکہ زمانہ تین شب و روز کا گذرچکا
اور کوئی نتیجہ اب تک نہ حاصل ہوا ہماری خاطر سے اب کشتی موقوف رکھو نقابدار سُرخ پوش نے
کہا کہ ای امیر اب آپ اس بات مین دخل نہ دیجیے یہ دیوانہ اب تھک گیا ہی دم اسکا آگیا ہی
تھوڑی دیر مین اسے زیر کرونگا ہڈیان پسلیان اسکی توڑ ڈالونگا اسکی میرے آگے کیا حقیقت ہی
مین نے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو زیر کیا ہی صاحبقران عالیشان نے جواب دیا کہ بیشک
تم بہادر ہو تمنے پہلوانون کو ضرور زیر کیا ہوگا مگر کرب غازی تمسے ہرگز زیر نہ ہوگا کیونکہ یہ
نظر کردۂ شاہ مردان ہی کوئی دنیا مین اسے زیر نہین کرسکتا ہی مجھسے بھی یہ بہادر زیر نہین ہوا ہی
نقابدار سُرخ پوش نے بموجب ارشاد امیر باتوقیر کے کشتی لڑنے سے تو ہاتھ اُٹھایا کہ امیر
کی خوشنودی منظور تھی لیکن ایک گھونسا کرب غازی کے مار کر کہا کہ او دیوانے خیر جا بموجب
ارشاد امیر عالی وقار کے مین نے تجکو چھوڑ دیا ورنہ تیری ہڈیان پسلیان ریزہ ریزہ کردیتا
دعا دے صاحبقران کو کہ اِنکے تصدق اور طفیل سے تیری جان و آبرو میرے ہاتھ سے بچگئی
کرب غازی نے یہ سُنکے خود بھی اُسے گھونسا مار کر جواب دیا کہ او نقابدار سُرخ پوش
شکر کر کہ صاحبقران یہان تشریف لائے اور تجکو میرے پنجۂ سخت سے رہائی ملی ورنہ گرفتار کرکے
تجکو یہان سے لے جاتا صاحبقران نے دونونکو سخت گفتگو کرنے سے منع کیا اور کرب غازی
کا ہاتھ پکڑکر اپنی بارگاہ مین لے گئے ادھر چارون نقابدار نقابدار سُرخ پوش کو سمجھا بجھا کے
لے کر چلے اُن چارون نقابدارون مین جو نقابدار مُسن اور بزرگ تھا وہ امیر عالی مقام کی بارگاہ
مین آیا امیر عالیشان نے اُسپر الطاف و اشفاق بزرگانہ بے حد کیے اور قریب اپنے دنگل کے بٹھایا
اور سبب اُسکے آنے کا دریافت کیا اُسنے عرض کیا چونکہ آپ بزرگ اور عالی خاندان اور نامی
و نامور ہین آپ کی کچھ خدمت کرنا اور اپنی بزم مین بُلانا باعث ازدیاد عزت و آبرو اُس
شخص کا ہی جو کہ آپ کی دعوت و ضیافت کرے اور اپنی بزم عیش مین آپ کو بٹھائے پس مین
امیدوار ہون کہ آج کی شب میرے حال پر عنایت بیحد فرما کے بزم عیش مین تشریف لائیے گا اور
نان و نمک وہین نوش کرکے مجھ کمترین کے دل کو مسرور کیجیے گا دعوت سے انکار نہ کیجیے گا کیونکہ
دعوت کا رد کرنا مناسب نہین ہی اگر یہ خیال ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہین اور یہ نقابدار اہل اسلام
سے نہین ہی تو اس خیال کے دفع کرنے کے واسطے یہ کمترین عرض کرتا ہی کہ بہ عنایت ایزدی
مدت سے یہ خاکسار دائرۂ دین اسلام مین داخل ہوچکا ہی صاحبقران عالیشان نے اُس
نقابدار کی تقریر سُنکے بجاے خود کہا کہ ان سب نقابدارون سے مجھے ایک الفت ہی اور دل
چاہتا ہی کہ اپنے فرزندون کے مانند اِنھین پیار کرون اور سینے سے لگاؤن نہین معلوم اس کا
کیا سبب ہی یہ خیال کرکے فرمایا کہ تمھارے کہنے سے ہمین دعوت سے انکار نہین ہی انشاء اللہ تعالیٰ
بعد نماز مغرب ہم تمھاری محفل عشرت مین شریک ہونگے اُس نقابدار نے عرض کی آپ کرب غازی
کو اور جتنے سردار آپ کے یہان لشکر مین موجود ہین مع خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری کے تشریف لائیگا

تنہا قدم رنجہ نہ فرمائیے گا صاحبقران نے بدل و جان قبول کیا وہ نقابدار رخصت ہو کر اپنے مقام قیام پر گیا اور سب نقابدارون سے جا کر کہا کہ اس وقت مین خدمت صاحبقران زمان مین گیا تھا اُنکی اور اُنکے تمامی سرداران لشکر کی دعوت و ضیافت کے واسطے کہا تھا صاحبقران نے منظور کیا ہو آج شب کو بموجب وعدہ تشریف لائین گے اُنھون نے جواب دیا کہ جو کچھ آپنے کیا وہ بہتر و مناسب کیا اب لازم یہ ہو کہ ابھی سے بزم عشرت کے آراستہ کرنے مین خدام کو حکم دے دیا جائے اور کہدیا جائے کہ بتکلف تمام بزم عشرت آراستہ ہو چنانچہ نقابدار مذکور نے خدام سے تاکیداً حکم دیا کہ بارگاہ افراسیابی مین آج ایسی بزم عیش آراستہ کیجائے کہ شاہان روے زمین نے کبھی ایسی بزم عشرت اور محفل انبساط نہ آراستہ کی ہو خدام نے دست بستہ عرض کی کہ ہم لوگ تعمیل حکم کی کرین گے یہ عرض کر کے اُسی وقت سے بزم عشرت کے آراستہ کرنے مین مشغول و مصروف ہوے وہ بارگاہ افراسیابی کہ جو نقابدار سرخ پوش طلسم افراسیابی کو توڑ کر لایا تھا اُسی بارگاہ مین بزم عشرت خدام نے آراستہ کی اُس بارگاہ اور بزم کی آراستگی مفصل تو کیا بیان ہو قلم بدیع الرقم لکھنے مین عاجز ہو لیکن ادنے اور مختصر وصف اُسکا یہ ہو بموجب

نظم

تھی عجب بارگاہ وہ نادر
وصف مین جسکے ہو زبان قاصر
کاخ گردون سے بھی وہ اعلا تھی
ہمسر قصرِ دُرِّ بیضا تھی
شمسہ شمسہ تھا شمسۂ خورشید
بیضہ بیضہ تھا بیضۂ خورشید
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
صبح جنت بھی جنسے نور لے دام
آئنہ ایک ایک برق نسب
رشک رخسار شاہدان حلب
آئنہ تھا کہ باغ جوہر تھا +
بے تکلف دل سکندر تھا
خانۂ آئنہ تھا مظہر نور
موج آئینہ موج شعلۂ طور
بیش قیمت تھے اسقدر وہ سب
جنکا بیعانہ تھا خراج حلب
جھاڑ کو دیکھ کر ہوا ثابت +
سبع سیارے ہو گئے ثابت
طرفہ دیوارگیریون پہ بہار
کہیے پستان شاہدِ دیوار
وہ دوشاخے کنول تھے دست دعا
صاف صبح اجابت آئنہ تھا
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
مہروش ماہ پارہ برق نظیر
رنگ تصویر رنگ روے بہار
رشک گلگونۂ گلِ رخسار
رنگ روے شفق کا تھا ہمزاد
یا کہ رنگ طبیعتِ بہزاد +
تھا مرقع تمام حورنژاد
رشک ارژنگ مانی و بہزاد
چہرہ پرداز روم و چین و فرنگ
آئنہ سان ہون اُسکو دیکھ کے دنگ
وہ منقش تمام سقف و جدار
وہ بہار طلسم نقش و نگار
دیکھ کر وہ بہار گلکاری
عقل نقاش فکر ہو عاری +
طرفہ فرشی کنول پہ جوبن تھا
نور و نار ایک جا پہ روشن تھا
فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اُتارے تھے
جھاڑ فرشی وہ چار سو پُرنور
غیرت افزاے نخل گلشن طور
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
جنسے شرمائے ساغر الماس
سبز و سُرخ ایک ایک وہ فانوس
جسکا پرتو تھا اطلس طاؤس
دیکھے فانوس چرخ بھی جو اُنھین
اپنی نیرنگیان اُسے بھولین
شمع فانوس مین تھی یون روشن
جیسے حجرے مین پہلی شب کی دلھن
آتش طور سے جلی تھی وہ +
نور کے سانچے مین ڈھلی تھی وہ
کہون کیا تھا جو نور فرش کا روپ
چاندنی ملگجی تھی میلی دھوپ
صدر مین ایک مسندِ پُرزر
مہر جیسے بساط گردون پر

پردے زربفت کے بہت بھاری | شیرماہی کی وہ چقین ساری | اک طرف مطربان ہوش ربا
ایک سو مہ لقان زہرہ ادا | اک طرف ساقیان سیمین ساق | حسن و خوبی مین شہرۂ آفاق
شیشے ہاتھون مین مثل شیشۂ دل | جام مے نقد ہوش کے سائل | کشتیون مین وہ نور کے کنظ
شیشۂ آسمان سے بھی خوشتر | جلوہ آرا وہ بادۂ سرجوش | جسکی ہر موج دام طائر ہوش

ہر اک رقاصہ حسن مین بے مثال تھی دلبری و علم موسیقی مین صاحب کمال تھی سازندے بھی اُن کے ہمراہ جوان جوان جنکو اپنی اُستادی و کمال کا دہیان حسب الطلب آئے تھے جب بارگاہ مذکور مین بزم عشرت جسکی کچھ صفت تحریر ہوئی ہی آراستہ ہوچکی اور انواع و اقسام کا طعام لذیذ تیار ہوچکا اور جملہ سامان درست ہوگیا وہی نقابدار جسنے صاحبقران سے وعدۂ دعوت لیا تھا وقت شام مرکب پر سوار ہوکر واسطے لینے صاحبقران وغیرہ کے روانہ ہوا خدام کو واسطے استقبال امیر کے مناسب نہ جانا کیونکہ یہ امر شان امیر کے خلاف تھا غرضکہ جب نقابدار مذکور لشکر امیر مین پہونچا امیر باتوقیر نماز مغربین سے فارغ ہوچکے تھے ارادہ چلنے کا کیا تھا ناگاہ نقابدار آیا اُسنے صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا کہ حضور تشریف لے چلین خادم کو سرفراز کرین امیر نے خوش ہوکر فرمایا کہ ای نقابدار تمنے یہ زحمت کیون گوارہ کی ہم تو آتے ہی تھے بس اُسنے عرض کیا کہ مجھے یہ منظور نہ ہوا کہ آپ بغیر رہبری کسی خادم کے طرف درۂ کوہ کے تشریف لائین صاحبقران یہ سُن کر مع سرداران لشکر موجودۂ وقت و خواجہ عمر و بوشاکین نادرہین کر مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ نقابدار ہوے نقابدار امیر باتوقیر کو ہمراہ لے کر طرف درۂ کوہ کے روانہ ہوا بعد قطع مراحل و طے منازل جب داخل بارگاہ افراسیابی ہوے جملہ نقابدار اور جملہ سرداران لشکر نقابدار سُرخ پوش براے تعظیم امیر باتوقیر اُٹھے اور ہر ایک نے امیر کو بوجہ بزرگ ہونیکے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے ہر ایک کا سلام لے کر جواب سلام دے کر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھو اُنھون نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ امر خلاف ادب ہی جب صاحبقران اُس مسند پر جو صدر بارگاہ مین بصد تکلف بچھائی تھی بموجب کہنے نقابدار کے بیٹھے اور ہمراہیان امیر بھی علے قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھ چکے نقابدار وغیرہ بھی بیٹھے صاحبقران زمان نے اُس بارگاہ کو اور اُسکی آراستگی پر نظر کرکے بدرجہ کمال اپنے دل مین تعریف کی بعد تھوڑی دیر کے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لے کر آئے جن کی تعریف و توصیف یہ ہی بموجب نظم

برج چہرہ جمال کے خورشید | ملک جاہ و وقار کے جمشید
رخ تابان مین آفتاب کا رنگ | لب نازک مین تو شراب کا رنگ

شیشون مین وہ شراب ناب کہ جسکی ثنا مین یہ دو شعر ہین نظم

غم ربا عیش وصل یار صفت | روح بخش آب خضر کی صورت
دشمن زہد و قاتل پرہیز | فرس عقل کے لیے مہمیز

غرض ساقیان مذکور بہ ناز و انداز قدم اُٹھاتے ہوے بزم عشرت مین آئے اول بحکم نقابداران موصوف شیشے سے شراب ناب ساغر بلورین مین اُنڈیل کر روبروے صاحبقران لے گئے صاحبقران نے جام لے کر شراب پی پھر تو تمامی اہل بزم کو اُن ساقیان سیمین ساق نے شراب پلانا شروع کیا جام مے گردش مین رہا ہر ایک اہل بزم نے کئی کئی جام شراب کے پیئے

آخر میخواری سے انکار کرنے لگے ساقیان مذکور کشتیان مے گلگون کی اُٹھاکر بزم طرب سے باہر لیگئے
بعد اُن کے جانے ایک رقاصہ نہایت خوش گلو کہ جسکی ادا سے تعریف حُسن و جمال و لباس اور
سنگار کی یہ ہی بمقتضاے نظم

پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
ترچھا انداز چال تھی چھل بل
مطلع صبح وہ گریبان تھے
تھی سراپا وہ حور ناز و غرور

نور کی شکل وہ مزاج نفیس
وہ ستم شوخی و غرور و حیا
اودی اودی وہ مسّی کی تھی دھڑی
شفقِ شام مسی و پان تھے
کاج کی پہنے تھی وہ بس محرم

رشک حورا و غیرت بلقیس
وہ چھلاوے کی طرح سے چنچل
اور وہ تحریر سُرخی پان کی
بھاری پشواز پہنے تھی وہ حور
ہاتھ جس سے نہ ہو کبھی محرم

جب مطربہ مذکور بہزار ناز و انداز بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اہل نظر
شوق سے اُسے دیکھنے لگے خصوصًا نوجوان شوخ طبع جو اس بزم عشرت مین بیٹھے تھے بہ نظر عشق و الفت
اُسے دیکھتے تھے وہ اُن جوانون کو اپنا مائل اور شیفتہ پاکر ناز کرتی تھی کبھی مسکرا کر مُنھ چھپاتی تھی
کبھی شرما کر آنکھین نیچی کرلیتی تھی کبھی ترچھی نظرون سے جوانون کو دیکھتی تھی جب سازندون نے اُسکے
حسب دلخواہ اپنے ساز درست کرلیے نازنین مذکور واسطے رقص کے اُٹھی سازندون نے بجانا شروع کیا وہ نازنین بہ ناز و ادا رقص کرنے لگی تعریف اُسکے رقص کرنے کی یہ ہی بموجب نظم

ناچ اُس گل کا لاکھ اُڑ ائے پری
دامن صبر دل مسک جائے
جسکی جانب بتا کے لی سسکی
وجد کرنے لگا تدرو ادا

پر وہ چتون کہانسے لائے پری
رکھا رُخ پر اُلٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کردی

حور کو ایسی وہ مسک بھائے
ماہ تابان پہ چھاگیا بادل
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

اہل بزم اُس مطربہ کاملہ کے رقص کو دیکھکر خوش ہوے بالاے فلک
زہرہ اور مشتری نے اُس کا ناچ دیکھ کر باہم کہا کہ ہم بھی اسکے کمال کے مقر ہین بعد رقص کرنے کے وہ
مہ جبین یہ غزل عاشقانہ گنگنا کر بنا بنا کے گانے لگی نظم

بجلی گرنیکو جو چاہے تو مین باران مانگون
بخت داژون نے زبانکو یہ اثر بخشا ہی
روشنی کے لیے اس گھر کی جو مہمان مانگون
رنج سے عشق کی ہی راحتِ دنیا بدتر
سونگھنے کو جو کبھی زلفِ پریشان مانگون
میوے پر باغ جہانکے ہو جو دلکو رغبت
پیرہن خاک مین دیوانہ عریان مانگون
ملتی ہی مانگنے سے باغِ جہان مین جو مراد
وصل کا روز جو مین ای شبِ ہجران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون
بادشاہی سے فقیری کا ہی پایہ بالا
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون
عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا
شجر حُسن سے مین سیب زنخدان مانگون
یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چباؤن
گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
کب سے در پر ترے سائل ہون مین آتش کیطرح

خار مطلوب جو ہوے تو گلستان مانگون
تجسے مٹی بھی نہ ای گبر و مسلمان مانگون
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون
دیدیا کیجیے سودائی تمھارا ہون میان
بھیک دریا سے اگر نخچۂ مرجان مانگون
جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون
تو تو کیا ایسی بلا ہر وہ نلے ہو جو پہاڑ
وہ بلے مجکو جو کچھ ای شہ خوبان مانگون

جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی تو اہل بزم نے خوش ہو کر اُس نازنین کے گانے کی تعریف کی نقابداران
مذکور نے اپنے خدام سے اُسے زر کثیر دلوا کر رخصت کیا چونکہ وہ وقت صاحبقران زمان کے خاصہ نوش
کرنے کا تھا نقابداروں نے سنا میر با توقیر سے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ جو نان خشک موجود ہی اُسے حضور

تناول فرمائین امیر چپ ہو رہے وہ خاموشی امیر با توقیر کو عین رضامندی جان کر دسترخوان بچھوا کر طعام رنگارنگ خوش ذائقہ و لطیف ظروف بے بہا و نفیس و نادر مین طلب کرکے دسترخوان پر خدام سے ساتھ طریقۂ شاہان روزگار کے رکھوا کر ملتجی ہوے کہ بسم اللہ نوش فرمائیے امیر با توقیر وغیرہ نے بموجب طریقہ اہل اسلام وہ نادر و نفیس طعام کھانا شروع کیا اور نقابداروں سے کہا کہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ وقت ہمارے کھانے کا نہین ہی ورنہ بموجب حکم حضور ضرور آپ کے ساتھ تناول طعام مین شرکت کرتے صاحبقران زمان یہ سُن کر خاموش ہو رہے بعد فراغت اکل و شرب دسترخوان بڑھایا گیا ہر ایک نے بموجب دستور ہاتھ دھوکر رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیے بعد ازان حسب قاعدہ خاصدان مین گلوریان ایک خادم لے کر آیا سبھون نے کھائین اُس وقت بحکم نقابداران مذکور پھر نازنینان خوبرو و خوش گلو کے بعد دیگرے بزم طرب مین حاضر ہوکر بدستور مطربۂ اول رقص و نغمہ کرنے لگین اہل بزم رقص و نغمے سے خوش اور مسرور ہونے لگے اسی طرح تمام شب بزم عیش و طرب آراستہ رہی ناچ وگانا ہوا کیا وقت سحر صاحبقران عالیشان نے نقابداروں سے رخصت چاہی نقابداروں نے کہا دل نہین چاہتا ہی کہ آپ کو تشریف لے جانے کی اجازت دین مگر زیادہ اس امر مین اصرار بھی نہین کرسکتے کہ آپکے ملول ہونے کا خیال ہی لیکن اگر مناسب سمجھیے تو تھوڑی دیر اور توقف فرمائیے بوجہ اسکے کہ نقابدار سُرخ پوش جو آپ کے روبرو بیٹھا ہی کچھ آپ سے کہے گا صاحبقران نے فرمایا اچھا مین ابھی نہ جاؤنگا یہین نماز سحر پڑھونگا جو کچھ کہ مجھسے نقابدار سُرخ پوش کہین گے مین سُنونگا یہ فرماکر بوجہ کم رہنے وقت نماز سحر کے جلد وضو کرکے نماز سحر پڑھی نقابداروں نے بھی نماز سحر ادا کرکے وظیفے سے فراغت حاصل کی جب سب نماز پڑھ چکے تو صاحبقران نے نقابدار سرخ پوش سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ مین آپ سے یہ کہتا ہون کہ اب آپ ضعیف ہو گئے ایام جوانی گذر گئے قوت و زور مین بہ نسبت قبل کمی ہو گئی ہی صاحبقرانی اب آپ پر زیبا نہین ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ بانے صاحبقرانی کے اور جملہ اسباب صاحبقرانی بخوشی میرے حوالے کر دیجیے کیونکہ اب اس زمانے کا مین صاحبقران ہون امیر با توقیر نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے نقابدار سُرخ پوش بانے صاحبقرانی کے اگر مین تمھین یون دے دونگا تو اہل زمانہ یہ خیال کرین گے کہ حمزہ نے ڈر کر نقابدار سُرخ پوش کو بانے صاحبقرانی کے دے دیے اور تمھاری کچھ ناموری نزدیک و دور دنیا مین نہ ہوگی اس سے مناسب یہ ہی کہ تم مجھسے مقابلہ کرو اگر مجھے زیر کرو جملہ بانے صاحبقرانی کے لے لو مگر اس جگہ نہین بصرے مین کہ جہان ہمارا لشکر اُترا ہی وہان آکے ہمسے مقابلہ کرو اور باعث میرے یہان مقابلہ نہ کرنے کا یہ ہی کہ لشکر ہرمز و فرامرز میرے لشکر کے مقابلے مین پڑا ہی لڑائیان ہو رہی ہین کفار ہرمز و فرامرز کی مدد کے واسطے چلے آتے ہین تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ ہشام تبریزان عیار لندھور بن سعدان اور کرب غازی کو سفوف بیہوشی سے بیہوش کرکے لے گیا تھا کرب غازی تو رہا ہوے بلکہ خود بزور قوت بازو زنجیر و طوق وغیرہ توڑ کے انھون نے پھینک دیا اور زرہاج ایک کافر سے کشتی لڑ کے اُسے زیر کیا مگر لندھور ابھی تک لشکر بدخواہ مین قید ہی نتیجہ اس تقریر کا یہ ہی کہ حالت

موجودگی ہین تو وہان اعدا دشمنی سے باز نہ آتے تھے اب ہم یہان چلے آئے ہین وہ دلیرانہ دشمنی پر کمر
باندھین گے اور مکر و دغا سے میرے اہل لشکر کو گرفتار اور قتل کرین گے یہ سُن کر نقابدار سُرخ پوش
نے کہا کہ اگر آپ بخوشی بانے صاحبقرانی کے نہین دیتے ہین تو مین بزور قوت بازو آپ سے بانے
لے لونگا جس طرح بارگاہ سلیمانی چھین لی ہی اُسی طرح سے سب بانے بھی لے لونگا آپ ضعیف و
ناتوان ہین مین ابھی نوجوان ہون آپ مین اور مجھ مین گویا زمین و آسمان کا فرق ہی جو قوت و
لیاقت مجھ مین ہی وہ ہرگز آپ مین نہ ہوگی صاحبقران نے جواب دیا کہ جب تم مجھے کمزور جانتے ہو
تو پھر میرے لشکر مین چل کر مجھ سے مقابلہ کرنے پر راضی ہو وہان میری قوت و ناتوانی کا احوال
تم پر آشکار ہو جائیگا نقابدار سُرخ پوش نے جواب دیا کہ یہان بھی مقابلے کے واسطے موجود ہون
اور وہان بھی ہم نبرد ہونے مین مجھے کچھ انکار نہین ہی اور مجھے کسی طرح کا خوف نہین ہی جب کہ
نقابدار سُرخ پوش یہ جواب دے کر خاموش ہوا اُن چار دن نقابدارون نے صاحبقران
سے عرض کی کہ یا امیر با توقیر یہ نقابدار سُرخ پوش نہایت شجاع و بہادر ہی اپنا مثل و نظیر نہین
رکھتا آپ نے پرستان مین بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اسی بہادر نے دیو قہقہہ کے لشکر مین
گھس کر دیو الماس کو قتل کیا تھا اور دیو قہقہہ کو بھی زخمی کیا تھا سوا اس کے اور بھی بڑے
بڑے کارنمایان اِسنے کئے ہین شجاعت و جوانمردی مین یہ بے نظیر ہی مناسب ہی کہ آپ اس سے
مقابلہ کرنے کا ارادہ نہ کیجیے اپنی عزت و آبرو بچائیے اور اگر یہ امر منظور نہین ہی تو یہ بہادر آپکے
لشکرگاہ مین آپسے مقابلہ کریگا ہرگز اپنے قول و اقرار سے نہ پھرے گا کیونکہ یہ راست گو ہی یہ سُن کر
صاحبقران نے اُنھین جواب دیا کہ مجھے بھی یہ امر منظور ہی کہ بعد مقابلہ کرنے اور زیر ہونے کے
بانے صاحبقرانی کے حوالہ نقابدار سُرخ پوش کر دونگا نقابدار مذکور نے کہا کہ بہتر و مناسب
ہی انشاء اللہ تعالےٰ مین بہت جلد آپ کے لشکر مین حاضر ہونگا صاحبقران زمان یہ سُن کے سب
نقابدارون سے رخصت ہو کر فرودگاہ لشکر پر آئے اور وہان سے کرب غازی وغیرہ کو مع فوج
ہمراہ لے کر بعد قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوے پھر دربار بادشاہی مین گئے ظل اللہ کو بوجہ بادشاہ
ہونے لشکر کے جھک کر مجرا کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کر مزاج پوچھا اور کیفیت نقابدار کی
دریافت کی صاحبقران نے جو کچھ احوال گذرا تھا اول سے آخر تک سامنے بادشاہ کے مفصل طور
پر بیان کیا بعد ازان صاحبقران زمان مع جملہ سردارون کے اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے بعد چند
روز کے وقت صبح جملہ سرداران لشکر دربار بادشاہ مین اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے اور
امیر عالیشان بھی اپنے دنگل پر تشریف فرما تھے اور کرب غازی سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے کہ
باوجودیکہ نقابدار سُرخ پوش نے جلد آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک نہین آیا واللہ اعلم کیون
نہین آیا کیا سبب ہوا یہ سُن کر کرب غازی صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ نقابدار سُرخ پوش
مجھی سے کشتی لڑنے مین عاجز ہو گیا تھا وہ آپ سے بھلا آکے کیا مقابلہ اور مجادلہ کرے گا یقین ہی
کہ وہ بوجہ آپ کے خوف کے یہان نہین آیا اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے عجب نہین ہی کہ
نہ آئے ہنوز یہ گفتگو امیر و کرب غازی مین ہو ہی رہی تھی کہ چند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و

خیزان دربار مین حاضر ہوے اور بموجب دستور مجراگاہ سے مجرا کرکے پاے تخت بادشاہ کو بہ ادب تمام
بوسہ دے کے اسطرح دعا و ثناے بادشاہی زبان پر لائے بموجب نظم ہمیشہ تا ذہن گفتگوے اہل وفاق
ز نقل زمزمہ دوستان شود شیرین + حدیث تلخ دہانی دشمنان تو باد + حکایتے کہ ز نقلش دہان
شود شیرین + بعد ازان اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ عالی جاہ اس وقت ہم لوگ
جانب صحرا براے تفریح طبع گئے تھے دیکھا ہم نے کہ نقابدار سرخ پوش اور اُس کے ہمراہ چار
نقابدار پانچ لاکھ فوج کی جمعیت سے اس طرف آتے ہین اور چالیس ہزار سواران یاقوت پوش بھی انکے
ہمراہ ہین لشکر اُن کا خرامان خرامان آتا ہی سقے آگے آگے لشکر کے چھڑکاؤ کرتے ہوے
تبردار اور بیلدار اور بیلچہ بردار راہ مین جھاڑی اور جھنڈی کو صاف اور دور کرتے ہوے
زمین پست اور بلند کو ہموار کرتے چلے آتے ہین عجب نہین ہو کہ تھوڑی دیر مین یہان تک لشکر
مذکور آجائے کیفیت لشکر نقابدار سرخ پوش کی لائق دید ہو عجب لطف سے لشکر آتا ہو کیونکہ
بہت سے نشان لشکر کے علمدار نہور شعار لیے ہوے جلوہ اُن کو دیتے ہوے آتے ہین باجے جنگی
ہر قسم کے بجتے ہوے ہمراہ ہین غرض کہ لشکر نقابدار سرخ پوش عجب خوبی سے آرہا ہو باقی
سب خیریت ہی ہر کارے تو یہ کہکر ایک طرف بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوے گر امیر با توقیر اور
دیگر سرداران لشکر خصوصًا دست چپی کے سرداران باوقار بادشاہ سے اجازت لے کر مشتاق سیر لشکر
نقابدار سرخ پوش کے ہوکے بارگاہ ہشتامی سے باہر آکے کرسیان بچھواکے اُن پر بیٹھے
ناگاہ نشانہاے فوج دور سے نظر آئے امیر با توقیر مع جملہ سرداروں کے بہ نظر غور اُسی طرف
دیکھنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ پانچون نقابدار مرکبون پر سوار بعد گذر جانے نشانہاے
فوج کے نظر آئے سرداران مذکور بے اختیار اُن کے دیکھنے کو اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھے چنانچہ
نقابدارون نے صاحبقران عالیشان کو دیکھ کر سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا پھر تو
ہر اک پلٹن اور رسالے کی وردیان زرق و برق گھوڑے عربی و عراقی جوانان سپاہ کے آلات
حرب و ضرب کو دیکھنے لگے القصہ وہ لشکر کہ مثل موج دریاے بے پایان تھا تا دیر سلسلہ اُس کا
قطع نہ ہوا جب نقابدار سرخ پوش ایک میدان وسیع مین کہ مقابل لشکر صاحبقران زمان تھا
اور ہرمز و فرامرز کی لشکرگاہ سے بائین جانب تھا اُسی میدان مین اسنے حکم دیا کہ بارگاہ ہماری
برپا ہو اور خیام لشکر بھی استادہ کیے جائین چنانچہ حسب الحکم اُس نقابدار کے فراشون اور دیگر
خدام نے بارگاہ اور خیام برپا کیے نقابداران موصوف اپنے اپنے مرکب سے اُترکے داخل
بارگاہ ہوے اور جملہ مردمان سپاہ بھی مرکبون اور فیلون سے اُتر اُتر کے اپنے اپنے خیمے مین
داخل ہوے صاحبقران مع سردارون وغیرہم کے نقابدارون کے لشکر کو دیکھ کر داخل بارگاہ عالی
ہوے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اسلام سے شوکت و شان نقابدارون کی اور اُن کے لشکر
کی بیان کی بادشاہ لشکر اسلام کو سُن کے حیرت ہوئی اور تردد ہوا کہ دیکھیے ان نقابدارون سے
کیسی لڑائی ہوتی ہی اور انجام جنگ کیا ہوتا ہی یہان کا تو یہ احوال تھا لیکن اب حال دربار ہرمز و
فرامرز کا لکھا جاتا ہی کہ ہرمز و فرامرز کے دربار مین نریمان بن قنطور شاہ اور خاقان گردون اساس

اور خوش گام وزیر وغیرہ بیٹھے تھے ناگاہ چند ہرکارے گھبرائے ہوے دربار مین آئے اور اُن کافرون نے
ان کافرون کو مجراگاہ سے مجرا کرکے زبان فارسی مین یون ہاتھ اُٹھا کے بد دعا دی کہ بموجب نظم

ای خطِ سبز تو خران بچرند ‏ ‏ طبل بطن تو بس سگان بدرند ‏ ‏ گرز آتش ہزار زنگار رنگ
بر سرِ تو موکلان بزنند

اہل دربار نے بے سمجھے ہوے بے اختیار اس بد دعا کو دعا جانکر کہا بیش باد
پھر کہا کہ کہو کیا خبر لائے ہو ہرکارون نے عرض کیا کہ اس وقت وہ نقابدار سُرخ پوش مع اور چار
نقابدارون کے پانچ چھ لاکھ کی جمعیت سے بصد کروفر آکر بمقابلۂ لشکر حمزۂ صاحبقران فروکش ہوا
ہی جسنے ترک توسن یلتاقی کو بدیع الزمان اور بدمست کشتی گیر کی کشتی کے وقت قتل کیا تھا ہمین
یہ بہ تحقیق معلوم ہی کہ نقابدار سُرخ پوش بھی اہل اسلام مین سے ہی لیکن بالفعل صاحبقران کا
بدخواہ ہی عجب نہین ہی کہ جلد صاحبقران اور لشکر صاحبقران سے مجادلہ اور مقابلہ کرے باقی سب
خیر و عافیت ہی ہرمزد فرامرز یہ خبر ہرکارون سے سُن کے بہت خوش ہوے اور بختیارک کیطرف
مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ای وزیر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اب امیر حمزہ کا اقبال گیا زمانہ ادبار
آگیا نقابدار سُرخ پوش ایسا بہادر اِس قدر فوج گران لے کر برائے مقابلہ آیا ہی عجب نہین ہی کہ
حمزہ اور لشکر حمزہ کو تہ تیغ کرے سب کا نام و نشان صفحۂ روزگار سے مثل حرف غلط کے مٹا دے
اور باعث ہماری خوشی و عشرت کا ہو سوا اُس نقابدار کے اُس کے ہمراہ چار نقابدار اور بھی ہین
نہین معلوم وہ کیسے شجاع و بہادر ہین یقین ہی کہ نقابدار سُرخ پوش سے قوت و شجاعت مین زیادہ
ہونگے یا برابر ہونگے یہ پانچون نقابدار صاحبقران کے اور لشکر صاحبقران کے حق مین گویا
ملک الموت ہین صاحبقران وغیرہ کو اِن سے جان بچانا مشکل ہوگا لڑائی نقابدارون اور صاحبقران
مین ہوگی ہم سیر دیکھین گے اور دونون کو اپنے اس سیر سے خوش کرین گے شکر ہی کہ بعد زمانۂ دراز
کے لات اعلیٰ اور منات معلّے اور دیگر خداوندون کا کہ سب پونے دو سو خداوند ہین قہر و
غضب صاحبقران اور لشکر صاحبقران پر نازل ہوا ایسی بلاہاے سخت و صعب کو اُن پر بھیجا ہی
کہ زندگی اُن کی اب بہت دشوار ہی بختیارک نے تقریر ہرمزد فرامرز کی سُن کے دست بستہ
عرض کیا کہ ای شاہزادگان ذیوقار و ای حاکمان نامدار یہ آپ کا خیال خام ہی حمزۂ صاحبقران پر
فتحیاب ہونا اور اُن کو اور اُنکے لشکر کو تہ تیغ بے دریغ کرنا محال اور خلاف عقل ہی اور یہ بات
ذہن مین نہین آتی کسی بہادر و شجاع مین اتنی قوت و لیاقت نہین کہ صاحبقران کو قتل کرے گو کہ
نقابدار سُرخ پوش نہایت بہادر ہی مگر صاحبقران پر اُس کا فتحیاب ہونا دشوار ہی بارہا ایسا
ہوا ہی کہ بڑے بڑے بہادر ذرّیات صاحبقران سے فوج گران لے کر آئے ہین اور حالت کفر مین
صاحبقران سے لڑے ہین آخرکار صاحبقران سے زیر ہو کر مسلمان ہوے ہین اور بعد دریافت
ظاہر ہوا ہی کہ وہ ذریت صاحبقران سے تھے یہ نقابدار سُرخ پوش اور دیگر نقابدار بھی
یقین ہی کہ نسل امیر یا تو قیر سے ہین فوج کثیر لے کر آئے ہین دیکھیئے گا کہ ہنگام مقابلہ ہاتھ سے
صاحبقران کے زیر ہو جائین گے احوال اِن کی قرابت کا جو صاحبقران سے ہی کھل جائے گا بعد
زیر ہونے کے مثل صاحبقران یہ سب نقابدار ہمارے اور آپ کے دشمن جان و آبرو ہو جائین گے

ابھی ہم اور آپ صاحبقران اور سرداران لشکر صاحبقران کے ہاتھ سے صدمات گوناگون پاتے ہین بعد
چند روز کے اِن نقابداروں کے بھی ہاتھ سے طرح طرح کے رنج و غم پائین گے آپ اِن کے آنے سے
بہت خوش ہین میرا دل چاہتا ہی کہ بے اختیار رووُن آنسوون سے رومال بھگووُن اپنے بخت بد کا
شاکی ہون میری طرح آپ کو لازم ہی کہ نالہ و فریاد کیجیے چشم کو نمناک کیجیے کیونکہ ان نقابداروں کے
زیر ہو جانے کے بعد صاحبقران کو اِن نقابداروں سے کیسی قوت حاصل ہو جائیگی پانچ چھ لاکھ
فوج لشکر مین شامل ہو جائیگی یہان روز بروز سردار قتل ہوتے ہین یا قید ہوتے ہین یا زیر ہو کے
مثل ثریا کے مسلمان ہو جاتے ہین مردمان سپاہ بڑی بڑی لڑائیون مین کام آتے ہین جمعیت لشکر مین
کمی ہوتی جاتی ہی لات اعلےٰ اور منات معلےٰ وغیرہ سب خداوندون سے کس کس طرح اِن مسلمانون
کی تباہی اور بربادی کے واسطے شب و روز کہتے ہین اور کیسا کیسا پوجا پاٹ کرتے ہین مگر وہ نہین
سُنتے بلکہ جب غور سے دیکھتے ہین اور خیال کرتے ہین تو ثابت ہوتا ہی کہ سب ہمارے خداوند مسلمانون
کے طرفدار ہین اُنھین کی بہبودی اُنھین منظور ہی اور ہماری بربادی چاہتے ہین یہ تو کیونکر کہین کہ
اِن سب خداوندون مین کسی طرح کی قوت اور قدرت نہین ہی کیونکہ ایسا کہنا خلاف اعتقاد اپنے
مذہب کے ہی مگر کچھ تو ہی کہ ہم لوگ اُس کو اچھی طرح سمجھ نہین سکتے افسوس صد ہزار افسوس ہی کہ
جب سے ثریا زیر ہو کے مسلمان ہوا آج تک آپ کے لشکر مین کوئی ایسا بہادر نہین تھا کہ اپنے
نام پر طبل جنگ بجواتا میدان جنگ مین جاتا مسلمانون کی خونریزی کرتا دل خوش ہوتا مین دیکھتا ہون
کہ دربار مین آپ کے کسی کے حصے مین بہادری رتی بھر نہین آئی ہی نہ کسی نے بہادری و شجاعت کی
تصویر کو خواب مین بھی نہین دیکھا ہی اہل اسلام کے نام سے ڈرتے ہین اُن کے مقابلے کے واسطے کمر ہمت
نہین باندھتے دل کے تو بودے ہین لیکن زبان کے تڑّے ہین زرہ و جوشن و بکتر اور تلوار اور سپر
خود و جھلم ہر وقت تن پر یون آراستہ رکھتے ہین کہ جیسے خرنا توان پر مٹی یا کوڑے کا بوجھ ہوتا ہی
موٹے تازے آدمی یہان بیٹھے ہین مگر نامرد اور بودے بے غیرت و بے حیا حسب و نسب کے نادرست
بقول شخصے الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی اس موٹاپے اور تلوار و سپر باندھنے سے کیا ہوتا ہے
بہادر اور شریف وہ ہی کہ جو سر میدان حریف کو جوہر شمشیر دکھائے بڑھ بڑھ کر وار کرے خود بھی
زخم کھائے لہو مین نہائے تیوری پر میل نہ لائے قدم جنگاہ سے پیچھے نہ ہٹائے دلاورون کے سامنے
سُرخرو ہو لڑنے اور مر جانے کی دل مین آرزو ہو اگر یہ اوصاف مذکور اپنے مین نہ پائے مردی اور
مردانگی سے ہاتھ اُٹھائے لباس عورتون کا پہنے مردون سے چھپے بختیارک یہ تقریر کرکے خاموش
ہوا اور اہل دربار کی طرف دزدیدہ نظر سے دیکھنے لگا باین خیال کہ دیکھون ان مین سے کسی شخص کو
بھی کچھ حرارت و شجاعت ہوتی ہی یا نہین مین نے تو بہت آمادہ جنگ پر کیا ہی کلمات سخت و درشت
خاص اسی غرض سے کہے ہین کہ کوئی برہم ہو اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوا کے اہل اسلام سے
مقابلہ کرے ہنوز بختیارک دیکھ رہا تھا اور اپنے دل مین خیال مندرجہ بالا کر رہا تھا کہ زریان
بن قنطورشاہ دربار مین ہرمز و فرامرز کے بیٹھا تھا جو کچھ کہ بختیارک نے گفتگو کی اس نے بھی
سُنی بجز دسنے تقریر بختیارک کے چہرہ اس کا کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہو گیا اور افراط غصے سے

مثل صاحب تپ کے کانپنے لگا قبضہ شمشیر پر نظر کرنے لگا ارادہ کیا کہ تلوار کھینچ کر اس بدگفتار یعنے بختیارک
نابکار کو قتل کیجیے لیکن دل مین کچھ خیال کر کے غصے کو ضبط کر کے ہرمزوفرامرز سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ
ہمنے نہایت نالائق حرکت کی اور محض نادانی کی جو اس راہ پر قدم رکھا کہ آپ کے نامے کو دیکھ کر دشمنون
کے نرغے مین آپ کو پا کے واسطے مدد کرنے کے کمر ہمت باندھی ہمین لازم تھا کہ ہرگز آپ کی مدد کے
واسطے یہان نہ آتے سر دربار آپ کی محبت مین ذلت اُٹھائی عزت و آبرو گنوائی پاجی و نامردینے کو ٹھی
خیر جیسی ہمنے نادانی کی ویسی ہی اُس کی سزا پائی آپ کے دربار مین ہمنے خوب ذلت و رسوائی اُٹھا
بختیارک آپ کے وزیر نے خوب ہماری توقیر کی جو کلمات نامناسب تھے وہ کہے آپ بھی خاموش بیٹھے
سُنا کیے اتنا بھی آپ سے نہ ہو سکا کہ اپنے وزیر کو ایسی تقریر کرنے سے منع کرتے اس سے صاف
ظاہر ہو گیا کہ آپ ہی کے ایما و اشارے سے ملک جی نے اہل دربار کی بیعزتی چاہی اور ہم تو وہ مرد
میدان ہین کہ ہماری جرأت و شجاعت کا حال آپنے بارہا اخبارون کے ذریعے سے سُنا ہو گا اور اب
بھی دیکھ لیجیے گا خاقان گردون اساس کہ یہ بھی دربار مین بیٹھا تھا نہایت برہم ہو کے کہنے لگا کہ فی الواقع
ہم لوگ یہان بیکار ذلیل ہونے کو آئے اگر اس حال سے آگاہی ہوتی تو کبھی ادھر آنے کا ارادہ بھی
نہ کرتے ہرمزوفرامرز نریمان اور خاقان کو برہم پا کر کہنے لگے کہ آپ دونون صاحب بلکہ سب
اہل دربار سے ہم کہتے ہین کہ کوئی صاحب بختیارک کی باتون کا ذرا بھی خیال نہ کرین اور مطلق اسکی
گفتگو سُن کے رنج و ملال نہ کرین کیونکہ ہمیشہ سے اس کی عادت یہی ہے کہ بے سمجھے بوجھے جو کچھ اس کے
دل مین آتا ہی یہ زبان پر جاری کرتا ہی باوجود اسکے کہ خواندہ بھی ہی لیکن جاہل سے بدتر ہی چونکہ
ہمارے باپ کا وزیر ہی اور نمکخوار قدیم ہی اس وجہ سے ہمنے بھی اس کو اپنا وزیر کیا ہی اور جو کچھ کہ
یہ کہتا ہی ہم اپنے باپ کا وزیر جان کے سُن لیتے ہین اور رحم کیا ہین یہ ہمارے باپ کو بارہا سخت و سُست
کہتا تھا اور وہ بھی سُنتے تھے اور ٹال دیتے تھے بس بُرا ماننا اس شخص کی بات کا نہ چاہیے تم لوگ تو عاقل
ہو کے ایسی باتین کرتے ہو اور یہ تو بالکل نادان ہی نریمان نے کہا کہ ہم اس کو کیونکر نادان تصور
کرین کہ مُسِن ہی اور کار خود ہوشیار ہی چونکہ آپ کا وزیر ہی اس وجہ سے آپ اُس کے بچانے کی
فکر مین رہتے ہین اور جہان موقع و محل ہوتا ہی اُس کو سزا اور قتل سے محفوظ رکھتے ہین مگر انجام اس کی
بدزبانی کا اچھا نہین ہی اول باعث آپ کی بربادی کا ہی دوسرے کوئی نکوئی بہادر برہم ہو کر اسے قتل کر ڈالیگا
ہم نے اس وقت خود اپنے غصے کو روکا ورنہ دل چاہتا تھا کہ اس کے خون سے فرش اس دربار کا
رنگین کر دین مگر بسبب آپ کے لحاظ اور پاس خاطر کے اس کے قتل کرنے سے باز رہے آج تک ہم نے
اپنے نام پر طبل جنگی نہین بجوایا تھا مگر اب بختیارک کی گفتگو سُن کے لازم ہوا کہ اپنے نام پر
طبل جنگی بجوائین میدان رزم مین جائین حریفون کو جوہر شمشیر دکھائین پھر بختیارک سے پوچھین کہ
ہم مرد ہین یا نامرد بودے ہین یا بہادر مرد ہین یا عورت شریف ہین یا پاجی یہ سُن کر ہرمزوفرامرز
نے جواب دیا کہ بالفعل کیون نقارۂ رزمی اپنے نام پر بجوائیے کیونکہ نقابدار سُرخ پوش آیا ہی
وہ اپنے لشکر مین طبل رزمی بجوائیگا صاحبقران سے مقابلہ کرے گا ہم اور آپ میدان مین چل کر
لڑائی کی سیر دیکھین گے بعد نقابدار سُرخ پوش کی لڑائی کے دیکھا جائیگا اگر کوئی سردار اور

ہماری کمک کے واسطے آجائیگا تو وہ اہل اسلام سے لڑیگا زریمان نے جواب دیا کہ اب تو ممکن نہین کہ مین
اپنے نام پر طبل رزمی نہ بجواؤن کیونکہ بختیارک کی تمام وکمال تقریر سُن چکا ہون اگر اہل اسلام سے
اب مقابلہ نہ کرونگا تو بختیارک اور دیگر اہل دربار کے نزدیک بے شک وشبہہ نامرد و بزدل و بودا
سمجھا جاؤنگا لہذا اب آپ اسی وقت میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے ورنہ مجھ کو بدرجہ کمال ملال ہوگا
زریمان جب یہ کلمات کہہ کے خاموش ہوا دیکھیے بختیارک کی شرارت کو کہ اس نے باشارہ چشم
ہرمز و فرامرز سے کہا کہ آپ کیون اس امر مین توقف کرتے ہین اس مین آپ کا کیا نفع ہی یہ کہتا ہی
کہ طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے آپ بلا توقف اس کا کہنا مانیے تاخیر نہ کیجیے کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ شاید ان کی اجل کا زمانہ نزدیک آگیا ہی اہل اسلام مین سے کسی کے ہاتھ سے قتل ہو کے سیدھے جہنم
مین جائین گے دنیا کی اب ہوا نہ کھائین گے یا زیر ہو کے کسی بہادر سے مسلمان ہو جائین گے اپنے دین
مذہب سے ہاتھ اُٹھائین گے غرض کہ ہر طور یہ اب روکے سے نہین رُک سکتے ہرمز و فرامرز نے
بختیارک کے اشارے سے زریمان سے کہا کہ اچھا اگر آپ کی یہی خوشی ہی تو خیر یہ کہہ کے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بنام زریمان بن قنطور شاہ طبل جنگی بجایا جائے بمجرد ارشاد ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب
صدائے نقارۂ رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو بامر جاسوسی مقرر تھے
وہ خبر نواخت طبل رزمی لے کر جلد دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گئے اور مجرا گاہ سے بدستور قدیم
بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے اور پائے تخت کو باادب تمام بوسہ دے کے اس طرح دعا و ثنائے بادشاہی
بجالائے بموجب **نظم** تا توان گفت زہرہ را رقاص + تا توان گفت غنچہ را ضحاک + رقص عیش
تو باد گردش چرخ + کورچشم تو باد خندۂ خاک + بعد ازین اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ
جہان پناہ اس وقت زریمان بن قنطور شاہ نے لشکر حریف مین اپنے نام پر طبل رزمی بجوایا ہے
ارادہ اُس کا یہ ہی کہ صبح کو میدان نبرد مین آ کے آتش بغض و عناد کو مشتعل کرے باقی سب
خیریت ہی بادشاہ اسلام نے خبر نواخت طبل رزمی ہرکارون سے سُن کے حکم دیا کہ کہدو ہمارے
لشکر مین بھی بہ عنایت ایزدی نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی جائے اُنھون نے بموجب حکم بادشاہ اسلام
نقارہ نوازون سے کہا نقارہ نوازون نے بسم اللہ کہہ کے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جب
صدائے نقارۂ حربی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر آگاہ ہوئے نقابدار سُرخ پوش کو بھی یہ خبر
پہونچی کہ لشکر مین صاحبقران کے طبل جنگی بجا ہی اور ہرمز و فرامرز کی سپاہ مین بھی نقارۂ حربی پر
چوب لگی ہی یہ خبر سُن کر نقابدار سُرخ پوش نے بھی حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی نقارۂ افراسیابی پر چوب لگائی جائے چنانچہ موافق حکم نقابدار سُرخ پوش ملازمون
نے نقارۂ مذکور پر چوب لگائی یہ خبر صاحبقران اور ہرمز و فرامرز کو بھی ہرکارون نے
پہونچائی کہ نقابدار سُرخ پوش نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا ہی اُس کا بھی ارادہ ہی کہ میدان مصاف
مین آ کے اہل اسلام سے مجادلہ و مقابلہ کرے راوی اس داستان کا کہتا ہی کہ تینون لشکرون مین
جب صدائے نقارہ و طبل رزمی بلند ہوئی مردمان سپاہ ہر سہ لشکر اس حال سے ماہر و آگاہ
ہوئے کہ فردا وقت سحر میدان جنگ مین حریف سے مقابلہ ہوگا پس ہر ایک افسر اور سپاہی درستی

سامان جنگ مین اُسی وقت سے مصروف و مشغول ہوا کہ جب وہ دن گذر کر زمانہ شب کا آیا ہر ایک لشکر کے
گرد طلایہ سوارون کا براے حفاظت مقرر ہوا اہل طلایہ کی صدائین بیدار باش و ہوشیار باش
کی بلند ہوئین رن مہتابین اور رجو رہتابین روشن کی گئین جوانان ہر سہ لشکر تیاری سامان جنگ و
جدال مین بیدار رہے یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ ماہتاب مع جملہ سیارون اور ستارونکے خوف
جوانان جنگ جو سے حصار افلاک مین جابجا نہان ہوے اور آفتاب عالمتاب نیزۂ شعاع
لے کر جانب شرق سے ظاہر ہوا اُس وقت ایک جانب سے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد
اور ایک جانب سے نقابدار سُرخ پوش اور ایک سمت سے ہرمز و فرامرز لشکر اور فوج اور
سپاہ کثیر اپنی اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ مین آئے پہلے بدستور قدیم تینون لشکرون سے بیلچہ کار
اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے لے کر نکلے میدان مصاف سے جھاڑیان اور جھنڈیان کھود کے
پھینک دین اور پست و بلند زمین کو صاف و ہموار کیا اُس وقت اول ہرمز و فرامرز کے لشکر ضلالت اثر
سے برہمن ڈولون مین پانی بھر بھر کر لے کے نکلے اُنھون نے اُس میدان مصفا کو پانی چھڑک کر سرد و تر
کیا بعد ازان لشکر نقابدار سُرخ پوش سے سقے مشکون مین پانی ایسا بھرے ہوے تھے کہ اُن مین
گلاب اور عرق کیوڑا ملا ہوا تھا اُنھون نے حسب الحکم نقابدار سُرخ پوش کے تمام میدان مین
کہ جو براے جنگ و جدال تیار کیا تھا خوب چھڑکا میدان رزم سے خوشبو گلاب و کیوڑے کی کچھ کچھ
آنے لگی صاحبقران زمان نے اس طرح کی آبپاشی ملاحظہ کر کے حکم دیا کہ سقون کو تاکیداً اس حکم
سے آگاہی دو کہ مخص گلاب اور کیوڑے کا عرق جو نہایت نادر اور تحفہ ہو مشکون مین بھر بھر کے
عرصۂ نبرد مین چھڑکین چنانچہ موافق حکم سقون نے گلاب دوآتشہ اور عرق کیوڑہ جو نہایت نادر
تھا اُسے میدان نبرد مین اسقدر چھڑکا کہ زمین پر بہنے لگا میدان جنگ کثرت خوشبو سے معطر ہو گیا
گرد و غبار کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جب خوشبو گلاب و کیوڑے کی اہل اسلام کے مشام مین
آتی تھی بے اختیار درود پڑھتے تھے اور کثرت خوشبو سے دماغ مردمان سپاہ کے ایسے بسے تھے
کہ مست ہو کے مثل میخوارون کے جھومتے تھے الحاصل جب اس طرح میدان جنگ کی درستی ہو چکی
تو اُس وقت تینون لشکرون مین صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر مین مرتب و آراستہ ہوا بعد ازان ہر سہ لشکرون سے گرگیت و نقیب ہاے خوش آواز
ہاتھون مین اُن کے ساز بھی مثل دوتارے کے تھے نکلے اور بیچ مین میدان جنگ کے آکے ہر سہ
جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر اس طرح باواز بلند پکارے کہ اے بہادران یکتاے روزگار و
اے دلیران تہور شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سراے فنا ہے اہل جہان مسافرانہ قیام پذیر ہین
ایک روز یہان سے کوچ کرنا ہر ایک کو ضرور ہے کیونکہ سواے ذات خدا کے کسی کو بقا نہین
بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کہ جو حاکم ہفت کشور تھے یکایک بحکم خالق بحر و بر ملک و خزانہ تخت
اور تاج دولت و حشمت عزیز و دوست کو چھوڑ کے سب سے مُنھ موڑ کے اس عالم فانی سے
جانب ملک عدم روانہ ہوے سواے دو گز کفن کے کوئی چیز مال دنیا سے ساتھ نہ لے گئے یا
اُن کے اعمال نیک و بد اُن کے ساتھ گئے مقام عبرت ہے کہ جو ملک و مال اُنھون نے بڑی کوشش

اور جانفشانی کرکے اپنے قبضہ و تحت و تصرف مین کیا تھا اُن کی آنکھ بند ہوتے ہی اور لوگ اُس
ملک و مال پر قابض و متصرف ہوے جنسے عداوت قلبی تھی اور وہ ہی بادشاہان مذکور ایسے تیرہ و
تار مکان مین جاکے ساکن ہوے کہ جہان سواے نور چراغ ایمان کے روشنی نہین ہوتی ہی اور وہ
مکان سانپ اور بچھو وغیرہ حشرات الارض سے مملو ہی اور وہ اُن کا مسکن ہی افسوس صد ہزار
افسوس جو کبھی تاریک و تار مکان مین ایک دم بھی نہ بیٹھتے تھے بلکہ خیال بھی اپنے دل مین مکان تیرہ
و تاریک کا نہ لاتے تھے وہ اجل سے مجبور ہو کر قبرون مین جاکے ساکن ہوے جن زبانون سے وہ
طرح طرح کے سخن کرتے تھے اُن زبانون کو کیڑون نے کھا لیا بلکہ تمامی اعضاے تن کو اُنھون نے
اپنی غذا تصور کیا گوشت اور پوست کا کیا ذکر ہی استخوان تک بھی اُن کے خاک مین مل گئے قبرون کا
بھی اُن کے نشان باقی نہ رہا اور اگر جا بجا بادشاہون اور وزیرون یا اور دیگر اہل دولت و ثروت
کے مقبرے پائے بھی جاتے ہین تو اُن کی یہ صورت ہی کہ جا بجا سے شکستہ ہین طائرون نے انمین
اپنے آشیانے بنائے ہین مکڑیون نے جالا لگایا ہی بقول کسی شاعر کے بیت پردہ داری میکند
بر قصر قیصر عنکبوت ✦ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب ✦ برسون گذر جاتے ہین کہ کوئی شخص اُن کی
قبرون پر چادر گل تک نہین چڑھاتا نہ شمع مومی و کافوری بھی بہر دلسوزی اُنکے مزارون پر گذر نہین
کرتی چراغ تک بھی اُن کی تربتون پر کوئی دلسوز نہین جلاتا فاتحہ خوانی کے واسطے کوئی عزیز اور
دوست کبھی نہین آتا فاتحہ خوانی توکیسی اتنا بھی کسی سے نہین ہوتا کہ اُن کی قبرون پر جائے اور
پوچھے اُن سے کہ کہو بعد مرگ کیا گذری اور کس طرح گوشۂ قبر مین بسر ہوتی ہی حالانکہ وہ مردہ ہین
سواے حکم خدا کے جواب دینا اُن کا محال ہی لیکن محبت و الفت سے یہ امر بعید نہین ہی کہ بعد
مرگ اپنے عزیز و دوست کی حال پرسی اُن کی قبرون پر جاکے کرے اور ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ
اُنھین پہونچائے کیونکہ وہ لوگ عمل خیر کرنے سے بوجہ موت کے مجبور ہو گئے تھے بدام اپنے
اعزا اور احباب سے طالب ثواب ہین اگر کوئی عزیز اور احباب اُنھین کچھ ہدیہ ثواب بھیجتا ہی
اور فرشتے اُس ہدیۂ ثواب کو لے کر اُس کے پاس جاتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ اے شخص
یہ ہدیہ فلان تیرے عزیز یا دوست نے بردہ دنیا سے تجھے بھیجا ہی سو وہ نہایت خوش ہوتے ہین
اور اُس ہدیہ بھیجنے والے کے حق مین خدا سے دعاے خیر کرتے ہین اور دعاے درازی عمر اور
دولت بھی کرتے ہین اس وجہ سے کہ اسنے ایسی وقت بیکسی مین ہمین ایسا تحفہ نایاب بھیجا کہ جس سے
صورت مغفرت اور باعث کمی عذاب قبر ہوا سواے شاہان مرحوم و امرا و وزرا کے جو معشوقان
گل پیرہن و گلبدن خوش رو اور خوش گلو تھین جن کو پھولون کے ہار کا بھی پہنا بار و ناگوار ہوتا تھا
ایسی نزاکت سے متصف تھین بحکم پروردگار اب اُن کے تن نازنین و نازک پر ہزارہا من مٹی کا
بوجھ ہی دیکھو بلقیس و سلما و شیرین اور لیلی وغیرہ محبوبان خوش جمال اب کہان ہین نام تو اُن کا
صفحۂ روزگار پر باقی رہگیا کہین نشان تک اُنکا باقی نہ رہا عشاق نے بھی اُن کے ہجر مین جانین اپنی
دین فرہاد اور مجنون وغیرہ بھی باقی نہ رہے علاوہ اُن سب کے تم اپنے اباو اجداد کو یاد کرو کہ
کس ناز و نعم سے اُنھون نے تمھین پالا اور پرورش کیا تھا وہ اس وقت کہان ہین اُن سب کی

صورتین خواب مین بھی بارہا اور اکثر نظر نہین آتی ہونگی اُن کی طرح ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ تم سب بھی نیست ونابود ہو جاؤ گے دنیا سے جانب ملک عدم جاؤ گے آبا و اجداد نے تمھارے جس راہ پر قدم رکھا ہی وہی راہ تھین بھی درپیش ہو گی تمھارا بھی وہی حال ہو گا جو اُن کا حال مرگ سے ہوا جس طرح وہ مر گئے تم بھی ایک دن مر جاؤ گے لیکن بعض بعض افعال ایسے ہین کہ انسان بعد مرنے کے بھی گویا زندہ رہتا ہی از انجملہ سخاوت اور شجاعت اور عدالت اور عبادت ہی حاتم اس وقت زندہ نہین ہی مگر بوجہ سخاوت کے نام اُس کا زبان پر اہل جہان کے جاری ہی بدین وجہ گویا وہ زندہ ہی اور شاہان عادل و منصف گو وہ مر گئے لیکن اب تک بوجہ عدالت کے نام اُن کا زبان زد خلائق ہی ہر شخص اُن کی عدالت کی تعریف کرتا ہی رستم پیلتن و صف شکن کو ہر چند کہ ایک زمانہ بعید گذرا کہ وہ مر گیا لیکن بوجہ شجاعت کے تا ہنوز ذکر اُس کا بہادرون اور دلاورون کی زبانون پر جاری ہی عبّاد و زہاد باوجود اس کے کہ اُنھون نے رخت ہستی باندھا اور سفر ملک عدم اختیار کیا لیکن اس وقت تک اُن کی یاد الٰہی کا تذکرہ اکثر پرہیزگارون اور دینداروں کی زبانون پر رہتا ہی خلاصہ و نتیجہ اس طول تقریر کا یہ ہی کہ بوجہ کارہاے نمایان کے انسان بعد مرگ بھی گویا زندہ رہتا ہی اور اہل جہان اُسکو یاد کرتے ہین اور اُس کی تعریف کرتے ہین لہذا تم بھی آج مانند رستم و اسفندیار اور گیو اور بیژن وغیرہ پہلوانان نامی اور دلاوران نامور کے ایسی جنگ و جدال میدان کارزار مین اپنے اپنے حریفون سے کرو کہ تا قیام قیامت صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اگر دلیرانہ اپنے دشمنون سے لڑ بھڑ کر قتل ہو جاؤ گے تو مثل رستم و اسفندیار وغیرہ کے تم بھی مشہور خلائق ہو گے اور اگر شیرانہ حریفون پر حملہ کر کے اُنھین بھگا دو گے تو جملہ دلاوران موجودہ مین تمھاری عزت و توقیر زیادہ ہو گی اور اگر بدخواہون سے مقابلے مین زخمی ہو گے تو روبروے بہادران عالم سرخرو ہو گے اور اگر قصد بھاگنے کا حریفون سے کرو گے تو پچتاؤ گے بھاگتے مین اگر مارے گئے تو جان بھی گئی اور آبرو بھی گئی اور اگر بھاگ کر جانبر بھی ہوے تو بہادران عالم کی نگاہون مین ہمیشہ ذلیل اور حقیر رہو گے نظرون مین اُن کی تمھارا کچھ وقار نہ ہو گا آئندہ تم کو اختیار ہی مصرع بر رسولان بلاغ باشد و بس + نقیب ہاے ہر دو لشکر اور کرکیت لشکر ہرمز و فرامرز کے جوانان سپاہ کو آمادہ جنگ پر کر کے جب میدان جنگ سے ہٹ گئے اُس وقت ہر ایک بہادر اور دلاور نقیبون کی پند و نصیحت بگوش ہوش سُن کے ایسا آمادۂ جنگ و پیکار تھا کہ زرہ وغیرہ کا اُس کو اپنے تن پر بار تھا چاہتا تھا کہ خود و زرہ و بکتر اور چار آئنہ وغیرہ جو اعضا کی حفاظت کے واسطے ہین دور پھینکے اور باریک کپڑون کا لباس زیب تن کر کے مردانہ وار اُسی پوشاک سے سامنے جائیے اور زخم تیغ و تیر تن پر کھائیے اکثر جوانان تہور شعار نے نقیبون کی پند و نصیحت پر عمل کر کے نیام اپنی تلوارون کے توڑ ڈالی تلوارین کھینچ لین باہم عہد کیا کہ قدم جنگاہ سے سواے بڑھنے کے ہرگز پیچھے نہ ہٹے گا اگرچہ سر بھی کٹ جائے تو کچھ مضائقہ نہین کوئی دلاور کہتا تھا کہ آج وہ شجاعت دکھاؤنگا کہ سب بدخواہ حیران ہو جائین گے میرے ہاتھ سے کسی طرح امان نہ پائین گے

کوئی دلیر کسی بہادر سے کہتا تھا کہ ہمنے اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی آج حق نمک ادا کرونگا اُس کے
دشمنون کو چُن چُن کے قتل کرونگا الحاصل ہرسہ لشکر مین جملہ دلاور اور بہادر اور جنگ جو جسقدر
جوان تھے ہنوز وہ اپنے ارادون سے دوسرون کو آگاہی دے رہے تھے اور دلیرانہ
قصد بیگار کر رہے تھے کہ ناگاہ نقابدار سُرخ پوش نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کیا اور
اُن چارون نقابدارون سے طالب اجازت حرب و پیکار ہوا ابھی اُن نقابدارون نے
نقابدار سُرخ پوش کو اجازت مصاف نہ دی تھی کہ یکایک نزیمان بن قنطور شاہ ہرمز
و فرامرز سے اجازت حرب لے کر مرکب دور کابے پر سوار ہو کے میدان مین آیا اور گھوڑے
کو بیچ میدان مین روک کر باواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے
کے واسطے بھیجیے لیکن وہ ایسا بہادر ہو کہ اُس سے لڑنے مین کچھ لطف جنگ حاصل ہو نامرد و
بزدل نہ ہو کیونکہ ایسے حریفون سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا مجھے منظور نہین ہی بہادر بہادر سے
مقابلہ کرتا ہی اور بودا بودے کا ہم نبرد ہوتا ہی صاحبقران نے نزیمان جنگی سوار کی یہ تقریر
دلیرانہ سُن کے میمنہ لشکر کی طرف نظر کی کرب غازی نے فوراً اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالکر
قریب صاحبقران جاکے عرض کیا کہ حریف اپنے ہم نبرد کو طلب کرتا ہی امیدوار ہون کہ مجھے
خلعت اجازت حرب و پیکار دیا جائے تاکہ اس بد اندیش سے جاکے مقابلہ کرون اور بفضل خدا
اور اقبال سے بادشاہ لشکر اسلام کے اور آپ کے افضال سے اس مغرور و متکبر کو زیر کرون
نقابدار سُرخ پوش اور دیگر بد اندیشون کو اپنی جرأت و شجاعت دکھاؤن سر میدان عزت
و آبرو پاؤن دشمنون کو میری جنگ دیکھ کر ملال ہو دوستون کو خوشی و مسرت بدرجہ کمال ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ اس حریف سے مقابلہ کرو تمھین حوالہ خداوند کریم کیا
لیکن اس امر کا خیال ضرور رکھنا کہ یہ بہادر بھی مثل ثریا کے جری ہی حتی الامکان اس کو
قتل نہ کرنا شاید زیر ہو کے دائرۂ دین اسلام مین آجائے تو موجب ہماری خوشی کا ہوگا یہ
سُنکر کرب غازی نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعمیل حکم حضور کی کرونگا یہ کہہ کے اپنے مرکب کو
جولان کر کے سامنے نزیمان جنگی سوار کے گیا ادھر نقابدار سُرخ پوش کے اُن چارون
نقابدارون نے کہا کہ لشکر کفار سے ایک حریف زبردست میدان کارزار مین نکلا ہی اور
کرب غازی جو تم سے کشتی لڑا تھا وہ اُس کے مقابلے کے واسطے آیا ہی اُن دونون کی
حرب و ضرب کو دیکھو کہ کیونکر باہم لڑتے ہین ایسے وقت مین تمھارا میدان مین نکلنا ہم
منظور نہین کرتے ہین بعد ازان دونون کی لڑائی کے اگر موقع اور محل ہوگا اُس وقت
میدان مین جانا حمزۂ صاحبقران سے سر میدان لڑنا نقابدار سُرخ پوش اُن کی راے
پسند کر کے صف لشکر سے نکل کے میدان مین نہ آیا اور نزیمان بن قنطور شاہ کرب غازی
کو دیکھ کر واسطے زور آزمائی کے مصروف تگاور ہوا اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ بعد تگاور ہونے کے چار قدم گھوڑا نزیمان بن قنطور شاہ کا پیچھے ہٹ گیا اور دو قدم
مرکب کرب غازی کا پسپا ہوا نزیمان بن قنطور شاہ نے نہایت برہم کے گھوڑے کو

رانون مین مسل کر آگے بڑھایا اور کرب غازی سے کہا کہ ای جوان مین پیچھے نہین ہٹا یہ گھوڑا
کم قوت تھا جو پیچھے ہٹا کرب غازی نے مسکرا کے جواب دیا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا تم بہت سچ
کہتے ہو مسکرانا کرب غازی کا دیکھ کر نریمان کو غصہ آیا اور نیزہ ہاتھ مین سنبھال کے پکارا
کہ ای جوان ہوشیار ہو جا بلکہ آمادۂ مرگ ہو کہ میری ضرب نیزے سے تیرا بچنا محال ہی یہ وہ نیزہ
ہی کہ بارہا دل سنگ مین در آیا ہی بڑے بڑے نامی دلیرون اور پہلوانون کو اسی نیزے سے
ہلاک کیا ہی کرب غازی نے جواب دیا کہ اس یاوہ گوئی سے کیا فائدہ نیزے کا وار کر
خدا ہمارا تیری شر سے ہمین بچائیگا اُس نے خوب نیزہ کو تکان دے کے سینہ کرب بے کینہ
کرب غازی تاک کے بقوت تمام وار کیا ادھر کرب غازی نے بھی نیزہ اپنے ہاتھ مین
لے لیا تھا فورًا وار نیزے کا نیزے پر روکا اور ہنس کر کہا کہ ای بہادر پھر وار کر نریمان نے
جھلا کر پھر نیزہ مارا کرب غازی نے پھر نیزہ نریمان کا اُسی طرح روکا اور کہا کہ ای بہادر
و تہور شعار پھر نیزہ لگا اُس نے برہم ہو کے پھر وار کیا بعد ازان کرب غازی نے بھی
اُس کے کہنے سے اُس پر نیزے سے وار کیا اُس نے بھی دلیرانہ نیزہ کرب غازی کو اپنے نیزے
پر روکا اسی طرح سو اسو طعن نیزے کی باہم رد و بدل ہوئین بعد ازان کرب غازی نے اُس سے
کہا کہ ای بہادر ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ وہ بند نادر باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلجائیگا
اُس نے ہنس کر جواب دیا کہ مین ہوشیار ہون تم وار کرو اور نیزہ تو میرے ہاتھ سے نکالنا بہت
مشکل ہی کرب غازی نے یہ سُن کے بموجب کہنے نریمان کے بند نادر باندھا ہر چند کہ نریمان نے
بہت کوشش کی لیکن سنان نیزہ نکل کر دور جاکے گری نریمان نے برہم ہو کے ڈانڈ نیزے کی
اُٹھا کر ماری کرب غازی نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا اُسنے وہ ڈانڈ شرمندہ ہو کر پھینک دی
اور ہاتھ اپنا بڑھا کر کمر زنجیر کرب غازی مین ڈال کر زور کرنا شروع کیا اور چاہا کہ کرب غازی
کو زین فرس سے اُٹھا کر زمین پر یون پٹکے کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین یہ حال کرب غازی
نے مشاہدہ کر کے فی الفور اُس کی بھی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور مرکب پر درست بیٹھ کر زور کرنا
شروع کیا تا دیر اسی طرح باہم خوب زور کیا یہان تک کہ گھوڑے دونون دلیرون کے
متحمل اُن کے زور کے نہ ہو کر زمین پر بیٹھ گئے اور زبانین اپنی اُنھون نے دہن سے نکالدین
یہ احوال دیکھ کر چند شاطر دونون لشکرون سے باہر نکلے اور اُن دونون بہادرون سے مخاطب
ہو کر کہنے لگے کہ ای جوانان زور آزما اگر تمھارا ارادہ کشتی لڑنے کا ہی تو گھوڑون سے اُتر کے کشتی
لڑو دیکھو تمھارے مرکب ہلاک ہوے جاتے ہین ان بے زبانون نے کیا لیا ہی یہ سخن شاطرون کا
سُن کے دونون دلیر مرکبون سے اُترے اور دامن گردان کر ارادہ کیا کہ باہم کشتی لڑین اُسوقت
لشکر کفار اور سپاہ اہل اسلام سے چند بیلدار بحکم بادشاہان ہر دو لشکر نکلے اُنھون نے زمین
کو مانند اکھاڑے کے کھود کے نرم و ملائیم کر دیا بعد درستی زمین کے بیلدار تو ہٹ گئے دونون
بہادر ند کور باہم پنٹ کر کشتی لڑنے لگے اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے
حکم دیا کہ کنارے اکھاڑے کے بارگاہین اور خیام برپا کیے جائین اور دنگل اور گرد سیان

بتکلف تمام بچھائین جائین چنانچہ خدام نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی بادشاہ اسلام اور امیر
تخت اور مرکبون سے اُترکے بارگاہ مین کرسیون اور دنگل پر آکے بیٹھے پھر تمام اہل اسلام مرکبون سے
اُترکے علے قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر اور زرین پوشون پر بیٹھے اسی طرح ہرمز و فرامرز
نے بھی خیام اور بارگاہ ایک جانب اکھاڑے کے استادہ کراکے تخت اور دنگل اور کرسیان بچھواکر
اُنپر آکر بیٹھے اور تمام کفار بھی علے قدر منصب و مرتبہ متمکن ہوے سوار زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے نقابدار سرخ پوش
اور وہ چارون نقابداردن نے بھی کشتی دیکھنے کے نہایت مشتاق ہو کے مثل صاحبقران زبان
کے بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور ایک تخت زرین بارگاہ مین بچھواکے اُسپر گورزاد غنتی
بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش سے عرض کیا کہ آپ اس تخت پر تشریف رکھیے اور سیر کشتی کی دیکھیے بعدہ
نقابداران موصوف بھی بارگاہ مین دنگلون پر بیٹھے اور جملہ سرداران لشکر اور سب لشکری
بھی علے قدر مراتب بیٹھے ادھر امیر عالیشان اور بادشاہ لشکر اسلام اور نقابدارون
نے اُدھر ہرمز و فرامرز نے پردے بارگاہون کے اُٹھوا دیئے تاکہ سیر کشتی کی بخوبی تمام
نظر آئے جب جملہ اہل اسلام اور کفار بیٹھ چکے اور بنظر غور کشتی دیکھنے لگے اُس وقت وہ مقام کشتی
قابل سیر تھا کوسون تک بارگاہین اور خیام تینون لشکرون کے استادہ تھے پردے اُٹھے
ہوے تھے بازار لشکرون کے کھلے ہوے تھے گرم بازاری ہو رہی تھی تماشائیون کا مجمع تھا کشتی
نہایت پھرتی سے ہو رہی تھی منصف مزاج بغیر کسی کی طرفداری کے داد دے رہے تھے اگر حال
اُس کشتی کا مفصل تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ دو شب و روز برابر کشتی
کرب غازی اور نریمان مین ہوئی دوسرے روز وقت غروب آفتاب کرب غازی نے اُس کی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کہکر زور کیا اور اُس کے لنگر کو زمین سے اُٹھا کر اُسے اپنے
گھٹنون تک زمین سے بلند کیا اور دوسرے زور مین سینے تک تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے
چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر پھینکون ناگاہ نریمان نے کہا کہ اے بہادر مین طالب امان ہون یہ سُنکر
کرب غازی نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا کہ مجھے یہ بھی قبول ہے کرب غازی نے
خوش ہو کر آہستہ اُسے زمین پر بٹھا دیا اہل اسلام مین نوبت خوشی کی بلند ہوئی کفار کو صدمہ ہوا دل
اُن کے آتش غم و الم سے بریان ہوے چہرے زرد ہو گئے حواس خمسہ بجا نہ رہے اُس وقت نریمان
بن قنطور شاہ نے اپنے افسران لشکر اور جملہ لشکریون سے باواز بلند کہا کہ ایہا الناس مین نے
تو اس بہادر سے زیر ہو کے اس کی اطاعت اختیار کی اور اپنے دین آبائی کو چھوڑ کے اس کے
مذہب کو اختیار کرنے کا ارادہ مصمم کیا ہے تم سب مین جسکا دل چاہے ہمراہی میری قبول کرے
ورنہ اختیار ہے جب یہ نریمان بن قنطور نے اپنے جوانان لشکر سے کہا اُس وقت بہت سے
افسران فوج اور ہزارون سوار یہ کہکر نریمان بن قنطور کی ہمراہی کے واسطے موجود ہوے
کہ الناس علے دین ملوکہم ہرچند کہ اُن کو کفار نے منع کیا لیکن اُنھون نے نہ مانا اور لشکر سے
نکل کر خدمت نریمان مین آگئے اور صدہا اُس کی فوج کے لشکری اور افسر جو سیہ قلب اور بد انجام
تھے اُنھون نے اُس کی ہمراہی قبول نہ کی اور دائرۂ دین اسلام مین آنا بُرا جانا وہ لشکر مین

ہرمزد فرامرز کی رہے اور کچھ نابکار بعد زیر ہو جانے نریمان بن قنطور کے لشکر سے نکل کے اپنے اہل وعیال کی محبت مین اپنے مکانون کی طرف روانہ ہوے اُس وقت ہرمزد فرامرز نے چاہا تھا کہ اپنی فوج کو حکم دین کہ ریمان اور کرب غازی کو گھیر کر گرفتار کرے لیکن بختیارک نے منع کیا اور کہا کہ اس سے کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہم نے ان کے بارے مین پہلے ہی حکم لگایا تھا کہ یہ اب چلے کسی طرح روکے سے نہ رُکین گے جو حکم لگایا تھا وہی ہوا ہرمزد فرامرز بختیارک کی گفتگو سُن کے وہان سے ملول وحزین اُٹھے اور مع خاقان گردون اساس اور خوش کام وزیر وغیرہ کل اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ لشکر پر آئے بعد ازان اپنی بارگاہ مین داخل ہوے خاقان گردون اساس بھی اپنی بارگاہ مین گیا خوش کام وزیر بھی اپنے خیمے مین استراحت پذیر ہوا لشکریون نے سلاح جنگ اپنے تنون سے دور کیے اسی طرح نقابدار سُرخ پوش بھی مع اپنے لشکر کے اپنی قیامگاہ پر گیا کرب غازی نریمان بن قنطور کو ہمراہ لے کر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام اُس جگہ سے روانہ ہوے بعد قطع راہ جب بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تخت زرین پر جلوہ فرما ہوے اور صاحبقران عالیشان اور جملہ سرداران لشکر موجودہ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور دربار آراستہ ہو چکا اُس وقت نریمان بن قنطور شاہ کی استدعا سے صاحبقران زمان نے اُسے کلمۂ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران نے اُس کے مطیع ہونے اور مسلمان ہونے کی خوشی مین جشن کرنے کا اور بزم طرب آراستہ کرنے کا خدام کو حکم دیا ملازمون نے حسب الحکم صاحبقران بزم طرب بعنوان شائستہ آراستہ و پیراستہ کی ساقیان سیمین ساق حسب الطلب حاضر ہوے کشتیان شراب کی مع جام بلورین لا کر اہل بزم کو شراب ناب پلانے لگے ہر ایک شخص اہل بزم سے خوش ہو کر میکشی کرنے لگا دور جام سے گلگون ہونے لگا بعد میکشی کے جب ساقیان گلبدن و گل اندام کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے اُس وقت چند نازنینان زہرہ خصال و مطربۂ بے مثال مع اپنے سازون کے دربار مین حاضر ہوئین اُن مین سے ایک خوبرو اور خوش گلو بعد درستی ٹھاٹھ سازندون کے واسطے رقص کرنے کے اُٹھی اور با ناز و انداز رقص کرنے لگی اہل بزم اُس کا رقص دیکھ کے نہایت خوش ہوتے تھے جب وہ دیر تک رقص کر چکی بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگی غزل

اسبکے ہم زندہ اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے

حسرت بوسہ سے پانی مرے مُنھ مین بھر آئے
دہن مورا اگر تنگ شکر تک پہونچے

دم آخر بھی وہ کاش آئے گلہ پھر نہین کچھ
دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالیجاہ
اُڑ کے کافور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نہ کرا ای یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت بھی آئے جو تھمتے نہین آنسو یارب
دامن خاک بھی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوئے ہین بے خود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دل خونخوار سے ہوتی ہی کدورت کوئی دور ؎ زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے
آئنہ آپ نے دیکھا ہی تو توڑین اُس کو + تم سے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے
جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون ؎ نوبت شام جو آئے تو سحر تک پہونچے
رگِ گل کہتے ہین ساغر کبھی تار سنبل ؎ دست فکر اُنکے نہین تیری کمر تک پہونچے
خدمتِ یار مین ہو اپنی رسائی یارب ؎ مہر تک ذرہ چکور اُڑکے قمر تک پہونچے
حُسن وخوبی کا ہو الفت جہان سودائی ؎ ای پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے
تیغ ابرو کی محبت مین گُل اسیر کھائے ؎ پھول بارے مرے سینے کی سپر تک پہونچے
وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی ؎ کان تک یار کے یاقوت وگہر تک پہونچے
جسم خاکی کی تمنا ہی یہی بعد فنا ؎ مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے
آبِ شمشیر جو یہ تا کمرِ قاتل ہی + جوش مین آکے الٰہی مرے سر تک پہونچے
مشق طفلان ہی خطِ شوق ہمارا آتش ؎ ڈھو سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

جب یہ غزل مطربۂ مذکورہ بانازو انداز گاتی تھی تو اہل دربار خوش ہوتے تھے جس دم اُس نے غزل مندرجہ گاکر تمام کی صاحبقران عالیشان نے انعام کثیر اُسے دلواکر رخصت کیا بعد جانے اُس مطربہ کے اور ایک رقاصہ نے رقص کرنا شروع کیا بعد ناچنے کے غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے اسی طرح نازنینان پری جمال ومہ جبینان زہرہ خصال یکے بعد دیگرے تین روز تک رقص ونغمہ کیا کین اور بزم طرب آراستہ رہی بعد تین شب وروز کے بزم عشرت موقوف ہوئی یہ خبر ہرمزد فرامرز اور خوش کام اور بختیارک کو بذریعۂ ہرکارون کے پہونچی کہ صاحبقران نے نزیمان بن قنطورہ کے مسلمان ہونے کی خوشی مین جشن کیا ہی ہرمزد فرامرز نے آہ سرد بھر کے سردربار کہا کہ افسوس ہم کو کبھی کوئی خوشی حاصل نہین ہوتی ہی کبھی کوئی سردار نامی لشکر صاحبقران کا ہمارے سرداران لشکر کے ہاتھ سے قتل نہین ہوتا ہی نہ کوئی صاحبقران اور اُن کے لشکر پر آفت وبلا آتی ہی کہ دل ہمارے شادمان ہون ہمیشہ ہم کو رنج وغم ہی ہوتا ہی کبھی کوئی بہادر ہمارے لشکر کا اُن کے سرداران لشکر کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاتا ہی گاہ ہمارے مددگارون سے ہنگام مقابلہ زیر ہوکے مسلمان ہوجاتے ہین اور پھر ہمارے دشمن ہوکے ہماری عزت کے درپی ہوتے ہین غرض کہ یہ مصرع کسی شاعر کا ہمارے حسب حال ہی مصرع غم ہی ہمارے واسطے ہم ہین برائے غم + نہ تو ہمارے خداوند ہمارے غم والم کو ہمارے دلون سے دفع کرتے ہین نہ کوئی مددگارون سے ہمارے خواہ سردار ہو خواہ عیار ہو ہمارے دفع غم کی تدبیر کرتا ہی سچ ہی بُرے وقت کا کوئی شریک نہین ہوتا صاحبقران نزیمان کے زیر ہوکر مسلمان ہونے کی خوشی کرین اور ہم کو ملال ہو یہ اپنی خوبی تقدیر ہی اور باعث ظلم وجفائے چرخ پیر ہی یہ بے مہر ہمیشہ سے سفلہ پرور ہی ادنے کو اعلے کرتا ہی عزت وتوقیر وآبرو دیتا ہی روز بروز کمترون کو دولت وحشمت سے مستغنی کرتا ہی طرح طرح کے سامان خوشی وراحت اُن کے واسطے موجود ومہیا کرتا ہی اور جو اعلے ہین اُن کی بربادی اور تباہی پر کمر باندھے رہتا ہی اور شب وروز یہی چاہتا ہی کہ دنیا مین ان کو ایک دم راحت وآرام نہ ملے

کوئی کام ان کے حسب دلخواہ نہ ہو بلکہ برعکس ہو اور اس ہماری شکایت کے شاہد حالات اور اخبار شاہان ماسلف ہین اکثر بادشاہون کو اس چرخ جفاجو نے ایسا تباہ و برباد کیا ہی کہ جن کے احوال سننے سے بے اختیار آنکھون سے آنسو نکل آتے ہین اور دل مغموم و ملول ہوتا ہی دارا کہ بادشاہ اولوالعزم تھا سپاہ بھی بہت رکھتا تھا اور سکندر کی اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی لیکن اسی فلک کے ظلم سے سکندر کے ہاتھ سے مارا گیا وزیر دارا کے سکندر سے مل گئے دوست دشمن ہو گئے نمک خوار قدیم نمک حرام ہو گئے آخرکار وہ بھی نمک حرام نمک حرامی کر کے دنیا مین شاد و خرم نہ رہے اور ہلاک کئے گئے کیونکہ بدی کا انجام بدی ہوتا ہی علاوہ دارا کے جمشید اور افراسیاب اور ضحاک و فریدون اور خسرو اور نمرود اور شداد اور فرعون وغیرہ شاہان نیک و بد کہ اس دنیا مین گذرے ہین باوجودے کہ حاکم بحر و بر اور مالک تخت و تاج اور صاحب طبل و علم و سپاہ کثیر تھے اس چرخ ستمگار کے ہاتھ سے ایسے تباہ و برباد ہوئے کہ سب دیکھنے والون کو حیرت ہو گئی اور سننے والے بھی متحیر ہین نادر کہ ایک بادشاہ نہایت صاحب اقبال گذرا ہی وہ بھی اسی گردون دون کے ستم سے ہلاک ہوا بموجب اس شعر کے شعر بیک گردش چرخ نیلوفری + نہ نادر بجا ماند نے نادری + سوائے شاہان موصوف کے ہمارے والد ذیوقار کیسے عادل اور سخی اور نیکنام مشہور آفاق تھے اور مالک ہفت کشور تھے عدالت اور غربا اور رعایا پروری مین اُن کا مثل و نظیر نہ تھا وہ بھی اسی فلک جفاجو رشک خو کے ظلم سے تا زندگی ملول و حزین رہے کوئی رات شاید ایسی نہ گذری ہو گی کہ اُن کو اس دنیا مین راحت سے بسر ہوئی ہو گی اور کوئی دن ایسا نہ گذرا ہو گا کہ بعیش و راحت کاٹا ہو اسی حمزہ بن عبدالمطلب کو اپنا پسر خواندہ کر کے ایسے ایسے صدمات اس کے ہاتھ سے اُٹھائے کہ زندگی اُنکی تلخ ہو گئی اور آخرکار اس دنیائے ناپائدار سے مغموم و ملول جانب عدم گئے بعد اُن کے ہم تخت نشین ہوئے ہم پر بھی فلک نے ویسے ہی ظلم و ستم کرنے شروع کیے اور ہماری بھی زندگی تلخ کر دی اب دل یہ چاہتا ہی کہ قبل از زمانہ مرگ ہیرا اور دیگر اشیائے سم کھا کر مر جائین ہم بھی جانب عدم جائین فلک کے ظلم و ستم سے بعد مرنے کے شاید بچ جائین یہ کہہ کر اشک آنکھون مین بھر لائے خوش کام وزیر نے عرض کیا آپنے جو کچھ فرمایا بجا اور درست ہی اس فلک نے بے شک آپ کو بہت صدمے دیئے ہین مین بھی آپ کا ہمدرد ہون مجھپر بھی چرخ پیر نے فی الحال وہ ظلم کیا ہی کہ خوف مجھکو اپنی جان اور مال کا ہی کیونکہ مین بحکم بادشاہ زنگبار ہمراہ ثریا کے یہان آیا تھا اور وہ یہان آ کے کرب غازی سے ہنگام مقابلہ زیر ہو کے مسلمان ہو گیا ہی اور شریک اہل اسلام ہو گیا ہی زرہاج فیل کش اُستاد اُس کا بھی زیر ہو کر گرفتار ہو گیا ہی جب یہ خبر شاہ زنگبار سے جا کر کہونگا وہ برہم ہو کے ضرور ہی مجھے قتل کریگا کیونکہ نہایت وہ بادشاہ ظالم و جابر ہی فرزند کے صدمۂ مفارقت مین کچھ میرے بیخطا ہونے کا بھی خیال نہ کریگا اب مجکو کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون کہان جاؤن کیونکر بادشاہ ند کور سے اپنی جان بچاؤن اگر ابھی قضا آجائے تو گویا مر کر زندہ ہو جاؤن صدمون سے نجات پاؤن یہ تقریر کر کے آنکھون سے آنسو بہانے لگا ہشام تیز بیان کہ حاضر دربار تھا ہرمز و فرامرز اور خوش کام

کو غمگین و گریان دیکھ کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ آپ حضرات کی مدد اور اعانت اور تو کسی طرح سے مین کر نہین سکتا لیکن اسقدر البتہ دفع غم و الم کی تدبیر کر سکتا ہون کہ جس کو آپ سب صاحب فرمائین مین لشکر اسلام مین جا کے بعیاری و مکاری اُسے بیہوش کر کے لے آؤن اگر حکم ہو تو امیر کو لے آؤن آپ اُنھین قتل کر ڈالین یا قید کرین اور اگر ارشاد ہو تو ثریا اور زرہاج اور نریمان بن قنطور شاہ کو بیہوش کر کے پشتارے اُن کے لے آؤن اور سوا اُن کے جس جس سردار کو حکم ہو اسی طرح لے آؤن اور آپ اُنھین قتل کیجیے چند مدت مین لشکر صاحبقران مین کوئی سردار نہ رہیگا جب صاحبقران اور تمامی سردار صاحبقران قتل ہو جائین گے لشکری سوار اور پیادے ہرگز فراہم نہ رہین گے سب متفرق ہو جائین گے رہگئے بادشاہ لشکر اسلام وہ صاحبقران اور جملہ سرداروں کے غم مین خود ہی مر جائین گے اور اگر نہ مرین گے تو تنہا زندہ رہ کر آپ کے دشمن ہو کے کیا کرین گے جب آپ چاہین گے دو چار آدمی بھیج کر اُن کو گرفتار کر کے اپنے روبرو طلب کر لین گے اور جس وقت دل چاہیگا اُن کو بھی تہ تیغ کر ڈلیے گا اس تدبیر سے آپ سب صاحبون کا تمام رنج و غم دلون سے دور ہو جائیگا بختیارک کہ حاضر دربار تھا جب ہشام تیز پران گفتگو کرتا تھا یہ بنظر غور و بحیرت تمام اُس کی طرف دیکھتا تھا جس دم اُسنے اپنی تقریر تمام کی بہ قہقہہ مارکے ہنسا اور اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہشام تیز پران سے مخاطب ہو کے کہنے لگا واہ واہ بہتر ہشام تیز پران کیا تدبیر تم نے بیان کی ہی کہ تھوڑی ہی دیر مین صاحبقران اور لشکر صاحبقران کا خاتمہ کر دیا کوئی دشمن باقی نہ رہا اپنی زبان سے تم نے سب کو قتل کر ڈالا سب دشمنون پر فتحیاب ہوے اور برسون کا جو جھگڑا اور فساد تھا وہ ایک دم مین جاتا رہا رنج و غم جو ایک زمانہ دراز سے دلون مین تھا بالکل دفع کر دیا اب تو صاحبقران اور لشکر صاحبقران مین کوئی زندہ نہ رہے گا اور اگر شاید کوئی باقی بھی ہو گا وہ بھی تمھارے خوف سے بھاگ جائیگا فی الواقع تم نے بڑا کام کیا جو آج تک کسی سے نہ ہو سکا وہ امر اہم تم نے کیا سب سردار اور عیار مار ڈالے کسی کا نام و نشان بھی باقی نہ رکھا تمھاری عیاری اور بہادری مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین اور اس وقت یہ تمھارا سرِ دربار کہنا دو حال سے خالی نہین ہی یا تو اس وقت شراب زیادہ پئیے ہو اُس کے نشے مین بیہودہ بک رہے ہو یا عقل و دماغ مین تمھارے بغیر نشۂ شراب کے کچھ فتور ہی حواس خمسہ تمھارے درست نہین ہین تمھین لازم ہی کہ اس وقت ٹھنڈی ٹھنڈی کسی میدان مین جا کر ہوا کھاؤ یا فصاد سے کہو کہ وہ فصد کھولے یا کسی حکیم حاذق کے پاس جاؤ اُس کا علاج کرو تبرید پیو یا مسہل اور عمل اُس کی راے سے لو تا دماغ سے ابتاثیر اور یہ گرمی و حرارت نکل جائے ہوش و حواس درست ہو جائین کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ حواس تمھارے درست نہین ہین وہ باتین سکتے ہو کہ جنھین عقل قبول نہین کرتی ہی فقط زبان سے کہتے ہو اگر کہین کہ اس کا ایک شمہ ہمین دکھاؤ تو نہ ہو سکیگا اگر تم کہے اپنی اس تقریر سے پھر جاؤ گے سواے اس کے اور کچھ ہو نہ سکے گا کیونکہ تم ایک ادنے عیار ہو جو بڑے بڑے ہمارے بادشاہ کی سرکار مین سردار اور عیار تھے اور اب بھی ہین جب اُن سے کچھ نہ ہو سکا تو تم بیچارے کیا کرو گے ہشام تیز پران بختیارک کی تمام تقریر سن کے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا

ای ملک جی تمھاری گفتگو سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تم مجکو فضول گو سمجھے اور مطلق میرے قول کا یقین
نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ تم محض بے وقوف ہو لائق وزارت نہین ہو نہین معلوم امور وزارت
تم سے کیونکر انصرام پاتے ہین اور مجکو اب ظاہر ہوا کہ تمھاری ہی نادانی اور بے وقوفی اور بیہودہ
راے دینے سے شہنشاہ نوشیروان تباہ اور برباد ہو گئے یہان تک کہ مرض رنج و غم مین
مبتلا ہو کے مر گئے اب تم اُن کے فرزندون کے وزیر ہوے ہو یہ بھی تمھاری راے پر عمل کرتے ہین
انجام اس کا بد ہو گا اور اگر تم وزیر خوش تدبیر ہوتے تو نوشیروان کی سلطنت کو زوال نہوتا
اور اب بھی صاحبقران سے باہم کچھ رنج و ملال نہ ہوتا تمھین مثل شیطان کے ورغلاتے ہو
اور تمھین لڑائی اور فساد کے باعث ہو اگر کوئی صلاح نیک دیتا ہو تو اُسے جھوٹا کہتے ہو سر دربار
اُسے ذلیل کرتے ہو اپنے مالک کو راے نیک پر عمل کرنے نہین دیتے ہو اپنے اور اپنے مالک
کے دوست کو دشمن بناتے ہو بُرا کرتے ہو تمھارے بادشاہ بھی تمھاری ہی راے پسند کرتے ہین
اور انجام اُس کا بد دیکھتے ہین ایسے مقام پر مضمون اس مصرع کا بہت درست ہی مصرع
وزیرے چنین شہریارے چنان + تم ایسا بے وقوف دنیا مین شاید اور بھی کوئی شخص ہو مجھ
ایسے عاقل اور کامل کو سخت و سُست کہتے ہو اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہی تو میری عیاری کا
امتحان کر لو جس کو کہو لے آؤن قتل کرنا اور قید کرنا اور رہا کرنا تمھارے بادشاہ کا کام ہی مین نے
جو دعوی اور اقرار کیا ہی اُسے حتی الامکان پورا کرونگا اپنے قول و اقرار سے ہرگز ہرگز
پھر نہ جاؤنگا جو شریف اور کامل ہوتے ہین وہ اپنے قول سے ہرگز نہین پھرتے ہین بختیارک
نے جواب دیا کہ ای مہتر ہشام تیز پران جو کچھ مین نے کہا ہی وہ سمجھ کے کہا ہی تم سے یہ امر مشکل
نہ ہو سکیگا کیونکہ خواجہ عمرو ایسا عیار بلاے روزگار موجود ہی مانند افعی کے ہی اُس کے سامنے
تمھارا چراغ مکر جلنا دشوار ہی تم اُس کی موجودگی مین کیا کر سکتے ہو اگر واسطے عیاری کے کبھی
لشکر اسلام مین جاؤگے تو خواجہ عمرو کے ہاتھ سے جوتیان سر پر کھاکے آؤگے یا وہ تمھین گرفتار
کریگا مارے کوڑون کے چوتڑون اور پشت کی کھال اُڑا دیگا اُس کا اس زمانے مین مثل و
نظیر زیر چرخ پیر نہین ہی سب عیار اُس کے سامنے ہیچدان ہین تمھاری لیاقت اُس کے سامنے کیا
ہی علاوہ اس کے سب شاگرد اور بیٹے اور پوتے اُس کے فن عیاری مین کامل و اکمل ہین اور
وہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین کس کس سے تم مقابلہ کروگے اور کیونکر سرداران لشکر کو
بیہوش کر کے لے آؤگے ہشام تیز پران نے غضبناک ہو کے جواب دیا کہ ای ملک جی تم بالکل
نادان ہو تمھاری عقل مین نہین آتا ہی کہ جس طرح مین عیاری کرونگا اور سرداران لشکر اسلام
کو بیہوش کر کے لے آؤنگا اور عیاران لشکر اسلام کے شر و فساد سے بچونگا مین نے اپنی زندگی
اسی فن مین بسر کی ہی مین وہ ہون کہ میرے نام سے عیار تھراتے ہین مشرق سے مغرب تک اور
جنوب سے شمال تک میری عیاری کا شہرہ ہی ہزارہا میرے شاگرد ہین اور وہ ایسے فن عیاری
مین کامل و اکمل ہین کہ خواجہ عمرو سے بھی بدرجہا بڑھے ہوے ہین میرے نزدیک خواجہ عمرو
کی کیا حقیقت ہی وہ ایک طفل مکتب ہی ہان تمھارے نزدیک وہ بہت بڑا عیار ہی اُسکا سکۂ رعب

تمھارے زرد دل پر ہی شاید تم نے اُس کے ہاتھ سے جوتیان کھائی ہین اسی وجہ سے اُسکی جوتیون کا
ذکر تمھاری زبان پر آیا ہی بختیارک نے کچھ شرمندہ ہو کے جواب دیا کہ اُن کی جوتیان سر پر کھانا
باعث فخر ہی اور سبب زندگی ہی کیونکہ اُن کی جوتیون کے تصدق سے سر کی گرد جھڑ جاتی ہی اور
بلاے قتل سر سے ٹل جاتی ہی اگر وہ جوتیان نہ مارین اور تیغ و خنجر سے آزار پہونچانا چاہین تو عیار
وغیرہ اُن کے ہاتھ سے نہ بچین سیدھے ایک دم مین راہ عدم جائین تم کو اُن کی جوتیون کے
کھانے سے انکار ہی اچھا نہ کھانا اپنے سر کو بچانا سرداران لشکر کو لے آنا اُس وقت دعوی
عیاری کرنا ہشام تیز پران نے کہا کہ مین نے تو قبل اس کے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہون
کہ تم اور تمھارے بادشاہ جس کو کہین اُسے جا کر لشکر اسلام سے لے آؤن اور اُنھین جلدی سے
قتل کر ڈالا جائے بختیارک نے کہا کہ سرداران لشکر اسلام کے لے آنے سے تو چندان مطلب
نہین نکلتا ہی ہان اگر دو شخص لشکر اسلام مین نہ رہین اور کسی طرح قتل ہو جائین تو امید قوی ہو جائے
کہ لشکر اسلام پر فتح پائینگے وہ دو شخص یہ ہین کہ اول حمزۂ صاحبقران اور دوسرے عمرو
کہ انھین دونون شخصون سے رونق لشکر اسلام ہی اور انھین کے باعث سے کوئی شاہ و شہریار
سپاہ اسلام پر فتحیاب ہو نہین سکتا اگر یہ نہ ہون تو البتہ لشکر اسلام کی قوت گھٹ جائے بلکہ سرداران
لشکر بیدل ہو کے متفرق ہو جائینگے یہ جمعیت سپاہ باقی نرہیگی بس مین چاہتا ہون کہ اول صاحبقران
کو بعیاری بیہوش کر کے لے آؤ اور قتل کر ڈالو خوش گام نے کہا کہ ای بختیارک صاحبقران کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا تاکہ شہرون مین میرا نام ہو اور بادشاہ زنگبار مجھ سے خوش ہو یہ سُن کر
بختیارک اور ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اچھا تمھین اپنے ہاتھ سے اُنھین قتل کرنا ہمکو اپنے مطلب
سے مطلب ہی لیکن یہ امر عقل مین نہین آتا کہ ہشام تیز پران موجودگی خواجہ عمرو مین صاحبقران
کو کیونکر گرفتار کر کے لائیگا اور صاحبقران کس طرح قتل ہونگے ہشام تیز پران نے عرض کیا
کہ جو عیاری مجھ کو کرنا منظور ہی اُسے تو سر دربار بیان نہ کرونگا کیونکہ مشہور ہی دیوار ہم گوش
دارد لیکن اتنا عرض کرنا ضرور ہی کہ جو سامان بہر عیاری درکار ہی وہ مہیا ہو جائے ہرمز و فرامرز
نے پوچھا کہ سامان کیا درکار ہی ہشام تیز پران نے عرض کیا کہ ایک بارگاہ مختصر کنارہ لشکر
استادہ کر دی جائے فرش اُس مین نہایت صاف اور عمدہ ہو اور وہ طرح طرح کی زینتون سے
آراستہ ہو سامان روشنی کا بھی معقول ہو ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی مع جام بلورین
لیے ہوے موجود رہین اور چند نازنینان خوش جمال زہرہ مثال مع اپنے سازندون کے حاضر رہین
طعام لذیذ و لطیف بھی تیار رہے بعد اس سامان ہو جانے کے عیاری جو منظور ہی کرونگا ہرمز
و فرامرز نے کہا کہ یہ تو کچھ سامان کرنا مشکل نہین ہی بلکہ بہت سہل ہی یہ کہکر حکم دیا کہ موافق کہنے ہشام
کے سامان کر دیا جائے خدام نے اُسی وقت حسب دلخواہ ہشام تیز پران کے بارگاہ اس طرح
آراستہ کر دی کہ معلوم ہوتا تھا کسی شاہ یا شہریار کی بارگاہ ہی اور دیگر سامان بھی کر دیا اُس وقت
ہشام تیز پران ہمراہ خوش گام وزیر کے دربار سے اُٹھ کر باہر آیا اور خوش گام سے عرض کیا
کہ آپ فلان جگہ پر بارگاہ مین تنہا تشریف رکھین اور میرے حاضر ہونے تک بہت ہوشیار رہین

کسی کو اپنے پاس آنے نہ دین کوئی شی اکل و شرب وغیرہ سے کسی سے لے کے نہ کھائین اور نہ
پئین اور نہ سوئین اور نہ کسی سے کچھ کلام کرین یہان تک کہ اگر مین بھی حاضر ہون تو مجھے بھی خوب
اچھی طرح پہچان لین اور کچھ باتین مجھ سے ایسی پوچھین کہ جس سے میرے ہونے کا آپ کو یقین
ہو جائے اور مین یہ اس واسطے عرض کرتا ہون کہ عیاران لشکر اسلام کی عیاری سے
آپ محفوظ رہین ایسا نہ ہو کہ کام بن کر بگڑ جائے خوش گام نے کہا کہ جس طرح تم نے کہا ہی ہم
ایسا ہی کرین گے یہ کہکر اُسے رخصت کیا اور خود جا کے اُسی بارگاہ مین بیٹھا جہان ہشام
نے کہہ دیا تھا خوش گام تو بارگاہ مذکور مین بیٹھا ہی اس کا احوال بمقام مناسب لکھا جائیگا
لیکن اول احوال ہشام تیز پران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ خوش گام وزیر کو خوب سمجھا بجھا کر اُس
بارگاہ مین آیا کہ جسے ہرمز و فرامرز نے بموجب استدعا ہشام تیز پران کے آراستہ کرا دیا تھا اُس
بارگاہ کو ہشام تیز پران طرح طرح کی اور انواع و اقسام کی زینتون اور تکلفون سے آراستہ
دیکھ کر پسند کر کے بہت خوش ہوا بعد ازان کئی سو شاگردون سے اپنے بُلا کر کہا کہ خبردار کہین
نہ جانا آج کی شب سب اسی جگہ رہنا بعد ازان اُن مین سے چند در چند شاگردون کو کامون پر
معین کیا کسی سے کہا کہ تم طعام کا انتظام کرنا کسی سے کہا کہ تم پانے کے سرد کرنے کی تدبیر مین
مصروف رہنا اسی طرح چند شاگردونکو چند کامون پر معین و مقرر کیا اور ایک شاگرد کے کان
مین کچھ آہستہ کہا اُس نے کہا کہ ایسا ہی عمل مین لاؤنگا خلاف آپ کے ارشاد کے نہ کرونگا
جب ہشام تیز پران اپنے شاگردون کو ہر ایک کام پر مقرر کر چکا سب کو وہین چھوڑ کے تنہا
پائے شاطرے مارتا ہوا جانب لشکر اسلام وقت شام روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا
بازارون اور بارگاہون کو دیکھتا ہوا ارستون پر نظر کرتا ہوا خرامان خرامان بصورت اصلی
جاتا تھا ناگاہ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری اپنے خیمے سے نکلے اور ارادہ کیا کہ کوتوالی چبوترے
پر جا کے بیٹھون دفعتًا ہشام تیز پران پر نظر پڑی خواجہ عمرو نے پکار کے کہا کہ ای مہتر ہشام
تیز پران آج اس طرف کس فکر مین آئے ہو دو سردارون کو تو لے جا چکے ہو یقین ہی کہ آج
بھی کسی سردار کی فکر مین آئے ہو اور ایسے بے خوف و خطر ہو کہ بصورت اصلی آئے ہو کچھ
تم کو عیاران لشکر اسلام سے اور سرداران لشکر مذکور سے کسی طرح کا اندیشہ نہین ہے
نہایت جسارت کرتے ہو ہشام تیز پران نے قریب جا کے مسکرا کر خواجہ عمرو کا ہاتھ اپنے
ہاتھ مین لے کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اس وقت یہان آنے کے دو سبب ہین اول تو میرا دل
گھبرایا اسواسطے تفریح طبع کے تمھارے لشکر مین چلا آیا کیونکہ جیسا تمھارے لشکر کا بند و بست
اور طریقہ ہی ویسی ہی بازارین بھی تمھارے سپاہ کی آباد اور رونق پذیر ہین مین نے اپنی عمر
مین کہین نہین دیکھین حالانکہ اس سن و سال مین مین نے صدہا لشکرون کی سیر کی ہی لیکن یہ کیفیت
کہین نہین دیکھی دوسرا سبب میرے آنے کا یہ ہی کہ دو مرتبہ آپ نے میری دعوت اور ضیافت
کی بلا عذر مین نے قبول کی آج مین امیدوار اس امر کا ہون کہ میرے لشکر مین تشریف لے چلیے
اور جو کچھ نان و نمک مہیا کیا ہی اُسے تناول فرمائیے نازنینان خوبرو کا گانا سنیے دو چار جام

شراب کے پیچھے تھوڑی دیر تشریف رکھیے اور جو کچھ کہ مین نے اپنی زندگی مین زر و جواہر انعام مین
شاہون سے پایا ہی اُسے ملاحظہ کیجیے اُس مین سے جو کچھ پسند ہو اُسے لے لیجیے بلکہ مین خود بطور
نذر کے جواہر پسندیدہ کو پیش کش کرونگا اگر بموجب میرے عرض کرنے کے تشریف لے چلیےگا تو باعث
میری عزت افزائی کا ہوگا ورنہ انکار سے موجب خاطر شکنی ضرور ہوگا خواجہ عمرو نامدار نے
تقریر ہشام تیزپران کی سُن کے کہا کہ ای ہشام تم مجکو فریب دیتے ہو نہین معلوم اس دعوت
کرنے سے تمہارا کیا منشا ہو عجب نہین کہ بہ بدی پیش آؤ ہشام نے کہا کہ ای خواجہ یہ آپ کیا
خیال کرتے ہین اگر دعوت نہ قبول کرنا منظور ہو تو صاف صاف کہ دیجیے کہ ہم دعوت نہین قبول کرتے
جب ہشام تیزپران نے چین برجبین ہوکے یہ کہا خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اگر اس کی خوشی
نہ کرونگا تو اسے ملال ہوگا اور علاوہ اس امر کے اسنے بیان کیا ہی کہ زر و جواہر میرے پاس ہی آپ کو
نذر دونگا پس بروقت دیکھنے جواہر کے بہت سا بدل کر لینا اور کچھ عمدہ اور نایاب پسند کرنا وہ
تم کو نذر مین ملجائیگا یہ خیال کرکے زر و جواہر کی طمع مین ہشام تیزپران سے کہا کہ اچھا تمھاری
خوشی خاطر ہمین منظور رہی ہم نے دعوت قبول کی ہشام تیزپران نے خوش ہوکے کہا کہ اب
تامل نہ فرمائیے تشریف لے چلیے خواجہ عمرو زر و جواہر کے لالچ مین اُس کے ساتھ چلے اثناے راہ
مین اُس سے باتین کرتے ہوے داخل لشکر ہرمز فرامرز ہوے ہنوز کنارۂ لشکر پر پہنچے کہ دوسرے
کنارۂ لشکر سے شاگردان ہشام تیزپران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہمارے
اُستاد کے ہمراہ آتے ہین بموجب تاکید کرنے ہشام تیزپران کے شاگردون کو خیال ہوا کہ
اُستاد نے کہا تھا جب مین خواجہ عمرو کو لے کر آؤن تم سب بہر استقبال خواجہ عمرو کے آنا
پس جملہ شاگرد ہشام تیزپران کے بہر استقبال خواجہ عمرو روانہ ہوے اور خواجہ عمرو کو آکر
سلام کیا بعد ازان استقبال کرکے خواجہ عمرو کو اُسی بارگاہ مین لائے خواجہ عمرو اُس بارگاہ
کو دیکھ کر نہایت خوش ہوے اور ہشام تیزپران سے کہا کہ تم نے میرے واسطے بڑا تکلف کیا
ایسی بارگاہ آراستہ کی ہی کہ شاہون کی بارگاہین بھی کم ایسی آراستہ ہوتی ہونگی ہشام نے
از راہ انکساری کہا کہ ای خواجہ تکلف تو کچھ نہین کیا گیا ہی یہ کہکر مقام صدر پر بارگاہ مذکور
مین ایک مسند زرین پر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بٹھایا اور بعضے داستان گو اس طرح بھی
بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا غرض بہرطور خواجہ عمرو بیٹھے اُس وقت
ایک شاگرد ہشام تیزپران کا کہ بیشتر سے اُس سے کہ دیا تھا وہ عقب پشت خواجہ عمرو آکے
مگس رانی کرنے لگا ہشام تیزپران خواجہ عمرو کے کہنے سے قریب خواجہ کے ایک کرسی چوبی
پر بیٹھا بعد اس کے بیٹھنے کے بہت سے شاگرد بھی اس کے کرسیون پر روبرو خواجہ عمرو اور
ہشام تیزپران کے باداب تمام بیٹھے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کرسی جواہر نگار کو جب
بیٹھے تھے بنظر غور دیکھتے جاتے تھے اور سب کی آنکھ بچا کر جواہر ناخن سے جدا کرکے داخل زنبیل
کرتے جاتے تھے ہشام تیزپران اگر دیکھتا بھی تھا تو مانع نہ ہوتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ خواجہ
از حد طماع اور حریص ہین خواجہ عمرو ہنوز بیٹھے ہی تھے کہ زر و جواہر کا خیال آگیا ہشام سے کہا

وہ زر و جواہر کہان ہی ذرا اُسے ہمین بھی دکھاؤ اُس نے کرسی سے اُٹھ کر ایک شاگرد سے جا کے
آہستہ کچھ کہا وہ بارگاہ سے نکل کر چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک صندوقچہ کہ اُس پر غلاف نہایت
نفیس کپڑے کا تھا لایا اور ہشام تیز پران کے سامنے اُسے رکھدیا ہشام تیز پران نے کہا کہ ای
خواجہ جو کچھ کہ مایہ و بضاعت ہی وہ اسی صندوقچے مین ہی لیکن اس وقت کھولنا اس کا مجھے
منظور نہین ہی جب آپ اپنے لشکر مین تشریف لے جائیے گا اُس وقت اس صندوقچے کو
کھول کر زر و جواہر دکھاؤن گا اور جو کچھ کہ اس مین سے آپ کے پسند ہوگا نذر بھی کرون گا یہ سنکر
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری خاموش ہو رہے اُس وقت اشارۂ ہشام تیز پران سے چند ساقیان
گُل پیرہن و غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی مع جام ہاے بلورین لے کر روبروے خواجہ عمرو آئے
اور با ناز و انداز شیشے سے شراب ناب جام بلورین مین اُنڈیل کر اس طرح سامنے خواجہ عمرو
کے لائے ہر چند کہ خواجہ عمرو عیار تھے اور بارہا ساقی گری بھی کر چکے تھے بادشاہون وغیرہ کو
شراب بھی پلا چکے تھے لیکن اُن کا ناز و انداز اور طرز ساقی گری دیکھ کر نہایت متحیر ہوے اور
بعد حیرت بسیار جام شراب اُن کے ہاتھ سے لے کر اُس پر غور سے نظر کر کے مُنھ سے لگا کے شراب
پی اور بخیال بیہوشی ہشام تیز پران وغیرہ سے آنکھ بچا کر سفوف دافع بیہوشی کھا لیا جب چند جام
شراب ناب کے وہ ساقیان لاجواب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو دے چکے اور خواجہ عمرو خوب
شراب پی چکے بعد ازان اُن ساقیان گُل پیرہن نے ہشام تیز پران اور اُس کے شاگردون
کو بھی شراب پلائی بعد میکشی کے گزک انواع و اقسام کی تشتریون مین بصد تکلف خدام بایاے
ہشام تیز پران لائے خواجہ عمرو وغیرہ نے گزک سے بھی لطف بے حد اُٹھایا بعد اُس کے
باشارۂ ہشام تیز پران ایک مطربہ نوجوان حسین و غنچہ دہان ہمراہ اپنے سازندون کے بزم طرب
مین عجب ناز و انداز سے آئی کہ دیکھنے والے بنگاہ اول ہی اُس پر مائل ہوے اور دم عاشقی کا
بھرنے لگے خصوصاً شاگردان ہشام تیز پران کہ نوجوان تھے اُس کی اداے معشوقانہ اور
رفتار محبوبانہ پر شیفتہ و فریفتہ ہوے جب سازندے اُس مطربہ کے ساز اپنے حسب دلخواہ
درست کر چکے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے اُٹھی سازندے سازون کو بجانے لگے رقاصہ
مذکورہ ناچنے لگی اہل بزم اُس کی طرف دیکھنے لگے دیر تک وہ مطربہ اس طرح ناچی کہ خواجہ عمرو
کو بھی اُس کا رقص پسند آیا اور جملہ اہل بزم بھی خوش ہوے بعد رقص کرنے کے اُسنے گنگنا کے
یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کے گانا شروع کی غزل

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہی کار آفتاب — حُسن سے پیدا کیا ہی اعتبار آفتاب
سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہی — ہم کیے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہی اشتیاقِ روزِ وصل — رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے — کونسا گھر ہی نہین جسمین گذار آفتاب
مُنھ ملاتا ہی تمہارے چہرۂ پُر نور سے — کیجیے اپنے کفِ پا کو دو چار آفتاب
حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہی — بیحساب اُن عارضون مین ہی شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حُسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیفِ مے سے رُخ جو وہ چہرہ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹے ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیالِ یار کو
دیکھیے بُرج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روے روشن کے نظارے نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوے گُل مین گذر جاتی ہی رات
یاد آتا ہی جو شبنم کو کنار آفتاب

صبح محشر کو ہی آنکھون کا اُنھین کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

غور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روے روشن یار کا ہی یادگار آفتاب

مرگئے پر بھی نہ بھولیگا رُخِ زیباے یار
ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب

پانون تیرے اُسمین ای محبوب دھویا کیجیے
ہاتھ آجائے جو طشتِ زرنگار آفتاب

دل جلا ہی گرمیون سے اُسکی بے یار اسقدر
بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روے یار اپنی طرف سے پھیرنے آتش ندین
ہو جو ہاتھ اپنے عنانِ اختیار آفتاب

جب غزل مرقومہ وہ آفتاب محشر باناز و ادا گاتی تھی اکثر نوجوانون کے دل حرارت مہر محبت اُسکی سے بیتاب و بیقرار ہوتے تھے اور اشعار حضرت آتش مرحوم کے سُن کے قلوب اُن کے شعلۂ محبت اُس کی سے مضطرب سیماب وار ہوتے تھے خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری اور ہشام تیز پران بھی اُس کے گانے اور ناچنے کی اپنے دل مین تعریف کرتے تھے جب اُس نے غزل مندرجہ تمام کی تو ہشام تیز پران نے زر کثیر اُسے انعام مین دے کر رخصت کیا جس وقت وہ مطربہ بزم طرب سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی تو ہشام تیز پران نے خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری سے عرض کیا کہ اب اگر مناسب ہو تو جو نان خشک موجود ہی اُسے تناول فرمائیے خواجہ عمرو نے قبول کیا ہشام تیز پران خواجہ عمرو کو اپنے ساتھ لے کر اُسی بارگاہ کے ایک گوشے مین گیا اور وہان قبل ہی سے دسترخوان بچھا تھا ظروف نقرئی و چینی مین انواع و اقسام کی اغذیہ کہ نہایت لطیف اور خوش ذائقہ تھین تبکلف تمام موجود تھین اور انواع و اقسام کا طعام نمکین ایسا تھا کہ نعمت اسپر نثار تھی اور جملہ طور کے طعام ہاے شیرین ایسے تھے کہ خود حلاوت اُن پر تصدق لیل و نہار تھی اُن اغذیۂ شیرین کے روبرو عسل خالص کی کیا اصل ہی شیرینی نبات بھی اُس طعام شیرین کے آگے پھیکی تھی نہین نہین وہ ہر ایک طعام لذیذ ایسا تھا بموجب بیت صفت اُن طعامون کی کیا ہو بیان ✤ وہ گویا تھے مثل طعام جنان ✤ خواجہ عمرو کو ہشام تیز پران نے کنارۂ دسترخوان بٹھا کر اپنے ہاتھ سے آفتابے مین ہاتھ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری کے دُھلا کر کہا کہ طعام تناول کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین بغیر تمھاری شرکت کے کھانا نہ کھاؤنگا ہشام تیز پران نے جواب دیا کہ آپ آج ہمارے مہمان ہین آپ ہی طعام تناول کرین مجھے معاف رکھین کیونکہ مین خدمت گزاری کے واسطے استادہ رہونگا علاوہ اس کے یہ وقت بھی میرے طعام کھانے کا نہین ہی اور اگر یہ خیال ہو کہ ہشام تیز پران نے ان طعامون مین سفوف بیہوشی شامل کیا ہی تو اس کا امتحان لیجیے پہلے کسی اور شخص کو کھلائیے اگر وہ شخص کھا کے بیہوش نہ ہو تو آپ بھی کھائیے خواجہ عمرو نے

کہا اس کا تو مجھے کچھ خیال ہی نہین ہی اگر کسی چیز مین اکل و شرب سے سبب مجھے شرکت بیہوشی کا خیال
ہوگا تو سفوف دافع بیہوشی کھالون گا مجھے طعام بیہوشی آمیز سے مطلق اندیشہ نہین ہی اور اس
امر کی دعوت مین تم سے بھی یہ امید نہین ہی مین نے محض محبتانہ تم سے کہا ہی کہ میرے شریک
ہو کے کھانا کھاؤ کہ باعث میری خوشی کا ہی ہشام تیز پران نے کہا کہ اگر اسی مین آپکی
خوشی ہی تو مین حاضر ہون یہ کہکر ہشام تیز پران بھی شریک طعام ہوا خواجہ عمرو کھانا
کھاتے جاتے تھے اور بجائے خود اُس طعام لذیذ کی تعریف کرتے جاتے تھے اور احتیاطاً ہر ایک
غذا پر نظر بھی کرتے جاتے تھے کہ شاید اس طعام مین سفوف بیہوشی نہ ملا ہو اور جب خواجہ عمرو
پانی طلب کرتے تھے شاگردان ہشام تیز پران وہ ہی صراحیان جو برف مین سرد کی تھین
اور پانی اُن مین ایسا لطیف و شیرین تھا کہ آبرو ریز آب حیات تھا اُن مین سے پانی ساغر
زرین مین اُنڈیل کر جلد حاضر کرتے تھے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُس آب سرد خوشگوار
کو پی کر بہت خوش ہوتے تھے جب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اور ہشام تیز پران آب
اور طعام سے خوب سیر و سیراب ہو چکے دسترخوان سے اُٹھے شاگردان ہشام تیز پران
فوراً آفتابہ اور ابریق لائے اور بیسدانی کہ اُس مین بیسن تھا وہ بھی اپنے ہمراہ لائے
خواجہ عمرو اور ہشام تیز پران نے ہاتھ دھوئے بعد ازان اُسی جگہ جا کے بیٹھے جس جگہ
قبل آکے بیٹھے تھے اُس وقت ہشام تیز پران نے کہا کہ جلد خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
کے واسطے خاصدان لاؤ ایک شاگرد جلدی سے خاصدان لایا خواجہ عمرو نے اُس مین
سے گلوری لے کر کھائی بعد ازان شاگردان ہشام تیز پران حقے نفیس و نادر چاق کر کے
لائے خواجہ عمرو کے آگے زیر انداز بچھا کے رکھ دیے اُس وقت پھر ساقیان گلعذار
کشتیان شراب ناب کی لے کر حاضر ہوے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اور ہشام تیز پران
نے دو ایک جام شراب کے پھر پئے بعد جانے ساقیان شوخ چشم کے حکم ہشام تیز پران
سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل بارہ تیرہ برس کا سن و سال دریاے جوانی مین غوطہ
مارے ہوے لیکن فن موسیقی مین اُسے انتہا کا کمال حاصل تھا آواز بھی اُس کی ایسی اچھی تھی کہ
جب وہ گاتی تھی وحوش اور طیور مست و مبہوت ہو جاتے تھے انسان کی تو کیا حقیقت ہے
پتھر مین بھی اُس کے گانے کا فی الجملہ اثر ہوتا تھا ناچنے مین اُسے ایسی مداخلت تھی کہ
ہر ایک مطربہ اُس کے روبرو رقص نہ کرتی تھی پوشاک اُس کی سراپا رنگین تھی زیور بھی بجید
نقرئی و طلائی پہنے تھی کچھ جوان اور بڈھے سازندے اُس کے ہمراہ تھے ہشام تیز پران
نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا کہ دیکھیے یہ مطربہ اپنے فن مین کامل و اکمل ہے
عجب نہین کہ اس کے رقص و نغمے سے آپ بہت خوش ہون کیونکہ آپ اس فن مین بھی کامل و
اکمل ہین خواجہ عمرو نے ہشام تیز پران سے اُس کی صفت سُن کے اُس کے چہرے پر
نظر کی کہا کہ واقعی عجب نازنین ہی بموجب ابیات نظم

تا ہرو مشکبو بتے ہمہ ناز
آفتے بہر جان اہل نیاز
کردہ از حسن خوبی و انداز
در فتنہ بروے عالم باز

پردہ در صبح را صباحت او نمک زخم دل ملاحت او کار آرام از خرام تمام
قامت او بلاے قامت نام ظالمے قاتلے جفا کارے نازکے گل بہ پیش او خارے

جب اُس نازنین زہرہ جبین کے سازندے اپنے سازون کو درست کر چکے وہ نازنین رقص کرنے لگی ایسی گت ناچی کہ دیکھنے والون کی عجب گت ہو گئی کہ لائق تحریر کے نہین بموجب نظم

کب وہ مست ادا بتاتی تھی بھاؤ حُسن کے جنس کا بتاتی تھی بھاؤ جسکو تیوری بدل کے بتلایا
وہ ہین تیور اسکے اُسکو غش آیا جسکی جاب بتا کے سسکی لی جان اُسنے سسک سسک کردی
تیر مارا جدھر نظر پلٹی ٭ مسکرائی تو گر پڑی بجلی ٭ ایسی آفت تھی وہ نشیلی آنکھ
جس پہ ڈالی ذرا رسیلی آنکھ آنکھین وہ مانگنے لگا فی الفور ہو گیا دم مین اُسکا اور ہی طور

جب وہ ماہ پارہ ناچ چکی رنگ محفل دیکھ کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کر گانا شروع کی نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب پانؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
منھ پر نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے آنکھون مین اپنے بند ہی بازار آفتاب
پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشے سے وہ لوٹتے ہین دولتِ سرکار آفتاب
حُسن و جمال یار کا اللہ رہے فروغ آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
زیر زمین ہی گاہ گہے آسمان پر ٭ عقل حکیم ہی نہین رفتار آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہو اشتباہ لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب
جھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب
اللہ نے دیا ہی رُخِ آتشین تمھین ٭ وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب
چل کر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رُخِ یار کے لیے دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
کھلتا ہی حال رُخ لبِ جان بخش یار سے سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب
سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب
گرمیِ حُسن کا ہی اشارہ یہی ہین وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب
بند ھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف آتے ہین دیکھنے سبھی نظار آفتاب
چھتے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ ہی آفتاب ساغرِ سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہی سکہ ترے داغ عشق کا ٭ کھوٹا ہی جسکے سامنے دینار آفتاب
ہنگام صبح تم بھی جو بالاے بام ہو آنکھون مین رہر دن کے ہو تکرار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارے کے لیے خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھو نمین آتش ہی روشنی بے روح یار داغ ہی رخسار آفتاب

اس غزل کو مطربۂ مذکورہ عجب ناز و انداز سے بتا بتا کے گاتی تھی بمقتضاے نظم نظم

ناز سے منھ پہ رکھ کے اُلٹا ہاتھ گاتی وہ کافر اس ادا کے ساتھ سننے والونکے تھے کلیجے پہ ہاتھ

دم بھر کتا تھا ہر اُپج کے ساتھ
وہ کبھی بیٹھ کر مچل جانا
جب وہ لیتی تھی کوئی تورکی تان
ساتھ ہر بول کے وہ اٹھلانا
ڈھاڑی کہتے تھے ای علی کی امان
وہ سمان دیکھنے کے قابل تھا
جسطرف دیکھو رقص بسمل تھا

اُسی حالت رقص و نغمے مین کہ جملہ اہل بزم تصویر ششدر رہتے
اور ایسے محو تھے کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ تھی نازنین مذکورہ نے بعد ناز و انداز اول ہشام
کے روبرو بیٹھ کر دامن اُس کی قبا کا پکڑا ابتا بتا کے گانا شروع کیا اُس نے نہایت خوش
ہو کے اپنے کیسۂ عیاری مین ہاتھ ڈال کے چند اشرفیان اور کچھ روپئے اُنسے دیے اُسنے
بہزار ناز انعام مذکورہ لے کے دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا بعد ازان نغمہ و رقص کرتے کرتے
روبرو خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری کے اٹھلا کے بیٹھ گئی اور دامن خواجہ عمرو کی قبا کا
تھام کے عجب ناز و انداز سے گانے لگی کہ خواجہ عمرو بھی نہایت خوش ہوے اور کچھ
خیال بدی بھی دل مین لائے کہ ایسی مطربہ کو وقت بے وقت کے واسطے زنبیل مین
رکھنا ضرور ہی لیکن ای خواجہ عمرو یہ لشکر کفار ہی ہشام تیز پران قریب بیٹھا ہی شاگرد بھی
اس کے کئی سو موجود ہین ایسے ہنگام مین اس مطربہ کا نذر زنبیل کرنا ممکن نہین ہان اگر
کہین تنہائی مین یہ مجھ کو مل جائیگی تو ضرور اس کو نذر زنبیل کرونگا کیونکہ اگر کسی جلسے
مین مین اس کو نچاؤن گا اور یہ رقص و نغمہ کریگی تو سما بندھ جائیگا اہل بزم بہت خوش اور
محظوظ ہونگے کچھ نہ کچھ یافت ضرور ہو جائیگی اور علاوہ اس کے یہ بھی دل مین خیال کیا کہ
ای خواجہ عمرو یہ تو لائق اسکے ہی کہ اپنے پہلو مین بٹھائیے اس کے گلشن حسن و جمال
کی سیر کیجیے بوس و کنار سے لطف بے حد اُٹھائیے خوشا نصیب اُس شخص کا کہ جس کے
پہلو مین ایسی نازنین حور طلعت و پری رخسار و غنچہ دہن ہو خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری تو یہ
خیالات کرتے تھے اور وہ نازنین طالب انعام تھی دامن پکڑے ہوے بناز و غمزہ
گا رہی تھی خواجہ عمرو ہرچند کہ اُس پر مائل تھے اور گانا اُس کا پسند طبع تھا لیکن کچھ
اُس کو نہ دیتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ ای جانمن دامن چھوڑ دو پھر کسی جلسے مین ہم تمھین
زر و جواہر بہت دے دین گے وہ کہتی تھی کہ نہین مین تو اسی وقت لونگی بغیر انعام
لیے ہوے دامن نہ چھوڑونگی جب خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری نے دیکھا کہ مطربہ مذکورہ
کسی طرح سے دامن میرا نہین چھوڑتی ہی سر بزم ذلیل کرتی ہی ہشام تیز پران وغیرہ
ہنس رہے ہین دل مین خیال کیا کہ ای خواجہ عمرو اس کو کچھ دو بلکہ ضرور دو ایسا کچھ دو
کہ تمھاری شان اور لیاقت کے خلاف نہ ہو کیونکہ تم شاہزادۂ ولایت اردبیل اور شاہ
عیاران اور برادر حمزۂ صاحبقران عالی وقار ہو یہ خیال کرکے اور آہ سرد بھر کے
ہاتھ اپنے پہلو کی طرف لے گئے اور بعد ایک لمحہ کے پہلو سے جو ہاتھ اُٹھایا سب نے دیکھا کہ
مٹھی بندھی ہی خواجہ عمرو نے وہ مشت زر اُس مطربہ کو دے کر کہا کہ دیکھ اس مین کیا ہی اب جو
اُس نے دیکھا تو علاوہ روپیہ کے چند اشرفیان ہین اور دو دو اُنگل کے چوڑے اور ایسقدر
لمبے ہیرے اور یاقوت اور زبرجد وغیرہ جواہرات گوناگون کے ٹکڑے ہین وہ مطربہ

جواہرات کو دیکھ کر نہایت شادمان ہوئی اور دامن خواجہ عمرو کا چھوڑ دیا وہ مشت زر وغیرہ
ایک سازندے کو کہ وہ اُس کا اُستاد تھا دے دیا اُس نے مطربہ سے لے کر خانۂ ساز یعنے
مجیرے کے خانے مین وہ زر وجواہر ڈال دیا مطربہ گانے لگی سازندہ ندکور ساز بجانے لگا
بعد تھوڑی دیر کے اُس کو ساز ہلکا معلوم ہونے لگا سازندے نے گھبرا کے خانۂ ساز مین
جو دیکھا زر وجواہر معلوم نہ ہوا سازندے نے ازحد متحیر ہوکے آنکھین اپنی مل کے ساز
ٹھہرا کے روشنی مین دیکھا اُس وقت معلوم ہوا کہ خانۂ ساز مذکور مین بجائے زر وجواہر
اور اشرفیون کے تھوڑا پانی دکھائی دیتا ہی یہ امر عجیب وغریب اور یہ سانحہ حیرت افزا
مشاہدہ کرکے اس درجہ دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا کہ ساز بجانا بھول گیا بلکہ اُسکو ایک
سکتا سا ہو گیا جب مطربہ نے پیچھے مڑکے دیکھا کہ اُستاد ساز کو ٹھہرائے ہوے بنظر غور ساز کو دیکھ
رہے ہین اور مثل تصویر بجیس خاموش ہین چہرہ زرد ہو گیا ہی دست وپا مین رعشہ ہی آثار
حزن وملال چہرے سے ہویدا ہین اشک آنکھون مین بھرے ہین کچھ بسور رہے ہین رونی
شکل بنائے ہین نیچے کی سانس نیچے ہی اور اوپر کی سانس اوپر ہی غور سے جو دیکھ رہے ہین
بعینہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مردمک چشم کو گردش نہین ہی یہ حال پُر ملال اپنے اُستاد کا دیکھ کے
مطربہ مذکورہ بدحواس ہو گئی سارا ناچنا اور گانا بھول گئی بیتاب ہوکے کہنے لگی کہ کیون اُستاد جی
خیر تو ہی ساز کو کیون بنظر غور دیکھ رہے ہو کیا کوئی تار ٹوٹ گیا ہی یا تار نفس قطع ہو گیا ہے
یا کسی راگ وراگنی کی شکل وصورت ساز مین نظر آتی ہی اُسے دیکھ رہے ہو کچھ تو ہم سے
بیان کرو اسقدر خاموش کیون ہو گیا کوئی پردے کی بات ہی جو ہم سے نہین کہتے ہو آخر کہو تو
کس خیال مین ہو سازندۂ مذکور اس درجہ متحیر اور بحر فکر مین مثل غواص غوطہ زن تھا کہ
اچھی طرح مطربہ کی تقریر بھی اُسنے نہین سُنی نہ کچھ اُسکو جواب دے سکا مطربہ نے جب دیکھا کہ
اُستاد نے کچھ جواب نہ دیا سمجھی کہ دفعتًا اُستاد کی اجل آگئی کھڑے کھڑے مرگئے مرغ روح
قفس تن سے نکل کے آشیانۂ عدم کی طرف روانہ ہو گیا یہ امر ذہن نشین کرکے بیتاب ہوکے
بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی منھ آب اشک سے دھونے لگی بین اسطرح
سے کرنے لگی کہ اے اُستاد افسوس صد ہزار افسوس اسقدر جلد دنیا سے طرف ملک بقا کے
روانہ ہوے کہ حیرت ہو گئی ابھی تو ساز بجا رہے تھے اور مین غزل گا رہی تھی خواجہ عمرو
بن اُمیۂ ضمری نے زر وجواہر مجھے دیا تھا وہ مین نے تم کو دے دیا تھا دفعتًا اس طرح
مرگئے کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی چندے بیمار بھی نہ رہے دوا بھی کسی حکیم وطبیب کی مین کرنے
نہ پائی پلنگ پر کیا زمین پر بھی لیٹ کے نہ مرے ہاے کھڑے کھڑے مرگئے یہ کہہ کے اُسی
حالت بیتابی واضطراب مین اُستاد سے چمٹ گئی تو نہ اُستاد کو ہوش آیا اور وہ حیرت وفکر چندے
دفع ہوئی اس کے بین بھی کچھ سُنے اُس وقت اُس نے خیال کیا اگر اس رنڈی سے صاف
صاف احوال بیان کرتا ہون تو اس کو ہرگز یقین نہ آئیگا سمجھے گی کہ اُستاد نے جواہر بیش قیمت
دیکھکر اُڑا لیا اب بہانہ کرتے ہین کہ زر وجواہر پانی ہو گیا اور فی الواقعی کوئی نادان بھی اس بات کو

تسلیم نہ کریگا کہ زر و جواہر بغیر آگ پر رکھنے کے پانی ہوگیا یہ تو عاقلہ اور بالغہ ہی نہایت ہوشیار ہی سیکڑون تماشا بینون کی اس نے آنکھیں دیکھی ہین اس میرے کہنے کو محض جھوٹ جانیگی اُستادی کا پاس اور لحاظ کچھ نہ کرے گی دولت کے خیال سے جوتیان ماریگی گالیان دیگی سر بزم ذلیل اور رسوا کریگی اس سے بہتر ہی کہ کچھ جواب نہ دو خاموش رہو جتنی دیر جوتیون کی بلا سے ٹلی بہتر ہی اور آخر کار تو جو مقدر مین لکھا ہی وہ ہوگا احوال تمام و کمال ابن زر و جواہر کا کہنا پڑیگا اس زن خاجرہ کے ہاتھ سے بے آبروئی ضرور ہوگی اس کے ہاتھ ہون گے اور میرے پٹے ہونگے یہ خیالات کرکے خاموش ہو رہا مطربہ نے اب بھی جواب اُستاد سے نہ پاکے زیادہ تر نالہ و بکا اور بین کرنا شروع کیے کہ ای اُستاد تم نے اس زر و جواہر کا حصہ بھی نہ لیا کچھ اس مین سے صرف نہ کیا اب اس زر و جواہر کا حصہ تمھارے دفن و کفن مین صرف ہوگا ہاے یہ زر و جواہر کیسا نامبارک تھا کہ ساز مین رکھتے ہی ایسی تمھاری طبیعت ناساز ہوئی کہ تم مر گئے براے خدا و رسول اگر زندہ ہو تو جواب دو جب اس طرح سے مطربہٗ مذکورہ نے کہا سازندہٗ مذکور نے کہا کہ کیون روتی ہو مین زندہ ہون مجھے مردہ تصور نہ کرو لیکن بدتر از مردہ جانو کیونکہ مجھ کو ایک امر عجیب کے ظہور کا ایسا رنج و ملال ہی کہ مردہٗ صد سالہ سے بدتر ہون مطربہ نے کہا کہ اُستاد تمھین اپنے علم کی قسم وہ امر سچ سچ کہدو مجھ سے نہ چھپاؤ اُس نے مجبور و ناچار ہوکے کہا کہ کیا کہون تم مجھے جھوٹا اور مکار جانوگی میری بات کا بالکل اعتبار نہ کروگی چور مجھے تصور کروگی لاکھ مین قسمین کھاؤنگا مگر تمھین یقین نہ آئیگا ہوی صاف صاف تو یہ ہی کہ جب تم نے زر و جواہر خواجہ عمرو سے لے کے مجھے دیا تھا مین نے خانۂ ساز مین ڈال دیا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو مین نے دیکھا تو وہ زر و جواہر خانۂ ساز سے غائب ہوگیا بجاے اُس کے دیکھو تھوڑا پانی خانۂ ساز مین موجود ہی مطربۂ مذکورہ یہ احوال عجیب و غریب سُن کے نہایت درجہ حیران اور پریشان ہوئی طرح طرح کے فکر اور خیالات کرنے لگی از انجملہ دل مین اس نے خیال کیا کہ یہ جواہر نہایت بیش بہا تھا اُستاد کے دل مین آیا ہوگا کہ اسے کسی نہ کسی تدبیر سے لیجیے کچھ بہانہ کر دیجیے یا یہ زر و جواہر خانۂ ساز دیکھ کے ایسا طامع ہوا کہ مُنھ مین اُس کے پانی بھر آیا اور زر و جواہر کو غائب کر دیا یا یہ جواہر وغیرہ خانۂ ساز سے جن لے گئے یا اس زر و جواہر پر کوئی ایسی دعا یا منتر خواجہ عمرو بن اُمیہٗ ضمری نے پڑھ کے دیا تھا کہ وہ خانۂ ساز مین جاکے پھر خواجہ عمرو کے پاس پہونچ گیا خانۂ ساز گم ہو جانے سے اُس کے ایسا شرمندہ اور منفعل ہوا کہ آب آب ہوگیا یا یہ کہ زر و جواہر خواجہ عمرو بن اُمیہٗ ضمری نے بکمال عیاری بلاے روزگار مین نمک یا شورے یا مصری کے بنائے ہون گے وقت مجرا کرنے کے وہ گرمی پا کے پگھل گئے غرض اسی طور سے اور بھی خیالات کیے اور سب خیالون مین اسی خیال کو ترجیح دی کہ خواجہ عمرو بن اُمیہٗ ضمری مصری یا نمک وغیرہ کے زر و جواہر بنا کر لیتے آئے تھے اس خیال کو یقین جان کے اپنے اُستاد سے کہنے لگی کہ تم نہ گھبراؤ

مین سمجھ گئی دیکھو ابھی زر وجواہر کا عوض لیتی ہون یہ کہکے روبرو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
کے جاکے جھپٹ کر دامن خواجہ عمرو کا پکڑا اور کہا کہ کیون خواجہ صاحب ہم لوگون سے بھی
عیاری کرتے ہو نمک مصری وغیرہ کے روپئے اور جواہر بنا کے انعام مین دیتے ہو تمھین
کچھ شرم وحیا نہین ہی سر بزم اتنے غیر عیارون مین ایسی چالاکی و بیباکی اور بیہودگی کرتے ہو
بس اسی مین تمھارے واسطے خیر ہی کہ عوض مین اُس زر وجواہر کے جو تم نے مجھے
بطور انعام کے دیا تھا اور زر وجواہر اصلی دو ورنہ مین تم کو ذلیل و بدنام کردونگی
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے زیرہ سی آنکھین نیلی پیلی کر کے کہا کہ او فاحشہ دور ہو میرے
سامنے سے میری نسبت ایسے کلمات ناشائستہ کہتی ہی اری کیا مین نمک اور مصری کے
روپئے اور جواہر بناتا ہون جو تجھے ایسا جواہرات دیتا اور یہ بات کہین قیاس مین
بھی آتی ہی کہ جواہر اور روپئے نمک اور مصری وغیرہ سے کوئی بناتا ہو بس دور ہو یہان سے
اور دامن میرا چھوڑ دے ورنہ کپڑا اپھٹ جائیگا اور میرا نقصان ہوگا تیرا اس مین کیا
فائدہ ہوگا اُس نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی گفتگوے سخت سُن کے بڑے زور سے
دامن کو خواجہ عمرو کے جھٹکا دیا کہ دامن قبا خواجہ عمرو کا پھٹ گیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
بیتاب ہو کے کرسی سے اُٹھے اور کھڑے ہوگئے ہشام تیز پران اور دیگر عیار بھی اپنی اپنی
کرسیون سے اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور اُس مطربہ سے کہنے لگے کہ دامن خواجہ عمرو کا چھوڑ دو
اُس مطربہ نے ہشام تیز پران اور شاگردان ہشام تیز پران وغیرہ سے بمنت کہا کہ
آپ سب صاحب اس امر مین دخل نہ دیجیے بغیر عوض اُس زر وجواہر کا لیے ہوے مین ہرگز
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو نہ چھوڑونگی ہشام تیز پران وغیرہ مطربہ کی یہ گفتگو
سُن کے خاموش ہوے سازندون نے جو دیکھا کہ رنڈی پر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
خفا ہوتے ہین اور اُسے فاحشہ کہتے ہین سب بگڑ گئے اور گزے سازکے اُٹھا اُٹھا کے
واسطے مارنے کے بڑھے خواجہ عمرو یہ رنگ دیکھ کے گھبرا گئے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن
یا خنجر سے سراپچہ بارگاہ کا چاک کرون انھین دھمکا کے دامن چھوڑا کے بارگاہ
سے نکل جاؤن ہنوز خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے جست کرنے کا ارادہ کیا ہی
تھا کہ سب سازندے خواجہ عمرو کے لپٹ گئے کوئی کہتا تھا کہ ابے او مکار مین تجھے
خوب جانتا ہون تجھسا مکار وجلساز پردۂ دنیا پر نہ ہوگا لیکن ہم سے تیری مکاری ہرگز
نہ چلے گی کوئی کہتا تھا کہ او دغا باز کوئی ایسی بھی ارباب نشاط سے دغابازی کرتا ہے
کھوٹے روپئے اور جواہر انعام مین دیتا ہی کوئی کہتا تھا کہ او طماع ایسی مال دنیا
کی تجھے الفت ومحبت ہی کہ ہم ایسے ارباب نشاط کو مصری اور نمک کے جواہر کے ٹکڑے
بنا کے دیتا ہی زنبیل مین خزانے ہین کرورون روپئے کا مال واسباب بھرا ہی اُس مین
سے نکال کے کچھ نہین دیتا ہی یہ مال واسباب جمع کرکے کیا کریگا آخر ایک روز مر جائیگا
خالی ہاتھ دنیا سے جائیگا بعد مرنے کے پچتائیگا روح تیری غم والم مین تمام مال اور

اسباب کے مبتلا رہیگی ارے چار دن کی زندگی ہی کچھ کھالے کا رخیر جو کرنا ہی کرلے ناچ و راگ رنگ سے حظ وافر اُٹھالے ارباب نشاط کی دعاے نیک لے ہم لوگون کی دعاے بد سے ڈر انعام کثیر دینے مین بخل نہ کر ورنہ بہت پچھتاویگا بے عزت و بے آبرو ہوا ہی اور اس سے زیادہ ہوگا مطربہ مذکورہ کہ مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے لپٹی ہوئی کہتی تھی کہ او بڈھے مکار وجعلساز ارے تو نے غضب کیا کہ مجھ ایسی رنڈی کو تو نے فریب دیا مین رنڈی ہون سیکڑون تماشا بینونکو فریب دیتی ہون تو مجھسے بھی مکر و فریب مین بڑھا ہوا ہی بقول شاعر - مین تو مرشد تھی تم ولی نکلے + دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون کہ تو بھی دونکو یاد کرے اور کبھی کسی کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرے جس وقت وہ رنڈی اور تمام سازندے اُس کے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے لپٹے ہوے تھے اور خواجہ عمرو کو سخت و سُست کہہ رہے تھے خواجہ عمرو نہایت حیران و پریشان تھے اور اُسی پریشانی مین گھبرا گھبرا کے ہشام تیز پران کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ای ہشام تیز پران تم دیکھتے ہو کہ یہ سب نابکار میرے لپٹے ہوے ہین اور تم ان کو مجھ سے دفع نہین کرتے ہو کھڑے ہوے مسکرا رہے ہو اور تمھارے سب شاگرد بھی ہنس رہے ہین مفت میری بے عزتی اور بے آبروئی ہو رہی ہی ہشام تیز پران نے یہ سُن کے کہا کہ ای خواجہ عمرو تم نہ گھبراؤ دیکھو مین ابھی ان کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے سب سازندون کو مار کے خواجہ عمرو سے جدا کیا اور اُس مطربہ کو اپنے پاس سے روپیہ اور اشرفیان دے کر بارگاہ سے نکلوا دیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو پھر اُسی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا ہر چند کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین جاؤن گا یہان ہرگز نہ بیٹھونگا میری بے عزتی ہوئی لیکن ہشام تیز پران نے ایسی کچھ باتین کین کہ خواجہ عمرو کا وہ رنج و ملال دفع ہوا اور جانے سے باز رہے اُسی وقت ہشام تیز پران نے اور ایک مطربہ کو طلب کیا وہ مع اپنے سازندونکے بزم مین آکے بطریق ہر دو مطربہ مذکورہ رقص اور نغمہ کرنے لگی ہنوز خواجہ عمرو ناچ اور گانا اُس مطربہ کا دیکھ اور سُن رہے تھے ناگاہ ایک شاگرد ہشام تیز پران کا روبرو اپنے استاد کے آیا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اس وقت ایک خواص خوش گام وزیر کا دربارگاہ پر آیا ہی اور وہ کہتا ہی کہ تم اپنے اُستاد کو جلد خدمت خوش گام وزیر مین بھیجدو کہ اُس نے اُنھین طلب کیا ہی کیونکہ ایک کار ضروری ہی پس اگر مناسب ہو تو چلے جائیے ہشام تیز پران اُس شاگرد سے احوال طلب خوش گام سُن کے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہنے لگا ہر چند کہ تنہا آپ کو چھوڑ کے جانا خلاف ادب ہی لیکن تابعداری اور ملازمت سے مجبور و ناچار ہون امیدوار ہون کہ مجھے آپ جانے کی اجازت دیجیے مین حتی الامکان جلد حاضر خدمت ہونگا آپ میرے حاضر ہونے تک یہین تشریف رکھیے گا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے اُس کے کہنے سے اُسے جانے کی اجازت دی ہشام تیز پران نے اپنے سب شاگردون سے بتاکید کہا کہ خبردار مین تو خوش گام وزیر کی خدمت مین جاتا ہون تم خواجہ عمرو کی

خدمتگزاری مین کمی نہ کرنا ورنہ مین تم سب کو آکے سزا دونگا اُنھون نے دست بستہ ہشام
سے عرض کیا کہ آپ تشریف لے جائین ہم مثل آپ کے خواجہ عمرو کو جان کر اُن کی خدمت
کرین گے ہشام تیز پران یہ سُن کے بارگاہ سے نکلا اور ایک گوشے مین جا کے رنگ
و روغن عیاری سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی شکل بن کر تیار ہوا اور جانب لشکر اسلام
روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو بزم مین بیٹھے ہوے مطربہ کا گانا سُن رہے ہین شاگردان
ہشام تیز پران دوڑ دوڑ کے خواجہ عمرو کی خدمت کر رہے ہین ان کو تو اسی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال ہشام تیز پران کا لکھا جاتا ہی کہ جب ہشام تیز پران
بصورت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری لشکر اسلام مین پہونچا اندلس بن عمرو کرب
کرب غازی کا عیار ہی اور چالاک بن عمرو سے ملاقات ہوئی دونون نے جھک کے
خواجہ عمرو نقلی کو سلام کیا اور پوچھا کہ اس وقت قبلہ و کعبہ گھبرائے ہوے ہین کہان سے
تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو نقلی نے برہم ہو کے جواب دیا کہ دور ہوا و ناشدنیو کیا
کہون کہان سے آتا ہون تمھین پوچھنے سے کیا مطلب مین کہین سے آتا ہون اندلس اور
چالاک خواجہ عمرو نقلی کی تقریر سُن کے خاموش ہو رہے اور آہستہ باہم کہا اسوقت
قبلہ و کعبہ کو غصہ ہی نہین معلوم اس برہم مزاجی کا کیا باعث ہی لہذا لازم ہی اسوقت
ان سے زیادہ ہمکلام نہ ہون ورنہ کوڑا نکال کے مارین گے یہ کہ کے ایک جانب
باہم باتین کرتے ہوے روانہ ہوے اِدھر خواجہ عمرو نقلی بارگاہ صاحبقران مین
اُس وقت پہونچے کہ صاحبقران دربار بادشاہ سے تشریف لائے تھے لباس اپنے
تن سے اُتار رہے تھے بس خواجہ عمرو کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ آج تم شام سے کہان تھے
خواجہ نقلی نے عرض کیا کہ مین ایک ضرورت کے کام کے واسطے گیا تھا راہ مین
کئی صندوقچے زر و جواہر کے گر گئے مجھے بڑا صدمہ ہی صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو
سُن کے مسکرائے خواجہ عمرو نقلی نے اُس وقت ایک شیشی کہ اُس مین عطر بیہوشی تھا
نکالی صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ اس شیشی مین کیا ہی خواجہ عمرو نقلی نے عرض کیا
کہ اس شیشی مین وہ عطر ہی کہ جو نایاب زمانہ ہی صاحبقران نے فرمایا ہم دیکھین کیسا
عطر ہی خواجہ عمرو نے کہا اسکی قیمت عنایت فرمایئے گا آپ ہی لے لیجیے یہ کہ کر وہ شیشی
صاحبقران کو دی صاحبقران نے ذرا سا عطر اُس مین سے نکال کر سونگھا فوراً
چھینک آئی امیر با توقیر بیہوش ہو گئے خواجہ عمرو نقلی نے اُس وقت آہستہ سے
یون اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم ہشام تیز پران یہ نعرہ کر کے چادر عیاری مین جلد
باندھ کر ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے پشتارہ اُٹھا کر جانب ویرانہ سے سراپچہ بارگاہ
خنجر سے چاک کر کے بہوشیاری تمام چارون طرف دیکھ کر بارگاہ سے نکل کر ویرانے
کی راہ سے اپنے لشکر کی طرف چلا چونکہ ہنگام نصف شب تھا ایک سردار کئی سو سوارون
کے ہمراہ طلایہ لشکر کا کر رہا تھا صدائین خبردار باش و ہوشیار باش کی بلند تھین جا بجا

چورہتا مین جابجا روشن تھین ہشام تیز پران اُن سب کی نظر و نسے بچتا ہوا آبادی کی راہ چھوڑ کے ویرانے سے قطع راہ کرتا ہوا جاتا تھا اسے تو اثناے راہ مین چھوڑ دیجیے اور اب احوال خواجہ عمرو اصلی کا سُنیے کہ بعد جانے ہشام تیز پران کے خواجہ عمرو بارگاہ مین بیٹھے تھے ناچ دیکھ رہے تھے پان اور حقہ متواتر شاگردان ہشام تیز پران خواجہ عمرو کے روبرو لاتے تھے ہرچند کہ بخوبی تمام وہ خدمتگزاری مین مصروف تھے مطربہ گا رہی تھی لیکن بیٹھے بیٹھے خواجہ عمرو کا دل جو گھبرایا خیال کیا کہ ہشام تیز پران کو گئے ہوے عرصہ ہوا یقین ہی کہ لشکر اسلام مین جا کر کسی سردار کو اُس نے بیہوش کیا ہی یہی وجہ ہی کہ میرا دل گھبراتا ہی پس بہتر یہ ہی کہ یہان سے کسی تدبیر اور حکمت سے اُٹھ کر اپنے لشکر مین جاؤن اور جملہ اہل لشکر کی خبر لون یہ خیال کر کے شاگردان ہشام تیز پران سے کہا کہ اس وقت میرے پیٹ مین درد ہوتا ہی چاہتا ہون کہ بیت الخلا مین جاؤن اُنھون نے عرض کیا بہت مناسب ہے آپ تشریف لے جائین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری یہ سُن کے کرسی سے اُٹھے اور جس جگہ وہ صندوقچہ جواہرات کا رکھا تھا عمداً درد کے بہانے سے وہان جا کے گر پڑے اور صندوقچے کو بعجلت تمام سب کی آنکھ بچا کر نذر زنبیل کیا بعدہ بمشکل وہان سے اُٹھے ایک شاگرد ہشام تیز پران کا ہمراہ ہوا ابریق مین پانی بھر کے خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کے بیت الخلا کی طرف لے چلا خواجہ عمرو بیت الخلا کے قریب پہونچے لوٹا پانی کا اُس سے لے کر کہا کہ تم اب جاؤ مین دیر تک بیت الخلا مین بیٹھون گا کیونکہ مجھے قبض کا مرض ہی وہ تو بارگاہ مین وہان سے آیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے وہانسے بعجلت تمام جانب لشکر اسلام رہروی اختیار کی بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اتفاقاً اندلس اور چالاک سے ملاقات ہوئی خواجہ عمرو نے اُن سے پوچھا کہ لشکر مین خیر و عافیت تو ہی کسی سردار پر آفت تو نہین آئی کوئی عیار لشکر کفار کا میری صورت بن کر یہان تو نہین آیا تھا اُنھون نے خواجہ سے عرض کیا کہ لشکر مین تو بظاہر خیریت ہی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ آپ لشکر کفار کی طرف سے گھبرائے ہوے تشریف لاتے تھے ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ اس وقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین آپنے برہم ہو کر ہمین جھڑک دیا تھا سوائے آپ کی ہم نے اور کسی کو لشکر کفار کی سمت سے یہان آتے نہین دیکھا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا کہ وہ مین نہ تھا بلکہ ہشام تیز پران تھا معلوم ہوتا ہی کہ وہ امیر با توقیر یا اور کسی سردار کو بیہوش کر کے لے گیا یا تدبیر لے جانے کی کرتا ہو گا یہ کہہ کر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ ہوے اندلس اور چالاک بھی ہمراہ ہوے خواجہ عمرو نے بارگاہ مین صاحبقران کی آکے دیکھا کہ صاحبقران تشریف نہین رکھتے ہین اور بستر اہشام تیز پران کا زمین پر پایا جاتا ہی یہ حال دیکھ کر خواجہ عمرو مضطر اور پریشان ہو کے جانب لشکر کفار چلے اندلس اور چالاک نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی ہمراہ رکاب چلین خواجہ عمرو نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ نہ آؤ لشکر ہی مین رہو اہل لشکر کی اعداے حفاظت کرو یہ کہہ کر لشکر کفار کی طرف بصورت

ہشام تیزپران روانہ ہوے جب لشکر کفار مین پہونچے کچھ سوچ کر جو کچھ کرنا منظور تھا وہ
تدبیر کرکے بیٹھے ہشام تیزپران جو لشکر اسلام سے صاحبقران کا پشتارہ لے کر روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ بارگاہ خوش گام مین آیا دیکھا کہ خوش گام تو بیٹھا ہوا ہی لیکن چہرہ اُس کا غصے
سے سُرخ ہی ہشام تیزپران کو دیکھتے ہی خوش گام نے پوچھا کہ اتنی دیر سے تو کہان تھا مین
تیرا منتظر بیٹھا تھا اُس نے عرض کیا کہ مین دعوت و ضیافت خواجہ عمرو مین مصروف تھا
جب ایسے نامی عیار بلاے روزگار کو اچھی طرح دام مکر و فریب مین گرفتار کرچکا قابو پا کے
صاحبقران کو بیہوش کرکے لایا ہون اُس نے کہا کہ دیکھون امیر کا پشتارہ مجھے دے
ہشام تیزپران نے کچھ تامل کرکے پشتارہ اُس کے حوالے کر دیا اُس نے پشتارہ لے کر
اپنے دوش پر رکھا ہشام تیزپران نے عرض کیا کہ ای خداوند نعمت پشتارہ دوش پر
رکھنا تو ہم لوگون کا کام ہی اور یہ آپ کے خلاف شان ہی اُس نے جواب دیا مین نے فقط
اس واسطے پشتارہ اپنے دوش پر رکھا ہی کہ دیکھون صاحبقران کا کس قدر بوجھ ہے
اب مین جا کے صاحبقران کے حق مین جو مناسب ہی وہ کرتا ہون یہ کہہ کر وہ اپنی
جگہہ سے اُٹھا اور بارگاہ سے نکل کر نعرہ کیا کہ او ہشام آگاہ ہو منم خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
دیکھ یون پشتارہ تجھ سے لے لیا تو نے دعوت مین عداوت کی تھی لیکن مین بعد تیرے جانے کے
تیرا مکر و فریب سمجھ گیا ہشام تیزپران یہ سُن کے جانب خواجہ عمرو کمند لے کر چلا خواجہ
نے کوڑا نکال کر مارا ہشام تیزپران نے جست کی کوڑہ پشت وغیرہ کسی عضو پر نہ پڑا
ہشام تیزپران نے حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو پر پھینکے خواجہ عمرو نے بھی ایسی جست
کی کہ حلقہاے کمند سے بچ گئے ہشام تیزپران نے تیغ کھینچا اور چاہا کہ خواجہ عمرو پر
حملہ کرے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ہشام تیزپران اب میرا سد راہ نہ ہو پشتارہ امیر کا
لے لینا بہت دشوار ہی کیونکہ تجھ مین اتنی لیاقت نہین ہی اب بعوض اس پشتارے کے
خوش گام وزیر کی جا کے خبر لے وہ بیت الخلا مین فلان جگہ بول و براز کے اندر مُنہ کے
بھل پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مر گیا ہشام تیزپران خوش گام کی یہ حقیقت سُن کے رُکا
اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ جس طرح سے مین نے تم کو دام مکر مین پھنسایا تھا اُسی طرح ای
خواجہ عمرو تم نے بھی مجھے دھوکا دیا لیکن مین پشتارہ دیتے وقت کچھ سمجھا تھا لیکن تمہاری عیاری
کا یقین کامل نہ کرکے تمھین پشتارہ دے دیا مین اور تم دونون برابر رہے خیر اسوقت چلے جاؤ
مین خوش گام کو دیکھنے جاتا ہون آئندہ دیکھا جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بہتر ہی
ہشام تیزپران تو ادھر آیا خواجہ عمرو پشتارہ امیر کا لیے ہوے جانب لشکر اسلام روانہ
ہوے بعد قطع راہ جب بارگاہ امیر مین پہونچے امیر کو چادر عیاری سے کھول کے مسہرے پر
لٹایا اور فتیلۂ رفع بیہوشی آگ سے سلگا کر دھوان اُس کا سوراخ نتھنے سے دماغ امیر تک
پہونچایا فوراً امیر کو ہوش آیا خواجہ عمرو کو سرہانے پایا پوچھا کہ ای خواجہ عمرو خیر تو ہی
تم میرے سرہانے کیون بیٹھے ہو خواجہ عمرو نے جو کچھ واقعہ گذرا تھا بتفصیل تمام عرض کیا

امیر خوش ہوے اور کہا کہ ای خواجہ عمرو تم نے کار نمایان کیا ورنہ وہ عیار مجھے لے گیا تھا نہین معلوم
خوش کام اور ہرمز و فرامرز مجھسے کیونکر پیش آتے خواجہ نے عرض کیا حق تعالے نے اپنا فضل
وکرم کیا کہ مجھے دفعتاً ہشام تیز پران کی عیاری کرنے کا خیال آگیا ورنہ اُس نے مجھے سخت
دھوکا دیا تھا اور مین اُس کے فریب و مکر مین آگیا تھا یہ کہکر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری خاموش
ہورہے اس اثنا مین وہ سردار کہ جو طلایہ پر تھا مع سوارون کے اُسطرف آیا خواجہ عمرو
نے اُسے بُلاکر کہا کہ تم خوب نگہبانی اہل لشکر کی کرتے ہو اُس نے پوچھا کہ خواجہ کیا ہوا
خیر تو ہے خواجہ عمرو نے تمام حال ہشام کی عیاری کا اُس سے بیان کیا وہ شرمندہ ہوکر
بارگاہ سے نکل کے واسطے حفاظت لشکر کے گیا اور اپنے ہمراہی سوارون اور بہادرون سے
صاحبقران پر جو واقعہ گذرا تھا بیان کیا اُنھون نے اورون سے کہا یہان تک کہ تمام
لشکر مین خبر ہوگئی کہ ہشام تیز پران کو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دھوکا دے کے اور
عیاری کر کے صاحبقران زمان کا پشتارہ اُس سے لے آئے یہ خبر بادشاہ لشکر اسلام کو جو
پہونچی حالانکہ نصف شب سے زمانہ زیادہ گذر گیا تھا مگر بادشاہ لشکر براے مزاج پرسی
صاحبقران عالیشان دولتسراسے بخدم وحشم تشریف لائے اور بارگاہ صاحبقران مین
آکے ایک لمحہ توقف کر کے مزاج پرسی کر کے اور بہت زر و جواہر بطور تصدق جو کشتیون مین
اپنے ہمراہ لائے تھے صاحبقران پر سے نثار کر کے دولتسرا مین چلے گئے بعدہ
ہر ایک سردار نے موافق اپنی قدر منزلت کے صاحبقران پر زر و جواہر اس خیال سے
تصدق اور نثار کیا کہ دشمنون کے ہاتھ سے صاحبقران کی رہائی ہوئی وقت نثار زر و جواہر
محتاج و غربا جو وہان موجود تھے خواجہ عمرو اُن سب کو کوڑہ مارنے کو دوڑتے تھے
وہ بیچارے بھاگتے تھے کوئی روپیہ اور اشرفی اور دانہ گوہر وغیرہ نپاتے تھے خواجہ
سب زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ زر و جواہر جو مستحق اسکے
ہین اُنھین دے دونگا صاحبقران اور سرداران لشکر خواجہ عمرو کی اس تقریر کو سُن کر
ہنستے تھے یہان تو صاحبقران پر سے زر و جواہر نثار ہو رہا ہے سرداران لشکر خواب
سے بیدار ہو ہو کر خدمت صاحبقران مین بہر مزاج پرسی اور تہنیت کہ دشمن سے رہائی
ہوئی ہے آتے ہین اور کچھ سردار خدمت صاحبقران سے بعد مزاج پُرسی اپنی اپنی بارگاہ
اور خیام مین جاتے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال ہشام تیز پران
اور خوش گام وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے خواجہ عمرو کے ہشام تیز پران خوشگام
کی خبر لینے کے واسطے جو روانہ ہوا تھا بموجب کہنے خواجہ عمرو کے اُسے بیت الخلا مین پڑا
ہوا پایا تمام کپڑے اُس کے اور اعضا اُس کے بول و براز مین بھرے تھے ہشام تیز پران
اُسے اس طرح پڑا ہوا دیکھ کر افسوس کرنے لگا اور کہا کہ مین نے ہر چند کہ دیا تھا کہ
ہوشیار رہیے گا عیاران لشکر اسلام کی عیاری سے بچیے گا مگر اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا
اُس کہنا نہ ماننے کا آخر یہ نتیجہ ہوا یہ کہکر فتیلۂ رفع بیہوشی سے بطریق معروف اُسے ہوشیار کیا

جب وہ ہوشیار ہوا اپنے تئین بیت الخلا مین بحال خراب دیکھ کر ہشام تیز پران سے پوچھا کہ مین
یہان کیونکر آیا کون مجھے یہان لایا مین اس وقت بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون اُس نے
کہا کہ آپ بیدار ہین خواب نہین دیکھتے ہین آپ نے میرے عرض کرنے پر عمل نہ کیا اسی وجہ سے
یہ آپ کا حال ہوا یہ کہکر تمام حال اپنی عیاری کرنے کا اور خواجہ عمرو کے پشتارہ لے جانے کا
مفصل بیان کر کے کہا کہ اب آپ بارگاہ مین یہان سے تشریف لے چلئے آب گرم سے نہائیے
پوشاک تبدیل کیجئے جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب اُٹھیے یہان تشریف نہ رکھیے مین نے جو کچھ آپ سے
عرض کیا تھا یعنے صاحبقران کے لے آنے کا دعویٰ کیا تھا اُسے پورا کیا آپ کی غفلت سے
مجبور ہو گیا میری اس امر مین کیا خطا ہی خوش گام ملول و ناکام وہان سے اُٹھ کر بارگاہ
مین آیا کپڑے اُتار کر نہایا دوسری پوشاک تبدیل کی ہنوز خوش گام نہا کے کپڑے پہن چکا تھا
کہ ایک رفیق خاص ہرمزد فرامرز کا دربارگاہ پر آیا اور باداب تمام روبرو خوش گام
کے آکے مجرا کر کے عرض کرنے لگا کہ ہرمزد فرامرز شاہزادگان ذیوقار نے مجکو آپ کی
خدمت عالی مین اس واسطے بھیجا ہی کہ ہشام تیز پران کی عیاری کا حال دریافت کرون اور
بعد ازان جو کچھ آپ سے سُنون وہ جا کر شاہزادون کی خدمت مین عرض کرون خوش گام اسکی
یہ تقریر سُن کے بولا ہم تم سے کیا حال کہین خود ہی چلتے ہین یہ کہکر خوش گام ہشام تیز پران
کو ہمراہ لے کے دربار ہرمزد فرامرز کی طرف مع اُس رفیق کے روانہ ہوا جب دربار مین
پہونچا دیکھا کہ ہرمزد فرامرز بیٹھے ہین اور بختیارک بھی بیٹھا ہی اور کوئی نہین ہی خوش گام
اور ہشام تیز پران نے پہلے مجرہ اور سلام کیا بعدہ خوش گام قریب بختیارک کے بیٹھا
ہشام تیز پران موافق اپنے قاعدہ کے دربار مین بیٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اس وقت تک
آپ نے دربار برخاست نہین کیا اس کا کیا سبب ہی ہرمزد فرامرز نے جواب دیا چونکہ تم نے
آج کی شب دعویٰ عیاری کر کے صاحبقران کے لانے کا اقرار کیا تھا اور خوش گام نے کہا تھا
کہ مین صاحبقران کو قتل کرونگا اسی واسطے دربار ہم نے برخاست نہین کیا صرف ہم اور
بختیارک بیٹھے رہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی پس اب تم بیان کرو کہ تم نے کیا کیا اور خوش گام نے
صاحبقران کو قتل کیا یا نہین ہشام نے ابتدا سے انتہا تک جو احوال گذرا تھا بیان کر کے
کہا کہ مین نے جو دعویٰ کیا تھا اُس مین سر مو فرق نہ کیا یعنے صاحبقران کو بیہوش کر کے لے آیا
اگر ہمارے خداوندنعمت باوجود عرض کر دینے کے غافل ہو کے دام عیاری عیار مین گرفتار
ہو جائین تو میرا اس مین کیا قصور ہی ہرمزد فرامرز نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن بختیارک نے
مُسکرا کر کہا کہ کیون میان مہتر ہشام تیز پران ہم نے کیا کہا تھا کہ صاحبقران کا موجودگی عمرو
مین قتل ہونا بہت دشوار ہی اور تمہارا لانا بھی مشکل ہی تم صاحبقران کو لے تو آئے مگر مین تو
تعریف خواجہ عمرو کی کرونگا کہ وہ تم ایسے عیار سے کس طرح پشتارہ صاحبقران کا لے گئے
عیاری اس کا نام ہی خواجہ عمرو تم کو ایک طفل نادان جانتے ہین تم نے عیاری تو کی مگر چوکے
کوئی اپنا شاگرد یا اے حفاظت ہمارے مہربان خوش گام کے مقرر اور معین نہ کر دیا کہ وہ انکی

نگہبانی کرتا اور خواجہ عمرو کی عیاری سے اُنھین محفوظ رکھتا اور یہ بھی تم نے سخت دھوکا کھایا
کہ بغیر اچھی طرح پہچانے پشتارہ حوالے کر دیا آخر نادان ہی تھے ناحرکت نادانی کی کی اور
وہ فن عیاری مین کامل تھے کہ کمال اپنا دکھا کر پشتارہ صاحبقران کا لے کر تم سے چلے گئے
اگر ہم سے پوچھو تو خیر ہوئی کہ پشتارہ ہی لے گئے ورنہ تم کو بھی کسی طرح بیہوش کر کے لیجاتے
جس طرح دل چاہتا مار ڈالتے یا مارے کوڑون کے پشت تمھاری فگار کر دیتے تم تاب
کوڑے کھانے کی نہ لا کر اطاعت اور شاگردی اُن کی قبول کر لیتے اور دین آبائی اپنا
چھوڑ کر دین اسلام اختیار کر لیتے اور یہ امر ایک دن ہونا ضرور ہی جس روز اُن جناب
کو خیال آگیا اُسی دن تم کو اُنھون نے اپنا حلقہ بگوش کر لیا یا تیغ سے قتل کر ڈالا یہ سنکر
ہشام تیز پران نے برہم ہو کر جواب دیا کہ ای ملک جی تم بڑے بیہودہ ہو ایسی واہیات
باتین کرتے ہو کہ غصہ آجاتا ہی عمرو کی بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھے بیہوش کر کے لے جائے اور کوڑے
مارے اور مطیع اپنا کر کے حلقہ بگوش کرے مین وہ عیار ہون کہ وہ میرے مکر و فریب سے
ڈرتا ہی میرے شر سے بچتا ہی عیاری اور مکاری سے میری پناہ مانگتا ہی اگر آج وہ مجھے
پشتارہ لے گیا ہی تو کیا مضائقہ ہی اس کا عوض اُس سے لونگا اور نئی عیاری کر کے
ان کو دام فریب مین گرفتار کر کے صاحبقران کو پھر لے آؤنگا اور اپنے تیغ سے
قتل کر ڈالونگا خوش گام نے کہا کہ ای ہشام تیز پران اب میرا دل چاہتا ہی کہ
یہان سے جلد چلا جاؤن کسی اہل لشکر کو یہان کے اب مُنھ نہ دکھلاؤن کیونکہ مین نے عمرو
کے ہاتھ سے بڑی ذلت اُٹھائی ہی تیرا مجھپر نہایت احسان ہوگا اگر تو زرہاج فیل کش
اور ثریا و کرب غازی اور نریمان بن قنطور شاہ کو جا کر بیہوش کر کے لے آئے اور ان
سب کو بقید شدید گرفتار کر کے مع لندھور جانب زنگبار روانہ ہون ہشام تیز پران نے
عرض کیا کہ آپ کا فرمان بجا لاؤنگا حتی الامکان قصور و کوتاہی اس امر مین نہ کرونگا
خوش گام یہ سُن کر دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا ہرمز و فرامرز بھی اپنی بارگاہ
مین داخل ہوے بختیارک اور ہشام تیز پران بھی دربار سے چلے گئے جب وہ شب
گذری اور صبح ہوئی اور وہ بھی دن گذر کر پھر شام ہوئی ہشام تیز پران بلنے عیاری
کے اپنے تن پر آراستہ کر کے پائے شاطری مارتا ہوا بصورت اصلی داخل لشکر اسلام ہوا
اتفاقاً اُس وقت لشکر مین پہونچا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اپنے خیمے سے نکل کے
کوتوالی چبوترے کی طرف جاتے تھے ہشام تیز پران کو دیکھ کر پکارے کہ ای ہنر
ہشام تیز پران ادھر آؤ ہشام خواجہ عمرو کی آواز سُن کے اُن کے قریب گیا اور
بعد سلام مزاج پوچھا خواجہ عمرو نے کہا کہ الحمد للہ مزاج تو میرا اچھا ہی لیکن یہ کہو
کہ آج کس ارادے سے یہان آئے ہو کل تو تم نے ہم سے دعوت مین عداوت کی تھی
لیکن ہمنے تمھاری عیاری کا کیا تم کو جواب دیا جب تم مجھ کو بزم مین چھوڑ کر چلے گئے
بعد تھوڑی دیر کے میرا دل گھبرایا اور پسلی پھڑکی مین سمجھ گیا کہ تم واسطے عیاری کے

لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے اور کسی سردار کو جاکر تم نے بیہوش کیا ہین وہان سے
اُٹھ کر اپنے لشکر مین آیا صاحبقران کو بارگاہ مین نہ پاکر تمھاری فکر مین تمھارے لشکر مین گیا
اور خوش گام کو بیہوش کرکے اُس کی شکل بنکر وہان بیٹھا تھا کہ تم آئے اور تم سے بشارہ
لے کر یہان آیا ہشام تیز پران نے مسکرا کر کہا کہ آپ شاہ عیاران ہین آپ کی عیاری کا
کیا ذکر ہی واقعی آپ نے خوب عیاری کی اور پسلی پھڑکنے کی کیفیت آج مجکو معلوم ہوئی
کہ آپ کی ایسے ہنگام مین پسلی بھی پھڑکتی ہی اس کا کسی روز ہم بھی امتحان کرین گے
اور اس وقت صرف اِس واسطے آیا ہون کہ ایک مطربہ آئینہ رو شہر حلب سے آئی ہی
میرے لشکر مین قیام پذیر ہی شہرہ اُس کے ناچنے اور گانے کا بہت ہی چاہتا ہون کہ
اُس کا گانا سُنون کیونکہ ہمیشہ سے مجکو گانا سننے اور ناچ دیکھنے کا شوق ہی مگر تنہا گانا سُننا اُسکا
نہین چاہتا ہون دل چاہتا ہی کہ ہم اور آپ دونون اُس کا گانا سُنین چونکہ مین کل عیاری
کرچکا ہون اس خیال سے یہ کہہ نہین سکتا کہ آج بھی میرے لشکر مین تشریف لے چلیے کیونکہ صاف
آپ کو یہی خیال ہوگا کہ ہشام تیز پران آج بھی عیاری کریگا پس بایں خیال مین چاہتا ہون
کہ آج آپ اپنے لشکر مین بزم طرب آراستہ کیجیے اور اُس مطربہ کا گانا سُنیے اور مین بھی
سُنون اور کل کی عیاری اور فریب کا خیال اپنے دل سے دور کیجیے کیونکہ ہم اور آپ
ہم فن ہین بغیر دغا و فریب کے عیاری ہو نہین سکتی ہی اس وجہ سے کل ایسا کیا گیا تھا
آج ایسا نہ ہوگا خواجہ عمرو نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای مہتر ہشام تمھاری باتون سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ پھر تم دغا کروگے کسی سردار کو بیہوش کرکے لے جاؤگے پس تم مجکو
فریب نہ دو اُسنے جواب دیا ای خواجہ اس خیال کو اپنے دل سے دور کر داب کیا ہر روز
عیاری ہی کرونگا ہان جب عیاری کرنے کا محل اور موقع ہوگا اُس وقت البتہ عیاری
کیجائیگی ہم آپ کو اپنا کمال دکھلائین گے اور آپ کا کمال ہم دیکھین گے وقت جنگ جنگ
اور وقت صلح صلح ہم کرتے ہین اور یہی آپ کا بھی طریقہ ہی خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی
سُن کے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر بموجب کہنے ہشام کے مطربہ کو اپنے لشکر مین طلب کرکے
اُسکا گانا سُنتا ہون تو اسمین میرا نقصان ہوگا یعنی صرف زر کثیر ہوگا اور اگر اسکے لشکر
مین جاکر اُس مطربہ کا گانا سُنتا ہون تو ہشام کی عیاری کرنے کا اندیشہ ہی بس مناسب
یہ ہی کہ اسے منظور نہ کرو دشمن سے ڈرتے ہی رہو کوئی اسمین بھی اسکا مطلب ہی یہ خیال کرکے
خواجہ نے اُس سے کہا کہ ای مہتر ہشام تمھاری خاطر سے اور اس طرح تمھارے کہنے سے
یہ تو منظور ہی کہ اُس مطربہ کا ہم اور تم گانا سُنین لیکن مین اپنے لشکر مین اُسے بُلا کر گانا
نہ سُنونگا اور نہ تمھارے لشکر مین جاؤنگا کیونکہ کل تم نے مجھسے دغا کی تھی ہشام نے کہا اگر
یہ امر منظور نہین ہی تو اپنے لشکر سے علحدہ ویرانے مین ایک خیمہ برپا کرائیے وہان اُس مطربہ
کا گانا سُنیے اس مین تو کسی طرح کا اندیشہ نہین ہی اگر آپ کی خوشی ہو تو جو صرف ہو وہ مین
اپنے ذمے رکھون عمرو نے کہا خیر تمھاری خاطر سے یہ منظور ہی لیکن ای ہشام تیز پران

اب دغا نہ کرنا دیکھو مجھے فریب نہ دینا ہشام نے ہنس کر کہا کہ آپ اطمینان رکھین جو خیال آپ کو ہی اُس کا ظہور نہ ہوگا یہ کہکر لشکر اسلام کی داہنی جانب جو ویرانہ تھا خواجہ عمرو کو ہمراہ لے کر گیا وہان خواجہ کی راے سے ایک جگہ تجویز کر کے اپنے شاگردون اور خدام کو طلب کر کے ایک خیمہ سولہ چوب کا بہت عمدہ استادہ کرایا اور قنات اور روشنی اور فرش اور دیگر زینتون سے اُسے آراستہ کرایا بعدہ اُس مطربہ کو اور ساقیان سیمین ساق کو طلب کیا خواجہ اور ہشام اور شاگردان ہشام کرسیون پر علی قدر مراتب بیٹھے بعد اکل و شرب اور میکشی کے وہ مطربہ حاضر بزم ہوئی جب سازندے اُسکے اپنے سازونکو درست کر چکے پہلے گت خوب ناچی بعدہ اُس نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

مجھے مستی مین جو ہون شیشہ و ساغر ٹکڑے　ساقیا تجھو مرے بھی تو برابر ٹکڑے
موسم گل مین جنون خیز بہار گل ہی　اُڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہوا پر ٹکڑے
مستحق اسکا ہما بھی ہی سگ یار بھی ہی　استخوانونکے مرے دو ہون برابر ٹکڑے
مجھ گدا کو ہی جو گدڑی مین تکلف منظور　ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے
دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہی جو اُس کوچہ مین　ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے
نعمت فقر سے محظوظ ہوا ہون ایسا　خشک کر کے اُنھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے
تیری تلوار کی برش کا ہی شہرہ قاتل　ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے
آشنا صورت ہفتاد و دو ملت سے ہو ہمین　آئنہ دلکا ہی پہلو مین بہتر ٹکڑے
سنگ در پر کسی محبوب کے دے ٹکو نگا　بد دماغی جو یہی ہی تو ہوا سر ٹکڑے
نعمت فقر مین بھی یان نہین تنہا خوری　بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے
نامۂ شوق کا عاشق کے ہی وانسے یہ جواب　پرزے خط ہوتا ہی بازوے کبوتر ٹکڑے
سر فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہی صدا　کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے
جڑ دیے ہین دہن یار مین دانتونکی جگہ　دست قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے
زخم کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین　یہ گدائی کا اثر ہی کہ ہو خنجر ٹکڑے
ستم و قہر و غضب ہی روش مستانہ　شیشۂ دلکو کریگی تری ٹھوکر ٹکڑے
چند بوسون سے بسر ہوتی ہی مجھ سائل کی　درگہ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے
نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی　ساتھ آئینے کے ہو ویگا سکندر ٹکڑے
ارہ کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد　دل عاشق کیطرح ہونگے صنوبر ٹکڑے
در سلطان کا گدا ہون مین گدا ای آتش　نان نعمت سے کھاتا ہی مقدر ٹکڑے

یہ غزل مطربہ گا رہی تھی خواجہ وغیرہ سُن رہے تھے ہشام اور شاگردان ہشام بزم سے اُٹھکر بار بار انصرام پخت طعام و دیگر کار کے واسطے جاتے تھے اور پھر آ کر بیٹھتے تھے لیکن خواجہ ہشام کے اُٹھکر جانے سے پریشان خاطر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ای مہتر ہشام تمہارے اُٹھ جانے سے مجھے رنج ہوتا ہی لطف اس مطربہ کے گانے کا حاصل نہین ہوتا ہی وہ کہتا تھا کہ خواجہ اگر مین

انتظام اور انصرام بزم و دیگر کارکا اگر نہ کردن تو ان شاگردون سے کچھ کام نہ نکلے خواجہ
یہ سُن کے خاموش ہو رہتے تھے اور دل مین کہتے تھے تیرے جانے سے مجھے اندیشہ ہی کہ اُسیطرح
پھر جاکر عیاری نہ کرے جب ہشام نے دیکھا کہ خواجہ مجھسے غافل نہین ہین اول تو اُٹھنے مین
اور بزم سے باہر جانے مین اُنھین اندیشہ ہوتا ہی دوسرے یہ کہ وہ مجکو دیکھتے رہتے ہین
اور میری طرف سے اُن کو اطمینان نہین ہی ای ہشام تیزپران کیا تدبیر کی جائے کہ
مطلب دلی حاصل ہو یہ خیال کرکے اور کچھ سوچ کے ساقیان سیمین ساق کو طلب کیا جب
وہ آئے تو ہشام تیزپران نے شیشہ و ساغر اُن سے لے کر اپنے ہاتھ سے خواجہ عمرو کو
شراب پلانی شروع کی پے درپے آٹھ سات جام شراب کے پلائے اور وہ شراب ناب ایسی
تند و تیز تھی کہ جسکا ایک جام انسان کو مست و سرشار کردے جب خواجہ عمرو نے ہشام کے
کہنے سے خوب شراب پی اور نشہ ہوا خیال ہشام تیزپران کی عیاری کرنے کا اُس نشے
مین نہ رہا اُسی وقت ہشام تیزپران اپنی کرسی سے اُٹھا خواجہ سے کہا کہ ای مہتر ہشام
کہان جاتے ہو اُس نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون ذرا دیکھ آؤن کہ طعام کی تیاری مین کیا
دیر ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا جاؤ اور جلد چلے آؤ ہشام تیزپران نے کہا کہ مین ابھی
آتا ہون یہ کہکر خیمے سے نکلا کہ زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی ہوگی اُس دم چند شاگردون
کو اپنے ہمراہ لے کے اور اپنی صورت بصورت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری تبدیل کرکے
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اثنائے راہ مین اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ تو اپنے لشکر مین جا
اور فولاد قوی بازو جو سردار لشکر زنگیان ہی اُس کو مع پانچ سو سوارون کے اپنے ہمراہ
لے آ اور اس جگہ کمینگاہ ہی یہان بیٹھ جس وقت مین طلب کرون اُس دم سب سوارون
کو لے کر چلا آنا وہ حسب الحکم ہشام تیزپران گیا اور جا کے سردار مذکور کو ہمراہ
سواران مذکور کے فی الفور لایا اور اُس مقام پر کہ جو ہشام تیزپران بتا گیا تھا وہان
پوشیدہ ہو کے بیٹھا ہشام تیزپران جو بصورت خواجہ جانب لشکر اسلام جاتا تھا اثنائے راہ
مین کرب غازی سے ملاقات ہوئی کہ اُس شب کو وہ ہی طلایہ پر تھے کرب غازی نے
خواجہ نقلی کو دیکھتے ہی مرکب سے اُترکر جھک کر سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ اس وقت
کہان سے تشریف لاتے ہین خواجہ نقلی نے کہا کہ مین بزم طرب سے آتا ہون مگر تم کو یہانتک
کیون چلے آئے کچھ لشکر کا خیال نہین تنہا لشکر کو چھوڑ آئے کرب غازی نے عرض کیا کہ اسوقت
جو نازنین بزم طرب مین گا رہی ہی اُس کی آواز گانے کی ایسی مرغوب طبع ہوئی کہ مین
بے اختیار طلایہ لشکر ترک کرکے بزم طرب مین جانے کا ارادہ رکھتا ہون اُس مطربہ
کی آواز نے اِسوقت میرے دلکو بیچین کردیا ہی کیا عرض کرون کہ جو دل کی کیفیت ہی افسوس ہی
اس جلسے مین ہم نہ ہوے اب مین جاتا ہون خواجہ نقلی نے کہا تم اکیلے کب جاتے ہو وہ سب بھی
تو تمھارے ساتھ آتے ہین کرب غازی نے کہا کون خواجہ نقلی نے کہا کہ تم پس پشت خود دیکھ لو
کرب نے مڑکر دیکھا ادھر اِسنے بعجلت تمام حلقے کمند کے گردن مین ڈالدیے یہ تو ہم سردار وہم

عیار ہر چاہا اُسنے کہ حلقے کمند کے خنجر سے کاٹکر اس عیار کو گرفتار کرون لیکن ہشام نے فورًا جھٹکا دیا
اور فی الفور اُسکے منھ پر حباب بیہوشی مارے کرب بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہشام نے چادر عیاری
مین اُسکو باندھکر ایک شاگرد کو اپنے وہ پشتارہ دیا اور کہا تو اسی جگہ بیٹھا رہنا بعد اسکے جھٹ پٹ
رنگ و روغن سے اپنی صورت بشکل کرب غازی کے بناکر گھوڑے کو اُسکے وہین ایک درخت
سے باندھکر آگے روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا بارگاہ ثریا کی جانتا تو تھا ہی بے تامل اُسکی
بارگاہ مین گیا اور پکار کے کہا اے بہادر جاگتے ہو یا سوتے ہو اُسنے عالم خواب مین کرب غازی
کی آواز سنکے اور بیدار ہوکے عرض کیا آپ تشریف لائین مین بیدار ہون بلکہ مین خود حاضر ہوتا
ہون یہ کہکر خود چند قدم آیا اور کرب غازی کو بعزت تمام مقام صدر بارگاہ مین بٹھایا کرب غازی
نے بیٹھتے ہی کہا اے بہادر اسوقت دل چاہتا ہی کہ دو ایک جام شراب کے پیین اور تم بھی پیو
اُسنے عرض کیا بہت مناسب ہی یہ کہکر خود شیشہ و ساغر اٹھا لایا اور اپنے ہاتھ سے کرب غازی
کو ایک جام شراب پلایا پھر کرب غازی نے اُس شیشے مین سفوف بیہوشی بہ ہوشیاری تمام
ملاکر شراب جام مین اُنڈیلکر کہا لو ہمارے ہاتھ سے یہ جام لو اور شراب پیو اُسنے تسلیم کرکے
وہ جام لیکر شراب پی چونکہ بکثرت سفوف بیہوشی ہشام نے اُس شیشہ شراب مین شامل کیا
تھا فورًا ثریا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا ہشام نے اُسکو بھی چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ اُسکا
وہین چھوڑکر بارگاہ نریمان مین کہ قریب بارگاہ ثریا کے تھی گیا اور مانند ثریا کے اُسکو بھی
بیہوش کیا اور چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ عیاری سینے پہ لگاکر پشتارہ اُٹھا کے
سواران طلایہ کی نظرون سے بچکر بارگاہ ثریا مین آیا اور پشتارہ ثریا کا بھی اُٹھا کر ڈیرا اُسنے
کیطرف سے سراچہ بارگاہ کا خیمے سے چاک کرکے اُسی راہ سے بچالاکی و ہوشیاری نکلکر جانب
بزم طرب روانہ ہوا اثناے راہ مین چند شاگرد ملے اور وہ بھی شاگرد ملا جسے پشتارہ کرب کا
دیکر آیا تھا غرض سب کو اپنے ہمراہ لیکر بزم طرب مین مع تینون پشتارون کے آیا یہان خواجہ
عالم نشۂ شراب مین بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے تھے ہشام کو دیکھکر بولے اے مہتر ہشام کہان
گئے تھے بڑی دیر سے ہم تمھارے منتظر تھے اُسنے کہا کہ اے خواجہ مین بیوجہ نہین گیا تھا جس
کام کے واسطے گیا تھا وہ کام کر لایا خواجہ نے پوچھا کس کام کو گئے تھے ہشام نے تینون
پشتارے خواجہ کو دور سے دکھائے اور کہا دیکھیے کرب اور ثریا اور نریمان کے یہ تینون
پشتارے ہین انھین کے واسطے گیا تھا ارادۂ زرہاج بھی تھا مگر سہو سے چلا آیا ورنہ اُسکو بھی
زندان سے کسیطرح لے آتا خواجہ یہ سنکے برہم ہوے اور کہا اے ہشام باوجود وعدہ کرنیکے
پھر آج تونے مجھسے دغا کی اور مکر و فریب کیا ہشام نے جواب دیا خواجہ بغیر مکر و فریب کے
عیاری ہو ہی نہین سکتی ہی اور یہ بتائیے کہ آپ نے آج ہی کہا تھا کہ جب میرے کسی اہل لشکر پر
کوئی آفت آتی ہی تو میری پسلی پھڑکتی ہی آج آپ کی پسلی کیون نہ پھڑکی اس سے معلوم ہوا کہ
آپ کی پسلی کی پھڑک جھوٹی ہی اور آپ بھی جھوٹے تھے اور دیکھو خواجہ یون عیاری کرتے
ہین جس عیاری مین تمنے مجھسے پشتارہ لے لیا تھا یہ بھی وہی عیاری تھی اب اگر کچھ دعوی ہو

تو پشتارے لیلو یہ سامنے تمھارے رکھے ہین خواجہ عمرو یہ سنتے ہی نشۂ شراب مین لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے پیچھے پیچھے کھینچا اُدھر ہشام نے پیچھے کھینچا اُسی بزم مین ہیچ چلنے لگا مطرب اور سازندے اپنی جان لیکر بھاگے اُدھر ایک شاگرد نے فولاد قوی بازو کو جاکر خبر کردی وہ بھی مع جملہ سوارون کے تلوار کھینچکر وہان آیا اور ارادہ کیا کہ خواجہ کو گھیر کر گرفتار کر لون خواجہ یہ رنگ دیکھکر چند زنگیون کو قتل کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے ادھر ہشام مع اپنے شاگردون اور فولاد قوی بازو وغیرہ کے تینون پشتارے لیکر اپنے لشکر مین آئے اور بارگاہ ہرمز فرامرز مین جاکر وہ پشتارے رکھدیے چونکہ اُسوقت سواے ہرمز و فرامرز اور بختیارک اور خوش گام کے اور کوئی دربار مین نتھا صرف یہ لوگ انتظار ہشام مین بیٹھے تھے کہ دیکھیے آج ہشام کیا کرتا ہی غرض جب پشتارے اہل دربار نے کورنے دیکھے سب خوش ہوے خصوصًا خوش گام نہایت شادکام ہوا ہشام نے بختیارک سے کہا کیون ملک جی آج کچھ عمرو کی تعریف نہین کرتے کہ وہ موجود تھا اور یہ کچھ بنا نہ سکا وہی عیاری کرکے اِنکو بیہوش کرکے لے آیا آج عمرو نے مجھسے پشتارے نہ لیے بختیارک نے شرمندہ ہوکر یہ جواب دیا شعر گاہ باشد کہ کودک نادان ✤ بہ غلط بر ہدف زند تیرے ✤ بعد اِس گفتگو کے بختیارک خاموش ہوا ہرمز فرامرز نے ہشام سے کہا کہ پشتارے اُٹھاکر لیجا اور اپنے لشکر مین انھین قید کر عیاران لشکر اسلام سے خوب ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ وہ آکر اِن سردارونکو قید سے رہا کرکے لیجائین ہشام نے عرض کی کیا مجال اُنکی کہ میری نگہبانی اور موجودگی مین وہ اِنکو لیجائین یہ کہکر پشتارے اُٹھاکر مع خوش گام دربار سے باہر آیا اور حداونکو بلاکے اُسی حالت بیہوشی مین زنجیر و طوق وغیرہ مین اُنھین گرفتار کیا اور ایک خیمے مین جہان لندھور قید تھا اُنھین بھی قید کیا ادھر ہرمز فرامرز بارگاہ مین داخل ہوے بختیارک دربار سے اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا جب وہ شب گذری صبح ہوئی امیر کو خبر ہوئی کہ ہشام عیاری کرکے تین سردارونکو بیہوش کرکے لیگیا امیر با توقیر نے برہم ہوکر خواجہ کو طلب کیا اور کہا کہ اے خواجہ یہ تمھاری غفلت نے کیا کہ سردارونکو عیاران لشکر کفار بیہوش کرکے لیگئے اگر تم غفلت نہ کرتے تو ہرگز ایسا نہوتا عمرو نے جواب مین عرض کیا کہ مین نے عیارون سے نگہبانی اور حفاظت سردارون کی تاکید کردی تھی اور ہمیشہ اِسی طرح تاکید کرتا رہتا ہون وہ اپنے مالکون اور آقا سے غافل ہوے عیار اُنکو قابو پاکر لیگیا اِسمین میرا کیا قصور ہی اور اگر عیاران لشکر کفار نے عیاری کی ہی اور سردارونکو لیگئے ہین تو ہم بھی اور دیگر عیاران لشکر اِسلام حتے الامکان اُنکی رہائی کی کوشش کرینگے امیر عمرو کی تقریر سنکے خاموش ہورہے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی خوش گام دربار ہرمز و فرامرز مین گیا اور عرض کی کہ مین آجکی شب جانب زنگبار ارادہ جانیکا رکھتا ہون آپ سے طالب اجازت ہون اگر مع قیدی یہان رہونگا تو عیاران لشکر اسلام سرداران گرفتار شدہ کو رہا کرکے لیجائینگے اور مجھے بھی مار ڈالینگے خصوصًا خواجہ سے مجھے نہایت ہی خوف و خطر ہی وہ ضرور مجھے مار ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہرمز فرامرز نے جواب دیا کہ اگر تمکو ایسے خیالات ہین تو اچھا

سے چلے جاؤ خوش گام نصف شب تک تو دربار مین بیٹھا رہا بعدہ اپنے لشکر مین آیا پوشیدہ طور سے انھین حکم دیا کہ تم سب مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہو اسی تاریکی شب مین یہانسے جانب زنگبار روانہ ہونگا اور اگر شب تار مین روانہ نہ ہونگا تو عیاران لشکر اسلام میرے جانے سے آگاہ ہوکر عیاریان کرینگے سرداران لشکر اسلام کو جو میرے لشکر مین گرفتار ہین انکو لیجانے نہ دینگے اثنا سے راہ مین عیاری کرینگے اور عجب نہین کہ امیر میری سد راہ ہون سرداران لشکر زنگبار اور سواران سپاہ زنگی نے حسب الحکم سامان چلنے کا کیا جب سب مسلح ہو چکے اور اثالہ بارگاہ وخیام کا بار ہو چکا سرداران لشکر اسلام کو ارابون پر بٹھا کر وقت نصف شب یون چپکے سے روانہ ہوے کہ اہل اسلام کو خبر بھی نہ ہوئی اب سرداران اہل اسلام کا احوال آئندہ بمقام مناسب لکھا جائے گا

طبل جنگ بجوانا نقابدار سرخ پوش کا اور مقابلہ کرنا امیر سے اُس ذیہوش کا ساقی نامہ

سا قیا بد مزاج ہو نہ ذرا
یہ گدا اسکو امید کرتا ہے
آج شاہونکا ہو نیک دینا
دل بہت نا امید ہوتا ہی
بھاتا تھا جنکے و لکو جنگ و صبا
عشق مین پھیکا رنگ انکا ہوا
بد قماشون سے بازی کھاو اگر
نذر سر مفت میر کو کیون دین
پھر نے جاتے ہین بس سر پہ تیغ
یہ فسون مجھ پہ ماہتاب کا ہی
پانچ اور سات کیا کرین دلبین
سب کو دیتے تھے ہم و بر خلعت
کاٹ دیتا ہی یہ ورق دل کا
زیر و ستون کا دل ہی آوارا
عشق کا حکم عشق کی ہی بات
ہم جگر سوختہ ہین وہ ہر راہ
اضطراب ہم ہوے نہین ہی معلوم
ورق دل خراب جاتا ہی
پاؤن ساقی سے گر کر گنگ

یاد ہی عشق کا ہمین تو مزا
نقش دیکھا جگر پہ آفت ہی
ہاے دل ہی مزاج مین لیتا
تیغ ابرو سے بس اسے ہی کام
دل جلا کر کیا ہی اسکا کباب
شب گیسو تو دراز ہی اسکی
ہمکو دیتا ہی گر دو شین دردون
اسکی باتون نے دل کو دہلایا
حضرت عشق ہین بہت سیکھے
کیا دری اور کیا تری سمجھے
آٹھ اور چار کو بھرین دلبین
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جبین
سامنے دل ہی اسکے اک جھٹکا
چلکے کھاتا ہو ہر گھڑی منھ پر
جیو رہے ہم ہین ہمین نہین ہی ثبات
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب
اپنے دل مین ہی عشق ہی کا فتور
خیر جو ہوئی ہو وہ ہوا اچھا
خوب لکھون نقابدار کی جنگ

شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے
دو دلونکے لیے قیامت ہی
رنگ اسمین سفید ہوتا ہی
رشتونکو بناتا ہی یہ غلام
سرخ غصے مین رہتے تھے جو سدا
کیا کہون جو کہ بات ہی اسکی
ہمتو یکتا ہوے بس اپنے ہین فن مین
مجھکو دریا سے غم مین نہلایا
کھیل سارا یہ آفت اب کا ہی
بات اس عشق کی گری سمجھے
دولت عشق سے ہین مالا مال
رنج سہتا ہون دل سے ہر شب مین
کیا زبردست سے بھلا چارا
ضرب لگتی رہی ہے بڑی منھ پر
ہم تو نادار اور وہ ہی شاہ
دل جلاتا ہی سب کا مثل کباب
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہی
عشق کا بس نہ کر تو ذکر دلا

نقابداران سرخ پوش و سرفروش

محرکہ تحریر و محرران حالات عرصہ دار و گیر اس داستان بے نظیر کو اسطرح رقم کرتے ہین

کہ جب زریان بن قنطورشاہ کو کرب غازی نے سر میدان نبرد کشتی مین زیر کر کے مطیع اپنا
کرلیا اور وہ مسلمان ہوکر شریک اہل اسلام ہوگیا عیاریان خواجہ اور ہشام کی پے در پے چلین
یہانتک کہ ہشام ثریا اور کرب اور زریان کو بیہوش کر کے لیگیا اور خوش گام سرداران
لشکر اسلام کو قید کر کے جانب زنگبار روانہ ہوچکا اور ان سب حالات سے نقابدار بذریعہ
ہرکارون کے آگاہ ہوچکا ایک روز اپنے دربار مین اپنے ہمراہی نقابدارون سے کہنے لگا
کہ ہم بموجب کہنے اور تمنی ہونے امیر کے درہ کوہ سے اور صحرا سے سبزہ زار فرحت آثار
سے مع لشکر یہان اسواسطے آئے تھے کہ امیر سے مقابلہ ہوگا اور امید تھی کہ ہنگام مقابلہ امیر
کو زیر کر کے تمام باجے صاحبقرانی کے ہم اُنسے لے لینگے وہ اب ضعیف و ناتوان ہوگئے
ہین بجاے اُنکے ہم صاحبقران وقت ہونگے بارگاہ سلیمانی تو ہم لے چکے ہین اور باجے
صاحبقرانی کے بموجب اقرار اُنسے لینگے لیکن یہان آکر ابتک مقابلہ نہ ہوا تاہنوز گوہر
مقصد ہاتھ نہ آیا اب ہم کبتک یہان فروکش رہین صبر کے خوگر نہین ہین کہ تحمل کرین مزاج اپنا
اس قسم کا ہی کہ ہر ایک امر مین تعجیل پسند کرتا ہی تامل و تساہل سے اسکو ہمیشہ سے نفرت ہی
علاوہ مزاج کے شجاعت اپنی مقتضی اس امر کی ہی کہ جلد لڑ بھڑ کے فیصلہ باہم ہوجائے جسکو خدا
فتح دے وہ فتحیاب ہو پس ہم چاہتے ہین کہ اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوائین امیر با توقیر سے
بموجب اقرار مقابلہ کرین اگر ہم انکو زیر کرلین تو گویا ہمنے سب کو زیر کرلیا کیونکہ سب
سردار اُنکے لشکر کے اُنھین کے زیر کردہ ہین لہذا مین آپ صاحبون سے اس امر مین
مشورہ طلب ہون کہ یہ راے میری اچھی ہی یا بُری ہی اُنھون نے کہا ہمارے نزدیک
آپ کی راے نیک ہی جلد نقارہ رزمی اپنے نام پر بجوائیے امیر با توقیر سے مقابلہ کیجیے اور
اسطرح اُنھین زیر کیجیے کہ اُنکے دست و پا اور اعضا کو صدمہ نہ پہونچے کیونکہ ضعیف و ناتوان
ہین اور بزرگ ہین علاوہ بزرگ ہونے کے صاحب عزت و لیاقت اور عالی خاندان
والا دودمان ہین اگر آپ ہنگام مقابلہ بقوت تمام زور کیجیے گا وہ آپ کے زور کے
متحمل نہ ہونگے اعضا اُنکے بیکار ہوجائین گے یا وہ جناب ہلاک ہوجائین گے آپ کے
واسطے موجب ایک قسم کی بدنامی کا ہوگا کہ ایسے بزرگ اور ذیوقار کو نقابدار سرخ پوش
نے ہنگام مقابلہ ہلاک کر ڈالا اور کچھ خیال اُنکی بزرگی کا اور کچھ پاس اور لحاظ اُنکے ذوی عزت
و ذوی لیاقت ہونیکا بھی نہ کیا حالانکہ جواب اسکا یہ ہی کہ حریف کی ہنگام مقابلہ رعایت نہین
کرسکتے ہین اور دلیران جہان بدخواہ کو اپنے حتی الامکان ہلاک ہی کر ڈالتے ہین لیکن چونکہ
وہ نسل حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہین اور بزرگ خاندان ہین اور آپ بھی اہل اسلام
سے ہین بوجہ ہم مذہب ہونے کے اتنی رعایت اُنکے ساتھ کرنا واجب و لازم ہی بعد زیر کرنے
کے ضرور اُنسے باجے صاحبقرانی کے لے لیجیے اگر وہ کچھ دینے مین تامل کرین یا اُنکے لشکر کے
سردار اُنھین دینے مین مانع ہون تو لعنت پلارک افراسیابی کھینچیے گا جو مقابل ہو اُسے
ایک وار مین دو ٹکڑے کیجیے گا آپ سے کون مجادلہ اور مقابلہ کر سکے گا کیونکہ فی زماننا شجاعت

دلیری و بہادری و جوانمردی مین مثل و نظیر آپ کا زیر فلک پیر نہین ہر سب جانتے ہین کہ آپ مریخ طلعت
شیر خصلت خورشید جلال شجاعت مین بیعدیل و بیمثال ہین اقبال آپ کا ترقی پذیر ہر مطیع و فرمانبردار
آپ کا چرخ پیر ہر دیو و جن آپ کے مقابلے کی تاب لا نہین سکتے ایک ضرب بھی آپ کی سر میدان
اٹھا نہین سکتے انسان کی کیا حقیقت ہر کہ آپ سے ہم نبرد ہو اور جو اجل رسیدہ مقابلے کا قصد کریگا
وہ راہ عدم دیکھیگا ہمین یقین ہر کہ آپ حالت غیظ و غضب مین اُسوقت میدان خون اعدا سے
لال کر دیجیے گا لاشون کے انبار لگا دیجیے گا بزدلونکو وقت بھاگنے کے گھیر گھیر کے قتل کیجیے گا
تلوار سے آپ کی خون برسیگا مثل رعد کے نعرہ آپ کا عالمگیر ہوگا برق شمشیر آپ کی ایسی چمکے
گی کہ کشت حیات بدخواہون پر گر کے نیست و نابود کر دیگی کوہ و دشت تک چمک اِس بلارک
افراسیابی کی پہونچیگی زمین تھرائیگی فلک خوف سے اپنی گردش بھول جائیگا آفتاب عالمتاب
آپ کے عتاب سے کانپے گا اور اب بھی کانپتا ہر شاید اِسی وجہ سے کہ آپ سے خایف ہر جانب
زمین رُخ نہین کرتا ہر صبح کو مشرق سے نکلتا ہر کانپتا اور تھرتھراتا ہوا شام تک جانب غرب جاتا
ہر پس آپ سے مقابلہ کرنا کسیکا بہت مشکل ہر شاید بدیع الزمان کو اُنکو اپنی شجاعت اور دلیری
پر بیکار غرور و ناز ہر وہ آپ سے مقابلہ کرین حالانکہ وہ اگر بجاے خود انصاف کرین تو آپ مین
اور اُنمین زمین و آسمان کا فرق ہر وہ اگر ذرہ ہین تو آپ آفتاب ہین وہ اگر کرمک شب تاب
ہین تو آپ ماہ کامل ہین وہ اگر آہو ہین تو آپ شیر ببر ہین وہ اگر فن جنگ مین کامل ہین تو آپ
اکمل ہین وہ اگر کشتی گیر ہین تو آپ فن کشتی مین بے مثل و بے نظیر ہین اور اگر انصاف کی نظر
سے نہ دیکھین تو جو دل چاہے وہ اپنے تئین سمجھین ادنیٰ ہو کر اعلیٰ خیال کرین اس سے کیا ہوتا
ہر دعوی بے دلیل کے محض باطل ہر بارہا آپ نے اُنھین ناتوان و کمزور جانکر چھوڑ دیا اُنپر تلوار
حسب دلخواہ نہ لگائی ورنہ اُنکا کام تمام ہو جاتا اور اب اگر اُنسے مقابلہ ہوگا تو اُنھین آپ کی شجاعت
کا حال کھلجائیگا سر میدان روبرو بہادرون کے ذلیل و رسوا ہونگے آبرو جو اُنکی تھوڑی سی
امیر کے تصدق سے ہر وہ بھی جاتی رہیگی اگر وہ آپ سے کشتی لڑینگے تو یقین ہر کہ تھوڑی ہی
دیر مین مثل بھینسے کے ہانپنے لگین گے زمین پر بعد سے گر پڑینگے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائینگے
اگر تیغ و تبر سے مقابلہ کرینگے تو بھی پچتائین گے آپ کے ہاتھ سے یا تو زخمی ہونگے یا مارے
جائین گے آپ سے مقابلہ کرنے کی سزا پائین گے کیا کہین کیونکر اُنکو سمجھائین کہ اپنی لیاقت اور
قوت پر بہ نظر انصاف غور کرو نخوت و غرور چھوڑ دو اچھے کو اچھا جانو اعلیٰ کو اعلیٰ کہو اپنے تئین
کہ نحیف و زار کم قوت و کمزور ہو شجاع و بہادر شمار نہ کرو اور کلمات غرور کے زبان پر جاری
نہ کرو کہ انجام کبر و نخوت کا اچھا نہین ہوتا ہر مگر لاکھ ہم سمجھائینگے وہ ہرگز نہ مانین گے کیونکہ شاید
شیطان نے اُنکے کان مین اچھی طرح کہدیا ہر کہ تمسا بہادر و جوانمرد صف شکن جوانون مین
کوئی روے زمین پر نہین ہر اور وہ بھی بوجہ نادانی اور بیوقوفی کے ابلیس کے کہنے سے اپنے برابر
جوانون مین کسی دوسرے کو نہین جانتے ہین غرض ہماری راے یہ ہر کہ وہ اگر ایسی حالت
مین شاید آپ سے مقابلہ کرین تو آپ اُنسے بے رعایت کے میدان مین لڑیے گا ایسا کیجیے گا

کہ جب وہ تلوار کی زد پر آجائین تو آپ رحم کر کے اُنپر ہاتھ نہ اُٹھائین وہ تو یقین ہی کہ حریفانہ آپسے
مقابلہ کرین اور کوئی دقیقہ آپ کے دشمنون کے ہلاک کرنے مین باقی نہ رکھین پھر آپ اُنسے کیون
رعایت سے جنگ کیجیے اول تو اِس امر کا ہمین یقین نہین ہی کہ امیر با توقیر اپنے قول و اقرار سے
پھر جائین آپ سے زیر ہو کر بانے صاحبقرانی کے آپکو نہ دین اور شاید اگر ایسا ہی ہوا بوجہ
اعدا کے بھڑکانے کے تو جسطرح ہمنے عرض کیا ہی آپ عمل کیجیے گا اگر آپ امیر اور بدیع الزمان
سے مقابلہ کیجیے گا تو ہم لشکر امیر مین جو جو سردار ہین اور وہ ہمارے بدخواہ بھی ہین انکو لاشی
پاشی اور بزدل و نامرد جانکر یون گھیر گھیر کر قتل کرینگے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُنکے
حال پر رحم آئیگا مگر ہمکو ہرگز اُنپر ذرا بھی رحم نہ آئیگا تلوار ہماری نہ رکیگی سر و تن مین اُنکے جدائی
کریگی خون اُنکا زمین پر گرائیگی جب لاشے اُنکے مرکبون سے زمین پر گرینگے ہم گھوڑے اُنکے
لاشون پر دوڑائین گے اچھی طرح اُنکو خاک مین ملائین گے سر اُنکے کاٹکر نیزے پر بلند کرینگے
تن ہاے بیسر کو اُنکے گھوڑون کے سمون سے اذیت پہونچائین گے مال و اسباب اُنکا غارت
کرینگے بارگاہ و خیام مین اُنکے آگ لگائین گے کیونکہ ہم بھی آپ کی صحبت مین آکر قہر و غضب
و خشم کے خوگر ہوگئے بلکہ بڑے صاحب قہر و غضب مشہور ہوگئے ہین رحم کی امید ہمسے کرنا کیسا بیکار
ہی خصوصًا اعدا اگر طالب امان ہونگے تو جبتک غصہ ہمارا فرو نہ ہوگا اُسوقت تک ہم انکو امان
نہ دینگے اور امیر با توقیر کو بانے نہ دینے کے مشورے پر اُنھین وہ سزاے سخت دینگے کہ
بعد مرگ بھی اُنکو یاد رہیگی نقابدار سرخ پوش اُنکی تمام تقریر سنکے خوش ہوا اور کہا انشاءاللہ
اگر امیر زیر ہو کر بانے صاحبقرانی کے خود بانسی کے بہکانے سے نہ دینگے تو ہم بزور شمشیر
لینگے دشمنون کو قتل کرینگے نام و نشان بھی اُنکا باقی نہ رکھین گے اور اگر بدیع الزمان
اپنے قوت و زور پر نازان ہو کر حمایتی امیر کے ہو کر ہمسے مقابلہ کرینگے تو اُنکو سر میدان زیر کر کے
جو تمھاری راے ہوگی وہ اُنکے باب مین کرینگے یہ کہکر بغضب تمام نقابدار نے خدام کو حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین نقارہ طلسم افراسیابی پر چوب لگائی جاے وقت صبح میدان نبرد مین جا کر خالی
امیر سے ہم مقابلہ کرینگے خدام نے بمجرد حکم نقارہ حربی پر چوب لگائی جب نقارہ جنگی کی صدا
بلند ہوئی تو جو ہرکارے لشکر امیر کے واسطے خبر رسانی کے مقرر و معین تھے حسب اتفاق آئین سے
دو ہرکارے شکلین اپنی تبدیل کیے ہوے دربار نقابدار مین موجود تھے اور تمام گفتگو نقابدار
اور دیگر نقابدارون کی چوبدار بنے ہوے سن رہے تھے سب اپنے ذہن نشین کر کے فورًا
دربار نقابدار سے نکلکر جانب لشکر امیر روانہ ہوے جب دربار بادشاہ مین گئے مجرا گاہ
سے حسب دستور بادشاہ کو مجرا کر کے پاے تخت شاہی کا باادب تمام بوسہ لیکے اسطرحسے
دعا و ثناے بادشاہی زبان پر لائے کہ بموجب نظم تا کند گردش عیان راز نہان آسمان +
تا دہد زیب جہان حسن عیان آفتاب + بر سرشہ سایہ افگن چون شود بال ہما + چون پر خفاش
گردد سائبان آفتاب + رفعت و دولت باد سر لایزال آسمان + نور چشمت باد حسن جاودان آفتاب +
بعد ازین یون عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ عالم پناہ خورشید حشم جمشید خدم یہ نمکخوار سرکار دولتمدار

ابھی دربار نقابدار سرخ پوش سے آتے ہین شکلین اپنی تبدیل کر کے دربار مین اُسکے بدقت
تمام گئے تھے اور بمشکل تھوڑی دیر وہان ٹھہرے تھے کیونکہ رعب دربار نقابدار سے اور رعونت
وشوکت نقابدار سرخ پوش سے دست وپا مین ہمارے رعشہ تھا اُسکے قہر وغضب وخشم سے
ڈرتے تھے کہ مبادا ہمارے حال سے آگاہ ہو جائے یا اُسکا عیار کہ وہ بھی نقابدار ہی ہمین پہچان
جائے تو نہین معلوم ہمسے کسطرح پیش آئے ہنوز وہان سے ہم نکلکر اِدھر نہ آئے تھے کہ نقابدار
سرخ پوش نے اپنے ہمراہی نقابداروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمین یہان آئے ہوئے زمانہ
زیادہ ہوا اور آجتک امیر سے مقابلہ نہ ہوا اب دل چاہتا ہی کہ طبل جنگی بجوا کر امیر باتوقیر سے
مقابلہ کیجیے بعد زیر کرنے کے اُنسے بموجب اِقرار بانے صاحبقرانی کے لے لیجیے پھر سب
سرداران لشکر امیر باتوقیر کو اپنا مطیع کیجیے اپنے علم صاحبقرانی کو بلند کیجیے اُسکے ہمراہی
نقابداروں نے اُسکی شجاعت وجوانمردی کی بے انتہا ثنا وصفت کر کے عرض کی کہ ہماری
بھی یہی راے ہی کہ طبل جنگی بجوا کر جلد تر امیر کو زیر کر کے بانے صاحبقرانی لے لیجیے اگر وہ
نہ دین یا شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ بہکا کر اُنھین نہ دینے دین تو آپ امیر اور شاہزادہ
بدیع الزمان سے مقابلہ کیجیے گا امیر باتوقیر کو وقت مقابلہ ہلاک نہ کیجیے گا کیونکہ وہ بزرگ ہین
اور نسل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہین اُنپر رحم کیجیے گا ورنہ اُنکے قتل کرنے سے باعث
بدنامی کا ہوگا اور شاہزادہ بدیع الزمان جو اُنکی حمایت از راہ حماقت وکبر ونخوت کے کرین
تو انپر ہرگز رحم نہ کیجیے گا نقابدار سرخ پوش نے کہا مین نے قبل ہی سے یہ امر تصور کیے
ہین کہ اگر یون بانے امیر باتوقیر سے ہاتھ نہ آئینگے تو بزور شمشیر لے لونگا وقت مقابلہ میدان
نبرد کو اعدا کی لاشون سے پاٹ دونگا زمین پر دریاے خون بہا دونگا جو سردار براے
مقابلہ سامنے آئیگا اُسے راہ عدم دکھاؤنگا بدخواہون سے کسیکو بھی زندہ نچھوڑونگا اپنا
علم صاحبقرانی بلند کرونگا کیونکہ مین جوان ہون اور شجاعت مین یگانۂ آفاق ہون صاحبقرانی
مجھکو زیب ہی امیر باتوقیر بہت بڈھے ہو گئے ہین بال سفید ہو گئے ہین دست وپا بوجہ ضعیفی
کے کم قوت ہو گئے ہین اُنپر اب صاحبقرانی زیب نہین دیتی ہی یہ کہکر بعد قہر وغضب اپنے نام
نقارۂ جنگی بجوایا ہی اور اِرادہ کیا ہی کہ صبح کو آکر میدان مین خاص امیر سے مقابلہ کرے باقی
خیریت ہی اور ہمنے جو کچھ کہ نقابدار اور دیگر نقابداروں سے سُنا تھا بے کم وکاست اُسیوقت
حضور سے بیان کیا ہی اور خلاف شان امیر باتوقیر کے جو کلمات سُنے تھے وہ بھی عرض کیے
ہین لہذا ایسے کلمات بیان کرنے سے ہم معتوب قرار نہ دیے جائین امیدوار ہین کہ الطاف و
اعطاف وکرم خسروانہ سے ہماری یہ بے ادبی معاف کیجاے ہرکارے تو یہ عرض کر کے دربار
سے نکلکر ایک جانب روانہ ہوے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر باتوقیر نظر کی
امیر باتوقیر نے عرض کی اے ظل اللہ جہان پناہ اِس نقابدار سرخ پوش سے مجھے ایک قسم کی
اُلفت ہی اور اُسکی شوخی وشجاعت پر مجھے حیرت ہی کہ نہین معلوم یہ گل کس بوستان کا ہی اور
یہ سرو کس گلستان کا ہی اُسکی شوخی وشرارت مجھے بہت پسند ہی اور اُسکا قہر وغضب اور خشم بھی

دل کو اچھا معلوم ہوتا ہی چھلا پن بھی اُسکا مرغوب طبع ہی بہادری اور دلاوری مین بھی اِسکی کسیطرح کا
شک نہین ہی یقین ہی کہ میدان نبرد مین بروقت جنگ مثل برق کے کوندتا پھرے چستی و چالاکی
بھی غضب کی بھری ہی جس جانب جاتا ہی مثل خدنگ ہوائی ہو جاتا ہی خداوند عالم اِسکی مرتبہ مجھے
اپنے فضل و کرم سے ایسا کرے کہ یہ نوجوان مجھسے زیر ہو کر میرا مطیع ہو جائے اِسکے مطیع ہو جانے
سے بارگاہ سلیمانی کی رونق دوچند ہو جائیگی قوت اِس سے لشکر اِسلام کی زیادہ تر ہو جائیگی اہالی
کفار پر خوف و رعب لشکر اسلام کا زیادہ ہو جائیگا اور میرا بھی دل اِسکے مطیع ہو جانے سے
نہایت خوش ہوگا یہ کہکر بابیاے بادشاہ لشکر اسلام حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ عنایت
ایزدی و بہ تائید ربانی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے ہرچند کہ نقابدار سرخ پوش شجاع و
بہادر ہی اور پر قوت و نوجوان ہی اور مین ضعیف ہون لیکن اگر پروردگار میرا میری اعانت
اور مدد کریگا تو ضرور اِس جوان نقابدار سرخ پوش پر فتحیاب ہونگا اور اِسکو اپنا مطیع کر کے
خرم و خندان ہونگا ورنہ جو منظور خدا ہوگا اُسکا ظہور ہوگا حق تعالے اِس جوان کے ہاتھ سے
میری عزت و آبرو زیر ہونے سے بچائے کیونکہ یہ جوان نہایت پر قوت و شجاع ہی مین نے
اِسکی شجاعت و بہادری پرستان مین دیکھی ہی دلکو بہت بڑا تردد ہی کہ دیکھیے کل ہنگام نبرد کیا
ہوتا ہی امیر با توقیر یہ فرما کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو نے جا کر نقارہ نوازون کو حکم امیر
با توقیر سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب الحکم چوب اُٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر بہ آواز
بلند جاری کر کے نقارۂ سلیمانی پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی بہادران ہر دو لشکر دونون
طرف طبل حربی و نقارۂ رزمی کے بجنے سے آگاہ ہوے کہ کل صبح کو میدان جنگ مین حریفون سے
مقابلہ ہوگا آتش جدال و قتال جانبین سے شعلہ ور ہوگی برق شمشیر دلاوران ابر سیاہ اور
سحاب میدان نبرد مین خوب چمکے گی پے در پے زخمیون کے زخمون سے زمین پر بارش خون
ہوگی عرصۂ نبرد کثرت خونریزی سے ایسا سرخ ہوگا کہ رشک لالہ زار ہو جائیگا جناب ملک الموت
کا میدان مصاف مین گذر ہوگا کشتون کی روحین قبض کرینگے زخمیون کا زمین مقتل پر رقص
ہوگا جری و بہادر بڑھ بڑھ کر نعرۂ شیرانہ کر کے بدخواہون سے لڑینگے بزدل بخوف جان
میدان جنگ سے بھاگین گے عزت و آبرو اپنی کھوئینگے دلاورون کے سامنے ذلیل ہونگے
جنگاہ مین امتحان کا حال معلوم ہوتا ہی بہادر کا حال وہین ظاہر ہوتا ہی پروردگار ہر ایک لشکر اور
ہر ایک سردار لشکر کی حرب گاہ مین آبرو رکھے ثابت قدمی عطا فرمائے اگرچہ تن سے
سر بھی کٹ جاے وسوسۂ شیطانی اور اہل و عیال کے خیال سے محفوظ رکھے تا کہ قصد بھاگنے
کا میدان جنگ سے نہ کرے یہ خیال کر کے اُسوقت سے سامان جنگ و جدال مین معروف
ہوے ہر ایک دلاور اور بہادر اپنی اپنی تلوار صیقل کر کے آبدار کرنے لگا کماندار اپنی
کمانون کو درست کرنے لگے تیرونکو ترکشون مین بھرنے لگے یہانتک کہ وہ دن گذرا
اور شام سیہ فام نے اہل جہانکو اپنی صورت دکھائی اُسوقت بھی جوانان ہر دو لشکر صفا
آلات حرب و ضرب سے بازنہ کر درستی سامان جنگ و جدال مین تمام شب معروف و مشغول

رہنے کا ارادہ کیا دونون لشکرون مین نوجوانان لشکر سامان جنگ مین مصروف ہین انکو تو جدال و
قتال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال دوسرا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو بحکم امیر باتوقیر نقارہ
نوازونکو حکم نقارہ نوازی کا دے چکے اور انھون نے نقارہ حربی بجایا خواجہ وہان سے داخل
دربار ہوے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ کل نقابدار سرخ پوش سے
اور ہمسے مقابلہ ہی لیکن نہین معلوم کس وجہ سے مجھکو اُس سے ایک اُلفت ہی دو بار ہم تمسے قبل
بھی کہہ چکے ہین اور اب بھی کہتے ہین کہ اِس نقابدار کا نام دریافت کرو اور اِس امر سے بھی
مجھے باخبر کرو کہ یہ جوان کس قوم و قبیلے سے ہی ایسا نہ ہو کہ ہنگام مقابلہ بے جانے اور بے پہچانے
یہ بہادر میرے ہاتھ سے مارا جائے اور بعد قتل ہو جانے کے اِسکا نام دریافت ہو اور پھر
معلوم ہو کہ یہ ہماری نسل سے تھا تو ہمکو از حد ملال ہوگا اور خنجر سے اپنے تئین خود ہلاک کرنا
پڑیگا جسطرح سے کہ بے جانے اور بے پہچانے رُستم نے اپنے فرزند کو ہنگام مقابلہ بعد زیر کرنیکے
اُسے خنجر سے ہلاک کر ڈالا تھا یعنی دل و جگر اُسکا خنجر آبدار سے فگار کیا تھا اور سہراب نے
ایک آہ سرد بھر کے اُسوقت یہ کہا تھا کہ ای پہلوان جہان جاکر تو چھپیگا میرا باپ تجھکو تلاش
کر کے ضرور قتل کر ڈالیگا اُسدم رُستم نے پوچھا تیرے باپ کا کیا نام ہی سہراب نے کہا تھا کہ
میرے باپ کا نام رُستم پیلتن ہی اُسنے یہ سُنکے پوچھا تھا کہ رُستم کی تیرے پاس کوئی نشانی بھی ہی
سہراب نے جواب دیا تھا کہ میرے بازو پر مہرہ بندھا ہی لیکن اتنی قوت نہین ہی کہ اُسے اپنے
بازو سے کھولون اور تجھے دکھاؤن اُسوقت مغموم ہو کر رُستم نے اُسکے بازو سے وہ مہرہ
کھولا اور پہچانا کہ یہ مہرہ مین شاہ سمنگان کی دختر کو دے آیا تھا اور اُس سے کہدیا تھا کہ اگر
لڑکا پیدا ہو تو یہ مہرہ اُسکے بازو پر باندھ دینا پس اُس مہرے کو دیکھکر رُستم نے خنجر کھینچکر چاہا
تھا کہ اپنے تئین ہلاک کرون لیکن چند نامی پہلوانون نے منہایت گریہ و بکا کرکے اُسکے ہاتھ
سے خنجر لے لیا تھا اور رُستم کو ہلاک ہونے سے باز رکھا تھا مگر مین ایسی حالت مین اپنے تئین
ضرور ضرور ہلاک کرونگا کسیکا کہنا نہ مانونگا اگر بعد اِسکے ہلاک کرنے کے ہمین معلوم ہوگا کہ یہ
جوان ہمارا فرزند یا پوتہ تھا تو ہمکو اپنا جینا دشوار ہوگا کھانا پانی حرام ہو جائیگا پس ای خواجہ
مین چاہتا ہون کہ قبل مقابلہ نقابدار سرخ پوش کا نام اور حسب و نسب اُسکا تم جاکر کسیطرح
دریافت کر آؤ اور مجھسے آکر کہدو تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ جوان ہماری نسل سے ہی یا
نہین اور ای خواجہ عجب نہین کہ یہ بہادر ہماری ہی نسل سے ہو کیونکہ علامتین اِسمین ایسی
پائی جاتی ہین کہ اُنسے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہماری نسل سے ہی ہرچند کہ منھ پر نقاب ڈالے ہی
منھ چھپائے ہی مگر شجاعت و بہادری اور دیگر باتین اِسمین ایسی ہین جنسے گمان ہوتا ہی کہ
ہمارے خاندان سے ہی بلکہ یقین ہوتا ہی کہ ضرور ہماری نسل سے ہی خواجہ تمھارا بہت بڑا
احسان ہوگا اگر تم اِس جوان شجاعت نشان کا نام نامی دریافت کرلاؤ اور خاندان سے بھی اِسکے
آگاہ ہو کر مجھے اطلاع دو عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ای صاحبقران زمان یہ کام سہل نہین
ہی بلکہ ایک امر اہم ہی مجھے اپنی زندگی سے بیزاری نہین ہی کہ اِس کام کے واسطے مین جاؤن

اور مار ڈالا جاؤن تمھارا کچھ حرج نہ ہوگا میری جان مفت جائیگی ایک مرتبہ ایسا ہو ہی چکا ہی کہ
آپ کے حکم سے اِسی نقابدار کا نام دریافت کرنے کو گیا تھا ہرچند مین نے پوچھا تھا مگر اِسنے
نہ بتایا تھا اور کہا تھا کہ امیر باتوقیر سے جاکر کہدینا کہ اگر بہتری اپنی منظور ہی تو جلد بانے
صاحبقرانی کے مجھے بلا عذر وتکرار دیدین ورنہ بزور شمشیر لے لونگا اور یہ بھی اُسنے بروقت
نام دریافت کرنے کے کہا تھا کہ میرا نام بیکار دریافت کرتے ہو نام بہادرونکا باڑھ سے
تلوار کی اور شجاعت وجوانمردی سے اسقدر دریافت ہو جاتا ہی کہ یہ مرد میدان نبرد ہی اور
اسیقدر دریافت کرنے والے کو کافی ہی مین نے مکرر پوچھا تھا اور کہا تھا کہ ای نقابدار
تیرا نام کیا ہی مجھسے صاف صاف بتادے اِسمین تیرا کیا نقصان ہی جبتک تو اپنا نام نہ بتائیگا
مین بھی تیرے ساتھ چلا آؤنگا بغیر نام دریافت کیے تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا اور نہ جاؤنگا مجھے
خوب یاد ہی کہ اُسنے غضبناک ہوکر کمان دوش سے لی تھی اور چلۂ کمان مین تیر جان ستان
جوڑکر مجھے تاکا تھا اور قصد مصمم میرے ہلاک کرنے کا کیا تھا اگر مین اُسوقت مثل صرصر وہانسے
نہ چلتا اور مانند بزدلون کے نہ بھاگتا تو اُسنے مجھے مار ہی ڈالا ہوتا خدا نے اُس روز بڑا اپنا
فضل وکرم میرے شریک حال کیا کہ جان میری اُس مریخ سیرت اور شیر صولت سے بچائی
ورنہ ابتک گوشت اور پوست میرا کیڑے کھاجاتے اکثر استخوان بھی باقی نہ رہتے نہین معلوم
قبر بھی میسر ہوتی یا نہ ہوتی لاشہ میرا درندے تمام صحرا مین گھسیٹتے پھرتے وہان میرا کون ایسا
معین ومددگار تھا جو اُس صحرا سے میری لاش اُٹھاکر لاتا اور غسل وکفن دیکر دفن کرتا کسکو
آگاہی تھی کہ عمرو پر یہ سانحہ گذر گیا آپ ایک عرب بے مروت طوطا چشم ہین میرا خیال بھی ہرگز
نہ کرتے میری لاش کی جستجو بھی نہ کرتے میرے غم والم مین گھڑی دو گھڑی گریہ وبکا بھی نکرتے
دوچار قطرے آنسوؤن کے بھی میرے رنج وصدمے مین آنکھون سے نہ نکالتے مین مرکے
پھر زندہ نہ ہوتا جان شیرین مفت جاتی تا قیامت اپنی جان یون جانیکا غم والم رہتا آپ
سورۂ فاتحہ بھی پڑھکر اُسکا ہدیۂ ثواب میری روح کو نہ بخشتے پس یہ وہی نقابدار سرخ پوش
ہی مین اس سے بہت ڈرتا ہون ہرگز اُسکا نام دریافت کرنے نہ جاؤنگا کیونکہ ضرور ہی مین
مار ڈالا جاؤنگا اکی مرتبہ یہ شعلہ خو آتش مزاج مجھے زندہ کسیطرح نہ چھوڑیگا ای امیر باتوقیر
میری طرح آپ بھی اُس نقابدار تہور شعار سے ڈریے اُس سے ہرگز مقابلہ نہ کیجیے خود اپنے
حال پر رحم کیجیے بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اُس سے خائف ہوکر خانۂ کعبہ مین بھاگ
جائیے خدا کے گھر مین جاکر پناہ لیجیے چونکہ وہان خونریزی کا حکم نہین ہی اِسوجہ سے عجب نہین
کہ آپ کی جان بچ جائے اور یہ مریخ خو وہان جاکر آپ سے کینہ خواہ نہو اور اگر خانۂ کعبہ جانا
آپکو منظور نہ ہو اور جان وآبرو اپنی اِس حریف سخت اور بدخواہ زبردست سے بچانا مقصود
ہو تو جلد بانے صاحبقرانی کے مجھے دیدیجیے مین دست بستہ اُسکی خدمت مین جاؤن اور صاف
صاف اُس سے کہدون کہ چونکہ تمنے بانے صاحبقرانی کے امیر باتوقیر سے طلب کیے تھے اور
اُنھون نے پہلے کسی وجہ سے نہین دیے تھے تمنے برہم ہوکر طبل جنگی اپنے نام پر بجوایا اور

ارادہ کیا کہ امیر سے مقابلہ کرون یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے امیر نے سُنکے تھے نہایت خائف ہوگئے
اور اپنی جان و آبرو جانیکا خیال کرکے اِس پردۂ شب مین اور اِس تاریکی مین رات کی تمام بانے
صاحبقرانی کے میرے ہاتھ تمھاری خدمت مین بھیجے ہین اور بہ منت و عاجزی یہ کہا ہی کہ یہ بانے
صاحبقرانی کے لیکر ہمسے جنگ و جدال موقوف رکھو ہمکو اپنا مطیع و فرمانبردار جانو ہرچند کہ تم
چھوٹے ہو اور ہم بزرگ ہین مگر چونکہ تم ہمسے قوت اور شجاعت دلاوری مین بڑے ہو اسوجہ سے
ہم تمھاری اطاعت کرنے کو بھی موجود ہین عجب نہین کہ اِس تدبیر سے اور اِس طرح میرے کہنے
سے اُسے رحم آجائے اور آمادۂ صلح ہو آپ کی جان اُس نقابدار بہادر کے ہاتھ سے بچ جائے
امیر باتوقیر نے مسکرا کر خواجہ سے فرمایا کہ ایسی باتین بیہودہ زبان پر جاری نہ کرو مجھے تم اُسکی
شجاعت و دلاوری سے نہ ڈراؤ ایسی تمھاری بیہودہ گفتگو کرنے سے ہمپر صاف صاف واضح
ہوگیا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ ہم بغیر کچھ لیے اُسکے نام کو جاکر دریافت نہ کرینگے خیر اگر تمھاری یہی
تمنا ہی تو ہزار روپے تمکو ہم اُسوقت دینگے کہ جب تم ہمارے حسب دلخواہ اُسکا نام اور اُسکے
حسب و نسب سے ہمین آگاہ کروگے خواجہ ہزار روپے کا ذکر سُنکے بہت خوش ہوے لالچ سے
مُنھ مین پانی بھر آیا عرض کی کہ ای امیر باتوقیر ہرچند کہ نقابدار کے پاس جانا اور اُس سے اُسکا
نام و نسب دریافت کرنا امر محال ہی اور خالی خوف و خطر جان سے نہین ہی لیکن بموجب آپ کے
ارشاد کے ابھی جاتا ہون روپیہ جو آپ نے دینے کو کہا ہی وہ مجھکو اِسی وقت دیدیجیے تاکہ مین
اپنے اہل و عیال کو دیجاؤن مبادا جاکر زندہ وہان سے نہ آؤن تو بعد میرے میرے اہل و عیال
چندے فاقہ کشی کے صدمے سے محفوظ رہین اِسطرح خواجہ کے کہنے سے حمزۂ صاحبقران
بہت مسکرائے اور فرمایا کہ ای خواجہ تم بڑے لالچی ہو اور نہایت طامع ہو تمکو کسی کا اعتبار نہین
مثل اور دغابازون اور جعلسازون اور بے ایمانون کے مجھکو بھی سمجھتے ہو ہمکو صادق الاقرار
نہین جانتے ہو یہ سنکر خواجہ نے کہا آپ آقائے نامدار مین میرے مالک ہین مین آپ کو کیونکر
جھوٹا کہہ سکتا ہون میری کیا مجال ہی اور کیا ہستی ہی مین نے اپنے اہل و عیال کی تکلیف کی وجہ
سے کہا کہ بعد میرے جانے کے میرے اہل و عیال کو تکلیف نہ ہو یہی باعث اول روپیہ طلب کرنیکا
ہوا ورنہ مجھکو کوئی خواہش اپنے نفس کے لیے نہ تھی صاحبقران زمان نے فرمایا خیر ہم تمکو
اِسیوقت روپیہ دیے دیتے ہین مگر اِس شرط پر کہ اگر حسب دلخواہ ہمارے کام نہ کروگے تو
کل روپے تمسے واپس لیے جائینگے خواجہ نے اِقرار کیا امیر باتوقیر نے خزانہ دار کو حکم دیا اور
زر مذکور طلب کیا خزانہ دار نے فوراً روپیہ لاکر حاضر کیا صاحبقران زمان نے روپیہ شمار کرکے
خواجہ کو دیا خواجہ نے روپیہ لیکر داخل زنبیل کیا خوشی خوشی دربار سے نکلے ایک گوشے
مین جاکر شکل اپنی بصورت ایک قلندر کے بنا کر اور لباس قلندرون کے مانند زیب تن کرکے
جانب لشکر نقابدار سرخ پوش روانہ ہوے جب لشکر مین پہونچے دیکھا چبوترہ کوتوالی ہی
ایک نقابدار عیار چوبی کرسی پر بیٹھا ہی قریب اُسکے اور چند عیار بیٹھے ہین باہم کچھ باتین کرتے
ہین نقابدار عیار ایسا ہوشیار ہی کہ باتین عیارون سے کرتا جاتا ہی اور چارون طرف دیکھتا بھی

جاتا ہی گویا مثل ناتوانون کے دُبلا اور پتلا ہی اور چھوٹی چھوٹی آنکھین مثل ذرون کے زیر نقاب
چمکتی ہوئی نظر آتی ہین لیکن بلا کا ہوشیار اور چالاک ہی پھرتی رگ رگ مین بھری ہوئی ہی خواجہ
اُسے دیکھکر خیال کرنے لگے کہ یہ عیار دست وپا اور دیگر اعضا مین میرے اعضا سے بہت مشابہ
ہی چہرے کا حال نہین معلوم کہ صورت کیسی رکھتا ہی عجب نہین ہی کہ ہماری ہی نسل سے ہووے
یہ خیال کرکے اِرادہ کیا کہ کوتوالی چبوترے کیطرف سے لشکر نقابدار مین جانا اچھا نہین مبادا
یہ نقابدار عیار مجھے پہچان لے اور گرفتار کرلے تو اچھا نہ ہوگا یہ مضمون ذہن نشین کرکے
خواجہ نے وہ راہ چھوڑکر دوسری راہ اختیار کی تھی کہ نظر اُس نقابدار عیار کی قلندر مذکور
پر پڑی وہ عیار جو اُسکے پاس بیٹھے تھے اُنسے کہنے لگا کہ یہ جو قلندر جاتا ہی اِسکی رفتار سے ایسا
ثابت ہوتا ہی کہ یہ بھی عیار ہی یا کوئی چور ہی کبھی اِسکو ہمنے اپنے لشکر مین نہین دیکھا ہی آج ہی یہ
آیا ہی لہذا ہم کہتے ہین کہ جلد جاؤ اِس قلندر کو ہمارے پاس بلاکر جسطرح ہو لے آؤ وہ عیار فوراً
حسب الحکم نقابدار عیار کے گئے اُسکے قریب جاکر کہا میان قلندر صاحب آپ کو چبوترہ کوتوالی پر
نقابدار صاحب جو ہمارے افسر ہین بلاتے ہین قلندر مذکور نے اُنسے کہا بابا مین فقیر ہون مجکو
اُنسے کیون بلایا ہی مین نہ جاؤنگا اُنھون نے کہا نہین تمکو ضرور چلنا پڑیگا جب قلندر نے دیکھا
کہ بغیر جائے چارہ نہین ہی ناچار ہوکر کہا اچھا بابا چلو کچھ فقیر کو اپنے مالک سے بھوجن دلوا
دینا میری نگی کو بھجوا دینا فقیر کا مطلب پورا کرا دینا آج ابتک مین نے کچھ بھوجن نہین کیا ہی
بھوک کے مارے عجب حال ہی چلنا محال ہی جینا وبال ہی اُنھون نے جواب دیا کہ تم چلو تو
وہان تمھین سیدھا دلوا دیا جائیگا یا کھانا لے لینا پیٹ بھر کھا لینا اور باندھکر لیجانا تم تو خود ہی سیدھے
ہوے جاتے ہو قلندر نے کہا بابا فقیر سے بھوک کے مارے سیدھا نہین ہوا جاتا تم فقیر
سے بچے ہوکر ہنستے ہو سیدھا ہمین دینے کو کہتے ہو ٹیڑھی باتین کرتے ہو تمھین فقیرونسے
ہنسنا لازم نہین ہی جاؤ اپنا سیدھا راستہ لو فقیر سے نہ ہنسو اُنھون نے جواب دیا کہ اِسمین
ہنسنے کی کونسی بات ہی سیدھا اُسے کہتے ہین کہ جو جنس خشک بغیر پکائے کسیکو دیجاوے
پس اگر جنس اور غلہ خشک تمکو دیا جائیگا تو اُسکے لینے مین تمکو کیا تامل وتکرار ہی قلندر نے کہا
بچا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُس سے ایک پہلو ذم کا بھی نکلتا ہی اور وہ ذو معنی ہوتی ہی مین
سیدھے کے معنی کچھ اور سمجھا تھا تمنے اور معنی بیان کیے خیر ایسا ہی ہوگا تمنے اِسی معنی پر
کہا ہوگا یہ کہکر اُنکے ہمراہ ہوا جبکہ کوتوالی چبوترے پر پہونچا نقابدار عیار نے کہا بیٹھ جاؤ
ہمین تمسے کچھ پوچھنا ہی قلندر مذکور بیٹھ گیا نقابدار عیار نے پوچھا کہو قلندر صاحب تمھارا آنا
کہان سے ہوا اور کہان جاؤ گے نام تمھارا کیا ہی اُسنے جواب دیا بچا جہان سے سب آئے
ہین وہین سے مین بھی آیا ہون اور جہان سب جائین گے وہین مین بھی جاؤنگا اور نام میرا
پُنسرو ہی نقابدار عیار یہ سنکے مسکرایا پھر پوچھا تمنے کس کس ملک کی سیر کی ہی قلندر نے جواب دیا
بابا فقیر بہت سے شہرون مین گیا ہی خوب خوب سیر کی ہی عجائب وغرائب اکثر نظر سے گذرے
ہین اہل دولت وثروت سے زر وجواہر پایا ہی اب سیر کرتا ہوا اِدھر بھی آنکلا ہون چندے

یہان رکھکر اور کسیطرف چلاجاؤنگا نقابدار عیار نے مسکرا کر کہا اچھا کچھ اِسوقت گاؤ دل ہمارا خوش
کروایسا کچھ ہم تمکو دینگے کہ تم بھی کیا یاد کروگے کہ ہان کسینے ہماری قدردانی کی تھی قلندر نے کہا بابا
سچ مچ کچھ دوگے یا فقیر سے دل لگی کرتے ہو اُسنے جواب دیا ضرور تمکو دینگے تم گاؤ تو سہی قلندر نے
دوتارا اُٹھا کر گنگنا کر پوچھا بابا کیا گاؤن نقابدار عیار نے کہا کوئی غزل عاشقانہ گاؤ کہ ہم اُسی کے
سننے کے مشتاق ہین اُسنے یہ غزل دوتارا بجا کر گانا شروع کی غزل

کاٹتے اپنا گلا ہمکو جو خنجر ملتا
دہن یار نہ آنکھوں کو دکھائی دیگا
کوئی ایسا تو نہین مجھکو کبوتر ملتا
فی الحقیقت تری زلفونکی جو ہوتی خوشبو
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
نقش بد نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی
جھک کے اُس سرو روانسے ہی صنوبر ملتا
عید کا روز ہو مسکین ہین فطرہ لیتے
زہر ہو کر ہی مجھے قند مکرر ملتا
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا
نالہ بلبل کا نہ سُنتا یہ غرور آجاتا
تنگ ہون گنبد گردونکا نہین در ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آئینہ حسن
چرخ کو سیر لیطر جسے کبھی چکر ملتا
وجیہان خوب ہی بیتا مین بہار گلشن

تیرے مستانوں کو جنت مین کہین گھر ملتا
زندگی ہین ہو سکے چشمہ کوثر ملتا
وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
مشک ملتا نہ کیکو نہ تو عنبر ملتا
خلعت بال ہما دیکے رواد کرتے
سیکڑون مہرہ گل ہے مجھے ششدر ملتا
دل بہت سینے مین بیتاب ہے اُسیر گہتے
خیر خم مجکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
بادشہ حسن نے ای یار بنایا ہے تجھے
سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال سپر
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا
ای پری شیفتہ ہوتے ترے جن والتا
آئنے کو بھی ہر اقبال سکندر ملتا
کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ دیدین
مجھکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

عشق ورزیگا انکا بڑا ابھی کوئی دم بھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام کوثر ملتا
ہاتھ پڑ جھکے اُس ترک کو دیتا خط شوق
ہر نگہ ہی گلے سے مرے اُٹھکر ملتا
واہ رے پست و بلند رہ اُلفت آئین
نامہ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا
سامنا آنکھ اُٹھا کر نہین نرگس کرتی
صبر سے بھی کوئی بیماری سا جو تم ملتا
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتی ہین
خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو مجھے منبر ملتا
نہ کیا تو نے تعین بھی مکان کا ورنہ
تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا
وحشت دلکا تقاضا ہے نکل چلنے کا
عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا
بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
بتواضع بھی ہے مفلس سے تونگر ملتا

جب قلندر مذکور لحن داؤدی
مین یہ غزل گا چکا نقابدار عیار نے اُسکی اِسطرح سے تعریف کی کہ واہ قلندر صاحب آپ خوب
گاتے ہین علم موسیقی مین آپ کو کمال حاصل ہے دیگر اشخاص کہ گانا سننے کو کھڑے ہوگئے تھے اُنھون
نے بھی قلندر کی کمال ہی تعریف کی قلندر نے نقابدار عیار سے کہا بابا اب مجھے رخصت کر
جو کچھ دینا ہے وہ مجھے دیدے اور یہ بتادے کہ یہ لشکر کسکا ہے اُسکا نام کیا ہے اور وہ کس خاندان کا
ہے نقابدار عیار نے ہنسکر کہا شہر و دیتے ہین اور صاحب لشکر کا بھی نام اور خاندان بتاے
دیتے ہین قلندر یہ سُنکے خوش ہوا اُدھر عیار نقابدار نے دیگر عیاران ہمراہی کو اِشارہ دیا کہ حلقۂ
کمند مین اِسے گرفتار کر لو جانے نہ دو اُنھون نے فوراً پشت قلندر سے حلقے کمند کے قلندر کی
گردن مین ڈالدیئے اور جھٹکا دیا قلندر حلقہ ہاے کمند مین اسیر ہو کر یون فریاد کرنے لگا کہ اے
نقابدار کس جرم و خطا پر مجھکو اسیر کیا ہے بابا مین نے تیری کیا تقصیر کی ہے تیرے کہنے سے تیرے
سامنے اتنی دیر تک گایا کیا اس نیکی کے عوض مین یہ بدی تو نے مجھسے کی ہے بچا فقیر کی بد دعا نے

اسنے کہدے کہ مجھے چھوڑ دین اب مین زروجواہر کا بھی طالب نہین پہلے تجھسے مانگتا تھا اب کچھ بھی نہین
انگتا ہون کیون مجھسے ناراض ہوتا ہو کیون فقیرون اور غریبون پر ظلم کرتا ہو بعد مرنے کے خدا کو
کیا جواب دیگا او جوانامرگ ہمسے محتاجون پر یہ تعدی روا رکھتا ہو اچھا نہین کرتا ہو عیار نقابدار
نے ہنسکر کہا او عیار کیون باتین مکاری کی کرتا ہو مین خوب تجھے جانتا ہون تو نامی عیار اور بڑا دغاباز
ہو اس لشکر مین واسطے عیاری کے آیا ہو رازکی باتین دریافت کرتا ہو دیکھ تو تیرے حق مین کیا
ہوتا ہو یہ کہکر قلندر رندکور کو پکڑکر دربار نقابدار سرخ پوش مین لیگیا اور دست بستہ عرض کی
کہ یہ ایک نامی عیار ہو واسطے عیاری کے یہان آیا تھا مین نے اِسے گرفتار کیا ہو اور جھک کے
آہستہ کان مین کہا یہ قلندر بنے ہوے خواجہ عمرو ہین ذرا انکو دھمکا دیجے گا نقابدار سرخ پوش
جب قلندر کے احوال سے بخوبی آگاہ ہوے بظاہر غصے سے پوچھا سچ کہو اے قلندر تو کون ہو
بظاہر تو عیار معلوم ہوتا ہو یقین ہو کہ تو عمرو ہو تجھے یہان آنے کی اِسطرح سزا دیجائیگی کہ پوست
تیرے اعضا کا پارہ پارہ کیا جائیگا قلندر نے کہا اے نقابدار بہادر آپ نے یہ کیا کہا امربیل اور
پارہ یہ تو بنیے کی بات کہی با باشاید تو صاحب اکسیر ہو انھین دو سے سونا بنتا ہو اور بھی ایک
آدھ بوٹی اسمین ہو اُس سے بھی تو آگاہ ہوگا تیری خوش اقبالی مین اور شجاعت و بہادری مین
کسی طرحکا شک نہین ہو خدا تجھے بقاے زمین و آسمان تک بدولت و اقبال زندہ رکھے اور
دشمن تیرے مقہور رہون نقابدار سرخ پوش نے ہنسکر کہا قلندر صاحب کیا امربیل اور پارہ
سے سونا بنتا ہو تمھین اِسکی ترکیب بنانے کی معلوم ہو اُسنے عرض کی کہ یہ نسخہ نہایت مجرب و آزمودہ
ہو مین نے بارہا بنایا ہو مرشد نے میرے مجھے بتایا ہو اگر پارہ تھوڑا سا مجھے منگوا دیجیے مین ابھی
سونا بناکر دکھادون غرضکہ نقابدار سرخ پوش نے اُسیوقت پارہ اُسے منگوا دیا نقابدار
عیار نے ہرچند عرض کی کہ یہ عیار مکار ہو کوئی عیاری کریگا اکسیر خاک بنائیگا اِسکی باتون پر آپ
عمل نہ کیجیے لیکن نقابدار سرخ پوش نے کہنا اُسکا نہ مانا اِس خیال سے کہ سردربار میرے روبرو
یہ کیا عیاری کریگا قلندر رندکور نے پارہ پاکر اپنی جھولی سے کچھ پتیان تر و خشک نکالین اور
کچھ دوائیان پسی ہوئی بھی نکالین پھر پارے کو ایک ظرف آہنی مین کرکے اُس ظرف کو
آگ پر رکھا اور وہ پتیان اور دوائیان پارے پر ڈالنا شروع کین دھوان بکثرت اُس
ظرف آہنی سے جو پیدا ہوا وہ دربار مین پھیلا جسکے دماغ مین اُس دھوئین نے سرایت کی
وہ فوراً بیہوش ہوگیا یہانتک کہ نقابدار سرخ پوش اور جملہ اہل دربار اور عیار نقابدار
سب بیہوش و مدہوش ہوگئے اُسوقت قلندر نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آہ
غضب کیا تھا اِس عیار نقابدار جوانامرگ نے کہ مجھے پکڑ لیا تھا یہ نعرہ کرکے پہلے طمع دنیوی سے
اُٹھکر دربار مین فرش پر جو میر فرش یاقوت کے تھے اُنھین اُٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ
نے چاہا کہ نقابدار سرخ پوش کے چہرے کو دیکھ لون صورت اُسکی پہچان لون بعد ازان
دربار کو اچھی طرح لوٹنا نقش بوریا تک زمین پر باقی نہ رکھتا یہ امر ذہن نشین کرکے خواجہ
اُٹھے اور قریب تر نقابدار سرخ پوش کے جاکر ایک بند نقاب کھولا ابھی اور بند نقاب

کھولنے نہ پاے تھے اور شکل نقابدار سرخ پوش دیکھنے نہ پاے تھے کہ ناگاہ غضنفر تیغ زن سردار نامی لشکر نقابدار سرخ پوش کا داسطے کچھ عرض کرنے کے دربار مین آیا یہان دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین لیکن ایک قلندر بند نقاب میرے مالک و آقا کے کھول رہا ہی دیکھکر شیرانہ نعرہ کیا اور کہا او قلندر معلوم ہوا کہ تو عیار ہی اور بہت بڑا چھٹا ہی دربار لوٹنے کی فکر مین ہی مگر میرے سامنے کیا مجال تیری کہ تو دربار کو لوٹ سکے یہ کہکے تیغ آبدار کھینچکر خواجہ کیطرف چلا خواجہ عمرو اُسے دیکھکر وہان سے بھاگے دربار سے نکلکر ایک جانب بشکل مسافر روانہ ہوے ادھر سردار مذکور نے اور افسران فوج کو اور عیارون کو بلایا اُنھون نے آکر یہ حال دیکھکر فلیتہ رفع بیہوشی سے ہر ایک کو ہوشیار کیا از آنجملہ عیار نقابدار بھی ہوشیار ہوا اور اُسکی عیاری سے آگاہ ہوکر غضنفر تیغ زن سے پوچھا وہ قلندر بھاگ کر کدھر گیا اُسنے کہا اسطرف گیا ہی یہ وہ بھی ایک خواص کی شکل بنکر اُسیطرف بصد عجلت روانہ ہوا دور سے دیکھا کہ ایک مسافر کچھ گٹھری وغیرہ کا پشت پر بار رکھے ہوے پنکھا ہاتھ مین لیے ہوے جاتا ہی یہ اُسکے تعاقب مین چلا وہ مسافر چلا جاتا تھا اثناے راہ مین ایک ڈیرا و بھاتی رنڈی کا پڑا تھا اور اُسوقت وہ تعلیم لے رہی تھی اور یہ غزل بآواز بلند گا رہی تھی

غزل

بنگلی قند کی مٹھائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا
جستجو نے مری بڑھائی بات
نہ کسیکو کوڑی کمی سمجھنے ++
تنگ ہو ہو کر بھی سمائی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی +
کرنے دیتی نہین رکھائی بات
بک گئے تم کناۓ مین کیا کیا
غنچے سے منھ مین رنگ لائی بات
تیرے شیرین کلام کو سنکر

دہن یار مین نہ آئی بات
یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات
کھیل زلفونکو ہی اُلجھ پڑنا
نہ کسیکی کڑی اُٹھائی بات
درد دل کہنے مین ہی کیا پس و پیش
جب سنائی نئی سنائی بات
چشم پوشی ہی پھر اُن آنکھونکو
نہ کسی نے تمھاری پائی بات
یہ صدا آتی ہی خموشی سے
پھر نہ آتش کسیکی بھائی بات

لب شیرین تک اُنکے آئی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات
قصہ کوتہ دہان یار کا تھا
اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا
کہے جاتی ہی منھ تک آئی بات
وہم ہی چین جبین یار سے بند
سرمے نے بھی نہ یہ سجھائی بات
تم جو گویا ہوے تو پھول جھڑے
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

مسافر مذکور طوائف خوش گلو کے گانے کی آواز سنکے ڈیرے کو دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ تم عجب ساعت بد مین نکلے تھے دربار نقابدار سرخ پوش مین سواے میر فرش کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا اور جس مطلب کے واسطے ادھر آئے تھے وہ مطلب بھی نہ نکلا اسوقت اِس رنڈی کے ڈیرے مین چلو کچھ مکاری اور فریب کی باتین کر کے عیاری کرو کچھ تو مال رنڈی سے پیدا کرو خالی ہاتھ یہان سے نجاؤ یہ باتین اپنے دل سے کر کے اُس رنڈی کے ڈیرے مین گئے سازندے دیکھکر کہنے لگے کہ آئیے تشریف رکھیے مسافر مذکور نے اُنسے کہا مجھے گانا سننے کا شوق ہی حالانکہ عالم مسافرت مین ہون لیکن اِسطرف سے جو گذر ہوا گانے کی آواز سنکے چلا آیا یہ کہکے بیٹھ گئے اور رنڈی سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیوی آواز تو تمھاری بہت اچھی ہی علم موسیقی مین بھی کچھ معلومات

موافق تمھاری لیاقت کے ہر لیکن مبتلاے بلاے افلاس ہو زیور و لباس بھی اچھا تمھارے پاس نہین ہو ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ تمھارے ستارے فی الجملہ ناقص ہین رنڈی اور سازندے مسافر مذکور کی گفتگو سُنکے گویا ہوے کہ شاید آپ کو علم نجوم مین دخل ہو بیشک میان صاحب ہم سب افلاس مین مبتلا ہین لاکھ تدبیرین کرتے ہین مگر دام افلاس سے کسیطرح نہین نکلتے ہین آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر ہمارے اوپر عنایت و مہربانی ہوگی کچھ اِسوقت اپنے علم کی روسے بتایئے دفع افلاس کی تدبیر سے آگاہ کیجیے کوئی صدقہ یا کوئی تعویذ اور دعا ایسی بتایئے اور دیجیے کہ ہمارا افلاس دفع ہوجاوے آپ کا نہایت احسان ہوگا مسافر مذکور نے اُنکی تقریر سُنکے ایک کتاب اپنے پاس سے نکالی اور قلم دوات وکاغذ بھی نکال کے کتاب کھولی اُس رنڈی کا نام پوچھا زائچہ کھینچکر فکر و غور کرکے احکام ہر ایک ستارے کے جو اِسکی راس سے متعلق تھے بیان کیے اور کچھ صدقہ بھی اُتارنے کو کہا اور یہ بھی بیان کیا کہ بعد سات ماہ کے یہ نحوست کے دن نکلجائین گے یہ کہکر سازندون سے کہا اِسوقت مین دور سے آتا ہون ایک منزل راہ طے کی ہو کسل وکاہلی از حد ہو اگر اِسوقت دو تین جام شراب کے پیتا تو یہ کسل دفع ہوجاتا چونکہ وہ رنڈی اور وہ سازندے سب کے سب میخوار تھے بوتل مین شراب بھری رکھی تھی اور جام بھی موجود تھا رنڈی نے میان نجومی مذکور سے خوش ہوکر بوتل شراب کی اُٹھائی اور جام لاکے حوالے کیا نجومی مذکور نے شراب کی بوتل مین نمک سرکاری یعنی بیہوشی سبکی آنکھ بچاکر کثرت سے ملاکر چاہا تھا کہ رنڈی اور تمام سازندون کو پلاکر سب مال و اسباب لوٹ لیجیے ناگاہ وہ خواص جسکا قبل ذکر کیا تھا رنڈی کے ڈیرے تک آیا اور آگے جاتے اُس مسافر کو نہ دیکھکر سوچنے لگا کہ مسافر یہین تک آکے غائب ہوگیا ہو دیکھو شاید اِس ڈیرے مین ہو یہ سوچکر اُسی ڈیرے مین آیا جہان وہ مسافر یعنی نجومی مذکور بیٹھا تھا اور کتاب نجوم کی بھی پاس رکھی تھی اور بوتل بھی شراب کی نجومی کے ہاتھ مین تھی جام روبرو رکھا تھا خواص مذکور نے اُسے دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی قلندر ہو یہ جانکر خاموش رہا اور رنڈی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا بی بی تم کہان کی رہنے والی ہو یہان لشکر نقابدار سرخ پوش مین کب سے آئی ہو اُسنے جواب دیا تمھین اِس دریافت کرنے سے کیا نفع ہوگا اور یہ حال بیان کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا خواص نے کہا مین چندروز سے نقابدار سرخ پوش کا ملازم ہون اگر تمھارے نام سے آگاہ ہونگا اپنے مالک سے موقع عرض کرنے کا پاکر تمھارا ذکر کرونگا اگر اُنھون نے تمکو طلب کیا اور تمھارا اُنکا ناسا تو بہت کچھ زر و جواہر تمھین انعام مین ملیگا اور اگر تمپر اُنکی طبیعت آگئی تو واہ کیا پوچھنا تمام زر و جواہر جو نقابدار موصوف طلسم افراسیابی کو توڑ کر لایا ہو وہ بس تمھارا ہی ہو رنڈی یہ احوال سُنکے بہت خوش ہوئی اور کہا آؤ میان میرے پہلو مین بیٹھو اکثر یہان آیا کرو مجھے اپنا تابعدار جانو کسی بات مین مجھے تمسے عذر نہین ہو اگر تم مجھے نقابدار سرخ پوش تک پہونچاؤگے تو مین تمھاری لونڈی ہوجاؤنگی یہ کہکر اُسنے کہا سنو میان میرا نام بسنتی جان ہو رہنے والی سنترکھ کی ہون اکثر ملکون اور شہرون مین سیر کرتی ہوئی جابجا امیرون اور رئیسون کے

یہان مجرا گرتی ہوئی یہانتک آئی ہون خواص نے اُسکی تقریر سُنکے پوچھا یہ صاحب جو سامنے
بیٹھے ہین یہ کون ہین اُسنے کہا تھوڑی دیر ہوئی یہ آئے ہین علم نجوم مین انھین دخل ہو میرے
ستارے اِنھون نے دیکھے اُسکے احکام بیان کیے ہین واقع مین اپنے فن مین کامل ہین خواص
یہ سُنکے نجومی مذکور سے مخاطب ہوکر کہنے لگا آپ یہان خوب آئے مجھے تو کئی دن سے نجومی کامل
کی تلاش تھی کیونکہ ہمارے مالک و آقا نقابدار سرخ پوش کو نجومی اور رمال کامل و اکمل
کی جستجو ہو کیونکہ وہ امیر سے لڑنے کو آئے ہین امیر شجاعت و جوانمردی مین مشہور ہین سو ہمارا
نقابدار سرخ پوش بھی شجاعت و بہادری مین یکتائے روزگار ہو لیکن امیر سے مقابلہ
کرنے مین اُسے تردد ہو کہ نہین معلوم مین امیر کو زیر کرونگا یا خود امیر سے زیر ہو جاؤنگا
پس اگر آپ ازراہ مہربانی نقابدار کے روبرو تشریف لیچلیے اور فتح و شکست کے بارے مین
کچھ بتائیے تو بہت انعام پائیے گا آجکی شب گذر کر کل صبح کو ہمارے آقا امیر با توقیر سے مقابلہ
کرنے والے ہین اگر تم اپنے علم کی روسے حکم لگاؤگے کہ فتح ہوگی تو ہمارے آقا اُنسے مقابلہ
کرینگے اور اگر تم یہ حکم لگاؤگے کہ شکست ہوگی تو ہرگز وہ خود امیر سے مقابلہ نہ کرینگے اور
سرداران لشکر امیر سے یا اُنکے سرداروں سے لڑینگے نجومی یہ تقریر سُنکے ایسا خوش ہوا اور
مال دنیا کی ایسی ہوس ہوئی کہ شراب پلانا اور رنڈی و سازندون کو بیہوش کرکے تھوڑا مال
و اسباب لینا بھول گیا خواص سے کہنے لگا کہ مین اس فن مین کامل ہون جو کچھ ہونے والا
ہوتا ہو بتا دیتا ہون رہنے والا معدن علم یعنی ہندوستان کا ہون اگر تم اپنے مالک تک مجھے
پہونچا دوگے اور جو کچھ مجھے وہان سے ملیگا ایک حصہ اُسمین سے تمھین بھی دونگا اور تین حصے
مین لونگا خواص نے ہنسکر کہا مجھے کچھ آپ سے لینے کی احتیاج نہین ہو آپ سب لے لیجیے گا یہ کہکر
خواص اُٹھا اور نجومی مذکور سے کہا آئیے ابھی مین آپ کو خدمت عالی منزلت نقابدار مین
لیچلون نجومی مذکور خوش ہوکر اُسکے ہمراہ ہوا رنڈی خواص سے بولی میان ذرا ہمارا ابھی
خیال رکھنا جو وعدہ کیا ہو اُسے پورا کرنا خواص نے کہا تم باطمینان یہان رہو کسی وقت مین
تمھارا ذکر نقابدار بہادر سے کرونگا اور تمھین بلواؤنگا یہ کہکر نجومی کو ساتھ لیکر جانب دربار
نقابدار سرخ پوش چلا اثنائے راہ مین نجومی نے خواص سے پوچھا تمھارے مالک کا کیا
نام ہو اُسنے کہا مجھے نام سے آگاہی نہین ہو کیونکہ مین چند روز سے اُنکا نوکر ہوا ہون نجومی
یہ تقریر اُسکی سُنکے خاموش ہوا خواص نے اثنائے راہ مین اپنی کمر سے ایک ڈبیا نکالی اُسے
کھولکر ایک گلوری نکالکر خود کھائی اور ایک گلوری پان کی نجومی مذکور کو دی اُسنے بے خوف و
خطر لیکے کھائی پیک اُس پان کی حلق سے اُترتے ہی نجومی کا حال ابتر ہونے لگا اُسوقت وہ
سمجھا کہ خواص نہین ہو بلکہ وہی عیار نقابدار ہو اور یہ وہی جوانامرگ ہو جسنے تجھے گرفتار کیا تھا اُسنے
گلوری مین تجھے بیہوشی دی ہو ابھی سویرا ہو جلد سفوف دافع بیہوشی کھا لینا چاہیے اور یہان سے
اپنے لشکر کی طرف جانا چاہیے اُسکے ساتھ ہرگز جانا مناسب نہین ہو کیونکہ یہ لیجا کر وہان
مجھے بڑی پیش آئیگا اُسکا عوض لیگا کہ اِسکو اور اسکے آقا کو اور جملہ اہل دربار کو نمنے بیہوش

گیا تھا یہ سوچکر نجومی مذکور نے اپنی کیسہ عیاری کیطرف یعنی زنبیل کیطرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ
اُس خواص نے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ سفوف دافع بیہوشی نکال کے کھانا چاہتے ہین یہ سمجھ
قریب غنو تھا ہی جو پانچون حباب بیہوشی کے گھائیون مین پانچون اُنگلیون کی دبے ہوے
تھے فوراً منھ پر خواجہ کے اِسطرح مارے کہ خواجہ بیہوش ہو کر زمین پر گرے اُسنے نعرہ
کیا منم سیارہ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سیارہ بن عمرو ہی اور عیار علمشاہ کا ہی جیسے کہ قاسم
پیدا ہوے اور علمشاہ امیر با توقیر سے ناراض ہو کر صحرا نورد ہوے اُسوقت سے
یہ قاسم کے ہمراہ ہی اور علمشاہ کے ہمراہ بھی جب بصورت اصلی ہوتا ہی مثل اپنے آقا کے
نقاب منھ پر رکھتا ہی تاکہ کوئی نہ پہچانے پس سیارہ بن عمرو نے خواجہ کو کہ مسافر نجومی بنے
ہوے تھے گلوری کھلاکر اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھ کے
پشتارہ اُٹھایا اور خدمت نقابدار سرخ پوش مین لایا یہان نقابدار سرخ پوش وغیرہ
بیہوشی سے ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا خواجہ کی عیاری کرنے کا ذکر ہو رہا
تھا کہ سیارہ پشتارہ بدوش دربار مین پہونچا اور نقابدار سرخ پوش سے عرض کی کہ حضور
ملاحظہ فرمائین یہ ہمارے قبلہ و کعبہ نجومی بنے ہوے ایک رنڈی کے ڈیرے مین یہان سے جاکر
بیٹھے تھے مین انکو بیہوش کر کے لے آیا ہون اب جو مناسب ہو کیجیے نقابدار نے مسکرا کے
حکم دیا کہ اُنکا منھ دُھلا کر رنگ و روغن دور کر کے اِنھین ہوشیار کرو اور اپنے منھ پر نقاب
ڈال لو مبادا افشاے راز ہو جاے سیارہ نے حسب الحکم نقابدار کے نقاب منھ پر ڈال لی اور خواجہ
کا منھ دُھلا کر ہوشیار کیا جب خواجہ ہوشیار ہوے اپنے تئین دربار نقابدار سرخ پوش مین پایا
اور عیار نقابدار کو اپنے قریب دیکھکر بعد سلام عرض کیا اے نقابدار بہادر مسافرون پر آپکے
عہد مین ظلم ہوتا ہی یہ نقابدار جوانا مرگ جو میرے پاس کھڑا ہی مجھے گلوری کھلاکر حباب بیہوشی
مارکر پکڑ لایا ہی اِسے سزا دیجیے مجھے چھوڑ دیجیے کہ منزل میری کھوٹی ہوتی ہی نقابدار سرخ پوش
نے کہا سچ بتاؤ تمھارا نام کیا ہی اور کہان سے آئے ہو خواجہ نے کہا خورشید اختر شناس
میرا نام ہی رہنے والا شہر دہلی کا ہون ملکون کی سیر کرتا ہوا یہانتک آیا تھا کہ یہ عیار بلاے
روزگار مجھے بیہوش کر کے لے آیا ہی نقابدار سرخ پوش ہر چند کہ آگاہ تھا مگر محض ڈرانے
اور باتین کرنے کو اپنے عیار سے کہا کہ یہ شخص نہایت جھوٹا اور مکار ہی صاف صاف اپنا
نام اور مقام موطن نہین بتاتا ہی خلاف ہمارے حکم کے عمل کرتا ہی جلد اِسے لیجاؤ اور نصف زمین
مین گاڑ کر تیر اندازی اِسپر کرو یہ حکم سُنکے عیار نقابدار یعنی سیارہ نے مسافر نجومی یعنی خواجہ
کا بازو پکڑا اور کہا اے شخص جو حکم تیرے واسطے نقابدار بہادر نے دیا ہی تو نے بھی سُنا ہی
یا نہین پس اب چل پیمانہ تیری زندگی کا لبریز ہو چکا ہی قضا تیری تجھے کشان کشان یہانتک لائی
تھی سفر تیرا ختم ہو گیا اب بعد مرگ منزل اول یعنی قبر کی سیر کرنا خواجہ یہ سُنکے کہنے لگے او
جوانا مرگ بازو کو میرے چھوڑ دے موت کا ذکر میرے سامنے نہ کر نقابدار بہادر نہایت
رحیم المزاج مسافر نواز غریب پرور کرم گستر عالی ہمت والا منزلت مرد میدان نبرد دلیری و شجاعت

مین فرد خلق و مروت مین بے نظیر صاحب عزو توقیر ہین ہرگز ظلم و جفا مجہپر نہ کرینگے میری خونریزی سے
باز رہینگے نقابدار سرخ پوش نے زیر نقاب خوب ہنسکر کہا ای شخص اگر تجھکو قتل ہونا اپنا منظور
نہین ہی تو اظہار نام مین کیون تامل کرتا ہو صاف صاف کیون نہین بتا دیتا ہی اُسنے بجواب اسکے
کہا مین نے قبل ہی نام اپنا عرض کر دیا سوا اُس نام کے میرے والدین نے اور کوئی
نام میرا نہین رکھا ہی یہ تقریر خواجہ کی سُنکے نقابدار سرخ پوش نے ستیارہ سے یہ اشارہ
کہا جلد آئینہ خواجہ کو دکھا اسنے ایک آئینہ اپنی کیسہ عیاری سے نکالکر خواجہ سے کہا لیجیے
اِس آئینے کو اور اپنی صورت اصلی کو دیکھیے تا آپکو اپنی تمام حقیقت آئنہ مین معائنہ ہو جاے یہ کہکے
خواجہ کو خود ہی آئینہ دکھایا خواجہ اپنی صورت اصلی دیکھکر شرمندہ ہوے اور کہنے لگے ای نقابدار اصل تو
یہ ہی کہ مجھکو امیر نے تمھارے نام ونسب وحسب دریافت کرنیکے واسطے مجھے بھیجا تھا ہرچند مین نے
آنے مین انکار کیا مگر اُنھون نے بہ جبر بھیجا ہی اور اقرار کیا ہی کہ اگر تم نام اور نسل نقابدار سے مجھے
آگاہ کر دوگے تو مین پانچسو روپیہ تمھین دونگا پس اب مین چاہتا ہون کہ آپ اپنے
نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کر دیجیے اور اپنی نسل سے ماہر کیجیے تاکہ مین حمزہ
سے زر نذکورہ لے لون اور اگر نام ونسل سے آپ کے اُنھین آگاہی نہ دونگا تو وہ ایک
عرب بے مروت مشہور ہین میری اِسقدر محنت ومشقت پر کچھ نظر نہ کرینگے اور ایک پھوٹی
کوڑی بھی نہ دینگے نقابدار سرخ پوش نے پوچھا امیر با توقیر میرے نام کو کیون دریافت
کرتے ہین اِسکی کیا وجہ ہی خواجہ نے کہا جبسے آپ کی شجاعت و دلاوری اُنھون نے دیکھی ہی
اِسقدر آپ سے ڈرتے ہین کہ حواس اُنکے بجا نہین ہین بارہا مجھسے کہا کہ تم نقابدار کا نام
دریافت کراؤ مین بھی بوجہ آپ کے رعب اور شوکت کے نہین آیا تھا اور جب سے آپنے
طبل جنگ بجوایا ہی اُسوقت سے تو ابتک اُنکا عجب حال ہی مارے خوف کے کانپ رہے
ہین مین نے صلاح دی ہی کہ آپ خانۂ کعبہ بھاگ کر چلے جائیے عجب نہین کہ صبح بھی نہ ہو
اور وہ خانۂ کعبہ کی طرف یا اور کسی جانب بھاگ جائین اور آپ سے ایسے ڈرے ہین کہ
مقابلہ نہ کرین نقابدار موصوف نے مسکرا کر کہا ای خواجہ خیر تمھاری خطا معاف کر دی اب
اب ہمارے لشکر مین نہ آنا اور عیاری نہ کرنا اور ہم اپنا نام نہ بتائین گے کہ اِسمین ایک مصلحت
ہی یہ کہکر خدام کو حکم دیا کہ پانچسو روپیہ خواجہ کو دیدو اور اِنھین رخصت کرو خدام نے
تعمیل حکم کی اور خواجہ ہنسی خوشی روپیہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے
یہان امیر خواجہ کے آنے کے منتظر تھے خواجہ کو دربار مین آتے دیکھکر خوش ہوے اور
قریب اپنے بلا کر پوچھا کہو خواجہ نام اُس بہادر کا دریافت کر کے آئے ہو یا بے نیل
مقصد آئے ہو کچھ سست ہو آثار خوشی تمھارے چہرے سے نہین پائے جاتے ہین خواجہ
نے کہا ای امیر با توقیر حسب الحکم گیا تھا اُسکا عیار جو نامرگ مجھے پکڑ کے لیگیا تھا مین نے
دربار نقابدار سرخ پوش مین جاکر عیاری کی سبکو بیہوش کیا نقابدار سرخ پوش کا
ایک بند نقاب کھولکر چاہتا تھا کہ اور بند نقاب کھولون اور اُسکی صورت دیکھون ناگاہ

اُسکے لشکر کا ایک سردار دربار مین اُسیوقت آگیا وہ تیغ کھینچکر میرے ہلاک کرنے کو دوڑا مین
وہانسے بھاگا اثنائے راہ مین ایک رنڈی دیہاتی کے ڈیرے مین گیا کہ شاید اِس رنڈی کو
نقابدار سرخ پوش کے حال سے آگاہی ہو تو اُس سے دریافت کرون تھوڑی دیر نگذری تھی
کہ اُسی نقابدار کا عیار خواص بنکر وہان آیا اور نجومی کی اُسکو تلاش تھی مین نے کہا مجھے وہان لیچلو
مین خوب بتاؤنگا وہ مجھے لیگیا اثنائے راہ مین حباب بیہوشی مارکر اُسنے مجھے بیہوش کیا پشتارہ
میرا اُٹھا کر دربار نقابدار مین لیگیا اور منھ میرا حالت بیہوشی مین دھویا بعدہ مجھے ہوشیار کیا
نقابدار سرخ پوش نے مجھسے پوچھا تو کون ہی مین نے جواب دیا مین نجومی ہون نام میرا
خورشید اخترشناس ہی اُسنے کہا تم اپنی صورت تو دیکھو جب مین نے آئینہ دیکھا اپنے تئین
بصورت اصلی پاکر دنگ ہوگیا اور صاف اُس سے کہدیا کہ مین عمرو ہون واسطے تمہارے
نام کے دریافت کرنے کے آیا تھا پس اپنا نام بتادیجیے اُسنے غضبناک ہوکر حکم دیا کہ اِس مکار کو
لیجاؤ نصف زمین مین گاڑ کر اِسپر تیر باران کرو جب مین مترود ہوا اُسکی تعریفین کین آخر اُسنے
رحم کھاکر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ اب ہمارے لشکر مین کبھی واسطے عیاری کے نہ آنا ورنہ مین تمکو
ہلاک کرونگا ای امیر با توقیر جو کچھ حال گذرا تھا مین نے مفصل آپ سے بیان کیا نام اُسنے مجھے
اپنا نہ بتایا مین مجبور ہوکر چلا آیا شکر ہی خدا کا کہ میری جان بچ گئی قضا آئی تھی لیکن افضال خدا
سے ٹل گئی اب مین دربار نقابدار سرخ پوش مین اور اُسکے لشکر مین کبھی نہ جاؤنگا وہ مرغ صولت
شیر سیرت ہی ضرور مجھے قتل کرڈالیگا اور ای امیر با توقیر مین نے اُسکے دربار مین جاکر اُس سے
تادیر باتین کین مین ذرا اُسے آپ سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے مین خوف وہراس نہین ہی اُسسے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ نقابدار نہایت ہی شجاع ہی میرے نزدیک مناسب ہی کہ آپ اِس سے
مقابلہ نہ کیجیے گا جب صبح کو میدان نبرد مین دونون جانب سے لشکر آراستہ ہونگے اُسوقت بعوض
آپ کے اور کوئی سردار اُس سے مقابلہ کریگا آپ اِسیوقت خانہ کعبہ کیطرف چلے جایے جان و
آبرو اپنی اِس دشمن زبردست سے بچالیے میرا کہنا مانیے کیونکہ ایسے بہادر اور شجاع سے
مقابلہ کرنا اچھا نہین ہی وہ نوجوان ہی طاقت وقوت بخوبی تمام اُسکے اعضا مین ہی اور آپ
ہرچند کہ جری وبہادر رہین لیکن پیرضعیف ہین آپ کی اور اُسکی لڑائی برابر ہو نہین سکتی ہی امیر
با توقیر نے مسکرا کر فرمایا کہ ای خواجہ اِسقدر تمنے نقابدار کی شجاعت وبہادری ودلاوری
بیان کی ہی شاید اُسنے تمکو کچھ مال دنیا سے دیا ہی بغیر اِسکے اِسقدر تعریف وثنا اُسکی دلاوری
وبہادری کی میرے روبرو کرنا خالی از فائدہ نہین ہی ضرور تمکو کچھ نہ کچھ اُسنے دیا ہی ورنہ اِسقدر
اُسکی تعریف نہ کرتے خواجہ نے عرض کی اُسنے مجھے کچھ بھی نہین دیا امیر نے فرمایا کہ وہ روپیہ
جو تمنے مجھسے لیا تھا واپس کرو کیونکہ اِسی اقرار سے تمکو روپیہ دیا گیا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت
کرآنا تمنے جاکر اُسکا نام ونسب کچھ بھی نہ پوچھا پس زر نقد کو واپس دو تمکو وہان سے ضروری
کچھ ملا ہی خواجہ یہ سنکے گھبرائے بعض سرداران لشکر جو کہ دربار مین حاضر تھے اُنھون نے
خواجہ سے کہا آپ کیون پریشان خاطر ہین امیر با توقیر بطور مزاح تمسے روپیہ طلب کرتے ہین

یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن اب احوال لشکر ہرمز و فرامرز کا لکھا جاتا ہی کہ جب نقارہ رزمی اور
طبل جنگی لشکر نقابدار سرخ پوش اور سیاہ امیر باتوقیر مین بجا ہرمز و فرامرز کو بذریعہ ہرکارون کے
اطلاع ہوئی کہ طبل جنگ فوج نقابدار اور لشکر امیر مین بجا ہی صبح کو میدان جنگ مین نقابدار
امیر سے مقابلہ کریگا دیکھیے کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب ہوتا ہی شجاع و بہادر دونون ہین
ہرمز و فرامرز یہ خبر سنکے سر دربار کہنے لگے کہ افسوس ثریا زیر ہو کر مسلمان ہو گیا نبزیان بن
قنطور شاہ بھی مانند ثریا کے زیر ہو کر دائرہ اسلام مین آگیا بدمست کشتی گیر بدیع الزمان
کے ہاتھ سے ہلاک ہوا نرہاج فیل کش ہنگام کشتی زیر ہو کر اسیر ہو گیا اب کوئی دلاور
ایسا نہین کہ وہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوائے صبح کو ہم بھی مع لشکر میدان جنگ مین جائین مقابلہ
اور مجادلہ دیکھین خاقان گردون اساس کہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا اے شاہزادگان
ذیوقار آپ ملول و حزین نہ ہون مین تو موجود ہون میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے صبح کو میدان
کارزار مین چلیے میری جنگ و جدال حریفون سے دیکھیے ہرمز و فرامرز نے اُسکی تقریر سنکے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام خاقان گردون اساس نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے
چنانچہ بموجب حکم ملازمون نے نقارہ رزمی بجایا کافر صداے نقارہ سنکے آگاہ ہوے کہ صبحکو
میدان جنگ مین حریفون سے یہین مقابلہ کرنا ہوگا یہ امر ذہن نشین کر کے سامان جنگ مین مصروف
ہوے امیر باتوقیر اور نقابدار سرخ پوش کو سیاہ ہرمز و فرامرز مین طبل جنگ بجنے کی خبر
ہوئی تمام شب تینون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بمقتضاے نظم
سحر کا ہوا آسمان پر ظہور + اُٹھے آشیانون سے اپنے طیور + چلی حکم حق سے نسیم سحر + کھلے غنچے سب باغ مین
سربسر + ادھر بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالیمقام و جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ نے فریضہ
سحری ادا کیا ادھر نقابدار سرخ پوش اور اُسکی تمام مردم سپاہ نے نماز سحر پڑھی لشکر ہرمز
و فرامرز مین بھی موافق اُنکے مذہب کے اُنھون نے اپنے خداوندون کی پرستش کی امیر نے
بعد اداے فریضہ سحری واسطے فتح و ظفر کے ہاتھ اپنے سوے فلک بلند کر کے درگاہ الٰہی
مین اسطرح دعا کی **نظم**

نام آمرزگار ہے تیرا
غرق دریاے اضطراب ہون مین
مجھ پہ تو جو ہوئی زبونکاری
کس لیے تو رحیم و رحمان ہی
گو کہ اے منشی خط تقدیر
وہی ہوگا جو سرنوشت مین ہی
جیسے لاتقنطو نے دی ہی نوید
پر یہ تجھسے امیدوار ہون مین
تیری اُلفت کا دلمین داغ رہے

اے خطاپوش اے محیط عطا
عفو کرنا شعار ہے تیرا
ابر رحمت سے دھو دل ابتر
وہ تو لایق تھی میرے اے باری
مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہی تو
رازق رزق کارساز تقدیر
نگر اے چارہ ساز مجبوران
ہی ترے فضل سے بڑی امید
جبتلک قطع ہو نہ تار نفس
روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے

اے غفور اے سحاب لطف و سخا
شرم عصیان سے آب آب ہون مین
گو عصیان سے پاک دامن کر
تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہی
مین گدا ہون گدا نواز ہی تو
یہ عقیدت مری نوشت مین ہی
اے امید وصال مہجوران
گو سراسر گناہگار ہون مین
تا کہ باقی رہے شمار نفس
دل رہے تجھ مین نور ہے دل مین

ہو تری یاد آب اور گِل مین
خلوتِ دل مین یار غیر نہ ہو
ہمہ تن ہون مین چشم وحدت بین
دلکو لبریز معرفت کردے
دل افسردہ باغ باغ رہے
اس محیط جہان مین اے داور
نام تیرا مری زبان ہوئے
مجھکو رسوا نہ حشر مین کیجیو
رکھیو سرسبز و تازہ و شاد اسے
نوجوان وہ ہے اور ضعیف ہون مین
جانتا خوب ہے سپاہ گری
زیر ہو یہ جوان مجھسے اگر

تو الفت سے تیری مست رہون
سوے تیرے کچھ مراد غیر نہ ہو
بجز الفت سے آشنائی دے
نور عرفان سے جسم و جان بھر دے
سوے تیرے ملتجی غیر نہ ہون
آبرو سے رہون بہر رنگ گہر
قبر کی ہے بہت کڑی منزل
پردہ اے پردہ پوش رکھ لیجیو
ماسوا اسکے اسکا ہون طالب
وہ توانا ہے اور ضعیف ہون مین
تو ہی بر لانا آرزو میری
آئے بس نخل آرزو مین ثمر

بلبل گلشن الست رہون
دے وہ اب دیدہ حقیقت بین
اس دو دلی سے مجھے رہائی دے
رنج و غم سے مجھے فراغ رہے
چھوڑ کر کعبہ تو دربدر نہ ہون
روح قالب سے جب روان ہووے
سہل کر دیجیو مری مشکل
بیچ بزم جمیع احباب
مجھکو کرنا حریف پر غالب
ہو بہت یہ نقابدا رہبری
رکھنا اللہ آبرو میری

یہ دعا درگاہ مجیب الدعوات مین کرکے امیر جانماز سے اُٹھے سلاح جنگ زیب تن کیے بعدہ اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے سرداران لشکر بھی اسیطرح نماز و دعا کرکے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکبون پر سوار ہوکے خدمت امیر باتوقیر مین حاضر ہوئے امیر اُن سب کو ہمراہ اپنے لیکر در دولت بادشاہ لشکر فرما ہوئے بجرد در بادشاہ عادل خوش نہاد سعد بن قباد پر حاضر ہوئے صفین آراستہ کرکے واسطے مجرے کے کھڑے ہوئے انتظار تشریف آوری بادشاہ جمجاہ کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے پردہ در دولت کا اُٹھا سب نے دیکھا کہاریان جوان جوان خوبرو و حسین لنگے گلبدن ریشمی کے پہنے ہوئے دوپٹے تنزیب و ململ کے رنگین اوڑھے ہوئے لنگون مین چوڑی چوڑی گوٹ گرنٹ کی لگی ہوئی کرتیان پارچہ باریک رنگین کی پہنے ہوئے دو حباب حسن و خوبی کرتیون مین چھپائے ہوئے کڑے ہاتھون مین نقرئی و طلائی پہنے ہوئے مچھلیان چاندی و سونے کی پیشانی پر علاوہ اسکے اور زیور نقرئی و طلائی سے زیب اعضا کیے ہوئے بوجھ بادشاہ کا کاندھون پر اُٹھائے ہوئے خرامان خرامان مانند خرام نازنینان شوخ و شنگ کے تا بدروازہ آئین وہ کہاریان تھین یا کہ پریان تھین اور وہ سواری بادشاہ کی تھی یا حضرت سلیمان کی سواری تھی پریان بوجھ اُٹھائے تھین اور دو پریان یعنی کہاریان راست و چپ بوجھے کے اپنے ہاتھون مین دو کنول یاقوت سرخ و سبز کے جنمین شمعین مومی و کافوری روشن تھین لیے ہوئے تھین جب تا بدروازہ سواری بادشاہ موصوف کی آئی کہارون نے بادشاہ کو تسلیم و مجرا کرکے کہاریون سے بوجھ لیکر اپنے دوش پر رکھا چوبدار جو در دولت پر حاضر تھے اُنھون نے بآواز بلند کہا اے ظل اللہ جہان پناہ دولت و اقبال روز افزون ہو دوست شاد ہون دشمن ہمیشہ نگون و محزون ہون خیرخواہان دولت در دولت پر دیکھے

حاضر ہین مشتاق بجا آوری آداب و تسلیم ہین پس او ظل اللہ جہان پناہ بنگاہ رو برو بادشاہ فلک جاہ
نے نظر اُٹھا کے دیکھا سب سے پہلے امیر با توقیر نے بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے بہ الطاف
خسروانہ سلام لیا پھر سب سرداروں نے علیٰ قدر مراتب کیے بعد وگیر بادشاہ کو آداب و
تسلیم کی بادشاہ نے سب کا سلام لیکر قریب ور دولت بوچے سے اُتر کر تخت جواہر نگار پر
سوار ہوے کہارون نے تخت اُٹھایا سواری بادشاہ کی مثل باد بہاری کے اسطرح جانب
میدان کارزار روانہ ہوئی کہ آگے آگے سب کے سقے مردمان سپاہ کے زمین چھڑکاؤ
پانی سے کرتے جاتے تھے تاکہ گرد و غبار بلند نہ ہو تمام پلٹنین اور رسالے قدم باقدم جاتے
تھے بیچ مین جملہ سرداران لشکر کے بادشاہ کا تخت تھا نقیب و سپدم صدا دیتا تھا مصرعہ
سواری ہے یہ شاہ بحر و بر کی بد القصہ آہستہ آہستہ سواری بادشاہ عالم پناہ کی عرصہ نبرد مین
پہونچی اُدھر سے نقابدار سرخ پوش بھی مرکب طلسمی پر سوار ہوکر سلاح جنگ سے
آراستہ ہوکر چارون نقابدارون اور اپنے بادشاہ لشکر گورز او جنتی اور جملہ سرداران
اور مردمان سپاہ کے ہمراہ میدان جنگ مین آیا بعد آنے نقابدار سرخ پوش کے
ہرمز و فرامرز بھی خاقان گردون اساس کو ہمراہ اپنے لیے ہوے علمہاے ضلالت کے
پھر ہرے کھلے ہوے سپاہ کی جمعیت سے میدان مصاف مین آئے اور ایک جانب
میدان نبرد مین ٹھہرے اُسوقت تینون لشکرون سے بادشاہون کے اشارون سے
بیلدار اور بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے تھوڑی دیر مین میدان رزم سے جھاڑی جھنڈی
دور کر دی اور زمین کو کہ پشت و بلند تھی کھود کر ہموار کیا خس و خاشاک دور کیا سارا میدان
جنگ مثل آئینے کے صاف و روشن ہوگیا بعد جانے بیلدارون کے سقے مشکون مین بجاے
آب گلاب اور عرق کیوڑہ اکثر بھر کر لائے اور اُنھون نے زمین پر اِسقدر چھڑکاؤ کہ تمام
گرد و غبار رفع ہوگیا میدان جنگ کثرت سے چھڑکاؤ کی سرد ہوگیا زمین سے خوشبو
نکلنے لگی دماغ مردمان لشکر کے اُس بوے خوش سے بس گئے اہل اِسلام درود
پڑھنے لگے کفار بھی وہ خوشبو سونگھکر خوش ہوے بعد درستی میدان جنگ تینون لشکرون
مین یون صف آرائی ہوئی کہ میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ کی بخوبی تمام درستی
ہوئی بڑے بڑے بہادر تینون لشکرون مین جانب میمنہ و میسرہ لشکر مقرر و معین ہوے
قلب سپاہ مین بادشاہ ہر ایک لشکر کا مثل دلکے ٹھہرا جب تینون لشکرون مین اِسیطرح
صف آرائی ہوچکی اُسوقت تینون لشکرون سے نقیب ہاے خوش آواز اور کڑکیت
نکل نکلکر بیچ مین میدان کارزار کے آئے جو نقیب لشکر امیر سے نکلے تھے وہ جوانان
لشکر اسلام کی طرف منھ کر کے بآواز بلند کہنے لگے کہ اے بہادران تہور شعار و اے دلیران
نامدار اس دنیا مین جو ساکنان جہان ہین اُنکی انواع و اقسام کی حالت ہے از آنجملہ کثیر
اہل ثروت بادشاہون اور اُنکے مکانون کا ظلم فلک سے یہ احوال [illegible]

سرورِ عشق مین نازان رہے جو دولتیہ		کھلا [illegible]

جب اس زمانے مین دیکھا نہ مفلسی سے مفر — بدل کے بھیس فقیرون مین ملگئے اکثر
بھبھوت چہرون پہ چوتڑ کے نیچے شیر کی کھال

پڑی جو دور فلک سے سرونپہ یہ آفت — ہوئی یہ فکر کہ روئی کی کیجیے صورت
چھپائے ذات کو اپنی وہ مورد کلفت — کیا ہی زیب کمر اب لنگوٹ اور تہمت
بشکل صوفی کے محفل مین لاتے تھے وہ حال

مزار مانگنے تربت پہ کوئی جاتا ہے — کوئی تو گاتا ہی اور کوئی راگ لاتا ہے
سہارا پیٹ کا اپنے جو کوئی پاتا ہے — ستار کوئی کوئی ڈھولکی بجاتا ہے
کوئی ہی بھانڈ بھگتیا کوئی بنا قوال

گھدے مکان ہوے سر بسر تباہ مکین — ٹھکانا بیٹھنے کا بھی نہین اب انکو کہین
نہ روزگار میسر کہ جو خرید ین زمین — عجب بلا مین پھنسی ہی اب انکی جان حزین
کہ ایک ایک گھڑی انکو ہی اب اک اک سال

جہان پہ قصر تھے دان نجم بلیں ہوے تیار — لگا ہی باغ مین بول و براز کا انبار
نہ جس مکان مین ہوا تھا کبھی ملک کا گزار — کچہریان ہین وہان مقترونکے ہین دربار
سوا ہو دنیہ نہ کیونکر بشر کے حزن و ملال

وہ باغ قیصری جس سے خجل تھا باغ عدن — نہال طوبا پہ تھا ہر نہال طعنہ زن
فلک کو دیتی تھی فرحت سدا بہار چمن — اب آشیانے بناتے ہین وانپہ زاغ و زغن
جہان پہ کرتے تھے مرغان خوشنوا کریال

یہ مفلسی نے بس اب دلمین گھر کیا تعمیر — گلو نکا جیسے ہو باد خنزانسے حال تغیر
کرون شریفون کا احوال کیا بھلا تحریر — گدا کو ایک اشارے مین کرتے تھے جو امیر
وہ مشت پیٹ کے کرتے ہین شکوہ روز سوال

جہان مین تخت نشین آجکل ہی بیکاری — تونگرون کے سوا سب کو ہی یہ بیماری
سب آہ تنگ ہین خانہ نشین و بازاری — اسیکی فکر مین اپنے گلے وہ آزاری
کہ جسم زار مین باقی ہی استخوان اور کھال

غرض ہماری نظم مذکور سے یہ ہی کہ اس فلک پیر نے بڑے بڑے ظلم اہل جہان پر کیے ہین غیرت واروں اور بادشاہوں کو اسنے اپنے ظلم سے ذلیل اور تباہ و خراب کیا ہی مکانون کو اُنکے ویران کر دیا ہی نام و نشان اُن مکین و مکانون کا بھی صفحۂ روزگار پر پایا نہیں جاتا ہی پس عاقل کو لازم ہی کہ چند روزہ زندگی مین ایسے کار ہاے نمایان کرے کہ خاص و عام بعد مرنیکے اسکو یاد کرین اور ذکر خیر اُسکا زبانون پر جاری کرین آج اِس میدان مین حریفون سے مقابلہ ہی تمکو مناسب ہی کہ وہ کار نمایان کرو کہ لوگ رُستم و اسفندیار کی دلیری و شجاعت کو بھول جائین اور جو نقیبان خوش گلو لشکر نقابدار سرخ پوش سے نکلکر میدان جنگ مین آگئے تھے وہ اپنے جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر بہ آواز بلند یون کہتے تھے اور انکو آمادہ کارزار کرتے تھے

کہ ای بہادران صف شکن و ای نامداران تیغ زن آگاہ ہو کہ یہ زال دنیا نہایت بیحیا ہی کسیکے ساتھ اُسنے وفا نہین کی ہی اسیوجہ سے خاصان خدا نے اِسے ترک کر دیا ہی شاہان نامی و نامورہ کے ساتھ بھی اِسنے دغا کی تھی یہ وہ شہد ہی کہ جس مین مطلق حلاوت نہین اور یہ وہ مکان ہی کہ ہمیشہ جس مین انسان کو راحت نہین ایک دن ایسا آنیوالا ہی کہ ہم اور تم سب مانند گذشتگان کے اس زال دنیا کے دام فریب سے رہا ہو کر جانب ملک عدم جائینگے اگر یہان تخم ناموری و بہادری بوجائینگے بعد مرگ بھی اُس تخم ناموری کے شجر سے پھل پائین گے یعنی بعد مرنیکے بھی اہل جہان دلیری و بہادری تمھاری یاد کرینگے اور تعریف تمھاری شجاعت کی کرینگے روحین تمھاری خوش ہونگیین بس آجکے دن سے کون روز بہتر ہوگا چاہیے کہ آج وہ تخم شجاعت اِس میدان نبردمین بو دو کہ تا قیامت اہل جہان کو یاد رہے اور جو کہ کیت سپاہ ہرمز و فرامرز سے نکلے تھے وہ اپنے لشکر کے سواروں اور پیدلوں سے مخاطب ہو کر واسطے دل بڑھانے اور آمادہ جنگ کرنے کے یہ کہکر بآواز بلند کہتے تھے کہ ای جوانان تہور شعار و ای بہادران نامدار آگاہ ہو اور خیال کرو کہ جب سے اس گلشن ایجاد کو باغبان ازل نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی اور حیوان ناطق اور حیوان صامت کو خلق کر کے اِسے پر بہار کیا ہی جب ہی سے باد خزان یعنی صرصر اجل کو بھی خلق کیا ہی اُس زمانے سے آجتک لاکھون بلکہ زیادہ تر غنچے اور گل و ثمر یعنی طفل و جوان و مسن باد خزان اجل سے پژمردہ ہو کر نیست و نابود ہوے ہین اور اِسیطرح قیامت تک باد خزان اجل اس گلشن دہر مین چلیگی اور غنچہ و گل و ثمر کو حکم پروردگار سے خشک و پژمردہ کریگی یہانتک کہ انجام کار سواے اُس کدیور جہان کے کوئی باقی نہ رہیگا دیکھو کیسے کیسے معشوقان غنچہ دہن و گل پیرہن اور کیسے کیسے جوانان حسین و سرو قامت اِس چمن روزگار سے ہماری اور تمھاری زندگی مین جانب ملک عدم گئے صورتین اور باتین اور افعال آجتک اُنکے خیال کرنے سے یاد آتے ہین گو اُنکی مفارقت مین دل بیچین ہی لیکن وہ ایسے مکان مین جاکر ساکن ہوے ہین کہ وہان سے ہم اور تم تک کسیطرح آ نہین سکتے اور ملاقات کر نہین سکتے نہ ہم اور تم اُنکے مکان مین جاسکتے ہین اور نہ اُنسے ملاقات کر سکتے ہین اور اکثر اُنہین سے ایسے ہین کہ جنکے مکانون یعنی قبرون کے نشان بھی باقی نہین ہین کہ جاکر اُنکی تربتون پر چادر گل بھی چڑھائین اور شمع اُن شمع رویون کے مرقدون پر روشن کرین بعضے اُن رفتگان سے ایسے ہین کہ اُنکی قبرون کے کچھ نشان پاے جاتے ہین لاکھ کوئی بگریہ و زاری اُنکو پکارے اور پتے احوال اُنکا پوچھے مگر وہ ایسے خواب غفلت مین ہین کہ نہین بولتے اور نہ کچھ اپنا حال بیان کرتے ہین کہ بعد مرگ ہمپر یہ مصائب گذرے یا یہ راحت پائی الحاصل حال رفتگان عبرت انگیز ہی جو لوگ رفتگان سے ذی کمال اور نامی و نامور ہین کوئی اُنکا کبھی ذکر بھی نہین کرتا ہی اور جو لوگ ایسے گذرے ہین کہ اُنھون نے دنیا مین افعال نیک اور کارہاے نمایان کیے ہین اُنکو اہل جہان یاد کرتے ہین کتابون مین اُنکے اوصاف درج ہین اور افعال نیک اور کارہاے نمایان حالانکہ بہت ہین منجملہ اُنکے عدالت اور سخاوت اور عبادت اور شجاعت ہین دیکھو کہ

رستم اور اسفندیار اور سہراب اور فرامرز پسر رستم پلیتن وغیرہ پہلوانان نامی و گرامی اور جوانان
صف شکن و تیغ زن کو گو انکو انتقال کیے ہوے اک زمانہ گذرا لیکن بوجہ انکی شجاعت و جوانمردی
کے آجتک نام اُنکے اہل دنیا کی زبانون پر جاری ہین اور ذکر انکا مجالس بہادران مین بار ہا
ہوتا ہی اور ہر ایک شخص اُنکی تعریف کرتا ہی پس اے بہادران یکتاے روزگار و اے دلیران تہور
شعار آج روز کارزار ہی تمکو لازم ہی کہ مثل رستم و اسفندیار کے اپنے دشمنون سے لڑو دلیرانہ
لڑتے ہوے آگے ہی قدم بڑھاؤ ہرگز پیچھے قدم نہ ہٹاؤ کیونکہ آبرو گھٹ جائیگی بہادرون کی نظرون
سے گر جاؤ گے بزدل اور ربودے کہلاؤ گے بھاگنے سے ہرگز جانبر نہ ہوگے اور بے ثبات قدمی
سے ضرور قتل ہو جاؤ گے اگر اجل قریب آئی ہی تو ثبات قدمی اور حالت گریز مین کسیطرح سے
نہ بچوگے ضرور مارے جاؤ گے اور اگر پیمانہ زندگی تمھارا لبریز نہین ہوا ہی تو کسیطرح تمھین
کوئی قتل کر نہین سکتا ہی لہذا ایسی حالت مین بھاگنا حریف سے منھ پھیرنا خلاف عقل ہی جب نقیب
اور کڑکیت جوانان لشکر کو اپنی اپنی تقریر سے آمادۂ جنگ بخوبی کر چکے اور جوانان لشکر کا
یہ حال ہوا کہ اُنھون نے تقریر پسند کر کے اور نصیحت آمیز باتون کو مان کے باہم قسم کھائی
اور عہد و پیمان کیا کہ زندگی مین ہنگام مقابلہ میدان جنگ سے سواے قدم بڑھانے کے
پیچھے قدم نہ ہٹائینگے حریفون کو قتل کرینگے اور خود بھی اگر قضا آئیگی تو تیغ و تبر کھا کر مرجائینگے
ایسے وقت مین وہ جوانون کا حال مندرجہ دیکھکر پیچھے ہٹکر میدان جنگ سے دور نکل گئے اُسدم
تینون لشکرون کی صف آرائی اور جوانان لشکر کا آمادۂ جنگ و جدال ستیز ہونا علمونکو علمدار نکا
جلوہ دینا جنگی باجون کا ہر ایک لشکر مین بجنا جوانان لشکر کا اُن باجونکو سُنکے مست ہونا
میدان جنگ کا سناٹا لایق دیکھنے کے تھا اور قابل سیر تھا ایک جانب امیر با توقیر چالیس
قدم آگے اپنی صف لشکر کے بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر مسلح و مکمل اشقر دیوزاد پر
سوار باگ کو اُسکی روکے ہوے کھڑے تھے پس پشت اُنکی سات صفین آراستہ تھین بڑے
بڑے نامی و نامور سرداران میمنہ و میسرہ لشکر پر بعہدۂ سرداری موجود تھے سعد بن قباد بادشاہ
لشکر اسلام مانند دولہے قلب لشکر مین تھے ساقہ و کمین گاہ مین بھی اِسیطرح جوانان جنگ آزمودہ
معین و مقرر تھے علم اژدہا پیکر طوق حران گرد ابوالمعجن کے ہاتھ مین تھا کہ یہی اِس علم کے
علمدار ہین اور یہ علم وہ علم ہی کہ جسکو بزرجمہر نے اپنی حکمت کے زور سے بنایا ہی اور امیر با توقیر
کو دیا ہی کیفیت اِس علم کی یہ ہی کہ بصورت اژدہا ہی جب پھریرا اِسکا کھولا جاتا ہی چند سوراخ
علم اژدہا پیکر مین ایسی حکمت سے بناے ہین کہ بعضے سوراخون سے پردر پے یا صاحبقران
یا صاحبقران بآواز بلند صدا آتی ہی اور کچھ سوراخ ایسے ہین کہ اُنسے بوے مشک و عنبر نکلتی
ہی اور ہوا کے ذریعے سے تمام میدان جنگ مین پھیلتی ہی عرصۂ جنگ کثرت خوشبو سے معنبر
و معطر ہو جاتا ہی جسطرف خوشبو اُس علم سے نکلکر جاتی ہی افراط خوشبو سے دماغ جوانان لشکر
کے بس جاتے ہین اور مست ہو جاتے ہین جب اہل اسلام کی طرف اُس علم کے سوراخون
سے خوشبو نکل کے آتی ہی تو سب بے اختیار درود پڑھتے ہین کفار بھی اسکی خوشبو سے خوش

اور سست ہوجاتے ہین جسطرح بعدہٗ سپہسالاری امیر باتوقیر چالیس قدم آگے اپنی صف لشکر کے
کھڑے تھے اُسیطرح نقابدار سرخ پوش بھی اپنی صف لشکر سے آگے چالیس قدم بڑھا ہوا
کھڑا تھا بعدہٗ دونون صفوف لشکر اور نقابت نقیبون کے نقابدار اپنے بادشاہ لشکر گورزاد فتنی
کے روبرو گیا اور کہا کہ مین امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت میدان نبرد ملے شاہ موصوف نے
فرمایا ہم تو یہ چاہتے ہین کہ تم ابھی میدان رزم مین کسی حریف سے مقابلہ نہ کرو ہان کسی سردار
کو بھیجو وہ جاکر مقابلہ کرے نقابدار سرخ پوش نے چین بہ جبین ہوکر عرض کی مجھی کو اجازت
دیجیے کیونکہ مین قبل ازین امیر سے مقابلہ کرنے کا اقرار کرچکا ہون اگر اسوقت اور سردار
کو برائے مقابلہ میدان مین بھیجیے گا تو میرے خلاف عہد ہوگا اور مجھکو ملال ہوگا شاہ موصوف
یہ سنکر عرصے تک فکر و تردد مین خاموش رہے اور سر جھکا لیا بعد تھوڑی دیر کے کہا اچھا آپ ہی
جائیے خداوند عالم کے سپرد کیا نقابدار موصوف اجازت میدان مصاف شاہ ممدوح سے
لیکر شیرانہ و دلیرانہ میدان کارزار مین مثل برق کے چمکتا ہوا آیا اور چوگان بازی و سلحشوری
دکھانے لگا اگر اُسکی سلحشوری اور چوگان بازی کی کیفیت اور حقیقت بہ تفصیل تمام لکھی جاے
تو نہایت طول ہوگا اور ناظرین عالی طبع کے باعث ناپسندی ہوگا اسواسطے اسے ترک
کرتا ہون لیکن مختصر بیان کرتا ہون کہ جب نقابدار چلہ کمان مین تیر جوڑکر سوے فلک لگاتا
تھا ہنوز وہ زمین پر نہ آتا تھا کہ دوسرا تیر اُس تیر کو تاک کر اسطرح لگاتا تھا کہ وہ تیر اُس
تیر مین چھدکر زمین پر گرتا تھا امیر بے اختیار اُسکی تعریف بہ آواز بلند کرتے تھے اور جب
امیر تعریف اُسکی فنون سپاہ گری کی متواتر پکار کر کرتے تھے تو جملہ سرداران لشکر امیر
بھی تعریف کرتے تھے یہانتک کہ سوار اور پیدل سب محو دید تھے اور بے اختیار صفت
ثنا کرتے تھے اور نقابدار کے لشکر کے خاص و عام کا کیا ذکر اور کیا بیان کیا جاوے وہ تو
اسدرجہ تعریف کرتے تھے اور دیکھکر خوش ہوتے تھے کہ اُسکی پورے طور سے کیفیت
کلک دفتر رقم نہین تحریر کرسکتا الامختصر یہ ہی کہ ہر ایک کمال اور ہر ایک فن مین اسقدر تعریف
بہ آواز بلند کرتے تھے کہ انتہا سے زیادہ اور کہتے تھے کہ اے نقابدار بہادر یہ چوگان بازی اور
سلحشوری آپ ہی پر ختم ہی ہرمز و فرامرز کے لشکر مین جو سردار اور غیر سردار منصف مزاج
تھے اور سلحشوری و فنون سپاہ گری سے ماہر تھے وہ بھی تعریف کرتے تھے غرض تینون
لشکرون مین نقابدار سرخ پوش کی تعریف ہوتی تھی اور ہر ایک اہالی لشکر بنظر غور
و شوق و اشتیاق سلحشوری نقابدار موصوف دیکھتا تھا اِس نقابدار کو تو سلحشوری مین
مشغول رکھیے اور احوال دیگر سنیے بموجب بیت ازین قصہ یکدم فراموش کن * زجاے
دگر داستان گوش کن * قبل ازین کہا گیا ہی کہ بدمست کشتی گیر پیر گاؤ لنگی گاؤ سوار جو بدلے
اعانت ہرمز و فرامرز آیا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسے کشتی مین زیر کرکے روبرو
نقابدار سرخ پوش اُسکے دھڑ سے سر اُکھیڑ کر پھینک دیا تھا اور لاشہ اُسکا اُسکے لشکر
کے سردار وغیرہ اُٹھاکر جانب گاؤ لنگی گاؤ سوار روانہ ہوے تھے اور وہ نارکنان

جب روبروے گاؤلنگی گاؤسوار پہونچے اور تمام حال جوگذرا تھا رو رو کر اُسکے سامنے بیان
کیا وہ سُنکر نہایت غمگین ہوا اپنے نورنظر کے غم مین نور اُسکی آنکھونکا گویا جاتا رہا دنیا آنکھون مین
تیرہ وتار ہوگئی لطف زندگی جاتا رہا الم فرزند مین دل مین داغ پڑگیا آنکھون سے آنسو سرد ربار
بہانے لگا اور بہ آواز بلند رونے لگا اہل دربار بھی اُسکے تئین گریان ونالان دیکھکر رونے اور
مقتول مذکور کے جو بھائی اور بہن بیٹھے تھے وہ بھی اپنے برادر کے لاشے کو دیکھکر بہت روئے
آخرکار بعد گریہ وزاری بسیار کے گاؤلنگی گاؤسوار نے اُن سرداروں سے پوچھا جو کہ
بدست کشتی گیر کے لاشے کو بصرے سے لیکے تھے کہ کیون بھائیو اس میرے فرزند رستم خصال
اسفندیار مثال کو کسنے اِسطرح ہلاک کیا اُنھون نے عرض کی حمزہ صاحبقران کے ایک فرزند
نے جسکا نام بدیع الزمان ہے وہ نہایت شجاع وبہادر ہے ہمارے نزدیک مثل اُسکے اور کوئی
لشکر امیر مین بہادر و دلیر نہین ہے اُسے جان لشکر امیر کہنا چاہیے گاؤلنگی گاؤسوار سب احوال
مفصل اُنسے دریافت کرکے اپنے فرزندون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم مین کون ایسا
بہادر اور شجاع یگانۂ آفاق ہے کہ جلد سپاہ لیکر جانب بصرہ جائے اور اپنے بھائی کے قاتل کا
سر لائے بلکہ حمزہ صاحبقران اور اُسکے سردارون اور تمام لشکر کو تہ تیغ کرے اپنے بھائی
کے خون کا عوض لے میرے غم کو مبدل بہ خوشی کرے اور خود بھی اپنے بھائی کے قاتل اور
جملہ مردمان لشکر حمزہ اور تمام اہل اسلام کو جو وہان موجود ہون قتل کرکے شاد ہوا اُسوقت
ماہیار پسر گاؤلنگی گاؤسوار اپنے دنگل سے مثل شیر غضبناک اُٹھا اور اپنے باپ سے عرض
کرنے لگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اپنے بھائی کے قاتل کو تہ تیغ کرون بلکہ جو مسلمان سامنے
آجائے اُسے ہلاک کرون امیر اور لشکر امیر کا نام ونشان بھی دنیا پہ نہ رکھون گاؤلنگی گاؤسوار
نے اُسکی تقریر سُنکے کہا اے فرزند تیری بہادری اور شجاعت مین ذرا بھی شک نہین لاریب تو
اپنے بھائی کے قاتل اور دیگر اہل اسلام کو ضرور قتل کریگا بخوبی تمام اپنے بھائی کے خون کا
انتقام لیگا جا مین نے تجھے اجازت جانیکی دی یہ کہکر حکم دیا کہ چار لاکھ سواران جری وبہادر
آزمودہ کار اور چند سرداران لشکر جو نامی ونامور ہین مسلح ومکمل ہون اور میرے اس فرزند
کے ہمراہ رکاب جانب لشکر حمزہ جائین اور ہرمزہ فرامرز کی سپاہ کے شریک ہوکر حریفون سے
مقابلہ اور مجادلہ کرین بمجرد حکم سرداران لشکر اور سواران مذکور فی الفور مسلح ہوئے ماہیار
اپنے پدر سے رخصت ہوکر مرکب دورکا بہ پر سوار ہوا اور سرداران مذکور اور سواران
مسطور کو ہمراہ لیکر جانب بصرہ بصد غیظ وغضب روانہ ہوا اثناے راہ مین اپنے سرداران
لشکر سے کہتا جاتا ہے کہ تم سب کو مین صرف بہر تجمّل وحشم لیے جاتا ہون وہان پہونچکر میدان
مین صف آرا ہوکر میری شجاعت وجوانمردی دیکھنا بڑے بڑے سرداران نامی وگرامی کو
کہ جنکو اپنے زور وقوت پر گھمنڈ ہے چُن چُنکر قتل کرونگا دریاے خون میدان کارزار مین بہا دونگا
حمزہ اور اُسکے کل لشکر کو مع اپنے بھائی کے قاتل کے تہ تیغ کرونگا سوا اُسکے اگر اور کوئی
اہل اسلام سے سامنے آجائیگا اُسے بھی قتل کرونگا چند روز کے مقابلے اور مجادلے مین

اہل اسلام کا نام و نشان بھرے مین نہ رکھونگا وہ عرض کرتے ہین حضور آپ ایسے ہی ہین بھلا
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی ہمین تو یقین ہی کہ قاتل آپ کے بھائی صاحب کا اور امیر با توقیر
اور مردان لشکر اُنکے سب آپ کا نام ہی سُنکے بھرے سے ضرور بھاگ جائینگے مقابلہ کرنا
تو دشوار ہی اور آپ کا تو بہت بڑا مرتبہ ہی ہم کہ آپ کے نمکخوار ہین لیکن ہمین اُن سب پر
کافی ہین اگر خلاف مزاج عالی نہو تو پہلے ہماری جنگ و جدال اعدا سے دیکھیے گا اگر چاہا ہمارے
خداوندون نے تو ہم ہی سب کو ہلاک کر ڈالینگے کسیکو اعدا مین سے زندہ باقی نہ رہنے دینگے
اگر لڑائی مین ہم کام آئین یا زخمی ہون تو اُسوقت آپ مقابلہ کیجیے گا ماہیار نے جواب دیا
تم جو کہتے ہو محض نمک حلالی اور کثرت دلاوری سے کہتے ہو لیکن مجھے یہ منظور نہین ہی
کہ مین وہان موجود ہون اور تم اعدا سے لڑو کیونکہ لڑنا اور مقابلہ کرنا حریفون سے اور اپنے
بھائی کے قاتل کو تہ تیغ کرنا مجھپر فرض ہی وہ بھائی نہین جو اپنے بھائی کا عوض اُسکے دشمن سے
نہ لے سرداران مذکور عرض کرتے تھے بیشک آپ بجا فرماتے ہین مگر ہمپر بھی لازم ہی کہ ہم
آپ کے بھائی کے دشمنون کو ہلاک کرین ایک مدت سے آپ کا نمک کھاتے ہین تلوار اور
سپر اسیواسطے باندھی ہی کہ آپ کے دشمنون سے لڑین اُنکو قتل کرین خود بھی قتل ہون
یا زخمی ہون حق نمک سے ادا ہون سر میدان جنگ روبرو بہادرون کے آبرو پائین اور
دلاورون کے سامنے سرخرو ہون اور اسیواسطے تیغ و سپر ہمنے باندھی ہی کہ مالک دشمنون سے
لڑے اور ہم لوگ تماشا دیکھین ہلاک ہونے سے بچین ماہیار مسکرا کر جواب دیتا تھا اس
باب مین ابھی سے کیون زیادہ تقریر کرتے ہو وہان چلو تو جیسا موقع اور محل ہوگا دیکھا جائیگا
اگر مناسب ہوگا تو پہلے مین لڑونگا اور اگر مناسب نہ ہوگا تو تمکو اجازت دونگا تم اُنسے مقابلہ
کرنا دلاوری اعدا کو دکھانا الحاصل ماہیار اسیطرح کی گفتگو کرتا ہوا اثنائے راہ مین کوچ
اور مقام کرتا ہوا حسب اتفاق اُسوقت میدان کارزار مین آیا تینون لشکر عرصہ نبرد مین
صف آرا تھے اُسوقت ماہیار نے چاہا تھا کہ کسی سے دریافت کرون کہ لشکر ہرمز و فرامرز
کون ہی ہنوز کسی سے پوچھا نہ تھا کہ ہرمز و فرامرز نے بختیارک سے کہا دیکھ تو یہ کون آیا ہی
اُسنے دیکھکر عرض کی مبارک ہو کہ برائے مدد حضور یہ جوان آیا ہی عجب نہین کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار
کا فرزند ہو یا کوئی سردار اُسکے لشکر کا ہو یہ کہکے خچر پر تو سوار تھا ہی آگے بڑھا اور ماہیار
کی سپاہ کے ایک سوار سے دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی اُسنے تمام حال بیان کیا بختیارک
خوش ہو کر اور آگے بڑھا اور قریب ماہیار کے جا کر تسلیم بجا لا کر عرض کی حضور کیون متردد
ہین ہرمز و فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان کی سپاہ وہ سامنے صف آرا ہی وہان تشریف
لیچلیے اِدھر لشکر اہل اسلام کے ہین مین واسطے استقبال حضور کے آیا ہون شاہزادگان
موصوف آپ کی تشریف آوری سے نہایت خوش ہوے ہین اور منتظر آپ کی تشریف
آوری اور ملاقات کے ہین ماہیار ہمراہ بختیارک کے چلا بعد قطع راہ داخل لشکر ہرمز
و فرامرز ہو کر پسران نوشیروان کے پاس گیا اور بکمال نخوت و غرور سلام کر کے پوچھا

یہ نقابدار سرخ پوش جو میدان نبرد مین سلحشوری اور چوگان بازی اور تیر اندازی دکھارہا ہی
یہ کون ہی انھون نے جواب دیا کہ یہ بہادر اہل اسلام سے ہی واسطے مقابلے کے صف جنگ سے
نکلا ہی اپنے کمالات فنون جنگ ظاہر کررہا ہی سب اُسکے کمالات کی تعریف کررہے ہین ابھی تک
اُسنے مبارز طلب نہین کیا ہی ماہیار نے نقابدار کی سلحشوری دیکھکر کہا یہ تو اِسطرح چوگان بازی
اور تیر اندازی وغیرہ کررہا ہی گویا نٹ کا تماشا یا بھان متی کا کھیل کررہا ہی لوگ اُسی کی
تعریف کررہے ہین محض نادانی اور بیوقوفی کرتے ہین اُنکی تعریف کرنے سے صاف صاف
ظاہر ہوگیا کہ فنون جنگ سے مطلق آگاہ نہین ہین اگر کمالات جنگ سے ماہر ہوتے تو اِس
نقابدار کے اُچھل کود کی اِسقدر صفت وثنا نہ کرتے ہرمز و فرامرز تو خاموش رہے بختیارک
نے البتہ جھلا کر جواب دیا کہ یہ نقابدار وہ بہادر اور فن جنگ مین یکتاے روزگار ہی کہ جسکی
حمزۂ صاحبقران اور جملہ دوست اور دشمن تعریف کررہے ہین اِسی دلاور نے ایک ضرب
مین ترک توسن یلتاقی کو مع ستون دو ٹکڑے کیا تھا اور ایسے وقت مین اُسے قتل کیا تھا
کہ آپ کے بھائی بدمست کشتی گیر اور بدیع الزمان سے کشتی ہورہی تھی دنیا دنیا عالم عالم اکٹھا
تھا اِسنے کسی سے کچھ خوف نہ کیا اور اکھاڑے مین یکہ وتنہا گھسکر ترک مذکور کو قتل کیا ہی کسیکو
یہ حوصلہ نہ ہوا کہ اُسے روکے اور مقابلہ کرے پس ایسے بہادر اور شجاع کو آپ اِسطرح کہتے ہین
سواے اِسکے اور ہم زیادہ کیا کہین کہ آپ اِس سے زائد فنون جنگ سے آگاہ ہونگے اور قوت
و شجاعت مین بھی بہتر و افضل ہونگے لیکن دعوی بغیر دلیل کے ٹھیک نہین ہوتا اور کوئی عاقل
نہین مانتا کہنے اور کرنے مین فرق زمین و آسمان کا ہوتا ہی اور سُننے اور دیکھنے مین بھی فرق ہوتا
ہی بموجب مصرعہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ + اب آپ تشریف لاتے ہین آپ کے کمالات فنون
جنگ دیکھین گے اور میزان انصاف مین تولینگے اُسوقت تمام حال اچھے اور بُرے ہونیکا
معلوم کرینگے ماہیار بن گاؤ لنگی گاؤسوار بختیارک نابکار کی گفتار سُنکے مانند مار سیاہ یا مثل
شیر غضبناک ہوکے کہنے لگا ای بختیارک تم میرے فنون جنگ دیکھوگے اور داد دوگے اُسنے
کہا مشتاق دید ہون ضرور ہی داد دونگا ماہیار نے کہا تم وزیر ہو امور وزارت سے آگاہ ہو
فنون جنگ سے کما حقہ تمکو آگاہی نہین ہی تمھین اور تو کیا فنون جنگ دکھاؤن لیکن اِسقدر
اپنی شجاعت دکھانا ضرور ہی کہ جسکی تم اور تمامی مردمان ہر سہ لشکر تعریف کررہے ہین اُس سے
جاکر مقابلہ کرتا ہون اور سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹکر تمھارے حوالے کرتا ہون بعد اِسکے
قتل کرنے کے اپنے بھائی کے قاتل اور دیگر اہل اسلام کو ہلاک کرونگا یہ کہکر مرکب کو جانب
میدان کارزار جولان کیا اور بمقابلہ نقابدار موصوف جاکر مرکب کو روک کر نعرہ کیا کہ او
نقابدار بیدین کیا تو مانند نٹون کے اُچھل کود کررہا ہی برقع بیحیائی منھ پر اپنے ڈال لیا ہی کچھ
غیرت وحیا نہین ہی کہ سر میدان جنگ بیہودہ اور مہمل فنون جنگ لوگون کو دکھارہا ہی اور یہ
سب بھی ایسے مہمل ہین کہ تجھ ایسے مہمل کی تعریف کررہے ہین مجھے یہ امر نہایت ناگوار ہی لہذا
اگر کچھ دعوی شجاعت و بہادری کا ہی تو مجھسے مقابلہ کر اور اگر بزدل ہی تو میدان سے چلا جا

ایسے بہادرونکو ٹٹونکا تماشا نہ دکھا بہادر ہمارے نزدیک وہ ہی جو تلوار کی آنچ کا متحمل ہو قدم جنگ سے
نہ ہٹائے حریف کے سامنے سے نہ بھاگے زخم تیغ و تبر اور نیزہ و تیر کے پیہم کھائے خون مین نہائے
خود بھی حریف پروار کرے حتی الامکان اپنے بد اندیش کو قتل کرے اور یہ جو تو اپنے نزدیک کمالات
فنون سپاہ گری دکھا رہا ہی بالکل ہیچ اور بوچ ہین ہمارے نزدیک یہ ایک قسم کا رقص ہی نقابدار موصوف
کو یہ سے فنون سپاہ گری دکھا رہا تھا مر کب اُسکا اور وہ خود بھی ہمہ تن غرق عرق تھا سب تعریف کر رہے
تھے ابھی امیر کو بھر مقابلہ طلب نہ کیا تھا کہ یہ نابکار آیا اور مقابلہ کرنیکا خواستگار ہوا اور وہ کلمات
سخت و درشت کہے کہ نقابدار موصوف کو انتہا سے زیادہ غصہ آیا آخر کار اُسی عالم غیظ و غضب مین
نقابدار نے اُس سے کہا تو کون ہی اپنے نام سے آگاہ کر اور تو کیون مجھسے مقابلہ کرتا ہی شاید تیرا
پیمانہ حیات آب زندگی سے لبریز ہوا ہی قضا تیری تجھکو کشان کشان میرے روبرو لائی ہی یا تو دیوانہ ہی
کہ حالت دیوانگی مین مجھسے مقابلے کو آیا ہی اور کلمات واہیات زبان پر جاری کرتا ہی ارے نابکار میرے
فنون سپاہ گری کو ٹٹونکا تماشا کہتا ہی تجھکو یقیناً فن سپاہ گری مین کچھ بھی دخل نہین ہی جا دور ہو میرے
سامنے سے ورنہ زبان تیری دہن سے تیر سے کھینچ لونگا اور اِسطرح تجھے مارونگا کہ تیرے حال پر بابیان
دریا اور مرغان ہوا افسوس کرینگے اُسنے برہم ہو کر کہا او مسلمان پرستش کرنیوالے خدائے نادیدہ کے
آگاہ ہو کہ مین برادر عینی بدمست کشتی گیر کا ہون اور فرزند نامے گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ہون جسکا کہ
روے زمین پہ قوت و شجاعت مین کوئی جواب دینے والا نہین ہی مین وہ دلاور ہون کہ کوہ کو ہنگام
نبرد گاہ جانتا ہون شیر نر کو بزیا شغال جانتا ہون فیل مست کو پشہ سے بھی حقیر اور نحیف سمجھتا ہون
دیوونکو مانند چوہیون کے مل ڈالتا ہون جن اور خبیثات میرے نعرے سے کوسون بھاگتے ہین زمین
کانپتی ہی آسمان تھراتا ہی مریخ فلک کو کثرت خوف سے رعشہ آتا ہی انسان کی تو کیا مجال اور لیاقت
ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے کیونکہ نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری رو مین تن پہلوانون کو دو ٹکڑے
کرتی ہی بلکہ چو رنگ دیتی ہی گرز میرا وہ گرز ہی کہ اگر رستم پیلتن بھی اُسے اُٹھاتا تو نہ اُٹھ سکتا مین کہ رشک
رستم و اسفندیار ہون ایسے گرز گرانبار کو یون اُٹھاتا ہون جیسے کوئی پھول کی چھڑی اُٹھاتا ہی
اور بارہا گرز مذکور سے مین نے ایسے ایسے بہادرونکو ہلاک کیا ہی کہ جو اپنے تئین یکتائے روزگار
اور شجاعت و دلاوری مین وحید عصر جانتے تھے جب اُنپر گرز کا مین نے وار کیا ہی دیکھنے والون نے
دیکھا ہی کہ استخوان اُنکے یون نیست و نابود ہو گئے گویا کبھی تھے ہی نہین اور اسطرح اُنکے استخوان
وغیرہ ضرب گرز گرانبار سے سرمہ سا ہو گئے کہ ہوا اُنکو اُڑا لیگئی غبار گرد مین اُنکے اعضائے تن شامل ہو گئے
نام و نشان بھی اُنکا باقی نہ رہا نام میرا آفاق مین ماہیار گردن گاؤ لنگی گاؤ سوار مشہور ہی کون
ایسا ہی کہ مجھسے واقف نہین ہی اور کسکا دل ہی کہ میرے رعب کا سکہ اُسکے قلب مین جما نہین ہی شاہان جہان
اور پہلوانان نامآور ان مجھسے یون ڈرتے ہین جیسے کوئی اپنے مالک سے خادم ڈرتا ہی یا شیر سے
شغال خائف ہوتا ہی یا طاؤس سے مار سیاہ ترسان ہوتا ہی یا باز سخت چنگال سے کنجشک خوفناک
ہوتی ہی اور زیادہ مین اپنی شجاعت و بہادری کیا بیان کرون اپنی تعریف کما حقہ خود بیان کرنا نزدیک
عقلا کے اچھی نہین ہی بضرورت تھوڑی سی مثل اِسکے کہ مشتے نمونہ از خروارے کیفیت اپنی قوت و

دلاوری کی تجھسے بیان کی ہی اور مین دیوانہ نہین ہون وقت مقابلہ حریف کو دیوانہ کر دیتا ہون ایسا حریف کو
وقت جنگ گھیر گھیر کے وار کرتا ہون کہ وہ کثرت اضطراب سے دیوانہ ہو جاتا ہی حواس خمسہ اُسکے بجا نہین
رہتے ہین اگر چاہا بحملہ خداوندون نے تو آج تیرا بھی یہی حال کرونگا اور یہان میرا آنا اِسطرح ہوا ہی کہ
برادر عینی کو کوئی بدیع الزمان ہی اُسنے کشتی مین ہلاک کیا ہی اُسکا انتقام لینے کو آیا ہون اُسے تو ضرور ہی
قتل کرونگا اور تمامی لشکر حمزۂ صاحبقران کو تہ تیغ کرونگا لیکن بالفعل تجھسے مقابلہ اِس واسطے کرتا ہون
کہ تو بھی مسلمان ہی جسطرح بدیع الزمان اور حمزۂ صاحبقران دشمن ہین اُسیطرح بوجہ مسلمانونکے
تجھکو بھی اپنا اور اپنے برادر مقتول کا بدخواہ جانتا ہون اور ایک سبب یہ ہی کہ تجھکو اپنی سپاہ گری
اور شجاعت پر غرور اور ناز ہی اور سب تیری تعریف کرتے ہین حالانکہ تو لائق تعریف نہین ہی مگر یہ لوگ
تیری ثنا کرتے ہین خصوصًا بختیارک وزیر ہرمز و فرامرز تیرا بہت مداح ہی اور مجھکو تیرا ہم نبرد نہین
جانتا ہی اور میری شجاعت و دلاوری کا اُسے اعتقاد نہین ہی پس واسطے اُسکے قائل اور معتقد کرنیکے
تجھسے مقابلہ کرتا ہون جب سر تیرا بسہولت تمام کاٹ کر لیجاؤنگا بختیارک کے روبرو پھینکدونگا
اُسوقت وہ میری شجاعت و دلاوری کا قائل ہوگا تیرے بعد جملہ اہل اسلام کو قتل کرونگا اور یہ جو
تو نے کہا کہ تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ اگر تیری عمر کا پیمانہ آب زندگی سے
بھر نہ گیا ہوتا تو مین ملک تبریز سے ایسے وقت مین کیون یہان آتا پس آنا میرا اسوقت دلیل قوی
ہی کہ تیری اجل آئی ہی مثل صرصر تیری شمع حیات کو گل کرونگا اور مانند ملک الموت کے تجھے بیجان کرونگا
اپنی تلوار کو تیرے خون سے رنگین کرونگا رشتۂ حیات کو تیری تیغ آبدار سے کاٹونگا سر و تن مین تیرے
جدائی کرونگا تجھکو ابھی اپنی شجاعت و دلاوری پر بہت ناز ہی سارا غرور تیرا دماغ سے ایک ضرب
گرز گرانبار مین نکلجائیگا تیرے قتل ہونے سے بدیع الزمان میرے بھائی کے قاتل کے دل پر میرا
سکۂ رعب پڑ جائیگا اور یہ جو مین نے ابھی کہا ہی کہ تجھے فن سپاہ گری مین کچھ لیاقت نہین ہی اور تو
اِسکا جواب دندان شکن کیا دون صرف اِسقدر کہنا کافی ہی کہ مجھکو اِسقدر فن سپاہ گری مین دخل ہی
اور کمال حاصل ہی کہ اگر رستم و اسفندیار اور گیو اور بیژن اور افراسیاب اور سہراب اور ہرمز
وغیرہ پہلوانان نامی اِس زمانے مین موجود ہوتے تو وہ بمنت و سماجت مجھسے فنون سپاہ گری کو
حاصل کرتے اور حلقۂ شاگردی اپنے کان مین ڈالتے ماہیار گرد یہ کہکر خاموش ہوا لقا بداندکے
قہر و غضب سے تو جملہ ناظرین دفتر آگاہ ہین کہ یہ بہادر زمانۂ طفلی سے شعلہ خو آتش مزاج ہی ذرا سی بات
پر اِسکو بدرجہ کمال غصہ آجاتا ہی چہرہ سرخ ہو جاتا ہی بلارک افراسیابی کے قبضے پر ہاتھ ڈالتا ہی جنگاہ
مین رستمانہ لڑتا ہی دریا سے خون بہا دیتا ہی کشتونکے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیتا ہی ہمیشہ اِسکی
سحاب شمشیر سے خون برستا ہی شیر سیرت مریخ صولت مشہور ہی جب اُسکو غصہ آجاتا ہی پھر روکے سے
ہرگز نہین رُکتا ہی پس اِسنے جو ماہیار گرد کی تقریر سنی کثرت غصے سے کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا
سلمشوری اور چوگان بازی سے باز رہکر مرکب طلسمی کو روکا اور بصد غضب نعرہ کیا کہ او کافر کیا بکتا ہی
اگر اپنی حیات چاہتا ہی تو دور ہو جلد میرے سامنے سے بھاگ جا شیر غضبناک کے حملے سے خوف کر
لاف و گزاف بہت بک چکا اب او نابکار یہانسے گریز کر ورنہ ایک طمانچے مین تیرا کام تمام کردونگا

اِس یاوہ گوئی تیری کا تجھے تماشا دکھاؤنگا تو نے نامردون اور بزدلون سے مقابلہ کیا ہوگا اور اُنھین ہلاک
کیا ہوگا کبھی شیرون سے تجھے پالا نہ پڑا ہوگا او ملعون آگاہ ہو کہ مین شیر بیشۂ شجاعت ہون بڑے بڑے نامی
پہلوان اور دیو اور عفریت مجھسے مقابلہ کر نہین سکتے ہین پرستان مین مین نے سیکڑون دیو ونکو قتل کیا ہی
تنہا ہزارہا دیوون سے مقابلہ کیا ہی انکو تھوڑی دیر مین بھگا دیا ہی تیری کیا حقیقت ہی تجھکو مور ضعیف سے بھی
کمزور تر جانتا ہون اور تجھ ایسے نامرد اور بزدل سے لڑنا ننگ و عار سمجھتا ہون تجھپر کیا تلوار علم کرون باعث
میری ناموری کا نہین ہی یہ کہکر چاہا کہ بعوض مقابلہ اسکو ایک طمانچہ ایسی قوت سے مارے کہ سر اُسکا چنبر گردن
سے اُڑ جائے یا کلہ اسکا اِسطرح ٹیڑھا ہو جائے کہ دنیا کو اسکے منھ ٹیڑھا ہونے پر مرض لقوے کا یقین
ہو جائے ہنوز نقابدار نے ہاتھ اپنا واسطے طمانچہ مارنیکے اُٹھایا تھا اور رہا بیارگرو نقابدار کو بہم
دیکھکر کسیقدر پیچھے ہٹا تھا کہ اُدھر امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہ پشت پر کھڑے تھے فرمایا ای خواجہ
دیکھو غضب ہوا نقابدار کو غصہ بدرجہ کمال آگیا اب اِس نابکار کی زندگی دشوار ہی فی الواقع اسکی قضا
اسکو گھیر کر اِس بہادر کے روبروے آئی ورنہ یہ تو آج مجھسے مقابلہ کرتا بعد سلحشوری اور چوگان بازی
اور تیر اندازی وغیرہ کے مجھے میدان مین طلب کرتا حسب وعدہ مجھسے لڑتا افسوس یہ نابکار کیون آیا
مجھے اسکی تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہ گری پر کمال حیرت ہی بہ نظر غور دیکھ رہا تھا ایک عالم محویت تھا دل
میرا اسکے فنون سپاہ گری دیکھکر لطف اُٹھا رہا تھا بے اختیار تعریف کر رہا تھا کس خوبی سے یہ جوان فنون
سپاہ گری دکھا رہا تھا بار بار مجھکو یہ خیال آتا تھا اور اب تک یہی خیال ہی کہ یہ فنون سپاہ گری اِس سن وسال
مین کسنے سکھائے ہین یہ سب فنون ہمارے ہی خاندان مین جو اشخاص ہین وہ جانتے ہین اور کوئی سواے
ہمارے اور ہماری نسل اور ہمارے سردارون کے نہین جانتا ہی مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ خود مین نے
اِسکو کبھی یہ فنون تعلیم کیے ہین اور اِسنے بھی خوب یاد کیے ہین حق تعالیٰ اسکو نظر بد سے بچائے اور
اِس بداندیش پر غالب کرے اور اِس بہادر کو خدا میرا مطیع کر دے تا کہ بارگاہ سلیمانی کی اِسکے بیٹھنے
سے دونی رونق اور زینت ہو جائے خواجہ عمرو جواب مین امیر باتوقیر کے عرض کرتے تھے کہ ای امیر
اِس نقابدار کی شجاعت اور بہادری مین بقول آپکے کسیطرحکا شک نہین ہی دیکھیے اب بھی خیر ہی کہ
مقابلہ اِس دلاور سے نہ کیجیے بارگاہ سلیمانی تو یہ بہادر لیگیا ہی اور ردائے صاحبقرانی کے بھی اسے بخوشی
دیدیجیے اپنی جان و آبرو بچائیے مثل مشہور ہی کہ جان کا صدقہ مال ہی لہذا ایسے وقت مین مصلحت یہی ہی
اور عقل یہی کہتی ہی کہ جان کا خیال کیجیے مال جانیکا ملال نہ کیجیے نہین معلوم وقت مقابلہ کیا ہو جنگ دو
سردار دو یہ امر ضروری نہین ہی کہ آپ ہی غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا شاید خدانخواستہ آپ
مغلوب ہوے اور وہ بہادر غالب ہوا تو ملکون مین کیسی بدنامی اور رسوائی ہوگی اور ردائے صاحبقرانی
کے بھی ہاتھ سے جائینگے دو طرحکا نقصان ہوگا آبرو بھی جائیگی مال بھی جائیگا ایسے وقت مین مجھے یقین
ہی کہ آپ بوجہ آبروریزی کے زندہ نہ رہین کیونکہ ہمیشہ سے آپ صاحب حیا و غیرت ہین بعد آبروریزی
اور تلف مال کے اگر اپنے فعل سے پشیمان ہو جیے گا تو کیا فائدہ ہوگا آبرو جاکر پھر آبرو کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا بلکہ ممکن نہ ہوگا پس آپ عاقل ہین آپ کو سمجھانا ایسا ہی جیسے لقمان کو حکمت سکھانا دیکھیے
اب بھی اِس راے پر عمل کیجیے ورنہ مقابلہ کرکے پچتائیے گا لوگ کہین گے کہ اب امیر پچتاتے ہین پہلے انجام

کچھ خیال نہ کیا اور یہ مصرعہ ورد زبان کرینگے مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + اور یہ جو نابکار متفنی پسر
گاؤ لنگی گاؤ سوار اِس بہادر کے مقابلے کیواسطے آیا ہی دیکھ لیجیے گا کہ بہت جلد اسکا کام تمام ہو جائیگا
قضا اِس بد انجام کی اِسکو یہان لائی ہی اور ایسے بہادر سے اِسنے لڑنے کا قصد کیا ہی جسکے ہاتھ سے
جانبر ہونا دشوار ہی آپ کچھ تردد نہ کیجیے نقابدار کو اِس بد اندیش سے کچھ ضرر نہ پہونچیگا دیکھیے نقابدار
نے واسطے طمانچہ مارنے کے ہاتھ اُٹھایا ہی اگر طمانچہ اِس نابکار کے رخسار نحوست پر پڑ گیا تو اسی ایک
طمانچے مین کام اِس نابکار کا تمام ہو جائیگا خواجہ یہ عرض کر کے خاموش ہوے امیر نے فرمایا اے خواجہ
اِس بہادر سے بغیر مقابلے اور مجادلے مین باز نہ رہونگا اور بغیر زیر ہوے بانے صاحبقرانی کے مین
نہ دونگا رسواے خلائق نہ ہونگا اور اے خواجہ مجھے امید تو ذات پروردگار سے یہی ہی کہ اِس بہادر
کو مین ہنگام مقابلہ زیر کرونگا ورنہ جو کچھ منظور خدا ہوگا وہ ہوگا تم مجھے نہ ڈراؤ ایسی نصیحت نہ کرو
اور ایسی راے نہ دو میرے اِس امر مین کچھ دخل نہ دو خواجہ نے عرض کی بہتر اب کچھ عرض نہ کرونگا
جو آپ کے مزاج عالی مین آئے وہ کیجیے مین نے از راہ خیر خواہی عرض کیا تھا آپ نہین قبول کرتے
اچھا نہ سہی ع سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + خواجہ تو اِدھر امیر سے
یہ عرض کر کے خاموش ہوے اُدھر بختیارک نے ہرمز و فرامرز سے عرض کی دیکھیے حضور اب ماہیار
کا کام تمام ہوا چاہتا ہی تھوڑی دیر مین مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپے گا اِس بہادر کا طمانچہ ایسا ہی
گویا طمانچہ اجل کا ہی یہ سرکش ابھی آیا تھا ایسا ہوا کے گھوڑے پہ سوار تھا کہ لشکر مین دو چار دن
بھی قیام نہ کیا عدم کے جانے مین بہت جلدی کی لاکھ مین نے چاہا کہ یہ خود سر نقابدار سے مقابلہ
نہ کرے مگر اُسنے اپنی شجاعت و دلاوری کے ظاہر کرنے کے واسطے اِس امر دشوار پر کمر باندھی
اِسکا انجام بد ہوگا دیکھ لیجیے گا کہ پسر گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ہنگام مقابلہ اِس بہادر سے ڈر کے گو
نکلجائیگا مثل گوبر کے رعب سے ہگ دیگا نقابدار سرخ پوش اہل اِسلام سے ہی اُسکے مذہب مین
گاؤ اور بچہ گاؤ کو اذیت دینا اور ذبح کرنا جائز ہی پس تھوڑی ہی دیر مین یہ بہادر تیغ آبدار سے
اِسے اِسطرح قتل کریگا گویا سب کو ثابت ہوگا کہ اِسے ذبح کیا خون اِسکا زمین پر گریگا زخمون کی
اذیت سے زمین پر تڑپے گا اور مانند نر گاؤ کے درد کی شدت سے چیخے گا باپ اِسکا کہ نام جسکا
گاؤ لنگی گاؤ سوار ہی وہ اِسکی خبر مرگ و قتل سُنکے مغموم ہوگا اِسکے غم مین اُسکے کلیجے مین داغ پڑ جائیگا
اور اگر وقت حرب و ضرب نقابدار کی تلوار اِسکے پانؤن پر پڑ جائیگی اور پانؤن اِسکا کٹکر جدا ہوگا
اُسوقت اِسکے پسر گاؤ لنگی ہونے مین مجھے کسیطرح کا شک باقی نہ رہیگا کیونکہ پسر وہی پسر ہی جو کہ
صحیح النسب و حسب ہی اور وہی طفل صحیح النطفہ ہی جو کہ اپنے باپ کے قدم بقدم ہو نام سے اپنے
باپ کے کچھ مناسبت رکھتا ہو اگر وہ لنگڑا ہو تو یہ بھی لنگڑا ہو ہرمز و فرامرز نے بختیارک کی
گفتگو سُنکے مسکرا کر کہا کہ اے ملک جی تم عجب بیہودہ باتین کرتے ہو کبھی کلمہ خیر اور سخن نیک زبان
سے نہین نکالتے ہو جب کوئی بات زبان پر جاری کرتے ہو بری ہی جاری کرتے ہو اپنے معین
و مددگار کی ہر ایک شخص بہتری چاہتا ہی اُسکے واسطے دعاے خیر کرتا ہی اُسکے دشمن کے بارے مین
برائی چاہتا ہی تم برعکس اِسکے عمل کرتے ہو تمھاری تو وہ مثل ہی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے

اپنے ہی مددگار کے حق مین ایسے کلمات کہتے ہو حالانکہ یہ تمہارا خیال خام ہی ماہیار گرد نقابدار سے
بہادر ہی اور قوت مین پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی بلکہ ہمارے نزدیک نقابدار سے زیادہ بہادر ہی اور
فنون جنگ مین بہتر ہی کیونکہ نقابدار کی تیراندازی اور چوگان بازی ایسی ناپسند ہوئی کہ سب تو
تعریف کرتے تھے اُسنے مذمت کی اِس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ نقابدار سے یہ فنون جنگ زیادہ
جانتا ہی اور قوی تر ہی اگر شجاعت و بہادری و قوت مین اُس سے کم ہوتا ہرگز اُسکے مقابلے کو نہ جاتا
بختیارک نے عرض کی خداوند نعمت یہ آپ کیا فرماتے ہین کہ ماہیار گرد نقابدار سے شجاعت وغیرہ
مین زیادہ ہی یہ ہرگز اُسکا ہم نبرد نہین ہی بدرجہا اُس سے قوت اور بہادری مین کم ہی اُسکے موٹے
موٹے دست و پا پر نظر کرکے قوی ہونیکا خیال نہ کیجیے بیشتر مین نے ایسا دیکھا ہی کہ زیادہ موٹا آدمی
کم قوت اور بھدا ہوتا ہی ذرا سے دھکے مین دھم سے زمین پر گر پڑتا ہی اور اوسط کا مُٹاپا اچھا ہوتا
ہی اعضا مین بخوبی تمام قوت ہوتی ہی دست و پا مین پھرتی ہوتی ہی ہرمز و فرامرز نے کہا ای بختیارک
ہم اِس قول کو تیرے کبھی نہ مانین گے جو شخص زیادہ موٹا اور فربہ ہوگا اُسمین اُسیقدر کم قوتی ہوگی
ماہیار گرد فرزند گاؤ لنگی گاؤسوار کا ہی اُسنے اُسکو کسقدر فنون جنگ بتائے ہونگے اور کیسی
کیسی قوت کی چیزین اُسے کھلائی ہونگی اِسنے جسقدر کثرت اور ریاضت کی ہی اُسیقدر یہ فربہ ہوا ہی
اب اِسکی فربہی کو غور سے دیکھکر عاقل خیال کرے کہ جتنے موٹے موٹے اِسکے دست و پا ہین اُسیقدر
اِسمین قوت بھی ہوگی بختیارک نے عرض کی حضور کی خوشنودی کا خیال کرکے اگر تقریر کیجاے
تو مطابق آپ کے قول کے گفتگو کیجائیگی اور اگر انصاف کی نظر سے کوئی کہیگا تو میرے قول
کو پسند کریگا دیکھیے کیا کتنا بھدا ہوتا ہی اور ذرا سے سہارے مین لڑھک جاتا ہی ماہیار تو مثل
گھی کے کپے کے ہی اِسمین قوت کا حصہ نہین ہی یہ نقابدار سے کیا مقابلہ کریگا اور کیا جانبر ہوگا
مین تو ابھی سے اِسکو مردہ جانتا ہون اور اِسکے تن خاکی کو بیجان خیال کرتا ہون آپ بھی میری
طرح اِسے مردہ تصور کیجیے اِسکی زندگی سے ہاتھ دھو لیجیے ابھی بختیارک ہرمز و فرامرز سے
عرض کر رہا تھا کہ ماہیار گرد نے نہایت غضبناک ہوکر نیزہ ہاتھ مین لیکر خبردار خبردار کہکے
سینۂ بے کینۂ نقابدار کو تاک کر مارا نقابدار موصوف نے حریف کو آمادہ جنگ دیکھکر طمانچہ
مارنے سے ہاتھ اپنا روک کر فی الفور نیزہ لیکر اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا پھر نقابدار
نے اُسپر نیزے کا وار کیا اُسنے بھی دلیرانہ اپنے نیزے پر نیزے کو روکا اور مسکراکر کہا او مسلمان
نقابدار ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا کیونکہ ابکی مرتبہ مین وہ تاور بند باندھونگا جسکا کھلنا دشوار
ہوگا بارہا اِسی بند سے کامل نیزہ بازون کے ہاتھ سے نیزہ مین نے نکال لیا ہی اور سینہ و جگر کو زخمی
کیا ہی تو بھی یقیناً جانبر نہ ہوگا تجھے ہلاک کرکے مجھے بہت بڑا ثواب حاصل ہوگا جملہ خداوند مجھسے
خوش ہونگے اِسواسطے کہ مسلمان کی خونریزی کا از حد میرے مذہب کی کتابون مین ثواب لکھا
ہی نقابدار موصوف نے برہم ہوکر جواب دیا او بیدین و بدانجام مین ہوشیار خبردار ہون تو
وار کر خدا میرا تیری ضرب سے مجھے بچائیگا ماہیار نے یہ سنکے بصد غضب وہی بند نادر نیزے کا
باندھا نقابدار نے اُس بند مذکور کو بہ سہولت کھول کر کہا او کافر اِسی بند پر تجھکو بڑا ناز تھا دیکھا

تو نے کہا اسے کیونکر کھولا اب مین وار کرتا ہون تو روک اور اِس ضرب سے اپنے تئین بچا اور ڈانڈ
نیزے کی خوب ہاتھون مین اپنے مضبوط پکڑلے کہ سنان نیزہ تیرے نیزے سے نکلجائیگی اُسنے ہنسکر
جواب دیا کہ یہ تیرا خیال خام ہی سنان نیزہ نکالدینا محال ہی تیری تو کیا مجال ہی آجتک کسی کامل نیزہ باز
نے میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا ہی نقابدار نے اُسکی تقریر سُنکے نیزے کا اُسکے سینہ پر کینہ پرور وار
کیا اُسنے مرکب کو اپنے کاوے پر ڈالکر نیزۂ نقابدار کو اپنے نیزے پر روکا اُسوقت دیکھنے والون
نے دیکھا کہ دونون دلیرون کی دونون سنان نیزہ اِسطرح باہم لپٹی ہوئین ہین کہ صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ دو مار سیاہ اپنی زبانین نکالے ہوے باہم لپٹے ہین اُسوقت امیر نے خواجہ سے اِشارہ کیا
کہ ای خواجہ دیکھو نقابدار نے یہ وہ بند نادر باندھا ہی کہ اسکا کھلنا اُس نابکار سے ممکن نہ ہوگا ماہیار کا
سنان نیزہ اِسکے ہاتھ سے نکلجائیگی اُدھر لشکر کفار مین بختیارک ہرمزد فرامرز سے کہتا تھا کہ دیکھیے
حضور نقابدار بہادر نے اُسکی مرتبہ کیا بند نادر نایاب باندھا ہی کہ کھلنا اِسکا بہت دشوار ہی میان
ماہیار گرد تڑپ تڑپکر زور کر رہے ہین لیکن کچھ ہو نسکیگا بند نادر جو نقابدار نے باندھا ہی کسیطرح
کھل نسکیگا آپ اِسکی فربہی اور قوت وکمال سپاہ گری کی تعریف کرتے تھے آپ فرمائیے کہ اب
دونون مین کون کامل ہی اور کون ناقص ہی قوی کون ہی اور کمزور کون ہی ہرمزد فرامرز نے کہا
ارے چپ رہ بہ آواز بلند ایسے کلمات زبان پر جاری کرتا ہی اُسکی فوج کے مردم صف آرا ہین
سرداران لشکر کھڑے ہوے ہین اگر کوئی تیری گفتگو سن لیگا تو قیامت برپا ہوجائیگی آپس ہی
مین تلوار چلنے لگے گی کشت وخون ہوگا تجھکو سرداران لشکر اُسکے پکڑکر مار ڈالینگے ہمارا نام
بدنام ہوگا پھر کوئی ہماری نصرت اور مدد کیواسطے نہ آئیگا بختیارک نے عرض کی خداوند نعمت
ایسے وقت مین اِس غلام سے خاموش رہا نہین جاتا کلمۂ حق زبان پر بے اختیار جاری ہوہی جاتا
ہی مین اپنی عادت سے مجبور ہون جو امر صاف ہوتا ہی کہدیتا ہون خاموش نہین رہ سکتا
کیونکہ خاموش رہنے مین ذہن کند ہوجاتا ہی جودت طبع جاتی رہتی ہی دل پژمردہ ہوجاتا ہی غنچۂ دل
شگفتہ نہین ہوتا ہی اگر اُسکے افسران فوج اور مردمان لشکر میری تقریر سُن لینگے تو کیا ہوگا آپکے
اقبال سے مین کسی طرح اپنی جان بچالونگا باہم فوجون مین اگر کشت وخون ہوگا بہ رغبت وبخوشی
تمام دور سے سیر دیکھونگا خونریزی مردمان سپاہ کو ہولی یا نوروز کا رنگ تصور کرونگا جانین
مردمان لشکر کی جائینگی میرا کیا نقصان ہوگا مفت سیر دیکھنے مین آئیگی دل خوش ہوگا آپ بھی سیر
دیکھیے گا ہرمزد فرامرز نے ہنسکر کہا مالک جی تم بیشک ثانی شیطان ہو اپنے حرکات سے کسیطرح
باز نہین آتے ہو ایکدن پچتاؤگے کسی نہ کسی کے ہاتھ سے ضرور پٹ جاؤگے ابرو اپنی تم
گنواؤگے بختیارک نے مسکراکر عرض کی بندہ دھول دھپے سے نہین ڈرتا ہی ہمیشہ سے اِسکا
عادی ہی اگر چندے دھول دھپے سے بندہ کا سر محفوظ رہتا ہی تو کھجاتا ہی ہنوز بختیارک ہرمز
دفرامرز سے یہ عرض کر رہا تھا اور وہ اُسکے مسخرے پن پر اور اِسکی باتون پر ہنس رہے تھے کہ
ناگاہ نقابدار نے اپنے نیزے کو تکان دیکے مرکب کو بڑھایا اور ایسا ہکہ دیا کہ سنان نیزہ ماہیار
کے نیزے کی ڈانڈ سے نکلکر مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جاکے گری امیر باتوقیر نے

بے اختیار بہ آواز بلند نقابدار موصوف کی تعریف کی اور اکثر سرداران لشکر امیر نے بھی نقابدار مذکور کی ثنا کی بدیع الزمان مرکب پر سوار مسلح و مکمل جو صف لشکر مین موجود تھے اُنھون نے یہ جنگ دیکھکر مطلق تعریف نہ کی بلکہ منھ بنا کر کہا نقابدار نے کیا کار نمایان کیا ہی کہ یہ سب اُسکی تعریف کرتے ہین اور ادھر بختیارک کہنے لگا واہ واہ نقابدار بہادر تیرا کیا کہنا خدا تیرا تجھکو لاکھون برس زندہ و سلامت رکھے اور ہمیشہ دشمنون پر مظفر و منصور کرے کیا اسوقت تو نے میرا دل خوش کیا ہی کہ باغ باغ ہو گیا ہی تو نے میری بات رکھلی اِن شاہزادون سے مجھے سرخرو کیا قربان تیرے زور و بازو کے اور صدقے تیری شجاعت و بہادری کے پروردگار تیرا تجھکو نظر بد سے بچائے اور جلد اِس نابکار پر تجھکو فتحیاب کرے یہ بدانجام نہایت ہی مغرور و متکبر ہی سر مین اِسکے ہوائے نخوت و غرور بہ کثرت بھری ہوئی ہی مجھسے بحث کرتا تھا آپ کو کم قوت و بزدل جانتا تھا تیرے میرے روبرو مذمت کرتا تھا خیر شکر ہی کہ جو ہوائے غرور اسکے دماغ سے نکل گئی وہ نخوت اِسکی باقی نہ رہی اب مار لینا اِسکا تیرے نزدیک کیا بات ہی بیجان یہ نابکار ہو چکا ہی تجھ ایسے شیر غضبناک کا یہ شکار ہی اب تیرے پنجۂ سخت سے بچکر کہان جائیگا اجل اِسکی سد راہ ہی پیمانہ عمر اسکا لبریز ہو چکا ہی تیرے ہاتھ سے یہ خود سر مارا جائیگا سیدھا جہنم مین جائیگا ہرمزو فرامرز بختیارک کی یہ تقریر سُنکے برہم ہوے اور کہنے لگے کہ اے ملک تم چپ نہین رہتے واہیات باتین جو ہمارے خلاف مین زبان پر جاری کرتے ہو اگر سنان نیزہ ماہیار کے ہاتھ سے نکلگئی تو کیا ہوا دیکھو تو سہی کہ اب کیا ہوتا ہی ماہیار جوان پر قوت ہی تیغ آبدار کھینچکر آسے ہلاک کریگا بختیارک نے جواب دیا خداوند نعمت مین تو کچھ نہین کہتا اور جو کہتا ہون سچ کہتا ہون اچھا اب کچھ نہ کہونگا لیکن بے اختیاری مین اگر کچھ زبان سے نکلجائے تو معاف فرمائیے گا کیونکہ زبان میری قابو مین نہین ہی اور خداوند ہمارے ہمیشہ اُسکو یون ہی چلتا پھرتا رکھین اور مدام گویا رکھین کبھی خاموش نہ کرین کہ خاموشی زبان اچھی نہین ہی صاف دلیل موت کی ہی اور یہ جو حضور نے فرمایا کہ تو دیکھ تو سہی کیا ہوتا ہی ماہیار تلوار کھینچے گا اور نقابدار کو قتل کریگا اِسکے جواب مین اور تو کیا عرض کرون لیکن اِسقدر ضرور التماس کرونگا کہ پشہ فیل کو شغال شیر نر کو گنجشک باز تیز پرواز کو کمزور صاحب قوت کو کیا قتل کریگا اِدھر بختیارک ہرمزو فرامرز سے یہ کہ رہا تھا اُدھر نقابدار موصوف کی اہل اِسلام تعریف کر رہے تھے خصوصًا سرداران لشکر و مردان فوج نقابدار کی تعریف و ثنا کرتے تھے اور کلمات تحسین و آفرین بہ آواز بلند کہتے تھے شور و غل ہو رہا تھا کہ ماہیار گرد نے نہایت عرق انفعال مین تر بہ تر ہو کر اور بدرجہ کمال برہم ہو کر ڈانڈ نیزے کی جو خالی ہاتھ مین رہگئی تھی نقابدار پر بعد غضب ماری نقابدار نے ڈانڈ کو اُسکی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ اُس بدانجام کے نیزے کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُسنے جھلا کر وہ ڈانڈ شکستہ ہاتھ سے پھینک دی اور پلٹ کر اپنے پرے گرز گرانبار کہ کئی سو من کا تھا بقہر و غضب اُٹھایا اور للکار کر کہا او مسلمان غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے سنان نیزہ بیخبری مین نکالدی سر میدان مجھکو ذلیل کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر اب گرز گرانبار کی ضرب سے اپنے تئین بچا یہ وہ گرز ہی کہ اگر پہاڑ پر اِسے مارون تو وہ اِسکی ضرب گران سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اگر فیل مست کے

سر پر یہ گرز مارون تو سر اُسکا پھٹ جائے آجتک اِس گرز کو کسی پہلوان نے نہین روکا ہی اور جسنے
روکنے کا ارادہ کیا ہی وہ اِسطرح سرمہ سا اِسکی ضرب سے ہوا ہی کہ اُستخوان تن اُسکے غبار ہوکر ہوائے
تند مین اُڑ گئے ہین اگر رُستم اور اسفندیار اِس زمانے مین زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے اِس
گرز کی ضرب کو کسیطرح روک نہ سکتے تیری تو کیا اصل ہی کہ تو روکیگا ہان یہ ضرب تیرے واسطے پیام موت
اور دیگر طمانچہ اجل کا ہی پس خبردار و ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا لقابدار نے مسکراکر جواب
دیا او یاوہ گو زیادہ بیہودہ نہ بک مین ہوشیار و خبردار ہون تو بقوت ضرب گرز لگا خدا تیرے شر سے
مجھے بچائیگا اور ای نابکار تو کہتا ہی کہ آجتک میرے اِس گرز کی ضرب کو کسی نے نہین روکا ہی مین
بافضال الٰہی تیرے گرز کی ضرب کو روکونگا یہ کہکر نیزۂ جان ستان ہاتھ سے اپنے عیار کو دیا اور
اپنا گرز اُٹھایا اِدھر ہاہیار گردنے دونون قدم اپنے رکابون مین خوب جماکر زین فرس سے
اُٹھکر مرکب کو قریب لقابدار بڑھاکر گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام سر حریف پر مارا امیر نے
دونون ہاتھون سے اپنے قلب و جگر کو پکڑ لیا اور خواجہ سے کہا ای خواجہ خدا خیر کرے یہ گرز گرانبار
ہی اور یہ نابکار بھی پر قوت ہی لقابدار سے دیکھیے ضرب مذکور رکتی ہی یا نہین پروردگار اِس نابکار کی
ضرب سے اِس بہادر کو بچائے نہین معلوم کیا ہی کہ اِس لقابدار سے مجھے اُلفت دلی ہی خواجہ نے
عرض کی حضور کچھ تردد نہ فرمائین لقابدار سرخ پوش دلیرانہ اِسکی ضرب کو روکیگا کیونکہ اُسکو کسی طرحکا
خوف و ہراس نہین ہی شیرانہ کھڑا ہی حواس خمسہ درست ہین ادھر تو خواجہ عمرو امیر باتوقیر سے یہ
عرض کر رہے تھے اُدھر لشکر کفار مین ہرمز و فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ ای ملک جی اب کہو کیا
کہتے ہو کسکی جان کی تمھین خیر نہین معلوم ہوتی ہی کیون یہ ضرب گرز لقابدار سے رکیگی اور وہ ایک
ضرب سے جانبر بھی ہوگا اُسنے عرض کی اگر حضور مجھسے پوچھتے ہین تو میرے نزدیک اِس گرز گرانبار
کے ضرب کی کوئی اصل و حقیقت اِس بہادر کے آگے نہین ہی یہ گرز تو کیا ہی یہ وہ بہادر ہی کہ پہاڑ کو
روک لے اور اُسکی جگہ سے اُسے اُکھیڑ کر پھینکدے لقابدار عجب جوان پر قوت و شجاع ہی اِسکی ضرب
کو روکیگا اور انجام کار اِس نابکار کو یون قتل کریگا کہ سب کو حیرت ہو جائیگی آپ بھی دنگ ہو جائیے گا
ہرمز و فرامرز نے پوچھا تجھے یہ امر کیونکر معلوم ہو گیا ہی اُسنے عرض کی خداوندا مین نے اِن آنکھون سے
ہزارہا لڑائیان دیکھی ہین لاکھون جوانان صف شکن و تیغ زن میری نظر سے گذرے ہین اُنکی بھی
لڑائیان دیکھی ہین اب میری ایسی نظر ہو گئی ہی کہ دیکھتے ہی پہچان لیتا ہون نامرد اور مرد کی شناخت
کر لیتا ہون دو دلیرون مین جو غالب اور مغلوب ہوتا ہی اُسکی پہلے سے خبر دیدیتا ہون احوال
استقبال کا حال مین کہدیتا ہون جو حکم لگاتا ہون کبھی پٹ نہین پڑتا ہی میری نظر وہ نظر ہی کہ اِسکے
روبرو زائچہ کھینچنے اور حکم لگانے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ وہ فال ہی کہ ہمیشہ سچی ہی ہوئی یہ وہ ترازو
ہی کہ اِسمین مرد اور نامرد کو فوراً تول لیتا ہون ہرمز و فرامرز نے مسکراکر کہا ملک جی جملہ خداوند ہمارے
تمھاری ایسی نظر سے سب کو بچائین کیا غضب کی نظر ہی کہ اپنون کے واسطے بد ہی اور غیرون کے
لیے اچھی ہی دشمنون اور بدخواہون کے حق مین نیک ہی اور دوستون اور مددگارون کے واسطے تو تیر
جان ستان ہی ایسی نظر سے پناہ اور ایسی آنکھونکا نابینا ہونا بہتر ہی کہ جس مین ایسی نظر ہو ہنوز ہرمز و

فرامرز بختیارک سے یہ کہ رہے تھے کہ نقابدار سرخ پوش نے شیرانہ ضرب گرز ماہیار گرد کو اپنے
گرز پر روکا اُسوقت وہ صداے سخت و مہیب بلند ہوئی کہ جملہ فیلان ہر سہ لشکر چنگھاڑنے لگے ڈر ڈر کر
بھاگنے لگے مرکب اکثر سوارونکو ٹپک ٹپک کے لشکرونسے نکلکر بے اختیار خوف سے بھاگے جوانان
ہر سہ سپاہ نے یہ خیال کیا کہ دو پہاڑ آپس مین ٹکرا گئے بہت سے بزدلونکو غش آگئے اکثر دلیر تھرّا کر
رہگئے امیر با توقیر بھی گھبرا گئے مرکب دونون دلیرون کے اُسوقت گھٹنون گھٹنون تک زمین مین
سما گئے غبار زمین سے اِسقدر بلند ہوا کہ نقابدار بہادر اُسمین پوشیدہ ہوگیا بلکہ ہر سہ لشکر مین
غبار مذکور کچھ کچھ پھیلا اور بلند ہوا اور وقت ضرب گرز مذکور زمین کو جنبش ہوئی جملہ مردان لشکر کو ایسا
معلوم ہوا کہ زور سے زلزلہ آیا ہی ماہیار گرد نے ضرب گرز مذکور لگا کر نعرہ کیا کہ مارا مین نے اِس
نقابدار سرخ پوش کو اور بہت بڑا ثواب حاصل کیا مین نے اِس مسلمان کو ہلاک کرکے اہل لشکر
اِسکے کمالات کی تعریف کرتے تھے مین نے ایک ہی ضرب مین اِسکو پیوند خاک کردیا اُستخوان اِسکے
ایسے سرمہ سا ہوگئے کہ اگر کوئی غربال مین خاک بھی چھانے تو بھی کوئی ریزہ اُسکے استخوان کا دستیاب
نہ ہوگا جب ماہیار نے یہ کہا چارون نقابدار لشکر نقابدار سرخ پوش کے مشوش ہوے اور
مضطرب ہوکر سیارہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے جلد جا اور خبر لا وہ فوراً چھاگل مین پانی لیکر وہان
آیا اور آب پاشی سے وہ تمام غبار دور کیا بعد ازان دیکھا کہ نقابدار بہادر کے سینے مین تری اور
حواس مین ابتری چہرہ بھی کسیقدر متغیر ہی ہاتھ مین گرز گرانبار ہی اور مثل میل آہنی کے اُستوار ہی ہاتھ
مین مطلق کجی نہین ہی سیارہ کہ یہ بھی منھ پر نقاب ڈالے رہتا ہی اِسنے عرض کی مزاج کیسا ہی حریف
خوش ہوکر کہ رہا ہی کہ مارا مین نے اس ہم نبرد کو اور پیوند خاک کیا مین نے اپنے مبارز کو نقابدار
نے اُسی حال مین مسکرا کر فرمایا کہ الحمد للہ مین سب طرح سے اچھا ہون یہ ضرب گرز کچھ ایسی ضرب نتھی
کہ جس سے میرے دست و بازو کو صدمہ پہونچتا یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا بادپا کہ گھٹنون تک زمین مین
سما گیا تھا مہمیز کرنے سے زمین سے نکلا بعد ازین نقابدار سرخ پوش نے ماہیار گرد سے کہا
او بیحیا دروغ گو کیا تو کہتا تھا کہ مین نے اپنے حریف کو پیوند خاک کیا ارے مین تو زندہ موجود
ہون کسکو تو نے ہلاک کیا اب او نابکار میری ضرب کو روک اُسنے نہایت متحیر و متردد ہوکر کہا
او مسلمان مین تعجب کرتا ہون کہ تو میری ضرب سے بچگیا اگر ایک ضرب گرز کو اور روک لے تو مین
جانون کہ تو مرد میدان نبرد ہی اور بقول بختیارک کے شجاع و بہادر ہی ہرچند کہ نقابدار بہادر
نے اُسوقت ارادہ ضرب لگانیکا اُس نابکار پہ کیا تھا لیکن جب اُسنے یہ کہا کہ میری ایک ضرب
گرز کو اگر اور تو روک لے تو جانون کہ تو بہادر ہی نقابدار نے ضرب لگانے سے باز رہکر اُس سے
کہا کہ او نابکار گو کہ یہ امر طریقۂ جنگ سے خلاف ہی مگر تو اپنا حوصلہ نکال لے اُسنے اُسیطرح بہ قوت
تمام پھر گرز سر پر مارا اُدھر نقابدار نے اپنے گرز کو ہاتھ سے رکھکر اُسکے گرز پر نظر کی جب
قریب تر گرز اُسکا سر کے آیا دلیرانہ پھرتی سے داہنا ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈالدیا اور ہاتھ
اُسکا مروڑ کر چاہا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لے یہ رنگ اُسنے دیکھکر خود بھی بہ قوت تمام زور
کرنا شروع کیا امیر و ہرمز و فرامرز و بختیارک وغیرہ دیکھ رہے تھے ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے

گرز اُسکا ہاتھ مردہ کے اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے سامنے پھینک دیا
بدیع الزمان سمجھ گئے کہ نقابدار نے اپنی شجاعت اور بہادری مجھے دکھائی ہی اِدھر ہیبار گرد گرز
کے چھین جانے سے نہایت خجل ہوکر برہم ہوا اور تیغ آبدار و گرانبار میان سے کھینچکر پکارا کہ او
نقابدار خبردار وہوشیار یہ وہ تیغ تیز ہی کہ ایک دم مین جھگڑا فیصلہ کرتی ہی اور حریف کا رشتۂ حیات
جلد تر منقطع کرتی ہی سیکڑون بہادرون کی اِسنے خونریزی کی ہی روک اِسکے وار کو نقابدار نے
مسکرا کر جواب دیا او ملعون بڑا تو غیرت دار اور صاحب شرم وحیا ہی کہ متواتر ذلتین اُٹھا کر پھر آمادہ
جنگ ہوتا ہی اور کلمات تعلی وغرور زبان پر جاری کرتا ہی مین خبردار ہون وار کر اور تیغ زنی کا
حوصلہ بھی اپنے دل سے نکال لے بعد ازان پھر مین تجھے ہلاک کرونگا اُس گبر نے فوراً تیغ آبدار کا
سر پر وار کیا نقابدار موصوف نے اپنے مرکب کو اُسکی داہنی جانب لاکر باڑھ تیغ کی دیکھکر جب
تیغہ قریب سر آیا فی الفور بند دست پر اُسکے ہاتھ ڈالکر ہاتھ اُسکا مروڑکر تیغ مذکور چھین لی اور
کمر بند مین اُسکے ہاتھ ڈالکر ایسا جھٹکا دیا کہ تسمے رکاب کے ٹوٹ گئے ہرچند اُس نابکار نے چاہا
کہ مین زین فرس سے جدا نہون لیکن نقابدار موصوف نے زور کرکے اُسکو زین فرس سے
جدا کیا اور اپنے سر سے بلند کرکے اور چرخ دیکر کہا او نابکار اب شناخت پروردگار مین کیا
کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ او نقابدار سرخ پوش کیا بکتا ہی میری اگر ہزار جانین ہون تو بھی مین
لات ومنات وغیرہ جملہ خداوندون پر صدقے اور نثار کرون اور یہ امید مجھسے نہ رکھ کہ خداے
نادیدہ کی پرستش نکرونگا مجھے اپنا ہلاک ہونا قبول ہی نقابدار نے اُسکی تقریر سُنکے نہایت غضبناک
ہوکر بدیع الزمان کو باشارہ دکھاکر اُسے اِسقدر بلند جانب فلک اُچھالا اور پھینکا کہ بغور
دیکھنے سے کچھ نظر آتا تھا جب وہ بلندی سے سوے پستی آیا اِسطرح بلارک افراسیابی اُسپر بزور
لگائی کہ اول اُسے دو ٹکڑے کیا بعدہٗ پھر ایسی تلوار لگائی کہ اُن دو ٹکڑون کے چار ٹکڑے کیے
اور وہ ٹکڑے مثل پہاڑ کے ٹکڑون کے زمین پر گرے امیر با توقیر اور اکثر سرداران لشکر
امیر اُسکی چورنگ کرنے کی کیفیت دیکھکر نہایت خوش ہوے اور نقابدار سرخ پوش کی
بیحد تعریف کی اور دیگر اہالی لشکر نقابدار جسقدر موجود تھے اُن سب نے اِکبار غلغلہ تحسین و
آفرین بلند کیا اُدھر بختیارک نے اپنے سر سے رفیدہ اُتارکر عالم خوشی مین سوے فلک زور سے
اُچھالدیا اور بے اختیار پکارا وہ مارا پہاڑ کو کس خوبی وقوت سے ڈھا دیا مینار کبر ونخوت
کو کس عمدگی سے منہدم کیا پیالہ شراب نخوت کا اُچھالکر ٹکڑے ٹکڑے کیا اے نقابدار کیا کار نمایان
کیا قربان تیرے زور بازو کے صدقے تیری شجاعت کے ہرمز وفرامرز نے بختیارک کی
گفتگو سُنکے کہا او ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو ہمارے معین وناصر کے قتل ہونے سے خوشی کرتے
ہو اور دشمن کی مدح وثنا کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ پچھتاؤگے دام عتاب ما بدولت
مین پھنسوگے بختیارک نے عرض کی حضور یہ میری خطا نہین ہی عمداً یہ فعل مجھسے سرزد نہین
ہوا ہی عالم بے اختیاری مین مین نے رفیدہ اپنے سر کا اُچھالدیا ہی اور جو کچھ کہا تھا وہ مین نے
عالم بے اختیاری مین کہا تھا کیونکہ ہمیشہ سے مین ایسی باتون کا عادی ہون اب آپکے حکم سے

کچھ نہ کہہ سکا ابھی بختیارک ہرمز و فیرامرز سے تقریر کر ہی رہا تھا کہ ناگاہ افسران سپاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار
جو میدان میں صف آرا تھے ماہیار گرد کو جو رنگ دیکھکر اِسقدر غضبناک ہوے کہ فوراً اپنی ماتحت
فوج کو ہمراہ لیکر جانب حریف ماہیار گرد بڑھے اِدھر امیر با توقیر نے بہ آواز بلند فرمایا کہ ای نقابدار
بہادر ہجوم کثرت اعدا سے پریشان خاطر نہ ہو تا کہ ہم اپنی فوج کو ہمراہ لیکر واسطے دفع کرنے تمھارے
دشمنون کے موجود ہین اُس بہادر نے عرض کی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین اِنکو آنے دین سب کو تہ تیغ کرونگا
اِن روباہون سے کچھ مجھکو خوف و خطر نہین ہی ہنوز نقابدار امیر سے عرض کر رہا تھا کہ یکایک سرداران
مذکور بہ جمعیت سپاہ کثیر آہی پہونچے اور اُسکو چہار جانب سے گھیر لیا صاحب دفتر لکھتا ہی کہ اُسوقت
نقابدار سرخ پوش اُس سپاہ مین یون نہان تھا جیسے خورشید ابر سیاہ مین یا آب ظلمات مین ہی
یا نور تاریکی مین یا ماہتاب گہن مین یا شیر روباہون مین یا عالم جاہلون مین جو آیا قتل پر آمادہ ہوا یہ
احوال دیکھکر چارون نقابدار اور افسران فوج نقابدار سرخ پوش واسطے دفع کرنے اُن
اعدا کے بڑھے اور کفار کی فوج مین شامل ہو کر تلوارین نیامون سے کھینچکر آمادہ جنگ ہوے
افسران فوج ماہیار گرد نے غم و الم مین کچھ خیال خونریزی اور حریفون کا نہ کیا اور بے اختیار
تیغ و تبر اور نیزہ و گرز وغیرہ آلات جنگ سے نقابدار پر وار کرنا شروع کیا اُس بہادر نے
یلارک افراسیابی کہ خون ماہیار گرد سے رنگین تھی علم کر کے لڑنا شروع کیا جسکی کمر پہ ہاتھ
مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور جسکے فرق پر تلوار لگائی مع راکب و مرکب دو ٹکڑے کیا جسطرف
وہ بہادر حملہ آور ہوا افسران فوج اور مردمان لشکر کفار کو جان اپنی بچانی مشکل ہوئی لاکھ
کد و کوشش کی مگر اُس پارۂ شجاعت کے ہاتھ سے وہ نہ بچے فوج مین تہلکہ پڑ گیا کہ یہ نقابدار ہی
یا شیر غضبناک ہی کہ غزالون اور گوسفندون پر حملہ آور ہی جسپر جھپٹ کے یلارک افراسیابی کا
وار کرتا ہی اُسے پیوند خاک کر دیتا بعضے کفار اپنے اہل و عیال کا خیال کر کے قدم پیچھے ہٹاتے
تھے اور ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اور اکثر کفار دلیرانہ برائے قتل نقابدار سرخ پوش
بڑھتے جاتے تھے اور قصد ہلاکت نقابدار رکھتے تھے ہرچند پیدل اور سوار برابر قتل ہو ہو کر
زمین پر گر رہے تھے اور چند زخمی ہو کر گھوڑون سے زمین پر گر گر کر تڑپ رہے تھے ہاے ہوے
دلیران کی صدائین بلند تھین دریاے خون کفار زمین پر جاری تھا گھوڑون کی گشت سے
غبار میدان کارزار مین بلند تھا لیکن وہ جنگ سے باز نہ آتے تھے قدم آگے ہی بڑھاتے
جاتے تھے اور نقابدار سرخ پوش پر خنجر و تیغ و تبر و نیزہ سے وار کرتے تھے اور وہ بہادر
اُنکے حربون کو رد کر کے دلیرانہ اُنپر حملہ کرتا تھا اور اُنکو حتی الامکان قتل کرتا تھا گو وہ نابکار
قتل ہوتے تھے مگر راہ فرار اختیار نہ کرتے تھے اور پکار کر اپنے اہل لشکر سے کہتے تھے اے
جوانو اِس نقابدار بہادر کو زندہ نہ چھوڑو ضرور اِسکو قتل کرو سر اِسکا تیغ آبدار سے کاٹ لو
ماہیار گرد کے خون کا اِس سے انتقام لو جسنے اور جتنے ایک مدت دراز سے گاؤ لنگی گاؤ سوار
کا نمک کھایا ہی اُسکے فرزند دلبند کو اسنے قتل کیا ہی اِسکو تہ تیغ کرو حق نمک ادا کرو اور سر
اِسکا کاٹ کر مع لاش ماہیار گرد کے خدمت گاؤ لنگی گاؤ سوار مین پہلو قدم جنگاہ سے خبردار

نہ ہٹاؤ اِسیطرح نقیب ہاے فوج کفار بھی اپنے مردمان لشکر کو ترغیب جنگ وجدال بہ آواز بلند
دیتے تھے اور پکار پکار کے کہتے تھے کہ اے بہادر ہوشیار رہو کہ یہ نقابدار اول تو مسلمان ہی
خونریزی اِسکی تمھین واجب ہی دوسرے یہ دلیر تمھارے مالک کے فرزند کا قاتل ہی اِسے زندہ
نہ رکھو چہار جانب سے گھیر کر اِسے قتل کرو ہرگز اِس مسلمان پر رحم نہ کرو پڑو دبڑا اِسپر ہجوم کرکے
اِسپر وار کرو مرکب سے اِسے گرا کر لاش کو اِسکی پامال سم اسپان کرو تم سب بہادر ہو دلیرانہ
لڑو پانؤن اپنے میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ اپنی شجاعت و مردانگی دکھاؤ بھاگنے سے بہتر یہ ہی
کہ قتل ہو جاؤ نقیبون وغیرہ کی ترغیب جنگ سے کفار زیادہ تر نقابدار موصوف کے اوپر حملہ
سخت کرتے تھے چارون نقابدار موصوف اور جملہ افسران لشکر اور مردمان سپاہ نقابدار
بہادر بھی کفار ندکور سے لڑ رہے تھے خوب جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی برق شمشیر ہر ایک بہادر
کی ابر سپاہ مین چمک رہی تھی صداے جقا جاق خنجر بلند تھی کمانین کڑکتی تھین تیر چلتے تھے سنان ہاے
نیزہ مثل تیر شہاب چمکتے تھے کسیکا سینہ تھا اور کسیکا تیر جان ستان تھا کسیکا تیغہ تھا اور کسیکا
پہلو تھا اور کسیکا نیزہ تھا صاحب دفتر تحریر کرتا ہی کہ نقابدار سرخ پوش اور اُسکے افسران
اور مردمان سپاہ نے ایسی جنگ کی ترتیب تھا کہ کفار راہ فرار اختیار کرین ہرمز و فرامرز
لڑائی دیکھ رہے تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ ہمراہیان ماہیار گرد اب بھاگا چاہتے ہین
اپنے افسران فوج سے کہنے لگے کہ تم تمامی فوج بابدولت ہمراہ اپنے لیکر افسران فوج
ماہیار گرد کے شریک جنگ ہو اور جسطرح ہوسکے نقابدار سرخ پوش کو قتل کر کے
سر اُسکا تیغ سے کاٹ کر بابدولت کے سامنے لے آؤ بہ مجرد حکم وہ افسران فوج تمامی سپاہ
ضلالت اثر کو ساتھ لیکر آگے بڑھے اور افسران فوج ماہیار گرد کے شریک ہو کے
نقابدار اور اُسکی فوج کے مردم سے تلوارین کھینچکر لڑنے لگے اِدھر امیر با توقیر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ میرا ہرچند دل چاہتا ہی کہ مین تمامی اپنی فوج سے اِن
کفار پر حملہ کرون اُس نقابدار سرخ پوش کو اُنکے شر و فساد سے بچاؤن اور خود قتل ہون
یا زخمی ہون لیکن نقابدار کو اِن کفار کے ہاتھ سے قتل نہ ہونے دون مگر اسکا بھی خیال
ہی کہ نقابدار پہلے ہی مجھے مدد کرنے کے باب مین مانع ہو چکا ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ شعلہ خو اور
آتش مزاج ہی مبادا مجھسے ناخوش ہو خواجہ عمرو نے عرض کی آپ نے جو ابھی فرمایا کہ یہ بہادر
شعلہ خو اور آتش مزاج ہی مین جانتا ہون کہ شیر سیرت مریخ صولت ہی بیشک آپ کی مدد کرنے
سے ناخوش ہوگا ہرگز آپ ارادہ اعانت کرنے کا نہ کیجیے دیکھیے کہ یہ بہادر کیونکر اِنکو قتل
کرتا ہی اور کیونکر اِن کفار کو شکست دیتا ہی غالبا تھوڑی دیر مین کفار میدان جنگ سے بھاگ
جائینگے اِسکی تلوار کی تاب نہ لاسکینگے امیر نے ارشاد کیا اے خواجہ حالانکہ تم سچ کہتے ہو
لیکن میرا دل نہین مانتا ہی کچھ محبت اِس جوان کی ایسی میرے دل مین ہی کہ گویا اپنے عزیز
کی اُلفت ہی اِدھر تو امیر خواجہ سے یہ گفتگو کرتے تھے اُدھر تینون لشکر باہم ملے ہوے
تھے جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی تھی اُسی عالم جدال و قتال مین ایک سردار لشکر ماہیار گرد

مقتول کا مسمیٰ بہ ضیغم قوی بازو گرز گران سر اُٹھائے ہوئے اہل اسلام سے لڑتا ہوا اکثر
سواران لشکر کو ضرب گرز سے ہلاک کرتا ہوا نعرۂ شیرانہ کرتا ہوا بصد مشکل نقابدار کے
قریب پہونچا اور للکار کر آواز دی کہ او نقابدار اگر تو مرد ہی تو آ مجھسے مقابلہ کر کیا بیچارے
سواروں اور پیادوں کو قتل کرتا ہی کمزوروں پر ہاتھ صاف کرتا ہی مجھ ایسے شیر صولت سے
مقابلہ کر تو لطف جنگ حاصل ہو اور تجھکو بھی معلوم ہو کہ شیر سے پالا پڑا ہی مین وہ ہون
کہ میری صدائے نعرۂ کوہ شگاف سے جن اور دیو بھاگتے ہین اور اس گرز گران کی ضرب سے
پہاڑ تھرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین بارہا پہلوانان روئین تن اور جوانان صف شکن کو اسی
گرز سے پیوند خاک کیا ہی آج تجھکو بھی اسی گرز سے ہلاک کرونگا ماہیار گرد کے خون کا تجھسے
انتقام لونگا سر تیرا تیغ آبدار سے کاٹکر خدمت گاؤلنگی گاؤسوار مین لیجاؤنگا علاوہ انعام
کثیر کے اُسکے دربار مین عزت و آبرو پاؤنگا نقابدار سرخ پوش نے اُسکی گفتگو سُنکے مرکب
کو اپنے اُسکی جانب بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او کافر اگر تجھکو مجھسے تمنائے جنگ ہی تو آ ضرب گرز
لگا کلمات کبر و غرور زبان پر نہ لا ایسا نہ ہو کہ تیرا غرور تجھے پست کر دے سردار مذکور نے
نقابدار موصوف کی تقریر سُنکے نہایت برہم ہو کے گھوڑے کو بڑھا کے دونون رکابوں مین
قدم خوب جما کے زین فرس سے اُٹھکر گرز کو دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے اور گرز تول کے
سر پر مارا نقابدار نے فی الفور اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُسوقت ایسا ٹکراؤ
ہوا کہ گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے ہوئے اور باہم ٹکرائے گھوڑے صدائے مذکور سُنکے بھڑکے
اکثر جوانان لشکر کے دل دہل گئے زمین سے غبار بلند ہوا ضیغم نابکار ضرب لگا کر اپنی دانست
مین حریف کو ہلاک کر کے نہایت خوش ہو کے یون نعرہ زن ہوا کہ ای نمکخواران گاؤلنگی
گاؤسوار و ای بہادران نامدار و ای ہرمز و فرامرز نیکو کار و ای بختیارک خوش اطوار
آگاہ ہو کہ مین نے نقابدار سرخ پوش کو پیوند خاک کر دیا وہ ضرب گرز گرانبار لگائی
کہ حریف میرا جانبر نہ ہوا اُستخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہو گئے بلکہ سرمہ سا ہو گئے مرکب بھی اُسکا
نہین معلوم مر کب گیا مین نے ماہیار کے خون کا انتقام لیا نقابدار سرخ پوش کو قتل
کیا گویا لڑائی فتح کی اب نہ گھبرانا مردان فوج اُسکے اُسے پیوند خاک دیکھکر جنگگاہ مین ہرگز
نہ ٹھہرینگے میدان سے بھاگین گے مال و اسباب کا بھی وہ خیال نہ کرینگے مجھ ایسے بہادر و شجاع
سے جانین اپنی بچائین گے ہنوز ضیغم نابکار کلمات مندرجۂ بالا عالم خوشی مین زبان پر جاری
کر رہا تھا اکثر مردان لشکر کفار اور ہرمز و فرامرز اُسکی گفتار سُنکے خوش ہو رہے تھے ناگاہ
غبار ہوا سے دفع ہوا ضیغم اور ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش شادان
و فرحان صحیح و سالم اپنے مرکب طلسمی پر بیٹھا ہی یہ حال دیکھکر خوشی اُنکے دلون سے دور
ہوئی کثرت جرأت سے صورت تصویر ہوئی امیر با توقیر اور چارون نقابدار اور جملہ
افسران لشکر اسلام پہلے تو ضیغم نابکار کی تقریر سُنکے متردد و ملول ہوئے تھے اور اب
نقابدار کو صحیح و تندرست دیکھکر خوش ہوئے نقابدار سرخ پوش نے اپنے حریف کی گفتگو

لا طائل سنکے بعد غضب نعرہ کیا اور کہا او بد انجام تو نے کسکو مارا اور کسکو پیوند خاک کر دیا کیا
خواب مین تو نے دیکھا تھا کہ مین نے اپنے حریف کو ہلاک کیا یا مخفی اپنے دل خوش کرنیکے واسطے
یہ کہا تھا یا اپنے مردان لشکر کو ڈھارس اور تسکین قلوب کے واسطے اسطرح بیہودہ بکا تھا
واہ واہ او نابکار کیا خوب تو نے خیالات باطل کیے اور اس امر سے تو بیخبر ہی کہ مین تیرے حق
مین ملک الموت ہون زندہ نہ چھوڑونگا اور اس امر سے بھی شاید تو آگاہ نہین ہی کہ پیمانہ تیری
اجل کا لبریز ہو چکا ہی فقط چند نفس کا دار دنیا مین مہمان ہی یہ کہکر دونون رکابون پر کھڑے
ہوکر گرز کو گردش دیکر نعرۂ اللہ اکبر کر کے اُس بیدین کے سر پر مارا ہر چند اُسنے اپنے گرز کو
اپنے سر کے بچانے کے واسطے سپر کیا لیکن ضرب گرز گرانبار نقابدار موصوف اُس سے
روکی نہ گئی گرز مذکور جو اُسکے سر پہ پڑا کاسۂ سر چور چور ہو گیا مغز سر کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا
کہ کہان گیا گھوڑا بھی اُسکا ہلاک ہوا راکب و مرکب باہم وصل ہو کر زمین پہ گرے اُسوقت
مردان لشکر اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا امیر با توقیر نے نقابدار سرخ پوش
کی نہایت تعریف کی اور بہت خوش ہوے اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ دیکھا
تمنے کہ اِس بہادر نے کس دلیری سے اِس بیدین کو ہلاک کیا خواجہ نے عرض کی کہ ای
امیر با توقیر نقابدار نہایت بہادر اور شجاع ہی خدا اُسکو چشم بد سے بچائے اور آپ کی
جان و آبرو بھی اُسکے ہاتھ سے بچاے خوب ہوا کہ آج ماہیار گرد سے اور اِس بہادر
سے مقابلہ ہوا اور آپ سے مقابلہ اور مجادلہ نہ ہوا شجاعت اِسکی آج بھی آپ پر ظاہر ہوئی
اب بھی جو مین نے عرض کی تھی اُسپر عمل فرمایئے گا بانے صاحبقرانی کے بے حجت وتکرار
دیدیجیے گا کچھ عذر و انکار نہ کیجیے گا اگر آپ کو اپنے ہاتھ سے دینے مین انکار ہو تو مجھے
بانے صاحبقرانی کے دیدیجیے گا مین اُس بہادر کو جاکر دیدونگا اور آپ کی جانب سے
بہت سا عذر کرونگا اور جو مجکو مناسب ہوگا وہ بھی کہونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا ای خواجہ مزاگا
ایسی گفتگو نہ کیا کرو ہنوز خواجہ و امیر مین گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک ضیغم قوی بازو کے
قتل ہونے سے کفار بیدل ہو کر بھاگنے لگے اُنکے بھاگنے سے فوج ہرمز و فرامرز میں پا
ہوئی نقابدار سرخ پوش اور چارون نقابدار وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوے اور
ایکبارگی پھر اُنپر حملہ سخت کیا کہ مردان سیاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار بعد مشکل لاشہ ماہیار گرد کا
اُٹھا کر بے اختیار بھاگے اور مشل اُنکے مردان فوج ہرمز و فرامرز بھی گریزان ہوے
اہل اِسلام نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا بعد ازان بہ فتح و فیروزی اپنے لشکر کی
جانب آئے نقابدار سرخ پوش نے مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہو کر اپنے ملازمون نے
حکم کیا کہ ہماری فوج کے جو لوگ قتل ہوے ہین اُنھین دفن کرو چنانچہ ملازمان مذکور فی الفور
تعمیل حکم بجا لائے اور شمار کیا کہ کتنے بہادر کام آئے بعد حساب کے معلوم ہوا کہ اِس لڑائی مین تین ہزار
اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور دو لاکھ کفار قتل ہوے جب لاشے اہل اسلام
کے دفن ہو چکے اور یہ خبر ہرمز و فرامرز کو پہونچی کہ نقابدار نے اپنے لشکر کے مقتولون کو

دفن کرا دیا اُنھون نے بھی اپنے خادمون سے کہا جاؤ ہمارے اور لشکر ماہیار گرد کے جسقدر آدمی قتل ہوے ہون اُنھین موافق اپنے مذہب کے جلاؤ اور دفن کرو خادم مذکور فوراً گئے اور حکم اُنکا بجا لائے میدان جنگ لاشون سے خالی اور پاک و صاف ہو گیا صاحب دفتر لکھتا ہے کہ جب فوج کفار نقابدار سرخ پوش سے شکست کھا کر بھاگی اور ہرمز و فرامرز بھی بھاگ کے اپنے فرودگاہ لشکر پر جا چُکے اور نقابدار اپنی جنگگاہ سے جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور اور اہالی فوج نے اُسکے اپنی اپنی کمر کھولی امیر با توقیر بھی نقابدار موصوف کی تعریف کرتے ہوے مع جملہ اپنے لشکر کے خوش و خرم میدان جنگ سے پھرے لشکر تو فرودگاہ پر قیام پذیر ہوا اور بادشاہ لشکر اور امیر با توقیر اور جملہ سرداران لشکر داخل دربار ہوے بارگاہ ہشتاد مین جا کر اپنے دنگلون پر بیٹھے اور نقابدار سرخ پوش کی شجاعت و بہادری کا اکثر سردار ذکر کرنے لگے اور بہت سے سردار اُسکی دلاوری کی تعریف زبان پر لائے یہان تو دربار بادشاہ لشکر اسلام مین امیر با توقیر اور سرداران لشکر ثناے دلاوری نقابدار سرخ پوش کر رہے ہین اُنکو اِسی حال مین چھوڑ دیے اور اب احوال اُن کفار کا سنیے جو لاشہ ماہیار گرد کا اُٹھا کر حرب گاہ سے جانب گاؤ لنگی گاؤ سوار گریزان ہوے تھے اِس جگہ صاحب دفتر اِسطرح لکھتا ہے کہ لاشہ ماہیار گرد کا کفار اُٹھاے ہوے نالان و گریان با خاطر پریشان جا رہے تھے اثناے راہ مین تیسرے روز اُنکو ایک جانب بالاے فلک غبار نظر آیا اُنھین سے اکثر نے غبار کو دیکھکر نہایت خائف ہو کر اور جوانان لشکر سے کہا بھائیو دیکھتے ہو کہ سوے فلک غبار بلند ہے جلد قدم اُٹھاؤ گھوڑے بھگاؤ یقیناً حریف ہمارے تعاقب مین بجمعیت فوج کثیر آتا ہے اگر ہم اور تم سب نہ بھاگین گے تو بدخواہ یہان آکر ہم سبکو تہ تیغ کریگا کسیکو زندہ بھی نہ چھوڑیگا لاشہ ماہیار گرد کا گاؤ لنگی گاؤ سوار تک نہ پہونچیگا کیونکہ جب ہم سب قتل ہو جائینگے پھر کون لاشہ مذکور گاؤ لنگی گاؤ سوار تک پہونچائیگا اور جو احوال گذرا ہے اُسے جا کر کہیگا اُن جوانان لشکر نے اُنکے جواب مین کہا تم سب نقابدار سرخ پوش سے شکست کھا کر ایسے ڈرے ہوے ہو کہ ابتک حواس خمسہ تمھارے درست نہین ہین عقل تمھاری زائل ہو گئی ہے اور حالانکہ ہم بھی تمھارے ساتھ شکست کھا کر بھاگے ہین مگر ہمارے حواس درست ہین اور تم تو ایسے حواس باختہ ہو رہے ہو کہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ یہ غبار جانب پشت سوے فلک بلند ہوا ہے یا بسمت رخ اگر طرف پشت غبار نظر آیا تو بیشک احتمال اِسکا ہوتا کہ حریف براے تعاقب آتا ہوا اور یہ تو غبار تمھارے رخ کے سامنے بلند ہوا ہے ادھر حریف کہان آیا تو اِسطرف آندھی آتی ہو یا اور کسی وجہ سے یہ غبار بلند ہوا ہے غرضکہ بہر طور اندیشہ و تردد نہ کرنا چاہیے اور خیال حریف سے بھاگنا نہ چاہیے احوال اِس غبار کا تھوڑی دیر مین معلوم ہو جائیگا ہنوز وہ جوانان لشکر یہ گفتگو اُن بزدلون سے کر رہے تھے ناگاہ ہواسے وہ غبار بلند و فنع ہوا سب نے دیکھا کہ لاکھ سوارون کی جمعیت سے ہزبر فیل کش بعجلت آتا ہے سب اُسے دیکھکر خوش ہوے جب وہ قریب تر آیا اپنے مرکب کو روک کر اُن سب سے پوچھا کہ بتاؤ ماہیار گرد کہان ہین اور تم

سب باخاطر پریشان کہان جاتے ہو اُنھون نے رو کر کہا کہ ماہیار گرد نقابدار سرخ پوش کے
ہاتھ سے ہنگام جنگ مارا گیا اور ضیغم قوی بازو جو آپ کے ماتحت دنگل پر بیٹھا تھا وہ بھی اُسی
ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہوا دیکھیے یہ لاشہ ماہیار گرد کا ہی نقابدار مذکور سے ہم سب شکست
کھا کر یہانتک آئے ہین ارادہ ہی کہ خدمت مین اپنے مالک و خاوند گاؤ لنگی گاؤ سوار کے
جائین اور جو کچھ احوال گذرا ہی اُسے بیان کرین اب آپ کہیے کہ یہانتک کیونکر آئے کہان کا
عزم ہی اُسنے ماہیار اور ضیغم قوی بازو کے غم مین اشک ریزان ہو کر کہا کہ جب تم سب ہمراہ
رکاب ماہیار گرد اسطرف آئے اُسکے تیسرے روز ہمارے مالک نے ہمسے سر دربار
اسطرح کہا کہ میرا فرزند دلبند ماہیار گرد واسطے مقابلۂ اہل اسلام کے گیا ہی حالانکہ ہمراہ
اُسکے ضیغم قوی بازو اور دیگر سرداران لشکر ہین مگر مجھکو تردد ہی کیونکہ سُنا ہی کہ بدیع الزمان
قاتل میرے فرزند بدمست کشتی گیر کا نہایت قوی ہی اور دیگر اہل اسلام بھی جری ہین نہین
معلوم ہنگام مقابلہ میرے فرزند پر کیا گذری پس تو اُسکی خدمت مین جا اور اُسکی مدد اور
اعانت مین کوشش کر اور شر اعدا سے اُسے بچا پس بموجب حکم اپنے مالک کے مین واسطے
اعانت ماہیار گرد کے جاتا تھا کہ یہان تم سب سے ملاقات ہوئی یہ کہکر لاشہ ماہیار گرد کا
دیکھکر زیادہ تر رویا اور اُن سب سے مخاطب ہو کر کہا یارو تم سب مرد کیسے تھے کہ جنگاہ سے بھاگے
کچھ خیال نمکخواری اپنے مالک کا نہ کیا سوا اِس امر کے کچھ شرم و حیا بھی تمھین نہ آئی کہ میدان
جنگ مین حریف سے شکست کھا کر بھاگے تمھین لازم تھا کہ مثل ماہیار گرد کے حریفونسے
لڑکر قتل ہو جاتے بھاگنے کی ذلت نہ اُٹھاتے اُنھون نے اُسکے جواب مین کہا جو کچھ تمنے
کہا سچ ہی لیکن تلوارین کھانا زخمی ہونا جنگاہ مین ثابت قدم رہنا حریف زبردست سے مقابلہ
اور مجادلہ کرنا آسان نہین ہی بڑے بڑے پہلوان اور نامی و نامور سردار عرصۂ رزم
مین جب حریف کو زبردست اور غالب دیکھتے ہین تو پھر بھاگتے ہین ہم تو کچھ ایسے نامی و
نامور بھی نہین ہین اگر میدان سے بھاگے تو کچھ ایسی ذلت نہین ہوئی ہر ایک شخص اپنی جان
کو ہر ایک بلا سے بچاتا ہی اور جہانتک ممکن ہوتا ہی مرنے اور قتل ہونے سے بچتا ہی اگر ہمنے
دشمنون سے اپنی جان میدان مصاف مین بچائی تو کیا گناہ کیا اُسنے کہا تمنے نہایت نالایق حرکت
کی جو لوگ بہادر ہوتے ہین وہ میدان جنگ مین بدخواہون کے ہاتھ سے بدرجہ مجبوری و
ناچاری قتل ہو جاتے ہین اور نہین بھاگتے ہین تم بزدل و نامرد تھے کہ بھاگ آئے سر
میدان جنگ بہادرون کے آگے اپنی آبرو کھوئی اگر مین بجاے تمھارے عرصۂ مصاف
مین ہوتا تو نقابدار سرخ پوش قاتل ماہیار گرد کو زندہ نہ چھوڑتا دلیرانہ مقابلہ کر کے
اُسے قتل کرتا اور سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹکر روبروا اپنے مالک و آقا کے لیجاتا خلعت و
انعام پاتا دربار مین زیادہ تر عزت و آبرو ہوتی بہادرون کی نظرون مین گران ہوتا جوانان
تہور شعار مجکو شجاع یکتاے روزگار جانتے گاؤ لنگی گاؤ سوار مجھسے بدرجہ خوش ہوتا اور
اب بھی ایسا ہی کرونگا بعرصے مین پہونچکر لشکر ہرمزو فرامرز مین داخل ہو کر بلا توقف اپنے

نام پر طبل جنگی بجواؤنگا پہلے نقابدار سرخ پوش سے مقابلہ کرکے سر میدان سر اُسکا تلوار
سے قلم کرکے خدمت مین اپنے مالک کی روانہ کرونگا بعد از ان بدیع الزمان قاتل بدست
کشتی گیر سے جنگ کرونگا اور اُسکو بھی تہ تیغ کرونگا پھر تمام اہل اسلام کو جو امیر کے لشکر مین
ہین اُنھین قتل کرونگا کسیکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر اور بادشاہ اسلام اور جملہ اُنکے لشکر کے
سردارون کے سر کاٹ کر خدمت مین اپنے مالک کی بھیجاؤنگا تم لوگ میری دلاوری اور
شجاعت سے خوب آگاہ ہو بارہا تمنے میری شجاعت میدان جنگ مین دیکھی ہی کیسے کیسے
بہادرون سے لڑا ہون کس کس شجاع کو ایک ہی ضرب مین ہلاک کیا ہی دیکھنے والون کو
حیرت ہوگئی ہی اُن سبھون نے اُسکی گفتار کے جواب مین بظاہر تو یہ کہا کہ بیشک آپ جری و بہادر
ہین اور جو کچھ کہتے ہین ایسا ہی کرینگے لیکن اپنے دل مین یہ کہا کہ او نخوت شعار زیادہ گو کیا تو ہمسے
زیادہ جری و بہادر ہی جب ہم اہل اسلام سے ہنگام جنگ شکست کھا کر بھاگ آئے تو بھی شل
ہمارے اُنسے لڑسکیگا اور انجام کار میدان جنگ سے بھاگے گا یا قتل ہوجائیگا اپنی جان گنوائیگا
یہ سارا غرور نکلجائیگا ہزبر فیل کش ہمراہیان لاشہ باہیار گرد کی گفتگو سنکے کہنے لگا کہ اب تم
سب خدمت مین کاؤس لنگی کاؤسوار کی ہرگز نہ جاؤ وہان جاکر زیادہ ذلیل ہوگے مالک و آقا
تمھارا تمسے ناخوش ہوگا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم سب میرے ہمراہ چلو بصرے مین
پہونچکر ہرمز و فرامرز کے لشکر مین داخل ہوکر مین طبل جنگ بجواؤنگا نقابدار سرخ پوش سے
مقابلہ کرونگا تم میری لڑائی کا تماشا دیکھنا مجھے اپنی قوت بازو پر اور اپنی بہادری و شجاعت
پر ناز ہی امید قوی ہی کہ جلد خداوندون کی اعانت سے دشمنون پر فتحیاب ہونگا سب بدخواہون
کے سرونکو کاٹ کے تمکو اپنے ہمراہ لیکے خدمت مین کاؤس لنگی کاؤسوار کی جاؤنگا اسطور سے
تمھارا جانا خدمت مین کاؤس لنگی کی بہتر ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی اُسوقت اُن سبھون نے
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ نابکار جو نخوت سے بدمست ہی وہ خیالات ظاہر کرتا ہی جنکو عقل ہرگز
قبول نہین کرتی ہی پس اِسکے ہمراہ چلنا مناسب ہی کیونکہ اِسکے ساتھ جاکر اِسکی لڑائی دیکھنے
مین آیگی یہ بہت اپنی شجاعت پر نازان ہی دیکھین وہان جاکر کیا کرتا ہی یہ خیال کرکے سب نے
کہا ہم سب ہمراہ چلنے کو تو موجود ہین لیکن آج اِسی جگہ قیام کیجیے کل یہان سے جانب بصرہ کوچ کیجیے گا
کیونکہ ہم سب بہروی راہ سے از حد خستہ ہین اُسنے جواب دیا مین ہرگز اِسجگہ قیام نہ کرونگا مین نے لاشہ
باہیار گرد کا دیکھا ہی کثرت غم و غصے سے حالت میری اچھی نہین ہی دل یہ چاہتا ہی کہ کسیطرح ابھی داخل بصرہ ہوکر
نقابدار سرخ پوش و بدیع الزمان وغیرہ اہل اسلام کو قتل کرڈالون تاکہ دلکو خوشی حاصل ہو اور رنج و غم دفع
ہو اُن سب نے اُسکی تقریر سنکے خیال کیا کہ یقیناً قضا اِسکی قریب ہی شاید یہی وجہ ہی کہ اپنے مقتل کیطرف
جانے مین تعجیل کرتا ہی یہ تصور کرکے سب نے کہا اچھا یہان نہ قیام کیجیے ہمین آپکی اطاعت و بجا آوری
ارشاد منظور ہی چلیے یہ کہکر وہ سب اُسکے ہمراہ چلے لاشہ باہیار گرد کا بھی اپنے ساتھ لیا اثنائے راہ
مین کئی جگہ قیام کیا ایک روز وہ سب قریب بصرہ پہونچے اتفاقاً آسی رود زرگس سلیمانی وغیرہ
چند عیاران لشکر کفار واسطے بالادمی کے اُسطرف آئے تھے اُنھون نے لشکر کو آتے دیکھکر

ایک سوار سے یون پوچھا کہ اے برادر یہ لشکر کسکا ہی اس لشکر کے سردار کا کیا نام ہی اور یہ لشکر کہان جاتا
ہی اُسنے جواب دیا یہ فوج گاؤ لنگی گاؤ سوار کی ہی ہمارے سردار کا نام ہزبر فیلکش ہی اُسکو گاؤ لنگی نے
واسطے مدد و اعانت ماہیار گروہ کے روانہ کیا تھا اثناے راہ مین اُسنے لاشہ ماہیار گروہ کا دیکھا اب
برہم ہو کر یہانتک آیا ہی اسکا ارادہ ہی کہ ہرمز و فرامرز کے لشکر مین داخل ہو کر اپنے نام پر طبل جنگی
بجوائے اور نقابدار سرخ پوش قاتل ماہیار گروہ سے مقابلہ کیجیے گرگس ثنائی نے یہ احوال اُس سوار سے
دریافت کر کے بصد عجلت وہان سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین داخل
ہو کر دربار ہرمز و فرامرز مین گئے اور بموجب دستور مجراگاہ سے مجرا کر کے دعا و ثناے بادشاہی
زبان پر جاری کر کے اِسطرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادگان ذیوقار و اے خاقان نامدار
مبارک ہو کہ ہزبر فیل کش بہت بڑا نامی و نامور سردار گاؤ لنگی گاؤ سوار نے واسطے اعانت
حضور کے بھیجا ہی اور وہ قریب بصرہ آپہونچا ہی یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین داخل دربار حضور
ہوگا اور نقابدار سرخ پوش سے مقابلہ کریگا باقی خیر و عافیت ہی ہرکارے تو یہ خبر فرحت اثر
دیکر دربار سے نکلکر ایکطرف چلے گئے ہرمز و فرامرز نے خوش ہو کر بختیارک سے مخاطب
ہو کر کہا اے ملک جی تمنے ہرکاروں کی زبانی ابھی سُنا کہ ہزبر فیل کش نامے سردار آتا ہی پس ہم حکم
دیتے ہین کہ تم ابھی جاؤ اور استقبال کر کے اُسے ہمارے دربار مین لے آؤ کہ باعث اُسکی
خوشی کا ہوگا بختیارک بمجرد حکم دربار سے اٹھکر بیرون دربار جاکر اپنے خچر پر سوار ہوا اور
چند امرا کو اپنے ساتھ لیکر واسطے اُسکے استقبال کے روانہ ہوا اثناے راہ مین خیال کرتا جاتا
تھا کہ اے بختیارک دیکھین یہ سردار یہان آکر کیا کرتا ہی آتے ہی قتل ہو جاتا ہی یا دو چار اہل اسلام
کو بھی قتل کرتا ہی تعریف تو اُسکی ہرکاروں کی زبان سے بہت سنی ہی جلد چلو اُسکے سراپا پر نظر کرو
تم تو قیافہ شناس ہو صورت اُسکی دیکھکر دریافت کر لو کہ اس سے میدان نبرد مین کچھ بھی
ہو سکیگا یا نہین یہ خیال کرتا ہوا سرحد بصرے تک بھی نہ گیا تھا کہ اثناے راہ مین ہزبر فیل کش
ملا بختیارک نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو بلکہ زشت خو نخوت سے خود کج سر پر رکھے ہوے ابرو پر شکن
ڈالے ہوے زرہ و جوشن و بکتر پہنے ہوے اور چار آئینہ لگاے ہوے برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب
کے رکھے ہوے تیغہ گرانبار کمر مین سپر فراخ دامن اور ترکش پس پشت دوش پر کمان کیانی
کلے و جبڑے پر زخم تیغ کے نشان دست و پا قوی آنکھین کثرت غیظ و غضب سے سرخ زین فرس
پر بیٹھا ہوا ہی گویا ایک دیو سیاہ و مہیب صورت ہی کہ سمند بلند و دو رکابے پر بیٹھا ہی یا ایک پہاڑی پر
دیو سیاہ مقیم ہی یہ شکل اُس نابکار کی دیکھکر بختیارک نے اپنے دل مین کہا کہ صورت تو اِسکی بُری ہی بڑا خر
جری بھی ہی لیکن دلکا حال نہین معلوم کہ بودا ہی یا قوی ہی ہنوز بختیارک اپنے دلمین یہ خیال کر ہی
رہا تھا ناگاہ اُس بد انجام مذکور نے بختیارک کو دیکھکر ہمراہیان لاشہ ماہیار گروہ سے پوچھا یہ کون ہی
جو خچر پر سوار ہی عجب اِسکی قطع ہی شرارت اِسکے چہرے سے ہویدا ہی مسخرا بھی معلوم ہوتا ہی اُنھون نے کہا
یہ شخص وزیر ہی ہرمز و فرامرز کا نام اِسکا بختیارک ہی بلاے بے درمان ہی شیطان بارگاہ مشہور ہی
یہ اپنے تئین عقل و فہم مین رشک فلاطون جانتا ہی آپ کے استقبال کے واسطے بحکم فرزندان

نوشیروان آیا ہی یہ سنکے ہزبر فیل کش یہ سمجھ کے مسکرایا اور خوش ہوا کہ ہرمز و فرامرز نے مجھے ذی رتبہ اور
ذی لیاقت جانکر اپنے وزیر کو میرے استقبال کیواسطے بھیجا ہی اور یہ انھون نے کچھ خلاف عقل نہین کیا ہی بلکہ
وہ صاحب لیاقت ہین کہ اگر وہ خود تیرے استقبال کیواسطے آتے تو کچھ مضائقہ نتھا تیری شان رفیع ہی کیونکہ شجاع دیکھنے
روزگار ہی یہ تصور کرکے بختیارک کو ادنا جانکر سلام نکیا بختیارک نے خود مصلحت وقت جانکر ہاتھ واسطے
سلام کے اٹھایا اُسنے جواب سلام دیکر کہا ای ملک جی کیا تمکو پسران نوشیروان نے میرے استقبال کیواسطے
بھیجا ہی اُسنے کہا ہان ای پہلوان دوران مین تمہارے استقبال کے واسطے آیا ہون ہزبر فیل کش نے جوابدیا
اگر ہرمز و فرامرز تمکو اور امرا کو میرے استقبال کیواسطے نہ بھیجتے تو مجھکو بہت ملال ہوتا اور یہ خیال ہوتا کہ فرزندان
نوشیروان نے میری قدر نہ کی اور مجھے ایک ذلیل و حقیر تصور کیا تمہارے آنے سے ثابت ہوگیا کہ وہ نہایت عاقل اور
قدرشناس بہادران ہین اُنھون نے میرے دلکو خوش کیا ہی مین بھی انکو شاد و خرم کرونگا جس قدر انکے بدخواہ ہین
سبکو قتل کرونگا کسیکو زندہ نچھوڑونگا امیر اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ اُنکے لشکر کے سردارونکے سر تیغ آبدار کے
کا لقمہ اُنکے حوالے کرونگا اور جتنے انکے لشکر مین اہل اسلام ہین مثل سوارون اور پیادونکے انکو بھی قتل کرونگا اور
نام و نشان انمین سے کسی کا باقی نرکھونگا نقابدار سرخ پوش اور اُسکے تمام لشکر کو بھی قتل کرونگا شہنشاہ روے
زمین آنکو کردونگا میرے نزدیک مسلمانان مذکورہ کا قتل کرنا کچھ مشکل نہین ہی مین وہ بہادر ہون کہ دیو اور جن مجھسے
مقابلہ کبھی کر نہین سکتے انسان کی تو کیا مجال کہ تنہا مجھسے لڑے بارہا مین نے یکہ و تنہا لشکرونکو میدان جنگ سے
بھگا دیا ہی ہنگام جدال و قتال کشتونکے ڈھیر لاشونکے انبار جا بجا میدان کارزار مین لگا دیے ہین زمین کو خون کشتگان
سے رنگین کردیا ہی بلکہ دریاے خون کشتگان زمین پر جاری ہوا ہی جو بہادر مجھسے آگاہ ہین وہ اسقدر مجھسے ڈرتے
ہین کہ کبھی ارادہ مقابلہ کرنیکا بھی اپنے دلمین نہین لاتے ہین میرا نام یا میرا ذکر اگر انکے روبرو کوئی کرتا ہی تو وہ کثرت
خوف سے کانپتے ہین بہت سی لڑائیان مین نے فتح کی ہین بڑے بڑے نامیونکو مین نے تہ تیغ کیا ہی غالباً تمنے بھی میری
شجاعت و بہادری کا احوال سنا ہوگا یا اخبار مین دیکھا ہوگا روے زمین پر جتنے شاہ و شہریار ہین میرے حالات سے
آگاہ ہین انکو بخوبی معلوم ہی کہ ہزبر فیل کش شیر ببر کو روباہ سمجھتا ہی اور فیل مست کو اک پشہ شمار کرتا ہی لشکر گران
کی صفون کو چیونٹیونکی قطار جانتا ہی جنگ و جدال کو کھیل تصور کرتا ہی میدان جنگ سے بغیر لڑائی فتح کیے قدم نہین
ہٹاتا ہی جب حریف پر تلوار لگاتا ہی اُسے دو ہی ٹکڑے کرتا ہی اور جب ضرب گرز کسی پہلوان کے سر پر لگاتا ہی اُسے
پیوند خاک کرتا ہی اور جب تیر کسی اجل رسیدہ کے سینے پر تاک کے لگاتا ہی وہ تیر زرہ اور بکتر کو توڑ سینے مین در آکر
پشت کو توڑکر نکل جاتا ہی اور جب نیزہ کسی بد اندیش کے سینے پر کینہ پر مارتا ہی سینہ کو توڑکر نیزہ گذر جاتا ہی اور جب
عرصہ نبرد مین نعرہ کرتا ہی شیرونکے زہرے آب ہو جاتے ہین گھوڑے اور ہاتھی کثرت خوف سے لشکر سے بھاگ کر دور
دور نکل جاتے ہین کچھ انمین سے بوجہ افراط خوف کے مرجاتے ہین اور جوانان لشکر کے جگر شق ہو جاتے ہین چرند و پرند
بے اختیار خائف و ترسان ہوکر بھاگتے ہین اور اُڑ جاتے ہین زمین کو زلزلہ ہوتا ہی پیر فلک تھراتا ہی جنون اور دیوونکو
میرا نعرہ سنکے غش آجاتا ہی ہنگام نگاور کبھی مرکب میرا پیچھے نہین ہٹتا ہی یہ وہ مرکب ہی کہ جسنے ہزارہا بہادران کی
و ناموروںکے لاشونکو عرصہ رزم مین اپنے سمون سے پامال کیا ہی اور یہ وہ تلوار ہی کہ جسنے لاکھون جوانونکے خونریزیان
کین ہین علاوہ تیراندازی اور شمشیرزنی وغیرہ فنون سپہ گری کے فن کشتی مین بھی کامل بلکہ اکمل ہون کردہا پیچ
کشتی کے اور توڑ اُنکے مجھے معلوم ہین میرے جملہ خداوندون نے تھوڑی طاقت و قوت مجھے دی ہی وہ سب

طاقتین ملکر مجھ مین اتنی قوت ہی کہ اگر دیو کو چاہون تو چٹکی سے ملکر سرمہ سا کر ڈالون اور اگر پہاڑ پر زور کرون تو اُسے
اُسکی جگہ سے ہٹا دون اگر زمین پر بقوت تمام لات مارون تو قسم ہی لات آعلی ومنات سعلی کی گاؤ زمین کو صدمہ
پہونچے اور زمین سے پانی نکل آئے ایک چشمہ جاری ہو جائے اگر رستم اس زمانہ مین ہوتا تو مین اسکو بچون اور
کمزورون کیطرح لڑاتا اور اگر اسفندیار اور سہراب اور گیو اور بیژن اور افراسیاب بادشاہ ترکستان وغیرہ
پہلوانان نامی وگرامی فی الحال زندہ ہوتے تو انھین اپنا شاگرد کرکے حلقۂ شاگردی اُنکے بن گوش مین ڈالتا
افسوس نوشیروان اِن مسلمانونکے ہاتھ سے تباہ اور برباد ہو کر آخرکار مر گئے لیکن کبھی انھون نے مجھے واسطے
مدد کے نہ طلب کیا ورنہ مین چند روز مین جملہ اُنکے دشمنون کو ہنگام مقابلہ نیست و نابود کر دیتا اور اُنھین حاکم
روے زمین بنا دیتا بعد اُنکے اُنکے فرزند ہرمز و فرامرز نے بھی کبھی ہمارے مالک وحاکم گاؤ لنگی گاؤ سوار
کو اس مضمون کا نامہ نہین لکھا کہ آپ اپنے سردار لشکر مسمی بہ ہزبر فیل کش کو ہماری مدد کیواسطے روانہ کیجیے
اگر وہ اس مضمون کا نامہ لکھتے اور گاؤ لنگی گاؤ سوار مجھے براے اعانت روانہ کرتا تو مین ابتک اُنکے دشمنونکا
نام و نشان بھی صفحۂ روزگار پر نرکھتا اگر بدمست کشتی گیر اور ماہیار گرد اسطرف آپکی مدد کیواسطے حسب الطلب
نہ آتے اور وہ یہان حریفون سے مقابلہ اور مجادلہ نکرتے اور بدمست کشتی گیر شہ ہلاک ہوتا تو میرا آنا اسطرف
کبھی نہوتا اُنکی خوبی تقدیر سے اب مین آیا ہون دیکھنا اہل اسلام کا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر خاموش ہوا بختیارک
اُسے بنظر غور اور بچشم حیرت سے دیکھکر بدرجہ کمال متحیر ہوا اور اسکی تقریر سنکے از حد متعجب ہوا پھر مصلحت وقت جانکر بظاہر
تو اُس سے یون کہا کہ اے بہادر بے عدیل و اے دلاور عدیم النظیر جو کچھ تمنے کہا بہت بجا اور درست ہی فی الحقیقت تم ایسے
ہی شجاع و بہادر ہو شجاعت و دلاوری تمھارے چہرہ سے ظاہر ہی حاجت اظہار نہین ہی اور یقین کامل ہی کہ اب تم
فرزندان شہنشاہ نوشیروان کے تمام دشمنون کو قتل کر ڈالوگے بدمست کشتی گیر اور ماہیار گرد کے خون کا
عوض اہل اسلام سے خوب لوگے بیشک ہرمز و فرامرز کی تقدیر سے تمھارا یہان آنا ہوا ظاہرا معلوم ہوا کہ انکا
زمانہ ادبار گذر گیا اور اب زمانہ بہبودی کا آیا کہ تم ایسے بہادر کا ادھر آنا ہوا اور بباطن یہ کہا او مغرور و متکبر تیری
ان باتون کا مجھے ہرگز یقین نہین ہی کیونکہ تو نے اپنی شجاعت اور بہادری کی اس قدر خودستائی کی ہی کہ عقل
اُسے ہرگز قبول نہین کرتی ہی کوئی تو جھوٹ بولتا ہی لیکن تو منزل دروغگوئی کی بھی حد سے دور تر گذر گیا ہی
اس تیرے سخن کا کیا اعتبار کیا جائے اور چونکہ تو نے اپنی تعریف آپ کی ہی یہ بھی خلاف صاحبان قوت واہل لیاقت
ہی اس سے بھی ظاہر ہو گیا کہ جس قدر تو نے اپنی شجاعت اور بہادری بیان کی ہی اتنا تو نہین ہی مرد میدان نبرد تو ہی
مگر نہ اس قدر جیسا کہ خود تو نے ظاہر کیا ہی عجب نہین کہ تیری قضا تجھے کشان کشان یہان لائی ہو امیر باتوقیر اور انکے
سرداران لشکر اور نقابدار سرخ پوش وغیرہ اہل اسلام کی نسبت کلمات نامناسب زبان پر جاری کرتا ہی
انجام اس یاوہ گوئی کا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی صاحب دفتر اس جگہ اسطرح تحریر کرتا ہی کہ بختیارک واسطے
استقبال ہزبر فیل کش کے گیا تھا اور ہزبر مذکور اپنے اوصاف آپ بیان کرتا تھا لشکر نقابدار سرخ پوش
کے دو عیار بشکل مبدل اس جگہ موجود تھے اور تمام گفتگو اُس کی سن رہے تھے اور بختیارک کی تقریر بگوش
دل سماعت کرتے تھے جب دونون خاموش ہوے عیاران مذکور وہان سے اپنے لشکر کیطرف بسرعت تمام چلے
انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب پھر احوال ہزبر مذکور کا لکھا جاتا ہی کہ یہ خود سر بختیارک کے
ہمراہ باتین کرتا ہوا جب داخل لشکر ضلالت اثر ہوا ہرمز و فرامرز نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین نقارے

بجائے جائین اس خوشی مین ہو کہ ہزبر فیل کش ایسا سردار آیا ہو بموجب حکم نقارہ نوازون نے نقارے بجائے
جب صدائے نقارہ بلند ہوئی ہرکارے جو بامر خبر رسانی حاضر تھے وہ خبر دریافت کرکے روبروے بادشاہ لشکر
اسلام اور امیر عالی مقام گئے اور بقصد ادب مجراگاہ سے مجرا کرکے دعا وثنائے بادشاہی زبان پر جاری کرکے اسطرح
عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ جہان پناہ اسوقت ایک سردار نہایت قوی و آزمودہ کار گاؤ لنگی گاؤ سوار کے فوج
کا واسطے مدد ہرمز و فرامرز کے بحکم گاؤ لنگی گاؤ سوار آیا ہو داخل لشکر کفار ہوا ہو اُس کے آنے کی خوشی مین فرزندان
نوشیروان نے نقارے بجوائے ہین یہ سردار بظاہر جری و بہادر معلوم ہوتا ہو خدا اُسکے شر و فساد سے جملہ اہل اسلام
کو بچائے یہ کہکر بیرون دربار گئے ادھر لشکر نقابداران بھی وہ دونون عیار جنکا ذکر قبل کیا گیا ہو پہونچے اور پھر دربار
بادشاہ لشکر یعنی گورزاد ختنی کے روبرو جاکر دعا وثنائے بادشاہی بجالاکر باادب تمام اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے
بادشاہ جمجاہ ایک سردار مسمّی بہ ہزبر فیل کش ملازم گاؤ لنگی گاؤ سوار آج واسطے اعانت ہرمز و فرامرز
کے داخل لشکر ہوا ہو جوان نہایت زبردست ہو بعد اُسکے سردار مذکور نے جو کچھ اپنی تعریف بختیارک سے کی تھی
اُسے بھی حرف بحرف بیان کیا گورزاد ختنی نے تمام تقریر ہرکارون سے سنکے جانب نقابدار سرخ پوش نظر کی
اُسنے مسکراکر عرض کیا کہ اگر یہ سردار مجھسے مقابلہ کریگا تو سارا غرور اسکا نکل جائیگا اگر خدا چاہیگا تو مین بہت جلد
اُسے زیر کرونگا اگر مسلمان ہوا تو خیر ورنہ قتل کرونگا نقابدار سرخ پوش تو ادھر گورزاد ختنی سے عرض کررہا
تھا ادھر ہزبر فیل کش دربار ہرمز و فرامرز مین داخل ہوا اور بکراہت و بہ نخوت ہرمز و فرامرز کو سلام
کیا فرزندان نوشیروان نے قریب اپنے ایک دنگل پر کہ وہ زرین تھا اُسے اشارہ بیٹھنے کو کیا وہ دنگل پر بہ کبر و
غرور بیٹھا بختیارک بھی اپنی جگہ پر آکر ٹھہرا اسوقت ہرمز و فرامرز نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بہت جلد
ساقیان گلپیرہن و گلبدن سے کہو کہ حاضر دربار ہوکر شراب ناب پلائین اور نازنینان خوبرو و خوش گلو بھی مع اپنے
سازندون کے ہمارے روبرو آکر رقص و نغمہ کرین اور اس بہادر کے روبرو بھی اپنا کمال ظاہر و آشکار کرین کیونکہ
ہمکو اس بہادر کے آنیکی کمال خوشی ہو اور یہ بھی منظور ہو کہ اس دلاور کا دل رقص و نغمہ نازنینان سے خوش ہو
ملازمان مذکور حسب الحکم گئے اور تعمیل حکم کرکے پھر حاضر دربار ہوے یعنے ساقیان گلبدن اور نازنینان
خوبرو کو حکم ہرمز و فرامرز سے آگاہ کرکے واپس آئے ہنوز انھین آنے دیر نہوئی تھی کہ ساقیان ماہرخ کشتیہاے
شراب ناب کی لیکر بناز و انداز دربار مین حاضر ہوے اور بعد بجالانے آداب و تسلیم کے جامہاے بلورین مین
شیشہاے مے سے شراب ناب اُنڈیل کر روبروے ہرمز و فرامرز لیگئے انھون نے ایک ایک جام شراب لیکر حکم دیا
کہ اب اس بہادر کو خوب شراب پلاکر اہل دربار کو بھی پلانا چنانچہ حسب الحکم انھون نے چار پانچ جام مے سے مملو
کرکے ہزبر فیل کش کو دیئے اور اُسنے متواتر پیئے جب اسنے میخواری سے انکار کیا ساقیون نے حاضرین دربار
کو شراب پلانا شروع کیا جب تمام اہل دربار شراب پی چکے اور گزک سے بھی لطف بخوبی اٹھا چکے ساقی لوگ دربار سے
چلے گئے مگر خوبرویان خوش گلو اپنے سازندون کے حاضر دربار ہوئین اور ہرمز و فرامرز کو تسلیم کرکے اور اجازت
حاصل کرکے باادب بیٹھین پھر ایک نازنین مہ جبین حسب الحکم ہرمز و فرامرز اٹھلاکر اپنی جگہ سے اُٹھکر اپنے سازندون کے
قریب تر آئی اُنھون نے اپنے اپنے سازون کو حسب دلخواہ درست کیا نازنین مذکور بقصد ناز و ادا رقص
کرنے لگی ہزبر فیل کش اور جملہ اہل دربار اُسکا رقص دیکھنے لگے اور تعریف اُسکے کمال کی بجائے خود کرنے
لگے جب وہ اچھی طرح رقص کر چکی اور اہل دربار کے بخوبی دل پامال کرچکی اور جگر کو تیغ ابرو سے گھائل کرچکی

یہ غزل ناسخ مرحوم کی بلحن داؤدی گانے لگی غزل

ہجر مین لائین یہ آنکھین جوش پر خون ناب کو — کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو
ہی محل عیش اہل گردش لیل و نہار — دیکھ پروانے کو دنکو اور شب سرخاب کو
کون ہین جو بہر زر انسان کو کرتے ہین قتل — ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو
موجزن ہو عہد موسی کیطرح دریائے خون — گر میری آنکھین نہ ضبط اکدم کرین خون ناب کو
تھی یہ وحشت مجھ سے شبہائے جدائی مین اسے — شعر مین بھی مین نے دشواری سے باندھا خواب کو
وصل مین بھی جستجوے یار ہان غفلت سے ہی — عین دریا مین ہی گردش جسطرح گرداب کو
ہو گیا عشق لب دلدار مین مجھکو جنون — مفسد خون کر دیا ہی بخت نے عناب کو
جاے مسجد مجھکو سنگ آستان یار ہی — سجدے کرتا ہون اسی دروازیکی محراب کو
عقل اپنی عشق غارت گر کو کیا ہو سد راہ — روک سکتا ہی بھلا دربان کوئی سیلاب کو
اسقدر ہی اہل دنیا مین خباثت کا رواج — بس ہو تو مثل صدف باندھین گرہ مین آب کو
زاہدان خشک شب بیدار ہین تو کیا کمال — بیشتر کر دیتی ہی زائل یبوست خواب کو
ہین جو صاحب درد انکو زہر ہی سامان عیش — موت کا سامان زخمی کہتے ہین مہتاب کو
مچھلیان دروازہ جانانکی کیا راحت سے ہین — بے کلی ہوتی ہی ورنہ ماہی بے آب کو
قدر جیتے جی نہین ہی کچھ بھی ای ناسخ مجھے — یاد بعد دفن مین کرونگا صحبت احباب کو

جب یہ غزل نازنین مذکورہ بناز و ادا گاتی تھی تمامی اہل دربار بگوش دل سنتے تھے اور بنظر غور اس مہپارہ کو دیکھتے تھے اور اپنے دلمین اس خوش گلو کی تعریف کرتے تھے جب اُس مہجبین نے یہ غزل تمام کی ہزبر فیل کش نے اس کی تعریف کی اور کہا کیا خوب تمنے غزل بعنوان شایستہ گائی ہی کہ میرے دلکو مرغوب ہوئی اس نے عرض کیا اگر حکم ہو تو اور کوئی غزل گاؤن ہزبر فیل کش نے کہا نہین اب اور کسی نازنین کا رقص دیکھونگا اور نغمہ سنونگا یہ کہکر خاموش ہو رہا ہرمز و فرامرز نے ملازمون سے کہا اِسے انعام دیکر رخصت کرو ملازم فوراً حکم بجا لائے بعد جانے نازنین مذکورہ کے اور ایک محبوبہ بیمثال و رقاصہ ذی کمال بعد ساز درست کرنے کے سازندون کے ہمراہ اُٹھکر رقص کرنے لگی اہل دربار دیکھنے لگے خصوصاً ہزبر فیل کش بنظر غور دیکھنے لگا اور داد اسکے رقص کرنے کی بار بار دینے لگا جب وہ بھی خوب ناچ چکی اور رنگ اپنا جما چکی ایک لمحہ فکر کرکے اُس نازنین مہجبین نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

جو آیا شام کو وہ صبحکو روانہ ہوا
عبث عبث ملک الموت کا بہانہ ہوا
جو یاد آگئی یاران رفتگانکی مجھے
عدم کو مثل صدائے جرس روانہ ہوا
مثال گل مجھے کانٹونسے بھی محبت ہی
اگر قفس مین میسر نہ آب و دانہ ہوا
جو اُسکے موے کمر کا مجھے خیال آیا

سرائے دہر مین رہنا مسافرانہ ہوا
خزان جو آگئی پیری کی باغ عالم مین
مثال گرد پس کاروان روانہ ہوا
کیا یہ تفرقہ صیاد نے ہزار افسوس
چنے جو خار چمن سے تو آشیانہ ہوا
بنی ہی خاک شہیدان سے شیخ تسبیح
سمند عمر کو میری وہ تازیانہ ہوا

شب فراق کے آتے ہی مین روانہ ہوا
مثال طائر رنگ چمن روانہ ہوا
جہان مین شور نکیونکر ہو میرے جانیکا
قریب گل کے نہ بلبل کا آشیانہ ہوا
اگر نکلے چرخ سے ادنے بھی تجھپہ ای صیاد
جو سرخ مثل لہو کے ہر ایک دانہ ہوا
سمند باد خزان کیون نجاے گلشن سے

چٹکنا غنچون کا آواز تازیانہ ہوا
جو غوطے کھائے حریصون نے حرص و تمنی
یہ گیسو آپ کا کیا افعی خزانہ ہوا
بھلا رقیبون سے تکرار آنے دیتے ہم
لو دیکھو کہتے تھے ہم جو وہی ہوا نہ ہوا
شاہو آمد پیری مین داغ دل میرا
ہوا کے چلتے ہی روشن چراغ خانہ ہوا
خیال آگیا مرکر جو ابر گیسو کا
اٹھا لحد سے بگولہ کہ شامیانہ ہوا
کبھی وہ رشک سلیمان جو لغتیہ آیا
یہ کل کی بات ہی تھوڑا ابھی زمانہ ہوا
مثال آب ہون مین زار بحر عالم مین
وہ آئی بانگ درا قافلہ روانہ ہوا

وہ بعد قتل تاسف سے ہاتھ ملتے ہین
مرا خزانہ بھی حمام کا خزانہ ہوا
رکھا نہ خرمن مضمونکو خوشہ چینونسے
تمھین تو پاس ہمارا کبھی ذرا نہ ہوا
جھکائے پیر فلک سر نہ کیون پئے تسلیم
سحر کے ہوتے ہی گل یہ چراغ خانہ ہوا
کسینے خیر سے یون تو مجھے نہ یاد کیا
یہ چھائے قبر پہ ارمان کہ شامیانہ ہوا
وہ بادہ کش تھا کہ مانند ابر بعد فنا
پر طیور کا تربت پر شامیانہ ہوا
نہ پوچھو حال مرا مین غبار صحرا ہون
نشیب پایا جدھر اُسطرف روانہ ہوا

ہمارا خون حنا کا انھین بہانہ ہوا
جو آکے دولت عارض پہ بل کی لیتا ہے
کیا جو جمع تو خالی میرا خزانہ ہوا
چڑھا کے سر پہ رقیبونکو زک اٹھائی نہ
کہ سجدہ گاہ ملک تیرا آستانہ ہوا
ہماری آتشین آہونسے داغ دل ٹھہرکا
کبھی جو ذکر ہوا بھی تو غائبانہ ہوا
جزائے خیر دے اللہ میری آہونکو
لحد پہ منبہ مینا کا شامیانہ ہوا
وہ چھپ کے رات نکا آنا تو یا دھوکا
اڑا کے خاک میری قافلہ روانہ ہوا
کمر کسو نہ عدم کے لیے اب ای فاخر

جس دم وہ نازنین زہرہ خصال ماہ با کمال غزل مندرجہ ذیل گاتی تھی اہل دربار یہ اشعار غزل کے سنکے اک عالم وجد مین تھے کبھی اشعار کی ثنا کرتے تھے گاہ اوس رقاصہ بیمثال کی تعریف زبانپر لاتے تھے ہرمزد فرامرز کو بھی مثل آئینہ حیرت تھی بنظر غور صورت اس رشک پری کی متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ بارہا ہمنے دیکھا اور اکثر بزرگون سے سنا ہی کہ جس نازنین مہ جبین کی صورت اچھی ہوتی ہی آواز اسکی بری ہوتی ہی اور جس کی آواز اچھی ہوتی ہی شکل بری ہوتی ہی یہان برعکس اوسکے ہی یعنے آواز خداداد بھی نہایت ہی اچھی ہی اور صورت بھی وہ صورت کہ جسکا مثل و نظیر نہین اگر اس کو رشک خورشید پری وش ماہرو کہین تو یہ بھی ہوسکتا ہی ہزبر فیل کش ہرچند کہ ایک سردار اور پہلوان زبردست ہی لیکن اسکو علم موسیقی سے بھی شوق ہی راگون اور راگنیون سے بھی اچھی طرح آگاہ ہی تال اور سر سے بھی ماہر ہی اس کو گانا اس رقاصہ کا بوجہ جاننے علم موسیقی کے ایسا اچھا معلوم ہوا کہ سر دربار محظوظ ہوکر بے اختیار باواز بلند تعریف کرنے لگا جب اس نے غزل مرقومہ گاکر تمام کی ہرمزد فرامرز نے اُسے انعام کثیر اور دولت بے حد و بے شمار دلوا کر رخصت کیا اور جو نازنینان خوبرو اور مہ جبینان ماہرو واسطے رقص و نغمہ کے آئین تھین انکا بھی گانا اور ناچنا سُن کے اور دیکھ کے سارا دربار خوش و محظوظ ہوا اور سبکو انعام علی قدر مراتب دلوا کے رخصت کیا اتنی دیر مین کہ ہزبر فیل کش نے چند نازنینان خوبرو و خوش گلو کا رقص و نغمہ دیکھا اور سنا خوب نشہ شراب ناب کا اس کو ہوا اس وقت ہرمزد فرامرز نے اس کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے پہلوان دوران تمھارے آنے سے ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہی کیونکہ ہمنے سنا ہی کہ تم نہایت ہی شجاع و بہادر ہو کبھی لڑائی سے منھ نہین موڑا بیشتر تمنے کارہاے شجاعت نمایان کیے ہین اکثر بڑے بڑے نامی بہادران اور پہلوانون کو سر میدان قتل کیا ہی اس وجہ سے ہمین امید ہی کہ تم سب اہل اسلام کو جو ہمارے دشمن جان و دل ہین انھین قتل کروگے اس نے عالم نشہ شراب مین جواب دیا کہ ای شاہزادگان ذیجاہ و اے حاکمان عدالت پناہ مین پہلے ہی آپکے وزیر بختیارک سے کہ سامنے آپکے حاضر ہی عرض کرچکا ہون کہ

بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور ان کے لشکر کے جملہ سرداروں و پہلوانوں وغیرہ کو قتل کرون گا
اور نقابدار سرخ پوش اور تمامی مردمان لشکر کو اس کے زیر تیغ کرون گا لیکن پہلے میرا دل یہ
چاہتا ہی کہ نقابدار سرخ پوش سے مقابلہ کرکے اسے قتل کرون اور اس کے تمامی مردمان سپاہ کو
ہلاک کرون بعد ازان امیر اور سرداران امیر سے لڑون گا کیونکہ میرے مالک خداوندگار ولنگی گاؤ سوار
نے مجھے ماہیار گرد کی اعانت اور مدد کیواسطے ادھر روانہ کیا تھا اثنائے راہ مین مین نے سُنا کہ
ماہیار گرد کو نقابدار سرخ پوش نے قتل کر ڈالا پس سب سے پیشتر مین اُس کے سرداروں سے
یا خود اُسی سے لڑون گا بعد اُس کے امیر اور سرداران امیر سے جدال و قتال سر میدان شروع
کرونگا کیونکہ منظور مجکو یون ہی کہ سر نقابدار سرخ پوش کا تیغ آبدار سے کاٹکر پہلے خدمت مین اپنے
مالک خداوند کی روانہ کرون اور تمام احوال ماہیار گرد کا ایک عریضے مین مفصل تحریر کرون گا
وہ عریضہ اور لاشہ ماہیار گرد کا اور سر نقابدار سرخ پوش اور اس کے سرداران لشکر کے
سر ایک ہی مرتبہ بذریعہ چند سواروں کے خدمت گاؤ لنگی گاؤ سوار مین روانہ کرون تا مالک کو میرے
رنج و خوشی برابر ہو اگر اپنے فرزند کا الم ہو تو اس کے قاتل کی قتل ہو جانے کی خوشی بھی ہو یہ کہکر خود
خاموش ہوا بختیارک نے اُس وقت جو اس کی تقریر خلاف عقل و فہم سنی تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار
بولا ای بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اس وقت تمکو نشہ شراب خوش گوار کا از حد زیادہ ہو گیا ہی اور جب تم
مجھے اثنائے راہ مین ملے تھے اور مجھسے گفتگو کی تھی اسوقت بھی ایسا ہی نشہ تمکو شراب ناب کا تھا
بہکی ہوئی باتین کرتے تھے جو کچھ دل مین آتا تھا زبان پر جاری کرتے تھے اسی طرح اب بھی تقریر خلاف
عقل و فہم کرتے ہو تیغ زبان سے اُن اُن بہادروں کو قتل کیے ڈالتے ہو جنھین کوئی دلاور پردہ دنیا
پر قتل کر ہی نہین سکتا ہی امیر اور نقابدار سرخ پوش کا تو بڑا رتبہ اور مرتبہ ہی تم امیر کے سرداران
لشکر اور نقابدار سرخ پوش کے افسران فوج سے بھی مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکتے ہو ذرا سوچ اور
سمجھ کے بات کیا کرو تا کہ عقلا تمکو نادان اور بیوقوف اور یاوہ گو نہین انسان کو لازم ہی کہ وہ بات اپنی
زبان سے نکالے جو اُس سے ہو سکے اور وہ لفظ زبان پر جاری نکرے جس کا حسب دلخواہ ہونا دشوار اور
غیر ممکن ہو تم ابھی امیر اور نقابدار سرخ پوش کی قوت و شجاعت سے آگاہ نہین ہو اور مین نے
ان کی لڑائی اور جنگ دیکھی ہی اُنھون نے بڑے بڑے زبردست پہلوانون کو قتل اور زیر کیا ہی اور
سنا ہی کہ بڑے بڑے دیوون کو مارا ہی اور دیوون کے لشکرون کو یکہ و تنہا سر میدان شکست دی ہی
پس تمہاری اتنی لیاقت و مجال کہان کہ تم ان سے مقابلہ جنگ کروگے اور اگر غصہ مین آکر اُن سے لڑوگے
اِسوقت کی بات یاد رکھو کہ یا تو قتل ہو جاؤگے یا ان سے زیر ہو کر خوف جان سے مسلمان ہو جاؤگے اپنے
دین آبائی سے ہاتھ اُٹھاؤگے بختیارک تو یون ہزبر فیل کش سے جھلا جھلا کر اسی قسم کی تقریر کرتا تھا
اور رہبر مزد فرامرز اُسے اشارے سے منع کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ ای ملک جی اس وقت
خاموش رہو اس بہادر پر تیغ زبان سے وار نکرو دیکھو کہین اس پہلوان طویل قامت کو تم پر غیظ و غضب
نہ آجائے تو اور قیامت برپا ہو ابھی سر دربار تمکو چٹکی سے مثل مور اور پشے کے مسل ڈالے تو تم اس
جوان دیو خصال کا کیا کروگے یہ جوان ایسا ویسا سردار نہین ہی کہ تمہاری چرب زبانی یا سنہانے سخت

سن لیگا بختیارک اشارہ سے جوابدیتا تھا یکخداوند یہ نابکار برہم ہوکر مجھے تو کیا ہلاک کریگا مگر آپ جو
طبل جنگ بجواکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یا قتل ہوجائیگا یا زیر ہوکردین اسلام قبول کر کے مسلمان
ہوگا مین اس نابکار سے ہرگز ہرگز نہین ڈرتا جب اس کو بہت غصہ آئیگا اپنے سر سے رفیدہ اتار کے
سر جھکا دونگا غصہ اس کا فرو ہوجائیگا ہنوز بختیارک اور ہرمزو فرامرز مین بایماو اشارہ گفتگو
ہورہی تھی ناگاہ ہزبر فیل کش کو بختیارک کے کلمات سخت و درشت کہنے پر غصہ آیا اور عالم غصہ
مین قبضہ تیغ تیز پر ہاتھ ڈالا اور بختیارک سے مخاطب ہوکر کہا او وزیر بدتقریر میرے باب مین ایسے سخنہائے
درشت کہتا ہی مجکو بھی تو نے لاشی پاشی سردار تصور کیا ہی دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تیغ تیز میان
سے کھینچکر چاہا کہ اس پر وار کرے یکایک ہرمزو فرامرز نے گھبراکر اُس سے کہا ای بہادر دست خود را
نگہدار یہ شخص گویا دیوانہ ہی اور نہایت بے عقل و نادان ہی اسکے کہنے کا بُرا نمانو تمھاری شجاعت و دلاوری
مین کوئی شک نہین ہی جیسا تم کہتے ہو ہمارے نزدیک اُس سے بڑھکر عمل مین لاوٗگے لاریب تمھین
ان سب اہل اسلام کو نیست و نابود کروگے اسنے بیشک تمھین کلمات سخت کہے ہین تم اس کی خطا کو
معاف کرو جب اسطرح ہرمزو فرامرز نے اس سے کہا غصہ اسکا کچھ فرو ہوا تیغ تو اسنے نیام انتقام مین رکھ
لی لیکن غصہ سے کانپ کر کہا کہ جیسی ذلت اور آبروریزی میری آپکے دربار مین ہوئی ہی ایسی
کہین نہین ہوئی آپکے وزیر نالایق نے مجھے بزدل و نامرد جانا میرے قول کا اعتبار نمانا اب مجھکو بھی
لازم ہی کہ اپنی دعوے کے موافق اہل اسلام کو بلا توقف قتل کرون اس بے اعتقاد کو اپنی شجاعت و
دلاوری دکھاوٗن حالانکہ ابھی صعوبت سفر سے خستہ ہون مگر آپ اسیوقت میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
صبحکو میدان جنگ مین جاکر اہل اسلام سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا اور جب اہل اسلام کو تہ تیغ کرلونگا
تب اس نالایق بدتقریر سے پوچھونگا اب کہ مین مرد ہون یا نامرد ہون اور جو کچھ مین نے کہا تھا وہ سچ
کہا تھا یا جھوٹ کہا تھا ہرمزو فرامرز نے کہا ای بہادر طبل جنگ بجوانے کی بالفعل کیا ضرورت ہی ابھی تو تم آئے ہو
چند روز یہان قیام کرو بعد ازان اہل اسلام سے مقابلہ کرنا اس نے کہا آپ اس بات مین اصرار زیادہ
نہ کیجیے میری خوشی یہی ہی کہ ابھی نقارہ رزمی میرے نام پر بجوائیے ورنہ مجھکو ملال ہوگا اور مین اپنے
مالک و خداوندگار لنگی گاوٗسوار کی خدمت عالی مین چلا جاوٗنگا اور تمام کیفیت مفصل بیان کرکے
ان سے عرض کرونگا ہرمزو فرامرز نے اس کی تقریر سنکے بجائے خود خیال کیا کہ اگر اس وقت اس کی
کہنے سے طبل جنگ نہ بجوایا جائیگا تو یقیناً یہ سردار عالم نشے مین برہم ہوکر گاوٗ لنگی گاوٗسوار کے پاس
چلا جائیگا اور بختیارک کی تقریر اُس سے بیان کریگا اور یہ بھی اُس سے کہیگا کہ اب آپ ہرمزو فرامرز
کی مدد اور اعانت نہ فرمائیے کیونکہ وہ فرزند آپکے جنگ و جدال مین قتل ہوچکے ہین اور بہت سے سردار
اور فوج بھی کام آچکی ہی اب بھی خیریت ہی آپ اس جنگ و جدال سے باز رہین ورنہ ملک و مال
تباہ اور برباد ہوجائیگا انکی مدد سے سوائے نقصان یا ہلاکت جانکے کیا ہاتھ آئیگا سوائے پشیمانی کے
کچھ نہین حاصل ہوگا پس موقع محل اور مصلحت وقت یہی ہی کہ اس کے کہنے پر عمل کیا جائے تاکہ یہ سردار
تہور شعار ناراض ہوکر گاوٗ لنگی گاوٗسوار کے پاس نجائے یہ خیال کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بنام ہزبر فیل کش طبل جنگ بجوایا جائے چنانچہ حسب الحکم اُسیوقت ملازمون نے نقارہ رزمی

بنام ہزبر فیل گش نقارچیون سے بجوایا جسوقت کہ صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی ہرکارے لشکر امیر باتوقیر اور نقابدار سرخ پوش کے جو براے خبررسانی معین و مقرر تھے خبر نواخت طبل رزمی لیکر جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کیخدمت مین روانہ ہوے اول ہرکارے لشکر امیر کے افتان وخیزان دربار گوہر بار بادشاہ لشکر اسلام مین گئے اور مجراگاہ سے باادب تمام مجرا کرکے اس طرح دعا و ثناے بادشاہی زبان پر جاری کی اور یون عرض کرنے لگے کہ بموجب **نظم**

تا گہے رو بفراز آرد گاہے بہ نشیب
بہر احداث حوادث فلک دائرہ ساز
دشمن جاہ ترا دار کند رو بفراز
پیکر خصم ترا خاک برد سر بہ نشیب

شہریار کی عمر دراز ہو اس وقت لشکر کفار مین ہزبر فیل گش مغرور نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اس بداندیش کا ہے کہ وقت سحر میدان کارزار مین آکر آمادہ جنگ و جدال ہو باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ خبر سناکے دربار سے نکل کر ایک جانب چلے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر باتوقیر نظر کی امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ کہدو کہ بعنایت ایزدی وبتائید الٰہی ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ سکندری ورزمی پر چوب لگائی جائے وقت سحر جو کچھ منظور پروردگار عالم ہوگا وہی ہوگا خواجہ عمرو نے اسیوقت دربار سے باہر آکر قلابہ چینی اور رکابہ چینی وغیرہ نقارہ نوازونکو حکم امیر سے آگاہ کیا انھون نے بموجب دستور چند اشرفیان خواجہ عمرو کو نذر دیکر چوب اُٹھا کر بسم اللہ زبان پر جاری کرکے نقارہ حربی پر لگائی صداے نقارہ جنگی یہان سے بھی بلند ہوئی مردمان لشکر صداے نقارہ سنکے ہوشیار ہوے اور اسیوقت سے سامان جنگ مین مصروف ہوے یہان تو مردمان لشکر اسلام سامان جنگ مین مصروف ہین طبل رزمی اور نقارہ جنگی بج رہا ہے لیکن اب احوال لشکر نقابدار لکھا جاتا ہے کہ چونکہ وقت صبح کا ہے اور ہواے سرد چل رہی ہے گورزادجینی بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار فیض آثار مین تشریف لائے ہین تخت جواہر نگار پر جلوہ فرمان ہین نقابدار سرخ پوش اور دیگر نقابدار اور جملہ سرداران لشکر اور چارون ماموں نقابدار سرخ پوش کے شیرانہ و دلیرانہ اپنے اپنے دنگلہاے جواہر نگار پر بیٹھے ہین دربار خوب آراستہ و پیراستہ ہے نقابدار سرخ پوش اپنے ہمراہی نقابدارون سے کہرہا ہے کہ جب سے ہمنے ماہیار گرد کو میدان جنگ مین قتل کیا ہے لشکر کفار مین طبل جنگ نہین بجا ہے یہان آئے ہوے ہمکو ایک زمانہ گذرا دل گھبراتا ہے اور سیر دل ہونا چاہیے ہے کہ نقارہ جنگی بجوائے امیر باتوقیر سے مقابلہ کیجیے یا نے صاحبقرانی کے بزور شمشیر اُن سے لے لیجیے جس کام کو کرنا ہے انسان کو لازم ہے کہ جلدی کرے تساہل و تغافل نکرے وہ نقابدار بصد ادب عرض کررہے ہین کہ آپ کی راے ہم پسند کرتے ہین جلد نقارہ رزمی بجوایے امیر باتوقیر سے مقابلہ کیجیے یا نے صاحبقرانی کے اُن سے لیجیے تامل نفرمایئے وہ بغیر مقابلہ کئے اور زیر ہوے یا نے صاحبقرانی کے نہ دینگے افسوس ہزار افسوس کیسے وہ بزرگ اور رحجان وہم ہین انکو ذرا اس امر کا خیال نہین کہ مین ضعیف ہوکر نوجوان سے کیا مقابلہ کرونگا اور نوجوان کہ جسکا شجاعت و دلیری و بہادری و جوانمردی مین روے زمین پر کوئی جواب دینے والا اور ہمسر نہین ہے مفت اپنی ہڈیان اور پسلیان آپسے مقابلہ کرکے تڑوائینگے سر میدان رسوا ہونگے اور لشکر کفار مین اب آپکے مقابلہ کیواسطے کیا طبل جنگ بجے گا ہرمز و فرامرز کے دانت کھٹے ہوگئے ہین جیسے آپ نے ماہیار گرد کو قتل کیا ہے اور وہ نابکار تو بیکار آپسے لڑا اُسکو تو بدیع الزمان سے مقابلہ کرنا تھا کیونکہ اسکے بھائی بدمست کشتی گیر کو

انھون نے بہزار خرابی و دشواری کئی روز کی مدت مین زیر کرکے ہلاک کیا تھا لیکن چونکہ اسکی قضا آپکے ہاتھ سے تھی وہ یہان آکر آپ ہی سے لڑا اور مارا گیا اور مارا بھی یون گیا کہ امیر با توقیر اور جملہ اُنکے سرداران لشکر دیکھکر متحیر ہوے اور دلمین اپنے بدیع الزمان بھی آپکی قوت و شجاعت کو مان گئے بظاہر چاہین جو کچھ کہین آپنے تھوڑی ہی دیر مین اُسے راہ عدم دکھادی اور اتنی دیر بھی آپنے عمداً کی کہ اسکو پے در پے وار کرنے کی مہلت دی تاکہ وہ حوصلہ اپنے دلکا نکال لے اگر آپ اُسکو مہلت ندیتے تو اتنی دیر بھی نہوتی کہ وہ آپکی تلوار سے چورنگ ہوکر سوے سقر جاتا اب لشکر کفار مین کون ایسا ہی کہ ماہیار گرد کا انتقام لینے کو طبل جنگ بجوائیگا اور آپسے لڑیگا ہان بالفعل سنا ہی ہرکارون سے کہ ایک سردار مسمی بہ ہزبر فیل کش ملازم گاؤ لنگی گاؤ سوار واسطے مدد ہرمز و فرامرز کے آیا ہی اور وہ بظاہر جری و بہادر ہی مگر ہم کہتے ہین کہ لاکھ وہ بہادر ہی مگر آپسے کیا لڑیگا اور اگر مقابلہ کریگا تو زیر ہوگا یا مارا جائیگا اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ آپ ایسے بہادر یکتاے روزگار سے مقابلہ کرے ہنوز چارون نقابدار مذکور نقابدار سرخ پوش سے باتین کر رہے تھے ناگاہ ہرکارے غبار مین آلودہ پسینے مین غرق دوڑتے ہوے دوڑتے ہوے دربار در بار مین گھبرائے ہوے آئے اور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر کو بادب تمام مجرا کرکے یون دعا و ثناے بادشاہی زبان پر لائے کہ بموجب **نظم**

آن کینہ پروری کہ ز بغض تو دم زند
با قہر کردگار بمیدان نہد قدم
چون سرکشی بحکم تو اندیشہ کردہ است
از تند باد حادثہ این نیلگون خیم
خصمت کہ ہست صورت عصیان مجسم

وان خون گرفتہ کہ بہ کینت کشد علم
ہر شاگہ نہ از اثر مہر خاوری
خونش فگند ہم سنان تو در شکم
تا خامہ خیال کہ نقاش معنویست
گریان و بیقرار و نگونسار چون قلم

با تیغ روزگار کند قصد کارزار
رنگ عدم گرفتہ سپہر جفا رقم
حفظ تو گر ستون نشود برہم اوفتند
مدح تو بر صحیفہ ہستی کند رقم

بعد ازین اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای شاہ ذیجاہ عالم پناہ فلک بارگاہ جو سردار لشکر گاؤ لنگی گاؤ سوار کا لشکر کفار مین آکر داخل ہوا تھا اور جسکے آنیکی ہم نمکخوارون نے خبر دی تھی اُسی نابکار نے اسوقت اپنے نام پر دعوے کرکے طبل جنگی بجوایا ہی قصد اُسکا ہی کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آئے اور آتش کینہ و فساد کو جو اُسکے دلمین ہی بھڑکائے پروردگار اُس نابکار کے شر سے سبکو بچاے کیونکہ یہ کافر زبردستان روزگار سے ہی باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ خبر دیکے دربار سے نکل کے اُسی جانب گئے یہان دربار مین گورزاد جنتی بادشاہ لشکر نے بصمت نقابدار سرخ پوش دیکھا نقابدار موصوف نے باِیماے بادشاہ موصوف ملازمونکو حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت خالق کون و مکان و بکرم معبود انس و جان نقارہ افراسیابی جو طلسم افراسیابی سے ہاتھ آیا ہی چوب لگائی جائے وقت سحر بد اندیش سے اگر مقابلہ ہوگا تو کچھ غم نہین ہی پروردگار ہمارا اگر چاہیگا ہماری اعانت اور مدد کریگا اور اُس کو ہمارے ہاتھ سے پست و زیر کریگا یہ کہکر نقابدار سرخ پوش تو خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم نقارہ جنگی و افراسیابی بجوایا ادھر بھی آواز نقارہ رزمی کی بلند ہوئی اہل لشکر صداے نقارہ رزمی سنکے خبردار ہوے ہر ایک بہادر اسیوقت سے سامان رزم مین مشغول ہوا صاحب دفتر اس مقام پر لکھتا ہی کہ جب تینون لشکرون مین نقارہ رزمی اور طبل جنگی اور کوس حربی پر چوب لگائی گئی اور صداے نقارہ ہر سہ لشکر مین بلند ہوئی ہر ایک لشکر مین اہل لشکر سامان جنگ و جدال و قتال مین مستعد و مصروف و مشغول ہوے کوئی بہادر اپنے تیغۂ زنگ آلودہ کو صیقل سے جلا دینے لگا نہین نہین بلکہ جو خون مقتولان اُسمین بھرا تھا اس سے اُسے پاک

اورصاف کرنے لگا کوئی قدر انداز اپنی ترکش اور کمان کی درستی مین مصروف ہوا کسی جری نے اپنے
نیزہ کو دیکھ بھال کے کہا اگر خدا نے چاہا تو یہ نیزہ ہنگام حرب سینۂ دشمن کے اوپر اسطرح مارونگا
کہ پشت کو توڑ کے نکل جائیگا اور حریف فوراً ہلاک ہو جائیگا کوئی بہادر دیندار اپنے تیغۂ آبدار کو
تول کے جوانان لشکر سے کہتا تھا بھائیو یہ وہ تیغہ ہی کہ بارہا سرہاے اعدا پہ چمکا ہی اور راکبون اور
مرکبون کو دو ٹکڑے کرکے دو چار انگل زمین مین در آیا ہی انشاء اللہ کل بھی اسی تیغہ تیز سے کافرون
اور بدخواہون کو دلیرانہ قتل کرونگا راہ عدم اُنھین دکھاؤنگا کوئی قدرانداز تیر ترکش سے نکالکر جوانان
سپاہ سے مخاطب ہوکر کہتا تھا یارو یہ وہ تیر زہر آلودہ جان ستان ہی کہ جس عدو کے سینہ پر پڑتا ہی ہرگز وہ
جانبر نہین ہوتا ہی یہ تیر اُسکے حق مین تیر اجل ہو جاتا ہی بارہا اسی تیر بے امان سے بڑے بڑے نامی بہادرون
اور پہلوانون کو مین نے ہلاک کیا ہی کل بھی اگر اللہ نے چاہا تو پھر کافرون اور بداندیشونکو اسی تیر کا
نشانہ کرونگا کوئی پہلوان مسلمان اپنے گرز گران بار کو اُٹھا کر دوش پر رکھکر اپنے لشکر کے بہادرونسے
کہتا تھا دیکھو یہ وہ گرز گاؤسر ہی کہ جب اس گرز کو مین نے حریف کے سر پر مارا ہی مغز سر اُسکا نکل پڑا ہی
اور سر پاش پاش ہو گیا ہی مرکب بھی اُسکا مر گیا ہی اسکی ضرب کی کوئی بہادر آجتک تاب نہ لا سکا اور
جانبر نہو سکا مجھے حق تعالے کے فضل و کرم سے امید ہی کہ کل بھی ہنگام نبرد حریفونکے سرونکو اسی گرز گرانبار
سے توڑونگا اور نامی جوانون کو ٹوک ٹوک کے اور نعرۂ شیرانہ کرکے مقابلہ کرونگا اور ایک ہی ضرب
مین اُنھین پیوند خاک کرونگا کوئی دلیر خبر نواخت طبل جنگی سُنکے برجوع قلب ہاتھ اپنے واسطے دعا کی بلند کرکے
درگاہ کبریا مین اسطرح دعا کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ پروردگارا کل روز مصاف ہی حریفونسے سامنا ہوگا
تو مجکو ثابت قدمی عطا کیجیو تاکہ میدان مصاف سے قدم میرا پیچھے نہ ہٹے ورنہ آبرو میری جاتی رہیگی آجتک
تو تیرے لطف و کرم سے یہ پاؤن میرے کبھی جنگگاہ سے پیچھے نہین ہٹے ہین کل بھی مثل سابق میدان جنگ
مین ہنگام مقابلہ حریف ثابت قدم رہون اگر تیری عنایت سے دشمن پر فتحیاب ہون تو فبہا ورنہ قتل ہو جاؤن
سر میرا تیغ سے کٹ جائے لیکن پاؤن میرا عرصہ رزم سے پیچھے نہ سرکے مرجانا مجھکو بھاگنے اور شکست
کھانے سے بہتر ہی یہ تو جوانان ہر دو لشکر اسلام کی شوق جنگ کی حالت لکھی گئی اب لشکر کفار کے جوانونکی
کچھ کیفیت درج کیجاتی ہی کہ جیسے طبل رزمی سپاہ کفار مین بجا تھا اُسوقت سے جو جو اُنمین بہادر اور دلیر
تھے وہ تو جان دینے اور مرنے پر امادہ تھے اور آلات حرب و ضرب کی درستی مین مصروف و مشغول
تھے اور جو اُنمین نامرد اور بزدل تھے اُنکی یہ کیفیت تھی کہ رخ اُنکے خیال جنگ سے زرد تھے
حواس خمسہ بجا نہ تھے تصور لڑائی کا کرکے خود بخود کانپے جاتے تھے اور زمین پر گر گرکے غش کر جاتے
تھے دیکھنے والے متحیر ہوکر اُنکو ہوشیار کرتے اُنسے پوچھتے تھے کہ اسوقت یکایک تمکو غش کیون آ گیا
تھا وہ پہلے تو یون بیان کرتے تھے کہ ہمین ایک مدت سے دورہ کا مرض ہی جب دورہ آتا ہی ہمین
غش آ جاتا ہی اسوقت بھی بوجہ دورہ کے غش آ گیا تھا جب وہ قسمین دیکر پوچھتے تھے تو وہ مجبور ہوکر
بیان کرتے تھے کہ بھائیو خبردار اس امر سے کسیکو آگاہ نہ کرنا ورنہ ہم ذلیل ہونگے اور آبروریزی
ہماری ہوگی اسوقت ہم بیٹھے تھے ہمنے تصور مین نقشہ میدان کارزار کھینچا تینون لشکرونکی صف
آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی تھی یہان تک ہم مع الخیر تھے لیکن جب لشکر حریف سے ایک بہادر مرکب

پر سوار ہوکر میدان کارزار مین گرز بکف آیا اور وہ گرز بہت بڑا تھا اسنے آتے ہی میدان جنگ مین
مبارز طلب کیا ہمارے لشکر سے بھی ایک دلاور اُس جوان کے مقابلہ کو گیا تھوڑی دیر تک باہم ان
دونون مین لڑائی ہوئی آخر کار ہمارے لشکر کے جوان کو اُس بہادر نے ضرب گرز گاؤسر سے ہلاک کیا یہ
رنگ دیکھکر ہمارے لشکر والون نے یکبارگی اُس جوان پر حملہ کیا اور چارون طرف سے اُس بہادر کو
گھیر لیا اور تیر و نیزہ و خنجر و شمشیر اُسے لگانے لگے مگر وہ ایسا بہادر تھا کہ سب کے وار روکتا تھا اور
رد کر رہا تھا اور خود بھی ضرب گرز سے ہمارے لشکر والونکو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لڑتا ہوا اور
ہمارے لشکر کے جوانونکو پیوند خاک کرتا ہوا قریب ہمارے آیا ہم اُسکے خوف سے پیچھے ہٹتے جاتے تھے ناگاہ
اُس نے بقوت تمام برہم ہوکر ہمارے سرون پر وہی گرز گرانبار پے درپے مارا تھا ہمکو وہ قلق اور
صدمہ ہوا اور وہ دلکو تکلیف و اذیت ہوئی تھی کہ ہمین غش آگیا تھا تو ہنے تمسے صاف صاف غش کے
آنیکا احوال کہدیا تمکو لازم ہی کہ اسکو اپنے تک رکھنا انھون نے ہنسکر پوچھا یہ تو بتاؤ کہ تم کچھ اشیاے
نشہ سے شوق رکھتے ہو افیون کھاتے ہو انھون نے کہا بھئی افیون وغیرہ سے تو ہمین شوق نہین ہی مگر یہ
خیالی کیفیت تھی جو بیان کی تھی بہادران لشکر نے خوب ہنسکر اُن سے کہا کہ جب خالی خیال کرنے سے تمہاری
یہ حالت ہوگئی تھی تو تم میدان جنگ و جدال مین حریفونسے کیا مقابلہ اور مجادلہ کروگے انھون نے اُنسے
کہا بھائیو ہم تو ایسی حالت مین مرہی جائینگے روح تن سے فوراً نکل ہی جائیگی لڑنا بھڑنا کیسا مقتولونکا
خون بھی دیکھکر دم نکل جائیگا اُن دلاورون نے اُنسے پوچھا پھر اب کیا کروگے کل صبح کو میدان جنگ
مین لڑائی ہوگی اہل اسلام سے مقابلہ ہوگا انھون نے اُنکو جواب دیا کہ لڑائی تو کل صبح کو ہوگی ہم آج
ہی سے اپنا بندوبست کرتے ہین نہ یہان رہینگے نہ میدان جنگ مین جائینگے نہ کوئی حریف ہمین قتل کریگا
نہ ہم کسی بداندیش کے ہاتھ سے زخمی ہونگے تم لوگ اپنی جانین دوگے تمھاری جانین نکمین دو بھر ہین
ہمکو اپنی جانین عزیز ہین پانچ سات روپیہ کیواسطے ہم اپنی جانین ہرگز نہ دینگے مثل تمھارے ہم بیوقوف
نہین ہین کہ خیال آبرو و عزت کا کرین اور حریفون سے تیغ و تبر سے لڑین زخمی ہون گھوڑے سے
زمین پر گرین عرصہ نبرد مین مثل ماہی بے آب کے تڑپین اور مانند اشخاص درد رسیدہ کے زخمونکے
درد سے ہم بھی نالہ و فریاد کرین کوئی ہم پر رحم نہ کھائے بلکہ اعدا گھوڑونکی ٹاپون سے ہمین پامال کرین
اور ہاے ہاے ہم کچل جائین استخوان ہمارے ریزہ ریزہ ہو جائین گوشت و پوست ہمارا انمرہیا
ہوکر آہ خاک و خون مین ملجائے نہ قبر میسر ہو نہ کفن نصیب ہو نکوئی ہمین موافق ہمارے مذہب کے
جلائے نکوئی کریا کرم کرنے والا واہ واہ قربان ایسی نوکری سے باز آئے اور صدمے ایسی آبرو
او رعزت کے ہمین بے آبرو ہوکر جینا اور بھیک مانگنا منظور ہی اور رجان دینا اپنا منظور نہین ہی کیونکہ
ہمکو ہمارے والدین نے بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہی کبھی پھول کی چھڑی بھی ہمین نہین ماری ہی اور
رات کو ہمکو بوجہ تاریکی کے گھر سے نکلنے نہین دیا ہی کبھی ہمنے مچھر اور کھٹمل کو نہین مارا ہی کیونکہ خون
ہمارا بہت ہلکا ہی بیشتر خون دیکھنے سے غش آجاتا ہی ہمیشہ ہم وقت پانی برسنے کے کوٹھری مین
چھپ کے بیٹھ رہتے تھے باران کو تیر باران خیال کرتے تھے صداے رعد سے ڈرکر اپنے والدین سے
لپٹ جاتے تھے اور بے اختیار خوف سے روتے تھے وہ ہمکو تسلی اور تشفی دیکر اپنے آغوش مین

لیے رہتے تھے زمانہ کی ناموافقت سے بعد مرنے والدین کے اس حرام خور پیٹ کے پالنے کیواسطے ہمنے
بدرجہ مجبوری نوکری کرلی تھی اور سپر و تلوار باندھی تھی نہ اسواسطے کہ میدان جنگ مین جائین اور
حریفون سے مجادلہ و مقابلہ کرین تلوارین اُنھین مارین اور انکی تلوارین اپنے جسم پر کھائین اور یہ
جو ہمنے ابھی کہا کہ تلوارین اعدا کو مارین یہ تو بھولے سے زبان سے نکل گیا کیونکہ آجتک ہمین تلوار کا
اُٹھانا اور دشمن پر لگانا معلوم ہی نہین ہی اگر تلوار کبھی اٹھانے کا قصد کرتے ہین تو خیال ہوتا ہی کہ بازو
اور کلائی مین اتنی طاقت کہان ہی کہ تلوار اُٹھے گی اور ای بیرے کے جوانون آجتک ہمنے کبھی تلوار نیام
سے بھی اس خوف و خیال سے نہین نکالی ہی کہ تلوار مین چمک ہوتی ہی اور بجلی مین بھی چمک ہوتی ہی اور
ہم برق سے نہایت ڈرتے ہین اسیوجہ سے زمانہ تین برس کا ہوا کہ آجتک ہمنے تلوار ہی کو نیام سے نہین
نکالا اب اگر تم ہماری تلوار دیکھو تو نہایت زنگ آلودہ ہوگی کہ تین برس سے اسپر صیقل تک نہین ہوئی ہی
اس تین برس کی نوکری مین ہر مہینے تنخواہ وصول کرکے خوب کھا یا کیے بستر پر پڑے رہے آج اتفاق
سے سامنا طبل جنگی بجنے کا ہی اور کل صبحکو صبح قیامت ہی کا سامنا ہوگا کل کا روز روز جزا سے کم نہوگا بلکہ
اُس سے بھی زیادہ برا اور بدتر ہوگا کیونکہ روز جزا کسی سے مقابلہ اور مجادلہ نہوگا تلوار وہان تو
نہ چلنے پائیگی دریاے خون کشتگان وہان جاری نہوگا کمانون سے وہان تیر نہ چلینگے چقاچاق خنجر کے
وہان آواز سنائی نہ دیگی زخمی وہان گھوڑون سے گرکے تڑپتے نہونگے اور فریاد و فغان نکرتے ہونگے
وہان تو سب اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے سبب سے جنت اور دوزخ کی امید و بیم مین مبتلا ہونگے
کسیکو کسیکی خبر نہوگی بھائی برادر کو نہ پہچانیگا باپ بیٹے کی شناخت نہ کرسکیگا اپنی اپنی ہر ایک کو فکر ہوگی
ظالمون پر عذاب ہوگا خصوصاً اُن لوگون پر جنھون نے مردم کی خونریزی کی ہوگی خواہ وہ کسی طرح کے
مردم ہون اہل اسلام ہون یا اور کسی مذہب کے ہون پس تم کو لازم ہی کہ تم بھی اہل اسلام کی
خونریزی سے باز آؤ کل اُنسے میدان جنگ مین مقابلہ اور مجادلہ نکرنا ناحق اُنکے خون مین گرفتار ہوجاؤگے
اور اگر تم اسکا جواب یہ دو کہ ہمارے مذہب مین مسلمانون کی خونریزی کا ثواب ہی اور کسیطرح اسکا عذاب
نہین ہی تو ہم اسکو ہرگز تسلیم نکرینگے حالانکہ جو تمھارا مذہب ہی وہی اپنا بھی مذہب ہی کیونکہ بندے بندے سب
برابر ہین کوئی کسی طرح پرستش کرتا ہی کوئی کسی عنوان سے عبادت کرتا ہی اُنھون نے جواب دیا تم ہمکو
نصیحت نکرو اور روز حشر کے حالات سے ہمین آگاہ نکرو ہم سپاہی ہین اور نمک حلال ہین پرسو نسے
اپنے مالک کا نمک کھایا ہی کل اُنسے اور اُنکے دشمنون سے مقابلہ ہی شرافت اور نمکخواری ہماری مقتضی اس
امر کی نہین ہوتی ہی کہ ایسے وقت مین اپنے مالک کا ساتھ چھوڑ دین اور جان و مال اور حشر کے عذاب کا
خیال کرین ہم پر اگر سچ پوچھو تو کچھ بھی عذاب نہوگا کیونکہ ہم تو تابعدار ہین مالک ہمارا ہمین جو حکم کرے
اُسے ہم فوراً بجالائینگے خواہ وہ کام عذاب کا ہو خواہ ثواب کا ہو جو کچھ عذاب و ثواب ہوگا وہ
مالک کی گردن پر ہوگا ہمین اس جھگڑے سے کیا مطلب ہمتو مرد جاہل ہین تلوار نیزے کو اپنا ایمان اور
سپر کو اپنا اعتقاد جانتے ہین لڑنے بھڑنے کو کھیل تصور کرتے ہین جان جانیکی کچھ فکر نہین ہی ہر وقت
یہی خیال رہتا ہی کہ لڑائی مین کہین اپنا پاؤن پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ بہادرونکی نظرون مین حقیر ہوجائینگے
آبرو خاک مین ملجائیگی ان نامردون نے اُنکو جواب دیا بھائیو اگر برا نمانو تو کھری کھری کہین وہ یہ ہی

کہ تم سب محض بیوقوف اور پکے سڑی ہو جہالت کی گفتگو کرتے ہو جان سی ایسی شی کا خیال نہین کرتے ہو
ارے میان مرکر پھر زندہ ہوکر اپنے اہل وعیال کو کہان پاؤگے مزے دنیا کے کیونکر اٹھاؤگے دنیا کے مزے
رہ جائینگے تمھاری یاد کرینگی اُسوقت ہماری اس نصیحت کو یاد کروگے کف افسوس ملوگے ہمنے اتنی دیر
تمہین سمجھایا لیکن تمنے افسوس ہمارے کہنے پر عمل نکیا انھون نے کہا تم ہمین ایسی نصیحت کرتے ہو اور
ایسی راے دیتے ہو کہ جو ہمارے طبع کے خلاف ہی اور جو تقریر تمھاری ہی وہ ہمکو بالکل ناپسند ہی ہم ہرگز
تمھارے قول پر عمل نکرینگے اب تم ہمکو ایسی راے ندینا ہم شیر دل ہین ہمین نامرد اور بزدل تصور نکرنا اب
ہم تمکو سمجھاتے ہین کہ ہرگز قتل ہوجانیکے خیال سے اس لشکر سے نکل کے نجاؤ سپاہیونکے مذہب اور ملت سے یہ
بات بعید ہی تمنے ایک مدت سے اپنے مالک کا نمک کھایا ہی نمک حرامی نکرو مالک کے حریفون سے مقابلہ اور
مجادلہ دلیرانہ کرو ایسے خوف وہراس کو دور کرو اگر زندگی تمھاری باقی ہی تو کوئی حریف تمہین قتل
نکرسکیگا اور اگر قضا ہی تمھاری آئی ہی تو راستے مین جاکر کسی طرح مرجاؤگے رسوا اور ذلیل ہوکر مرنا سپاہی
کو اچھا نہین ہی سپاہی کو واجب ولازم ہی کہ تلوار یا اور کسی آلۂ جنگ سے قتل ہوکر دنیا سے جانب عدم کو
جائے تو سرخرو جائے بہادرونکی نظرونمین سبک نہو اکثر بہادر دنیا مین اُسکے بہادری کو یاد کرکے اسے
یاد کرین انھون نے جواب دیا تم بیہودہ بکتے ہو ہم تو تمکو نصیحت کرتے تھے اب تم ہمین نصیحت کرتے ہو واہیات
اور مہمل باتین زبان پر جاری کرتے ہو واہ واہ ہمین راے دیتے ہو کہ ہم حریفون سے لڑکر مرجائین اور
دنیا سے گزر جائین جورو اور بچو نکو اپنے دنیا مین روتا اور پیٹتا چھوڑ جائین وہ بعد ہمارے گھر سے نکل کر بازار
اور ہر ایک کے گھرونمین جاکر بھیک مانگین بھئی ہمسے تو یہ نہوگا ایسی نوکری کو سلام ہی ہم تو جاتے ہین اپنے
اہل وعیال مین جاکر نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر کرینگے اگر تکلیف ہوگی بھیک مانگین گے یہ
کہکر گھوڑون پر سوار ہوکر اپنے اپنے گھر کیطرف چلے سائیسون نے بڑھ کر کہا صاحب ہمین آپ کیا حکم
دیتے ہین آپ تو چلے جاتے ہین اُنھون نے اُنھین جواب دیا ہم تو جاتے ہین تم بھی اپنے اہل وعیال مین چلے
جاؤ یہان اگر رہوگے تو جنگ مغلوبہ مین ضرور مار ڈالے جاؤگے یہ کہکر وہ نابکار اپنے اپنے گھر کی سمت
پردۂ شب مین راہی ہوے اور جو بہادر تھے وہ لشکر ہی مین رہے اور آلات حرب وضرب کی درستی مین
مصروف رہے غرضکہ تمام شب تینون لشکرونمین خوب تیاری جنگ ہوئی جب وہ وقت قریب آیا کہ بموجب نظم

سپیدہ سحر کا ہوا آشکار	نظر آگئی قدرت کردگار	موذن نے یکبار بس دی اذان	اٹھے اپنے بستر سے طاعت کنان

ایک سمت اپنے لشکر مین امیر با توقیر نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع وخشوع ادا کی اور تمام لشکر نے
بھی نماز صبح پڑھی بعد ازان حکم امیر سے سب مسلح اور مکمل ہوے اور مرکبون پر سوار ہوکر خدمت امیر
با توقیر مین حاضر ہوے امیر نے بعد اتمام وظیفہ مرکب اپنا طلب کیا اور مرکب زین ولجام سے خوب
آراستہ ہوکر روبرو آیا امیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوے اور جملہ سرداران موجودہ کو اپنے ہمراہ
لیکر در دولت سلطانی پر تشریف لیگئے اور انتظار تشریف آوری بادشاہ لشکر اسلام کرنے لگے بادشاہ
لشکر اسلام بھی بعد اداے فریضہ سحری کے لباس شاہی سے آراستہ ہوکر تاج شہریاری سر پر رکھکر
تخت پر سوار ہوے کہارون نے بسم اللہ کہکر تخت مذکور اپنے کاندھون پر اُٹھایا چند ڈیوڑھیان
طے کرکے جب آخر کی دروازہ پر پہونچے اُسوقت پردہ در کھینچا گیا نقیب بولے ظل اللہ کی عمر دراز ہو

حد و ہمیشہ پایمال ہون کہار کہ وردیان پہنے کھڑے تھے فوراً کہاریون سے تخت لیکر انھون نے اپنے دوش پر
رکھا اور چلے اُسوقت نقیبان پوش آوازنے پکارا شہریار کی عمر دراز ہو نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام
نے سامنے دیکھا امیر اور جملہ سردارون نے بصد ادب جھک کے تسلیم کی بادشاہ نے سب کی تسلیم لیکر امیر
سے ارشاد فرمایا کہ میدان جنگ مین ابھی کوئی لشکر آیا نہین امیر باتوقیر نے عرض کی ابھی تک کسی کا لشکر
نہین آیا حضور تشریف قبل سبکے میدان مین لیچلین بادشاہ نے فرمایا بہتر ہی کہار تخت شاہی اُٹھائے
ہوے بڑھے گرد سب سردار ہوے جملہ فوج بھی ہمراہ رکاب بعنوان شایستہ ہولی ادھر سے تو سواری
بادشاہ جانب میدان کارزار جاتے ہی اسے تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال لشکر نقابدار سرخ
پوش کا سنیئے کہ جب آثار سحر فلک پر عیان ہونے لگے تو جملہ اہل اسلام جو لشکر نقابدار سرخ پوش
مین تھے خواب سے بیدار ہوے ہر ایک نے موافق شریعت اُس زمانہ کے نماز سحر کو برجوع قلب ادا کیا
بعد ازان گورزاد ختنی نے حکم دیا کہ سب سردار اور جملہ لشکری مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہون بمجرد
حکم سب مسلح ہوے گورزاد ختنی بھی لباس شاہی سے آراستہ ہوکر تاج شاہی سر پر رکھکر تخت پر سوار ہوے
کہارون نے تخت اُٹھایا جب بارگاہ سے تخت برآمد ہوا جملہ سردارون اور سوارون نے بصد ادب
مجرا کیا بادشاہ نے سبکا سلام بایماو اشارہ لیا اور تخت کو سردارون نے چار جانب سے گھیر لیا سواری
بادشاہ جانب میدان مصاف چلے تمامی فوج بھی ہمراہ رکاب ہوئی ہنوز لشکر نقابدار سرخ
پوش راہ ہی مین تھا کہ لشکر امیر میدان کارزار مین پہونچا بعد اُس کے لشکر نقابدار سرخ پوش
کا عرصۂ مصاف مین وارد ہوا ایک سمت لشکر امیر اور ایک جانب فوج نقابدار سرخ پوش ٹھہری
اُسوقت نقابدار سرخ پوش نے اور چارون نقابدارون نے امیر باتوقیر کو دیکھکر باادب تسلیم
کے امیر نے بھی جواب سلام دیا ابھی دونون لشکرونکو میدان جنگ مین آئے ہوے کچھ دیر نہ ہوئی
تھی کہ ہرمز و فرامرز بھی ہزبر فیل کش کو ہمراہ لیکر مع اپنی فوج اور اپنی سپاہ کے میدان رزم مین
آئے اور ایک طرف عرصہ جنگ مین ٹھہرے اُسوقت ہزبر فیل کش نے ہرمز و فرامرز سے دونو
لشکرونکو اہل اسلام کے میدان مصاف مین دیکھکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ دوسرا لشکر کسکا ہی
جو پرا جمائے کھڑا ہوا ہی انھون نے جواب دیا کہ داہنی جانب جو لشکر ہی یہ تو حمزہ صاحبقران کا ہی اور
بائین طرف جو سپاہ ہی یہ فوج نقابدار سرخ پوش کی ہی سوا اسکے امیر کو اور نقابدار سرخ پوش
کو بھی اُسے دکھا دیا اور بدیع الزمان کو بھی دکھا کر کہا کہ یہی قاتل ہی بدست گستہم گیر کا اور نقابدار
سرخ پوش قاتل ہی ماہیار گرد کا اور یہ دونون جوان بعد امیر کے شجاعت و جوانمردی مین بےمثل
نظیر ہین اُس نے مسکرا کر جواب دیا آپ دیکھیگا کہ ان دونون کو اور امیر کو اسطرح قتل کرونگا جیسے
کوئی طفل ناتوان و زار کو بغیر زور کرنیکے ہلاک کرتا ہی انکی میرے سامنے کیا حقیقت ہی یہ کچھ ایسے
جوان زبردست اور قوی مجھے معلوم نہین ہوتے ہین انسے بہتر پہلوانون کو مین نے ہنگام مقابلہ
ایکدم مین تہ تیغ کیا ہی بختیارک کہ ہمراہ رکاب ہرمز و فرامرز تھا ہزبر فیل کش کی گفتگو سنکے
کہنے لگا ای خودسر چشم حقارت سے انکو نہ دیکھ اور ایسے کلمات نخوت و غرور زبان پر جاری نکر ایسا نہو کہ
یہ غرور نخوت پست کردے ہنوز بختیارک اپنے دلمین ہزبر فیل کش کو سخت و سست کہہ رہا تھا

یکایک تینون بادشاہون نے حکم دیا کہ جلد درستی میدان رزم کی کیجائے چنانچہ حسب الحکم فوراً بیلدار اور بیلچہ بردار لشکرون سے نکلے انھون نے تھوڑی ہی دیر مین جھاڑی اور جھنڈی اور خس و خاشاک کو میدان سے دور کیا زمین پست و بلند کو ہموار کر دیا بعد ہموار ہونے زمین عرصہ جنگ کے سقے مشکین پانی اور گلاب خالص سے بھر کر لائے اور اُنھون نے اسقدر چھڑکاؤ کیا کہ زمین عرصہ مصاف خوب تر ہوگئی اور گرد و غبار بالکل دفع ہوگیا بعد جانے سقون اور بیلدارون کے تینون لشکرونمین بموجب قاعدۂ قدیم صف آرائی ہوئی امیر با توقیر اور نقابدار سرخ پوش بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر علم کھڑے ہوئے یکایک باشارہ بادشاہان لشکر مذکور نقیب اور کرم کیت تینون لشکرونسے نکلے اور بیچ میدان جنگ کے آکر اول نقیب جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے کہ ای جوانان نامدار و ای بہادران تہور شعار دیکھو یہ عرصہ کارزار ہی یا سیم جوانان کے کھوٹے اور کھرے کی شناخت کے لیے یہ معیار ہے مردی اور نامردی سپاہی کی اُسی جگہ ظاہر ہوجاتی ہی جوانونکی ایسے مقام پر قلعی کھل جاتی ہی خداوند کریم اس جگہ تم سب جوانونکی آبرو رکھے دیکھو حریفونسے آج سامنا ہی قدم آگے بڑھاکے پیچھے نہ ہٹانا ورنہ آبرو بڑھی ہوئی گھٹ جائیگی رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب وغیرہ کی شجاعت و دلیری اور ثبات قدمی سے ناموری ہوئی آجتک بہادر انکی شجاعت و بہادری کو یادکرتے ہین یا یہ کہ انکو یاد کرتے ہین اور اُنکی بہادری کی تعریف و ثنا کرتے ہین گو وہ مرگئے ہین لیکن بوجہ ناموری اور تذکرہ کرنے مردم کے وہ گویا ابتک زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج وہ حریفون سے جنگ وجدال کرو کہ تا قیامت لوگونکو یاد رہے اور کرم کیت بعد انکے جوانان لشکر کفار سے مخاطب ہوکے پکارکے کہتے تھے کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین ایکدن فنا ہوجائینگے نام و نشان بھی انکا باقی نرہیگا جیسے زمین و آسمان ماہ و آفتاب شجر و حجر برق و سحاب آب و آتش گل و خار وغیرہ مخلوقات خلق ہوے ہین اُس زمانے سے آجتک بے شمار مردم خلق ہوے اُنمین ہزارہا پہلوان اور بہادر بھی تھے اور وہ ایسے جری اور صاحب زور تھے کہ شاہان جہان اُن سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ ایسے قوی تھے کہ کوہ کو کاہ جانتے تھے شیر کو روباہ سمجھتے تھے ہنگام جدال و قتال تنہا لشکرون سے لڑتے تھے صدہا مردم کو عرصۂ نبرد مین قتل کرتے تھے جسطرف لشکر مین تیغ بکف جاتے تھے مردمان لشکر تاب مقابلہ نلا سکتے تھے بے اختیار بھاگتے تھے لیکن جب مدت اُنکی زندگی کی پوری ہوئی قضا سے اُنکا کچھ بس نہ چلا طاقت اور قوت کچھ کام نہ آئی آخر کار مجبور و لاچار ہوکر مرگئے دنیا سے جانب عدم گئے انکی قبرون کا نشان بھی نرہا تربتونمین استخوان تک اُنکے باقی نرہے خاک اور کیڑے انکے گوشت اور پوست کو کھاگئے وہ زبانین اُنکی کہ جنسے وہ انواع و اقسام کی گفتگو کرتے تھے ہاے افسوس اُنکو حشرات الارض نے اپنی غذا کی سو اسلئے تم اپنے اپنے آباؤ اجداد اور دیگر اپنے بزرگون کو یاد کرو کہ وہ کہان گئے اُنکی صورتین ہنگام تصور تو بیشک نظر ہونگی مگر وہ اب زندہ نہین ہین کہ جو مجسّم ہوکر سامنے آئین اور اپنے حالات سے اطلاع دین کہ بعد مرگ ہم پر یہ مصیبت گذری مثل انکے ایکروز تم اور ہم بھی مرجائینگے مال و اسباب اور اہل و عیال کو چھوڑ جائینگے سب سامان دنیا یہین رہجائیگا ہم اور تم سواے دو گز کفن کے مال دنیا سے اور کچھ ہمراہ اپنے

نہ لیجا ئینگے ہم اور تم تو کیا ہین بڑے بڑے شاہان اولوالعزم بھی خالی ہاتھ دنیا سے جا ئینگے چنانچہ ہمارے
قول کی تصدیق مین یہ مطلع کسی شاعر کا ہی - کہان بہر ترک اسباب ملکی اور بانی تھے ٭ سکندر جب گیا
دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ٭ پس جب یقین ہوا کہ ایکروز مرنا ضرور ہی لازم ہوا کہ حیات چند روزہ
ہی کچھ ایسے کار ہاے نمایان دنیاے فانی مین کر جائین کہ بعد مرنیکے اہل جہان یاد کرین آج کہ اعداسے
مقابلہ ہی اس روز سے بہتر کون دن ہوگا اور لڑنے اور حریفون کو قتل کرنے سے کون ساعمدہ کام ہوگا
لہذا تم سب کو چاہیے کہ دلیرانہ اپنے اعداسے جنگ وجدال کرو سر میدان رزم اپنے بزرگون کے نامونکو
روشن کرو بڑھ بڑھ کے دشمنونکو تیغ وخنجر سے قتل کرو خوف اعداسے ہرگز قدم پیچھے نہ ہٹا دینا یاد رکھو اگر
تمھاری زندگی باقی ہی تو یہ اعدا کیا ہین اگر تمامی دنیا کی جن وانس تمھین قتل کرنا چاہینگے تو ہرگز تمھین وہ
قتل نہ کر سکینگے اور اگر اجل تمھاری آئی ہی تو لاکھ بھاگوگے مگر دست اجل سے بچکر کہان جاؤگے زمین
پاؤن تمھارے پکڑے گی جادۂ راہ زنجیر بنکر تمھارے پاؤنمین لپٹ جائیگا ایک قدم بھی آگے بڑھنے
نہ دیگا ایسی حالت مین اگر کسی بد اندیش کے ہاتھ سے قتل ہوگی تو کیا خاک آبرو رہیگی یہ کہکر کڑکیت
اور نقیب میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت تینون لشکرون کے مردمان سپاہ خاموش تھے اور کڑکیت
اور نقبا کے تقریر دل پذیر سن رہے تھے اسوجہ سے ایک سناٹا سا تھا صفوف لشکر گویا شہر خاموشان کی
دیوار مین یقین مردمان صفوف لشکر مانند تصویرون کی خاموش او بیحس وحرکت تھے بگوش دل پند
ونصیحت نقبا اور کڑکیتون کے سن رہے تھے تھوڑی دیر تک تو سب ایسی حالت مین رہے بعدہ
ہر اک دلاور ہر ایک لشکر مین دوسرے بہادرون سے کہنے لگا ای برادران نقبا اور کڑکیتون نے
جو کچھ اسوقت نصیحت کی تھی فی الحقیقت بہت بجا ہی اور کسیطرح اسمین خلاف نہین ہی آؤ ہمسے وداع ہو لو
کیونکہ اب لڑائی شروع ہوا چاہتی ہی نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین اور ہم تمھارے سامنے عہد
کرتے ہین کہ جبتک زندہ رہینگے اس لڑائی مین اور دیگر لڑائیون مین کبھی ہنگام مقابلہ اعدا قدم پیچھے
نہ ہٹا ئینگے بلکہ لاشہ ہمارہ اُسی جگہ گھوڑے سے گریگا ہرگز پیچھے ہٹ کے نہ گرے گا یہ کہکر اپنے لباس کو بصورت
کفن بنایا اور کہا کہ اب ہم اپنے تئین زندونمین شمار نہین کرتے ہین جب اس لڑائی سے مظفر ومنصور ہوکر
زندہ پھر کر قیام گاہ لشکر پر جائینگے اُسوقت اپنے تئین زندہ خیال کرینگے بعضے دلاور شوق جنگ اور
کثرت شجاعت سے بیتاب وبے اختیار ہوکر نیامونکو توڑ کر تلوارین کھینچکر کہتے تھے کہ جبتک ہم اپنے حریفونکو
قتل کر کے زندہ جنگاہ سے پھر کر نجائینگے ہرگز تلوارونکو نیامونمین نرکھینگے ہنوز تینون لشکرونمین جو جو
دلاور اور بہادر رہتے شوق جنگ مین آمادۂ مرگ تھے کہ یکایک ہزبر فیل کش نے مرکب اپنا ہرمز
وفرامرز سے اجازت میدان لیکر نکالا اور بیچ میدان کے آکر بعد چوگان بازی اور سلح شوری
کے اور ظاہر کرنے فنون جنگ کے مرکب کو روک کر بآواز بلند پکارا کہ ای نقابدار سرخ پوش
تونے ماہیار گرد کو قتل کیا ہی میرے دلکو صدمہ دیا ہی لہذا اسوقت یا تو اپنے کسی سردار لشکر کو میرے
مقابلہ کیواسطے بھیج یا تو خود آکر مجھسے مقابلہ کر جس وقت ہزبر فیل کش نے اسطرح پکار کر کہا کہ ای
گورزاد ختنی بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش نے اپنے لشکر کی بائین جانب نظر کی بجرد دیکھنے
کے ایک سردار ادنا مسمی بہ سعید ابن نعمان خاوری صف لشکر سے مرکب کو جولان کرکے نکلا اور

روبرو اپنے بادشاہ لشکر کے آکر اجازت طلب ہوا اُسوقت نقابدار سرخ پوش نے اور بادشاہ
لشکر موصوف نے اُس سے کہا ای سعید تم اس حریف کے مقابلے کیواسطے نجاؤ کیونکہ ہرکارون کی زبانی
معلوم ہوا ہی کہ یہ سردار زبردستان روزگار سے ہی اور بظاہر بھی جری معلوم ہوتا ہی اُس نے
عرض کی اب تو یہ بخونخوار صف لشکر سے نکل چکا ہی اگر اسکی مقابلہ کیواسطے نجاؤنگا تو یہ امر باعث فدوی کے
ذلت و رسوائیکا ہوگا اور سوا اُسکے مجھے حضور کے اقبال سے امید قوی ہی کہ اس بداندیش کینہ جو پر
افضال الٰہی فتحیاب ہونگا اور اگر قضا آئی ہی تو حضور کے حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا بادشاہ لشکر اور
نقابدار سرخ پوش نے اسکی تقریر سنکے بمجبوری اُسے اجازت حرب و ضرب دی وہ دلاور بہ
گردفر مرکب کو مہمیز کرکے دلیرانہ و شیرانہ اُسکے روبرو گیا اور مرکب کو روک کر اُس جوان سے یون
کہنے لگا او بیدین پھر تو نے نقابدار سرخ پوش بہادر کو اپنے مقابلہ کیواسطے طلب کیا تھا
وہ تجھ ایسے ادنے اور بزدل سردار سے کیا مقابلہ اور مجادلہ کرتے پس مین تیرے مقابلے کیواسطے
آیا ہون اگر خدا چاہیگا تو جلد تجھے قتل کر ڈالونگا لیکن پہلے تو اپنا حوصلہ دلکا نکال لے تیر اور نیزہ
اور شمشیر سے وار کر بعد تیرے وار کرنے کے مین بھی وار کرونگا اور انشاء اللہ تجھکو ہلاک کرونگا اس نے
اس بہادر کی تقریر سنکے خوب ہنسا اور کہا او مسلمان بد تقریر و بد زبان معلوم ہوا کہ تیری اجل آئی ہی کہ تو
مجھ ایسے بہادر اور دلاور سے مقابلہ حرب کیواسطے آیا ہی یہ کہکر اسنے بغیر زور آزمائی تو کا و سکے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر اُسکے سر پر وار کیا اُس بہادر نے دلیرانہ سپر اٹھائی اور سر کی پناہ کی
چونکہ تیغ آبدار لنگردار تھا اور بازو اُسکا پر قوت تھا تیغ سپر پر جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر پر آیا اور
سر سے گذر کر صراحی گردن سے مانند قطرہ آب اُتر کر صندوق سینہ مین آیا اور سینہ سے گذر کر شکم و
کمر سے گذرا اور زین فرس پر جا کر ٹھہرا سعید ابن نعمان خاوری کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے
گھوڑا جنگاہ سے اپنے راکب کو مقتول دیکھکر غمگین اپنے لشکر مین آیا اتنی دیر مین ہژبر فیل کش نے
چمکر بآواز بلند پکارا ای نقابدار سرخ پوش اور کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے
بھیجو کہ یہ تیغ میرا تشنہ خون مسلمانان ہی اول بادشاہ لشکر اور نقابدار سرخ پوش نے سعید کے
قتل ہو جانیکا صدمہ کیا پھر بادشاہ نے اپنے لشکر کے میسرہ کی طرف دیکھا فوراً ایک دلاور مسمی بہ اسم
مسعود خاوری سردار مقتول مذکور کا برادر یعنی مرکب کو چھیڑ کر صف لشکر سے نکلا اور روبروی
بادشاہ آکر طالب اذن جنگ ہوا نقابدار سرخ پوش اور بادشاہ لشکر نے اُسے بھی منع کیا
لیکن اُس نے نمانا آخرکار اُسے بھی اجازت حرب و ضرب دی وہ بہادر مرکب کو جولان کرکے
اُسکے سامنے گیا ہژبر فیل کش نے اُسکی سراپا پر نظر کرکے کہا او مسلمان کیا سمجھکر تو میرے مقابلے
کیواسطے آیا ہی شاید تو اپنی زندگی سے عاجز ہو رہا ہے مین وہ بہادر ہون کہ مجھسے دیو اور جن
بھاگتے ہین اور مقابلہ نہین کرتے ہین تو اپنی جان دینے کیون آیا ہی جا میرے سامنے سے چلا جا
ہر چند کہ تو مسلمان ہی اور مسلمان کا قتل کرنا ثواب ہی لیکن مجھے اسوقت تجھپر رحم آتا ہی کیا تیرے خون
سے اپنے تیغ کو رنگین کرون اور سر میدان تجھ ایسے ادنے اور کمزور سے لڑ کر ذلیل و رسوا ہون
اُس نے دلیرانہ جواب دیا او کافر کیا بکتا ہی کہین بہادر حریف کے مقابلے سے پھر کر جاتے ہین

مین ہرگز نجاؤنگا تو مجھپر رحم کرنگے مین بھی تجھپر رحم نکرونگا حتی الامکان تجھے قتل کرونگا اس نے اُسکی
تقریر سنکے اور نہایت برہم ہوکے وہی تیغہ خون چکان اٹھاکر خبردار اور ہوشیار کہکر اسکی کمر پر لگایا
مسعود نے دیکھا کہ تیغہ لنگردار ہی اور حریف زبردست ہی اگر تیغہ اُسکا سپر پر روکونگا تو کیسطرح رکیگا
یہ خیال کرکے وار کو اُسکے خالی دیا اُس نے برہم ہوکر کہا او مسلمان واسطے مقابلے کے تو آیا ہی اور
اور ایسا خائف ہی کہ وار بھی میرا روک نہین سکتا ہی اُس نے جوابدیا او نابکار سپاہی کو لازم ہی کہ
حریف سے اپنی جان بچائے اور جسطرح ہوسکے اُسے قتل کرے اگر مین نے تیرے تیغہ گرانبار
سے اپنی جان بچائی تو کیا قباحت لازم آئی یہ کہکر شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو اپنے آگے
بڑھاکر حریف کے دست چپ کیطرف مرکب کو کسیقدر لیجاکر اُسکے سر پر وار کیا اُس نے مسکراکر تیغہ
بائین ہاتھ مین لیکر داہنا ہاتھ اپنا بڑھاکر باڑھ پر تلوار کی نظر کی جب تلوار قریب سر کے آئی اسنے
مسعود کے بندوست پر ہاتھ ڈالکر اور کلائی اسکی مروڑکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور پشت مرکب سے
مثل پھول نازک کے اُسے بسہولت تمام اٹھاکر سر سے بلند کرکے اور چرخ دیکے اسطرح زمین پر پٹکا کہ فوراً
زمین پر گرکے وہ جوان مرگیا اور گھوڑے کو اُسکے پے کیا بعد ازان پھر مبارز طلب کیا ایکی مرتبہ میمنہ
لشکر سے ایک سردار بہ نسبت ان دونون سردارونکے قوی اور زبردست صف لشکر سے نکلا اور
روبرو گورزاد ختنی کے آکر اجازت حرب کا خواستگار ہوا بادشاہ لشکر موصوف نے اُس کے
اجازت دینے مین تامل کیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے اس سے کہا ای اسعد تیغ زن تم اس
نابکار کے مقابلے کو نجاؤ اور اس سے ہم نبرد و پیکار نہو دیکھتے رہو کہ مین اس ملعون سے مقابلہ و مقاتلہ
کرونگا دو سردار میرے لشکر کے یہ نابکار شوخ و طرار قتل اور ہلاک کرچکا ہی اُس جوان نے بمنت
عرض کیا آپ مجھکو جانے دین غلامونکی موجودگی مین آپ ایسے آقا کیون اس نابکار بدکردار سے
مقابلہ کرین اگر فضل ذوالجلال شامل حال ہی تو حضور کے اقبال سے اس خبیث کو تہ خاک ملا دونگا
تیغ آبدار سے سر اس نابدار کا کاٹکر نذر حضور کیواسطے لے آؤنگا نقابدار سرخ پوش نے اسکی
منت کرنے سے اصرار نکیا اور بادشاہ لشکر اسلام سے کہا آپ اس بہادر کو اجازت جنگ دیجیے
اور تامل نکیجیے کیونکہ یہ جوان شوق جنگ مین میرا کہا نہین مانتا ہی یہ سنکے بادشہ لشکر نے اُسے اجازت
میدان دی وہ بہادر سمند تیز رو کو جولان کرکے اُسکے سامنے گیا اور مرکب کو روک کے خواستگار ضرب تیغ ہوا
ہزبر فیل کش نے تیغۂ گرانبار و خونچکان اُس جوان کے سر پر مارا اُس جوان نے شیرانہ
و دلیرانہ سپر پر اُس معلون کے تیغۂ تیز کو روکا پھر خود بھی تیغ تیز کا اُس پر وار کیا اس دلیر نے
بھی سپر پر تیغۂ آبدار کو روکا اسیطرح چند وار باہم دونون بہادرون نے روکے امیر باتوقیر اور
بادشاہ لشکر اسلام اور گورزاد ختنی اور نقابدار سرخ پوش اور ہرمز و فرامرز وغیرہ
دونون دلیرونکی جنگ و جدال دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ ہزبر فیل کش نے اسعد تیغ زن
سے کہا ای مسلمان ایکی مرتبہ اگر تو میری ضرب تیغہ تیز کو روکے تو جانون کہ مرد جری
اور بہادر ہی اس جوان نے جوابدیا او ملعون تو کیا بکتا ہی اگر تجھکو وار کرنا ہو تو وار کر مین بفضل
کردگار وار کو تیرے رد کرونگا اس فضول تقریر سے کچھ حاصل نہین اس نے نہایت غضبناک ہوکر جھکائی

دیکر سر پر اس کے تیغہ لگایا ہرچند اسعد تیغ زن نے سپر کو چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر کو کاٹکر
چار انگل اس کے سر مین در آیا چادر خون کی زخم سر سے نکل کر چہرہ پر آئی اُس بہادر نے اسیوقت
دلیرانہ و شیرانہ داستانہ مارا تیغہ آبدار سر سے نکل گیا لیکن بوجہ زیادہ خون نکلنے کے ضعف ایسا پیدا
ہوا کہ اُس بہادر نے سر اپنا بمجبوری ہرنے پر جھکا دیا ہزبر فیل کش نے چاہا کہ اسی تیغہ سے پھر
وار کرکے اُسے قتل کرے یہ حال دیکھکر ایک سردار مسمی بہ منصور رخاوری جلد تر صف سے نکل کر
اجازت مصاف لیکر میدان مصاف مین گیا اور نعرہ کیا او نابکار کیا کرتا ہی ارے دست خوردا
نگہدار زخمی پر وار کرنا یہ تیرا ہی کام ہی کیسا تو بہادر و جری مشہور ہی کہ تو زخم خوردہ سے ایسی حالت
ردی مین لڑتا ہی اب مین آپہونچا ہون اگر تجھے لڑنا منظور ہی تو پھر مجھ سے مقابلہ جنگ و جدال کر یہ
سنکے ہزبر فیل کش نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا او مسلمان کوئی غیر کیواسطے یون اپنی جان نہین دیتا
ہی لیکن تو ایسا نادان اور بیوقوف ہی کہ اس زخم خوردہ کے لیے اپنی جان دینے کو آیا ہی خیر اسکے
عوض مین تجھے قتل کرتا ہون یہ کہکر وہ شقی آمادہ جنگ و جدال ہوا منصور رخاوری نے اسعد
تیغ زن سے کہا کہ ای برادر اب تم لشکر مین جاؤ مین اس سرکش سے مقابلہ کرتا ہون وہ دلیرانہ
اُسی عالم مین مرکب کو مہمیز کرکے اپنے لشکر مین آیا بادشاہ لشکر اسلام اور نقابدار سرخ
پوش کے حکم سے اُسکے زخم سر کا علاج ہونے لگا اور ہزبر فیل کش نے نہایت برہم ہوکر
چاہا کہ اس حریف کو زور آزمائی ہی مین ہلاک کرے اور اپنی شجاعت مردان لشکر اہل اسلام
کو دکھائے یہ امر ذہن نشین کرکے ہر تگاور مرکب کو مہمیز کیا وہ دلاور بھی ہوشیار ہوا جسوقت
باہم تگاور روا قع ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ دو قدم مرکب منصور رخاوری کا پیچھے
ہٹگیا اور کچھ زیادہ دو قدم سے گھوڑا ہزبر فیل کش کا پس پا ہوا ہزبر فیل کش نے مرکب
کو رانون مین دباکر مہمیز کیا اور کہا او بد اندیش مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا یہ حیوان نادان اپنی جگہ سے
ہٹ گیا قصور اسکا ہی اُس نے جوابدیا خیر اب تو جنگاہ سے قدم پیچھے نہ ہٹانا اور اگر بہادر ہی تو منھ
جنگ جدال سے نہ پھرانا اس نے برہم ہوکر کہا تو کیا بکتا ہی مین نے آجتک کسی حریف سے جنگاہ مین
منھ نہین پھرایا اور عرصہ رزم سے قدم نہین ہٹایا ہی تو کیا ہی کہ تیرے سامنے سے ہٹ جاؤنگا یہ کہکر
وہی تیغہ خونچکان خبردار خبردار کہکر اُس کے سر پر مارا اُس نے بفنون سپہ گری سپر پر اُس
تیغہ کو دلیرانہ روکا پھر آپ بھی اُس پر شمشیر آبدار سے وار کیا اُس نے بھی ضرب تلوار کی اپنی
سپر پر روکی اسیطرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار ہزبر فیل کش نے غضبناک ہوکر کہا ای مسلمان
تو بہ نسبت اور جوانان لشکر کے مجھ سے دیر تک لڑا ہی ابکی مرتبہ ایسا وار کرونگا کہ جانبر نہوگا
ذرا ہوشیار رہنا اُس نے ہنسکر کہا او بدخواہ مین خبردار ہون تو وار کر خدا میرا تیرے وار سے
مجھے بچائیگا اُس نے اُس کی تقریر سنکے بقوت تمام تیغہ کو تول کر مرکب کو آگے بڑھا کر سر پر اُسکے
وار کیا اُس دلیر نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا ناگاہ پانون سمند کا موش خانے مین جاتا رہا گھوڑا جانب
زمین جھکا اُس بہادر کا ہاتھ کج ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے تیغہ مذکور اچھی طرح سپر پر زک کر
سر پر پڑا اور تا دو ابرو اتر آیا اُس بہادر نے اُسی عالم مین بدحواس ہوکر داستانہ مارا تیغہ گرانبار تو

سر سے نکل گیا لیکن خون مثل پرنالے کے زخم سر سے بہا چہرہ اور سینہ تمام خون سے تر ہوگیا ضعف سے
غش آنے لگا اُسوقت ہزبر فیل کش نے اپنے حریف کی یہ کیفیت دیکھکر چاہا کہ اُسے پشت فرس سے
اٹھا کر زمین پر پٹکون اور کام اس جوان کا تمام کرون ناگاہ میمنہ لشکر نقابدار سرخ پوش
سے ایک صف شکن مسمی بہ فرخ شیر افگن کہ ایک چھوٹا سردار تھا گھبرا کر نکلا اور جلد اجازت
لیکر میدان مصاف مین گیا اور پکارا او ہزبر فیل کش خبردار منصور خاوری کے ہلاک
کرنیکا ارادہ نکرنا مین تیرے مقابلہ کے لیے آپہونچا اُس نے اِسے آتے دیکھکر اُس کے ہلاک کرنے
دست بردار ہوکر کہا او اجل رسیدہ تو اس کی حمایت کرنے کیواسطے آیا ہی اور قبل اس کے تو
ارادہ سفر ملک عدم کا رکھتا ہی خیر بہتر ہی تیغہ میرا تجھے راہ عدم دکھا دیگا یہ کہکر بعد زور آزمائی
یعنے تگاوری اور خود زیادہ بس پا ہونیکے بعد تیغہ گرانبار و آبدار اُس کے سر پر لگایا اُس نے
تیغہ آبدار کو مردانہ وار سپر پر روکا بعد ازان خود بھی تیغہ تیز اُس کی کمر پر لگایا اُس نے بھی بچالا کے
تمام سپر فراخ دامن پر روکا اسیطرح تھوڑی دیر تک دونون جوانون مین باہم رد و بدل ہوئی
انجام کار ہزبر فیل کش نے اُس جوان دلاور کو بھی زخمی کیا جب یہ رنگ جنگ اس سردار بدکار
کا نقابدار سرخ پوش نے دیکھا نہایت غصہ آیا کثرت غیظ و غضب سے چہرہ مثل خون کے سرخ
ہوگیا تاب ضبط و تحمل باقی نرہا فوراً اپنے مرکب طلسمی کو جولان کرکے وہ بہادر مثل شیر دلاور روبرو
گورزاد ختنی کے گیا اور کہا اے ہزبر فیل کش نابکار نے میرے لشکر کے دو سردار قتل کیے
اور کئی سردار زخمی کیے مین چاہتا ہون کہ اب مین جا کر اس نابکار سے جا کر مقابلہ کرون اور سر
اس کا پلارک افراسیابی سے کاٹکر لے آؤن لاشے کو اس کے پامال سم سمند کرون گورزاد ختنی
نے فرمایا اگر اس کافر نے چند سردار تمھارے لشکر کے قتل اور زخمی کئے ہین تو خیر کیا ہوا اس قدر
غصہ نکرو اور تم ایسے ادنے سردار کے مقابلے کیواسطے نجاؤ تمھاری شان کے خلاف ہی اور کوئی
سردار جری اور بہادر اس کافر سے جا کر مقابلہ کریگا نقابدار سرخ پوش نے جھلا کر کہا آپ
تو مجھے روکتے ہین اجازت جنگ نہین دیتے ہین غصہ سے میری عجب حالت ہی اب مین نہین چاہتا کہ
اور کوئی سردار صف لشکر سے نکل کر میدان جنگ مین جائے گورزاد ختنی نقابدار سرخ پوش
کو نہایت درہم برہم دیکھکر خاموش ہوئے اور مجبوری چاہا کہ اجازت جنگ دیدون مگر ابھی تک
گورزاد ختنی نے اجازت ندی تھی کہ لشکر کفار مین بختیارک نے ہرمز و فرامرز سے عرض
کی دیکھیے حضور اب نقابدار سرخ پوش کی میدان جنگ مین آمد ہی اپنی بادشاہ لشکر سے
اجازت حرب طلب کر رہا ہی ہزبر فیل کش کی اب موت کا سامنا ہی کیسے جنگ ہوچکی دو چار
ادنے سرداران لشکر کو میان ہزبر فیل کش قتل اور زخمی کرچکے بہادری و شجاعت اپنی ہم
سبکو دکھا چکے کارہائے نمایان کرچکے جو دعوا اُس نے کیا تھا کہ امیر با توقیر اور سرداران
لشکر امیر اور جملہ نقابدار سرخ پوش کے مردان لشکر کو قتل کرونگا وہ موافق دعوے کے
اُس نے کیا سبکو قتل کر ڈالا خاتمہ لڑائی کا ہوگیا قضا اُنکی آہی پہونچی ہم تو جانتے تھے کہ دو چار روز
تک یہ زندہ رہیگا مگر جلد یہ نابکار و ناہنجار کوئی دم مین دنیا سے جانب عدم جائیگا نقابدار سرخ پوش

کو غصہ ہی وہ ایک ہی ضرب مین آکر اس کے دو ٹکڑے کریگا اگر اس کی حیات آپکو منظور رہی
تو فی الفور طبل بازگشت بجوا دیجے آج تو اسکو پنجہ گرگ اجل سے بچالیجیے آئندہ دیکھا جائیگا اور
یہ تو ہمین یقین کامل ہی کہ یہ سرکش ضرور ضرور ایکدن یا تو کسی بہادر کے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا یا زیر
ہوکر مسلمان ہوگا ہرمز و فرامرز نے بختیارک کی گفتگو سنکے بجائے خود خیال کیا کہ بختیارک
سچ کہتا ہی اگر نقابدار سرخ پوش اُسکے مقابلے کیواسطے میدان مین آگیا تو اُسکا جانبر ہونا اسکے
ہاتھ سے بسا دشوار ہی پس بہتر یہی ہی کہ بختیارک کی راے پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے حکم دیا
کہ جلد ہمارے لشکر مین طبل بازگشت پر چوب لگائی جائے کیونکہ اب آفتاب فلک پر بلند ہوکر اسطرح
اپنی حرارت سے ہمین اور ہمارے اہل لشکر کے دلونکو اذیت دیتا ہی کہ تاب میدان مین ٹھہرنیکی
نہین ہی زمانہ نصف النہار کا ہی شدت گرمی سے قلب و جگر قابو مین نہین ہین حواس خمسہ درست
نہین ہین اب اور کسی روز طبل جنگ بجوائینگے اور علی الصباح ہزبر فیل کش اہل اسلام سے
مقابلہ کریگا اِسوقت وہ کئی حریفون سے لڑ چکا ہی تھک گیا ہی علاوہ اس کے میدان جنگ مین اور
حرارت آفتاب سے بہت پریشان خاطر ہی جسوقت فرزندان نوشیروان نے یہ حکم دیا ملازمون نے
فوراً تعمیل حکم کی یعنے نقارۂ بازگشت پر چوب لگائی صداے نقارہ جو بلند ہوئی اُسکی دیر مین
نقابدار سرخ پوش نے گورزاد ختنی سے کہا جلد مجھے اجازت دیجے لشکر حریف مین اعدا
بوجہ خوشی کے نقارے بجائے جاتے ہین گورزاد ختنی نے جانب لشکر کفار دیکھکر فرمایا یہ نقارے
لشکر کفار مین بسبب خوشی کے نہین بجائے گئے ہین بلکہ نقارۂ بازگشت اور طبل بازگشت پر چوب
لگائی گئی ہی تم خود دیکھ لو فوج کفار کی میدان کارزار سے جاتی ہی ہزبر فیل کش نابکار بھی ہمراہ
ہرمز و فرامرز میدان جنگ سے خوش و خرم جاتا ہی اِسوقت کفار کو ہمسے مقابلہ کرنا منظور نہین ہی
اسیواسطے طبل بازگشت بجوا دیا ہی اب تمہارا میدان مین جانا بیکار ہی نقابدار سرخ پوش نے
گورزاد ختنی سے یہ حال سنکے جانب لشکر کفار جو دیکھا تو واقعی لشکر کفار میدان کارزار سے جاتا ہی
ہرمز و فرامرز ہزبر فیل کش کے سر پر زر و جواہر نثار کرتے ہوے اُسے نہایت خوشی سے اپنے
ہمراہ لیے جاتے ہین یہ دیکھکر نقابدار سرخ پوش کو زیادہ غصہ آیا اور چاہا کہ بے اجازت
حاصل کرنے کے لشکر کفار مین گھسکر ہزبر فیل کش نابکار کو قتل کرون لیکن قیماس خان خاوری اور
تہمتن خان خاوری وغیرہ نے جو سمجھایا تو غصہ فرو ہوا اور میدان جنگ سے ہمراہ گورزاد ختنی
وغیرہ کے فرودگاہ لشکر پر گیا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے مقتولونکو دفن کرو چنانچہ حسب الحکم
ملازمون نے مقتولون کو زیر زمین خاک مین پنہان کر دیا لشکر کفار اور سپاہ نقابدار سرخ پوش
میدان کارزار سے چلی گئی امیر با توقیر بھی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جنگگاہ سے
قیام گاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے جب لشکر گاہ پر پہونچے مردمان لشکر تو وہین مقیم ہوے امیر اور
سرداران لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ خسروانی مین داخل ہوے کیونکہ جس وقت سے
نقابدار سرخ پوش بارگاہ سلیمانی لیگیا ہی بادشاہ لشکر اسلام اِسی بارگاہ مین دربار
کرتے ہین الحاصل جب بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ مذکور ہوکر رونق افزاے تخت شاہی ہوے

امیر باتوقیر اپنے دنگل پر اور جملہ سرداران موجودہ اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو بھی اسوقت
حاضر دربار تھے ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے امیر باتوقیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای امیر باتوقیر آجکی
جنگ آپنے ملاحظہ کی ہزبر فیل کش نابکار زبردستان روزگار سے معلوم ہوتا ہی نقابدار سرخ پوش
کے لشکر کے کئی سرداراسنے قتل اور زخمی کیے لیکن نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جب نقابدار سرخ پوش
اُس کے مقابلہ کو نکلنے لگا تو ہرمزو فرامرز کے لشکر مین طبل بازگشت بجایا گیا اگر طبل بازگشت نہ
بجتا اور نقابدار سرخ پوش اور ہزبر فیل کش سے مقابلہ ہوتا تو یقیناً لطف جنگ حاصل ہوتا
کیونکہ ہزبر فیل کش بھی قوی ہی اور نقابدار سرخ پوش موصوف بھی جری و بہادر ہی امیر باتوقیر
نے گفتگوے بادشاہ سنکے عرض کیا کہ مین بغور جنگاہ مین لڑائی ہزبر فیل کش کی دیکھ رہا تھا واقعی
یہ کافر نہایت قوی اور زبردست ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آزمودہ کار اور فنون جنگ سے
ماہر ہی جن سرداروںنکو اُس نے قتل اور زخمی کیا ہی وہ سردار ادنے معلوم ہوتے تھے اُنمین کوئی
نامی سردار نہ تھا اور جب نقابدار سرخ پوش میدان جنگ مین آنے لگا اسوقت طبل بازگشت
یقیناً بختیارک کی شرارت اور راے دینے سے بجا ہوگا کیونکہ وہ نابکار ہر ایک بہادر کی قوت
و شجاعت سے آگاہ ہی اس نے ہرمزو فرامرز سے کہا ہوگا کہ اب نقابدار سرخ پوش بغیظ و غضب
ہزبر فیل کش کے مقابلے کو آتا ہی اور وہ ہزبر فیل کش سے بدرجہا بہادر و شجاع ہی ضرور ہی
ہزبر فیل کش اُسکے ہاتھ سے ہنگام جنگ مارا جائیگا ہرمزو فرامرز نے اُس کے اسطرح کہنے
سے طبل بازگشت بجوادیا اور ہزبر فیل کش کو بالفعل نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ سے
بچا لیگیا ہی بموجب آپکے ارشاد کے اگر نقابدار سرخ پوش اور ہزبر فیل کش مین لڑائی ہوتی تو بیشک
لطف جنگ بہادرون اور فنون جنگ کے جاننے والونکو ملتا اور انجام کار نقابدار سرخ پوش
ہی غالب ہوتا اور اب جسرو زہزبر فیل کش اُس سے مقابلہ کریگا آپ دیکھ لیجیگا کہ ہزبر فیل کش اُس
سے مغلوب ہوگا ادھر تو امیر باتوقیر یہ تقریر بادشاہ لشکر اسلام سے کرتے تھے اور بادشاہ سن رہے
تھے اُدھر ہرمزو فرامرز نہایت شادان لشکرگاہ پہ پہونچے فوج تو وہین قیام پذیر ہوئی لیکن وہان
ہرمزو فرامرز اور ہزبر فیل کش اور بختیارک اور امراے نامدار جلالق دربار تھے وہ
سب دربار مین ہمراہ رکاب فرزندان نوشیروان کے داخل ہوے پسران نوشیروان تو
تخت پر بیٹھے اور ہزبر فیل کش اپنے دنگل پر جو قریب تخت کے تھا بیٹھا خاقان گردون اساس
اور دیگر امراے ذیوقار عالی قدر مراتب دنگل اور کرسیون پر بیٹھے بختیارک اپنی جگہ قیام
پذیر ہوا ہزبر فیل کش بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے بختیارک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کیون
ملک جی آج تو تمنے ہماری لڑائی اہل اسلام سے دیکھی تھی حال ہماری شجاعت و نامردی اور بزدلی
کا تمپر ظاہر ہوگیا ہوگا اب بتاؤ ہم تمہارے نزدیک شجاع و بہادر ہین یا نامرد و بزدل ہین کل تمنے ہمکو نامرد
اور بزدل تصور کیا تھا اور ہمارے قول کو جھوٹا جانتا تھا اب اپنے ایمان سے کہو ہمین کیا سمجھتے ہو
اُس نے جواب دیا ای ہزبر فیل کش مجکو چندان ہر کسی کی خوشامد کرنا اور واسطے دل خوش کرنیکے جھوٹ
بولنا نہین آتا ہی اور اُسے مین ہر جگہ پر برا جانتا ہون بقول شخصے مصرع۔ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

اِسوقت مین تمسے صاف صاف کہتا ہون اور اُس روز بھی صاف صاف کہا تھا سنو میان ہزبر فیل کش ابھی تک تمھاری شجاعت اور جوانمردی کا مجھے اعتقاد اور یقین نہین ہی کیونکہ تمنے چند سردار چھوٹے چھوٹے جنکو لاشی پاشی کہنا چاہیے اُنکو تمنے قتل اور زخمی کیا ہی کسی بہادر اور شجاع سے تمنے مقابلہ نہین کیا ہی نہ کسی نامی سردار کو قتل کیا ہی کہ مین تمھین شجاع اور بہادر جانون ہان جسوقت نامی و نامور سردارونکو قتل کروگے البتہ اُس وقت مین تمکو بہادر جانونگا ابھی تو مین تمکو شجاع خیال نہین کرتا بلکہ برعکس اُس کے تصور کرتا ہون ہزبر فیل کش بختیارک کی تقریر سنکے برہم ہوا اور ہرمز و فرامرز سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آپ سنتے ہین کہ آپکا وزیر بد تقریر میرے باب مین کیا کہتا ہی مین نے تو آج جنگاہ مین سرداران لشکر اسلام کو کس دلیری اور بہادری سے قتل کیا ہی اور کس شجاعت سے زخمی کیا ہی یہ نا قدردان میرے کچھ قدر و منزلت پر نظر نہین کرتا ہی اور میری کچھ تعریف و ثنا نہین کرتا ہی بعوض ثنا کے اور شکر گذاری کے مجھے نامرد اور بزدل کہتا ہی مین آپکو حکم کرتا ہون آپ میرا انصاف کیجیے اور فرمائیے کہ مین بہادر ہون یا نہین اور آج مین نے کارنمایان کیا ہی یا نہین ہرمز و فرامرز نے اسکے دل خوش کرنیکو اور مصلحت وقت جانکر اُسے جواب دیا اے بہادر تیری شجاعت و بہادری مین ہمین کسیطرح کا شک نہین ہی جسطرح آج تمنے سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا ہی ہم امید کرتے ہین بلکہ یقیناً خیال کرتے ہین کہ تم اسیطرح جملہ دونون لشکر کے سرداران اور غیر سردارون کو قتل کروگے سبکو تہ تیغ کروگے ماہیار گرد اور بدمست کشتی گیر کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لوگے بختیارک گو کہ ہمارا وزیر ہی مگر جو کچھ منھ مین آتا ہی بیدھڑک کہنے لگتا ہی موقع اور محل کا خیال نہین کرتا ہی اسیوجہ سے بارہا ذلیل و خوار ہوتا ہی مگر اپنی اس حرکت ناشایستہ سے باز نہین آتا ہی یہ تمھاری مذمت کریگا اور برا تمکو کہیگا تو تمھاری عزت مین فرق نہ آئیگا یہ تو بارہا ہمکو برا کہتا ہی اور وہ باتین ہمین کہتا ہی جو ہماری شان کے خلاف ہین یہ سنکے اس خیال سے ٹال دیتے ہین کہ یہ ہمارے والد ماجد کا وزیر ہی اور ہم کیا ہین اور تم کیا چیز ہو یہ تو ہمارے باپ کو ہمیشہ برا بھلا کہتا تھا اور وہ بیچارے سنتے تھے اور نوکری سے موقوف نہین کرتے تھے اپنے کانون سے سخت کلامی اسکی سنتے تھے اور تحمل کرتے تھے چونکہ ہم بھی خلف الصدق اپنی باپ کے ہین قدم بقدم اُنکے چلتے ہین وہ بھی اِسکی سخت و سست باتین سنتے تھے ہم بھی اسکے کلمات بیہودہ سنتے ہین نہ اُنھون نے اِسے نوکری سے معزول کیا نہ ہم اسکو ملازمت سے موقوف کرتے ہین یہ اپنی حرکات زشت سے باز نہین آتا ہی ہم جادۂ تحمل و طریق تسلیم سے کبھی قدم علٰحدہ نہین رکھتے ہین تمکو بھی لازم ہی کہ ہماری خاطر سے جو کچھ یہ کہے سن لو کچھ اسکی بات کا جواب ندو یہ جو کچھ کہتا ہی وہ سب خلاف ہی بختیارک نے جواب دیا خدا وندا مین کیا خلاف کہتا ہون جو کچھ کہتا ہون وہ سچ سچ کہتا ہون یون آپ مالک ہین جو چاہین فرمائین مین نے آپکا اور آپکے باپ کا نمک کھایا ہی اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو مین ایک مرد صادق القول اور اسکا دوست صادق ہون اگر آج طبل بازگشت کے بجوانیکی آپکو رائے ندیتا اور نقابدار سرخ پوش اُس سے آکر مقابلہ کرتا تو یہ میدان جنگ سے زندہ بھی پلٹ کے یہان آتے ابتک روح اِنکی عدم مین ہوتی تن میسر میدان جنگ مین پڑا ہوتا مکھیان

بوجہ خون کے بھنکتی ہوتین گوشت انکے تن ہیر کا پڑے پڑے دھوپ مین سڑ گیا ہوتا بوے بد اُس سے آتی لگتی
کیڑے لاش مین پڑ گئے ہوتے زاغ و زغن نوچ نوچ کے کچھ انکا گوشت اور ہڈیان کھا گئے ہوتے تن
بے سر پر گرد و غبار پڑا ہوتا دو گز کفن بھی لاش کو میسر نہوتا یہ ہمارے شکر گذار ہون ہماری دانائی اور
عقل کی تعریف کرین ہمارے کہنے پر عمل کیا کرین ہمارا یہ احسان مانین شکر گذار ہونا اور احسان ماننا
تو کجا ہم پر برہم ہوتے ہین سچ کہا ہے شیخ سعدی نے بیت نکوئی با بدان کردن چنانست - کہ بد کردن
بجائے نیک مردان - یہ اس لائق نہ تھے کہ ہم انسے نیکی کرتے خیر اب آئندہ سے دیکھا جائیگا یہ کہکر
بختیارک خاموش ہوا ہزبر فیل کش اسکی گفتگو سنکے زیادہ تر برہم ہوا اور چاہا کہ ایک مشت
بقوت تمام مار کر کام تمام کرے مگر ہرمز و فرامرز فی الفور مانع ہوے کہ اے ہزبر فیل کش اسکے
ہلاک کرنے سے باز رہ لیکن وہ برہم بیٹھا تھا اسوقت ہرمز و فرامرز نے باہم مشورہ کرکے یہ بات تجویز کی
کہ اسوقت واسطے اسکے دل خوش کرنیکے اور غصہ دلی دور کرنیکے لیے نازنینان خوبرو کو طلب کرنا
چاہیے تاکہ وہ دربار مین آکر رقص و نغمہ کرین اور ساقیان گلرخ کو بلا کر اسے اسقدر شراب پلانا چاہیے
کہ اُسکے نشہ مین اسکا غم و غصہ دل سے دور ہو یہ سوچ کر فوراً ملازمونکو حکم دیا کہ جلد ساقیان گلچہرہ مہ جبین
و غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی مع جامہائے بلورین لیکر دربار مین آئین اور اہل دربار کو خصوصاً
ہزبر فیل کش کو شراب ناب خوب پلائین اور نازنینان خوبرو و خوش گلو بھی حاضر دربار ہوکر رقص و نغمہ
کرین چنانچہ حسب الحکم ملازمون نے ساقیان سیمین ساق اور نازنینان پری جمال کو حکم ہرمز و فرامرز
سے اطلاع دی اول ساقیان گل اندام کشتیان شراب ناب کی لیکر بناز و انداز دربار مین آئے اور
بعد بجالانے آداب و کورنش کے جامہائے بلورین مین شراب بھر بھر کر اہل دربار کو پلانے لگے خاصکر
ہزبر فیل کش کو پانچ سات جام مے ناب کے پلائے جب سب اہل دربار شراب پی چکے اور
ہرمز و فرامرز بھی میخواری کر چکے اور گزک سے سب اہل دربار لطف اٹھا چکے ساقیان غنچہ دہن
کشتیان شراب کی اٹھا کر دربار سے لیگئے بعد جانے ساقیان گل رخان کے ایک نازنین مہ جبین نہایت
خوبرو و خوش گلو رشک زہرہ و مشتری غیرت حور و پری مع اپنے سازندونکے بناز و ادا دربار مین آئین
اور ہرمز و فرامرز کو مثل ہلال شب اول خمیدہ ہوکر تسلیم بجا لائین اہل دربار اوس نگار کا حسن و
جمال اور پوشاک رنگین اُسکی دیکھکر نقد دل دینے پر آمادہ ہوے خصوصاً ہزبر فیل کش تو اُسے
دیکھکر گویا اُسکا دیوانہ اور شیفتہ ہوگیا بنظر الفت و خریداری بغور دیکھنے لگا اسنے ہزبر فیل کش اور
اہل دربار کو اپنا مائل دیکھکر ناز معشوقانہ کرنے شروع کیے یعنے کسی اہل دربار سے آنکھ چار کرکے بعشوہ
اُس کی طرف سے منہ اپنا پھیر لیا اور کسی اہل دربار کو اپنی طرف نگران دیکھکر نازسے چین بجبین ہوکر
پھر مسکرا دیا اور ہزبر فیل کش کو اپنا فریفتہ جانکر دزدیدہ نظر سے اُسے دیکھکر تیغ ابرو کھینچکے اسے
دکھا ئی پھر اشارہ تیغ ابرو سے اسکے قلب و جگر کو مجروح کیا ہزبر فیل کش ہر چند بہادر تھا اور لڑائیوں مین
اس نے نامی حریفونکو قتل اور زخمی کیا تھا لیکن یہان اُسکی بہادری اور قوت کچھ اُس کے کام نہ آئی
عالم نشہ شراب مین اُسے دیکھکر خنجر ابرو سے اُسکے زخمی ہوا اور بوجہ خیال ہرمز و فرامرز اور
جملہ اہل دربار سکے آہستہ آہ کرکے رہگیا نازنین مذکورہ نے بعد درست ہونے سازو سازندونکے

دربروے ہرمز و فرامرز اور ہزبر فیل کش رقص کرنا شروع کیا تا دیر ایسی گت ناچی کہ اہل دربار کی
اُسکی اُلفت مین عجب گت ہوگئی بعد رقص کرنے کے اس نے یہ غزل شیخ وزیر علیصاحب شاعر رنگین طبع
اور نقاش بیعدیل و نظیر کی شروع کی غزل

شکر ہی گو پہ وہ جلوہ فگن آج ہوا
مین نے چھیتی کہی لو چاند گہن آج ہوا
قطرۂ خون صفت لعل گرے آنکھون سے
دامن موج ہوا صرف کفن آج ہوا
دعوی ہم نفسی سکو رہا جیتے جی
چپکے رہنے سے ترا غنچہ دہن آج ہوا
شکر صد شکر چھپنے ہمت بیہادی سے
دشت پرخار میرا صحن چمن آج ہوا

ای وفا تیرا حسینون مین چلن آج ہوا
درہم داغ جگر اہل جہان کو بخشے
گوشہ دامن کا میرے رشک یمن آج ہوا
خود بخود آیا مرے گھر یہ جو وہ ماہ جبین
مرکے ساتھی نکوئی اہل وطن آج ہوا
دخت رز کی ہون کرامت کا میں تو کر قائل
پھر سر نو سے ہرا زخم کہن آج ہوا
کہتے ہین اہل سخن سنکے کئی انجم سے

زلف شبگون رخ روشن پہ لٹک آئی ہے
شہ خوبان تیرے سکہ کا چلن آج ہوا
مرکے احسان لیا صحرا مین سبکساروں کا
کسطرف چاند کہوا اہل وطن آج ہوا
پھول گرتے تھے ترے حسن سے کل ای گلرو
شیخ بھی بتکدہ مین توبہ شکن آج ہوا
آمد آمد ہے یہ کس گل کی کہ جسکے خاطر
اکر پسندیدہ دل تیرا سخن آج ہوا

جب یہ غزل نازنین مذکور بناز و انداز گاتی تھی اہل دربار اشعار غزل مندرجہ کو سنکے بے اختیار خوبی اشعار
کی اور اسکی خوش گلوئی اور اس کے کمال علم موسیقی کی تعریف کرتے تھے نازنین مذکورہ اہل بزم کو
متوجہ اور قدردان دیکھکر زیادہ تر اپنے علم موسیقی کا کمال دکھاتی تھی اور ایک ایک شعر کو کئی
قسم کی تانون کے ساتھ گاتی تھی ہزبر فیل کش علم موسیقی مین مہارت رکھتا تھا اُسکی بے اختیار
تعریف کرتا تھا جب وہ گلبیرہن غزل مذکورہ گا کر خاموش ہوئی اہل دربار و دُربار نے اس کی
بہت تعریف کی خصوصاً ہزبر فیل کش نے حد سے زیادہ اس کی تعریف و ثنا کی ہرمز و فرامرز نے
چاہا کہ انعام کثیر دلواکے اُسے رخصت کرین لیکن ہزبر فیل کش نے کہا ای شاہزادگان ذیوقار
ابھی اسکو رخصت نکیجیے میرا دل چاہتا ہی کہ ایک غزل فارسی زبان مین اسکے منہ سے سنون ہرمز
و فرامرز نے کہا اچھا کیا مضائقہ کی بات ہی یہ کہکر اُس سے کہا کہ ای نازنین مہجبین یہ بہادر تمسے
فرمائش کرتا ہی کہ اسوقت کوئی غزل فارسی کی ہمارے سامنے تم گاؤ پس تمکو یہ لازم ہی کہ بموجب
فرمائش بلا عذر و انکار گاؤ اُس نے حسب الحکم یہ غزل فارسی کی شروع کی غزل

آنکہ گل چین بہار رخ چون گلشن اوست
تا مرا خانہ منور ز رخ روشن اوست
بہتر از نکہت دری دلبر رفتارش
بوی غنچۂ گل تکمہ پیراہن اوست
چون نگویند رضا را بجہان خلد مکان

پر ز گلہای مراد دو جہان دامن اوست
گر در آغوش تصور بکشم رنجہ شود
خوش ز مرغ سحری طرز سخن گفتن او
غنچہ سان سر بگریبان ہلال است مرا
کہ پس از مرگ سر کوی کسے مدفن اوست

ہست چشمک زن خور او زن دیوار و درم
اللہ اللہ چہ قدر زمی نازک تن اوست
باغ را پیرہن از اطلس گل زیب تن است
کہ چو گل در کف ہر خار و خسے دامن اوست

جسوقت غزل مندرجہ نازنین گو
بالائے لبصد ناز و انداز و کرشمہ و عشوہ سامنے ہزبر فیل کش کے گائی اسقدر خوش اور مسرور ہوا کہ
کبھی نہوا تھا اور ہر ایک شعر کے معنے اور مطلب کو سمجھکر کثرت حظ نفس اور وخل و کمال علم موسیقی سے اس
نازنین کے بے اختیار اپنی جگہ سے نیم قد یا کسی قدر اُٹھکر اُسکی تعریف کرتا تھا اور اہل دربار بھی جو
فارسی دان تھے وہ بھی اشعار سنکے اور سمجھ کے تعریف کرتے تھے جب وہ نازنین غزل تمام کر چکی ہرمز

و فرامرز نے خوش ہو کر ملازمونکو حکم دیا کہ اس نازنین کو زر کثیر دیکر رخصت کرو اور کہدو اسنے کہ اکثر وقت طلب حاضر ہوا کرین اور رقص و نغمہ سے اپنے ہمارے دلونکو خوش و مسرور کیا کرین تا بدولت انعام کثیر دیا کرینگے ملازمون نے حسب الحکم فرمان ہرمز و فرامرز سے اُسے آگاہ کیا اور زر کثیر دیکر اُسے رخصت کیا ہزبر فیل کش نے سرور بارکو انعام دینا اُسے مناسب نجانکر صرف نقد دل اسکو دیدیا جب وہ نازنین دربار سے مع اپنے سازندونکے چلی گئی ہرمز و فرامرز نے جانب ہزبر فیل کش نظر کی اور بجائے خود تصور کیا کہ اب رنج و ملال دل سے ہزبر فیل کش کے یقیناً دفع ہو گیا ہی یہ خیال کرکے اس دلیر سے مخاطب ہو کر کہا آج تو نے میدان جنگ مین بڑے کارنمایان کیے اور ہمارے دلونکو خوش کیا اب جس روز تمہاری خوشی ہوگی اُسدن طبل جنگ ہم بجوائینگے اس نے عرض کیا آپ آج ہی کی شب کو نقارۂ رزمی میرے نام پر بجوائیگا کل صبحکو میدان مصاف مین جاکر حریفون سے مقابلہ کرونگا ہرمز و فرامرز یہ کلام اسکا سنکے خوش ہوے اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب جانب مغرب جاکر غروب ہوا اور شاہ انجم سپاہ بصد عز و جاہ قصر مشرق سے برآمد ہو کر تخت زبرجدی فلک پر رونق افروز ہوا ہرمز و فرامرز نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین اسی وقت پھر بنام ہزبر فیل کش کے طبل جنگ بجایا جائے صبحکو بہادر مذکور پھر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا ملازمون نے بموجب حکم طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی اور نقارۂ حربی بلند ہوئی ہرکارے دونون لشکران اہل اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر اور معین تھے وہ خبر نواخت طبل جنگی دریافت کرکے اور صدائے نقارۂ رزمی اپنے کانونسے سنکے اپنے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے اول ہرکارے بعجلت تمام بادشاہ لشکر اسلام یعنے سعد بن قباد کے روبرو گئے اور مجرا گاہ سے بہزار ادب مجرا کرکے اسطرح دعا و ثنائے بادشاہ زبان پر لائے کہ بموجب نظم

تا نہ بید از خزان در گلشن عالم شود	منظر جان اساسش باز مین ہموار گل
از صفائی جوہر عطر نفس معمار گل	با دایوان دماغ و دیدہ عمر ترا

بعد دعاے بادشاہ موصوف کے اسطرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ عالیجاہ اسوقت لشکر کفار مین بنام ہزبر فیل کش پھر طبل جنگ بجا ہی ارادہ اس نابکار بدکردار کا یہ ہی کہ میدان جنگ مین اگر اہل اسلام سے مقابلہ اور مجادلہ کرے یہ نہین معلوم کہ حضور کے نمکخوارون سے وہ کافر مقابلہ کریگا یا نقابدار سرخ پوش اور اُسکے سردارون سے مقابلہ کریگا باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ ہرکارون سے سنکے امیر باتوقیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی نہین معلوم ہزبر فیل کش نابکار ہمارے لشکر کے سردارون سے مقابلہ کریگا یا نقابدار سرخ پوش کے سردارون سے مقابلہ کریگا ہماری راے تو یہ ہی کہ ہم بھی طبل جنگ بجوائین شاید وہ کافر ہماری ہی فوج کے سردار سے مقابلہ کرے امیر نے عرض کیا راے آپکی مین پسند کرتا ہون ضرور نقارہ رزمی کے بجنے کا حکم دیجیے جسوقت امیر نے یہ عرض کیا انھین ہرکارون سے بادشاہ لشکر اسلام نے ارشاد کیا ابھی جاکر نقارہ نوازون سے کہدو کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہرکارے

بموجب حکم دربار سے باہر آئے خواجہ عمرو بھی اُنکے ساتھ دربار سے نکل کر نقارخانہ سلیمانی مین
گئے اور بموجب قاعدہ ان سے نذر لیکر حکم بادشاہ سے انھین آگاہ کیا انھون نے فی الفور نصر من اللہ
و فتح قریب زبان پر جاری کر کے نقارہ سلیمانی و حربی پر چوب لگائی اہل لشکر صدائے نقارہ جنگی
سنکے باخبر ہوے اور سمجھ گئے کہ صبحکو پھر میدان جنگ مین حریفون سے مقابلہ ہوگا یہ سمجھ کے تیاری
جنگ مین مصروف ہوے خواجہ عمرو نقارخانہ سلیمانی سے نکل کر دربار مین گئے یہان نقارہ
جنگی بج رہا ہے اہل لشکر تیاری جنگ مین مشغول ہین لیکن احوال لشکر نقابدار سرخ پوش
کے ہرکارونکا لکھا جاتا ہے کہ وہ جو خبر نواختن طبل جنگی جا کر اپنے لشکر کیطرف چلے اب ہی خرامان
خرامان اپنے لشکر مین آئے اور دربار دُربار گورزاد ختنی مین داخل ہو کر مجرا گاہ سے بصد
مجرا کر کے اسطرح کلمات دعائے بادشاہ اپنی زبان پر جاری کیے کہ بموجب نظم

تا از کشش خواہش و آویزش مقصود
زاویزش عہد تو شرف باد قدم را

طبع کرہ بیجادہ بود آنزہ کرم را
صنعت گہ شان چشم ز دل خصم تو باد

در خواہش عمر تو ابد باد مولہ
تاضعت تحلیل بود آتش و نم را

بعد اس دعا دینے کے اسطرح عرض کرنے لگی کہ ای بادشاہ گیتی ستان و ای فرمان روائے جہان
اسوقت ہرمز و فرامرز نے اپنے لشکر مین بنام ہزبر فیل کش پھر طبل جنگی بجوایا ہے اور ارادہ ہزبر
فیل کش روباہ سیرت کا یہ ہے کہ صبحکو میدان نبرد مین اگر اہل اسلام سے مقابلہ کرے عجب نہین ہے کہ
حضور ہی کے لشکر ظفر اثر مین جو سردار یکتائے روزگار مین اُن سے مقابلہ کرے یہ کہکر دربار سے نکلکر
چلے گئے گورزاد ختنی نے ہرکارون سے خبر طبل جنگ لشکر کفار مین بجنے کی سنکے طرف نقابدار سرخ
پوش کے دیکھا نقابدار سرخ پوش موصوف نے ایمائے بادشاہ پاکر ملازمون کو حکم دیا کہ دو
ہمارے لشکر مین بھی بالطاف خدا و بالعطاف کبریا نقارہ طلسمی و جنگی پر چوب لگائی جائے جو کچھ کہ پروردگار
عالم کو منظور ہوگا صبح کو اُسکا ظہور ہوگا ملازمان مذکور نے فوراً نقارہ جنگی بجوایا جب صدائے نقارہ
رزمی بلند ہوے مردمان لشکر نقابدار سرخ پوش باہر ہوے کہ فردا وقت سحر پھر کفار سے
میدان مین لڑائی ہوگی یہ خیال کر کے اُسیوقت سے تیاری جنگ و جدال مین مشغول ہوے ہر ایک
پیدل اور سوار نے اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو صیقل سے صاف و آبدار کیا اسیطرح تینون
لشکرون مین تمام شب خوب تیاری رہی اور درستی آلات جنگ مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا ہے کہ
قریب سحر ہونے کو ہے موافق نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
نقاب غنچہ از دل بر دریدند

خروس صبحگاہ آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

جملہ اہل اسلام ہر دو لشکر کے بیدار ہوے بعد حوائج ضروری ہر ایک نے آب پاک سے وضو کیا
اور نماز سحر کو برجوع قلب پڑھا بعد ادائے فریضہ سحری وظیفہ سے بھی فراغت حاصل کر کے حکم بادشاہ
اپنی کی سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب اپنے اپنے بادشاہ کے جانب
میدان نبرد جوق جوق گروہ گروہ روانہ ہوے ایک جانب سے لشکر امیر با توقیر کا جنگاہ مین بصد
شان و شکوہ آیا اور ایک طرف سے سپاہ نقابدار سرخ پوش کی مانند

موج دریاے ذخارکے آئی اور ایک مدت عرصہ نبرد مین ٹھہری بعد آنے ان دونون لشکرون کے ہرمز و فرامرز بھی ہزبر فیل کش کو ہمراہ اپنے لیکر مع اپنی فوج اور ہزبر فیل کش کی فوج کے میدان مین آئے اور بمقابلہ نقابدار سرخ پوش ٹھہرے بعدہ بموجب قاعدہ قدیم شاہونکے حکم سے درستی میدان جنگ کی ہوئی اور تینون لشکرون کی صفین آراستہ ہوئین بعد صف آرائی کے تینون لشکرونسے نقیب اور کروکیت نکلے اور بیچ مین میدان جنگ کے کھڑے ہوکر اول کروکیت دوتارہ بجاکر جوانان لشکر کفار سے مخاطب ہوکر اسطرح انکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ ای جوانان جنگ جو و ای دلیران باآبرو آگاہ ہو اور بگوش ہوش سنو کہ یہ دنیا ایک سراے فانی ہی اور جملہ اہل جہان مسافر اس مین مقیم ہین ہر روز بہت سے مردم مرتے ہین اور بہت سے اطفال پیدا ہوتے ہین کوئی تو کوچ کرتا ہی اور کسیکا مقام ہوتا ہی بموجب بیت۔ عجب سرا ہی یہ دنیا کے جس مین شام و سحر ٭ کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہی۔ ذرا غور کرو کیسے کیسے تمہارے عزیز دوست جنکا ایکدم بھی جدا ہونا تمھین نہایت ناگوار تھا کسطرح تمسے جدا ہوگئے اور ایسے گھرونمین جاکر مقیم ہوے کہ وہان زندگی مین تم جا نہین سکتے اور نہ وہ اُن مکانون سے نکلکر تمھارے پاس آسکتے ہین اور نہ اپنی حالت سے اطلاع دے سکتے ہین ہرچند تم انکو یاد کرتے ہو اور اُنکے غم و الم مین روتے ہو مگر انکو تمھاری کچھ خبر نہین ہی اور ایسے خواب غفلت مین ہین کہ اگر تم یا اور کوئی شخص اُنھین باواز بلند بھی پکارے اور انکی بالین قبر لاکھ فریاد و فغان کرے تو بھی وہ کسیطرح بیدار نہین ہوتے ہین اور نہ کچھ جواب باصواب دیتے ہین نہین معلوم کس حال مین ہین جب انکے مدفنون پر گذر کرتے ہوگے تمھین عبرت ہوگی اب ایکدن ایسا آنے والا ہی کہ مثل انکے تم بھی اس دنیاے فانی سے جانب ملک جاودانی ضرور جاؤگے جسطرح سے تم اُنکے قبور رفتگان پر گذر کرتے ہو اور انکو یاد کرکے افسوس کرتے ہو اسیطرح بعد تمھارے جو لوگ زندہ رہینگے وہ تمھارے مدفنون پر گذر کرینگے بشرطیکہ کہ کوئی کار نمایان اپنی زندگی مین کرجاؤگے وہ تمھین یاد کرکے ملول ہونگے اور جہان وہ مجتمع ہونگے تمھین سے اکثر تمھین یاد کرینگے پس اس کار نمایان سے بڑھکر کون کام ہوگا کہ اپنے مالک و خداوند کے دشمنون سے دلیرانہ و شیرانہ لڑو اور حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو بڑھ بڑھکر حریفون سے مقابلہ کرو قدم پیچھے ہنگام جنگ سے نہ ہٹاؤ اور نقبا کے خوش آواز باواز بلند جوانان لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر کہتے تھے کہ ای دلیران رستم و اسفندیار و ای جوانان بہادر و تہور شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا عجب مقام خوشی و غم و حسرت و الم اس مین توام ہین کہ بموجب نظم

کوئی آغوش دلبر مین ہی مدہوش	کنار قبر سے کوئی ہم آغوش	کوئی حاکم ہی امصار مدن کا
کوئی محتاج ہی گور و کفن کا	کہین ہی ساز و برگ غسل صحت	کہین ہی غسل میت کی مصیبت
کسیکے بزم مین ہی شادمانی	مکان مین ہی کسیکی نوحہ خوانی	کسی جا تخت و کاخ خوشنما ہی
کہین تابوت اور ماتم سرا ہی	کوئی کرتا ہی ہاتھون کو حنابند	حنوط مردہ مین ہی کوئی پابند
کسیکے واسطے دفن و کفن ہی	کوئی تن طعمۂ زاغ و زغن ہی	کسی کے عطر اعضا مین ملا ہی
کسیکا جسم مٹی مین ملا ہی	کوئی صہباے عشرت سے ہی مخمور	کوئی ہی تیر غم سے زندہ درگور

کوئی بے جستجو کے رسے آئے
شکستہ ہو کسی بیکس کا مدفن
کسیکا فرش ہی دیبا و کمخواب
کسی کو سنگ ریزون پر آرام
کوئی کرتا ہی سیر باغ و گلزار
کوئی ہی چھانتا خاک بیابان
کوئی وارفتہ عیش و غنا ہی
کسی کی گود مین ہی لاش فرزند
کوئی ہی خورمی سے قہقہہ زن
نہ چھوڑا کامگار اسنے نہ ناکام
رہا آسودہ دل کیون اسکا نہین

کوئی کوشش سے بھی کچھ بھی نہ پائے
شہانی ایک کے تن مین قبا ہی
کوئی کرتا ہی فرش خاک پر خواب
کوئی ہی زندگی سے اپنی خورسند
کسی کی آنکھ مین گلزار ہی خار
کوئی ہی عیش اور عشرت سے دلشاد
کوئی آشفتہ فقر و فنا ہے
کوئی تخت عروسی پر ہی دل شاد
کسی کا آنسوؤن سے تر ہی دامن
پلایا اسنے سبکو زہر قاتل
ملا آرام کسکو اس جہان مین

کسیکا قصر زرین ہی نشیمن
کہین خاکستری تن پر ردا ہی
کسیکو مسند مخمل سے ہی کام
کوئی اپنی اجل کا آرزومند
کوئی ہی صحن گلشن مین خرامان
کوئی کرتا ہی غم سے آہ و فریاد
کسی کی گود مین دولہا ہی خورسند
کوئی تابوت پر کرتا ہی فریاد
نہین اسپر بھی اس دنیا مین آرام
چہ نادان و چہ ہشیار و چہ عاقل
غربا کی تو کیا حقیقت ہی بادشاہونکو

بھی رنج و الم سے فراغ حاصل نہین ہی دیکھو اپنے بادشاہونکو کیسی فکر و تردد مین شب و روز بسر کرتے ہین ماضی کا ذکر تو جانے دو حال کے احوال پر نظر کرو کہ کفار اُنکے اور اُنکے جامردان لشکر کے شاد ہونے پر آمادہ ہین دیکھو تلوارین کھینچے ہوے آمادۂ قتل کھڑے ہین تم سب کہ قوی اور دلیر اور شریف القوم ہو اور ایک مدت سے تمنے اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی اور ایک روز انجام کار یقین بھی مرنا ہی لہذا ایسے وقت مین اپنے مالک کی نصرت اور سعی و کوشش مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا دلیرانہ اپنے بادشاہ اور اپنے دشمنونکو بڑھ بڑھ کر قتل کرنا دیکھو پیچھے ہنگام جنگ قدم نہ ہٹانا اپنی آبرو بھی ہوتی دکھانا اگر ثابت قدم جنگاہ مین رہوگے اور دشمنون سے شیرانہ جدال و قتال کروگے بہادر و دلیر کہلاؤگے عزت و آبرو پاؤگے اور اگر عرصہ جنگ سے تاب حملہ کفار نہ لاکر بھاگ جاؤگے نامرد اور بزدل مشہور ہو جاؤگے اور ہنگام گریز قتل ہوگے تو آبرو بھی گئی اور جان بھی گئی اور کچھ فائدہ نہوا بقول شخصے بیت گئے دونون جہانکے کام سے ہم ٭ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ٭ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ٭ یہ کہکر نقیب خاموش ہوے پھر کڑکیت او نقیب جنگاہ سے علحدہ ہوے بہادران لشکر پند و نصیحت نقبا وغیرہ کی سنکے جان دینے اور مرنے پر آمادہ قتال و جدال ہوے اول سب سے ہزبر فیل کش فرزند ان نوشیروان سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور بیچ مین میدان جنگ کے مرکب کو روک کر باآواز بلند پکارا کہ ای لقابدار سرخ پوش مجھ بہادر کے مقابلے کیواسطے کسی اپنے لشکر کے جوان کو بھیج یہ تقریر ہزبر فیل کش کی سنکے گورزادختنی اور لقابدار سرخ پوش نے اپنے میسرہ لشکر کیطرف دیکھا اسیوقت ایک سردار غیور شعار سیف الملک خاور زمین صف لشکر سے نکلا اور بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر مانند تیغ تیز سمت نبردگاہ چلا سب روبرو ہزبر فیل کش کے پہونچا مرکب کو روک کر ٹھہرا ہزبر فیل کش نے برائے زور آزمائی تکاور کا ارادہ کیا ادھر سیف الملک خاوری بھی ہوشیار ہوا اسوقت باہم تکاور دونون مین واقع ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ

دو قدم مرکب ہزبر فیل کش کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم سے کچھ زیادہ گھوڑا سیف الملک خاوری کا پس پا ہوا ہزبر فیل کش نے مرکب کو رانون مین دابکر آگے بڑھایا اور برہم ہو کر نیزہ سرتیز اٹھا کر سینۂ حریف پر مارا سیف الملک خاوری نے اسکے نیزہ بچا لاکے اپنے نیزہ پر روکا سیف الملک خاوری نے اسپر نیزہ کا وار کیا اس نے بھی اسیطرح روکا تا دیر اسی صورت سے لڑائی ہوئی انجام کار ہزبر فیل کش نے غضبناک ہو کر سیف الملک خاوری سے کہا او مسلمان ہوشیار ہو جا کہ اب کی مرتبہ میرا نیزہ تیرے قلب و جگر کو توڑ کر پشت سے گذر جائیگا اس نے مسکرا کر جواب دیا اد بدین یہ تیرا خیال خام ہے تو مجھے بہکاتا ہے مین ہوشیار ہون وار کر اُس نے نیزہ کو گردش دیکے سینہ پر کینہ کو اُس کے تاک کر بقوت تمام مارا اس بہادر نے نہایت ہوشیاری سے اُس کے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا بعد ازین اُس سے کہا کہ اب مین ایسا بند ناور اندھونگا کہ تیرا نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا یا ٹوٹ جائیگا اُس نے ہنسکر جواب دیا کہ تیری کیا حقیقت ہے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال لیگا بڑے بڑے نامی اور کامل الفن تو میرے ہاتھ سے نیزہ نکال نہ سکے سیف الملک خاوری نے جواب دیا خیر جو کچھ ہو گا دیکھ ہی لینا یہ کہکر نیزہ کو گردش اور تکان دیکر بقوت تمام ایسا بند ناور باندھا کہ وہ کافر کھول نہ سکا سیف الملک خاوری نے گھوڑا اپنا بڑھا کر دور کیا اور چاہا کہ نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دون ہزبر فیل کش نے بھی بزور اپنے نیزہ کو سنبھالا لیکن بعد تھوڑی دیر کے سیف الملک خاوری نے ایسی تکان دی کہ نیزہ ہزبر فیل کش کا ٹوٹ گیا اس نے نیزہ شکستہ کو برہم ہو کے پھینک دیا اور تیغۂ آبدار گرانبار میان سے کھینچکر پکارا او مسلمان ارے غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا توڑ ڈالا اب اس تیغ تیز سے ضروری تجھے قتل کرونگا یہ کہکر مرکب کو بڑھا کر حریف کے دست چپ کی طرف کسی قدر توسن کو لیجا کر سر پر اُسکے تیغہ مارا اُس دلاور نے فوراً سپر فراخ دامن پر اُسکے تیغہ کو روکا اور خود بھی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُس کی کمر پر ضرب لگائی اُس نے بھی دلیرانہ تلوار سپر پر روکی اسیطرح دیر تک باہم جنگ ہوئی آخر کار ہزبر فیل کش نے نہایت غضبناک ہو کر کہا او سیف الملک خاوری اب کی اسطرح تجھپر تیغہ کا وار کرونگا کہ تو جانبر نہ ہو گا دیر سے تو نے مجھے پریشان کیا ہے یہ کہکر جھکائی دیکر سر پر اس بہادر کے تیغہ کا وار کیا اس نے سپر اٹھائی تھی ناگاہ پائے فرس موش خانے مین جا تار رہا مرکب زمین پر گرنے لگا اُسوقت سیف الملک خاوری کے ہاتھ کو لغزش ہوئی ہاتھ کج ہو جب تک مرکب کو سنبھالے اور رکاب اُسکا موش خانہ سے نکالے تیغہ ہزبر فیل کش ایسی حالت مین پورا سپر پر زکا گوشہ سپر کو کاٹکر دو انگل سر مین در آیا سیف الملک خاوری نے تیغۂ تیز سر پر کھا کر بے حواس نہو کر دلیرانہ دستانہ مارا کہ تیغۂ آبدار تو سر سے نکل گیا لیکن خون کی چادر سر سے ایسی نکلی کہ وہ بہادر ہمہ تن خون مین نہا گیا باوجود زخم کھانے کے اور اسقدر خون نکلنے کے اُس بہادر نے دلیرانہ اُسپر بھی ایسی تلوار لگائی کہ سپر کو اُسکے کاٹکر تا دو ابرو اُسکے سر مین اُتر آئی اُسنے بھی دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی لیکن خون اسقدر اُسکے زخم سر سے بہا کہ وہ بھی خون مین نہا گیا اسوقت سنجتیارک نے کہا کہ

ای شاہزادگان ذیوقار دیکھیے میان ہز بر فیل کش زخمی ہوے اگر ایکی مرتبہ اس کے حریف
اس پر وار کیا تو یقینی ہز بر فیل کش قتل ہو جائیگا لہذا میرے نزدیک مصلحت وقت یہ
ہو کہ طبل بازگشت بجوا دیجے تامل نکیجے ہرمز و فرامرز نے بموجب کہنے بختیارک کے طبل بازگشت
بجوا دیا سیف الملک خاوری طبل بازگشت بجنے سے اپنے لشکر کیطرف چلا ادہر طبل
بازگشت بجنے سے ہز بر فیل کش نہایت برہم ہوا میدان سے پھر کر چلا تو آیا لیکن ہرمز فرامرز
سے اگر کہنے لگا آپنے غضب کیا کہ طبل بازگشت بجوا دیا حریف میرا زندہ میرے ہاتھ سے بچکر چلا گیا
مین اُسکو تھوڑی دیر مین قتل کر ڈالتا اُنھون نے کہا ہمسے بختیارک نے کہا کہ آپ طبل بازگشت
بجوا دیجے ہز بر فیل کش زخمی ہوے ہین ایسا ہو کہ حریف حالت زخم داری مین ہز بر فیل
کش پر غالب ہو جائے تو غضب ہو گا پس ہمنے اُس کے کہنے سے طبل بازگشت بجوا دیا ہز بر
فیل کش نے بختیارک سے کہا او وزیر بد تدبیر تو نے کیون ایسی رائے بد دی کہ حریف میرا میرے
پنجہ سخت سے زندہ نکل گیا اس نے جوابدیا او نادان مین نے تیری جان بچانیکے واسطے یہ رائے دی
تھی اگر یہ رائے ندیتا اور طبل بازگشت نہ بجتا حریف تیرا تجھکو زخمی تو کر ہی چکا تھا تھوڑی دیر مین
قتل کر ڈالتا اگر تو انصاف کرے تو صاف صاف یہ ہی کہ اس طبل بازگشت کے بجوا دینے سے تیرے بدخواہ
کے ہاتھ سے تیری جان بچائی اس احسان کے عوض مین یہ برہمی واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم خیر اب ایسی نیکی
کبھی نکرونگا ہز بر فیل کش نے ہرمز فرامرز سے کہا دل تو یہی چاہتا ہی کہ ابھی پھر میدان جنگ مین
جاؤن اور حریف زخم خوردہ کو طلب کر کے اُس سے لڑون اور قتل کرون گو مین بھی زخمی ہوا انھون
نے جوابدیا اب طبل بازگشت بجوا دیا ہی اور تم زخمی بھی ہو مناسب نہین ہی کہ اسوقت میدان مین پھر جاؤ
اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو ہماری رائے یہی ہی کہ اب جنگاہ سے چلو زخم سر کا علاج کرو بعد صحت
طبل جنگ بجوا کر حریفون سے مقابلہ کرنا وہ یہ سنکے خاموش ہوا ہرمز و فرامرز اُسکو اپنے ہمراہ لیکر جنگاہ
سے دربار مین آئے دور فوج میدان سے آکر فرودگاہ لشکر پر اُتری بعد داخل ہونے دربار کے ہرمز
و فرامرز نے جراحونکو طلب کیا جب وہ آئے انھون نے حسب الحکم زخم کو دھو کر مرہم کی پٹی
تیار کر کے زخم پر چڑھائی اور کہا یہ زخم کچھ کاری نہین ہی جلد اچھا ہو جائیگا یہ کہکر دربار سے چلے گئے
ہز بر فیل کش بھی بوجہ زخم سر کے دربار مین نہ بیٹھا اپنے خیمہ مین جا کر راحت پذیر ہوا ہرمز و فرامرز
نے بھی دربار برخاست کیا بعد چلے آنے ہرمز و فرامرز کے امیر با توقیر اور نقابدار سرخ
پوش بھی حربگاہ سے مع فوج و لشکر اپنے اپنے قیام گاہ کیطرف چلے گئے دونون فوجین تو فرودگاہ
پر مقیم ہوئین امیر اور بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ داخل دربار ہوے اُدھر بھی کورنا و ختنی
اور نقابدار سرخ پوش اور جملہ سرداران لشکر داخل دربار ہوے سیف الملک خاوری کے
زخم سر کا علاج ہونے لگا صاحب دفتر اس مقام پر تحریر کرتا ہی کہ چند روز تک ہرمز و فرامرز
نے طبل جنگ نہین بجوایا کیونکہ ہز بر فیل کش زخمی اور زخم سر اُسکا اچھا نہوا تھا جب زخم سر اسکا
بخوبی تمام اچھا ہو گیا خود اُس نے کہا ای شاہزادگان ذیوقار اب میرا دل چاہتا ہی کہ آپ
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے کیونکہ زخم سر میرا بالکل اچھا ہو چکا ہی اور اب کی مرتبہ میرا ارادہ ہی

کہ میدان جنگ مین جاکر ایسے ویسے سردار سے مقابلہ نکرونگا کیونکہ اگر اسیطرح لڑونگا تو ایک زمانہ
دراز گذرے گا اور رعناے دل بر نہ آئیگا لہذا قصد ہی کہ ابکی مرتبہ میدان جنگ مین جاکر نقابدار
سرخ پوش سے مقابلہ کرونگا اور اُسے تیغ کرونگا جب وہ قتل ہوجائیگا فوج اُسکی بیدل ہوکر متفرق
ہوجائیگی اور اگر لڑیگی تو مین ہنگام جنگ اُسکو شکست دونگا بعد اُسکے امیر اور بدیع الزمان وغیرہ کو
بھی قتل کرکے سب کے سر کاٹکر مع لاشۂ ماہیار گرد خدمت مین اپنے مالک کی جاؤنگا انھون نے
جوابدیا تمھین اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو بختیارک ہزبر فیل کش اور ہرمز و فرامرز کی
تقریر سنکے تاب ضبط نہ لاکر کہنے لگا میان ہزبر فیل کش کیون اپنے قتل ہونے یا مسلمان ہوجانے کے
لیے عجلت کرتے ہو ابھی تو آئے ہو چند روز تمھین یہان آئے ہوے گذرے ہین بھلا کچھ دنون تو
اور زندہ رہو اور جان اپنی نقابدار سرخ پوش سے لڑکر ندو آئندہ تمکو اختیار ہی ہمسے
چپ رہا نہین جاتا ہی کلمہ بیہودہ زبان پر جاری کرہی دیتے ہین خواہ تم مانو یا نہ مانو اس نے چین بجبین
ہوکر کہا تم میرے بات مین ہرگز دخل ندو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو مین تمھاری بہبودی اور بہتری
چاہنے سے باز آیا یہ کہکر ہرمز و فرامرز سے کہا آپ ابھی طبل جنگ بجوائیے دیر نفرمائیے اُنھون
نے موافق اُسکے کہنے کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے حسب الحکم اُسیوقت
ملازمون نے طبل جنگ بجایا صداے طبل بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر
نواخت طبل رزمی لیکر اپنے اپنے بادشاہ لشکر کی خدمت مین چلے پہلے ہرکارے خدمت مین
بادشاہ جمجاہ اور امیر دین پناہ کے گئے اور باادب تمام مجراگاہ سے مجرا کرکے دعا و ثناے
بادشاہی بجالاکر اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک جاہ اسوقت ہرمز و فرامرز نے
بنام ہزبر فیل کش طبل جنگ بجوایا ہی کیونکہ اب وہ کافر صحیح ہوگیا ہی زخم سر اُسکا بخوبی اچھا
ہوگیا ہی ارادہ اُس نابکار کا یہ ہی کہ صبحکو میدان کارزار مین آکر آتش کینہ و فساد کو شعلہ
ور کرے باقی خیریت ہی یہ کہکر دربار سے نکل کے ایکجانب چلے گئے بادشاہ موصوف نے حکم
دیا ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم خواجہ عمرو نے نقارخانہ
سلیمانی مین جاکر نقارہ نوازونکو حکم بادشاہی سے آگاہ کیا انھون نے بموجب دستور چند اشرفیان
خواجہ عمرو کو نذر دین عمرو نے اُن سے لیکر نذر زنبیل کین نقارہ نوازون نے بعد نذر دینے
کے بسم اللہ کہکر چوب اُٹھائی اور نقارہ رزمی پر لگائی جب صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہوے کہ کفار سے صبحکو پھر مقابلہ ہوگا یہ جانکر اسیوقت سے تیاری جنگ مین مصروف
ہوے یہان تو نقارۂ رزمی بج رہا ہی لیکن احوال لشکر نقابدار سرخ پوش کا لکھا جاتا
ہی کہ ہنگام شب دربار گورزاد چینی بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش مین تمام سرداران
لشکر دنگلون پر شیرانہ بیٹھے تھے امرا وغیرہ بھی موجود تھے نقابدار سرخ پوش بھی اپنے دنگل
پر شیرانہ و دلیرانہ بیٹھا تھا دربار خوب آراستہ تھا ناگاہ ہرکارے غبار مین آلودہ اور پسینے
مین غرق نہایت پریشان ادھوائے ہوے آئے اور مجراگاہ سے بصد ادب مجرا کرکے اسطرح ثناؤ
دعاے بادشاہ لشکر زبان پر لائے بموجب نظم

ایکہ خشمت ور آزمودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد
گر قضا قدرتت بدست آرد
در گریبان خاور اندازد
با تو گر حاتم از رہ دعوی
آرزو در برابر اندازد
فعل از و اشتقاق نتوان کرد
مجر آسا بسر در اندازد
داور الحن مدح گستر تو
در تہ جیب عنبر اندازد
گو بذہنت کہ معنی لائق
تا ضمیرم سمندر اندازد
تا فلک دلق اشہب دادہم
نہ لباسیکہ ازبر اندازد

سر بہرام صفدر اندازد
ظلمت ار سایہ افگند بہ فلک
بے عرض طرح جوہر اندازد
جائے نور آفتاب چون سایہ
طرح دا دو دستدر اندازد
دشمنت بسکہ ہست بخل سرشت
چون نظر سوے مصدر اندازد
ہا یہ نشئہ ا نوشیت
رقص در سمع کر اندازد
دور گر خاک فطرتم یابد
در زبان ثنا گر اندازد
آب گشتم ز شرم تہنیت
روز و شب ابسر در اندازد

گر کشد باز ہیبت تو صف
سینہ بر روے محور اندازد
عطرے از جیب خلقت ار گردون
بر جہان فرش عنبر اندازد
تو مطالب نشانی و حاتم
بلغات ار نظر در اندازد
شقہ مردی تو گر مریم
بازو ربطن مادر اندازد
خرد از غور کنہ خلق توام
در لباس معطر اندازد
کو کجا مدحت آتش افروزد
بہ کہ مرغ سخن پر اندازد
روز خصم تو شب لباس اد

بعد اس دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ عالی ہمم والا کرم اسوقت ہرمز و فرامرز نے اپنے لشکر مین بنام ہزبر فیل کش طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ ہزبر فیل کش کا یہ ہے کہ صبحکو میدان نبرد مین آکر اہل اسلام سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے یہ کہکر دربار سے باہر آکر ایکطرف روانہ ہوے گورزاد ختنی نے خبر نواخت طبل جنگی لشکر کفار مین سنکے ملازمونکو حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت خالق انس وجان و بلطف معبود کون و مکان نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارہ رزمی و طلسمی پر چوب لگائی صدا اسے نقارہ مذکور جو بلند ہوئی مردان لشکر نقابدار سرخ پوش آواز نقارہ رزمی کی سنکے سمجھ گئے کہ صبحکو سیاہ کفار کے لشکریون سے مقابلہ اور مجادلہ ہوگا یہ سمجھ کے ہر ایک کے چہرہ پر بسبب خوشی کے تازگی اور رونق زیادہ ہوگئی کیونکہ وہ سب بہادر و شجاع تھے بغیر جنگ وجدال دل انکے پژمردہ رہتے تھے اور بے لڑنے کے دل اُنکے خوش نہوتے تھے اور جبتک میدان جنگ مین حریفون کو قتل نہ کرتے تھے اور خود زخمہاے تیغ و تبر و نیزہ تن پر نکھاتے تھے شاد و فرخناک نہوتے تھے الحاصل جملہ جوانان لشکر مذکور اُسیوقت سے تیاری جنگ و جدال مین مشغول ہوے تمام شب تینون لشکرون مین اچھی طرح تیاری جنگ ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ دیو شب سیاہ خوف آمد سلیمان آفتاب سے پردہ دنیا سے گریزان ہوا اور سپیدہ سحر کا چہرے مہر پر جانب مشرق نمایان ہوا ادھر دونون لشکرون مین اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہوکر بعد وضو اذان کہکر نماز سحر کو ہر ایک دیندار نے بصدر جوع قلب پڑھا اور بعد اتمام نماز اور وظیفہ کے ہاتھ اپنے جانب اسمان بلند کرنے درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس وجان آج پھر ہمسے اور کفار سے مقابلہ ہوگا تو اپنے فضل و

کرم سے ہمکو کفار پر غالب کرنا اور میدان جنگ مین ثابت قدمی ہمین دینا اور ای سامع الدعا و ای
مجیب الدعوات حالانکہ ہم بندۂ نافرمان اور گنہگار تیرے ہین لیکن تو ارحم الراحمین ہی ہمارے
گناہون پر نظر نہ کرکے ہمپر رحم کرنا اور ہماری دعا کو مستجاب کرنا اور امید دلی کو ہمارے بر لانا
یہ دعا کرکے سجدہ شکر کرکے جاے نماز سے اُٹھے اور اپنے بادشاہونکے حکم سے جلد جلد مسلح ہوے اور
ہمراہ رکاب اپنے اپنے بادشاہ کے مرکبون پر سوار ہوکر جانب عرصہ کارزار روانہ ہوے اُسوقت
وہ سفیدہ سحر کا دمبدم بڑھنا ستارون کا غائب ہونا نسیم سحری کا چلنا مرغان خوش الحان کا
چہکنا بادشاہونکی سواریونکا بخدم وحشم جانب میدان کارزار جانا نقیبونکا بولنا سرداران لشکر کا
ہمراہ سواری بادشاہ باادب جانا مردان لشکر کا جوق جوق گروہ گروہ موافق قاعدہ ہمراہ سواری
بادشاہ چلنا ڈنکے پر متواتر چوب کا پڑنا دیکھنے والونکو عجب لطف دکھاتا تھا الغرض ایکطرف سے لشکر امیر
کا اور دوسری طرف سے لشکر نقابدار کا میدان کارزار مین ہونچا نقابدار نے امیر کو دیکھکر باادب تمام
سلام کیا امیر نے خوش ہوکر مثل اپنے چھوٹون اور فرزندون کے جواب سلام دیا ہنوز امیر با توقیر
اور نقابدار سرخ پوش کا لشکر میدان کارزار مین آیا تھا ناگاہ تیسری سمت سے ہرمز فرامرز
بھی لشکر کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آکے ہمراہ اُنکے ہزبر فیل کش بھی مع اپنے لاکھو سوارونکے
تھا جب تینون لشکر عرصہ جنگ مین آچکے اسوقت حکم سے تینون بادشاہان لشکر کے حسب دستور بیلدار
اور بیلچہ بردار نکلے انھون نے جھاڑی اور جھنڈی میدان کارزار سے دور کرکے اور پست و
بلند زمین کو ہموار کردیا پھر سقے مشکین پانی اور گلاب اور کیوڑے سے بھری ہوئی بادشاہونکے حکم سے لائے
اور عرصہ جنگ پر اسقدر چھڑکاؤ کیا کہ زمین بخوبی تمام سر[illegible]تر ہوگئی اور گرد و غبار رفع ہوگیا
اُسدم تینون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے ہر ایک لشکر [illegible] میمنہ اور میسرہ اور قلب
وجناح ساقہ وکمینگاہ درست ہوا قلوب لشکر مین بادشاہ لشکر ٹھہرے علمہاے لشکر کھلے باجے جنگی
ہر ایک لشکر مین بجنے لگے کڑکایک نقبا اور کڑکیت تینون لشکرون سے نکل کر میدان مین
آئے اور جوانان لشکر کو اسطرح آمادہ جنگ کرنے لگے کہ ای بہادران لشکر و ای دلیران
نامی و نامور آگاہ ہو کہ بندہ افعال ایسے ہین کہ اُنکی کرنے سے انسان کی دنیا مین عزت و آبرو
ہوتی ہی اور آخرت بھی بخیر ہوتی ہی ازانجملہ سخاوت ہی اور عبادت ہی اور شجاعت ہی کیونکہ سخاوت
وہ عمل نیک ہی کہ بندہ برگزیدۂ خدا ہوجاتا ہی حاتم کا قصہ تمنے سنا ہوگا کہ باوجودیکہ وہ کافر تھا لیکن
بوجہ سخاوت کے روز حشر پروردگار اُسے داخل جنت کریگا اور عبادت بھی وہ عمل خیر ہی کہ
جسکے ذریعہ سے بشرطیکہ مقبول الٰہی ہو انسان ضعیف البنیان جو ایک قطرہ نجس سے پیدا ہی اور
خاکی ہی اُسے تقرب خدا حاصل ہوجاتا ہی اور بندگان خاص و نیک پروردگار مین شمار کیا جاتا
ہی روز حشر اُسے پروردگار داخل جنان فرمائیگا اور اسقدر اسکو نعیم جنان سے مرحمت فرمائیگا
کہ وہ خوش ہوجائیگا اور ایسا بھی سنا ہی کہ وہ بندہ مومن و دیندار روز حشر اپنے عزیزون اور
دوستون اور اپنے ہمسایہ کے لوگونکی خدا سے شفاعت کریگا اور پروردگار اسکی شفاعت قبول
کریگا . . اُن سبکو داخل جنت فرمائے گا مگر اب انسان بسبب شجاعت کے دنیا مین عزت و

آبرو پایا ہی جو بہادر اور دلاور ہین اسکو اپنی برابر بٹھاتے ہین اور اُنکے اوصاف اپنی زبان پر
جاری کرتے ہین اور بعد اُسکے مرنیکے بھی اسکو اہل جہان یاد کرتے ہین چونکہ تم سب بھی
شجاع و بہادر ہو اور آبا و اجداد بھی تمھارے دلیر و قوی تھے اور بارہا لڑائیان لڑ چکے
تھے تم بھی مانند اُنکے حریفون سے آجکے دن مقابلہ کرو دلیرانہ و شیرانہ لڑو سر میدان
جنگ کارزار مین نام پیدا کرو دیکھو ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ آبرو گھٹ جائیگی گرگیٹ
اور نقیب ہر سہ لشکر کے جوانونکو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے علحدہ ہٹ گئے
جوانان لشکر پند و نصائح نقبا جس وقت سن چکے فوراً آمادہ جدال و قتال ہوئے مگر اکثر
جوانون نے زرہ اور جوشن و بکتر اپنے اپنے جسم سے دور کیے اور کہا مقتضائے شجاعت
یہ ہر کہ شر ہی کے انکھون پر زخم شمشیر و تیر کھائین اور ہنگام ضرب تیغ عدو ہرگز سپر نہ اٹھائین
سینہ پر تلوار کو روکین ابھی جوانان لشکر کا کثرت شجاعت سے یہ حال تھا کہ فوج کفار سے
ہزبر فیل کش مثل مست ہاتھی کے جھومتا ہوا نکلا اور بیچ مین میدان نبرد کے آکر مرکب
کو روک کر باواز بلند پکارا کہ اے نقابدار سرخ پوش مین نے تیری دلیری و شجاعت
کا حال کچھ بختیارک سے سنا ہی حالانکہ مجھے اُسکے قول کا اعتماد نہین ہی لیکن آج مین چاہتا ہون
کہ فقط تجھی سے مقابلہ کرون اور سر تیرا کاٹکر گاؤ لنگی گاؤ سوار کی خدمت مین لیجاؤن کیونکہ
تو نے اُس کے فرزند دلبند ماہیار گرد کو قتل کیا ہی اگر تو دعوی بہادری رکھتا ہی تو بے
تامل آکر مجھسے مقابلہ کر اور کسی ایسے ویسے سردار کو یا کسی نامی سردار لشکر کو میرے مقابلہ
کیواسطے ہرگز ہرگز نہ بھیج کہ مین سوائے تیرے اور کسی سے مقابلہ نکرونگا جسوقت یہ تقریر
اُس بے پیر کی نقابدار سرخ پوش نے سنی چونکہ ہمیشہ سے آتش خو و شعلہ مزاج تھا نہایت ہی
غضبناک ہوا چہرہ کثرت غصہ سے سرخ ہو گیا آنکھین افراط غضب سے مانند خون کبوتر سرخ
ہو گئین ایسی حالت قہر و غضب مین اپنے بادشاہ لشکر سے اجازت میدان کا خواستگار ہوا
بادشاہ موصوف نے نقابدار سرخ پوش سے فرمایا تم کیون اپنے اوپر تکلیف گوارا کرتے
ہو اس نابکار کے مقابلہ کیواسطے کوئی سردار لشکر سے چلا جائیگا نقابدار سرخ پوش
نے برہم ہو کر عرض کیا آپنے نہین سنا کہ وہ مجھے کو طلب کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین اور کسی
سردار سے نہ لڑونگا پس یہ امر کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ تو مجھے طلب کرے اور یہان سے اور
کوئی اُسکے مقابلے کیواسطے جائے آپ سمجھکر بات کہا کیجیے گورزاد ختنی نے جب دیکھا
کہ نقابدار سرخ پوش روکے سے نرکیگا مجبور ہو کر کہا اچھا تمھین جاؤ حوالہ خدا کیا
نقابدار سرخ پوش اجازت جنگ لیکر مرکب طلسمی پر سوار ہو کر شیرانہ میدان کارزار
مین ہزبر فیل کش کے سامنے گیا اور مرکب کو روک کر ٹھہرا اُسوقت بدیع الزمان
نے اپنے عیار سے مخاطب ہو کر کہا یہ نقابدار سرخ پوش اپنے تئین بڑا بہادر جانتا ہی
اور نہایت متکبر ہی اپنے آگے کسی کی حقیقت نہین جانتا ہی ہمارے قبلہ و کعبہ یعنے جناب
والد ماجد سے بانے صاحبقرانی کے طلب کرتا ہی اپنے تئین صاحبقران وقت شمار کرتا ہی

اور کہتا ہی کہ مین بزور شمشیر بانے صاحبقرانی بے لونگا آجتک تو مارے خوف کے ہمارے
قبلہ و کعبہ سے اس نے مقابلہ نہین کیا ہی اسوقت یہ ہزبر فیل کش کے مقابلہ کو آیا ہی عجب
نہین کہ یہی کافر اُسکو قتل کرے یا زخمی کرے کیونکہ ہزبر فیل کش سردار قوی ہی عیار رندگو نے
عرض کیا خداوند نعمت آپ بجا کہتے ہین نقابدار سرخ پوش کی کیا حقیقت ہی کہ آپکے
والد ماجد سے مقابلہ کریگا پہلے آپسے تو مقابلہ کرے آپ ہی اسکی ہڈیان اور پسلیان توڑ
مروڑ ڈالینگے اور آپکا مرتبہ بہت بہت زیادہ ہی ہزبر فیل کش ہی اس کے واسطے کافی
ہوگا اب مقابلہ ہوتا ہی دیکھی ہی لیجیگا اُدہر تو بدیع الزمان اور اُنکے عیار مین باہم باتین
ہوئی تھین اُدہر نقابدار سرخ پوش بھی اُنکی طرف دیکھ کے کچھ باتین اُنکی سن رہا تھا
اور کچھ سنائی ندیتی تھین غرضکہ جو کچھ باتین سنی تھین وہ ایسی تھین کہ اُسے ناگوار ہوئین
جوابدینا تو اسوقت مناسب نتھا لیکن دل مین کہا کہ خیر ان باتون کے کہنے کا عوض لونگا
ہنوز نقابدار سرخ پوش مرکب کو روکے ہوے کھڑا تھا ناگاہ ہزبر فیل کش نے واسطے
زور آزمائی کے اپنے مرکب کو جولان کیا اُدہر نقابدار سرخ پوش نے بھی اپنے مرکب کو
مہمیز کیا جب باہم تکاور دو چار ہوئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا ہزبر فیل
کش کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم بلکہ اس سے بھی کم فرس نقابدار سرخ پوش کا پس پا ہوا اور
ہزبر فیل کش کا مرکب جو اسقدر پس پا ہوا کثرت حیا و شرمندگی سے پسینے مین تر ہو گیا اور
تھوڑی دیر تک متحیر رہا بعد ازان گھوڑے کو مہمیز کرکے سامنے نقابدار سرخ پوش
کے آیا اور کہنے لگا کہ ای نقابدار سرخ پوش مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا نہین معلوم کیا وجہ
تھی کہ یہ حیوان بے زبان اسقدر پیچھے ہٹ گیا نہین معلوم تیرا مرکب کیسا ہی کبھی میرا گھوڑا
اسقدر پیچھے ہٹا ہی نہین پس حاصل اس تقریر کا یہ ہی کہ میری قوت مین کمی نہین ہی یہ مرکب کا قصور
ہی میری خطا نہین ہی نقابدار سرخ پوش نے جوابدیا اچھا ایسا ہی ہوگا اب تقریر نکر یہ میدان
جنگ ہی تیغ و تیر سے وار کر جوہر شمشیر دکھا ہمارے بھی وار روک یہ مقام رزم ہی بزم نہین ہی
اسنے برہم ہوکر نیزہ اٹھایا اور خوب نیزہ کو گردش دیکر سینۂ بے کینۂ نقابدار سرخ پوش
کو تاک کر نیزہ کا وار کیا اُدہر نقابدار سرخ پوش نے بھی نیزے کو ہاتھ مین لیکر اُس کے
نیزہ کو بعنوان شائستہ اپنے نیزہ پر روکا اور خیال کیا کہ اگر تادیر اس کے وار روکونگے تو بدیع الزمان
ہنسینگے اور بجائے خود جو کچھ دل چاہیگا کہینگے میری بہادری اور شجاعت کے قائل
نہونگے لہذا تم جلد تر اسکے ہاتھ سے نیزہ نکالدو تاکہ اُنکو میرے شجاع اور بہادر ہونیکا یقین کامل
ہو جائے یہ خیال کرکے اسنے حریف سے کہا او سرکش تو تو وار کر چکا اب ہمارا وار روک
اور ہوشیار رہ کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا اسنے ہنسکر جوابدیا مین ہوشیار ہون نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالدینا بہا مشکل اور دشوار ہی ہنوز وہ نخوت شعار یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اتنے
مین نقابدار سرخ پوش نے نیزہ کو ہلا کر اُسکے سینہ پر کینہ کو تاک کر وار کیا اس نے بھی
سپرانہ و دلیرانہ اپنے نیزہ پہ نیزہ کو روکا اسوقت جو لوگ دیکھ رہے تھے اُنکو یہ معلوم ہوتا تھا

کہ یہ دو سنان نیزہ باہم ملی ہوئی نہین ہین بلکہ دو افعی ہین کہ زبانین نکالے ہوے باہم لپٹے
ہین الحاصل نقابدار سرخ پوش نے اپنے مرکب تیز رفتار کو کسی قدر بڑھایا اور
ایسی جھپکی اور تکان دی کہ سنان نیزہ اُسکے نیزہ کی ڈانڈ سے نکلکر مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی
دور جا کر گری نقابدار سرخ پوش کے لشکر مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا امیر با توقیر بھی
نہایت خوش ہوے اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ای خواجہ عمرو اس وقت
نقابدار سرخ پوش نے یہ بند دہ نادرہ باندھا تھا کہ جسکا کھولنا ہر کسی کا کام نہین ہی
اور یہ بند نادرہ ہمارا ہی نہین معلوم اسکو کیونکر معلوم ہو گیا ہو۔ اُسکسی نے اسے بتا دیا خواجہ
امیر با توقیر سے عرض کرتے تھے یہ نقابدار سرخ پوش علاوہ بہادر و شجاع ہونیکے بموجب
آپکے ارشاد کے نیزہ بازی اور تیر اندازی اور شمشیر زنی اور فن کشتی مین بھی کامل
ہی خدا اسکو نظر بد سے بچائے اور آپکی بھی آبرو اور عزت اسکے ہاتھ سے ہنگام نبرد اور مقابلہ
بچائے ادھر تو خواجہ عمرو امیر با توقیر سے یہ عرض کر رہے تھے اُدھر بختیارک ہرمز و فرامرز
سے کہہ رہا تھا دیکھیے حضور نقابدار سرخ پوش اب ہزبر فیل کش کا شکار کیا ہی
چاہتا ہی نیزہ تو اُسکے ہاتھ سے نکال چکا ہی تکاور مین بھی غالب آچکا ہی اور اس نخوت شعار و
نابکار کو نیم جان کر چکا ہی اب تھوڑی ہی دیر مین اسکا کام تمام کریگا ہنوز بختیارک
ہرمز و فرامرز سے تقریر کر ہی رہا تھا کہ ہزبر فیل کش نے نہایت تخجل اور شرمندہ ہو کر
اور برہم ہو کر ڈانڈ نیزہ کی نقابدار سرخ پوش پر ماری نقابدار سرخ پوش نے ڈانڈ
کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا پھر اُس سرکش نے گرز گرانبار خادم سے طلب کرکے اپنے ہاتھ مین
لیا اور پکارا ای نقابدار سرخ پوش یہ وہ گرز ہی کہ جس سے مین نے سیکڑون بہادرون
اور پہلوانون کے سرون کو شکستہ کیا ہی ذرا خبردار رہنا کیونکہ میرے اس گرز کی ضرب سے
بچنا محال ہی نقابدار سرخ پوش نے اُس سے کہا او یاوہ گو کیا بکتا ہی نہین معلوم وہ کیسے
بہادر اور پہلوان تھے جنکے سرونکو تو نے اس گرز سے توڑا اور اُنھین ہلاک کیا مین تیرے
گرز کی ضرب کو اپنے گرز کے اوپر ہی روکونگا دیکھو تو مجھے کیونکر ہلاک کرتا ہی یہ کہکر خاموش
ہوا اُس نے دونون قدم اپنے رکابونمین استوار رکھکر زین فرس سے اُٹھکر گرز گران بار
کو گردش دیکر گھوڑے کو آگے بڑھا کر سر نقابدار سرخ پوش پر مارا نقابدار سرخ پوش
نے اپنے مرکب کو جانب دست چپ اُسکے سورما وار اسکا خالی گیا گرز گرانبار کے لنگر سے وہ سرکش جانب
زمین جھکا اسیوقت نقابدار سرخ پوش نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر کلائی اس کی مروڑ کر گرز
اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور اُس گرز کو مثل ایک تنکے کے جانکر بدیع الزمان کے پاس اُسے
پھینک دیا وہ گرز گران مانند پہاڑ کے زمین پر گرا اور زمین مین اُسنے اپنے لنگر اور
گرانی سے ایک غار عظیم ڈالدیا دیکھنے والے نہایت حیران اور متحیر ہوے کیونکہ جس جگہ
سے نقابدار سرخ پوش نے گرز کو پھینکا تھا اُس مقام سے اور بدیع الزمان تک کئی سو
قدم کا فاصلہ تھا جب وہ گرز پیش بدیع الزمان آکر گرا بدیع الزمان نے اپنے عیار سے

مخاطب ہوکر کہا اسوقت نقابدار سرخ پوش نے اِس گرز کو میری طرف محض اسواسطے
پھینکا ہی کہ مین اُسکی شجاعت کی تعریف کرون اور اُسکی بہادری کا قائل ہون مگر یہ اُسکا
خیال خام ہی ایسے ہلکے گرز کو اسطرح پھینک دینا کچھ مشکل نہین ہی اگر مین چاہون تو اِس سے زیادہ
دور پھینک دون عیار نے جواب دیا حضور آپ سچ فرماتے ہین یہ اِس نے کوئی کار نمایان
نہین کیا ہی ادھر تو عیار بدیع الزمان سے یہ کہہ رہا تھا اور امیر باتوقیر خواجہ عمرو
سے فرماتے تھے کہ خواجہ تمنے دیکھا کسطرح نقابدار سرخ پوش نے گرز کو اِس سرکش
کے ہاتھ سے چھین لیا ہی اسکی شجاعت و بہادری مین شک نہین ہی اُدھر لشکر کفار مین یون
بختیارک ہرمز و فرامرز سے کہتا تھا دیکھیے خداوند نعمت گرز بھی نقابدار بہادر نے
اِس یاوہ گو کے ہاتھ سے چھین لیا ہی اب اِسکی جان کے خیر معلوم نہین ہوتی ہی دو لشکر مین
نقابدار سرخ پوش نے جس قدر اعلی اور ادنا تھے وہ تو نہایت خوش ہوکر شور تحسین و آفرین
بلند کرتے تھے الغرض جب گرز گران بار بھی ہزبر فیل کش نابکار کے ہاتھ سے نقابدار
موصوف نے چھین لیا اِسے کمال شرمندگی اور قلق ہوا اور اُسی حالت صدمہ مین نہایت
برہم ہوکر وہ تیغہ گرانبار و آبدار جس سے چند سردار قتل اور زخمی کرچکا تھا کھینچا اور خبردار
خبردار کہکر وار تیغہ کا سر پر کیا نقابدار موصوف کو چونکہ غصہ بھی کمال تھا اور اپنی
شجاعت وجوانمردی بدیع الزمان اور امیر وغیرہ کو دکھانا منظور تھا اس خیال سے
روکنا تیغہ کا سپر پر فضول جانکر مرکب کو آگے بڑھاکر بازو پر تیغہ کے نظر کرکے جب تیغہ آبدار
قریب سر آیا فی الفور اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ اُسکا مروڑ کر چاہا کہ اُسکے
ہاتھ سے تیغہ بھی چھین لین اس نے بھی زور کیا انجام کار یہ ہوا کہ مرکب تاب اُنکے زور
قوت کی نہ لاکر زمین پر پیٹ کے بل بیٹھنے لگے اُسوقت لشکر نقابدار سرخ پوش اور لشکر
کفار سے شاطرون نے نکل کر کہا اے بہادرو اگر تم مائل بکشتی ہو تو گھوڑون سے اترکر کشتی
لڑو گاو زمین تمھارا بار اُٹھا سکے گی اور یہ حیوان ہرگز تمھارے اس زور آزمائی کے
متحمل ہونگے ہنوز شاطر یہ کہہ ہی رہے تھے کہ نقابدار سرخ پوش نے اُس کے ہاتھ سے
تیغہ بھی چھین لیا اور بدیع الزمان کو دکھا کر اُسکے روبرو پھینک دیا وہان لشکر اسلام نے
سوائے بدیع الزمان کے سب نے زور وجوانمردی کی تعریف کی اور مرزبان لشکر کفار کے
رخون پر شکستگی اور ملال کے آثار ظاہر ہوے خصوص ہمراہیان ہزبر فیل کش اور ہرمز
و فرامرز کے چہرون پر اور بختیارک کا تو یہ احوال ہوا کہ اُس نے کثرت خوشی سے رفیدہ
اپنے سر سے اتار کر اچھال دیا اور بولا وہ تیغہ ہزبر فیل کش کے ہاتھ سے چھن گیا اب میان
ہزبر فیل کش پنجہ حریف سخت سے کسیطرح نہین بچتے ہرمز و فرامرز اُسکی یہ تقریر سُنکے
برہم ہوکر کہنے لگے خاموش رہ دیکھ تو کیا ہوتا ہی ابھی ہزبر فیل کش اس سے کشتی لڑیگا تو
یقین ہی کہ کشتی مین اُسے زیر کرکے ہلاک کریگا تو خوش و مسرور نہو کہ باعث ہمارے ملال کا
ہو اس نے عرض کیا خداوند طبائع کی کیفیت مختلف ہی مین اپنے دل پر حتی الامکان ملال کو آنے

بھی نہین دیتا آپ رنج و غم کرین مین تو اسیطرح خوشی کرونگا اپنی دلکو رنج و غم مین مبتلا کرونگا
وہ مصلحت وقت دیکھکر زیادہ حجت و تکرار کرنا مناسب نہ جانکر خود ہی خاموش ہوے ادھر
ہزبر فیل کش تیغہ آبدار چھن جانے سے نہایت برہم ہوا اور شاطر کے کہنے سے فوراً مرکب
سے اترکر آمادہ کشتی ہوا نقابدار سرخ پوش بھی فی الفور اپنے مرکب سے اترا اتنی دیر
مین بیلدارون نے دونون لشکرون سے نکل کر زمین کو شکل اکھاڑے کے نرم اور ہلا تم کردیا
جب زمین بطور اکھاڑے کے درست کردی گئی دونون دلیر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے
جب کشتی ہونے لگی تینون لشکرون مین جسقدر اعلے اور ادنا تھے اپنی اپنی سواری سے اُتر
کر علی قدر مراتب بارگاہ اور خیام مین تخت اور دنگلون اور کرسیون اور زین پوشون پر
بیٹھے بارگاہون کے پردے اٹھادیے گئے بازارین لشکر کی فی الفور وہان آراستہ ہوئین
مردمان شہر بھی براے تماشا گروہ گروہ آکر جمع ہوے اُسوقت کثرت مردم کی اس قدر
تھی کہ دور تک فوج اور مردم تماشائی ہی معلوم ہوتے تھے کشتی ہو رہی تھی دیکھنے والے دیکھ رہے
تھے دونون دلیر کشتی مین کد و کاوش کر رہے تھے اگر ہزبر فیل کش کوئی پیچ باندھتا تھا تو فوراً
نقابدار سرخ پوش اُسکا توڑ کرتا تھا اس جگہ صاحب دفتر لکھتا ہے کہ ہزبر فیل کش ایسا زبردست
سردار تھا کہ اگر کوئی اُس سے دو تین روز تک کشتی لڑتا تو بھی اُسے زیر نکر سکتا لیکن نقابدار
کو گو کہ غصہ تھا اور سامنے بدیع الزمان بیٹھے تھے اور امیر بھی تشریف رکھتے تھے اسوجہ سے نقابدار نے اُسے
زیادہ کشتی لڑنیکی مہلت ندی زمانہ دوپہر کا کشتی کو ہوا تھا کہ نقابدار نے اُسکی کمر بند زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ
اللہ اکبر کہکر اُٹھانا چاہا اُسنے لنگر اپنا قائم کیا لیکن نقابدار نے لنگر اُسکا اکھاڑ کر زمین سے تا زانو اُسے بلند کیا
وہ تا زانو آکر تڑپا اور چاہا کہ پنجہ حریف سے چھوٹ جاؤن لیکن نقابدار کب چھوڑتا ہے دوسرے زور مین اُسنے
تا بسینہ بلند کیا پھر وہ تڑپا اور چاہا کہ حریف سے چھوٹون مگر چھوٹنا ممکن نہوا نقابدار سرخ پوش
نے تیسرے زور مین اُسے اپنے سر سے بلند کیا اور گردش اُسے دیکر سوال کیا کہ ای سرکش حالا در
شناختن خالق کون و مکان چہ میگوئی اُس نے اُسی حالت مین جوابدیا کہ مین نے اطاعت و فرمانبرداری
آپکی قبول کی اور دین بھی آپکا اختیار کرنا قبول کیا مجھے امان دیجیے نقابدار سرخ پوش نے
خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر بٹھا دیا اہل اسلام مین شور تحسین آفرین بلند ہوا جب وہ شور و غل
موقوف ہوا ہزبر فیل کش نے اپنے لشکر کے سردارون اور سوارون سے اور ماہیار گرد
کے ہمراہیون سے باواز بلند کہا کہ ایہا الناس مین نے اپنی اتنی عمر مین صدہا دلیرونکو زیر
کیا ہزارہا پہلوانون کو قتل کیا لاکھون سوارون اور پیدونکو لڑائیون مین نہ تیغ کیا بڑے بڑے
نامیون سے مقابلہ کیا لیکن کسی سے زیر نہوا تھا آج اس بہادر سے مین ہر طرح زیر ہوا اسوجہ سے مین نے
اس کی فرمانبرداری اختیار کرلی ہے اور دین بھی اسکا اچھا ہے کیونکہ مین نے وقت نبرد اس
بہادر کے پڑنے دو ہی خداوندون سے اعانت چاہی کسی نالائق نے آکر میری مدد نکی اور اس
بہادر کے پنجہ سخت سے مجھے رہا نکیا یہانتک کہ اس شجاع یکتاے روزگار نے مجھے دلیرانہ اور
مردانہ بقوت بازو زیر کیا پس مین سمجھ گیا کہ دین اسی بہادر کا اچھا ہے اب مین دین اسی کا

اختیار کرونگا اور جبتک زندہ ہون فرمانبرداری اِس کی کرونگا لہذا تم سب سے کہتا ہون
کہ اگر تمکو میری ہمراہی منظور ہی تو بلا عذر اور بے خوف و خطر چلے آو میرے ہمراہ رہو ورنہ
تمکو اختیار ہی خواہ گاؤ لنگی گاؤ سوار کہ وہ کا فر بیدین ہی اُسکے پاس چلے جاؤ یا اپنے اہل و عیال
مین جا کر زندگی بسر کرو جسوقت ہزبر فیل کش نے اپنے لشکر کے سوارون اور ماہیار گرد
کے ہمراہیون سے اسطرح کہا سب نے بجائے خود بعد غور و فکر کی خیال کیا کہ ہمراہی ہزبر
فیل کش کے بہتر ہی یا گاؤ لنگی گاؤ سوار کی رفاقت اور ملازمت اچھی ہی اُنمین سے کوئی
نوی ہزار سے کچھ زیادہ سوارون نے کہ اُنمین چند سردار بھی تھے اُنھون نے ہمراہی ہزبر
فیل کش کی بہتر خیال کر کے گھوڑون پر اپنے اپنے سوار ہوکے خدمت مین اُسکی گئے اور
باقی جو تھے وہ بوجہ سیہ قلب ہونیکے اپنی جگہ پر رہے بلکہ برہم ہوکر فوراً مرکبون پر سوار ہوکر
تلوارین نیامون سے کھینچکر باین خیال ہزبر فیل کش اور نقابدار سرخ پوش پر حملہ آور
ہوے کہ یہ نمک حرام اپنے مالک اور اپنے دین آبائی سے پھر گیا اِسے قتل کرنا چاہیے اور پھر
نقابدار سرخ پوش کو ہلاک کرنا چاہیے کہ اسنے ماہیار گرد کو ہلاک کیا ہی اور ہزبر
فیل کش ایسے شیر بیشہ شجاعت کو زیر کیا ہی جب وہ حملہ آور ہوے پہلے تو وہ نوے ہزار سوار
اُنکے سدِّ راہ ہوے اور اُنھون نے بھی تلوارین علم کین اور باہم لڑنے لگے جب لڑائی ہونے
لگی ہرمز و فرامرز نے بھی اپنی فوج کو اُنکی اعانت کرنے کا حکم دیا وہ سب کفار بھی جلد جلد مرکبون
سوار ہوے اور سب نے گرز گرانبار اور تلوارین لیکر ایکبار حملہ کیا یہ رنگ دیکھکر مردمان فوج
موج نقابدار حبر انھو بھی ایک مرتبہ گرد فرمرکبون پر سوار ہوکر کفار پر حملہ آور ہوئے فوج امیر بھی
مرکبون پر سوار ہوئی امیر با توقیر نے چاہا کہ نقابدار سرخ پوش کی ایسی حالت مین اعانت
کرین لیکن نقابدار سرخ پوش نے منع کیا اور عرض کیا آپ تکلیف نہ فرمائین فقط دو ر سے
لڑائی کی سیر دیکھیں اِن نابکارونکو ابھی شکست دیتا ہون یہ کہکر مصروف جنگ ہوا جسکو پلارک
افراسیابی چپیٹ کر لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا ہزبر فیل کش نے کہ اُسکے پاس تیغہ اور
گرز نہ تھا اور نیزہ بھی نہ تھا اُس نے دلیرانہ ایک سوار کا تیغہ گھونسا اُسے مار کر اور اُسے
ہلاک کر کے چھین لیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر کفار سے لڑنے لگا اُسوقت اہل اسلام اور
کفار باہم ملے ہوے خوب لڑ رہے تھے بڑے زور و شور سے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار خوب
چل رہی تھی مردمان تماشائی و شہری اور بازاری خوف قتل سے پہلے ہی میدان جنگ سے بھاگ
گئے تھے اور جو کچھ اُنمین سے باقی رہگئے تھے وہ بھی مابین اہل اسلام اور کفار کے پھنسے ہوے
تھے لڑائی ہو رہی تھی ہر چند وہ چاہتے تھے کہ نکل جائین مگر نکل نہ سکتے تھے فوج کی کشمکش مین
ہلاک ہوے جاتے تھے اور علاوہ اُسکے یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی تلوار یا نیزہ سے ہمین
ہلاک کرے الغرض لڑائی شام تک ہوئی اہل اسلام نے ہزارون کافرونکو قتل کیا خصوصاً
نقابدار سرخ پوش اور دیگر نقابدارون اور سرداران لشکر نقابدار سرخ پوش
اور ہزبر فیل کش نے بہت سے کافرون کو قتل کیا وقت شام کفار شکست کھا کر بے اختیار

بھاگے اہل اسلام نے اُنکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر کے پڑاؤ تک اُنکو بھگاتے لیگئے بعد ازان سب
اہل اسلام ہمراہ نقابدار سرخ پوش بفتح فیروزی ہزبر فیل کش کو ہمراہ اپنے لیے ہوے
اپنے قیامگاہ لشکر پر آئے مردمان فوج تو اپنے خیام مین مرکبون پر سے اُتر اُتر کر سلاح جنگ
تنون سے اتار کر اپنی بسترون پر راحت پذیر ہوے اور شکر خدا بجا لائے اور جملہ سرداران
لشکر ہمراہ نقابدار سرخ پوش اور بادشاہ لشکر کے داخل بارگاہ ہوے اور دربار مین
اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ بھی پہلے تخت پر رونق افزا ہوے ہزبر فیل کش کو نقابدار
سرخ پوش نے موافق اُسکے رتبہ کے اپنی عنایت سے دربار مین پایائے بادشاہ
لشکر بٹھایا اسنے خوش ہو کر دنگل پر بیٹھکر سب سردارونکو دیکھکر اور اُن سے ملکر نقابدار
سے عرض کیا مجھے کلمہ طیبہ پڑھائیے اور آئین دین اسلام سے آگاہ کیجے نقابدار سرخ پوش نے
اسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اور اُسکی فوج بھی سب سوار اور سردار
بعد ازان مسلمان ہوے نقابدار سرخ پوش نے ہزبر فیل کش کے مسلمان ہونیکی خوشی
مین باشارہ بادشاہ لشکر حکم دیا کہ بزم طرب آراستہ ہو اور ساقیان گلرو اور خوبرو کشتیان
شراب ناب کی مع ساغر بلورین اور شتربان کباب وغیرہ کی واسطے گزک کے لائین اور
شراب ناب اہل بزم کو پلائین اور نازنینان خوبرو اور خوش گلو بھی حاضر بزم عشرت ہو کر
رقص و نغمہ کرین بمجرد حکم ملازمون نے بزم طرب ایسی آراستہ کی کہ بزم جمشید بھی اسکے
سامنے کوئی حقیقت نرکھتی تھی بعد آراستہ کرنے بزم مذکور کے ساقیون اور نازنینون کو
حکم نقابدار سرخ پوش سے اطلاع دی ہنوز ساقی اور نازنینان خوبرو بزم عیش مین نہ
آئے تھے کہ ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے خیال کر کے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ ہمارے لشکر
کے اس جنگ مین جس قدر مردمان سپاہ کام آئے ہین انھین جاکر دفن کرو اور اُنکا شمار
کرو اور لاشہائے کفار کو وہان پڑا رہنے دو مگر انکا بھی شمار کرو کہ کس قدر قتل ہوے
چنانچہ حسب الحکم ملازمان مذکور گئے اور اہل اسلام کو جو اس لڑائی مین قتل اور شہید ہوے
تھے انھین بموجب شریعت اسلام غسل و کفن دیکر دفن کیا اور شمار جو اُنکا کیا وہ سب تین ہزار
تھے اور کشتگان فوج کفار قریب اسی ہزار کے تھے غرض بعد دفن اہل اسلام ملازمان
مذکور خدمت مین نقابدار سرخ پوش کے گئے اور عرض کیا کہ ہم حضور کے حکم کے بموجب
اہل اسلام کو جو شہید ہوے تھے دفن کر آئے بعد ازین عرض کیا وہ سب تین ہزار تھے
اور کشتے کفار کے اسی ہزار سے زیادہ تھے نقابدار سرخ پوش نے یہ حکم دیا کہ اب
ہمارے لشکر مین جس قدر اس لڑائی مین لوگ زخمی ہوے ہین جراحون سے انکے زخمون کا
علاج کیا جانے بمجرد حکم ملازم گئے اور جراحون کو جو ملازم تھے اُنکو حکم نقابدار سے فوراً
آگاہی دی وہ زخمیونکے علاج مین مشغول ہوے یہان تو جراح زخمیونکے علاج مین مصروف
ہین اور دربار مین ہزبر فیل کش بیٹھا ہوا ہی ارادہ اسکا نذر بادشاہ کو دینے کا ہی لیکن
اب احوال دیگر لکھا جاتا ہی کہ بموجب لشکر کفار شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا اور

نقابدار ظفریاب ہوکر اپنی لشکرگاہ کیطرف گیا امیر باتوقیر بھی ہمراہ رکاب بادشاہ مع اپنی تمامی
فوجکے میدان جنگ سے پھر کر اپنے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوے سواران لشکر تو حکم امیر سے اپنے
خیام مین مرکبون سے اترکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے مقیم ہوے لیکن جملہ سرداران لشکر
بھی ہمراہ رکاب امیر باتوقیر اور بادشاہ لشکر اسلام دربار مین گئے بادشاہ تخت حکومت پر
جلوہ فرما ہوے امیر اپنے دنگل پر بیٹھے اور جملہ سرداران اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے خواجہ عمرو بھی حاضر
دربار ہوے اسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو اور سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر فرمایا آج
نقابدار سرخ پوش نے میدان جنگ مین فی الحقیقت کارنمایان کیا ہزبر فیل کش ایسے
زبردست سردار کو اتنی جلد زیر کیا اور لشکر کفار کو شکست دی اُسکی بہادری اور صف شکنی
مین شک نہین ہر خدا اُسکو نظر بد سے بچائے نہین معلوم یہ گل کس گلستان کا ہر اور یہ سرو رعنا کس
بوستان کا ہر اس سے مجکو ایک طرح کی الفت ہر خواجہ عمرو اور اکثر سردارون نے عرض کیا
حضور بیشک نقابدار سرخ پوش بہادر ہر عجب دلیری و بہادری سے اس نے ہزبر فیل
کش سے مقابلہ کیا اور اسے زیر کیا ہر بدیع الزمان نے اپنے والد ماجد اور سرداروں کی
گفتگو سُن کے اپنے دلمین کہا کہ نقابدار نے کیا ایسی بہادری کا کام کیا ہر کہ جسکی تعریف
اس قدر ہو رہی ہر یہان تو دربار مین نقابدار کی امیر اور اکثر سرداران لشکر تعریف
شجاعت کررہے ہین بدیع الزمان کو تعریف اسکی ناگوار ہر مگر اب احوال لشکر کفار کا لکھا
جاتا ہر کہ جب ہرمز و فرامرز اپنے لشکر کے ساتھ اہل اسلام سے شکست فاش کھا کر میدان جنگ
سے بھاگے اور لشکرگاہ تک بھاگتے ہوے آئے اور اہل اسلام بعد تعاقب اپنے لشکرگاہ کیطرف
چلے گئے بعد رنج و ملال داخل دربار ہوے خاقان گردون اساس اور امراے نامدار
اور بختیارک نابکار بھی ہمراہ اُنکے دربار مین گئے جب وہ تخت پر بیٹھے تو پھر سب اپنی اپنی جگہ
پر بیٹھے اسوقت ہرمز و فرامرز نے ایک آہ سرد کرکے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا افسوس
ہزار افسوس ہزبر فیل کش ایسا سردار آج نقابدار سرخ پوش سے زیر ہوکر مسلمان ہو گیا ہمین
امید تھی کہ یہ سردار اہل اسلام کا خاتمہ کردیگا سب مردمان لشکر اہل اسلام کو تہ تیغ کریگا
بادولت کو دشمنونکے قتل کرنے سے شادمان کریگا مگر حیف کہ امید دلی بر نہ آئی اُسوقت
اُنکے جواب مین اور تو کوئی کچھ نہ بولا مگر بختیارک نے عرض کیا اے شاہزادگان ذیوقار و
اے حاکمان نامدار کچھ آپ اُسکے زیر ہوکر مسلمان ہونیکا رنج نکیجیے خوب ہوا کہ وہ نابکار
زیر ہو گیا بار بار یاوہ گوئی کرتا تھا کلمات تکبر و غرور زبان پر لاتا تھا مجھ ایسے دانشمند
کی نصیحت پر عمل نکرتا تھا مجھ سے ایک قسم کی کاوش رکھتا تھا آمادہ میرے ہلاک کرنیکا ہوتا تھا
مین تو خوش ہوا کہ وہ زیر ہو گیا آپ خوش ہو جئے جھوٹا شخص آپکے لشکر سے نکل گیا جتنے دعوی کئے تھے
کسی دعوی کا انصرام نکر سکا اور کسی نامی سردار کو قتل نکر سکا اُسکے زیر ہو جانے سے آپکا کیا
نقصان ہوا ہان ایک نقصان البتہ سوا اوہ یہ ہر کہ مین نے اس امر کو بخوبی دریافت کیا ہر
کہ اسکے لشکر کے سوار اور رہا ہیار گروہ کے ہمراہی جو تھے وہ سب قتل ہو گئے کوئی اُنمین سے

زندہ باقی نرہا کہ یہان سے لاشہ ماہیار کا گاؤ لنگی گاؤ سوار کے پاس لیجاے اور تمام
حال یہان کا اُس سے جا کر بیان کرے تاکہ وہ برہم ہوکر اپنے اور کسی فرزند کو یا اپنے لشکر
کے کسی سردار کو مع فوج روانہ کرے اور وہ یہان آکر اہل اسلام سے مقابلہ اور مجادلہ
کرے اُسکی تدبیر میرے نزدیک یہ ہی کہ آپ بذریعۂ نامہ یہان کے حالات سے مفصل اُسے
اطلاع دین تاکہ وہ اور کسی کو یہان روانہ کرے یا خود آکر اہل اسلام سے لڑے ہرمز اور
فرامرز نے بختیارک کی تقریر پسند کرکے کہا ہم موافق تیرے کہنے کے گاؤ لنگی گاؤ سوار
کو نامہ کسی روز تحریر کرینگے پہ گنگر حکم دیا کہ جو ہمارے لشکر کے پیدل اور سوار قتل ہوے مین
اور جو ہزبر کی فوج کے سوار اور ماہیار کے لشکر کے مردم قتل ہوے ہین اُنکو جا کر موافق
ہمارے مذہب کے سب کو جلاؤ اور دفن کرد ملازم حسب الحکم فوراً گئے اور سب کو جنگگاہ سے
اُٹھا کر تعمیل حکم کی بعد ازان خدمت ہرمز و فرامرز مین آکر عرض کیا خداوندنعمت ہم حکم حضور
بجا لائے اب جو ارشاد ہو اُسے بھی بجا لائین اُنھون نے کہا اب جو لوگ زخمی ہین ہماری طرف
سے جرّاحونکو حکم دو کہ وہ انکا علاج کرین ملازمان مذکور تو یہان سے بموجب حکم ہرمز و فرامرز
جراحون کو زخمیونکے علاج کا فرمان پہونچانے جاتے ہین لیکن اب احوال لشکر نقابدار سرخ
پوش کا درج ہوتا ہی کہ قبل ازین جو نقابدار نے اپنے ملازمون کو حکم دیا تھا کہ ساقیون اور
نازنینان زہرہ خصال کو حکم دو کہ بزم عشرت مین آئین اور فوراً اُنھون نے انکو حکم نقابدار سے
آگاہ کیا تھا اب ساقیان گلعذار کشتیان مئی گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر بزم طرب مین آئے اور بادشاہ
لشکر اور نقابدار سرخ پوش کو مجرا اور تسلیم کرکے شیشہاے مل سے بلورین ساغرونین شراب ناب
اُنڈیل اُنڈیل کر بناز و انداز اہل بزم کو شراب پلانے لگی ہزبر فیل کش کو بھی اُنھون نے چند جام
شراب ناب کے دیے جب اُسکو نشہ ہوا اس نے خیال کیا کہ ابھی تک مین نے بادشاہ لشکر کو نذر نہین دی
بڑی نادانی کی ہی یہ خیال کرکے فوراً اپنے دنگل سے اُٹھا اور اپنی جیب سے بہت سی اشرفیان
نکالکر بموجب دستور ہاتھون پر رکھکر اور ایک شمشیر صفہانی کہ ایک سردار لشکر کے پاس تھی اور
اس نے اثناے راہ مین لیلی تھی اُسے اپنی کمر سے کھینچکر موافق دستور روبروے بادشاہ جا کر نذر
دی بادشاہ نے خوش ہوکر نذر اس کی قبول کی اور حکم دیا کہ جلد کشتی خلعت بیش بہا کی لاؤ اور اس
بہادر کو خلعت دو چنانچہ حسب الحکم ملازم فوراً کشتی خلعت کی لائے اور اُسے خلعت دیا اُس نے خلعت
پہنکر بادشاہ کو مجرا کیا پھر حکم بادشاہ سے اپنے دنگل پر آکر بیٹھا ساقی بچے کہ شراب اہل بزم کو پلا
رہے تھے جب سبکو شراب پلا چکے اور جملہ اہل دربار بعد میکشی گزک سے لطف بے حد اٹھا چکے
ساقیان مذکور کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم عیش سے باہر لیگئے بعد اُنکے جانیکے ایک نازنین جبین
زہرہ خصال علم موسیقی مین بعدیل و بے مثال مع اپنے سازندونکے بزم عیش و عشرت مین کہ وقت شبکا
تھا بناز و انداز حاضر ہوئی اور بادشاہ اور نقابدار سرخ پوش کو آداب و تسلیم بجا لاکر بعد درست
ہونے سازندونکے کھڑے ہوکر روبروے اہل بزم رقص کرنے لگی جملہ اہل محفل اُسکا رقص دیکھنے لگے
تا دیر وہ نازنین خوب ناچی اور اہل بزم کو اس نے اپنے رقص سے نہایت خوش کیا کیونکہ وہ ایسی

رقاصہ تھی کہ اگر اُسکا رقص زہرہ اور مشتری فلک دیکھ پاتین تو اپنے کمال کو بھی بھول جائین اور بے اختیار اسکے کمال کی تعریف کرتین بعد رقص کرنیکے اس نازنین نے خیال کیا کہ اب کوئی ایسی اچھی غزل اس بزم عشرت مین گانا چاہیے کہ جو عاشقانہ ہو اور کسی استاد شاعر شیرین مقال کی ہو اور اہل بزم اُسے سُنکے پسند بھی کرین اور میرا رنگ بھی جمے چنانچہ بعد فکر اسنے یہ غزل جناب شیخ وزیر علیصاحب نقاش متخلص بہ انجم کی کہ اب وہ ملازم مطبع منشی نولکشور صاحب مرحوم مطبع اودھ اخبار مین ہین اور فن نقاشی مین بےمثل و نظیر ہین یاد کرکے شروع کی وہ غزل یہ ہے

غزل

کیا وہین زخم جگر کا میرے گویا ہوتا
مجھکو ای شور قیامت نہ جگایا ہوتا
سوزش داغ جگر پر میری رو دیتی شمع
میری تقدیر کے لکھے کو مٹایا ہوتا

جو یہ کہتا تیری بیدرد کا شکوا ہوتا
آتے بالین پہ جو تم اپنے مریض غم کی
محفل یار مین گر ذکر ہمارا ہوتا
مجھکو کم حوصلہ کیون یار نے سمجھا انجم

قبر مین آنکھ لگی تھی ابھی رونے رہتے
ملک الموت سے اعجاز مسیحا ہوتا
خط پامال مصیبت کو جو دھویا تو کیا
ناز اٹھاتا جو کسینے نہ اٹھایا ہوتا

جب وہ نازنین غزل مندرجہ گاتی تھی اہل بزم ہر ایک شعر کی تعریف کرتے تھے جب وہ غزل مذکور گا چکی ہرمز نے اور دیگر اہل بزم نے اُسکی تعریف کی نقابدار سرخ پوش نے اُس سے کہا اور کوئی غزل اگر تصنیفات اور دیوان انجم سے تجھے یاد ہو تو شروع کر دو اور گاؤ کہ انکا کلام صاف اور اچھا ہے اُسنے عرض کیا بہتر ہے چنانچہ یہ غزل اُس نے بصد ناز و ادا گانا شروع کی

غزل

ایک ہی وار مین گر تنسے جدا سر ہوگا
سایہ پیدا نہ کبھی مثل پیمبر ہوگا
بے زبانو نسے ہی کیا داد طلب ہی قاتل
کوئی دنیا مین حسین تم سے نہ بڑھکر ہوگا
دعوی کرتا ہی خدائی کا وہ بت ای انجم

میری گردن پہ یہ احسان ترا خنجر ہوگا
اپنا مختار وہی شافع محشر ہوگا
وصف خنجر دہن زخم سے کیونکر ہوگا
ہوگی امید نگاہون مین سما جانے کی
نامہ بر اسکا جو آئیگا پیمبر ہوگا

جسم کا ہید گئی غم سے یہ لاغر ہوگا
کیا مجھے اور اگر کوئی پیمبر ہوگا
پوچھیے آپ اگر سچ تو میری نظرون مین
صفت تار نظر جسم جو لاغر ہوگا

نازنین مذکورہ نے جب یہ غزل مندرجہ بناز و انداز گا کر تمام کی اہل دربار یعنے صاحبان بزم عشرت سب خوش ہوے ہرمز نے کہا اس غزل مین چند شعر خوب ہین ہمین نہایت پسند ہین جواب مین اُسکے ایک سردار نے کہا چند شعر کیا سب ہی اشعار اچھے ہین اور یہ نازنین گاتی بھی خوب ہے الحاصل جب وہ نازنین غزل تمام کر چکی نقابدار نے اسے انعام زر کثیر دیکر رخصت کیا بعد جانے اُس نازنین کے اور ایک نازنین خوش جمال مشتری خصال مع اپنے سازندونکے اُسیوقت بزم عیش مین حاضر ہوئی اور بادشاہ اور نقابدار کو آداب و تسلیم بجا لاکر اپنے سازندو نسے مخاطب ہوکر کہنے لگی جلد سازونکو ملاؤ انھون نے بموجب اُسکے کہنے کے حسب دلخواہ سازونکو درست کیا وہ نازنین کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے رقاصہ مذکورہ ناچنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے تا دیر رقص کرکے وہ نازنین ایک غزل کسی استاد کی گانے لگی اہل بزم بگوش سننے لگے جب وہ تمام و کمال اشعار غزل گا چکی وہ بھی انعام لیکر بزم سے چلی گئی اسیطرح چند نازنینان خوبرو اور خوش گلو نے بزم مین آکے رقص و نغمہ کیا نصف شب سے زیادہ زمانہ گذر گیا ایمائے بادشاہ سے نقابدار نے بزم عشرت کے موقوف ہونیکا حکم دیا اہل طرب انعام کثیر لیکر اپنے گھر گئے یہان بادشاہ لشکر نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنے اپنے خیمہ مین گئے ہرمز بھی دربار کے باہر آیا جو خیمہ کہ حکم نقابدار ہرمز کیواسطے

برپا کردیا گیا تھا وہ آہین جاکر راحت پذیر ہوا بادشاہ لشکر اور نقابدار اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی ادھر گورنزاد ختنی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار فیض آثار مین تشریف لائے اور تخت پر بیٹھے نقابدار اور جملہ سرداران لشکر بھی داخل دربار ہوئے اور بادشاہ موصوف کو آداب وتسلیم کرکے اپنے اپنے دنگل پر ہر ایک بیٹھا اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام بھی ہنگام سحر بعد ادائے نماز سحر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے امیر باتوقیر اور جملہ سرداران لشکر کہ دردولت پر منتظر تشریف آوری تھے دیکھتے ہی بادشاہ کو سب نے سر اپنے واسطے آداب وتسلیم کے بادب تمام جھکائے بادشاہ موصوف نے سبکو جواب سلام دیا پھر سب سرداروں کے حلقہ مین دربار تک آئے اور تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوئے اور جملہ سرداران موجودہ اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے امیر نے خواجہ سے مخاطب ہوکر فرمایا ای خواجہ تھوڑی زمانے سے خوشکام وزیر اور ہشام تیزپران عیار جو ہمراہ ثریا شاہزادہ شہر زنگبار کے آئے تھے ہم نے انھین نہین دیکھا ہی نہین معلوم وہ فی زمانہ بیمار ہین کہ بوجہ بیماری کے اپنے خیام مین پڑے رہتے ہین اور باہر خیام کے نہین نکلتے ہین یا لندھور اور ثریا اور زریان بن قنطور شاہ اور کرب غازی کو کہ ہشام نے بیہوشی اُنھین بیہوش کرکے گرفتار کیا تھا یہان سے جانب ملک زنگبار انکو لیکر چلے گئے ہین پس اسوقت تم خود کسیطرح لشکر کفار مین جاؤ اور حال انکا دریافت کرکے جلد مجھ سے آکر بیان کرو خواجہ نے عرض کیا مین ابھی جاتا ہون اور احوال دریافت کرکے عرض کرتا ہون یہ کہکر ارادہ جانے کا کیا تھا کہ یک چند ہرکارے لشکر امیر باتوقیر کے گھبرائے ہوئے دربار مین آئے اور مجراگاہ سے بادب تمام بادشاہ کو مجرا کرکے اس طرح ثنا ودعائے بادشاہی زبان پر لائے بموجب نظم

بسکہ عکس آفتاب دیدہ درد آسمان
می جھد تیر سعادت از کمان آفتاب
تا کند گردش عیان راز نہان آسمان
نور حشمت باد حسن جاودان آفتاب

کردہ تام سینہ اش آئینہ دان آفتاب
دمبدم چون ماہ نو نور رخش افزون شود
تا دہد زیب جہان حسن عیان آفتاب

ہر کجا آماجگاہ طلعتت آمادہ کرد
ہر کہ پیشانی نہد بر آستان آفتاب
وقت دولت باد سر لایزال آسمان

بعد ثنا ودعائے مندرجہ کے اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک جاہ اسوقت یہ غلام سرکار فیض آثار بشکل مبدل لشکر ہرمز وفرامرز مین گئے تھے وہان جاکر ہمکو اہل لشکر فرزندان نوشیروان سے معلوم ہوا کہ خوشکام وزیر اور ہشام تیزپران عیار دونون نابکار معہ فوج زنگیان قید لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور ثریا اور زریان بن قنطور شاہ کی ہمراہ اپنے لیکر راہ خشکی سے جانب ملک زنگبار پاس جو طویل بادشاہ زنگبار کے گئے ہین انکو گئے ہوئے عرصہ زمانہ ہوا ہے یقین ہی کہ ابھی تک وہ راہ مین ہونگے اور زنگبار مین نہ پہونچے ہونگے باقی خیریت ہی یہ کہکر ہرکارے تو بارگاہ سے نکل کر ایک جانب چلے گئے امیر نے ایمائے بادشاہ سے جام کلاہ عفریت مین شربت منگوا کر حسب قاعدہ قدیم درمیان دربار کے ایک صندلی چوکی پر رکھوایا اور باواز بلند فرمایا کون ایسا بہادر ہی تم سب مین کہ اس جام مین جو شربت ہی سے پئے اور تعاقب مین خوشکام وزیر اور ہشام تیزپران عیار کے جائے اور لندھور اور کرب غازی اور ثریا اور زریان کو ان کی قید سے چھڑائے اور ہمارے پاس لے آئے ابھی امیر یہ فرماکر

خاموش ہوئے تھے کہ فتاح پلنگینہ پوش اپنے دنگل سے اُٹھا اور قدرے اُس جام سے شربت پیکر
دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای امیر باتوقیر میرے آقا اور مالک کرب غازی کو خوشگام
اور ہشام جانب زنگبار لیگئے ہین اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُنکو اور لندھور اور ثریا اور ترکیان کو
اُنکی قید سے چھڑاؤن امیر نے فرمایا اچھا تم جاؤ لیکن جلد جانا اثنا ے راہ مین کم مقام کرنا اُسنے عرض
کیا ایسا ہی فدوی کریگا یہ عرض کر کے دربار سے باہر گیا اور بوق کو دم دیا گھوڑے جو قزاقونکے گھانس
چرنے کو صحرا مین گئے تھے وہ صدا ے بوق سنکے سمجھ گئے کہ اسوقت ہمارے مالک و آقا ہمکو بلاتے ہین ہمین
اُنکو جانا ہی یہ جانکر فوراً اُس جگہ سے دوڑتے ہوے اپنے اپنے سوار کے پاس آکھڑے ہوے دوبارہ
فتاح نے بوق کو پھر دم دیا قزاقون نے جلد جلد مرکبونکو زین ولجام سے آراستہ کیا اور خود بھی سلاح
جنگ سے آراستہ ہوے تیسری مرتبہ جو بوق بجایا سب قزاق کہ چالیس ہزار تھے گھوڑون پر سوار
ہوکر اپنے سردار فتاح پلنگینہ پوش کے پاس گئے اور عرض کیا کیا حکم ہی اُس نے کہا میرے ہمراہ
جانب زنگبار چلو کہ امیر باتوقیر کا حکم ہی سب نے عرض کیا بسم اللہ تشریف لیچلیے فتاح اندلش
کو ہمراہ لیکر اپنے مرکب پر سوار ہو کر اُنکے ہمراہ جانب زنگبار روانہ ہو بعد جانے فتاح مذکور کے
امیر باتوقیر دربار مین تشریف رکھتے تھے ناگاہ نامہ بردہ بارگاہ پر آیا خدام نے دربار مین آکر عرض
کیا کہ ایک شتر سوار ہندوستان سے آیا ہی امیدوار بار یابی ہی امیر نے حکم دیا اُسے ہمارے روبرو
لے آؤ خدام گئے اور اُسے دربار مین لائے اُسنے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو
بادب تمام مجرا کیا بادشاہ نے باشارہ ایک کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ تسلیم کر کے بیٹھا اسیوقت چند
ساقی کشتی شراب ناب کی معہ ساغر بلورین لیکر دربار مین بحکم امیر آئے اور دو تین جام شراب اُس
قاصد کو دئے جب اُسکو نشہ شراب کا ہوا تکار و منم نامہ دار امیر نے اُس سے نامہ طلب کیا اُس نے
اپنی دستار سے نامہ نکالکر دیا امیر نے میر منشی کو وہ نامہ دیا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون اُسکا یہ تھا حاکم
ہندوستان نے امیر باتوقیر کو تحریر کیا تھا کہ مین نے سنا ہی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو کہ قبل ازین غار افراسیاب مین جا کر چھپا تھا اب بوجہ کچھ مدد کرنے مددگارونکے وہ غار مذکور
سے بفوج گران نکلا ہی ہمراہ اُسکے کچھ ساحر بھی ہین ہرکارون کی زبانی سنا ہی کہ اُسکا ارادہ ہندوستان
پر آنیکا ہی لہذا یہ عریضہ خدمت عالی مین روانہ کر کے امیدوار ہون کہ میری اعانت کا خیال رہے
کیونکہ وہ کافر بلاے بد ہی امیر نے مضمون مندرجہ سے اطلاع پاکر قاصد مذکور کو خلعت رخصت
دیکر یہ فرماکر روانہ کیا کہ تو جا ہم کسی سردار کو خان اعظم یعنے صلصال بن دال کی سرکوبی کواسطے
جلد روانہ کرتے ہین قاصد مذکور جب چلا گیا امیر تجویز کر رہے تھے کہ کس بہادر کو روانہ کیا جائے
ناگاہ در دولت پر اور ایک قاصد آیا امیر اُسکے آنے سے مطلع ہو کر متردد ہوے اور حکم دیا کہ اس قاصد
کو بھی ہمارے روبرو لے آؤ جب وہ بھی حاضر دربار ہوا اُس سے بھی نامہ حسب دستور لیکر میر منشی سے پڑھوایا
حاکم سمرقند مسمی طولابہ رو نے خدمت امیر مین اسطرح گذارش کی تھی اور یون لکھا تھا کہ ای امیر
باتوقیر فی زمانہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بلشکر کثیر غار افراسیابی سے باہر آیا ہی
ارادہ اسکا یہ ہی کہ ترکستان وغیرہ کو اپنے قبضے مین کرے اور جو حکام آپکی طرف سے ہین انھین قتل کرے

چونکہ میرے پاس فوج قلیل ہی مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکونگا پس امیدوار ہون کہ میری مدد کیواسطے
کسی سردار کو روانہ فرمائے اور تامل نفرمائے امیر نے اس نامے کو بھی سنکے قاصد کو خلعت رخصت دیکر
یہ فرماکر رخصت کیا تو جا ہم بہت جلد کسی سردار لشکر کو واسطے مقابلہ صلصال کے روانہ کرتے
ہین جب یہ بھی قاصد دربار سے نکل کر چلا گیا امیر باتوقیر نے بایماے بادشاہ لشکر جام کلہ عفریت مین
شربت طلب کیا اور سر دربار چوکی پر رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام کو اٹھاکر شربت پئے
اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نابکار کی سرکوبی کیواسطے یہانسے جائے ہنوز یہ فرماکر
امیر خاموش ہوے تھے کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا اپنے دنگل سے اٹھا اور اُس نے اُس جام سے
کچھ شربت پی کر باقی رہنے دیا کہ اُسکو پہلوان عادی نے جلد اُٹھکر پی لیا واضح ہو ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قاعدہ
لشکر امیر کا ہی کہ جب کسی سردار کو کسی مہم پر امیر کو روانہ کرنا منظور ہوتا ہی تو ایک بہت بڑا جام
ہی اس مین شربت بھرواکر منگوایا جاتا ہی اور سر دربار چوکی پر اُسے رکھا جاتا ہی اور چونکہ وہ جام
از حد بڑا ہی اور کلہ عفریت اور کاسہ سر عفریت بھی بڑا ہوتا ہی اسواسطے اس جام کا نام جام کلہ عفریت رکھا
گیا ہی یعنے یہ جام مثل بڑے ہونے کلہ عفریت اور کاسہ سر عفریت کے ہی پس جس سردار کو امیر کے فرمانیکے
بعد جانا منظور ہوتا ہی وہ اس جام سے کچھ شربت پی لیتا ہی اور پہلوان عادی کہ ہمیشہ یہ بھوک کی شکایت
کرتے ہین اور پیٹ انکا بوجہ سیر خوراک ہونیکے نہین بھرتا ہی یہ غنیمت جانکر اُس باقی ماندہ شربت کو پی لیتے
ہین کہ کچھ تسکین بھوک مین اور پیاس مین ہو جائیگی اور امیر اس فعل کو اُنکے جائز رکھتے ہین
اُنہین مانع نہین ہوتے ہین اگر کبھی متواتر چند در چند سردار کہین جاتے ہین اور جام مذکور مین
شربت پُر در پُر حسب دستور آتا ہی تو پہلوان عادی بہت خوش ہوتے ہین کیونکہ اُس روز کسیقدر
پیٹ اُنکا بھر جاتا ہی الحاصل جب مالک اژدر جام کلہ عفریت سے شربت پی چکا دربار سے
باہر آیا اور اپنے لشکر کے تمام نیزہ دارونکو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار ہوکر جانب ترکستان روانہ
ہوا بعد جانے مالک اژدر کے امیر نے پھر جام مین شربت اُسیطرح سر دربار رکھوایا اور فرمایا
کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام کے شربت کو پئے اور مالک اژدر کی اعانت کیواسطے جانب
ترکستان جائے کیونکہ مالک اژدر صلصال کی سرکوبی کو گیا ہی اور فوج مالک کے پاس
کم ہی اور سنا ہی کہ صلصال کے پاس فوج بہت ہی بس ضرور ہوا کہ مالک کی مدد کے واسطے
کسی سردار کو روانہ کیا جائے یہ فرماکر امیر خاموش ہوے اسوقت بدیع الزمان نے اپنے دنگل
سے اُٹھکر جام مذکور سے کچھ شربت پیا اور دربار سے باہر آکر سلاح جنگ سے آراستہ ہوے اور
اپنے مرکب پر سوار ہوکر اور اپنی تمامی فوج مسلح و مکمل اپنے ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوے

داستان پہونچنا خوشکام وزیر اور ہشام تیز پران کا زنگبار مین اور طلب کرنا ثریا وغیرہ کو مع حالات دیگر

عنادل گل روے تو گلعذارانند
غلام نرگس مست تو تاجدارانند

اسیر دام بلاے تو دل فگارانند
خراب بادہ لعل تو ہوشیارانند

غبار راہ وفاے تو شہسوارانند
ہمارے مدنظر تھے بہت نشیب و فراز

نگوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
وگرنہ عاشق و معشوق راز دارانند
وے نہیں سمجھے احوال پر کسیکے نظر
ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہے تو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو
ہے تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
مرد بصومعہ کانجا سیاہکارانند
پڑا ہے شور زمانے مین ای نسیم نفس
سیاہ پوش ہے اک خلق ایک جہان غمگین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

یہ کیا کرے کہ یہ ہے اقتضائے راز و نیاز
خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر
ز زیر زلف دوتا چون نگہ کنی بنگر
سنے نہ ایک تری تو بنائے یا مین سو
کہ مستحق کرامت گناہگارانند
بکے ہے تیرہ درون واعظ اسکی بات نہ سن
وہ کون ہے کہ نہیں پائے بند دام ہوس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
وہ کون ہے کہ پریشان و خستہ حال نہین
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

ترا چنانکہ مرا آبدیدہ شد عمار ز
ہر عاشقوں کا تیرے ساتھ ساتھ ایک لشکر
کہ در زمین و بیسارت چہ بیقرارانند
یہان نہیں کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو
کے ہے پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن
بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن
ہوئے ہین زمزمہ سنج وفا کس و ناکس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین

منشیان سحر بیان و ناظمان شیوا زبان محرران وقائع صحیح وکاتبان حالات صریح اس داستان رنگین کو اسطرح درج کرتے ہین کہ جب خوشگام وزیر اور ہشام تیز پران مع لشکر زنگبار اور لندھور اور کرب غازی اور ثریا اور نریمان بن قنطور شاہ کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے لشکر ہرمز و فرامرز سے ہنگام شب روانہ ہوئے تھے تھوڑی دور جاکر ہشام نے خوشگام سے کہا کہ میرے نزدیک خشکی کی راہ سے چلنا مناسب نہین ہے کیونکہ اول تو راہ خشکی کی پر خوف ہے کیونکہ اگر امیر با توقیر کو اس حال سے آگاہی ہو جائیگی کہ لندھور وغیرہ کو خوشگام جانب زنگبار لیے جاتے ہین تو وہ خود یا اپنے لشکر کے کسی سردار کو فوری روانہ کرینگے اور وہ ہمارا سد راہ ہوگا دوسرے یہ کہ اگر خشکی کی راہ سے چلیے گا تو زنگبار مین ایک مدت مین داخل ہوجیے گا اور اگر جلد چلنے کا ارادہ کیجیے گا تو بوجہ کثرت صعوبت طی منازل پڑ دوڑ سے بیمار ہوجایے گا اور سب اہل لشکر بھی پریشان خاطر ہونگے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تری کی راہ سے چلیے کہ جلد زنگبار مین پہونچیے گا اور امیر کیجانب سے بھی چندان خوف نہوگا خوشگام ہشام کی گفتگو سنکے کہنے لگا کہ تیری رائے مین پسند کرتا ہوں ایسا ہی کرونگا چنانچہ اُس نے اُس روز ایک صحرائے سبزہ زار مین قیام کیا دوسرے روز ایک دریا کے کنارے پہونچا اور کشتیون پر سوار ہوکر جانب زنگبار روانہ ہوا بعد تھوڑے دنونکے بوجہ بادمراد کی کشتیان مع الخیر حدود زنگبار مین پہونچین خوشگام اور ہشام دونون خرم و شادمان کشتیون سے اترے فوج بھی تمام کشتیون سے اتری لندھور اور ثریا اور کرب اور نریمان کو بھی کشتیون سے اتارا اور تھوڑی دور وہانسے جاکر ہنگام شب قلعہ انگشت مین کہ شاہ زنگبار کی قلمرو مین تھا اسمین قیدیونکو رکھا اور خود بھی سب اسمین مقیم ہوئے جب وہ شب گذر گئی اور صبح ہوئی خوشگام وزیر نے ایک عرضی اس مضمون کی اپنے بادشاہ چو طویل کو لکھی کہ یہ فدوی حضور کے حکم سے ہمراہ رکاب شاہزادہ ثریا کی جانب بصرہ گیا تھا وہان پہونچکر شاہزادہ موصوف نے چند روز اہل اسلام سے مقابلہ کیا انجام کار کرب غازی سے زیر ہوکر انھین کے ہمراہی اختیار کی اور مسلمان بھی ہو گیا ہر چند سمجھایا مگر فدوی کا کہنا نمانا آخر کار ہشام تیز پران نے عیاری کی اور ثریا اور کرب غازی اور لندھور اور نریمان

بن قنطور شاہ کو بیہوش کرکے گرفتار کیا مین انکو لیکر یہان تک آیا ہون زر بانو فیل کش اور شاہ ثریا کا ہنگام مقابلہ زیر ہوکر گرفتار
ہوگیا تھا وہ ہاتھ نہین آیا اور بدقدوی اسکو بھی ہمراہ لاتا اب یہ تکوار قلعہ انگشت مین مقیم ہی جو حکم ہو بجا لاے جب
عرضی لکھ چکا اُسے ملفوف کرکے سرنامہ پر اپنا نام لکھکر ایک شتر سوار کو وہ عرضی دیکر کہا کہ جلد یہان سے
خدمت مین بادشاہ زنگبار کی جا اور یہ عرضی میری اُسے دے اور جو کچھ وہ حکم دے اُس سے مجھے
آگاہ کر قاصد مذکور عرضی لیکر اونٹ پر سوار ہوکر روانہ ہوا بعد قطع راہ در دولت بادشاہ زنگبار
پر پہونچا دربانون سے کہا میرے حاضر ہونے کی بادشاہ کو اطلاع دو انھون نے اُسے وہین ٹھہراکر
بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ ایک ناقہ سوار عرضی خوشکام وزیر کی لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے
امیدوار باریابی ہی بادشاہ زنگبار نے اُن سے فرمایا جلد اُس ناقہ سوار کو ہمارے روبرو حاضر
کرو خدام گئے اور اُسکو سامنے بادشاہ زنگبار کے لےگئے اُسنے مجراگاہ سے بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ
نے عرضی اُس سے طلب کی اُس نے عرضی پیشکش کی بادشاہ نے میر منشی سے اُسے پڑھوا کر سنا اور
ملول وحزین ہوکر اُس ناقہ سوار سے کہا تو جا اور ہمارے وزیر خوشگام سے کہنا کہ جلد اپنے تئین مع
قیدیونکے ہم تک پہونچا ناقہ سوار مذکور اُسیوقت وہان سے روانہ ہوکر راہ طے کرکے وزیر خوشگام کے
پاس آیا اور حکم بادشاہ سے اُسے اطلاع دی اُس نے بموجب ارشاد بادشاہ اسیدم وہان سے کوچ کیا اور بعد
قطع راہ ایکروز وقت سحر در دولت بادشاہ زنگبار پر پہونچا بادشاہ کو اُسکے آنیکی خبر ہوئی فوراً حکم کیا کہ وزیر
خوشکام سے کہدو کہ قیدیونکو بھی ابھی اپنے ہمراہ ہمارے سامنے لائے چنانچہ حسب الحکم خوشگام وزیر
ثریا وغیرہ قیدیونکو کہ طوق زنجیر مین گرفتار تھے اپنے ہمراہ سامنے چوطویل بادشاہ زنگبار کے لیگیا
اور باادب تمام اُسے مجرا کیا لندھور نے بھی سامنے بادشاہ کے جاکر باواز بلند کہا اسلام علیکم سلام
میرا اُس شخص پر جو خدا کو واحد ولاشریک جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر حضرت ابراہیم کی نبوت کا اقرار کرتا ہو اہل
دربار نے خداے نادیدہ کا نام سنکے اپنی انگلیون سے سوراخ اپنے کان کے بند کیے تاکہ خداے نادیدہ
کا ذکر نہ سنین اور کینے جواب نہ دیا اسوقت بادشاہ مذکور اپنے فرزند ثریا کو غل و زنجیر مین گرفتار دیکھکر آبدیدہ ہوا
اور نہایت مہربانی اور شفقت سے اُس سے کہا ای فرزند دلبند مین نے تجکو واسطے اعانت کرنے فرزندان
نوشیروان کی روانہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اہل اسلام سے مقابلہ کرنا اور انہین قتل کرنا تو وہان جاکر
کیون مسلمان ہوگیا اپنا دین آبائی کیون ترک کردیا اور جاگتی جوت خداوندونکی پرستش کیون ترک
کردی ہمارے خداوند ایسے ہین کہ ہم اُنکا جمال دیکھتے ہین اور اُنسے کلام کرتے ہین اور وہ ہماری بات کا
جوابدیتے ہین خصوصاً ہمارے خداوندگو ساختہ نخورکہ خداوندون مین بہت ذی شرف ہین اپنا جمال بیمثال دکھاتے
ہین بارہا کلام کرتے ہین تو نے بھی ایکمدت تک انکی پرستش کی ہی اور تیرے حال پر وہ مدام مہربان رہے
ہین افسوس اُن سے بھی تو منحرف ہوگیا اور خداے نادیدہ کہ جو کبھی دیکھنے مین کسی کے نہین آتا ہی اور
نہ وہ کسی سے بروبرو کلام کرتا ہی اُسکی پرستش تو نے اختیار کی یہ امر تیرے فہم و فراست سے بعید تھا نہین معلوم
کس شخص نے مثل غول بیابان کے تجھے بہکایا اور راہ دین حق سے تجھے بہکاکر راہ باطل پر پہونچایا اور تو نے
بھی نادانی سے اُسکے کہنے پر عمل کیا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب مین تجکو سمجھاتا ہون کہ خداے نادیدہ
کی پرستش سے باز آ اور اپنے دین آبائی کو اختیار کر مین ابھی تجکو قید سے رہا کردون اور سینہ سے

اپنے لگا اُن فربانے برہم ہوکر جواب دیا ای پدر آگاہ ہو کہ مین ایک مدت تک صحراے کفر و ضلالت مین سرگردان
رہا الحمد للہ کہ مین بصرہ مین جاکر اِس بہادر کے پاس میرے طوق و زنجیر مین گرفتار کھڑا ہی اور نام نامی
اُسکا کرب غازی ہی مقابل ہوا اِسنے مجھے دلیرانہ و مردانہ ہر طرح زیر کیا اور فنون جنگ سے
کوئی فن ایسا نہ تھا کہ اُس مین اِسنے مجھے زیر نکیا ہو نیزہ بھی میرے ہاتھ سے اس نے نکال دیا اور فن کشتی
مین بھی اِسنے مجھے زیر کیا ہی اور اِس نے راہ دین اسلام بھی مجھے دکھائی ہی اور صحراے کفر و ضلالت سے
بھی نکالا ہی اِس نے مجھپر بڑا احسان کیا ہی کیونکہ راہ دین حق سے اِس نے آگاہ کیا ہی اب مین طریق
حق تیرے کہنے سے چھوڑ کر صراط باطل پر ہرگز قدم نرکھونگا ایکروز مرنا ہی آخرت مین عذاب نار جہنم
سے ڈرتا ہون اور تو بھی خوف کر اور مانند میرے سب اپنے خداوندون پر لعنت کر کہ کچھ نہین
ہین اُنکو بت تراشون نے اپنے ہاتھ سے تراشکر بنایا ہی اُنمین کسیطرح کی قوت اور قدرت نہین ہی چو طویل
اپنے فرزند کی تقریر سنکے مغموم ہوا اور کہنے لگا ای فرزند اس مسلمان نے ایسا کچھ تجھے سمجھایا ہی کہ میری
نصیحت کچھ تیرے دلپر اثر نہین کرتی ہی اور میری صیقل پند تیرے آئینۂ دل سے زنگ اعتقاد خداے
نادیدہ کو دور نہین کرتی ہی خیر اسکی اور کوئی تدبیر کیجائیگی یہ کہکر لندھور سے مخاطب ہوکر کہا ای
لندھور تو بھی میرے فرزند کے برابر ہی تجھکو بھی سمجھانا ضرور ہی کیونکہ تو میرے فرزند ثریا کا برادر
خالہ زاد ہی اور شجاعان جہانمین تیرا بھی شمار ہی افسوس باوجود اس شجاعت اور فہم و فراست کے
تو بھی شریک اہل اسلام ہوگیا اور دین انکا تونے اختیار کیا ذرا غور کر کہ سعدان تیرا باپ
کیا مذہب رکھتا تھا اور مین کہ تیرا بزرگ ہون اور عزیز ہون کیا مذہب رکھتا ہون حیف تونے
اپنے بزرگون کو چھوڑ دیا اور اُنکے دین سے بھی ہاتھ اٹھایا سلطنت سے بھی کنارہ کیا فرمانبرداری
اور غلامی حمزہ صاحبقران کی اختیار کرلی خداوندونکو اپنے ناراض کیا آبا و اجداد کی ارواح کو رنجیدہ
کیا دیدہ و دانستہ راہ باطل پر قدم رکھا اب بھی کچھ قباحت نہین ہی کہ توبہ کر اور خداے نادیدہ کی پرستش سے
باز آ میرے کہنے پر عمل کر مین تجکو قید سے رہا کردونگا اور نہایت تجھپر لطف و مہربانی کرونگا لندھور بن
سعدان نے غضبناک ہوکر جواب دیا ای چو طویل گو تو میرا بزرگ اور عزیز ہی لیکن بوجہ کافر ہونے کے
مین تجھے سگ ناپاک سے بھی بدتر جانتا ہون ارے تجکو راہ دین حق سے طرف طریق باطل کے پھیرتا ہی مین
ہرگز اصنام پرستی نکرونگا آبا و اجداد کے دین کو ہرگز اختیار نکرونگا کیونکہ دین اُنکا برا اور باطل تھا اور وہ
کافر تھے اور بوجہ جہالت کے اصنام پرستی کرتے تھے اور تو بھی کرتا ہی انجام اِس بت پرستی کا اچھا نہین ہی بعد
مرگ مبتلاے عذاب الیم ہوگا قیامت مین حکم خداوند کریم سے تو نار جہنم مین منہ کے بھل گرادیا جائیگا اور
ہمیشہ اُسی مین رہیگا وہ نار ایسی تیز ہوگی کہ ایکدم مین تجھکو جلاکر خاکستر کردیگی اور حکم خداوند جلیل سے پھر
تیرا پتلا بنے گا اور پھر آگ جلائیگی اُس آگ کی حرارت کا احوال اور تو کیا مجھسے بیان کیا جاے لیکن اتنا
بیان کرنا ضرور ہی کہ جب خالق کون و مکان و معبود انس و جان کو منظور ہوا کہ براے کاربرآری اہل جہان
آگ دنیا پر بھیجی جاے پس پروردگار نے اپنے فرشتونکو حکم دیا کہ بقدار ایک ذرہ کے جہنم سے آگ نکالو
اور اسکو چند در چند نہرون اور دریاؤن مین ڈبکر سرد کرو چنانچہ حسب الحکم خداوند عالم کے فرشتون نے
ایسا ہی کیا جب وہ آگ خوب سرد ہوگئی اور حرارت اُس سے زیادہ تر زائل ہوگئی اور کچھ حرارت

اسمین باقی رہگئی اسوقت جناب روح الامین کو حکم ایزدی ہوا کہ اس ذرۂ نار کو فلان پہاڑ کی چوٹی پر
لیجا کے رکھو جناب جبرئیل امین فوراً حکم رب العالمین بجا لائے جسوقت انھون نے ذرۂ آتش مذکور کو
سر کوہ پر رکھا فی الفور وہ ذرہ سر کوہ سے بلند ہوکر نار جہنم مین جا کر مل گیا اور پہاڑ کی چوٹی پر نہ ٹھہرا اور
وہ کیونکر ٹھہرتا کہ ذرۂ آتش تھا جہنم کا گو وہ کتنی ہی نہرونکے پانی سے سرد کیا گیا تھا لیکن جزو کل سے جدا
ہوا اور آخرکار اُسی نار جہنم مین داخل ہوکر قرار لیا اور بمصداق اُسکے قول عرب کا ہے وہ یہ ہے کل شی
یرجع الی اصلہ یعنے کل چیزین رجوع کرتے ہین طرف اپنی اصل کے الغرض ذرۂ آتش مذکور جب بالائے کوہ
نہ ٹھہرا اُسکی حرارت اور گرمی جو پتھر مین رہی اور پتھر سے آگ نکالی گئی وہ آگ یہی آگ ہے کہ جس سے اہل
دنیا بڑی بڑی سخت چیزونکو نرم کرتے ہین آہن اور فولاد کو پگھلاتے ہین غرض اِس تقریر سے یہ ہے کہ
آتش دنیا تو اسقدر تیز ہے نار دوزخ کی کیا حرارت ہوگی وقنا ربنا عذاب النار اور آتش دوزخ
مذکور پروردگار عالم نے محض واسطے کفار اور مشرکین وغیرہ گنہگارون اور بے دینون
کے لیے خلق کی ہے پس تو بھی کافر ہے اُسی آتش مین جلایا جائیگا اگر عذاب نار سے محفوظ رہنا منظور
ہے تو میرے کہنے پر عمل کر اپنے اِس کفر اور بت پرستی کو ترک کر دین اسلام اختیار کر چوطویل نے لندھور
کو جواب دیا تیری باتین کچھ بھی میرے ذہن مین نہین آتی ہین نہین معلوم تو کیا بکتا ہے ابھی تو نے خود ہی کہا
ہے کہ کل چیزین رجوع کرتی ہین طرف اپنی اصل کے پس تجکو لازم ہے کہ اپنی اصل کیطرف رجوع کر تیرے
آبا و اجداد کا جو مذہب تھا وہی مذہب تو بھی اختیار کر اور اِس اپنے مذہب جدید کو ترک کر دے
لندھور بن سعدان نے جواب دیا اے چوطویل مین نے تو اپنی اصل کی طرف رجوع کی لیکن تو بوجہ نادانی کے
سمجھا ارے میرے عناصر مین حکم خدا سے وہ خاک داخل کی گئی ہے جو خاک طینت برگزیدگان خدا سے بچ رہی
تھی اسیوجہ سے مین نے کفر و کافری اور بت پرستی چھوڑ دی اور طرف اپنی اصل کے رجوع کی یعنے وہ خاک کہ
پاک و پاکیزہ تھی اُسکی طرف رجوع کی اور جتنے مومن و دیندار ہین سب اُسی خاک سے پیدا ہین اور انجام اُنکا
انشاء اللہ اچھا ہوگا وہ داخل جنان ہونگے بخلاف کفار کے کہ تو بھی انہین شامل ہے چوطویل لندھور بن سعدان
کی تقریر سنکے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا اونالائق تو مجھکو نصیحت کرتا ہے اور میری نصیحت کو نہین سنتا ہے ارے
تیری ہی صحبت مین میرا لڑکا خراب اور بیدین ہو گیا اب مین تجھسے پھر کہتا ہون کہ دین خدا
پرستی کو چھوڑ دے اور میرے فرزند سے بھی کہہ کہ یہ بھی خدائے نادیدہ کی پرستش موقوف کرے اگر
اب تو میرا کہنا نمانے گا تو ظرور ہی تجھے سزائے سخت دونگا جلا دونکے حوالے تجھے کر دونگا وہ تجھے پھر
اِسطرح قتل کرینگے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو تیرے حال پر رحم آئیگا اور مجھکو بھی ترس نہ آئیگا لندھور نے
جواب دیا او کافر مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نکرونگا جو تیرا دل چاہے میرے حق مین کر خدا میرا تیرے
شر و فساد سے مجھے بچائیگا چوطویل نے برہم ہوکر لندھور بن سعدان کی جانب سے منھ پھیرا
اور نریمان بن قنطور شاہ سے مخاطب ہوکر کہا اے نریمان بن قنطور شاہ مین تو تیرے
آبا و اجداد سے اور تجھ سے بخوبی تمام آگاہ ہون تو کیونکر ان مسلمانون کے دام فریب مین گرفتار
ہو گیا تیری عقل و فہم سے یہ امر بعید تھا کہ تو خدائے نادیدہ کی پرستش کرے اگر تو نے بخوف جان
دین اسلام قبول کر لیا تھا تو اب کچھ خوف نکر مین تیرا معین و مددگار ہون کوئی تجکو ضرر نہ پہونچا سکے گا

تو بدستور قدیم اپنے دین آبائی کو اختیار کر اور لندھور اور میرے فرزند ثریا کو بھی سمجھا مین تیرے ساتھ نیکی کرونگا قید سے رہا کرونگا ملک و مال بھی دونگا نریمان نے جواب دیا او ملعون تو مجھکو ملک و مال کا لالچ نہ دے مین ایمان فروش نہین ہون مجھے میرے حال پر چھوڑ دے اور ایسی واہیات تقریر مجھسے نکر ہرگز مین تیرے کہنے پر عمل نکرونگا چوطویل بادشاہ زنگبار نے نریمان سے بھی جواب صاف سنکے اُس کی طرف سے منھ پھیر لیا اور جانب کرب غازی کے دیکھا اور بصد قہر و غضب کہا کہ او مسلمان لُچّہ غضب کیا تونے کہ میرے فرزند پر نہین معلوم کونسا افسون پڑھکر دم کر دیا ہی کہ مین ہر چند اُسکو سمجھاتا ہون وہ کسی طرح نہین سمجھتا ہی اور میرے کہنے کو نہین مانتا ہی تیری خیر بس اسی مین ہی کہ میرے فرزند اور لندھور کو سمجھا کہ وہ میرے کہنے پر عمل کرین ورنہ مین سبکے پہلے تجھے قتل کرونگا کہ تجھسے مجھے نہایت صدمہ دیا کرب غازی نے جو اُسکی گفتگوے سخت سنی ہر چند کہ طوق و زنجیر مین گرفتار تھا لیکن مطلق اُس سے نہ ڈرا اور دلیرانہ اسطرح جوابدیا کہ او نابکار کیا بکتا ہی خاموش رہ مجھکو ساحر بناتا ہی اور میرے قہر و غضب سے نہین ڈرتا ہی مجھکو طوق زنجیر مین گرفتار دیکھکر عاجز خیال کرتا ہی اگر چاہون تو اِس زنجیر کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالون اور ابھی تخت سے تجھے کھینچکر بسہولت تمام ہلاک کر ڈالون اگر تجھکو یہ خیال ہو کہ میرے دربار مین دنگلون پر پہلوان بیٹھے ہین یہ تجھے بچا لینگے تو اسکی امید نرکھنا کیونکہ ان نیز و لوگی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے دلاورون اور شیرون سے مقابلہ کرین اور یہ جو تونے کہا کہ مین تجھے قتل کرونگا اُسکا جواب یہ ہی کہ تو مجھے کیا قتل کریگا تیری اتنی لیاقت ہی نہین ہی اگر سب تیرے دربار کے سردار اور پہلوان اور تمامی تیری فوج مجھپر حملہ کرے اور مجھے قتل کرنا چاہے تو بھی مین افضال خدا سے نہ قتل ہون اور سبکو شکست دون چوطویل بادشاہ زنگبار کرب غازی کی گفتار سنکے از حد برہم ہوا اُسوقت اہل دربار مین سے دو تین ارکین سلطنت نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ بالفعل انکو سزاے سخت دینا اور قتل کرنا ہمارے نزدیک مناسب نہین ہی فی الحال انکو زندان مین قید کرنا چاہیے بعد چند روز کے پھر انکو سمجھائیے گا غالبا یہ سب حضور کے ارشاد کرنے کو بسر و چشم قبول کرینگے شاہ مذکور نے ارکین سلطنت سے یہ سنکے حکم دیا کہ ان قیدیون کو زندان مین لیجاؤ اور اِن پر سختی زیادہ کرو حسب الحکم ملازم اُنکو دربار سے جانب زندان لیگئے اور قید خانہ مین اُنکو قید کیا بعد چند روز کے چوطویل نے اپنے دل مین خیال کیا کہ میرا فرزند ثریا اِن مسلمانون کی صحبت مین رہکر بیدین ہو گیا ہی اگر اِن مسلمانون کی صحبت سے جدا رہیگا تو یقیناً راہ راست پر آجائیگا علاوہ اسکے قید خانہ کی شدائد سے محفوظ رہیگا یہ خیال کرکے چند ملازمونکو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور داروغۂ قید خانہ سے کہو کہ حکم بادشاہ تجھکو یہ ہی کہ ثریا کو قید سے نکالکر خدمت گوسالہ سخنور مین لیجا اور وہان براے نام اُسکو قید کر ملازمان مذکور حسب الحکم بادشاہ فوراً داروغہ زندان کے پاس گئے اور حکم بادشاہ سے اُسکو آگاہ کیا وہ فی الفور در زندان پر گیا اور قفل در زندان کھولکر ثریا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شاہزادہ ذیجاہ شہنشاہ یعنے آپکے والد آج آپ پر مہربان ہوے ہین مجھکو حکم دیا ہی کہ مین آپکو زندان سے نکالون اور مقام گوسالہ سخنور مین لیجا کر براے نام قید کرون پس آپ خوش ہو کر زندان سے باہر آئیے کیونکہ یہ قید خانہ ہی یہان پر

ہر طرح کی سختی مین قیدی مبتلا رہتا ہی آب و طعام کم اور بُرا دیا جاتا ہی محنت اور مشقت اور
کارہاے دشوار قیدیون سے لیا جاتا ہی چونکہ زندان کو حبس کہتے ہین یعنے جاے حبس کہ ہوا کا
گذر یہان کم ہوتا ہی پس یہ مقام رنج ہی اس سے باہر آئیے اور میرے ساتھ چلکر گوسالہ سخنور مین قیام
کیجیے چند روز کے بعد وہان سے بھی رہائی ہو جائیگی ثریا نے داروغہ قید خانہ سے کہا اول تو مجھے اس زندان
سے تنہا نکلنا منظور نہین ہی کیونکہ مین تو گوسالہ مین جاکر براحت و آرام رہون اور لندھور اور
نریمان اور کرب غازی زندان کی بلا مین مبتلا رہین دوسرے مین اس زندان سے نکلنا اسوجہ سے
پسند نہین کرتا کہ یہان اہل اسلام کی صحبت مین رہون وہان گوسالہ سخنور ملعون کے روبرو رہنا
ناگوار طبع ہوگا پس مین یہان سے باین خیال نجاؤنگا داروغہ مذکور نے بادشاہ زنگبار کو تقریر ثریا سے
جاکر اطلاع دی اسنے برہم ہوکر ضریر سخت چنگل سے کہ سردار زبردست ہی کہا کہ تو جا اور تھوڑے آدمی
اپنے ہمراہ لیتا جا ثریا کو زندان سے زبردستی کھینچکر گوسالہ سخنور مین لیجا اور وہان اُسکو قید کر وہ نابکار
حکم شاہ سے فوراً اپنے دنگل سے اٹھا اور بخیال اسکے کہ ثریا وغیرہ چارون قیدی شجاع اور
بہادر ہین اگر بگڑ جاینگے تو مین تھوڑے آدمیون سے کیونکر اُن سے لڑونگا یقین ہی کہ مارا
جاؤنگا یا بھاگ کر جان بچاؤنگا تھوڑے آدمی اپنے ہمراہ نلئے بلکہ چار ہزار سوار جرار مسلح اور مکمل اپنے
ہمراہ لیکر داروغہ زندان کو ساتھ لیا اور در زندان پر گیا داروغہ مذکور نے قفل در زندان کھولا
ضریر سخت چنگل نے ثریا سے مخاطب ہوکر کہا اے شاہزادہ ذیقدر بہتر یہی ہی کہ زندان سے باہر چلے آؤ اپنے
والد کے حکم سے سرکشی نکرو اور میرے کہنے سے سرتابی نکرو ورنہ مین تجھکو بذلت و رسوائی یہان سے لیجاؤنگا
ثریا ضریر سخت چنگل کی تقریر سنکے حالت اسیری مین مجبور ہوکر پس پشت کرب غازی جھکر یون
کہنے لگا کہ اے ضریر مین تو یہان سے کسیطرح نجاؤنگا جو تجھسے ہو سکے وہ کر اُس نے برہم ہوکر قبضہ
تیغ پر ہاتھ ڈالا اور نیام سے تیغہ آبدار و گرانبار کھینچکر ارادہ کیا کہ وار کرون اور زبان تیغ سے
جواب دون یہ حال دیکھکر کرب غازی کو بدرجہ کمال غصہ آیا اور اسی غصہ کے عالم مین زنجیر و طوق
وغیرہ کو بزور قوت توڑ کر پھینکدیا اور جھپٹ کر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر کلائی اُسکی مروڑکر تیغہ اُسکے
ہاتھ سے چھین لیا وہ آمادہ بہ کشتی ہوا کرب نے فوراً اُس کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر
کر کے اُسے اُٹھا لیا اور مثل سپر کے بائین ہاتھ مین اُسے بلند کیا یہ حال دیکھکر ہمراہیان ضریر آمادہ
جنگ ہوے سب نے تلوارین نیامون سے کھینچین کرب غازی بھی اُنسے آمادہ جنگ ہوا اسی اثنا مین
لندھور اور ثریا اور نریمان نے بھی طوق و زنجیر کو پارہ پارہ کیا اور ٹکڑے زنجیر کے اُٹھا اُٹھا کر
اُن کافرون پر حملہ آور ہوے وہ بھی لڑنے لگے تلوار چلنے لگی کرب غازی آگے سب کے تھا جو کوئی
تلوار لگاتا تھا ضریر سخت چنگل پر روکتا تھا اہل فوج یہ حال دیکھکر حیران ہوے کہ اگر ہم ضرب
تلوار کی لگاتے ہین تو ضریر پہ پڑتا ہی اگر یونہی چند تلوارین یہ مسلمان ضریر پر روکے گا تو ہمارے سردار
کا کام تمام ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تلوار نہ لگاؤ انکو قید خانہ سے باہر آنے دو جب یہ باہر زندان
کے آئینگے اُسوقت ہجوم کر کے انکو گرفتار کر لینگے یہ خیال کر کے پس پا ہوے کرب غازی اور لندھور
اور ثریا اور نریمان خوش ہوکر زندان سے باہر آئے کفار نے چہار طرف سے گھیر لیا اور چاہا کہ اسیر

کرلین اُسوقت لندھور اور ترکیان نے دو سوارونکو گھونسونسے مار کر اُنھین ہلاک کیا اور تلوارین اُنکی چھین کے
اُنھین کے مرکبون پر سوار ہوے اور کفار سے دلیرانہ لڑنے لگے جسکے تلوار لگائی اسے دو ٹکڑے کیا کفار
پس پا ہونے لگے اسی حالت مین کرب غازی اور ثریا نے بھی دو سوارونکے تئین ہلاک کیا
اور تلوار و گھوڑے اُنکے اپنے قبضہ مین کیے اور اُن پر سوار ہوکے یہ بھی شل لندھور بن
سعدان کے لڑنے لگے اب تو خوب لڑائی ہونے لگی لاش پر لاش کافرونکی گرنے لگی کفار دمبدم پسپا
ہونے لگے کرب غازی وغیرہ آگے بڑھنے لگے یہانتک کہ لڑتے ہوے زنگبار کے بازار تک پہونچے دوکاندارون نے
یہ جنگ عظیم دیکھکر دوکانین اپنی اپنی بند کین شہرمین شور و غل بلند ہوا چوطویل کرب غازی وغیرہ کے
حالات سے آگاہ ہوکر برہم ہوا اور حکم دیا چند سردارونکو کہ فوج کثیر اپنے ہمراہ لیجائین اور ان چارون
قیدیونکو گرفتار کرکے لے آئین اور اگر زندہ وہ ہاتھ نہ آئین تو اُنکے سر کاٹ کر مابدولت کے پاس
لیکر آئین سرداران مذکور فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر جانب جنگگاہ روانہ ہوے جب قریب پہونچے تو
دیکھا خوب لڑائی ہورہی ہے تلوار چل رہی ہے لاش پہ لاش زنگیونکی زمین پر گر رہی ہے لندھور
اور کرب غازی اور ثریا اور ترکیان علیحدہ علیحدہ چار سمت رستا نہ لڑ رہے ہین نعرے پے
درپے کر رہے ہین زنگیان زشت رو اُنکو قتل اور گرفتار کر نہین سکتے ہین یہ رنگ جنگ دیکھکر
وہ سردار کئی لاکھ سپاہ زنگیان سے دلیران موصوف پر حملہ آور ہوے اور نہایت سخت اور سست کلمات مردان
فوج ظفر پر سخت جنگل کو کہے کہ ای نامردو اتنک تمسے یہ چار شخص قتل اور گرفتار نہو سکے دیکھو اب
ہم انکو قتل کرتے ہین اُنھون نے جواب دیا یہ وہ چارون شیر ہین کہ رستم بھی اگر ہوتا تو وہ بھی انکو
گرفتار اور قتل نکر سکتا ہم بیچارے کیا ہین مگر تم دعوی کرتے ہو دیکھین انکے حق مین کیا کرتے ہو یہ کہکر وہ بھی
لڑنے لگے اب کثرت فوج سے ثریا اور ترکیان پریشان خاطر ہوے لیکن سواے لڑنے کے کیا
چارہ تھا چارون شخص اُسیطرح فوج زنگیان سے لڑنے لگے اور جھپٹ جھپٹ کے زنگیون پر وار
کرنے لگے اور قتل کرکے اُنکو خاک پر گرانے لگے ہر چند زنگیونکو چارون بہادر قتل کرتے تھے مگر ہجوم
فوج زنگیان کم نہوتا تھا قبضے تلوارونکے ہاتھونمین کثرت شمشیر زنی سے جم گئے تھے بند دست پر آماس
آگیا تھا اور جنگ مغلوبہ مین ترکیان اور ثریا زخمی بھی ہوے تھے صاحب دفتر اس جگہ یون لکھتا ہے کہ صبح
سے قریب شام تک یہ جنگ ہوئی ہزارہا زنگی لندھور اور کرب غازی وغیرہ نے قتل کیے قریب
شام ایک جانب سے اسقدر غبار بلند ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اُسی غبار اور تاریکی مین ایک بہادر
دوسرے بہادر کی نظر سے پوشیدہ ہوگیا ثریا کثرت زخم سے زمین پر گرا زنگیون نے اُسے گرفتار تو کیا مگر
نہایت دشواری سے کہ سیکڑون کمندین پے درپے اُسپر ماری تھین آخر اُس شیر کو حلقہاے کمند مین
گرفتار کیا اسیطرح ترکیان بن قنطور شاہ کو بھی زنگیون نے اسیر کیا اور لندھور کے بارے مین
داستان گویون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے یون بیان کیا ہے کہ وہ بہادر اسیر نہین کیا گیا اور بعض
نے کہا ہے کہ جب لاکھون زنگیون نے چہار جانب سے آکر گھیر لیا ہر چند کہ وہ بہادر خوب لڑا لیکن کثرت
زخمہاے کاری سے زخمی ہوکر زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا اُسی عالم بیہوشی مین زنگیون نے اُسے گرفتار
کرلیا اور کرب غازی گرد زنگیون سے لڑ رہا تھا جسوقت وہ غبار عالمگیر ہوا اُسی تاریکی مین فوج

سے نکل کر ایک درہ کوہ مین پہونچا مگر اس حالت سے کہ اکثر زخم اُسکے تن پر تھے حواس پریشان تھے زخمہائے تن سے
جو خون بہا تھا تمام تن خون سے رنگین تھا اور ضعف تھا اُسوقت کرب غازی نے دست دعا بدرگاہ
خدا اٹھا کر برجوع قلب اِسطرح دعا کی کہ ای خالق کون ومکان وای معین وچارہ ساز بیچارہ گان
میرے حال پر رحم کر کیونکہ مین صحرای لق ودق مین عنقریب درہ کوہ ہون سوائے تیری ذات کے
یہان کوئی میرا معین نہین ہی ایسی حالت مین مجھپر اپنا فضل وکرم کر ہنوز کرب دعا کرہی رہا تھا اور شام
ہوگئی تھی ناگاہ ایکطرف سے کچھ غبار بلند ہوا کرب نے خیال کیا کہ فوج زنگیان میرے قتل وگرفتاری کو آتی ہی یہ سوچ
کر کے اُسیطرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک ہوا سے وہ غبار رفع ہو گیا اب جو کرب نے دیکھا تو قتاح پلنگینہ پوش اور اندلس
کو مع اپنے لشکر کے آتے دیکھا اسوقت کرب خوش ہوا جب وہ قریب آئے کرب کو سبنے سلام کیا اور متحیر ہو کر احوال پوچھا اُسنے تمام احوال
اپنا جو گذرا تھا بیان کیا قتاح پلنگینہ پوش نے عرض کیا اب مین حاضر خدمت ہوا ہون حضور جانب
جنگاہ تشریف لیچلین دشمنون کو حضور کے قتل کرونگا یا حضور پر تصدق ہونگا قزاقون نے بھی عرض
کیا ہم سب بھی لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہین مگر اسوقت بسبب صعوبت راہ کے ایسا کسل ہی کہ
جسکی انتہا ہم بیان نہین کر سکتے ہین اب جو آپکی خوشی ہو ہم کرین اُسوقت کرب غازی نے ان
سب سے کہا کہ اول تو مین زخمون سے دردمند ہون اور دوسرے یہ کہ زمانہ شب کا ہی تیسرے
تم سب صعوبت راہ سے بھی خستہ ہو ان وجوہ سے بہتر یہ ہی کہ اس شبکو ہم سب کہین قیام کرین
اور صبحکو جو رای ہو وہ کرین قتاح پلنگینہ پوش نے عرض کیا کہ اگر رائے حضور کی یہی ہی
تو اس صحرا مین کہ دام ودد کی ایذا رسانی کا خیال ہی یہان قیام نفرمائین بلکہ کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہون اور براحت شب بسر کرین کرب نے اُسکی رائے پسند کی قتاح کرب غازی کو کنارے
دریا کیطرف لیکر چلا کیونکہ وہ اُسیطرف سے جا کر آیا تھا جب دریا کے کنارے پہونچا کرب وغیرہ
سب کشتیون پر سوار ہوئے ملاحون سے کہا لنگر ڈالدو تا کہ کشتیان موج آب سے نہ بہین
انھون نے حکم کی تعمیل کی بعد سوار ہونے کے کرب غازی نے اندلس اپنے عیار سے کہا کہ
ای اندلس مین تو فوج زنگیان سے نکل کے درہ کوہ مین آکے نکلا تھا کہ تم سب سے وہان ملاقات
ہوئی نہین معلوم لندھور اور ثریا اور نریمان پر کیا گذری مجھ مین اتنی قوت نہین ہی کہ وہان
تک جاؤن اور احوال اُنکا دریافت کرون لہذا اگر تجھ سے ہو سکے تو مقام جنگاہ مردم سے دریافت
کر کے وہان جا اور لندھور وغیرہ کی خبر لا اُس نے عرض کیا مین ابھی جاتا ہون اور خبر لاتا ہون یہ
کہکر روانہ ہوا اُدھر قتاح وغیرہ نے کرب غازی کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھے ادھر
اندلس بشکل مبدل اُس جگہ دریافت کرتا ہوا پہونچا جہان لڑائی ہوئی تھی اور ہزارہا لاشین
پڑی ہوئین تھین اور فوج زنگیان وہان سے جاچکی تھی لیکن کچھ زنگی اُس جگہ سے لاشے اٹھوا رہے
تھے اُنسے اندلس نے پوچھا کہ ای سیدی صاحب کیا یہان کسی سے خوب لڑائی ہوئی تھی کہ ہزارہا
آدمی قتل ہوئے ہین اُنھون نے کہا کیا تو اس شہر کا رہنے والا نہین ہی مسافرانہ وارد شہر ہوا ہی ارے
آگاہ ہو کہ یہان چار مسلمان بصرہ سے قید ہو کر آئے تھے اُنھین سے لڑائی ہوئی تھی تین شخص انھین کے اسیر
کر لیے مگر ایک شخص کا حال نہین معلوم کہ وہ کہان گیا یہ سب جوان اُنھین چارون نے قتل کیے ہین

اندلس یہ احوال دریافت کرکے وہان سے چلا اثناے راہ ہی مین تھا کہ ایک طرف سے غبار عظیم بلند
ہوا ہواے تند و تیز چلنے لگی اندلس غبار بلند ہونے اور ہوا تند چلنے کے سبب سے راہ مین کہین
نہ ٹھہرا اور جانب دریا روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیئے مگر اب احوال کرب غازی وغیرہ کا
سنئے کہ بعد جانے اندلس کے اور زخمون پر پھاے لگانے کے کرب غازی اور فتاح وغیرہ بوجہ
کسل کے لیٹے اور ہواے سرد کنارہ دریاے راحت پاکر سو رہے اتنی دیر مین ہواے
تند و تیز چلی طوفان آیا کرب غازی وغیرہ کی آنکھ کھلی ناخدا اور دیگر اہل کار کشتی طوفان عظیم
دیکھکر گھبراے ناگاہ تیزی ہوا سے رسیان اور زنجیرین لنگر کی ٹوٹ گئین ناخدا وغیرہ تو
کشتیون سے کود کر خشکی مین آگئے صرف کرب غازی اور اسکے ہمراہی رہگئے کشتیان اُسی
طوفان مین ایک طرف بہ کر چلین کرب غازی وغیرہ نے ہر چند چاہا کہ ہم بھی مانند ناخدا اور اہل کار
کشتی کے کشتیون سے اتر جائین لیکن ممکن نہوا غرض طوفان مین کشتیان تباہ ہوکر ایک طرف
جاتی ہین انکا تو حال بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر اب حال اندلس کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ دریا کے
کنارے آیا کشتیان وہان نہ دیکھکر گھبرایا آخر جو ناخدا وغیرہ وہان تھے اُنسے پوچھا کشتیان کہان
گئین اُنھون نے غمگین ہوکر تمام حال طوفان کے آنیکا اور لنگرون کے ٹوٹ جانیکا اور کشتیون کے
تباہ ہوجانے کا بیان کیا اندلس تمام حال اُن سے سنکے مفارقت مین اپنے آقا کی آبدیدہ ہوا
آخر لاچار ہوکر شبکو وہین مقیم ہوا صبحکو درختون سے بہت سی لکڑیان توڑکر اپنے ہاتھ سے اپنے
بیڑہ بنایا اور اُسی پر بیٹھکے دریا مین ایک طرف روانہ ہوا اسکا حال بھی آئندہ لکھا جائیگا
مگر اب احوال چوطویل بادشاہ زنگبار کا لکھا جاتا ہے اور کیفیت ثریا اور لندھور و زریمان
کی وسج کی جاتی ہے کہ جب سرداران فوج زنگیان بعد جنگ عظیم ثریا اور زریمان اور لندھور
کو حسب مندرجہ بالا اسیر کرکے اور نہایت خوش ہوکر روبرو چوطویل کے لیگئے اُس نے اُنھین
دیکھکر کہا اے نادانو حالانکہ تمنے مجھے سخت وست کیا ہے اور میری فوج کے ہزارون جوانون کو
قتل کرڈالا ہے لیکن مین اب بھی بعنایت و مہربانی تمسے کہتا ہون کہ میرے کہنے پر عمل کرو مین تمکو
قید سے رہا کردون اُنھون نے جواب دیا اے چوطویل گو اسوقت ہمسے تقریر کی نہین جاتی ہے کثرت
زخمہاے کاری سے ہماری عجب حالت ہے لیکن ہم صرف تجکو اسقدر جواب دیتے ہین کہ تو ہمکو پند و
نصیحت نکر ہمارے حال پر ہمکو رہنے دے ہم تیرے کہنے پر ہرگز عمل نکرینگے دین اسلام کو چھوڑ
کر اصنام پرستی اختیار نکرینگے اُس نے برہم ہوکر انھین سردارون سے کہا زریمان اور لندھور
کو تو زندان مین قید کرو اور انکے زخمونکے علاج کرنیکا جراحونکو حکم دو شاید بعد صحت یہ میرے کہنے
پر عمل کرین لیکن میرے فرزند ثریا کو گوسالہ سخنور مین لیجاکر با آرام تمام قید براے نام کرو اور
اُسکے بھی زخمون کے علاج کرنیکا جراحونکو حکم دو تاکہ جلد زخم تن اُسکے اچھے ہوجائین اُنھون نے
حسب الحکم بادشاہ زریمان بن قنطور شاہ اور لندھور کو زندان مین قید کیا اور ثریا کو
گوسالہ مین قید کیا اور تینون بہادرونکے علاج کا جراحونکو حکم دیا ناظرین عالی مقام پر واضح ہو کہ گوسالہ
سخنور ایک معبد چوطویل بادشاہ زنگبار اور تمام اُسکے مردمان لشکر اور اہل شہر کا ہے عمارت

اس معبد کے پختہ ہی اور صحن وسیع ہی بادشاہ زنگبار کیطرف سے آرائش اور تیاری اسکی ہمیشہ ہوا کرتی ہی
اسمین بت کلان ہی کہ وہ بصورت گاؤ ہی وہ اکثر وقت ضرورت اپنے معتقدون سے ہمکلام ہوتا ہی معتقدین
خوش ہوکر اُسے سجدہ کرتے ہین اور پھول ہار اسپر مدام چڑھایا کرتے ہین جسکی کوئی مراد ہوتی ہی وہ تباہ و خراب
حال سے صحن معبد مین آکر بیٹھتا ہی اور زاری کرتا ہی بخورات مثل گوگل وغیرہ کا کرتا ہی اور اُس سے
اپنی حاجت کا ملتجی ہوتا ہی بعضے ایک پاؤن سے کھڑے ہوتے ہین بعضے دست بستہ کھڑے
ہوتے ہین اکثر اُسکے آستان در پر اپنا سر رکھتے ہین اور باادب آستانے کو چومتے ہین شب و روز
معبد معتقدین سے بھرا رہتا ہی اکثر معتقدین ڈفلیان بجاکر بھجن گاتے ہین جسوقت وہ کسی سے
کچھ کلام کرتا ہی اُسوقت حاضرین معبد بہت خوش ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہمارے خداوند سب
خداوندون سے بہتر ہین کہ اپنا جمال بھی دکھاتے ہین اور کلام بھی کرتے ہین اور باعث اس
بت کے بولنے کا یہ ہی کہ جب امیر با توقیر پردۂ دنیا سے پرستان مین بلکہ آسمان پر (م) کی
اعانت کیواسطے تشریف لیگئے تھے اور دیوون سے مقابلہ کیا تھا اور سیکڑون دیو انکو قتل کرکے
لشکر دیو انکا بھگا دیا تھا اور اُنکا تعاقب کیا تھا اُن دیون سے ایک دیو امیر سے نہایت خائف
اور ترسان ہوکر بجائے خود سوچا کہ اگر پردہ قاف مین رہونگا تو امیر کے ہاتھ سے زندہ نہ ہونگا
یقینا مجکو امیر قتل کرڈالینگے یہ خیال کرکے پردہ قاف کو چھوڑ کر پردۂ دنیا پر آیا جب اسکا زنگبار
مین گذر ہوا دیکھا اسنے کہ معبد ہی اسمین ایک بت بصورت گاؤ ہی لوگ اُسکی پرستش کرتے ہین
اور پھول ہار اسپر چڑھاتے ہین اور اُسے سجدہ کرتے ہین یہ دیو اُس مقام کو پسند کرکے اُسی
بت کے مجوف جوف مین داخل ہوا اور امیر سے چھپکر اُسی صنم مین رہنے لگا پہلے وہ صنم گاؤ صورت
گویا نہ تھا جبسے یہ اُسمین داخل ہوا وہ بت باتین کرنے لگا حالانکہ بت کیا باتین کریگا خود ہی دیو
اُسمین سے کلام کرتا ہی مگر مشہور یون کیا ہی کہ گوسالہ سخنور ہی وہان جسقدر لوگ ہین کوئی اس
راز سے ماہر نہین ہی اسیوجہ سے زیادہ تر اُس صنم سخنور کے معتقد ہین

داستان سوار ہونا مالک اژدر کا مع اپنی فوج کے کشتیون پر اور شکستہ ہونا طوفان سے اُنکا اور پہونچنا کشتیونکا کنارہ ایک جزیرہ کے اور مالک کا وہان کے حاکم سے لڑنا اور اُسے مسلمان کرنا

دور ایام دگر شرم حجابے دارد
انکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد
کیون نہون نیش زن دل گلہا جلاد کے
پیچ توان کرد کہ عمر سست و شتابے دارد
روز کس کی نہین آہ سیہ کردہ زلف
گرچہ ہر بوسہ پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار

فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد
شوخیان ہین قلق بسمل مضطر سے زیاد
ہر گہ ہی سر عشاق پر آور دہ زلف
ماہ خورشید نمائش نہ پس پردۂ زلف
ہر یہین زندگی تازہ ملے ہی ہر بار

بخت سیراب نگاہان سر خوابے دارد
جی گیا مفت مین حاصل نہوئی ہا مراد
از سر کشتہ خود میگذرد ہیہون باد
ظلمت کعب جسے کہتے ہین سو پردہ زلف
آب حیوان بے ست کہ در پیش سحابے دارد
جان لیجا وے اجل تو بھی پر نہ دو شوا

آب حیوان اگر آنیست کہ دارد لب یار
دیکھتی ہے تیرے پاؤنکے نشان سیل سرشک
تا کسی سرو ترا تازہ بآبے دارد
ہون تو مجرم پہ تعذیر سے خوش ہوتی ہے
سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جھڑتے ہین شرر
چشم خونریز تو دارد زدلم قصد جگر
کیا کہون سینہ مین کیسا ہے بھرا شوق وصال
اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد
اُسے کہتا ہے کہ خاموش بچھا آ دھرے

روشن است این کہ خضر نیز سرابے دارد
تو جہان جائے وہین پہنچے وہان سیل سرشک
زندگانی سے ہون بیزار جبلی مین ہمیشہ
غمزہ شوخ تو خونم بخطا می ریزد
اس تپ و تاب مین آتا ہے دل افسردہ نظر
ترک مست است مگر میل کبابے دارد
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنائے وصال
ایک عمر سے یہ مومن کو خدا رحم کرے
کہ کند سوی دل خستہ حافظ نظرے

جستجو مین تری ہر ہر سو دوانی سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
شاد ہوتا ہون جب احوال الفراق کے ہو بر
فرصتش باد کہ خوش فکر ثوابے دارد
اب تک اس خام کو بھی حاجت صد داغ ہے
لب پہ ہائے ہائے ہے باقی رہا ضعف سے حال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
سخت بد خواہ عزیزان ہے کمین جادو سے
چشم مست کہ بہر گوشہ خرابے دارد

غواصان بحر مواج و شناوران دریاے ذخار بہ تحریر و تقریر اس داستان حیرت بیان کو اسطرح لکھتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ جب **مالک اژدر** صاحب نیزہ دو سر مع اپنی فوج کے جانب ترکستان براے سرکوبی **صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ** جادو روانہ ہوا تھا چند منازل تو اس نے طے کیے بعد ازان راہ مین ایک دریاے ذخار سد راہ ہوا وہ دریا ایسا پر خوف و خطر تھا کہ طائر بھی اُس سے خائف تھے مرغابیان گو وہ عاشق آب دریا ہین اور دریا انکا گویا مسکن ہے وہ بھی اس دریا کے پانی کے زور و شور اور اس دریا کی موجوں کی ہیبت سے خوف کرتی تھین اور اُس مین گذر نہ کرتی تھین بموجب مثل مرغابی در وے نبود کمتر از موج آسیا سنگ از کنارش در ربود چہ بڑے بڑے بھاری پتھر کو اسکی موجین بہا کر لیجاتی تھین جانوران آبی کو بھی اسمین قرار نہ تھا گھڑیال اور سونس اور چھوٹی بڑی مچھلیان جو اسمین تھین وہ بھی زور و شور آب سے بیقرار تھین اُس دریاے ناپیدا کنار کو دیکھکر دل بیتاب و بیقرار ہوتا تھا وہ عجب دریاے پر خوف و خطر تھا کہ بمقتضاے

نظم

خجل اس سے تھا قلزم عمان
کیسا دریا تھا وہ بلا انگیز
تھا ہراسان ہر ایک شیخ و شباب
کسکے دست قلم مین یہ طاقت
دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا
گھاٹ تیغ قضا کا گھاٹ اسکا
ہر تنور حباب طوفان خیز
لب ساحل بشر کا تشنہ خون
قطع بحر کفن تھی چادر آب

نظر آتا تھا اسکا کوسون پاٹ
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز
کس قدر وہ مہیب دریا تھا
لکھے اُس بحر کی جو ماہیت
وہ ہوا ہین وہ زور پانی کا
مثل دامان حشر پاٹ اُسکا
مثل بخت سیاہ تیرہ و تار
آب تیغ اجل سے آب فزون
طول دریا بسان طول امل

اس کی ہر ایک موج تھی طوفان
گھاٹ گویا تھا اسکا موت کا گھاٹ
دیکھکر ہر گھڑی تلاطم آب
ساتھ جینے کے دل اچھلتا تھا
وہ محیط کنارا ناپیدا
وہ تلاطم وہ شور پانی کا
موج سیل فنا وہ شور انگیز
سخن نکر کیطرح تہ دار
دہن گور حلقہ گرداب
عرض مین دامن عدم کی مثل

مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر اس دریا کو دیکھکر متحیر ہوا چونکہ وہی راہ ترکستان کے جانیکی تھی اور تری سے وہی راستہ تھا مجبور کر جہاز و نیر مع فوج سوار ہو کر ناخدا اور معلم سے کہا اب جہازونکے جلد لنگر اُٹھاؤ کیونکہ مجھکو ترکستان مین جانا جلد تر منظور ہے اور اسی وجہ سے اس

دریا کی راہ سے قصد جانیکا کیا ہو اُنھون نے بموجب حکم مالک اژدر جہازونکے لنگر اُٹھاے جہاز ہوا سے موافق پاکر تیز تر روانہ ہوے چند روز تو بادمراد رہی ناخدا اور معلم اور جملہ اہل جہاز نہایت خوشی اور خرمی سے خندان رہے لیکن ایکروز ہنگام سحر آسمان پر ایک لکہ ابر نظر آیا اور تند ہوا چلنے لگی ناخدا یہ حال دیکھکر بہت پریشان خاطر ہوا پہلے ناخدا نے اہل کار جہازون سے کہا جلد پردے اُتارو اور لنگر ڈالدو طوفان عظیم آتا ہی اُنھون نے بموجب اُسکے کہنے کے بہبودی جہازون کیواسطے بہت سی تدبیرین کین ہنوز اہل کار جہاز اپنی تدبیرون سے فارغ ہوے تھے کہ طوفان بڑے زور شور سے آپہونچا دریا کا پانی اسقدر اُچھلنے لگا کہ اُس لکہ ابر سے ملجانیکا ارادہ کرنے لگا اور ہوا زور و شور سے چلنے لگی ناخدا اور معلم اور دیگر ملازمان ناخدا بے اختیار جان سے ناامید ہوکر رونے لگے اور ناخداے دریاے عالم کو پکارنے لگے اور اسی عالم مین اور تدبیرین جہازونکے بچانے کی کرتے لگے لیکن کچھ اُنکی تدبیر سودمند ہوئین لنگر جہازونکے ٹوٹ گئے مستول بھی ہر ایک ٹوٹ کر گرا جہازونکو تزلزل ہوا کثرت ہوا تند سے جہاز کروٹ لینے لگے موج آب سے پے در پے اہل جہاز بہنے لگے اور زور و شور سے طوفان کے جہاز ایک سمت بہتے ہوے چلے اُسوقت مالک اژدر وغیرہ حیات سے ناامید ہوکر ہاتھ اپنے سوے فلک اُٹھاکر برجوع قلب ناخداے عالم سے اسطرح دعا کرنے لگے کہ ای مجیب الدعوات تو رحم کر **بیت نظم**

تو ہی حاجت روا ہے عالم ہو
کارساز اور ہو غریب نواز
مصلحت مین ہو تیری دخل کسے
آگ مین تو ہوا خلیل کا یار
خضر کا ہو تو راہ مین حافظ
چلے تیری اگر ہواے کرم

تو ہی تو ناخداے عالم ہو
سارے بندونکا ہی تجھی پر ناز
غرق کر دے تو دم مین چاہے جسے
کر دیا اُسپہ آگ کو گلزار
رہا یوسف کا چاہ مین حافظ
شاخ پژمردہ سبز ہوا اُسدم

تیری قدرت کی فضل حیران ہو
اپنی تو شان کر دکھاتا ہو
نوح کشتی بچاے طوفان سے
غم نہین اُسکو تو ہو مونس ہو
کر دیا وصل آدم و حوا
اتری جسدم ہوا ترا فضل

کار مشکل بھی تجھ سے آسان ہو
بگڑے کامونکو تو بناتا ہو
ڈوبتے کو بچاے طوفان سے
زندہ مچھلی مین رکھا یونس کو
حافظ نوح ہر بلا مین رہا
شجر خشک بار سے ہو نہال

جب سب نے اسطرح بگریہ وزاری درگاہ جناب باری مین دعا کی تیر دعا ہر ایک کا ہدف مراد پر پہونچا یعنے وہ زور و شور ہوا کا کم ہوا اطلاطم آب بھی کچھ برطرف ہوا جہاز بھی سب بہ نسبت قبل کے کسی قدر سنبھلے کچھ امید حیات ہر ایک کو ہوئی لیکن طوفان بالکل دفع نہین ہوا اور جہاز لاکھ تدبیرون سے بھی نہ کے صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ تین روز جہاز تلاطم آب اور طوفان مین مبتلا رہے چوتھے روز طوفان بالکل دفع ہوا ہوا کیا ٹھہری کہ سب اہل جہاز کے جو دل بیقرار تھے ٹھہرے حواس سبکے درست ہوے چہرون پر رونق آئی صورت حیات نظر آئی ناخدا اور معلم نے مالک اژدر سے کہا مبارک ہو کہ طوفان سے ہمارے جہاز نکلے اب کچھ خوف و خطر باقی نرہا لیکن جہاز ہمارے ایسی جگہ تباہ ہوکر آگئے ہین کہ آجتک ہمنے یہ مقام نہین دیکھا تھا اور یہانتک کبھی ہمارا گذر بھی نہوا تھا بلکہ ہمنے اپنے بزرگونسے بھی اس جزیرہ کا نام سنا تھا خدا نے ہم سبکو غرق ہونے سے بچایا اور اس جزیرہ تک پہونچایا اب اس جزیرہ مین جاکر یہانکے باشندونسے دریافت کیا جائیگا کہ یہان سے ترکستان کس طرف ہی اور کتنی دور ہی جب وہ بتائینگے چند روز یہان قیام کرکے اُسی سمت روانہ ہونگے اب تم ہمکو اس جزیرہ مین جو سامنے نظر آتا ہی اُتار دو ناخدا او

معلم جہازونکو پردون اور مستولون سے درست کرکے اُس جزیرہ تک جہازونکو لے گئے اور کشتیون پر مالک اژدر وغیرہ کو سوار کرکے کنارے پر لے گئے جب مالک اژدر اور تمامی فوج اُسکی جہازونسے اُترکر کنارے پر اُترے ہنوز سبکو جہازون سے اُترے ہوے تھوڑی دیر نگذری تھی کہ اس عرصے مین چند اشخاص عجیب الخلقت دور سے صحرا مین نظر آئے مالک اژدر وغیرہ اُنکو دیکھکر متحیر ہوے کیونکہ قد و قامت اُنکے دراز تھے اور پوست درختان صحرا سے اور پوست جانوران سے اُنکی پوشاک تھی اور اعضا تو اُنکے بصورت اعضاے انسانی تھے لیکن گوش اُنکے اسقدر دراز تھے کہ ایک ہی کان زمین کو فرش اپنا کرتے تھے اور دوسرے کان کو اُڑھ لیتے تھے اور صحرا مین باہم خوش فعلیان کرتے تھے مالک اژدر نے بغور دیکھکر اپنی فوج کے مردم سے کہا ان مردمان عجیب الخلقت کو جاکر میرے پاس پکڑ لاؤ تاکہ اُنسے دریافت حال کیا جاے چنانچہ بموجب حکم چند مردمان لشکر اُنکے پکڑنے کو روانہ ہوے جب اُنھون نے نصف راہ طے کی ناگاہ اُن درازگوشون نے آہٹ پاکر اُنکی طرف دیکھا اور اُنکو برخلاف اپنے عجیب الخلقت دیکھکر اور ڈر کر قہقہین مارکر متفرق ہوکر بھاگے مردمان لشکر نے اُنکو گھوڑے دوڑاکر تین درازگوشون کو پکڑا اور کچھ درازگوش ہاتھ نہ آئے اور وہ بھاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس گئے اور وہان سے اپنی زبان مین کہا اے بادشاہ کیا غافل بیٹھا ہے ذرا ہوشیار ہو جا ارے غضب ہوا ہزارہا مردمان عجیب الخلقت کہ جنکے کبھی ایسے آدمی خواب مین بھی نہین دیکھے تھے ہتھیار بند تیری عملداری مین آ گئے ہین اگر مقابلہ کرنا منظور ہو تو سامان لڑائی کا کر ورنہ وہ سب تجکو پکڑ کر مار ڈالینگے تیرے اس جزیرہ پر اپنا قبضہ کر لینگے اور یہ خبر جو ہم تجھسے بیان کر رہے ہین بہت صحیح ہے اسکو جھوٹ خیال نکرنا کیونکہ ہم چند اشخاص صحرا مین زیر سایہ اشجار بیٹھے ہوے ہواے سرد کھا رہے تھے اور باہم ہنس بول رہے تھے یکایک چند شخص عجیب وغریب بڑے بڑے جانورون پر بیٹھے ہوے ہمین نظر آئے ہم اُنکو دیکھکر ڈرے اور بھاگے وہ ہمارے پیچھے دوڑے اور ہم مین سے تین شخصونکو اپنے حاکم کے پاس پکڑ کر لے گئے ہین اُنکا حاکم وافسر کنارہ دریا تھا اور ہزارہا ویسے ہی آدمی اُسکے ساتھ تھے ہم اُنکے ہاتھ نہ آئے ورنہ وہ ہمکو بھی پکڑ لیجاتے ابھی ہم وہین سے بھاگے ہوے آتے ہین بادشاہ درازگوشان یہ خبر اُنسے سنکے ازحد متحیر ہوا اور کہنے لگا صدہا برس سے مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ سواے ہماری قوم کے اور کسی قوم کا اس جزیرہ مین گذر ہوا ہی نہین آج کیونکر دوسری قوم کے آدمی یہانتک آئے ہین یہ جزیرہ وہ جزیرہ ہے کہ جہان سلف سے کبھی کوئی دوسرے قوم وقبیلہ کا بشر نہین آیا ہے نہین معلوم اب کیونکر آگیا خیر اگر اسیطرح سے کوئی بادشاہ فوج لیکر چڑھ آیا ہے تو مین اُسسے لڑونگا یہ کہکر اپنے تمامی مردمان فوج کو اور اپنی تمامی قوم کو اپنے طلب کرکے کہا آگاہ ہو کہ صدہا بلکہ ہزارہا برس کے بعد آج اس جزیرہ مین کوئی غیر قوم کا بادشاہ فوج ہمراہ لیکر آیا ہے اور وہ ہمارا اور تمھارا دشمن ہے لہذا اس دشمن جان کو دفع کرنیکی فکر کرو آمادہ جنگ ہو جاؤ اور تم سب میرے ہمراہ آلات حرب وضرب سے آراستہ ہوکر کنارہ دریا چلو وہین اسکو روکو اور قتل کر دو یہانتک نہ آنے دو ورنہ وہ قلعہ مین ہمارے داخل ہو جائیگا اور ہم سبکو پکڑ کر قتل کر ڈالیگا اُن درازگوشون نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اپنے

کان کھڑے کیے اور بہایت متحیر اور خوفناک ہو کر عرض کیا ای بادشاہ ہم سب تیرے فرمانبردار
ہین جو تو نے ہمین حکم کیا ہی اُسے بجا لا ئینگے حتی الامکان تیرے اور اپنے دشمن کو ہلاک کرینگے آج جانوران
صحرا کا شکار کر کے اُنکا گوشت نکھا ئینگے عوض مین جانوران صحرا کے گوشت کے اُنھین کا گوشت
کھائینگے اور آلات حرب و ضرب سے اُنھین ہلاک کرینگے دریا کے پانی مین انھین پکڑ پکڑ کے ڈبو دینگے اور
جبتک ہم سب زندہ رہینگے تجکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائینگے یہ عرض کر کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے
بادشاہ دراز گوشان نے انجام کا خیال کر کے حکم کیا ہمارے قلعہ پر صد ہا توپین اور جابجا لگادی
جائین اور تمام سامان جنگ وجدال اور خورش کا سامان اور انتظام کر لیا جاے کیونکہ دشمن کو
ذلیل و حقیر سمجھنا نچاہیے اور اُس سے بیخوف ہونا بھی نچاہیے۔ کہ بموجب مصرعہ۔ دشمن نتوان حقیر
بیچارہ شمرد۔ چنانچہ حسب الحکم بادشاہ مذکور یہان توسب تیاری جنگ مین مصروف ہین قلعہ پر
توپین لگائی جاتی ہین مگر اب احوال اُن دراز گوشونکا لکھا جاتا ہی جنکو مردم سیاہ مالک اژدر نے
صحرا سے پکڑا تھا جب ان دراز گوشونکو مردمان فوج مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرکے
روبرو لاے مالک اژدر نے اُن سے پوچھا اس جزیرہ کا کیا نام ہی اور تمہارا یہان کوئی بادشاہ اور
حاکم ہی یا نہین اور یہان سے ترکستان کتنی دور ہی اور کسطرف ہی وہ دراز گوش مالک اژدر اور
اُسکے تمامی لشکر کے آدمیونکو دیکھکر خائف و ترسان ہو کر قیقین مارنے لگے اور دانت بڑے
بڑے اپنے نکال کر اپنی زبان مین کچھ کہنے لگے اور بار بار تڑپ کر قصد کرنے لگے کہ مردمان سیاہ کے
ہاتھون سے چھوٹ کر اپنے پادشاکیخدمت مین چلے جائین مالک اژدر نے انکی ایسی طرح گفتگو سنکر
اور اُنکے زور کرنے اور تڑپنے سے برہم ہو کر کہا کہ اِنکے تو ئین سنانین نیزہ ونکی پیوست کرو تاکہ انکو ایذا
ہو اور یہ اچھی طرح یہان کے حالات سے مجھے اطلاع دین مردمان سیاہ نے حکم کی تعمیل کی دراز گوش
سنان ہاے نیزہ سے متاذی ہو کر دور سے زیادہ تر قیقین لگانے لگے اور اچکنے اور تڑپنے لگے اور
اپنے ہاتھ بڑھا بڑھا کر اور منہ کھول کھولکر مردمان فوج مالک پر کاٹنے اور پکڑنے کو جھپٹنے لگے اُنکے
ہاتھ اور پاؤنکی انگلیون کے ناخن اتنے بڑے اور تیز تھے کہ مثل ناخن شیر کے تھے بلکہ ناخن شیر سے بھی بڑے
تھے جس کے وہ ناخن مار دیتے تھے اور جسکے جس عضو کو پکڑ لیتے تھے فوراً نوچ لیتے تھے اور اپنے منہ مین رکھکر
گوشت اس عضو کا کھا جاتے تھے مالک اژدر نے انکی یہ کیفیت دیکھکر حکم دیا کہ انکو چھوڑ دو یہ صحرائی
آدمی ہین خاصیت جانوران درندگی رکھتے ہین اور انکی باتین اچھی طرح سمجھائی نہین دیتی ہین اسلیے
کچھ مطلب حاصل نہوگا کیونکہ جسے جو انسے دریافت کیا اُسکا جواب اچھی طرح انھون نے ندیا اور ہماری
سمجھ مین کچھ لکا نخن نہ آیا اب اور کوئی تدبیر اس جزیرے مین چندے رہکر کیجائیگی حق تعالے مسبب الاسباب
ہی جس نے طوفان سے اور غرق ہونے سے بچایا ہی وہ یہان بھی کوئی صورت ایسی پیدا کریگا کہ ہمارا
مطلب دلی بر آئیگا یہ کہکر خاموش ہوا مردمان لشکر نے اُن دراز گوشونکو چھوڑ دیا وہ چھوٹتے
ہی کانونکو اپنے سمیٹ کر اور دانتونکو نکالکر قیقین مار کر صحرا کی طرف بھاگے وہ تو بھاگے ہوے
جاتے ہین لیکن یہان کا احوال سنیئے کہ مالک اژدر کے حکم سے کنارے دریا کے ذخائر
خیام اور بارگاہین استادہ کی گئین اور چونکہ تین روز سے بوجہ طوفان کے مردمان سپاہ وغیرہ نے

اچھی طرح قسم طعام سے کچھ کھایا تھا نہایت گرسنہ اور بے حال تھے اور طاقت اچھی طرح نشست و برخاست
کی نہ تھی اسوجہ سے سب نے جہازون سے غلہ اُتار کر اُس کے پکانے کی تدبیر کی یہان تو مردمان فوج درستی
طعام مین مصروف ہین اسلحہ اُتار اُتار کر خیام مین رکھدیے ہین مالک اژدر اپنی بارگاہ مین استراحت پذیر
ہین ناخدا وغیرہ لنگر ڈالکر جہازونسے کنارہ پر اترے ہین اور وہ بھی فکر طعام مین ہین بعضے صحرا کیطرف
دیکھ رہے ہین اکثر طوفان سے نجات پاکر خدا کا شکر کر رہے ہین مگر احوال اُن درازگوشان کا لکھا جاتا ہے
جنکو مردمان لشکر نے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر کے حکم سے چھوڑدیا تھا جب وہ بھاگتے
ہوے اور قہقہین مارتے ہوے اپنے بادشاہ کے روبرو پہونچے رو رو کر اپنی زبان مین اسطرح
اُس سے کہنے لگے کہ ای بادشاہ ہمکو صحرا سے مردمان عجیب الخلقت پکڑ کر لے گئے تھے اور ہمسے
اپنی زبان مین کچھ پوچھتے تھے ہم اُنکی گفتگو بخوبی نہ سمجھے ہرچند ہمنے اُن سے کہا کہ ہم تمھاری تقریر نہین
سمجھتے ہین کہ تم ہمسے کیا کہتے ہو اور ہمین تمنے کیون پکڑا ہی چھوڑدو اور یہانسے تم سب چلے جاؤ انھون نے ہماری
ایک بات بھی نہ سنی اور نہ سمجھے اور ہمپر ظلم کیا دیکھیے یہ کوئی تیز اور آبدار چیزین ہمارے بدن مین گڑو دی ہین
کہ زخم پڑگئے ہین خون بہ رہا ہی درد ہو رہا ہی جب ہم بھی اُن سے آمادہ جنگ ہوے اور اپنی چنگل سے اُنکے
گوشت کو نوچنے لگے تو وہ گھبرائے اور ہمکو انھون نے چھوڑدیا ای بادشاہ آگاہ ہو کہ باوجودیکہ ہماری
خورش گوشت جانوران صحرا ہی ہمیشہ جانورونکا گوشت کھایا کرتے ہین اور سواے گوشت
کے اور کوئی چیز نہین کھاتے ہین مگر ان مردمان عجیب الخلقت کا گوشت جو ہمنے نوچ نوچ کے
کھایا تو عجب نمکین اور مزہ کا تھا اسوقت تک اُس گوشت کا ذائقہ ہماری زبان پر ہی ایسا
گوشت مزہ دار کبھی کسی جانور کا ہمنے نہین کھایا تھا نہین معلوم کہ وہ مردمان عجیب الخلقت ایسے
جانورون سے اور حیوانون سے ہین کہ جو باتین کرتے ہین پس ہم تیرے پاس فریادی آئے ہین
تو ہمارا بادشاہ اور حاکم ہی ہماری داد دے اور جنھون نے ہمکو پکڑا تھا اور ایذا دی تھی انکو قتل کر بادشاہ
درازگوشان نے اُنسے کہا تم نہ گھبراؤ اور فریاد نکرو ہم ابھی مع فوج انکے ہلاک کرنے کے واسطے تمھارے ہمراہ
چلتے ہین فوج ہماری تیاری جنگ کر رہی ہی تم بھی آلات حرب و ضرب واسطے دفع دشمنان کے
مہیا کرو ہمارے ساتھ چلکر انکو قتل کرو وہ یہ سخن بادشاہ کا سنکے خوش ہوے اور اسباب جنگ کے
مہیا کرنیکی فکر کرنے لگے جب تمام فوج و رعایا اُسکی اُسکے ہمراہ ہوئی سواری بادشاہ کی آگے بڑھی بعد قطع راہ جب
سواری بادشاہ مذکور کی قریب تر کنارے دریا کے پہونچی اور بادشاہ نے دیکھا کہ سامنے فوج دشمن کی
پڑی ہی اور خیام و بارگاہ استادہ ہین یہ دیکھکر اُسی جگہ ٹھہرا اور اپنی فوج وغیرہ سے کہا اسی جگہ ٹھہر
جاؤ کیونکہ فوج دشمن یہان سے گولے کی زد پر ہی چنانچہ حسب الحکم سب وہین ٹھہرے اب ادھر کا
احوال سنئے کہ مردمان فوج مالک اژدر کچھ تو اکل و شرب مین مصروف تھے اور بہت سے تیاری
طعام مین مشغول تھے اکثر کثرت ضعف سے زین پوشون پر اور دیگر بسترون پر بیٹھے اور لیٹے ہوے
تھے بعض بعض جانب صحرا دیکھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ اکل و شرب سے فراغت حاصل
کرلین اور ذرا قوت تن مین آجاے تو اس صحرا مین جاکر سیر کرین یہان کی عجائب و غرائب
چیزین دیکھین ناگاہ نظر اُنکی فوج بادشاہ درازگوشان پر پڑی انھون نے ہر ایک سے کہا دیکھو

تو یہ فوج کیسی ہی اور کیون آئی ہی ذرا ہوشیار ہو جاؤ ہر ایک نے اُنکے کہنے سے اسطرف جو نظر کی دیکھا مردمان درازگوش تخمیناً دس بارہ ہزار برائے جنگ عجب طرز و رنگ سے آئے ہین اور عجب انکا سامان جنگ ہی اور عجب طور سے بادشاہ انکا آیا ہی یعنے اکثر درازگوش چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی توپین اُٹھائے ہوئے ہین اور اکثر گولے توپونکے لئے ہوئے ہین بہت سے تھیلیان باروت کی اپنے اپنے دوش پر رکھے ہین اور توپین اور گولے او تھیلیان باروت کی زمین پر رکھ رہے ہین کچھ مردمان درازگوش جو گولہ انداز ہین وہ توپونکو برابر رکھ رہے ہین اور سیکڑون درازگوش بڑے بڑے پتھر اُٹھا اُٹھا کے لائے ہین اور بڑے بڑے ٹہنے درختون کے کاٹ کاٹ کر بطور گرز کے اپنے دوش پر رکھے ہین بعض بعض آئمین ایسے درازگوش ہین کہ اُنکے پاس قسم آہن سے کچھ آلات حرب و ضرب عجیب و غریب ہین بادشاہ انکا ایک تخت پر سوار ہی اور وہ تخت نقرئی معلوم نہین ہوتا ہی نہین معلوم مس کا ہی یا اور کسی شی کا ہی درازگوش اُس تخت کو اپنے کاندھو نپر اُٹھائے ہین اُس تخت پر بادشاہ درازگوشان اسطرح بیٹھا ہی کہ شیر کی کھال کا لباس پہنے ہی اور سر پر ایک چرمی کلاہ ہی اسمین پر زاغ و زغن لگے ہوئے ہین کچھ درازگوش یمین و یسار اُسکے ڈالیان درختون کی جنمین برگ ہائے سبز و شاداب ہین لیے ہین اور وہ بطور مُرچھل کے اُسکے سر پر ہلا رہے ہین وہ بکبر و نخوت تخت پر بیٹھا ہی کاندھے پر اُسکے ایک آلۂ آہنی بطور پشت نہنگ کے خاردار اور گرانبار رہی اور کمر مین بھی اُسکے ایک آلۂ آہنی تیز اور صاف مثل تلوار رکھے ہی اور تمامی مردمان فوج اُسکے پوست درختان اور پوست جانوران کا لباس پہنے ہین اور وہ لباس عجب قطع کا ہی کہ اُسکے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہی اور کچھ مردمان درازگوش درختونکی چھالونکے کوڑے ہاتھونمین لئے ہین اور باہم سب شور و غل کر رہے ہین اور اپنی زبان مین کہتے ہین کہ ان مردمان عجیب الخلقت کو جو دریا کے کنارے نظر آتے ہین اُنمین قتل کو اسمین دیر نہ لگاؤ جلدی انہین مار ڈالو انکو اُٹھنے کی بھی مہلت نہ دو مردمان فوج مالک اژدر بادشاہ درازگوشان اور اُسکی فوج اور سامان جنگ کو دیکھکر متحیر ہو کر بہت ہنسے بعضونکو ہنستے ہنستے غش آگیا بعضونکے آنسو نکل آئے بعضون نے کہا کیا ہنستے ہو اس بادشا کے آنے کی خبر مالک سے کرو اور ہوشیار ہو جاؤ غافل نہ ہو گو یہ تمسے کیا لڑینگے لیکن دشمن کو حقیر اور بیچارہ شمار نکرو اُنکے کہنے سے چند سرداران لشکر نے جا کر مالک اژدر سے کہا حضور جلد بارگاہ کے باہر تشریف لیچلیے عجب ایک تماشا لائق دید حضور رہی ہم کہ سکتے ہین کہ کبھی آپنے نہ ایسا بادشاہ دیکھا ہوگا نہ ایسی فوج ملاحظہ کی ہوگی نہ ایسے ہتھیار حضور کی نظر سے گذرے ہونگے نہ ایسا سامان جنگ دیکھا ہوگا اُنکے کہنے سے مالک اژدر نہایت مشتاق ہو کر مسکراتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا غور سے جو انکو دیکھا تو خوب ہنسا اور اپنے مردمان فوج سے کہا تم سب مسلح ہو جاؤ اور مرکبون پر سوار رہو دیکھو تو یہ بادشاہ جنگلی کسطرح ہمسے اور تمسے پیش آتا ہی پہلے ابتدا اسکی جانب سے ہونے دو سب نے بموجب کہنے مالک کے سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مرکبون پر سوار ہوئے پھر کنارہ دریا صف آرا ہوئے ابھی میدان جنگ کی درستی نہوئی تھی اور نقیبون نے لشکر سے نکلکے نقابت بھی نکی تھی کہ بادشاہ درازگوشان نے ایک آلۂ آہنی کہ بصورت بندوق کے تھا اور وہ اُسکے تخت پر رکھا تھا اس نے فوج مالک کی

تاک کے اور کوئی پرندہ اُنکا اسطرح دبایا گر اُس سے کچھ گولیان اور چھرّے نکلے اور اُنسے مانند بندوق
کے آواز دی اور وہ گولیان اور چھرّے عنقریب صف لشکر مالک آکر گرے بعد اُسکے آغاز جنگ کی اور
گولہ اندازون نے توپون سے گولے مارنا شروع کئے اور لکڑون نے ڈھیلے اور پتھر مارنا شروع کیے
مالک اژدر اور مردمان لشکر گولونکی زد سے ہٹے اسوقت مالک اژدر نے اپنی فوج کے آدمیونکو حکم دیا
کہ انپر تیرونکی بارش کرو بموجب حکم اہل فوج نے کمانین دوش سے لیکر ترکش سے تیر چلہ کمان مین جوڑ لیے
اور اسّی ہزار تیر اُن پر یکبار لگائے جس دراز گوش کے سینہ پر پڑا اسکو توڑ کر نکل گیا وہ فوراً زمین
پر گرا اور دو رسے قیقین مار کر اور تڑپ کر مر گیا جب سیکڑون دراز گوش تیرون سے ہلاک ہوئے تاب تحمل
انکو جنگ کی نرہی بے اختیار پس پا ہوے اور اپنے بادشاہ سے اپنی زبان مین کہنے لگے کہ ہم ان مردمان
عجیب الخلقت سے میدان مین نہ لڑینگے یہ عجب طرح سے لڑتے ہین نہین معلوم اِنکے پاس چھوٹی چھوٹی شاخین
کس درخت کی ہین کہ یہ وہ شاخین بے برگ و بار کی ہمین مارتے ہین اور وہ اُڑتی ہوئی ہم تک آتی
ہین اور ہمارے اعضا سے گذر جاتی ہین جن سے باعث ہلاکت کا ہوتا ہی اُس نے اُن سے کہا تم ہرگز نڈرو
ایکبارگی انپر حملہ کرو پتھر اور گولے وغیرہ انکو مارو اُنھون نے بادشاہ کے کہنے سے یکبارگی شور غل
کرکے حملہ کیا ادھر سے بھی مالک سبکو ہمراہ لیکر بڑھا جب دونون فوجین ملگئین لڑائی ہونے لگی
وہ پتھر اور آلہ آہن وغیرہ سے لڑنے لگے یہ نیزون سے اُنھین ہلاک کرنے لگے تھوڑی دیر بھی لڑائی کو
نگذری تھی کہ سب دراز گوش شکست کھاکر بے اختیار بھاگے ساتھ اُنکے انکا بادشاہ بھی بھاگا ادھر سے
ہمراہیان مالک اژدر نے اُنکا تعاقب کیا بادشاہ درازگوشان اسقدر تیز بھاگا کہ مردمان لشکر مالک
کے ہاتھ نہ آیا اور اپنے قلعہ کے دروازے پر پہونچکر جلد مع تمامی درازگوشان کے داخل قلعہ ہوا
اور دروازہ قلعہ کا بند کروالیا درازگوشون نے فوراً قلعہ پر جاکر گولے مارنا شروع کئے مالک اژدر
گولون کی زد سے علحدہ ہٹکر قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا چند روز تک باہم لڑائی ہوئی آخرکار مالک
نے مع فوج حملہ کرکے دروازہ قلعہ کا گرز سے توڑا اور قلعہ کے اندر جاکر بعد جنگ بادشاہ درازگوشان
کو پکڑ لیا اُسنے نہایت عجز و انکسار سے کہا تم مجکو قتل نکرو مین تمھاری اطاعت و فرمانبرداری کرونگا مالک
نے اُس پر رحم کھاکر اُسے چھوڑ دیا اور اُس سے پوچھا تیرا کیا مذہب ہی اُس نے جواب دیا کہ اس صحرا مین
ایک شجر ہی اور نام اُسکا شجر عجائب ہی طرح طرح کے پھول اور پھل اُسمین آتے ہین ہمیشہ وہ بارور رہتا ہی
اور اُسکے گلہاے رنگارنگ مین خوشبو ہی اور وہ درخت سب درختون سے کلان ہی پس ہم سب
اُسی شجر کو مانتے ہین اور سوا اُسکے کسی کی پرستش نہین کرتے ہین چونکہ وہ دراز گوش اپنی قوم کا
بادشاہ تھا اسوجہ سے بہ نسبت سبکے فصیح بیان تھا اُسکی تقریر سمجھ مین آئی تھی مالک نے اُسکی تقریر
سنکے اُس سے کہا تم اُس درخت عجائب کی پرستش نکیا کرو سجدہ اُسکو کرو جس نے تمھین اور سبکو پیدا
کیا ہی بموجب

نظم

بہشت و قصور اور غلمان و حور	گروہ ملک انجم و آسمان	مکان و مکین و زمین و زمان
مہ و مہر و شام و سحر بحر و بر	گل و بار و سنگ و شجر دشت و در	ہر ایک انس و جن بلکہ وحش و طیور
مالک اژدر نے اسکو جب اسطرح	وہ کافر ہی جس کو ہی اسمین کلام	یہ ہین جملہ مخلوق رب انام

اسطرح سمجھایا اُس نے کہا بیشک آپ سچ کہتے ہین مجھے اچھی طرح دین و ایمان سے باخبر کیجیے مالک نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر مالک نے اسکو اور عقائد دین و ایمان سے آگاہ کیا اُس نے اپنے قلعہ مین مالک کی مع اسکی فوج کے دعوت کی طعام دعوت سواے گوشت جانوران صحرا کے اور کچھ نہ تھا مالک نے اُسے اپنے پاس سے چند قسم کا اناج دیا اور ترکیب اُسکے بونے کی بتائی اور اُسکے پکانے اور کھانیکی تدابیر بھی تعلیم کی وہ نہایت خوش ہوا بعد اُسکے ایکروز مالک نے اُس سے پوچھا اس جزیرہ کا کیا نام ہی اور یہان سے ترکستان کتنی دور ہی اور کس طرف ہی اُس نے عرض کیا اصل نام تو اس جزیرہ کا شجر عجائب کے نام سے مشہور ہی یعنے جزیرہ عجائب اور اِسے جزیرہ دراز گوشان بھی کہتے ہین اور ترکستان کا نام مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی اور یہ بھی سنا ہی کہ یہان سے کئی ہزار منزل بلکہ اس سے بھی زیادہ دور ہی اور جانب مشرق ہی یہ سنکے مالک نے کہا اب مین جہازون پر سوار ہوکے جانب ترکستان جاؤنگا کیونکہ وہان جانا مجھے ضرور ہی اُسنے عرض کیا چندے یہان اور قیام کیجیے دو قومین قریب تر میرے جزیرہ کے اور ہین اور وہ دونون اپنے اپنے جزیرہ مین آباد ہین اور وہان بھی حاکم ہین ایک جزیرہ مین مردمان خرطوم بینی آباد ہین اور دوسرے جزیرہ مین مردمان سگ سر رہتے ہین ان جزیرون مین میرے ہمراہ چلیے اور چندے وہان کی سیر کیجیے مالکنے اسکی عرض قبول کی اور دو روز وہان قیام کرکے مالک اژدر اُس بادشاہ دراز گوشان کو کہ نام اسکا سعید تھا ہمراہ اپنے لیکر مع اپنی تمامی فوج کے اسطرف روانہ ہوا

داستان کرب غازی کا دریاے بسلامت کنارہ ایک جزیرہ کے پہونچنا اور بعد تدبیرون بھی زنگبار مین نداخل ہونا

در بزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم
ترسم گر از محبت خویشش خبر کنم
تھا جی مین کچھ کہون کہ ملے آرزو مجھی
گر از امید وارے خویشتن خبر کنم
پردہ نشین ہی آئے نہ کسطرح سے حجاب
مومن کیطرح جوش مین بھرتا ہون کو بکو
سیلی ز شرم عشق بجانم کہ سوے او

سویم چو بنگرد سوے دیگر نظر کنم
با خویش سر گرانی او بیشتر کنم
یہ کیا کرون نزاکت دل یاد آگئی
دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ و شاب
وقت وداع او من دیوانہ خراب
شوق نظارہ سے ہوئی بربادی ابرو
با شوق این چنین نتوانم نظر کنم

گر گریہ سر دہد گلہ در دسر کنم
کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی
ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی
کھائی قسم پھر آنیکی اے جوش اضطراب
با ہر کہ روبرو شوم و گریہ سر کنم
افسوس کامیاب نہ مین ہوسکا کبھو

سوداگران کالاے نادر و نایاب و تاجران اسباب نفیس و با آب و تاب اس گوہر بیش بہاے داستان کو بخیال قدردانی ناظرین دفتریون دکھاتے ہین کہ جب کرب غازی مع اپنی فوج کے کشتیون پر جاکر ٹھہرا اور طوفان سے وہ کشتیان تباہ ہوکر ایک طرف روانہ ہوئین تھین اثناے راہ مین کثرت طوفان سے کشتیان قریب تھا کہ غرق ہوجائین اُسوقت کرب غازی اور فتاح پلنگینہ پوش وغیرہ نے ہاتھ اپنے واسطے دعا کے جانب فلک بلند کیے اور بگریہ و زاری اور بنالہ و بیقراری درگاہ

جناب باری مین اسطرح دعا کرنے لگے کہ ای خالق بحرو بر وای معبود شجر و حجر تیری ذات وہ رحیم
کریم ہی کہ جملہ اپنے بندگان گنہگار ان پر بھی کرم گستر ہی ای معبود میرے تو وہ خالق ہی کہ تونے شجر و حجر
گل و ثمر انسان و حیوان آفتاب و ماہتاب بحر و بر شام و سحر وغیرہ جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہی اور ہر ایک
اپنے بندے کو ہر بلا و آفت سے تونے بچایا ہی حضرت یونس علیہ السلام کو شکم حوت مین تونے ساتھ
حفاظت کے رکھا اور پھر اسکے شکم سے صحیح و سلامت اُن جناب کو تونے نکلوایا حضرت ابراہیم علیہ السلام
پر تونے آگ کو گلزار کر دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے برادرون اور چاہ سے بچایا ہی اے رب
میرے ہم سبکو بھی اس طوفان سے نجات دے اور کشتیان ہماری غرق ہونے سے بچا اور
ہمکو بھی غرق ہونے سے بچا جسوقت کرب وغیرہ نے اسطرح دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا
وہ طوفان برطرف ہوا کشتیان کنارہ دریا قریب تر ایک جزیرہ کے ٹھہرین کرب غازی وغیرہ
شکر خداوند عالم کرکے نہایت خوش ہوے اور کشتیون سے اتر کر سب اُس جزیرہ مین گئے دیکھا
جزیرہ نہایت خوشنما اور آباد ہی مردمان جزیرہ گو کفار کی قوم سے ہین مگر خلیق اور صاحب
مروت ہین کرب نے اُن سے پوچھا اس جزیرہ کا کیا نام ہی اور یہان حاکم کون ہی اُنھون نے جواب دیا
اس جزیرہ کو جزیرہ بہار کہتے ہین بوجہ اِسکے کہ کنارہ دریا واقع ہی اور تری آب کے سبب سے
اشجار اسمین ہمیشہ سبز و شاداب رہتے ہین حاکم یہان کا مسمی بہ مرزوق ہی اور وہ خراج گذار
چوطویل بادشاہ زنگبار کا ہی اور یہ جزیرہ قلمرو شاہ زنگبار سے ہی یہ کہکر انھون نے کرب غازی
سے پوچھا آپ کس ملک سے یہان آئے ہین اور کس ارادہ سے تشریف لائے ہین کرب نے مصلحت
وقت جانکر اُن سے کہا مین ایک تاجر ہون مال تجارتی اپنے ہمراہ لایا ہون بصرہ سے اور اور ملکون
مین مال و اسباب بیچتا ہوا اور وہان سے خریدتا ہوا آیا ہون یہان سے بھی زنگبار جاؤنگا
وہ یہ سنکے خاموش ہوے کرب غازی نے وہان قیام کیا بعد دو روز کے وہان سے مع اپنے
ہمراہیون کے جانب زنگبار کوچ کیا اثناے راہ مین اندلس اپنے عیار کو بہت یاد کیا اور
فتاح بلنگینہ پوش سے کہا نہین معلوم اندلس پر کیا گذری دیکھیے وہ ہمسے کبتک ملتا ہی اُسکی جدائی
ہمین شاق ہی اُس نے عرض کیا آپ کچھ صدمہ نکرین وہ مع الخیر ہوگا جامع المتفرقین اسکو آپ سے ایکروز
ضرور ملادیگا اُسکو بھی آپکا خیال ہوگا غالباً وہ بھی وہانسے آپکی جستجو مین چلا ہوگا کرب غازی فتاح
کی گفتگو سنکے خاموش ہوا صاحب دفتر نے اِس جگہ اسطرح لکھا ہی کہ دو روز کے بعد کرب غازی شہر پناہ
کے دروازہ پر وقت شب پہونچے دربانون سے کہا دروازہ کھولدو کہ ہم شہر مین داخل ہون انھون
نے پوچھا تم کون ہو ہنگام شب کہان سے آئے ہو کرب غازی نے جواب دیا مین ایک سوداگر ہون مال و
اسباب تجارتی بیش بہا لایا ہون بہت سے ملکون سے مال خریدتا ہوا اور اُن ملکون کی سیر کرتا ہوا
مال تجارتی بیچتا ہوا یہانتک آیا ہون چاہتا ہون کہ شہر مین داخل ہون اسباب تجارتی بادشاہ اور
امرا کے ہاتھ بیچون اُنھون نے جواب دیا کہ ہمکو حکم حاکم نہین ہی کہ دروازہ کھولین اسوجہ سے ہم ہرگز دروازہ نہ
کھولینگے کرب نے پوچھا کیا باعث ہی کہ حاکم نے یہانکے شہر پناہ کا دروازہ بند کرا دیا ہی اور
سوداگرون کے آنیکی ممانعت کی ہی اُنھون نے جواب دیا ہمنے سنا ہی کہ چند قیدی بصرہ سے خوشگام وزیر

اپنے ہمراہ لایا تھا اور حکم بادشاہ زنگبار سے وہ قیدی زندان مین قید کیے گئے تھے چند روز کے بعد وہ کسی وجہ
قید سے نکلے اور بادشاہ مذکور کی فوج سے لڑے سیکڑون مرد مان لشکر کو اُنھون نے قتل کیا آخرکار تین شخص اُنمین سے
وہ قدر زخمی ہوئے کہ مرکبون سے گرے اور فوج شاہی نے اُنھین گرفتار کر لیا ایک شخص اُنمین سے
کسیطرف نکل گیا اُسکی بادشاہ کو تلاش ہی اُسی روز سے بادشاہ زنگبار نے تمام اپنے قلمرو مین یہ حکم تاکید کی
نافذ کیا دن کو و یہ یا ہی کہ شہر پناہ کے دروازے بند رکھو صرف دنکو شہر کی آمد و رفت مردمان شہر
کے واسطے کھلی رکھو اور جب اُنکو خوب طور سے پہچان لو اور اچھی طرح اُنکی شناخت کر لو اُسوقت اُنکو آنیدو ورنہ
اُنکو بھی نہ آنیدو اور ہر ایک دروازہ شہر پناہ پر فوج کثیر معین و مقرر کی ہی بایں خیال کہ مددگار اُن قیدیونکے یہان
نہ آنے پائین اور یہ انتظام محض اُنھین قیدیونکے اعانت کرنیوالونکے واسطے کیا گیا ہی پس ہم اسیوجہ
سے دروازہ نہین کھولتے ہین کرب غازی نے اُنسے کہا کہ مین سوداگر ہون میرے پاس مال و
اسباب لاکھون روپیہ کا ہی اگر شبکو یہان قیام کرونگا تو مال و اسباب میرا راہزن اور چور لیجائینگے مین یہان
لٹ جاؤنگا تم دروازہ کھولدو مین تمکو زر کثیر دونگا اُنھون نے جواب دیا تم ہمکو زر کثیر کا لالچ ندو ہم ہرگز خلاف
حکم حاکم نکرینگے اور معتوب بادشاہ زنگبار نہونگے کرب اُنکی تمام تقریر سنکے مجبور و ناچار رہا چونکہ اُسوقت سیروی
سے وہ اور اُسکی فوجکے تمام مردم خستہ اور کسلمند تھے اِسوجہ سے بیرون در شہر پناہ ایک باغ وسیع مین جا کر
قیام پذیر ہوا احوال اُسکا انشاء اللہ تعالے بمقام مناسب آئندہ لکھا جائیگا

داستان پہونچنا بدیع الزمان کا حوالی سمرقند مین اور مسمی عقرب ایک ساحر کا اُسے اُٹھا لیجانا اور قید کرنا بدیع الزمان کا۔ مخمس۔

کسے بغمکدہ تا کی بصد محن باشد
خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
ہمین پسند نہین بیوفا یہ لطف و کرم
کہ گاہ گاہ بر او دست اہرمن باشد
بس اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
عدو کی بات بھلی اور برے بیرے اشعار
ہماے گو مفگن سایہ شرف زنہار
نہین ہی صبر و شکیب و قرار تاب و سکون
غریب سا دل آوارہ با وطن باشد
ہر ایک حرف ہی یان دل شگاف و تابسل
ہی موسن آگے تری کیا ہی دم بخود جا حافظ
بسان سوسن اگروہ زبان شود جا

ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
نہ من لبسوزم و داد شمع انجمن باشد
کہ غیر سے بھی ملاقات ہی اگرچہ ہی کم
کہان تلک رہے خاطر مین حزن و رنج و ملال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
پسند نالہ زاغ اور رد نواے ہزار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد
اگرچہ خوار و زبون دشت میں تابون
مین کیون وہ بات کرون جس سے کہ وہ شیخ خجل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
محال ہی جو کرے تجھسے حد و کد حافظ
جو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

بگوشہ جگر افشان و نالہ زن باشد
بہ تنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد
کہان ہی جلد پہونچ ہد ہد صبا رفتار
و فور وحشت و جوش جنون ہی روز افزون
ہوائے کوئے تو از سر نمیرود بیرون
و فور ولولے کے التماس سے حاصل
توان شناخت ز سوزے کہ در سخن باشد
تو رہنماے سخن اور نابلد حافظ
مقرران سحر بیان و داستان گویان

شیرین زبان اس داستان حیرت انگیز کو یون بیان کرتے ہین کہ بدیع الزمان جو بہرہ مند بموجب
ارشاد حمزہ صاحبقران براے سرکوبی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے

بعد جانے مالک اژدر کے مع اپنی فوج کے جانب ترکستان روانہ ہوے تھے بعد قطع منازل و طے مراحل
ایکروز نواحی سمرقند مین کہ ایک صحراے سبزہ زار تھا اسمین پہونچے وہ صحراے سبزہ زار عجب پر بہار
تھا کہ باغ ارم کی بھی اُسکے آگے کچھ حقیقت نہ تھی کیونکہ گلہاے رنگارنگ خودرو بیحد و بے شمار اُسمین
شگفتہ تھے ہر ایک گل رشک عارض محبوب تھا اور سبزہ شاداب اُسکا سبزہ خط مہوشان سے خوبی مین
بہتر اور طبع کو مرغوب تھا جابجا نہرین اُسمین جاری تھین پانی اُن نہرون کا نہایت شیرین اور خوشگوار تھا
اگر اُن نہرونکو تسنیم اور سلسبیل سے مثال دیجیے تو بجا ہی اور اگر چشمہ آب حیات سے اُنھین تشبیہ دیجیے
تو ہو سکتا ہی نہین نہین پانی اُن نہرونکا بہتر از آب حیات تھا اور رشکدہ مار فرات تھا چشمہ آب حیات
اِن نہرون سے خجل اور منفعل ہو کر پردہ ظلمات مین جا کر شاید قیام پذیر ہوا تھا اور اپنی بے آبروئی
کے خیال سے اُس اندھیری مین جا کر پوشیدہ نظر جوان و پیر ہوا تھا فی الواقع پانی اُن نہرونکا صفائی مین
آب گوہر سے بہتر تھا اور جلاے دروندان لعل لبان سے خوبتر تھا ہواے سرد صحت وہ بیماران
وہان ایسی چلتی تھی کہ اگر بیمار برسون کا وہان جاے اور وہان کی ہوا کھاے تو ایکدم مین صحیح ہو
سالم ہو جاے گویا ہوا وہان کی عیسی دم مسیح نفس تھی مُردونکو آرزو تھی کہ اگر ہمکو نقال فرشتے اس
صحراے سبزہ زار مین پونچائین اور ہم وہان کی ہوا کھائین امید قوی ہی کہ حکم خدا سے فوراً زندہ ہوجائین
وسعت مین وہ عرصہ صحرا دامن حرص سے زیادہ تھا اور میدان تصور سے کشادگی مین افزون
تھا اشجار اُسمین خوش وضع و خوش قد و پر ثمر ایسے تھے کہ باغ عالم مین بھی مثل اُنکے نہونگے اور
ثمر اُنکے ایسے شیرین اور خوش مزہ کہ لب شیرین اور جان شیرین سے زیادہ تر شیرین تھے جانور
اسمین بیحد و بے شمار تھے طائران رنگارنگ کا کچھ شمار نہ تھا اور چوپایونکا شکار بھی بہت سے
و شوار تھا خصوصاً غزالان شوخ چشم و چالاک از حد تھے اُنکی آنکھون اور شوخی پر نظر کرنے سے چشم
محبوب اور شوخی و شرارت معشوق عشاق کو یاد آجاتی تھی زیادہ اس سے اس صحرا کی کیا تعریف
کیجاے کیونکہ اول تو خیال طول دفتر کا ہی اور دوسرے یہ خیال ہی کہ ناظرین دفتر ناخوش نہون اسوجہ سے
ثناے صحراے سبزہ زار مذکور اچھی طرح نہین کی کچھ تو نثر مین اُسکی تعریف لکھی گئی اور اب کچھ نظم مین
لکھی جاتی ہی

نظم

زیر گردون عجب وہ صحرا تھا
کہین پھولی ہوئی گلونکی بہار
کوثر یاے کے وصف کیا ہون بیان
دامن دشت پر کڑھی تھی چکن

پھول ہر ایک اُسکا یکتا تھا
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
غیرت مار زلف زہر افشان

آرہی تھی کہین سے صوت ہزار
آرہی تھی کہین ہواے سرد
بیل بوٹے پہ تھا نیا جوبن

بدیع الزمان اس صحراے سبزہ زار کو دیکھ کے نہایت درجہ
خوش ہوے اور اپنی ہمراہیون سے مخاطب ہو کر کہا دیکھو کیا صحراے سبزہ زار ہی کہ کانٹا بھی
یہانکا رشک گل عارض یار ہی سبحان اللہ کیا صحرا ہی کہ باغ سے بھی بہتر ہی باغبان جہان نے اپنی
قدرت کاملہ سے صحرا بھی وہ صحرا پیدا کیے ہین جو رشک باغ ارم ہین مین نے ایسا صحراے
سبز و شاداب نہین دیکھا تھا آج خوبی قسمت سے دیکھنے مین آیا ہی دل چاہتا ہی کہ چند روز یہان
قیام کرون اور صعوبت سفر سے باز رہکر یہان چندے قیام کرکے لطف زندگی اُٹھاؤن اور

طائرون اور غزالون کا شکار کرین اکثر ہمراہیون نے عرض کیا حضور فی الواقع ایسا صحراے سبزہ زار
ہمنے بھی کبھی نہ دیکھا تھا اس صحراے پرفضا اور سبزہ زار کے بارے مین اور تو کیا کہین لیکن اتنا ضرور کہتے
ہین کہ ہمارے نزدیک یہ صحرا ایسا ہی ہو جب بیت - اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین ست و
ہمین ست و ہمین است - ضرور حضور اس جگہ قیام کرین چند روز تو کیا دو چار مہینے اس جگہ قیام پذیر ہون
اتفاق سے ایسے صحرا مین گذر ہوا ہی جب سے اس صحراے پر بہار مین آئے ہین گویا اپنے تن بیجان مین جان
آگئی ہی ہواے سرد اور فضاے صحرا اور خوشبوے گلہاے رنگا رنگ سے غنچۂ دل بھی افراط خوشی سے
مانند گل شگفتہ ہوگیا ہی اور طائر روح بھی قفس تن مین لطف بیحد اُٹھاتا ہی رنگ سبزہ شاداب بیسا انکا
آنکھونکو خوش آتا ہی دل چاہتا ہی کہ ہمیشہ اُسکو اسطرح دیکھا کیجیے اور پھولونکو یہان کے سونگھکر
ورد و شمیم اور دریاؤنکو یہان کے بیکر جستجوے آب حیات بھی نکیجیے اور ایسے صحراے سبزہ زار
فرحت آثار مین رہ کر تمناے سیر باغ ارم بھی نکیجیے حضور اگر سچ سچ پوچھیے اور صاف صاف دریافت کیجیے
تو دل اپنا یہی چاہتا ہی کہ تمام زندگی اس صحراے کہین اور نجائین اور مرتے وقت اپنے عزیزون
اور دوستون سے وصیت کر جائین کہ ہماری قبرین اسی صحرا مین بنائین عشاق کو کوے محبوب مین
دفن ہونیکی آرزو ہوتی ہی ہم دیوانونکو اس صحرا مین دفن ہونیکی خواہش ہی اور بعد مرجانے اور
دفن ہو جانیکے اگر حکم خداے نقال فرشتے جو ہین تو انکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین اور مثلا
کتونکو پیغمبر اور نبی کی تربت کے برابر اگر کوئی دفن کردے تو اُن کتون کو وہان سے لیجاتے ہین اور
موافق انکے مرتبے کے کسی گھورے اور گڑھیا مین جس مین بکثرت بول و براز پڑتا ہوا ہو دفن کرتے
ہین وہ ملائک اگر ہماری قبرون مین آکر اور نہایت مہربان ہو کر کہین گے کہ تم یہان سے باغ ارم مین
چلو ہم تمکو لیے چلتے ہین تو ہم اُنسے کہین گے کہ آپ زحمت گوارا نفرمائین بسم اللہ بالاے
آسمان تشریف لیجائین ہمکو آپ یہین رہنے دین باغ مین شداد کے ہمین نہ لیجائین بدیع الزمان نے
اُنکی تقریر سنکے فرمایا تمکو ہم سے بھی زیادہ یہ صحرا پسند آیا خیر تمھاری خاطر سے اس صحرا مین زیادہ قیام کرینگے
یہ فرما کر حکم دیا کہ اس صحرا مین کسی جاے مناسب پر بارگاہ اور خیام استادہ کیے جائین چنانچہ موافق
ارشاد خدام نے حکم کی تعمیل کی بدیع الزمان اپنے مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوے اور جملہ
سرداران لشکر اور سواران بھی اسلحے اپنے اپنے تنسے اُتار کر انھین خیام مین راحت پذیر ہوے
وہ تھوڑا دن اور تمام شب بسر کرکے وقت صبح بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے
اور رفقا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا ہمارا دل چاہتا ہی کہ اسوقت اس صحرا مین شکار کھیلین
سب نے عرض کیا بہت مناسب ہی حضور تشریف لے چلین ہم بھی ہمراہ رکاب رہینگے مرکب
اپنا بدیع الزمان نے فوراً طلب کیا جب گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کرکے سائیس
لایا بدیع الزمان اُس اسپ صبا رفتار پر سوار ہوے اور چند رفقا اور سرداران سپاہ بھی گھوڑون پر سوار ہوے
بدیع الزمان نے سامان شکار کا کہ خدام نے فوراً کر لیا تھا جو دیکھا بہت خوش ہوے اور
بے تامل و تاخیر ایک طرف اُسی صحرا مین روانہ ہوے بیلیے اور قراول وغیرہ بھی اُنکے
ہمراہ چلے ہنوز بدیع الزمان تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ہرن اسقدر نظر آئے کہ شمار انکا نہو سکا

اُسوقت بدیع الزمان وغیرہ نے از حد خوش ہوکر کانین دوش سے لین اور ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمانین
جوڑکر اُنکے سینے اور ران کو تاک کر تیر لگائے وہ تیر اُنکے سینہ اور ران مین در سار ہوے کچھ تو
غزال فوراً تیر کھا کر زمین پر گرے اور کچھ تیر کھا کر بھاگے دلاورون نے اُنکا تعاقب کیا جو ہرن جس جگہ
گرا ہر ایک دلیر نے فوراً گھوڑے سے اُترکر اُسے تکبیر کو پہونچایا تھوڑی دیر مین اسیطرح صدہا ہرن
شکار کئے بعد ازان ہزارون طائران حلال کا تیر او رتفنگ سے شکار کیا جب آفتاب بلند ہوا اور
شکار کرنے سے دل گھبرایا بدیع الزمان مع اپنے ہمراہیون کے اسی جگہ آئے جہان خیام لشکر پا تھے
پھر مرکب سے اُترکر بارگاہ مین گئے سرداران لشکر بھی مرکبون سے اُترے اتنی ہی دیر مین خدام چھکڑون پر
تمام ہرن اور طائر جو شکار کیے تھے انکو بار کرکے لائے بدیع الزمان نے ملازمونکو حکم دیا کہ ان
طائران مذبوح اور غزالان صید کردہ کو ہمارے لشکر پر تقسیم کردو کیونکہ یہ سب ہرن اور طائر اسقدر
ہین کہ ہم اور ہمارے سرداران لشکر انکے کباب تیار کرکے کھا نہین سکتے ہین چنانچہ حسب الحکم وہ ہرن
اور طائران مذکور اہل لشکر پر تقسیم کردیے گئے صرف چند ہرن اور کچھ طائران مذبوح بدیع الزمان نے
خاص اپنے اور اپنے سرداران لشکر کیواسطے رہنے دیے اور اُنکے بارے مین یہ حکم دیا کہ
اسکے کباب تیار کرلئے جائین آج شبکو ہم بعد میکشی اِنکے کباب کھائینگے اور آج کہ تیرھوین
تاریخ ہے شبکو ماہ کامل ہوگا چاندنی خوب ہوگی اس صحرای جانفزا مین سیر کرینگے اور گانا سنینگے
شب بعیش و راحت بسر کرینگے چنانچہ حسب الحکم ملازمون نے اُن ہرنون اور طائرونکے کباب
تیار کئے اور سامان میکشی بھی کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عقاب آفتاب بدیع الزمان وغیرہ
اور بہادرونکے شکار کرنیکی سیر دیکھکر اور اُن دلاورونکی تیراندازی اور ناوک فگنی سے
لرزان و ترسان ہوکر جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ بصد ضیا و جاہ قصر مشرق سے
برآمد ہوکر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ گر ہوا بدیع الزمان بھی مثل ماہ مشرق بارگاہ سے
برآمد ہوے اور لب جو جو ایک بارگاہ فلک جاہ برائے میکشی اور سیر شب ماہ برپا کی گئی تھی اُس بارگاہ
مین ہمراہ اپنے سرداران لشکر کے گئے اور صدر بارگاہ مین جو دنگل سب دنگلون سے بہتر تھا اُس دنگل پر
تو خود بیٹھے اور گرد اُس دنگل کے جو اور دنگل تھے اُنپر سرداران لشکر با دب بیٹھے اسی اثنا مین ساقیان
ساقیان خوبرو اور خوش گلو کشتیان شراب ناب کی مع جام و ساغر بلورین لیکر بناز و انداز اُس بارگاہ
مین آئے پہلے بادب تمام بدیع الزمان کو آداب و تسلیم بجالائے بعد ازان حکم حاصل کرکے
شیشۂ مل سے ساغر بلورین مین شراب اُنڈیل کر ساغر مے سے لبریز کرکے بناز و انداز روبروے
بدیع الزمان لے گئے بدیع الزمان نے ساغر مے لیکر شراب پی پھر تو ساقی بچون نے پے در پے
جام شراب سے بھر بھر کر سرداران لشکر بدیع الزمان کو دینا شروع کئے اور سب نے شراب
ناب پی بعد دورہ جام اول کے دوسرا دورہ جام مے کا ہوا اسیطرح تا دیر دور جام بے دغدغہ
گردش ایام رہا جب بدیع الزمان وغیرہ کئی کئی جام شراب پی چکے اسوقت حکم بدیع الزمان سے
ساقی بچے کشتیان شراب کی اُٹھا کر بارگاہ سے لے گئے مگر چند ملازم قابین اور طشتریان گزک کی
جنمین کباب آہو اور طائرون کے تھے لیکر حاضر ہوے اور بعد ادائے آداب و تسلیم کے

وہ قابین اور تشتریان طریقے سے سہرو بدیع الزمان وغیرہ کے رکھین ہر ایک نے نہایت خوشی سے وہ کباب کھائے اور بعد میکشی گزک سے نہایت لطف اٹھایا جب گزک کھا کر وہ سب فارغ ہوے سب نے ہاتھ منھ آب نہر سے کہ قریب تر تھی دھوئے بعدہ دنگلون پر بیٹھ کر جانب صحرا دیکھنے لگے تھوڑی دیر مین ہر ایک کو نشہ شراب کا ہوا اُس عالم نشہ مین لب جو اسے صحراے سبزہ زار مین چاندنی کی سیر عجب لطف دکھاتی تھی اُس شب ماہ کی مختصر تعریف یہ ہے کہ بموجب نظم

وہ شب چاردہ وہ جلوۂ بدر
زیب ہی گر اُسے کہون شب قدر
شب وہ تھی مشعل فلک کا دھوان
شب وہ تھی خال روی صبح جہان
کہکشان کی فلک پہ یون تھی جلا
جسطرح سے محک پہ نقش طلا
وہ صفا آب جو وہ ماہ کا روپ
چاندنی پر گمان تھا کہ ہی دھوپ
ایک جانب اشجار صحراے سبزہ زار

اپنا روپ دکھا رہے تھے اُنکے سبز سبز پتون سے زمرد بھی خجل تھا اور ایک سمت صحرا کے گلہاے خودرو وغیرہ کی بہار تھی کہ بمقتضاے نظم

موتیا موگرا گل شب بو
ڈنڈ ہاتے تھے گل کے اُس شب کے
اشرفی جاہی جوہی ہار سنگار
تھی ہر ایک طرح کی ہر ایک بہار
کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد
یار کے رنگکے عکس سے پر درد
گل لالہ کہین بدخشان کا
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جا بنکا
اور نیلم کا تھا جو نافرمان
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
کیا بیان آب و تاب اُسکی ہو
یون ہی تھا لونگی بس تھی جلوہ گری
جسطرح سے نگینۂ شجری
دست ہر شاخ تھا کف موسے
پھول بیل صورت ید بیضا
نخل انگور تھے وہ نور آگین
خوشہ خوشہ تھا خوشۂ پروین
جوش نور اسقدر تھا اوج پذیر
تھا سہا پر گمان بدر منیر
صبح کے شبہ مین وہان شبیر
گھونسلونسے نہوتے تھے باہر
شرم سے صبح نور بخش جہان
پردہ شب مین ہو گئی تھی نہان
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار
زاغ پر تھا گمان بو تیمار
نہر مین وہان ہر طرف سے آئین
دل مین آنکھونمین جو سمائین تھین
بیکلی دلکو ہر زمان ہوگئے
تاب نظارہ کی کہان ہونے
خوش نما تھی حباب سے ہر نہر
جوش سے پانی مارتا تھا لہر
نہر کو دیکھکر یہ لہر آئے
منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے
دل تسنیم و سلسبیل و لبن
ہون اسیر کمند یہ ہمہ تن
دیکھکر آب و تاب پانی کی
پانی پانی ہو آب کوثر بھی
کیا صفائی خدا نے بخشی تھی
وہان لطافت بھی پانی بھر لی تھی
قرب موج و حباب تھا اسطرح
چشم و ابرو مین متصل جسطرح
ہر حباب انکار شکل غنچۂ گل
گیسوے موج طرۂ سنبل
فتح کرتی تھی تیغ موج خوش آب
دمبدم ہوتے تھے شکست حباب
دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب
شوخیِ چشم گلرخان کا جواب

بدیع الزمان اور سرداران لشکر عالم نشہ ہی مین لب جو سیر کر رہے تھے ناگاہ بدیع الزمان کے دل مین آیا کہ اِسوقت کسی نازنین مہ جبین زہرہ خصال مشتری جمال کا رقص دیکھے اور گانا اُسکا سنیے یہ خیال کرکے چند ملازمون سے فرمایا تم جاکر ہمارے لشکر مین دریافت کرو کہ ہمراہ ہمارے لشکر کے کوئی رقاصہ بھی ہے یا نہین اگر ہو تو اُس سے کہو جلد ہمارے روبرو مع اپنے سازندونکے حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرے ملازمان مذکور فی الفور گئے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ دو نازنینان پری تمثال زہرہ خصال

بانیخیال ہمراہ لشکر آئی ہین کہ اگر اثنا ے راہ مین بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا ناچ دیکھنے اور گانا سننے
کو دل چاہیگا تو ہم روبرو اُنکے رقص و نغمہ کرینگے اور انعام کثیر لینگے ملازمان مذکور اُنکے پاس گئے اور حکم
بدیع الزمان سے اُنھین آگاہ کیا وہ حکم مذکور سے باخبر ہو کر فوراً مع اپنے سازندونکے اپنے اپنے بستر سے
اُٹھین اور بناؤ انداز و پوشاکین تبدیل کرکے پشوازین پہنکر بناؤ سنگار کرکے وہان سے چلین بعد
قطع راہ جب روبرو بدیع الزمان کے پہونچین ہر ایک نے جھک کے تسلیم کی پھر اجازت حاصل
کرکے ایک نازنین بعد درست ہوجانے سازونکے ناچنے کو کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے
نازنین رقص کرنے لگی بدیع الزمان وغیرہ رقص اُسکا دیکھنے لگے جب وہ ناچ چکی بدیع الزمان نے اُس سے کہا
اگر کوئی غزل واجد علیشاہ بادشاہ ملک اودھ کی جنکا تخلص اختر ہی تجکو یاد ہو تو اسوقت
ہمارے سامنے اُس غزل کو گا اُسنے عرض کیا حضور مجکو ایک غزل اُنکی یاد ہی بموجب ارشاد حضور
اُسی غزل کو گاتی ہون یہ کہکر اُس نے یہ غزل اختر کی شروع کی۔

غزل

ہوکے دیوانہ اُس پری رو کے
آپکے حسن کے ہین ہم بھوکے
دل صد چاک تجھپہ پیچ پڑا
ناز اُٹھاتے یار بدخو کے
ہجر کی شب مین پھوٹ کے دیتے ہین
دیکھکر آئینے وہ زانو کے
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو
سر ادا تو ہو نیچے زانو کے
سیکھے خوش چشمی کا ترے شہرا
سیکھین سامری طریق جادو کے
سخت پچھتائے ہم بہت چوکے
ایک ہی وار مین تمام کیا
شانے نے کھولے عقدے گیسو کے
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تکیہ مشتعل ہین میرے پہلو کے
انکو جنت سے کام کیا اے حور
خون لگی ہمیشہ وہ تھو کے
رخ رنگین کے عندلیب ہین ہم
تشنے ہوتے ہرن ہین آہو کے
اوج پر ہے ستارہ اے اختر
نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
نیچے دو غضب تھے ابرو کے
نیک تھا دل یہ بدمزاج ہوا
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
ہاتھ ملواتے ہی مجھے حیرت
رہنے والے ہین جو تری کو کے
آرزو ہی کبھی تو تکیہ کے جا
قمری ہین اُسکے قد دلجو کے
اک فسونساز چشم سے تیری
رہتے ہو ساتھ یار مہرو کے

جب وہ نازنین غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا چکی بدیع الزمان وغیرہ نے اُسکی خوش گلوئی اور
اشعار غزل کی تعریف کی اور اُسے اپنے ملازمون سے کہکر انعام کثیر دلوادیا وہ مہ پارہ انعام کثیر لیکر
جب بارگاہ سے چلی گئی بدیع الزمان نے حکم دیا اب دوسری نازنین سے کہو وہ ہمارے روبرو
حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرے حسب الحکم ملازمون نے اُس سے کہا وہ فوراً واسطے رقص کے کھڑی
ہوئی کیونکہ اتنی دیر مین اُسکے سازندون نے اپنے اپنے سازون کو درست کیا سازندے گت بجانے
لگے وہ حور طلعت ناچنے لگی تا دیر خوب اُسنے رقص کیا بعد رقص کرنیکے یہ غزل مرزا علی صاحب تخلص
ہنر کی کہ اُسکو خوب یاد تھی اُسنے شروع کی سازندون نے اپنے سازمین اس غزل کو چھیڑا وہ غزل یہ ہے غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ کھل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
عبث اے دوستو ماتم مین میرے آج روتے ہو
سوے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ اے ظالم میرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدہ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

گرایا کیون میری آنکھون سے اے دل اسطرح تونے
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو وہ بولے بہت ہین چاہنے والے
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن میرے مرقد تک جناب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

بچاتا اُس مسیحا کی سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

سر بزم اپنے عاشق سے نگین کیون گریبان سے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا

پہونچ جاتے رواق شاہ دین پر ای منیر ہم بھی
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

جب یہ غزل نازنین مذکور گا چکی بدیع الزمان نے اُسے بھی انعام کثیر دلوا کر رخصت کیا بعد جانے نازنین مذکورہ کے بدیع الزمان ہمراہ سرداران لشکر کے سیر صحرا کرنے لگے یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی اُسوقت اُس جگہ سے بدیع الزمان آ کر اپنی بارگاہ مین گئے اور مسہری پر عالم نشہ مین لیٹ کر جلد آرام کیا سرداران لشکر بدیع الزمان بھی اپنے اپنے خیمہ مین جا کر فرش خواب پر لیٹے اور سو رہے یہان تو بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین سو رہے ہین انکو تو عالم خواب مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب احوال صلصال بن دال بن ذیو بن شمامہ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے یہ نابکار غار افراسیاب سے نکلا ہی بہت سی فوج اُسنے جمع کی ہی اور ریزہ وہ فوج جو وقت شکست کھانے صلصال کے اور غار مین جا نیکے بھاگ گئی تھی اور صحرا صحرا گریزان تھی اب اُن مردمان فوج نے جو سنا کہ صلصال غار افراسیاب سے باہر نکلا ہی اور اُسکے دشمنون سے فی الحال وہان کوئی نہین ہی یہ سنکے وہ سب اُس نابکار کے پاس آئے ہین اور سب سپاہ اُسکے پاس تخمیناً دس لاکھ کے ہو گئی ہی اب یہ ملعون مثل سابق کے دربار کرتا ہی امرا اور سرداران لشکر اُسکے دربار مین آ کر علی قدر مراتب بیٹھتے ہین جس روز کہ بدیع الزمان نے صحراے سبزہ زار مذکور مین شکار کھیلا تھا اُسی روز کا یہ ذکر ہی کہ صلصال نابکار تخت پر دربار مین بیٹھا تھا امرا اور سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے ناگاہ چند ہرکارے افتان و خیزان اُسکے روبرو آے اور مجرا گاہ سے اُسے مجرا کر کے اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آج ہم بلا دو ری کو گئے تھے اور دور تک نکل گئے تھے یہانتک کہ حوالی سمرقند تک چلے گئے تھے ہمنے وہان بچشم خود دیکھا ہی کہ آج بدیع الزمان پسر حمزہ بفوج کثیر ایک صحراے سبزہ زار مین مقیم ہی اور پرندون اور چوپاؤن کے شکار مین معروف ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ وہان سے کوچ کر کے یہان آئے اور حضور سے مقابلہ اور مجادلہ کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ عرض کر کے اُسکے دربار سے نکل کر ایک طرف چلے گئے صلصال اس خبر کو سنکے متفکر اور متردد ہوا اور فکر کرنے لگا بعد فکر بسیار اُس نے میر منشی سے ایک نامہ سوما جادو کو اس مضمون کا لکھا کہ ای سوما جادو ہمنے ہرکارون کی زبانی سنا ہی کہ پسر حمزہ مسمی بدیع الزمان سپاہ کثیر لیکر ادھر آیا ہی حوالی سمرقند مین جو صحراے سبزہ زار ہی اُسی مین مقیم ہی پس مین تم سب معین و مددگار ونکے کہنے سے اور محض تمہارے اور دیگر ساحرونکے بھروسے پر غار سے باہر نکلا ہون ورنہ مین ہرگز غار افراسیاب سے باہر نہ آتا پس میرا ارادہ کہ مین سمرقند پر حملہ کرون اور وہان کے حاکم و ناظم کو

کہ طولا یہ سمرقندی ہی تہ تیغ کرون اور اُسکے لشکر کو تباہ کردن سمرقند پر اپنا قبضہ کرون بعد ازان
جانب ہند جاؤ اور وہان کے حاکم کو کہ امیر کی جانب سے ہی اور نام اُس کا جیپال ہندی ہی
اُسکو بھی قتل کرون اور ہند کو بھی فتح کرون تمکو لازم ہی کہ بدیع الزمان پسر حمزہ مذکور کو روکو
یا اُس سے مقابلہ کرو یا بذریعہ سحر اُسے گرفتار کرکے قید کرو اور اس امر مین بہت تعجیل کرو کیونکہ
اگر پسر حمزہ مذکور یہان آجائیگا اور ہمسے مقابلہ اور مجادلہ کریگا تو پھر ہمارا جانب ہند اور سمرقند جانا
موقوف رہیگا اور یہ امر ہمارے طبع کے خلاف ہوگا زیادہ اس بارے مین تمکو کیا لکھا جاے یہ عبارت
نامہ مین لکھواکر نامہ کو ملفوف کرایا اور سرنامہ پر اپنی مہر کرکے ایک اپنے ملازم کو وہ نامہ دیا اور کہا کہ
ابھی اس نامہ کو سوفار جادو کو جاکر دیدے اُسنے نشان مسکن سوفار جادو دریافت کیا صلصال نے
اُسکے مکان اور مقام کا اُسے نشان بتلا دیا وہ ملازم شتر پر سوار ہوکر نامہ اپنی دستار مین رکھکر شتاب
روانہ ہوا جب اُسکے در دولت پر پہونچا دیکھا بہت سے ساحر بطور دربانونکے اُسکے دروازہ پر بیٹھے ہین
ترسول اور پنسول اُنکے ہاتھونمین ہین بعضے اُنمین سے ترنج اور نارنج اسباب سحر سے اپنے پاس رکھتے
ہین اکثر ڈفلیان بجا بجا کر بھجن سامری و جمشید کے گا رہے ہین فوج ساحرونکی دروازہ سے اُسکے
علیحدہ ایک میدان ہی اسمین فروکش ہی نامہ دار مذکور نے اُن ساحرونسے کہ جو بطور دربان اُسکے آستانہ
پر بیٹھے تھے کہا کہ مین نامہ شہنشاہ صلصال کا لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ سوفار جادو کی خدمتمین جاؤن
اور نامہ دون تم میری اطلاع کرو اُنمین سے ایک دو ساحر سوفار جادو کے پاس گئے اور اُس سے کہا ای شاہ
ساحران اسوقت ایک نامہ دار صلصال کا نامہ لیکر آستانہ دولت پر حاضر ہوا ہی چاہتا ہی کہ حاضر دربار
ہوکر نامہ مذکور دے اُسنے حکم دیا کہ جلد اُس نامہ دار کو ہمارے پاس لے آؤ ساحران مذکور اُسکو خدمت
سوفار جادو مین لیگئے اول نامہ دار نے دیکھا کہ ایک ساحر نہایت کریہ منظر بکبر و نخوت دربار مین تخت پر
بیٹھا ہی اور دو تین سو ساحران زبردست اُسکے دربار مین باادب بیٹھے ہین سوفار جادو کا تو کیا ذکر
کیا جاے کہ وہ تو اپنے تئین رشک سامری و جمشید تصور کرتا ہی اور نسل سامری سے ہی بھی اُسکے
دربار مین جو ساحر بیٹھے تھے وہ بھی بلاے روزگار تھے ہر ایک اُنمین آفت کا پرکالہ از اسباب جادو
شاہ طلسم ہوشربا کو کتاب سحر و ساحری کا سبق پڑھانے والا تھا بعد دیکھنے سوفار جادو اور اُسکے
اہل دربار کے نامہ دار نے سوفار جادو کو جھک کر سلام کیا اور نامہ صلصال کا دستار سے نکالکر
اُسے دیا اُسنے خود لفافہ پر نظر کرکے اور لفافہ کو چاک کرکے نامہ نکالکر پڑھا بعد پڑھنے نامہ کے
نامہ دار سے کہا تو جا اور ہماری طرف سے بعد سلام صلصال سے کہدینا کہ جو کچھ نامہ مین ہمین لکھا ہی
اُس سے ہم آگاہ ہوے بموجب لکھنے کے عمل کیا جائیگا یہ کہکر اُسے رخصت کیا نامہ دار تو رخصت
ہوکر خدمت صلصال مین آیا اور جو کچھ سوفار جادو نے کہا تھا بیان کیا صلصال کو اطمینان ہوا اگر
بعد رخصت کرنے نامہ دار کے سوفار جادو نے اپنے اہل دربار پر نظر کرکے تجویز کیا کہ عقرب جادو
کو واسطے گرفتاری بدیع الزمان کے روانہ کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے عقرب جادو سے مخاطب
ہوکر کہا کہ ای عقرب جادو ابھی دیکھا تو نے کہ صلصال نے مجکو نامہ بھیجا ہی اور اُس نامہ مین
یہ لکھا ہی کہ پسر حمزہ مع فوج کثیر اسطرف آتا ہی اور وہ بہادران عالم سے ہی اگر مین اُس سے مقابلہ کرونگا

تو ہندوستان اور سمرقند پر لشکر کشی موقوف رہیگی اور مین محض آپکی اعانت کے بھروسے پر غار افراسیاب
سے باہر آیا ہون ورنہ اہل اسلام کے خوف سے ہرگز غار مذکور سے باہر نہ آتا پس میری مدد کیجیے اور
بدیع الزمان کو کہ حوالی سمرقند مین ایک صحراے سبزہ زار ہی اور وہان وہ فروکش ہو رہے ہین اُسکو
گرفتار کرکے قید کیجیے اور یہ اُسنے وہ کہا ہی کہ مین نے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہی لہذا تجھسے کہا جاتا ہی اور تجھے حکم دیا
جاتا ہی کہ ابھی جا اور بدیع الزمان کو مبتلاے سحر کرکے بدولت کے پاس لے آ عقرب جادو نے عرض کیا
صرف بدیع الزمان کو جا کر لے آؤن یا اُسکے لشکر کو بھی مبتلاے سحر کرون اور سبکو قتل کرڈالون
اُسنے جواب دیا فقط بدیع کو جا کر لے آ لشکر سے اُسکے متعرض نہو تا بعد اُسکے اُسکے لشکر کے بارے مین
بھی کوئی حکم دیا جائیگا عقرب جادو یہ حکم اپنے مالک و خداوند کا سنکے فوراً اسماے سحر زبان پر لایا
بعدہٗ غلطک مار کر بصورت عقاب تیز پرواز بنا اور پر پرواز پیدا کیے اور فی الفور جانب
سمرقند اُڑ کر چلا بعد قطع راہ ہنگام نصف شب اس صحراے سبزہ زار مین پہونچا جس جگہ لشکر
بدیع الزمان فروکش تھا اور ایک سردار لشکر ہمراہ پانچ سو سوارون کے گرد بارگاہ بدیع الزمان اور
اُس کے لشکر کے پھر رہا تھا سواران طلایہ صداے ہوشیار باش اور خبردار باش بلند کر رہے
تھے اور باوجود شب ماہ کے چوہتا مین روشن کیے تھین اور جملہ اہل لشکر اپنے اپنے خیمہ مین سو رہے
تھے اور بدیع الزمان بھی عالم نشۂ شراب مین اپنی بارگاہ مین غافل سو رہا تھا صحرا مین ایک
سناٹا تھا ہواے سرد چل رہی تھی پھولونکی خوشبو سے تمام صحرا معطر تھا سبزہ شاداب کوسون تک لہلہا رہا
تھا اکثر طائران صحرا اُس شب ماہ کو روز روشن اور صبح صادق تصور کرکے چہچہہ کر رہے تھے چونکہ
انبہ کی فصل تھی کوئل بار بار صداے کو کو بلند کر رہی تھی پپیہا بول رہا تھا نہرین صحراے مذکور مین
بصد صفائی و خوبی جاری تھین پیر گردون چشمۂ ماہ کے ذریعے سے سیر اُس صحراے سبزہ زار و
پر بہار کی کر رہا تھا عقرب جادو سواران طلایہ کی ہوشیاری اور حفاظت کرنے پر نظر کرکے اپنے
دلمین کہنے لگا کہ یہ اہل اسلام نہایت بیدار مغز ہین اور نمک حلال ہین اپنے مالک و سردار کی حفاظت
کر رہے ہین لیکن اِس سے کیا ہوتا ہی مین وہ یادگار سامری و جمشید ہون کہ مجھے یہ کیا روک سکینگے اور مجھسے
کیا مقابلہ کرینگے اول تو اِنکو خبر ہی نہوگی کہ کون یہان آیا تھا اور کون بدیع الزمان کو لے گیا اور
بالفرض والمحال انکو خبر بھی ہوئی تو یہ میرا کیا کرلینگے یہ ساحر نہین ہین ایک افسون سحر سے انھین ہلاک کر ڈالونگا یا
ایسا سحر کرونگا کہ دست و پا اِنکے بیحس و حرکت ہو جائینگے تیر و نیزہ و شمشیر مجھے مار نہ سکینگے مثل تصویر بیحس و حرکت
کھڑے رہینگے مین بارگاہ سے بدیع الزمان کو پنجہ مین دبا کر لیجاؤنگا یہ آنکھون سے دیکھا کر رہ جائینگے سواے
غل و شور کے اور اِنسے کیا ہو سکے گا پھر خیال کرنے لگا کہ اے عقرب اسقدر تدارک اِن مسلمانونکے
واسطے کرنا محض بیکار ہی اور اِنسے ڈرنا خلاف عقل ہی کیونکہ یہ ساحر نہین ہین یہ خیال کرکے بلندی سے
جانب پستی مائل ہوا اور قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھا اور اپنی منقار و چنگل سے قبہ بارگاہ کو چاک کرکے
اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بدیع الزمان اپنے فرش خواب پر غافل سو رہا ہی مطلق ہوش نہین
یہ دیکھکر کچھ اسماے سحر زبان پر جاری کرکے زمین سے ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر اسماے مذکور اس پر
دم کرکے وہی خاک بدیع الزمان کے تن صاف پر ماری چونکہ اُسوقت بدیع الزمان کے بازو پر

اور نگین مین کوئی حرز باطل السحر اور کوئی ہیکل دافع سحر نہ تھی اسوجہ سے بدیع الزمان مبتلائے سحر ہوئے عقاب
نے بخوف وخطر اپنے چنگل مین اُسے دابکر بارگاہ سے نکلکر سوئے فلک بلند ہونے لگا اسوقت اس سردار
لشکر نے جو اس شبکو طلایہ پر تھا اور اُسکے ہمراہیون سوارون نے دیکھا کہ ایک طائر کلان قوی الجثہ اپنے
چنگل مین بدیع الزمان کو دبائے ہوئے لئے جاتا ہی یہ دیکھکر ہر ایک نے شور وغل کیا اور جلد جلد تیر
ترکش سے نکال نکالکر اور چلہ کمان مین جوڑجوڑ کے اُس عقاب پر مارے لیکن کوئی تیر اس تک نہ پہونچا
کیونکہ وہ زمین سے بہت بلند ہوچکا تھا جب کوئی تیر کارگر نہوا تو سوار اور وہ سردار سب جسطرف وہ جاتا تھا
اسیطرف روانہ ہوئے اور مابقی کثرت رنج وملال سے بآواز بلند رونے لگے جو مردمان لشکر اور سرداران فوج
اپنے خیام مین سو رہے تھے اُنکے نالہ وفریاد کی صدائین سنکے گھبرا کے بیدار ہوئے اور مضطر و پریشان خاطر
ہوکر اپنے خیام سے نکلے اور اُن سوارون سے پوچھا خیر تو ہی کیون روتے ہو تم سب تو شیر سیرت ہو تعجب
ہی کہ صحرائی شیر سے شاید ڈرکر فریاد کرتے ہو اُنھون نے اُن سبکو جواب دیا ہم شیر صحرائی سے کیا ڈرینگے یہ آپکا
خیال خام ہی یہان واقعہ جانگزا اور سانحہ ہوشربا گذرا ہی کہ جسکے سبب سے ہم بے اختیار روتے ہین ورنہ
ہم رونا کیا جانین کبھی آنکھین ہماری آب اشک سے سوائے آج کے تر نہین ہوئین کیونکہ جو بہادر ہوتے ہین
وہ روتے نہین ہین کیسا ہی زخم کاری لگے اور کیسا ہی درد زخم وغیرہ کا ہو لیکن اسوقت وہ درد ہی اور وہ
صدمہ عظیم ہی کہ تاب ضبط کی نہین ہی بے اختیار ہم روتے ہین اور دل یہ چاہتا ہی کہ روتے روتے ہلاک
ہوجائین یا اپنے خنجر اور اپنی تلوار سے اپنے تئین ہلاک اور قتل کرڈالین زندہ ایکدم بھی نہ رہین یا اپنے
تئین اس نہر مین جو ہمارے قریب ہی گرادین اور غرق ہوکر جانین دین یا حکم خدا سے اگر زمین
شق ہوجائے تو ہم بخوشی اُسمین سما جائین یا اِس صحرا کے جانوران درندہ آکر ہمکو کھاجائین غرض
کسی طرح مرجائین خاکمین ملجائین زندہ نہ رہین صدمہ بیحد دل پر نہ سہین یہ سنتے نہایت گھبرا کر پوچھا بارے
تو کیا سانحہ عجیب وغریب گذرا اور کونسا تمکو صدمہ پہونچا جسکے سبب سے یہ تمھاری حالت ہی اور تم اپنی
زندگی سے بیزار ہو ہمسے تو کہو اُنھون نے ضبط گریہ کرکے کہا کہ جب ہمارے مالک وخداوند یکتائے
جہان بدیع الزمان بادہ کشی کرکے اور سیر صحرا اور رقص ونغمہ نازنینان بخوشی وخورمی
دیکھکر اِس بارگاہ مین تشریف لائے اور اندر اس بارگاہ کے جاکر آرام کیا ہم سب مع اپنے
سردار لشکر کے گرد اِس بارگاہ کے پھرنے لگے اور حفاظت اور نگہبانی کرنے لگے تھوڑی دیر اسی
طرح ہمکو گذری تھی کہ ناگاہ دیکھا ہمنے کہ ایک عقاب بلند پرواز نہایت قوی الجثہ اس بارگاہ کے
اندر سے اُڑتا ہوا نکلا اُسکے پنجہ مین بدیع الزمان کو ہمنے دبا ہوا دیکھا ہر چند ہمنے اور ہمارے سردار نے
جلد جلد کمانون مین تیر جوڑ جوڑ کر اُسپر مارے لیکن کوئی تیر اُسپر نہ پڑا اور وہ بہت بلند ہوگیا سردار لشکر ہمارا
مع چند سوارون کے اُسکے تعاقب مین گیا ہی دیکھیے وہ اُسکے پنجہ سے ہمارے مالک کو چھڑا کر لاتا ہی یا نہین
پس ہم اسی سانحہ جانگزا سے روتے ہین اور آمادہ مرگ ہین یہ کہکر پھر بآواز بلند رونے لگے اور تمام
سرداران لشکر اور جملہ سوار بھی اُنسے یہ احوال پر ملال سنکے مثل اُنکے گریان ہوئے کوئی اس صدمہ
جانکاہ سے گریبان اپنا چاک کرنے لگا اور سر پر اپنے خاک صحرا اُڑانے لگا کسی نے خنجر کمر سے کھینچا
اور اپنی گردن پر رکھا چاہا کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے دوسرے شخص نے اُسے سمجھایا کہ ای بہادر

تم کیسے عاقل ہو اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹتے ہو خودکشی کرتے ہو تم تو مسائل شرع شریف سے بھی آگاہ ہو جانتے ہو کہ خودکشی
کا کیا عذاب ہی دانا ہو کر نادان بنے جاتے ہو حکم خدا و رسول سے سرکشی کرتے ہو خلاف شریعت عمل کرتے ہو اچھا
نہین کرتے ہو حالانکہ تمکو اپنے مالک سے بدرجہ کمال الفت ہی کیونکہ تم نمک حلال اور بہادر ہو تمکو ایسا
ہی چاہیے ہی کہ اپنے آقا اور مالک کے عوض اپنی جان دیدو لیکن ذرا ہوشیار ہو کر سنو ابھی تمھارے
اور ہمارے آقا کو کسی نے قتل کر نہین ڈالا ہی صرف انکو کوئی لے گیا ہی اب نہین معلوم کہ لیجانے والا دوست
ہی یا دشمن ہی اگر دوست ہی تو مطلق ملال کرنا نچاہیے اور اگر دشمن ہی تو بھی اپنی جان ندینا چاہیے کیونکہ
بارہا ایسا ہوا ہی کہ تمھارے اور ہمارے آقا بدیع الزمان اور خود جناب حمزہ صاحبقران ساحرون
اور غیر ساحرون کے دام مکر و فریب مین مبتلا اور گرفتار ہو گئے ہین اور بعد چندے قدرت خدا سے
اور تدابیر سرداران لشکر اور خواجہ عمرو وغیرہ عیارونکی عیاریونسے انھون نے قید سے نجات پائی ہی
اور اپنے لشکر مین آئے ہین اسیطرح بدیع الزمان بھی انشاء اللہ دشمن کی قید سے رہا ہو کر ہمسے اور
تمسے ملجاینگے یہ رنج و غم دفع ہو جائیگا یہ کہکر خنجر اسکے ہاتھ سے چھین لیا کوئی دلیر یاد بدیع الزمان مین
کہتا تھا کہ اے آقاے من بغیر آپکے لشکر مین رہنے کو دل نہین چاہتا ہی بلکہ زندہ رہنے کو بھی دل نہین چاہتا
ہی کوئی بہادر بکثرت ملال سے پتھرونسے اپنا سر پھوڑتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ افسوس ہم اسوقت
بیدار نہوے ورنہ ای آقا اُس عقاب حرامزادے کو ایسا تیر مارتے کہ اُسکے سینہ سے توڑکر نکل جاتا
کوئی صف شکن و تیغزن جدائی مین بدیع الزمان کی فریاد و فغان کرکے کہتا تھا ای آقا اس غلام کو
دوری آپکی شاق ہی جہان آپ گئے ہین اِس خادم کو بھی بلوا لیجیے ورنہ یہ فرمانبردار آپکی مفارقت
مین ہلاک ہو جائیگا کوئی سردار لشکر نہایت مضطر ہو کر نالہ و فریاد کرتا تھا اور یون کہتا تھا کہ ای آقا
بغیر آپکے ہمارا کوئی قدردان اور قدرشناس نہین ہی اور ہمین لطف زندگی نہین ہی اگر آپکا نشان
اور آپکے دشمن کا مسکن ہم سن پائین ابھی اُس اجل رسیدہ کو جاکر قتل کر ڈالین آپکو اس لشکر مین
لے آئین کیا کہین مجبور ہین کہ آپکے عدو کا نام اور مسکن معلوم نہین ہی کوئی سردار تہور شعار
زار زار مفارقت مین اپنے آقا اور مالک کی روتا تھا اور کہتا تھا ہاے غضب ہو گیا ہمارے آقا کو کوئی
نابکار قابو پاکر لے گیا اب نہین معلوم وہ اُنسے کس طرح پیش آئے خدا کرے انھین قتل نکرے اور چراغ
منیر کاشانہ حمزہ صاحبقران کو گل نکرے بعوض قتل کرنیکے قید کرے یا اُنسے خائف و ترسان ہو کر انکی
اطاعت اختیار کرے اور انھین اِسی لشکر مین پہونچادے اور ہم غلامونکے دلونکو خوش کرے کوئی جوان
سوے فلک دیکھ کے بصد گریہ و زاری اسطرح کہتا تھا کہ ای گردون دون وای سپہر تشنہ خون اے
توہی بانی بیداد و ستم ایجاد ہی بادشاہون اور وزیرون اور بہادرون اور دلاورونکو اور سواے
انکے ہر ایک کو تو نظر قہر و غضب سے دیکھتا ہی اور ہر ایک کا درپے آزار رہتا ہی تیرے ہی سبب سے
دنیا مین فتنہ و فساد برپا ہوا کرتے ہین اگر تو نہوتا تو اہل جہان نہایت راحت و آرام سے بسر کرتے
کسیکو کسیطرح کا رنج و غم نہوتا کوئی کسی بلا مین کبھی مبتلا نہوتا عشاق پر توہی سوا بیداد کرتا ہی فراق محبوبان
مین انھین ہمیشہ مبتلا رکھتا ہی پہلے تو اُنکو صورت محبوب دکھا کر فریفتہ و شیفتہ کرتا ہی اور بعد انکو ناخوش
کرتا ہی بعد اُسکے ہجر مین اُنکے اُنکو اسقدر رُلاتا ہی کہ وہ قریب بہ ہلاکت پہونچتے ہین اکثر فراق مین جان سے جاتے ہین

بعضے دیوانے ہوجاتے ہین صحرا نوردی اختیار کرتے ہین اکثر شب ہجر مین اپنے بستر پر مانند مرغ بسمل کے تڑپتے ہین بعضے بتصور چشم معشوق مین اپنے دیدۂ تر سے طوفان اٹھاتے ہین کوئی عاشق مفارقت یار مین آہ سرد دل پر درد سے کرتا ہی اور رکہتا ہی ای فلک جفا جو تیرے ظلم و ستم سے اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ جان بلب ہون اگر یہ خیال کرتا ہون کہ تیرے ظلم کے خیال سے کسی طرف نکل جاؤن تا تیرے ظلم سے نجات پاؤن تو یہ مطلع مرزا علیصاحب تخلص ہنر کا مجھکو یاد آگیا ہی - **مطلع** - تاثیر اسکے ظلم و ستم کی کہان نہین ؛ کس سر زمین پہ سایہ فلک آسمان نہین - مطلع مندرجہ یاد کرکے اور ورد زبان کرکے دلمین خیال کرتا ہون کہ شاعر موصوف نے سچ کہا ہی یعنی زرا بھی شک نہین جہان جاؤگے یہ پیر فلک سر پر موجود ہوگا زندگی مین اسکے ظلم سے نجات پانا دشوار ہی بلکہ بعد مرنیکے بھی یہ اپنے ظلم سے باز نہ آئیگا قبر مین بھی تڑپائیگا داغ آتش فراق سے سینہ جلے گا روح بیچین ہوگی لبس ای چرخ ستمگار تیرے تعدی و ظلم مین کسیکو شک نہین مجنون سے تونے کیا سلوک کیا فرہاد سے کیا نیکی کی کسیکو آوارہ دشت کیا کسیکو تیشہ سے تونے ہلاک کیا اور نازنینان جہان اور معشوقان غنچہ دہانکو توہی نے طریقے ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ و عشوہ کے سکھائے ہین اور طرز دلبری و دلربائی و بیوفائی و بے اعتنائی کے تعلیم کئے ہین توہی نے بلبل کو گل پر عاشق کیا ہی اور توہی نے پروانے کو شمع پر فریفتہ کیا ہی ساری کارپردازی تیری ہی ہی اصل بانی فساد توہی ہی آج بھی تونے موافق اپنی عادت کے ظلم کیا ہی کیونکہ تونے دیکھا کہ ہم سب خوش و خرم ہین اور مالک ہمارا شاد و فرحناک ہی سبکو اپنے عالم خوشی مین میکشی کی ہی نازنینان خوبرو کا رقص و نغمہ دیکھا اور سنا ہی اس صحراے سبزہ زار پر بہار کی سیر کرکے دل شاد کیا ہی یہ شادی و خوشی اسکی اور ہماری تجکو ناگوار ہوئی تونے انکو کیسی بلا مین مبتلا کر دیا ہمکو انکی مفارقت مین مبتلا کیا ہم سبکو رنج دیکر تو خوش ہوا خیر او جفا جو ہم بھی تیرے اس ظلم کا تجھسے انتقام لیتے تجکو جلا کر خاک کرتے اور تجکو ہوشیار کرتے ہین بقول **مرزا علیصاحب** متخلص ہنر کی - **بیت** - ناوک ہماری آہونکے آتے ہین اس گھڑی - ای چرخ روک تو سپر آفتاب سے - اگر تونے ہمکو ستایا ہی تو توبھی شاد نرہیگا اگرچہ تو بھی کسیکی ضرب تیغ حکم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گریگا نام و نشان بھی تیرا باقی نرہیگا او ظالم یاد رکھ تونے بہت ظلم کئے ہین توبھی ایکدن فنا ہوجائیگا اور اب ابھی تو مظلومونکی بددعا سے اور انکی کثرت بار ظلم سے تیری پشت خمیدہ ہوگئی ہی اگر کوئی یہ کہے کہ بوجہ پیری کے پشت مین خم آیا ہی تو اسکو ہم تسلیم نکرینگے ہمتو اپنے ہی مطلب کی بات کہین گے فلک نے جو مظلومون اور بے گناہان جہان پر بیحد ستم و ظلم کئے اور بار ان ظلم و ستم کا اُسکے سر پر ہی اسی سبب سے اسکی پشت مین خم آیا ہی یا یہ کہین گے کہ اسنے جو روز ازل سے اہل دنیا پر بدعت کی ہی کسی دل جلے نے اسے ایسا کوسا ہی کہ اسکی پشت مین خم آگیا ہی یہ شب و روز اپنی خمیدگی پشت کے علاج کیواسطے گردش کرتا ہی مگر کوئی حکیم اور طبیب اسکو ایسا نہین ملتا ہی کہ اسکی خمیدگی پشت کا علاج کرے آجتک تو خم پشت مین موجود ہی اور تا قیامت رہیگا کیونکہ یہ اثر بددعاے مظلوم ہی آجتک ہر علاج مذکور اپنے گردش کی تو کیا ہوا اور آئندہ کیا ہوگا بقول **مرزا علیصاحب** تخلص ہنر کے - **مطلع** - کی گو علاج کے لیے گردش جہان کی ؛ سیدھی ہوئی نہ پشت مگر آسمان کی - کوئی ولاور فریاد کرکے کہتا تھا کہ یہ صحراے سبزہ زار ظاہر مین پر بہار باطن مین سراسر خزان اور خلش دل کے لیے صورت خار تھا اور کیسا یہ مقام نامبارک تھا کہ ہمارے آقا و مالک سے اور ہمسے جدائی ہوگئی اب بہار اسکی ہمکو خزان سے بدتر معلوم ہوتی ہی اور سبزہ شاداب اسکا

خار وخس سے بھی برا ہی اور ایک مثال اس سبزہ سے خوشگا نونکی پسند کرنیکے لائق ہی مگر بخیال فحش تحریر
نہین کی - آمدم بر سر مطلب قول اسی دلاور کا ہی ہواے سرد یہان کی کہ اب ہمارے حق مین باد
سموم اور لون ہی اور ہر ایک نہر دیدہ تر سے بھی دیکھنے مین بد ہی اور پھول ہر ایک یہانکا
خار مغیلان سے بھی زیادہ برا ہی اور اشجار میوہ دار یہان کے درختان حنظل اور اشجار مغیلان سے بھی
برے ہین اور راحت یہان کی تکلیف سے بھی بد معلوم ہوتی ہی اگر ہم اس سرزمین کو ایسا نامبارک جانتے تو ہرگز
اس جگہ قدم بھی نرکھتے اور کبھی یہان قیام نکرتے خدا اس سبزہ زار کو جلد خارستان کر دے اور اسکی
بہار کو مبدل بخزان کرے اور اُسکو بے آب وگیاہ کر دے یہ جگہ جاے کرب وبلا ہی اس زمین پر
ہمارے دلکو صدمہ بیحد ہوا ہی دل چاہتا ہی کہ جلد اس سرزمین سے کہین اور جائین تاکہ رنج سے
نجات پائین پروردگارا ہمارا اگر ہمسے بدیع الزمان کو مع الخیر ابھی ملا دے تو ہم اُنکو ہمراہ لیکر
ابھی اِس صحراے سبزہ زار سے کسی خارستان مین چلے جائین ایکدم یہان توقف نکرین اس خیال
سے کہ ایسا نہو اور کسی بلا مین ہم سب مبتلا ہو جائین الحاصل ہر ایک بہادر رفراق بدیع الزمان مین
نالہ و بکا کرتا تھا اور ہر ایک کے جو جو ذہن مین آتا تھا کہتا تھا شور نالہ و فریاد بلند تھا کسیکی خبر تھی
ہر ایک رنج وغم مین مبتلا تھا وہ عرصہ صحرا میدان حشر سے اُسوقت مشابہ تھا وہ شب گذر گئی تھی اور
صبح ہو کر وہ وقت آپہنچا تھا کہ آفتاب اسقدر اونچا ہوا تھا کہ وقت دوپہر کا آگیا تھا آخر شب سے
اُسوقت تک سب اُسی صحرا مین نالہ و فریاد کر رہے تھے اکثر مرکبونپر سوار ہو کر دور دور تلاش مین
بدیع الزمان کی نکل جاتے تھے اور پھر وہانسے بے نیل مقصد واپس آگئے تھے اور دوسرون سے کہتے تھے
کہ ہم دور تک تلاش کنان گئے مگر کہین سراغ بدیع الزمان کا نملا آخر کار مجبور ہو کر چلے آئے
نہین معلوم اُنکو کون نابکار کہان پر لے گیا ہی کہ کچھ پتہ اور نشان معلوم ہی نہین ہوتا ہی وہ جوابدیتے تھے
کہ جو اُنکو لے گیا ہی وہ کیا اُنھین نزدیک یہانسے رکھے گا کیا اُسکو معلوم نہین کہ اُنکے غلام کئی لاکھ موجود
ہین وہ جانین اپنی دینگے اور اُنکو چھڑا کر لیجائینگے ہمارے نزدیک لیجانے والا اُنھین کہین دور لے گیا ہی
کہ ہم لوگ وہان تک نہ پہونچین کوئی اُنکے جواب مین کہتا تھا بیشک تم سچ کہتے ہو لیکن وہ لے جانیوالا
کوئی کافر معلوم ہوتا ہی عجب نہین کہ جن ہو یا دیو ہو یا ساحر ونٹے ہو اگر مسلمان ہوتا تو اسطرح ہنگام
نصف شب اُنکو نہ لیجاتا کوئی دلاور اُسکو جوابدیتا تھا کہ یہ تمھین کیونکر ثابت ہو گیا کہ لیجانیوالا کافر
ہی تھا اور مسلمان نہ تھا شاید مسلمان ہی ہو اور اُنکا دوست ہو وقت ضرورت اُنکو اسیطور سے لے گیا
ہو تو کیا عجب ہی وہ اُسکو جوابدیتا تھا ای برادر ہمنے عقل کے ذریعے سے یہ ثابت کیا ہی کہ ضرور ہی لیجانیوالا
کافر تھا اور دشمن تھا کیونکہ ہنگام نصف شب اِسطرح اُسکا لیجانا دلیل قوی ہی کہ وہ دشمن تھا اور کافر
تھا ورنہ ایسا ظلم نکرتا کوئی کہتا تھا کہ جو سردار وقت شب طلایہ لشکر کا کر رہا تھا وہ اس عقاب کے تعاقب
مین چند سوارونکو ہمراہ لیکر گیا ہی خدا کرے اُس سردار نے اس عقاب حرامزادے کو تیر وتفنگ سے
مارا ہو اور ہمارے آقا اور مالک کو اُسکے پنجہ سے چھڑایا ہو اور اُنکو ہمراہ اپنے لاتا ہو دوسرے
سوار اُسکی گفتار کا اسطرح جواب دیتے تھے کہ اول تو خدا ایسا ہی کرے جیسا تمنے بیان کیا لیکن
ہماری عقل وفہم وفراست یہ کہتی ہی کہ اگر اُس بہادر نے اُس عقاب نالائق عذاب کو کسیطرح مارا ہوتا

تو وہ ابتک ہمراہ رکاب بدیع الزمان یہان آگیا ہوتا اُسکے ابتک نہ آنے سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ وہ عقاب اُسکو نہین ملا اور بدیع الزمان کو اُسنے رہا نہین کیا ایک سوار نے یہ تقریر سُنکے
کہا شاید وجہ دیر ہونیکی یہ ہوئی ہو کہ عقاب کے مددگارون سے اور اُس بہادر سے لڑائی ہو رہی
ہوگی اور ابتک اُس بہادر نے عقاب وغیرہ پر ظفر نہین پائی ہی ورنہ ابتک وہ دلیر آچکا ہوتا کوئی
سوار اس سوار کی تقریر سُنکے کہتا تھا مجھے اتنی دیر ہونے سے آثار بد معلوم ہوتے ہین خدا خیر کرے
ہمارے خداوند نعمت کی بھی خیر ہو اور وہ سردار بھی بخیر ہو ہنوز باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سامنے
سے وہ سردار اور سوار پیدا ہوے سب اُنکو دیکھکر بے اختیار اُن کی طرف دوڑے اور
قریب اُن کے جاکر اُن سے پوچھا کہو کیا خبر ہی وہ عقاب تمھارے ہاتھ آیا یا نہین اور
ہمارے خداوند نعمت کو وہ نابکار کہان لے گیا انھون نے آبدیدہ ہوکر اُنسے کہا کہ جسوقت وہ عقاب
ہمارے آقا کو پنجہ مین دابکر بارگاہ سے نکلکر جانب فلک بلند ہوا تھا پہلے تو ہمنے اُسے تیر لگائے جب اُسپر
کوئی تیر نہ پڑا ہم لاچار ہوکر اُسے دیکھتے ہوے اُسکے ساتھ ساتھ شب ماہ مین چلے جدھر جدھر وہ گیا
اُدھر اُدھر ہم بھی گھوڑے دوڑاتے ہوے گئے جب اُس عقاب نے دیکھا کہ کچھ سوار میرے
تعاقب مین آتے ہین وہ اسقدر بلند ہوگیا کہ ہماری نظرون سے مخفی ہوگیا اُسوقت بھی ہم جسطرف
وہ جاتا تھا اُسی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین جو ہمکو ملا ہمنے اُس عقاب کا احوال پوچھا اُسنے
ہمین جواب دیا کہ ہم اُسکے حال سے آگاہ نہین بعضون نے ہمین دیوانہ جانکر ہنسکر کہا کہ تمکو کچھ جنون
بھی ہی کیسا عقاب اور کیسا اُسکے پنجے مین انسان جاؤ اپنی فصد کھلواؤ تاکہ ہوش مین آؤ گرمی تمھارے
دماغ کو چڑھ گئی ہی یا سودے کی زیادتی ہی ہم اُنکی تقریر سُنکے خاموش ہو رہے اور اُنکو کچھ جواب نہ دیا
اور جہان تک ممکن ہوا تلاش کنان آگے چلے ہی گئے آخر کار تھک گئے اور مجبور و ناچار ہوکر اب واپس آئے
ہین سب اُنکی تقریر سُنکے قبل سے زیادہ رونے اور نالہ و فریاد کرنے لگے تا دیر اسیطرح سب مشغول نالہ و بکا
رہے آخر کار جملہ سرداران لشکر ایک جا مجتمع ہوے اور باہم مشورہ کیا کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا
اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اسی جگہ انتظار تشریف آوری بدیع الزمان کا کرین یا یہان سے
اور کہین جائین یا یہان قیام کرین اِدھر اُدھر ہم سب دور دور جاکر اُنکی جستجو کرین یا یہان سے
خدمت فیضدرجت جناب حمزہ صاحبقران مین چلین اور جو کچھ احوال یہان گذرا ہی اُن سے
بیان کرین سبنے متفق الراے ہوکر یہی کہا کہ ہمارے نزدیک یہان قیام کرنا مناسب نہین ہی
کیونکہ یہان کے قیام سے کچھ مطلب دلی حاصل نہوگا اور اگر خدمت جناب حمزہ صاحبقران مین
جاکر اُنسے عرض کرینگے تو وہ کوئی تدبیر معقول اُنکے تلاش کرنے کیواسطے کرینگے ہماری اور اُنکی عقل
مین زمین و آسمان کا فرق ہی اگر بدیع الزمان کو کوئی ساحر اُٹھالے گیا ہی اور اُنکو اُس ساحر
کے مسکن اور بدیع الزمان کے قیدخانہ کا احوال دریافت ہوجائیگا تو وہ باطل السحر ہین اُس
ساحر کو جاکر قتل کرینگے اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کرینگے عیار بدیع الزمان نے بھی
یہ راے بہت پسند کی بعد مشورہ اور راے قرار پانے کے اُسی روز سبنے وہانسے کوچ کیا اس خیال
سے کہ اس صحرا کی زمین ہمارے حق مین نامبارک ہوئی اگر ہم چندے یہان قیام کرینگے تو مثل

جے

بدیع الزمان ہم سب بھی کسی نہ کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جائینگے اب یہ سب تو گریہ کنان منزل بمنزل
کوچ اور مقام کرتے ہوے خدمت امیر با توقیر مین جاتے ہین احوال انکا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب
احوال اُس عقاب کا لکھا جاتا ہی کہ جب وہ عقاب تیز پرواز یعنے عقرب جادو بدیع الزمان کو
اپنے سحر مین گرفتار کرکے اور اُنکو پنجے مین دابکر بارگاہ سے نکلکر اُڑا اور بلند ہوا اور سواران طلایہ
نے اُسپر تیر لگائے وہ انھین دیکھکر برہم ہوا اور اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ اہل اسلام بڑے جری
اور بہادر ہین اور نہایت بیخوف و خطر ہین مجھ ایسے ساحری وقت سے ذرا بھی نہین ڈرتے
ہین مجھکو تیر لگاتے ہین اگر حکم سوفار جادو اُنکے بارے مین یہ ہوتا کہ اُنسے کچھ تعرض نہو نا تو اُنکو ایک
ادنے سحر مین جلا کر خاک کر دیتا کیا کہون حکم سے مجبور ہون یہ خیال کرکے اس درجہ بلند ہوا کہ تیر سواران
مذکور کے اُس تک نہ پہونچے جب اُسنے بہت بلند ہو کر دیکھا کہ اب بھی وہ سوار میرے تعاقب مین
چلے آتے ہین اور پلٹ کر نہین جاتے ہین پھر تو وہ ایسا بلند ہوا کہ اُنکی نظر سے پوشیدہ ہو گیا بعدہ بسرعت
تمام راہ طی کرکے خدمت مین سوفار جادو کے پہونچا اور بدیع الزمان کو روبرو اُسکے ڈالکر اور
بصورت اصلی ہو کر جو کچھ احوال گذرا تھا اُسنے مفصل اُس سے بیان کیا اُسنے بدیع الزمان کو
دیکھکر کہا یہ پسر حمزہ ہی مین نے سنا ہی کہ بہت بہادر ہی یہ اگر اپنے لشکر کو لیکر بمقابلہ صلصال آکر صف آرا
ہوتا تو صلصال اس دلاور سے ہرگز مقابلہ نکر سکتا کیونکہ اسکی تلوار کی پناہ نہین ہی اب اسکے
گرفتار ہو جانے سے لشکر اسکا تباہ ہو جائیگا اور بصرہ مین واپس جائیگا اور اگر بمقابلہ صلصال
آئیگا تو دیکھ لیا جائیگا ہم فقط تجکو روانہ کردینگے تو جاکر جملہ اہل لشکر کو مسحور بہ سحر کر دینا بالفعل اسکا
قتل کرنا ہم مناسب نہین جانتے ہین لہذا تو اسکو اپنے باغ مین جہان تو رہتا ہی لیجا اور وہین اسکو قید کر اور
اسطرح قید کر کہ یہ باہر نہ آسکے اور کوئی وہان اسکی رہائی کو جا نہ سکے اور اگر جاے تو ہلاک ہو جائے اور
اسکو رہا نہ کر سکے عقرب جادو نے عرض کیا مین اسکو اسیطرح قید کرونگا کہ کوئی شخص اُسکے قریب تک بھی
نہ جا سکیگا یہ کہکر عقرب پھر بصورت عقاب بنا اور اسیطرح بدیع الزمان کو اپنے پنجہ مین دابکر اڑا
اور اپنے مکان اور باغ کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ جب اپنے مکان پر پہونچا جو کمرہ کہ باغ مین اسکے
رہنے سے دور اور علحدہ تھا اُس کمرہ مین بدیع کو لیجا کر ڈالدیا اور پھر بصورت اصلی ہو کر اپنی جھولی سے
اسباب سحر نکالکر اسماے سحر زبان پر جاری کرنے لگا اور چند لکڑیان اور کچھ سینخیے گرداگرد اُس کمرہ کے
زمین مین گاڑ کر اُنپر کالا سوت چہار طرف تانا اور انمین باندھا اور وہی اسماے سحر مذکور پڑھ پڑھ کر
اُس کالے ڈورے پر دم کیا پہلے تو گرد اس کمرہ کے ایک غبار اور کچھ دھوان پیدا ہوا پھر عقرب جادو
نے اور کچھ سحر پڑھا اور کارد نکالکر اپنی انگشت کا خون لیکر اور اُن اسماے سحر کو اُسپر دم کرکے جو اُس
خون کو اس کالے ڈورے اور دھوئین پر ڈالا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور دھوان بکثرت پیدا ہو کر
تھوڑی ہی دیر مین وہ کمرہ بصورت قلعہ آتش نظر آنے لگا اور گرد اُسکے خندق بھی ظاہر ہوئی وہ خندق
بہت گہری تھی اور اُسمین بکثرت آتش سحر بھری ہوئی تھی شعلے اُس خندق اور قلعہ آتش سے نکل نکل
کے سوے فلک بلند ہونے لگے اور لو اُس آتش کی تا بہ فلک جانے لگی اور مشعل کمہار کے چاک کے اُس
قلعہ آتشین کو گردش ہوئی آسمان اُس کی گردش دیکھکر اپنی گردش بھول گیا اور بہ نظر حیرت اُس کو

دیکھنے لگا کہ جسطرح مجکو شب و روز ہما بر گردش ہی اور ایکدم بھی قرار نہین ہی اُسیطرح اُسکو بھی گردش ہی لیکن مجھ مین اور اُسمین فرق یہ ہی کہ یہ قلعہ آتشین ہی اور مین آسمان ہون ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ داستان گویان سحر بیان نے اس داستان کو اس مقام پر یون بیان کیا ہی کہ وہ قلعۂ آتش سحر ایسا شعلہ ور تھا گویا ایک نمونہ جہنم تھا کوسون تک اُسکے شعلے جاتے تھے اور مردم اُسکی حرارت اور گرمی سے دور دور بھاگتے تھے اگر کوئی شخص اُس قلعہ آتش کے گرد تین کوس کے بھی فاصلے سے کھڑا ہوتا تھا تو اس قلعے کی آتش سحر کی گرمی سے تن بدن اُسکا اذیت پاتا تھا لیکن عقرب کو اُس آتش سے باوجود قریب کے کچھ صدمہ نہ پہونچتا تھا اور اس قلعہ آتشین سے لمحہ بلمحہ چھوٹے چھوٹے طائر بقدر کنجشک کہ برنگ آتش تھے باہر آتے تھے اور رصد اور رباشش وغیرہ کی دیکر پھر اُسمین جاکر غائب ہو جاتے تھے دیکھنے والے دور دور سے اور بذریعہ دوربین اُسے بلندی سے دیکھتے تھے اور نہایت متحیر ہوتے تھے عقرب جادو اسطرح بدیع الزمان کو قید کر کے خدمت مین سوفار جادو کے گیا اور جسطرح بدیع الزمان کو قید کیا تھا اُس سے بیان کیا وہ نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت ایک پرچہ کاغذ کا اُٹھا کر اور قلمدان سے قلم لیکر صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے بادشاہ پرستان ہینے بموجب تیرے نامہ لکھنے کے بدیع الزمان کو گرفتار کر کے قلعہ آتشین سحر مین قید کیا ہی اب کوئی شخص اُسکو اُسوقت تک قلعہ مذکور سے رہا نہین کر سکتا ہی جبتک عقرب جادو قتل نہو اب تو باطمینان تمام سمرقند اور ہند پر حملہ آور ہو اور اگر وہان بھی تجھے کوئی مشکل پڑے گی اور تو ہمکو اُس سے اطلاع دیگا اور ہمسے طالب مدد کا ہوگا تو ہم تیری وہان بھی ضرور مدد کرینگے اور اِس رقعہ کو پڑھکر اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر چاک کر ڈالنا مبادا رقعہ ہمارا کسی عدو کے ہاتھ آجائے اور وہ اس راز سے آگاہ ہو جائے یہ لکھکر اُسنے کچھ افسون پڑھکر دستک دی فوراً ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُسنے بزبان فصیح عرض کیا اے شاہ ساحران مجھے کیون طلب کیا ہی ارشاد ہو جو کچھ فرمائیے بجالاؤن سوفار جادو نے کہا یہ رقعہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو جاکر دے آ اُسنے رقعہ مذکور اپنی منقار مین دبایا اور اُڑ گیا اُسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بدمآل کا سنیے کہ یہ نابکار ہنگام سحر دربار مین تخت پر بیٹھا تھا امرا وغیرہ حاضر دربار تھے ناگاہ وہ طائر سرخ رنگ فرستادہ سوفار جادو دربار مین آیا اور وہ رقعہ آغوش صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مین ڈالکر چلا گیا صلصال بن دال بن شمامہ جادو نے متعجب ہو کر اُس رقعہ کو پڑھا اور نہایت شاد ہوا پھر اُس رقعہ کو پھاڑ ڈالا تو اعیان دولت اور ارا کین سلطنت سے ایک شخص نے اُس سے پوچھا اے شہنشاہ یہ طائر سرخ رنگ جو یہ رقعہ لایا تھا یہ کون ہی اور رقعہ یہ کسنے لکھا ہی اور مضمون اِس رقعہ مین کیا تھا کہ آپ بہت خوش ہوے اور پھر کیا سبب ہوا کہ آپنے اُس رقعہ کو پھاڑ ڈالا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے اُس سے مسکرا کر کہا اِس راز کو مین ظاہر نکرونگا کیونکہ صاحب رقعہ نے مجکو افشائے راز سے ممانعت کی ہی بعد تھوڑے دنونکے خود تمکو اس راز سے آگاہی ہو جائیگی بالفعل اسکو دریافت نکرو

اور اس رقعہ مین ایک ایسی ہی بات خوشی کی تحریر تھی کہ مین مسرور ہوا وہ شخص جسنے صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو سے پوچھا تھا یہ تقریر صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سے
سنکے ملول ہوکر خاموش ہورہا اور اپنے دلمین اُسنے کہا کہ اے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو نہایت حیف ہی کہ تو اپنے دوستون کو اپنا دشمن بناتا ہی راز دلی ہم ایسے خیر خواہون سے چھپاتا ہی
اور ظاہر نہین کرتا ہی انجام اِسکا تیرے حق مین اچھا معلوم نہین ہوتا ہی یہ تو اپنے دلمین یہ کہکر خاموش
بیٹھا رہا مگر اب احوال سرداران لشکر و مردمان سپاہ بدیع الزمان کا لکھا جاتا ہی کہ یہ سب صحرائے
سبزہ زار مذکور سے روتے اور نالہ و بکا کرتے ہوئے جانب بصرہ روانہ ہوئے تھے اثنائے راہ
مین کئی جگہ مقام کرکے ایکروز وقت صبح داخل بصرہ ہوئے اور خدمت امیر با توقیر مین نالان و
گریان جاکر پہلے تو آداب و تسلیم بادشاہ لشکر اور امیر کو بجا لائے بعد ازان تمام احوال جو صحرائے
سبزہ زار مین گذرا تھا مفصل رو رو کر امیر سے بیان کیا امیر با توقیر اُنسے تمام احوال سنکے نہایت
ملول و مغموم ہوئے بادشاہ لشکر بھی سنکے آبدیدہ ہوئے اور تمامی سرداران لشکر جو دربار مین موجود تھے
وہ بھی متحیر و غمگین ہوئے یہان تو امیر وغیرہ بدیع الزمان کے سانحہ عجیب و غریب مین ملول و حزین ہین لیکن اب
اُس طائر سرخ رنگ کا احوال تحریر ہوتا ہی کہ جب وہ رقعہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
کو دیکر ایک جانب چلا گیا تھا بعد قطع راہ خدمت مین سوفار جادو کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ
شاہ ساحران مین تیرے حکم سے وہ رقعہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو جاکر
دے آیا اب مجکو کیا حکم ہوتا ہی اُسنے جواب دیا اب تو اپنی جگہ پر جا جب کوئی کام ہوگا تو پھر طلب کیا جائیگا
وہ یہ سُنکے ایک جانب چہچہے کرتا ہوا چلا گیا یہان لشکر اسلام مین بدیع الزمان کا جو احوال سب نے
سنا ہی ہر ایک ملول و غمگین ہی کسی کے چہرہ پر آثار مسرت نہین ہین اداسی چھائی ہوئی ہی اکثر با واز
بلند نالہ و فریاد کر رہے ہین امیر بھی رو رہے ہین حملہ اسطلے اور ادنا کو پہنچی ہی جب شور نالہ و بکا لشکر
اسلام سے بلند ہوا ہرکارے لشکر کفار کے اور لشکر نقابدار سرخ پوش کے واسطے دریافت کرنے
خبر کے اپنی شکلین تبدیل کرکے داخل لشکر اسلام ہوئے اور سواران لشکر سے سبب نالہ و بکا پوچھا
اُنھون نے کہا باعث ہم سبکے رونے کا یہ ہی کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ساتھ اپنی فوج کثیر کے
حکم امیر سے برائے مقابلہ و مجادلہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو جانب ترکستان
یہان سے گئے تھے اثنائے راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہوئے رات کو اُنھین بارگاہ سے
ایک عقاب بلند پرواز اپنے پنجے مین دبا کرلے گیا ہرچند اُسپر تیر لگائے لیکن کوئی تیر اُسپر نہ پڑا اور وہ
بلند ہوکر نظرون سے غائب ہوگیا بعد ازان سرداران لشکر اور سوارون نے دور دور تک جا کر انکی
تلاش کی لیکن کہین اُنکو نہ پایا آخر کار مجبور و ناچار ہوکر ہم سب اُس صحرا سے نالان و گریان یہان آئے
جب سے امیر با توقیر وغیرہ سے بدیع الزمان کا احوال کہا ہی سب اہل اسلام اُنھین کے غم مین
روتے ہین ہرکارے مذکور یہ خبر دریافت کرکے اپنے اپنے لشکر مین گئے اول ہرکارے لشکر کفار کے
بعجلت تمام روبروے ہرمز و فرامرز کے دربار مین گئے اور مجراگاہ سے اُنھین مجرا کرکے اسطرح
عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادگان ذیوقار و اے حاکمان نامدار مبارک ہو کہ آج لشکر اسلام مین

ایک ماتم عظیم ہو رہا ہی کوئی ایسا نہین ہی کہ وہ مبتلاے رنج وغم نہو ہم تنخوار سرکار دولتمدار جو بہر
دریافت حال ابھی گئے تو بعد استفسار حال معلوم ہوا کہ بدیع الزمان جو مع اپنی فوج کے جانب ریگستان
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے مقابلہ کیواسطے یہان سے روانہ ہوئے تھے اثناء راہ
مین انھین ایک عقاب اٹھاے گیا ہی اسوجہ سے سب اُنکے فراق مین گریان اور نالہ کنان ہین ہرکارے
تو یہ خبر دیکر بارگاہ سے نکل کر چلے گئے ہرمز و فرامرز یہ خبر سنکے ازحد خوش ہوے اور اہل دربار سے اپنے
مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ بدیع الزمان کو عقاب نہین لے گیا ہی یہ ہمارے خداوندونکا عقاب اسپر ہوا ہی
اور اُنھون نے کسی اپنے بندے کو اُسپر مسلط کیا ہی کہ وہ اسکو بصورت عقاب کے پکڑ لے گیا ہی اب اسکا
ہاتھ آنا اور زندہ ملنا دشوار ہی کیونکہ جو شخص عقاب خداوندی مین مبتلا ہو جاے اُسکا زندہ رہنا
بسا دشوار ہی اب اہل اسلام بیکار روتے ہین اگر روتے روتے مر بھی جاینگے تو اسکو نپاینگے
کیونکہ وہ عقاب خداوندون کے حکم سے اُسے کھا گیا ہوگا ہڈیان تک بھی اُسکی باقی نہونگی خیر خوب
ہوا کہ یہ بہادر لشکر اسلام سے جا کر صحرا مین ٹھکانے لگا ایک بہادر لشکر اسلام سے خوب ہوا
کہ کم ہو گیا یہ بہادر وہ تھا کہ جسنے فی الحال بدمست کشتی گبر کو ہنگام کشتی ہلاک کیا تھا اور امیر
کا یہ فرزند بہت پیارا تھا اُسکی بہادری و دلاوری پر اُنکو ناز تھا حالانکہ اب بھی لشکر اسلام مین
بہت سے دلاور اور بہادر رہین مگر مثل بدیع الزمان کوئی نہین ہی اُنکے لشکر سے گم ہو جاتے
سے لشکر امیر کا سونا ہو گیا وہ کیا لشکر سے گم ہو گیا گویا امیر کے لشکر کا خاتمہ ہو گیا اب ہمین یقین
کامل ہی کہ امیر بے مارے بدیع الزمان کے صدمہ وغم مین خود مر جاینگے اور جب امیر کے
مین نہوے لشکر تباہ اور برباد ہو جائیگا ہر ایک سردار لشکر اپنے اپنے ملک کو چلا جائیگا نہ بادشاہ
تخت حکومت پر باقی رہینگے نہ طبل وعلم کا نشان رہیگا نہ تاج ہوگا نہ تخت ہوگا نہ جمعیت لشکر ہوگی
جو کوئی نظر عبرت سے دیکھے گا وہ یہ مطلع کچھ خیال کر کے مثالاً اپنی زبانپر جاری کریگا۔ مطلع۔ بھرتے
بھرتے جام خالی شیشہ دل ہو گیا ؛ مجلس جمشید برہم ہو گئی قل ہو گیا ؛ یعنے حمزہ نے اسقدر ظلم و
ستم کیے کہ انجام کار وہ بھی تباہ و برباد ہو گئے انجام ظلم کرنے کا یہ ہوا کہ دفعتاً خداوندون نے
اُنکو نیست و نابود کر دیا اور اسیطرح اگر کوئی عاقل و عالی فہم حمزہ کی تباہی اور بربادی اور
اُنکے تمامی لشکر کے نیست و نابود ہو جائیگا خیال کریگا عجب نہین کہ وہ بھی یہ بیت مثالاً بے اختیار
ورد زبان کرے۔ بیت۔ بیک گردش چرخ نیلوفری ؛ نہ نادر بجا ماند نے نادری ؛ یعنے جسطرح
نادر شاہ بادشاہ ظالم و جابر تھا اور بوجہ ظلم کرنیکے آخر کار ہلاک کیا گیا اور لشکر اُسکا تباہ ہو گیا
اُسیطرح سے امیر بھی ظالم و جابر تھے نوشیروان بادشاہ بلکہ شہنشاہ پر اُنھون نے کیا کیا ظلم و ستم
کئے تھے انھین کے پروردہ اور پسر خواندہ ہو کر انھین پر اُسنے ظلم روا رکھا تھا اور بہت سر اٹھایا
تھا ممالک انکے اُنکے قبضہ و تصرف سے نکال لیے تھے اور ناموس کو انکی بنظر بد دیکھا تھا اور کبر و غرور
اپنا شعار کیا تھا آخر کار خداوندون نے باہم مشورہ کر کے اور پیر فلک نے نظر قہر سے اُسے
دیکھکر ایک چشم زدن مین غارت اور برباد کر دیا اور کیونکر غارت اور برباد نہو تا کہ مشہور ہی
مصرع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ یعنے عوض بدی کا بدی ہی جسنے نیکون اور مظلومون پر دست

تعدی در پے کیا ہی وہ جلد غارت اور برباد ہو گیا ہی کیونکہ آہ مظلومونکی عجب پر تاثیر ہوتی ہی اور اسی
مضمون کو شیخ سعدی کہتے ہین اور ظلم کرنے سے مانع ہوتے ہین - بیت با زار مظلوم مائل مباش ٭
زدو ددل خلق غافل مباش ٭ اے اہل دربار آگاہ ہو کہ اسوقت ہر کاردن سے بدیع الزمان
کی خبر سُنکے ہمکو از حد خوشی ہوئی ہی اور اب امید قوی ہی کہ ہم امیر پر غالب ہونگے اور تمام اپنے باپ
کی ممالک پر ہم بزور شمشیر قابض و متصرف ہونگے بھیک مانگ کو اُن سے ممالک نہ لینگے امیر وغیرہ کو
قتل کرینگے سبکو زندہ نچھوڑینگے اول تو وہ خود ہی غم مین بدیع الزمان کے مرجائینگے اور اگر نہ مرے اور
نیم جان رہے تو نیم جانکا مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہی بس ایسے وقت مین ہمین ضرور ہوا کہ ہم چند
نامے اپنے مددگارونکو لکھین اور اُنکو طلب کرین جب وہ یہان آجائین تو ہم طبل جنگ بجوائین چونکہ
صدمہ بدیع الزمان مین امیر اور ہر ایک سردار کی قوت و طاقت اجسام سے بالکل جاتی رہیگی کسی مین
دم باقی نہوگا کوئی کیا ہمارے مددگارون سے لڑیگا انجام کار ضرور یہ ہوگا کہ ہم اور ہمارے مددگار امیر
اور اُنکے سرداران لشکر کو تہ تیغ کرینگے اور مراد دلی اپنی پائینگے یہ کہکر میر منشی کو طلب کیا اور اُس سے کہا
اول ایک نامہ ہماری طرف سے گاؤ لنگی گاؤسوار کو اس مضمون کا لکھ کہ آپکی عنایت و مہربانی کے ہم
ممنون ہین آپ نے ہماری ایسی حالت مین مدد کی ہی کہ ہم حمزہ سے عاجز تھے لیکن ابتک جو ہمارا مدعاے دلی
تھا وہ بر نہین آیا نہ امیر اور اُنکے سرداران لشکر قتل نہین ہوے اور جاے افسوس ہی کہ اول آپکے فرزند دلبند
بدمست کشتی گیر بجمعیت فوج کثیر یہان آئے اور بدیع الزمان کے ہاتھ سے ہلاک ہوے بعدہ آپنے
دوسرے اپنے فرزند ماہیار گرد کو بفوج گران روانہ فرمایا ہر چند ہمنے اور ہمارے وزیر باتدبیر
بختیارک نے اُسے سمجھایا کہ نقابدار سرخ پوش سے مقابلہ نکرنا یہ نقابدار قوت و فن سپہ گری
مین بلاے روزگار ہی لیکن آپکے صاحبزادے نے کسیکا کہنا نمانا اور نقابدار مذکور سے مقابلہ
کیا انجام کار یہ ہوا کہ وہ بھی صاحبزادہ آپکا قتل ہوا بعد اُسکے آپنے اپنے سردار لشکر مسمی بہ
ہزبر فیل کش کو بہ سپاہ گران ادھر کو روانہ کیا اُسنے یہان آکر چند سردارونکو قتل اور زخمی کیا پھر
اُسنے ارادہ کیا کہ مین نقابدار سرخ پوش سے مقابلہ کرون ہمنے اور ہمارے وزیر نے اُسے
بھی سمجھایا کہ نقابدار سے مقابلہ نکر اُسنے بھی ہمارا کہنا نمانا اور نقابدار سے میدان مین اُس نے
مقابلہ کیا انجام اُسکا یہ ہوا کہ وہ اُس سے زیر ہو کر اُسکا مطیع ہو کر مسلمان ہو گیا اب ہمارے لشکر مین
کوئی بہادر اور کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ ہم طبل جنگ بجوائین اور حمزہ سے مقابلہ کرین لہذا آپکی خدمت
مین بذریعہ اس نامہ کے نیازمندانہ عرض کرتے ہین کہ اب آپ کسی ایسے بہادر اور دلاور اور شجاع
سردار لشکر اپنے کو واسطے ہماری مدد کے روانہ فرمائیے تاکہ وہ نقابدار سرخ پوش اور امیر با توقیر
اور تمامی اُنکے سرداران لشکر کو چند روز کی مدت مین یہان آکر قتل کر ڈالے اور ہمکو خوش و خرم کرے
بعد عنایات بزرگانہ سے نہوگا زیادہ کیا تحریر کیا جاے میر منشی مذکور نے من و عن یہی عبارت بعد
القاب و آداب کے نامہ مین درج کی اور نامہ کو ملفوف کیا اور سرنامہ لکھا ہرمز فرامرز نے
اُس نامہ کے سرنامہ پر اپنی مہر ثبت کین اور ایک شتر سوار کو طلب کر کے اُسے وہ نامہ دیا اور کہا
جلد تر اس نامہ کو شہر بربر مین جاکر گاؤ لنگی گاؤسوار کو دینا اور جواب اس نامہ کا اُس سے لیکر

جلد آنا کہین راہ مین زیادہ توقف نکرنا وہ نامہ لیکر اپنی دستار مین رکھکر شتر پر سوار ہو کر اسیوقت
طرف بربر کے روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار مذکور کے ہرمز و فرامرز نے پانچ نامے میر منشی سے اژدر
چو بگردان و شیر انس فیلبند و جنید آہن تاب تیغ زن و اسد نغر دزن و ضیغم شمشیر زن کو کہ وہ
ممالک انکے متصل یک دیگر تھے اور جانب ایران یہ سب حکمران تھے لکھوائے اور اسیطرح ان
پانچونکے سرنامون پر اپنی اپنی مہرین کرکے ایک قاصد کو دیے اور کہا کہ پانچون نامے لے جا اور جا کے
جو نامہ جس کے نام کا ہو اُس شاہ کو وہ نامہ دینا اور جلد وہان سے جواب لیکر آنا قاصد مذکور
نامے لیکر مثل شتر سوار اول کے روانہ ہوا بعد اُس قاصد کے فرامرز نابکار نے کہا سب خداوند
ایسا کرین کہ جن سرداروں کو ہمنے نامے روانہ کئے ہین وہ سب مع فوج کثیر یکبارگی آجائین تو ہم
طبل جنگ بجوائین اور امیر وغیرہ کو میدان جنگ مین قتل کر ڈالین بختیارک کہ بیٹھا ہوا تھا اور
جیسے ہی ہرکارے خبر بدیع الزمان دیکر گئے تھے ہرمز و فرامرز جو جو کہتے تھے یہ مثل گربہ مسکین
بیٹھا ہوا سُن رہا تھا اب جو فرامرز نے یہ کہا کہ اگر سب بادشاہ جنکو ہمنے نامے لکھے ہین وہ یکبار چلے آئین
تو ہم امیر وغیرہ کو قتل کر ڈالین یہ سُنکے اسکو تاب ضبط کی باقی نہ رہی بے اختیار بولا کہ ای شاہزدگان
عالیمقدار و ای حاکمان نامی و نامدار جو کچھ آپنے اسوقت تا دیر تقریر کی مجھ بھکو یکی ذرا بھی سمجھ مین نہ آئی کہ
آپنے کیا فرمایا اور آپ خوش کیون ہوے کیا آپنے بیٹھے بیٹھے غافل ہو کر کوئی خواب ایسا دیکھا کہ جس سے آپکو یہ ثابت
ہوا کہ بدیع الزمان پر جملہ خداوندونکا عتاب ہوا اور بوجہ عقاب عتاب یہ کیا کہ عقاب کو حکم دیا کہ اسکو پنجے مین
دبا کر لیجائے اور رکھا جائے اور امیر کو اُسکے صدمے مین اور تمامی مردمان لشکر کو اپنے تصور فرمایا کہ مر جائینگے اور
اگر نہ مرے تو بیجان ہو جائینگے اور ہم قتل کر ڈالین گے یا حضور کے کانمین آکر خداوندون کے آگے فرشتون نے
کہدیا تھا یا محض خیالی باتین ہین اگر میرے جواب مین فرمایئے کہ ہمنے خواب مین ایسا کچھ دیکھا تھا تو یہ محض آپکا
خیال ہے اور وہ رویاے صادقہ سے نہین ہے اور اگر کہیئے کہ خداوندونکے فرشتون نے ہمارے کان مین
یہ آکر کہدیا ہے تو اسمین مجکو جاے دم زدن نہین ہے شاید کہ ایسا ہی ہوا ہو لیکن کبھی خداوندون سے
ایسے امور ظہور مین نہین آے ہین اور اگر وہ سب باتین محض خیالی فرماے تو اُسکے میرے پاس جواب
بہت ہین اگر سب جواب دون تو آپکو یقینی ملال ہوگا اور طول ہوگا لیکن مختصراً کچھ عرض کرونگا وہ یہ ہے
امیر اور بدیع الزمان وغیرہ اہل اسلام ہین یہ اکثر بلاؤنمین مبتلا ہوے ہین اور اُنکے خدا نے انکو
اُن بلاؤنسے نجات ایسی دی ہے کہ وہی بلائین انکے واسطے باعث انکی بہبودی کا ہو گئین ہین اور انواع
و اقسام کے انکو اُن بلاؤنمین پھنسنے اور مبتلا ہونے سے نفعے ہوے ہین بارہا امیر اور فرزندان امیر
کے طلسمونمین جا کر پھنسے ہین اور کچھ ایسے اسباب اُنکے خدا کی عنایت سے اُنکے واسطے بہم پہونچے ہین کہ انہون نے
طلسمونکو توڑا ہے اور مال و اسباب کثیر اُنکے ہاتھ آیا ہے صحیح و سلامت طلسمونکو توڑ کر نکل آے ہین بال بھی
انکا بیکا نہین ہوا ہے امیر اور اُنکی ذریات کا تو کیا ذکر ہے اُنکے لشکر کے بعض بعض سرداروں نے ایسے ہی
کارنمایان کئے ہین دشمن دیکھکر اور سنکے دنگ ہو گئے ہین یہ اہل اسلام تو مرنا جانتے ہی نہین اور اگر مرتے بھی ہین تو
بہت کم اور کوئی شخص اُنسے کیسی ہی دشمنی کرے انکو اُنکی دشمنی سے ضرر پہونچتا ہی نہین اور بعوض ضرر کے انکو
نفع پہونچتا ہے مین نے بارہا دیکھا ہے اور اپنے باپ سے سنا ہے کہ یہ اہل اسلام نہایت خوش اقبال ہین انکے

واسطے مدد غیبی ہوتی ہی اور جس جگہ سبکو یقین ہوتا ہی کہ یہ ہلاک ہوجاینگے اور اب کسیطرح زندہ رہینگے
وہان اُنکا خدا اُنکی مدد کرتا ہی اور کچھ اسباب ایسے پیدا ہوجاتے ہین کہ یہ خود تو نہین مرتے بلکہ اپنے دشمنونکو
مارڈالتے ہین بس اس تقریر سے مدعا یہ ہی کہ بدیع الزمان کو جو عقاب لیگیا ہی یا تو وہ اُنکا کوئی دوست
ہوگا کہ بصورت عقاب انکو لیگیا ہوگا اور اگر دشمن ہی ہوگا تو انکا کیا بنائیگا ایسے تو گیا ہی کہ پچھتائیگا اپنی جان سے
جائیگا اُسنے اُنکے ساتھ دشمنی نہین کی بلکہ خود اُسنے اپنے حق مین کانٹے بوئے اور اپنی جانکا دشمن آپ ہوا بعد چند کے
سن لیجیگا کہ بدیع الزمان اپنے دشمن کو قتل کرکے بخیر و عافیت تمام اپنے لشکر مین داخل ہوے اس
میرے قول کو لکھ رکھیے اور یہ تو ذرا غور سے خیال کیجیے کہ جسکے لشکر مین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار یکتاے
روزگار موجود ہون خصوصاً خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون اُسے کوئی دشمن ہلاک کرسکتا ہی اگر ذرا
بھی دشمن انکا انکو صدمہ پہونچائے خواجہ عمرو اور دیگر عیار اور جملہ سردار فوراً اسکو نیست و نابود
کردین اور یہ جو آپنے فرمایا تھا کہ ہم امیر وغیرہ کو قتل کرڈالین یہ امر بھی از حد مشکل ہی کوئی انکو قتل
کرہی نہین سکتا ہی اگر بادشاہ اور سردار اپنی اعانت کو یہان آئینگے تو کیا بنائینگے یا خود قتل ہوجاینگے
یا انسے زیر ہوکر مسلمان ہوجائینگے بس ایسی حالت مین اگر انسان عاقل ہی تو غور و فکر کرکے اپنی جگہ پر رہے
نہ کہ خوش ہو بختیارک یہ کہکر خاموش ہوا ہرمز و فرامرز اُسکی تقریر سناکیے لیکن اب احوال لشکر نقابدار
کے ہرکارونکا لکھا جاتا ہی کہ وہ لشکر امیر سے خبر بدیع الزمان دریافت کرکے جو روانہ ہوے تھے اسوقت
دربار گورزاد ختنی بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش مین پہونچے کہ شاہ موصوف تخت پر بیٹھا نقابدار سرخ
پوش اور چارون نقابدار اور بہت سے سرداران لشکر اور امرا اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر
علی قدر مراتب بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا ایسے وقت مین اُن ہرکارون نے مجرا گاہ سے بادشاہ
کو مجرا کرکے بہ ادب تمام عرض کی ای شہنشاہ ذی جاہ اسوقت لشکر امیر مین ہم بشکل مبدل گئے تھے وہان
ہمنے اہل لشکر سے عجب ایک واقعہ حیرت افزا سنا ہی وہ یہ ہی کہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران
مع فوج کثیر براے مقابلہ صلصال کے بحکم امیر جانب ترکستان گئے تھے اثناے راہ مین ایک صحراے
سبزہ زار ملا وہان دنکو اُنھون شکار کھیلا اور شب کو تا نصف شب اُس صحراے سبزہ زار کی شب ماہ
مین خوب سیر کی بعد اُسکے اپنی بارگاہ مین جاکر سو رہے ایک سردار کئی سو سوار سے گرد انکی بارگاہ
کے پھر رہا تھا ناگاہ ایک عقاب تیز پرواز آیا اور بارگاہ مین جاکر انکو اپنے پنجے مین دباکر بارگاہ سے نکل کر
اُڑا اور بلند ہوکر انکو کہین لے گیا ہر چند انکے سردارون اور سوارون نے اُنکی جستجو کی مگر کہینے انکو نپایا آخر سب
مجبور و ناچار ہوکر یہان آئے اور تمام حال اُنکا امیر سے بیان کیا امیر مغموم ہوے اور تمام خرد و کلان ادنیٰ و
اعلے انکے لشکر کے مبتلاے رنج و غم ہوے اور اجتک سب رو رہے ہین شور فریاد و فغان بلند ہی باقی خیریت ہی
ہرکارے یہ عرض کرکے باہر بارگاہ کے آئے بادشاہ لشکر نے اُنکی یہ خبر سنکے کسیقدر افسوس کیا نقابدار نے بھی کہا
افسوس ہی کہ وہ ایسے صحراے سبزہ زار مین مقیم ہوے کہ وہانسے عقاب انکو اُٹھالے گیا لیکن جاے تعجب ہی کہ
وہ تو اپنے تئین بہادر جانتے تھے اور دلاورونکو اپنے آگے کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے ایک عقاب جانور سے
بھی اُنکا کچھ بس نچلا اتنا بھی نہو سکا کہ اُسکی دم ہی نوچ لیتے تاوہ ڈرکر نیچے سے اپنے انکو چھوڑ دیتا
واہ واہ باین دعوی شجاعت ایک طائر مشت پر کے پنجے مین دبے ہوے اور لٹکتے ہوے جہان وہ

لے گیا چلتے چلے گئے کشتی گیر مشہور تھے اُس سے اُنکا کوئی پیچ نچلا ایسی کم قوتی و کم زوری و بزدلی پر دعوائے
بہادری اگر مین اُسوقت وہان موجود ہوتا جسوقت وہ پنجہ عقاب مین دبے ہوے مجبوری و لاچاری سے
چلے جاتے تھے تو مین اُنسے مخاطب ہوکر اُنکی عاجزی اور بے بسی پر نظر کرکے یہ مصرعہ پڑھتا مصرع۔
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ دیگر نقابداروں نے اور اکثر سرداران لشکر نے کہا حضور
خداوند نعمت آپ آپ ہی ہین اور وہ وہی ہین گو وہ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرتے ہین لیکن جو منصف طبع
ہین وہ کب اِسکو ملنتے ہین اور اپنی تعریف آپ کرنا یہ بھی اُنھین کا کام ہی جو عقلا ہین وہ اپنی تعریف
خود نہین کرتے ہین بقول۔ صائب۔ ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد مرا صائب ٭ چو زن پستان
خود مالد حظوظ نفس کی یابد۔ نقابدار سرخ پوش نے کہا حالانکہ وہ مجھسے صاف نہین ہین اور مجھے بخوبی نہین پہچانتے
کہ مین کون ہون اور کیا میرا مرتبہ ہی لیکن میرا دل چاہتا ہی کہ یکہ و تنہا یہانسے جاؤن اور اُس عقاب
کو تلاش کرکے اسکی بال و پر پکڑ کر نوچون یا اُسکو ایک ضرب پلارک سے دو ٹکڑے کرون اور اُنکو اسکے
پنجۂ سخت سے چھڑاؤن اور اُنپر احسان کرون اگرچہ وہ عقاب قوم جن اور دیو سے ہو یا اور کسی قوم و
قبیلے ہو یا ساحر ہو یا غیر ساحر ہو کیونکہ مردان عالم وقت جنگ کیسا ہی حریف زبردست ہو کچھ خیال اُسکے
زبردست ہونیکا نہین کرتے ہین اور بیخوف و خطر اُسپر حملہ کرکے تہ تیغ کرتے ہین جب بہادرونکے ہاتھ قبضہ
شمشیر پر ہوتے ہین اسوقت ساحر اور غیر ساحر اور حریف زبردست اور دیو اور جن وغیرہ کا کچھ بھی خیال
نہین کرتے ہین جو سامنے آجاتا ہی نعرۂ شیرانہ کرکے اُسپر تلوار لگاتے ہین اور اُسے دو ٹکڑے کرتے ہین
لیکن اس خیال سے واسطے اُنکی مدد کرنیکے جا نہین سکتا ہون کہ مقابلہ مین لشکر حمزہ صاحبقران کے
فروکش ہون اگر جاؤنگا تو اعدا کہین گے کہ نقابدار امیر سے خائف ہوکر اور ڈرکر کسی طرف چلا گیا سب
نے عرض کیا واسطے رہائی بدیع الزمان اپنے ہم چشم کے ایسی حالت مین جانا آپکا مناسب نہین ہی لاریب حسود
طرح طرح کے خیال کرینگے اور ہمارے نزدیک جانا بھی آپکا بے سود ہوگا کیونکہ وہ عقاب اُنکے گوشت کو نوچکے کبکا
کھا گیا ہوگا ہڈیان بھی اُنکی چبا گیا ہوگا اور ہضم بھی کر گیا ہوگا کیونکہ اس واقعہ کو چند روز کا زمانہ گذر گیا ہی
یا اُسنے اُنکے گوشت کو خود نکھایا ہوگا اپنی بچونکو کھلا دیا ہوگا غرض بہرصورت اب اُنکا زندہ ملنا بظاہر ممکن
نہین اور قدرت خدا مین تو بہت بڑی ہی وہ اگر چاہے تو ابھی حضرت آدم کے وقت مین جو لوگ مرگئے تھے
اُنکو زندہ کردے یہ بات دوسری ہی اسمین ہمین جائے دم زدن نہین ہی یہان تو سرداران لشکر اور
نقابدار سے اسی طرح کی گفتگو کر رہے تھے لیکن اب احوال لشکر امیر کا درج کیا جاتا ہی کہ جیسے امیر اور
جملہ مردان لشکر امیر نے یہ سنا ہی کہ بدیع الزمان کو عقاب اُٹھا لے گیا ہی ہر ایک کو صدمہ ہی خصوصاً امیر
کو از حد فکر و ملال ہی چنانچہ اسی عالم ملال مین فرمایا کہ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادونسے کہو کہ تھوڑی دیر
کیواسطے ہمارے پاس تشریف لائین ہمین اُنسے کچھ دریافت کرنا ہی حسب الحکم خدام خواجہ زادونکے پاس گئے
اور ارشاد امیر سے اُنھین اطلاع دی وہ فنسونین فوراً سوار ہوکے امیر کے پاس آگئے اور سلام کیا امیر نے اُنکی
نیم قد اُٹھکر تعظیم کی اور قریب اپنے اُنھین بٹھایا اور مزاج پوچھا اُنھون نے کہا آپکی برکت دعا اور افضال خدا سے
ہم بخیریت ہین یہ کہکر اُنھون نے پوچھا اسوقت آپکا مزاج اقدس کیسا ہی ہمین آثار حزن و ملال آپکے چہرہ پر نظر آتے ہین
امیر نے آبدیدہ ہوکر فرمایا ہان فی الحال ایک ملال ہی اُسی ملال کے دفع ہونیکی تدبیر دریافت کرنے کیواسطے

اُسوقت آپکو تکلیف دی گئی ہی انھون نے سبب ملال دریافت کیا امیر نے تمام احوال بدیع الزمان کے
جانیکا اور عقاب کے اُٹھا لیجانیکا بیان کرکے فرمایا ہم چاہتے ہین کہ آپ اسوقت اپنے قاعدۂ علم رمل سے
بدیع الزمان کے بارہ مین کچھ حکم لگائیے اور بموجب قاعدۂ رمل دریافت کیجیے کہ میرے فرزند بدیع الزمان
کو کون لیگیا ہی اب تک وہ زندہ ہین یا نہین اور یہ بھی دریافت کیجیے کہ وہ کبتک اور کیونکر ہمسے آکر ملیگا
خواجہ زادون نے اُسیوقت قرعے نکالے اور باوضو ہوکر اور دعا پڑھکر قرعونکو اپنے ہاتھ مین لیکر دو
چار مرتبہ الٹ پلٹ کرکے زمین پر اُنہین ڈالا اور اُنکے اشکال پر بغور و تامل نظر کرکے اور زائچہ کھینچکر
ہر ایک شکل پر اچھی طرح نظر کرکے یعنے اشکال قبض الداخل اور قبض الخارج اور جماعت اور طریق
وغیرہ کو خوب دیکھکر فرد و زوج پر بھی نظر کرکے کہا کہ کارخانہ قدرت پروردگار ہین اور خبر غیب کے
بیان کرنے مین تو ہمین دخل نہین ہی لیکن ہم اس علم رمل کے ذریعہ سے جو ہمین ثابت ہوا ہی بیان کرتے
ہین وہ یہ ہی کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ انکو کوئی دشمن اٹھا لے گیا ہی اور اُسنے انکو کسی جگہ بحفاظت
تمام قید کیا ہی ابھی تک وہ زندہ ہین اور انجام اُنکا اچھا ہوگا انشاء اللہ چند مدت مین وہ اپنے دشمن
کی قید سے رہا ہو جاوینگے بشرطیکہ خواجہ عمرو اُنکی رہائی کی فکر کرین یہ حکم لگاکر خاموش ہوے امیر انکی
تقریر سنکے نہ خوش ہوے اور اسیوقت چند کشتیان تحفہ و تحائف کی طلب کرکے اُنکے پیش کش کین وہ
کشتیان لیکر امیر سے رخصت ہوکر اپنے خیام مین گئے یہان امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ
ابھی خواجہ زادون سے جو ہمنے دریافت کیا تھا تو قرعہ تمھارے نام پر نکلا ہی یعنے اگر تم میرے فرزند
کی جستجو کروگے اور اُسکو اُسکے دشمن کی قید سے رہا کروگے تو وہ رہا ہوگا پس تمکو لازم ہی کہ اس بارے
مین حتی الامکان کوشش کرو اور میرے فرزند کی جستجو مین ابھی جاؤ دیر نہ لگاؤ ایسا نہو کہ فرزند میرا
ہلاک ہو جاے اگر قرعہ میرے نام پر نکلتا تو ای خواجہ مین خود جاتا تمکو روانہ نکرتا خواجہ عمرو نے تمام تقریر
امیر کی اور خواجہ زادون کی سنکے عرض کیا کہ مین آپکا فرمانبردار ہون مجھے کسی جگہ جانے مین عذر
نہین ہی لیکن ای امیر مجھے عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ آپکے فرزند کو کوئی ساحر حرامزادہ خواہ ساحرنی
فاحشہ اُٹھا لیگئی ہی پس آپ خوب واقف ہین کہ مین ہمیشہ سے چند اشخاص اور چند اشیا سے بہت ڈرتا ہون
اور حتی الامکان اُنسے بھاگتا ہون اور پناہ مانگتا ہون ازانجملہ نقابدار ہے کہ وہ منھ اپنا چھپاے
ہی نہین معلوم کون ہی اور دریا سے ڈرتا ہون کہ جب دریا مین کوئی گرے لاکھ زور کرے کچھ زور کام نہین آتا
بلکہ زور کرنے سے جلدتر دریا مین ڈوب جاتا ہی غرض انسان کا دریا سے کچھ بس نہین چلتا ہی اور ایک مین
سانپ سے ڈرتا ہون کہ ذرا سے اُسکے کاٹنے سے تمام تن مین فوراً زہر کا اثر پھیلتا ہی اور انسان کا جلد
کام تمام ہو جاتا ہی جبتک تریاق عراق سے آے آسے مارگزیدہ ہلاک ہو جاتا ہی دریا اور سانپ سے
کچھ عیاری اور مکاری سے جانبری نہین ہوتی اور اسیطرح ساحر سے ڈرتا ہون کہ اُسنے دور ہی سے
دیکھا افسون پڑھکر نارنج اور ترنج یا فولادی گولہ یا ہار فلفل یا سنگریزے وغیرہ اگر مارے تو زمین نے
پاؤن پکڑ لئے یا دست و پا بےحس و حرکت ہوگئے یا آگ سحر کی برسنے لگی یا ابر سحر پیدا ہوا پانی برسنے لگا اور اُس
پانی سے بھیگکر بیہوش ہوگئے یا اژدہا پیدا ہوا اور وہ نگل گیا یا دریاے سحر پیدا ہوا اور اُس
دریا مین ڈوبکر مر گئے یا دفعتاً تاثیر سحر سے دیوانے ہوگئے یا اثر افسون سے ابھی انسان تھے ایک

لمحہ مین جانور ہوگئے اور اپنا کوئی حربہ اُسپر نہ چل سکا نہ تو خنجر مار سکے نہ کمند لگا سکے نہ تلوار نہ نیمچہ کا وار
کرسکے نہ داب بیہوشی مار سکے نہ اور کسی طرحسے کوئی عیاری اور مکاری کرسکے نہ کچھ باتین مکر و فریب کی
کرسکے حوصلہ دلکا دل ہی مین رہ گیا اور کام تمام ہوگیا یا زندہ رہے اور بیحس و حرکت ہوگئے دشمن
لینے ساحر نے آکر پکڑ لیا اور لیجاکر قتل کیا یا گرفتار کیا اور آپ مجبوری و ناچاری سے اسکا کچھ بنا نہ سکے
پس ای امیر ماحصل میری اس تقریر کا یہ ہی کہ بظاہر بلکہ یقینی کہہ سکتا ہون کہ جو بدیع الزمان
کو لے گیا ہی وہ ساحر ہی اور مین ساحر سے ڈرتا ہون جیسا ابھی مین نے بیان کیا لہذا آپ مجھکو بمقابلہ
ساحر روانہ نفرمایئے اس کام سے مجھے معذور رکھیے میرے شاگردونسے یا میرے ناشدنیون سے کسی
کو روانہ کیجیے آخر وہ بھی تو عیار ہین اور دعوائے عیاری کرتے ہین خصوصاً چالاک کہ وہ ناشدنی اپنے تئین
عیاری و مکاری مین بہت چالاک اور ہوشیار جانتا ہی اور میری کرسی عہدہ پر بیٹھنے کی خواہش رکھتا ہی
اور بیٹھ بھی چکا ہی اُسے روانہ کیجیے یا میرے شاگرد کو کہ نام اُسکا برق فرنگی ہی اور عقل و مکر و فریب کا
گویا پتلا ہی اور عیاری جھٹ پٹ کرتا ہی اور واسطے عیاری کے مثل برق تڑپ کر جاتا ہی کہین عورت
بنتا ہی اور کہین مرد بن جاتا ہی گوری اُسکی شکل ہی عورت کی عیاری خوب کرتا ہی انگریزی دان ہی گٹ
پٹ اچھی طرح جانتا ہی اُسے روانہ کیجیے مجھ غریب اور محتاج قیدی دام فکر اہل و عیال کو کیون آپ روانہ
کرتے ہین ظاہر ہی کہ بوجہ مسن ہونیکے اعضا میرے کم قوت ہین اور بوجہ فکر اہل و عیال اور قرضداری
کے حواس میرے بجا نہین ہین چار روپیہ ماہواری مین بسر میری تو ہو نہین سکتی جملہ اہل و عیال کا بار ہی
مین ہی ایسا سخت جان ہون کہ زندہ ہون اور کسیطرح کچھ آمد نہین ہی رنگ و روغن کی تیاری کیواسطے بھی
آپ کبھی ایک ٹکا نہین دیتے ہین اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہوا بھی تو کوڑی کوڑی کا حساب پوچھتے ہین جب
آپ اس حد پر میری ناقدردانی کرتے ہین اور جادۂ بخل سے کبھی اپنا قدم نہین ہٹاتے ہین تو پھر مین کیا
چار روپیہ مین غذا کھاؤن اور اپنا لباس بناؤن اور کیا اپنے اہل و عیال کو دون افسوس ایک زمانہ
بعید گذرا ہی کہ یہی ایک کرتا کھاروے کا میرے گلے مین ہی اور یہی ایک کلاہ نمدی کہ میرے سر پر ہی اور یہی
ایک لنگی اور زیر جامہ کہنہ و شکستہ کھاروے کا ہی جبسے مین نے کرب کی شادی کی ہی زنبیل مین جو کچھ تھا وہ
صرف ہوگیا اور کرورون روپیہ مہاجنون سے قرض لیکر صرف کیے بالکل محتاج ہوگیا کرب کی شادی
کرکے مبتلائے دام عسرت ہوگیا مہاجنونکا اصل قرضہ کچھ بھی ابتک ادا نہین ہوا بلکہ سود بھی اُس روپیہ کا
نہین دیا گیا یوناً فیوناً اُس روپیہ کا سود بڑھتا جاتا ہی مہاجنونکا روز بروز تقاضائے شدید ہوتا ہی اُنسے
اکثر منھ چھپاتا ہون جہانتک ممکن ہوا ٹالا اور اب بھی اُنھین ہر طور سے ٹال دیتا ہون مگر انجام اُسکا
بد ہی ایک نہ ایکروز وہ سب مہاجن برہم ہوکر مجھے پکڑ لیجاینگے جہانتک ہوسکیگا زد و کوب کرینگے بعدہ
قید کرینگے اہل و عیال میرے مجھ سے چھوٹ جاینگے تا زندگی قیدخانہ ہی مین رہونگا کون ایسا ہی کہ زر
قرضہ مذکور مہاجنونکو دیکر مجھے قید سے چھڑائے گا اب میرا ارادہ ہی کہ آجکل مین خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہون
اور خانۂ خدا مین پہونچکر باقی زندگی اپنی یاد الٰہی مین بسر کرون اور استغفار کرون کیونکہ اس زندگی
مین مین نے ہزارون بلکہ لاکھون عیاریان کی ہین لاکھون آدمیون کو جان سے مار ڈالا ہی سیکڑون
مسافرونکو عیاری کرکے لوٹ لیا ہی نامہ اعمال میرا کثرت عصیان سے سیاہ ہی اور اعمال حسنہ کا اُس مین

نام و نشان بھی ظاہر نہین ہو پس اب بھی خیر کر اپنے گناہون سے توبہ کرون اور خانہ خدا مین بیٹھکر عبادت
الٰہی کرون شاید صورت مغفرت ہوجاے امیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اُس عالم ملال مین ہنس دیا
اور کہا ای خواجہ اللہ اکبر تمنے اپنی عسرت اور پریشانی کا اس حد پر بیان کیا کہ مین حیرت ہو گئی اور جو کچھ
تمنے کہا ہو عسرت کے بار مین یہ سب خلاف ہو تمہاری زنبیل مین اسقدر مال و دولت ہو کہ بادشاہون کے
خزانون مین بھی نہوگی تم اُس مین سے کبھی کچھ صرف نہین کرتے ہو بلکہ روز بروز اُسمین اور مال و دولت ملاتے
ہی جاتے ہو اور تنگی مین اور پریشان حالی مین رہتے ہو یہ قصور تمہارے بخل کا ہو اور اسکا کیا علاج ہو بقول
شخصے خود کردہ را علاجے نیست تم آپ ہی اپنی پوشاک درست نہین کرتے اور ایسی پوشاک پر قناعت
کرتے ہو اگر چاہو تو روز ایک خلعت فاخرہ پہنو لیکن بوجہ خست کے پہنتے کبھی نہو گا تمہاری زندگی یونہین روپیہ اور دولت
جمع کرتے کرتے گذر جائیگی نہین معلوم تمہاری دولت جو تمہاری زنبیل مین ہو بعد تمہارے کون لیگا اور یہ جو تمنے
کہا کہ مین خانہ کعبہ مین جاکر عبادت الٰہی کرونگا یہ بھی تمسے نہو سکیگا یہ امر تمنے محض اسواسطے کہا ہو کہ مین تمکو
کچھ دون اور کہون کہ ای خواجہ میرے لشکر سے خانہ کعبہ کیطرف نجاؤ پس اگر تمہاری یہی حسرت اور
خوشی ہو تو مین تمکو ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر دیے دیتا ہون کہ جب خواجہ عمرو میرے فرزند کو قید
دشمن سے چھڑا کر میرے پاس لے آئینگے تو اُسوقت مین دس ہزار روپیہ خواجہ کو دونگا خواجہ عمرو نے
عرض کیا ای امیر آپ تو ماشاءاللہ عاقل و دانا ہین بدیع الزمان کے رہا کرنے مین دو چار لاکھ روپیہ کا صرف
ہو تا وقتیکہ اُسکے دشمن کے ملازمونکو رشوت نہ دونگا اُسوقت تک رہائی آپکے فرزند کی نہوگی اور میرے پاس
روپیہ نہین ہو ورنہ مین جاکر انکو لاکھ روپیہ کا دیکر بدیع الزمان کو قید سے چھڑا لاتا اُسوقت سب
سردارون نے خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ آپ بدیع الزمان کی تلاش اور رہائی کے واسطے ضرور
جائیے اور جانے سے انکار نہ فرمائیے امیر کو رنجیدہ نکیجیے خواجہ نے جواب دیا مجھکو سمجھاتے ہو اور آمادہ
جانے پر کرتے ہو یہ نہین ہو سکتا کہ تم سب ملکر کئی لاکھ روپیہ اور زر و جواہر اکٹھا کرو اور مجھکو دو اور
مین وہ سب زر و جواہر بدیع الزمان کی تلاش اور رہائی مین صرف کرون اور اُنکو قید سے
رہا کرکے لے آؤن صرف زبانی تمکو بدیع سے الفت ہو خالی باتین بناتے ہو اور کچھ ہو نہین سکتا
ہو اگر بدیع الزمان سے محبت امیر رکھتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ مین اُنکی تلاش کو جاؤن اور بعد تلاش
انکو یہان لے آؤن تو کچھ روپیہ سے مجھے مدد دو ورنہ خاموش بیٹھے رہو دم اُنکی الفت کا نہ بھرو
اور سعی و سفارش نکرو ان سبنے خواجہ کی گفتگو سنکے علی قدر مراتب روبرو خواجہ کے روپیہ جمع کیا
کسینے ہزار روپیہ دیے اور کسینے دو ہزار دیئے اسیطرح ہر ایک سردار لشکر نے موافق اپنے مرتبہ کے
روپیہ لا لا کر روبرو خواجہ کے رکھا جب سب سردار روپیہ جمع کر چکے اُسوقت خواجہ نے امیر سے عرض
کیا اب آپ بھی رقعہ لکھدیجیے وقت ضرورت وہ رقعہ کسی مہاجن کے پاس گرو کرکے روپیہ اُس سے
لیکر صرف کر دیا جائیگا امیر نے مسکرا کر رقعہ دس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدیا خواجہ نے اول رقعہ
لیکر اور خوب اُسکو پڑھکر یہ کہکر داخل زنبیل کیا کہ لیجیے دادا جان یہ رقعہ دس ہزار روپیہ کا ہو اسکو
مثل نوٹ کے جانیے گا اور بہت حفاظت سے رکھیے گا تمہین ضائع و برباد نکیجیگا بعد اسکے خواجہ نے
اُس روپیہ کو دیکھا جو سب سردارون نے ایک جگہ جمع کیا تھا اور وہ قد آدم اونچا تھا

عرض مین کئی گز تھا دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا چہرہ پر رونق آگئی لاکھ لاکھ ضبط کیا
لیکن خواجہ کو خوشی سے ہنسی آگئی دلمین کہنے لگے ای خواجہ الله دے اور بندہ دے یہ پروردگار نے تمھارے
تمکو روپیہ دلوایا ہی ورنہ یہ سب سردار بخل شعار تمکو کوڑی بھی ندیتے تمھارے مقدر سے یہ روپیہ
تمکو ملا ہی تمکو لازم ہی کہ تم اُسکی قدر و منزلت کرو تاکہ روپیہ تمھارے بھی کام آئے اور اُسکو ہرگز نظر
حقارت اور ذلت سے ندیکھو کہ اسکا بڑا مرتبہ ہی کیونکہ روپیہ اگر پاس ہو کیسے ہی انسان مین عیوب
ہون یہ فی الجملہ اُنکو چھپا دیتا ہی اور کیسی ہی کوئی شی نایاب اور گران قیمت ہو اگر روپیہ ہی تو بہم ہو سکتی
ہی اور کیسا ہی کوئی امر اہم ہو اور وہ کسیطرح حسب دلخواہ نہوتا ہو تو روپیہ کے ذریعہ سے ہو سکتا ہی
اور اسی مضمون کو ایک شاعر نے نظم بھی کیا ہی وہ بیت یہ ہی ؀ ای زر تو خدا نئی ولیکن بخدا ؀ ستار
عیوب و قاضی الحاجاتی ✤ فی الحقیقت روپیہ کا بڑا مرتبہ ہی اسکے اوصاف بحد و بیشمار ہین ازانجملہ کچھ
وصف یہ ہین کہ اگر روپیہ پاس ہو تو ہر وقت دل خوش رہتا ہی اور بھوک کم معلوم ہوتی ہی قوت دولت
سے اچھی طرح رغبت طرف غذا کے نہین ہوتی ہی اور صاحب زر ہر ایک امر اہم اور دشوار کا خیال
کر کے تصور کرتا ہی کہ بذریعہ زر کثیر جب چاہونگا اس کام کو بعجلت اور بسہولت تمام کر لونگا اور
صاحب ثروت جس راہ سے گذرتا ہی مردم اُسکی عزت و توقیر کرتے ہین اور وہ نازنینان خوبرو
جنکے شوق وصال مین ہزارون عشاق نے اپنی جانین دیدی ہین اور سیکڑون شیفتہ مانند مجنون کے
دیوانے ہو کر صحرا نوردی کر رہے ہون صاحب ثروت مذکور بذریعہ قلیل ہند اُس نازنین کو بلا سکتا ہی
اور اُس سے وصل حاصل کر سکتا ہی غرض اوصاف زر تا کجا بس عاقل کو چاہیے کہ حضرت زر کو اپنے
پاس رکھے اگرچہ وہ شخص کیسا ہی ادنےٰ اور ذلیل اور غیر اشراف ہو بموجب قول صائب کے یہ
بیت ہی ✤ خاک باشی خوک باشی یا سگ مردار باش ✤ ہرچہ باشی باش صائب اندکے زردار باش ✤
بیشک و شبہ قول شاعر بجا ہی روپیہ سے فی الجملہ عزت و آبرو تو ہوتی ہی اگرچہ باطن مین نہ سہی ظاہر مین
تو اسکی عزت و آبرو ضرور ہی لوگ کرتے ہین اور اُسکی تعریف کرتے ہین لہذا ای خواجہ اس روپیہ
کو اُٹھا کر نذر زنبیل کرو اور اُسکی حفاظت کرو حتی الامکان اُسکو اپنے پاس سے نجانے دو ایسا دوست
صادق پھر تمکو نہ ملیگا اور ایسا یار مددگار نصیب نہوگا یہ خیال کر کے جال الیاسی نکالکر اُس زر کثیر
پر یہ کہکر مارا کہ ای جال جنجال ہو کر اس زر کثیر کو مع تھوڑی تھوڑی یہان کی مٹی کی اپنے مین سمیٹ
لا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ زر کثیر اور کچھ تھوڑی مٹی بھی دبانکی جال مین آگئی خواجہ نے وہ جال
اور زر مذکور داخل زنبیل کیا اور کہا ای دادا جان یہ زر کثیر بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہی
اسے بھی اچھی طرح رکھیے گا ایسا نہو کہ کہین ایسی ویسی جگہ رکھنے سے روپیہ گھس جاے چاندی وزن
مین کم ہو جاے بعد داخل کرنے زر مذکور کے خواجہ امیر وغیرہ سے رخصت ہوے اور حلیہ بانے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کیے پھر امیر سے عرض کیا کہ تمام لشکر بدیع الزمان کا میرے
ہمراہ کیجیے شاید کہین مجھسے سامنا جنگ و جدال کا ہو یا بدیع الزمان ایسے کسی بادشاہ کی قید مین
ہون کہ جسکے پاس فوج بہت ہو تو وہان بغیر اُس سے لڑے اور مقابلہ کیے مطلب حاصل نہوگا اور
سوائے اُسکے اِسواسطے بھی لشکر کا ہمراہ ہونا ضرور ہی کہ جہان بدیع الزمان کے قیام

کیا ہو اور جسطرف وہ عقاب انکو لے گیا ہو مجھے بتائین تا مین اُس سمت جاکر بدیع الزمان کی جستجو کرون امیر باتوقیر نے خواجہ کے جواب مین فرمایا اچھا سپاہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیجاؤ خواجہ نے یہ سنکے تمام مردمان فوج بدیع الزمان سے جاکر کہا کہ حکم امیر سے تم میرے ہمراہ جستجوے بدیع الزمان کیواسطے چلو سبنے کہا بالراس والعین خواجہ نے کہا جلد مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہو دیر نکرو وہ جلد مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ اُن سبکو ہمراہ لیکر بسم اللہ کہکر جانب ترکستان روانہ ہوئے

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا نزدیک قلعہ سحر کے اور بذریعہ مجنون جادو رہا کرنا بدیع الزمان کا اور راہ نا صلصال سے مخمس

خانہ زاد عشقم و اندوہ ہمزاد من است
آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش و مست
ہر کجا بینی ہوائے صید آزاد من است
جب نہین آیا تو کیا جلتا ہی جی کو تیرے سخن
دیکھ لے ہمسا ندیکھا ہوئیگا الفت پرست
حرف عاشق بے زبان شکوہ دل عاجز نشست
جو کہین مین اپنی ہو ہیچ تو یہ ہی اسکا کرم
شرم می آید مرا ازانکس کہ جلاد من است
جائے رونیکی ہی سومن شادگی تو دیکھ تو

یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است
عاشق بت سے کبھی گہ مو معشوق است
آنکہ پھر کے ہی کہ آتا ہی وہ زیب انجمن
ساختن ممنون دیدار و محبت سوختن
ہین خموش اس جرم پر ای ترک چشم نیم مست
آنچہ ہرگز آشنا بالب نشد داد من است
قتل گہ مین سرنگون خجالت زدہ بیٹھے ہین ہم
جو ہو خود ہر کام مین واماندہ اصلاح جو
کار دشوار و نظیری گریہ می آرد کہ او

از جفائے طالع من داد و بیداد من است
ہم کبھی تھے می پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم بجست
شوق کہتا ہی کہ آرائش بیت الحزن
از تصرف ہائے حرمان خدا داد من است
جی کبھی ایسا نہ بھر آیا تو گاہین پشت و دست
ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اُس سے بھی کم
آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم
اس سے مطلب نکلے کیا دہ ای فریب آرزو
شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد من است

محرران افسون رقم و کاتبان واقعہ اہم اس داستان رنگین و حیرت افزا کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب جناب معلی القاب شیخ الاصحاب قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ و زنگ ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران شاہ عیاران یک طرار یکتائے جہان بعیاری و مکاری و دلیری یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری بفوج کثیر واسطے تلاش بدیع الزمان کے روانہ ہوے کوچ اور مقام منزل بمنزل کرتے ہوے بعد چند مدت کے اُسی صحراے سبزہ زار مین پہونچے مردمان لشکر نے خواجہ سے کہا یہ وہی صحراے سبزہ زار ہے کہ جس جگہ سے ہمارے خداوند آقا کو وہ عقاب اُٹھا کرے گیا تھا خواجہ عمرو نے اُنسے کہا اسی جگہ خیام استادہ کر کے قیام کرو اُنھون نے عرض کیا اس صحرا کی سیر پر اور یہان کی آب و ہواے خوش پر نظر نہ کیجیے اور یہان ہرگز قیام نفرمائیے کیونکہ یہ صحرا ہم لوگون کے حق مین گویا صحراے کرب و بلا ہے یہان ہمارے دلون کو صدمہ پہونچا ہے خدانخواستہ آپکو بھی یہان کوئی رنج نہو کیونکہ یہان قیام کرنے سے فیمابین فراق ہو جاتا ہے ہوا یہانکی ایسی خراب اور بد ہے کہ باہم جدائی ہو جاتی ہے زمین اس صحرا کی ایسی نامبارک ہے کہ یہان سے انسان اسطرح سوے فلک دفعتاً اُٹھ جاتا ہے گویا دنیا سے اُٹھ جاتا ہے اور مانند رہروان ملک عدم کے اُسکا کچھ نشان معلوم نہین ہوتا ہے گویا اِس صحرا کی سرحد ملک عدم سے ملی ہوئی ہے عجب نہین کہ بیشتر اس صحرا مین ملک الموت کا گذر ہوتا ہو اور یہے اجل

زور و شور سے چلتی ہو اور رمقبان صحرا ئے ہزا کو خواب عدم کی سیر دکھاتی ہو اور سبزہ شاداب یہان کا
بصد غضب دلونکو پامال کرتا ہو طرح طرح کے صدمے دیتا ہو اور اپنی سیر دکھا کر گل تازہ کھلاتا ہو کسی بلا مین
مبتلا کرتا ہو اور ہر گل خودرو یہانکا اپنی رنگینی اور بہار دکھا کر گلہاے داغ جدائی دو تیا دلمین پیدا
کرتا ہو اور نہرین یہانکی افراط رنج وغم سے اشک خون رُلاتی ہون اور مثل اپنے جاری ہونیکے
صدمہ جانکاہ سے رخسار و نہر آنکھون سے آنسون جاری کرتی ہون خواجہ نے انکو جواب دیا جسکا
تذکرہ مین اپنی زبانپر نہین لاتا ہون تم اُسکا میرے روبرو ذکر کرتے ہو خاموش رہو مجھے اپنی جان
پیاری ہی چونکہ مین اقرار کرچکا ہون کہ جبتک تین مرتبہ مین اپنی زبان سے اس بُری چیز کے طلب نکرون
دنیا مین زندہ رہون پس میرے واسطے یہ صحرا کسی طرح نامبارک نہوگا کیونکہ مین اُسکا تین مرتبہ تو
کیا ایک بار بھی ذکر زبان پر نہ لاؤنگا اور جب ذکر اُس بری چیز کا نکرونگا تو کوئی مجھکو ضرر نہوگا صحیح وسلامت
رہونگا اور براحت و آرام اس صحرا مین قیام پذیر رہونگا اور انشاء اللہ عوض صدمات کے یہان مجکو
خوشی وخرمی حاصل ہوگی عجب نہین کہ یہان سے کچھ پتہ اور نشان بدیع الزمان کا ملے اور باعث پیری
اور تمہاری خوشی خاطر کا ہو شاید وہ عقاب جو بدیع الزمان کو لے گیا ہی پھر یہان آئے اور مین اُسکو
جال الیاسی مین گرفتار کرون یا اور کوئی تدبیر اسکے اسیر کرنیکی کرون تمہارے واسطے یہ صحرا نامبارک
ہوا تھا میرے حق مین مبارک ہوجاے گوہر مطلب حاصل ہوجاے رنج وغم دل سے دور ہوجاے اور
بالفرض والمحال اگر اس صحرا مین مقیم ہوکر کوئی صدمہ بھی ہوگا تو ہو کہ انجام صدمہ کا خوشی اور خرمی
ہوتی ہی جبتک غواص غوطہ لگانیکی تکلیف نہین اُٹھاتا ہی گوہر بیش بہا اُس کے ہاتھ نہین آتا ہی اور
جبتک مسافر صعوبت راہ کو قبول نہین کرتا ہی اور رہروی گوارہ نہین کرتا ہی منزل مقصد پر نہین
پہونچتا ہی اور راحت اسکو میسر نہین ہوتی ہی اسی مضمون مین ایک شاعر نے کیا خوب یہ رباعی کہی ہی رباعی
ور وہر کسے بگلعذارے نہ رسید۔ تا بر ولش از زمانہ خاری نرسید٭ در شانہ نہبین تا کہ بصد شاخ نشد٭
ہرگز بہ سر زلف نگارے نہ رسید٭ فی الحقیقت جبتک عاشق صدمہ فراق معشوق سے بیتاب وبیقرار اور
اشکبار نہین ہوتا ہی اور کشش اُلفت رنگ اپنا نہین دکھاتی ہی معشوق کے دلپر اثر محبت نہین ہوتا ہی
اور وصل اُسکا ممکن نہین ہوتا ہی اور بغیر رنج کے گنج نہین ملتا ہی اُنھون نے عرض کیا آپنے جو کچھ فرمایا
ہی یہ تو ہمارے مجال نہین کہ ہم نہین جھوٹ اور غلط ہی لیکن ہمنے سنا ہی اور خود کتاب مین قول شیخ سعدی
کا دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ غواص اگر سلامتی اپنی چاہتا ہی تو کنارے پر پڑی رہے اور جستجوے گوہر کیواسطے
قعر دریا مین نجاے کہ نکلا ہر وہان سلامتی نہین ہی اور یہ مطلب اس بیت کا ہی۔ بیت۔ بدریا در منافع
بیشمار است٭ اگر خواہی سلامت بر کنار است٭ پس بموجب قول سعدی نفع ورمد عا کا خیال نکرنا چاہئے
اور اس صحراے کنارہ کشی کیجیے حق تعالیٰ مسبب الاسباب ہی اور کسی جگہ سے دُر مطلب آپکے ہاتھ آجائیگا
سراسر خلاف عقل ہی کہ جاے خوف وخطر مین رہ کر تلاش دُر مقصد کیجیے خواجہ نے برہم ہوکر کہا مین تو اسی جگہ
قیام پذیر ہونگا اگر تمکو اپنی جان کا خوف ہی تو یہان تم قیام نکرو یہانسے اور کسی طرف چلے جاؤ یہان مین
تنہا رہونگا حق تعالےٰ میرا میری حفاظت ونگہبانی کریگا کوئی دشمن ہو مجھے ضرر نہ پہونچا سکیگا ہر ایک نے
خواجہ کی تقریر سنکے عرض کیا ای خواجہ یہ تو ممکن نہین کہ ہم آپکو یہان تنہا چھوڑ کر کسی طرف چلے جائین

لیکن اتنا ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ اسی جگہ قیام کرنے پر آپ اصرار کیون کرتے ہین آخر اسکا کیا سبب
ہی خواجہ نے جواب دیا مین اسوجہ سے یہان قیام کرنا چاہتا ہون کہ اول تو میرا دل گواہی دیتا ہی کہ اسی
جگہ سے کوئی صورت مدعاے دلی کے بر آنیکی اسی جگہ پیدا ہوگی دوسرے تم جانتے ہو کہ مین وقت ضرورت
فال دیکھتا ہون اور فال میری سچی ہوتی ہی لہذا مین نے بجاے خود یہانکے قیام کیواسطے فال دیکھی تھی
یہان کا ٹھہرنا اسوجہ سے اختیار کرتا ہون تیسرے یہ کہ یہ وہ صحراے سبزہ زار ہی کہ جس جگہ سے بدیع الزمان
کو عقاب لے گیا تھا اسی جگہ لب جو بیٹھکر ہنگام شب واسطے بدیع الزمان کے پروردگار سے دعا کرونگا
تو یقین ہی کہ میری دعا مستجاب ہو کیونکہ اکثر خاصان خدا نے صحرا مین عبادت کی ہی اور بیشتر حاجتمندون
نے اپنی حاجتونکے لیے صحرا مین آکر خداوند عالم سے دعا کی ہی اور دعا انکی مستجاب ہوئی ہی سب نے عرض کیا
کہ اگر آپکی دعا خاص اسی جگہ مستجاب ہوگی اور گوہر مقصد ہاتھ آجائیگا تو خیر اسی جگہ قیام کیجیے ہم بھی یہین
قیام پذیر ہونگے یہ کہکر خیام استادہ کرا کے وہ شب وہین مقیم ہوے خواجہ نے کہا میرے واسطے ایک خیمہ
لب جو استادہ کردو مین تمسے علحدہ رہونگا سرداران سپاہ نے خیمہ لب جو واسطے خواجہ کے استادہ کرا دیا
خواجہ اُس خیمہ مین جاکر راحت پذیر ہوے اور مردمان لشکر علحدہ خواجہ سے خیام مین فروکش ہوے
جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب جانب مغرب جاکر غروب ہوا اور ماہتاب جانب مشرق سے عیان ہوا
خواجہ وغیرہ نے وضو کرکے نماز مغرب بر جوے قلب پڑھی بعد اسکے ہر ایک شخص جانب صحرا وظیفہ
پڑھکر خرامان چلا کسینے کسی سے کہا دیکھو یہ وہی مقام ہی کہ جس جگہ ہمارے مالک وخداوندی بارگاہ
استادہ تھی اسی جگہ سے عقاب حرامزادہ انکو لے گیا تھا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا دوسرے نے اُسکی
تقریر سنکے اور اُس جگہ کو دیکھکے آہ سرد کی کسی دلیر نے غمگین ہوکر کسی بہادر سے کہا ای برادر مجھے خوب یاد
ہی کہ جب ہمارے خداوند نعمت ہرنون اور طائرونکو شکار کرکے لائے تھے تو اسی جگہ پر سب ہرن اور
طائر رکھے تھے اور یہین کباب اُنکے تیار کیے تھے ہاے ہمارے مالک نے اسی شبکو بعد میخواری کے
کباب کھائے تھے اور رقص زنان خوب رو کا ناچ دیکھا تھا اسی شبکو عقاب انکو اٹھا لے گیا تھا انکی جدائی کے صدمہ سے
ابتک ہمارا دل آتش غم سے مانند کباب کے جلتا ہی اُس بہادر نے اُسکو جواب دیا مین نے اکثر عوام سے
ایسا سنا ہی کہ چوپاؤن اور طائرون وغیرہ مین اکثر اسرار ہوتا ہی دیو اور جن اور شیاطین کو من جانب الہی
ایسی قدرت ہی کہ جس صورت پر انکا دل چاہتا ہی بنجاتے ہین اور جبتک انکا دل چاہتا ہی اسی شکل پر رہتے
ہین پس ہمکو احتمال ہی کہ اُس روز جو ہمارے مالک نے اسی صحرا مین شکار کیا تھا عجب نہین کہ کسی دیو یا
جن کو حالت ناواقفی مین کہ وہ ہرن یا طائر بنا ہوگا اُسے شکار کیا ہوگا یا زخمی تیر و تفنگ سے کیا ہوگا
اُس کے ہم قوم بہت غضبناک ہوئے ہونگے چاہتے ہین تو ہمارے مالک سے کچھ انکا بس نہ چلا لیکن سوتے
مین قابو پاکر عقاب بنکر انہین سے کوئی اُنہین اٹھا لے گیا ہوگا اور نہین معلوم اُنسے کسطرح پیش آیا ہوگا
حق تعالے ایسا کرے کہ انہون نے انکو جان سے نمار ڈالا ہو وہ دلیر اُسکو ہنس کے جواب دیتا تھا کہ تم بھی
کیسے بیہودہ خیال کرتے ہو یہ تقریر تمہاری کچھ ہمارے ذہن مین نہین آتی ہی نہ دل اسکو قبول کرتا ہی
نہ عقل ہماری اسکو مانتی ہی کیونکہ دیو اور جن کی کیا شامت ہی کہ ہرن اور جانور بنجاتے ہین اور ایسی شکل
پر مشکل ہوکر صحرا کی سیر کرین ہرنونکے ساتھ گھاس کھائین اور چوکڑی بھرین اور طائر بنکر طائرونکے ہمراہ کیڑے

ناورے صحرا کے چن چنکر کھائین اور اُنکی ساتھ پرواز کرین دیوون اور جنون کا مقام اور مسکن تو پردہ قاف
ہی وہ یہان کہان شیاطین شاید چوپائے او سطائر نجاتے ہون تو عجب نہین اور وہ کوئی حقیقت نہین رکھتے
ہین اُنہین یہ طاقت کہان کہ ہمارے مالک ایسے بہادر کو عقاب بنکر اٹھا لیجائین یہ اور ہی کسی نابکار کا کام
ہی اسمین کوئی بھید ہی کہ اُس سے ہم اور تم ناواقف ہین بموجب مضمون اس بیت کے ۔ بیت ۔ کب فلک
کو یہ سلیقہ ہی جفا کاری مین ٭ کوئی معشوق ہی اس پردہ زنگاری مین ٭ کوئی دلیر تیر و کمان اپنے
ہاتھ مین لیکر اپنے بیڑے کے جوانون سے کہتا تھا اللہ کرے اسوقت وہ عقاب حرامزادہ یہان آئے
تو ہم اُسے اسی تیر کا نشانہ کرین جب وہ زخمی ہوکر زمین پر گرے ہم فوراً اُسکی گردن پر خنجر رکھدین اور اُس سے
کہین کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو جلد ہمارے مالک و آقا کا سبب حال بیان کر کہ تو نے اُنکو لیجا کر کہان قید
کیا ہی اگر وہ بتاے تو فہو المراد ورنہ ہم خنجر سے اُسکی گردن کاٹ ڈالین لاکھ کوئی منع کرے ہم اُسکو زندہ نچھوڑین
جوانان لشکر اُسے جواب دیتے تھے کہ جو کوئی ہمارے آقا کو عقاب بنکر لے گیا ہی وہ یہان اب آنے ہی
کیون لگا کہ جو تم اُسکو تیر مار دوگے ہان یہ دعا کرو کہ کچھ نشان اور پتہ ہمارے آقا کا کسی سے ملجاے
تا وہان جاکر اُنکی رہائی کی تدبیر کرین جسنے اُنکو قید کیا ہی اُس سے کہین کہ تو ہمکو اُنکے عوض قتل کر لیکن
اُنکو قید سے رہا کردے الحاصل ہر ایک سردار اور سوار اسیطور سے خیالات کرتا تھا اور ہر ایک اپنے
اپنے دلمین جو آتا تھا کہتا تھا اور آبدیدہ ہوتا تھا لیکن خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین لب نہر بیٹھے ہوے تھے
زیرہ ایسی آنکھون سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے صد ہا تدبیرین تلاش بدیع الزمان کیواسطے
سوچتے تھے اور پھر اُنکو ناپسند کرکے اپنے دلمین کہتے تھے ای خواجہ اس تدبیر سے کیا ہوگا کوئی تدبیر ایسی
کرو کہ جس سے در مطلب ہاتھ آئے آخر کار بعد فکر بسیار یہ تدبیر خواجہ نے سوچی کہ اسوقت جوڑی نی کی نکالکر مین
داؤدی کوئی مسدس حسب موقع محل گاؤ اور نی نہایت خوبی سے بجاؤ اور اسطرح گاؤ کہ وحش و طیر اس
صحرا کے صدائین سنکے مست او مبہوت ہو جائین شاید تمہارے گانیکی آواز سنکے وہ ساحر یا ساحرنی جو
بدیع الزمان کو اُٹھالے گئی ہی تمہارے سامنے آکے اور تمہارے گانے سے مست اور بیخود ہوکر تمہارے دام
مکر و فریب مین آجائے اور تم اُس سے سخن مکر و فریب ایسے کرو کہ وہ بدیع الزمان کا احوال مفصل بیان کرے
نشان بدیع الزمان کے زندان کا بتائے تاکہ بدیع الزمان کی رہائی کیجائے یہ تدبیر خواجہ نے سوچکر
پسند کی اور فوراً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا او اجان اسوقت جوڑی نی کی مجھے دیجئے تاکہ اُسے بجاؤن شاید
اپنی مراد کو پہونچون داو اجان تو پہلے ہی کے گویا تابع فرمان ہین فی الفور جوڑی نی کی خواجہ کے
ہاتھ مین آگئی عمرو نے اُس نی کو موافق اپنی مرضی کے درست کرکے اور ہونٹون سے لگا کر یہ مسدس
لحن داؤدی گانا شروع کیا وہ مسدس شیخ وزیر علی صاحب متخلص انجم یہ ہی ۔ مسدس ۔

قید غم سے نکلیا بخت نے آزاد مجھے
یاد کچھ بھی نہین جز نالہ و فریاد مجھے
کھولکر آنکھ جو دیکھا تو ملا کنج قفس
حال گلگشت چمن کیا کہے جو ہو بے بس
دلمین حسرت ہی کہ دیکھین گل و گلشن کی ہوس

ایکدم بھی نرکھا چرخ نے دلشاد مجھے
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
آجتک عمر کٹی نالہ کنان مثل جرس
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
عندلیبون سے کرین نغمہ سرائی اظہار

چھیڑتا ہی تو عبث او ستم ایجاد مجھے
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
سیر گلزار سے پوری نہ ہوئی دل کی ہوس
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
آنکھ کھلتے ہی مقدر نے دیا یہ آزار

ہم ہین اور رنج قفس ورو ہی اپنا غمخوار
بیقراری دل مضطر کی سناتی ہی بہت
جان تکلیف جدائی کی اٹھاتی ہی بہت
نہ سنا خندۂ گل اور نہ دیکھا گلشن
بخت برگشتہ بنا کیسا ہمارا دشمن
بدنصیبی اسے کہتے ہین جو مجھپر گذری
گل کو دیکھا نہ گلستان کو نہ باد سحری
مجھ سا ہوگا نہ کوئی قید ستم مین بلبل
حال گلشن مین کہون کیا نہین واقف بالکل
بچپنے سے ہی عدو میرا رہا چرخ کہن
ہون تو بلبل پہ نہین جانتا حال گلشن
حال پر اپنی مجھے آتا ہی کیا کیا افسوس
تھا مقدر مین یہی کسلیے آتا افسوس
واسطے رنج کے خالق نے مجھے خلق کیا
پوچھ اُس سے کہ چمن جسنے ہو دیکھا بھالا
ہون وہ بلبل کہ میرے حال پہ مرغان چمن
سر کو دھنتا ہی جو سن لیتا ہی میرا یہ سخن
لطف سامان بہاری الفت کا نہ دیکھا اصلا
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
خوب تڑپاتا ہی رُلواتا ہی درد جگری
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
کہ چمن ہر شخص کو وارفتہ و شیدا باتین
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
کب سے تو قید ستم مین ہی گرفتار بلا
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
قید غم مین تو ہی تنہا میری مونس ہمدم
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
زندگی مین ہو کوئی شکل رہائی پیدا
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
چھوٹتے ابکی صدا پر ہین چمن کے اشجار
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے

بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
یاد گلزار کی اب خون رلاتی ہی بہت
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
نہ گیا شاخ نشیمن پہ کبھی سوے چمن
بند آنکھین تھین کہ لے آیا تھا صیاد مجھے
گلشن دھر مین پھولی نہ کبھی دل کی کلی
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
بوے گل سونگھی نہ دیکھی کبھی جعد سنبل
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
کھولکر آنکھ نہ گل دیکھا نہ گلشن نہ چمن
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
خود بخود دل سے میرے ہوتا ہی پیدا افسوس
بند آنکھین تھین کہ لے آیا تھا صیاد مجھے
بدنصیب ایسا کہ آوارہ وطن نام ہوا
بند آنکھین تھی جو لے آیا تھا صیاد مجھے
روتے ہین غمسے کیا گل نے بھی پرزے دامن
بند آنکھین تھین جو لے آیا تھا صیاد مجھے
دل مین کانٹا سا کھٹکتا ہی گلونکا چرچا
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
اپنی حالت پہ کیا کرتا ہون خود نوحہ گری
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
آہ دیکھا ہی نہین باغ کرون کیا باتین
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
کونسے باغ مین تھا تیرا نشیمن بتلا
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
گل و گلشن کا بیان کچھ تو سنا دے ہمدم
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
اور پوچھے بھی تو بتلائیگا مجھے کون پتا
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
مجھسے پوچھین تو کرین حال چمن کیا اظہار
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے

آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
آتش فرقت گل دلکو جلاتی ہی بہت
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
فصل گل مین نظر آئی نہ گلستان کی پھبن
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
شیون و نالہ ہی کیا نغمہ سرائی کیسی
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
بدنصیبی نے سنایا نہ کبھی خندۂ گل
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
آجتک عمر بسر کی یونہین با رنج و محن
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
دیکھکر مجھکو ہر ایک شخص ہی کرتا افسوس
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
مجھسے گلشن کا عبث کرتی ہی گلچین چرچا
آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے
اشک شبنم سے نکیون روے فلک سا دشمن
بچپنے مین ہوئی کیا ایسی بھلا مجھسے خطا
حال گلشن کوئی پوچھے تو یہ دیتا ہون صدا
باغ سے آتی ہی جسوقت نسیم سحری
فصل گل کیا کہ خزان بھی ہی یہان بیخبری
باغ عالم مین وہ گلشن کی سناتا باتین
دل مین اب خار کی کاوش کی ہون پیدا باتین
بلبل تازہ گرفتار نے مجھسے پوچھا
سنکے اسبات کو رو رو کے یہ دی مین نے صدا
او صبا تجکو میرے دیدۂ گریان کی قسم
شاید اس ذکر سے گھٹ جائے میرے دلکا الم
کوئی امید نہین بخت زبون سے اصلا
اُس چمن کا کہ جہان پر تھا نشیمن میرا
ایک وہ بلبل ہین جو ہین دیکھتے پھولونکی بہار
کچھ بھی دیکھا نہین افسوس ہی اسکا ہر بار
عندلیبان چمن سے ہی شکایت بیجا

غم انھین کیا ہو کہ مجکو نہین دیکھا بھالا	انسے اس حال مین پھر رسم وفا کیا ہوتا	دو گھڑی بھی نہوئی صحبت عشرت تیر
بند آنکھین یقین جو سے آیا تھا صیاد مجھے	آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے	بے زبان غنچہ ہی گویا ہو وہ کسطرح بھلا
اور سوسن کی زبان ہی تو نہین منھ کا پتا	ای صبا پوچھیگی تو کس سے چمن کا ناتا	آہ انجم کا تیہ حال ہی تو سن لے زرا
بند آنکھین یقین جو سے آیا تھا صیاد مجھے	آشیان کیا کہ چمن تک بھی نہین یاد مجھے	

خواجہ عمرو نے مسدس مندرجہ کو رو رو کر خیال بدیع الزمان مین اسطرح لحن داؤدی مین گایا کہ اشجار تک جھومنے لگے صحرا کے تمام چرند و پرند سن سنکے دور دور سے آ گرد خواجہ عمرو جمع ہو گئے اور بے اختیار رونے لگے کیونکہ خواجہ نے عجب درد سے مسدس مرقومہ کو گایا تھا سماں بندھ گیا تھا صحرا مین سناٹا ہو گیا تھا جملہ مردمان لشکر خاموش تھے اور بگوش دل گانا سن رہے تھے ہر ایک عالم وجد مین تھا آنکھون سے آنسو جاری تھے نہرین جو صحرا مین جاری تھین وہ بھی خواجہ کے گانیکی تاثیر سے روانی سے باز تھین ہر ایک حباب نہر دیدۂ بینا بنکر خواجہ کو دیکھ رہا تھا سبزہ شاداب کثرت وجد و حال سے زمین پر لوٹ رہا تھا اور گلہاے خود رو صحرا کے خواجہ کا گانا سنکے افراط خوشی سے شگفتہ تھے اور عمرو کے گانیکی ایسی ہوا صحرا مین بندھ گئی تھی کہ ہوا بھی چلنے سے باز رہی تھی بالکل ہوا بند تھی گویا ہوا کو سکتا تھا بحس و حرکت تھی غنچہاے گلہاے صحرا کب بار بار چٹکتے تھے گویا خواجہ کے گانیکی تعریف کرتے تھے خواجہ عمرو نے مسدس مندرجہ کا گرنی کو رکھا اور بچشم ترچارون طرف دیکھا اور کہا ای خواجہ تیرے صاحب کمال ہونے مین تو کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہی کیونکہ جانور تک تیرے گانیکی آواز سنکے دور دور سے آ کر تیرے گرد جمع ہو گئے ہین اور اب جو تو نے گا گرنی کو رکھدیا ہی ہر ایک چرند اور پرند محویت سے گذر کر ہوشیار ہو کر اپنے اپنے مسکن اور آشیانے کی طرف جاتا ہی اگر کوئی ساحر یا ساحرنی قریب یہان کے جو عاشق ہو کر بدیع الزمان کو لے گئی ہو گی وہ ہوتی اور میرا گانا سن لیتی تو ضرور بیتاب ہو کر میرے پاس آتی اُسکے نہ آنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو کوئی خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو بدیع الزمان کو لے گیا ہی وہ یہان نہین ہی بلکہ دور تر یہانسے ہی خیر چندے یہان قیام پذیر ہو اس صحرا مین چہار طرف دیکھو اور شگو دور دور جاؤ بدیع الزمان کی تلاش کرو شاید کچھ اُسکا تمکو نشان اور پتہ ملے یہ دلمین تصور کر کے خواجہ اپنے خیمہ سے نکلے اور روتے ہوے ایک سمت تلاش بدیع الزمان مین روانہ ہوے اور دور تک پاے شاطری مارتے ہوے چلے گئے اثناے راہ مین کوئی انسان ملا کہ اُس سے دریافت حال بدیع الزمان کرتے آخر کار ناچار ہو کر روتے ہوے پلٹے اور لشکر مین آ کر سردارون نے کہا اسوقت مین اس سمت دور تک چلا گیا تھا افسوس کہین کچھ نشان بدیع الزمان کا ملا آخر دل تنگ ہو کر چلا آیا انھون نے آبدیدہ ہو کر خواجہ سے عرض کیا کہ نہین معلوم لیجانے والا ہمارے آقا اور مالک کو کہان لے گیا ہی اور نہین معلوم کسطرف لے گیا ہی اتنا تو ظاہر ہوا ہی کہ جانب مشرق اُس نے لیجانے کا ارادہ کیا تھا پھر وہ عقاب بلند پرواز بلند ہو کر نہین معلوم کدھر گیا اور یہ بھی نہین معلوم کہ وہ عقاب کون بلا تھا خواجہ عمرو نے آنسو بہا کر جواب دیا انسان عاقل کو لازم ہی کہ ہر ایک مصیبت پر حتی الامکان صبر کرے اور جادۂ صبر سے قدم اپنا نہ سرکاے اور مشیت الٰہی پر راضی برضا رہے لیکن بہر دفع مصیبت اکثر اوقات بہ رجوع قلب خدا سے دعا کرے اور امیدوار اس کے فضل و کرم کا رہے کیونکہ وہ

سب الاسباب حلال مشکلات ہو برآرندہ حاجات ہو اور سامع الدعا ہو اور مجیب الدعوات ہو وہ ہر ایک شی پر قادر ہو عجب نہین کہ جلد حاجت بر لاوے ہرچند شجر صبر کڑوا ہو لیکن پھل اُسکا میٹھا ہو بقول سعدی صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد یہ کہکر اپنے خیمہ مین گئے اور فرش خواب پر جاکر لیٹے اور خیال مین شاہزادہ بدیع الزمان کے بیتاب وبیقرار ہوکر فرش پر تڑپنے لگے اور رو رو کر بحال آنسو ویسے تر کر دئے آخر کار روتے روتے غش آگیا غافل ہوگئے ہوشیار اور بیدار اُسوقت ہوے کہ وقت نماز سحری آچکا تھا فوراً اُٹھکر وضو کرکے نماز پڑھی اور جملہ مردان لشکر نے بھی فریضہ سحری ادا کیا ہر ایک نے بعد نماز بدیع الزمان کے نشان ملنے کیواسطے دعا کی بعد اُسکے سب نماز سے فارغ ہوکر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوے خواجہ بھی بعد نماز صبح جا نماز سے اُٹھے اور اہل لشکر سے کہا اسوقت مین بدیع الزمان کی جستجو کیواسطے جاتا ہون تم دعا کرنا کہ مجھکو اُنکا کسی سے نشان اور پتہ دریافت ہوجاے یا دشمن اُنکا وہ عقاب نابکار کہین ملجاے تو بھی اُس سے اُنکا احوال معلوم ہوجائیگا سب نے عرض کیا بسم اللہ آپ جائین ہم ضرور دعا کرینگے حق تعالے ایسا کرے کہ جب آپ اُدھر سے مراجعت کرین ہمارے آقا اور مالک کو تلاش کرکے اپنے ہمراہ لیتے آئین خواجہ عمرو نے جواب باصواب دیا کہ حق تعالے سے امید رکھنا چاہیے کیونکہ اُس کو فضل کرنے کچھ دیر نہین لگتی ہو کیا عجب جو تمنے کہا ہو ایسا ہی ظہور مین آجاے یہ کہکر خواجہ چلے اُسوقت چند سرداروں اور سوارون نے بڑھکر عرض کیا ای خواجہ عمرو اگر مناسب ہو تو ہم بھی آپکے ہمراہ چلین خواجہ نے اُنھین جواب دیا تمہارے چلنے کی بالفعل کوئی ضرورت نہین ہو تم لشکر ہی مین رہو میرے ساتھ نہ چلو وہ سب ٹھہر گئے خواجہ عمرو جانب شرق روکے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے ہر ایک طرف دیکھتے ہوے اور گوہر مطلب کی تلاش کرتے ہوے روانہ ہوے اور اُس صحراے سبزہ زار سے جہان لشکر اُترا تھا وہان سے بہت دور چلے گئے اور اثناے راہ مین بدیع الزمان کی بہت جستجو کی لیکن کچھ پتہ نہ پایا آخر تھک کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھے اور ایک قلندر کی شکل بنکر جوڑی نی بغل سے نکالکر خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ کوئی غزل یہان بیٹھکر حسب حال اپنے گاؤ شاید اس مقام سے بدیع الزمان کا لیجانیوالا یہان سے قریب ہو اور وہ میرے گانیکی آواز سنکے یہان آئے اور میرے دام مکر مین گرفتار ہو اور میرے ہاتھ گوہر مطلب آئے یہ تجویز کرکے یہ غزل مرزا علیخان متخلص ہنر کی گانا شروع کی

غزل

یار ہی نازک مزاج اس سے شکایت کیا کرین	ہم بیان صدمۂ درد مصیبت کیا کرین
جیب و دامن ہوچکے دست جنون سے تار تار	ہم گریبان چاک اب ای جوش وحشت کیا کرین
خصلت ظلم و ستم ہی ذات مین انکی شریک	عاشقون کے ساتھ یہ بت حسن عادت کیا کرین
اک حسین کے گیسوؤن مین پھنس گیا ہی اب تو دل	فکر آزادی اسیر دام الفت کیا کرین
دل شگفتہ کیا قفس مین ہون نواسنجان باغ	یاد اسیری مین گلستان کی حکایت کیا کرین
اُسکو کیا پروا کوئی مرجاے یا جیتا رہے	بیوفا سے ہاے اظہار محبت کیا کرین
قید خانہ کی تو دیوارین گرا دین ایجنون	اب بتا یہ قیدی زندان الفت کیا کرین

سارے عالم کو تو دیوانہ بنایا حسن کا ہوگئے ہین دل مین تو شرمندہ سب حاسدگر	اور اب یہ شاہدان حورطلعت کیا کرین ای ہنروہ تمسے اظہار ندامت کیا کرین

خواجہ عمرو نے اس غزل کو اس درد اور اس خوش الحانی سے گایا کہ اس مقام کے چرند و
پرند محو ہوگئے وحشت و در کا وہان پر سناٹا نہ تھا بلکہ وحشت و در تعریف خواجہ عمرو کے گانیکی
کرتے تھے باوجود تاثیر نغمہ کے وہان بھی کوئی صورت مدعا نظر نہ آئی خواجہ عمرو مایوس ہوکر
اُس جگہ سے اُٹھے اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قریب شام اپنے لشکر
مین پہونچے اور مردمان لشکر سے کہا کہ آج بھی مین تلاش بدیع الزمان مین دور تک
گیا تھا لیکن کہین سراغ اُسکا نہ پایا وہ سب خواجہ عمرو کی تقریر سنکے آبدیدہ ہوے اور
کہا ای خواجہ اگر مناسب ہو تو اب یہان سے اور کسی طرف چلو اور وہان جاکر مقیم ہو خواجہ
نے اُنکو جواب دیا چند روز تو اور اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر رہو بعد ازان تم جس طرف
کہوگے مین اُسی طرف چلونگا یہ کہکر خواجہ تو اپنے خیمہ مین آئے چونکہ اُسوقت از حد گرسنہ تھے آب و طعام
لاکر اپنے روبرو رکھا اور چند لقمے طعام کے غم بدیع الزمان مین اس طرح کھاے جسطرح سے
کوئی غم کھاتا ہی اور پانی اسطور سے پیا کہ جسطور سے کوئی اپنا خون جگر پیتا ہی صاحب دفتر اس جگہ
اس طور سے تحریر کرتا ہی کہ چند روز تک خواجہ اور تمام مردمان لشکر اُس صحراے سبزہ زار مین
مقیم رہے اور نالہ و فریاد کیا کیے اور بدیع الزمان کی تلاش مین سرگردان رہے لیکن وہ
گوہر مدعا دستیاب نہوا آخر کار خواجہ عمرو نے پریشان و ملول ہوکر اہل لشکر سے کہا کہ
آجکی شبکو مین حالت بیداری مین بسر کرونگا اور بدیع الزمان کے بارے مین خداوند
دو جہان سے بیتاب و بیقرار ہوکر دعا کرونگا تم سب بھی مانند میرے دعا کرنا اور تمام شب جاگنا عجب
نہین کہ میری یا تمھاری دعا قبول ہو سب نے اس بات کو بخوشی منظور کیا یہان تو سب انتظار
شب مین ہین اور آمادہ دعا کرنے پر ہین اِنکو تو انتظار شب مین چھوڑیے اور اس جگہ سے
دوسرا احوال سنیے کہ جب عقاب جادو بلاے روزگار بموجب حکم سوفار جادو کے
بدیع الزمان کو عقاب بلند پرواز بنکر بارگاہ سے لے گیا تھا اور اپنے باغ کے ایک گوشہ مین
جو ایک کمرہ پختہ اور مضبوط بنا تھا اُس مین بدیع الزمان کو قید کرنے کا ارادہ کیا تھا اُس وقت
اُس کی دختر نیک اختر کہ نام اُسکا مجنون جادو تھا اور خوبصورت اور جوان تھی پندرہ سولہ
برس کی عمر تھی اور ناکتخدا تھی موجود تھی اُس نے بدیع الزمان کو دیکھکر اور فریفتہ
اور شیدا ہوکر ایک آہ سرد کی تھی اور اپنے باپ کے خوف سے زیادہ نالہ و فریاد نکرسکی
تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ ایسے جوان خوبرو کو میرا باپ قید کرتا ہی اور اُس کو
اسیری کی تکلیف دیتا ہی از حد برا کرتا ہی اس کو ذرا بھی اُس کی بھولی بھولی
صورت اور اُس کی اس جوانی پر رحم نہین آتا ہی یہ بڑا سخت دل ہی اگر اِس وقت
مین کچھ اُس کے بارے مین سفارش بھی کرتی ہون تو یہ ایک گرگ باران دیدہ ہی یہ
سمجھ جائیگا میری محبت کا حال اُس نابکار بدکردار پر ظاہر ہو جائیگا پھر نہین معلوم یہ کس طرح

مجھسے پیش آئیگا پس بہتر یہ ہی کہ خاموش رہ اور وقت کی منتظر رہ یہ سوچکر وہ نازنین چپ کھڑی رہی تھی مگر کثرت رنج سے چہرہ زرد ہوگیا تھا اور حضرت عشق کی بدولت دولت الفت سے مالامال تھی دل سینہ مین بیتاب تھا اشک آنکھون مین بھرے تھے اپنے دل مین اسوقت اسکا یہ حال تھا اور یہ کہتی تھی کہ بموجب

نظم

کہتی تھی ہاے ای فلک تحسین ۔ کیون نہ مین دل کو اب کرون نفرین
کیا جاکر پھنسا ہی یہ کمبخت ۔ کیونکر آسان ہوگی مشکل سخت
اوسکا اُسوقت بس ہوا یہ رنگ ۔ تیغ الفت سے دل ہوا جو رنگ
مثل تصویر چپ وہ سینہ فگار ۔ زانوے غم سے آشنا رخسار
آرزو اضطراب دل کی مرید ۔ شوق گلچین باغ حسرت دید
چشم نمناک وقف بیداری ۔ سوز جان در پی دل آزاری
صبر شیدای بیقراری دل ۔ ضبط تسمہ بان خاطر بسمل

مجنون جادو کا تو یہ حال تھا اور عقرب جادو اپنی دختر کے احوال سے بیخبر تھا اور کہتا تھا کہ ای جان پدر تو اسوقت اپنے قصر سے کیون نکل آئی یہ رات کا وقت یہ شب ماہ یہ باغ پر بہار ہر طرح کا خوف ہی تو ابھی نادان ہی مجھکو خوف ہی ایسا نہو کہ کہین ڈر جاے طبیعت علیل ہوجاے میرے دل کو صدمہ ہو وہ درجواب کہتی تھی کہ اسوقت میرا دل ایسا گھبرایا کہ اپنے قصر سے ادہر چلی آئی یہ باغ اور قصر اپنا ہی یہان ڈر کسکا ہی اور جس جگہ آپ موجود ہون وہان ڈر ہمکو کہین ہی آپ میرے چلے آنے کا کچھ خیال نکیجیے یہ کہکر وہ خاموش ہوئی عقرب جادو نے بدیع الزمان کو قید کیا اور گرد اُس کمرے کے قلعہ آتش سحر سے بنادیا جیسا کہ قبل اسکے احوال قلعہ آتش کا مفصل لکھا ہی جب عقرب جادو بدیع الزمان کو اس قلعہ آتشین سحر مین بند کر چکا خود بخود کہنے لگا کہ کیا مجال اب کسی کی جو یہانتک آسکے اور اس قیدی کو یہان سے رہا کرکے لیجاے جبتک مین زندہ ہون اس قیدی کا چھوٹنا مشکل ہی اور میرا مار ڈالنا کچھ آسان نہین ہی مجنون جادو اپنے باپ کی باتین سنکے پوچھنے لگی اے پدر مہربان یہ تو فرمائے کہ کون آپکا دشمن ہی جو آپکے دشمنون کو قتل کریگا اُسکا نام مجھے بتائے مین اپنی دایہ سوسن سے کہون وہ ابھی جاکر اُسکو ہلاک کرے آپ تو وہ نیک خصال و خوش مزاج ہین کہ ہر ایک ساحر اور غیر ساحر آپکا مداح ہی اور آپکے خلق و مروت نے ہر اک کو اپنا بندۂ بیدام و درم کرلیا ہی اور علاوہ اسکے آپ ایسے ساحر زبردست کا کون دشمن ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ وہ محض بیوقوف ہوگا شاید اُسکی اجل آئی ہی کہ آپکی دشمنی پر کمر باندھی ہی ذرا اُسکا احوال مجھسے بیان کیجے حالانکہ مینے ابھی تک اچھی طرح آپ سے اور اپنی دایہ سے سحر و افسون نہین سیکھا ہی لیکن اگر مجھے معلوم ہوجاے کہ فلان شخص آپکا دشمن ہی تو ابھی بزور سحر جاکر اُسے مار ڈالون عقرب جادو نے اُسکی تقریر سنکر کثرت الفت پدری سے بے اختیار اُسے اپنے سینے سے لگاکر پیار کیا تھا اور کہا تھا اے دختر من تمکو اسوقت غصہ آگیا تم کچھ اندیشہ نکرو براحت و آرام اپنے قصر مین جاکر فرش خواب پر استراحت پذیر ہو مجھے غیر ساحر تو مار ہی نہین سکتا اور ساحر تو کوئی میرا دشمن نہین ہی اسوقت میری زبان پر یون ہی یہ تقریر جاری ہوگئی تھی تمہین تو غصہ آگیا لو اب جاؤ آرام کرو مجنون جادو اپنے باپ عقرب جادو سے لپٹ گئی تھی اور یون مستفسر ہوئی تھی کہ آپکو سامری اور جمشید خداوند کی قسم دیتی ہون آپ ان غیر ساحرون کے حال سے مجھے ماہر کیجیے جو آپکے دشمن ہین اور اُنکا احوال مفصل مجھے اظہار کیجیے تاکہ مین بھی آگاہ ہوجاؤن عقرب جادو نے اُسکے قسم دینے سے مجبور و لاچار ہوکر اسطرح بیان کیا کہ ای دختر نیک اختر آگاہ ہو کہ ایک شخص مسلمان رہنے والا خانۂ کعبہ کا ہی نام اسکا حمزہ صاحبقران ہی اور وہ صاحب اسم اعظم ہی اُسکو نوشیروان شہنشاہ ہفت کشور نے اپنا پسر خواندہ کیا تھا وہ شخص روز بروز اپنی قوت اور عقل

اور اپنے اقبال سے شہنشاہ سے ناراض ہوکر فوج جمع کرتا گیا اور اسکے ممالک کو اپنے قبضہ مین لاتا گیا اور اسکی دختر ملکہ گوہر تاجدار
کو اسکے گھر سے نکال نے گیا بلکہ ملکہ کو رخود ہی عاشق ہوکر اُسکے ساتھ نکل گئی اُس سے جو اولاد پیدا ہوئی اونمین سے ایک ولا
کو اسی شخص نے اپنے لشکر کا بادشاہ کیا اور تمام ممالک نوشیروان کے اُسنے فتح کیے **نوشیروان** بہت اُنسے لڑا لیکن فتحیاب نہوا
آخر اپنی دار الخلافت سے بھاگ کر اکثر شاہان روے زمین کے پاس گیا اور اُنسے پناہ کا طالب ہوا وہ شخص مسلمان مع فوج
تعاقب مین **نوشیروان** کے وہان بھی گیا اور ان شاہون کو بعد لڑنے اور مقابلہ کرنے کے یا تو قتل کیا یا زیر کرکے مطیع او
فرمانبردار اپنا کرکے مسلمان کیا اور شاہزادیون سے اپنا نکاح کیا چنانچہ اُس شخص کو کہ مینے تیرے سامنے ابھی قید کیا ہی یہ بھی
اُسی کا لڑکا ہی اور قوت اور شجاعت مین مشہور آفاق ہی نام اُسکا **بدیع الزمان** ہی یہ اپنے باپ کے حکم سے فوج کثیر لیکر
حوالی سمرقند مین جو اک صحراے سبزہ زار ہی وہان آکر فروکش ہوا تھا اور ارادہ اُسکا تھا کہ یہان آکر شہنشاہ **صلصال بن وآل**
بن دیو بن شمامہ جادو سے مقابلہ کرے اور سر اُسکا کاٹ کر اپنے باپ کے پاس لیجائے **صلصال** نے اسکے آنے کی
خبر سنکر ہمارے خداوند نعمت شاہ ساحران سوفار جادو کو نامہ لکھا تھا کہ اے شاہ ساحران مین نے پہلے **امیر** اور اسکے سردارون
سے شکست کھاکر غار افراسیاب مین پناہ لی تھی اور ارادہ میرا نہ تھا کہ غار افراسیاب سے نکلون جب اپنے اور دیگر ساحرون
نے مجھسے کہا کہ اب حمزہ سمت بصرہ چلا گیا ہی اور سپاہ بھی یہان نہین ہی تو غار سے افراسیاب کے باہر آ اور فوج جمع کرکے
اپنے ممالک موروثی پر قبضہ کر اگر **حمزہ** یا اُسکی اولاد یا اُسکے سردار ان لشکر سے کوئی تجھپر لشکر کشی کریگا تو ہم تیری مدد کرینگے پس
بدیع الزمان پسر حمزہ بجمعیت فوج کثیر آیا ہی آپ میری مدد کیجیے چنانچہ ہمارے مالک شاہ ساحران نے وہ نامہ پڑھکر مجھے
حکم دیا تھا کہ تو صحراے سبزہ زار مین جو حوالی سمرقند مین ہی چلا جا اور **بدیع الزمان** کو اُٹھا لا مین حکم کے موافق گیا تھا اور اُسے
اُسکے لشکر سے لاکر ابھی تیرے روبرو مینے قید کیا ہی اُسکا باپ کہ **حمزہ** ہی اور وہ صاحب اسم اعظم ہی اور اُسکے سرداران لشکر اور اُسکے
لشکر کے عیار سب اسکی تلاش مین پھرتے ہونگے اور عجب نہین کہ یہان تک بھی آئین اور میری ہلاکت کے درپے ہون مگر مین
وہ ساحر زبردست ہون کہ اُن سبکو ایک سحر مین ہلاک کر ڈالونگا کسیکو زندہ نرکھونگا مجھکو سواے دو شخصون کے اور کسی سے کچھ خوف
نہین ہی ایک تو مجھے اُس شخص سے خوف ہی جسکا نام متواتر مینے تیرے سامنے لیا ہی اور اب بھی اُسکا نام بتاتا ہون کہ وہ **حمزہ**
ہی اور صاحب اسم اعظم ہی کیسا ہی سحر ہو جب وہ اسم اعظم پڑھتا ہی سحر برطرف ہوجاتا ہی اور دوسرے اُسکا عیار ہی کہ وہ بلاے روزگار
ہی نام اُسکا **عمرو** ہی اسکے پاس زنبیل ہی اور وہ ایک شے معجزہ کی ہی سنا ہی کہ اسمین کئی دریا ہین اور قلعہ ہی اور بہت سے
آدمی ہین اور کرورہا روپیہ اسمین اُسکا ہی اسکا قصہ طول وطویل ہی اور علاوہ زنبیل کے اور بھی چند اشیا اُسکے پاس نایاب
اور نادر ہین اور وہ بھی اشیاے مذکورہ معجزہ کی اشیا ہی منجملہ اُنکے ایک گلیم ہی کہ جب وہ اوڑھ لیتا ہی تو خود تو سبکو دیکھتا ہی
مگر اُسکو کوئی نہین دیکھتا ہی اور اسی طرح اک جال ہی اور وہ جال الیاسی مشہور ہی اُس جال مین اگر کرورون من کی
اشیا باندھ دو یا اسمین لاکھون من کی چیزین کسی طرح سے آجائین تو وہ ہلکی معلوم ہوتی ہین اور ایک کمند آصفاے باصفا
ہی کہ وہ بھی عجیب کمند ہی کہ کاٹے سے نہین کٹتی ہی اور اُسکے حلقے حلق مین پیوست ہوجاتے ہین اور ایک مشک
اور ایک کلیچہ ہی کہ اگر مشک سے پانی لیکر لاکھون آدمیون کو پلادو اور کلیچہ ہزارون آدمیون کو کھلادو تو بھی بدستور
پانی مشک مین رہتا ہی اور کلیچہ بھی بدستور رہتا ہی اور علاوہ اشیاے مذکورہ کے اور بھی چیزین اُسکے پاس ایسی
اچھی ہین اسوجہ سے وہ عیار مشکل سے گرفتار ہوتا ہی اور ساحرون اور غیر ساحرون سے عیاری کرکے اور بیہوش کرکے
لیجاتا ہی اور مار ڈالتا ہی یا رہا کردیتا ہی غرض اُنہین دونون شخصون سے گونہ مجھکو خوف ہی اور اُنہین کو مین اپنا دشمن تصور
کرتا ہون اور علاوہ اشخاص مذکورہ بالا کے اور کسی کی میرے آگے کچھ حقیقت نہین ہی ایک ادنے سحر مین سبکو

ہلاک کرسکتا ہون اگر امیر یعنی حمزہ تمام اپنی فوج لیکر یہان آئیگا تو بھی یہ پرا اُسکا قیدے رہا نہوگا کیونکہ مین نے یہ وہ سحر
کیا ہی کہ جسکے دفیعہ سے ہر ایک آگاہ نہین ہی اگر کوئی ساحر زبردست بھی چاہے کہ **بدیع الزمان** کو میرا سحر دفع کر کے
رہا کرے تو اُسے بھی مشکل پڑیگی ای دختر یہ جو طائران آتش رنگ قلعہ آتش سحر سے نکل رہے ہین یہی اس سے لڑین گے اور
یہی مجھکو خبر کر دین گے اگرچہ مین کہین ہون سوتا ہون یا جاگتا ہون فوراً اطلاع دیدینگے کہ ساحر یا غیر ساحر قریب قلعہ
آتش سحر کے آیا ہی اور جو وہ آنے والا ارادہ رکھتا ہوگا اُسکے بھی حال سے مجھکو یہی اطلاع دینگے پس مجھکو اس قلعہ کے
حفاظت کی بھی ضرورت نہین اور یہ قلعہ اُسوقت تک معدوم نہوگا جبتک مین زندہ رہونگا **عقرب جادو** یہ گفتگو
اپنی دختر سے کرکے اور اُسکو اُسی جگہ سے قصر مین روانہ کرکے خدمت سوفار جادو مین چلا گیا تھا اُس روز سے **مجنون جادو**
عشق مین **بدیع الزمان** کے بیتاب و بیقرار رہتی تھی آب و طعام کی طرف بھی اسے رغبت نہ تھی شب و روز
اپنے والدین اور اپنی دایہ سوسن اور اپنی ہمجولیون سے مخفی ہوکر رویا کرتی تھی اور منہ لپیٹے پلنگ پر اکثر اوقات لیٹی
رہتی تھی کبھی آہ سرد کرکے خیال کرتی تھی کہ ای **مجنون جادو** افسوس ہزار افسوس تیرا دل کس جوان پر آیا ہی کہ
جو ایسا قیدی ہی کہ رہا ہونا اُسکا دشوار تر ہی اور وصل اس سے ہونا بھی مشکل ہی انجام اس عشق کا بظاہر اچھا نہین ہی غالباً
اس جوان کے شوق وصل اور صدمۂ فراق مین تیرا کام تمام ہوجائیگا دنیا سے ناشاد و نامراد جائیگی بعد مرگ بھی روح تیری
اس جوان کی یاد مین غمگین رہیگی داغ فراق جگر مین جو ہی یہ شعلہ ور ہوگا استخوان تب جدائی سے مثل شمع جلینگے قبر مین کسی
پہلو قرار نہوگا مجھپر تو صدمہ فراق سے یہ واقعات مذکور گذر رہینگے افسوس اُس جوان کو کچھ بھی میرے حالات سے آگاہی
نہوگی میرے حال پر رونا کیسا یہ آہ سرد بھی نہ کریگا اول تو یہ اسی قید مین مرجائیگا رہائی اسکی ہونی ازحد مشکل ہی اور شاید بعد
تیرے کسی سبب سے یہ رہا بھی ہوا تو کچھ تیرے احوال سے باخبر نہوگا اور کچھ رنج و ملال اُسکو نہوگا حیف اس فلک شعبدہ باز
و فسون ساز کو یہ منظور ہوا کہ **مجنون جادو** دنیاے فانی مین چند روز بھی بعشرت و راحت زندگی اپنی بسر نکرے جلد
مبتلاے دام عشق ہوکر اور صدمات فراق اُٹھا کر نالان و گریان جانب ملک عدم جاے اور اپنے باغ جوانی سے کوئی
گل عیش و عشرت نپاے اور کچھ بھی سیر بہار گلزار عیش و کامرانی نکرے اور مدعاے دلی اسکا نہ بر آئے نہین اس چرخ جفاجو
اور سپہر بدخو کی مینے کیا خطا کی تھی جسکے عوض مین اسنے مجھپر یہ ظلم کیا ہی کہ مجھے اس مرض مہلک مین مبتلا کردیا ہی کہ جس مرض کا
بالفعل کوئی علاج ذہن مین نہین آتا اور کوئی تدبیر عقل مین نہین آتی ہی کہ جس سے مدعاے دلی حاصل ہو اور رجا بر ہون
نہین معلوم کس ساعت بد مین یہ جوان تیرے باغ مین آیا تھا اور تونے اسکو دیکھا تھا کاش کہ اُسوقت تو اپنے قصر ہی مین رہتی
اور اپنے باپ کے قریب نجاتی اُس جوان کو نہ دیکھتی لیکن ای **مجنون جادو** یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ تو اُسوقت اپنے قصر مین
رہتی اور اُس جوان کو نہ دیکھتی تیرے تو مقدر مین یہ لکھا تھا کہ اُس پر عاشق ہوکر تڑپ تڑپ کے مرے راز دل اپنا
کسی سے نکہے کوئی تیرے درد کا علاج نکرے الحق جو جسکے مقدر مین کاتب تقدیر نے لکھا ہی بیشتر وہی ہوتا ہی
بقول کسی شاعر کے

بیت

جو پیشانی مین لکھا ہی وہ اکدن پیش آتا ہی — مٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ کلک قدرت کا

ہان اگر پروردگار ہی وجہ کسی کار نیک کے اُس نوشتہ تقدیر مین کمی و بیشی کردے تو ہوسکتا ہی کیونکہ وہ قادر ہی
اور پر ہر شے کے کبھی مجنون جادو ہر ایک سے پوشیدہ ہوکر اُسی باغ مین آتی تھی اور قلعہ آتشین مذکور کے
قریب جاتی تھی اور رو رو کر آہستہ اپنا درد دل یون کہتی تھی اور اُسکی گرفتاری و اسیری پر افسوس کرتی تھی کہ
ای محبوب بیوفا ای قیدی دام جفا کچھ تجھکو بھی میرے حال زار سے آگاہی ہی دل میرا تیری اُلفت مین بمثل طائر

نیم بسمل تڑپتا ہی اور مانند سیماب کے بیقرار ہی خواب و خور سے کراہت ہی عجیب حالت ہی دیکھ آنکھین
تیرے شوق دید مین خونبار مین اور چہرہ میرا تب غم سے زرد ہی دل سینہ مین بیتاب ہی خوشی و شادمانی
دل سے دور ہی درد جدائی سے جان لبون پر آئی ہی اب تو رحم کر کہ وقت مسیحائی ہی ہر چند کہ مدام معشوقین
عشاق پر ظلم و ستم کرتے ہین اور تعدی و جفاکاری معشوقان جہان کا شعار ہی لیکن اسقدر بھی ظلم و ستم
کرنا نچاہیے کہ عاشق ناشاد ہلاک ہو جاے لہذا تقاضاے انصاف اور رحمدلی یہ ہی کہ اب مجھپر ستم و ظلم و جفا
نکر اپنے ہجر مین ہلاک نکر جلد میرے پاس آ اپنے عاشق کے سینۂ پر داغ سے لپٹ جا طرز جفاکاری اور
طریقۂ ظلم شعاری چھوڑ دے اسقدر تو اپنی یاد اور شوق وصال مین رولا چکا ہی اب نہ رولا اگر تجھکو مجھسے
بوجہ اس امر کے نفرت ہی کہ مین ساحری اور جمشید وغیرہ خداوندون کی پرستش کرتا ہون اور خدای نادیدہ
کو جو تیرا پروردگار ہی انسی نہین مانتی ہون تو اس باب مین یہ کہتی ہون کہ جب سے تجھکو اپنا دل دیدیا ہی اور جان
کے جانے کا خیال ہی تو دین و ایمان کیا ہی بالفعل تو مطیع اسلام ہون آیندہ تمھارا دین و آئین بھی بخوبی اختیار
کر لونگی اور جو کلمہ کہ مسلمان پڑھتے ہین اُس کلمہ کو بھی اپنی زبان پر جاری کرونگی تیری الفت مین اپنے دین آبائی کو
بھی ترک کر دونگی بس اب تو مین مطیع اسلام ہوی ہون آیندہ اچھی طرح مسلمان بھی ہو جاؤنگی تیری خوشی کرونگی
اب تجھکو لازم ہی کہ میرے دل کو بھی شاد کر اور قید غم سے مجھکو آزاد کر یہ گفتگو کرکے خاموش ہو کر بعد تامل و غور کے
خود بخود کہتی تھی ای مجنون جادو تو کیا دیوانی ہو گئی ہی کیسی باتین کرتی ہی ارے یہ شکایت و تقریر کس سے کرتی ہی
کون تیری تقریر سنتا ہی بیکار خود بخود بکتی ہی اک مرد مسلمان پر تہمت ظلم و ستم کرنے کی کرتی ہی جسنے تیری صورت
بھی نہین دیکھی تیرے حال عشق سے بھی جسے آگاہی نہین کیونکہ جب اُسکو تیرا پدر یہان لایا تھا تو وہ بوجہ گرفتار سحر
ہونے کے بیہوش تھا تو ہی خود اُسکی صورت دیکھکر عاشق ہولی تھی اور اُسکو تیرے باپ نے اِس قلعہ آتشین سحر
مین قید کیا تھا تجھکو اگر اُس جوان سے الفت ہی تو اُسکے حال زار پر رحم کر اور حتی الامکان اُسکی رہائی کی تدبیر کر
بعد ازان اپنے حال عشق سے اُسے آگاہ کر اور درمدعا کی اُس سے خواہان ہو پھر آپ ہی کہتی تھی ای مجنون
جادو شرط محبت و الفت تو یہی ہی کہ ایسے وقت سخت مین اُسکی تو مدد کر شاید اس احسان کرنے سے یہ جوان
تیرا مطیع و فرمانبردار ہو جاے اور تیرا مدعاے دلی بر آئے لیکن اُسکے رہا کرنے کی تو کیا تدبیر کریگی تجھکو اسقدر
سحر و ساحری مین کہان دخل ہی کہ اپنے باپ کا سحر دفع کرکے اُسکو قید سے رہا کریگی اگر کسی سے راز الفت
بیان کریگی اور طالب مدد ہوگی اول تو رسوا اور بدنام ہوگی دوسرے یہ کہ باوجود بدنام ہونے کے اگر
اُس نے تیرے اس امر خاص مین مدد نکی تو اور تجھکو صدمہ ہوگا ہر طور تیری ذلت و رسوائی ضرور ہوگی اور
صدمۂ جانکاہ بھی ہوگا اور کچھ مطلب نہ نکلیگا پس تقاضای عقل یہی ہی کہ حتی الامکان کسی سے اس راز کو بیان نکر
اور اُس جوان کی محبت مین گھٹ گھٹ کے جان دیدے کیونکہ ترک الفت و محبت اس جوان کی تجھسے
کسی طرح نہو سکے گی یہ تقریر کرکے روتی ہوئی اور آہ سرد کرتی ہوئی خرامان خرامان باغ مین جاتی تھی اور
ہر اک چمن مین گل و بلبل اور سرو و قمری کو باہم یکجا شادان دیکھکر رشک سے کہتی تھی کہ ای مجنون جادو
کیا اچھی تقدیر بلبل کی ہی کہ گل سے ہمکنار ہی اور اُسکے وصل سے دلشاد ہی باغ عالم مین اسکو کوئی رنج و غم
نہین ہی اپنے معشوق سے گرم صحبت ہی لطف بوس و کنار او دیدار یار اسکو ممکن و میسر ہی شب و روز بعیش و
راحت بسر کرتی ہی اور ہزار رنگ کے بوجہ خوشی و شادمانی کے چہچہے اور نغمے کرتی ہی باغ مین مسکن گزین ہی

روی دلدار دیکھتے ہی باغ کی سیر کرتی ہی ہواے سرد چمن کھاتی ہی نخل عشق اسکا ثمر ادلایا ہی اور اس مرتبہ پر اسے
پہونچایا ہی اور خوشا مقدر قمری کا کہ سرو پر عاشق ہوکر اُسکے وصل سے دل شاد اور نہال ہی ہر وقت صحبت محبوب
سے خوشی اسکو کمال ہی لب جوئبار اپنے یار سے ہمکنار ہی نہ دل کو اُسکے صدمہ ہی نہ آنکھ اُسکی اشکبار ہی رات دن
وصلت یار سے عجب عجب مزے اُڑاتی ہی چار دن کی زندگی کس لطف و آرام سے باغ جہان مین بسر کرتی ہی ایک
ہم بدنصیب و بدمقدر ہین کہ عشق محبوب مین بیقرار اور اشکبار ہین سواے غم و رنج کے صورت خوشی و خرمی کی
کبھین نظر ہی نہین آتی ہی باغ جہان مین کوئی ہم سا بھی بدمقدر و بدنصیب نہوگا کہ شب و روز ہجر محبوب مین فرش
خواب پر مثل ماہی بے آب تڑپے اور جوے اشک آنکھون سے روان کرے اور دل داغ جدائی سے بیتاب
و بیقرار رہے اور معشوق کو ذرا بھی خبر نہو اور وہ قید سخت مین مبتلا ہو نہ تو وہ پاس عاشق کے آسکے اور نہ
معشوق اُسکے پاس جاسکے نہ درد دل اپنا محبوب سے بیان کرسکے نہ وہ سُن سکے نہ کوئی اُس عاشق نیم جان
کی اعانت و مدد کرسکے نہ کوئی قاصد محبوب تک جاسکے سچ تو یہ ہی کہ یہ شعر کسی شاعر کا میرے حسب حال ہی

شعر

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ۔ کسے زبیکسی ما نمی برد خبرے

ہاے افسوس ہزار افسوس ہم وہ مریض ہین کہ ہمارے درد کا علاج جناب مسیحا سے بھی نہین ہوسکتا اور ہم
وہ شجر خشک باغ عالم مین ہین کہ اگر ہزار برس ابر بہار برسے تو بھی تر و تازہ نکرسکے اور ہم وہ غنچۂ افسردہ اس
چمن روزگار مین ہین کہ جسے نسیم سحر کسی طرح شگفتہ کر نہین سکتی ہی اور ہم وہ طائر اسیر قفس غم مین کہ گلشن دہر
مین زندان مذکور سے رہا ہونا اپنا دشوار ہی اور ہم وہ آوارہ دشت بیکسی ہین کہ خضر بھی ہماری رہنمائی جادۂ
عشرت کی طرف کر نہین سکتے اور ہم وہ مسافر شکستہ پا و عاجز و ماندہ مین کہ کسی طرح صحراے نامرادی سے
منزل مراد تک نہین پہونچ سکتے ہین یہ کہکر اسقدر اپنے حال زار پر گریان ہوئی کہ قریب تھا غش آجائے
اُسوقت اہل گلشن اُسکے حال زار کو دیکھکر مغموم ہوے سبزۂ شاداب باغ اُسکی بیتابی دیکھکر کثرت غم سے
زمین پر لوٹنے لگا سنبل نے از راہ الم سے اپنے سر کے بال کھول دیئے گل نے صدمۂ رنج و غم سے اپنی قبا چاک
چاک کی لالہ کے دل مین تازہ داغ اُسکے حزن کا ہوا نرگس متحیر ہوکر اسطرح دیکھنے لگی کہ اُسکو سکتا ہوگیا شبنم اُسکی
گریہ و زاری اور بیقراری پر آنسو بہانے لگی بلبل نغمہ سرائی سے باز رہ کر شور نالہ و فریاد کرنے لگی غنچے چٹک چٹک
کر شگفتہ نہوتے تھے بلکہ اُسکے حال پر نظر کرکے صداے گریہ بلند کرتے تھے کانٹے اُسکو عشق مین زار و لاغر دیکھکر
باغ مین انگلیان اٹھا کر باہم یہ اشارہ کرتے تھے کہ یہ بیمار الفت ہزار افسوس کہ ہمسے بھی زیادہ نحیف ہی اور برگہاے
اشجار باغ تحریک ہواے اُسوقت جنبان نہ تھے بلکہ سب اشجار اپنے برگہاے سبز سے کف افسوس ملتے تھے نہر
مین دمبدم حباب ادھر ادھر نہ دوڑتے تھے بلکہ نہر دیدۂ حباب سے اُسکے حال پر پھوٹ پھوٹ
کے روتی تھی عشق پیچان اُسکے عشق کو دیکھکر صدمہ سے پیچ و تاب مین تھا گل شرفی کا فرط رنج سے چہرہ زرد تھا اور
سوسن کا ضرب پنجۂ غم سے کبود رنگ تھا ہر اک طائر اپنی نغمہ سرائی بھول گیا تھا اور اُسکی مصیبت و بیقراری پر
نالان تھا کہانتک اُس مہجور کے صدمہ و غم کو دیکھکر اہل باغ کا حال پر ملال تحریر کیا جاے اس مترجم اور مولف
کو نیز خیال یہ ہوتا ہی کہ تقریر کو طول نہو حتی الامکان مطلب مختصر درج ہو اسی خیال سے نازنین مذکور کی بیقراری
اور اشکباری کا احوال مختصر لکھا ہی اور اہل باغ کا اُسکی حالت زار دیکھکر صدمہ اُٹھانا تحریر کیا ہی کہ ناظرین دفتر کو

میری طول تقریر ناپسندیدہ نہو غرض باز آمدم بر سر مطلب جب مجنون جادو اپنے باغ مین گل و بلبل اور سرو قمری پر نظر کرکے خوب روچکی اور جوانان چمن وغیرہ اُسکے حال پر ملال کو دیکھکر غمگین ہوئی اُسوقت اک آہ سرد کرکے اُس شیفتہ بدیع الزمان نے اپنے حسب حال یہ غزل واجد علیشاہ مرحوم متخلص اختر کی زبان پر لانا مناسب جانا

غزل

کیون اُڑی عندلیب گلشن سے	کیا بھنگ آئی میرے شیون سے
آنسو سوزش سے عشق کے ہین روان	آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین	ہار جاتا ہون یار پُرفن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین	سوز ظاہر ہے سوزش تن سے
دل خم زلف مین لٹکتا ہے	پیچ کھایا ہے جیسے ناگن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے	کم نہین زخم دل کے روزن سے
چاک دل کی دوا کہان اختر	اسکا بخیہ نہوگا سوزن سے

اُس غزل کے اشعار زبان پر لاکر یاد بدیع الزمان مین خوب روئی اور اپنی حالت مجبوری ولاچاری پر بہت بیقرار ہوئی آخر کثرت گریہ سے یہ نوبت پہونچی کہ ہچکی لگ گئی آنکھین روتے روتے سرخ ہوگئین جان زار کثرت رنج و ملال سے لب تک آئی قریب تھا کہ صحن چمن مین گر... اور بیخود و بیہوش ہوجائے مگر مجنون جادو نے بزور اپنے تئین سنبھالا اور خیال کیا اے مجنون جادو ارے ایسی دیوانی نہو کثرت ملال سے صحن باغ مین نگر اور بیہوش نہو مبادا کوئی تیرے راز سے آگاہ ہوجائے تو قباحت ہوگی یہ خیال کرکے بہزار دشواری و خرابی اپنے قصر مین گئی اور فرش خواب پر گرکے مثل ماہی بے آب کے تڑپی اور بیہوش ہوگئی اتفاقاً چند سہیلیان اور ہمجولیان اُسکی وہان آئین دیکھا مجنون جادو کی عجیب حالت ہے چہرہ زرد مثل زعفران کے ہورہا ہے آنکھون سے آنسو جو بہائے ہین رخسارون پر اسکا نشان ہے کثرت گریہ سے آنکھون پر ورم ہے ہونٹون پر خشکی ہے سر عریان ہے زلفین پریشان ہین بیہوش و بدہوش پڑی ہے سرہانے اُسکے سوائے بیکسی و مجبوری اور یاس وصال یار اور کوئی نہین ہے یہ حالت دیکھکر وہ سب کی سب گھبرائین کسی نے کسی سے کہا بوا ذرا دیکھو تو مجنون جادو کو کیا ہوگیا ہے ایسی بیہوش پڑی ہے کہ ہمارے آنے کی بھی خبر نہین ہے شاید اس قصر مین بوجہ تنہائی کے اُسکو کچھ ہوگیا ہے کوئی دیو بھوت اسکے گورے گورے پیارے پیارے چہرہ کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور اسکے روبرو آیا یہ نازنین مہ جبین اُسکی صورت اسکو کالی کالی اور ہیبتناک دیکھکر ڈر گئی ہے اور اُسکو غش آگیا ہے اسنے اُسکو تیوری چڑھاکر منھ بناکر جواب دیا اری میٹھ بیلی یہ کیا تو خیال نادانی سے کرتی ہے یہان دیو جن اور بھوت پریت کہان تو دیکھ تو ذرا اسکی آنکھون پر افراط گریہ سے ورم ہے اشک خونی کے بہنے کا نشان اسکے عارض تابان پر ہے یقین ہے کہ اُسکو کسی ضد کرنے سے اُسکی مان خون ریز جادو یا اُسکی دایہ سوسن نے اُسے مارا ہوگا یا کچھ سخت و سست کہا ہوگا یہ ماہرو مثل ہمارے اور تیرے سمجھدار ہے پوری جوان ہوچکی ہے اور صاحب شرم و حیا بھی ہے اور علاوہ اسکے ہمیشہ سے یہ نازک مزاج بھی ہے اسکو مار کھانا یا کلمات خلاف شان بھی سننا ناگوار ہوا ہوگا اپنے قصر مین آکر خوب روئی ہوگی انجام کار روتے روتے غش آگیا ہوگا اور اسوقت تک حالت غشی موجود ہے ایک بولی واہ بوا اُسکو تنے بیلی بنایا اور خود عقلمند بنکر ایسی واہیات تقریر کی کہ جو خلاف عقل ہے

تم تو اُس سے زیادہ بیوقوف ہو تمنے یہ خیال نکیا کہ اتنی بڑے قد برابر کی لڑکی کو کوئی مان یا دایہ مار یگی یا گالیان
دیگی اور لڑکی بھی وہ لڑکی کہ جو مان باپ کی لاڈلی اور اکلوتی ہی اور دایہ کی پیاری ہی دایہ اُسکو اس درجہ
چاہتی ہی کہ اپنی جان تک اُسپر قربان کرنے کو موجود ہی ابھی ایک مہینہ کا زمانہ گذرا ہی کہ اسکے دشمنونکی
کچھ طبیعت ناساز ہو گئی تھی مان باپ اُسکی حالت دیکھکر کثرت الفت سے شب و روز روتے تھے اور کہتے
تھے کہ مجنون جادو کا روگ دھوگ سارا ہمین لگ جائے اور یہ اچھی ہو جائے اور دایہ سوسن جادو
تو اُسکے مان باپ سے بھی زیادہ بیتاب و بیقرار تھی بار بار اُسپر سے صدقے اور قربان ہوتی تھی روز و شب
اسکی تیمارداری اور خدمت گذاری مین مصروف رہتی تھی یہ سو یا کرتی تھی اور وہ جاگا کرتی تھی اور اسکو بیچین
دیکھکر خود بیتاب و بیقرار ہو جاتی تھی اور بے اختیار روتی تھی سامری اور جمشید اور دیگر خداوندون سے اسکی
صحت و تندرستی کے واسطے دعا مانگتی تھی اور کیونکر وہ اس سے اسطرح پیش نہ آتی اُس نے اسکو دودھ پلایا ہی
اپنی گود مین کھلایا ہی پندرہ سولہ برس تک اسکی پرورش کے لئے سحر سکھایا ہی مانند اپنے فرزند مبہوت
جادو کے اسے جانتی تھی بلکہ اُس سے سوا اسے چاہتی ہی اور پیار کرتی ہی کیونکہ فرزند کو اُسکا بیابان نگارین مین
رہتا ہی بہت زمانہ ہوا کبھی اسکے دیکھنے کو بھی نہین جاتی ہی ہان اسکی خیر و عافیت دریافت کرتی ہی پس دایہ مذکور
اس غنچہ دہن سے بد سلوکی کرتی یا اسکو مارتی یا سخت و سست کہکر اُسکے دل نازک کو رنجیدہ کرتی اور اُسے رلاتی یا
کہین اُسے تنہا چھوڑ کر چلی جاتی ان باتون کو ہرگز ہماری عقل قبول نہین کرتی ہی بلکہ خلاف اسکے ہمارے ذہن
مین آتا ہی اور وہ یہ ہی کہ مجنون جادو کسی جوان خوبرو کے اوپر عاشق ہو کر گویا دیوانی ہو گئی تھی اُسکے عشق و الفت
مین سخت بیقرار ہی اور درد ہجر سے اُسکے اشکبار ہی صاف آثار عشق اُسکے چہرہ سے عیان ہین شاید اُس جوان تک
اسکی رسائی نہین ہوتی ہی اور وہ جوان رعنا بھی اُس تک کسی طرح آ نہین سکتا ہی اور مدعای دلی یعنے وصل
اُسکا اُسے میسر نہین ہوتا ہی یہ اسوجہ سے روتی ہی اور دل ہی دل مین رنج و غم کرتی ہی اور بار صدمہ فراق
اُٹھاتی ہی چونکہ یہ پہلے پہل کی محبت و عاشقی ہی اور کوچہ عشق کی راہون سے یہ ناواقف ہی اسی سبب
سے اسکا یہ حال ہو گیا ہی نہین معلوم اُس جوان بیچارہ کا اسکے فراق مین کیا حال ہوگا کیونکہ یہ عشق وہ
بری بلا ہی کہ اکثر شعرا نے اسکی مذمت کی ہی چنانچہ نواب مرزا مصنف لذت عشق و زہر عشق نے دربارہ
عشق اسطرح کہا ہی کہ بموجب

نظم

عشق بیشک ہی وہ ستم ایجاد ۔ کر دیئے جسنے گھر کے گھر برباد
لب تک آنے ندی فغان اسنے ۔ مارے چن چن کے نوجوان اسنے
پڑتے ہین ہمین جان کے لالے ۔ ڈالتا ہی جگر مین تبخالے
اس نے جس سے ذرا تپاک کیا ۔ سب سے پہلے اُسے ہلاک کیا

ایک نے اُنمین سے اُس سے پوچھا بوا یہ تو بتاؤ تمکو کیونکر ثابت ہو گیا کہ یہ ماہرو مجنون جادو کسی کے عشق
مین مبتلا ہی اور اسی وجہ سے اسکا یہ حال ہوا ہی اگر یہ تمہاری تقریر اُسکے والدین یا اسکی دایہ سن لے تو کس طور
سے تمسے پیش آئے بوا برا نمانو تو مین کہون اول تو یہ نازک بدن ابھی کوچہ عشق و عاشقی سے آگاہ نہین ہی
مان باپ اور دایہ کے دباؤ مین ہی کہین آتی جاتی نہین ہی کوئی غیر مرد بھی یہان نہین آتا ہی کہ جسپر یہ عاشق ہوئی ہو
سوائے ہمارے اور تمہارے اسکا کوئی ہمنشین اور ہمجلیس نہین ہی ذرا ذرا سی بات کا تو تمہے شعور ہوتا ہی

اگر یہ کسی پر عاشق ہوئی ہوتی اور اُسکے فراق مین اسکی حالت یہ ہوتی تو ہمسے ضرور اپنے درد کی چارہ جو ہوتی دوسرے
بالفرض و المحال اگر یہ نازنین بیمثال کسی جوان خوش جمال کے اوپر شیفتہ ہوئی ہو اور اُسکے فراق مین اسکی
یہ حالت پہونچی بھی ہو تو تم کیسی اسکی ہمجولی اور سہیلی ہو کہ اِسکے عشق کے راز کو ہم سب پر ظاہر کرتی ہو اور اِسکو بدنام
اور رسوا کرتی ہو کیسی تم اسکی خیرخواہ ہو تم تو اُسکے حق مین وہ کلمات زبان پر جاری کرتی ہو کہ خاص الخاص
بدخواہونکا شعار ہو بوا تمھین ایسی باتین کہنا مناسب نہین ہین بڑی تم بے شرم اور بے حیا ہو کنواری لڑکی
کو عیب لگاتی ہو اُسنے ہنسکر اُس سے کہا ارے تو بھی ابھی بالکل نادان ہو گو اس سن و سال کی ہو چکی ہو لیکن
ابھی تک بیوقوف ہو بوا آگاہ ہو عقل وہ شے ہو کہ جس سے بہت بڑے بڑے کام ہونکا انسان انصرام اور
انتظام کرتا ہو اپنے دین و ایمان سے باخبر ہوتا ہو دنیا کے امور نیک و بد مین تمیز کرتا ہو بہت سی باتین
ایسی ہوتی ہین کہ جنکو دیکھکر انسان اُن باتون کا اعتقاد کرتا ہو اور اُنپر یقین لاتا ہو اور بہت سے امور ایسے
ہین کہ بغیر دیکھے بزور عقل و فہم اُنکے ہونیکا اعتبار اور یقین کرتا ہو منجملہ انکے ایک امر یہ بھی ہو کہ ہر چند ہمنے
مجنون جادو کو کسی جوان پر عاشق ہوتے اور اُسکو یہان آتے نہین دیکھا ہو لیکن مجنون جادو کے
چہرہ سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین اور عقل ہماری یہی کہتی ہو کہ ضرور یہ کسی پر شیفتہ ہو کیونکہ بغیر عشق و الفت
کے یہ نقشہ اور یہ رنگ چہرہ کا نہین ہوتا ہو بارہا ایسے معاملات دیکھے ہین اور سنے ہین اور خود اپنے اوپر
گذرے ہین اپنی بھی ایک جوان سبزہ رنگ کے عشق مین یہی حالت گذر چکی ہو ہم درد فراق اور لذت وصل
سے آگاہ ہو چکے ہین گو ابھی ناکتخدا ہین بظاہر کسی سے ہماری شادی اور کتخدائی نہین ہوئی ہو لیکن ہم
کھیل کھا چکے ہین اور ہمارے مذہب مین ایسے افعال کرنا چندان معیوب نہین ہین کونسی ساحرہ ہو کہ جو پاکدامن
ہو اور باعصمت و عفت ہو اگر ہماری تقریر اُسکے والدین اور اسکی دایہ بھی سن لیگی تو کیا ہوگا وہ بھی اپنے
افعال جو ایام شباب مین کئے ہین یاد کرکے خاموش ہو رہینگی اور مجنون جادو نے اگر یہ فعل کیا ہو تو کچھ
مضائقہ نہین ہو یہ امر تو بزرگون سے ہوتا آیا ہو اور جائز رکھا گیا ہو یہ کہکر خاموش ہوئی ایک نے اُنہین سے
کہا کہ اب میرے نزدیک بہتر یہی ہو کہ اِسکے والدین اور دایہ سے جاکر خبر کرین ایک نے جواب دیا ابھی اُنکو
اِسکے حال سے خبر کرنے کی کیا ضرورت ہو خود ہی وہ اِسکے حال سے آگاہ ہو جائیگی یا بوقت ضرورت ہم خود جاکر
اسکی مادر سوسن جادو سے کہدینگے اور باپ اُسکا عقرب جادو تو گاہ گاہ یہان آتا ہو کیونکہ ملازم ہو وہ
سوفار جادو کا ہو اُسکی خدمت مین رہتا ہو ہان دایہ اُسکی سوسن جادو البتہ اُسی کے پاس اُسی قصر مین
رہتی ہو نہین معلوم وہ اسوقت کہان گئی ہو اُس سے فی الحال کہنا ضرور ہو اگر وہ آجائے تو ہم ابھی اُس سے
کہدین اور اِسکی حالت اُسے دکھادین ایک نے انہین سے کہا یہ باتین تو ہوچکین اب اِن باتون کو موقوف
کرو بالفعل وہ تدبیر کرو کہ جس تدبیر سے یہ گلرخسار ہوش مین آئے اور آنکھ کھولے اُسوقت ہر ایک نے اسکی
رائے پسند کی اور کہا تو سچ کہتی ہو یہ کہکر کچھ اُنہین سے دوڑکر باغمین گئین کچھ پھول گلاب اور کیوڑے کے
توڑ کرلے آئین اور بوجہ جلدی کے لخلخہ تو تیار نہ کرسکین وہی پھول بجائے لخلخے کے اسکو سونگھانے لگی ایک
سہیلی اُسے پنکھے سے ہوا دینے لگی ایک نے اُسکے بازو اپنے ڈوپٹہ سے کسکر باندھے کسی نے اُسکے منہ پر آب
سرد کا چھینٹا دیا اور دست و پا اُسکے ٹھنڈے پانی سے دھلوائے اسی طرح چند در چند تدبیرین کین اور وہ
تدبیرین مفید ہوئین تھوڑی دیر کے بعد مجنون جادو نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھولین دیکھا

دو تین سہیلیان سرہانے بیٹھی تھین اور دو ایک پائنتی بیٹھی تھین اور آبدیدہ ہوکر تدابیر دفع غش مین مصروف
مین اور سامری اور جمشید سے دعاے صحت کر رہی ہین جسوقت مجنون جادو نے انکو دیکھا شرماکر
اور کچھ خیال کرکے ڈوپٹہ سے اپنے منھ کو چھپالیا اور اُنسے بیزار ہوکر کہا ابھی تم سب اسوقت یہان کیون آئین
مجھکو سوتے سے کیون بیدار کیا میری راحت و آرام مین تم سب کیون خلل انداز ہوئین یہ باتین تمھاری مجھکو
اچھی نہین معلوم ہوتی ہین تم بے میری اجازت کے یہان نہ آیا کرو اور اگر آتی ہو تو مجھے تکلیف نہ دیا کرو
اور میری اذیت کے دینے پر مستعد نہوا کرو ابھی مین غافل سو رہی تھی تمنے آکر نہین معلوم کیا کیا تدبیرین
میرے جگانے کی کین یہانتک کہ مین جاگ اُٹھی بس اب تم یہان سے دور ہو مجھے اکیلا یہان رہنے دو
زیادہ مجھے پریشان نہ کرو ورنہ مین اپنی دایہ سے شکایت کرونگی انمین سے ایک نے سنکر کہا ای مجنون
جادو ہمنے کیا خطا کی ہے جسپر آپ برہم ہوتی ہین ہم جب یہان آئے تھے تو ہمنے آپکو عالم غش مین پایا تھا
گھبراکر اور مغموم ہوکر آپ کے ہشیار کرنے کی تدبیرین کین شکر ہے خداوندان سامری و جمشید کا کہ آپ کو
غش سے افاقہ ہوا اب فرمائیے کیسا مزاج ہے اور کیا باعث غش آنے کا ہوا تھا بیان کیجے مجنون جادو
نے انکی تقریر سنکر خیال کیا کہ ان بدذاتون سے اپنا راز دل کہنا اچھا نہین یہ مجھکو بدنام اور رسوا کرینگی
یہ خیال کرکے کہا میرا مزاج کچھ ناساز ہے بوجہ جاگنے کے سرمین درد ہو پڑا اُٹھیکا ہے اسی وجہ سے سو رہی
تھی اور غش تو مجھے نہین آیا تھا ناحق ایسی باتین کرو مجھے کیون غش آنے لگا ایسی تو مین بیمار بھی نہین ہون
اُسنے جواب دیا ای مجنون ہم سب آپکی ہمجولی ہین اور خیرخواہ ہین ہمسے اپنا دل کا حال بیان کر دیجئے
مخفی نرکھیے ہم کوئی دشمن ہین کہ اسکو سنکے ہنسینگے اور ہر ایک سے بیان کرینگے اور خوش ہونگے بلکہ ہم سب
خیرخواہ اور آپکے دوست ہین اور نمک بھی آپکا کھایا ہے آپکو لازم ہے کہ ہمنے جو کچھ عرض کیا ہے اسے منظور
کیجیے اور صاف صاف اپنے دل کا بھید کہدیجیے تاکہ اگر ہمارے امکان مین ہو تو ہم اسکی تدبیر کرین جسکو
فرمائیے اُسے جاکر بلا لائین جس شے کی ضرورت ہو اُسے ابھی حاضر کرین اگر کوئی دشمن آپکا ہو تو کہیے
ابھی جاکر سحر کرکے حتی الامکان مار ہی ڈالین زندہ نچھوڑین مجنون جادو نے اُنسے کہا مین خوب جانتی
ہون کہ تم سب مری خیرخواہ ہو اور میری دشمن نہین ہو اور مجھکو تمسے ہر طرح کی امید ہے لیکن کوئی بات
ہو تو تمسے بیان کرون جو امر تھا وہ قبل ہی تمسے بیان کر دیا گیا اب تم اس باب مین زیادہ اصرار نکرو بک بک کر
میرا دماغ پریشان نکر دیا تو چپکی بیٹھو یا یہان سے چلی جاؤ سب نے کہا ہمتو ایسے وقت مین کہ آپ کی طبیعت
ناساز ہے آپ کو تنہا چھوڑکر کہین نجائینگے اور خطا معاف ہو چپکے بھی نہ بیٹھین گے جبتک آپ ہمسے اپنے
دل کا حال صاف صاف نکہدینگی ہم یونہین سبکے جائین گے اور جو کچھ سخت آپ ہمکو کہینگی ہم سن بھی لینگے
اسکا جواب بھی ندینگے مجنون جادو نے اُنسے کہا اری بدذاتو اپنا حال کہہ تو چکی ہون اب اور کیا
حال ہے جو تمسے کہون اُنھون نے عرض کیا ہم کبھی نہ مانینگے کہ آپ نے اپنا احوال دل صاف صاف
ہمسے کہدیا ہے ضرور یہی ناسازی طبیعت کا بہانہ کیا ہے اور وجہ ناسازی مزاج کی کچھ اور ہی ہے جسکو آپ ہمسے
چھپاتی ہین یہ مقام تعجب اور افسوس کا ہے کہ ہم ایسے خیرخواہون سے آپ بدگمان ہین اور دل کا بھید
بیان نہین کرتی ہین کہ اُسکی کوئی تدبیر جلد تر کی جائے مجنون جادو نے جواب دیا باعث ناسازی مزاج
فقط بیداری ہے اور کوئی باعث نہین ہے یہ تقریر مجنون جادو کی سنکے وہ سہیلی جو سب سے زیادہ عاقل و فہیدہ

اور تیز تھی اور جو لذت ہجر و وصل سے آگاہ ہو چکی تھی ملتمس ہوئی کہ اے ملکہ مجنون جادو گو آپ عاقل و جوان
ہین لیکن میرے نزدیک آپ ابھی نادان اور کچھ مجھسے چھوٹی ہین مینے بہ نسبت آپ کے دنیا کے رنگ
بہت دیکھے ہین اسی وجہ سے قیافہ شناسی مین مجھکو کمال حاصل ہو گیا ہو چہرہ سے مین انسان کے دل کا حال
دریافت کر لیتی ہون آپکے بھی حالات قلب و جگر سے مین ماہر ہون اگر اجازت دیجئے تو بیان کر دون
ورنہ خود آپ ہی اس راز نہفتہ کو ظاہر کر دیجئے اور کچھ اندیشہ نکیجئے کہ ہم سب جان نثار ہین مجنون جادو
نے اُس سے کہا او نرگس جادو تو کیونکر اس کمال کو پہونچی ہو کہ آنکھون سے چہرہ پر نظر کر کے قلب و جگر
کے حال سے ماہر ہو جاتی ہو زرا ہم بھی تیرا کمال دیکھین ہمارے بھی قلب و جگر کا احوال بیان کروانے
عرض کیا حضور خطا معاف ہو تو یہ تابعدار کچھ عرض کرے مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ آپ کسی جوان
رعنا پر عاشق ہوئی ہین اور وہ آپسے جدا ہو نہ تو وہ آپکے پاس آسکتا ہو نہ آپ وہان جا سکتی ہین آپکو
آپکو مرض عشق ہو قلب و جگر آپ کے مبتلاے مرض عشق ہین اور چہرہ آپکا اور آنکھین آپکی یہ دونو
گواہ ہین حالات مرض عشق کے گو آپ نے ہمسے چھپائے مگر ہم پر ظاہر ہو گئے ہین اب چاہیے کہیے کہ تو جھوٹی ہو
اور خواہ انصاف اور قدر دانی کر کے یہ فرمائیے کہ جو تونے بیان کیا وہ سچ ہو مجنون جادو نے اُسکی
گفتگو سنکے اپنے دل مین کہا کہ یہ گیسو بریدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ بالکل تیرے حال سے آگاہ ہو گئی ہو
گویا یہ کمبخت بوقت میرے عاشق ہونے کے یہان موجود تھی اور دیکھ رہی تھی گو کہ یہ جھوٹی نہین ہو لیکن مصلحت
وقت یہی ہو کہ اس سے راز دل کو چھپاؤن مبادا یہ اور کہین جا کر بیان کرے اور مین رسوا اور بدنام
ہون یہ تصور کر کے اُسے جواب دیا جو کچھ تونے بیان کیا ہو محض خلاف ہو اور اب تو ہمسے گستاخ
زیادہ ہو گئی ہو مین اپنی اور مہربان اور اپنی دایہ سے تیری شکایت کرونگی اُس شوخ چشم نے عرض
کیا بہتر آپ سب سے میری شکایت کیجیے گا مین کسی سے نہین ڈرتی جو امر صحیح ہو وہ کہتی ہون ہنوز یہ باتین
مجنون جادو اور سہیلیون مین ہو رہین تھین کہ ناگاہ دور سے اک چھوٹا سا لکہ ابر سیاہ کا بالاے
فلک نظر آیا اُس ابر مین برق کی چمک اور رعد کی آواز تھی جب وہ اُس باغ کے قریب آیا پھر برق
چمکی اور اک تراقا ہوا وہ ابر درمیان سے دو ٹکڑے ہوا مجنون جادو اُس ابر کو دیکھکر جلدی سے
اُٹھی اور ہاتھ منھ پانی سے دھو کر زلفین اپنی بنائین اور گیسوے پریشان اپنے درست کیئے اور سب سے
کہا دیکھو دایہ ہماری سوسن جادو آتی ہو خبردار اب کوئی واہیات بات زبان پر نہ لانا ابھی
مجنون اپنی سہیلیون سے یہ کہ رہی تھی کہ اُس ابر سے ایک چھوٹا سا تخت پیدا ہوا اُسپر ایک
ساحرہ ضعیفہ بیٹھی ہوئی نظر آئی مجنون جادو اور نرگس جادو وغیرہ سب اُسکو آتے دیکھکر کھڑی
ہو گئین تخت اُسکا بلندی سے اُتر کر اس قصر مین آیا مجنون جادو وغیرہ نے اسے جھک کر سلام
کیا اُسنے اُس تخت سے اتر کر بکمال شفقت اُسکے سر کو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر اُسکے بوسہ دیا اور
اُسکے چہرہ پر نظر کر کے پوچھا اے لڑکی کیون تیرا کیا مزاج ہو چہرہ تیرا متغیر ہو آنکھین بھی تیری سرخ ہین
رنگ بھی تیرے رخ کا زرد ہو سستی بھی بدرجہ تجھین پائی جاتی ہو آواز پر بھی تیری اثر ضعف پایا جاتا ہو
وہ رنگ رخسار وہ چالاکی وہ چہرہ کی رونق مطلق پائی نہین جاتی ہو اُسنے جواب دیا ہان کچھ طبیعت ناساز ہو
باقی خیریت ہو یہ سنکے خاموش ہو رہی مگر اوسی روز حالت مجنون جادو کی متغیر دیکھکر اُسکی مان کے پاس

گئی کہ وہ بھی اسی باغ کے قصر مین رہتی تھی اُس سے حال مجنون جادو کا بیان کیا وہ اپنی دختر کی کیفیت
سُنکے الفت مادری سے اسقدر گھبرائی کہ اسی وقت اُسکے دیکھنے کو اُسکے رہنے کے قصر مین آئی
مجنون جادو نے اپنی مان کو دیکھکر کھڑے ہوکر بندگی کی اُسنے نہایت الفت سے اُسے اپنے آغوش
مین لیا اور پیار کرکے پوچھا اے لڑکی سچ کہہ تیرا مزاج کیسا ہے اور یہ کیفیت تیری دفعتًا کیون ہوگئی ہے مجھکو
تیری صورت دیکھکر طرح طرح کا خیال آتا ہے اُسنے بادب عرض کیا مین آپکی دعا سے اچھی ہون صرف کچھ
طبیعت خود بخود ناساز ہے اور کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جسے عرض کرون اور باعث ناسازی طبیعت بیان
کرون یہ سُنکے ناگن جادو اُسکی مادر نے اس سے کہا اے فرزند جو امر تیری ناسازی مزاج کا ہوا ہو مجھ سے
نہ چھپا مین تیری مادر ہون کوئی غیر نہین ہون اُسنے پھر وہی عرض کیا جو پہلے جواب دیا تھا ناگن اُسکی
اسکی تقریر سُنکے اُسکی سہیلیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی ارے چھوکریون کچھ تمکو اسکی ناسازی طبیعت کا
باعث معلوم ہے اگر جانتی ہو تو مجھسے کہدو مین اسکی ابھی تدبیر کرون اُنھون نے بخوف برہمی مجنون جادو
جو کچھ بجاے خود ہر اک نے تجویز کیا تھا مطلق نکہا اور جواب مین ناگن جادو کے عرض کیا حضور ہمکو کچھ بھی باعث
ناسازی مزاج سے اُنکے آگاہی نہین ہے ورنہ ہم عرض کردیتے ہم نے بھی مانند آپکے اُنسے دریافت کیا تھا
انھون نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے ہمسے بھی کہا تھا پس آپ کچھ تردد و اندیشہ نکیجے طبیعت اُنکی دو چار
روز مین درست ہوجائیگی ہمین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تغیر فصل سے اُنکا کچھ مزاج ناساز ہوگیا ہے ناگن جادو
اُنکی گفتگو سُنکے خاموش ہو رہی اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے قصر مین چلی آئی اور شب و روز مین چند مرتبہ
اُسکی خیر و عافیت دریافت کرنے لگی اور خود جاکر اُسکو دیکھنے لگی اور روز بروز اُسکی حالت ابتر پانے لگی
یہانتک کہ اُسنے گھبراکر اپنے شوہر عقرب جادو کو طلب کیا اور اُس سے اپنی دختر کا احوال بیان کیا اُسنے
بھی اپنی دختر کے پاس جاکر اُسکا احوال دیکھا اور پوچھا اے فرزند تیرا کیسا مزاج ہے اور یہ تیری حالت کیون ہوگئی
اُسنے اپنے باپ سے بیان کیا کہ بوجہ دردسر اور تپ کے یہ حال میرا ہے آپ کچھ اندیشہ نکیجے اچھی ہوجاؤنگی
عقرب جادو چونکہ ملازم سومار جادو کا ہے اپنے گھر مین قیام پذیر نہوا اور جاتے وقت اپنی زوجہ ناگن جادو
اور دایہ مجنون جادو سے کہا کہ میری دختر کے علاج سے غفلت نکرنا اور وقتاً فوقتاً اُسکے حال سے مجھکو
اطلاع دیتی رہنا اور مین خود بھی بوقت فرصت آیا کرونگا اُسکو دیکھ جایا کرونگا یہ کہکر خدمت سوفار جادو
مین چلا گیا یہان مجنون جادو کا علاج ہونے لگا لیکن کچھ ادویہ کے پینے سے رو بصحت نہوی کیونکہ مرض
عشق کو ادویہ کیا نفع پہونچا سکتی ہین اسکا علاج تو شربت دیدار یار ہے اور بوسہ عناب لب معشوق ہے اور
عمل وصل محبوب ہے چنانچہ بوجہ نہ ممکن ہونے علاج مذکورہ کے چند روز مین اُسکا حال زیادہ متغیر ہوا سوسن جادو
اُسکی کیفیت دیکھکر نہایت گھبرائی اور پریشان خاطر ہوی اور فکر کرنے لگی کہ اے سوسن کیا تدبیر کیجاے جس سے
یہ اچھی ہوجائے اور اسکے دل کا حال بخوبی تمام معلوم ہو اگر چند سے تو اسی طرح غفلت کریگی تو مجنون جادو
ہلاک ہوجائیگی پھر سواے افسوس کے کیا کریگی یہ فکر کرکے ایک روز تخلیہ مین کہ سواے سوسن جادو اور
مجنون جادو کے اور کوئی نہ تھا سوسن جادو نے اسے تنہا پاکر نہایت شفقت و مہربانی سے یون
پوچھا کہ بموجب نظم

اُسکا دیکھا جو اُسنے چہرہ زرد ۔ ہوا دل مین کمال اُسکے درد
رہ سکی یہ نہ دیکھکر زنہار

لگی کرنے یہ اس سے استفسار
زرد رنگت جو یہ تمھاری ہی
کونسی اسقدر رجفا ہی تمھین
کسکی تم چشم کی ہوئین بیمار
روز و شب کسکا ہی خیال تمھین

رنج ہوتا ہی دم نہین دم مین
کونسا درد تپہ پیاری ہی
غم پوشیدہ صاف پیدا ہی
تیغ ابروسے کسکے دل ہی فگار

کھلی جاتی ہی کس کے تو غم مین
عارضہ ایسا کونسا ہی تمھین
عشق اس چہرہ سے ہویدا ہی
کسکی الفت مین ہی ملال تمھین

مجنون جادو نے کہا ای مادر مہربان یہ آپ کیا فرماتی ہین سوا ے
مرض کے اور کچھ نہین ہی مین عشق و عاشقی کے نام سے بھی واقف نہین آپ بزرگ ہو کر مجھ سے
ایسی باتین نکیجے سوسن جادو نے اسی دم خیال کیا کہ یہ لڑکی اسطرح اپنے دل کا حال نہ بتائیگی اس سے اور
کسی تدبیر سے پوچھنا چاہیے یہ تصور کرکے کہنے لگی کہ ای لڑکی معلوم ہوا کہ تو مجھسے اپنا راز دل چھپاتی ہی خیر
تو نہ بیان کر آج مجھکو سب حال معلوم ہو جائیگا زرا تیری سہیلیان تیرے پاس آکے بیٹھین یا تیری مادر تیرے
پاس آئے تو مین شاہ ساحران یعنے سوفار جادو کی خدمت مین جاؤن اُنکے پاس کتاب سامری ہی اُنسے
جاکر عرض کرونگی زرا مجنون جادو کے بارہ مین دیکھیے کہ اُسکو کیا مرض ہی جب وہ میرے عرض کرنے سے
کتاب مین دیکھین گے اگر محض مرض ہوگا تو معلوم ہو جائیگا یا اور کوئی بات ہوگی تو بھی اُس کتاب سے ظاہر
ہو جائیگی اور اگر وہان نہ جاؤنگی تو جو میرے پاس اوراق جمشیدی موجود ہین انمین تیرا حال دریافت کرونگی
جو امر واقعی ہوگا وہ اوراق جمشیدی سے صاف ظاہر ہو جائیگا مجنون جادو یہ سنکے کہنے لگی کہ ای مادر مہربان
آپ اسقدر اس بارہ مین کیون سعی و کوشش پر آمادہ ہین میری طبیعت اچھی ہی صرف درد سر اور اسی
سبب سے کسی قدر تپ ہی اور امراض مین چہرہ ضرور کسی قدر متغیر ہو جاتا ہی اور ضعف بھی ہوتا ہی پس آپ
سوفار جادو کی خدمت مین نجائیے گا اور نہ اوراق جمشید مین میرے باب مین کچھ دیکھیے گا کیونکہ بیکار اتنی
زحمت کیون اُٹھائیے بیکار کام نکیجے سوسن جادو کہ ضعیفہ ہی اور سرد و گرم زمانہ دیدہ ہی اسکی تقریر سنکے خیال
کرنے لگی کہ کچھ تو ہی جو یہ لڑکی کتاب سامری اور اوراق جمشیدی دیکھنے کو مانع ہوتی ہی اس خیال سے کہ انہین
دیکھنے سے احوال ظاہر ہو جائیگا پس تو ضرور کتاب یا اوراق مین اسکا احوال دریافت کیجیو یہ ذہن نشین کرکے کہا
ای دختر نیک اختر اگر تجھکو یہی منظور ہی کہ مین سوفار جادو کے پاس نجاؤن اور کتاب سامری مین تیرا حال
دریافت نکرون اور اوراق جمشیدی مین بھی ندیکھون تو خود ہی بیان کردے تاکہ مین اُسکی تدبیر کرون اور اگر
تو نہ بیان کریگی تو ابھی تیرے باپ سے جاکر کہونگی وہ کتاب سامری مین سوفار جادو کے دربار مین دیکھ لیگا
اگر کوئی بات بُری ہی تو اس سے وہ آگاہ ہو جائیگا اور تجھکو اگر سزاے سخت دیگا یا مار ڈالیگا اور اگر فقط مرض ہی کتاب
سے ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر چاہا کہ اُسکی ہمجولیون اور سہیلیون کو آواز دے اور اسکے پاس اُنکو چھوڑ کر خود عقرب جادو
اور سوفار جادو کے پاس جائے مجنون جادو یہ رنگ دیکھکر نہایت گھبرائی ہرچند کہ بستر سے نہ اٹھا جاتا
تھا مگر گھبرا کر اٹھی اور دست بستہ اپنی دایہ سے کہنے لگی کہ آپ نجائیے گا اُسنے کہا اچھا مجھے تیری خوشی منظور
ہی نجاؤنگی اسی جگہ تیرے حال سے آگاہ ہو جاؤنگی یہ کہکر اٹھی اور اوراق جمشیدی نکالکر مدعاے دلی کے
اظہار کی نیت کرکے ان اوراق کو دیکھا اُنہین دیکھنے سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ مجنون جادو شیفتہ
بدیع الزمان پسر حمزہ قیدی زندان قلعہ آتشین سحر ہی اور کوئی مرض اسکو نہین ہی سوسن جادو
اوراق مذکور مین یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوئی اور مجنون جادو سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ای گیسو بریدہ

اسی وجہ سے کتاب ساری اور اوراق جمشیدی مین حالات دریافت کرنے کو مجھے منع کرتی تھی دیکھو تو ہی
تیرا کیا حال کرتی ہون کہ تو بھی یاد کرے اری غضب کیا تونے کہ اس سن وسال مین بخوف وخطرا س
ذلت ورسوائی کے امر پر کمر باندھی ہر کچھ اپنے والدین اور کچھ اپنے مذہب کا بھی خیال نکیا مسلمان سے
عشق کیا اسکی الفت مین جان دینے پر آمادہ ہوگئی اور ہم سب سے اس امر کو پوشیدہ کیا اُف ری
لڑکی اس سن وسال مین یہ تجھکو فریب ومکر کی باتین کسنے سکھائین یہان تو کوئی آوارہ عورت بھی نہین ہر
یہ کہکر ہاتھ اپنا واسطے مارنے کے اُٹھایا اُسنے سر نیچا کیا اور آنکھون سے اپنے آنسو بہاکر اور آہ سرد
بھر کے کہا اے مادر مہربان اب تو آپ میرے حال سے آگاہ ہوگئی ہین چاہتی ہون کہ یہ راز کسی سے بیان نکیجے گا
مجھے اپنی زندگی دشوار ہر کسی طرح سے مجھے مار ڈالیے کہ مین قید غم سے چھوٹ جاؤن اور باعث زیادہ
بدنامی وذلت کا بھی نہو جو کچھ میرے مقدر مین تھا وہ تو ہوا خود مینے ایک امر کیا کسی نے مجھے نہین سکھایا سوسن
جادو نے ہاتھ اپنا روک کے جواب دیا او نالائق جو کچھ تو نے کیا بہت برا کیا لیکن اب بھی خیر ہے میرے
سوا اور کوئی اس حال سے آگاہ نہین ہر مین کسی سے اس امر کو نکہونگی بشرطیکہ تو بدیع الزمان کے
عشق سے باز آئے اسنے رو کر اسطرح جواب دیا کہ بموجب نظم

نہ تو دل کو قرار آتا ہے	نہ وہ شوخ نگار آتا ہے	اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
کچھ تو ہے رنج کچھ پشیمان ہون	کچھ ہے اپنے کیے کی لاج مجھے	کچھ نہین سوجھتا علاج مجھے
نہ تو بیخود ہے دل نہ ہوش مین ہے	پر مے شوق دید جوش مین ہے	دل کو جسوقت آزماتی ہون
تو بہت بے قرار پاتی ہون	صبر دل طالب اجازت ہے	شرم کا بھی پیام رخصت ہے
جیب و دامن کے ہاتھ سائل مین	پاؤن خود رفتگی پہ مائل مین	آپ سے بھی مجھے ندامت ہے
غرض اک دل ہزار آفت ہے	ہے بہت شوق خستہ حالی سے	کم نصیحت نہین یہ گالی سے

پس آپ مجھکو اس امر مین نصیحت نکیجے مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجیے کوئی شخص اپنے واسطے آپ ایسا
کام نہین کرتا ہے جس مین اُسکی جان وآبرو کا ضرر ہو مینے بھی عمداً یہ فعل نہین کیا ہے بلکہ تقدیر نے مجھے اس
بلای ناگہانی مین مبتلا کردیا ہے اب جادۂ صحرای عشق پر قدم رکھکر خوف جان اور بدنامی کے خیال سے پاؤن
ہٹا لینا خلاف طریقۂ عشاق ہر سوسن جادو نے جواب دیا او گیسو بریدہ یہ کیا بکتی ہے اگر میری نصیحت پر
عمل نکریگی بہت پچتائیگی مفت تیری جان جائیگی بدنام بھی ہوگی اور کچھ حاصل نہوگا کیونکہ جسپر تو شیفتہ
ہوئی ہر وہ شاہ ساحران یعنے سوفار جادو اور تیرے باپ کا قیدی ہر اور مسلمان ہر اور تو اور ہم سامری پرست
ہین تیرے اور اسکے مذہب کا فرق ہر اہل اسلام ساحرونکو کافر جانتے ہین اور اُنسے نفرت کرتے ہین اور ساحرہ عورتون سے
وصل نہین کرتے ہین بلکہ ہم سب ساحرونکے دشمن جان وایمان ہین چونکہ تو بھی ساحرہ ہر اور تیرے والدین ساحر ہین
پس تجھکو بدیع الزمان بنظر حقارت دیکھے گا اور تجھسے الفت نکریگا نہ تیرے حال پر رحم کریگا بلکہ عوض رحم تجھکو ساحرہ جانکر
اور یہ خیال کرکے کہ اسی کے باپ نے مجھکو قید کیا ہر تجھے قتل کریگا اول تو یہ سب امور اُسوقت پر ہونگے کہ
جب یہ قید سے چھوٹے گا اور اسکا زندان سحر سے چھوٹنا ہر تمام زندگی دشوار ہر پس ایسے شخص سے محبت والفت
کرنا اچھا نہین ہر مخنون جادو نے سر جھکاکے نہایت شرم سے جواب دیا اے مادر مہربان گو وہ مسلمان ہر
اور ہم ساحرونکا دشمن ہر اور چھوٹنا اُسکا دشوار ہر لیکن وہ محبوب ہر امید اس سے نیکی کی ہر اگر وہ رحم میری جان پر نکریگا

اور مجھکو قتل کریگا اُسکے ہاتھ سے مجھے قتل ہوجانا ہی منظور ہے خوشا اُس فریفتہ کا جو اپنے محبوب کے ہاتھ سے
قتل ہو جائے سنا ہے کہ عشاق تو اس امر کی آرزو رکھتے ہین سوسن جادو نے اُسکی تقریر سنکے پھر اسطرح
نصیحت کی بموجب نظم

کیون جوانی مین گھن لگاتی ہے +
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تو ابھی سے ہے جان کی دے پے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی
یہ مباداکوئی یہان سن پاے

جان کیون مفت مین گنواتی ہے
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
اسکا انجام دیکھیے کیا ہے
تجھکو کیا جانے کیا سمائی ہے
جان پر دشمنون کے آفت آے

تو ابھی تک ہے ویسی ہی نادان
روز یان سامنا ہے آفت کا
اتنی اچھی نہین ہے خودکامی
کونسی بات دل مین آئی ہے

لہذا تجھکو لازم ہے کہ اپنی جان اور ایمان سے دست بردار ہو کوچۂ عشق مین قدم نرکھ یہ وہ کوچہ ہے کہ جس کوچہ مین سیکڑون زن و مرد ہلاک ہوے ہین لیلی نے مجنون کے عشق مین جان دی ہے شیرین بھی فرہاد کے الم مین ہلاک ہوی ہے شل انکے تو بھی مرجائیگی اُس جوان مسلمان کو جسپر تو شیفتہ ہے کچھ بھی ملال تیرے مرنے کا نہوگا اور اُسکو مطلق خبر تیرے جان دینے کی نہوگی مجنون جادو نے جواب دیا اچھا جو کچھ میری تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا اگر وہ قید سے رہا نہوگا اور مدعای دلی میرا بر نہ آئیگا تو میرا زندہ رہنا بیکار ہے مین ابھی اپنے تئین ہلاک کرتی ہون زندان غم سے اپنے دل و جان کو رہائی دیتی ہون دنیا سے ناشاد نامراد جانب عدم جاتی ہون افسوس ہزار افسوس کہ ہم ایسے کمبخت اور بدنصیب تھے کہ ہماری حسرت دلی نہ نکلی اور غنچۂ آرزو ہمارا شگفتہ نہوا اتنی ہی سی عمر مین پیام اجل آگیا دنیا مین اگرچہ عیش و آرام سے آگاہ بھی ہوے باغ عالم سے حسرتین دل مین لیے ہوے سوے ملک بقا چلے ہم سا بدتقدیر بھی کوئی نہوگا کہ شجر آرزو ہمارا باردر نہوا اور نہال تمنا ہمارا ثمر نہ لایا عین شباب مین کہ زمانہ بہار کا تھا خزان اجل کا سامنا ہوا حیف یہ شعر کسی کا ہمارے حسب حال ہے

شعر
داغ فرقت قلب پر اور سینہ بریان لے چلے + آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لے چلے +

دریغا یہ ہماری عنفوان جوانی اور یہ سفر ملک عدم دیکھیے یہ منزل سخت و صعب کیونکر طے ہوتی ہے جوانی کی موت ہے دیکھیے دم کس مشکل سے نکلتا ہے ہاے کوئی ایسا ہے کہ اسوقت یہ میری وصیت سنے اور بعد میرے عمل کرے وہ وصیت یہ ہے کہ ہمارے محبوب خوش جمال اور شاہد عدیم المثال سے اگر وہ قید سے رہا ہو تو اُس سے کہدے کہ تمھارے عشق و مفارقت مین مجنون جادو نے وہ وہ صدمات اُٹھائے کہ آخرکار اسنے اپنی جان دیدی اور مرتے وقت اُسنے تمسے یہ وصیت کی ہے کہ شرط محبت و عاشق نوازی یہی ہے کہ تم بھی اسکی روح کو شاد کرنا قبر پر اُسکی گاہ گاہ جانا کیونکہ وہ تاکید کیگئی ہے کہ بموجب نظم

جان دی ہمنے اپنی کھاکر سم
یا مری قبر پر چلے آنا
کبھی آجائے گر طبیعت پر

تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم
غنچۂ دل مرا کھلا جانا
پڑھنا آیات میری تربت پر

دل کو ہمجولیون مین بہلانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
اگر وہ متحیر ہوکر سوال کرے کہ

مجنون جادو تو سامری اور جمشید پرست تھی اُسنے یہ کیسی وصیت کی ہے کہ میری قبر پر صحیفۂ ابراہیم پڑھنا تو اُسکے جواب مین کہدیا جائے کہ جب وہ تمپر شیفتہ ہوئی اور تمھاری صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوئی اور عشق مین اُسنے اپنا دل تمکو دیدیا تو ایمان کو دریغ کیا کرتی اُسکو اپنا دین بھی تمسے عزیز نہوا

مطیع اسلام ہوکر اُسنے اپنی جان دی ہو اسیوجہ سے ہدیہ ثواب آیات کی خواستگار ہوئی ہو اور سوا اسکے اپنی قبر پر
اسواسطے اُسنے تمکو گاہ گاہ آنیکی وصیت کی ہو کہ زندگی مین تو اسنے اچھی طرح تمھاری صورت مشاہدہ نہین
کی ہو اور شوق دیدار اور اشتیاق وصل مین اُسنے اپنی جان دی ہو بعد مرگ چاہتی ہو کہ روح بخوبی تمام جمال
عدیم المثال تمھارا دیکھے اور قبر پر بیٹھنے سے برائے نام وصل ہو جائے اور بعد مرگ اُسی قدر حسرت دیدار
اور تمنائے وصل بر آئے مگر کوئی شخص ایسا نظر نہین آتا ہو کہ وصیت مندرجہ بالا پر میری عمل کریگا کیونکہ بمقتضائے
بیت نہ مونسی نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم + حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم + سچ ہو کوئی بُرے
وقت کا شریک نہین ہوتا ہو اچھا ہمارا ابھی کوئی شریک نہو کسی پر اپنا اختیار نہین نہ ہمکو کسی سے شکایت
ہو فقط ہمکو اپنے نفس پر اختیار ہو جو ہمارا دل چاہتا ہو وہ کرتے ہین ہمسے صدمۂ بار فرقت دلربا اُٹھایا نہین جاتا ہو اور
درد ہجر کی تکلیف سہی نہین جاتی ہو اسوجہ سے مجبور ہوکر ہم اپنی جان ہی دیتے ہین دفتر عشاق مین اپنا بھی
نام لکھواتے ہین حسرتین لیے ہوے دنیا سے جاتے ہین یہ کہکر اپنے ہاتھ کی انگلی سے وہ انگوٹھی اُتاری جسپر
نگینہ ہیرے کا تھا اور انگشتر سے نگینۂ مذکور کو علٰحدہ کرکے اپنے ہاتھ مین لیا اور بجانب قلعہ آتشین سحر دیکھکر اور
بدیع الزمان سے اُس حالت مین مخاطب ہوکر یہ کہا کہ بیت ہم یہ کہاتے ہین جان دیتے ہین + راہ اب ہم
عدم کی لیتے ہین + لو بنیے تمھارے خدا کو تمھین سونپا پروردگار تمھارا جلد وہ دن دکھائے کہ تم اس قید سحر سے
چھوٹ جاؤ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین جاؤ پھر کبھی ساحرون کے دام فریب مین نہ آؤ اپنی جوانی کا لطف
اُٹھاؤ نخل زندگی سے ثمر خوشی پاؤ اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہین دل تو یہ چاہتا تھا کہ تمھارے پاس آکر تمسے
بغلگیر ہوتے اور کچھ شکوہ و شکایت کرتے اور درد مفارقت اپنا ظاہر کرتے لیکن کیا کرین مجبور ہین تم ایسی جگہ
ہو کہ ہم تمھارے پاس کسی طرح آ ہی نہین سکتے کیونکہ تم اس قلعہ آتش سحر مین ہو کہ باوجودیکہ ہم ساحرہ ہین لیکن قلعہ
مذکور مین قدم بھی رکھ نہین سکتے ورنہ تمکو اپنے سینے سے لگا لیتے اور عارض گلرنگ کے بوسے لے لیتے
عجلت مین کچھ کچھ حسرتین دل کی نکال لیتے اور افسوس کہ تم بھی ایسے وقت مین ہمارے پاس آ نہین سکتے ہو
کیونکہ قید سحر سے لاچار ہو لہذا اب ہمارے اور تمھارے ملاقات حشر پر موقوف ہو بغیر حشر بظاہر معلوم
نہین ہوتا کہ ہمسے اور تمسے ملاقات ہو افسوس سامنے ہو مگر ایسا فراق ہو کہ نہ تم ہمین دیکھ سکتے ہو اور نہ ہم
تمکو دیکھ سکتے ہین غرض کہ ہم اور تم دونو بے بس ہین بموجب بیت تمکو شکوہ نہ ہمکو کچھ تکرار + تم ہو بے بس
تو ہم بھی ہین لاچار + یہ کہکر اسقدر روئی کہ تمام دامن آنسوؤن سے تر ہوگیا ہچکی لگ گئی وہ نرگسی آنکھین
کثرت گریہ سے سرخ ہوگئین اسی عالم گریہ و بکا مین وہ نگینہ ہیرے کا اُسنے اپنے دہن مین رکھا اور چاہا کہ اُسے چبا کر نگل
جائے اُسوقت سوسن جادو کر دایہ مخنون جادو کی ہو اور اسنے اُسکو دودھ پلایا ہو اور پندرہ سولہ برس تک پرورش
کیا ہو تقریر اپنی دختر مذکورہ کی سنکے دل اُسکا بھر آیا کلیجہ منھ کو آگیا چشم مین آنسو بھر آئے دل سینے مین بیتاب و بیقرار ہوگیا فوراً اُسکے
منھ سے وہ نگینہ ہیرے کا نکال کر اپنی آغوش مین اُسکو لے لیا اور روکر کہا اے دختر مین نجانتی تھی کہ تو اسقدر عشق بدیع الزمان
مین از خود رفتہ ہو ورنہ تجھکو اسقدر نصیحت نہ کرتی اور تیرے دل دردرسیدہ کو کلمات سخت کہکر نہ دکھاتی خیر اب جو تونے
کیا وہ بہتر کیا اسکا احوال کسی سے بیان نکر مین حتی الامکان تیرے مدعائے دل کے بر آنے مین کوشش کرونگی چونکہ مینے
تجھکو دودھ پلایا ہو اور مثل اپنے فرزند کے تیری پرورش کی ہو نہین چاہتی کہ تو میرے سامنے ہلاک ہو جائے مخنون جادو
نے دایہ کو اپنے حال پر مہربان دیکھکر روکر کہا اے مادر مہربان ہرچند کہ آپکے اشفاق بزرگانہ مین کچھ مجھے کلام نہین ہو

آپکی عنایتون اور مہربانیونکی مین شکرگذار اور ممنون احسان ہون لیکن اسوقت جو آپ ایسے کلمات تسکین
وتشفی کے فرماتی ہین مجھکو یقین ہو کہ محض آپ یہ چاہتی ہین کہ مجنون جادو ہلاک نہ ہو حالانکہ یہ امر نہایت دشوار
اور مشکل ہو میرا زندہ رہنا غیر ممکن ہو اسوقت آپنے میرا مجھکو جانے ندیا اور کسی وقت کوئی شے قسم سم سے کھاؤنگی
اور جان اپنی دیدونگی آپکو میرے زہر کھانے سے خبر بھی نہوگی سوسن جادو نے اسے سینے لگاکر اور بہت پیار
کرکے کہا ای دختر قسم ہو مجھکو خداوندان سامری و جمشید اور دیگر خداوندونکی مینے جو کچھ تجھ سے کہا ہو ایسا ہی کرونگی
تو خاطر جمع رکھ اور امیدوار اپنے حصول مطلب کی رہ جو کچھ مینے کہا ہو خلاف نہین کہا ہو جسوقت سوسن جادو
نے قسم کھاکر یہ تقریر کی مجنون جادو کو کچھ امید ہوئی کہ شاید مدعای دلی میرا دایہ کی کوشش سے بر آئے لیکن
کچھ فکر کرکے پوچھا کیون ای مادر مہربان یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے مقدمے مین کیا کیجیے گا کیونکر در مدعا دستیاب ہوگا
اسنے جوابدیا ای راحت جان من آگاہ ہو کہ مین تو اسقدر سحر مین قوت نہین رکھتی کہ تیرے باپ کے سحر کو دفع
کرون اور تیرے دلربا کو قید سحر سے رہا کرون لیکن ایک تدبیر سوچی ہون وہ یہ ہو کہ میرا فرزند دلبند مبہوت
جادو کہ جو ایک مدت دراز سے مجھ سے جدا ہو کر صحرائے نگارین مین چلا گیا ہو اور وہین فروکش ہو اور سحر بھی
اسنے مجھ سے جدا ہو کر بہت سیکھا ہو قبر سامری اور جمشید پر بھی گیا ہو وہان بوجا پاٹ اسنے بہت کیا ہو اور بہت سے
اشیاے سحر اُسنے ایسی تیار کیے ہین کہ جسسے حریف کو مار ڈالے اور کیسا ہی سحر ہو اُسے رد کردے اور بہت سحر
اسنے ایسے یاد کیے ہین اور تیار رکھے ہین کہ جو نادر و نایاب ہین پس مین ایک خط اسکو لکھتی ہون اور طائر سحر کو
دیکر روانہ کرتی ہون جب وہ خط اُسے پہونچیگا یقین ہو کہ وہ بہت جلد یہان آئیگا مین اُس سے کہونگی کہ
عقرب جادو کے سحر کو دفع کر اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کر اور اپنی بہن مجنون جادو پر احسان
کر عجب نہین کہ وہ منظور کرے اور تیرے باپ کے سحر کو دفع کرے اور تیرا مدعای دلی بر آئے مجنون جادو
یہ گفتگو سوسن جادو کی سنکے کو نہ خوش ہوئی اور اُسی عالم خوشی مین اپنی دایہ کے سینے سے لپٹ گئی اور بولی کہ ای
مادر مہربان اگر تدبیر مذکورہ سے میری مراد دلی بر آئی تو میری زندگی ہو جائیگی اور بھائی مبہوت جادو کی مین
لونڈی ہو جاؤنگی تمام زندگی اُنکے احسان سے سر نہ اٹھاؤنگی سوسن جادو نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیکے
کہا واری تو خاطر جمع رکھ اور دل کو اپنے شاد رکھ امید قوی ہو کہ حسب دلخواہ تیرے مبہوت جادو تدبیر کریگا
یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور قلمدان الماری سے نکالکر پاس مجنون جادو کے بیٹھی اور ایک پرچہ قرطاس پر
اپنے فرزند مبہوت جادو کو اسطرح لکھنے لگی برخوردار نیک کردار خجستہ خو مبہوت جادو خداوند سامری و
جمشید دراز کرین عمر تیری۔ بعد دعاے فراوان اور شوق دیدار فرحت آثار کے تجھکو معلوم ہو کہ تا رقیمہ ہذا گو کہ
مین زندہ ہون لیکن عجب اک صدمۂ تازہ مین مبتلا ہون امید ہو کہ صدمہ مذکور کا دفعیہ تجھسے ہو سکے اور مین اور
تیری ہمشیرہ مجنون جادو دونون قید رنج و غم سے رہائی پائین پس بمجرد دیکھنے اس تحریر کے بلا تامل اس طرف
روانہ ہونا اور میرے پاس نہ آنا بلکہ صحراے خارستان جو میرے مسکن سے دو کوس پر واقع ہو اسمین آکر ٹھہرنا
اور اپنے آنے سے مجھے اطلاع دینا کیونکہ یہان آنا تیرا ایک مصلحت سے اچھا نہین ہو اور وہ مصلحت وقت تیرے
آنے کے تجھ سے کہدی جائیگی فقط زیادہ دعا یہ عبارت لکھکر قرطاس مذکور کو ملفوف کیا اور سرنامہ پر اپنا نام
لکھا بعد ازان کچھ اسماے سحر زبان پر جاری کیے اور دستک دی فوراً ایک طائر خوش الحان مانند بلبل کے نغمہ سرائی
کرتا ہوا پرواز کنان سمت صحراے پیدا ہو کر عنقریب سوسن جادو کے آیا اور بزبان فصیح اُسنے عرض کیا ای

سوسن جادو نے اسوقت مجھکو کیون طلب کیا ہو اگر کوئی کام ہو تو بیان کرو کہ مین اُسی ابھی بجا لاؤن سوسن
جادو نے کہا ای طائر سحر مینے تجھکو اسواسطے بلایا ہو کہ یہ خط میرا میرے فرزند مبہوت جادو کو صحرائے نگارین
مین کہ وہ وہان کا حاکم ہو جلد پہونچادے اُسنے عرض کیا بس یہی کام ہو دایۂ مذکور نے کہا ہان یہی ضرورت ہو
اُسنے وہ خط اپنے منقار مین لے لیا اور پرواز کرکے جانب صحرائے نگارین روانہ ہوا یہان بعد روانہ ہونے
طائر سحر کے سوسن جادو نے کہا ای مجنون جادو دیکھ تو کثرت ضعف سے تیرا کیا حال ہو اسوقت کچھ
طعام کھالے تاکہ اُسکی قوت سے طاقت نشست برخاست ہو کھانا غذا کا باعث حیات ہو اور سوا اسکے ترک
آب وغذا سے علاوہ ضعف وہلاکت کے دشمنون کی طعن وتشنیع کا بھی خیال ہو مجنون جادو نے اپنی دایہ
کو رو کر یہ جواب دیا کہ بمقتضائے

نظم

تجھین بتلاؤ کھاؤن کیا کھانا
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہو
گریہ طوفان اٹھایا چاہتا ہو
درد ل سینہ زوری کرتا ہو
وحشت دل ہو سلسلہ جنبان
یہ مکان ہو کہ حبس خانہ ہو
مرغ جان کو ہو خانہ باغ قفس

ہو خرام اشکو آب اور دانہ
راہ دن چشم منتظر وا ہو
اشک خون رنگ لایا چاہتا ہو
درد سے ارتباط بڑھتا ہو
طوق وزنجیر پہنون ہو ارمان
دل ہو مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہو بدتر از محبس

ٹھنڈی سانسون سے ربط بھاتا ہو
طائر خواب شکل عنقا ہو
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہو
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہو
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہو
بھاتا ہو وحشیون سے یارانہ

سوسن جادو نے اسے اپنے
گلے سے لپٹا کر کہا واری جو تو کہتی ہو سچ ہو عشق مین یہی حال ہوتا ہو لیکن ضبط کر اور جادۂ صبر پر قدم رکھ اکل و
شرب سے انکار نکر اور اپنی مراد دلی بر آنے کی امید قوی رکھ طائر سحر خط میرا ابھی لیکر میرے فرزند کے
پاس گیا ہو یقین ہو کہ وہ بہت جلد آئیگا تیرے محبوب کو قید سحر سے رہا کریگا اور محبوب تیرا تجھسے ملیگا بشرطیکہ
عقرب جادو اور سوفار جادو کو خبر نہو ورنہ جنگ عظیم ہوگی باہم لڑائی سحر کی ہوگی قیامت برپا ہوگی اسوقت
دیکھیے کون فتحیاب ہو اور کون قتل ہو جو سحر مین غالب ہوگا وہی اپنے حریف کو قتل کر ڈالیگا اب تجھکو لازم
ہو کہ آب وطعام سے اکراہ نکر اور اپنی امید دلی کے بر آنے کے واسطے دعا کر حالانکہ مینے تیری محبت
والفت مین اپنے نور نظر اور پارۂ جگر کو طلب کیا ہو اور وہ یہان اگر میرے کہنے پر عمل کریگا اور تیری خاطر
سے اس کار خطرناک کا انصرام کریگا لیکن مین تیرے باپ اور شاہ ساحران سوفار جادو سے اور تیری
مادر ناگن جادو سے ڈرتی ہون اگر یہ سب میرے فرزند سے آمادہ جنگ ہونگے تو اسکا زندہ رہنا مشکل
ہوگا گو کہ وہ بھی سحر وساحری مین زبردست ہو مگر ایک ہی ہو اور دو تین ساحران نامی دو تین ہی مین
خداوند سامری وجمشید ایسا کرین کہ تیری مراد حسب دلخواہ بر آئے اور میرا بچہ بھی دشمنون کی شر سے محفوظ رہے
مگر دشمنان مذکورے سحر مین غالب نہوا اور قتل ہو گیا تو میرا عصائے ضعیفی میرے ہاتھ سے گیا اور آنکھون کا
نور جاتا رہا زندگی کا لطف نرہا بے اجل مرجاؤنگی داغ فرزند لیکر دنیا سے جاؤنگی تیری محبت کا حق ادا
کر جاؤنگی مجنون جادو نے کہا ای اور مہربان اگر اس باب مین میرے بھائی مبہوت جادو کی جان
کا خوف وخطر ہو تو ہرگز وہ اس مقدمہ مین دخل ندین مجھے یہ منظور نہین کہ میرے واسطے اُنکی جان جاے
اور آپ بھی انکے غم مین ہلاک ہو جائین آپ اور وہ مجھکو مبتلائے غم والم رہنے دین بلکہ اس صدمہ جانکاہ

مین مرجانے دین سوسن جادو نے اُسے پیار کرکے کہا اے دختر حالانکہ مجھکو میرا فرزند عزیز ہی اور اُسکی ہلاکت منظور نہین ہر لیکن تیرا بھی یہ صدمہ و اندوہ مجھسے دیکھا نہین جاتا ہر اگر وہ فرزند ہر تو تو بھی تو میری دختر ہر ہان فرق اتنا ہر کہ وہ میرے بطن سے ہر او مینے صرف تجھکو دودھ پلایا ہر اور پندرہ سولہ برس تک تیری پرورش کی ہر پس نہین ہوسکتا کہ تجھکو اس مصیبت مین مبتلا دیکھون اور اپنے فرزند کی جان کا خیال کرون اگر اُسکی زندگی ہوگی تو بہا ورنہ وہ تیری محبت مین حق برادری سے ادا ہوکر مارا جائیگا یہ کہکر بصد منت اُسے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور بہت سے کلمات تسلی و تشفی کے کہے جس سے گونہ مجنون جادو کو امید ہوئی کہ میرا مطلب دلی بر آئیگا یہان تو سوسن جادو مجنون جادو کی دلداری مین مصروف تھی لیکن اب احوال اُس طائر سحر کا بیان کیا جاتا ہر کہ جو سوسن جادو سے خط لیکر طرف صحراے نگارین کے گیا ہر جب وہ طائر مذکور سوسن جادو سے خط مذکور لیکر روانہ ہوا جلد راہ طے کرکے ایک صحراے وحشت انگیز مین پہونچا جسکی ادنے کیفیت اور حال یہ ہر کہ بموجب **نظم**

طول مین عمر خضر جاد اتھا	جب اڑاتی تھی باد تند غبار
وہ حرارت وہ فصل تابستان	منزلون تک تمام ریگستان
ذرے ذرے مین تابش خورشید	ہر گڑھے مین تنور سی حدت
دامن دشت پر سحاب و غبار	صورت ابر سحر آتش بار
آسمان اسکا اک بگولا تھا	کالی آندھی کے صاف تھے آثار
شرر افشان چنار سان ہر بید	ہر بگولا الاؤ کی صورت

طائر سحر مذکور اس صحرا کو اور وہان کی وحشت و حرارت کو دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ ہوش اُسکے اڑ گئے مگر چونکہ طائر سحر فرستادہ سوسن جادو تھا اسوجہ سے جلکر خاک نہوا ورنہ اگر اور کوئی پرند یا چرند ہوتا تو فوراً جلکر خاک ہو جاتا کیونکہ مبہوت جادو اسی صحرا مین رہتا تھا اور وہ صحرا اُسکے سحر سے سحر بند تھا اور بوجہ اُسکے اسقدر اسمین حدت و حرارت اور وحشت تھی کہ زہرہ شیر کا بھی اُسے دیکھنے سے آب ہوتا تھا کوئی طائر اور کوئی وحشی اسطرف نہ آتا تھا ہواے گرم سحر وہان اسقدر چلتی تھی کہ لون بھی اُسکی نسبت ہواے سرد و خنک تصور کیجاتی تھی وہ سناٹا اُس صحراے پرہول کا کہ اگر رستم و اسفندیار کہ جنہون نے راہ ہفت خوان طے کی تھی وہ بھی اس صحرا مین قدم رکھتے تو کثرت خوف سے زہرے اُنکے آب ہو جاتے اور ڈر سے دل سینے مین دہل جاتے اور مانند خس و خاشاک جل جاتے قوت و طاقت کچھ کام نہ آتی شجاعت و جوانمردی جھک کے آداب و تسلیم کرکے اُنسے رخصت ہو جاتی مثل بزدلون اور نامردون کے ادہر بھاگنے کا کرتے الحاصل طائر سحر بدشواری صحراے مذکور کو کچھ طے کرکے اُس کوہ بلند کے قریب پہونچا جو اُس صحرا مین واقع تھا اور اسکے درہ مین مبہوت جادو مسکن گزین تھا طائر سحر مسطور نے دیکھا کہ مبہوت جادو فرش سنگ پر بیٹھا ہوا ہر مگر پریشان خاطر ہر ادہر اُدہر دیکھ رہا ہر سامنے اسکے الاؤ لگا ہر دھونی ہو رہی ہر کانور اور گوگل وغیرہ کا بخور دے رہا ہر کچھ اسماے سحر پڑھ رہا ہر سر جھاڑ منہ پھاڑ وحشیانہ بیٹھا ہوا ہر بڑے بڑے کالے کوڑیالے سانپ اُسکی گردن اور بازو سے لپٹے ہین پیشانی پر قشقہ سیندور کا ہر بازو پر کھنو رجندن کے نشان ہین صورت اُسکی مہیب ہر بار بار یا سامری اور یا جمشید کے نعرے کرتا ہر اور کبھی کہتا ہر یا خداوندان سامری و جمشید آج کیا سبب ہر کہ تمہارے اس بندیکا دل بہت گھبراتا ہر کچھ کچھ دل پر صدمہ بھی ہر یہ صحرا کہ ایک مدت دراز سے تمہارے اس بندیکا مسکن ہر آج کیا وجہ ہر کہ گویا کاٹے کھاتا ہر دل یہی چاہتا ہر کہ یہان سے اُٹھون اپنی مادر گرامی قدر کے پاس جاؤن نہین معلوم اُنکا کیسا مزاج ہر دل کو میرے تردد ہر طبیعت نہایت پریشان ہر چاہتا ہون کہ مجھے اپنی قدرت سے حالات مادر مہربان سے آگاہی دیجئے ہنوز

مبہوت جادو دیوانہ وار ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور اپنے خداوند سامری و جمشید سے عرض کر رہا تھا ناگاہ طائر سحر
اسکے روبرو گیا اور اُسنے وہ خط اپنے منقار سے روبرو مبہوت جادو کے ڈالدیا اور بزبان فصیح کہا ای مبہوت جادو
یہ خط تیری مادر سوسن جادو نے تجھے لکھا ہی اسکو پڑھ لے اُسنے خط اُٹھا کر اُس سے پوچھا مادر میری خیریت سے تو ہی کسی طرح کا اسکو
رنج و صدمہ تو نہیں ہی اور بہن میری مجنون جادو دختر عقرب جادو تو اچھی ہی اُسنے جوابدیا ان باتون سے مجھے آگاہی نہیں ہی
یہ کہکر وہ طائر سحر وہانسے روانہ ہو کر بعد قطع راہ پاس سوسن جادو کے آیا اور کہا کہ مین تمہارا خط تمہارے لڑکے کو دے آیا اب
مجھکو کیا حکم ہوتا ہی اُسنے کہا اب تم جاؤ طائر ایک طرف چہچے کرتا ہوا روانہ ہوا لیکن اب حال مبہوت جادو کا لکھا جاتا ہی
کہ جب طائر سحر مذکور خط دیکر چلا گیا مبہوت جادو نے فی الفور گھبرا کر اسکے لفافہ کو دیکھکر اور چاک کر کے خط نکالا اور
تمام خط کی عبارت ابتدا سے انتہا تک پڑھی بعد پڑھنے کے خود بخود کہنے لگا ای مبہوت جادو میری مادر نے یہ مجھے کیا
لکھا ہی کہ ہم اور تیری ہمشیرہ مجنون جادو صدمہ و غم مین گرفتار ہین اور تو ان صدمات کو دفع کر سکتا ہی اور دیکھتے ہی
اس تحریر کے ادھر آنا اور میرے پاس نہ آنا صحرا مین قیام کر کے مجھے اپنی اطلاع دینا یہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی نہین معلوم
وہ کس بلا مین مبتلا ہی کہ اسطرح اُنھون نے لکھا ہی یہ کہکر اسقدر گھبرایا اور پریشان خاطر ہوا کہ اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھا
اور جھولی اپنے اشیائے سحر کی اُٹھا کر اپنے دوش پر رکھی اور وہ اشیائے نادر و نایاب سحر کے جنکو اُسنے قبر سامری و جمشید پر بیٹھکر
چلہ کشی کی تھی اور بہزار محنت و مشقت تیار کین تھین وہ اشیا گھبراہٹ مین اپنے ہمراہ نہ لین اسی درہ کوہ مین رکھی رہین اور
اسی عالم اضطرار مین جلد تر تخت سحر پر سوار ہو کر وقت شب باخاطر پریشان اپنی مادر مہربان کی طرف روانہ ہوا بعد
قطع راہ اسی صحرا مین جس مین اسکی مان نے اُسے ٹھہرنے کو لکھا تھا اُسی دشت مین آیا اور ایک شجر سایہ دار
کے نیچے اپنا تخت سحر اُتارا اور بغیر توقف جھولی مین سے اشیا سحر نکالنا اچھا نجان کر اور باعث دیر ہونے کا
خیال کر کے اسی درخت سے ایک برگ سبز توڑا اور اُسکو اپنی مشت مین لیکر کچھ اسمائے سحر اسپر دم کئے پھر مٹھی کو جو کھولا تو وہ
برگ اک طائر سبز رنگ بنکر پرواز پیدا کر کے ہاتھ سے اسکے نکل کر اُڑا اور بزبان فصیح گویا ہوا ای مبہوت جادو کیا حکم ہی
اُسنے کہا جلد باغین عقرب جادو کے جا اور میری مادر مہربان سوسن جادو سے یہ کہ آکہ مبہوت جادو حسب
الطلب آیا ہی صحرا مین مقیم ہی آپ جلد آئین اور جو کچھ کہنا ہو کہین کہ مین منتظر ہون طائر مذکور یہ سنکے پرواز کنان وہانسے
روانہ ہوا اور قصر مین مجنون جادو کے اسوقت آیا کہ سوسن جادو مجنون جادو کو تسلی و تشفی دے رہی تھی
اور وہ آبدیدہ ہو کر کہہ رہی تھی کہ ای مادر مہربان ابھی تک ہمارے برادر مبہوت جادو نہین آئے دیکھئے آتے ہین
یا نہین اور مجھ بدنصیب کی اعانت پر کمر باندھتے ہین یا نہین وہ جواب مین اُسکے کہہ رہی تھی ای دختر ذرا اپنے دلکو سنبھال
زیادہ رنج و ملال نکر بھائی تیرا آتا ہی ہوگا امید قوی رکھ کہ وہ تیرے محبوب کو زندان سحر سے رہا کریگا تیرا مدعائے دلی بر آئیگا
ہنوز سوسن جادو یہ کہہ رہی تھی کہ طائر سبز رنگ نے بزبان فصیح اُس سے کہا کہ ای سوسن جادو آگاہ ہو کہ مبہوت جادو
حسب الطلب تمہارے صحرا مین آیا ہی اور تمہارا منتظر ہی یہ تقریر اُس طائر بنظیر کی سوسن جادو اور مجنون جادو سنکے
خوش ہوئین طائر تو یہ کہکر قصر سے نکلا چلا گیا اور مبہوت جادو کے پاس جا کر اُسنے کہا مین حکم آپکا بجا لایا اب میرے
باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی مبہوت نے بنظر سحر اسے دیکھا وہ طائر ویسا ہی برگ درخت ہو کر زمین پر گر پڑا
مبہوت جادو تو زیر درخت صحرا مین بیٹھا ہی مگر اب حال سوسن جادو درج کیا جاتا ہی کہ جب اسنے زبانی طائر سحر کے
سنا کہ مبہوت جادو آیا ہی فوراً ایک تخت سحر تیار کیا اور چونکہ وہ وقت نصف شب کا تھا ناگن جادو اور سہیلیان مجنون جادو
کی اپنے اپنے قصر و مقام خواب مین استراحت پذیر تھین اور غافل سو رہین تھین ایسے وقت مین سوسن جادو و مجنون جادو

کو اسی تخت سحر پر بٹھا کر نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے اپنے باغ سے روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ اُسی دشت مین پہونچی اور تخت سحر سے زمین پر آئی مجنون جادو بھی اتری مبہوت جادو کہ بیٹھا ہوا انتظار اپنی مادر کا کر رہا تھا دیکھتے ہی اپنی مانکو بے اختیار اُٹھا اور بعد بندگی قدم پر اپنے مادر کے سر جھکایا اُسنے اُسکے سر کو سینے سے لگایا اور بہت پیار کرکے مزاج پوچھا اسنے کہا مین آپکی دعا اور عنایات خداوند سامری سے اچھا ہون آپ اپنے مزاج کی کیفیت سے اطلاع دیجے سوسن نے جواب دیا ای فرزند زندہ تو ہون مگر عجب صدمہ و رنج مین مبتلا ہون اب تجھ سے کہونگی اور رفع رنج کی تدبیر پوچھونگی یہ کہکر خاموش ہوی اس اثنا مین مجنون جادو نے بوجہ چھوٹے ہونے کے مبہوت جادو کو بندگی کی اور کہا بھائی ہمتو ایک مدت سے تمہارے دیکھنے کے نہایت مشتاق تھے آنکھونکو تمہارے دید کی حسرت تھی شکر ہے کہ آج تمکو دیکھا غنچہ دل شگفتہ ہوا اسنے اسکو دعاے ترقی عمر دیکر پوچھا ای بہن یہ تو بتاؤ کیا آجکل تم کچھ بیمار رہو چہرہ تمہارا نہایت زرد ہے ضعف و ناتوانی از حد ظاہر ہوتا ہی نہایت لاغر و زار ہوگئی ہو یا کوئی باعث ہے کہ جسکی وجہ سے یہ تمہاری حالت ہوگئی ہے مینے تمکو کبھی ایسا نحیف و ناتوان نہین دیکھا تھا اسنے و ڈر کر مبہوت جادو سے گلے ملکر کہا ای بھائی مین اپنی کیفیت خود کیا کہون تم ہماری مادر مہربان سے دریافت کرلو یہ بخوبی ہمارے حال زار سے آگاہ ہین اسنے بعد گلے ملنے کے مجنون جادو سے کہا ای بہن اچھا مین دریافت کرونگا ابھی یہان بیٹھنے کی کچھ درستی کرلون یہ کہکر دو چار نارنج و ترنج اور کچھ کالا سوت اور رائی کے دانے اپنی جھولی سے نکالے اور کچھ لکڑیان جنگل کی اُٹھا کر جابجا زمین مین انکو گاڑ کر وہ کالا سوت انپر اوپر سے اُدہر تک تان کر رائی کے دانون پر اور اُن نارنج اور ترنج پر افسون دم کرکے اُن لکڑیون پر مارنا شروع کیا اُسوقت مجنون جادو اور سوسن جادو نے دیکھا کہ پہلے تو اُن لکڑیون مین کچھ دھوان اور تاریکی پیدا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے جب وہ دھوان اور تاریکی دفع ہوگئی اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک قصر عظیم الشان لائق شاہونکے رہنے کے اور کئی مراتب کا انواع و اقسام کی آرائشون اور زینتون سے آراستہ نظر آیا اُس قصر سحر کی مختصر یہ ثنا ہے کہ بموجب

نظم

تھا عجب ایک قصر مینا کار
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
مشرق آفتاب تھا وہ مکان
غیرت افزاے ابر نوروزی
تھی جواہر سے اک بھری دیوار
کاخ گردون سے بھی وہ اعلیٰ تھا
بھری تھی صبح کی سفیدی وان
طاق کسریٰ سے حسن مین وہ چند
ہمسر قصر دُرِّ بیضا تھا
سائبان تھا ہر ایک زردوزی

شیشہ آلات کا کیا ذکر کیا جاے ایسے صدہا جھاڑ صاف و شفاف اُسمین قرینہ کے ساتھ آویزان تھے کہ سفیدی نور سحر بھی اُنکی صفائی سے شرمندہ ہو کنول اُنمین وہ بلورین منقش تھے کہ اگر مانی و بہزاد انکو دیکھ لیتے تو حیرت سے مثل تصویر خاموش رہتے شمعین اُنمین مومی و کافوری اسطرح روشن و منور تھین کہ روشنی مشعل ماہ آگے اُنکی ضیا کے شرمندہ تھی بہت سے آئینے قد آدم طریقے کے ساتھ قصر مذکور مین دکھائی دیتے تھے وہ ایسی چمک مین صاف و روشن تھے کہ برق اُنھین اگر دیکھتی تو شرمندہ ہو کر منھ اپنا دامن ابر سے چھپا لیتی نہین نہین وہ آئینے رشک رخسار شاہدان حلب تھے ہر آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا یا صفائی مین بے تکلف دل سکندر تھا ہر اک خانہ آئینہ مظہر انوار تھا یا موج اُن آئینہ با صفا کی مانند موج شعلہ طور کے تھی ہر اک جھاڑ کو دیکھکر ثابت ہوتا تھا کہ سبع سیارہ ایک جا مین دیوار گیریون پر طرفہ بہار تھی گویا ہر اک پستان شاہد دیوار تھی دو شاخے کنول اسطرح نظر آتے تھے گویا دست دعا بلند تھے قصر مذکور مین علاوہ شیشہ آلات بیش بہا کے وہ مرقع تصاویر بھی جا بجا ساتھ قرینے کے نظر آتے تھے اگر اُن تصاویر کو حور و پری بھی اک نظر دیکھتے تو اپنے حسن و جمال کو ہیچ اور برا جانتی الغرض کہانتک اُس قصر اور اُسکی زینت اور آرایش کی تعریف کیجاے کہ قلم دفتر رقم اسکے اوصاف مین عاجز ہے کیونکہ وہ قصر اور اُسکی آرایش و زینت سحر سے تھی اور سحر بھی کسکا تھا کہ مبہوت جادو

حاکم صحرائے نگارین کا تھا مجنون جادو اس قصر اور اس آرایش و زینت کو دیکھکر متحیر ہوکر خوش ہوئی اور مسکرا کر کہا
واہ بھائی صاحب کیا آپ نے اپنے سحر سے قصر بے مثل و بے نظیر تیار کیا ہی اسکی تعریف ہو نہین سکتی اور اسقدر جلد سحر کر کے
بنایا ہی کہ مجھے حیرت ہوگئی مہبوت جادو نے جواب دیا اِی بہن یہ کیا سحر ہی سحر تمنے ابھی میرے دیکھے نہین یہ تو ایک ادنے
سا شعبدہ ہی ہان اگر کہین سحر کرنے کی ضرورت ہوگی یا کسی حریف سے مجھسے مقابلہ ہوگا اوسوقت میرے سحر کی کیفیت
دیکھنا کیونکہ اک مدت دراز گذری ہی کہ مین گھتے اور اپنی مادر مہربان سے جدا ہوکر قبور سامری و جمشید خداوندون پر جا کر بڑی
بڑی محنت اور مشقت کر کے سحر مینے پڑھے ہین اور اشیائے سحر تیار کئے ہین اور بڑے بڑے نامی ساحرون سے سحر یاد کیے ہین
مجنون نے کہا ای برادر فی الواقع آپنے بڑی محنت کی ہوگی جب تو اسقدر آپکو سحر و ساحری مین کمال حاصل ہوا ہی سامری
اور جمشید آپ کو نظر بد سے بچائین یہ کہکر خاموش ہوئی مہبوت جادو اپنی مادر سوسن جادو اور اپنی بہن مجنون جادو
کو ہمراہ لیکر اس قصر سحر مین داخل ہوا اور فرش نفیس پر انکو بٹھا کر خود بھی بیٹھا جھولی اپنے اشیائے سحر کی دوش سے اتار کر
رکھدی اور اپنی مادر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب آپ ہماری بہن کے حالات سے مجھے اطلاع دیجیے انکی یہ حالت
کیون ہوگئی ہی یہ تو خود بیان نہین کرتی ہین آپ ہی انکا احوال اظہار کیجیے سوسن جادو نے ایک آہ کر کے کہا ای فرزند
دلبند اس دختر کا عجب حال ہی ملال ہی محض اسکے دفع غم کی تدبیر کیواسطے مینے تجھکو طلب کیا ہی اب ابتدا سے اسکے حال
تجھے باخبر کرتی ہون زرا گوش دل سے سماعت کر یہ دختر بموجب قاعدہ قدیم اپنی مادر ناگن جادو سے اجازت لیکر
میرے قصر مین میرے پاس رہا کرتی تھی اور خوش و خرم اپنی سہیلیون نرگس جادو وغیرہ سے کھیلا کرتی تھی کسیکا اسکو
خوف اور خیال نہ تھا اور کوئی رنج و غم اسکو نہ تھا اتفاقاً ایکروز مین اسے اسکی سہیلیون کے پاس چھوڑ کر واسطے ایک کام
کے تخت سحر پر سوار ہوکے گئی تھی جب وہان سے آئی اسکی حالت عجیب دیکھی کہ مین گھبرا گئی حالانکہ پیشتر اسکی دو چار
روز سے طبیعت کچھ سست تھی مگر اسروز تو وہ حالت اسکی متغیر مینے دیکھی کہ حواس میرے جاتے رہے دل سینے مین تپنا
اور بیقرار ہو گیا بے اختیار اشک آنکھون سے نکل آئے ہر چند مینے اس سے اور اسکی ہمجولیون سے پوچھا کہ باعث اسکی
بد مزگی مزاج کا کیا ہی لیکن کچھ کسی سے ظاہر نہوا اور روز بروز اسکی حالت ابتر ہوتی گئی مین نے پریشان خاطر ہوکر اسکی مادر
ناگن جادو اور اسکے باپ عقرب جادو کو اسکے حالات سے اطلاع دی وہ بھی اسکی حالت زار دیکھکر
نہایت پریشان خاطر ہوے ہر چند انھون نے بھی اس سے بسبب ناسازی مزاج پوچھا لیکن اسنے بھی مفصل کچھ حال
بیان نکیا آخر کار ایک روز مینے اسکو دھمکایا اور کہا مین تیرے باپ عقرب جادو اور شاہ ساحران سوفار جادو
کے پاس جاتی ہون اور کتاب سامری مین تیری اس حالت کا باعث دریافت کرتی ہون یا اوراق خداوند جمشید
مین تیرے سبب ناسازی مزاج کو دیکھتی ہون اسوقت کچھ اسنے ایسی تقریر کی کہ جس سے کچھ حال اسکا معلوم ہو
بعد اسکے جب مینے بمنت و دلداری اس سے پوچھا اسوقت اسنے راز اپنے دلکا اور باعث اپنی بد مزگی مزاج کا
اسطرح بیان کیا کہ ایکروز میرا پدر عقرب جادو وحسب الحکم سومار جادو ایک نوجوان مسلمان بدیع الزمان
کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے اپنے باغ مین لایا اسوقت مین باغ مین خرامان تھی مینے اسکی صورت دیکھی اور جوان
مذکور پر شیفتہ اور فریفتہ ہوگئی اور ایسی صورت اسکی دل کو مرغوب ہوئی کہ بے اختیار مین نے دل اپنا اسکو دیدیا
لیکن باپ سے کچھ بس نچلا کہ اس جوان کو قید نہونے دے اسکا بیان ہی کہ مین چھپی کھڑی ہوئی دیکھا کی کہ عقرب جادو
نے ایک کمرہ مین اس جوان کو صندوق مین بند کر کے گرد اسکے ایسا سحر تیار کیا کہ وہ قلعہ آتش ہو گیا اور گرد اسکے
خندق ظاہر ہوئی اور خندق بھی پر آتش تھی ابتک وہ قلعہ آتش موجود ہی اور اسکو گردش ہی شعلے اس سے نکلتے ہین

اور بلند ہوتے ہین اور صدہا طائران سرخ رنگ ہین کہ اُس قلعہ آتشین مین ہین اور بار بار دو چار انمین سے نکلتے ہین اور آواز اسطرح دیتے ہین کہ خبردار باش اور دور باش اور پھر اُس قلعہ آتشین مین چلے جاتے ہین اور اُس قلعہ آتش سحر کی ایسی حرارت اور حدت ہی کہ غیر ساحر اور کوئی دشمن عقرب جادو اُسکے قریب آنہین سکتا ہی غرض جوان مذکور کو عقرب جادو قید کرکے اپنی اس دختر سے خود بخود کہنے لگا کہ اب یہ جوان مدام اس قید مین رہیگا تا وقتیکہ مین نہ قتل ہونگا جبتک یہ قلعہ بدستور رہیگا اِس نے اُس سے پوچھا کیا آپکو قتل ہونیکا خیال ہی کوئی دشمن آپکا ہی جو آپ ایسے ساحر کو قتل کریگا اسنے کہا ای دختر یہ جوان فرزند حمزہ صاحبقران ہی نام اسکا بدیع الزمان ہی اور حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اور عیار اُسکا خواجہ عمرو ہی پس سوائے حمزہ اور خواجہ عمرو کے کہ وہ عیار بلائے روزگار ہی اور مین کسی سے نہین ڈرتا ہون یہ کہکر وہ سوفار جادو کی خدمت مین چلا گیا اُسی روز سے یہ بہن تمھاری جوان مذکور کے عشق مین نالان و گریان ہی ایک روز اسنے غضب ہی کیا تھا ہیرے کا نگ منہ مین اپنے رکھکر قصد اُسکے چبانیکا کیا تھا مینے اسکے منہ سے نکال لیا اور بہت اِسکو تسلی دی اور کہا تو نہ گھبرا مین تیرے بھائی مبہوت جادو کو طلب کرتی ہون وہ یہان آکر عقرب جادو کے سحر کو برطرف کرکے اُس جوان کو قید سے رہا کریگا اور تجھ سے ملا دیگا یہ کلام میرا سنکے اِسکو نہ خوشی ہوئی اور جان اپنی دینے سے باز رہی ورنہ ابتک یہ اُسکے فراق مین مرجاتی استخوان تک اِسکے خاک ہو جاتے پس ای فرزند دلبند تمکو لازم ہی کہ ایسے وقت مین اپنی بہن کی اعانت کرو اور اُس قلعہ آتش سحر کو نیست و نابود کرکے اُس جوان کو قید سے رہا کردو تاکہ باعث اسکی خوشی کا ہو مبہوت جادو تمام تقریر اپنی اور کی سنکے اور خوب سمجھ کے کہنے لگا ای مادر ہماری بہن نے یہ فعل نہایت برا کیا ہی خلاف اپنے دین اور آئین کے اور خلاف عقل و فہم یہ فعل اِنسے سرزد ہوا ہی اِنکو ایسا لازم نہ تھا اِنکو کچھ شرم و حیا بھی مانع فعل مذکور نہوئی عجب فعل بد پر انھون نے کمر باندھی ہی کچھ پاس آبرو و عزت بھی نکیا افسوس ہزار افسوس کیا حرکت نالائق کی ہی مجھکو نہایت ملال ہوا یہ ننگ خاندان پیدا ہوئین بن بیاہے پن مین ایسے فعل زشت و زبون پر انہون نے کمر باندھی ہی بہت برا کرتی ہین میری رائے یہ ہی کہ اپنے اس فعل قبیح سے باز آئین اپنی آبرو اور عزت نہ گنوائین اپنے دین کا بھی لحاظ کرین سامری پرست ہوکر ایک مسلمان بے دین سے محبت نکرین خداوند سامری و جمشید وغیرہ کو غضب مین نہ لائین اپنی ان باتون سے کارہ ہوکر توبہ کرین بدنام و رسوائے خلق نہون اور مجھسے یہ کام نہین کیونکہ یہ کام اول تو سخت ہی دوسرے ایک مسلمان کو رہا کرنا اور قید سے چھڑانا اچھا نہین سوسن جادو نے جواب دیا ایفرزند جو کچھ کہ تونے کہا بیشک سچ ہی لیکن اگر وہ جوان رہا نہوگا تو یہ بہن تمھاری مرجائیگی اُسکے فراق مین اپنی جان دیدیگی اگر تجھکو یہ منظور ہی کہ مجنون جادو مرجائے تو اچھا اُس جوان کو قید سحر سے نہ چھڑا مین اسکے واسطے اور کوئی تدبیر کرونگی یا خود رد سحر عقرب جادو مین کوشش کرونگی اگر رد سحر اُسکا نہو سکیگا تو اُسی آتش سحر مین گرکے مرجاونگی اور گرنے کے وقت اِسکو بھی اپنے ساتھ لیلونگی یہ اور مین دونو اس آتش سحر مین گرکے مرجائینگے قصہ پاک ہو جائیگا مجھکو ای فرزند تجھسے امید نہ تھی کہ مین تجھسے اس امر اعانت کی خواستگار ہونگی اور تو اعانت سے انکار کریگا اور میرا کہنا نہ مانیگا حق مادری کا بھی کچھ خیال نکریگا بیٹے تجھکو نو مہینے تک اپنے پیٹ مین رکھا ہی جب تو پیدا ہوا تجکو دودھ پلایا طرح طرح کی مصیبت

اور سختیان تیرے پرورش کرنے مین اٹھائین ہین جب تجھکو اتنا بڑا کیا ہی افسوس ہزار افسوس مطلق تو نے
میرے حق مادری کا اور میرے کہنے کا خیال نکیا اور اپنی بہن کی یہ حالت دیکھکر کچھ اُسپر رحم نکیا آج سے تجھکو مجھے
امید کسی طرحکی نرہی یہ کہکر **سوسن جادو** رونے لگی اور **مجنون جادو** بھی اپنی مراد نہ بر آنے سے مایوس
ہوکر زار زار اشکبار ہوی اُسوقت **مہوت جادو** نے کچھ سوچ کر اپنی مادر سے کہا ای مادر مہربان کیا
کہون آپکی یہ تقریر سنکے اور بہن کی یہ حالت دیکھکر مجبور ہوکر کہتا ہون کہ خیر اس کام کا انصرام کرونگا اب آپ
نہ روئین اور بہن **مجنون جادو** تم بھی گریہ نکرو تمھارے رونے سے مجھکو رنج ہوتا ہی محض تمھاری خاطر سے
اور والدہ کے ارشاد سے تمھارے باپ کے سحر کو رد کرونگا اور اُس جوان مسلمان کو قید سحر سے رہا
کرکے تمھارے حوالے کرونگا حالانکہ اسمین بہت محنت و مشقت کرنی ہوگی مگر تمھاری وجہ سے سب سختیان
اٹھاؤنگا تم خاطر جمع رکھو اور دل کو اپنے خوش و خرم رکھو اگر چاہا خداوند سامری و جمشید نے تو کل اُس جوان
کو قید سحر سے رہا کردونگا اب تم یہانسے ہمراہ والدہ کے اپنے باغ مین جاؤ اور براحت آرام کرو کسی سے اس
امر کا اظہار نکرنا ورنہ تیرے باپ کو خبر ہوجائیگی اور وہ اگر مجھسے مقابل ہوگا اُسوقت اول تو مین اُن سے محجوب
اور شرمندہ ہونگا دوسرے ہنگام جنگ و جدال اگر وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو بھی اچھا نہوگا تم بے پدر
ہوجاؤگی **مجنون جادو** یہ سنکے خوش ہوئی اور **سوسن جادو** بھی بکمال شاد ہوئی اور اپنے فرزند سے کہا
ای پارہ جگر ملکہ **ناگن جادو** کے شر کا مجھے بہت بڑا خیال ہی شوہر تو اُسکا حفاظت اس قلعہ آتش سحر کی نہین
کرتا ہی کیونکہ وہ خدمت **سوفار جادو** مین رہتا ہی لیکن ناگن جادو اُسکی زوجہ شب و روز قلعہ مذکور کی نگہبانی
کرتی ہی اور ساحرہ بھی زبردست ہی مبادا وقت رد سحر تجھسے وہ آمادہ جنگ ہو تو مشکل ہوگی اُسنے یہ سنکر
مادر کو جواب دیا مین اُسکی تدبیر کرلونگا **سوسن جادو** یہ گفتگو سنکے اپنے فرزند سے رخصت ہوئی بظاہر تو ساتھ بیٹی
کے اپنے قصر مین آئی اور اُس شبکو اس تشویش و اندیشہ مین اُسکو نیند نہ آئی کہ دیکھئے صبحکو کیا ہو امید نہین ہی کہ
مجنون جادو بھی اُس شب کو بیدار رہی اور انتظار صبح مین اُسکو نیند نہ آئی کبھی یہ خیال کرکے مسرور
ہوتی تھی کہ ای **مجنون جادو** مبارک ہو کہ بخت خفتہ تیرا بیدار ہوا چاہتا ہی یہی تھوڑی سی رات فراق
کی باقی ہی بعد ازان روز وصل ظاہر ہوگا تو اپنے محبوب سے ملیگی اور مدعا حاصل کریگی تیرا رنج و غم مبدل
بخوشی و خرمی ہوجائیگا پہلو مین قلب مضطر آرام پائیگا کیونکہ تو پہلو نشین یار ہوگی اُسوقت عجب دل کو سرور
ہوگا صدمہ ہجر یار دل سے دور ہوگا مگر مجھکو اپنے مان باپ سے خوف و خطر رہیگا وہ درپے آزار ہونگے بلکہ
تیری ہلاکت کے درپے ہونگے ایسے وقت مین تو یہان مقیم نہونا اپنے محبوب کے ساتھ اُسکے لشکر مین چلی جانا
وہان بآرام و راحت رہنا وہان تیرے والدین تجھکو اور تیرے دلربا کو اذیت نہ پہونچا سکینگے کیونکہ لشکر مین
اُنکے بزرگ **حمزہ صاحبقران** صاحب اسم اعظم موجود ہونگے گاہ یہ تصور کرکے روتی تھی کہ ای **مجنون جادو**
ارے کیا دیوانی ہوگئی ہی یہ کیا خیالات کررہی ہی تجھسے تیرا محبوب ملیگا یہ تیرا اقبال خام ہی تو ایسی خوش قسمت
نہین ہی کہ دعاے دل تیرا بر آئے تو وہ بدنصیب و بد مقدر ہی کہ مثل تیرے دنیا مین کوئی بد قسمت نہوگا تو وہ
بدنصیب و بد قسمت ہی کہ شاید تیری ہی شان مین کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہی **بیت** قدم نا مبارک
مسعود + گر بدریا رود برآرد دود + **مہوت جادو** تیرا بھائی گو ساحر زبردست ہی لیکن تیرے باپ کے
سحر کو برطرف نکرسکیگا جبتک اُسکو قتل نکرے اور قتل ہونا اُسکا ذرا مشکل ہی اور بالفرض والمحال اگر تیرا باپ

بھی قتل ہوگیا تو سوفار جادو شاہ ساحران ہی اور تیری مادر ناگن جادو کہ اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ہی ان
دونون سے تجھکو اور تیرے محبوب کو جان بچانی مشکل اور دشوار ہوگی کہان اُنکے ہاتھ سے بچکر جائیگی اور
محبوب تیرا گو بہادری مین رشک رستم و اسفندیار ہی لیکن غیر ساحر ہی وہ دونون دشمنان مذکور سے کہان جاکر
امان پائیگا اگر یہ خیال کیا جاے کہ خواجہ عمرو عیار اور حمزہ صاحبقران یہان آئینگے اور تجھکو اور تیرے
محبوب کو دشمنان مذکور سے بچا لینگے تو اسکے جواب مین یہ کہا جائیگا کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ
مردہ شود بس ای مجنون جادو امید برآری سے نا امید ہو مجنون جادو تو یہان امید و بیم مین ہی اور مادر
مبہوت جادو کو اندیشہ و فکر ہی انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب حال مبہوت جادو کا سنیے کہ بعد
جانے مجنون جادو اور سوسن جادو کے اسنے خیال کیا کہ مادر تیری سچ کہتی تھی کہ ناگن جادو باغ مین
موجود ہی وہ اس رد سحر کے بارے مین خلل انداز ہوگی بس اسوقت دیکھو تو سہی کہ وہ کس حال مین ہے یہ تصور کرکے
اوراق جمشیدی نکال کر اُسمین دیکھا تو معلوم ہوا کہ سو رہی ہی یہ دیکھکر خوش ہوا اور فوراً اک گالا روئی کا
نکال کر اُسپر چند قطرے پانی کے ڈالے اور کچھ اسماے سحر اُسپر پڑھ کر دم کئے وہ روئی کا گالا بصورت ابر بنکر
بلند ہوکر اور بطول و عرض مین وسیع ہوکر چلا اور باغ پر ناگن جادو کے محیط ہوا اور پانی اس ابر سحر سے
برسنے لگا ناگن جادو کہ غافل سو رہی تھی اُس پر وہ ابر سحر برسا تاثیر سحر سے مبتلاے سحر ہوگئی جب
ناگن جادو کو مبہوت جادو مبتلاے سحر کر چکا بجاے خود کہنے لگا کہ اب ناگن جادو کی شر سے
اطمینان ہوا جبتک مین اپنے سحر کو دفع نکرونگا یا اور کوئی ساحر زبردست میرے سحر کو برطرف نکریگا اگر
جادو وہ ہوشیار نہوگی مگر اب خیال عقرب جادو کا ہی اُسکی تدبیر کرنا بیکار ہی کیونکہ وہ خدمتین
اور آئین سے ہی اول تو اُسکو خبر بھی نہوگی اور اگر خبر بھی ہوئی تو جبتک وہ یہان آئیگا مین اُسکے سحر کو
فعل مذکور نہو الزمان کو قید سحر سے رہا کردونگا اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو مارا جائیگا کیونکہ میرے پاس وہ
افسون سحر تیار ہین کہ اُنکو کبھی اسنے دیکھا بھی نہوگا اور اُن سحرون کو وہ کسی طرح دفع نکر سکیگا ضرور ہی ہلاک
لیکن اس امر سے بے خبر تھا کہ جن اشیاے سحر پر اسکو غرور و ناز ہی وہ چیزین گھبراہٹ مین اسی درہ کوہ
صحراے نگار مین بھول کر چھوڑ آیا ہی اور اسکے ذہن مین ہی کہ میری جھولی مین وہ اشیا موجود
ہین دیکھیے مبہوت جادو کا کیا حال ہوتا ہی الغرض بعد مبتلاے سحر کرنے ناگن جادو کے اسنے مقراض اور قرطاس
نکال کر باز اور بہری وغیرہ طائران شکاری کی تصویرین کاٹین اور پتلے بنائے اور اُنپر سحر کرنا شروع کیا تا صبح سحر خوانی
مین مشغول رہا یہانتک کہ اُن کاغذ کے پتلون مین بزور سحر جان آئی اور پر پرواز اُنہون نے پیدا کئے مبہوت جادو
نے اُنکو حکم دیا کہ تم دو دو چار چار پے درپے جاؤ اور جو قلعہ آتش سحر عقرب جادو مین طائران سرخ رنگ مین
اور دمبدم اُس سے نکلتے ہین اُنھین شکار کرو خبردار کوئی طائر تمہارے چنگل سے بچکر عقرب جادو کے پاس
واسطے خبر کے جانے نپائے طائران سحر مذکور یہ حکم مبہوت جادو کا سنکے اُڑے اور قلعہ آتش سحر عقرب جادو
پر اگر ٹھہرے اور منتظر اسکے ہوے کہ طائران سرخ رنگ اس قلعہ آتش سے نکلین تو ہم اُنکا شکار کرین ہنوز وہ
منتظر ہی تھے کہ ناگاہ چند طائر چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ اُسمین سے نکلے اور باواز بلند بزبان فصیح اُنھون نے
کہا خبردار باش دور باش مبہوت جادو کے شکاری طائر اُنکو دیکھکر اُنپر گرے اور چاہا کہ اُنکو اپنا شکار کرین
لیکن چونکہ وہ طائر سحر عقرب جادو کے تھے اُن طائران شکاری سے منقار و چنگل لڑنے لگے بعضون کو تو

طائران سحر مہوت جادو نے اپنا شکار کیا اور وہ ہلاک ہوئے لیکن کچھ طائران سحر عقرب جادو نے آتش سحر
سے نکل کے اور طائران سحر مہوت جادو کو دیکھکر پکار کے کہا افسوس غضب ہوا کوئی ساحر سحر عقرب جادو
کو باطل کرنا چاہتا ہو اور ہمین اپنے طائران سحر سے ہلاک کرتا ہو بھائیو اگر ہو سکے تو جلد عقرب جادو کو اس حال
سے جاکر اطلاع دو یہ آواز انکی سنکے جسقدر طائران سحر اُس قلعہ آتش مین تھے سب اِس احوال سے آگاہ ہوکے
اور پے در پے نکل نکل کر ارادہ کرنے لگے کہ عقرب جادو کو جاکر خبر کرین مگر طائران سحر مہوت جادو کب
اُنھین جانے دیتے تھے جو قلعہ سے نکلتا تھا اُسپر اپنی منقار اور چنگل سے وار کرتے تھے وہ بھی اُنسے منقار و چنگل لڑتا
تھا یہ اسکو اور وہ اُسکو زخمی کرتا تھا آخر کار کبھی ایسا ہوتا تھا کہ دونو اُسی قلعہ مین جلکر خاک سیاہ ہو جاتے تھے
اور صدائین اپنے مرنے کی دیتے تھے کبھی طائران سحر عقرب جادو طائران سحر مہوت جادو کو مار
ڈالتے تھے اک شور و غوغا قلعہ پر بلند تھا طائرونکا قلعہ سحر مذکور پر ہجوم تھا اِدھر سے پے در پے مہوت جادو
طائران سحر کو روانہ کرتا تھا اُدھر بھی متواتر طائران سحر قلعہ سے نکلتے ہی آتے تھے اور یہ اور وہ باہم لڑتے تھے اور
بیشتر یہ اور وہ دونون اس قلعہ مین گر کے جلکر ہلاک ہو جاتے تھے مہوت جادو اپنے قصر سحر پر بیٹھا ہوا دوربین سحر سے
دیکھ رہا تھا اُدھر سوسن جادو اور مجنون جادو دونو لڑائی طائرون کی دیکھ رہین تھین اور مہوت جادو
کے فتح ہونے کی دعا کرتی تھین کبھی گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھتی تھین اور دل مین اپنے ڈرتی تھین کہ ایسا نہو کہ
عقرب جادو ایسے وقت مین آجائے تو غضب ہو جائے گاہ سوسن جادو مجنون جادو سے خوش
ہوکر کہتی تھی کہ اے دختر دیکھ تیرا بھائی واسطے تیری خوشی کے کیا کار نمایان کر رہا ہے چشم بد دور وہ بڑا عقلمند ہے
اُسنے خیال کیا ہوگا کہ پہلے اِن طائران سحر کو ہلاک کر ڈالنا چاہئے تاکہ کوئی طائر عقرب جادو کو خبر نہ پہنچائے بعد
ہلاک ہو جانے اُن طائران سحر کے آتش قلعہ سحر کو اپنے آب ابر سحر سے سرد کریگا اور تیرے محبوب کو قید سے رہا کرکے
تیرے حوالے کریگا وہ مسکرا کر خاموش ہو رہی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ اے مجنون جادو بظاہر تو سامان تیرے
در مطلب کے حاصل ہونے کا ہے لیکن انجام اسکا بخیر ہو کچھ خود بخود دل دھڑکتا ہے قسمت بد سے یہ امید نہین ہے کہ
حبیب سے ملکر شاد کام ہون اِدھر تو دایہ مذکور اور مجنون جادو باہم گفتگو کر رہی ہین اور طائران سحر کی جنگ
دیکھ رہی ہین قلعہ آتش سحر طائرونکا ہجوم ہے باہم منقار و چنگل چل رہے ہین طائر زخمی ہو رہے ہین اور جلتے ہوے
قلعہ آتش مین گر گر جل رہے ہین اور اکثر بغیر جلنے کے بھی ہلاک ہو رہے ہین مہوت جادو بار بار اپنے قصر سے
دیکھ رہا ہے جب اِسنے دیکھا کہ اب کوئی طائر قلعہ آتش سحر مین زندہ نہ رہا اُسوقت شادمان ہوکر اپنے قصر سے اُترکر جھولی اپنی
سحر کی اپنے کاندھے پر رکھکر اُس صحرا سے برق بنکر چلا بعد قطع راہ اس باغ مین آیا اور زمین پر گرکر بشکل اصلی بنکے
اپنی او راور اپنی مین سے کہنے لگا اب اس آتش سحر کا گل کر دینا چندان مشکل نہین ہے تم خاطر جمع رکھو اور اندر
قصر کے جاؤ یا بیرے رو سحر کا تماشا دیکھو تمھین اختیار ہے یہ کہکر اُس قلعہ آتش سحر کے قریب گیا دیکھا کہ قلعہ کو شل آسیا کے
گردش ہے یہ دیکھکر اور کچھ سوچکر اپنی جھولی سے ایک آئینہ نکالا اور اُس آئینہ سحر سامری کا عکس اُس قلعہ پر ڈالا فوراً
وہ قلعہ ساکن تو ہوا لیکن آتش سحر گل نہوئی اور بدستور شعلہ ور رہی اُس وقت مہوت جادو نے اپنی جھولی
سے پھاہا روئی کا نکالا اور پانی کے چند قطرے اُسپر ڈالے اور کچھ سحر اُسپر دم کرنے لگا ہنوز وہ سحر کر ہی رہا تھا
اور وہ گالا روئی کا ابر بنکر بلند ہوا تھا کہ قلعہ آتش سحر سے ایک شیر سحر پیدا ہوا اور مہوت جادو پر غُرّا کر
حملہ آور ہوا مہوت جادو نے اُس روئی کے گالے کو اپنے ہاتھ سے ڈال کر خیال کیا کہ عقرب جادو

عجب عجب آفتین اور بلائین اس سحر مین جمع کروی ہین بہت بڑا انتظام کیا ہو تاکہ کوئی ساحر ایسا ویسا اس بیرے
سحر کو برطرف اور باطل نکرے لیکن تجھ ایسے ساحر کا یہ شیر سحر کیا کر سکتا ہو یہ خیال کرکے بعجلت تمام ایک گولہ فولادی اپنی
جھولی سے نکال کر اور کارد سے اپنے تن کا خون نکال کر اُس گولے پر ڈالا اور سحر اسپر دم کر کے اس شیر کے
سینہ پر تاک کر مارا جسوقت اُس شیر کے سینہ پر وہ گولا پڑا ایک صداے مہیب آئی گولہ سینہ کو اُسکے توڑ کے نکل گیا
شیر مانند شیر آتش بازی کے جلکر خاک ہوگیا سوسن جادو واپنے فرزند کا یہ کار نمایان دیکھکر نہایت شاد ہوئی مجنون جادو
نے بے اختیار پکار کر کہا واہ بھائی صاحب کس خوبی سے آپنے شیر سحر کو مارا ہو گیا آپکی تعریف کرون میری زبان آپکے
اوصاف مین قاصر ہو مہبوت جادو نے جواب دیا ای بہن مین نجانتا تھا کہ عقرب جادو نے اس قلعہ مین واسطے
محافظت بدیع الزمان کے چند در چند بلائین معین ومقرر کی ہین طائران سحر تو سب ہلاک ہوگئے ہین یہ شیر سحر
بھی جلکر خاک ہوگیا ہو غالبًا ابھی اور کچھ بلائین بھی ہونگی مگر مین سبکو دفع کرونگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ پھر روئی کا گالا نکالکر
اور سحر کرکے ابر سحر بنائے اور اس ابر کو بلند کر کے اُس آتش سحر پر برسائے ناگاہ اُس آتش سحر سے ایک اژدہا
کلان اور مہیب نکلا اور مہبوت جادو کو اُسنے دیکھکر دم کھینچا مہبوت جادو نے فی الفور ایک نارنج جھولی سے
نکال کر اسپر سحر دم کر کے اُسکے سر پر مارا پڑتے ہی نارنج کے ہزار ٹکڑے اُسکے سر کے ہوے اور ایک شعلہ اُس سے
ایسا پیدا ہوا کہ جلکر وہ ہمہ تن خاک ہوگیا سوسن جادو اور مجنون جادو خوش ہوکر تعریفین مہبوت جادو کی کرہی ہین اور
مہبوت جادو قلعۂ آتش سحر کو مٹا رہا ہی اور پھر ابر سحر بنانے کی فکر مین ہو ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب احوال عقرب جادو کا لکھا جاتا ہو کہ جسروز مہبوت جادو عقرب جادو کے باغ مین آکر اُسکے
سحر کے طائرون اور دیگر جانورون کو ہلاک کر رہا تھا اور قلعہ آتش سحر کو مٹا رہا تھا اُسوقت عقرب جادو
دربار مین سوفار جادو کے بیٹھا ہوا تھا گرد سوفار جادو بڑے بڑے ساحران زبردست اُسکے ملازم و
فرمان بردار بیٹھے تھے ناگاہ عقرب جادو کا دل گھبرایا مشوش ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا سوفار جادو
نے اُسکی طرف دیکھکر اس سے پوچھا ای عقرب جادو کیون اسوقت اِدھر اُدھر کیا دیکھتا ہو دربار مین بادولت
کے ادب وقاعدہ سے نہین بیٹھتا ہو خلاف قاعدۂ ملازمان بادولت اسوقت یہ حرکت تجھسے کیون ظاہر ہوئی
اُسنے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کیا ای شاہ ساحران اسوقت فدوی کا دل نہایت گھبراتا ہو شاید میری دختر کا
غیر حال ہو کیونکہ چند روز سے اُسکی طبیعت علیل ہو اگر حکم ہو تو فدوی اپنی دختر کو جاکر دیکھ آئے سوفار جادو نے
اُسکی تقریر سنکے اجازت دی اور کہا جلد اپنی دختر کو دیکھکر چلا آنا اور اگر اُسکی طبیعت زیادہ علیل ہو یا اور کوئی کار
ضروری ہو تو ملجہ دولت کو اطلاع دیکر وہان قیام پذیر ہونا عقرب جادو نے عرض کیا فدوی حسب الحکم عمل مین
لائیگا یہ عرض کرکے کچھ اسماے سحر زبان پر لایا فورًا ایک ابر کا ٹکڑا پیدا ہوا عقرب جادو برق بنکر اس ابر مین
تڑپ کر غائب ہوا وہ ابر وہان سے طرف اُسکے باغ کے روانہ ہوا یہان مہبوت جادو نے ابر سحر بنایا ہو
اور وہ بلند ہوکر قلعۂ آتش سحر پر چھایا ہو اور پانی اُس سے برس رہا ہو آتش سحر کچھ کچھ گل ہو رہی ہو حرارت وحدت
آتش سحر کی کچھ کم ہوگئی ہو شعلہاے آتش اب بلند نہین ہوتے ہین قلعہ مذکور کو بھی گردش مطلق نہین ہو قریب
نصف آتش قلعہ سحر گل ہو چکی ہو ابر سحر سے بارش باران ہو رہی صداے رعد ابر مذکور سے پیدا ہی
برق اُس ابر مین بار بار چمک رہی ہو مہبوت جادو کے ہاتھ مین کارد ہو اپنے تن مین بار بار
کارد کو چبھوتا ہو اور خون لے کر اور کچھ افسون پڑھ کر طرف اُس ابر کے اچھال رہا ہو اور اپنے ابر کو

زور و رہا ہے اور چاہتا ہے کہ جلد آتش قلعہ سحر بالکل گل ہو جائے اور مطلق نشان سحر عقرب جادو کا باقی نرہے تاکہ بدیع الزمان قید سحر سے رہا ہو اور میری مادر اور میری بہن اُسکے رہا ہونے سے خرم و شادان ہوں اور میرے اس کار نمایاں سے مجنون جادو کی مراد بر آئے یہ تو اس فکر میں ہے اور قلعہ آتش سحر عقرب جادو پر اک سناٹا سا ہے آنًا فانًا آتش سحر گل ہو رہی ہے بیرون کے مرنے کی صدائیں بلند ہیں اور سوسن جادو اور مجنون جادو خوش ہو ہو کر دیکھ رہی ہیں دوسرا ابر بھی قصر ناگن جادو پر گھرا ہوا اُس سے بھی کچھ ترشح ہو رہا ہے ناگن جادو مبتلائے سحر ہو گئی ہے بیہوش و مدہوش پڑی ہے مطلق اسکو قلعۂ آتش سحر کی بربادی کی خبر نہیں ہے ایسے وقت میں سامنے سے مبہوت جادو کے اک لکہ ابر پیدا ہوا جس میں رعد کی آواز اور برق کی چمک تھی اور بسرعت تمام وہ لکہ ابر آتا تھا مبہوت اس لکہ کو دیکھکر متردد ہوا خیال کرنے لگا یہ لکہ ابر اسطرح آتا ہے جیسے کسی ساحر کی آمد ہے یہ خیال کرکے اُسنے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور وہ اشیائے سحر جو اسکو نازہ تھیں تلاش کرنے لگا ہر چند جھولی میں ڈھونڈا مگر اُنمیں سے کسی شی کو نپایا اُسوقت کف افسوس ملکر خود بخود کہنے لگا کہ ای مبہوت جادو ارے غضب کیا تونے کہ اشیائے نایاب سحر جو تونے ایک مدت میں محنت و مشقت کرکے درست و تیار کیں ہیں وہ جلدی اور گھبراہٹ میں اپنے ہمراہ نہ لایا اور وہ کوہ میں چھوڑ آیا تیری نادانی اور حماقت کی اب یہ لکہ ابر آتا ہے غالبًا عقرب جادو کی آمد ہے اس سے ضرور جنگ و جدال ہوگی دیکھئے انجام لڑائی کا کیا ہوتا ہے بظاہر تو عقرب جادو اب تجھے قتل نہوگا کیونکہ جو اشیائے سحر نادر و نایاب تھیں وہ تیرے پاس نہیں ہیں اور اب جا کر وہاں سے لانا یا چیلہ کو روانہ کرکے اُنکو منگوانا دشوار ہے اتنی فرصت کہاں ہے حریف سامنے آگیا ہے اگر تو بھاگتا ہے تو بھی اچھا نہیں ہے خلاف مردی و مردانگی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ جسطرح ہو سکے اس سے مقابلہ کر اور یہ یاد رکھ کہ جنگ دو سردار دیا تو حریف کو تو قتل کریگا یا حریف تجھپر غالب ہوگا اور تو مارا جائیگا یہ تصور کرکے اور نیم جان ہو کر ایک گولا فولادی جھولی سے نکالا اور کارد اپنی ران میں چبھو کر گولے کو خون سے رنگین کرکے اسمائے سحر اُسپر دم کرنے لگا اس اثنا میں وہ لکہ ابر قریب آیا عقرب جادو نے درمیان ابر سے عجب حال دیکھا کہ اسکے ہوش و حواس اُڑ گئے یعنے دیکھا کہ میرا قلعہ آتش سحر سرد ہو رہا ہے مبہوت جادو فرزند سوسن جادو کا میرے سحر کو مٹا رہا ہے طائران سحر کا نام و نشان بھی نہیں ہے شیر و اژدر سحر بھی باقی نہیں ہیں قلعہ کو سکون ہے نصف سے زیادہ آتش قلعہ سحر سرد ہو چکی ہے اور ایک ابر میری زوجہ کے قصر پر چھایا ہوا ہے اُس سے ترشح ہو رہا ہے اور ایک ابر سیاہ قلعہ پر محیط ہے اُس سے بکثرت پانی برس رہا ہے آتش قلعہ سحر دمبدم سرد ہو رہی ہے یہ واقعہ حیرت افزا اور یہ سانحہ ہوش ربا دیکھکر دنگ ہو گیا پھر تہور و غضب نعرہ کیا او مبہوت جادو او چھوکرے ارے غضب کیا تونے کہ میرے سحر کو تونے مٹانے کا ارادہ کیا ہے ارے تو تو سامری پرست ہے بدیع الزمان ایک مرد مسلمان ہے اسکو کیوں رہا کرتا ہے شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے یا اہل اسلام سے مل گیا ہے یا اور کوئی باعث ہے کہ جس سبب سے تو بدیع الزمان کی مدد کر رہا ہے نمک حرامی پر تونے کمر باندھی ہے خیر ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا حالا کہ از دست من زندہ و سلامت مبرو ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ برق بنکر مبہوت جادو پر گرے اور اُسکے دو ٹکڑے کرے مبہوت جادو نے اسکی تقریر سنکے وہی گولہ فولادی اُس ابر پر مارا ابر تو لخت لخت ہو کر نیست و نابود ہو گیا لیکن عقرب جادو برق بنکر چمک کر ابر سے نکل گیا ورنہ یا ہلاک ہوتا یا زخمی ہوتا جب مبہوت جادو گولا مار چکا او عقرب جادو برق بنکر اُس سے نکلا او مبہوت جادو پر گرا مبہوت جادو نے کچھ

افسون پڑھا اور دونوں پاؤن اپنے زمین پر مارے فوراً غرق زمین ہوگیا اور چند قدم دور جاکر نکلا **عقرب جادو**
اتنی دیر مین اسماے سحر اپنے اوپر دم کرکے اور زمین پر لوٹ کے بصورت شیر زبنا اور جب وہ زمین سے
باہر آیا اُسپر حملہ آور ہوا اُسنے بھی فوراً سحر ورد زبان کیا اور بشکل فیل مست بنکر اُس سے مقابلہ کیا **عقرب جادو**
جو بصورت شیر تھا نعرہ کرکے اُسپر حملہ آور ہوا اور اپنا پنجہ اُسپر مارا **مبہوت** کہ فیل مست بنا تھا اُسنے اپنی سونڈ کا گھونسا
اُسے مارا اتنا دیر باہم لڑائی ہوئی یہ جنگ **عقرب جادو** اور **مبہوت جادو** کی **سوسن جادو** اور **مجنون جادو**
دیکھکر گھبرا گئین اور خوف **عقرب جادو** سے قصر مین بھاگ گئین تاکہ **عقرب جادو** دیکھ نہ لے اور باعث
بدنامی کا نہو اور **عقرب جادو** ہمکو بھی قتل نہ کرے اور سزاے سخت نہ دے ہرچند کہ **سوسن** قصر مین خوف
عقرب کے بھاگ گئی تھی لیکن الفت مین اپنے فرزند کے بار بار باہر قصر کے نکل آتی تھی اور دل مین اپنے فرزند
کی صحت و سلامتی کیواسطے دعا کرتی تھی آنکھون سے آنسو جاری تھے سینے مین دل بیقرار تھا جو اس خستہ درست تھے
بال سر کے کھلے ہوے تھے لباس کا ہوش نہ تھا جب **عقرب جادو** بصورت شیر اُسپر حملہ کرتا تھا یہ اُسکی زندگی
کی دعا کرتی تھی اور کہتی تھی ہاے ناحق مینے اپنے فرزند کو یہان بلایا دیکھئے اب اُسکی جان **عقرب جادو** کے
ہاتھ سے بچتی ہی یا نہین اور کبھی رو کر اپنے دل مین خداوندان **سامری** و **جمشید** کو پکارتی تھی اور کہتی تھی اے
خداوند میری اولاد کو اس موذی کے ہاتھ سے بچاؤ مین تمہارا پوجا پاٹ کرونگی گاہ دوسرے اپنے خداوندون
سے طالب اعانت ہوتی تھی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب احوال **مجنون جادو** کا لکھا جاتا ہی
کہ جسوقت سے اسنے اپنے باپ کو آتے دیکھا ہی اور **مبہوت جادو** سے اُسے لڑتے دیکھا ہی عجب حال اُسکا
ہوا ہی چہرہ اسکا کثرت خوف و ناامیدی سے بدحاے دلی کے زرد ہوگیا ہی اور افراط غم سے ازحد متغیر ہوگیا ہی
آنکھون سے آنسو جاری ہین دل سینے مین ہاتھون اچھل رہا ہی گیسو پریشان ہین ایک تو اپنے بھائی **مبہوت جادو**
کا خیال ہی کہ دیکھئے میرے باپ کے ہاتھ سے اسکی جان بچتی ہی یا نہین دوسرے اپنا خیال ہی کہ دیکھئے
میرا باپ مجھکو زندہ رکھتا ہی یا نہین جب اسکو معلوم ہوجائیگا کہ اسی کی وجہ سے **مبہوت جادو** آیا اور
بدیع الزمان کو رہا کرتا تھا یقیناً مجھکو اور میری دایہ کو مار ڈالے گا بس اے **مجنون جادو** تو خود ہی
اپنے تئین ہلاک کر ڈال اور قبل از وقوع واقعہ اپنی جان دیدے یہ تصور کرکے اپنی دایہ سے کہنے لگی کہ
اے مادر مہربان اب مین اپنے تئین ہلاک کرتی ہون لطف زندگی اب تو مطلق باقی نرہا **سوسن جادو** ہرچند
کہ از خود رفتہ تھی حواس اسکے بجا نہ تھے لیکن اسنے جواب دیا اے دختر خبردار ایسی حرکت ابھی نہ کرنا
مبہوت جادو ابھی تک تو زندہ ہی تیرے پدر سے دلیرانہ لڑ رہا ہی عجب نہین کہ وہ فتحیاب ہو اور تیرے
محبوب کو رہا کرکے تجھسے لادے وہ کہتی تھی اب مجھکو یقین ہی نہین کہ میرا محبوب مجھسے ملے یہ کہکر اک ایسی آہ
کی کہ بیہوش ہوکر فرش خواب پر گری **سوسن جادو** اپنے فرزند کے خیال مین تھی **مجنون جادو** کے
ہوشیار کرنے کی تدبیر نہ کرسکی اور دمبدم قصر سے منہ نکال کر لڑائی دیکھتی تھی اور بیحواس ہوکر دعائین مانگتی تھی
ناگاہ دیکھا اسنے کہ شیر مذکور نے غضبناک ہوکر پنجہ اپنا اسکے کلہ پر مارا اور گوشت تھوڑا سا نوچ کر لیگیا
اور فیل مذکور نے اپنی سونڈ سے گھونسا زور سے اسکو مار کر چاہا کہ اپنے پاؤن مین اسے دباکر چیر ڈالے شیر
مذکور زمین مین غائب ہوگیا اور چند قدم دور جاکر بصورت اصلی ہوکر نکلا اور **مبہوت جادو** بھی
زمین مین غائب ہوکر بشکل اصلی بنا **عقرب جادو** نے دیکھا کہ عارض پر اسکے نشان زخم ہی لہو رخسار

سے نکل رہا ہی مگر چندان اُسکو ہراس نہین ہی یہ دیکھکر کچھ اُسنے اپنے بال سر کے توڑے اُنمین سے ایک موے سر پر کچھ سحر پڑھ کر زمین پر اُسکو ڈالدیا وہ بصورت اژدہاے کلان ہو گیا **عقرب جادو** نے اُس سے کہا اے اژدر سحر نگل لے اس نالائق کو وہ فوراً **مہوت جادو** کی طرف منھ کھول کر بڑھا اور اس زور سے اُسنے دم کھینچا کہ **مہوت جادو** نے ہر چند اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نہ سکا اُسکے دہن مین آہی گیا اور وہ اُسکو نگل ہی گیا جب **مہوت** اُسکے شکم مین پہونچ گیا نہایت گھبرایا آخر لاچار ہو کر کارد سحر اسطرح اُسکے پیٹ مین ماری کہ شکم اُسکا چاک ہو گیا **مہوت** اُسکے شکم سے نکل کر عقاب بنکر بلند ہوا اور پکارا او **عقرب جادو** مجھکو تو عوکنے اپنے سحر پر پڑا تھا اور مجھکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اور چھوکرا کہتا تھا اب تک تونے کوئی ایسا سحر نہین کیا کہ جس سے مین عاجز ہوتا اور کیا کہون او نابکار جو اشیاے سحر میرے تیار تھے وہ اسوقت میرے پاس نہین ہین ورنہ تجھکو ابھی قتل کر ڈالتا اور اب بھی تیرے ہلاک کرنے مین کسی طرح قصور نکرونگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو **بدیع الزمان** کو مجھے رہا کر لینے دے اور مین اُسکو یہان سے لیجاؤن اور جو دل چاہے اُسکے حق مین کرون اُسنے جواب دیا او چھوکرے تو ابھی اک طفل مکتب ہی ناحق مجھکو ڈراتا ہی ہرگز مین نہ ڈرونگا اور نہ تیرا کہنا مانونگا زخمی تو کر چکا ہون اب تجھکو اک دم مین ہلاک کرتا ہون یہ کہکر کچھ اسماے سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کئے اور بال و پر پیدا کرکے بصورت عقاب خود بھی بنا اور پرواز کرکے اُس سے مقابل ہوا باہم منقار اور چنگل سے لڑائی ہونے لگی تا دیر دونون لڑتے رہے آخر کار دونو لڑتے ہوئے باہم زمین پر گرے اِسی طرح بہت سے سحر **عقرب جادو** نے **مہوت جادو** پر کیے اور اُسنے اُنھین رد کرکے وہ بھی اُسپر سحر کرنے لگا اُسنے بھی رد کیئے اگر اُن سحرون کو یہ مولف تفصیل لکھے اور پوری لڑائی **مہوت جادو** اور **عقرب جادو** کی رقم کرے تو بہت طول ہوگا اور ناظرین دفتر کو غالباً ناگوار طبع ہوگا باین خیال مختصر لکھتا ہون کہ جب **عقرب جادو** بہت سے اپنے سحر اُسپر کر چکا اور **مہوت جادو** اُنکو دفع کر چکا آخر کار **عقرب جادو** نے غضبناک ہو کر ایک گولہ فولادی نکالا اور اسپر کچھ اسماے سحر دم کرکے **مہوت جادو** کے سینہ پر مارا اُسنے بھی فوراً کچھ اسماے سحر پڑھکے اور اُس گولۂ فولادی پر اشارہ اپنے انگشت سے کیا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا **عقرب جادو** نے برہم ہو کر اپنی جھولی سے ایک گلدستہ پھولونکا نکالا اور اُسپر افسون پڑھ کر اور خود اپنے تن کا اُسپر ڈر کر چاہتا ہی کہ **مہوت جادو** پر مارے تاکہ وہ دیوانہ ہو کر خود گلا اپنا کارد سے کاٹ ڈالے **مہوت جادو** گلدستہ کو دیکھکر فوراً سحر سے غرق زمین ہوا **عقرب جادو** نے اُسوقت خیال کیا کہ **مہوت جادو** ہی تو اک طفل مگر بلا کا ساحر ہی اور نہایت ہوشیار ہی تنہا کبھی قتل نہوگا یہ خیال کرکے فی الفور ایک نارنج اور ایک ترنج اپنی جھولی سے نکالا اور دونون پر افسون دم کرکے ایک کو تو اُس ابر پر مارا جو ابر کہ قلعۂ آتش سحر پر محیط تھا اور ایک اُس طلسم ابر پر مارا جو قصر پر **ناگن جادو** کے چھایا ہوا تھا جنہی پڑتے ہی نارنج اور ترنج کے دونون طلسم ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیست و نابود ہو گئے پھر اُسنے اپنے ابر سحر کو بلند کیا اُس سے جو ترشح ہوا اور چند قطرے پانی کے **ناگن جادو** پر پڑے اور اُسکو ہوش آیا آنکھین کھول کر اُٹھی اور صحن مین بارہ دری کے آئی کیا دیکھتی ہی کہ **عقرب جادو** بحال پریشان گلدستہ ہاتھ مین لیے کھڑا ہی قلعہ آتش سحر ہر چند کہ بالکل نیست و نابود نہین ہوا ہی مگر گویا مٹ چکا ہی **ناگن جادو** نے اپنے شوہر کو دیکھکر پوچھا خیر تو ہی اُسنے تمام کیفیت اپنے آنے کی اور **مہوت جادو** کے لڑنے کی

اول سے آخر تک مفصل بیان کی ہنوز عقرب جادو اپنی زوجہ سے بیان ہی کر رہا تھا کہ یکایک زمین
شق ہوئی اور مبہوت جادو ایک گولا فولادی لیکر زمین سے نکلا عقرب جادو نے فوراً ہی
گلدستہ اوسپر مارا اسنے گولا مارا اور درمیان راہ مین گلدستہ پر گولا پڑا گولہ پھٹا اور گولہ سے شعلے بکثرت
پیدا ہوے اُس گلدستہ کو انھون نے جلا کر خاک کر دیا جب وہ گلدستہ جل گیا مبہوت جادو نے ہنسکر
کہا او عقرب جادو دیکھ کتنے سحر مینے تیرے رد کیے تجھے شرم نہین آتی ہو کہ باوجود اتنے سحر رد ہونے کے پھر مجھسے
مقابلہ کرتا ہو اور یہ نہ خیال کرنا کہ مین تیرا گلدستہ سحر دیکھ کر ڈر گیا تھا بلکہ واسطے دفع کرنے سحر گلدستہ مذکور کے غرق
زمین ہوا تھا یہ کہکر کچھ اسماے سحر اک ناریل چوبی دار پر دم کرکے یا سامری کہکر عقرب جادو پر مارا
ہر چند اسنے سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا لیکن وہ دو ٹکڑے نہوا عقرب جادو نے گھبرا کر سحر پڑھکر زمین
پاؤن مارے کچھ غرق زمین ہو گیا تھا کچھ باقی تھا کہ وہ ناریل قریب تر آیا عقرب جادو نے سپر
سحر حائل کی اور کچھ اسماے سحر اسکے رد کرنے کے واسطے بھی پڑھے لیکن وہ ناریل چوبی دار سپر سحر کو توڑکر
اسکے بازو پر پڑا اور پڑتے ہی فوراً پھٹا اور پھٹنے سے ہلکا سا زخم عقرب جادو کے بازو پر آیا اگر اسکے
رد سحر کا افسون نہ پڑھتا اور سپر سحر حائل نکرتا تو عقرب جادو ضرور ہلاک ہو جاتا مگر چونکہ زور سحر بوجہ ردسحر
کے کم ہو گیا تھا اس سبب سے فقط زخمی ہی کیا اور عقرب بخوبی تمام غرق زمین اسوجہ سے نہو سکا تھا
کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر سے زمین کو سنگلاخ کر دیا تھا اور منظور اسکو تھا کہ یہ غرق زمین
نہونے پائے اور ناریل مذکور سے جانبر نہو مگر عقرب جادو زخمی ہوکر جانبر ہوا ناگن جادو اپنے
شوہر کا یہ حال دیکھکر غمگین ہوئی اور مبہوت جادو پر از حد غضبناک ہوکر بولی او نمک حرام ارے
ہمین پر ہاتھ صاف کرتا ہے رہ تو جا تیری کیا حالت کرتی ہون اور کیونکر تجھکو مارتی ہون میرا نام ناگن جادو
ہے یہ کہکر اسنے چند بال اپنے گیسو کے نوچے اور اُنپر افسون دم کرکے وہ موہاے سر اُسپر پھینکے وہ بصورت
دام ہوکر چلے ادھر مبہوت جادو نے چاہا کہ اسماے رد سحر زبان پر جاری کرے کہ یکایک دام مذکور
مین پھنس گیا اور رد سحر کی فکر مین مصروف ہوا اُدھر عقرب جادو کہ مبہوت جادو کے ہاتھ سے زخمی
ہوا تھا خون اسکے بازو سے مثل آب پرنالہ کے بہ رہا تھا اور زخم کھانے سے برہم زیادہ تھا اُسنے حریف کو دام
سحر مین پھنسا ہوا دیکھکر فوراً اور ایک گلدستہ پھولونکا اپنی جھولی سے نکالا اور اُسپر اسماے سحر دم کرکے اور
خون اپنے بازو کا اسپر ڈال کر یا خداوند سامری کہکر اُسوقت مبہوت جادو کے سینے پر مارا کہ
وہ دام سحر مذکور سے نکلتا تھا اور عقرب جادو کے سحر سے غافل تھا گلدستہ جو سینہ پر آن کر پڑا
مبہوت جادو دیوانہ ہو گیا اسوقت عقرب جادو اور ناگن جادو نے گولے اور ترنج
اور نارنج سحر کے اسقدر اُسپر متواتر مارے کہ آخرکار ہر ایک نارنج اور ترنج اور گولہ اُسکے سینہ کو توڑکر
نکل گیا مبہوت جادو حالت دیوانگی مین مجبور ہوکر اور زخمی ہوکر زمین پر گرا یہانتک کہ گرتے وقت
اسکے ہر رگ و پے تن سے شعلۂ آتش نکلا اور جل کر خاک ہو گیا اُسوقت صدا آئی افسوس کہ مردیم و
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اور یہ بھی صدا آئی کشتی مرا کہ نام من مبہوت جادو بود
عقرب جادو او ناگن جادو دونون شوہر و زوجہ مبہوت جادو کو ہلاک کر کے بہت خوش
ہوے سوسن جادو مادر مبہوت جادو نے اپنی آنکھون سے اپنے فرزند کو مرتے دیکھا اور کچھ

اُسکا بس چلا چونکہ اُسکے حواس خمسہ درست نہ تھے سحر بھی کر نہ سکی دشمنون سے اپنے فرزند کو بچا بھی نہ سکی کثرت
غم اور افراط گریہ سے زمین پر گرکے بیہوش ہوئی عقرب جادو مبہوت جادو کو مار کر اپنی زوجہ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے زوجہ من آج خداوندان سامری و جمشید نے بڑا اپنا مجھپر اور تجھپر رحم کیا
مبہوت جادو کے ہاتھ سے بچا یا یہ چھوکرا وہی ہی جو سوسن کے ہمراہ آیا تھا اور ہمارے دولت کے یہان
رہکر پرورش ہوا تھا اور دس بارہ برس سے کہین چلا گیا تھا مفقود الخبر تھا آج یہان کیونکر آیا کسنے اسکو
بلایا بدیع الزمان قیدی سوفار جادو کو کیون رہا کرتا تھا اسکو بدیع الزمان کے رہا کرنے سے کیا
مدعا تھا اور اسقدر سحر اسنے کہان جاکر حاصل کیا تھا سچ تو یہ ہی کہ ای زوجہ من اگر تو شریک جنگ نہوتی اور اسکو
اپنے سحر مین نہ پھنساتی تو ہرگز مجھسے قتل نہوتا بعد میرے قتل کرنے کے تجھکو بھی مارڈالتا اور قید
سحر سے بدیع الزمان کو رہا کرکے بیجاتا شکر ہی خداوندان سامری و جمشید وغیرہ کا کہ جانین ہماری اور
تیری اس ظالم کے ہاتھ سے بچ گئین اور آبرو بھی رہ گئی ورنہ یہ کام اپنا کر چکا تھا اسنے جواب دیا مین
شب کو حسب دستور قصر مین سوتی تھی مجھے اُسکے آنے کا اور قلعہ آتش سحر کے مٹانے کا احوال مطلق
نہین معلوم ہی نہین معلوم کیا سبب تھا کہ آج مین اسوقت تک سویا کی اور بیدار نہوی اسنے جواب دیا
ای زوجہ من آگاہ ہو کہ مبہوت جادو نے ابر سحر قصر پر تیرے قائم کرکے تجھکو حالت خواب مین مبتلائے
سحر کر دیا تھا کیونکر تو ہوشیار ہوتی جب میرا دل دربار سوفار جادو مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا اور مینے
اُس سے اجازت یہان آنے کی لی اور یہان آیا تو یہ احوال دیکھا کہ وہ نابکار میرے سحر کو مٹا رہا ہی
اور تیرے قصر پر ابر سحر چھایا ہی ترشح اُس سے ہو رہا ہی مینے مبہوت جادو سے عاجز ہوکر اُس ابر سحر کو مٹایا
اور تجھکو ہوشیار کیا جب تجھکو ہوش آیا ورنہ تجھکو ہرگز ہوش نہ آتا اب تجھکو اور مجھکو لازم یہ ہی کہ
مبہوت جادو کے آنے کا احوال دریافت کرین کہ یہ کس طرح یہان آیا اسنے جواب مین کہا کہ اسکی
مادر سوسن جادو سے دریافت کیا جاے عجب نہین کہ تمام احوال ظاہر ہو جائے عقرب جادو
اپنی زوجہ کی گفتگو سنکے زوجہ کو اپنے ہمراہ لیکر اپنی دختر کے قصر مین گیا وہان جاکر اُسنے دیکھا کہ سوسن جادو
اور مجنون جادو دونون بیہوش پڑے ہین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا ناگن بھی متشوش ہوئی آخرکار دونون
زن و شوہر نے اِن دونون کو بہزار دشواری چند در چند تدبیرین کرکے ہوشیار کیا اور بعد قہر و غضب
اُسنے پوچھا کہ سچ بتاؤ مبہوت جادو کو تمنے بلایا تھا اور بدیع الزمان اسیر قلعہ آتش سحر کو تمنے اسکے
ذریعہ سے چھڑانا چاہا تھا مجنون جادو نے خوف مادر و پدر سے کانپ کر اور آنسو بہا کر دست بستہ
تھا مجھکو اُسکے آنے کا احوال نہین معلوم ہی مین تو بیمار رہون غش مین پڑی رہتی ہون پہرون مجھکو ہوش نہین
آتا ہی مجھے اپنی ہی خبر نہین ہی خود ہی چراغ سحری ہو رہی ہون کثرت امراض اور شدت ضعف سے
حواس خمسہ میرے درست نہین ہین مجھے کیا خبر ہی آگے آپ مالک و مختار ہین مرتی تو ہون آپ ہی مجھے
مار ڈالیے مبتلائے درد ہون اس تکلیف سے نجات دیجئے یہ کہکر بے اختیار باواز بلند رونے لگی اُسوقت
ناگن جادو اپنی دختر کی یہ تقریر سنکے اور اُسکی حالت دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوکر اُس سے لپٹ گئی اور کہنے
لگی ای دختر من تو اِسقدر کیون روتی ہی دل میرا سینہ مین تیری یہ حالت دیکھکر بے قرار ہی تجھکو کون
مارتا ہی کسی مان یا باپ نے عمداً اپنے فرزند یا دختر کو قتل کیا ہی کہ ہم تجھکو مار ڈالینگے تو اسقدر کیون ڈرتی ہی

ہمنے تو صرف مہوت جادو کے آنے کا احوال پوچھا تھا اگر تجھکو نہین معلوم ہو تو نہ سہی تیری دایہ سے
دریافت کیا جائیگا یہ کہکر اُسکو خوب پیار کیا اور آنسو اُسکی آنکھونسے پوچھے اور رونے کو منع کیا ہر چند اُس
دلدادہ کی فرقت بدیع الزمان مین عجب حالت تھی آنسو آنکھون سے نہ تھمتا تھا لیکن بمصلحت وقت
رونا موقوف کیا جب وہ اسیر غم فرقت محبوب آہ و بکا سے نے الجملہ باز رہی عقرب جادو نے
بقہر و غضب سوسن جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا او سوسن سچ کہہ تیرا لڑکا مہوت
کس طرح یہان آیا تھا کیا تو نے اُسکو بلایا تھا اور بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اُس سے کہا تھا یا
وہ خود بخود یہان آیا تھا صاف صاف مجھسے بیان کردے اور اگر صاف صاف بیان نکریگی تو قسم
ہی خداوندان سامری و جمشید کی مارے کوڑون کے تیری کھال گوشت سے تیرے جدا کردونگا
اور ایسی بری طرح تجھے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر افسوس کرینگے
اور مجھکو رحم نہ آئیگا اور ہرگز مین اسکا خیال نکرونگا کہ تو میری دختر کی دایہ ہی مجھکو عقل سے ثابت
ہوتا ہی کہ جب مین بدیع الزمان کو اُسکے لشکر سے اُٹھا لایا تھا اور یہان لاکر مینے بحکم شاہ ساحران
یعنے سوفار جادو کے اُسے قلعہ سحر مین اسیر کیا تھا اہل اسلام نے یہان آکر تجھکو رشوت کے
طور پر کچھ دیا ہوگا اور کہا ہوگا کہ تو کسی طرح بدیع الزمان کو یا تو خود رہا کردے یا اور کسی ساحر
سے کہکر رہا کرے پس تو نے لالچ مین آکر زر کثیر اُنسے لیکر اپنے لڑکے کو بلایا ہوگا اور اُس سے یہ
کہا ہوگا کہ عقرب جادو تو یہان رہتا ہی نہین ہی صرف اُسکی زوجہ ناگن جادو ہی اُسکو سوتے
مین مبتلائے سحر کرکے عقرب جادو کا رد سحر کر اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کرکے حوالے اہل اسلام
کے کردے وہ اجل رسیدہ تیرے کہنے سے قلعہ سحر کے مٹانے پر آمادہ ہوا ہوگا کہ اس اثنا مین مین
یہان آگیا اور مینے دلیرانہ اُسے قتل کیا ورنہ وہ تو اپنا کام کرہی چکا تھا اگر تھوڑی دیر مین اور نہ آتا
تو بالکل قلعۂ آتش سحر کا وہ نام و نشان بھی باقی نرکھتا اور بدیع الزمان کو رہا کرکے لیجاتا تو مجھکو خبر
بھی نہ کرتی کیونکہ اہل اسلام سے رشوت لے چکی تھی سوفار جادو جب اس احوال سے آگاہ ہوتا
مجھپر غضبناک ہوتا اور غالبًا برہم ہوکر قتل کرتا یا قید کرتا تجھکو کچھ بھی میرے قتل ہونے کا رنج و ملال
نہوتا اور اگر تیرا فرزند میری زوجہ کو قتل کرڈالتا تو بھی تجھکو کچھ رنج نہوتا کیونکہ تو نے تو نمک حرامی پر کمر
باندھ ہی لی تھی مفت میری جان جاتی اور میری پیاری زوجہ بھی ہلاک ہو جاتی خانہ بربادی بخوبی
تمام ہوتی مگر قربان ہون مین اپنے سب خداوندون پر کہ انھون نے میری اور میری پیاری بی بی
کی جان بھی بچائی اور آبرو بھی بچائی اور میرے دشمن کو مغلوب ایسا کیا کہ وہ مارا گیا پس بظاہر
یہ سارا فتنہ و فساد تیری ذات بدصفات سے برپا ہوا ہی اگر تو نہ ہوتی تو یہ ہنگامہ برپا نہوتا بانی فساد
تو ہی ہی ہر چند کہ یہ سب باتین مجھکو فہم و عقل سے معلوم ہوئی ہین لیکن تجھسے بھی دریافت کرلینا ضرور
ہی لہذا صاف صاف بیان کر سوسن جادو ہر چند کہ صدمہ مرگ فرزند نوجوان مین مبتلا تھی دنیا
اُسکی نظرون مین سیاہ تھی اور زندگی سے اپنی بیزار تھی دوسرے مجنون جادو سے کمال الفت
رکھتی تھی اُسکی حالت بہت غمگین تھی لیکن ضبط گریہ و بکا کرکے بجائے خود خیال کرنے لگی کہ ای سوسن
فرزند نوجوان تو تیرا قتل ہوگیا ہائے عصائے ضعیفی تو تیرے ہاتھ سے جاتا رہا اور نور نظر تو آنکھون سے

تری غائب ہوگیا دل مین تیرے اُسکے مرجانے سے داغ تو پڑگیا جسکا خوف تھا وہ تو ہو ہی گیا اب صاف صاف
کہنا فضول اور بیکار ہی تجھکو اپنے زندہ رہنے کی آرزو بھی نہین ہی کیونکہ جوان لڑکا تیرا تیری انکھون کے سامنے
ابھی مرچکا ہی بہتر ہوگا کہ صاف صاف نہ کہنے سے عقرب جادو تجھے بھی مار ڈالیگا اس قید پیچ و غم سے
تو رہا ہوجائیگی اور دوسرے صاف صاف سے جان اور عزت مجنون جادو کی بھی بچ جائیگی تو نے اُسکی
محبت مین اس سے نیکی کی تھی اب بھی اسکے ساتھ نیکی کر حالانکہ اسکی محبت مین تیرا لڑکا مارا گیا ہی اب اسکی
دشمنی سے تجھے کیا نفع ہوگا لڑکا تیرا زندہ ہو جائیگا بلکہ صاف کہنے سے مجنون جادو کے ساتھ تو بھی قتل
ہوگی یا اسیر ہوگی اور بہت ذلت و رسوائی ہوگی بس تقاضائے عقل یہی ہی کہ صاف صاف نہ کہہ اور عزت
و آبرو مجنون جادو کی بچا اور جھوٹ بول کر اپنا مطلب نکال کیونکہ قول شیخ سعدی کا ہی کہ دروغ
مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز اور انکا یہ قول سچ ہی یہ خیالات کرکے سوسن جادو نے عرض کیا
اے خداوند نعمت مین آپکی نمکخوار ہون اور ایک زمانہ دراز گذرا ہی کہ شرف ملازمت سے ممتاز و سرفراز
ہون مین ہرگز جھوٹ نہ بولونگی جو کچھ امر صاف صاف ہی وہ کہدونگی مجنون جادو تقریر اپنی دایہ کی سنکر
گھبرائی اور بنگاہ حسرت و یاس اُسے دیکھنے لگی مطلب اُسکا اس نظر سے دیکھنے مین یہ تھا کہ اے دایہ میری عزت
اور آبرو کا کیا خیال نہ کروگی اور صاف صاف جو امر ہوا ہے کہدوگی اپنی جان اور میری جان و آبرو کو کیا
گنواؤگی سوسن جادو نے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ چشم سے اُس سے کہا کہ خاطر جمع رکھ مفصل حال ہرگز ہرگز
نہ کہونگی وہ اشارہ سمجھکر مطمئن ہوئی سوسن نے پھر عقرب جادو سے مخاطب ہوکر کہا خداوندا اگر آپنے
مجھسے پوچھا ہی تو گوش ہوش سے سنئے فدویہ حسب دستور شب کو اسی قصر مین قریب آپکی دختر کے لیٹی اور اس سے
باتین کیا کی کہ جس سے اُسکی طبیعت خوش ہوجاتی تھی کہ یہ دختر نیک اختر سو رہی مین بھی بعد اسکے آرام کرنے کے
سو رہی ابھی حضور نے آکر ہم دونون کو بیدار کیا ہی نہین معلوم کیسی نیند آئی تھی کہ ہوشیار نہوئے اور غافل
سو رہے مجھکو مبہوت جادو کے آنے کا اور اُسکے قلعہ سحر شکنانے کا احوال نہین معلوم ہی اور جائے تعجب
ہی کہ وہ یہان کیونکر آیا وہ تو ایک مدت سے مفقود الخبر تھا عجب نہین کہ بموجب آپکے ارشاد کے اہل اسلام نے
کچھ لالچ دیا ہوگا اور اس سے کہا ہوگا کہ تو بدیع الزمان کو قید سحر سے رہا کردے وہ یہان آیا ہوگا اور ہم سبکو
سوتا دیکھکر اُسنے اپنے سحر مین مبتلا کیا ہوگا اور ایسا سحر کیا ہوگا کہ جس سے ہم ہوشیار نہون اور اُسکو قلعہ سحر
شکناتے نہ دیکھین شاید اُسکو یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر مادر مجھکو قلعہ سحر شکناتے دیکھے گی تو مانع ہوگی اور ہر ایک سے
کہیگی خصوصاً خدمت مین عقرب جادو کے جائیگی اور انکو اس حال سے آگاہی دیگی اور وہ یہان آئینگے
اور مقابلہ اور محاربہ مجھسے کرینگے ایسی صورت مین بدیع الزمان کو قید سحر سے رہا نکرسکونگا اُسنے تو شاید
بخیال مذکور ہم سبکو بیہوش کیا ہوگا لیکن نہین معلوم آپ یہان کیونکر تشریف لائے اور کیونکر اُسکو قتل
کیا ہمکو اسکی بھی اطلاع نہین ہی ہان ابھی حضور سے سنا ہی کہ وہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا اس خبر کو سنکر مین
خوش ہوئی بایین وجہ کہ اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی تھی اور اپنے مالک سے دشمنی کی تھی خیر خوب ہوا کہ وہ
مارا گیا جیسا اُسنے کیا تھا ویسی سزا پائی اور سوا اسکے جو کوئی اپنے بزرگون اور اپنے مالکون سے ایسی دشمنی
اور ایسی نمک حرامی کریگا ایسی ہی سزا پائیگا جیسی سزا مبہوت جادو نے پائی اپنی جان سے
گیا مال دنیا سے کچھ ہاتھ نہ آیا اپنے خداوندون کو اپنے سے ناراض کیا کیونکہ اُسنے مسلمانون کی شرکت

الیبار کی تھی اور سامری پرستون سے دشمنی کا ارادہ کیا تھا بلکہ دشمنی کی تھی اس وجہ سے اُس نے اپنا دین
آبائی خراب کیا یہ کہکر خاموش ہوئی عقرب جادو اسکی گفتگو سُنکے اپنی زوجہ ناگن جادو کی طرف دیکھنے
لگا اُسنے اپنے شوہر سے کہا میری پیاری دختر کی دایہ راست گو ہی اور ایسی نمک حلال ہی کہ اپنے فرزند کو
بوجہ نمک حرامی کرنے کے بُرا کہتی ہی اور اُسکے قتل ہونے سے خوش ہوتی ہی یہ عین علامت اسکی نمک حلالی
اور بیقصوری کی ہی مجھکو یقین کامل ہوگیا جو کچھ اسنے ظاہر کیا ہی بیشک سچ ہی اور قریب القیاس یہی ہی کیونکہ
مبہوت جادو نے جسطرح عالم خواب مین مجھے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا تھا اُسی طرح اسکو اور میری
دختر کو بھی گرفتار سحر کر لیا ہوگا اور وہ محض بذات خود اہل اسلام سے مل گیا ہوگا اسکی اس بارے مین کوئی
خطا نہین ہی اگر اسکے بارے مین شرکت ہوتی تو اپنے فرزند کیواسطے بیتاب و بیقرار ہوکر روتی اور اُسکو برے یاد
نکرتی اور اُسکے مرنے سے شاد نہوتی عقرب جادو اپنی زوجہ کی یہ گفتگو سُنکے خاموش ہو رہا اور دل مین
خیال کرنے لگا کہ دایہ بھی سچ کہتی ہی اور زوجہ بھی میری کاذب نہین ہی جو کچھ دایہ نے اظہار کیا ہی فی الواقع
ایسا ہی ہوا ہوگا اب اس باب مین زیادہ تقریر کرنا اچھا نہین اور اوراق جمشیدی اور کتاب
سامری مین دیکھنے کی ضرورت نہین ہی یہ خیال کرکے وہان سے چلا اور زوجہ مذکورہ بھی اُسکے ہمراہ
وہان سے چلی جب وہ دونون زن و شوہر اپنے قصر مین آئے عقرب جادو نے خیال کیا کہ اس
واقعہ کے حال سے سوفار جادو کو اطلاع دینا ضرور ہی یہ خیال کرکے اُسنے ایک عرضی سوفار جادو
کو اس مضمون کی تحریر کی اور بعد القاب شاہانہ کے یہ عبارت درج کی کہ اے شہنشاہ ساحران عالم
وای خلاصۂ دودمان خداوند سامری ذی کرم جب یہ فدوی خدمت حضور فیض گنجور سے اجازت
حاصل کرکے ادہر آیا عجب واقعہ ہوش ربا اور سانحۂ حیرت افزا دیکھا جسکا فدوی کو وہم و خیال بھی نہ تھا
وہ واقعہ ہوش ربا یہ تھا کہ مبہوت جادو پسر سوسن جادو کہ میری دختر کی دایہ ہی وہ طفل میرے
قلعہ سحر کو اپنے سحر سے مٹا رہا تھا طائران محافظ قلعۂ آتش سحر اور پلنگ و اژدر نگہبانان قلعہ مذکور کو ہلاک
کر چکا تھا اور قلعہ کی گردش کو موقوف کر چکا تھا آتش قلعہ سحر کو نصف سے زیادہ بارش ابر سحر سے بجھا چکا
تھا اور میری زوجہ اور میری دختر اور سوسن مذکور کو پہلے ہی حالت غفلت مین اپنے سحر سے بیہوش و مدہوش
و غافل کر چکا تھا قریب تھا کہ قیدی حضور کو قلعہ سحر مذکور سے رہا کرے اور اہل اسلام کے حوالے کرے
ناگاہ فدوی یہان آیا اور حضور کے اقبال سے دلیرانہ اسکے مقابل ہوا ہرچند اُسنے سحر سخت کئے فدوی نے
اُسکے تمام سحرون کو رد کیا اور کچھ اُسپر بھی سحر کئے اُسنے بھی حتی الامکان اُسکا دفع کرنا چاہا لیکن حضور کے
اقبال سے وہ بد مآل فدوی کا سحر دفع نکر سکا آخر کار اس نمک خوار نے اُسکو مار ڈالا وہ جلکر خاک ہوگیا
ہنگام جنگ سحر ایک زخم کاری میرے بازو پر بھی آیا ہی جسکے سبب سے فدوی کو سخت تکلیف ہی چونکہ وہ
قلعہ سحر گویا پست چکا ہی اسکے بارے مین فدوی کو کیا حکم ہوتا ہی اگر ارشاد ہو تو جیسا کہ فدوی نے قبل ازین قلعہ
سحر بنایا تھا اُسی طرح اب بھی بنا دے اور قیدی حضور کو اُسمین قید کرے یا اُس قیدی کو لے کر
حاضر خدمت ہو اور کہین اُسکو قید کیا جاے یا وہ قتل کر ڈالا جاے یا جو حکم ہو فدوی اُسے
بجا لائے اور دیگر عرض یہ ہی کہ چونکہ فدوی زخمی ہی درد زخم سے بیقرار ہی لہذا امیدوار ہی کہ چند
روز کے لیئے سرکار دولت مدار سے رخصت ملے تاکہ فدوی اپنا علاج کرے اور بعد صحت حاضر

خدمت ہو فقط زیادہ حد ادب پر تو خورشید عنایت خداوند جمشید مدام بر فرق حضور فیض گنجور
باد و آفتاب عالمتاب دولت و اقبال سرکار دولتمدار تا ابد تابان و پرتو بار باد بعد اسکے مد عرضی
کھینچکر نیچے اُسکے لکھا عرضی فدوی عقرب جادو ملازم قدیم سرکار دولتمدار جب اسطرح عرضی
لکھ چکا اوسکو ملفوف کیا اور سر نامہ عرضی پر بھی اپنا نام لکھا بعد ازین کچھ اسمائے سحر زبان پر لایا اور
فوراً دست تک وہی ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا اور قریب آکر اُسنے بزبان فصیح عقرب جادو
سے پوچھا کہ آپنے مجھے کیون یاد کیا ہے کونسا امر مشکل درپیش ہے بیان کرو عقرب جادو نے اُس سے
کہا اے طائر ہفت رنگ سحر اسوقت مینے تجھکو صرف اسواسطے طلب کیا ہے کہ یہ عرضی سوفار جادو کی
خدمت مین لیجا اور جواب اسکا اُس سے لے آ یہ کہکر وہ عرضی اُسکو دی وہ عرضی مذکور منقار مین اپنے دباکر
جانب سوفار جادو روانہ ہوا اور عقرب جادو کے زخم بازو کو دھوکر ناگن جادو نے دھوکر
چاہا کہ خالی اُسپر پٹی باندھے عقرب جادو نے کہا مین جراح کو طلب کرتا ہون جو اسکی رائے ہوگی وہ
کرونگا یہان اپنے ملازمون سے ایک شخص کو کہا کہ جراح کو بلا لاؤ وہ اُسی وقت گیا اور جراح کو اپنے ساتھ
لایا اُسنے زخم بازو کو دیکھکر کہا یہ زخم کچھ ایسا زخم نہین ہے جلدی اچھا ہو جائیگا یہ کہکر شراب ناب سے اُسنے
زخم کو دھوکر پاک کیا اور پھاہا مرہم کا اُسپر رکھکر پٹی باندھکر چلا گیا عقرب جادو اول تو تھکا ہوا تھا
دوسرے زخم بازو سے بے چین تھا فرش خواب پر لیٹا اور انتظار طائر سحر مذکور کا کرنے لگا زوجہ اُسکی ناگن
جادو بھی استراحت پذیر ہوئی یہ دونون ابھی قصر مین ہین لیکن اب احوال اُس طائر ہفت رنگ
سحر کا لکھا جاتا ہے کہ وہ جلد تر پرواز کرکے خدمت سوفار جادو مین کہ دربار مین بیٹھا ہوا تھا پہونچا
اور گرد سر سوفار جادو گردش کرکے وہ عرضی عقرب جادو کی زانو پر اُسکے ڈالدی اور
بزبان فصیح عرض کیا اے شاہ ساحران یہ عرضی عقرب جادو نے آپکی خدمت مین ارسال کی ہے
آپ ملاحظہ فرما کر جواب سے عرضی ہذا مزین فرمائیے تاکہ مین عقرب جادو کو جاکر دیدون پس
سوفار جادو نے طائر مذکور کی تقریر سنکے وہ عرضی اپنے زانو سے اٹھائی اور لفافہ چاک کرکے خود
اُسکی عبارت پڑھی اور مضمون عبارت سے بخوبی آگاہ ہوکر قلمدان طلب کرکے اپنے ہاتھ سے اُسی
عرضی کی پشت پر یہ حکم تحریر کیا کہ بدیع الزمان کو تو اپنے ہی باغ مین قید رکھ اور ایسی مرتبہ اس طرح
سحر سے قید کر کہ زندان اُسکا کسیکو نظر نہ آئے صرف دھوان دکھائی دے اور وجود دشمن اس دھوئین
کے قریب جائے فوراً نابینا ہو جائے اور مینے بخوشی تجھکو چند روز کی رخصت دی جب تیرا زخم بازو
اچھا ہو جائے تو بلاتوقف بارگاہ دولت کے حضور مین حاضر ہونا زیادہ کیا تاکید لکھی جائے بعد لکھنے کے مہر اپنی اُسپر
ثبت کرکے وہی عرضی لپیٹ کر طائر ہفت رنگ سحر کے حوالے کی وہ منقار مین عرضی مذکور لیے کر
عقرب جادو کے پاس آیا اور عرضی دیکر ایک جانب چلا گیا عقرب جادو نے بموجب حکم
سوفار جادو کے بدیع الزمان کو اسیر کیا سوسن جادو اور مجنون جادو نے دیکھا
کہ عقرب جادو نے ایسا سحر کیا کہ گرد اُس کمرے کے جس مین بدیع الزمان قید تھا تاریکی پیدا
ہوئی اور رفتہ رفتہ بڑھتی گئی یہانتک کہ پردہ ظلمات کی تاریکی سے بھی کچھ بڑھ گئی اور دھوان بھی
بغور دیکھنے سے کچھ اُس تاریکی سے ظاہر ہوتا تھا اس تاریکی کے بارے مین اگر کوئی عاقل فکر کرتا

تو یہ کہتا کہ یہ تاریکی ایسی ہو گویا شب فرقت کی سیاہی ایک جا جمع ہوئی ہو یا یہ تاریکی کفر کافرونکی ہو جو اس جگہ مجتمع کی گئی ہو اور اس دھوین کو دیکھکر کہتا کہ بیشک وشبہہ یہ دود دل عاشقان ہو یا دود دل آہ مظلومان وبیکسان ہو اور اگر بدیع الزمان اور اس تاریکی کو غور وفکر کرتا تو کیا عجب ہو کہ یہی کہتا کہ آفتاب عالمتاب سراسر تاریکی مین گہن گے ہو یا سکندر پردہ ظلمات مین آگیا ہو یا یوسف کنعان سیاہی چاہ مین نہان ہو یا ماہ تابان ابر سیاہ مین پنہان ہو یا نور ظلمت مین پوشیدہ ہو الحاصل اس طرح عقرب جادو اپنے سحر سے بدیع الزمان کو قید کرکے اور وہ قلعہ آتش سحر اپنا کہ کچھ باقی رہگیا تھا اُسے خود ہی مٹا کے اپنے قصر مین گیا اور زوجہ سے کہا کہ حسب الحکم شاہ ساحران اب بدیع الزمان کو مینے اسطرح اپنے سحر مین قید کیا ہو کہ کیا مجال کسی ساحر اور غیر ساحر کی کہ بقصد رہائی بدیع الزمان اسکے قریب بھی جا سکے تا وقتیکہ مین زندہ ہون ممکن نہین کہ بدیع الزمان کو کوئی رہا کر سکے اسنے اپنے شوہر کی تقریر سنکے کہا صاحب اسمین تو شک نہین کہ تمنے نہایت حفاظت سے اس مسلمان کو اسیر کیا ہو لیکن تم اپنی آپ نگہبانی کرتے رہنا سنا ہو مردمان لشکر اسلام بلائے بے درمان ہین اس مسلمان کی جستجو مین یہانتک ضرور آئینگے اور جہانتک ہو سکے کا صاحب کو آزار پہونچائینگے خصوصًا وہ مسلمان جسکا القاب یہ ہو کہ ریش تراشندۂ کافران و سربرندۂ ساحران قلعہ گیر نے جنگ صاحب قطورہ و زنگ شیخ الاصحاب فطرت آب صاحب معجزۂ ہفت پیغمبران شاہ عیاران جہان یک طرار مکار و ہوشربا طماع بے مثل و نظیر نیرنگ ساز مانند فلک پیر عیار بے عدیل صاحب زنبیل اور نام اسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری ہو چھ گز کا دھڑ اسکا اوپر کا ہو اور تین گز کا نیچے کا اور یہی عیار پرفن و مکار صاحبقران نامدار کا عیار ہو یہ عیاری و مکاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہو ضرور ضرور صاحب کو اگر کسی نہ کسی طرح مار ڈالیگا مجھکو بیوہ کر دیگا دختر کو میری یتیم کر دیگا خداوند ابن سامری و جمشید اسکی شر سے جملہ ساحران عالم کو بچائین خصوصًا صاحب کو اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھین اور اسکے قدم کبھی یہانتک نہ آئین ہرچند کہ جملہ مردان لشکر اسلام کے قدم نامبارک ہین جہان یہ لوگ جاتے ہین تباہ اور برباد کر دیتے ہین شہرون کو ویران کر دیتے ہین بستیون کو اجاڑ کر دیتے ہین خاصیت بوم کی رکھتے ہین بستیون کو ویرانہ کرکے اپنے دین کو فروغ دیتے ہین دوسرے ملت و مذہب والونکو مار ڈالتے ہین یا اُنکو دھمکا کر اور مجبور کرکے اپنے دین مین لاتے ہین لیکن خاصکر عمرو بن امیہ ضمری تو وہ شخص ہو کہ جسکے بارہ مین لکھا ہوا دیکھا ہو کہ یہ شخص ملک الموت ساحران ہو اس نے بڑے بڑے ساحرون کے چراغ حیات گل کر دیے ہین بڑے بڑے شہرون مین جا کر حشر برپا کر دیا ہو صاحب نے احوال طلسم ہوشربا کا سنا ہوگا افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا سے کس طرح پیش آیا ہو یہ عیار مع اسد اور چار عیارون کے طلسم ہوشربا مین داخل ہوا تھا اپنی مکاری اور عیاری اور ہوشیاری سے ہزارہا ساحرون کو اپنا مطیع اسلام کیا لاکھون ساحرون کو باہم لڑوا کر قتل کروا دیا فوج کثیر جمع کر لی اسد غازی پر ملکہ مہ جبین الماس پوش عاشق ہو گئی افراسیاب نے آگاہ ہو کر اپنی دختر نامبردہ اور اسد کو گنبد نورین قید کیا مہرخ جادو سالار لشکر اسد اور بہار جادو ہمشیرہ حیرت جادو

کی اور زلزلہ اور رعد جادو و برق جادو اور ملکہ ہلال سحر افگن اور ملکہ مخمور سرخ چشم اور
معمار قدرت اور باغبان قدرت وغیرہ نامی و نامور سرداروں نے ہرچند بڑی بڑی
کوششیں کیں اور بہت لڑائیاں افراسیاب سے لڑے لیکن اسد اور ملکہ مہ جبین
الماس پوش کو گنبد نور سے رہا نکر سکے آخرکار اسی عیار مکار نے چنگ کی عیاری کرکے رد قتل
اسد غازی گنبد نور پر جاکر اسد غازی اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کیا
اُس کے نزدیک اس جوان مسمی بدیع الزمان کا صاحب کی قید سے رہا کرنا کیا مشکل ہی علاوہ
اس کارنمایاں کے اسنے بہت سے کارنمایاں اور بھی کئے ہین صراط ہفت جادو کو مارا ہی اور
افراسیاب کی بربادی اور تباہی اور قتل کا بھی باعث ہوا ہی اگر یہ طلسم ہوشربا مین نہوتا
اسد غازی اور برق اور جانسوز اور چالاک بن عمرو اور مہتر قران سے کچھ نہو سکتا
سکو افراسیاب کا ایک ادنے ملازم اسیر کرکے قتل کر ڈالتا اور طلسم ہوشربا ہرگز نہ ٹوٹتا اور لوح
طلسم کسیطرح دستیاب نہوتی اور ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب جادو
مالک طلسم ہوشربا کی قتل نہوتی اور رودادی افراسیاب کی ملکہ آفات چہار دست بھی
کسیطرح قتل نکی جاتی لاچین تاجدار حاکم سابق طلسم ہوشربا بھی کبھی افراسیاب کی قید سے رہا
نہوتا اور توسن جادو کبھی مارا نجاتا اور کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہرگز شریک
اسد نہوتا اور امداد نکرتا یہ ساری کارروائی اور تدبیر اسی عیار مکار کی ہی اُس کے سایہ سے
جملہ خداوند محفوظ رکھین یہ وہ بلا ہی کہ جسکا نام زبانپر جاری کرنے سے اور حالات عیاری اُسکے
خیال کرنے سے موے تن خوف سے کھڑے ہوجاتے ہین دل سینے مین کثرت خوف سے بیتاب و
بیقرار ہوجاتا ہی حواس خمسہ بجا نہین رہتے ہین اگر خواب مین بھی اسکا خیال آجاتا ہی تو خوف سے گھگی بندھ
جاتی ہی سحر و افسون سب بھول جاتے ہین سحر کے بیر بھی خوف سے بھاگ جاتے ہین یہ عیار نہایت غصہ ور
اور نازک مزاج بھی ہی اسکی نازک مزاجی اور غصہ کا حال صاحب کو تو بخوبی معلوم ہوگا اور اگر
نہ معلوم ہو تو مین کچھ بیان کرتی ہون وہ یہ ہی کہ یہ ایسا نازک مزاج اور غصہ ور ہی کہ ذرا سی بات
پر کوکب روشنضمیر سے کہ وہ مطیع اسلام بھی ہوگیا تھا اور اسنے اسد کی شرکت بھی بخوبی تمام
کی تھی ناراض ہوگیا تھا اور اسکی غرور کے مٹانیکو آمادہ ہوا تھا چنانچہ اسقدر اسد وغیرہ کو لیکر
اُس سے لڑا کہ قریب تھا اُسکا بھی طلسم ٹوٹ جاے اور بالکل نیست و نابود ہوجاے آخرکار اُسنے
غور کیا اور صلح کی اور راہ راست پر آیا بس اس میری ساری تقریر کا نتیجہ یہ ہی کہ ایسا شخص
صاحب کا دشمن ہی اور اُسکے لشکر کے تمامی مردمان بھی عدوے جان صاحب کے ہین لہذا اہل
اسلام مذکورہ صاحب کو اپنی جان بچانیکی فکر کرنی ضرور چاہیے عجب نہین کہ اسی مکار و غدار
یعنے عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے کہنے سے مبہوت جادو نے رہائی بدیع الزمان کا ارادہ
کیا ہو اس سے تو خداوندوں نے صاحب کی جان بچائی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اس مسلمان کا یہان
قید ہونا اور اسکا یہان لانا اچھا نہوا صاحب کی عقل و فراست سے یہ امر بعید تھا کیون ایسے
شخص کو یہان لائے اور قید کیا جسکی وجہ سے جان و ایمان اور آبرو کا خوف ہی گو مین عورت

اور ناقص العقل ہون مین بھی یہ کار خطرناک نکرتی ہرگز بنیاد فتنہ و فساد نڈالتی عقرب جادو نے
اپنی زوجہ کی تمام تقریر سنکے مسکرا کر جواب دیا جو کچھ تمنے تقریر کی ہر وہ محبت و الفت پر دلیل کامل ہر
بیشک و شبہہ تمکو مجھسے بدرجہ کمال الفت ہر اور تم میرے خیر خواہ ہو یہ نہین چاہتی مین اہل اسلام
کے ہاتھسے ہلاک ہون لیکن بوجہ نادانی کے تمکو یہ خیال ہر کہ مین کیسا زبردست
ساحر ہون اور کیسا عاقل ہون میرے بازو پر وہ شی ہر کہ اگر خواجہ عمرو یہان آئے اور مجھے
شراب بیہوشی آمیز پلانیکا ارادہ کرے اور کسی طرح کی عیاری کرنیکا قصد کرے تو فوراً بذریعہ
اُس شی کے مجھکو آگاہی ہوجایگی اور مین اُسکو فی الفور اپنے سحر سے اسیر کرکے قتل کرڈالونگا زندہ
بھی نرکھونگا سومار جادو سے اُسکے قتل کرنیکی اجازت بھی نہ لونگا اور سوا اس عیار کے
اگر اور کوئی عیار یا مردان لشکر حمزہ یہان آنیکا ارادہ کرینگے اور مجھکو قتل کرنا چاہینگے تو اُنسے
مین مطلق نہین ڈرتا سبکو ایک ادنے سحر مین اسیر کرکے قتل کرڈالونگا یا قید کردونگا اگر حمزہ صاحبقران
بھی بذات خاص یہان آئینگے تو اُنسے بھی لڑونگا کہ وہ بھی عاجز ہوجائینگے مجھکو مان جائینگے یا تو
مجھسے خائف ہوکر بھاگ جائینگے یا مقابلہ کرکے اپنی جان دینگے گو وہ صاحب اسم اعظم ہین سحر کو
باطل کردیتے ہین مگر مین وہ ساحر بلا کا ہون کہ اُنکا اسم اعظم بند کردونگا اور اسکو ایک شیشہ مین قید
کردونگا اور مراد اسم اعظم کے قید کرنے سے یہ ہر کہ انکے دل سے بھلا دونگا کہ انکو یاد ہی نہ آئیگا جبتک
وہ شیشہ نہ ٹوٹےگا اور اسم اعظم رہا نہوگا اور مین ایسے وقت اُس شیشہ کو اپنے پہلو مین مثل دل کے
رکھونگا اور اُسکی بہت حفاظت کرونگا اپنے گھر سے باہر نہ نکلونگا حصار اپنے مکان کا کرلونگا عیار
تک بھی مجھ تک نہ آسکیگا پھر کیونکر اسم اعظم قید سے چھوٹےگا اور جب اسم اعظم کو شیشہ مین بحفاظت
بند کرلونگا حمزہ کو بھی ایک ادنے سحر مین مبتلا کرکے گرفتار کرلونگا یا تو فوراً اُنکو قتل کرڈالونگا
یا سومار جادو کی خدمت انھین قید کرکے بھیجدونگا وہ یا تو انکو قتل کرینگے یا صلصال بن
وال بن دیو بن شمامہ جادو شہنشاہ ترکستان کے پاس انھین روانہ کردینگے وہ انکا دشمن
جانی ہر فی الفور اُنکو تہ تیغ کریگا جب وہ قتل ہوجائینگے اُنکے سرداران لشکر کے دل ٹوٹ جائینگے انکی
خبر مرگ سُنکر بہت سے تو کثرت غم مین ہلاک ہوجائینگے بہت سے نیم جان ہوکر زندہ رہینگے اور وہ
صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو سے کیا مقابلہ کرینگے آخرکار یہ ہوگا کہ تمام لشکر
اُن کا بے سپہ سالار ہوکر تباہ ہوجائیگا جسکا جسطرف دل چاہیگا چلا جائیگا نہ کوئی سردار رہیگا
نہ کوئی عیار رہیگا نہ لشکر مین کوئی پیدل اور سوار رہیگا جو لشکر اُنکا ایک مدت دراز مین مجتمع
ہوا ہر وہ ایک دم مین متفرق ہوجائیگا بیٹے اور پوتے اُنکے جو ہین وہ اُنکے لشکر کو اپنا مطیع
کرسکین گے کسی مین مثل اُنکے لیاقت نہین ہر دست راستی اور دست چپی مین ہمیشہ سے ایک قسم کی عداوت
ہر یہ جوان بدیع الزمان پسر حمزہ جسکو مین نے اپنے باغ مین قید کیا ہر یہ سرداران دست
راست کا افسر اور بالادست ہر اُسکے مطیع اور ہوا خواہ جملہ سرداران دست راست
لشکر حمزہ کے ہین اور علمشاہ بن حمزہ صاحبقران سرداران دست چپ کا بالادست
اور افسر ہر اسکا احوال اب اخبار سے کچھ ثابت نہین ہوتا کہ وہ کہان ہر ہان اُسکا فرزند قاسم

نوجوان نقابدار سرخ پوش بنگر ترک توسن یلتاقی کو قتل کرکے مع فوج کثیر بصرہ کیطرف
گیا ہی وہ بھی بہت بہادر ہی مین نے اخبار سے دریافت کیا ہی کہ اُسنے حمزہ صاحبقران کے لشکر
سے بارگاہ سلیمانی بزور شمشیر لے لی ہی اور باقی باندہ بانے صاحبقرانی کے وہ صاحبقران سے
طلب کرتا ہی صاحبقران کہتے ہین کہ جبتک مین تجھسے زیر ہونگا اسوقت تک بانے صاحبقرانی
کے تجھکو ندونگا وہ جوان دلاور مقابلہ کرنے پر بھی موجود ہی لیکن ابھی تک اُس سے اور
صاحبقران سے مقابلہ نہین ہوا ہی لشکر اُسکا بمقابلہ صاحبقران پڑا ہی اور ایک جانب ہرمز
و فرامرز کا لشکر بمقابلہ حمزہ صاحبقران فروکش ہی لڑائیان ہو رہی ہین حمزہ خود دشمنون
مین گھرا ہوا ہی اور اہل اسلام مین خود پھوٹ پڑی ہی ابھی سے اہل اسلام باہم مقابلہ و مجادلہ
کر رہے ہین بعد حمزہ کو اور بھی زیادہ باہم جنگ و جدال کرینگے پس جو خود مبتلاے افکار ہون
وہ دوسرے سے کیا لڑینگے اور اگر مجھسے مقابلہ کرینگے اور یہان آئینگے اُسوقت دیکھا جائیگا
پیش از مرگ واویلا تجھے کیا ضرور ہی میری جانب سے اطمینان رکھ مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا
ہی اور اگر قتل بھی کریگا تو نہایت مشکل سے مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون کہ عمرو یا اسکے لشکر کے
مردم مجھے قتل کر ڈالینگے عمرو نے افراسیاب کے طلسم کو جو درہم و برہم کیا اسکا باعث
یہ تھا کہ وہ عیش پسند تھا اور غفلت دشمنون سے کرتا تھا انکو ذلیل اور ادنے جانکر انکے واسطے تدبیر
کامل نہ کرتا تھا اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اسکا اقبال باقی نہ رہا تھا زمانہ ادبار آگیا تھا جو
اُسکے دوست تھے وہی اُسکے دشمن ہوگئے تھے اسد اور عمرو کے شریک ہوگئے تھے مین عیش
پسند نہین ہون اور غافل بھی نہین ہون ہمہ تن عقل و فہم ہون مجھپر ظفریاب ہونا دشوار ہی اور
میرے یہان کوئی ایسا نہین ہی کہ عمرو یا اُسکے لشکر کے آدمیون سے سازش کریگا اور مجھے
قتل کرادیگا تم میری دوست اور خیرخواہ ہو دختر میری اول تو وہ ابھی نافہم ہی دوسرے وہ
میری مطیع ہی اُس سے بھی مجھکو کوئی خوف نہین ہی اب رہی سوسن جادو دایہ میری دختر کی
وہ ملازم قدیم ہی ایک مدت سے نمک خوار ہی اور ہم سبکی خیرخواہ ہی اُسکی خیرخواہی ظاہر ہی
کہ فرزند کو اُسکے مین نے قتل کیا وہ نہ روئی بلکہ خوش ہوئی اور کہا کہ خوب ہوا وہ مارا
گیا کیونکہ اُس نے اپنے مالک سے دشمنی کی تھی پس اُسکی طرف سے بھی مجھکو اطمینان تمام حاصل ہی
رنگین دختر کی سہیلیان ہان اُنکی طرف سے خیال ہی کہ مبادا وہ کسی کے بہکانے سے اور
لالچ دینے سے ہمارے اور تمہارے حالات سے اطلاع دین یا دشمنو نکو وقت فرصت یہان
بلالین اُنکے اس خیال سے مین یہ تدبیر کرونگا کہ یا تو اُنکو اپنے باغ سے نکالدونگا یا اپنے
باغ کا سحر سے حصار کرلونگا تاکہ کوئی شخص میرے باغ مین قدم نہ رکھ سکے یہ کہکر اُسوقت اُسنے
اپنے باغ کا حصار سحر سے کرنا چاہا پھر کچھ سوچ کے دلمین خیال کرنے لگا ابھی حصار کرنا کیا ضرور
ہی بروقت دیکھا جائیگا ناگن جادو اپنے شوہر کی گفتگو سُنکے خاموش رہی اور سمجھی کہ شوہر
میرا نہایت ہوشیار ہی اور ساحر زبردست ہی اور مین بھی سحر مین یگانۂ آفاق ہون اور اہل
اسلام سے اسقدر ڈرنا اچھا نہین یہ تصور کرکے خاموش بیٹھی رہی ناگن اور عقرب یہ تو

اپنے قصر مین ہین اور عقرب اپنے زخم بازو کا علاج کر رہا ہی انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور
اب احوال سوسن جادو اور مجنون جادو کا سنئے کہ جب عقرب جادو مبہوت جادو کو
ہلاک کر چکا اور سوسن جادو اور اپنی دختر سے احوال مبہوت جادو کے آنیکا دریافت
کر چکا اور کسینے اُسکو نہ بتایا اور وہ مع اپنی زوجہ کے اپنے قصر مین چلا گیا مجنون جادو اپنے بھائی
مبہوت جادو کے غم مین بہت روئی اور سوسن جادو بھی اپنے فرزند کے الم مین آہستہ آہستہ
از حد اشکبار رہی اور اُسکے غم مین حال اپنا ابتر کیا بعد رونے کے سوسن جادو نے مجنون جادو
سے کہا ای دختر اب میرا دل چاہتا ہی کہ مین اپنے تئین خود کسی طرح ہلاک کر ڈالون کیونکہ غم فرزند جوان
وہ غم ہی کہ دل جسکا متحمل ہو نہین سکتا ہی زندگی بے فرزند کے ناگوار ہی ہاے مین کیا جانتی تھی کہ فرزند
میرا یون مارا جاے گا اور مین زندہ رہونگی اپنی آنکھون سے اُسے قتل ہوتے دیکھونگی اور لب نہ ہلا سکونگی
مقدر مین یہ لکھا تھا کہ جوان بیٹے کے غم مین روؤن اور آہ سرد کرون کاش اُسکے عوض مجھکو
موت آتی اور وہ زندہ رہتا مجنون جادو نے رو کر کہا ای مادر مہربان صبر کیجیے جو کچھ ہونا تھا
وہ تو ہو چکا اس رونے سے کیا ہوگا بھائی مبہوت جادو زندہ ہو جائینگے آپ اپنی جان نہ دیجیے مین نگوڑی
لائق تعذیر ہون مجھے سزا دیجیے بھائی کے عوض مجھے مار ڈالیے کیونکہ مجھ بدنصیب و بدمقدر کیواسطے وہ اپنے
صحراے نگارین سے یہان آئے تھے اور میری محبت مین ہلاک ہوے اگر مین یہ حال جانتی تو اپنا
مرجانا گوارہ کرتی اور انسے کہتی کہ بھائی صاحب آپ قلعہ آتش سحر کو نہ مٹائیے محبوب کو میرے قید
سے چھوڑائیے مجھکو غم مفارقت مین مرجانے دیجیے آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے صحراے نگارین
مین یہانسے چلے جائیے صحت و سلامتی کے ساتھ وہان رہیے اپنی جوانی کا لطف اُٹھائیے مجھ کمبخت
کو مبتلاے فراق یار رہنے دیجیے افسوس ہزار افسوس بھائی مبہوت جادو کی اتنی ہی زندگی
تھی اور مجھکو اُنسے شرمندہ ہونا تھا مقدر مین یہی لکھا تھا دریغا کہ جو ایک امید وصل محبوب باعانت
برادر تھی وہ بھی منقطع ہو گئی اب مین ضرور کسی نہ کسی طرح اپنی جان دیدونگی فراق مین محبوب
کے زندگی بے لطف ہی اس سے مرجانا ہی خوب ہی یہ کہکر آنسو بہانے لگی سوسن جادو نے اُس سے
کہا ای دختر تیرے حصول مدعا کیواسطے میرے فرزند نے اپنی جان دی اور مین نے اُسکا داغ
دلپر اُٹھایا تیری مان اور باپ سے راز تیرا نہان تھا اب تو اپنی جان دینے پر آمادہ ہی خبردار ایسی
حرکت نکرنا اپنے خون مین خود مبتلا ہونا یہ امر خلاف عقل و فہم ہی اور بے سود ہی کیونکہ اگر تو اپنی
جان دیدیگی تو بدیع الزمان کو تیرے حال سے خبر بھی نہوگی اور اگر کسی طرح بعد رہائی اُسکو خبر بھی
ہوئی تو وہ بھی یہ کہیگا کہ مجنون جادو نے نادانی کی کیون اپنی جان دیدی چندے صبر کیا ہوتا
صدمہ فراق اُٹھایا ہوتا اور کوئی تدبیر ہماری واسطے رہائی کی ہوتی امید رہائی رکھی ہوتی
نا امید رہائی سے ہو جاتا مناسب نہ تھا اُسنے نادانی سے اپنی جان دیدی برا کیا ہماری طبیعت کے
خلاف کیا سن نتیجہ میری اس تقریر کا یہ ہی کہ وہ بھی بعد رہائی تمہاری اس حرکت سے یعنے جان دینے
سے ناراض ہوگا اور مفت تمہاری جان جائیگی اور کچھ فائدہ نہوگا لہذا مناسب ہی کہ صبر کرو دیکھو تو
انجام اُس جوان کا کیا ہوتا ہی ابھی تو چند روز اس جوان کو قید ہوے گزرے ہین یقین ہی اُسکے

لشکر کے مردم اُسکی جستجو مین یہان آئین اور کوئی تدبیر اُسکی رہائی کی کرین اُسنے جواب دیا کیونکہ مجکو یقین
ہو کہ اُس جوان کو کوئی آکر رہا کریگا آجتک تو اُسکے لشکر سے کوئی یہان تک نہین آیا ہی سوسن نے
کہا اسوقت مین اوراق جمشیدی مین دیکھتی ہون کہ اسکو کون رہا کریگا اور کبتک رہا ہوگا یہ کہکر
اوراق جمشیدی نکالے اور مدعاے مذکور اسمین دریافت کیا بعد غور و فکر کے اوراق مسطور سے ثابت
ہوا کہ بدیع الزمان کو خواجہ عمرو آکر رہا کریگا اور اُسکے دشمنونکو مارے گا اور جلد یہان آئے گا
بشرطیکہ کوئی شخص اُسکو یہان تک لاے اور وہ حوالی سمرقند مین جو صحراے سبزہ زار ہی اسمین مع لشکر
مقیم ہی اور اُس جوان کی جستجو مین دور دور تک جاتا ہی لیکن نشان اُسکا نہین پاتا ہی سوسن جادو
یہ حال اوراق جمشیدی سے دریافت کر کے مجنون جادو سے کہنے لگی کہ ای دختر آگاہ ہو کہ ان اوراق
جمشید سے مجکو اسوقت یہ ثابت ہوا کہ عمرو یہان آئیگا اور تیرے محبوب کو رہا کریگا اور وہ حوالی
سمرقند مین جو صحراے سبزہ زار ہی اسمین مع لشکر مقیم ہی مجنون جادو سوسن جادو کی یہ تقریر
سُنکے خوش ہوئی اور اپنی دایہ سے کہنے لگی کہ ای مادر مہربان نہین معلوم وہ کب آئیگا میری زندگی
مین آئیگا یا بعد مرگ آئیگا مجکو ایک گھڑی فراق مین مانند ایک برس کے ہی ہجر سے لبونپر جان ہی
اس جوان کا حال معلوم نہین ہی کہ قید ہجر مین اُسکی کیا کیفیت ہی غالبًا وہ بھی سختی قید ہجر سے جان بلب ہوگا
ایسی صورت مین جلدی مناسب ہی اگر آپ چاہئے تو جلد یہ جوان قید سے رہا ہو جاے سوسن نے پوچھا
ای دختر مین کیونکر اُس جوانکو رہا کر سکتی ہون اُسنے جواب دیا اگر آپ حوالی سمرقند مین جو صحراے سبزہ زار
ہی جس جگہ عمرو مقیم ہی وہان جایے اور اُسکو کسی تدبیر سے یہان لایے تو یہ جوان اُسکی تدبیر سے جلد رہا
ہو جاے گا سوسن جادو نے جواب دیا ای دختر ممکن تو ہی کہ مین اُس صحرا مین جاؤن اور اُسکو کسی تدبیر
سے یہان لے آؤن مگر تیرے والدین سے ڈرتی ہون مبادا اُنکو میرے جانے کی اطلاع ہو جاے تو آفت
آے مجکو اور تجکو اُسوقت مین اُنسے جان بچانا مشکل ہوگا ابتک تو راز الفت تیرا افشا نہین ہوا ہی اُسوقت
ضرور افشا ہو جاے گا پاس عقرب کے بھی اوراق جمشیدی مین اُنمین وہ دیکھیگا سارا احوال
میرا اور تیرا اُسپر ظاہر ہو جاے گا اور انجام اس افشاے راز کا برا ہوگا مجنون جادو نے کہا ای
مادر مہربان اگر آپکو میرے والدین سے خوف و خطر ہی تو آپ نجایئے مین آجکی شبکو اُس صحرا مین ضرور
جاؤنگی یا تو اس عیار بعدیل و نظیر کو کسی طرح ہمراہ یہان تک لاؤنگی اور اُنکے یہان آنے سے مدعا پاؤنگی
یا راز الفت میرا میرے والدین پر ظاہر ہو جائیگا اور وہ غضبناک ہو کر مجکو قتل کرینگے بہر طور میرا مطلب
نکل جائیگا یا وصل محبوب ہوگا یا جان جائیگی سوسن جادو نے اُسکی تقریر سُنکے خیال کیا کہ ای سوسن
یہ امر شرط الفت و محبت سے بعید ہی کہ ایسے وقت مین اُس سے کنارہ کشی کیجاے اور اُسکو جانیکی
اجازت دیجاے مبادا اُسکے حال سے والدین اُسکے آگاہ ہو جائین تو غضب ہو جائیگا یقینًا والدین اُسکو
مار ڈالین گے یا قید کرینگے پس مناسب ہی کہ تو بالفعل اُسکو جانے نہ دے خود ہی کسی روز وقت شب جا
اور عمرو کو یہان لے آ اور تمام حال مجنون جادو کی الفت کا اُس سے بیان کر تو ضعیف ہی اور
قریب المرگ ہی فرزند تو جوان کے غم مین مبتلا بھی ہی اگر تیرے جانیکا احوال عقرب جادو پر ظاہر
بھی ہو جائیگا اور وہ تجکو برہم ہو کر قتل بھی کر ڈالیگا تو اچھا ہوگا رنج و غم دنیوی سے نجات پا جائیگی

مجنون جادو کی جان بچ جائیگی یہ تصور کرکے مجنون جادو سے کہا ای دختر نیک اختر مین تمکو ہرگز
صحرای سبزہ زار مین نجانے دونگی تیری محبت اور تیری خاطر سے کسی نہ کسی روز موقع پاکر خود جاؤنگی
اور عمرو کو ہمراہ اپنے یہان لے آؤنگی مجنون جادو یہ سُنکے گو نہ خوش ہوئی سوسن اُس روز سے
قصد کرتی تھی کہ صحرای سبزہ زار مین جاؤن اور عمرو کو یہان لاؤن لیکن عقرب اور ناگن
جادو ہوشیار اور خبردار پاکر خوف سے نجاتی تھی چنانچہ چند روز اسیطرح گذرے اور اس مدت مین
زخم بازو عقرب جادو کا اچھا ہوگیا بھایا اسنے زخم سے دور کیا پٹی کھولکر پھینک دی ناگن
جادو اپنے شوہر کے زخم بازو کو اچھا دیکھکر خوش ہوئی اور کہنے لگی صاحب تمکو اپنے صحت پانیکی
خوشی کرنا چاہیے کسی روز بزم طرب آراستہ کرنا چاہیے بادہ خواری کے بعد نازنینان خوبرو کا گانا
سُننا چاہیے خداوندان سامری وجمشید نے یہ دن دکھایا کہ تمہارا زخم بازو اچھا ہوا مجکو اس زخم
سے صاحب کی جان کا خوف تھا مقام شکر ہی کہ جان صاحب کی بچ گئی اگر صاحب اپنی صحت کا جشن
نکرینگے تو مین خود بزم طرب آراستہ کرونگی اور کسی نازنین کا ناچ گانا دیکھون گی اور سنونگی سوا
اُسکے میری دختر بھی بیمار رہی وہ اگر ناچ دیکھے گی اور گانا سنے گی تو غالباً اُسکی طبیعت خوش ہوگی اور
خوشی باعث دفع امراض کچھ ہوگی عقرب جادو نے اپنی زوجہ سے کہا تمکو اختیار ہی جو مناسب ہو کرو
یہ کہکر خاموش ہوا جسروز عقرب کا زخم بازو اچھا ہوا اور اُسکی زوجہ نے واسطے جشن کرنیکے اُس سے
کہا ہی اُسی شبکو عقرب جادو بآرام تمام سویا اور ناگن بھی غافل ہوکر سو رہی سوسن جادو
نے دونو کو غافل دیکھکر مجنون جادو سے کہا ای دختر آج مین صحرای سبزہ زار مین عمرو کے لینے کو
جاتی ہون تو خبردار یہان سے کہین نجانا اور میرے آنے کا انتظار کرنا یہ کہکر اُسنے کچھ اسمای سحر
زبانپر جاری کئے اور بصورت قمری بنکر وہانسے اُڑی اور جانب صحرای سبزہ زار مذکور
روانہ ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال خواجہ اور مردمان لشکر بدیع الزمان
کا سنئے کہ قبل اُسکے لکھا گیا ہی کہ خواجہ عمرو مع لشکر حوالی سمرقند مین جو صحرای سبزہ زار ہی جس مین کہ
بدیع الزمان آکر فروکش ہوئے تھے اور عقرب جادو انکو اُٹھا لایا تھا مقیم تھے اور ہر روز
ایک نہ ایک سمت دور دور بدیع الزمان کی تلاش مین جاتے تھے عیار بدیع الزمان کا بھی
حال تھا حتی الامکان اپنے مالک کی تلاش کرتا تھا لشکری بھی جستجو کرتے تھے لیکن بدیع الزمان کا کچھ نشان
نہین پاتے تھے آخرکار بیان کیا گیا ہی کہ ایکروز مردمان لشکر سے خواجہ نے کہا ہی کہ آجکی شبکو مین
مین تمام شب دعا کرونگا اور تم سب بھی بیدار رہنا اور دعا کرنا یقین ہی کہ دعا ہم مین سے کسیکی
ضرور درگاہ خدا مین قبول ہوگی اور نشان بدیع الزمان کا ملیگا چنانچہ جس شبکو کہ خواجہ اور مردمان لشکر بدیع
دعا کر رہے تھے اُسی شبکو سوسن جادو اپنی دختر کے قصر سے قمری بنکر روانہ ہوئی تھی اور بعد قطع راہ اس صحرا مین
پہونچی تھی اور ایک درخت پر بیٹھکر اُسنے دیکھا تھا کہ صحرا مین دو رنگ بارگاہین اور خیام استادہ ہین جملہ
اہل اسلام فرش بر رخ اپنا بیت المقدس کیطرف کئے ہوئے بیٹھے ہین کوئی ہاتھ سوے فلک بلند کرکے بکر یہ و
زاری یون درگاہ جناب باری مین دعا کرتا تھا کہ ای رب العالمین تو ہی جامع المتفرقین ہی اور ہمارے
حالات سے تجکو آگاہی ہی ہم جس درد مین مبتلا ہین تجپر روشن ہی کیونکہ تو حاضر وناظر ہی اور داننده اسرار دل ہی

چند مدت سے ہم سب عجب رنج مین ہین خداوندا تو ہمارے رنج کو مبدل بخوشی کر اور ہمارے آقا اور مالک سے ہم کو ملا دے اور اُنکے نشان کی اپنی قدرت سے ہمین آگاہی دے کوئی دلاور بر جوع قلب دست دعا اٹھا کر اپنے معبود حقیقی سے اِسطرح عرض کرتا تھا کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان تو قادر و توانا ہی ہر شی پر قدرت رکھتا ہی تیرے نزدیک کچھ مشکل نہین کہ ہمکو بدیع الزمان سے ملا دے یا اُنکے نشان سے ہمین کسی طور سے اطلاع دے تو مجیب الدعوات ہی دعا ہر شخص کی قبول کرتا ہی مجھ گنہگار کی بھی اس دعا کو مستجاب کر ہمارے آقا اور مالک بدیع الزمان کو ہمسے ملا دے اسیطرح ہر ایک سردار لشکر اور ہر ایک سوار اور پیادہ دعا کرتا تھا خواجہ بھی علحدہ سب سے اپنے خیمہ مین لب جو سجادہ پر بیٹھے ہوے یون دعا کر رہے تھے نظم

تو معبود ہی اور غفور الرحیم
تو رزاق مطلق ہی روزی رسان
تو ہی داور و کارساز جہان
نہین اس جگہ فکر کا کچھ مقام
تمنا بس اب میری بر لا کریم

علیم و وحید و قدیر و قدیم
پرستش کے قابل نہین ہی کوئی
تو ہی مالک و خالق انس و جان
جہا نہین ہر ایک چیز کی آشکار
کہ ہی تیغ غم سے میرا دل دو نیم

ہی قبضے مین تیرے زمین و زمان
تو ہی ہی تو ہی ہی تو ہی ہی تو ہی
تو معبود ہی عبد مین سب تمام
تیری صنعتو نپر ہی ہر ایک نثار

ہنوز خواجہ عمرو بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کر رہے تھے ناگاہ سوسن جادو کہ بصورت قمری درخت پر بیٹھی تھی اور ہر طرف خواجہ عمرو کی تلاش کنان تھی خواجہ کو دیکھکر سحر سے شکل اپنی تبدیل کرکے روبرو خواجہ کے گئی خواجہ دعا کرہی رہے تھے کہ دیکھا ایک سیاہی سامنے سے پیدا ہوئی اور قریب میرے چلی آتی ہی یہ حال دیکھکر خواجہ متفکر ہوے اور خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ یہ سیاہی کیسی ہی اور تمھاری جانب کیون بڑھتی چلی آتی یہ صحرا پر آشوب ہی یہین سے بدیع الزمان کو کوئی لے گیا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی آج تمکو بھی لینے کو آیا ہی پس تمکو مناسب ہی کہ غافل نرہو ہوشیار ہو جاؤ دیدہ و دانستہ دام بلا مین گرفتار نہو جاؤ یہ تصور کرکے جلد گلیم زنبیل سے نکالکر اوڑھلی وہ سیاہی قریب آ کر ٹھہری اور متردد اور متحیر ہوئی کہ دفعتًا خواجہ یہان سے کہان چلے گئے کیونکر غائب ہو گئے ہنوز وہ سیاہی یعنے سوسن جادو یہ اپنے دل مین خیال کرہی تھی کہ خواجہ نے ذرا سا اپنا منہ کھولا سیاہی مذکور خواجہ کے چہرہ کو دیکھکر اور آگے بڑھی خواجہ نے ڈر کر پھر گلیم سے اپنا منھ چھپا لیا اور دل مین اپنے اسطرح خدا سے دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار عالم نہین معلوم یہ کون سی سیاہی ہی کوئی بلا ہی یا ساحر ہی یا کوئی آسیب ہی غرض جو کوئی ہو اسکی شر سے مجھے بچا اور اس بلا کو مجھسے دفع کر یہ دعا کرکے پھر خواجہ نے اپنا منھ کھولا اور خیال کیا ای خواجہ تم اسقدر بیکار ڈرتے ہو جب یہ سیاہی عنقریب آ جاے جال الیاسی اسپر مارو جو کچھ ہوگا جال مین پھنس جائیگا تم اس دام بلا سے محفوظ رہوگے یہ امر ذہن نشین کرکے گلیم کو اُتارا اور جال الیاسی نکالکر دہانے اُٹھے اور قریب اُس سیاہی کے جا کر چاہتے تھے کہ جال اُسپر مارین ناگاہ اُس سیاہی سے یہ صدا آئی کہ ای خواجہ عمرو مین تمھاری دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون خبردار مجھپر جال نمارنا اپنے دوست کے ساتھ دشمنی نکرنا اگر تمکو بدیع الزمان کی تلاش ہی تو میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ مین تمکو بدیع الزمان کا نشان بتا دونگی خواجہ یہ تقریر سنکے خوش ہوے اور جال الیاسی مارنے سے باز رہے لیکن گلیم کو اپنے دوش پر رکھ لیا اور اُس سیاہی سے

مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو مجھسے قصد دشمنی نکریگی تو مین بھی تجھپر جال الیاسی نہ مارونگا اور تیرے
ہمراہ چلونگا یہ کہکر جو مردمان لشکر خواجہ سے قریب تھے اُنسے کہا کہ بھائیو مین اسوقت بدیع الزمان
کی جستجو مین جاتا ہون تم سب یہان مقیم رہنا اور میرے تعاقب مین نہ آنا اگر خدا چاہیگا تو مین بدیع
کو رہا کرکے جلد آؤنگا یہ کہکر اُس سیاہی کیطرف چلے اور وہ سیاہی مثل رہبر آگے بڑھی ہرچند خواجہ
پاے شاطری مارتے ہوے جاتے تھے اور چاہتے تھے کہ قریب تر اُس سیاہی کے پہونچون مگر قریب
اُسکے نہ جاسکتے تھے صاحب دفتر نے اِس جگہ تحریر کیا ہی کہ خواجہ قریب دو پہر اُس سیاہی کے ہمراہ
رہ نورد ہوے اور وقت صبح قریب ایک باغ وسیع کے پہونچے اُسوقت اُس سیاہی سے صدا آئی کہ ای
خواجہ بس اِسی جگہ ٹھہرو مین جاتی ہون اور ابھی آتی ہون یہ کہکر وہ سیاہی خواجہ کی نظر سے غائب
ہوئی خواجہ وہین ٹھہر گئے سوسن جادو خواجہ عمرو کو وہان ٹھہرا کر اپنی دختر کے قصر مین آئی
دیکھا کہ وہ بیدار ہی اور رو رہی ہی سوسن نے اُسے روتا دیکھکر اُس سے نہایت آہستہ کہا کہ
ای دختر اب کیون روتی ہی مقام خوشی کا ہی شاد ہو کیونکہ مین عمرو کو یہان لے آئی ہون قریب
باغ اُسکو ٹھہرا کر یہان آئی ہون اب وہ یہان آیا ہی یقین ہی کہ تیرا مدعاے دلی اُسکی تدبیر سے
بر آئیگا مجنون جادو یہ خبر فرحت اثر سُنکے مسکرائی اور کہنے لگی ای مادر مہربان اگر مناسب جانو
تو خواجہ عمرو کے پاس مجھے لیچلو مین کچھ اُنسے باتین کرونگی اور کچھ اُنسے عہد پیمان لونگی سوسن نے کچھ
سوچ کر کہا اچھا ای دختر چل اور اُس سے باتین کرلے مگر جلد وہانسے چلی آنا ایسا نہو کہ تیرے والدین
بیدار ہوکر تیرے حال سے آگاہ ہوجائین تو قباحت ہو اور باعث اُنکی برہمی کا ہو اور مجھکو اور تجھکو وہ
قتل کر ڈالین اُسنے کہا ای مادر جو کچھ مقدر مین ہی وہ تو ہووے ہی گا اسوقت مین خواجہ کے پاس ضرور جاؤنگی
اور تم بھی میرے ساتھ چلو مرنے اور قتل ہونیکا خوف نکرو راضی برضاے تقدیر رہو یہ کہکر اُٹھی
اور سوسن جادو کے ہمراہ اس جگہ آئی جہان خواجہ ٹھہرے ہوے تھے خواجہ نے دیکھا کہ
ایک نوجوان خوبصورت عورت ایک ادھیڑ عورت کے ساتھ ساتھ نہایت شرم وحجاب سے سر
جھکاے ہوے آہستہ آہستہ آتی ہی جب وہ دونون خواجہ کے عنقریب پہونچین سوسن جادو نے
پہلے خواجہ کو سلام کیا بعد ازان مجنون جادو سے کہا ای دختر تم بھی خواجہ کو سلام کرو کیونکہ
یہ تمہارے محبوب کے بزرگ ہین اسوجہ سے تمہارے بھی بزرگ ہوے مجنون جادو نے اپنی دایہ
سے یہ تقریر سُنکے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے سلام لیکر اُس ضعیفہ سے پوچھا یہ کون ہین اور تم ان کی
کون ہو اور انکو میرے پاس کیون لیکر آئی ہو سوسن جادو نے جواب دیا ای خواجہ آگاہ ہو کہ
اِنکا نام مجنون جادو ہی اور میرا نام سوسن جادو ہی مین انکی دایہ ہون اور یہ دختر نیک
اختر عقرب جادو کی ہین اور انکی مادر کا نام ناگن جادو ہی یہ ابھی ناکتخدا ہین دنیا کی باتون سے
ابھی آگاہ مطلق نہین ہین مگر مرض عشق مین چندے سے مبتلا ہین کچھ آپسے کہنے کو آئی ہین اور اسوجہ
سے مین آپکو یہان لائی ہون اور آپکا مطلب بھی اِنکی وجہ سے نکلے گا اگر حسب دلخواہ آپ
انکی امید بر لاییگا تو بدیع الزمان کا نشان آپکو بتا دیا جاے گا خواجہ نے جواب دیا اِنسے کہو کہ
یہ اپنا مدعاے دل بیان کرین اگر میرے امکان مین ہوگا تو اُس امر مین حتی الامکان کوشش

تبلیغ کرونگا سوسن جادو نے مجنون جادو سے کہا اے دختر جلد جو کچھ کہنا ہے کہہ اور جلد یہانسے چل ایسا نہو
کہ تیرے مان باپ بیدار ہو کر تیرے اور میرے احوال سے آگاہ ہو جاوین اُسنے چپکے سے جواب دیا اے مادر
مہربان تم میرے حالات سے بخوبی آگاہ ہو جو مناسب ہو میرے باب مین اُنسے کہو مین کچھ نہ کہونگی مجھے
کہتے ہوے شرم آتی ہے حرف مدعا بوجہ حیا کے زبان پر لا نہین سکتی سوسن جادو نے اسکی تقریر سُنکے
خواجہ سے کہا یہ تو بوجہ شرم و حیا کے جو کچھ انھین کہنا ہے نہین کہتی ہین مگر مین وہی بیان کرتی ہون جو انکو بیان کرنا
منظور تھا وہ یہ ہے ذرا غور سے اور بگوش دل سنیے مین مفصل کہتی ہون خواجہ نے کہا مین خوب
سنونگا تم بیان تو کرو اُسنے کہا تھوڑے روز گذرے ہین کہ یہ دختر حسب دستور قدیم اپنے باغ مین
سیر کرتی تھی ناگاہ وقت صبح باپ انکا عقرب جادو بدیع الزمان کو ایکدن اپنے سحر مین گرفتار
کرکے اپنے باغ مین لایا انھون نے انکو دیکھا اور اسیر عاشق ہوئین باپ کو انکے کچھ انکے حال سے
آگاہی نہ ہوئی اور اُسنے بدیع الزمان کو ایک جگہ بحفاظت تمام قید سحر مین رکھا ہے یہ اُسروز سے
اُنکے فراق مین شب و روز گریان رہتی ہین اور آمادہ اپنی جان دینے پر ہین اگر آپ اِنسے عہد اور
اقرار اس امر مین کیجیے کہ بدیع الزمان سے اور انسے شادی اور کتخدائی کرا دیجیے تو یہ بدیع کی
زندان کا پتا آپکو بتا دین اور اپنے مان اور باپ کے رہنے کا بھی مقام یعنی جاے سکونت سے اطلاع
دین آپ انکے والدین کو کسی عیاری سے جا کر ہلاک کرین اُسوقت سحر عقرب جادو کا برطرف
ہوگا اور وہ جوان قید سے رہا ہوگا اور جبتک آپ حسب دلخواہ اِنکے اقرار نہ کیجیگا یہ بدیع الزمان
اور اپنے مان باپ کا نشان نہ بتائینگی بیکار اپنے والدین کو آپکے ہاتھ سے قتل نکرائینگی خواجہ نے
اُسکی تقریر سماعت کرکے جواب دیا مین اقرار کرتا ہون کہ ضرور اس امر مین بدیع الزمان سے کہونگا
اور حتی الامکان اُسکو راضی کرکے اِنکی شادی اُس سے کرا دونگا لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ اہل اسلام سے
ہے اور یہ ساحرہ ہین انکی اور اُنکی شادی کیونکر ہو سکتی تا وقتیکہ یہ دین اسلام اختیار نکرینگی کتخدائی
باہم ظہور مین نہ آئیگی کیونکہ ہم اہل اسلام کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے ہم مذہب سے عقد و نکاح کرتے ہین
اور دوسرے ملت والے سے مواصلت نہین کرتے سوسن جادو نے خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے
مجنون جادو سے کہا اے دختر سُنا تو نے خواجہ نے کیا ارشاد کیا ہے اُسنے چپکے سے اپنی دایہ سے کہا
خواجہ سے کہدو کہ مین انکا مذہب بھی قبول کرونگی اپنے دین آبائی کو ترک کردونگی سوسن جادو نے
خواجہ سے کہا یہ کہتی ہین کہ اگر بغیر مسلمان ہونیکے اُنکے مذہب مین باہمدگر شادی نہین ہوتی ہے تو مین
دین اسلام بھی اختیار کر لونگی اور اب مین مطیع دین اسلام ہون خواجہ نے کہا اب امید قوی ہے کہ میرے کہنے سے
وہ انسے عقد کریگا لیکن مین جو اُسکو راضی عقد پر انکے کرونگا تو مجھکو کیا فائدہ ہوگا بغیر فائدہ اور نفع مین اس
مقدمہ مین کوشش نکرونگا اُسکا راضی کرنا بہت مشکل ہے شاہزادیان اُسکی وصلت کی خواستگار
ہین اور وہ اُنکی طرف التفات بھی نہین کرتا ہے اکثر انمین ایسی حسین و خوبرو ہین کہ مثل حور و پری کے
ہین اور آفتاب و ماہتاب اُنکے رخونکے آگے شرمندہ ہے کچھ شاہزادیان ایسی ہین کہ سبزہ رنگ
ہین انکے رخ نمکین ملاحت کی کیا تعریف کیجاے زبان قاصر ہے ہرچند انھون نے مجھکو زر و جواہر دیا
اور مین نے بدیع الزمان سے کہا لیکن اُس جوان مغرور حسن نے اُنکی وصلت قبول نکی

وہ شاہزادیان ابتک اُس جوان حسین کے فراق مین تڑپ رہی ہین کوئی جان بلب ہی کوئی اشکبار
ہی کوئی دمبدم فراق مین آہین سرد کرتی ہی کوئی نالہ و بکا کرتی ہی کوئی کثرت عشق سے دیوانی ہوگئی
ہی کسی نے فراق مین اُسکے آب و دانہ ترک کردیا ہی غرضکہ ہر ایک کا ابتر حال ہی اور بدیع الزمان
اُنمین سے کسی پر رحم نہین کرتا ہی اور مطلق کسی پر توجہ نہین کرتا ہی یہ بیچاری ایک غریب محتاج
ساحر کی دختر ہین مال دنیا سے بظاہر اُنکے پاس کچھ زر و گوہر معلوم نہین ہوتا ہی نہ والدین
انکے صاحب ملک و مال ہین نہ اِنکی صورت اُن شاہزادیون سے بہتر ہی ایسی صورت مین اسکا
راضی ہونا دشوار ہی ہان ایسی ہی مین کوشش کرون اور اسکو سمجھاؤن تو البتہ وہ انسے نکاح کریگا
سوسن جادو نے جوابدیا خواجہ آپ انکے اور اُنکے بزرگ ہین اور یہ ایک کارِ خیر ہی انکی جان
اُنپر جاتی ہی اِس بارے مین آپ انسے طالب مال و زر نہون اور آپکو اس معاملہ مین ایسی تقریر
بھی کرنا نچاہیے کیونکہ خلاف بزرگی ہی اور اگر آپ طامع ہین اور مال دنیوی کی آپکو خواہش ہی تو یہ موافق
اپنی لیاقت کے آپکو دینگی آپ ضرور انکے بارے مین کوشش کیجیگا خواجہ نے کہا واہ واہ جب
ہم کوشش اور سعی کرکے اُسکو راضی کرینگے اسوقت یہ دینگی یہ تو امید پر کام کرنا اچھا نہین ہی
فی الحال مجھکو کیا دیتی ہین دریافت کرو کہ مین انکے محبوب کی فکر رہائی کرون رنگ و روغن بناؤن
کچھ بیہوشی تیار کرون اور سوا اسکے دیگر تدبیر دین روپیہ اور جواہر صرف کرون اور جسطرح ہوسکے
بدیع الزمان کو رہا کرکے اِنکا عقد اُنسے کرادون سوسن جادو خواجہ عمرو کی تقریر سنکے
خاموش ہوئی اور مجنون جادو کیطرف دیکھنے لگی وہ خواجہ کی گفتگو سنکے امید بر آری سے مایوس
ہوکر رو رہی تھی خواجہ نے اُسے گریان دیکھکر کہا اِس رونے سے کچھ فائدہ نہوگا یہان روپیہ
کا کام ہی اگر بالفعل روپیہ ہوسکے تو فبہا ورنہ دینے کا اقرار کرو مجنون جادو نے سوسن جادو سے
کہا خواجہ سے کہو کہ اسوقت تو میرے پاس روپیہ نہین ہی لیکن آپکو دونگی سوسن نے بموجب
کہنے مجنون جادو کے خواجہ سے کہا کہ فی الحال تو آپ اپنے پاس سے رنگ و روغن درست
کیجیے آئندہ آپکو روپیہ دیا جائیگا خواجہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اب تم بدیع الزمان جہان قید ہی
اُسکا نشان بتاؤ اور عقرب جادو اور ناگن جادو کا مکان بھی بتاؤ سوسن نے کہا اے خواجہ
دیکھو وہ سامنے جو باغ وسیع ہی اور اُسمین ایک جانب سیاہی معلوم ہوتی ہی یہی مقام بدیع الزمان کی
قید کا ہی عقرب جادو کا یہ سحر ہی کہ جو سیاہی اور دھوان سا معلوم ہوتا ہی اور وہ قصر جو جانب
مشرق ہی اُسمین ناگن جادو اور عقرب جادو دونون رہتے ہین اور جانب شمال جو قصر نظر
آتا ہی اسمین یہ دختر رہتی ہی اور مین اِسکے پاس رہتی ہون اور جو مکانات مختصر باغ مذکور مین
دکھائی دیتے ہین اُنمین اِسکی سہیلیان وغیرہ ہین یہ کہکر سوسن جادو نے کہا اب مین جاتی
ہون اور اِسکو بھی ہمراہ اپنے لئے جاتی ہون آپ رہائی بدیع الزمان کی فکر کیجیگا خواجہ
نے جوابدیا اچھا تم جاؤ انشاء اللہ کوئی تدبیر کیجائیگی سوسن جادو خواجہ سے رخصت ہوکر
مجنون جادو کو ہمراہ اپنے لیکر بزور سحر جلد باغ مین گئین اور اپنے قصر مین داخل ہوئین عقرب اور
ناگن جادو وغیرہ کو کچھ خبر نہوئی بعد جانے سوسن اور مجنون جادو کے خواجہ عمرو بشکل مبدل

صحرا مین ادھر ادھر پھر رہے تھے اور اُس سیاہی سحرا اور باغ کیطرف دیکھ رہے تھے اور تدبیر
باغ مین داخل ہونیکی سوچ رہے تھے ہنوز کوئی تدبیر رہائی بدیع الزمان نہ سوجھی تھی اور
صبح صادق کا وقت تھا ناگاہ سامنے سے ایک گاڑی بیلونکی ظاہر ہوئی خواجہ اُس گاڑی
کیطرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک رنڈی دیہاتی گندم رنگ چیچک رو گربہ چشم گدبدی اور بھونڈا
چہرہ بالیان اور بجلیان کانونمین پہنے ہوے اور چھڑے اور چھاگل نقرئی پاؤنمین پہنے ہوے
ہاتھونمین سونیکے کڑے اور کنگن پہنے ہوے لباس رنگین دیہاتی وضع کا زیب تن کیے ہوے
گاڑی پر بیٹھی ہو اور اپنے سازندونسے کچھ باتین کرتی ہوئی اور مسکراتی ہوتی چلی آتی ہو سازندے
جو ہین اُنمین دو ایک نوجوان جوان ہین اور کچھ اُدھیڑ ہین اپنے اپنے ساز گاڑی پر رکھے ہوے
بیٹھے ہین گاڑی بان بیلون کو کوڑے سے مار مار کر گاڑی مذکور لیے آتا ہو خواجہ اُس رنڈی
کو دیکھکر خوش ہوے اور خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اس رنڈی کو لینا چاہیے اور مال و
اسباب لوٹ لینا چاہیے اور اسکی شکل بنکر یہان کوئی عیاری کرنا چاہیے ابھی خواجہ یہ خیال
کر رہے تھے ناگاہ وہ گاڑی ٹھہری اور وہ رنڈی گاڑی سے ایک لوٹا پانی سے بھرا ہوا لیکر
اُتری اور ایک جھاڑی کیطرف اُسنے واسطے دفع بول و براز کے رخ کیا خواجہ جلد تر اُس
جھاڑی مین پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہے جب وہ رنڈی اُس جھاڑی مین داخل ہوئی اول خواجہ نے
نعرہ شیر کیا وہ اپنے بول و براز سے بھی فارغ نہوئی تھی کہ ڈر کر اُٹھی خواجہ نے فوراً حباب
بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور ایک پرانی لنگی اُسکے باندھکر تمام کپڑے اور زیور اسکا اتار کر
خود رنگ و روغن سے اسکی شکل بنکر لباس و زیور اُسکا پہنکر اُسکو زنبیل مین داخل کرکے پانی لوٹے
سے وہان بہا کر لوٹا ہاتھ مین لئے ہوئے گھبرا کر ڈرتی ہوئی جھاڑی سے نکلی سازندے اُسکو مضطرب الحواس
دیکھکر گھبرا کر گاڑی سے اُترے اور قریب اُسکے آکر پوچھنے لگی کیون بی نصیبا جان کیا ہوا کیون ڈر کر
بھاگین خیر تو ہو اُسنے کہا خدا نے اسوقت میری جان بچائی اس جھاڑی مین شیر تھا وہ مجھکو دیکھکر نعرہ
کرکے چلا تھا مین ڈر کر بھاگی خوف سے پیشاب بھی نکل گیا ہو ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو حواس میرے
درست نہین ہین تم لوگونکے نام بھی اسوقت مجھے یاد نہین ہین استاد تم مین سے میرے کون ہین یہبھی
خیال نہین خوف سے شیر کے عجب حال ہو جلد مجھکو گاڑی پر لیچلو سازندون نے کہا بی نصیبا جان
اب کچھ خوف نکرو کیا مجال شیر کی کہ اب تمکو اذیت دے سکے اور یہان آسکے ہم سب ملکر اُسے
مار ڈالینگے یہ کہکر اُسکو گاڑی پر لائے اور ارادہ کیا کہ وہانسے روانہ ہون رنڈی مذکور نے
سب سے کہا ابھی میری طبیعت نادرست ہو دل دھڑک رہا ہو تپ کے آنیکے آثار پائے جاتے ہین
یہانسے آگے نجاؤ گاڑی کی تکان سے مجکو صدمہ پہونچے گا سب نے کہا یہ مقام پر خوف و خطر ہو ابھی
جھاڑی مین شیر تمکو نظر آچکا ہو یہ صحراے لق و دق ہو اگر وہی شیر یا اور درندے اور گزندے آکر
ہم سبکو گھیر لین تو مفت ہر ایک کی جان جائیگی ہمارے نزدیک یہان قیام کرنا اچھا نہین آپکے
بی بی تمکو اختیار ہو ایسا نکرو کہ تم اپنے ساتھ ہم سبھونکی بھی اس صحرا مین مٹی خراب کرو رنڈی نقلی
نے نازسے کہا اچھا یہانسے چلو اس باغ کے دیوار کے نیچے جاکر ہان ٹھہرو کہ وہان مکانات معلوم

ہوتے ہین آبادی ہر وہان خوف و خطر نہین ہر جب میری طبیعت درست ہوگی وہانسے آگے چلونگی
ابھی تو میری عجب حالت ہر دیکھو ہاتھ پاؤن کانپ رہے ہین چہرہ کا کیا حال ہر دل سینے مین دھڑک
رہا ہر سب نے کہا یہانسے تو چلو زیر دیوار باغ چلکر قیام کرو یہ کہکر گاڑی بان سے کہا گاڑی یہانسے گاڑی
بڑھا اور اُس باغ کی دیوار کے نیچے جاکر گاڑی کو ٹھہرا بی بی کی طبیعت ناساز ہر اسنے کہا صاحب جنگ
بانگ کی آواز سنی تھی یہان نہ ٹھہریے مین زیر دیوار باغ گاڑی لیے چلتا ہون یہ کہکر اُسنے بیلون کو کوڑے
کئی مار کر اُنھین بڑھایا گاڑی چلی اور بعد تھوڑی دیر کے زیر دیوار باغ گاڑی پہونچی گاڑی بان
نے گاڑی کو روکا اور گاڑی سے اترکر بیلونکو گاڑی سے کھولا بھوسا انکو دیا سازندے گاڑی سے
اُترے رنڈی نقلی گاڑی پر پڑی رہی سازندے پانی بہم پہونچا کے تیاری طعام مین مصروف ہوئے
اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ آفتاب جانب مشرق سے نکلکر بلند ہوا عقرب جادو اور ناگن جادو
خواب سے بیدار ہوے اور زیر دیوار باغ آدمیونکی آواز پاکر دروازہ کھولکر ناگن جادو نے دیکھا اور
رنڈی اور اُسکے سازندونکو دیکھکر خوش ہوئی دلمین کہنے لگی قربان ہوجاؤن اپنے خداوندون سامری
و جمشید کہ گھر بیٹھے میری مراد آئی اور جو آرزو دلمین تھی اسکا سامان بے طلب ہوگیا یہ تصور کرکے اپنے شوہر
سے سکر اکر کہنے لگی لو صاحب آج ایک رنڈی مع اپنے سازندونکے ہمارے باغ کی دیوار کے نیچے
آکر ٹھہری ہر میرا ارادہ تھا اور آرزو تھی کہ صاحب کے اچھے ہونیکی خوشی کرونگی پس اس رنڈی کو
بلاکر بزم طرب اپنے باغ مین آراستہ کرونگی اور اُسکا گانا سنونگی عقرب جادو نے کہا اے بی بی تم
فی الحال بزم طرب کو موقوف رکھو بدیع الزمان تمھارے باغ مین قید ہر اہل اسلام سے طرح طرح کا
خوف خطر ہر مبادا عمرو رنڈی بنکر عیارونکو اپنا سازندہ بناکر یہان آیا ہو اور تمھارے باغ مین داخل ہوکر
عیاری کرے اور بدیع الزمان کی رہائی کی تدبیر کرے ابھی مبہوت جادو میرے قلعہ سحر کے
تماشے کے واسطے آچکا ہر خیر وہ تو قتل ہوگیا لیکن اب اہل اسلام سے خوف ہر بعد قتل ہو جانے یا مع
کے یہان سے چلے جانے بدیع الزمان کے تم میری صحت کا جشن کرنا اُسوقت مجھکو کچھ عذر نہوگا
فی الحال میری یہی راے ہر کہ موقوف رکھو ناگن جادو نے برہم ہوکر جواب دیا صاحب تم اس
حیلہ سے چاہتے ہو کہ مین تمھاری صحت کا جشن نکرون یہ تو کبھی نہوگا مین جشن ضرور کرونگی اور
اس رنڈی کا گانا ضرور سنونگی حالانکہ اہل اسلام اور خواجہ عمرو کیطرف سے خوف ہر
لیکن جب وہ لوگ یہان آئینگے دیکھا جائیگا یہ تو بیچاری ایک رنڈی دیہاتی ہر اور اُسکے ساتھ
چند سازندے ہین عمرو اور اُسکے لشکر کے مردم نہین ہین کیا مین ایسی نادان ہون کہ عورت
اور مرد کو اور دوست اور دشمن کو نہین پہچانتی ہون صاحب سے زیادہ مجھکو صاحب کی جانکا خیال
ہر اگر ذرا بھی اس رنڈی اور اسکے سازندون پر مجھکو گمان عمرو کا ہوتا تو کبھی انکے بلانے کا ارادہ
نکرتی بلکہ بغیر صاحب کے کہے ایک ہی سحر مین سبکو غارت کردیتی عقرب جادو نے ہنسکر کہا اے مادر مجنون
بجا ہر و اگر بہت تمھارا جشن کو دل چاہتا ہر تو کتاب سامری مین اس رنڈی اور اسکے ہمراہی
کا احوال دریافت کرکے اسکو باغ مین بلا لو بعد ازان سحر سے باغ کا حصار کر لو تاکہ اور کوئی
عیار وغیرہ یہان نہ آنے پاوے پھر بزم طرب آراستہ کرکے اِس رنڈی کا گانا سنو اسنے آزردہ

ہوکر جواب دیا صاحب کتاب ساحری کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی مین یقیناً جانتی ہون کہ انہین عمرو وغیرہ کوئی عیار مکار نہین ہی عقرب جادو نے جواب دیا اگر تمکو یقین کامل ہی کہ انہین کوئی عیار نہین ہی تو خیر اُنسے کہدیا جاے کہ آجکی شبکو ہمارے باغ مین آکر گاؤ بجاؤ تمکو انعام بخوبی دیا جائیگا ناگن جادو نے اپنے شوہر سے یہ سُنکے بدرجۂ کمال خوش ہوکے دروازہ کسیقدر کھولا اور اُس رنڈی سے مخاطب ہوکر کہا آجکی شب تم ہمارے باغ مین آکر اپنا گانا ہمین سنانا ہم تمکو خوش کرینگے رنڈی مذکور نے جواب دیا مجھے حاضر ہونے مین کچھ عذر نہین ہی ہنگام شب ضرور حاضر ہونگی اور بعضے داستان گویون نے یون بیان کیا ہی کہ عقرب جادو مع چند اپنے خادمونکے باہر باغ کے آیا اور اُسنے رنڈی اور سازندونکی صورتین دیکھین اور خود رنڈی سے مخاطب ہوکر کہا آج شبکو تو ہمارے باغ مین آنا اور اپنا گانا سنانا اُسنے سلام کرکے نہایت عاجزی اور شیرین کلامی سے عرض کیا ضرور حاضر ہونگی غرض بہر طور ناگن جادو نے صحن باغ مین بزم طرب آراستہ کرائی عقرب جادو مقام صدر مین بزم کے بتکلف تمام بیٹھا ناگن اور مجنون اور سوسن جادو وا سہیلیان انکی یہ سب اپنے قصر مین رہین رقاصۂ مذکورہ حسب الطلب عقرب جادو باغ مین آکر داخل بزم ہوئی عقرب جادو نے اُس سے مخاطب ہوکر کہا کوئی غزل کسی استاد شاعر کی گاؤ اُسنے عرض کیا بہتر اُسوقت اُس کے سازندون نے ساز کو درست کیا پہلے اُس نے کچھ رقص کیا بعد ازان یہ غزل اُسنے شروع کی

غزل

بتادے خلد مین ہی یا سقر مین جوے شراب
دعاے روح ہی پھوٹے کوئی سبوے شراب
بدن شراب کشی سے خم شراب بنا
سواے غنچہ دکھانہ بنے روے شراب
شراب خوار وہ شیرین دہن ہی او فرہاد
تیرے فراق مین دیکھا جو میرے سبوے شراب
غضب ہی راز درون کھل گیا ہے سمجھے
خمار کا ہی مجھے رنج لا کدوے شراب
کیا ہی آج تو مجلس کو مست او مطرب
شراب کا ہی مجھے بلبلا سبوے شراب
کرو اعظا کرون محشر مین جستجوے شراب
بنا مین زاہدے آبرو شراب کھین
ہی اپنی روح بدن مین برنگ بوے شراب
حضور پھول کے برگ شجر ہون کب سبز
منگائیگا عوض جوے شیر جوے شراب
حساب بے ہی سب کون جاے مسجد مین
شراب خوار کو کرتی ہی خوار بوے شراب
نظر جو آگئی مشاطہ چہرہ دھیان آیا
تیرے ستار کی تو نبی ہی گیا کدوے شراب
محب ساقی کوثر محب ہین ای ناسخ
ہوا ہون خاک پہ اب تک ہی جستجوے شراب
نہ اپنے ہاتھ کہین کھو مین آبروے شراب
نظر حرام ہی کہتے ہین دختر رز بھی
بھلا ہی ننگ کی کیا قدر روبروے شراب
برنگ جام ہوئین آنکھین ساقیا پر خون
شراب خانو نہین ہاتھ آئے ہی سبوے شراب
میرے علاج کو ناحق ہی جستجوے کدو
دلائی یاد مجھے بوے گل نے بوے شراب
یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین
عدو وہی ہی ہمارا جو ہی عدوے شراب

جب غزل مندرجہ بالا رقاصہ مذکورہ نے لحجن داؤدی بصد ناز و ادا روبرو عقرب جادو وغیرہ کے گائی عقرب جادو اور ناگن جادو وغیرہ سب خوش ہوئے اور اُسکے گانے کی تعریف کی اور بعد ازان عقرب جادو نے مطربہ مذکورہ سے مخاطب ہوکر کہا تمنے اسوقت ایسی غزل گائی کہ مجھے میکشی یاد آگئی اور بادہ خواری کی دلکو خواہش ہوئی یہ کہکر وہ خدام عقرب جادو کے جو اُسوقت بزم طرب مین دست بستہ حاضر تھے اُنسے عقرب جادو نے کہا جلد کشتی شراب کی لاؤ ہم شراب پئین گے اور عالم نشۂ شراب مین گانا سنین گے خدام مذکور فوراً گئے اور کشتی شراب ناب کی مع ساغر بلورین

لیکر حاضر ہوے اور روبرو عقرب جادو کے وہ کشتی شراب رکھدی عقرب جادو نے چاہا تھا اور ہاتھ اپنا بڑھایا تھا کہ ساغر مین شیشہ سے شراب اوندلے اوریئے ناگاہ نازنین مذکورہ نے عرض کیا حضور خداوند نعمت اسوقت مجھکو کچھ عرض کرنا منظور ہی اگر حکم ہو تو عرض کرون عقرب نے کہا کہ کیا کہتی ہی اُسنے عرض کیا حضور جہان مین نے استادان علم موسیقی سے علم موسیقی حاصل کیا ہی وہان طریقے اور طرز شراب پلانیکے بھی بادشاہون اور وزیرون اور امیرونکے سیکھے ہین کہیے تو ساغر مے سے مملو کرکے سر پر رکھون اور رقص کرون اور ساغر کو حرکت بھی نہو اور ریسے شراب پلاؤن اور دیگر شراب پلانیمین ایسے کمالات دکھاؤن کہ حضور بہت خوش ہون اُسکو عقرب جادو نے مسکرا کر کہا اگر تمکو شراب پلانے مین اسدرجہ کمال حاصل ہی تو اسوقت ہمکو اپنے کمال دکھاؤ اور شراب پلاؤ نازنین نے اجازت لیکر فوراً شیشہ مے سے ساغر مین شراب اُوندلی اور چالاکی سے پڑیا سفوف بیہوشی کی اپنے ہاتھ کی گھاتی سے اُسمین ملائی اور اُس جام کو اپنے سر پر رکھا اور عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائین میرے پاؤن مین جو گھنگرو بندھے ہین اگر حکم ہو تو رقص کرنے مین یہ سب گھنگرو صدا دین کہیے آدھے بولین اور آدھے نہ بولین کہیے ایک پاؤنکے آواز دین اور ایک پاؤنکے مطلق صدا ندین کہیے دو چار اس پاؤنکے بولین اور دو چار دوسرے پاؤنکے صدا دین کہئے تو رقص کرون اور کوئی بھی نہ بولے عقرب جادو نے کہا کوئی غزل حسب حال گاؤ اور رقص کرو اور سب طور کے کمال دکھاؤ ہم مشتاق ہین اُسنے اپنے سازندونسے کہا ساز بجاؤ سازندے ساز بجانے لگے وہ نازنین یہ غزل ناسخ مرحوم کے بلحن داؤدی گانے لگی اور رقص کرنے لگی

غزل

مرچکا ہون جلد ساقی سے کہو لائے شراب
صاف اگر باقی نہو ہو مغتنم لائے شراب

ہون وہ صاحب ظرف پی جاتا ہون خمہائے شراب
ایک کوزہ مین سما جاتا ہو دریائے شراب

بزم مین کیا دوڑتے پھرتے ہین ای ساغر کشو
دست ساقی کو کہون کیونکر نہ مین پائے شراب

مست ہون دیوانہ بھی ہون سنگ ان اطفال بھی
غم نہین سر کا کہین ٹوٹے نہ مینائے شراب

بیا غرداغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون
کیا خرابات جہانمین مجکو پروائے شراب

تجھسے کب ای محتسب ڈرتے ہین رند سرفروش
کر رہے ہین ہم سر بازار سودائے شراب

ہجر ساقی مین ہی ایسا شور تلخی کا اثر
سر کہ ہو جاے جو میرے بزم مین آئے شراب

ہو گیا لبریز ای ناسخ پیالہ عمر کا
فرقت ساقی مین ہی کسکو تمنائے شراب

نازنین مذکور نے غزل مسطور گا کر اور رقص خوب کرکے روبروے عقرب جادو جاکر سر جھکایا اور جام مے اُسکو دیا اُسنے نہایت خوش ہو کر سرے اُسکے جام شراب اُٹھا کر قریب اپنے دہن کے لایا اور چاہا کہ شراب پیوے ناگاہ ایک پتلا سحر کا کہ اُسکے بازو پر بندھا تھا فوراً بازو سے جدا ہو کر فرش پر گرا اور پکارا ای عقرب جادو ارے کیا غضب کرتا ہی یہ شراب پیتا ہی اسمین بیہوشی ملی ہی اور یہ نازنین جو تیرے روبرو گا رہی ہی یہ قاتل ساحران عمرو ہی تیرے قتل کرنیکی فکر مین ہی ذرا نظر سحر شراب پر ڈالکر میکشی کرو ورنہ پچھتائیگا مارا جائیگا یہ کہکر پتلے سے ایک شعلہ پیدا ہوا

اور جلکر خاک ہوگیا کیونکہ وہ پتلہ سحر کا ایسے طور کا تھا کہ بعد اطلاع دینے کے خود بخود جل جاتا تھا
عقرب جادو نے اُس پتلہ سے یہ حال سنکے او ربرہم ہوکے اُس ساغر مے پر نظر ڈالی شراب فوراً
شرارہ بنکر اڑ گئی بعد اُڑ جانے شراب وغیرہ کے عقرب جادو نے چاہا کہ عمرو پر سحر کرکے اُسے
گرفتار کرون اتنی دیر مین خواجہ نے گلیم زنبیل سے نکالکر اوڑھ لی اور عقرب کی نظر سے
غائب ہوگئے عقرب جادو نے خواجہ عمرو کو نپاکر نہایت متحیر ہوکر اور گھبراکر سحر کیا کہ باغ
سے نکل کرجانے نپاے بعد اس سحر کرنیکے گھبراکر اٹھا اور سازندون سے پوچھنے لگا سچ بتاؤ وہ
رنڈی کہان ہی اور تم سب کون ہو انھون نے عرض کیا خداوند ہم سب بی نصیبا جان کے سازندے
ہین ہمین خود حیرت ہی کہ ابھی بی نصیبا ناچتے ناچتے اور گاتے گاتے نظر سے غائب ہوگئین نہین معلوم کہان
چلی گئین دیکھیے حضور ہم انکو پکارتے ہین وہ اسی باغ مین ہونگی کسی ضرورت سے گئی ہونگی یہ کہکر
دو ایک سازندون نے پکارا بی نصیبا جان کہان ہو جلد آؤ حضور عقرب جادو تمکو یاد کرتے
ہین بس نازو ادا کرچکین اب ظاہر ہو صورت اپنی دکھاؤ فراق مین اپنے اپنے مشتاقونکو نہ
تڑپاؤ اسقدر غمزہ اور کرشمہ اور ناز بیجا اچھا نہین ہی ناچتے ناچتے محفل سے غائب ہوجانا
خوب نہین ہی یہ عادت تمنے کب سے سیکھی ہی پہلے تو یہ تمھاری خصلت نہ تھی سازندون نے ہرچند
نازنین کو پکارا اور بلایا لیکن نازنین مذکور نے جواب ندیا اور نہ سامنے آئی اب سازندے زیادہ
گھبرائے اور عقرب جادو سے دست بستہ عرض کرنے لگے خداوند یہ آپ ہی کا کوئی شعبدہ ہی
ایسا کوئی آپ نے سحر کیا ہی کہ بے نصیبا جان کو غائب کردیا ہی شاید حضور کی طبیعت اُنپر آگئی ہی
ہان حضور دل ہی تو ہی نہین معلوم کیا شے معشوق کی دلکو پسند آجاتی ہی کہ دل فریفتہ ہوجاتا ہی
سچ تو ہی نصیبا جان رنڈی طرحدار ہی ہر طرح سے اچھی ہی صورت سیرت آواز علم موسیقی گفتار
رفتار وغیرہ مین اپنا مثل نہین رکھتی ہی سوا اسکے اور بات کی بھی بہت اچھی ہی حضور ہنگام مواصلت
لطف بعد اٹھا لینگے تا زندگی پھر انسے ترک ملاقات نکرینگے مگر خداوند یہ نوکری کرتی ہین بغیر
نوکری کے اور ایک مہینہ کی تنخواہ دو ہزار روپیہ پیشگی کے کسی سے بات نہین کرتی ہین اگر یہ
تنخواہ انکو حضور دینگے تو وہ آپکی نوکری اور تابعداری مین قصور نکرینگی جبتک آپ ہی ترک ملاقات
نکیجیگا اور تنخواہ مذکور دینا موقوف نکیجیگا وہ بھی آپ سے ترک اتحاد نکرینگی ہم ایک مدت سے
اُنکے خصائل سے آگاہ ہین یہ کہکر سازندون نے قدمون پر گرکے کہا کہ خداوند نعمت اب آپ ہی
نصیبا جان کو بلوایے ایسا سحر کیجیے کہ وہ یہان موجود ہوجائین اور آپکے سامنے ناچین اور
گائین ابھی رات زیادہ ہی بعد انکے ناچنے اور گانے کے اگر انکے اور آپکے مدارج نوکری
کے طی پا جائینگے تو حضور انکے ساتھ کام دل بھی حاصل کرلینگے ابھی سے کیا ضرورت ہی کہ
آپنے انکو غائب کردیا ہی کوئی کام جبر سے نہین ہوتا ہی پہلے انکو راضی تو کرلیجیے بعد اُسکے آپکو اختیار
ہی عقرب جادو انکی یہ تقریر سنکے غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے نالائقو مین تو تمسے پوچھتا ہون
کہ وہ مجھکو جو نازنین بنا ہوا تھا کہان گیا تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ وہ کہان ہی اور کہتے ہو کہ آپ
ہی نے تو اپنے سحر سے غائب کردیا ہی اور اُسپر فریفتہ ہوگئے ہین یہ کیسی بیہودہ گفتار کرتے ہو

معلوم ہوا کہ تم سب بھی عیار ہو ہمراہ اُسکے عیاری کرنے یہان آئے ہو دیکھو تو ہی تم سب کا کیا حال
کرتا ہون کہ تم بھی یاد کرو یہ کہکر ان سب پر ایسا سحر کیا کہ پاؤن اُنکے زمین نے پکڑ لیے اور خدام سے
کہا کوڑا تو جا کر لے آؤ یہ عیار نابکار یون عمرو کے حال سے اطلاع نہ دینگے تاوقتیکہ خوب کوڑے انکو
نہ مارونگا خدام مین سے حسب الحکم ایک خادم گیا اور کوڑا لیکر حاضر ہوا عقرب جادو نے حکم دیا
ان سب کی پشت پر زور سے کوڑے مارو اور پوچھو کہ عمرو کہان گیا ہی اور تم سب کے کیا نام ہین
تم مین برق فرنگی کون ہی اور چالاک کون ہی اور جانسوز اور مہتر قران کون ہی خادم حسب الحکم
کوڑے مارنے لگے اور اُنسے پوچھنے لگے وہ بیچارے کوڑے کھا کر بے اختیار چلا کر رونے لگے اور
دوہائی عقرب جادو کی دینے لگے اور کہنے لگے ہم خواجہ عمرو سے آگاہ نہین ہین ہمنے انکی صورت
بھی نہین دیکھی ہی سو ہمنے اسوقت سکے ہمنے اُنکا نام بھی نہین سنا ہی ہم انکو کیا بتائین اور ہم مین سے
کوئی شخص برق فرنگی نہین ہی اور نہ کسی کا نام جانسوز اور چالاک اور مہتر قران ہی ہمتو
سازندے نصیبا جان کے ہین اگر کہو تو ہم اپنے نام بتائین عقرب جادو انکی تقریر سن رہا تھا اور متحیر تھا
اِدھر ناگن جادو متردد اور پشیمان تھی اور کہتی تھی ای ناگن یہ سب فتنہ اور فساد تیرے سبب سے
برپا ہوا ہی تو ہی باعث اس بزم طرب کی آراستگی ہوئی مین تو مانع ہوا تھا مگر تونے نمانا جسکا انجام یہ ہوا اور سعلا نے
یہ غضب کیا کہ بموجب کہنے پدر مجنون جادو کے تونے کتاب سامری مین ان سازندون اور اِس رنڈی
کا احوال دریافت نکیا بہت بُرا کیا اگر صاحب کے بازو پر پتلہ سحر کا نہوتا اور وہ خبر عمرو کی ندیتا
تو اِسنے عیاری خوب کی تھی شراب پلا کر بیہوش کرکے ابتک تیرے شوہر کو مار ڈالتا تجھکو بیوہ کر دیتا
بدیع الزمان کو قید سے رہا کر دیتا پھر تجھکو بھی مار ڈالتا اور اب بھی عمرو اِسی باغ مین ہی کہین
یہان سے گیا نہین ہی دیکھیے اُس سے کیونکر جان بچتی ہی اور انجام کیا ہوتا ہی ناگن تو یہ خیال کرتی تھی
لیکن سوسن جادو اور مجنون جادو خواجہ عمرو کی عیاری دیکھکر دلمین خوش تھی اور خواجہ کے
حق مین دعا کرتی تھی اور بظاہر کہتی تھی خداوند سامری وجمشید ہم سبکو بچائین عمرو گرفتار ہو جاے
سپاہیان مجنون جادو کی اور دیگر ساحر خدام عقرب جادو کے تھے اس واقعہ حیرت افزا سے
نہایت پریشان تھے جب عقرب جادو نے دیکھا کہ سازندے عمرو کا نشان نہین بتاتے ہین اور
کہتے ہین کہ ہم عمرو سے آگاہ بھی نہین اُسوقت بہت گھبرایا اور قصد کیا کہ پہلے ان سازندونکو اپنے
سحر سے مار ڈال بعد ازان فکر عمرو کی کرنا وہ اس باغ سے بھاگ کر کہان جائیگا کیونکہ تونے حصار
سحر کر دیا ہی ہنوز عقرب جادو نے سحر پڑھنے کیواسطے ارادہ ہی کیا تھا ناگاہ ایک خادم نے
آکر عرض کی خداوند نعمت وہ رنڈی ایک چمن مین بیہوش پڑی ہی مین اُسکو دیکھکر آیا ہون عقرب
جادو نے اُس سے کہا جلد جا اور اُسکو اُٹھا لا وہ خادم مع دیگر خادمونکے گئے اور اُسکو اُٹھا لائے
عقرب جادو نے اُسکو بیہوش دیکھکر کہا اِسکو ہوشیار کرو خدام نے اُسکو ہوشیار کیا اُسنے
گھبرا کر آنکھین کھولین اور عقرب جادو کو اور اُس بزم کو دیکھکر اور اپنے سازندونکے اوپر
نظر کرکے اُنسے مخاطب ہوکر پوچھنے لگی یہان مجکو کون لایا اور زیور میرا اور لباس میرا کسنے
اُتار لیا جو لباس مین پہنے تھی یہ وہ لباس نہین ہی یہ تو لباس پرانا اور پھٹا ہوا ہی سازندون نے

اُس سے کہا بی نصیبا جان عجب طرح کا معاملہ ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی ابھی تو تم یہان ناچ رہین تھین اور
غزلین گا رہی تھین عقرب جادو کو اپنے سر پر جام شراب رکھکر شراب پلا رہین تھین ناگاہ نظر
سے غائب ہوگئین تھین ہرچند ہمنے پکارا مگر تمنے جواب بھی ندیا عقرب جادو کو تمھاری تلاش
تھی وہ ہمسے تمکو دریافت کرتے تھے ہم اُنسے کہتے تھے آپ نے انکو اپنے سحر سے غائب کردیا ہی اُنھون نے
برہم ہوکر ہمارے کوڑے مارے دیکھو ہم لوگون کی پشت زخمی ہی تمام کھال پشت کی اُڑ گئی ہی پانون
زمین نے پکڑ لیے ہین کہین بھاگ کر جا بھی نہین سکتے ہین عجب مصیبت و آفت مین مبتلا ہین خیر شکر ہی کہ تم غائب
ہوکر ظاہر ہوئین اب یہ کہو کہ غائب کیون ہوگئین تھین اُنھنے انکو جواب دیا کہ جیسے مین جھاڑی مین واسطے
رفع ضرورت کے گئی تھی اور ایک عجیب الخلقت آدمی نے مجھے ڈرایا تھا اور کوئی چیز میرے نتھنون پر
مارکر مجکو زمین پر گرایا تھا اُسوقت سے مجکو ہوش نہین ہی ہان اسوقت مین خواب سے بیدار ہوئی
ہون مین نے تو یہان آکر کوئی غزل نہین گائی اور نہ کسی کو شراب پلائی سازندے تو نصیبا جان کی
گفتگو سُنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے جھاڑی مین اُسکو بیہوش کیا ہوگا اور اُسکی شکل بنکر یہان آکر ناچا
اور گایا ہوگا اور شراب عقرب جادو کو سر سے پلانے کا ارادہ کیا ہوگا جب پتلے نے سحر کے اُسکو
آگاہ کیا خواجہ غائب ہوگئے ہمکو اس بلا مین چھوڑ گئے مفت ہمین کوڑے کھلوائے خوب رُلایا آخر
اپنی زنبیل سے نصیبا کو نکالکر چمن مین ڈال دیا اور خود کہین چلے گئے یا ابھی یہان موجود ہونگے دیکھیے
اور کوئی گل کھلاینگے لیکن عقرب جادو اُس نازنین کو ہوشیار دیکھکر اُس سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کیون اے عمرو تو نے میرے ہلاک کرنیکی تدبیر کی تھی اور ایسے عیاری کی تھی جس سے مجھے
مار ہی ڈالا ہوتا اگر میرے بازو پہ پتلا سحر کا نہوتا اور وہ مجکو تیری عیاری سے آگاہ نکرتا تو تو نے
اپنا کام بخوبی تمام کیا تھا اب بتا کہان بھاگ کر جاے گا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جایگا تو یہ نجانتا
تھا کہ عقرب جادو ساحر زبردست ہی وہ میرے دام فریب مین نہ آیگا اور میری عیاری اُسپر نچلے گی
اُس نازنین اصلی نے رو کر عرض کیا خداوند مین عمرو سے آگاہ بھی نہین میرا تو نام نصیبا جان ہی
مین عمرو کے نام سے بھی واقف نہین عیاری اور مکاری کسکو کہتے ہین مجھے خبر نہین ہی مجھپر عتاب حضور کا بیکار
ہی امیدوار ہون کہ مجھ سے کسیطرح مزاحم نہوجیے اجازت جانیکی مجھے دیجیے مین خود متحیر ہون کہ یہ کیا
واقعہ ہوا کسنے مجھے لوٹ لیا زیور و اسباب اور لباس میرا اتار لیا عقرب جادو نے نہایت غضبناک
ہوکر جواب دیا او عیار مکار تو یون نہ مانیگا اسطرح پوچھنے سے صاف صاف بیان نکریگا دیکھ تیری
اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر ایک خادم سے کہا اس عیار نابکار کو ستون سے باندھدے اور کوڑا مجکو
دے مین ابھی ساری عیاری اور مکاری اسکی بھلا دونگا اتنے کوڑے مارونگا کہ اسکو مار ڈالونگا
خادم نے اُسکو ستون سے باندھا اور عقرب جادو کو کوڑا دیا اُسنے غضبناک ہوکر دو تین کوڑے
مارے نازنین مذکورہ کوڑونکی اذیت سے بیتاب و بیقرار ہوکر چلانے لگی اور رونے لگی ادہر
عقرب جادو سے نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگے خداوند نعمت یہ نصیبا جان ہین عمرو عیار نہین
ہی آپ انکو اچھی طرح دیکھ لیجیے عورت اور مرد مین شناخت کرلیجیے اور واسطے آپکو اپنے مذہب کا انکو اور ہمکو آپ
چھوڑ دیجیے ہم سب بے قصور ہین عقرب جادو نے اُنکی عاجزی پر نظر کرکے ہاتھ روکا اور خیال کیا اگر

عقرب جادو یقیناً یہ عورت ہی عمرو نہین معلوم ہوتا ہی وہ اِسی باغ مین کہین مخفی ہوگا یہان سے
نکل کر تو جا نہین سکتا ہی کیونکہ تو نے سحر سے حصار کر دیا ہی اُسکی جستجو کر اور ان غریبون کو بیکار اذیت ندے یہ
خیال کر کے جملہ اپنے خدام سے کہا تم سب متفرق ہوکر جا بجا اس باغ مین عمرو کی تلاش کرو وہ ضرور یہی کسی
چمن مین چھپا ہوا ہوگا اُسکو پکڑ کے میرے پاس لے آؤ خدام باغ مین ہر طرف خواجہ عمرو کو ڈھونڈنے
لگے ایک خادم عقرب جادو کا عمرو کو کنارے باغ کے ڈھونڈھ رہا تھا اور گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھ
رہا تھا اور خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے سب حالات دیکھ رہے تھے اس خادم کو اپنی جستجو مین دیکھکر برہم
ہوے اور اُسکے پس پشت آکر گلیم اتار کر چپکے سے حلقے کمند کے اسکی گردن مین ڈالدیے اور جھٹکا دیا
اِسنے ارادہ سحر پڑھنے کا کیا تھا کہ خواجہ نے حباب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور
خود اُسکی شکل بنکر اور اُسی کا لباس پہنکر بعد تھوڑی دیر کے اُسطرف سے روبروے عقرب جادو
آئے اور عرض کیا حضور وہ عیار ایسا غائب ہوگیا کہ باغ مین کہین نہین ملتا ہی اب جو حکم ہو وہ بجالاؤن
عقرب جادو نے عاجز ہوکر اُس سے کہا تو کتاب سامری جا کر لے آ اُسنے عرض کیا خداوند نعمت
آج ایسا واقعہ گذرا ہی کہ خادم کے ہوش و حواس درست نہین ہین نہین معلوم کتاب سامری
کہان رکھی ہی حضور بتادین تاکہ فدوی جا کر لے آئے عقرب جادو سمجھا کہ یہ سچ کہتا ہی ایسا واقعہ
اسنے کاہے کو دیکھا تھا جو اس اسکے بجا نہین ہین یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ وہ سامنے صحنچی مین جو الماری ہی
اُسمین بہت سی کتابین ہین اُنمین ایک کتاب سرخ جلد کی ہی وہی کتاب سامری ہی اُسے جا کر لے آ
خادم نقلی فوراً روانہ ہوا اور اُس صحنچی مین جا کر الماری کو کھولکر تمام کتابین مع الماری اُٹھاکر
نذر زنبیل کی اور ایک کتاب زنبیل سے سرخ جلد کی بالکل ویسی ہی نکالی اور اسکو ہاتھ مین لیکر
روبرو عقرب جادو کے آیا اور کتاب مذکور پیش کش کی اُسنے کتاب لیکر اُسے کھولا اور انگشت
مین لعاب دہن لگا کر چند ورق اُسکے اُلٹے اُن ورقونکے الٹنے سے اور بار بار انگشت
پر لعاب دہن لگانے سے اور لب پر مس کرنے سے عقرب جادو کی حالت متغیر ہونے لگی
نیفے زبان اُسکی اینٹھنے لگی اور آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے کیونکہ اس کتاب کے اوراق پر کثرت
سفوف بیہوشی خواجہ نے چھڑکا تھا اور سفوف بیہوشی مین اُن اوراق کتاب کو تر کر کے خشک کیا تھا
جب یہ حالت عقرب جادو کی ہوئی اُس خادم نے بڑھکر کہا اے عقرب جادو خبردار و
ہوشیار کہ اجل تیرے سر پر آگئی یہ کہکر فوراً خنجر نکالکر اسکی گردن پر مارا کہ سر اُسکا کٹ کر
زمین پر گرا تن اُسکا فرش پر تڑپنے لگا خواجہ نے خنجر مارکر فی الفور گلیم اوڑھ لی تھوڑی دیر مین
عقرب جادو تڑپکر مرگیا تاریکی عظیم ہوئی بیرون نے اُسکے صدا دی کہتی مرا کہ نام من عقرب جادو
بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم راوی ناقل ہی کہ تا دیر اُسکے مرنیکی جہت سے
سیاہی رہی اور آندھی آئی گرد و غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ سیاہی برطرف ہوئی صرف
سیاہی شب باقی رہگئی اُسکے مرنے سے اُسکا سحر برطرف ہوگیا وہ سیاہی سحر اور دھوان دفع
ہوگیا ایک کمرہ گوشۂ باغ مین نظر آیا اُسمین بدیع الزمان قید تھے انکو ہوش آیا خواجہ عمرو
نے وہان جا کر دروازہ کمرہ کا کھولکر بدیع الزمان کو کمرہ سے نکالا اور مصلحت وقت جانکر

اُسنے کہا بابا تم بہوکے ہوگے تو یہ چند سیب کہالو تاکہ کچھ قوت آجاے بدیع الزمان نے وہ سیب خواجہ
سے لیکر کہائے بیہوشی آمیز وہ سیب تہے فوراً بیہوشی نے اپنا اثر دکہایا بدیع الزمان بیہوش
ہوے خواجہ نے انکو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا دادا جان یہ بدیع الزمان پسر حمزہ ہے اسے
محنت اور مشقت نلیجیگا اور نہایت آرام و راحت سے رکھیگا یہ کہکر پہر گلیم اوڑہ کر وہانسے اس
جگہ آے جہان لاشہ عقرب جادو کا پڑا تہا اور وہان عجب طرحکا ایک حشر برپا تہا یعنے ناگن جادو
اُسکے لاشے پر پیٹ رہی تہی اور بین کر رہی تہی اور مجنون جادو اور سوسن جادو بہی بظاہر
فریاد و بکا کر رہی تہین اور بباطن خوش تہین اور خدام عقرب جادو کے جو تہے وہ بہی گریہ
کرتے تہے سازندے اور نصیباجان مطربہ یہ سب خوش تہے اور کہتے تہے اے خواجہ عمرو تمہارا
کیا کہنا تمنے ہماری جان بچائی گو ہم سب کو کوڑے کہلواے تمہارا ہم زندگی بہر احسان مانینگے
واہ عجب کار نمایان کیا تمہاری تعریف مین زبانین ہماری قاصر ہین اگر آپ صورت اصلی ہمین
اپنی دکہائین تو ہم زیارت سے مشرف ہون اور شرف قدمبوسی حاصل کرین خواجہ عمرو نے
اُنکی تقریر سُنکے گلیم اوڑہے ہوے اُنہین جوابدیا اے سازندو اب زیادہ بیہودہ بکو یہانسے
بہاگ جاؤ ورنہ پہر اور کوئی آفت مین مبتلا ہوجاؤگے سازندے اور وہ رنڈی آواز خواجہ
کی سُنکے بے اختیار باغ سے نکل کر بہاگے اور گاڑی پر سوار ہوکر وہانسے روانہ ہوے ایکدم
وہان قیام نکیا بعد جانے اُس مطربہ وغیرہ کے خواجہ گلیم اوڑہے ہوے اُسی باغ مین رہے اور
ناگن جادو کے بین سناکیے وہ صبح تک رونے پیٹنے مین مصروف رہی جب صبح ہوئی اُسنے اپنے
شوہر کو موافق اپنے مذہب کے جلانیکی تدبیر کی لکڑیان بہت سی ایک جگہ جمع کی گئین لاشہ عقرب
جادو کا اُٹھایا گیا ناگن جادو وغیرہ ہمراہ چلے جب اُسکے پہونکنے کے مقام پر پہونچے دیکہا
ناگن جادو نے کہ ایک برہمن نحیف الجثہ سامنے سے پیدا ہوا اُسنے آکر ناگن جادو کو سلام کیا
اور کہا اگر آپکا حکم ہو تو مین تمہارے شوہر کو لکڑیو نپر رکہکر آگ سے جلادون اور جو کچھ طریقے میت
جلانیکے ہین انکو بہی عمل مین لاؤن جو کچھ تمہارا دل چاہے مجہے دینا مین اچہی طرح سب کام کردونگا
ناگن جادو نے روکر اُسے اجازت دی اُسنے لاشہ عقرب جادو کا لکڑیو نپر رکہکر روغن اُسپر
ڈالا اور بطور برہمنونکے کچھ پڑہکر اور کچھ خشک شی اُسپر ڈالکر آگ لگادی دہوان ہونے لگا
لکڑیان جلنے لگین لاشہ عقرب جادو کا آتش دنیا سے جلکر خاک ہونے لگا دہوان جو بکثرت
لکڑیون سے اُٹہا جس کسی کے دماغ مین وہ دہوان گیا وہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا برہمن
مذکور نے جب دیکہا کہ سب بیہوش ہوگئے اسوقت نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اے ناگن جادو مجہے
مجہکو خوف تہا اسوجہ سے تیرے واسطے یہ تدبیر کی گئی یہ کہکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر اُسے
ہوشیار کیا اور درخت سے اُسکو باندہکر پوچہا اے ناگن جادو آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون
تیرے شوہر کو قتل کرچکا ہون اور بدیع الزمان کو رہا کرچکا ہون اب تجہکو بہی قتل کرونگا
اگر تو مسلمان ہو اور سامری اور جمشید پر لعنت کرے تو مین تجہکو چہوڑ دون اُسنے سر ہلا کر
انکار کیا خواجہ نے اُسکو خنجر سے ہلاک کیا اُسکے مرتے ہی پہر ایک تاریکی پیدا ہوئی اور آواز آئی

کشتی مرا ناگن جادو بود بعد قتل کرنے ناگن جادو کے عقرب جادو کے جو غلام تھے اور وہ
بھی ساحر تھے اور وہ سو مین بیہوشی آمیز سے بیہوش ہو کر گر پڑے تھے مثل ناگن جادو کے اُنکو بھی
قتل کیا اور مجنون جادو اور سوسن جادو کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اُنھین ہوشیار کیا اور اُنکو
لیکر باغ عقرب جادو مین آئے سوسن جادو اور مجنون جادو نے خواجہ کی اصلی شکل
دیکھکر اُنکی عیاری کی تعریف کی اور کہا اے خواجہ بدیع الزمان کہان ہین پہلے تو خواجہ نے کہا
مین نہین جانتا وہ کہان ہین جب بہت دونون نے خواجہ کی منت کی اور کچھ زر و جواہر خواجہ
کو دیا اسوقت خواجہ نے بدیع الزمان کو زنبیل سے نکالا مجنون جادو بدیع الزمان کو
دیکھکر خوش ہوئی اور شرماکر ارادہ چھپنے کا کرنے لگی بدیع الزمان نے خواجہ کو تسلیم کرکے
کہا آپنے مجکو قید سے آکر چھوڑایا نہایت آپکو تکلیف ہوئی بڑی بندہ نوازی آپنے کی خواجہ نے
جوابدیا اے فرزند تمھارے رہا کرنے مین لاکھون روپیے صرف ہوے جب تمکو مین نے رہا کیا ہو ورنہ
تم رہا ہوتے بدیع الزمان نے پوچھا لاکھون روپیہ آپنے کہانسے لاکر صرف کئے ہین خواجہ
نے برہم ہوکر جوابدیا کیا مجکو اُسکا حساب دینا ہے جو بتاؤن بدیع الزمان نے عرض کیا تو پھر
یہ کہنا آپکا خلاف عقل ہے غرض تادیر ایسی ہی گفتگو رہی آخر کار بدیع الزمان نے کہا مین آپکی خدمت
عالی مین کچھ زر و جواہر بطور نذر کے پیش کرونگا خواجہ نے کہا اے فرزند تیرا کیا کہنا حمزہ کے فرزندونمین
ایک تو ہی تو لایق ہے اور میرا مرتبہ دان ہے یہ کہکر خواجہ وہانسے اُٹھکر قصر مین عقرب جادو اور
ناگن جادو کے گئے اور جو کچھ مال دنیا سے وہان پایا اُسے نذر زنبیل کیا اور وہ کتاب لال
جلد کی بھی جو عقرب جادو کو دی تھی وہ بھی صحن باغ سے اُٹھا نذر زنبیل کی بعد مال و اسباب
لوٹنے کے خواجہ پھر بدیع الزمان کے پاس آئے دیکھا سوسن جادو بدیع الزمان سے یہ
کہہ رہی ہے کہ اے دلاور یہ دختر تم پر فریفتہ ہو رہی ہے اور تمھارے عشق مین اُسنے اپنے مان اور باپکو
خواجہ کے ہاتھ سے قتل کروا دیا ہے اور تمکو قید سے رہا کرایا ہے لازم ہے کہ اُنکے دلکی خوشی تم بھی کرو
بدیع الزمان نے سوسن کو جوابدیا واقعی انھون نے میری محبت مین اپنے والدین کو ہلاک
کرایا ہے مین بھی اُنسے انشاء اللہ نیکی پیش آؤنگا اور جو کچھ یہ کہین گی اُنکا کہنا کرونگا لیکن ابھی نہ تو
یہان قیام کر سکتا ہون نہ اُنکے کہنے پر عمل کر سکتا ہون کیونکہ مین واسطے مقابلہ اور محاربہ
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے آیا تھا اور صحراے سبزہ زار مین مقیم
ہوا تھا عقرب جادو مجکو ہنگام شب وہانسے اُٹھا لایا تھا اور یہان لاکر قید کیا تھا شکر ہے خدا کا
کہ تمھاری محبت اور ہمارے قبلہ و کعبہ کی اعانت سے مجھے رہائی حاصل ہوئی اور اب لشکر میرا
تباہ ہوگا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو یا تو ناظم سمرقند طولا یہ سمرقندی
سے مقابلہ اور محاربہ کر رہا ہوگا اور اُسنے اُسکو چار طرف سے گھیر لیا ہوگا یا اُسکو قتل کر ڈالا
ہوگا یا جانب ہندوستان فوج کثیر لیکر گیا ہوگا اور جیپال ہندی کو چہار طرف سے
گھیرا ہوگا وہ بیچارہ پریشان خاطر ہوگا اور اپنے دلمین کہتا ہوگا کہ مین نے عرضی خدمت
امیر با توقیر مین لکھی تھی اور اُسکے جواب مین قاصد سے امیر نے ارشاد کیا تھا کہ تو

جا کر جیپال ہندی سے کہدینا کہ خاطر جمع رکھو ہم کسی نہ کسی بہادر کو جلد اُسکی مدد کو روانہ کرینگے چنانچہ
طولابہ سمرقندی کی مدد کو مجھے روانہ کیا تھا اور جیپال ہندی کی مدد کو مالک اژدر کو روانہ
کیا تھا مجھپر تو یہ سانحہ گذرا نہین معلوم اثناے راہ مین اُسپر کیا واقعہ گزرا خدا معلوم وہ ہندوستان
مین جیپال ہندی کے پاس پہونچا یا نہین اور طولابہ سمرقندی نہین معلوم دست ظلم صلصال سے
زندہ ہی یا نہین پس ان وجوہ سے میرا یہان قیام ہو نہین سکتا ہی طبیعت منتشر ہی انشاءاللہ بعد قتل
کرنے حریف کے اور اطمینان خاطر کے مین یہان آونگا اور ایک مدت تک یہان رہونگا
اور جو مجنون جادو کہین گی اُسے بخوشی قبول کرونگا سوسن جادو نے مجنون جادو سے
کہا ای دختر تو سنتی ہی یہ جوان کیا کہتا ہی اُسنے آہ سرد بھر کر کہا مین کیا کہون انکو اختیار ہی جو میرے
حق مین مناسب سمجھین وہ کرین مین نے اِنکے ساتھ نیکی کی ہی یہ میرے ساتھ برائی کرین مجھکو چھوڑ کر
سنجائین اگر یہ مجھکو چھوڑ کر چلے جائینگے مین اِنکے فراق مین زندہ نہ رہونگی سوسن جادو نے
بدیع الزمان سے کہا ای بہادر بیمثال تم اِس غمگین دلبر یالال کی گفتگو سنتے ہو یہ کیا کہتی ہی واقعی
اِسنے آپسے نیکی کی ہی اور اپنے مادر و پدر کو آپکی محبت مین قتل کرادیا ہی اور اپنے برادر یعنی میرے
فرزند مبہوت جادو کو بھی بیابان نگارین سے طلب کرکے مین نے اور اُسنے آپکی رہائی کی فکر کی
اور عقرب جادو کے ہاتھ سے وہ مارا گیا کسی طرح کے صدمے اسکے دلپر گزرے ہین پس یہ لائق رحم
ہی اسکو چھوڑ جانا مناسب وقت نہین ہی اگر جانا ہی منظور رہی تو اِسکو بھی ہمراہ اپنے لیجیے بدیع الزمان
نے جواب دیا ای سوسن جادو جو کچھ اِنہون نے کہا مین نے بخوبی سُنا اور جو کچھ تمنے بیان کیا وہ بھی
مین نے سنا لیکن مجبوری اِنکو چھوڑے جاتا ہون اور اِنکا ساتھ لیجانا بھی مناسب نہین جانتا ہون
کیونکہ صلصال ایسے دشمن سے مقابلہ کو جاتا ہون نہین معلوم وہان کیا گذرے مشہور ہی جنگ
دوسر دار ولہذا عورتونکا ایسی حالت مین ہمراہ رکھنا اچھا نہین ہی اقرار کرتا ہون انشاءاللہ پھر
یہان آونگا فی الحال میرا یہان رہنا خوب نہین ہی ایسے کیجیے کہ مجھے بخوشی رخصت کرین سوسن جادو
اور مجنون جادو و بدیع الزمان کی تقریر سنکے آبدیدہ ہوئین بعد ازان مجنون جادو خواجہ عمرو
سے مخاطب ہو کر کہنے لگی آپ سنتے ہین کہ یہ کیا کہ رہے ہین مجھپر ذرا بھی رحم نہین کرتے مین مجکو انسے
یہ امید نہ تھی کہ مین اپنے مادر و پدر و برادر کو اِنکی محبت مین قتل کراونگی اور یہ مجھسے اسقدر
بے اعتنائی کرینگے مجکو اکیلا یہان چھوڑکر چلے جائینگے اپنے فراق مین تڑپائینگے بیمروتی کرینگے
خواجہ عمرو نے اُسکی تقریر سنکے باشارۂ چشم و ابرو تو بدیع الزمان سے کہا ایفرزند اِسکے
کہنے پر عمل نکرنا عورت کی محبت مین اپنے پدر بزرگوار کی نافرمانی نکرنا اُنھون نے تمکو اسطرف
براے مقابلہ صلصال روانہ کیا ہی نہ اِسواسطے کہ تم یہان رہکر عیش و راحت مین شب و
روز بسر کرو مگر بظاہر کہا ایفرزند بیشک اِنھون نے تمھارے ساتھ نیکی کی ہی تمکو مناسب ہی کہ
بالفعل اِنسے رخصت ہو کر صلصال نابکار سے مقابلہ کرو اور اُسکو قتل کرو لشکر کو اُسکے تباہ و
برباد کرو یا اُسکو شکست فاش دو جب وہ بھاگ جاے پھر یہان چلے آؤ ایک مدت تک
یہان بسر کرو اِنکے دلکو خوش کرد اور جو یہ کہین اُسے قبول کرو بدیع الزمان نے خواجہ عمرو

کے اشارہ مذکورہ سے آگاہ ہوکر عرض کیا آپ ہمارے بزرگ ہین جو کچھ آپ ارشاد کرتے ہین انشاءاللہ
اسیطرح عمل مین لاؤنگا آپ میری طرف سے انکو مطمئن کرین خواجہ نے مجنون جادو سے کہا
سنا تمنے یہ فرزند میرا کیا اقرار کرتا ہے اب تم زیادہ اصرار نکرو ہماری بھی یہی خوشی ہے کہ انھین
اجازت جانیکی دو انکو صلصال سے جنگ درپیش ہے ورنہ ہمارا کہنا ضرور مانتے اور ہم خود کسی
طرح انکو جانے نہ دیتے لیکن ناچار ہین انکا جانا ہوتا ہے تم انکے واسطے یہ دعا کرنا کہ جلد تر یہ مظفر و
منصور ہوکر یہان آئین اور تمسے ملین اب تم یہانکی حکومت کرو یہ باغ وغیرہ جو کچھ تمھارے
والدین کے قبضہ و تصرف مین تھا اسپر تم قابض رہو اور انکی جانب سے مطمئن رہو یہ انشاءاللہ
ضرور ایفاے وعدہ کرینگے چندروز فراق کے جلد گذر جاینگے پھر امید قوی ہے کہ تا زندگی مفارقت
نہوگی سواے عیش و راحت کے رنج و غم کا سامنا بھی نہوگا یا تو یہ اسی باغ مین اپنے والدے
اجازت لیکر مدام رہینگے یا تمکو اپنے ہمراہ بعزت و حرمت اپنے لشکر مین لیجاینگے داخل محل کرینگے
تمکو مسلمان کرینگے اور بڑی دھوم سے تمسے اپنی شادی کرینگے شاہان جہان اس شادی مین
شریک ہونگے اور وہ بزم طرب آراستہ ہوگی کہ بزم جم اُس سے شرمائیگی آوازۂ شادمانی تافلک
جائیگا کرورہا روپیہ کا صرف ہوگا کئی مہینے تک تمھارے شادی کا جشن رہیگا کیونکہ والد انکے موافق
اپنی قدر و منزلت کے انکا عقد تمھارے ساتھ کرینگے بالفعل یہ تمسے یہان اپنا عقد کر نہین سکتے ہین
والدے اپنے بہت ڈرتے ہین اُنکی اطاعت کو واجب جانتے ہین مجنون جادو خواجہ عمرو کی
گفتگو سنکے خوش ہوئی ہرچند بدیع الزمان کے جانے پر راضی نہوتی تھی لیکن خواجہ کے سمجھانے
سے راضی ہوئی اُسوقت بدیع الزمان نے خواجہ سے عرض کیا آپکو معلوم ہے کہ میرا لشکر کہان
ہے اور مرکب میری سواری کا کس جگہ ہے عمرو نے جواب دیا ای فرزند لشکر تمھارا مع مرکب کے
اُسی صحراے سبزہ زار مین ہے جس صحراے عقرب جادو تمکو اُٹھا کر یہان لایا تھا بدیع الزمان
نے عرض کیا اب مین کیونکر پیادہ پا اپنے لشکر مین جاؤن خواجہ نے جواب دیا ای فرزند تامل کرو
مین جاتا ہون اور تمھارے خیال سے اہل لشکر کو اطلاع دیتا ہون وہ سب تمھاری مفارقت
مین پریشان حال اور گریہ کنان ہین یہ کہکر خواجہ وہانسے اُٹھکر جانب صحراے سبزہ زار چلے ادھر
مجنون جادو کے اشارہ سے سوسن جادو نے بدیع الزمان کی دعوت کا سامان کرنا چاہا
بدیع الزمان نے منع کیا اور کہا مین بعد فراغ جنگ یہان آکر اچھی طرح سے طعام دعوت
کھاونگا سوسن جادو اور مجنون جادو نے مجبور ہوکر کچھ میوہ تر و خشک بتکلف تمام ظروف
مین رکھکر روبرو بدیع الزمان کے پیش کیا بدیع الزمان نے اُسمین سے کچھ کھایا اُسکے
کھانے سے قوت حاصل ہوئی ضعف زائل ہوا بعد کھانے میوہ مذکور کے مجنون جادو
سے ایسی گفتگو کرنے لگے جس سے فی الحال اُسکے دلکو تسلی ہو یہان تو بدیع الزمان نے
مجنون جادو سے یہ گفتگو کی لیکن اب احوال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو عقرب جادو
کے باغ سے چلے تھے بعد قطع راہ اسی صحراے سبزہ زار مین پہونچے کچھ مردمان لشکر دور سے
خواجہ عمرو کو دیکھکر دوڑے اور قریب آکر پوچھنے لگے ای خواجہ عمرو جلد کہیے

کہین ہمارے آقا اور مالک کا نشان بھی معلوم ہوا یا نہین خواجہ نے جواب دیا ہان عنایت خدا
فضل کبریا سے اُنکا نشان ملا ایک باغ مین عقرب جادو نے اُنھین ایک تاریکی سحر مین
قید کیا تھا وہ تاریکی ایسی تھی کہ مجھے دیکھکر حیرت ہوگئی تھی وہ تاریکی رشک سیاہی پردہ ظلمات
تھی یا عبرت تاریکی ظلمت شب فراق محبوب تھی اور کچھ دھوان اُس سے عیان تھا مین نے
عیاری کر کے عقرب جادو کو مارا بدیع الزمان کو قید سے رہا کیا پھر عقرب جادو
کی زوجہ ناگن جادو کو بھی ہلاک کیا اب وہ اسی باغ مین ہین مین تم سبکو لینے کو آیا ہون
وہ یہ تقریر خواجہ کی سنکے ازحد خوش ہوئے بعد ازان اُنھون نے خاک پر سجدہ شکر خدا کیا پھر خواجہ
کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے جملہ سرداران لشکر اور مردان سپاہ خواجہ کے گرد جمع ہوئے اور
بعد سلام خواجہ سے احوال بدیع الزمان دریافت کرنے لگے عمرو نے جو حال بدیع الزمان
کا تھا اُنسے بھی بیان کیا وہ سب بھی خوش ہوئے کسی نے سجدہ شکر کیا کسی نے کہا الحمد للہ کہ ہمارے
آقا اور مالک آپکی تدبیر سے قید سحر سے رہا ہوئے اسیطرح ہر ایک اعلی و ادنے نے خدا کا شکر کر کے
خواجہ کی تعریف کی خواجہ نے سب سے کہا اب یہان توقف نکرو بدیع الزمان نے تم سبکو اپنے
پاس بلایا ہی اور گھوڑا اپنی سواری کا طلب کیا ہی جلد چلو وہ منتظر بیٹھے ہین مردان لشکر نے یہ
خبر سنکے فوراً بارگاہین اور خیام وہانسے اُٹھوا کر اٹالونپر لادے پھر سب مسلح و مکمل ہوکر گھوڑون پر
سوار ہوئے گھوڑا بدیع الزمان کا ہمراہ لیا خواجہ راہبر ہوئے وہ سب خواجہ کے ہمراہ ہوئے
صحرائے سبزہ زار سے چلے چونکہ سبکو شوق قدمبوسی بدیع الزمان کا ازحد تھا جلد راہ طے
کی جب قریب اُس باغ کے پہونچے خواجہ نے سب سے کہا بس اسی جگہ ٹھہر جاؤ آگے نجاؤ وہ باغ
جو سامنے دکھائی دیتا ہی اُسی باغ مین تمھارے مالک و آقا بیٹھے ہین وہان جانا تمھارا مناسب
نہین ہی کیونکہ کچھ عورتین وہان ہین لہذا وہان جانا تمھارا مناسب نہین ہی یہین توقف کرو مین تمھارے
آنیکی خبر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ باغ مین آئے اور بدیع الزمان سے کہا اے فرزند لشکر تمھارا
زیر دیوار باغ آگیا مرکب بھی لشکر مین موجود ہی اب توقف اچھا نہین بسم اللہ اُٹھو چلو
بدیع الزمان فوراً اُٹھے اور مجنون جادو اور سوسن جادو کو روتا چھوڑ کر باغ
سے باہر آکر اپنے لشکر مین آئے جملہ سرداران سپاہ نے بصد شوق قدم بدیع الزمان
پر سر جھکائے بدیع الزمان نے ازراہ عنایت و مہربانی سر ہر ایک کا اُٹھا کر اپنے سینے
سے لگایا پھر قصد کیا کہ اپنے مرکب پر سوار ہون چونکہ مجنون جادو اپنے قصر سے کثرت فوج
بدیع الزمان دیکھ رہی تھی اور بدیع الزمان کی مفارقت مین رو رہی تھی جب اُسنے
دیکھا کہ اب بدیع الزمان جاتے ہی ہین سوسن جادو سے کہا کہ ذرا اُنکو بلا لو پھر
ایک نظر دیکھ لون اور از سر نو عہد و پیمان لے لون سوسن نے بدیع الزمان کو بلایا اور
بدیع الزمان داخل باغ ہوئے اُسوقت مجنون جادو کا رونا اور مایوسی کے کلمات
زبانپر جاری کرنا اور شکوہ و شکایت کرنا اور فلک تفرقہ پرداز کا گلہ کرنا اور پھر آنیکا اقرار
کر لینا اگر اُنکو یہ مؤلف احقر تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور ناظرین دفتر ہذا کے دل

ملول ہونگے کیونکہ اکثر ناظرین دفتر خلاصہ اور مطلب پسند ہین طول تقریر سے پریشان خاطر
ہوتے ہین اور یہ ہیچمدان بھی خیال رکھتا ہی کہ کسی جگہ طول بیجا نہو پس اسیوجہ سے اُن سبکو
ترک کیا اور حوالہ داستان گوے فصیح البیان کے کیا اور جادۂ مطلب پر اسطرح قدم رکھا کہ بدیع الزمان
دوبارہ مجنون جادو اور سوسن جادو سے ملکر باغ سے برآمد ہوکر لشکر مین آئے اور
اپنے مرکب پر سوار ہوے پھر سب سردار اور سوار گھوڑون پر سوار ہوے بدیع الزمان
نے بسم اللہ کہکر گھوڑا اپنا بڑھایا سواری آگے بڑھی تمام فوج ہمراہ رکاب ہوئی خواجہ بھی
ساتھ چلے مجنون جادو اپنے قصر سے دیکھا کی اور رویا کی جب بدیع الزمان اور عمرو مع
لشکر اُسکی نظرون سے نہان ہوے فرط غم سے بستر پر گری اور مثل ماہی بے آب تڑپنے
لگی سوسن جادو اُسکو رونے اور جان کھونے سے یون منع کرنے لگی کہ اے دختر
نیک اختر صبر کر بعد چند روز کے دلبر تیرا پھر آئیگا مدعاے دل تیرا بر آئیگا یہ فقط چند
روز کی مفارقت ہی بعد ازان پھر ہمیشہ یکجائی ہوگی اور اے دختر یہ رونا تیرا اچھا
نہین ہی بدشگونی ہی محبوب تیرا اے مقابلہ صلصال کے گیا ہی خدا اُسکا اُسکو دشمنون سے
اُسکے بچاے اور پھر زندہ اور سلامت اسکو تجھسے ملاے وارے یہ وقت دعا کرنیکا ہی نہ رونیکا
سوسن جادو تو مجنون جادو کو سمجھا رہی ہی اُسکو تو ایسے حال مین رکھا جاتا ہی اور اب
یہانسے احوال صلصال کا اور طولابہ سمرقندی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب سوما رجادو
نے موافق آرزوے صلصال عقرب جادو کو واسطے گرفتاری بدیع الزمان کے
روانہ کیا اور اُسنے حسب الحکم سوفار جادو بدیع الزمان کو اپنے باغ مین قید کیا او صلصال
بدیع الزمان کے قید ہونے سے آگاہ ہوکر خوش ہوکر مطمئن ہو چکا اسوقت اُسنے پانچ لاکھ
جوانان جنگ جو اور سواران زشت خو اپنے ہمراہ لیے تھے اور جانب سمرقند گیا تھا طولابہ
سمرقندی کہ جانب امیر سے حاکم و ناظم سمرقند کا ہی وہ خبر لشکر کشی صلصال نابکار ہر کارونسے
تحقیق سُنکے بخیال کمی سپاہ قلعہ بند ہوا تھا پل پختہ اٹھوا لیا تھا خندق کو پر آب کر دیا تھا قلعہ پر مع
چالیس ہزار سوارونکے ارادہ جنگ بیٹھا تھا سامان جنگ بخوبی تمام کر لیا تھا صدہا توپین قلعہ پر
لگا دین تھین میدان قلعہ کے سامنے اور گرد و پیش صاف کر لیا تھا کہ گولے حریف کے لشکر
پر پڑین اور درخت اور مکانات اُسکے سد راہ نہون باوجود اس انتظام کے متردد اور
متفکر تھا اور خیال کرتا تھا کہ زبانی ہرکارون کے سنا گیا ہی کہ صلصال نابکار پانچ لاکھ سپاہ
کی جمعیت سے آتا ہی میرے پاس کل چالیس ہزار فوج ہی نصف بھی فوج حریف سے میرے
پاس لشکر مین نہین ہی کیا اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرونگا کیونکر اُسے روکونگا وہ
دڑانہ قلعہ مین چلا آئیگا ہم سبکو قتل کر ڈالیگا سمرقند پر قبضہ کر لیگا اور بوجہ عداوت و بغض
کے ہم مین سے کسیکو زندہ نرکھے گا حیف اپنے پاس ڈھائی لاکھ بھی سپاہ نہین کہ قلعہ سے
باہر نکل کے اُس سے مقابلہ کرون اور اُسے روکون اور کچھ دنون اُس سے مقابلہ کرون
دیکھیے انجام اِس جنگ کا کیا ہوتا ہی بظاہر تو یہی ہوگا کہ ہم سب مارے جاینگے وہ قلعہ فتح کرلیگا

ہائے افسوس ہزار افسوس جناب حمزہ صاحبقران نے ابتک میری خبر نلی حالانکہ مین نے اُنکو
بذریعہ عرضی اطلاع بھی دی تھی کہ **صلصال** نابکار غدار **افراسیاب** سے نکلا ہی فوج جمع کر رہا ہی
ساحران نابکار اُسکی مدد پر ہین ارادہ اُسکا ہی کہ سمرقند پر حملہ آور ہو اور ہم سبکو قتل کرکے
قلعہ کو فتح کرے لیکن ابھی تک اُن جناب نے کسی سردار لشکر کو میری مدد کیواسطے نہین
بھیجا ہی گو کہ زبانی قاصد کے معلوم ہوا تھا کہ اُنجناب نے ارشاد کیا تھا کہ ہم جلد کسی سردار کو برائے مدد
روانہ کرینگے لیکن نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ ابتک کوئی سردار برائے مدد یہان تک نہ آیا خیر مین
اطلاع دے چکا ہون جو مجکو فرض تھا وہ ادا کر چکا ہون اب خواہ کوئی سردار آئے یا نہ آئے مین حتی الامکان
تو **صلصال** لڑونگا بعد ازان جو مقدر دکھائیگا دیکھونگا طولابہ **سمرقندی** ہنوز قلعہ بند تھا اور خیالات
مندرجہ کر رہا تھا ناگاہ ایکروز **صلصال** نابکار مع سپاہ کثیر سامنے قلعہ کے دوربینون سے نظر آیا اہل
قلعہ اُسے دیکھکر گھبرائے اور نہایت پریشان خاطر ہوئے اور طولابہ **سمرقندی** سے کہا ای ہمارے
مالک و حاکم دیکھو کہ دشمن بہ سپاہ کثیر آپہونچا اُسنے در جواب اُنکے کہا کہ اگر حریف بہ لشکر آیا ہی تو آنے دو
تم سب بہادر و دلیر ہو دلیرانہ اُس سے لڑنا اسقدر گولے اور تیر مارنا کہ تمام فوج اسکی ہلاک ہوجائے اور
صلصال بھی مارا جائے کوئی بد اندیش قلعہ کے خندق تک بھی نہ آنے پائے تم کیسے جری و بہادر ہو کہ حریف
کی فوج کثیر دیکھکر مضطرب الحال ہو ذرا حواس اپنے بجا رکھو چندان تردد و اندیشہ نکرو حق تعالے کے فضل و
کرم کے امیدوار رہو اُسکی کارسازی اور بندہ پروری پر نظر رکھو دیکھو تو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور مین
آتا ہی پیش از مرگ واویلا نکرو صبر اور استقلال تمکو کرنا مناسب ہی نیک بندہ اُسکا وہی ہی جو صعوبت و
مصیبت مین اور سختی و ایذا مین اُسکو یاد کرے اور اُسی سے طالب مدد ہو وہ کارساز ہی اور قادر ہی
اوپر ہر شی کے ضروری ایسے اپنے بندونکی مدد کرتا ہی اور کیسا ہی صدمہ و غم ہو اور کیسا ہی کوئی اُسکا
دشمن ہو اُسے دفع کرتا ہی کسی امر مین اُس سے ناامید ہونا نچاہیے اگر ہماری اور تمھاری قضا ہی آئی ہی تو
مجبوری و ناچاری ہی رضینا بقضا ہم بھی کہین اور تم بھی کہو اور اُسکی مصلحت اور مشیت پر راضی ہو
اور اگر ہماری اور تمھاری زندگی باقی ہی تو **صلصال** نابکار کیا ہی اور تمام فوج اُسکی کیا ہی اگر تمام
جن و انس ہمکو اور تمکو قتل کرنا چاہین تو بھی ہرگز قتل کر نہین سکتے پس ایسی صورت مین گھبرانا اور
پریشان خاطر ہونا بیکار ہی جوانان لشکر طولابہ **سمرقندی** سے یہ تقریر سُنکے عرض کرنے لگے بیشک حضور
سچ کہتے ہین حریف سے ڈرنا بیکار ہی اب ہمارے قلوب اس تقریر سے قوی ہو گئے حوصلہ جنگ کا پیدا ہوگیا
وہ خوف و خطر جاتا رہا دیکھیے اب ہم بد اندیشون سے کیونکر لڑتے ہین اگر خدا چاہیگا تو ایک قدم بھی آگے بڑھنے
نہ دینگے اور حتی الامکان اُنکو در قلعہ تک بھی نہ آنے دینگے ہنوز جوانان لشکر طولابہ **سمرقندی** سے یہ عرض کر رہے تھے
کہ **صلصال** بدنہاد بہ نسبت قبل قریب در قلعہ کے آیا اور گولونکی زد سے بچکر سامنے قلعہ کے قیام پذیر ہوا تمام
لشکر اُسکا اُترا بارگاہین اور خیام استادہ ہونے لگے جب تمام خیام اور بارگاہ **صلصال** جدال استادہ ہوچکے
صلصال سواری سے اُترکر بارگاہ مین داخل ہوا اور سرداران لشکر اور جملہ سوار مرکبونسے اُتر اُتر اپنے اپنے
خیمہ مین داخل ہوئے اُسوقت **صلصال** نابکار نے چند ارکین دولت اور افسران لشکر سے اس امر مین مشورہ کیا
کہ پیشتر جنگ سے ایک نامہ طولابہ کو اس مضمون کا لکھنا چاہیے کہ تو جیسے آمادہ جنگ ہو ہماری خدمت مین

حاضر ہوکر ہماری اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر تجھپر عنایت و مہربانی بیحد کیجائیگی یا بغیر نامہ لکھنے کے لڑائی
شروع کیجاے افسران لشکر وغیرہ نے راے دی تھی کہ ہمارے نزدیک بہتر و مناسب یہ ہو کہ قبل از جنگ ایک نامہ
اُسکو مضمون مذکور کا ضرور ارسال کیا جاے اگر وہ حضور کی فرمانبرداری اختیار کرے تو فبہا ورنہ آغاز جنگ کیجیگا
اس قلعہ کی کیا حقیقت ہو ایکدم مین لے لیجیگا اور اگر اُسنے اطاعت قبول کرلی تو مردان لشکر جانبین کی خونریزی
نہوگی راوی ناقل ہو کہ صلصال بد افعال نے راے افسران فوج کی قبول اور پسند کی ہو اور ایک نامہ بمضمون
مندرجہ بالا لکھواکر تیر مین اُسے باندھکر کمان مین اس تیر کو جوڑ دیا تھا اور بالاے قلعہ مذکور اسطرح نامہ کو
بھجوایا تھا اور ایک نگہبان قلعہ نے اُس تیر کو پایا تھا اور نامہ اسمین بندھا ہوا دیکھکر وہ تیر روبرو طولابہ
سمرقندی کے لیگیا تھا اُسنے اُس نامہ کو پڑھواکر سنا تھا اور جواب اسکا اسکی پشت پر یہ لکھوایا تھا کہ او
صلصال نابکار تو مجھسے طالب اطاعت و فرمانبرداری ہو یہ تیرا خیال خام ہو کیا تو آگاہ نہین ہو کہ مینے
جناب حمزہ صاحبقران ذیوقار کی اطاعت اختیار کی ہو اور آنجناب نے ازراہ بندہ نوازی مجھکو
سرفراز کیا ہو اب تجھ ایسے بیدین و بد آئین و ظالم و جابر کی کیا اطاعت اختیار کرونگا مجکو تو بوجہ غلامی
حمزہ صاحبقران کے ایک طرحکا رتبہ ہو میرا خادم بھی تیری اطاعت و فرمانبرداری قبول نکریگا تو اپنی
فوج کثیر پر مغرور نہو اسنے گولے مارونگا کہ تو اور تیرے لشکر کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا اگر خیریت اپنی تجکو مطلوب ہو
تو یہانسے گریزان ہو اور مجھسے آمادہ جنگ نہو آئندہ تجکو اختیار ہو اس مضمون کی عبارت لکھواکر اسیطرح تیر مین
باندھکر تیر کو کمان مین جوڑکر قلعہ سے لشکر صلصال مین ڈالدیا تھا اور ایک سوار اُسے دیکھکر صلصال کے پاس لیگیا
تھا اور صلصال عبارت مذکورہ کو پڑھکر نہایت غضبناک ہوا تھا اور دوسرے روز ہنگام سحر تمام فوجکو ہمراہ لیکر
قلعہ پر حملہ آور ہوا تھا ادھر طولابہ سمرقندی نے گولہ اندازونکو گولے مارنیکا حکم دیا تھا سیکڑون توپین اُنھون نے
اُسیطرف اور لگا کر گولے مارنے شروع کئے تھے باڑھین توپونکی دمبدم چلتی تھین گولے توپون کے فوج پر
صلصال کی گرکے پھٹ جاتے تھے اور ٹکڑے ہو ہوکر فوج مین منتشر ہوتے تھے جس افسر یا سوار کے
تھوڑا سا بھی ٹکڑا گولے کا لگتا تھا اُسکے سینے اور پشت کو توڑکر نکل جاتا تھا وہ اجل رسیدہ مرگ سے مرکر
زمین پر گرتا تھا اسیطرح صدہا بلکہ ہزارہا مردان لشکر صلصال گولونسے زخمی ہو ہوکر زمین پر گر رہے
تھے اور صدہا مانند روئی کے گالونکی گولونسے اُڑ رہے تھے عجب ہنگامہ اور تہلکہ فوج صلصال
مین پڑا تھا لاش پر لاش گر رہی تھی دھوان قلعہ سے میدان جنگ تک ایسا بلند تھا گویا معلوم ہوتا تھا کہ
ابر سیاہ گھرا ہوا ہو توپین جو بڑی بڑی اور چھوٹی چھوٹی بیحد چل رہی تھین دمبدم زمین لرزتی تھی رنگ
پیر فلک متغیر تھا درندے اور گزندے اور جملہ وحوش وطیور اس سرزمین سے بھاگ گئے تھے خفتگان قبور صدائین
توپونکی سنکے بیدار ہوگئے تھے گھبراکر اُٹھ بیٹھے تھے اور بجاے خود تصور کرتے تھے کہ آج کیا قیامت ہو صور حضرت اسرافیل
نے پھونکا ہو زمین کیون کانپ رہی ہو پھر آپہی سمجھ کے جواب دیتے تھے کہ صور اسرافیل تو ایک صور ہو یہ تو صدائین
ہزارہا صورونکی چلی آتی ہین یہ قیامت سے بھی کوئی واقعہ عظیم تر ہو خدا اسکو اس واقعہ خطرناک سے بچائے کہین
زمین اس طبقہ کی شق نہو جائے مُردونکی تو یہ گفتگو تھی افلاک پر فرشتونکے گوش توپونکی آوازسے کر ہونے لگے
تھے فلک پیر نے سپر آفتاب کو اپنے چہرہ کی پناہ کیا تھا خائف و ترسان اسقدر ہوا تھا کہ گردش اپنی بھول گیا
تھا فرشتے غرفونسے سر نکالکر جانب زمین دیکھ رہے تھے کہ آج یہ کیا زمین پر شر بپا ہو صلصال نابکار ایسی تحات

مین بھی سپر فراخ دامن ہاتھ مین لئے ہوئے فوجکو للکارتا ہوا اور اُنکو آگے بڑھنے کی تاکید کرتا ہوا بڑھتا ہی
چلا آتا تھا جب کوئی گولہ اُسکے قریب آتا تھا یا تو اُسکی زد سے ہٹ جاتا تھا یا اسکو سپر پر روکتا تھا فوج کے آگے
قدم نہ بڑھتے تھے پاؤن جلے جاتے تھے گولے اس میدان مین اسقدر گرتے تھے اور گر رہے تھے کہ زمین
گویا کرہ نار ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ رشک آفتاب محشر ہو گیا تھا گھوڑے بھڑک رہے تھے سوارونکو اپنی
پشتون سے ٹپک رہے تھے اور میدان جنگ سے بھاگے جاتے تھے کشتے اس میدان مین بکثرت پڑے
ہوئے تھے سبکا پانون گولے سے اُڑ گیا تھا کوئی نابکار سر و دست ہاتھ سے بیکار ہو کر گھوڑے سے گرا تھا
زمین پر ایڑیان رگڑ رہا تھا اور کہتا تھا آتش دنیا کو اس قدر تیز ہو مگر سنا ہی کہ آتش دوزخ آتش دنیا سے
بدرجہا تیز ہی اُسکی حرارت کی کسکو تاب ہوگی یہ کہکر یہ مصرع زبان پر لاتا تھا مصرع - وقنا ربنا عذاب النار
کسی نابکار کا گولے سے سر اُڑ گیا تھا تن بے سر اُسکا زمین پر پڑا تھا کوئی سوار مع اپنے راکب کے گولے سے یون
اُڑ گیا تھا جیسے آگ کے انگارے سے دانہ سپند اُڑ جاتا ہی عرصۂ قلعہ کے سامنے ہزارہا لاشین ناریونکی جلی جھلسی
ہوئی پڑی تھین اور جو کفار گولون سے دور اُڑ گئے تھے اُنکا نمین شمار نہ تھا ہر چند ایسی آگ برسنے مین مردان
لشکر صلصال سپرین اُٹھائے ہوئے تھے سر و سینہ و دیگر اعضا اپنے گولون سے بچاتے تھے مگر وہ گولے گویا
قضا کے گولے تھے اُنسے نہ بچ سکتے تھے آخر کار بہت سے نابکار مرکبون سے اترے اور پیادہ پا طرف قلعہ کے
چلے جب دیکھا اُنھون نے گولے آتے ہین فوراً زمین پر لیٹ گئے گولے اوپر ہی اوپر نکل گئے وہ اٹھکر
چند قدم ادھر آگے بڑھے پھر گولونکی آمد دیکھکر اُسیطرح لیٹ گئے اور جانبر ہوئے اِسیطرح قریب تر خندق کے
پہونچے اُن نابکارونکو دیکھکر جملہ کفار جو زندہ تھے وہ بھی مرکبون سے اُترے اور سپرین ہاتھون مین لیکر مثل اُنکے
آگے بڑھے یہانتک کہ جملہ کفار مع صلصال قریب تر خندق کے پہونچے اور چاہا کہ خندق سے گذر کر در قلعہ
گرزگران سے توڑ کر داخل قلعہ ہون اور اہل قلعہ کو تہ تیغ کرین اسوقت طولابہ سمرقندی نے گولہ اندازون سے
کہا ذرا گولے مارنے مین تامل کرو دیکھو تو کہ صلصال اور اسکی فوجکا کیا حال ہی بحکم حکم گولہ اندازون
نے ہاتھ روکا ہوا سے جب وہ دھوان دفع ہوا طولابہ سمرقندی وغیرہ نے دیکھا کہ میدان مین ہزارہا
لاشین کافرونکی پڑی ہین بعضے انمین زندہ ہین وہ نالہ و فریاد کر رہے ہین رن بول رہا ہی وہ سناٹا ہی کہ پناہ
بذات خدا اور وہ وحشتناک وہ میدان ہی کہ اگر رستم و اسفندیار بھی وہان قدم رکھین تو ڈر جائین
کیونکہ زمین پر لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوارونکی لاشین دور تک عجب رنگ سے پڑی ہین چہرے اُنکے جھلسے ہوئے
بعضونکے سر اُڑ گئے ہین کسیکا ہاتھ اور کسیکا پیر اُڑ گیا ہی زمین سے بوے خون آرہی ہی مذبلہ قصابان
کی بھی اُس میدان کے آگے کچھ حقیقت نہین ہی کشتے زمین پر کیا پڑے ہین گویا بہت بڑا قافلہ ناریونکا دور دور
تک اُس میدان مہیب مین بیخوف و خطر خواب عدم مین اس طرح سے سو رہا ہی کہ اسکو کچھ خبر دین و دنیا کی
نہین ہی اور لشکر صلصال کا نشان بھی معلوم نہین ہوتا ہی طولابہ سمرقندی یہ رنگ دیکھکر خوش ہوا
اور سمجھا کہ اسقدر کفار تو مارے گئے اور باقی بھاگ گئے ہنوز یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ کفار نے قریب خندق
کے پہونچکر شور و غل اسطرح کیا یارو اب اسطرح قلعہ کا لے لینا کیا بات ہی خندق کو طی کرکے دروازہ
کو توڑ ڈالو اندر قلعہ کے چلکر سب اہل اسلام کو مار ڈالو کسیکو زندہ نچھوڑو کیونکہ ان مسلمانون نے اسقدر
گولے مارے ہین کہ ہمین اتنے گولے مارنے کا کبھی یقین نہ تھا چہارم فوجسے زیادہ کام آئی ہی بڑی دشواری

اور مشکل سے یہانتک آئے ہین ہمین لوگ ایسے بہادر تھے کہ ایسی آگ قلعہ سے برس رہی ہی اور ہم
یہان تک آئے سواے ہمارے رستم بھی تو یہانتک نہ آسکتا ہرچند کہ اپنی تعریف خود کرنا خوب نہین لیکن وقت
ضرورت اپنی ثنا خود ہی کرنی پڑتی ہی یہ فقط ایک مصرع شاید کسی کا ہماری ہی ثنا مین ہی اور وہ یہ ہی مصرع
جو کام کیا ہمنے وہ رستم سے نہوگا۔ طولابہ سمرقندی قریب در قلعہ شور وغوغا سنکے گھبرایا اور قلعہ سے جھک کر
زیر قلعہ دیکھنے لگا اسوقت عجب حال اُسے نظر آیا کہ صلصال کئی لاکھ سوارونکی جمعیت سے قلعہ کے خندق
کے برابر آگیا ہی اب خندق سے گذر کرنا چاہتا ہی یہ حال پر ملال دیکھکر چہرہ اُسکا متغیر ہوگیا اور مضطرب الحال
ہوکر اپنے لشکر کے جوانون سے کہنے لگا یارو اب گولے تو نہ مارو لیکن تیر اندازی کرو اور ہنڈیان آگ کی اونپر
بھر بھر کر پھینکو اور گرم گرم تیل کڑہاو کا اُنپر دوڑ ڈالو اور پولے بنا ور کی آگ سے جلا کر متواتر ان
نابکارون پر ڈالو اور دعا کرو خدا سے کیونکہ صلصال مع اپنی فوج کے خندق کے قریب تر آگیا ہی اگر خندق
سے گذر کر قلعہ تک آجائیگا پھر اسکا قلعہ کے اندر چلا آنا دشوار نہوگا اور یہان آکر وہ ہم سبکو قتل کر ڈالیگا
ہرچند ہوسکتا ہی کہ ابھی قلعہ سے وہ راہ جو صحرا کو گئی ہی بھاگ جائین اور جانین اپنی ہم سب بچائین لیکن
خلاف جوانمردی ہی یا تو ان دشمنونکو شکست دیجاے یا ہم سب اپنا مرنا گوارا کرلین یہ کہکر خاموش ہوا اسوقت
چالیس ہزار جوانون نے فصیل قلعہ پر آکر کچھ تو تیر مارنے لگے کچھ کڑہاو تیل سے بھرے ہوے کہ وہ تیل نہایت
کھولتا ہوا تھا حریفون پر ڈالنے لگے کچھ پولے جلا کر انپر پھینکنے لگے کچھ ہنڈیان آگ کی مارنے لگے کچھ دست
دعا جانب آسمان بلند کرکے اسطرح دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی واسطہ تجکو اپنے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کا کہ تونے اُنپر آگ کو گلزار کردیا ہی ہمکو بھی ان کافرونکے ہاتھ سے بچا ہم سب تیری وحدانیت کے قائل
ہین اور تیرے نبی کے اوپر ایمان لائے ہین اسوقت کفار کے نرغے مین ہین بیدینون نے قلعہ کا محاصرہ
کرلیا ہی خندق تک سب آگئے ہین انکے شر وفساد سے پروردگارا بچا اور اسوقت کسی ہمارے مددگار کو
واسطے ہماری مدد کے بھیج ہنوز کچھ اہل قلعہ دعا کر رہے تھے اور طولابہ سمرقندی پیشانی اپنی خاک پر
رکھے ہوے رو رو کر اپنے پروردگار سے طالب اعانت تھا اور صلصال خندق سے گذر چکا تھا در قلعہ
کو گرز سے توڑا چاہتا تھا ناگاہ اہل قلعہ کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی عنایت الٰہی سے ایک جانب سے
غبار عظیم بلند ہوا اہل قلعہ اور مردمان لشکر صلصال اُس غبار عظیم کو دیکھکر متردد ہوے اہل قلعہ نے
تو یہ خیال کیا کہ شاید صلصال کی مدد کو کوئی سردار آتا ہی اور صلصال کے مردمان سپاہ نے یہ تصور
کیا کہ اہل اسلام کی کمک کو کوئی سردار فوج کثیر لیکر آتا ہی افسوس ایسے وقت مین کوئی انکا مددگار آیا ہی
کہ ہم در قلعہ تک پہونچ چکے تھے صرف قلعہ کا توڑنا باقی تھا کوئی سردار لشکر صلصال کا کہتا تھا ہمنے بارہا
دیکھا ہی کہ جب مسلمان کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کرتے ہین اور چپکے چپکے نہین
معلوم کیا منتر جنتر زبان پر جاری کرتے ہین کہ کوئی نہ کوئی اُنکی مدد کو ضرور آجاتا ہی اور وہ اُس بلا سے
نجات پاجاتے ہین دوسرے بیدین اسکو جواب دیتے تھے منتر جنتر زبان پر جاری نہین کرتے ہین بلکہ
اپنے خدا سے یہ لوگ ایسے ہنگام مین دعا کرتے ہین خدا اُنکی دعا کو مستجاب کرتا ہی غرض اسطرح ہر ایک
لشکری صلصال کی فوج کا اُس گرد کو دیکھکر کہتا تھا اور قلعہ پر سے جو اہل اسلام ہنڈیان آگ کی
اور پولے جلتے ہوے پھینکتے تھے اُنسے بچتے تھے اور کچھ نابکار ہلاک بھی ہوگئے تھے لیکن ہجوم بہادرونکا

در قلعہ سے نہ ہٹتا تھا اور ارادہ ان سب کا یہی تھا کہ جب تک کوئی اہل اسلام کی مدد کو آئے در قلعہ توڑ ڈالو
اور قلعہ مین داخل ہوکر طولابہ سمرقندی اور اُسکے ہمراہیونکو مار ڈالو پھر جب اہل اسلام طولابہ کی مدد کو
یہان آئینگے دیکھا جائیگا ہنوز جملہ حریفان مذکور در جلد توڑنے کی فکر مین تھے اور اہل قلعہ متردد و پریشان تھے
کہ یکایک بہ نیجہ ہوا سے دامن گرد پارہ پارہ ہوا صلصال وغیرہ اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ بدیع الزمان
بجمعیت فوج کثیر بصد عجلت ادھر آتے ہین یہ دیکھکر صلصال کو تو نہایت صدمہ ہوا اور کہنے لگا مسلمانونکی
تقدیر اچھی ہے انکی مدد کو زمین سے اور آسمان سے اُنکے مددگار پیدا ہوجاتے ہین دیکھئے کسوقت پسر حمزہ
یعنی بدیع الزمان بفوج کثیر آیا ہے اور مجکو یہ تعجب ہے کہ یہ کیونکر رہا ہوا اسکو تو عقرب جادو نے شاہ ساحران
یعنی سوفار جادو کے حکم سے قلعہ سحر مین قید کیا تھا اور مجکو سوفار جادو نے اطلاع دی تھی کہ بموجب آپکی
خواہش کے ہمنے عقرب جادو کو روانہ کرکے بدیع الزمان کو گرفتار کرکے عقرب جادو کے حوالے کردیا اور
اسے قلعہ آتشین سحر مین اُسے قید کیا ہے اب جبتک وہ قتل نہوگا بدیع الزمان قید سے رہا نہوگا مجکو اس
حال سے آگاہ ہوکر اطمینان ہوا تھا اور بیخوف اُس سے ہوکر اسطرف فوج لیکر آیا تھا اُسکے رہا ہونے سے صاف
ثابت ہوگیا کہ اُسکے مددگار رو زمین سے کسینے عقرب جادو کو مار ڈالا جب ہی تو یہ قید سحر سے چھوٹا ورنہ زندان
سحر سے اسکی رہائی نہوتی آہ کس ظالم نے عقرب جادو کو مارا اور اسکو قید سے رہا کیا عجب نہین کہ عمرو
عیار جو بلائے روزگار ہے اُسنے یہان آکر کوئی عیاری کرکے عقرب جادو کو مارا ہوگا اور اسکو قید سحر سے
رہا کیا ہوگا خیر اگر یہ رہا ہوگیا ہے اور اب مابدولت کے مقابلہ کو اور اہل قلعہ کی حمایت کو آتا ہے تو آئے آج
مابدولت بھی ایسا لڑینگے کہ بدیع الزمان اور اُسکے فوج دونون متحیر ہوجائینگے اور میری تلوار کی آنچ اُٹھا
نہ سکینگے بجائے خود میری شجاعت کی تعریف کرینگے اور جبتک انمین کوئی زندہ رہیگا وہ میری اسکی لڑائیکو یاد کریگا
اور خوف سے کانپنے لگے گا اور شبکو عالم خواب مین اگر اسکو میری جنگ کا خیال آجائیگا تو ڈر کر چونک پڑیگا
کثرت خوف وخطرے گھگی بندھ جائیگی اور آج اس میدان مین وہ کشت وخون ہوگا کہ قیامت تک یہانکی زمین
سے بوے خون آئیگی مٹی یہانکی مثل دانہ یاقوت سرخ رہیگی گیاہ بھی اگر اس سرزمین سے اُگے گی تو وہ بھی سرخ
رنگ ہوگی سبزے کا نام ونشان بھی نہوگا اور وہ کشت وخون آج اس قلعہ کے خندق کے کنارے ہوگا کہ
دریاے خون بہیگا کشتے اسقدر ہونگے کہ پشتے ہوجائینگے نہین نہین کشتونپر کشتے اسقدر ہونگے کہ بلند ہوکر برابری
بلندی قلعہ کرینگے تلوار وہ چلیگی کہ آج تک کسینے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ چشم زمانہ نے بھی ایسی لڑائی مشاہدہ نکی ہوگی
یہ کہکر در قلعہ سے ہٹ کر میدان مین آیا تو جلو بھی اپنی در قلعہ سے ہٹا کر میدان مین ساتھ قاعدہ کے صف آرا کیا
اہل قلعہ یہ قدرت پروردگار دیکھکر اور بدیع الزمان کو آتے دیکھکر از حد خوش ہوے اور شکر خدا کا کرنے
لگے ابھی اہل قلعہ سجدہ شکر پروردگار کر ہی رہے تھے کہ بدیع الزمان مع فوج قریب آگئے اور نعرہ کیا
او صلصال نابکار ارے در قلعہ سے ہٹ کیون آیا اگر مرد تھا تو اندر قلعہ کے گیا ہوتا تھوڑے سے
اہل اسلام تھے انکو قتل کیا ہوتا تیرے پلٹ آنے سے ثابت ہوا کہ تو نامرد ہے مجکو آتے دیکھکر ڈر گیا اہل قلعہ
کو قتل نکر سکا او بیدین تجکو شرم نہ آئی کہ تھوڑے سے مسلمانون پر اسقدر فوج لیکر تو نے حملہ کیا اور قلعہ کو فتح
نکر سکا تو مجھسے کیا لڑیگا اور میرے ہاتھ سے اب بھاگ کر کہان جائیگا مین تیرے حق مین گویا ملک الموت ہون
بغیر جان لئے تیری کب چھوڑتا ہون صلصال نے بڑھکر دلیرانہ جواب دیا او پسر حمزہ نہین معلوم کسطرح

قید سحر عقرب جادو سے رہا ہوکر تو یہان آیا ہی یقین ہی کہ تیری اجل تجکو کشان کشان یہان لائی ہی مجھ
ایسے جری سے ایسی گفتگوے سخت کرتا ہی نامرد و بزدل بناتا ہی بیہودہ بکتا ہی انجام اس سخت کلامی کا برا ہی
خبردار ایسی تقریر لاطائل اب نکرنا ورنہ پچھتائیگا سر میدان میرے ہاتھ سے مارا جائیگا حمزہ تیرے غم مین مرجائیگا
لشکر تیرا تیرے قتل ہونے سے تباہ اور برباد ہو جائیگا اور ار و بیوقوف یہ کیا کہا تو نے قلعہ کو فتح نکرسکا تھوڑے
سے مسلمانونکو قتل نکیا گیا در قلعہ سے مجکو دیکھکر ڈرگیا اور پلٹ آیا جواب اسکا دندان شکن یہ ہی کہ اس قلعہ
کا لے لینا کچھ مشکل نہ تھا مین در قلعہ تک پہونچ ہی گیا تھا صرف در قلعہ کا توڑنا باقی رہگیا تھا اندر قلعہ کے جاکر
طولابہ وغیرہ کو قتل کرڈالتا اور قلعہ پر اپنا قبضہ کرتا اور اب جب چاہون گا ایسا ہی کرونگا چونکہ اسوقت
تو آگیا مجھ ایسے شیر صحرا سے دغا کو عمدہ شکار نظر آیا اسوجہ سے بزدلان اہل قلعہ کو تھوڑی دیر کی مہلت دیدی
ہی تجکو قتل کرکے انکو قتل کرونگا بدیع الزمان نے برہم ہوکر جوابدیا او نابکار تو وہی بزدل و فراری ہی کہ بھاگ
غار افراسیاب مین چھپا تھا اور ایک مدت تک پنہان رہا تھا جب تو نے شیرون سے میدانکو خالی پایا شکل
مار سیاہ پیچ و تاب کھاکر غار سے باہر آیا سرکشی اور لشکر کشی پر کمر باندھی طولابہ کو کمزور پاکر اُس سے آمادہ
جنگ ہوا لیکن قلعہ پر فتح نہ پاسکا اور بغیرت عرق خجالت مین غرق ہوکر بے آبرو سر میدان ہوکر مربھی نگیا بیحیائی
زندہ رہا مگر اب زندگی تیری تمام ہوچکی جام عمر تیرا لبریز ہوگیا ہی ساغر زندگی تیرا چھلکا ہی چاہتا ہی اس میدان مین
اسطرح خون تیرا بہیگا جسطرح شیشہ مے سے شراب نکل کر بہجاے اس میکدہ عالم مین تجھ سا بھی تنگ ظرف کوئی
نہوگا ذراسی ہمت اور اتنی سی فوج پر تجکو یہ غرور ہی مست مے نخوت ہو رہا ہی بہکی باتین کرتا ہی ذرا ہوش مین آ
خیالات محال دلمین نلا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو جناب والد ماجد کی غلامی اور فرمانبرداری اختیار کر اپنے مذہب
سے کراہت کر دین حق اختیار کر ورنہ یہ میری تیغ آبدار اور تیرا حلق ہی صلصال نابکار بدیع الزمان
نامدار کی گفتگو سنکے از حد غضبناک ہوا چہرہ اُس روسیاہ کا فرط غیظ سے لال ہوگیا آنکھین کثرت غصہ
سے سرخ ہوگئین اپنے افسران فوج سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مین اس طفل بدتمیز کو تو کیا سزا اِسکی بدزبانی
اور سخت کلامی کی دون لیکن تم سب ملکر تمامی فوج لیکر اسپر حملہ کرو اور سر کاٹ کر بادولت کے روبرو لے آؤ
افسران فوج حسب الحکم مع فوج تیغ بکف بڑھے اِدھر سے بھی بموجب اشارۂ بدیع الزمان جملہ مردمان
سپاہ تلوارین کھینچکر پلے پلے افسران لشکر صلصال نے حملہ کرکے چند مردمان لشکر اہل اسلام کو قتل کیا بعد ازان
دلیران لشکر اہل اسلام نے متواتر نعرے کرکے مردمان سپاہ صلصال کو قتل کرنا شروع کیا تلوارین چلنے
لگین دو دریاے لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی طولابہ سمرقندی یہ جنگ دیکھکر قلعہ سے مع چالیس ہزار
سوارونکے باہر نکلا اور پشت لشکر صلصال کیطرف سے آکر بے اندیشہ حملہ کیا فوج صلصال کی گو درمیان
مین آگئی مگر صلصال کو کچھ تردد نہوا اور اسیطرح مشغول کارزار رہا اور بعضے داستان گوؤن نے یون
بیان کیا ہی اور صاحب دفتر نے بھی اسیطرح لکھا ہی کہ صلصال نابکار طولابہ سمرقندی کے در قلعہ تک
پہونچ گیا تھا اور دروازہ قلعہ کا توڑنا چاہتا تھا اہل اسلام پریشان خاطر ہوگئے تھے اور دعا درگاہ الٰہی
مین اپنی بہبودی کیواسطے کر رہے تھے ناگاہ گرد و غبار ایک طرف سے بلند ہوا دونون لشکر کے آدمی اُس
غبار کو دیکھنے لگے تھوڑی دیر مین بدیع الزمان مع سپاہ کثیر سامنے قلعہ کے پہونچے اور اہل قلعہ کو
فریاد کنان دیکھکر اور صلصال وغیرہ کو در قلعہ پر دیکھکر نعرہ کیا کہ او صلصال خبردار ہو کہ مین تیری

سرکوبی کیلیے آپہونچا اب تیری گردن ہے اور میری تیغ ہے یہ کہکر قریب تر آیا تھا اب صلصال نے حکم دیا کہ سپہ
حمزہ کو روکو افسران فوج نے مع سپاہ بڑھکر اُسے روکا اور تیراندازی کی بدیع الزمان نے بھی اپنی جملہ سپاہ کو
لڑنیکا حکم دیا سب بڑھے اور دونون لشکر ملگئے جنگ عظیم ہونے لگی اہل قلعہ فصیل قلعہ سے لشکر صلصال پر بارش تیر
کرنیلگے جوانان لشکر جانبین قتل ہونیلگے لاش پر لاش گرنے لگی دلاور اپنے حریفونکو ٹوک ٹوک کے لڑنے لگے گرد
وغبار بلند ہوا اسوقت عجب جنگ مغلوبہ تھی تلوار چل رہی تھی کمانین کڑک رہی تھین تیر جانستان چل
رہے تھے گرز گاؤ سر پہلوان برابر اعدا کی سر و نیر مار رہے تھے کاسہ ہاے عدا چور چور ہو رہے تھے
ہاو ہوی جوانان کی صدائین بلند تھین کسیکا نیزہ تھا اور کسیکا سینہ تھا کسیکا خنجر آبدار تھا اور کسیکا پہلو تھا کسیکی شمشیر آبدار
تھی اور کسیکا سر تھا کسی قدر انداز کا تیر جانستان تھا اور کسی کا جگر تھا غرض ایسی جنگ عظیم ہو رہی تھی جو ب
بازار اجل گرم تھا سر و نکا سودا ہو رہا تھا نقد جان جوانان لشکر جانبین گوہر آبرو کے حاصل کرنیکے
واسطے دے رہے تھے جناب ملک الموت کو قبض ارواح مین بڑی مشکل پڑی تھی ایک جوانکی اچھی طرح
روح کو قبض نکرنے پاتے تھے کہ دس جوان زخمی ہوکر گھوڑونسے زمین پر گرتے تھے اور خاک پر مثل طائر بسمل
تڑپنے تھے یہ اسکو چھوڑکر اُنکی طرف جاتے تھے اور ارادہ کرتے تھے کہ اُنکی روحین قبض کرین جابجا صدہا دلاوران
ہردو لشکر کثرت زخمہاے کاری سے مرکب پر نہ سنبھل کر گھوڑونسے زمین پر گرتے تھے اور خاک پر ایڑیان رگڑتے
الحاصل ملک الموت کو قبض ارواح کشتگان مین بڑی دقت تھی تابعین بھی اُنکے عاجز تھے دریاے خون کشتگان عرصہ
جنگ جاری تھا سر جوانان مقتول کے اس دریا مین مانند حباب دکھائی دیتے تھے گھوڑے سپاہ کے اس دریاے
خون مین گویا پیر رہے تھے زیر آسمان عجب ایک حشر برپا تھا گاؤ زمین کثرت بار کشتگان جوانان سپاہ سے فریاد کنان تھی
صاحب دفتر لکھتا ہے کہ عین گرمی جنگ مین بدیع الزمان صدہا دشمنون کو قتل کرتے ہوے دلیرانہ نعرے
کرتے ہوے قریب صلصال کے پہونچے اور اُسکو مشغول جنگ دیکھکر پکارے او نابکار کیا میرے لشکر کے سوا نہیے
لڑ رہا ہے اگر مرد ہے تو اسطرف آ مجھسے مقابلہ کر کیون ہزارہا بندگان خدا کا خون اپنی گردن پر لیتا ہے لاکھون
جوانونکا کشت وخون ہو رہا ہے بہتر یہ ہے کہ مجھسے مقابلہ کر تاکہ اور بندگان خدا کی جانین تلف نہون صلصال
بد افعال بدیع الزمان کی گفتگو سُنکے برہم ہوا اور مرکب کو اپنے بڑھاکر نعرہ کیا او پسر حمزہ اگر مجھسے تمنائے
جنگ رکھتا ہے تو آ مقابلہ کر یہ کہکر تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکر مارا بدیع الزمان نے اُسکو اپنی سپر پر روکا
پھر اُس بہادر نے بھی تلوار لگائی اُسنے بھی دلیرانہ سپر پر روکی تھوڑی دیر اسیطرح لڑائی ہوئی آخر کار
صلصال نے نہایت غضبناک ہوکر مرکب کو اپنے دست راست بدیع الزمان لاکر تیغہ آبدار کا سر پر
وار کیا بدیع الزمان نے بائین ہاتھ مین تلوار اور سپر لیکر تیغہ کی باڑھ پر نظر کرکے بند دست پر اُسکے
اپنا ہاتھ ڈالدیا اور زور کرکے چاہا کہ تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لین اُسنے بھی زور کرنا شروع کیا تا دیر
باہم خوب زور آزمائی ہوئی اُسوقت مرکبونکی یہ حالت تھی کہ دلاوران مذکور کی زور آزمائی سے
عاجز ہوکر اور اُنکے قوت و زور کے متحمل نہوکر زمین پر بیٹھنے لگے اور زبانین منھ سے باہر نکالکر ہانپنے لگے
یہ رنگ مرکبون کا دیکھکر ہر کارے دونون لشکرونسے نکلے اور کہنے لگے اے دلاوران نامدار اگر قصد
زور آزمائی کا ہے تو گھوڑونسے اترکر کشتی لڑو اور لڑائی جو ہو رہی ہے اسے موقوف کرو تاکہ سب تمھاری کشتی
دیکھین اور معاقون فن کشتی کے ذہن مین رکھین دونون دلاورون نے ہرکارون کی تقریر سُنکے اُن کی

داے پسند کی بدیع الزمان نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا اسنے تیغہ خادم کو دیا پھر دونون دلاور مرکبون سے اُترے
اور بآواز بلند نقیبا سے کہا تم تمامی اہل لشکر کو ہماری حکم سے منع کرو کہ اب جنگ وجدال سے باز رہین چنانچہ
حسب الحکم نقبا اور گرگیٹ ہر ایک طرف اسطرح پکارے اے جوانان تھور شعار تمہارے آقا اور مالک باہم
کشتی لڑنے پر آمادہ ہین اُنھون نے تمکو حکم دیا ہی کہ تم جنگ مغلوبہ نکرو کشتی دیکھو تمہارا کشت وخون اب
گوارہ نہین ہی سردار فوج اور بادشاہ لشکر باہم خود لڑکر فیصلہ کرلین گے دو مین سے ایک غالب ہوگا
اور ایک مغلوب ہوجائیگا جو مغلوب ہوگا وہ ضرور ہی ہلاک کیا جائیگا جسکو خدا چاہیگا وہ اپنے حریف پر
غالب ہوگا جب اسطرح ہرکارون نے بآواز بلند کہا جوانان ہر دو لشکر نے جنگ سے ہاتھ روکا ادھر
بدیع الزمان اور صلصال نے آلات حرب وضرب تن سے جدا کرکے اور خدام کو دیکے دامن قبا وعبا
کو گردانا اور لپیٹا بلید اورون نے مثل اکھاڑے کے زمین کو نرم کردیا لشکریان صلصال اور بدیع الزمان
مرکبون سے اترے اور علی قدر مراتب خیام مین کرسیون پر اور دنگلون پر اور زین پوشون پر بیٹھے ہنوز سب بیٹھے ہی تھے
کہ دونون بہادر باہم پنجہ زور آزمائی کرنیلگے داؤن پیچ ہونے لگے افسران فوج اور سواران لشکر کشتی دیکھنے
لگے اگر احوال اس کشتی کا بتفصیل لکھا جاے تو خالی از طوالت تحریر سے نہوگا لہذا مختصر لکھا جاتا ہی کہ تین روز
یا چار روز برابر کشتی ہوئی اور کوئی زیر نہوا لیکن دیکھنے والونکو یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ صلصال لڑتے
لڑتے تھک گیا سانس اُسکی پھولنے لگی یعنے جلد جلد سانس لینے لگا اور ہمہ تن پسینے مین تر ہوگیا اور اعضا مین
اُسکے درد ہونے لگا قوت لڑنے کی زائل ہونے لگی اور بدیع الزمان بدستور اسیطرح لڑتا تھا قوت مین
کمی نتھی اچھی طرح پسینہ بھی نہ آیا تھا جب صلصال نے دیکھا کہ اب مجھ مین قوت کشتی لڑنے کی نہین ہی اور
دم اُکھڑ گیا ہی اور حریف کا ابھی دم نہین آیا ہی اور زبردستیان کرتا ہی غالبًا تھوڑی دیر مین مجھکو زیر کرلیگا
ایسی حالت مین اُسنے تصور کیا کہ اب کوئی مکر کرکے اس حریف زبردست سے اپنی جان اور آبرو بچانا چاہیے
یہ خیال کرکے ہنگام زیادہ زور کرنے بدیع الزمان کے صلصال نے آہ کی بدیع الزمان نے پوچھا
او بداندیش تو کیسا بہادر ہی کہ وقت مقابلہ حریف آہ کرتا ہی اُسنے جوابدیا ای پسر حمزہ صاحبقران اسوقت
تمہارے زور کرنے سے میرا شانہ اُکھڑ گیا ہی دست راست بیکار ہوگیا ہی وہ درد ہی کہ بے اختیار میرے منھ سے
لفظ آہ نکلی ہی ایسی حالت مین کشتی کیا لڑونگا اگر مناسب ہو اور بہتر ہو تو کشتی کو موقوف رکھو بعد درست
ہونے میرے شانے کے پھر مجھسے کشتی لڑنا اور دلیرانہ زور کرکے مجھے زیر کرنا اور اسوقت اگر مجھے زیر کیا
تو بہادری کے خلاف ہی اور انصاف کے بھی خلاف ہی بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُنکے اور اُسکو راست
جانکر اُسکو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ ای بداندیش حالانکہ کوئی حریف اپنے عدو کو کمزور اور عاجز پاکر نہین چھوڑتا
ہی اور امان نہین دیتا ہی مگر مین تجھکو چھوڑے دیتا ہون محض اس خیال سے کہ تو اور تیرے جملہ افسران
فوج وغیرہ یہ نہ کہین کہ شانہ اُکھڑ جانیکی حالت مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادوگو
بدیع الزمان نے زیر کیا کوئی بہادری نکی پس اب تو جا اور اپنا علاج کر بعد صحت اگر تیرا دل چاہے تو
پھر مجھسے کشتی لڑنا اُسنے جوابدیا ای پسر حمزہ بعد صحت پھر تجھسے کشتی لڑونگا جو اسوقت اقرار کرتا ہون
یہی کرونگا یہ کہکر شانہ اپنا اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑے ہوے مکر وفریب سے آہ آہ کرتا ہوا اُٹھا اور
اپنے لشکر مین گیا بدیع الزمان اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر صلصال کے لشکر سے دو تین کوس ہٹ کے بارگاہ اور

خیام برپا کرا کے داخل بارگاہ ہوے اور ریلانہ مونسے پوچھا ہمارے لشکر کے جو سوار وغیرہ شہید ہوے
تھے اُنکو دفن کیا یا نہین اُنھون نے دست بستہ عرض کیا جب حضور صلصال بن دال بن
دیو بن شمامہ جادو سے کشتی لڑ رہے تھے اور جملہ افسران فوج اور سوار حضور کی کشتی دیکھ رہے
تھے ہم خادمون نے بغیر اجازت حضور سب حضور کے لشکر کے کشتو نکو دفن کر دیا اس خیال سے
کہ لاشے اہل اسلام کے پڑے زمین اگر پڑے رہینگے تو باعث حضور کی خفگی کا ہوگا اور سوا اسکے
اگر حرارت آفتاب سے متعفن ہوجاتے تو بھی باعث توہین اہل اسلام کا تھا اور یہ خلاف شریعت بھی تھا
کہ دو چار روز تک لاشے مسلمانو نکے بغیر لاچاری اور مجبوری کے دفن نکیے جائین ایسے خیالات کرکے
ہم خادمون نے اُنکو دفن کر دیا ہے بدیع الزمان نے اُنسے خوش ہو کر اُنکو انعام دیا یہان تو اپنی
بارگاہ مین بدیع الزمان استراحت پذیر ہین ارادہ آب گرم سے نہانے کا ہے اور افسران فوج
اور سوار مرکبون سے اُتر کر سلاح جنگ تن سے جدا کر رہے ہین اور داخل خیام ہو رہے ہین لیکن
اب احوال صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار اپنے لشکر مین
گیا اکثر اُسکے ملازمون نے دست بستہ عرض کیا حضور آپنے شانہ بٹھانے کی تدبیر کرین یا ہمکو اجازت دیجے
تو ہم شانہ بٹھا دین تاکہ درد موقوف ہو جاے اور ہوا سے سردیا کر درد سوا نہو جاے مسکرا کر
صلصال نے اُس کو جواب دیا کیسا درد کیسا شانے کا جوڑ ہٹانا مین سب طرح اچھا ہون حرج
صرف یہ بہانہ شانہ اُکھڑ جانے کا اس واسطے کیا تھا کہ میرا دل کشتی لڑنے کو نہ چاہتا تھا اور غلبہ
خواب تھا وہ یہ سُنکے خوش ہوئے اور عرض کیا حضور خطا ہماری عفو کیجاے ہم خادمون نے
چونکہ حضور کی زبان سے شانہ کے اُکھڑ جانیکا احوال سنا تھا اسوجہ سے از راہ خیر خواہی اسوقت
جسارت کر کے عرض کیا تھا اُسنے اُن سے خوش ہو کر کہا آگاہ ہو فنون جنگ سے ایک یہ بھی فن
ہے کہ حریف کو اپنے مکر و فریب دے اور اپنا مطلب جو ہو وہ نکالے اور اپنی جان بدخواہ سے بچائے
لہذا مین نے بھی اپنے حریف کو فریب دیا اور یہ مطلب اپنا نکالا کہ میرا اُسوقت کشتی لڑنے کو
دل نہ چاہتا تھا کیونکہ طبیعت بے لطف تھی اُنھون نے عرض کیا حضور نے یہ امر تو نہایت بہتر کیا
اُسپر کچھ ظاہر نہوا اور مطلب مذکور حضور کا نکل گیا اُسنے کہا اسوقت تو یہ فریب و مکر مین نے کیا ہے
یہ دن گذر جاے اور شب ہو تو لشکر بدیع الزمان پر شبخون کا قصد کرون اور بدیع الزمان کو
حتی الامکان تہ تیغ کرون جب وہ قتل ہو جائیگا لشکر بھی اُسکا متفرق ہو جائیگا اور بھاگ جائیگا مجھکو
فتح حاصل ہو گی بعدہ اسی قلعہ پر حملہ کر کے طولابہ سمرقندی کو بھی مار ڈالونگا قلعہ پر اپنا قبضہ
کر لونگا یہ کہکر اُسنے حکم دیا کہ ابھی سے جا کر ہمارے لشکر کے کشتو نکو دفن کر دو اور لاشین میدان سے
اُٹھا ڈالو عرصہ جنگ کو صاف کر دو تاکہ ہنگام شب میدان صاف ہو اگر لڑائی ہو تو لاشے پامال
نہون ملازم گئے اور اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی بعدہ اُسکی خدمت مین آے اور عرض کیا
ہم حضور کا حکم بجا لاے تمام لاشین میدان سے اُٹھا ڈالین عرصہ مصاف صاف کر دیا اور
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے کہا اب سب افسران فوج کو میرے اس
حکم سے آگاہ کر دو کہ نصف شب کو تم سب مع جملہ سواران لشکر مسلح رہنا خبردار برخلاف حکم نکرنا

انھون نے ہر ایک سردار کو کہ اپنے اپنے خیمہ مین تھا اُسکو حکم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
سے آگاہی دی انھون نے جملہ سوارونکو حکم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
سے باخبر کیا صاحب دفتر لکھتا ہی کہ جسوقت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے
ذکر شبخون مارنے کا کیا تھا تو خواجہ عمرو بشکل ایک خدمتگار کے قریب صلصال کے کھڑے
ہوے سن رہے تھے جب وہ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا خواجہ اُسکے لشکر سے نکل کر بدیع الزمان
کے پاس آئے اور کہا ای فرزند اسوقت مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
کے لشکر مین گیا تھا وہ اپنے ملازمونسے یہ کہ رہا تھا کہ شانہ میرا نہین اُٹھرا ہی شخص مین نے بدیع
الزمان کو فریب دیا ہی اور یہ بھی کہتا تھا کہ آجکی شبکو میرا ارادہ شبخون کا ہی چنانچہ اُسنے افسران فوجکو
اپنے حکم دیدیا ہی کہ نصف شبکو مسلح ہوکر ہمراہ میرے واسطے شبخون کے چلین اور بدیع الزمان
کو حالت غفلت خواب مین قتل کرین پس ای فرزند آج کی شب بیدار رہنا اور تم بھی اپنی
فوج کو مسلح رکھنا دشمن مذکور کے شر و فساد سے بچنا بدیع الزمان نے اُس وقت خواجہ
عمرو سے مخاطب ہو کر عرض کیا ای عموی والا قدر آپ میرے جملہ سرداران فوج کو ارادہ
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سے باخبر کیجیے اور میری طرف سے اُنسے یہ فرمایے
کہ تم سب مع جملہ ہماری فوج کے قبل نصف شب سے مسلح و مکمل رہنا اور سپاہ اپنے پڑاو کو چھوڑکر
ہر چہار طرف کمین گاہ مین رہے کیونکہ آج کی شبکو صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
نے ارادہ شبخون کا کیا ہی پس جسوقت وہ یہان آئیگا اپنا مدعا نپائیگا اور تم سب چہار طرف سے
اُسے گھیر لینا مین اُسکو اُسی حالت مین اگر ممکن ہوا تو قتل کرونگا خواجہ عمرو نے اُسی وقت
جاکر سب سردارون سے کہدیا اور سب نے باخبر ہو کر سوارون سے کہدیا جب زمانہ قریب
نصف شب کے گذرا بدیع الزمان مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے دیکھا جملہ سردار اور
سوار مسلح و مکمل ہین اُنکو بمقام مناسب چہار حصہ کرکے چہار طرف کمین گاہ مین بیٹھنے کا حکم دیا اور خود بھی
ایک سمت ہمراہ ایک حصہ اپنے فوج کے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے
آنے کا انتظار کرنے لگے جب زمانہ نصف شب سے گذرا صلصال نابکار مع اپنی تمامی فوجکے
واسطے قتل کرنے بدیع الزمان وغیرہ کے آیا فرودگاہ لشکر پر آکر اُس نے دیکھا کوئی بھی
نہین ہی صرف خیام و بارگاہ استادہ ہین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو متردد
ہوا تھا اور ارادہ کیا تھا کہ خیمون مین آگ لگا دینے کا حکم دے اور مال و اسباب لٹوادے
ہنوز کچھ حکم نہ دیا تھا کہ ایک جانب سے بدیع الزمان ایک حصہ فوجکا اپنے ساتھ لیکر اُسکے
مقابل آے اور نعرہ کیا او صلصال نابکار نہایت تو نامرد و بزدل ہی ارے شبخون کے قصد
سے آیا ہی دیکھ تو سہی کہ اسوقت تیرا کیا حال کرتا ہون صلصال یہ تقریر بدیع الزمان
سنکے اور تھوڑی فوج اُسکے ہمراہ دیکھکر حملہ آور ہوا ادھر سے غازیان دیندار بھی بڑھے دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی بدیع الزمان نے بھی تیغ آبدار کھینچکر اعدا کو قتل کرنا شروع کیا ہنوز
لڑائی ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر بدیع الزمان تینون حصے فوج کے ہمراہ اپنے لیکر

تین طرف سے آکر اُسپر حملہ آور ہوے اور تیغ و تبر سے اُسکی فوجکو قتل کرنا شروع کیا ہرچند
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مع اپنی فوجکے چہار جانب سے اہل اسلام
مین گھرا ہوا تھا لیکن چندان اُس کو تردد و اندیشہ نہ تھا دلیرانہ مجادلہ اور مقابلہ کر رہا تھا
اور پکار کر اپنے اہل لشکر سے کہتا تھا ای دلاورو اسوقت وہ جنگ و جدال کرو کہ ارواح
دلاوران گذشتہ کی تمھاری جدال و قتال سے شرمندہ ہو اور مثل صلصال بدنہاد کے نقیبان
بھی ہر غول اور ہر گروہ مین باواز بلند کہہ رہے تھے ای جوانان نامی و نامداران و ای دلاوران
تہورشعار یہ وقت امتحان جرات و دلاوری کا ہی اور یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہے
واسطے تمھارے طلاے شجاعت کے دیکھو میدان جنگ سے قدم نہ ہٹانا اپنے حریفون سے
لڑائی مین منھہ نہ پھیرنا جان کے خوف سے نہ بھاگنا اپنے بزرگون کے نامونکو گریزان ہوکر
رسوا نکرنا آبرو اور عزت اپنی سر میدان جنگ خاک مین نہ ملا دینا لڑنا اور مرنا سپاہی کے حق مین
بہتر ہی اور باعث اُسکے فخر و افتخار کا ہی جوانان ہر دو لشکر نقبا کی یہ تقریر دلپذیر سُنکے زیادہ تر
حریفون پر حملہ کرتے تھے آبرو اور عزت کا خیال کرتے تھے خیال جانون اور اہل و عیال کا
نکرتے تھے اور مصروف جدال و قتال تھے کوئی دلاور سر حریف بیدین پر تیغ آبدار لگا کر
اس کو مع اُس کے مرکب کے چار ٹکڑے کرتا تھا کوئی بہادر نیزہ سے اپنے عدو کے سینہ پر نیزہ
وار کرتا تھا اور پشت سے اسکے نیزہ پار کرکے اور اُسی نیزہ کو تکان دیکر اس بیدین کو مرکب
سے جدا کرکے خاک پر اسطرح پٹکتا تھا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہو جاتے تھے کوئی جوان تہورشعار
نعرہ شیرانہ کرکے اپنے بدخواہ بدآئین کو تیر جانستان سے ہلاک کرتا تھا کوئی سردار ذیوقار
گرز گران بار سے اپنے حریف کے سر پر ضرب لگاتا تھا اور کاسہ سر اُسکا ریزہ ریزہ کرتا تھا اور
مغز سر اُسکا پریشان کرتا تھا وہ تیورا کر زین فرس سے فرش خواب پر گرتا تھا اور تڑپ کر
ہلاک ہو جاتا تھا خواجہ عمرو اور امیہ بن عمرو کہ یہ عیار ہی بدیع الزمان کا یہ دونون بھی
شریک جنگ اسطرح تھے اور یون کفار سے لڑ رہے تھے کہ کبھی تو کسی بیدین سے ملحق ہو کر اُسکے
پہلو مین خنجر آبدار مار کر اُسے ہلاک کرتے تھے گاہ بیٹھکر نیچے کھینچکر گھوڑون کے پیرون پر لگاتے تھے
اور جب اُن کے سوار بوجہ کٹ جانے پاہاے سمندان بے اختیار گھبرا کر زمین پر گرنے لگتے تھے اُسی
حالت مین اُن پر نیمچون کی بوچھار کرتے تھے اور کہتے تھے بھائیو یہ کیا آفت ہی کہ پاؤن ہمارے کٹ گئے
اب کس کے سہارے سے اُٹھین اور لڑین نہین معلوم یہ پالٹ کے ہاتھ کون لگا رہا ہی اور کوئی
نظر بھی نہین آتا ہی ہاے سر دست جانین ہماری جاتی ہین دیکھو ہم خاک پر مجبور ناچار پڑے
ہوے ہین اُٹھ نہین سکتے ہین پاؤن کٹ گئے ہین خاک پر ایڑیان بھی رگڑ نہین سکتے ہین یہ کیسی بات
اور افتاد ناگہانی ہی اور کیسی لڑائی ہی حریف تو جان کا خواہان ہو رہا ہی مگر اس طرح نہین لڑتا ہی سر پر
یا سینہ پر یا پہلو پر وار تیغ و نیزہ و تیر کا کرتا ہی یہ کون حریف ہی کہ سر کا خواہان نہین ہی فقط وہ
پاؤن کا دشمن ہی شاید اُسکو ہماری ثبات قدمی ناگوار ہی اور کھڑے ہونا ہمارا اُسواسطے جنگ کے
مطلوب نہین ہی اسیوجہ سے وہ پاؤن کو قلم کرتا ہی قصر تنومندان فوج کے ستون کو کاٹ دیتا ہی

دور ابھائی اس طرف گھوڑے نہ دوڑانا اور مرکبون کو ہماری طرف نہ لانا ورنہ ہم پامال سم
اسپان ہوجائینگے استخوان چورچور ہوجائینگے اعضائے بدن ایک دوسرے سے علٰحدہ ہوجائینگے
بری طرح مرجائینگے حالانکہ اب بھی جانبر ہونا دشوار ہی مگر جو دم کی زندگی ہی وہ غنیمت ہی اکثر سوار
اُن کی تقریر سنکے اُن کو جواب دیتے تھے کہ تم حق نمک مالک سے ادا ہوگئے پر کسی حریف سے کٹواکر
سردست عازم ملک عدم ہو رہے ہو ایکدم کی زندگی کیواسطے یہ اہتمام کر رہے ہو کہ پامال سم اسپان
نکرنا ارے میان جب موت آتی ہی مرنے والے کو فرش نرم و نفیس پر بآرام و راحت مرنا اور
کنکرون پر اور سنگ ریزون پر تڑپ تڑپ کر جان دینا برابر ہی بقول شیخ سعدی کے **بیت**
چو آہنگ رفتن کند جان پاک ❊ چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک ❊ پس اب تم پامال
سم اسپان ہونے سے بچ نہین سکتے ہو کیونکہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ہر ایک شخص مضطرب الحال ہر اپنی
زندگی کا اسکو خیال ہی وہ تمہاری فکر کیا کریگا اور علاوہ اس امر کے دیکھو جنگگاہ مین کوتل گھوڑے
دوڑ رہے ہین اور ادھر کے سوار حملہ کرکے اُدھر بڑھتے ہین اور اُدھر کے سوار اسطرح ادھر
آنیکا ارادہ کرتے ہین ایسے ہنگام مین کون تمہارا خیال کریگا اور تمکو یہان سے اٹھائیگا شاید ایسے
ہی مقام کیواسطے کسی شاعر نے یہ مصرع کہا ہی۔ مصرع فکر خود کن فکر بیگانہ مکن ❊ پس اب تمہارا کوئی
خیال نکریگا تم کسی طرح جلد مرجاؤ دنیا سے جانب عدم جاؤ مگر بھائیو وہان جاکر ہمین یاد نکرنا ہمارے
تئین اپنے پاس نہ بلانا ابھی ہماری عمر ہی کیا ہی دنیا مین آکر ابھی ہمنے کیا دیکھا ہی ہمارا جانب عدم جانیکو
دل نہین چاہتا ہی آگے جو تقدیر دکھائے ہمنے تو بے ترکیب ہین اہل اسلام چہار سمت سے گھیرے ہوئے ہین
اور قتل کر رہے ہین اور خود بھی قتل ہوتے ہین کمبخت ہین بھاگنے کی بھی راہ نہین دیتے ہین کہ اپنی جان
ہی لیکر بھاگ جائین گو آبرو جائیگی لیکن جان تو بچ جائیگی میان ہمین تو اپنی جان پیاری ہی آبرو کا کچھ ہمکو
خیال نہین ہی رہتی رہے اور جاتی جائے جس جگہ جان جانیکا اندیشہ ہو: ہان خیال آبرو کا اور پاس و
لحاظ بزرگون کے نام کا کرنا حماقت ہی اور جوانان جنگ جو سے غیرت و حیا کرنا بھی ہمارے نزدیک
ناروا ہی ہمین یہ قول کسی کا بہت پسند ہی غیرت چہ کیست کہ پیش مردان بیاید واقعی کسی نے خوب کہا ہی
غیرت و حیا سے جان جاتی ہی اور جب جان ہی باقی نرہی تو پھر حیا اور غیرت کو لیکر کیا کرین یہ کہکر عمداً
اُن پر گھوڑے دوڑائے اور پامال سم اسپان کیا اگر اور کسی نے اُن سے پوچھا کہ بھائیو یہ تمنے کیا کیا
اپنے بیچارے کے جوانون کو کہ وہ بیچارے نیم جان تھے اُنھین تمنے اسطرح ہلاک کرڈالا کہ جیسے کوئی کسی کا
از حد دشمن ہوتا ہی اور قابو پاکر دشمنی صرف کرتا ہی تمہاری تو وہ مثل ہی کہ جو مشہور ہی مثل۔ دیسا
ہاتھی اپنی فوج کو مارے۔ ہمنے اس مثل کو ساتھ ادب کے بیان کیا ہی لفظ کریہ کو زبان پر جاری نہین
کیا ہی تمکو یہ امر مناسب نہ تھا ہمین تمسے امید نیکی کی باقی نرہی اُنھون نے اُس کو جواب دیا تو نہایت احمق
ہی ناک بھی تجھے عقل نہین ہی ارے ہمنے اُن کے ساتھ نیکی کی ہی وہ یہ ہی کہ دم اُنکا تڑپکر بڑی شکل سے
نکلتا تا دیر لگتی روح اُنکو دم نکلنے کا صدمہ پہونچتا اور بھائی ہمسے دیکھا بھی نجاتا کلیجہ صدمہ سے منہ کو
آجاتا لڑنا حریفون سے ہم بھول جاتے اُنھین کے صدمہ مین مبتلا ہو جاتے پس ہمنے اُن کی مشکل
کشائی کی گھوڑے اُن پر دوڑا دیے کہ فوراً وہ مرکر جانب عدم گئے جان کندنی سے چھٹ گئے

ہنے انکو تڑپتا ندیکھا صدمہ زیادہ اُنکا ہوا یہ تقریر کرکے بھاگنے کا ارادہ کرنے لگے ناگاہ چند
در چند اہل اسلام تلواریں اور نیزہ و گرز لیکر نعرہ کناں اُن تک آئے اور اُنپر وار کرنے لگے
وہ بھی اُن سے لڑنے لگے انجام کار زخمی ہوکر مرکبوں سے گرے اور اُنھیں پیدلوں نے جنکو اُنھوں نے
پامال کیا تھا گرے اور خود بھی سمہاے ستوران ہر دو لشکر سے پامال ہونے لگے اُس وقت ان کو
یہ خیال آیا کہ افسوس ہمنے اپنے بیڑے کے جوانوں کو ناحق پامال کیا تھا کیا جلد اسکا بدلا ہمیں
ملا ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ بموجب مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است ؎ جیسا کیا
ویسا ہی پایا یہ کہکر تڑپکر مرگئے دنیا سے سوے سقر گئے یہانتک تو مختصر اہل اسلام کی بہادری کا احوال
کیا تھا اب کچھ دلیری کفار اور جوانمردی مردمان دیندار کا حال مشتمل لکھا جاتا ہے کہ عین درعج
جنگ مغلوبہ میں یہ حال تھا کہ ایک طرف کوئی بیدین کسی مسلمان کو ضرب تیغ آبدار سے راہ عدم
دکھاتا تھا اور کوئی نابکار کسی مومن خوش کردار کا سر تیغ آبدار سے زخمی کرکے مرکب سے اس کو
گرتا ہوا دیکھکر خوش ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ اہل اسلام کا ہلاک کرنا باعث ثواب بعید ہے اُس
مسلمان خدا شناس کو میں نے مارا ہے مجھ سے میرے سب خداوند بہت خوش ہونگے اور
کار نیک کے عوض میں مجھے دین و دنیا میں سرفراز کرینگے کوئی اکفر گرز گران سے اہل اسلام
کے سروں کو شکستہ کرتا تھا کوئی دیندار کسی بیدین کے سر کو تیغ آبدار سے قلم کرتا تھا کسی طرف اہل
اسلام مغلوب تھے اور کسی سمت بیدین مغلوب تھے اور اہل اسلام اُن پر غالب تھے ہر ایک جانب کثرت
شمشیر زنی سے لاش پر لاش گر رہی تھی زخمیوں کے کراہنے کے صدائیں بلند تھیں کہیں تکبیر و برزن
کی آواز آتی تھی کوئی دلیر نعرہ کرکے کسی بیدین پہ وار کرتا تھا کوئی نابکار کسی دیندار کو ہدف تیر
بناتا تھا الحاصل خوب لڑائی ہو رہی تھی رن جتا میں ہزار ہا روشن تھیں وہ شب تاریک بہ از روز
روشن تھی کشتے زمین پر اسقدر پڑے تھے کہ گاو زمین بار اُنکا اُٹھا نہ سکتی تھی دبی جاتی تھی میدان
مصاف میں دریاے خون رواں تھا طولابہ سمرقندی یہ جنگ عظیم قلعہ سے دیکھکر اور موقع قلعہ سے
نکلنے کا پاکر مع چالیس ہزار سواروں کے قلعہ سے باہر نکلکر جسطرف غلبہ کفار کا اہل اسلام پر
زیادہ تھا اُسی طرف آکر شریک اہل اسلام ہوا کفار کو قتل کرنے لگا اہل لشکر اُسکے نہایت ہی
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سے تو نہایت جلے ہوے تھے اس کی فوج کے جوانوں کو
شیرانہ قتل کرنے لگے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو طولابہ سمرقندی کو شریک جنگ
اہل اسلام دیکھکر برہم ہوا اور گھبرایا کہ یہ نالائق بھی اسوقت قلعہ سے نکلکر ہم پر حملہ ور ہوا پہلے ہی
میں چہار سمت سے مسلمانوں میں گھرا ہوا تھا اب اور گھر گیا ہنوز صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو یہ خیال کر ہی رہا تھا اور آثار سحر فلک پر ظاہر ہونے لگے تھے کہ ناگاہ بدیع الزمان لڑتے ہو
جنگ رستمانہ کرتے ہوے ہزارہا بیدینوں کو قتل کرتے ہوے قریب صلصال کے پہونچے اور نعرہ کوہ
شگاف کرکے کہا او صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اب بتا میرے ہاتھ سے بچکر
کہاں جائیگا صلصال نعرہ بدیع الزمان سنکے پریشان خاطر ہوا پہلے تو چاہا کہ بھاگ جاؤں
اس شیر سے اپنی جان بچاؤں پھر بھاگنے کی راہ نہ پاکر لاچاری و مجبوری سے گرز گران سر خوب

دونون ہاتھون مین پکڑکے اور رکابون پر کھڑے ہوکے اور گرز کو گردش دیکے اور اپنے مالک
اور خداوندون سے مدد طلب کرکے مرکب بڑھا کر سر پر بدیع الزمان کے مارا اور بدیع الزمان
گرز اپنا بجائے سپر اٹھا کر اس کے گرز کو اپنے گرز پر روکا صدا ایسی تڑاقے کی آئی گویا دو پہاڑ باہم
ٹکرائے یا دو فیل مست باہم ٹکرا گئے اسوقت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
ضرب گرز لگا کر اس طرح خوش ہو کر نعرہ زن ہوا کہ زدم و حریف را پست کردم کوئی اسوقت اسکا دوست کہ اسکی
حالت دیکھے اور اس کے حال زار پر روئے اور خاک کو غربال مین چھانکر اس کے استخوان کے
ریزے نکالے اور انکو حمزہ کے پاس لیجائے اور میری طرف سے کہے یہ تحفہ اور یہ ہدیہ آپکو صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے آپکو بھیجا ہے اسے دیکھکر خوش ہوجیے اور اب اور کسی اپنے
فرزند دلبند کو جسکی زندگی آپکو ناگوار ہو اس کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجیے اس نے تو آپ کے
حکم سے شہنشاہ صلصال سے مقابلہ کرکے اسطرح اپنی جان دی ہے اب آپ اسی اپنے یوسف کے
غم مین مانند یعقوب کے روئیے اور بینائی آنکھونکی اس نور نظر کے صدمہ مین کھوئیے جب اسطرح
سے صلصال نابکار نے کہا جو سرداران لشکر بدیع الزمان قریب صلصال اسکی فوج سے
لڑ رہے تھے وہ اسکی تقریر سنکے پریشان خاطر ہوئے ناگاہ نظر انکی امیہ بن عمرو پر پڑی انھون نے
اس سے کہا اے امیہ بن عمرو جلد اگر اپنے مالک و آقا کی خبر لو دیکھو تو کہ انکا مزاج کیسا ہے صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے ان پر گرز کا وار کیا تھا اب وہ لاف و گزاف کر رہا ہے
اور کہتا ہے کہ مین نے بدیع الزمان کو ہلاک کیا خدا اس نابکار پر جلد اپنا قہر و غضب نازل کرے
امیہ بن عمرو ان کی تقریر سنکے اپنی جان کا کچھ اندیشہ نکر کے فوراً اسطرف گیا اور چھاگل سے پانی
چلو مین لیکر بدیع الزمان کے منھ پر چھڑکا اور متواتر چھاگل سے پانی زمین پر بھی چھڑکا گرد و غبار
بھی رفع ہوا اور بدیع الزمان کو ہوش بھی آیا اسوقت امیہ مذکور نے دیکھا کہ بدیع الزمان
کی آنکھین سرخ ہین چہرہ کسی قدر متغیر ہے ہاتھ مین گرز ہے اور ہاتھ مثل ستون فولادی کے قائم ہے
کسی طرح ہاتھ مین کج نہین ہے یہ دیکھکر اسنے پوچھا مزاج حضور کا کیسا ہے صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو بہت خوش ہو رہا ہے اور کلمات بیہودہ بک رہا ہے بدیع الزمان نے جواب دیا
فضل خدا سے اچھا ہون ضرب گرز گران کے روکنے سے کسی قدر صدمہ پہونچا تھا یہ کہکر مرکب کو
اپنے مہمیز کیا مرکب مذکور کہ ہنگام ضرب گرز گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا تھا اب مہمیز کرنے سے قدم
اس نے زمین سے نکالے اس دم بدیع الزمان نے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ بیت۔ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ او
نابکار کس کو تو نے ہلاک کیا تھا کہ نہایت شاد تھا مین عنایت الٰہی سے اچھا ہون اور تیرے حق مین
ملک الموت ہون بغیر تیری جان لیے ہوئے یا شکست فاش تجھے دیے ہوئے یہان سے نجاؤنگا اب
میری ضرب کو بھی روک یہ کہکر وہی گرز گرانبار دونون ہاتھونمین محکم پکڑکے اور رکابون پر خوب
قدم جماکے اور گرز کو گردش دیکے سر پر اس کافر کے مارا اسنے بھی اپنے گرز کو واسطے روکنے ضرب
گرز کے اٹھایا مگر خیال کیا کہ اے صلصال یہ ضرب گرز گران ہے تجھ سے روکی نجائیگی ضرور یہی تو

ہلاک ہو جائیگا بلکہ پیوند خاک ہو جائیگا چاہیئے کہ اس ضرب کو خالی دے گھوڑے سے اپنے تئین زمین
گرا دے ضرب گھوڑے پر پڑی مرکب ہلاک ہو جائیگا اور تو بچ جائیگا یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ مرکب چھپکر
پیچھو نکی طرف سے اور دم فرس کی جانب سے اپنے تئین زمین پر گرائے ناگاہ گرز بدیع الزمان کا پیچ
سر آ ہی گیا صلصال فی الفور پیچھے سرکا اور گرز پر اپنے گرز کو روکنا بھی چاہا ایسی حالت مین کہ تو
ضرب گرز کو گرز پر روکا اور کچھ ضرب رک نہ سکی شانہ اسکا صدمہ ضرب گرز گرانبار سے جھول گیا گرز
ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور خود بھی صدمہ درد شانہ سے زیر فرس گرا اور گرز بدیع الزمان
کا پورے طور سے اسکے فرس پر پڑا گھوڑا اسکا فوراً ہلاک ہو کر زمین پر گرا بدیع الزمان نے
نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اس وقت ترکان خونخوار جو قریب تر صلصال کے تھے وہ یہ حالت
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کی دیکھکر نہایت گھبرائے آخر کار انھون نے صلصال
کو اٹھانا چاہا بدیع الزمان نے ارادہ کیا اسکا سر کاٹ لیجیے یہ حال دیکھکر صدہا ترک درمیان مین
آ گئے اور بدیع الزمان کو روکنے لگے اور مقابلہ کرنے لگے بدیع الزمان تیغ سے انسے مشغول جنگ
ہوے اور ترکان زشت خو نے موقع بھاگنے کا پاکر فوراً صلصال کو زمین سے اٹھا کر بدقت ایک
سمند پر سوار کیا اور کہا حضور اب راہ فرار اختیار کیجیے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو نے کہا مین ہرگز نہ بھاگونگا یہین لڑکر مر جاؤنگا اگر تمکو اپنی جان پیاری ہی تو تم بھاگ جاؤ مجھکو
چھوڑ جاؤ جب انھون نے دیکھا کہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو جان دینے پر آمادہ
ہی اور نہین بھاگتا ہی ناچار ہو کر یہ تدبیر کی کہ اسکو چند ترکون نے گھوڑون سے اتار کر تخت پر ڈالکر
کہارون سے کہا تم جلد یہانسے نکلو کیونکہ ابھی اسطرف کوئی روکنے والا نہین ہی کہار تخت کو دوش پر
اٹھا کر اسی طرف سے بھاگے پیچھے ان کے ترک وغیرہ بھاگے بدیع الزمان نے مع اپنی فوج کے
انکا تعاقب کیا کئی کوس تک انکے تعاقب مین گئے ہر چند ہزارہا کو قتل کیا مگر صلصال نابکار ہاتھ نہ آیا
اسوقت خواجہ عمرو نے کہا ای فرزند بس اب اس کافر کا تعاقب نکرو وہ اب ہاتھ نہ آئیگا ترکان
زشت خو اسکو بھگا کر دور لیگئے ہین شکر کرو کہ خدا نے تمکو اسپر غالب کیا اور وہ شکست فاش
کھا کر بھاگا مین یقین کرتا ہون کہ تمھاری ضرب گرز سے وہ جانبر نہوگا گو اسوقت تک زندہ ہی
لیکن پھر دو پہر مین مر جائیگا بدیع الزمان خواجہ عمرو کے کہنے سے پلٹے اور صلصال کے لشکرگاہ پر
آکر حملہ کیا کر سب مال و اسباب لوٹ لو چنانچہ خواجہ عمرو وغیرہ نے سب مال و اسباب اس خانہ خراب
کا لوٹ لیا بعدہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ اپنی بارگاہ مین داخل ہون یکایک طولابہ سمرقندی
سامنے آیا اور بعد ادب مجرا کر کے قدمبوس ہوا بدیع الزمان نے سر اسکا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا
اس نے عرض کیا کہ بعد مدد خدا کے آپنے یہان تشریف لاکر میری اور میرے لشکر کی جان بچائی ہی ورنہ
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مجکو اور میری تمامی فوجکو قتل کر ڈالتا اور قلعہ قبضہ
کر لیتا آپ عین وقت پر تشریف لائے اور اپنے خادمون کی مدد کی از حد حضور نے احسان کیا کیا شکریہ اس
احسان کا اور اس بندہ پروری کا ادا کیا جائے زبان قاصر ہی بلکہ بموجب بیت۔ اگر ہر موے تن باشد زبانم
نخواہم کرد از شکرت برآیم + بدیع الزمان نے فرمایا ای طولابہ سمرقندی یہ کیا کہتے ہو مین نے

ایسا کیا کارنمایان کیا ہے جس کے بارے مین تم ایسی باتین کہتے ہو تم سب کی زندگی باقی تھی اور
منظور خدا یہ تھا کہ یہ قلعہ صلصال فتح نکر سکے میرے یہان آنے سے کچھ نہین ہوا جو کچھ چاہا خدا نے کیا
تمھین چاہیے کہ تم خدا کا شکر کرو کہ اُسنے اپنا فضل و کرم کیا اور ایسے دشمن زبردست سے جان بچائی
اب تم اپنے قلعہ مین جاؤ اور بعیش و راحت رہو یقین ہے کہ اب صلصال بن دال بن دیو بن
شمامہ جادو تمھاری طرف آنیکا ارادہ بھی نکریگا اُسنے عرض کیا میرے تمنا یہ ہے کہ حضور قلعہ مین
تشریف لے چلین اور چند روز قیام پذیر ہون اور نان خشک جو مجھکو میسر ہے تناول کرین اور اہل
قلعہ کو اپنی قدمبوسی سے مشرف کرین ہر چند بدیع الزمان نے کہا کہ قلعہ مین جانیکی ضرورت
نہین اور تمھاری دعوت کے قبول کرنے مین گو کسی طرح کا عذر نہین ہے لیکن ہماری خوشی یہی ہے کہ
دعوت موقوف رکھو انشاء اللہ پھر کبھی ہماری دعوت کرنا اُسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر حضور
دعوت قبول نکرینگے تو اس کمترین کو صدمہ ہوگا اور تعجب اس امر کا ہوگا اکثر کتب مین لکھا ہے کہ دعوت
غربا وغیرہ کی خاصان خدا نے بلا عذر قبول کی ہے اور انکار نہین کیا ہے اور آپ بھی داخل خاصان
خدا مین مگر احقر کی دعوت سے انکار رکھتے ہین بدیع الزمان نے مسکرا کر فرمایا اگر انکار دعوت
سے تمھین ملال ہوگا تو مین دعوت تمھاری قبول کرتا ہون یہ نہین چاہتا ہون کہ تمھین ملال ہو
طولابہ سمرقندی یہ سنکے خوش ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اب حضور قلعہ مین تشریف لے چلین اور
اہل قلعہ جمال جہان آرا کے حضور کے مشتاق ہین بدیع الزمان ہمراہ اُس کے روانہ ہوئے
اور ملازمان خاص سے یہ حکم کیا کہ جلد اہل اسلام کی لاشین جو اس میدان مین پڑی ہین اُنکو
موافق شریعت دفن کر دینا ملازمون نے حکم پاکر تعمیل حکم کی بدیع الزمان ساتھ طولابہ
کے مع لشکر ظفر اثر داخل قلعہ ہوئے اہل قلعہ بدیع الزمان کی قدمبوسی کو جوق جوق گروہ گروہ
حاضر ہوئے اور شرائط عبودیت بجا لائے بدیع الزمان نے ہر ایک شخص پر موافق اُس کی لیاقت
کے عنایت و مہربانی کی اور طولابہ سمرقندی نے سامان دعوت نہایت تکلف سے کیا
اگر ان تکلفات کو یہ مولف دفتر تحریر کرے تو کئی دن کاغذ کو سیاہ کرے لہذا اُنکا لکھنا مناسب
نجانکر اور طول تحریر کا خیال کر کے ترک کرتا ہے اور صرف اس قدر تحریر کرتا ہے کہ طولابہ
سمرقندی نے بدیع الزمان اور اُن کی تمامی سپاہ کی عنوان شایستہ سے وقت شب
دعوت کی اور بعد دعوت بزم طرب محض اس خوشی سے آراستہ کی کہ خدا نے ایک دشمن زبردست
سے جان و مال و آبرو بچائی اور اُسپر فتحیاب کیا اور بزم ایسی آراستہ کرائی کہ آگے اُس
بزم کے بزم جمشیدی بھی شرمندہ تھی نازنینان پری جمال اور رقاصان حور خصال اور
مہ جبینان زہرہ مثال جو چیدہ و منتخب پردۂ دنیا پر تھین انکو طلب کیا تھا اور وہ حسب الحکم
حاضر ہوئین تھین جب بدیع الزمان نے اکل و شرب سے فراغت پائی اور جملہ اہل لشکر بھی کھانا
تناول کر چکے بدیع الزمان مع جملہ اپنے سرداران لشکر کے بموجب عرض کرنے طولابہ سمرقندی
کے رونق افزاے بزم طرب ہوئے اور خود صدر بزم مین ایک نفیس و نادر دنگل پر موافق
کہنے طولابہ سمرقندی کے بیٹھے لشکریون علیحدہ ایک بزم ترتیب دی گئی اُنمین جابجا لشکری

بیٹھے دونون بزمون مین ساقیان گلرخسار وگلپیرہن کشتیان شراب ناب کی اور ساغر بلورین لیکر موجب حکم طولابہ سمرقندی کے آئے اور شراب شیشہاے مے سے جام و ساغر مین انڈیل انڈیل کر بنازو ادا اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کر پلانے لگے بدیع الزمان اور اُسکے افسران فوج اور جملہ لشکری جام پر جام شراب ناب کے پینے لگے بزم خاص مین تو شراب چندان صرف نہین ہوئی لیکن بزم عام مین تو صدہا خم اور سبو شراب کے صرف ہوے لشکریون نے مفت کی شراب پاکر بحد و انتہا پی جب سب خوب شراب پی چکے دور جام موقوف ہوا ساقیان سیمین ساق خم و سبوے شراب اور کشتیان مے کی اُٹھاکر بزم خاص و عام سے چلے گئے بعد جانے ساقیان مذکور کے حسب الحکم طولابہ سمرقندی کے ایک نازنین مہ جبین غیرت حور جنان رشک مہر تابان بیچ اپنے سازندون کے بزم خاص مین بصد ناز و ادا حاضر ہوئی اہل بزم نے اُس نازنین بے مثل و نظیر کو دیکھکر بے اختیار آہ کی اور ہر ایک اُسکو بنظر خریداری بنظارگی باشتیاق تمام دیکھنے لگا اور دل اُسے دینے پر آمادہ ہوا اور محو جمال ہوا بدیع الزمان بھی اُسکو دیکھکر مسکرائے اور سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر آہستہ فرمانے لگے یہ نازنین نہایت ہی مہ جبین ہی پروردگار عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا اُسکو حسن و جمال دیا ہی سراپا مین اس کے کوئی نقص بظاہر معلوم نہین ہوتا ہی اور لباس رنگین بھی اُسکا اُس کے حسن کو رونق دیئے ہوے ہی اور زیور سے بھی اُسکی زینت زیادہ ہی ہنوز بدیع الزمان یہ تقریر کرہی رہے تھے کہ سازندے اُس کے اپنے اپنے ساز کو درست کرچکے اور بجانے لگے نازنین مذکور رقص کرنے لگی بدیع الزمان اور جملہ اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اور تعریف اُسکی ناچنے کی کرنے لگے وہ رقاصہ تادیر ایسا ناچی کہ اگر اُسکو زہرہ اور مشتری بام فلک سے ناچتے ہوے دیکھتین تو غیرت سے شرمندہ ہوتین بعد رقص کرنے کے اُس حور صورت ماہ طلعت نے

یہ غزل شروع کی غزل ناسخ

عالم بالا بھی تجھپر مبتلا ہوجائیگا
رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہوجائیگا

دھوپ مین کیا چاندنی پڑ جائیگی تجھپر اگر
گورا گورا جسم نازکسا سانولا ہوجائیگا

ذبح کرنیکو اگر تم مستعد ہوجاؤگے
جو مرا جز و بدن ہی وہ گلا ہوجائیگا

تو لگا لیگا جو قاتل میرے دنبالہ دار
تیری شمشیر نگہ کو پرتلا ہوجائیگا

تو وہ یوسف ہی کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین
گرگ دیکھے گا تو کتا باؤلا ہوجائیگا

رات دن عاقل بدون مین ہی کیا کر نیکیان
کیا بُرا ہی اسمین کچھ تیرا بھلا ہوجائیگا

موتیون کا ہار کردیگا پسینا آپ کا
یہ معطر موتیون کا پرتلا ہوجائے گا

ہی یون ہی ترک ہوا ہمکو اگر اے مفلس
ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہوجائیگا

گرمی رخسار سے بیمار ہوگی چشم یار
دھوپ کی شدت سے آہو سانولا ہوجائیگا

وصل کی شب ہو چکی بس میری خاطر تا کجا
تنگ مرغان چمن کا حوصلہ ہوجائیگا

بیڑیان پہناتے ہین جلاد میرے پاؤن مین
کوئی دم دست جنون کو مشغلہ ہوجائیگا

ہی سیہ خانہ ہمارا سمت بنا دا سقدر	شمع رکھی گی قدم تو زلزلہ ہو جائیگا
کیسی تخفیف اے طبیبو فصل گل آنے تو دو	پھر وہی میرے جنون کا ولولا ہو جائیگا
فکر کر اپنی ہی ناسخ کا نہ غم کیا واعظا	سافع اسکا بادشاہ کربلا ہو جائیگا

یہ غزل نازنین مذکورہ نے بصد عشوہ و کرشمہ اور ہزار غمزہ و ادا اسطرح گائین وا دُ دی گاذ
کہ تمام اہل بزم نہایت خوش ہوئے ہر ایک سردار لشکر نے تعریف کی بدیع الزمان اور خواجہ
عمر اور امیہ بن عمرو نے بھی اُس کے گانے کی نہایت تعریف اور ثنا کی بلکہ خواجہ عمرو نے کہا
اگر یہ نازنین تمام عمر اپنی اسی طرح رقص کئے جائے اور غزلین گائے جائے تو بھی یہ دل
نچاہے گا کہ اب یہ جنبین رقص و نغمہ اپنا موقوف کرے واقعی یہ نازنین علم موسیقی مین کمال
رکھتی ہی آواز بھی اس کی اچھی ہی یہ شان خدا ہی کہ ہر ایک دولت پروردگار نے اس کو عطا کی
ہی صورت بھی اچھی ہی اور آواز بھی اچھی ہی اور بظاہر دولت علم بھی اسکو حاصل ہی کہ زبان
اس کی شستہ و رفتہ ہی اور صحت الفاظ کا خیال رکھتی ہی مضاف مضاف الیہ کا بھی اسکو
دھیان رہتا ہی اگر یہ نازنین رقص و نغمہ کرتی اور مین نی بجاتا تو اس سے زیادہ لطف ہوتا
بدیع الزمان نے عرض کیا پھر آپ نی کیون نہین بجاتے یہ نازنین تو موجود ہی خواجہ عمرو نے
جواب دیا بابا نی بجانے سے کیا فائدہ کچھ حاصل نہوگا مفت محنت کرنا اچھا نہین یہ کہکر
خاموش ہوئے وہ نازنین غزل مندرجہ بالا گا کر رنگ اہل بزم دیکھکر سب کو اپنا ثنا
خوان اور فہمیدہ پا کر خوش ہوئی اور قدردان اُن کو جانکر اور ایک غزل کسی استاد کی
گانی لگی بدیع الزمان وغیرہ گانا اُس کا سُننے لگے یہان تو نازنین مذکورہ رقص و
نغمہ کر رہی ہی بدیع الزمان اور خواجہ عمرو وغیرہ عالم نشۂ شراب مین بیٹھے ہوئے ناچ
دیکھ رہے ہین اور گانا سن رہے ہین اور سب تعریف اُسکی کر رہے ہین اِن کو تو اب اسی
حال مین چھوڑیئے اور اب احوال بزم عام کا سنیے کہ طولابہ سمرقندی نے موافق
لیاقت لشکریون کے دو چار نازنینان سبزہ رنگ دیہاتی اور قصباتی واسطے گانا سنانے
کے اُنکے بزم مین روانہ کین تھین اور وہ مع اپنے سازندون کے بیٹھی ہوئی تھین جب
تمام سواران لشکر خوب شراب پی چکے اسوقت اُنہین سے اُنھون نے ایک کو طلب کیا
چنانچہ حسب الطلب ایک رقاصہ بھونڈا چہرہ دیہاتی وضع بیہودہ ناز و نخرہ کرتی ہوئی
خود بخود مثل ہاتھی کے ہنستی ہوئی اور اپنے سینہ کو دست و پا پر نظر کرتی ہوئی نہایت اتراتی
چہرے چھاگل کی آواز سناتے ہوئی ناز دیجا کرتی ہوئی بزم مین آئی لشکری عالم نشۂ شراب
مین اُسے دیکھنے لگے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زبانپر جاری کرنے لگے اور باہم اسکی
صورت کی مذمت کرنے لگے اُس مطربہ نے بزم مین آکر اپنے استاد کی طرف دیکھکر کہا
اُستاد جی ساز ٹھیک کرو ایک دو چیز گاؤنگی اُس کی یہ گفتگو سنکے لشکری ہنسے اور
باہم کہنے لگے یہ رقاصہ دیہاتی ہی زبان بھی اسکی درست و صاف نہین ہی یہ کیا رقص و
نغمہ کریگی اور کیا گائیگی اور جو کچھ گائیگی بھی تو ایسا گائیگی کہ طبیعت پریشان ہو جائیگی

ہنوز لشکری یہ گفتگو کر رہے تھے کہ تمام اُسکے سازندون نے اپنے ساز درست کیے رقاصہ مذکورہ واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندے بھی کھڑے ہو کر ساز عجیب انداز سے بجانے لگے کہ اہل بزم اُنکی حالت دیکھکر قہقہہ مار کر سازندے اور مطربہ یہ سب سمجھے کہ یہ از راہ قدردانی خوش ہو کر ہنستے ہین یہ سمجھکر اور زیادہ اُچک اُچک کر اور خود ہی اپنی تعریف کرکے ساز بجانے لگے وہ مطربہ ناچنے لگی بھاؤ بتانے لگی تھوڑی ہی تک ایسا ناچی کہ تمام فرش اُسنے روند ڈالا جسطرف ناچتی ہوئی آئی لشکری اُسکے خوف سے پیچھے ہٹے کہ یہ ایک بلاے بد ہے ایسا نہو کہ اس کے سایہ سے کچھ ضرر پہونچے اور سپند کرتے بھینٹ کے جاے اور رکھا جاے غرض بعد رقص کرنیکے اُس نے یہ غزل گانا شروع کی غزل مومن

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو — یان جان پہ بنتے تیرے دل کو خبر نہو
ای آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کسے جا بجا کرون — گر وہم جان نثار رہے پیغام بر نہو
معشوق و مے سے زاہد مفلس کو یاس ہے — قطع تعلقات کس امید پر نہو
ایسے سے تند مہر و وفا کی امید کیا — جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر — ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ — مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
ای گردش زمانہ کبھی تو تغیر آئے — حسرت مجھے قبول اگر اس قدر نہو
سودا ہی مجھکو گرمی بازار عشق کا — اس کا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پامال طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق — ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
حزن ملال مین ہی دل آرزو کا ہم — کیسے برے ہین جو گلہ بے اثر نہو
ہی آرزوے مرگ کی بے التفاتیان — جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے — طول امل سے قصہ میرا مختصر نہو
لذت بغیر جان دہی مردگان محال — آب بقا فسردہ دامان تر نہو
ہین جان نثار کیجیے تو مر جائین ہم ابھی — یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
جب فرق بے کلاہ ہوا چین آگیا — راحت زیادہ تر ہو اگر تن پہ سر نہو
پامال کیجیے شوق سے پر بزم خاص مین — اتنا تو ہو کہ خاک میری دربدر نہو
سوتے سے اٹھکے آئے ہین یار بخت وہ — شرمندہ آہ شب سے دعاے سحر نہو
اب کیجیے آہ تاب کسل پر جفا کے ساتھ — جب جان سے گذر گئے پھر رہگذر نہو
مومن ہوا رقیب حذر ای صنم پرست — ایسے سے ڈر کہ جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

یہ غزل اُس مطربہ نے اپنی ہی زبان مین اس نئی ترکیب اور غیر فصاحت الفاظ مین گائی کہ تمام لشکری نہایت پریشان خاطر ہوے جب وہ غزل ختم کر چکی امیدوار ہوے کہ بزم سے چلی جاے لیکن وہ نہ گئی اور دوسری غزل اُس نے شروع کی اُس کو بھی اُسنے مثل غزل سابق گایا

اور اہل بزم کے کانون کے پردے اڑ اے جب وہ بھی غزل تمام کر چکی ساکت ہوئی لشکریون نے
بہم آہستہ کہا خدا کرے اب یہ بلاے ناگہانی اس بزم سے چلی جاے تو ہمکو قرار ہو جان راحت
پاے کیونکہ صورت سے اس کی نفرت ہو اور خوف معلوم ہوتا ہو اور اس کی وہ آواز ہو کہ ہنستے
کو رولاے اور روتے کو مارے ہی ڈالے اور اگر کسی کے دلکو کوئی رنج و غم نہو اور چاہے کہ دلکو
صدمہ شدید پہونچے تو اسکا رقص دیکھے اور گانا سنے ممکن نہین کہ دلکو بخوبی ملال نہو اور دل افسردہ
نہو ہنوز لشکری اسی قسم کی تقریر کر رہے تھے ناگاہ وہ مطربہ رنگ بزم کا دیکھکر مع اپنے سازندون کے
بزم سے یہ کہتے ہوئی چلی کہ یہ سب فوجی سپاہی ہین انکو صرف تلوار لگانا تیر اندازی کرنا دشمن کو قتل
کرنا آتا ہو یہ گانا سننا اور ناچ دیکھنا اور اسکے تکلفات کیا جانین ہمنے آج دو غزلین گائین اور
جو استادونے کمال بتاے تھے اُن کو اچھی طرح ظاہر کیا لیکن کسی نے ہماری تعریف نکی داد ہمارے
کمال دکھانے کی نہ دی اسی سبب سے ہمنے اور زیادہ اپنا کمال نہ دکھایا اور بزم سے چلے آے ناقدر
لوگونکے سامنے کسی قسم کا کمال ہو نہ دکھانا چاہیے یہ کہتے ہوئی چلی گئی اہل بزم اُس کے جانے سے
از حد خوش ہوے انمین سے ایک لشکری نے پکار کے کہا یارو شکر خدا کرو اور یہ کہو مصرع
رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ سب نے اُس کی تقریر سنکے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو بعد اُس
رقاصہ کے جانیکے اور ایک نازنین مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین آئی اور رقص کرنے
لگی بعد رقص ایک غزل اُسنے شروع کی جملہ لشکری اُس کی طرف متوجہ ہو کر رقص و نغمہ اُس کا
دیکھنے اور سننے لگے اور تعریف اس کی کرنے لگے کیونکہ یہ نازنین بہ نسبت اُس کے حسین بھی تھی اور
آواز بھی اچھی تھی وہی نازنین باقی ماندہ شب تک خوب گائی اہل بزم اس نازنین سے بہت
خوش ہوے صاحب دفتر نے اس مقام پر تحریر کیا ہو کہ دو شب و روز تک ہر ایک بزم مین
نازنینان زہرہ خصال رقص و نغمہ کیا کین اور طولا یہ سمرقندی نے دعوت ضیافت بکی اچھی طرح
کی تیسرے روز بھی اسیطرح کے جلسہ عشرت کا ارادہ تھا کہ بدیع الزمان نے اُس سے کہا اے
طولا یہ سمرقندی بس ہم تمھاری خوشی کر چکے طعام و دعوت کھا چکے اور بزم طرب کا بھی لطف
خوب اُٹھا چکے اب ہمکو رخصت کرو خدمت جناب والد ماجد مین جانے دو وہ جناب میرے یہان
آنے سے متفکر ہونگے اور میری جانب سے اُنکو یاس ہوگی کیونکہ مجکو صحراے سبزہ زار سے عقرب
جادو اُٹھا لیگیا تھا اور ایک قلعہ کے برج مین قید کیا تھا تمام لشکری میرے مجھے تلاش کر کے والد
ماجد کی خدمت مین گئے تھے اور تمام حال میرا انسے عرض کیا تھا ان جناب نے آبدیدہ ہوکر
جناب عمرو صاحب کو کہ تشریف رکھتے ہین انکو میری تلاش کیواسطے روانہ کیا تھا انھون نے
آکر عقرب جادو اور ناگن جادو کو ہلاک کر کے مجھے قید سحر سے اب رہا کیا اور
مین نے یہان آکر صلصال کو شکست دی ہو اور تمھاری خاطر سے دو روز تک مین نے
طعام و دعوت کھایا پس اسی وجہ سے کہ جناب والد کو میرا خیال ہوگا یہان زیادہ مین
ٹھہر نہین سکتا اب تم مجکو رخصت کرو اُس نے عرض کیا جہان حضور نے اسقدر بندہ نوازی
اور سرفرازی کی ہو وہان ایک روز اور توقف فرماے بعد ازان تشریف لیجائیگا ہنوز

بدیع الزمان نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ناگاہ ایک شتر سوار در قلعہ سمرقند پر آیا اور دربانونسے
اُسنے کہا جلد جا کے خدمت بدیع الزمان ذیقدر ذیوقار مین عرض کرو کہ ایک نامہ دار عرضی ایک
حضور کے مطیع و فرمان بردار کی لیکر کوہستان سمرقند سے آیا ہی امیدوار باریابی ہی دربانون نے
جا کر عرض بیگی سے کہا اُس نے جو دربانون سے سنا تھا عرض کیا بدیع الزمان نے عرض بیگی کی
گفتگو سُنکے فرمایا اُس نامہ دار کو ہمارے روبرو آنے دو عرض بیگی نے دربانونسے کہا حکم ہوا ہی کہ
نامہ دار کو آنے دو لہذا تم اُس کو نروکو اُنھون نے اُسکو اجازت آنے کی دی وہ شتر سے
اُترکر قلعہ مین آیا اور روبرو بدیع الزمان کے آکر مجرا بصد ادب کر کے کھڑا ہوا بدیع الزمان نے
اُس سے اشارہ ایک جگہ بیٹھنے کا کیا وہ پھر مجرا کر کے وہان بیٹھا بعد ازان حکم بدیع الزمان سے
ایک ساقی نے اُسے ایک جام شراب لا کر دیا اُس نے وہ جام لیکر شراب پی جب اُس کو نشہ ہوا
بکار رامنم نامہ دار بدیع الزمان نے اُس سے نامہ طلب کیا اُسنے دستار سے نامہ نکال کر
پیش کیا بدیع الزمان نے نامہ لیکر جو پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ افراسیاب خان حاکم قلعہ کوہستان
وغیرہ والے عرضی لکھی ہی اور عبارت اُس مین بعد القاب آداب کے یہ تحریر ہی کہ ای خداوند نعمت
و آقا و سرپرست ہمارے ہم فی زمانہ نہایت پریشان خاطر ہین گویا اپنی زندگی سے مایوس ہین کیونکہ
ترید خان ترک نابکار ہمسے ایک عداوت قلبی رکھتا ہی اور ہمارے قلعہ وغیرہ کا ارادہ لینے کا رکھتا ہی فوج
کثیر اُس نے جمع کی ہی فی الحال ہرکارون سے معلوم ہوا ہی کہ وہ اپنی مسکن سے مع فوج کثیر کوچ کر چکا
ہی عجب نہین کہ بہت جلد یہان آوے اور ہمارے قلعہ کو فتح کر کے ہم سبکو تہ تیغ کرے چونکہ ہمارے پاس
فوج قلیل تھی اور اخبار سے ہمکو معلوم ہوا تھا کہ حضور واسطے اعانت حاکم و ناظم قلعہ سمرقند کے
تشریف لائے ہین لازم ہوا کہ ہم بھی بذریعہ عرضی اپنے حال زار سے اطلاع دین اور طالب
اعانت ہون چونکہ ہم بھی ایک ادنے مطیعان حضور سے ہین لہذا امیدوار ہین کہ جلد ہمارے حال
پر رحم فرما کر بہر اعانت تشریف لایئے اور دشمن قوی کے ہاتھ سے ہمکو اور ہمارے قلعہ وغیرہ کو
بچایئے زیادہ کیا عرض کیا جاے بدیع الزمان عرضی مذکور کی عبارت سُنکے طولا بہ
سمرقندی سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اب تو مین کسیطرح یہان توقف کر نہین سکتا اُس صاحب
عرضی کی اعانت کو جانا ضرور ہی کیونکہ اُسنے مجکو عرضی لکھی ہی اگر نجاونگا تو وہ قتل ہو جایگا مال و
ملک اسکا دشمن کے قبضہ و تصرف مین آجایگا اُس نے عرض کیا ایسی حالت مین اب حضور کو مین
روک نہین سکتا بسم اللہ حضور بہر اعانت جایئن بدیع الزمان طولا بہ سے رخصت ہوکر اُسیوقت
مع تمامی اپنی فوج کے وہانسے جانب قلعہ افراسیاب خان روانہ ہوے خواجہ عمرو اور امیہ
بن عمرو اور وہ قاصد جو عرضی لایا تھا یہ بھی سب ہمراہ ہوے طولا بہ سمرقندی مع اپنی سپاہ کے
اپنی سرحد تک ہمراہ رکاب بدیع الزمان گیا بعد ازان اُنکو حوالے خدا و رسول کر کے اپنے
قلعہ کیطرف آیا بدیع الزمان کوچ اور مقام کرتے ہوے اور قطع منازل او طے مراحل کرتے ہوے
ایکروز ایسے وقت پر قریب قلعہ افراسیاب خان پہونچے کہ ترید خان مع اپنی سپاہ کے قریب
در قلعہ پہونچ گیا تھا اہل قلعہ گولے مار رہے تھے لیکن ترید خان گولونکو دفع کرتا ہوا گزر گیا ان

ہاتھوں مین لیے ہوئے واسطے توڑنے در قلعہ کے آگے ہی بڑھتا جاتا تھا یہ حال دیکھکر کچھ اہل
قلعہ اور افراسیاب خان ہاتھ اپنے اُٹھا کر جانب آسمان بلند کرکے بصد اضطراب یون خالق
شیخ و شاب سے دعا کر رہے تھے کہ ای خالق زمین و زمان و ای معبود انس و جان تو ایسا قادر
ہی کہ ہر ایک شی پر تجکو اختیار ہی اور تو ایسا رحیم و کریم ہی کہ اپنے بندون پر رحم کرتا ہی اور اُنکی امیدین
بر لاتا ہی جو کوئی تجھسے کسیطرح کا سوال کرتا ہی تو اُسکو اپنے در سے محروم مدعا نہین پھیرتا ہی چونکہ مین بھی تو مسلم
ہون تیری وحدانیت اور تیرے نبی کی رسالت کا قائل ہون تجکو لازم ہی کہ ایسے وقت بد مین ضرور
میری مدد کر اور کسی سردار لشکر حمزۂ صاحبقران کو میری اعانت کیواسطے بھیج ہنوز افراسیاب
خان وغیرہ دعا کر ہی رہے تھے ناگاہ بیت از جانب دشت و کوہ اور نگ ٭ گردی برخاست توتیا
رنگ ٭ افراسیاب خان وغیرہ اس گرد و غبار کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ
خدا نے ہماری دعا قبول کی اور کسی کو واسطے ہماری اعانت کے ضرور بھیجا ہی ہمارا دل گواہی دیتا
ہی بعضے اہل قلعہ عرض کرنے لگے حضور یہ آندھی زور و شور سے آتی ہی اسوقت آپکی مدد کو کون
آئیگا جناب حمزہ صاحبقران بصرہ مین تشریف رکھتے ہین اور اُنکے فرزند ارجمند بدیع الزمان
قلعہ سمرقند مین ہین گو بدست قاصد حضور نے عرضی روانہ کی ہی لیکن وہ تو ابھی وہان پہونچا بھی نہو گا
اُسنے اُنکو جواب دیا تم لوگ ضعیف الاعتقاد ہو یہ میرے اور اہل قلعہ کے دعا کرنے سے خداوند عالم نے
اپنے رحم و کرم سے کسیکو اپنے بندونکی مدد کیواسطے ضرور بھیجا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی اب تم سب سجدہ
شکر خدا کرو اور زندگی سے اپنی نا امید نہو کہ خدا نے اپنا فضل و کرم کیا ہی ہنوز افراسیاب خان اہل قلعہ
سے یہ کہہ رہا تھا اور ترید خان اس گرد کو دیکھکر متردد تھا لیکن قلعہ کیطرف بڑھتا ہی جاتا تھا اہل قلعہ
ہر چند اُسکو روکتے تھے توپین جو قلعہ پر لگائی تھین اُنسے گولے مارتے تھے مگر وہ کسیطرح نہ رکتا تھا اہل فوج
اُسکے ہلاک ہو رہے تھے دھوان بلند تھا کہ یکایک پنجۂ ہوا سے دامن گرد شگافتہ ہوا سبنے دیکھا بدیع الزمان بجمعیت
فوج کثیر بتعجیل تمام آتے ہین یہ حال دیکھکر سب اہل قلعہ تو بہت شادمان ہوئے ترید خان کو بہت رنج ہوا
اور اپنے افسران لشکر سے کہنے لگا دیکھو عجب وقت مین یہ مدد اہل اسلام کی آئی ہی کہ ہم در قلعہ تک پہونچ ہی چکے
تھے دیکھیے اب لڑائی کیسی ہوتی ہی اور انجام جنگ کیا ہوتا ہی ہنوز ترید خان اپنے سرداران لشکر سے یہ کہہ
رہا تھا کہ بدیع الزمان نے اہل قلعہ پر وقت تنگ دیکھکر ترید خان کی چڑھائی مشاہدہ کرکے
وہین سے نعرہ کیا کہ او ترید خان بد کردار خبردار باش کہ رسیدم اُسنے فوجکو حکم دیا کہ اس اجل رسیدہ کو
قتل کرو سب نے منہ قلعہ سے پھیر کر بدیع الزمان پر حملہ کیا ترید خان نے بھی تیغ آبدار کھینچکر
اہل اسلام پر حملہ کیا پہلے تو کچھ اہل اسلام زخمی ہوئے اور کچھ قتل ہوئے جب بدیع الزمان نے
اپنی فوجکو حکم لڑنے کا دیا تو وہ بھی تیغ و تبر و نیزہ و گرز و خنجر سے اُنکو قتل کرنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
خوب تلوار چلنے لگی لاش پر لاش میدان جنگ مین گرنے لگی پہر بھر کا زمانہ لڑائی کو گذرا تھا کہ
ترید خان ستمگار لڑتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا بدیع الزمان نے اُسے دیکھکر پکار کر کہا او
ترید خان اگر تجکو دعوی دلاوری ہی تو مجھسے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا کہ مین تو لڑتا ہوا مخصوص اسواسطے
یہانتک آیا ہون کہ تجکو اس تیغ آبدار سے قتل کرون بعد ازان تیرے جملہ مردمان فوجکو ہلاک کرون

بدیع الزمان اُسکی تقریر سُنکے برہم ہوئے مرکب کو اپنے آگے بڑھایا پہلے تردید خان نے وہی
تیغۂ خون چکان جو خون اہل اسلام سے رنگین تھا بدیع الزمان کے سر پر بقوت تمام مارا
بدیع الزمان نے تیغہ مذکور کو اپنی سپر پر روکا اور کہا او جفا پسند تونے وار کیا اور میرے
پروردگار نے مجکو تیری ضرب تیغ سے بچایا اب میری ضرب شمشیر کو روک دیکھون تو کیونکر روکتا
ہے یہ وہ برق جہندہ ہے کہ سپر وغیرہ سے رُکتی ہی نہین اُسنے جوابدیا او پسر حمزہ کیون اسقدر اپنی اور
اپنی تلوار کی تعریف کرتا ہے وار کر تیری تلوار کا روکنا کیا مشکل ہے بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُنکے
شمشیر آبدار بقوت تمام اُسکے سر پر لگائی حریف نے سپر اُٹھائی تلوار سپر کو کاٹکر اُسکے خود پر آئی اور
اُسکو بھی کاٹکر کاسہ سر مین دو تین اُنگل در آئی تھی کہ اُس مغرور نے دستانہ مارا شمشیر مذکور سر سے
اچھی طرح نہ نکلی دوبارہ اُسنے پیچھے مرکب کے ہٹ کر دستانہ مارکر جلد اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا آمادہ
مرکب پر پڑی مرکب کے دو ٹکڑے ہوئے جب تردید خان زخمی ہوکر زمین پر گرا اور گھوڑا اُس کا
مارا گیا ترکان خونخوار جو ہمراہ رکاب تردید خان تھے وہ اپنے مالک و سردار کا یہ حال دیکھکر گھبرائے
اور خیال کیا ایسے وقت مین ضروری لازم ہے کہ اپنی جانین دیدین اور اپنے افسر و مالک کو حریف
سے بچائین اور قتل نہونے دین یہ تصور کرکے فوراً کئی ہزار ترک نیزہ و شمشیر لے کر درمیان
مین آگئے بدیع الزمان کو روکنے لگے اور تردید خان کو خاک سے اُٹھا کر زخم سر اسکا پٹی سے
باندھکر ایک مرکب پر اُسے سوار کیا اتنی دیر مین بدیع الزمان نے بہت سے ترک تلوار سے قتل
کئے اور قریب تردید خان پہونچکر نعرہ کیا کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ابکی ایسے
تلوار لگاؤنگا کہ تیرے دو ٹکڑے کر دونگا تردید خان کہ زخمی تھا اُسنے خیال کیا پسر حمزہ سچ کہتا
ہے بیشک اسکی تلوار مجھ سے ہرگز نہ رُکے گی ضرور تو مارا جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ راہ فرار اختیار
کرے یہ خیال کرکے افسران فوج وغیرہ کو آواز دی کہ بہادران نامدار چونکہ اسوقت مین زخمی
ہون لہذا تمکو لازم ہے کہ لڑائی موقوف کرو اور میرے ساتھ آؤ جنگاہ مین نہ ٹھہرو بعد صحت زخم کے پھر
دیکھ لیا جائیگا سپاہ گری کے بہت سے فن ہین ازانجملہ یہ بھی ہے کہ وقت ضرورت حریف سے اپنی جان
جسطرح ہوسکے بچائے اگر موقع لڑنے کا ہو تو لڑے اور اگر محل ہٹ جانیکا ہو تو ہٹ جائے اسمین
کوئی قباحت نہین ہے اور اسی مضمون کا ایک شعر کسی شاعر کا شاید شیخ سعدی کا مجھے یاد ہے اور
وہ یہ ہے شعر نہ ہر جائے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * بیشک اُنھون نے سچ کہا ہے
ہر ایک جگہ ایک طرز اختیار نکرے جہان جیسا موقع ہو کرے پس یہ موقع ہٹ آنیکا ہے یہ کہکر گھوڑا
اُسنے ہجوم سپاہ سے نکالا اور جانب کوہستان اُسے مہمیز کیا مرکب مذکور سرپٹ دوڑا پیچھے
تردید خان کے تمام سردار اور سوار اُسکی فوج کے بھاگے بدیع الزمان نے مع فوج کے دور تک
انکا تعاقب کیا اور بھاگتے ہوؤن کو خوب قتل کیا جب وہ دور تک بھاگ گئے بدیع الزمان
نے اپنے مرکب کو روکا اہل فوج بھی ٹھہر گئے بدیع الزمان سبکو ہمراہ لیکر جانب قلعہ افراسیاب
خان چلے جب عنقریب قلعہ آئے دیکھا کہ خواجہ عمرو کشتون کی کمرین ٹٹول رہے ہین جو کچھ اُن کی
کمر و جیب مین پاتے ہین نذر زنبیل کرتے جاتے ہین اور کپڑے بھی اُنکے اُتارتے جاتے ہین وہ بھی نذر زنبیل

اُسپے ہین صرف ایک پھٹی پُرانی لنگی اُنکے باندھدیتے ہین کبھی لوٹتے ہوے تلوارون کے پھل اور تیغ و تیر کشتون کے
داخل زنبیل کرتے ہین کبھی کسیکا لباس خون آلودہ اُتارکر اُسکو دیکھکر افسوس کرکے کہتے ہین یہ لباس
بیش قیمت ہی بہت سے روپیہ اسکی تیاری مین صرف ہوے ہونگے ہاے یہ خون سے خراب ہوگیا
حالانکہ خون اِس سے چھوٹ سکتا ہی مگر یہ آبداری اِس لباس کی بعد دھونے کے باقی نرہیگی یہ
کہکر اُسے بھی داخل زنبیل کرلیتے ہین بدیع الزمان نے خواجہ سے پوچھا قبلہ وکعبہ آپ یہان بیٹھے
ہوے کیا کرتے ہین جوابدیا ای فرزند ایک ہار موتیونکا اسوقت زنبیل سے واسطے اُسکے دیکھنے کے
نکالا تھا اتفاق سے ڈورا اُسکا ٹوٹ گیا تمام موتی اِسی جگہ گر پڑے ہین کچھ تو مین نے پاے ہین اور
بہت سے ابھی نہین پائے ہین اُنھین کو ڈھونڈھ رہا ہون مگر وہ معلوم نہین ہوتے ہین شاید پریزاد
اُنکو اُٹھا لیگئے **بدیع الزمان** کچھ سمجھ کے مسکراے اور عرض کیا اب آپ چلیے بھی آگے مقتل
مین تشریف نہ رکھیے اسوقت دھوپ بھی نہایت سخت ہی اگر موتی نہین ملتے تو نہ ملین آپکا اُنکے
نہ ملنے سے کیا ضرر ہوگا **خواجہ** یہ سُنکے برہم ہوے اور زہ پہ ایسی آنکھین نکالکر کہنے لگے میرے
لاکھون روپیہ کے دانہاے مروارید یہان گر کر غائب ہوگئے ہین انکے کہنے سے مین اُنکو
نہ ڈھونڈھون اگر میرا یہان دھوپ مین بیٹھنا ناگوار ہی تو جسقدر روپیہ کے وہ موتی تھے اُسقدر
روپیہ مجھے دلوا دین مین ابھی یہان سے اُٹھتا ہون **بدیع الزمان** نے جوابدیا ای قبلہ وکعبہ
میرے پاس روپیہ نہین ہی کہ آپکی خدمت مین حاضر کرون آپ اپنا نقصان سمجھیے بیٹھے رہیے
در مدعا کی جستجو کیجیے کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا مگر ملیگا تو مال مردہ ملیگا اور سنا ہی کہ مال مردہ کا لے لینا
مبارک نہین ہوتا ہی بعض بعض مردے ایسے ہوتے ہین کہ وہ خواب مین آکر کہتے ہین کہ کیون
ہمارے مال و اسباب کو لے لیا ہی بہتر یہی ہی کہ ہمارا اسباب اور مال نہ لو جہان سے اُٹھایا ہی
رکھدو ورنہ ہم تمکو اپنے ساتھ اپنے مسکن پر لیجائینگے یہ مال و اسباب عیش و راحت سے تمھین کھانے
نہ دینگے **خواجہ** نے جوابدیا مین مال و اسباب مردونکا کب لیتا ہون مین اپنا مال جو گر گیا ہی اُسے
تلاش کرتا ہون **بدیع الزمان خواجہ** کی گفتگو پر مسکراے **خواجہ** کو مسکرانا **بدیع الزمان** کا
ناگوار ہوا دل مین کہنے لگے کہ ای **خواجہ** اسوقت اُٹھی بیٹھنا مناسب ہی یہ طفل بے تمیز تمپر ہنس
رہا ہی ہاے یہ نالائق عجب وقت پر یہان آگیا کوڑی دو کوڑی کی یافت مین بھی خلل آیا یہ کہکر آہ
کرکے وہانسے اُٹھے اور بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر بولے لو صاحبزادے تمھاری خاطر
سے مین نے لاکھون روپیہ کے موتیونکا کچھ خیال نکیا اُنکی تلاش نکی چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا خیر اگر
تمھارے پاس یہان روپیہ نہین ہی تو بصرہ مین پہونچکر دانہاے مروارید مذکور کی قیمت حساب کرکے
دینا واقعی تم نہایت لائق ہو اپنے بزرگون کی تکلیف گوارا نہین کرتے ہو تمھارے نزدیک ان موتیونکی
قیمت دینا کیا دشوار ہی بدیع الزمان نے ہنسکر کہا قبلہ وکعبہ مین ہرگز اُنکی قیمت نہ دونگا
آپ اُنکو یہان ڈھونڈھ لیجیے اگر گرے ہونگے تو یہین ہونگے **خواجہ** نے جوابدیا اب کیا ہوتا ہی
مین اُٹھ کھڑا ہوا اب نہ ڈھونڈھونگا قیمت اُنکی مین تو تمسے کسطرح ہوے لونگا اگر نہ دوگے تو
حمزہ سے کہکر تمسے لونگا تمھاری ہی باتون مین وہ سب موتی میری نظر وسے اوجھل ہوگئے ہین

بدیع الزمان نے پھر کہا مین ہرگز ندونگا خواجہ نے کہا مین تولے لونگا غرض یہ تقریر خواجہ
عمرو اور بدیع الزمان کی تمام سردار اور غیر سردار سنکے مسکرائے اور باہم کہنے لگے
خواجہ عمرو بڑے طماع مین اسوقت وہ کشتون کے کپڑے اُتار رہے تھے ترکون کو برہنہ
کر رہے تھے صرف ایک ایک لنگوٹی اُنکے باندھ رہے تھے کمرین ٹٹول رہے تھے یکایک
ہمارے آقا اور مالک بعد تعاقب ترید خان ادھر آگئے خواجہ کی یافت مین خلل آگیا
اسیوجہ سے وہ طالب زر کثیر ہوئے ہین اور موتیونکا بہانہ کیا ہے یہ باتین کرتے ہوے ہمراہ
بدیع الزمان کے چلے جاتے تھے یکایک دروازہ قلعہ کا کھلا افراسیاب خان مع
اپنی سپاہ کے واسطے استقبال اور قدمبوسی کے قلعہ سے باہر نکلا اور خدمت بدیع الزمان
مین حاضر ہوکر قدمبوسی کر چکا بدیع الزمان نے بعنایت و مہربانی سر اُسکا قدم سے اُٹھاکر
سینے سے لگایا اُسنے عرض کیا حضور نے اسوقت تشریف لاکر ہم سب غلامونکی جان بخشی کی
دشمن کے ہاتھ سے بچایا اس بندہ پروری کا کیا شکریہ ادا کیا جاے زبان اس عنایت کے
شکریہ مین عاجز ہے اور قلم دفتر رقم بھی قاصر ہے بدیع الزمان نے جواب دیا مین نے ایسا کیا
کارنمایان کیا ہے جسکے باب مین تم ایسی تقریر کرتے ہو بس خاموش رہو حق تعالی نے تمپر اپنا
فضل کیا ہے اُسکا شکر کرو یہ باتین کرتے ہوے تا در قلعہ پہونچے افراسیاب خان بدیع الزمان
وغیرہ کو قلعہ مین لیگیا سب اہل قلعہ جوق جوق گروہ گروہ حاضر ہوے اور انھون نے شرف قدمبوسی حاصل
کیا جب بدیع الزمان افراسیاب خان عمارات اور قصرہاے رفیع کے پاس پہونچے
جو قصر کہ خاص افراسیاب خان کے رہنے کا تھا اور وہ بہزار زیب و زینت اور شیشہ آلات
سے آراستہ تھا اُسی قصر مین افراسیاب خان نے بدیع الزمان کو مقیم کیا اہل لشکر بیرون
قصر فروکش ہوے اُس صاحب قلعہ نے بھی مثل طولابہ سمرقندی کے بدیع الزمان اور
اُنکے تمامی سپاہ کی دعوت و ضیافت کی اور بزم کئی روز تک آراستہ رکھی نازنینان پریجمال
رقص و نغمہ کیا کین اہل بزم خوش و خرم ہوا کئے ایک روز بدیع الزمان نے افراسیاب خان
سے کہا اب ہمکو رخصت کرو اُسنے دست بستہ عرض کیا ابھی چند روز یہان قیام فرمائیے پھر تشریف
لیجائیگا بدیع الزمان نے جواب دیا یہان ہمارا قیام کرنا اچھا نہین ہے والد ماجد منتظر ہونگے جانا ہمارا ضرور
ہے وہ مجبور رہا بدیع الزمان اُس سے رخصت ہوکر مع خواجہ اور امیہ بن عمرو اور تمامی اپنی سپاہ کے وہانسے
جانب بصرہ روانہ ہوے افراسیاب خان بھی مثل طولابہ کے ہمراہ رکاب ہوا اور اپنی سرحد تک
ہمراہ رہا بعد ازان شرف قدمبوسی حاصل کرکے اور حوالہ خدا و رسول کرکے اپنے قلعے کیطرف
روانہ ہوا بدیع الزمان وہانسے ہمراہ اپنے لشکر ظفر اثر کے جانب بصرہ چلے انکو اثناے راہ مین
چھوڑا جاتا ہے بمقام مناسب ُ کا احوال لکھا جائیگا مگر اب احوال صلصال کا درج کیا جاتا ہے
کہ یہ جو نابکار بدیع الزمان سے شکست کھا کر عرصہ جنگ سے بھاگا تھا اور ترکون نے
اُسکو تخت پر ڈالکر کہارون سے کہا تھا کہ تم تخت لیکر بھاگو اور کہار بھاگے تھے اور ساتھ ساتھ
سب فوج صلصال کی بھی جو باقی ماندہ تھی بھاگی تھی چنانچہ صلصال بعد چند روز کے غار

افراسیاب کے پاس پہونچا اور خوف بدیع الزمان سے غار افراسیاب مین پنہان ہوا اور
اپنے شانیکا علاج کرنا شروع کیا کسیوقت واسطے ہوا کھانیکے نکل آتا تھا ورنہ شب و روز غار
افراسیاب ہی مین رہتا تھا ایکروز صلصال بدافعال قریب شام غار سے نکلا کچھ سرداران
لشکر اور امرا و زرا اُسکے جمع ہوے اُنھون نے اُسکو مجرا اور تسلیم کرکے عرض کیا اب حضور کا
مزاج کیسا ہی شانہ مین درد ہی یا دفع ہوگیا اُسنے تخت پر بیٹھکر اور وزرا امرا وغیرہ کو علی قدر
مراتب اپنے دربار مین جگہ دیکر اُنسے مخاطب ہوکر کہا ای خیر خواہان نابدولت آگاہ ہوکہ ابھی
تک میرا شانہ درست نہین ہوا ہی درد باقی ہی ہاتھ قابو مین نہین ہی پسر حمزہ نے اس زور سے گرز
مارا تھا اگر نابدولت پوری ضرب گرز اپنے گرز پر روکتے تو فوراً ہلاک ہو جاتے اوناضرب
گرز کی روکنے سے حسب اتفاق شانہ درد کا نشانہ ہوگیا ورنہ نابدولت نے بڑی بڑی اور
گرانبار گرز ونکی ضربونکو روکا ہی اور کبھی ہاتھ کو صدمہ نہین پہونچا ہی یہ بھی تکلیف درد شانہ کی
اور ذلت میدان جنگ سے بھاگنے کی میرے مقدر مین لکھی تھی ورنہ مین سمرقند کیون جاتا غار
افراسیاب سے کیون نکلتا اور یہ کیا جانتا تھا کہ بدیع الزمان قید عقرب جادو سے
رہا ہوکر قلعہ سمرقند پر آئیگا اب شب و روز بوجہ درد شانہ کے اور بسبب اس رنج و غم کے کہ بدیع الزمان
ایک طفل کے مقابلہ سے نابدولت بھاگے ہین نیند نہین آتی ہی مثل ماہی بے آب کے نابدولت تڑپتے
ہین دل چاہتا ہی کہ خودکشی کرین اس رنج و تکلیف و درد سے چھوٹ جائین سب نے دست بستہ
عرض کیا دشمن حضور کے مدام تباہ اور ہلاک ہون شہنشاہ خودکشی کیون کرین اور صدمہ و غم کیون
کرین کیونکہ شہنشاہ خود بنفس نفیس میدان مصاف سے نہین بھاگے ہین ترکان خیر خواہ حضور کو بھگا
لائے ہین اگر اسکا ملال ہوکر بھاگنا اسطرح بھی میرا ہو سکتا ہی تو اُسکے دفع ملال کی تدبیر کیجیے جس سے
بہت جلد رنج و غم دفع ہو جاے بلکہ خوشی و شادمانی بیحد دلکو حاصل ہو خان اعظم یعنے صلصال
نابکار نے اُس سے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی کہ جس سے جلدتر میرا رنج و غم دفع ہو جاے اور خوشی قلب
کو حاصل ہو وزرا نے عرض کیا اگر حضور ہم خیر خواہونکی جان بخشی کرین تو ہم تدبیر بندگو ربیان
کرین صلصال نے کہا نابدولت جانین تمہاری تمکو بخشین جو چاہے کہو اب کچھ ڈر نہ کرو اُنھون نے عرض
کیا ایک زمانہ دراز ہوا کہ شہنشاہ نے اپنی جدہ ماجدہ اور معشوقہ تازہ کو کوئی محبت نامہ آپنے
ارسال نہین فرمایا صلصال نے پوچھا جدہ ماجدہ اور معشوقہ بھی یہ کیا کہتے ہو کسکا ذکر کرتے ہو مفصل
بیان کرو میرے ہوش درست نہین ہین اُنھون نے عرض کیا حضور شمامہ جادو آپکی جدہ ماجدہ
ہین یا نہین اور اُسنے اور آپسے وہ رسم سمجھ جائیے ہی یا نہین صلصال نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر
اور مونچھونپر تاؤ دیکر کہا درست ہمین کیا شک اُنکے دل بہلانے کو اور اُنکے خوش و مسرور
کرنیکو نابدولت نے بے شبہہ وہ فعل ضرور ضرور اُنسے متواتر و متکاثر کیا ہی اور باعث اُسکا یہ ہوا
کہ نابدولت نے اکثر کتب مین دیکھا تھا اور سنا بھی تھا کہ چھوٹونکو لازم بلکہ واجب ہی کہ اپنے بزرگونکی
اطاعت و فرمانبرداری کرین اور اسطرح اُن سے پیش آئین کہ وہ اپنے خردونسے خوش و مسرور ہون
پس نابدولت نے بارہا خیال اپنی جدہ ماجدہ کے دلکو وہ فعل کرکے خوش کیا اور بارہا کیا ہی ہمین

کوئی خداوندونکے قہر وغضب کا اندیشہ نہین ہی بلکہ یہ فعل مذکور باعث اُنکی خوشی کا ہی وزرا وغیرہ نے
عرض کیا حضور آپ سچ کہتے ہین اس باب مین کیا کلام ہی صماصال نے کہا ہان اب جو کہتا ہون مین
اب بخوبی سمجھ گیا خبر سے بھی آگاہ کرو اُنھون نے عرض کیا کہ وہی جدہ محبوبہ شہنشاہ کو آپنے ایک مدت
سے کوئی محبت نامہ ترقیم نہین کیا ہی نہ خود اُنکے پاس آپ گئے ہین نہ اُنکو آپنے پاس بلایا ہی اور نہ دل اُنکا
اُسی ترکیب سے خوش کیا ہی تو ہمارے نزدیک مناسب ہی کہ فی الحال ایک محبت نامہ ذرا فکر وغور سے
اسطرح اُنکو لکھیے کہ وہ خوش ہوجائین اور اُسمین یہ بھی عبارت درج ہو کہ آجکل ہم نہایت صدمہ
غم مین مبتلا ہین پسر حمزہ سے شکست کھا کر آئے ہین اگر تمکو بھی ہمسے الفت ہی اور ہمارے دل خوش
کرنیکا عوض اور بار احسان اتارنا منظور ہی توفی زمانہ یا تو خود میرے مدد کو آؤ یا بہر مدد کسی ایسے
کو بھیجو کہ وہ میرے ساتھ چلے اور جس ملک اور جس اقلیم کو مین چاہون اُسکو اپنے قبضہ مین لاؤن
اور وہان کے حاکم پر فتحیاب ہون اگر تم اس بارے مین میرے حسب دلخواہ کاربند نہوگی تو
مین خودکشی کرونگا بس یہ عبارت یا اسی مضمون کی عبارت ایک محبت نامہ مین تحریر کرکے
شمامہ جادو کو روانہ کیجیے ہم یقین کرتے ہین کہ بمجرد پہونچنے محبت نامہ مذکور کے وہ مضطرب الحال
ہوکر خود آئینگے یا کسی ایسے کو روانہ کرینگے کہ مدعاے دلی آپکا بر آئیگا ہفت اقلیم پر آپکا قبضہ ہوجائیگا
جب کسی بہادر یا بادشاہ سے مقابلہ کیجیگا وہ معین آپکا ہوگا اسپر یا اُسکے لشکر پر ایسا سحر کریگا کہ دست و پا
اُنکے بحس وحرکت ہوجائینگے یا لشکر حریف تباہ و برباد ہوجائیگا ایسی حالت مین آپ ضرور فتحیاب
ہونگے کوئی آپسے مقابلہ کرنہ سکیگا چین سے اپنے دشمنون کو قتل کیجیگا فی الحال جس طفل سے شکست کھاکر
آپ آئے ہین اُسکو ایک ہی وار مین قتل کروا لیجیے گا اور اُس پسر حمزہ کی کیا اصل ہی خود حمزہ صاحبقران
کو ہلاک کیجیگا زیر آسمان سواے حضور کے کوئی حاکم باقی نرہیگا اور اگر رہینگے تو آپکے مطیع اور فرمانبردار
ہوکر زندہ رہینگے اور تخت حکومت پر بیٹھین گے صاحب افسر و تخت آپکے خراج گزار ہونگے لواے شوکت و
جلال حضور سر بلند کرکے تا آسمان پہونچے گا صماصال بدمآل اُنکی تقریر سنکے از حد خوش ہوا اور کہنے لگا
کیا تدبیر نیک بہر ملک گیری بتائی ہی کہ جو میرے ذہن مین کبھی نہ تھی بیشک بقول تمھارے اس تدبیر سے
سواے میرے دنیا مین کوئی بادشاہ خودسر باقی نرہیگا یہ کہکر قلمدان طلب کرکے خود محبت نامہ بنام شمامہ جادو
کو اس طرح لکھنے لگا محبت نامہ اے جدہ ماجدہ عالی تبار و اے محبوبہ عاشق زار بزرگ ماخوردان
و نیز معشوقہ طفلان کہن سال وضعیف مانند چرخ پیر و دلرباے من جوان بیمثل و نظیر خلاصہ دودمان
جمشید و سامری عالی تبار و زبدۂ خاندان خداوندان موصوف و ذیوقار و زمانہ شیب زنگ
محبوبان گلعذار و در مواصلات من خور و مستعد بے عذر و انکار ساحر بیمثل و نظیر نیرنگ ساز و شعبدہ باز
مانند چرخ پیر مدظلہا و اشفاق و الطافہا بعد اظہار مراسم فدویت و انکشاف شوق مواصلت کے کہ طریقہ
سامری پرستان ہی آشکار و ہویدا کرکے مدعا نگار ہون زمانہ بعید ہوا کہ یہ گرفتار دام افکار اُس
اپنی بزرگ و معشوقہ سے ہمکنار نہین ہوا یقین ہی کہ اُس بزرگ و معشوق یکتا کو اس امر کا ملال ہوگا
اگر بنظر انصاف دیکھا جاے تو اس آپکے پارہ جگر اور زخمی تیر نظر کی مطلق خطا اور تقصیر نہین ہی کیونکہ
ایسے ایسے تردد و افکار مین مبتلا رہا کہ اگر اُنکو بتفصیل تمام تحریر کیا جاے تو یہ محبت نامہ ایک

دفتر غم نامہ ہوجاے خلاصہ اسکا یہ ہی کہ متواتر جنگ وجدال اہل اسلام سے کرتا رہا اہل اسلام نے تمام
ملک و مال میرا اپنے قبضہ و تصرف مین کرلیا ارادہ میرے قتل کرنیکا کیا ایسی حالت مین مین بھاگ کر
غار **افراسیاب** مین چھپا اور ایک مدت تک باہر نہ نکلا تھوڑا زمانہ ہوا ہی کہ غار مذکور سے لوگونکے
کہنے سے نکلا تھا اور فوج جمع کرکے قلعہ سمرقند کی فتح کرنیکو گیا تھا بدی مقدر سے **بدیع الزمان پسر حمزہ**
بجمعیت فوج کثیر طولابہ سمرقندی حاکم قلعہ سمرقند کے مدد کو آگیا اُس سے یہ عاشق زار آپکا خوب لڑا
آخر کار عین گرمی جنگ مین اُسنے گرز گرانبار میرے سر پر مارا مین نے ہر چند چاہا کہ اُسکی ضرب سے بچون
لیکن نہ بچا شانہ اُتر گیا گھوڑا مر گیا یہ شیفتہ آپکا زمین پر گرا اہل فوج میرے زبردستی مجھکو اٹھا کر جنگگاہ
سے بھاگے اور یہان لاے اب مین غار **افراسیاب** مین چھپا ہون براے تفریح طبع کسیوقت غار مذکور
سے نکلتا ہون شانے مین درد ہی کہ ایک ساعت بھی جان کو راحت نہین ملتی ہی مثل ماہی
بے آب کے تڑپتا ہون سواے درد مذکور کے آپکی مفارقت کا دلمین درد ہی ہر وقت آپکا خیال
رہتا ہی ہم آغوش وہمکناری کو دل چاہتا ہی آنکھین آپکے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق ہین سینہ اس
عاشق بے ترکیب دے قاعدہ کا سینہ جناب سے مس ہونیکا خواہان ہی ہاتھ اُس دلدادہ کے چاہتے ہین
کہ ہم اس جناب کے گردن بخیال مواصلت حمائل ہون دل خواستگار ہی کہ دولت وصل حاصل
کرے دل محبت منزل کی خواہش شرم سے مفصل تحریر کر نہین سکتا کہ اُسکی کیا حسرت و آرزو ہی آپ
جہاندیدہ اور کار آزمودہ اور عاقل ہین خود ہی سمجھ جائیگا آپکو اشارہ کافی ہی وہ دل مایوس اپنے
مُدعا سے مضطر و ناامید پڑا رہتا ہی بارہا آپکے خیال مین حرکت کرتا ہی اور آپکو نپا کر مثل شاخ شجر مرجھا
جاتا ہی یقین جانیگا کہ آپکے صدمہ مفارقت مین مجھ فریفتہ کی وہ حالت ہی کہ برق میرے تڑپنے سے شرمندہ
ہی اور ابر باران میرے گریہ سے خجل ہی اور نالہ و فریاد سے میرے ساکنان زمین و آسمان مضطرب و پریشان
ہین افسوس میری یہ حالت ہی اور آپکو بوجہ ناز و اداے معشوقی اور بے اعتنائی و ستمگاری و عاشق
کشی کے کچھ اپنے فرزند اور خورد حراے کار کا خیال نہین ہی یا تو آپکو مطلق میرے اس حال زار سے
آگاہی نہین ہی یا بوجہ خفگی کے کچھ توجہ نہین ہی پس اب یہ آپکا راتونکو دل خوش کرنیوالا بکمال انکساری
و شرمندگی بذریعہ محبت نامہ عرض کرتا ہی اور کہتا ہی کہ واسطہ آپکو خداوند **سامری و جمشید** کا اور
واسطہ آپکو جملہ خداوندونکا اور قسم ہی آپکو اُس الفت و محبت کی کہ جسکو آپ خوب جانتی ہین اور قسم
آپکو اپنے ضعیفی اور بزرگی کی اور قسم دیتا ہون آپکو روز وصل اور شب فرقت کی اور قسم دیتا ہون آپکو
اُس فعل کی سمجھ جاسے جلد میرے حال پر رحم کیجیے جلدی یہان آئیے اس بیمار محبت کو شربت وصل اپنے سے
خوب سیر کرکے صحت و تندرستی دیجیے اور میرے ہمراہ ان ممالک پر چلیے جو میرے قبضہ سے نکل گئے ہین
اور اہل اسلام کے قبضہ و تصرف مین آ گئے ہین مین اُن شاہونسے لڑونگا اور آپ سحر سے میری
مدد کیجیے دشمنونکو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیجیے ہفت اقلیم پر میرا قبضہ کرا دیجیے آپکی تشریف آوری سے دو فائدے
متصور ہین ایک تو وصل جناب دوسرے ممالک کا فتح کر لینا بقول شخصے ہم خرما و ہم ثواب اور اگر کسیوجہ سے آپ
آنہ سکے تو کسی ایسے ساحر زبردست کو مع فوج ساحران روانہ کیجیے کہ وہ میری ایسی مدد کرے کہ مجھکو تمامی روے زمین
کا حاکم کردے یہ امر بعید آپکی بزرگی اور معشوقیت سے ہوگا اور عوض مین اس بار احسان کے مین بھی وہ محنت و مشقت

چند شب آپکے ساتھ کرونگا کہ دل آپکا خوش ہو جائیگا اور رقابلہ کے علاج کی ضرورت ہوگی اور
زیادہ سواے شوق قدمبوسی اور تمہارے ہمکناری کے کیا لکھا جاے صلصال نابکار نے
محبت نامہ موافق اپنے خواہش دلکے تحریر کرکے اُسے ملفوف کیا اور سرنامہ لکھکر اُسپر اپنی مہر کی اور ایک
قاصد کو طلب کرکے اُس کو وہ محبت نامہ دیا اور کہا اے نامہ بر دیکھ اس سرنامہ محبت نامہ پر جو پتہ
اور نشان مین نے اپنی جدہ ماجدہ اور محبوبہ بے قاعدہ کا لکھدیا ہے اسی نشان سے جانا اور شمامہ جادو
کے ہاتھ مین یہ محبت نامہ دینا اور اُس سے جواب اسکا لیکر اسطرف جلد آنا خبردار دیر نہ لگانا اگر تو حسب
تمناے دلی جواب جدہ معشوقہ سے لائیگا تو انعام کثیر تجھے دونگا وہ نامہ بر محبت نامہ لیکر شتر پر سوار ہوکر
اسیوقت جانب مسکن شمامہ جادو روانہ ہوا صلصال خوف وخیال بدیع الزمان سے وزرا وغیرہ
کو رخصت کرکے غار افراسیاب مین چلا گیا اُس نابکار کو تو غار ندکور مین پنہان رہنے دیجیے اور اب
احوال نامہ بر کا سنیے کہ یہ جو محبت نامہ لیکر روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل وطی مراحل ایکروز منزل مقصود پر
پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک قصر نہایت رفیع ہے اُسکے در پر ہزارہا ساحران نابکار مانند دربانونکے
اور چوکیدارونکے بیٹھے ہین ترسول اور پنسول ہاتھونمین لیے ہین کوئی ڈفلی بجا رہا ہے اور بھجن سامری
وجمشید کے گا رہا ہے کوئی ناریل جوئی دار ہاتھ مین اپنے لیے ہے اور باواز بلند بجرنگ بجرنگ کر رہا
ہے بعضے باہم سحر اپنے جگا رہے ہین گوگل وغیرہ جلا رہے ہین سحر کے بیرونکو بلا رہے ہین اُنسے کہ رہے ہین
یہ جو سامنے درخت ہے اُسکو اُکھاڑ کر پھینک دے بیر سحر کے جاتے ہین اس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کر
پھینک دیتے ہین کوئی ساحر اگیاری کر رہا ہے خون اپنا اگیاری پر ڈال رہا ہے سحر پڑھ رہا ہے بیرونکو
سحر کے بلا رہا ہے صورتین اُنکی مہیب ہین کالے کوڑیالے دہامن ناگن گردنونمین اُنکے لپٹے ہین سیہ
قلب سیہ رو مین ماتھونپر قشقہ سیندور کا ہے کھتور چندن کے بازو بنے اور شانے پرنشان ہین قاصد مذکور
انکو دیکھکر ڈر گیا اور خوف سے آگے نہ بڑھا چند ساحرون نے جو فرا بیٹھے تھے اُنھون نے پوچھا او شتر سوار
کیون کھڑا ہو گیا دیکھ رہا ہے کسکے پاس آیا ہے کہان جانیکا ارادہ رکھتا ہے جاسوس تو نہین ہے سچ سچ بیان
کرورنہ ابھی ایک سحر مین تجکو خاک سیاہ کر دینگے یہان ٹھہرنا تیرا خالی از مطلب نہین ہے اور یہان کسی کے
آنیکا حکم نہین ہے اُسنے نہایت خوفناک ہوکر اُن سے کہا مین نامہ محبت شمامہ صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو کا لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ ملکہ شمامہ جادو کی خدمت مین جاؤن اور محبت نامہ
مذکور اُن کو دیکر جواب اس کا اُن سے لون لہذا آپ حضرات مین سے کوئی صاحب اُنکو میرے
حاضر ہونے سے مطلع کرین اُنھون نے اُس قاصد کی تقریر سنکے اُسے جوابدیا تو یہان ٹھہر ہم انکو
تیرے آنیکی خبر کرتے ہین اسوقت دربار کا تو وقت نہین ہے وہ اپنے باغ مین بہر سیر گئین ہین ہم
باغ مین کسی کو بھیجکر تیرے آنے کی اطلاع انکو کرتے ہین یہ کہکر وہ ساحران نابکار گئے اور شمامہ
جادو کی خدمت مین جا کر اُس سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم اسوقت ایک نامہ وار نامہ شہنشاہ
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا لیکر دردولت پہ حاضر ہوا ہے امیدوار
باریابی ہے اُسنے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا نام سنکے اور اُسکے
مراسم کا خیال کرکے مثل بلاے ناگہانی کے ہنسی اور کہا اُسکو تم نے کیون روکا ہے جلد جاؤ

قاصد کو میرے روبرو لاؤ وہ ساحر جلد آئے اور قاصد مذکور سے کہنے لگے جلد چل تجکو ملکہ عالم طلب کرتی
ہین خوشا نصیب تیرے کہ تجھے خوش ہوکر اپنی خدمت مین بلایا ہی ورنہ وہ کسی غیر کو کسی سبب سے
اپنے پاس نہین بلاتی ہین قطعی ہمکو حکم دیا ہی کہ دروازہ تک بھی کوئی غیر شخص نہ آنے پاے قاصد
مسطور جلد شتر سے اُترکر اونٹ کو وہین چھوڑ کر اُن ساحرونکے ہمراہ چند ڈیوڑھیونکو طی کر کے ایک باغ
پر بہار مین پہونچا وہ عجب باغ تھا قاصد ایک نظر اُس باغ کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لایا شعر اگر فردوس
بروے زمین است :. ہمین است وہمین است وہمین است :. بعد پڑہنے شعر مندرجہ کے دیکھا اُسنے
کہ صحن باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی نہایت خوش قطع اُسپر فرش نفیس بچھا ہی اور مسند مغرق
پر ایک عورت نہایت مسن جھریان اُسکے چہرہ پر اور دست وپا پر پڑے ہین پشت نہایت خمیدہ ہے بال سر کے
مثل روئی کے گالے ہین ناریل کا تیل اُنمین پڑا ہی کنگھی چوٹی کیے ہوے لباس نفیس پہنے ہوے بیٹھی ہی اور بہت
سی جادوگرنیان کہ جنمین کچھ ضعیف اور بہت سی جوان جوان گوری اور سانولی ہین کچھ تو باادب تمام گرد
اُسکے بیٹھی ہین اور بہت عہدے ہاتھون مین لیے ہوے کھڑی ہین ہر ایک ساحرہ بظاہر بلاے روزگار
معلوم ہوتی ہی یہ دیکھکر قاصد سخت حیران و مضطر تھا یکایک ساحرون نے عرض کیا خداوندنگاہ
روبرو نامہ دار حاضر ہوا ہی اُس ضعیفہ نے سر اُٹھاکر قاصد کیطرف دیکھا اسنے جھک کے بموجب قاعدہ مجرا کیا
اُسنے کچھ خیال کرکے کہا اسے کھڑا رہنے دو جلد ایک کرسی چوبی اسے بیٹھنے کو دو ساحرنی گئی اور کرسی لائی
قاصد مذکور نے پھر مجرا کیا اور اُسکے اشارہ سے اُس کرسی پر بیٹھا پھر شمامہ جادو نے اُس سے
نامہ طلب کیا اُسنے دستار سے محبت نامہ نکالکر حسب دستور اُسے دیا اُسنے سرنامہ پر نظر کرکے اور مہر
صلصال کی دیکھکر مسکرائی اور لفافہ کو چاک کر کے محبت نامہ مذکور نکالکر عینک طلب کر کے
اور آنکھون پر لگا کے اُس محبت نامہ کو پڑھنا شروع کیا مگر اپنے دل ہی دل مین اور ہر ایک لفظ اور
ہر ایک فقرہ اور القاب و آداب اور اُسکی عبارت اور مضمون محبت نامہ بنظر غور و فکر سے دیکھکر اور
سمجھکر دیکھنا شروع کیا قاصد مذکور دیکھ رہا تھا کہ وہ چپکے چپکے پڑھتی جاتی ہی اور ہنستی جاتی ہی اور کبھی
آبدیدہ ہوتی تھی اور کبھی مانند بلاے ناگہانی کے قہقہہ مارکر اسطرح ہنستی ہی کہ قاصد کی خوف سے روح
نکلی جاتی ہی گاہ فرط خوف سے سر ہلا ہلا کے کہتی تھی ہان ہان سچ ہی اسمین جاے کلام نہین ہی کبھی
خاموش ہوکر محبت نامہ کو پڑھتی جاتی تھی اور آہ آہ بار بار کرتی تھی الحاصل بڑی دیر مین ایسے
عنوان سے اسمین تمام وکمال محبت نامہ کو پڑھا اور از حد خوش ہوکر قلمدان طلب کر کے اپنے
ہاتھ سے ایک پرچہ قرطاس پر اسطرح لکھنا شروع کیا جواب محبت نامہ ای نور نظر لخت جگر لذت
یافتہ وصل من حور اختصال عاشق و شیفتہ من پری جمال گل نو رسیدہ گلستان من زخمی تیغ ابروے
یاران من طول عمرہ وزاد محبتہ بعد دعاے فراوان و شوق ہم آغوشی بکیران کے معلوم ہو کہ محبت نامہ
جو تمنے لکھا تھا ہمین پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی بعض بعض احوال تمنے ایسے لکھے ہین
کہ ان سے دلکو صدمہ ہوا اور بہت سی باتین ایسی تحریر کین ہین کہ انسے دلکو از حد خوشی ہوئی
درباب وصل جو رقم کیا ہی واقعی ایک زمانہ دراز گذرا ہی ہمارا بھی دل چاہتا ہی مگر مجبور ہین کہ
ہم اپنے مکان سے نکل نہین سکتے ہین کتاب سامری سے ثابت ہوا ہی کہ مجھپر کئی مہینے بلکہ زیادہ اس

چند روز اتنی مدت کے سخت ہین جنسے جان کا خوف ہی اسوجہ سے مین تجھ تک آ نہین سکتی مگر تیری
خاطر سے تھوڑے ساحرون کو واسطے تیری مدد کے جلد بھیجونگی وہ تیری مدد خوب کرینگے دو تین ان
ساحرون مین ایسے نامی ساحر ہونگے کہ وہ ہفت اقلیم پر تیرا قبضہ کرا دینگے خلاف انکے کہنے کے
ہرگز عمل نکرنا اور بعد شہنشاہ ہونے ہفت اقلیم کے ہمارے تئین یاد موقوف نکرنا ورنہ پچھتاوگے اور
ہم بھی بعد گذر جانے زمانہ سخت کے تیرے پاس آئینگے تیرا مدعا بر لائینگے اور تیرے حالات تباہی اور
بربادی سے ہرگز ہمکو آگاہی نتھی ورنہ ہم تجکو تیرے دشمنونسے برباد نہونے دیتی خیر اب تو
ان کو تباہ اور برباد کر دینا بلکہ اُنکا نام و نشان بھی باقی نرکھنا سبکو قتل کر ڈالنا اور اپنے حالات
سے اطلاع دیتے رہنا کہ باعث میری تسکین خاطر کا ہوگا اور تیرا محبت نامہ ہمنے رکھ لیا ہی
کہ اکثر اوقات اسکو پڑھا کرینگے اور اپنے سینہ و دلپر رکھین گے کہ سب اعضا کو راحت پہونچے
ورنہ اُسی کی پشت پر جواب لکھدیتی اس تھوڑے لکھے کو زیادہ جاننا ہماری طرف سے غافل نہونا
فقط زیادہ سواے دعاے عمر و ترقی درجات و شوق مواصلت و ملاقات کیا لکھا جاے شمامہ
جادو نے جواب محبت نامہ لکھکر اُسے ملفوف کیا اور سر نامہ لکھکر اُسپر اپنی مہر کی اور قاصد کے حوالے
کرکے کہا تو یہ جواب نامہ لیکر جا ہم چند روز مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
کی مدد کیواسطے ساحرونکو روانہ کرینگے یہ کہکر خلعت اُسے دیکر رخصت کیا وہ بعد قطع منازل یکروز
خدمت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مین آیا اور جواب محبت نامہ اُسے
دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا نہایت خوش ہوا اور حسب وعدہ اُسے زر کثیر دیا وہ تو زر کثیر انعام مین پاکر
چلا گیا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نابکار بموجب لکھنے شمامہ جادو
کے منتظر مدد تھا صاحب دفتر نے اس جگہ اسطرح تحریر کیا ہی کہ ایکروز صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو کال گھبرایا ہرچند خوف بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے وہ غار
افراسیاب مین پنہان ہوا تھا اور دل اسکا غار مذکور سے نکلنے کو نچاہتا تھا اور اس امر سے
بیخبر تھا کہ بدیع الزمان جانب بصرہ چلے گئے ہین اب مقام خوف و خطر نہین ہی لیکن بوجہ
دل گھبرانے کے غار مسطور سے نکلا وزرا امرا کو خبر ہوئی سب حاضر ہوے یہ نابکار دربار مین
تو نہ بیٹھا لیکن اپنے باغ مین ہمراہ وزرا کے گیا اور باغ کے گلونکی سیر کرنے لگا گل لالہ کو دیکھکر
وزرا سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ مین نے جتنے صدمے اُٹھاے ہین اُتنی ہی داغ مین سب سے
آخر اس صدمہ کا بھی دلپر داغ ہی کہ بدیع الزمان ایک طفل کے مقابلہ سے بھاگکر
اِدھر آیا اور غار افراسیاب مین چھپا اب اُس کے خوف سے اگر غار مذکور سے نکلتا بھی ہون
تو ڈرتا ہوا نکلتا ہون افسوس قیدی کی سی میری حالت ہی ایسی زندگی سے تو موت آجاے تو
بہتر ہی اب لطف زندگی باقی نرہا یہ کہکر آبدیدہ ہوا امرا و وزرا عرض کرنے لگے حضور آپ
کیون آبدیدہ ہین صدمہ و غم اپنی بربادی اور تباہی کا نکرین یہ آفت و بلا فقط آپ ہی
پر نہین آئی ہی صدہا شاہان جہان ایسے دام بلا مین مبتلا ہوے ہین افراسیاب کا احوال
آپ پر ظاہر ہی کہ اسی جگہ کا وہ بادشاہ بلکہ شہنشاہ مشہور تھا تمامی ترکستان وغیرہ

حکمران تھا قوی تن ایسا تھا کہ رستم سے میدان جنگ مین مقابلہ کرتا تھا ہرچند رستم
چاہتا تھا کہ اسے زیر کرکے قتل کر ڈالے یا گرفتار کرلے لیکن نہ اس سے قتل ہوتا تھا
نہ گرفتار ہو سکتا تھا فوج بھی بکثرت رکھتا تھا سہراب و برزو وغیرہ بھی پہلوانان
زبردست اُس کے شریک ہوگئے ترکان جنگ جو بھی بیحد اس کے مطیع و فرمانبردار تھے
جبتک مقدر اُس کا اچھا رہا جس طرف وہ لشکر لیکر گیا فتحیاب ہوا جب اقبال اُس کا جاتا رہا
اور بداقبالی کا زمانہ آیا شاہ ایران سے شکست کھا کر بھاگا اور ایک دامن کوہ مین
جاکر ایک غار مین چھپا وہان ایک ادنا شخص نے اُس سے مقابلہ کرکے اُسے زیر کیا اور
تیغ آبدار سے سر اُس کا کاٹ لیا کوئی ایسی حالت مین اُسکا شریک نہوا سوا اُس کے
اور بھی شاہان گذشتہ ایسے ہی حالات مین مبتلا ہوے ہین سدا کسی شاہ و شہریار کی
ایک رنگ اور ایک طور سے زندگی بسر نہین ہوئی پس آپ بھی مثل اُن کے بوجہ بداقبالی
کے اس دام بربادی دنیا ہی مین مبتلا ہوے ہین چندے صبر کیجیے جب زمانہ بداقبالی گذر جائیگا
اور اقبال یاور ہوگا جس طرف لشکر کشی کیجیگا فتحیاب ہوجیگا ہنوز وزرا اور امرا صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نابکار سے براے صبر و شکیبائی عرض کر رہے تھے کہ
ناگاہ فلک پر چند ٹکڑے ابر کے سیاہ و سرخ نمودار ہوے اُنمین برق کی تڑپ اور رعد
کی صدا تھی کسی ابر سے پانی برستا ہوا آتا تھا کسی ابر سے پھول برستے ہوے نظر آتے
تھے امرا و وزرا اُن ابر کے ٹکڑون کو دیکھکر متحیر ہو کر صلصال بن دال بن دیو بن
شمامہ جادو سے عرض کرنے لگے دیکھیے حضور یہ کیسے ابر کے ٹکڑے اس طرف سے آئے
ہین کہ جنسے پانی کے سوا پھول برستے ہوے نظر آتے ہین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو ہرچند صدمہ و غم مین تھا لیکن سب کے کہنے سے جانب فلک دیکھنے لگا اور ایک نظر ان
ابرون کو دیکھکر مسکرا کر بولا شاید ملکہ شمامہ جادو تشریف لاتی ہین یا کسی اپنے
سردار نامی کو مع فوج ساحران واسطے مابدولت کی مدد کے روانہ کیا ہو ابھی
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو وزرا وغیرہ سے یہ کہہ رہا تھا ناگاہ
وہ ٹکڑے ابر کے شق ہوے اُنمین دو ساحران نامی مع چار پانچ سو ساحران غدار
کے پیدا ہوے وہ باز اور بط اور ہنس آتشین اور فیل آتشین اور عقاب سحر وغیرہ
سواریون سحر پر سوار تھے آگے آگے اُن کے فیل آتشین پر دو ساحر نامی سوار تھے
وہ سب عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے اُسی باغ مین آئے جس جگہ صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو وغیرہ سیر کر رہے تھے ساحران نامی نے روبرو
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے آکر بادب سلام کیا اور
عرض کیا آپنے محبت نامہ ملکہ شمامہ جادو کو تحریر کیا تھا اور طالب مدد ہوے
تھے اُنہون نے ہمکو مع ان ساحرون کے واسطے اعانت حضور کے روانہ کیا
ہے اب آپ کو اختیار ہے جب آپکا دل چاہے لشکر کشی کیجیے اور ہمین ہمراہ رکاب لیجیے

ہم وہان کے پادشاہ اور اسکی فوج کے اوپر ایسا سحر کرینگے کہ وہ بے قابو ہو جائیگا آپ ایکدم مین سبکو
تہ تیغ کر ڈالیےگا **صلصال** انکی تقریر سُنکے خوش ہوا اور اُسی باغمین اُن ساحرون کو رہنے کا حکم دیا اور ان دونون
ساحرون سے انکے نام دریافت کیے ایک نے عرض کیا میرا نام پیر جادو ہی اور دوسرے نے کہا مجھکو **خاص و
عام زرمیان جادو** کہتے ہین **صلصال** ان کے نامون سے آگاہ ہو کر خاموش رہا اور اسیوقت سے ارادہ
لشکرکشی کا مصمم کیا چنانچہ تین چار روز کی مدت مین اُسنے سامان لشکرکشی کا مہیا کر کے چھ سات لاکھ سواران جری آزمودہ کار
مع اُن ساحران مذکور کے جانب **ہندوستان** روانہ ہوا کیونکہ قبل روانہ ہونے کے اس نے
اپنے وزرا سے مشورہ کیا تھا کہ کس جانب لشکر لیکر جاؤن انھون نے راے دی تھی کہ قلعہ
سمرقند پر لشکرکشی کرنا ہمارے نزدیک اچھا نہین ہی کیونکہ وہ ایک ذرا سا ملک ہی اور **ہندوستان**
اقلیم زرخیز ہی کہ جو سب اقلیمون مین بہتر اقلیم ہی اور وہان چندان فوج و لشکر بھی نہین ہی بہتر و لازم یہ
ہی کہ **ہندوستان** پر لشکرکشی کیجیے چنانچہ **صلصال** نے اُنکی راے پسند کی تھی اور جانب **ہندوستان** روانہ ہوا
تھا صاحب دفتر لکھتا ہی کہ جب **صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو** نابکار بمقام اندر کوہ و
بار وچاہ کے پہونچا حکم دیا کہ یہین لشکر ہمارا قیام پذیر ہو کیونکہ سرحد **ہندوستان** یہانسے زیادہ دور
نہین ہی چنانچہ بموجب حکم **صلصا** ساحر اور غیر ساحر سب وہین خیام و بارگاہین برپا کر کے قیام پذیر
ہوے **صلصال** بھی ایک بارگاہ فلک جاہ مین استراحت پذیر ہوا یہ تو نابکار اِس جگہ فروکش ہی لیکن
اب احوال **جیپور ہندی** حاکم و ناظم **ہندوستان** کا کہ لندھور اور حمزہ صاحبقران کیجانب
سے وہانکی حکومت کرتا تھا لکھا جاتا ہی کہ ایکروز **جیپور ہندی** تخت حکومت پر بیٹھا تھا امرا و وزرا
سرداران لشکر حکما وندما یہ سب حاضر دربار تھے ناگاہ چند ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ
اور پسینے سے غرق نہایت گھبراے ہوے اُسکے روبرو آے اور مجرا گاہ سے اُسے مجرا کرکے بعد
دعا و ثنا کر نیکے اِسطرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ عادل و قدردان واے حاکم بعدیل و نظیر
ہندوستان ذرا غور سے سُنیے کہ فی الحال **صلصال** بدمآل چھ سات لاکھ سواران خونخوار کی
جمعیت سے اِدھر آیا ہی اور بمقام اندر کوہ و بار دچاہ مقیم ہی اور قصد مصمم اُسکا یہ ہی کہ وہ
ہندوستان پر آے اور فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ عرض کرکے دربار سے
نکلکر ایک جانب چلے گئے **جیپور ہندی** یہ خبر وحشت اثر سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور امرا
و وزرا سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے دشمن زبردست نے لشکرکشی کی ہی
اور قریب آگیا ہی میرے پاس اسقدر فوج نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرون اور یہان سے فوج
ہمراہ لیکر سرحد **ہندوستان** پر جاکر اُسے روکون اور اس سے لڑون ہان یہ دل چاہتا ہی کہ قلعہ بند ہو کر
جب وہ آے تو اُس سے لڑون سواے اس کے اور کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہی اگر تمھارے
نزدیک کوئی امر نیک اور بکار آمد ہو تو بتاؤ مین تو اخبار آمد **صلصال** سُنکے ایک عریضہ بھی خدمت
صاحبقران ذیوقار مین روانہ کر چکا ہون اور اب تک نہ تو وہ جناب تشریف لاے نہ کسی سردار کو انجناب
نے میری مدد کو روانہ کیا وزرا امرا نے بعد فکر بسیار عرض کیا حضور ہمارے نزدیک بہتر و مناسب یہ ہی
کہ اور ایک عریضہ خدمت امیر مین روانہ کیجیے باین مضمون کہ **صلصال** نابکار چھ سات لاکھ سوارون کی

جمعیت سے مقام اندر گوہ تک آگیا ہی اور ارادہ اُسکا یہ ہی کہ ہندوستان پر چڑھائی کرے اور اقلیم ہند کو اپنے قبضہ و تصرف مین لاے چونکہ میرے پاس فوج کم ہی اور ایک عریضہ قبل ازین اسی مضمون کا روانہ خدمت عالی کر بھی چکا ہون اور اب بھی عریضہ روانہ کرکے دست بستہ عرض کرتا ہون کہ جلد تر یا تو خود تشریف لایئے یا کسی سردار زبردست کو روانہ کیجیے کہ وہ آکر میری مدد کرے پس اے بادشاہ اس مضمون کے عریضہ لکھنے سے ہم امید کرتے ہین کہ یا تو امیر تشریف لا ئینگے یا کسی سردار کو روانہ فرما ئینگے اُسوقت آپ اور وہ سردار دونون شریک ہوکر بخوبی تمام اس نابکار سے مقابلہ کیجیگا اور اُسکو تہ تیغ کیجیگا جیپور ہندی نے امرا و وزرا کی یہ راے بہت پسند کی اور اُسیوقت اسی مضمون اور اسی عبارت کا ایک عریضہ میر منشی سے لکھوا کر ایک قاصد کو طلب کرکے عرضی کو ملفوف کرکے سرنامہ پر اُسکے مہر اپنی کرکے اُسے دیا اور کہا جلد اس عریضہ کو خدمت امیر مین لیجا خبردار کہین راہ مین حتی الامکان قیام نکرنا شب و روز راہ طے کرنا وقت ضرورت گھڑی دو گھڑی کہین راہ مین ٹھہر جانا اور جلد اسکا جواب لانا اُسنے عریضہ لیکر اپنی دستار مین رکھا اور رخصت ہوکر اونٹ پر سوار ہوکر جانب بصرہ روانہ ہوا

داستان جنگ کرنا اسلم وطاہر بینی وراز کا مالک اثور سے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا اُنکا مخمس

طبع سنبل کدہ کا ہے پریشان ازمن
نہ ہمی می رمد آن تو گل خندان ازمن
دل کہین اور ہی بیٹھا ہی بغل مین ناچار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان ازمن
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم
کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
گرچہ بودم و لے آن حوصلہ یا خود دارم
رو گئے سر پہ مرے سارے الطباے فہیم
گرد غم راستوان شست بطوفان ازمن

گہ کدورت بدل دشت و بیابان ازمن
میکشد خار درین بادیہ دامان ازمن
ایکدم ہی تو نہین شوخ یہ جاے قرار
کسکو ڈھونڈھون مین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم
قہر ہے ریختہ بالم بہ پناہ کہ روم
ہین گدا الملک شہنشاہ اقالیم ہمہ
کہ بہ بخشم بو وار ملک سلیمان ازمن
تجکو مومن کی ہی الفت ہی نہ ویسا تو کہم

چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان ازمن
لطف ہی پر ستم آلودہ کرم مین آزار
بامن آمیزش او الفت موج است کنار
کیا کرون اٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
تا بکے سرکشی اے سرو خرامان ازمن
گر کوئی لے تو ہین جان دیتے فلک جانہ کرم
قابل چارہ نہین ہی مرا احوال سقیم
اشک بیہودہ مریز انہمہ از دیدہ کلیم

گہر سنجان دریاے معانی ٭ چنین آرد متاع نکتہ دانی ٭ اس مولف نے قبل ازین رقم کیا ہی کہ مالک اثور ہمراہ شاہ وراز گوشان جانب جزیرہ مردمان بینی وراز ان روانہ ہوا تھا بعد قطع منازل وطے مراحل عجائبات وغرائبات کے سیر کرتا ہوا اگرد نزدیک جزیرہ مردمان بینی وراز ان کے پہونچا اور ایک میدان وسیع و فرحت افزا مین مقیم ہوا حاکم جزیرہ مردمان بینی وراز ان نے کہ نام اسکا طاہر بینی وراز تھا خبر پائی کہ شاہ وراز گوشان ہمراہ رکاب مالک اثور کے مع اپنی فوج کے آیا ہی اور مالک اثور کے پاس بھی اسی ہزار نیزہ دار ہین اور وہ قریب میرے جزیرہ کے فروکش ہین ارادہ اُنکا یہ ہی کہ جسطرح شاہ وراز گوشان کو فرمانبردار اپنا کیا ہی مجکو بھی اپنا مطیع کرے اور اپنے دین مین لاے یہ خبر وحشت اثر سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا امرا و وزرا سے اپنے باب مین مشورہ طلب ہوا کہ شاہ وراز گوشان مالک اثور کا مطیع

مستغار ہوا ہی اور دین آبائی اُسنے اپنا ترک کرکے دین اسلام اختیار کیا ہی اور اسکو میرے جزیرون کے
فتح کرانے کے واسطے لایا ہی پس مالک اژدر سے اور شاہ وراز گوشان سے مین لڑون یا نہ لڑون
اُسکی اطاعت اختیار کرکے دین اسکا قبول کرلون اور سبکو اپنی رعایا سے بھی دین اسکا تعلیم و تلقین
کرون اُنھون نے بعد فکر و غور کے عرض کیا حضور ہماری راے مین تو بہتر یہی ہی کہ ایمان اور جان دونون کی
حفاظت کیجاے اُنھون نے عرض کیا ای بادشاہ دین کی تو اسطرح نگہبانی کیجاسے کہ ہر چند مالک اژدر
اور شاہ وراز گوشان تبدیلی مذہب کے بارے مین حضور سے بذریعہ نامہ و پیام کہین آپ ہرگز اُنکے
کہنے کو قبول نکیجیگا اور جان کی یون حفاظت کیجیے کہ تمام فوج اپنی اپنے ہمراہ لیکر اُنکے مقابلہ کیواسطے نجائیے
کیونکہ آپکی سپاہ قلیل ہی اور اُنکی سپاہ کثیر ہی علاوہ اُسکے سنا ہی کہ وہ لوگ عجب طور سے لڑتے ہین کچھ
ایسے آلات ضرب اُنکے پاس ہین کہ ایک ایک اُنمین سے سیکڑون مردم کو ہلاک کر ڈالتا ہی پس آپکے
مردمان سپاہ ویسی لڑائی نہین جانتے نہ اُنکی لڑائی کی تاب لا سکتے ہین یہ ضرور ہی کہ اُنسے ہنگام جنگ
آپکے مردمان سپاہ بھاگین گے اور بدرجہ ناچاری ایسی حالت مین آپکو بھی بھاگنا پڑے گا اور وہ سب
دشمن حضور کا تعاقب کرینگے مبادا حضور اُنکے ہاتھ آ گئے تو وہ حضور کے دشمنونکو قتل کر ڈالینگے پس میدان
کی لڑائی خوب نہین تھی ہان قلعہ بند ہوجیے اور توپین برج قلعہ پر لگا دیجیے اور قلعہ بند کر لیجیے پل تختہ اُٹھوا لیجیے
جب وہ دشمنان جان و ایمان قلعہ مین آنیکا قصد کرین اپنی فوج کو حکم دیجیے کہ گولے مارین وہ گولونکے
کھانیکی تاب نہ لا سکین گے ہزارہا ہلاک ہونگے مابقی بھاگ جائینگے اور اگر نہ بھاگ جائین گے محاصرہ
قلعہ کا کرینگے تو بھی کوئی اندیشہ نہین صدہا برس قلعہ مین بیٹھے رہیگا اور اُنسے خوف نکیجیگا آخر مجبور
ہوکر وہ خود ہی مر جائینگے یا بھاگ جائینگے یا قتل ہو جائینگے اسطرح ہمارے نزدیک جانین بچین گی
اور اگر حضور کو دشمنونسے زیادہ اندیشہ ہو تو اپنے برادر سالم دلاور کو ایک نامہ لکھیے اور اس سے مدد طلب
کیجیے وہ جوان ایسا بہادر ہی کہ خود ہی مع اپنی فوج کے حضور کے دشمنونکے مقابلہ کے واسطے جائیگا اور سبکو
قتل کرکے سر انکے کاٹ کے حضور کے دشمنون کے سامنے لے آئیگا آپکے جانے کی ضرورت
بھی نہوگی طاہر بینی ورا نے اپنے وزرا امرا کی راے مذکور بہت پسند کی اور ان کی عقل
و فہم کی نہایت تعریف کی اور اسیوقت میر منشی سے ایک نامہ اپنے برادر خورد سالم دلاور
کو اس مضمون کا تحریر کیا کہ ای برادر بجان برابر ہم اور تم ایک سیب کے دو ٹکڑے ہین اور
ایک شاخ کے دو پھول ہین اور ایک صدف کے دو گوہر ہین اور ایک شجر کے دو ثمر ہین اور ہم مین
تم مین کسی طرح جدائی نہین ہی اور نہ ایسی کوئی عداوت قلبی ہی ہان بعد مرنے والد کے
بابت تقسیم ملک و مال کے ہمارے اور تمھارے کچھ فساد ہوا تھا آخر کار اکابر شہر نے ہمکو
اور تمکو دونون کو سمجھایا جنگ و جدال سے منع کیا اور نصف ملک و مال تمکو اور نصف ملک و مال
ہمکو اُنھون نے دینے کو کہا چنانچہ بموجب اُن کے کہنے کے ہم اور تم راضی ہوے اور باہم ملک
و مال تقسیم کر لیا تھا اُس روز سے گو تمکو ضرور اس بات کا خیال ہو کہ ظاہر تمسے آمادہ جنگ
ہوے تھے اور کشت و خون انھون نے کیا تھا لیکن فی زمانہ تمکو مناسب ہی کہ اس قصہ گذشتہ
کا کچھ خیال نکرو ہمسے صاف ہو جاؤ اور ہماری مدد کو آؤ کیونکہ ہمنے سنا ہی بلکہ یقین کامل ہی

کہ مالک اژدر کہ مردمان عجیب الخلقت سے ہی وہ نہین معلوم کسطرف سے اور کیونکر
جزیرہ دراز گوشان مین مع اسی ہزار مردمان عجیب الخلقت کے مثل اپنے لیکر آیا ہی
بادشاہ دراز گوشان کچھ اُس سے لڑا تھا آخر کار اُس سے نہ لڑ سکا اُسکا فرمانبردار
ہوا اور دین اُس کا اُس نے اختیار کر لیا پھر شاہ دراز گوشان اس سردار عجیب الخلقت
کو ساتھ اپنے لیکر مع فوج ہمارے جزیرہ کے فتح کرنیکو آیا ہی پس لیجیے اُن کے آنے سے تمکو
اطلاع دی ہی چاہتے ہین کہ ایسے وقت مین ہم اور تم یکجا ہو کر انسے مقابلہ کرین یا تو اُن کو
قتل کرین یا اُن کو اپنی جزیرہ سے نکالدین لہذا تمکو بذریعہ اس نامہ کے دشمن کے آنے سے
باخبر کرکے چاہتے یہ ہین کہ جلد تم ہماری مدد کو آؤ مطلق دیر نہ لگاؤ اگر ہمارے مدد کو نہ آؤگے تو
پھر یہی روز تمکو بھی نصیب ہوگا دشمنان مذکور ہمارے جزیرہ پر قابض و متصرف ہو کر تمہارے
جزیرے پر بھی قبضہ کرینگے ہمین اور تمہین دونون کو مار ڈالینگے مال و اسباب لوٹ لینگے
آئندہ تمکو اختیار ہی بر رسولان بلاغ باشد و بس زیادہ کیا لکھا جاے یہ عبارت نامہ مین بعد
القاب و آداب کے لکھکر اُسے ملفوف کیا اور سر نامہ لکھکر اُسپر مہر اپنی کی اور قاصد کو طلب کرکے
وہ نامہ اُسے دیا اور کہا جلد جا ہمارے برادر خورد سالم دلاور کو یہ نامہ جا کر دیدینا
اور جواب اس کا لیکر آنا وہ نامہ لیکر فی الفور روانہ ہوا بعد قطع راہ جب در دولت
سالم دلاور پر پہونچا اُونٹ کو اپنے روک کر نیچے اُترا اور دربانون سے کہنے لگا
جلد جا کر خبر کرو کہ ایک ناقہ سوار حضور کے برادر بزرگ کا نامہ لیکر آیا ہی امیدوار
باریابی ہی دربار مین فوراً گئے اور سالم دلاور سے عرض کیا اس نے پہلے تو متحیر ہو کر
خیال کیا کہ جب سے والد ماجد نے ہمارے انتقال کیا اور بھائی صاحب طاہر سے لڑائی
ہوئی آجتک ہمارے اور اُنکے خط و کتابت نہ تھی بلکہ کسی طرحکا رسم و ارتباط باقی نہ رہا
تھا اِدھر اور اُدھر گرد و غبار رنج و ملال آئینۂ دل پر تھا اور ابتک ہی اسوقت کیا
باعث ہی کہ نامہ انھون نے مجکو لکھا ہی یہ خیال کر کے اپنے وزرا اور امرا اور اعیان
دولت سے اس باب مین مشورہ طلب ہوا کہ ہمارے برادر نے نامہ ہمکو بدست قاصد
بھیجا ہی اور وہ لیکر آیا ہی آیا اُس کو طلب کر کے نامہ اُس سے لیا جاے یا بوجہ عداوت
کے اُسے دربار مین نہ طلب کیا جاے اور نامہ واپس دیا جاے سب نے دست بستہ عرض کیا
خداوند نعمت ہمارے نزدیک مناسب یہ ہی کہ قاصد کو طلب فرمائیے نامہ اُس سے لیکر
پڑھوائیے دیکھیے تو اسمین اُنھون نے آپکو کیا تحریر کیا ہی اگر موافق مزاج عالی اس مین
کچھ لکھا ہوگا تو اُسپر عمل فرمائیگا ورنہ انکار کیجیےگا سالم دلاور نے بموجب کہنے اعیان
دولت کے حکم دیا کہ نامہ دار کو ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور اُس کو اپنے
ساتھ دربار مین لاے اُس نے دربار مین آتے ہی سالم دلاور کو بموجب قاعدہ
کے مجرا کیا اُسنے اُس سے نامہ طلب کیا اس نے اپنی دستار سے نامہ نکالکر حوالے کیا سالم
دلاور نے نامہ کو پڑھوا کر بخوبی سنا اور اُس کے مطلب سے آگاہ ہو کر اہل دربار سے

پوچھا کہو اب اس تحریر نامہ کے بارے مین کیا تمھاری رائے ہے مین انکی مدد کو جاؤن یا نجاؤن
اُنھون نے بعد فکر و تامل کے عرض کیا اے بادشاہ ہمارے ہماری تو یہی رائے ہے کہ آپ ضرور
اُن کی مدد کو جایئے ایسے وقت مین عداوت ماضیہ کا خیال نکیجیے کیونکہ وہ آپکے
بزرگ ہین اور بجاے پدر کے ہین اور کم قوت و کم سپاہ ہین فنون جنگ سے ناآشنا
ہین اگر دشمنان مذکور اگر اُنکو قتل کرڈالینگے تو باعث آپکی بدنامی کا ہوگا ہر ایک عاقل
بجاے خود یہ کہیگا کہ چھوٹے بھائی نے اپنے بڑے بھائیکی مدد نکی دشمنون نے اُسے آکر قتل
کرڈالا افسوس ہزار افسوس بھائی کی بھائی نے مدد نہ کی علاوہ اس کے یہ بھی یقین
کامل ہے کہ بعد قتل کرنے طاہر کے مالک اژدر ادھر بھی آئیگا اور آپ سے بھی آمادہ
جنگ و جدال ہوگا حضور کو لڑنا اُس سے ضرور ہوگا بس پہلے ہی اُس سے کیون نہ مقابلہ
کیجیے کیونکہ بڑے بھائی پر احسان بھی ہوگا اور کوئی حضور کو برا بھی نہ کہیگا اور مطلب بھی نکل
جائیگا سالم دلاور نے اُن کی تقریر کو سنکے فرمایا تم سچ کہتے ہو بیشک مجکو ایسا ہی کرنا
چاہیے ہے جیسی تمنے رائے دی ہے یہ کہکر اُس قاصد کو موافق اُس کی لیاقت کے خلعت
دیکر اُس سے یہ کہکر اُسے رخصت کیا کہ تو جاکر ہمارے بھائی صاحب سے کہدینا کہ سالم
اگر صحیح و سالم رہا تو آپکے پاس جلد آتا ہے قاصد یہ جواب نامہ لیکر جلد وہان سے رخصت ہو
کر طاہر کی خدمت مین آیا اور جو کچھ سالم دلاور نے کہا تھا عرض کیا طاہر اُس کے
آنے کی خبر سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ مین مصروف ہوا قلعہ کو اپنے آلات
حرب و ضرب سے خوب آراستہ کیا اور دیگر اسباب جنگ بھی موجود و مہیا کئے
تیسرے روز سالم دلاور کے آنے کی خبر معلوم ہوئی طاہر دراز ہینی نے جملہ
اپنے وزرا اور امرا کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا سب فی الفور
گئے اور سالم دلاور کو استقبال کرکے دربار طاہر ہینی دراز مین لائے جب
طاہر ہینی دراز نے دیکھا کہ بھائی میرا دربار مین آیا ہے فوراً تخت حکومت سے
اُٹھا اور چند قدم آگے بڑھکے اُسکا استقبال کیا اور برابر اپنے تخت کے اوپر اُسے
بٹھایا اور بہ الفت و محبت اُسے اپنے سینے سے لگایا اُس نے بھی بزرگ اپنا
اُس کو جانکر قبل اس کے سلام کیا تھا اور اب بھی عرض کیا کہ آپ میرے بزرگ
ہین اسقدر میرا رتبہ نہ بڑھایئے مجکو اپنا چھوٹا اور فرمانبردار تصور کیجیے برابر
اپنے مجکو تخت پر نہ بٹھایئے طاہر ہینی دراز نے کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو تمھارا
فرمانبردار ہونا کیسا مین تمکو اپنا قوت بازو اور جان و جگر جانتا ہون اور
مثل اپنے فرزند کے تصور کرتا ہون یہ کہکر ساقیان سیمین ساق کو طلب کیا وہ
گلشیشے شراب ناب کی مع جام بلورین کے لیکر حاضر ہوا طاہر ہینی دراز نے اُس سے
اشارہ شراب پلانے کا کیا وہ جام بلورین مے سے لبریز کرکے روبرو سالم دلاور
کے لایا سالم دلاور نے کہا اے ساقی مین بے ادب نہین کہ قبل اپنے بزرگ کے

میگساری کرون جب میرے بزرگ شراب پی چکین گے اسوقت مین بھی میخواری کرونگا یہ کلام سالم دلاور کا ساقی نے سنکے جام میرو بروطاہر بینی دراز کے کیا اُس نے اُس کے ہاتھ سے جام لیکر شراب ناب پی پھر ساقی نے جام شراب سے بھر کر سالم دلاور کو دیا اُس نے بھی شراب پی اسیطرح چند جام ہرایک نے پئے جب نشہ ہوا سالم دلاور نے عرض کیا ای برادر مکرم حسب الحکم جناب یہ کمترین حاضر ہوا ہی اگر ارشاد ہو تو اسیوقت مع چالیس ہزار اپنی سپاہ کے جاہے اور آپکے دشمنون کے سر کاٹ لاے اُس نے کہا ای برادر ابھی تو تم آے ہو کسل راہ بھی دفع نہین ہوا ہی چند روز استراحت اور آرام پذیر ہو بعد ازان جانا مین بھی تمھارے ہمراہ مع اپنے سپاہ کے چلونگا اُس نے کہا خیر آج تو بموجب آپ کے ارشاد کے بجا ونگا لیکن صبحکو ضرور جاونگا کیونکہ دشمنونکو اور آگے دینا اور ان سے غفلت کرنا اچھا نہین ہی عقل یہ کہتی ہی کہ مین جلد جاکر اُن کو وہین روکون اور اُن سے وہین مقابلہ کرون سنا ہی کہ مالک اشدر نیزہ بازی مین کامل واکمل ہی اور بے مثل ونظیر ہی مین نے بھی نیزہ بازی کچھ حاصل کی ہی اور مین بھی جانتا ہون جانے ہی ہنگام مقابلہ اُس سے نیزہ سے جنگ کرونگا اور سینہ پرکینہ پر اُس کے نیزہ کا وار کرکے اُسے ہلاک کرونگا پھر سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لونگا اور اُس کے مرجان فوج کو ایک حملہ مین پریشان اور متفرق کردونگا اور شاہ درازگوشان کو تو بہیت کان پکڑ کے زندہ اسیر کرکے حضور کے روبرو لے آؤنگا طاہر بینی دراز نے جوابدیا ای برادر بجان برابر مجھے یقین کامل ہی اور تم ایسا ہی کروگے مجھے تمھاری دلاوری اور بہادری سے آگاہی ہی تم قوت وشجاعت مین مثل ونظیر اپنا نہین رکھتے ہو اس نے عرض کیا کہ آپ میری عزت افزائی اور قدردانی کرتے ہین مین آپ کو اپنے سے بہتر وافضل جانتا ہون غرض ایسی باتین بہت دیر تک رہین اُس طاہر بینی دراز نے بڑے تکلف سے اپنے بھائی کی دعوت وضیافت کی جب وقت دربار برخواست کرنے کا آیا طاہر بینی دراز نے دربار برخواست کیا ہنگام شب کو محلسرا مین جاکر دونون بھائیون نے علحدہ علحدہ مسہریونپر آرام کیا جب صبح ہوئی دونون بھائی بعد فراغ امور ضروری لباس نفیس ونادر پہنکر تاج شاہی سرونپر رکھکر محلسرا سے برامد ہوے دربار مین آے امرا وزرا وغیرہ اہل دربار واسطے تعظیم وتکریم کے کھڑے ہوے سب نے جھک جھک کے مجرا کیا دونون بھائیون نے بایما واشارہ سبکا سلام لیکر تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ فوج ہماری مسلح ومکمل ہو چنانچہ حسب الحکم سپاہ طاہر دراز بینی اور سالم دلاور مسلح ومکمل ہوے اُس وقت دونون بھائی مرکبون پر سوار ہوکر اپنی اپنی فوج ہمراہ لیکر بکروفر روانہ ہوے اور سامنے مالک اشدر کی سپاہ کے آگے فروکش ہوے ہنگام شب دونون برادران موصوف الصدر نے مشورہ کرکے طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوایا

ہرکارے صداے نقارہ رزمی سنکے خدمت مالک اژدر مین آے اور بعد دعاو
ثناے بادشاہی کرنے کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے جانشین حمزہ صاحبقران
اس وقت لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی ارادہ ظاہر اور سالم دلاور کا یہ ہی کہ
صبحکو میدان جنگ مین آکر آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرین باقی خیریت ہی مالک
اژدر نے حال نواخت طبل رزمی سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت
ایزدی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے جو کچھ منظور خدا ہوگا صبحکو اس کا ظہور ہوگا چنانچہ
حسب الحکم مالک اژدر کے ملازمون نے نقارہ رزمی پر چوب لگائی صداے
نقارہ رزمی بلند ہوئی جوانان ہردو سپاہ صداے نقارہ جنگی سن کے تیاری جنگ
مین مصروف و مشغول ہوے تمام شب دونون طرف خوب تیاری جنگ جدال ہوئی
صبحکو دونون لشکر ہمراہ رکاب اپنے سردار اور بادشاہی وقار کے میدان
جنگ وجدال مین آے اور بعد درست ہونے میدان کارزار و نقابت نقبا
کے و صفوف آرائی کے اور پہلے سب کے سالم دلاور اپنے لشکر ظفر پیکر سے نکلکر
میدان مصاف مین آیا اور پکار کر کہا جس کو تمناے جنگ وجدال منظور ہو وہ
مجھ سے آکر مقابلہ کرے بادشاہ دراز گوشان بکر و فر فوراً صف لشکر سے نکل کر
اس کے مقابلے کو گیا اس نے بعد گفتگوے سخت تیغ آبدار سے اس کے سر کو زخمی
کیا مالک اژدر نے اسے زخمی دیکھ فی الفور صف لشکر سے نکل کر اس کے
مقابلے کو گیا اور شاہ دراز گوشان کو جنگاہ سے لشکر مین بھیج دیا اور
سالم دلاور نے برہم ہوکر نیزہ اس کے سینہ پر مارا اس نے اس کے نیزہ کو
اپنے نیزہ کے اوپر روکا پھر مالک اژدر نے نیزہ کا وار کیا اس نے بھی اپنی
سنان نیزہ پر اس کی سنان نیزہ کو روکا آخرکار سالم دلاور دعوی کرکے نیزہ
مارا مالک اژدر نے اس کے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور کہا اے دلاور ابکی مرتبہ
میرے وار سے خبردار و ہوشیار رہنا نیزہ تیرے ہاتھ سے نکالدونگا سالم دلاور اپنے
دل مین ہنسا اور بہت خوش ہوا بعد خوش ہونے کے کہنے لگا آجتک تو کسی نے میرے
ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا ہی ایک تو ہی بہادر یکتا معلوم ہوتا ہی کہ میرے ہاتھ سے نیزہ گرانبار
نکالدیگا ایک آنکھ کا تو تو آدمی ہی تجھے اچھی طرح ہر چہار طرف دکھائی بھی نہ دیتا ہوگا تو کیا نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالدیگا مالک اژدر یہ تقریر اس کی سنکے برہم ہوا اور ایسا بند تاور باندھا
اس سے کھل نہ سکا ہر چند سالم دلاور نے سعی و کوشش کی مگر سنان نیزہ اس کی چوب نیزہ
سے نکلکر مانند تیر شہاب کے دور جا کر گری لشکر مین مالک اژدر کے شور تحسین و آفرین بلند ہوا
سالم دلاور مارے شرمندگی سے گویا ایک نیزہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا پھر غضبناک ہوکر
ڈانڈ نیزہ کی ڈانڈ پر لگائی مالک اژدر نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا سالم دلاور
زیادہ تر غضبناک ہوا اور مرکب اپنا آگے بڑھایا اور پھرتی و چالاکی سے زنجیر کمر مالک

مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ پشت مرکب سے اُٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکون کہ استخوان اُس کے
ریزہ ریزہ ہو جائین اُسوقت مالک اژدر کے ہاتھ مین نیزہ تھا چاہا کہ نیزہ سے حریف کو
ہلاک کرون لیکن خیال کیا کہ سالم کو صحیح و سالم رکھنا چاہیے یہ جوان بہادر ہے اسکو قتل کرنا
مناسب نہین ہے اسکو زیر کرو شاید یہ دائرہ دین اسلام مین آئے یہ خیال کرکے نیزہ تو اُسے نہ
مارا لیکن اسکی زنجیر کمر مین خود ہی ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا تھوڑی دیر کے زور کرنے
مین سالم دلاور تھک گیا مالک اژدر نے اُسے بسہولت تمام زین فرس سے اُٹھا کر
اپنے سر سے بلند کیا اور بعض داستان گویون نے یون بھی بیان کیا ہے کہ اسوقت شاطر دنگے
کہنے سے دونون بہادر گھوڑون سے اتر کر دامن گردانکر کشتی لڑے تھے اور ایک پہر
کے زمانے مین مالک اژدر نے اُسے اُٹھا کر سر سے بلند کیا تھا غرض بہر طور مالک اژدر
نے اُسکو اپنے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر پٹکے سالم دلاور پکار اُٹھا کہ اے
شہریار و ای پہلوان جہان تو جانشین صاحبقران ہے اُنھین کے قاعدہ پر کاربند ہونا
چاہیے کہ سر سے بلند کرکے زمین ذلت پر گرانا مناسب نہین الامان مالک اژدر نے ہاتھ
روک لیا اور زمین پر نہ پٹکا فرمایا کہ اے شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت امان بشرط
ایمان تصور کر کہ لات و منات کی پرستش کرتا ہے خیال تو کر لات پتھر کے پتلے اپنی حفاظت
سے خود ہی مجبور و ناچار ہین وہ کیا کسیکی حاجت روائی کرینگے یہ اعتقاد ٹھیک نہین ہمارا
پروردگار وحدہ لاشریک ہے جسنے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا خاک کے پتلے
کو گویا کیا یہ شرف عطا فرمایا کہ اشرف المخلوقات ہوا کیا کیا کام کرتا ہے انتظام دنیا بجالے کیا کیا
فخر پیدا کیے کوئی بادشاہ کوئی وزیر صاحب تدبیر ہے کوئی سپہ سالار لشکر کوئی نحیف و ضعیف و
مجبور و ناچار ہے ایک عہدے پر سب کو قرار دیا ورنہ انتظام دنیا مین فرق پڑتا پس
مناسب وقت یہ ہے لات و منات پر لعنت کرو یہ باطل پرستی کیا ضرور ہے نام سے
اس پروردگار کے دلکو سرور ہے رحیم و رحمان اس کا لقب ہے نہ ماننے والا اس کا
بے ادب ہے یہ کلمات فہمائش سُنکر سالم دلاور خوش ہوا اور سواے خاموشی کے
کچھ جواب ندے سکا کہا کہ آپ طریقہ دین اسلام مجکو تعلیم فرمایئے مالک اژدر نے
خوش ہو کر کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سالم بخوشی دائرہ اسلام مین آیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا
اور مالک اژدر نے خوش ہو کر آہستہ اُسے زمین پر بٹھا دیا اسنے فوراً اپنا قدم مالک پر رکھنا
چاہا مالک نے منع کیا اور سر اسکا نہایت الفت سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اسوقت طاہر نے اس
خیال سے مع اپنی فوج کے سپاہ مالک اور خاص مالک پر حملہ کیا کہ مین اپنے بھائی کو فوج دشمن
سے لے آؤن اور مالک وغیرہ کو قتل کرون چنانچہ ہنگام حملہ مالک نے بھی اپنی فوج کو اشارہ
کیا جوانان سپاہ نیزے لیکر آگے بڑھے دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی مالک نے بھی حملہ کیا اُسوقت
طاہر تاب ثبات قدمی نلاکر میدان سے بھاگا سالم نے فوج سے کہا کہ مین مسلمان ہوا تم لوگون کو اختیار ہے
سب نے اطاعت کی مالک سب کو لیکر بارگاہ مین آئے جلسۂ عشرت کا سامان ہوا ناچ رنگ ہونے لگا

بآواز بلند عرض کیا کہ جب آپ نے مالک اژدر ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر لی ہو تو ہمین کیا عذر ہو یہ کہکر سب
حاضر خدمت ہوئے اور مالک اژدر اور سالم بہادر کے شریک ہوکر طاہر کی فوج کا تعاقب کرتے گئے چنانچہ بہت سے مردان
لشکر اُسکے قتل ہوئے طاہر مع اپنی فوج باقی ماندہ کے گریزان ہوکر اپنے قلعہ مین گیا اور در قلعہ بند کرکے پل تختہ اُٹھوا لیا اُسنے
بخوبی سامان جنگ مرتب کیا ادہر مالک اژدر وغیرہ نے دو تین کوس تک طاہر ورازینی کا تعاقب کرکے مال و اسباب خیمہ و خرگاہ
اُسکا غارت کرکے فرودگاہ لشکر پر آکر کمرین کھولین اُسوقت مالک اژدر نے سالم دلاور سے کہا اے بہادر میرا ارادہ ہو کہ کل
یہان سے مع فوج طاہر کے قلعہ پر جاکر قلعہ کو فتح کرکے اُسے قتل کرونگا اُسنے عرض کیا طاہر میرا برادر بزرگ ہو حتی الامکان
مین نہین چاہتا کہ وہ قتل ہو پہلے مناسب یہ ہو کہ آپ اُسکو ایک نامہ تحریر کیجیے اور وہ نامہ میرے حوالے کیجیے مین نامہ لیکر جاؤن اور
اُسکو سمجھاؤن شاید وہ راہ راست پر آئے مالک نے اُسکی راے بہت پسند کی اور ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے طاہر تمکو
لازم ہو کہ مثل اپنے برادر خورد کے دین اسلام قبول کرو اور اپنے مذہب باطل سے اجتناب کرو اور میری اطاعت قبول کرو ورنہ
انجام سرکشی اور لڑائی کا اچھا نہوگا اس مضمون کا نامہ لکھواکر اُسکو ملفوف کیا اور سر نامہ پر مہر اپنی کرکے سالم دلاور کے حوالہ
کیا وہ بہادر تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکر مرکب باد رفتار پر روانہ ہوا بعد قطع راہ در قلعہ پر پہونچا طاہر کو اُسکے آنے کی خبر
معلوم ہوئی اُسنے امرا و زراے راے لیکر اُسے اندر قلعہ کے یکہ و تنہا بلایا اور نامہ لیکر اُسے پڑھوا کر مضمون سے اُسکے باخبر ہوا
اور جواب مین اُس نامہ کے کہنے لگا مین تو اُس یکچشم کی اطاعت قبول نکرونگا اور اُسکا مذہب اختیار نکرونگا اور اے برادر اب تم
میرے قلعہ مین آگئے ہو تم بھی اپنا دین آبائی اختیار کرو اُسکی اطاعت نکرو اُسنے جواب دیا اے برادر شکر ہو خدا کا کہ مالک اژدر
نے مجکو ہدایت کی اور مین مسلمان ہوا جادۂ نجات پر مینے قدم رکھا اور راہ ضلالت سے روگردان ہوا اب ممکن نہین کہ دین اسلام
سے منحرف ہون اور نہین چاہتا کہ آپ بھی گمراہ رہین جس طرح مین مسلمان ہوا آپ بھی بغیر جنگ و جدال دین اسلام اختیار کیجیے
اُسنے جواب دیا مین اپنا مذہب تبدیل نکرونگا اور نہ مالک اژدر کی اطاعت کرونگا سالم دلاور اُس سے جواب صاف
سنکے وہانسے مالک اژدر کی خدمت مین آیا اور عرض کیا برادر ہمارے کسی طرح نہین مانتے اب آپکو اُنکے مارنے مین
اختیار ہو مالک اژدر نے جب سنا کہ طاہر راہ راست پر نہین آتا ہو کہا کل اُسکے قلعہ پر چڑھائی کرونگا اور قلعہ مین
جاکر اُسے قتل کرونگا یہ کہکر خاموش ہوا دوسرے روز وقت سحر جملہ فوج اور سالم اور شاہ دراز گوشان کو ہمراہ لیکر چڑھ
دھاوا کیا طاہر نے گول اندازون سے کہا گولے مارو اُنھون نے گولے مارنے شروع کیے اکثر مردمان لشکر گولون سے ہلاک
ہوئے مالک اژدر سپر فراخ دامن ایک ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین گرز گران سر لیے ہوئے گولونسے بچتا ہوا تا خندق
پہونچا اہل قلعہ نے گولے مارنا موقوف کرکے تیراندازی کرنا شروع کی فصیل قلعہ سے گویا آگ برسنے لگی مالک اژدر نے
سب آفتون سے بفضل الہی بچکر خندق طے کی اور قلعہ پر جاکر گرز گران سے در قلعہ توڑا اور اندر قلعہ کے مع فوج داخل ہوئے
طاہر نے کچھ مقابلہ کیا آخر کار طالب امان ہوا مالک اژدر نے کہا امان بغیر قبول ایمان نہ دی جائیگی اُسنے کہا اب مجھے مسلمان
ہونے مین کوئی عذر نہین ہو یہ سنکے مالک اژدر نے جنگ سے ہاتھ روکا طاہر دست بستہ روبرو حاضر ہوا اور قدم پر گرا
مالک نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے عرض کیا اب آپ تخت پر چلکر رونق افزا ہون مالک نے تخت نشینی سے
انکار کیا اور کہا تخت و تاج تمہارا اُنکو مبارک ہو مین تو واسطے ہدایت دین کے تمسے لڑا تھا ملک و مال کی ضرورت نہین
طاہر یہ سنکے خوش ہوا اور عرض کیا اب آپ دین اسلام مین مجھے داخل کیجیے کلمہ طیبہ پڑھائیے مالک نے اُسے کلمہ
پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر اُسنے مالک اژدر کی مع اُسکی فوج اور سالم دلاور اور شاہ
دراز گوشان کے دعوت کی سب نے بخوبی طعام دعوت کھایا اور اُسی قلعہ مین چند روز تک قیام کیا ایک روز

طاہر درازبینی اور سالم دلاور اور شاہ درازگوشان سے کہا کہ فضل خدا سے تم سب دائرۂ دین اسلام مین آچکے ہو اور اطاعت تمنے اختیار کی ہے اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اپنے جزائرمین سکہ بنام سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کے جاری کرو کیونکہ یہی قاعدہ ہے کہ جو اُنکے لشکر کا سردار کوئی ملک فتح کرتا ہے اُس ملک مین سکہ شاہ موصوف کا جاری کراتا ہے اور جو وہان کا حاکم ہوتا ہے وہ منجانب شاہ مسطور اپنے ملک کی حکومت کرتا ہے چونکہ مین اُنھین بادشاہ کے لشکر کا ایک سردار ہون اسواسطے یہ تمکو تاکید کرتا ہون کہ بادشاہ موصوف کے نام کا سکہ جاری کرو اور مساجد بنواؤ بتکدے منہدم کراؤ سب نے عرض کیا ایسا ہی کرینگے خلاف آپکے حکم کے عمل نکرینگے چنانچہ اُنھون نے دو تین ہی روز کی مدت مین تعمیل حکم کی جب مالک اژدر سکہ شاہ موصوف جاری کرا چکا اور زخم سر شاہ درازگوشان کا اچھا ہو چکا ایک روز اُس سے پوچھا اب کون قوم اور کون آدمی یہان باقی رہگئے ہین اُسنے عرض کیا آگے اس جزیرہ کے ایک جزیرہ ہے کہ وہ جزیرۂ سگسران مشہور ہے اور اُنھین کی قوم سے ایک شخص وہانکا حاکم ہے اور دین حق سے بہرہ نہین رکھتا ہے مالک نے کہا اُسکو ہدایت ضرور ہے یہ کہکر طاہر درازبینی سے کہا اب تم سبکو رخصت کرو اور اپنے جزیرہ مین بموجب سابق حکومت کرو اُسنے طوعاً و کرہاً قبول کیا مالک اژدر طاہر کے قلعہ سے نکلکر سالم دلاور اور شاہ درازگوشان کو ہمراہ لیکر جانب جزیرۂ سگسران روانہ ہوا اثنائے راہ مین جزیرہ سالم دلاور کا ملا مالک اژدر نے اُسکو بھی وہین چھوڑا اور اپنے ہاتھ سے اُسکو تخت پر بٹھادیا دو روز وہان قیام کیا طعام دعوت کھایا جزیرہ کی سیر کی بعد ازان اس سے بھی رخصت ہوکر آگے روانہ ہوے اب مالک اژدر کا احوال بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان طبل جنگ بجوانا ہرمز و فرامرز کا بنام نریمان بن ضرغام سردار لشکر خاقان گردون اساس اور جنگ کرنا اُسکا اہل اسلام سے وحال عیاری عمر دوندہ عیار خاقان گردون اساس و عیاری عیاران لشکر اسلام وغیرہ مخمس

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک
نادان ہین یار اُنھین کوئی سمجھائے کب تلک
دشوار ہے وصال مین ناکام جب تلک
رہجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہے آرزوے بوسہ بہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
پر اُس جفا شعار سے شرمندہ ہی رہا
بیدادیون سے اب ہے یہ دریائے خون بہا
کہتے ہین بے وفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

کب بزم مین مین کام ہوسیاب ہوسکا
کب مجھسے کچھ مخالف آداب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین ہمخواب ہوسکا
تمکین حسن ہے کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بھی کوئی طلق بے ادب تلک

بس زہر دیدے مضطرب ای چارہ جو ہو
گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جسم نیمجان کچھ نہین باقی ہے سو نہو
آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی مت کر اے دل بیہوش ہر ادا
کیا جانے تو کہ ہے نگہ یار کس طرف
منھ پھیرتے ہین بزم مین بیٹھو نمین جسطرف
وہ چشم التفات کہان اب جو اسطرف
دیکھی کہ ہے دریغ نگاہ غضب تلک

نقد روان اشک کا ہے صرف روز و شب
یاقوت لخت دل کا ہے یان خرچ بے غضب
وہ دُر تر بے بہا جسے رکھین عزیز سب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہی عہد وفا دشمنون سے یار
لکھو ہاتھ سے نہ مجھے ستم کش کو زینہار
ہونا پڑیگا نازسرشتون سے شرمسار
مایوس لطف سے نکر ای دشمنی شعار
امید سے اُٹھائے ہین ہم جور اب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ مل فریب
ہم اُنکے رشک سے جو ہین آتی خجل فریب
دونو طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب
یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دل فریب
شکوہ بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اُتر
یہ حال تھا کہ مضطر وحیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اک رفیق گہر بار دیکھکر
ایسی ہی بیقراری رہی متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہین بچتے شب تلک

کاتبان اخبار جنگ وجدال ومحرران واقعہ حرب وقتال اس داستان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب ایک زمانہ تک کوئی سردار اور شہریار ہرمز وفرامرز کی مدد کو نہ آیا اور طبل جنگ نہ بجا ہرمز وفرامرز نے ایک روز سر دربار ایسے وقت کہ خاقان گردون اساس اور نریمان بن ضرغام کہ ایک بہت بڑا زبردست سردار لشکر خاقان مذکور کا ہمہ بیٹھے تھے اور سوا اُنکے بختیارک اور دیگر اہل دربار بھی سب حاضر تھے یہ کہا کہ افسوس اتنا زمانہ گذرا آج تک کوئی ایسا بہادر نہ تھا کہ جو اپنے نام پر طبل جنگ بجواتا اور اہل اسلام سے لڑتا خصوصاً نقابدار سرخپوش سے کہ اُس نے مجھے پے در پے صدمے دیے ہین اب ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہم خود اپنے نام پر نقارہ جنگی بجوائین اور نقابدار سرخپوش اور حمزہ سے لڑکر مر جائین جھگڑا فیصلہ ہو جائے یہ تقریر ہرمز وفرامرز کی سنکے خاقان گردون اساس نے کہا ای فرزندان شہنشاہ نوشیروان یہ کب ہوسکتا ہی کہ ہم موجود ہون اور آپ خود اپنے نام پر طبل جنگ بجوائیے اور حریفون سے مقابلہ کر کے ہلاک ہو جائیے پہلے ہمین اعداسے مقابلہ کر لینے دیجیے بعدہ آپکو اختیار ہی جب تک ہم زندہ ہین اُسوقت تک ہرگز آپکو اس عزم پر آمادہ نہونے دینگے بعد ہمارے جو مناسب ہو کیجیے گا یہ گفتگو خاقان گردون اساس کی سنکے نریمان بن ضرغام اسکے لشکر کے سردار نے عرض کیا کہ انکو تو آپ اپنے نام پر طبل جنگ بجوانے سے مانع ہوے اب مین حضور کی خدمت مین یہ التماس کرتا ہون کہ یہ کب ہوسکتا ہی کہ نمک خوار اور پروردہ قدیم زندہ موجود ہو اور آقا اور مالک اور بادشاہ اُسکا سر میدان جنگ جاکر دشمنون سے مقابلہ کرے تیغ وتیر ونیزہ وخنجر تن پر کھائے اور نمکخوار دیکھا کرے لعنت ہی ایسے نمک خوار پر کہ جو اپنے مالک وآقا کو دشمنون مین جانے دے اور خود اُسکی عوض خاک وخون مین غلطان نہو اور اُسکے دشمنون سے مجادلہ نکرے اس خاکسار نے ایک مدت دراز سے آج تک حضور کا نمک کھایا ہی آجکے دن دل چاہتا ہی کہ کچھ حق نمک ادا کرون لہذا امیدوار ہون کہ خاص میرے نام پر طبل جنگ بجوایا جائے بختیارک کہ شرارت اور شیطنت مین کچھ ابلیس سے بھی بڑھا ہوا ہی اسنے نریمان کی تقریر سنکے خیال کیا اسوقت ای بختیارک کچھ تجکو بھی بولنا چاہیے نریمان آمادہ جنگ ہی اسکو گرما کے اسیکی لڑائی دیکھنا چاہیے انجام کار یہ مارا ہی جائیگا یا مسلمان ہو جائیگا تم اپنے مذاق اور خوش طبعی سے کیون باز رہو اسکو اہل اسلام سے لڑوا کر خوب دور سے تماشا دیکھو لطف زندگی حاصل کرو یہ خیال کرکے اُس رشک شیطان نے خاقان گردون اساس سے مخاطب ہو کے عرض کیا حضور یہ آپکا سردار لشکر نہایت بہادر اور نمک حلال ہی جو لازمون اور خیرخواہو نکو لائق ومناسب ہی وہ یہ کہتا ہی آپکو لازم ہی کہ اسکی عرض قبول کیجیے خود اپنے نام پر ابھی طبل جنگ نہ بجوائیے اسکی جنگ عرصہ مصاف مین مشاہدہ کیجیے مین اکثر فنون اور علوم سے آگاہ ہون انمجملہ فن قیافہ شناسی سے بھی واقف ہون اس جوان کے چہرے سے خوب ثابت ہوتا ہی کہ یہ مرد میدان بردہی قوت وشجاعت مین سو دو سو دلاورون سے بہتر ہی ہرمز وفرامرز نے بھی خاقان سے کہا کہ وزیر خوش تدبیر سچ کہتا ہی خاقان نے کہا اچھا آپ اسیکے نام پر طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت ہرمز وفرامرز نے کہ ہنگام شب تھا حکم طبل جنگی بجنے کا دیا ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی

جب صدائے طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے جو بامر خبر رسانی معین و مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر فی الفور دربار پُر انوار لشکر اسلام مین گئے اور مجراگاہ سے بادشاہ موصوف کو مجرا کرکے اسطرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام زبان پر لائے کہ بموجب **نظم**

جس سے ڈرتا ہے ہر جوان و پیر
سبز و شاداب بس ہے کشت دین
تیرے دشمن پھرا کرین در در

اے شہ نیک لشکر اسلام
تیرے نیزہ کے اے شہ صفدر
یا خدا جب تلک ہین مہر و ماہ

تو ہے سر کوب کافران انام
ڈر سے مضطر ہین سبکے قلب و جگر
اور ہے یہ ظہور شام و پگاہ

تیری شمشیر وہ ہے برق نظیر
تیری ہی ذات سے ہے بروئے زمین
حکمران تو ہو ہفت کشور پر

بعد ثناو دعاے مندرجہ کے اس طرح التماس کی کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے حکمران خشک و تر اسوقت لشکر کفار مین بعد ایک زمانہ کے طبل جنگ بنام **نریمان بن ضرغام** بجا ہے یہ وہ **نریمان** ہے جو ایک سردار زبردست لشکر **خاقان گردون اساس** کا ہے ارادہ سردار مذکور کا یہ ہے کہ صبح کو میدان جنگ مین آئے اور خیر خواہان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے یہ کہکر دربار سے نکلکر ایک جانب روانہ ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب **امیر** باتوقیر دیکھا گو کہ **امیر** خیال **بدیع الزمان** مین بیٹھے تھے اور پریشان خاطر تھے کیونکہ کچھ احوال **بدیع الزمان** کے ملنے کا معلوم نہین ہوا تھا مگر بمجرد دیکھنے بادشاہ لشکر کے سمجھ گئے کہ یہ دیکھنا بادشاہ کا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ نقارہ رزمی بجوایا جاے چنانچہ **امیر** نے ماقی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہوکر **چالاک بن عمرو** سے کہا کہ جاکر نقارخانہ سلیمانی مین نقارہ نوازونکو حکم دو کہ نقارہ جنگی پر چوب لگائین **چالاک** موافق حکم **امیر** باتوقیر گیا اور نقارہ نوازونکو حکم **امیر** سے آگاہ کیا اُنھون نے فوراً چوب اُٹھاکر نقارہ رزمی پہ چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی لشکریان اہل اسلام صداے نقارہ سنکے سمجھ گئے کہ صبح کو کفار سے میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا یہ سمجھ کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے یہان تو نقارہ رزمی بج رہا ہے بہادران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہین انکو تو تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہے مگر اب احوال لشکر **نقابدار سرخ پوش** کا لکھا جاتا ہے کہ جب لشکر کفار مین بنام **نریمان بن ضرغام ہرمز و فرامرز** نے طبل رزمی بجوایا ہرکارے لشکر **نقابدار** کے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر خرامان خرامان دربار فیض آثار **گورزاد ختنی** بادشاہ لشکر **نقابدار سرخ پوش** مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ لشکر زبان پہ لائے بمقتضاے **نظم**

خوف سے تیرے مضطرب ہین عدو
تیغ تیری ہے مثل تیغ علی
پھول جبتک ہون باغ مین خندان

رعب سے تیرے اے شہ ذیجاہ
نام نامی ترا ہو وقت ستیز
ہو مبارک یہ تجھکو تخت و تاج

جو عدو ہین وہ مانگتے ہین پناہ
بہر دشمن ہے ایک تیغ تیز
جو ہون دشمن ترے وہ ہون محتاج

اے شہ عادل و خجستہ خو
ہے شجاعت تری ہر اک پہ جلی
مہر جب تک ہو یا خدا رخشان

بعد اداے ثناو دعاے مرقوم کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ اسوقت لشکر عدو مین **ہرمز و فرامرز** نے بنام **نریمان** طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ **نریمان** نابکار کا یہ ہے کہ ہمراہ رکاب **خاقان گردون اساس** و **ہرمز و فرامرز** میدان جنگ مین بفوج گران آئے اور آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کرے سوا اُسکے جناب **حمزہ صاحبقران** نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجوایا ہے صرف اسی قدر ہم غلامون نے خبر پائی ہے باقی خیریت ہے **گورزاد ختنی** بادشاہ لشکر **نقابدار سرخ پوش** نے انھین ہرکارون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے ہرکارے یہ حکم سنکے دربار سے باہر آئے اور نقارہ نوازونکو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے فوراً نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے نقارہ رزمی پر چوب لگائی آواز نقارہ بلند ہوئی جملہ جوانان لشکر **نقابدار سرخ پوش** صداے نقارہ سنکے باخبر ہوے کہ صبح کو کفار سے مقابلہ ہوگا اُسی وقت سے تیاری جنگ مین مصروف ہوے راوی ناقل ہے کہ اُس شبکو تینون لشکرون مین طبل جنگی اور نقارہ رزمی بجا کیے اور جملہ جوانان سہ لشکر تیاری جنگ مین مصروف رہے سویرے سے تینون بادشاہون نے

در بار اپنے برخاست کیے جب وہ وقت آیا کہ شہسوار مخبر صادق صبح نے بفحوائے والصبح اذا تنفس کے اہل عالم کو قدرت کاملہ پروردگار سے خبر دی اور جمازہ سوار سریع السیر گردون نے بموائے اللہ نور السموات والارض کے اظہار احوال اہل جہان کا ساتھ تقریر واضح کے لب کھولا یعنے آفتاب عالمتاب کی فلک پر آمد ہوئی صبح ہوئی اہل اسلام اپنے اپنے بستر سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری آب پاک سے وضو کرکے بیٹھے موذن نے اذان دی سب نے برجوع قلب فریضہ سحر ادا کیا خصوصاً لشکر حمزہ صاحبقران مین بادشاہ لشکر اور حمزہ صاحبقران نے اور اُدھر بادشاہ لشکر نقابدار سرخ پوش نے اور خود نقابدار سرخ پوش اور دیگر اُسکے سرداران لشکر نے بخضوع وخشوع نماز پڑھی اور فتح وظفر کی اپنے خدا سے دعا کی اور بعد دعا کرنے اور سجدہ شکر کرنے کے جانمازون سے اُٹھے اِدھر امیر نے اُدھر نقابدار سرخ پوش نے اپنے اپنے لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا جوانان ہر دو لشکر مسلح ومکمل ہوے جملہ سرداران لشکر بھی مسلح ہوے جب دونون بادشاہ لشکر اپنی اپنی محلسرا سے برآمد ہوے جملہ سرداران لشکر نے اِدھر اور اُدھر جھک جھک کے مجرے کئے بادشاہون نے اُنکے سلام لیکر حکم دیا کہ مرکبون پر سوار ہوکر جانب جنگاہ چلو چنانچہ حسب الحکم سب مرکبون پر سوار ہوے ہر دو بادشاہ بھی اپنے اپنے تخت پر بیٹھکر تاج شاہی سر پر رکھکر ہمراہ اپنے اپنے لشکر کے روانہ ہوے ڈنکے پر چوب لگائی گئی نقیب نے باواز بلند کہا بسم اللہ نصر من اللہ فتح قریب سواریان بادشاہو نکی آگے بڑھین افسران لشکر گرد سواری اپنے اپنے بادشاہ کے حلقہ زن ہوے لشکر ہر اک کا آگے بڑھا پہلے حمزہ صاحبقران کا لشکر میدان کارزار مین وارد ہوا بعد اسکے نقابدار سرخ پوش کا لشکر عرصہ نبرد مین آیا امیر نے جانب نقابدار سرخ پوش بنظر محبت دیکھا اُسنے فوراً سر اپنا واسطے تسلیم کے جھکایا امیر نے دعاے جان درازی دی اور دل مین کہا خدا وہ دن دکھائے کہ یہ بہادر میرا مطیع وفرمانبردار ہو اور اِسکا حال مفصل مجکو معلوم ہو کہ یہ کس خاندان سے ہے ہنوز امیر یہ بات اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ سامنے سے آمد آمد لشکر ضلالت اثر کی معلوم ہوئی گرد وغبار نظر آیا بعد ایک لمحہ کے ہرمز فرامرز بہمراہی خاقان گردون اساس وزیر یمان بن ضرغام معہ فوج کثیر میدان جنگ مین آیا اور ایک جانب ٹھہرا جب تینون لشکر میدان مصاف مین آچکے اُسوقت تینون بادشاہون کے حکم سے تینون لشکرون سے بیلدار وبیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے لیکر نکلے اور میدان جنگ مین آکر پست وبلند زمین کو ہموار کرنے لگے جھاڑی وجھنڈی کو عرصہ نبرد سے دور کرنے لگے جب میدان جنگ بخوبی تمام صاف اور ہموار ہو گیا اُسوقت وہ سب تو میدان جنگ سے چلے گئے لیکن بادشاہونکے حکم سے سقے مشکین پر آب لے کر آئے اور میدان رزم مین چھڑکاو کرنے لگے اور اکثر حکم امیر اور حکم نقابدار سرخ پوش سے مشکون مین گلاب خالص اور کیوڑا بھر بھر کر لائے اور زمین جنگاہ پر چھڑکا گرد وغبار تو پانی کے چھڑکنے سے دفع ہوہی گیا تھا اب گلاب اور کیوڑے کے چھڑکاو سے عرصہ نبرد معطر ہو گیا خوشبو سے میدان جنگ بس گیا دماغ مردان لشکر کے معنبر ہو گئے اہل اسلام درود پڑھنے لگے کفار بھی کثرت خوشبو سے خوش ہوے جب سقے بھی چھڑکاو کر چکے اور وہ بھی چلے گئے اُسوقت تینون لشکر صف آرا ہوے ہر ایک لشکر کا میمنہ اور میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ درست اور مرتب ہوا قلب مین ہر اک لشکر کے ہر ایک بادشاہ لشکر ٹھہرا جوانان ہر سہ لشکر نے اپنے اپنے حریف کو تاکا اور تجویز کر لیا کہ اس حریف سے ہم لڑینگے اسی اثنا مین نقیب اور کڑکیت تینون لشکرون سے نکلے اور میدان مصاف مین آکر باہم تینون جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر پکارے کہ اے جوانان رشک رستم واسفندیار وائے دلیران نامی ونامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سراے فانی ہے اور چند روزکی ہر ایک شخص کی زندگانی ہے اور یہ دہر مثال سراکے ہے اور اہل جہان مانند مسافر دیکھے مین ظاہر ہے کہ ہمیشہ کوئی مسافر سرا مین نہین رہتا ہے چند روز کے بعد سرا سے طرف اپنے مکان کے روانہ ہوتا ہے اگر کوئی تختہ شو اپنے

واسطے سراے خریدتا ہی بس ای جوانان تہورشعار حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی تمکو لازم ہی کہ اس جنگاہ مین جب
بازار اجل گرم ہو سواے جنس آبرو کے اور کوئی چیز ہرگز نہ خریدنا جہانتک ممکن ہو نقد جان دیکر گوہر عزت مول لینا ہرگز
خیال نقد جان کے جانیکا نکرنا عزت و آبرو واسطے شریف اور سپاہی شریف کے خوب ہی دیکھو ایسا نکرنا کہ نقد جان کے
دینے پر تامل کرنا اور گوہر آبرو وہنگام جنگ نہ خرید و عاقل وہی ہی کہ جو ساتھ عزت و آبرو کے سراے دنیا سے جانب ملک عدم
جاے اور وہ نادان ہی کہ جو اس باغ جہان سے بغیر حصول عزت و آبرو مرجاے یا بے آبرو ہوکر دنیا سے جاے اگر
تم آج کے روز دلیرانہ لڑوگے اور حریفون سے اپنے شیرانہ مقابلہ کروگے اور ثابت قدم جنگاہ مین رہوگے اگرچہ بحکم قضا وقدر
قتل بھی ہوجاؤگے تو ساتھ عزت و آبرو کے دنیا سے جاؤگے بعد تمھارے دلاوران جہان تمھاری شجاعت کی تعریف کرینگے
اور اگر بخوف جان عرصۂ مصاف سے وقت جنگ بھاگوگے اور حکم خدا سے ایسی حالت مین کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہوکر
مروگے تو بے عزت و بے آبرو ہوکر دنیا سے جاؤگے جو بعد تمھارے زندہ رہینگے وہ تمکو نامرد و بزدل کہکر یاد کرینگے عجب نہین
کہ انکے اس طرح کہنے سے تمھاری روح کو صدمہ و غم ہو پس بموجب اس مصرع کے مصرع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
آج تم کیون میدان جنگ سے بھاگو کہ اگر قضا آجاے اور مرجاؤ تو روح کو تمھاری صدمۂ عظیم پہونچے اور پشیمان ہو اور یہ کہو
کہ بیکار ہم جنگاہ سے بھاگے تھے کہ اہل جہان ہمین ببدی یاد کرتے ہین اور ہمکو صدمہ دیتے ہین اور مرجانے اور ہلاک ہونیکا
تعجب نہین ذرا خیال کرو کہ بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کہ جو صاحب ملک و مال و فوج تھے اور بحر و بر مین انکا عمل تھا
جب حکم خدا سے ساغر حیات انکا لبریز ہوا لاکھ انھون نے اور انکے ہواخواہون نے انکی جانبری اور صحت کے واسطے کوشش
کی مگر وہ نہ بچے اور مرگئے قضا وہ شی ہی کہ نہ زر سے نہ دوا سے نہ دعا سے ٹلتی ہی اگر ایسا ہوتا تو صاحبان ثروت روپیے کے زور سے
اور حکما اور طبیب دوا کے اثر سے اور عابد و زاہد دعا کے ذریعہ سے نہ خود مرتے اور نہ کسی کو مرنے دیتے اور قضا کے آنیکا
زمانہ کوئی مقرر اور معین نہین ہی جسوقت آجاے اور جس بہانے سے آئے اسکا حال سواے خدا کے کسی کو معلوم نہین ہی اور
کسی کو اپنے زندہ رہنے کی امید نہین ہی خواہ طفل ہو خواہ جوان ہو خواہ ضعیف ہو اور تعداد بھی کسی کو اپنی زندگی کی معلوم نہین ہی
اگر خدا ہی ان امور سے کسی اپنے نبی یا ولی کو آگاہ کردیتا ہی تو انسان آگاہ ہوسکتا ہی ورنہ حال قضا سے اطلاع ہونا امر محال ہی ہرچند
دست اجل وہ طولانی ہی کہ حکم خدا سے ہر ایک جگہ پہونچ سکتا ہی لیکن جنگاہ مین دست اجل بیشتر پہونچتا ہی بازار اجل میدان حرب مین
زیادہ گرم ہوتا ہی ملک الموت حکم پروردگار سے بیشتر عرصۂ نبرد مین تشریف لاتے ہین اور مرنے والون کی قبض روح
کرتے ہین اور جنکی زندگی باقی ہی انکی صورت تو نکو دیکھکر انھین چھوڑ دیتے ہین انکو قبل زمانہ مرگ کوئی قتل کر نہین سکتا ہی اور جنکی
اجل نزدیک آگئی ہی وہ کسی طرح زندہ رہ نہین سکتے ہین لاکھ خود و زرہ اور جوشن اور بکتر وغیرہ سے اپنے سر اور اعضا کی وہ
حفاظت کرین تیغ و تیر و نیزہ و گرز وغیرہ سے کوئی حریف ضرور انکے تئین زخمی کرتا ہی اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گرتے
ہین اور تڑپ کر جان بحق تسلیم ہوتے ہین خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ جنگاہ سے بھاگنا بخوف جان اچھا نہین ہی بلکہ خلاف مردانگی ہی
کیونکہ جب معلوم ہوگیا کہ بغیر اجل آئے کسی طرح سے کوئی مر نہین سکتا تو پھر بھاگنا نادانی ہی نقیب اور کڑکیت جب
اس طرح جوانان ہر سہ لشکر کو آمادہ جنگ و جدال کرچکے اُس وقت میدان مصاف سے چلے گئے اُسدم میدان جنگ
مین عجب ایک سناٹا تھا گو لاکھون سے زیادہ مردمان جنگ کا مجمع تھا مگر سب خاموش کھڑے تھے اور نقیبون کی تقریر کو
سُن رہے تھے اور بجاے خود کہتے تھے واقعی نقیب سچ کہتے ہین سواے انکی تقریر کے ہمنے یہ بھی سنا ہی کہ قضا جو ہی وہی
زمانۂ حیات مین انسان کی حفاظت کرتی ہی لہذا آج بیخوف و خطر ہوکر حریفون سے لڑینگے اگر زندگی ہی تو کوئی ہمین قتل
نہین کرسکتا ہی اور اگر موت آئی ہی تو ہم بھاگ کر بھی جنگاہ سے بچ نہین سکتے اور قضا کو کسی طرح ٹال نہین سکتے ہرچند ہم

ایسے قوی ہین کہ اگر چاہین تو کوہ کو پارہ پارہ کر ڈالین اور اُسکی جگہ سے اُسے ہٹا دین لیکن قضا وہ کوہ گران ہو کہ اُسکو ہٹا دینا اور
ٹال دینا ممکن نہین ہو غرض جوانان لشکر اور بہادران فوج یہ خیال کر رہے تھے اور حفاظت خدا کو اور سپر قضا کو اپنے تن کی
زرہ اور تیغ عدو سے بچانے والی تصور کر کے زرہین اپنے تنون سے اُتار اُتار کر پھینک رہے تھے اور خودونکو ظل حفاظت
خدا کے آگے بیکار جانکر پھینک رہے تھے اور باہم عہد و پیمان لڑنیکا کر کے نیام تلوارونکے توڑ کر پھینک رہے تھے اور تلوارین
کھینچکر اپنے اپنے حریفونکو تاک رہے تھے ناگاہ صف لشکر سے **نریمان بن ضرغام خاقان گردون اساس** اور ہرمز
و فرامرز سے اجازت حرب لیکر مرکب کو جولان کر کے بیچ مین میدان جنگ کے آیا اور مرکب کو روک کر پکارا کہ اے نقابدار
تو نے یہان آکر غضب کیا ہو ارے نامیار بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کو قتل کیا ہو اور نیر یز فیل کشا ایسے سردار کو زیر کر کے
اُسے مسلمان کیا ہو شجاعت و جوانمردی اپنی دکھائی جو ہرمز و فرامرز شاہزادگان ذیقدر و ذیوقار کو ملول و رنجیدہ کیا ہو لہذا پہلے
تیرا قتل کرنا مجھے منظور ہو جب تجکو قتل کر چکونگا اور تیرے لشکر کو تباہ کر چکونگا اُسوقت سرداران لشکر حمزہ سے اور خود حمزہ
سے مقابلہ کرونگا اور سبکو تہ تیغ کرونگا پس اگر تجکو دعوی شجاعت و بہادری ہو تو لشکر سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر اور اگر نامرد
و بزدل ہو اور مجھسے ڈر کر لشکر سے نہین نکلتا ہو تو کسی اپنے سردار کو بھیج تاکہ وہ مجھسے مقابلہ کرے اور اگر کوئی سردار بھی تیرا
بخوف جان مجھسے لڑنا منظور نکرے تو پھر مین **حمزہ صاحبقران** کو واسطے اپنے مقابلہ کے طلب کرون اور تجکو نامرد و بزدل
تصور کرون اور تیرے تمامی سرداران سپاہ کو بودا خیال کرون یہ کہکر خاموش ہوا اور انتظار مبارز کا کرنے لگا ادھر
نقابدار سرخ پوش نے جو اُسکی تمامی تقریر سنی کثرت غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا ایک تو ہمیشہ سے **نقابدار** موصوف
شعلہ خو اور آتش مزاج ہو ذرا ذرا سی بات پر اُسکو بدرجہ کمال غصہ آجاتا ہو بکلمات سخت و درشت کہ کبھی گوش اُسکے ایسی تقریر
سے آشنا نہوے تھے یکایک جو سنے کثرت غیظ و غضب سے از خود رفتہ ہو گیا اور فوراً صف لشکر سے مرکب اپنا نکالکر سامنے
گورزاد ختنی اپنے بادشاہ لشکر کے گیا اور اُسی حالت قہر و غضب مین عرض کیا مین امیدوار اجازت میدان کارزار کا
ہون چاہتا ہون کہ حریف سے جاکر مقابلہ کرون **گورزاد ختنی** نے فرمایا اے نقابدار بہادر تم وہ شجاع یکتاے روزگار ہو
کہ تمہارا مثل و نظیر ہمہ دہ دنیا پر نہین ہو ہان **حمزہ صاحبقران** کچھ تمہارے مقابلہ کے لائق ہین اور یہ حریف تو کوئی سوار
لشکر کفار کا ہو اس سے جاکر لڑنا باعث تمہاری ذلت و رسوائی کا ہو ہرگز تم اس ذلیل حریف کے مقابلہ کو نجاؤ کسی اور لشکر
کے سوار کو بھیجدو کہ اس نابکار کا سر کاٹ کرلے آئے **نقابدار سرخ پوش** اول تو یون ہی ہمیشہ سے غصہ ور تھا دوسرے
نریمان نے وہ کلمات کہکر طلب کیا تھا کہ نقابدار فرط قہر و غضب سے کانپنے لگا تھا اور از خود رفتہ ہو گیا اب **گورزاد ختنی**
کی تقریر خلاف عقل سنکے اور زیادہ غصہ آیا اگر اور کوئی اس طرح کہتا تو نہین معلوم نقابدار اُسکا کیا حال کرتا چونکہ
بادشاہ نے ایسی تقریر کی تھی غصہ تو آیا مگر ضبط کر کے اور کسی قدر برہم ہو کر کہا آپ تو بعض وقت کیسی خلاف عقل مثل
نادانون کے گفتگو کرتے ہین مجھے ایسی باتین آپکی اچھی نہین معلوم ہوتین ہین ابھی آپ نے نہین سنا کہ اس حریف نے
میرے طلب کرنے کے بارے مین کیا کیا کلمات سخت و درشت کہے ہین اب ہوسکتا ہو کہ مین نجاؤن اور اُس سے مقابلہ نکرون
گورزاد ختنی باوجود بزرگ ہونے کے نقابدار سرخ پوش کو برہم اور غصہ مین دیکھکر ڈر گئے اور جواب دیا اچھا
تم ہی جاؤ نقابدار موصوف گھوڑے کو جولان کر کے دل مین یہ کہتا ہوا جانب حریف روانہ ہوا کہ اس حریف کو
اس طرح ہلاک کرونگا کہ دیکھنے والے حیران ہو جاوینگے اور اس طرح اس سے لڑونگا کہ جملہ جوانان ہر دو لشکر کے
دنگ ہو جاوینگے یہ خیال کرتا ہوا سامنے اُسکے پہونچا اور گھوڑے کو روک کے کھڑا ہوا اُسنے نقابدار سرخ پوش کے سراپا
پر نظر کر کے کہا اے نقابدار مین تو جانتا تھا کہ تو میرے مقابلہ کو نہ آئیگا مگر تو زندگی سے ناامید ہو کر آیا ہو آخر تو میرے

ہاتھ سے جانبر نہوگا حوصلہ پہلے اپنے دلکا نکال لے تیغ یا تیر یا نیزہ یا گرز سے وار کرلے نقابدار نے جواب دیا او نابکار کیا
بیہودہ دیر سے بک رہا ہی خاموش رہ شاید تو دیوانہ ہی یا شراب کا تجھے اسوقت نشہ زیادہ ہی کہ ایسی باتین کرتا ہی او نابکار تونے
مجھے طلب نہین کیا ہی بلکہ تونے اپنی قضا کو خود بلایا ہی اب تو اپنی زندگی سے ناامید ہو حالانکہ ممکن ہی کہ ایک ضرب تیغ سے
تیرے دو ٹکڑے کردون لیکن او کافر تجھکو اتنی مہلت دیتا ہون کہ تو مجھپر وار کرلے تاکہ حوصلہ وار کرنیکا تیرے دل مین باقی
نرہے نریمان نے نقابدار کی تقریر سنکے اور برہم ہوکے مرکب اپنا پھیرا اور بڑھایا ادھر نقابدار نے بھی گھوڑا
اپنا جولان کیا جسوقت باہم برائے زور آزمائی لگا ور واقع ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چھ سات قدم مرکب نریمان کا
یون پیچھے ہٹ گیا جس طرح باد تند سے برگ خشک اُڑ جاتا ہی اور گھوڑا نقابدار کا اپنے مقام پر رہا یا شاید نصف قدم
پس پا ہوا ہو نریمان نے جب دیکھا کہ گھوڑا امیر از حد پیچھے ہٹ آیا برہم ہوکر گھوڑے کو اپنی رانون مین دباکر بڑھایا
اور سامنے نقابدار کے جاکر کہا او نقابدار بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت تونے کوئی ایسا سحر کیا کہ مرکب میرا ہٹ گیا
ورنہ گھوڑا میرا ہرگز اپنی جگہ سے نہ ہٹتا نقابدار نے جواب دیا او نابکار تو مجکو ساحر بناتا ہی خاموش رہ ورنہ زبان
تیری گدی سے باہر کھینچ لونگا تو از حد دریدہ دہن ہی خلاف داب بہادران عالم کے کلمات اپنی زبان پر پے در پے جاری کرتا ہی
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تو شریف نہین ہی یا شرفا کی صحبت تجکو میسر نہین ہوئی ہی نریمان یہ سنکے از حد برہم ہوا اور
دل مین کہنے لگا ای نریمان تیر و نیزہ سے لڑنا بیکار ہی تلوار وہ شی ہی کہ ہر سو کا جھگڑا ایکدم مین فیصلہ کرتی ہی پس اس نقابدار
پر تیغہ آبدار و گرانبار کا وار کر اور ایک ہی ضرب مین اسکے دو ٹکڑے کر یہ خیال کرکے نیام سے تیغہ آبدار کھینچکر خبردار خبردار
کہکر گھوڑا بڑھاکر سر پر لگایا نقابدار غصہ مین تو بھرا ہی تھا نہ تو تلوار کھینچی نہ سپر واسطے روکنے ضرب تیغہ حریف کے اُٹھائی
بلکہ برخلاف اسکے گھوڑا اپنا کسی قدر آگے بڑھاکر بازہ پر تیغہ کی نظر کرکے جب تک تیغہ سر تک آئے اُس نابکار کے بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی مروڑ کے تیغہ اُسکے ہاتھ سے اس طرح چھین لیا جیسے کوئی شخص قوی کسی طفل سے کوئی شی بسہولیت
لے لیتا ہی جب تیغہ نریمان کے ہاتھ سے چھن گیا اسکو نہایت غصہ آیا اور اُسی عالم غصہ مین اُسنے مرکب بڑھاکر چالاکی
سے نقابدار کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کرکے چاہا کہ پشت زین سے اُٹھالون لیکن نہ اُٹھاسکا زور کرتے کرتے
عرق عرق ہوگیا مثل بھینسے کے سانس لینے لگا اُسوقت نقابدار نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا کہ تسمے رکابون کے
مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے پس نقابدار نے اُس بیدین و نابکار کو حالت کثرت غیظ مین یون زین فرس سے اُٹھالیا جیسے
کوئی بہادر کسی شاخ سے گل بدبو کو توڑ کر ہاتھ مین اُٹھالیتا ہی پس اُسکو زین سے اُٹھاکر اپنے سر سے بلند کرکے بقصد قہر و
غضب اُسے گردش دیکے چاہاتھا کہ اس طرح خاک پر پٹکیے کہ پیوند زمین ہو جاے اُستخوان ریزہ ریزہ ہو جائین لیکن
چونکہ چند روز اُسکی زندگی باقی تھی اور قضا اُسکی بالفعل نتھی یکایک زنجیر اُسکی کمر کی ٹوٹ گئی اور وہ نابکار اُس بہادر کے
ہاتھ سے چھوٹ کر اس طرح خاک پر گرا جیسے دہن شیر سے کوئی شکار چھوٹ جائے جیسے ہی وہ نابکار ہاتھ سے چھوٹ کے
بروے خاک گرا سوار ان لشکر خاقان گردون اساس ہزار ہا یکبارگی بڑھے اور درمیان مین اُسکے اور نقابدار
کے حائل ہوے اور ارادہ نقابدار کے قتل کرنیکا کیا نقابدار نے بھی پلارک افراسیابی کھینچی اور اُنکے اوپر اس طرح
حملہ کیا جیسے شیر گرسنہ اپنے شکارون پر جھپٹتا ہی چنانچہ ایک ہی حملہ مین صدہا کو قتل کیا اور بہت سے کفار زخمی ہوئے
یہ رنگ جنگ دیکھکر گورزاد حبشی تمام فوج لیکر آگے بڑھے اور شریک نقابدار ہوکر کفار سے لڑنے کا حکم دیا تمام
فوج کفار سے لڑنے لگی اب ہرمز و فرامرز بھی تمام فوج لیکر بڑھے یہانتک کہ دو دریاے لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے جابجا انبار ہونے لگے دریاے خون کشتگان میدان کارزار مین

جاری ہوا اور بعض داستان گویون نے یون بھی بیان کیا ہو کہ جب نریمان اپنے لشکر سے نکل کر میدان نبرد مین آیا نقابدار سرخ پوش کو واسطے اپنے مقابلہ کے طلب کیا نقابدار فی الفور آیا بعد لگادر کے نریمان نے نقابدار کے سینہ پر نیزہ مارا نقابدار نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر رد کا پھر نیزہ نقابدار نے لگایا اُسنے بھی اُسیطرح رد کا بعد چند طعن نیزہ کے آخر نقابدار نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا سنان نیزہ مثل تیر شہاب کے دور جا کر گری اُسوقت نریمان نے برہم ہوکر تیغ آبدار کھینچا تھوڑی دیر تک باہم شمشیر زنی ہوئی انجام کار نقابدار نے تیغ بھی اُسکے ہاتھ سے بطریق مندرجہ بالا چھین لیا وہ غضبناک ہوکر کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا اور کمر زنجیر مین اُس نے ہاتھ ڈالا ادھر نقابدار نے بھی اُسکی کمر زنجیر پکڑی تھوڑی دیر تک باہم زور ہوا آخر کار ہر کاروان کے کھنچنے سے دونو بہادر مرکبون سے اُتر کے زمین پر آئے اور دامن گردان کر کشتی لڑنے لگے اُسوقت جملہ اعلیٰ وادنیٰ سواریون سے اُتر اُتر کر بارگاہ و خیام استادہ کرا کے تخت اور کرسیون اور زین پوشون پر بیٹھے اور سیر کشتی کی دیکھنے لگے دو یا تین روز برابر کشتی ہوئی انجام کار نقابدار نے اُسے زمین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے اور چکر دیکے چاہا کہ زمین پر پٹکے اتفاق سے زنجیر اُسکے کمر کی ٹوٹ گئی اور وہ چھوٹ کر ہاتھ سے گرا فوراً ہزارہا سواران کفار اُسکے بچانے کو درمیان مین آگئے اور نقابدار کو قتل کرنیکا ارادہ کیا نقابدار نے پلارک افراسیابی کھینچکر اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور گورزاد حبشی نے لشکر کو اشارہ کیا تمام مردان لشکر نے یکبارگی کفار پر حملہ کیا ہرمزد فرامرز بھی معہ اپنی تمامی فوج کے شریک جنگ ہوے دو پہر خوب تلوار چلی ہزارہا مردان سپاہ جانبین کے کام آئے بعد دو پہر کے کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار سرخ پوش نے اُنکا تعاقب کیا ہزارون کافر بھاگنے کی حالت مین قتل کئے لیکن کفار نریمان بن ضرغام کو ایک مرکب پر سوار کر کے اپنے ہمراہ اُسکو بھگا لیگئے نقابدار موصوف بعد تعاقب کفار اور لٹوا لینے مال و اسباب کے مظفر و منصور ہو کر جنگگاہ سے اپنے فرودگاہ لشکر پر معہ اپنی سپاہ کے آیا اور مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا گورزاد حبشی اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ بھی سواریون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین داخل ہوے اور ہر ایک نے سلاح جنگ اپنے تن سے علحدہ کیے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالی مقام بھی معہ اپنی فوج کے قیامگاہ لشکر پر گئے اور خود اپنی بارگاہ مین داخل ہوے امیر باتوقیر اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوے اور چالاک بن عمرو نے کہ اُسوقت بارگاہ مین حاضر خدمت تھا فرمایا اے چالاک دیکھا تو نے کہ نقابدار سرخ پوش نے کس شجاعت و جوانمردی سے نریمان کو زیر کیا اور سر سے اپنے بلند کیا تھا زندگی اُسکی باقی تھی کہ کمر بند اُسکا ٹوٹ گیا اور وہ اُس دلاور کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ورنہ اُسکے ہلاک ہونے مین کیا تامل تھا اُسنے عرض کیا حضور یہ نقابدار نہایت غصہ ور اور شجاع ہے اسکی بہادری مین کسی طرح کا شک نہین ہے ادھر تو امیر باتوقیر اور چالاک بن عمرو مین گفتگو ہو رہی تھی اُدھر نقابدار سرخ پوش نے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے جسقدر آدمی شہید ہوے ہین اُنکو شمار کر کے دفن کرو اور لشکر کفار کے جتنے نابکار قتل ہوے ہین اُنکی تعداد سے اطلاع دو چنانچہ حسب الحکم ملازم گئے اور تعمیل حکم کر کے خدمت نقابدار مین حاضر ہوے عرض کیا حضور کا ارشاد بجا لائے غازیان شہید راہ خدا کو دفن کر آئے اور تعداد اُنکی اور کشتگان کفار کی دریافت کر آئے نقابدار نے تعداد پوچھی اُنھون نے عرض کیا تین ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے اور قریب لاکھ کافرون کے قتل ہوے نقابدار نے یہ سنکے اُنکو حکم دیا اب ہمارے لشکر مین آج جسقدر جوان زخمی ہوے ہین اُنکا علاج کیا جاے جراحون کو اُنکے جلد صحت دینے مین اور زخم اچھے کرنے مین تاکید کیجاے ملازمان مذکور نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب نقابدار سرخ پوش تو اپنی بارگاہ مین ہین زخمیونکا علاج حسب الحکم جراح کر رہے ہین مگر اب احوال ہرمزد فرامرز اور خاقان اور

اور نریمان مذکور اور عمرو دوندہ عیار خاقان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب کفار شکست کھاکر میدان جنگ سے
بھاگے ہمراہ اُنکے ہرمزدفرامرز اور خاقان اور نریمان بھی زمین سے اُٹھکر ایک مرکب پر سوار ہوکر بے اختیار
بھاگے جب اپنے لشکرگاہ پر پہونچے کفار ٹھہر گیے لشکری تو اپنے خیام مین گئے اور ہرمزدفرامرز اور خاقان اور
نریمان اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوکر استراحت پذیر ہوے جب وہ دن گذرا اور وقت شام کا آیا ہرمزدفرامرز
اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار مین آئے دیکھا اہل دربار حاضر دربار مین سب واسطے تعظیم کے کھڑے ہوے جب یہ
تخت پر جاکر بیٹھ گئے اُسوقت سب علی قدر مراتب بیٹھے اس اثنا مین خاقان گردون اساس نریمان کو اپنے ہمراہ
لیکر دربار مین گیا ہرمزدفرامرز نے نیم قد تعظیم کرکے خاقان کو قریب اپنے تخت کے ایک دنگل نادر پر اُسے بٹھایا اور
نریمان کو موافق اُسکی لیاقت کے ایک دنگل پر بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ تسلیم کرکے بیٹھ گیا جب وہ بیٹھ چکا ہرمزدفرامرز نے
خاقان سے مخاطب ہوکر کہا آج ہمارے خداوند نے بڑی خیر کی نقابدار کے ہاتھ سے نریمان کی جان بچ گئی
فوج بھی قتل ہوئی خاقان نے جواب دیا واقعی آپ سچ کہتے ہین نریمان کے ہلاک ہونے مین کچھ تردد نتھا لیکن
اتفاق سے زنجیر اسکے کمر کی ٹوٹ گئی جان اسکی بچ گئی بختیارک نے عرض کیا خداوند نعمت آج انکے سر سے بڑی بلا ٹلگئی
بلکہ موت سر پر سے نکل گئی انکو لازم ہی کہ خداوند کا شکر کرین کچھ تصدق غربا کو دین اور اب نقابدار سرخ پوش
سے ارادہ لڑنیکا نکرین ایک دفعہ اُسکے ہاتھ سے اتفاقاً بچ گئے بار بار جان بر ہونا ممکن نہین کیونکہ نقابدار سرخ پوش
وہ بہادر ہی کہ جسکی شجاعت کی تعریف مین زبان میری قاصر ہی خاقان نے پوچھا ای بختیارک اگر یہ بہادر اُس سے
نہ لڑے گا تو پھر کیا تدبیر کی جائے کہ نقابدار قتل ہو ہرچند کہ یہ دلاور آج خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاتا مگر امید ہی کہ
اگر یہ دلاور اُس سے شیرافگنی مین مقابلہ کریگا یا گرز سے اُسپر وار کریگا تو فتح یاب نہوگا بختیارک نے جواب دیا مگر درکسی
فن مین صاحب قوت پر فتح پا نہین سکتا ہی ہان اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے اور وہ تدبیر ایسی ہی کہ بغیر لڑے نریمان کے
مطلب نکل جاے اور نقابدار قتل ہو جاے عمرو دوندہ نے پوچھا ملک جی یہ تو بیان کرتے ہو ایسی اور ویسی
تدبیر کرنا چاہیے صاف صاف کوئی تدبیر بکار آمد بیان نہین کرتے ہو کیسے تم وزیر خوش تدبیر ہو بس انہین باتون پر اکثر اپنی
عقل و فہم کی خود تعریف کرتے ہو بختیارک نے کسی قدر برہم ہوکر اُسے جواب دیا کہ تم اگر چاہو تو نقابدار قتل ہو سکتا ہی
ہنگام شب جاکر عیاری کرو اور اُسکو بیہوش کرکے یہان لے آؤ اور فوراً خنجر سے سینہ اُسکا چاک کر ڈالو ایک لمحہ بھی
زندہ نرکھو لیکن یہ تدبیر تم سے نہو سکے گی تم خود وہان جاکر قتل ہو جاؤ گے نقابدار کا عیار بھی نقابدار ہی وہ بھی بڑے
بے درمان ہی اور ہر شب کو اور دنکو بھی حفاظت کرتا ہی پس اُسکی موجودگی مین نقابدار کو بیہوش کرکے لانا محال ہی
عمرو دوندہ نے کہا ای ملک جی آپ ابھی میرے حالات سے آگاہ نہین ہین اگر آپ میرے فن عیاری کے کمالات سے
واقف ہوتے تو ایسا نہ سمجھتے خیر اگر مجھے حکم ہوگا تو حتی الامکان نقابدار کو جاکر بعیاری لے آؤنگا ورنہ واپس آؤنگا
ہرمزدفرامرز نے اور خاقان نے بختیارک کی راے پسند کرکے کہا ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب ہی کہ جو دلاور
اور بہادر لشکر اسلام مین ایسے زبردست ہین کہ جنسے نریمان مقابلہ کر نہین سکتا ہی اور نقابدار کی فوج کے سردار
کہ جنسے نریمان جنگ مین عاجز ہی عمرو دوندہ انکو بعیاری بیہوش کرکے لاے یا تو فوراً انکو حالت بیہوشی مین قتل کر ڈالا جاے
یا یہان سے دور کسی صحرا مین یا دامن کوہ مین انکو قید کیا جاے با این خیال کہ عیاران لشکر اسلام اُنکا نشان نپائین
اور قید سے انکو رہا کرکے نہ لیجائین یہ کہکر عمرو دوندہ سے مخاطب ہوکر پوچھا آجکی شب تو نقابدار سرخ پوش کو تو
بعیاری و مکاری بیہوش کرکے لے آئیگا اُسنے عرض کیا حضور مین حتی الامکان جاکر لے آؤنگا ورنہ خالی ہاتھ چلا آؤنگا

خاقان و ہرمز و فرامرز نے کہا خالی ہاتھ آنا تیرا اچھا نہین ہی اول تو جانتک ممکن ہو نقابدار سرخ پوش ہی کو لانا
اور اگر وہ تجھسے بوجہ نگہبانی و ہوشیاری اُسکے عیار کے نہ لایا جاسکے تو لشکر امیر مین جانا اور کسی بڑے سردار لشکر کو
بیہوش کرکے لے آنا کیونکہ نقابدار اور نقابدار کے جملہ مردمان سپاہ اور امیر اور اُنکے جملہ سردار فوج ہمارے دشمن
ہین مسلمان یہ بھی ہین اور وہ بھی مسلمان ہین پس ہم تخصیص کسی کی نہین کرتے ہین جو تیرے ہاتھ آجاے اُسے لے ہی آنا
اور دونون فوجون کے عیارون سے بچنا اور بہت ہوشیار رہنا حالانکہ سنا گیا ہی کہ فی الحال عمرو لشکر مین نہین ہی مگر اُسکے
فرزند اور تمام شاگرد موجود ہین اور وہ سب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین عمرو وندہ نے عرض کیا حکم حضور کا ضروری بجا
لاؤنگا مین عمرو وغیرہ عیارون سے مطلق پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون اگر عمرو اپنے لشکر مین موجود بھی ہوتا تو بھی مین اُس سے
خائف نہوتا اور بیخوف وخطر اُسکے لشکر مین جاکر عیاری کرتا خاقان وغیرہ عمرو وندہ کی گفتگو سنکے خوش ہوے جب
وہ دن گذر کر شام ہوئی اور بعد شام ہونے کے وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی عمرو وندہ بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کرکے اور صورت اپنی تبدیل کرکے نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے تنہا سپاہ نقابدار سرخ پوش
مین گیا کسی اپنے شاگرد کو اپنے ساتھ نہ لیگیا جب لشکر مین پہونچا دیکھا ایک سردار کئی سو سوارونکے ہمراہ نگہبانی لشکر کی کر رہا ہی
گرد بارگاہ بادشاہ لشکر اور گرد بارگاہ نقابدار سرخ پوش کے پہرا ہی چوکی رہتا مین اس قدر روشن ہین کہ وہ شب تیرہ
مثل روز کے روشن ہی سوار ان طلایہ صدائین ہوشیار باش اور خبردار باش کی متواتر دے رہے ہین اور ذرا بھی
اگر آہٹ پاتے ہین دشمن کے خیال سے تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسی طرف لگاتے ہین اور چند در چند سوار اُس طرف جاکر
دیکھتے ہین کہ یہ آہٹ کیسی تھی کون اودھر آیا تھا عمرو وندہ دور سے یہ ہوشیاری اور نگہبانی دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگا
یہ اہل اسلام نہایت بیدار مغز ہین اور بدرجہ کمال ہوشیار ہین اپنے آقا اور مالک کی بخوبی تمام نگہبانی کرتے ہین مگر تو اگر
چاہیگا تو یہ سوار اور سردار تیرا کچھ بنا نہ سکینگے بارگاہ نقابدار سرخ پوش مین فقط نقابدار موصوف سو رہا ہوگا تو کسیطرح
بارگاہ مین اپنے تئین پہونچا اور اُنکو بیہوش کرکے پشتارہ اُٹھا کر لے آ یہ تجویز کرکے آگے بڑھا اور ایک درخت کی آڑ مین
جاکر چاہا کہ اسی جگہ سے نقب لگاؤن اور بارگاہ نقابدار مین اپنے تئین پہونچاؤن ہنوز یہ تصور کر رہا تھا نا گاہ بدر جتا اونکی
روشنی مین اُسنے دیکھا کہ بارگاہ نقابدار سرخ پوش پر ایک نقابدار کہ عیار وضع ہی بیٹھا ہی اور چار جانب دیکھ رہا ہی
کبھی اُٹھکر بارگاہ کے اندر جاتا ہی اور پھر باہر آتا ہی چنانچہ تھوڑی ہی دیر مین عمرو وندہ نے دیکھا کہ وہ عیار لمحہ بلمحہ
بارگاہ مین گیا اور پھر آیا یہ ہوشیاری اور نگہبانی اُس عیار کی دیکھکر عمرو وندہ نے اپنے دل مین کہا کہ ایسی حالت حفاظت
ونگہبانی مین تیرا مدعاے دل بر نہ آئیگا بہتر و مناسب یہی ہی کہ یہان سے چل اور اب لشکر امیر مین جاکر وہانکا رنگ
دیکھ شاید وہان ایسی حفاظت ونگہبانی نہو اور کوئی سردار لشکر کے خیمہ تک رسائی ہوجاے اور اُسکو بیہوش کرکے پشتارہ
اُٹھاکر اپنے لشکر مین جائے یہ خیال کرکے وہان سے پھرا اور جانب لشکر امیر با توقیر بعجلت روانہ ہوا جب قریب لشکر
پہونچا دیکھا کہ وہان بھی مانند لشکر نقابدار کے حفاظت ونگہبانی ہی ایک سردار لشکر معہ چند سوارون کے طلایہ پھر رہا ہی اور
آوازین بیدار باش اور ہوشیار باش کی دے رہے ہین عمرو وندہ نے اُسدم اپنے دل مین کہا کہ اگر تو خالی ہاتھ
یہان سے بھی پھر کر اپنے لشکر مین جائیگا تو اپنے آقا اور ہرمز و فرامرز سے کیا کہیگا جب وہ تجھسے یہ کہینگے کہ تو نے
اقرار کیا تھا کہ ضرور کسی نہ کسی سردار کو لے آؤنگا تو کیا اُنکو جواب دونگا سواے اسکے کہ شرمندہ و منفعل ہونگا اور
بختیارک کہ شیطان درگاہ ہرمز و فرامرز کا ہی وہ تو مجھے نشانہ تیر ندامت کریگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جس طرح
ہوسکے کسی نہ کسی سردار لشکر کو ضرور لیچل یہان سے بھی خالی ہاتھ نہ پھر یہ امر ذہن نشین کرکے اُسی جگہ توقف کیا

جب وہ سردار اپنے ہمراہ سوارونکو لیکر آگے گیا عمر دونده بصد ہوشیاری آگے بڑھا اور کنارہ لشکر کے ایک خیمہ بند مثل
بارگاہ کے دیکھکر تصور کرنے لگا کہ اس خیمہ مین ضرور کوئی سردار عالی وقار ہوگا یہ بات دل مین تصور کرکے جلد اُس خیمہ
فلک جاہ کے پاس گیا اور سراچہ مین اُسکے کاردیا مقراض سے ایک سوراخ کرکے اُسی سوراخ کی راہ سے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ ایک جوان شیر صولت مسہری پر لیٹا ہوا غافل سو رہا ہے اور ایک عیار نوجوان دبلا پتلا قریب اُسکی مسہری
کے باادب بیٹھا ہے شمعہاے مومی وکافوری روشن ہین اور در خیمہ پر چند دربان تیغ وسپر وغیرہ آلات حرب وضرب لیے
بیٹھے ہین عمر دونده نے یہ دیکھکر ایک ڈبیہ اپنے کیسۂ عیاری سے نکالی اُسے کھولکر اُنمین سے پروانے نکالے اور خوب
اُنکے پرون پر سفوف بیہوشی ملکر اور چھڑک کر اُسی سوراخ سے اُنکو اُڑا دیا پروانے تو روشنی شمع کے عاشق ہوتے ہین
دیکھتے ہی شمعہاے روشن کو بے اختیار اُنپر گرے اور شعلہاے شمع سے جلے دھوان اُنکا بلند ہوا اُس نوجوان عیار
کے دماغ مین پہونچا فوراً اُسکو چھینک آئی بیہوش ہوکے فرش پر گرا بعد اُسکے وہ جوان شیر صولت بھی اسی طرح
بیہوش ہوا اب عمر دونده نے خنجر سے سراچہ کو بخوبی تمام چاک کرکے اندر خیمہ کے گیا اور چادر عیاری مین اُس
جوان شیر صولت کو باندہ کر ڈھائی گرہ عیاری کی لگائی پشتارہ اُسکا اُٹھا کر اُسی سراچہ کی راہ سے نکلکر بہزار ہوشیاری
آبادی کی راہ چھوڑ کر ویرانہ کی راہ سے مثل باد صرصر یا مانند برق کے بعجلت تمام اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا واضح ہو کہ
عیار دونده نام اس عیار کا باین مناسبت رکھا ہے کہ یہ تیز رو از حد ہے اور راہ جلدی طے کرتا ہے سواے اسکے فنون
عیاری ومکاری سے بھی خوب آگاہ ہے غرض عیار مذکور اس طرح تیز تر لشکر امیر سے روانہ ہوا کہ کسی کو اُسکے
آنے کی اور جانے کی خبر بھی نہوئی جب وہ عیار راہ طے کرکے اپنے لشکر مین آیا اُسی وقت خدمت مین خاقان کے
گیا وہ منتظر اُسکے آنیکا بیٹھا ہی تھا اُسکے آنے سے خوش ہوا اور پوچھا کیون اے عمر دونده کس سردار کو لایا ہے اُس نے
پشتارہ روبرو رکھکر عرض کیا حضور مین اسکو لشکر امیر سے لایا ہون یہ تو یقین ہے کہ یہ کوئی سردار زبردست ہے لیکن
اسکے نام ونسب سے مجھکو آگاہی نہین ہے بختیارک سے دریافت فرمائیے گا وہ اسکی صورت دیکھکر بتا دیگا کیونکہ وہ ہر ایک
سردار کے نام وحسب ونسب سے آگاہ ہے خاقان نے حکم دیا جا بختیارک کو اُسکے خیمہ سے یہان لے آؤ وہ گیا اور
بختیارک کو خواب سے بیدار کرکے کہا ملک جی تمکو خاقان گردون اساس طلب کرتے ہین اُس نے کہا
اسوقت کیا کام ہے اُس نے جواب دیا وہان چلو تمہین آپ ہی معلوم ہو جائیگا بختیارک طوعاً وکرہاً لباس پہنکر
اُسکے ہمراہ فقط ایک خادم کو ساتھ لیکر خدمت خاقان مین آیا اور باادب تسلیم کرکے عرض کیا حضور اسوقت اس
خاکسار کو کیون طلب کیا ہے خاقان نے جواب دیا ملک جی ذرا بیٹھو تو سبب بلانیکا ظاہر کیا جاے بختیارک
موافق اپنی لیاقت کے بارگاہ خاقان مین بیٹھا خاقان نے عمر دونده سے کہا اس پشتارہ کو کھول اور ملک جی کو
دکھا اور ان سے دریافت کر کہ یہ کون ہے اُس نے حکم کی تعمیل کی بختیارک نے دیکھکر کہا نام اس بہادر کا چوگان ہے
اور یہ فرزند حمزہ کا ہے بہادران عالم سے ہے خاقان نے بہادر مذکور کے بارے مین اُس سے راے لیکر اُسکو تو
رخصت کیا اور عمر دونده سے مخاطب ہوکر کہا اس بہادر کے دماغ پر تو نے پٹی بیہوشی کی چڑھادی ہے یا نہین اُسنے
عرض کیا ابھی تو فقط پشتارہ لایا ہے سفوف بیہوشی کی پٹی ابھی چڑھاے دیتا ہے یہ عرض کرکے اُس نے پٹی بیہوشی کی دماغ
پر اُس بہادر کے چڑھادی تاکہ ہوشیار نہو جاے پھر خاقان نے اُسے اُسی حالت مین طوق وزنجیر وغیرہ مین گرفتار
کراکے پانچسو سوار اپنے لشکر کے بلا کر عمر دونده سے کہا اب تو یہ پشتارہ اُٹھا کر ان سوارون کے ہمراہ یہان سے دور تر
نکل جا اور کسی صحرا یا درہ کوہ مین کوئی غار ہو اُس مین اسکو قید کر اور گرد اُسکے سوارونکا پہرا مقرر کر اور تو بھی اس

قیدی کا نگہبان رہتا کہ کوئی اسکو وہان سے لے نجاے بعد چند روز کے مشورہ کرکے اِسے قتل کر ڈالنا منظور ہے عیار مذکور حسب الحکم اُسی وقت ہمراہ سوارون کے اور کچھ اپنے شاگردون کے اُسی تاریکی شب مین جانب صحرا روانہ ہوا اور قریب صبح ایک درۂ کوہ مین پہونچکر جو تلاش کیا ایک غار بصورت چاہ پختہ کے نظر آیا اُسی غار مین چوگان بن حمزہ کو بسہولت لیجا کر قید کیا اور گرد اُس غار کے اپنے شاگردون اور سوارون کا پہرا معین کیا اور خود بھی وقتاً فوقتاً دیکھتا رہا عمر دونده وغیرہ تو نگہبانی چوگان مین مصروف ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑ اجاتا ہے مگر اب احوال لشکر امیر کا سنیے کہ جب وہ شب بسر ہوئی اور سحر ہوئی عیار چوگان بیہوشی سے جو غافل ہوگیا تھا ہوشیار ہوا اپنے مالک کو مسہری پر نپاکر نہایت گھبرایا آخر بعد جستجوے بسیار سراپچہ کو چاک دیکھا اور عمر دونده کلیچیر اور اُسکے پاؤنکا نشان پایا سمجھا کہ وہ عیار نابکار میرے آقا کو لیگیا ہے یہ امر یقین کرکے ملول و حزین خدمت امیر با توقیر مین اُسوقت گیا کہ وہ جناب فریضۂ سحر سے فارغ ہو چکے تھے اسکو ملول و آبدیدہ دیکھکر فرمایا خیر تو ہے اس نے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہنگام شب عمر دونده میرے آقا کو بعیاری بیہوش کرکے اور مجھے غافل کرکے لیگیا حالانکہ مین اپنے مالک و آقا کی پاس تھا حمزہ صاحبقران وغیرہ یہ خبر وحشت اثر سنکے پریشان خاطر ہوے اور اُس سے برہم ہوکر فرمایا تو نے اپنے آقا کی حفاظت نہ کی ایسا غافل ہوگیا کہ وہ عیار اُسکو لیگیا اب تجکو اگر اپنی بہتری درکار ہے تو جا اور اُس میرے فرزند کی جستجو کرکے جس طرح ہوسکے اُسے میرے پاس لا یہ کہکر دیگر عیارون سے بھی فرمایا کہ تم بھی رہائی چوگان مین اُسکے شریک ہو چنانچہ حسب الحکم چند عیاران لشکر اسلام شکلین اپنی تبدیل کرکے سپاہ ہرمز و فرامرز مین آئے اور چوگان کی جستجو کی لیکن کہین لشکر مین اُسکو نہ پایا اور کسی سے اُسکا احوال سُنا آخر مجبور اور لاچار ہوکر وہ سب خدمت امیر با توقیر مین گئے اور دست بستہ عرض کیا ہم حسب الحکم حضور کے لشکر کفار مین گئے تھے اور آپ کے فرزند چوگان کو ہمنے تلاش کیا لیکن اُسکا نشان لشکر ضلالت اثر مین نہ پایا مجبور ہوکر ہم چلے آئے امیر نے اُن عیارون کی تقریر سنکے اور از حد برہم ہوکے قسم کھاکر فرمایا کہ اگر تم سب عیار میرے فرزند کی تلاش نکروگے اور میرے پاس نہ لاؤگے تو مین تم سبکو قتل کر دونگا یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے عیاران لشکر اسلام نہایت ڈرکر پریشان خاطر ہوے اور باہم مشورہ کرکے کہا کہ امیر نے بقسم کہا ہے اگر چوگان کو کہین سے جستجو کرکے اور اُسکو رہا کرکے خدمت امیر مین نہ لائینگے تو بیشک و شبہہ ہم سبکو ضرور ضرور امیر قتل کرینگے بس بہتر یہ ہے کہ ہر طرف اُسکی تلاش کے واسطے ہم سب جائین اب لشکر مین نہ رہین جب تک اُسے قید کفار سے رہا نکرین لشکر مین نہ آئین یہ مشورہ کرکے کچھ تو عیار اپنی اپنی صورت تبدیل کرکے ہرمز و فرامرز کے لشکر مین آئے اور اکثر دیگر جانب بہ تلاش چوگان روانہ ہوے وہ عیار جو لشکر ہرمز و فرامرز مین گئے تھے بصورت خادم و خدمتگار دربار مین ہرمز و فرامرز کے گئے اور کھڑے ہوے ناگاہ خاقان نے ہرمز و فرامرز سے کہا عمر دونده ہنگام شب چوگان کو لایا ہے ہمنے اُسکو ایک جگہ قید کیا ہے اب اُسکے بارے مین کیا راے ہے دونون نے جواب دیا اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے قتل کر ڈالو خاقان یہ سنکے خاموش ہوا اسی اثنا مین عمر دونده آیا خاقان نے اُس سے کہا تو چوگان کو جاکر قتل کر ڈال وہ براے قتل چوگان دربار سے نکلکر جانب صحرا چلا عیاران لشکر اسلام بھی اُسکے ساتھ ساتھ آگے پیچھے شکلین اپنی تبدیل کیے ہوے روانہ ہوے جب عمر دونده مقام قید چوگان پر پہونچا چوگان کو اُس غار سے نکالکر چاہا کہ اُسے قتل کرے عیاران لشکر اسلام نے فوراً تیغے کھینچکر نعرہ کیا اور کہا او عیار نابکار کیا تیری مجال ہے کہ تو ہمارے سامنے چوگان بن حمزہ کو قتل کر سکے وہ نعرے اُنکے سنکے گھبرایا اور آمادہ جنگ ہوا شاگرد بھی اُسکے تیغے کھینچکر لڑنے لگے یہ خبر ایک عیار نے لشکر امیر مین آکر اور عیارون سے کہی بہت سے عیار فی الفور اُسکے ساتھ روانہ ہوے

اور آکر شریک جنگ ہوے اور جانبین کے چند عیار زخمی ہوئے اُسوقت چوگان بن حمزہ نے جوش شجاعت مین
آکر طوق وسلاسل کو اپنے تن سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر جدا کیا اور نعرہ شیرانہ کرکے ایک ٹکڑا زنجیر کا لیکر کفار پر
حملہ کیا اب سواران فوج خاقان بھی عمرو دندہ کے کہنے سے شریک جنگ ہوئی تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی آخر کار
عیارون اور سوارون نے ہجوم کرکے پے در پے حلقہاے کمند ڈالکے چوگان کو اسیر کر لیا عیاران لشکر اسلام یہ حال
دیکھکر لڑنا مناسب نجانکر ہٹ گئے عمرو دندہ نے خوف عیاران لشکر اسلام سے چوگان کو قتل تو نہین کیا لیکن ایک اپنے
شاگرد کو خدمت خاقان مین بھیجا اُس نے تمام واقعہ لڑائی کا عرض کیا خاقان نے کہا تو جاکر عمرو دندہ سے کہدینا
کہ بالفعل اُسکو قتل نکرنا اور جس جگہہ چوگان قید ہو وہان سوارونکا پہرا مقرر کرنا یا وہان سے چوگان کو ہنگام
شب مین اور کسی طرف لیجانا اور وہان قید کرنا یہ کہکر بارہ ہزار سوار اُسکے ہمراہ کیے اور کہا انکو واسطے حفاظت
چوگان کے لیجا وہ روانہ ہوا اور اپنے اُستاد کے پاس آکر جو حکم ہوا تھا وہ بیان کیا ادھر جملہ عیاران لشکر اسلام اپنے
لشکر مین آئے اور اسوجہ سے اور بھی چلے آئے کہ نشان زندان چوگان تو انکو معلوم ہو گیا ہی ہنگام شب جاکر کوئی عیاری کرکے
اُسے رہا کرینگے اُدھر عمرو دندہ نے جب خوب دیکھ لیا کہ اب کوئی عیار لشکر اسلام کا یہان نہین ہی چوگان کو غار سے
نکالکر ارابے پر بٹھا کر وہان سے اور ایک طرف کو مع اپنے شاگردون اور جملہ سوارون کے روانہ ہوا دو پہر کی
رہروی مین ایک پہاڑی کے قریب پہونچا کہ وہ پہاڑی کنارہ دریا واقع تھی اور قریب پہاڑی کے ایک بہت گہرا
غار تھا اُس غار مین چوگان کو قید کیا اور اُسکے مُنھ پر ایک سنگ گران رکھدیا اور اُسکے نزدیک خود مع اپنے شاگردون
وغیرہ کے مقیم ہوا یہ تو یہان مقیم ہین لیکن اب احوال عیاران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ یہ بخوف قتل روبروے امیر
تو نگئے اور نہ خبر چوگان کی بیان کی کہ اس مین اپنی ذلت کا باعث تھا لیکن بہت سے عیار جدا جدا اپنی صورتین تبدیل کرکے
مقام زندان چوگان کی طرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہی سب عیار پریشان
خاطر ہوے چالاک نے کہا یہان ٹھہرنا اب بیکار ہی چلو کسی طرف عمرو دندہ وغیرہ کی تلاش کرین جہان وہ ہوگا وہین تو
چوگان بھی قید ہوگا یہ کہکر نشان پاے سم سمندان دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا اور بڑہ دو سو عیار اُسکے ہمراہ ہوے قریب
نصف شب اُس جگہہ پہونچے جہان وہ پہاڑی تھی اور قیدخانہ چوگان کا تھا دیکھا کہ سب سوار سو رہے ہین کئی جاگتے ہین
عمرو دندہ بھی سو رہا ہی تھوڑے شاگرد اُسکے جاگ رہے ہین چالاک نے اپنے عیاران لشکر سے کہا اس پہاڑی
پر جاکر چوگان کی تلاش کرنا چاہیے کیونکہ قیدخانہ اُس بہادر کا ان کافرون نے پہاڑی پر معین کیا ہوگا اور نیچے
پہاڑی کے یہ خود اُترے ہین پس سبھون نے کہا کہ کیونکر اس پہاڑی پر جانا چاہیے اُس نے کہا تم سب متفرق ہو کر جھاڑی
جھنڈیون مین مخفی ہو پہلے مین کسی تدبیر سے اس پہاڑی کے اوپر جاتا ہون اور حال وہاں کا دریافت کرتا ہون بعد ازان
جو مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر بہزار دقت اُس پہاڑی پر گیا دیکھا کہ بہت سے درخت بڑے اور چھوٹے اُس پہاڑی پر
ہین جانوران گزندے مانند سانپ اور بچھو کے پائے جاتے ہین اسقدر وہ مہیب مقام ہی کہ دل سینے مین تہ و بالا ہوتا ہی
اور خوف معلوم ہوتا ہی باوجود مقام پُر خوف و خطر ہونے کے چالاک نے تمام پہاڑی پر خوب پھر کر نشان قید
چوگان کو تلاش کیا لیکن کہین نشان قیدخانہ نہ پایا آخر کار مجبور ہو کر بہزار مشکل اُس پہاڑی سے اُترا اور اپنے
ہمراہی عیارون سے آکر کہا پہاڑی پر تو چوگان کے قیدخانہ کا نشان پایا نہین جاتا ہی اور کہین ان کافرون نے
اُس بہادر کو قید کیا ہی یہ کہکر چالاک نے قسم کھائی اور کہا کہ ان کافرون نے جہان اُس دلاور کو قید کیا ہوگا مین تو
اُسکا نشان دریافت کرکے اُسکی رہائی کے باب مین کوشش کرونگا اور بغیر رہائی چوگان کے اب لشکر نجاؤنگا

امیر کو اپنا منھ ندکھاؤنگا مین نے سنا ہی کہ وہ جناب بجاے خود کہتے ہین کہ ایک عمرو کے ہونے سے لشکر مین یہ واقعہ
درپیش ہوا اسکا جواب اُس جناب کو کون دیتا کہ عمرو کے موجود ہوتے بھی مین بارہا عیاران لشکر کفار سرداران لشکر اسلام
کو بیہوش کر کے لے گئے ہین ابھی چند مدت کا زمانہ گذرا ہی کہ ہشام تیز پران موجودگی جناب والا مین لندھور بن
سعدان اور ثریا اور کرب غازی اور نریمان بن قنطور شاہ کو لے گیا ہی آج تک وہ زنگبار مین قید مین ابتک رہا
ہو کر نہین آئے کچھ اُنکا احوال دریافت نہین ہوا ہی فتاح پلنگینہ پوش کا بھی کچھ حال نہین معلوم ہی کہ اُسنے بہر رہائی کرب غازی
کیا کیا سب نے جواب دیا ای چالاک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے بزرگ اور اُستاد ہونے مین تو کوئی کلام نہین ہی لیکن
جو عیاری وہ کرتے ہین ہم بھی اور آپ بھی کر سکتے ہین ہم مین اور اُن مین فرق کیا ہی ہان وہ نام بر آوردہ ہین حق تعالے
نے اُنکو عزت و توقیر دی ہی وہ مرتبہ ہمکو حاصل نہین ہوا ہی یہ کہکر عیارون نے کہا ہماری راے یہ ہی کہ یکبارگی شاگردان
عمرو وندہ پر حملہ کرین اور اُنکو قتل کرین یا سب کو گرفتار کر کے قیدخانہ چوگان کا احوال دریافت کرین چالاک نے
اُنکی راے پسند نہین کی اور جواب دیا اس تدبیر سے کوئی فائدہ نہوگا پہلے مناسب ہی کہ مقام قیدخانہ چوگان بغیر
جنگ و جدال کسی صورت سے دریافت کرنا چاہیے غرض اسی قسم کی باتین تمام شب رہین کوئی عیار کسی عیاری کا
مشورہ دیتا تھا کوئی اور قسم کی عیاری تجویز کرتا تھا جب صبح ہوئی عیاران لشکر اسلام پہاڑی کے قرب و جوار جھاڑی
جھنڈیون اور پہاڑی کے گھاٹیون مین مخفی ہوے لیکن چالاک اُس پہاڑی سے دور تک صحرائین براے جستجوے
مقام قید چوگان چلا گیا ہرچند جابجا تلاش کیا لیکن کہین نپایا مجبور ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا سوچنے لگا کہ ای
چالاک یہان بیکار جستجو کرتا ہی مقام قید چوگان بن حمزہ وہین کہین ہی جہان عمرو وندہ فروکش ہی ہنوز یہ باتین اپنے
دل سے کر رہا تھا کہ ایک ہیزم فروش گٹھا لکڑی کا سر پر رکھے ہوے دکھائی دیا چالاک نے اُسے بلایا جب وہ قریب آیا
اُس سے پوچھا یہ گٹھا لکڑی کا تو کہان لیے جاتا ہی اُس نے جواب دیا صاحب آگے پہاڑی کے نیچے لشکر اُترا ہی وہین یہ لکڑی بھی
لیے جاتا ہون چالاک نے کہا بوجھ لکڑی کا زیادہ ہی اور تو ضعیف ہی ذرا اس درخت کے نیچے ٹھہر کر ستالے حواس
اپنے درست کر لے بعد ازان چلا جائیو وہ غریب تھکا ہوا تو تھا ہی فوراً چالاک کے کہنے سے گٹھا سر پر سے زمین پر ڈالدیا
اور سایہ مین درخت کے آکر بیٹھا چالاک نے اپنی کسوت عیاری سے کچھ اشیاے خوردنی نکالکر اُس سے کہا اگر تیرا دل چاہے
اور خواہش غذا ہو تو کھالے اُس نے بہت سی دعائین دیکر وہ اشیاے خوردنی لیکر کھانے لگا ہنوز کھا ہی رہا تھا کہ بیہوشی نے
اپنا اثر دکھایا وہ بیہوش ہو کر گرنے لگا اُسوقت چالاک نے اُسکو پکڑ کر درخت سے باندھا اور پوچھا سچ کہہ تجھکو یہ بھی
معلوم ہی کہ یہ لشکر کیون یہان اُترا ہی اُسنے عرض کیا مجھے کیا معلوم ہی چالاک نے کہا او نابکار تو چھپاتا ہی مین تجھکو اس
جرم پر قتل کرتا ہون یہ کہکر نیمچہ کھینچکر اُسکے قتل کو بڑھا جان کی خوف سے کانپنے لگا اور بمنت کہنے لگا صاحب آپ قتل نکرین
جو کچھ مین جانتا ہون بتائے دیتا ہون پہلے اسواسطے نہ بتاتا تھا کہ شاید اہل فوج کو حال معلوم ہو جاے تو وہ مجکو مار ڈالینگے
جب آپ میرے قتل پر آمادہ ہوے تو مجبوری کہتا ہون چالاک نے کہا کیا کہتا ہی اُسنے کہا صاحب ایک منی کو اہل لشکر نے
ایک گڈھے مین بند کیا ہی نہین معلوم اُسنے کیا اُنکی تقصیر کی ہی اُسکی حفاظت کے واسطے یہ اُترے ہین چالاک نے پوچھا
وہ گڈھا تجھے معلوم ہی اُسنے کہا ہان صاحب مین جانتا ہون میرے سامنے اُس منی کو گڈھے مین ڈالا تھا چالاک نے
پوچھا وہ گڈھا کہان ہی مجکو اُسکا نشان بتادے اُسنے بیان کیا قریب پہاڑ کے ایک درخت ہی بہت بڑا اُسکے نیچے وہ گڈھا
ہی اور اُسپر ایک بڑا بھاری پتھر رکھا ہی ہیزم فروش یہ کہہ رہا تھا کہ بیہوش ہو گیا چالاک قیدخانہ چوگان سے باخبر ہوا
اور نہایت خوش ہو کر اُسکو تو وہین چھوڑا آپ اُسی ہیزم فروش کی شکل بنکر پہاڑی کی طرف روانہ ہوا اور درخت مذکور کے

نیچے جاکر جو دیکھا تو واقعی ایک غار ہے اور اُسپر سنگ گران رکھا ہے یہ دیکھکر آگے بڑھا اہل لشکر نے اُسے دیکھکر کہا آج تو لکڑی
کیون نہ لایا اُسنے عرض کیا صاحب لکڑی مین لایا تھا راہ مین زبردستی کچھ آدمیون نے میرا گٹھا چھین لیا مین غریب اُنسے
لڑ نہ سکا خالی ہاتھ یہان چلا آیا اب مین اِدھر اُدھر سے لکڑی جمع کرکے لاتا ہون یہ کہکر جہان جہان عیاران لشکر اسلام مخفی
تھے چالاک گیا اور اُنسے کہا شکر ہے خدا کا کہ مقام قید چوگان مجکو معلوم ہوگیا ہے اُنھون نے پوچھا کیونکر معلوم ہوا پھر
چالاک نے تمام حال بیان کیا ہنوز چالاک عیارون سے ہم کلام تھا کہ عمر دوندہ واسطے دفع بول و براز کے اُسطرف
آیا عیارون نے جھاڑیون سے اُسے آتے دیکھکر خوش ہوکر کہا یہ نابکار ادھر آتا ہے اب جانے نپائے جب وہ قریب آیا چند
عیار جھاڑیون سے نکلے اور حلقہائے کمند اُسپر ڈالے اُسکے ہاتھ مین صرف لوٹا پانی کا تھا نیمچہ وغیرہ کچھ نتھا بے بس
ہوگیا عیارون مین گھر گیا چاہتا تھا کہ اپنے شاگردون اور اہل لشکر کو پکارے ناگاہ متواتر عیارون نے جواب بیہوشی
جوائے مارے وہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا عیارون نے خوش ہوکر اُنھین جھاڑیون مین اُسے ڈالدیا اُسوقت ابوالفتح
نے رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت بشکل عمر دوندہ بنائی اور اُسکا لباس خود پہنکر اُسکی ایک لنگی باندہ کر لوٹا خالی
پانی سے ہاتھ مین لیکر سب عیارونکو وہین چھوڑ کر کہا مین جاتا ہون وقت ضرورت تم بھی آنا چالاک وغیرہ نے کہا
اچھا جاؤ تدبیر رہائی چوگان کرو ابوالفتح جھاڑی سے نکل کر روانہ ہوا اور اپنے شاگردون سے کہا کہ تم غافل بیٹھے ہو
بہت سے عیاران لشکر اسلام برائے رہائی چوگان پس پشت پہاڑی کے آکر بیٹھے ہین جلد جاؤ اور تمام لشکر کو اپنے ساتھ
لیجاؤ اُنکو قتل کرو اور اسیر کرو مین یہان موجود ہون چوگان کی حفاظت کر رہا ہون شاگردان مذکور فوراً تمام سوارونکو
اپنے ہمراہ لیکر پس پشت پہاڑی کے جدھر عیاران اسلام نہ تھے روانہ ہوے جب وہ نظر سے غائب ہوے ابوالفتح نے
سب عیارون سے کہا یہی وقت ہے رہا کرلینے کا جلد آؤ اور چوگان بن حمزہ کو قید سے رہا کرو جملہ عیاران لشکر اسلام اپنی
جھاڑیون اور گھاٹیون سے نکل کر اُس درخت کے نیچے آئے پھر اُس سنگ گران کو دہن غار سے سرکا کر بذریعہ کمند
چوگان بن حمزہ کو غار سے نکالا اور ارادہ کیا کہ قید کو اُسکی دفع کرین ہنوز ارادہ ہی کیا تھا کہ عمر دوندہ نے بیہوشی سے
ہوش مین آکر اپنے حال خراب کو دیکھا اور گھبرا کر جھاڑی سے نکلکر طرف اپنے شاگردون کے یہ سوچتا ہوا روانہ ہوا کہ دیکھے
عیاران لشکر اسلام نے مجکو بیہوش کرکے کیا کارروائی کی ہے جب اُسکو عیاران لشکر اسلام نے آتے دیکھا باہم کہا غضب ہوا
کہ یہ عیار ہوشیار ہوکر آیا ہے افسوس ہمنے جلدی مین بیہوشی کی اُسکے دماغ پر نہ چڑھائی ورنہ اسکو ہوش نہ آتا ابھی عیاران
لشکر اسلام باہم یہ کہہ رہے تھے کہ عمر دوندہ چلایا اپنے شاگردون اور اہل لشکر سے کہنے لگا ارے تم سب ادھر کیون گئے
یہان غضب ہوگیا عیاران لشکر اسلام نے چوگان کو رہا کرلیا جلد آؤ چار طرف سے گھیر لو چوگان وغیرہ کو زندہ یہانسے
جانے ندو ورنہ خاقان ہمکو اُنکے عوض مین قتل کریگا شاگرد عمر دوندہ وغیرہ اُسکی یہ گفتگو سنکے فوراً وہان سے آگئے اور
چار طرف سے چوگان اور عیارون کو گھیر لیا اُسوقت چوگان نے کثرت جوش شجاعت سے پھر اُسی طرح قید کو اپنے
تن سے جدا کیا اور ایک عیار سے ایک نیمچہ لیکر نعرہ کیا ای کافران پر دغا خبردار ادھر نہ آنا اگر آؤگے تو پچھتاؤگے سبکو قتل
کرونگا کسی کو زندہ نرکھونگا سواران نابکار نے نعرہ چوگان سنکے بجائے خود کہا یہ عبث ہمکو ڈراتا ہے چند عیارون کی
جمعیت سے ہمسے کیا لڑیگا خود مارا جائیگا یہ تصور کرکے حملہ کیا ادھر چوگان نے بھی اُنپر حملہ کیا اور ایک سوار کو قتل
کرکے اُسکے مرکب پر سوار ہوکر دلیرانہ اُنسے لڑنا شروع کیا عیاران لشکر اسلام بھی نیمچے کھینچکر لڑنے لگے عمر دوندہ
بھی کپڑے پہن کر اپنے شاگردون کو ہمراہ لیکر شریک جنگ ہوا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش کافرون کی گرنے لگی
عیار بھی جانبین کے قتل ہونے لگے اور زخمی ہوکر زمین پر گرنے لگے ہرچند چوگان سوارون کو قتل کرتا تھا

لیکن ہجوم کم نہوتا تھا اُسوقت چوگان اور عیاران لشکر اسلام کفار مین گھرے ہوے تھے اور دل سے کہہ رہے تھے
کہ کفار سے خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہین ورنہ یا توقتل ہو جائینگے یا اسیر ہو جائینگے ایسی حالت مین چند عیارون نے اور
خود چوگان نے درگاہ خدا مین دعا کی ناگاہ جانب صحرا سے گرد نمودار ہوئی جب وہ گرد ہوا سے دفع ہوئی سب نے
دیکھا کہ الماس خان اور سہیل خان کہ واسطے شکار کے اُس صحرا مین آئے تھے اپنے عیارون سے خبر جنگ
سنکے شکار موقوف کر کے مع چند ہزار سوارون کے واسطے مدد کے آئے اور لشکر کفار پر اس طرح حملہ کیا جس طرح
شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر کرتا ہے کفار اُنکے آنے سے پریشان خاطر ہوے تھوڑی دیر تک تو لڑے آخر کار تاب مقابلہ
نلا کر بے اختیار بھاگے اہل اسلام نے اُنکا دور تک تعاقب کیا بعدہ خیمہ و خرگاہ وغیرہ لوٹ لیا جو اہل اسلام شہید ہوے تھے
انھین دفن کرایا عمرو دوندہ مع سواران باقی ماندہ کے اور کچھ اپنے شاگردون کے گریان ہو کر خدمت مین خاقان
اور ہرمز و فرامرز کے آیا اور تمام حال جو گذرا تھا مفصل بیان کیا سبکو رہا ہو جانے چوگان کا ملال ہوا بختیارک نے کہا
کہ ملال و صدمہ کرنا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اس بہادر کو قید کرنا ہی نہ تھا اُسی وقت قتل کر ڈالنا مناسب تھا ادھر تو
خاقان وغیرہ کو رہائی چوگان کا ملال ہے لیکن اب احوال چوگان کا سنیے کہ جب لشکر کفار بھاگ گیا چوگان ہمراہ
سہیل خان و الماس خان کہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران سے ہین اور چوگان کے ہوا خواہ ہین امیر کے
لشکر مین آیا حمزہ صاحبقران کے روبرو جا کر تسلیم بجا لایا امیر نے اُسکو اپنے سینہ سے لگایا اور احوال رہائی کا دریافت
کیا اُس نے جو کچھ حال گذرا تھا سب مفصل بیان کیا امیر با توقیر اُسکے رہا ہونے سے خوش ہوے اور لشکر کفار مین رہائی
چوگان سے خاقان و ہرمز و فرامرز کو صدمہ عظیم تھا نریمان بن ضرغام نے سبکو ملول دیکھکر عرض کیا آپ ملال نکرین
میرے نام پر طبل جنگ بجوائین دیکھین تو آپ کہ مین اب اہل اسلام سے کیونکر لڑتا ہون اُس روز نہین معلوم کیا تھا
کہ نقابدار نے مجکو زین فرش سے اُٹھا لیا تھا یقینی کوئی مجھ پر اُسنے یا اُسکے کسی دوست نے سحر کیا تھا ورنہ مین نقابدار
سے کچھ کم نہین ہون ہرمز و فرامرز نے خاقان سے مشورہ کر کے پھر اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ
بلند ہوئی ہرکارے اہل اسلام کے دونون لشکرون کے جو برائے خبر رسانی معین و مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل جنگی لیکر
اپنے اپنے بادشاہ لشکر کے روبرو گئے اور ثناو دعاے بادشاہ زبان پر جاری کر کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ
ای بادشاہ والاجاہ اسوقت ہرمز و فرامرز و خاقان گردون اساس کو جو رہائی چوگان بن حمزہ کا رنج و ملال تھا تو
نریمان نے برائے دفع ملال دعوی کر کے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس مغرور کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار
مین آکر معرکہ آرا ہو باقی خیریت ہے ادھر سعد بن قباد اُدھر گورز اخطفنی بادشاہ لشکر اسلام نقابدار نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ حسب الحکم دونون لشکرون مین طبل جنگ اور
نقارہ رزمی پر چوب لگائی گئی ادھر اور اُدھر دونون لشکرونمین آواز طبل جنگ بلند ہوئی مردان ہر دو سپاہ صداے
نقارہ رزمی سنکے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب خوب تیاری جنگ کی گئی اُدھر لشکر کفار مین بھی تیاری مصاف
ہوئی تینون لشکر بموجب مندرجہ سابق میدان جنگ مین آئے اور بدستور مذکورہ بالا درستی میدان جنگ ہوئی پھر
بعد ازان ہر سہ لشکر مین صف آرائی ہوئی بعد صفوف آرائی کے نقیب اور کڑکیت تینون لشکرون سے نکلے اور بیچ مین
میدان جنگ کے آکر جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر اس طرح اُنکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ ای شیر صولت وای
دلیران نیک سیرت آگاہ ہو کہ تمھارے معبود نے تمکو مرد خلق کیا ہے اور تمنے ایک عمر دراز تک فنون جنگ حاصل
کیے ہین اور بہت سے حریفون سے میدان جنگ مین مقابلہ اور مقاتلہ کیا ہے اور جوانان نامی کو تہ تیغ کیا ہے بہادرون مین

عزت پائی ہو بہادرون کے روبرو سرخرو ہوکر شجاعان جہان مین شامل ہوے ہو شہرہ تمہاری شجاعت ودلاوری کا دُور
دور پہونچا ہو آج بھی دشمنون اور حریفون سے مقابلہ ہو دیکھو عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رہنا میدان مصاف سے قدم
پیچھے نہ ہٹانا حتی الامکان آگے بڑھنے کا ارادہ کرنا دلیرانہ نعرے کرنا تیغ ونیزہ وتیر وگرز وخنجر سے اپنے حریفون کو قتل کرنا
اپنے آقا ومالک کو چھوڑکر میدان جنگ سے بھاگ نہ جانا بزدلون اور نامردونکا طریقہ اختیار نکرنا آبرو اور عزت اپنی
بڑھی ہوئی ضایع اور برباد نکرنا یہ آبرو اور عزت تمنے ایک مدت دراز مین حاصل کی ہو اور بڑی محنت وکوشش سے یہ
وقار پایا ہو خبردار میدان جنگ سے فرار ہوکر وہی عزت وآبرو اپنی ایک دم مین نکھو دینا اپنے مالک کے نمک کا خیال
رکھنا اور حق نمکخواری کا سر میدان رزم ادا کرنا مرجانیکا کچھ اندیشہ نکرنا کیونکہ تم شریف ہو اور جو شریف ہوتے ہین وہ اپنی آبرو اور
عزت کا خیال رکھتے ہین اور جان کا خیال نہین کرتے ہین عزت وآبرو وہ شئی ہو کہ بار بار ہاتھ نہین آتی ہو آج کا
دن وہ دن ہو کہ میدان مین نام پیدا کرو اور اپنے بزرگون کے نامون کو روشن کرو بڑھ بڑھکر سینون پر تیغ وسنان
کھاؤ ٹوک ٹوک سے اور نعرے کر کرکے حریفون پر وار کرو جوہر تیغ شجاعت دکھاؤ اپنی حیات چندروزہ مین وہ نام پیدا کرو
کہ دلاوران جہان تمہاری جرأت وبہادری کا تذکرہ سنکے رشک کرین یہ دنیا بے ثبات ہو اور اہل جہان کی چندروزہ
حیات ہو ہمیشہ کوئی زندہ رہا ہو نہ رہیگا خاصان پروردگار اور برگزیدگان خالق غفار جب اس دنیاے ناپایدار مین
نرہے تو اور کوئی کیا زندہ رہیگا ایک دن ہر شئی کیواسطے فنا ہو جو پیدا ہوا ہو وہ ایک روز ضرور مریگا سواے ذات خدا کے
کوئی باقی نرہیگا محض بقا واسطے معبود حقیقی کے ہو اور واسطے سب کے فنا ہو پس چندروزہ حیات کے واسطے عاقل سپاہی
وہ فعل کیون کرے جس سے ذلیل اور بے آبرو سر میدان جنگ ہو اور بہادر اُسکو میدان نبرد سے بھاگتے ہوے دیکھکر
اور انگشت نما کرین اور اخبار نویس اُسکے بھاگنے کا حال مندرج کرکے اخبار شایع کرین اور وہ اخبار دور
دور جاے ہر ایک اعلی اور ادنی اُسے دیکھکر اُسکے بھاگنے سے آگاہ ہو اور اُسپر نفرین کرے اور یہ کہے کہ اپنے
مالک وآقا کے ساتھ اُسنے نمک حرامی کی عین جنگ سے بھاگ گیا باوجود اسکے کہ زرہ اور جوشن اور خود وبکتر اور
چار آئینہ وغیرہ اپنے تن پر آراستہ کیے تھا اور سپر تلوار وغیرہ آلات حرب وضرب اُسکے پاس تھے حریفون سے
نہ لڑا بڑھکر کسی حریف پر تلوار نہ لگائی اور کسی بدخواہ کی تلوار اپنے سر پر نکھائی تلوار کی آنچ اُٹھا نہ سکا عین گرمی جنگ
مین مانند بزدلون کے عرصہ نبرد سے بھاگا افسوس کچھ پاس اپنی عزت وآبرو کا نکیا احمق تھا کہ معرکے سے بھاگا اسکو
یہ مناسب نہ تھا نقب اور کرٹکیت یہ تقریر کرکے جوانون کو آمادہ جنگ کرکے میدان جنگ سے ہٹ گئے جوانان
جنگجو اور دلیرانہ تشنہ خون عدو نقیبون کی تقریر سنکے چاہتے تھے کہ حریفون پر حملہ کرین اپنی شجاعت دکھائین لڑ
بھڑکر سر میدان جنگ مرجائین نام کر جائین تاکہ اخبار مین شجاع وبہادر لکھے جائین ناگاہ نریمان بن ضرغام
نے خاقان اور ہرمزد فرامرز سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے اپنا مرکب نکالکر میدان جنگ مین آکر باواز
بلند پکارا کہ اے نقابدار سرخ پوش کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے جلد بھیج کہ یہ تیغہ میرا اُسے
قتل کرکے راہ عدم دکھادے گورزاد حبشی بادشاہ لشکر نقابدار اور خود نقابدار سرخ پوش نے حریف کی یہ
تقریر سنکے اپنے لشکر کے دہنی جانب دیکھا فوراً ایک سردار تہور شعار مسمی بہ سہیل خاوری مرکب اپنا صف
لشکر سے نکالکر گورزاد اور نقابدار سے اجازت طلب ہوا بادشاہ موصوف اور نقابدار مذکور نے اُسے اجازت
جنگ کی دی اور کہا جا تجکو حوالہ خدا کیا وہ بہادر مرکب کو جولان کرکے حریف مذکور کے سامنے گیا اور مرکب روک کر
کہا او بیدین وار کر جوہر تیغ دکھا کہ دل میرا مشتاق جنگ ہو اُسنے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ ہاتھ مین لیکر

سینہ سہیل دلاور کا تاک کر نیزہ مارا اس بہادر نے اُسکے نیزہ کو اپنے سنان نیزہ پر روکا شرارہ ہاے آتش ظاہر
ہوے جوانان لشکر اس بہادر کی تعریف کرنے لگے کہ عجب عنوان سے اس بہادر نے نیزہ اپنے نیزہ پر روکا ہو نیزہ بازی
مین یہ دلیر کامل معلوم ہوتا ہو ورنہ نریمان بن ضرغام نے اس طرح نیزہ کا وار کیا تھا کہ سہیل کی قسمت کا ستارہ سہیل
کو اپنی بدی دکھاتا اور اسکو مانند ماہتاب کے تاریکی ابر عدم مین نہان کر دیتا یہ کہکر بہ نظر غور پھر دیکھنے لگے یکایک سہیل
نے نیزہ اُسکا روک کر خود بھی اُسی طرح اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی دلیرانہ مثل سہیل کے وار روکا اسی طرح تا دیر نیزہ
ہوئی آخر کار نریمان بن ضرغام نے کہا اے بدخواہ ابکی مرتبہ وہ بند نیزے کا باندھونگا کہ تو جان بر نہوگا ذرا ہوشیار رہنا
اُسنے جواب دیا تو وار کر مین خبردار ہون پروردگار میرا تیری ضرب سے مجھے بچائیگا اُسنے برہم ہو کر سینہ بے کینہ پر اُسکے
نیزہ مارا اس بہادر نے نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے اُسکے سنان نیزہ کو اپنے سنان نیزہ پر روکا اُسوقت بھی
منصفان ہر سہ سپاہ نے سہیل کی تعریف کی اور نریمان کے نیزہ لگانے کی بھی ثنا کی سب دیکھ رہے تھے کہ دونون
سنانین دونون نیزہ کی ہاتھ سے کس طرح ملی ہوئین تھین گویا دو مار سیاہ زبانین اپنی نکالے ہوے باہم ملائے تھے
جب دونون بہادر اپنی اپنی جانب سے کد و کوشش نیزہ نکال دینے کی کرنے لگے اہل ہر سہ لشکر بغور دیکھنے لگے ناگاہ
سب نے دیکھا کہ دونون نیزہ کی سنانین بیکار ہوگئین اور نیزے دونون ٹوٹ گئے اُن دونون نے نیزے ٹوٹے ہوے
خاک پر پھینک دیے اہل ہر سہ لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر خوش ہوے نریمان نے بعد ٹوٹ جانے نیزہ کے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر کہا اے بدخواہ یہ وہ تیغ ہو کہ بہت سے نامی بہادرون کی اسنے خونریزی کی ہو آج یہ تیرے خون سے
تر ہوگا سہیل نے جواب دیا او یادہ گو زیادہ بیہودہ نہ بک وار کر یہ مقام تقریر نہین ہو اُسنے برہم ہو کر گھوڑے کو
بڑھا کر دست راست پر حریف کے لاکر بقوت تمام تیغ سر پر لگایا ادھر اس دلاور نے سپر فولادی واسطے روکنے کے
اُٹھائی یکایک سہیل کے مرکب کا پانون موش خانہ مین جا تارہا گھوڑا مائل گرنے پر ہوا اُس حالت مین دست
سہیل جس مین سپر تھی کج ہوا جب تک گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ سیدھا کرے تیغ کنارہ سپر کو کاٹ کر خود
سر پر پڑا اور اُسکو بھی کاٹ کرتا دو ابرو در آیا سہیل نے فوراً دستانہ مارا تیغ سر سے نکلا لیکن زخم سر سے چادر خونکی
چہرہ پر آئی سہیل کا چہرہ مثل یاقوت یمنی کے سرخ ہوگیا اور زیادہ خون نکلنے سے ضعف طاری ہوا سر کو گردش ہوئی
ایسی صورت مین نریمان نے چاہا کہ پھر تیغ لگائے اور قتل کرے کہ نقابدار سرخ پوش نے اپنی وہی جانب
دیکھائی الفور قیماس خان خاوری صف لشکر سے نکلکر گورز اختیمی سے اجازت لیکر جلد تر میدان جنگ مین پہونچا
اور سہیل کو عرصہ نبرد سے لشکر مین روانہ کر کے خود نریمان سے مقابلہ کو موجود ہوا اُس نے کہا او بدخواہ ارے غضب
کیا تونے کہ سیر اشکار میرے سامنے سے ہٹا دیا خیر اُسکے بدلے تجھکو قتل کرونگا یہ کہکر وہی تیغ خون چکان خبردار کہکر
سر پر مارا قیماس خان نے سپر اُٹھائی تھی کہ یکایک مرکب نے اُسکے سکندری کھائی قیماس خان کا ہاتھ کج ہوا تیغ
سر پر پڑا خود کو کاٹ کر دو انگل سر مین در آیا قیماس خان نے اُسی حالت مین سنبھل کر دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا
زخم سر سے خون جاری ہوا قیماس خان نے اُسی حالت مین خود بھی اُسکے سر پر تلوار لگائی ہلکا سا زخم نریمان
کے سر پر آیا ہرمزد فرامرز اور خاقان نے نریمان کو زخمی دیکھکر طبل بازگشت بجوادیا قیماس خان اپنے لشکر
مین گیا نریمان بن ضرغام اپنے لشکر مین آیا پھر تینون لشکر جنگگاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ پر گئے ادھر نقابدار سرخ پوش
نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر جراحونکو طلب کر کے سہیل اور قیماس خان کے زخمہاے سر کو دُھلا کر اُسپر پھاہے مرہم کے
رکھوائے اُدھر ہرمزد فرامرز نے نریمان کے زخم سر کا علاج کرایا چند روز مین زخم نریمان کے سر کا اچھا ہوگیا

اسنے بعد صحت پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا نقابدار کے لشکر کے اور امیر کی سپاہ کے ہرکارون نے اپنے اپنے بادشاہ
لشکر کو طبل جنگ بجنے کے حال سے آگاہی دی دونون بادشاہون نے بھی اپنے اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجوایا فوراً تینون
لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی جب شب گذر کر سحر ہوئی تینون لشکر حسب دستور میدان کارزار مین آئے اور
موافق قاعدہ کے درستی میدان جنگ اور صف آرائی ہوئی پھر نقیب اور کڑکیت تینون لشکرون سے نکلے اُنھون نے جوانان
لشکر کو آمادہ جنگ کیا بعد اُنکے جانے کے نریمان اپنی صف لشکر سے نکل کر میدان جنگ مین آیا اور پکارا آج
کون اہل اسلام سے مجھسے مقابلہ کریگا کسکو اپنی زندگی دشوار ہی کسکا ارادہ ملک عدم جانیکا ہی کسکو تمنائے مرگ ہی
پس جسکو خواہش قضا ہو وہ آج آکر مجھسے مقابلہ کرے یہ کہکر خاموش ہوا ناظرین دفتر پہ واضح ہو کہ اکی مرتبہ نریمان
بن ضرغام نے نہ تو نقابدار کا نام لیکر مبارز طلب کیا ہی نہ امیر یا توقیر سے مخاطب ہو کر یہ کہا ہی بطور مجمل مبارز طلب
کیا ہی ہنوز نریمان مذکور جنگاہ مین انتظار مبارز کا کر رہا تھا اور لشکر نقابدار سرخ پوش اور لشکر امیر سے کوئی دلیر
اس خیال سے نہ نکلا تھا کہ آج نریمان نے نام کسی سردار لشکر کا زبان پر جاری کر کے مبارز طلب نہین کیا ہی لشکر امیر
کے سرداران لشکر یہ خیال کرتے تھے کہ دو مرتبہ سے یہ جوان نقابدار سرخ پوش اور اُسکے سرداران لشکر سے مقابلہ
کر رہا ہی آج بھی اُنھین سے مخاطب ہو کر اسنے مبارز طلبی کی ہی اُسی کے لشکر سے کوئی نکلے گا اور اس سے مقابلہ کریگا ہمین
کیا ضرور ہی کہ بے طلب ہم جا کر اس سے لڑین اور نقابدار سرخ پوش کے سرداران سپاہ یہ تصور کر رہے تھے کہ دو
مرتبہ قبل اسکے یہ بیدین میدان مین آیا تھا اور اسنے نقابدار سرخ پوش اور ہمارے آقا اور مالک کو اور ہمکو طلب
کیا تھا آج کے روز شاید ہمسے لڑنا اسکو منظور نہین ہی اور سرداران لشکر حمزہ سے اسکو جنگ کرنا منظور ہی اسی سبب سے
ہمارے آقا کا نام اسنے زبان پر جاری نہین کیا ہی اور ہمارے مالک سے مخاطب ہو کر حریف اپنا اسنے طلب نہین کیا
ہی لہذا ہمین کیا ضرورت ہی کہ ہم جا کر اس سے لڑین آج امیر ہی کے لشکر سے کوئی شخص نکلے گا اور اس سے مقابلہ
کریگا کہ ناگاہ از جانب بیابان گردے برخاست کہ کسی ندیدہ و سرگرد باسمان رسیدہ جوانان ہر سہ لشکر سوئے گرد مذکور
دیکھنے لگے نریمان بھی متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ شاید اس جانب سے بڑے زور و شور سے آندھی
آتی ہی اور بہت جلد آتی ہی ہنوز وہ یہ کہہ رہا تھا کہ پنجہ باد نے دامن گرد کو چاک کیا نریمان وغیرہ نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہی
نشانہائے فوج بلند ہین اُنکی پھریرون پر حمد الٰہی و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہی بعد گذر جانے نشانہائے فوج کے
آمد سپاہ کی ہوئی وہ فوج تھی کہ دریا موج تھی سلسلہ فوج کسی طرح کم نہوتا تھا بعد ایک پہر کے بلکہ زیادہ زمانہ گذرا
اُسوقت دیکھا کہ بدیع الزمان اپنے مرکب پر سوار ہین جملہ سرداران لشکر یمین و یسار ہین خواجہ عمر اور امیہ
بن عمر بھی ہمراہ ہین امیر با توقیر اپنے فرزند کو دیکھکر بدرجہ کمال خوش ہوئے رنج مفارقت دور ہوا نور نظر کے دیکھنے سے
آنکھون مین نور آگیا امیر نے اُسوقت مڑ کر دہنی جانب دیکھا چند سردار برائے استقبال آگے بڑھے اور بدیع الزمان
کو خدمت امیر مین لائے بدیع الزمان نے اپنے پدر عالی وقار کو دیکھکر باادب تمام تسلیم کی اور جانب قدم سر جھکایا
امیر نے خوش ہو کر سر اپنے فرزند کا اپنے سینہ سے لگایا پھر جملہ سردارون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے جواب سلام دیا
پھر خواجہ اور امیہ بن عمر نے امیر کو تسلیم کی حمزہ صاحبقران سلام لیکر خواجہ کو دیکھکر خوش ہوئے بدیع الزمان
ہر چند کہ دور سے راہ طے کیے ہوئے آتے تھے اور نہایت خستہ تھے اپنے والد کے لشکر کو اور نقابدار سرخ پوش اور ہرمز
و فرامرز کی سپاہ کو میدان مین صف آرا دیکھکر خود بھی جنگاہ مین اپنے باپ کے لشکر مین شریک ہو کر صف آرا ہوئے
نقابدار سرخ پوش نے بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے رفقا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمنے قبل ازین

سناتھا کہ اس کشتی گیر بے دولت کو صحرائے سبزہ زار سے عقاب اُٹھا لیگیا تھا نہین معلوم یہ کیونکر پنجۂ عقاب سے بچکر
یہان آیا ہی اُنھون نے عرض کیا حضور ہمارے ذہن مین تو سوائے اسکے اور کوئی بات نہین آتی ہی کہ جب وہ عقاب
انکو اُٹھا لیگیا ہوگا یہ روئے ہونگے اُس سے دست بستہ جان کے خوف سے عاجزی اور انکساری کی ہوگی اُسنے
رحم کھاکر چھوڑ دیا ہوگا اب اگر کوئی انسے پوچھے گا کہ کیونکر رہائی پائی ہی تو ایسی تقریر کرینگے جس سے انکی شجاعت
وجوانمردی ظاہر ہو نقابدار سرخ پوش نے مسکرا کر جواب دیا تم سچ کہتے ہو بیشک ایسا ہی ہوا ہوگا ابھی نقابدار اپنے
سرداران لشکر سے ہنس ہنس کر ہم کلام تھا کہ نریمان نے بآواز بلند کہا کیا آج کوئی اجل رسیدہ مجھسے مقابلہ نکریگا
ایسا خوف مجھ بہادر کا ہی کہ کوئی مجھسے مقابلہ کو نہین نکلتا ہی بدیع الزمان نے صف لشکر سے نکلکر خدمت امیر مین جاکر
عرض کیا کہ یہ حریف کیا کہتا ہی اسکے مقابلہ کو کوئی بہادر کیون نہین نکلتا ہی امیر نے جواب دیا اے فرزند ابتک اسوجہ
سے کسی دلیر نے اس سے مقابلہ نہین کیا کہ کسی بادشاہ یا سپہدار یا کسی سردار کا نام لیکر یا کسی لشکر کی طرف رخ کرکے
اسنے مبارز طلب نہین کیا تھا اور نہ ہمارے لشکر سے یا نقابدار سرخ پوش کی سپاہ سے کوئی نہ کوئی بہادر نکلکر اس سے
مقابلہ کرتا بدیع الزمان نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین اس سے جاکر مقابلہ کرون امیر نے فرمایا ایسا نہو کہ نقابدار کیجانب
سے کوئی نکلے اور اس سے مقابلہ کرے اور تمہارا مقابلہ کرنا نقابدار کو ناگوار ہو بدیع الزمان نے عرض کیا اول
تو نقابدار کو ناگوار نہوگا اور اگر ہوگا تو دیکھ لیا جائیگا جب وہ شکایت کریگا جواب دندان شکن دیا جائیگا امیر تقریر
بدیع الزمان کی سنکے خاموش ہوئے جواب کچھ نہ دیا نہ تو اجازت دی نہ مانع ہوئے ادھر نقابدار نے بدیع الزمان
کو دیکھکر چاہا کہ مین میدان جنگ مین جاکر نریمان کو بدیع الزمان کو دکھا کر قتل کرون ہنوز نقابدار اپنے لشکر
سے نہ نکلا تھا کہ بدیع الزمان اپنے والد کو خاموش دیکھکر سمجھے کہ السکوت کالاقرار چپ ہونا والد ماجد کا بمنزلہ اقرار
کے ہی یہ خیال کرکے مرکب اپنا جانب حریف جولان کیا نقابدار سرخ پوش کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ افراسیاب کی
کے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر کہا یہ کشتی گیر بے دولت کیا دیوانہ ہی یا محض احمق ہی کہ اسکو یہ نہین معلوم کہ نریمان پہلے سے جیسے
شیرونکا شکار ہی رفقا اور سرداران لشکر نے عرض کیا حضور انکے دیوانہ ہونے مین کیا شک ہی علامت دیوانگی اسی بات سے
ثابت ہی کہ ایک ناتوان اور کمزور شخص ہوکر وہ اپنے تئین شجاع وبہادر تصور کرتے ہین خیر اگر وہ گئے ہین تو جانے دیجیے
غصہ نفرمائیے دیکھیے تو انجام جنگ کیا ہوتا ہی ہمین تو یقین ہی کہ نریمان کے ہاتھ سے یا زخمی ہونگے یا وہ انکو زیر کریگا
اور گرفتار کرکے لیجائیگا یا خاک پر اس طرح پٹکے گا کہ استخوان انکے ریزہ ریزہ ہوجاوینگے نریمان جوان قوی ہی اور
بہادران عالم سے ہی آپ ہی ایسے شجاع یکتائے روزگار تھے کہ آپ نے اسکو زیر کیا تھا انسے بھلا یہ جوان کہ قوت کہا
زیر ہوگا آپکی شجاعت وبہادری امیر اور جملہ مردمان لشکر دیکھ چکے ہین کہ آپنے اسکو اپنے سر سے بلند کرلیا تھا اور چرخ
دیکر چاہا تھا کہ خاک پر پٹک کر ہلاک کیجیے چونکہ اُسکی زندگی باقی تھی زنجیر اُسکی کمر سے ٹوٹ گئی تھی اور یہ نابکار گریزان
ہوا تھا غرض یہ وہی ہی جو آپ سے ایک مرتبہ زیر ہوچکا ہی اب زیر کردہ سے پھر لڑنا آپکا اچھا نہین ہی بدیع الزمان
ہی کو اپنے زیر کردہ سے مقابلہ کرنے دیجیے آپ دور سے سیر دیکھیے عجب لطف ہو جو بدیع الزمان اس سے زیر ہوجائین
نخوت وتکبر وغرور اُنکا خاک مین مل جائے ہم آپ سب یہان سے قہقہہ مارکر ہنسین بدیع الزمان ہم سبکے ہنسنے سے زیادہ تر
خفیف ہون نقابدار سرخ پوش تقریر اپنے رفقا اور سرداران لشکر کی سنکے مسکرایا وہ غصہ اور غیظ وغضب دفع ہوا
اور مسکرا کر کہنے لگا تم سچ کہتے ہو آج کا دن لڑائی کی سیر دیکھنے کا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی دونون مین کون زیر ہوتا ہی غالب
نریمان ہی غالب ہوگا یہ کہکر جانب نریمان دیکھا معلوم ہوا کہ بدیع الزمان اُسکے روبرو پہونچکر مرکب کو روک کر

کھڑے ہوئے ہیں نریمان نے نیزہ ہاتھ میں لیکر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر سینۂ بدیع الزمان پر مارا
بدیع الزمان نے اُسکے نیزہ کی زد کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسی طرح اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی اُسی صورت سے
نیزہ روکا تھوڑی دیر باہم اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الزمان نے ایک بند نادر باندھکر اُسکے ہاتھ سے
نیزہ نکالدیا لشکر اہل اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا نقابدار سرخ پوش نے اپنے رفقا سے اور سرداران
سپاہ سے فرمایا یہ مردمان لشکر امیر بدیع کشتی گیر کی عبث تعریف کرتے ہیں کونسا انھوں نے کار نمایان کیا جسکی
وجہ سے یہ شور و غل بلند کر رہے ہیں اُنھوں نے عرض کیا خداوند یہ لوگ بیوقوف ہیں انکی تعریف پایۂ اعتبار میں
کب ہے اتفاق سے نیزہ نریمان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے رفقاے نقابدار اسی قسم سے تقریر کر رہے ہیں لیکن لشکر
کفار میں بختیارک نابکار خود بخود کہ رہا ہے کہ آج کا دن نریمان پر بہت سخت ہے ستارے اسکے سب کڑے ہیں دو امر
کا ظہور ہونا ضرور ہے یا تو یہ اپنے حریف کے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا یا زیر ہو کر مسلمان ہوگا اب اسکو اپنے لشکر میں آنا ہرگز
نصیب نہوگا کیونکہ شیر سے مقابلہ ہے آثار شکست ظاہر ہوگئے ہیں نیزہ ہاتھ سے نکل گیا ہے چہرہ اسکا خوف حریف سے متغیر
ہوگیا ہے حواس خمسہ درست نہیں رہے ہیں گو نریمان مرد قوی ہے لیکن بدیع الزمان سے مقابلہ کرکے جانبر ہو سکے
محال ہے نقابدار سرخ پوش سے جس روز اس نے مقابلہ کیا تھا وہ روز بھی اسپر سخت تھا مگر آج کا دن زیادہ سخت ہے
ہرمز د فرامرز کہتے تھے ای ملک جی کیا کہ رہے ہو خاموش رہو تمہاری تقریر سے مردمان لشکر کو ہراس ہوتا ہے وہ عرض
کرتا تھا خداوند نعمت ایسے محل پر بختیارک سے تو چپکا رہا نہیں جاتا ہے جو امر واقعی ہے وہ خود بخود بے اختیار زبان سے
جاری ہی ہو جاتا ہے اپنی زبان صدق مقال پر قابو نہیں ہے ادھر تو بختیارک اس طرح کی تقریر کر رہا تھا اُدھر نریمان
نے برہم ہو کر ڈانڈ اپنے نیزہ کی بدیع الزمان پر لگائی اُس دلیر نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا اب نریمان اور
برہم ہوا اور تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکر مرکب کو آگے بڑھاکر تیغ مذکور کا وار کیا
بدیع الزمان نے سپر پر تیغ روکا پھر اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی وار تلوار کا اپنی سپر پر روکا کچھ دیر تک اسی طرح
لڑائی ہوئی آخر کار نریمان نے غضبناک ہو کر کہا ای بدیع الزمان اگر ابکی مرتبہ میرا وار روک لو تو میں جانوں کہ
مرد ہو بدیع الزمان نے جواب دیا ای بدخواہ تو وار کر خدا چاہیگا تو وار تیرا حسب دلخواہ روکونگا اسنے بقوت تمام تیغ کا
وار کیا بدیع الزمان نے مرکب اپنا آگے بڑھاکر بازو پر تلوار کی نظر کرکے دلیرانہ اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا
کہ تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُسنے بھی زور کیا تھوڑی دیر تک باہم خوب زور ہوا یہانتک کہ گھوڑے اُنکے تاب زور آزمائی
کی نہ لاکر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھنے لگے اُسوقت شاطر دونوں فوجوں سے نکلے اور پکارے ای بہادرو اگر تم مائل بکشتی
ہو تو گھوڑوں سے اُترکر کشتی لڑو نہ ان گھوڑوں کی حالت دیکھو کہ انکی کیا صورت ہے یہ جانور تمہاری زور آزمائی کی تاب لا نہیں
سکتے ہیں ہاں گاؤزمین تمہاری قوت و زور آزمائی کی برداشت کریگی آیندہ تمکو اختیار ہے نریمان اور بدیع الزمان
شاطروں کی گفتگو سنکے اور راے انکی پسند کرکے مرکبوں سے اُترے اور سلاح جنگ دور کرکے دامن گردانکر باہم لپٹکر
کشتی لڑنے لگے جملہ اعلی ادنی کشتی دیکھنے لگے صاحب دفتر نے اس مقام پر اس طرح لکھا ہے کہ جتنی دیر اور جتنے زور میں
نقابدار نے نریمان کو زیر کیا تھا اس سے ایک لمحہ پیشتر بدیع الزمان نے اسکو زیر کیا یعنے اپنے سر سے بلند کرکے اور چرخ
دیکر اُس سے پوچھا حالا در شناختن معبود حقیقی چہ میگوئی اُسنے جواب دیا جو کوئی آپکے مذہب میں آنا چاہے وہ پہلے کونسا کلمہ زبان پر
جاری کرے بدیع الزمان نے اُسے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بدیع الزمان نے آہستہ سے
اُسکو زمین پر بٹھا دیا وہ فوراً قدم پر گرا بدیع الزمان نے سر اُسکا اُٹھاکر اپنے سینے سے لگایا اُس دلاور نے اُسوقت

منھ اپنا فوج خاقان گردون اساس کی طرف کرکے باواز بلند اس طرح کہا کہ اے جوانان جنگ جو و اے دلیران باآبرو
آگاہ ہو کہ مینے اس بہادر سے زیر ہو کر اسکی اطاعت قبول کرلی ہے اور دین اسکا کہ سب دینون سے اچھا ہے مینے قبول کیا ہے
لہذا تم سب سے کہتا ہون جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ لشکر سے نکل کر میرے پاس آئے نریمان کی تقریر سنکے بارہ ہزار
جوان لشکر سے بڑھے تھے کہ خاقان اور ہرمزد فرامرز نے اپنی فوج مطیع کو حکم دیا کہ بدیع الزمان کو قتل کر ڈالو جنگاہ سے اسکو
زندہ جانے ندو اور نریمان کو بھی ہلاک کرو فوج مانند دریا کی موج کے بڑھی اور بدیع الزمان اور نریمان پر حملہ آور
ہوئی وہ بارہ ہزار سوار نریمان کی طرف سے فوج ہرمزد فرامرز سے لڑنے لگے بدیع الزمان اور نریمان بھی خدام
سے تلوار اور سپر لیکر مرکبون پر سوار ہو کر کفار سے لڑنے لگے یہ حال دیکھکر امیر باتوقیر تمامی سپاہ اپنی لیکر بمدد اپنے فرزند
کے آگے بڑھے یہانتک کہ دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونے لگے دریاے خون عرصہ
نبرد مین جاری ہونے لگا بختیارک اس حالت مین باواز بلند پکار کر کہتا تھا اے شاہزادگان ذیوقار و اے خاقان گردون اساس
بیکار کیون لڑتے ہو کیون اپنی فوج کو قتل کرواتے ہو نریمان مسلمان ہو گیا جو ہمنے حکم لگایا تھا وہی ہوا اب اس سے
صبر کرو لڑائی موقوف کرو گو بختیارک پکار پکار کر کہتا تھا مگر اس شور و غوغا مین اور اس ہنگامہ گیر و دار مین اسکی
نصیحت کون سنتا تھا ہر ایک اپنی اپنی حالت مین مبتلا تھا حریفون سے سلنا تھا غرض کہانتک اس لڑائی کے حالات تحریر
ہون طول دینا منظور نہین ہے مختصر یہ ہے کہ پہر بھر کامل تلوار چلی آخر کار حمزہ صاحبقران نے ہرمزد فرامرز کی سپاہ پر
ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکری اسکے ثابت قدم نہ رہے جنگاہ سے بھاگے انکے ہمراہ ہرمزد فرامرز اور خاقان بھی بھاگے اور
بدیع الزمان اور امیر نے کچھ انکا تعاقب کیا بعد ازان جنگاہ سے بفتح و فیروزی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے ہرمزد فرامرز
اور خاقان رنجیدہ اور غمگین اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے اہل لشکر نے سلاح جنگ اپنے خیمون مین اگر تنون سے دور کئے
ادھر نقابدار سرخ پوش یہ جنگ دیکھکر اپنے سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ ہمین اس جنگ کا تعجب ہے نریمان مرد میدان
نبرد تھا انھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم اس جنگ سے خوب آگاہ ہین نقابدار نے پوچھا کیا جانتے ہو انھون نے عرض
کیا جب نریمان بدیع کشتی گیر سے کشتی لڑنے لگا تھا اور چاہا تھا کہ بقوت زور انکو زیر کرے ہمنے بچشم خود دیکھا تھا بدیع الزمان
نے دہن اپنا اسکے گوش کے پاس لیجاکر کچھ کہا تھا یقینی یہی کہا ہوگا کہ اے دلاور واسطے تجکو اپنے دین و مذہب کا اسقدر زور نکر میری
پسلیان ٹوٹی جاتی ہین اور دست و پا شکستہ ہوے جاتے ہین تو مجھسے ملکر کشتی لڑ اور مجھسے زیر ہو جا سر میدان جنگ
میری آبرو اور عزت بڑھ جائیگی ذلت و رسوائی نہوگی نقابدار سرخ پوش بہادر و دلاور میری کشتی دیکھ رہے ہین انکے روبرو
سرخرو ہونگا تیرے اس احسان سے بہادرون مین زبردستی شامل ہونگا تجھے اسکے عوض مین اسقدر زر و جواہر دونگا تو زیر ہو کر فقط
دکھانے کے واسطے کلمہ پڑھ لینا اسنے انکی منت و عاجزی سے اور زر و جواہر کثیر کے ملنے پر نظر کرکے کہا ہوگا کہ اچھا
مین ابھی تو زیر نہونگا کہ اسکو ملی ہوئی کشتی کا حال کھلجائیگا لیکن بوقت مناسب ضرور زیر ہو جاونگا اور کلمہ بھی محض دکھانیکو
پڑھ لونگا چنانچہ اس طماع نے ایسا ہی کیا کہ خود بخود زیر ہو گیا اور کلمہ زبان پر مثل طوطے کے جاری کر لیا ہے اب حضور
دیکھ لیجئے گا اور ہرکارونکی زبانی سن لیجئیگا کہ ایسی ملی ہوئی کشتی نکالنے کا بدیع الزمان جشن کرینگے ہوا خواہ انکے انکی شجاعت
کی از حد ثنا و صفت کرینگے نقابدار سرخ پوش نے کہا لاریب یہی باعث ہوا نریمان کے زیر ہو جانیکا یہ کہکر تمام فوج کو
اپنے ہمراہ لیکر اپنے قیام گاہ لشکر پر گیا بادشاہ لشکر اور نقابدار اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے ادھر حمزہ صاحبقران
اپنی بارگاہ مین داخل ہوے اور بدیع الزمان نے اپنی بارگاہ مین پہونچتے ہی حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو نریمان
بن ضرغام کے مطیع اور مسلمان ہونے کی ہمکو نہایت خوشی ہے اس خوشی کو ہم سب پر ظاہر کرینگے چنانچہ حسب الحکم بزم عشرت

آراستہ ہونے لگی ملازم سامان عشرت درست کرنے لگے امیر باتوقیر نے خدام کو حکم دیا جاؤ جو اہل اسلام اس لڑائی مین
کام آئے ہین اُنکو موافق شریعت حضرت ابراہیمؑ کے دفن کر دو وہ گئے اور تعمیل حکم کر کے چلے آئے یہان آ کر اُنھون نے دیکھا کہ
بزم عیش آراستہ ہو نازنینان خوبرو چلی آتی ہین سازندے اُنکے ساتھ ہین بدیع الزمان مع اپنے سرداران لشکر کے
رونق افزاے بزم ہین ساقیان گل عذار گلنار جام بلورین مین بھر بھر کر اہل بزم کو پلا رہے ہین اور ایک جانب امیر باتوقیر
اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ عمرو اُنکی خدمت مین حاضر ہین امیر اُنسے رہائی بدیع الزمان کا احوال دریافت
کر رہے ہین اور وہ مفصل حالات بیان کر رہے ہین خواجہ عمرو عرض کرتے ہین جو آپ نے وعدہ زر کثیر کا کیا تھا عنایت فرمایئے
امیر باتوقیر فرماتے ہین اچھا آج ہی روپیہ حسب وعدہ تمکو دیا جائیگا وہان تو یہ باتین ہو رہی ہین یہان میکشی سے سب
فارغ ہوے ہین ایک نازنین حسب الطلب حاضر بزم عشرت مع اپنے سازندون کے ہوئی ہے اور بعد رقص کرنے کے ایک
غزل بلحن داؤدی گا رہی ہے اگر مولف اس جگہ وہ غزل مرقوم کرے تو باعث طول تحریر کا ہوگا اسی خیال سے غزل نہین
لکھتا ہے اور جہانتک ممکن ہوتا ہے مختصر عبارت لکھتا ہے کہ یہ دفتر طولانی نہو جاے الحاصل بزم عشرت مذکور دو تین روز تک
آراستہ رہی نقابدار سرخ پوش نے بھی بذریعہ ہرکارون کے احوال اس بزم عشرت کا سنا اور اپنے سرداران سپاہ
سے کہا تم سچ کہتے تھے کہ کشتی گیر بظاہر زریان کے زیر کرنے کی خوشی کریگا اُنھون نے عرض کیا حضور کیا ہم خلاف
عرض کرتے تھے اُنکی قوت اور حالات سے ہمکو بنور عقل و فہم خوب آگاہی ہے اگر وہ اسی طرح میدان جنگ مین دلاور تیسے
نہ لڑتے اور اُنکو بظاہر زیر نکرتے تو یہ عروج اُنکو میسر نہوتا لیکن یہ عروج کس کام کا ہے ہم تو آپکے عروج اور قوت و شجاعت و بہادری
و دلاوری کے قائل ہین اور بے مبالغہ کہتے ہین کہ مثل آپکا شجاعت و بہادری اور دیگر خصائل نیک مین قاف سے قاف تک
نہین ہے جب آپ کسی دلیر سے مقابلہ کرتے ہین مگر کشتی وغیرہ نہین لڑتے ہین اور بقوت بازو اُسے زیر کرتے ہین برخلاف
بدیع الزمان کے نقابدار اُنکی تقریر سنکے ازحد خوش اور خندان ہوا اور بدرجہ کمال شاد ہوا

داستان لاجواب نقارہ رزمی بجوانا نقابدار سرخ پوش کا اور مقابلہ کرنا امیر باتوقیر سے آخرکار زیر ہونا اُسکا امیر سے معہ حالات دیگر۔ مخمس مصرع خواجہ حافظ

خندہ زن چاک گریبان تو بے چیزے نیست
بے نمک خندۂ پنہان تو بے چیزے نیست
بے شکن زلف پریشان تو بے چیزے نیست
می حریف لب و دندان تو بے چیزے نیست
خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

کس کے گھر رات تو اے غیرت مہتاب رہا
بستر خواب نہ تھا اسے کہ بے خواب رہا
کون بیہودہ سر کام ہوس یاب رہا
نیند آئی نہ نزاکت سے جو بیتاب رہا
خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

شب کسی رند قدح خوار نے سونے ندیا
آرزومند ہوس کار نے سونے ندیا
بادۂ عیش کے سرشار نے سونے ندیا
حسرت آلودہ طلبگار نے سونے ندیا
خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

تو یہ سمجھا ہے کہ مین محرم اسرار نہین
مین کہین اور رہا رات کو زنہار نہین
کسے کہتا کہ غیرون سے سروکار نہین
چپ کہ بیداری شب قابل اظہار نہین

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

شب کسی نے تجھے مہمان بلایا ہوگا
ہوس آلودہ نے کیا کیا نہ ستایا ہوگا
بیٹھکر پاس عجب لطف اُٹھایا ہوگا
بخت بیدار نے دشمن کے جگایا ہوگا

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

غیر نے گرمی صحبت مین جلایا ہو تجھے
طعنے دیدیکے یہ بدگو نے رولایا ہو تجھے
میرا افسانۂ جانسوز سنایا ہو تجھے
شام سے صبح تلک خوب جگایا ہو تجھے

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

بے مزا پاے بھلا ہوش کو کھوتا ہو کوئی
بے ہم آغوش کسلمند بھی ہوتا ہو کوئی
دامن آلودہ نہونے سے تو دھوتا ہو کوئی
تو ہی کہہ صبح کو بن جاگے بھی سوتا ہو کوئی

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیستا

یہ تو کیا منھ ہو کہ ہم بستر اغیار کہون
ان کنایت سے مگر دولت بیدار کہون
دشمن ننگ و حیا پردہ در عار کہون
گر ہو آزردہ تو اسپر بھی تو ای یار کہون

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

یا تو پھر شکوہ رہا آج تو ہم بزم رقیب
کر یہان سے نہ اُٹھانیکی ہمارے تقریب
گھر مین آیا ہو ابھی صبح نخستین کے قریب
کچھ نہ پوچھ تو ہی کہہ ای مایۂ آرام و شکیب

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

کیا شب ہجر عذاب دل مضطر نہ سہا
صبح دیکھا اُسے مخمور تو حیرت سے کہا
ایک دریا تھا کہ بس دیدۂ حافظ سے بہا
ای بت افسوس تو مومن سے ہم آغوش رہا

خواب این نرگس فتان تو بے چیزے نیست

محرران لاجواب و بے مثال و کاتبان اخبار جنگ و جدال اس داستان بے مثل و نظیر کو اس طرح رقم کرتے ہین کہ جب نقابدار سرخ پوش کو ایک زمانہ گذرا اور بوجہ مقابلہ کرنے کفار کے اسقدر فرصت نہوئی کہ نقارہ جنگی اپنے نام پر بجواکر امیر سے مقابلہ کرے جب نریمان بن ضرغام بدیع الزمان سے زیر ہوکر مسلمان ہوچکا اور کفار نے بوجہ نہونے کسی سردار رستم خصال کے طبل جنگ بجوایا ایسی حالت مین نقابدار سرخ پوش نے جنگ کفار سے مہلت پاکر گور زادختنی اپنے بادشاہ لشکر اور جملہ اپنے سرداران سپاہ سے آکر و زبیان کیا کہ ہمین اس جگہ آئے ہوئے ایک زمانہ گذرا سوا کفار سے لڑنے کے امیر سے لڑنے کی نوبت نہ آئی امیر با توقیر سے یہی اقرار کیا تھا کہ ہم آپسے مقابلہ کرینگے اور اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر ہم تمسے زیر ہو جائینگے جملہ باتے صاحبقرانی کے تمکو بے عذر دیدینگے اور بغیر زیر ہوے ہرگز تمکو یا نے مذکور نہ دینگے چنانچہ ابتک فی مابین مقابلہ نہین ہوا فی الحال یہی دل چاہتا ہو کہ اپنے نام پر نقارہ جنگی بجواکر امیر سے مقابلہ کرکے اُنکو زیر کرکے بانے صاحبقرانی کے اُنسے لے لیجیے و مقصود جلد حاصل کیجیے اب اُنکا زمانہ صاحبقرانی کا ہوچکا جوانی اُنکی نرہی قوت مین کمی ہوئی ہو ہم صاحبقرانی کرینگے اور اُنسے کہین گے آپ خانہ کعبہ مین تشریف لیجایئے حیات باقی کو یاد الٰہی مین بسر کیجیے اچھی طرح زاد راہ ملک عدم مہیا کیجیے سامان سفر دور دراز کیجیے توشۂ آخرت کی فکر کیجیے گور زادختنی نے فرمایا بہتر تو ہو کہ نقارہ جنگی بجوا کے مقابلہ کرکے اُنکو زیر کیجیے بانے صاحبقرانی

سکے اُنسے لیجیے سرداران لشکر نے عرض کیا حضور ہماری بھی یہی راے ہے مقابلہ نکرنا تا کجا جو کام کرنا ہو انسان جلد کرے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے سوا اسکے قول عقلا کا ہے کہ کار امروز بفردا مگذار یہ راے ہم آپکی بہت پسند کرتے ہین جلد نقارہ رزمی بجوائیے امیر کو زیر کیجیے نقابدار سرخ پوش نے سبکی تقریر سنکے اور موافق اپنی راے کے سبکی صلاح پاکر اُسی روز ہنگام شب اپنے نام پر طبل جنگی اور نقارہ رزمی بجوایا صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی مردان سپاہ آواز نقارہ سنکے آگاہ ہوے کہ صبح کو لڑائی ہوگی اور ہرکارے سپاہ امیر باتوقیر کے جو خبر رسانی پر مقرر تھے وہ خبر نواخت نقارہ رزمی لیکر جلد تر دربار سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مین گئے اور مجراگاہ سے بصد ادب مجرا کرکے اس طرح عرض کرنے لگے کہ بموجب **نظم مولف**

تو ہی وہ شاہ صاحب سطوت
ہے در کوہ مین کوئی پنہان
تیغ کھینچے جو تو بوقت مصاف
تجھسے ڈرتے ہین سب جوان دہر
ہے جو سرکش نقابدار دلیر
نام پہ اپنے اُسنے بے وسواس
اپنے لشکر کے ساتھ وقت سحر
گو کہ مجروح تیغ و تیر سے ہے

ای شہ بے عدیل و خوش اقبال
ڈر سے اعدا کی ہے عجب حالت
ہے وہ شہرہ تری شجاعت کا
ہون صفین دشمنون کی دم مین صاف
مگر اس وقت جاے حیرت ہے
غضنفر و تند خو مثال شیر
طبل جنگی ہے خوب بجوایا
آئے میدان مین بکر و فر
شر کی اتنی ہی ہے خبر ای شاہ

دوست تیرے ہون خوش عدو پامال
کوئی تو دشت مین ہے سرگردان
سر جھکا سرکشون کی نخوت کا
گو کہ ای شاہ بے عدیل و نظیر
یہ خبر قابل سماعت ہے
جو کہ پہنے ہوے ہے سرخ لباس
دل مین یہ امر اُسکے ہے آیا
جنگ جو پھر فقط امیر سے ہے
ورنہ تو خیر ہے بلطف اله

بادشاہ جم جاہ ظل الله فلک بارگاہ عالم پناہ نے یہ خبر گوش ہوش سنکے جانب امیر باتوقیر دیکھکر اُنھین ہرکارون سے مخاطب ہوکر فرمایا تم ہمراہی خواجہ عمرو جاؤ اور بعنایت خالق انس وجان وبلطف معبود زمین و آسمان ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجواؤ ہرکارے یہ حکم بادشاہ موصوف سنکے ہمراہی خواجہ نقارہ خانہ سلیمانی مین آئے خواجہ عمرو نے طلاچینی اور کبابچینی وغیرہ نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ لشکر بیان کیا اُنھون نے حسب قاعدہ چند اشرفیان بطور نذر خواجہ کو دیکر اور نصر من الله وفتح قریب اپنی زبان پر جاری کرکے چوب اُٹھاکر نقارہ سلیمانی پر لگائی صداے نقارہ جنگی ایسی بلند ہوئی کہ زمین تھرائی اور قصر گردون کے سکنون تک آواز نقارہ مذکور پہونچی مردان لشکر اسلام صداے نقارہ رزمی سنکے باخبر ہوکر سامان جنگ مین مصروف ہوے خواجہ عمرو نقارہ جنگی بجواکر دربار مین آئے اور مدد گار امیر باتوقیر سے آہستہ عرض کرنے لگے کہ ای امیر نقابدار سرخ پوش مرد میدان نبرد ہے شجاعت اُسکی آپ پر ظاہر ہے مین بھی اُسکی بہادری دیکھ چکا ہون دل میرا نہایت مشوش ہے طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین حق تعالی انجام اس لڑائی کا بخیر کرے حریف نہایت جوان زبردست ہے آپ کی جوانی اور وہ قوت شباب اب باقی نہین رہی زمانہ شیب کا آگیا ہے اکثر موے سر سفید ہوگئے ہین اگر مناسب جانیے تو جو نقابدار سرخ پوش کہتا ہے اُسے منظور کر لیجیے یعنی بانے صاحبقرانی کے اُسے دے دیجیے آبرو اور عزت اپنی بچائیے بالفعل اس بلا کو ٹالیے مین اقرار کرتا ہون کہ مین چند روز کی مدت مین تمام بانے صاحبقرانی کے مع بارگاہ سلیمانی بعیاری و مکاری نقابدار سرخ پوش سے لاکر آپ کے حوالے کردونگا یا اُس سے منت و عاجزی طلب کرکے آپکو دیدونگا اگر یہ امر منظور نہو تو خانہ کعبہ چلے جائیے اس حریف زبردست سے مقابلہ نہ کیجیے امیر باتوقیر چونکہ سمجھ گئے تھے کہ خواجہ نے مزاحاً یہ تقریر کی ہے اس وجہ سے خود بھی مسکرا کر جواب دیا خواجہ

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نقابدار سرخ پوش نے مال دنیوی کے دینے کا اقرار کیا ہی اسی سبب سے تم اسکو شجاعت سے ہمین ڈراتے ہو اور باسنے دیدینے کو کہتے ہو اور مین ہرگز تمہارا کہنا نہ مانونگا تا وقتیکہ اُس سے زیر نہ ہونگا باسنے مذکور اُسے نہ دونگا اور گو کہ بقول تمہارے مین ضعیف ہون اور وہ نوجوان ہی لیکن مجھے عنایت الٰہی سے امید قوی ہی کہ ہنگام مقابلہ مین اُسے زیر کرونگا یہان تو امیر خواجہ سے ایسے ایسے کلمات فرما رہے ہین اور خواجہ سُن رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب احوال لشکر کفار کا سنیئے کہ ہرمز و فرامرز اپنے دربار مین بیٹھے تھے وزرا اور امرا حاضر دربار تھے یکایک صبا بر ند پوش اور کرگس ساسانی عیاران لشکر کفار خبر نواخت نقارہ رزمی لیکر افتان وخیزان دربار مین آئے اور اُن کافرون نے ان بیدینون کو مجراگاہ سے بادب تمام مجرا کرکے اور پایہ تخت کو بوسہ دیکے وہ کافران کافرونکی ثنا و دعا اسطرح زبان پر لائے نظم

ای پرستندۂ ہمہ اصنام — کارہ راہ ملت اسلام
دین مین آپ کے برائے فلاح — اہل اسلام کا ہی قتل مباح
رعب سے آپ کے تمام افلاک — سب مسلمان ہین مضطر و غمناک
اپنی تو یہ دعا ہی صبح و شام — ہو کواکب کو جبتک کہ قیام
ای خوشا حاکمان نار پرست — ای شہ کافران نار پرست
دہر مین آپ ہی کی تیغ تیز — اہل اسلام کی ہی بس خونریز
بت پرستی کا شغل ہی ذات — شاد ہین آپ ہی سے لات و منات
کسکو ممکن ہوا یہ جاہ و جلال — سب سے بہتر ہی آپکا اقبال
ربع مسکون پہ حکمران ہین حضور — سب ہون دشمن حضور کے مقہور

بعد ادائے ثنا و دعائے مذکور عیاران مسطور اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادگان نامدار و ای حاکمان ذیوقار اسوقت نقابدار سرخ پوش نے اپنے نام پر برابر مقابلہ حمزہ نقارہ جنگی اپنے لشکر مین بجوایا ہی اور حمزہ نے خبر نقارہ رزمی کی سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجوایا ہی یقینا نقابدار سرخ پوش ہنگام سحر معہ اپنے لشکر کے عرصہ جنگ مین آئیگا اور حمزہ بھی مع اپنی تمام سپاہ کے میدان کارزار مین صف آرا ہوگا نقابدار سرخ پوش کو اسکو اپنی شجاعت پر ناز ہی امیر سے مقابلہ کریگا جنگ عظیم قابل دید ہوگی ایسی لڑائی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی صدہا شہرون سے مردمان تماشائی واسطے سیر دیکھنے کے آئینگے دو دلاوران بیمثل ونظیر کی جنگ وجدال دیکھکر لطف سیر اُٹھائینگے سیکڑون کوس تک مجمع تماشائیان ضرور ہوگا انجام اس جنگ کا وہی ہوگا جو انکے خداوند کو منظور ہوگا جو شخص اس جنگ کو نہ دیکھے گا پچتائیگا دنیا مین پھر ایسی جنگ کبھی دیکھنے مین نہ آئیگی باقی سب خیریت ہی ہرکارے تو یہ خبرین دیکر دربار سے چلے گئے ہرمز و فرامرز نے یہ خبر سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاے ہم بھی عرصہ جنگ مین مع اپنی تمامی سپاہ کے جائینگے نقابدار سرخ پوش اور امیر کی لڑائی دیکھینگے اور اگر ہمسے مقابلہ کریگا تو ہم بھی لڑینگے ورنہ دور سے سیر دیکھینگے کیا اچھا ہو کہ ہنگام مقابلہ دلاوران موصوف الصدر ایک دوسرے کے ہاتھ سے زخمی ہوکر کرب سے گرین اور تڑپ کر مرجائین مراد دلی ہماری بر آئے دونون لشکر بغیر ان دونون بہادرون کے بیدل اور دل شکستہ ہوجائین اور ہم ایسی حالت مین دونون لشکرون کو میدان جنگ مین تہ تیغ کرین کسی مسلمان کو زندہ نچھوڑین تمام مال واسباب دونون فوجون کا لوٹ لین بختیارک نے عرض کیا یہ امید حضور کی بر نہ آئیگی کیونکہ ایسی مرادین کبھی بر نہین آئین اور ایسی تقدیر ہماری خداوند ہمارے کبھی نہین کرتے بلکہ ان مسلمانون پر انکی نظر رحمت ہی انکی تباہی اور بربادی نہین چاہتے ہین اور انکے مقدمات مین دخل بھی نہین دیتے ہین گو ہر مرتبہ یہ لوگ اُنپر ظلم وستم بھی کرتے ہین اور برا بھی کہتے ہین مگر وہ نہین معلوم کیا سبب ہی کہ برہم نہین ہوتے اور مطلق غیظ وغضب انکو نہین آتا ہی یہ تو ہم نہ کہینگے کہ انکو قدرت نہین ہی کہ انھین برباد اور تباہ کرسکین لیکن یہ امر ضرور ہی کہ وہ رحم دل ہین مسلمانون کے ہاتھ سے انواع واقسام کی تکلیفین اور ذلتین اُٹھاتے ہین اور صبر کرتے ہین اگر وہ ان مسلمانون کے تباہ کردینے پر آمادہ ہوتے اور چاہتے تو

یہ اوج مسلمانون کو روز بروز ہوتا اور دین اُنکا ترقی پذیر ہوتا آپ اُنکے ماننے والے اس طرح آلام مین مبتلا ہوتے یہان تو بختیارک ہرمز و فرامرز سے یہ تقریر کر رہا تھا اُدھر لازمون نے بموجب حکم طبل جنگی بجایا صداے طبل لشکر کفار مین بلند ہوئی جب تینون لشکرون مین آواز نقارہ رزمی اور طبل جنگ کی بلند ہوئی جملہ مردمان لشکر تیاری جنگ مین معروف ومشغول ہوے جو جو بہادر اور دلاور تھے وہ تو اس خیال سے نہایت خرم وشاد ہوے کہ صبح کو میدان جنگ مین حریفون سے دلیرانہ مقابلہ کرینگے لیکن جو بزدل اور نامرد تھے اُنکا یہ احوال تھا کہ صداے نقارہ جنگی سنتے ہی رنگ رخ اُنکا خوف سے اُڑ گیا تھا دست وپا مین خیال جنگ سے رعشہ تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے دل سینون مین دھڑکتے تھے تیاری جنگ کجا سامان بھاگنے کا در پردہ کر رہے تھے اگر بہادرون مین سے کوئی شخص اُنسے کہتا تھا کہ تم بھی اپنی تلوار پر صیقل کرو اور دیگر آلات حرب وضرب کی صفائی اور درستی کرو تو وہ اُسکو جواب دیتے تھے کہ ہمارے آلات حرب وضرب خوب صاف ہین صفائی کی احتیاج نہین ہے وہ بہادر اُنکی گفتگو سنکے خیال کرتا تھا کہ اُنکے تیور بد معلوم ہوتے ہین ابھی سے یہ بھاگنے کی فکر مین ہین غرض وہ شب مردمان ہر سہ لشکر نے اپنی اپنی تدبیر اور فکر مین بسر کی جب وہ زمانہ آیا کہ بمقتضاے

نظم مولف

فلک پر بحکم خدا ایکبار
بجالاے حکم خداے ودود
دعا کی یہ پھر حق سے باصد محن

سپیدہ ہوا صبح کا آشکار
کیے باطہارت رکوع وسجود
ہمین رکھ جہان مین بوجہ حسن

صداے اذان سے ہوا اہل گداز
کیا جب فریضہ سحر کا ادا
ظفریاب کر ناعدو پر ہمین

نمازی اُٹھے سب براے نماز
ہوا اُنسے خوش خالق دوسرا
عطا کیجیو گو ہر فرے ہمین

اسی طرح ادھر حمزہ صاحبقران نے بعد اداے نماز سحر واسطے فتح یابی کے درگاہ خدا مین برجوع قلب دعا کی اُدھر نقابدار سرخ پوش نے بھی براے فتح ونصرت بعد اداے نماز صبح پروردگار سے دعا مانگی مگر اپنی شجاعت پر مغرور ہوکر برجوع قلب عاجزانہ کی غرضکہ جب جملہ مردمان ہر دو لشکر نماز صبح سے فارغ ہو چکے اور دعا مین کر چکے حکم سے اپنے اپنے بادشاہ کے مسلح ومکمل ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ سواری اپنے اپنے بادشاہ کے جانب عرصہ جنگ روانہ ہوے ہر اک فوج مانند دریا کی موج کے سوے جنگاہ جاتی تھی اور ہر ایک سپاہ اپنے اپنے بادشاہ ذیجاہ کے ہمراہ رکاب بادب وقاعدہ روان ہمراہ سواری ہر ایک بادشاہ کی جانب عرصۂ نبرد مانند باد بہاری کے جاتی تھی وہ ہنگام سحر نسیم صبح کا چلنا باغ جہان مین ہر چمن مین غنچون کا چٹک چٹک کر گل ہونا ستارون کا رعب وآمد ظہور شاہ خاور سے فلک مین دمبدم نہان ہونا تاریکی کا آناً فاناً دور ہونا اور روشنی کا لمحہ لمحہ زیادہ ہونا شبنم کا مانند باران زمین پر گرنا دونون لشکرون کا باشتیاق تمام سوے عرصہ رزم جانا ہر ایک سردار وغیر سردار کا شوق جنگ مین مسکرانا افسران فوج کی وہ ترچھی اور بانکی وضع دلیرون کی وہ شان وشوکت بہادرون کی وہ صورتین خشم آلودہ کہ جنکو دیکھکر زہرہ شیرون کا آب ہو جاے وہ اُنکے اسلحونکی آب وتاب وہ چار آئینون کی صفائی وہ زرہون کی تنون پر زیب وہ خودون کی سرون پر نمود وہ جد اجدا وردیون کی اجسام پر بہار وہ رسالون اور پلٹنون کی قطار وہ کمانداروں کی دوش پر کمان وترکش سے زینت وہ ڈابون مین صف شکنونکی تلوارین کہ جو ایک دم مین سر دشمن تن سے اُتارین وہ پہلوانونکے کاندھون اور رانون پر گرزہاے گران سروہ مرکبونکا شائستہ ہونا اپنے اپنے سوار کی مرضی پر چلنا مانند پری یا مثل معشوق حسین کے ناز سے قدم اُٹھانا یا بطور عروس شب اول وہ اُنکے سازون کی مانند زیور بیش قیمت کے آراستگی وہ اُنکا برابر اشارہ سواران سے قدم اُٹھانا وہ علمدارونکا علمونکو جلوہ دینا وہ رانیونکا سر بلند ہونا وہ ڈنکے کی صداے خوش وہ نقیبونکا بولنا وہ ہر رسالے اور ہر پلٹن مین جنگی باجونکا

بطرز احسن بجا وہ جوانان لشکر کا آواز باجہ نکی سنکے مست و پرجوش شجاعت ہوا اور وہ سنانہلے نیزہ کا مانند تیر شہاب کے چمکنا وہ کثرت ہر دو سپاہ سے دیکھنے والونکا حیران ہونا وہ بادشاہون کی سواری کی شوکت وہ سپہدار دن کی سطوت وہ ہرایک عیار کا چست و چالاک ہوکر ہمراہ رکاب اپنے اپنے سردار کے چلنا لائق دید اور قابل سیر تھا جب بعد قطع راہ دونون لشکر بکروفر عرصۂ نبردمین ہونچے حمزہ صاحبقران نے بنظر محبت نقابدار سرخ پوش کی طرف دیکھا اُس نے بوجہ بزرگ ہونے کے سلام کیا امیر باتوقیر نے خوش ہوکر جواب سلام دیا اور دلمین اپنے برجوع قلب اسطرح خدا سے کہا کہ ای پروردگار عالم اس بہادر کو میرا مطیع کردے اور آج مجھکو اسیر نصرت دے حالانکہ بہت سے دلاور اور بہادر ونسے بارگاہ کی زینت ہے لیکن اگر یہ بہادر بھی اُنھین مین شامل ہوکر بیٹھے تو بارگاہ سلیمانی کی زیادہ رونق ہوجاے اور کفار پر مجھ عاجز و خاکسار کا زیادہ تر رعب ہوجاے ہنوز امیر باتوقیر اپنے خدا سے دعا کررہے تھے ناگاہ دور سے گرد و غبار بلند ہوا آمد لشکر کفار ہزیمت شعار معلوم ہوئی بعد تھوڑی ہی دیر کے ہرمز و فرامرز مع خاقان و بختیارک بافوج گران عرصہ جنگ مین آئے اُس وقت تینون لشکرون سے بیلچہ بردار اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے لیکر نکلے اور جھاڑی جھنڈی اور خس و خاشاک کو زمین سے دور کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب وہ زمین عرصہ جنگ کو ہموار و صاف کرچکے وہ تو میدان سے چلے گئے مگر فی الفور سقے لشکرون سے مشکین پر آب لیکر نکلے اُنھون نے میدان کارزار مین اسقدر پانی چھڑکا کہ زمین خوب تر ہوگئی اور سب گرد و غبار دور ہوگیا بعد ازان براے تکلف لشکر امیر اور نقابدار سے اور چند سقے مشکین گلاب اور کیوڑے سے بھری ہوئی لیکر آئے اُنھون نے اُسی عرصہ جنگاہ مین اُسکو چھڑکا تمام میدان جنگ خوشبو سے معطر ہوگیا بعد جانے سقون کے صف آرائی ہوئی امیر باتوقیر چالیس قدم آگے صفوف لشکر سے بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے اسی طرح نقابدار سرخ پوش بھی زیر علم شیر پیکر بعہدۂ سپہداری کھڑا ہوا نقابدار عیار بھی قریب نقابدار موصوف کے کھڑا ہوا ادھر خواجہ عمرو بھی اسی طرح حمزہ صاحبقران کے پاس موجود رہے اسوقت عرصہ جنگ خوشبو سے بس گیا تھا کیونکہ اول تو گلاب اور کیوڑہ چھڑکا تھا دوسرے طوق حران گردنے سر صاحبقران پر شقہ علم اژدہا پیکر طولا تھا اُس سے خوشبو مشک و عنبر کی بکثرت نکلکر عرصہ میدان مین پھیلتی تھی اور اُسکے سوراخون سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بار بار آواز آتی تھی غلغلہ ہر دو لشکر قلب مین اپنے اپنے لشکر کے تھے سرداران نامی و نامور میمنہ و میسرہ سپاہ پر معین و مقرر تھے ساقہ و کمینگاہ مین بھی اکثر سردار نامی مع فوج تھے کوسون بلکہ بترلون تک سپاہ جابجا کھڑی تھی جہانتک نظر پہونچتی تھی فوج ہی فوج دکھائی دیتی تھی جب دونون سپاہ مذکورمین بخوبی تمام صف آرائی ہوچکی ہرمز و فرامرز نے بھی اپنے لشکر کی صف آرائی کی اُسوقت تینون لشکرون سے نقیب اور کرکیت دستارہ لیے ہوے نکلے اور بیچ مین میدان جنگ کے آکر جوانان لشکر سے نقیب مخاطب ہوکر باواز بلند پکارے کہ ای جوانان تہور شعار و ای دلیران ذی وقار آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین ایک روز ضرور انکو فنا ہے مقام دنیا جاے خطر ہے بموجب ان چند اشعار مخمس کے مخمس

سراے دنیا ہے خوف کی جا ہرایک کو خوف دمبدم ہے
مسافرانہ ٹکے ہو اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے

رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے
سفر ہے دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے

غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے

اجل ہے استادہ دست بستہ تو ہے رخصت ہر ایک دم ہے

سنا ل بت سب کے سب ہین نجس یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل جو چھین کس کس طرح کی نیندین

یہ جاگتے تھے ابتدا مین کس دن جو سوئے ہین انتہائی نیندین
نسیم غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضائی نیندین

کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

فی الواقع یہ دنیا ایک دار محن ہے واسطے اہل دنیا کے خاصان خدا نے اسکو نہایت بد جانکر اس سے کنارہ کیا ہے کیونکہ زال دنیا نہایت بیوفا ہے کسی کے ساتھ اس نے کبھی وفا نہین کی ہے جملہ اعلے وادنی اس سے ناخوش ہوے ہین ہر ایک کو اس سے علی قدر مرتبہ صدمہ پہونچا ہے ہر ایک شخص ایک نئی آفت وبلا مین مبتلا ہوا ہے بیشک وشبہہ یہ دہر ایک عبرت سرا ہے اور جاے فنا ہے دیکھو کیسے کیسے خاصان خدا اور کیسے کیسے شاہان اولوالعزم اور کیسے کیسے دلاوران بےمثیل ونظیر اور کیسے کیسے جوان بیمہ کیسے کیسے عشاق یگانہ آفاق اور معشوقان کج اخلاق جنکا ایک عالم دیدکا مشتاق تھا وہ سب انواع واقسام کے مصائب اٹھاکر اس دنیا سے سوے ملک عدم خالی ہاتھ چلے گئے سواے اعمال نیک وبد کے کچھ ہمراہ اپنے نہ لے گئے زر وجواہر وملک ومال وغیرہ جو کچھ بفکر ومحنت وبقوت بازو ومشقت حاصل اور پیدا کیا تھا وہ سب اسی جگہ چھوڑ گئے ہان مال دنیا سے دو گز کفن البتہ لے گئے یہ شعر تمنے سنا ہوگا شعر کہان وقت سفر سامان نکلی اور ہلی تھے پسکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے کتب معتبر سے ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان کا وقت احتضار ہوتا ہے تو وہ نہایت پریشان خاطر ہوکر اور گھبراکر حالت احتضار مین اپنے احباب وعیال سے طالب مدد واعانت وبہبودی ہوتا ہے وہ اُس سے کہتے ہین کہ ایسے وقت مین ہمسے کیا ہو سکتا ہے ہان ہم تجکو منزل اول یعنے قبر تک پہونچا دینگے وہ انکی تقریر سنکے اپنے مال واسباب کی طرف نظر کرتا ہے اور اُس سے اپنی صحت وتندرستی وغیرہ کا خواستگار ہوتا ہے مال جواب دیتا ہے ای شخص تو نہایت بدبخت ہے کہ تونے مجھکو بہزار محنت ومشقت پیدا کیا اور راہ خدا مین صرف نکیا کہ آخرت مین فائدہ اُٹھاتا اب تو مجھسے ایسے وقت مین طالب مدد ہے مین کیا کر سکتا ہون ہان مجھسے دو گز کفن البتہ تجھکو ملجائیگا بشرطیکہ وہ بھی تیرے مقدر مین ہو وہ انکی طرف سے منھ پھیر لیتا ہے اُس وقت اعمال اُسکے خواہ نیک ہون یا بد ہون وہ بصورت نیک یا بشکل مہیب بنکر اُسکے روبرو آتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ ای شخص تو کیون گھبراتا ہے جب تو سفر ملک عدم کریگا ہم تیرے ساتھ ہونگے تجھے تنہا نہ جانے دینگے حشر تک تیرے ساتھ رہینگے اگر اعمال اچھے ہوتے ہین تو وہ بصورت نیک سامنے آتے ہین اور امیدوار مغفرت کرتے ہین اور اگر اعمال زشت وبد ہوتے ہین وہ بصورت کریہ ومہیب بنکر اُسکے روبرو آتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ آگاہ ہو کہ ہم وہ ہین کہ تجکو جہنم مین لیجائینگے آتش دوزخ سے تجھے جلوائینگے لہذا عاقل اور اہل بصیرت کو چاہیئے کہ دنیا مین افعال نیک کرے اور توشہ آخرت مہیا کرے اور اگر کسی کو کسی مصیبت مین مبتلا دیکھے تو بنظر عبرت اُسے دیکھے اور اعتبار اپنی زندگی کا نکرے اور ہر وقت آمادہ بسفر ملک عدم رہے ہر روز ایک مرتبہ اپنی موت کو یاد کر لیا کرے چونکہ تم سب بہادر عقیل ہو تمکو لازم ومناسب ہے کہ وہ افعال کرو جس سے دنیا وآخرت مین بہبودی ہو دنیا مین بہادرون مین شامل ہو کر نامور ہو آخرت مین نعمات جنان سے شادکام ہو زمانہ برزخ کو براحت وآرام بسر کرو زمانہ برزخ وہ زمانہ ہے کہ جو ہنگام مرگ سے روز حشر تک ہوگا خداوند کریم اس زمانے کے صعوبات اور عذابون سے ہر ایک فرد بشر کو بچاے قبر مین طرح طرح کے عذاب اور عقاب سے محفوظ رکھے عذاب روحانی وجسمانی سے اپنی رحمت سے امان دے ہاے قبر عجب مکان ہے تنگ وتاریک کہ جسمین روح کو سخت بےچینی ہوتی ہے وہ اُس مکان کی تنگی وتاریکی اور وہ اُسکی تنہائی ووحشت وہ جاے مسکن مار وعقرب وغیرہ وگرمی شدت کی پناہ بذات خدا وہ صاحب قبر کی تنہائی ومجبوری سواے ذات خدا اور ائمہ ہدی علیہم السلام نکوئی یار ومددگار نہ رفیق وغمخوار ہر فرد بشر سے

کہ جو زندہ ہی قبر مخاطب ہوکر بزبان حال یہ کہتی ہی نظم مولف

مین تہ افلاک ہون ایسا مکان
دسینے مین تکلیف وہ سخت و زبون
وہ مکان ہون جو کہ وحشت ناک ہو
نیک اعمالون کا لانا یان چراغ

ظلمت و تنگی و وحشت ہو جہان
مجھ مین دنیا کی ہوا آتی نہین
واسطے سونے کے فرش خاک ہی

مجھ مین مور و مار و عقرب ہین فزون
روح عاصی چین کچھ پاتی نہین
گریہ ہو منظور دل ہو باغ باغ

پس تمکو چاہیے کہ اعمال خیر کرو اور افعال بد سے پرہیز کرو اپنے محسن و آقا سے خیرخواہی کرو کہ یہ بھی ایک عمل نیک ہی محسن کشی ایک گناہ کبیرہ ہی اس سے بچو دیکھو تمہارے بادشاہ نے کیا سلوک نیک تمسے کیے ہین ہرطرح سے تمکو راحت دی ہی آج اسی محسن سے ایک حریف سے مقابلہ ہی دیکھو بہادرانہ اپنے اور اُسکے حریفون سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا قدم عرصۂ جنگ سے پیچھے نہ ہٹانا اپنے بزرگون کے ناموں کو بدنام نکرنا خود بھی سر میدان جنگ بھاگ کر ذلیل و رسوا نہونا زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی اس بے اعتباری حیات پر امید زندگی کرکے میدان رزم سے نہ بھاگنا دلیرانہ اور شیرانہ عرصۂ جنگ مین ثابت قدم رہنا بہبودی دنیا و آخرت کا خیال رکھنا آج وہ جنگ عظیم ہوگی کہ کبھی چشم پیر فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور اگر کبھی ایسی لڑائی ہوئی بھی ہوگی تو ہمارے نزدیک یہ جنگ اُس سے بڑھی ہوئی ہی کیونکہ اُسکو تو سنا ہی اور آج اس جنگ کو بچشم خود دیکھتے ہین اور دیکھین گے بموجب مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ آج اس جگہ پر اگر رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب اور گیو و بیژن اور برزو و بہرام و فرامرز پسر رستم اور زال و سام غیرہ ہوتے اور اس جنگ کو دیکھتے تو انکے بھی ہوش اُڑ جاتے حواس خمسہ بجا نرہتے اور اپنی جنگ و جدال کو ہیچ تصور کرتے عجب نہین کہ مثل آج کے کبھی ایسی لڑائی زیر فلک نہو کیونکہ ادھر تو امیر با توقیر شجاعت و قوت مین بے مثل و نظیر ہین اُدھر نقابدار سرخ پوش دلاوری و بہادری مین بے عدیل و لاجواب ہی دونون یکتائے دہر اور یگانۂ آفاق ہین دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی کون غالب اور کون مغلوب ہوتا ہی یہ کہکر نقیب تو خاموش ہوے کرگیت دوتارا بجاکر جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے کہ بموجب نظم مولف

ذرا ای جوانان شمشیرزن
شجاعت بھی قوت بھی ہمت بھی ہی
یہ باندھی ہی تمنے جو تیغ و سپر
کروگے حریفون سے اپنے جدال
جو بھاگوگے میدان سے وقت [illegible]
پریشان ہوے عورتون کیطرح
یہان آج ہو ویگی وہ کارزار

سنو گوش دل سے ہمارا سخن
لیاقت بھی حرمت بھی عزت بھی ہی
فن جنگ سیکھا ہی جو عمر بھر
مصمم ہی یا بھاگنے کا خیال
تو سب یہ کہینگے خطا ہو معاف
گریزان ہوے عورتون کیطرح
رہیگی قیامت تلک یادگار

خدا نے عجب تمکو رتبا دیا
دیا تمکو مالک بھی وہ قدردان
لکھا یا ہو جنگی رسالہ مین نام
کروگے اگر قتل اپنے عدو
یہ نامرد تھے اور بزدل بڑے
جوانو تمہین چاہیے ہی حیا

کہ مرد قوی پنجہ پیدا کیا
کہ بے مثل ہی جو تہ آسمان
کروگے بتاؤ تو کیا آج کام
دلیرون مین ہوگے بہت سرخرو
نہ اعدا سے میدان مین جم کر لڑے
گریزان نہونا بوقت وغا

جب کرگیت بھی جوانان لشکر کو آمادۂ جنگ کرکے ہمراہ نقیبون کے میدان جنگ سے چلے گئے جوانان لشکر لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوے اور باہم قسم کھاکر کہا آج ہم اس طرح لڑینگے کہ بڑے بڑے بہادران عالم کو رشک ہوگا ایسے نعرے کرینگے کہ رعد کو حیرت ہوگی اور جاری شمشیر سے اسقدر خون اعدا برسے گا کہ ابر باران کو حجاب ہوگا اور تلوارین یون چمک چمک کر اعدا پر لگینگے کہ برق بھی شرمندہ ہوگی ہنوز دلاوران لشکر یہ تقریر کر رہے تھے کہ نقابدار سرخ پوش نے اپنے بادشاہ لشکر سے جاکر اجازت جنگ طلب کی گورزاد حبشی نے فرمایا جائیے بسم اللہ امیر سے مقابلہ کیجیے انشاء اللہ جان کی خیر ہوگی نقابدار سرخ پوش اجازت جنگ لیکر بیچ مین میدان جنگ کے آیا اور مرکب کو اپنے کاوے پر ڈالا اور نیزہ ہاتھ مین لیکر کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا جملہ مردان ہر سہ لشکر

دیکھنے لگے خصوصاً امیر بانو قیر ملاحظہ کر کے خواجہ عمرو سے فرمانے لگے ای خواجہ دیکھتے ہو کہ نقابدار کس حسن وخوبی سے
نیزہ ہلا رہا ہی اگر مین بھی نیزہ ہلاتا تو اس سے بہتر فنون نیزہ بازی نہو دکھاتا اور ای خواجہ مجھکو مقام تعجب یہ ہی کہ یہ بہادر
وہ فنون نیزہ بازی کے دکھا رہا ہی کہ گویا سب میرے فنون نیزہ بازی کے اسکو کسی نے تعلیم کر دیے ہین خواجہ عرض
کرتے تھے واقعی آپ سچ کہتے ہین مجکو بھی نہایت حیرت ہی اور یہ نقابدار عیار جوانا مرگ بھی حضور ایسا عیار بلائے
روزگار ہی کہ مجکو بھی اسپر ایک طرح کا شک گذرتا ہی سارے حرکات میرے اس مین پائے جاتے ہین آنکھین چھوٹی
چھوٹی مثل میری آنکھون کے پائی جاتی ہین اور دُبلا پن بھی اسکا مانند میرے دُبلے پن کے ہی ابھی خواجہ عمرو امیر سے
یہ عرض کر رہے تھے اور نقابدار موصوف کی سب تعریف کر رہے تھے کہ اُسنے ہمہ تن عرق عرق ہو کر کچھ کمالات فن
نیزہ بازی کے دکھا کر نیزہ نقابدار عیار کو دیا اور تیر وکمان لیکر ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر سوے فلک لگایا وہ تیر
نہایت بلند ہوا ہنوز وہ تیر اُس بلندی سے کچھ جانب پستی آیا تھا کہ نقابدار نے تاک کر دوسرا تیر لگایا تیر دوم تیر اول مین
جا کر پیوست ہوا سب نے غلغلہ تحسین وآفرین کا بلند کیا امیر یہ تیر اندازی دیکھکر از حد خوش ہوے اور خواجہ سے
کہا ای خواجہ یہ سب انداز میری ہی تیر اندازی کے ہین اس ظالم کو کس نے بتا دیے ہین کیونکر اسکو یہ طریقہ تیر اندازی کا
حاصل ہوا ہی ابھی امیر خواجہ سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ نقابدار نے تیسرا تیر چلہ کمان مین جوڑ کر دوسرے تیر کو جو تیر
اول مین پیوست تھا تاکا اور لگایا وہ تیر دوسرے تیر مین جا کر پیوست ہوا یہانتک کہ اور چند تیر اسی طرح نقابدار موصوف نے
بصد عجلت یکے بعد دیگرے لگائے آخر کار وہ سب ہر ایک دوسرے مین پیوست ہو کر بلندی سے زمین پر گرے اُسوقت
جملہ مردمان ہر سہ لشکر نے از حد نقابدار کی تیر اندازی کی تعریف کی امیر بانو قیر نے بھی بہت ثنا کی جب نقابدار
اپنی تیر اندازی کا بھی کمال دکھا چکا مرکب کو روک کر امیر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یا صاحبقران آپنے میرے
کمالات سپہ گری ملاحظہ فرمائے یہ مین نے کچھ کمالات دکھائے نہین ہین ابھی فنون سپہ گری بہت سے مجھے یاد ہین اگر وہ فنون
ظاہر کیے جائین تو آپکو اور سب کو از حد حیرت ہو اور اگر مین اپنی قوت دکھاؤن تو دیکھنے والون کے ہوش بجا نہین
چونکہ آپکو مین بزرگ جانتا ہون اور نام نامی آپکا مشہور عالم ہی اور عزت وآبرو آپنے ایسی حاصل کی ہی کہ بڑے بڑے
پہلوانون کو یہ مرتبہ میسر نہین ہوا ہی پس مین یہ نہین چاہتا کہ آپکو سر میدان میرے ہاتھ سے ذلت حاصل ہو یعنی آپ
اس مجمع عام مین مجھسے زیر ہون لہذا مناسب ہی کہ بانے صاحبقرانی کے اب بھی مجھے دیدیجیے اور عزت اپنی
مجھ حریف زبردست سے بچائیے اور بجاے خود اپنے حال پر نظر کیجیے کہ زمانہ آپ کے شباب کا باقی نہ وہ قوت
وشجاعت سابقہ اب نہین ہی بوجہ ضعیفی اعضا کم قوت ہو گئے ہین اور مین فضل خدا سے ابھی نوجوان ہون قوت وشجاعت
مین کسی کو مانند اپنے نہین جانتا ہون اسی وجہ سے رحم کر کے چاہتا ہون کہ مطلب میرا بر آلے اور آپکی آبرو ریزی
سر میدان جنگ نہو اگر مناسب جانیے تو بانے صاحبقرانی کے دیدیجیے کہ اب یہ بانے صاحبقرانی کا ہی اور اگر بانے دینا منظور
نہو تو مجھ سے آکر مقابلہ کیجیے ہنگام مقابلہ خیال بزرگی کا نہ رہے گا حتی الامکان ضرور آپکو زیر کرونگا اُسوقت آپکو یا اور کسی
صاحب کو جاے شکایت نہو کیونکہ مین اتمام حجت کر رہا ہون اور بدرجہ مجبوری واسطے مقابلہ کے موجود ہون امیر نے
بادشاہ لشکر سے اجازت جنگ لیکر مرکب کو جولان کر کے روبرو نقابدار کے آکر مرکب کو روک کر جواب دیا ای نقابدار
قسم ہی خدا کی کہ مجکو تجھسے خود بخود الفت ہی مین نہین چاہتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے ہلاک ہو پس بہتر یہ ہی کہ مجھسے ارادہ
مقابلہ کرنے کا نکر کیونکہ مجکو تیری نوجوانی پر رحم آتا ہی اور نسبت بانہاے عیاری کے تجھکو یہ جواب دیا جاتا ہی کہ اگر
از راہ عاجزی وانکساری مجھسے بانے طلب کرتا تو ضرور مین تجھکو دیدیتا اور انکار نکرتا چونکہ تو دباؤ ڈالکر مجھے

بانے لینا چاہتا ہی اس طرح تو مین ہرگز ہرگز نہ دونگا ہان بموجب وعدہ سابق جس وقت تجھسے زیر ہوجاؤنگا بے
عذر و انکار سب بانے صاحبقرانی کے تیرے حوالہ کر دونگا اور خانہ کعبہ مین جا کر گوشہ نشین ہو کر عبادت
خدا کرونگا جنگ و جدال سے ہاتھ اٹھاؤنگا یا بجوان تجھسے سر میدان جنگ زیر ہو کر اور شرمندہ ہو کر پردہ دنیا
سے پردۂ قاف مین چلا جاؤنگا ملکہ آسمان پری کے مکانین رہکر تمام زندگی جو باقی ہی بسر کرونگا اہل جہان کو تا حیات
منھ نہ دکھاؤنگا یہ کہکر امیر باتوقیر خاموش ہوے نقابدار سرخ پوش نے خیال کیا کہ امیر باتوقیر کو یہی منظور ہی کہ مقابلہ
کرکے اور زیر ہو کے بانے صاحبقرانی کے دین اور بغیر اس امر کے دین لہذا ایسی حالت مین ضرور امیر سے مقابلہ کرنا
چاہیے اور پاس و لحاظ کرنا نچاہیے یہ خیال کرکے کہا اے امیر با توقیر مین نے تو ہرچند چاہا کہ آپ ضعیف و ناتوان ہو کر
مجھ ایسے جوان قوی سے مقابلہ نکرین مگر آپ نہین مانتے ہین خیر آپ کو اختیار ہی اب براے زور آزمائی مرکب کو بڑھائیے
اور تنگاورست قوت آزمائی کیجیے اور مرکب پر سنبھل کر بیٹھئے ذرا ہوشیار ہوجائیے یہ کہنے کو نہو کہ حالت غفلت مین
زور آزمائی کی امیر نے مسکرا کر جواب دیا اے نقابدار مجھکو تیری باتین بھی اچھی معلوم ہوتی ہین تو بقوت تمام زور آزمائی کر
مین ہوشیار ہون حق تعالے میری عزت تیرے ہاتھ سے بچائیگا اور بارہا ایسا ہی ہوا ہی کہ زبردست حریفون سے سامنا
ہوا ہے اور خدا نے اُنکے ہاتھ سے میری عزت بچائی بلکہ بفضل خدا ان سبکو مین نے کسی نہ کسی طرح زیر کیا ہی انشاء اللہ
اسی طرح آج تجکو بھی زیر کرونگا نقابدار سرخ پوش امیر کی یہ گفتگو سنکے برہم ہوا اور اُسی عالم غصہ مین مرکب اپنا
واسطے تگاور کے جولان کیا ادھر امیر نے بھی اشقر دیوزاد کو مہمیز کیا حسیم باہم تگاور ظہور مین آئی دیکھنے والون نے
دیکھا کہ تین قدم مرکب نقابدار سرخ پوش کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم اشقر دیوزاد پس پا ہوا نقابدار موصوف نے
جب دیکھا کہ مرکب میرا اسمند امیر سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا نہایت برہم ہو کر مرکب کو رانون مین دابکر آگے بڑھایا
اور امیر سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران گھوڑا آپ کا اشقر دیوزاد ہے اس گھوڑے کا مثل و نظیر نہین ہو اگر میری
سواری مین بھی ایسا ہی گھوڑا ہوتا تو زور آزمائی کا لطف ہوتا چونکہ مثل آپ کے مرکب کے میرا گھوڑا نہ تھا اسی وجہ
سے شاید کچھ آپکے مرکب سے زیادہ پس پا ہوا یا مجکو محض شبہ ہوا امیر نے مسکرا کر جواب دیا اے جوان دلاور جیسا تم نے
بیان کیا ہی شاید ایسا ہی ہوگا دیکھنے والون نے گھٹ بڑھ خوب دیکھ لی ہی اب اسکے بتانے سے کیا ہوتا ہی اور یہ سچ
ہی کہ تیرے پاس مثل میرے گھوڑے کے مرکب نہین ہی خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اب کوئی حربہ کر نقابدار نے از حد
غضبناک ہو کر نیزہ ہاتھ مین لیکر مرکب کو اپنے کاوے پر ڈالکر خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ امیر کو تاک کر نیزہ کا وار کیا امیر نے
نہایت چالاکی و ہوشیاری سے اُسکے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا شرارے آگ کے ظاہر ہوے پھر امیر
نے اُسپر نیزہ کا وار کیا اس نے اس خوبی سے اپنے نیزہ پر نیزہ روکا کہ امیر بے اختیار خوش ہو کر مسکرائے اور
خواجہ عمرو کہ قریب کھڑے تھے اُنسے باشارہ کہا اے خواجہ کیا کہون کس خوبی سے اس بہادر نے میرے نیزے کو
روکا ہی کہ میرا ہی دل لطف اٹھاتا ہی یہ وہ بند نادر مین نے باندھا تھا کہ جسکا کھولنا دشوار تھا اور ایسے بند کا روکنا
کھولنا مشکل تھا اور ایسے وار سے جانبر ہونا نہایت امر اہم تھا لیکن اس جوان نے کیا خوب روکا ہی نہین معلوم
یہ نیزہ بازی کس نے اسکو بتائی ہی یہ توڑ اور جوڑ تو سواے میرے اور میری اولاد کے یا کچھ بند نادر میرے
سرداران لشکر کے اور کسی کو یہ بند معلوم نہین ہین بڑا تعجب ہی کہ اس کو کیونکر معلوم ہے خواجہ نے بایما جواب دیا اے
امیر باتوقیر آپنے بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا ہی آج خدا ہی خیر کرے سامنا حریف زبردست کا ہی ہنوز خواجہ عمرو امیر
سے باشارہ تقریر مذکور کر رہے تھے کہ نقابدار موصوف نے پھر نیزہ کا وار کیا امیر باتوقیر نے بدستور مذکور

اُسکی سنان نیزہ کو اپنے سنان نیزہ پر روکا اسی طرح قریب تین سو ساٹھ طعن ہاے نیزہ کے باہم ردوبدل ہوے
اور زمانہ دوپہر کا اس جنگ کو گذرا اُسوقت خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر اسلام نہایت مشوش ہوے بلکہ
خود امیر خواجہ سے باشارہ چشم وابرو کہنے لگے کہ ای خواجہ دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی یہ نقابدار فن
نیزہ بازی مین کامل بلکہ اکمل ہی جو بند مین نیزہ کا باندھتا ہون یہ اُسے کھولدیتا ہی چوٹ کسی طرح نہین کھاتا ہی نہ کبھی
جگہ چوکتا ہی بلکہ ارادہ میرے ہلاک کرنیکا او نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدینے کا کرتا ہی مین ہی ایسا ہون کہ سب اسکے وار
روکتا ہون اور اپنے تئین بچاتا ہون اگر میری جگہ پر اور کوئی شخص ہوتا تو یہ بہادر ابتک اُسے ہلاک کرچکا ہوتا
اب سواے ایک یا ڈیڑھ بند نادر کے کہ جو سواے میرے میری اولاد کو بھی معلوم نہین ہی انھین بند کو باندھونگا
اگر وہ بند بھی اس نے کھولدیے تو پھر نیزہ بازی مین یہ دلیر مجھسے زبردست ہو خواجہ نے با یماءغرض کیا اچھا وہ بند باندھکر
دیکھ لیجیے یقین ہی کہ یہ نقابدار اُس بند نادر کو کہ جو خاص واسطے آپکے ہی کھولدیگا اور اُس نصف بند کی کیا حقیقت ہی
کیونکہ یہ بہادر کسی کامل نیزہ باز کا شاگرد ہی اُس نے اسکو خوب بتایا ہی ای امیر وہ ڈیڑھ بند یا ایک بند بھی باندھکر
قسمت آزمائی کیجیے بعد ازان میری تو راے یہی ہی کہ بانے صاحبقرانی کے دبدبہ کیجیے گا اب کچھ عذر و انکار نکیجیگا
امیر نے خواجہ کو تو کچھ جواب ندیا لیکن نقابدار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای نقابدار سرخ پوش ماشاءاللہ چشم بد
دور تونے کیا کیا بند نادر باندھے ہین اور کیا کیا بند نادر میرے باندھے ہوے کھولے ہین سچ تو یہ ہی کہ فن نیزہ بازی مین مین تجکو
ایسا کامل نجانتا تھا آج مجکو وہی لطف تیری اس جنگ سے حاصل ہوا ہی کہ جو بدیع الزمان سے مقابلہ مین ہوا تھا اب
ایک بند نادر اور مجکو معلوم ہی وہی بند باندھتا ہون ذرا ہوشیار رہنا یہ وہ بند نادر ہی کہ ضرور ہی نیزہ ہاتھ سے حریف
کے نکل جاتا ہی اسکا توڑ اور اسکا کھولنا کسی کو معلوم ہی نہین ہی نقابدار سرخ پوش نے جواب دیا ای امیر با توقیر اچھا
وہ بند نادر بھی باندھکر حوصلہ اپنے دلکا نکال لیجیے مین ہوشیار ہون ادھر تو نقابدار سرخ پوش یہ تقریر کر رہا تھا اور
چارسمت علاوہ مردمان ہر سہ لشکر کے لاکھون تماشائیون کا مجمع تھا ہزارہا آدمی پہاڑون پر بیٹھے تھے اور وہان سے
یہ لڑائی دیکھ رہے تھے بہت سے لوگ مکانات بلند کے کوٹھون پر لڑائی دیکھتے تھے ہزارہا بلکہ لاکھون مردم تماشائی کہ دور
دور سے خبر اس جنگ عظیم و بے نظیر کی استماع کرکے آئے تھے وہ میدان مین جمع تھے کشمکش اسدرجہ تھی کہ ہوا بھی
اُنکے درمیان سے گذر نہ کرسکتی تھی جو لوگ طویل القامت تھے وہ تو دور سے بذریعہ دوربین لڑائی دیکھ رہے تھے
اور جو اشخاص قصیر القامت تھے وہ بیچارے اشتیاق دید جنگ مین کبھی تو زمین سے اُچکتے تھے گاہ پنجونکے بل
کھڑے ہوتے تھے جب کچھ دکھائی ندیتا تھا افسردہ خاطر ہوکر اجاجزی و انکساری مردمان طویل القامت اور قوی الجثہ
سے کہتے تھے بھائیو ہمارے قد چھوٹے ہین لاکھ چاہتے ہین کہ ہم بھی نقابدار اور امیر کی لڑائی دیکھین مگر کچھ بھی
صورت اُسکی نظر نہین آتی ہی تم ہمکو اپنے دوش پر بٹھالو تاکہ ہم اونچے ہو جائین اور یہ لڑائی دیکھکر لطف بیحد اُٹھائین اور
قبل ازین ہم اپنے قصیر القامت ہونے پر فخر کرتے تھے اور لمبے قد کے آدمیون کو دیکھکر یہ کہا کرتے تھے کہ کل طویلٍ
احمقٌ اب آج سے دوسرا فقرہ بھی ضرور زبان پر جاری کیا کرینگے اور وہ فقرہ ثانی یہ ہی کل قصیرٍ عاجزٌ وہ لمبے قد کے
آدمی اُنکی تقریر سنکے برہم ہوتے تھے اور کہتے تھے دور ہو ہمارے سامنے سے ہم ہرگز تمکو اپنے کاندھے پر سوار نکرینگے
کیونکہ تم ہمکو بوجہ لمبے قد ہونے کے احمق کہتے ہو چھوٹے قامت کے آدمی ہوکر فتنہ و فساد و شر کی بات زبان پر لاتے ہو بس
خاموش رہنا اب ہمکو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا ورنہ ہمارے تمھارے لڑائی ہوگی اگر چھوٹے چھوٹے بونے تمھارے قد
تھے تو یہان کیون آئے کیا نجانتے تھے کہ وہان مجمع خلائق ہوگا ہم اُنکے درمیان سے کیونکر لڑائی دیکھین گے وہ بیچارے

اُنکی تقریر سخت سنکے صدمہ زخم تیغ زبان کا دلپر سہکر خاموش رہے اکثر آبدیدہ ہوکر بجاے خود کہنے لگے اگر ہمارے بھی
قدلانبے ہوتے تو اسوقت یہ کلمات سخت انکے کیون سنتے اور کیون انسے التجا کرتے ادھر تو تماشائیون مین یہ باتین تھین
اُودھر امیر نے نقابدار کی گفتگو سنکے مرکب کو اپنے کاوے پہ ڈالا نیزہ کو تکان اور گردش دیکر سینہ نقابدار تاک کے
نیزہ کا وار کیا نقابدار نے بکوشش تمام سنان نیزہ امیر کو اپنے سنان نیزہ پر روکا امیر نے آواز دی ای نقابدار ہوشیار
ہو جا کہ اب سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی نقابدار نے مسکراکے جواب دیا ای امیر با توقیر یہ امر بہا مشکل ہی میرے
ہاتھ سے سنان نیزہ کا نکل جانا دشوار ہی بلکہ نا ممکن ہی ابھی نقابدار امیر سے یہ تقریر کر ہی رہا تھا اور دونون سنانین
مانند زبانہاے دو افعی کے ملی ہوئین تھین کہ ناگاہ امیر نے کسی قدر مرکب اپنا بڑھا کر ایسی تکان دی کہ ہرچند نقابدار
نے زور کیا اور چاہا کہ سنان نیزہ نیزے سے نہ نکلے مگر چونکہ اس بند نادر کے توڑ سے ناواقف تھا اُسکے توڑ کرنے مین
اور اُس بند کے کھولنے مین اُلجھا اور سنان نیزہ نیزے سے نکل کر مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری لشکر امیر مین
غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا نقابدار کو غصہ آیا نیزہ کی ڈانڈ امیر پر بعد غضب لگائی امیر نے چالاکی اور ہوشیاری
سے اُس ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا اب نقابدار کو زیادہ تر غصہ آیا اور بوجہ شرمندگی کے دریاے عرق خجالت مین
غرق ہو گیا اور بعد ایک لمحہ کے نہایت غضبناک ہو کر پلارک افراسیابی کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالا اُسوقت نقابدار عیار نے
نقابدار سرخ پوش سے باشارہ عرض کیا کہ خداوند واسطے اس ناتوان کے تیغ تیز نہ کھینچیے خونریزی امیر کی نہ کیجیے
شجاعت اپنی سکو یون دکھالیے کہ اس بڈھے کو بڑھکر زین فرس سے اُٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے اور چرخ دیکے زمین
پر پٹک دیجیے اور سینہ پہ سوار ہو کر مزاج شریف پوچھیے اور کہئے کہ اب بانے دینے مین کیا عذر ہی نقابدار موصوف کو
اپنے عیار کی راے اچھی معلوم ہوئی پلارک افراسیابی کے قبضہ سے ہاتھ اُٹھا کر مرکب اپنا آگے بڑھا کر چالاکی و دلیری
سے امیر کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور اپنی طرف کھینچکر زور کرنا شروع کیا اور چاہا کہ امیر کو پشت زین اشقر دیوزاد سے
اُٹھالے امیر با توقیر نے نقابدار کو آمادہ کشتی دیکھکر خود بھی بہ تعجیل اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا اور زور کرنا شروع کیا
تھوڑی دیر تک باہم اسقدر زور کیا کہ دونون دلیرون کے مرکب اُنکی زور آزمائی کے متحمل نہ ہو کر زمین پر بیٹھنے لگے
زبانین اُنھون نے اپنی دہن سے باہر نکالدین اور ہانپنے لگے یہ حال دیکھکر شاطرون نے پکار کر کہا ای بہادرو اگر تم
مائل کشتی ہو تو گھوڑون سے اُتر کر کشتی لڑو دیکھو تو تمہاری زور آزمائی سے تمہارے مرکبون کا کیا حال ہی یہ حیوان
بیچارے تمہاری زور آزمائی کے متحمل نہیں ہین یہ تقریر شاطرون کی سنکے دونون بہادر فوراً مرکبون سے اُتر کر زمین پر آئے
اُسوقت بادشاہان لشکر کے حکم سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے لیکر لشکرون سے نکلے اور زمین عرصہ جنگ کو
بطور اکھاڑے کے درست کرنے لگے جب بادشاہان ہر سہ لشکر نے دیکھا کہ اب یہ دونون بہادر کشتی لڑینگے
اور معلوم نہین کہ روز تک کشتی ہوگی سواریون پر ایسی حالت مین سوار رہنا مناسب نہین ہی پس باین خیال
شاہان موصوف نے حکم دیا کہ بارگاہین اور خیام بر پا اور استادہ کیے جائین اور بازارین آراستہ ہو جائین
چنانچہ فی الفور ملازمون نے حکم کی تعمیل کی بادشاہان مذکور سواریون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھے اور
جملہ سرداران ہر سہ لشکر خیام مین کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے سواران ہر سہ سپاہ بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر
زمین پوش بچھا بچھا کر مسلح و مکمل بیٹھنے لگے بادشاہان ہر سہ لشکر نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے تا کہ کشتی
بخوبی نظر آئے ہنوز جملہ بادشاہ اور سردار اور سوار ہر سہ سپاہ کے سواریون سے اُتر اُتر کر بیٹھے تھے کہ بازارین
بھی آراستہ ہونے لگین ہر قسم کے دوکاندار اپنی دوکانین لگانے لگے صدہا ساقنین بھی لباس رنگین پہنکر تحفہ پر آ کے

بیٹھین دوکانین آراستہ ہوئین حقے اور نیچے اور چلمین ساتھ طریقے کے رکھی گئین انگیٹھی مین آگ سلگا دی گئی
نشہ بازون نے ہجوم کیا چرس کی چلمین بھروا کر دم مارنے لگے میوہ فروش میوہ تر و خشک باواز بلند پکار پکار کر
بیچنے لگے وہ تماشائی جو بخوف جان دور تھے اب باطمینان تمام آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ دیکھیے یہ دونون بہادر
کب تک کشتی لڑتے ہین اور انمین سے کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب ہوتا ہے اکثر آدمی انکو جواب دیتے تھے
کہ تقاضاے عقل تو یہی ہے کہ نقابدار سرخ پوش نوجوان اور پرُ قوت ہے اور امیر ضعیف ہین غالباً امیر ہی مغلوب
ہونگے قوی ضعیف پر مدام غالب ہوتا ہے بعضے جہان دیدہ انکو جواب دیتے تھے یہ تمہارا خیال خام ہے امیر کو ضعیف
اور کم قوت سمجھا نو وہ بزرگ ہین کہ انہین دادالٰہی قوت ہے بڑے بڑے پہلوانون اور سرکشون اور قویون کو انھون نے
زیر کیا ہے اس نقابدار سرخ پوش کی انکے آگے کیا حقیقت ہے ہرچند نقابدار نوجوان اور قوی ہے مگر انجام کار
دیکھ لینا کہ امیر اسکو زیر کرینگے اور اگر انصاف کی نظر سے دیکھو اور ذرا فہم و عقل کو اس باب مین اپنے سے
دور نکرو تو صاف تمپر یہ حال آشکار ہو جاے کہ ابتک ان دونون بہادرون مین غالب کون ہوا اور مغلوب کون
ہوا ہنگام زور آزمائی اور تگاور کے وقت گھوڑا اسکا زیادہ پیچھے ہٹ گیا سنان نیزہ کس کے ہاتھ سے نکل گئی
اور کس نے سنان نیزہ نکالدی چونکہ وہ لوگ نقابدار سرخ پوش کو قبل ازین امیر سے بہتر قوت و شجاعت مین کہہ چکے تھے
اب انکو اپنی سخن پروری لازم ہوئی پس وہ طرفدار نقابدار کے ہو کر کہنے لگے تم ضعیف ہو عقل بھی تمہاری ضعیف ہے کب
نقابدار کا کہان زیادہ پیچھے ہٹ گیا تھا بصارت مین تمہاری کمی ہے تمکو دکھائی نہین دیتا یہ تمہاری بینائی کا قصور ہے اور
سنان نیزے کے بارے مین جو تم تقریر کرتے ہو اسکا جواب یہ ہے کہ اتفاق سے امیر نے سنان نیزہ اس بہادر کے ہاتھ سے
نکالدی ہے اس سے کیا ہوتا ہے شاید تمکو قول شیخ سعدی کا یاد نہین ہے وہ کہتے ہین بیت گاہ باشد کہ کودک نادان ؛
بغلط بر ہدف زند تیرے ؛ غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ ابھی مطلق ہمارے نزدیک گھٹ بڑھ نہین ہوئی ہے ہم یقین
کرتے ہین کہ کشتی مین نقابدار ہی امیر پر غالب ہوگا کیونکہ جوان پرُ قوت ہے اور امیر گو کار آزمودہ اور جنگ دیدہ
ہین لیکن ضعیف و ناتوان ہین ضرور اس جوان سے مغلوب ہونگے ہمنے بارہا سنا ہے کہ قوت بمنزلہ بادشاہی کے اور
پیچ بمنزلہ وزیر کے ہے پس بادشاہ کا وزیر کیا کر سکتا ہے امیر لاکھو پیچ کرینگے کوئی پیچ انکا آگے بہادر کی قوت کے
نچلیگا آخر کار تھک جائینگے دم آجائیگا اور سانس پھول جائیگی نقابدار بہادر انکو زیر کر کے سینہ پر سوار ہوگا
یا قتل کر ڈالیگا یا اسیر کریگا یا رحم کھا کر چھوڑ دیگا انھون نے برہم ہو کر انکو جواب دیا ہم تمہاری اس تقریر کا کیا جواب
دین سواے سکوت کے اب کچھ چارہ نہین کیونکہ نادان ہو اور یہ مصرعہ کسی کا تمنے سنا ہوگا مصرع جواب جاہلان
باشد خموشی ؛ لیکن اتنا کہے دیتے ہین کہ جو تم کہتے ہو سراسر غلاف ہے الحاصل مردمان تماشائی مذکور اس طرح باہم
تقریر کرتے تھے جس طرح کہ دست راستی اور دست چپی والون مین ہوا کیا ہے اور ہوگا ناظرین دفتر اس حال سے
خوب آگاہ ہین تفصیل اسکی کرنا بیکار ہے جب بیلدارون نے زمین کو بطور اکھاڑے کے نرم کر دیا اور وہ اُس جگہ سے
ہٹ گئے نقابدار سرخ پوش اور امیر با توقیر دامن عبا و قبا گرد انکر اور لپیٹ کر اُسی جگہ کشتی لڑنے لگے جملہ مردمان
ہر سہ لشکر اور لاکھون تماشائی جو اطراف و جوانب اور دور دور سے براے سیر جنگ آئے تھے کشتی دیکھنے لگے
بختیارک نابکار کہ قریب ہرمز و فرامرز کے بیٹھا تھا یہ بھی بنظر غور کشتی دیکھنے لگا ہرمز و فرامرز نے اُس سے مخاطب
ہو کر پوچھا ملک جی تم ہمیشہ اپنی نور عقل و فہم سے حکم لگایا کرتے ہو اسوقت نقابدار اور امیر سے کشتی ہو رہی ہے داؤن
پیچ اور توڑ جوڑ خوب ہو رہے ہین انکے بارے مین کیا حکم لگاتے ہو انمین سے کون غالب ہوگا اور کون مغلوب

ہوگا اُس نے عرض کیا خداوند نعمت مین حضور کے اقبال سے جب کوئی حکم لگاتا ہون خلاف نہین ہوتا اور بیٹ نہین
پڑتا ہو اس معاملہ مین بھی بندہ رعقل یہ حکم لگاتا ہون کہ نقابدار سرخ پوش امیر سے زیر ہوجائیگا اور مطیع امیر ہوکر
حضور کا دشمن ہوگا ہرمز و فرامرز نے برہم ہوکر جواب دیا خاک تیرے منھ مین جب تو کوئی حکم لگاتا ہو خلاف ہمارے
تمنائے دلی کے حکم لگاتا ہو اور وہ ایسا حکم لگاتا ہو جس سے ہمارے دل کو صدمہ پہونچتا ہو کبھی کوئی ایسا حکم نہین
لگاتا کہ ہمارے قلوب شاد اور خوش ہون تیری زبان سے جب کوئی کلمہ نکلتا ہو بد ہی نکلتا ہو کلمہ نیک نہین نکلتا ہو
تابعدار کو ضرور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنے مالک کی خوشی خاطر کا خیال رکھے اور جو ملازم دانا اور عاقل
ہوتے ہین وہ ایسا ہی کرتے ہین کہ ہر وقت اپنے بادشاہ کے خوش کرنیکا خیال رکھتے ہین بہ خلاف تجھ نمک حرام
کے کہ ہمیشہ ہمکو صدمہ ہی دیتا ہو لیکن تو ہمارے باپ کا وزیر ہو اور نمکخوار قدیم ہو ورنہ ہم تجھکو اپنا وزیر نکرتے اور
اپنے دربارے تجھے نکالدیتے بجائے تیرے اور کسی عاقل اور نمک حلال کو اپنا وزیر کرتے بختیارک نے جواب دیا
خداوند نعمت مین تو جب کہتا ہون سچ کہتا ہون کبھی جھوٹ بات زبان پر نہین لاتا مجکو خوشامد کرنا پسند نہین ہو اسمین
خواہ کسی کو خوشی ہو یا رنج ہو افسوس ہزار افسوس آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر کو برا کہتے ہین عوض قدردانی یہ
سلوک بد کرتے ہین مین نے آپ سے ردنیکی کی ہو کہ آپکا دل ہی جانتا ہوگا اور یہ وہ خیرخواہی و دوستی کی ہو کہ آپ کو یہ مرتبہ
حاصل ہوا ہو اگر مین آپکو یہ رائے ندیتا کہ آپ اپنے والد کو تخت حکومت سے اُٹھادین اور سرداران لشکر اور مردان فوج
کو بطمع زر و جواہر اپنے سے ملالین تو خداوند خطا معاف ہو یہ تخت حکومت اور یہ طبل و علم اور یہ جاہ و حشم یہ فوج و لشکر اور
یہ کر و فر یسر اور ممکن نہو تا شہنشاہ نوشیروان کی اطاعت مین رہکر ایک ٹکڑا روٹی کا ہمیشہ کھایا کرتے اور شہنشاہ
ہفت کشور نہوتے یہ عزت و حرمت اور یہ حکومت و ثروت اور یہ سریر سلطنت خواب مین بھی نپاتے بختیارک نے برہم ہوکر جو
یہ تقریر کی فرامرز اور ہرمز دونون بجائے خود خیال کرنے لگے کہ بختیارک یہ سب باتین سچ کہتا ہو واقعی اسکے کہنے سے
ہمنے اپنے باپکو تخت حکومت سے اُٹھایا اور یہ ہمارے تخت نشینی مین مددگار اور معاون ہوا ہو یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے
اور کچھ اسکو جواب نہ دیا مگر جانب امیر اور نقابدار دیکھنے لگے سیر کشتی کی کرنے لگے اور دل مین اپنے اپنے خداوندون سے
یہ دعا کرنے لگے کہ نقابدار سرخ پوش امیر کو زیر کرکے ہلاک کرڈالے اور سرداران لشکر امیر نقابدار کو تہ تیغ کرین
اور لشکر کو نقابدار کے بھی نیست و نابود کردین جنگ عظیم ہو خوب تلوار چلے لاکھون مردمان سپاہ جانبین کے کام آوین
سیکڑون نامی و نامور سردار مارے جائین حمزہ کے بیٹون اور عزیزون اور سردارون مین کوئی زندہ نرہے سب قتل
ہوجائین پھر ہم ایسے وقت مین باقی ماندہ اہل اسلام کو تہ تیغ کرین کسی متنفس کو زندہ باقی نرکھین بعد ازان جملہ اپنے
ممالک موروثی وغیرہ پر حکمران ہوکر براحت و آرام بےخوف و خطر سلطنت کرین یہ تو نابکار دعائے مذکور کرتے تھے
اور مقدر انکا انکے خیالات پر ہنستا تھا کشتی باہم بہادران موصوف مین ہو رہی تھی جب کوئی داؤن نقابدار
کرتا تھا امیر اُسکا توڑ کرتے تھے اور جب امیر کوئی پیچ باندھتے تھے نقابدار توڑ اُسکا کرکے اُس پیچ سے بچتا تھا
دیکھنے والے دونون دلیرون کی تعریف کرتے تھے مردمان لشکر امیر واسطے امیر کی نصرت کے اپنے خدا سے دعا
کرتے تھے اور مردمان فوج نقابدار واسطے فتح و ظفر نقابدار کے خداوند کریم سے اپنے دلون مین التجا کرتے تھے
علاوہ ازین لاکھون تماشائی جو سیر کشتی کی دیکھ رہے تھے اُنھین بھی یہی حال تھا بعض تو واسطے امیر کی
ظفریابی کے اپنے اپنے خدا سے دعا کرتے تھے اور اکثر اُنھین نقابدار کے حق مین دعائے خیر کرتے تھے صاحب دفتر
تحریر کرتا ہو کہ جب وہ روز تمام ہوا اور آفتاب گوشۂ مغرب مین جاکر نظر مردمان جہان سے پناہ گزین ہوا

دونون بادشاہون کے حکم سے سامان روشنی کا ہونے لگا صد ہا بیٹھک کے جھاڑ جنکے کنولون مین شمعہاے مومی دکافوری
تھین روشن ہونے لگے اور مردمان خدام شاہان ہزارہا کنول اور گلاس روشن کرنے لگے تھوڑی دیر مین کوسون
تک اسقدر روشنی ہوگئی کہ سنا ہی شب مبدل بہ نور سحر ہوگئی جب بخوبی تمام روشنی ہوچکی دونون بادشاہون کے حکم سے
ملازم اُنکے کانسون مین شیر گاؤ بھر کر روبرو نقابدار سرخ پوش اور امیر باتوقیر کے لے گئے اور اُنھون نے عرض کیا
حکم ہمارے بادشاہ کا یہ ہی کہ تھوڑی دیر کشتی موقوف ہو تاکہ یہ شیر گاؤ براے قوت و طاقت آپ حضرات نوش کرین
بعد ازان کشتی لڑین امیر اور نقابدار اُنکی تقریر سنکے کشتی لڑنے سے باز رہے ملازمون نے کانسے شیر مذکور سے بھرے
حاضر کیے بہادرون نے کانسے اُٹھا اُٹھا کر دہن سے ملا کر شیر گاؤ پینا شروع کیا کئی کانسے امیر نے اور کئی کانسے نقابدار
نے دودھ کے پیے بعد ازان پھر باہم لپٹ کے زور کرنے لگے اور داؤن پیچ ہونے لگے سب سیر اُنکی کشتی کی دیکھنے
لگے یہانتک کہ وہ شب بھی تمام ہوئی اور کوئی بہادر بہادران موصوف سے زیر نہوا بلکہ کم قوت بھی نہوا پسینہ بھی اچھی طرح
کسی کو نہ آیا برابر کشتی ہوا کی اگر یہ مولف اس کشتی کی مفصل کیفیت تحریر کرے تو خالی طول سے نہوگا لہذا مختصر تحریر
کرتا ہی کہ پانچ شب و روز برابر یا زیادہ اس سے کشتی ہوا کی اور اصح یہ ہی کہ جس زور مین امیر باتوقیر نے
بدیع الزمان کو زیر کیا تھا اُس سے ایک لمحہ قبل امیر نے زور اول مین نقابدار کو زمین سے گھٹنون تک اُٹھایا
اور زور دوم مین گھٹنون سے تا سینہ اُٹھایا نقابدار مثل ماہی کے تڑپا اور پھڑکا اور چاہا کہ لنگر مار کر امیر کے ہاتھ
سے چھوٹ کر زمین پر آؤن چونکہ امیر نے بقوت تمام زنجیر مین اُسکے کمر کی ہاتھ ڈالا تھا ممکن نہوا کہ امیر کے ہاتھ سے
چھوٹے تیسرے زور مین امیر نے اُسکو اپنے سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر چاہا کہ بصد غضب زمین پر پٹک دیجیے
ناگاہ وہ چارون نقابدار جو ہمراہ نقابدار سرخ پوش کے رہتے تھے وہ آگے بڑھے اور پکارے ای امیر باتوقیر
ذرا اس نقابدار کو سمجھ بوجھ کر زمین پر پٹکیے گا ایسا نہو کہ بعد اسکے ہلاک ہونے کے مثل رستم کے آپ نالہ و فغان کرین
یعنے جس طرح وہ اپنے فرزند سہراب کو قتل کر کے پچھتایا تھا اور نالہ و بکا اُس نے کیا تھا آپ بھی اس بہادر کے غم مین
مبتلا ہوئیے اور جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام سے جدا ہو کر روئے تھے آپ
اس دلاور کو ہلاک کر کے روئیگا بلکہ عجب نہین کہ اسکے صدمہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالیے گا آیندہ آپکو اختیار ہی
امیر باتوقیر اُن نقابدارون کی تقریر سنکے سمجھ گئے کہ یہ نقابدار ضروری میرے فرزندون یا کسی فرزند کے
فرزندون سے ہی یہ تصور کر کے دوسرے ہاتھ سے اُسکے نقاب پر ہاتھ ڈالکر نقاب کو اُسکے چہرہ سے دور کیا اب
جو دیکھا تو اُسکے نور جمال سے آنکھون مین بینائی آگئی اور غنچہ دل مثال گل خوشی سے شگفتہ ہوگیا پہچان گئے کہ یہ
قاسم فرزند علمشاہ ہی اُسی وقت آہستہ اُسکو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا ای فرزند حق تعالی نے بڑی خیر کی اگر مین تجھکو
ناواقفی مین ہلاک کرتا تو نہایت مجھکو صدمہ جانکاہ ہوتا اور ای فرزند تو مجھسے کیون پوشیدہ ہو کر جنگ جو ہوا اور
اتنا لڑا قاسم نے کچھ جواب ندیا لیکن اپنے دادا کی قدمبوسی کا ارادہ کیا امیر نے فوراً اُسکے سر کو اپنے سینہ سے
لگایا اُسوقت اہل اسلام مین خصوصاً لشکر امیر مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا سب امیر کی تعریف کرنے لگے اور
کہنے لگے کہ بھائیو یہ نقابدار سرخ پوش قاسم نوجوان پسر علمشاہ صف شکن ہی اُنمین سے جو دست راستی تھے
وہ تو قاسم کو دیکھکر ناخوش ہوے بلکہ کچھ کلمات قاسم کی خلاف شان زبان پر لائے اور جو جو سردار دست چپ تھے
وہ قاسم کو دیکھکر ازحد خوش ہوے اور کہنے لگے بارگاہ سلیمانی کی اب اس بہادر سے زینت و رونق ہو جائیگی ایسا بہادر
و صف شکن لشکر امیر مین سواے علمشاہ کے اور کوئی نہ تھا ہنوز سرداران مذکور اپنی اپنی تقریر کر رہے تھے

کہ امیر باتوقیر قاسم نوجوان کو اپنے ہمراہ مع اُسکے تمامی سرداران اور فوج کے زر و جواہر اُسکے سر پر نثار
کرتے ہوے اپنے لشکر مین لائے سرداران دست چپ خوش ہوکر خادمانہ قاسم سے ملے قاسم نے اُن پر عنایت و مہربانی
کی پھر امیر نقابدار سرخ پوش بیٹے قاسم کو مع گورزاد ختنی اور اُسکے تمامی سرداروں وغیرہ کو مع اپنے تمامی لشکر
کے نبردگاہ سے بخوشی و خرمی طرف اپنے قیامگاہ لشکر کے روانہ ہوے سواران ہر دو لشکر تو قیامگاہ لشکر پر فروکش
ہوے لیکن جملہ سرداران ہر دو لشکر مع گورزاد ختنی ہمراہ امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوے سعد بن قباد تخت پر
دربار مین جلوہ فرما ہوے قاسم اور اُسکے جملہ سرداروں نے بعد تسلیم اور مجرا کرنے کے نذرین دین بادشاہ موصوف
نے نہایت خوش ہوکر سبکی نذرین قبول کین پھر قاسم نے بارگاہ سلیمانی امیر کی خدمت مین منگوا کر پیشکش کی امیر نے
ایک دنگل جانب دست چپ متصل اپنے دنگل کے واسطے قاسم کے بچھوا کر کہا اے فرزند تم اس دنگل پر بیٹھو اُسوقت قاسم
نے دیکھا کہ میرے باپ کا دنگل بچھا ہوا ہے یہ دیکھکر عرض کیا کہ مین اپنے باپ کے دنگل پر بیٹھونگا یہ کہکر ارادہ بیٹھنے کا کیا
بدیع الزمان نے کہا خبردار اس دنگل پر ارادہ بیٹھنے کا نکرنا یہ دنگل تمہارے باپ نے بخوشی خاطر بعوض چند احسانوں کے
مجھے دیدیا ہے اب یہ دنگل میرا ہے قاسم نے برہم ہوکر جواب دیا یہ امر محض غلط ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مجھ ایسا فرزند موجود ہو
اور میرے والد تمکو اپنا دنگل دیدین بدیع الزمان نے جواب دیا انکا نوشتہ مہری اس دنگل کے دینے کے نسبت
میرے پاس موجود ہے اگر کہو تو اُس نوشتہ کو پیش کر دون قاسم نے جواب دیا اول تو نوشتہ تمہارے پاس نہوگا اور بالفرض
والمحال اگر ہو بھی تو وہ بیکار ہے کیونکہ بغیر میری رضامندی کے اُس دنگل پہ تم بیٹھ نہین سکتے اور نہ اُسکو اپنا دنگل
جان سکتے ہو بدیع الزمان نے جواب دیا تمہارے دستخط اُسپر موجود ہین قاسم نے جواب دیا مین نے حالت بلوغیت
مین اگر اُس نوشتہ پر دستخط کیے ہین تو البتہ دعوی تمہارا درست و صحیح ہے اور اگر زمانہ نابالغی مین کہ وہ زمانہ نادانی کا
ہوتا ہے اُس حالت مین مجھسے دستخط کرا لیے ہین تو وہ دستخط ناجائز ہے بدیع الزمان نے جواب دیا یہ تقریر فضول ہے خواہ
حالت بلوغیت خواہ زمانہ نابالغی مین تمنے دستخط کیے ہین بہرطور دستخط تمہارے اُس نوشتہ پر موجود ہین یہ کہکر وہ نوشتہ
امیر کو دکھایا قاسم نے بھی اُسکو دیکھا اور کہا دیکھیے دستخط میرے بگڑے ہوے ہین اور زمانہ نابالغی کے ہین یہ نوشتہ
انکے دعوے پر سند ہو نہین سکتا ہے مین انکو ہرگز اپنے باپ کے دنگل پر بیٹھنے ندونگا بدیع الزمان نے کہا مین ابھی بیٹھتا ہون
دیکھون تو تم میرا کیا کرتے ہو یہ کہکر ارادہ اُس دنگل پر بیٹھنے کا کیا قاسم نے غضبناک ہوکر قبضہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ
ڈالکر پلارک افراسیابی کھینچی اور بدیع الزمان پر حملہ کیا ادھر بدیع الزمان نے بھی شمشیر آبدار کھینچی اور مقابلہ کرنا چاہا
جملہ سرداران لشکر بھی آمادہ جنگ ہوے جو دست چپ مین تھے وہ قاسم کی طرف سے لڑنے کو موجود ہوے اور جو دست راستی
تھے وہ بدیع الزمان کی جانب سے آمادہ ستیز ہوے امیر باتوقیر یہ رنگ دیکھکر پریشان خاطر ہوے اور تصور کیا
کہ اگر قاسم کی طرف سے بدیع الزمان کو کچھ کہتا ہون تو فرزند کو ملال ہوگا اور اگر فرزند کا طرفدار ہوکر قاسم کے
حق مین کچھ خلاف کہتا ہون تو یہ پوتا ہے اسکو رنج عظیم ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ایسی تدبیر کی جاے کہ کسی کو ملال نہو اور
باہم بالفعل جنگ نہو یہ خیال کرکے قاسم اور بدیع الزمان کے درمیان مین آکر فرمایا کہ تم دونون باہم جنگ و جدال
نکرو جو ہم کہتے ہین اُسپر عمل کرو بدیع الزمان اور قاسم نے عرض کیا فرمائیے امیر نے ارشاد کیا کہ بالفعل علمشاہ کے
دنگل پر تم دونون مین کوئی نہ بیٹھے اسپر غاشیہ ڈالدیا جاے جب ہم ہرمز و فرامرز کی لڑائی سے فراغت پائینگے اور یہ
دونون یا قتل یا مسلمان ہو جائینگے اُسوقت ہم تم دونون سے کہینگے کہ باہم کشتی لڑو تم دونون لڑنا جو تم دونون مین غالب
ہوگا اُسکو یہ دنگل علمشاہ کا دیا جائیگا اور جو مغلوب ہوگا اُسکو یہ دنگل ہرگز ندیا جائیگا جسوقت امیر نے یہ تقریر کی

دونون دلیران موصوف نے عرض کیا ہمین آپکی فرمانے مین کچھ عذر و انکار نہین ہے آپ جیسا فرماتے ہین ہم ویسا ہی
کرینگے ہم مین سے جو غالب ہوگا اُسکو یہ دنگل دیدیجیے گا یہ کہکر دونون دلیر خاموش ہوے امیر نے علمشاہ کے دنگل
اُسوقت غاشیہ ڈلوادیا اور اُن دونون دلیرون کے واسطے دو دنگل نہایت عمدہ اور نفیس راست وچپ اپنے دنگل
کے بچھوائے اور اُنکو بٹھایا اور خود بھی اپنے دنگل پر بیٹھے پھر جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے اور جو سردار قاسم کے تھے اُنکے واسطے اور دنگل بچھوائے وہ اُنپر علی قدر مراتب
بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے امیر نے قاسم سے مخاطب ہوکر پوچھا اے فرزند یہ تو بتاؤ کہ یہ چند نقابدار ہمراہی
تمھارے یہ کون ہین قاسم نے عرض کیا ایک نقابدار معظم خان بن بہرام گردہے اور دوسرا نقابدار مسمی
فرخ بخت پسر فرخ شہ سوار ہے یہ کہکر اُن نقابدارون سے کہا اب نقاب اُٹھاؤ امیر باتوقیر کو صورتین
اپنی دکھاؤ اُنھون نے نقاب کو رخ سے اُٹھایا اور امیر کو اُنھکے سلام کیا امیر نے خوش ہوکر
سبکو سینے سے لگایا بعد اُسکے گورزاد ختنی کے باپ کو پوچھا قاسم نے اُنکے حال سے بھی امیر کو آگاہ کیا پھر بعد اُسکے
قاسم کے آنے کی خوشی کرنا جو منظور ہوئی حکم دیا کہ بزم عیش وعشرت ایسی آراستہ کی جاے اور ایسے ارباب نشاط
حاضر ہوکر رقص ونغمہ کرین کہ بزم جمشید سے ودیگر بزمہاے شاہان اولعزم سے بھی گوے سبقت لیجاے ملازمو نے
فوراً حسب الحکم آراستگی بزم مین سعی وکوشش کرنی شروع کی بعد زمانہ پہر یا دو پہر کے بزم عشرت انواع واقسام سے
ایسی آراستہ کی گئی کہ امیر دیکھکر خوش ہوے اور یہ بزم عشرت بارگاہ ہشامی مین آراستہ ہوئی تھی ہنگام شب کا تھا
فرش اُسمین نفیس ونادر لائق شاہون اور شہریارون کے تھا ہزارہا دنگل بچھے ہوے تھے سیکڑون کرسیان
زرین اور چوبین بچھی تھین جھاڑ اور کنول صدہا ساتھ طریقے کے رکھے گئے تھے اُنمین شمعہاے مومی وکافوری
روشن تھین نازنینان خوبرو اور خوش گلو مع اپنے سازندون کے موجود تھین صدر مین بزم عشرت کے تخت زرین
بچھا تھا جب اس طرح بزم عشرت آراستہ ہوچکی اور طرح طرح کی آرائیش اور زیبائیش سے رونق پذیر ہوچکی
امیر باتوقیر مع بادشاہ لشکر اسلام اور قاسم اور بدیع الزمان اور جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی اُس بزم
عشرت مین گئے بادشاہ موصوف تخت پر بیٹھے امیر اپنے دنگل پر تشریف فرما ہوے قاسم اور بدیع الزمان وغیرہ سرداران
نامی ونامور اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے اُسوقت امیر نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کشتیان مے ناب کی مع ساغرہاے
بلورین لیکر حاضر ہون بمجرد حکم ساقیان گل پیرہن کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر بزم عشرت ہوے اور اہل بزم کو بادا
وناز ساغر بادہ ناب دینے لگے اہل بزم خوش ہوکر شراب پینے لگے جب جملہ اہل بزم بادۂ ناب پی چکے ساقیان مذکور کشتیان
شراب کی اُٹھاکر بزم طرب سے لے گئے بعد اسکے حکم امیر سے ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبرو اور خوش گلو کہ جو اپنا
مثل ونظیر حسن وعلم موسیقی مین نرکھتی تھی نہایت ناز وادا سے مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی
امیر اور بادشاہ لشکر کو آداب وتسلیم کرکے اہل بزم کی طرف دیکھنے لگی اور خیال کرنے لگی کہ اس بزم عشرت مین
کیا کیا جوان بے مثل ونظیر بیٹھے ہین کہ جو چیدہ آفاق ہین کبھی کسی بزم مین ایسے دو چار جوان آج تک دیکھنے مین نہین
آئے یہان ہر ایک شخص اپنا مثل ونظیر نہین رکھتا ہے ایسے جوانون سے اگر رسم ہوجاے تو کیا خوب زندگی بسر ہو اُدھر تو
وہ نازنین بنظر حیرت واشتیاق ہر ایک جوان قوی ہیکل وخوبرو کو دیکھکر یہ کہتی تھی اِدھر ہر ایک جوان اُس نازنین کو
دیکھکر دل مین اپنے کہتا تھا کہ یہ نازنین ایسی خوبصورت ہے گویا پری ہے یا جنان سے حور آئی ہے اگر اسکا وصل میسر ہو تو
کیا دل مسرور ہو اور کیا شب براحت وآرام بسر ہو غنچۂ دل کیا کیا شگفتہ ہو روح جسم مین کیا راحت پاے

کیسا ہی رنج وغم ہو اسکے وصل سے سب صدمہ وغم دفع ہو جاے ہنوز سرداران لشکر بجاے خود ایسے خیالات کررہے تھے
کہ سازندے نازنین مذکورہ کے اپنے سازون کو درست کرچکے اور ساز بجانے لگے وہ نازنین بصد ناز و ادا
روبروے بادشاہ لشکر و امیر باتو قبر وغیرہ رقص کرنے لگے اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اور تعریف کرنے لگے
تا دیر وہ نازنین خوب ناچی آخر اُس نے یہ غزل شروع کی غزل

پھر رہا ہے وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
عارضی نور سے یہان مثل قمر آنکھون مین
نشہ سے لال ہوئی ہین جو یہ چشمان سیاہ
ڈھیلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
بہر تسکین ہے یہان لخت جگر آنکھون مین
اسقدر سرمہ ہوا بار نزاکت سے گران
مے شب کا ہے خمار بہ سحر آنکھون مین
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
سچ تو ہے خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
کوٹ کر موتی بھرے ہین تیری آنکھون مین اگر
کہ مرے مردم دیدہ کا ہے گھر آنکھون مین
مستحیل آگ سے پانی یہ ہوا ہی ناسخ
یان سفر دشت مین ہے اُسکو سفر آنکھون مین
کس سے منظور ہین قاتل کو لڑائی آنکھین
آپکی ہے شفق شام و سحر آنکھون مین
اُسکو پیتے ہین انھین دیکھتے ہین تجھ مین مست
ہے یہان تار نظر اس لیے تر آنکھون مین
اسقدر کھپ گئی ہے تیری سنہری رنگت
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین
جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے جالمین جال ایسا
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
ہو جہان یار وہان اُڑکے یہ دیکھ آتی ہین
جاے اشک آنے لگے ویسے شرر آنکھون مین
کور ہو جائینگے ہم منھ نہ چھپا اے خورشید
ہے سیاہی ونگ تیغ و سپر آنکھون مین
علم اگر دل مین نہو وے کہین بہتر ہے بہتر
مے گلگون سے زیادہ ہے اثر آنکھون مین
ہے جدا جب سے کہ وہ لخت جگر آنکھون سے
اے پری اب تو سماتا نہین زر آنکھون مین
ہمکو پیری مین بھی ہے شوق نظر بازی کا
صدقے ہو وینگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
رات دن دھوم مچائین جو مرے طفل سرشک
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین
شرمگین ہے وہ پری خانہ دلمین ہی سہے
میری پلکین ہے مین پرواز لپر آنکھون مین

جب وہ نازنین یہ غزل بناز و ادا و کرشمہ و غمزہ روبروے اہل بزم گاتی تھی اور رقص کرتی جاتی تھی اہل بزم کے دل نہایت خوش ہوتے تھے اور اُسکی ہر ایک ادا ہنگام نغمہ دل کو مرغوب ہوتی تھی آواز بھی اُسکی ایسی اچھی تھی کہ دل اہل بزم کا یہی چاہتا تھا کہ اگر تمام زندگی یہ نازنین ہمارے روبرو رقص و نغمہ کرے تو بھی ہمارے قلوب سیر نہون جسدم وہ غزل مندرجہ گا چکی قاسم نوجوان و دیگر سرداران دست چپ نے بخیال امیر آہستہ اُس سے کہا کوئی غزل فارسی کی یا اردو کی اور گاؤ اُس نے بفرمایش ارباب بزم عیش یہ چند شعر غزل رضا کے بناز و ادا گانا شروع کیے غزل رضا

نیست ہرگز شکوہ از خصم جان و تن مرا
زخم سوزن ہست زخم خنجر آہن مرا
ذکر حسن یوسف و عشق زلیخا تا بکے
بے رخت گلخن نماید ساحت گلشن مرا
چون برانیدم رقیبان از در آن جان زیب
نفس سرکش نیست در پہلوی تن دشمن مرا
دوستان ہندو رم از گلگشت باغ و بوستان
نیست جز ذات خدا عشق بہ مرد و زن مرا
پیشتر زاہد زتو راہ حرم سرکردے
چشم باشد بر قفا از شوق چون سوزن مرا
سینہ ریشم کاوش مژگان سر تیر توام
خار عشق گل رخی او بخیت در دامن مرا
کی نہ دید لالہ و گل چشم ما آبے دہم
گرمی شد ہندوی چشم کسے رہزن مرا

نازنین مذکورہ اشعار مندرجہ غزل بحسن داؤدی گا کر خاموش ہوئی ہر ایک نے اپنے دل مین اُسکے رقص و نغمہ کی از حد تعریف کی امیر باتو قبر نے اُسکے رقص و نغمہ سے محظوظ ہو کر انعام کثیر اُسے دلوا کر رخصت کیا اور فی الفور حکم دیا کہ اور کوئی نازنین کہ اس نازنین سے حسن و آواز مین بہتر ہو جلد اس بزم مین حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرے بمجرد حکم اُسی وقت ایک نازنین نوجوان نہایت حسین خوبصورت کہ رشک حور و پری اُسے کہنا چاہیے اور غیرت زہرہ و مشتری تصور کرنا چاہیے

مع اپنے سازندون کے بصد ناز و ادا حاضر بزم عشرت ہوکر بادشاہ اور امیر کو آداب و تسلیم اس شوخی و شرارت سے بجالائی کہ بادشاہ اور امیر بھی مسکرائے اور جملہ اہل بزم تو اُسکی شوخی اور بے چینی اور اُسکی صورت دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوے لیکن بلحاظ بادشاہ اور بخیال امیر سب نے ضبط کیا جب اُسکے سازندے اپنے سازون کو حسب دلخواہ درست کر چکے وہ نازنین واسطے رقص کے آمادہ ہوئی سازندے ساز بجانے لگے نازنین مذکورہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم عالم نشہ مین بہ نظر غور رقص اُسکا دیکھنے لگے تا دیر اُس رقاصہ نے اس خوبی سے رقص کیا کہ اگر اُسوقت زہرہ و مشتری فلک اُسکے رقص کو دیکھ لیتین تو اُسکے کمال کی قائل ہوکر اپنے تئین آگے اُسکے ایک ادنی تصور رکہتین جب وہ رقص کر چکی اور جملہ اہل محفل کو اپنے رقص سے مسرور کر چکی اُسوقت اُس نے یہ غزل مرزا علی صاحب متخلص ہنر کی شروع کی غزل مرزا علی صاحب متخلص ہنر

اپنے باہر ہو بندہ بے خبر اتنا تو ہو
ابر باران ہو خجل ای چشم تر اتنا تو ہو
وصل پر راضی نہون گر بوسہ عاشق تو دین
تیر اخنجر تیز او بیداد گر اتنا تو ہو
خون ٹپکے آنسوون کی جگہ آنکھون سے مری
دشت وحشت مین مرا دل راہبر اتنا تو ہو
جب تڑپ کر یون مین کروٹ تھرتھرا جائے زمین
باخبر میری خبر سے بے خبر اتنا تو ہو
بحث کر کی جائے اُس سے ہو نہ اپنی کسر شان
دل مین عشق خالق جن و بشر اتنا تو ہو
رکھکے سر زانو پہ اپنے ذبح مقتل مین کرے
دل مین اُنکے میری الفت کا اثر اتنا تو ہو
غیر کا گھر تو جلے جلتا نہین گر آسمان
قلب مین پیوستہ وہ تیر نظر اتنا تو ہو
غیر بزدل کیا مرے مانند کٹوائیگا سر
ہجر کی شب کم سے کم درد جگر اتنا تو ہو
گر مرے سر سے نہ گذرے تا گلو پہونچے ضرور
حاسد مشاق خوش گو اے ہنر اتنا تو ہو
اشکباری سے ہو طوفان بپا گر ہجر مین
مہربان مجھپر مرا بیداد گر اتنا تو ہو
کٹ سکے گر سر نہ میرا حلق پر چھرے کو دے
تو بلند اے شعلۂ داغ جگر اتنا تو ہو
مجھکو لیجا کر بٹھا دے تربت مجنون کے پاس
پہلے اُس مکار و کاذب کا جگر اتنا تو ہو
خود نہ آئے آدمی بھیجے عیادت کے لیے
بحر آب تیغ قاتل بارڑہ پر اتنا تو ہو

جب وہ نازنین غزل مندرجہ کے اشعار بصد ناز و ادا و غمزہ و عشوہ رو برو دے اہل بزم گا چکی تھی دل اہل بزم کے سن سنکے بے چین ہو جاتے تھے اور بے اختیار اپنے دل مین اُسکے رقص و نغمہ کی تعریف کرتے تھے جس دم وہ رقاصہ غزل مذکورہ گا چکی اُس نے اور ایک غزل گانا شروع کی اہل بزم گانا اُسکا سُننے لگے یہان تو نازنین مذکورہ رقص و نغمہ کر رہی ہو اہل بزم بگوش دل گانا اُسکا سن رہے ہین ہر ایک شاد و خرم ہو لیکن اب احوال ہرمز و فرامرز کا تحریر کیا جاتا ہو کہ جب میدان جنگ مین قاسم امیر با توقیر سے زیر ہوگیا اور امیر نے اُسکی نقاب کو اُٹھا کر اُسے پہچانا اور اُسے ازراہ الفت و محبت اپنے سینے سے لگایا اور زر و جواہر نثار کرتے ہوے اپنی بارگاہ کی طرف مع اپنی اور اُسکی تمامی فوج کے لے گئے ہرمز و فرامرز از حد غمگین و ملول ہوے اور کہتے ہوے جنگاہ سے طرف اپنی بارگاہ کے مع اپنی سپاہ کے چلے کہ ہاے افسوس ہم کچھ خیال کرتے تھے اور ہوا اور کچھ دونون بہادرون مین سے ایک بھی میدان جنگ مین ہلاک نہوا اور ابھی ہمارے دلکو خوشی و مسرت حاصل نہوئی امیر نے اس بڑھاپے مین ایسے جوان شیر افگن مریخ صولت کو زیر کر لیا اُس نے اُنکی اطاعت کی اور وہ بعد دور کرنے نقاب کے قاسم بن علمشاہ نکلا امیر کو اس بہادر کے شریک لشکر ہونے سے زیادہ تر تقویت ہوگئی غنچۂ دل اُنکا فرط خوشی سے مثل گل شگفتہ ہوگیا کیسی اُنکے باغ آرزو مین بہار آئی ہمارے دل سے غم ہوے ہیئنے کیسی کیسی اپنے خداوند سے دعائین کین اور کس طرح اُنسے یہ التجا کی کہ ہنگام حرب و ضرب و کشتی امیر و نقابدار سرخ پوش دونون باہم لڑ کر ہلاک ہو جائین یا صرف امیر ہی نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ سے ہلاک ہون لیکن ہماری دعائین کسی خداوند نے قبول نکین

اور نہ ہمین نہین معلوم ہمسے خداوندونکی کیا نافرمانی ہوئی ہی کہ خداوند ہمسے ناراض ہین برعکس ہماری تمنا کے وہ کام
کرتے ہین دشمنون کو ہمارے شاد اور ہمکو رنجیدہ کرتے ہین ہمارے دلون کو خوش نہین کرتے ہین حالانکہ ہم اُنکی دلسے
پرستش کرتے ہین بختیارک نے جواب دیا حضور یاد فرمایئے مینے پہلے ہی حکم لگایا تھا کہ مراد آپکی برنہ آئیگی دیکھیے
جو مینے کہا تھا وہی ہوا آپ مجھپر برہم ہوے تھے مجھے بھی غصہ آیا تھا اب ارشاد کیجیے اُسوقت مین کلمۂ حق کہتا تھا یا آپ
خداوند نعمت مین جہاندیدہ اور کار آزمودہ ہون اور عقل کا پتلا ہون آیندہ کی عقل کے زور سے خبر بیان کردیتا ہون
اور جو کچھ کہتا ہون وہی ہوتا ہی اور آپ مجھ ایسے شخص کی کما حقہ قدر نہین کرتے اور میرے قول کو تسلیم نہین کرتے
ہین اور آپ اپنے خداوندون کے باب مین جو کچھ کہتے ہین اُسکا اور تو کیا جواب دون سوا اس جواب کے
کہ وہ سب خداوند نالائق اور سست ہین کچھ بھی قدرت اُنمین نہین ہی حالانکہ پونے دو سو ہین مگر قوی خداوند کوئی
نہین ہی سب مسلمانون سے ڈرتے ہین وہ اُنکو بُرا بھی کہتے ہین تو بھی کچھ مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل نہین کرتے
فقط دیکھنے کے خداوند ہین ایک مسلمانونکا خدا ہے نادیدہ ہی کہ جب اہل اسلام اُسکو کسی بلا مین مبتلا ہو کر پکارتے ہین
اور اُس سے طالب اعانت ہوتے ہین وہ فوراً اپنی قدرت کاملہ سے اُنکی مشکل کو آسان کرتا ہی اور دام بلا سے
اہل اسلام کو نجات دیتا ہی حقیقت تو یہ ہی کہ وہی خدا لائق پرستش ہی اور ہمارے سب خداوند کچھ بھی نہین ہرمزو
فرامرز نے برہم ہو کر کہا او بختیارک کیا بکتا ہی ارے اپنے اور ہمارے خداوندون کو برا کہتا ہی اور اہل اسلام
کے خدا کی ثنا کرتا ہی نہایت تو بے اعتقاد ہی اور اب ظاہر ہوا کہ تو پورے طور سے مسلمان ہی او نالائق جملہ خداوندونکے
شان مین ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتا ہی وہ تجھسے ناراض ہونگے توبہ کر اب ایسے کبھی کلمات اُنکی شان مین
نکہنا خداوندون کا ناراض کرنا اچھا نہین ہی باعث تیری بربادی اور تباہی کا ہوگا اور انجام تیرا اچھا نہوگا اُس نے
جواب دیا یا خداوند نعمت مین تو ہمیشہ صاف صاف کلمۂ حق زبان پر جاری کرتا ہون کبھی چنان و چنین نہین کرتا جو جیسا
ہوتا ہی اُسے ویسا کہتا ہون خواہ دوست ہو خواہ دشمن ہو گو ابھی تک مین مسلمان پورے طور سے نہین ہوا ہون
بلکہ ناقص طور سے بھی نہین ہوا ہون لیکن مسلمانون کے خدا کو اچھا خدا جانتا ہون اور اپنے خداوندون کو مانتا ہون
مگر بکار اہمت اور وہ سب خداوند ہمارے اگر ہمسے ناراض ہونگے تو کیا کرلینگے مجھے وہ کیا تباہ و برباد کرینگے وہ
خود مسلمانون کے ہاتھ سے اکثر تباہ اور برباد ہوے ہین وہ پہلے اپنے تئین تو بربادی سے بچائین پھر بختیارک
کے برباد کرنیکی فکر کرین ہرمزو فرامرز بختیارک کی تقریر سنتے ہوے اور باہم یہ کہتے ہوے کہ یہ شخص پورا سرہ ہی
اسکے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہین ہی اور نہ اسکے اعتقاد کا کچھ ٹھیک ہی ہر وقت ایک نئی تقریر کیا کرتا ہی کیا کہین
ہمارے باپ کا وزیر ہی اور نمک خوار قدیم ہی ورنہ اسکو اپنے دربار سے نکال دیتے الحاصل ایسی ہی تقریر کرتے
ہوے اور نقابدار سرخ پوش اور امیر کے زندہ رہنے پر افسوس کرتے ہوے اور اپنی مراد بر نہ آنے پر
رنج کرتے ہوے قیامگاہ لشکر پر آئے سرداران لشکر تو قیامگاہ پر فروکش ہوے ہرمزو فرامرز مغموم و حزین اپنی
بارگاہ مین داخل ہوے بختیارک اپنے خیمہ مین گیا خاقان گردون اساس اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
یہان تو یہ سب بیدین اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین جنگاہ سے آکر فروکش ہوے ہین انکو تو اپنی اپنی جگہ پر
چھوڑا جاتا ہی اور اب پھر احوال بزم عشرت مذکور کا لکھا جاتا ہی کہ وہ نازنین بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ
نہایت خوبی و خوش آوازی سے گاتی تھی اور سب اہل بزم اُسکے رقص و نغمہ سے نہایت خوش اور مسرور ہوتے
تھے اب یہ مولف ہیچمدان اگر اس جشن کا مفصل احوال تحریر کرے تو کئی ورق ابھی اور تحریر کرے چونکہ بوجہ خیال

طول تحریر کے منظور یہ ہی کہ مختصر احوال درج کیا جاے اسوجہ سے صرف اسقدر لکھا جاتا ہی کہ جشن قاسم کے
شریک لشکر ہونیکا بروایتے تین روز اور بعض داستان گویون نے یون بیان کیا ہی کہ سات روز تک جشن مذکور
رہا ساتوین روز وقت شام ایک نازنین خوبرو وخوش گلو سر بزم رقص ونغمہ کر رہی تھی اور جملہ اہل بزم
بخوبی تمام اُس نازنین کا رقص و نغمہ دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار در بارگاہ پر آیا اور شتر
سے اُتر کر ملازمان امیر باتوقیر سے مخاطب ہوکر پوچھا آج یہان پر کیسی خوشی ہی ناچ اور گانا کیون ہو رہا ہی ہزارہا
بلکہ لاکھون مردمان تماشائی کیون جمع ہین یہ بازارین کوسون تک کیون آراستہ ہین کونسی ایسی خوشی ہی کہ جسکی وجہ سے
یہ سامان ہوا ہی اُنھون نے اُسکو جواب دیا ای شخص شاید تو تازہ وارد ہی اُس نے کہا ہان مین یہان کا رہنے والا نہین
دور و دراز ملک سے یہان آیا ہون اور ایک عریضہ ہندوستان سے کہ وہانکا حاکم و ناظم جانب امیر سے جیپور ہندی ہی
لایا ہون چاہتا ہون کہ تم میرے حاضر ہونے کی خبر امیر باتوقیر سے کردو اور اس جشن کے بھی حال سے مجھے آگاہ کرو
انھون نے جواب دیا کہ یہ جشن محض قاسم نوجوان پسر علمشاہ کے داخل لشکر ہونے کا ہوا ہی تو یہان توقف کر ہم امیر سے
تیرے آنیکی کیفیت بیان کرتے ہین یہ کہکر وہ ملازم عرض بیگی کے پاس گئے اور تمام حال نامہ بر کے آنیکا بیان کیا وہ
اُسی حالت جشن مین بزم عشرت مین گیا اور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر اور امیر باتوقیر کو مجرا اور تسلیم کر کے دست بستہ
اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت ایک نامہ دار عریضہ جیپور ہندی کا ہندوستان سے لیکر
در دولت پر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی حالانکہ اسوقت حضور بزم عشرت مین تشریف فرما ہین محل عرض و معروض
کا نہ تھا مگر بخیال عقاب و عتاب ظل اللہ یہ نمک خوار جسارت کر کے حاضر ہوا ہی اور نامہ دار کے آنے سے اطلاع
دے رہا ہی اگر یہ فدوی نامہ دار مذکور کے حاضر ہونیکی فی الحال خبر نکرتا تو یقین تھا کہ معتوب ہوتا یہ عرض کر کے
خاموش ہوا بادشاہ لشکر نے احوال قاصد کے آنیکا سُن کے جانب امیر دیکھا امیر نے عرض بیگی سے مخاطب ہو کر
فرمایا جلد اُس نامہ دار کو ہمارے روبرو لیکر آؤ وہ تو بارگاہ سے نکل کر باہر گیا اور امیر نے ملازمون سے باشارہ
فرمایا کہ تم اسکو ہمارے خزانہ سے زر کثیر دیکر رخصت کرو ملازمان مذکور نے فوراً تعمیل حکم کی وہ نازنین انعام کثیر لیکر
بزم عشرت سے چلی گئی وہ تو اُدھر گئی ادھر عرض بیگی اُس نامہ دار کو لیکر بارگاہ مین آیا اور باواز بلند پکارا ای ظل اللہ
فلک بارگاہ و ای امیر کشور گیر نگہ روبرو بادشاہ اور امیر نے اُسکی طرف دیکھا نامہ دار نے مجراگاہ سے بادشاہ اور
امیر کو جھک کے بدستور مجرا ادا کیا امیر نے موافق اُسکی لیاقت کے اُسکو ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ آداب
بجا لاکر بیٹھا امیر نے اُس سے نامہ طلب کیا اُسنے وہ عریضہ اپنی دستار سے نکالکر بموجب قاعدہ دیا امیر نے
اُس عریضہ کو میر منشی کے حوالے کیا اُس نے لفافہ چاک کر کے عریضۂ مذکور نکالکر باواز بلند پڑھنا شروع کیا
جیپور ہندی نے بعد القاب و آداب کے عرضی مذکور مین یہ لکھا تھا کہ ای امیر باتوقیر یہ فدوی قبل ازین بھی
ایک عریضہ خدمت عالی مین روانہ کر چکا ہی اور اُسمین یہ عبارت تحریر کر چکا ہی کہ خان اعظم نابکار غدار افراسیابی
سے باہر نکلا ہی اور لشکر اُس نے فراہم کیا ہی اور ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ رکھتا ہی میرے پاس فوج
قلیل ہی مین اُسکو روک نہین سکتا جلد میرے امداد کے واسطے تشریف لائیے یا کسی زبردست سردار کو معہ فوج
کثیر میری مدد کے واسطے جلد روانہ فرمائیے ورنہ خان اعظم یعنے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
داخل ہندوستان ہوکر مجکو قتل کر ڈالیگا اور تمام ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیگا چنانچہ اول عرضداشت کے جواب
مین حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ تو پریشان خاطر نہو ہم کسی سردار کو تجویز کر کے جلد تیری مدد و اعانت کیواسطے

روانہ کرتے ہین یہ فدوی حضور کی تحریر دیکھکر خوش ہوا تھا مگر ہنوز حضور نے جب کسی سردار کو ادھر روانہ نفرمایا اور صلصال نابکار بفوج گران اور بجمعیت ساحران قریب ہندوستان کے آگیا ہی اور فدوی کے ہرکارون کی زبانی اُسکے قریب آجانیکی خبر معلوم ہوئی بدرجہ کمال تردد و انتشار ہوا گھبراکر اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر یہ عریضہ دوم تحریر کرکے خدمت عالی مین روانہ کیا ہی امیدوار ہون کہ بمجرد دیکھنے اس عریضہ کے برائے خدا و رسول جلد حضور تشریف لائین یا کسی سردار نامی کو مع فوج کثیر میری کمک کو روانہ فرمائین ورنہ خان اعظم مجکو اور میرے لشکر قلیل کو یہان آکر جلد قتل کروالیگا اور ہندوستان پر اپنا قبضہ کرلیگا فدوی اتنی فوج قلیل سے کیا اُس نابکار سے مقابلہ کریگا ہان اگر اُسکی حمایت اور مدد کو اُسکے ہمراہ ساحران نابکار نہوتے تو البتہ یہ کمترین کچھ اُس سے مقابلہ کرتا اور حتی الامکان اُس بیدین کو ہندوستان مین داخل نہونے دیتا پس بسبب ساحران مذکور کے فدوی زیادہ تر متردد ہی اور بذریعہ عرضی اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتا ہی اب جو مناسب ہو وہ کیجیے مگر بہت جلد جب میر منشی مذکور عبارت عریضہ مسطور تمام و کمال باواز بلند پڑھ چکا اور حرف بحرف اور لفظ بلفظ بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام سماعت فرماچکے بادشاہ موصوف نے امیر باتوقیر سے فرمایا بسا تعجب ہی کہ ابتک مالک اژدر مع اپنی سپاہ کے جیپور ہندی کی مدد کو ہندوستان نہ پہونچا حالانکہ اُسکو ایک زمانہ یہان سے گے ہوے کو گذرا نہین معلوم اثنائے راہ مین کس بلا مین مبتلا ہوگیا کہ ہنوز ہندوستان مین نگیا واقعی ایسی حالت مین جیپور ہندی کا متردد ہونا اور پریشان خاطر ہونا بجا ہی اور ایسی صورت مین جلد تر اُسکی مدد کرنا ضرور ہی امیر نے ارشاد بادشاہ سنکے عرض کیا بیشک و شبہ جائے حیرت اور مقام عجب ہی کہ مالک اژدر ابتک ہندوستان مین نہین پہونچا یقین ہی کہ اثنائے راہ مین کوئی نہ کوئی حادثہ مین مبتلا ہوگیا ورنہ وہ کبھی اتنی دیر نہ لگاتا اب اس عریضہ جیپور ہندی سے مالک اژدر کے نہ پہونچنے کی حقیقت معلوم ہوئی ہی اور صلصال نابکار کی سرکشی کا احوال بھی دریافت ہوچکا ہی اور چاہتا ہون کہ مین خود اُسکی مدد کے واسطے مع فوج جاؤن اور اب کسی سردار کو روانہ نکرون کیونکہ عریضہ جیپور ہندی سے یہ بھی واضح ہوا ہی کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے ہمراہ علاوہ فوج کثیر کے کچھ ساحر بھی ہین لہذا ایسی صورت مین میرا ہی جانا بہتر معلوم ہوتا ہی بادشاہ لشکر نے فرمایا ہماری بھی یہی رائے ہی کہ آپ بمدد جیپور ہندی جلد یہان سے روانہ ہوجیے ورنہ وہ بیچارہ اُس دشمن زبردست کے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا امیر باتوقیر نے یہ ارشاد بادشاہ لشکر سنکے حکم دیا کہ اب جشن موقوف ہو کیونکہ زمانہ سات روز کا ہوچکا ہی اور اب ہمکو سوئے ہندوستان برائے مدد جیپور ہندی جانا ہی چنانچہ بحکم امیر اُسی وقت سے جشن موقوف ہوا بادشاہ لشکر بزم عشرت سے اُٹھکر اپنی خاص بارگاہ مین تشریف لے گئے سرداران لشکر بھی بزم عشرت سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گیے وہ جلسہ عشرت درہم و برہم ہوا امیر نے حکم دیا کہ جوانان تہور شعار اور دلیران نامی و نامدار جلد مسلح و مکمل ہون مردان لشکر امیر مسلح ہونے لگے امیر نے اُس نامہ دار کو خلعت رخصت دیکر یہ فرمایا کہ تو جلد روانہ ہو اور جیپور ہندی سے جاکر کہدینا کہ تو باطمینان خاطر اپنی جگہ پر رہ واسطے میری مدد کے امیر آتے ہین اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لاتے ہین قاصد مذکور تقریر امیر کی سنکے اور تسلیم بجا لاکر ناقہ پر سوار ہوکر اسی وقت جانب ہندوستان روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے جب فوج مسلح اور مکمل ہوچکی امیر باتوقیر بسم اللہ کہکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر سرداران لشکر سے رخصت ہوے اور اُنسے یہ کہا کہ ہرمز و فرامرز کا لشکر اترا ہوا ہی ذرا ہوشیاری اور خبرداری سے رہنا اور جب وہ طبل جنگ بجائین دلیرانہ اُنسے

مقابلہ اور مجادلہ کرنا یہ فرماکر سپاہ کثیر اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوئے اور قبل اپنی روانگی کے اثاثہ بارگاہ کا پہلوان عادی کے حوالے کر کے اُسے روانہ کیا اب لشکر امیر مانند سیل دریا کے یا مثل مور و ملخ کے جانب ہندوستان بصد شوکت و شان جاتا ہے ہر ایک دلاور شوق جنگ وجدال میں دوسروں سے کہتا ہے کہ یار و جلد چلو کہیں جلدی منزل مقصود پر پہونچ صلصال نابکار سے دلیرانہ لڑو ہم بھی بہادرانہ لڑینگے وہ جواب دیتے تھے کہیں سامنا حریفوں کا تو ہو انشاء اللہ ایسا لڑینگے کہ کفار کو حیرت ہو جائیگی غرض دلاوران لشکر اسلام باہم شوق جنگ میں ایسی ہی تقریر کرتے ہوئے جاتے تھے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب امیر تھے

داستان آنا چند شاہان ممالک کا برائے مدد ہرمز و فرامرز اور طبل جنگ بجوانا پسران نوشیروان کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے مع احوال چوگان بن حمزہ وغیرہ مخمس

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی	میں غلام اور وہ صاحب ہیں استاد نبی
یا نبی یک نگہ لطف بہ اُمّی و ابی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مظہر نور خدا شکل ہے محسود ہمہ	محو تیرے ملک و حور پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر کا سا ہے عالم	من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللّٰہ اللّٰہ چہ جمال است بدین بو العجبی

دشت عالم میں سراسیمہ گذاری اوقات	آج تک منزل مقصود نپائی ہیہات
مدد اے خضر کرامت کہ نہیں پائے ثبات	ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

خود کہا ابن ذبیحین تو ظاہر ہیں کہا	جوہر پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک نور خدا نام خدا	نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

صاحب خانہ سے ہوتا ہے مکان کا اکرام	وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیرا مقام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام	نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ہوئی انجیل کہاں ناسخ و توریت و زبور	تیری خاطر سے خدا نے یہ نکالا دستور
ہے رعایت تری ہر بات کی کتنی منظور	ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

کر سکے پایۂ عالی کو ترے کون ادراک	تیرے درجہ کو نہ عیوق ہی پہونچے نہ سماک
گرچہ کافی تھی فضیلت کو حدیث لولاک	شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

جوش میں شوق کے کچھ یاد رہی ہیچ نہ دم	یہ نہ سمجھے کہ یہ کیا جائے ہے اور کیا ہیں ہم

خودستائی ہے نہیں رسم فصیحان عجم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

مومن زار کی صحت کا نہ تھا کچھ اسلوب — نہ دوا اور نہ پرہیز مرض حرص ذنوب
پر ترا لطف ہے اعجاز مسیحائے بھی خوب — یا طبیب الفقرا انت شفاء القلوب
زان سبب آمدہ قدسی پی درمان طلبی

شہسواران عرصۂ تحریر و ناداران میدان تقریر اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ جب عریضہ جیپور ہندی ناظم و حاکم ہندوستان کا کہ طرف سے لندھور بن سعدان اور حمزہ صاحبقران کے ہے امیر باتوقیر کو عین بزم عشرت مین پہونچا اور امیر اُس عریضہ کی عبارت سے آگاہ ہوکر مع کچھ فوج خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر جانب ہندوستان براے سرکوبی صلصال روانہ ہوے اور یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے ہرمزو فرامرز کو پہونچی اُنھون نے سر دربار کہا اس زمانہ مین کون ایسا سردار زبردست ہے کہ جو اپنے نام پر طبل جنگ بجواکے اور لشکر امیر کو تہ تیغ کرے کیونکہ امیر سے لشکر اُنکا خالی ہے سبھ گئے اکثر سرداران لشکر اُنسے چندان خوف نہین ہے یہی موقع طبل جنگ بجوانیکا اور لشکر امیر کو تباہ و برباد کردینے کا ہے پس ہے کوئی ہمارے لشکر مین ایسا جری کہ جو اپنے نام پر طبل جنگ بجوائے اور اہل اسلام کو خاک و خون مین غلطان کرے اور خداوندونکو نہایت شاد کرے کیونکہ خونریزی اہل اسلام سے جملہ خداوند ہمارے ازحد شاد و مسرور ہوتے ہین اور جو شخص مسلمانون کو قتل کرتا ہے اُس سے بہت راضی ہوتے ہین اور بندہ خاص اپنا اُسکو جانتے ہین یہ کہکر دونون پسران نوشیروان خاموش ہوے اور اہل دربار کی طرف نگران ہوے کہ دیکھیے ان مین سے کون آمادہ جنگ ہوتا ہے اُس وقت خاقان گرد بن اسلاس نے کہا ایک سردار اور ایک شاہ اپنے ملک کا ہے اور زبردستان روزگار سے ہے چاہا کہ مین ہرمزو فرامرز سے کہون کہ تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا یکایک صابر نمد پوش اور کرگس ساسانی یہ دونون عیار لشکر کفار کے کہ زمانہ نوشیروان مین بھی یہی عیار بلاے روزگار بڑی بڑی عیاران کرچکے ہین افتان و خیزان و خندان دربار ہرمزو فرامرز مین آئے اور بموجب قاعدہ مجراگاہ سے مجرا کرکے بعد کرنے دعا و ثناے کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادگان ذی عزت و اے حاکمان عالی منزلت مبارک ہو کہ جن چند سردارون اور بادشاہون کو قبل ازین آپنے نامے تحریر کیے تھے وہ حسب الطلب پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتے ہین ہمکو تحقیق خبر ملی ہے کہ وہ سردار یہان سے دو تین منزل کے فاصلہ پر قیام پذیر ہین غالباً دو تین روز مین یہان آجاینگے اُنمین ہر ایک سردار رشک رستم پیلتن اور غیرت اسفندیار ہے وہمین تن ہے ہرکارے تو یہ خبر دیکر دربار سے چلے گئے ہرمزو فرامرز یہ خبر فرحت اثر سنکے ازحد خوش ہوے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین ابھی سے اس خوشی کے نقارے بجائین جائین بمجرد حکم ملازمون نے نقارے بجائے جب صداے نقارہ بلند ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بوقت صداے نقارہ سنکے متردد ہوے اور خیال کرنے لگے کہ اسوقت لشکر کفار مین بہت سے نقارے کیون بجائے گئے ہین ہنوز بادشاہ موصوف نے براے خبر کسی ہرکارے کو روانہ کیا تھا کہ یکایک چند ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق دربار ذربار بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے بعد کرنے ثنا و دعاے بادشاہ موصوف کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت ہم بشکل مبدل دربار نحوست آثار پسران نوشیروان مین گئے تھے ناگاہ صابر نمد پوش اور کرگس ساسانی عیاران

لشکر کفار اُس دربار مین آئے اور ہرمزدفرامرز سے عرض کرنے لگے کہ مبارک ہو حضور کو جو پہلے اس سے اپنے
چند سردارون اور بادشاہون کو نامے لکھکر بہر مدد طلب کیا تھا اب وہ یہان سے دو تین منزل کے فاصلے پر آگئے
ہین اغلب کہ دو تین روز مین وہ یہان پر آجائین پس یہ خبر سنکے پسران نوشیروان نہایت خوش ہوے اور
بغیر انکے آئے فقط خبر ہی آنیکی سنکے انھون نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین نقارے سردارون کے آنے کی خوشی مین
بجائے جائین چنانچہ حسب الحکم نقارہ نوازون نے نقارون پر چوب لگائی ہی ہرمزدفرامرز خوش ہین اور
بختیارک بھی شادمان ہی چونکہ یہ خبر لائق عرض کرنے کے تھی یہ ہرکارے اُس دربار نحوست شعار سے نکلکر ظل اللہ
کے روبرو حاضر ہوے اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کیا سوائے سرداران کفار کے آنے کے اور سب طرح خیریت
ہی ہرکارے یہ عرض کرکے دربار سے باہر چلے گئے بادشاہ نے ہرکارون سے خبر مندرجہ سنکے ارشاد فرمایا اگر ہرمز
دفرامرز کی مدد کے واسطے چند سردار زبردست آتے ہین تو کیا اندیشہ ہی ہماری اعانت کو وہ احکم الحاکمین کافی
ووافی ہی وہ ہنگام مشکل ہماری مدد کریگا یہ فرماکر خاموش ہوے سرداران لشکر نے جو دربار مین اپنے اپنے
دنگلون پر بیٹھے تھے بایما و اشارہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب ہرمزدفرامرز کی مدد کو چند سردار آتے ہین جب
وہ انکے لشکر مین آجائینگے یقین کامل ہی کہ پسران نوشیروان طبل جنگ بجوائینگے اُن سردارون کو ہمراہ لیکر
میدان جنگ مین آئینگے دیکھنا ہم اُنسے کس دلاوری سے مقابلہ کرتے ہین اور کیونکر انکو تہ تیغ کرتے ہین یہان تو
دربار مین ہر ایک سردار تہور شعار اپنا اپنا ارادہ جنگ وجدال باشارہ دوسرے سردار سے اظہار کر رہا ہی
انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر کفار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب ہرمزدفرامرز نے زبانی
ہرکارون کے یہ خبر سنی کہ چند شاہ وشہریار حسب الطلب ہمارے ہماری مدد کو آتے ہین بعد نقارے بجوانے کے
بختیارک سے مخاطب ہوکر کہا جلد تم سب واسطے استقبال اُن شاہون اور سردارون کے روانہ ہو اور ایک
دو منزل جاکر انکا استقبال کرکے بعزت وحرمت انکو ہمارے روبرو لاؤ بختیارک نابکار بحکم ہرمز فرامرز دربار سے
اٹھکر باہر آیا اور اپنی خچری پر سوار ہوکر چند امرا کو اپنے ہمراہ لیکر واسطے استقبال اُن سردارون کے
اُسی وقت روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُن اُمرا سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھیے یہ چند سردار جو آتے ہین یہ کیسے ہین نامرد و
بزدل ہین یا بہادر ہین اگر نامرد وبزدل ہین تو انکا آنا نہ آنا یکسان ہی اور اگر دلاور اور بہادر ہین تو خوب
عرصۂ جنگ مین لڑینگے اہل اسلام کو عدم موجودگی حمزہ صاحبقران مین قتل کرینگے ہم تم بخوبی تمام خوش ہوکر
سیر دیکھینگے جب تک امیر ہندوستان سے آئینگے یہ سردار تہور شعار لشکر امیر کا خاتمہ کردینگے بختیارک
اسی طرح کی اُن اُمرا سے گفتگو کرتا ہوا جاتا ہی وہ درجواب کہتے ہین ہمین یقین ہی کہ جو سردار آتے ہین نہایت
بہادر اور دلیر ہین کیونکہ زبانی صاحب نمد پوش اور گرگس ساسانی کے یہ معلوم ہوا ہی کہ ہر ایک سردار رشک
رستم واسفندیار ہی لہذا اہل اسلام کو وہ یہان آکر تہ تیغ کرینگے نام ونشان مسلمانون کا صفحۂ روزگار سے مٹادینگے
بختیارک کیا جواب دیتا ہی بیٹھے ہین تو اس امر کا یقین نہین ہی بڑے بڑے سردار زبردست آئے کچھ
تو اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوگئے کچھ اُنسے زیر ہوگئے کچھ اُنسے زیر ہوکے مسلمان ہوگئے کوئی سردار
آج تک ایسا نہ آیا کہ جو خاتمہ لشکر اسلام کا کردیتا یہ جو آتے ہین یہ بھی مثل انکے یا تو قتل ہوجائینگے یا مسلمان ہوجائینگے
غرض بختیارک نابکار کو تو راہ مین چھوڑیے اور اب کچھ حال امیر اور خواجہ عمرو کا سنیے کہ حمزہ صاحبقران
جو اپنے لشکر سے کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر اور خواجہ عمرو کو ساتھ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوے تھے یک منزل

راہ طے کرکے قریب ایک کوہ کے قیام پذیر تھے بارگاہ وخیام استادہ تھے لشکر اُترا ہوا تھا امیر اپنی بارگاہ مین راحت
پذیر تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربارگاہ پر بیٹھے تھے اور جانب صحرا دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک بونڈلا گرد کا
دور سے دکھائی دیا خواجہ اُس بونڈلے کو دیکھکر اپنے دل مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
اُس بونڈلے سے ایک ہرکارہ نہایت چست وچالاک بانے تمام وکمال عیاری کے تن پر آراستہ کیے ہوے
پیدا ہوا خواجہ عمرو نے اُسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہ عیار نابکار نہایت جلد کیون اِدھر آتا ہو اور نہین معلوم یہ عیار
کسکا ہو اسکو کسی تدبیر سے گرفتار کرکے اس سے حالات دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے دربارگاہ سے اُٹھے
اور چند قدم آگے بڑھکے اُس عیار کو بآواز بلند یون پکارا کہ او نا عیار جلد اِدھر آ کہ تجھسے کچھ پوچھنا ہو جب وہ
خواجہ کے حسب الطلب قریب آیا عمرو نے اُس سے پوچھا تو کسکا عیار ہو کہان جاتا ہو صاف صاف بیان کر اُس نے
برہم ہوکر جواب دیا مین کسی کا عیار ہون اور کہین جاتا ہون تجھسے کیون بیان کرون خواجہ نے کہا تجھکو ضرور
بیان کرنا پڑیگا اُس نے جواب دیا مین تو ہرگز نکہونگا جب تھوڑی دیر باہم اسی طرح کی گفتگو ہوئی اُس عیار نے برہم
ہوکر نیمچہ کھینچا اور کہا او لم قدے اسی مین خیر ہو کہ میرا سدراہ نہو ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا خواجہ اُسکی تقریر سنکے
مسکرائے اور جواب دیا یہ بھی تیری مجال ہو کہ تو مجکو قتل کرے او غافل ابھی تو ہی قتل ہو جائیگا وہ تیرے قتل
کرنیوالے تیرے پس پشت آ گئے اُس نے پس پشت منھ پھر اکر دیکھا اتنی دیر مین خواجہ نے حلقہ ہاے کمند اُسکی
گردن مین ڈالکر جھٹکا دیا اور ساتھ ہی اُسکے جو پانچ حباب پانچون گھائیون مین ہاتھ کے دبے ہوے تھے وہ ہاک کر
اُسکی ناک پر مارے وہ عیار بیہوش ہوکر زمین پر گرا خواجہ نے اُسکو ایک درخت کے تنہ مین خوب رسی سے باندھکر
قفیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا اور کوڑا زنبیل سے نکالکر اُس سے کہا او نا عیار اب کہہ کتنے کوڑے تجھے
مارون تو مجھے قتل کرنیکو کہتا تھا اُس نے کہا او شخص یہ تو بتا کہ تو کون ہو مجھ ایسے عیار کو تو نے دھوکا دیا اور گرفتار
کر لیا خواجہ نے جواب دیا کہ تو نے ساتھ طولانی القاب کے نام نامی اور اسم گرامی ہمارا سنا ہوگا اور اگر نہین
سنا ہو تو اب سن لے کہ سب ہمکو جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب ریش تراشندہ کافران وسر بریندۂ ساحران عیار
غارت گر تاج داور نگ قلعہ گیر بے جنگ شاہ عیاران جہان صاحب معجزۂ ہفت پیغمبران پیک طرار خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار کہتے ہین اُس نے آگاہ ہوکر کہا بیشک تم بڑے نامی عیار ہو شہرہ تمہاری عیاری کا مینے سنا ہو پہلے
تمہاری صورت سے آگاہ نہ تھا اب ماہر ہوا اور کچھ عیاری ومکاری سے بھی واقف ہوا خیر جیسی مینے نادانستہ تمسے
گفتگوے سخت کی ہو ویسے ہی سزا پائی یعنے حلقہاے کمند ڈالکر حباب بیہوشی مارکر مجکو بیہوش کیا اور رسی سے
باندھا اب کوڑے مجھے نہ مارنا اسقدر ذلت میرے واسطے کافی ہو خواجہ نے جواب دیا قسم ہو مجکو اپنے دین ومذہب
کی اگر تو صاف صاف حالات بیان کردیگا تو ہرگز تجھے کوڑے نہ مارونگا بلکہ تجھے چھوڑ دونگا اُس نے کہا اے
خواجہ چونکہ تمنے اپنے دین ومذہب کی قسم کھائی ہو مجھے یقین ہو کہ برخلاف قسم کھانے کے کوئی امر نکروگے لہذا مین
جو امر واقعی ہو بیان کرتا ہون یہ کہکر اُس نے کہا اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا پیرہ فن ہو اور مین عیار ہون ضیغم
شمشیر زن بادشاہ حوالی ایران کا وہ نہایت شجاع وبہادر ہو کوہ گران کو مانند کاہ کے جانتا ہو اور فیل مست کو
مثل پشہ کے تصور کرتا ہو یہ مینے ادنی اُسکی قوت وشجاعت ظاہر کی ہو اگر بخوبی تمام شاہ موصوف کی دلاوری اور
بہادری اور جوانمردی اور شجاعت کو بیان کرون تمکو یقیناً حیرت ہو جاے اور خوف سے اُسکے تمہارے اور
بڑے بڑے رستم دلون کے حواس خمسہ بجا نرہین چنانچہ شاہ مذکور کو اور چار اور بادشاہان نامور کو

کہ وہ بھی نہایت زبردست ہین ہرمز وفرامرز نے نامے تحریر کرکے واسطے اپنی مدد کے طلب کیا تھا چونکہ
پانچون سردار اور یہ پانچون بادشاہ ہم مذہب ایک دوسرے کے حکمران تھے اسی وجہ سے پانچون نامور پانچ لاکھ
سواران جنگی وکار آزمودہ کی جمعیت سے متفق ہوکر یہان سے ایک منزل اُدھر آکر فروکش ہوے ہین مجکو میرے
بادشاہ مذکور نے اپنی آنیکی اطلاع دینے کے واسطے ہرمز وفرامرز کے پاس بھیجا ہو مین وہین جاتا تھا کہ تینے مجکو
گرفتار کیا لو اب مینے صاف صاف کہدیا مجکو چھوڑ دو خواجہ نے بموجب قسم کھانے کے اُسکو رہا کر دیا وہ گرفتاری
سے رہا ہوکر جانب لشکر ہرمز وفرامرز روانہ ہوا اور خواجہ نے امیر با توقیر سے جو کچھ حال عیار مذکور سے سنا تھا
عرض کیا امیر متردد ہوے اور خواجہ سے اس بات مین مشورہ کیا کہ ایسی حالت مین ہم جانب ہندوستان
جائین یا جو سرداران جنگجو بمدد پسران نوشیروان آتے ہین اُنسے مقابلہ کرین خواجہ نے بعد فکر وغور کے عرض
کیا میرے نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ بالفعل عزم ہندوستان موقوف کیجیے اور یہ جو سردار واسطے اعانت ہرمز
وفرامرز کے آتے ہین اُنسے مقابلہ کرکے اور اُنکی جنگ سے فرصت کرکے پھر ہندوستان کی طرف روانہ ہوجیے
ہرچند کہ لشکر آپکا بمقابلہ پسران نوشیروان اُترا ہو بدیع الزمان اور قاسم نوجوان وغیرہ سرداران نامی و
گرامی ہمراہ اسے سرکوبی کفار موجود ہین لیکن نہین معلوم یہ سردار جو آئے ہین کیسے ہین بزدل ہین کہ بہادران عالم
سے ہین آپکا لشکر مین ہونا ایسی صورت مین بہتر ہو اگر دیکھیے گا کہ سرداران مذکور ایسے ویسے سردار ہین تو بیخوف
خطر سوے ہندوستان روانہ ہوجیے گا آپکے سرداران لشکر اُنکے واسطے کافی ووافی ہین ورنہ چندے قیام
کیجیے گا امیر کو راے خواجہ کی اچھی معلوم ہوئی اُسی وقت اُس جگہ سے طرف اپنے لشکر کے مع خواجہ اور سپاہ
کوچ کیا جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے بادشاہ لشکر کو امیر کے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی شاہ موصوف نے جملہ
سرداران لشکر کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار گئے اور استقبال امیر کا کرکے بصد عزت وحرمت
لشکر مین لائے امیر نے مرکب سے اُتر کر دربار مین جاکر بادشاہ لشکر کو مجرا کیا بادشاہ نے بعد مزاج پرسی سبب
واپس آنیکا پوچھا امیر نے خواجہ سے جو کچھ سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ بہت مناسب کیا کہ ایسے ہنگام مین
آپ چلے آئے یہان تو امیر اپنے لشکر مین داخل ہوے ہین لیکن اب حال بختیارک اور اُس عیار کا لکھا جاتا ہی
جسکو خواجہ نے گرفتار کرکے رہا کیا تھا بختیارک نابکار اپنی خچری پر سوار امراے نامدار اُسکے یمین ویسار چلے
جاتے تھے کہ ناگاہ وہ عیار بختیارک کو اثناے راہ مین ملا بختیارک نے اُس سے پوچھا تو کہان جاتا ہو
اور کہان سے آتا ہو اُس نے بخیال اس امر کے کہ شاید یہان بھی نہ بتلانے سے گرفتار کیا جاؤن صاف صاف
اس طرح کہنا شروع کیا کہ مین ضیغم شمشیر زن حاکم حوالی ایران کا عیار ہون پسران نوشیروان نے انکو نامہ لکھا تھا
اور بہراے مدد طلب کیا تھا وہ ایک لاکھ سواران آزمودہ کار کی جمعیت سے آتے ہین یہانسے ایک منزل کے
فاصلہ پر قیام پذیر ہین اور چار بادشاہ اور سردار حوالی ایران وکوہستان کے چار لاکھ سپاہ کی جمعیت سے
اُنکے ہمراہ ہین اُنھون نے مجکو خدمت پسران نوشیروان مین اسواسطے روانہ کیا ہو کہ مین جاکر شاہان مذکور
اور سرداران مسطور کے انے کی اطلاع دون بختیارک نے جواب دیا تیرا وہان جانا بیکار ہو انکو بذریعہ ہرکارون کے
اُنکے آنیکی خبر معلوم ہوگئی ہو اور مجھ وزیر اعظم کو مع اُن امراے نامدار کے واسطے اُنکے استقبال کے اُنھون نے
روانہ کیا ہو اب تو ہمارے ہمراہ رہ اور سب شاہون اور سردارون کے نامون سے اور اُنکی بہادری وشجاعت
سے ہمین آگاہ کر اُس نے عرض کیا مین اپنے بادشاہ اور آقا کا تو نام پہلے ہی بیان کرچکا ہون اب اُنکی شجاعت

و بہادری کی کیفیت سنیئے کہ وہ ازحد دلاور و شجاع ہین مثل اپنا شجاعت مین نہین رکھتے ہین شیر سیرت ہین اور اسم بامسمیٰ ہین بلکہ شیر نر کو ہنگام حرب و ضرب ایک سگ صحرائی تصور کرتے ہین کوہ گران اُنکے ضرب گرز بے پناہ سے کانپتا ہی تلوار کی اُنکے پناہ نہین ہی نیزہ بازی اور تیراندازی اور کشتی جملہ فنون سپہ گری مین طاق اور یگانہ آفاق ہین یہ کیا ادھر آئے ہین گویا مسلمانون کی قضا آئی ہی یہ جملہ پسران نوشیروان کے دشمنون کو بہت جلد قتل کرڈالینگے بختیارک اُنکی تقریر سنکے کہنے لگا اے عیار تونے اپنے بادشاہ کے یہ سب اوصاف شاید بوجہ نمکخوار ہونے کے بیان کیے ہین اُس نے عرض کیا نہین واقعی وہ ایسے ہی بہادر ہین بختیارک نے جواب دیا ہمین تیری بات کا یقین نہین ہی جب تک ہم اُنکی شجاعت میدان کارزار مین نہ دیکھ لینگے ہمین ہرگز اُنکے بہادر ہونیکا یقین نہوگا اب اُنکے ہمراہ چارون سردارون کے نام اور اُنکے حالات سے آگاہ کر وہ اُس نے عرض کیا ایک بادشاہ و سردار کا نام اژدر چوبکروان ہی یہ سردار بھی نہایت زبردست ہی اور دوسرے شاہ کا نام مہراش فیلبند ہی یہ بھی نہایت بہادر ہی اور تیسرے سردار کا نام اسد نعرہ زن ہی یہ شاہ بھی بیمثل دلاور ہی اور چوتھے سردار تہور شعار کا نام جند آہن تاب ہی یہ وہ زبردست سردار ہی کہ یہ جس بادشاہ کی سپر ہو پھر کیا مجال کسی بدخواہ کی کہ اُسکو تہ تیغ کرسکے بختیارک نے جواب دیا نام تو سب کے رعب دار ہین دلون سے اُنکے آگاہی نہین ہی کہ شیر دل ہین یا بزدل ہین خیر اب تو وہ آتے ہین دوچار روز مین حالات اُنکے عرصۂ جنگ مین معلوم ہی ہوجائینگے نامرد و بزدل اور شجاع و بہادر مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہی قیافہ شناس جو ہین وہ صورتین دیکھکر ہی جان جاتے ہین کہ بہادر کون ہی اور بزدل کون ہی غرض اسی طور کی گفتگو کرتا ہوا ہمراہ اُس عیار کے جاتا تھا بعد قطع راہ جب اُس جگہ پہونچا جس میدان وسیع مین وہ پانچون سردار مع فوج فروکش تھے اپنی خچری سے اُترکر سامنے اُن سردارون کے گیا اور ہر ایک کو بقاعدہ مجرا اور تسلیم کرکے عرض کیا آپ صاحبون کی خبر تشریف آوری ہمارے شاہزادون اور حاکمان ذیوقار کو بذریعہ ہرکارون کے پہونچی تھی اُس وجہ سے مجکو معہ ان امراے نامدار کے واسطے استقبال کے بھیجا ہی اُنھون نے بختیارک کو وزیر ہرمزد فرامرز کا جانکر موافق اُنکی عزت کے اُسے اپنے دربار مین اور بارگاہ مین جگہ دی بختیارک وغیرہ بیٹھے اُنھون نے حالات لشکر اسلام اور ہرمزد فرامرز کی کیفیت دریافت کی بختیارک نے عرض کیا اہل اسلام نہایت سرکش ہین اور بہادر ہین ہمارے آقا و مالک اُنسے جنگ و جدال مین عاجز ہین اُنھون نے جواب دیا اب ہم آئے ہین سب مردمان لشکر اسلام کو قتل کرڈالینگے کسی کو زندہ نچھوڑینگے اسی طرح کی گفتگو تادیر رہی آخر کار بختیارک نے عرض کیا اگر مناسب ہو تو حضور تشریف لے چلین فرزندان شہنشاہ نوشیروان منتظر آپکی ملاقات کے ہین یہ سنکے اُنھون نے اُسی وقت کوچ کا حکم دیا جملہ مردمان سپاہ مسلح و مکمل ہوے پانچون سردار مرکبون اور گینڈون پر سوار ہوے سپاہ ہمراہ رکاب ہوئی سواریان اُن شاہون اور سردارون کی آگے بڑھین بختیارک و امرا بھی اُنکے ساتھ ساتھ چلے بعد قطع راہ وقت صبح کہ ہرمز فرامرز سریر حکومت پر دربار مین بیٹھے تھے سرداران مذکور لشکر کفار مین پہونچے اور مرکبون سے اُترا اور سواریون سے بالاے فرش خاک آکر جانب دربار ہرمزد فرامرز روانہ ہوے جب عنقریب دربار کو کے پہونچے فرزندان نوشیروان نے تخت سے اُٹھکر اُنکا استقبال کیا بلکہ تا لب فرش واسطے اُنکے استقبال کے آئے اور اُنکو برابر اپنے تخت کے نفیس و نگلون پر یمین و یسار بعد اداے سلام و مزاج پرسی کے

بٹھایا اور خود بھی تخت پر بیٹھکر اُنسے کہا کہ آپ صاحبون نے ہمارے حال پر نہایت مہربانی کی ہم آپکی تشریف آوری سے از حد ممنون احسان ہوے اُنھون نے جواب دیا آپ ایسے کلمات زبان پر نہ لائے ہمنے کیا احسان کیا ہی جسکے بارے مین آپ ایسا کہتے ہین رہگیا اعانت کرنا یہ طریقہ ہمارے بزرگون اور آپکے بزرگون کے وقت سے منضبط ہی کبھی آپکے بزرگون نے ہمارے بزرگون کی مدد کی ہی اور کبھی ہمارے بزرگون نے آپکے بزرگون کی اعانت کی ہی پس درجہ مساوی مابین مین رہا ہی کسی کا احسان کسی پر نہین ہوا مثل اُنکے آج ہم بھی یہان آئے اگر خداوند ہمارے چاہینگے تو ہم جملہ آپکے دشمنون کو قتل کر ڈالینگے اور کبھی آپ بھی ہماری مدد کیجیے گا اسکا عوض ہو جائیگا یہ کہکر وہ خاموش ہوے ہرمز و فرامرز نے اُس وقت اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ جلد تر ساقیان گلرخسار و گلبدن کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر بلورین لیکر ہمارے روبرو آئین اور نازنینان خوش جمال بھی جو علاوہ حسن و جمال کے علم موسیقی مین بھی کامل ہون مع اپنے سازندون کے یہان حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین چنانچہ حسب الحکم پہلے ساقیان گل اندام کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے صاف و نایاب لیکر باد او ناز دربار مذکور مین گئے اور بموجب قاعدہ اُن سردارون نووارد و دیگر اہل دربار کو جام مے ناب دینے گے وہ سب بادہ خواری کرنے لگے اور اشیاے گزک بالاے مے کھانے لگے جب کہ سب کئی کئی جام شراب تند کے پی چکے اور خوب نشہ ہو چکا اشارۂ فرزندان نوشیروان سے ساقیان خوبرو دربار سے چلے گئے بعد جانے ساقیان گلرو کے حسب الطلب نازنینان مہ جبین زہرہ جمال مشتری خصال مع اپنے سازندونکے حاضر دربار ہوئین اور بعد خوب رقص کرنے کے اُس نے یہ غزل مختصر گانا شروع کی

غزل

رنج فراق رشک عدو صدمہاے دل
یہ سختیان اُٹھائے جو تمسے لگائے دل

سن کر کبھی جو نالۂ درد آشناے دل
میری طرح سے تم بھی کہو ہاے ہاے دل

کوئی عدوے جان نہین میرا سواے دل
آجاے چین جی کو جو پہلو سے جاے دل

کیا اس سے فائدہ جو کرون ہاے ہاے دل
وہ دل سے گر سنین تو کہون ماجراے دل

اے بوالہوس یہ عشق بتان دل لگی نہین
دھو بیٹھے ہاتھ جان سے جو وہ لگاے دل

اُس جانجان کو دیکھتے ہین اس مین ہر گھڑی
رکھتے ہین آئینہ سے فزون ہم صفاے دل

اس صدمۂ فراق کو جی چاہتا ہی خوب
موت آئے پر کسی پہ الٰہی نہ آئے دل

ململ کے مہدی خون کیا اسکا آپ نے
بوسہ حنائی ہاتھ کا دو خون بہاے دل

کیا جانے سوز عشق کی لذت کو آدمی
پروانہ کی طرح سے نہ جب تک جلاے دل

اُس جان جان سے وصل کی جسدم ٹھہر گئی
فرط خوشی سے ٹوٹے گا بند قباے دل

عرش برین سے اسکا دو بالا ہی مرتبہ
ہی لامکان گوشۂ دولت سراے دل

واعظ کی ہی زبان پہ جو محشر کا تذکرہ
اس سے کہین فزون ہی مرا ماجراے دل

آنکھین دو چار اُنسے ہوئی تھین ابھی تو ضبط
بس ایک ہی نظر مین لگے کہنے ہاے دل

جب وہ نازنین غزل مندرجہ کو بلحن داؤدی باد او ناز و غمزہ و عشوہ خوب گا چکی تمام اہل دربار اُسکے رقص و نغمہ دل آویز کو پسند کرکے خوش ہوے اور سب نے اُسکے کمال کی تعریف کی پھر وہ نازنین دو ایک غزلین گا کر دربار سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے اور ایک رقاصہ خوش جمال زہرہ مثال

مع اپنے سازندونکے دربار مین حاضر ہوئی جب اُسکے سازندے اپنے ساز درست کر چکے وہ نازنین ناچنے
لگی سب اُسکا ناچ دیکھنے لگے اور عالم نشہ شراب مین خوش ہونے لگے خصوصاً سرداران نووارد مذکورہ
رقص اُس پری جمال کا دیکھکر باہم مسکراتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ قاصہ ہے یا ایک چھلاوہ ہے یا برق مجسم ہے جب وہ
نازنین بخوبی تمام تا دیر رقص کر چکی ایک غزل کسی اُستاد کی اُس نے گانا شروع کی سب اعلیٰ و ادنیٰ
اُسکا گانا سننے لگے یہانتک کہ وہ نازنین نصف شب تک رقص و نغمہ کیا کی جب وقت دربار برخاست
ہونیکا آیا ہرمز و فرامرز نے اُسے انعام کثیر دلوا کر رخصت کیا اور دربار برخاست کیا سرداران نووارد
اپنی اپنی بارگاہ مین گئے اور چونکہ مسافت راہ سے خستہ تھے لیٹتے ہی فرش خواب پر سو رہے جب صبح ہوئی
ہرمز و فرامرز بیدار ہو کر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے امرا وزرا آداب و تسلیم بجا لائے فرزندان
نوشیروان تخت پر بیٹھے اہل دربار علی قدر مرتبہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہنوز دربار مین ہرمز و فرامرز
بیٹھے ہی تھے کہ ناگاہ خاقان گردون اساس اور وہ سرداران نووارد بیدار ہو کر حوائج ضروریہ
سے فارغ ہو کر دربار مذکور مین آئے ہرمز و فرامرز نے اُنکو تعظیم و تکریم سے قریب تر اپنے تخت کے
دنگلون پر بٹھایا پھر ساقیان گلرخسار کو طلب کیا وہ کشتیان مے ناب کی لیکر حاضر ہوئے اور جملہ اہل دربار کو
شراب پلانے لگے خصوصاً سرداران نووارد کو چند در چند جام مے دیے جب سب خوب بادہ خواری کر چکے
باشارہ ہرمز و فرامرز ساقیان مذکور کشتیان مے کی اُٹھا کر دربار سے چلے گئے یہان دربار مین ضیغم تیغزن
اور جند آہن تاب وغیرہ کو جب خوب نشہ ہوا ایماے ہرمز و فرامرز سے بختیارک کچھ اوصاف اہل اسلام
خصوصاً شجاعت و جوانمردی سرداران لشکر امیر بیان کرنے لگا اور باآواز بلند کہنے لگا امیر با توقیر اور اُنکے
سرداران لشکر ایسے بہادر و دلاور ہین کہ کوئی شخص اُنسے مقابلہ کر ہی نہین سکتا اور جس نے جسارت کر کے
کبھی مقابلہ بھی کیا تو وہ اُنکے ہاتھ سے مارا گیا یا اُنسے زیر ہو کر جان کے خوف سے مسلمان ہو گیا افسوس ہزار افسوس
کہان سے ایسے دلاور کو لایا جاے کہ وہ یہان آکر مردمان لشکر اسلام کو تہ تیغ کرے اور حمزۂ صاحبقران
کو پیوند خاک کر دے اِن مسلمانون کا نام و نشان بھی باقی نرکھے پھر خود ہی یون کہا ہوا ای بختیارک کیا خیالات
بیجا کر رہا ہے ارے اِن مسلمانون سے بہتر شجاعت مین کوئی اپنا معین بھی ہے نہین ہمارے خداوندون نے ایسا
کوئی بندہ پیدا ہی نہین کیا ہے یہ کہکر خاموش ہو کر طرف اُن سرداران تازہ وارد کے دیکھنے لگا اُنھون نے
نہایت برہم ہو کر عالم نشہ شراب مین جواب دیا ای ملک جی یہ تم کیا بیہودہ بکتے ہو دشمنون کی تعریف
کرتے ہو اور اپنے ہم مذہب والونکی مذمت کرتے ہو کسی کو مثل اُنکے شجاع و بہادر نہین جانتے ہو ہمارے
روبرو ایسے بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتے ہو مثل اور دون کے ہمین بھی نامرد و بزدل تصور کرتے ہو
ہم وہ بہادر ہین کہ ہمارے نام فقط سنتے ہی بڑے بڑے نامی پہلوان اور بڑے بڑے شجاعان روزگار
خوف سے تھراتے ہین اور کوئی دلیر جان کی خوف سے میدان مین ہمسے مقابلہ کر نہین سکتا ہے رستم و اسفندیار
سہراب و افراسیاب وغیرہ کی ہمارے سامنے کیا حقیقت ہے اگر وہ اِس زمانے مین ہوتے تو اُن ایسے
سو شخصون سے ہم مین سے ایک شخص مقابلہ کرتا اور سب کو تہ تیغ کرتا اگر تجکو ہماری شجاعت مین کچھ کلام ہو
تو اپنے بادشاہون سے کہہ کہ آج ہی طبل جنگ بجوائین کل صبح کو ہماری بہادری و نامردی وہ اور تو
سب دیکھین جب یہ تقریر اُن سرداردون نے کی ہرمز و فرامرز خوش ہوے اور دل مین خیال

کرنے لگے کہ خاص مطلب ہمارا تو یہی تھا کہ تم اپنی زور و قوت پر مغرور ہو کر طبل جنگ بجواؤ ہمارے دشمنون کو قتل کردیا خود قتل ہو جاؤ یہ خیال کر کے انھین سردارون سے مخاطب ہو کر کہا آپ اس شخص کے سخنہاے بیہودہ کا کچھ خیال کیجیے ابھی تو آپ تشریف لائے ہین چندروز قیام کیجیے اور راحت پذیر ہوجیے بعد ازان اہل اسلام سے مقابلہ کیجیے گا بختیارک اسقدر ضرور سچ کہتا ہو کہ امیر اور سرداران لشکر امیر نہایت شجاع و بہادر ہین اور ہم کہتے ہین کہ آپ اُنسے زیادہ شجاع ہین وہ سردار ہرمزد فرامرز کی گفتگو سنکے بہت خوش ہوے اور عالم نشہ شراب مین کہنے لگے کہ ہماری یہی خوشی ہو کہ اسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے تاکہ اہل اسلام سے کل صبح کو مقابلہ کرین اور بختیارک ہماری دلاوری دیکھے ہرمزد فرامرز نے بموجب اُنکے کہنے کے اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ملازمون نے فوراً طبل جنگ بجایا جب صداے طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر اور معین تھے وہ خبر نواخت طبل جنگی لیکر اُسوقت دربار سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مین آئے کہ دربار جملہ سرداران لشکر موجودہ سے بھرا ہوا تھا امیر باتوقیر بھی دربار مین تشریف فرما تھے ہرکارہاے مذکور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر اور امیر کو مجرا اور تسلیم کر کے ثنا و دعاے بادشاہی زبان پر جاری کر کے یون عرض رسا ہوے کہ اے ظل اللہ فلک بارگاہ اس وقت ہرمزد فرامرز نے اپنے لشکر مین سرداران تازہ وارد کے کہنے سے طبل جنگی بجوایا ہو ارادہ اُنکا یہ ہو کہ کل وقت سحر اُنھین سرداران مذکور کو مع اپنی فوج اور اُنکی سپاہ کے میدان کارزار مین آئین اور آتش کینہ و فساد کو جو اُنکے دلون مین ہو سر میدان جنگ مشتعل کرین باقی خیریت ہو ہرکارے تو یہ کہکر دربار سے چلے گئے بادشاہ لشکر نے خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ و ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے جو کچھ پروردگار کو ہمارے منظور ہوگا وہی ہوگا خواجہ حسب الحکم فوراً دربار سے باہر گئے اور نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا اُنھون نے موافق قاعدہ قدیم چند اشرفیان خواجہ کو نذر دیکر چوب اُٹھا کر نصر من اللہ فتح قریب زبان پر جاری کر کے نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی مردمان لشکر اسلام آواز نقارہ رزمی سنکے باخبر ہوے کہ کل صبح کو کفار سے مقابلہ ہوگا یہ سمجھکر اُس وقت سے سامان جنگ مین مصروف ہوے لشکر کفار مین سامان جنگ ہونے لگے ہر ایک کافر براے قتل مسلمانان اپنی تلوار پر صیقل کرنے لگا غرض وہ روز اور تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب صبح ہوئی ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام بعد اداے فریضہ سحری اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بکر و فر جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور بعد قطع راہ عرصہ نبرد مین پہونچے ہنوز کچھ دیر نہوئی تھی کہ ادھر سے آمد آمد لشکر کفار ضلالت شعار کی ظاہر ہوئی غبار عظیم اُڑتا ہوا نظر آیا بعد تھوڑی دیر کے وہ نابکار میدان کارزار مین مع اُن سرداران تازہ وارد کے آئے پھر بدستور قدیم درستی میدان جنگ ہوئی پھر موافق مندرجہ سابق دونون لشکر صف آرا ہوے امیر بعدہٗ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنی صف لشکر کے زیر علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے اُس وقت دونون لشکرون سے نقیب اور کڑکیت نکلکر بیچ میدان جنگ کے آئے اور جملہ جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر باواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادران نامدار و اے دلیران تہور شعار ذرا تقریر ہماری بگوش دل سنو اس وقت ہم وہ نصائح کرتے ہین کہ اگر انصاف کروگے تو یقیناً یہی کہوگے کہ یہ سب نصیحتین خوب ہین انپر عمل کرنا ضرور ہو اور جو تہ عمل کرے وہ نامرد اور

نادان ہو اور وہ نصائح یہ ہین کہ سپاہی کو واجب و لازم ہو کہ اپنے مالک و آقا سے سوا ے وفا کے بیوفائی نکرے
دوسرے مرد میدان نبرد کو مناسب ہو کہ اپنے آقا اور مالک کو دشمنون سے بچا لے خود ہلاک ہو جائے مگر اپنے
مالک کو تہ تیغ نہونے دے تیسرے سپاہی کو لازم ہو کہ حق نمک اپنے مالک کا وقت ضرورت ادا کرے لڑائی
سے منھ نہ پھیرے مالک کو اپنے دشمنون مین چھوڑ کر گریزان نہو چوتھے شاگرد پیشہ کو ضرور ہو کہ شمشیر و سپر
باندھکر چہرہ اپنا رسالہ یا پلٹن مین لکھوا کر بہادرون مین شامل ہو کر خیال کرے کہ عزت و آبرو اپنی روز بروز
بڑھانا چاہیے ایسے ایسے کارنمایان کرے کہ عہدہ اور مرتبہ آناً فاناً بڑھتا جائے مالک و آقا کی خیر خواہی
سے ترقی مناسب ہوتی رہے اور برعکس اسکے نکرے ورنہ مالک بھی ناخوش ہوگا اور آبرو باقی نرہیگی پانچوین
سپاہی کو مناسب ہو کہ بمقابلہ عزت و آبرو اپنی جان و مال اور اہل و عیال کا کچھ خیال نکرے کیونکہ عزت و آبرو
عجب شی ہو بغیر اسکے زندہ رہنا یعنے بے آبرو ہو کر جینا خوب نہین ہو چونکہ آج تم سب دیکھ رہے ہو کہ تمھارے
بادشاہ سے سامنا حریف زبردست کا ہو تمکو لازم ہو کہ ہماری پانچون نصیحتون کے اوپر عمل کرنا دیکھو ہنگام
جدال جنگاہ سے بھاگ کر نہ جانا بے آبرو سر میدان نہونا نمک حرامی نکرنا مالک کو اپنے ناخوش نکرنا جادۂ
وفا سے قدم نہ ہٹانا کوچۂ بیوفائی مین پاؤن نرکھنا مردانہ اپنے حریفون سے مقابلہ کرنا لڑکر دشمنون سے مرجانا
گوارا کرنا اور بھاگ کر زندہ رہنا پسند نکرنا ورنہ ان سب جوانون مین جو بہادر ہین ذلیل اور رسوا
ہوگے آیندہ تمکو اختیار ہے یہ کہکر نقیب اور کڑکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے جملہ بہادران ہر سہ لشکر بجا خود
کہنے لگے کہ نقیب اور کڑکیت نے نصائح خوب کیے ہین رنہین جاے کلام نہین ہو ہم ضرور ہی اُنکی نصیحتون پر
عمل کرینگے اور جو لشکر کفار مین بزدل و نامرد تھے وہ اپنے دل مین کہتے تھے کہ نقیب اور کڑکیت جو کچھ بیہودہ بک
گئے ہین ہمارے نزدیک خلاف ہو اُنکی عقل سالم نہین ہو ضرور اِنکے دماغ مین فتور ہو کیونکہ چار روپیہ کیواسطے
اپنی جان شیرین گنوا دینے کو کہتے ہین اس بات کو کوئی نادان بھی پسند نکریگا ہمتو عاقل ہین واہ واہ کیا نصیحتین
کی ہین کہ اپنے مالک و آقا کی بہبودی کا خیال کرکے اپنی جان لڑا دین اہل و عیال کی محبت و الفت سے ہاتھ اُٹھا کر
باغ دنیا کی سیر سے محروم رہین عزت و آبرو کا خیال کرین جب اپنی جان ہی نرہی تو کیسی
عزت اور کیسی آبرو مشہور ہو کہ جان ہو تو جہان ہو ہمتو اُس وقت تک یہان موجود ہین کہ جب تک ہمین
کوئی تلوار اور تیر وغیرہ نہین مارتا ہو اور کوئی حریف ہمپر حملہ کریگا اور سامان اپنے قتل اور زخمی ہونیکا
ہوگا تو ضرور ہی بھاگ جائینگے اپنی جان دشمنون سے بچا لینگے ہنوز مردان سپاہ اپنے اپنے دل مین خیالات
مذکور کر رہے تھے کہ ناگاہ اسد نعرہ زن ہرمزد فرامرز سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے دلیرانہ نکلا
اور مرکب کو اپنے جولان کرکے بیچ مین میدان جنگ کے آیا اور مرکب کو روک کر بادشاہ لشکر اسلام سے
مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے امیر عالیمقام کسی اجل رسیدہ کو مجھ شیر غضبناک کے
مقابلہ کو بھیجیے تاکہ سر میدان جنگ شکار اُسکا کیا جاے یہ کہکر خاموش ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر
کشورگیر نے اپنے لشکر کے داہنے طرف نظر کی فوراً اخضران شاہ کشمیری صف لشکر سے نکلکر
بادشاہ لشکر اور امیر سے اجازت جنگ لیکر گھوڑے کو دوڑا کر حریف کے سامنے گیا اور مرکب کو روک کر
کہا او بیدین اب کیا تامل ہو جوہر شمشیر دکھا پہلے مجھپر وار کر پھر میری تیغ آبدار کے جوہر دیکھنا اُس نے برہم
ہو کر نیزہ و تیر کی طرف توجہ نکرکے تیغہ آبدار و گوہر بار نیام سے کھینچا اور پکارا او کشمیری ہوشیار ہوجا

کہ یہ تیغہ میرا خونریز اہل اسلام مشہور ہے ضرور ہی اِس تیغہ آبدار سے تو جانبر نہوگا اُس نے جواب دیا او نابکار
کیا بکتا ہے تجھ ایسے نامردون کو مینے بارہا قتل کیا ہے تو کیا ہے اور تیرے تیغہ آبدار کی کیا حقیقت ہے تو ایک نامرد ہے
اور یہ تیغہ میرے نزدیک ایک کارد بے آب ہے اسد نعرہ زن نے نعرہ کرکے مرکب کو بڑھا کر تیغہ کو اُٹھا کر
خود سر پر **خضران شاہ** کے بقوت تمام مارا ادھر **خضران** نے سپر کو پناہ کیا چونکہ تیغہ آبدار ادرہ گرانبار
تھا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا اُس بہادر نے اُسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن
زخم سر سے چادر خون کی چہرہ پر آئی ضعف سے حالت متغیر ہوئی مگر اُس بہادر نے اُسی حالت مین شمشیر
آبدار نیام سے کھینچکر ارادہ کیا تھا کہ حریف پر وار کرے ناگاہ یکایک صحرا کی طرف سے تھوڑا غبار بلند ہوا
خضران شاہ اور **اسد نعرہ زن** دونون اُس غبار کی طرف متوجہ ہوے تھوڑی دیر نگذری تھی کہ اُس
گرد وغبار سے ایک نقابدار فیروزہ پوش مع تھوڑی سپاہ کے پیدا ہوا سرداران لشکر بھی اُسکے نقابدار
تھے اُس نے جلد نزد آکر ایک سمت اپنے لشکر کو ٹھہرا کر مرکب اپنا جولان کرکے **خضران شاہ** سے کہا تم
اپنے لشکر مین جاؤ اس نابکار کو مین قتل کرونگا اور اس بیدین سے مین مقابلہ کرونگا اُس نے جواب دیا
مجکو اس بدخواہ نے تیغہ سے زخمی کیا ہے مین بھی اِسے زخمی کرونگا یا اسکو قتل کرونگا خود ہی اس سے مقابلہ
کرونگا تم کون ہو کہ میرے حریف سے لڑتے ہو نقابدار نے **خضران** کو تو کچھ جواب ندیا لیکن اسد
تیغزن سے کہا او نابکار تو مجھسے مقابلہ کر اگر دعوی مردی و مردانگی ہے تو مجھسے جنگجو ہو اُس نے برہم ہوکر
وہی تیغہ آبدار اُسکے سر پر بھی مارا نقابدار مذکور نے تیغہ اُسکا سپر پر روک کر شمشیر آبدار اس طرح اُسپر
لگائی کہ وہ نابکار مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا **حمزہ صاحبقران** اور جملہ سرداران لشکر
اسلام اُسکی ضرب تیغ آبدار دیکھکر بے اختیار ثناخوان ہوے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ **نقابدار**
فیروزہ پوش کون ہے جب **اسد تیغزن** جسکو ہر برہ **تیغزن** بھی صاحب دفتر نے لکھا ہے قتل ہوا اور **خضران**
حالت زخمداری مین مجبور ہوکر اپنے لشکر مین گیا ہرمز و فرامرز کو **اسد تیغزن** کے قتل ہوجانیکا نہایت ملال
ہوا اور افسوس کرکے کہا یہ بہادر عجب جوان تھا **خضران شاہ** کو میدان مین جاتے ہی زخمی کیا تھا اگر یہ نقابدار
نہ آجاتا تو بہت سے اہل اسلام کو تہ تیغ کرتا نہین معلوم یہ نقابدار کون ہے اور کہان سے آیا ہے بڑا زبردست ہے
کہ ایسے دلاور کو یون اِس نے ہلاک کیا **بختیارک** نے سنکر عرض کیا خداوند نعمت مینے سنا ہے کہ جب کسیکی
موت آتی ہے تو ایک فرشتہ ہے جسکو ملک الموت کہتے ہین وہ آتا ہے اور کسی شکل و صورت پر متشکل ہوکر قبض
روح کرلیتا ہے پس اس **نقابدار** کو **اسد تیغزن** کا ملک الموت جاننا چاہیے ابھی **بختیارک** یہ کہہ رہا تھا
کہ اُس **نقابدار** نے لشکر کفار سے مخاطب ہوکر مبارز طلب کیا سرداران لشکر **اسد تیغزن** نے مع ایک
سپاہ کے **نقابدار** مذکور پر حملآور ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ **جند آہن تاب** نے انکو روکا اور کہا تمکو شرم
نہین آتی ہے کہ ایک شخص تنہا پر تم لاکھ سوارونکی جمعیت سے حملہ کرنا چاہتے ہو یہ کیسی بہادری ہے میرے نزدیک
تم نامرد ہو اگر مرد ہوتے تو فرداً فرداً جاکر اُس نقابدار سے مقابلہ کرتے اور اُسکو قتل کرتے اپنے مالک آقا کے
خون کا اُس سے عوض لیتے اب تم ہرگز اُس بہادر پر حملآور نہو دیکھو مین جاتا ہون اور سر اُسکا تیغ آبدار سے
کاٹکر ابھی لاتا ہون مین بہادر ہون اور انصاف پسند ہون تنہا جاکر مقابلہ کرتا ہون یہ کہکر **ہرمز و**
فرامرز وغیرہ سے اجازت جنگ لیکر مرکب دوڑا کا بہ اپنا صف لشکر سے نکالکر سامنے اُسکے گیا اور

مرکب کو روک کر کہنے لگا اے نقابدار فیروزہ پوش ہر چند کہ تو میرا بدخواہ ہی مگر مین تیری ضرب شمشیر آبدار کی تعریف کرتا ہون کیا خوب تو نے تلوار لگائی ہی اور ایسے بہادر کو جو سیکڑون دلاورون مین چیدہ تھا تو نے اس طرح قتل کیا کہ حیرت ہوگئی ہی لیکن اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے قریب آگئی ہی مین تجکو ضرور قتل کرونگا اپنے دوست اسد تیغزن کے خون کا تجھسے انتقام لونگا مین وہ ہون کہ بڑے بڑے نامی دلاور میری جنگ سے پناہ مانگتے ہین تو نے میرا نام اور میری شجاعت کا احوال سنا ہوگا اور اگر نہ سنا ہو تو مجھسے سن لے آگاہ ہو کہ نام میرا جند آہن تاب ہی بہادری و شجاعت مین مثل اپنا نہین رکھتا ہون نقابدار نے جواب دیا اے بادہ گو بیکار اپنی تعریف آپ ہی کرتا ہی ارے ایسے کمالات فنون سپہ گری دکھا کہ مین اور تمام دیکھنے والے سب تیری تعریف کرین اپنی تعریف خود کرنا اچھا نہین ہی بقول صائب کے شعر ثناے خود بخود گفتن نمے زیبد مرا صائب ٭ چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد ٭ جند نے تقریر اسکی سنکے اور کمال غضبناک ہو کر تیغہ آبدار کھینچکر خبردار خبردار کہہ کے سر پر لگایا نقابدار مذکور نے سپر بھی نہ اٹھائی ہان یہ تدبیر کی کہ بعجلت تمام اپنے مرکب کو آگے کسی قدر بڑھاکر بازو پر تیغہ کی نظر کر کے کچھ انتظار کیا جب تیغہ قریب سر آگیا فوراً اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر کلائی مروڑ کر چاہا کہ تیغہ کو اسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اس نے بھی زور کرنا شروع کیا تا دیر زور آزمائی ہوئی آخر کار لشکر کفار اور لشکر نقابدار فیروزہ پوش کے چند ہرکارے نکلے اور انھون نے پکار کر کہا اے دلاورو اگر تم قصد کشتی کا رکھتے ہو تو مرکبون سے اتر کر کشتی لڑو کہ زمین البتہ تمہاری زور آزمائی کی متحمل ہوگی اور یہ گھوڑے بیچارے ہرگز تمہاری زور آزمائی کے متحمل نہونگے جب شاطرون نے یہ کہا دونون دلاور آلات حرب و ضرب دور کر کے گھوڑون سے اترے اور دامن گردانکر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے نقابدار نے دو پہر کی مدت مین اُسے زیر کیا اور دونین زور کر کے اپنے سر سے بلند کر کے اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور سینہ پر سوار ہو کر ایک عیار نقابدار سے اشارہ کیا کہ اسے باندھ لے وہ اپنے آقا کے حکم سے آیا اور اُسے گرفتار کرنے لگا یہ حال دیکھکر ہرمز و فرامرز نے ارادہ کیا کہ اپنے تمام سپاہ کو حکم دون کہ نقابدار مذکور کو قتل کرین اور جند آہن تاب کو رہا کرین ہنوز ان نابکارون نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ کا نہ دیا تھا اور فوج جند آہن تاب برائے جنگ و جدال آگے نہ بڑھی تھی کہ عیار نقابدار نے جند کو زنجیر و طوق مین گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین اُسے بھیجدیا اُس وقت بختیارک نے عرض کیا خداوند نعمت جنگ مغلوبہ کا ارادہ کیجیے گا اب رہا ہونا جند کا دشوار ہی اور لڑنا اسوقت آپکا اچھا نہین ہی کیونکہ ساعت بد ہی بہتر ہی کہ طبل بازگشت بجوائیے ہرمز و فرامرز نے بختیارک کی راے پسند نہ کی کچھ فوج کو حکم دیا اِس نقابدار فیروزہ پوش کو گھیر کر قتل کرو مردان فوج تلوارین کھینچکر بڑھے اُدھر سے فوج نقابدار بھی بڑھی دونون فوجین ملگئین لڑائی ہونے لگی نقابدار مذکور نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ کفار کی لاشون کے انبار جا بجا میدان کارزار مین لگا دیے آخر کار کفار پس پا ہوے اُسوقت ہرمز و فرامرز نے حکم دیا طبل امان پر چوب لگائی جائے جب صدا طبل امان کی بلند ہوئی لڑائی موقوف ہوئی ہرمز و فرامرز شکست کھا کر ذلت سر میدان اٹھا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر آئے اُدھر نقابدار مذکور نے لشکر امیر سے مخاطب ہو کر کہا آج تو میں نے لشکر کفار کو شکست دی ہی اور اسد تیغزن کو قتل کیا ہی اور جند آہن تاب کو اسیر کیا ہی کل اسی طرح تمسے لڑونگا یہ کہکر مع اپنی فوج کے سوے صحرا چلا گیا اور امیر با توقیر اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر

جنگاہ سے قیام گاہ سپاہ پر آئے فوج تو وہین ٹھہری بادشاہ اپنی بارگاہ مین داخل ہوے امیر باتوقیر اپنی بارگاہ مین گئے جملہ سرداران لشکر بھی اپنی اپنی بارگاہون اور خیام مین داخل ہوے ہرمز فرامرز نے ہنگام شب اپنے دربار مین کہا افسوس دو بہادر قتل و اسیر ہو گئے فوج کو جنگاہ مین شکست ہوئی ہزار ہا مردمان سپاہ کام آئے کیسی ذلت و رسوائی ہوئی اس نقابدار فیروزہ پوش کے ہاتھ سے جو صدمۂ عظیم ہمکو ہوا اُسکی کیا تدبیر کرین کہ غم و رنج سے رہائی ہو مہراس فیلبند اور اژدرچوب گردان اور ضیغم شمشیرزن اور خاقان گردون اساس نے متفق الراے ہو کر کہا آپ کو مناسب ہے کہ طبل جنگ بجوائیے نقابدار فیروزہ پوش سے لڑیے اُسکو قتل کیجیے ہم اُس سے مقابلہ کرنے کو موجود ہین اُنکے کہنے سے اُن نابکارون نے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی بذریعہ ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو خبر نواخت طبل جنگ معلوم ہوئی امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے بمجرد حکم ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی دونون لشکرون مین تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی صبح کو حسب دستور دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان جنگ دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی پھر نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے حسب قاعدہ قدیم جوانان لشکر کو آمادہ جنگ کیا جب وہ بھی چلے گئے مہراس فیلبند کہ اس نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا ہرمز فرامرز سے اجازت جنگ لیکر دلیرانہ میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب کیا قاسم بن علمشاہ نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ وہی نقابدار فیروزہ پوش مع اپنی فوج کے میدان جنگ مین آیا اور مہراس فیلبند سے مقابلہ کر کے اُسکو مثل اسد تیغزن کے قتل کیا اور ہرمز فرامرز سے مخاطب ہو کر کہا ای پسران نوشیروان کسی اور اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اُس نے اژدرچوبگردان کی طرف دیکھا وہ فوراً میدان جنگ مین گیا اور بعد جنگ عظیم ہاتھ سے نقابدار فیروزہ پوش کے قتل ہوا بعد اسکے قتل ہونے کے جب کوئی نابکار لشکر کفار سے براے مقابلہ نہ نکلا نقابدار فیروزہ پوش متوجہ لشکر امیر ہوا اور پکارا ای امیر باتوقیر چونکہ کئی سردار بینے شیرانہ لشکر کفار کے قتل اور اسیر کیے ہین اب کوئی نابکار مجھسے مقابلہ کے واسطے نہین آتا ہے اور شوق جنگ مین دل میرا بیقرار ہو جاتا ہے چاہتا ہون کہ آپ کسی سردار اور بہادر کو میرے مقابلہ کیواسطے جلد بھیجیے امیر نے فوراً داہنی جانب اپنے لشکر کے دیکھا ایک سردار زبردست فی الفور صف لشکر سے نکلا اور امیر سے اجازت لیکر نقابدار کے سامنے گیا نقابدار نے بعد دیر کے اور جنگ عظیم کے اُسکو تیغ آبدار سے زخمی کیا اُس وقت امیر نے پھر داہنی جانب اپنے لشکر کے دیکھا ایک سردار اور گیا اُس نے سردار اول زخمی شدہ کو لشکر مین بھیجدیا اور خود اُس سے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسی طرح چند سرداران لشکر امیر کو نقابدار فیروزہ پوش نے زخمی کیا اور پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ خود امیر نے جا کر اُس سے مقابلہ کیا نقابدار مذکور نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا اپنے نیزہ پر روکا تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار امیر نے ایک بند نادرہ باندھا نقابدار اُس بند کے کھولنے مین عاجز ہوا ایسا تنگ کر نیزہ اُسکے ہاتھ سے امیر نے نکالدیا اور بعضے داستان گویون نے یون بیان کیا ہے کہ نیزہ نقابدار مذکور کا ٹوٹ گیا غرض بہرطور بعد جنگ نیزہ نقابدار مذکور نے برہم ہو کر مرکب اپنا آگے بڑھا کر زنجیر کر امیر مین بچالاکی ہاتھ ڈالکر ارادہ کیا کہ امیر کو پشت زین فرس سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیجیے اُس وقت امیر نے بھی اُسکی کمر زنجیر مین اپنا ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا تا دیر زور آزمائی خوب ہوئی

جب مرکب دونون بہادرون کے تاب تحمل زورآزمائی نہ لاکر زمین پر بیٹھنے لگے دونون لشکرون سے شاطر نکلے اور پکارے اے دلاورو اگر تم ارادہ کشتی لڑنے کا رکھتے ہو تو مرکبون سے اُتر کر کشتی لڑو دیکھو مرکب تمھارے ہلاک ہوے جاتے ہین بہادران موصوف شاطرون کی تقریر سُنکے مرکبون سے اُترے بیلچہ بردارون اور بیلدارون نے دونون لشکرون سے نکلکر زمین کو مانند اکھاڑے کے نرم اور درست کر دیا بعد اُسکے وہ اپنے لشکرون مین چلے گئے دونون بہادر موصوف الصدر دامن عباد قبا گردانکر اور ایک دوسرے سے لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اُس وقت جملہ مردمان ہر دو لشکر سواریون سے اُترے اور بارگاہین اور خیام برپا کرکے علی قدر مراتب تخت حکومت اور دنگلون اور زین پوشون پر بیٹھے کیونکہ جوانان سپاہ اسی مقام پر موافق اپنی لیاقت کے زین پوشون پر بیٹھتے ہین غرض سب اعلیٰ ادنیٰ بیٹھ چکے پردے ہر ایک بارگاہ کے اُٹھا دیے گئے سب بنظر غور کشتی دیکھنے لگے اب مولف دفتر ہذا ناظرین دفاتر کی خدمت مین بعد ادب عرض کرتا ہو کہ اگر احوال اس کشتی کا یہ مؤلف مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا پس بخیال طول تحریر بسبیل اختصار لکھتا ہو کہ امیر نے تین روز کی مدت مین نقابدار مذکور کو زیر کرکے اور ہاتھ پر بلند کیا اور سر سے اونچا کرکے گردش دیکے چاہا تھا کہ زمین پر پٹکیے ناگاہ سرداران لشکر نقابدار نے گھبراکر اور آگے بڑھکر باواز بلند پکار کر عرض کیا ای امیر با توقیر ذرا سمجھ بوجھکر اس نقابدار کو زمین پر پٹکیے گا کسی نے سوائے رستم کے اپنے فرزند کو ہلاک نہین کیا ہو امیر نے اُنکی تقریر سنکے اُسکی نقاب پر ہاتھ ڈالکر اور اُسکو سرخ سے ہٹاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ چوگان ہو امیر نے متعجب ہوکر اُسکو آہستہ زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا ای فرزند یہ لڑنا تیرا کیسا تھا شکر ہو خداوند عالم کا کہ مینے تجھے ہلاک نہین کیا اور تیرے سرداران لشکر نے تیرے ہلاک کرنے سے منع کیا ورنہ حالت ناواقفی مین مین تجکو ہلاک کر ڈالتا اور مثل رستم پلیتن کے تیرے غم مین روتا کیونکہ رستم نے اپنے فرزند سہراب کو حالت ناواقفی مین ہلاک کیا تھا اور بعد ازان آگاہ ہوکر نہایت گریان اور نالان ہوا تھا ای فرزند تیرا آنا کیونکر ہوا تجکو تو عمر دو ندہ عیاری بیہوش کرکے لشکر سے لیگیا تھا اور کہین قید کیا تھا تو کیونکر رہا ہوا چوگان نے بعد حصول شرف قدمبوسی عرض کیا مین اکی بار پھر اسی خیال سے آپسے لڑا کہ اپنی قسمت کو آزماؤن اور سوائے اسکے قبل ازین جو آپسے زیر ہوا تھا تو حوصلہ پھر اونکا دل مین باقی تھا آج وہ حوصلہ مینے نکالا اور مقدر اپنا آزمایا بعد اسکے تمام حال اپنے رہا ہونیکا مفصل بیان کیا اس جگہ اُس احوال کے لکھنے کی ضرورت نہین ہو کیونکہ اس مولف نے قبل اسکے تفصیل احوال درج کیا ہو الحاصل جب امیر چوگان اپنے فرزند کو زیر کر چکے نہایت شاد و خرم میدان جنگ سے چوگان کو اپنے ہمراہ لیکر زر سرخ و سفید اُسکے سر پر نثار کرتے ہوے اپنے لشکر مین لائے سرداران لشکر اُسکے اور سوار بھی داخل لشکر امیر ہوے ہر ایک سردار اور عیار کو امیر نے پہچانا پھر چوگان وغیرہ تمامی اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکے عرصۂ نبرد سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوے ہرمز و فرامرز بھی باخاطر محزون اپنی بارگاہ کی جانب مع تمامی اپنی سپاہ کے گئے اُسی روز چوگان نے سر دربار روبرو بادشاہ اسلام جند آہن تاب کو کہ اسیر تھا طلب کیا اور اُس سے کہا ای بہادر سچ کہہ کہ مینے تجکو کیونکر زیر کیا اُس نے کہا آپنے مجکو اس طرح زیر کیا ہو کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین چوگان بن حمزہ نے پھر اُس سے پوچھا کہ ای بہادر اب تیری راے کیا ہو اپنے دین آبائی کو ترک نکریگا اور اصنام پرستی کہ کفر ہو اُسے نہ چھوڑیگا اُس نے عرض کیا اب مجکو غور و فکر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ میرا دین آبائی محض باطل ہو اور بُرا ہو اور آپکا دین حق ہو اور بہت اچھا ہو چاہتا ہون کہ مجکو

مسلمان کیجیے چوگان نے خوش ہوکر اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا چوگان بن حمزہ
نے اُسکو اپنے سینے سے لگا کر قید سے رہا کر کے بادشاہ لشکر اسلام کو اُس سے نذر دلوا کر اپنے قریب ایک ذکل بچھا کر
اُسپر اُسے بٹھایا اُسوقت امیر باتوقیر نے اپنے سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر فرمایا ایک زمانہ دراز گذرا ہشام عیار
لندھور اوشر یاوغیرہ کو بعیاری گرفتار کر کے جانب زنگبار لیگیا ہے اور فتاح پلنگینہ پوش برائے رہائی
کرب غازی ولندھور وشر یاو نریمان بن قنطور شاہ روانہ ہوا ہے آج تک اُسکا حال معلوم نہین کہ
اُس نے جاکر کیا کارنمایان کیا سرداران مذکور کو رہا کیا یا نہین اور اندلس عیار کرب غازی نے بھی یہان سے
جاکر کوئی کارنمایان کیا یا نہین پس مجکو نہایت تردد ہے چاہتا ہون کہ کوئی عیار زبردست جلد یہان سے جائے اور
ہشام تیز پران کا مگر سرداران موصوف کو قید سے رہا کر کے اُنکو ہمارے روبرو لائے ہنوز امیر یہ
فرما کر خاموش ہوے تھے کہ مہتر قران نے بصد ادب عرض کیا امیدوار ہون کہ مجھے روانہ کیجیے انشاء اللہ دین
جاکر شام اور سرداران موصوف کے بارے مین کوشش کرونگا امیر نے اُنکی تقریر سنکے اور اُس سے
بہت خوش ہوکے فرمایا کہ بہتر تمکو اجازت جانیکی دے لیکن ابوالفتح اور سمک اور سنجر بلخی اور برق فرنگی ان چارون
عیارون کو اپنے ہمراہ لیجاؤ اُسوقت چوگان بن حمزہ نے اور فرخ شہسوار نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم جانب
زنگبار معہ فوج روانہ ہون کیونکہ چوطویل فوج کثیر رکھتا ہے یہ عیار بیچارے مقابلہ فوج کثیر سے کیا کرینگے امیر نے
اُنکی عرض پذیرائی اور اُنکو اجازت جانیکی دی راوی کہتا ہے کہ چوگان بن حمزہ اسی ہزار سوارونکی جمعیت سے
اور فرخ شہسوار بھی اسی قدر سوارون کی جمعیت سے روانہ ہوے اور علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فوج کے جہازون پر
سوار ہوکر لنگر جہازون کے اُٹھوا کر تری کی راہ سے روانہ ہوے اور قران وغیرہ عیاران مذکور بھی ہمراہ
چوگان بن حمزہ کے جہاز پر سوار ہوے اور بعضے داستان گو یون بیان کرتے ہین کہ یہ پانچون عیار خشکی کی
راہ سے روانہ ہوے چوگان بن حمزہ کے ہمراہ نہ گئے غرض بہرطور جانب زنگبار پانچون عیار روانہ ہوے
انکا احوال انشاء اللہ بمقام ضرورت لکھا جائیگا بعد روانہ ہونے سردارون اور عیارون کے امیر باتوقیر خواجہ
عمرو کو ہمراہ لیکر اور کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر جانب ہندوستان برائے مدد جیپور ہندی روانہ ہوے یہان
ہرمز و فرامرز نے بعد جانے حمزہ صاحبقران کے بنام ضیغم تیغزن کہ اب ایک یہی سردار اُن پانچون سردارون
مین باقی ہے بجوایا اور ہنگام سحر سردار مذکور کو ہمراہ لیکر معہ تمامی فوج کے میدان جنگ مین آیا اُدھر سے لشکر اسلام بھی
عرصۂ مصاف مین آیا بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر اور جوانون کو آمادہ جنگ کرنے نقیب
اور کڑکیتون کے ضیغم تیغزن ہرمز و فرامرز سے اجازت جنگ لیکر بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اور
مرکب کو روک کر مبازر طلب کیا لشکر اسلام سے بدیع الزمان گرد لشکر شکن بادشاہ لشکر اسلام سے
اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے نکلکر روبرو اُسکے گئے اُس نے نیزہ بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے
نیزہ کو اُسکے اپنے نیزہ پر روکا پھر خود نیزہ کا اُسپر وار کیا اُس نے بھی اپنے نیزہ پر روکا بطرح تادیر نیزہ بازی
ہوئی آخر کار بدیع الزمان نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا ضیغم مذکور نے برہم ہوکر ڈانڈ نیزہ کی ماری تب
بدیع الزمان نے اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر اُسکے نیزہ کی ڈانڈ روکی اُس نے غضبناک ہوکر تیغہ آبدار گرانبار
میان سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکر تیغہ سر پر مارا بدیع الزمان نے اُسکے تیغہ کو اپنی سپر پر روکا اور شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر نعرہ کیا او نابکار تو وار تیغہ کا کر چکا اب ہماری ضرب شمشیر روک یہ نعرہ کر کے تیغ آبدار اُسکے

سر پر لگائی ہر چند اس نے سپر اُٹھائی لیکن تیغ بدیع الزمان اُسکی سپر کو مثل خیار دو ٹکڑے کر کے اور اُسکے
خود مغفر کو بھی اسی طرح کاٹ کے کاسۂ سر پر آئی اور وہان سے کلہ جبڑ کاٹتی ہوئی صراحی گردن سے گذر کر صندوق
سینہ مین آئی اور وہان ذرا دم لیکر پھر وہان سے داخل شکم ہوئی اور رودون اور اوجھ کو کاٹتی ہوئی کمر سے گذر کر
اور شرمگاہ کی راہ سے ہو کر زین فرس پر آئی اور اُسکو بھی کاٹ کر تنگ فرس سے گذر کر چار اُنگل زمین مین در آئی
ضیغم تیغزن کہ بد انجام تھا چار ٹکڑے مع مرکب ہو کر زمین پر گرا بختیارک یہ ضرب تیغ دیکھکر کلمہ شجاعت اہل اسلام
کا پڑھنے لگا اور ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا خداوند نعمت اب کیا تامل ہے طبل بازگشت جو ائیے جنگاہ سے چلیے
اور چند نامے اور سردارون اور بادشاہون کو تحریر کیجیے اور انکو برائے مدد طلب کیجیے یہ پانچون سردار جو آئے
تھے یہ تو حضور پر نثار ہو چکے اور مثل تیل اور ماش کے صدقے ہو گئے کیا جلدی دنیا سے سوے عدم گئے وہ چار
روز بھی آپکے لشکر مین یہ ناشاد نامراد آکر نہ ٹھہرے بہادران لشکر اسلام نے اُنکا زندہ رہنا گوارہ نکیا ایک سردار
جند آہن تاب اسیر کر لیا گیا یقین ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا ہوگا ادھر تو بختیارک ہرمز و فرامرز سے یہ
تقریر کر رہا تھا اُدھر سواے قاسم اور اُسکے ہوا خواہو نکے اور سب بدیع الزمان کی تعریف کر رہے تھے
غلغلہ اور شور تحسین و آفرین کا بلند تھا ہرمز و فرامرز نے جب دیکھا کہ ضیغم تیغزن مارا گیا بختیارک کے کہنے پر
عمل کیا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا بدیع الزمان شادمان جنگاہ سے اپنے لشکر مین آئے بادشاہ لشکر اسلام تمامی
سرداران لشکر اور جملہ سپاہ کو ہمراہ لیکر میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر آئے لشکر تو وہین ٹھہرا اور خود مع
سرداران فوج بارگاہ سلیمانی مین آئے اور تخت پر بیٹھے سرداران لشکر اپنے دنگلون پر بیٹھے اُدھر ہرمز و فرامرز
با خاطر غمگین و ملول اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوے تمام لشکر تو اُنکا فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوا اور خود مع خاقان
گردون اساس اور بختیارک وغیرہ داخل دربار ہوے اور تخت پر بیٹھکر میر منشی کو طلب کر کے چند نامے
جن سردارون کو لکھنا منظور تھے اُنکو نامے لکھوائے اور عبارت سب مین یہ لکھوائی کہ فی زمانہ ہمپر اہل اسلام کا
یورش ہے آپ ہماری مدد کے واسطے جلد آئیے جب نامے بعبارت مندرجہ لکھوا چکے اُنکو ملفوف کراکے سر نامہ پر
اُنکے اپنی مہرین کین اور قاصدون کو بلا کر وہ نامے اُنکو دیے اور کہا جلد اُن نامون کو لیجاؤ اور پہونچاؤ اور
جواب اُنکا جلد لیکر ہمارے پاس آؤ وہ نامے لیکر اپنی اپنی دستار مین رکھکر ناقون پر سوار ہو کر منزل لہاے
مقصود کی طرف روانہ ہوے اور جلد راہ طی کر کے ہر ایک قاصد ہر ایک سردار کی خدمت مین گیا اور
نامہ دیا ہر ایک سردار اور بادشاہ نے نامہ لیکر اُسے پڑھوا کر سنا اور قاصد کو خلعت رخصت دیکر کہا تو جا ہم
مع فوج کثیر اُنکی مدد کو ضرور یہان سے روانہ ہونگے اور جلد اپنے تئین اُن تک پہونچا دینگے قاصد وہان سے روانہ
ہو کے بعد قطع راہ ہرمز و فرامرز کی خدمت مین آئے اور جو کچھ سردارون اور بادشاہون نے کہا تھا وہ
عرض کیا ہرمز و فرامرز اُنکے آنیکا انتظار کرنے لگے انکو تو انتظار سرداران مذکور مین چھوڑیے اور اب حال
فرخ شہسوار کا سنیے کہ یہ جو مع اپنی فوج کے کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا اثناے راہ مین طبیعت فرخ شہسوار
کی کچھ علیل ہوئی اُس نے ناخدا اور معلم سے کہا کہ جب تک ہمارا مزاج ناساز ہے دریا مین لنگر ڈالدو تکان سے
کشتی کے زیادہ تر طبیعت بے لطف ہوتی ہے ناخدا نے بموجب کہنے فرخ شہسوار کے لنگر ڈلوا دیے کشتی ٹھہر گئی
اور کشتی چوکان بن حمزہ کی آگے روانہ ہوئی بعد ایک روز کے جب مزاج فرخ شہسوار کا صحیح ہوا ناخدا سے
کہا کہ اب کشتی کے لنگر اُٹھا دو یہان سے سوے زنگبار روانہ ہو اُس نے فوراً حکم کی تعمیل کی کشتی روانہ

ہوئی چند روز تک تو ہوا موافق کشتی رہی بعد ازان ایک روز کچھ آسمان پر ابر نمودار ہوا ہواے تند چلنے لگی
ناخدا یہ رنگ دیکھکر گھبرایا اور کارکنان کشتی کو بلاکر اُنسے کہنے لگا دیکھو طوفان بڑے زور و شور سے آتا ہی لہذا
پردے اُتار دو اور لنگر ڈالدو اور دیگر تدابیر کرو اور خدا سے دعا کرو کہ پروردگار اِس طوفان عظیم سے اس کشتی
اور اہل کشتی کو بچاے اُنھون نے حسب الحکم ناخدا کے چند در چند تدبیرین کین اتنی دیر مین طوفان آگیا ناخدا
چلانے لگا اہل کشتی باگریہ و زاری جناب باری سے دعاے دفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے کرنے لگے وہ
طوفان ایسا تھا کہ لنگر کشتی کے ٹوٹ گئے مستول بھی شکستہ ہوا کشتی ہوا کے زور سے ایکطرف نہایت تیز تر روانہ ہوئی
ناخدا وغیرہ نے ہرچند تدبیرین کین لیکن کشتی نرُکی راوی ناقل ہی کہ طوفان مذکور ایک روز اور ایک
شب رہا آٹھ پہر کی مدت مین کشتی مذکور طلاطم امواج اور ہوا کے زور سے بہتی ہوئی اور دمبدم ناخداے عالم
کی حفاظت و قدرت سے ڈوبنے سے بچتی ہوئی کنارے پر ایک جزیرہ کے پہونچی جب کشتی اُس جگہ پہونچ چکی حکم
خدا سے طوفان دفع ہوا ناخدا اور جملہ اہل کشتی کے حواس بجا ہوے ہر شخص نے شکر خدا کا کیا کیونکہ اُس نے
ایسے طوفان عظیم سے اہل کشتی کی جانین بچائین جب کشتی مذکور کنارے اُس جزیرے کے ٹھہری فرخ شہسوار
نے ناخدا سے کہا کہ ہمنے اس طوفان سے آٹھ پہر عجب صدمہ اُٹھایا ہی لہذا واسطے تفریح طبع کے ہم اس جزیرہ مین
جاتے ہین اور وہان کی سیر کرکے ایک دو روز مین پھر اس کشتی پر سوار ہونگے اور منزل مقصود کی طرف
روانہ ہونگے اُس نے عرض کیا حضور کو اختیار ہی فرخ شہسوار مع اپنی فوج کے جہاز سے اُترا اور اُس
جزیرہ مین داخل ہوا اہل جزیرہ فرخ شہسوار کو مع فوج دیکھکر نہایت پریشان ہوے اور ہر طرف کو
بھاگنے لگے فرخ شہسوار نے مردمان جزیرہ مذکور کو بلایا اور اُنسے کہا تم ہمسے خوف نکرو اور یہ بتاؤ کہ
یہ جزیرہ کونسا ہی اور حاکم یہان کا کون ہی اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور کا دریافت کرنا بیکار ہی
ہماری صورتین ہی دیکھکر حال جزیرہ اور نام جزیرہ جان جائیے خداوند یہ جزیرہ مردمان دراز بینی کا ہی
یہانکا حاکم طاہر خرطوم بینی ہی اور آگے اِسکے ایک جزیرہ اور ہی وہان کا حاکم اسلم خرطوم بینی
ہی تھوڑا زمانہ ہوا کہ دونون حاکم جزیرہ مذکور اور ہم سب کو مالک اژدر نے یہان آکر مسلمان کیا ہی
اور اپنے بادشاہ سعد بن قباد کے نام کا سکہ جاری کیا ہی بالفعل وہ بہادر مع بادشاہ دراز گوشان وغیرہ
مع فوج جانب جزیرۂ سگ سران روانہ ہوا ہی یقین ہی کہ ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہو فرخ شہسوار
نے اُن مردمان جزیرہ کو تو رخصت کیا اور خیال کیا کہ مالک اژدر سے ملاقات کرنا ضرور ہی اور اب جہاز پر
سوار ہونا بیکار ہی کیونکہ مالک اژدر کے ہمراہی مین سوے زنگبار خشکی کی راہ سے چلا جاؤنگا یہ خیال
کرکے ملازمون کو حکم دیا کہ ناخداے جہاز سے ہماری جانب سے جاکر کہو کہ ہمنے وہ تکلیف بوجہ طوفان کے جہاز پر
اُٹھائی ہی کہ اب دل نہین چاہتا کہ کشتی پر سوار ہون لہذا اب ہم کشتی پر سوار نہونگے اور خشکی کی راہ سے
جاوینگے تم اپنا جہاز جدھر چاہو لیجاؤ ہمارے آنیکا انتظار نکرو ملازم گئے اور ناخداے کشتی سے جو کچھ فرخ شہسوار
نے کہا تھا کہہ آئے بعدہ فرخ وہان سے طرف مالک اژدر کے جلد روانہ ہوے اثناے راہ مین مالک اژدر
سے ملاقات ہوئی اُس نے فرخ کو دیکھکر اور خوش ہوکر متحیر ہوکر پوچھا آپکا یہان آنا کیونکر ہوا فرخ نے تمام
حال طوفان کا بیان کیا پھر فرخ نے پوچھا تم یہان کسطور سے آئے اُس نے بھی جو حال گذرا تھا بیان کیا پھر دونون
سرداران نامدار مع سپاہ کثیر جانب جزیرۂ سگ سران روانہ ہوے احوال انکا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان

داستان روانہ کرنا چوطویل بادشاہ زنگبار کا اپنے فرزند ثریا کور دبروے گوسالہ سخنور اور پھر جانا اسکا طرف زرین حصار کے مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا مخمس

کیست تا پیشش پیام شوق کام من برد
گر برو پیک خیال فتنہ کام من برد
کیست تا نامۂ خوبی کلام من برد
بسکہ قاصد را ابا زار دچو نام من برد
رحم نگذارد کہ بگذارم پیام من برد

یہ کہان قسمت کہ کانون سے سنون دو گفتگو
ہائے ناکامی سہی دل ہی کی دل مین آرزو
ہان مگر قاصد ہو پیدا بعد بیحد جستجو
برنگردد قاصد از شرم جواب تلخ او
چون پیام من بر شیرین کلام من برد

میری ہی قسمت مین تھا یارب عذاب جاودان
بعد مردن بھی ہون پامال غم و حرمان کہ ہان
جیتے جی تو تھے الم ہائے فراوان وقف جان
رشک دارم بر قبول آنکہ پیش از دیگران
مژدۂ مرگم بسرو خوش خرام من برد

اس اسیری مین گرفتار کمند مشک بو
اے تغافل پھنسا اسکو کہ ہے دام نکو
دل سے ہر صید حیا زا بن ہے تد بیر جو
مرغ دل بستم پئے صیدش بدام آرزو
آہ اگر آن مرغ وحشی پے بدام من برد

ہجر شیرین لب مین ہو نہین تلخ عیش تلخ روز
فی الحقیقت گرچہ ام از باپ شور وا ہل سوز
کیون مرے ماتم مین جلتا کیون یہ شور غم فروز
تلخ باشد زہر مرگ اما بشیرینی ہنوز
میتواند تلخی ہجران بکام من برد

گو دلا باتون مین آکھلا نہ تھا یون ایکبار
لیک اب کیون ہے پشیمان کس لیے ہے بیقرار
شکوہ اسکا غیر سے کرنا نہ تھا بے اختیار
خاطرم جمع ست از بدگوئی دشمن کہ یار
گوش بر حرفش نبند از دچو نام من برد

کل لا مومن اگرچہ تھی تو وحشت پہلے بھی
بھاگتا تھا دور دور اور دور اب بہت تھی
پر ہوا ہے عاشق اب ہے اور ہی دیوانگی
رام شد وحشی دل لیلے باواز سر کشی
ہر زمان آرام از آہوے رام من برد

اسیران زندان کا رتحریر و گرفتاران قید خانہ ارقام وقائع دل پذیر اس داستان بیمثل و بے نظیر کو قلم نادر رقم سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب ثریا ایک مدت تک قید براے نام رہا اور چوطویل اُسکے پدر نے اُسکو بالفت و مہربانی بارہا ترک ملت اسلام کو کہا مگر اُس نے نمانا ناچار برہم ہو کر اپنے ملازمون کو اُسنے حکم دیا کہ میرے فرزند ثریا کو رد برو خداوند گوسالہ سخنور کے لیجاؤ وہ حسب الحکم شاہ مذکور رد بروے گوسالہ سطوے لے گئے اور کہا اے خداوند چوطویل بادشاہ نے اس اپنے فرزند ثریا کو آپکی خدمت مین اسواسطے روانہ کیا ہے کہ آپ خود بنفس نفیس اسکو سمجھائیے اور اپنے قہر و غضب سے اسے ڈرائیے تاکہ یہ مذہب اسلام سے تارک ہو کر مثل زمانہ سابق آپکی پرستش کرے یہ کہکر انھون نے خاموشی اختیار کی تھوڑی دیر کے بعد اس گوسالہ سخنور

سے آواز آئی کہ ای بندہ نافرمان من ای ثریا ارے غضب کیا تو نے کہ خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا دین
اسلام اختیار کر لیا میری پرستش چھوڑ دی مجکو برہم کیا اسکے عوض مین ہمنے بہ عتاب تجھپر کیا کہ تجھے قید کرایا اور
ہاتھون مین ہتکڑیان اور پانوٗن مین بیڑیان گردن مین طوق خاردار گرانبار بغلون مین خار دار لٹھ وغیرہ
قید سخت مین تجھے گرفتار کر دیا اگر تو اب بھی مثل زمانہ سابق مجکو سجدہ کرے اور میری خداوندی کا قائل ہو اور
مطلق مذہب اسلام کو ترک کر دے تو مین تجھسے خوش ہون اور گناہ جو تو نے کئے ہین انکو عفو کرون اور قید
سے تجھے رہا کر دون اور طرح طرح کی تجھپر عنایت و مہربانی کرون ثریا نے اُسکی تقریر سُنکے نہایت برہم ہوکر
جواب دیا او شیطان کیون مجکو بہکاتا ہے کیا واہیات باتین بکتا ہے تو لائق سجدہ کرنے کے نہین ہے بلکہ تو اس لائق ہے
کہ تجھپر روز و شب ہزارون مرتبہ لعنت کی جاے کیونکہ تو بندگان خداے عز و جل کو بہکاتا ہے اور دعوے
خدائی کر کے اپنے تئین سجدہ کراتا ہے جب تک مین نافہم و نادان تھا مینے تجکو سجدہ کیا اب مجکو رب غازی
ایسے بہادر و رہبر نے راہ جادۂ نجات بتا دی ہے اور شرف دین اسلام سے مجکو مشرف کیا ہے ممکن لیکن کہ تیرے
کہنے پر عمل کرون اور تجھ ایسے ابلیس کو سجدہ کرون اور ای خبیث تجھمین بھی یہ طاقت و قدرت ہے کہ تو نے مجکو قید
کیا ہے تو کیا ہے اور تیری خداوندی کیا ہے تو مثل ایک سگ سیاہ کے ہے یا مثل ایک شیطان کے ہے خدا میرا تیرے
شر سے بچائے اور جو لوگ تجکو سجدہ کرتے ہین انکو بھی ایسی توفیق دے کہ تجھ ایسے ملعون کو سجدہ نکرین اور
میری طرح تجھپر لعنت کرین گوسالہ سخنور ثریا کی تقریر سنکے از حد غضبناک ہوا اور بآواز مہیب و بلند
پکارا کہ اس بندہ نافرمان کو ہمارے سامنے سے لیجاؤ اور زرین حصار کی طرف اسے لیجا کر ہماری آتش جہنم
مین اسے ڈالدو وہ ملازم حسب الحکم گوسالہ سخنور وہان سے ثریا کو لیکر چلے پہلے روبرو چوطویل بادشاہ
زنگبار کی خدمت مین گئے اور جو تقریر ثریا اور گوسالہ سخنور مین ہوئی تھی بیان کی اُس نے برہم ہوکر ایک سردار
لشکر کو مع تھوڑی سپاہ کے حکم دیا کہ ثریا کو پیش سلطان زرین پوش زرین حصار مین لیجائے اور اُنسے
کہدے کہ بحکم خداوند گوسالہ سخنور اسکو آتشکدہ نمرودی مین ڈالدے کیونکہ یہ مسلمان ہوگیا ہے اور خداوند کو
کو برا کہتا ہے سردار مسطور مع اسّی ہزار سوارون کے ثریا کو اسپ پر ڈالکر نہایت حفاظت و نگہبانی کے
ساتھ طرف زرین حصار کے روانہ ہوا جب بعد قطع راہ بارگاہ سلطان زرین حصار مین پہونچا بوجب
قاعدہ مجرا کیا اور ثریا کے بارے مین جو حکم بادشاہ زنگبار اور گوسالہ سخنور کا تھا عرض کیا سلطان مذکور
نے اُسے اشارہ اپنے دربار مین بیٹھنے کا کیا جب موافق اپنے رتبے کے ایک جگہ بیٹھ چکا حکم دیا کہ ثریا کو ہمارے
روبرو لاؤ ملازم سلطان گئے اور ثریا کو کہ طوق و زنجیر مین گرفتار تھا کشان کشان اُسکو روبروے
سلطان زرین حصار لے گئے ثریا نے دربار مین جا کر دیکھا کہ سلطان زرین حصار تاج مرصع
سر پر رکھے ہوئے تخت پر بیٹھا ہے امرا و زرا و ندما حکما حاضر دربار ہین اور وہ سب بصد ادب بیٹھے ہین ثریا
نے دربار پر نظر کر کے بآواز بلند سلام بطریق اہل اسلام سلطان زرین حصار اور حضار دربار پر کیا اور کہا
سلام میرا اُس شخص پر جو خداوند عالم کو واحد اور لاشریک جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر حضرت ابراہیم کو اپنا نبی
و رہنما جانتا ہو سلطان زرین حصار و حضار دربار ثریا کے اس طرح سلام کرنے سے برہم ہوے
اور ہر ایک نے اُنگلیان اپنے کانون مین رکھین تاکہ آواز نام خداے برحق کی نہ سنین جب ثریا سلام
کر چکا اور کسی نے جواب سلام اُسکو نہ دیا سمجھا کوئی اس دربار مین اہل اسلام نہین ہے اُس وقت سلطان

زرین

زرین حصار نے غصہ کو ضبط کر کے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا ای ثریا تجکو کیا ہوا کہ تو نے اپنا دین آبائی ترک کر دیا اور مسلمان ہو گیا افسوس تو نے بہت برا کیا اب بھی خیر ہی کہ دین اسلام سے کنارہ کشی کر اور بدستور قدیم گوسالہ سخنور کی پرستش کر ورنہ انجام تیرا اچھا نہوگا ثریا نے دلیرانہ جواب دیا ای سلطان زرین حصار مین تعجب کرتا ہون کہ تم ضعیف ہوے اور ابتک تمنے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا اور اُسکو اپنا خدا جانکر سجدہ نکیا آگاہ ہو کہ معبود حقیقی لائق پرستش وہ ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ آسمان و زمین اور شمس و قمر اور شجر و حجر اور آب و نار اور جملہ جن و انس و ملک اور کل مخلوقات کو پیدا کیا ہی گوسالہ سخنور ایک ملعون و نابکار شیطان ہی یہ کسی کا معبود نہین ہی اور نہ لائق پرستش ہی تمکو لازم ہی کہ گوسالہ سخنور پر لعنت کرو اور اپنے معبود حقیقی کو جسکے کچھ اوصاف مینے بیان کیے ہین اُسے سجدہ کرو اور کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤ اب زمانہ تمھارے مرگ کا قریب ہی زاد راہ آخرت درست کرو تا کہ انجام تمھارا بخیر ہو سلطان مذکور ثریا کی تقریر سے اسقدر برہم ہوا کہ اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ثریا کو میرے فرزند فاخر کے پاس لیجاؤ اور کہو کہ تمھارے پدر نے تمسے کہا ہی کہ اسکو آتش نمرود مین ڈالدو ملازم سلطان ثریا کو اُسی وقت فاخر کے روبرو لے گئے اور حکم سلطان سے آگاہ کیا چونکہ فاخر فرزند سلطان زرین حصار ہمسن ثریا کا ہی اور ایک مدت تک باہم رہا ہی اور دوستی و الفت از حد ثریا سے رکھتا ہی اس وجہ سے ثریا کو قید دیکھے اور اپنے باپ کے حکم کو سنکے نہایت غمگین و ملول ہوا اور متردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے اگر حکم اپنے باپ کا بجا نہین لاتا تو صورت خرابی ہی اور اگر حکم پدر بجا لاتا ہون تو خلاف دوستی و الفت ہی پس اس باب مین مشوش ہو کر اور آبدیدہ ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور بے اختیار ثریا سے گلے ملکر رونے لگا اور کہنے لگا ای شاہزادہ ذیوقار اور ای دوست خوش کردار اس وقت مین تمکو عجب حال مین پاتا ہون یہ حال تمھارا کیونکر ہوا کیا خطا تمنے شاہ زنگبار اپنے پدر عالی مقام یا گوسالہ سخنور کی کی ہی کہ جسکی سزا مین تمھارے واسطے یہ حکم ہوا ہی جلد بیان کرو ثریا نے اپنا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے کہا ای برادر بوجہ مسلمان ہو جانے کے اس مصیبت مین مبتلا ہون اور اب آتشکدہ نمرود مین ڈالا جاؤنگا فاخر نے تقریر ثریا کی سنکے برابر اپنے بٹھایا اور کہا ای برادر یہ تو بیشک تمنے بُرا کیا کہ مسلمان ہو گئے اپنے دین آبائی کو ترک کیا اب بھی خیر ہی اگر تم دین اسلام سے منحرف ہو اور توبہ کر کے پھر اپنے دین آبائی کو اختیار کرو تو مین تمھین آتشکدہ مین نڈالون ثریا نے جواب دیا ای فاخر تم ایسا شخص عاقل و فہیم ہو کر اگر ایسی بات کہی تو بڑا تعجب ہی اگر ذرا بھی فکر و غور کر کے اپنے دین اور دین اسلام مین اچھا برا تمیز کرو تو ابھی حق و باطل تمپر ظاہر ہو جاے ای برادر آگاہ ہو کہ معبود برحق اور پروردگار مطلق وہ ہی کہ جس نے یہ ارض و سما اور یہ مہر و ماہ پرضیا اور دریا اور صحرا اور درندے اور گزندے اور طائر اور چوپاے اور انس و جن اور فرشتے اور کوہ و دشت و نباتات وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا ہی جسکو چاہتا ہی فنا کرتا ہی جسکو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی اسی طرح ہر امر اور شی پر وہ قدرت رکھتا ہی وہ کسی کا محتاج نہین اُسکے سب محتاج ہین جملہ سلاطین جہانتک ہین باوجود حکومت و سلطنت کے اُسکے محتاج ہین ہمیشہ اُسی سے طالب بہبودی رہتے ہین اور امیدوار اپنی ترقی اقبال اور زیادتی حکومت مملکت کے رہا کرتے ہین بغیر اُسکے حکم کے کیا مجال کہ کوئی بادشاہ صاحب تخت و تاج ہو جاے یا اور کوئی کار نیک ہو جاے بغیر اُسکے حکم کے کیا تاب کہ کسی برگ درخت کو ہوا سے جنبش ہو شکر ہی کہ اُسکی رحمت و توفیق سے مین دین اسلام سے

مشرف ہو اور اپنے مذہب باطل کو ترک کیا گوسالہ سخنور کہ ایک شیطان ہی اور ایک غول صحرائی کے مانند
ہی وہ بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہی اور اپنے تئین سجدہ کراتا ہی اور سوائے اُسکے اور جتنے خداوند ہین وہ بھی مانند
گوسالہ سخنور کے ہین اور سب پروردگار کے بندۂ نافرمان ہین اور جملہ مذہب سوائے دین اسلام کے باطل
ہین تمکو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی اپنے خدا اور پیدا کرنے والے کو پہچانو اور اُسکو سجدہ کرو اور اُسکے احکام پر
عمل کرو اور اُسکے خاص بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبری کا اعتقاد کرو اور گوسالہ سخنور پر لعنت کرو
کہ یہ ملعون لائق پرستش نہین ہی فاخر نے ثریا کی تقریر سُنکے تادیر فکر کی اور بعد فکر بسیار کہا ای ثریا تُنے
جو کچھ کہا وہ سچ ہی لیکن اپنے دین آبائی کو ترک کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا خوف جان ہی باپ میرا مجکو مثل تمھارے
آتشکدہ نمرودمین ڈلوادیگا گرتے ہی اُس آگ مین جل جاؤنگا اس نوجوانی مین آگ سے جلکر دنیا سے جاؤنگا ثریا
نے جواب دیا ای برادر اول تو خداوند عالم اوپر ہر شی کے قادر ہی عجب نہین ہی کہ مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
آگ کو تمپر اور ہمپر گلزار کردے دوسرے اگر تم جل بھی جاؤگے تو دنیا سے ساتھ ایمان و اسلام کے سوے عدم
جاؤگے انجام تمھارا بخیر ہوگا آتش دوزخ سے محفوظ رہوگے مرتے ہی باغ جنان مین جاؤگے اور نعمات
اخروی سے لطف بیحد اُٹھاؤگے دیکھو یہ دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین کسی کو بجز خدا کے ثبات نہین ہی
تمھارے اجداد اِس وقت کہان ہین علاوہ اُنکے گذشتگان نامی و نامور کا خیال کرو کہ وہ کیونکر اس دنیا سے خالی
ہاتھ چلے گئے اسی طرح تم بھی ایک روز دنیا سے چلے جاؤگے بس حیات چندروزہ کے واسطے ترک مذہب
باطل نہین کرتے ہو اور اپنی جان کا خیال کرتے ہو اور اپنے معبود حقیقی کی نافرمانی کرتے ہو اور نعمات اخروی
پر نظر نہین کرتے ہو جامے عجب ہی صاحب دفتر نے اس جگہ اس طور سے تحریر فرمایا ہی کہ ثریا نے جب اس طرح
فاخر کو ہدایت کی آئینۂ دل اُسکا زنگ کفر سے صیقل ہدایت سے صاف ہوا ثریا سے کہنے لگا ای برادر تم مجکو مسلمان
کرو بیشک جو تمنے کہا ہی اُس مین کسی طرح جاے کلام نہین ہی ثریا نے خوش ہوکر اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوا یہان تو فاخر مسلمان ہوا اُدھر سلطان زرین حصار نے اُس سردار کو جو ثریا کو قید کرکے
مع فوج زرین حصار مین لایا تھا خلعت رخصت دیکر رخصت کیا اور اُس سے کہا تو جاکر شاہ زنگبار سے ہماری
طرف سے کہدینا کہ بموجب آپکے ارشاد کے ہمنے ثریا کو آتشکدہ نمرود مین ڈالدیا اُدھر تو سردار مذکور مع فوج
زرین حصار سے روانہ ہوا اور جانب زنگبار چلا اُدھر فاخر نے ثریا سے کہا ای برادر اب ہم تم
اگر یہان سے بھاگتے ہین تو کہان بھاگ کر جائینگے ضرور ہی گرفتار ہوکر آتشکدہ نمرود مین ڈالدیے جائینگے
پس مناسب یہ ہی کہ مین تمھارے ساتھ آتشکدہ مین گرون اور جلکر خاک ہوجاؤن اور ہمراہ تمھارے
باغ دنیا سے جانب باغ جنان روانہ ہون ثریا نے جواب دیا ای برادر تم اپنے تئین کیون آتشکدہ مین
ڈالو مخفی اپنے باپ سے مسلمان رہو اور دنیا کی لذتون سے کامیاب ہو فقط مجکو آتشکدہ مین ڈالدو اُس نے
جواب دیا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ کوئی برادر اپنے برادر کو اور کوئی دوست صادق اپنے دوست صادق کو
اپنے ہاتھ سے آگ مین گرادے وہ تو جل جاے اور خود زندہ رہے یہ امر تو سراسر دوستی اور برادری کے
خلاف ہی اور تقاضاے مروت وحمیت وشرافت بھی نہین ہی مین ہرگز یہ سخن تمھارا نہ مانونگا اور تمھارے ساتھ
آگ مین گرونگا چونکہ تمنے قبل اسکے کہا ہی کہ خدا ہمارا اوپر ہر شی کے قادر ہی اور آگ کو حضرت ابراہیم پر اُس نے
گلزار کردیا ہی بس اب ہم بھی مسلمان ہوے ہین قدرت خدا اور اُسکے قادر ہونے کی کیفیت اور امتحان

آگ مین کود کر بیٹھینگے حالانکہ اب بھی جانتے ہین کہ وہ قادر ہی مگر بعد امتحان قدرت ایمان واعتقاد زیادہ ہوجائیگا
اور اگر زندہ نرہے اور آگ مین جل گئے تو بھی کفار کے جور وجفا سے اور طرح طرح کے آلام ومصائب سے
بچکر جنت مین جائینگے ثریا نے جواب دیا خدا کے قادر ہونے مین تو کچھ کلام نہین اور جو خدا کو قادر نہ جانے وہ کافر
ہی لیکن ای برادر یہ بھی حکم خدا نہین ہی کہ دیدہ ودانستہ خود بخود اپنے تئین انسان ہلاک کرے بس تم اپنے تئین
میری محبت مین آگ مین نڈالو فقط مجکو آتشکدہ مین ڈالدو کیونکہ مین قید سلاسل اور آلام دنیا سے رہائی پاؤن
فاخر نے جواب دیا یہ مجکو منظور نہین کہ تم تو جل جاؤ اور مین زندہ رہون ثریا نے پھر اُسکو ہرچند سمجھایا لیکن اُس نے
نمانا آخر کار فاخر نالان وگریان اپنی جگہ سے اُٹھا اور ثریا کو ہمراہ لیا اور چند ملازمان سلطان زرین حصار
بھی ہمراہ تھے جب ثریا مع فاخر وغیرہ قطع راہ کرکے آتشکدہ نمرود کے مقام پہ پہونچے ثریا نے دیکھا کہ
ایک چاہ نہایت عمیق ووسیع ہی اُس مین آگ بھری ہوئی ہی شعلہ آتش اُس مین سے نکل نکل کر سوے فلک
جاتے ہین دور سے حرارت اُس آتش سوزان کی تن کو جلائے دیتی ہی ثریا نے اُس آگ کو دیکھکر دقنا ربنا
عذاب النار کو زبان پر جاری کیا چونکہ تمام زرین حصار مین یہ خبر مشہور تھی کہ آج ثریا شاہزادہ زنگبار
بوجہ مسلمان ہوجانے کے آتشکدہ نمرود مین گرایا جائیگا اس سبب سے تمامی ساکنان زرین حصار آتشکدہ
نمرود کے قریب آکر جمع ہوے تھے اور واسطے تماشا دیکھنے کے کھڑے ہوے تھے کوئی کہتا تھا افسوس ثریا
نوجوان ہی اسکی جوانی پر افسوس آتا ہی حیف یہ آگ مین گرکر خاک سیاہ ہوجائیگا کچھ آدمی اُسکو جواب دیتے
تھے یہ اسی سزا کے قابل ہی اسپر کچھ افسوس کرنا نچاہیے کیونکہ اپنے خداوند سے پھر گیا ہی اُسکو بُرا کہا ہی اور
مسلمان ہوگیا ہی ساکنان زرین حصار تو مجتمع ہوکر اپنی اپنی کہہ رہے تھے لیکن فاخر کا یہ حال تھا کہ کبھی ثریا
کے گلے ملتا تھا اور روکر کہتا تھا افسوس ای برادر ہماری اور تمہاری آج ہی تک زندگی تھی نوجوانی مین آگ
مین گرکر مرنا تقدیر مین لکھا ہوا تھا افسوس باغ دنیا مین آکر اچھی طرح سیر نکی اور بخوبی لطف نہ اُٹھایا ناشاد
ونامراد دنیا سے چلے ہاے کیا مجبوری اور لاچاری ہی کہ آگ مین گرکے اپنی جان دیتے ہین ای برادر یہ وقت
توبہ اور استغفار کا ہی تم شاہد رہنا کہ مین جملہ اپنے گناہان کبیرہ وصغیرہ سے توبہ کرتا ہون اور سنو کلمہ شہادتین اپنی
زبان پر جاری کرتا ہون تم میرے شاہد رہنا اور اس عمر مین ہمنے جو تمہاری خطا اور تقصیر کی ہی اُسکو براے خدا تم
عفو کردو ثریا بھی روکر جواب دیتا تھا کہ ای برادر ہمنے جسقدر گناہ بڑے اور چھوٹے اپنی اس زندگی
مین کیے ہین اُنسے مین توبہ کرتا ہون اور تمکو گواہ کرتا ہون اور مین کلمہ پڑھتا ہون تم میرے کلمہ شہادتین کی گواہی
دینا اور ہمنے جو تمہاری تقصیر کی ہو خواہ تمکو یاد ہو یا نہ یاد ہو اُسے معاف کردو ہمنے تمہاری خطائین معاف کین اُس نے
جواب دیا اول تو تمنے کوئی خطا نہین کی ہی اور اگر میری خطا کوئی کی ہی اُسے ہمنے بخوشی دل عفو کیا یہ کہکر فاخر زار زار
مثل ابر بہار روتا تھا ثریا بھی اُس سے گلے بار بار ملکر اشکبار تھا ساکنان زرین حصار ثریا اور فاخر
کو روتا دیکھکر اور باہم گلے ملتے دیکھکر روتے تھے صداے نالہ وفریاد بلند تھی زرین حصار مین کثرت گریہ
سے گویا ایک حشر بپا تھا عورتین پردہ نشین بھی اپنے اپنے گھرون سے نکل نکل کر اُس جگہ آئین تھین وہ بھی
بوجہ رقیق القلب ہونے کے مردون سے زیادہ رو رہی تھین اکثر عورتین اور مرد دعا کرتے تھے کہ ثریا آگ مین
نگرایا جاے بعضے سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بدکام کا انجام بد ہی اگر ثریا مسلمان نہوجاتا تو آج
کیون اس آگ مین جلایا جاتا محافظان آتشکدہ نمرود اور پرستش کنان آتش مذکور بھی وہان بہت سے جمع تھے

گرد آتشکدہ کے مرگ چھالون پر بیٹھے ہوے قشقے سیندور کے پیشانی پر لگائے ہوے ٹھنور چندن کے
بازو اور سینہ اور پیشانی پر نشان کیے ہوے ڈفلیان ہاتھون مین لیے ہوے اپنے خداوند کے بھجن گاتے
تھے اور بخورات سلگا رہے تھے اور کبھی یا خداوند گوسالہ ٹھنور کہتے تھے کبھی یا خداوند نار کہتے تھے گاہ اپنے
اور اور خداوندون کو باواز بلند پکارتے تھے اور حالت وجد مین بھجن گاتے جاتے تھے راوی ناقل ہو کہ
جب ثریا اور فاخر دونون خوب گلے مل چکے اور جو کہنا تھا کہہ چکے اور بخوبی تمام رو چکے اُس وقت دونون
دیندار ایکبار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اس چاہ مین کہ جس مین آگ کثرت سے تھی اور وہ کنوان پُر از آتش
ایسا تھا کہ جو نمونہ چاہ پُر از آتش دوزخ تھا کود ے دیکھنے والے رقیق القلب کلیجہ اپنا پکڑ کر بیٹھ گئے اور
بیقرار ہوکر رونے لگے عورتین پچھاڑین کھانے لگین اور پیٹنے لگین ایک شور و غل ہوا ہاے غضب ہمراہ
ثریا کے فاخر بھی آتشکدہ مین گر پڑا یہ کیا ستم ہوا اسکو تو آگ مین نہ گرنا تھا کیونکہ اس نے کوئی خطا نہ کی تھی
نہ حاکم کا اسپر کوئی عتاب تھا اکثر مردم اُنکو جواب دیتے تھے یہ دونون زمانہ طفلی سے باہم کھیل کر اتنے بڑے
ہوے تھے اپسمین از حد محبت و الفت تھی اس وجہ سے فاخر نے بھی اپنے تئین ساتھ ثریا کے آگ مین ڈالدیا جب
یہ خبر زرین حصار مین مشتہر ہوئی کہ ثریا کے ساتھ فاخر فرزند سلطان زرین حصار نے بھی اپنے تئین
آتشکدہ نمرود مین ڈالدیا سلطان زرین حصار یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی سر و پا برہنہ نالان و گریان
غم فرزند مین بے ثبات ہوکر بصد عجلت اپنی بارگاہ سے آتشکدہ نمرود کے وہان آیا ہمراہ اُسکے جملہ ارکین دولت
اور تمامی اہل دربار تھے اور سب غم فاخر مین نالان و اشکبار تھے جس وقت سلطان زرین حصار قریب
آتشکدہ نمرود کے آیا دیکھا اُس نے کہ آگ آتشکدہ سے مانند شرارہ کے سوے فلک بار بار جاتی ہو اور غائب
ہو جاتی ہو سلطان زرین حصار اور جملہ مرد و زن اس حال عجیب و غریب کو دیکھکر از حد حیران ہوے اور
نہایت متعجب ہوے اور کثرت حیرت سے سب مانند تصویر کے بے حس و حرکت ہو گئے تھوڑی ہی دیر مین
سب آگ اُس آتشکدہ کی آسمان پر شرارہ بنکے اُڑ گئی آتشکدہ بالکل سرد ہو گیا نام و نشان بھی آگ کا آتشکدہ
مین باقی نر ہا پنڈت اور برہمن وغیرہ جو ڈفلیان بجا بجا کر گا رہے تھے اس واقعہ عجیب و غریب کو دیکھکر اوچھلنے
اور کودنے لگے اور ڈفلیان اور زیادہ بجا کر بھجن گا کر کہنے لگے کہ آج ہمارے خداوند آتشکدہ سے نکل کر سوے
فلک سیر کرنے کو گئے ہین دیکھو اپنی قدرت کیا خوب دکھائی ہو کیونکر ایسے خداوند کی ہم سب پرستش نکرین اکثر مردم
اُنکی تقریر سنکے جواب دیتے تھے کہ تم تو ہمین پاگل اور دیوانے معلوم ہوتے ہو کیونکہ کہتے ہو خداوند نار آسمان
کی طرف سیر کو گئے ہین زمانہ خداوند نمرود سے کل تک کبھی سیر کو سوے فلک نہ گئے تھے آج آسمان کی سیر کرنے کو
گئے ہین یہ خیال تمہارا خام ہو ہان اگر یہ کہو کہ ثریا مرد مسلمان اور ملیچھ تھا جب اُسکے قدم آتشکدہ مین پہونچے
تو خداوند نار اُس ناپاک کے آنے سے بیزار ہوکر آتشکدہ سے سوے فلک چلے گئے تو ہو سکتا ہو اور قرین قیاس
ہو بعضے اُنکو جواب دیتے تھے کہ وہ تو بیہودہ بکتے تھے تم بھی بیوقوفی کی باتین کرتے ہو کہ جسکو ہماری عقل قبول
نہین کرتی ارے بھئی ایک ثریا مرد مسلمان کے آگ مین گرنے سے خداوند نار ایسے بیزار ہوے کہ سوے فلک
چلے گئے اور غائب ہو گئے واہ واہ عجب طرح کی اُنکی ناراضی ہو ہمارے نزدیک اُنھین لازم یہ تھا کہ ثریا کو جلا کر
خاک کر دیتے اور خود کہین بھی نجاتے اُنکے چلے جانے سے ہمین ایسا ثابت ہوتا ہو کہ خداوند نار ثریا مرد
مسلمان سے ایسے خائف و ترسان ہوے کہ بے اختیار آتشکدہ سے نکلکر سوے فلک بھاگ گئے آتشکدہ کو یعنی

اپنے مکان کو بھی چھوڑ دیا اور سوے فلک بھی جا کر ظاہر نرہے خوف سے ثریا کے پوشیدہ ہو گئے ہین تو
اب اُنکی خداوندی مین کلام ہی ناحق جنے آج تک اُنکی پرستش کی مفت اوقات اپنی ضایع کی وہ لوگ اُن آدمیونکی
تقریر سنکے اور جواب سخت پاکر از حد برہم ہوے اور اُنسے کہنے لگے کیون جی تم خداوند کی شان مین ایسے کلمات
نامناسب کہتے ہو غضب خداوندی سے نہین ڈرتے ہو کیا ہو جو خداوند نار ابھی فلک سے آکر تمکو جلا کر خاک کردین
اُنھون نے جواب دیا کر بھگوڑے بھی کبھی کسی کو مارتے ہین اور ہلاک کرتے ہین وہ تو خود ایک ثریا مرد مسلمان
سے دم دبا کر بھاگ گئے گرمی آتش قہر و غضب ذرا ابھی ثریا کو نہ کھائی نہین معلوم اُسکو جلا کر بھاگ گئے نہین معلوم
اُسکو زندہ چھوڑ کر چلدیے غرض بہر طور بھاگ گئے ایسے خداوند بھگوڑے سے ہم نہین ڈرتے ہین اِن آدمیونسے
یہ باتین سنکے اسقدر برہم ہوے کہ بے اختیار لڑنے لگے جوتی پیزار مارنے اور کھانے لگے وہ اُنکو گھونسے
اور لات اور جوتیان مارتے تھے یہ اُنکو مارتے تھے شور و غل ہو رہا تھا گالی گلوج سے بھی پیش آتے تھے بہتیے
اُنکی طرفداری کرتے تھے سیکڑون اُنکی جانب سے لڑتے تھے عجب طرح کی لڑائی ہو رہی تھی کوئی کسی کو
زمین پر پٹک کر سینہ پر اُسکے سوار ہو کر کہتا تھا او نابکار تو خداوند نار کو بُرا کہتا ہی زبان تیری گدّی سے
کھینچ لون کوئی انصاف پسند کسی ناانصاف وبیدین کو جوتیان مار کر بزور قوت بازو زمین پر گرا کر کہتا تھا
او نابکار یہی شرط کہ تجھے مار ڈالون مردم ہجوم کرکے اُس سے کہتے تھے خبردار ہلاک نکرنا نہین تو بھی مار ڈالا
جائیگا بہتر یہ ہی کہ چھوڑ دے وہ جواب دیتا تھا کہ پہلے ہی نابکار مجھسے آمادہ شر ہوا ہی اسی نے مجھے گالیان
دین ہین مین ضرور اسکو مار ڈالونگا پھر سلطان زرین حصار جو مناسب جانیگا میرے حق مین کریگا
وہ لوگ اُنکی تقریر سنکے اُنکو لات اور گھونسے سے مارتے تھے اُسکے عزیز واقربا اُن لوگون کو دفع کرنیکی
حالت مین اُنکو لکڑی اور تلوار وغیرہ سے مارتے تھے غرض ایک ہنگامہ حشر برپا تھا بہت سے آدمیون کے
لڑائی مین دست و پا ٹوٹ گئے تھے وہ نالہ کنان تھے اکثر مردم ہجوم مردم سے دبکر مر گئے تھے لاشے اُنکے پڑے
تھے ورثا اُنکے رو رہے تھے بی بیان اور لڑکیان اُنکی دوہائی سلطان زرین حصار کی دے رہی تھین
کچھ لوگ لکڑی اور تلوار سے مارے گئے تھے بہت سے زخمی تھے سیکڑون فقط جوتیان اور گالیان کھا کر ننگے
سر بے تحاشا اپنے مکانون کی سمت بھاگے جاتے تھے اگر کوئی شخص اُنسے پوچھتا تھا ارے بھئی کیا ہوا ذرا
ٹھہرو تو کچھ بیان تو کرو کیون بھاگے جاتے ہو وہ ٹھہرتے تو نہ تھے لیکن یہ کہتے ہوے اور یہ جواب دیتے ہوے
بھاگے جاتے تھے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ سواے اسکے اور کیا کہین اسوقت ٹھہرنیکا
موقع نہین ہی تم بھی آگے نہجاؤ جلدی ہمارے ساتھ بھاگ کر چلے آؤ وہ بیخبر اور بیوقوف اُنکی یہ گفتگو سنکے خیال
کرتے تھے کچھ تو ایسی وجہ ہی کہ یہ بے اختیار بھاگے جاتے ہین اور کہتے ہین تم بھی بھاگو اور بلا کا بھی ذکر کرتے ہین
کہ ایک بلا آئی تھی نہین معلوم وہ کونسی بلا ہی بس ضرور ہی کہ بلا سے بھاگنا چاہیے یہ خیال کرکے وہ بھی اُنکے
پیچھے اپنے گھر کی طرف بھاگتے تھے زرین حصار مین عجب تلاطم تھا ادھر تو یہ ہنگامہ تھا جو تحریر کیا گیا اُدھر
سلطان زرین حصار اپنے فرزند کے غم مین زار زار مانند ابر بہار کے رو رہا تھا وزرا امرا اُسکے
ہاتھ دیے تھے اور بخوبی اُسکو سنبھالے تھے ہر مرتبہ سلطان زرین حصار چاہتا تھا کہ فرزند کے غم مین
اپنے تئین ہلاک کرے وزرا امرا وغیرہ اُسکو روکتے تھے وہ کہتا تھا یارو مجھے چھوڑ دو اس بڑھاپے مین
جوان فرزند میرا آتشکدہ مین گر کر ہلاک ہو گیا ہی اب مین زندہ رہکر کیا کرونگا جب عصاے ضعیفی نرہا تو زندہ

رہنا اور ایڑیان رگڑنا بیکار ہی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہی وہ عرض کرتے تھے خداوندنعمت صبر کیجیے اپنے
تئین ہلاک نکیجیے ذرا فکر و غور اس امرمین تو کیجیے کہ آتشکدہ سے آگ کیون شرارہ بنکے سوے فلک چلی گئی ہی
خداوند نار نے اپنا مکان کہ خداوند نمرود کے عہد سے ابتک نچھوڑا تھا آج کیون چھوڑ دیا عجب نہین کہ ثریا
کی نحوست قدم سے یا اُسکی برکت قدم سے کہ وہ مسلمان تھا خداوند نار سوے فلک چلے گئے ہون اور ثریا
اور آپکا فرزند آتشکدہ سے زندہ باہر آئین سلطان زرین حصار صدمۂ فرزند جوان مین کچھ جواب اُنکو دیتا
تھا اپنے تئین ہلاک کرنے پر آمادہ تھا یہان تو یہ حال تھا اور محل سلطان زرین حصار مین جو کسی عورت نے
یہ کہدیا تھا کہ فاخر فرزند ارجمند سلطان زرین حصار کا بھی ہمراہ ثریا کے آتشکدہ مین گرکے ہلاک ہوگیا
مادر فاخر یہ خبر وحشت اثر سنکے بیقرار ہوکر سر وسینہ اپنا پیٹ رہی تھی ملازم عورتین اُسکو پکڑے ہوے تھین
اور کہتی تھین ملکہ عالم اس عورت کی بات کا کچھ اعتبار نکیجیے شہنشاہ کو باہر سے محلسرا مین آنے دیجیے اسقدر
نالہ وبکا نکیجیے دیکھیے روتے روتے دشمن آپکے ہلاک ہوجائینگے وہ جواب دیتی تم سب کیا کہتی ہو ناحق مجکو
رونے سے منع کرتی ہو مجھے یقین ہوگیا ہی کہ فرزند میرا ساتھ ثریا کے آتشکدہ مین گرکے ہلاک ہوگیا ہے
سب رورہے ہین سلطان کی بھی رونے کی صدا آتی ہی زرین حصار مین شوروغل بیکار بلند نہین ہی ضرور
فرزند میرا ہلاک ہوگیا ہی یہ عورت سچ کہتی ہی تم مجکو چھوڑدو مین اپنی جان دیدونگی بے اولاد کی ہوکر زندہ نہونگی
اولاد بھی وہ اولاد کہ جو نوجوان اور خوبصورت ابھی اُسکی شادی بھی نہوئی تھی دُلھن بھی اُسکی بیاہ کے گھر مین نآئی تھی
کوئی ارمان بھی میرا نہ نکلا تھا ہاے ناشاد و نامراد میرا فرزند دنیا سے جاے اور مین زندہ رہون یہ نہوگا ادادا
آتو مغلانیان پیش خدمتین لونڈیان اور جتنی عورتین محلسرا مین تھین وہ ہاتھ جوڑ کر اور قدمون پر گرکے عرض
کرتی تھین ای ملکہ عالم ذرا صبر کیجیے ابھی جان اپنی ندیجیے دیکھیے ہم مین سے کوئی آتشکدہ نمرود کے پاس
جاکے خبر صحیح لاکر حضور سے آکر عرض کرتا ہی غالباً فرزند آپکا صحیح وسالم ہی یہ شوروغل اور یہ نالہ وفغان جو لوگ
کررہے ہین یہ سب ثریا شاہزادہ زنگبار کے غم مین کررہے ہین نہ آپکے فرزند کے واسطے چشم بد دور شاہزادہ
فاخر زندہ اور تندرست ہوگا اور ذرا یہ تو خیال فرمایئے کہ فرزند آپکا کیون آتشکدہ مین گرنے لگا باعث اُسکے ہلاک
ہونے کا کیا تھا جو وہ ہلاک ہوا یہ خبر محض غلط ہی آپ ہرگز نہ رویے بدشگونی نکیجیے خداوند ہمارے اُسکو لاکھون برس
زندہ و با اقبال رکھین دشمن اُسکے رشک وحسد سے اپنی جان دین خداوند ہمارے جلدی وہ دن دکھائین
کہ وہ نوشاہ بنے پروان چڑھے آپ بڑی دھوم سے کسی شاہزادی کو جو مثل حور یا پری کے خوبصورت ہو
اُسے بیاہ کے لائیے گھر اپنا فرزند اور بہو سے آباد کیجیے بعد ازان خداوندون کی عنایت ومہربانی سے
وہ زمانہ آئے کہ آپ اپنے پوتے کو گود مین لیکر اُسکو پیار کرین اور اپنے سینے سے لگائین محلسرا مین تو سب
عورتین مادر فاخر کو سمجھا رہی تھین اور وہ نالہ وفریاد کررہی تھی اُسکے رونے سے اور بھی عورتین رورہی
تھین محلسرا غم کدہ ہورہا تھا لیکن اب احوال آتشکدہ کا لکھا جاتا ہی کہ بمقام آتشکدہ عجب ہنگامہ تھا ہزارون بلکہ
لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا کہین لڑائی ہوتی تھی کہین سیکڑون آدمی ثریا اور فاخر کے غم مین روتے تھے
کہین عورتین اور مرد اپنے ورثا کے ماتم مین جو اس ہنگامہ مین لڑکر مرگئے تھے نالہ وفریاد کررہے تھے بہت سے
آدمی متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہوشربا ہوا وہ سنتے تھے نہ روتے تھے اُنکو ایک سکتہ سا تھا سلطان زرین حصار
ایک جانب رورہا تھا ارکان دولت اُسکو سمجھا رہے تھے ناگاہ اُس آتشکدہ سے ثریا صحیح وسلامت زنجیر وطوق

وغیرہ کو توڑ کر اور بمشکل چاہ آتشکدہ کو طی کرکے یعنی چڑھ کے باہر آیا ایک شور و غل ہوا کہ ثریا آتشکدہ سے
زندہ خود نکل آیا بعد ازان فاخر بھی بصورت ثریا آتشکدہ سے باہر آیا اتبوا اور زیادہ ساکنان زرین حصار
اسکو دیکھکر شور و غل کرنے لگے اور کہنے لگے یہ واقعہ قابل تحریر ہو اور یادگار رہو ایسا کبھی کسی نے سانحہ اور واقعہ
نہ دیکھا ہوگا سلطان زرین حصار اپنے فرزند کو زندہ دیکھکر بے اختیار دوڑا اور اُسکو اپنے آغوش مین
لیکر بہت پیار کیا اور سینے سے لگایا اور پوچھا ای فرزند تو کیون ثریا کے ساتھ گر پڑا تھا ارے تونے غضب
کیا تھا اگر آتشکدہ مین جل جاتا تو غضب ہوتا جان تیری جاتی مین روتے روتے تیرے غم مین مرجاتا اُس نے
عرض کیا ای پدر باعث آتشکدہ مین گرنے کا بیان مجھسے نہ پوچھیے اور سبب زندہ باہر آنیکا استفسار کیجیے بیانسے
دربار مین تشریف لے چلیے اور ہمارے بھائی ثریا اور دوست صاحب صولت و ذیوقار شاہزادہ زنگبار کو
بعزت و حرمت ہمراہ لیجیے جب دربار مین تخت پر تشریف رکھیے گا اور حواس خمسہ آپکے درست ہونگے اُس وقت مین
عرض کرونگا سلطان زرین حصار نے قبول کیا ثریا اور اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر بکثرت زر و جواہر اُنکے
سرون پر نثار کرتا ہوا خصوصاً اپنے اپنے فرزند کے سر پر سے نچھاور کرتا ہوا آتا تھا آتشکدہ سے تا بارگاہ کہ اہل مردمان
شہر نے زر و جواہر اسقدر لوٹا کہ جو محتاج تھے وہ متمول ہو کر مثل بادشاہ صاحب ثروت ہو گئے جب سلطان مذکور
دربار مین شادمان اور خندان ثریا اور فاخر کو ہمراہ لیے ہوئے آیا بیٹھتے ہی تخت پر حکم دیا کہ نقارہ نوازون کو حکم دو
کہ میرے فرزند کے جان بر ہونیکی خوشی مین نقارہ شادمانی بجائین ملازمون نے نقارہ نوازون کو حکم سلطان سے
آگاہ کیا وہ بموجب حکم نقارے بجانے لگے شہنا نواز شہنا مین مبارکباد گانے لگے تمامی زرین حصار مین ثریا
اور فاخر کی زندہ آتشکدہ سے نکلنے کی خوشی ہوئی محلسرائے سلطان زرین حصار مین بھی فاخر کے زندہ
رہنے کی خبر پہونچی اسکی ماں ازحد خوش ہوئی پھر سامان خوشی انواع و اقسام کے ہونے لگے نازنینان خوبرو
حکم مادر فاخر سے بزم عشرت مین آکر رقص و نغمہ کرنے لگین شور تہنیت و مبارکباد فرش سے تا عرش جانے لگا
محلسرا مین تو نازنینان خوب ناچ گا رہین ہین تمام عورتین محلسرا کی خوش ہین ناچ دیکھتی ہین اور گانا نازنینون کا
بزم عشرت مین بیٹھی ہوئی سُن رہی ہین جو عورتین ملازم ہین وہ عہدے ہاتھون لیے ہوئے کھڑی ہین مادر فاخر صدر
بزم مین مسند زرین پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہو اور گانا نازنینون کا سن رہی ہو مارے خوشی کے بے اختیار
ہنسے دیتی ہو سامان تصدق اور صدقہ اُتارنے کے ہو رہے ہین مادر فاخر عورتون سے کہتی تھی جلد جلد ان کو لاؤ
اُنسے کہو کہ محلسرا کے دروازے پر جاے دربانون سے کہے کہ وہ دربار مین جائین وہان سے میرے فرزند کو
سلطان سے کہکر محلسرا مین بھیجدین مین اُسپرسے صدقہ اُتارون لیکن اب حال دربار کا لکھا جاتا ہو کہ جب سلطان
زرین حصار ثریا اور فاخر کو بعزت و خوشی آتشکدہ سے ہمراہ لاکر تخت پر بیٹھا اور اُنکو اپنے پہلو مین دنگلون پر
بٹھایا اور جملہ ارکان دولت اور اعیان مملکت علی قدر مراتب دربار مین بیٹھ چکے اُس وقت سلطان زرین حصار
اپنے فرزند سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ ای فرزند دلبند اب بیان کر باعث تیرے زندہ رہنے کا کیا ہو اُس نے
عرض کیا ای پدر عالی مقدار جب آپنے اس شاہزادہ ذیوقار ثریائے نامدار کو میرے پاس روانہ کیا اور
کہلا بھیجا کہ اسکو آتشکدہ مین ڈالدو اُس وقت اس کمترین نے اسکو بہت سمجھایا کہ ای شاہزادے دین اسلام کو ترک کر
اور مذہب آبائی اختیار کر تاکہ آتشکدہ مین نہ ڈالا جاے اس بہادر نے مجھے ہدایت کی اور ایسی ہدایت کی کہ مین
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اُسوقت مینے بجاے خود خیال کیا کہ اگر ثریا کو قید سے رہا کر کے ہمراہ اُسکے کہین بھاگ کر

جاؤنگا تو گرفتار ہوکر قتل کیا جاؤنگا اور یہ بہادر بھی خواہ آتشکدہ مین خواہ اور کسی صورت سے ہلاک کیا جائیگا
اور یہ منظور نہوا کہ مین زندہ رہون اور ثریا شاہزادہ آتشکدہ مین ڈالدیا جاے پس مین بھی اس بہادر کے
ساتھ آتشکدہ مین گرا اور بقدرت معبود حقیقی نار سوزان سے مین اور یہ بہادر محفوظ رہا اور تمام آگ بقدرت
خداوند عالم سوے آسمان شرارہ بنکے اڑگئی پس جان بر ہونا میرا اور اس بہادر کا آتشکدہ نمرود سے
باعث مسلمان ہوجانیکا تھا ورنہ ایسی آگ مین گرکے زندہ رہنا محال ہی ای پدر ذیوقار اب مین آپکو بھی ہدایت
کرتا ہون کہ آپ بھی میری طرح دین اسلام قبول کیجیے اور اپنے دین آبائی کو کہ وہ محض باطل ہی ترک کیجیے معبود
حقیقی کو سجدہ کیجیے اور جملہ خداوندون پر لعنت کیجیے دیکھیے ادنی شرف دین اسلام کا یہ تھا کہ ثریا اور مجکو خداے
برحق نے آتش سے بچایا ہی خدا وہی ہی کہ جسکو ثبات ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور وہی خدا لائق پرستش
ہی اور سواے اُسکے اور جو دعوی خدائی کرے محض جھوٹا ہی اور دینون مین دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین
ہی دین حق یہی دین ہی اور سب باطل ہین جو لوگ اہل اسلام ہین وہ تو انشاء اللہ رستگار ہونگے اور باقی سب دینون کے
آدمی داخل نار ہونگے جب اس طرح فاخر نے اپنے پدر کو سمجھایا توفیق الہی زنگ کفر اُسکے آئینۂ دل سے دور
ہوا کہنے لگا ای پسر بے شبہ و شک تو سچ کہتا ہی واقعی دین اسلام اچھا دین ہی تو مجکو مسلمان کر اُس نے ثریا سے
کہا ای برادر تمھین نے مجکو مسلمان کیا ہی تمھین میرے والد کو بھی مسلمان کرو تمھاری موجودگی مین مین اپنے والد
کو مسلمان کر نہین سکتا ثریا نے خوش ہوکر سلطان زرین حصار کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر از سر
صدق دل سے مسلمان ہوا پھر اُسکے حکم سے جملہ اہل دربار اور تمامی ساکنان زرین حصار مسلمان ہوے
مادر فاخر بھی دائرہ دین اسلام مین آئی اور جملہ عورتین محلسرا کی بھی مسلمان ہوئین جس روز سلطان
مسلمان ہوا اُسی روز حکم سلطان سے تمام زرین حصار کے دیر اور بتکدہ منہدم ہوگئے اور مساجد کی جا بجا
بنیاد ڈالی گئی ہر ایک شخص احکام دین اسلام دریافت کرکے اُنپر عمل کرنے لگا بانگ اذان ہر کوچہ و بازار مین
جہان جہان مساجد بنی تھین بلند ہونے لگی جب سب ساکنان زرین حصار مسلمان ہوچکے اور سکہ بنام
سعد بن قباد ثریا کے کہنے سے سلطان زرین حصار نے رائج کردیا اُسوقت سلطان نے ثریا سے
کہا ای شاہزادہ نامدار تیری ہدایت سے مین مسلمان ہوا اور سب کو مینے مسلمان کیا تو نے مثل میرے فرزند کے
ہوکر مجھپر بڑا احسان کیا خدا تجکو جزاے خیر دے اب تو جو کچھ کہے مین کرون ثریا نے کہا ای سلطان زرین حصار
جب مین اِدھر آتا تھا اثناے راہ مین مینے مردمان راہ سے سنا تھا کہ شاہ زنگبار نے لندھور بن سعدان
کو اور نریمان بن قنطور شاہ کو گوسالہ سخنور مین بھیجا ہی گوسالہ انکو ہدایت کرتا ہی اور وہ اُسپر لعنت کرتا ہی مین یہ خبر
مردمان مذکور سے سنکر زرین حصار مین آیا نہین معلوم میرے برادر خالہ زاد لندھور بن سعدان پر
کیا گذری خدا کرے کہ وہ بھی مثل میرے رہا ہوجاے اور نریمان بن قنطور شاہ بھی قید سے خلاصی پائے
اگر یہ برادر موصوف قتل ہوجائینگے مجکو بدرجہ کمال رنج ہوگا لہذا چاہتا ہون کہ آپ اُنکی خبر دریافت کرکے
مجھسے بیان کیجیے یا مجھے جانیکی اجازت دیجیے کہ مین یہان سے شیرانہ جاؤن اور کفار کو قتل کرکے لندھور
اور نریمان کو قید سے چھڑاؤن سلطان زرین حصار نے بعد فکر و غور کے ثریا سے کہا ای شاہزادہ
ذیجاہ تیرا جانا زنگبار مین اس طرح کسی طور سے اچھا نہین ہی میری راے یہ ہی کہ کل مین وقت سحر تھوڑے
آدمی اپنے ہمراہ لیکر شکار کے بہانے سے یہان سے جانب زنگبار روانہ ہون اور زنگبار مین بصد عجلت پہونچکر

تمہارے والد چوطویل بادشاہ زنگبار سے ملاقات کرون اور اُنسے بطریق وزاری کہون کہ آپ نے
اپنے فرزند ثریا کو میرے پاس اسواسطے روانہ کیا تھا کہ مین اُسے آتشکدہ نمرودی مین ڈالدون چنانچہ مینے موافق آپکے
ارشاد کے اپنے فرزند فاخر کو پاس اُسکے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ای فرزند تو ثریا کو آتشکدہ مین ڈالدے مین تو اپنی جگہہ پر
رہا لیکن ثریا نے میرے فرزند کے پاس جاکر کچھہ ایسی تقریر کی اور ایسا کچھہ اُسکو سمجھایا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور ثریا کو اُس نے
طوق وزنجیر سے رہا کر کے سرداران لشکر سے تجھے میرے ہلاک کرنیکا ارادہ کیا مین بخوف جان بھاگ کر یہان آیا ہون
یہ تقریر کر کے مین لندھور اور زریمان کا حال دریافت کرونگا اور جہان تک ممکن ہوگا کسیطرحسے لندھور وغیرہ کو رہا کرونگا
بعد میرے جانے کے تم مع فاخر تمام میری فوج کو کہ وہ بھی مسلمان ہے اپنے ہمراہ لیکر زنگبار مین آنا اور لندھور
اور زریمان کی رہائی اور فتح زنگبار مین کوشش کرنا اور چوطویل کو گرفتار کرنا ثریا نے رائے سلطان زرین حصار
کی بہت پسند کی اور یہ باتین سر دربار نہین کی گئین بلکہ تخلیہ مین کی گئین جب وہ شب گذری صبح کو سلطان زرین حصار
محلسرا سے برآمد ہوے وزرا امرا سرداران لشکر آداب وتسلیم بجالائے سلطان تخت پر بیٹھے اُس وقت سلطان
نے جملہ حضار دربار خصوصاً افسران فوج سے مخاطب ہو کر فرمایا آج مابدولت کا ارادہ ہے کہ واسطے شکار کے
جائین اور ایک ماہ تک صحرائے سبزہ زار اور دامن کوہ مین رہکر شکار کھیلین لہذا مین تمکو حکم دیتا ہون کہ
درمیان مدت مذکور کے فاخر جو مابدولت کا فرزند اور قائم مقام ہمارا ہے وہ جس امر کا تمکو حکم کرے بے عذر وانکار
تم سب بجالانا اور خلاف اُسکے حکم کے نکرنا سب نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری کہ خلاف حکم حضور اور فرزند
حضور کوئی امر عمل مین لائین جب سلطان موصوف اُنسے کہہ چکا حکم دیا ابھی سامان شکار مہیا کیا جائے چنانچہ حسب الحکم
تھوڑی ہی دیر مین سامان شکار مہیا ہو گیا سلطان دربار سے اُٹھکر بجائے اپنے اپنے فرزند کو تخت پر بٹھا کر ایک
مرکب پر سوار ہو کر سامان شکار اور تھوڑی فوج ہمراہ لیکر زرین حصار سے طرف اُس صحرا کے روانہ ہوا
جو سمت زنگبار تھا بعد قطع راہ جب اُس صحرائے سبزہ زار مین پہونچا وہان قیام کر کے ایک روز شکار کھیلا دوسرے
روز اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ دل چاہتا ہے یہانسے آگے روانہ ہو کر اور کسی صحرا مین شکار کھیلون
یہان شکار کم ہے سب نے عرض کیا بہت مناسب ہے سلطان آگے روانہ ہوا اور بعد چند منازل طی کرنے کے پھر
ایک صحرا مین اُس نے شکار کھیلا اور مردم ہمراہی سے کہا اس صحرا کی آب وہوا اچھی نہین ہے یہان سے آگے روانہ
ہو سب بموجب حکم آگے بڑھے سواری سلطان سوے زنگبار روانہ ہوئی اسی طرح سلطان موصوف قریب تر زنگبار
کے پہونچا وہان اُس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ چونکہ یہان سے زنگبار بہت قریب ہے دل چاہتا ہے کہ چوطویل
بادشاہ زنگبار سے بھی ملاقات کرلون اور سیر ملک زنگبار بھی کرون سب نے التماس کیا خداوند نعمت بہتر ہے
سلطان وہان سے بھی روانہ ہوا چوطویل بادشاہ زنگبار کو بذریعہ ہرکارون کے خبر پہونچی کہ سلطان زرین حصار
مع تھوڑی سپاہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہے شاہ زنگبار نے جملہ وزرا اور امرا اور تمامی افسران لشکر کو واسطے استقبال کے روانہ کیا وہ سب
استقبال سلطان کا کر کے بہزار حرمت وعزت اُسکو زنگبار مین لائے چوطویل بھی بوجہ ذی عزت وذیوقار
ہونے سلطان کے اُسکے استقبال کو تھوڑی دور تک گیا اور باعزاز اُسکو اپنے ہمراہ لایا اور بڑے تکلف سے
اُسکی دعوت وضیافت کی سلطان نے کچھہ میوہ تر وخشک کھا لیا اور کہا کہ مجکو صدمہ عظیم ہے اکل وشرب کو دل نہین
چاہتا ہے چوطویل نے وجہ صدمہ دریافت کی سلطان نے ایک آہ کر کے کہا جب آپنے اپنے فرزند ثریا کو میرے
پاس محض اسواسطے روانہ کیا تھا کہ آتشکدہ نمرود مین مین اُسکو ڈالدون چنانچہ مینے موافق آپکے ارشاد کے

اُسیوقت اُسکو اپنے فرزند فاخر کے پاس روانہ کیا اور ملازمون سے اپنے کہدیا کہ میرے فرزند سے جاکر کہدینا کہ
ثریا کو تو آتشکدہ مین ڈالدے کیونکہ حکم گوسالہ سخنور کا یون ہی ہو ملازم میرے ثریا کو اُسکے پاس لے گئے اور جو کچھ
مینے کہدیا تھا وہ اُنھون نے فاخر سے کہا اُس وقت میرے فرزند نے ثریا کو ہدایتیون کی کہ اب بھی تم اپنے دین
آبائی کو اختیار کرو اور اپنی جان بچاؤ ثریا نے انکار کرکے خود اُسکو اس طرح دین اسلام کی ہدایت کی کہ وہ مسلمان
ہوگیا اور مخفی طور سے اُس نے تمام میرے سرداران لشکر اور سپاہ کو اپنے سے ملا یا فقط یہ تھوڑے مردم سپاہ کہ
نمک حلال تھے نہین ملے بعد ازان سب سردار وغیرہ اُس سے مل گئے اور ایک روز مجکو غافل پاکر اُس نے
مجکو تخت سے اُتار کر خود تخت پر بیٹھکر میرے ہلاک کرنیکا قصد کیا مین نہایت ہوشیاری سے وہان سے گریزان ہوا
اور بہزار خرابی یہانتک آیا یہی وجہ صدمے کی ہو چوطویل نے تقریر سلطان کی سنکے تا دیر فکر کرکے نہایت
افسوس کیا اور کہا آپ یہان باطمینان تمام رہین ہم فاخر اور ثریا کے بارے مین کوئی تدبیر معقول کرینگے اور
دونون کو گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردینگے سلطان چوطویل کی گفتگو سنکے بظاہر خوش ہوا پھر پوچھنے لگا فی زمانہ
آپ بھی کچھ متردد پائے جاتے ہین اسکا سبب کیا ہو اُس نے کہا اے سلطان زرین حصار مین اپنے ترددات کا
کیا احوال بیان کرون شب و روز عجب تشویش مین رہتا ہون جب سے ثریا اور لندھور اور کرب غازی
اور نریمان بن قنطور شاہ کو ہشام تیز پر ان عیار اور وزیر خوش کام گرفتار کرکے یہان لایا ہو ہر روز
ایک فتنہ و فساد ہی رہتا ہو جان و ایمان کا خوف ہو پہلے کرب غازی وغیرہ قید خانہ سے نکل کر بہت سے مردمان
سپاہ کو قتل کرکے چاہتے تھے کہ کسی طرف نکل جائین لیکن کرب تو کسی طرف نکل گیا ہو اور کچھ فوج اُس نے کہین سے
فراہم کی ہو لیکن لندھور اور ثریا اور نریمان کو میرے افسران سپاہ نے حالت غشی اور زخمداری مین گرفتار
کیا تھا مینے پھر اُنکو قید کیا ثریا کو تو آپ کے پاس روانہ کیا تھا اور لندھور کو اور نریمان کو فی زمانہ مینے
گوسالہ سخنور مین بھیجدیا ہو ہر چند خداوند گوسالہ سخنور اُنکو ہدایت کرتے ہین مگر وہ اُنکو بُرا کہتا ہو ارادہ ہو کہ
ایک نہ ایک روز بمجبوری اُنکو قتل کراؤنگا سلطان یہ خبر سنکے خاموش ہو رہا اور دل مین اپنے تجویز کیا کہ اگر موقع ملا
تو نریمان اور لندھور کو رہا کرکے زنگبار مین قیامت برپا کردونگا یہ خیال کرکے خاموش بیٹھا رہا یہان سلطان
زرین حصار فکر رہائی لندھور و نریمان مین ہو مگر اب احوال فاخر اور ثریا کا لکھا جاتا ہو کہ جب سلطان
موصوف زرین حصار سے سوے زنگبار گیا فاخر نے سامان جنگ فراہم و مہیا کرکے تمامی افسران سپاہ اور
فوج کو کہ قریب ساٹھ ہزار کے تھی ہمراہ لیکر وزیر اعظم سلطان زرین حصار کو اپنے قائم مقام کرکے بہمراہی
شاہزادہ ثریا زرین حصار سے طرف زنگبار کے روانہ ہوا بعد چند در چند کوچ و مقام کے ایک روز قریب باغستان
کے مقام کیا بارگاہین اور خیام برپا ہوے ثریا اور فاخر وغیرہ سب وہان قیام پذیر ہوے قریب شام فاخر ثریا
کو ہمراہ لیکر واسطے سیر کے باغستان مذکور کیطرف چلا وہان پہونچکر دور سے دیکھا ایک زنگی سردار مسمی فولاد جوشن پوش
بجمعیت ہزار سوارون کے متعین نظر آیا اُس سردار نے بھی ثریا اور فاخر کو دیکھا اور اپنے اہل لشکر سے کہا دیکھو یہ
ثریا جانب زنگبار اسواسطے روانہ کیا گیا تھا کہ آتشکدہ مین ڈالدیا جاے نہین معلوم کیونکر بچکر فاخر کو ہمراہ لیکر
مع فوج ادھر آیا ہو یہ کہکر آگے بڑھا اور ثریا سے مخاطب ہوکر پوچھا او مسلمان پیرو دین اسلام یہ تو بتا کہ تو
کیونکر زندہ بچکر کس ارادہ سے ادھر آیا ہو نہین جانتا کہ جا بجا بادشاہ زنگبار کی سپاہ معین و مقرر ہو بہتر یہ ہو کہ یہان سے
بھاگ جا ورنہ انجام تیرا برا ہوگا ثریا نے برہم ہوکر جواب دیا او بے دین آگاہ ہو کہ میرے پروردگار نے

اپنی قدرت سے مجھے بچایا پھر مین اِدھر آیا اب زنگبار مین جاکر جو کچھ منظور ہی وہ کرونگا تیرے کہنے پر عمل نکرونگا
جو شیر صحراے وغا ہوتے ہین وغزالون اور بزدلون سے کہین بھاگتے ہین فولاد مذکور تقریر ثریا کی
سنکے خاموش رہا اور اپنے لشکر مین چلا گیا ثریا اور فاخر سیر باغستان کی کرکے اپنے لشکر مین آئے اور ہنگام
شب اپنی اپنی بارگاہ مین جاکر فرش خواب پر سو رہے اُدھر فولاد جوشن پوش نے خیال کیا اگر ثریا اور
فاخر کو گرفتار کرکے روبرو چوطویل کے لیجاؤنگا تو بہت انعام پاؤنگا اور بہادرون مین سرخرو ہونگا پس
آجکی شب کہ نہایت تیرہ و تاریک ہی مع اپنی فوج کے انکی حالت غفلت مین واسطے شبخون کے جاؤن ثریا اور
فاخر کو گرفتار کرلون اور تمام مردمان لشکر کو تہ تیغ کرڈالون یہ امر تجویز کرکے اُس نے ہنگام نصف شب اپنے
مردمان لشکر کو حکم دیا کہ مسلح ہو اور میرے ہمراہ چلو ہو جب اُسکے کہنے کے سب مسلح و مکمل ہوے فولاد مذکور اُن سبکو
ہمراہ لیکر چلا جب قریب قیام گاہ لشکر فاخر کے پہونچا دیکھا ایک سردار کئی سو سوار اپنے ہمراہ لیے ہوے طلایہ لشکر
کا کر رہا ہی چور مہتابین روشن ہین صداے ہوشیار باش و خبردار باش بلند ہی فولاد جوشن پوش نے ہرچند
دیکھا کہ سردار مذکور نگہبانی لشکر کر رہا ہی لیکن دلیرانہ آگے بڑھا اور تیغہ آبدار کھینچکر اپنے ہمراہیون سے کہا تم سب بھی
تلوارین کھینچ لو اور مرکبون کو دوڑا کر ایکبارگی لشکر فاخر پہ گرکے قتل کرنا شروع کرو سب نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکر
سب نے تلوارین کھینچ لین اور ہمراہ فولاد کے گھوڑے دوڑا کر ایکبارگی لشکر فاخر پہ گرے اور قتل کرنا شروع
کیا اُس سردار نے بڑھکر اور نعرہ کرکے مقابلہ کیا تلوار چلنے لگی لاش پہ لاش گرنے لگی شور و غل بلند ہوا جوانان لشکر
جو سو رہے تھے بیدار ہو کر مسلح و مکمل ہونے لگے ثریا اور فاخر بھی خواب سے بیدار ہوے بارگاہ سے نکل کر دیکھا کہ
تلوار چل رہی ہی جوانان لشکر جانبین قتل ہو رہے ہین فولاد جوشن پوش دلیرانہ بڑھتا ہوا چلا آتا ہی یہ حال دیکھکر
بصد عجلت مسلح ہوکر دونون بہادر مرکبون پر سوار ہوے اور تمام سپاہ اپنے ہمراہ لیکر نعرے کیے کہ او فولاد نابکار
و مکار ہوشیار ہو کہ ہم آپہونچے یہ کہکر حملہ کیا دونون لشکر مل گئے خوب تلوار چلنے لگی لاشون کے انبار کشتون کے پشتے
ہونے لگے اب فولاد مذکور پس پا ہونے لگا بلکہ ارادہ اُس نے کیا کہ بھاگے اسی حالت مین ثریا نے اُسکے
قریب پہونچکر نعرہ کیا او بے دین ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آگئی اُس نے گھبرا کر تلوار کا وار کیا
ثریا نے ایک ہاتھ مین اپنے تلوار اور سپر لیکر اور بائین ہاتھ پر اُسکی تلوار کے نظر کرکے مرکب اپنا بڑھا کر اُسکے بند دست پر
ہاتھ ڈالکر کلائی اُسکی مروڑ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی پھر اُسکے کمر زنجیرہ مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت
زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے اور چرخ دے کے چاہا کہ زمین پر پٹک دیجیے ناگاہ فولاد نے کہا
ای شاہزادہ ذیجاہ مجھے امان دیجیے ثریا نے جواب دیا امان بشرط قبول ایمان اُس نے کہا مجھے کلمہ پڑھائیے ثریا نے
اُسکو آہستہ زمین پر بٹھا دیا اور کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بجبر و خا کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا اور پکارا ای زنگیان جنگ جو آگاہ
ہو کہ مینے ثریا شاہزادے سے زیر ہوکر اطاعت شاہزادہ موصوف اختیار کی ہی اور مسلمان ہوا ہون اب تمکو مناسب
ہی کہ جنگ سے ہاتھ روکو جب آواز اُسکی اُسکے مردمان لشکر نے سنی جنگ سے ہاتھ روکا اِدھر مردمان سپاہ فاخر نے
بھی لڑائی سے ہاتھ روکا فولاد جوشن پوش سات سو زنگیون کو اپنے ہمراہ لیکر ثریا کے قدم پر گرا اُس نے
مہربانی سے سر اُسکا سینے سے لگایا اور اُسکو ساتھ لیجا کر برابر اپنی بارگاہ کے اُسے ایک خیمہ مین رہنے کو حکم دیا وہ
حسب الحکم اُس خیمہ مین مقیم ہوا فوج بھی اُسکی قیام پذیر ہوئی اور فوج فاخر بھی بدستور اپنے خیام مین فروکش ہوئی
جب وہ باقی ماندہ شب گذر کر سحر ہوئی فولاد مذکور خواب سے بیدار ہوا اور خدمت ثریا و فاخر مین حاضر ہوکر

دست بستہ عرض کرنے لگا آپکی رہنمائی سے مین مشرف بدین اسلام ہوا بڑا آپنے احسان کیا کہ دولت دین و ایمان مجکو مرحمت فرمائی اسکے عوض مین اور تو سلوک اور نیکی آپ سے کیا کرسکتا ہون لیکن واسطے اپنی عزت افزائی کے صرف اسقدر چاہتا ہون کہ آج آپ وقت شب دونون صاحب میرے یہان نان و نمک کہائین ثریا اور فاخر نے خوش ہوکر جواب دیا ای بہادر ہمے تیری دعوت قبول کی خوشی تیری ہمکو منظور ہی اُس نے خوش ہوکر سامان دعوت باغستان مین کیا اور ایک بارگاہ نفیس برپا کرائی اور موافق اپنی لیاقت کے انواع و اقسام کے سامان اور تکلفات کیے جب اغذیہ اور طعامہاے لذیذ تیار ہو چکے ظروف نادر و نفیس مین انھین نکلوا کر دسترخوان پر رکھوا کر خدمت ثریا اور فاخر مین آیا اور عرض کیا اب حضور تشریف لے چلین نان خشک تیار ہی ثریا اور فاخر مع دو خدمتگارون کے اُسی وقت اُسکے ہمراہ روانہ ہوے اور باغستان مذکور مین پہونچکر بارگاہ مین داخل ہوکر بعد تھوڑی دیر کے طعام تناول کیا بعد اکل و شرب ہاتھ دھوکر اُن دو دو نگلون پر جو فولاد نے قبل سے بارگاہ مین بچھا رکھے تھے بیٹھے اُسوقت فولاد کے حکم سے دو ساقی کشتی شراب بیہوشی آمیز کی مع ساغر بلوریں لیکر آئے اور ثریا اور فاخر کو شراب پلانے لگے جب دو تین جام شراب دونون بہادر پی چکے ساقیان مذکور کشتی شراب کی اُٹھا کر بارگاہ سے لے گئے اور حکم سے فولاد کے ایک شیشہ مے اُن دونون خدمتگارون کو بھی دیدیا جو ثریا اور فاخر کے ساتھ آئے تھے وہ مفت کی شراب پاکر بہت خوش ہوے اور باہم دونون نے شراب خوب پی چونکہ وہ بھی شراب بیہوشی آمیز تھی اُدھر تو دونون خدمتگار مذکور بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوے اِدھر ثریا اور فاخر بیہوش ہوگئے فولاد نابکار نے آہنگرون کو بلاکر ثریا اور فاخر کو حالت بیہوشی مین طوق و زنجیر وغیرہ مین خوب گرفتار کردیا اور دونون خدمتگارون کو قتل کر ڈالا بعد ازان حکم دیا کہ فوج ہماری مسلح ہو مردان سپاہ نے عرض کیا خداوند اسوقت کہان کا عزم ہی اُس نے کہا فاخر کی سپاہ کو چلکر قتل کرو اُنھون نے کہا آپ تو مسلمان ہوکر مطیع و فرمان بردار شاہزادہ ثریا ہوے تھے اب یہ لڑائی کیسی اُس نے جواب دیا تم سب بیوقوف ہو ارسے مین فقط اپنی جان بچانے کیواسطے بظاہر مسلمان ہوا تھا دل سے تھوڑی مسلمان ہوا تھا عداوت اور کینہ میرے دل مین تھا چنانچہ مینے اسوقت ثریا اور فاخر کی دعوت کرکے شراب بیہوشی آمیز پلا کے انکو بیہوش کیا اور گرفتار کرلیا ہی وہ سب فولاد کی عیاری اور مکاری کی باتین سنکے متحیر ہوے اور کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے ہم بجا لائین یہ کہکر مسلح ہوے فولاد نے قصد کیا کہ لشکر فاخر کو جاکر قتل کردن پھر کچھ سوچ کر مردان لشکر سے کہنے لگا میرے پاس سپاہ بہت کم ہی اور فوج فاخر زیادہ تر ہی بیکار کشت و خون ہوگا جو میرا مطلب تہا وہ تو بر آچکا اب لڑنا بیکار ہی لہذا اب تم باغستان سے میرے ہمراہ نکل کر دوسری راہ سے سوے زنگبار چلو مردان سپاہ بموجب کہنے فولاد کے ثریا اور فاخر کو ایک ارابے پر ڈالکر دوسری راہ سے جانب زنگبار روانہ ہوے یہان لشکر فاخر پڑا رہا مردان لشکر فاخر سے کسی کو بھی کچھ احوال معلوم نہوا جب وہ شب گذر گئی اور ثریا اور فاخر نہ آئے اہل لشکر کو تردد ہوا جب باغستان مین جاکر دیکھا کسی کو بھی نہ پایا سبکو یقین ہوا کہ فولاد نابکار نے ثریا اور فاخر سے دعوت مین عداوت کی یہ جانکر وہ سب نالان و گریان سوے زرین حصار روانہ ہوے اور بعضے داستان گو یون بھی بیان کرتے ہین کہ وہ سب اُسی جگہ انتظار ثریا اور فاخر مین مقیم رہے

داستان فتح کرنا کرب غازی کا طلسم گوسالہ کو ۔ تضمین شعر خواجہ میر درد بطریق تسدیس

جاے عبرت ہی مرا حال پریشان یارو
دل لگاکر مین ہوا سخت پریشان یارو
آس تو ٹوٹی ہی یہ مایوسی حرمان یارو
ہاے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل نہ دیتے اگر اُسکو تو نہوتے بدنام
رنج بھی ہوتے ہین الفت مین تو بعد از آرام
کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا یہ ہی انجام
کہین دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا ناکام

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کھو دیا مفت مین دل دیکے کہ دُکھ ہی پایا
پروہ پرفن نہ ملا یون ہی سدا ترسایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
نہ وہان مجکو بلایا نہ یہان آپ آیا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

یان وہ آیا نہ عیادت کو بھی اکبار افسوس
کرسکا دلولۂ شوق نہ اظہار افسوس
مرتے مرتے نگئی حسرت دیدار افسوس
نہوئے نزع تلک وا لب گفتار افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

نہوا عشق مین اُس شوخ کے آرام کبھی
لب شیرین سے سنا بینے نہ دشنام کبھی
نہ دیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
نہ ملی لذت عرض ہوس کام کبھی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

مین بھی حاضر تھا ہوے جب طرب کوبہ وان
بے ادب ہنستے تھے کیا لوگ مین بیہودہ گمان
حضرت مومن تقوی روش و شیخ زبان
پڑھ کے یہ درد کا مطلع جو ہوے اشک فشان

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

نامداران فتاح طلسم بیان و فتح کنندہ گان مرحلۂ تقریر بلوح زبان اس داستان حیرت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ قبل ازین تحریر کیا ہو کہ کرب غازی مع اپنے سردار لشکر فتاح پلنگینہ پوش اور اپنی فوج کے ایک باغ وسیع مین قریب در شہر پناہ زنگبار قیام پذیر تھا ہرچند چاہتا تھا کہ دربان در شہر پناہ مذکو اندرون شہر جانے کی اجازت دین اور دروازہ کھولین مگر دربان دروازہ کو نہ کھولتے تھے کرب غازی اول تو یون شہر زنگبار پڑا تھا اس امر کا اُسکو صدمہ تھا دوسرے عیار اُسکا اندلس بن عمرو اُس سے جدا ہو گیا تھا اس امر کا اُسکو ملال تھا آخر کار ایک روز وقت سحر کرب غازی نے نماز سحر مع اپنے لشکر کے پڑھکر جان دینے اور مرنے پر آمادہ ہوکر حکم دیا کہ ہماری فوج مسلح و مکمل ہو چنانچہ بمجرد حکم جملہ مردمان لشکر مسلح ہوے کرب غازی بھی

مسلح ہوکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور گرز گران سر ہاتھ مین لیکر کل اپنی سپاہ کو ہمراہ لیا اور باغ مذکور سے
روانہ ہوکر در شہر پناہ پر پہونچا اور دربانون سے کہا دروازہ کھولدو انھون نے جواب دیا ہم بارہا الہچکے
کہ ہمکو بادشاہ زنگبار کا حکم دروازہ کھولنے کا نہین ہے ہم ہرگز نہ کھولینگے کرب غازی نے اُنکی تقریر سنکے
اور نہایت برہم ہوکر گرز گران سر سے دیوار در شہر پناہ توڑنا شروع کیا دربان شور وغل کرنے لگے اور
جو سردار لشکر مع فوج در شہر پناہ پر متعین و مقرر تھے اُنسے جاکر کہا کیا غافل بیٹھے ہو آج کرب غازی دروازے
کو توڑ رہا ہے ارادہ اندر شہر کے آنیکا رکھتا ہے وہ یہ خبر سنکے گھبرائے فوراً مسلح ہوکر مع ساٹھ ہزار سپاہ زنگیون
کے واسطے روکنے اور لڑنے کے آئے اُدھر تو وہ آمادہ جنگ ہوکر آئے اور کرب غازی نے چند
مرتبہ گرز گران سر دروازہ پر مارکر دروازہ کو توڑا اور دروازہ مثل دیوار کہنہ اور بوسیدہ کے زمین پر گرا
اُسکے گرنے کی ایسی آواز بلند ہوئی کہ اہل شہر ڈر گئے جو اُسوقت سو رہے تھے وہ ڈر کر خواب سے بیدار ہوے
زمین تھرانے لگی گرد وغبار بلند ہوا کرب غازی نے دروازہ کو گراکر اندر جانیکا ارادہ کیا سرداران
مذکور سد راہ ہوے اور آمادہ پیکار ہوے جب کرب غازی نے چند قدم راہ طے کی سرداران مذکور
تلوارین کھینچکر مع سپاہ حملہ آور ہوے اور کرب غازی نے بھی مع اپنی فوج کے اُنپر حملہ کیا دونون لشکرون
مین لڑائی ہونے لگی تلوار زور وشور سے چلنے لگی کرب غازی نے جس سرکش کے سر پر گرز مارا اُسے
پیوند خاک کر دیا اور فتاح نے جس بے حیا پر تلوار لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا قزاق بھی تیغ و نیزہ سے زنگیون
کو دلیرانہ قتل کرنے لگے زنگیان بد خو بھی قزاقون کو زخمی کرنے لگے کرب اور فتاح پلنگینہ پوش نے
خیال کیا جب تک سرداران لشکر قتل نہو گے یہ بیدین گریزان نہو گے یہ اُسدم تجویز کرکے ایک سردار
سپاہ زنگیان کو کرب غازی نے بڑھکر نعرہ کرکے گرز گران سے ہلاک کیا دوسرے سردار کو فتاح
پلنگینہ پوش نے تیغ سے دو نیم کیا زنگیان بے دین اپنے سرداران لشکر کو مقتول دیکھکر شکست فاش کھا کر
بھاگے کرب نے اُنکا تعاقب کیا دور تک اُنکے تعاقب مین گیا بہت سے زنگی ہلاک کیے اور کچھ زنگی بھاگ کر
مہران تاجدار مالک قلعہ کے خدمت مین گئے اور تمام حال جنگ اُس سے عرض کیا اُس نے اپنے امرا
وغیرہ سے اس باب مین پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے اُنھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہماری تو یہ راے ہے
کہ قلعہ سے نکلکر تمامی فوج ہمراہ لیکر کرب غازی سے مقابلہ کیجیے اور اُسکو تہ تیغ کیجیے اُس نے کہا تمھاری راے
مجکو پسند نہین ہے کیونکہ تم سب محض بیوقوف ہو اُنھون نے پوچھا پھر کیا کیجیے گا مہران تاجدار نے جواب دیا
عقلا کا قول ہے کہ اپنا راز دل کسی سے بیان نکرے ہان ایسا ہی کوئی دوست ہو تو مضائقہ نہین پس مین
راز دل بیان نکرونگا اور جو کچھ کرونگا وہ تم دیکھ لینا یہ کہکر حکم دیا کل ہماری فوج مسلح ہو حسب الحکم تمام
مردان سپاہ اُسکے مسلح ہوے وہ اسّی ہزار سوار زنگیان اپنے ہمراہ لیکر نکلا اور سامنے کرب غازی کے
آکر صف آرا ہوا اُسی وقت اندلس بن عمرو بھی خدمت کرب غازی مین حاضر ہوا آداب بجا لایا اور
قدمبوس ہوا کرب غازی نے اُس سے پوچھا اے اندلس ابتک تو کہان تھا اُس نے عرض کی حضور نے
مجکو واسطے خبر ثریا وغیرہ کے بھیجا تھا جب مین وہان سے آیا کنارہ دریا حضور کو نپایا آخرکار مجبور ہوکر اپنے ہاتھ
سے کچھ لکڑیان توڑکر اور پوست درخت سے اُنکو باندھکر بطور کشتی کے درست کیا اور اُسپر بیٹھکر دریا کی راہ
سے جستجو مین حضور کی روانہ ہوا آج افضال خدا سے وہی کشتی میری کنارے پر لگی مین کشتی سے اُترکر

پاے شاطری مارتا ہوا آپکی جستجو کرتا تھا شکر ہی کہ آج آپکی خدمت سے مشرف ہوا کرب غازی نے
پوچھا فی زمانہ کچھ ثریا اور لندھور کی خبر معلوم ہی اُس نے عرض کیا سنا ہی کہ وہ نامور قید مین کرب غازی
اندلس سے باتین کر ہی رہا تھا کہ مہران تاجدار اپنے لشکر سے آگے بڑھا اور پکارا ای کرب غازی
تم دروازہ توڑ کر اندر شہر کے چلے آئے اچھا نکیا اب آگے جانا تمہارا دشوار ہی بہتر ہی کہ یہان سے چلے جاؤ
کرب غازی نے جواب دیا ای دلاور یہان آکر بغیر دُرِ مطلب حاصل کیے جانا ممکن نہین تو مجکو نہ روک
اور آمادہ فساد نہو مجھسے آشتی کر اور دین اسلام قبول کر خیال کر کہ لندھور بادشہ ریانے بھی دین اسلام
اختیار کیا ہی تو بھی دائرۂ دین اسلام مین آ اُس نے جواب دیا ای کرب غازی مین ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہون اگر تم میرے ایک کار کا انصرام کر دو کرب نے پوچھا وہ کام کیا ہی اُس نے کہا سُنیے مین مفصل
بیان کرتا ہون کہ یہان سے کئی کوس فاصلہ پر جانب شرق ایک صحراے وحشت ناک ہی اور بزرگون سے
سنا ہی کہ اُس مین ایک گنبد ہی جو شخص وہان جاتا ہی اور جو دعا کرتا ہی دعا اُسکی مستجاب ہوتی ہی اور ایک
شخص اُس جگہ ہی کہ وہ ناظم ہی اُس جگہ کا اور نام اُسکا بہرام صحرا نشین ہی اور وہی شخص میرا پدر ہی اور وہ بزرگ
گاہ گاہ بعد یکماہ یا دو ماہ کے یہان آتا تھا اور مین اُسکی قدمبوسی سے مشرف ہوتا تھا اب زمانہ دو سال کا گذرا ہی کہ وہ بزرگ
یہان نہین آیا دل میرا نہایت مشوش ہی نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اُس بزرگ کا اِدھر آنا نہین ہوا پس اگر آپ اُس
بزرگ کی خبر لائین بلکہ اُسکو تلاش کر کے میرے پاس لے آئین تو مین دین اسلام قبول کر ون مجھے امید قوی
ہی کہ اگر آپ اُس صحرا مین جا کر گنبد مذکور مین بیٹھکر دعا کیجیے گا تو ضرور آپکی دعا قبول ہوگی اور میرے پدر کا
احوال آپکو معلوم ہو جائیگا آپ پاس اُنکے جہان وہ ہون جائیے گا اور اُنکو میرے پاس لے آئیے گا کرب غازی
نے تقریر اُسکی سُنکے کہا کیا مضائقہ ہی مین ضرور تیرے پدر کو تلاش کر کے لے آؤنگا اور اِس شرط کو تیری
حتی الامکان پورا کرونگا تو بھی اپنے وعدہ کو وفا کرنا اُس نے اقرار کیا پھر بڑھکر رکاب کرب غازی
کو چوما اور اُنکو مع اُنکی سپاہ کے اپنے قلعہ مین لے گیا اور سامان دعوت و ضیافت کا بخوبی کیا کرب نے کہا دعوت
اُسوقت منظور کی جائیگی جب تمہارا کام حسب دلخواہ کر کے یہان آؤنگا اور تم مسلمان ہو گے اُس نے کہا خیر بہتر ہی
دوسرے روز وقت سحر ہمراہ مہران تاجدار کے جانب صحراے مذکور روانہ ہوا اور صاحب دفتر نے
اِس جگہ یون کہا ہی کہ مہران تاجدار نے کرب غازی کی سات روز تک نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت
کی آٹھوین روز کرب غازی کو ہمراہ اپنے لیکر جانب صحراے مسطور روانہ ہوا اُسوقت ہمراہ رکاب
کرب اندلس بھی تھا جب کرب وغیرہ بعد قطع راہ اُس صحراے بے آب و گیاہ اور وحشت ناک مین پہونچے
صحرا کو دیکھکر حواس پریشان ہوے وہ اُسکا سناٹا وہ ویرانہ بن وہ اُسکی وحشت وہ مقام پُر خوف و خطر پناہ بذات
خدا انسان کی تو کیا حقیقت ہی شیرون کا زہرہ اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا کوئی جانور کسی طرح کا وہان
نہ تھا ہوا اُس صحرا مین ایسی چلتی تھی گویا ہواے اجل تھی یا باد سموم تھی کوئی درخت اور گیاہ کا نام و نشان
بھی نہ تھا اگر درخت تھا بھی تو سراپا خشک چشمہ اور چاہ کا وہان نام و نشان بھی نہ تھا بونڈے گرد ہر طرف
نظر آتے تھے زیادہ کیا احوال اُس صحرا کا رقم کیا جاے کہ ڈر سے سینہ قلم کا شق ہی اور لب دوات سوز آتش
خوف سے خشک ہی غرضکہ کرب غازی اور مہران تاجدار اور اندلس اُس صحراے پر خوف و خطر کو طی
کرتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دور سے درہ کوہ دکھائی دیا مہران نے کہا ای برادر ملاحظہ کرو کہ وہ سامنے

جو درہ کوہ نظر آتا ہے اُسکے اندر وہ گنبد ہے جسکا مینے ذکر کیا تھا کرب غازی نے مہران تاجدار سے
کہا اب تم یا تو اپنے قلعہ مین جاؤ یا اسی جگہ ٹھہرو ہم مع اندلس درہ کوہ مین جاتے ہین وہ اُنکو رخصت کرکے
اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا کرب غازی بعد قطع راہ جب قریب درہ کوہ پہونچا دیکھا ایک بڈھا نہایت ضعیف
ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ہاتھ مین اُسکے ایک بڑی سے کتاب ہے اُسے دیکھ رہا ہے اور بار بار افسوس کر رہا ہے کرب
نے قریب تر جاکر چاہا کہ اندر درہ کے قدم رکھے اُس پیر نے کہ اندر درہ کے بیٹھا تھا پاؤنکی آہٹ پاکر سر اٹھاکر
بنظر غور دیکھا اور پکار کر کہا خبردار اندر جانیکا ارادہ نکرنا یہ مقام پرخوف ہے کیون جان اپنی دیتے ہو یہان
آکے ہو جاؤ بھاگ جاؤ مین فقط یہان اسی واسطے بیٹھا ہون کہ کسی شخص کو اندر اِس درہ کے جانے ندون کرب
نے جواب دیا مین تو ضرور جاؤنگا اور دور سے گنبد کو دیکھکر چلا آؤنگا اُس نے جواب دیا ای جوان کیون جہالت
کرتا ہے جا چلا جا اندر جانیکا ارادہ نکر مبادا کسی بلا مین مبتلا ہو جاے کرب نے کہا آپ منع نکیجیے اگر کسی بلا مین
مبتلا ہو جاؤنگا تو آپکی بلا سے کیا ہرج ہے آپکا اگر جاکر اور سیر دیکھکر چلا آؤن جب اُس پیر نے دیکھا کہ یہ جوان اب
کسی طرح نہین مانتا کتاب کو بند کرکے طاق پر رکھدیا اور کہا اچھا جا مگر ابھی سیر کرکے چلا آئیو دیر نہ لگائیو
کرب نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر مع اندلس اندر درہ کے قدم رکھا اور بعد قطع راہ درہ کوہ سے
نکلکر جو دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گنبد سر بفلک کشیدہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی تیار کیا گیا ہے اور گرد اُسکے
وہ دریاے عظیم ہے کہ جسکی ہر ایک موج قریب فلک جاتی ہے اور وہ اس زور و شور سے روان ہے کہ اُسکے
دیکھنے سے زہرہ آب آب ہوا جاتا ہے اور وہ گنبد ایسا برق مثال ہے کہ نظر اُسپر ٹھہرتی ہی نہین ہے اور اسقدر بلند
ہے کہ عقل رسا بھی اُسکی بلندی کو نہین پہونچتی ہے جب ایسا گنبد اور ایسا دریا دیکھا اندلس نے عرض کیا
خداوندنعمت مجکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی طلسم ہے بڈھا سچ کہتا تھا کرب نے جوابدیا مین بھی خیال کر رہا تھا
فی الحقیقت یہ طلسم ہے یقین ہے کہ پدر مہران تاجدار اسی طلسم مین اسیر ہوگا پس اب مجکو لازم ہے کہ اسکو طلسم
سے رہا کرون اور بزرگان دین سے اس طلسم کے توڑنے کے بارے مین طالب مدد ہون اور خواستگار رہنمائی
ہون یہ کہکر اُس گنبد اور دریا کے دیکھنے مین مصروف ہوا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب جانب
مغرب جاکر غروب ہوا اور سیاہی شب عالمگیر ہوئی کرب غازی نے وضو کرکے عبادت الٰہی کرنا شروع کی
اور نیت یہ کی کہ پروردگار امجکو اپنے کسی بندہ برگزیدہ کے ذریعہ سے اس طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ تعلیم کر
صاحب دفتر نے اس مقام پر یون تحریر فرمایا ہے کہ کرب غازی عبادت خدا کر رہا تھا آخر شب کچھ غنودگی سی
طاری ہوئی آنکھین بند ہوگئین اُسی غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ تشریف لائے ہین اور وہ
فرماتے ہین کہ ای فرزند ای کرب غازی آگاہ ہو کہ یہ طلسم جادو او طلسم گوسالہ بھی ہے اور گوسالہ سخنور
ایک سو چالیس گز کا قد رکھتا ہے وہ اسی طلسم مین ہے اور ای کرب غازی جان تو کہ یہ وہ مقام ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر غضبناک ہوکر دعاے بربادی فرعون کی تھی اور اس جگہ دعا اُنکی درگاہ
الٰہی مین قبول ہوئی تھی اور یہ دریا بھی وہی ہے جس مین فرعون غرق ہوا تھا اور اس گنبد مین وہ دیو ہے کہ جسے
گوسالہ سخنور کہتے ہین اور وہ اپنے تئین بندگان خدا سے سجدہ کراتا ہے مقام اُسکی استراحت کا اور قیام کا
یہی گنبد ہے بعد اِس تقریر کے اُن بزرگ نے کرب غازی کو ایک دعا تعلیم کی اور فرمایا ای کرب غازی
وقت سحر برجوع قلب کنارے اسی دریا کے اس دعا کو پڑھنا بقدرت خدا دریا سے ایک صندوق پیدا ہوگا

اُسکو کھولنا اُس مین سے ایک لوح نکلے گی وہ لوح اسی طلسم کی ہو پس اُس لوح کو دیکھنا جو لوح مین تجکو لکھا ہوا
نظر آئے اُسی پر عمل کرنا اور ہر ایک مقام پر لوح کو دیکھتے رہنا خبردار لوح کے دیکھنے سے غفلت نکرنا انشاءاللہ
مطلب دلی تیرا اس تدبیر سے بر آئیگا یہ فرماکر اور اس طرح ہدایت کرکے وہ بزرگ نظر سے غائب ہوے
کرب غازی غفلت سے ہوشیار ہوا اُن بزرگ کو تو نپایا مگر جو کچھ اُنھون نے فرمایا تھا وہ یاد تھا اور وہ دعا بھی
یاد تھی کرب نے خوش ہوکر اندلس سے کہا اے اندلس مقام خوشی کا ہو کہ مجکو بشارت ہوئی اور ہدایت ہوئی
ہو یہ کہکر سوے فلک جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی سحر فلک پر ظاہر ہوئی ہو نماز سحر کا اول وقت ہو کرب اور
اندلس نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد نماز صبح کے کرب غازی نے بعد خضوع و خشوع اور برجوع قلب
اُسی دعا کو جسکو عالم غفلت مین اُن بزرگ نے تعلیم کی تھی دریا کے کنارے بیٹھکر پڑھی سکے پڑھنے سے
اُس دریا مین وہ طلاطم ہوا کہ پناہ بذات خدا بعد طلاطم عظیم کے ایک صندوق نہایت نفیس دریا سے پیدا ہوا
اور وہ بقدرت خدا موج آب سے کنارہ پر آیا کرب غازی نے اُسکو کھولا اُس مین سے ایک لوح ہاتھ آئی
وہ لوح بیش قیمت تھی کیونکہ قسم جواہر سے تھی اور کچھ نقوش و طلسم اُسپر کندہ تھے اُن نقوش اور طلسم کو کوئی
شخص سواے طلسم کشا کے سمجھ نہین سکتا ہو کیونکہ وہی اُن نقوش اور عزیمت وغیرہ سے وقت ضرورت ایک
عبارت پیدا کرکے سمجھ سکتا ہو اور اُسی کو حکم لوح جانتا ہو غرض کرب غازی نے لوح کو دیکھکر کہا اے
اندلس اب تم جاؤ کیونکہ تمھارا کام اب یہان نہین ہو طلسم کشا تنہا طلسم کشائی کرتا ہو اور تنہا مرحلہ پر جاتا
ہو چلو مین تمکو درہ کوہ سے نکالدون یہ کہکر قریب درہ کوہ آیا اندلس نے باہر درہ کے جانیکا ارادہ کیا اور
کرب نے بھی اُسکے ساتھ قدم اُٹھایا اُس پیر کتاب وار نے منع کیا کہ اب یہان سے باہر نجاؤ تم فتنہ و فساد
برپا کروگے مجکو معلوم ہو ہرچند چاہا کہ درہ سے نکلین مگر وہ بڑھا سد راہ ہوا آخر کار عاجز و مجبور ہو کر کرب
نے اس جہت سے لوح کو دیکھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ پیر زمین گیر جانے نہین دیتا ہو جب لوح کو ملاحظہ کیا
اُس مین نکلا اے کرب نظر کر دہ امیر عرب ذرا غور سے اُس پیر کی پیشانی کو دیکھ اسکے ماتھے پر
ایک خال سیاہ ہو پس تیر ترکش سے لیکر چلہ کمان مین جوڑ کر اس اسم پاک کو پڑھ کر خال مذکور کو تاک کر
تیر لگا اگر تیر اُس خال پر پڑا تو فبہا ورنہ باعث خرابی کا ہوگا کرب غازی نے پوشیدہ طور سے لوح کو
دیکھکر اور اُسکے حکم کو ذہن نشین کرکے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین جوڑ کر اُسکی پیشانی کے خال کو تاکا اور
چاہا کہ تیر لگائے ناگاہ وہ پیر باخبر ہوا ارادہ اُس نے کیا کہ بھاگ جائیے یا نظر سے غائب ہو جائیے ہنوز
اُس نے لب ہلائے تھے اور پیشانی اپنی چھپانے کا ارادہ کیا تھا کہ بقدرت خدا کرب غازی نے جو تیر
مارا وہ اُسی خال پر جا کر لگا اور پیشانی کو توڑ کر نکل گیا اُس نے آہ کی اور زمین پر گر کے تڑپ کر مرگیا
اُسکے مرنے سے وہ درہ کوہ ایسا تیرہ و تاریک ہوا گویا قبر گناہگار ہوگیا اور وہ تاریکی اُسکی
تیرگی قبر تھی یا وہ تاریکی رشک ظلمات تھی پر وہ ظلمات تھی علاوہ تاریکی کے ہواے تند و تیز چلنے لگی تھوڑی
دیر تک یہی حال رہا بعد ازان وہ سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من ارباب جادو بود
من دربان طلسم گو سالہ سخنور بودم افسوس مردم و بمطلب خود نرسیدم جب یہ آواز آچکی اور
روشنی ہوئی وہ تاریکی دفع ہوئی دیکھا تو لاشہ ارباب جادو کا پڑا ہوا ہو وہ ساحر ایسا کریہ منظر
سیاہ رو ہو کہ اس جگہ اُسکی شان مین یہ شعر شیخ سعدی کا لکھنا مناسب ہو شعر تو گوئی تا قیامت

زشت روئی بہ ہر وختم است و بر یوسف نکوئی ٭ ہنوز کرب غازی اُسکی صورت زشت دیکھ ہی رہا تھا
اور لاحول پڑھ رہا تھا اندلس رخصت ہوکر چلا گیا تھا کہ دفعتاً لاشہ اُسکا بونڈلے مین لپٹ کر بلند ہوکر سوے
طلسم چلا گیا کرب غازی جانب گنبد مذکور جو بخوبی نظر نہ آتا تھا روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا سفید رنگ نظر
آتا ہی اور ایک زنگی کو دیکھا کہ وہ ایک حربہ آہنی ہاتھ مین لیے ہوے کھڑا ہی اور کہتا ہی او طلسم کشا ارے
غضب کیا تو نے کہ دربان طلسم کو تو نے قتل کیا اور اب اس طرف آیا بہتر یہ ہی کہ یہان سے دور رہو ورنہ
تجکو سزاے سخت دیجائیگی یہ کہکر وہ بہر ہلاکت کرب آگے بڑھا اور کرب نے لوح پر نظر کی اُسوقت
یہ عبارت لوح سے ظاہر ہوئی یعنے یہ حکم لوح ہوا کہ اے طلسم کشا قریب اس نابکار کو نہ آنے دے لوح کا
عکس جلدتر اسپر ڈال پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ کرب نے یہ حکم لوح کا ذہن نشین کرکے فی الفور لوح کا
عکس اُسپر ڈالا وہ زنگی ایسا چلایا جیسے کبھی رعد کی صدا نہایت زور سے سنائی دیتی ہی بعدہ اُسکے
ہر ایک موے تن سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ جلکر خاک ہوگیا تاریکی نمایان ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اُسکے مرتے ہی وہ گنبد سفید شق ہوگیا اور آثار قیامت پیدا ہوے
یعنے وہ آثار ظاہر ہوے کہ کرب غازی نہایت خائف ہوا گھبرا کر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا ہوا پایا کہ اے
طلسم کشا کچھ خوف نکر اور عقب گنبد جاکر دیکھ کہ وہان تجکو ایک اژدہاے مہیب شیشہ کا نظر آئیگا اُسکو اپنے
مرکب کے زیر تنگ باندھ کہ اُس مین تیری بہتری ہی چنانچہ کرب نے موافق حکم لوح کے عمل کیا بعد ازان
زیر کوہ قریب گنبد سے ایک شخص سفید پوش پیدا ہوا اور ہاتھ مین اُسکے ایک سنگ نہایت گران تھا گویا ایک بڑا
ٹکڑا پہاڑ کا تھا اُس نے کرب غازی کو دیکھکر نہایت غضبناک ہوکر باواز بلند کہا او طلسم کشا خبردار کہ
از دست من کجا زندہ و سلامت بروی ارے غضب کیا تو نے کہ دربان طلسم اور عفریت جادو کو مار ڈالا
طلسم مین گویا قیامت برپا کردی یہ کہکر اُس نے وہ سنگ گران کرب غازی پر پھینکا ادھر کرب نے
لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا اس سنگ گران سے اپنے تئین بچا اگر یہ تیرے تن سے ذرا بھی مس ہوجائیگا تو پھر تو
پتھر کا ہوجائیگا بعد بچنے سنگ سے اس سفید پوش کو اپنی تیغ آبدار سے اس اسم کو تیغ پر دم کرکے سر اسکا کاٹ لے
اور کچھ خوف نکر کرب نے بموجب لوح عمل کیا اُسوقت بھی تاریکی ہوئی ہواے تند و تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی
تھوڑی دیر کے بعد تاریکی وغیرہ رفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود من کوتوال طلسم کوسالہ
و کوہ طلسم بودم افسوس مردم و بمطلب خود نرسیدم بعد ازان لاشہ اُسکا بگولے مین لپٹ کر بلند ہوکر ایک سمت
جاکر غائب ہوا اُسکے مرنے سے قلعہ نظر آیا وہ قلعہ ایسا تھا کہ کرب غازی نے کبھی ایسا قلعہ نہ دیکھا تھا کیونکہ
سر بفلک کشیدہ تھا اور ایسا مستحکم تھا کہ گویا تراشا ہوا پہاڑ کا تھا برج بارے کنگورے اُسکے قابل دید تھے
سامان جنگ سے آراستہ تھا ہنوز کرب غازی سوے قلعہ بنظر حیرت دیکھ رہا تھا کہ یکایک دروازہ قلعہ کا
کھلا اور چالیس ہزار ساحران نابکار اسباب سحر و ساحری سے آراستہ ہوکر نکلے اور یکبارگی غضبناک
ہوکر کرب غازی پر حملہ آور ہوے ادھر کرب غازی نے لوح کو دیکھا لوح نے تاکیداً یہ حکم کیا کہ اے
طلسم کشا تجکو لازم ہی کہ سامنے سے ان ساحرون کے بھاگ اور کھڑا نرہ جب تو بھاگیگا اُسوقت
ایک ساحر کہ اژدر سوار ہوگا اور وہی سردار اس لشکر ساحران کا ہی تیرا سد راہ ہوگا اور ارادہ تیرے
قتل کرنیکا کریگا اُسوقت دلیرانہ تو اُسکو ضرب گرز سے ہلاک کرنا پھر قدرت خدا کو مشاہدہ کرنا کرب غازی

نے بموجب حکم لوح جب عمل کیا وہ چالیس ہزار ساحران نابکار اس طرح جلکر خاک ہوے کہ نام ونشان بھی اُنکا نہ معلوم ہوا صورت اُنکے ہلاک ہونے کی یہ ہوئی کہ جب ساحر اژدر سوار ضرب گرز کرب غازی سے ہلاک ہوا فوراً اُسکے ہر موے تن سے شعلے نکل نکل کر اُن چالیس ہزار ساحرون پر گرے اُن شعلون سے وہ بھی مثل اُسکے جلنے لگے یہانتک کہ سب ایک لمحہ مین جلکر خاک ہوگئے اُسکے ہلاک ہونے سے بھی نہایت تاریکی اور آتش باری اور برف باری ہوئی ہواے تند چلی آندھی سیاہ اُٹھی تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا آخر کار آواز آئی کشتی مرا کہ نام من اژدر جادو بود افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد اس آواز آنے کے وہ سیاہی اور آفت وہنگامہ برطرف ہوا کرب غازی نے اُسوقت جو طرف گنبد کے دیکھا تو عجب کیفیت نظر آئی کہ گنبد کو مثل چاک کوزہ گر کے گردش ہی کرب نے متحیر ہو کر لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی کہ اے طلسم کشا گردش گنبد سے پریشان خاطر نہو اور اب تو اس گنبد مین جا وہان تجکو ایک راہ نظر آئیگی اُسی راہ باطن سے طلسم مین جائیو اور وہان جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھیو اور لوح کے حکم پر عمل کیجیو ورنہ باعث خرابی کا ہوگا غرضکہ کرب غازی نے موافق حکم لوح کے بمشکل تمام اُس گنبد پر چڑھنا شروع کیا جب اُس گنبد پر پہونچا دیکھا ایک نقب ہی کرب اُس نقب کی راہ سے روانہ ہوا بعد قطع راہ نقب ایک ایسے باغ مین پہونچا کہ باغ جہان مین ویسا کوئی باغ سرسبز وشاداب نہ تھا اور ایسے گلہاے رنگارنگ اُس مین تھے کہ گلہاے باغ عالم کی اُنکے سامنے کوئی حقیقت رنگ وبو مین نہ تھی نہرین بھی اُس مین جاری تھین اور مرغان خوش نوا رنگارنگ کے درختون پر بیٹھے ہوے نغمہ سرائی کر رہے تھے اگر باغ مذکور کی تعریف اچھی طرح تحریر کی جاے تو از حد طول ہوگا اور یہ مولف دفتر ہذا کو منظور نہین ہی کہ طول ہو کیونکہ بسبیل اختصار تحریر کرنا منظور ہی ابھی بہت سی داستانین باقی ہین اور پندرہ یا بیس جزو مین انکو لکھنا ہی اگر ہر جگہ طول تحریر ہو تو وہ داستانین باقی رہجائینگی اور اجزاے مذکور عبارت طولانی سے سیاہ ہو جائینگے اور اس مقام پر کیا موقوف ہی ہر جگہ اب اختصار تحریر پر نظر کی جائیگی اور یہ امر بمجبوری نہین ہی طبع مؤلف دفتر ہذا کچھ عاجز نہین ہی فقط اسی امر کا خیال ہی کہ بموجب حکم جناب منشی صاحب مالک مطبع ودھا اخبار کے ساٹھ ستر اجزا مین اس دفتر کو تمام کرنا ہی ایسی حالت مین کیا رنگینی طبع دکھائی جاے اور کیا عبارت رنگین سے دفتر ہذا کو رونق دیجائے غرض آمدم برسر مطلب اول کرب غازی سیر باغ کی دیکھکر تعریف اُس باغ کی کرتا ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری نہایت نادر ونفیس ہی فرش اور شیشہ آلات ودیگر تکلفات سے نہایت آراستہ ہی کرب غازی اُس بارہ دری کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ اس بارہ دری مین جاکے وہان کی بخوبی سیر کرنا چاہیے یہ کہکر جانب بارہ دری چلا وہ طائران خوش رنگ و نوا سنج کرب غازی کو دیکھکر اور جانب بارہ دری جاتے ہوے نظر کرکے باہم باواز فصیح وبلند کہنے لگے اے ساکنان طلسم واے محافظان طلسم گوسالہ جلد آؤ دیکھو طلسم کشا یہان آگیا ہی جلدی اسے گرفتار کرو بارہ دری مین اسے جانے نہ دو افسوس تم ایسے غافل ہوے کہ طلسم کشا طلسم باطن مین آگیا غضب ہو گیا اب یہ طلسم باقی رہتا معلوم نہین ہوتا ہی آثار یہ پائے جاتے ہین کہ یہ طلسم ٹوٹ جائیگا اب باقی نرہیگا کرب غازی اُن طائرون کی تمام تقریر سنکے متحیر ہوا اور بہت پریشان خاطر ہوکے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی اے طلسم کشا تو ان طائرون سے ہم کلام نہونا اور اُنسے کچھ خوف نکرنا کیونکہ یہ صرف محافظان باغ ہین کرب

بحکم لوح اُن طائرون سے ہم کلام ہوا اور آگے بڑھا جب اُن طائرون نے دیکھا کہ محافظان طلسم سے ہمارے
پکارنے پر بھی ابتک کوئی یہان نہین آیا اور طلسم کشا اندر بارہ دری کے جاتا ہو وہ سب طائر یکبارگی
درختون پر سے اُترے اور اپنے پرون اور منقار اور پنجون سے کرب غازی کو روکنے اور اذیت
دینے لگے جب صدہا طائرون نے اُس بہادر کو چارطرف سے گھیر لیا اور صدمہ پہونچانا شروع کیا اُسوقت
لوح کو جو دیکھا اُس مین یہ حکم نکلا کہ ان طائرون پر باربار لوح کا عکس ڈالو اور یہان سے جلد آگے قدم
بڑھاؤ دیر نہ لگاؤ بعد عجلت اندرہ باری کے جاکر دیکھو کہ کیا نظر آتا ہو کرب نے لوح کا عکس اُن طائرونپر
ڈالنا شروع کیا جس طائر پر عکس لوح کا پڑا وہ مثل کباب بریان ہوگیا اور پروبال اُسکے جلگئے اسی طرح
سیکڑون طائرون کو ہلاک کرکے اندر اُس بارہ دری کے گیا اور بہت اُسکی تعریف کرکے آگے بڑھا دیکھا ایک
دیو سنگ طویل بر... سور ... ہی صداے نفس سے تمام بارہ دری پر شور وغل ہو صداے ہر نفس ہو کہ رعد
کی آواز ہو ستون و در و بام بارہ دری کے صداے نفس دیو مذکور سے جنبان ہین صورت اُس دیو کی ایسی
سیاہ اور ایسی زشت ہو کہ خدا کسی بشر کو ایسی صورت کریہ خواب مین بھی نہ دکھائے اگر رستم بھی اُسکی صورت
دیکھتا تو خوف سے فی الفور ہلاک ہوجاتا طائر روح اُسکا قفس تن سے سوے عدم پرواز کرجاتا وہ صورت
اُسکی مہیب کہ پناہ بذات خدا اور وہ رنگ چہرہ سیاہ اُسکا عیاذاً باللہ اگر شب دیجور اُسکی سیاہی رخ کی ایک نظر
دیکھ لے تو غیرت سے شرمائے اور اگر تیرگی قبر کا فرعاصی بھی اُسکی تیرگی رخ کو دیکھے تو بجاے خود کہے کہ مین تو
بہ نسبت اسکی سیاہی روے نحس کے مثل روشنی روز روشن کے ہون اور اگر ظلمت پردہ ظلمات اُسکی شکل
سیاہ و تاریک کو دیکھتی خوف سے بے اختیار پردہ دنیا سے بھاگ جاتی قد اُسکا ایسا طویل تھا کہ مثال مین اور تو
کیا کہا جائے سوائے اسکے کہ کچھ قامت عوج بن عنق سے بھی سوا تھا ایسے دیو کے دست و بازو فربہی اور
قوت کیا بیان کی جائے کس قلم مین اتنی طاقت ہو کہ اُسکے زور بازو اور دست و پا کی مثال تحریر کرسکے
کہانتک اُس دیو کی حالت لکھی جاے مختصر یہ ہو کہ وہ دیو ایسا بلاے بد تھا کہ اگر لاکھون شیاطین اور جنات
اُسکو ایک نظر دیکھ لیتے باوجود کثرت مجمع کے اور خود بھی کریہ و زشت صورت ہونے کے یکبارگی بھاگتے بلکہ
خوف سے اُن سبکو غش آجاتا ہزارون دہل کر مرجاتے کرب غازی اُسکی صورت دیکھکر نہایت گھبرایا اور
اُسکی روح نے قالب مین گھبرا کر ارادہ تن سے نکل جانیکا کیا مگر چونکہ لوح طلسم گلے مین تھی اور سینہ پر تھی
بقدرت خدا اور ببرکت اسماے الٰہی کہ اُسپر کندہ تھے وہی ایسے خوف مین اُسکی سینہ سپر ہوئی ورنہ کرب
کی کیا حقیقت ہو کہ اُس دیو کی صورت دیکھکر زندہ رہتا الحاصل جب کرب غازی نے اُس دیو کو حالت خواب
مین پایا اور اُسکی ہیبت اور صورت سے بہت گھبرایا لوح کو دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا یہ مرحلہ
آخر ہو اور نہایت سخت ہو تجکو لازم ہو کہ یہ اسم اعظم جو کنارہ لوح کندہ ہو اُسکو ورد زبان کرکے اور اپنے
اوپر دم کرکے شمشیر آبدار اس دیو پر اس طرح لگا کہ دو ٹکڑے ہوجاے اگر یہ تیری تیغ آبدار سے بطریق
ہدایت قتل ہوا اور دو پرکالہ ہوا اور یہ نابکار بیدار ہوگیا تو قیامت تک تو گرفتار رہیگا یا یہ دیو تجھے
ہلاک کر ڈالیگا کرب غازی حکم لوح سے باخبر ہوکر جسارت کرکے چاہتا تھا کہ قدم آگے بڑھاؤن مگر خوف
اور رعب سے دیو کے قدم آگے نہ بڑھتا تھا دست و پاے کرب مین خوف سے رعشہ تھا جب کرب نے اُس
اسم اعظم کو پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا وہ خوف برطرف ہوا دست و پا قابو مین آئے دل کو من جانب اللہ

تقویت ہوئی حواس خمسہ درست ہوے قدم جو آگے بڑھایا تو بڑھا کرب نے اپنے دل مین شکر خدا ے
عزوجل کر کے شمشیر آبدار کھینچکر یا امیر عرب اور کہی کہکر بقوت تمام تلوار اُسپر لگائی قدرت خدا سے تلوار
ایسی پڑی کہ وہ دیو دو ٹکڑے ہوا دریاے خون اُسکے تن سے بہا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا زمین اُسکے تڑپنے سے
اور اُسکے بار عظیم سے تھرانے لگی زلزلہ بجز بی تمام زمین کو ہوا جب وہ تڑپ کر مر گیا وہ تاریکی ہوئی
کہ پناہ بخدا اور وہ بارہ دری اور باغ تڑاق تڑاق مثل آتشبازی کے اُڑ گیا الا جو عمارت کہ اصلی تھی
وہ باقی رہی بعد بڑی دیر کے وہ گرد و غبار اور تاریکی اور ہنگامہ شور و شر دور ہوا کرب نے غور
کر کے جو دیکھا تو نہ وہ باغ ہے نہ بارہ دری ہے نہ وہ پہاڑ ہے نہ وہ گنبد ہے نہ وہ قلعہ ہے ایک صحراے وحشتناک
ہے جہانتک نظر کام کرتی ہے صحرا ہی صحرا نظر آتا ہے یا اُس صحرا مین ایک دریاے ذخار کسی طرف سے
بہکر اور جاری ہو کر آیا ہے اور بمقام باغ و بارہ دری کچھ کوٹھریان سی ہین کرب اُن کوٹھریون مین گیا
دیکھا کہ بہت سے صندوق زیر و بالا رکھے ہین اور وہ مقفل ہین ہنوز کرب غازی وہان کھڑا تھا اور متحیر
تھا کہ یا رب دفعتاً کیا تھا اور کیا ہو گیا ناگاہ مہران تاجدار مع اپنی فوج کے اور فتاح پلنگینہ پوش
مع سب قزاقون کے اور اندلس بن عمرو یہ سب وہان آئے مہران تاجدار پاے کرب غازی پر
گرا اور اُسکی بہت تعریف کی پھر فتاح پلنگینہ پوش نے شرف قدمبوسی حاصل کیا بعد ازان اسی طرح
اندلس نے بھی شرف پاے بوسی حاصل کیا اُسوقت باتفاق راے اُن صندوقون کے قفل توڑے اکثر
صندوقون مین سے اکثر اشخاص جو ایک مدت دراز سے قیدی طلسم گوسالہ تھے برآمد ہوے صورتین
باین حالت بال سرون کے بڑھے ہوے ناخن دست و پا کے دراز زرد چہرہ ضعیف و ناتوان میلے کپڑے
پہنے ہوے ریش و برودت اپنی حد سے بڑھی ہوئین آنکھون مین کثرت نقاہت سے حلقے پڑے ہوے اور
اکثر صندوقون مین سے زر و جواہر اور اشیاے نفیس و نادر دستیاب ہوے قیدیان طلسم مذکور صندوقون سے
نکلتے ہی پاے کرب غازی پر گرے اور کہنے لگے کہ آپ کے تشریف لانیکے سبب سے ہم اس طلسم گوسالہ
سے رہا ہوے ورنہ اسی طلسم مین ایک روز مر جاتے کرب غازی نے اُن سب پر انتہا مہربانی کی اور
پوچھا تم لوگ کس کس شہر کے رہنے والے ہو سبھون نے اپنے اپنے وطن اور مسکن کا نام لیا کرب غازی
نے اُنکو پوشاک اور زر و جواہر دیکر کہا تم اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو وہ سب دعائین دیتے ہوے
جہان اُنکو جانا تھا روانہ ہوے ہر چند کہ طلسم گوسالہ سے بہت سے قیدی طلسم نکلے جنکا ذکر کیا گیا لیکن بہرام
صحرا نشین نہ نکلا کیونکہ وہ وہان نہ تھا جب کرب قیدیان طلسم کو روانہ کر چکا جملہ مال و اسباب طلسم مذکور
کا چھکڑون پر لدوا کر وہان سے مع مہران تاجدار اور فتاح پلنگینہ پوش وغیرہ کے روانہ ہوا
اثناے راہ مین اندلس کو جو دیکھا تو نہ پایا ہر چند اُسکی تلاش کی لیکن کہین اُسکا پتا نہ لگا آخر کار بمجبوری
وہان سے آگے روانہ ہوا اثناے راہ مین کرب غازی نے مہران تاجدار سے کہا اے دلاور جس
واسطے مینے اس طلسم کو توڑا وہی مطلب حاصل نہوا یعنے تمہارا باپ بہرام صحرا نشین اس طلسم مین نہ نکلا
نہین معلوم وہ کہان گیا اُس نے عرض کیا وہ اور کسی بیشہ مین یہان سے چلا گیا ہوگا آپ کچھ میرے پدر کا خیال
نکیجیے اگر وہ اس طلسم مین نہین ملے تو خیر آپ نے طلسم تو فتح کیا مین بموجب اقرار مسلمان ہونے کو موجود ہون
ابھی آپ مجکو کلمہ پڑھائیے کرب نے خوش ہو کر اُسکو کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا

اور تمام اپنے مردمان لشکر کو بھی مسلمان کیا پھر اُس نے عرض کیا آپ میرے قلعہ مین تشریف لیچلین دعوت وضیافت کھائین اور تخت حکومت پر جلوہ فرماہون کرب غازی نے جواب دیا مجکو ہوس تخت نشینی نہین ہی تخت وتاج تمہارا انکو مبارک ہو ہمکو ہدایت دین اسلام سے غرض ہی للہ الحمد والمنہ کہ تم مشرف بدین اسلام ہوے اور اب ہم دعوت وضیافت اُسوقت بشرط فرصت قبول کرینگے کہ جب تمہارے والد کو بھی مثل تمہارے مسلمان کرینگے بالفعل دعوت موقوف رکھو تم اپنے قلعہ مین جاؤ ہمکو رخصت کرو کیونکہ اب ہم تمہارے والد کی جستجو مین جاتے ہین اُس بہادر نے بمجبوری کرب غازی سے جدائی اختیار کی کرب تو ایک جانب مع فتاح اور قزاقون کے روانہ ہوے اور مہران تاجدار اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا قلعہ مین آکر اُس نے تمامی اہل قلعہ کو مسلمان کیا

داستان کنارہ دریا پہونچنا چوگان بن حمزہ کا اور کشتی سے اُتر کر آگے روانہ ہونا اور نسطور زنگی وغیرہ کا اُس بہادر سے مقابلہ کرنا پھر انجام کار اُسکا مسلمان ہونا بعد ازان جانا چوگان کا واسطے شکار کے اور زہرہ بانو دختر چوطویل کا دیکھنا اور اُسکا عاشق ہونا اور مسلمان ہوکر ساتھ چوگان کے عیش کرنا ۞

تضمین شعر بطرز مسدس

یہ رنگ زرد جو ہی اور اشک آتے ہین لال
بیان کرتے ہوے جی کٹے ہی یہ احوال
یہ سب وبال غرض جی کے لگنے کا ہی وبال
خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو دل کا حال

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب
یہ کیسی بن گئی مجھپر یہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دل کے سبب ہین دلکے سبب

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

نہ شکوہ فلک دبخت نارسا ہے مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہے مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بے وفا ہے مجھے
اگر گلہ بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

خدا کے واسطے ای یار کیون جلاتے ہو
تنگ کرتے ہو یک بک کے جان کھاتے ہو
یہ پوچھ پوچھ کے احوال دل دکھاتے ہو
جو ماجرا ہی تو سن لو کیون ستاتے ہو

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم

ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہاں تلک نفس سرد و آہ گرم بھروں
کہاں تلک پئے تسکین جگر پہ دست دھروں
کہاں تلک قلق و اضطراب سے مین مروں
نہین ہی بس مین ذرا ایسے دلکو صدقے کروں

دلے فریفتہ و روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہا جو مینے کہ مت پوچھو سرگذشت مری
جب آپ جانین کہ ہوتی ہی کیسی دل کی لگی
کہ دل ہو میرا سا اور چاہ بھی ہو میری سی
تو مجھسے کہتے ہین کیا مسکرا کے وہ مین بھی

دلے فریفتہ و روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یار دیکھتے ہو تباہ
کہ رنگ زرد ہی منھ فق ہی بکھری بکھری نگاہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
یہ سب ہی دل کے سبب دل نے مجکو مارا آہ

دلے فریفتہ و روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

قلق مین رکھے ہے مجکو ہمیشہ میرا دل
مرے تو سینے مین ای کاشکے نہوتا دل
اگر ہوا بھی تھا تو بھیسے اور سب کا دل
تجھے بھی دینا تھا یارب مجھی کو ایسا دل

دلے فریفتہ و روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

ملا جو مومن غمگین بحال زار سحر
کہا یہ مینے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
تو کچھ بھی منھ سے نہ بولا وہ دل گرفتہ مگر
پڑھا یہ شعر عظیم اُس نے ہاتھ دھر دل پر

دلے فریفتہ و روے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کاتبان وقائع جنگ و مہران حال عشق محبوب سبزہ رنگ اس داستان عدیم المثال کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب چوگان بن حمزہ صاحبقران کہ جانب زنگبار کشتی پر سوار ہوکے روانہ ہوے تھے چند روز کی مدت مین بعنایت الٰہی دریا سے بسلامت گذر کر کنارے پر پہونچے شکر خدا کرکے مع تمامی فوج اور جملہ عیار مندرجہ کشتی سے اُتر کر کنارے پر آئے اُس روز وہین لب دریا قیام کیا دوسرے روز بعد نماز سحر وہ دلاور مع اپنی فوج کے آگے روانہ ہوا اور راہ صحرا کو طی کرتا ہوا قریب آبادی کے پہونچا اور اُس جگہ قیام کیا یہ جو خبر ورود لشکر ظفر اثر چوگان بن حمزہ نامور کی قسطور زنگی کہ حاکم قلعہ قسطوریہ کا تھا بذریعہ ہرکارون کے پہونچی وہ اور ہمشیرہ زادہ چوطویل مسمی بہ شیاط زنگی دلیرانہ قلعہ سے بجمعیت اسّی ہزار سوارون کے نکل کر بمقابلہ چوگان بن حمزہ آکر فرودکش ہوے اور ہنگام شب اُنھون نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر چوگان بن حمزہ کے خبر نواخت طبل رزمی لیکر جلد تر روبروے چوگان بن حمزہ آئے اور مجرا گاہ سے

مجرا کرکے باادب تمام یون ثنا و دعاے چوگان بن حمزہ زبان پر لائے کہ بموجب **نظم مؤلف**

اے خداوند عزت و اقبال
نور چشم امیر کشور گیر
بس ترے ڈر سے زیر چرخ پیر
یا خدا جب تلک رہے تری ذات

اے مہ آسمان جاہ و جلال
تو ہے بیشک وہ صاحب شمشیر
سرکشان جہان ہین گوشہ گیر
تو رہے باغ دہر مین دلشاد

اے گل بے عدیل باغ امیر
زیر گردون نہین ہے تیرا نظیر
یا خدا جب تلک ہے آب حیات
جو ہون دشمن ترے وہ ہون برباد

بعد اس ثنا و دعا کے یون عرض کرنے لگا کہ ای عالی جاہ اس وقت نسطور زنگی نے اپنے قلعہ سے نکلکر مع لشکر ضلالت اثر بمقابلہ لشکر ظفر اثر حضور قیام پذیر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ وقت سحر بندگان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے چوگان بن حمزہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے حکم دیا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے جو کاتب قدرت نے ہماری لوح پیشانی پر لکھا ہے خواہ مصیبت ہو یا راحت ہو فتح ہو یا شکست ہو وہی ضروری پیش آنی ہے چنانچہ موافق حکم لازمون نے نقارہ جنگی بجایا جب آواز نقارہ رزمی کی بلند ہوئی مردان لشکر اسلام آگاہ ہوے کہ صبح کو ضرور کفار سے لڑائی ہوگی یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے اور کفار نے بھی بخوبی تمام شب سامان جنگ کیا جب وہ رات گذر کر صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی عرصہ کارزار اور صفوف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونون سپاہون سے نکلکر بیچ مین میدان کارزار کے آئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر یہ کلمات زبان پر لائے کہ ای جوانان شجاعت شعار و ای بہادران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ حکم حاکم حقیقی سے بازار موت ہمیشہ ہر جگہ گرم رہتا ہے جسکی عمر کا جام لبریز ہوتا ہے وہ ذائقہ بادۂ تلخ موت چکھتا ہے ہرچند چاہتا ہے کہ باغ جہان سے سوے عدم نجاؤن لیکن حکم باغبان قضا و قدر سے اُسے سوے عدم ضرور جانا ہوتا ہے اور عرصہ کارزار مین زیادہ تر بازار قضا گرم ہوتا ہے کیونکہ دو لشکرون مین جنگ و جدال ہوتی ہے لیکن یہان بھی جسکی قضا نہین آتی ہے نہ تلوار نہ تیر نہ خنجر نہ گرز نہ نیزہ سے مرتا ہے مطلب ہمارا اِس تقریر سے یہ ہے کہ آج اِس میدان مین باہم دونون لشکرون مین لڑائی ہوگی تلوار خوب چلے گی دیکھو میدان کارزار سے بخوف جان نہ بھاگنا دلیرانہ حریفون سے مقابلہ کرنا جان کے خوف سے گریزان نہونا اگر تمہاری آج ہی اجل آئیگی تو بھاگنے سے زندہ نرہوگے ضروری مرجاؤگے پس لازم ہے کہ ثبات قدمی اختیار کرکے دلیرانہ حریفون سے لڑکے مرنا یہ کہکر نقیب اور کڑکیت میدان کارزار سے چلے گئے اُس وقت جو جو بہادر تھے آمادہ جنگ ہوے لیکن سب کے پہلے شباط لشکر کفار سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر مرکب کو روک کر پکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان تم مین سے جسکا دل چاہے مجھسے آکر مقابلہ کرے مگر ذرا سمجھ بوجھکر آئے کہ مجھ ایسے رشک رستم پیلتن سے لڑنا آسان نہین ہے اُسوقت چوگان بن حمزہ خود مرکب کو جولان کرکے اُسکے مقابلہ کو گیا اور سامنے اُسکے پہونچکر گھوڑے کو روک کر کہا او سیہ رو تو اپنی تعریف بیحد خود کرتا ہے اپنے تئین رشک رستم پیلتن کہتا ہے تیری اس بادہ گوئی سے ثابت ہوگیا کہ نہایت بزدل و نامرد ہے زنگی بدگو نے برہم ہوکر براے زور آزمائی مرکب اپنا سپر ہاتھ مین لیکر دوڑایا ادھر چوگان بن حمزہ ہوشیار ہوا جسدم باہم تگاورون قع ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب شباط کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا چوگان کا

پس پا ہوا شباط زنگی نے غضبناک ہوکر مرکب کو رانون مین دابکر آگے بڑھا اور تیغہ آبدار نیام سے کھینچکر
خبردار خبردار کہکر سر چوگان پر مارا اُس بہادر نے تیغہ کو سپر پر روکا بعدہ شمشیر آبدار کھینچکر نعرہ کیا
او تیرہ درون ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آئی ہو وہ تقریر چوگان کی سنکے مثل بلاے بد کے
قہقہہ مارکر ہنسا اور پکارا او اجل رسیدہ مین تو ہوشیار ہون اور اجل کو اپنے قریب آنے ہی نہین
دیتا ہون تو اپنی جان بچانیکی فکر کر ہنوز وہ گبر یہ کہہ رہا تھا کہ تیغ آبدار بقوت تمام اُسپر لگائی اُس نے
فوراً سپر اُٹھائی تیغ سپر کو کاٹکر خود پر آئی اور اُسکو بھی کاٹکر کاسہ سر مین در آکر کلا اور جبڑے کو کاٹتی ہوئی
مثل قطرۂ آب کے صراحی گردن مین آئی اور وہان سے صندوق سینہ مین قلب وجگر کو مژدۂ مرگ دیتی ہوئی
شکم مین گئی اور رودون اور معدہ کی صفائی کرتی ہوئی کمر سے گذر کر شرمگاہ سے نکل کے پشت زین فرس
پر آئی اور مرکب سے بھی گذر کر زمین پر پہونچی شباط زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لشکر اسلام مین
شور تحسین وآفرین بلند ہوا کفار یہ ضرب تیغ چوگان دیکھکر ایسے متحیر ہوے گویا اُنکو سکتا ہو گیا بعد قتل
کرنے شباط مذکور کے چوگان نے مبارز طلب کیا اُسوقت نسطور زنگی غضبناک ہوکر مرکب کو اپنے
جولان کرکے روبرو چوگان بن حمزہ کے آیا اور تگاور کو ترک کرکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر
خبردار خبردار کہکر سر چوگان پر بقوت تمام لگایا اور چوگان نے ہوشیاری وچالاکی جلدی سپر اُٹھا کر دلیرانہ
ضرب تیغہ تیز سپر پر روکی پھر خود اُسکے سر پر تلوار لگائی اُس نے بھی سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر اُسکے
خود پر پہونچی اور اُسکو بھی کاٹکر دو انگل کاسہ سر مین در آئی اُسوقت نسطور زنگی نے گھبرا کر اس طرح
دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکل گئی حالانکہ جان اُسکی بچ گئی لیکن چادر خون کی اس طرح اُسکے زخم سر سے
نکلی کہ وہ ہمہ تن خون مین نہا گیا اُسوقت اُس نے مڑکر اپنے افسران فوج کو دیکھا اور اشارہ کیا کہ کیا
کھڑے ہوے دیکھ رہے ہو ارے جلد میری مدد کو آؤ حریف زبردست سے مجکو آکر بچاؤ سرداران لشکر
اُسکے اشارہ سے فوراً تمام فوج کو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر چوگان بن حمزہ پر حملہ آور ہوے اور نسطور کو
دست چوگان سے بچایا ادھر چوگان نے بھی کفار سے لڑنا شروع کیا سرداران لشکر چوگان یہ رنگ
دیکھکر سب مردمان فوج کو لیکر بڑھے جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی
جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہونے لگے تھوڑی دیر تک اچھی طرح لڑائی ہوئی بعد ازان کفار
شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام نے اُنکا تعاقب کیا نسطور زنگی مع اپنے لشکر کے اپنے قلعہ مین بھاگ گیا
اور قلعہ بند ہوا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق پر آب کردی چوگان بن حمزہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا بعد دو روز کے
قلعہ پر دھاوا کیا نسطور زنگی نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ چوگان وغیرہ پر گولے مارو کسی کو در قلعہ تک
نہ آنے دو ہرچند گولہ اندازون نے بموجب حکم نسطور زنگی ہزارون گولے مارے لیکن چوگان بن حمزہ
گولون کی زد سے بچتا ہوا خندق کو طے کرکے تا در قلعہ پہونچا اُسوقت زنگیان سیہ قلب سیاہ رو بالاے
قلعہ سے تیر اور آگ کی ہنڈیان وغیرہ مارنے لگے چوگان نے بعجلت تمام ضرب گرز سے در قلعہ کو
توڑا اور مع فوج اندر قلعہ کے گیا اُسوقت نسطور زنگی مجبور ہوکر سب فوج اپنی لیکر چاہتا تھا کہ مقابلہ کرے
یکایک چوگان نے دلیرانہ جا کر اُسکو پشت فرس سے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے
بلند کرکے اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر پٹک دیجیے کہ اُس نے کہا ای چوگان بن حمزہ مجکو امان دو

چوگان نے جواب دیا امان بغیر قبول دین و ایمان نہ دی جائیگی اُس نے کہا مجکو مسلمان کیجیے چوگان نے
اُسکو آہستہ زمین پر بٹھا دیا پھر کلمہ اُسکو پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر پاے چوگان پر
گرا چوگان نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اور صاحب دفتر نے یون تحریر کیا ہی کہ جب چوگان نے نسطور
کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور وہ عاجز ہوا اُس نے چوگان سے کہلا بھیجا کہ اے فرزند حمزہ صاحبقران کا
قاعدہ ہی کہ اگر حریف مہلت طلب کرتا ہی تو دشمن اُسے اُسکو مہلت دیتا ہی پس زیادہ نہین آپ دو روز کی
مجکو مہلت دیجیے بعد ازان مین آپسے لڑونگا چوگان نے اُسکو مہلت دی لشکر اپنا اُس جگہ سے ہٹا لیا ادہر
نسطور نے اپنے عیار مسمی داراب فیل در کو بلایا اور کہا تو اتنی مدت سے ہمارا نمک کھاتا ہی آج کوئی
کار نمایان بھی کریگا یا نہین اُس نے عرض کیا جو حکم ہو بجالاؤن نسطور نے کہا مین چوگان بن حمزہ
سے بہت عاجز ہون تو اُسکو جاکر بعیاری بیہوش کرکے میرے پاس لے آ وہ بموجب حکم نسطور قلعہ سے نکلکر
مے فروش کی صورت بنکر چند بوتلین شراب کی لیکر جانب لشکر چوگان وقت شب روانہ ہوا جب قریب
پہونچا ایک درخت کی آڑ مین نہان ہوکر دیکھا کہ ایک سردار مع تھوڑے سوارون کے تلایہ لشکر کر رہا ہی
چو رہتا ہین روشن ہین صداے ہوشیار باش بلند ہی اور در بارگاہ چوگان پر چند نگہبان بیٹھے ہوے
جدا نگہبانی کر رہے ہین اور ریحان بن عمرو بھی کہ عیار چوگان بن حمزہ ہی وہ بھی در بارگاہ پر بیٹھا ہی
داراب فیل در یہ حفاظت و نگہبانی دیکھکر خیال کرنے لگا کہ ایسی نگہبانی مین چوگان کا ہاتھ آنا دشوار ہی
ہنوز داراب یہ خیال کرہی رہا تھا کہ ریحان بن عمرو وہان سے واسطے کسی ضرورت کے اُٹھا اور ایک
طرف روانہ ہوا داراب فیل در اُسکے جانے سے خوش ہوا اور زیر درخت سے آگے بڑھا دربانان
بارگاہ چوگان نے اُسکو دیکھکر پکار کر پوچھا کون اس طرف آتا ہی داراب نے جواب دیا مین ایک ادنیٰ
شراب فروش ہون تمھارے لشکر مین شراب نہایت تیز لیکر آیا ہون اگر کوئی لیگا تو اُسکے ہاتھ بیچونگا
دربانون نے باہم مشورہ کرکے اُسکو قریب اپنے بلایا اور تھوڑی شراب اُس سے لیکر باہم ہر ایک نے
پی چونکہ وہ شراب بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی وہ سب نگہبان بیہوش ہوے داراب فیل در اندر بارگاہ
کے گیا دیکھا چوگان غافل سو رہا ہی اُس نے نَے مین سفوف بیہوشی رکھکر اور سوراخ بینی سے
دماغ تک پہونچاکر بیہوش کیا پھر چادر عیاری مین اُسکو باندھکر اڑھائی گرہ عیاری کی لگاکر پشتارہ دوش
پر اُٹھاکر در بارگاہ سے نکلکر جانب قلعہ چلا ریحان بن عمرو کہ واسطے کسی ضرورت کے سمت قلعہ نسطور
گیا تھا دور سے ایک شخص کو پشتارہ بدوش آتے دیکھکر خیال کرنے لگا کہ ای ریحان معلوم ہوتا ہی
کہ یہ کوئی عیار ہی تمھارے آقا اور مالک کو بیہوش کرکے لیے جاتا ہی تمکو لازم ہی کہ اسکو گرفتار کرو یہ
امر ذہن نشین کرکے اُسی جگہ حلقہاے کمند بچھاکر ایک جھاڑی کی آڑ مین بیٹھا جب وہ قریب آیا ریحان
نے مانند شیر کے نعرہ کیا داراب رُکا ریحان نے حلقہاے کمند کو کھینچا داراب حلقہاے کمند مین
اُلجھ کر زمین پر گرا ریحان جھپٹ کر اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور چاہا کہ خنجر سے اُسے ہلاک کرے
ناگاہ داراب نے کہ اُسکے پانچون گھائیون مین ہاتھ کی پانچ حباب بیہوشی دبے ہوے تھے ریحان
کی ناک پر تاک کر مارے اُنکا اثر جو اُسکے دماغ تک پہونچا فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا داراب
فوراً اُٹھا اور خنجر سے حلقہاے کمند اپنے پاؤن سے کاٹکر پشتارہ اُٹھاکر جلد جانب قلعہ بہ خیال کرتا ہوا

کہ اس چھوکرے عیار نے غضب ہی کیا تھا تجکو مار ہی ڈالا تھا اگر اے داراب تو جاب بیہوشی نہ مارتا
ضرور ہی وہ مجکو خنجر سے ہلاک کرتا یہ خیال کرتا ہوا قلعہ مین گیا نسطور زنگی اُسکا منتظر ہی بیٹھا تھا داراب
کو دیکھکر کہنے لگا کیون داراب چوگان کو لایا یا نہین اُس نے عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے لے آیا
یہ کہکے پشتارہ اُسکے روبرو رکھدیا اُس نے بہت خوش ہو کر اُسکی عیاری کی تعریف کی اور کہا اب اسکو
ہوشیار کر مگر پہلے ستون سے اسکو باندھدے یا زنجیر و طوق مین اسے گرفتار کرکے ہوشیار کر اُس نے
ایسا ہی کیا جب چوگان ہوشیار ہوا نسطور زنگی نے کہا اے چوگان اب بتا کہ مین تجکو کس عذاب سخت سے
ہلاک کرون چوگان نے جواب دیا او مکار بدعہد تو نے مجھسے دو روز کی مہلت اسی واسطے مانگی تھی
ارے مرد کی صورت ہوکر تو نے کار نامردی کیا اگر دلیرانہ میدان جنگ مین مجکو گرفتار کرتا تو البتہ
دلیرون مین تیرا نام ہوتا یہ کیا نامردی کی کہ عیار کو بھیجکر مجکو بیہوش کرا کر گرفتار کیا نسطور چوگان کی تقریر
سنکے نہایت برہم ہوا اور جلاد کو طلب کرکے اُسے حکم دیا جلد سر اس زبان دراز کا تیغ سے قلم کر اُس نے
زیر تیغ بٹھا کر ارادہ قتل کرنیکا کیا ادھر چوگان نے جوش شجاعت مین آکر زنجیر و طوق کو مثل تار عنکبوت
توڑکر جلاد کو سر زنجیر سے ہلاک کرکے نعرہ کیا اور کمر زنجیر نسطور زنگی مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے
تخت سے اسکو اٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر پٹک کر ہلاک کیجیے اُسوقت نسطور زنگی طالب امان ہوا چوگان
نے جواب دیا امان تجکو جب دونگا کہ تو مسلمان ہوگا اُس نے کہا مجھے کلمہ پڑھائیے چوگان بن حمزہ نے اُسے
کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسوقت چوگان نے آہستہ اُسکو زمین پر بٹھادیا وہ قدم پر
گرا اور طالب عفو تقصیر ہوا چوگان نے سر اُسکا اپنے سینہ سے لگایا اور کہا ہمنے تیری خطا معاف کی
اُس نے یہ سنکے عرض کیا اب آپ تخت پر تشریف رکھیں اور لشکر کو اپنے قلعہ مین طلب کرلین چوگان نے جواب دیا
تخت تمھارا تمھین کو مبارک رہے ہان اپنے لشکر کو قلعہ مین طلب کرلونگا نسطور زنگی نے اپنے عیار کو روانہ کیا اور
مردان لشکر چوگان سے کہلا بھیجا کہ تم سب قلعہ مین چلے آؤ چوگان بن حمزہ قلعہ مین تمکو طلب کرتے ہین چنانچہ
داراب گیا اور سبکو وہان سے لے آیا چوگان باقی ماندہ شب قلعہ مین رہا صبحکو نسطور زنگی نے چوگان کی بڑے
تکلف سے دعوت کی جب وہ دن اور شب دعوت و ضیافت مین بسر ہوئی صبحکو چوگان تھوڑے آدمی کہ جو بہلیے اور
قراول وغیرہ تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیکر واسطے شکار کے جانے لگا نسطور نے کہا حضور شکار کو دور نجائیے گا کیونکہ یہان سے
دو تین فرسخ کے فاصلہ پر خاص زنگبار ہے اور چوطویل بادشاہ زنگبار وہان کا حاکم ہے مبادا اُس سے
کسی طرح کی آپکو گزند پہونچے چوگان نے جواب دیا خدا ہمارا ہمکو اُسکے شر سے بچائیگا یہ کہکر جانب زنگبار
واسطے شکار کے روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک صحرا ملا اُس صحرا مین آہو بہت تھے چوگان
وغیرہ کو آہوان صحرا دیکھکر بھاگے چوگان نے ایک آہو کے تیر مارا وہ تیر اُسکی ٹانگ مین جاکر لگا آہوے
مذکور لنگڑاتا ہوا جانب درہ کوہ بھاگا چوگان نے اُسکا تعاقب کیا جب وہ آہو درہ کوہ سے نکلکر درمیان
درہ کوہ کے ایسی جگہ گرا کہ کنارہ دریا کا تھا چوگان نے مرکب سے اُترکر اُسے ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ
اسکے کباب کھائیے ہنوز تیاری کباب مین مصروف نہوا تھا ناگاہ سامنے جو دیکھا تو اُس کنارے پر دریا
کے ایک بارہ دری نہایت نفیس و عمدہ دکھائی دی اُسکے دروازون پر پردے چلمن کے نہایت عمدہ
پڑے تھے ابھی چوگان سمت بارہ دری دیکھ ہی رہا تھا یکایک دروازے بارہ دری کے کُھلے

اور پردے چلمن کے کچھ عورتون نے آکر اُٹھا لئے اور ایک کرسی زرین لاکر بیچ کے دروازے مین
بچھا دی بعد ایک لمحہ کے ایک نازنین مہ جبین گلپیرہن غنچہ دہن حسین بے مثال خورشید جمال ابرو کمان
نوجوان لباس شاہزادیون کا زیب تن کیے ہوے زیور جواہر نگار پہنے ہوے چند ہمجولیون کے
ساتھ ناز سے قدم اُٹھاتی ہوئی اُنسے کچھ باتین کرتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی بصد ناز و ادا اُس کرسی
زرین پر آکر بیٹھی پھر کنیزین اور چند کرسیان چوبی لائین اور سب در وازن مین وہ کرسیان اُنھون نے
بچھائین ہم جولیان اُس نازنین کی اُن کرسیون پر علی قدر مرتبہ بیٹھین کنیزین عہدے ہاتھون مین
لیے ہوے کھڑی رہین وہ حور وش مع اپنے ہمجولیون کے سیر دریا اور صحراے سبزہ زار کی کرنے لگی
چوگان بن حمزہ نازنین مذکورہ کو دیکھکر فریفتہ ہوے بے اختیار آہ کی کیونکہ اُسوقت دل چوگان
الفت نازنین مین نہایت بیقرار تھا اور قریب تھا کہ چوگان غش کھا کر زمین پر گرے ناگاہ اُس
نازنین نے چوگان کو دیکھکر اور مائل ہو کر اپنی ہم جولیون سے کہا دیکھو یہ کون مرد اسراسیمہ و پریشان
حال مبتلاے رنج و ملال میری طرف نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی اور نہین معلوم کب سے یہ کمبخت مجکو
گھور رہا ہی چہرہ سے اِسکے آثار حزن و ملال پائے جاتے ہین نہین معلوم کس درد مین مبتلا ہی کو ملول
و پریشان خاطر ہی مگر جوان خوش رو ہی اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ یہ کوئی امیر ہی یا شاہزادہ کسی ملک کا
ہی واسطے شکار کے ادھر آنکلا ہی اے دیکھو تو وہ ہرن بھی کنارہ دریا کے ذبح کیا ہوا پڑا ہی تیر بھی اسکے
پاؤن مین لگا ہی یقیناً اسی شخص نے اس ہرن کو شکار کیا ہی کیا کہون یہ بات بُجھی ہی ورنہ اُس
جوان سے کہلا بھیجتی کہ یہ ہرن شکار کیا ہوا یہان سے اُٹھا کر یا تو لیجاؤ ورنہ ہمین دیدو کہ ہم کو یہ ہرن
اچھا معلوم ہوتا ہی گو مذبوح ہی ہمجولیون نے عرض کیا حضور واقعی یہ جوان حضور ہی کو بنظر حیرت
دیکھ رہا ہی خطا معاف ہو حسن و جمال حضور پر نظر کرکے رال اسکی ٹپک رہی ہی شکار کو آیا تھا خود شکار
گرگ عشق ہو گیا ہی ہرن مذبوح کی تو کیا حقیقت ہی اگر آپکا اشارہ پائے تو جان دینے پر آمادہ ہو جائے
اگر مناسب ہو تو اسکو طلب کیجیے کچھ باتین اس وحشی خصال کی سنیے دل لگی سے خالی نہین ہی نازنین مذکورہ
نے ہمجولیون کی صلاح سے ایک کنیز شوخ چشم سے کہا کہ تو کشتی پر سوار ہو کر جا اور اس مرد سے کہہ
کہ تجکو ہماری ملکہ عالم طلب کرتی ہین پھر اُسکو کشتی پر سوار کرکے یہان لے آ کنیز مذکور گئی اور چوگان
سے کہا اے جوان خوشا مقدر تیرا کہ تجکو ہماری ملکہ طلب کرتی ہین نہین معلوم تو نے یہان کھڑے ہو کر کونسا
سحر کیا ہی کہ اُنھون نے تجکو بلایا ہی ورنہ وہ کسی شخص پر نظر ہی نہین کرتی ہین بڑے بڑے شاہ و شہریار
اور جوانان حسین آرزو رکھتے ہین کہ کبھی ملکہ عالم ہماری طرف بنظر عنایت دیکھین مگر وہ نہین دیکھتین
چوگان اُس کنیز کی تقریر سنکے خوش ہوا کیونکہ دل تو اُسکا بے اختیار یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اُس
نازنین کے پہلو مین جگہ ملے اتفاق سے حضرت عشق نے مدد کی اور مدعاے دلی حاصل ہوا چوگان خوش
و مسرور ہو کر ہمراہ اُس کنیز کے کشتی پر سوار ہوا جب وہ کشتی اُس کنارہ پر پہونچی کشتی سے اُتر کر مع اپنے
مرکب کے آستانہ دریار پر پہونچا اور مرکب کو وہان چھوڑ کر ہمراہ اُس کنیز کے چلا اثناے راہ مین کنیز
نے کہا اے جوان خوش مقدر ذرا یہان توقف کرین تیری یہان آنیکی اطلاع کردون پھر جو حکم ہو بموجب
اُسکے عمل کرون یہ کہکر گئی اور اُس نازنین سے دست بستہ عرض کیا اے ملکہ عالم وہ مرد وہ اور دولت پر

حاضر ہوا ہر کیا حکم ہوتا ہی اُس نے کہا تو اُسکو خانہ باغ مین ہمارے لیجا کر اچھی طرح بٹھا ہم بھی وہان آتے ہین کنیز سن کے گئی اور چوگان بن حمزہ کو خانہ باغ مین لے گئی وہان ایک کرسی پر بٹھا کر کہا تم یہان بیٹھے رہو ملکہ سیر دریا کرکے آتی ہین یہ کہکر وہ چلی گئی چوگان باغ کی سیر کرنے لگا وہ باغ رشک باغ شداد تھا گلہاے رنگارنگ اُس مین شگفتہ تھے اگر باغ مذکور کی حسب دلخواہ بہ سولت تعریف لکھے عبارت بڑہیگی اس وجہ سے ثناے باغ کو ترک کرکے فقط مطلب لکھتا ہی کہ چوگان باغ کی سیر کر رہا تھا ناگاہ ملکہ مذکورہ دریا کی سیر کرکے اُسی خانہ باغ مین جھرمٹ مین اپنی ہمجولیون کے بجمعیت صدہا کنیزون کے بصد ناز و ادا آتی ہوئی غیرت و حیا سے ہر ایک قدم پہ رُکتی ہوئی دوپٹہ سے اپنے مُنھ کو چھپائے ہوئے سینہ گنجینہ حسن کو بھی کہ جس پر دو حباب کافوریا دو حباب دریاے نور الٰہی نظر نامحرم سے دوپٹہ سے مخفی کرتی ہوئی اور مسکر اکر ہمجولیون سے یہ تقریر کرتی ہوئی کہ بھلا ہم کو وہان نہ لیجاؤ ایک مردوے نامحرم کے پاس نہ بٹھاؤ ہمسے وہان بیٹھا نہ جائیگا جانا ہمارا وہان بیکار ہی کیونکہ ہمسے کچھ بات کیجائیگی علاوہ اسکے اگر کوئی اور دیکھ اور سُن لیگا تو غضب ہو جائیگا وہ جاکر ہمارے والدین سے کہیگا وہ غضبناک ہونگے بدنامی اور رسوائی ہوگی تمھین جاکر اُسکے پاس بیٹھو اُس سے باتین کرو جو وہ چاہے اُسے منظور کرو کیونکہ تمھین نے اُسکے بلانیکی صلاح دی تھی مجکو کیا غرض تھی کہ اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے ہٹے کٹے مردوے کو اپنے گھر مین بلاتی فقط تمھاری خاطر سے اُسے بلایا ہی کہ تمھارا کسی بات کو دل چاہتا ہو تو وہ مطلب تمھارا اس مردوے سے نکل جائیگا دل تمھارا خوش ہو جائیگا حسرت و آرزو دلکی نکل جائیگی وہ ہمجولیان اُس نازنین کی کہ سب جوان جوان اور مست بادۂ شباب تھین اُنکی کچھ حالت جوانی اور شوخی حسن کی تحریر کیجاتی ہی بموجب نظم

ایک ایک اُن مین شوخ دیدہ تھی
وہ ترنگین جدا جوانی کی
چور بہر ماہپارہ مستی مین
حور تھی کوئی تو پری کوئی

ایسی دیکھی نہ آنکھ سے نہ سُنی
ایسی بے چلین ایسی گرما گرم
محو بیہوش خود پرستی مین

وہ اُمنگین بلا جوانی کی
برق و سیماب کو بھی آئے شرم
گوری گوری تو سانولی کوئی

وہ سب ملکہ کی تقریر سنکے پہلے تو قہقہہ مار کر ہنسین پھر ناک بھون چڑھا کر بظاہر غصے کی صورت بنا کر واہ واہ ملکۂ عالم کیا خوب ہمارے بارے مین آپ نے ارشاد کیا ذرا آنکھ چار تو کیجیے اور ذرا انصاف فرمائیے پہلے اس مردوے کو کس نے دیکھکر یہ کہا تھا کہ یہ جوان خوشرو ہمکو گھور رہا ہی اور کس نظر حسرت سے دیکھ رہا ہی کیا کہین یہ بات بڑی ہی ورنہ اِس سے ہرن شکار کیا ہوا طلب کرتی ہمنے مطلب دلی آپکا سمجھکر عرض کیا تھا کہ حضور اِسکو طلب کرین ورنہ ہمکو اس موے خنگے مردوے کے بلانے کی کیا ضرورت تھی یہ شکار پسندیدہ آپ ہی کا ہی آپ ہی کو مبارک ہو حضور ہمین معاف رکھین کیا مجال ہماری کہ جسے آپ پسند کرین اُسکو ہم نظر بد سے دیکھین اور کسی بات کی اُس سے آرزو رکھین اور یہ کہنا آپکا کہ ہمسے تو بات نکی جائیگی اور کوئی دیکھ سن لیگا تو بدنامی ہوگی اُسکا یہ جواب ہی کہ حضور وہان چلین تو ہم سب اسو رطی کر دینگے جو باتین نہین کرتی ہین آپکی خیرخواہی مین کرینگے اُسکو راضی کر دینگے اور اگر کوئی دیکھ سُن لیگا تو کیا ہوگا عشق مین اور الفت مین کیسی بدنامی اور کہان کی رسوائی بس آپکی تقریر کا ہم مختصر جواب دے چکے اب زیادہ حضور ناز نکرین بظاہر باتین نہ بنائین حضور کے حال دل سے ہم آگاہ ہین وہ بیتاب و بیقرار مانند ماہی بے آب کے خواہ حضور شرم و حیا سے اپنے مُنھ سے

خود نکھین لیکن اس سے کیا ہوتا ہی بوے مشک چھپانے سے نہین چھپتی ہی اور حال عشق مخفی کرنے سے
نہین چھپتا ہی لیے چلیے ہی درد لکا علاج کیجیے ہم مین سے کوئی طعنہ نہ دیگا ایک شخص حسب الطلب آیا ہی
دیر سے بیٹھا ہی کوئی اُسکا پرسان حال نہین ہی وہ اپنے دلمین کہتا ہوگا طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
لازم ہی حضور کو کہ مہمان نوازی کیجیے اسوقت زیادہ ناز وحیا وشرم وحجاب نکیجیے ہماری التماس قبول
فرمایئے ملکہ نے جواب دیا اری ستانیون کیون مجھپر تہمت کرتی ہو ناحق مجھکو بدنام کرتی ہو اگر کوئی
آدمی سنے تو جانے کہ سچ ہی مجھے ایسی تمہاری باتین خوش نہین آتین باتون مین کیا کیا کہجاتی ہو
مین تمہاری خیرخواہی سے باز آئی تمہین اس مردوے کے پہلو مین جاکر بیٹھو تمہین اسکی مبارک ہو تمہین
اُسکا کہنا مانو اُن سبھون نے قہقہہ مار کر کہا اچھا اچھا ملکہ عالم آپ وہان چلیے تو ہمین اُسکی مہمانی کرینگے
آپکا حتی الامکان کہنا کرینگے فقط آپ چپکی بیٹھی رہیے گا اور وقت ضرورت اگر دل چاہے تو اُس سے
کلام ہماری خاطر سے کیجیے گا بات کرتے مین کیا مضائقہ ہی ہان عورت مردوے وہ بات نکرے کہ اُس مین
بیشک آبرو ریزی ہی گو ہم یہ کہتے ہین کہ آپ اُس سے بات نہ کیجیے گا مگر ملکہ عالم یہ کہین ہو سکتا ہی حضرت
عشق جسکو سرفراز کرین اور جسکے سر پر اُنکا سایۂ عنایت ہو وہ اپنے معشوق کے سامنے جاکر کہین
خاموش رہ سکتا ہی آپ خود بے اختیار اُس سے کلام کیجیے گا یہ ساری باتین آپکی بناوٹ کی ہین
دل کا حال کچھ اور ہی ہوگا ملکہ مذکور نے کہا اری تم کسقدر بری بدذات ہو مجھے نہایت پریشان
کرتی ہو تمہاری باتین غضب کی ہین کچھ مین ہی تمہاری باتون سے آگاہ ہون تم وہ ناگنین ہو کہ تمہارے
کاٹے کا منتر ہی نہین ہی خیر تمہاری خاطر سے چلتی ہون کہ تم مجھسے ناراض نہو جاؤ مگر ذرا اپنے اقرار کا
خیال رکھنا مین اُس سے کلام نکرونگی ایک لمحہ بیٹھکر چلی آؤنگی سبھون نے عرض کیا حضور چلین تو سہی اچھا اچھا
ایک لمحہ ہی بیٹھکر چلی آئیگا اُس سے کلام نکیجیے گا اور اگر بات کیجیے گا تو ہم حضور کو سلام کرینگے اُسوقت بُرا
نمانیے گا غرض ہمجولیان اُس نازنین کو ہزار منت وظرافت گھیر کر باغ مین لے گئین اور اُس چبوترہ پر کہ
جو درمیان باغ مین تھا اور اُسپر تکیہ نہایت نفیس کھنچا ہوا تھا اور زیر تکیہ وبالاے فرش نادر مسند
زرین تھی بٹھایا اور گرد اُسکے خود بیٹھین بعد ایک لمحہ کے اُن مین سے ایک شوخ دیدہ نے بہانہ سے
اُٹھکر چوگان کے قریب جاکر اشارہ سے کہا ای مردوے بیوقوف یہان کیا بیٹھا ہوا ہی کیا پھیکے رنگ کے
گلون کی سیر کر رہا ہی چل اُٹھ اُس گل باغ حسن وخوبی اور اُس سرو قد گلشن محبوبی کے گل رخسار کی
سیر کر اور اُسکی چشم نرگسی کو دیکھ اور اُسکے گیسوے مشکین ومعنبر کی بو سونگھ یہ کیا گلہاے باغ کی خوشبو
سونگھ رہا ہی شاید تو دیوانہ ہی اچھی شی اور بری چیز مین تمیز نہین کرتا ہی چوگان بن حمزہ اُسکے اشارہ کو
سمجھکر کرسی پر سے اُٹھکر اُسکے ساتھ ساتھ طرف اُس نازنین کے بصد شوق چلا ادھر ملکہ مذکور نے اور
ہمجولیون سے کہا دیکھو اس کسقدر بیہودہ اور شوخ دیدہ کی باتین کہ جاکر باغ سے مردوے کو نکال لائی کہ بی
اس سے کہے کہ اری ستانی یہان کیون اس مردوے کو لیکر آئی ہی گئی تو تھی وہین کہین باغ مین جو تری
تمناے دلی تھی نکال لیتی ہنوز ملکہ آہستہ آہستہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ وہ شوخ دیدہ چوگان کو اُس چبوترے
پر لائی اور اشارہ کیا ای احمق اِدھر اُدھر کہین نہ بیٹھ جانا سواے پہلوے ملکہ عالم کے اور کہین نہ بیٹھنا
چوگان اُسکا اشارہ پاکر پہلوے ملکہ کی طرف چلا ہمجولیان ہٹ گئین ملکہ کھڑی ہو گئین اور یہ تعظیم

پہلو مین ملکہ کے بیٹھنے کا اشارہ کیا چوگان پہلوے ملکہ مین بیٹھا وہ شرما کر الگ ہٹ کر ارادہ اٹھ جانیکا کرنے لگی ہمجولیون نے دست بستہ عرض کیا ای ملکہ عالم یہ بے اعتنائی اور بے پروائی حضور کی خوب نہین ہی کوئی اپنے مہمان سے اکراہ کرتا ہی اور اُس سے بے اعتنائی کرتا ہی خلاف مروت و انسانیت ہی ذرا انکا خیال کر کے تشریف رکھیے ہماری طرف دیکھیے اور رہتی نہ آئیے ہمین غریب دنا تو ان جانکر کچھلے نہ دیجیے غریب آزاری سے باز آئیے اچھی طرح مسند پر بیٹھیے مُنھ کھولیے صورت ہمکو اپنی دکھائیے منھ لپیٹنے اور چھپانے سے دشمنون کا دم نہ گھٹ جائے ملکہ نے اُنکی تقریر سنکے اُنکو بنظر تیز دیکھا اور اشارہ چشم وابرو سے کہا ارے تم سب بلا کی ہو مجھے بلائین مبتلا کرنا چاہتی ہو میری ذلت و بدنامی و آبرو ریزی کی خواستگار ہو کیسی میری خیرخواہ و غمگسار ہو سبھون نے کہا آپ مالک ہین جو چاہین کہین اچھا آپ جو کہتی ہین ہم ایسی ہی سہی ملکہ مذکور انکے کہنے سے آخرکار لاچار ہوئی مسند پر اچھی طرح مجبوری بیٹھی اور کسی قدر دوپٹہ اسنے رخ روشن سے ہٹایا چوگان نے قریب سے جو اُسکا حسن و جمال دیکھا اور برق حسن کا جلوہ ملاحظہ کیا تاب نظارہ برق حسن نہ لا کر فوراً بیہوش ہو گیا کیونکہ اُس نازنین کا عجب حسن تھا تعریف اُس ملکہ کے سراپا کی بخوبی بہت دشوار ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ بموجب

نظم

پو پھٹی تھی سحر کے تھے آثار
زلف تھی جدول بیاض سحر
کوچہ زلف مین چراغان تھا
اونچی چوٹی گندھی ہوئی شگاف
ایک دنبالہ دار تارا تھا
چین سیما تھین نور کی لہرین
نون ابرو تھا آیت والفجر
غمزہ کرتی تھی چشم ابرو پر
دوسرے یہ جواب دیتی ہی
تو کرے گر مقابلہ مجھسے
نرگس گلشن حیا آنکھین
تھے حلب کے سے آئنے رخسار
دلپہ اُسکے لگا تھا تیر مژہ
تنگ حورون کا ایسا کم تھا دہن
گلی آب حیات سے کرلون
باغ ہو طوطی شکر لب اُسکے
عکس مژگان سے ہوگئے تھے کبود
دانت وہ موتیے کی کلیان تھین
دانت ابر مسی کے اولے تھے

شعلہ پیدا تھا دود پیچان مین
زلف تھی گیسوے شب عنبر
صفت جعد کیجیے موزون
نقرئی وہ پڑا ہوا مو باف
تھی وہ پیشانی ماہ کا ٹکڑا
گلشن رخ مین تھین رواں نہرین
خال رخ چشم حور کا تل تھا
کہتی تھی خلق مین نہین ہمسر
کونسی بات مین بھلا کم ہون
مین تو حاضر ہون لڑنے کو تجھسے
سحر جادو مین تھین وہ آنکھین طاق
تھے لب لعل اُسکے شکر بار
بینی انگشت قدرت یزدان
قفل دروازۂ عدم تھا دہن
لب وہ شمع زبان کا شعلہ تھے
وہ نہووے تو حسن پھر کب ہو
دیکھے مسی لے جو اُسکے ہونٹ
دانت ہیرے کی دانت کہتان تھین
ناشپاتی تھا اُسکا سیب ذقن

لب شب لف مین تھا فرق اظہار
نہر جاری تھی سنبلستان مین
حلقہ حلقہ نہین پر افشان تھا
کوئی چوٹی کا ڈھونڈھیے مضمون
صاف چوٹی سے آشکارا تھا
زلف کے نیچے تھا بلا کھڑا
رُخ تھا تفسیر صورت والفجر
یا سویدا سے دیدۂ دل تھا
میری پہلے تو جان لیتی ہی
سحر و آفت ہون قہر ہون بم ہون
گل گلدستہ وفا آنکھین
قتل عاشق مین شہرۂ آفاق
ناوک بے خطا تھا تیر مژہ
تھی برائے نشان وہی دل
لب جان بخش کا جو وصف لکھون
آتش رنگ پان کا شعلہ تھے
لب نازک پہ کب مسی تھی نمود
برگ سوسن چھپاگئے اپنے ہونٹ
صاف ہنسنے سے عقدے کھلتے تھے
نازکی کہاتی تھی فریب ذقن

تل ذقن سے نہین ہویدا تھا
دو ستارے قمر کے تھے چپ پاس
گردن اک موتی تھا صراحی دار
بوسے لینے مین کچھ نہین تکرار
دست رنگین تھا رشک پنجۂ حور
نور افزاے چشم شمس و قمر
کوئی شی اس قدر نہین ہے کرخت
نور سینہ ہوا تھا مالیدہ
نہی مو... کمر کی ہے یہ مثال
میم لفظ کمر مین ہے جس طرح
ساغر ماہ کا سہ زانو
دونون ساقین تھین رشک ساعد حور
فرش گل پر اگر چلے وہ نگار
کہیے سرو حدیقۂ اعجاز

ماہ نخشب کنوین سے نکلا تھا
وہ بناگوش تھا ستارۂ صبح
شیشہ سی سمجھتے تھے میخوار
ہاتھ آیا ہے یہ نیا پہلو
انگلیان تھین مثال شمع طور
نور کی اسکی تھی وہ چوب تختی
دل ظالم سے بھی سوا تھین سخت
شکم آبدار نہر طلسم
لوح الماس مین بڑا تھا بال
اے پایا تھا کیا کمر کو لا
ساق یا دست ساقی مہرو
سو سج اُس پشت پا کے آگے تھا ماند
رگ گل پشت پا سے ہو اظہار

گوش نازک تھے پارۂ الماس
یا منور تھا گوشوارۂ صبح
غبغب اُسکا تھا شکل بہ تیار
نیچے تھے وہ ساعد و بازو
سینہ تخلبت وہ فروغ سحر
تہ بھی چھاتیون کی بھی سختی
ہے یہ مضمون دل پسندیدہ
صاف تھا آسمان شہر طلسم
کمر نازنین مین ناف اس طرح
سچ ہے تھا نور کا کمر کو لا
دونون ساقین تھین دو ستون بلور
اُسکے تلوے کا اک جواب تھا چاند
قد تھا وہ نونہال گلشن ناز

ایسے سراپاے مندرجہ پر نظر کرکے چوگان کو غش آگیا تھا اُسوقت ملکۂ مذکور بظاہر اپنی ہجولیون سے کہنے لگی اے تم بہنون نے ایک غریب مصیبت کے مارے کو اپنی شرارت سے بلا کر نہین معلوم کیا کیا کہ بیچارے کو مار ڈالا غضب کیا اسکا خون ناحق تمہاری گردن پر ہوا اب کیا بیٹھی ہوئی دیکھ رہی ہو بیچارے کی کچھ فکر کرو سبھون نے سنکر جواب دیا اے ملکۂ عالم جو کچھ چاہا آپ نے کیا آپ ہی نے اِسے مارا ہے آپ ہی جلائیے اعجاز مسیحائی دکھائیے جب مریض کے پاس خود مسیحا موجود ہو تو دوسرے کے علاج کی کیا ضرورت ہے یہ کہکر سب کی سب اُٹھین اور عرض کیا حضور کی خاطر سے ہم اس نیم جان کی خدمت کرتے ہین ورنہ ہماری جوتی کو کیا غرض تھی کہ ہم اسکی تیمارداری کرتے یہ کہکر وہ سب متفرق ہوئین کوئی نخلخہ مشک و عنبر کا لیکر آئی اور اُسے سونگھانے لگی کوئی شیشہ کیوڑہ کا دوڑ کر لائی منھ پر کیوڑے کے چھینٹے دینے لگی کوئی اُسکے حلق مین آب سرد ٹپکانے لگی کسی نے رومال سے بازو اُسکے کسکر باندھے کوئی کنیز تلوے سہلانے لگی کوئی خادمہ پنکھا جھلنے لگی غرض اسی قسم کی بہت سی تدبیرین کین لیکن چوگان کو ہوش نہ آیا اُسوقت تمام ہجولیان از حد پریشان ہوئین اور باہم علحدہ جاکر مشورہ کیا کہ اس فریفتہ کو ان تدابیر سے نہ ہوش آیا ہے نہ آئیگا بہتر یہ ہے کہ یہان سے کسی نہ کسی بہانہ سے ٹل جاؤ کنیزون سے بھی کہدو وہ بھی سرک جائین ملکہ کو اکیلا چھوڑ دو وہی اسکو خوب ہوشیار کرینگی ہمارے اور تمہارے سامنے شرم و حجاب سے وہ اُسکے ہوش مین لانیکی کوئی فکر اور کوئی تدبیر نہین کرتی ہین دیکھو مثل سیماب کے بیقرار ہین رنگ رخ اُنکا متغیر ہے ہر مرتبہ چاہتی ہین کہ اٹھین اور اُسکا سر اپنے زانو پر رکھین لیکن ہمارے روبرو بوجہ شرم و لحاظ کچھ کر نہین سکتی ہین وہی اسکی مسیحا ہین یہ بیمار اپنے مسیحا کے ہاتھ سے شفا پائیگا جب یہ مشورہ ہوا یہی راے سب نے پسند کی اُسوقت اُنھون نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اے نالائقو یہان کیون اس بیمار محبت کو گھیرے ہوئے کھڑی ہو جاؤ

دور ہو ملکہ کے سامنے سے کہین دور چلی جاؤ وہ سب کنیزین دفعۃً کسی نہ کسی بہانہ سے وہان سے اُٹھین
اور گوشۂ باغ مین گئین ہم جولیان بھی اُس حور شمائل کی اسی طرح اُسکے پاس سے چلی گئین فقط ملکہ
تنہا رہ گئی ہرچند ہجولیون کے جانے کے وقت ملکہ نے کہا اری یہ کیا غضب ہی کہ تم سب مجھے اکیلا
یہان چھوڑے جاتی ہو کہان تم سب کی سب جاتی ہو اُنھون نے عرض کیا خداوندہم ابھی حاضر ہوتے
ہین ایک ضرورت ایسی ہی ہی کہ جاتے ہین چونکہ ملکہ کو تو خود یہی منظور تھا کہ میدان خالی ہو تو جو کچھ
دل مین ہی وہ کرون جب سب چلی گئین اور درختون کی آڑ مین بیٹھین ملکہ نے اُنکے جانے سے خوش
ہو کر جلدی سے مسند سے اُٹھکر قریب چوگان کے آکر اُسکے چہرہ کو بغور دیکھا پھر آبدیدہ ہو کر سر اُسکا
اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھکر اپنے زانو پر رکھا اور اس طرح چوگان سے مخاطب ہو کر آہستہ آہستہ بیتاب
و بیقرار ہو کر کہنے لگی کہ بموجب نظم

جانی اب آنکھین کھولو تاب نہین
بہت اسوقت ضبط کرتے ہین ہم
مین سنون تو میرا قصور ہی کیا
یا خطا اور کچھ ہماری ہے
ہمکو قائل کرو لڑو ہمسے
عذر کرتے ہین لو قصور ہوا
ناز برداری پہ کرتے ہین ناز
آپ کہتے یہی کہ ہے مکار
روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے
عذر باقی نہ کوئی رہنے پاے
کون مانع ہی پوچھنا کیا ہی
بس زیادہ نہ ہمسے گھات کرو
کہکے یہ اُس پری شمائل نے
جی گیا وہ اسیر رنج و تعب
دیکھتا کیا ہی وہ می غم نوش
دل سے خوش ہو کے بولا وہ گلتر
ایسے میرے بھلا نصیب کہان
چھوڑدی خوے مردم آزاری
دل مین پھر امتیاز کرنے لگا
کون ہی آج مجھسا بیغم و شاد
تھا نہال ایک وہ بھی کیا بے برگ
سر کے نیچے سے ران سرکائی

جانی اب منھ سے بولو تاب نہین
کچھ خفا مجھسے ہو تو فرماؤ
سبب رنجش حضور ہی کیا
کون کہتا ہی تم گلا نکرو
شل گیسو اُلجھ پڑو ہمسے
خود مقر ہوتے ہین خطا پر ہم
سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
ہم ہین معشوق ہمکو زیب نہ تھا
یہ رکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے
خیر بہتر عبث خفا ہین حضور
آپکا کس نے ہاتھ پکڑا ہے
آپ ہمکو اگر کبھی لینگے
عاشق بیقرار و مائل نے
دفعتاً آنکھ کھولدی اُس نے
کہ وہ خانہ خراب طاقت و ہوش
خواب ہی یا خیال ہی کیا ہے
مین کہان زانوے حبیب کہان
عشق بازی کا تمنے پھل پایا
اپنی قسمت پہ ناز کرنے لگا
اپنے قاتل سے دوبدو ہون مین
زیست بھی ہو گئی تھی شادی مرگ
ایسی یاقوت لب کی تھی معجون

دل بھرا آتا ہی بدرد و الم
لو ہمین پیٹو تم جو شرماؤ
رنج تکلیف ہمکنا ری سے
بے تکلف کہو حیا نکرو
خوش ہو رنج فراق دور ہوا
ناحق اسقدر جب آپ ہین برہم
عشق کرتے جو اپنا ہم اظہار
تمسے منظور کچھ فریب نہ تھا
جو جو حجت ہی ختم ابھی ہو جاے
کہنے تک کیا ہی خود رسا ہین حضور
لو اُٹھو منھ سے بولو بات کرو
دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جاینگے
مس کیے اُن لبون سے اپنے جو لب
غور سے جو نگاہ کی اُس نے
لیے بیٹھی ہی اپنے زانو پہ سر
میرا قاتل مرا مسیحا ہی
بارے گردون نے کی مددگاری
شجر آرزو ثمر لایا
کون ہی آج مجھسا خرم و شاد
جان نثارون مین سرخرو ہون مین
چشم وا دیکھکر وہ شرمائی
دم مین طاقت بھی ہو گئی افزون

اُٹھ کے بے اختیار وہ بیہوش
ہین ہین کیا خوب ہوش ہین آؤ
ابھی غش مین پڑا ہوا تھا کون
یہ تری گھات مین نجانتی تھی
توبہ اللہ رے مردوے بدذات
تیغ الفت سے تیرے دل ہے دونیم
حق تعالیٰ ہے حال سے ماہر
جامۂ عشق مینے تن پہ سیا

ہوگیا اُس پری سے ہم آغوش
گفتگو کیجیے الگ سے ذرا
کسکو سکتہ تھا مر رہا تھا کون
بیخودی یہ نہ تھی فقط دم تھا
مفت کی مینے رائگان اوقات
جب سے صورت کو تیری دیکھا ہے
یا مری جان تجھپہ ہے ظاہر

بولی غمزہ جتا کی وہ خوشخو
سپٹے جانا مجھے نہین بھاتا
اتنا بدذات مین نجانتی تھی
پاس الفت مرے لیے سم تھا
بولا چوگان بس خدا ہے علیم
بخدا دل کا اور لیکھا ہے
پوست اور گوشت نذر تیرے کیا

ابھی دونون طالب و مطلوب عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی تھین اور ہجولیان درختون کی آڑ سے سب باتین سُن رہی تھین اور کل امور دیکھ رہی تھین اور باہم چہلین کر رہی تھین کہ یکایک تاب ضبط نہ لاکر وہان سے سب ہنستی ہوئین اور کھل کھلاتی ہوئین بعضی مسکراتی ہوئین نکلین اور واسطے کھجانے اور شرمانے ملکہ کے کوئی کہنے لگی اری بی ادھر دیکھو ابتو دل خوش ہوا مراد بر آئی تھوڑی بہت دل کی ہوس نکلی یا تو وہ ملنے سے انکار یا یہ بے تکلف اخلاص اور پیار وہ سنا کر جواب دیتی تھی اری محبت بُری بلا ہے اس مین انسان جو کچھ نکرے تعجب ہے ساری شرم و حیا جاتی رہتی ہے کسی کا پاس اور لحاظ نہین رہتا ہے اپنے قول کا بھی خیال نہین رہتا ہے انسان کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے دل کی لگی بُری ہوتی ہے کوئی طعنہ آمیز ملکہ کے سنانے کو تقریر کرتی تھی کہ خود بخود ہنسکر کہتی تھی آج کا دن عجب مبارک دن ہے کسی کے دل کی آرزو بر آئی ہے نخل تمنا مین ثمر آیا ہے بظاہر رنجیدگی ہے باطن مین غنچہ دل مسرت سے شگفتہ ہے غرض ایسی ہی تقریر کرتی ہوئین قریب ملکہ کے آئین اور ملکہ کو تسلیم کر کے عرض کرنے لگین کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہے یقین تو ہے کہ اب مزاج اچھا ہو گا وہ جھلا کر بولی اری یہ تم کیسی طعنہ آمیز تقریر کرتی ہو مینے ایسا کیا کیا ہے کہ مارے طعن و تشنیع کے میرے دل کو غمگین کر دیا ہے تم لوگون کے مارے مین کہان جاؤن اُنھون نے عرض کیا خداوند ہمنے کیا کہا جو آپ ہمپر برہم ہوتی ہین جو کچھ حضور نے کیا ہے بہتر ہے اور جو آپ کرین وہ بھی مناسب ہو گا غرض تھوڑی دیر باہم اسی طور کی مزاحاً تقریر ہوئی آخرکار ملکہ نے ایک اپنی ہجولیون سے باشارہ کہا تو اُنسے یہ دریافت کرو کہ انکا نام کیا ہے اور یہ کس خاندان سے ہین اُس نے بموجب حکم چوگان بن حمزہ سے پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہے اور آپ کس خاندان سے ہین یہان آپکا کیونکر آنا ہوا آپ تو ملک زنگبار کے رہنے والے معلوم نہین ہوتے ہین چوگان نے کہا میرا نام چوگان ہے اور مین بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون یہان بصرہ سے اسواسطے آیا ہون کہ شہریار لندھور اور شہریان بن قنطور شاہ کو قید سے چھڑاؤن لشکر میرا قلعہ نسطور یہ مین ہے نسطور زنگی کو فی الحال مینے زیر کر کے مسلمان کیا ہے وہ میرا مطیع ہوا ہے آج مین ادھر واسطے شکار کے آیا تھا یہ کیا جانتا تھا کہ خود مین شکار ایک محبوب کمان ابرو کا ہو جاؤنگا ملکہ تقریر چوگان کی سنکے خوش ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ خیر اگر مینے الفت بھی کی تو کسی ایسے ویسے شخص سے نہین کی یہ جوان نسل صاحبقران سے ہے انکی شرافت مشہور زمانہ ہے اور اُنکے ذی وقار ہونے مین کسی کو تامل نہین ہے

ہان ایک بات البتہ خلاف طبع ہو کہ یہ جوان مسلمان ہو اور ہمارے باپ کا دشمن ہو مگر اسکی یہ تدبیر ہو
کہ جب مجکو اس سے الفت ہوئی اور اسکو مجھسے محبت ہوئی تو یہ میرے کہتے پر عمل کریگا عجب نہین
کہ ہمارے دین کو قبول کرلے اور ہمارے والدین اور ہمارے ہم مذہبونکا دوست ہو جاے
یہ خیال کرکے کنیزون سے اشارہ کیا جلد کشتی مے لاؤ کنیزین گئین اور کشتی شراب کی مع ساغر بلورین
لائین اسوقت ملکہ نے کہا صاحبو کیا بیٹھی ہو کوئی تم مین سے اُٹھے یہ مہمان ہین انکی خاطرداری کرے کہ
شراب ناب پلائے سب نے عرض کیا حضور یہ امر خلاف قاعدہ ہو انکو حضور ہی شراب پلائین اور
یہ آپکو ساغر مے دین ہم اور کچھ خدمتین جو ہمارے لائق ہین کرینگے ملکہ نے اُنکے کہنے سے بمجبوری بعد ناز و ادا
و بہزار اصرار شیشہ و ساغر اُٹھا کر مے سے ساغر کو بھر کر بصد مشکل ہجولیون کے اصرار سے اور بانگے کہنے سے چوگان کو دینا چاہا
چوگان نے جام مے تو ہاتھ سے اُس نازنین کے لے لیا مگر شراب پینے مین تامل کیا ہجولیون نے سبب
نہ پینے شراب کا پوچھا چوگان نے کہا اس وقت شراب خواری کو دل نہین چاہتا ہو اُنھون نے کہا
بسا تعجب ہو کہ آپ کو ہماری ملکہ عالم اپنے ہاتھ سے ساغر مے دین اور آپ میخواری سے انکار کرین
یہ ہماری ملکہ عالم نہایت ذی شرف ہین اور مشہور عالم ہین کون ایسا ہو کہ انکے نام نامی سے اور انکے
مراتب سے آگاہ نہین ہو سب جانتے ہین کہ یہ دختر نیک اختر چو طویل بادشاہ زنگبار کی ہین اور نام
انکا زہرہ بانو ہو یہ کبھی کسی کو بنظر محبت دیکھتی ہی نہین تھین آپکی خوش نصیبی سے یہ ہوا کہ اُنھون نے آپکو
یہان بلا لیا اور اس طرح آپ سے پیش آئین کہ آپ ہی کا دل انکی عنایات کا لطف اُٹھاتا ہوگا عوض مین
عنایات مذکورہ کے واہ واہ حضور آپکو یہی مناسب تھا قربان آپکی عقل و فہم کے چوگان نے مسکرا کر
جواب دیا مین اس شراب کو اس وجہ سے نہین پیتا کہ ہمارے اور ملکہ عالم کے دین مین فرق ہو جب تک وہ
دین اسلام قبول نکرینگی مین شراب نہ پیونگا ملکہ زہرہ بانو تقریر چوگان کی سنکے نہایت بیتاب ہوئی
بجاے خود خیال کرنے لگی کہ اگر مسلمان ہوتی ہون تو یہ خوش ہوگا اور شراب پیےگا اور اگر اپنے
دین آبائی کا خیال کرکے مسلمان نہین ہوتی ہون تو اسکو ملال ہوگا اور یہ شراب نہ پیےگا اور مجھسے نفرت
کریگا ایسے دو امرون مین کس بات کو اختیار کرنا چاہیے جب اس بارے مین تا دیر اُس نے فکر کی
یہی بات مرغوب طبع ہوئی کہ بلا سے دین جائے مگر محبوب کا آزردہ کرنا اچھا نہین ہو یہ امر تجویز
کرکے اپنی ہجولیون سے آہستہ کہا ان سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص تمہارے دین مین آنا چاہے تو کیا کرے
اور کیونکر مسلمان ہو ہجولیون نے پوچھا چوگان نے جواب دیا ہم لوگ جسکو مسلمان کرتے ہین پہلے انکو
کلمہ پڑھاتے ہین بعد اذان اور مذہبی باتین تعلیم کرتے ہین زہرہ بانو نے ہجولیون سے کہا کہ تم انسے
کہو کہ ہماری ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور مسلمان کرکے یہ شراب پیو تمہاری خاطر سے وہ اپنا دین بھی تبدیل
کرتی ہین ہجولیون نے بموجب کہنے ملکہ کے چوگان سے تقریر کی وہ نہایت خوش ہوا اور ملکہ
زہرہ بانو دختر چو طویل شاہ زنگبار کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا پھر سب ملکہ کی خاطر سے ہجولیان اور
کنیزین مسلمان ہوئین جب سب عورتین مسلمان ہوچکین چوگان نے شراب پی کر شیشہ اُٹھا کر ساغر
شراب سے بھرا اور ملکہ زہرہ بانو کو دیا اُس نے بعد بہت عذر و انکار کے جام لیکر شراب پی پھر تو
باہم چند در چند جام مے پیے اور ہجولیون نے بھی میخواری کے بعد بادہ کشی کیے حکم زہرہ بانو سے ایک

نازنین خوش گلو خوبرو حاضر ہوئی اُسکے ہمراہ چند عورتین تھین کہ وہ سازنہ بجاتی تھین اُس مطربہ نے پہلے مبارکباد گا کر اور خوب ناچ کر یہ غزل شروع کی

غزل ہذا

نہ ستا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین — ای شہ حسن فقیرون کی دعا لیتے ہین
توسن عمر نے طی منزل ہستی کی ہے — ہم بھی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین
میرے ہمراہی مجھے چھوڑ گئے یان ورنہ — قافلہ والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین
بھیجین گے پیک بنا کر ترے پاس ای شہ حسن — سر قاصد کے لیے بال ہما لیتے ہین
سامنا لاکھ مصیبت کا پڑے پہ کوئی — آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین
کوچۂ دوست مین رکھ پانون ادب سے غافل — سرکش اس راہ مین گردنکو جھکا لیتے ہین
زلف پرپیچ کا مضمون نہین بندھ سکنیکا — کیون وبال اپنے سرون پر شعرا لیتے ہین
حق تو یہ ہے کہ عجب لوگ ہین مردان خدا — اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین
شور و شر کرتے ہین یہ ہستی دو روزہ پہ — آسمان اہل زمین سر پہ اُٹھا لیتے ہین
لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے — زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین
گرچہ درویش ہین یہ لوگ مگر چاہین تو — سلطنت مول ترے در کے گدا لیتے ہین
میرے ویرانہ مین درویش بھی سلطان ہوجاتے — یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین
جام جم سے اُسے رتبے مین سمجھتے ہین زیادہ — بھیک جس کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین
جب گذر ہوتا ہے مدفن پہ حسینون کے کبھی — وان کی ہم خاک کو آنکھون سے لگا لیتے ہین
عیب سے پاک و مبرا ہے کلام اُنکا نہ — جو غزل حضرت آتش کو دکھا لیتے ہین

نازنین مذکورہ جب غزل مرقومہ بحسن دادِ دہی گا چکی اہل بزم نے اُسکی تعریف کی بعد ازان اور نازنینان خوبرو بزم عشرت مین آکر رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش و مسرور کر کے بصد حسن و خوبی یہ غزل گانے لگین

غزل آتش

ایک دم فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا — دیدۂ تر نوح سے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر سے مجھے — آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیر باران بلا سے ہوگئی کشت اپنی سبز — رہگیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین ای حسرت دیدار یار — کاش عزرائیل ہی تیری سی صورت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین گھر مین — چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت — گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
بے رخ عالم فروز یار عزرائیل بھی — شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت — مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین انہین — سیم تن محبوب ہنستے ہین جو دولت مانگتا
رہگئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے — زہر دیتا آسمان مجکو جو شربت مانگتا
کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا — تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

جب زمانہ نصف شب کا آیا بزم عشرت برخاست ہوئی چوگان بن حمزہ اور زہرہ بانو بزم عشرت سے اُٹھکر بارہ دری مین داخل ہوئے اور جملہ عورتین اپنے اپنے مقام استراحت پر گئین چوگان تو باغ مین بعیش و راحت فروکش ہین اب انکا احوال آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان آگاہ ہونا چہ طویل شاہ زنگبار کا حالات چوگان و زہرہ بانو سے اور روانہ کرنا ہشام کا واسطے گرفتاری چوگان کے اور مقابلہ کرنا اُسکا قمران وغیرہ سے مع حال دیگر متضمن داستان ہذا مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا بیان کرون صیاد

خراب تھا مرے ہمراہ سایہ سان صیاد
غرضکہ ساتھ ہی پہونچا جہان تہان صیاد
چمن مین تھا کبھی بن مین روان دوان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکے وان صیاد
پھر اُس تلاش مین میری کہان کہان صیاد

تنگ کر دیا دنیا کے کارخانے نے
پھنسایا لاکے کہان حیف اس زمانے نے
مجھایا خاک مذلت پہ سر اٹھانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

کچھ اور مجکو شکایت نہین پہ ہے یہ گلا
عبث یہ او ستم ایجاد کیون غضب توڑا
بہار کیا کہ خزان مین چھوا نہ اک تنکا
اُجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہی
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہی
حواس باختہ ہون مجھپر اک مصیبت ہی
عجیب قصہ ہو دلچسپ اک حکایت ہی
سناؤ نگا گل و بلبل کی داستان صیاد

ترے ہی قید مین اللہ نے کیا پیدا
بیان کیا کرین واقف ہی جب نہون اصلا
نہین یہ ہوش سنبھالا نکالا پر پرزا
سنا نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

نہ اُسکے دام مین آتا مین زینہار ای رند
کبھی قریب نجاتا مین زینہار ای رند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا مین زینہار ای رند
فریب دانہ نہ کہاتا مین زینہار ای رند
نکرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

کمند اندازان دیوار باغ رنگین تحریر دکاتبان جنگ و جدال عیاران بے عدیل و نظیر اس داستان کو یون رقم کرتے ہین کہ جب چوگان بن حمزہ صاحبقران بعد مسلمان کرنے زہرہ بانو دختر

چوطویل بادشاہ زنگبار کے خانہ باغ ملکہ زہرہ بانو مین بغیر ہم بستری ملکہ مسطور کے روز وشب براحت وآرام بسر کرنے لگا اور ملکہ مذکور نے بوجہ الفت ومحبت چوگان بن حمزہ کے خدمت والدین مین جانا ترک کیا چوطویل کو تردد واندیشہ ہوا لیکن اپنی دختر کو عفیفہ جانکر کچھ خیال فاسد اپنے دل مین نہ لایا اور اُسکی مادر سے کہا دختر تمہاری اپنی سیر گاہ مین ہمراہ اپنے ہمجولیون کے بعیش وعشرت رہتی ہے مگر چندروز سے واسطے سلام کے نہین آئی ہے خیر کچھ مقام تردد نہین ہے ہر طرح خیریت سے ہوگی مادر زہرہ بانو چوطویل کے کہنے سے مطمئن ہوئی ایک روز چوطویل بالاے تخت حکومت دربار مین بیٹھا تھا اہل دربار حاضر تھے ناگاہ چند ہرکارے شاگردان ہشام تیز پران سے دربار مین آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ جم جاہ اسوقت ہم نمک خوارون کو ایک خبر وحشت اثر عرض کرنا ہے لیکن سردربار اُسکا بیان کرنا بہتر نہین ہے ہم امیدوار ہین کہ تخلیہ مین فقط حضور سے اُس خبر ملال اثر کو بیان کرین چوطویل ہرکارون کی تقریر سنکے مشوش ہوا اور اُسی وقت اہل دربار سے کہا اسوقت تم سب چلے جاؤ ہنگام شب دربار مین آنا اہل دربار یہ حکم شاہ زنگبار سنکے دربار سے چلے گئے جب سب اہل دربار چلے گئے ہرکارون نے عرض کیا اے بادشاہ بڑا غضب ہوا چوگان بن حمزہ آپکی دختر زہرہ بانو کے باغ مین داخل ہوا ہے اور زہرہ بانو کے ساتھ بعیش وراحت شب وروز بسر کرتا ہے ہمکو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے آپکی دختر کو مسلمان کیا ہے ورنہ چوگان ساتھ دختر حضور کے ہمکشی نکرتا اور اکل وشرب اختیار نکرتا چوطویل یہ خبر سنکے نہایت غضبناک ہوا کثرت غصہ سے تھرانے لگا ہنوز ہرکارے اسکے سامنے سے نگئے تھے کہ ہشام تیز پران روبروے چوطویل آیا اور مجرا کر کے اُسنے پوچھا مزاج حضور کا اسوقت کیسا ہے آثار غم وغصہ چہرہ سے ہویدا ہین اُس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تمکو کیا اگر ہمکو غم ہے یا الم ہے تو تو نمک حرام ہے تیرے شاگرد ہی تجھسے بہتر ہین کہ نیک وبد امور کی مجکو خبر دیتے رہتے ہین ہشام نے حیران ہوکر اور خوف سے کانپ کر پوچھا کہ باعث مجپر عتاب کا کیا ہے مفصل ارشاد ہو چوطویل نے جواب دیا کوئی چوگان نامے فرزند امیر کا ہے وہ بصرہ سے مع لشکر آیا ہے اور میری بیٹی کے باغ مین ہے لیکن تنہا ہے فوج اُسکی نہین معلوم کہان ہے یہ خبر تیرے شاگردون نے ابھی مجھے دی ہے تو نے آج تک اس احوال سے ہمین آگاہ نکیا یہی باعث تیری نمک حرامی کا ہے اُس نے عرض کیا حضور مجکو اس امر سے آگاہی نتھی ورنہ مین ضرور حضور کو اطلاع دیتا اور کیونکر اطلاع ہوتی اس امر سے کہ باغ مین حضور کی دختر کے مین کبھی نہین جاتا ہون بلکہ کسی فرد بشر کا وہان گذر نہین ہے نہین معلوم میرے شاگردون کو کیونکر اس حال سے اطلاع ہوئی ہے خیر حضور کچھ غم وغصہ نفرمائین فدوی ابھی جاتا ہے اور سر چوگان خنجر آبدار سے کاٹکر پیش حضور لاتا ہے یہ کہکر مع اپنے شاگردون کے وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین شاگردون کو چھوڑ کر تنہا عیاری کے بانون سے آراستہ ہوکر جانب باغ مذکور روانہ ہوا اور پشت باغ کی طرف جاکر دیوار باغ پر کمند مارکر بذریعہ کمند دیوار باغ پر گیا وہان سے اُس نے دیکھا کہ چوگان زہرہ بانو کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے مانند عاشق و معشوق کے باغ کی سیر کر رہا ہے ہمجولیان زہرہ بانو کی بھی ہمراہ ہین کنیزین بھی عمدے لیے ہوے

ساتھ ساتھ ہین یہ حال دیکھکر ہشام نے اپنے دل مین کہا کہ چوگان بن حمزہ اکیلا ہی اسکے قتل وگرفتاری
کے واسطے اپنے شاگردون اور فوج کو یہان لانا بیکار ہی تو فقط عیار ہی نہین ہی بہادر بھی ہی اور
سپہ گری کے فن سے بخوبی آگاہ ہی پس مجکو کیا ضرورت ہی کہ دوسرون کی مدد سے اس ایک
جوان کو قتل وگرفتار کرے تو ہی اسکے واسطے بہت ہی یہ تجویز کر کے بذریعہ کمند دیوار سے اندرون
باغ آیا چوگان وغیرہ سیر باغ مین مصروف وغافل تھے ہشام نے آگے بڑھکے نعرہ کیا کہ او
چوگان بن حمزہ خبردار ہو کہ اجل تیرے نزدیک آگئی ارے غضب کیا تو نے کہ ناموس شاہ مین
تو داخل ہوا دختر شاہ سے تو نے رسم وراہ پیدا کی اور اس امر سے غافل رہا کہ انجام کار بد کا بد ہوتا ہی
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ میرا نیچہ ہی اور تیرا سر ہی چوگان نعرہ ہشام سنکے باخبر ہوا اور
فی الفور شمشیر آبدار کھینچکر سپر ہاتھ مین لیکر جواب دیا او نابکار تو کیا میرے سر و تن سے جدائی کریگا تیری
کیا حقیقت ہی قضا تیری خود تجکو یہان لائی ہی اور اے ملعون آگاہ ہو کہ قاعدہ ہم اسلام کا یہ ہی کہ جب تک
موافق شریعت کے کسی عورت سے عقد نہین کرتے ہین اُس سے ہم کنار نہین ہوتے ہین چنانچہ
ابتک ہمنے اُس دختر نیک اختر چو طویل سے کوئی فعل بد نہین کیا ہی اور تو مجھپر تہمت لگاتا ہی دیکھ تو سہی
کہ مین تجکو کیونکر قتل کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریان ہونگے ہشام یہ
سنکے زیادہ غضبناک ہوا اور قریب پہونچکر نیچہ کھینچکر سپر ہاتھ مین لیکر چوگان سے مقابل ہوا ابا ہم
تلوار اور نیچہ چلنے لگا زہرہ بانو اور اُسکی ہمجولیان اور جملہ کنیزین ہشام کو گالیان اور کوسنے دینے
لگین بہت سی لڑائی دیکھکر چیخ کر بارہ دری مین بھاگ گئین اور وہان سے شور وغل کرنے لگین
اور کچھ قریب رہین زہرہ بانو بھی بارہ دری مین چلی گئی اور وہان سے ہشام کو سخت ودرشت
کلمات کہنے لگی اور یہ بھی کہنے لگی کہ او نابکار تو کیون میرے باغ مین بغیر اجازت چلا آیا اور میرے
محبوب سے آمادہ جنگ ہوا بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جا ورنہ مین تیری شکایت اپنے والدین سے کرونگی
سزائے سخت تجھے دلواؤنگی ہائے او سخت قلب تو نے میرے رنج کا کچھ خیال نکیا فرزند حمزہ صاحبقران
پر نیچہ کھینچا ہی اور اُنکے قتل کا در پے ہی ہر چند زہرہ بانو اور اُسکی ہمجولیان اور کنیزین ایسی ہی تقریر
کرتی تھین اور اُسکو بُرا کہتی تھین مگر وہ کسی کی کچھ نہ سنتا تھا اور لڑائی مین مصروف تھا جب زہرہ بانو
وغیرہ نے جھکتے ہوئے نیچے کو دیکھا دل مین خیال کیا کہ ایسا نہو چوگان بن حمزہ زخمی ہو کر ہلاک
ہو جائے اُسکی چلکر مدد کرنا چاہیے اپنی جانین چلکر دیدین اور چوگان کو بچائین یہ خیال کر کے فوراً
زہرہ بانو بجمعیت کنیزون وغیرہ کے آگے بڑھی اور چاہا کہ درمیان مین ہشام اور چوگان کے
آئین اور لکڑیان اور پتھر ہشام کو مار کر یا تو اُسے مار ڈالین یا باغ سے اُسے نکالدین چوگان بن
حمزہ کو اس تدبیر سے بچائین جب سب اس ارادہ سے آگے بڑھین چوگان نے زہرہ بانو
سے کہا اے ملکہ تم یہان کیون چلین آئین جاؤ بارہ دری مین بآرام تمام بیٹھو کچھ اندیشہ نکرو مین اس
نابکار کو ابھی ہلاک کرتا ہون ملکہ نہ جاتی تھی لیکن جب چوگان نے اپنے سر کی قسم دی اور کہا
اے ملکہ اگر تم نہ جاؤگی تو مجکو رنج ہوگا اور مین تمہارے خیال مین رہکر اس بداندیش کے ہاتھ سے
مارا جاؤنگا اُسوقت ملکہ وغیرہ سب وہان سے بارہ دری مین چلی گئین لیکن زہرہ بانو نے

اور دیگر عورات نے ایسے وقت پریشانی و بے مین بجواس ہوکر بال اپنے سرون کے کھول دیے اور دست
دعا سوے فلک بلند کیے اور رو رو کر خدا سے اس طرح دعائین کرنی شروع کین کہ ای معین عاجزان
و ای مددگار بیکسان ای مسبب الاسباب و ای حاجت روائے شیخ و شاب اسوقت کسی اپنے بندے کو
چوگان کی مدد کے واسطے بھیج کہ وہ یہان آکر ہشام نابکار سے چوگان بن حمزہ کو بچائے زہرہ بانو
وغیرہ سب ایسی ہی دعائین کر رہی تھین اپنے سر و پا کی خبر نہ تھی دوپٹے سر سے سرک گئے تھے بال سر کے
کھولے ہوے تھین آنسو رخسارون پر جاری تھے اِدھر چوگان اور ہشام مین لڑائی خوب
ہو رہی تھی جب تلوار چوگان اُسپر لگاتا تھا کبھی تو وہ نابکار سپر پر بترکیب وار روکتا تھا کبھی زمین سے
ہنگام ضرب تیغ جست کرتا تھا چوگان اُسکی چالاکی اور لڑائی سے حیران تھا کہ یہ نابکار کسی طرح
زخمی نہین ہوتا ہی میرے وارون کو رد کرتا ہے اور خالی دیتا ہے اور جب ہشام تیغ سے وار کرتا تھا چوگان
بھی دلیرانہ روکتا تھا دونون کہ فن جنگ مین کامل تھے بخوبی تمام لڑ رہے تھے زہرہ بانو وغیرہ سب
بنالہ و فغان دعا بھی کرتی جاتی تھین اور چوگان بن حمزہ کو بھی دیکھتی جاتی تھین اور چمکتا ہوا تیغ
ہشام کا قریب سر چوگان آتا دیکھتی تھین اپنی آنکھین اس خیال سے بند کر لیتی تھین کہ ہم اپنی
آنکھون سے فرزند حمزہ کو زخمی یا قتل ہوتے نہ دیکھین غرض زہرہ بانو وغیرہ سب حال مندرجہ مین
مصروف و مبتلا تھین کہ یکایک تیر ہاے دعا سب کے خصوص تیر دعا ملکہ زہرہ بانو کا ہدف
اجابت پر پہونچا یعنے جب چند روز کا زمانہ گذرا اور چوگان بن حمزہ شکار گاہ سے قلعہ نسطور
مین نہ آئے نسطور زنگی بہت متردد ہوا اور قران اور ابو الفتح اور برق وغیرہ سے مخاطب
ہو کر کہنے لگا کہ ابتک چوگان بن حمزہ یہان تشریف نہین لائے مجھکو کمال تردد ہے اور یہ خوف
ہے کہ کہین وہ زنگبار مین نہ چلے گئے ہون اور چو طویل نابکار نے آگاہ ہوکر فوج کثیر ہمراہ لیکر
اُنسے مقابلہ کر کے اُنھین قتل یا گرفتار نکیا ہو پس ایسے خیال سے میرا دل چاہتا ہے کہ مین قلعہ سے
مع فوج نکل کر جاؤن اور اپنے آقا و مالک اور تاج بخش کی جستجو کرون اور احوال اُنکا دریافت
کرون قران وغیرہ نے کہا آپ کیون اتنی تکلیف کرین ہم ابھی جاتے ہین اور احوال اُنکا دریافت کر کے یہان آتے ہین
یا اُنکو اپنے ہمراہ لاتے ہین یہ کہکر قران اور ابو الفتح صفہانی اور سمک یلتاقی اور سنجر بلخی اور برق فرنگی یہ پانچون
عیار شل جاس خمسہ کے بانون سے عیاری کے درست ہو کر قلعہ سے نکلکر صورتین اپنی رنگ و روغن سے تبدیل کر کے
جستجوے چوگان مین سوے صحرا و کوہ روانہ ہوے تھے جب کہین سراغ چوگان کا نملا آخر کار تلاش کرتا ن قریب
باغ زہرہ بانو آئے اور کشتی پر سوار ہو کر دریا سے گذر کر زیر دیوار باغ ملکہ زہرہ بانو مین
اُسوقت پہونچے کہ ہشام نابکار چوگان بن حمزہ سے مقابلہ کر رہا تھا عورتین رو پیٹ رہین تھین
شور و غل بلند تھا قران وغیرہ آواز نالہ و فریاد سنکے باہم کہنے لگے کہ نہین معلوم اس باغ مین کیا واقعہ ہے
کہ عورتین شور و غل کر رہی ہین اور نالہ و فریاد کرتی ہین ذرا چلکر دیکھنا چاہیے یہ صلاح کر کے
بذریعہ کمند پانچون عیار مذکور باغ مین آئے دیکھا تو واہ واہ چوگان بن حمزہ سے اور ہشام
تیز پران سے خوب لڑائی ہو رہی ہے کوئی زخمی نہین ہوتا ہے عورتین رو رہی ہین یہ دیکھکر
سب عیار خوش ہوے اور یکبارگی نعرہ کیا کہ او ہشام ہوشیار ہو جا کہ ہم پانچ فرشتے عوض مین

ملک الموت تیری قبض روح کو آئے ہین اب تو تجھے کہان بچکر جاسکتا ہی یہ کہکر سب نے انکو اپنی
اصلی صورت دکھائی اُس نے ہر ایک کو پہچان کر خیال کیا اسوقت انکا آجانا اچھا نہوا اب چوگان
کا قتل کرنا کیسا اپنی جان ان پانچون بلاؤن سے بچانا مشکل ہوا ہنوز ہشام یہ خیال کر ہی رہا تھا
کہ عیاران مذکور قریب آئے اور چوگان کو سلام کرکے عرض کیا حضور ہٹ جائین اس نابکار سے
نہ لڑین کیونکہ یہ نابکار لائق مقابلہ حضور نہین ہی ایک ذلیل اور کمتر شخص ہی ہم اسکو ابھی قتل کرتے
ہین ہشام نے انکی تقریر سنکے جواب دیا کہ یہ بہادری اور انصاف کے خلاف ہی کہ ایک شخص سے پانچ
شخص لڑین ہان جسکو دعوی بہادری دعیاری ہو وہ ایک میرے سامنے آئے اور مقابلہ کرے پھر
قران نے آگے بڑھکر کہا او بدکردار اچھا ہم سے مقابلہ کر ہم تجھسے تنہا مقابلہ کرینگے اور قتل کرینگے
کیا ضرورت ہی کہ تجھ ایسے نامرد کو چند عیار ملکر قتل کرین یہ کہکر چوگان بن حمزہ کو علٰحدہ کرکے
نیمچہ کھینچکر اُسکے سامنے آیا دونون مین نیمچہ چلنے لگا زہرہ بانو اُن عیارون کے آنے سے خوش ہوئی
اور سمجھی کہ میرے محبوب کے یہ لوگ مددگار اور ملازم ہین یہ خیال کرکے وہ نہایت خوش ہوکر
مطمئن ہوئی اور جملہ عورتون نے وہ شور وفغان موقوف کیا ادھر قران اور ہشام مین تادیر خوب
نیمچہ چلا آخر کار قران نے چالاکی سے نیمچہ اُسکی ران پر لگایا گو ہلکا سا زخم اُسکی ران پہ آیا لیکن زخم
سے خون بہت نکلنے لگا زہرہ بانو وغیرہ سب یہ حال دیکھکر خوش ہوئین اور دعا کرنے لگین کہ
خدا کرے ہشام کو یہ شخص قتل کرڈالے ابھی عورتین یہ دعا کر رہی تھین کہ ہشام نے خیال کیا کہ تو
زخمی ہو چکا ہی درد سے زخم کے پانون قابو مین نہین ہی اگر یہان ٹھہرے گا ضرور یہ حبشی تجکو قتل
کرڈالیگا بہتر یہی ہی کہ یہان سے گریزان ہو جان اپنی قران سے بچا یہ خیال کرکے پیچھے ہٹنے لگا یہانتک کہ قریب دیوار
باغ پہونچا اور وہان سے جست کرکے دیوار باغ پر پہونچا قران نے بھی جست کی اور دیوار باغ پر پہونچا ہشام وہان
سے کودکر زیر دیوار باغ جاکر بے اختیار بھاگا جب وہ بھاگ گیا قران نے اُسکا تعاقب نکیا اور پھر باغ مین آکر چوگان سے
کہا کہ حضور میری راے یہی ہی کہ اب آپ یہان تشریف نرکھین کیونکہ ہشام زخمی ہوکر بھاگ گیا ہی وہ چو طویل سے تمام حال
جاکر کہیگا وہ برہم ہوکر فوج روانہ کریگا مردمان لشکر یا تو باغ کا محاصرہ کرینگے یا اس باغ مین
آکر جنگ وجدال کرینگے حضور یہان تنہا ہین فوج ہمراہ نہین ہی ہزارون سے مقابلہ کیونکر کرینگے
ہنوز چوگان نے قران کو کچھ جواب ندیا تھا کہ زہرہ بانو نے تقریر قران کی پس پردہ سے
سنکے جواب دیا بھائی کیا راے دیتے ہو کہ جس صلاح سے ہمارے دل کو صدمہ پہونچتا ہی تم ایسی
راے انکو ہرگز ندو کہ یہ یہان سے ہمکو چھوڑ کر چلے جائین اگر یہ تمہارے کہنے پر عمل کرینگے اور
مجھے یہان چھوڑ کر چلے جائینگے تو مین اپنی جان دیدونگی چوگان نے تقریر قران اور زہرہ بانو
کی سنکے کہا کہ بیشک قران کی راے اچھی ہی اب اس باغ مین رہنا بہتر نہین ہی اور اے ملکہ
تم نگھبراؤ مین تمکو چھوڑ کر یہان سے نجاؤنگا ہمراہ اپنے تمکو لیجاؤنگا زہرہ یہ سنکے خوش ہوئی
چوگان نے اُسی وقت قران وغیرہ سے کہا سامان یہان سے چلنے کا کرو اُنھون نے سامان کیا
چوگان نے زہرہ بانو اور جملہ عورتون کو محافہ اور ڈولیون مین سوار کرایا پھر سب باغ سے
نکلکر دوسری راہ سے کہ ویرانہ تھا جانب قلعہ نسطور یہ روانہ ہوے جب قلعہ کے قریب پہونچے

نسطور زنگی خبر تشریف آوری چوگان سنکے قلعہ سے واسطے استقبال کے نکلا پھر استقبال کرکے
چوگان کو مع زہرہ بانو وغیرہ کے قلعہ مین لیگیا اور ایک عمارت عالی مین زہرہ بانو کو مع اُسکی
ہمجولیون دکنیزون کے مقیم کیا پھر چوگان سے احوال پوچھا اُس بہادر نے تمام حال باغ زہرہ بانو
کا بیان کیا وہ سنکے خاموش ہورہا یہان تو قلعہ مین چوگان مع زہرہ بانو وغیرہ کے چلا آیا ہے لیکن اب
احوال شام کا لکھا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو زخمی ہوکر بھاگا تھا بعد قطع راہ خدمت چوطویل مین گیا اور
تمام حال جو باغ مین گذرا تھا مفصل بیان کیا اُس نے برہم ہوکر اُس سے کہا تو اپنے ہمراہ دس ہزار
سوار لیکر جا اور چوگان اور میری دختر کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ اُس نے اپنے زخم کو
باندھکر بموجب حکم سوارون کو ہمراہ لیکر اُسی باغ مین گیا دیکھا تو وہان کوئی بھی نہین ہے یہ حال دیکھکر
حیران ہوا کون تھا وہان کہ اُس سے پوچھتا کہ چوگان وغیرہ کدھر گئے آخر مجبور ہوکر مع سوارون کے
واپس آیا اور تنہا خدمت چوطویل مین جاکر عرض کیا خداوندنعمت یہ فدوی حسب الحکم گیا تھا
باغ مین جاکر جو دیکھا تو وہان کسی کو نپایا نہین معلوم چوگان زہرہ بانو وغیرہ کو کدھر لیگیا چوطویل
یہ خبر سنکے نہایت حیران ہوا اور کہنے لگا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب تو چوگان اور زہرہ بانو کی تلاش
مین رہنا اور ما بدولت کو اُنکے حال سے اطلاع دینا یہ کہکر اُسکو رخصت کیا اور خود داخل محلسرا ہوا
اپنی زوجہ سے احوال چوگان اور زہرہ بانو کا کہا وہ مغموم ہوئی چوطویل تو داخل محلسرا ہے اور زوجہ
اُسکی اپنی دختر کے واسطے گریان ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال پھر قلعہ نسطوریہ کا
لکھا جاتا ہے کہ جب چوگان بن حمزہ قلعہ نسطوریہ مین آیا دو روز رہا تھا کہ قران اور سمک اور ابوالفتح
اور سنجر اور برق نے چوگان سے عرض کیا کہ یہان رہنا ہمارا خوب نہین ہے کیونکہ جناب حمزہ
صاحبقران نے ہمکو واسطے رہا کرنے لندھور اور ثریا اور کرب اور زریمان کے روانہ کیا ہے پس
اب ہم سوے زنگبار اُنکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین چوگان نے اُنسے کہا اچھا تم جاؤ بعد تمہارے
جانے کے ہم بھی مع لشکر زنگبار مین آتے ہین عیاران مذکور اُسی وقت قلعہ نسطوریہ سے نکل کر
صورتین اپنی تبدیل کرکے جانب زنگبار روانہ ہوے بعد جانے عیارون کے چوگان نے نسطور
زنگی سے کہا تمہاری اس باب مین کیا راے ہے کہ مین زنگبار مین واسطے رہائی لندھور
اور کرب وغیرہ کے مع فوج فی الحال جاؤن یا نہ جاؤن اُس نے بعد فکر بسیار عرض کیا میری تو راے
ہے کہ آپ اپنی صورت تبدیل کرکے میرے ساتھ تمام فوج ہمراہ لیکر تشریف لے چلیے اور داخل
زنگبار ہوجیے اور وقت کی منتظر رہیے اگر میری راے پر عمل کیجیے گا تو بہتر ہے کیونکہ ابھی میرے
حال سے چوطویل آگاہ نہین ہے کہ یہ مسلمان ہوگیا ہے جب مین جاؤنگا کوئی مجکو روکےگا اور چوطویل
مجھسے خوش ہوگا اور سبب آنیکا پوچھیگا مین کہونگا چونکہ اس زمانہ مین چوگان بن حمزہ ادھر آیا ہوا ہے
اور شور شر سنا ہے اس وجہ سے مع اپنی فوج کے حاضر ہوا ہون کہ آپکے دشمنون کو قتل کرون وہ میری
اس تقریر سے از حد شاد ہوگا اور بخاطر پیش آئیگا جب موقع ملیگا لندھور اور ثریا وغیرہ کو میرے
ہمراہ چلکر رہا کیجیے گا چوگان نے اُسکی راے بہت پسند کی اور اُسی وقت چلنے کا حکم دیا فوراً
نسطور زنگی نے سامان جنگ مہیا کرکے اپنی فوج کو حکم دیا کہ مسلح ہو مردمان لشکر مسلح ہوے

پھر حکم چوگان سے اُسکے مردان سپاہ بھی مسلح ہوے عیار چوگان بن حمزہ نے چوگان کی صورت رنگ و روغن سے تبدیل کردی چوگان زہرہ بانو سے رخصت ہوکر اور اُسکو قلعہ نسطوریہ مین چھوڑکر ہمراہ نسطور زنگی کے مع اپنی سپاہ اور اُسکی فوج کے مع عیارون اپنے کے قلعہ سے نکلکر جانب زنگبار روانہ ہوے احوال اِنکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان لڑنا طوغان کا بہرام صحرانشین سے مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

تضمین شعر طوطی شکرستان ہند بطرز مسدس

کیا کہون کچھ نہ پوچھ اے رات کا حال ہمنفس
کچھ تو بر آئی آرزو رہگئی دل مین کچھ ہوس
بعد زمانہ وصل پر آج ہوا جو دسترس
یعنے وفور عشرت و جوش نشاط تھا کہ بس

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہاے نظر مین پھرتی ہین شب کی سیاہ مستیان
تاب کسل خمار ہو نشہ وصل اب کہان
بادۂ سرخ رنگ کے فرش پہ ہین لگی نشان
سیل سرشک لالہ گون چشم سے کیون نہو روان

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

آئے جو شکوہ وہ یہان چارہ رنج و غم ہوا
گو کہ حصول مدعا ہو تو گیا پہ کم ہوا
دہشت قضا الم کدہ رشک وہ ارم ہوا
عین سرور لطف مین قہر ہوا ستم ہوا

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ساقی ماہرو نہین پیجیے کس طرح شراب
اختر بخت جلگئے دیکھ شعاع آفتاب
سینہ و دل کو کردیا آتش ہجر نے کباب
رات کی صحبت اب کہان پھر وہی غم وہی عذاب

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

گرچہ کئی برس کے بعد رات ہوا وصال یار
لیک نہ دلکو چین تھا اور نہ جان کو قرار
ہمدم و ہمنشین رہے ہمنفس اور ہمکنار
جس سے کہ ڈر رہے تھے ہم وہی ہوا کار

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

آنے سے اُنکے رات یان رنج تھے دکھ سو گئے
شام سے تا دم سحر عیش نصیب ہو گئے
وصل سے کامیاب کر کام سے ہاے کھو گئے
جاگتے جاگتے غرض بخت ہمارے سو گئے

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

مومن بادہ گو حریف تونہین اپنے راز کا
وقت اذان تلک رہا زمزمہ عیش و ناز کا
رہ انگو یان گذر ہوا اُس بت دلنواز کا
کس سے ادا ہوا اب صلوٰۃ ہوش کہان نماز کا

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

نامداران عرصۂ خوش رقمی و ذیوقاران میدان رنگین نگارش قلمی میدان صفحہ قرطاس مین نیزہ قلم کو واسطے حریفان مضامین اس داستان کے اس طرح اُٹھاتے ہین کہ جب کشتی طوغان سردار کرب غازی طوفان سے بچکر کنارہ پر پہونچی وہ بہادر اپنی کشتی سے مع سپاہ کنارہ پر اُترا اور شکر خدا بجالاکر ایک سمت روانہ ہوا صحرا اور کوہستان کو طی کرتا ہوا ایک بیشہ پر خار مین پہونچا چونکہ اُس بیشہ مین بہرام صحرانشین مع اپنی سپاہ کثیر کے فروکش تھا طوغان کو مع سپاہ آتے دیکھکر بلد تر اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر اُس بہادر کا سد راہ ہوا اور پوچھنے لگا تو کون ہی کہان سے آیا ہی ارادہ کہان جانیکا رکھتا ہی اُس نے جواب دیا کہ مین لشکر امیر باتوقیر یعنے سرکوب سرکشان جناب حمزہ صاحبقران سے کہ بصرہ مین فروکش ہی براہ دریا اس طرف آیا ہون اور اپنے آقا کرب غازی کی جستجو مین ہون تاکہ اُنکے ہمراہ رکاب زنگبار مین جاؤن لندھور اور ثریا اور نریمان کو قید سے رہا کرون چوطویل بادشاہ زنگبار کو کہ وہ کافر ہی اُسے قتل کرون اور نام میرا طوغان ہی اب تو بتا کہ کون ہی بہرام صحرانشین نے جواب دیا نام میرا بہرام ہی چونکہ مین ناظم صحرا ہون اس وجہ سے سب مجھکو بہرام صحرانشین کہتے ہین اور مین تعلق رکھتا ہون چوطویل بادشاہ زنگبار سے چونکہ تو انکا دشمن ہی لہذا تجھکو آگے جانے ندونگا اسی جگہ قتل کرونگا طوغان نے برہم ہوکر جواب دیا تیری کیا مجال ہی کہ تو مجھکو روکے اور قتل کرے جب اسی طور سے باہم گفتگوے سخت ہوئی انجام سخت کلامی کا یہ ہوا کہ بہرام صحرانشین آمادہ کارزار ہوا پہلے تو باہم لڑائی ہوئی آخر کار طوغان اور بہرام مین کشتی ہوئی زمانہ کشتی کو ایک روز کا گذرا تھا کہ ناگاہ اثناے کشتی مین پاؤن طوغان کا ایک موش خانہ مین کہ وہ طویل و عریض تھا جاتا رہا اور ایسا صدمہ اُسکے پاؤن اور کمر کو پہونچا کہ کولا اُسکا اُتر گیا اُسوقت کثرت صدمہ مذکور سے طوغان کو غش آگیا بہرام صحرانشین نے اُسی عالم مین اُسکو گرفتار کیا اور وہان سے ایک باغ مین لایا جب طوغان کو ہوش آیا دیکھا کہ مین طوق و زنجیر مین گرفتار ہون بہرام سامنے بیٹھا ہی لشکر اُسکا بیشہ مین پڑا ہی یہ حال اپنا دیکھکر محزون ہوا بہرام نے کہا اے طوغان اگر تو اب گوسالہ پرستی کرے تو مین تجھکو رہا کردون اُس نے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی مین تو گوسالہ پر لعنت کرتا ہون بہرام یہ سنکے از حد غضبناک ہوا اور جلاد کو طلب کرکے کہا اس مسلمان کو لیجا اور قتل کرکے سر اسکا کاٹ کر میرے روبرو لے آ جلاد نے طوغان کا ہاتھ پکڑا اور کشان کشان باغچہ سے کہ چند درخت بہرام نے براے تفریح دل لگائے تھے بیشہ پرخار مین لے گیا اور زیر تیغ بٹھا کر کو تلہ کا خط گردن پر دیکر کہا اے شخص آگاہ ہو کہ پیدا کرنا خداوند کا کام ہی اور قتل کرنا میرا کام ہی تیغہ آبدار رکھتا ہون اور بازو پر قوت سے کوئی دم مین تیرے

سروتن مین جدائی کرونگا اسوقت جو تیرا دل چاہے کھا لے پھر دنیا کی نعمتون کو تیری روح ترسے گی
طوغان نے اُسکے جواب مین کہا کہ لخت جگر کھا چکا ہون اور خون دل پی چکا ہون زندگی سے سیر
ہون مجکو خواہش کسی شی کی نہین ہو تو اپنے مالک کا حکم بجالا سروتن مین میرے جدائی کر لیکن ایک
یہ تجھسے وصیت کرتا ہون کہ اگر تجھسے ملاقات ہمارے آقا کرب غازی سے ہو جاسنے تو کہدینا کہ
طوغان بیشہ پر خار مین قتل کیا گیا آپکے حصول ملازمت کی آرزو دل مین اپنے لیکر سوے عدم گیا
جلاد نے جواب دیا دیکھا جائیگا یہ کہکر منتظر حکم ثانی بہرام ہوا ہنوز اُس نے حکم ثانی برا سے قتل
طوغان ندیا تھا اور طوغان مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کر رہا تھا ناگاہ گرد سے تیرہ تیرہ و سرگرد
باسمان رسیدہ ایک جانب سے نمایان ہوئی جلاد جانب گرد و غبار دیکھنے لگا طوغان اُس گرد کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ
بیشک میری دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی کوئی شخص میری مدد کیواسطے آتا ہو ادھر طوغان یہ خیال کر رہا تھا ادھر
بہرام صحرا نشین اُس گرد کو دیکھکر مشوش تھا اُسی فکر مین اُسنے حکم ثانی جلاد کو دیا ابھی تیسرا حکم ندیا تھا کہ ہوا سے وہ گرد
دفع ہوئی طوغان نے دیکھا کہ کرب بجمعیت سپاہ کثیر آتا ہو یہ دیکھکر خوش ہوا اور بہرام نے چاہا کہ جلاد کو حکم تیسرا دے
یکایک کرب غازی نے طوغان کو زیر تیغ دیکھکر نعرہ کیا اور قریب اُسکے آکر چاہا کہ قتل کرے جلاد
تیغہ زمین پر ڈالکر بے اختیار بھاگا کرب غازی نے طوغان کو قید سے رہا کیا اتنی دیر مین لشکر
طوغان بھی آگیا طوغان پاے کرب غازی پر گرا اُس نے سر اُسکا سینہ سے لگایا ابھی کچھ احوال
دریافت نکیا تھا کہ بہرام صحرا نشین اپنے لشکر کو لیکر آیا اور کرب غازی سے کہنے لگا کیون تو نے
طوغان کو قید سے رہا کیا اور اسکو قتل ہونے ندیا تو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہو کہ ایسی زبردستی
کرتا ہو بہتر تیرے حق مین یہ ہو کہ طوغان کو میرے حوالے کر دے تاکہ مین اسکو قتل کراؤن کرب نے
غضبناک ہوکر جواب دیا کیا بکتا ہو ذرا ہوش مین آ طوغان کی جان کے ساتھ میری جان ہو یہ
میرے مطیعان سے ہو تو اسکو قتل کرتا تھا اُسکی سزا تجھکو دونگا ابھی سر تیرا تیغ آبدار سے قلم
کرونگا تو نہین جانتا کہ مین کرب نظر کردہ امیر عرب ہون طلسم گوسالہ کو توڑکر آتا ہون اور
تیرے فرزند مہران تاجدار کو مینے مسلمان کیا ہو اور بہادران جہان مجھسے ڈرتے ہین
اُس نے تمام تقریر کرب کی سنکے کہا او کرب تجھکو شاید تیری قضا یہان لائی ہو ہوشیار ہوجا اب تو
میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہو یہ کہکر اُس نے تیغہ آبدار کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر تیغہ سر کرب غازی
پر لگایا کرب نے بازو پر تلوار کی نظر کر کے مرکب اپنا آگے بڑھایا جب تیغہ قریب سر آیا
بند دست پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ سے اُسکے بزور تیغہ چھین لیا وہ غضبناک ہوکر غصہ سے
تھرانے لگا پھر کمر زنجیر کرب غازی مین تیز دستی سے ہاتھ ڈالکر قصد کرنے لگا کہ پشت زین سے
اُٹھاؤن اور زمین پر پٹک کر ہلاک کرون اُسوقت کرب نے بھی اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور
کرنا شروع کیا تا دیر خوب زور آزمائی رہی انجام کار یہ ہوا کہ مرکب دونون راکبون کے تاب تحمل
زور آزمائی نہ لاکر زمین پر بیٹھنے لگے اور زبانین نکالکر ہانپنے لگے اُسدم لشکرون سے کچھ شاطر نکلے
اُنھون نے کہا اے بہادرو اگر تم مائل بکشتی ہو تو گھوڑون سے اُترکر زمین پر کشتی لڑو ذرا اپنے
مرکبون پر تو نظر کرو کہ اُنکا کیا حال ہو یہ تقریر شاطرون کی سنکے دونون دلاور مرکبون سے اُترے

اور دامن گیر ہو اگر کشتی لڑنے لگے صاحب دفتر نے اس جگہ یون تحریر کیا ہی کہ تین روز تک برابر کشتی
ہوا کی تیسرے روز وقت شام کرب غازی نے اُسکی کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے ایسا زور
کیا کہ اُسکو زمین سے گھٹنون تک اُٹھایا دوسرے زور مین تا بسینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کیا
اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر پٹک دیجیے اُسوقت بہرام نے کہا ای کرب غازی مجکو امان دے
کرب نے جواب دیا بغیر اسکے کہ تو دین اسلام قبول کرے ہرگز تجکو امان ندونگا اُس نے کہا اچھا مجکو
مسلمان کرو کرب نے اُسکو کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا کرب غازی
نے اُسکو آہستہ زمین پر بٹھا دیا وہ قدم کرب پر گرا کرب نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کر اپنے
سینے سے لگایا اور بہت اُسپر عنایت و مہربانی کی بہرام صحرانشین نے کرب کو اپنے حال پر بہت
مہربان پاکر عرض کیا چندے یہان توقف کیجیے اور نان خشک تناول کیجیے کرب نے جواب دیا ہم
تمھاری دعوت ضرور قبول کرتے لیکن ہمکو رہائی لندھور اور ثریا اور نریمان جلد تر مطلوب ہے
اس وجہ سے ہم تمھاری دعوت فی زمانہ قبول کر نہین سکتے وہ یہ عذر سنکے کہنے لگا اچھا اب آپکا کیا ارادہ ہی
یہان سے کہان جائیے گا کرب نے جواب دیا ای بہادر میرا ارادہ ہی کہ زنگبار مین جاؤن اور
لندھور وغیرہ کو رہا کرون اور چوطویل کو یا قتل کرون یا مسلمان کرون اُس نے عرض کیا مینے
ایک مدت سے اپنے فرزند مہران تاجدار کو نہین دیکھا ہی چاہتا ہون کہ پہلے آپ کے ہمراہ اپنے فرزند
کے قلعہ مین چلون اور اُسکو دیکھون بعد ازان اُسکو ہمراہ لیکر مع اُسکی فوج کے اور اپنی سپاہ کے
آپکے ہمراہ رکاب جانب زنگبار چلون اور چوطویل کو قتل کرون لندھور وغیرہ کو قید سے چھڑاؤن
کرب نے رائے اُسکی پسند کی اور کہا ای بہادر جو تو نے کہا مینے قبول کیا بہرام صحرانشین
خوش ہوکر اُسی وقت ہمراہ کرب غازی اپنی فوج کو مسلمان کرکے اپنے بیشہ سے روانہ ہوا جب
بعد قطع راہ قریب قلعہ مہران تاجدار یہ سب پہونچے مہران تاجدار خبر تشریف آوری
کرب غازی اور اپنے والد کی سنکے واسطے استقبال کے قلعہ سے نکلا اور کرب غازی کا
استقبال کرکے اور اپنے والد سے ملکے اُنکو قلعہ مین لے گیا پھر اپنے والد سے احوال پوچھا اُس نے کہا
ای فرزند کرب غازی نے مجکو دلیرانہ زیر کیا مینے دین اسلام قبول کیا اُس نے کہا آپ نے
بہت مناسب کیا مینے بھی دین اسلام قبول کیا ہی یہ کہکر اُس نے سامان دعوت و ضیافت کا حکم دیا
اور ہنگام شب بڑے تکلف سے کرب غازی کی دعوت کی اور بزم عیش آراستہ کی اور
نازنینان خوبرو کو طلب کرکے رقص و نغمہ اُنکا دیکھا اور سنا کرب غازی اور طوغان بھی وہانکے
نازنینان خوش گلو کا گانا سنکے اور ناچ دیکھ کے بہت خوش ہوے جب صبح ہوئی وہ بزم عیش
و عشرت موقوف کی گئی کرب غازی نے کہا ای مہران تاجدار اب یہان توقف اچھا نہین ہی
آج ہی یہان سے طرف زنگبار کے کوچ کرنا چاہیے کیونکہ لندھور اور ثریا اور نریمان بن
قنطور شاہ کو چوطویل قتل نکرے تو اُسے انکار رہا کرنا ضرور ہی یہ سنکے اُس نے اپنی فوج کو حکم کمربندی
کا دیا پھر کرب غازی اور طوغان اور بہرام صحرانشین نے بھی اپنی سپاہ کو مسلح اور مکمل
ہونیکا حکم دیا جب تمام مردان سپاہ مسلح اور مکمل ہو چکے کرب غازی اور مہران تاجدار

اور طوغان اور بہرام صحرا نشین اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوے اور تھوڑی فوج واسطے انتظام قلعہ کے چھوڑکر وہان سے جانب زنگبار روانہ ہوے اثناے راہ مین بہرام صحرانشین نے کرب سے عرض کیا کہ آپ پہلے مجکو سوے زنگبار روانہ ہونے دیجیے بعد اُسکے آپ تشریف لا یئے گا اس مین ایک مصلحت ہی کرب نے اسکو روانہ کیا وہ مع اپنی فوج کے روانہ ہوا بعد اسکے جانیکے کرب بھی مع طوغان و مہران تاجدار کے روانہ ہوے لیکن اثناے راہ مین مہران کے کہنے سے طوغان اور کرب غازی نے اپنی صورتین عیارون سے تبدیل کرالین انکا بھی احوال وقت پر لکھا جائیگا

داستان عدیم النظیر جانا چوطویل شاہ زنگبار کا باغ گوسالہ سخنور مین اور آنا سرداران وعیاران لشکر اسلام کا اور جنگ عظیم ہونا بعد ازان چوطویل کا مسلمان ہونا اور جانا لندھور کا طرف ہندوستان کے ـ مخمس بر غزل مرزا قلی میلی ❖

چون شکوہ ام بدشنم آن دل شکن کند
او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت حیا بجان من خستہ تن کند
کو بخت آنکہ یار شکایت زمن کند
چند انکہ مدعی نتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید
جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
ایسا یہ نا امید ہی ای یار نا امید
گردد ہزار بار گرفتار نا امید
گر شکوہ دلم ز تو پیمان شکن کند

یار انہ بتان پہ بھلا اعتماد کیا
یا تو کسیکو دخل نہ تھا وان مرے سوا
یا اسقدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا
گر ہیچ سر گرانی او نیست غیر را
ستم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہاے قتل کیا مجکو یا نصیب
دکھلائے پھر خدا انہ یہ بزم اجل قریب
ہین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب
آن ظالمم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اُسکی ہمسخنی کی تھی آرزو
اب عین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
ای جوش گریہ بس ہی ترے ہاتھ آبرو
او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے چند جمع میکش خونین دل ایک جا
جاے کہاب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہی کس طعن سے کہا
میلی ہزار حیف کہ آن مے پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

صاحبان تیغ دو زبان قلم و محرران نادر و خوش رقم اس داستان بے مثال کو بہ رنگینی عبارت اس طرح صفحہ قرطاس پر لکھتے ہین کہ ایک روز چوطویل شاہ زنگبار نے سر دربار اپنے

ارکین سلطنت واعیان مملکت وسرداران لشکر سے اس مقدمہ مین پوچھا کہ ایک زمانہ سے ہشام اور خوش گام
لندھور اور شریا کو اور نریمان کو گرفتار کرکے یہان لائے ہین کرب غازی تو قیدخانہ سے زنجیر وطوق کو
توڑ کر نکل گیا ہو سنا ہو اُس نے کچھ فوج جمع کی ہو اور ارادہ اُسکا اِدھر آنیکا ہو اور شریا کو مینے جانب
زرین حصار روانہ کردیا ہو یقین ہو کہ وہ بھی کچھ فساد برپا کرے اور لندھور اور نریمان قید مین ہین ایسی
حالت مین کیا کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا پہلے حضور تو اپنی راے ظاہر کرین بعد ازان ہماری جو
راے ہوگی وہ ظاہر کی جائیگی چوطویل نے کہا ہمارا دل چاہتا ہو کہ قبل وقوع فتنہ وفساد ہم لندھور اور
نریمان کو خداوندگو سالہ سخنور کے باغ مین جاکر قتل کرڈالین انکی طرف سے مطمئن ہوکر پھر یہان
آکر آرام تمام بیٹھین جسوقت شریا اور کرب غازی اس طرف آئینگے اُنکا تدارک کیا جائیگا سب نے
عرض کیا حضور کی راے ہم بہت پسند کرتے ہین ضرور آپ لندھور اور نریمان کو قتل کرڈالیے لیکن
اتنا ضرور کیجیے گا کہ قبل قتل پھر ایک مرتبہ براے اتمام حجت لندھور کو روبروے خداوند روانہ کرائیگا
اور اُنکے بارے مین یہ حکم کیجیے گا کہ اگر یہ خداوندگو سالہ کو سجدہ کرین تو خیر ورنہ انکو قتل کرنا اس
تقریر سے مدعا ہمارا یہ ہو کہ شاید اب لندھور خداوند کو سجدہ کرے تو قتل نکیا جائے کیونکہ آپکا بھتیجا
ہو اور بہادران روزگار سے ہو چوطویل نے جواب دیا مین تمھاری بھی راے پسند کرتا ہون باغ
خداوند مین پہونچکر ایسا ہی کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ سب فوج ہماری تیار ہو ہم اسیوقت یہان سے باغ
خداوند مین جائینگے چنانچہ حسب الحکم اُسی وقت تمام مردان سپاہ مسلح ومکمل ہوے ارکین سلطنت
نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم سب اہل دربار بھی ہمراہ رکاب چلین چوطویل نے اُنکے جواب مین کہا
ہرچند کہ یہان سے باغ خداوندی چھ سات کوس پر ہو مین جاؤنگا اور اُنکو قتل کرکے کل پار یون
تک یہان چلا آؤنگا تمھارا جانا ایسی صورت مین کچھ ضرور نہین ہو لیکن خیر چونکہ خداوند کی زیارت سے مشرف
ہوگے اور اُنسے ہم سخن ہوگے اور انکو سجدہ کروگے اس وجہ سے چلے چلو یہ کہکر تخت حکومت سے
اُٹھکر ایک مرکب پر سوار ہوا جملہ اہل دربار بھی سواریون پر سوار ہوے سلطان زرین حصار
بھی مرکب پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری شاہ زنگبار سوے باغ گوسالہ سخنور
روانہ ہوئی تمام فوج اُسکی کہ چھ سات لاکھ تھی اُسکے ہمراہ رکاب ہوئی بعد قطع راہ جب وہ شاہ قریب
باغ گوسالہ سخنور پہونچا سب نے دیکھا کہ چاردیوار باغ مذکور طلائی ہو وسعت مین وہ باغ بہت
بڑا ہو کئی کوس کے طول وعرض مین ہو دروازہ اُسکا بہت عظیم الشان ہو اور وہ بھی طلائی ہو آفتاب
کا عکس جو باغ مسطور کی درودیوار پر پڑتا ہو ایک قسم کی آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی ہو جسوقت
چوطویل در باغ پر پہونچا مرکب سے اُترا ارکین سلطنت اور اعیان مملکت اور سلطان زرین حصار
یہ سب سواریون سے اُترے شاہ زنگبار داخل باغ ہوا ہمراہ اُسکے وزرا امرا اور سلطان
زرین حصار یہ سب درون باغ گئے اور تمامی فوج بیرون باغ ٹھہری سلطان زرین حصار
وغیرہ نے اندر اُس باغ کے جاکر دیکھا کہ وہ باغ عجب بےمثل باغ ہو روے زمین پر کوئی ایسا
باغ نہین ہو جہان ہزارون اصلی درخت میوہ ہاے رنگارنگ کے اور گلہاے بوقلمون کے ہین
وہان سیکڑون درخت خوش نما جواہرات کے بھی ہین خوشے اُنکے موتیون کے ہین اور پھل اُنکے وہ بھی

طرح طرح کے جواہر لگے ہین ہر ایک درخت جواہر بادلہ پوش ہے اور ثمر و برگ انکے تھیلیان تامی کی چڑھی ہوئی ہین تھالے زمرد کے
خوش نما ہین بعض اُنمین الماس کے ہین اور اکثر طلا و نقرہ کے ہین ہر روش پر بادلہ مقرش بچھا ہوا تھا انکی چمک سے
زمین پر آسمان کا دھوکا ہوتا تھا ثابت ہوتا تھا کہ ستارے ہین کسی طرف تاک انگور کے وہ درخت باثمر جنکے
دیکھنے سے میکشون کو مئے تند کا نشہ ہو جائے کسی سمت درختان انار اور سیب وہی کسی جانب اور میوہ ہاے
خوش ذائقہ کے اشجار قطع دار کہین نرگس کا تختہ شگفتہ ایسا کہ جسکو آنکھ سے ہمیشہ دیکھا ہی کیجیے اور کبھی انکی سیر
سے سیر نہو جیے کہین داؤدی کا چمن وہ اُسکے اُودے اودے پھول کہ جو رشک اِرمنی لب معشوقان غنچہ دہن ہین
کہین نسترن رائے بیل اور نسرین کے تختون کی بہار کہ جنکے گلون سے صاف قدرت پروردگار آشکار
تھی کسی جگہ وہ گلاب کا تختہ جنکے پھولون کی بو سونگھ کر اہل اسلام درود پڑھین کہین سیوتی کا چمن کہین تختہ
گل فرنگ کسی جگہ چنبا عقیق زرد کا تھا کہین تختہ نیلم کا نافرمانی مرغان باغ پر آمادہ تھا کہین گل خیرو پر بہار کہ کسی
جگہ تختہ گل لالہ بدخشان کا تھا عشاق اُس تختہ کو دیکھکر اپنا داغ دل اُس سے ملاتے تھے کہین گیندے کے
درخت جنکے پھول رنگ برنگ کے تھے وہ عجب بہار دکھاتے تھے زرد گلون کے رنگ سے عشاق اپنی
زردی رخ کو کچھ کم ہی پاتے تھے کسی جگہ وہ گل اشرفی کا تختہ کہ جسکے ہونیکا باغ جہان مین چلن ہے کہین ہارسنگار
کے درخت انکا سنگار دنیا سے نرالا تھا اسی طرح کہین موتیے کا تختہ اور کہین موگرا اور کہین گل شبو کہانتک
اُسکے گلہاے رنگا رنگ کی کیفیت لکھی جائے کیونکہ دشوار ہے وہ بلبلون کا اُس باغ مین نغمہ سرا ہونا اور گل پر
بیٹھنا وہ قمری کی آواز سرو لب جو پر وہ مرغان خوش نوا کی صدائین کہانتک تحریر ہین اُس باغ کی ثنا
تحریر ہو دل مولف اب یہ کہتا ہے کہ نظم مین بھی کچھ تعریف اُس باغ کی لکھون چنانچہ مختصر تعریف انکی یہ ہے نظم

نور مین جو درخت گلشن تھا
پھول پھل صورت ید بیضا
اک طرف چاندنی قمر کا جواب
یاسمن زار رشک صبح امید
دھوپ مین ہر روش کی تھی پھیلا
شب گلشن مثال صبح بلور
کیا درخشندہ برگ نسرین تھے
دل مین آنکھون مین جو سمائین تھین
تھی ملتب گلاب سے ہر نہر
دیکھنے والے ہوتے تھے بسمل

غیرت افزاے دشت ایمن تھا
مطلع صبح یاسمن سے تھے چمن
موتیا رشک گوہر شب تاب
زلف زہرہ تھا طرۂ سنبل
نظر آتی تھی صاف مہر گیا
یون شگفتہ تھا موتیے کا چمن
غیرت بال مرغ زرین سے تھے
بجلی دلکو ہر زمان ہوئے
جوش سے پانی مارتا تھا لہر

دست ہر شاخ تھا کف موسیٰ
گل تر اختر شب سوسن
صاف سورج تھی گل خورشید
مرغ زر اُس چمن کا تھا بلبل
ہر خیابان برنگ جادۂ نور
جس طرح سے گھر میان عدن
نہرین اس طرح کی بنائی تھین
تاب نظارہ کی کہان ہوئے
لہر پانی کی باندھتی تھی دل

الحاصل تعریف باغ تا کجا جن لوگون نے اُس باغ پُر بہار کی سیر دیکھی
وہ سیر باغ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے ہم باغ شداد کی بہت تعریف سنتے تھے آج اس باغ
کی سیر دیکھکر ہمکو یہ یقین ہو گیا کہ اگر باغ شداد سبز و شاداب اور گلہاے رنگارنگ سے مملو ہوگا تو بس
اسیقدر ہوگا جب وہ لوگ باغ کی سیر کر چکے تو آگے بڑھے دیکھا ایک جگہ بڑا اژدحام ہے ایک بہت بڑا
اور عریض و طویل گنبد بنا ہوا اور آگے اُسکے ایک صحن ہے وسیع ہے اور چہار دیواری اُسکی طلائی ہے اور دروازہ بھی
اُسکا طلائی ہے اور مرصع ہے صحن مین اُسکے بہت سے پنڈت اور برہمن بھجن خداوند کے گا رہے ہین

بہت سے آدمی بیٹھے ہوے سُن رہے ہین گنبد کے اندر ایک گاے ہی طلاے خالص کی وہ چالیس گز کی طول مین
ہے اور دو ڈہائی گز عرض مین ہی جب اُسکے روبرو کوئی جاتا ہی پہلے اُسکو سجدہ کرتا ہی بعدہ دست بستہ اُسکے
سامنے کھڑا ہوکر جو کچھ عرض کرنا منظور ہوتا ہی عرض کرتا ہی وہ گاے اُسکی تقریر سنکے سر اپنا ہلاتی ہی اور
اُس سے جواب شخص عرض کنندہ کو ملتا ہی یعنی اُس سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی اور جو جواب دینا یا کہنا اُسکو
منظور ہوتا ہی کہتی ہی اُسیوقت جو لوگ وہان ہوتے ہین وہ فوراً اُسکے سجدہ کو جھک جاتے ہین اور خوش ہوکر
بعد سجدہ کے کہتے ہین کہ کیا اچھے ہمارے خداوند ہین کہ ہمین دکھائی دیتے ہین اور ہم اُنسے بات بھی کرتے ہین اور اُس
گاے پر پھول مرزم بہت چڑھاتے ہین چنانچہ شاہ زنگبار اور اُسکے اہل دربار وغیرہ بھی وہان گئے شاہ نے اُسکو
سجدہ کیا گاے نے سر اپنا ہلایا اور کہا ای شاہ زنگبار اکی مرتبہ تو ہماری خدمت مین بعد کئی مہینے کے آیا ہی شاید کچھ
اعتقاد تیرا ہماری طرفسے کم ہوگیا ہی بندے بھی اسیوجہ سے تجکو افکار مین مبتلا کردیا ہی شاہ نے عرض کیا ہان خداوند
بیشک اکی دیر مین یہان حاضر ہوا میری خطا کو عفو فرمائیے گا اب جلدی جلدی حاضر ہوا کرونگا یہ کہکر پھول ہار چڑھاکر
اُس حجرے یا گنبد سے باہر آیا اسیطرح شاہ کے اہل دربار مین سے جسکو جانا منظور تھا وہ وہان گیا اور اُسکو سجدہ کیا
جب بادشاہ زنگبار خداوند کو سجدہ کرچکا وہانسے ایک بارگاہ عالی مین کہ استادہ کرائی تھی آیا اور تخت جواہر نگار
پر بیٹھا اہل دربار یمین ویسار علی قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ناگاہ چند ہرکارے دوڑتے ہوے روبرو
شاہ زنگبار آئے اور بعد مجرا کرنیکے اُنھون نے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ فولاد جوشن پوش سردار سپاہ جو حکم حضور سے
باغستان مین مع دس ہزار سوارون کے مقرر تھا وہ اِسوقت ثریا فرزند حضور کو اور فاخر پسر سلطان زرین حصار کو گرفتار
کیے ہوے ادھر لاتا ہی باقی خیریت ہی شاہ زنگبار نے اُنکو حکم دیا کہ جب فولاد یہان آئے فوراً اُنکو مع ثریا اور فاخر کے
لے آنا خبردار دیر نہ لگانا ہرکارے یہ حکم سنکے باغ سے باہر گئے تھوڑی دیر مین فولاد مع اُن قیدیان مسطور کو لیکر در
باغ تک آیا ہرکارون نے اُس سے کہا جلد ثریا اور فاخر کو لیچل کہ شاہ منتظر ہین فولاد اپنی سپاہ کو وہین چھوڑکر
فقط ثریا اور فاخر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے روبرو شاہ زنگبار کے لیگیا پہلے اُس نے مجرا کیا بعدہ
دست بستہ کھڑا ہوا شاہ زنگبار نے اُس سے پوچھا کیا تو نے ثریا اور فاخر کو زرین حصار مین جاکر گرفتار
کیا ہی اُس نے عرض کیا نہین خداوند مین باغستان کے قریب جہان حضور نے مجھے معین کیا ہی فروکش تھا ایکروز
دیکھا مینے کہ یہ دونون اسّی نوّے ہزار سوار کی جمعیت سے آکر قریب باغستان قیام پذیر ہوے مینے ہنگام
شب شبخون مار آخرکار اُنکو گرفتار کیا اُسوقت سلطان زرین حصار نے چوگان سے کہا آپکے فرزند
ثریا نے میرے پسر کو مسلمان کرکے مبتلاے مصیبت کیا ہی چوگان نے جواب دیا فولاد کہتا ہی کہ یہ فوج
اسّی نوّے ہزار لیکر مع ثریا کے ادھر آیا تھا کہ راہ مین مینے گرفتار کیا پس یہ باغی ہی اسپر رحم کرنا خلاف
عقل ہی ہنوز چوطویل یہ کہہ رہا تھا کہ بہرام صحرانشین دو لاکھ سوارونکی جمعیت سے آیا فوج کو باہر چھوڑا اور
افسران فوج سے یہ کہا کہ جب تم ہمارے نعرہ کی آواز سننا فوراً باغ مین آنا تمام فوج کو بھی اپنے ہمراہ لانا
یہ کہکر اندر باغ کے گیا اور روبرو شاہ زنگبار کے پہونچکر آداب و تسلیم بجا لایا اُس نے اُسکو ذی وقار جانکر قریب
اپنے دنگل پر بٹھایا اور یہ پوچھا ای بہرام صحرانشین آج بے طلب تمہارے آنیکی کیا وجہ ہی اُس نے کہا مینے
ہرکارون کی زبانی سنا تھا کہ لندھور کو حضور قتل کرینگے پس مینے چاہا کہ قتل لندھور مین مین بھی شریک
ہون کیونکہ باعث ثواب کا ہی علاوہ اسکے یہ بھی خیال آیا کہ لندھور مسلمان ہی اور کرب غازی اُسکی رہائی کی

فکر مین ہو ایسا نہو کہ وقت قتل لندھور وہ آکر جنگ و جدال کرے لہذا ایسے وقت مین تیرا وہان ہونا مناسب ہو شاہ زنگبار اُسکی تقریر سنکے اور خیر خواہ اپنا تصور کرکے خاموش ہورہا بعد ایک ساعت کے فولاد جوشن پوش سے کہا ثریا و فاخر کو اسی باغ مین ایک بلندی ہو وہان لیجا اور زندان مین جہان لندھور اور زریمان ہین اُنکو بھی قید کر فولاد حسب الحکم گیا اور اُسی بلندی پر جہان لندھور قید تھا ثریا و فاخر کو بھی قید کیا اسی اثنا مین نسطور زنگی بھی ہمراہی چوگان بن حمزہ در باغ پر آیا اور تمام فوج کو بیرون باغ چھوڑا اور سب سے کہدیا کہ جب ہمارے نعرہ کی آواز سننا بلا تامل باغ مین آکر کفار کو تہ تیغ کرنا سب نے عرض کیا ایسا ہی کرینگے نسطور فقط چوگان کو ہمراہ لیکر پہلے تو روبرو شاہ زنگبار کے گیا اور اُنکو سلام کرکے روبرو اُسکے ایک دنگل پر بیٹھا اور دوسرے دنگل پر چوگان کو کہ اُسکی شکل رنگ و روغن سے تبدیل تھی بٹھایا شاہ زنگبار نے اس سے بھی پوچھا تم بے طلب اُسوقت کیون آئے ہو اُس نے عرض کیا مینے سنا تھا کہ آپ لندھور وغیرہ کو قتل کرینگے مینے چاہا کہ مین بھی مسلمانون کے قتل مین شریک ہوکر ثواب عظیم پاؤن اور یہ جوان میری تمام فوج کا افسر ہو مین اسکو بہت دوست رکھتا ہون شاہ زنگبار اُسکی گفتگو سنکے مسکرایا اور دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ بھی میرا خیر خواہ ہو اور خوش اعتقاد ہو یہ خیال کرکے خاموش ہورہا نسطور تھوڑی دیر تک روبرو شاہ زنگبار کے بیٹھکر عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو مین خداوند کو مع اس اپنے سردار لشکر کے جاکر سجدہ کر آؤن شاہ نے اجازت دی نسطور وہان تو نگیا مگر اُس بلندی پر گیا اور کھڑا ہوا جہان ثریا اور لندھور وغیرہ قید تھے ہنوز نسطور قریب لندھور وغیرہ مع چوگان کھڑا ہوا تھا کہ سپاہ فاخر بعد تلاش بسیار ثریا اور فاخر کے در باغ پر آئی اور اُس سپاہ کے جو بڑے بڑے دو افسر تھے وہ اُنکو وہین چھوڑکر اندر باغ کے گئے حسب اتفاق سلطان زرین حصار نے اُنکو دور سے آتے دیکھکر اشارہ سے کہا تم یہانسے جاؤ جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا فوراً تمام لشکر لیکر باغ مین آنا وہ سردار سلطان زرین پوش کی تقریر جو باشارہ کی تھی سمجھ گئے اور باغ سے باہر آئے اور اپنے لشکر مین آکر ٹھہرے شاہ زنگبار نے بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ میرے ارکان دولت نے مجکو رائے دی ہو کہ آپ پھر ایکبار لندھور وغیرہ کو روبرو خداوند بھیجکر اور سجدہ کی نیکو لکر اتمام حجت کرکے قتل کیجیے گا پس بموجب اُنکی رائے کے اِسیوقت لندھور وغیرہ کو روبروے خداوند روانہ کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ لندھور اور زریمان بن قنطور شاہ اور ثریا اور فاخر کو روبروے خداوند زندان سے لیجاؤ اور اُنسے کہو کہ خداوند کو اگر اب بھی سجدہ کرو تو بہتر ہو ورنہ قتل کیے جاؤگے ملازم مذکور حسب الحکم اُنکو روبروے گوسالہ سخنور لیگئے اور کہا خداوند کو سجدہ کرو لندھور وغیرہ نے گوسالہ سخنور پر لعنت کی اور کہا لائق سجدہ وہ معبود ہو کہ جس نے سبکو پیدا کیا ہو یہ کوئی خبیث ہو اسکو کبھی ہم سجدہ نکرینگے گوسالہ نے لندھور اور ثریا اور زریمان او فاخر کی تقریر سنکے حکم کیا اِنکو ہمارے سامنے سے لیجاؤ اور جلد قتل کرو کیونکہ یہ ہمارے بندہ مغضوب و معتوب ہین ملازمان شاہ لندھور وغیرہ کو لے ہی چلے تھے کہ ناگاہ کرب غازی بصورت تاجر مع اپنے ہمراہیون کے در باغ پر آیا دربانون نے باغ کے پوچھا تم کون ہو کرب نے جواب دیا مین ایک تاجر ہون راہ دور و دراز سے واسطے زیارت خداوند کے آیا ہون چاہتا ہون کہ باغ مین جاؤن اُنھون نے جواب دیا ہمکو حکم شاہ یہ ہو کہ کسی غیر شخص کو اندر باغ کے نہ آنے دو پس ہم تمکو نجانے دینگے کرب نے اُنسے کہا اگر تم ہمکو جانے دو گے

توہم تمکو کچھ زر و جواہر دینگے اُنھون نے بطمع زر و جواہر کہا اچھا تم یہان ٹھہرو ہم بادشاہ سے حکم لے لین
تو پھر تمکو جانے دین یہ کہکر وہ روبروے شاہ گئے اور عرض کیا خداوندا ایک سوداگر در باغ پر باجمعیت مردمان
بسیار آیا ہو چاہتا ہو کہ اندر باغ کے آئے اور سجدہ خداوند کو کرے اُسکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہو شاہ زنگبار
نے کہا اُس سوداگر سے کہو کہ فقط وہی اندر باغ کے آئے یا ایک اور کسی کو اپنے ہمراہ لیکر آئے ملازمون نے در باغ پر
آکر جو حکم شاہ ہوا تھا بیان کیا کرب نے کچھ زر و جواہر اُنکو دیا وہ خوش ہوے بعدہ کرب مع فتاح
پلنگینہ پوش کے اندر باغ کے گیا پھر راہ طی کرکے مردم سے دریافت کرکے زیر گنبد گیا دیکھا چالیس گز کی
ایک گاے ہو طلاے خالص کی اُسپر علاوہ جواہرات بیش بہا جڑے ہو نیکے پھول ہار بکثرت پڑے ہین لوگ
اُسکو سجدہ کر رہے ہین وہ گاے جس سے خوش ہوتی ہو گردن اپنی ہلاتی ہو اور اُسمین سے آواز آتی ہو کہ ای
بندہ خاص ہمارے تمسے ہم خوش ہین کرب غازی اور فتاح پلنگینہ پوش یہ حال دیکھکر متحیر ہوے اور
لندھور وغیرہ کو دیکھکر آبدیدہ ہوے مگر خاموش رہے اور ضبط کیا پھر کرب نے تھوڑا جواہرات زنگارنگ
موافق قاعدہ کے گوسالہ سخنور کو نذر دیا اُس نے خوش ہوکر پہلے گردن ہلائی یعنی اشارہ کیا کہ قریب آ پھر
اُس سے آواز آئی ای بندہ خاص ہمنے تیری نذر قبول کی ہم تجھسے اور بھی جواہر بقیمت لینگے کرب نے جوابدیا
قیمت کی کیا ضرورت ہو مین یونہی پیش کش کرونگا گوسالہ نے کہا ہم تیرا نقصان نہین چاہتے ہین آگے
تیری خوشی کرب نے کہا آج تو لائق آپکی نذر کے اور جواہر نہین ہو لیکن کل ضرور لیکر حاضر ہونگا یہ کہکر
ہمراہ لندھور اور شریا وغیرہ کے وہان سے چلا لندھور اور نریمان اور شریا نے کرب اور فتاح کو نہ پہچانا
کیونکہ اُنکی صورتین رنگ و روغن سے تبدیل تھین اور کرب نے بھی بمصلحت اپنے تئین ظاہر نکیا غرض وہ
ملازم لندھور وغیرہ کو لیکر روبروے شاہ آئے اور عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ اِنمین سے کوئی خداوند کو سجدہ
نہین کرتا ہو بلکہ لعنت کرتا ہو خداوند نے غضبناک ہوکر ابھی اُنکے قتل کرنیکا حکم دیا ہو شاہ زنگبار نے کہا کہ جب خداوند
نے حکم قتل دیا ہو تو اب تامل نکرو قریب زندان کے انکو لیجاؤ اور جلادونکو بلاؤ اور کہو اُنسے حکم شاہ ہو کہ اِنکو
قتل کرو ملازم مذکور عنقریب اُسی بلندی کے پہونچے پھر جلادونکو طلب کرکے حکم بادشاہ اور خداوند سے
آگاہ کیا اُنھون نے لندھور وغیرہ کو زیر تیغ ہاے تیز بٹھایا چبوترے ریت کے بنائے اُنپر بوریہ ہاے
نلاکت بچھائے اُنپر لندھور وغیرہ کو بٹھاکر گردنونپر کوئلہ کا خط دیا ناگاہ حکم اول بادشاہ زنگبار کا جلادونکو
پہونچا کہ چارون مسلمانون کو قتل کرو جلادون نے لندھور اور شریا اور فاخر اور نریمان سے
کہا ای مغضوبان خداوند گوسالہ سخنور اب جو کچھ تمکو پینا ہو کھاپی لو زمانہ تمہاری زندگی کا بہت کم ہو سب نے
کہا ہمنے رنج و غم اسقدر کھایا ہو کہ سیر ہوگئے ہین اب کچھ کھانے پینے کو دل نہین چاہتا ہو ہنوز لندھور وغیرہ
یہ کہہ رہے تھے کہ دوسرا حکم شاہ زنگبار کا جلادونکو نسبت قتل لندھور وغیرہ آیا جلادون نے تیغہ ہاے
گران ہاتھون مین سنبھالے اور منتظر حکم سوم کے ہوے اُسوقت لندھور وغیرہ اپنے دل مین بدرگاہ
خدا مناجات کرنے لگے اور دعا کرنے لگے کہ ناگاہ کرب غازی اور فتاح اور نسطور زنگی اور چوگان
بن حمزہ نے قریب لندھور کے جاکر کہا ای بہادرو آگاہ ہو کہ ہم سب تمہارے دوست اور مددگار یہان
موجود ہین دلیرانہ قید کو اپنے تنونسے دور کرو لندھور اور شریا اور نریمان اور فاخر نے اُسیوقت خوش
ہوکر اور جوش شجاعت مین آکر زنجیر و طوق وغیرہ کو ہر ایک نے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا چال

دیکھکر جلادان خونخوار گھبرائے اور چلائے لندھور وغیرہ نے ٹکڑے زنجیر کے اٹھا کر اس زور سے اُنپر لگائے کہ
وہ ہلاک ہوگئے اب تو اور بھی ہنگامہ ہوا کرب غازی نے ایکطرف اور نسطور زنگی اور سلطان زرین حصار
اور چوگان اور بہرام صحرانشین اور مہران تاجدار وغیرہ نے جو کیے بعد دیگرے نعرے کیے سردار ان لشکر
مردمان لشکر لیکر باغ کے اندر جانے لگے دربان انکو کیا روک سکتے ہین ایسی حالت مین وہ بھاگ کر چلے گئے
سرداران لشکر مع فوج اندر باغ کے داخل ہونے لگے شاہ زنگبار یہ رنگ دیکھکر گھبرایا آخرکار تمام سردارون
اور جملہ سپاہ کو اپنے باغ مین بلایا اور حکم دیا کہ لندھور اور ثریا اور فاخر اور نریمان اور انکے مددگارون کو
قتل کرو کہ وہ عجب تدبیر اور حکمت سے یہان آئے ہین پہلے مجکو ثابت نہوا تھا اب ظاہر ہوا شاہ زنگبار یہ کہہ
رہا تھا کہ ہشام بھی بیا اور عرض کرنے لگا جلد حضور مرکب پر سوار ہون غضب ہوگیا کرب غازی اور
فتاح پلنگینہ پوش اور چوگان بن حمزہ اور نسطور زنگی اور مہران تاجدار اور بہرام صحرانشین اور
سلطان زرین حصار یہ سب لندھور وغیرہ کے مددگار باغ مین آگئے ہین حضور نے اُنکے نعرے سنے
ہونگے اب انکی فوجین مثل دریا کی موجون کے پڑی چلی آتی ہین لندھور وغیرہ رہا ہوگئے ہین تلوار چلا چاہتی ہے
شاہ زنگبار تقریر ہشام کی سنکے فوراً آگے بڑھا ارکان سلطنت و اعیان مملکت جو اُسکے طرفدار اور کفار
تھے اُسکے ہمراہ ہوئے پھر تمام فوج زنگبار کو ہمراہ لیکر جملہ اہل اسلام پر حملہ کیا کرب غازی اور
نسطور زنگی اور چوگان اور بہرام صحرانشین وغیرہ نے بھی اپنی فوج کو حکم لڑنے کا دیا سب نے تلوارین کھینچکر
کفار سے لڑنا شروع کیا اُسی جنگ مغلوبہ مین لندھور اور ثریا اور نریمان اور فاخر نے چند زنگیان کفار کو
بشت ہلاک کرکے انکی تلوارین لیکر اور اُنکے مرکبون پر سوار ہوکر شیرانہ نعرے کرکے کفار پر حملہ آور ہوئے جدھر
لڑتے ہوئے گئے سیکڑون زنگیون کو قتل کر ڈالا ایک جانب سلطان زرین حصار مع اپنی سپاہ کے کفار کو
تہ تیغ کرتا تھا ایک سمت چوگان بن حمزہ بہمراہی نسطور زنگی اور اُسکے سپاہ اور اپنی سپاہ کے لڑ رہا تھا کفار کو
خاک و خون مین غلطان کر رہا تھا کسی طرف مہران تاجدار اور بہرام صحرانشین کفار کے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا رہے تھے ایک سمت طوغان مع اپنی سپاہ کے کفار سے جنگ شیرانہ کر رہا تھا کسی
جانب کرب غازی و فتاح کفار کو قتل کر رہے تھے جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار غضب کی چل رہی تھی
گیر و دار کی صدائین بلند تھین برق شمشیر تمام باغ مین چمک رہی تھی گھٹا ڈھالون کی بلند تھی بارش
زمین پر خون کی ہو رہی تھی کفار اور اہل اسلام قتل اور زخمی ہو رہے تھے نعرے دلیرون کے بلند تھے
مرکب کوتل سواران کشتہ کے دوڑ رہے تھے گرد و غبار بلند تھا گویا ایک قیامت برپا تھی زمین تھرا رہی
تھی فلک پیر نظر حیرت سے دیکھتا تھا دریائے خون کشتگان جاری تھا زخمی زمین پر پڑے ہوئے ہر جگہ
کراہ رہے تھے اگر یہ لڑائی مولف دفتر ہذا حسب دلخواہ تفصیل تحریر کرے تو دو تین جزو مین لکھی جائے
مختصر یہ ہو کہ اُسی حالت گرمی بازار جنگ مین چوگان بن حمزہ نے خونخوار زنگی برادر چو طویل کو تیغ آبدار سے
قتل کیا کرب نے اسد گرد سردار لشکر چو طویل کو گرز سے ہلاک کیا ہشام نے اُسی جنگ مین قران
اور برق اور سمک اور سنجر بلخی اور ابوالفتح اصفہانی کو لڑتے ہوئے دیکھکر خوب اُنکو پہچانکر نعرہ کیا
اور کہا او ناعیارو تم بھی یہان آئے ہو یہ کہکر برق پر نیمچہ مارا ہرچند اُس نے چاہا کہ نیمچہ کو سپر پر روکون
یا جست کرکے وار کو خالی دون مگر کشمکش مردمان سپاہ سے مجبور ہوگیا ابھی اچھی طرح اُس نے سپر

ہاتھ مین نہ اٹھائی تھی کہ نیچہ سر پر پڑ ہی گیا اور دو انگل سر مین در آیا برق فرنگی زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگا
اُسوقت قران نے غضبناک ہو کر نیچہ ہشام تیز پران کی ران پر ایسا لگایا کہ ران اُسکی زخمی ہوئی ہنگام نے
اُسی حالت مین قران کے ہاتھ پر نیچہ لگایا کہ ہاتھ اُسکا زخمی ہوا اب قران نے از حد برہم ہو کر اُسکی کلائی پر
اسطرح نیچہ کا ہاتھ مارا کہ کلائی سے ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پہ گرا حشام ہاتھ کے کٹ جانے سے مجبور رہا کیونکہ
جس ہاتھ مین اُسکے نیچہ تھا یعنے داہنا ہاتھ وہی کٹ گیا خون دست بریدہ بے مثل پر نالے کے پانی کے بہنے
لگا آخر کار تاب مقابلہ نہ لا کر بانیان ہاتھ زمین پر ٹیک کر ایسی اُس نے جست کی کہ دیوار باغ پہ پہونچا اور
ابو الفتح اصفہانی بھی ساتھ ہی اُسکے جست کر کے دیوار باغ پر پہونچا تھا کہ ہشام نے خوف جان سے بیتاب
ہو کر دیوار باغ سے اپنے تئین گرا دیا اور چاہا کہ بھاگے ناگاہ عنقریب دیوار باغ مذکور نقب سے اندلس پیدا ہوا
اُس نے نقب سے نکلکر ایسا خنجر اُسکے پہلو پر مارا کہ آنتین اُسکی پیٹ سے نکل آئین ہشام لاچار ہو کر زمین پر گرا
اندلس نے اُسکے سینہ پر سوار ہو کر خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا یہان باغ مین خوب تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش
گر رہی ہے کہ لندھور نے ضریر نامی ایک نامی سردار شاہ زنگبار کو تیغ آبدار سے قتل کیا ثریا نے چوطویل
کو بعد جنگ بسیار پشت زین فرس سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر پٹکے ناگاہ چوطویل نے کہا ای
فرزند مجکو امان دے اُس نے کہا امان بغیر قبول دین اسلام نہ دونگا چوطویل نے مسلمان ہونا قبول کیا ثریا
چوطویل کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوے جانب کرب غازی چلا اسکو راہ مین چھوڑیے اور لندھور کا احوال سنیے
کہ یہ بعد قتل کرنے ضریر سردار نامی کے لڑتا ہوا اُس جگہ گیا جہان گوسالہ مخمور تھا جاتے ہی نعرہ کر کے تیغ
آبدار اُس گاے پر لگانا چاہی چونکہ اُس مین ایک دیو تھا دیوان پردہ قاف سے کہ امیر کے خوف سے بھاگ کر
یہان آکر چھپا تھا اور مردم سے اپنے تئین سجدہ کراتا تھا جب اُس نے لندھور کا نعرہ سنا اور اُسے تلوار
لگاتے دیکھا گڑگڑا کر بصد منت وبعاجزی کہنے لگا ای لندھور بن سعدان مجھے پناہ دے تلوار مجھ پر نہ لگا لندھور
نے اُسکو جواب دیا او نابکار تو کون ہے سچ بتا اُس نے کہا مین ایک دیو ہون اور کافر ہون لندھور نے کہا
اگر تو مسلمان ہو تو البتہ تجکو پناہ دیتا ہون اُس نے مسلمان ہونا قبول کیا لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ
پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور اُس گاو طلا سے نکلکر لندھور کے قدم پر گرا لندھور نے اُس سے
کہا اب تو جہان چاہے چلا جا اُس نے قبول کیا اور ایک طرف چلا گیا جوف گاو اُس سے خالی ہو گیا ادھر ثریا
چوطویل کو لیکر خدمت مین کرب غازی کے پہونچا اور عرض کیا میرے والد مسلمان ہونے پر راضی ہین
آپ انکو کلمہ پڑھائیے کرب غازی نے خوش ہو کر اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان
ہوا پھر پاے کرب غازی پر اُس نے گرنا چاہا کرب نے منع کیا اُسوقت اُس نے باقی ماندہ اپنے
سرداران لشکر اور مردان سپاہ کو جنگ وجدال سے منع کیا سرداروں اور سواروں نے جنگ سے ہاتھ
روکا اُسوقت چوطویل نے اُن سب سے باواز بلند یہ کہا کہ یارو آگاہ ہو مینے دین اسلام قبول کر لیا ہے
تم مین سے جسکا دل چاہے وہ مسلمان ہو اور میرے ساتھ رہے ورنہ مجکو اپنا دشمن جانکر چلا جاے
جب چوطویل نے اس طرح کہا اُن سب نے بخوشی دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
پھر چوطویل جملہ سرداران لشکر اسلام کو باغ گوسالہ سے بعزت وحرمت زنگبار مین بمقام دار الحکومت
لایا اور سبکی نہایت تکلف سے دعوت کی اور بزم عشرت آراستہ کی نازنینان خوش جمال کو طلب کیا وہ

حاضر بزم ہوئین اور بعد رقص بسیار یہ غزل رند کی شروع کی غزل رند

بزم مین دِرانہ کیونکر تیرے آگے آئے شمع — تو اگر دیکھے نگاہ گرم سے جل جائے شمع
ہاتھ کا تیرے اگر چھلا طلائی پائے شمع — ای پری رو ساق سیمین پر ترے گل کھائے شمع
آپکو سو بار سانچے مین اگر ڈھلوائے شمع — پر گدازی جسم کی تیری کہان سے لائے شمع
کاٹ دین پروانے اس شغل مین فرقت کی رات — ہائے دلبر مین کہون تا صبح تو کہہ ہائے شمع
تو اگر محفل مین آجائے تو سکتہ ہو اُسے — ای صنم صورت کو تیری دیکھ بت بنجائے شمع
اُف نکی اور ہو گئی جل جلکے گھل گھل کر تمام — غور سے دیکھا کیا مین سر سے تا پائے شمع
سب پہ روشن ہو گیا ہی داغ کھا کر سیکڑون — گور پر سو چراغان رکھیو میرے جلے شمع
اک رخ روشن تصور مین ہی یان پیش نظر — ہم نہین رکھتے شب تاریک مین پروائے شمع
پھونک کر منہ سے بجھائے گر مرا غنچہ دہن — بدلے پروانونکے بلبل آئین گل ہو جائے شمع
مثل شعلہ مجکو بھی دی ہی زبان اللہ نے — اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلائے شمع
اور مین راز و نیاز عشق سے واقف نہین — یہ تو دیکھا ہی سر پروانہ تھا اور پائے شمع
کانپتی ہی تیری صورت سے اگر ہو اختیار — انجمن سے پر لگا کر شعلے کے اُڑ جائے شمع
روبرو تیرے اگر گرمی کرے پروانہ سے — منھ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑا کھائے شمع
رند اگر وہ روے انور سے اُلٹ دیوے نقاب — سات پردون مین چھپاوے منھ کو شرمائے شمع

الحاصل کئی روز تک رقص و نغمہ کیا کین اور جملہ سرداران لشکر اسلام اُنکے رقص و نغمہ سے خوش و مسرور ہوے بعد سات روز کے وہ بزم طرب موقوف کی گئی اور دعوت بھی ہو چکی اُسی زمانہ مین طوغان نے لندھور سے تمام احوال جیپور کی دو عرضیان لکھنے کا اور صلصال کی سرکشی اور لشکر کشی کا اور امیر کے جانب ہندوستان جانیکا بیان کیا لندھور طوغان سے تمام حال سنکے کرب غازی وغیرہ سے کہنے لگا اب مین جانب ہندوستان جاتا ہون آپ سب صاحب یہان قیام پذیر ہون ہر چند کہ چوطویل وغیرہ کا دل نچاہتا تھا مگر بمجبوری اُسے رخصت کیا لندھور مع تھوڑی سپاہ زنگبار کی جانب برائے سرکوبی صلصال روانہ ہوا

داستان پہونچنا فرخ شہسوار اور مالک اژدر کا پاس خوشحال شاہ کے اور مقابلہ کرنا پھر جانا فرخ شہسوار کا طلسم مین واسطے رہائی پسر خوشحال شاہ کے اور طلسم کو توڑنا۔ مخمس

آج تو رونق گلزار مٹاؤ صاحب — کلیون مین گل و لالہ کو اڑاؤ صاحب
بلبلین غش کرین وہ روپ بناؤ صاحب — بدن صاف پہ رنگینی دکھاؤ صاحب
قول ہارے ہو تو گل چھلو نکے کھاؤ صاحب

حسن کا رتبۂ عالی نہ گھٹاؤ صاحب — اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
عیب اس چاند سے منھ کو نہ لگاؤ صاحب — داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

دلکو اس حسن خداداد سے الفت ہی بہت — مردم چشم کو نظارہ کی عادت ہی بہت

انکھین قدمون کی قسم مجکو محبت ہی بہت — حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہی بہت

آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

رہنما کچھ کچھ جو کرے دخل تو آزردہ نہو — اوہا کرتا ہی تائید کلام اسکی سنو

کیجیے اسپہ عمل قول شہنشاہ جو ہو — ماہرو سر پہ چڑھایا نہ کرو اختر کو

آسمان پر سے زمین پر تو بلاؤ صاحب

گام فرسایان راہ طلسم تحریر و سالکان جادۂ مراحل تقریر اس داستان حیرت نشان کو اس طرح لکھنے اور بیان
کرتے ہین کہ جب فرخ شہسوار اور مالک اژدر مع اپنی سپاہ کے جزیرۂ سگ سران کے قریب
پہونچے حاکم اُس جزیرہ کا کہ خوشحال شاہ تھا خبر آنے فرخ و مالک کی سنکے اپنی فوج مین سے ساٹھ ہزار
ہزار آدمی ساتھ لیکر سرحد جزیرہ پر آیا اور بمقابلہ فرخ و مالک قیام پذیر ہوا پھر ہنگام شب طبل جنگ
بجوایا ادھر فرخ اور مالک نے بھی ہرکارون سے خبر نواخت طبل رزمی سنکے نقارہ جنگی بجوایا شب بھر
دونون لشکرون مین خوب تیاری لڑائی کی ہوئی وقت سحر ایک طرف سے خوشحال شاہ اور ایک جانب سے
فرخ و مالک مع فوج و سپاہ میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان کارزار وصف آرائی و نقابت
نقیبونکے خوشحال شاہ اپنے لشکر سے میدان کارزار مین آیا اور پکارا اے فرخ اگر تجکو دعوی بہادری ہی تو مجھے
آکر مقابلہ کرو فرخ اُسکی تقریر سنکے اُسکے روبرو گیا اُس نے تیغہ کھینچکر مرکب اپنا آگے بڑھا کر خبردار
خبردار کہکر سر پر فرخ کے مارا ادھر فرخ نے سپر پر اُسکے تیغہ کو روکا پھر فرخ نے اُسپر تلوار لگائی
اُس نے بھی سپر پر روکی اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار غضبناک ہوکر خوشحال شاہ نے
کہا اے فرخ اگر اب کی مرتبہ تم میرے تیغہ کو روک لو تو جانون کہ بڑے بہادر ہو فرخ نے مسکراکر چلایا
اے خوشحال شاہ تم وار کرو خوشحال شاہ نے بقوت تمام تیغہ سر پر فرخ کے لگایا ادھر اس بہادر نے
بائین ہاتھ مین تیغ و سپر لیکر باڑھ پر تیغہ کے نظر کی جب تیغہ قریب سر آیا مرکب کو بڑھا کر خوشحال شاہ کے
بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُدھر اُس نے بھی زور کرنا شروع کیا
جب گھوڑے تاب و تحمل زور آزمائی نہ لاکر زمین پر بیٹھنے لگے اُسوقت شاطرون نے لشکرون سے نکلکر کہا
اے بہادر و اگر تمہارا ارادہ کشتی لڑنے کا ہی تو مرکبون سے اُترکر کشتی لڑو یہ تقریر شاطرون کی سنکے
دونون دلیر گھوڑون سے اُترے اور دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے مردمان ہر دو لشکر کشتی اُنکی دیکھنے
لگے دو پہر تک باہم خوب کشتی ہوئی آخرکار فرخ شہسوار نے اُسکی کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر
کرکے گھٹنون تک زمین سے اُسکو اُٹھا لیا پھر دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سینہ سے تا سر
بلند کرکے اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر پٹک دیجیے اُسوقت خوشحال شاہ نے کہا اے بہادر امان کا امیدوار
ہون فرخ نے جواب دیا اگر تم دین اسلام قبول کرو اور اپنے مذہب باطل کو چھوڑو تو البتہ مین تمکو امان
دون اُس نے کہا اس شرط سے مین مسلمان ہونگا کہ میرے جزیرہ کی دوسری جو سرحد ہی وہ متصل ایک
طلسم کے ہی اور پسر میرا اُس طلسم مین جاکر پھنس گیا ہی اور اُس جگہ ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے عمود
کہتے ہین اور اُس صحرا مین آہو بکثرت ہین جو شخص کہ ناواقف وہان شکار کو جاتا ہی اور ہرن کے تعاقب
مین سرحد طلسم مین چلا جاتا ہی وہ یکایک غائب ہوجاتا ہی اسی طرح میرا فرزند بھی شکار کو گیا تھا جب

خیال شکار مین طلسم کا خیال اُسکو نرہا اور حدود طلسم مین وہ چلا گیا دفعتاً وہان سے کوئی اُسکو لے گیا
پس اگر آپ اُس طلسم کو توڑ کر میرے فرزند کو مجھے ملا دیجیے تو مین دین اسلام اختیار کرون فرخ نے
کہا اگر خدا نے چاہیگا تو مین تیری اس شرط کو پورا کرونگا یہ کہکر اُسکو آہستہ زمین پر بٹھا دیا وہ اُسیوقت
پاے فرخ شہسوار پر گرنے لگا فرخ نے اُسے منع کیا پھر خوشحال شاہ فرخ شہسوار اور
مالک اژدر وغیرہ کو اپنے جزیرہ مین لے گیا اور بعزت وحرمت قصرہاے عالی مین اُنکو مقیم کیا
اور سامان دعوت وضیافت کا کیا فرخ نے کہا ہم جبتک تمہارے لڑکے کو طلسم سے رہا کر کے نلائینگے
طعام دعوت نکھائینگے وہ یہ کلام سنکے مجبور رہا وہ روز تو مالک وفرخ نے اُس جزیرہ کی سیر
مین بسر کیا اور شب کو بآرام وراحت سوکر کاٹا جب صبح ہوئی فرخ شہسوار نے خوشحال شاہ
سے کہا تم میرے ہمراہ چلو دور سے وہ صحرا اور وہ طلسم دکھادو خوشحال شاہ نے عرض کیا اول تو آپ اُس
طلسم کے توڑنے کا ارادہ نکیجیے کیونکہ وہ طلسم نہایت پر بلا وآفت ہے اُسکا ٹوٹنا دشوار ہے دوسرے
اگر آپ بموجب وعدہ کے طلسم کشائی کو ضرور جائینگے تو ابھی نہ جائین چندے اس جزیرے
مین تشریف رکھین بعد ازان براے فتح طلسم مذکور جائیے گا فرخ شہسوار نے جواب دیا کہ ہم لوگ
کار خیر مین تامل وتغافل نہین کرتے ہین ورنہ تمہارے کہنے سے چندے یہان کی سیر کرتے بعدہ برآ
طلسم کشائی جاتے خوشحال شاہ فرخ کی تقریر سنکے مجبور رہا آخر مع اپنے ارکان دولت کے سوار
ہوکر فرخ اور مالک کو ہمراہ لیکر جانب طلسم روانہ ہوا جب بعد قطع راہ سرحد جزیرہ پر پہونچا وہان
ٹھہرا اور فرخ شہسوار سے عرض کرنے لگا حضور دیکھین وہ سامنے صحراے سبزہ زار ہے غول
کے غول ہرنون کے نظر آتے ہین اور وہ درخت کلان چنار کا ہے جہان اُسکے سایہ مین کوئی شخص
جاتا ہے یکایک اُس شخص کو کوئی لے جاتا ہے پھر اُسکا پتا اور نشان بھی معلوم نہین ہوتا ہے اور یہی درخت
علامت طلسم ہے فرخ نے پوچھا تمہارے یہان کوئی مجرم ایسا ہے کہ جو قابل قتل ہو اُس نے کہا ہان
کئی ہین فرخ نے کہا اُن مین سے ایک شخص سے کہو کہ اس درخت چنار کے نیچے جاکر چلا آئے
خوشحال شاہ نے اُسیوقت ایک مجرم کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ اگر تو اس درخت چنار کے نیچے
جاکر یہان چلا آئیگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس نے جانا قبول کیا جب وہ شخص درخت مذکور کے
سایہ مین پہونچا فوراً ایک پنجہ مثل برق کے آیا اور اُسکی کمر مین لپٹا اور اُسی درخت کے سایہ سے
ایک جانب لیجا کر غائب ہو گیا فرخ اور مالک وغیرہ یہ واقعہ حیرت افزا دیکھکر نہایت متحیر ہوے
اور جانا کہ یقینی یہان کوئی طلسم ہے فرخ نے دن بھر تو اُس صحرا کی سیر کی شب کو اُس صحرا مین
ایک مختصر خیمہ استادہ کرایا اور مالک اور خوشحال شاہ سے رخصت ہوکر اُس خیمہ مین گیا مالک
اور خوشحال شاہ سرحد جزیرہ پر قیام پذیر رہے فرخ شہسوار نے تمام شب عبادت خدا کی اور پروردگار
سے اس امر کی خواہش کی کہ کسی اپنے بندہ برگزیدہ کے ذریعے سے احوال طلسم اور فتح طلسم کا
طریقہ مجھپر ظاہر ہو جاے تاکہ مین اس طلسم کو توڑون چنانچہ قریب صبح فرخ شہسوار پر ایکطرح کی
غفلت طاری ہوئی آنکھین بند ہو گئین لیکن دیدۂ دل بیدار ہے اُس غفلت مین فرخ نے دیکھا کہ
حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے فرخ شہسوار آگاہ ہو کہ اس طلسم مین

چار سَو صندوق جواہرات کے ہین اگر تیرا ارادہ اس طلسم کے توڑنے کا ہی تو مین تجکو بحکم خداوند تدبیر اُسکے
توڑنیکی تعلیم کرتا ہون یاد رکھ وہ تدبیر یہ ہی کہ یہ اسم پیش درخت چنار جاکر پڑھنا ایک مرغ بشکل زاغ
اُسی وقت آئیگا اُس سے کہنا کہ اے مرغ طلسمی جلد جا اور جہان سات سَو صندوق رکھے ہین اُس جگہ اپنی منقار
سے کھود کہ وہین لوح طلسم ہی اُسکو منقار مین داب کر میرے پاس لے آ وہ مرغ برکت اسم تعلیم کردہ سے
اُسیوقت جائیگا اور لوح طلسم کو وہانسے لاکر تیرے حوالے کریگا اور ایک آہ کریگا اُسوقت ایک شعلہ اُسکی منقار سے نکلے گا اور وہ جل
جائیگا بعد اِسکے تو لوح کو گلے مین ڈالکر زیر درخت چنار جانا اور یہ اسم پڑھکر اُس درخت کے تنہ کو آغوش مین لیکر زور کرنا بقدرت خدا
اور ببرکت اس اسم کے وہ درخت جڑسے اُکھڑ آئیگا پہلے اُس سے دُھوان نکلے گا بعد ازان جہان سے وہ درخت اُکھڑے گا
ایک شیر سفید رنگ نہایت غضبناک ہوکر نکلے گا اور تجھپر حملہ کریگا اور کف اُسکے دہن مین ہوگا اُسوقت تجکو لازم ہی کہ دلیرانہ اُسی
لوح سے اُسپر وار کرنا بقدرت خداوہ لوح کار تیغ تیز کریگی شیر سفید مارا جائیگا پھر زیر درخت چنار مذکور تجھکو
ایک نقب نظر آئیگی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر اُس نقب مین جانا اور بعد ختم راہ نقب جو جو مرحلے ملین
وہان لوح کو دیکھنا اور جو لوح حکم کرے اُسی پر عمل کرنا خبردار خلاف حکم لوح کوئی امر نکرنا ورنہ اچھا
نہوگا اور جسوقت تو ہوشیار ہونا اُسی وقت قریب شجر چنار جانا اور اسم پڑھنا یہ فرماکر وہ جناب نظر سے
نہان ہوے فرخ شہسوار کو ہوش آیا آنکھین کھولین وہ غفلت دور ہوئی جو کچھ اُن جناب نے
تعلیم کیا تھا وہ سب یاد تھا اور اُسوقت کچھ رات تھی فرخ نے بموجب ارشاد اُن جناب کے اُسیوقت
خیمہ سے نکلکر قریب درخت چنار جاکر اُسی اسم کو پڑھا جو پہلے تعلیم کیا تھا اُسکے پڑھنے سے ایک
مرغ بصورت زاغ سیاہ پیدا ہوا اور اُس نے بزبان فصیح پوچھا کیون مجکو طلب کیا ہی فرخ
نے جواب دیا جہان سات سَو صندوق رکھے ہین اُسی جگہ جاکر اپنی منقار سے زمین کو کھود تجکو
ایک لوح ملیگی اُس لوح کو لاکر میرے حوالے کر بس اِسی واسطے تجکو بلایا ہی وہ طائر تقریر فرخ
سنکے عجب حسرت اور مایوسی وحیرت کی نظر سے فرخ شہسوار کو دیکھنے لگا اور آبدیدہ ہوا پھر
بمجبوری اُڑ گیا اور ایک دم مین لوح طلسم مذکور لاکر فرخ کے روبرو رکھدی اور بطور نالہ
کے اُسکے منھ سے ایک آواز نکلی اُسی وقت اُسکے دہن سے ایک شعلہ نکلا جس سے وہ جلکر خاک ہوگیا
فرخ نے لوح کو اپنے گلے مین ڈالا اور زیر شجر چنار جاکر اسم دیگر پڑھکر تنہ درخت چنار کو گودی
مین لیکر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھڑ آیا پھر اُسکی جڑ سے دھوان بکثرت نکلا تمام صحراے
سبزہ زار کثرت دخان سے گویا پردہ ظلمات ہوگیا اُسی وقت مقام زیر اصل درخت چنار مذکور
سے ایک شیر نر کہ رنگ اُسکا سفید تھا نہایت برہم ہوکر نکلا اور فرخ شہسوار پر حملہ آور ہوا
فرخ نے موافق ارشاد جناب سلیمانؑ کے بعجلت تمام درخت چنار کو زمین پر ڈالکر لوح طلسم
گلے سے اُتار کر اُسی لوح سے اُسپر وار کیا وہ شیر دو ٹکڑے ہوکر جلکر خاک سیاہ ہوگیا اُسکے مرنے سے
تاریکی زیادہ ہوئی اور آواز آئی کہ افسوس مردم بمطلب خود رسیدیم کشتی مرا نام من ببران جادو بود
بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی دفع ہوئی فرخ شہسوار نے اب جو سوے فلک دیکھا اول وقت نماز کا تھا
اور زیر درخت چنار منھ نقب کا دکھائی دیا اُسوقت فرخ نے نماز سحر کو جلدی سے پڑھا اور
مالک اور خوشحال شاہ سے دوبارہ رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر اُس نقب مین قدم رکھا تاریکی

اُس نقب مین ایسی تھی کہ تیرگی قبر سے بھی شاید کچھ زیادہ تھی فرخ گھبرایا ناگاہ ایسا غلطان اور پیچان راہ
نقب مین ہوا کہ دست و پا قابو مین نرہے اور آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون اور سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی اور ایک زنگی تیار و بصورت
دیو مہیب بالاے قلعہ بیٹھا ہوا ہی فرخ کو دیکھتے ہی از حد غضبناک ہوا اور پکارا او طلسم کشا ارے
غضب کیا تو نے کہ یہان تک آیا ہی اور ارادہ فتح طلسم کا کیا ہی یہ امر نہایت مشکل ہی پس گذارم کہ
از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر کچھ کلمات مخفی طور سے زبان پر جاری کیے اور پر پرواز
پیدا کر کے بصورت عقاب قلعہ سے سوے زمین آیا لیکن سامنے سے نہین آیا کیونکہ عکس لوح سے
ڈرتا تھا اس وجہ سے پشت کی جانب سے آیا اُسوقت فرخ نے لوح کو دیکھا لوح مین لکھا پایا کہ اے
طلسم کشا پہلے اسپر لوح کا عکس ڈال بعد ازان یہ اسم ورد زبان کر کے تلوار سے اسکو قتل کر پس
فرخ نے بموجب حکم لوح عمل کیا اُسکے قتل ہوتے ہی تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کشتی مرا نام من
احراق جادو بود پھر لاشہ اُسکا بونڈے مین لپٹ کر ایک طرف گیا اور وہ قلعہ نظر سے غائب ہوگیا
بجاے قلعہ کے میدان دکھائی دیا فرخ اُس میدان مین سرگردان رہا یہان تک کہ رہروی سے
تھک گیا اور ایک جگہ بیٹھکر لوح کو دیکھا باین نیت کہ اب واسطے فتح اس طلسم کے کس طرف جاؤن
لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا اب تجکو لازم ہی کہ یہان سے جانب جنوب روانہ ہو تجکو ایک چشمہ
نظر آئیگا اُس چشمہ مین بے خوف و خطر اپنے تئین گرا دینا پھر جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھنا چنانچہ بموجب
حکم لوح جانب جنوب اُس جگہ سے قدم بڑھایا بعد ایک پہر بھر کے ایک چشمہ نظر آیا نہایت خوفناک
کیونکہ پانی اُسکا لحظہ بلحظہ رنگ بدلتا تھا اور جوش و خروش اُس مین پیدا ہوتا تھا فرخ آنکھین بند کر کے
اُس چشمہ مین کودا گرتے ہی اُس مین غلطان و پیچان ہو کر عجب ایک مقام پر پہونچا کہ نہایت متعجب
ہوا یعنے جب اُسکی آنکھین کھلین اور پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک در باغ پر کھڑا ہون
دروازہ باغ کا کھلا ہی چار دیواری باغ کی خوب ہی خوشبو گلہاے رنگا رنگ کی ایسی آتی ہی کہ
دماغ معطر ہوا جاتا ہی اور اندر باغ کے ایک طوائف بصد حسن و خوبی یہ غزل آتش کی گا رہی ہی غزل آتش

فریب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا	خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
قباے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا	بن آئی کچھ نہ غنچون سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا
نہیں بے وجہ ہنسنا اسقدر زخم شہیدان کا	تری تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا
تکلف کیا جو کھوئی جان شیرین چھوڑ کر سر کو	جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا
کسی چشم سیہ کا جو ہوا اشنا بت مین دیوانہ	تو مجھسے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا
اثر اکسیر کا یمن قدم سے تیرے پایا ہے	جذامی خاک رہ ملکر بناتے ہین بدن بگڑا
تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین	چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا
بناوٹ کیف مے سے کھلگئی اُس شوخ کی آتش	لگا کر منھ سے پیمانے کو وہ پیمان شکن بگڑا

فرخ شہسوار ہنوز در باغ پر کھڑا ہی تھا کہ ناگاہ ایک عورت کہ بظاہر وہ کنیز تھی در باغ پر
آئی اور فرخ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی حضور آپ یہان کیون کھڑے ہین آیئے تشریف لایئے ہماری مالکہ

آپکو طلب فرماتی ہین فرخ اُسکے کہنے سے اندر باغ کے گیا وہان کیفیت دیکھی نظم

جبکہ وہ اندرون باغ ہوا
مہر تابان چراغ داغ ہوا

خوش ہوا باغ کی فضا دیکھی
گلشن خلد کی ہوا دیکھی

اپنی دکھلاتے تھے بہار شجر
سب نظر آئے میوہ دار شجر

دیکھی بارہ دری زمرد کار
سارے مینائی تھے در و دیوار

سبز بھی فرش سبزہ کا کیا رنگ
دنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ

عورتین ہین بہت سی مہ پارہ
جنکا حورونکو شوق نظارہ

دیکھکر اسکو اُن سبھون نے کہا
آیا صد شکر حق طلسم کشا

اُسکی آرزو مین بیٹھی تھی
اُسکی جستجو مین بیٹھی تھی

مدتون سے تھا انتظار اسکا
حسن ہے باعث بہار اسکا

اُسکے آنے پہ ہم نثار ہوے
اسیکے تیر کے شکار ہوے

رشک ماہ فلک ہے یہ خورشید
ہوگئی چشم انتظار سفید

سب سے اک اُنمین تھی کمال حسین
مہر و مہ تھے اُسیکے خوشہ چین

جانین جانے لگین نظارونمین
باتین ہونے لگین اشارونمین

عشق کرتے ہی لوح کو بھولا
ایسا اُسکے فریب پہ بھولا

بیقراری سے جلد جا پہونچا
عاقبت صورت ہوا پہونچا

بچھی تھی ایک مسند زرین
اُسپہ جا بیٹھا یہ بصد تزئین

تھین کنیزین سب آگے استادہ
وہ لگاوٹ پہ اُسکی آمادہ

کشتیون مین شراب رنگا رنگ
گزک بے حساب رنگا رنگ

خوبرو وہ تھی خوبرو یہ تھا
اُس سے مصروف گفتگو یہ تھا

چھیڑ کی بات درمیان آئی
عشق کی پیش داستان آئی

تب وہ کہنے لگی کہ مدت سے
آپکی جستجو مین بیٹھے تھے

حسن کا وصف سنتے آئے تھے
یہ تمھین دیکھنے نہ پاتے تھے

آج تمکو خدا نے دکھلایا
جیسا سنتے تھے ویسا ہی پایا

سنے فرخ نے جب یہ اُسکے سخن
ہنسکے کہنے لگا کہ جان من

یہ تو سچ ہے پری تو تم بھی ہو
سب سے سمجھا ہون مین سوا تمکو

نام اپنا تو مجکو بتلاؤ
کون ہو جن ہو یا پری تم ہو

ہنسکے بولی کہ کیا بتاؤن تمھین
حال جو کچھ ہے کیا سناؤن تمھین

یہ جگہ ہے بہت پسند آئی
اسلیے مینے چھاؤنی چھائی

سنیے بندی کا گوش دل سے کلام
کہ زمرد پری ہے میرا نام

آپکے حسن کا جو حال سُنا
اُسی دن سے ہوئی ہون مین شیدا

دردِ الفت تمھارا ہے مجکو
اس محبت نے مارا ہے مجکو

بولے فرخ کہ مہربانی ہے
بندہ کیا ہے یہ قدردانی ہے

چاہتی ہو تو مین بھی چاہونگا
عمر بھر تمسے مین نباہونگا

تمکو میری اگر نہین پروا
مجکو بھی اسقدر نہین پروا

لگے ہونے اشارے آپسمین
دونون نے کھائین عشق کی قسمین

متفق ہوکے اور سب نے کہا
یہی بہتر ہے اُنس آپس کا

انکو اسدم نہین ہے صبر و شکیب
یہ تمھین زیب ہین تم انکو زیب

انکو مائل جو دیکھا باتون مین
ہوئی مشغول اپنی گھاتون مین

پھر سنانے لگی وہ اورون کو
صاحبو جلد کھانا منگواؤ

تھکے ماندے سفر سے آئے ہین
راہ کے صدمے بھی اُٹھائے ہین

کشتیان لاؤ جلد تم مے کی
اور حاجت نہین کسی شی کی

بعد مے ہو غذا کا استعمال
رنج اُٹھائے ہین راستے مین کمال

مُنہ سے نکلا یہ حرف اسکے جو ہین
کشتیان مے کی لاکے حاضر کین

پھر زمرد پری نے ہاتھ مین جام
لے لیا ہنسکے ساقی گلفام

لائی نزدیک جبکہ فرخ کے
نازسے جام اپنے ہاتھ پہ لے

لیکے چھٹ پٹ بلائین کہنے لگی

تیرے واری تو مرے ہاتھ سے پی ۔ مجکو بیٹھے پیے لہو میرا
مانے کہنا اگر نہ تو میرا ۔ تیرے صدقے یہ جام پی لے تو
مین تجھے دون مجھے پلا دے تو

یہ کہکر زمرد پری نے گردن فرخ مین الفت سے ایک ہاتھ ڈالا فرخ نے ارادہ کیا تھا کہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکر شراب گلگون بے دغدغہ گردش گردون پیئے ناگاہ بقدرت پروردگار فرخ کو جیسے یہ القا ہوا کہ ای فرخ تو ادھر واسطے فتح طلسم کے آیا تھا یہان بیٹھا ہوا ہی یہ عورت کہ زمرد پری اپنا نام بتاتی ہی اسقدر الفت ومحبت سے تجھے شراب پلاتی ہی ایسا تو نہو کہ یہ ایک مرحلہ مرحلہ جات طلسم سے ہو اور یہ نازنین کوئی ساحرہ ہو اور شراب پی لینے سے تو کسی آفت بلا مین مبتلا ہو جاوے تو غضب ہو پس لازم ہی کہ لوح کو دیکھکر شراب پی اور اُسکی باتون پر نہ جا جب یہ خیالات منجانب اللہ فرخ کے دل مین آئے اُسی حالت مین کہ زمرد پری کے ایک ہاتھ مین جام تھا اور دوسرا ہاتھ فرخ کی گردن مین حمائل تھا فرخ نے کنکھیون سے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا پایا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ نازنین جو تیری گردن مین ہاتھ حمائل کیے ہی اور لوح کے عکس سے اپنے تئین بچاتی ہی یہ ایک ساحر بدصورت وبدہیئت ہی نام اسکا فریب جادو ہی یہ باغ اور یہ سب عورتین اسی کے سحر سے ظاہر ہین اور یہ مقام اک مرحلہ سخت ہی خبردار اسکے کہنے پر عمل نکرنا اور کبھی اتنی غفلت لوح دیکھنے مین نکرنا اگر تو اسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر شراب پی لیتا تو گرفتار ہو جاتا تا قیامت تک یہان سے رہائی نہوتی خیر ہوئی کہ آپ سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجھے لازم ہی کہ جام شراب اسکے ہاتھ لیکر تمام شراب اسی پر ڈال دے یہ ساحر سحر بھول جائیگی تو اسکو گرفتار کرنا اور اس سے پوچھنا راہ مقام مسکن ساحران طلسم مجھے بتادے جب یہ بتادے تو تیغ آبدار سے اسکو قتل کرنا اور بعد اسکے بتانے کے بھی لوح کو دیکھ لینا پھر اسکو قتل کرنا فرخ یہ حکم لوح کا پاکر اس نازنین سے کہنے لگا ای جان من یہ جام شراب تم میرے ہاتھ مین دیدو مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اُسنے کچھ فکر کرکے اور ہاتھ اپنا گردن فرخ سے نکالکر پیچھے ہٹ کر کہا صاحب مقام افسوس ہی کہ مین تو تمسے اسقدر الفت کرون اور تم مجھسے ارادہ دشمنی کا رکھتی ہو یہ تختی تمہارے گلے مین جو پڑی ہی اُسے غور سے دیکھتی ہو اور اسکے لکھے پر عمل کرنا چاہتے ہو یہ تختی تو واسطے ساحرون اور مرحلہ جات طلسم کے ہی نہ میرے واسطے تم اسکی تحریر پر مت عمل کرو اگر شراب پینا ہی تو میرے ہاتھ سے پی لو ورنہ میرے باغ سے چلے جاؤ اب مجھسے نہ بولو باز آئی مین تمہاری محبت سے کہ تم اپنا مجکو دشمن تصور کرتے ہو اور میری ہلاکت پر آمادہ ہو یہ کہکر وہ برہم ہو کر اٹھنے لگی اُسکی کنیزین کہنے لگین حضور واہ واہ آپ ہماری ملکہ کو رنجیدہ کرتے ہین ذراسی بات اُنکی منظور نہین کرتے ہین آگے آپ سے کیا امید محبت کوئی رکھے فرخ اسکی باتین سنکے خیال کرنے لگا کہ اگر یہ نازنین یہان سے کہین چلی گئی تو پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہوگا بہتر یہ ہی کہ جو کرنا ہو جلد تدبیر کرو یہ خیال کرکے فرخ نے اپنی جگہ سے جست کی اور جام می بزور جلد اُسکے ہاتھ سے لیکر شراب اُسکے سر پر ڈالدی وہ اتنی جلدی مین کچھ سحر بھی نکر سکی جسوقت وہ شراب فرخ نے اُسپر ڈالدی دفعتاً صورت اُس نازنین کی تبدیل ہوگئی اور سحر بھول گئی یعنی شکل اُس نازنین کی بصورت ایک ساحر سیاہ رو کے ہوگئی کنیزین یہ واقعہ دیکھکر شور وغل کرنے لگین وہ ساحر بدشکل کہ سحر بھول گیا تھا آمادہ بھاگنے پر ہوا فرخ نے فوراً اُسے گرفتار کیا اور پوچھا او نابکار مجکو نشان مکان ساحران مرحلہ طلسم بتا ورنہ تجکو قتل کرونگا اُسنے کہا ای فاتح طلسم تو نہایت ہوشیار تھا کہ میرے فریب سے بچ گیا اور میرا حال بذریعہ لوح کے تجپر ظاہر ہوگیا تو اب مجکو چھوڑدے اور یہان سے چلاجا مجکو مکان ساحران مرحلہ طلسم نہین معلوم ہی تو اور کسی سے دریافت کرلینا فرخ نے جب دیکھا کہ وہ نہین بتاتا ہی

تلوار کھینچکر اُسکی حلق پر رکھی اور کہا اگر اب بھی بتادے تو مین تجکو قتل نکرون ساحر مذکور نے اُس وقت
بمجبوری یہ کہا اگر مین بتادون پھر تو مجھے قتل نکروگے فرخ نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ تیر و خنجر سے تجکو
قتل نکرونگا اُسنے کہا اچھا اگر اقرار کرتے ہو تو سنو یہان سے جانب مشرق ایک کوہ ہی مگر چھوٹا سا ہی اُسکی
چوٹی پر ایک اژدہاے مہیب بیٹھا ہی اپنے تئین اُس اژدہے کے مُنھ کے اندر ڈال دینا اور آنکھین بند
کر لینا بعد ایک لمحہ کے جب تیری آنکھین کھلین گی اُس وقت تو مکان ساحران مرحلہ طلسم مین ہوگا وہ اژدہا راہ
مکان ساحران مرحلہ طلسم ہی یہ کہکر اُسنے کہا کہ اب مجکو چھوڑ دو فرخ نے کہا ٹھہر تجکو چھوڑے دیتا ہون یہ
کہکر لوح کو دیکھا لوح مین لکھا ہوا پایا ای طلسم کشا نام اِس ساحر کا فریب جادو ہی اب بھی تیرے ساتھ فریب
کرتا ہی اور راہ صحیح مکان ساحران مرحلہ طلسم نہین بتاتا ہی خبردار اسکو بغیر دریافت کیے ہرگز نچھوڑنا ورنہ یہ
طلسم فتح نہوگا اور فتح طلسم مین بہت بڑی خرابی واقع ہوجائیگی حالانکہ لوح طلسم رہنما ہوتی ہی مگر یہ مرحلہ طلسم
ایسے عنوان پر واقع ہوا ہی کہ اُسی سے دریافت کر جبتک صحیح نشان ساحران مذکور نہ بتائے اسکو قتل نکرو
فرخ اس حکم لوح سے باخبر ہوکر اُس ساحر سے کہنے لگا کہ ای فریب جادو کیون مجھسے باتین مکر و فریب کی کرتا
ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو صحیح صحیح نشان اُن ساحرون کا بتادے اُسنے برہم ہوکر جواب دیا ای طلسم کشا اگر مجکو
یقین اُسکا ہوجائے کہ تو مجکو قتل نکریگا تو مین سچ سچ جو امر ہی کہدون مجکو تو یقین ہی کہ تو مجھسے نشان ساحران
پوچھکر مجھے قتل کر ڈالیگا اپنے قول سے پھر جائیگا فرخ نے جواب دیا نہین مین اپنے قول سے نہ پھرونگا پھر عہد کرتا ہون
کہ خنجر و تبر و تیر و گرز سے بھی تجکو قتل نکرونگا وہ یہ تقریر فرخ کی سُنکے خوش ہوا اور مطلب فرخ نہ سمجھا کہنے لگا
ای طلسم کشا بگوش ہوش سُن کہ اب مین سچ سچ کہتا ہون تو بھی ذرا اپنے وعدہ کا خیال رکھنا آگاہ ہو کہ یہان سے قریب
دو کوس کے جانب مغرب ایک صحراے سبزہ زار ہی اُسکے درمیان مین چند درخت مولسری کے گھنے گھنے نہایت
سرسبز و شاداب لگے ہین اور اُن درختون کے نیچے ایک شیر ہی اور قریب اُس شیر کے ایک حوض ہی کہ نہایت
پانی اُسکا صاف و شیرین ہی اگر تو چاہتا ہی کہ مکان ساحران مرحلہ طلسم مین پہونچے تو اُس شیر کو قتل کرکے
اُس حوض مین کودنا جب آنکھ کھلیگی تو اپنے تئین منزل مقصود پر پائیگا فرخ نے اُسکی تقریر سُنکے احتیاطاً
پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ اب یہ ساحر نشان ساحران سچ بتاتا ہی ہرگز اسکو رہا نکرنا بلکہ ابھی اسکو قتل
کر ڈالنا تاکہ یہ مرحلہ سر ہوجائے اور سلسلہ مرحلہ جات طلسم مین تقدیم و تاخیر اور خرابی واقع نہوجائے فرخ یہ حکم لوح کا
ذہن نشین کرکے واسطے قتل ساحر مذکور کے بڑھا اُسنے اور اُسکے سحر کی کنیزون نے فریاد کی فرخ نے کسی کی
فریاد نہ سُنی اور تلوار سے اُسکو قتل کیا اُسکے مرنے سے ہواے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمود ہوا برق چمکنے لگی
تاریکی ہوئی وہ باغ اور وہ کنیزین اور وہ بارہ دری کا نام و نشان تک باقی نہ رہا کیونکہ وہ سب اُسی کے
سحر سے بنی تھی جب وہ ہلاک ہوا اُسکا سحر بھی برطرف ہوگیا جب وہ تاریکی اور ابر و برق کا نام و نشان نرہا فرخ
نے دیکھا کہ جہان پر وہ بارہ دری اور باغ تھا بالکل خارستان ہی خاک اُڑ رہی ہی ہواے گرم چل رہی ہی لاشہ
اُسی خارستان مین اُس ساحر کا پڑا ہی ناگاہ اُسکے سحر کی بیرون نے اُسکے نام سے یہ صدا دی کشتہ مرا کہ نام من
فریب جادو بود مالک مرحلہ دوم طلسم حیرت نشان بعد اس آواز آنے کے اک بونڈلا اُسکی لاش سے لپٹا
اور زمین سے اُسکو اُٹھا کر ایک طرف لے گیا فرخ سمت مرحلہ سوم روانہ ہوا تھوڑی دور راہ طے کی تھی
کہ عجیب صحرا کیفیت اور حال اُسکا یہ ہی کہ بموجب نظم

چاہ چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل	کھلی آب نے دھری تھی سبیل

پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان | بجز اک آب گوہر دندان | تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا | متلاشی آب پیکان تھا
تابش ایسی کہ شب ہوئی کیا دن کو | لو کے شعلوں سے شمع روشن بیچ | دیکھکر شعلۂ ہوا کی لپک | خوف سے کانپتا تھا سر افلاک
مرغ صحرا مرا نیا دُھنتے تھے | بیخ موج ہوا پہ بھنتے تھے

فرخ شہسوار کا اُس صحرا مین عجب حال تھا قدم آگے
بڑھایا نجاتا تھا ہوائے گرم سے ہمہ تن جلا جاتا تھا تشنگی سے لب و زبان دونو خشک تھے دل سینہ مین حرارت
آفتاب اور کثرت تشنگی سے بیتاب تھا اگر لوح سینہ پر نہوتی تو فرخ اُس صحرا مین کثرت آفتاب اور ہوائے
گرم کے جھونکون سے مانند گندم کے بریان ہو جاتا تھا چونکہ لوح سینہ پر تھی اور اُسمین اسمائے الٰہی کندہ تھے
اُسکی برکت سے فرخ زندہ تھا راوی ناقل ہے کہ فرخ شہسوار نے وہ میدان دو پہر مین بہزار خرابی و دشواری
طے کیا اور قریب آن مولسری کے درختون کے پہونچا جنکا نشان فریب جادو نے بتایا تھا ہنوز فرخ زیر
سایہ اشجار مولسری نہ پہونچا تھا کہ جو شیر زیر سایہ درختان مولسری کنارہ حوض بیٹھا ہوا تھا اور چار طرف دیکھ رہا تھا
اور نگہبانی بخوبی کر رہا تھا اور حافظ اُس حوض طلسمی کا تھا اُسنے فرخ کو دیکھکر نعرہ کیا کہ تمام زمین صحرا کی اُسکے
نعرہ سے ہل گئی پھر وہ کنارۂ حوض سے اُتر کر چند قدم آگے بڑھ کر فرخ پر حملہ آور ہوا مگر زیر سایۂ اشجار
مولسری سے آگے نہ بڑھا کیونکہ کنارۂ حوض اور سایۂ اشجار مولسری سے ہٹنا اُسے منظور نہ تھا بدین وجہ
کہ شاید کوئی اور جانب سے آکر داخل حوض طلسمی مذکور ہو جائے الغرض جب فرخ نے اُس شیر غضبناک
کو حملہ آور پایا فی الفور لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ شیر شیر اصلی نہین ہے بلکہ ایک
ساحر زبردست ہے نام اسکا ببران جادو ہے اور محافظ اس حوض طلسمی کا ہے قریب اسکے کسیکو آنے نہین دیتا
ہے کیونکہ اس حوض سے راستہ مکان ساحران مرحلہ طلسم کا ہے بقول فریب جادو کے پس صورت اسکے ہلاک
کرنے کی یہ ہے جو حاشیۂ لوح پر تحریر ہے فرخ نے اُسے پڑھا اور مطلب تحریر مذکور ذہن نشین کر کے آگے بڑھا
شیر وہین بیٹھا ہوا نعرہ زن تھا کبھی گرد اُس حوض کے گردش کرتا تھا کبھی کنارہ حوض جست کر کے جاتا تھا کبھی
فرخ کی طرف جست کرنے پر آمادہ ہوتا تھا اور جھپٹ کر تھوڑی دور تک آتا تھا اور سایہ اشجار مذکور سے باہر
نہ آتا تھا کیونکہ بانیان طلسم نے وہ مرحلہ اس طور پر بنایا تھا کہ جبتک ببران جادو زیر سایہ درختان مولسری سے
باہر نہ نکلے گا اُس وقت تک ہرگز ہرگز قتل نہوگا جب فرخ شہسوار قریب تر درختان مولسری کے پہونچا یکایک ہوائے
تند ایسی چلی کہ وہ درخت جنبان ہوئے برگ اُنکے کھڑکھڑائے اور ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے ایسا گرد و غبار
بلند ہوا کہ وہ حوض طلسمی مفقود النظر ہوا اُسوقت وہ ہوائے تند و تیز ایسی چل رہی تھی کہ انسان کی تو کیا مجال ہے بجز
طلسم کشا کے اگر پہاڑ بھی ہوتا تو اُسکو بھی اُسکی جگہ سے کوسون ہٹا دیتی چونکہ فرخ کے گلے مین لوح طلسمی
پڑی تھی اس وجہ سے اُس ہوا سے محفوظ اور ثابت قدم رہا اُسی حالت تیزی ہوا و گرد و غبار مین شیر مذکور
یہ سمجھا کہ طلسم کشا زیر اشجار مولسری آگیا ہے اور لوح طلسم جو اُسکے پاس ہے اثر سایۂ اشجار طلسمی سے بیکار ہو چکی
ہے اب طلسم کشا کو ہلاک کر ڈالنا چاہیے یہ خیال کر کے شیر مسطور نے نعرہ کر کے جست کی اور اُس جست
کرنے مین سایہ درختان مولسری سے باہر نکل آیا فرخ کے حسب ہدایت لوح لوح کو بعد مجابت اُسکے جسم
سے مس کر دیا وہ شیر مثل شبرا آتشبازی کے ہمہ تن آتش ہو کر گردش کرنے لگا شعلہ ہائے آتش اُسکے ہر
موے تن سے نکلنے لگے تھوڑی دیر مین وہ جلکر خاک ہو گیا اور ساتھ ہی اُسکے جلنے کے وہ درختان مولسری
بھی خشک ہو گئے اور جو جانور کہ اُن درختون پر بیٹھے ہوئے تھے اور دور سے فرخ کو دیکھکر بزبان

فصیح پکار پکار کر کہتے تھے کہ ای ببران جادو ہوشیار ہو جا کہ طلسم کشا ادھر آتا ہی وہ سب بھی جلکر خاک ہو گئے کیونکہ وہ
طائر سحر ببران جادو کے تھے اسوقت اُسکے مرنے سے عجب تاریکی پیدا ہوئی کہ وہ صحرا پردہ ظلمات ہو گیا اور شدت
سے ہوائے تند چلی آسمان پر ابر سیاہ آیا برق چمکنے لگی سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ قیامت
کا برپا رہا بعدہ وہ تاریکی وغیرہ دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ببران جادو محافظ حوض طلسمی بود فرخ نے
پیشتر لوح کو دیکھا تھا اور اُسمین لکھا ہوا پایا تھا کہ بعد ہلاک کرنے ببران جادو کے جب درختان مولسری
خشک ہو جائینگے اور اثر سایۂ درختان مذکور کا طلسمی زمین دفع ہو جائیگا بخوف و خطر آگے بڑھنا حوض آگے
نظر آئیگا اور پانی مین اُسکے جوش و خروش پیدا ہوگا اور اشکال مہیب حوض سے نمایان ہو کر تجھے ڈرائینگی
تو اُنسے خائف نہو کر اس اسم جلیل کو پڑھ کر لوح کو سر پر رکھکر حوض مذکور مین اپنے تئین گرا دینا پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھنا چنانچہ فرخ نے بعد ہلاک کرنے ببران جادو کے حسب ہدایت لوح عمل کیا حوض مین اپنے
تئین آنکھین بند کر کے اور اسم پڑھ کے سر پر لوح کو رکھ کر گرا دیا اور انجام کار یہ ہوا کہ بموجب اس نظم آبدار کے

تو سے اُس حوض کے نہ پھر نکلے | شکل گوہر غریق آب ہوئے
جانے ہی تہ طلسم کی پائی | آشنائی مین لوح کام آئی

جب فرخ کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھین کھولکر دیکھا تو ایک شہر ہی نہایت آباد کوچہ و بازار اُسکے
مردم سے بھرے ہوئے لیکن سب ساحر اور اُس شہر مین مکانات بلند و رفیع بکثرت نظر آئے فرخ اُس شہر مین
پہونچکر نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ سحر اور طلسمات بھی عجب کارخانہ ہی اسکے قبل کہان تھا اب
یہان ہون ہنوز فرخ متحیر ہو کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور مردمان آیند و روند فرخ کو شخص اجنبی جانکر بنظر حیرت
دیکھ رہے تھے بعض بعض آپس مین باہم چپکے چپکے یہ کہتے تھے کہ اس اجنبی کے یہان آنے سے ایک تردد عظیم پیدا
ہوا ہی وہ تردد یہ ہی کہ بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ فلان سنہ اور فلان ماہ اور فلان روز اس شکل و صورت کا طلسم
کشا یہان آئیگا نام اسکا فرخ شہسوار ہوگا اور وہ نسل سے حمزۂ صاحبقران کے ہوگا پس بانیان طلسم
کی تحریر کے حساب سے یہ وہی سنہ اور وہی ماہ اور وہی روز ہی اور جو شکل و صورت اُنھون نے بتائی ہی وہی
اس جوان کی صورت ہی پس عجب نہین کہ یہی اس طلسم کا طلسم کشا ہو اور لوح بھی اُسکے سینہ پر ہی اور اُسکے عکس سے ہم
سحر ہوئے جاتے ہین ہنوز ساحر باہم اسی قسم کی تقریر کر رہے تھے کہ فرخ نے چند ساحرون سے پوچھا کہ مکان ظلمات
ساحران نامی کا کہان ہی اُنھون نے پوچھا تمکو اُس سے کیا کام ہی فرخ نے کہا اُنسے ایک کام ہی وہ کام لائق بیان کرنے
کے نہین ہی ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بہت سے ساحر وہان جمع ہو گئے اور فرخ کو طلسم کشا یقینی جانکر سحر کرنے لگے کسی
نے ناریل چوبی دار سحر کا مارا کسی نے گولا فولادی مارا کسی نے گلدستہ سحر مارا اسیطرح سیکڑون ساحرون نے انواع
و اقسام کے سحر کیے مگر چونکہ فرخ کے پاس لوح طلسمی تھی کسی کا سحر کارگر نہوا جب شور و غل زیادہ ہوا اُس وقت
ظلمات جادو نے کہ سردار ان سب ساحرون کا اور حاکم شاہ طلسم کی جانب سے اُس ملک کا تھا اپنے ملازمون سے
پوچھا کہ آج یہ شور و غل کیون ہو رہا ہی ملازمون نے بعد دریافت حال جا کر اُس سے کہا خداوند غضب ہوا
طلسم کشا ببران جادو کو قتل کر کے داخل شہر ہوا ہی آپ کے ملازم ساحرون سے اور اُس سے خوب لڑائی
ہو رہی ہی یہ خبر سنکے ظلمات جادو کئی ہزار ساحر اور ساحرہ اپنے ہمراہ لیکر اپنے قصر سے نکلا اور فیل آتشین
پر سوار ہو کے اُس جگہ آیا جہان لڑائی ہو رہی تھی اُسنے آ کر فرخ پر مع سب ساحرون کے سحر کرنا شروع
کیا فرخ ایک ہاتھ سے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتا تھا اور دوسرے ہاتھ سے کہ اُسمین شمشیر آبدار تھی ساحرون کو

قتل کرتا تھا ہر چند ساحر قتل ہوتے تھے مگر ہجوم کم نہوتا تھا ساحر اس طرح فرخ کو چہار سمت سے گھیرے ہوئے تھے کہ جیسے
ابر سیاہ ماہ درخشان پر چھا جاتا ہی صاحب دفتر نے اس جگہ اس طرح لکھا ہی کہ جب فرخ نے بہت دیر تک ساحرون
سے جنگ کی اور ساحر میدان جنگ سے نہ بھاگے اور ہجوم ساحران کم نہوا اُسی وقت حالت جنگ مین فرخ نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ ای طلسم کشا اگر ان ساحرون سے اسی طرح برسون لڑیگا تو کچھ فائدہ نہوگا تو اُنکو
بظاہر قتل کریگا اور پھر وہ صحیح ہو کر تجھسے لڑینگے تدبیر لڑنے کی اور فتح ہونے جنگ کی یہ صورت ہی کہ غور کرکے دیکھ جو
ساحر فیل آتشین پر سوار ہی اور اُسی کا نام ظلمات جادو ہی تاوقتیکہ وہ مارا نہ جائیگا یہ مرحلہ کسی طرح سر نہوگا اور تدبیر
اُسکے قتل کرنے کی یہ ہی کہ کمان کو دوش پر سے اور ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑ کر یہ اسم پاک ورد
زبان کرکے تاک کر اُسکی حلق مین تیر لگا اگر تیر ہدف مذکور پر پڑا تو فہو المراد ورنہ باعث تیری خرابی اور گرفتاری
کا ہوگا فرخ شہسوار نے حکم لوح سے ماہر ہو کر بموجب حکم لوح عمل کیا قدرت خدا سے تیر حلق مین اُسکے جا کر لگا
اُسکے صدمہ سے آہ کرکے وہ زمین پر گرا تھوڑی دیر مین تڑپ کر ہلاک ہوگیا اُسکے مرنے سے بہت تاریکی
ہوئی ہوائے تند و تیز چلنے لگی سوے فلک ابر سیاہ نظر آنے لگا برق چمکنے لگی سنگ اور برف باری ہونے
لگی اشیاے سحر اور مکانات سحر وغیرہ جو جو چیزین اُسنے اپنے سحر سے بنائین تھین اُسکے مرتے ہی مٹ گئین
تھوڑی دیر تک تاریکی وغیرہ رہی بعد اُسکے اُسکے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے یون صدا دی کشتی مرا نام
من ظلمات جادو و مالک مرحلہ چہارم بود جب یہ آواز آچکی فوراً لاشہ اُسکا گرد و غبار یا بونڈ سین لپٹ کر سوے
شاہ طلسم حیرت نشان چلا گیا ساحران نابکار جو فرخ سے لڑ رہے تھے اور پیہم سحر کر رہے تھے ظلمات
جادو کے مرتے ہی بھاگے طلسم کشا نے اُنکا تعاقب کیا اور بھاگنے کی حالت مین بھی بہت سے ساحر قتل کیے
باقی ماندہ ساحر بھاگ کر خدمت شاہ طلسم مین گئے جب سب ساحران نابکار بھاگ گئے اور وہ تاریکی اور سنگباری
وغیرہ دفع ہو چکی فرخ نے جو دیکھا تو ایک صحراے وحشت ناک ہی شہر کا نام و نشان بھی نہین ہی اور ان مکانات
اور کوچہ و بازار کا کہین پتا بھی نہین ہی ہان جہان مکانات اور دکانین تھین وہان چند در چند سیتھے گڑے ہوے
اور کالا سوت اُنپر لپٹا ہوا دکھائی دیا فرخ شہسوار اُس صحراے بے آب و گیاہ و وحشت ناک کو دیکھکر متحیر ہوا
اور خیال کرنے لگا کہ تھوڑی دیر قبل یہان شہر تھا ہزارون ساحرون کا مجمع تھا مکانات و دکانین وغیرہ نظر آتی
تھین دفعتاً ظلمات جادو کے مرتے ہی اور ہی رنگ ہوگیا پھر خود ہی خیال کرنے لگا کہ یہ طلسم ہی اور طلسم بھی
وہ طلسم کہ جسکا نام حیرت نشان ہی لہذا جو جو اُمور یہان حیرت افزا مشاہدہ ہون اُنکو دیکھکر متحیر نہونا چاہیے یہ
تصور کرکے ایک شجر خشک کے نیچے بیٹھ گیا کیونکہ جنگ ساحران سے خستہ ہوگیا تھا بعد تھوڑی دیر کے
جب ذرا حواس درست ہوئے وہان سے اُٹھکر بغیر دیکھے لوح کے ایک سمت چلا ہر چند دور تک نکل گیا لیکن کہین
آبادی کا نشان نہ پایا نہ مسکن ساحران نظر آیا نہ وہ صحراے پر خار تمام و کمال طے ہوا اُس وقت فرخ نے تصور کیا
کہ ہمنے غلطی کی لوح کو نہ دیکھا اور اس قدر راہ اس صحرا کی طے کی اور کچھ فائدہ نہوا اب لوح کو دیکھو اور اُسکے
حکم پر عمل کرو تاکہ اس صحراے پرخار و وحشت ناک سے نکلو اور منزل مقصود کو پہونچو کیونکہ اب تمازت
تابش آفتاب اور ہواے گرم سے اور رہروی سے اچھا نہین ہی یہ تصور کرکے بہ نیت مقصود لوح کو
دیکھا لوح مین لکھا ہوا پایا کہ ای طلسم کشا اگر تو لوح کو نہ دیکھتا اور تمام زندگی بھر اپنی اس صحرا مین پھرتا اور گردش
کرتا تو بھی منزل مقصد کو نہ پہونچتا آخر اسی صحرا مین ایک روز ہلاک ہو جاتا خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب تمکو لازم

ہے کہ یہان سے جانب شمال یعنی جس طرف سے تو ادھر آیا ہے اُسی طرف روانہ ہو بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے تجکو ایک
کوہ مختصر و خوشنما نظر آئیگا اشجار اُس کوہ پر انواع و اقسام کے دکھائی دینگے جنمین اثمار رنگ برنگ کے
ہونگے اور گلہاے بوقلمون بھی اُسپر شگفتہ ہونگے طائران رنگارنگ اور چوپائے ہر قسم کے کہ کبھی تو نے
اور کسی نے نہ دیکھے ہونگے وہان نظر آئینگے اور وہ سب تجھکو دیکھکر تیری سد راہ ہوکر تیری ہلاکت کے درپے
ہونگے اُسوقت تو اُنکو لوح دکھانا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا بعد ازان آگے بڑھنا اک اژدہا بے
مہیب نظر آئیگا اُسکے منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہونگے اور جب وہ دم کھینچیگا بڑے بڑے ٹکڑے
پتھر کے کھچکر اُسکے دہن مین چلے جائینگے تو اُسکو دیکھکر خوف نکرنا اور اُس اژدہے کی طرف اگر جانے کو
کچھ لوگ مانع ہون تو اُنکے کہنے پر عمل نکرنا اور اُنسے مقابلہ کرکے اُنکو تہ تیغ کرنا بعد ازان دہن اژدر مین
اپنے تئین بخوف گرا دینا کہ دہن اژدر بھی راہ طلسم باطن ہے بعد اُسکے جب تیری آنکھین کھلینگی جو کچھ نظر
آئے دیکھنا اور بغیر حکم لوح کوئی کام نکرنا فرخ شہسوار حکم لوح سے آگاہ ہوکر وہان سے اُٹھا اور بموجب
ہدایت لوح چلا دو صحرا ہے ابزار مشکل طی ہوا یہانتک کہ وہ کوہ مختصر نظر آیا جب اور آگے بڑھا اور غور کرکے جو دیکھا تو
عجب بہار مشاہدہ کی بمقتضاے نظم

لون دل کوہ سے صد اتھی عیان ... جیسے سنگ ستارہ جلوہ کنان ... اُنسے کوہ مین ہوگیا ہمسنگ
لعل عکس شفق سے ہر سنگ ... مہر کی اُسپہ کب ہے جلوہ گری ... ہر سر کوہ پر کلاہ زری ... نظر آیا بہ لطف عز وجل
ہوگئی جان دیکھکر بیکل ... دو گھڑی رات بھی نہ آئی تھی ... چاندنی رونمائی لائی تھی ... اسقدر تھا بس اُس بہار کا نور
سمجھے یہ اُسکو مثل کوہ طور ... دیکھکر حق کا اُسپہ لطف عمیم ... گئے سنکو وہان یہ مثل کلیم ... بسکہ دیکھے تھے سحر کے آزار
کچھ مناجات مین پڑھے اشعار ... کردگار طفیل پیغمبر ... رحم کر میرے حال کے اوپر ... بہ طفیل علی و آل نبی
واقف راز ہر خفی و جلی ... پسر شاہ سے ملادے مجھے ... قلعہ کی فتح بھی دکھادے مجھے ... اسقدر طبع مین یہ خائف تھے
رات بھر ورد تھے وظائف تھے ... ہوگئے اتنے مین صبح کے آثار ... کی ادا اُسنے وان سحر کی نماز ... بعد پڑھنے نماز سحر کے

کمر ہمت باندھکر اور اعانت الٰہی پر بھروسا کرکے جو آگے بڑھا چرند و پرند عجیب و غریب نظر آئے کہ جنکے دیکھنے
سے ایسی حیرت ہوئی کہ فرخ کو صورت آئینہ حیرانی ہوئی اور گلہاے رنگارنگ اور اشجار کوہ پر شکوہ دیکھکر
بدرجہ کمال حیرت ہوئی کیونکہ ایسے درخت اور پھل اور پھول اور چرند و پرند کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے تھے
اور زیادہ تر حیرت کا مقام یہ تھا کہ ہر برگ درخت اور ہر اک گل و غنچہ و چرند و پرند بلکہ سنگریزہ تک وہان کی
بزبان فصیح کہتے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوا ہے لوح طلسم عنایت الٰہی سے اُسکو دستیاب ہوگئی مرحلے فتح
و سر کرکے اس کوہ عجائب پر اُسنے قدم رکھا ہے اور راہ طلسم باطن کی طرف جاتا ہے اے محافظان راہ طلسم باطن
کہان ہو جلد آؤ خواب غفلت سے ہوشیار ہوجاؤ طلسم کشا کے سد راہ ہو حالانکہ زمانہ بقاے طلسم گذر گیا ہے
پہر دو پہر کے بعد اس طلسم کا نام و نشان بھی نہوگا لیکن تمکو سد راہ ہونا طلسم کشا کا مناسب ہے کیونکہ ایک مدت
دراز سے اسی خدمت پر اور اسی کام پر بانیان طلسم نے تمکو معین و مقرر کیا تھا جب وہ اشجار مذکورہ اور حیوانات
و جمادات و نباتات کی یہ باتین سنتا تھا حیرت سے ہر ایک کی طرف دیکھتا تھا اور جب لوح کو گھبراکر دیکھتا تھا
لوح بھی ہدایت کرتی تھی کہ بحیثیت نظم

اُنسے تم کچھ کلام بھی نکرو ... بلکہ اسجا قیام بھی نکرو ... جلد اس راہ سے روانہ ہو
کہین ایسا نہو نشانہ ہو ... خوف دل مین نہ اپنے لانا تم ... گفتگو پر نہ اُنسے آنا تم ... جاؤ تم بہر جستجوے طلسم
دل و جان سے ہواے کمند ظلم

فرخ بموجب ہدایت لوح ہر اک کی تقریر سنتا تھا اور کسی سے ہمکلام نہوتا تھا:

جب تھوڑی راہ اور طے کی اور وہ اژدر مہیب نظر آیا اُس وقت چار ساحر نہایت قوی ہیکل گویا دیو سیاہ تھے یکایک
پیدا ہوے اُنھون نے فرخ کو دیکھ کے نعرے کیے کہ او طلسم کشا خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ بہت
پچھتائیگا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکر کسی نے گولا فولادی اور کسی نے نارنج اور کسی نے ترنج اور کسی نے
ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالا اور اسماے سحر پڑھ کے چند قدم آگے بڑھے ادھر فرخ نے اُنکو سد راہ
دیکھکر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی ان محافظان راہ طلسم باطن کے بارے مین پہلے ہی تجکو ہدایت کی تھی کہ
اِنسے خائف نہونا اور مقابلہ کرکے لوح کا عکس ڈالکر تیغ آبدار سے انھین قتل کرنا اور دہن اژدر مین بخوف و
خطر آنکھین بند کرکے اپنے تئین گرا دینا پھر جو کچھ نظر آے دیکھنا شاید تجکو یہ حکم فراموش ہوگیا فرخ یہ حکم لوح
دوبارہ پاکر دلیرانہ آگے بڑھا ساحران مذکور نے اشیاے سحر مذکور طلسم کشا پر مارے فرخ نے عکس لوح کا ڈالا
سب سحر اُنکے برکت لوح سے باطل ہوگئے اور وہ خود بھی عکس لوح سے سحر بھولنے لگے اور پیچھے ہٹنے لگے
مگر سحر کرنے سے باز نہ آئے جو چیز ہاتھ مین آگئی خواہ سنگریزے خواہ برگ درخت خواہ موے سر اُنپر اُسپر
سحر کرکے فرخ پر مارنے لگے گویا بارش سحر اُن چارون نے فرخ پر کرنی شروع کی لیکن فرخ پر کسی کے
سحر نے بوجہ لوح پاس ہونے کے اثر نکیا یہ ناموراً آگے بڑھتا گیا اور وہ پیچھے ہٹنے لگے آخرکار اُن چارون نے
مجبور ہوکر باہم کچھ آہستہ مشورہ کیا بعد مشورہ کے اُنمین سے ایک نے اپنی جھولی سے ایک گلدستہ گلہاے
رنگا رنگ کا نکالا اور اُسپر تھوڑی دیر تک سحر پڑھ پڑھ کے دم کیا پھر کارد سے اپنے تن مین ایک جگہ فگار کیا
اور خون لیکر اُس گلدستہ پر چھڑک کر یا ساحری کہکر ایک طرف مارا وہ گلدستہ پھٹا دھوان اور غبار بکثرت ظاہر
ظاہر ہوا تاریکی ہوگئی تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ دھوان اور تاریکی دفع ہوئی فرخ نے جو دیکھا تو اُن ساحرون کو
پنہایا اور ایک جانب سے ایک نازنین مہ جبین کہ جسکا حسن و جمال عدیم المثال تھا اُسکو چند کنیزون اور ہمجولیون کے
ساتھ خرامان خرامان سیر کنان دیکھا اُن عورتون مین سے کوئی گلہاے رنگا رنگ توڑ کے سونگھ رہی تھی کوئی
نازنین دوسری جبین سے گلبازی کرتی تھی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی اور وہ رشک حور حلقہ مین اُنکے
ناز سے قدم اُٹھاتے ہوئے ہمجولیون سے مسکرا کر کچھ باتین کرتی ہوئی جس طرف فرخ تھا آئی اور فرخ
کو دیکھکر اپنی ہمجولیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی اری بی زرا دیکھنا آج یہ مردوا ہٹا کٹا ہماری سیرگاہ مین کہان
سے آیا ہے ذرا پوچھو تو یہ کہکر نہایت ناز و انداز و حیا سے منھ فرخ کی طرف سے پھیر لیا اور چند قدم پیچھے ہٹی
اُسوقت ایک ہمجولی چند قدم آگے بڑھی اور پکاری اے شخص ملکہ ہماری تجھسے پوچھتی ہین کہ تو ہماری سیرگاہ مین
بغیر ہماری اجازت کے کیون آیا ہے ذرا ادھر آکر جو امر واقع ہو بیان کر چونکہ فرخ شہسوار اُس نازنین حور
صورت کو پہلے ہی سر سے پا تک بخوبی دیکھکر مائل ہوگیا تھا اور شوق وصل اُسکا دل مین پیدا ہوگیا تھا
اور خیال طلسم کشائی کا بالکل جاتا رہا تھا اب اُسکی ہمجولی کی تقریر سے اور طلب کرنے سے آتش شوق سینہ مین
زیادہ مشتعل ہوئی بے اختیار اُسکی طرف روانہ ہوا اژدر آتش فشان یعنی راہ طلسم باطل سے منھ پھیرا
جب اُس عورت کے قریب پہونچا کہنے لگا تم میری طرف سے اپنی ملکہ سے کہدو کہ مین ناواقف تھا نہین
جانتا تھا کہ یہ سیرگاہ ہے ورنہ مین یہان نہ آتا میری اس گستاخی کو عفو کرین اور برہم نہون کیونکہ مسافر نوازی
و مروت سے بعید ہے مناسب تو یہ ہے کہ مجھ آوارۂ دشت بلا پر مہربانی و عنایت کرین ایک لحہ میرے پاس
اگر بیٹھین دل افسردہ کو میرے اپنی ہم نشینی سے شگفتہ کرین اور مجکو اپنا ایک مطیع تصور کرین وہ ہمجولی

اس نازنین کی یہ تقریر فرخ کی سنکے اپنی ملکہ سے مخاطب ہوکر یون عرض کرنے لگی کہ ای ملکہ یہ شخص فی الواقع غریب
و آوارہ اور مصیبت و آرام کا مارا ہی نادانستہ اس کوہ پرکہ سیرگاہ حضور کی ہی چلا آیا ہی عذر کرتا ہی خطا اسکی میری
میری خاطر سے معاف کر دیجیے اور ایک التجا یہ کرتا ہی کہ ایک لمحہ براہ مہمان نوازی و کرم گستری قریب
آکر تشریف رکھیے حالانکہ یہ امر آپ کی شان و لیاقت اور عصمت و عفت سے بعید ہی لیکن لحاظ خاطر مہمان
بھی ضرور ہی کسی بندۂ خدا کے دل کو خوش کرنا باعث خوشنودی خدا و رسول ہی ایک لمحہ قریب بیٹھ جانے
مین کچھ آپ کا نقصان نہو جائیگا عصمت و عفت مین چندان خلل نہوگا آپ کی والدین سے اس حال کو ہم مین
سے کوئی نکہیگا اس شخص کا دل خوش ہوجائے گا مجھکو بھی اس امر کی بہت خوشی ہوگی کہ میرے کہنے کو آپنے
قبول کیا ملکہ نے برہم ہوکر اُسے جواب دیا او بے شعور کیا کہتی ہی ذرا اپنے ہوش مین آ دیوانی نہ بن جا
کیا خوب یہ باتین تیری مجھے ناپسند ہین ایک نامحرم مردوے کے پاس مجھے بیٹھنے کو کہتی ہی میری رسوائی
اور آبرو ریزی کی درپے ہوئی ہی مین کسیکا دل خوش نہین کرتی اسمین کوئی ہو مین ایسے ثواب اور خوشنودی خدا
رسول سے درگذری کہ جس بات مین صریح اپنی بدنامی ہو پس اس سے کہدے کہ بلا توقف یہان سے
چلا جاے اور کسی طرح کی تمنا اپنے دل مین نکرے اُسنے جواب دیا ای ملکہ یون آپ مالک ہین جو چاہے زبان
لیکن اتنی سی بات پر اسقدر برہم ہونا آپکا جاے حیرت ہی یہ کہکر وہ اشک آنکھون مین بھرلائی رونے لگی
چہرہ صدمہ سے متغیر ہوگیا پھر آنسو رخسار پر روان ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی اور اُسی حالت گریہ و
زاری مین فرخ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی ای شخص بدمقدر تیرے حال پر مین نے ترس کہا کر ملکہ عالم سے
بہت کچھ کہا اور درجواب ملکہ عالم نے جو کچھ فرمایا وہ بھی تو نے سنا بیکار مین نے تیرے واسطے اتنی کوشش و
سفارش کی کچھ فائدہ نہوا بلکہ صدمہ عظیم ہوا سخن میرا ضایع و برباد ہوا اسکے اُنھون نے مجکو دیوانی اور بیوقوف
بنایا آجتک قبل اسکے ملکہ نے ایسے کلمات سخت مجھکو کبھی نہ کہے تھے فقط تیری وجہ سے ملکہ نے مجھکو کہے
بس مین اب مجبور ہون تیری تمناے دل بر نہ آئیگی اپنی تقدیر بد کی شکایت کرتا اور پہاڑ سے سر ٹکراتا ہوا
جلد یہان سے چلا جا کہ ملکہ عالم کا تیرے باب مین یہی حکم ہی اور اب مین بھی اپنے گھر جاتی ہون اور ہیرے
کی کنی پیسکر کھائے لیتی ہون افسوس اسی بہانہ سے میری اجل آئی پوری جوان بھی نہونے پائی ملکہ نے
وہ اپنی تیغ زبان سے میرے دل پر زخم لگائے ہین کہ جسکا سواے جان دینے کے اور کوئی چارہ نہین ہی
فرخ تقریر اُسکی سُن کے کہنے لگا ای نازنین ملکہ عالم نے اول تو کلمات سخت چندان نہین کہے ہین اور
اگر دیوانی اور بیوقوف کہا تو خیر اُنھین کہ لینے دو کچھ اُنکے کہنے کا بُرا نہ مانو اور اگر اُنکے کہنے کا ملال ہو
تو تم مجھے جو چاہے کہو عوض لے لو جان دینے کا ارادہ نکرو حقیقت مین میری ہی سفارش کرنے کے سبب
سے تمکو رنج ہوا اگر مین کمبخت یہان نہ آتا تو کبھی ملکہ تمپر برہم نہوتین اور مین بھی معتوب نہوتا اور ای نازنین
آگاہ ہوکر مین اب کیا کوہ سے کہین جاونگا مانند فرہاد کے جان شیرین اپنی دونگا تمھاری ملکہ کی محبت مین
اسی جگہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجاؤنگا وہ نازنین حور خصال یعنی ملکہ خوش جمال اپنی ہمجولی اور فرخ کی
گفتگو سنکے اُس اپنی ہمجولی سے مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ تیری نازک مزاجی سب سے بڑھی ہوئی ہی ارے
مین نے ایسا کیا کہا ہی کہ تو اپنی جان دینے پر آمادہ ہی اور بے اختیار رو رہی ہی تیرے رونے سے مجکو ملال
ہوتا ہی بیکار ٹسوے نہ بہا اور اپنے ارادے سے باز آ اُسنے کہا ای ملکہ آپ کیا کہتی ہین جبتک

میرا دل خوش نہوگا اسوقت تک مین اسی طرح روتے جاؤنگی اور جو کہا ہی اُس سے باز نہ آؤنگی اگر آپ کو میرا
رونا گوارا نہین ہی تو جو مین نے عرض کی اِک بندہ خدا کے دل کے خوش ہونے کے واسطے رحم کہاکر کہا ہی اُسے
قبول کیجیے ورنہ دو شخصون کا خون آپ کی گردن پر ہوگا ادھر مین ہیرے کا نگینہ کہ یہ انگشتری پر ہی چبا کر
جان دونگی اُدھر یہ اجل رسیدہ کرہ غم دیدہ صعوبات و آلام گونہ گون کشیدہ ہلاک ہوجائیگا یہ کہکر اُسنے انگشتری
سے اُس نگینہ کو نکالکر چباہا کہ چباے ملکہ نے یہ حال دیکھکر ہاتھ اُسکا پکڑا اور مسکرا کر کہا مین یہ عصمتہ
اور سخن کے ضایع جانے پر یہ ملال اور نازک مزاجی اسقدر ذراسی بات پر یہ آمادگی خبردار ہیرا چبانے کا ارادہ
نکر مجھکو تیری جان عزیز ہی مین نہین چاہتی کہ تو مجھسے ناراض ہوکر ہلاک ہوجائے خیر تیری خاطر سے ایک مرد
نامحرم کے روبرو بیٹھکر اُٹھ کھڑی ہونگی تاکہ تیری بات رہجائے اور تیری جان بچے گو میری بدنامی و رسوائی ہی
اور خلاف شان ہی یہ سنکر وہ ہمجولی خوش ہوئی صدمہ اُسکا بدل بخوشی ہوا پھر وہ کہنے لگی اے ملکہ عالم خدا
آپ کو سلامت رکھے اس وقت وہ عنایت آپنے کی کہ تا زندگی یہ احسان مانونگی یہ کہکر اُسنے ایک درخت
کے سایہ مین کنیزون سے فرش نفیس بچھوایا پھر مسند زرین سے فرش مذکور کو رونق دلوائی بعدہ ملکہ سے
عرض کیا اب حضور بالاے مسند تشریف رکھین ملکہ اُسکے کہنے سے مسند پر بیٹھی پھر اُسنے فرخ سے
کہا اے شخص آ تو بھی اس فرش پر جہان مناسب ہو بیٹھ جا حسرت ہمنشینی نکال نے اور ملکہ کو ہماری دعائین
دے کہ تجھ اپنے مصیبت کے مارے پر انھون نے نہایت رحم کھایا ہی فرخ نہایت شاد ہوکر برابر
اُس نازنین کے بیٹھا وہ فرخ کے پہلو مین بیٹھنے سے برہم ہوئی اور بہ ناز و ادا علیحدہ بیٹھنے کا ارادہ
کرنے لگی اُس ہمجولی نے کہا اے ملکہ اگر میری خوشی کی ہی تو اچھی طرح مجھے اسی جگہ تشریف رکھیے ملکہ
نے جواب دیا اب زیادہ اس باب مین اصرار نکر تیری خوشی کردی گئی اب مین اُٹھکر جاتی ہون مجھکو خوف یہ ہی کہ
کوئی مجھے یہان ایک نامحرم مرد کے پاس بیٹھے دیکھ نہ لے ہنوز ملکہ یہ کہہ رہی تھی کہ اُسکے سر مین درد پیدا
ہوا اور اسقدر درد سر مین ہوا کہ فرش پر بیقرار ہوکر مانند ماہی بے آب تڑپنے لگی اور کہنے لگی اے ہمجولیو
اور اے میری ہمدمو جلدی دفع سر کی تدبیر کرو ورنہ مین ہلاک ہوجاؤنگی اُسوقت جملہ ہمجولیان اور کنیزین اُسکی
تیمارداری مین مصروف ہوئین کوئی سر کو دبانے لگی کوئی رومال سے ہوا دینے لگی اسی طرح
ہر ایک دفع درد سر کے واسطے موافق اپنی فہم کے تدبیر کرنے لگی فرخ شہسوار نے اُس نازنین کو
درد سر مین تڑپتا دیکھکر اُسی ہمجولی مذکور سے کہا مجھسے ملکہ کا تڑپنا دیکھا نہین جاتا ہی دل میرا اُنکی یہ
حالت دیکھکر بیقرار ہی دفعتاً درد سر مین پیدا ہوگیا یہ بھی اپنی تقدیر کی بدی افسوس مین اُنسے ابھی ہمکلام بھی نہوا تھا
اور کچھ درد دل اپنا ظاہر بھی نکیا تھا کہ اُنکی یہ حالت ہوگئی اُسنے جواب دیا اے بندۂ خدا واقعی تو سچ کہتا ہی یہ تیری
قسمت اور اپنا مقدر ہماری قسمت مین یہ بدنامی روز ازل سے پیشانی مین لکھی تھی کہ ملکہ کو تیرے پاس
اس شکل سے بٹھائینگے اور اُنکا یہ حال بیٹھتے ہی ہوجائیگا ہماری ملکہ کو خدا صحت دے تمام زندگی اسیوجہ سے
مین اُنسے محجوب رہونگی تیری سبب سے ملکہ کی یہ حالت ہوئی ہی اگر تیرے پاس کوئی دعا یا تعویذ ہو
تو جلد دے کہ ملکہ کے سر مین باندھ دیا جاوے تاکہ اُنکو صحت ہو فرخ نے گھبرا کر جواب دیا میرے
پاس تو کوئی تعویذ درد سر کا نہین ہی ہاے کیا کرون کہ ملکہ کو صحت حاصل ہو اُسنے پوچھا تمہارے
گلے مین یہ تختی کیسی ہی جلد بیان کرو اگر اسپر کچھ اسماے الٰہی اور نقوش کندہ ہون تو یہی دیدو تھوڑی دیر مین

اسکے باندھنے سے جب ملکہ کا درد سر جاتا رہیگا لے لینا کوئی تمہاری یہ تختی پتھر کی لیکر کیا کریگا فرخ نے
گھبراہٹ اور اُس محبوبہ کی محبت اور اُس عورت کے اسطرح کہنے سے چاہا تھا کہ لوح طلسمی اپنے گلے
سے اُتار کر اُس عورت کے حوالے کردی بلکہ ہاتھ اپنا اُٹھایا تھا کہ لوح کو گلے سے اُتارے ناگاہ بقدرت
پروردگار دو پرند خوشنما ایک درخت پر اُسی کوہ کے عنقریب فرخ کے آکر بیٹھے انمین سے ایک طائر نے کہا
کیا خوب نونہال جادو نے سحر کیا ہی یہ طلسم کشا اُسکے دام فریب مین آگیا ہی اُس نازنین پر کہ نونہال جادو
نے اپنے سحر سے اسکو ایسا بنایا ہی کہ طلسم کشا اسیر عاشق ہوگیا ہی اور اب لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اُس
عورت کو کہ یہ بھی اور جملہ عورتین سحر ساحر مذکور سے بنی ہین دیے دیتا ہی غضب کرتا ہی اس وقت تو محبت مین
اور عشق مین کچھ انجام کا اسکو خیال نہین ہی بعد ایک لمحہ کے جب زنجیر و طوق مین لوح دیکر گرفتار ہوجائیگا
اور نونہال جادو قید کرکے روبرو بادشاہ طلسم حیرت نشان کے اسے لیجائیگا اُسوقت یہ افسوس
کریگا اور بہت لوح کو دیکر پچھتائیگا تا زندگی قید مین رہیگا اور طلسم اب ٹوٹنے سے بچ جائیگا دوسرے
طائر نے طائر اول کو جواب دیا تو جو کہتا ہی سب سچ ہی لیکن اسوقت تو طلسم کشا محبت مین اس نازنین
کے کچھ ایسا بیخود ہوا ہی کہ اسکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہی جب مصیبت مین بقول تیرے مبتلا ہوگا
اُسوقت اپنے حال زار پر روئے گا تو اسپر کیون افسوس کرتا ہی جیسا جو کوئی کریگا ویسا پائیگا کار بد کا
انجام بد ہی ہوا کرتا ہی اور غفلت کا نتیجہ بھی برا ہوتا ہی لہذا یہ طلسم کشا نونہال کے سحر اور فریب سے
ناواقف ہی تھوڑی دیر مین آگاہ ہوجائے گا عنایت خداوند سامری سے طلسم باقی نہ ٹوٹنے سے بچ
جائیگا باعث ہماری خوشی کا ہوگا کیونکہ ہم بھی نمکخوار شاہ طلسم حیرت نشان کے ہین اور اُسکے خیرخواہ
ہین تو بدخواہی عبث کرتا ہی ایسا نہو کوئی تیری ایسی تقریر سے شاہ طلسم کو اطلاع دیدے تو ستم ہو
خبردار اب ایسی تقریر نکرنا یہ کہکر وہ طائر دیگر خاموش ہوا چونکہ اُن دونون طائرون نے بزبان فصیح
باہم گفتگو کی تھی اور تمام و کمال تقریر اُنکی فرخ شہسوار نے سنی تھی لوح گلے سے اُتارتے اُتارتے
طائران مذکور کی تقریر سن کے اُسکو ہوش آیا اور خیال کرنے لگا اے فرخ تو نے بیشک و شبہہ غضب ہی
کیا تھا لوح کو دے ہی دیا تھا اگر یہ طائر باہم گفتگو نکرتے تو کبھی ہوشیار نہوتا اُنہون نے تجھسے نیکی کی ہی
خدا اُنکا بھلا کرے اور تجھکو بھی یہ لازم ہی کہ اُنکے ساتھ نیکی کرے یہ خیال کرکے لوح کو کنکھیون سے دیکھا
اُسمین لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا تو نے بڑا دھوکا کھایا تھا بڑی خیر ہوئی کہ ہوشیار ہوا ورنہ گرفتار ہوجاتا
پھر لوح دستیاب نہوتی اس محبت و غفلت مین تیری جان جاتی اے نادان جنکو تو اصلی عورتین سمجھے ہوے
تھا یہ کاغذ کی پتلیان ہین سحر نونہال جادو سے اُنکی صورت ہی اگر تجھکو امتحان منظور ہی تو امتحان کرے
ہر اک عورت کے تن سے لوح کو مس کردے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ نے مگر سب کے پہلے اُسی
نازنین کے کسی عضو پر لوح کو مس کر بعد از ان اور سب کے تنون سے لوح کو مس کرنا فرخ اس حکم
لوح سے آگاہ ہوکر لوح کو گلے سے اُتار کر کسیقدر آگے بڑھا اُس عورت نے کہا اے شخص تو بیچارہ
تختی مجھکو دیدے مین سر ملکہ مین باندھ دون فرخ نے جواب دیا مین اپنے ہاتھ سے باندھ دونگا اُسنے
کہا تم تکلیف نکرو مجھے دیدو خلاف میرے کہنے کے نکرو اس تختی پر رومال ڈالکر میرے حوالہ کردو
تو اسمائے الٰہی پر میرا ہاتھ نہ لگے فرخ نے کہا تم اس باب مین تکرار نکرو غرض اسی طرح ایک

لمحہ باہم گفتگو ہوئی آخرکار فرخ نے اُسی نازنین محبوبہ کی پیشانی سے لوح کو مس کر ہی دیا گو وہ نازنین خود مانع ہوئی اور جملہ عورتون نے منع کیا مگر فرخ نے کسیکا کہنا نمانا انجام لوح کے مس کرنے کا یہ ہوا کہ حالت نازنین محبوبہ فی الفور متغیر ہوگئی یعنی دفعتاً ایک کاغذکی پتلی رہگئی اُس نازنین کا پتا بھی نہ معلوم ہوا سحر نونہال جادو باطل ہوگیا اسی طرح جھٹ جھٹ گئے ہر ایک عورت کے تن سے لوح کو مس کیا اور اور سبکو مثل نازنین محبوبہ کے معدوم کیا جب سب عورتین تا اخیر لوح سے نیست و نابود ہوگئین اور سحر نونہال جادو باطل ہوگیا اُس وقت نونہال جادو مع تین ساحرون ہمراہی اپنے کے ظاہر ہوا اور پکارا اے عقاب جادو و اے آتش بار جادو تمنے یہان آکر اور باتین باہم کرکے سارا کھیل ہمارا بگاڑ دیا طلسم کشا غافل تھا اُسے ہوشیار کردیا بُرا کیا محض نمکحرامی شاہ طلسم کی کی اگر ہم زندہ رہے تو ضرور تمہاری اس نمکحرامی سے شاہ طلسم کو آگاہ کرینگے اور اگر ہم نبھی زندہ رہے توبھی شاہ طلسم تمکو زندہ نچھوڑے گا کیونکہ وہ ہر اک مرحلہ کی خبر رکھتا ہی تمہارے حال سے یقین اُسکو اطلاع ہوئی ہوگی جہان تم جاؤگے شاہ طلسم حیرت نشان تمکو ہلاک کریگا یا اُسکا کوئی ملازم اُسکے حکم سے تمہین مار ڈالیگا اُنھون نے درخت سے اُترکر زمین پر آکر بصورت اصلی ہوکر جواب دیا اے نونہال جادو مین نے کیا خطا کی ہو کہ جسکی عوض مین شاہ طلسم قتل کریگا ہم تو باہم ہی کہتے تھے کہ نونہال جادو نے کیا اچھا سحر کیا ہی کہ طلسم کشا فریب مین آگیا ہی اب لوح اُسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی اُسنے جواب دیا اے حرامزادو تم یہان طلسم سے آئے ہی کیون اور اگر آئے تھے تو ہماری مدد کی ہوتی یا چپکے بیٹھے ہوئے سیر دیکھتے تمنے ایسی باتین ہی کیون کین کہ طلسم کشا ہوشیار ہوگیا لوح کو دیتے دیتے رُکا اور لوح سے مطلب حاصل کرکے اُسنے میرے سحر کو باطل کیا تمکین اس سے کیا فائدہ ہوا اُنھون نے جواب دیا حرامزادہ تو ہوگا ہم تو نہین ہین خوب کیا ہمنے جو یہان آئے اور باہم باتین کین اور تیرا سحر باطل ہوگیا تو ہمارا کیا کرسکتا ہی اور شاہ طلسم ہمارا کیا کرسکتا ہی پہلے تو ہم طلسم کشا کے عدو تھے اب تیری تقریر سے اُسکے دوست ہوتے ہین جابجا اُسکے ساتھ دوستی کرینگے خود بھی بچینگے اور اُسکو بھی بچائینگے اُسنے کہا خیر اگر ہم زندہ رہے تو دیکھا جائیگا اُسوقت تجھسے کیا مقابلہ کرین سامنے طلسم کشا کے اُسکو روکنا منظور ہی ورنہ تمہاری اس گفتگوے سخت کی تمکو ابھی سزا دیتے یہ کہکر ترسول اور پسول وغیرہ آلات آہنی ہاتھون مین لیکر فرخ پر حملہ آور ہوے ادھر فرخ نے تلوار علم کی اور اُن چارون کو بدفعات قتل کیا اُنکے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی ہواے تند چلی برف باری اور سنگباری ہوئی تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی آخرکار وہ تاریکی دفع ہوئی اور یہ صدائین آئین کہ بموجب نظم

ہوئی گلنار جادو آخرکار
ہوگئی کہتا تھا کیا خزان آئی

وقنا ربنا عذاب النار
مرگیا نوبہار جادو بھی

کوئی کہتا تھا ہو گیا اندھیر
یہ صدا آتی تھی بہ آہ و فغان

ہے شمشاد جادو کا ہر ڈھیر
نرگس جادو کا رہا نہ نشان

جب یہ صدائین آن چارون ساحرون کے بہیرو بنگلے لاشے اُنکے بونڈلون مین لپیٹ کر ایکطرف روانہ ہوے اور فرخ نے عقاب جادو اور آتش بار جادو سے کہا واقعی تمنے ہم پر احسان کیا ہی تو نونہال جادو سچ کہتا تھا تمہاری ہی باتون سے مجھے لوح دیکھنے کا خیال آیا ورنہ مین لوح ضرور اُس نازنین کو دیدیتا اب اگر تمنے ہمسے یہ دوستی کی ہی تو خیر ہم بھی بعد فتح طلسم تمسے ایک نیکی کرینگے جسکو ابھی ہم ظاہر کرنہین سکتے اُنھون نے عرض کیا اے طلسم کشا بیشک ہمنے بُرا کیا کہ باہم باتین کین آپ ہوشیار ہوگئے شاہ طلسم کو

ہمارے اس امر سے اطلاع ہو گئی ہو گی اور اب وہ ہمارا دشمن جانی ہو گیا ہی اسمین شک نہین ہی بس اب
ہم آپ ہی کی خیر خواہی کرینگے آپنے جو کہا وہ کیا فرخ نے کہا تم مسلمان بھی ہو جاؤ تو مین تمسے بہت خوش
ہونگا انھون نے عرض کیا بالفعل ہم بطیب اسلام ہوتے ہین بعد فتح طلسم آپ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان بھی کیجیگا
کیونکہ ابھی ہمکو آپکے ساتھ آپ کے دشمنون سے لڑنا ہی اور جان بھی اپنی ساحران طلسم سے بچانا ہی اگر
ابھی کلمہ پڑھ لینگے تو سحر بھول جائینگے اب آپ طلسم باطن مین جائیے ہم بھی جہان مناسب ہوگا جائینگے اور بوقت
ضرورت آپکی خدمت مین حاضر ہونگے یہ کہکر پھر وہ بصورت طائر سحر سے ہو کر ایک طرف اڑ گئے فرخ نے
بموجب ہدایت لوح آگے بڑھکر آنکھین بند کرکے اپنے تئین دہان اژدہائے شعلہ فشان مین ڈال دیا تھوڑی دیر تک
غلطان اور پیچان چلا گیا بعد ازان جب پاؤن آشنائے زمین ہوئے تو دیکھا ایک بہت بڑا شہر ہی اور نہایت
محکم قلعہ ہی شہر نہایت آباد ہی ہنوز فرخ شہر کی سیر کر رہا تھا ناگاہ قلعہ کا دروازہ کھلا اور ایک لاکھ ساحرونکی جمعیت
کثیر سے بادشاہ طلسم حیرت نشان کہ نام اسکا الماس جادو تھا معہ جملہ پنجارکان سلطنت کے
واسطے مقابلہ کے نکلا بادشاہ مذکور بکر و فر قلعہ سے نکلکر سامنے فرخ کے صف آرا ہوا پھر خود سامنے
فرخ کے آکر پکارا ای فرخ غیور جس واسطے تو یہان آیا ہی مجکو معلوم ہی پسر خوش حال شاہ کی رہائی
تجھے مدنظر ہی لہذا ہم پسر خوش حال شاہ کو تیرے حوالہ کر دینے کا اقرار کرتے ہین تجکو لازم ہی کہ لوح
طلسم میرے سپرد کر دے اور طلسم سے چلا جا خیر جو مرحلے طلسم کے تونے توڑے ادھر کیے انکی بربادی کا
کچھ خیال نکیا جائیگا فرخ نے شاہ طلسم کی تقریر سنکے اپنے دل مین خیال کیا کہ مجھے فقط رہائی پسر
خوشحال شاہ منظور تھی اسوجہ سے اس طلسم مین آیا ہون اب یہ پسر خوشحال شاہ کو دیتا ہی لڑائی سے کچھ فائدہ
نہین ہی اسکے کہنے کو منظور کرنا چاہیے مگر پہلے لوح کو دیکھ لینا ضرور ہی یہ خیال کرکے فرخ نے لوح کو
دیکھا لوح سے یہ ثابت ہوا کہ شاہ طلسم تجکو اپنے دام فریب مین گرفتار کرتا ہی ہرگز اپنے وعدہ پر
قائم نرہیگا اسکے قول کا اعتبار نکرنا یہ عبارت لوح مین دیکھکر فرخ نے جواب دیا ای شاہ طلسم کیون
تو مجکو فریب دیتا ہی مین تیرے فریب مین نہ آونگا تجکو قتل کرکے پسر خوشحال شاہ کو قید سے چھڑا دونگا
وہ یہ تقریر فرخ کی سنکے از حد برہم ہوا اور جملہ ساحرون سے کہا اس طلسم کشا کو گھیر کر قتل کرو سحر بھی
اسپر کرو اور زیادہ تر ترسول اور پنسول وغیرہ آلات حرب وضرب سے اسے ہلاک کرو یہ ایک شخص ہی اور
تم لاکھ آدمی ہو اگر ایک چٹکی چٹکی سب ملکر اسپر خاک ڈال دو تو یہ ہلاک ہو جائے جملہ ساحران نابکار بموجب
حکم شاہ آگے بڑھے فرخ نے لوح کو دیکھا تو لوح نے حکم دیا ای طلسم کشا بخوف وخطر مقابلہ کر انکو تیغ آبدار
سے قتل کر یہ حکم لوح کا پاکر ادھر سے فرخ بھی بڑھا کچھ ساحران نابکار نے سحر کیا بعد ازان ترسول
اور پنسول وغیرہ لے لیکر حملہ آور ہوئے اور چہار سمت سے آکر فرخ کو گھیر لیا ترسول اور پنسول وغیرہ
آلات حرب وضرب طلسم کشا پر لگانے لگے فرخ دلیرانہ تیغ آبدار سے انکو قتل کرنے لگا لاش پر
لاش ساحرون کی گرنے لگی جا بجا پشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہونے لگے جنگ عظیم ہونے لگی فرخ
ہر چند سیکڑون ساحرون کو قتل کرتا تھا لیکن ہجوم ساحرون کا کم نہوتا تھا ساحران نابکار حکم شاہ طلسم سے
فرخ پر دمبدم زیادہ یورش کرتے تھے لوح کے عکس سے تو البتہ پیچھے ہٹتے تھے لیکن فرخ کو اکیلا دیکھکر
پھر آگے بڑھتے تھے فرخ پریشان خاطر تھا ناگاہ عقاب جادو اور آتش ریز جادو چند صد ساحر اور

ساحر اور ساحرنیکو اپنے ہمراہ لیکر واسطے مدد کے آئے اور پکارے اے طلسم کشا ہجوم ساحران نابکار سے نہ گھبرانا ہم آپ کی خدمت مین برائے دفع دشمنان بدانجام حاضر ہوئے ہین اب انکو حتی الامکان قتل کرتے ہین فرخ نے انکی تقریر سنکے انکو اجازت جنگ دی وہ مع اپنے ہمراہی ساحرون کے ساحران سلیمان شاہ طلسم پر سحر کرنے لگے وہ مشغول جنگ تھے دفعتاً جو انھون نے اثر سحر کیے دست و پا انکے بیکار ہونے لگے اکثر دیوانے ہوکر جانب صحرا جانے لگے بعضے اپنے ہاتھ سے اپنے تئین خود قتل کرنے لگے بہت سے انواع واقسام طور سے ہلاک ہوئے ادھر فرخ نے اثر شیرانہ حملہ کرکے انکو قتل کرنا شروع کیا فوج ساحران شاہ طلسم پس پا ہونے لگی یہ حال دیکھکر شاہ طلسم نہایت غضبناک ہوا اور تخت پر سے کہ اسباب سحر رکھا تھا ایک گولا فولادی اٹھاکر افسون پڑھکر اسپر دم کرکے عقاب جادو اور آتش ریزجادو اور اسکے ہمراہیون پر مارا عقاب جادو اور آتش ریزجادو تو فی الفور سحر کرکے غرق زمین ہو گئے لیکن ہمراہی اسکے کہ غرق زمین نہوئے تھے اُنپر جو وہ گولا آکر گرا اہبت سے ہلاک ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے پھر شاہ مذکور نے ایک گلدستہ پھولون کا اُٹھاکر اسپر سحر کرکے جانب فرخ مارا اسکے مارنے سے گرد وغبار پیدا ہوا بعد ایک لمحہ کے دریاے آتش جوش مار کر طرف فرخ کے چلا فرخ نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا جلد عکس لوح کا اس دریاے آتش سحر پر ڈال پھر قدرت الٰہی کو مشاہدہ کر فرخ نے بموجب حکم لوح عمل کیا وہ دریاے آتش سحر نابود ہو گیا فرخ نعرہ کرکے آگے بڑھا شاہ طلسم نے ایک نارنج سحر کرکے جو مارا تم اسکے گرنے اور شق ہونے سے دھوان بکثرت پیدا ہوا تاریکی ہوئی اسی تاریکی مین فرخ نے دیکھا کہ خوشحال شاہ چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مین بعد آپ کے تشریف لانے کے ادھر روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین ساحرون سے لڑائی ہوئی تمام فوج میری قتل ہو گئی تنہا ہوکر بمشکل تمام یہانتک آیا ہون یہان آکر شاہ طلسم کے سحر مین ابھی ابھی مبتلا ہو گیا ہون جگر مین درد ہے روح قالب مین بیچین ہے ذرا لوح کو دیجیے تاکہ مین اپنے سینہ وجگر سے مس کرون اور سحر سے نجات پاؤن فرخ نے خوشحال شاہ کی تقریر سنکے چاہا تھا کہ لوح طلسم اسکے حوالہ کرے یکایک اسی جگہ سے زمین شق ہوئی عقاب جادو اور آتش ریزجادو نکلے اور فرخ شہسوار کو لوح دیتے دیکھکر عرض کرنے لگی کہ حضور ہرگز ہرگز لوح کو نہ دیجیے یہ خوشحال شاہ اصلی نہین ہے بلکہ یہ سحر شاہ طلسم سے ایک پتلا کاغذ کا بصورت خوش حال واسطے لوح لینے کے آیا ہے آپ اسکے تن سے لوح کو مس کیجیے ابھی حال معلوم ہو جائے گا فرخ نے اُنکے کہنے پر عمل کیا فوراً خوش حال شاہ نقلی جلکر خاک سیاہ ہو گیا سحر شاہ طلسم باطل ہو گیا فرخ نے عقاب جادو اور آتش ریزجادو سے کہا تمنے اس مرتبہ بھی لوح بچائی ورنہ مین دے ہی دیتا یہ کہکر ساحرون سے لڑنے لگا عقاب جادو اور آتش ریزجادو بھی فوج شاہ طلسم پر سحر کرنے لگے اور فوج کو پراگندہ کرنے لگے شاہ طلسم نے پھر انکو دیکھا اور نہایت برہم ہوکر بآواز بلند کہا اے نمک حرامو کیا باعث ہوا کہ تم مجھسے پھر گئے اور شریک طلسم کشا ہوئے انھون نے جواب دیا اے شاہ طلسم آجتک ہمنے نمک حلالی کی تو کیا سرفراز ہوئے اور اب کیا تجھسے نمک حلالی کرین تو قدردان ہمارا نہین ہے اور لائق سلطنت نہین ہے طلسم کشا ہمارا قدردان ہے اس وجہ سے ہم اسکے شریک ہوئے اب ہم شریک طلسم کشا ہوکر تجکو قتل کرینگے شاہ طلسم انکی تقریر سنکے غضبناک ہوا کارد سحر اٹھاکر نام سامری زبان پر جاری کرکے اُنپر لگائی ہرچند انھون نے سپر سحر سے اسے روکنا چاہا لیکن وہ نرکی

سپر کو توڑ کر ایک کے بازو اور دوسرے کے سر کو اُسنے زخمی کیا عقاب و آتش ریز زخمی ہو کر بے حال ہوئے
لیکن اُس حالت مین بھی کبھی خون شاہ طلسم سے غرق زمین ہوجاتے تھے کبھی پھر ظاہر ہوتے تھے فرخ سپاہ
ساحران مین دلیرانہ لڑ رہا تھا ساحرون کو قتل کر رہا تھا جب ساحر پیچھے ہٹتے تھے شاہ طلسم اُنکو غیرت دلا کے
آگے بڑھنے اور لڑنے پر آمادہ کرتا تھا اور خود بھی بڑے بڑے سحر کرتا تھا اور پکار پکار کر ساحرون سے
کہتا تھا ای ساحران نامدار تم سب ملکر یکبارگی طلسم کشا پر ٹوٹ پڑو لوح کو اُسکی گردن سے نکال لو پھر
اُسکو بسہولیت قتل کر ڈالو ایک شخص سے اتنا نہ ڈرو پیچھے نہ ہٹو دلیرانہ لڑو وہ سب عرض کرتے تھے ای
بادشاہ ہم مجبور ہین کیا کرین طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی سحر اُسپر ہمارا تاثیر نہین کرتا ہی جب وہ عکس لوح
کا ڈالتا ہی ہم سحر بھول جاتے ہین اور ہر بن مو سے گویا شعلے نکلنے لگتے ہین اس وجہ سے پیچھے ہٹکے ارادہ اپنی
جان بچانے کا کرتے ہین کیونکہ ایسی حالت مین اُسکے قریب تر جائین اور لوح کو اُسکی گردن سے اُتار لائین
اور اُسکو قتل کرین ہماری تو کیا حقیقت ہی حضور نے کیسے کیسے سحر کیے لیکن طلسم کشا پر کچھ اثر نکیا یہ عرض کرکے
وہ بڑھے اور یکبارگی سب نے فرخ پر حملہ کیا اُس وقت فرخ لڑتے لڑتے تھک گیا تھا دست و بازو
مین درد ہونے لگا تھا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین پکڑا نجاتا تھا اور زمین پھر کے لڑنے سے کسل مند ہوگیا تھا اور قریب
تھا کہ زمین پر گرے اور غش آجانے ایسی حالت مین فرخ نے برجوع و قلب خدا سے دعا کی اُسی وقت تیر
دعا اُسکا ہدف مراد پر پہونچا یعنی جانب جنوب سے گرد و غبار عظیم بلند ہوا ساحران فوج شاہ طلسم جو باز اور
بط اور عقاب اور ہنس آتشین اور فیل آتشین اور طاؤس اور تختہاے سحر پر سوار تھے اور لڑ رہے
تھے وہ اُس گرد کو دیکھکر متحیر ہوے ہر ایک ساحر موافق اپنی فہم کے تقریر کرنے لگا کسی نے کسی سے کہا اس طرف
سے بڑے زور سے آندھی آتی ہی اُسنے اُسکو جواب دیا نہین یہ بات غلط ہی شاہ طلسم کا کوئی خیرخواہ ساحر
براے مدد شاہ طلسم آتا ہی کسی نے کہا یہ محض ہواے تند و تیز سے غبار بلند ہوا ہی کوئی آتا نہین ہی کسی نے
کہا ہمارے نزدیک یہ ہی کہ طلسم کشا کی فوج ادھر آتی ہی اب خوب لڑائی ہوگی ہزارون مردمان سپاہ لشکر کے جانبین سے
قتل ہونگی دریاے خون کشتگان زمین پر روان ہوگا زمین پر لاشین مقتولون کی اسقدر ہونگی کہ گاو زمین
اُنکا بار سنبھال نہ سکیگی ہمتو کیا ہین شاہ طلسم کو بھی اب مشکل پڑیگی یقین ہی کہ آج ہی یہ طلسم ٹوٹ جائے گا
شاہ طلسم مارا جائیگا ہم سب بھی یا قتل یا زخمی ہونگے یا اسیر کیے جاینگے ہنوز ساحر مذکور یہ تقریر کر ہی رہا تھا
کہ ہوا سے وہ گرد و غبار دور ہوا علمہاے لشکر اسلام نمایان ہوے ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ آنا طلسم مین
مالک و خوش حال شاہ کا معہ فوج محل اعتراض نہین ہی کیونکہ جب داخل طلسم ٹوٹ گئے راہ صاف ہوگئی
کوئی ساحر روکنے والا نرہا اسی وجہ سے مالک و خوش حال شاہ بفوج گران فرخ شہوار تک پہونچے
فرخ مالک و خوشحال کو دیکھکر خوش حال ہوا جب وہ قریب آئے فرخ سے ملکر شریک جنگ ہوے
شاہ طلسم اور جملہ ساحران طلسم نے جو مالک و خوش حال اور اُنکے مردمان لشکر پر سحر کیے سب بیجا رہے سحر
ہوگئے اکثر ہلاک ہوے یہ حال دیکھکر فرخ نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ ای طلسم کشا تجکو اسطرح
لڑنا مناسب نہ تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر اب اس طرح ان ساحرون سے لڑو کہ بموجب نظم

لوح نے دی خبر کہ یون نہ لڑو	فوج پیچھے کرو تم آگے بڑھو	اسم اعظم کو جلد کر لو دم	اور کرو پرچم علم یہ رقم
ہوا راز خفی جب اُسپہ جلی	لکھی پرچم یہ اُسنے نادعلی	اسم اعظم کو اُسنے پڑھ پڑھ کر	اپنی سب فوج سے کہا بڑھکر

لڑنے پر چست اب کمر رکھو | اپنے اللہ پر نظر رکھو
مرد مردانہ پھر وہ مخبر ہوے | فوج روباہ پر دلیر ہوے
اسعد پھر تو رد سحر ہوا | ماہ پر فتحیاب مہر ہوا
جس جگہ تھے ہزارہا ساحر | کوئی اُس جا نہ پھر رہا ساحر
دم میں میں رد سحر کو کرتا ہون | انکو مین زیر تیغ دھرتا ہون
زور پر آ گئے دلاور سب | پھر جڑھے ساحرون کے منھ پر سب
پھر نہ ہرگز اُنھین قرار ہوا | جو ہوا آگے سے فرار ہوا

جب ساحر بھاگ گئے اور شاہ طلسم بھی شکست کھا کر پیچھے
ہٹا اُس وقت فرخ دلیرانہ آگے بڑھا اور نعرہ کرکے کہا ای شاہ طلسم کیسا تو مرد ہی کہ دلاورون کے سامنے
سے بھاگا جاتا ہی ذرا ٹھہر کہ مین آتا ہون اور تمکو خاک و خون مین ملاتا ہون یہ کہکر شاہ طلسم کے قریب تر
پہونچا اور مرکب کو کسی قدر آگے بڑھا کر تلوار لگائی شاہ طلسم کے سر پر بخوبی پڑی اور کارگر نہوئی اُس وقت
فرخ نے متحیر ہو کر لوح کو دیکھا لوح مین لکھا ہوا پایا کہ ای طلسم کشا شاہ طلسم پر تلوار نہ لگا اس سے
ہرگز قتل نہوگا اسپر لوح سے یہ اسم پڑھ کر وار کر تا کہ قتل ہو جاے طلسم ٹوٹ جائے اور جلدی اس
باب مین کر ایسا نہو کہ شاہ طلسم کہین بھاگ جاے یا غرق زمین ہو جاے تو پھر اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی
اور فتح طلسم کا ہونا بھی مشکل ہی طلسم کشا بعجلت لوح پر نظر کرکے لوح کو بجاے تلوار ہاتھ مین علم کرکے
اُسکے قتل کو بڑھا اس وقت شاہ طلسم نے ہزارہا پردی سحر کیے اور چاہا کہ کسی طرح جان بچا کر نکل جاؤن
یا غرق زمین ہو جاؤن لیکن اجل گریبان گیر تھی کہان بھاگ سکتا تھا فرخ نے عنقریب پہونچکر اسم اعظم بہدایت
لوح ورد زبان کرکے لوح کا وار کیا ہر چند شاہ طلسم نے چند در چند سپرین سحر کی سر کی پناہ کین لیکن لوح طلسم سب
سپرون کو کاٹ کر مانند تیغ آبدار کے اُسکے کاسہ سر مین در آ کر صراحی گردن تک مثل قطرہ آب کے اُتر آئی
شاہ طلسم تخت سے زمین پر گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکے مرنے سے ایسی تاریکی عالمگیر ہوئی کہ وہان
کسیکو کچھ نظر نہ آتا تھا اور ابر سیاہ فلک پر آ کر چھا گیا تھا برق زور سے چمکتی تھی صداے رعد آتی تھی ابر سے سنگباری
اور برفباری ہوتی تھی ہواے تند اس زور و شور سے چلتی تھی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے
زمین پر گرتے تھے اک ہنگامہ قیامت زا تھا راوی ناقل ہے کہ تا دیر یہی ہنگامہ رہا آخرکار وہ تاریکی دفع ہوئی آفتاب
عیان ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من الماس جادو بادشاہ طلسم حیرت لشان بود افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم
بعد قتل ہونے شاہ طلسم مذکور کے اول تو بہت سے ساحر قبل ہی بھاگ گئے تھے اور جو باقی ماندہ تھے اُنھون نے
آوازین الامان الامان کی بلند کین فرخ نے اپنے لشکر سے کہا اب کسی کو قتل نکرو یہ ساحر طالب امان ہین
اُنکو امان دو سب نے بموجب حکم فرخ خسروار امان دی ساحران مذکور خدمت فرخ مین آئے اور قدم پر گرے
فرخ نے اُنسے کہا تم مسلمان ہو جاؤ سامری و جمشید وغیرہ کی پرستش نکرو اُنکی پرستش کفر ہی اسی طرح تھوڑی دیر
تک اُنکو ہدایت رہی نتیجہ ہدایت یہ ہوا کہ اُنھون نے عرض کیا آپ ہمکو مسلمان کیجیے فرخ نے اُنکو کلمہ پڑھا دیا
وہ سب کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوے اسی اثنا مین عقاب جادو اور آتش ریز جادو بھی نذر فتح
طلسم لیکر حاضر ہوے فرخ نے خوش ہو کر نذر اُنکی قبول کی اور کہا تمنے کچھ ہمسے وعدہ کیا تھا اُنھون نے
عرض کیا بیشک ہمنے عرض کیا تھا کہ بعد فتح طلسم ہم مسلمان ہونگے اب آپ ہمکو کلمہ پڑھا دیجیے فرخ نے اُنکو بھی
مسلمان کیا پھر اُنکو اور مالک اور خوشحال شاہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُس جگہ گیا جہان حجرہ تھے اور خزانہ طلسم تھا
فرخ نے قفل حجرہ وا کرائے جب اُنمین داخل ہوا پرانے چار سو صندوق اور بعضون نے کہا ہی کہ سات سو
صندوق زر و جواہر کے اُنمین سے پائے اور اکثر اشیاے دیگر کہ نایاب تھین وہ بھی دستیاب ہوئین

اور ایک حجرہ سے شاہزادہ سعید کہ پسر خوشحال شاہ کا تھا نکلا وہ قدم فرخ پر پہلے گرا فرخ نے اُسکے سر کو اپنے
سینہ سے لگایا اُسنے عرض کیا آپنے مجھپر نہایت احسان کیا کہ قید طلسم سے رہا کیا اس احسان کے عوض مین جو
حکم ہو بجالاؤن فرخ نے کہا تمھارے والد نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ جب پسر میرا مجھ سے ملا دیجیگا تو مین مسلمان
ہونگا بس اب تمھارے باپ دین اسلام قبول کرینگے تم بھی مسلمان ہو سوائے اسکے اور مین تمسے کوئی صلہ
اس رہا کرنے کا نہین چاہتا اُسنے عرض کیا آپ مجکو کلمہ پڑھائیے فرخ نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خوشحال شاہ بھی بموجب وعدہ مسلمان ہوا پھر دونون پدر و پسر مل کے خوب
روئے آخر سب کے سمجھانے سے گریہ اُنھون نے موقوف کیا جب فرخ شہسوار وہ زر و جواہر کے صندوق وغیرہ
اپنے قبضہ مین کر چکا اور سبکو مسلمان کر چکا اطراف طلسم مین جا کر جو دیکھا تو جا بجا عمارت اصلی تو باقی ہی اور جو جو چیزین
شاہ طلسم کے سحر سے تیار تھین وہ بالکل نیست و نابود ہو گئین تھین ساحران طلسم فرخ کو بتاتے تھے حضور اس
جگہ قلعہ تھا اور اس جگہ ایک گنبد طلائی تھا اسیطرح بہت سے مکانات وغیرہ کا نشان بھی نہ پایا کیونکہ وہ سب
سحر شاہ طلسم سے بنے تھے جب وہ مر گیا اُسکا سحر بھی دفع ہو گیا جب فرخ خوب سیر کر چکا ایک مقام پر فروکش
ہوا مالک و خوشحال شاہ اور جملہ مردمان لشکر قیام پذیر ہوئے اُس وقت فرخ نے حکم دیا کہ آج
ہمارے لشکر کے جتنے آدمی لڑائی مین شہید ہوئے ہین اُنکو موافق شریعت کے غسل و کفن دیکر دفن کرو چنانچہ
ملازمون نے جلد تر حکم کی تعمیل کی جب سب مقتولان لشکر اسلام دفن ہو گئے فرخ نے عقاب جادو اور آتش ریز
جادو کو قریب اپنے طلب کیا اور اُنسے کہا تم دونون نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہی اور تو کیا بعوض نیکی مذکور ہم تمکو دین
لیکن اب یہان کی حکومت ہم تمکو دیتے ہین یہ کہکر اُن سب ساحرون کو جو فی الحال مسلمان ہوئے تھے طلب کیا
اور کہا آگاہ ہو کہ عقاب اور آتش ریز جادو کو ہمنے یہان کی بخوشی حکومت دی ہی تمکو لازم ہی کہ اُنکو مثل
شاہ طلسم کے جاننا اور انکی اطاعت کرنا اُنھون نے عرض کیا ہم ایسا ہی کرینگے عقاب جادو اور آتش ریز
جادو یہ عنایت و مہربانی فرخ کی دیکھکر بہت خوش ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لاکر کہنے لگے آپنے ہمکو ممتاز
و سرفراز کیا ہماری لیاقت سے زیادہ آپنے عزت افزائی کی گویا مور کو آپنے سلیمان بنا دیا فرخ نے
جواب دیا نہین تم اسی لائق تھے تمنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہی اب اُس نیکی کے عوض مین یہان کی حکومت
کرو بعد اسکے فرخ نے تمام معبد ساحرون کے منہدم کرائے اور مساجد بنانے کا حکم دیا اور سکہ سعد بن قباد کے
نام کا وہان رائج کرایا اور مردمان لشکر خوشحال شاہ کو بھی مسلمان کیا اور ایک شب وہان قیام کر کے صبح کو
عقاب اور آتش ریز جادو سے رخصت ہوئے اور مالک خوش حال شاہ اور تمام مردمان لشکر کے
وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع راہ جزیرہ سنگ سران مین آئے خوشحال شاہ نے فرخ و مالک کی نہایت
تکلف سے دعوت کی اور بزم نشاط آراستہ کرائی بعد تین روز کے دعوت و ضیافت اور بزم عشرت موقوف
کی گئی کیونکہ فرخ شہسوار نے خوشحال شاہ سے کہا کہ اب مجکو جانب ہندوستان ہمراہ مالک اژدر کے
جانا ضرور ہی یہان مجکو بہت دیر ہوئی اب مجکو رخصت کرو اُسنے بمجبوری رخصت کیا اور بعضون نے یون بیان
کیا ہی کہ فرخ کے ہمراہ خوش حال شاہ مع اپنی فوج کے روانہ ہوا غرض بہر طور فرخ اور مالک
مع اپنی اپنی فوج کے جانب ہندوستان برائے مدد جمہور ہند کیے روانہ ہوئے انکا احوال
آیندہ موقع پر لکھا جائیگا

داستان پہونچنا صلصال کا ہندوستان مین اور قلعہ بند ہونا جیپور ہندی کا پھر آنا فرخ و مالک اژدر اور امیر ولند صور کا اور حال عیاری خواجہ عمرو معہ دیگر حالات متضمن داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا جلد جام مے کا پلا
اے پیر مغان براے خدا
ساغر ایسا شراب کا بھر دے

اب تو رندون کا ہوے کچھ چرچا
ہم جوانون کو نشہ دے ایسا
دل کو خالی غمون سے جو کر دے

سرد میخانہ تھا یہ مدت سے
کچھ زمانے کا سرد و گرم نہین

گرم ہو کچھ تو مے کی حدت سے
شمع رویون کے غم مین اپنا ہین

محرران حال جنگ و جدال کاتبان احوال عیاری عمر ذی کمال

اس داستان کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ صلصال نابکار اندر کوہ دمار وچاہ سے کہ وہان قیام پذیر تھا کوچ کر کے سرحد ہندوستان پر آیا جیپور ہندی اُسکے آنے کی خبر سُنکے قلعہ بند ہوا پل پختہ اُٹھوا لیا خندق قلعہ کو پانی سے بھروا دیا بالاے قلعہ صدہا توپین لگانے کا حکم دیا جب صلصال بدمآل نے یہ خبر سُنی کہ جیپور ہندی قلعہ بند ہوا ہے اور میرے خوف سے قلعہ سے نکلکر لڑنا اُسکو منظور نہین ہے اپنے دل مین خوش ہوا اور ارکان دولت سے مشورہ کر کے قلعہ کا اس طرح محاصرہ کیا کہ دو طرف قلعہ کے ساحران نامی کو مقرر و معین کیا کہ اِدھر سے اہل اسلام اگر نکل کر کسی طرف بھاگنا چاہین تو تم اُنکو قتل کرنا اور ایک یا دو جانب سے خود معہ فوج کے محاصرہ کیا جیپور ہندی نے سامان اس مدت مین خوب کر لیا ایک روز صلصال نابکار نے اپنے ارکین سلطنت اور سرداران فوج اور ساحران نامی سے کہا ہم کو یہان آئے ہوے چند روز کا زمانہ ہوا آجتک قلعہ کے محاصرہ کرنے سے کوئی فائدہ نہین ہوا اور نہوگا ہم باہر قلعہ کے رہینگے اور وہ اپنے قلعہ مین براحت و آرام رہینگے ہمارا کچھ فائدہ نہوگا اور اُنکا کچھ نقصان نہوگا بس وہ تدبیر کرنی چاہیے کہ حصول مطلب ہو سب نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے ارشاد ہو صلصال نے جواب دیا ہمارے نزدیک یہ تدبیر خوب ہے کہ طبل یورش بجوا کر اِس قلعہ پر حملہ کیا جائے اور در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعہ کے جا کر جیپور ہندی کو قتل کر کے قلعہ پر قبضہ کیا جاے سب نے عرض کیا یہ تدبیر بیشک اچھی ہے سب نے کہا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم اُسکو بھی پسند کرتے ہین صلصال نے خوش ہو کر اُسکے دوسرے روز ہنگام صبح صادق طبل یورش بجوا کر قلعہ پر معہ فوج کثیر دھاوا کیا اِدھر جیپور ہندی نے گولہ اندازون کو گولے مارنے کا حکم دیا گولہ انداز دو دو سو ضرب توپ کو آناً فاناً مین فیر کرنے لگے مردمان لشکر صلصال توپ کے گولون سے مانند روئی کے گالے کے اُڑنے لگے توپون کی آوازون سے آسمان زمین تھرانے لگی تھر گردون ہلنے لگا دھوان ایسا بلند ہوا کہ دور تک آسمان نظر سے نہان ہو گیا سیکڑون کوس چوپاے اور پرندے آوازین توپون کی سُن کے بھاگ گئے ساکنان افلاک تک اسقدر صدائین اُن بڑی بڑی توپون کی گئین کہ گوشِ حق نیوش اُنکے کر ہو گئے گھبرا کر دریچہ ہاے فلک سے سوے زمین دیکھنے لگے کہ آج زمین پر یہ کیا ہنگامہ ہے باوجود اسقدر توپین مارنے کے اور صدہا سوار اور پیادے ہلاک ہوجانے کے صلصال نابکار آگے ہی کو نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا تھا گولون سے اپنے تئین بچاتا جاتا تھا سرداران لشکر بھی اُسکی ہمراہی مین تھے فوج کثیر بھی صلصال کی پس پشت جانب قلعہ بڑھتی ہی جاتی تھی صبح سے وقت نصف النہار تک تو خوب لڑائی ہوئی گولہ اندازون نے ہزارہا گولے نہایت تاک تاک کے مارے سیکڑون بلکہ ہزارون مردمان سپاہ صلصال لڑائی مین کام آئے لیکن بعد زوال شمس کے جیپور ہندی نے گولہ اندازون سے کہا

ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو تو حریف ہمارا مع فوج کہان ہی گولہ اندازون نے فی الفور ہاتھ کو روک لیا جب ہوا سے
دھوان دور ہوا جیپور ہندی وغیرہ نے دیکھا کہ صلصال ہندی معہ تھوڑے سردارون کے قریب خندق
گرز بکف آگیا ہی اور باقی سپاہ پیچھے تھوڑے فاصلہ پر سے چلی آتی ہی اور سامنے در قلعہ کے میدان مین
ہزار ہا بلکہ لکھوکہا لاشین مردمان لشکر صلصال ہندی کی عجب طرح سے پڑی ہین کہ جنکے دیکھنے سے
سخت عبرت ہوتی ہی یعنے کسیکا ایک ہاتھ گولے سے اڑ گیا ہی وہ زمین پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی نفس
شماری کر رہا ہی کسی کا تن سے سر اڑ گیا ہی تن و سر اسکا خاک پر تڑپ رہا ہی بہت سے ایسے مردمان
سپاہ مردہ پڑے ہین کہ گولے انکے سینون پر پڑے ہین اور توڑ کر پار نکل گئے ہین اکثر سوار اور
پیادے گراب کی گولیون اور ٹکڑون سے ہلاک ہوئے ہین لاشے انکے میدان مین پڑے ہین
بعضون کے پاون دونون گھٹنون اور گٹون سے اڑ گئے ہین وہ نیم بسمل زمین پر پڑے ہین بے کسی
سے تڑپ کر کہتے ہین افسوس آخر وقت مین کس بے کسی اور بیکسی سے ہم مرتے ہین ایسے وقت
مین کوئی ایک جرعہ آب ہمین پلا دے ایذائے بیحد اور تشنگی سے جان بلب ہین جیپور ہندی حال
صلصال اور مردمان لشکر صلصال سے آگاہ ہو کر گولہ اندازون سے کہنے لگا غضب ہو گیا
صلصال معہ لشکر باقی ماندہ قریب در قلعہ آگیا ہی اب گولے نمارد عوض مین گولہ اندازی کے تیر اندازی
کرو اور کچھ آدمیون سے کہا تم بالائے قلعہ سے باروت کی پر آتش ہنڈیان اور پولے جلتے ہوئے اور
اور کڑھاؤ مین جو تیل نہایت گرم ہو وہ انڈوا دو اب جملہ اہل قلعہ تیر وغیرہ لگانے لگے صلصال وغیرہ تیرون
اور پولون اور ہنڈیون سے اپنے تئین بچاتے ہوئے اور آگے بڑھے یہانتک کہ صلصال نے
خندق کو طے کیا اور عنقریب در قلعہ پہونچا ارادہ کیا کہ گرز گران سے در قلعہ کو توڑ لے اور داخل قلعہ
ہو جیے اسوقت اہل قلعہ نہایت پریشان خاطر ہوئے صدمون سے چہرے انکے متغیر ہو گئے غم سے
لبون کا خشک ہو گیا اجل آنکھون کے سامنے پھر گئی زندگی سے مایوس ہوئے قضا کا یقین ہو گیا
جیپور ہندی نے ان سب سے کہا بھائیو اسقدر زندگی سے ناامید نہو انفصال و اعانت خدا پر نظر رکھو
ذرا ایسے وقت مین رجوع قلب سے درگاہ خدا مین مناجات کرو اور اپنی مدعائے دلی کے واسطے دعا
کرو مین بھی دعا کرتا ہون یہ کہکر جیپور ہندی بصد گریہ و زاری درگاہ جناب باری مین اس طرح دعا کرنے لگا
کہ اے قاضی الحاجات و اے مسبب الاسباب و اے چارہ ساز بیکسان و اے حاجت روائے عاجزان تجھ پر ظاہر
و ہویدا ہی کہ ہم سب اس وقت کس بلا مین مبتلا ہین کفار کا ہمپر نرغہ ہی چہار طرف سے ہمکو گھیر لیا ہی اب قلعہ
مین انکا آنے کا ارادہ ہی تو قادر و توانا ہی ایسے حال مین ہمپر رحم کر کسی کو ہماری مدد کے واسطے جلد بھیج کہ دشمنون
سے ہماری جان بچے تیرے نزدیک یہ امر مشکل نہین ہی تو نے حضرت یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین بحفاظت
رکھا ہی اور پھر انکو اسکے بطن سے صحیح و سالم نکالا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی چاہ مین تو ہی نے اعانت
کی ہی آتش حضرت ابراہیم پر تو ہی نے گلزار کر دی ہی نمرود نابکار کے شر سے انکو محفوظ رکھا ہی حالانکہ ہم
انکے غلام کے رتبہ کے برابر مرتبہ نہین رکھتے ہین اور تیرے گنہگار بندے ہین لیکن ہم تجکو اپنا معبود برحق
اور وحدہ لاشریک جانتے ہین واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا خداوندا ہماری دعا کو مستجاب کر اور
مراد دلی ہماری بر لا ہنوز جیپور ہندی وغیرہ بگریہ و زاری دعا کر ہی رہے تھے ناگاہ بقدرت پروردگار

جانب صحرا سے گرد وغبار عظیم بلند ہوا اہل قلعہ اور مردمان لشکر صلصال جانب گرد وغبار دیکھنے لگے
اہل قلعہ تو سجدہ شکر کرکے کہنے لگے ہمین یقین ہی کہ پروردگار نے ہماری دعا کو مستجاب کیا کسی سردار
کو معہ فوج کثیر ہماری مدد کو بھیجا ہی اور مردمان لشکر صلصال اُس غبار کو دیکھکر طرح طرح کے خیالات
کرنے لگے بعضے کہنے لگے آندھی زور سے آتی ہی اکثر نے کہا یہ آندھی کے آثار نہین ہین معلوم ہوتا ہی
کہ فوج کثیر آتی ہی صلصال اُنکی تقریر سُن کے کہنے لگا کہ اب اگر فوج اہل اسلام بھی ان اہل قلعہ کی مدد
کو آئیگی تو کیا بنائے گی مین در قلعہ تک آچکا ہون اب در قلعہ کو توڑکر اندر قلعہ کے جاتا ہون سب کو تہ تیغ
کرتا ہون یہ کہکر گرز گرانبار در قلعہ پر مارا اہل قلعہ تیر وغیرہ بکثرت مارنے لگے صلصال اُنکے دفع
کرنے مین مصروف ہوا یکایک ہوائے تند نے اُس گرد وغبار کو دفع کیا اب جو اہل قلعہ نے دیکھا
تو تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے دو تین سرداران لشکر اسلام ادھر بہت جلد آتے ہین اُنکو آتے
ہوئے دیکھکر اہل قلعہ نہایت خوش ہوئے کفار دیکھکر بدرجہا مغموم ہوئے بجائے خود کہنے لگے دیکھیے
اب کیا ہوتا ہی بظاہر تو انجام بد نظر آتا ہی سامنے سے یہ فوج کثیر آتی ہی قلعہ مین اہل اسلام ہین بیچ مین
ہم سب ہین ہنگام جنگ اگر ارادہ بھاگنے کا کرین گے تو کس طرف کو بھاگ کر جاوین گے اور
اب غالب ہونا اہل اسلام پر بہت مشکل ہی ہنوز کفار بجائے خود یہ خیال کر رہے تھے اور اہل قلعہ صلصال
وغیرہ کو در قلعہ سے ہٹانے کی تدبیرین تھے یکایک فرخ شہسوار نے دور ہی سے اہل قلعہ کو نرغہ
حریفون مین دیکھکر نعرہ کیا پھر مالک اژدر نے نعرہ کیا پھر خوش حال شاہ نے نعرہ کیا اور مرکبون
کو جولان کرکے قریب در قلعہ آکر صلصال کو دیکھکر نعرہ کرکے فرخ نے کہا او نابکار ہوشیار ہو جا
کہ مین واسطے تیری سرکوبی کے آپہونچا او بیحیا کیا اہل قلعہ چند متنفس پر تو نے حملہ کیا اگر تو مرد ہے
اور دعوائے شجاعت ہی تو میرے سامنے آکہ لطف لڑائی کا ہی وہ جوہر شمشیر تجھے دکھاؤن کہ تو
بھی کچھ دنون بلکہ قیامت تک یاد کرے بعد نعرہ کرنے فرخ کے مالک اژدر نے نیزہ کو بلند
کرکے آگے بڑھکر صلصال سے کہا او نابکار مین تجھسے کہتا ہون کیا در قلعہ پر کھڑا ہی او بزدل
ادھر آکہ نیزہ تیرے سینہ کے پار کرون دل اور جگر کو تیرے زخمی کرون جلد راہ عدم تجھے دکھاؤن
صلصال دونون دلیرون کی تقریر سُن کے غضبناک ہوا در قلعہ سے ہٹکر میدان مین آکر صف آرا
ہوا اور اپنے لشکر کے داہنی جانب دیکھا فوراً ایک پہلوان قوی ہیکل کہ سردار لشکر تھا اور نام اُسکا
کرگس فیل زور تھا صف لشکر سے نکلا اور بیچ مین میدان جنگ کے جاکر پکارا ای فرقہ خدا پرستان تم مین
سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے یہ کہکر خاموش ہوا لشکر اسلام سے فرخ شہسوار
نے اپنے مرکب کو نکالا پھر اُسکے سامنے جاکر گھوڑے کو روک کر طالب ضرب ہوا اُسنے گرز گران اُٹھا کر
دونو قدم اپنی رکابون پر جماکر گرز کو گردش دیکر سر فرخ پر بقوت تمام مارا ادھر فرخ نے اُسکی ضرب گرز کو
اپنے گرز پر روکا گرز پر گرز جو پڑا وہ تڑاق سے آواز بلند ہوئی کہ مرکب سپاہ جانبین کے ڈر گئے زمین ہل
گئی گرد وغبار بلند ہوا پہلوان مذکور ضرب لگا کر خوش ہوکر پکارا مارا مینے اپنے حریف کو اور پیوند خاک کیا ہی کوئی اُسکا دوست ہے
کہ پرزہ استخوان غربال سے خاک چھانکر نکالے یہ سخن کہکر چپ ہوا اُسوقت باشارہ مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرے عیار فرخ
کا چھاگل پانی کی لیکر اس غبار مین گیا اور پانی چھڑککر غبار کو دفع کیا دیکھا کہ آنکھین فرخ کی کچھ کھلی ہین اور کچھ بند ہین ہاتھ مین گرز

بدستور ہی مطلق ہاتھ کو کچی نہین ہی عیار نے چھینٹا پانی کا دینا بیکار جانکر عرض کیا آقا ے من مزاج کیسا ہی دریائے
حریف خیال بدکر رہا ہی بہت خوشی سے فرخ نے جواب دیا بافضل خدا سے مین اچھا ہون یہ کہکر مرکب کو جو دیکھا
تو اسکے پاؤن کچھ زمین مین در آئے تھے فرخ نے اُسے مہمیز کیا مرکب نے قدم اپنے زمین سے نکالے
اور آگے بڑھا فرخ نے اُس حریف سے کہا او نابکار اب ہماری ضرب روک تو تو اپنے دل مین کچھ اور ہی
خیال کر کے خندان تھا مین فضل خدا سے سب طرح اچھا ہون ذرا بھی تیرے گرز کی ضرب سے صدمہ
دست و بازو پر نہین پہونچا ہی یہ کہکر بقاعدہ معینہ ضرب گرز اُسپر لگائی اُسنے چاہا تھا کہ دلیرانہ مین بھی ضرب
گرز کو اپنی گرز پر روکون لیکن نہ روک سکا ہاتھ کج ہوگیا گرز اُسکے سر پر پڑا مغز سر اسکا اُسکے شانون پر گرا
سر کئی پارہ ہوگیا مرکب بھی اُسکا اُسکے ساتھ ہی مرگیا راکب و مرکب دونون برابر خاک پر گرے لشکر اسلام
مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا کفار مغموم ہوے اسی طرح چار پانچ سرداران لشکر کو فرخ نے تیغ و
تیر و نیزہ سے ہلاک کیا اُس وقت صلصال نابکار نے چند اپنے ملازمون سے کہا جلدی جاؤ ساحران نامی
سے جو دو جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہین میری طرف سے کہو کہ اب مجھپر وقت تنگ ہی جلد آؤ میری مدد
کرو اور اگر تم اسوقت میری یاری نکروگے تو مین بلا توقف ترکستان کی طرف گریزان ہونگا کیونکہ
اب جبیو رہندی معہ اپنی فوج کے قلعہ سے باہر آتا ہی اور فرخ پسر حمزہ نے تو قیامت ہی برپا کی
ہی چار میرے سرداران لشکر کو قتل کیا ہی اور پھر مبارز طلب کرتا ہی اب بوجہ خوف کے کوئی سردار اُسکے
مقابلہ کو نہین جاتا ہی ایسی حالت مین تم ضرور میری مدد کرو ملازمان مذکور گئے اور ساحران مذکور سے
جو کچھ صلصال نے کہا تھا بیان کیا اول ساحران نامی سے ایک ساحر مسمےٰ بہ ظلمات جادو نہایت
کبر و غرور سے روبروے فرخ آیا اور چاہا کہ افسون زبان پر جاری کرکے فرخ کو گرفتار کرے ناگاہ
عین سحر خوانی ساحر مذکور مین فرخ نے ایک تیر چاپہ کمان مین جوڑ کر اس طرح اُسکے دہن پر مارا کہ حلق
کو توڑ کر گدی سے اُسکی گذر گیا فوراً وہ ساحر زمین پر گر پڑا اور تڑپ کے مرگیا اُسکے مرنے سے
تاریکی ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ظلمات جادو بود بعد فرخ نے اُس ساحر کے حسب الطلب
صلصال زعفران جادو آیا چونکہ خوف فرخ شہسوار سے رخ اُسکا زرد تھا سامنے نہین آیا
بلکہ ایک جاے بلند پر کھڑا ہوا پھر فرخ کو دیکھا ایک ترنج جھولی سے اپنی نکالکر اسماے سحر اسپر
بار بار دم کرکے چاہتا تھا کہ وہ ترنج فرخ پر مارے ناگاہ فرخ نے اُسے اپنی دشمنی پر آمادہ دیکھکر
اسی طرح تیر مارا وہ بھی ہلاک ہوا اُسکے بھی مرنے سے علامت ساحر کے مرنے کی پیدا ہوئی بعد ازان
وہ تاریکی اور سنگ باری دفع ہوئی صدا آئی کشتی مرا کہ نام من زعفران جادو بود صلصال نابکار دونون
ساحران نامی کے قتل ہونے سے بہت برہم ہوا ملازمون سے کہا کہ جلد جاؤ ساحران نامی سے کہو کہ پسر
حمزہ گو ساحر نہین ہی لیکن اسکے واسطے ایک ساحر براے مقابلہ نہ آئے بہت سے ساحر آئین سب
ملکر متواتر اسیر سحر کرین شاید کسی کے سحر مین مبتلا ہو جاے ملازمان مذکور نے اُن ساحرون سے
صلصال کی گفتگو بیان کی اُنمین سے ایک ساحر نامی پچاس ساٹھ ساحرون کو اپنے ہمراہ
لیکر قریب صلصال کے آیا اور پوچھا وہ کون ہی جسنے ظلمات اور زعفران جادو کو قتل کیا ہی
صلصال نے اشارہ سے بتایا ساحر مسطور نے معہ اپنے ہمراہی ساحرون کے انواع و اقسام کے

فرخ پر سحر کرنے کا قصد کیا ہی تھا کہ اتفاق سے محروق جادو وہان گذرا اور فرخ شہسوار کو بمقابلہ ساحران
میدان جنگ مین کھڑا ہوا دیکھکر عرض کیا حضور ساحرون سے مقابلہ نکرین مجھے اجازت دین کہ مین اُنسے
مقابلہ کرون فرخ نے اُسکے کہنے سے مجبور ہو کر کہا اچھا تم ہی ساحرون سے لڑو محروق جادو نے اُنکے روبرو
جاکر اُنسے سحر مین مقابلہ کرکے اُن سبکو قتل کیا ابھی محروق جادو نے ساحران مذکور کو انواع اقسام کے
سحر کرکے ہلاک کیا تھا اور اہل اسلام اُسکے سحر نازک وعمدہ کی تعریف کر رہے تھے مگر صلصال نابکار
ساحرون کے قتل ہونے سے محزون و برہم تھا یکایک آسمان پر ایک ٹکڑا سیاہ ابر کا نمودار ہوا اُس
ابر سے کبھی پانی برستا تھا کبھی پھول برستے تھے صدائے رعد بڑی ڈر کی اُس سے آتی تھی برق بھی اُسمین
کمال زور و شور سے چمکتی تھی اُسوقت جملہ ساحر اور غیر ساحر جانب ابر دیکھنے لگے محروق جادو نے بھی
اُس ابر کی طرف نظر کی اور فرخ شہسوار سے عرض کیا کہ کسی ساحر زبردست کی آمد ہے ضرور کوئی ساحر
آتا ہے ہنوز محروق جادو کی تقریر تمام نہوئی تھی کہ وہ ابر میدان جنگ مین پہونچکر بالائے فلک شق ہوا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بڑھا ایک تخت پر سوار ہے صورت اُسکی نہایت مہیب ہے اور پشت پر
اُسکی ایک ہزار ساحر و ساحرہ باز و اور بط اور کرس آتشین اور فیل آتشین اور طاوس سحر وغیرہ سوار ہیں جنکی
سوار ہین جھولیان اشیاے سحر کی اُنکے زیر شانون کے ہین صورتین اُنکی بھی خوفناک ہین ہاتھون مین ترسول
پنسول لیے ہوے سب پر نام سامری و جمشید مرقوم ہے وہ ساحر ضعیف بہمراہی اپنے لشکر کے بالائے ہوا سے
اُترکر صلصال کے پاس آیا اور بکراہت وغرور صلصال کو سلام کیا اور کہا شمامہ جادو نے مجکو واسطے
آپ کی مدد کے بھیجا ہے کیونکہ اُنکو بذریعہ کتاب سامری معلوم ہوا تھا کہ آپ پر وقت تنگ ہے اکثر ساحران
نامی وغیر نامی اور سرداران لشکر آپ کے اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ہین آپ کو نہایت
صدمہ و ملال ہے اُنکو کہ آپ سے بدرجہ کمال ایک مدت سے الفت ہے اسوجہ سے ملال اور صدمہ آپکا
اُنھین گوارہ نہوا فی الفور مجکو طلب کیا اور کہا اے طالف جادو تم جاؤ اور میرے آشنائے صادق اور
فرزند دلبند صلصال کے کل دشمنون کو قتل کر ڈالو بموجب اُنکے ارشاد کے مین آیا ہون جسکو کہیے ابھی ایک
ادنی سحر مین ہلاک کر ڈالون کہیے یہ قلعہ ایک دم مین لے لون اگر ارشاد کیجیے تو سب اہل اسلام خود اپنے
ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کر ڈالین مین نے چند سحر ایسے تیار کیے ہین کہ جنپر مجکو ناز ہے بلکہ شمامہ جادو
سے سحر مین مین کچھ کم نہین ہون صلصال وغیرہ اُسکی تقریر سنکے متحیر ہوے آخر صلصال نے خوش
ہوکر اُس سے کہا بالفعل تو محروق جادو اور فرخ شہسوار کو گرفتار کرو کہ اُنھون نے قیامت برپا کر رکھی
ہے بہت سے ساحر اور غیر ساحر میرے لشکر کے مارے ہین طالف جادو نے صلصال کی تقریر
سنکے ہنسکر کہا بس یہی کام ہے اِن دونون کو گرفتار کر دینا میرے نزدیک بہت آسان ہے یہ کہکر
میدان جنگ مین آیا اور پکارا اے فرخ شہسوار جلد آکر مجھ سے مقابلہ کرو سنا ہے مین نے کہ تم بڑے بہادر
ہو ساحرون اور غیر ساحرون کو تمنے قتل کیا ہے مین بھی مشتاق تمسے لڑنے کا ہون فرخ اُسکی تقریر
سنکے فوراً محروق کو میدان سے ہٹا کر اُسکے مقابلہ کو گیا اور کہا او نابکار وار کر ترسول اور پنسول وغیرہ
آلات حرب و ضرب دلیرانہ مجھپر لگا اُسنے کہا اے فرخ مین چاہتا ہون کہ تم اپنے دل کا حوصلہ نکال لو
بعد ازان جو کچھ مجھے تدبیر کرنا ہے اور جسطرح سے لڑنا ہے لڑونگا فرخ نے جواب دیا یہ ہم لوگون کا

قاعدہ نہین ہی پہلے حریف کا ہم لوگ وار روک لیتے ہین پھر اُسکی ضرب سے بچکر خود وار کرتے ہین اُسنے
ہنسکر جواب دیا خیر تمہارے کہنے سے پہلے یہ ترسول تم پر اپنی طرف سے ابتداے جنگ ہونے کو لگاتا ہون
بعد اُسکے تمہاری ضرب گرز اور شمشیر کا مشتاق ہوکر بسر میدان جنگ بغیر سپر کے سر و تن پر وار روکونگا جب
خوب تمہارے دل کا حوصلہ نکل جائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا یہ کہکر ترسول کا وار کیا فرخ نے اُسے رد
کیا طائف جادو نے کہا اب تو کوئی تمکو عذر نہین ہی اب چاہے مجھپر تلوار لگاؤ یا گرز لگاؤ یا تیر لگاؤ یا نیزہ
لگاؤ یا جس آلہ تیز و آبدار سے چاہو وار کرو تمکو اختیار ہی یہ کہکر خاموش ہوا فرخ نے تیغ آبدار نیام سے
کھینچکر بقوت تمام اُسکے سر پر لگانا چاہا اُسنے آگے بڑھ کر کچھ اسماے سحر ورد زبان کرکے سر اپنا جھکا
دیا تلوار اچھی طرح اُسکے سر پر پڑی اور آواز ایسی آئی جیسے کہ تلوار پتھر پر زور سے پڑتی ہی اُس وقت
جملہ اشخاص موجودہ نے دیکھا کہ تلوار فرخ کے دو ٹکڑے ہو گئی اور ذرا بھی اُسکے سر پر زخم نہ آیا طائف
نے مسکرا کر کہا ای فرخ اسی شجاعت کا تمہاری شہرہ تھا مگر تمہاری تلوار نے میرے سر کو ذرا بھی زخمی نکیا
اور دو ٹکڑے ہو گئی یہ کیسی تلوار بودی ہی شاید بالو یا ریت کی بنی ہوئی تھی اگر تیغ گلی بھی ہوتی تو بھی سر پر
پڑکر سر کو کچھ صدمہ ہی پہونچاتی اب تم اور کوئی تلوار آبدار میرے سر پر لگاؤ اور اپنی مرتبہ جتنی تم مین طاقت
ہو اُسی قوت سے لگاؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہی فرخ نے غضبناک ہوکر اُسکے کہنے سے دوسری تیغ آبدار
اُسکے سر پر لگائی اُسنے مثل مرتبہ سابق سر اپنا جھکا دیا تلوار سر پر بخوبی تمام پڑی لیکن ذرا بھی اُسکے
سر مین زخم نہ آیا بلکہ اپنی مرتبہ تین ٹکڑے تلوار کے ہو گئے فرخ ازحد خجل ہوا پیشانی پر عرق خجالت
آگیا صلصال اور جملہ ساحر اُسکی فوج کے اور تمام غیر ساحر طائف کی جنگ دیکھکر متحیر ہوکر اُسکی تعریف
کرنے لگے ادھر جملہ اہل اسلام یہ جنگ دیکھکر دنگ ہو گئے محروق جادو نے کہا یہ تمام حیرت کا نہین ہی
سحر مین بڑی بڑی تاثیر ہی اگر مجھسے اور اُس سے مقابلہ ہوتا تو کچھ لطف جنگ ہوتا فرخ شہسوار غیر ساحر ہین
اور یہ ملعون ساحر زبردست ہی اُنسے اور اُس سے کیا مقابلہ ابھی محروق جادو کی تقریر ناتمام تھی کہ
طائف جادو نے کہا ای فرخ شہسوار اب گرز یا تیر یا نیزہ لگاؤ شاید وہ مجھپر کارگر ہو فرخ نے جواب دیا
نہین اب تو وار کر اُسنے کہا قسم ہی تمکو اپنے خدا کی میرے کہنے پر عمل کرو فرخ نے اُسکے قسم دینے سے
مجبور ہوکر تیر لگایا اُسنے فوراً کچھ سحر پڑھکر سینہ اپنا سپر کیا تیر سینہ پر اُسکے جاکر پڑا اور ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا
پھر فرخ نے نیزہ مارا اُسنے بڑھکر سینہ پر روکا سب نے دیکھا کہ نیزہ سینہ سے اُچٹ گیا ذرا بھی سینہ پر
زخم نہ آیا اسی طرح بڑی دیر تک لڑائی ہوا کی آخرکار فرخ شہسوار نے اُس سے ڈپٹ کر کہا کہ او نابکار نہین
معلوم تو نے کیسا سحر کیا ہی کہ کوئی حربہ میرا کارگر نہین ہوتا ہی میرا لڑنا بالکل بیکار ہی اب مین تجھپر کسی قسم کا کوئی وار
نکرونگا اُسنے جواب دیا کہ بہت بہتر تمنے اتنے وار کیے مین نے سب وار تمہارے روکے مگر اب تم ہوشیار
ہوجاؤ ایک ناریل چوبی وار فقط میرا روکو یہ کہکر اُسنے ایک ناریل چوبی دار نکالا اور اُسپر اسماے سحر دم
کرکے یا سامری کہکر فرخ شہسوار پر مارا سب نے دیکھا کہ جہان فرخ شہسوار کھڑا تھا زمین شق ہوئی اور
فرخ شہسوار مع مرکب زمین مین غرق ہوکر غائب ہوگیا زمین پھر بدستور برابر ہوگئی اور تاریکی جو کچھ ناریل کے
لگانے سے ہوئی تھی وہ بھی سب دفع ہوئی کفار طائف جادو کی نہایت درجہ تعریف و تحسین کرنے لگے
خصوصاً صلصال نے بڑھ کر کہا ای طائف جادو تم وہ ساحر ہو کہ بعد ہماری محبوبہ اور پردادی جان ملکہ

تمامہ جادو یاد ہین سحر مین تمہارا مثل و نظیر نہین ہی طالف جادو نے جواب دیا اے شہنشاہ یہ کیا سحر ہی اگر
افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا یا کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے بالفرض المحال
مجھسے مقابلہ ہوتا تو آپ میرے سحر دیکھتے کہ دونون بادشاہان مذکور کو بھاگتے راستہ نہ ملتا صلصال نے
اسکے خوش کرنے کو جواب دیا بیشک تم ایسے ہی ہو طالف نے تعریف صلصال سے خوش ہوکر نعرہ
کیا اے محروق جادو ہر چند کہ تجھسے لڑنا ننگ و عار ہی لیکن شہنشاہ کے ارشاد سے مجبور ہوکر تجھسے مقابلہ
کرنے کا ارادہ رکھتا ہون جلد آ میرے مقابلہ کو نہین تو مین وہین سے تجھکو گرفتار کرونگا محروق نے اسکی
تقریر سنکے اس سے مقابلہ کیا تا دیر باہم خوب سحر سے لڑائی ہوئی کسی نے شکست نہین کھائی اسکے سحر اسنے
مٹائے اسکے سحر اسنے دفع کیئے آخرکار محروق جادو برق بنکر اور بلند ہوکر اسکے سر پر گری طالف
جادو نے اسمائے سحر پڑھکر چاہا کہ جسوقت وہ گرے گرفتار کرون محروق جادو کڑک کر گری سر کو اسکے
زخمی کرکے زمین مین در آئی اور غائب ہوگئی پھر زمین سے بصورت اصلی عیان ہوکر اسنے مقابلہ کیا اسنے
غضبناک ہوکر ایک نارنج نکالا اور اسپر سحر دم کرکے اور خون اپنے زخم سر کا اسپر ڈالکر یا سامری کہکر
جانب صحرا مارا وہ دور جاکر پھٹا تاریکی ہوئی تھوڑی دیر کے بعد سب نے دیکھا کہ اسی جانب سے دو پنجے
محروق جادو پر آکر گرے ہر چند اسنے انکو دفع کرنا چاہا اور انسے رہا ہونا چاہا مگر ممکن نہوا وہ پنجے محروق
جادو کو اٹھا کر ایک جانب لیگئے لشکر اسلام مین فرخ اور محروق کے گرفتار ہونے سے عجب اک تلاطم عظیم
ہوا ہر شخص محزون و غمگین ہوا کفار بہت خوش ہوئے طالف جادو نے صلصال سے کہا اے شہنشاہ مین
آپ کا ارشاد بجا لایا اب اس وقت بوجہ زخم سر کے اہل اسلام سے مقابلہ نکرونگا طبیعت میری بے لطف
ہی استراحت پذیر ہونگا آپ طبل بازگشت بجوا دیجیے کل یا پرسون تمام لشکر اہل اسلام کا خاتمہ کردونگا
صلصال نے اسکے کہنے سے طبل بازگشت بجوایا طالف جادو ہمراہ صلصال مع تمام کفار ایک میدان
وسیع مین جاکر قیام پذیر ہوئے صلصال اپنی بارگاہ مین اور طالف اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے ادھر
مالک اژدر اور خوشحال شاہ اور شاہ دراز گوشان اور سالم و اسلم حاکم جزیرہ مردم دراز بینی اور پسر
خوش حال شاہ اور جبیور ہندی یہ سب مغموم و حزین میدان جنگ سے پھرے اور ایک میدان وسیع
مین بارگاہین اور خیام استادہ کراکے مع تمامی لشکر فروکش ہوئے یہ سب تو یہان مقیم ہین لیکن اب احوال
طالف جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ اس نابکار نے محروق جادو اور فرخ شہسوار کو اپنے سحر کے بیرون سے طلب کیا
انھون نے جہان جاکر انکو قید کیا تھا وہان سے لے آئے اس وقت دونون بیہوش تھے طالف
نے فرخ اور محروق جادو کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور محروق کی زبان مین سوزن دیدیا پھر دونون
کو اپنے ہمراہ لیکر روبرو صلصال کے گیا اور کہا یہ دونون حاضر ہین انکے باب مین جو مناسب ہو کیجیے
صلصال نے طالف جادو کو اپنی بارگاہ مین باعزاز بٹھاکر فرخ اور محروق سے کہا کیون تمنے اپنی سرکشی کی
سزا پائی اب بتاؤ مین تمکو کس طرح سے قتل کرون فرخ نے جواب دیا او نابکار اگر زندہ رہا اور رہا ہوا تو
سب تیرے لشکر کو اور تجھکو قتل کرونگا اسوقت تو مجبور ہون کہ قید ہون اب تجھکو اختیار ہی جسطرح چاہے
مجھسے پیش آ اسی طرح محروق جادو نے بھی اشارہ سے کہا کیونکہ اسکی زبان مین سوزن تھا صلصال
نابکار نے فرخ و محروق جادو کی نسبت غضبناک ہوکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جب جلاد آیا صلصال نے

اُس سے کہا اے جلاد جلد ان دونون کو لیجا اور انکو قتل کرکے سر انکے کاٹ کر میرے روبرو لے آجلاد دونون
کو بارگاہ سے لیگیا اور چبوترہ ریت بناکر بوریہ ہلاکت کا اُسپر بچھاکر اُسپر انکو بٹھایا اور کوتاہ کا دونون کی گردن
پر خط دیکر کہا کہ اے فرخ و محروق تمھارے بارے مین حکم قتل ہوا ہے کوئی دم مین قتل ہوجاؤگے اب تمکو
چاہیے کہ جو کچھ کھانا یا پینا ہو کھا پی لو کہ پھر اکل و شرب وغیرہ سے محروم رہوگے فرخ نے جواب دیا اے جلاد
ہمکو اکل و شرب کی خواہش نہین ہے ہم اپنی زندگی سے سیر ہین اور خون جگر پی چکے ہین اور کھا چکے ہین تجھکو جو
حکم صلصال نے دیا ہے اُسپر عمل کر جلاد یہ تقریر سُنکے خاموش ہوا اس اثنا مین صلصال نے پہلا حکم قتل جلاد
کو دیا ہنوز دوسرا یا تیسرا حکم قتل نہین دیا تھا کہ ناگاہ وزیر اعظم صلصال کا طائف سے کہ بضرورت صلصال نے
اُسے وہان روانہ کیا تھا آیا اُسنے صلصال کی خدمت مین حاضر ہوکر فرخ اور محروق کے قتل سے ماہر ہوکر باعث
قتل کا پوچھا صلصال نے تمام حال بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ انکو قتل نکیجیے انجام انکے قتل کرنے کا بہت
برا ہوگا مین نے خبر معتبر سُنی ہے کہ لندھور بن سعدان جانب زنگبار سے اور حمزہ صاحبقران سمت بصرہ
سے مع فوج یہان آتے ہین اور یقین ہے کہ آج ہی کل مین وہ یہان آجائینگے جس وقت وہ سنینگے کہ شہنشاہ
صلصال نے میرے فرزند فرخ اور ایک خیر خواہ محروق جادو کو قتل کر ڈالا تو وہ حضور سے بہت بُری
طرح پیش آئینگے میرے نزدیک آپ انکو قید رکھیے خواہ یہان قید کیجیے خواہ اور کہین انکو قید کیجیے صلصال
نے اپنے وزیر کے اِس کہنے سے دیر تک فکر کی بعد ازان اُسکی راے پسند کرکے جلاد کو حکم دیا انکو تبفارش
وزیر ہمنے قتل سے امان دی تو انکو اب قتل نکرنا بلکہ ہمارے روبرو لا جلاد حسب الحکم فرخ اور محروق
جادو کو روبرو صلصال کے لایا صلصال نے طائف جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا انکو کہان قید کرنا چاہیے
اگر انکو یہان قید کرونگا تو عیاران لشکر اسلام انکو قید سے رہا کر لیجائینگے انکو ایسی جگہ مقید کرنا چاہیے کہ جہان عیاران لشکر اسلام
پہونچ نسکین طائف جادو نے بہت فکر کرکے کہا میرے نزدیک مناسب ہے کہ انکو ایک دربند طلسم مین قید کرنا چاہیے
کہ وہان عیار کا فرشتہ بھی جا نسکے گا صلصال نے اسکی راے بہت پسند کی اور کہا اے طائف جادو ہمنے تمکو انکے قید
کرنے کا اختیار دیا جہان چاہو انکو قید کرو طائف جادو نے کہا اگر آپ انکو میرے حوالے کرتے ہین تو دیکھیے مین انکو ایسی
جگہ قید کرتا ہون کہ قیامت تک رہا نہون اور کوئی عیار وہان تک جا نسکے یہ کہکر آتش جادو کو طلب کیا جب وہ آیا
اس سے کہا ان دونون کو لیجا کر فلان دربند طلسم مین قید کر اور نگہبانی کر آتش جادو نے فوراً سحر سے بصورت عقاب
تیز پرواز بنکر فرخ شہسوار اور محروق جادو کو پنجون مین دابکر جانب دربند مذکور روانہ ہوا اور وہان پہونچکر
فرخ اور محروق جادو کو قریب کوہ چاہ باران کے ایک کنوئین مین قید کیا کہ وہ کنوان متعلق دربند
طلسم تھا بمجرد ڈالنے کے اس کنوئین مین سے مانند بلندی کوہ کے شعلہ ہاے آتش بلند ہوے کیونکہ اُس
چاہ مین ہزارہا بلائین تھین فرخ و محروق جادو تو چاہ مذکور مین قید ہین انکا احوال بمقام ضرورت
اگر مناسب ہوگا تو لکھا جائیگا لیکن اب احوال لشکر صلصال کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز صلصال اپنی
بارگاہ مین مع طائف جادو وغیرہ بیٹھا تھا کہ ناگاہ طائف جادو نے صلصال سے کہا اے شہنشاہ آپ کب تک یہان
قیام پذیر رہیے گا جلد تر قلعہ کو فتح کیجیے لشکر اہل اسلام کو قتل کیجیے میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے
صلصال نے اسکے کہنے سے اسیوقت طبل جنگ بجوایا یہ خبر بذریعہ ہرکاروان کے مالک اژدر کو پہونچی اُسنے
بھی اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجوایا وہ روز اور تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ کی ہوئی جب

صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیب اور کلکیت دونون
لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان جنگ کے آئے اور جوانان لشکر کو اپنی تقریر سے خوب آمادہ جنگ کیا
جب وہ میدان جنگ سے ہٹ گئے اول صف لشکر کفار سے طائف جادو نکلا اور بیچ مین میدان جنگ
کے آکر ٹھہرا اور پکارا ای فرقۂ خداپرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو وہ جلد آکر مجھسے مقابلہ کرے
اُس وقت لشکر اسلام سے اسلم درازبینی نکلا اور مالک اژدر سے اجازت جنگ لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا
ہنوز لڑائی فیمابین اسلم و طائف جادو مین نہوئی تھی کہ جانب صحرا سے گرد عظیم نمایان ہوئی مردمان ہر دو لشکر
جانب گرد دیکھنے لگے جب وہ گرد ہوا سے دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لندھور بن سعدان ہمراہ سپاہ کے
بعجلت تمام آتا ہے اہل اسلام اُسکے آنے سے بہت خوش ہوے اور صلصال وغیرہ کو ملال ہوا جبیو زہندی
لندھور سے ملا اور تمام حال جو گذرا تھا وہ سب مفصل بیان کیا پھر مالک اژدر لندھور سے ملا جب
سرداران لشکر لندھور سے مل چکے اور اُسکے رہا ہونے کی کیفیت دریافت کر چکے متوجہ طرف طائف
جادو اور اسلم کے ہوے دیکھا کہ طائف جادو نے بڑھ کر کہا ای اسلم درازبینی تو وار کر پھر مین تجھ پر وار
کرونگا اُسنے انکار کیا طائف جادو نے ترسول مارا اُسنے اُسکو رد کر کے اُسپر تلوار لگائی اُسنے اسماے
سحر ورد زبان کیے تلوار اُسکی ٹوٹ گئی اور ذرا سا بھی زخم اُسکے سر پر نہ آیا پھر اُس ساحر بلاے روزگار
نے ایک کارد سحر جوہردار خبردار کہکر اسلم پر اس طرح لگائی کہ وہ اُسکے سینہ کو توڑکر نکل گئی اسلم زمین پر
گرا اور تڑپ کر مر گیا اسی اثنا مین ایک جانب صحرا سے پھر غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ غبار
ہوا سے دور ہوا مالک اور لندھور نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران بافوج ہمراہ خواجہ عمرو بشان و شوکت
تشریف لاتے ہین لندھور اور مالک اژدر وغیرہ اُسوقت واسطے استقبال امیر کے گئے اور استقبال
کر کے امیر کو لشکر مین لائے امیر نے حال دریافت کیا مالک اژدر اور خوش حال شاہ نے احوال
فرخ شہسوار اور محروق جادو کا مفصل بیان کیا امیر نے نہایت افسوس کیا اور آبدیدہ ہوے اُس وقت
خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر اگر مناسب ہو تو آج طبل بازگشت بجوا دیجیے امیر نے قبول نکیا طائف
جادو کہ حمزہ صاحبقران سے آگاہ تھا اور جانتا تھا کہ امیر صاحب اسم اعظم ہین اس وجہ سے لڑنا مناسب
نجانکر میدان جنگ سے چلا گیا اور صلصال سے کہا اس وقت میری طبیعت نادرست ہے طبل بازگشت
بجوا دیجیے اُسنے اُسکے کہنے سے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر گئے امیر باتوقیر اپنی
بارگاہ مین داخل ہوے سرداران لشکر بھی بارگاہ امیر مین جاکر علی قدر مراتب بیٹھے خواجہ عمرو بھی حاضر
خدمت امیر ہوے اُس وقت امیر نے سب سے پوچھا کچھ تمکو مقام قید فرخ اور محروق جادو سے آگاہی
ہے سب نے عرض کیا ہمکو مطلق خبر نہین ہے امیر نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر کہا ای خواجہ تم عیار
بے نظیر ہو تمہین جاؤ اور احوال قید فرخ اور محروق جادو کا دریافت کرو خواجہ نے عرض کیا مین بغیر
سمجھے ہوے کہان جاؤن اور کدھر اُنکو دریافت کرون مجھکو معاف فرمائیے اور کسی سے اس بارے مین
ارشاد کیجیے مین بیکار اور بغیر دریافت کسی مقدمہ مین پیروی نہین کرتا سرداران لشکر نے خواجہ سے کہا ای
خواجہ عمرو ہم اقرار کرتے ہین کہ جب تم فرخ شہسوار اور محروق کو قید سے رہا کر کے یہان لاؤ گے
ہم ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ تمکو دینگے خواجہ عمرو نے جواب دیا مین کچھ نہ کچھ کے معنی نہین جانتا مرد جاہل

ہون صاف صاف کہو کہ میری سمجھ مین آئے اُنھون نے کہا ایک ہزار روپیہ ہم آپ کو دینگے خواجہ نے
کہا ایک ہزار روپیہ سے زیادہ تو اُنکے رہا کرنے مین صرف ہو جائینگے جبتک اچھی طرح مجکو روپیہ نہ دوگے
مین نجاؤنگا امیر نے خواجہ سے کہا کہ جز وکل تمکو تین ہزار روپیہ دئیے جائینگے اگر فرخ اور مجروق جادو
کو رہا کرکے لے آوگے خواجہ نے عرض کیا مین یہ نہین سمجھا کہ دینگے کوئی زمانہ محدود نہین اگر آپ کو دینا
ہو تو ابھی دیجیے ورنہ آپ کو اختیار ہو امیر نے مسکرا کر زر مذکور خواجہ کو منگوا دیا خواجہ نے زر مذکور جیب
ہو کر داخل زنبیل کیا اور ہنگام شب رنگ روغن سے شکل اپنی تبدیل کرکے ایک بڈھے فراش کی صورت
بنکر اور اُس فراش کو بیہوش کرکے ایک گڑھے مین ڈالکر داخل بارگاہ صلصال ہوئے دیکھا کہ
صلصال بد انجام اور ببران جادو و طالف جادو و ردمیان جادو و آتش جادو وغیرہ ساحران نامی
وہان بیٹھے ہین اور کچھ آہستہ آہستہ باہم صلصال سے مشورہ کر رہے ہین خواجہ ساحرون کو دیکھکر متردد
ہوئے کہ یہ ساحر بلا کے ساحر ہین اگر تمکو پہچان گئے تو ذرا سے اُنکے لب ہلانے سے تم گرفتار سحر ہو جاؤگے
کوئی تمکو بچانے اور رہا کرنے یہان نہ آئیگا یہ خیال کرکے ڈرتے ڈرتے پشت پر طالف جادو کے
جا کر کھڑے ہوئے طالف جادو نے فراش مذکور کو دیکھکر پوچھا تو کون ہی خواجہ نے جواب دیا مین
وہی تیرا ملازم فراش ہون کوئی غیر نہین ہون آپ کچھ تردد نکیجیے اُسنے پوچھا یہان کیون کھڑا ہی جواب دیا
مین اسواسطے کھڑا ہون کہ آپ کی باتین سنون اور معلوم کرون کہ آپ نے فرخ اور مجروق جادو کو کہان
قید کیا ہی طالف نے برہم ہو کر جواب دیا تجکو اسکے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی اور اُنکی جائے قید
کے ذکر سننے سے کیا نفع ہی شاید تو عمرو ہی بصورت فراش یہان آیا ہی خواجہ نے جواب دیا آپنے
خوب پہچانا بیشک مین عمرو ہون واسطے عیاری کے آیا ہون مجھ سے ذرا ہوشیار رہیگا طالف
نے یہ سُنکے نعرہ کیا کہ او عیار بڑی جسارت کی تو نے کہ بارگاہ مین چلا آیا اور ایسی گفتگو کی ٹھہر تو جا کہ تجھکو
کیسی سزا دیتا ہون خواجہ نے یہ سُنکے خنجر کمر سے کھینچا اور سر پر طالف کے مارا اُسنے اسمائے سحر زبان پر
جاری کیے خنجر سر سے اُچٹ گیا خواجہ متحیر ہوئے طالف نے اپنی جھولی سے فوراً غضبناک ہو کر دانہ
ترنج نکالا اور اسمائے سحر آسپر دم کرنے لگا یہ حال خواجہ نے دیکھکر فی الفور گلیم نکالکر اوڑھ لی طالف
جادو نے عمرو کو نہ دیکھکر حیران ہو کر کہا ای خواجہ عمرو اگر تم اس بارگاہ مین موجود ہو تو اپنے تئین ظاہر
کرو خواجہ نے اُسکی تقریر سُنکے بوجہ خوف کے گلیم نہ اُتاری تھوڑی دیر کے بعد طالف نے کہا ای
خواجہ تمکو قسم دیتا ہون تمھارے خدا کی جلد اپنے تئین ظاہر کر دو صورت اپنی دکھاؤ مین تمسے بہ نیکی پیش
آؤنگا خواجہ نے بوجہ اسکے قسم دینے کے گلیم اُتاری طالف نے پوچھا ای خواجہ تمنے بوجہ مجکو خنجر
کیون مارا تھا خواجہ نے جواب دیا تمنے فرخ اور مجروق کو گرفتار کیا ہی اور قید کیا ہی مین تمکو ضرور بالضرور
جان سے مار ڈالونگا اُسنے غضبناک ہو کر کہا ای خواجہ عمرو اگر مین چاہون تو ابھی تمکو بھی گرفتار کرکے
اُنھین کے پاس قید کرون خواجہ عمرو نے جواب دیا کیا مجال تیری ہی کہ تو مجکو قید کر سکے وہ اُٹھکر
خواجہ عمرو کی طرف دوڑا خواجہ عمرو گلیم اوڑھتے ہوئے دربارگاہ سے نکلکر بھاگے طالف جادو
وغیرہ اُسکے پکڑنے کو دوڑے اور سب ساحر تو پیچھے رہگئے مگر طالف جادو پیچھے خواجہ عمرو کے
بیتحاشا دوڑتا ہوا بڑی دور تک نکل گیا اثنائے راہ مین یکبارگی سامنے سے غائب ہو گیا طالف

جادو خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا خواجہ عمرو ایک درخت کے جڑ کی آڑ مین جھککر بیٹھا طالف جادو خواجہ عمرو کو بہت تلاش کرکے اور نہایت تھک کر اُسی درخت کے نیچے آکر بیٹھا جس درخت کے نیچے خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے تھے اور بعد بیٹھنے زیر درخت مذکور کے کہنے لگا خواجہ عمرو انسان نہین ہی کوئی آسیب ہی اسیطرف بھاگ کر آیا تھا اثناے راہ مین غائب ہو گیا مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گیا کہین اُسکا نشان نہ معلوم ہوا ابھی طالف جادو یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کمند نکالکر رخ سے اپنے گلیم کو ہٹا کر مانند شیر کے نعرہ کیا طالف جادو سمجھا کہ صحرا تو ہی کہین شیر نر نعرہ کر رہا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہین کہین ہی یہ سمجھ کر گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا خواجہ عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ کر اُسپر کمند ماری اور جھٹکا دیا حلقہ ہاے کمند اُسکے گلے مین ایسے پیوست ہو گئے کہ سحر کر نہ سکا اُس وقت خواجہ عمرو نے سوزن اُسکی زبان مین دیکر اُسی درخت سے اُسے باندھ کر کوڑا نکالکر مارنا شروع کیا اور کہا کہ او نابکار اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو جاے قید فرخ شہسوار و محروق کا نشان بتادے اُسنے کہا مین نہین جانتا خواجہ عمرو پھر اُسے کوڑے مارنے لگے اور کہنے لگے او بیحیا تو خوب جانتا ہی مگر نہین بتاتا ہی خیر نہ بتا مین تجھکو کوڑے مار کر مار ڈالون تو پھر جستجو فرخ و محروق مین جاؤن جب طالف کی پشت کوڑون سے مجروح ازحد ہوئی اور خون تمام پشت سے جاری ہوا اور قریب بہ ہلاکت ہوا اشارہ سے بمنت کہنے لگا اے خواجہ عمرو مین بتائے دیتا ہون مجھے اب کوڑون سے نہ مارو روح تن سے نکلی جاتی ہی خواجہ عمرو سے پھر اُسنے کہا میرے منہ سے سوزن نکال تو خواجہ عمرو نے جواب دیا او نابکار کیا مین نادان ہون کہ تیری زبان سے سوزن نکال لون تو اس طرح بتا کہ کاغذ پر لکھ دے اُسنے اشارہ سے کہا میرے پاس دوات قلم و کاغذ کہان ہی خواجہ عمرو نے اپنی زنبیل سے قلم و قرطاس اور دوات نکالکر اُسکے روبرو رکھدی اور ایک ہاتھ صرف اسقدر کھولا کہ لکھ سکے اور دہن تک نہ پہونچے کہ سوزن زبان سے نکال لے اور سحر کرکے مجکو گرفتار کرے اُسنے بمجبوری خلاف نشان قید فرخ شہسوار اور محروق جادو کاغذ پر لکھ دیا اور یہ بھی لکھا کہ مین نے تو نشان قیدان دونون کا لکھ دیا ہی مگر جب تو قریب چاہ جائیگا آتش جادو و طاہر جادو تجکو پکڑ کر قتل کر ڈالین گے خواجہ عمرو نے اُسکی تحریر کو پڑھکر جواب دیا مین آتش جادو وغیرہ سے نہین ڈرتا اُنکی بھی کوئی تدبیر کی جائیگی یہ کہکر طالف جادو کو داخل زنبیل کرکے جانب کوہ باران جادو روانہ ہوا اثناے راہ مین جہان جہان قیام کیا کچھ نشان قیدخانہ فرخ شہسوار و محروق جادو کا نہ پایا آخر کار ایک شب کو نیچے ایک درخت کے خواجہ عمرو سوے وقت نصف شب خوف ساحران سے خواجہ بیدار ہو کر بیٹھے اور تمام شب نہایت ہوشیاری سے بیدار رہے صبح کو وہان سے اُٹھکر آگے کو روانہ ہوے جاتے جاتے قریب نصف النہار ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے قریب اُسکے ایک مکان نظر آیا اُسمین کچھ گانے کی ایسی کسی کی آواز آتی اور وہ آواز گانے کی عجیب و غریب تھی کہ حضرت خواجہ عمرو نہ سمجھے نہایت متحیر ہوے اور وہان کھڑے ہو کر چارون طرف بغور دیکھنے لگے کہ اگر کوئی شخص اس میدان سبزہ زار مین نظر آئے تو اُس سے پوچھون کہ اس مکان مین کون شخص گا نا گا رہا ہی ہنوز خواجہ عمرو اسی فکر مین تھے کہ ناگاہ ایک جانب ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا اُسکے دروازے پر ساحرون کو بیٹھے دیکھا اور کچھ ساحرون کو دیکھا کہ وہ تیار ہے رہین خواجہ عمرو نے اُنکی نظر سے اپنے تئین جھاڑی اور جھنڈیون مین چھپایا اور زنبیل سے طالف جادو کو نکال کر بٹھایا اور

کہا او نابکار بموجب تیری تحریر کے مین یہان آیا لیکن قیدخانہ فرخ اور محروق جادو کو نپایا تونے محض غلط
لکھا تھا یہ کہکر کوڑے اُسے مارنے لگے اسقدر کوڑے مارے کہ وہ جان بلب ہوا خواجہ عمرو نے ہاتھ اپنا
روکا اور پوچھا اگر اب بھی نشان قیدخانہ فرخ و محروق جادو صحیح بتا دے تو مین تجکو کوڑے نمارون اُسنے
خیال کیا کہ اگر صحیح نشان نہ بتاؤنگا تو خواجہ ضرور ہی مجکو مار ڈالینگے یہ تصور کرکے کاغذ و قلم و دوات
طلب کی خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکال کے اُسکو دی اُسنے ابکی مرتبہ نشان قیدخانہ فرخ و محروق جادو
کا صحیح صحیح لکھا اور اشارہ سے کہا اب اسمین غلطی نہین ہے اور دوسرے پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی کہ مین خواجہ
عمرو کے پاس قید ہون کسی طرح مجکو چھڑاؤ پھر اپنا نام لکھا اور بقلم خود بھی تحریر کیا اور لپیٹ کر خواجہ کے حوالہ
کیا خواجہ اُس خط کو پڑھ نہ سکے خواجہ عمرو نے پھر اُسکو زنبیل مین ڈالا اور بموجب تحریر کے ایک طرف
روانہ ہوئے جب قریب تر بموجب نشان بتانے طالف جادو کے پہونچے دیکھا کہ وہان بھی ایک
بہت بڑا قلعہ ہے اور بہت سے ساحر در قلعہ پر بیٹھے ہین وہان ٹھہر کر خواجہ نے طائف جادو کو زنبیل
سے نکالا اور اُس قلعہ کو دکھا کر پوچھا کیون وہ یہی قلعہ ہے اُسنے اشارہ سے کہا ہان یہ وہی قلعہ ہے اب وہ
پرچہ قرطاس میرے ہاتھ کا لکھا ہوا جسکو مین نے لپیٹ دیا تھا ان ساحرون کو جاکر دیدو وہ فی الفور فرخ
اور محروق جادو کو قید سے رہا کرکے تمھارے حوالے کر دینگے خواجہ نے طائف کی تقریر جو اُسنے باشارہ
کی تھی خوب سمجھکر اُسکو تو پھر بدستور زنبیل مین ڈالا لیکن خیال کیا کہ خواجہ طالف جادو نے نہین معلوم
کس خط مین یہ پرچہ قرطاس لکھا ہے کہ مین نہ پڑھ سکا شاید اس خط مین اُسنے یہ لکھا ہے کہ جو تمکو پرچہ قرطاس
دیتا ہے تم اُسکو بلا توقف گرفتار کرکے اُسکے قید کرنے مین ذرا سی بھی تاخیر نکرنا کیونکہ مین اُسکے پاس قید ہون
مجھے کسی تدبیر سے چھڑاؤ تو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اس کاغذ کو پاس ان ساحرون کے نہ لیجاؤ یہ خیال کرکے
خواجہ آگے بڑھے ناگاہ ایک شخص راہ مین ملا خواجہ عمرو نے اُسکو اشارہ سے بلایا جب وہ قریب آیا
اُسنے کہا میری طبیعت اس وقت ناساز ہے مجسے آگے جایا نہین جاتا ہے تم ایک کاغذ لکھا ہوا اُس
قلعہ کے دربانون کے پاس لیجاؤ اور اُنکو دیدو مین تمکو اس کام کرنے کے عوض مین زر و جواہر بکثرت دونگا اُس شخص نے
بطمع دینا وہ پرچہ قرطاس دربانون تک لیجانا قبول کیا خواجہ نے اُس سے کہا بھلا یہ تم چاہتے ہو کہ وہان جاکر زر و
جواہر کثیر تمکو ملے اُسنے کہا ہان اگر وہان ملینگے تو بہتر ہے خواجہ نے کہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ تم میری صورت بنکر وہان جاؤ مین
رنگ و روغن سے تمھاری صورت مثل اپنی صورت کے بنا دونگا اس صورت مین دربانان قلعہ اور مالک قلعہ تمسے ایسی
خاطر سے پیش آئینگے کہ تم بھی یاد کروگے اُسنے کہا اچھا پھر آپ ہی میری صورت کو بطور اپنی شکل کے بنا دیجیے خواجہ
عمرو نے رنگ و روغن زنبیل سے نکالکر ایک گوشے مین اُسکو لیجا کر مثل اپنی صورت کے
اُسکی شکل بنائی اور اُسکی شکل کے مثل اپنی صورت بنائی اُسنے پوچھا آپ نے اپنی صورت کیون تبدیل
کی خواجہ عمرو نے جواب دیا اُسکی وجہ پھر کہہ دونگا یہ کہکر وہ رقعہ پیچیدہ اُسکو دیا اور کہا اب تم اُسکو
لے جاؤ مین یہان تمھارا انتظار کرتا ہون وہ شخص رقعہ مذکور لیکر چلا جب وہ چند قدم آگے بڑھ گیا خواجہ
عمرو بھی گلیم اوڑھ کر اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے شخص مذکور در قلعہ پر پہونچا اور دربانون سے پوچھا
کہ وہ ساحر کہان ہے مین اُنکے پاس ایک رقعہ لیکر آیا ہون مالک قلعہ کو دینا چاہتا ہون اُنھون نے
اُسکے ہاتھ سے اُس رقعہ کو لیکر پڑھا اُسمین طائف جادو نے ایک خط اپنے ایجاد کیے ہوئے مین

کہ وہ ساحر اُس خط سے آگاہ تھے لکھا تھا کہ یہ جو رقعہ لیکر تمھارے پاس آیا ہی یہ عمرو عیار ہی اُسنے مجکو گرفتار
کیا ہی تمکو لازم کہ اُسکو گرفتار کرکے کسی تدبیر سے رہا کرو بعد اُس عبارت کے لکھا تھا راسلہ طائف
جادو بقلم خود وہ ساحر عبارت رقعہ مذکور سے آگاہ ہوے اور پوشیدہ طور سے اُنھون نے اُس شخص پر ایسا سحر کیا
کہ زمین سے اُسکے پانون پکڑ لیے پھر اُنھون نے اُسکو گرفتار کرکے مالک و ناظم قلعہ کو کہ آتش جادو تھا اور
بارگاہ صلصال سے جب عمرو بھاگا تھا اور طائف جادو آسکے پیچھے مع اور ساحرون کے دوڑا تھا
آتش جادو بارگاہ صلصال سے جلد اس خیال سے اپنے اس قلعہ مین چلا آیا تھا کہ عمرو مجھپر بھی
کوئی عیاری کریگا عمرو کے آنے سے آگاہ کیا وہ اُس رقعہ کو پڑھ کر اور زبانی بھی ساحرون سے سُن کے
قلعے سے مع تھوڑے ساحرون کے باہر آیا اور شخص مذکور سے کہا کہ او عیار تو رقعہ طائف جادو کا
لیکر آیا ہی جو انھون نے لکھا ہی اُس سے ہم آگاہ ہوئے تجکو بموجب اُنکے لکھنے کے قید کر لیا وہ
پہلے ہی سے نالہ و فریاد کر رہا تھا اب اور بھی رونے پیٹنے لگا اور کہنے لگا مین عیار مکار نہین ہون ایک
شخص نے یہ رقعہ مجھے دیکر یہان بھیجا ہی اور وعدہ زر و جواہر دینے کا کیا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ ناظم قلعہ
بھی اس رقعہ کو دیکھکر تیری بہت خاطر کرینگے اور تجکو بہت زر و جواہر دینگے یہان مجکو بالعوض زر و جواہر
دینے کے سب نے گرفتار کیا ہی مجھے رہا کر دیجیے آتش جادو نے جواب دیا او مکار کیون باتین
مکر و فریب کی کرتا ہی چل ہم تجکو بہت سا زر و جواہر دین یہ کہکر اُسکو قید سے رہا کیا مگر بہت ساحر چار
طرف سے اُسے گھیرے رہے اور طوق و زنجیر مین آسے گرفتار کیے رہے اسی حالت سے شخص مذکور
کو آتش جادو قلعہ مین لے گیا خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ آتش جادو کے داخل قلعہ ہوے
ایکایک پس پشت سے خواجہ عمرو نے گلیم کسی قدر ہٹا کر اُسکی کلاہ تاج نما کو اُسکے سر سے اتار کر داخل
زنبیل کی اور بہ جلدی سے سراپا گلیم اوڑھ لی آتش جادو وغیرہ نے متحیر ہو کر اُس شخص سے کہا او عمرو
تو نے کیون تاج سر پر سے اتار لیا اُسنے کہا مین نے تو تاج نہین اُتارا میرے تو ہاتھ مین ہتکڑی ہی اتنے
آدمی مجھے گھیرے ہوے ہین کیونکر سے مین نے تاج اتار لیا اور کسنے مجکو تاج اتارتے دیکھا یہ اور کسی کا
کام ہی آتش جادو نے برہم ہو کر کتاب ساحری مین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو نہین ہی آتش جادو نے اُسکو
تو رہا کر وا دیا اور بہ آواز بلند کہا ای خواجہ عمرو قسم ہی تمکو اپنے خدا کی کہ تم اپنے تئین ظاہر کر و صورت اپنی دکھاؤ
عمرو نے بوجہ قسم دلانے کے اپنے تئین ظاہر کیا آتش جادو نے کہا خواجہ تمنے کمال کیا کہ میرے قلعہ مین
چلے آئے اور ایسی عیاری کی کہ مین بہت خوش ہوا اور تو تمکو کیا انعام دون الا میرے ہمراہ میرے خزانہ مین چلو
مین تمکو زر و جواہر دون خواجہ بطمع زر و جواہر اُسکے ہمراہ چلے لیکن نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے
ساتھ جب خزانہ مین پہونچے دیکھا ڈھیر روپیہ اشرفیون کے ہین اور بہت سے صندوق بھی مقفل رکھے
تھے اور ایک صندوقچہ کھلا ہوا رکھا ہی اور اُسمین وہ جواہرات بیش بہا کہ جسکا ایک دانہ گوہر خراج ایک اقلیم
کی قیمت رکھتا ہی بھرا ہوا ایک جگہ رکھا ہی خواجہ اُس صندوقچہ کی طرف زیادہ تر متوجہ ہوے اور چاہا کہ بس
اس صندوقچہ کو لے لیجیے اُس وقت آتش جادو نے دیکھا کہ خواجہ صندوقچہ کی طرف بنظر غور دیکھ رہے
ہین کہا ای خواجہ اگر تمکو اس صندوقچہ کا جواہر پسند ہی تو مع صندوقچہ سب جواہر لے لو خواجہ لالچ مین اُسکے
آگے بڑھے کہ ارغوان جادو نے ایک نارییل چوٹی دار سحر کرکے زمین پر مارا عمرو و صندوقچہ مذکور اٹھالے

پنہایا تھا سحر ارغوان جادو سے زمین مین سما گیا اُس وقت آتش جادو نے اُس سے کہا کہ تونے خواجہ
کو تو قید کیا لیکن ہمارے استاد اُسکی زنبیل مین قید ہین اُنکو رہا کرنے کا کوئی سامان نکیا ایسا نہو کہ وہ قید
مین ہلاک ہو جائین لہذا جلد خواجہ کو زمین سے نکالکر اور سحر مین اپنے مبتلا رکھکر ہمارے استاد کو اُن سے
طلب کر ارغوان جادو نے اُسوقت ایک نارنج سحر پڑھ کر پھر زمین پر مارا زمین شق ہوئی خواجہ ظاہر ہوے
مگر سحر سے دست و پا بیکار اُسوقت آتش جادو اور ارغوان جادو نے عمرو سے کہا اے خواجہ اگر تم اپنی زندگی
چاہتے ہو تو ہمارے استاد طائف جادو کو زنبیل سے نکالکر دیدو خواجہ نے جواب دیا جبتک تم مجھکو
فرخ شہسوار اور محروق جادو کو ندوگے اُسوقت تک تمہارے استاد کو مین ندونگا آتش جادو اور
ارغوان جادو نے خواجہ کی تقریر سُنکے نہایت غضبناک ہو کر اپنے ملازمون سے کہا لے جاؤ خواجہ کو
اور قید کرو ملازم حسب الحکم آتش جادو کے خواجہ کو لے گئے اور جہان قید کرنا منظور تھا قید کیا یہان تو خواجہ
قید ہوے ہین لیکن اب احوال لشکر صلصال اور لشکر امیر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بارگاہ صلصال مین
خواجہ گئے اور طائف جادو وغیرہ خواجہ کے پکڑنے کو دوڑے سب تو واپس آئے اور طائف
جادو نہ آیا صلصال نے خیال کیا کہ طائف جادو ساحر زبردست ہے اُسنے خواجہ کو گرفتار کیا ہوگا اور
کہین قید کرنے اُسے گیا ہوگا یہ خیال کرکے دیگر ساحرون سے کہنے لگا کہ طائف جادو تو ابھی تک نہین آیا
اب کیا کرنا چاہیے رومیان جادو و دیران جادو نے کہا آپ طبل جنگ بجوایئے اگر طائف جادو بالفعل
نہین ہین تو نہی ہم تو موجود ہین صلصال نے اُنکے کہنے سے ہنگام شب طبل جنگ بجوایا جب صدائے
طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو خبر رسانی کے لیے مقرر و معین تھے وہ خبر نواخت طبل جنگ لیکر خدمت
امیر کشور گیر مین گئے اور بعد بجا لانے دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے کہ امیر با توقیر اس وقت صلصال
نے ساحران نامی کے کہنے سے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ ہنگام سحر مع لشکر ضلالت اثر میدان
کارزار مین آئے اور آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کرے امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ دو ہمارے لشکر مین
بھی بعنایت الٰہی نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ رزمی بجایا جب صدائے نقارۂ
جنگی بلند ہوئی دلاوران ہر دو لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرون مین
خوب تیاری جنگ ہوئی جب صبح ہوئی دونون طرف سے دونون لشکر میدان کارزار مین ہمراہ رکاب امیر با توقیر
اور صلصال بدمآل کے آئے بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے
نکلے اور بیچ مین میدان جنگ کے آکر جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر بے ثباتی دنیا بیان کرکے اُنکو آمادہ
جنگ کیا جب وہ بھی میدان جنگ سے چلے گئے ہنوز کوئی ساحر وغیرہ ساحر سپاہ صلصال سے میدان جنگ مین نہ نکلا تھا
کہ ناگاہ بالائے فلک ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا نمودار ہوا اُس مین برق کی چمک اور رعد کی ایسی صدا تھی
جب وہ قریب ہر دو لشکر کے آیا یکایک درمیان سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کریہ منظر نہ بوڑھا نہ جوان
ایک تخت پر بیٹھا ہوا نظر آیا پس پشت اُسکے دو ہزار ساحران غدار بازو بط وغیرہ سواریون پر سوار تھے جب وہ
بلندی سے اُتر کر روبروے صلصال آیا سلام کرکے کہا اے شہنشاہ ملکہ شمامہ جادو نے مجھکو یہان روانہ
کیا ہے کہ اُنکو کتاب ساحری کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ امیر جو صاحب اسم اعظم ہین وہ آپ کے مقابلہ کے
واسطے آگئے ہین پس مین آیا ہون اسم اعظم امیر کو بند کرونگا اور تمام لشکر اہل اسلام کو تباہ و برباد کر دونگا۔

صلصال اُسکی تقریر سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا آج کے روز تمھین میدان جنگ مین جا و اہل اسلام سے
مقابلہ کرو وہ ساحر نابکار کہ نام اُسکا طاہر جادو تھا اُسنے اپنے تخت سحر کو جانب عرصہ نبرد بڑھایا اسی وقت
حسب اتفاق زعفران جادو بادشاہ کوہ زعفران زار اُس طرف سے گذرا امیر با توقیر کو میدان جنگ مین دیکھکر
ابر سحر سے مع اپنے لشکر کے اُتر کر حاضر خدمت امیر ہوا و رشرف قدمبوسی حاصل کر کے عرض کرنے لگا کہ
اس وقت مین بضرورت جاتا تھا آپ کو اس جگہ صف آرا دیکھکر قدمبوسی کو اپنے ابر سحر سے اتر کر حاضر خدمت
ہوا طاہر جادو کی طرف دیکھکر کہ وہ میدان جنگ مین آیا تھا اور ارادہ اُسکا مبارزطلبی کا تھا کہا کہ اے امیر
کشورگیر یہ ساحر نہایت زبردست ہے یہ نابکار ایسا ساحر ہے کہ جسکی طرف بنظر قہر و غضب دیکھتا ہے وہ پانی
ہوکر بہ جاتا ہے افعی سے بڑھ کر یہ نابکار ہے امیر نے جواب دیا تمھارے آنے سے طبیعت ہماری خوش
ہوئی بہت دنون کے بعد تمکو دیکھا اور یہ ساحر اگر بد بلا ہے تو خدا ہمارا اسکے شر سے بچانے گا ابھی امیر فرماتے
تھے کہ طاہر جادو نے بہ آواز بلند کہا اے امیر اگر تمکو دعوے شجاعت ہے تو آکر مجھسے مقابلہ کرو امیر فوراً اُسکے
روبرو گئے اُسنے ایک ناریل چوٹی دار پر سحر دم کر کے امیر کی طرف مارا وہ ناریل سر امیر پر آکر پھٹا اُس سے
دھوان اور شعلہ ہاے آتش بکثرت پیدا ہوے امیر نے فوراً اسم اعظم پڑھا وہ دھوان اور شعلے دفع
ہوے امیر بہ برکت اسم اعظم محفوظ رہے طاہر نابکار نے پھر ایک ناریل چوٹی دار پر سحر پڑھ کر مارا
اور ایک شیشہ خالی دکھایا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ شعلے وغیرہ تو دفع ہوے لیکن ایک طائر خوش رنگ
شیشۂ مذکور مین سب نے دیکھا طاہر نے اُس شیشہ کو بند کر کے ایک نارنج اپنی جھولی سے نکالا اور اُسپر
اسماے سحر دم کر کے باساحری لشکر جانب لشکر امیر مارا وہ نارنج پھٹا اور اُسمین سے اسقدر دھوان
نکلا کہ وہ بلند ہو کر لشکر امیر پر چھا گیا اور اُس ابر سے سانپ رنگ برنگ کے لشکر امیر پر گرنے لگے گویا
سانپون کا مینھ برسنے لگا وہ سانپ جسکو کاٹتے تھے وہ فوراً مر جاتا تھا جب بہت سے اہل اسلام ہلاک ہوے
لشکر اسلام مین تہلکہ پڑ گیا اکثر مردمان لشکر اس بلاے آسمانی کو دیکھکر نالہ و فریاد کرنے لگے امیر نے چاہا
کہ اسم اعظم پڑھون لیکن اسم اعظم یاد نہ آیا اور بعض داستان گویون نے یون بیان کیا ہے کہ جب ترنج یا
ناریل طاہر جادو نے مارا امیر اسم اعظم پڑھنے لگے اُس وقت طاہر نے ایک گلدستہ بعجلت سوے صحرا
سحر کر کے مارا وہ گلدستہ دور جا کر پھٹا تاریکی ہوئی اُس تاریکی سے ایک طائر خوش رنگ نکل کر آیا اور
گرد امیر حالت اسم اعظم پڑھنے مین اُسنے سات مرتبہ گردش کی پھر طاہر نے خالی شیشہ طائر مذکور کو دکھایا
وہ فوراً شیشہ مسطور مین گیا طاہر نے اُسکو شیشہ مین بند کیا غرض بہر طور طاہر نے اسم اعظم امیر کو شیشہ مین
بند کیا اور مراد بند کرنے سے یہ تھی کہ اسم اعظم کو یاد امیر سے بھلا دون اپنے ایسا کچھ کیا کہ امیر اسم اعظم کو بھول
گئے اور جب لشکر امیر پر ابر مذکور سے سانپ برسنے لگے اور امیر نے اسم اعظم پڑھنا چاہا تو اسم اعظم یاد نہ آیا اُسوقت
لشکر کفار مین بہت خوشی ہوئی خصوصاً صلصال نہایت شادمان ہوا آپ کا رخ انور فرط صدمہ سے زرد ہو گیا اُسوقت
لشکر امیر کا یہ حال دیکھکر زعفران جادو نے ایک گولہ فولادی نکالا اور سحر اُسپر دم کر کے اور اپنی پیشانی کا خون
اُس گولے پر ملا اور طرف اُس ابر کے مارا وہ ابر لخت لخت ہو گیا اور بعضے داستان گویون بھی بیان کرتے ہین کہ دم
ابر بدستور لشکر امیر پر رہا زعفران جادو بادشاہ کوہ زعفران زار اُس ابر سحر کو دفع نکر سکا غرض بہر طور طاہر جادو
اسم اعظم کو بند کر کے امیر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر اب آپ اپنی فکر کیجیے آج کا دن اور شب اور لیجیے

لشکر مین رہیے پھر جو منظور ہی وہ تو کیا ہی جائیگا یہ کہکر جنگاہ سے ہمراہ صلصال وغیرہ چلا گیا اُسوقت عیاران لشکر
اسلام خدمت امیر مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم بگوش اپنے طاہر جادو کی زبانی سُنکے آئے ہین کہ وہ
صلصال وغیرہ سے کہتا تھا کہ مین نے اسم اعظم امیر کا بند کر لیا ہی اب جا کر چاہ ماران مین شیشہ کو مع اسم اعظم کے کہ
اُسمین بند ہی رکھونگا امیر نے کثرت رنج سے کچھ اُنکو جواب ندیا اور جنگاہ سے لشکرگاہ مین آئے ادھر طاہر جادو نے
لشکرگاہ صلصال پر پہونچکر بآواز بلند واسطے سب کے سُنانے کے کہا کہ دوبارہ پھر مین کہتا ہون اگر یہان عیاران
لشکر اسلام بصورت مبدل موجود ہون تو سُن لین کہ یہ شیشہ جسمین اسم اعظم حمزہ بند ہی چاہ ماران مین رکھنے جاتا ہون
جس ساحر یا عیار کو حوصلہ لانے کا ہو چاہ ماران مین جا کر اُسے لے آئے یہ کہکر اسنے ایسا سحر کیا کہ بصورت
عقاب ہو گیا پھر پرواز کر کے ایک جانب اُڑ کر نظر سے غائب ہو گیا یہ نابکار یعنی طاہر جادو بصورت عقاب
قطع راہ کر کے قلعہ آتش جادو مین پہونچا اور آتش جادو سے ملاقات کر کے کہا مین نے امیر سے جا کر مقابلہ
کیا اور اسم اعظم بند کیا آتش جادو نے کہا یہان مین نے خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے قید کیا ہی طاہر نے
خوش ہو کر کہا خوب ہوا کہ فی الحال عمرو بھی گرفتار ہی ورنہ رہائی اسم اعظم مین وہ کوشش کرتا یہ کہکر انگشت
بر آتش طلب کی جب انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی ساحر لے آئے اُسنے موم نکالکر شبیہ امیر کا ایک پتلا
بنایا اور آتش جادو سے باہم کچھ مشورہ کیا یہان طاہر جادو تدبیر گرفتاری امیر مین ہی لیکن اب احوال
لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب اسم اعظم طاہر جادو نے بند کیا اور امیر جنگاہ سے لشکرگاہ پر آئے سرداران لشکر
نے عرض کیا کہ ہمنے سُنا ہی کہ آج طاہر جادو نے اسم اعظم کو حضور کے بند کیا ہی ہم حاضر ہین جو کچھ ارشاد
ہو بجا لائین اگر ہمکو مقام قیام طاہر جادو اور جائے قید اسم اعظم معلوم ہو جائے تو ہم ابھی جائین اور
طاہر جادو سے لڑین یا تو اُسے قتل کرین یا اُسکے ہاتھ سے خود قتل ہو جائین یا شیشہ جسمین اسم اعظم بند
ہی اُسے نکال لائین یا توڑ ڈالین تا کہ اسم اعظم رہا ہو امیر نے جواب دیا تا وقتیکہ خواجہ عمرو بابت رہائی
اسم اعظم کوشش نکرینگے کسی سے اسم اعظم رہا نہوگا افسوس ایسے وقت مین وہ فرخ اور مخروق کی
رہائی کے واسطے بارگاہ صلصال مین برائے دریافت قید فرخ و مخروق گئے تھے شاید طائف
جادو نے اُنھین گرفتار کر لیا ورنہ وہ ابتک ضرور یہان آتے اس وقت مین کون ایسا ہی کہ خواجہ
عمرو کو قید سے رہا کر کے یہان لائے ابھی امیر یہ فرما رہے تھے کہ الیاس عیار روبرو امیر کے
آیا اور مجراگاہ سے مجرا کر کے دست بستہ اُسنے عرض کیا اے امیر با توقیر مین نے خبر پائی ہی کہ خواجہ عمرو گرفتار
ہو گئے ہین امیر نے فرمایا ہو سکتا ہی عیاران اسلام سے کہ جہان خواجہ عمرو قید مین وہان جائین
اور اُنکو قید سے رہا کرین اُس وقت چند عیار فوج حاضر تھے اُنھون نے عرض کیا ہم حضور کے اقبال سے
خواجہ عمرو کو قید سے چھڑائینگے ہمکو اجازت جانے کی دی جائے امیر نے اُنکو اجازت دی وہ
خواجہ عمرو کے رہائی کی فکر مین چلے اثنائے راہ مین سب نے کہا افسوس مقام قید خواجہ عمرو معلوم نہین
ہی کہ جلدتر وہان پہونچین اور کوئی عیاری کر کے اُنکو رہا کرین پھر خود ہی کہا کہ حق تعالٰے مالک و قادر
ہی اور مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ایسا ضرور پیدا کریگا کہ ہمکو مقام قیدخانہ خواجہ عمرو سے آگاہی
ہو جائیگی اور ہم اُنکو بعنایت الٰہی رہا کرینگے یہ کہتے ہوئے آگے روانہ ہوئے اُنکو تو اثنائے راہ مین
چھوڑئیے دیکھیے یہ عیار کس وقت مقام قیدخانہ خواجہ عمرو مین پہونچتے ہین اور کیا کیا عیاری کرتے ہین لیکن اب

اب احوال طاہر جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار شبیہ امیر پتلا موم کا بناکر اور بمشورہ آتش جادو جو کچھ اُسے
منظور تھا کرکے پھر بصورت عقاب بن کے لشکر صلصال مین آیا اور جس جگہ مسہری صلصال کی بچھی
تھی جسپر صلصال اپنی بارگاہ مین سوتا تھا اُسی مسہری کے نیچے زمین کھود کر اُسنے وہ شبیہ جسمین اسم اعظم بند
تھا فن کی اور زمین برابر کردی اور فرش اُسپر اُسی طرح بچھادیا پھر اپنی بارگاہ مین آکر سو رہا وقت صبح طاہر جادو
نے بیدار ہوکر ایک ساحر کو طلب کرکے اُس سے کہا تو جلد آتش جادو کے پاس جا اور میری طرف سے اُس سے
کہہ آ کہ جو پُتلا موم کا تمنے بنایا تھا اُس سے خبردار رہنا اور جو ہمارے اور تمہارے مشورہ ہوا تھا اسکا خیال
رکھنا وہ ساحر سحر سے بصورت زاغ ہوکر طرف قلعہ آتش کے روانہ ہوا اور آتش جادو کے پاس پہونچکر جو کچھ طاہر
جادو نے کہا تھا اُس سے کہا اُسنے کہا تو کہدینا کہ مین اُس موم کے پتلے سے خبردار ہون اور جو مشورہ ہوا
تھا اُسکی فکر مین ہون ساحر مذکور آتش جادو کی تقریر سُن کے پھر سحر سے بصورت زاغ ہوکر طاہر جادو کے
پاس آیا اور جو آتش جادو نے کہا تھا طاہر سے بیان کردیا طاہر جادو کو اطمینان ہوا یہان تو دونون لشکر بمقابلہ
مین پڑے ہین طاہر جادو کو آتش جادو کی طرف سے اطمینان ہوگیا ہی لیکن اب احوال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا
ہی کہ جب سے ارغوان جادو اور آتش جادو نے خواجہ کو قید کیا تھا تو ایک حجرہ مین خواجہ عمرو کو بند
کیا تھا اور چارطرف خواجہ عمرو کے چار اژدر سحر واسطے نگہبانی خواجہ کے علاوہ ساحرون کے مقرر کیے تھے
وہ اژدر دمبدم شعلہہاے آتش دہن سے نکالتے تھے شعلے خواجہ عمرو کی طرف آتے تھے خواجہ نہایت
قید سخت مین مبتلا تھے سواے اسکے تین روز سے آتش جادو نے خواجہ عمرو کو آب وطعام بھی ندیا تھا
اس وجہ سے خواجہ عمرو اور بھی قریب بہ ہلاکت تھے جب خواجہ عمرو نے اپنی یہ حالت دیکھی کچھ سوچ کر اُن
ساحرون سے کہا جو نگہبان تھے کہ ذرا ارغوان جادو اور آتش جادو کو میرے پاس بلا لاؤ مجھے اُنسے
کچھ کہنا ہی اُن ساحرون مین سے ایک ساحر گیا اور آتش جادو اور ارغوان جادو سے کہا اسوقت آپ کو
عمرو بلاتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی ارغوان جادو اور آتش جادو دونون خواجہ عمرو کے پاس
گئے اور پوچھا کہو خواجہ عمرو کیا کہتے ہو خواجہ عمرو نے کہا ای آتش جادو وای ارغوان جادو تمنے جو
مجکو اس طرح قید کیا ہی اور آب و دانہ بند کیا ہی اس سے کیا فایدہ ہوگا ابھی تو مین زندہ ہون تمہارے
اُستاد کو رہا کرسکتا ہون اگر دو ایک روز مین تاب گرسنگی وتشنگی نلاکر مرجاؤنگا تو نہایت افسوس
کروگے پھر تمہارے اُستاد قیامت تک بھی تمسے نملینگے لہذا کوئی ایسی تدبیر کرو کہ تمہارا بھی مطلب
نکلے اور میرا بھی مطلب برآئے اُنھون نے کہا وہ کیا تدبیر کی جاوے کہ جس سے ہمارا اور تمہارا دونون کا مطلب
نکلے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مین طائف جادو تمہارے اُستاد کو تمہارے حوالے کرون اور تم فرخ
اور محروق جادو کو میرے حوالے کرو اور پہلے اسکے مجھے قید سے رہا کرو اور آب وطعام دو کہ میرے
حواس درست ہون اُنھون نے جواب دیا ای خواجہ عمرو تم عیار نہایت مکار ہو تمہاری بات کا اعتبار نہین
ہی خوف ہی کہ تم دغا کروگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ جب مین کسی بات کا اقرار کرتا ہون پھر دغابازی
نہین کرتا ہون الغرض بعد گفتگوے بسیار ارغوان جادو اور آتش جادو نے خواجہ عمرو کو رہا کیا
خواجہ عمرو نے کہا تم جاکر فرخ و محروق جادو کو دے آؤ مین طائف تمہارے اُستاد کو نکالتا ہون
اُنھون نے کہا تم ہمارے اُستاد کو زنبیل سے نکالو خواجہ عمرو نے کہا مین تمہارے سامنے ہرگز ہرگز نہ

نہ نکالونگا جبتک تم قلعہ سے باہر نہ جاؤ گے ہرگز طالف جادو کو نہ نکالونگا ارغوان جادو اور آتش
جادو مع جملہ ساحرون کے مجبور ہو کر قلعہ کے باہر گئے خواجہ عمرو نے جلدی سے جو خزانہ قلعہ مین تہل سکے
دیکھا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر سب زر و جواہر مع تھوڑی تھوڑی سی وہان کے مٹی کے ندر زنبیل کیا پھر ایک
جگہ خواجہ نے بیٹھکر زنبیل سے منڈھی نکالی اور اُسکو استادہ کر کے طالف جادو کو اُسی منڈھی کے اندر
لٹکایا اور خود بھی اُسی منڈھی مین بیٹھکر زنبیل سے سیخچے اور انگیٹھی آگ کی بھری ہوئی نکالی اور سیخچے آگ
مین گرم کر کے طالف جادو کو اُن سیخچون سے داغ دینے لگے اور اذیت پہونچانے لگے وہ چلانے لگا آتش
جادو اور ارغوان جادو وغیرہ طالف جادو کے نالہ و فریاد کی آواز سُن کے اندر قلعہ کے آئے یہان قلعہ
مین آکر عجب حال دیکھا کہ خواجہ عمرو منڈھی مین بیٹھے ہوے ہین طالف جادو بھی منڈھی مین لٹکا ہوا ہے
خواجہ عمرو گرم سیخچون سے اُسکے تن کو داغ رہے ہین وہ چلا رہا ہے یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہو کر نارنج
و ترنج پر سحر کر کے خواجہ پر مارے کسی کے سحر نے اثر اپنا نہ دکھایا کیونکہ وہ منڈھی حضرت دانیال کی
تھی اور ایک معجزہ کی تھی آتش جادو اور ارغوان جادو نہایت حیران ہو کر مجبور ہوے اُس وقت
ارغوان جادو نے خیال کیا کہ مین بزور سحر اندر سے منڈھی اپنے اُستاد کو نکال لاؤن کہ اُنکو خواجہ عمرو
مارے ہی ڈالتا ہے اور مجھے دیکھا نہین جاتا ہے یہ خیال کر کے سحر سے بصورت عقاب بنکر پرواز کر کے
اندر منڈھی کے جا کر چاہتا تھا کہ اپنے اُستاد کو قید عمرو سے رہا کرے چونکہ وہ منڈھی معجزے کی تھی
اور باطل السحر تھی ارغوان جادو مثل اپنے اُستاد کے اُسی منڈھی مین لٹک گیا خواجہ خوش ہو کر اُسے بھی
گرم گرم سیخچون سے داغنے لگے وہ بھی چلانے لگا یہ حال آتش جادو دیکھکر بہت گھبرایا آخرکار رونے لگا
خواجہ نے کہا اے آتش جادو تم اس منڈھی مین اگر آؤ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال کرون اُسنے جواب دیا اے
خواجہ عمرو تمنے کیا وعدہ کیا تھا اور کیا کرتے ہو خواجہ عمرو نے جواب دیا یہ اپنی طبیعت کی خوشی میرا دل اسی مین
بہلتا ہے مجکو اچھا معلوم ہوتا ہے آتش جادو نے مجبور و لاچار ہو کر کہا اچھا مین فرخ شہسوار اور محروق جادو کو
تیرے حوالے کیے دیتا ہون تو ارغوان جادو اور ہمارے اُستاد کو ہمارے حوالے کر دے خواجہ عمرو
نے کہا یہ التجی تمہاری مجھے اس شرط سے قبول ہے کہ تم فرخ و محروق کو لا کر ایک جگہ اس قلعہ مین بٹھا دو اُنپر سے
سحر دفع کر دو اور مین ارغوان جادو اور طالف جادو کو ایک جگہ بٹھائے دیتا ہون تم اُنکو لیلو مین اُنکو لے لون
اور چلا جاؤن آتش جادو نے منظور کیا پھر فرخ شہسوار اور محروق جادو کو قیدخانہ سے کہ وہ کنوان تھا نکلوا کر
قلعہ مین آیا اور ایک جگہ اُنکو بٹھا دیا اتنی دیر مین خواجہ عمرو نے طالف جادو اور ارغوان جادو کی شکل و
صورت کے دو پتلے رنگ و روغن سے بنا کر قریب منڈھی کے رکھ دیتے تھے اور ارغوان جادو و
طالف جادو اصلی کو داخل زنبیل کر لیا تھا جب آتش جادو قلعہ مین فرخ و محروق کو لیکر آیا خواجہ نے
کہا اے آتش جادو دیکھو یہ دونون یہان بیٹھے ہین اب تم ہٹ جاؤ اور دروازہ قلعہ کا کھول دو مین فرخ
و محروق کو لیکر چلا جاؤن اُسنے قبول کیا خواجہ عمرو نے گلیم اوڑھ کر منڈھی کو تو ندر زنبیل کیا پھر کسی قدر
منہ کھولکر قریب فرخ اور محروق کے گئے اور اچھی طرح اُنکی شناخت کر کے اُنکو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا
اور در قلعہ سے نکلکر گلیم اُتار کر ایک طرف روانہ ہوے یہان قلعہ مین آتش بار جادو نے آکر دیکھا کہ تمامی
تن پر طالف و ارغوان کے مکھیان لپٹی ہوئی ہین یہ دیکھکر سمجھا کہ خواجہ نے جو سیخچون سے داغا ہے تن پر زخم

بڑھ گئے ہین اُنھین زخمون پر مکھیان لپٹی ہین اِنکو اُڑا دینا چاہیے اوسنے اُستاد اور ارغوان جادو سے لپٹ کے گلے ملے کہ قید سے خواجہ کے بڑی شکل سے اُنھون نے رہائی پائی ہر تیبے یہ تجویز کرکے اور مکھیون کو اُڑا کر ایک مرتبہ دونون سے باشتیاق تمام جو گلے ملا اور پکارا کہ اے اُستاد مین نے بڑی مشکل سے آپ کو خواجہ کی قید سے رہا کیا ہی تو اُسکے اُستاد اور ارغوان جادو نے کچھ جواب ندیا بلکہ تمام رنگ و روغن اُسکے کپڑون مین لپٹ گیا اور کاغذ اُنکے مقوے کا جابجا سے پھٹ گیا اب آتش جادو کو یقین ہوا کہ خواجہ نے عیاری کی مقوے کاغذ کے بصورت طائف جادو اور ارغوان جادو یہان رکھ گئے اور محروق جادو لڑ فرخ شہسوار کو لے گئے اصلی طائف و ارغوان کو نہ دے گئے اُس وقت بدرجہ کمال اسکو غصہ آیا مقوہ ہاے مذکور کو چھوڑ کر تنہا عقب خواجہ روانہ ہوا اور تلاش کرتا ہوا دور تک چلا گیا خواجہ عمرو کہ قلعہ سے نکلکر جانب لشکر امیر روانہ ہوے تھے وقت شب صحرا مین منڈھی زنبیل سے نکال کر استادہ کرکے اُسمین بیٹھے کہ یکایک آتش جادو وہان پہونچا نعرہ کیا کہ اے خواجہ عمرو تم نے بڑا مجھے فریب کیا اب بتا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر چند نارنج و ترنج سحر پڑھ کے خواجہ پر مارے عمرو پر کچھ بھی سحر نے تاثیر نکی آتش جادو نہایت حیران ہوا کہ مجھ ایسے ساحر کا سحر خواجہ پر اثر نہین کرتا ہی اسکا کیا سبب ہی اور بعد بہت فکر و غور کے سمجھنے خیال کیا شاید اس منڈھی کے وجہ سے میرا سحر خواجہ پر تاثیر نہین کرتا ہی یہ خیال کرکے روبرو خواجہ کے کھڑا رہا خواجہ نے جواب دیا اے آتش جادو دیکھ کہ مین بہت بڑی راحت و آرام سے بیٹھا ہون اور تنہا ہون مجھپر اور سحر کر اور کسی طرح مجکو گرفتار کرلے اس منڈھی مین چلا آ اُسنے جواب دیا مین منڈھی مین نہ آؤنگا ارغوان جادو کا احوال دیکھ چکا ہون دیدہ و دانستہ اپنے تئین آفت مین نڈالونگا خیر اب تم یہان بیٹھے رہو مین اب قلعہ مین جاتا ہون پھر لشکر صلصال مین آکر قیامت برپا کرونگا تجکو اور حمزہ کو مار ڈالونگا یہ کہکر خواجہ کی نظر سے غائب ہو گیا اور سر راہ خواجہ کے دور جا کر ایک جگہ ریگستان مین فقیر بنکر گھڑے پانی سے بھرے ہوے اور حقہ آگ وغیرہ سحر سے مہیا کرکے بیٹھا یہان شب خواجہ نے بسر کی جب صبح ہوئی دیکھا کہ آتش جادو نہین ہی خواجہ منڈھی کو زنبیل مین رکھکر اُس جگہ سے آگے روانہ ہوے دوپہر تک تو قطع راہ کی ریگستان مین پہونچے تشنگی نے غلبہ کیا ہر چند چاہ و چشمہ کی جستجو کی لیکن کہین نپایا پیاس سے لبون پر دم آیا اُس وقت خواجہ بہت پریشان ہوے ناگاہ دور سے دیکھا ایک فقیر ریگستان مین بیٹھا ہی دو تین گھڑے پانی سے بھرے ہوے اُسکے پاس رکھے ہین کنڈے لکڑیان آگ سے قریب اُسکے جل رہی ہین آیندہ و روند اُسکے پاس جا کر بیٹھتے ہین حقہ پیتے ہین فقیر مذکور ایک چھوٹی سی چھپریا مین مرگ چھالے پر بیٹھا ہوا ہی خواجہ اُسکو دیکھکر خوش ہوے اور قریب اُسکے بصورت اصلی گئے اور کہا شاہ جی پیاسا ہون اُسنے جواب دیا بابا اُو گھڑے مین پانی بھرا ہی آبخورہ رکھا ہی جتنا جی چاہے پانی پیو حقہ بھی موجود ہی تمباکو تو پیو زیر درخت بیٹھو ہوا سے سر دکھائی پھر جہان تمکو جانا ہی چلے جانا خواجہ نے اُسکی تقریر سُن کے اور اُسکو فقیر اصلی جانکر ارادہ پانی پینے کا کیا اِس اثنا مین فقیر مذکور نے ایسا سحر کیا کہ خواجہ کے دست و پا بیکار ہو گئے حس و حرکت نکر سکے اُس وقت اُس فقیر نے نعرہ کیا کہ او عیار ارے غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے ساحر کو تو نے فریب دیا تھا میں آتش جادو اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگا یہ کہکر اُسنے اُٹھ کر خواجہ کو پکڑ کر ارادہ قتل کرنے کا کیا اور کہا اے خواجہ عمرو اگر اب بھی تم ارغوان جادو و طائف جادو کو دیدو تو مین تمکو قتل نکرون

خواجہ نے جواب دیا اے آتش جادو مین پہلے ہی طالُف جادو اور ارغوان جادو کو تیرے حوالے کر چکا ہون
اب اُن دونون کو کہان سے لاؤن جو تجکو دون آتش جادو یہ سُن کے برہم ہوا اور قصد خواجہ کے قتل کرنے کا
کیا خواجہ نے اُس وقت برجوع تاب خدا سے اس طرح دعا کی کہ اے پروردگار عالم مین نے تجھسے اقرار کیا ہے
کہ جب تک تین مرتبہ اُس بری شے کی خواستگاری نکرون اُس وقت تک دنیاے فانی سے سوے عدم نجاؤن
اور مین نے ابتک ایک مرتبہ بھی اُس تلخ شے کی تمنا نہین کی تھی بلکہ خیال بھی اُسکا نہین کیا ہے کیا سبب ہے کہ یہ
نابکار میرے قتل کرنے پر آمادہ ہے پس تو مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ اسکے ہاتھ سے میری
جان بچے ابھی خواجہ یہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک طرف سے کچھ گرد و غبار بلند ہوا آتش جادو اور خواجہ
طرف غبار کے دیکھنے لگے بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ ایک ساحر جلیل القدر تاج بر سر قباے شہریاری دربر مع چند
اپنے رفقا کے مرکب پر چلا آتا ہے اور پیچھے اُسکے چند خادم و خدمتگار اور پیلیئے وغیرہ ہین جانور جو شکار کیے ہین وہ خدام
لیے آتے ہین شاہ مذکور اپنے رفقا سے کہتا ہوا آتا ہے کہ تمنے غور سے دیکھا ہے کہ مابدولت نے شیر کو کیونکر ملیا اور
ہرن کا کیونکر شکار کیا وہ عرض کرتے ہین کہ حضور آپکا ثانی ہی نہین ہے آپ کا نشانہ خالی جاتا ہی نہین خواجہ نے اُسے
آتے ہوے دیکھکر فریاد کی اور پکار کر کہا اے بادشاہ ذیقدر ذیوقار واسطہ تجکو اپنے دین و مذہب کا ذرا تکلیف
گوارہ فرماکر ادھر آ میرا انصاف کر تو عادل ہے تیری عدالت کا شہرہ دور دور ہے تیرے عہد مین یہ ظالم بے قصور مجھے
مارے ڈالتا ہے وہ شاہ کہ نام اُسکا مظفر شاہ تھا اور ساحر زبردست تھا اور وہان اُسکی عملداری تھی وہ تمام ریگستان
اُسکے قلمرو مین تھا خواجہ کی آواز فریاد جو اُسنے سُنی اپنے رفقا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا یہ کون بیکس ہے کہ فریاد
کرتا ہے اور یہ کون ظالم ہے کہ اُسے قتل کرتا ہے کچھ مابدولت کا بھی اِسکو خوف نہین ہے ہماری عملداری مین غریب پر
ظلم کرتا ہے ذرا آگے بڑھ کر دیکھو تو کون ہے ہم بھی آتے ہین رفقا اُسکے حسب الحکم آگے بڑھے اور پکار کر
کہا اے دبدکیش ارے مسافر پر کیون ظلم کرتا ہے بادشاہ ہمارے تشریف لاتے ہین خبردار ابھی اسکو قتل نکرنا
آتش جادو نے جواب دیا مین فقیر نہین ہون اور یہ مسافر نہین ہے مین آتش جادو حاکم و ناظم قلعہ عجائب کا ہون
اور یہ عمرو عیار ہے اسنے میرے اُستاد طالُف جادو کو اپنی زنبیل مین قید کیا ہے اور ارغوان جادو میرے
وزیر کو بھی گرفتار کر کے اسیر کیا ہے کسی طرح اُن دونون کو نہین دیتا ہے اس وجہ سے مین اسکو قتل کرتا ہون
یہ کہکر اُسنے اپنی صورت اصلی دکھائی رفقا متعجب ہوے اس اثنا مین مظفر جادو بھی وہان آیا اُسنے بھی
تمام احوال آتش جادو سے سُنا اور بعد فکر بسیار آتش جادو سے کہا کہ تم اسکو میرے حوالے کرو مین اس سے
طالُف جادو اور ارغوان جادو کو لیکر تمھارے پاس روانہ کر دونگا ورنہ اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے
اسکا سر کاٹ کر تمھارے پاس بھیج دونگا آتش جادو نے کہا بہتر ہے یہ کہکر خواجہ کو مظفر جادو کے حوالے کیا
اور خود اپنے قلعہ کی طرف چلا گیا اُدھر مظفر جادو خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اپنی دولتسرا پر آیا پھر دربار مین
تخت پر بیٹھکر رفقا وغیرہ کو رخصت کیا اور کہا اسوقت تم چلے جاؤ شاید تمھارے سامنے یہ عیار طالُف جادو
اور ارغوان جادو کو میرے حوالے نکرے رفقا یہ سُن کے دربار سے چلے گئے اُس وقت مظفر جادو نے
خواجہ سے کہا اے خواجہ بہتر اسی مین ہے کہ طالُف جادو اور ارغوان جادو کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمھارے
حق مین اچھا نہوگا خواجہ نے جواب دیا اے بادشاہ عالی جاہ میرے پاس طالُف و ارغوان نہیں ہین آتش جادو
محض جھوٹ کہتا تھا اُسکو مجھسے ایک عداوت ہے مظفر جادو برہم ہوا اور کہا تو خود جھوٹ کہتا ہے وہ ہرگز دروغ گو

نہین ہو وہ ہم رتبہ ہمارا ہو وہ بھی بادشاہ ہو اور ہم بھی بادشاہ ہین یقیناً تیرے پاس طائف وار غوان ہین تو انکو نہین دیتا ہو خواجہ نے جواب دیا ہرگز وہ میرے پاس نہین ہین مظفر جادو کو خواجہ کی گفتگو پر بہت غصہ آیا اور اُسیوقت اپنے ملازمون کو طلب کرکے حکم دیا جلد جلاد کو بلاؤ کہ سر اسکا آکر تن سے جدا کرے حسب الحکم ملازمون نے جلاد کو بلایا وہ تیغ بکف آیا اور مظفر شاہ کو سلام کرکے عرض کرنے لگا اے بادشاہ مین بازور قوت رہتا ہون اور تیغۂ آبدار رکھتا ہون قتل کرنا میرا کام ہو اور جلانا اور پیدا کرنا میرا کام نہین ہو ذرا سمجھکر حکم دیجیئے گا مظفر شاہ نے جواب دیا ہمنے خوب سمجھ بوجھ کر تجھکو حکم دیا ہو جلد اسکو لیجا اور سر اسکا کاٹ کر بادولت کے پاس لے آ کیونکہ یہ عیار ہمارے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہو باتین مکر و فریب کی کرتا ہو جلاد نے موافق حکم خواجہ کا ہاتھ پکڑا خواجہ نے فریاد و فغان کی اس وقت محل سے دختر مظفر جادو کہ نام اسکا عشوہ جادو تھا اور سن اُسکا چودہ پندرہ برس کا تھا حسن و جمال مین بھی نہ بری تھی نہ یکتائے حسینان جہان تھی اور غصہ ور ازحد تھی ذراسی بات پر بدرجہ کمال اسکو غصہ آجاتا تھا اور نامحتاط بھی خواجہ عمرو کے نالہ و فریاد کی صدا سُنکے بے اختیار قریب اپنے باپ کے آئی اور پکاری اے پدر عالی مقدار یہ کون نالہ و فریاد کرتا ہو جلاد کیون آیا ہو کسکو قتل کا حکم دیا ہو شاید یہی بیچارہ قتل کیا جائیگا اسکے قتل کرنے کا کیا باعث ہو ذرا ہمین سنون ابھی اسکو حوالہ جلاد کیجیے مظفر جادو نے تمام احوال خواجہ عمرو کا جو آتش جادو سے سُنا تھا بیان کیا اور کہا اے دختر من یہ عیار میرا ابھی کہنا نہین مانتا ہو طائف وار غوان جادو کو ہمارے حوالے نہین کرتا ہو اسی وجہ سے ہم اسکو قتل کراتے ہین اُسنے کہا اے پدر ذیجاہ یہ شخص نامی نامور ہو اخبار مین مین نے اسکی عیاری کے حالات دیکھے ہین بالفعل اسکا قتل کرنا اچھا نہین ہو یہ صاحبقران کا عیار ہو جب وہ خبر سنین گے کہ میرے عیار کو مظفر جادو نے قتل کرڈالا تو وہ یہان مع اپنے لشکر کے آمین گے اُنسے کون لڑسکے گا انجام یہ ہوگا کہ دشمن حضور کے ہلاک کیے جائینگے اور ہم سب بھی قتل ہونگے لہذا عقل کا تقاضا یہ ہو کہ اسکو واسطے دو تین روز کے میرے حوالے کیجئے مین بمنت و عاجزی اس سے طائف جادو اور ارغوان جادو کو لیکر آپ کے حوالے کردونگی اے پدر عالی وقار بارہا ایسا ہوا ہو کہ جو کام زور اور زبردستی سے نہین نکلتا ہو وہ عاجزی اور خوشامد سے نکل جاتا ہو اول تو میرے کہے سے یہ ضرور ہی طائف وار غوان کو دیدیگا اور اگر نہ دیگا تو بعد دو تین روز کے اسکو قتل کرڈالیے گا بلکہ مین بھی اسکے قتل کرنے مین شرکت کرونگی مظفر جادو نے اپنی دختر کی گفتگو سُن کے اور فکر و غور کرکے رائے اُسکی پسند کی اور خواجہ کو اُسکے حوالہ کیا وہ خواجہ کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ مین گئی آتش جادو کا سحر اُتار کر اپنا سحر خواجہ پر کیا تاکہ بھاگ نجائے بعد اسکے مسند زرین پر بیٹھکر خواجہ کو اپنے روبرو بٹھا کر کہا اے خواجہ مین نے لوگون سے تمھارے نے بجانے اور گانے کی بہت تعریف سُنی ہو چاہتی ہون کہ اس وقت میرے سامنے نے بجاؤ اور کچھ گاؤ تمھارا گانا سُننے کا ازحد اشتیاق ہو خواجہ نے جواب دیا ایسی حالت مین کہ مین قید ہون جان کے جانے کا خوف ہو حواس خمسہ بجا نہین ہین کیا نے بجاؤن اور کیا گاؤن ہان بعوض گانے کے اگر کہو تو خوب اپنے حال پر رؤون اُسنے مسکرا کر جواب دیا اے خواجہ مین تمکو ابھی رہا کردون لیکن خیال ہو کہ تم بھاگ جاؤگے پھر میرے ہاتھ نہ آؤگے اور جان کے جانیکا اندیشہ نکرو مین اقرار کرتی ہون کہ اگر تم میرے روبرو گاؤگے اور میرا دل خوش کروگے تو مین اپنے والد سے تمھاری سفارش کرونگی یقین ہو وہ تمھارے خیال قتل سے درگذر کرینگے تم مطمئن ہوکر میرے

کہنے پر عمل کرو خواجہ نے جواب دیا اگر تم مجھ سے سحر دور کردو تو خیر کچھ تمہاری خاطر سے گاؤن اقرار کرتا ہون کہ
نہ بھاگون گا عشوہ جادو نے سحر کو دفع کیا خواجہ نے نی کو زنبیل سے نکالکر بعد پانی پینے کے اور تشنگی
دفع کرنے کے بجانا شروع کیا اور بلحن داؤدی یہ غزل گنگنا کے گانا شروع کی

غزل

کھل گئی غم کے مارے جان افسوس
سنکے کہتا ہے وہ کہ ہان افسوس
آگئی باغ مین خزان افسوس
غیر سے ہے وہ بدگمان افسوس
راز رہتا نہین نہان افسوس

میرے مرنے سے بھی وہ خوش نہوا
مرتے ہم غیر چھوٹتے نہ کیا
کشتۂ روز ہجر کا آ سکے
مرگ پر اپنی ناتوان کے ترے
تھا عجب کوئی آدمی مومن

جی گیا یونہین رائگان افسوس
تونے الفت کا امتحان افسوس
مرگ کرتی ہے ہر زبان افسوس
دل سے آیا نہ تازبان افسوس
مرگیا کیا ہی نوجوان افسوس

کھا گیا جی غم نہان افسوس
شکوہ آزار غیر کا جو کرون
گل داغ جنون کھلے بھی نہ تھے
بیوفائی ہوئی وفا کا سبب
موت بھی ہوگئی ہے پردہ نشین

عشوہ جادو نے خواجہ
کی آواز دردناک سنی اور لحن داؤدی مین غزل مندرجہ تمام وکمال سنکے عالم وجد مین آئی اور تاب تحمل نہ لاکر بیہوش
ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوئی خواجہ کی بہت تعریف کی اور کہا ای خواجہ جیسا مین نے تمکو صاحب
کمال سنا تھا اُس سے زیادہ پایا خواجہ عمرو نے زیرہ ایسی آنکھون سے آنسو بہا کر کہا ای ملکہ اور دو تین
روز کی میری زندگی ہے بعد اُسکے تمہارے والد مجکو قتل کرینگے مجکو بڑا صدمہ ہے اُسنے جواب دیا خواجہ تم یہان
بیٹھے رہو مین ابھی جاتی ہون اور اپنے والد سے تمہارے بارے مین کچھ کہتی ہون یہ کہکر پوشیدہ طور سے
خواجہ پر سحر کرکے وہان سے محلسرا مین گئی وقت شب کا تھا دیکھا مظفر جادو سو رہا ہے عشوہ جادو وہان سے
پھر کر باغ مین آئی اور کہا ای خواجہ اس وقت میرے والد سو رہے تھے اور کسی وقت جاکر اُنسے تمہاری
سفارش کرونگی خواجہ عمرو اُسکی تقریر سُن کے خاموش ہورہے اور پھر اسکے کہنے سے نی بجاکر گانے لگے غرض وہ
شب اور وہ روز خواجہ باغ مین رہے عشوہ جادو کو گانا سنایا کیے وہ خوش ہوکر زر وجواہر دیا کی اور
انواع واقسام کے طعام لذیذ خواجہ عمرو کے پاس واسطے کھانے کے اپنے ملازمون کے ہاتھ روانہ
کیا کی خواجہ عمرو بعیش وآرام رہے تیسرے روز وقت صبح عشوہ جادو روبرو اپنے پدر کے گئی اور
کہا ای پدر ذیجاہ مین چاہتی ہون کہ آپ میری خاطر سے عمرو کو قتل نکیجیے اُسکے قتل کرانے سے باز آئیے
مظفر جادو نے برہم ہوکر جواب دیا او گیسو بریدہ ان دو تین روز کی مدت مین عمرو سے اور تجھسے شاید
کوئی سبب محبت والفت ہوگیا ہے کہ تو اُسکی سفارش کرتی ہے مین پہلے اُسکے تجکو قتل کرونگا بعد تیرے
اُسکو قتل کرونگا کیونکہ تونے وہ فعل بد کیا ہے کہ جس سے میری ذلت ہوتی ہے تین دن تک عمرو کے ساتھ
تونے باغ مین سیر کی ہے مجکو ملازم عورتون سے سب حال معلوم ہوا ہے عشوہ جادو کہ از حد غصہ ور ہے ذرا سی
بات کی اُسکو برداشت نہین ہوتی ہے اب جو مظفر جادو نے اُسکو یہ کلمات سخت کہے وہ غصہ سے
تھرائی اور اُسی عالم غیظ وغضب مین کچھ خیال اپنے پدر کا نکرکے ایک پھول گلاب کا کہ اُسکے ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر پڑھ کر اپنے پدر پر مارا وہ غافل تھا اچھی طرح اُسکے سحر نے اُسپر تاثیر کی فوراً زمین شق ہوئی مظفر جادو
زمین مین سما گیا عشوہ جادو غصہ مین بھری ہوئی خواجہ کے پاس آئی اور کہا ای خواجہ محض تمہارے واسطے
اس وقت مین نے اپنے پدر کو گرفتار کیا خواجہ نے کہا مفصل بیان کرو اُسنے کہا مین نے تمہاری سفارش
کی تھی اُنھون نے خلاف شان میرے کچھ کلمات زبان پر جاری کیے مین نے اُنکو قید کرلیا اب تم اطمینان
کلی رکھو کوئی تمکو قتل نکریگا خواجہ یہ سنکے خوش ہوے اور کہا ای ملکہ تمہارا مثل نہین ہے مگر افسوس تم

مجھسے بدگمان ہو سحر اُتار کر پھر مجھپر سحر کر دیا ہی مجھ سے اُٹھا نہین جاتا ہو گویا زمین مجکو پکڑے ہوے ہی مین نے
تو تمسے عہد کیا تھا کہ مین بھاگ کر نہ جاؤنگا مگر تمنے میرے قول کا اعتبار نکیا عشوہ جادو نے کہا اچھا طا
سحر کر دیا تھا تو اب سحر اُتارے دیتی ہون یہ کہکر ایک غنچہ گل پر کچھ اسمائے سحر پڑھ کر وہ غنچہ خواجہ پر مارا
سحر خواجہ پر سے دفع ہو گیا اُسوقت خواجہ نے زنبیل سے فرخ شہسوار کو نکالا اور جو میوے کہ فرخ
کو کھلانا منظور تھا مثل سیب وبہی وغیرہ کے اُس باغ سے توڑ کر روبرو فرخ کے رکھے اور کہا ان
میوہ ہاے تر وخشک کو کھاؤ کہ ضعف نہو فرخ نے وہ میوے اُٹھا کر کھانا شروع کیے اور کہا آپنے
نہایت تکلیف گوارہ کرکے مجکو قید ساحران سے رہا کیا ہو اب یہ فرمایئے کہ یہ عورت کون ہی جو سامنے
بیٹھی ہی عمرو نے تمام حال بیان کرکے کہا یہ عشوہ جادو ہی اسکے باپ کا نام مظفر جادو ہی ہماری
دوست اور خیرخواہ بھی ہی ہنوز خواجہ فرخ سے ہم کلام تھے کہ عشوہ جادو نے فرخ کو دیکھکر اُسپر
ہزار جان سے شیفتہ ہو کر پھر فرخ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ای جوان آگاہ ہو کہ مین شاہزادی ہون سیکڑون
شاہزادے میری خواہش کرتے ہین آجتک مین نے کسی کی طرف توجہ نہین کی ہی لیکن اس وقت تجکو
دیکھکر تیری صورت اچھی معلوم ہوئی ہی اگر تو میری وصل پر راضی ہو تو مین اسی ہزار ساحرون کے ساتھ
تیری تابعداری اور فرمانبرداری کرون اور تجکو ہمراہ لیکر ہفت اقلیم پر چڑھائی کرون سب بادشاہون
کو قتل کرکے تجکو ہفت اقلیم کا شہنشاہ اور مالک کردون فرخ نے اُسکی تقریر سُنکے اور برہم ہوکے
جواب دیا او ساحرہ کیا بکتی ہی ذرا اپنے ہوش مین آ تو ساحرہ ہی اور مین مسلمان ہون مجھسے اور تجھسے
وصل ہونا یہ ناممکن ہی ایسے خیال بیہودہ اپنے دل مین نہ لا ورنہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا عشوہ جادو فرخ
کی گفتگو سُنکے نہایت برہم ہوتی اور ایک گل لالہ کی طرف دیکھا وہ پھول ٹوٹ کر فوراً اُسکے ہاتھ مین
آیا پھر اُسنے کچھ اسماے سحر اُس پھول پر پڑھ کے وہ گل فرخ پر مارا فرخ فوراً غرق زمین ہو گیا پھر عشوہ
نے چاہا کہ عمرو پر سحر کرے عمرو نے اُسکو کلمات سخت کہکر جال الیاسی نکالکر بعجلت تمام اُسپر مارا اور اُسکو
مع جال نذر زنبیل کیا اور وہان سے طرف ریگستان اور کوہستان کے بصورت تبدیل بھاگا اور ایک صحرا
مین پہونچکر عشوہ کو زنبیل سے نکالکر سوزن اُسکی زبان مین دیکر ایک درخت سے اُسکو باندھ دیا اور کوڑا نکالکر
اُسکی نشست پر مارنا شروع کیا وہ کوڑون کی اذیت وتکلیف کی متحمل نہ ہو کر باشارہ کہنے لگی ای خواجہ مجکو
کوڑے نہ مارو روح میرے تن سے نکلی جاتی ہی خواجہ نے جواب دیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو فرخ کو
میرے حوالے کر اور مسلمان ہو ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا اُسنے اشارہ سے جواب دیا ای خواجہ مین
دین اسلام قبول نکرونگی اور نہ فرخ کو تمھین دونگی خواجہ اُسکی تقریر باشارہ سمجھکر پھر کوڑے سے
اُسے مارنے لگے یہان تو خواجہ عشوہ کو کوڑے مار رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب فوج عشوہ جادو کا احوال لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ عشوہ جادو کو گرفتار کرکے گریزان ہوے
جملہ مردان فوج عشوہ جادو کہ وہ سب ساحر تھے عشوہ جادو کو باغ مین نہ دیکھکر متحیر ہوے اور باہم
متفق ہو کر کہا کہ ضرور یہی خواجہ عمرو عشوہ جادو کو لیگیا ہی اُسکی تلاش کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے اسی ہزار
ساحر کہ اُسمین کئی سردار نہایت زبردست تھے برائے جستجوے عشوہ وخواجہ عمرو روانہ ہوے صحرا صحرا
اور کوہ کوہ تلاش کرتے ہوے حسب اتفاق اُس صحرا مین پہونچے جہان خواجہ عمرو وعشوہ جادو کو گھوڑے

مار رہے تھے خواجہ نے ساحرون کو دور سے دیکھکر جلدی سے عشوہ جادو کو نذر زنبیل کیا اور گلیم اوڑھ لی جب وہ ساحر قریب آئے خواجہ کو نپا کر حیران ہوے باہم کہنے لگے کہ ہمنے دور سے خواجہ کو اسی جگہ دیکھا تھا اور اب بھی خواجہ اسی جگہ ہین کہین یہان سے گئے نہین ہین اسی جگہ ٹھہر و یہ کہکر ساحرون نے وہان قیام کیا اُس وقت خواجہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تم گلیم اوڑھے ہوے یہان سے سوے امیر جاتے ہو تو یہ سب ساحر کہین سمجھینگے کہ خواجہ تمسے ڈر کے بھاگ گئے بس مناسب ہی کہ اسطرح انسے مقابلہ کرو کہ اپنے تئین بچاؤ اور اُنکو ہلاک کرو یہ تجویز کرکے پشت لشکر ساحران مذکور پر آئے اور ایک ہاتھ اور کسی قدر چہرہ اپنا گلیم سے باہر نکالکر بان اور گولے آتش بازی کے کہ جسمین بیہوشی ملی ہوئی تھی اُنمین آگ دیکر لشکر ساحران پر مارے ساحر اُنکو سحر کے گولے جانکر رد سحر کرنے لگے وہ گولے جب اُنپر پڑے بہت سے ساحر ہلاک ہوے سیکڑون دھوئین سے بیہوش ہوے اکثر جلکر مرگئے ساحر یہ رنگ دیکھکر گھبرائے کہنے لگے کہ خواجہ عمرو اسی جگہ ہی ابھی اُسنے سحر کیا تھا یہ کہکر پھر جستجوے خواجہ کرنے لگے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی غرض اسی طرح تمام شب خواجہ نے اُنکو گولون سے ہلاک کیا جب صبح ہوئی خواجہ نے منڈھی نکالکر استادہ کی اور ارغوان جادو کو زنبیل سے نکالکر اسمین لٹکایا اور خود بھی اُسمین بیٹھکر کارد سے اُسکا گوشت کاٹکر انگارون پر رکھ کر بریان کرنے لگے ساحرون نے خواجہ کو دیکھکر کہا کیون خواجہ ارغوان کا گوشت کیون کاٹتے ہو خواجہ نے جواب دیا ساحر کا گوشت نہایت مزے کا ہوتا ہی اس وجہ سے ارغوان جادو کا گوشت کھاتا ہون اُسکے گوشت کو کھاکر عشوہ جادو کے گوشت کو اسی طرح کھاؤنگا بعد اُسکے پھر تمہارے گوشت کو بھونکر کھاؤنگا ساحران نابکار خواجہ کی یہ تقریر سنکے گھبرائے اور کہنے لگے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی فی الحقیقت خواجہ گوشت ارغوان جادو کا رد سے کاٹکر بھون رہے ہین ضرور ہی ہمارے گوشت کو بھی کھائینگے یہ کہکر بھاگے بہت دور جاکر کھڑے ہوے اور کچھ بھاگ کر آتش جادو کے پاس گئے اور تمام حال خواجہ کا اُس سے کہا وہ اُسی دم اُس جگہ آیا دیکھا کہ خواجہ ارغوان جادو کے گوشت کے کباب تیار کر رہے ہین آتش جادو یہ حال دیکھکر آتش غم سے جل گیا اور پکار کر کہا ای خواجہ مجکو معلوم ہوا کہ تمنے عشوہ جادو کو بھی گرفتار کیا ہی خبر اب مین تمہارے لشکر مین جاکر حمزہ اور تمامی اہل اسلام کو آتش سحر سے جلاتا ہون یہان تو ارغوان جادو کے کباب کھاؤ یہ کہکر سمت لشکر حمزہ روانہ ہوا خواجہ نے اُسکی تقریر سنکے جلدی منڈھی اور ارغوان کو نذر زنبیل کیا اور حقہ ہاے آتشبازی اُن ساحرون پر مار کر وہان سے گریزان ہوے اور بعد قطع راہ دور و دراز ایک درۂ کوہ مین آکر پھر عشوہ جادو کو زنبیل سے نکالا اور کارد نکالکر آگ فراہم کرکے ارادہ کیا کہ اُسکے دست و پا کے گوشت کو کاٹے اور کباب تیار کرے کہ عشوہ نے باشارہ نہایت عاجزی سے کہا ای خواجہ تم میرے گوشت کو نہ کاٹو خواجہ نے جواب دیا کہ اگر فرخ کو میرے حوالے کردے اور دین اسلام قبول کر تو البتہ تجکو ایذا اندون ورنہ تیرے گوشت کو ابھی آگ پر بھونکر کھاجاؤنگا آج مین بہت بھوکا ہون آج تمام تیرے دست و پا کا گوشت کھاؤنگا تجکو زندہ نہ رکھونگا عشوہ جادو یہ سنکے بہت ڈری اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ ای خواجہ مجھے ہلاک نکرو خواجہ نے پھر وہی کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو فرخ شہسوار کو مجھے دیدے اور مثل محروق جادو کے

تو بھی مطیع اسلام ہوا اور یہان سے چلکر بہ شرکت محروق جادو صلصال اور ساحران لشکر صلصال وغیرہ کا کام
تمام کرین قسم کھاتا ہون کہ جسوقت محروق جادو کا نکاح شیرویہ کے ساتھ ہوگا مین تیرا عقد فرخ شہسوار کے ساتھ
ضرور کرونگا عشوہ جادویہ سنکے باشارہ کہنے لگی اچھا خواجہ مجھے یہ امر منظور ہی کہ مسلمان ہوجاؤن کہو
مطیع اسلام ہون خواجہ نے جواب دیا تم مسلمان بھی ہوجاؤ اُسنے کہا مین بالفعل مطیع اسلام ہوتی ہون
خواجہ نے سوزن اُسکی زبان سے نکال لی اسوقت وہ خواجہ سے کہنے لگی کہ اے خواجہ اب تم میرے
ساتھ میرے باغ مین چلو کہ وہین فرخ شہسوار قید ہی خواجہ اُسکے ہمراہ اُسکے باغ مین گئے اُسنے
اپنے لشکر کے نامی ساحرون کو بلا کر کہا اس جگہ زیر زمین فرخ قید ہی تم سحر سے اُسے باہر لاؤ اور
سحر میرا اُسپر سے دور کرو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی بعد اسکے اسی طرح عشوہ نے اپنے سرداران لشکر
سے کہ وہ ساحر زبردست تھے کہا کہ میرے پدر منظفر جادو کو اس طور سے زمین سے باہر نکالو پس اُنھون نے
نارنج پر سحر کرکے زمین پر مارا فوراً زمین شق ہوئی منظفر جادو زمین سے باہر نکلا اُس وقت عشوہ جادو
اور خواجہ عمرو نے منظفر جادو سے کہا کہ اے بادشاہ ساحری پرستی کفر ہی خدا پرستی اختیار کر کہ آخرت تیری
بخیر ہو منظفر جادو نے تا دیر فکر کرکے کہا اچھا اے خواجہ مجھے کلمہ پڑھاؤ خواجہ نے اُسے کلمہ پڑھایا
وہ کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خواجہ عمرو کی رائے سے فرخ شہسوار نقاب رُخ پر
ڈالکر مرکب پر سوار ہوا اور منظفر جادو ایک تخت زرین پر سوار ہوا اور عشوہ جادو بھی اپنے منہ پر
نقاب ڈالکر ایک ساحر سے تخت سحر بنوا کر اُسپر سوار ہوئی اور اسّی ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر مع اپنے
پدر اور خواجہ عمرو اور فرخ شہسوار کے جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اثنائے راہ مین خواجہ نے محروق
جادو کو بھی زنبیل سے نکالا وہ بھی نقاب رخ پر ڈالکر ایک تخت سحر پر سوار ہوکر سب کے ہمراہ چلے یہ سب
تو جانب لشکر امیر جاتے ہین لیکن اب لشکر صلصال اور سپاہ حمزہ کا احوال لکھا جاتا ہی کہ بعد
بند کرنے اسم اعظم کے دوسرے روز یا چند روز کے بعد طاہر جادو نے اپنے نام پر صلصال سے
کہکر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی خبر طبل جنگ بجنے کی سُن کے اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجانے کا حکم دیا ملازمون
نے حسب الحکم نقارہ جنگی بجایا جب دونون لشکرون مین صدائے طبل جنگی اور نقارہ رزمی کی بلند
ہوئی جوانان ہر دو لشکر آگاہ ہوئے کہ صبح کو مقابلہ ہوگا اُسی وقت سے بلہ مردمان ہر دو سپاہ تیاری
جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ روز و شب گزر کر سحر نمایان ہوئی دو لشکر مذکور بکروفر میدان جنگ
مین آئے بعد درستی میدان کارزار اور صفوف آرائی ہر دو سپاہ کی نقیب اور کرکیت دونون لشکرون
سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے گئے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے جوانان
بہادر و تہور شعار و اے دلیران رشک رستم و اسفندیار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی کہ بموجب
بیت اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہی * بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی * لہذا عاقل کو لازم ہی
کہ حیات پر بھروسا نکرے اور جو کام کرنا منظور ہی اُسکو جلد کرے تامل و تغافل نکرے اور جہانتک ممکن
ہو اس چار دن کی زندگی مین وہ کام کرے جس سے اُسکی اور اُسکے بزرگون کی نامودی ہو پس ہمارے
نزدیک اُس سے بہتر کوئی کام نہین ہی کہ دلیرانہ سر میدان اپنے حریف سے لڑے شجاعت ظاہر کرے
چونکہ تم سب بھی عاقل و بہادر ہو اور آج کا روز وہ روز ہی کہ سامنا باہم دگر حریفون کا ہی مناسب ہی کہ مردانہ

لڑنا جہانتک ہوسکے قدم آگے ہی بڑھانا نعرے کرکرکے اپنے حریفون کو تہ تیغ کرنا ثبات قدمی اختیار کرنا بھاگنے کا ارادہ نکرنا اگر بھاگوگے تو آبرو اور عزت تمہاری گھٹ جائیگی بلکہ بالکل جاتی رہیگی روبرو بہادرون کے ذلیل ہوجاؤگے آئندہ تمکو اختیار ہے یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے اس وقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ طاہر جادو ایک تخت سحر پر مثل شعلۂ جوالہ غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا ہے اسباب سحر تخت پر رکھے ہین ہنوز امیر اسکو دیکھ ہی رہے تھے کہ اسنے صلصال سے اجازت جنگ طلب کی صلصال نے خوش ہوکر اُسے اجازت دی اور کہا اے طاہر جادو آج حمزہ کو گرفتار کرکے سر میدان قتل کر ڈال بعد ازان جملہ اُنکے سرداران لشکر کو ہلاک کر اُسنے جواب دیا ایسا ہی کرونگا آج سبکا خاتمہ کردونگا یہ کہکر تخت سحر اپنا جانب میدان بڑھایا پھر میدان جنگ مین جاکر تخت کو روک کر پکارا اے امیر اگر تمکو دعوائے شجاعت ہے تو مجھ سے آکر مقابلہ کرو اور کسی اپنے سردار لشکر کو واسطے میرے مقابلہ کے نہ بھیجو امیر بموجب اُسکے طلب طلب کرنے کے خود جانب میدان چلے اُس وقت لندھور اور بہلک نزدر اور جیپور ہندی وغیرہ رکاب سے لپٹ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے امیر آپ کا اسم اعظم بند ہوچکا ہے یہ نابکار ساحر زبردست ہے اسکے مقابلے کے واسطے نجایئے ہم مین سے کوئی اسکا مقابلہ کریگا امیر نے ارشاد کیا تمنے سُنا کہ طاہر جادو نے خود مجھی کو واسطے مقابلہ کے بلایا ہے اور کہتا ہے کسی سردار لشکر کو میرے مقابلہ کو روانہ نہ کیجیے ایسی حالت مین کب ہوسکتا ہے کہ مین نجاؤن اور تمکو واسطے مقابلہ کے بھیجون سب نے عرض کیا گو آپ بجا فرماتے ہین لیکن ہم آپ کو نجانے دینگے آپ زینت و باعث ثبات مردمان لشکر ہین جب دیر ہوئی اور سرداران لشکر نے امیر کو نچھوڑا اُس وقت طاہر جادو نے برہم ہوکر ایک ناریل چوٹی دار سحر کرکے بارادہ سر صاحبقران پر آکر پھٹا تاریکی پیدا ہوئی اُسی تاریکی مین دو پنجہ پیدا ہوکر امیر کو پشت اشقر سے اُٹھا کر ایک طرف لیگئے لشکر اسلام مین شور فغان بلند ہوا کفار خندان ہوے بعد اسکے طاہر جادو نے ایسا سحر کیا کہ اشقر دیو زاد بصورت خوک ہوگیا اور اُسکو بھی ایک پنجہ ایک طرف لیگیا جب طاہر جادو امیر کو گرفتار کرچکا پکارا اے اہل اسلام اب تم مین سے جسکو آرزوے مرگ و اسیری ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے لندھور نے اُسکی تقریر سنکے فیل اپنا آگے بڑھایا جب طاہر کے روبرو پہونچا کہا اے نابکار مردانہ تلوار و تیر سے مقابلہ کر سحر سے نہ لڑ کہ ہم ساحر نہین ہین اُسنے جواب دیا مجھے تیغ و تیر سے لڑنا نہین آتا ہے پہلے تم اپنا وار کرو بعد اُسکے مین سحر کرونگا لندھور نے جواب دیا یہ طریقہ ہم اہل اسلام کا نہین ہے کہ لڑائی مین سبقت کرین پہلے تو ہی کوئی وار کر اُسنے کہا اچھا تمھاری خوشی منظور ہے یہ کہکر تخت آگے بڑھا کر ترسول مارا لندھور نے ترسول کو روک کر گرز گران آہن بقوت تمام تر مارا اُسنے فوراً اسماے سحر زبان پر جاری کیے گرز لندھور طاہر کے سر پر اس طرح آکر پڑا جیسے کوئی شخص کسی کے سر پر پھول مارتا ہے اور کچھ ضرر سر کو نہین پہونچتا ہے جب لندھور گرز مار چکا اور طاہر پر کچھ اثر نہوا اہل اسلام متحیر ہوے عقل نے کہا جاے حیرت نہین ہے طاہر کے سحر کی وجہ سے گرز گران کی ضرب کاری نہین پڑی اُدھر طاہر نے لندھور سے کہا اگر حوصلہ اور گرز لگانے کا ہو تو اور گرز لگا لندھور نے کہا او نابکار تجھپر گرز لگانا بیکار ہے تو سحر کرتا ہے ضرب گرز تجھپر نہین پڑتی ہے اب تو جس طرح دل چاہے مجھسے لڑ کہ مین مفارقت امیر سے مغموم ہون اُنکی مفارقت مین زندہ رہنا مجھکو گوارا نہین ہے طاہر نے اُسکی تقریر سُن کے ایک ناریل چوٹی دار اُٹھایا اور اسماے سحر اُسپر دم کرکے لندھور کے سر پر مارا وہ سر لندھور پر پھٹا

تاریکی پیدا ہوئی اُسی تاریکی مین دو پنجے پیدا ہوئے اور جسطرح امیر کو اُٹھائے گئے تھے اسیطرح لندھور کو
بھی پشت فیل سے اُٹھا لے گئے مردمان لشکر اسلام لندھور کے گرفتار ہونے سے آبدیدہ ہوئے صلصال
قہقہہ مار کر ہنسا آتش جادو کہ داخل لشکر صلصال اُسی وقت ہوا تھا اسنے بڑھ کے طاہر جادو کی تعریف
کی اور کہا مجھے تمسے کچھ کہنا ہی عجب ایک صدمہ مین مبتلا ہون مگر ابھی نہین کہونگا تمکو ملال ہوگا جب تم جنگ
سے فارغ ہوگے اُس وقت کہونگا طاہر یہ سُن کے خاموش ہو رہا اُسکو تو کچھ جواب ندیا لیکن جملہ مردمان لشکر
اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے مسلمانو کیون شہنشاہ سے مقابلہ کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ شہنشاہ صلصال
کی اطاعت کرو ورنہ تم سبکو ایک سحر مین مار ڈالونگا مالک اژدر نے بڑھ کے جواب دیا او نابکار کیا بکتا
ہی خاموش رہ ہمین مرجانا گوارہ ہی اور صلصال سے کافر کی اطاعت منظور نہین ہی اُسنے برہم ہو کر کہا اگر اطاعت
منظور نہین ہی تو میدان مین آکر مجھ سے مقابلہ کر تجھے اپنے نیزہ بازی کا غرور ہی دیکھون تو کہ تیرا نیزہ میرا کیا کرتا ہی
مالک نے چاہا تھا کہ میدان جنگ مین جا کر اُس سے مقابلہ کرے کہ شاہ دراز گوشان وغیرہ اُس سے
لپٹ گئے اور کہا اے مالک اژدر آپ کس سے مقابلہ کو جاتے ہین ابھی دیکھ چکے ہین کہ امیر اور لندھور
کا کیا حال ہوا ہی اُسنے اُنکو جواب دیا تم مجکو مانع نہو جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا اُنھون نے کہا ہم کسیطرح آپ کو
اُسکے مقابلہ کے واسطے نجانے دینگے ادھر تو شاہ دراز گوشان وغیرہ مالک اژدر سے لپٹے ہوئے ہین
اُدھر طاہر جادو نے ایک ترنج اُٹھایا اُسپر اسماے سحر پڑھ کر چاہا کہ تمامی مردمان لشکر اسلام پر سحر کر کے ہلاک
کرے اور سبکا خاتمہ کر دے اہل اسلام اُسکے ارادہ سے بفضل منعم آگاہ ہو کر دست دعا سوے فلک اُٹھا کر
پروردگار عالم سے دعا کرنے لگے ابھی سب دعا ہی کر رہے تھے اور طاہر نے ترنج نہ مارا تھا کہ یکایک جانب صحرا
سے گرد عظیم نمایان ہوئی اہل اسلام اُس گرد کو دیکھکر خوش ہوئے اور باہم کہنے لگے ضرور دعا ہماری درگاہ
خدا مین مُستجاب ہوئی خداوند عالم نے کسی کو ہماری مدد کے واسطے یقیناً بھیجا ہی ادھر تو اہل اسلام یہ تقریر
کر رہے تھے اُدھر طاہر جادو اُس گرد و غبار کی طرف دیکھنے لگا ترنج مذکور کے مارنے سے باز رہا ناگاہ
وہ گرد ہوا سے دور ہوئی سب نے دیکھا کہ اول ایک نقابدار الماس پوش چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت
سے ظاہر ہوا بعد اُسکے دوسرا نقابدار مرصع پوش قریب پچاس ہزار ساحرون کی جمعیت سے ظاہر ہوا دونون نقابدارون
نے لشکر امیر مین داخل ہو کر نعرے کیے کہ او طاہر جادو خبردار ہوشیار کہ ہم آپہونچے اُسنے متحیر ہو کر خیال کیا
کہ نہین معلوم یہ دونون نقابدار کون ہین اُس وقت صلصال نے اپنی تمامی فوج کو حکم دیا کہ اہل اسلام پر حملہ آور
ہو بموجب حکم مردمان شاہ نے حملہ کیا ادھر دلیران لشکر اسلام تیغ و تیر و نیزہ لیکر بڑھے تیغون مردمان لشکر
صلصال کو قتل کرنے لگے مالک اژدر مع اپنی فوج کے نیزہ اُٹھا کر بڑھا جسکے نیزہ مارا اُسے سوے
جہنم روانہ کیا تیر انداز ساحرون اور غیر ساحرون کو نشانہ تیر کرنے لگے نقابدار الماس پوش یعنے
عشوہ جادو مع چالیس ہزار ساحرون کے کہ وہ سب باز اور لبلا اور قرقرے اور ققنس آتشین اور فیل
آتشین وغیرہ پر سوار تھے بڑھے آتش جادو نے بڑھ کر اُسے روکا اور ایک گولا فولادی سحر کر کے
اُسپر مارا اُسنے اسماے سحر ورد زبان کر کے انگشت سے اشارہ کیا وہ گولا دو ٹکڑے ہوا شعلہاے
آتشین جو اُس سے پیدا ہوے وہ طرف آتش جادو کے چلے ہر چند اُسنے چاہا کہ اُنکو سحر سے دفع کرے
لیکن وہ دفع نہو سکے آخرکار آتش جادو سحر سے غرق زمین ہوا عشوہ جادو بھی سحر کر کے غرق

زمین ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ایک جگہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ آتش جادو اور عشوہ جادو دونون
بصورت اژدر باہم لڑتے ہوے اور شعلہ ہاے آتش دہن سے نکالتے ہوے نکلے اور تھوڑی دیر تک
لڑا کیے بعد اسکے دونون سحر سے بصورت فیل بنے اور دیر تک دندان و خرطوم سے لڑتے رہے
بعد اسکے سحر سے بشکل شیر بنے اور باہم لڑے ہنوز آتش جادو اور عشوہ جادو ایک طرف لڑ رہے
تھے اور ایک طرف نقابدار مرصع پوش مع اپنے ہمراہی ساحرون کے لڑ رہا تھا اور حلہ ساحر اور بغر ساحر باہم
خوب لڑ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی لاش پر لاش ساحر وغیرہ ساحر کی گر رہی تھی ہنگامۂ قیامت نشان برپا تھا
ناگاہ سوے آسمان سے نقابدار بادلہ پوش ہمراہ ستر ہزار دیو اور پریزاد کے کہ وہ سب مسلح و مکمل تھے اور
بخوبی تمام سامان جنگ سے سجے ہوے تھے آکر داخل لشکر امیر ہوکر لشکر صلصال پر دار شمشاد وغیرہ آلات
حرب و ضرب لے لیکر حملہ آور ہوے بعد آنے نقابدار بادلہ پوش مذکور کے نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار
دیو و پریزاد کی جمعیت سے جانب آسمان سے آکر داخل لشکر امیر ہوکر مثل نقابدار بادلہ پوش کے لشکر
صلصال پر حملہ آور ہوا واضح ہو کہ نقابدار بادلہ پوش اور نقابدار زمرد پوش یہ قریشہ اور قمر زاد ہین انکے
آنے کی یہ وجہ ہوئی کہ دو پریزاد براے سیر بردہ قاف سے آتے تھے اتفاقاً گذر انکا جنگاہ کی طرف
سے ہوا تھا انھون نے امیر اور لندھور کو گرفتار ہوتے دیکھا تھا اور مردمان لشکر امیر کو گریان و نالان
دیکھا تھا اور جلد جاکر یہ خبر ملکہ آسمان پری سے کہی تھی انھون نے قریشہ اور قمر زاد کو بجمعیت دیو اور پریزاد
براے مدد مردمان لشکر اسلام روانہ کیا تھا چنانچہ وہ بعد قطع راہ اب جنگاہ مین آئے اور دشمنون پر حملہ آور
ہوے دیو اور پریزاد لڑ رہے تھے مردمان لشکر صلصال کو ہلاک کر رہے تھے صلصال اور طاہر جادو
وغیرہ نہایت حیران تھے خوف سے اُنکے چہرے مبدل بغم و الم ہو گئے تھے فوج بہت سی کام آئی تھی مردمان
سپاہ دیوون کی صورت دیکھکر اور اُنکے حربون سے ڈر کر بھاگ گئے پر آمادہ تھے مگر بھاگ نہین سکتے تھے کیونکہ
کشش کشش ہے لاکھون کا مجمع ہے جنگ عظیم ہو رہی ہے تلوار و تیر و نیزہ سے بھی لڑائی ہوتی ہے ساحر سحر بھی
کر رہے ہین دیو و پریزاد بھی لڑ رہے ہین مردم لشکر جانبین کے بیشمار قتل اور زخمی ہو رہے ہین گرد غبار
بلند ہے دلیرون کے نعرے بلند ہین دیو مردمان سپاہ صلصال کو آناً فاناً لپسا کر رہے ہین ایک آفت
برپا ہے زمین تھرا رہی ہے فلک پیر یہ خون ریزی بغور دیکھ رہا ہے اور اپنی جفا کاری و شعبدہ بازی پر نازان
ہے ہزارون بنی آدم اور دیو اور پریزاد زخمی ہوکر خاک پر پڑے ہین کراہ رہے ہین ہزارون مردمان
سپاہ جانبین کے کشتے پڑے ہین گھوڑے انکو روند رہے ہین ساحرون مین سحر کی لڑائی ہو رہی ہے
طاہر جادو برابر سحر کر رہا ہے چھوٹے چھوٹے ساحرون کو ہلاک کر رہا ہے عشوہ جادو اور آتش جادو
سے بصورت شیر ایک سمت لڑائی ہو رہی ہے خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین قران اور برق فرنگی وغیرہ
جو خواجہ عمرو کی تلاش کو گئے تھے وہ بے نیل مقصود پھر کر اس طرف آئے ہین وہ بھی حقہ ہاے آتشبازی
مار رہے ہین کبھی بیٹھ بیٹھکر خنجر اور نیمچون سے مردمان لشکر حریف کے پاؤن قلم کرتے ہین گاہ ساحرون کے
سحر سے ڈر کر مخفی ہوتے ہین کبھی دلیرانہ شریک جنگ ہوتے ہین ایک سمت نقابدار مرصع پوش یعنی محروق جادو
سحر کر رہی تھی ہزارون کو ہلاک کر رہی تھی بڑے بڑے نامی ساحر اُسکے سامنے سے ہٹے جاتے
ہین طاہر جادو بھی لڑ رہا ہے ناگاہ طاہر جادو نے محروق جادو کو دیکھا کہ یہ قیامت برپا کر رہی تھی مردمان

لشکر صلصال کو برابر نارنج و ترنج وغیرہ مار مار کر ہلاک کر رہی تھی یہ دیکھکر نہایت برہم ہوکر اس نابکار
نے اپنی صورت سحر سے بصورت ارنا بھینسے کے بنائی اور محروق جادو نے اپنی شکل سحر سے بصورت شیر کے
بنائی ارنا بھینسا شیر مذکور پر حملہ آور ہوا اور چاہا کہ اپنی شاخون پر شیر مسطور کو اُٹھا کر ہلاک کرے لیکایک
محروق نے بصورت اصلی ہوکر ایک ناریل چوٹی دار زمین پر مارا ارنا مذکور یعنے طاہر جادو نے بھی
فوراً بصورت اصلی ہوکر ایک ناریل سحر کر کے زمین پر مارا ادھر انکی ادھر اُسکے ناریل دونون پھٹے شعلہ ہا
آتش بکثرت پیدا ہوے پھر اُن شعلون مین دونون نہان ہوکر لڑنے لگے بعد دو گھڑی کے محروق
جادو اُن شعلون سے اس طرح نکلی کہ جابجا زخمی تھی اور سر طاہر جادو کا کٹا ہوا اُسکے ہاتھ مین تھا
راوی ناقل ہے کہ جب محروق جادو نے طاہر جادو کو اور عشوہ نے آتش جادو کو قتل اور ہلاک کیا
بہت تاریکی ہوئی ہوائے تند و تیز چلی ابر سوے فلک نمایان ہوا برق چمکنے لگی برف باری اور سنگ
باری ہونے لگی زمانہ کثرت تاریکی سے تیرہ و تار ہوگیا تا دیر یہی حال رہا بعد ازان وہ تاریکی اور وہ
برف باری وغیرہ دفع ہوئی آواز این آئین کشتی مرا نام من آتش جادو و طاہر جادو بود جب طاہر جادو
مارا گیا سحر اُسکا برطرف ہوگیا جس خیمہ مین کہ پچھون نے سحر کے لندھور اور امیر کو لیجا کر ڈال دیا تھا اور
بوجہ سحر طاہر جادو کے یہ دونون بیہوش پڑے تھے طاہر کے مرنے سے دونون کو ہوش آیا اشقر دیونژاد
بھی کہ سحر سے بصورت خوک ہوگیا تھا وہ بھی بصورت اصلی ہوا اسم اعظم بھی امیر کا رہا ہوا امیر اشقر
دیونژاد پر سوار ہوے لندھور نے ایک سوار کو بضرب مشت ہلاک کر کے اُسکے مرکب پر سوار ہوکر
تلوار اُسکی لیکر ہمراہ امیر لشکر صلصال پر نعرہ کر کے گرا اور مردمان لشکر کو قتل کرنا شروع کیا امیر نے بھی نعرہ
کوہ شگاف کیا صلصال کے ہوش اُڑ گئے چاہا اُس نابکار نے کہ بھاگ جاؤن لیکن امیر نے قریب اُسکے
جا کر نعرہ کر کے بعد جنگ زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا تمام لشکر اُسکا جو باقی ماندہ تھا پسپا ہوکر بھاگا اہل اسلام
نے کفار کا تعاقب کیا ہزار ہا کو بھاگنے کی حالت مین بھی قتل ہوے غازیان دیندار و مردمان لشکر اسلام
نے صلصال کی بارگاہ و خیام و مال و اسباب لوٹ لیا امیر صلصال کو اپنے ہاتھ پر اُٹھائے ہوے اپنی
بارگاہ مین مع سرداران لشکر آئے اور جملہ اہل اسلام اور شرکاے امیر بھی جنگگاہ سے قیام گاہ لشکر پر آئے
کفار باقی ماندہ بھاگ گئے جب امیر داخل بارگاہ ہوے بعض بعض سرداران لشکر نے امیر سے عرض کیا
کہ صلصال کو قتل کیجئے کیونکہ یہ اکثر رہائی اور خونریزی مردم کا باعث ہوا ہے امیر نے اُنکے کہنے سے فکر و غور
کے فرمایا کہ ای صلصال تو دین اسلام قبول کر اُسنے عرض کیا مین بالفعل تو دین اسلام قبول نہین کرتا
ہون لیکن اقرار کرتا ہون کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دیجیے تو ترکستان مین ضرور مسلمان ہوجاؤنگا اور سب کو مسلمان کرونگا
اور پھر تمام زندگی لشکر کشی نکرونگا امیر نے اُسکی تقریر کو سچ جانکر اُسکو چھوڑ دیا صلصال نیچہ امیر سے
چھوٹ کر جانب ترکستان روانہ ہوا بعد جانے صلصال کے امیر منظفر جادو کی طرف دیکھکر فرخ سے
پوچھنے لگے ای فرزند کچھ انکی تعریف کرو یہ کون ہین اُسنے تمام حال منظفر جادو کا بیان کیا امیر نے خوش ہوکر
ایک ملک اپنے ممالک مقبوضہ سے اُسکو مرحمت کیا وہ خوش ہوکر آداب بجا لایا بعد ازین منظفر جادو
کو مسلمان کر کے اُسکو اُسکے ملک کی طرف معہ اُسکی دختر اور سپاہ کے روانہ کیا پھر محروق جادو کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا ای محروق جادو تم نے یہان آکر کار نمایان کیا میرا دل خوش ہوا انشاءاللہ تمکو بھی خوش کرونگا

تمھارے ساتھ عقد شیرویہ کا کردونگا یہ کہکر اُسکو بھی اسکے ملک کی طرف روانہ کیا بعد ازین قرلشیہ اور قمرزاد
کی جانب بنظر الفت و محبت دیکھکر اور سینے سے اُنکو لگا کر پوچھا تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا اُنھون نے
عرض کیا ہمکو دو پریزادون سے احوال آپ کا معلوم ہوا تھا اس وجہ سے ہم حاضر ہوے حمزہ صاحبقران
نے خوش ہوکر کہا ہان طاہر جادو نے مجھے گرفتار کیا تھا حق تعالے نے مجکو اُسکی قید سے رہا کیا وہ
مارا گیا اب تم جاؤ چنانچہ بموجب فرمانے امیر کے وہ بھی معہ اپنی سپاہ کے رخصت ہوے بعد جانے قرلشیہ و قمرزاد
وغیرہ کے جیپور ہندی کو قلعہ مین چھوڑکر لندھور اور مالک اور فرخ وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر معہ فوج سوے
بصرہ روانہ ہوے یہان جیپور ہندی نے جو اہل اسلام قتل ہوے تھے اُنکو دفن کرایا اور باطمینان
قلعہ مین بیٹھا ✝

داستان آنا چند سردارون کا اور طبل جنگ بجوانا ہرمز و فرامرز کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے آخر شکست کھاکر بھاگنا طرف ہامانوران کے معہ حالات قاسم و بدیع الزمان کے

کاتبان اخبار بے نظیر و محرران احوال جنگ ہرمز و فرامرز و امیر باتوقیر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک شب
ہرمز و فرامرز معہ خاقان گردون اساس و بختیارک و دیگر امرا دربار مین بیٹھے تھے اور دل مین خیال
کر رہے تھے کہ جو جو سردار ہماری مدد کو آئے اُنمین سے کچھ تو زیر ہوکر مسلمان ہوگئے اور اکثر اہل اسلام
کے ہاتھ سے قتل ہوے فی زمانہ کوئی سردار زبردست ایسا نہین ہے کہ اُسکے نام پر ہم طبل جنگ بجوائین
لشکر امیر سے لڑین اور جن سردارون کو ہمنے نامے لکھکر برائے مدد طلب کیا تھا ابتک اُنمین سے یہان کوئی نہین آیا ہے
دیکھا چاہیے کہ اُنمین سے کوئی آتا بھی ہے یا نہین اگر کوئی نہ آئیگا تو بڑا غضب ہوگا لڑائی موقوف رہیگی
ہم اسی طرح یہان فروکش رہینگے افسوس اہل اسلام سے مقابلہ کرکے جان ایک عذاب مین گرفتار ہوگئی
ہے کچھ بنائے بن نہین پڑتا ہے اگر بھاگتے ہین تو باعث بدنامی و ذلت ہے اور اگر نہین بھاگتے ہین تو کبتک یہان
قیام پذیر رہین ہرمز و فرامرز تو سر جھکائے ہوے فکر مذکور کر رہے تھے ناگاہ اہل دربار نے اُنکو متردد
دیکھکر عرض کیا کہ حضور اس وقت کس فکر و تردد مین ہین آثار حزن و ملال چہرون سے آشکار ہین اگر مناسب
ہو تو بیان فرمائیے شاید ہم آپ کے دفع رنج و ملال کی کوئی تدبیر کرسکین ہرمز و فرامرز نے امرا سے
مخاطب ہوکر کہا کیا پوچھتے ہو کہ ہمین کیا تردد درپیش ہے ہم امیر سے مقابلہ کرکے پچھتا رہے ہین اب کچھ بنائے بن نہین پڑتا
ہے ناحق ہمنے بختیارک کے کہنے پر عمل کیا اپنے باپ کو تخت سے اُتار کر تخت پر بیٹھکر امیر پر لشکر کشی
کی اپنے باپ کو ناراض کیا وہ تو بیچارے مرگئے ہمسے ناراض ہوکر سوے عدم گئے ہم ترددات مین مبتلا
ہوگئے زندگی کا لطف نہین ہے شب و روز فکر و تردد و رنج و غم مین بسر کرتے ہین دل چاہتا ہے کسی صحرا
یا درہ کوہ مین یا کسی دریا مین گرکر مرجائین ہر وقت کے صدمون سے چھوٹ جائین اسوقت ہمکو بہت بڑی
فکر ہے کہ اب کیا کرین کدھر کو چلے جائین امیر وغیرہ اہل اسلام ہمارے دشمن جان و آبرو ہین کیونکر ان سے اپنی
جان و عزت بچائین امرا نے عرض کیا اگر مناسب ہو تو امیر سے صلح کرلیجے جنگ و جدال موقوف کیجیے پسران
نوشیروان نے جواب دیا کیا کہتے ہو امیر صلح منظور نکرینگے کیونکہ بختیارک کی صلاح سے ہمنے حمزہ کے
ساتھ وہ دشمنی کی ہے کہ دل اُنکا ہمسے صاف نہین ہے بختیارک نے تمام تقریر سنکے ہرمز و فرامرز سے

عرض کیا واہ واہ حضور نیکی برباد گناہ لازم مین نے آپ کے ساتھ وہ نیکی کی ہے کہ کوئی نکرتا مین نے وہ
تدبیر بتائی کہ آپ اس رتبہ و مرتبہ کو پہونچے صاحب تخت و افسر ہوے ورنہ مثل فقرا کے ٹکڑے روٹیون
کے زمانہ حیات شہنشاہ نوشیروان مین کھایا کرتے اور پریشان حال رہتے کچھ عزت و حرمت نہوتی یہ مرتبہ
میری جوتیون کے صدقے مین حضور کو میسر ہوا ہی ہرمز و فرامرز بختیارک کی گفتگو سُن کے برہم ہوے
ہاتھ واسطے مارنے کے اُٹھایا بختیارک کی شرارت دیکھیے کہ اُسنے جلدی سے رفیدہ اپنے سر سے اُتار
کر سر جھکا دیا اور کہا حضور یہ سر ہوے تراشیدہ نہایت صاف و شفاف حاضر ہی زور سے ماریے کچھ مجکو اندیشہ
نہین ہی مین عادی دھول دھپے کا ہون دماغ کو میرے دھول دھپے سے راحت پہونچتی ہی خدا مسلمانان
ہمارے جناب فطرت مآب خواجہ عمرو کو ہمیشہ زندہ اور سلامت رکھے کہ اُنھون نے اس قدر
اس سر پر اپنا ہاتھ صاف کیا ہی کہ برسون سے عادت دھول دھپے کی ہو گئی ہی اگرچند سے یہ سر دھول اور لتشش
کاری سے محفوظ رہتا ہی تو کھجلاتا ہی آج کل نہایت سر مین خارش ہوتی ہی اگر آپ دھول زور سے لگائیگا
تو کچھ سر کو راحت پہونچیگی دماغ ہلکا ہو جائیگا روح کو چین دل کو آرام ملیگا ہرمز و فرامرز نے تو غصہ مین
واسطے مارنے کے ہاتھ اُٹھایا تھا لیکن جب یہ تقریر بختیارک کی سُنی ہاتھ روکا اور منھ پر رومال رکھکر مسکرا
خاقان گردون اساس وغیرہ بھی بے اختیار ہنسے اور سب اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ شخص عجب مسخرا
ہی اسکا ثانی دنیا مین کوئی نہوگا ہنوز ہرمز و فرامرز وغیرہ مسکرا رہے تھے اور بختیارک سر جھکائے
ہوے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہاتھ اُٹھایا ہی تو پھر چوکیے نہین زور سے دھول لگائیے تڑاق سے آواز آئے
یکایک کرگس سلسانی اور صابر نمد پوش گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق مسکراتے ہوئے دربار مین آئے
اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے بعد بجالانے شرائط عبودیت کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای شاہان ذیجاہ
مقام خوشی و مسرت کا ہی کہ طیمور کج گردن اور جمشید تاج بخش اور فرہاد چشم و مسلسل ابن قباج جنکو آپنے
نامے لکھے تھے اور برائے مدد طلب کیا تھا پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتے ہین ہرمز و فرامرز یہ خبر
سُنکے خوش ہوے بختیارک نے بھی خوش ہو کر رفیدہ سر پر رکھ کر عرض کیا حضور مبارک ہو کہ سرداران
نامی آتے ہین اب حضور رنج و ملال نکرین پسران نوشیروان نے کہا ای بختیارک خراب تیری خطا زبان
درازی کی معاف کی تجکو لازم ہی کہ جملہ امرائے دربار کو اپنے ہمراہ لیجا اور استقبال کر کے سرداران مذکور کو ہمارے
پاس لا بختیارک حسب الحکم امرا کو لیکر خچری پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور دو میل تک جا کر سرداران مسطور کا
استقبال کیا اور کہا پسران نوشیروان آپ کی تشریف آوری سے نہایت خوش ہین مجکو واسطے آپ کے
استقبال کے بھیجا ہی اور آپ کے تشریف لانے اور ملاقات کے منتظر اور مشتاق ہین طیمور کج گردن وغیرہ
بختیارک کی گفتگو سُنکے اُسیوقت وہان سے ہمراہ بختیارک کے مع تمامی فوج روانہ ہوے اور بعد
قطع راہ بارگاہ ہرمز و فرامرز کے پاس آئے سپاہ تو قیام گاہ لشکر پر ٹھہری سرداران مذکور مرکبون سے اُترکر
اندر بارگاہ پسران نوشیروان کے داخل ہوے ہرمز و فرامرز نے تخت سے اُتر کر تا لب فرش اُنکا استقبال
کر کے برابر اپنے تخت کے اُنکو دنگلون پر بٹھایا اور مزاج پوچھا اُنھون نے کہا عنایات خداوندان سے اور
آپکی دعا سے ہم اچھے ہین آپ کے نامے ہمکو پہونچے تھے حسب الطلب ہم آئے ہین پسران نوشیروان نے
کہا اپنے ہم پر نہایت مہربانی کی ہم ممنون احسان ہوے یہ کہکر حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی

لیکر دربار مین ہمارے آئین اور شراب ناب بلامین ملازمون نے ساقیون کو ہرمز و فرامرز کے حکم سے آگاہ کیا وہ
فی الفور کشتیان شراب کی لیکر دربار مین آئے اور بعد مجرا کرنے کے اُن سرداران نووارد کو شراب ناب جام بلورین
مین پلانے لگے جب وہ خوب شراب پی چکے ساقی باشارہ پسران نوشیروان کشتیان شراب کی اُٹھا کر دربار سے
چلے گئے بعد اُنکے جانے کے ہرمز و فرامرز نے حکم دیا کہ نازنینان خوبرو اور خوش گلو جلد حاضر ہوکر دربار مین
ہمارے سامنے رقص و نغمہ کرین حسب الحکم نازنینان خوش جمال مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اُنمین سے
ایک نازنین بعد رقص گانے لگی اہل دربار گانا اُسکا سننے لگے اور خوش ہونے لگے جب وہ نازنین رقص و
نغمہ کر چکی دیگر نازنینان خوش رو بھی یکے بعد دیگرے حاضر دربار ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگین جب وہ بھی
بموجب حکم ہرمز و فرامرز چلی گئین اور سرداران نووارد کو خوب نشہ شراب کا ہوا ہرمز و فرامرز سے مخاطب
ہوکر پوچھنے لگے کہ آپ نے ہمکو لکھا تھا کہ ہم حمزہ کے ہاتھ سے بہت پریشان ہین اب فرمایئے کہ حمزہ
کون شخص ہے کیا کوئی بہت بڑا شجاع ہے کہ جس سے آپ لڑ نہین سکتے ہین ہرمز و فرامرز نے جواب دیا مین
حمزہ کے حالات کیا آپ سے بیان کرون مجھ سے بیان کیے نجائینگے صدمے سے عجیب حال ہو جائیگا ہان
میرا وزیر بختیارک کچھ اُسکے حالات بیان کریگا یہ کہکر بختیارک سے اشارہ کیا اُسنے عرض کیا حضور
میری طرف متوجہ ہون مین کچھ اُنکی شجاعت کا احوال اور اُنکی مردانگی و جرأت کی کیفیت عرض کرتا ہون
بگوش دل سنیے وہ سب بختیارک کی طرف متوجہ ہوے بختیارک نے کہا حمزہ وہ شخص ہے جسکو
شہنشاہ نوشیروان نے اپنا پسر خواندہ کیا تھا اُسنے کچھ افعال ناگفتہ بہ کیے کہ شہنشاہ کو اُس سے ملال حاصل
ہوا ارادہ کیا کہ اُسکو سزا دیجاے اور سردارون کو اُسکے سزا دینے کو نامے لکھے وہ آکر اُس سے لڑے
اُسنے اپنی قوت بازو اور شجاعت سے اُنکو زیر کیا اور اکثر کو قتل کیا اور جنکو زیر کرکے مسلمان کیا وہ مع
فوج اُسکے شریک ہوے کہانتک یہ واقعہ طول و طویل بیان کیا جاے اب اُسکے پاس فوج بیشمار ہے اور
ایسے ایسے سرداران زبردست ہین کہ جن اور دیو بھی اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے اور امیر کی شجاعت کا احوال تو کیا
بیان کیا جاے کہ زبان انکی ثناے شجاعت کے بیان کرنے مین قاصر ہے اور قلم دفتر رقم اُنکے اوصاف جوانمردی کی تحریر مین عاجز ہے
بہت سے شاہ و شہریار اُسکے طابع اور فرمانبردار ہین اور بہت ممالک اُسکے قبضہ و تصرف مین ہین اُنھون نے
اپنے لشکر کا بادشاہ سعد بن قباد کو کیا ہے اور خود اُنکے سپہ سالار ہین کسی بہادر کی مجال نہین کہ اُنسے لڑ سکے
اور اُنکو قتل کر سکے فی زمانہ وہ اپنے لشکر مین نہین ہین جانب ہندوستان گئے ہین صلصال بن دال بن
دیو بن شمامہ جادو سے مقابلہ کے واسطے گئے ہوے ہین اگر آج کل اُنکے لشکر پر حملہ کیا جاے تو شاید
اُنکا لشکر تباہ و برباد ہو جاے سرداران مذکور نے جواب دیا اُنکی شجاعت و جوانمردی اور اُنکے سردارون
کی حقیقت ہمارے سامنے کیا ہے ہم وہ ہین کہ دیو اور جن ہمسے مقابلہ نہین کر سکتے ہین ہم ایک دن مین امیر
اور سرداران امیر اور لشکر امیر کا خاتمہ کر دینگے یہ کہکر ہرمز و فرامرز سے مخاطب ہوکر کہا آپ بلا تامل طبل
جنگ ہمارے نام پر بجوائیے ہم حمزہ کے آنے تک اُسکے تمام لشکر کا خاتمہ کر دینگے ہرمز و فرامرز نے
خوش ہوکر اُسی وقت کہ ہنگام شب کا تھا طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے
مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل جنگ لیکر دربار سعد بن قباد مین گئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے بعد
ادا کرنے ثنا و دعاے بادشاہی کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک جاہ اس وقت ہم لشکر

ہرمز و فرامرز مین بصورت تبدیل گئے تھے اور داخل دربار ہرمز و فرامرز بھی ہوے تھے چند سردار قوی
ہیکل پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آئے ہین اُنھون نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوانے کو کہا تھا ہرمز
و فرامرز نے اُنکے کہنے کے بموجب طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُنکا ہی کہ ہنگام سحر بہمراہی پسران نوشیروان
معہ تمامی فوج کے میدان کارزار مین آئین اور آتش فتنہ و فساد کو شعلہ ور کرین باقی خیریت ہی یہ کہکر دربار سے
چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے اپنے ملازمون سے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی طبل جنگ
پر چوب لگائی جائے ملازمون نے جاکر نقارچیون کو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا اُنھون نے بسم اللہ کہکر چوب
اُٹھا کر نقارہ رزمی پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی جب دونون لشکرون مین آواز طبل جنگ و نقارہ
جنگی بلند ہوئی جملہ دلاوران ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرون مین
خوب تیاری جنگ ہوئی جب صبح ہوئی دونون لشکر ہمراہ رکاب دونون بادشاہان لشکر کے میدان کارزار
مین آئے بعد درستی سامان جنگ دونون لشکرون مین صف آرائی ہونے لگی میمنہ اور میسرہ قلب و جناح اور ساقہ و کمین
گاہ طرفین مین آراستہ ہونے لگے جب حسب دلخواہ دونون طرف صف آرائی ہوچکی دونون لشکرون سے نقیب
اور کڑکیت نکلکر بیچ مین میدان جنگ کے آئے اور دو تارا کڑکیت بجاکر اور نقیب جوانان لشکر سے
مخاطب ہوکر بہ آواز بلند یون کہنے لگے کہ اے دلاوران یکتائے روزگار و اے بہادران نامی و نامدار آگاہ ہو
کہ آج وہ روز ہی کہ سامنا حریفون کا ہی دیکھو قدم میدان کارزار سے پیچھے نہ ہٹانا بڑھ بڑھ کر دشمنون
سے لڑنا شجاعت اپنی ظاہر کرنا نام اپنے بزرگون کے سر میدان جنگ روشن کرنا تلوار کی آنچ سہنا
دلیرانہ اعدا کو قتل کرنا زخم تیغ و شیر مردانہ تن پر کھانا دلاورون مین سرخ رو ہونا اگر میدان جنگ سے
بھاگوگے بہادرون مین بے عزت و آبرو ہوگے آیندہ تمکو اختیار ہی یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت
جملہ بہادران ہر دو سپاہ لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوے لیکن سب کے پہلے لشکر کفار سے طیمور
کج گردن ہرمز و فرامرز سے اجازت جنگ لیکر مرکب ذورکابہ پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلکر بیچ میدان
جنگ کے آیا اور مرکب کو روک کے جملہ مردمان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہنے لگا کہ اے زمرۂ
خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ لشکر سے نکلکر روبرو میرے آکر مجھ سے مقابلہ کرے
یہ کہکر خاموش ہوا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے اپنے دست چپ کی طرف دیکھا فوراً شہنشاہ عراقی
صف لشکر سے نکلکر روبرو بادشاہ کے آیا اور اجازت مصاف لیکر سامنے طیمور کج گردن کے گیا اور
مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا اُسنے مسکرا کر جواب دیا کیا اور کوئی شخص لائق میرے مقابلہ کے
لشکر اسلام مین نہ تھا کہ تو اپنی جان دینے کو آیا ہی تجکو ذرا بھی یہ خیال نہوا کہ مین کس شجاع سے لڑنے کو
جاتا ہون خیر اگر نادانستہ چلا آیا ہی تو میرے سامنے سے دور ہو مین تجھ ایسے نحیف و بزدل سے کیا مقابلہ
کرون تجھ سے لڑنا باعث میری ذلت و رسوائی کا ہی تو میرا ہم نبرد نہین ہی اگر حمزہ یہان ہوتا یا لندھور ہوتا
تو خیر اُنسے بدرجہ لاچاری اور بکراہت لڑتا اور ایک ضرب مین جو رنگ کرتا تو شاید میری سپہ گری اور
شجاعت سے آگاہ نہین ہی مین وہ شجاع یگانہ زمانہ ہون کہ دیو کو اپنی چٹکی مین دباکر مثل پشہ کے ملکر مار ڈالتا
ہون سیکڑون جنون کو لڑائی مین مجھ سے جان بچانا مشکل ہی رستم و اسفندیار اور گیو اور بیژن اور سہراب
و افراسیاب کی میرے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہی اگر نامبردہ یکبارگی مجھ سے مقابلہ کرنے تو مین سبکو

ایک دم مین قتل کرتا دیکھ او عراقی یہ تیغہ گران میرا وہ ہی کہ ہزارون بہادران نامی کے سرون پر چمکا ہی اور مرکب
تک کو دو ٹکڑے کرکے زمین مین در آیا ہی اور یہ نیزہ جان ستان میرا وہ نیزہ ہی کہ جو سینۂ کوہ مین در آتا ہی
اور یہ گرز گرانبار میرا وہ گرز ہی کہ جسکی ضرب سے کوہ تھراتے ہین اور یہ تیر میرا وہ تیر ہی کہ زرہ اور جوشن دبکتر
کو توڑکر سینۂ حریف سے گذر جاتا ہی شیر نر میرے نعرہ کوہ شگاف سے مانند شغال کے خوف سے ہزارون
کوس بھاگ جاتا ہی مدعا اس تقریر سے یہ ہی کہ مثل میرے شجاعت مین روے زمین پر نہین ہی اور کوئی
شخص بر دۂ دنیا پر ہم نبرد میرا نہین ہی تو کیا مجھسے مقابلہ کریگا شہنشاہ عراقی نے یہ کلمات کبر و غرور کے
اُس سے سنکے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار اسقدر جھوٹ بولتا ہی اور تعلی کرتا ہی کہ جسکو مطلق عقل قبول
نہین کرتی ہی تو حمزہ صاحبقران اور لندھور بن سعدان سے کیا مقابلہ کریگا اُنکے لشکر کے ایک ادنی
سردار اور ایک ادنی سوار سے تو مقابلہ کر نہین سکتا ہی یہ ساری تیری تقریر دلالت کرتی ہی کہ تو نہایت
بزدل و نامرد ہی مجھ ایسے دلیر سے ڈرتا ہی کیونکہ تو جانتا ہی کہ مین تجکو ضرور ہی قتل کرونگا ابھی شہنشاہ عراقی کی
گفتگو ناتمام تھی کہ طیمور کج گردن کو اُسکی گفتگو سُن کے نہایت غصہ آیا لکارا او عراقی ہوشیار ہوجا تیری
قضا آئی ہی مین نے تو رحم کھا کر چاہا تھا کہ ایسے ضعیف و ناتوان کو ہلاک نکرون مگر تو نہین مانتا ہی خیر تجھکو
سوے عدم روانہ کیے دیتا ہون یہ کہکر سپر ہاتھ مین لیکر براے زور آزمائی مرکب کو جولان کیا ادھر
شہنشاہ عراقی نے بھی سپر ہاتھ مین لیکر مرکب پر درست بیٹھکر سمند کو جولان کیا جس وقت باہم لگاور
ہوے سب نے دیکھا کہ تین قدم مرکب طیمور کج گردن کا پیچھے ہٹ گیا اور دو قدم گھوڑا شہنشاہ عراقی
کا لپسا ہوا اُس وقت طیمور مذکور نے برہم ہوکر گھوڑے کو رانون مین داب کر مہمیز کیا اور لکارا او عراقی
یہ تصور نکرنا کہ طیمور کج گردن پیچھے ہٹ گیا یہ گھوڑے کا قصور تھا شہنشاہ عراقی نے جواب دیا کہ
او متکبر و مغرور تیری قوت دیکھ لی جسطرح تو زور آزمائی مین لپسا ہوا ہی اسیطرح ہنگام جنگ بھی تو مجھ سے
زیر ہوکر مارا جائیگا اُسنے یہ سُن کے نہایت غضبناک ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر خبردار خبردار کہکر مرکب کو
آگے بڑھا کر تیغہ مذکور سر پر مارا اور اس بہادر نے سپر اُٹھائی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ
کج ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا خود کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آیا شہنشاہ عراقی نے
ایسی حالت مین دلیرانہ دانستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون اسقدر نکلا کہ ہمہ تن خون
مین نہا گیا ضعف سے غش سا آنے لگا اُس وقت طیمور کج گردن نے چاہا تھا کہ پھر دوبارا تیغہ کا وار کرے
ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام سے جانب دست چپ دیکھا فی الفور خضران شاہ کشمیری صف لشکر سے
نکلکر اجازت جنگ لیکر جلد تر روبرو طیمور کج گردن کے پہونچا اور نعرہ کیا او نامرد ازلی ارے کیا کرتا ہی ہاتھ
کو روک کہ مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر شہنشاہ عراقی سے کہا تم لشکر مین جاؤ مین اس نابکار سے
لڑتا ہون طیمور کج گردن نے خضران کی تقریر سُن کے جواب دیا او نالایق تو نے مجھ شیر کے شکار
کو سامنے سے ہٹا دیا اور مجھ سے مقابلہ کو آمادہ ہوا خیر اُسکی عوض اب تجکو قتل کرونگا یہ کہکر وہی تیغہ
خونچکان اُسکے سر پر مارا خضران نے سپر کو چہرہ کی پناہ کی تھی کہ ناگاہ پاؤن گھوڑے کا ایک موش خانہ
مین جا رہا گھوڑا بروے زمین گرنے لگا ایسی حالت مین ہاتھ کج ہوا تیغہ مذکور بقوت تمام خود پر جو پڑا
خود کو کاٹکر چار انگل سر مین در آیا خضران نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون کی چادر سر سے

نکلی خضران نے فرط ضعف سے سر ہرنے پر رکھ دیا طیمور کج گردن نے ارادہ کیا کہ بڑھ کر تیغ سے
سر کاٹ کے نیزہ پر علم کرے کہ یکایک پھر بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ دیکھا ابکی مرتبہ
بہمن کوہستانی صف لشکر سے نکلکر بادشاہ سے اجازت جنگ لیکر بسرعت تمام میدان جنگ مین گیا اور
نعرہ کیا ادبجا دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم طیمور کج گردن مذکور نے اسکے نعرے کی آواز سنکے
فی الفور اپنا ہاتھ روکا جب وہ بہادر قریب تر آیا خضران شاہ سے کہنے لگا اے بہادر چونکہ تم اشد زخمی ہوچکے
ہو لہذا بہتر یہ ہی کہ اب تم لشکر مین جاؤ اور اپنے زخم سر کا علاج کرو مین اس گبر سے لڑتا ہون اور اگر خدا
چاہتا ہی تو اپنی تیغ آبدار سے اسے قتل کرتا ہون خضران شاہ اس دلاور کی یہ گفتگو سنکے بمشکل وہان سے
جانب لشکر چلا ادھر طیمور کج گردن نابکار نے اسی تیغۂ تیز سے اس بہادر کو بھی مثل خضران شاہ
کے زخمی کیا اس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ نظر کرکے فرمایا کہ ابکی مرتبہ کوئی
بہادر ایسا صف لشکر سے نکلکر جاے کہ اس نابکار کا سر کاٹ کر لائے یہ ارشاد بادشاہ لشکر موصوف
سنکے قاسم نوجوان نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ از پردۂ بیابان گردے برخاست
گرد تیرہ تیرہ وسر گرد بہ آسمان رسیدہ کفار اس گرد و غبار کی طرف دیکھکر طرح طرح کے خیالات اپنے دل مین کرنے
لگے اتنے مین بختیارک ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگا خداوند نعمت دیکھیے یہ گرد نہین ہی بلکہ آمد
ملک الموت طیمور کج گردن ہی وہ آکر اسکی گردن کو جو ٹیڑھی ہی بالکل سیدھا کر دینگے سر تن سے خود
کھینچ لینگے سر و تن مین جدائی کر دینگے روح ایسی جلد قبض کر لینگے کہ آپ کے روبرو سبکو حیرت ہوجائیگی
اب کوئی دم کی اسکی زندگی ہی مین تو ابھی سے اسکو مردہ تصور کرتا ہون ہرمز و فرامرز نے جواب دیا او
بختیارک ارے کیا دیوانہ ہوگیا ہی کیا بیہودہ باتین بک رہا ہی کیسی گرد اور کیسی ملک الموت کی
آمد ہم تیری اس تقریر بیہودہ کو نہین سمجھے اسنے عرض کیا خداوند میری تقریر بلیغ ہی صاحبان علم کچھ کچھ
سمجھ لیتے ہین خیر آپ کی خاطر سے اب اس تقریر کی ہندی کی چندی کرتا ہون ذرا بگوش دل سنیے یہ گرد جو بلند
ہوتی ہی یقین ہی کہ آمد آمد حمزۂ صاحبقران اور لندھور بن سعدان کی ہی معہ فوج گران اپنے ہمراہ لیے ہوے
جلد تر اس طرف کو آرہے ہین جب وہ یہان آجائینگے تو امیر باتوقیر طیمور کج گردن سے مقابلہ کرکے
اک آن واحد مین اسکو قتل کرکے واصل جہنم کر دینگے اسی وجہ سے مین اسکو ابھی سے مردہ تصور کرتا ہون ہرمز
و فرامرز نے کہا تو بالکل جھوٹ اور فضول بک رہا ہی خداوند اس قول مین مجھکو کماحقہ جھوٹا کرینگے ہماری
بات یاد رکھنا بختیارک نے جواب دیا خیر یا تو مجھے سچا کرینگے یا جھوٹا کرینگے جو کچھ ہوگا وہ پیش نظر آجائیگا
اس وقت ملاحظہ کیجیے گا ادھر تو بختیارک یہ کہکر خاموش ہوا ادھر طیمور کج گردن بھی گردن اپنی زیادہ
ٹیڑھی کرکے جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال قتل بہمن کوہستانی نہ رہا قاسم بھی سمت گرد و غبار
دیکھنے لگا اور ایسا دیکھنے مین محو ہوا کہ صف لشکر سے نکلنے مین تامل کیا ابھی مردمان ہر دو لشکر جانب گرد و
غبار دیکھ ہی رہے تھے کہ دفعتاً ہوا سے وہ گرد و غبار دفع ہوا اب جو سب نے دیکھا تو امیر باتوقیر اور لندھور
اور مالک اژدر اور دیگر سرداران لشکر ہمراہ امیر معہ فوج کثیر بصد عجلت چلے آتے ہین بختیارک نے
ہرمز و فرامرز کو جھک کے نہایت ادب کے ساتھ تسلیم عرض کی اور کہا کیون خداوند نعمت دیکھا آپنے
ملک الموت طیمور کج گردن کے تشریف لائے یا نہین اب اسکی قبض روح ہونے مین کیا آپ کو تامل ہی

اور اگر یقین قبض روح کرنے کا نہین ہی تو خیر یہ بھی دیکھ لیجیے گا میرا حکم لگا ہی نجومی کی میرے آگے کچھ حقیقت نہین ہی وہ کیا ستارون کی گردش دیکھکر بتائے گا جو مین اپنی عقل کے زور سے بتاتا ہون ہرمز و فرامرز نے جواب دیا تو بد باتون کے بارے مین سچے حکم لگاتا ہی کبھی ہماری بہبودی کے بارے مین کوئی سچا حکم نہین لگاتا ہی تیری زبان قطع کرنے کے لائق ہی ابھی بختیارک نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے جملہ سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد جاو اور امیر کشور گیر کا استقبال کرو اور اُنکو بصد تکریم و تعظیم لشکر مین لاؤ چنانچہ بموجب حکم سب سردار گئے اور استقبال کرکے امیر کشور گیر کو لشکر مین لائے ہر سرداک سردار نے مزاج پرسی کی امیر کشور گیر نے فرمایا شکر ہی اللہ تعالے کا اچھا ہون یہ فرماکر بادشاہ لشکر اسلام سے باادب تسلیم کرکے پوچھا یہ سردار لشکر کفار کا کب سے مقابلہ کر رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے تمام حال اُسکی لڑائی کا شروع سے آخر تک من وعن بیان کیا امیر کو اُس کیفیت کے سننے سے از حد غصہ آیا فوراً اپنا مرکب تیز رفتار بڑھا کر اجازت جنگ بادشاہ سے لیکر طیمور کج گردن کے سامنے گئے اور بہمن کوہستانی سے کہا ای بہادر تو اب لشکر مین جا حال تیرا بہت ابتر ہی زخم تیرے سر پر کاری لگا ہی وہ بہادر تسلیم کرکے ادھر لشکر کی طرف چلا اُدھر امیر نے اُس سے کہا او نابکار اب مجھ سے مقابلہ کر تو نے میرے لشکر کے تین سردارون کو زخمی کیا ہی مجھے بھی جوہر شمشیر دکھا اُسنے کہا مین تو تمھارا ہی جویان تھا تمکو میرے روبرو تمھاری قضا کشان کشان لاتی ہی یہ کہکر برائے زور آزمائی اُسنے اپنے مرکب تیز رفتار کو دوڑایا امیر نے بھی مرکب کو اپنے جولان کیا جب لگا ور ہوتی سب نے دیکھا کہ چھہ قدم مرکب طیمور کج گردن کا پیچھے ہٹ گیا اور اشقر دیوزاد اپنی جگہ پر رہا طیمور کج گردن مذکور نے برہم ہوکر مرکب کو آگے بڑھا کر نعرہ کرکے کہا ای حمزہ صاحبقران ہوشیار ہو جاو کہ قضا تمھاری سر پر آتی ہی یہ کہکر وہی تیغہ بقوت تمام سر امیر پر مارا امیر نے فوراً سپر پر تیغہ کو روکا پھر امیر نے تیغ آبدار اُس پر سپر لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخر کار امیر نے نعرہ کرکے فرمایا او نابکار ایکی مرتبہ تو میری تلوار کو روک لے تو جانون مین کہ تو مرد بہادر ہی اُسنے جواب دیا اچھا لگائیے امیر نے تلوار اُٹھا کر ضرب سر کا دھوکا دیکے کمر پر اُسکے ایسی تلوار لگائی کہ وہ نابکار دل افگار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر لشت فرس سے گرا امیر نے نعرہ تکبیر بلند کیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین کا بلند ہوا بختیارک رفیدہ اپنے سر کا اُچھال کر میدان جنگ خوشی سے ناچنے لگا اور کہنے لگا واہ رے میرے سچے قلم اور واہ ری میری زبان صدق بیان ہائے کوئی میرا قدردان نہین ہی یہ کہکر ہرمز اور فرامرز کو پھر دوبارہ جھککر تسلیم عرض کی اور کہا کیون خداوند جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اب مین سچا ہون یا آپ سچے ہین بختیارک کی تقریر سنکے ہرمز و فرامرز نے جواب دیا او نالائق خاک تیرے منہ مین بیشک جو تو نے کہا تھا وہی ہوا لاریب تیری زبان لائق قطع ہی ابھی ہرامرز یہ کہ رہے تھے کہ افسران لشکر طیمور کج گردن تمام اپنی ماتحت سپاہ ہمراہ لیکر بڑھے اور حملہ امیر پر کیا اور چاہا کہ امیر کو قتل کرین امیر دلیرانہ اُن سب سے لڑنے لگے اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی تھوڑی فوج اور ایک سردار کو اشارہ کیا وہ فوج لیکر قریب امیر کے جاکر کفار سے لڑنے لگا اُس وقت ہرمز و فرامرز نے اپنی تمامی فوج کو حکم دیا کہ آج حملہ کرکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی حمزہ صاحبقران کو قتل کرڈالو بموجب حکم تمام فوج بڑھی اور سرداران نوواردبھی اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ہمراہ لیکر بڑھے اور

شریک جنگ ہوئے ادھر سے بادشاہان لشکر اسلام بھی کل فوج کو ہمراہ لیکر آگے بڑھے یہانتک کہ قریب
امیر پہونچکر کفار سے آمادہ جنگ ہوکے سرداران لشکر وغیرہ باشارہ بادشاہ کفار سے لڑنے لگے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی مثل صرصر میدان جنگ مین تلوار چلنے لگی سرہاے مردمان سیاہ جانبین مانند برگ ہاے
خزان دیدہ کے ہواے تند و گرم تیغ ہاے تیز سے اشجار تن سے جدا ہو کر گرنے لگے گھوڑون کی گشت
سے گرد و غبار بلند ہوا تیغ قضا بحکم باغبان جہان برابر نخلہاے قامت مردم کاٹ کر گرانے لگی شاخین یعنے دست
و پا قلم ہونے لگے درختان قامت مردمان سیاہ جانبین باد سموم تیغہاے آتشبار سے خشک ہونے لگے جس
نخل قامت پر سر نہ تھا وہ بے ثمر نظر آتا تھا اور جسکے دست و پا کٹے ہوئے تھے وہ شاخہاے بریدہ تھا نہال
قامت آب تیغ سے سینچا جاتا تھا جوانان گلرخسار پر خزان آنے لگی ہواے گرم تیغ آبدار سے مثل گل
صد چاک ہو کر مرجھا مرجھا کر گرنے لگے موسم بہار ہر دو لشکر کا نشان نرہا خزان کا گذر ہوا باغ ہاے ہر دو
لشکر مین بعوض انہار دریاے خون جاری ہوے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار جابجا ہونے
لگے کئی کوس کے حلقہ مین لڑائی ہونے لگی نقیبان خوش آواز اور کڑکیت بآواز بلند اس طرح پکار پکار کر
جوانان شمشیر زن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے بہادرو واہ واہ آج تم اس طرح لڑ رہے ہو کہ ہم تمہاری تعریف
کر نہین سکتے اگر اس وقت رستم پہلتن اور زال و سام اور سہراب و افراسیاب وغیرہ دلاوران ایران و
توران یہان ہوتے تو البتہ وہ تمہاری اس لڑائی کی داد دیتے ہمنے ایسی لڑائی کبھی زیر فلک نہین
دیکھی ہی اور نہ اب دیکھین گے بلکہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی اور تا قیامت نہ دیکھیگا ابھی نقیب
اور کڑکیت جوانان لشکر جانبین کو اور زیادہ لڑنے پر آمادہ کر رہے تھے یکایک جانب صحرا سے غبار
عظیم نمایان ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے کفار خیال کرنے لگے کہ شاید ہماری مدد کے واسطے
کوئی سردار لشکر کثیر لیے ہوے آتا ہی وہ تو اس خیال خام تھے کہ ناہ ہواے تند سے غبار دور ہوا اب جو
دیکھا تو دس بارہ لاکھ فوج کی جمعیت سے جوگان بن حمزہ صاحبقران اور کرب غازی اور شہریار
چوطوق بہرام صحرانشین اور مہران تاجدار اور سلطان زرین حصار اور فاخر اور فتاح پلنگینہ پوش وغیرہ بعجلت تمام نہایت
شان و شکوہ سے آتے ہین اہل اسلام انکو دیکھکر بہت خوش ہوے ہرمز و فرامرز کو ان سب کے آنے
کا صدمہ ہوا لیکن اپنے دل مین کہا کہ یا آج ہم نہین یا حمزہ صاحبقران نہین یہ تصور کرکے متوجہ طرف جنگ
کے ہوے اور سرداران موصوف نے دور سے دیکھا کہ غضب کی تلوار چل رہی ہی بارش پیدرپی تیرون کی
ہو رہی ہی کمانین ہزار ہا کڑک رہی ہین سیاہ ڈھالون کا ابر چار و نطرف سے اٹھا ہوا ہی گرز ہاے گران سر بلند ہین
اور سرہاے حریفان پر ہم نبرد انکے مار رہے ہین وہ پیوند خاک ہو رہے ہین سنان ہاے نیزہ مثل
تیر شہاب چمکتے ہین اور دل و صدر اعدا کے پار گذرتے ہین پہلوانون اور بہادرون کے نعرے بلند ہین
چقاچاق خنجر کی صدا آتی ہی برق سحر ہر جگہ چمک رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی ہزارون بلکہ لاکھون کشتے زمین پر
پڑے ہین جو زندہ ہین وہ زخمی ہین وہ کراہ رہے ہین کوتل گھوڑے میدان جنگ مین دوڑ رہے ہین نعرہ امیر
کی کبھی آواز آتی ہی کبھی نعرہ بدیع الزمان کی صدا آتی ہی گاہ نعرہ قاسم کی آواز آتی ہی کبھی اور سرداران
نامی مثل لندھور اور مالک اژدر وغیرہ کے صدائے نعرہ کی گوش زد ہوتی ہین اور ایک بحر ذخار خون
کشتگان کا عرصہ نبرد مین جاری ہی دس بارہ کوس کے حلقہ مین گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی اہل اسلام ہرچند

دلیرانہ لڑ رہے ہین ہزارون کو قتل کر رہے ہین لیکن کفار پس پا نہین ہوتے ہین بلکہ آگے ہی بڑھنے کا
خیال کرتے ہین نقیب اور کڑکیت جوانون کے لڑینگے تعریف کرکے اور زیادہ اُنکو جوش شجاعت دلا رہے
ہین کفار بھی اس طرح لڑ رہے ہین کہ کبھی اس طرح دلیرانہ اہل اسلام سے نہ لڑے تھے خواجہ
عمرو بھی نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے معہ ایک لاکھ چھتیس ہزار یا کم و بیش عیارون کی جمعیت سے
عجب طرح سے لڑ رہے ہین اور لوٹ رہے ہین کہ کبھی تو گوپھن مین تیر رکھکر کفار پر مارتے ہین کبھی
بیٹھکر خنجر سے پالٹ کا ہاتھ مارکر کفار کے پاؤن قلم کرتے ہین جب کفار زمین پر گرتے ہین اُنکی کمر مین
ٹٹول ٹٹول کر جو کچھ روپیہ اشرفی پیسہ کوڑی ہوتا ہے لیکر نذر زنبیل کرتے ہین اور کپڑے اُنکے اُتار کر
ایک بڑی اور سڑی ہوئی لنگی اُنکے باندھ کر اُنکے لباس کو بحسرت دیکھکر آہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ
لباس دس پندرہ روپیہ مین بنا ہوگا افسوس خون سے یہ جامہ لباس رنگین ہوگیا اب تو اسکی قیمت بالکل گھٹ
گئی لیکن پھر بھی بہت بیش قیمت ہے یہ کہکر ہر ایک سپاہی اور افسر کا لباس نذر زنبیل جلدی جلدی کرتے
جاتے ہین اور جہان جہان ٹکڑے تلوارون کے اور نیزے ٹوٹے ہوے اور خنجر ٹوٹے ہوے
اور دیگر آلات حرب و ضرب شکستہ اور غیر شکستہ پاتے ہین اُنھین اُٹھاکر نذر زنبیل کرتے جاتے
ہین اور کہتے ہین کہ خواجہ عمرو داشتہ آید بکار کبھی اس لوہے کے جوڑوے لینگے خواجہ عمرو کی تو یہ حالت
تھی جو لکھی گئی اور جملہ عیار بھی گوپھن اور حقہ ہاے آتشبازی اور کمندین کفار پر مار رہے ہین نیمچون اور
خنجر سے بھی لڑتے ہین لوٹ بھی جاتے ہین خواجہ عمرو اُنکی طرف دیکھ رہے ہین اور کہتے ہین کہ او ناخلف تو
ہین نے دیکھا کہ تمنے اس افسر کی کمر سے کچھ نکالا ہے بتا دکیا ہے وہ کہتے ہین کچھ بھی نہ تھا خواجہ عمرو
کوڑا انکا لکر مارنے پر آمادہ ہوتے ہین وہ ڈر کر بھاگ جاتے ہین غرض خواجہ عمرو اور جملہ عیاران
لشکر اسلام بھی خوب لڑ رہے ہین قیامت برپا کر رہے ہین جوانان لشکر کفار پریشان ہین کہ نہین
معلوم ہمارے پیر کون کاٹ دیتا ہے ہم دھڑ سے گر پڑتے ہین اُنکا دنا گہانی دوچار ہوتی ہے اور حقہ ہاے
آتشبازی اور تیر و تفنگ اور حلقہاے کمند اور تیر وغیرہ سے سخت عاجز ہین لیکن قدم معرکہ سے نہین ہٹاتے
ہین آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہین اور باہم پکار پکار کہتے ہین کہ اے بھائیو یا تو تم سب کے سب
آج مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہی ہو جاؤ یا ان سب مسلمانون کا نام و نشان صفحہ روزگار سے مٹا دو
خصوصاً حمزہ صاحبقران اور اُسکے سرداران لشکر کو تو ضرور ہی قتل کر ڈالو کیونکہ اُنھون نے زیادہ
سرکشی کی ہے اور بہت ظلم کیا ہے ہمارے خداوندون کو بُرا کہتے ہین اور معبد ہمارے جہان پاتے ہین
کھود ڈلواتے ہین ہمارے خداوندون کو جو بولتے چالتے ہین یا تو اُنکو پکڑ کرلے جاتے ہین یا اُنکو قتل
کرتے ہین یا مار کر بھگا دیتے ہین وہ ترس اور رحم کرکے غضب و قہر نازل نہین کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ یہ ہمارے بندے بے ادب ہین اور جاہل ہین ہم اُنکو کیا سزا دین یہ کہکر بھاگ جاتے ہین کیونکہ مسلمانون
کے سایہ سے نفرت کرتے ہین علاوہ اسکے ہمارے اور تمھارے دشمن جان و ایمان ہین انکو زندہ
رکھنا اچھا نہین ہے اگر آج خداوندون کی مدد سے اُنکو ہم اور تم قتل کر ڈالینگے تو بہت بڑا اجر
پائینگے سب خداوندگر ہونے دو سو مین بہت خوش ہونگے یہ کہکر وہ حملہ سخت اہل اسلام پر کرتے ہین
اور دلیرانہ نعرے کرکے مثل شیر غضبناک اہل اسلام کو روباہ جانکر حملہ کرتے ہین سرداران موصوف الصدر

یہ حال جنگ وجدال دیکھکر اور تقریر سب کی سُن کے بے اختیار بعجلت تمام آگر خسر یک لشکر امیر ہو کر کفار
سے بہ تیغ و تبر و نیزہ و گرز لڑنے لگے اب اور زیادہ جنگ کو ترقی ہوئی اہل اسلام نعرے کرکے اور کفار
کو تہ تیغ کر کے آگے بڑھنے لگے بے دین پسپا ہونے لگے افسران لشکر کام آنے لگے علمدار سپاہ کفار
زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگے ہر چند جمشید تاج بخش اور فرہاد چشم اور مسلسل آہن قبا اور ہرمز و فرامرز
اور کرم گیت کفاران بیحیا کو آمادہ جنگ کر کے آگے بڑھنے پر آمادہ کرتے تھے مگر وہ کثرت لشکر اسلام
اور شجاعت اہل اسلام سے خائف ہو کر پیچھے ہی ہٹتے تھے اب ناظرین عالیوقار و نکتہ شناسان نامدار کی خدمت عالی
مین یہ خاکسار تصدق حسین مولف دفتر ہذا التماس کرتا ہی کہ صاحب دفتر نے لڑائی کو نہایت طول کے ساتھ
تحریر کیا ہو اگر یہ ہیچمدان بھی اُنکی تحریر کے موافق لکھے تو کئی جز دن یہ لڑائی لکھی جائے کیونکہ یہ جنگ
عظیم ہو چونکہ اس کمترین کو طول دینا منظور نہین محض اس وجہ سے مختصر طور پر لکھا ہو کہ جب کفار پیچھے ہٹنے لگے
اور اہل اسلام دلیرانہ آگے بڑھنے لگے اُس وقت عین گرمی جنگ مین ثریا شاہزادہ زنگبار نے نعرہ کر کے
تیغ آبدار سے جمشید تاج بخش کو قتل کیا اور کرب غازی نے فرہاد چشم کو نیزہ سرتیز سے ہلاک کیا اور
چوگان نے مسلسل آہن قبا کو ضرب گرز گران سر سے پیوند خاک کیا قاسم نوجوان نے خاقان گردون اساس کو
بلارک افراسیاب سے زخمی کیا اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے علمدار لشکر ہرمزادہ فرامرز کو تیغ تیز
سے دو ٹکڑے کیا اور علم زنگاری سپاہ کفار کو سرنگون کیا سلطان سعد نے شمشیر آبدار سے ہرمز کو زخمی کیا
جب ہرمز زخمی ہو کر زمین پر گرا اور سرداران لشکر کفار کہ جنکے نام درج کیے گئے ہین قتل ہو چکے مردمان لشکر
کفار نے بیدل ہو کر شکست فاش کھائی اور بے اختیار میدان جنگ سے بھاگے اُس وقت فرامرز نابکار
نے بہ عجلت تمام اپنے بھائی ہرمز کو زمین سے اُٹھوا کر اور مرکب پر سوار کرکے خاقان گردون اساس
کو زخمی تھا اُس سے پوچھا کہ اب لشکر کے تو پاؤن اُٹھ گئے شکست فاش ہوئی اہل اسلام دلیرانہ آگے
بڑھتے چلے آتے ہین بھائی ہمارے زخمی ہو چکے ہین چارون سردار جو برائے مدد آئے تھے وہ بھی مارے
گئے ہمارے لشکر کا گویا خاتمہ ہی ہو گیا ہو جو سپاہ باقی ہو وہ بھاگی جاتی ہو ایسی حالت مین کیا کرنا چاہیئے
اُسنے جواب دیا کہ میرے نزدیک مناسب ہی کہ آپ بھی بھاگین ورنہ قتل ہو جائیے گا اُسنے جواب دیا
کہ بھاگنا تو ضرور ہی لیکن یہ بتاؤ کہ اب بھاگ کر کہان جاؤن اگر یہان قیام پذیر ہوتا ہون تو یقینی اہل اسلام
مجکو اور میرے بھائی کو قتل کر ڈالین گے یا گرفتار کرینگے اُسنے جواب دیا آپ باما نوران کی طرف
روانہ ہوجیے وہان یقین ہو کہ آپ کی جان بچے گی اور اگر امیر مع سپاہ وہان بھی آئینگے تو سامان جنگ کے
مقابلہ کیا جائیگا فرامرز نے خاقان کی تقریر سن کے بختیارک کی طرف دیکھا اُسنے عرض کیا حضور میرے
بھی نزدیک باما نوبران کی جانب بھاگنا بہت مناسب ہی جلد بھاگیئے دیکھیے صاحبقران مع سرداران
لشکر اور سپاہ کے چلے آتے ہین چلیے بھاگیے دیر نہ لگائیے ایسا نہو کہ آپ اُنکے ہاتھ آجائین تو قیامت برپا
ہوجائے سارا حوصلہ دل کا دل ہی مین رہ جاوے فرامرز و ہرمز اپنے بھائی زخم خوردہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مع بختیارک اور خاقان گردون اساس اور باقی ماندہ لشکر کے جانب بامان وران بھاگا امیر نے
تھوڑی دور تک اُسکا تعاقب کیا بعد ازان سب کو روکا اور ہرکارون سے فرمایا دریافت کرو اور خبر
لاؤ کہ ہرمز اور فرامرز بھاگ کر کہان گئے ہین ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوئے ادھر اہل اسلام نے

خیام و بارگاہ اور مال و اسباب لشکر کفار کا لوٹ لیا امیر مظفر و منصور ہوکر نہایت خرم و شادمان اُس جگہ سے مع بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ جانب بارگاہ روانہ ہوے بعد قطع راہ مردمان لشکر تو قیام گاہ پر ٹھہرے اور مرکبون سے اُتر کر صلاح جنگ تنون سے دور کر کے اپنے اپنے خیمہ مین قیام پذیر ہوے لیکن امیر باتوقیر مع جملہ سرداران لشکر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سلطان سعد تخت پر رونق افروز ہوے امیر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوے پھر جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے جب سب دربار مین بیٹھ چکے امیر نے سلطان سعد سے دست بستہ عرض کیا دل چاہتا ہی کہ ہرمز و فرامرز کے شکست کھا کر بھاگ جانے کا جشن ہو کیونکہ آج دل باغ باغ ہی سلطان موصوف نے فرمایا بہتر تو ہی امیر باتوقیر نے اشارہ اور اجازت بادشاہ لشکر اسلام پاکر حکم دیا کہ بزم طرب آراستہ کی جاے اور نازنینان خوبرو آکر رقص و نغمہ کرین ساقیان گلرخسار شراب ناب پلائین بمجرد حکم ملازمون نے بارگاہ ہشامی مین ایسی بزم عشرت آراستہ کی کہ نہ کسی نے آنکھ سے کبھی دیکھی تھی نہ کسی کان نے کبھی سنی ہی گو بزم جمشیدی مشہور ہی لیکن اس بزم کے روبرو بزم جمشید کی کچھ حقیقت نہ تھی جب بزم عشرت آراستہ ہو چکی اور حکم امیر سے سب مقتولان لشکر اسلام دفن ہو چکے ہنگام شب حمزہ صاحبقران ہمراہ رکاب سلطان سعد مع جملہ سرداران لشکر کے بزم مذکور مین گئے بادشاہ موصوف تخت پر رونق افزا ہوے امیر باتوقیر اور جملہ سردار علے قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے بادشاہ اور امیر باتوقیر آرائش و زینت و آراستگی بزم پر نظر کر کے نہایت خوش ہوے پھر ملازمون کو جنھون نے وہ بزم آراستہ کی تھی انعام کثیر دلوایا بعدا سکے اشارہ بادشاہ لشکر سے ساقیان گلعذار کو مع کشتیون شراب کے طلب کیا وہ بموجب حکم کشتیان شراب ناب کی لیکر بزم مین آئے اور اہل بزم کو ساغر بلورین مین شراب ناب پلانے لگے جب سب شراب پی چکے کشتیان مے کی اُٹھا کر لے گئے بعد اُنکے جانے کے موافق حکم ایک نازنین مہ جبین تیرہ چودہ برس کی نہایت خوب صورت رنگین لباس پہنے ہوے زیور طلا و نقرہ سے خوب اعضا کی زینت کئے ہوے مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی سازندون نے اور نازنین پری چہرہ نے بادشاہ اور امیر کشورگیر کو آداب و مجرا کیا بعدہ سازندون نے اپنے ساز درست کیے اور سازون کو بجانے لگے نازنین پری پیکر رقص کرنے لگی تا دیر رقص کر کے اُس نے یہ غزل شروع کی۔

بسکہ پردہ نشین ہو مرے ہین | موت سے آنکہ ہی حجاب ہمین
شب فرقت مین خاک چھیکے ہم | یاد ہی چشم نیم خواب ہمین
دم مرکے ہی بہشت مین تو کوئی | اُسکے گھر لیچلو شتاب ہمین
کسکے زلفون کی بو نسیم مین ہی | ہی بلا آج پیچ و تاب ہمین
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس | موت نے بھی دیا جواب ہمین

عشق نے یہ کیا خراب ہمین | کہ ہم اپنے سے اجتناب ہمین
کیسی حسرت ہی اے سکندر جی | دیکھیے ہی دیدہ حباب ہمین
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا | اس ستمگر نے انتخاب ہمین
غیر سے ہی وہ گرم صحبت مے | کیون نہ غیرت کرے کباب ہمین
غیر کے واسطے نہو بیتاب | طعنہ دیتا ہی اضطراب ہمین
اے تپ ہجر دیکھ موت ہی | ہی حرام آگ کا عذاب ہمین

جب یہ غزل نازنین مذکورہ نے بناز و ادا گائی اہل بزم خوش ہوے اور بہت کچھ تعریف کی پھر اُسی نازنین موصوف سے اہالیان محفل نے فرمایش کی کہ ایک غزل اور اسی لب و لہجہ سے سنا کیے اہل بزم کے دل کو شاد کیجے نازنین مسطورہ نے فی الفور یہ غزل گنگنا کے گانا شروع کی غزل

یہ دیکھ آئے ہین منہ جب سے عشق اونکا | بہت دماغ بڑھا ہی ہمارے نالون کا | گذر جو ہوگا فلک پر ہمارے نالون کا

ضرور دل یہ ہلا دینگے عرش والون کا
لیے جو مین نے شب وصل بوسے اس شوخ کے
اثر نے آج دیا ساتھ میرے نالون کا
ترے سکوت نے روز وصال ای مہرو
پڑے جو سایہ ترے لمبے لمبے بالون کا
بتا تو کون جری ہمسا ہو زمانے مین
چراغ زیست سرِ شام گل ہو کالون کا
اگر کرو دلِ صد چاک کا مرے شانہ
اگر یہ بانی ہے میرے دل کے چھالون کا

سُنا ہی حال جو اُڑتا سا میرے نالون کا
عجیب رنگ ہوا گورے گورے گالون کا
رہ طلب مین جو تھکتے ہین نالہ کرتے ہین
جواب خوب دیا ہی مرے سوالون کا
فقیر مست ہون تحمل ہی مجکو کافی ہی
کہ وارستے ہین تیری مژہ کے بھالون کا
ہمارا خون ہو گر کچی خلش مین کرو
زیادہ اور ہو گھونگھر تمھارے بالون کا
وہ گلعذارون کا مجمع ہی یاد ای آخگر

دہل گیا ہی کلیجا ستانے والون کا
وہ دونون ہاتھون سے تھامے کلیجا آتے ہین
عصائے راہ ہی یہ ہم شکستہ حالون کا
جناب خضر کی ہوجائے اور عمر دراز
نہ بوجھ اُٹھیگا منعم ترے دوشالون کا
جو سامنا تری زلفِ سیاہ کا ہوجائے
یہ ہر قدم پہ ہی کانٹون سے تول چھالون کا
روانی آپ کے پیکان مین تیغ کی جائے
وہ سیر نہر کی میلا وہ پھول والون کا

جب یہ غزل نازنین ختم کر چکی تو اسی طرح بہت سی نازنینان گلرخسار تین روز تک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کیا تین بعد تین روز کے بزم عشرت موقوف ہوئی اور وجہ موقوف ہونے کی یہ ہوئی کہ امیر اور بادشاہ لشکر وغیرہ سب بزم مین بیٹھے ہوئے رقص و نغمہ نازنینان خوبرو خوش گلو سے لطف زندگی اُٹھا رہے تھے کہ یکایک چند ہرکارے غبار مین آلودہ اور پسینے مین غرق حاضر ہوئے اور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو مجرا اور تسلیم کرکے بعد بجا لانے مراتب فدویت کے اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ عالی جاہ و ای امیر کشورگیر ہم موجب حکم گئے تھے ہرمز و فرامرز و بختیارک کے حال سے بخوبی ماہر ہوکر حاضر ہوئے ہین یہ نابکار ریبان سے بھاگ کر جانب ہامان دران روانہ ہوئے ہین ان انکا کوئی معین و مددگار ہی یہ کہکر بزم عشرت سے چلے گئے بادشاہ نے جانب امیر دیکھا امیر سمجھ گئے اور حکم کیا اب بزم عشرت موقوف کی جائے کیونکہ جبتک ہرمز و فرامرز مسلمان نہونگے یا قتل نہونگے جبتک ہم انکے تعاقب سے اور جنگ جدال سے باز نہ آئینگے چونکہ اب وہ ہامان دران کی طرف گئے ہین ہم بھی مع لشکر جلدی اُس طرف روانہ ہونگے جب امیر نے باشارہ بادشاہ لشکر اس طرح فرمایا بزم عشرت موقوف ہوئی نازنینان خوبرو کو انعام کثیر دیکر رخصت کردیا اور حکم امیر سے سامان ہا بانوران کے چلنے کا ہونے لگا پہلے پیش خیمہ بہمراہی پہلوان عادی روانہ گیا بعد درستی سامان بادشاہ لشکر اور امیر باتوقیر مع اپنے تمامی سرداران لشکر اور کل فوج کے بصرہ طرف ہامان دران کے روانہ ہوئے بعد قطع کرنے چند منازل کے ایک روز امیر باتوقیر مع بادشاہ لشکر سلطان سعد وغیرہ کے سوے ہامان دران چلے جاتے تھے لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب تھا ناگاہ امیر وغیرہ نے دیکھا کہ جانب صحرا سے غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے وہ غبار دور ہوا اب جو سب نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آتا ہی ہرچند اسکا چہرہ نقاب مین پوشیدہ ہی لیکن آثار اور انداز سے اُسکے ایسے پائے جاتے ہین کہ بہادر ہی اور کوئی شاہزادہ ذیوقار ہی اور ہمراہ اسکے جو سوار ہین وہ ہزارون بلکہ لاکھون مین چیدہ اور منتخب کیے ہوئے ہین ہر اک سوار مثل رستم پیلتن ہی سلطان سعد اور امیر کشورگیر وغیرہ نقابدار مذکور اور اُسکی فوج کو دیکھکر متعجب ہوئے ہنوز سب آمد نقابدار دیکھ رہے تھے کہ نقابدار مسطور آکر سد راہ ہوا اور نوہ کرکے کہا ای امیر کشورگیر مین نے سُنا ہی کہ آپ اور آپ کے سرداران لشکر بڑے شجاع و بہادر

ہین اور چونکہ مین نے بھی فن سپہ گری حاصل کیا ہی اور اپنی شجاعت پر مجکو بھی ناز ہی لہذا چاہتا ہون کہ مقابلہ کرون دلاوری
اپنی ظاہر کرون آپکو مناسب ہی کہ اپنے سرداران لشکر مین سے کسی کو اجازت دیجیے کہ مجھسے مقابلہ
کرے امیر نے آگے بڑھ کر پوچھا ای نقابدار تو بتا کہ تیرا نام کیا ہی اور ہمسے کیون لڑتا ہی باعث
جنگ کیا ہی اُسنے جواب دیا آپکو میرے نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی مردان عالم کا نام تیغ زنی
اور لب سوفار تیر اور کلہ گرز سے سر میدان اسقدر ظاہر ہوجاتا ہی کہ بہادر و شجاع ہی اور یہی کافی ہی اور
باعث جنگ جو آپ پوچھتے ہین اُسکا جواب یہ ہی کہ بہادر بہادرون سے لڑتا ہی دلاوری اپنی دکھاتا ہی اور لڑنے
اور جنگ کرنے سے لطف اُٹھاتا ہی مین بھی بہادر ہون مجکو بھی کمال شوق جنگ و جدال ہی اور اس میری
فوج مین بہت مخصص سوار ہین اور سب پہلوان ہین کہ انکو مین نے بقوت بازو زیر کیا ہی امیر اُس نقابدار
کی یہ تقریر سُن کے اُسی جگہ مقیم ہوے نقابدار بھی امیر کے لشکر سے ہٹ کر ایک میدان مین قیام پذیر
ہوا ہنگام شب بعد پڑھنے نماز مغرب و عشا کے اُسنے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صدائے
نقارہ رزمی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت نقارہ
رزمی لیکر دربار دُربار مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے بعد ادا کرنے ثنا و دعاے بادشاہی کے اسطرح
عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ ذیجاہ عالم پناہ اس وقت نقابدار بادلہ پوش نے اپنے لشکر مین نقارہ رزمی
بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ صبح کو میدان مین مع فوج آکر ملازمان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہی
بادشاہ نے فرمایا کہ ادھر ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاوے ہرکارے
مذکور بہ حکم بادشاہ لشکر سُن کے دربار کے باہر آئے خواجہ عمرو بھی اُنکے ہمراہ ہوے جب وہ مع
خواجہ نقارخانہ سلیمانی مین پہونچے نقارچی ہرکارون کے زبانی حکم بادشاہ سے آگاہ ہوے بموافق
دستور چند اشرفیان خواجہ کو نذر دیکر چوب اُٹھا کر بسم اللہ کہکر نقارہ جنگی پر لگائی جب ادھر اور اُدھر صدائے
صداے نقارہ رزمی و جنگی بلند ہوئی مردان ہر دو لشکر آگاہ ہوے کہ صبح کو حریفون سے میدان مین مقابلہ ہوگا
یہ تصور کرکے اُسی وقت سے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری
جنگ ہوئی جب صبح ہوئی اُدھر سے نقابدار بادلہ پوش اور ادھر سے بادشاہ لشکر مع امیر با توقیر وغیرہ
نماز سحر پڑھ کر تمام سپاہ و لشکر ہمراہ لیکر میدان جنگ مین آئے اُس وقت دونون لشکرون سے
بیلچہ بردار اور بیلدار بیلچے اور پھاوڑے لیکر نکلے اور جھاڑی جھنڈی کو کاٹکر خس و خاشاک
کو دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کرکے میدان جنگ سے چلے گئے اُس دم سے دونون لشکرون
سے مشکین پانی سے بھرے ہوے لیکر سقے نکلے اور اسی میدان نبردگاہ پر پانی چھڑکنے لگے جب وہ گرد و
غبار دور ہوگیا ادھر زمین خوب سرد اور تر ہوگئی سقے بھی اُس جگہ سے چلے گئے بعد جانے سقون کے
دونو لشکرون مین حسب دلخواہ ہر دو بادشاہان لشکر کے صف آرائی ہوے بعد صف آرائی کے دونون
لشکرون سے نقیبان خوش آواز نکلکر بیچ مین میدان جنگ کے آے اور جوانان ہر دو لشکر سے
مخاطب ہو کر بہ آواز بلند اس طرح کہنے لگے اور اُنکو اس طور سے آمادہ جنگ پر کرنے لگے کہ ای
دلاوران یکتاے روزگار و ای بہادران تہور شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا و مافیہا کو ایک روز فنا ہی
فقط ذات پروردگار کون و مکان کو بقا ہی نہ کوئی ہمیشہ زندہ رہا ہی اور نہ رہیگا ذرا غور کرو شاہان ذیجاہ

اور بادشاہان ذوالعزم جو تمسے پہلے گذرے وہ اب کہان ہین نام ونشان بھی اُنکی قبرون کا نہین ہی اور اگر
کچھ بادشاہون کی قبرون کا نشان بھی ہی تو اُنکو دیکھکر دل کو صدمہ ہوتا ہی اُنکا جاہ وجلال یاد آتا ہی اور شکستہ
قبرین اور کہنہ گنبد اُنکی قبرون کے دیکھکر رونا آتا ہی افسوس کیسے وہ خاک مین مل گئے ملک ومال چھوڑکر چلے
گئے علاوہ اسکے خیال کرو رستم واسفندیار سہراب وافراسیاب گیو اور بیژن زال وسام وغیرہ پہلوانان نامی ب
اب کہان ہین ہاے مرکر وہ خاک مین مل گئے کیڑے اُنکی زبانون اور اعضا کے گوشت کو کھا گئے
ہڈیان تک بھی اُنکی باقی نہین ہین ہزار حیف وہ ایسے مکان تیرہ وتاریک وتنگ مین جاکر مقیم ہوے کہ
زندگی مین کوئی شخص اُن مکانون مین جا نہین سکتا اور نہ وہ اُن مکانون سے نکلکر اپنے احباب واعزا
کے پاس آسکتے ہین یہ مقام عبرت کا ہی زندگی مین تو اُنھون نے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا قوت
وطاقت وشجاعت دکھائی مگر مرگ سے مجبور ہوگئے کہ بات تک کر نہین سکتے لاکھ اُنکو قبرون پر جاکر پکارو کچھ جواب
دے نہین سکتے ہرچند پہلوانان مذکور اور شاہان سطور سوے عدم گئے مگر آجتک بوجہ اُنکی عدالت اور
شجاعت کے لوگ اُنکو یاد کرتے ہین گویا وہ بوجہ ناموری کی زندہ ہین پس اگر انسان چاہے کہ ہم بعد
مرگ بھی مثل اُنکے گویا زندہ رہین تو نیک اعمال واطوار کرے اور وہ افعال کرے جس سے کہ بعد
مرنے کے بھی اسکو جو زندہ رہین یاد کرین شجاعت وبہادری دکھانا اور دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑنا یہ بھی
فعل نہایت خوب ہی لہذا تمکو مناسب ہی کہ آج سامنا حریفون کا ہی دلیرانہ لڑنا قدم حتی الامکان آگے بڑھانا
پیچھے ہٹنے کا خیال بھی دل مین نہ لانا مرگ سے نہ ڈرنا کیونکہ موت سے بھاگنا خلاف عقل ہی کوئی بھاگنے
سے موت سے بچ نہین سکتا اور اگر قضا کسی کی نہین آتی ہی تو کوئی اُسکو مار بھی نہین سکتا ہی خود قضا اُسکی
حکم خدا سے اُسکی حفاظت کرتی ہی دیکھو ہرگز ہرگز تم ہمارے خلاف کہنے کے عمل نکرنا ورنہ روبرو بہادرون
کے ذلیل ورسوا ہوگے اور نمک حرام مشہور ہوگے نقیبان مذکور یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے
دلیرانہ ہردو لشکر جان دینے اور مرنے اور لڑنے پر آمادہ ہوے لیکن سب کے پہلے مرکب اپنا
نقابدار بادلہ پوش نے صف لشکر سے نکالا اُس وقت اُسکے لشکر مین باجے جنگی بجے نقابدار
موصوف بیچ مین میدان جنگ کے آیا اور میدان مین آکر مرکب کو روکا کر امیر سے مخاطب ہوکر کہنے
لگا اے امیر با توقف کسی جری کو میرے مقابلہ کے واسطے روانہ کیجیے اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے
فرمایا اے امیر کسی کو براے مقابلہ بھیجیے امیر نے اپنے دست چپ کی طرف دیکھا اُسوقت افضل تاتاری
ہواخواہ قاسم مرکب کو مہمیز کرکے صف لشکر سے نکلا اور امیر اور بادشاہ لشکر سے اجازت جنگ
لیکر روبرو نقابدار بادلہ پوش کے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے بغیر زور آزماے یعنی نگاہ ورسکی ناتوان
و کم قوت جان کے تیغہ آبدار کھینچکر خبردار خبردار کہکر مرکب کو آگے بڑھاکر سر فضل تاتاری پر مارا اُسنے فوراً
سپر اُٹھائی ناگاہ پاؤن اُسکے مرکب کا ایک موش خانہ مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا اُسی حال مین ہاتھکو
رکی ہوئی تیغہ مذکور سر پر پڑہی گیا اور تا دو ابرو اُتر آیا فضل نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن
زخم سر سے خون اس کثرت سے نکلا کہ فضل نے سر اپنا بوجہ ضعف کے ہرنے پر رکھ دیا اُس وقت
امیر نے باشارہ بادشاہ لشکر نے پھر اپنے دست چپ کی طرف دیکھا اُسی مرتبہ افضل تاتاری نے موافق
قاعدہ میدان جنگ مین آکر مقابلہ کیا اُسکو بھی نقابدار نے زخمی کیا کہانتک لکھا جاے کہ شام تک

تئیس سرداروں کو کمین دست چپ اور دست راستی بھی سینے زخمی کیا دو ایک سردار تو اس طرح زخمی ہوئے
کہ انکے گھوڑے کا پاؤں موش خانہ مین جا تا رہا جبتک وہ گھوڑے کو سنبھالین تیغہ سر پر پڑ گیا اور زخمی
ہوئے اور باقی سرداروں کو دلیرانہ تادیر لڑکے زخمی کیا وقت شام طبل بازگشت بجوا کر جنگاہ سے
چلا گیا ادھر امیر اور بادشاہ لشکر اسلام اپنی تمام فوج کو ہمراہ لیکر قیام گاہ لشکر پر آئے مردمان لشکر تو اپنے
خیام مین مقیم ہوئے لیکن امیر اور بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران سپاہ بارگاہ سلیمانی مین گئے بادشاہ لشکر
یعنی سلطان سعد تخت پر رونق افروز ہوئے امیر اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
بعد بیٹھنے کے امیر نے بادشاہ لشکر اور جملہ سردار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج اس نقابدار بادلہ پوش
نے نہایت دلیری اور شجاعت دکھائی ہی مجکو اس نقابدار سے اک الفت ہی کیونکہ آواز اسکی
مشابہ آواز قباد شہریار سے ہی اسی وجہ سے مین نے خود اس سے جاکر مقابلہ نہین کیا اور نہ کسی سردار
نامی کو اسکے مقابلے کے واسطے بھیجا کہ مبادا یہ قتل ہو جاوے اور بعد ازان معلوم ہو کہ یہ فرزند ارجمند
قباد کا ہی تو بہت ملال ہو بادشاہ لشکر نے فرمایا لاریب اس نقابدار کی آواز قباد شہریار کی سی ہی ہماری
یہ رائے ہی کہ خواجہ عمرو کو روانہ کیجیے وہ جاکر ایسی کوئی عیاری کرین کہ نام اس نقابدار کا اور حسب و نسب
اسکا دریافت کرین یہ فرماکر بادشاہ خاموش ہوئے سرداران سپاہ نے بھی تائید ارشاد بادشاہ
کی امیر قباد شہریار کو یاد کر کے اور آبدیدہ ہو کر خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ تم نقابدار بادلہ پوش
کے لشکر مین جاؤ اور اسکے نام و حسب و نسب سے باخبر ہو کر مجھے خبر دو خواجہ عمرو نے عرض کیا ای
امیر مین اسکے لشکر مین جاتے ہوئے ڈرتا ہون نقابدار نہایت شجاع و غصہ ور ہی مبادا وہ مجھے پہچان
جاوے اور قتل کر ڈالے تو مفت میری جان بھی جاوے اگر آپکو اسکے حالات سے آگاہ ہونا منظور ہی تو اور کسی
عیار کو روانہ کیجیے امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو تم ہی جاؤ اگر خبر خوش لاؤ گے تو ہم تمکو بھی خوش
کرینگے زر کثیر دینگے خواجہ عمرو نے زر کثیر کے لالچ سے عرض کیا مین آپ کا ارشاد بجا لاؤنگا آج ہی
شب کو جاؤنگا یہ عرض کر کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر باہر آئے اور صورت اپنی ایک می فروش
کی بنا کر چند بوتلین مے کی اور دو ایک ساغر لیکر جانب لشکر نقابدار بادلہ پوش روانہ ہوئے اور بعد
قطع راہ کنارہ لشکر نقابدار موصوف پہونچے اہل لشکر نے خواجہ عمرو کو بصورت می فروش دیکھکر اور یقیناً
می فروش جانکر کہا ای می فروش تو خوب آیا ہمکو مے کی اس وقت ضرورت اشد ہی یہ کہکر انھون نے خواجہ
عمرو سے شراب حسب دلخواہ اپنے مول لی اور نوش جان کی اور اس سے پوچھا کہ اے می فروش تو کہان
رہتا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ یہان سے قریب ایک قریہ ہی اسی مین رہتا ہون خواجہ عمرو سے
ابھی یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک خواص خاص نقابدار بادلہ پوش کا بارگاہ نقابدار بادلہ پوش سے
نکلکر وہان آیا اور چند سواروں کو شراب مول لیتے اور پیتے دیکھکر کہنے لگا ای می فروش تیرے
پاس بادۂ انگوری بھی موجود ہی یا نہین خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ جناب بادۂ انگوری یہان تو میرے پاس
حاضر نہین الا میرے مکان پر ہی اور مکان میرا قریب تر یہان سے ہی اگر تم میرے ساتھ چلو تو مین ایسی
عمدہ شراب تیز و تند دون کہ کبھی کسی صاحب نے نہ پی ہوگی اسنے سکرا کر کہا ای می فروش یہ
کیا کہتا ہی کہ کبھی تند تیز شراب نہ پی ہوگی تو مجکو نہین جانتا ہی مین خواص خاص نقابدار بادلہ پوش

کاہون ہزار دن روپیہ ماہواری انکی خدمت گذاری سے مجھے ملتے ہین سواے شراب انگوری کے کہ
وہ نہایت تند وتیز ہوا اور کسی قسم کی ایسی ویسی شراب نہین پیتا ہون گو خدمتگار ہون مگر بادشاہون کے پینے
کی شراب پیتا ہون تیرے پاس کاہے کو ہوگی خواجہ نے جواب دیا مین سچ کہتا ہون کہ میرے مکان پر
ایسی تند شراب انگوری ہی کہ تمنے اپنی زندگی مین پیا تو کیسا ہی کبھی دیکھی بھی نہوگی خدمتگار مذکور مے فروش
نقا کی ایسی تعریف شراب کی سُن کے خستان اُس شراب کے پینے اور خرید کا ہو کر کہنے لگا اچھا
چلو وہ شراب مجھے دکھاؤ یا خود یہان لے آؤ مے فروش نے جواب دیا اگر تمکو خرید نا اُس مے ناب کا
منظور ہی تو میرے ساتھ میرے مکان پر چلو کچھ مکان میرا یہان سے دور نہین ہی دیکھو وہ سامنے قریہ
معلوم ہوتا ہی خواص مذکور شوق مے مین اُسکے ہمراہ چلا جب لشکر سے تھوڑی دور مے فروش کے ساتھ
گیا راہ مین مے فروش نے اُس سے پوچھا تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا سب مجکو مخمور خدمتگار کہتے ہین
مے فروش نے پھر پوچھا تمھارے آقا اور مالک کا کیا نام ہی اور وہ کس خاندان سے ہین اُسنے برہم
ہو کر جواب دیا تجھے اُنکے نام وخاندان کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی شاید تو کوئی عیار ہی مے
فروش بنکر آیا ہی نہین معلوم کہان مجکو لیے جاتا ہی اور کس فکر مین ہی اب مین تیرے ساتھ نجاؤنگا
یہ کہکر وہ چلنے سے رُکا مے فروش مذکور نے جواب دیا تم لاکھ چاہو کہ نجاؤن مین تو تمکو ضرور لیجاؤنگا اور
اب لشکر مین نجانے دونگا اسنے جو لیدیا تو زبردستی کرتا ہی اُسنے کہا بیشک مین بڑدن بڑدن سے زبردستی
کرتا ہون تم میرے نام سے کیا نہین آگاہ ہو مجکو خاص وعام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہین
یہ کہکر اُسکے نتھنون پر ناک کے حباب بیہوشی جو گھائیون مین دبے ہوے تھے مارے وہ بیچارہ
فوراً بیہوش ہو کر زمین پر گرا خواجہ عمرو نے ایک جھاڑی کی آڑ مین بیٹھکر رنگ وروغن نکالکر اپنی
صورت بعینہ اُسکی صورت پر بنائی اور اُسکے ایک لنگی باندھ کر کپڑے اُسکے اُتار کر اُسکو تو وہین
پڑا رہنے دیا اور خود اُسکا لباس پہنکر ایک بوتل شراب کی ہاتھ مین لیکر بوتل کو دیکھتے ہوے
مسکراتے ہوے وہان سے طرف بارگاہ نقابدار بادلہ پوش کے چلے جب لشکر مین آئے سوارون
نے پوچھا میان مخمور کیا لائے جواب دیا ابھی تمھارے سامنے مے فروش کے ساتھ گیا تھا
شراب انگوری نہایت نایاب ونفیس خرید کر کے لایا ہون اُنھون نے کہا تھوڑی ہمین پلا دو
دیکھین نشہ کی کیسی ہی خواجہ نے وہ شراب بیہوشی آمیز ذرا ذراسی اُنکو دیدی دس بیس سوارون نے
پی بعد اُسکے بوتل کی باقی شراب بھی وہ طلب کرنے لگے خواجہ نے جواب دیا اب ندونگا یہ کہکر
آگے بڑھے بوتل کو نذر زنبیل کر کے داخل بارگاہ نقابدار بادلہ پوش ہوے دیکھا کہ نقابدار
بادلہ پوش بے نقاب ایک دنگل نفیس دنما در پر بیٹھا ہی گرد اُسکے سیکڑون سردار پہلوان نگلون
پر علی قدر مرتبہ بیٹھے ہین خواجہ بصورت مخمور جہان اور خدمتگار کھڑے تھے یہ بھی جا کر کھڑے
ہوے غور سے جو دیکھا تو نقابدار بادلہ پوش کی صورت بعینہ قباد شہریار کے ہی اور وہ اپنے
سرداران لشکر سے کہہ رہا ہی کہ آج تو سرداران لشکر امیر کو ہمنے زخمی کیا ہی انشاء اللہ کل امیر اور
سلطان سعد سے مقابلہ کرینگے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم
ملازمون نے طبل جنگ بجایا خواجہ بصورت مخمور خدمتگار کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے اور تمام تقریر سُن

رہے تھے کہ یکایک نقابدار بادلہ پوش نے آب خاصہ طلب کیا جو شخص کہ پانی پلانے پر مقرر تھا وہ آب خاصہ
لیکر بارگاہ مین آہ آہ کرتا ہوا آیا مخمور نے اُسکی صورت دیکھکر اُس سے پوچھا تیرا مزاج کیسا ہی اُسنے کہا اسوقت
تپ اور درد سر مین مبتلا ہون مجھ سے آگے جایا نہین جاتا ہی تم یہ آب خاصہ لیجاؤ اور پلاؤ مخمور نقلی نے اُس سے آب
خاصہ لیا اور روبرو نقابدار کے گیا اور آب خاصہ لیگیا اور عرض کیا آبدار اس وقت علیل ہی اسوجہ سے خادم
آب خاصہ لایا ہی نقابدار نے پانی پیا اُسوقت مخمور نقلی نے دیکھا کہ نقابدار کی اُنگلی مین ایک مہر ہی اور بخط جلی
اُسپر کندہ ہی شاہزادہ سعد بن قباد شہریار خواجہ اُس مہر کو دیکھکر خوش ہوے اور دل مین کہا الحمد للہ کہ یہ نقابدار
سعد بیٹا قباد شہریار کا ہی یہ دیکھکر اور آب خاصہ پلا کر اُس جگہ آئے جہان وہ آبدار بیمار کھڑا تھا اُسکو ساغر اور
تھالی جوڑ دیکر کسی بہانہ سے بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت امیر با توقیر مین جاکر عرض کیا ای امیر حسب الحکم
یہ کمترین گیا تھا بدشواری لاکھون روپے دربانون کو دیکر اندر بارگاہ کے گیا نام اور حسب نسب نقابدار کا دریافت
کرکے چلا آیا اب حضور ایفاے وعدہ کرین تو خبر خوش سناؤن اور جو روپیہ بذات خود مینے صرف کیا ہی وہ بھی عنایت
کیا جاے ابھی امیر نے خواجہ کو کچھ جواب ندیا تھا کہ یکایک دربار مین چند ہرکارے آئے اُنھون نے مجراگاہ
سے مجرا کرکے ثنا و دعاے بادشاہی زبان پر جاری کرکے اسطرح عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اس وقت
نقابدار نے پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر نمکخواران حضور
سے مجادلہ کرے باقی خیریت ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ دہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی طبل جنگ بجایا جاے
ہرکارے خواجہ کو ہمراہ لیکر نقارخانہ سلیمانی مین گئے اور حکم بادشاہ سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون نے بموجب
دستور چند اشرفیان خواجہ کو دیکر نقارہ جنگی پر چوب لگائی اُدھر تو طبل جنگ بج ہی رہا تھا اِدھر بھی صداے نقارہ
بلند ہوئی جوانان لشکر صداے طبل جنگی اور نقارہ رزمی سنکے تیاری جنگ مین مصروف ہوے خواجہ نقارہ جنگی
بجواکر دربار مین آئے امیر نے خواجہ سے فرمایا ای خواجہ ہان اُس وقت تمنے کیا کہا تھا کہ مین نے لاکھون
روپیہ دربانون کے حوالے کئے جب نقابدار کی بارگاہ مین گیا اور اُسکا احوال دریافت کیا یہ محض تم
جھوٹ کہتے ہو تمنے ایک کوڑی بھی کسیکو ندی ہوگی بلکہ وہان سے اور کچھ لے آئے ہوگے خیر خبر خوش بیان
کرو جو وعدہ کیا ہی اُسپر عمل کیا جائیگا خواجہ نے کچھ منھ بنا کر عرض کیا کہ مین وہان جاکر تباہ اور برباد ہو گیا زنبیل
میری روپیہ سے [illegible] ہو گئی آپ کو یقین ہی نہین ہی یہ آپ نہال نہین کرتے کہ بغیر دیے لیے کچھ مطلب نہین
نکلتا ہی جب مین نے زر کثیر صرف کیا اور زنبیل مین جسقدر روپیہ تھا سب دربانون کو دیدیا اُسوقت اُنھون
نے مجکو اندر جانے کی اجازت دی امیر نے مسکرا کر اپنے ملازمون سے کہا جلد چار ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے
روبرو رکھدو تاکہ یہ خبر خوش بیان کرین ملازمون نے فوراً حکم کی تعمیل کی خواجہ اور زر کثیر کے طالب ہوے امیر نے فرمایا
بس اسیقدر روپیہ تمکو دیا جائیگا اگر خبر خوش بیان کروگے تو خیر ورنہ چالاک کو یہ روپیہ دیا جائیگا وہ جاکر نقابدار کا
احوال دریافت کرکے ہمسے بیان کر دیگا خواجہ یہ سنکے گھبرائے اور زیرہ ایسی آنکھین چالاک وغیرہ عیارون
کو جو وہان موجود تھے دکھا کر کہا اس ناشدنی اور ان عیارون کی بھی یہ مجال ہی کہ یہ روپیہ لے لین یہ کہکر روپیہ
اُٹھا کر نذر زنبیل کرنے لگے امیر نے فرمایا پہلے خبر خوش بیان کرو پھر اس روپیہ کو لے لو خواجہ نے مجبور
ہو کر دل مین خیال کیا کہ حمزہ اک عرب از دوست ہی ای خواجہ اب اور روپیہ ندیگا اگر زیادہ گفتگو کروگے
یہ بھی لے لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسی روپیہ پر قناعت کرو زیادہ ہوس نکرو کہ باعث خرابی کا ہی یہ دل مین کہکر عرض کیا

اے امیر باتوقیر وہ خبر خوش بیان کرتا ہون کہ اگر میرا دہن دُرِ آبدار سے بھر دیجیے تو بھی اُس خبر خوش کے آگے
انعام مذکورہ کی کوئی حقیقت نہین ہے یہ کہکر عرض کیا اے امیر مین نے بچشم خود دیکھا کہ نقابدار موصوف اپنی بارگاہ مین
بے نقاب بیٹھا تھا صورت اُسکی بعینہ قباد شہریار خلد آرام گاہ کی سی ہے اور ہاتھ مین اُسکے ایک مُہر اُسکی ہے
اُسپر کندہ ہے شہزادہ سعد بن قباد شہریار پس صاف معلوم ہو گیا کہ نام اُس نقابدار کا سعد ہے اور یہ فرزند ارجمند قباد
شہریار کا ہے ایک مدت سے مفقود الخبر تھا اب جوان ہو کر چالیس ہزار پہلوان اور سوار ہمراہ لیکر یہان آیا ہے
اور باعث آپ سے مقابلہ کرنے کا یہ ہے کہ اُسکو اپنی شجاعت اور بہادری دکھانا منظور ہے جسوقت خواجہ
نے یہ خبر بیان کی کہ سلطان سعد نے خوش ہو کر فرمایا الحمد للہ کہ وارث اس تاج و تخت کا آگیا ہے
اب تخت و تاج اُسکے واسطے ہے ہم تو فرزند عمرو مین مرد سپاہی ہین امیر کے ارشاد سے یہ تخت و تاج قبول کر لیا
تھا اب وارث تخت و تاج آگیا ہے خداوند کریم اُسکو یہ تخت و تاج مبارک کرے امیر اور جملہ سرداران لشکر بھی
سعد بن قباد کے آنے سے خوش ہوے اور تمام شب اس انتظار مین ہر اک نے بسر کی کہ جلد نقابدار
کے چہرۂ پر نور کو دیکھین غرضکہ صبح ہوئی ایک جانب سے نقابدار موصوف نقاب منھ پر ڈالکر مع تمامی اپنی
فوج کے جنگاہ مین آیا ایک طرف سے سلطان سعد مع امیر اور تمامی سرداران لشکر اور رسالہ کے میدان
جنگ مین گئے بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی ہر دو لشکر اور نقابت نقیب کے نقابدار بادلہ پوش
اپنے لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آکر مرکب کو روک کر پکارا اے امیر باتوقیر آج میرا دل چاہتا ہے کہ آپ
سے مقابلہ کرون لہذا بے عذر و تامل مجھسے آکر مقابلہ کیجیے اُس وقت امیر نے حسب اجازت بادشاہ لشکر
سے نکلکر روبرو اُسکے جاکر فرمایا کہ مین آپ سے کیا مقابلہ کرون میری یہ مجال نہین کہ قباد شہریار کے فرزند ارجمند
پر تلوار اُٹھاؤن اور قباد شہریار کی روح کو رنجیدہ کرون نقابدار نے متحیر ہو کر پوچھا آپ کو کیونکر ثابت ہوا
کہ مین فرزند قباد شہریار ہون آپ ایسا خیال نفرمائیے امیر نے مسکرا کر جواب دیا مجھے معلوم ہو گیا ہے اب آپکا
چھپانا بیکار ہے اب نقاب کو چہرہ سے اُٹھائیے صورت زیبا کو دکھائیے لشکر مین تشریف لیچلیے نقابدار
نے پھر بھی کہا کہ آپنے جو میری نسبت خبر پائی ہے اُسپر اعتبار نہ کیجیے امیر نے آگے بڑھکر نقاب اُسکے چہرے
سے اُٹھا کر نہایت اُلفت سے سینہ سے لگایا یہ حال دیکھکر سلطان سعد مع تمامی لشکر بڑھے اور نقابدار موصوف
کو ہمراہ اپنے بارگاہ سلیمانی مین لائے ہر اک سردار لشکر نے بعد ادب بجا اور سلام کیا سعد بن قباد نے ہر اک پر
مہربانی و نوازش کی چونکہ وہ روز جمعہ تھا اور تاریخ بھی سعد تھی اسوجہ سے سلطان سعد نے تخت و تاج سے
دست بردار ہو کر خود مع امیر کے سعد بن قباد کو تخت پر بٹھا دیا اور تاج بادشاہت سر پر رکھ دیا پھر
جملہ سرداران لشکر وغیرہ نے علی قدر مرتبہ نذرین دین اُس وقت حکم امیر سے نقارخانہ سلیمانی مین نقارچیون
نے نقارے تخت نشینی سعد بن قباد کی خوشی مین بجائے شہنا نواز مبارکباد گانے لگے خزانون سے
لاکھون روپیہ اور اشرفیان اور جواہرات امیر کے حکم سے فقرا اور مساکین پر تقسیم ہونے لگا خواجہ اسقدر روپیہ
تقسیم ہوتے اور بٹتے دیکھکر بیتاب و بیقرار تھے دمبدم صورت اپنی تبدیل کر کے زر و جواہر لیکر نذر زنبیل
کرتے جاتے تھے اور جو زر و جواہر لٹایا جاتا تھا اُسکو بھی اسطرح لوٹتے تھے کہ کسی غریب اور محتاج کو ایک روپیہ اور
ایک دانہ گوہر نہ لیجانے دیتے تھے گو خواجہ نے صورت اپنی تبدیل کی تھی مگر پہچاننے والے پہچان گئے تھے
کہ یہ خواجہ ہین ادھر تو زر و جواہر لٹ رہا ہے غربا اور فقرا کا ہجوم ہے خواجہ لوٹ رہے ہین زنبیل بھر رہے ہین

کبھی دربار مین بھی چلے جاتے ہین صورت دکھا کر جلدی سے چلے آتے ہین انکو تو اسی شغل مین چھوڑیے اب احوال دیگر سنئے کہ جب سعد بن قباد تخت نشین ہوے اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ خود تخت سے کنارہ کش ہوے امیر نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجاے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک کسی بادشاہ نے آراستہ نکی ہو چنانچہ حسب الحکم ملازمون نے ویسی ہی بزم عشرت آراستہ کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر بزم ہو کر مبارکباد گانے لگین اور ساقی گلرخسار بادۂ گلنار اہل بزم کو پلانے لگے جب ساقی شراب پلا چکے اور بزم عشرت سے چلے گئے اور نازنینان خوبرو باہم مبارکباد گا چکین اُس وقت انمین سے ایک نازنین خوش گلو نے بعد درستی ساز سازندون کے یہ غزل مومن کی گانا شروع کی

غزل

اے جذب دل وہ شوخ ستمگر تو کطرف — پیغام لیکے بھی کوئی آیا نہین ہنوز
یہ اہتمام جور ہی کیا تو نے الفلاک — انداز غفلت اُس سے اُٹھایا نہین ہنوز
واعظ ہمارے سامنے کرتا ہی وصف حور — سمجھا ہی سنئے جلوہ دکھایا نہین ہنوز
کیونکر مجھے گناہ زلیخا یقین آئے — دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز
ایسے ستم کیے کہ مراجی اٹھا دیا — ہر چند سر فلک نے اُٹھایا نہین ہنوز
اگلی دفو عشق صنم مین ہی گفتگو — مومن وہ لب پہ نام خدا آیا نہین ہنوز
ہجران کا شکوہ لب تک آیا نہین ہنوز — لطف وصال غیر نے پایا نہین ہنوز
جا جانے خدا کیواسطے اے موسم بہار — خاک عدو پہ پھول وہ لایا نہین ہنوز
یکچند اور کاہش غم چشم التفات — مین یار کی نظر مین سمایا نہین ہنوز
ہون خون گرفتہ مار د شفاعت بندہ — صید اجل کسی نے بچایا نہین ہنوز
کیا سوز رشک کی حال اغیار کو خبر — دوزخ نے کافرونکو جلایا نہین ہنوز
ناصح رقیب سے ہی بتا موز تک نہین — پر مین نے تیرا حال سنایا نہین ہنوز

جب یہ غزل نازنین مذکورہ نے بعد ناز و انداز سا تہم رقص کرنے کے روبرو اہل بزم کے گائی سب خوش ہوے خصوصاً سعد بن قباد اور امیر بہت خوش ہوے اور اسکو انعام کثیر دلوا کر رخصت کیا بعد اُس نازنین کے جانے کے اور ایک نازنین مع سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے خوب اُسنے رقص کیا بعد اُسکے وہ بھی ایک غزل عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے کہانتک اس جشن کا حال مفصل تحریر کیا جائے کہ خیال طول کا ہی لہذا باین وجہ صرف اسقدر تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ جشن سات شب روز تک بعنوان شائستہ ہوا اور سات روز تک زر و جواہر فقرا پر تقسیم ہوا بعد سات روز کے امیر کو خبر پہونچی کہ ہرمز و فرامرز ہامان وران مین پہونچے اور جاے پناہ اُنکو ملی یہ خبر سُن کے امیر نے جشن موقوف کیا اور وہان سے مع تمامی فوج جانب ہامان وران روانہ ہوے اثنائے راہ مین امیر نے ایک جگہ قیام کیا بارگاہین اور خیام برپا ہوے لشکر اُترا سعد بن قباد بادشاہ لشکر تو بارگاہ سلیمانی مین تشریف لے گئے اور تخت پر بیٹھے امیر بھی اپنے دنگل پر بیٹھے اُس روز بدیع الزمان نے دنگل علم شاہ رومی پر کہ غاشیہ اسپر پڑا رہتا تھا ارادہ بیٹھنے کا کیا قاسم کو غصہ آیا اور بقہر و غضب کہا کہ او کشتی گیر بے دولت خبردار میرے والد کے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ورنہ پلارک افراسیابی سے تجکو ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا اور ابھی اس بارگاہ مین وہ تلوار چلیگی کہ چشم فلک نے ندیکھی ہوگی بارگاہ سلیمانی مین دریاے خون بہا دونگا ہین میرے سامنے میرے والد کے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہی کچھ شامت آئی ہی یا دیوانہ ہوا ہی بدیع الزمان قاسم کی یہ تقریر خلاف اپنی شان کے سُنکے برہم ہوے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر جواب دیا او خاوری کیا بکتا ہی خاموش رہ جادۂ انصاف سے قدم نہ ہٹا یہ دنگل اب میرا ہی تیرے باپ نے مجکو بخوشی دیا ہی سند بھی اسکی میرے پاس موجود ہی مین تو ضرور بیٹھونگا دیکھون تو کون مجکو بیٹھنے نہین دیتا ہی اگر تو آمادہ جنگ ہی تو مین بھی تجھسے لڑونگا قاسم یہ کلمہ سُنکے غضبناک ہوا قبضہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ ڈالکر پلارک کو نیام سے کھینچ لیا اُس وقت جتنے دست چپ تھے سب قاسم کی طرف سے آمادہ جنگ ہوے ہر اک نے تلوار اور نیزہ اور گرز کو ہاتھ مین

لیا اور ارادہ لڑنے کا کیا یہ رنگ دیکھکر جملہ دست راستی بھی آمادۂ جدال وقتال بدیع الزمان کی طرف سے ہوے
اُس وقت امیر با توقیر بہت گھبرائے اور درمیان مین قاسم اور بدیع الزمان کے آکر دونون کو جنگ سے مانع
ہوکر فرمایا کہ تم دونون اس وقت نہ لڑو ہنگام سحر ایسی جگہ باہم مقابلہ کرنا جو کوئی غالب ہوگا وہ دنگل علمشاہ کے
بیٹھنے کا مستحق ہوگا قاسم و بدیع الزمان نے منظور کیا اسوقت رفع شر ہو گیا اور دنگل علم شاہ پر پھر غاشیہ ڈالدیا
گیا بدیع الزمان اور دنگل پر بیٹھے قاسم اپنے دنگل پر بیٹھا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اسوقت
امیر نے نقارۂ کشتی قاسم و بدیع الزمان بجوایا سب آگاہ ہوے پہر رات تک بادشاہ لشکر یعنی سعد بن قباد
دربار مین بیٹھے رہے آخر دربار برخاست کیا سب سردار بارگاہ سلیمانی سے باہر گئے اور اپنے اپنے
خیمہ اور بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوے امیر بھی اپنی بارگاہ مین گئے بادشاہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ
مین تشریف لے گئے قاسم بھی اپنی بارگاہ مین گیا اور بدیع الزمان بھی اپنی بارگاہ مین گئے قاسم نے اپنی
بارگاہ مین جاکر ایک رقعہ بدیع الزمان کو اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھا کہ ای کشتی گیر بے دولت آگاہ ہو
کہ تونے اگر مجھ سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ پہلے مثل میرے عزت و وقار اور دولت و حشمت
حاصل کر بعد ازان قصد مجھ سے لڑنے کا کر اور یہ رقعہ مین نے محض اسواسطے لکھا ہی کہ تیری ہنگام سحر رسوائی
اور بے عزتی نہو کیونکہ جب مین ہنگام سحر میدان جنگ مین آؤنگا تو علاوہ فوج اور سردارون کے چالیس ہزار
یاقوت پوش اور بارہ ہزار نقارہ سیمین وطلائی اور چار ہزار ارابہ کہ جنپر خزانہ افراسیابی بار ہوگا میرے ہمراہ
ہونگے اور تو بوجہ محتاجی اور بے دولتی کے کچھ بھی ہمراہ لیکر نہ آئیگا ہان وہی نامرد اور بزدل جنکو تونے کشتی
مین زیر کیا ہی چت اور لنگوٹ باندھے ہوے مٹی اکھاڑے کی ملے ہوے لیزم ہلاتے ہوے ڈھول
مانند بہلوانان کٹریون والون کے بجاتے ہوے خم مارتے ہوے ڈھکیلیان کرتے ہوے تیرے ساتھ
آئینگے جو دیکھے گا کیا کہیگا ہر اک شخص تجکو بنظر حقارت دیکھے گا کیا عجب ہی کہ تجکو بھی کچھ شرم وحیا اُس وقت
ہو بس مین دشمنی مین تجھسے دوستی کرتا ہون اور تاکیدًا لکھتا ہون کہ تو پہلے جاہ و حشمت پیدا کر پھر مجھسے مقابلہ
کرنا آیندہ تجکو اختیار ہی مین مقابلہ کو موجود ہون تجھ ایسے اگر ہزار ہون تو اُنسے نہین ڈرتا یہ مضمون رقعہ
مین لکھکر آخر مین اپنا نام لکھا اور سیارہ بن عمرو کو وہ رقعہ دیکر کہا ای سیارہ یہ رقعہ کشتی گیر بے دولت کو جاکر دے آ
وہ رقعہ مذکور لیکر گیا بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین ہنوز جاگ رہے تھے کہ سیارہ پہونچا اور وہ رقعہ دیا
بدیع الزمان نے اُس سے پوچھا یہ رقعہ کیسا ہی کسنے دیا ہی اُسنے عرض کیا میرے آقا و مالک قاسم
نوجوان نے دیا ہی یہ مجھے نہین معلوم کہ اسمین اُنھون نے آپ کو کیا لکھا ہی آپ پڑھ لیجیے مین جاتا ہون
یہ کہکر بارگاہ بدیع الزمان سے نکلکر بارگاہ قاسم مین آیا قاسم نے اُس سے پوچھا ای سیارہ رقعہ
دے آیا اُسنے عرض کیا دے آیا قاسم یہ سُن کے فرش خواب پر لیٹا اور سو رہا اُدھر بدیع الزمان
نے اُس رقعہ کو پڑھا اور امیہ بن عمرو سے کہا قاسم نے جو کچھ لکھا ہی اُسمین کسیطرح شک نہین بہت صحیح
اُسنے لکھا ہی مین اُسکی راے کو پسند کرتا ہون عیار مذکور نے پوچھا کیا لکھا ہی بدیع الزمان نے جواب
دیا مین مختصر کہتا ہون اُسنے لکھا ہی کہ مین صبح کو با حشمت و تجمل یاقوت پوشان وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان جنگ
مین آؤنگا اور تمکو مثل میرے حشمت و جاہ میسر نہین ہی پہلے مانند میرے دولت و حشمت حاصل کر لو پھر مجھے
مقابلہ کرو امیہ یہ سُن کے محزون ہوا اور کچھ آثار غم اُسکے چہرہ پر برہمی کے پائے گئے بدیع الزمان

نے اُس سے کہا تیرا محزون ہونا اور اِس رقعہ کے مضمون کو سُنکے برہم ہونا بیکار ہی مین تو ملول اور برہم ہوتا
نہین تو کیون مضمحل ہی جو امر حق ہی اُسکا کچھ جواب ہی نہین ہی مین منصف مزاج ہون قاسم نے واقعی سچ لکھا ہی
یہ کہکر فرمایا ہمارے گھوڑے کو زین ولگام سے آراستہ کرکے دربارگاہ پر لے آ اب ہم بہر حصول دولت وحشمت
جاتے ہین حق تعالی مسبب الاسباب اور قادر توانا ہی جسنے قاسم کو یہ دولت وحشمت عطا کی ہی مجکو بھی عطا
کریگا یہ کہکر زرہ لی اور ہتھیار لگائے اتنی دیر مین امیہ مرکب لیکر حاضر ہوا مگر اشکبار بدیع الزمان نے اُسے
رونے کو منع کیا اور کہا تو نہ رو خدا یا ہیگا تو مین بہت جلدی آؤنگا تجھکو یہان اسواسطے چھوڑے جاتا ہون
کہ صبح کو اگر امیر یا قاسم وغیرہ میری کوئی جستجو کرے تو اُنسے کہدینا کہ بدیع الزمان بوجہ لکھنے رقعہ
قاسم کے حصول دولت وحشمت کے واسطے جانب صحرا گیا ہی یہ کہکر مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے اُمیہ
روتا رہگیا بدیع الزمان اُسی تاریکی شب مین لشکر سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئے اب بدیع الزمان کو تو
رہ نوردی مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی قاسم
نوجوان مع تمام اپنے ہوا خواہون اور یاقوت پوشون کے اور دس ہزار نقارہ سیمین وطلائی اور چار ہزار ارابے جنپر
خزانہ طلسم افراسیاب کا بار تھا ہمراہ لیکر میدان جنگ مین آیا اور دوسری طرف سے جملہ دست راستی
مع فوج ولشکر میدان مین آئے امیر بھی مع بادشاہ لشکر کے جنگاہ مین تشریف لائے قاسم نے تھوڑی
دیر انتظار کرکے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر بیچ مین میدان جنگ کے جاکر سرداران دست راستی سے
مخاطب ہوکر کہا کہ ابھی تک کشتی گیر جنگاہ پر کیون نہین آیا کیا میرے خوف سے کہین بھاگ گیا سرداران
دست راست قاسم کی تقریر مندرجہ سے برہم ہوکر آمادہ جنگ ہوئے امیر نے درمیان مین آکر سرداران
دست راست سے پوچھا کہ بدیع الزمان کہان ہی میدان جنگ مین اتبک کیون نہین آیا اُنھون نے
عرض کیا ہمین نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اتبک اپنی بارگاہ سے برآمد نہین ہوئے سرداران دست
راست ابھی یہ تقریر کر رہے تھے کہ امیہ بن عمرو نے امیر سے تمام حال قاسم کے رقعہ بھیجنے کا اور بدیع الزمان
کے جانے کا بیان کیا امیر نے اُسکی تقریر سُن کے ارشاد کیا کہ بدیع الزمان کا حصول دولت وحشمت
کے واسطے جانا خوب ہوا اب افراسیاب نہ زندہ ہوکر دنیا مین آئیگا اور نہ طلسم بنائیگا کہ جسکو بدیع الزمان
توڑے اور مال واسباب مثل قاسم کے طلسم سے پاتے یہ فرماکر کشیدہ خاطر ہوکر قاسم وغیرہ سے کہا اب
جنگاہ پر ٹھہرنا بیکار ہی فرودگاہ لشکر پر چلو جب بدیع الزمان دولت وحشمت حاصل کرکے یہان آئیگا
اُس وقت قاسم اور اُس سے مقابلہ ہوگا اور جھگڑا دلکل کا تصفیہ پائیگا جس وقت سب نے
یہ تقریر امیر با توقیر کی سُنی فرودگاہ لشکر پر آئے اُس روز تو وہین قیام کیا دوسرے روز وہان سے
آگے روانہ ہوئے انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال بدیع الزمان کا سُنیے کہ بدیع الزمان
جو اپنی بارگاہ سے ہنگام شب نکلکر سوے صحرا روانہ ہوئے بعد کئی روز کے ایک دن وقت صبح تن تنہا
صحرا مین چلے جاتے تھے کہ ناگاہ سامنے سے ایک بونڈلا گرد کا دور سے نظر آیا قریب اُسکے پہونچے دیکھا ایک
شاطر نوجوان سبزہ آغاز نہایت چست وچالاک پاسے شاطری مارتا ہوا آتا ہی جب وہ قریب تر آیا فی الفور
بدیع الزمان نے اُس سے پوچھا اے نوجوان تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی مجکو تجھسے ایک بوے
محبت آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ مین رہنے والا اردبیل کا ہون خدمت فیض درجت مین اپنے آقائے نامدار

کے جاتا ہون بدیع الزمان نے پوچھا تیرے آقا کا کیا نام ہے اُسنے کہا میرے آقا کا نام نامی بدیع الزمان
ہے یہ سنکے بدیع الزمان چشم پرنم ہوئے اور کہا مین ہی بدیع الزمان ہون اُسنے سر اپنا انکے قدمون پر رکھا بدیع الزمان
نے اسپر مہربانی کی اُسنے پوچھا آپ سوے صحرا کیون تن تنہا جاتے ہین بدیع الزمان نے جواب دیا
قاسم میرا ہم چشم ہے بابت دنگل علمشاہ کے مجھسے اور اُس سے تکرار ہوئی تھی امیر با توقیر نے یہ فیصلہ
کیا تھا کہ تم دونون میدان مین لڑو تم مین سے جو کوئی غالب ہوگا اُسکو یہ دنگل دیا جائیگا پس بموجب
ارشاد انجناب مین اور وہ دونون راضی ہوے اور طبل جنگ بجایا گیا وقت شب قاسم نے مجھکو اس
مضمون کا رقعہ لکھا کہ صبح کو مین میدان مین بصد تجمل و حشمت آؤنگا اور تمھارے پاس کچھ بھی سامان نہین
ہے پہلے مثل میرے دولت و حشمت حاصل کر لو تو مجھ سے مقابلہ کرو یہ مضمون رقعہ مذکورہ کا پڑھ کر مین نے
بجاے خود انصاف کیا کہ قاسم سچ کہتا ہے پس اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر واسطے حصول دولت و حشمت
کے نکلا ہون اگر خدا چاہیگا تو کوئی طلسم مین بھی مثل قاسم کے توڑونگا اور مال و اسباب طلسم کا لیکر لشکر مین
جا کر قاسم سے مقابلہ کرونگا اُس نوجوان نے تمام تقریر بدیع الزمان کی سُنکے عرض کیا امیدوار ہون کہ مجھے
ہمراہ لیجیے بدیع الزمان نے منظور کیا پھر بدیع الزمان اُسکو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئے احوال انکا
انشاء اللہ بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

داستان پہونچنا حمزہ صاحبقران کا قریب ہامان وران کے اور عیاریان کرنا شیوہ عیار خاقان گردون اساس کا مع حالات عیاری خواجہ عمرو اور ہلاک ہونا شیوہ کا

محرران حالات عیاری عیاران و کاتبان احوال مکاری شاطران فطرت نشان اس داستان کو اس طرح بطرز
اختصار تحریر کرتے ہین کہ جب امیر با توقیر مع سپاہ کثیر قریب ہامان وران کے پہونچے اور ایک میدان وسیع مین
مع لشکر ظفر اثر قیام پذیر ہوے خاقان گردون اساس حاکم ہامان وران کو بذریعہ ہرکارون کے یہ خبر
پہونچی کہ امیر کشورگیر مع سپاہ کثیر بتعاقب ہرمز و فرامرز قریب ہامان وران کے آگئے ہین یہ خبر وحشت اثر
سُنکے شاہ ہامان وران نہایت مشوش ہوا اور اپنے اہل دربار سے پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے
انھون نے عرض کیا حضور سامان جنگ کرین غافل نرہین ہرمز و فرامرز نے بھی ایسا ہی کچھ لکھکر کہا کہ ہم فقط
تمھاری صلاح سے تمھارے ملک مین آئے ہین تمکو لازم ہے کہ ہمارے دشمن جان و ایمان یعنے حمزہ کو رد کو
اور اُس سے مقابلہ کر و جان ہماری اُسکے ہاتھ سے بچاؤ اور اگر ہمین پناہ ندو تو ہم یہان سے اور کسی طرف بھاگ
جائین خاقان گردون اساس نے جواب دیا آپ باطمینان تمام یہان تشریف رکھین حتی الامکان مین آپکی طرف
سے امیر سے لڑونگا اُنکو قتل کرونگا بختیارک نے عرض کیا ہان آپ کو یہی مناسب ہے کیونکہ یہ آپ کے
دامن پناہ مین آکر اپنے دشمن سے ڈر کر بیٹھے ہین شاہ ہامان وران نے بعد فکر بسیار کے شیوہ اپنے عیار
سے مخاطب ہو کر سر دربار کہا کہ تجھ سے ہوسکتا ہے کہ امیر کو بعیاری بیہوش کرکے میرے پاس لے آ
اُسنے عرض کیا خداوند نعمت یہ کتنی بڑی بات ہے کوئی امر اہم ہوتا تو بھی مین اُسکا انصرام اور انتظام کرتا
اور اُسے حسب لخواہ حضور کے انجام دیتا شاہ مذکور نے خوش ہو کر کہا اگر تو حمزہ کو بیہوش کرکے میرے
پاس لے آئیگا تو بقدر تجھکو انعام دونگا کہ کسی بادشاہ نے روے زمین پر اپنے کسی ملازم کو ایسا انعام

نہ دیا ہوگا شیوہ اپنے شاہ کی یہ تقریر سُن کے زرکثیر کی تمنا مین تاب تحمل نہ لا کر اُسی وقت بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کر کے اور صورت اپنی تبدیل کر کے ایک قلندر صاحب کمال بنکر تن تنہا دربار سے نکلکر
جانب لشکر حمزہ روانہ ہوا اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب
امیر قریب ہامانوران پہونچے ایک میدان وسیع و کشادہ مین بارگاہین اور خیام برپا کر کے مع لشکر خیام
پذیر ہوے اور ارادہ کیا کہ ایک نامہ شاہ ہامان وران کو پہلے اس مضمون کا لکھا جائے کہ تجکو لازم ہی کہ
ہرمز و فرامرز کی حمایت و اعانت کر اور ہمسے ارادہ جنگ نکر بمجرد پہونچنے نامہ کے ہماری اطاعت
اختیار کر اور دائرہ دین اسلام مین آ ادھر ہرمز و فرامرز کو ہمارے حوالے کر نامہ سرداران لشکر نے امیر کے
ارادہ سے باخبر ہو کر عرض کیا کہ حضور اس وقت ہنگام شب ہی نامہ نہ لکھوائیے ابھی دو تین روز تامل فرمائیے
دیکھیے کہ شاہ ہامان وران آپ کی خبر آنے کی سُن کے کیا کرتا ہی شاید وہ خود ہی ڈر کر حاضر خدمت ہو امیر نے
اُنکی تقریر سُن کے ارشاد کیا اچھا بالفعل نامہ نہ لکھا جائیگا یہ فرما کر باشارہ بادشاہ لشکر امیر نے حکم
دیا کہ اب دربار برخاست ہو کیونکہ رات زیادہ آئی ہی یہ سُن کے جملہ سرداران لشکر مع بادشاہ لشکر اسلام اُٹھکر اپنی
بارگاہ اور خیام مین گئے امیر بھی اپنی بارگاہ مین گئے جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو پھر بدستور بادشاہ دربار
مین تشریف لاتے تخت پر بیٹھے امیر اور جملہ سرداران لشکر داخل دربار ہوے شیوہ عیار بھی قطع راہ کر کے
لشکر امیر مین داخل ہوا اور مردمان لشکر اسلام سے مکر و فریب کی باتین کرنے لگا اور اپنے کمالات اُنپر ظاہر
کرنے لگا اکثر سواران لشکر اُسکو فقیر صاحب کرامات جانکر اُسکی خدمتگذاری اور خاطر کرنے لگے اور گرد اُسکے ہجوم ہوا
عیاران لشکر اسلام بھی وہان آئے اور تو کسی نے اُسکو نہ پہچانا الا گلباد عراقی نے اُسکو دیکھکر پہچانا اور دربار
مین جا کر خواجہ عمرو سے آہستہ کہا کہ ایک عیار بصورت قلندر لشکر مین آیا ہی مین اُسکو جانتا ہون کہ اُسکا نام شیوہ
ہی اور یہ خاقان گردون اساس حاکم ہامان وران کا عیار ہی آپ ذرا تشریف لے چلیے اور اُسکو دیکھیے کہ
عجب قطع بنا کر آیا ہی ابھی گلباد خواجہ سے کہہ رہا تھا کہ امیر نے دیکھکر خواجہ سے پوچھا ای خواجہ گلباد
تمسے آہستہ کیا کہتا ہی خواجہ نے عرض کیا یہ کہتا ہی کہ ایک عیار شیوہ نام ہامان وران سے آپ کے لشکر مین
قلندر بنکر آیا ہی امیر نے فرمایا جاؤ اُسے گرفتار کرو کہ تا کوئی فتنہ و فساد برپا نکرے خواجہ اُسیوقت وہان آئے
اور کہا او قلندر کیون مکر و فریب کی باتین کرتا ہی مین سمجھ گیا کہ تو شیوہ عیار ہی یہان عیاری کرنے آیا ہی
اُسنے جواب دیا مین تو فقیر ہون عیار مکار نہین ہون کیون جھوٹ کہتا ہی خواجہ نے جواب دیا ذرا ہوشیار
ہو جا یہ نہ کہنا کہ دھوکے سے گرفتار کیا بیشک تو عیار ہی یہ کہکر حلقہ ہاے کمند اُسپر مارے قلندر مثل
برق جہندہ حلقہاے کمند سے نکل گیا کوئی حلقۂ کمند اُسکے دست و پا وغیرہ کسی عضو مین چھو بھی نگیا پھر وہ
خواجہ عمرو سے نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا اور پکارا کہ اور کوئی شریک عمرو ہو کر مجھسے نہ لڑے خواجہ
نے بھی سب سے کہا تم علحدہ رہو مین اسکو ابھی گرفتار کرتا ہون یہ کہکر خواجہ نے بھی نیمچہ کھینچا تا دیر
لڑائی ہوئی آخر کار خواجہ نے عین جنگ مین غافل اُسکو پا کر جاب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور
گرفتار کر کے روبرو امیر باتوقیر کے لائے پھر اُسکو ہوشیار کیا امیر نے اُس سے پوچھا سچ کہہ کہ تو
کون ہی اُسنے کہا مین ایک فقیر سیاح ہون سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا تھا آپ کے عیار نے مجکو
عیار جانکر گرفتار کیا ہی اور سخت ظلم مجھپر کیا ہی مین صاحب کرامات ہون بد دعا کرونگا یہ شخص اور تمام لشکر

لشکر آپکا تباہ اور برباد ہو جائیگا ابھی امیر نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ خواجہ نے برہم ہو کر کوڑا نکالا اور چند کوڑے
اس زور سے مارے کہ شیوہ مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ اب اکا
اچھا نہین ہے اپنے تئین ظاہر کر کے بمکر و فریب اپنی جان بچانا چاہیے یہ خیال کر کے کہنے لگا اے خواجہ کیون
مجکو ہلاک کیے ڈالتے ہو عمرو نے جواب دیا او ناعیار تو اپنا نام نہین بتاتا اور جو امر واقعی ہے اسی چھپاتا ہے
مین تجھے کوڑے مار کر مار ڈالونگا اسنے کہا اے خواجہ اب کوڑے نہ مار ورنہ روح میری تن سے نکل جائیگی
مین سچ سچ کہے دیتا ہون واقعی مین شیوہ عیار ہون شاہ ہامان وران اپنے مالک کے حکم سے براے
عیاری آیا تھا اب مجھکو چھوڑ دو اور قسم لے لو کہ پھر کبھی یہان نہ آؤنگا خواجہ نے جواب دیا مین تجکو ہرگز نہ
چھوڑونگا تو چھوٹ کر کوئی فساد اور برپا کریگا امیر باتوقیر نے شیوہ سے کہا اے عیار اگر اپنی بہتری چاہتا ہے
تو دین اسلام اختیار کر اسنے عرض کیا اچھا آپ مجھے مسلمان کیجیے آپنے خوش ہو کر اسے کلمہ پڑھایا وہ بمکر
فریب کلمہ پڑھ کر بظاہر مسلمان ہوا امیر نے اسکو رہا کرا دیا خواجہ نے اسکی پیشانی سیاہ دیکھکر عرض کیا اے
امیر یہ عیار صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہنوز اسلام اسکی پیشانی سے ظاہر نہین ہے امیر نے فرمایا اے خواجہ اب کلمہ
پڑھ چکا ہے مسلمان ہو چکا ہے باطن کا حال خدا کو معلوم ہے ظاہر تو یہ مسلمان ہوا ہے اب اسکے بارے مین کچھ نہ کہو
خواجہ چپ ہو رہے کچھ نہ کہا شیوہ لشکر مین مثل اور عیارون کے چند روز تک رہا آخر اسکے دل مین بدی کرنیکا
خیال آیا اسکو فکر ہوئی کہ موقع پاکر امیر یا اور کسی سردار کا سر کاٹ کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے لیجاؤن
تاکہ انعام پاؤن یہ تو اس فکر مین ہے لیکن اب احوال خواجہ کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز خواجہ عمرو بصورت ایک
مرد سپاہی کے بنکر تلوار وغیرہ آلات حرب و ضرب تن پر اپنے آراستہ کر کے سوے ہامان وران چلے
شیوہ نے خواجہ کو جاتے دیکھا دل مین اپنے خوش ہوا کہ خواجہ لشکر سے جاتے ہین اب مین عیاری کر کے
امیر کا سر کاٹ کے اپنے لشکر مین چلا جاؤنگا وہان جا کر عمرو کو بھی مار ڈالونگا کیونکہ اسنے مجھے کوڑے مارے
ہین یہ تصور کر کے وقت کا منتظر رہا خواجہ عمرو جلد راہ طے کر کے لشکر شاہ ہامان وران مین پہونچے اور
مردمان لشکر سے کہا کہ شاہ ہامان وران سے اطلاع کرو کہ ایک سپاہی نہایت بہادر ایسا آیا ہے کہ جو فن
سپہ گری مین مثل اپنا نہین رکھتا ہے مردمان لشکر نے حاکم ہامان وران سے جا کر کہا اسنے سپاہی مذکور کو
روبرو اپنے سر دربار طلب کیا سپاہی مسطور نے جھک کے سلام کیا خاقان گردون اساس نے پوچھا
تیرا نام کیا ہے اور کہان سے آیا ہے کیا چاہتا ہے سپاہی مذکور نے عرض کیا اے شاہ فلک بارگاہ سب مجکو
جنگی کہتے ہین یہی میرا نام ہے قبل اسکے مین ملازم گاو لنگی گاو سوار کا تھا اسنے میری اچھی طرح قدر نکی مین روزگار
ترک کر کے آپکی خدمت مین آیا ہون چاہتا ہون کہ میرے فنون سپہ گری دیکھیے اور مجکو اپنا ملازم
کیجیے اور قدر دانی میری فرمائیے خاقان نے کہا تو اپنے فنون سپہ گری دکھا ہم تیری قدر کرینگے سپاہی
نے تادیر فنون سپہ گری اس طرح دکھائے کہ خاقان اور جملہ اہل دربار خوش ہوئے لیکن بختیارک
کچھ مشوش ہوا مگر اچھی طرح پہچان نہ سکا خاقان گردون اساس نے خوش ہو کر سپاہی مذکور
کو نوکر رکھا اور تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر کی اور دربار مین اسنے موافق اسکی لیاقت کے
جگہ دی سپاہی نقلی تو یہان ملازم ہو گیا ہے لیکن اب احوال شیوہ عیار نابکار کا رقم کیا جاتا ہے کہ بعد جانے
خواجہ کے دو روز گذر کر جب شب ہوئی اور امیر دربار بادشاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین گئے شیوہ

نے اپنے دل مین کہا آج کی شب امیر کو ضرور قتل کر اور اُنکا سر تیغ سے کاٹکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو ایسا
وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ عمرو لشکر مین نہین ہی یہ تجویز کر کے ہنگام نصف شب خنجر سے سراپچہ بارگاہ کا
چاک کر کے اندر بارگاہ امیر کے گیا حسب اتفاق اُس وقت امیر مسہری پر لیٹے ہوے تھے اور
بیدار تھے شیوہ کو آتے دیکھکر امیر نے عمداً آنکھین اپنی بند کرین اور کچھ کھلی رکھین اور اس طرح صدائے
نفس بلند کی کہ شیوہ کو یقین کامل ہو گیا کہ امیر غافل سو رہے ہین اُس وقت شیوہ نابکار نے قریب
امیر کے جاکر خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ حلق امیر پر رکھے امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑنا چاہا شیوہ خوف سے امیر
کی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور کنارہ لشکر اسلام پہونچا دیکھا بہرام اور شیر سیستانی مع پانچ سو سوارون کے
طلایہ لشکر کر رہا ہی یہ اُسکو دیکھکر پیچھے ہٹا اُسنے اُسکو دیکھکر نعرہ کیا کون ادھر آتا ہی جواب دے شیوہ نے
کچھ جواب ندیا بہرام مذکور برہم ہو کر اُسکے تعاقب مین چلا بہت سے سوار بھی ہمراہ چلے بہرام نے اُن سے
کہا تم میرے ساتھ نہ آؤ لشکر کی حفاظت کرو مین ابھی اُسکو جاکر قتل کرتا ہون ضرور یہی یہ کوئی بدخواہ ہی
یہ کہکر آگے بڑھا سب سوار ٹھہر گئے شیوہ بہرام کو آتے ہوے دیکھکر جانب صحرا بھاگا اور ایک
جھاڑی مین جاکر چھپ رہا جب بہرام تاریکی شب مین وہان پہونچا کسیکو ندیکھکر حیران ہوا اور سوے صحرا
نظر کرنے لگا اُس وقت شیوہ نے جھاڑی سے پس پشت آکر بہرام کے پہلو مین ایسا خنجر مارا کہ انتین
اُسکی شکم سے نکل پڑین پھر وہ دلاور بوجہ زخم کاری کے گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش
ہو گیا شیوہ نے اُسی حالت مین سر اُس دلاور کا خنجر سے کاٹ لیا اور ایک رومال مین باندھکر اُس
جگہ سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اُسکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال خواجہ عمرو کا سنیے
کہ ایک شب کو خواجہ بصورت سپاہی دربار مین خاقان گردون اساس کے بیٹھے تھے یکایک
خاقان گردون اساس نے ملازمون سے کہا جلد جاؤ کسی نازنین خوش گلو کو مع سازندون کے
ہمارے دربار مین لاؤ کہ ہم اُسکا رقص دیکھینگے اور گانا سنینگے ملازم مذکور فوراً حکم کے پاتے ہی
ایک نازنین نہایت خوبصورت نازک ادا و خوش صدا کو مع اُسکے سازندون کے اپنے ہمراہ
دربار مین لائے وہ نازنین حور طلعت حاضر دربار ہو کر شاہ ہامان وران کے سامنے بعد درست ہونے
سازونکے رقص و نغمہ کرنے لگی خاقان گردون اساس اور جملہ اہل دربار اُسکی تعریف کرنیلگے مگر
خواجہ عمرو اُسکے ناچنے اور گانے کی مذمت کرنے لگے خاقان گردون اساس نے پوچھا اے
جنگی کیا تجکو بھی علم موسیقی مین دخل ہی سپاہی مذکور نے جواب دیا اے بادشاہ مجکو بہت سے
کمال حاصل ہین گاتا بھی ہون نے بھی خوب بجاتا ہون ساقی گری بھی خوب کرتا ہون سواے اِسکے
اور بھی فنون سے ماہر ہون شاہ ہامان وران نے کہا اگر تو نے بجانا جانتا ہی تو ہمارے سامنے
بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا کہ ہمارا دل خوش ہو کیونکہ زخم سر سے طبیعت بے لطف ہی جنگی یعنے
خواجہ نے نکالکر کہنے لگے حضور اب مین نے بجاتا ہون اس نازنین سے کہیے کہ یہ بھی سنے خاقان
گردون اساس نے نازنین سے کہا اب تو رقص و نغمہ مین تامل کر جنگی نے بجاتا ہی ذرا تو بھی سن
وہ حسب الحکم رقص و نغمہ سے باز رہکر سپاہی کی طرف دیکھنے لگی خواجہ عمرو نے بجانے لگے اور
ایک غزل عاشقانہ گانے لگے خاقان گردون اساس اور وہ نازنین اور جملہ اہل دربار بے اختیار تعریف

کرنے لگے لیکن بختیارک کچھ سمجھ کر کہنے لگا واہ واہ میان جنگی تمھارا کیا کہنا اسپنے فن مین اُستاد ہو ایسی
نی بجاتے ہو جیسے ہمارے جناب معلے القاب شاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بجاتے ہین
جنگی مذکورہ نے بختیارک کی یہ تقریر سُن کے بنظر غضب دیکھا اور باشارہ کہا او نابکار کیون تیری شامت
آئی ہو درپردہ سب پر یہ ظاہر کرتا ہو کہ یہ عمرو ہو میرے گرفتار ہوجانے کی تدبیر کرتا ہو اور خلل انداز عیاری
مین ہوتا ہو بختیارک جنگی کا اشارہ سمجھا ڈرا پھر درپردہ جواب دیا میان جنگی صاحب واہ واہ کیا کمال اپنا
ظاہر کیا ہو خاصکر مجکو تو تابعدار اپنا کرلیا ہو تمکو اختیار حاصل ہو جسطرح چاہو بجاؤ کوئی تمھارے کمال مین
چون وچرا کر نہین سکتا ہو کسی کی کیا مجال ہو کہ تمھارے اس کمال مین کچھ کہہ سکے جنگی اُسکی تقریر سُن کے
سمجھ گیا کہ یہ کہتا ہو کہ تمھین اختیار ہو جو چاہو کرو مین خلل انداز نہونگا مجکو اپنا تابعدار تصور کرو یہ تقریر بختیارک
کی سُن کے خواجہ نے نے رکھدی اور انگڑائی لی اور خاقان سے عرض کیا حضور بس اب نے بجائی نہین جاتی
نشہ اُتر گیا ہو طبیعت بے لطف ہو اُسنے جواب دیا ای جنگی تو ضرور بجا کہ تیرا نے بجانا ہمکو مرغوب ہو اگر
خواہش بادہ کشی ہو تو ابھی شراب پی لے یہ کہکر ساقی کو طلب کیا وہ شیشہ شراب اور ساغر لیکر حاضر ہوا اور باشارہ
خاقان جنگی کو دینے لگا جنگی نے اُس سے شیشہ وساغر لیکر اور سفوف بیہوشی بچالاکی شراب مین ملا کر کہا
یہ امر خلاف ادب ہو کہ روبرو آپ ایسے بادشاہ کے مین تنہا شراب پیون ملازم با تمیز وہ ہو کہ پہلے اپنے
مالک کو شراب سر پر رکھکر بصد ادب پلائے اور جملہ اہل دربار کو بھی شراب پلائے بعد ازان خود
پیئے یہ کہکر گھنگھرو طلب کرکے جنگی نے اپنے پاؤن مین باندھے اور شیشہ سے ساغر مین شراب اُنڈیل کر
ساغر کو سر پر رکھکر خاقان سے عرض کیا حضور ملاحظہ کرین کہ بادشاہون کو اہل کمال اس طرح شراب پلاتے
ہین یہ کہکر جنگی نے اُٹھکر بطور رقص کرنے کے گھنگھرو بجائے اور کہا اگر حکم ہو تو حالت ساقی گری مین
ایک پاؤن کے گھنگھرو بولین اور ایک کے نہ بولین اور اگر حکم ہو تو کچھ گھنگھرو دونون پاؤن کے بولین اور کچھ
نہ بولین خاقان نے جواب دیا تو ہر طرح کا کمال دکھا کہ ہم مشتاق ہین جنگی نے تا دیر کمالات ساقی گری
ایسے دکھائے کہ خاقان ازحد خوش ہوا اور بہت تعریف کی اور جملہ اہل دربار بھی خوش ہوکر حیران ہوے
خصوصًا وہ نازنین اور ساقی جو شیشہ وساغر لایا تھا دونون جنگی کے قدم پر گرے اور دست بستہ عرض کیا
کہ ہمین بھی یہ کمال سکھا دو جنگی نے وعدہ کیا کہ سکھا دونگا یہ کہکر روبرو خاقان کے جاکر سر اپنا نیچا کیا
خاقان نے دیکھا کہ جنگی عجب صاحب کمال ہو کہ تا دیر ساغر پُر از شراب سر پر رکھکر ساقی گری کے کمال
دکھایا کیا لیکن ایک قطرہ شراب ساغر سے چھلک کر نہ گرا یہ خیال کرکے پھر اُسکے کمالات کی ثنا کی اور
ساغر لیکر بے خوف وخطر شراب پی لی جنگی نے پھر اور سب اہل دربار کو بھی شراب پلائی جب بختیارک کے
روبرو ساغر شراب لیکر گیا اُسنے عذر کیا کہ اس وقت مین شراب نہ پیونگا جنگی نے نظر قہر وغضب سے
دیکھا اور باشارہ کہا او نابکار اگر مے کشی سے اس وقت انکار کریگا تو مین تجکو ضرور مار ڈالونگا وہ خواجہ
کی تقریر باشارہ سمجھکر ڈر گیا اور کہنے لگا ای جنگی خیر تمھاری خاطر سے شراب پیتا ہون کہ تم ناراض ہو
تمھاری بیزاری اور ناراضی منظور نہین ہو یہ کہکر اُسنے ساغر لیکر شراب پی لی جب سب شراب پی چکے
جنگی نے بھی شیشہ سے شراب اُنڈیل کر ساغر کو علیحدہ جاکر منہ سے لگایا لیکن شراب نہ پی اور زمین پر
گرا دی پھر نے نکالکر بجانے لگا سب سننے لگے تھوڑی دیر کے بعد سبکو خوب نشہ ہوا جنگی نے نعرہ کیا

اور کہا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای خاقان نابکار آگاہ ہو کہ مین جنگی نہین ہون سپاہی بنکر تیرا دربار لوٹنے
اور تجکو ذلیل کرنے آیا ہون اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو مسلمان ہوجا اور ہرمز و فرامرز کو جناب حمزہ صاحبقران
کے حوالے کردے خاقان جنگی مذکور کی یہ تقریر سن کے برہم ہو کر اُٹھا اور چاہا کہ خواجہ کو گرفتار کر کے
سزا دے ناگاہ پاؤن کو لغزش ہوئی دو قدم بھی نچلا تھا کہ دہم سے فرش پر گر کے بیہوش ہوا اُسکے اُٹھانے
کو جملہ اہل دربار اُٹھے جو اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا یہانتک کہ سب اُٹھکر اور گر کر بیہوش ہوے ساقی اور
نازنین بھی یہ دونون مع سازندون کے بیہوش ہوے اُس وقت خواجہ نے رنگ و روغن زنبیل سے
نکالکر اہل دربار کی حسب دلخواہ شکلین بنائین پھر سب کے کپڑے اُتار لیے اور ایک ایک لنگوٹی
پُرانے کپڑے کی سبکے باندھ دی پھر جال الیاسی نکالکر تمام اشیاے دربار جال مارکر نذر زنبیل کرلین
سواے نقش بوریا یعنی فرش کے اور کچھ نچھوڑا پھر ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ او خاقان ابکی مرتبہ
تو مین نے یہ تیرا حال کیا ہے اگر تو نے امیر کی اطاعت نہ کی تو پھر یہان آکر اس سے زیادہ بدی پیش
آؤنگا اس مضمون کا رقعہ لکھکر ایک تاگے سے اُسکے گلے مین باندھ دیا اور اُسکے خواہر زادہ کو کہ نام اُسکا
محمود تھا اُسکو بشکل ایک نازنین کے بنا کر پہلو مین خاقان کے لٹا دیا اور جوتیون کے ہار بناکر خاقان
وغیرہ کے گلے مین ڈال دیے خواجہ عمرو نے یہ عیاری کر کے ارادہ کیا تھا کہ اب دربار سے نکلکر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہو لیکن ایک شیوہ عیار سر بہرام مذکور لیے ہوے دربار مین آیا اہل دربار کا عجب رنگ
دیکھکر اور خواجہ کو بصورت سپاہی پاکر نعرہ کیا کہ ای عمرو بن امیہ خبردار ہو کہ مین آپہونچا غضب کیا کہ تمام
دربار کو لوٹ لیا اور سبکو بیہوش کر کے عجب صورتین بنائین یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوا خواجہ نے بھی خنجر
کھینچا لڑائی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے جب شیوہ جنگ سے عاجز ہوا بآواز بلند اہل لشکر
اور دیگر ملازمان خاقان کو پکارا کہ جلد آؤ خواجہ عمرو کو گرفتار کرو اُسنے یہان آکر دربار کو لوٹ لیا اور سبکو
بیہوش کیا ہے اس نابکار کی آواز سُنکے جوق جوق گروہ گروہ مردمان لشکر وغیرہ بہر گرفتاری خواجہ دوڑے ادہر
خواجہ نے سبکو آتے دیکھا ٹھہرنا مناسب نجانکر وہان سے جست کی اور بیرون دربار آکر جانب صحرا گریزان
ہوے شیوہ عیار بھی خواجہ کے تعاقب مین بہرام کا سر لیے ہوے روانہ ہوا خواجہ عمرو تھوڑی دور
جاکر ایک جھاڑی مین نہان ہوے اور زمین پر حلقہ ہاے کمند بچھا کر خس پوش کر کے بیٹھے تھوڑی دیر
مین شیوہ بھی اُسی جگہ آیا خواجہ عمرو نے فوراً حلقہ ہاے کمند مین اُسکو گرفتار کیا اور وہان سے اُسکو
ہمراہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوے اور عرض کیا دیکھیے اس نابکار نے بہرام کو ہلاک کیا یہ سر اس
بہادر کا اُسکے پاس موجود ہے امیر نے غضبناک ہو کر کہا او نابکار تو نے پہلے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا
کیا تھا جب مجکو قتل کر نسکا اس بہادر کو تو نے قتل کیا یہ کیا حرکت ناشایستہ کی اُسنے عرض کیا ای امیر
بیشک مجھ سے قصور ہوا لیکن اب قسم کھاتا ہون کہ کبھی ایسی حرکت نکرونگا اب آپ مجھکو مسلمان کیجیے
اور میری قتل سے باز آئیے قبل اسکے مین مکر سے مسلمان ہوا تھا اب مین نہایت صدق دل سے مسلمان
ہونگا امیر باتوقیر کو اُسپر حد سے زیادہ رحم آگیا اور پھر از سر نو اُسکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اُسنے پھر
بمکر و فریب فقط زبان پر براے نام کلمہ جاری کیا مگر دل سے مسلمان نہوا امیر نے اُسکو رہا کرا دیا اور
سر بہرام کا لیکر جسم بہرام سے ملحق کر کے دفن کرا دیا اور کئی روز تک بہرام کا صدمہ کیا شیوہ اطاعت

امیر مین سرگرم ہوا وہان اہل لشکر اور دیگر ملازمان نے آکر خاقان وغیرہ کو ہوشیار کیا خاقان نے ہوشیار
ہوکر عجب رنگ دیکھا نہایت اُسکو غصہ آیا اور صدمہ اپنی بیعزتی کا ہوا بختیارک نے عرض کیا خداوند
مین نے دو مرتبہ درپردہ کہا کہ یہ جنگی نہین ہی بلکہ عمرو ہی آپ نہ سمجھے مجبور ہو گیا اگر خلاصہ کہتا عمرو مجھکو
مار ڈالتا آخر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب آپ رنج وملال نکیجے خاقان نے اُس رقعہ کو اپنے گلے سے نکالکر پڑھا
اور از حد برہم ہوکر کہا اب اگر عمرو یہان آئیگا تو اُسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ پوشاک ہمارے
واسطے اور جملہ اہل دربار کے واسطے لاؤ ملازم شاہ فوراً لائے سب نے نہا کر کپڑے پہنے پھر خاقان
نے حکم دیا دربار ہمارا ازسر نو مثل قبل کے اشیاے ضروری سے آراستہ کیا جاے چنانچہ حسب الحکم تھوڑی
دیر مین ملازمون نے اُسی طرح دربار کو آراستہ کر دیا تخت بچھا دیا دنگل اور کرسیان بھی رکھدین فرش
بھی بدستور کر دیا اور سواے اسکے اور جو اشیاے ضروری لائق دربار بہر زینت تھین اُنکا بھی سرانجام
کیا خاقان تخت حکومت پر بیٹھا ہرمز وفرامرز وغیرہ بھی بیٹھے خواجہ کی عیاری کی گفتگو کرنے لگے خاقان
نے کہا ہمارا عیار شیوہ گیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری کہ وہ ابتک نہین آیا ملازمون نے عرض کیا وہ ایک
سر بریدہ لیکر آیا تھا خواجہ سے تا دیر لڑا آخر اُسکی تعاقب مین گیا اب نہین معلوم کہان ہی جسوقت وہ
یہان آیا تھا آپ اور سب بیہوش تھے خاقان اُسکا احوال سُنکے خوش ہوا اور کہنے لگا میرا عیار بلاے
روزگار ہی وہ امیر اور عمرو کا سر لیکر ضرور آئیگا یہ کہکر خاموش ہوا وہ ساقی اور وہ نازنین اور اُسکے سازندے
ہوشیار ہوکر لباس پہنکر خواجہ کی عیاری سے پناہ مانگتے ہوے دربار سے نکلکر چلے گئے خاقان
اپنے دربار مین مع اہل دربار بیٹھا رہا یہ تو دربار مین بیٹھا ہوا ہی لیکن اب احوال عمرو کا بیان کیا جاتا
ہی کہ بعد کئی روز کے عمرو نے بیٹھے بیٹھے ارادہ کیا کہ اب پھر دربار مین خاقان کے چلنا چاہیے اور کچھ فکر
معیشت کرنا چاہیے کیونکہ مشہور ہی البرکت فی الحرکت یہ تجویز کرکے اپنے لشکر سے صورت اپنی تبدیل
کرکے جانب دربار خاقان روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب دربار خاقان گردون اساس کے پہونچا
ملازمون نے جاکر شاہ ہامان وزان سے عرض کیا ای بادشاہ شیوہ عیار حضور کا اس طرح آتا ہی کہ ایک
رومال مین کسی کا سر کٹا ہوا لیے ہوے ہی اور مسکراتا ہوا آتا ہی ہنوز ملازم یہ کہ رہے تھے کہ شیوہ نقلی دربار
مین آیا بادشاہ کو تسلیم بجا لاکر عرض کرنے لگا ای بادشاہ مین نے وہ کار نمایان کیا ہی کہ جسقدر سرکار سے
انعام مجھے ملے وہ کم ہی مین نے اول تو ایک سردار مسمی بہرام کو کہ لشکر امیر مین بہت بڑا نامی سردار تھا
قتل کیا اُسکا سر لیکر یہان آیا تھا یہان عمرو کو دیکھا اور دربار کا عجب رنگ نظر آیا یہ ملازم حضور کے
گواہ ہین کہ مین اُس سے تا دیر لڑا آخر وہ بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا صحرا مین پہونچکر اُسکو گھیرا اور
بعد جنگ عظیم کے اُسکو زخمی کرکے زمین پر گرایا پھر اُسکے سینہ پر سوار ہوکر سر اُسکا کاٹ لیا یہ سر
اُسی کا ہی خاقان اُسکی تقریر سُنکے بہت خوش ہوا اور کئی ہزار روپیہ اُسکو انعام مین دیے پھر اُس سے
کہا کہ اس وقت تو ہمارا یہ دل چاہتا ہی کہ تو نے بجا اور کوئی غزل گا مگر اُسی طرح سے کہ جس طرح خواجہ عمرو
نے بجاتا ہی شیوہ نقلی نے عرض کیا اس سے بہتر مین نے بجاؤنگا یہ کہکر نے نکالکر ایک غزل نے مین گانے لگا
خاقان وغیرہ سننے لگے اور ایسے محو ہوے کہ کسی نے خواجہ عمرو کے سر کو نہ دیکھا یہان تو شیوہ نقلی
نے بجا رہا ہی مگر اب احوال شیوہ اصلی درج کیا جاتا ہی کہ یہ نابکار باوجود اطاعت وفرمانبرداری کرنے کے

کے ہر وقت ایسی فکر مین رہتا تھا کہ امیر یا اور کسی سردار کو قتل کرون چنانچہ ایک شب موقع پا کر فرامرز
عاد مغربی کی بارگاہ مین گیا اور غافل اُسکو پا کر فرنے سے بیہوشی اُسکے دماغ تک پہونچا کر بیہوش کر کے
پشتارہ اُسکا اُٹھا کر بارگاہ سے نکلا اور ویرانہ کی راہ سے دربار خاقان گردون اساس کی طرف
چلا بعد قطع راہ اُس وقت دربار مین خاقان کے پہونچا کہ شیوہ نقلی نَے بجا رہا تھا اور سب سُن رہے تھے
شیوہ اصلی نے عمرو کو اپنی صورت پر دیکھکر کہا اے بادشاہ فلک جاہ آگاہ ہو جیے کہ یہ کوئی عیار ہی مین شیوہ اُسکا
عیار ہون اسکو گرفتار کیجیے مین پشتارہ بدوش ہون فرامرز عاد مغربی کو بیہوش کر کے لایا ہون عمرو
یعنی شیوہ نقلی نے خاقان وغیرہ سے کہا حضور دیکھتے ہین چالاک بن عمرو بھی کیا آپکو دھوکا دیتا ہی کہ
قتل کرانے کی فکر کرتا ہی ایسی سزا سخت دینا چاہیے جلد حکم فرمائیے کہ اہل لشکر اسکو گھیر کر قتل کر ڈالین
یہ آپکے سامنے مکر و فریب کی باتین کرتا ہی خاقان نے شیوہ نقلی کو اصلی تصور کر کے حکم دیا
کہ شیوہ اصلی کو گرفتار کرو اہل لشکر اسکی گرفتاری کو بڑھے یہ نابکار لاچار ہو کر پشتارہ بدوش بھاگا
اور بختیارک نے عمرو کو پہچان کر باشارۂ چشم خاقان سے کہا خداوندا یہی عمرو ہی خاقان نے اہل
دربار سے باشارہ کہا اسکو بھی گرفتار کر لو اہل دربار اُٹھے عمرو نے فوراً اُٹھکر اور جست کر کے
تاج خاقان کے سر سے لیا اور نعرہ کیا نعرہ عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم + رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو باشم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم + یہ نعرہ کر کے اور جست کر کے دربار سے
نکلا مار ایک طرف بھاگا شیوہ اصلی کہ قبل اسکے بخوف جان بھاگا تھا صحرا مین جا کر ایک جھاڑی مین چھپا
اہل لشکر اُسکو نہ پا کر پلٹ آئے اور خاقان سے عرض کیا کہ خداوندا وہ عیار ہمارے ہاتھ نہین آیا یہ کہکر
وہ تو چلے گئے خاقان نے دوسرا تاج سر پر رکھا اور اہل دربار سے کہا افسوس ہے مین نے اپنے عیار
کو لشکر امیر کا عیار تصور کیا اور عمرو کو اپنا عیار خیال کیا خواجہ عمرو کے کہنے سے کیا دھوکا کھایا خیر خوب
ہوا کہ مردمان لشکر کے ہاتھ سے وہ بچ گیا ورنہ میرے لشکر کے بہادر اُسے قتل کر ڈالتے سب نے
کہا آپ بجا فرماتے ہین یہان تو خاقان غصہ مین تخت پر بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ عمرو بڑا مکار عیار ہی لیکن
اب احوال خواجہ عمرو اور شیوہ کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ بصورت شیوہ بھاگتے ہوے اپنے لشکر
کی طرف جاتے تھے حسب اتفاق اُسی طرف سے گذرے کہ جہان شیوہ اصلی جھاڑی مین چھپا ہوا
بیٹھا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ اب خاقان گردون اساس کے روبرو جاؤن یا نہ جاؤن کیا کرون
ناگاہ خواجہ عمرو کو اپنی صورت پر آتے ہوئے دیکھا پشتارہ کو اُسی جھاڑی مین رکھ کر جھاڑی
سے نکلکر خواجہ عمرو کا سد راہ ہوا اور نیمچہ کھینچکر کہنے لگا کیون خواجہ اب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاؤگے یہ کہکر نیمچہ مارا خواجہ عمرو نے نیمچہ کو اپنے نیمچہ پر روکا تادیر لڑائی ہوئی آخر کار
شیوہ عاجز ہو کر چاہتا تھا کہ بھاگے ناگاہ جانب صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا جب ہوا سے وہ غبار
دفع ہوا دیکھا شیوہ نے کہ ایک نقابدار زرہ پوش چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے چلا آتا ہی
جب وہ قریب آیا دو شخص ایک صورت اور شکل کے لڑتے ہوے دیکھکر پہلے تو نہایت متحیر ہوا
پھر نعرہ کیا کہ تم دونون کون ہو اور کس واسطے لڑ لڑ کے اپنی جان ہلاک کرتے ہو خواجہ عمرو نے جواب
دیا مین عیار خاقان گردون اساس کا ہون نام میرا شیوہ ہی اور یہ عمرو امیر کا عیار ہی شیوہ اصلی

نے کہا ای نقابدار بہادر یہ جھوٹ کہتا ہی عمرو ہو اور مین شیوہ ہون نقابدار نے دونون کی تقریر سنکے حیران ہوکے کہا کہ ہم تمھارا انصاف کیسے دستے ہین کہ تم دونون اب نہ لڑو عمرو سے کہا تو جانب مشرق جا اور شیوہ سے کہا تو جانب مغرب جا شیوہ راضی ہو گیا اور پشتارہ فرامرز عاد مغربی کا اُٹھا کر سمت دربار خاقان روانہ ہوا خواجہ عمرو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے نقابدار مذکور بھی تھوڑی دور تک شیوہ کے ساتھ مع فوج چلا کیونکہ اُسکو اُسی طرف جانا منظور تھا اثناے راہ مین شیوہ نے پوچھا آپ کون ہین اپنے نام سے آگاہ کیجئے اور یہ بتایئے کہ کہان آپ جاتے ہین اُسنے جواب دیا تجکو میرے نام سے کیا مطلب ہی مین اپنا نام نہ بتاؤنگا لیکن اتنا کہے دیتا ہون کہ مین گاو لنگی گاو سوار کے سرداران لشکر سے ہون یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا شیوہ ڈرتا ہوا پشتارہ اُٹھائے ہوے خاقان کے پاس گیا اور آبدیدہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ آج حضور نے مجکو قتل ہی کرایا ہوتا اپنے اور بیگانہ کو آپ نہین پہچانتے ہین اب بھی اگر آپ کو کچھ شک ہو تو میری شناخت کر لیجیے آب گرم سے میرا منھ دھلوایے اگر خواجہ عمرو ہونگا اور رنگ و روغن سے بصورت شیوہ بنکر آیا ہونگا تو آب گرم سے منھ دھونے سے سارا حال معلوم ہو جائیگا خاقان نے بعد شناخت شیوہ سے کہا فی الحقیقت خواجہ عمرو کے کہنے سے مین نے تجکو شیوہ اصلی نجانا تھا اب یہ بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ پُشتارہ فرامرز عاد مغربی کا ہی یہ ایک سردار نامی لشکر امیر با توقیر کا ہی خاقان گردون اساس نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا میرا تو دل یہ چاہتا ہی کہ فرامرز عاد مغربی کو اسی حالت مین قتل کرون اسکو ہوشیار بھی نکرون بعض اہل دربار نے تو کہا راے حضور کی بہتر ہی اور اکثر اہل دربار نے عرض کیا ہمارے نزدیک اسکا قتل کرنا اچھا نہین ہی امیر کشور گیر جب اسکی خبر قتل سنینگے تو اُنکو نہایت غصہ آئے گا اور وہ آپ سے بہ بدی پیش آئینگے اور یہان بھی اس بہادر کو قید رکھنا مناسب نہین ہی کیونکہ عمرو دو بار یہان باشکال مختلف آچکا ہی ہمین یقین واثق ہی کہ پھر وہ آئیگا اور کسی نہ کسی طرح اُسکو قید سے رہا کرکے لیجائیگا خاقان گردون اساس نے پوچھا پھر کیا تدبیر کی جائے بختیارک نے عرض کیا کہ گاو لنگی گاو سوار کے پاس اس سردار لشکر امیر کو بھیجدیجیے وہ جو مناسب جانیگا کریگا عجب نہین کہ قتل کرے کیونکہ کئی فرزند اور سرداران لشکر اُسکے سرداران سپاہ امیر کے ہاتھ سے قتل ہوے ہین یہ راے بختیارک کی خاقان گردون اساس کو نہایت ہی پسند آئی اُسی وقت اپنے ایک سردار لشکر کو کہ نام اُسکا قارن فیل چشم تھا طلب کیا جب وہ حاضر ہوا اُس سے کہا کہ تو اس مسلمان کو پاس گاو لنگی گاو سوار کے لیجا نا بعد سلام کے کہدینا کہ یہ سردار لشکر امیر کا ہی اور نام اسکا فرامرز عاد مغربی ہی چونکہ آپکو امیر اور سرداران امیر سے صدمہ بیحد پہونچا تھا باین خیال براے دفع ہونے کچھ صدمہ و رنج کے ایک اُنکے سردار کو گرفتار کرکے آپکے پاس روانہ کیا ہی جو مناسب جانیے وہ اُسکے حق مین کیجیے اور ہمکو اپنا ایک دوست اور نیاز مند تصور کیجیے قارن فیل چشم نے حسب الحکم فرامرز عاد مغربی کی چادر عیاری سے کھولکر زنجیر و طوق وغیرہ مین گرفتار کرکے اداتے پر ڈالا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ملک بربر روانہ ہوا بعد جانے قارن فیل چشم کے شیوہ نے خاقان گردون اساس سے عرض کیا کہ میرے نزدیک فرامرز عاد مغربی کا یہان سے جانا اچھا ہوا خاقان گردون اساس

نے اُس سے کہا کہ تو فرامرز کو تو بیہوش کر کے لے گیا اور بہرام کوہستانی کو تو نے قتل کیا جب جانون کہ تو عیار ہے کہ
عمرو کو کسی عیاری سے گرفتار کر کے یا بیہوش کر کے میرے پاس لے آتا کہ مین اُسکو قتل کرون کیونکہ اُسنے
میرے دربار مین آکر بہت مجکو ذلیل کیا ہے شیوہ نے عرض کیا مین حضور کے اقبال سے اُسکو گرفتار
کر کے یا سر اُسکا کاٹ کے یہان لے آؤنگا یہ کہکر اُسی وقت صورت اپنی رنگ و روغن سے تبدیل
کر کے جانب لشکر امیر روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب لشکر امیر پہونچا دیکھا کہ عمرو عالم نشہ شراب مین گرتا
پڑتا آتا ہے شیوہ خواجہ کو دیکھکر ایک گوشہ مین مخفی ہوا خواجہ عمرو نے اُسکو دیکھکر پہچانا کہ شیوہ
بھی واسطے عیاری کے آیا ہے عجب نہین کہ میری گرفتاری کو آیا ہو یہ خیال کر کے عمرو اپنے خیمہ کی طرف
چلا چونکہ وقت شب کا تھا خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین آکر کچھ تدبیر کر کے فرش خواب پر بیٹھے شیوہ گوشہ نزدیک
سے نکل کر نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے خیمہ عمرو تک آیا اور پشت خیمہ کی طرف جا کر خنجر سے
قنات چاک کر کے اندر خیمہ کے گیا دیکھا خواجہ عمرو فرش خواب پر پڑے ہوے غافل سو رہے
ہین شیوہ خواجہ عمرو کو غافل پا کے بہت خوش ہوا اور قریب تر جا کر چاہا کہ خواجہ کو بیہوش کرے اور
چپا در عیاری مین باندھ کر لیجائے چونکہ خواجہ عمرو جاگ رہے تھے بظاہر آنکھین بند کیے تھے
جب شیوہ قریب تر آیا خواجہ نے چالاکی سے لیٹے لیٹے حلقہاے کمند اُسپر مارے اور جھٹکا دیا شیوہ
حلقہاے کمند مین پھنس کر گرا خواجہ عمرو نے اُٹھکر اُس وقت تو خوب کوڑے اُسکو مارے اور ستون خیمہ
سے باندھ دیا جب صبح ہوئی اور دربار بادشاہ لشکر مین امیر وغیرہ جا کر اپنے دنگل پر بیٹھے خواجہ
شیوہ کو گرفتار کیے ہوے دربار مین گئے پھر بادشاہ اور امیر کو آداب و تسلیم کر کے عرض کرنے لگے
کہ اے امیر با توقیر ہنگام شب یہ نابکار کہ شیوہ عیار ہے میری گرفتاری کے واسطے آیا تھا مین نے
خود اُسکو گرفتار کیا ہے یہ وہ نابکار ہے کہ دو مرتبہ مسلمان ہوا اور پھر اُسنے بدی کی بہرام کوہستانی کو قتل
کیا فرامرز عاد مغربی کو بیہوش کر کے لے گیا اب اِسکے حق مین جو حکم مناسب ہو ارشاد فرمایئے امیر نے
شیوہ کو بنظر غیظ و غضب دیکھکر باشارہ بادشاہ لشکر حکم دیا کہ جملہ عیاران لشکر اسلام اسپر بارش
تبر کرین یہانتک کہ اِسکو ہلاک کرین اُس وقت شیوہ نے عرض کیا اے امیر ابکی مرتبہ اور میری خطا
عفو کیجیے اب آپسے دشمنی نکرونگا امیر نے اُسکی عرض قبول نکی اُس وقت عیاران لشکر اسلام اُسکو
میدان مین لے گئے اور بہت بُرے طور سے اُسکو ہلاک کیا اور تن اُسکا پارہ پارہ کیا یہان تو حکم
امیر سے شیوہ عیار ہلاک کیا گیا ہے لیکن اب احوال خاقان کا لکھا جاتا ہے کہ جب شیوہ عیار خدمت
خاقان گردون اساس سے جانب لشکر امیر روانہ ہوا خاقان گردون اساس نے خیال کیا
کہ امیر کشورگیر اور سرداران امیر وغیرہ سے لڑنا مشکل ہے مین اُنسے مقابلہ نکر سکونگا کوئی تدبیر ایسی
کرنا چاہیے کہ امیر پر غالب ہون اُنکو مع اُنکے لشکر کے قتل کرون یہ خیال کر کے ایک نامہ میرمنشی
سے لکھوایا بعد القاب و آداب کے مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ حمزہ صاحبقران فوج کثیر ہمراہ لیکر
ہمارے ملک پر چڑھ آیا ہے اور ہمارے پاس فوج قلیل ہے چونکہ ہمارے بزرگون اور آپ کے بزرگون
سے باہم دوستی و الفت رہی تھی اور ہمسے اور آپسے بھی آجتک نہایت دوستی اور اتحاد ہے لہذا آپ
ایسے وقت مشکل مین ہماری مدد کیجیے یا خود آیئے یا کسی کو روانہ کیجیے کہ وہ حمزہ اور اُسکے لشکر کو

تباہ اور برباد کر دے بعید دوستی و عنایت بحد سے نہوگا جب نامہ اس عبارت اور اس مضمون کا لکھ چکا میر منشی نے سر نامہ لکھا اُسپر خاقان گردون اساس نے اپنی مُہر کی جب سر نامہ تیار ہو چکا میر منشی سے نامہ مندرجہ لفافہ مین رکھکر اُسے بند کیا اور ایک قاصد تیز رو کے ہاتھ مین وہ نامہ دیکر کہا جلد اس نامہ کو خدمت شاہ شمس جادو حاکم دیار ام الجبال مین لیجا اور جواب اسکا جلد لیکر میرے پاس آ چنانچہ قاصد مذکور بصد عجلت راہ طی کرکے شاہ شمس جادو حاکم ام الجبال کے دربار مین گیا اور بدستور قدیم نامہ مذکور اُسنے دیا اُسنے قاصد کو موافق اُسکی لیاقت کے اپنے دربار مین بیٹھنے کو جگہ دی پھر وہ نامہ میر منشی سے پڑھواکر بگوش دل سُنا جب تمام و کمال عبارت نامہ سُن چکا قاصد کو خلعت رخصت دیکر کہا تو جاکر ہماری طرف سے ہمارے دوست صادق خاقان گردون اساس سے بعد سلام اور شوق ملاقات کے کہدینا کہ نامہ محبت شمامہ آپ کا ہمکو پہونچا احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی چونکہ میرے آنے کی چندان ضرورت نہین ہے اس وجہ سے مین چند ساحران نامی کو مع لشکر ساحران روانہ کرونگا وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر ہنگام مقابلہ حمزہ ایک دم مین امیر اور اُنکے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دینگے اور اگر ضرورت قوی اور شدید ہوگی تو مین بھی ضرور آؤنگا قاصد یہ تقریر شاہ شمس جادو کی سُن کے دربار سے اُٹھا اور تسلیم بجالا کر جانب ہامان وران روانہ ہوا اور بعد قطع راہ خدمت خاقان مین حاضر ہوکر جو کچھ شاہ شمس جادو نے کہا تھا بیان کیا خاقان بہت خوش ہوا اور کہا شاہ شمس جادو ہمارا دوست صادق اور محب واثق ہے جو کچھ اُسنے کہا ہے ایسا ہی کریگا یہ کہکر باطمینان تمام دربار مین بیٹھا رہا تردد اور اندیشہ دور ہوا۔

داستان قتل ہونا قارن فیل چشم کا اور رہا ہوکر پھر گرفتار ہونا فرامرز عاد مغربی کا

داستان گویان سحر بیان و ناقلان عالی بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب قارن فیل چشم فرامرز عاد مغربی کو گرفتار کرکے جانب بربر روانہ ہوا تھا راہ مین نہایت ہوشیاری کے ساتھ جاتا تھا اور جس جگہ مقام کرتا تھا بیچ مین لشکر کے فرامرز عاد مغربی کو نہایت حفاظت کے ساتھ رکھتا تھا جب سرحد خاقان گردون اساس سے گذر کر قلمرو گاولنگی گاو سوار مین پہونچا اُس جگہ کا صوبہ دار یا ناظم خبر قارن فیل چشم کے آنے کی سُن کے مع فوج آیا اور ارادہ مقابلہ کا کیا جب صوبہ دار مذکور کو معلوم ہوا کہ قارن فیل چشم ہمارا اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہے اور دشمن نہین ہے اُسکو بعزت و حرمت لیگیا اور دعوت و ضیافت کی اور نہایت خاطرداری سے پیش آیا اسی طرح چند صوبون کو قارن طی کرکے ایک روز ایک باغ وسیع کے متصل پہونچا دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین بوے خوش ایسی آتی ہے کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہے چونکہ قارن فیل چشم رہروی سے تھک گیا تھا اور دن بھی قلیل باقی تھا اور وہ مقام بھی مرغوب و پُر تکلف تھا اس وجہ سے زیر دیوار باغ مذکور قیام کیا ہنوز قارن قیام پذیر ہوا ہی تھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش باغ سے نکلکر قیامگاہ لشکر پر آیا اور بصد غیظ و غضب مردان لشکر سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کیون یہان قیام پذیر ہے اُنھون نے عرض کیا کہ یہ لشکر خاقان گردون اساس کا ہے اور نام ہمارے سردار کا قارن فیل چشم ہے وہ ایک مسلمان کو گرفتار کئے ہوے جانب ملک بربر جاتا ہے آج یہان اُسنے قیام کیا ہے صبح کو یہان سے آگے روانہ ہوگا نقابدار نے کہا تم اپنے سردار لشکر کو بلاؤ اور

اُس قیدی کو بھی ہمین دکھا و مردمان لشکر پاس قارن کے گئے اور تمام حال بیان کیا قارن اپنی بارگاہ سے
مع ارابہ فرامرز عاد مغربی سامنے اُس نقابدار کے گیا اور پوچھا تمنے کیون طلب کیا ہی اُسنے کہا
فرامرز عاد مغربی کو دیکھکر اور اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوکر جواب دیا تونے اس جوان کو کیون استقدر
قید شدید مین گرفتار کیا ہی کہ یہ ہلاک ہوا جاتا ہی اُسنے دلیرانہ جواب دیا خوب کیا ہمنے جو اُسکو اس طرح
گرفتار کیا ہی یہ ہمارا دشمن دین و ایمان ہی تو اِسکے حال پر کیون رحم کرتی ہی جا دور ہو نقابدار نے نہایت برہم
ہوکر پہلے تو کچھ اسما زبان پر جاری کیے پھر نیمچہ کھینچکر اُسکی طرف بڑھا قارن فیل چشم حس و حرکت کر نہ سکا
نقابدار نے ایسا وار کیا کہ قارن دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اُس وقت مردمان لشکر نے برہم ہوکر
اُسپر حملہ کیا نقابدار نے پھر کچھ پڑھ کر اور سنگریزون پر دم کر کے وہ سنگریزے اُسپر مارے سبکے
دست و پا بحس و حرکت ہوے نقابدار نے سب کو نیمچہ سے قتل کیا پھر فرامرز عاد مغربی کو قید سے
رہا کر کے اپنے ساتھ اپنے باغ مین لیگئی اور مسند زرین پر بٹھا کے نقاب اپنے رُخ سے اُٹھا کر
کہا اے جوان خوشا مقدر تیرا کہ مین تجھپر مائل ہوئی اور تجکو قید سے رہا کر کے یہان لائی اب تجکو بھی لازم
ہی کہ عوض مین اِس احسان کے مجسے الفت و محبت کر اور جو کچھ مین کہون اُسے بجالا فرامرز نے جو اُسے
دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ جلیل القدر اور کم سن ہی صورت بھی اچھی ہی جب بنظر غور اُسے دیکھ چکا
اور تقریر اُسکی سُن چکا جواب مین اُسکے کہنے لگا تمنے میرے ساتھ بڑی نیکی کی ہی مین بھی تمہارے
ساتھ نیکی کرونگا وہ نازنین بہت خوش ہوئی اور برابر فرامرز کے بیٹھکر کشتی شراب کی طلب کی کنیزین
فی الفور کشتی شراب کی لیکر سامنے آئین اور کشتی روبرو رکھ کر دست بستہ عہدے ہاتھون مین لیے
ہوے کھڑی رہین ابھی نازنین مذکور نے ہمراہ فرامرز عاد مغربی کے یکشتی نکی تھی کہ دفعتًہ
سامنے روشنی معلوم ہوئی اور آمد لشکر ساحران ثابت ہوئی فرامرز نے اُس نازنین سے پوچھا یہ
تو کہو کہ تمہارا نام کیا ہی اور یہ روشنی کیسی معلوم ہوتی اور یہ سپاہ ساحران کسکی ہی اور کیون اِدھر
آتی ہی اُسنے جواب دیا نام میرا گلعذار جادو ہی اور مین بیٹی اسہال جادو کی ہون وہ صاحب ملک و مال
ہین اور نہایت زبردست ساحر ہین چونکہ فی زمانہ ایک نامہ خاقان گردون اساس والی ہامان ورانے
شاہ شمسن جادو حاکم ام الجبال کو لکھا ہی اور برائے مدد اُسے بلایا ہی وہ تو اُنکی مدد کے واسطے ہرگز
نجائینگے اِلا میرے پدر کو ہمراہی عین الحیات جادو اور عین الفتنہ اور عین اللحمات اور عین البرقت
اور اخگر جادو اور اختر جادو اور عنقر جادو وغیرہ کے بائیس ہزار ساحر اور ساحرہ کی جمعیت سے روانہ
کیا ہی وہی اس وقت آتے ہین مجھسے رخصت ہوکر خاقان گردون اساس کی مدد کے واسطے
جائینگے اور حمزہ اور اُسکے لشکر کو تباہ اور برباد کردینگے اور یہ بھی تمپر واضح ہو کہ میرے باپ سے
اور شاہ ام الجبال سے دوستی ہی یہ اُنکے تابعدار اور ملازم نہین ہین محض اُنکے کہنے سے یہ لڑنے جاتے
ہین فرامرز عاد مغربی نے اُسکی تقریر سُن کے ارادہ کیا تھا کہ اس ساحرہ کو بضرب شست ہلاک کر دون
کیونکہ باپ اسکا عدو جناب حمزہ اور اُنکے لشکر کا ہی لیکن چونکہ اسہال جادو قریب در باغ
آچکا تھا فرامرز اُسکے ہلاک کرنے سے باز رہا اور دل مین کہنے لگا کہ اور کسی وقت اسکو ہلاک کرونگا
اس وقت اسکا باپ آتا ہی وہ مجکو مار ڈالے گا مفت جان جائیگی یہ دل مین تجویز کر کے اُس نازنین سے

تنہا مین بیٹھا رہون یا پوشیدہ ہو جاؤن اُسنے کہا بیٹھے رہنا تمھارا مناسب نہین ہی اُس گوشہ باغ مین جلدی
چلے جاؤ اور درختون کی آڑ مین پوشیدہ ہو جبتک میرے والد یہان سے نجالین خبردار یہان نہ آنا
ورنہ میرے والد مجکو اور تمکو دونون کو ہلاک کرینگے یہ کہکر زبردستی فرامرز کو اُسنے مسند سے اُٹھایا
فرامرز گوشہ باغ مین جاکر پوشیدہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے شہپال تنہا باغ مین آیا اور قریب اپنی دختر
کے بیٹھکر بعد دیدہ بوسی اور مزاج پرسی کے پوچھنے لگا ای دختر نیک اختر اس وقت یہ کشتی مے یہان
کیون رکھی ہی اور تو پریشان خاطر ہوکر اس طرف بار بار کیون دیکھتی ہی اُسنے کہا کشتی مے واسطے بادہ خواری
کے طلب کی تھی اور پریشان خاطر تو نہین ہون اور اِس طرف باغ کے پھول ہو قت مجکو اچھے معلوم ہوتے
ہین اس وجہ سے دیکھتی تھی شہپال جادو کہ ایک گرگ باران دیدہ ہی اُسکو اپنی دختر کے کل کلام مین بوے
کذب آئی اُس وقت کنیزون وغیرہ سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا سچ کہو یہ کشتی مے یہان خلاف وقت کیون
رکھی ہی اور کیا سبب ہی کہ جو اس گوشہ باغ کی طرف یہ بار بار دیکھتی ہی کنیزون نے عرض کیا خداوندنعمت
کوئی باعث ہوگا نہین معلوم ہی لیکن گلعذار جادو کی جو دایہ ہی اُسکی ایک دختر ہی کہ نام اُسکا فتنہ ہی
حسب اتفاق گلعذار جادو نے اُسی روز کسی بات پر اُسکو مارا تھا وہ گلعذار جادو سے ناراض تھی اور سن
اُسکا نو دس برس کا تھا اُسنے شہپال جادو سے عرض کیا حضور یہ کنیزین جھوٹ کہتی ہین یہ سب
جانتی ہین مگر چھپاتی ہین اصل حال یہ ہی کہ آج ایک جوان کو یہ اپنے باغ مین لائی ہین وہ تھوڑی دیر قبل
اِنکے پہلو مین بیٹھا تھا اُسی کے واسطے یہ کشتی شراب کی منگائی گئی تھی آپ کے خوف سے اُسکو
اس گوشہ باغ مین چھپا دیا ہی اگر میری بات کا یقین نہو تو خود جاکر دیکھ لیجیے شہپال جادو اُس لڑکی
کی تقریر سُنکے نہایت برہم ہوکر اُٹھا اور اُس گوشہ باغ مین جاکر جو دیکھا تو واقعی ایک جوان خوبرو
کو پایا فرامرز عاد مغزلی نے بوجہ نہونے آلات حرب وضرب کے گھونسا مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ ادھر
شہپال نے سحر کیا فرامرز کے دست و پا بیکار ہوے اُس وقت اُسنے اُس بہادر کے پاس آکر کہا او
اجل رسیدہ تو مجھسے بھی نڈر ہوا کہ اس باغ مین چلا آیا دیکھ تو سہی کہ مین تیرا کیا حال کرتا ہون فرامرز عاد
مغزلی نے جواب دیا او نابکار اگر سحر مجھپر سے دفع کردے اور بغیر سحر کرنے کے مجھ سے مقابلہ کر تو
جانو کہ تو مرد ہی اُسنے پوچھا سچ کہہ کہ تو کون ہی فرامرز عاد مغزلی نے جواب دیا مین ایک سرداران لشکر
امیر سے ہون شیوہ عیار مجکو گرفتار کر کے خاقان کے پاس لایا تھا اُسنے مجکو گاو لنگی گاو سوار
کے پاس بہمراہی قارن فیل چشم روانہ کیا تھا حسب اتفاق مین رہا ہوا اور اس باغ مین آیا اُسنے تمام
تقریر سُنکے کنیزون کو آواز دی کنیزین اُسکے روبرو گئین اُسنے کہا ایک صندوق لے آؤ وہ فوراً
گئین اور ایک صندوق لے آئین شہپال نے اُس صندوق مین فرامرز کو بصورت کبوتر بنا کر چھوڑا
اور چند دانے ماش کے سحر کرکے جو صندوق مین ڈالے فوراً وہ صندوق پر آتش ہوگیا شعلے اُسمین سے
بلند ہوے شہپال نے اُس صندوق کو بند کرکے قفل اپنے سحر کا اُسمین لگا کر اپنے مردمان لشکر
کے حوالے کیا وہ صندوق مذکور کو اُٹھا کر بیرون باغ لے گئے شہپال نے کہا اسی طرح تمام
مردمان لشکر حمزہ کو صندوق مین قید کرونگا یہ کہکر اپنی دختر کے پاس آیا اور کہنے لگا او گیسو بریدہ
اب تو نے بدفعلی پر کمر باندھی شرم وحیا وغیرت کچھ باقی نہین رہی میرا بھی خوف دل سے نکال ڈالا اُسنے

کانپ کر اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا یہ لڑکی دایہ کی محض جھوٹی ہی نہین معلوم یہ مردوا کس طرح میرے باغ
مین چلا آیا تھا مجھے مطلق معلوم نہین ہی میری کچھ خطا نہین ہی آگے آپ مالک و مختار ہین شہپال نے
اُسکی گفتگو سُن کے کئی طمانچے اُسکے عارض گلگون پر مارے کنیزون نے اور دایہ گلعذار جادو
نے عرض کیا خداوندا اب نہ مارئیے بس اب ہاتھ کو روک لیجئے میری لڑکی کی بات کا اعتبار کیجیے وہ ابھی بچہ
تھی یہ ملکہ سچی ہی اسنے اس مرد کو نہین بلایا تھا دروازہ تو باغ کا کھلا رہتا ہی یہ مردوا خود بخود چلا آیا ہوگا
جب سب عورتون نے اس طرح کہا شہپال نے اپنی دختر کو پھر نہ مارا اور بعضے اس داستان کو یون
بیان کرتے ہین کہ شہپال نے کسی عورت کی سفارش قبول نہ کی اور اپنی دختر کو قید کیا اور اُن عورتون
کو بھی اُسی کے ساتھ قید کیا کیونکہ اُنھون نے اُسکو ایسے فعل زشت سے منع نکیا اور مجکو اطلاع
نہ دی صرف دختر دایہ کو چھوڑ دیا بعد گرفتار کرنے تمام عورتون کے ایک نامہ گاولنگی گادسوار کو
شہپال جادو نے اس مضمون کا لکھا کہ قبل اسطرف آنے سے ہمکو واسطے اعانت کے طلب
کیا تھا اُس زمانہ مین ہماری طبیعت علیل تھی اب حمزہ مع لشکر بلمان وران مین آیا ہی کیونکہ فرامرز
اور ہرمز دونون بصرہ سے بھاگ کر خاقان گردون اساس کے ملک مین آئے ہین ایسے وقت مین
بہتر ہی کہ ہم اور تم شریک ہو کر خاقان گردون اساس کی مدد کرین اور حمزہ اور اُسکے تمامی لشکر کو نیست
و نابود کردین جب نامہ اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھ چکا داخل لفافہ کرکے سر نامہ لکھکر مہر اُس پر اپنی کرکے
ایک ساحر کو دیا اور کہا جلد اس نامہ کو گاولنگی گادسوار کے پاس لیجا اور جواب اسکا جلد لا وہ ساحر اپنے
سحر سے بصورت عقاب بنا اور منقار مین نامہ لیکر اُڑا اور جانب ملک بربر روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسکے
دربار مین گیا نامہ مذکور اُسکو دیا وہ نامہ پڑھ کر کہنے لگا کہ اے ساحر تو میری طرف سے بعد سلام شہپال
جادو سے کہدینا کہ فی الحال طبیعت میری ناساز ہی مین خود تو نہین آسکتا لیکن اپنے فرزند کو مع
فوج تمھارے پاس جلد روانہ کرتا ہون وہ آپکا شریک ہو کر خاقان کی مدد کریگا اور اپنے بھائیون
کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لیگا ساحر مذکور یہان آکر شکل عقاب سے بصورت اصلی بنا تھا اور
نامہ دیا تھا اب پھر سحر سے بصورت عقاب ہوا اور اُڑکر خدمت شہپال جادو مین گیا اور جو کچھ گاولنگی
گادسوار نے کہا تھا بیان کیا شہپال نے بوجہ انتظار لشکر گاولنگی گادسوار کے باغ مین قیام کیا فوج
ساحران بیرون باغ رہی یہ تو باغ مین مقیم ہی لیکن اب احوال گاولنگی گادسوار کا لکھا جاتا ہی کہ اُسنے
اپنے فرزند مسمی گادسرن سے کہ نہایت شجاع و بہادر تھا کہا کہ اے فرزند تو شہپال جادو کے پاس
جا اور اُسکے ہمراہ خاقان گردون اساس کے پاس جاکر اُسکی مدد کر وہ کہنے لگا مجھے کیا عذر ہی
گاولنگی نے اُسکو لاکھ سوار دیکر جانب شہپال جادو روانہ کیا

داستان آنا سرن گادکا مع فزیل پاس شہپال جادو کے اور متفق ہو کر جانا سبکا ردبرد خاقان گردون اساس کے اور طبل جنگ بجوانا اُسکا اور قاسم کا بستر خواب سے غائب ہونا اور فزیل کا اکثر سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کرنا پھر طبل بازگشت بجوانا

محرران اخبار جنگ دلیران جہشال و کاتبان وقایع نبرد بہادران نامی و نامدار اس داستان کو یسبیل

اختصار یون رقم کرتے ہین کہ جب سرین گاو بموجب حکم اپنے پدر گاو دلنگی گاو سوار کے ایک لاکھ سوارون کی
جمعیت سے روانہ ہوا چند کوچ و مقام کرکے ایک روز ایک کوہ کے دامن مین پہونچا دیکھا ایک لشکر مختصر اترا
ہی اس لشکر کا ہر اک جوان نہایت قوی ہیکل اور پہلوان زبردست ہی اور ایک اکھاڑا نہایت وسیع بنا ہوا ہی
گرد اسکے مردم کا ہجوم ہی سرین گاو کہ یہ بھی ایک بہادران عالم سے ہی اور کشتی کا اسکو از حد شوق ہی اکھاڑے
کو دیکھکر اور مردم کو کشتی لڑتے ہوئے دیکھکر بے اختیار عنان مرکب کو اسی طرف پھرایا جب اکھاڑے
پر پہونچا دیکھا ایک جوان نہایت قوی ہیکل اکھاڑے مین اپنے شاگردون اور زیر کردہ پہلوانون سے
کشتی لڑ رہا ہی پیچ اور توڑ ادن کو تعلیم کر رہا ہی چہرہ سے اسکے آثار جوانمردی اور شجاعت کے ظاہر ہین
قوی ایسا ہی کہ دس دس بیس بیس قوی ہیکل پہلوان اس سے لپٹ رہے ہین اور چاہتے ہین کہ اسکو
گرائین لیکن وہ نہین گرتا ہی بلکہ بدفعات انھین کو زمین پر ٹپکتا ہی اور پھر وہ اٹھکر اس سے لپٹتے ہین اور
بقوت تمام زور کرکے اسکو گرانا چاہتے ہین اور وہ بدستور خود انھین کو زیر کرتا ہی دیکھنے والے اس
جوان کی تعریف کر رہے ہین وہ انکو جواب دیتا ہی مین کیا کار نمایان کرتا ہون جسکی تم تعریف کرتے ہو اگر
میری قوت وطاقت جتنی کہ ہی تمپر ظاہر ہو جائے تو از حد تمکو حیرت ہو اور سوائے اس فن کے نیزہ بازی
اور تیر اندازی اور شمشیر زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین مجکو کمال حاصل ہی گاو سرین نے اسکی قوت اور
تقریر دیکھکر اور سنکے مردمان تماشائی سے پوچھا یہ جوان کون ہی انھون نے جواب دیا نام اس جوان کا
فرزیل ہی اور یہ بیٹا قارن عدنی کا ہی اہل اسلام سے اسکو ایک عداوت قلبی ہی اور یہ ورزش اور
کثرت زور آزمائی اس وجہ سے کرتا ہی کہ ہر ایک فن مین اکمل ہوکر اہل اسلام سے جاکر مقابلہ کرے
اور اپنے جد و آبا کے خون کا انتقام لے یہ تقریر تماشائیون کی سنکے سرین گاو نے فرزیل سے
مخاطب ہوکر کہا ای بہادر اب کشتی اور ورزش تو خوب کرچکا اور ہر اک فن مین کامل ہوچکا تجکو مناسب ہی
کہ میرے ہمراہ چل اور اہل اسلام سے جنگ و جدال کر فرزیل بعد گفتگوے بسیار راضی ہوا اور اسیوقت
چار ہزار پہلوانون کو کہ جنکو زیر کیا تھا اور وہی سب اسکے مردمان لشکر تھے انکو حکم دیا کہ مسلح ہو جب وہ مسلح
ہوئے فرزیل نہا کر اور سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکر انھین چار ہزار سوارون
کو ہمراہ لیکر سرین گاو کے ساتھ ہوا اور بجانب شہبال جادو روانہ ہوا بعد چند روز کے شہبال
جادو کے پاس پہونچا ساحر مذکور نے سرین گاو سے پوچھا یہ جوان تمہارے ساتھ کون ہی اسنے بیان
کیا یہ فرزند قارن عدنی کا ہی اور بہادران عالم سے ہی شہبال جادو یہ سنکے خوش ہوا اور تمام ساحر
اپنے ہمراہ لیکر ساتھ سرین گاو اور فرزیل کے روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب ہامان وران کے
پہونچا سرین گاو اور فرزیل سے کہا تم تو بالائے زمین رہروی کرو مین ہمراہ اپنے لشکر کے بزور سحر فیل آتشین
اور باز اور بط وغیرہ سحر کی سواریون پر سوار ہوکر بالائے ہوا جاتا ہون انھون نے منظور کیا شہبال
نے سحر کیا اور ایک تخت سحر پر سوار ہوکر بروے ہوا بلند ہوا اور ایک ابر سیاہ مین مخفی ہوا اسی طرح
ہر اک ساحر نے سحر کیا اور باز اور بط اور طاؤس اور ہنس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ سواریون پر
سحر کی سوار ہوکر ابر سحر مین بلند ہوئے اور مخفی ہوکر جانب ہامان وران روانہ ہوئے سرین گاو اور
فرزیل یہ زمین پر قطع راہ کرتے ہوئے جانب ہامان وران چلے ان سب کو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے

اور اب احوال خاقان گردون اساس کا سنیے کہ ایک روز قریب شام یہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا اور جملہ امرا وزرا اور سرداران لشکر حاضر دربار تھے ہرمز و فرامرز بیٹھے ہوے تھے بختیارک بھی موجود تھا کہ ناگاہ آسمان پر چند درچند لکہ ہاے ابر رنگ برنگ نمایان ہوئے انمین برق کی چمک اور رعد کی ایسی آواز تھی ہر ایک پارہ ابر سے کبھی پانی برستا تھا کبھی پھول برستے تھے خاقان اُن ابر کے ٹکڑون کو دیکھکر متحیر ہوا اہل دربار بھی بنظر حیرت دیکھنے لگے یکایک ہر ایک پارہ ابر کا شق ہوا اور اُسمین سے ساحران غدار سحر کی سواریون پر سوار نمودار ہوے اب خاقان سمجھ گیا کہ شاہ شمس جادو نے بموجب وعدہ فوج ساحران میری مدد کو روانہ کی یہ خیال کرکے نہایت خوش ہوا اور حکم دیا دربار مین چند دنگل ور بچھاے جائین ملازم حکم بجا لائے دنگل بچھائے گئے اتنی دیر مین شہپال جادو وغیرہ جو چند نامی ساحر تھے بلندی سے دربار مین سحر کی سواریون سے اُتر اُتر کر آئے اور خاقان گردون اساس کو سلام کیا خاقان نے نیم قد اُٹھکر شہپال کی تعظیم کرکے قریب اپنے دنگل کے بٹھایا اور دیگر نامی سردارون کو علیحدہ دنگلون پر بٹھایا فوج ساحران بیرون دربار ایک میدان مین قیام پذیر ہوئی خاقان گردون اساس نے شہپال جادو سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا آپ کے تشریف لانے سے نہایت خوشی ہوئی اور امید ہوئی کہ حمزہ اور لشکر حمزہ پر ہم فتحیاب ہونگے اور ہم آپکے اور شاہ شمس حاکم ام الجبال کے ممنون ہوے ہین اور ہونگے شہپال نے جواب دیا آپ باطمینان تمام رہین مین اک روز مین اگر جا ہونگا تو لشکر امیر کو مع امیر کے نیست و نابود کردونگا اور سوائے میرے سرین گاد فرزند گاد لنگی گاد سوار کہ شجاعان روزگار سے ہے مع فرزیل پسر قارن عدنی کے ایک لاکھ چار ہزار سوارون کی جمعیت سے واسطے آپ کی مدد کے فقط میرے کہنے سے آتے ہین یقین ہے کہ آج ہی وہ بھی داخل دربار ہون خاقان یہ خوشخبری سن کے زیادہ تر خوش ہوا ناگاہ ہرکارے گھبرائے ہوے غبار مین آلودہ پسینے مین غرق دربار مین آئے اور مجراگاہ سے مجرا کرکے یون عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ جمجاہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھکر آئے ہین کہ سرین گاد پسر گاد لنگی گاد سوار لاکھ سوارون کی جمعیت سے اور فرزیل فرزند قارن عدنی کا چار ہزار پہلوانون کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے دونون دلاور مذکور اس طرف آتے ہین باقی خیریت ہے خاقان نے چند امرا وزرا کو اپنے حکم دیا کہ جلد جاؤ اور استقبال اُنکا کرکے یہان اُنکو بعزت و حرمت لاؤ وزرا اور امرا گئے اور اُنکو بعزت تمام دربار مین لائے خاقان کو اُنھون نے سلام کیا شاہ مذکور نے اُنکو دنگلون پر قریب اپنے بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد اُنسے کہا تمنے یہان آکر ہمپر بڑا احسان کیا اُنھون نے جواب دیا آپ ہمارے بزرگ ہین ہمنے ابھی کیا کار نمایان کیا ہے جو آپ یہ فرماتے ہین خاقان گردون اساس نے اُنکی تقریر سُن کے حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق گلستان مے ناب کی لیکر حاضر ہون بمجرد حکم ساقیان گلعذار گلستان شراب ناب کی مع ساغرہاے بلورین لیکر حاضر ہوے بادشاہ کو تسلیم بجا لائے پھر اشارہ خاقان سے وہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے جب سرین گاد اور فرزیل اور شہپال جادو وغیرہ حاضرین دربار کئی کئی جام شراب ناب کے پی چکے اُس وقت ساقیان مذکور گلستان شراب کی اُٹھاکر دربار سے لے گئے پھر حکم خاقان سے ایک نازنین مہ جبین مع اپنے سازندون کے حاضر دربار ہوئی اور بعد رقص کرنے کے گانے لگی اہل دربار گانا اُسکا سننے لگے اور بعض بعض اہل دربار

اُسکے گانے کی تعریف کرنے لگے جب وہ نازنین گاکر اور انعام لیکر دربار سے چلی گئی اور سرین گاو اور فرزیل اور شہبال جادو وغیرہ کو نشہ شراب کا ہوا ہر ایک عالم نشہ مین سخنہائے بیہودہ کہنے لگا کسی نے کہا کہ تیری کیا حقیقت ہے مین تجھے مثل مور ناتوان جانتا ہون آپ نے اُسکو جواب دیا کہ مین تجھکو نامرد سمجھتا ہون یہ سُنکے وہ اُدھر سے یہ اس طرف سے اُٹھا اور چاہا کہ باہم لڑین خاقان نے کھینچ لیا اور کہا ای بہادر واگر تمکو لڑنا منظور ہے تو اپنے اعدا سے اور ہمارے دشمنون سے مقابلہ اور مجادلہ کرو آپسمین جنگ وجدال مکرو فرزیل نے خاقان کی گفتگو سُن کے کہا آپ سچ کہتے ہین مجھے آپ کی ایے بہت پسند آئی اسی وقت آپ میرے نام نقارہ جنگی بجوائیے صبح کو میدان جنگ مین جاکر دیکھیے تو اہل اسلام کا کیا حال کرتا ہون خاقان گردون اساس نے بموجب اُسکے کہنے کے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے جو برائے خبر رسانی معین تھے وہ خبر نواخت طبل جنگی لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے بعد کرنے ثنا و دعائے بادشاہی کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک جاہ اس وقت لشکر حریف مین طبل جنگ بنام فرزیل فرزند قارن عدلی بجایا گیا ہے اور سرین گاو دیسرگاو و لنگی گاو سوار ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے اور شہبال جادو وغیرہ چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے واسطے مدد خاقان کے آئے ہین اور فرزیل بھی آیا ہے یہ جوان نہایت قوی ہیکل ہے اور اُسکو اپنی قوت اور سپہگری پر ناز ہے کہتا ہے کہ ہنگام صبح لشکر امیر کو پسپا کرونگا اور سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر سعد بن قباد نے امیر کی طرف دیکھا امیر سمجھ گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت الٰہی طبل جنگ بجایا جائے اُس وقت قاسم نے عرض کیا چاہتا ہون کہ میرے نام پر نقارہ جنگی بجایا جائے بادشاہ اور امیر نے قاسم سے فرمایا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر تمھارے نام پر نقارہ رزمی بجایا جائیگا قاسم نے عرض کیا مجھے آرزو ہے کہ مین فرزیل سے مقابلہ کرون کیونکہ زبانی ہرکارون کے اُسکی جوانمردی اور شجاعت کا احوال سُنا ہے بادشاہ اور امیر نے فرمایا اچھا تم ہی اُس سے مقابلہ کرنا تمھاری خوشی منظور ہے یہ کہکر حکم دیا کہ بنام قاسم طبل جنگ بجایا جاے ملازمون نے حسب الحکم بنام قاسم طبل جنگ اور نقارہ جنگی بجایا یہ خبر ہرکارون کے ذریعہ سے خاقان گردون اساس وغیرہ کو پہونچی کہ قاسم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے خاقان ڈرا اور خیال کرنے لگا کہ یہ بہادر وہی ہے جسنے تجھکو زخمی کیا تھا فرزیل قاسم سے کیا مقابلہ کریگا یقین ہے کہ مارا جائیگا یہ خیال کرکے شہبال جادو سے کچھ آہستہ کہا اُسنے کہا بہتر ایسا ہی ہوگا راوی ناقل ہے کہ جب دونون لشکرون مین طبل جنگی اور نقارہ حربی بجایا گیا بہادران ہر دو لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب دونون جانب نقارہ جنگی بج چکا دونون بادشاہون نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اور سوار تیاری جنگ وجدال مین سرگرم ہوا اکثر سردار تیاری جنگ کرکے سو رہے اکثر جاگا کیے از انجملہ قاسم نوجوان اپنی بارگاہ مین جاکر قریب نصف شب سو رہا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بعد ادائے فریضہ سحری اپنی بارگاہ سے تخت پر سوار ہوکر برآمد ہوے کہا روردیان بانا تی نفیس پہنے ہوے تخت اٹھائے ہوے قدم بقدم چلے آگے آگے نقیب بولتا ہوا آیا ناگاہ نقیب نے صدا دی ای ظل اللہ نگاہ روبرو اب جو بادشاہ نے نظر اُٹھائی دیکھا کہ امیر باتوقیر مع جملہ سرداران لشکر کے صف آرا ہین الا قاسم

نہین ہی جب بادشاہ کی جانب امیر وغیرہ نے دیکھا سبنے واسطے تسلیم کے سر جھکائے بادشاہ نے سبکی
تسلیم اور کورنش لیکر امیر سے پوچھا قاسم نوجوان کہان ہی امیر نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کوئی ہنگام شب
اُسکو اُسکی بارگاہ سے لیگیا دریافت کرنے سے یہ حال معلوم ہوا ہی ہرچند کہ اس وقت قاسم کی جدائی
سے میرے دل کا عجب حال ہی لیکن میدان جنگ مین ہمراہ رکاب آپ کے ضرور چلونگا بادشاہ کو بھی قاسم
کے غائب ہو جانے کا صدمہ ہوا اور فرمایا کہ عجب نہین خاقان نے کسی ساحر کو روانہ کیا ہو اور وہ اُسکو
لیگیا ہو یا اور کوئی شخص اُسکو لیگیا ہوگا خداوندعالم فرزند عالم شاہ کو ساتھ صحت و عافیت اور سلامتی کے
رکھے اور بلا و آفت سے اُسے بچائے یہ فرماکر جانب میدان کارزار روانہ ہوے ہمراہ اُنکے جملہ سردار اور
تمامی مردان لشکر اسلام ہوے اُسوقت جانا بادشاہ اور مردمان لشکر کا اس طرح ثابت ہوتا تھا کہ ماہ
درخشان کے ہمراہ ستارے لاکھون روانہ ہین راوی بیان کرتا ہی کہ وہ صبح کا وقت ہوا ہے سرد کا چلنا
ستارون کا دریاے فلک مین نہان ہونا بادشاہ کی سواری کی شان وہ لشکر اسلام کی شوکت قابل دید
تھی جب امیر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام مع جملہ سپاہ میدان کارزار مین پہونچے دیکھا کہ سامنے سے گرد و
غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دور ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ خاقان گردون اساس مع اپنی تمامی
فوج کے ہمراہی سرین گاو اور فرزیل پسر قارن عدنی اور شہیال جادو وغیرہ کے سامنے سے پیدا
ہوا اور میدان جنگ مین آکر ٹھہرا اُس وقت بدستور قدیم بعد درستی جنگ اور صفوف آرائی ہر دو لشکر کے
اور بعد نقابت نقیب اور کڑکیت کے فرزیل صف لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین آیا اور بعد ظاہر
کرنے فنون سپہ گری کے اور اشعار رجز پڑھنے کے مانند دیو کے پکارا کہان ہی قاسم نبیرہ حمزہ
کہ جسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور ارادہ مجھسے مقابلہ کرنے کا کیا تھا اگر مجھسے خائف و ترسان
نہو اور مرد میدان نبرد ہو تو آکر مجھسے مقابلہ کرے اُس وقت جمہور تبرزن صف لشکر سے نکلا اور
امیر سے اجازت جنگ لیکر میدان جنگ مین گیا اور فرزیل سے کہنے لگا ای جوان قاسم عالی جناب کو تو کوئی
نابکار ہنگام شب بستر خواب سے کہین لے گیا ہی ہم سبکو اُنکے غائب ہو جانے کا صدمہ ہی اگر وہ ہوتے تو ضرور تجھسے
مقابلہ کرتے اب اُنکے عوض مین تو مجھسے مقابلہ کر فرزیل نے بعد زور آزمائی لینے لگا ور کے تیغہ آبدار
سر جمہور نامدار پر مارا اُسنے سپر اٹھائی ناگاہ پاون اُسکے مرکب کا ایک موش خانہ مین جاتا رہا گھوڑا
گرنے لگا جبتک جمہور مرکب کو سنبھالے اور ہاتھ کو اپنے سیدھا کرے تیغہ فرزیل کا سپر اُسکے
پر جا گیا اور تا دو ابرو اُتر آیا اُس بہادر نے اُسی حالت مین دلیرانہ دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا
لیکن زخم سر سے خون بیحد جاری ہوا ضعف سے حالت دگرگون ہوئی جمہور نے سر اپنا ہرنے پر رکھ دیا
فرزیل نے چاہا کہ دو بارا تیغہ کا وار کرکے جمہور کو قتل کرے قیماس خان خاوری نے اجازت
جنگ امیر سے لی اور اُسکے روبرو جاکر جمہور کو لشکر مین روانہ کرکے اُس سے مقابلہ کیا حسب اتفاق
وقت نبرد قیماس خان کے گھوڑے نے سکندری کھائی اُسکے بھی سر پر تیغہ پڑا اور مثل جمہور
کے یہ بھی زخمی ہوا بعد اسکے الماس خان نے مقابلہ کیا یہ بھی اسی طور سے زخمی ہوا کہانتک تفصیل
حال اس لڑائی کا لکھا جاے خلاصہ یہ ہی کہ یہ لڑائی ایسی بگڑی کہ اُس روز فرزیل نے بائیس
بہادرون اور سرداران لشکر دست چپ کو زخمی کیا کفار نہایت شادمان ہوے بادشاہ لشکر اسلام

اور امیر عالی مقام کو رنج و غم ہوا اکثر مردمان لشکر اسلام کہنے لگے کہ فرزیل ایسا شجاع و بہادر نہین ہو کہ ایسے ایسے
بہادران یکتاے روزگار کو اُسنے اپنی قوت و شجاعت سے زخمی کیا ہو بلکہ ہمکو ایسا ثابت ہوتا ہو کہ ہنگام
مقابلہ شہپال جادو وغیرہ سے کسی ساحر نے سحر کیا ہو کہ مرکب کا پاؤن موش خانہ مین جاتا رہا ہو یا گھوڑے نے
ٹھوکر کھائی ہو ایسی حالت مین تیغہ سر پر جو پڑا سب زخمی ہوے ہین سرداران دست راست نے
ان دست چپون کو جواب دیا یہ تمھارا قول قابل قبول نہین ہو فرزیل ایسا ہی بہادر ہو کہ دست چپی
اُس سے لڑ نہین سکتے ہان اگر ہم لوگ کہ دست راستی ہین اور زبردست ہین انسے مقابلہ کرتے تو ضرور
قتل کر ڈالتے غرض تھوڑی دیر دست راستی اور چپی مین بوجہ اک دشمنی کے ایسی ہی گفتگو ہوئی ابھی یہ
سب باہم طعن و طنز سے کلام کر رہے تھے کہ بوجہ دن قلیل رہجانے کے فرزیل نے خاقان سے
کہکر طبل بازگشت بجوا دیا اور وہ معہ خاقان وغیرہ جنگگاہ سے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا ادھر بادشاہ اور
امیر مع تمامی سپاہ کے محزون پھرے اور بارگاہ مین داخل ہو کر سیارہ وغیرہ نے عیارون سے کہا کہ قاسم
کی تلاش کرو سیارہ وغیرہ قاسم کی تلاش کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ یہ کام کسی عیار کا ہو نشان پاے
عیار قریب خوابگاہ قاسم پائے جاتے ہین مگر وہ عیار کوئی کفار کا عیار ہو کہ ہم اُسکا نام بتا نہین سکتے ہین

داستان بعد صحرا نوردی بسیار پہونچنا بدیع الزمان کا ایک شہر مین ہمایون شاہ کے اور
اُس سے ملاقات کرنا پھر اُسکے پسر مسمیٰ خرد کی رہائی کے واسطے طلسم طمورث دیوبند
کی طرف جانا اور ملاقات کرنا گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور سے مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

بادیہ پیمایان تحریر و صحرا نوردان تقریر اس داستان بنظیر کو بسبیل اختصار یون کہتے ہین اور بیان کرتے ہین
کہ جب بدیع الزمان ہمراہی اُس جوان اردبیلی کے آگے روانہ ہوے کئی روز تک صحرا نورد رہے
نہایت صعوبت اور تکلیف صحرا نوردی سے اُٹھائی ایک روز ہنگام شب وہ جوان اردبیلی اور بدیع الزمان
ایک درخت کے نیچے سوئے صبح کو بدیع الزمان نے بیدار ہو کر اُس جوان کو نپایا ہر چند اسکی جستجو
کی لیکن وہ نملا بدیع الزمان کو اُسکی جدائی کا ملال بہت ہوا آخر بعد ملال و رنج اس جگہ سے آگے روانہ
ہوے انکو صحرا نوردی مین چھوڑیے مگر اب احوال امیہ بن عمرو کا سُنیے کہ جب سے بدیع الزمان اپنے
لشکر سے براے حصول دولت و حشمت روانہ ہوے تھے امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان کے فراق
مین گریان و نالان رہتا تھا آخرکار تاب فراق نہ لاکر یہ بھی جانب صحرا لشکر سے نکلکر روانہ ہوا اور بعد
عجلت صحرا نوردی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک روز خوبی تقدیر سے ایک صحراے وحشتناک مین پہونچا
اگر اُس صحرا کی وحشت اور تفصیل اور حالت لکھی جاے تو مطلب کے لکھنے مین تاخیر زیادہ ہوگی اسواسطے
اُسکی حالت لکھنا موقوف رکھکر اور حوالہ داستان گوے طویل بیان کرکے خلاصہ اور مختصر حال بدیع الزمان
اور اُمیہ کا لکھا جاتا ہو کہ بدیع الزمان اُسی صحراے وحشتناک مین سرگردان تھے اور زندگی سے
اپنی بیزار تھے رہبری سے عاجز ہوگئے تھے اور تھک کر ایک درخت کے نیچے گھوڑے سے اُترکر
بیٹھے تھے شکایت فلک جفا جو کر رہے تھے کہ ناگاہ سامنے سے ایک بونڈلا گرد کا نظر آیا بدیع الزمان
اُس بونڈرے کی طرف دیکھنے لگے جب وہ بونڈلا قریب آیا معلوم ہوا کہ ایک عیار تیز رفتار بصد عجلت چلا آتا ہو

غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ امیہ بن عمرو ہی بس اُسکو اسی حالت تنہائی و مصیبت مین دیکھکر خوش
ہوکر پکارا کہ ای امیہ ارے کہان جاتا ہی ادھر آ امیہ اپنے مالک و آقا کی آواز سُنکے اُس آواز کی طرف
متوجہ ہوا دیکھا کہ بدیع الزمان نہایت پریشان و حیران زیر درخت بیٹھے مین امیہ بدیع الزمان کو دیکھکر
از حد شاد ہوا اور دل مین کہنے لگا شعر ؎ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ۔ طے ہوئی آج کی منزل مین صعوبت
میری ۔ یہ کہکر خدمت بدیع الزمان مین گیا اور سر اپنا قدم بدیع الزمان پر رکھکر رونے لگا اور کہنے لگا
ای آقا افسوس یہ حال آپ کا قاسم کے طعنہ دینے مین ہوا بدیع الزمان نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینہ
سے لگایا اور کہا جو مقدر مین تھا وہ ہوا اور جواب خدا کو منظور ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر پوچھا تو کیون آیا اُسنے
عرض کیا مین بغیر آپ کے لشکر مین رہ نسکا جدائی آپ کی شاق تھی اسی وجہ سے آپ کی تلاش مین نکلا تھا
شکر ہی خداوند عالم کا کہ آپ کی خدمت مین پہونچا خادم نیک وہی ہی کہ جو ہر دم اپنے آقا کی خدمت مین
رہے اور کبھی اُس سے جدا نہو بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُنکے اُسکی وفاداری اور خدمتگذاری
کی تعریف کی بعد ازان اُس شجر کے نیچے سے اُٹھکر خدا کی اعانت و بندہ پروری پر بھروسا اور توکل کرکے
ایک جانب روانہ ہوے امیہ بن عمرو ہمراہ رکاب روانہ ہوا صاحب دفتر لکھتا ہی کہ اُسی صحرای وحشتناک
مین پانچ روز تک بدیع الزمان سرگردان رہے اور کسی طرف راہ نپائی اور کوئی آبادی کا مقام نظر نہ آیا
آخر کار مجبور و لاچار ہوکر بدیع الزمان ایک کوہ پر معہ امیہ کے گئے اور کوہ کی چوٹی پر جاکر چہار طرف
دیکھا ایک جانب ایک شہر عظیم اور اک کوہ مختصر نہایت صاف و پاک دکھائی دیا وہ شہر مانند شہر
اصفہان کے وسعت مین گویا نصف جہان تھا اور وہ پہاڑ گویا عظمت مین کوہ طور تھا بدیع الزمان
اور امیہ اُس شہر کو دیکھکر خوش ہوے اور کوہ سے اُترکر اُسی شہر کی سمت روانہ ہوے بعد دو روز کے
اُسی شہر مین داخل ہوے اُس روز اُس شہر مین عجب حال پر ملال نظر آیا وہ احوال پُر ملال یہ تھا کہ بادشاہ
اُس شہر کا اور تمامی مردمان شہر سیاہ پوش تھے اور ایک تابوت دوش پر اُٹھائے ہوے سب روتے
اور پیٹتے جانب اُس کوہ مختصر کے چلے جاتے تھے اُن سبکی صداے نالہ و فغان گنبد آسمان تک پہونچتی تھی
بادشاہ موصوف کا عجب حال تھا کثرت گریہ و بکا سے ہر اک قدم گرتا تھا اُمرا و وزرا اُسکی بغلون مین ہاتھ
دیے ہوے اُسکو سنبھالتے تھے اور آبدیدہ ہوکر عرض کرتے تھے حضور اسقدر گریہ و بکا نکیجیے ایسا نہو کہ
دشمن حضور کے ہلاک ہوجائین حالانکہ جس غم مین آپ مبتلا ہین کوئی اُس غم مین مبتلا نہو لیکن حتی الامکان
کیجیے اور اُمید رکھیے کہ اس غم سے ایک نہ ایک روز نجات ملجائیگی ورنہ مدعا حاصل ہوجائیگا بادشاہ نے رو کر
اُنکو جواب دیا ای خیرخواہان ما بدولت مین جانتا ہون کہ تم یہ کلمات فقط میرے تسکین قلب و جگر کے واسطے کہتے
ہو لیکن مشکل ہی بلکہ ممکن نہین کہ میری آرزو دلی بر آئے یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار آنکھون سے باران اشک
برساتا تھا اور ہمراہ اُس تابوت کے چلا جاتا تھا بدیع الزمان نے یہ حال بادشاہ شہر اور رعایا کا دیکھکر امیہ
سے کہا ای امیہ خدا خیر کرے یہ فال بد ہی صحرا کی صعوبت سے نجات پاکر یہ سامان غم و الم نظر آیا ہی دیکھیے
ہمارے حق مین کیا ہوتا ہی بظاہر تو برا ہوگا اُسنے عرض کیا خداوند کچھ اسکا خیال نکیجیے دنیا مین کوئی کسی حال
مین نظر آتا ہی کوئی کسی بلا مین مبتلا دکھائی دیتا ہی کہین شادی ہی کہین ماتم ہی یہ عالم اسباب اور سرائے فانی
ہی بدیع الزمان یہ تقریر اُمیہ کی سُنکے خاموش رہے وہ دن اور شب اُسی شہر مین بسر کی دوسرے

روز بادشاہ اور تمام رعایا کو بلباس فاخرہ دیکھا کہ سب باہم نہایت شادمان ہین اور باہم گلے ملتے ہین آثار
مسرت چہرون سے عیان ہین شہر آئینہ بند ہی از حد زینت و آرایش شہر کی ہی اک طرف نقارہ خوشی و شادمانی کے
بج رہے ہین شہنا نواز مبارکبادی گا رہے ہین جا بجا خیام کے بیچ بزم عشرت آراستہ ہی نازنینان خوبرو آگے
اہل بزم کے رقص و نغمہ کر رہی ہین بادشاہ شہر نے جشن کیا ہی بدیع الزمان یہ حال شادمانی و مسرت کا دیکھکر
حیران ہوے اور ایک شخص ساکن شہر مذکور سے پوچھنے لگے کہ ای برادر یہ تو بتا کہ سبب آج کی خوشی کا کیا ہی
کیون بادشاہ اور تمامی رعایا شادمان ہین اور کل کیا سبب تھا کہ سب سیہ پوش تھے اور نالہ و فریاد کرتے تھے
اور ایک تابوت اُٹھائے ہوے جانب کوہ جاتے تھے ہر چند کہ یہ دنیا دو رنگی ہی شادی و غم اسمین توام ہی لیکن
تم مفصل احوال اس شہر کا اور سبب خوشی و غم کا بیان کرو تا کہ تردد رفع ہو اور حیرانی برطرف ہو اُسنے جواب دیا
ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو رہنے والا اس شہر کا نہین ہی یعنی مسافر ہی ورنہ یہان کے حالات سے جملہ صغیر و کبیر
آگاہ ہین خیر اگر تو آگاہ نہین ہی تو سن لے کہ اس شہر کو خاص و عام **فردوس** کہتے ہین بوجہ اسکے
کہ ہر طرح کی یہان کے رہنے والون کو راحت ہی آب و ہوا یہان کی بہت اچھی ہی کیسا ہی بیمار ہو یہان آکر
صحیح ہو جاتا ہی اور انواع و اقسام کے میوے اس شہر مین پیدا ہوتے ہین پس جب یہ طبقہ جنت نظیر بوجہ
وجوہ مذکورہ ہوا تو اسکا نام فردوس رکھا گیا ہی اور بادشاہ یہان کا نہایت عادل اور خلیق ہی نام اُسکا پہلے
تو ہمایون شاہ تھا اب خود بادشاہ موصوف نے نام اپنا تبدیل کیا ہی اور سب سے کہا ہی کہ تم مجھکو
مجنون ژولیدہ مو کہا کرو چنانچہ حسب الحکم اب سب مردم شاہ موصوف کو مجنون ژولیدہ مو کہتے ہین
اور باعث تبدیل کرنے نام کا یہ ہوا ہی کہ ایک فرزند جوان نہایت حسین اس بادشاہ کا تھا کہ اکثر مردم اُسکو
بسبب خوبرو ہونے کے رشک جوانان حسینان اہل جہان کہتے ہین اور نام اصلی اُسکا خسرو تھا شہزادہ
اسکو ہر اک شخص کہتا تھا اور وہ آج ہی کے روز پیدا ہوا تھا اس وجہ سے آج کے روز بادشاہ اور رعایا
خوش و مسرور ہین کہ آج وہ تاریخ ہی کہ اسی تاریخ کو شاہزادہ خسرو پیدا ہوا تھا اور کل کی تاریخ وہ تاریخ
نحس و بدبختی کہ شاہزادہ مذکور شکار کو گیا تھا اور طلسم طہمورث دیو بند مین جا کر قید ہو گیا تھا اسی وجہ سے
کل اُسکا تابوت اُٹھایا گیا تھا اور سب نے اُسی تاریخ کو نالہ و گریہ کیا تھا حالانکہ اُسکے زندہ رہنے اور مرنے
کی آگاہی نہین ہی لیکن چونکہ طلسم سے رہا ہونا اُسکا غیر ممکن ہی پس وہ اگر زندہ بھی ہو تو اُسکو مردہ تصور
کرکے اُسکا ماتم کیا جاتا ہی یہی سبب شادی و غم کا ہی بدیع الزمان نے اُس سے کہا اگر تم مجکو اپنے
بادشاہ کے پاس لیچلو یا اُسکو میرے پاس لاؤ تو مین آپکے فرزند کو طلسم سے نکالکر لے آؤن وہ شخص
بدیع الزمان کی تقریر سنکے پہلے تو نہایت متحیر ہوا پھر کچھ خیال کرکے ہنستا ہوا خدمت مین ملک مجنون
ژولیدہ مو کے گیا اور بعد مجرا کرنے کے عرض کرنے لگا ای بادشاہ عالی جاہ اک مژدہ جان بخش
لایا ہون اگر حضور بگوش دل سماعت فرمائین تو عرض کرون بادشاہ نے اُسکی طرف متوجہ ہوکر اشارہ
کیا کہ بیان کر شخص مذکور نے عرض کیا حضور دو شخص مسافر حضور کے شہر مین تازہ وارد ہین انمین
سے ایک شخص نے کل کی حالت غم و ملال اور آج کی خوشی سُن کے اور دیکھکر مجھسے پوچھا کہ باعث اس
رنج و خوشی کا کیا ہی اس فدوی نے مختصر حال شادی و ملال کا بیان کیا تھا اب وہ شخص کہتا ہی کہ اگر
تمہارا بادشاہ ہمارے پاس آئے تو ہم انکے فرزند کو طلسم طہمورث دیو بند مین جا کر طلسم کو توڑکے لے آئین

اور بادشاہ سے ملا دین شاہ موصوف شخص مذکور سے مژدہ مسطور سن کے نہایت خوش ہو کر اسی وقت
سوار ہوا اور جملہ ارکان دولت اور اعیان مملکت کو اپنے ہمراہ لیکر مع اُس شخص کے اُس جگہ آیا جہان
بدیع الزمان اور امیہ فروکش تھے پھر اُس شخص سے پوچھا وہ شخص کہان ہے جو میرے فرزند کو طلسم سے
لانے کا دعوی کرتا ہے اُسنے اشارہ سے کہا یہ ہے شاہ مذکور نے عنایت والفت سے بدیع الزمان کو
اپنے پاس بلایا بدیع الزمان نے بموجب قاعدہ اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر کہا ای نوجوان
تو نے بڑے امر عظیم کا دعوی کیا ہے اور میرے دل کو فقط اپنے عزم سے خوش کیا ہے اب ہمارے ساتھ
چل کہ ہم تیری ضیافت و مہمانی کرین اور ہمارے جملہ ارکان دولت تیری خدمت کرین یہ کہکر بدیع الزمان
کو اپنے ہمراہ لیکر اور امیہ کو بھی ساتھ لیکر اپنے دربار مین آیا خود تخت پر بیٹھا اور متصل اپنے تخت کے
ایک دنگل پر بدیع الزمان کو بٹھایا اور امیہ کو بھی اپنے دربار مین موافق اُسکے رتبہ کے جگہ بیٹھنے کو
دی پھر حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کیا جاے ملازم حکم بادشاہ بجا لائے
حسب دلخواہ سامان کیا شاہ مذکور نے بڑے تکلف سے دعوت و ضیافت کی بدیع الزمان نے
سواے میوہ تر و خشک کے اور کچھ نہ کھایا بادشاہ نے سبب پوچھا بدیع الزمان نے جواب دیا
مین مسلمان ہون اور آپ مسلمان نہین مین جسوقت آپ بھی مسلمان ہو جائینگے اُسوقت اکل و شرب
مین مجکو کوئی عذر نہوگا شاہ نے جواب دیا ای جوان جبسے مین نے تجکو دیکھا ہے کیا کہون جیسی الفت مجھکو
تجھسے پیدا ہوئی ہے نہین چاہتا ہون کہ تو طلسم طہمورث دیو بند مین جاے اور میرے فرزند کی فکر
رہائی کرے کیونکہ طلسم مذکور ایک مقام عدم ہے جو کوئی وہان جاتا ہے پھر نہین آتا ہے اور بہت سے اشخاص
نامی اور غیر نامی نے اس طلسم کے توڑنے کا ارادہ کیا لیکن کسی سے یہ طلسم ٹوٹ نہ سکا بہت سے اسی
آرزو مین مر گئے اکثر اس طلسم مین جا کر مفقود الخبر ہو گئے میرا فرزند خسرو بھی اسی طلسم کی سیر کو گیا تھا وہ بھی
وہین جا کر رہگیا پس تو اس ارادہ سے باز آ اگر خواہش دولت و سلطنت ہے تو یہ تخت و تاج موجود ہے
اور اگر تیری یہ تمنا ہے کہ مین مسلمان ہون تو مین اُس وقت تک مسلمان نہونگا جبتک فرزند میرا مجھسے
نہ ملیگا بدیع الزمان نے جواب دیا اگر فرزند آپکا آپ سے ملجاے اُس وقت توفی الفور مسلمان
ہو جائیگا اُسنے کہا ہان اُس وقت مسلمان ہونے مین کوئی تکرار و حجت نکرونگا بدیع الزمان نے
کہا آپ اپنے قول پر ثابت قدم رہیگا اگر خدا نے چاہا تو مین آپ کے فرزند کو آپ سے ملا دونگا اور
تخت و تاج کی مجکو احتیاج نہین ہے یہ کہکر اُٹھنے لگا بادشاہ نے روکا اور کہا ای جوان میرا کہنا مان طلسم مین
نجا دیدہ و دانستہ اپنے تئین بلا مین نہ ڈال اپنی جوانی اور حسن و جمال پر رحم کر بدیع الزمان نے جواب
دیا اللہ میرا مددگار ہے مطلق مجکو خوف و خطر نہین ہے مین ضرور جاؤنگا شاہ نے جواب دیا اگر ارادہ مصمم جانیکا
ہے تو دو چار روز یہان اور قیام کر بدیع الزمان نے اُسکے اصرار کرنے سے چندروز قیام کیا آخر ایک
روز بادشاہ مذکور سے ہمراہ ہو کر امیہ کے ساتھ مین جانب طلسم روانہ ہوا بادشاہ مذکور مع اپنے ارکان
دولت اور تمامی رعایا کے بدیع الزمان کے ہمراہ ہوا مردمان شہر بعضے بدیع الزمان کی جوانی
و حسن پر نظر کر کے رو کر کہتے تھے ہاے یہ جوان طلسم مین جاتا ہے برا کرتا ہے بعض مردم اُنکو جواب دیتے
تھے ہمکو اس جوان کی پیشانی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صاحب اقبال ہے ضرور یہ طلسم کو توڑیگا اور دل ہمارا

گواہی دیتا ہی کہ اب مدت بقاے طلسم آخر ہوگئی کہ اس جوان کا اس شہر مین گذر ہوا اور یہی توڑنے طلسم کا مستعد ہوا الحاصل مردمان شہر تو ایسی ہی تقریر کرتے ہوے بعض روتے ہوے اور بعض ہنستے ہوے ہمراہ جاتے تھے لیکن بادشاہ خندان نہ تھا بلکہ زار زار روتا تھا اور طلسم مین جانے سے مانع تھا بدیع الزمان اسکا کہنا نمانتا تھا جب بادشاہ وغیرہ ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے بدیع الزمان نے دیکھا ایک کوہ مختصر سامنے ہی بادشاہ سے پوچھا اس کوہ کا کیا نام ہی اور طلسم کہان ہی اسنے جواب دیا کہ ای جوان اس پہاڑ کا نام کوہ صفا ہی اور اسکے اطراف طلسم طمورث دلو بند ہی اور مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہی کہ یہان سے آگے مقام خوف وخطر ہی یہ کہکر اسی جگہ ٹھہر گیا بدیع الزمان اس سے رخصت ہوکر امیہ کو ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوا جب قریب کوہ پہونچا بوے خون مشام مین آئی بدیع الزمان نے مدد وعنایت خدا پر نظر کرکے قدم آگے بڑھایا جب عنقریب کوہ صفا کے پہونچا دیکھا کہ ایک مختصر درہ ہی اور درہ مذکور مین ایک طاق ہی اور آگے اس طاق کلان کے سنگ مرمر کا ایک چبوترہ ہی اسپر ایک کرسی رکھی ہی اس کرسی پر ایک پیرمرد بیٹھا ہی اور ایک کتاب اسکے ہاتھ مین ہی لیکن کوئی شی ہی کہ اسکو بنظر غور دیکھ رہا ہی شاید کچھ ایسی عبارت پر نظر اسکی پڑتی ہی کہ بے اختیار گھبراکر اٹھ کھڑا ہوتا ہی اور نظر گھبراکر ادھر اُدھر دیکھتا ہی اور پھر بیٹھ جاتا ہی اور پھر کھڑا ہوتا ہی اور چہار طرف دیکھتا ہی اور افسوس افسوس بکرر زبان پر جاری کرتا ہی اور کرسی پر بیٹھ جاتا ہی غرض کتاب کو دیکھکر بیقرار و بیتاب ہوتا ہی اور کچھ اسکے دلپر کسی طرح کا صدمہ ہوتا ہی جب بدیع الزمان مع امیہ بن عمر و قریب اس پیرمرد کے پہونچے اسنے بنظر غیظ وغضب دیکھکر نعرہ کیا اور کہا ای اجل رسیدہ ادھر کہان آتے ہو جاؤ ادھر نہ آؤ تم نہین جانتے کہ یہ راہ درہ کوہ گویا راہ ملک عدم ہی بدیع الزمان نے اسکی تقریر سنکے دلیرانہ جواب دیا ای پیر ضعیف العقل خاموش رہ کتاب نصیحت بند کر ہم پر رحم نکر سد راہ ہمارا نہو ہمکو اس درہ کوہ سے گذر جانے دے آمادہ شر وفساد نہو ورنہ پچھتائیگا ہم جوانون سے کیا لڑسکیگا انجام کار مارا جائے گا پیرمرد نے کہا ای جوان مین یہان محض اسیواسطے بیٹھا ہون کہ ادھر آنے والے کو ہدایت کرون اندر اس درہ کوہ کے نجانے دون ہر چند قوت وقدرت رکھتا ہون کہ تم ایسے ہزار آدمی سے مقابلہ کرون لیکن مجکو مقابلہ کرنے کا حکم نہین ہی صرف ہدایت کرنے کا حکم ہی لہذا تمکو منع کرتا ہون کہ اندر اس درہ کے نجاؤ بلاؤن مین مبتلا نہو بدیع الزمان نے جواب دیا تم ہدایت کر چکے بس اب ہدایت سے باز آؤ مین تمہاری ہدایت قبول نہین کرتا تمہارا میرے نجانے دینے مین کیا نفع ہی اگر ضرر ہوگا تو مجھی کو تو ہوگا تمکو تو کوئی نقصان نہوگا اسنے جواب دیا کیونکر مجھکو ضرر نہوگا جب مکان نرہیگا تو مسکن کہان رہیگا بدیع الزمان نے جواب دیا خواہ مکان نرہے یا مکین نرہے مجکو کسی سے کچھ مطلب نہین ہی مین ضرور جاؤنگا پیر مذکور نے پھر منت وعاجزی منع کیا اور کہا اگر تمکو ہوس مال دنیا ہی تو اور کسی طرح سے حصول دولت کرو بدیع الزمان نے جواب دیا خاموش رہ نصیحت نکر یہ کہکر مع امیہ عیار کے آگے بڑھے پیر مذکور کتاب بند کرکے اور آہ کرکے کرسی پر بیٹھ گیا بدیع الزمان مع امیہ بن عمر و داخل درہ کوہ ہوے اور تھوڑی مدت کے بعد اس درہ سے نکلکر جو دیکھا تو ایک صحرا نہایت وسیع ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ چلنے ہواے گرم کے وہ صحراے بے گیاہ ہی منزلون تک کوئی درخت شاداب

و سبزہ نظر نہین آتا ہی اور اگر کوئی درخت ہی بھی تو وہ خشک اور جلا ہوا معلوم ہوتا ہی ہواے گرم چلتی ہی
آسمان سے گویا آگ برستی ہی زمین ایسی گرم ہی گویا شعلۂ آتش زمین سے نکلتے ہین قدم زمین پر رکھا
نہین جاتا ہی کثرت گرمی اور شدت حرارت سے قلب و جگر بیقرار اور بیتاب ہوے جاتے ہین اور بوجہ گرمی
اور حرارت مذکورہ کے چرند اور چوپاے اول تو نظر ہی نہین آتے ہین اور اگر ہین بھی تو شاذ ہین اور وہ
نیم جان ہین اور قریب ہلاکت ہین اور بوے خون بکثرت اُس صحرا سے آتی ہی بدیع الزمان نے
اُس صحرا مین پہونچکر امیہ بن عمرو سے کہا یہ صحرا گویا صحراے محشر ہی یا کرۂ نار ہی یا طبقہ جہنم ہی اُسنے
عرض کیا جو کچھ فرماتے بجا ہی خداوند عالم یہان سے زندہ نکالے تو جانین کہ عمر دوبارہ ہوئی یہ کہتا ہوا
بدیع الزمان کے ہمراہ رکاب چلا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ دو پہر کی رہروی مین بدیع الزمان اور
امیہ کی عجب حالت ہوئی گرسنگی اور تشنگی سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی اُس وقت بدیع الزمان نے
چند طائر اور چوپاے شکار کر کے اُنکے کباب تیار کر کے خود بھی کھاتے اور امیہ کو کھلائے بعد اُسکے
پیاس نے غلبہ کیا اُسوقت امیہ بن عمرو نے اپنی کسوت عیاری سے پانی نکالکر بدیع الزمان کو دیا
اور خود بھی پیا کسی قدر بعد اکل و شرب حواس درست ہوے پھر دونون وہان سے آگے بڑھے اور دعائین
ورد زبان کین تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ہواے گرم کے چلنے سے عاجز ہوے آخرکار ایک جگہ بیٹھ گئے
اسی طرح چار روز تک اُس صحرا مین سرگردان رہے اور کچھ اثر طلسم پایا نگیا سواے گرمی اور حرارت
اور بوے خون آنے کے پانچوین روز وقت نصف النہار سامنے سے ایک گنبد سفید دکھائی دیا بدیع الزمان
اُسکی طرف چلے جب قریب اُسکے پہونچے دیکھا ایک قلعہ ہی اور اُسمین چار سو برج ہین اور بیچ ہر برج
کے ایک زنگی کرنا جسکو قرنا بھی کہتے ہین ہاتھون مین لیے ہوے اور دہن سے سر کرنا لگاے ہوے
بیٹھے ہین اور چار سو اُس قلعہ کے دروازے مین اور ہر ایک دروازے مین ایک ایک پیرمرد کتاب
ہاتھ مین لیے ہوے اور کھولے ہوے کھڑا ہی اور کتاب کو دیکھ رہا ہی اور جو دروازہ قلعہ کا بیچ مین ہی
وہ سب دروازون سے بڑا ہی اور سامنے اُس قلعہ کے ایک حوض نہایت وسیع اور پانی اُسکا بہت صاف
ہی پانی کی لہرین دیکھکر حالت تشنگی مین بدیع الزمان کا بے اختیار دل چاہا کہ حوض پر جاکر پانی پیجیے
اور پیاس بجھایئے جب بدیع الزمان جانب حوض بڑھے امیہ بن عمرو نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین
چند جانور شکار کر لاؤن بدیع الزمان نے اجازت دی وہ تو تلاش صید مین گیا بدیع الزمان کنارے
حوض کے پہونچے اور بے اختیار پانی حوض سے لیکر خوب پیا اُس وقت وہ پیرمرد جو کتاب ہاتھون مین لیے ہوے
کھڑے تھے انھون نے بدیع الزمان کو حوض سے پانی پیتے دیکھکر یکبارگی نعرے کیے اور پکارے ای
شخص دور ہو یہان سے کیون اپنے تئین مبتلاے بلا کرتا ہی پیرمردون کے نعرے کرنے کے ساتھ ہی اُن
چار سو زنگیون نے یکبارگی کرنا چار سو بجائے بدیع الزمان یہ حال عجیب و غریب مشاہدہ کر کے حیران
تھے کہ ناگہان وہ بڑا دروازہ قلعہ کا خود بخود کھلا اور ایک جوان سیاہ پوش مرکب پر سوار اُس در قلعہ سے
پیدا ہوا اور مرکب کو جولان کر کے مانند تندہوا کے قریب تر بدیع الزمان کے آیا اور برہم ہوکر کہنے لگا ای
اجل رسیدہ تو کیون یہان آیا ہی بدیع الزمان نے بملایمت جواب دیا کہ مین ازحد پیاسا تھا اس وجہ سے
یہان آیا اُسنے پوچھا وہ پیرمرد کہ درہ کوہ مین بالاے چبوترہ سنگ مرمر بیٹھا تھا اُسنے تجھکو یہان آنے سے

کیا منع نہین کیا بدیع الزمان جواب دیا اُسنے مجکو مکرر منع کیا تھا لیکن مین نے اُسکا کہنا نہین مانا اور یہان چلا آیا وہ سوار سیہ پوش یہ سُن کے الساہ برہم ہوا کہ اُسنے نیزہ کمر بدیع الزمان پر اسطرح مارا کہ بدیع الزمان گھوڑے سے زمین پر گرے اُسدم اُسی سوار نے بدیع الزمان سے کہا خیر اگلی مرتبہ تو مین نے تجھکو چھوڑ دیا ہلاک نہین کیا اگر اب یہان آئیگا تو سزا پائیگا بدیع الزمان نے کہا اب نہ آؤنگا وہ سوار سیہ پوش یہ سُن کے قلعہ کی طرف گیا یہانتک کہ در قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ قلعہ کا خود بخود بند ہوگیا اُس وقت بدیع الزمان نے مرکب پر سوار ہوکر اپنے دل مین کہا خوب ہوا کہ امیہ میرا عیار اس وقت یہان نہوا ورنہ اُسکے روبرو مین ذلیل ہوتا اور شاید وہ جاکر قاسم وغیرہ سے یہ حال کہتا کہ ایک نحیف و ناتوان آدمی نے نیزہ کمر پر بدیع الزمان کے مارا تھا بدیع الزمان گھوڑے سے گر پڑے تھے تو قاسم وغیرہ مجکو نظر حقارت سے دیکھتے اور طعنہ زن ہوتے اور ہر مرتبہ مجھے شرمندہ کرنے کو یہی کہتے کہ تم وہی ہو کہ جو ایک نیزہ کمر پر نہ اُٹھا سکے اور پشت مرکب سے گر پڑے ہنوز بدیع الزمان یہ خیالات کر رہے تھے امیہ بن عمرو چند جانور شکار کرکے لایا پھر اُسنے کباب تیار کیے دونون نے کھائے پھر دونون وہان سے آگے بڑھے اور صحرا مین سرگردان رہے کہین راہ نپائی آخر پھرتے پھرتے قریب شام اُسی حوض کے پاس آئے اور خود حیران ہوے کہ ہم تو یہان سے آگے روانہ ہوے تھے تمام روز صحرا نورد ہوے اور پھر اُسی جگہ آئے یہ کیا اسرار ہی جاے حیرت اور مقام عجب ہی چونکہ اُس وقت بھی بدیع الزمان بھوکے اور پیاسے تھے اپنے عیار سے کہنے لگے کہ اس وقت بھی کہین سے چند طائر شکار کر لا تاکہ کباب اُنکے کھائین وہ تو براے شکار طائران ایک جانب گیا ادھر بدیع الزمان تاب تحمل تشنگی نہ لاکر اور کچھ خوف اُس سوار سیہ پوش کا نکرکے اُسی حوض پر گئے اور بے اختیار پانی اُس حوض کا خوب پیا اُس وقت بھی مثل قبل اُن پیرمردون نے جو کتاب لیے ہوے تھے تھے ہشیار گی نعرے کیے اور کہا او اجل رسیدہ پھر تو یہان آیا اور پانی حوض کا تو نے پیا ارے غضب کیا جسوقت پیرمردون نے نعرے کیے اُن چار سوز نگیون نے نقارہ ہشیارگی کرنا کو بجایا در قلعہ اُسی طرح پھر کھلا اور وہ سوار سیہ پوش پھر اُسی طرح غصہ مین بھرا ہوا قریب آیا اور کہنے لگا ای جوان پھر تو یہان آیا اور تو نے پانی پیا تجھ سے تو منع کر دیا تھا کہ اب نہ آنا بدیع الزمان نے سر جھکا کر شرمندہ ہوکر جواب دیا مین تشنگی سے مجبور تھا روح تن سے کثرت عطش سے نکلی جاتی تھی اس وجہ سے مین نے پانی پی لیا معاف کیجیے اُسنے پھر اُسی طور سے کمر پر نیزہ مارا بدیع الزمان پھر مرکب سے گرے سوار مذکور نے کہا ای جوان پھر اگلی مرتبہ مین تجھکو قتل نہین کرتا اگر اگلی مرتبہ یہان آئیگا اور اس حوض سے پانی پیے گا تو ضرور ضرور تجھکو قتل کر دونگا یہ کہکر سوے قلعہ چلا گیا اور داخل در قلعہ ہوا دروازہ خود بخود بند ہوگیا بدیع الزمان زمین سے بالاے پشت مرکب آئے اتنی دیر مین امیہ بن عمرو بھی آیا چند طائر شکار کرکے لایا پھر کباب تیار کیے اور کھائے اور وہان سے آگے روانہ ہوے تھوڑی دور جاکر ایک جگہ قیام کیا کیونکہ آفتاب غروب ہوگیا تھا اور تاریکی شب ظاہر ہوگئی بدیع الزمان سو رہے عیار بیٹھا رہا حفاظت کرتا رہا بعد نصف شب کے بدیع الزمان بیدار ہوے اور کہا ای امیہ اب تو سو رہ مین جاگتا ہون اُسنے عرض کیا آپ آرام کرین مین بیدار رہونگا

بدیع الزمان نے نمانا آخروہ سورہا بدیع الزمان جاگتے رہے اور تمام رات دعائین پڑھنے مین بسر کی
یہانتک کہ سحر ہوئی بعد ادا ے نماز سحر دونون اُس جگہ سے آگے بڑھے اور وہ تمام دن بھی صحرانوردی
مین بسر کیا وقت شام چاہا تھا کہ ایک جگہ قیام کرین ناگاہ دور سے دیکھا کہ ایک چراغ روشن ہی
اور روشنی اُسکی ایسی ہی جیسے ماہ تابان مین ضیا ہی بدیع الزمان نے اپنے عیار سے کہا معلوم ہوتا ہی
کہ آگے آبادی ہی وہان چراغ روشن ہی اگر یہان سے آبادی مین پہونچ جاتے تو کس آرام و راحت سے
اور بیخوف وخطر ہو کر وہان سوتے امیہ بن عمرو نے عرض کیا پھر حضور آبادی مین تشریف لے چلین
یہان قیام نکرین بدیع الزمان نے کہا اچھا چلو یہ کہکر اُسی چراغ کی روشنی کی طرف روانہ ہوے تمام شب
راہ طی کی وقت سحر جو اُس جگہ پہونچے دیکھا ایک درخت سرسبز و شاداب ہی اُس درخت سے ایک
تخت نفیس بندھا ہوا ہی اور اُسپر ایک زن خوبرو نوجوان لباس میلا پہنے ہوے بیٹھی ہی زلفین
اُسکی پریشان ہین چہرہ متغیر ہی گو کہ لباس اُسکا صاف نہین ہی اور زلفون مین اسکی شانہ نہین کیا
گیا ہی اور چہرہ صدمات اسیری سے متغیر ہی لیکن مثل مہر درخشان یا ماہ شب چاردہ کے رخشان ہی
بدیع الزمان اُسکو دیکھکر اُسپر مائل ہوے اور وہ بھی اُنکو دیکھکر اُنپر فریفتہ ہوئی مگر کچھ شرم و حجاب
بھی کیا اُس تخت سے اُتر کر کہین جاکر پوشیدہ تو نہو سکی کہ رسن اور زنجیر سے اُس تخت مین بندھی ہی الّا
اتنا ضرور ہوا کہ اُسنے دوپٹہ سے اپنا منھ چھپا لیا اور سر شرم سے جھکا لیا بدیع الزمان نے چاہا کہ اس
نازنین تک جاؤن لیکن چونکہ ایک نہر بصورت حوض طویل کے زیر درخت جاری تھی بدیع الزمان نے چاہا
کہ اُس سے گذر کر صنم مذکورہ تک جائین اُسنے باشارہ نہر مین قدم رکھنے سے منع کیا بدیع الزمان
رُکے اور پوچھا اے نازنین سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہی اور باعث تیری گرفتاری کا کیا ہی اُسنے بعد تامل جواب
دیا آگاہ ہو کہ نام میرا گوہر ملک ہی اور مین دختر گنجاب بن گنجور بن حرمان دیوکش کی ہون اور ایک
شخص باختر مین پیدا ہوا ہی کہ اُسنے دعوے خدائی کا کیا ہی سب اُسکو زمرد شاہ باختری کہتے ہین
اور تیرہ ہزار فرسخ تک جتنے مردم ہین سب اُسکی پرستش کرتے ہین اور اُسکو اپنا خدا جانتے ہین و
ہیجدہ ہزار سردار و سپہ سالار اور بارہ ہزار تیغزن مرسل اور نام سل رکھتا ہی اور اُن پیغمبران مرسل سے
ایک میرا پدر ہی کہ نام اُنکا قبل اسکے بیان کیا گیا ہی اور وہ سب پیغمبر مرسل مین ممتاز اور عالی مرتبہ
ہین اور زمرد شاہ باختری کا ایک فرزند جوان ہی کہ سب اُسکو یاقوت شاہ کہتے ہین اور جبرئیل
قدرت بھی کہتے ہین اور تمام کارخدائی زمرد شاہ باختری کا وہی انتظام کرتا ہی میرے پدر نے بحکم
زمرد شاہ باختری مجکو یاقوت شاہ یعنے جبرئیل قدرت سے منسوب کرنے کا قصد کیا تھا ابھی
صورت شادی ظہور مین نہ آئی تھی کہ ناگاہ ایک شب کو مین اپنے قصر پر سو رہی تھی کہ دیو مسمے
مہرانس نے مجکو دیکھا اور عاشق ہو کر مجکو میرے قصر سے یہان اُٹھا لایا اور قید کیا ہی جبسے مین
یہان قید ہون دیو مذکور مجھسے الفت رکھتا ہی اور بمنت و عاجزی اپنے حصول مدعا کے
واسطے کہتا ہی مین اُسکے کہنے کو نہین مانتی ہون اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کرتی ہون وہ
ڈر کر کہتا ہی اچھا تم میرا کہنا نمانو لیکن اپنے تئین ہلاک نکرو اس تدبیر سے ابتک میرا شیشہ ناموس
و عصمت سنگ وصلت سے محفوظ ہی اس وقت وہ نابکار واسطے شکار کے گیا ہوا ہی اگر یہان ہوتا

اور تمکو دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا اب تمکو لازم ہی کہ جلد یہان سے کہین بھاگ جاؤ اور اُس ظالم سے اپنی جان بچاؤ میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ مجھے یہان گرفتار ہی رہنے دو کہ رہائی میری مشکل ہی بلکہ ناممکن ہی مین بدقسمت و بدمقدر ہون جب اُس نازنین نے رو رو کر تمام احوال اپنا بیان کیا بدیع الزمان اُسکے حال پرملال کو سُنکے آبدیدہ ہوے اور کہا کیا مجال اُس دیو نابکار کی کہ مجھکو ہلاک کرے اگر خدا چاہیگا تو مین تمکو اُس ظالم کی قید سے رہا کرونگا یہ کہکر بدیع الزمان نے جو غور سے دیکھا تو کنارہ نہر صدہا استخوان نظر آئے نہایت حیران ہوکر اُس نازنین سے پوچھا یہ ہڈیان یہان کیسی پڑی ہین اُسنے جواب دیا کہ یہ استخوان مردم ہین یہ کہکر بدیع الزمان سے پوچھا تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا اور نام و حسب و نسب تمھارا کیا ہی بدیع الزمان نے جواب دیا کہ قاسم نوجوان ہمارا بھتیجی ہی اور وہ مجھسے دعوی برابری کا رکھتا ہی ایک روز اُسنے ایک رقعہ مجھکو اس مضمون کا لکھا کہ میرے پاس مال و دولت بہت ہی اور تم محتاج ہو اور مجھسے دعوے برابری کا کرتے ہو اور ارادہ لڑنے کا رکھتے ہو پہلے مثل میرے دولت و حشمت حاصل کرو پھر مجھسے مقابلہ کرنا یہ مضمون اُسکے رقعہ کا مجھکو ناگوار ہوا اُسی وقت اپنے لشکر سے نکلکر صحرا نوردی کرتا ہوا ہزارون طرح کی راہ مین مصیبت و ایذا اُٹھاتا ہوا یہانتک آیا ہون اگر خدا چاہیگا تو اس طلسم کو توڑونگا تمام مال و اسباب طلسم کا لونگا تمکو رہا کرونگا دیو کو مارونگا اور نام میرا بدیع الزمان ہی مین فرزند جناب حمزہ صاحبقران کا ہون اور نسب بھی میرا اچھا ہی مادر میری شاہزادی ہین گوہر ملک بدیع الزمان کی گفتگو سُنکے خوش ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ اگر دل بھی آیا تو ایسے ویسے شخص پر نہین آیا یہ جوان عالی خاندان ہی اور بہادران عالم سے ہی یہ خیال کرکے خاموش ہو رہی اور نظر الفت سے بحسرت دیا اس بدیع الزمان کو دیکھکر آبدیدہ ہوئی اُس وقت بدیع الزمان نے ارادہ یہ کیا کہ نہر مذکور مین پاؤن ڈالے اور پیر کر اُس نازنین تک پہونچے ناگاہ گوہر ملک نے بآواز بلند پکار کر کہا خبردار اس نہر مین ہرگز ہرگز قدم بھولے سے نرکھنا اور نہ مجھ تک آنے کا ارادہ کرنا ورنہ فی الفور ہلاک ہوجاؤگے مین تمھین ہوشیار کیے دیتی ہون آیندہ تمکو اختیار ہی بدیع الزمان نے اُسی نازنین سے پوچھا کہ باعث ہلاکت کا کیا ہوگا پھر اُسنے جواب دیا کہ نیچے اس نہر کے ایک کوہ مختصر ہی اور اُسی کوہ سے یہ نہر نکلی ہی اور اُسی پہاڑ مین ایک اژدہاے خونخوار رہتا ہی کہ اُسکے زہر کی کچھ حد و انتہا نہین ہی اُسکے کثرت سم اور شعلہاے آتشین کے سبب سے اس نہر کا پانی ایسا تیز اور گرم ہی کہ فوراً قدم رکھتے ہی انسان ہمہ تن کثرت سمیت سے مثل بتاسے کے پگھل جاتا ہی اور پانی ہوکر بہ جاتا ہی اکثر مردم یہان تک آئے اور مجھکو دیکھکر فریفتہ ہوے مین نے ہرچند اُنکو منع کیا مگر اُنھون نے نمانا اور اس نہر مین اُترے فوراً مثل پانی کے بہ گئے فقط ہڈیان اُنکی رہگئین وہی یہ ہڈیان پڑی ہین جنکو تم اس وقت دیکھ رہے ہو اور اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اُس اژدہے کو قتل کرے پہلے چاہیے کہ اُس قلعہ سے گذرے جسکے سامنے حوض ہی اور اُس قلعہ سے گذرنا ممکن نہین ہی کیونکہ ایک سوار سیہ پوش در قلعہ سے باہر آتا ہی اور نیزہ کمر پہ مارتا ہی انسان کیسا ہی قوی اور بہادر ہو فوراً زمین پر گر پڑتا ہی کیونکہ وہ سوار طلسمی ہی دو مرتبہ ہر ایک شخص کو زندہ چھوڑ دیتا ہی تیسری مرتبہ جب کوئی اُس حوض کا پانی پیتا ہی تو اُسے ضرور ہی وہ قتل کرتا ہی

بدیع الزمان نے کہا مین دو مرتبہ پانی اُس حوض کا پی چکا ہون دل چاہتا ہی کہ تیسری مرتبہ بھی جاکر پانی پیون گوہر ملک نے کہا خبردار اب قریب اُس حوض کے بجانا اور پانی نہ پینا ورنہ قتل ہوجاوگے بدیع الزمان نے آبدیدہ ہوکر جواب دیا تمھاری مفارقت مین ای ملکہ گوہر ملک زندہ رہنا اچھا معلوم نہین ہوتا اگر تمسے وصل ہو تو زندہ رہون ورنہ اب تمھاری مفارقت کے صدمے نہ سہون اگر ہلاک ہوجاؤن تو بہت بہتر ہی گوہر ملک نے اور تو اُسکا کچھ جواب ندیا لیکن سر جھکا کر اور شرما کر کہا کہ جو چیز انسان کے مقدر مین ہوتی ہی وہ تو ضرور ہی اُسکو ملتی ہی ورنہ جان کے دینے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی انسان کو لازم ہی کہ حصول مدعا کی ایسی تدبیر کرے کہ جس سے شاد کام ہو اور یہ طلسم طہمورث دیو بند کا ایسا طلسم نہین ہی کہ کوئی شخص بغیر فتاح طلسم ہونے کے اسکو توڑے اور اُسمین اگر زندہ بھر چلا جاے غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ جو کام کرنا ساتھ ہوشیاری اور عقلمندی کے کرنا اور باحواس رہنا بے حواس نہونا یہ طلسم طہمورث دیو بند عجب بلا کا طلسم ہی دیو مہرانس نے مجھسے بیان کیا تھا کہ بادشاہان گذشتہ سے ایک بادشاہ تھا کہ نام اُسکا طہمورث شاہ تھا وہ ایک کمند اپنے پاس ایسی رکھتا تھا کہ دو ہزار دیوون کو اُسی ایک کمند سے باندھ لیتا تھا اور دیوون کی اتنی مجال اور طاقت نہ تھی کہ اُس کمند کو توڑکر حلقے سے اُسکے رہائی پائین اور وہی بادشاہ ایک تاج رکھتا تھا کہ نام اُس تاج کا تاج فتح تھا اور خاصیت اُس تاج کی یہ تھی کہ جب وہ شاہ اُس تاج کو اپنے سر پر رکھتا تھا جسکی نظر اوپر اس تاج کے پڑتی تھی بے اختیار خائف و پریشان ہوکر بھاگتا تھا جب کمند اور تاج مذکور اُسکو دستیاب ہوئی اور زمانہ اُسکے مرنے کا قریب آیا اُسنے خیال کیا کہ بعد میرے یہ کمند اور یہ تاج نالائقون کے قبضہ مین آجائے گا اور روح کو میری صدمہ ہوگا پس کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ سوائے فتاح طلسم کے اور کوئی ان دونون چیزون کو نے نہ سکے یہ خیال کرکے اُسنے یہ طلسم بنوایا اور اشیاے مذکور اُسمین رکھین اور مال و زر بھی بےحد اُسمین رکھا ہی محض اس خیال سے کہ جو شخص اس طلسم کو توڑے تمام اشیا وہی پائے اور اشیاے مذکور علیحدہ علیحدہ اشخاص کے ہاتھ نہ آئین بعد انتقال شاہ طہمورث کے جب جمشید فرمانروا ہوا اُسنے چاہا کہ اس طلسم کو توڑے مگر عاجز ہوا آخرکار اُسنے بھی جام جہان نما وغیرہ کو رکھکر حکما کو جمع کرکے طلسم بند موایا جب وہ بھی مرگیا فریدون بادشاہ ہوا اُسنے بھی چاہا کہ تاج اور کمند اور جام جہان نما وغیرہ کو طلسم توڑکر اپنے قبضہ مین لائے مگر آرزو اُسکی بھی بر نہ آئی آخر اُسنے بھی مثل طہمورث اور جمشید کے ایک برج طلسمی ملحق اسی طلسم کے حکما کو جمع کرکے بنوایا اور بارہ ہزار خفتان مروارید اور زر و جواہر وغیرہ برج مذکور مین رکھا بعد رحلت فریدون منوچہر بادشاہ ہوا اُسنے بھی بطمع دنیا چاہا کہ اس طلسم کو اور بروج طلسمی کو توڑکر تمام مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لائے مگر اُسے بھی ممکن نہوا کہ طلسم کو توڑے آخر اُسنے شاہان گذشتہ مذکور کی پیروی کی اور بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار اور ایک خیمہ نفیس کہ برابر دو نیم فرسخ کے طول عرض رکھتا تھا اور بارہ ہزار ظروف مثل پیالہ و ساغر و تھالی جوڑ وغیرہ کے کہ یاقوت وغیرہ جواہرات کے تھے اور نقرئی اور طلائی بھی تھے ایک برج طلسمی ملحق اسی طلسم کے بنواکر اُسمین اشیاے مذکور رکھی اور جب نوبت کیقباد کی پہونچی اُسنے ارادہ کیا کہ اس طلسم کو توڑکر جملہ مال مذکور اپنے قبضہ مین

لائیے اسکی بھی مراد برنہ آئی انجام کار اُسنے مانند شاہان مسطور کے ایک برج طلسمی حکما کی راے سے بنوایا
اور خیمہ و خرگاہ مکلل بجواہر بیش بہا کہ اپنے عہد دولت مین اُسنے تیار کیا تھا برج مذکور مین رکھا جب وہ بھی
مرگیا اور کیخسرو بادشاہ ہوا اُسنے تمنا کی کہ اس طلسم کو توڑ کر تمامی مال مندرجہ کو اپنے تصرف مین لائیے
مگر ممکن نہوا مجبور ہو کر ایک برج طلسمی بنوایا بالشمول اسی طلسم کے اور اسلحہ جنگ سیاوش مثل خود و بازوبند
و چار آئینہ و زرہ وغیرہ برج مذکور مین رکھ دیا بعد جان بحق تسلیم ہونے کیخسرو کے نوبت حکومت اسکندر
کی پہونچی اُسنے بھی قصد کیا کہ اس طلسم کو توڑ کر تمام مال طلسم حاصل کرے الا وہ بھی امید برآری سے
محروم رہا آخر لاچار ہو کر جو کچھ جواہرات بردہ ظلمات سے لایا تھا اور چالیس ہزار خفتان جواہر نگار اور بازوبند
اور دیگر اسباب بے بہا کو ایک برج طلسمی بنوا کر اسی طلسم مین اسکو بھی شامل کرکے رکھ دیا پس جملہ مال و
اسباب شاہان مذکور کا جنکا ذکر کیا گیا ہی وہ سب اسی طلسم مین ہی اور وہ جوان سیہ پوش کہ در قلعہ سے
نکل کر نیزہ بدست آتا ہی وہی سوار صاحب طلسم ہی اور عجب جادوگر ہی کہ اُسکے سحر سے عقل حیران ہی
ایک نیزہ کمر پر مار کر کیسا ہی کوئی قوی ہو اُسے زمین پر گرا دیتا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ اب اُس سوار کے
روبرو نجانا ورنہ وہ تمکو قتل کر ڈالے گا اور خیال اس طلسم کے فتح کرنے کا دل سے نکال ڈالو ہوس
مال دنیا مین جان عزیز اپنی نہ دو میری یہی راے ہی کہ اپنے لشکر مین بخیر و عافیت چلے جاؤ بدیع الزمان
نے جواب دیا قاسم کی طعنہ آمیز تحریر سے مین لشکر سے نکلکر یہان آیا ہون اب جو خالی ہاتھ یہان سے
جاؤنگا جملہ اہل لشکر مجھے ہنسینگے خصوصاً قاسم ایسے ایسے کلمات کہیگا کہ اُسے مین نہ سن سکونگا
لہذا اب میرا ارادہ ہی کہ اس طلسم مین اپنے تئین ڈالدون اگر خدا کو منظور ہوگا تو یہ طلسم میرے ہاتھ سے
ٹوٹے گا اور تمام مال و اسباب جنکا احوال تمنے بیان کیا ہی میرے ہاتھ آئیگا ورنہ قیدی طلسم ہو جاؤنگا
اور ایک روز قید مین مرجاؤنگا قید مین مرجانا مجھکو گوارا ہی اور قاسم وغیرہ سے طعن و تشنیع کے کلام سننا
منظور نہین ہی یہ کہکر گوہر ملک سے رخصت ہوا اُسنے ہنگام رخصت پھر طلسم کشائی کے لیے ممانعت
کی لیکن بدیع الزمان نے نمانا آخر کار گوہر ملک سے عجب مجبوری اور لاچاری سے رخصت ہوا
اگر حال رخصت بدیع الزمان اور گوہر ملک کا تحریر کیا جاتا تو ناظرین فرخندہ کو پڑھکر نہایت صدمہ ہوتا
کیونکہ عاشق و معشوق کی وہ دم رخصت گفتگوے یاس و ناامیدی ملاقات وہ گوہر ملک کا آبدیدہ
ہونا اور وہ بدیع الزمان کا اُسکے فراق مین زار زار رونا وہ امیہ بن عمرو کا دونون کو سمجھانا نہایت
ملال انگیز تھا اس وجہ سے ترک کیا الحاصل بدیع الزمان گوہر ملک سے رخصت ہو کر امیہ بن
عمرو کو ساتھ لیکر جانب اُسی قلعہ کے چلے جس قلعہ سے وہ سوار سیہ پوش آتا تھا جب بدیع الزمان
اور امیہ بن عمرو حوالی قلعہ یا حدود طلسمی قلعہ مین پہونچے فوراً مانند برق دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ شاہزادہ
بدیع الزمان کی کمر مین پڑا اور دوسرے پنجہ نے امیہ بن عمرو کی گردن پکڑی پھر دونون کو زمین سے
اُٹھا کر بلند ہوئے بدیع الزمان اور امیہ بن خواجہ عمرو کی آنکھین بند ہوگئین بعد ایک لحظہ کے اُن
پنجون نے لیجا کر ایک جگہ زمین پر ڈال دیا اور خود غائب ہوگئے بدیع الزمان اور امیہ نے جو آنکھین
کھولکر دیکھا تو عجب طرح کا مقام خطرناک نظر آیا یعنے دیکھا کہ درمیان چار پہاڑون کے ہم کھڑے
ہین اور اُن پہاڑون پر بروج اور منازل بکثرت ہین کہ جنکے دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا ہی اور نظر خیرگی

کرتی ہی اور قریب تر اُن بروج اور منازل کے سات درخت چنار کے ہین چھہ درخت تو چھوٹے ہین
ساتوان درخت بڑا ہی اور نیچے اُن ساتون درختون کے ایک چبوترہ نہایت صاف اور خوش قطع سنگ زرد
کا بنا ہوا ہی اور سایہ اُن درختان چنار کا اس طرح اُس چبوترہ پر پڑتا ہی کہ عکس آفتاب کا اُس
چبوترہ پر نہین پڑتا ہی اور بوجہ گھنے ہونے درختان چنار کے دھوپ چبوترۂ مذکور پر نہین آتی ہی اور اُس چبوترہ
پر پوست شیر اور پلنگ بچھے ہین اور ایک دیو نہایت بدصورت اور بدہیئت کہ جسکے چہرہ سے آثار
قہر و غضب اور بے رحمی عیان تھے بیٹھا ہوا ہی اور ایک آلۂ آہنی نہایت طویل اور دبیز اور گرانبار پاس
اُسکے رکھا ہی جب اُس دیو نے بدیع الزمان کو دیکھا نعرہ کیا کہ او آدم زاد ارے تو یہان کیون آیا
شاید اپنی زندگی سے بیزار ہوا ہی خیر اگر آیا ہی تو خدمت اور اطاعت میری کر اور دست و پا میرے
آکر دبا بدیع الزمان نے برہم ہو کر جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی مین اور تیری خدمت کرون یہ
محال ہی مین تو اس واسطے یہان آیا ہون کہ تجھکو قتل کرون اور سر تیرے سنگ گران سے پاش
پاش کرون وہ دیو یہ تقریر بدیع الزمان کی سُنکے از حد غضبناک ہوا اور وہی آلہ آہنی اٹھا کر پوست
شیر مذکور سے اُٹھا اور نعرہ کوہ شگاف کر کے اُس آلۂ آہنی کو دونون ہاتھون سے پکڑ کر اور گردش
دیکر بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے ضرب کو اُسکی خالی دیکر جست کر کے قریب اُسکے آکر
اور اُس سے لپٹ کر بزور اُسکو زمین پر ٹپکا اور سینہ پر اُسکے سوار ہو کر اُسکی شاخ سر کو پکڑ کر
چاہا کہ توڑ دین دیو مذکور پہلے تو حیران ہوا پھر اذیت سے نہایت درجہ بیتاب و بیقرار ہو کر بہت عاجزی
سے دانت نکالکر کہنے لگا اے بنی آدم مجھکو چھوڑ دے شاخ سر کو میری نہ توڑ مجھکو بہت تکلیف ہوتی ہی مین
خود تیری اطاعت کرونگا ہرگز ہرگز تیری خدمت سے منھ نہ موڑونگا بدیع الزمان نے اُس دیو کو جواب دیا
کہ قاعدہ تم دیوون کا ہی کہ برخلاف اقرار کے کام کرتے ہو اگر تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم
کھا اور تین مرتبہ عہد و اقرار کر تو البتہ مین تجھکو چھوڑ دون ورنہ ضرور مار ڈالونگا دیو نے مجبور و لاچار ہو کر حضرت
سلیمان کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ مین تجھسے کبھی بدی نہ کرونگا بدیع الزمان نے اُسکو چھوڑ دیا وہ
زمین سے اٹھکر قدم پر گرا پھر بدیع الزمان کے اُسنے ہاتھ چومے اور سامنے دست بستہ مودب
کھڑا ہوا اُس دم بدیع الزمان نے اُس دیو سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اور تو یہان کیون رہتا ہی اپنے حالات
سے آگاہی دے اُسنے عرض کیا اے شہریار و اے آقاے نامدار نام میرا اکوان دیو ہی اور مین بادشاہ تھا
پردہ چہارم قاف کا اور ملازم میرا اور سپہ سالار میرا دیو قہرمان تھا اور مین ایک دختر جوان ناکتخدا رکھتا
تھا قہرمان مذکور دختر مسطور دیکھکر عاشق ہوا اور مجھسے اُسکا طالب ہوا مین نے انکار کیا اور کہا تیری بھی یہ
لیاقت ہی کہ تو میری دختر سے مدعاے دلی حاصل کرے دور ہو میرے سامنے سے وہ نابکار نہایت
برہم ہو کر میرے آگے سے چلا گیا چونکہ تمام میری فوج کا سردار تھا اور فوج اُسکے اختیار مین تھی ایک
روز موقع پا کر تمام فوج دیوون کی ہمراہ اپنے لیکر مجھپر چڑھ آیا اور دختر کو میری مجھسے اُسنے بجبر و ظلم
لے لیا اور بادشاہی سے مجھکو معزول کیا اور بجاے میرے خود بادشاہ ہوا جب وہ بادشاہ ہوا
مین پردۂ قاف سے بھاگ کر اس حال سے یہان آیا کہ جب شہیال بن شہرخ عفریت پر حملہ کر کے
مار ڈالیگا مین یہان سے پردۂ قاف مین چلا جاؤنگا اور بدستور بادشاہ ہو کر حکومت کرونگا چونکہ مین

قوی دیو ہون کہ برابر میرے کوئی دیو قوی نہین ہر اور انسان کی تو کیا مجال ہر کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے پس
مین نے بسبب قوی ہونے کے چالیس ہزار مردم کو کہ اُنمین بڑے بڑے قوی ہین زیر کیا ہر اور یہ عہد
کیا تھا مین نے کہ جس سے مین زیر ہونگا اُسکی اطاعت کرونگا آج حسب اتفاق مین تمسے زیر ہوگیا اسوجہ سے
مین نے تمھاری اطاعت اختیار کی ہر اور وہ چالیس ہزار مردم اس وقت سو نے صحرا واسطے شکار
کے گئے ہین مین تو آپ کی اطاعت کرونگا لیکن وہ لوگ اُس وقت تک تمھاری اطاعت نکرینگے
جبتک وہ زیر تمسے نہونگے یہ کہکر بدیع الزمان سے پوچھنے لگا تم اپنا نام بتاؤ اور کچھ احوال اپنا بیان کرو
بدیع الزمان نے جواب دیا مین وہ بہادر ہون کہ جسنے پردۂ قاف مین عفریت کو مارا ہر اور نام میرا
بدیع الزمان ہر اکوان دیو یہ سُن کے دوبارہ قدم بدیع الزمان پر گرا اور کہنے لگا آپ نے بڑا
مجھپر احسان کیا کہ میرے دشمن کو قتل کیا ابھی اکوان دیو یہ کہ رہا تھا کہ جانب صحرا سے گرد نمایان ہوئی
دیو نے کہا دیکھیے وہ چالیس ہزار مردم میرے زیر کردہ آتے ہین ابھی یہ کہ رہا تھا کہ وہ سب کے سب
مرکبون پر سوار مسلح ومکمل روبرو اکوان کے آتے اور بدیع الزمان کو دیکھکر اکوان سے پوچھنے
لگے یہ شخص کون ہر کہ جسکے روبرو تم کھڑے ہو اکوان دیو نے اُنکو جواب دیا کہ یہ نبی آدم میرا آقا ہر تم بھی
سب لوگ اسکی اطاعت کرو اُنھون نے جواب دیا ہم تو جب ہی اطاعت اسکی کرینگے کہ جب یہ ہمکو زیر
کریگا بدیع الزمان نے اُنکو جواب دیا تم سب چالیس ہزار ہو سب کے زیر کرنے مین تو ایک
زمانہ گذرے گا بہتر یہ ہر کہ تم مین سے دس پندرہ آدمی جو سب سے قوی تر ہون وہ مجھسے مقابلہ
کرین اگر مین اُنکو زیر کرلون تو گویا اور سب کو بھی مین نے زیر کیا اُس وقت تم سب میری اطاعت
کرنا سب نے کہا یہ رائے تمھاری ہمنے بہت پسند کی اور بعد باہم مشورہ کرکے کہا کہ ہم سب مین
جو شخص قوی تر ہو وہی اس جوان سے لڑے آخر ایک جوان نہایت قوی ہیکل اور قوی بازو اپنے
گروہ سے انتخاب کیا اور روبرو بدیع الزمان کے اُسکو لائے اور کہا اگر تم اس جوان کو زیر کروگے
تو گویا تمنے ہم سب کو زیر کرلیا بدیع الزمان نے جوان قوی ہیکل مذکور سے پوچھا تیرا کیا نام ہر اُسنے
کہا میرا نام خسرو ہر اور مین فرزند ملک ہمایون کا بیٹا ہون اور وہ بادشاہ شہر فردوس کے ہین
بدیع الزمان نے خوش ہوکر کہا مین خاصکر تمھاری رہائی کے واسطے یہان آیا ہون یہ کہکر تمام حال
ملک ہمایون کی ملاقات کا اور کل حال اُسکے اور مردمان شہر کے سیہ پوش ہوکر رونے کا بیان کیا
اور کہا اب تمھارے پدر نے تمھارے غم مین اپنا نام بدل ڈالا ہر مجنون ژولیدہ مو اپنا نام رکھا ہر
تمھارے فراق مین اُسکی عجب حالت ہر گو کہ وہ زندہ ہر مگر بدتر از مردہ ہر خسرو تمام تقریر سُنکے پانے
بدیع الزمان پر گرا اور کہنے لگا اب کیا مجال میری ہر کہ جو مین آپ سے لڑون آپ تو میرے محسن
ہین بلکہ ہم سب کے محسن ہین کہ سب کو طلسم سے رہا کردینگا بدیع الزمان نے سر اُسکا قدم سے
اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا جب خسرو نے اطاعت کی تو اُن سب نے بھی اطاعت اختیار کرلی بعد
اسکے اکوان نے کہا دل چاہتا ہر کہ اب مین تمکو یہان سے پردہ قاف مین لیجاؤن اور قہرمان سے
مقابلہ کراؤن تم اُسکو قتل کردین رنج وغم سے نجات پاؤن بدیع الزمان نے جواب دیا ابھی صبر
کرو بعد فتح طلسم مجھکو لے چلنا مین قہرمان کو قتل کردونگا اُسنے اصرار کیا بدیع الزمان لاچار ہوے

آخرده بدیع الزمان کو دوش پر اٹھا کر صحراے طلسم مین لایا اور کہنے لگا دیکھیے یہان کسقدر وحش وطیر ہین بدیع الزمان نے پوچھا یہ کون مقام ہر اُسنے جواب دیا یہ شکارگاہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر بدیع الزمان نے کہا مین نے قبل اسکے اس مقام کو ایک روز دیکھا ہر دیواکوان نے یہ سُن کے بدیع الزمان کو اپنے دوش سے اُتارا بدیع الزمان مع ان چالیس ہزار مردم کے شکارگاہ مین شکار کرنے لگے اکوان اور امیہ بن خواجہ عمرو ایک طرف شکار کھیلنے مین مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے بدیع الزمان نے دیکھا کہ دیواکوان مضطر و پریشان بھاگتا ہوا چلا آتا ہر اور بہ آواز بلند پکارتا ہر کہ اے آقاے من مجھکو بچاؤ دشمن جان میرا آتا ہر لیکن حدود طلسم سے ابھی باہر ہر بدیع الزمان نے کہا کیون ڈرتا ہر کچھ دل مین اپنے اندیشہ نکر مجکو قہرمان تک لیجا کہ مین جاکر اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرون اُسنے جواب دیا مین ڈرتا ہون ہرگز قہرمان کے سامنے نجاؤنگا بدیع الزمان نے ہنسکر جوابدیا اچھا اسی جگہ نورہ مین تنہا مع اپنے عیار کے جاتا ہون یہ کہکر امیہ بن عمرو وغیرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے جب سرحد طلسم پر پہونچے نعرہ کیا کہ او قہرمان اگر مرد ہر تو مجھ سے آکر مقابلہ کر اُسنے جواب دیا او آدم زاد مین نے سنا ہر کہ دیواکوان یہان آکر پوشیدہ ہوا ہر تو اُسکو میرے سامنے بھیج دے مین آج اُس سے مقابلہ کرونگا مین بھی دیو ہون اور وہ بھی دیو ہر اور تو بنی آدم نحیف و ناتوان ہر کیا مقابلہ کریگا بدیع الزمان نے جواب دیا پہلے مجھ سے مقابلہ کرلے بعد ازان اُس سے مقابلہ کرنا قہرمان نے یہ سُن کے بقہر و غضب دار شمشاد اُٹھا کر حملہ کیا بدیع الزمان نے دار شمشاد کی ضرب کو خالی دیا وہ دار شمشاد کی گرانی کے سبب سے منھ کے بھل زمین پر گرنے لگا اور وقت گرنے کے سرحد طلسم مین کچھ آگیا بدیع الزمان نے تھوڑی دیر کی کُشتی مین اُسے زیر کیا اور قصد کیا کہ اُسکو قتل کرے قہرمان نے بعد منت وانکساری دست بستہ عرض کیا کہ اے بنی آدم تو مجکو برائے خدا قتل نکر جو کچھ آپ ارشاد فرمائینگے اُس سے منحرف نہونگا اور تمام عمر آپ کی اطاعت و فرمانبرداری مین سرگرم و مستعد بہ دل وجان رہونگا اسمین سر مو فرق نہوگا بدیع الزمان نے جواب دیا اگر تو مسلمان ہوجا اور مذہب اسلام قبول کر تو پھر مین تجھے قتل نکرونگا ورنہ ہرگز ہرگز تجھے زندہ نچھوڑونگا اُسنے کہا اچھا مجھے مسلمان کردین آپ کے حکم کی ضرور بالضرور تعمیل کرونگا بدیع الزمان نے جب اُسکی زبان سے یہ کلمے سُنے فوراً اُسکو اسی جگہہ کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اُسنے واسطے اپنی جان بچانے کے کلمہ شہادت زبان پر جاری کرلیا مگر دل سے مسلمان نہوا بدیع الزمان اُسکے سینہ سے اُٹھے قہرمان اُٹھکر پاے بدیع الزمان پر گرا بدیع الزمان اُسکو مع اُسکے لشکر کے شکارگاہ مذکور مین لائے وہان اُسنے آکر بارگاہ استاد کرائی پھر اُس بارگاہ مین فرش وغیرہ درست کراکے ایک تخت زرین بچھوایا اور اکوان کو بلاکر بہت عذر کرکے کہا اس تخت پر بیٹھو اکوان اُسکے کہنے سے تخت مذکورہ پر بیٹھا قہرمان نے بدیع الزمان کی دعوت کی اور کھانے مین سفوف بیہوشی ملایا بدیع الزمان وغیرہ اُس طعام بیہوشی آمیز کو کھاکر بیہوش ہوے قہرمان نے اُنکو قید کیا پھر ہوشیار کرکے خلوت مین کہا اے پسر حمزہ صاحبقران ارے غضب کیا تھا تو نے کہ مجھ ایسے دیو کو زیر کرکے ارادہ قتل کا کیا تھا اب مین تجھکو ایسی جگہہ لیجاکر قتل کرونگا کہ وہان انسان کا گذر ہی نہوگا یہ کہکر بدیع الزمان اور امیہ بن خواجہ عمرو

اور اکوان دیو کو ہمراہ لیکر ایک قعر عمیق مین جا کر ہرسہ نام بُردہ کو قید کیا

داستان مسلمان کرنا قاسم کا مہر افروز دختر خاقان گردون اساس کو اور بہ تمام آسکے قصر مین رہنا

راویان عاشق طبیعت وحاکیان نیک سیرت اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جو قبل اسکے لکھا گیا تھا کہ ملک قاسم کو ہنگام شب بارگاہ سے کوئی لے گیا تھا اُسکا احوال بسبیل اختصار یہ ہے کہ جب لے جانے والا ملک قاسم کو بارگاہ سے لیگیا اور ایک خانہ باغ مین جا کر چادر عیاری سے کھولکر بالاے مسند زرین لٹا دیا اور خود چلا گیا ملک قاسم بعد تھوڑی دیر کے خود بخود ہوشیار ہوے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو اپنی بارگاہ کو نپایا اور اپنے تئین ایک خانہ باغ مین کہ نہایت انواع واقسام کی اشیاے زینت سے آراستہ تھا بالاے مسند زرین لیٹا ہوا دیکھا متحیر ہو کر خیال کرنے لگے کہ شاید خواب دیکھ رہا ہون پھر بعد تامل کے اپنے تئین بیدار تصور کر کے مسند زرین سے اُٹھے اور برہم ہو کر خود بخود کہنے لگے کہ اے قاسم کون تمکو یہان لے آیا کیا اُسکا مطلب ہے بظاہر دوست معلوم ہوتا ہے کہ اسی خانہ باغ مین تمام عیش وراحت کا ہے مسند زرین پر لٹا کر کہین چلا گیا ہے اگر دشمن ہوتا تو قید کرتا مگر یہ دوستی بھی اُسنے شکل دشمنی کے کی ہے کہ صبح کو مجھسے اور فرزیل سے ایدہر ہو نیوالا تھا ابھی ملک قاسم یہ کہہ رہے تھے کہ جانب باغ روشنی نمود ہوئی اب جو دیکھا تو کئی سو کنیزون اور خواصون کے حلقہ مین ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت چودہ برس کا سن عجب ناز و انداز سے چلی آتی ہے کہ شکل سبزہ کے دل دیکھنے والے کا پامال ہوا جاتا ہے چند کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے ہوے ہین ہمجولیان جوان ساتھ ساتھ ہین اُنسے وہ باتین کرتی ہوئی مسکراتی ہوئی چلی آتی ہے جب ملک قاسم کے قریب آئی قاسم اُسکو دیکھکر اُسپر ہزار جان سے شیفتہ وفریفتہ ہو اُس نازنین نے کہا ہم بھی آئین ملک قاسم نے جواب دیا۔ شعر گر بر سر وچشم من نشینی ✤ نازت بکشم کہ نازنینی ✤ یہ لکھکر کسی قدر مسند سے اُٹھے وہ نازنین مسکرا کے کسی قدر حیا وشرم کرکے برابر قاسم کے مسند زرنگار پر بیٹھ گئی قاسم نے پوچھا کچھ اپنا حال بیان کرو اور اپنے نام سے مجھے آگاہ کرو اور یہ بتاؤ کہ مجھے یہان کون لایا ہے اور کیون لایا ہے اُس نازنین نے بصد شرم وحیا ہمجولیون کے اصرار کرنے سے اور اُنکے کہنے سے جواب دیا کہ ایک روز ہمنے اپنے قصر بلند سے تمکو تمہارے لشکر مین دیکھا تھا دل نے چاہا کہ تمہین یہان بلاؤن پس ہمنے ایک عیار کو کہ نام اُسکا ملاکم ہے بھیجکر تمکو تمہاری بارگاہ سے یہان اُٹھوا منگوایا ہے نام میرا مہر افروز ہے اور مین دختر خاقان گردون اساس کی ہون سواے تمہارے آجتک کسی نامحرم کے سامنے نہین ہوئی اور نہ کسی سے ایسی محبت کی قاسم نے جواب دیا اے ملکہ تمنے بیکار عیار کو بھیجکر بیہوش کرا کر مجھے یہان اُٹھوا منگوایا فقط کسی سے کہدیا ہوتا کہ وہ مجکو یہان بلا لاتا ملکہ مہر افروز نے جواب دیا ہمکو اسی طرح مناسب معلوم ہوا یہ کہکر کنیزون سے کہا کشتی شراب کی لاؤ وہ فوراً ہی گئین اور کشتی شراب کی لیکر آئین ملکہ مہر افروز نے ہمجولیون کے کہنے سے ساغر بلورین مین شیشہ سے شراب اُنڈیلی اور وہ ساغر ہاتھ بڑھا کر قاسم کو دینے لگی قاسم نے ساغر تو اُسکے ہاتھ سے لے لیا مگر شراب کے پینے مین تامل کیا ملکہ مہر افروز وغیرہ نے باعث نہ پینے شراب کا پوچھا قاسم نے جواب دیا

مین مسلمان ہون اور ملکہ مہر فروز اور تم سب لوگ اہل اسلام نہین ہو اگر تمھاری ملکہ کو ہماری خوشی منظور ہی اور مجھے شراب پلانا چاہتی ہین تو ہمارے دین کو اختیار کرین ورنہ انکو اور تم سب لوگون کو اختیار ہی مین بغیر شرط مذکورہ شراب کبھی نہ پیونگا ملکہ مہر افروز نے ملک قاسم کی تقریر سن کے بعد فکر بسیار کے جواب دیا ہمکو تمھاری خوشی بدل منظور ہی اور رنجیدہ ہونا تمھارا منظور نہین ہی محض تمھاری خاطر سے ہم اپنا دین ترک کرنے کو موجود ہین تم ہمکو شوق سے مسلمان کرو ہمکو کچھ انکار تمھارے کہنے سے نہین ہی ملک قاسم نے فی الفور شگفتہ خاطر ہوکر اسکو کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوئی اور نیز جملہ کنیزین اور خواصین اور ہمجولیان ملکہ مہر افروز کی خاطر سے کلمہ پڑھ پڑھ کر صدق دل سے بخوشی تمام مسلمان ہوئین جب سب عورتین مع ملکہ مہر افروز کے کلمہ پڑھ چکین اُس وقت قاسم نے شراب شیشہ سے جام بلورین مین انڈیل کر ملکہ کو جام دیا اُسنے بعد عذر معشوقانہ کے جام لیکر شراب پی پھر دور ساغر بادہ گلنار کا آپس مین چلنے لگا کئی کئی جام ہر ایک نے پیے بعد فراغت نادنوش کے کنیزین کشتی شراب کی اٹھا کرلے گئین ملکہ مہر افروز نے اپنی ہمجولیون سے کہا دل چاہتا ہی کہ اس وقت کوئی خوش گلو گائے اور ہم اُسکا گانا سنین اُنھون نے عرض کیا حضور ابھی گانا سنین یہ کہکر ایک رقاصہ خوش گلو کو طلب کیا وہ حاضر ہوکر تسلیم عرض کرکے لب فرش بیٹھی اور خواستگار اجازت ہوئی ملکہ نے اُسکو اجازت دی اور ساتھ ہی اجازت دینے کے غزل کی فرمایش کی کہ اسوقت کوئی عمدہ غزل گاؤ تاکہ اُسکے سننے سے ہماری طبیعت خوش ہو اُسنے فوراً ہی گنگنا کے یہ غزل حمد کی شروع کی غزل

ذرا خیال نہین اپنے پائمالون کا
دماغ آگیا جگر مین عرض والون کا
کھلا اگر کہین جوڑا تمھارے بالون کا
کبھی پکڑ نہ لیا ہاتھ مرنے والون کا
ہزار دیکھ کے تقلید کی جلو رونے
ہجوم دیکھ کے بے موت مرنے والون کا
جب اشک آنکھون مین بھر آتے پی گیا فوراً
کسی نے منہ کہین روکا ہی کھنچنے والون کا
گھٹا مین زلف کی کیا بجلیان چمکتی ہین
مری مزار پہ میلا ہی پھول والون کا

خدا بھلا کرے تن تن کے چلنے والونکا
کچھ اعتبار نہین تمپہ مرنے والون کا
جائیگا ایک بھی منتر نہ سانپ والون کا
جسے کہ حشر سمجھتے ہین لوگ حشر نہین
نظر ام اڑاتی انکھیلون کی چالون کا
جب آیا وصل کا ذکر اک نہین ہزار نہین
گرا نہ قطرہ چھلکتے ہوئے پیالون کا
یہ کیا ہوا خبر انکو ہوئی نہ کانون کان
بندھا ہوا ہی سمان موتیون کے جھالون کا
تعلیون کی نہ لو حمد ہو فصیح تو کیا

فلک پہ شور جو ہونچا ہمارے نالون کا
سنبھالنے مین بھی ہی شک ہو نیکے سنبھلونکا
بڑا گھمنڈ تھا بس دیکھ لی مسیحائی
ہی ایک شعبدہ اُس فتنہ گر کی چالون کا
تمھارے کوچے مین جھکے قضا کے جھونٹے ہین
ہی انکے پاس جواب ایک سو سوالون کا
سنا دین رندون نے تو محتسب کو صلواتین
کہان گیا اثر اللہ میرے نالون کا
کھڑے ہین سہرے چڑھانے کو شہر کے گرد
ذرا لحاظ کرو اپنے شہر والون کا

جب یہ غزل وہ رقاصہ گا چکی تو ملکہ مہر افروز وغیرہ نے بہت اُسکی تعریف کی غرض تمام شب اسی عیش و راحت مین بسر کی صبح کو قاسم نے جانے کا ارادہ کیا ملکہ مہر افروز مانع ہوئی قاسم اُسکے کہنے سے مجبور ہوکر جانے سے باز رہے اور اُسی خانہ باغ مین ساتھ ملکہ مہر افروز وغیرہ کے ناچ دیکھنے اور بادہ کشی مین مشغول ہے

داستان مقابلہ کرنا فرزیل بن قارن عدنی کا طول ست بر بریلی طبل جنگ بجوا کر اور زیر کرنا اُسکا

نامداران عرصہ تحریر وذو فاران میدان تحریر بنظر اس داستان کو یون رقم کرتے ہین کہ جب فرزیل بن

قارن عدنی اکثر سرداران دست چپ کو ہنگام مقابلہ زخمی کرکے طبل بازگشت بجوا کر میدان کارزار سے
چلا گیا خاقان گردون اساس اور سمرن گاو اور ہرمز و فرامرز اور بختیارک نے اُسکی بہت تعریف کی تھی
اُسنے خوش ہوکر سر دربار خاقان سے کہا تھا کہ ابھی میری دلاوری آپ صاحبون نے کیا دیکھی ہے آیندہ
دیکھیے گا کہ کس کس کو قتل کرتا ہون تھوڑے دنون مین امیر اور لشکر امیر کا خاتمہ کردونگا افسوس قاسم
مجھسے خائف ہوکر ہنگام شب کہین بھاگ گیا اگر اس سے مقابلہ ہوتا تو مثل جمہور اور قیماس خان وغیرہ کے
اسکو بھی زخمی کرتا یا جان سے مار ڈالتا سب نے کہا بیشک تم ایسے ہی ہو تمھاری شجاعت مین کچھ شک
نہین فرزیل نے خوش ہوکر خاقان سے کہا آپ حکم دیجیے کہ میرے نام پر پھر طبل جنگ بجایا جاے
مین اہل اسلام کو چن چن کے زخمی اور قتل کرونگا اُنکو مہلت ندونگا کیونکہ مجھکو اُنسے عداوت قلبی
ہے خاقان نے اُسی وقت اُسکے کہنے سے طبل جنگی بجوایا جب صداے طبل بلند ہوئی ہرکارے جو بہر
خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگی لیکر بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد کرنے ثنا و دعاے
بادشاہی کے اسطرح عرض کرنیلگے کہ اے بادشاہ اسوقت خاقان نے بنام فرزیل اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے
قصد اُسکا ہے کہ بہنگام سحر میدان کارزار مین آکر ملازمان حضور سے جنگ کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو عرض
کرکے بارگاہ سے نکلکر چلے گئے بادشاہ لشکر نے خواجہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی لعنایت الٰہی
نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاوے جو کچھ کہ پروردگار ہمارا چاہیگا وہی ہوگا دشمن اگر مستعد جنگ ہے تو ہمکو بھی لڑنے سے
کوئی عذر نہین ہے خواجہ عمرو نے دربار سے باہر جاکر نقارخانہ سلیمانی مین پہونچکر بدستور قدیم
نقارہ رزمی بجوایا جب دونون لشکرون مین طبل جنگی اور نقارہ رزمی کی صدا بلند ہوئی مردان ہردو
لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون طرف خوب سامان جنگ ہوا وقت
سحر بدستور قدیم دونون بادشاہ فوج و سپاہ اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان
جنگ اور صفوف آرائی ہردو لشکر اور آمادہ جنگ کرنے نقیب اور کرکیتون کے جوانان ہردو لشکر
مستعد اور آمادہ مصاف ہوے اور ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا مگر سب کے پہلے فرزیل بن
قارن عدنی صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آیا اور مرکب کو روک کر حمزہ صاحبقران سے
مخاطب ہوکر پکارا اے حمزہ صاحبقران جلدی کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو امیر
نے اپنے دست چپ کی طرف دیکھا فی الفور طول مست بربری صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر
اور امیر سے اجازت جنگ لیکر فرزیل کے سامنے آیا اُس وقت سمرن گاو بن گاو دلنگی گاو سوار نے
بڑھکر فرزیل کے کان مین آہستہ سے کہا کہ یہ تمھارا حریف بہت اچھا ہے نام اسکا طول مست بربری
ہے حتی الامکان اسکو قتل نکرنا جہانتک ممکن ہوسکے زندہ اسیر کرنا فرزیل نے جواب دیا ایسا ہی
ہوگا گاو سمرن یہ سنکے اپنے لشکر مین چلا گیا اِدھر طول مست بربری نے کہا اے فرزیل اب تامل
کیا ہے وار کر کیسا بہادر ہے کہ لڑنے مین تاخیر کرتا ہے اگر مجھسے مقابلہ کرنے مین کچھ تامل ہے اور مجھسے
ڈرتا ہے تو اپنے لشکر مین میرے سامنے سے بھاگ جا سمرن گاو کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج
اُسنے طول مست کی تقریر سنکے غضبناک ہوکر مرکب کو اسکے واسطے زور آزمائی کے جولان کیا
اِدھر طول مست بھی باخبر ہوا جس وقت باہم نگاور ہوے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ڈھائی تین قدم

گھوڑا فرزیل کا پیچھے ہٹ گیا اور دو قدم سے کچھ کم مرکب طول مست کا پسپا ہوا فرزیل نے مرکب کو
مہمیز کرکے اور نہایت برہم ہوکے تیغۂ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر پر طول مست بربری
کے مارا ادھر اُس بہادر نے تیغہ کو دلیرانہ سر پر روکا پھر طول مست نے تیغہ مارا اُسنے بھی سپر پر روکا تھوڑی
دیر اس طور سے لڑائی ہوئی آخرکار فرزیل نے نہایت غضبناک ہوکر طول مست سے کہا اگر ابکی
مرتبہ میرے تیغہ کو روک لے تو جانون کہ تو مرد ہے اُسنے جواب دیا اچھا وار کر اُسنے بقوت تمام تیغہ
سر پر مارا طول نے بائین ہاتھ مین تیغہ لیکر باڑھ پر تیغہ کے نظر کرکے ایک لمحہ انتظار کیا جب تیغہ سر کے
قریب آیا اپنے مرکب کو کچھ آگے بڑھاکر داہنا ہاتھ اپنا اُسکے بند دست پر ڈال دیا اور چاہا کہ تیغہ اسکے
ہاتھ سے بزور قوت بازو چھین لے فرزیل نے تیغہ کو چھوڑکر زور کرنا شروع کیا تھوڑی دیر باہم خوب
زورآزمائی ہوئی آخرکار یہ ہوا کہ مرکب دونون دلیرون کے تاب اور تحمل اُنکی زورآزمائی کا نہ لاکر پسینے پسینے
ہوکر ہانپنے لگے زبانین دہن سے نکال دین اور زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت دونون لشکرون سے
شاطر نکلے اور پکار کر کہنے لگے اے بہادرو اگر تمہارا ارادہ کشتی لڑنے کا ہے تو مرکبون سے اُترکر کشتی لڑو دیکھو
تمہاری زورآزمائی سے تمہارے مرکبون کا کیا حال ہے جب بہادران مذکور نے شاطرون کی تقریر سنی
سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین بس اُسیوقت دونون بہادر اپنے اپنے مرکب سے اُترے اُسدم بیلدارون
اور بیلچہ بردارون نے دونون لشکرون سے نکلکر زمین عرصۂ جنگ کو بطور اکھاڑے کے درست
کردیا پھر طول مست اور فرزیل دامن گردانکر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے ادھر امیر اور بادشاہ
لشکر اسلام وغیرہ سواریون سے اُترکر بارگاہ مین اور خیام برپا کرکے اور پردے بارگاہون کے اُٹھواکر
تخت زرین اور دنگل اور کرسیان اور فرش بچھواکر اور علے قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے سواران لشکر
گھوڑون سے اُترکر زین پوش بچھا بچھاکر اُنپر بیٹھے اور نظر غور سے کشتی دیکھنے لگے اسی طور سے خاقان
گردون اساس وغیرہ بھی سواریون سے اُترکر بارگاہون اور خیام مین تخت اور دنگل وغیرہ پر بیٹھکر
پردے بارگاہون کے اُٹھواکر کشتی مذکور دیکھنے لگے صبح سے شام تک باہم خوب کشتی ہوا کی دونون
مین کوئی زیر نہوا بلکہ کوئی کم قوت بھی نہوا اور کسیکو اچھی طرح پسینہ بھی نہ آیا لیکن قریب غروب آفتاب
حسب اتفاق پاؤن طول مست بربری کا ایک موش خانے مین اس طرح جاتا رہا کہ ہنگام کشتی گھٹنے
سے اُکھڑ گیا فرزیل کو معلوم ہوگیا اُسنے اُسی حالت مین دلیر ہوکر زور کرنا اور کشتی لڑنا شروع کیا طول
مست تھوڑی دیر تک کشتی لڑتا رہا آخر تاب درد کی نہ لاکر بیہوش ہوگیا فرزیل نے اُسکو گرفتار کرلیا اور
فی الفور طبل بازگشت اسواسطے بجوا دیا کہ حمزہ اور سرداران حمزہ برائے رہائی طول مست بربری حملہ
آور نہون بعد بجنے طبل بازگشت کے فرزیل طول مست کو گرفتار کئے ہوئے اپنے لشکر مین گیا خاقان اور
گاؤسرین وغیرہ خوش ہوئے اور جنگاہ سے جانب فرودگاہ لشکر گئے اُدھر امیر اور بادشاہ لشکر اسلام بھی
مع تمامی سپاہ اپنے مقام قیام پر آئے اور طول مست کے گرفتار ہوجانے کا ملال ہوا اُدھر خاقان دربار مین
تخت پر بیٹھا گاؤسرین اور فرزیل اور ہرمز وفرامرز اور بختیارک وغیرہ بھی علی قدر مراتب آکر بیٹھے جب دربار
خوب آراستہ ہوا سرین گاؤ نے فرزیل سے کہا اے بہادر اُسدم طول مست کو دربار مین طلب کرو تاکہ مین اسکو
سمجھاؤن اور اُسکو قتل ہونے سے بچاؤن فرزیل نے اپنے ملازمون سے کہا جلد جاؤ ہمارے لشکر کے

سواروں سے کہو کہ طول مست بربری کو گرفتار کیے ہوے ہمارے روبرو جلد لیکر آؤ اُنھوں نے جا کر اُسنے
کہا وہ اُس بہادر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے سامنے فرزیل کے لاتے طول مست نے دربار مین
آکر مثل اہل اسلام کے سلام کیا اور کہا سلام میرا اُس شخص پر ہے جو خداوند عالم کو وحدہ لاشریک جانتا ہو اور اسکی
پرستش کرتا ہو اور اُسکے پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا نبی اور رہنما جانتا ہو خاقان وغیرہ کفار نے جواب سلام
دینا کیسا خداوند عالم کا نام سنکے کانون پر ہاتھ رکھے تاکہ آواز نام خداے نادیدہ کی کانون مین نہ آئے جب
طول مست کو کسی نے جواب نہ دیا یہ خاموش ہو کر اہل دربار کی طرف دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ سب کفار ہین
ابھی یہ بہادر خیال کر ہی رہا تھا کہ شمرن گاؤ نے برہم ہو کر پوچھا اے طول مست کیا نادانی کی تمنے کہ اپنا دین
آبائی اور بادشاہت صوبہ جات بربر کی ترک کر کے غلامی حمزہ کی اختیار کی بادشاہ ہو کر غلام ہو گئے اب
اب تمکو مین فہمایش کرتا ہون کہ قبل ازین جو کچھ تمنے کیا وہ تو کیا اب خداے نادیدہ کی پرستش نکرو از سر نو
اپنے اپنے جملہ خداوندون کی پرستش کرو اور غلامی حمزہ کی ترک کرو پھر بادشاہی صوبہ جات
ملک بربر کی کرو اعلے ہو کر ادنے نہو ورنہ قتل کیے جاؤگے طول مست نے غضبناک ہو کر جواب دیا
او طفل بدتمیز و بیوقوف خاموش رہ کیا بیہودہ بکتا ہے لائق پرستش وہی معبود ہے جو خالق کون و مکان ہے اور تیرے
جملہ خداوند سب اُسی کے بندے نافرمان ہین اور اُسکے گنہگار ہین الحمد للہ کہ مین نے انکی پرستش کرنا کفر سمجھکے
ترک کی اب کیا انکی پرستش کرونگا کہ ہدایت پا چکا ہون اور بادشاہت صوبہ جات ملک بربر کی کیا حقیقت
رکھتی ہے آگے غلامی جناب حمزہ صاحبقران کے مین ہرگز ہرگز کھنے کو نمانونگا تجھکو اور خاقان کو اختیار ہے چاہے
مجھے قید کرے یا قتل کرے اُس وقت شمرن گاؤ نے برہم ہو کر خاقان سے کہا آپ طول مست
کو ہمارے والد کی خدائی مین روانہ کر دیجیے وہ انکو پہلے تو سمجھا دینگے اگر یہ اُنکا کہنا نمانینگے تو وہ اُنکو
ضرور قتل کر ڈالینگے خاقان نے اُسکے کہنے کو منظور کر کے اپنے وزیر مسمی غراب سے کہا جلد اسکو جانب
ملک بربر لیجا اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ غلام کو دو روز کی مہلت ملے کہ سامان سفر درست کرے بالفعل
طول مست کو قید کیا جاے بعد دو روز کے اسکو گاؤ لنگی گاؤ سوار کے پاس لیجاؤنگا خاقان نے دو روز
کی اُسکو مہلت دی اور طول مست بربری کو زندان مین بھیج دیا۔

داستان ملکہ قاسم کا طول مست بربری کے احوال سے آگاہ ہو کر ارادہ اُسکی رہائی کا کرنا مہر فروز
کا مانع ہو کر اپنے عیار کو روانہ کر کے اُسکو رہا کرانا پھر سہراب عیار کا خاقان کو قاسم وغیرہ کے حال
سے اطلاع دینا اُسکا غضبناک ہو کر مع سہراب بہر گرفتاری قاسم جانا اور خود گرفتار ہو کر پھر رہا ہونا
اور بعد جنگ عظیم جانب بربر گریزان ہونا اور پھر طرطوسیہ جانا

منشیان عدیم المثال و محرران ذیکمال اس داستان کو کہ نہایت طولانی ہے بطرز اختصار یون تحریر کرتے ہین کہ جب
طول مست بربری حکم خاقان گردون اساس سے زندان مین قید ہوا ملائم عیار نے بھی خبر اسیری طول مست
بربری سنی اور چونکہ ملائم فرزند دایہ ملکہ مہر افروز ہے اور ابھی حد بلوغ کو نہین پہونچا ہے اسوجہ سے مہر افروز اُسکے
سامنے ہوتی ہے پس ملائم عیار مذکور نے خدمت ملکہ مین جا کر روبرو قاسم کے نادانی سے بیان کیا کہ آج کوئی
سردار لشکر حمزہ کا مسمی طول مست تھا اُسکو فرزیل نے کشتی مین زیر کیا ہے اور شمرن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے چاہا
تھا کہ اُسکو گاؤ لنگی گاؤ سوار کے پاس روانہ کر دے لیکن غراب وزیر نے دو روز کی مہلت خاقان سے مانگی ہے

اور اب طول مست بربری زندان مین قید ہی گھٹنے کے درد سے کہ اُکھڑ گیا ہی نہایت بیچین ہی زندان
مین تڑپتا ہی قاسم حال طول مست بربری کا سُنکے نہایت غضبناک ہوئے چہرہ کثرت غیظ سے سُرخ ہوگیا
اور اُسی عالم قہر وغضب مین بلارک افراسیابی کو کھینچکر مسند زرین سے اُٹھے اور کہنے لگے ابھی جاکر خاقان
دفرزیل اور سرین گاو اور جملہ اہل دربار اور تمامی لشکر خاقان کو قتل کرتا ہون اور طول مست کو زندان سے
رہا کرتا ہون میری موجودگی مین طول مست اس بلا مین مبتلا ہو اور دشمن اُسکے اس سے اسطرح پیش آئین مجھے
اسکا تحمل نہوگا یہ کہکر چلا ملکہ دیگرہ قہر وغضب قاسم دیکھکر رونے لگین اور دوڑ دوڑ کر سب عورتین قاسم سے
لپٹ گئین اور کہنے لگین آپ تنہا ہین وہان ہزارون بلکہ لاکھون آدمیون کا مجمع ہی نجائیے خدانخواستہ کوئی
زخم تیغ کسی بداندیش کا سر پر ایسا نہ لگجائے کہ ہلاک ہوجائے قاسم نے برہم ہوکر جواب دیا اگر زخمی ہوجاؤنگا
یا مارا جاؤنگا تو کچھ غم نہین مین ہرگز یہان توقف نکرونگا ملکہ نے جب دیکھا کہ قاسم کو نہایت غصہ ہی سب
عورتون کو ہٹاکے ہاتھ قاسم کا پکڑ کر مسکرا کر کہنے لگی صاحب ذرا سنو تو سہی اتنا غصہ کیا ضرور ہی اگر بغیر جنگ و
جدال طول مست رہا ہوکر تمہارے پاس چلا آئے تو یہان سے کیون جاؤ کیون ہزارون سے لڑو
اُنکو قتل کرو خود بھی زخم کھاؤ تم یہان توقف کرو مین ابھی طول مست بربری کو تمہارے پاس بلواتی ہون
قاسم نے جو تقریر ملکہ کی سنی ذرا غصہ کم ہوا اور اُسکے ساتھ ساتھ راہ طی کرکے پھر اُسی مسند زرین پر بیٹھا
ملکہ نے اشارہ کیا جلد کشتی شراب کی لاؤ انکو شراب ناب پلاؤ اور ایک نازنین سے اشارہ کیا کہ تو اسوقت
انکے سامنے رقص ونغمہ کر انکی طبیعت کو بہلا تا کہ انکا غصہ فرو ہو حسب الحکم کنیزین کشتی شراب کی لے آئین
ملکہ اپنے ہاتھ سے شراب پلانے لگی وہ نازنین گانے لگی قاسم بادہ خواری اور رقص ونغمہ کی طرف متوجہ
ہوئے غیظ وغضب فرو ہوگیا اُس وقت ملکہ طائم عیار سے مخاطب ہوکر کہنے لگی او چھوکرے تونے اسوقت
بڑا غضب کیا تھا انکے سامنے طول مست کا تمام حال کہدیا تھا مین ہی ایسی تھی کہ مین نے انکو جانے
ندیا ورنہ یہ کسی کے منائے نہ منتے ضرور جاتے ہزارون کو قتل کرتے دریائے خون بہادیتے خود بھی زخمی ہوتے
اور اگر خدانخواستہ یہ قتل ہوجاتے تو مین بھی اپنی جان دیدیتی بعد انکے ایک لمحہ زندہ نرہتی عیار نے عرض کیا
بیشک مجھسے خطا ہوئی مین کیا جانتا تھا کہ انکو ایسا غصہ آجائیگا ہرگز مین انکے برہمی مزاج سے آگاہ نہ تھا
ملکہ نے اُسکو جواب دیا بیشک تونے خطا کی ہی اگر عفو خطا چاہتا ہی تو طول مست کو زندان سے لے آ وہ
اُسی وقت کہ وقت شب کا تھا شکل اپنی تبدیل کرکے اور طعام بیہوشی آمیز لیکر زندان کے دروازہ پر گیا اور
دربانان در زندان سے کہا مین نے ایک مراد مانی تھی اور یہ نیت کی تھی کہ جب مراد میری برآئیگی قیدیون کو کھانا
کھلواؤنگا چونکہ فی زمانہ مراد مذکور پوری ہوگئی اسوجہ سے کھانا لایا ہون چاہتا ہون کہ قیدیون کو کھانا کھلاؤن محافظان
زندان نے جواب دیا ہمکو کیا فائدہ کہ ہم قفل در زندان کھولین اور تو قیدیون کو کھانا کھلائے اگر خاقان کو اس امر
سے اطلاع ہوجائے تو ہم سب آفت مین مبتلا ہوجائین پس ہم قفل نہ کھولینگے عیار مذکور نے اُنسے کہا لیجے نام کچھ کھانا
کسی قیدی کو دیدو اور سب کھانا کہ نہایت لذیذ ہی اور بکثرت ہی تم کھالو یہ سُنکے کھانے کے لالچ سے وہ راضی ہوئے
اور کہا خیر کھانا یہان رکھدے اور چلا جا ہم قیدی کو کھانا دیدینگے عیار نے طعام اُنکے حوالے کیا اور وہان سے ٹلکر ایک
گوشہ مین بیٹھا اُدھر محافظان زندان نے وہ طعام باہم خوب کھایا بعد تھوڑی دیر کے وہ سب بیہوش ہوگئے عیار اُس
گوشہ سے نکلکر در زندان پر گیا اور قفل در زندان توڑ کر زندان مین جاکر طول مست سے کہا مین تمکو لینے آیا ہون

ملک قاسم نے تمکو بلایا ہی جلد یہان سے نکلکر میرے ہمراہ چلو یہ کہکر سوہن سے اُسکی ہتکڑیان اور بیڑیان
کاٹنے کا ارادہ کیا مگر اُسنے جوش شجاعت مین آکر خود ایسا زور کیا کہ زنجیر وطوق وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑکر
پھینکدیا اور عیار مذکور سے کہا چل خدمت قاسم مین مجھکو لیچل عیار مذکور نہایت ہوشیاری سے اُسکو ہمراہ اپنے
لیکر اُس جگہ آیا جہان خانہ باغ مین قاسم تھے طول مست کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا اور ملک قاسم سے کہا حضور مین
بغیر بیہوش کیے طول مست کو لے آیا ہون وہ باہر دروازہ پر کھڑا ہی مہرافروز پس پردہ جاکر بیٹھی قاسم نے طول
مست کو اپنے پاس بلالیا اُسنے تسلیم کی اور پوچھا حضور یہان کب سے تشریف رکھتے ہین قاسم نے جواب دیا دو مین
روز سے آج ہمنے تمہارے قید ہوجانیکا احوال سُنا تھا عیار کو روانہ کرکے تمھین بلالیا اب تم یہان بآرام تمام رہو
یہ کہکر طعام نفیس منگواکر اُسے کھلایا اور شراب پلائی جب وہ شب گذری صبحکو محافظان در زندان ہوشیار ہوے دیکھا
قفل در زندان ٹوٹا ہوا پڑا ہی اور طول مست زندان مین نہین ہی یہ دیکھکر بہت گھبرائے اور ڈرتے ہوے دربار
خاقان مین گئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے عرض کرنے لگے کہ ہنگام شب طول مست بربری کو کوئی عیار آکر
لیگیا ہم در زندان پر بیٹھے ہوے بیدار رہے ہمکو اطلاع بھی نہوئی نہین معلوم وہ کس طرف سے آیا اور کیونکر اُسکو
لیگیا خاقان یہ خبر سُنکے اَبتر غضبناک ہوا اور اپنے عیار مسمی سہراب کو طلب کرکے اُس سے کہا جلد جاکر دریافت کر
کہ طول مست کو کون لیگیا ہی اور وہ اب کہان ہی حسب الحکم عیار مذکور شکل اپنی تبدیل کرکے لشکر اسلام
مین گیا وہان لیکن طول مست بربری کو نہ دیکھا اور نہ ذکر اُسکا سُنا آخر لاچار ہوکر وہان سے پھر آیا اور جانب خانہ
باغ ملکہ سے دربار خاقان کی طرف چلا جب قریب در باغ پہونچا خانہ باغ مذکور سے آواز رقص ونغمہ کی
آئی اور کچھ آواز مردون کی سنائی دی سہراب کو جو تردد ہوا ایک بلندی پر گیا وہان سے دیکھا کہ خانہ باغ مین
ایک نازنین آگے ملک قاسم اور طول مست کے رقص ونغمہ کررہی ہی ملکہ بھی پس پردہ بیٹھی ہی لیکن وہ بھی خوش
ہی کیونکہ آواز اُسکے قہقہے کی آتی ہی اور جملہ کنیزین اور خواصین وغیرہ سرگرم خدمت وکار ہین سہراب یہ رنگ دیکھکر دل
مین کہنے لگا شعر بھلا اُمید پھر غیرون سے کیا کیجیے نیکی کی ✤ لگانے اپنے ہی جب دشمنی پر خود کمر باندھین ✤ یہ کہکر
بلندی مذکور سے اُترکر خدمت خاقان مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ فلک جاہ اسوقت مجھکو حضور سے
کچھ عرض کرنا ہی سر دربار عرض نکرونگا کہ ایک اُسمین مصلحت ہی خاقان فوراً تخلیہ مین گیا جب سب دربار سے
چلے گئے پوچھا بیان کر کیا خبر ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت غضب ہوگیا بڑی ذلت ورسوائی حضور کی ہوئی
آپکی صاحبزادی ملکہ مہرافروز نے ملک قاسم سے یاری اور آشنائی کی ہی اور بظاہر مسلمان ہوگئی ہی اور اپنے خانہ
باغ مین قاسم کو رکھا ہی شب وروز اُسکے ساتھ عیش وعشرت کرتی ہی اور طول مست بربری کو بھی ملکہ موصوفہ
نے زندان سے رہا کراکر اپنے باغ مین رکھا ہی خاقان یہ خبر پر ملال سُنکے مغموم ہوکر غضبناک ہوا اور مارے غصہ کے
کانپنے لگا سہراب نے عرض کیا حضور ذرا اپنے تئین سنبھالین اسقدر غصہ نکرین خاقان نے غصہ کو ضبط کرکے
کہا مجھکو تیرے کہنے کا یقین نہین آتا ہی میری دختر نہایت صاحب عصمت وعفت ہی وہ کبھی ایسا نکریگی اگر تو مجھکو دکھا
دے تو البتہ مجھے یقین آئے اُسنے عرض کیا چلیے مین ابھی دکھا دون قاسم وطول مست بربری باغ مین ملکہ کے
موجود ہین خاقان ہمراہ سہراب عیار کے ایک بام بلند پر گیا وہان سے دیکھا کہ مہرافروز ملک قاسم کے پہلو مین
بلا تکلف نہایت خوش وخرم بیٹھی ہی ایک نازنین رقص کررہی ہی اور سامنے کشتی شراب کی رکھی ہی ملکہ اپنے ہاتھ
سے قاسم کو شراب پلا رہی ہی اور طول مست بربری وہان سے علیحدہ ایک گوشہ خانہ باغ مین ہی خاقان

یہ بیحیائی اپنی دختر کی دیکھکر غصہ سے ازخود رفتہ ہوگیا قصد کیا کہ اُسی بلندی بام سے کود کر خانہ باغ مین جلے سہراب
نے جلد قدم پر گرکے عرض کیا حضور اسقدر غصہ اور جلدی نکرین میرے ہمراہ درخانہ باغ پر چلین مین قاسم
اور طول مست کو گرفتار کرکے حضور کے حوالے کردونگا آپ اسی وقت اُسی جگہ قتل کر ڈالیے گا خاقان
نے کہا اچھا چل سہراب خاقان کو ہمراہ لیکر درخانہ باغ پر آیا اور کمند دیوار پر مار کر بذریعہ کمند خود بھی خانہ باغ
مین آیا اور خاقان کو بھی لایا یہان سب عورتین اور قاسم عیش و عشرت مین تھے کسیکو خاقان اور سہراب کا کچھ
خیال بھی نہ تھا یہ تو سب مصروف عیش و عشرت تھے لیکن خاقان نے داخل خانہ باغ ہوکر حالت غیظ و غضب
مین نعرہ کیا کہ او قاسم ارے غضب کیا تو نے کہ یہان آیا دیکھ تو سہی کہ مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور او
مہرافروز گیسو بریدہ تیرے اس فعل زشت کے کرنے کی ایسی سزاے سخت دیتا ہون کہ تو بھی یاد کریگی جب
یہ نعرہ خاقان نے کیا ملکہ مہرافروز اور جملہ عورتین خاقان کو دیکھکر چیخنے اور چلانے لگین اور خوف جان سے
نالہ و فریاد کرنے لگین کچھ خوف سے اور رعب خاقان سے اُسی جگہ سہم کر بیٹھی رہین اور کچھ بھاگ گیئن گوشہاے
باغ مین جاکر چھپین ملکہ مہرافروز ڈر کر قاسم سے لپٹ گئی اور کہنے لگی غضب ہوا خاقان مع سہراب یہان
چلا آیا دیکھیے کیا ہوتا ہی تم مجھکو بچاؤ خوف سے جان میری نکلی جاتی ہی قاسم نے مہرافروز سے ہنسکر کہا اے ملکہ
کیون اسقدر ڈرتی ہو اگر خاقان آیا ہی تو آنے دو مین ابھی اس نابکار کو سزاے سخت دیتا ہون تم یہان سے
ہٹ جاؤ ملکہ وہان سے ہٹ گئی قاسم مع ملائم عیار آگے بڑھا اور نعرہ کیا او خاقان نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی خوب
کیا کہ مین یہان آیا اگر تجھکو دعوی دلیری ہی تو مجھ سے مقابلہ کر خاقان نے برہم ہوکر تلوار نیام سے کھینچکر قاسم
کے سر پر لگائی قاسم نے باڑھ تلوار کی نظر کرکے جب تلوار قریب سر آئی چالاکی سے اُسکے بند دست پر ہاتھ اپنا
ڈالکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی وہ غضبناک ہوکر لپٹ گیا قاسم نے تھوڑی دیر مین اُسکو زمین پر ٹپک دیا
اور سینہ پر سوار ہوکر اُسکو گرفتار کیا جتنی دیر مین قاسم نے خاقان کو گرفتار کیا ملائم عیار سہراب سے لڑا کیا
نتیجہ باہم عیارون مین چلا کیا جب طول مست بربری ملائم کی مدد کے واسطے گوشہ باغ سے نکلکر آیا سہراب
بھاگ گیا ملائم نے ہرچند تعاقب کیا لیکن سہراب پہ ہاتھ نہ آیا اُس وقت ملائم عیار نے قاسم سے عرض کیا
حضور اب یہان قیام آپکا اچھا نہین ہی سہراب نابکار یہان سے بھاگ کر گیا ہی وہ کوئی فتنہ و فساد برپا کریگا
میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ یہان سے اپنے لشکر مین چلے جائیے ملکہ مہرافروز نے کہا یہ چھوکرا سچ کہتا ہی مجھکو
بھی اپنے ساتھ لیکر اپنے لشکر مین جلد چلو یہان قیام نکرو قاسم ملکہ مہرافروز اور جملہ عورتون کو علے قدر مرتبہ
سوار کرکے اور ملائم اور طول مست بربری اور خاقان کو ہمراہ لیکر دیرانہ خانہ باغ سے نکلا جبتک سہراب
وزرا اور فرزیل اور سرین گاؤ سے جاکر کہے اور وہ آکر سدراہ ہون قاسم قریب اپنے لشکر کے پہونچ گیا
اور بعضے داستان گویون نے یون بیان کیا ہی کہ سہراب عیار نے جاکر خبر کی فرزیل اور سرین گاؤ فوج لیکر
قاسم کے سدراہ ہوے قاسم نے اُنسے لڑنا شروع کیا طول مست بھی ایک سوار کو ہلاک کرکے تلوار اُسکی
اور گھوڑا اُسکا لیکر سوار ہوکر لڑنے لگا ملائم عیار نے خاقان کو گرفتار کیا اُسے پکڑے رہا ہنگام جنگ قاسم
نے بھی ایک پہلوان کو قتل کرکے اُسکے مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا اور کفار سے لڑنا شروع کیا یہ خبر جنگ
ہرکارون نے لشکر اسلام کے امیر کو پہونچائی امیر بھی مع بادشاہ لشکر تمامی سپاہ اپنے ساتھ لیکر قاسم کی مدد کو
آئے خوب لڑائی ہوئی ہزارہا آدمی جانبین کے کام آئے آخرکار کفار نے شکست پائی اور میدان جنگ سے

گریزان ہوے حمزہ صاحبقران قاسم وغیرہ کو اپنے لشکر مین لائے ملکہ مہرافروز نے سواری سے بارگاہ مین اُتر
کر امیر کو تسلیم کی امیر نے دعاے جان درازی دی بعد اسکے ملکہ کی جملہ خدمت گذار عورتین سواریون سے
اُترین اور خدمت ملکہ مین گئین پھر قاسم نے تمام حال اپنا امیر سے عرض کر کے خاقان گردون اساس کو روبرو
طلب کیا اور امیر سے عرض کیا مین اِسکو گرفتار کر کے لایا ہون جو مناسب ہو اِسکے حق مین کیجیے امیر نے
اشارہ بادشاہ لشکر سے اُس سے فرمایا اے خاقان اگر تو دین اسلام قبول کر تو ملک ومال تیرا تیرے قبضہ مین
رہیگا ورنہ تو قتل کیا جائیگا اور ملک ومال تیرا ہمارے قبضہ مین آجائیگا اُسنے دلیرانہ جواب دیا اے امیر مین
تو مسلمان نہونگا جو تمہارا دل چاہے کرو امیر نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بالفعل اسکو لیجاؤ اور زندان مین
قید کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب زمانہ نصف شب کا آیا سہراب عیار اپنے لشکر سے لشکر امیر مین گیا
اور نگہبانان در زندان کو می فروش بنکر بیہوشی آمیز شراب اُنکو پلاکر بیہوش کر کے زندان مین جاکر خاقان کو رہا
کر کے اپنے لشکر مین لایا ہنگام سحر امیر نے سُنا کہ خاقان کو اُسکا عیار زندان سے لیگیا اُدھر خاقان نے
دربار مین تخت پر بیٹھکر بختیارک وغیرہ سے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا بختیارک نے جواب دیا اے خاقان
یہ مقام رنج وملال کا نہین ہے خاصکر آپ ہی کی دختر نے یہ فعل نہین کیا ہے شہنشاہ نوشیروان کی دختر بھی حمزہ پر
عاشق ہوئین تھین اور آخر کار اُسکے ساتھ نکل گئین تھین ہرمز وفرامرز نے نظر قہر وغضب سے دیکھکر کہا او
ذلیل کنندہ خاموش رہ سر دربار ہمکو ذلیل نکر اُسنے جواب دیا چپ کیا رہون کچھ جھوٹ کہتا ہون آپ ہی فرمائیے
آپکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار حمزہ صاحبقران سے آشنائی کر کے اور اُنپر شیفتہ اور فریفتہ ہوکر اور مسلمان ہوکے
اُنکے ساتھ محل سے نہین نکل گئین اور پھر اُنسے عقد نہین کیا لڑکے نہین جنین ہرمز وفرامرز اسکی تقریر
سُنکے غیرت اور شرمندگی سے سر جھکانے اور عرق خجالت سے ہمہ تن تر ہوگئے اور بختیارک کو اپنے دل
مین بہت سخت وسُست کہکر رہگئے خاقان گردون اساس نے تمام تقریر بختیارک کی سُنکے اپنے
وزرا اور اُمرا اور بختیارک سے مخاطب ہوکر پوچھا اب ملکہ مہرافروز کے بارے کیا تدبیر کی جاے
ابھی کسی نے کچھ جواب ندیا تھا کہ بختیارک نے عرض کیا مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر فرزیل پسر
قارن عدنی کو طلب کیا کیونکہ اُس وقت تک وہ دربار مین نہین آیا تھا جب وہ دربار مین آکر
بیٹھا بختیارک نے اُس سے تمام احوال دختر خاقان کا بیان کر کے کہا کہ اے بہادر آگاہ ہو کہ طریقہ امیر
اور سرداران لشکر امیر کا یہ ہے کہ جب کوئی عورت اُنپر عاشق ہوتی ہے یا یہ لوگ خود نازنینون پر شیفتہ ہوتے
ہین تو حالت کفر مین عورت سے ہمکنار نہین ہوتے ہین تا وقتیکہ اسکو مسلمان نہین کر لیتے ہین اور عقد موافق اپنے
مذہب کے نہین کر لیتے ہین پس نتیجہ میری تقریر کا یہ ہے کہ ابھی تک ملکہ مہرافروز قاسم سے ہمکنار اور ہم بستر
نہین ہوئی ہین اگر تم مہرافروز کو قبضہ قاسم سے نکالکر یہان لے آؤ تو ہم اقرار کرتے ہین کہ تمہاری شادی ملکہ
مہرافروز سے کرادینگے فرزیل نے جواب دیا کہ مین ملکہ کو لشکر اسلام سے جاکر لے آؤنگا یہ کہکر اُسی وقت
نہایت غضبناک ہوکر دربار سے اُٹھا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر امیر روانہ ہوا ابھی فرزیل راہ
مین تھا کہ ہرکارون نے دربار مین جاکر مجرا گاہ سے مجرا کر کے بعد ثنا ودعا کرنے کے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک
جاہ اس وقت فرزیل پسر قارن عدنی تنہا نہایت غصہ مین بھرا ہوا اِس طرف آتا ہے باقی خیر وعافیت ہے بادشاہ
نے یہ خبر سُنکے جانب امیر دیکھا امیر نے موافق اُسکے رتبہ کے دو چار سردار روانہ کیے وہ اُسکا استقبال

کرکے اُسکو دربار مین لائے فرزیل نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر کو آداب و تسلیم کر کے اور حکم امیر سے ایک ڈنگل پر بیٹھکر چار دن طرف دیکھکر قاسم کو بنظر غیظ دیکھا امیر نے حکم دیا کہ ساقی مع شیشہ و ساغر جلد حاضر ہو کر اس بہادر کو شراب پلاے بمجرد حکم ایک ساقی گلعذار شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آیا اور شیشہ سے شراب جام بلورین مین انڈیل کر روبرو فرزیل کے لیگئے فرزیل غصہ مین بیٹھا ہوا تھا ساقی اور جام مے کو دیکھکر زیادہ برہم ہوا اور جام پر ایک ہاتھ مارا کہ وہ جام فرش پر گر کے چور چور ہو گیا اور شراب ناب سے فرش تر ہو گیا اور ساقی کو چند کلمات سخت کہے اُس وقت کرب غازی نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا ای جوان یہ کیا تو نے کیا کہ جام کو توڑا اور فرش کو خراب کیا امیر عالی مقام کی تو یہ عنایت کہ تیرا استقبال کرین اور تجکو بعزت دربار مین ڈنگل پر بٹھائین اور تیری یہ نالائقی ابھی فرزیل نے کچھ جواب ندیا تھا کہ امیر نے بھی فرمایا ای بہادر تو نے کیا کیا اس وقت یہ امر تجھسے نہایت خلاف طبع ظہور مین آیا اُسنے جواب دیا مین آپ لوگون کی صحبت مین شراب نہین پیتا کیونکہ آپ سب صاحب نہایت بد ہین پرائی زوجہ اور دختر کو بہ نگاہ بد دیکھتے ہین اور بزور و ظلم اُسکو اپنے قبضہ مین لاتے ہین ملکہ مہر افروز کہ دختر خاقان گردون اساس ہے یہ قاسم کہ سامنے میرے بیٹھا ہوا ہے بہ ظلم و ستم محل سے اُسکو نکال لایا ہے اور وہ میرے نام رد ہی بہتر یہ ہے کہ ملکہ موصوفہ کو میرے حوالے کردیا جاے ورنہ آفت برپا کرونگا قاسم نے اُسکی تقریر سُنکے از حد غضبناک ہو کر اُسکو جواب دیا او نابکار خاموش ہو خبردار اب نام ملکہ کا اپنی زبان پر جاری نکرنا ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا او نابکار اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو یہان سے چلا جا تجھکو دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترتا ہے ابھی قاسم یہ کہہ رہا تھا اور کثرت غیظ سے عجب حال تھا کہ خواجہ عمرو نے فرزیل سے کہا ای فرزیل اگر تجکو دعوی بہادری ہے اور ملکہ کے لینے کا ارادہ ہے تو جا اپنے نام پر طبل جنگ بجوا کر میدان مین آ اور قاسم سے مقابلہ کر اگر قاسم کو زیر کر لیگا تو ملکہ کو تیرے حوالے کیا جائیگا واضح ہو ناظرین دفتر کہ عمرو نے یہ کلمات اس خیال سے کہے کہ نہ فرزیل قاسم کو زیر کر سکیگا نہ ملکہ کو لے سکیگا القصہ فرزیل خواجہ کی تقریر سُنکے نہایت برہم ہو کے ڈنگل سے اُٹھا اور باہر بارگاہ کے جاکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور روبرو خاقان کے گیا اور تمام حال جو دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے گذرا تھا بیان کر کے کہا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے آج تو نہین لیکن کل صبح کو قاسم سے مقابلہ کر کے اُسکو تہ تیغ کرونگا یا زیر کر کے اسیر کرونگا خاقان نے اُسکے کہنے سے اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگ لیکر جلد دربار بادشاہ لشکر مین آئے اور عرض کیا کہ فرزیل نابکار نے خاقان سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ کل صبح کو میدان جنگ مین آکر قاسم سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے ادھر امیر نے اشارہ بادشاہ لشکر سے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی طبل جنگ بجوایا جاے عمرو نے بموجب حکم نقارہ رزمی بجوایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل جنگ اور نقارہ جنگی کی بلند ہوئی مردمان ہر دو سپاہ آگاہ ہو کر تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ دن اور تمام رات بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اور بدستور قدیم بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو سپاہ کے اور نقابت نقیب اور کڑکیتون کی فرزیل خاقان سے اجازت جنگ لیکر میدان جنگ مین آیا اور پکارا ای قاسم بموجب وعدہ مجھسے آکر مقابلہ کر وہ اُسوقت قاسم اپنی

صف لشکر سے نکلا کر بادشاہ لشکر اور امیر عالی مقام سے اجازت جنگ لیکر سامنے فرزیل کے گیا پہلے اُسنے
برائے زور آزمائی گھوڑے کو اپنے جولان کیا ادھر قاسم نے بھی مرکب کو جولان کیا جب باہم لگاور ہوے
سب نے دیکھا کہ چار قدم مرکب فرزیل کا پسپا ہوا اور ایک قدم گھوڑا قاسم کا پیچھے ہٹا فرزیل نے مرکب
کو مہمیز کر کے آگے بڑھایا اور تیغہ آبدار دگر انبار نیام سے کھینچکر قاسم کے سر پر لگایا قاسم نے اُسکے تیغہ
کو سپر پر روک کر خود پلارک افراسیابی کھینچی اور نعرہ کیا۔ شعر: تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی
از دل فراموش کن ✤ بعد اس نعرہ کرنے کے اسپر وار کیا اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن پلارک افراسیابی
سپر کو کاٹکر اُسکے خود پراتی نمود وغیرہ کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آئی اُس وقت اُسنے صورت قضا کو دیکھکر
نہایت گھبرا کر دستانہ مارا پلارک تو سر سے نکل گئی مگر زخم سر سے خون بکثرت جاری ہوا اُس وقت لشکر
فرزیل واسطے بچانے فرزیل کے آگے بڑھا اور فرزیل کو ہٹا کر قاسم پر حملہ کیا قاسم اُن سب سے
لڑنے لگا اودھر بادشاہ لشکر اور امیر کے اشارہ سے تمام سپاہ آگے بڑھی اُدھر سے خاقان گردون
اساس اور سمرین گاؤ اپنی اپنی سپاہ اپنے ہمراہ لیکر برائے مدد فرزیل آگے بڑھے جب کُل لشکر
باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی تیرانداز تیر لگانے لگے دلاور نعرے کر کے حملے کرنے لگے
مردمان لشکر جانبین قتل ہونے لگے میدان جنگ مین جا بجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہونے لگے
نقیب ہر صف اور غول مین جوانان لشکر کو ترغیب جنگ دلانے لگے اور تعریف اُنکی بہادری کی کرنے
لگے اُنکی تقریر سُن کے جوانان سپاہ زیادہ جوش شجاعت مین آکر کفار پر حملے پے در پے کرنے لگے
کفار بھی ثبات قدمی اختیار کر کے اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنے لگے اُس وقت عجب جنگ مغلوبہ ہو رہی
تھی کوسون تک برق شمشیر چمک رہی تھی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی ہوئی تھی بہادران لشکر مانند رعد کے
نعرے کر رہے تھے ابر تیغ سے بارش خون ہو رہی تھی قصر ہائے تن جوانان لشکر بارش تیر مین دھڑا دھڑ
زمین پر گر رہے تھے دریائے خون جاری تھا سرہائے کشتگان اُس بحر خون مین مانند حباب تیرتے ہوئے
نظر آتے تھے جب امیر نے دیکھا کہ کفار دلیرانہ لڑ رہے ہین اور کسی طرح پسپا نہین ہوتے ہین دلیرانہ نعرہ
کوہ شگاف کر کے اشقر دیوزاد کو آگے بڑھایا اور قریب خاقان جا کر شمشیر آبدار و خون چکان اُٹھا کر
اُسپر حملہ کیا وہ امیر کو دیکھکر پسپا ہوا ساتھ ہی اُسکے فوج بھی پیچھے ہٹی ادھر قاسم نے فرزیل کو زخمی
کر کے اُسکی فوج کو پسپا کیا سمرین گاؤ کو لندھور نے حملہ کر کے پسپا کیا اُس وقت خاقان شہپال جادو
وغیرہ کو پکارا کہ وہ بھی سب جنگاہ مین آئے تھے اور ایک طرف جمع تھے لڑائی دیکھتے تھے اور منتظر اسکے
تھے کہ خاقان ہمسے کہے تو ہم سحر کرین جب شہپال وغیرہ کو معلوم ہوا کہ خاقان اب جنگ سے عاجز ہے اور
ہمسے طالب اعانت ہے اُنھون نے پے در پے سحر کئے کہاں تو لشکر اسلام آگے بڑھتا تھا اور کفار پسپا ہو رہے
تھے یا اب کفار آگے بڑھنے لگے اور اہل اسلام پیچھے ہٹنے لگے یہانتک کہ بہت پسپا ہوئے اُس وقت امیر
نے اپنے لشکر کا یہ حال دیکھا متحیر ہو کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای خواجہ عمرو کیا سبب ہے کہ آج ہمارا لشکر
بہت پیچھے ہٹ گیا ہے اور پسپا ہوتا ہی جاتا ہے خواجہ نے جواب دیا ای امیر معلوم ہوتا ہے کہ جو ساحران
نابکار ہمراہ لشکر خاقان گردون اساس جنگاہ مین آئے تھے وہی اب آپ کے لشکر پر سحر کر رہے ہین
دیکھیے تو کہ آپ کے جوانان لشکر کا کیا حال ہے کہ دونو ہاتھ اُنکے تابوین نہین ہین بظاہر سپر شمشیر ہاتھ مین

لیے ہین مگر کسی اپنے حریف کو قتل کر نہین سکتے ہین جلد اسم اعظم پڑھیے اور پانی پر دم کر کے مردمان لشکر کو
پلاے یا اُنپر چھڑکیے یا اُنپر دم کیجیے اور ہر اک غول اور ہر اک گروہ مین اسم اعظم پڑھتے ہوے جائیے
اور تیر اندازون کو حکم دیجیے کہ دور سے ساحرون پر تیرون کی بارش کرین مالک اژدر بھی مع اپنی فوج
کے اُنپر حملہ آور ہون سب ساحرون کو قتل کرین جب وہ قتل ہونگے اُس وقت یہ لڑائی فتح ہوگی ورنہ
آج سب اہل اسلام دست کفار سے قتل ہوجائینگے امیر نے خواجہ عمرو کی راے پسند کر کے موافق
اُنکے کہنے کے عمل کرنا شروع کیا مردمان لشکر سے سحر دہونے لگا ہاتھ اُنکے قابو مین آئے کفار سے لڑنے
لگے غرض امیر نے تمام اپنے لشکر پر سے برکت اسم اعظم سحر دفع کر کے تیر اندازون اور نیزہ دارون کو
حکم دیا کہ ساحرون کے اوپر بارش تیر و نیزہ کرو بموجب حکم تیر اندازون اور نیزہ دارون نے تیر اندازی کی اور
نیزہ دارون نے نیزہ لگائے اور تمامی فوج نے بھی خاصکر اُنھین ساحرون پر دوڑ کے حربے لگائے
اس تدبیر سے صدہا بلکہ ہزارون ساحر ہلاک ہوے اور پھر کفار پیچھے ہٹنے لگے اور اہل اسلام آگے بڑھنے
لگے کہانتک یہ لڑائی طولانی تحریر کیجاے آخر کار خاقان گردون اساس میدان جنگ سے بے اختیار
بھاگا جب سرین گاو اور ہرمز فرامرز اور باقی ماندہ ساحرون نے دیکھا کہ خاقان ہمکو بلا مین چھوڑ کر میدان جنگ سے
بھاگا جاتا ہی اُنھون نے خیال کیا کہ ہم لڑ کر اپنی جانین کیون دین یہ خیال کر کے یہ سب بھی پسپا ہو کر بھاگے
امیر نے مع اپنے لشکر کے اُن سبکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر دور نکل گئے اُس وقت امیر ٹھہرے
اور قیام گاہ لشکر کفار پر آکر حکم دیا کہ لوٹ لو مردمان لشکر اسلام نے بارگاہین اور خیام اور جملہ اسباب
و مال لوٹنا شروع کیا بعد لوٹنے کے امیر نے سبکو ہمراہ لیکر ہامانوران مین جا کر دخل اپنا کیا مردمان
شہر جوق جوق گروہ گروہ حاضر خدمت ہوے اور تسلیم بجا لا کر قدم پر سر جھکا کر اقرار اطاعت و فرمانبرداری کر کے
طالب امن و امان ہوے امیر نے اُن سب کو مسلمان کر کے بلکہ تمامی مردمان شہر ہامانوران کو مسلمان
کر کے اُنپر عنایت و مہربانی کر کے امان دی اور مساجد بنانے کا اور عبادت خداوند کریم کرنے کا اُنکو حکم
دیا مردمان شہر حسب الحکم تیاری مساجد اور منہدم کرنے دیر و بتکدہ مین مصروف ہوے اور عبادت خدا بطرز احسن
کرنے لگے امیر تو مع اپنے لشکر ظفر اثر کے ہامانوران مین مقیم ہین سعد بن قباد کو روساے شہر نذر دیچکے
ہین سکہ بنام سعد بن قباد رائج ہوچکا ہی لیکن اب احوال خاقان گردون اساس لکھا جاتا ہی کہ جب یہ
بھاگ کر دور تک نکل گیا ایک جگہ مع فوج اور سرداران لشکر مثل فرزیل اور سرین گاو و اکثر ساحران
نابکار کے قیام پذیر ہوا اور فرامرز اور ہرمز اور بختیارک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپکی محبت مین یہ
ہمارا حال ہوا کہ ملک و مال چھوڑ کر ہمکو بھاگنا پڑا اب فرمائیے مین کہان بھاگ کر جاؤن حمزہ سے اپنی جان
کیونکر بچاؤن وہ میری تعاقب مین آتے ہونگے ہرمز و فرامرز نے تو کچھ جواب ندیا لیکن بختیارک نے
جواب دیا ای خاقان تم بقاعدہ حمزہ سے لڑے اسی سبب سے بھاگے اگر میرے مشورہ سے لڑتے تو کبھی بھاگتے
بلکہ امیر اور لشکر امیر کو قتل کر ڈالتے خطا تمھاری خود ہی ہمکو اور فرزندان نوشیروان کو باعث اپنے بھاگنے
کا عبث قرار دیتے ہو خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب اگر امیر سے اپنی جان بچانا منظور ہو ملک بربر مین چلو
گاو لنگی گاو سوار کے ملک مین پہونچکر پناہ لو یا طرطوسیہ کی طرف چلو کہ حاکم و ناظم وہان کا ایک حکیم ہی کہ اُسکو
حکیم طرطوس کہتے ہین اور وہ بھائی فلاطون کا ہی نہایت عاقل ہی اور صاحب فوج و لشکر ہی اور زبان مین اُسکی

ایسا اثر ہی کہ جو کچھ وہ کہتا ہی وہی ہوتا ہی اور یہ سب امور مین نے سنے ہین دیدہ نہین کہتا ہون خاقان نے بختیارک کی تقریر سنکے اپنے امرا اور وزرا سے اس بارے مین مشورہ کیا سب نے باتفاق عرض کیا کہ ہمارے نزدیک پہلے طرطوسیہ چلیے بعد ازان ملک بہ بر جائیے گا جب یہ سبکی رائے ہوئی دوسرے روز خاقان مع تمامی ہمراہیون کے طرف طرطوسیہ کے روانہ ہوا یہان امیر نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جسقدر ہمارے لشکر کے مردم بدرجہ شہادت فائز ہوے ہین انکو دفن کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمون نے جملہ کشتگان اہل اسلام کو دفن کیا بعد ازان خوشی مین فتح ہامانوران کے امیر نے بزم عشرت آراستہ کرائی اور نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہوکر روبروے بادشاہ لشکر اور امیر او رجملہ سرداران لشکر رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم انکے رقص و نغمہ سے خوش ہونے لگے یہان تو امیر وغیرہ بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ہین رقص و نغمہ نازنینان خوبرو سے حظ و افر اوٹھا رہے ہین اور خاقان وغیرہ جانب طرطوسیہ بھاگے ہوے جاتے ہین انکا احوال انشاء اللہ آئندہ لکھا جاوے گا۔

داستان رہا ہونا بدیع الزمان کا باعانت قرلیشیہ سلطان اور قہرمان کا پھر مسلمان ہونا اور پھر بدیع الزمان کو گرفتار بمکر کرنا اور قید کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

محرران خوش رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان کو اس طور سے درج کرتے ہین کہ جب قہرمان نے بدیع الزمان اور دیو اکوان اور امیہ بن عمرو کو قعر عمیق مین قید کیا اور ایک سنگ گران اوسپر رکھدیا اور بہت سے دیو گرد اسکے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور خود بھی اکثر انکی حفاظت کرنے لگا اور قیدیان مذکور قعر مذکور مین ہلاک ہونے لگے انھون نے مناجات درگاہ خدا مین کی دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی انکی رہائی پروردگار نے اسطرح سے کی کہ قرلیشیہ سلطان واسطے جنگ دیو قہقہہ کے گئی تھین اور اسکو شکست دیکر مظفر و منصور ہوکر مع فوج دیو و پریزاد جانب اپنے مکان کے جاتی تھین اتفاق سے گذر انکا زندان بدیع الزمان وغیرہ کی طرف سے ہوا قہرمان اور دیگر دیون کو گرد زندان کے بیٹھا ہوا دیکھکر تعجب کرکے بالاے زمین آکر قہرمان سے پوچھا تو کیون یہان فروکش ہی اسنے جواب دیا مین واسطے قتل دیو اکوان کے یہان آیا تھا ایک بنی آدم نے مجھ سے مقابلہ کیا تھا مین اس سے زیر ہوا تھا پھر مین نے بمکر و فریب اسکو گرفتار کرکے مع اسکے عیار کے قید کیا اور دیو اکوان کو بھی اسیر کیا ہی ارادہ ہی کہ انکو قتل کرواون جب قرلیشیہ نے یہ سنا کہ دو آدم زاد کو قہرمان نے اسیر کیا ہی اور آگے سے ایک آدم زاد ایسا تھا کہ جسنے دیو قہرمان ایسے قوی کو زیر کیا اور سمجھین کہ کوئی شخص بہت بڑا بہادر ہی یہ سمجھکر قہرمان سے کہا مین بھی دیکھون کہ وہ آدم زاد کون ہین قہرمان نے حیلہ و حوالہ کرنا شروع کیا آخرکار قرلیشیہ کے اصرار سے اسنے بدیع الزمان وغیرہ کو اس قعر عمیق سے نکالکر دکھایا قرلیشیہ نے بدیع الزمان کو پہچان کر قید قہرمان سے زبردستی رہا کرا دیا قہرمان بھاگ کر چھپ رہا قرلیشیہ نے مع بدیع الزمان وغیرہ کے اسکو تلاش کرکے گرفتار کیا قہرمان نے بدیع الزمان سے بعجز و انکسار کہا اب آپ مجھکو مسلمان پھر کیجیے اب آپکی تابعداری کرونگا اور بصدق دل مسلمان ہونگا بدیع الزمان نے پھر اسکو مسلمان کرکے چھوڑ دیا قہرمان پھر قدم بدیع الزمان پر گرا قرلیشیہ سلطان بدیع الزمان سے رخصت ہوکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئین یہان قہرمان نے پھر دعوت کی اور کھانے مین سفوف بیہوشی ملا کر وہی کھانا بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو اور اکوان کو کھلا کر بیہوش کرکے پھر قید کیا اور دوسرے روز ہنگام سحر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا جاو دونون آدم زادون کو زندان سے لے آو مین اسوقت بہت بھوکا ہون انکے کباب تیار کرکے کھاونگا دیو فوراً گئے اور بدیع الزمان

اور امیہ بن عمرو کو زندان سے لے آئے قہرمان نے آگ روشن کرائی اور کارد نکالکر ارادہ کیا کہ بدیع الزمان کے اعضا
قطع کرے اور آگ مین پھونکر کباب بناکر کھاے ادھر بدیع الزمان نے برجوع قلب خدا سے یہ دعا کی کہ
پروردگارا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجکو اس دیو کے شر سے بچا یہ دعا درگاہ خدا مین
قبول ہوئی اور سامان رہائی بدیع الزمان کا اسطرح قدرت خدا سے ہوا کہ قریشیہ اپنی مادر ملکہ آسمان پری
کی خدمت مین پہونچی اور اُس سے تمام حال بدیع الزمان کا بیان کیا اُنھون نے جواب دیا قہرمان نہایت مکار ہی
وہ پھر بدیع الزمان سے بہ بدی پیش آئیگا یہ کہکر عبدالرحمن جنی کو طلب کیا اور پوچھا اسوقت آپ اپنے
علم کے ذریعہ سے بتلایئے کہ بدیع الزمان کہان ہین اُسنے موافق اپنے قاعدہ رمل کے حکم لگایا کہ قہرمان
بدیع الزمان کو ہلاک کیا چاہتا ہی جلد جاکر اسکو بچاؤ ورنہ وہ ضرور اُسکو ہلاک کر ڈالیگا آسمان پری یہ سُنکے
نو ہزار دیو اور پریزاد اپنے ہمراہ لیکر پردۂ قاف سے بصد عجلت روانہ ہوئین جب قریب پہونچین قہرمان نے خبر
آنے آسمان پری کی سُنکے خیال کیا اسوقت بدیع الزمان کو ہلاک کرنا اچھا نہین ہی یہ تصور کرکے مریخ نام ایک دیو
سے کہا کہ تو بدیع الزمان کو قصر سلیمانی مین لیجاکر قید کر اور نگہبانی کر اور ایک دیو سے کہا کہ تو امیہ بن عمرو کو جزیرہ زوم
مین لیجاکر قید کر وہ اُسکو لیگیا اور خود مع فوج دیون کے آسمان پری سے لڑنے کو موجود ہوا یہان تو قہرمان آمادہ
جنگ ہی اور آسمان پری مع فوج آتی ہین لیکن اب احوال بدیع الزمان کا لکھا جاتا ہی کہ حکم قہرمان سے دیو
مریخ نے قصر سلیمانی مین جاکر قید کیا تھا اور نگہبانی کر رہا تھا ناگاہ اُسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی دل
مین کہنے لگا یہان سے بدیع الزمان کو کون لیجائیگا تو اسکو یہان چھوڑکر واسطے شکار کے چل اور دس
بیس چوپائے شکار کرکے جلدی سے لے آ اور اُنکا گوشت کھا یہ خیال کرکے جانب صحرا واسطے شکار کے
روانہ ہوا اُدھر آسمان پری مع دیون اور پریزادون کے قصر سلیمان کی طرف سے گذرین دیکھا کہ قصر
سلیمانی نہایت عمدگی سے بنا ہی گرد اُسکے گلشن ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین اور ایک
بہت بڑی نہر آب شفاف کی جاری پانی اُسکا نہایت شیرین وخوش ذائقہ ہی جو پریزاد کہ ہمراہ رکاب ملکہ
آسمان پری کے تھے اُنھون نے ملکہ آسمان پری سے عرض کیا حضور اس وقت جو ہم آپکے ہمراہ پردہ قاف
سے بصد عجلت یہانتک آئے ہین گرمی سے نوبت بہ ہلاکت ہی اور یہ نہر سامنے روان ہی اگر حکم ہو تو جلدی سے
ہم نہالین حواس ہمارے درست ہوجائین چونکہ ملکہ آسمان پری بھی پسینے مین تر تھین اور تھک گئی تھین
حکم دیا کہ اچھا بہت جلد نہا لو دیر زیادہ نہ لگانا یہ کہکر اُسی قصر مین بالاے ہوا سے آئین پریزاد نہر
مین اُترکر جسم کو خوب مل مل کر نہانے لگی اور آب سرد نہر حسب خواہش پینے لگی ملکہ آسمان پری
قصر سلیمانی مین گئی اور سیر قصر کی کرنے لگے حسب اتفاق سیر کرتے کرتے ایک جانب کو ملکہ آسمان پری کی
نظر پڑی دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہی اور اُسپر ایک سنگ گران بھی رکھا ہوا ہی اور اُسی غار سے
آواز آہ آہ دردمند مصیبت زدہ کی ایسی آرہی ہی ملکہ آسمان پری اُس آواز کو سنکر بہت متحیر ہوئین فی الفور
دیون کو ملکہ نے حکم دیا کہ ابھی جلدی سے اس پتھر کو ہٹاؤ دیکھو تو کون شخص اس غار عمیق مین مقید ہی
دیوون نے فوراً ملکہ کے حکم پاتے ہی اس سنگ گران کو ہٹاکر دیکھا کچھ آواز سے پایا گیا کہ بدیع الزمان کی آواز ملتی ہی ملکہ
نے دیون کو حکم دیا کہ نکالو جب دیو اُس غار مین اُترے اور اُس ستم رسیدہ کو نکالا تو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان ہین
بدیع الزمان اُنکو دیکھکر اور اپنی مادر تصور کرکے قدمون پر گر پڑے ملکہ آسمان پری نے بدیع الزمان کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر مثل اپنے بچے کے

مزاج پوچھا ابھی آسمان پری بدیع الزمان کا مزاج پوچھ رہی تھی کہ دیو مریخ شکارگاہ
سے آیا اور بدیع وغیرہ کو دیکھکر نعرہ کیا اور بدیع پر حملہ ور ہوا بدیع نے زنجیر وغیرہ کو توڑ کر اُس سے
کُشتی لڑکے اُسے زیر کیا اور چاہا کہ اُسے ہلاک کیجیے وہ مسلمان ہوا بدیع نے پوچھا امیہ بن عمرو
کہان قید ہی مریخ نے جواب دیا کہ وہ اُس جگہ قید ہی کہ جہان ابتک عملداری قہقہہ کی ہی اور اگر راہ
دیگر سے اُس جگہ جائین تو درمیان راہ کے ایک ایسا طلسم بندھا ہوا ہی کہ جو اُس راہ سے گزرتا ہی ایک
شمشیر خود بخود پیدا ہوتی ہی اور وہ کسی کے ہاتھ مین نہین ہوتی ہی وہ تلوار اُس راہ کے گزرنے والے
کو دو ٹکڑے کرتی ہی اور جو شخص دو چار لاکھ سوار اور پیادے بھی ہمراہ لیکر اُدھر جائے تو وہ تلوار ایک
دم مین سب کو قتل کر ڈالے اور اُس طلسم کا نام صمصام سلیمانی ہی اور بدر قہقہہ نے نگہبان اُس کا
دیو سنجاب کو ساتھ بارہ ہزار دیوون کے کیا ہی بدیع نے جواب دیا کہ اگر دیو قہقہہ بھی سوا سنجاب
کے ہمراہ اپنی تمام فوج کے میرا ستدراہ ہوگا تو بھی مین اُسی راہ سے جاؤنگا یہ کہکر مریخ اور آسمان پری
وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُسی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ مین مریخ نے اپنے دل مین کہا کہ مین اندر طلسم صمصام
سلیمانی کے نہ جاؤنگا جان اپنی نہ دونگا بدیع کو چھوڑکر کہین بھاگ جاؤنگا یہ دل مین تصور کرتا ہوا
چلا جب قریب تر اُس طلسم کے پہونچا ہرچند مریخ نے قصد وہان سے بھاگنے کا کیا راہ نہ پائی آخر کار
مریخ ہمراہ بدیع الزمان کے ایسی جگہ پہونچا کہ جہان سنجاب دیو بارہ ہزار دیوون کی جمعیت سے
ہر وقت موجود رہتا تھا مگر اب جو دیکھا تو وہان کوئی بھی نہین ہی اور سنجاب اور اُس کے ہمراہی تمام دیو
قتل کیے ہوئے پڑے ہین بدیع یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور دل مین خیال کیا نہین معلوم انکو کسنے
قتل کیا ہی اور طلسم صمصام سلیمانی کو کس نے توڑا ہی یہ خیال کرتا ہوا جزیرۂ زقوم مین پہونچا اور
امیہ بن عمرو کو قید سے رہا کیا اور وہان سے مراجعت کرکے جانب قہرمان روانہ ہوا جب قریب
اُس کے پہونچا قہرمان مع اپنے لشکر کے میدان مین صف آرا ہوا ابھی لڑائی نہ ہوئی تھی کہ قہقہہ دیو
بھی مع اپنی تمامی فوج کے آیا اور قہرمان سے کہنے لگا کہ ہم اور تم ایک ہین لازم ہی کہ ہم اور تم شریک
ہوکر آسمان پری اور بدیع الزمان کو قتل کرین قہرمان نے منظور کیا غرض دونون نے شریک
ہوکر عرصۂ جنگ مین صف آرائی کی ادھر ملکہ آسمان پری نے بھی اپنی فوج کی صف آرائی کی
بعد ازان زرارہ دیو صف لشکر قہرمان سے نکلا دار شمشاد اُس کے ہاتھ مین تھا اُس نے میدان
مین آکر مبارز طلب کیا آسمان پری کی طرف سے بھی ایک دیو اُس کے مقابلہ کو نکلا زرارہ
نے اُس کو دار شمشاد مارکر ہلاک کیا اسی طرح سے چند دیو اُس دلیر نے ہلاک کیے قہرمان نہایت
خوش ہوکر ہنگام شام لڑائی موقوف کرکے فرودگاہ لشکر پہ آیا اور اُس دیو کی بہت تعریف کی
دوسرے روز پھر بدستور صف آرائی ہوئی بدیع الزمان نے دیو زرارہ سے مقابلہ کرکے
اُس کو ہلاک کیا قہرمان اور قہقہہ کو جو اُس کے ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا دونون نابکار اپنا
اپنا لشکر لیکر بدیع الزمان پر حملہ آور ہوئے ادھر آسمان پری اور قرشمہ سلطان
نے بھی اپنے تمامی لشکر کو لیکر حملہ کیا جب ان تینون سرداروں کے لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی ہزارون
دیو اور پریزاد مارے گئے آخرکار بعد جنگ عظیم کے قہقہہ نے شکست کھائی قہرمان کو بدیع

نے گرفتار کیا اور پھر وہ بہ مکر و فریب مسلمان ہوا قہقہہ شکست کھا کر بھاگا بدیع الزمان
جنگاہ سے مع آسمان پری و قریشیہ سلطان بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ ناگاہ قہرمان
اکوان دیو کو لایا اور پھر دعوت کرکے بدیع الزمان اور کیوان کو بیہوش کر کے
اور گرفتار کر کے طرف پشتہ تاریک کے روانہ ہوا جب صبح ہوئی آسمان پری اور
قریشیہ حال بدیع الزمان سے آگاہ ہو کر جانب پشتہ تاریک روانہ ہوئین
ان کو تو ما بین راہ چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بدیع الزمان اور قہرمان کا لکھا جاتا ہی
کہ جب قہرمان پشتہ تاریک مین پہونچا ایک جگہ بدیع الزمان کو قید کرنا چاہا ناگاہ
بدیع الزمان پر سے اثر سفوف بیہوشی زائل ہوا ہوش آیا آنکھین کھول کر جو دیکھا تو قہرمان
کو مع فوج سامنے دیکھا اور اپنے تئین قید گران مین مبتلا پایا قہرمان نے بدیع الزمان سے
کہا اے بدیع الزمان اب کی مرتبہ مین تجکو ایسی جگہ قید کرتا ہون کہ زندہ رہنا تیرا مشکل ہو گا
ابھی قہرمان یہ کہی رہا تھا کہ جانب فلک سے ایک پریزاد گلگون پوش بارہ ہزار پریزادون
کی جمعیت سے قہرمان کے پاس آیا اور پوچھا تو کون ہی اور یہ آدم زاد کون ہی قہرمان نے
جواب دیا میرا نام قہرمان ہی پردۂ چہارم قاف کا بادشاہ ہون اور یہ بنی آدم بدیع الزمان
ہی اس کو گرفتار کر کے لایا ہون اب قید کرونگا اُس نے نام بدیع الزمان سُن کے خیال کیا
کہ یہ وہی بدیع الزمان ہی جو قاسم نوجوان ہمارے مالک و آقا کے ساتھ ایک طرح کی عداوت
رکھتا ہی یہ خیال کر کے قہرمان سے کہا کہ اس آدم زاد کو مجھے دے دے کہ مین ہوا خواہ ملک
قاسم کا ہون اس کو قتل کرونگا اُسنے دینے سے انکار کیا اور کہا مین خود اس کو ہلاک کرونگا
گلگون پوش مذکور یہ سُن کے برہم ہوا اور ارادہ لڑنے کا کیا ناگاہ قریشیہ سلطان
اور آسمان پری بہ ہمراہی لشکر دیو اور پریزاد وہان آئین نقابدار اُن کو دیکھکر
لڑنا مناسب نہ جان کر وہان سے ایک طرف روانہ ہوا قریشیہ سلطان اور آسمان پری
نے مع فوج قہرمان پر حملہ کیا لڑائی بہت ہوئی ہزارون دیو اور پریزاد قتل ہوئے آخر کار
قہرمان کو گرفتار کیا اور بدیع الزمان کو رہا کیا اُسوقت قہرمان نے بدیع الزمان
سے دست بستہ عرض کیا کہ اب کی مرتبہ بھی قصور میرا معاف کرو اب تم سے بہ بدی پیش نہ آونگا
اکوان دیو اور امیہ بن عمرو نے عرض کیا کہ یہ نابکار کبھی آپ کی اطاعت و فرمانبرداری
نہ کریگا اور ہر مرتبہ رہا ہو کے آپ سے بدی کریگا اس کو قتل ہی کر ڈالنا بہتر ہی بدیع نے
اکوان سے کہا تجھکو اختیار ہی جو تجھکو مناسب ہو اس کے باب مین کر دیو اکوان یہ
سُن کے خوش ہوا اور قہرمان کو اُس نے قتل کیا پھر بدیع الزمان نے اکوان کو
پردۂ چہارم قاف کا بادشاہ کیا اور اُس کی دختر کو اُس سے ملا دیا وہ نہایت ممنون احسان
ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین آپ کو طلسم طہمورث دیوبند کی طرف لیے چلتا ہون یہ کہکر بدیع
الزمان کو اپنے دوش پر سوار کر کے مع فوج دیوون کے جانب طلسم مذکور روانہ ہوا اور واضح
ہو ناظرین دفتر پر کہ بدیع الزمان کا دیو اکوان کو زیر کرنا اور قہرمان اور قہقہہ وغیرہ

سے لڑنا یہ سب سوانح حوالی طلسم کے تھے جو تحریر کیے گئے ورنہ طلسم مین داخل ہونا اور بغیر اُسکے توڑے پردہ قاف تک جانا خلاف عقل و فہم ہی حالانکہ کارخانہ طلسم عجیب و غریب ہین لیکن جو امور خلاف عقل ہون اُن کو جائز رکھنا اچھا نہین ہی پس ضرور یہ امر ہی کہ بدیع الزمان ابھی تک داخل طلسم نہین ہوئے تھے فقط حوالی مین طلسم کے پہونچے تھے کہ یہ سوانح درپیش ہوئے

داستان جانا ہرمز و فرامرز کا طرطوسیہ مین اور عجب عنوان سے مقابلہ کرنا حکیم طرطوس کا اسیر وغیرہ سے اور سب کو گرفتار کرنا پھر بعیاری خواجہ حکیم مذکور کا گرفتار ہونا اور طرطوسیہ کا فتح ہونا

داستان گویان شیرین زبان اس داستان بمثیل دلنظیر کو یون بیان کرتے ہین کہ جب ہمراہ خاقان گردون اساس ہرمز و فرامرز وغیرہ بھاگ کر عنقریب طرطوسیہ پہونچے حکیم طرطوس کو اطلاع ہوئی کہ خاقان و ہرمز و فرامرز وغیرہ اہل اسلام سے شکست کھاکر واسطے پناہ کے ادھر آتے ہین حکیم مذکور نے چند اپنے معزز ملازمون کو واسطے اُن کے استقبال کے روانہ کیا اور اُن سے کہدیا کہ خاقان اور ہرمز و فرامرز وغیرہ کو تو اپنے ہمراہ لانا لیکن کسی ساحر کو نہ لانا اور اگر کوئی سبب پوچھے تو کہدینا کہ حکیم طرطوس کا حکم نہین ہی جب ملازم مذکور سرحد طرطوسیہ سے نکل کر تھوڑی دور گئے خاقان وغیرہ سے ملاقات اور استقبال اُنکا کرکے کہا کہ آپ کے ادھر آنے کی خبر ہمارے خداوندنعمت حکیم طرطوس کو پہونچی ہی اُنھون نے واسطے آپ سب کے استقبال کے ہم کو روانہ کیا ہی اور یہ فرمادیا ہی کہ ہرمز و فرامرز اور خاقان وغیرہ وغیرہ غیر ساحرون کو تو ہمارے پاس لانا اور کسی ساحر کو نہ لانا سُہیال جادو وغیرہ یہ تقریر اُن کی سُن کے برہم ہوئے اور حکیم کو سخت کلمات کہتے ہوئے اُسی وقت وہان سے ایک طرف روانہ ہوئے جب سب ساحر چلے گئے وہ ملازم ہرمز و فرامرز وغیرہ غیر ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر اندر حدود طرطوسیہ کے لائے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے دیکھا کہ شہر طرطوسیہ نہایت آباد اور غایت صفائی سے خس و خاشاک کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی سڑکین نہایت سڈول ہین عمارات پختہ ازحد ہین اور اکثر باغہاے سبز و شاداب ہین جنمین انواع و اقسام کے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین نہرین جاری ہین طایران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے چہک رہے ہین سب درخت پر ثمر ہین میوے لطیف و خوب ہین اور مردمان شہر سب شریف و مسلمان ہین پیشانیون پر اُنکے نشانہاے سجدہ موجود ہین ہر دوکان اسباب نایاب اور اشیاے نادرہ سے مزین ہی دوکاندار بیٹھے ہوئے ہین خریدارون کا ہجوم ہی مردمان شہر کی بازارون مین اسقدر کثرت ہی کہ راہ چلنا دو چار آدمیون کا بھی بفراغت و براحت دشوار ہی مساجد بھی شہر مین جا بجا ہین موذن اُن مین مقرر ہین ہنگام اذان اذان دیتے ہین نمازی مسجدون مین جاتے ہین غرضکہ ہرمز و فرامرز وغیرہ

کیفیت شہر دیکھتے ہوئے اور تعریف و ثنا کرتے ہوئے دار الامارہ حکیم طرطوس پر پہونچے اور وہان سے
دربار مین خاص خاص اشخاص کو وہ ملازم لے گئے اہل لشکر بیرون دربار فروکش ہوئے جب
ہرمز و فرامرز اور خاقان اور فرزیل اور سرن گاؤ اور بختیارک دربار مین پہونچے دیکھا
ایک شخص نہایت کبیر السن جسکی ڈاڑھی سفید ہی کمال شان و شوکت سے لباس فاخرہ پہنے ہوئے
تخت زرین پر بیٹھا ہی چہرے سے اُس کے ایسا رعب و جلال نمایان ہی کہ بنظر غور اُس کے چہرہ
پر نظر نہین کی جاتی ہی اور دربار اُس کا ارکان دولت اور اعیان مملکت سے بھرا ہوا ہی دنگل اور
کرسیان صدہا بچھی ہین اور چند دنگل اور کرسیان قریب اُس کے پہلوون کے خالی ہین پسران
نوشیروان نے دربار پر نظر کر کے بے اختیار اُس کو سلام کیا اُس نے کسی قدر تخت سے اُٹھکر
اُن کی تعظیم کر کے اُنھین دنگلون پر جو خالی تھے ہر ایک کو بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے اُن کی مزاج پرسی کی
اور احوال دریافت کیا ہرمز و فرامرز اور خاقان نے اپنا اپنا حال مفصل بیان کیا حکیم مذکور
نے حال ہرمز و فرامرز سُن کے افسوس کیا اور کہا کہ اگر تم بہ پناہ یہان آئے ہو تو یہان بآرام تمام
رہو کیا مجال حمزہ وغیرہ کی کہ یہان آسکے اور تم کو ضرر پہونچا سکے اور اگر یہان کوئی آئے گا تو سزا
پائے گا یہان تو ہرمز و فرامرز تقریر حکیم طرطوس سُن کے نہایت خوش اور مسرور ہو کر باطمینان
خاطر بیٹھے ہین لیکن اب احوال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب خاقان گردون اساس
ہمراہ ہرمز و فرامرز کے جانب طرطوسیہ گریزان ہوا اور امیر نے تمام مردمان شہر کو مسلمان
کیا اور مبارکباد فتح کا جشن بھی کر لیا اُس وقت چند عیارون کو طلب کر کے اُن سے فرمایا کہ جلد
جاؤ اور یہ خبر صحیح لے کر آؤ کہ اب ہرمز و فرامرز بھاگ کر کہان گئے ہین عیار حسب الحکم روانہ
ہوئے اور چند روز کے بعد خدمت امیر مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ای امیر کشور گیر ہمنے جا کر خوب دریافت کیا
ہی کہ ہرمز و فرامرز یہان سے بھاگ کر شہر طرطوسیہ مین گئے ہین اور وہان کے حاکم حکیم
طرطوس نے اُن کو پناہ دی ہی عیار تو یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر ایک جانب گئے مگر امیر نے خواجہ
بزرجمہر کے صاحبزادون کو طلب کر کے اُن سے پوچھا حکیم طرطوس کون ہی جو طرطوسیہ کا حاکم
ہی بالفعل ہرمز و فرامرز اُسی کے شہر مین بھاگ کر گئے ہین میرا ارادہ یہ ہی کہ مع لشکر طرطوسیہ
مین جاؤن فرامرز اور ہرمز اور حکیم طرطوس وغیرہ کو قتل کرون خواجہ زادے نام حکیم
مذکور کا سُن کے اس قدر گھبرائے کہ پریشان خاطر ہو کر پسینے مین تر ہو گئے اور خوف سے اُسکے کانپنے
لگے پھر ضبط کر کے امیر سے کہنے لگے کہ ای امیر کشور گیر حکیم طرطوس ایک بلائے بے درمان ہی ہرگز
ہرگز اُس کے ملک پر لشکر کشی نہ کیجیے گا وہ تنہا کرورہا دلاوران کو بے جنگ و جدال گرفتار کر لیتا ہی
اور جو کچھ منہ سے کہتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ فوراً وہی ہو جاتا ہی بس آپ کا لشکر اُسکے سامنے
کیا حقیقت رکھتا ہی اُس کے صاحب کمال ہونے مین شک نہین ہی ہماری رائے یہی ہی کہ آپ ہرمز
و فرامرز کے تعاقب سے دست بردار ہو جیے اور سمت طرطوسیہ نہ جائیے امیر نے اُن کی
تقریر سُن کے اُنکی لیاقت و مرتبہ کے موافق خلعت دیکر اپنے لشکر سے اُن کو رخصت کیا بعد اُنکے بانکے
سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا خواجہ زادے عبث ہم کو ڈراتے ہین ایک حکیم کہ نبض دیکھنے

والا اور قارورہ دیکھنے والا ہی اُس کی اس حد پر تعریف کرکے ہم کو ڈراتے ہین ہم شجاعان روزگار سے ہین وہ حکیم تو کیا ہی ہم جنون اور دیوون سے نہین ڈرتے ہین یہ فرما کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف طرطوسیہ کے روانہ ہو پہلوان عادی کہ اسی کام پر مقرر ہین اثالہ بارگاہ کا اور خیمہ و خرگاہ کو اپنے ساتھ لے کر جانب طرطوسیہ روانہ ہوئے دوسرے روز امیر بھی مع بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران اور تمامی لشکر کے سمت طرطوسیہ روانہ ہوئے لیکن ایک شخص کو اپنی طرف سے ناظم اور حاکم غیر مستقل ہامانوران کا مقرر فرمایا اور اُس مقام سے روانہ ہوئے بعد قطع مراحل وطی منازل جب عنقریب طرطوسیہ کے پہونچے اور ایک میدان وسیع مین بارگاہین اور خیام برپا کرکے فرودکش ہوئے حکیم طرطوس کو امیر کے آنے کی خبر پہونچی ہرمز و فرامرز اور بختیارک نے حکیم مذکور سے کہا دیکھیے امیر یہان بھی ہمارے قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہین ایسے ہمارے دشمن جانی ہین کہ جہان جہان ہم بھاگ کر جاتے ہین وہان وہان امیر بھی جاتے ہین حکیم طرطوس نے نہایت مہربانی و شفقت سے جواب دیا تم مطلق نہ گھبراؤ اور پریشان نہ ہو کہ یہ وہ مقام اور ملک نہین ہی کہ امیر اُس کو فتح کرینگے اور تم کو یہان سے اور طرف بھاگنے کی ضرورت ہوگی کیا مجال امیر کی کہ میری زندگی مین وہ یہان آسکین اور تم کو ضرر پہونچا سکین اور بغیر قضا کے مرنا اور قتل کرنا میرا دشوار ہی مین تیغ و تیر و نیزہ وغیرہ سے قتل ہو نہین سکتا اگر تمامی بندگان خدا مجکو تیغ و تیر وغیرہ سے قتل کرنا چاہین تو بھی مین قتل نہ ہون بلکہ زخمی بھی نہ ہون اور سب کو گرفتار کرون اور دیوانہ بنا دون پھر چاہون قتل کر ڈالون حالانکہ میرے پاس تھوڑی فوج ہی اور سرداران لشکر بھی ہین مگر مین کبھی اپنے سرداران لشکر وغیرہ کو دشمنون سے مقابلہ نہین کراتا خود تن تنہا لاکھون سے مقابلہ کرتا ہون اور ہنگام مقابلہ نہ تیر نہ نیزہ نہ گرز حریف پر مارتا ہون نہ اپنے ساتھ رکھتا ہون فقط تیغ زبان سے کام لیتا ہون اگر تم کو میرے کہنے کا یقین ہی تو دیکھ لینا کہ مین کیونکر لاکھون بہادرون کو بغیر لڑے گرفتار کر لیتا ہون اور تم یہان باطمینان اور بآرام تمام شب و روز بسر کرو کچھ فکر و اندیشہ نہ کرو کل مین جا کر امیر سے ملاقات کرکے اُن کو سمجھاؤنگا اگر انھون نے میرا کہنا مانا تو فھوالمراد ورنہ اُن کو اور اُن کے تمامی سرداران لشکر کو گرفتار کرکے قید کرونگا یہ کہکر خاموش ہوا ہرمز و فرامرز وغیرہ حکیم صاحب کی تقریر سُن کے نہایت خوش ہوئے لیکن بختیارک کہ نہایت شریر ہی اس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ حکیم صاحب کی باتین کچھ سمجھ مین نہین آتی ہین اور جو کچھ کہتے ہین خلاف عقل کہتے ہین یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا جب وہ روز اور شب گزر کر سحر ہوئی حکیم طرطوس ایک فینس مین سوار ہوا کہارون نے دوش پر فینس اُٹھائی حکیم صاحب نے اُن کہارون سے کہا ہم کو بارگاہ امیر مین لے چلو کہار حسب الحکم چلے جب قریب بارگاہ کے پہونچے ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام سے بموجب قاعدہ قدیم دربار مین جا کر دست بستہ عرض کی کہ حضور اس وقت حکیم طرطوس ایک فینس مین سوار بغیر ہمراہی کسی خدمتگار کے دربار حضور مین آتا ہی باقی خیریت ہی یہ کہکر ہرکارے تو چلے گئے بادشاہ نے جانب امیر ملاحظہ کیا امیر نے حکم دیا پردے بارگاہ سلیمانی کے اُٹھا دو اور چند سردار جلد تر جا کر حکیم کا استقبال کرکے اُس کو یہان لائین چنانچہ

حسب الحکم ملازمون نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے اور چند سرداران لشکر واسطے استقبال
حکیم مذکور کے گئے اور استقبال کر کے اُس کو بارگاہ مین لائے امیر نے بھی نیم قد اُس کی تعظیم
کر کے قریب اپنے بعزت وحرمت کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اُس نے پہلے اہل دربار پر سلام کیا پھر امیر
وغیرہ سے مصافحہ کیا اور بعد تھوڑی دیر کے اہل دربار کی طرف خوب نظر کر کے امیر سے بعجز وانکسار
اس طرح کہنے لگا کہ اس وقت یہان آنے کا یہ سبب ہی کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہی امیر نے فرمایا
آپ ارشاد کرین مین بگوش دل سنونگا حکیم طرطوس نے کہا ہرمز وفرامرز پسران نوشیروان
آپ سے متواتر شکست پاکر بصرہ سے یہان تک آئے ہین اور اب اس فقیر کے یہان اُنھون نے
آکر پناہ لی ہی قبل اس کے خواہ آپ نے اُن پر ظلم کیا یا اُنھون نے آپ کو آزار دیے اُس سے تو
کچھ بحث نہین ہی لیکن اب مین امیدوار ہون کہ اُن سے کسی طرح مزاحم نہ ہوجیے اور جو ملک ومال
کہ نوشیروان کا آپ نے اپنے قبضہ وتصرف مین کیا ہی وہ اُن کے لڑکون کو واجب جانکر دیدیجیے
اور آپ بادستور مثل نوشیروان کے اُن کی بھی اطاعت وفرمانبرداری کیجیے اور اپنی حقیقت ولیاقت
سے زیادہ حوصلہ نہ کیجیے ہینے پسران نوشیروان اور بختک سے سنا ہی اور بذریعہ اخبار بھی معلوم
ہوا ہی کہ قبل اس کے آپ کو نوشیروان نے ازراہ عنایت ومہربانی اپنا پسر قرار دیا تھا آپنے اپنے
محسن سے برائی کی اور بعد نوشیروان کے بھی اُس کے فرزندون سے اب تک پیکار کرتے ہین
یہ امور آپکے خلاف شان ہین لہذا بہتر یہی ہی کہ جو کچھ اس کمترین نے عرض کیا ہی اُس پر عمل کیجیے
اور ان سب سرداران لشکر اور سپاہ کثیر پر اعتماد مددگاری نہ کیجیے اور غرور وتکبر نہ فرمایئے کہ یہ اچھا
نہین ہی ان مین سے کوئی آپ کا شریک نہوگا سب آپ سے پھر جائینگے تنہا آپ کو چھوڑ کر چلے جائینگے
دیکھیے میرے عرض کرنے پر عمل کیجیے ورنہ مجکو ملال ہوگا اور اس ملال کا انجام برا ہوگا یہ کہکر خاموش
ہوا امیر کشورگیر نے اُس کی تمام تقریر سنکے نہایت غصہ کو ضبط کر کے جواب دیا کہ جناب حکیم
صاحب یہ آپ نے کیا تقریر کی مجکو آپ کی اس بزرگی وعقل وفہم پر عجب ہی کہ آپ ایسا فرماتے ہین
مجکو تو یہ امید تھی کہ آپ اہل اسلام سے ہین میرے حال پر عنایت فرمایئے گا لیکن آپ نے برعکس
اُس کے مجھپر عتاب کیا اور وہ کلمات زبان پر جاری کیے کہ جو ناگوار طبع ہوئے یہ فرمانا آپ کا بجا
اور درست ہی کہ پسر خواندہ نوشیروان ہون لیکن قبل ازین نوشیروان نے مجھسے بختک وغیرہ
کے کہنے سے بُرائی کی اور آمادہ میرے ہلاک کرنے کا ہوا اُس وقت مین نے بقوت بازو اور
بعنایت الٰہی سردارون کو زیر کر کے اور لشکر کو فراہم کر کے یہ چاہا کہ اسلام کی ترقی ہو اور کفر
وبت پرستی موقوف ہو چنانچہ مدد الٰہی سے کرورہا کافرون کو مین نے مسلمان کیا اور بہت سے
بے دینون کو جنھون نے دین اسلام اختیار نہین کیا اُن کو قتل کیا نوشیروان کو بھی بارہا ہدایت
کی لیکن وہ مسلمان نہوا آخر کار مر گیا بعد اُس کے اُس کی زوجہ نے یعنے ملکہ زرانگیز نے ہفت
ملک کی مجھسے خواہش کی تھی اُس کو ہفت ملک کی سند حکومت دیدی گئی تھی یعنے جو ملک نوشیروان
کے مین نے اپنے قبضہ مین کر لیے تھے وہ پھر نوشیروان اور اُس کی زوجہ کے حوالے کر دیے
گئے تھے بعد انتقال نوشیروان کے بختیارک نابکار ومردود کی شرارت سے ہرمز وفرامرز

لشکر فراہم کرکے اور سرداران کفار کو اپنا معین کرکے مجھ سے آمادہ جنگ ہوئے یہانتک
کہ مجھ سے شکست پاکر اپنے ملک مین آئے ہین اب آپ کو مناسب ہی کہ اُن کو پناہ نہ دیجیے
کیونکہ وہ کافر ہین اور آپ اہل اسلام سے ہین اُن کی شرکت نہ کیجیے اور تقاضاے اسلام تو
یہ ہی کہ ہمارے شریک ہوجیے مین جبتک ہرمز و فرامرز کو مسلمان نہ کرون گا اُن کے تعاقب
سے دست بردار نہ ہون گا اور جہاد کفار سے باز نہ آؤن گا جو کوئی اُن کا معین ہوکر مجھ سے
لڑے گا اُس سے بھی لڑونگا خواہ آپ ہون یا اور کوئی ہو اور مجکو محض ترقی دین اسلام منظور ہی
نہ کہ حکومت و سلطنت اگر حکومت و سلطنت منظور ہوتی تو خود تخت حکومت پر بیٹھتا سپہ سالاری
لشکر منظور نہ کرتا اور یہ ملحوظ خاطر ہو کہ بادشاہ لشکر مین نے سعد بن قباد کو کیا ہی پس آپ کو
مناسب یہی ہی کہ ہرمز و فرامرز کو میرے حوالے کر دیجیے ورنہ جاکر سامان جنگ کیجیے اُنکی طرف
سے مجھ سے لڑیے اور یہ کہنا ہی آپ کا محض بیجا ہی کہ مجکو غرور ہی مین نے حتی الامکان غرور نہین کیا ہی
کیونکہ مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون غرور تو فقط خالق کون و مکان کو زیبا ہی بندۂ ناچیز کیا
غرور کرے گا اور یہ ارشاد آپ کا خلاف قیاس ہی کہ یہ جملہ سرداران لشکر مجھ سے پھر جائینگے یہ تو
وہ سر فروش اور جان نثار ہین اور وہ مطیع و فرمانبردار ہین کہ مجکو یہ اپنا مالک اور بزرگ جانتے
ہین یہ مجھ سے کیا پھرینگے حکیم نے جواب دیا ای امیر افسوس آپ نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا
برا کیا خیر اِس وقت ایک سردار نامی آپ کے لشکر کا آپ سے بیزار ہوکر میری اطاعت کرتا ہی
اسی طرح اور سب سردار بھی میری اطاعت کرینگے مین اپنے قول کی صداقت ظاہر کرتا ہون یہ کہکر
کرسی پر سے اُٹھا اور لندھور سے مخاطب ہوکر کہا ای لندھور بن سعدان کیا دنگل پر بیٹھا ہو
ہی جلد اُٹھ اور ہمراہ میرے چل بمجرد اس کہنے حکیم طرطوس کے لندھور فی الفور اپنے دنگل سے
اُٹھا اور اسلحہ وغیرہ تن سے دور کرکے دیوانہ وار حکیم مذکور کے ہمراہ چلا امیر کی طرف مڑکر بھی
نہ دیکھا جب حکیم بارگاہ سے نکل کر فنیس مین سوار ہوا لندھور بن سعدان خدمتگار کے
مانند ہمراہ فنیس کے دوڑتا ہوا اُس کے ساتھ چلا گیا ہرچند سرداران لشکر نے لندھور
کو پکارا اور بُلایا مگر اُس نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا اور نہ مڑکر دیکھا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر
عالی مقام اور جملہ سرداران لشکر ظفر اثر یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوے اور
بجاے خود کہا خدا خیر کرے یہ حکیم تو ساحرون سے بڑھا ہوا ہی سخن مین اس کے یہ تاثیر ہی دیکھیے
انجام کار اس کے نہ کہنا ماننے کا کیا ہوتا ہی خواجہ بزرجمہر نے سچ کہا تھا کہ یہ حکیم بد بلا ہی اس
سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہی یہان تو سب کو ایک حیرت ہی بارگاہ مین ہر ایک خاموش و متحیر
بیٹھا ہی خواجہ عمرو بھی نہایت متردد ہین لیکن اب احوال حکیم طرطوس کا لکھا جاتا ہی کہ جب
یہ اپنے ملک مین پہونچا زندان مین لندھور بن سعدان کو قید کیا بعد ازان دربار مین
تخت پر بیٹھکر آیا اور ہرمز و فرامرز اور بختیارک وغیرہ سے جو کچھ بارگاہ مین امیر سے باتین ہوئین
تھین اور تمام حال لندھور کے قید کرنے کا بیان کیا جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً ہرمز
و فرامرز و بختیارک تو از حد شادان ہوئے اور بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ کا مثل و نظیر

روے زمین پر نہین ہی مثل آپ کے کسی حکیم کو ہم نے ذی کمال نہین دیکھا ہم کو امید قوی ہوگئی
کہ آپ امیر اور لشکر امیر کا ضرور خاتمہ کرینگے اور مراد دلی ہماری بر لائیے گا حکیم مذکور نے
اُن کی تقریر سُن کے اور اپنی تعریف پر اُنسے از حد خوش ہوکر ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگ بجاؤ کل صبح کو ہم امیر سے مقابلہ کرینگے اُنکو بہت بھروسا اور غرور اپنے سرداران
لشکر پر ہی ذرا وہ بھی تو دیکھین کہ سرداران لشکر اُن کے کس کے کہنے پر عمل کرتے ہین ملازمون
نے اُس کے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے
لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگی لے کر دربار بادشاہ لشکر اسلام
مین افتان و خیزان گئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے بعد بجالانے لوازم فدویت و عبودیت کے
اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اِس وقت حکیم طرطوس نے
اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُس کا یہ ہی کہ کل صبح کو میدان مصاف مین آکر ملازمان
حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام لندھور بن سعدان
کے چلے جانے سے متحیر بیٹھے ہوئے تھے اب ہرکارون کی زبانی خبر مذکور سُن کے اور زیادہ
متردد ہوے اور جانب امیر کے دیکھا امیر نے اپنے معبود کی اعانت پر نظر کرکے خواجہ سے
مخاطب ہوکر فرمایا ای خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ رزمی جاکر بجواؤ جو اللہ کو
منظور ہوگا وہی ہوگا خواجہ بموجب حکم امیر کے کرسی ہہ ہہ پر سے اُٹھے اور نقارخانہ سلیمانی
مین جاکر نقارہ نوازون کو حکم امیر سے آگاہ کیا اُنھون نے بموجب دستور قدیم خواجہ کو
چند اشرفیان پہلے نذر دین بعدہ چوب اُٹھا کر نقارہ جنگی پر لگائی جس دم آواز نقارہ رزمی کی بلند
ہوئی جملہ مردمان لشکر اسلام آگاہ ہوگئے کہ کل حکیم طرطوس سے میدان جنگ مین مقابلہ
ہوگا یہ سمجھکر اُسی وقت سے سامان جنگ کرنے لگے سرداران لشکر بھی خیال تیاری جنگ کا
کرنے لگے اور بجاے خود تصور کرنے لگے کہ دیکھیے یہ لڑائی کیسے ہوتی ہی ہم نے بہت سی لڑائیان
دیکھی ہین اور بہت سی لڑائیان لڑی ہین مگر یہ حکیم طرطوس سحر بیان ہی سخن مین اس کے
غضب کی تاثیر ہی خداوند عالم اس کے شر سے بچاتے اور ہماری آبرو رکھے یہی خیال ہر ایک
سردار کرتا تھا اور ایک دوسرے کو دیکھتا تھا سب متردد و متفکر تھے بادشاہ لشکر کو خود
اندیشہ تھا ہر ایک شخص دربار مین ایک تصویر فکر و تردد ہوگیا تھا اکثر سردار سر زانو پر
رکھے ہوئے خاموش بیٹھے تھے اور بعض سردار آہستہ آہستہ سوے فلک دیکھکر پروردگار عالم
سے دعا کرتے تھے کہ خداوندا کل حکیم طرطوس سے اور ہم سب سے مقابلہ ہوگا تو ہماری مدد کرنا
اور میدان جنگ مین ہماری آبرو رکھنا ایسا نہو کہ ہم بھی حکیم طرطوس کے کہنے سے مثل لندھور
کے اُس کے مطیع ہوجائین اور امیر با توقیر سے پھر جائین جب امیر نے دیکھا بادشاہ لشکر اور
جملہ سرداران لشکر متردد و متفکر ہین اور سب خاموش بیٹھے ہوے ہین ارشاد کیا کہ تردد بیکار ہی
اعانت پروردگار سے انجام جنگ بخیر ہوگا اللہ مددگار ہی مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر
است + اکثر سردارون نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین لیکن جاے حیرت یہ ہی کہ جس کے

سخن مین یہ اثر ہی اُس کو ہم کیا قتل کرینگے اور اُس سے کیا لڑینگے امیر نے جواب دیا اب تو لڑنا
حکیم سے ضرور ہی اور صبح کو میدان جنگ مین بھی جانا گویا واجب ہی یہ فرماکر امیر خاموش ہو گئے
جب اُتنا دن تردد و اندیشہ مین گزرا اور شب تیاری جنگ مین بسر ہوئی ہنگام سحر بعد ادائے
نماز صبح امیر مع سرداران لشکر وغیرہ سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر سواریون پر سوار ہوے اور ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بادشاہ لشکر اسلام نیک فرجام جانب جنگاہ روانہ ہوے بادشاہ لشکر نے
میدان جنگ مین پہونچکر حکیم طرطوس کے آنے کا انتظار کرنا شروع کیا تھوڑی دیر نہ گذری
تھی کہ حکیم طرطوس مرکب پر اسوار ہوکر ہرمز و فرامرز اور بختیارک اور خاقان وغیرہ
کو ساتھ لے کر مع اپنی سپاہ کے میدان جنگ مین آیا بعد درستی عرصہ جنگ اور صف آرائی
ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان جنگ مین آئے اور جوانان
لشکر سے مخاطب ہوکر باآواز بلند کہنے لگے کہ ای دلاوران بے عدیل و نظیر و ای بہادران ذیعزت
و توقیر آگاہ ہو کہ آج اس میدان جنگ مین وہ لڑائی ہوگی کہ نہ کبھی ہوئی ہی اور نہ قیامت تک
ہوگی اس لڑائی کا طرز ہی دوسرا ہوگا یہان تلوار نہ چلے گی اور تیر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ
سے بھی لڑائی نہ ہوگی فقط تیغ زبان چلے گی اُس کا جواب تم بھی دینا عوض جواب دینے کے
اطاعت و فرمانبرداری نہ کرنا جہانتک ہوسکے دل اپنا قابو مین رکھنا یا نون میدان جنگ سے
نہ ہٹانا ورنہ عزت و آبرو گھٹ جائے گی آئندہ تم کو اختیار ہی جب نقیب اور کڑکیت جوانان لشکر
کو فہمائش کرچکے جنگاہ سے ہٹ گئے اُس وقت سب کے پہلے حکیم طرطوس اپنے لشکر سے
نکل کر میدان جنگ مین آیا اور مرکب کو روک کر پکارا ای امیر کسی سردار زبردست کو
جس پر آپ کو ناز ہو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجئے حکیم کی تقریر سن کے امیر نے دست چپ
کی طرف دیکھا فوراً ملک قاسم مرکب طلسمی کو مہمیز کرکے صف لشکر سے نکلا اور امیر سے
اجازت جنگ لے کر حکیم مذکور کے سامنے گیا حکیم طرطوس نے قاسم کو دیکھکر کہا ای قاسم
نوجوان جلد گھوڑے سے اُتر قاسم فی الفور مرکب سے اُترا اور کہا کیا حکم ہی اُس نے
کہا جس جگہ لندھور گیا ہی تو بھی وہین جا ملک قاسم نے یہ سُن کے گریبان اپنا پھاڑا اور
دیوانہ ہوکر جانب صحرا دوڑتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ نظر سے غائب ہو گیا اور اُس جگہ پہونچا کہ
جہان لندھور بن سعدان قید تھا وہان جاکر یہ بھی قید ہو گیا بادشاہ اور امیر کو
قاسم کے چلے جانے کی بھی بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہنوز جملہ اہل اسلام متحیر تھے کہ ناگاہ حکیم
طرطوس نے پھر امیر سے پکار کر کہا یا امیر اب اور کسی سردار کو بھیجے امیر نے پھر سوئے
دست چپ دیکھا اب کی مرتبہ مالک اژدر نیزہ بکف مرکب کو اڑ دے کر اس ارادہ سے
نکلا کہ ایک وار حکیم کا روک کر نیزے پر حکیم طرطوس کو اُٹھا لونگا اور زمین پر ٹپک کر ہلاک
کرونگا کیونکہ اس سے ملک قاسم کو دیوانہ کرکے سوے صحرا روانہ کر دیا ہی یہ قصد
کرکے صف لشکر سے نکلا اور امیر سے رخصت جنگ لے کر سامنے حکیم مذکور کے گیا اور کہا
ای حکیم ضعیف و ناتوان اگر تجکو دعوی بہادری ہی تو وار کر اور ہمارا بھی وار روک

یہ کیا کہ تو سحر کرتا ہی قلب اُلٹ جاتا ہی لڑنے کا خیال نہین رہتا ہی ہر ایک بہادر تیرے
کہنے پر عمل کرتا ہی سوے صحرا مانند مجنون کے کپڑے پھاڑ کر چلا جاتا ہی حکیم طرطوس
نے جواب دیا او کانے عیبی پن اس قدر ظاہر نہ کر نیزہ کو زمین پر ٹپک کر مرکب کسے کود کر جہان
قاسم گیا ہی تو بھی چلا جا وہ تیرا انتظار کر رہا ہوگا مالک اژدر نے بمجرد کہنے حکیم
طرطوس کے نیزے کو ہاتھ سے زمین پر پھینکدیا اور گھوڑے سے کود کر جس طرف قاسم
گیا تھا یہ بھی کپڑے اپنے پھاڑتا ہوا اُسی طرف نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا چلا گیا ہر چند سردارا
دست وچپ مالک اژدر کو بار بار پکارتے تھے لیکن مالک اژدر نے کسی کو جواب نہ دیا
یہانتک کہ نظر سے غائب ہوگیا اور جہان قاسم ولندھور قید تھے یہ بھی جا کر قید ہوگیا
کہانتک یہ جنگ طولانی نام بنام ہر ایک سردار کے لکھی جائے خلاصہ یہ کہ اُس روز شام تک
جملہ سرداران دست چپ کو حکیم طرطوس نے دیوانہ کرکے مثل قاسم و مالک اژدر کے
قید کیا جب کوئی سردار دست چپ کا نہ رہا اور آفتاب غروب ہونے لگا حکیم مذکور طبل بازگشت
بجوا کر جنگاہ سے مع جملہ سپاہ اور ہرمز و فرامرز وغیرہ کے اپنی بارگاہ کی طرف چلا گیا ادھر
بادشاہ لشکر اسلام اور امیر مع سپاہ غمگین وحزین فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے
جب فرودگاہ لشکر پر پہونچے سپاہ تو وہین ٹھہری بادشاہ لشکر اور امیر مع سرداران دست
راست کے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے امیر اور جملہ سردار ذنگلون پر متمکن ہوے
خواجہ عمرو کرسی ہدہد پر آکر جلوہ گر ہوئے امیر اور بادشاہ سرداران دست چپ کے ذنگل
خالی دیکھکر آبدیدہ ہوئے ابھی امیر اور بادشاہ آبدیدہ اور محزون بیٹھے ہوے تھے کہ جملہ سرداران
دست چپ کے عیار نالان وگریان خدمت امیر مین آئے اور عرض کرنے لگے ای امیر با توقیر
ایسا تو واقعہ کبھی نہین ہوا تھا یہ حکیم حرامزادہ کون ہی ہمارا دل چاہتا ہی کہ اس کو جاکر آج
ہی شب کو مار ڈالین ہمارے آقا و مالک ایسے ہم سے جدا کردیے کہ قابل بیان نہین امیر
نے فرمایا صبر کرو اگر زندگی ہی تو مالک و آقا تمھارے تم سے آکر مل جائینگے اور اگر اُنکی قضا
آئی ہی تو مجبوری و ناچاری ہی یہ کہکر باواز بلند خود بھی روئے خواجہ وغیرہ نے عرض کیا حضور
گریہ نہ کرین اکثر ایسا ہوا ہی کہ سرداران لشکر گرفتار ہوتے ہین اور پھر کسی تدبیر سے رہا ہوگئے
ہین اب بھی اُسی طرح رہا ہوجائینگے جب سب نے سمجھایا امیر کو ذات خدا سے اس کی امید تو
تھی اب اور زیادہ ہوئی ہنوز امیر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے کہ حکیم طرطوس نے
اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل بجایا جائے بموجب حکم ملازمون
نے طبل جنگ بجایا جب آواز طبل جنگی کی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگی
گویا خبر اسیری سرداران دست راست لے کر دربار مین آئے اور مجراگاہ سے بادشاہ لشکر
کو مجرا کرکے باواز حزین اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اس وقت اپنے
لشکر مین حکیم طرطوس مکار و منحوس نے طبل جنگی بجایا ہی ارادہ اُس سحر بیان کا یہ ہی کہ صبح
کو میدان کارزار مین آکر پھر اپنی شعبدہ بازی دکھائے باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے

امیر کی طرف دیکھا امیر سمجھ گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی پر مانند کوس اسیری کے
چوب لگائی جائے ہنگام سحر یا اسیر ہونگے یا قتل ہونگے خواجہ نے جاکر نذر دے کر نقارۂ جنگی بجوایا
تمام شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی لشکر اسلام مین تیاری جنگ تو کیا ہوئی
مگر سردار آمادہ اسیری ہوئے جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب دستور دونون لشکر میدان
مین آگئے اور بعد درستی میدان جنگ صف آرائی ہوئی بعد نقابت و رجز خوانی کے حکیم طرطوس اُسی
طرح میدان جنگ مین آیا اور امیر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ای امیر کسی سردار کو میرے مقابلہ
کے واسطے بھیجو امیر نے دست راست کی طرف دیکھا فوراً ثریا شاہزادہ زنگبار امیر عالیمقام
سے اجازت رزم لے کر حکیم مذکور کے سامنے گیا اور برہم ہو کر کہنے لگا او پیر زمین گیر خدا تیری زبان
کو بند کرے یا تیری زبان مین ایسا زخم پڑے کہ اُس مین کیڑے پڑین اور تو کلام کرنے سے
عاجز ہو آج تو خاموش رہ اور مردانہ مجھسے مقابلہ کر دیکھ تو مین کیسا گرز گران بار تیرے سر پر مارتا
ہون کہ تو پیوند خاک ہو جائے اور قیامت تک تیرے اعضا درست نہ ہون حکیم طرطوس
نے مسکرا کر جواب دیا او زنگی سیاہ رو کیون اس قدر برہم ہوتا ہی لندھور بن سعدان برادر
خالہ زاد تیرا تجکو زندان مین بہت یاد کر رہا ہی جلد گرز کو زمین پر ڈال کر بے اختیار گھوڑے سے
کود کر اُس کے پاس چلا جا ثریا نے بمجرد سننے اس تقریر کے گرز کو خاک پر پٹکا اور بے اختیار
گھوڑے سے کود کر کپڑے اور اسلحہ نوچتا ہوا سڑی سودائی کی طرح سوے صحرا چلا چو طویل
پدر ثریا نے اُس کو آواز دی کہ ای فرزند کہان جاتا ہی ارے اِدھر آ اُس نے جواب دیا
دور ہو او نابکار مین ٹھہر نہین سکتا اپنے مالک و آقا حکیم طرطوس نامور کا حکم بجا لاتا ہون
برادر لندھور بن سعدان کے پاس جاتا ہون یہ جواب دے کر سوے صحرا جا کر نظر
سے غایب ہو گیا اور لندھور بن سعدان کے پاس زندان مین گیا بعد جانے ثریا کے
آناً فاناً سرداران دست راست حسب الطلب حکیم طرطوس کے نکلنے لگے اور سوے
زندان جانے لگے صاحب دفتر لکھتا ہی کہ قریب غروب آفتاب تک جملہ سرداران دست راست
مثل ثریا کے دیوانے ہو کر سوے صحرا گئے اور نظر سے پنہان ہو کر مقید ہو گئے صرف
کرب غازی اور امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام رہ گئے اُس وقت حکیم طرطوس
نے بآواز بلند امیر سے کہا ای امیر دیکھو اب بھی خیر ہی میرے کہنے پر عمل کرو تمھارے سردار
لشکر کو قید سے رہا کر دونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا حکیم طرطوس طبل بازگشت بجوا کر جنگگاہ
سے مع اپنی فوج کے چلا گیا اِدھر امیر اور بادشاہ لشکر و کرب غازی اور خواجہ عمر و نہایت
غمگین و ملول اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوئے لشکر ہمراہ رکاب ہوا جب اپنی بارگاہ
مین پہونچے بہت گریان ہوئے آخر کار فضل خدا پر نظر کر کے گریہ موقوف کیا اُدھر حکیم مذکور
اپنے دربار مین تخت حکومت پر جا کر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر
آ کر بیٹھے ہرمزد فرامرز اور خاقان گردون اساس اور قزل اور سرین گاؤ اور بختیارک
سب علی قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے اُس وقت ہرمزد فرامرز اور بختیارک نے از حد حکیم

طرطوس کی تعریف کمال کی اور کہا آپ پردہ دنیا پر یکتا ہین مثل آپ کے کوئی حکیم طبقہ
یونان مین نہین ہوا ہو گا حکیم طرطوس اُن کی تقریر سن کے خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اب
صرف بادشاہ لشکر اور امیر اور گرب غازی باقی ہین یا عمرو اور جملہ عیاران لشکر یا تو کل سب
کا خاتمہ کرون گا یا بادشاہ لشکر اسلام کو چھوڑ دون گا یہان تو یہ نابکار یہ تقریر کر رہے تھے
لیکن اب احوال بارگاہ امیر کا درج کیا جاتا ہے کہ امیر نے بارگاہ مین جا کر خواجہ عمرو
سے کہا ای خواجہ عمرو عیاران لشکر اسلام کو بلاؤ خواجہ نے عیارون کو طلب کیا جب سب
آئے امیر نے اُن سے فرمایا تم مین سے چند عیار اسی وقت جائین اور جلد یہ دریافت کر کے
بیان آئین کہ سرداران دست چپ اور سرداران دست راست کو حکیم طرطوس نے
کہان قید کیا ہے یا اُن کو قتل کر ڈالا ہے وہ سب کس حال مین ہین جس وقت امیر نے یہ
فرمایا گلبا د اور ابوالفتح اور سنجر بلخی اور سمک یلتاقی یہ چارون عیار مانند عناصر کے
ل کر امیر سے رخصت لے کر شکلین اپنی رنگ و روغن سے تبدیل کر کے بصورت خدمتگار
بن کر دربار مین حکیم طرطوس کے گئے اور اُس کے پس پشت کھڑے ہوئے اُس نے
فوراً اپنے ملازمون سے کہا اس وقت چار عیار لشکر امیر کے ہمارے دربار مین
خدمتگار بن کر آئے ہین اُن کو گرفتار کر لو اور اگر تم سے گرفتار نہ ہو سکین تو ہم خود گرفتار
کیے لیتے ہین یہ کہکر زمین سے مخاطب ہو کر کہا ای زمین عیاران لشکر اسلام کے پانوَن پکڑ
لے تاکہ بھاگ نہ جائین بمجرد اس کہنے کے زمین نے عیارون کے پانوَن پکڑ لیے اُسوقت ملازمان
حکیم طرطوس نے آکر چارون کو گرفتار کر لیا بعدہ قید کیا جو عیاران لشکر اسلام بعد ان
چارون عیارون کے آئے تھے وہ یہ حال دیکھکر بھاگے اور امیر سے جا کر عرض کیا کہ حضور
گلباد وغیرہ کو حکیم نابکار نے گرفتار کر لیا یہان تو ہرکارے امیر سے حال گرفتاری عیاران
کہہ رہے تھے وہان حکیم طرطوس منحوس نے پھر طبل جنگ بجانے کا حکم دیا ملازمون نے
فی الفور طبل جنگ بجایا ہرکارے خبر نواخت طبل جنگی لے کر روبروے بادشاہ لشکر اور
امیر آئے اور بقاعدہ مندرجہ عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ اس وقت پھر حکیم طرطوس
نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس کا یہ ہے کہ صبح کو پھر میدان کارزار مین مع فوج آکر دشمنی
ظاہر کرے باقی خیریت ہے بادشاہ نے آبدیدہ ہو کر طرف امیر دیکھا امیر نے خواجہ عمرو سے
کہا ای خواجہ جاؤ طبل جنگ اور نقارہ رزمی ہمارے لشکر مین بھی بجواؤ دیکھیے صبح کو کیا
ہوتا ہے میرا ارادہ ہے کہ صبح کو مین خود سامنے حکیم طرطوس کے جاؤن گا گرب غازی
نے گریان ہو کر عرض کیا یہ نہ ہو گا کہ آپ میری موجودگی مین برائے مقابلہ حکیم طرطوس
جائیے خواجہ عمرو حسب الحکم گئے اور نقارہ رزمی بجوایا جب صدائے نقارہ بلند ہوئی مردمان
سپاہ آواز نقارہ چوبی سن کے اور اُس کو آواز کوس رحلت جان کر بے اختیار نالہ و فریاد
کرنے لگے ایسا شور گریہ و بکا بلند کیا کہ صدائے نالہ و فغان گنبد گردون تک گئی امیر اپنے
مردمان لشکر کو نالان و گریان پا کر ملول ہوئے اور حکیم طرطوس اور ہرمز و فرامرز و بختیارک

شور فریاد مردمان لشکر اسلام سن کے نہایت خوش ہوئے عرض بعوض تیاری جنگ لشکر امیر مین
سب نے گریہ وزاری مین شب بسر کی جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام مع امیر باتوقیر اور کرب
غازی اور جملہ سپاہ میدان جنگ مین گریہ کنان گئے اُدھر سے حکیم طرطوس بدستور قدیم میدان
مصاف مین آیا اور بعد درستی میدان حرب اور صف آرائی اور نقابت نقبا کے حکیم طرطوس
نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بیچ مین میدان جنگ کے آکر گھوڑے کو روک کر باواز بلند
پکار کر کہا ای امیر کسی کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجئے یا خود آکر مجھسے مقابلہ کیجیے میرے کہنے پر عمل
نہ کیا اب اُس کا نتیجہ دیکھو یہ کہکر خاموش ہوا اُس وقت امیر نے یاد سرداران لشکر مین اپنی
زندگی سے بیزار ہوکر اشقر دیوزاد کو آگے بڑھایا کرب غازی نے روکر بصد عجز عرض کیا آپ
مقابلہ کو نہ جائیے مجھے اجازت دیجیے آخر مجبور ہوکر امیر نے اُن کو اجازت دی وہ دلاور مرکب
کو جولان کرکے شمشیر بکف غصہ مین بھرا ہوا روبرو حکیم طرطوس کے گیا اور کہنے لگا او حکیم ساحر
سیرت معلوم یہ ہوتا ہی کہ تو نامرد ہی اگر مرد ہوتا تو تیغ و تبر سے لڑتا سحر یا کوئی شعبدہ نہ کرتا حکیم
نے قہقہہ مار کر جواب دیا او کرب غازی کیون غصہ سے بھرا رہا ہی جلد تلوار اپنے ہاتھ سے
زمین پر ڈال کر مرکب سے اُتر کر گریبان پھاڑ کر لباس تن چاک چاک کرکے جہان سب دست
راستی اور دست چپی قید ہین تو بھی جا صاحب دفتر لکھتا ہی کہ فوراً کرب غازی نے تلوار ہاتھ
سے خاک پر ڈالدی اور مرکب سے اُتر کر گریبان پھاڑ کر پھر لباس چاک چاک کرتا ہوا کرتا
ہوا دیوانے کے مانند سوے صحرا روانہ ہوا بادشاہ لشکر اور امیر اور جملہ مردمان لشکر دیکھتے
رہے وہ دور جاکر نظر سے غائب ہوگیا اور سرداران دست راستی مین جاکر قید ہوگیا مردمان
لشکر اسلام یہ دیکھکر آہ و بکا کرنے لگے اُس وقت امیر نے اپنے دست راست اور دست چپ
کی طرف دیکھا کسی سردار کو نہ پایا وہ صدمہ جانکاہ ہوا کہ قریب تھا روح تن سے نکل جائے
عمرو امیر کو اس درجہ غمگین دیکھکر رونے لگا ہر چند کہ ہمیشہ ذکر موت زبان پر نہ لاتا تھا اور دل
مین خواہش مرگ نہ کرتا تھا مگر اس وقت بے اختیار کہنے لگا کہ ای خواجہ ایسی زندگی سے تو موت
آجائے جب زبان پر ذکر موت آیا حواس مین آکر دل مین کہنے لگا ای خواجہ تم نے موت کو یاد کیا
بہت بُرا کیا مگر خیر ابھی ایک ہی مرتبہ یاد کیا ہی اگر تین مرتبہ یاد کرتے تو البتہ سیر ملک عدم کی حسب عاد
ضرور ہی کرتے ابھی خواجہ اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ ناگاہ حکیم طرطوس نے پکار کر کہا
ای امیر اب یا آپ آئیے یا اپنے بادشاہ لشکر کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجیے بادشاہ لشکر موصوف
نے ارادہ جانے کا کیا تھا کہ امیر نے بڑھ کر اُن کو روکا اور عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ سپہ سالار
موجود ہو اور بادشاہ حریف کے سامنے جائے پہلے مجھے جانے دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ
مجھسے بخوبی تمام انتظام لشکر ایسی حالت رنج و غم مین نہ ہو سکے گا اور آپ انتظام بخوبی کر لیجیے گا
مردمان لشکر کو متفرق نہ ہونے دیجیے گا اس وجہ سے پہلے میرا ہی جانا بہتر ہی امیر نے عرض کیا مین
آپ کو کسی طرح نہ جانے دونگا ہان بعد میرے آپ کو اختیار ہی بادشاہ لشکر امیر کے اصرار سے
مجبور ہوئے امیر باتوقیر آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہوکر حکیم طرطوس کے روبرو گئے اور اشقر دیوزاد

کو روک کر حکیم طرطوس سے گویا ہوئے کہ ای حکیم صاحب تقاضاے مردی و مردانگی تو یہ ہی
کہ دلیرانہ تیغ و نیزہ و گرز سے مجھپر وار کیجیے اور میرا بھی وار رو کیے یہ جو آپ کوئی شعبدہ کرتے ہین
یا کوئی سحر کرتے ہین اسسے موقوف کیجیے دلیرانہ گرفتار کرکے قید کیجیے تو لطف ہی حکیم طرطوس نے
مسکراکر جواب دیا کہ ای امیر پہلے مین نے تم سے بہت عاجزی کی تھی اور کہا تھا کہ ہرمزو فرامرز پر
رحم کیجیے ان کو ممالک موروثی پر قابض و متصرف کرکے انکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کیجیے
آپ نے مجھ بڈھے کا کہنا کم قوت و ناتوان جان کر نہ مانا اور اُس کہنے پر ہرگز عمل نہ کیا نتیجہ بھی آپ
نے کہنا نہ ماننے کا دیکھ لیا آپ کی سرکشی اور غرور نے آپ کو یہ دن دکھایا خیر اب بھی مین آپ پر رحم
کرتا ہون کیونکہ تم خواجہ عبدالمطلب کے فرزند ہو ذی عزت و ذی وقار ہو زندان مین جاکر
زنجیر و طوق مین گرفتار نہ ہو جو مین نے قبل کہا تھا اُس پر عمل کرو امیر نے جواب دیا استغفر اللہ جو
کہا وہ کہا کہین مردان عالم اپنے سخن سے پھرتے ہین مین ہرگز کافرون کی اطاعت نہ کرونگا اگر وہ مسلمان
ہوتے تو اُن کی اطاعت شاید اختیار کرلیتا اور اب انکی اطاعت قبول کرنے مین میرے واسطے
بڑی بدنامی ہی کیونکہ عہد شکن مشہور ہو جاؤنگا سب کہینگے کہ امیر نے عہد کیا تھا کہ جبتک
ہرمزو فرامرز کو قتل نہ کرونگا اُسوقت تک جہاد سے باز نہ آؤنگا اور انکے تعاقب سے دست بردار نہونگا
یہ کیا خلاف عہد امیر نے کیا کہ بغیر اُن کے مسلمان کیے اور قتل کیے جہاد سے اور اُنکے تعاقب
سے باز آئے اور اُن کی اطاعت قبول کرلی حکیم طرطوس نے تقریر امیر باتوقیر کی سُن کے
کہا اچھا اگر میرے کہنے پر عمل کرنا منظور نہین ہی تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر تمام اسلحہ اپنے تن
سے اُتار کر لباس تن پارہ پارہ کرکے اپنے سرداران لشکر مین جاکر بیٹھو دیر نہ لگاؤ امیر
نے بموجب کہنے حکیم طرطوس کے مرکب سے اُتر کر اسلحہ اُتار کر لباس پارہ پارہ کرکے دیوانہ
کے مانند سوے صحرا روانہ ہوئے عمرو پیچھے امیر کے روتا ہوا دوڑا اور پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ای
امیر اسم اعظم پڑھیے شاید ببرکت اسم اعظم آپ اپنے حواس مین آجائیے یہ دیوانگی دور ہو جائے
ہرچند عمرو نے کہا لیکن امیر نے اُس کو کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ عمرو کثرت غم و الم سے روتے
روتے اور دوڑتے دوڑتے زمین پر گر پڑا امیر دور جاکر نظر مردم سے غائب ہوگئے اور سرداران
لشکر اسلام کے پاس پہونچکر اسیر ہوگئے اُسوقت عمرو کا رونا اور اپنے تئین زمین پر متواتر
گرانا اور سر پتھرون سے پھوڑنے کا قصد کرنا مردمان لشکر کا اُسے پکڑنا اور اپنے تئین ہلاک
کرنے سے باز رکھنا اور بادشاہ لشکر کا بے اختیار گریہ کرنا اور مردمان سپاہ کا فریاد و فغان
باواز بلند کرنا اور سینہ و سر پیٹنا کیا تحریر کیا جائے وہ میدان جنگ اہل اسلام کے نالہ و فریاد
سے گویا میدان حشر معلوم ہوتا تھا حکیم طرطوس میدان جنگ مین کھڑا ہوا اہل اسلام کا احوال بنظر
غور دیکھ رہا تھا ہرمزو فرامرز اور بختیارک اور خاقان وغیرہ یہ حال عمرو اور بادشاہ لشکر
اسلام اور جملہ مردمان فوج اسلام کا دیکھکر مثل گل خندان تھے اور حکیم طرطوس کی ازحد تعریف
کرکے کہتے تھے کہ بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے حکیم طرطوس نے امیر اور سرداران امیر کو سزا
دی ہی اور سرکشی اُن کی خاک مین ملائی ہی ایسی تو تباہی اور ذلت امیر اور سرداران امیر کی شاید

کبھی نہ ہوئی ہوگی شکر ہی کہ مراد ہماری بر آئی اب حکیم صاحب کو لازم ہی کہ امیر اور جملہ سرداران
لشکر کو قتل کر ڈالین ان کا نام و نشان بھی روے زمین پر نہ رکھین فقط قید کر لینے پر اکتفا نکرین
کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ امیر اور سرداران لشکر اسیر قید ہوے ہین اور پھر عیارون نے عیاریان کر کے اُن کو رہا کر لیا
ہی ابھی عمرو اور جملہ عیاران لشکر اسلام موجود ہین ان سے خوف بہت ہی یہ سب عیار بلاے روزگار
ہین خصوصًا عمرو تو وہ بد بلا ہی کہ جس کا مثل و نظیر کوئی آسیب دیو بھی نہین ہی علاوہ اس کے ان مسلمانون
کے زمین و آسمان سے مددگار پیدا ہو جاتے ہین فی الحال بدیع الزمان بھی کہین گیا ہوا ہی اگر وہ آجائے
یا آسمان پری اور قریشیہ سلطان اور قمرزاد وغیرہ آجائین تو آفت برپا کرین ہرمز و فرامرز اور بختیارک
تقریر مندرجہ بالا کر رہے تھے اور بادشاہ اور عمرو اور تمامی مردمان لشکر اسلام کا کثرت گریہ و بکا
سے عجب حال تھا حکیم طرطوس اُن سب کو روتا دیکھکر ہنستا تھا اور کہتا تھا ابھی کیا روتے ہو
کل پرسون تک خوب روؤ گے یہانتک کہ روتے روتے مرجاؤ گے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر
میدان جنگ سے اپنے دربار مین آیا اثناے راہ مین بختیارک اپنے خیمہ مین واسطے ایک
ضرورت کے گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام اور خواجہ عمرو مع تمامی مردمان سپاہ با نالہ و آہ فرودگاہ
فوج کی طرف روانہ ہوئے اہل لشکر تو اپنے خیام مین مرکبون سے اُتر کر فریاد کنان داخل ہوئے
لیکن بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین تخت حکومت سے بیزار ہو کر فرش پر غمگین اسطرح
بیٹھے جیسے کوئی صف ماتم پر کسی مردہ کے بیٹھتا ہی خواجہ عمرو نے بادشاہ سے عرض کیا حضور یہان
تشریف نرکھین یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی آپ تخت پر جلوہ فرما ہون یہان بیٹھنا آپ کا ایک
بدشگونی ہی بادشاہ نے رو کر جواب دیا ای خواجہ اب کیسا تخت اور کیسا تاج جب امیر اور سرداران
لشکر ایسے ظالم کی قید مین پھنسے کہ جس کی قید سے اُن کا رہا ہونا دشوار ہی تو مین بادشاہت کیا کرون
لطف حکومت باقی نہ رہا بلکہ زندگی کا مزہ جاتا رہا اب تو یہی دل چاہتا ہی کہ خودکشی کرون کسی طرح
امیر وغیرہ کے صدمے مین جان دیدون عمرو اور اکثر عیارون نے دست بستہ عرض کیا حضور
تخت پر رونق افزا ہون عنایات خدا سے نا امید نہ ہون کوئی نہ کوئی تدبیر رہائی امیر و سرداران لشکر
امیر کشورگیر کی عمل مین آئیگی چالاک اور برق فرنگی نے عرض کیا حضور ہم ابھی جاتے ہین اگر خدا
چاہتا ہی تو آپ کے اقبال سے دن دہاڑے عیاری جا کر کرتے ہین اور حکیم طرطوس کو ہلاک کرتے
ہین اور امیر اور جملہ سرداران لشکر امیر با توقیر کو قید سے رہا کرتے ہین بادشاہ کا چالاک اور برق
وغیرہ کی گفتگو سن کے تخت پر جا کر بیٹھے یہ دونون عیار رنگ و روغن سے نازنینان خوبرو کی صورت بنکر
زیور و لباس زنانہ پہن کر اور چند عیارون کو بصورت تبدیل ہمراہ لے کر گاڑی پر سوار ہو کر طرف
طرطوسیہ کے روانہ ہوئے جب شہر مین پہونچے رتھ سے اُتر کر ایک خیمہ کے قریب زمین پر فرش بچھوا کر
بیٹھے اور اپنے ہمراہی عیار کہ وہ سازندہ تھے اُن سے کہا ذرا ساز درست کر کے بجاؤ وہ سازون کو
درست کر کے بجانے لگے نازنینان نقلی گانے لگین اُن کی تانین اور خوش گلوئی اور صورتون پر نظر کر کے
مردمان بازاری جمع ہو گئے اور تعریف اُن کے گانے کی کرنے لگے حسب اتفاق جس جگہ وہ نازنینان مذکور
گا رہی تھین وہ مقام لشکرگاہ تھا اور خیمہ بختیارک کا بھی وہین تھا بختیارک نے جو تانین اُن

نازنینون کی سنین جلدی سے بیت الخلا سے نکل کر خیمہ کے باہر آیا اور مجمع مردم کو ہٹا ہوا اُن کی صورتین دیکھکر اور اشعار غزل عاشقانہ سُن کے بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا آج روز نہایت خوشی کا ہی کہ امیر اور جملہ سرداران لشکر اسلام قید ہو گئے آج تو جشن کرنا لازم ہی اور بزم طرب آراستہ کرنا حکیم طرطوس کو مناسب ہی لہذا توان نازنینان خوبرو و خوش گلو کو ہمراہ اپنے دربار حکیم طرطوس مین لے چل اور اُن سے کہ کہ آج بزم طرب آراستہ کر کے ان نازنینون کا گانا سنیے کیونکہ آج روز خوشی کا ہی امیر بھی قید ہو چکے ہین لشکر اسلام مین خاک اُڑ رہی ہی صدائے نالہ و فریاد بلند ہی ہم کو خوشی ہی یہ خیال کر کے اُن نازنینون سے کہا کہ ای نازنینان خوش جمال وای مہ جبینان زہرہ خصال تم ابھی مع اپنے سازندون کے ہمارے ساتھ دربار حکیم طرطوس مین چلو اُس کے روبرو رقص و نغمہ کرو تم کو انعام کثیر ملے گا نازنینون نے بہ ناز و ادا جواب دیا سچ کہو دل لگی تو نہین کرتے ہو گانے کے بہانے سے اور کسی مطلب کے واسطے تو نہین لیے جاتے ہو بختیارک یہ تقریر انکی سُن کے بے اختیار ہنس دیا اور اُن کی تقریر نے ایسا کچھ اثر دکھایا کہ وہ مائل بھی ہوا اور اُن کے جواب مین کہنے لگا مین دراصل سچ کہتا ہون دربار مین میرے ساتھ چلو وہان سے پھر اس خیمہ مین کہ میرا خیمہ ہی آنا شب کو ہمارے ہی خیمہ مین رہنا ہم بھی جنس وصل کے خریدار ہین زر کثیر دینگے نازنینون نے جواب دیا ہٹو تم کیا دو گے اور کیا ہماری ناز برداری کرو گے اسی منہ پر اور ایسی ہی صورت و حیثیت پر ہم سے وصل کرو گے ہم کو تو ہرگز یقین نہین آتا ہی تم تو ایسے معلوم ہوتے ہو جیسے کوئی محتاج کا تستھ ہوتا ہی بختیارک نے جواب دیا تم مجھے نہین جانتین تو مین بختیارک وزیر اعظم نوشیروان کا ہون لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا آدمی ہون میری حیثیت پر نظر نہ کرو مین ہمیشہ ایسی ہی پوشاک پہنتا ہون غرض تا دیر بختیارک اور ان نازنینون مین باتین اسی طور کی رہین آخرکار بختیارک ان کو مع اُن کے سازندون کے دربار مین حکیم طرطوس کے لے گیا اور حکیم صاحب سے کہنے لگا حضور یہ نازنینان خوش جمال کیا خوب گاتی ہین آج روز خوشی ہی کہ آپ نے امیر کو بھی اسیر کیا ہی بزم عیش آراستہ فرما کر انکا گانا سنیے نہایت محظوظ ہو جیے گا حکیم طرطوس نے اُن نازنینون کو غور سے دیکھکر بختیارک سے کہا ای ملک جی خیر اگر تم ان کو لائے ہو تو ان سے کہو کہ ہمارے روبرو کچھ گائین اور رقص کرین بختیارک نے نازنینان مذکورہ سے گانے کو کہا انھون نے حکیم مذکور کو بناز و ادا سلام کیا اور اپنے سازندون سے کہنے لگین جلد سازون کو درست کرو انھون نے ساز درست کیے ایک نازنین ناچنے لگی حکیم طرطوس اُس کے رقص کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ نازنین مثل برق کے رقص کرنے مین تڑپ جاتی ہی نازنین اُس کی اس تعریف سے کچھ ڈری اور چند اشعار ایک غزل کے گا کر دوسری نازنین سے کہنے لگی اب تم رقص کرو اور کچھ گاؤ مین اب نہ گاؤن گی کیونکہ نشہ شراب کا اُتر گیا ہی طبیعت بے لطف ہی حکیم طرطوس نے اُس کی تقریر سُن کے پوچھا کیا تو شراب پیتی ہی اُس نے عرض کیا حضور شراب تو پیتی ہون لیکن ساقی گری مین کمال رکھتی ہون حکیم طرطوس نے اُسے کشتی شراب کی منگوا دی وہ شراب کو دیکھکر اور کچھ الٹ پلٹ کر کے موافق اپنی طبیعت کے اُسے درست کر کے کہنے لگی اگر حکم ہو تو حضور کو شراب پلاؤن اور جملہ

اہل دربار کو بھی ساغری دون حکیم طرطوس نے جواب دیا کہ مین تو شراب نہین پیتا الا بعد تھوڑی
دیر کے تو اہل دربار کو شراب پلا اپنا رنگ جما یہ کہکر دوسری نازنین سے کہا اب تم بھی اپنا کمال
دکھاؤ وہ بعد رقص کرنے کے ایک غزل عاشقانہ گانے لگی حکیم طرطوس نے اُس کے رقص کو
دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا دیکھنا یہ نازنین کسقدر چالاک ہی نازنین یہ تقریر اُسکی سُنکے
ذرا افسردہ ہوئی اس اثنا مین نازنین اولی نے قصد ہی پانے کا کیا حکیم طرطوس نے مسکرا کر کہا ای
برق فرنگی اور اے چالاک بن عمرو تم نے اسقدر رنگ و روغن محض برباد کیا اور میان آکر
اتنا ناچے اور گائے یہ بھی بے سود ہوا مین نے دیکھتے ہی تمکو پہچان لیا اب تم شراب مین بیہوشی ملاکر
مجکو اور اہل دربار کو پلا کر سب کو بیہوش کرنا چاہتے ہو اور میرا قتل کرنا تمکو منظور ہی یہ بہت مشکل
ہی مجکو بھی تم نے اور کوئی نادان او غافل تصور کیا ہی چالاک بن عمرو اور برق فرنگی وغیرہ
عیار یہ گفتار حکیم طرطوس کی سُنکے چاہتے تھے کہ اُس پر حلقہ ہاے کمند مارین اور حباب بیہوشی
مار کر بیہوش کرین ناگاہ اُس نے کہا ای زمین ان عیارون کے پاؤن پکڑ لے اُسی وقت فوراً
زمین نے پاؤن سب عیارون کے پکڑ لیے عیارون نے مجبور ہوکر کسی نے خنجر اور کسی نے کارد
اور کسی نے نیمچہ اور کسی نے تیر دور سے اُن کو کھینچکر مار اسب حربے اُس پر پڑے لیکن کچھ فائدہ
نہ ہوا یعنی حکیم طرطوس زخمی اور قتل نہ ہوا اُس وقت حکیم طرطوس نے اُن سے کہا اگر اسی
طرح تمام زندگی اپنی مجھپر حربے لگاؤ گے تو بھی مین ہلاک نہ ہونگا کیون اپنے ہاتھ تھکاتے ہو
ابھی حکیم طرطوس یہ کہہ رہا تھا کہ اُس کے ملازمون نے ہجوم کرکے اُن سب کو گرفتار کرکے
ایک جگہ قید کیا ہرکارون نے لشکر اسلام کے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ چالاک بن عمرو و
برق فرنگی وغیرہ کو حکیم طرطوس نے پہچان کر قید کیا سعد بن قباد یہ بیدار مغزی حکیم طرطوس
کی سُنکے خواجہ عمرو سے فرمانے لگے ای خواجہ عمرو چالاک و برق فرنگی وہ عیار ہین کہ اُن کو
اپنی عیاری پر ناز ہی وہ دعوی کرکے گئے تھے یہ حکیم نہین معلوم کیسا حکمت کا پتلا ہی کہ اُن کو بھی
اس نابکار نے گرفتار کر لیا اور دیکھتے ہی پہچان لیا نتیجہ اس میری تقریر کا یہ ہی کہ اب عیارونکی عیاری
سے بھی کچھ فائدہ نہوگا امیر با توقیر اور سرداران لشکر رہا نہونگے لہذا میرا زندہ رہنا بیکار ہی یہ
یہ کہکر جو انگشت مین انگوٹھی نگینہ الماس کی تھی اُسے اُتار کر اور نگینہ اُس کا انگشتری سے جدا کرکے
چاہا کہ یہ پیسکر کھاؤن اور جان اپنی دیدون اُسوقت بہت سے عیاران لشکر دست و پا سے
لپٹ گئے اور رونے لگے خصوصاً خواجہ عمرو نے عرض کیا ابھی حضور سودۂ الماس سے اپنے
تئین ہلاک نہ کرین آج کی شب مین جاکر عیاری کرونگا اگر خدا چاہے گا تو حکیم طرطوس ملعون
کو ہلاک کرونگا بادشاہ خواجہ عمرو کے کہنے سے بالفعل خودکشی سے باز رہے اور صف ماتم بچھوائی
اور تخت سے اُتر کر اس پر بیٹھے ہرچند خواجہ عمرو اور دیگر عیارون نے منع کیا مگر نہ مانا اور جواب دیا
مجکو اب فقط ذات خدا سے توامید ہی کہ امیر وغیرہ رہا ہون ورنہ امید نہین کہ امیر اور سرداران لشکر
کی رہائی ہو مین سب کو مردہ تصور کرتا ہون یہ تقریر بادشاہ کی سُنکے عمرو اور سب عیار روئے
اور شور نالہ و فریاد بلند کیا جب وہ روز گذرا اور شب ہوئی حکیم طرطوس نے دربار برخاست

کرکے ہرمز و فرامرز سے کہا کہ مین بارہ برس سے ایک دم بھی نہین سویا ہون آج کی شب سوؤنگا
اور غافل ہوکے سوؤنگا بختیارک نے عرض کیا حضور ابھی ایک دشمن قوی جس کا نام عمرو ہی
وہ گرفتار نہین ہوا آپ غافل ہوکر سونے کو کہتے ہین مجھے تردد ہی حکیم طرطوس نے مسکرا کر
جواب دیا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی جو کوئی میرے قتل کرنے کو آئے گا مین سوتا رہونگا اور وہ گرفتار
ہو جائے گا بختیارک یہ سنکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ ایک حکیم کامل ہی اور بلا کا بیدار مغز ہی
بیشک عمرو کے باپ سے بھی یہ قتل نہ ہوگا ابھی بختیارک دل مین یہ کہ رہا تھا کہ حکیم طرطوس
تخت حکومت سے اُٹھا اور داخل محلسرا ہوا اہل دربار وغیرہ اپنے اپنے مکان اور بارگاہ مین گئے
بختیارک بھی اپنی بارگاہ مین آیا حکیم طرطوس محلسرا مین جاکر بستر خواب پر لیٹا اور لیٹتے ہی سوگیا
ادھر خواجہ عمرو نے تمام تبرکات پیغمبران عالی صفات کے اپنے جسم پر آراستہ کیے اور گلیم اوڑھکر
بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکر بہزار دشواری اندر محلسرا کے حکیم طرطوس کے گیا جب قریب
اُس کی خوابگاہ کے پہونچا دیکھا کہ حکیم غافل سو رہا ہی خواجہ عمرو اُس کو سوتا دیکھکر از حد خوش
ہوا اور رخ سے گلیم سرکا کر چاہا کہ خنجر اُس کے گلے پر روان کرے ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام
بحکم خالق خاص و عام اُس جگہ تشریف لائے اور خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اے خواجہ خبردار حکیم
طرطوس کے گلے پر خنجر نہ پھیرنا یہ خنجر وغیرہ سے ہرگز قتل نہوگا بلکہ جس وقت تم اس کے گلے پر خنجر
رکھوگے خود گرفتار ہو جاؤگے خواجہ عمرو نے حضرت خضر کو تسلیم کرکے پوچھا پھر کیا کرون
کیونکر اسکو ہلاک کرون اُن جناب نے فرمایا جلد یہان سے بارگاہ سلیمانی مین جا وہان عبدالرحمٰن
جنی بیٹھا ہوا ہی جو کچھ وہ کہے اُس پر عمل کر عمرو بموجب ہدایت و رہنمائی جناب خضر علیہ السلام کے
محلسرا سے نکل کر بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا تو واقعی قریب بادشاہ کے عبدالرحمٰن جنی بیٹھا ہوا ہی
خواجہ عمرو نے اُس کو سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر کہا ہم تو تمھارے منتظر تھے خواجہ عمرو نے
جواب دیا مین حکیم طرطوس کی محلسرا مین گیا تھا اُس کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ حضرت
خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے فرمایا جلد جا عبدالرحمٰن جنی سے ملاقات کر جو وہ کہے وہی
تدبیر کر پس مین آیا ہون جو کچھ آپ ارشاد فرمائیے وہ تدبیر کرون اور یہ تو بتائیے کہ آپ کا اسوقت
یہان آنا کس طرح ہوا عبدالرحمٰن جنی نے کہا مین نے پردۂ قاف مین بجائے خود امیر کا خیال کرکے
بذریعہ علم رمل جو حال امیر با توقیر کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ امیر اور سرداران لشکر امیر کو حکیم
طرطوس نے قید کیا ہی فقط بادشاہ لشکر اسلام باقی ہین مردمان لشکر اسلام نالہ و فغان کر رہے ہین
یہ حال دریافت کرکے بصد عجلت وہان سے روانہ ہوکر یہان آیا ہون تدبیر اس حکیم کے ہلاک کرنے
کی یہ ہی کہ پہلے ڈھائی منجم کامل یکجا ہون پھر ایک تدبیر ہلاکت حکیم طرطوس کی سوچی جائے گی
خواجہ عمرو نے کہا ڈھائی منجم کہان سے آئین عبدالرحمٰن جنی نے جواب دیا ایک منجم تو مین ہون
اور آدھے منجم تم ہو اور ایک منجم حکیم بزرجمہر ہین وہ پردۂ قاف مین تشریف فرما ہین اُن کو مین ابھی بلواتا
ہون یہ کہکر جو دیو کہ خواجہ عبدالرحمٰن جنی کے ہمراہ آئے تھے اُنمین سے ایک دیو سے کہا کہ تو جلد تر پردۂ
قاف مین جاکر حکیم بزرجمہر کو ہمارے پاس لے آ اور کہنا کہ کار ضروری ہی اور تمام حال امیر اور

سرداران لشکر امیر کی گرفتاری کا بھی کہد بنا دیو مذکور بموجب حکم جلد تر سوے پردۂ قاف روانہ
ہوا اور قاف مین پہونچکر تمام حال حکیم بزرجمہر سے بیان کرکے کہا بہت جلد تشریف لے چلیے حضور
کو عبد الرحمٰن جنی نے بلایا ہی حکیم بزرجمہر نے تقریر اُس دیو کی سُنکے فی الفور دیوون کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا کہ تم مجکو بمقام طرطوسیہ جلد پہونچا دو وہ ایک تخت لائے اور خواجہ
بزرجمہر کو اُس تخت پر سوار کیا اور وہان سے روانہ ہوئے اور بعضے داستان گویون نے یون بیان
کیا ہی کہ جس دیو کو عبد الرحمٰن جنی نے بطلب خواجہ بزرجمہر روانہ کیا تھا وہی دیو اپنے دوش
پر سوار کرکے عبد الرحمٰن جنی کے پاس لایا غرض بہر طور پردۂ قاف سے بارگاہ سلیمانی مین تشریف
لائے اور بعد اداے سلام اور جواب سلام کے عبد الرحمٰن جنی نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ
مین نے آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہی کہ امیر اور سرداران امیر کو حکیم طرطوس نے قید کرلیا
ہی اُن کو رہا کیجیے اور حکیم مذکور کو ہلاک کیجیے کیونکہ اُس نامسلمان نے ہرمز و فرامرز وغیرہ کفار
کی شرکت اور اطاعت کرکے امیر اور سرداران و بہادران لشکر اسلام کو قید کیا ہی بزرجمہر نے
جواب دیا بہتر ہی عبد الرحمٰن جنی نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر کہا اے خواجہ آگاہ ہو کہ حکیم
طرطوس عامل دو ستارون کا ہی ایک زہرہ اور دوسرا قمر تا وقتیکہ یہ دونون ستارے اُس کے
قبضہ عمل سے نہ نکالے جائینگے حکیم طرطوس کی قید سے امیر اور سرداران امیر رہا نہ ہونگے اور نہ
وہ ہلاک ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ وہ دونون ستارے کیونکر اُس کے قبضہ سے نکالے جائینگے
عبد الرحمٰن جنی نے جواب دیا مین عمل پڑھتا ہون بعد اتمام عمل ایک بحر ذخار پیدا ہوگا تم ایک
شیشہ جلاجل تیار کرو جس وقت وہ بحر ذخار پیدا ہو تم اور خواجہ بزرجمہر فی الفور میرے اشارہ
سے دریا مین کود پڑنا تاثیر عمل سے تم مکان زہرہ تک پہونچوگے فوراً ستارۂ مذکور کو شیشۂ مسطور مین
بند کرکے وہ شیشہ خواجہ بزرجمہر کو دیدینا یہ بقوت خدا اور عمل کی برکت سے ستارۂ قمر کے قریب
پہونچینگے اور اُسی شیشہ مین اُس کو مع تھوڑے پانی کے بند کرلینگے جب وہ دریاے مذکور سے
باہر آئین تم بھی فوراً اُن کے ہمراہ اُس دریاے ناپیدا کنار سے نکل آنا اس تدبیر اور ترکیب سے
زہرہ و قمر دونون ستارے حکیم طرطوس کے قبضہ سے نکل آئینگے خواجہ عمرو نے جواب دیا اچھا
مین شیشہ جلاجل تیار کرتا ہون آپ عمل پڑھیے جب اشارہ کیجیے گا ہم دریاے مواج مین مع خواجہ
بزرجمہر کود پڑینگے اور ستارہ زہرہ اور قمر کو شیشہ مین بند کرلینگے یہ کہکر خواجہ عمرو شیشہ کے تیار
کرنے مین مصروف ہوئے ادھر عبد الرحمٰن جنی عمل خوانی مین وضو کرکے اور اشیاے بخورات
سلگا کر مشغول ہوئے اور دو پہر رات تک پڑھا کیے جب عمل تمام ہوا تاثیر عمل سے بحر ذخار پیدا
ہوا عبد الرحمٰن جنی نے خواجہ بزرجمہر اور عمرو کو سوے بحر ذخار اشارہ کودنے کا کیا فوراً
دونون شخص دریاے مذکور مین کود پہلے عمرو نے شیشہ جلاجل مین ستارۂ زہرہ کو بند کیا پھر
خواجہ بزرجمہر کو وہی شیشہ دیدیا اُنھون نے ستارۂ قمر کی منزل پر پہونچکر اُس شیشہ مین مع
آب اُس بحر مواج کے بند کرلیا دریا مین تلاطم پیدا ہوا موجین سربلند ہونے لگین عمرو اور خواجہ
بزرجمہر جلدی سے نکل آئے بعد اس کے جو دیکھا تو نام و نشان بھی پانی و دریا کا نہ دیکھا نہایت

حیرت ہوئی جب وہ شیشہ عبدالرحمن جنی کے پاس خواجہ بزرجمہر لائے عبدالرحمن جنی
نے خدا کا شکر کرکے خواجہ عمرو سے کہا تو اس شیشہ کو اور جلد خوابگاہ حکیم طرطوس پر
جاؤ اگر وہ سوتا ہو تو سرہانے اُس کے کھڑے رہنا جب وہ بیدار ہو تو تھوڑا سا پانی اُسی شیشہ
کا ایک جام بلورین مین اُسے دینا وہ لیکر پیے گا پھر قدرت خدا اور تاثیر عمل کی دیکھنا خواجہ عمرو نے
تمام تقریر عبدالرحمن جنی کی سُن کے اور خوب یاد کرکے وہ شیشہ ہاتھ مین لیکر اور گلیم
اوڑھ کر کمند دیوار محلسرا پر مار کر اور بذریعہ کمند محلسرا مین جا کر قریب حکیم طرطوس نابکار
کے پہونچے اُس وقت دو گھڑی رات باقی تھی خواجہ عمرو نامدار نے گلیم اُتار کر دیکھا تو حکیم
طرطوس سو رہا ہے یہ شیشہ و جام لیے ہوئے سرہانے اُس کے کھڑے رہے جب صبح
ہوئی تو حکیم طرطوس خواب سے بیدار ہوا اور سوے فلک دیکھنے لگا زہرہ اور قمر دونون
ستارے اُس کو نظر نہ آئے وہ نہایت درجہ متوحش و پریشان ہوا اور گھبرا کر آنکھین مل کے
بہت غور سے دیکھنے لگا اُس وقت اُس پر تشنگی نے از حد غلبہ کیا اُسی عالم حیرت و تشنگی
مین کہنے لگا ارے کوئی حاضر ہو جلد مجھکو پانی پلاے شدت تشنگی سے میرا کلیجہ کباب ہوا
جاتا ہے اور آثار بد پائے جاتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے دونون ستارے نظر سے غائب ہین مجھکو
دکھائی نہین دیتے بارہ برس تک عمل خوانی کرکے جن ستارون کو اپنے قبضہ مین کیا تھا وہ
نہین معلوم کیونکر سے میرے قبضہ سے نکل گئے مین از حد متفکر ہون اور مجھکو کمال حیرت ہے
اور یہی باعث ہے جو اس شدت سے پیاس معلوم ہوتی ہے ہاے بڑا غضب ہو گیا خدا کے
واسطے مجھپر رحم کرکے جلد کوئی مجھے پانی پلا دے کہ کثرت تشنگی سے حال میرا بہت سقیم
ہوا جاتا ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کہ سرہانے حکیم طرطوس کے شیشہ و جام لیے ہوئے
وقت کے منتظر کھڑے تھے فوراً اُسی شیشہ سے پانی جام مین بھر کر حکیم طرطوس کو ہاتھ بڑھا کر
دیا وہ اُس پانی کو آب حیات اُس پیاس مین تصور کرکے پی گیا بعد پینے اُس پانی کے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور مثل ماہی بے آب کے فرش خواب پر تڑپنے لگا اور ایک لمحہ مین
اُس آب کی اور شیشہ کی تاثیر سے تمام اعضا اُس کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے ہنگام صبح کا دم
روح اُس کی تن سے نکل کر سوے ملک عدم روانہ ہوئی خواجہ عمرو فوراً وہان سے گلیم اوڑھکر
بذریعہ کمند محلسرا سے باہر آئے اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک زندان نہایت وسیع کئی کوس
کے گرد مین بنا ہے اُس مین سے امیر حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام زنجیر و طوق
وغیرہ توڑ کر اور ہوش مین آ کر نکل کر باہر آتے ہین خواجہ عمرو امیر وغیرہ کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئے اور صاحبقران والاشان کے قدمون پر گرے امیر نے اور جملہ سردارون نے
خواجہ عمرو سے پوچھا ہم کو یہان کس نے قید کیا تھا ہم تو حکیم طرطوس کے مقابل مع لشکر مقیم
تھے خواجہ عمرو نے عرض کیا حکیم طرطوس کے قبضہ مین دو ستارے تھے اُنہین کی وجہ سے
آپ سب صاحب مسخر ہو گئے تھے اور آپ بیخود ہو کر اُس کے کہنے سے خود یہان آ کر قید ہوئے
تھے اب افضال خدا سے اور عبدالرحمن جنی اور خواجہ بزرجمہر اور اس خادم کی شرکت سے ایسی

تدبیر کی گئی کہ حکیم طرطوس ہلاک ہوگیا مین ابھی اُسے ہلاک کرکے آتا ہون امیر با توقیر نے ارشاد
فرمایا تم نے کیونکر اُسے ہلاک کیا خواجہ عمرو نے تمام حال مفصل بیان کیا صاحبقران ذیشان
و سرداران اقبال نشان بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت ارادہ یورش کا کیا یہ خبر ہرمز و فرامرز
اور خاقان اور سرین گاو اور فرزیل اور سرداران لشکر حکیم طرطوس کو پہونچی سبکے سب
مسلح ہوکر مع اپنی اپنی فوج کے روبروے امیر کشورگیر کے آکر آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے فرزیل
کو قاسم نے ہلاک کیا اور لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان نے سرین گاو کو گرز گران
سے پیوند خاک کیا ہنگام جدال تمام مردمان لشکر امیر بھی آکر شریک حرب ہوئے خوب لڑائی ہوئی
تین پہر تک جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار ہرمز و فرامرز اور خاقان شکست کھاکر طرطوسیہ سے
گریزان ہوے اور بعضے داستان گویون نے یون بیان کیا ہی کہ ہرمز و فرامرز اور خاقان کے ساتھ
فرزیل اور سرین گاو بھی شکست کھاکر گریزان ہوئے طرطوسیہ مین قاسم و لندھور
کے ہاتھ سے نامبردہ قتل نہین ہوئے جب کفار بدشعار شکست فاش کھاکر بھاگے اُسوقت امیر
حمزہ صاحبقران شہر طرطوسیہ مین داخل ہوئے پھر بادشاہ لشکر اور عبدالرحمن جنی سے ملے
اور عبدالرحمن جنی اور خواجہ بزرجمہر کی عنایات کا شکریہ ادا کرکے اُن کو تحفہ و تحائف
اور خلعت دیکر رخصت کیا بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ عیاران لشکر اور تمامی مردمان سپاہ
وغیرہ امیر کے رہا ہونے سے اور عیارون کے قید سے چھوٹنے سے بہت خوش ہوئے پھر بادشاہ
اسلام دربار مین تخت پر جلوہ گر ہوئے جملہ سرداران لشکر اور امیر ذنگلون پر بیٹھے بادشاہ لشکر
اور امیر گردون سریر نے خواجہ عمرو کو زر کثیر دیا اور کہا ای خواجہ عمرو اگر تم حکیم طرطوس
کو ہلاک نہ کرتے تو ہمکو کبھی رہائی نہ ہوتی بعد زر خطیر دینے کے خلعت بھی دیا خواجہ عمرو خوش ہوئے
بعد اس کے فتح طرطوسیہ کی خوشی مین حکم بادشاہ سے جشن کیا گیا تین روز تک جشن ہوا اور
شہر طرطوسیہ کے شرفا اور امرا حاضر خدمت بادشاہ لشکر ہوئے اور نذرین دیکر اطاعت و فرمانبرداری
کا اقرار کیا بادشاہ عالیجاہ اور امیر نے اُن پر نوازش فرمائی بعد جشن کے امیر نے اشارے سے
بادشاہ لشکر اسلام کے چند ہرکارون کو طلب کرکے فرمایا جاؤ اور جلد دریافت کرکے ہمکو خبر دو
کہ ہرمز و فرامرز خراب کہان بھاگ کر گئے ہین ہرکارے حسب الحکم روانہ ہوئے اور بعد دو روز
کے خدمت امیر مین حاضر ہو کر دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر کشورگیر ہرمز و فرامرز یہان سے
بھاگ کر قنطوریہ مین پہونچے ہین قنطور شاہ نے اُن کو پناہ دی ہی اور سامان جنگ کیا ہی امیر
یہ سُن کے برہم ہوئے اور بموجب ارشاد و حکم بادشاہ لشکر اسلام وہان سے سمت منظوریہ مع تمامی
لشکر روانہ ہوئے اور طرطوسیہ مین اپنی طرف سے واسطے انتظام کے ایک شخص کو ناظم قرار دیا اور
بعد طے منازل اور قطع مراحل کے قریب کوہ قنطوریہ ایک میدان وسیع مین مع لشکر کے قیام کیا

داستان فتح کرنا امیر کا قنطوریہ کو اور جانا جانب ملک شتھیال نائب شاہ شمشش مالک اُم الجبال کے اور مقابلہ کرنا اُس سے اور گرفتار ہونا پھر بعیاری

خواجہ عمرو نامدار رہا ہونا

مقرران شیرین زبان وداستان گویان سحر بیان اس داستان کو بر سبیل اختصار یون بیان کرتے
ہین کہ جب حاکم قنطوریہ نے سنا کہ امیر میری سرحد کے برابر آکر قیام پذیر ہوئے ہین اور ارادہ
جنگ کا رکھتے ہین یہ مغرور مع اپنی فوج کے ہرمزو فرامرزاور خاقان وغیرہ کو ہمراہ لے کر
میدان مین آکر بمقابلہ لشکر امیر فروکش ہوا اور طبل جنگ بجا کر امیر سے مقابلہ کیا ہنگام جنگ
دست امیر سے مارا گیا فوج اُس کی اور فرزیل اور سرین گاد اور خاقان وغیرہ امیر با توقیر
پر حملہ آور ہوے ادھر سے لشکر امیر کا بڑھا جنگ مغلوبہ خوب ہوئی اس لڑائی مین فرزیل دست
ملک قاسم سے اور سرین گاد لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہرمزد فرامرز
اور خاقان لڑ رہے تھے کہ فوج حاکم قنطوریہ شکست کھا کر بھاگی اُن کے ساتھ ہرمزد فرامرز
اور خاقان بھی بھاگے اور جانب ملک شہپال جادو کہ نائب شاہ شمس ام الجبال کا ہے اور
قبل اس کے ملک بربر مین خاقان گردون اساس کی مدد کو بھی آچکا ہے روانہ ہوئے امیر نے
اُن کا تھوڑی دور تعاقب کیا بعدازان ٹھہر کر کوہ قنطوریہ پر قبضہ کیا ساکنان قنطوریہ
حاضر ہوے امیر نے اُن کو ہدایت کی وہ سب مسلمان ہوے پھر امیر نے اپنے لشکر کے کشتون کو
دفن کرایا اور ہرکارون سے فرمایا کہ جلد جاکر خبر لاؤ کہ ہرمزد فرامرز اور خاقان اب بھاگ کر
کہان گئے ہین وہ روانہ ہوے امیر قنطوریہ مین فروکش ہوے اور سکہ بنام سعد بن قباد جاری
کیا مسجدوتکیے بنانے کا حکم دیا مسجدین تعمیر ہونے لگین کئی روز کے بعد ہرکارے خدمت امیر مین
حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر والاشان ہرمزد فرامرز جانب ملک شہپال جادو گریزان
ہوے ہین یقین ہے کہ وہ نابکار ضرور اُن کو پناہ دے گا یہ عرض کرکے بارگاہ فلک اشتباہ سے
نکل کر چلے گئے امیر ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام مع تمامی فوج جانب ملک شہپال روانہ ہوے
اور قریب ملک شہپال نزدیک اُسکی سرحد کے ایک میدان مین مع لشکر فروکش ہوے یہان تو
امیر فروکش ہین لیکن اب احوال ہرمزد فرامرز اور خاقان کا لکھا جاتا ہے کہ یہ قنطوریہ سے
بھاگ کر جب سرحد مین شہپال جادو کی پہونچے دیکھا فوج ساحران پڑی ہے اُن ساحرون سے
ہرمزد فرامرز نے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے انھون نے جواب دیا یہ لشکر شہپال جادو نائب شاہ
شمس حاکم ام الجبال کا ہے اب تم بتاؤ کہ تم یہان کس ارادہ سے آئے ہو فوج ہمراہ اپنی کیون
لاتے ہو انھون نے جواب دیا تم ہم کو نہین جانتے ہو ہم ہرمزد فرامرز اور خاقان ہین حمزہ سے
شکست کھا کر واسطے پناہ لینے کے یہان آے ہین نہ بارادۂ ملک گیری وہ ساحر یہ تقریر اُن کی سنکے
کہنے لگے کہ تم یہان توقف کرو ہم شہپال جادو کو تمھارے آنے کی اطلاع کرتے ہین یہ کہکر خدمت
شہپال جادو مین گئے اور تمام حال ہرمزد فرامرز اور خاقان کا بیان کیا اُس نے حکم دیا اُن کو
ہمارے پاس بعزت لے آؤ وہ ساحر ہرمزد فرامرز اور خاقان کو آکر ہمراہ اپنے شہپال جادو کی
بارگاہ مین لے گئے اُسنے نامبردہ کو بعزت تمام اپنی بارگاہ مین بٹھا کر کہا کہ حکیم طرطوش نہایت مغرور
تھا ہمکو اُسنے اپنے ملک مین آنے نہ دیا تھا اب اخبار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ اُسکو خواجہ عمرو

نے ہلاک کیا اور امیر نے ملک فتح کیا بختیارک اُس کی تقریر سُنکے زار زار رونے لگا تشمیط وزیر شہپال
نے پوچھا ای ملک جی اسوقت اسقدر کیون رو رہے ہو کیا حکیم طرطوس کے ہلاک ہونے کا ملال ہی
اُنھین کے غم مین روتے ہو بختیارک تو ایک شیطان ہی اس نے جواب دیا حکیم طرطوس کے غم مین
تو نہین روتا ہون لیکن تمھارے حال پر گریہ کرتا ہون کیونکہ اب امیر یہان بھی آئینگے وہ صاحب
اسم اعظم ہین سحر کو باطل کرتے ہین تمھارا سحر اُنپر نہ چلے گا وہ تمکو قتل کرینگے تشمیط نے جواب دیا
ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو چونکہ تمپر رعب امیر کا غالب ہی اُنسے شکست کھاکر آئے ہو اسی وجہ سے
ایسی بیہودہ باتین کرتے ہو اور ہمکو ڈراتے ہو اول تو وہ یہان بوجہ خوف کے نہ آئینگے اور اگر آئینگے
تو ایسی سزا پائینگے کہ قیامت تک یاد کرینگے اُنکو ایک اسم یاد ہی ہمکو کرورہا سحر انواع و اقسام کے
یاد ہین اور یہ ہم نہین سمجھ سکتے کہ وہ اسم کیا ہی کہ جو سحر کو باطل کر دیتا ہی ہمکو تمھارے اس کہنے کا
یقین نہین ہی یہان ایسے ایسے ساحران نامی ہین کہ جنکا مثل روے زمین پر نہین ہی پس ہم سے وہ
کیا لڑینگے اگر ہم مین سے کوئی ساحر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اُنپر ماریگا تو وہ مبتلاے سحر ہو جائینگے اسی
طریقہ سے ہم تمام اُنکے لشکر کو مبتلاے سحر کر لینگے اور سب کو قتل کر ڈالینگے بختیارک نے برہم ہوکر
جواب دیا بس بس زیادہ فضول باتین زبان پر جاری نہ کرو مجکو یقین کامل ہوگیا کہ تم اول نمبر
کے جھوٹے اور یاوہ گو ہو امیر کے بارے مین ایسی تقریر کرتے ہو اُنکو بڑے بڑے ساحر تو قتل
کر نہ سکے ایک تم قتل کروگے تشمیط جادو بختیارک کی باتین سنکے غضبناک ہوا چاہا کہ بختیارک
کو کچھ سزا دے شہپال جادو نے منع کیا اور کہا تم ملک جی کے حال سے آگاہ نہین ہو ہنوز شہپال
جادو تشمیط اپنے وزیر سے ہم سخن تھا یکایک چند ساحران نابکار مہیب شکل بارگاہ مین آئے اور
شہپال جادو سے عرض کیا خداوند نعمت ہم بچشم خود دیکھے ہوئے آتے ہین کہ امیر جنکا نام حمزہ
ہی وہ فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا ہی حضور کی سرحد سے ہٹ کر میدان وسیع مین فروکش ہوا ہی حضور کو
غافل نہ ہونا چاہیے اور دشمن کو مہلت دشمنی کرنے کی نہ دینا چاہیے فکر اُنکے دفع اور ہلاک کرنیکی
کرنا چاہیے شہپال جادو نے اُن ساحرون سے خبر مذکور سنکے سر جھکاکر فکر کرنی شروع کی تشمیط
جادو وزیر نے شہپال جادو سے عرض کیا حضور کچھ فکر نہ کرین سامان جنگ و جدال بھی نہ کرین
اگر میری راے پر حضور عمل کرین تو آج ہی امیر اور اُن کے لشکر کا خاتمہ ہو جائے شہپال جادو
نے پوچھا وہ کیا راے ہی تیری بیان کر اُسنے عرض کیا حضور ایک نامہ امیر کو اس مضمون کا لکھین کہ خبردار
ہماری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ نہ کرنا اور ہم سے برسر پرخاش نہونا ورنہ کیا کروگے سحر سے تمکو
اور تمھارے تمام مردمان لشکر کو غزال وغیرہ چوپاے بناد ونگا ہمیشہ تا زندگی جنگل مین گھاس چرا کروگے
انسان سے وحشی ہو جاؤگے لہذا تاکیدا لکھا جاتا ہی کہ ہرمز و فرامرز کی اطاعت اختیار کرو اور ممالک
موروثی پر اُنکو قابض و متصرف کردو اور ملک خاقان گردون اساس کا بھی خاقان کو بعد عذر و منت
دیدو اور ہماری بھی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو بعد لکھنے اس عبارت کے نامہ کو ملفوف کرکے
مہر اپنی سرنامہ پر کرکے میرے حوالے کیجیے مین اُس نامہ کو امیر کے پاس لے جاؤن اول تو وہ پڑھکر
خائف و ترسان حضور سے ہوکر تحریر نامہ حضور پر عمل کرینگے اور اگر نامہ مذکور کی عبارت پڑھکر برہم

ہونگے تو مین خنجر سے اُن کو ہلاک کرونگا اور ایسے ایسے سحر کرونگا کہ وہ اپنی بہادری اور شجاعت کو
بھول جائینگے مبتلاے سحر ہوکر دیوانے ہوجائینگے خود اپنے ہاتھ سے بادشاہ لشکر اسلام اور اپنے برادران
کو قتل کرینگے مین اُنکے مردمان لشکر پر سحر کرونگا وہ بھی آپس مین لڑکر سب قتل ہوجائینگے آج ہی اس
تدبیر سے امیر اور لشکر امیر کا خاتمہ ہوجائیگا اور بختیارک کو میرے کہنے کا یقین ہوجائیگا شہپال جادو
نے اُسکی تقریر کو سنکے اور بہت پسند کرکے اہل دربار سے کہا دیکھو وزیر ایسا عاقل ہونا چاہیے
جب ایسی عقل اور فکر رسا رکھتا ہو تب عہدۂ وزارت انسان پاتا ہے اہل دربار نے عرض کیا حضور
آپ بجا فرماتے ہین تشمیط جادو آپ کے وزیر نہایت عاقل ہین گویا یہ عقل کے پتلے ہین اہل دربار
تو شہپال جادو سے ایسی ہی تقریر کیا کیے لیکن بختیارک بجاے خود کہنے لگا کہ جب اجل نزدیک
کسی کے آتی ہے تو اپنے پاؤن سے جاے ہلاکت پر جاتا ہے یہ مغرور نامہ لیکر جائیگا وہان اس سے
کچھ بھی نہ ہوسکیگا آخر کار مارا جائے گا تم چپکے بیٹھے رہو سیر دیکھو اب اس امر مین کچھ دخل نہ دو ابھی بختیارک
یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا کہ شہپال جادو نے بموجب کہنے تشمیط کے میر منشی سے نامہ لکھواکر
ملفوف کرکے سر نامہ پر مہر کی اور تشمیط کو دیا وہ ایک خنجر اپنی کمر مین رکھکر اور اسباب سحر مخفی طور سے
اپنے ساتھ لیکر مع کئی سو ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوکر جانب لشکرگاہ امیر روانہ ہوا اس کو
اثناے راہ مین چھوڑیے اور احوال دربار بادشاہ لشکر اسلام کا سُنیے کہ چونکہ وقت صبح کا ہے سعد
بن قباد بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تشریف لاکر تخت بیٹھے ہین امیر با توقیر اور جملہ سرداران
لشکر اپنے اپنے دنگلو پر بیٹھے ہوئے ہین خواجہ عمرو کرسی ہدہد پر جلوہ آرا ہین زیرہ ایسی آنکھون سے
اہل دربار کو دیکھ رہے ہین اور کبھی فکر کرتے ہین کہ ای خواجہ بیکار کیا بیٹھے ہو چلو کہین کچھ مال و دولت
کی فکر کرو زر عجب شی ہے کسی شاعر کا یہ قول بہت صحیح ہے شعر خاک باشی خوک باشی یا سگ مردار باش +
ہر چہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش + خواجہ عمرو ابھی اسی فکر مین تھے یکایک دو ٹکڑے ابر کے
کہ جنمین برق کی تڑپ اور رعد کی ایسی آواز تھی نظر آئے کیونکہ پردے بارگاہ سلیمانی کے اسوقت اُٹھے
ہوئے تھے خواجہ عمرو اُن ابر کے ٹکڑون کو دیکھکر مشوش ہوئے اور ارادہ کیا گلیم نکالکر یا سمجھو لون
شاید کوئی ساحر آئے تو گلیم اوڑھ کر غائب ہوجاؤن ابھی گلیم زنبیل سے نہ نکالی تھی کہ وہ دونون
ٹکڑے ابر کے قریب تر آکے منشق ہوئے خواجہ عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تخت سحر پر
ایک ساحر زبردست سندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے ہے اور پیچھے اُسکے کئی سو ساحر لبا اور قرقرے
اور ہنس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ سواریون پر سوار ہین اور اسی طرف آتے ہین خواجہ عمرو
اور امیر وغیرہ ابھی اُنکو دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر جو سندیل وزارت سر پر رکھے تھا بالاے ہوا سے
تخت اُتار کر زمین پر آیا اور جملہ ساحر اُسکے ہمراہی بھی سامنے اُسکے زمین پر آئے اور عرض کرنے لگے
حضور ہمین کیا حکم ہوتا ہے اُس ساحر نے کہا اب تم سب جاؤ مین اپنا کام کرکے آؤنگا وہ ساحر اُسیوقت
بارگاہ شہپال جادو کی طرف جسطرح سے آئے تھے اُسیطرح روانہ ہوئے ادھر تشمیط جادو قریب
در بارگاہ سلیمانی آیا چونکہ پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے سامنا بادشاہ اور امیر کا تھا تشمیط
نے بکبر و نخوت بادشاہ لشکر اسلام اور امیر کو سلام کیا امیر نے دو ایک ادنی سرداروں کو اشارہ

کیا کہ یہ وزیر ہی اسکا استقبال کرو اور دربار گاہ سے اسکو بارگاہ مین لاؤ چنانچہ حسب ارشاد امیر دہ سردار اٹھے
اور اسکا استقبال کر کے اُنکو بارگاہ مین لائے امیر نے اُسکو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ساقی کو مع شیشہ
و ساغر طلب کیا جب وہ آیا اور جام شراب سے مملو کر کے اُسکو دیا اور اُسنے پیا اور نشہ ہوا امیر سے مخاطب
ہوکر پکارا سنم نامہ ارشہیال جادو امیر نے نامہ مانگا اُسنے سندیل وزارت سے نامہ نکالکر یہ کہکر دیا کہ آپ ہی اس نامہ کو پڑھیے گا اور جواب
مناسب دیجیے گا امیر نے قبول کر کے نامہ لیا اور لفافہ چاک کر کے نامہ نکالکر پڑھنا شروع کیا اور چین بجبین ہوکر ہر ایک فقرہ کو اُسکے ملاحظہ
کرنے لگے تشمیط چہرۂ امیر دیکھکر سمجھ گیا کہ حمزہ اس نامہ کا جواب یہی دیگا کہ مین لڑونگا ہرگز اس نامہ کی عبارت پر عمل نکرونگا
یہ خیال کر کے تشمیط ملعون نے بعجلت تمام کرسے خنجر کھینچکر چاہا کہ صاحبقران پر حملہ آور ہو اور ہلاک کرے
امیر نے نامہ پڑھنے کی حالت مین اُسکو خنجر نکالتے دیکھ لیا تھا فورًا نعرہ کیا کہ او نابکار کیا ارادہ رکھتا ہی اُسنے
جواب دیا جو ارادہ ہی وہ ظاہر ہی مین تجکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر کرسی پر سے اُٹھکر چاہتا تھا کہ خنجر امیر کے
پہلو پر مارے کہ الماس بن لندھور نے اپنے دنگل سے اُٹھکر اُسکے ہاتھ سے خنجر لینا چاہا تشمیط نے برہم
ہوکر اسطرح اُسکے بازو پر خنجر مارا کہ مانند تیر کے ترازو ہو گیا اُسوقت اکثر سرداران لشکر اُٹھے اور چاہا کہ
اُسکو گرفتار کریں اُسنے کچھ دانے ماش کے نکالکر چاہا کہ اُنپر سحر دم کرے سحر یاد نہ آیا کیونکہ بارگاہ سلیمانی
کے سایہ مین آکر ساحر سحر بھول جاتا ہی تشمیط حیران ہوکر بارگاہ سے نکل کر بھاگا جب بارگاہ کے باہر آیا تو
سحر اُسکو یاد ہوا اُسوقت تعاقب مین اُسکے الماس بن لندھور وغیرہ چند سردار بارگاہ سے نکلے تشمیط
نے دیکھا کہ ایک سردار لشکر حمزہ کا قریب تر میرے تیغ بکف آگیا ہی اسنے ٹھہر کر خنجر سحر اُسکے مارا وہ زمین پر گرا
الماس وغیرہ اتنے مین قریب آئے اُسنے اُنپر ایسا سحر کیا کہ زمین نے اُنکے پاؤن پکڑ لیے تشمیط نے سر اُس
سردار کا جسکو کہ خنجر سحر مارا تھا اور وہ زمین پر گرا تھا خنجر فولادی سے کاٹ لیا اتنی دیر مین امیر اور جملہ سردار بارگاہ سے نکلکر
سامنے اُسکے آئے خواجہ بھی گلیم اوڑھکر بارگاہ سے نکلے تشمیط نے امیر وغیرہ کو آتے دیکھکر سحر کیا سرداران
لشکر دیوانے ہونے لگے خواجہ نے پکار کر کہا ای امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
اور سحر اپنے سرداروں سے دفع کیا تشمیط نے یہ رنگ دیکھکر تصور کیا کہ امیر کے سبب سے سحر میرا باطل ہو جائیگا
جب یہ اسم پڑھینگے سحر کچھ تاثیر نہ کریگا کوئی بھی اہل اسلام مین سے نہ مریگا اور یہ اگر ہجوم کرینگے اور تجکو گرفتار
کرنا چاہینگے تو عجب نہین کہ تو گرفتار ہو جائے کیونکہ ان مسلمانون مین عیار بھی ہین یہ خیال کر کے تشمیط
موقع توقف کر نیکا اور سحر پڑھنے کا نپا کر بے اختیار ایک طرف بھاگا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
وغیرہ نے اُسکا تعاقب کیا ساحر نابکار بھاگا ہوا کنارے ایک دریا کے پہونچا اور اُسمین کود اساتھ ہی امیر نے
بھی اسم اعظم پڑھکر اشقر دیوزاد کو دریا مین ڈالدیا جب اُسنے پانی سے سر نکالا امیر کو اپنے قریب دیکھا اُسوقت
جلد جلد اسماے سحر زبان پر جاری کر کے بصورت عقاب بنکر اسطرح سوے فلک اُڑ گیا کہ امیر نے نہ دیکھا امیر
اُسکے متلاشی دریا مین رہے اُسنے بلند ہوکر ایسا سحر کیا کہ پانی دریا کا آنًا فانًا بڑھنے لگا عمرو نے تشمیط کو
عقاب بنکر جانب فلک جاتے دیکھا تھا سمجھا کہ یہ سحر اُسی کا ہی اُسوقت عمرو نے پکار کر کہا یا امیر خاموش
نہ رہیے اسم اعظم پڑھیے اور آب دریا پر دم کیجیے اور جلدی سے میرے پاس چلے آئیے دریا مین اُس ساحر کی
جستجو نہ کیجیے وہ عقاب بنکر سوے فلک گیا ہی وہان سے سحر کر رہا ہی چونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے تھے امیر کو
نظر تو نہ آئے لیکن امیر خواجہ کی آواز پہچان کر اسم اعظم پڑھنے لگے اور آب دریا پر اسم اعظم پڑھکر سحر دفع

کرکے دریا سے باہر آئے اسوقت تشمیط بلندی سے بصورت عقاب سمت زمین مائل ہوکر بصد غیظ وغضب
پکارا او عمرو ارے تیری آواز تو آتی ہی مگر تو نظر نہین آتا ہی اگر مرد ہی تو صورت اپنی دکھا اور ظاہر ہوکر کوئی
عیاری کر خواجہ عمرو یہ سنکے برہم ہوئے اور گوپھن مین ایک سنگ گران رکھکر امیر سے عرض کیا مین گلیم اُتارتا
ہون آپ میرا خیال رکھیے کا برابر اسم اعظم پڑھتے رہیے گا اگر مین مبتلائے سحر ہو جاؤن تو مجھپر اسم اعظم دم کیجیگا امیر
نے فرمایا ایسا ہی ہوگا یہ سنکے خواجہ نے گلیم اُتار کر کہا او ساحر نابکار دیکھ کہ مین کھڑا ہون اب جو تیرا دل چاہے
میرے حق مین کر تشمیط خواجہ کو دیکھکر برہم ہوکر مائل بہ پستی ہوا اور قصد کیا کہ پنجہ مین داب کر اسکو اُٹھا لیجاوے
جب قریب زمین کے آیا پہلے تو امیر نے اسم اعظم پڑھا بعدہ خواجہ نے وہی پتھر جو گوپھن مین رکھا تھا
تاک کر ایسا اُسکے سر پہ مارا کہ اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے فوراً زمین پہ گرا اور تڑپ کر مرگیا اُسکے
مرنے سے تاریکی ہوئی ہوا تیز چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے اُسکے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے آواز
اسطرح سے دی کشتی مرا نام من تشمیط جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
جب یہ آواز آچکی تو وہ تاریکی دفع ہوئی اور ایک بونڈلے مین لاشہ اُسکا لپیٹ کر اور بلند ہوکر سوے بارگاہ
شہپال جادو روانہ ہوا خواجہ نے امیر سے عرض کیا اب یہان سے جلد اپنے لشکر مین چلیے سامان
جنگ کیجیے کیونکہ لاشہ اس ساحر کا روبرو شہپال کے جائیگا وہ برہم ہوکر مع فوج لڑنے کو آئے گا
امیر نے خواجہ کی تقریر سنکے فرمایا سچ کہتے ہو یہ ارشاد کرکے وہان سے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
اثنائے راہ مین جملہ سرداران لشکر سے امیر نے فرمایا چلو لشکر مین کہ عنایت خدا سے اور خواجہ کی تدبیر سے
وہ ساحر مارا گیا تمام سردار یہ سنکے خوش ہوئے ناظرین دفتر پہ واضح ہو کہ جس سردار کا تشمیط نے خنجر
سے سر جدا کیا تھا نام اُسکا خاقان اسکندری ہی الحاصل امیر مع سب سردارونکے قریب اپنی بارگاہ
کے آئے اور سردار مذکور کے لاشے کو دیکھکر ملول ہوے پھر حکم کیا کہ سامان اس بہادر کے دفن وکفن کا
کیا جاوے چنانچہ بعنوان شایستہ امیر اور جملہ سردارون نے شریک ہوکر دفن کیا بعد دفن کرنیکے بارگاہ
مین آئے اُدھر شہپال جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا اہل دربار سے کہ رہا تھا کہ ما بدولت کا وزیر سر امیر
کا کاٹ کر لاتا ہوگا بختیارک اُسکے جواب مین کہتا تھا کچھ نہ کچھ تو خبر ضرور آئیگی اگر وہ سر امیر نہ لائیگا تو لاشہ
اُسکا ضرور یہان آئیگا شہپال کہتا تھا ملک جی ایسا تو نہ کہو سخن بد زبان پر جاری نکرو وہ عرض کرتا تھا آپ
تھوڑی دیر مین جو ہوگا دیکھ ہی لیجیے گا ہنوز بختیارک یہ کہ رہا تھا کہ بارگاہ مین بیرون نے سحر کے لاشہ
تشمیط کا دھڑ سے زمین پر ڈالدیا اور فریاد کنان چلے گئے شہپال جادو لاشہ اپنے وزیر کا دیکھکر نہایت ملول
وغضبناک ہوا اور ایک ساحر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد جا اُس الماری مین سے کتاب سامری لے آ
ہم اسمین دریافت کرین کہ اُسکو کسنے ہلاک کیا بختیارک نے جواب دیا آپ کیون کتاب سامری منگواتے ہین
اور اسمین حال قتل تشمیط دیکھین مین ابھی بتائے دیتا ہون اسکو ہمارے جناب معلی القاب خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نے ہلاک کیا ہی شہپال نے پوچھا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ اسکو عمرو نے مارا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین نے
عقل وفہم کے ذریعہ سے یہ حکم لگایا ہی کیونکہ سر تشمیط کا پارہ پارہ ہی یقین ہی کہ عمرو نے گوپھن سے پتھر اُسکے
سر پر مارا ہوگا اُسی سے ہلاک ہوا ہوگا شہپال نے پوچھا اگر تیرا قول سچ نہوا تو کیا تجھکو سزا دیجاے اُسنے عرض
کیا جو چاہیے سزا دیجیے گا شہپال نے کتاب سامری جو منگوا کر دیکھی تو صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے پتھر سے

اسکو ہلاک کیا ہو شہپال حال قتل تشمیط کتاب سامری سے دریافت کرکے کہنے لگا ای بختیارک تم سچ کہتے تھے
لاریب اسکو عمرو نے ہلاک کیا ہو اب ما بدولت کو لازم ہو کہ اسکے خون کے عوض مین امیر اور لشکر امیر کو قتل کرون یہ
کہکر حکم دیا تمام فوج ہماری تیار ہو سرداران لشکر نے نفیر سحر بجائی ساحران نابکار برای جنگ تیار ہونے لگے جب فوج
ساحران تیار ہو چکی شہپال جادو تخت سحر پر سوار ہوکر ہرمز و فرامرز اور خاقان اور غیر ساحرونکی فوج اور ساحرونکا لشکر
اپنے ہمراہ لیکر جانب بارگاہ امیر بصد قہر و غضب روانہ ہوا اور ہرکارون نے خدمت مین امیر کی آکر عرض کیا
حضور کیا غافل بیٹھے ہین شہپال مع فوج ساحران آتا ہی ہمراہ اُسکے ہرمز و فرامرز و بختیارک وغیرہ بھی
ہین امیر نے یہ خبر سنتے فوراً حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی مسلح ہو چنانچہ حسب الحکم تمام مردمان فوج مسلح ہوکر مرکبون پر
سوار ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر اور جملہ سردار بھی سوار ہوے سواری بادشاہ لشکر کی آگے بڑھی
جملہ فوج ہمراہ رکاب ہوئی ناگاہ سامنے سے آمد فوج ساحران اور غیر ساحران معلوم ہوئی یعنے لکہ ہاے ابر
رنگ برنگ بالاے ہوا نظر آئے کہ جنمین برق کی تڑپ اور رعد کی سی آواز تھی اور بالاے زمین ہمراہ ہرمز و
فرامرز اور خاقان کی فوج غیر ساحران تھی ہنوز امیر وغیرہ آمد فوج مذکور پر نظر کررہے تھے ناگاہ لکہ ہاے
ابر شق ہوے اور اُنمین سے شہپال اور فوج ساحران نمود ہوئی کہ وہ سب ساحر باز و بط اور قرقرے اور ہنس
آتشین اور فیل آتشین وغیرہ سوار یونپر سحر کی سوار تھے پھر شہپال بالاے ہوا سے زمین پر آیا اور ایک گولہ فولاد
نکالکر اسپر سحر کرکے لشکر حمزہ پر مارا وہ لشکر پر آکر پھٹا شعلے اور دھوان پیدا ہوا لشکری سحر مین مبتلا ہوکر آپسمین لڑنے
لگے خواجہ کہ گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ لشکر تھے پکارے ای امیر جلد اسم اعظم پڑھکر اپنے اہل لشکر سے سحر دفع کیجیے
امیر نے اسم اعظم پڑھکر مردمان لشکر سے سحر دفع کیا شہپال کو غصہ آیا خود مع تمامی فوج ہمراہ لیکر امیر اور لشکر
امیر پر حملہ آور ہوا حملہ ساحر سحر کرنے لگے غیر ساحر تیغ و تیر سے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی طرفین مین مردمان
لشکر ہلاک ہونے لگے اکثر سحر مین مبتلا ہوکر خود اپنا گلا کاٹنے پر آمادہ تھے بعضے آپسمین لڑ رہے تھے کچھ مردمان
لشکر دیوانے ہوکر سوے صحرا چلے جاتے تھے کسی طرف لشکر امیر پر آتش باری ہو رہی تھی کسی جانب ابر سحر
سے برف باری ہو رہی تھی مردمان لشکر اسلام جداگانہ بلاؤنمین مبتلا تھے دست و پا سحر سے بیکار تھے ناچار و مجبور ہوکر
ہلاک ہو رہے تھے لیکن غیر ساحر تیغ و تیر سے جوانان لشکر امیر کو قتل کر رہے تھے ایک ہنگامہ حشر برپا تھا امیر کا
یہ حال تھا کہ سب طرف جا جاکر اسم اعظم پڑھ پڑھکر سحر دفع کرتے تھے مردمان لشکر کے دست و پا قابو مین آتے
تھے اس جگہ صاحب دفتر نے اسطرح لکھا ہی کہ امیر نے اپنے مردمان لشکر پر سے سحر ساحران دفع کرکے شہپال اور
اسکی فوج پر حملہ کیا اور برابر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا شہپال وغیرہ کا سحر باطل ہونے لگا آخر مجبور ہوکر پیچھے ہٹنے
لگے امیر نے دلیرانہ اُنکو قتل کرنا شروع کیا ہزارون ساحرونکو قتل کیا اور اپنے لشکر سے لشکر شہپال مین دور تک
ساحرون اور غیر ساحرون کو قتل کرتے چلے گئے جب امیر اپنے لشکر سے جدا ہوے بختیارک نے شہپال سے
کہا اب سحر نہ کرو اپنی فوجکو حکم دو کہ سب یکبارگی امیر پر ٹوٹ پڑین اور ترسول اور پنسول وغیرہ مارکر امیر کو
زخمی کرکے گرفتار کرلین شہپال نے بموجب کہنے بختیارک کے اپنی فوجکو یکبارگی حملہ کرنیکا حکم دیا سب ترسول اور
پنسول لے لیکر امیر پر حملہ آور ہوے ہرچند امیر نے تیغ آبدار سے بہت سے قتل کیے لیکن زخمی ہوے ادھر
لشکر اسلام بڑھے ہوے چلے آتے تھے شہپال وغیرہ ساحرون نے نارنج اور ترنج سحر مار کر اُنکو وہین مبتلاے سحر کیا
زمین نے اُنکے قدم پکڑ لیے آگے بڑھنے نہ دیا ادھر ساحرون اور غیر ساحرون نے امیر پر ہجوم بیحد کرکے نہایت زخمی

کیا اور مرکب سے گرا دیا امیر زمین پر گر کر بیہوش ہو گئے ساحرون اور غیر ساحرون نے جبتک عمرو وہان پہونچے گرفتار
کر لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور بخوف ہو کر لشکر امیر سے سحر دور کر دیا بعد ازان اسی میدان مین مقیم ہو کر وہ
صندوق طلب کیا جسمین فرامرز عاد مغربی کو اپنی دختر کے باغمین گرفتار کر کے بند کیا تھا جب وہ صندوق ایک
ساحر لایا امیر کو بھی صندوق مین بند کیا اور ایک ساحر سے کہا اسکو اٹھا لیجا اچھی طرح اسکی حفاظت کرنا اسنے
اٹھانیکا قصد کیا تھا کہ بختیارک نے کہا ای شہپال اگر امیر اور فرامرز کو یہان رکھو گے عیاران لشکر اسلام آکر ساحر
کو مار کر صندوق سے دونونکو رہا کر لیجائینگے میری یہ راے ہی کہ کوئی سحر امیر پر اسی حالت مین ایسا کرو کہ بہت مشکل
دفع ہو سکے بعد اسکے انھین یہانسے کہین دور روانہ کر دو کہ عیاران لشکر اسلام وہان تک جا نہ سکین شہپال کو یہ راے
بہت پسند آئی فوراً صندوق کو کھولکر امیر پر ایک سخت سحر کر کے بند کیا چاہتا تھا کہ ساحرونکے حوالے کرے کہ بختیارک
ہرمز و فرامرز اور خاقان نے کہا ای شہپال ہمارے نزدیک امیر کو زندہ نہ رکھو اسیوقت قتل کر ڈالو اسنے
جواب دیا کہ اگر شاہ شمس جادو مالک ام النجبال جنکا مین نائب ہون وہ مجھسے سوال کرے کہ تونے بغیر ہمارے
کہنے کے کیون امیر اور فرامرز عاد مغربی کو قتل کیا تو مین کیا جواب دونگا آپکی راے سے بختیارک کی
راے اچھی ہی اخگر جادو اور آتش جادو کو طلب کیا اور آہستہ کچھ انکے کانمین کہا وہ صندوق اٹھا کر
سحر کر کے بلند ہوئے ہمراہ انکے دو چار سو ساحر ہوے پھر سب ایک ابر سیاہ مین غائب ہو گئے وہ ابر سیاہ
ایک جانب روانہ ہو گیا خواجہ عمرو نے دور سے یہ حال دیکھکر گریبان اپنا پھاڑا اور خدمت بادشاہ لشکر
مین حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا بادشاہ وغیرہ کو صدمہ عظیم ہوا خصوصاً فرخ شہ سوار کو اپنے پدر
ذیوقار کی گرفتاری کا ایسا صدمہ ہوا کہ شکار کا بہانہ کر کے لشکر اپنا ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے
اور بعد قطع راہ ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اور وہین قیام کیا اور خیال پدر مین رونا شروع کیا
یہ تو یہان رو رہے ہین لیکن اب احوال دیگر لکھا جاتا ہی کہ اسی وقت بالاے ہوا ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور
وہ آکر اسی صحرا مین شق ہوا اسمین سے ہزارون سوار پیدا ہو کر زمین پر آئے خدمتگاران فرخ
شہ سوار نے ان سوارون کو دیکھکر فرخ شہ سوار سے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائین ابھی ایک لکہ ابر
سیاہ آیا تھا وہ شق ہوا تھا اس مین سے یہ سوار پیدا ہو کر بالاے زمین آے ہین ابھی خدمتگار یہ کہہ رہے
تھے اور فرخ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ایک لکہ ابر سرخ بالاے ہوا ظاہر ہوا اور فوراً شق ہو گیا اسمین
سے ایک تخت پیدا ہوا اسپر ایک اژدہا نہایت کلان بیٹھا ہوا نظر آیا پھر ایک آواز مہیب آئی پھر وہ اژدہا
مع تخت ہوا سے بالاے زمین آیا فرخ نے اسے دیکھکر حکم دیا کہ جلد ہمارا لشکر مسلح ہو کیونکہ یہ کوئی ساحر
ہمارا دشمن ہی بارادہ دشمنی آیا ہی بموجب حکم فرخ مردمان فوج مسلح ہوے فرخ اپنے لشکر کو ہمراہ
لیکر آگے بڑھا وہ سوار بھی اس اژدہے کے اشارے سے اسی صحرا مین صف آرا ہوے فرخ
بھی انکے سامنے صف آرا ہوا وہ اژدہا اپنے لشکر سے شعلہ فشان آگے بڑھا اور پھر بصورت ساحر
کریہ منظر ہو کر پکارا ای فرخ شہسوار مجھسے مقابلہ کرو فرخ اپنے لشکر سے نکل کر اس کے سامنے گیا
اسنے ایک ترنج نکالکر اسماے سحر اسپر دم کر کے فرخ پر مارا وہ سر فرخ پر آکر شق ہوا کچھ دھوان اور شعلے
پیدا ہوے فرخ شہسوار بیہوش ہو کر مرکب سے گرنے لگے ناگاہ ساحر مذکور نے سحر سے پھر بصورت اژدر ہو کر دم کھینچا
فرخ اسکے دہن مین آگیا مردمان لشکر فرخ شہسوار یہ حال دیکھکر اس اژدہے پر تیغ و تیر اور نیزہ اور غیرہ

لے کر حملہ آور ہوئے اُس نے شعلہاے آتش اپنے دہن نجس سے نکالے سب ڈر کر پیچھے ہٹے اژدر مذکور
شکل پشتیر کے ابر سُرخ مین پوشیدہ ہوگیا اور سواران سیاہ ساحرون کو اُسیطرح اپنے ہمراہ لیکر وہان سے
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر سُرخ اور دوسرا لکہ ابر سیاہ کا اُس کے ہمراہ بروے ہوا ایک طرف
جاتا ہی سرداران سپاہ فرخ شہسوار نہایت مغموم و پریشان ہوئے اپنے سردار کی گرفتاری کے
صدمہ سے اپنا حال تباہ کرنے لگے سر پیٹتے ہوئے گریہ کنان نالہ زنان وہان سے جانب لشکر امیر
چلے اور صاحب دفتر نے یہ لکھا ہی کہ اُس اژدہے نے فرخ شہسوار کی گرفتاری کے بعد تمام سپاہ
فرخ شہسوار کو بھی دم کھینچکر نگل لیا اور ابر سُرخ مین غائب ہوکر فوج اپنے ساحرون کی اپنے
ہمراہ لے کر جانب شہپال جادو روانہ ہوا اور اُسکے پاس پہونچکر ہر ایک کو اپنے دہن ناپاک سے
نکالا شہپال جادو بہت خوش ہوا اور ہر ایک کو ایک چوب ماری جسکا نام عصاے سامری تھا اور
بصورت آہو بنا کر چھوڑ دیا فرخ شہسوار مع اپنے تمام سردارون اور سوارون کے شکل آہوان
شوخ چشم ہوکر جانب صحرا چوکڑی بھرتے ہوئے چلے گئے یہان لشکر امیر مین اُنکی گرفتاری سے
ہر ایک کو رنج و ملال تھا بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین مع جملہ سردارون کے خاموش بیٹھے ہوے
تھے اور نہایت مغموم و حزین تھے کہ اُدھر شہپال جادو نے امیر کو گرفتار کرنے کے بجاے خود یہ تصور کیا کہ
جو شخص صاحب اسم اعظم تھا اور ہمارا سحر باطل کر دیتا تھا وہ تو گرفتار ہو چکا اب لشکر امیر با توقیر کو
تباہ و برباد کر دینا چاہیے یہ خیال کر کے طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوایا جب صداے طبل جنگ
بلند ہوئی جو ہرکارے لشکر اسلام کے براے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل جنگ لیکر
روبرو بادشاہ لشکر اسلام کے حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثناے بادشاہ جمجاہ کے اسطرح دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ معدلت پناہ اسوقت شہپال جادو نے اپنے لشکر مین طبل جنگ
بجوایا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ کل صبح کو میدان مین آکر آتش جنگ و جدال کو شعلہ ور کرے اور خدام
حضور پر نور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت
الٰہی طبل جنگ اور نقارۂ رزمی بجایا جاے وہ ہرکارے اور خواجہ عمرو گئے اور بموجب دستور نقارہ
اور طبل بجواے مردمان لشکر اسلام صداے نقارہ سُنکے آگاہ ہوئے کہ کل صبح کو شہپال جادو
سے مقابلہ ہوگا اُسی وقت وہ سب بہادر سامان جنگ مین مصروف ہوئے ہر ایک اپنی تلوار کو
زنگ سے صاف کرنے لگا تیر انداز اپنے تیرون کو درست کرنے لگے اور ترکش مین رکھنے لگے اسی
طرح تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی جب صبح ہوئی تو ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام سب سردارون اور
تمام فوج کو اپنے ہمراہ لے کر جانب میدان کارزار تشریف لے گئے اُدھر سے شہپال جادو مع
ہرمزو فرامرز اور خاقان گردون اساس اور بختیارک اور فوج ساحران کے عرصہ کارزار
مین آیا بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے
نکلے اور اُنھون نے جوانان و بہادران ہر دو سپاہ کو باہم جنگ و جدل کرنے پر مستعد و آمادہ کیا
جب وہ میدان جنگ سے اہل لشکر کو جوش دلا کر ہٹ گئے عین البرود جسنے فرخ وغیرہ کو اژدر بنکر نگل گیا
تھا لشکر شہپال جادو سے ایک تخت سحر پر سوار ہوکر نکلا اور اہل اسلام سے مخاطب ہوکر پکارا کہ اے مسلمانو تم

مین سے جس کا دل چاہے وہ میرے سامنے آکر مقابلہ کرے مین وہ ساحر زبردست ہون کہ شاہ شمش
مالک ام الجبال مجھکو اپنا قوت بازو جانتا ہی اور برابر اپنی ساحری کے مجھکو بھی تصور کرتا ہی اوسی شاہ
نے مجھکو واسطے مدد شہپال جادو کے بھیجا ہی دیکھ تو مین تجھ سے کیونکر پیش آتا ہون یہ کہکر نقاب اُس
نے اپنے منھ پر ڈال لی ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر دیکھا جمہور نے فوراً صف لشکر سے نکل کر بادشاہ
سے اجازت چاہی بادشاہ نے منظور کیا وہ اجازت جنگ لیکر اُسکے سامنے گیا اُس نے نقاب اپنے رخ سے
ہٹا کر کہا ای جمہور جانب من ببین شاید کہ شناسی مرا جمہور نے بموجب اُسکے کہنے کے اُسکے چہرہ
پر نظر کی دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبرو ہی دیکھتے ہی اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور یہ خیال ہوا
کہ یہ وہی ساحر کریہ منظر ہی جو پہلے بے نقاب آیا تھا اب سحر سے بصورت زن خوبرو بنا ہی غرض جمہور
اُسپر عاشق ہوکر کہنے لگا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تو ایک مدت سے تجھپر مائل و شیفتہ
تھا اور صدمے فراق کے دلپر سہتا تھا آج اتفاق سے پھر تمکو دیکھا ہی چاہتا ہون کہ مجھپر اب رحم کرو اور جو
تمنائے دلی میری ہی اوسے برلاؤ مجھسے اقرار وصل کرو ساحر مذکور کہ بصورت نازنین تھا اُس نے جواب
دیا اگر تم مجھسے طالب وصل ہو تو یہ میرا کہنا مانو کہ ایک جام شراب پی لو جمہور نے بصد شوق
کہا ایک جام کیسا بہت سے جام پینے کو موجود ہون اُس نازنین نقلی نے یہ سُن کے دستک دی
یکایک اک زن سبزہ رنگ رنگین لباس پہنے ہوئے شیشہ و ساغر ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کے سامنے
آئی اور کہا کیا حکم ہوتا ہی عین البرود نے کہا ای مدہوش مخمور چشم دیکھ کہ یہ ہمارے اوپر شیفتہ ہی اور طالب
وصل ہی لہذا ایک جام شراب دے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ سن کر اُس نے فوراً شیشہ سے
جام مین شراب اونڈیلی جب جام شراب سے بھر گیا اُس نے عین البرود کو دیا اُس نے اپنے
ہاتھ سے جمہور کو دیا جمہور بصد آرزو جام شراب لیکر پی گیا شراب کے پیتے ہی گھوڑے سے
زمین پر گرا اور تڑپکر بصورت آہو بنگیا عین البرود نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ بالفعل جانب صحرا جاؤ ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کھاؤ پھر دیکھا جائیگا جمہور کہ بصورت آہو تھا اُس کے اشارہ کو سمجھکر جانب صحرا چوکڑی
بھرتا ہوا چلا گیا وہ زن یعنی مدہوش مخمور چشم بھی بعد جانے جمہور کے نظر سے غائب ہوگئی عین البرود
نے پھر اپنے منھ پر نقاب ڈال لی اور بآواز بلند کہا اب اور کوئی پہلوان مجھ سے آکر مقابلہ کری
اُسوقت فرہاد دلیکضری صف لشکر سے نکلا اور بادشاہ سے اجازت لیکر اُس کے روبرو آیا ساحر
مذکور نے کچھ سحر پڑھکر پھر نقاب اٹھا کر کہا ای فرہاد دلیکضری ذرا میری طرف دیکھ شاید کہ تو مجھکو
پہچان لے فرہاد نے اُس کے چہرہ کو دیکھا فریفتہ ہوکر کہا ای محبوب من جلد سینے سے لپٹ جا
دلکو نہایت اشتیاق ہم آغوشی ہی عین البرود نے مسکرا کر جواب دیا ابھی تم ہمارے عاشق کاذب ہو چاہیے کہ جام
بادہ عشق صادق پیو فرہاد نے جواب دیا مین عاشق صادق ہون اُس نے جواب دیا ہمین کیونکر یقین
ہو فرہاد نے جواب دیا کہ امتحان کرلو اگر کہو تو آگ مین کود پڑون گلا کاٹ لون اُس نے مسکرا
کر جواب دیا تمہاری تمنای دلی برآئیگی لیکن ایک شرط ہی وہ یہ ہی کہ ہمارے ہاتھ سے ایک جام
شراب پی لو جب نشہ تم کو ہوگا اُس وقت صورت وصل ظہور مین آئیگی فرہاد نے جواب
دیا یہ کتنی بڑی بات ہی اگر کہو تو مین اپنی جان شیرین دے کر وصل حاصل کرون عین البرود نے

فرہاد کو راضی پاکر اوسی زن سبزہ رنگ کو طلب کیا اور بدستور مذکور اُس سے جام شراب لیکر فرہاد کو دیا فرہاد شراب کو آب حیات یا آب شیرین خوشگوار جانکر بصد شوق پی گیا اور پیتے ہی گھوڑے سے زمین پر گرا اور مانند مرغ نیم بسمل تڑپکر بصورت آہو ہوکر کھڑا ہوا عین البرودنے کہا ابھی تو روز روشن ہی جاکر صحرا کی سیر کر ہنگام شب آنا اُس وقت دیکھا جائیگا فرہاد دیکھ بی اُس نازنین کی یہ تقریر سن کے اُسیوقت سوئے صحرا چلا گیا اہل اسلام کو کمال صدمہ ہوا اور وہ زن سبزہ رنگ بھی بعد فرہاد کے جانے کے نظر سے غایب ہو گئی عین البرودنے نقاب رخ پر ڈال لی اور پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بہت سے کوڑے مار کر اور تا دیر مہمیز کر کے صف لشکر سے نکالا کیونکہ انکا گھوڑا انکا لنگر اٹھا نہین سکتا ہی اور یہ بھی وجہ ہی کہ ہڈیان اُس کی نکلی ہین دانہ اُس کو ملتا نہین فقط گھاس پر بسر اوقات ہوتی ہی نہایت لاغر اور کم قوت ہو گیا ہی حالانکہ امیر باتوقیر کے حکم سے دانہ مرکب پہلوان زمان یعنی عادی کا مقرر ہی لیکن عادی دانہ اُسکو نہین دیتے خود ہی اُس دانے کے ایک دو پھنکے لگا لیتے ہین اور ہمیشہ بھوکے رہتے ہین ہرچند کہ ہر روز لُپّی لُپّی من کھا لیتے ہین مگر سیری نہین ہوتی ہی اسی وجہ سے بھوک مین گھوڑے کا دانہ بھی کھا جاتے ہین اور جس قدر کھانا کھاتے ہین اُسیقدر پانی بھی پی لیتے ہین اور نہایت لحیم و شحیم ہین الحاصل جب پہلوان عادی صف لشکر سے نکلے خواجہ نے کہا ای پہلوان عادی تم اُس ساحر کے مقابلہ کے واسطے بجاؤ اور سرداروں کو تو اُس نے سحر سے آہو بنا کر سوئے صحرا روانہ کیا ہی تم موٹے بہت ہو تم کو یہ ارنا بھینسا بنائیگا پہلوان عادی نے کہا خواجہ یہ کیا کہتے ہو مین جاتا ہی اُس کو گرفتار کر کے چٹکی سے مثل مچھر اور چینوٹی کے مسل کر پھینک دونگا یہ تمام گفتگو دو بدو خواجہ اور پہلوان عادی کی عین البرودنے بھی سُنی جب پہلوان عادی بادشاہ لشکر سے اجازت لے کر بہزار خرابی و دشواری آٹھ دس کوڑے مرکب کو مار کر کچھ اور اُس کو آگے بڑھایا غرض کہ بصد دشواری حریف کے قریب گئے اور طالب ہوے کہ مجھپر کوئی وار کرے اُس نے مثل سابق نقاب چہرہ سے اُٹھا کر اسمائے سحر پڑھکر کہا ای پہلوان عادی ذرا میرے روے زیبا پر نظر کر شاید کہ تو مجھکو پہچانے پہلوان عادی سنے فوراً اُس کے چہرہ کو دیکھا اور دیکھتے ہی نہایت بیتاب و بیقرار ہو کر بصد عاجزی کہا ای معشوقہ و محبوبہ من اب تو بُرا حال ہی جور و جفا تا کی ای جان جہان پہلوان عادی سے صدمہ فرقت اُٹھ نہین سکتا چاہتا ہون کہ تم سے ہم بستر ہون اُس نے جواب دیا اگر طالب وصل ہو تو پہلے ایک جام شراب ہمارے ہاتھ سے پی لو اُس کے نشہ مین ہم آغوشی کی لذت اور کیفیت نہایت پاؤ گے پہلوان عادی نے بہت شاد ہو کر کہا ای بت طناز ایک جام شراب مین میرا کیا ہو گا دس بیس گھڑے شراب کے مجھکو پلا دو تا کہ کچھ نشہ بھی ہو اُس نے جواب دیا تم ایک ہی جام شراب مین از خود رفتہ ہو جاؤ گے انسانیت سے گذر جاؤ گے یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی فوراً وہی زن سبزہ رنگ شیشہ و جام لئیے ہوے حاضر ہوئی اُس نے جام پر از شراب ناب کر کے کچھ اسمائے سحر پڑھکر پہلوان عادی کو دیا یہ جام اُس سے لیتے ہی منہ سے لگا کر نصف سانس کی مدت مین پی گئے اُس کے پیتے ہی مرکب سے لڑکھڑا کر گرے اور مانند بھینسے کے زمین پر پھڑکنے لگے اور

یہ حال ہوا کہ بعد اک لمحہ کے مانند بڑے بھینسے کے بنکے کھڑے ہوئے اُس ساحر نے کہا ای عادی تم
کھانا کھانے کے بہت عادی تھے اور اِس وقت بھوکے ہو سوے صحرا جاؤ گھاس سے اپنا پیٹ بھر
آؤ جب تم خوب سیر و سیراب ہو جاؤ گے اُس وقت لطف وصل کا اُٹھانا بخوبی مزے اوڑانا پہلوان
عادی یہ سُن کے بھینسا بنا ہوا دُم ہلاتا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا بعد جانے پہلوان عادی کے
وہ نازنین سبزہ رنگ بھی غائب ہو گئی عین البرقوئے اپنے رخ پر نقاب ڈال لی سعد بن قباد
نے یہ حال دیکھا پریشان خاطر ہو کر خواجہ زادون کو طلب کر کے اُسنے فرمایا کہ تم ہماری طرف
سے شہپال کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ اگر مناسب ہو تو اب طبل بازگشت بجوا کر چلے جاؤ
اور ہمکو دو روز کی مہلت دو بعد دو روز کے ہم تجسے پھر مقابلہ کرینگے خواجہ بزرجمہر کے فرزند بموجب
حکم بادشاہ جانب شہپال جادو روانہ ہوئے اثنائے راہ مین اُس ساحر نے اسمائے سحر پڑھکے
اور نقاب اُٹھا کے کہا ای خواجہ زادو ہر چند کہ تم متقی و پرہیزگار ہو ہر وقت خیال جنت و حور مین
رہتے ہو لیکن ذرا میرے چہرے پر بھی نظر کرو اُنھون نے اُسکے کہنے سے اُسکے رُخ پر نظر کی دیکھتے ہی شیفتہ
ہو گئے اور کہنے لگے ہم تو تمکو حور و پری سے بھی بہتر جانتے ہین ایک مدت سے تمھارے وصل کی تمنا
رکھتے ہین آج تو ہمارے دل کی حسرت نکالو اُس نے مسکرا کر جواب دیا ہمارے ہاتھ سے ایک
ایک جام شراب لیکر اُسکو جام مے جان کر پی لو پھر اور کسی امر کی تمنا کرو اُنھون نے کہا جلد جام
بادہ مدعا لاؤ ہمکو تو نہایت اشتیاق ہی ساحر مذکور نے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور وہ عورت
سبزہ رنگ شیشہ و ساغر بدست پیدا ہوئی بدستور مرقوم اُنکو پیالہ شراب کے دیے خواجہ زادہ
پیکر زمین پر گرے اور تڑپ کر بشکل ہد ہد ہو کر ساحر سطور کو دیکھنے لگے اُسنے کہا ای خواجہ زادو
ذرا صحرا کی طرف جاؤ ہوا کھا کر چلے آنا خواجہ زادے بیچارے اُڑ کر سوے دشت روانہ ہوئے
سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کو اب زیادہ رنج ہوا اور برجوع قلب خدا سے یہ دعا کی کہ ای
پروردگار اِس ساحر نابکار کے ہاتھ سے اب ہم سب کو بچا اور اِس کو اپنی قدرت کاملہ سے نیست و نابود
کر ابھی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام خداوند عالم سے دعا کر رہے تھے کہ اُس ساحر نے نقاب
مُنھ پر ڈال کر پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ ہر چند بادشاہ نے جانب یمین و یسار دیکھا مگر کوئی بہادر
جلد صف لشکر سے نہ نکلا دیر کے بعد مالک اژدر نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا تھا اور مرکب کو
مہمیز کیا تھا کہ جانب صحرا سے تھوڑا غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دور ہوا سب نے دیکھا کہ ایک
سوار نقابدار مرصع پوش جلد تر گھوڑا دوڑائے ہوئے آتا ہی مالک اژدر نے صف لشکر سے نکل کر قریب
بادشاہ کے جا کر چاہا کہ اجازت جنگ حاصل کرین ناگاہ وہ نقابدار مرصع پوش اُس ساحر کے
روبرو آیا اُس نے بدستور مرقوم اسمائے سحر ورد زبان کر کے نقاب کو چہرہ سے اُٹھا کر کہا ای نقابدار
مرصع پوش اگر بارادہ جنگ آیا ہی تو میرے چہرے پر نظر کر اور پہچان مجکو کہ مین کون ہون اُسنے اُسکے
چہرے پر نظر نہ کر کے جواب دیا اچھا دیکھتا ہون یہ کہکر تلوار نیام سے جلد کھینچی اور اُسکی کمر پر اِس عجلت
سے لگائی کہ وہ کچھ سحر بھی نہ کر سکا تلوار جو کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہو کر ساحر مذکور زمین پر گرا اور تڑپکر
مر گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہوائے تند چلنے لگی ابر آیا برف باری ہونے لگی تھوڑی دیر یہی

حال رہا آخرکار وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عین البرود جادو بود اہل اسلام اُس کے
قتل ہونے سے اِس قدر نوش و مسرور ہوئے کہ قابل بیان نہین شہپال جادو اور جملہ مردان
لشکر کفار کو ملال ہوا بعد مرنے عین البرود کے جمہور اور فرہاد نگیضرنی اور پہلوان عادی
اور خواجہ زادون کو صحرا مین ہوش آیا وہ صورت ان کی مبدل ہوئی اور اپنی صورت اصلی
پر آکے صحرا مین اپنے تئین دیکھکر حیران ہوے اور آپس مین کہنے لگے کہ ہم یہان کیون آئے یہان
آنے سے کیا مطلب تھا یہ کہکر سب وہان سے جانب لشکر امیر با توقیر روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ
داخل لشکر ہوے پھر سرداران لشکر مرکبون پر سوار ہوکر صفوف لشکر مین شامل ہوے خواجہ زادے
اپنے مقام قیام مین گئے اُن کے آنے سے بادشاہ لشکر اور جملہ اہل اسلام خوش ہوے یہ سب تو
صحرا سے آئے مگر فرخ شہسوار اور اُس کے لشکر کے لوگ جو آہون کی صورت صحرا کی طرف
گئے تھے نہ آئے کیونکہ وہ سحر مین شہپال جادو کے مبتلا ہین ادھر شہپال جادو نے مغموم
ہوکر کہا ہی کوئی ایسا ساحر ہے کہ میدان جنگ مین جائے اور اس نقابدار کو کہ دیر سے مبارز طلب
کر رہا ہی قتل کرے اُس وقت ایک نامی ساحر کہ نام اُس کا عین الحیات جادو تھا اژدر سحر
پر سوار ہوکر شہپال جادو سے اجازت جنگ لے کر سامنے اُس نقابدار مرصع پوش کے آیا
اُس کو بھی نقابدار مذکور نے تیغ آبدار سے قتل کیا یہان تک کہ چالیس ساحران نامی قریب شام
تک نقابدار مرصع پوش نے قتل کیے اور شہپال جادو سے پکار کر کہا مین لشکر امیر با توقیر
سے نہین ہون لیکن اُن کا دوست ہون اب اور کسی ساحر کو میرے مقابلہ کیواسطے روانہ کر دہ نابکار
نقابدار مرصع پوش کی یہ تقریر سُن کے بجاے خود کہنے لگا کہ اب آفتاب غروب ہوا چاہتا
ہی مناسب ہی کہ لڑائی موقوف کر دی جائے یہ تجویز کر کے اپنے ملازمون سے کہنے لگا کہ طبل بازگشت
بجاؤ حسب الحکم شہپال جادو کے طبل بازگشت بجایا گیا اُدھر شہپال جادو مع تمامی اپنی
سپاہ کے فرودگاہ لشکر پر گیا اِدھر بادشاہ لشکر اسلام مع تمام فوج اور اُس نقابدار مرصع پوش
کے جنگاہ سے پھرے اور قیامگاہ لشکر پر آئے نقابدار مرصع پوش قیامگاہ لشکر امیر با توقیر
پر آیا اور کچھ خیال کر کے وہان نہ ٹھہرا اور سوے صحرا چلا گیا کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب نقابدار
چلا گیا اور بادشاہ لشکر اسلام مع سپاہ انجم اشتباہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خواجہ عمرو بھی
لشکر فیروزی اثر سے نکل کر بارگاہ شہپال جادو کی طرف خبر دریافت کرنے کے واسطے روانہ
ہوے اثناے راہ مین شکل اپنی تبدیل کر لی اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین شہپال جادو
کی جا کر دیکھا کہ شہپال جادو بیٹھا ہوا ہی اور ساحران نامی یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوئے ہین
کچھ تذکرہ امیر کے قید کرنے کا کوئی نہین کرتا ہی سب خاموش بیٹھے ہوے ہین ناگاہ ایک عیار
مرصع پوش قنطورہ زربفتی اور پاتابہ سقرلاطی اور تمام عیاری کے باتون سے آراستہ نہایت
چست و چالاک بارگاہ مین شہپال جادو کی آیا اور اُس کو بعد ادب سلام کیا اور قریب اُس
ساحر ناپاک کے بیٹھا شہپال جادو نے اُس سے پوچھا اے عزرائیل قدرت اس وقت تم
یہان کیون آئے ہو اُس نے جواب دیا میرے آنے کا یہ باعث ہوا کہ شاہ شمس مالک

ام الجبال نے اپنے اہل دربار سے سوال کیا تھا کہ ای بہادران ذیشان و دلاوران دوران
کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ امیر اور لشکر امیر قید ہون میری سمجھ مین نہین آتا کہ سرداران لشکر امیر
اور اُن کی سپاہ کیونکر تباہ اور برباد ہونگے اور کس طریقہ سے وہ سب گرفتار کیے جائینگے
عقلاے دربار نے عرض کیا تھا کہ مردمان لشکر اور سردارون کا گرفتار ہونا تو کچھ مشکل نہین ہی
کیونکہ وہ سب کے سب غیر ساحر ہین لیکن اُن کا قید رہنا اور قتل کرنا مشکل ہی بلکہ محال بات ہی
کیونکہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار فتنہ دہر و بلاے روزگار ہی وہ ایسا چالاک ہی کہ نہ تو
سرداران لشکر امیر وغیرہ کو قید ہی رہنے دیگا اور نہ قتل ہونے دیگا اور کسی نہ کسی عیاری
سے تمام ساحرون کو قتل کرکے سب کو قید سے چھڑا کرلے جائیگا کوئی اُس کا بال تک بیکا
نکر سکے گا پس ہمارے نزدیک پہلے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کرکے قتل کرڈالیے بعد
اُسکے اور سب کی فکر کیجیے شاہ ششمس کو جو راے عقلاے دربار کی اچھی معلوم ہوئی تو مجھکو
طلب کیا اور کہا کہ تو شہپال جادو کے پاس جا اور کسی تدبیر سے جس طرح ممکن ہو عمرو کو
گرفتار کرکے ہمارے پاس لے آ لہذا اس وقت مین براے گرفتاری عمرو آیا ہون آپ
سے صرف اس قدر پوچھتا ہون کہ اُس کی صورت کیسی ہی کہ مین اُسی صورت کا آدمی لشکر
امیر مین جاکر ابھی گرفتار کرلاؤن شہپال جادو نے جواب دیا کہ خیر خواجہ عمرو زشت کردار
کی شکل و صورت تو پھر بتادی جائے گی اور یہ بھی یقین کامل ہی کہ تم ضرور اُس کو گرفتار کرلاؤگے
لیکن اس وقت نہایت ضروری ایک کام ہی اگر اُس کو انجام دو تو ہم جانین کہ تم دراصل غریب اجل
قدرت ہو اور بڑے کامل عیار ہو اُس نے پوچھا وہ کیا کام ہی شہپال جادو نے تمام
حال نقابدار مرصع پوش کا بیان کیا اور کہا کہ اُس نے بڑا غضب کیا ہمارے لشکر
کے چالیس ساحران نامی قتل کیے ہین اور اُس کے اس ظلم نے ہمارے دل کو از حد صدمہ
دیا ہی ابھی وہ امیر کے لشکر مین ہی تم جاؤ اور فوراً جاکر اُس کو گرفتار کرلاؤ عیار مرصع پوش
نے کہا بس یہی کام ہی مین ابھی جاتا ہون اور اُس کو گرفتار کرکے لیے آتا ہون یہ کہکر بارگاہ
شہپال جادو سے نکل کر سوے لشکر امیر گیا اور تمام لشکر مین پھرا اور کئی سوارونسے صورت
و شکل تبدیل کرکے پوچھا کہ نقابدار مرصع پوش کہان ہی اور اُس کی بارگاہ کونسی ہی
سوارون نے پوچھا تجکو اُس سے کیا کام ہی کیون اُس کو دریافت کرتا ہی اپنا مطلب بیان کر
آخر معلوم تو ہو کہ نقابدار مرصع پوش سے تجھے کیا ضرورت ہی اُس نے جواب دیا کہ مجھے
اُس سے ایک کار ضروری ہی سوارون نے یہ سُن کے کہا وہ نقابدار مرصع پوش یہانسے
صحرا کی طرف چلا گیا ہی عیار مرصع پوش بھی سوے صحرا روانہ ہوا اس کو تو تنہاے راہ
مین چھوڑیے مگر اب احوال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا سُنیے کہ جب عیار مرصع پوش بارگاہ
شہپال جادو سے نکل کر لشکر مین امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان کے شکل تبدیل کرکے
آیا تھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی اُس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے لشکر مین آئے تھے اور
اُس کے گرفتار کرنے کی فکر مین تھے مگر وہ ایسا چالاک و ہوشیار تھا کہ خواجہ عمرو نامدار گے

گرفتار نہ کر سکے آخر کار جب جنگل کی طرف گیا تو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی اُس عیار طرار
کے ساتھ ہی ساتھ روانہ ہوئے مگر کیفیت یہ تھی کہ کبھی گلیم اوڑھ لیتے تھے اور کبھی اُتار ڈالتے تھے
کبھی اُسکے پیچھے پیچھے کچھ فاصلہ سے چلتے تھے اور گاہ ٹھہر کر اُس کے آگے بڑھنے کے منتظر رہتے تھے
جب وہ دور نکل جاتا تھا اُس وقت یہ بھی اپنے مقام سے آگے بڑھتے تھے غرض عیار مرصع پوش
صحرا مین گیا اُسوقت چاندنی دھوپ سی کھلی ہوئی تھی اُسی شب ماہ مین عیار مرصع پوش نے
نقابدار مرصع پوش کو بہت دیر تک تلاش کیا اور اُسکے تجسس مین تمام جنگل چھان مارا مگر کہین پتہ
نہ ملا آخر مجبور ہو کر ایک درخت کے تنہ سے تکیہ لگا کے بیٹھا اور کثرت ماندگی سے لیٹ کر سو گیا چونکہ
خواجہ عمرو عیار مرصع پوش سے جدا ہو کر بہت پیچھے راہ مین ایک جگہ ٹھہر گئے تھے اور یہ خیال
کر رہے تھے کہ اس عیار نابکار کو کہ نہایت ہی چالاک و ہوشیار ہی کیونکر گرفتار کرون کوئی عیاری اُنکے
حسب دلخواہ سمجھ مین نہ آتی تھی جب تادیر فکر کی تو ایک عیاری ذہن مین آئی خواجہ عمرو وہان
سے اُٹھکر آگے چلے اُنکو تو راہ مین چھوڑیے مگر اب احوال سمک یلتاقی کا لکھا جاتا ہی کہ چونکہ وہ رات
شب ماہ تھی یہ بالا دوی کو اور واسطے سیر کے اُسی صحرا مین گیا تھا پھرتے پھرتے جب اُس درخت کے
قریب آیا جس کے نیچے عیار مرصع پوش سو رہا تھا دیکھا کہ ایک عیار غافل پڑا ہوا سو رہا ہی اور
لشکر اسلام کے عیارون مین سے نہین ہی سمک یلتاقی نے نَے کے ذریعہ سے بیہوشی اُسکے دماغ
تک پہونچائی اور اُس کو بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھا اور اُسکے پشتارے کو دوش پر رکھکر
اپنے لشکر کی طرف چلا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی خواجہ عمرو نے اُس سے
پوچھا اے سمک یلتاقی کہان سے آتے ہو اور کہان کا ارادہ ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی جو تم دوش
پر رکھے ہوے لیے جاتے ہو اُس نے خواجہ عمرو کی آواز سُنتے ہی بہت ادب سے سلام کیا اور
عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ چونکہ آج شب ماہ تھی لہذا مین سیر کرنے کے واسطے صحرا مین آیا تھا ہنوز سیر
مین مصروف تھا ناگاہ میری نظر ایک جانب گئی مین نے دیکھا کہ ایک عیار مرصع پوش ایک
درخت کے نیچے غافل پڑا سو رہا ہی مین نے اُسکو بیہوش کیا یہ اُسی کا پشتارہ ہی اپنے لشکر مین لیے
جاتا ہون خواجہ عمرو کو یہ سُنکر کچھ غصہ آیا اور دل ہی دل مین کہنے لگے کہ سبحان اللہ ہم عیاری ہی
سوچتے رہے اور یہ ناشدنی بیہوش کر کے لے بھی آیا کمال کیا اس نے تو ہمارے بھی کان کاٹے غرض
خواجہ عمرو اُس کے ساتھ ہوے اور دل مین کہا کہ چلے چلو کچھ حال اپنا ظاہر نہ کرو اثنائے راہ
مین سمک یلتاقی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ پیر و مرشد اب آپ کہان تشریف لیے چلتے ہین
خواجہ عمرو نے جواب دیا اے فرزند مین بھی برائے تفریح طبع جانب صحرا جاتا تھا تم راہ مین ملگئے
تمھارے ہمراہ اسواسطے چلا آتا ہون کہ مبادا کوئی شخص طرفدار اس عیار کا مل جائے اور تمکو
ایذا پہونچائے اور اُسکا پشتارہ تم سے چھین کر لے جائے یا تم اور کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ تو مین
تمھین بچالون میری موجودگی مین کسی کی اتنی مجال و طاقت نہین ہی کہ تم کو کسی قسم کا ضرر پہونچا سکے
سمک یلتاقی نے خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے جواب دیا کہ اگر حضور میرے ہمراہ اس ارادہ سے
تشریف لاتے ہین تو ہرگز ہرگز تکلیف نہ فرمائیے مجھکو آفت و بلا سے آپ نہ بچائیے گا مین یہ پشتارہ

بعنایت الٰہی ہر آفت سے بچاکر بارگاہ سلیمانی مین لے جاؤنگا خواجہ عمرو یہ سُن کر بہت برہم ہوے
اور کہنے لگے کہ او نابکار تیرا اس مین کیا نقصان ہی کہ مین تیرے ساتھ چلا آتا ہون اُس نے کہا
کہ نقصان ہی بھی اور نہین بھی ہی کیسے تو عرض کردون نقصان تو یہی ہی کہ آپ اب کوئی دم مین پوچھیے گا
کہ اس کے پاس کیا تھا تو نے کچھ لیا یا نہین ہرچند مین کہونگا کہ مین نے کچھ نہین لیا مگر آپ کو کسی طرح
یقین نہ آئے گا اور مجھکو مفت مین رنج و ملال ہوگا اور نقصان نہ ہونے کا سبب ظاہر ہی کہ آپ
میرے ہمراہ فقط چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جواب دیا او ناشدنی خاموش رہ مجھ سے اور ایسی
تقریر ارے بہت جلد مرجائیگا اُس نے کہا آپ کی بلا سے مرجاؤنگا مین تو ایسی ہی صاف صاف باتین
کرونگا غرضکہ خواجہ عمرو اور سمک یلتاقی آپس مین اسی قسم کی گفتگو کرتے ہوے قریب بارگاہ
بادشاہ اسلام کے آے سمک یلتاقی نے چادر عیاری سے اُسکو کھول کر ستون بارگاہ سے خوب
مضبوط باندھا اور فتیلۂ رفع بیہوشی سُنگھاکر ہوشیار کیا اُس نے ہوشیار ہوکر خواجہ عمرو سے پوچھا
مجکو صحرا سے کون لایا خواجہ عمرو نے جواب دیا میرا فرزند سمک یلتاقی تجھکو یہان لایا ہی اُسنے
اُس سے پوچھا تیرا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے بے اختیار کہدیا کہ میرا نام عمرو ہی چونکہ سمک یلتاقی
اور خواجہ عمرو اس احوال سے بیخبر تھے کہ عیار مرصع پوش ہم ساحر و ہم عیار ہی اس وجہ سے
اُسکی زبان کو آشناے سوزن نہین کیا تھا جب عیار مرصع پوش آگاہ ہوگیا کہ خواجہ عمرو یہی
ہی اُس نے اسماے سحر وردِ زبان کیے فوراً رسن جو اُس کے بازو مین بندھی تھی پارہ پارہ ہوگئی ہاتھ
اُس کے کھل گئے اُسکے بعد بہت جلد اُس نے دوسرا سحر پڑھکر بصورت عقاب بنا اور خیمہ سے
نکل کر خواجہ عمرو کو پنجہ مین داب کر سوے فلک اُڑا اور صاحب دفتر نے یون لکھا ہی کہ عیار
مرصع پوش نے سحر پڑھکر رسن اپنے بازو سے جدا کر کے اور دوسرا سحر خواجہ عمرو پر کر کے
اُس کو بیہوش کیا اور جلدی سے چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ اُٹھا کر خیمے سے نکل کر سوے
صحرا بھاگا سمک یلتاقی اور اور عیار اُس کے پکڑنے کو دوڑے اُسنے سحر پڑھکے چند دانے
ماش کے اُن پر مارے وہ سب نصف پتھر کے ہوگئے یعنے نیچے کا دھڑ پتھر کا ہوگیا اور اوپر کا بدستور
رہا عیار مرصع پوش خواجہ عمرو کا پشتارہ کاندھے پر لیے ہوے آگے بڑھا اُس وقت تمام
عیار بیتاب ہوگئے اور خواجہ عمرو کی گرفتاری اور اپنی مجبوری و ناچاری کے صدمہ جانکاہ سے تنگ
آکر نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور بخضوع و خشوع درگاہ رب العزت مین عرض کی کہ بار الٰہا ؎
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک ؎ بر آستان تو دارند میل دربانی ؎ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ؎
درین عاجزی چون نہ خوانم ترا ؎ خداوندا ہم پر رحم کر اور اس بلاے عظیم سے ہمکو نجات دے قربان اُسکی
کریمی کے کہ فوراً تیر دعا ہدف مدعا تک پہونچا اور مدعاے دلی اور مطلب قلبی بر آیا ایک جانب
سے فوراً غبار اُٹھا دامنہ گرد چاک ہوتے ہی نقابدار مرصع پوش تلوار بکف و کمان بدوش
مرکب باد رفتار پر سوار آمادہ حرب و پیکار نظر آیا اور پکار کر کہا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ٹھہر جا سامنے
آ عیار مرصع پوش نے جیسے ہی سُنا خواجہ عمرو کا پشتارہ کاندھے سے اُتار کر رکھدیا تلوار
لے کر بڑھا نقابدار مرصع پوش نے جنگ رستمانہ کر کے عیار مرصع پوش کو قتل کیا

اور خواجہ عمرو کو رہا کیا ان عیارون پر سے بھی سحر اس کے مرنے سے رفع ہو گیا کچھ تاریکی ہوئی آواز
آئی کشتی مرا نام من عزرائیل قدرت بود بعد اس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوئی نقابدار نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ عمرو تم ایسے نامی عیار ہو کر ایسی مہمل عیاری کرتے ہو کہ اس عیار
کو گرفتار کیا اور سوزن بھی اسکی زبان میں دے کر گرفتار نہ کیا اگر مین اس وقت نہ آتا تو کیا ہوتا خواجہ
عمرو نے جواب دیا مین نہ جانتا تھا کہ یہ عیار ساحر بھی ہی نقابدار مرصع پوش نے کہا خیر جو ہونا تھا
وہ تو ہوا اب تم کو لازم ہی کہ امیر با توقیر کو جا کر رہا کرو خواجہ عمرو نے جواب دیا مجھے نشان قید خانۂ
امیر معلوم نہین ہی کیونکر اُن کو رہا کرون نقابدار مرصع پوش نے جواب دیا کسی طرح بارگاہ
شہپال جادو مین جلد جاؤ اور اُس سے نشان قید خانہ امیر دریافت کر کے بہت جلد امیر با توقیر کو
قید سے رہا کرو ورنہ امیر ہلاک ہو جائینگے یا شاہ ششمش یا شہپال جادو اُن کو قتل کر ڈالے گا یہ
کہکر نقابدار مرصع پوش چلا گیا خواجہ عمرو رنگ و روغن سے بصورت پابوس بزرگوار
بنکر بارگاہ شہپال جادو مین گئے اُس وقت بختیارک بارگاہ مین نہ تھا شہپال جادو نے
پابوس بزرگوار کو دیکھکر تعظیم کی سرو قد کھڑا ہو گیا اور تمام اہل دربار بھی کھڑے ہو گئے پہلے
شہپال جادو نے بصد ادب پابوس بزرگوار کے دست و پا چومے پھر اُس کو اپنے برابر بٹھایا
بعد اُس کے تمامی اہل دربار نے پابوس بزرگوار نقلی کے پانون چومے اور سجدہ کیا خواجہ عمرو
نے کہا کہ جلد سر اُٹھاؤ ہم نے تمھاری عمرین دو دو سو برس عمر معینہ سے بڑھا دین سب ساحرون
نے خوش ہو کر سر اپنے سجدے سے اُٹھائے شہپال جادو نے عرض کیا آپ نے میری عمر نہین
بڑھائی پابوس بزرگوار نے جواب دیا جو ہمین زیادہ مانتا ہی ہم اُس کی عمر بڑھاتے ہین تم نے
فقط ہمارے دست و پا چومے اور سجدہ نہین کیا تمھارے اس غرور سے ہمنے تمھاری عمر نہین بڑھائی
شہپال جادو نے یہ سُنکے فوراً سجدہ کیا پابوس بزرگوار نقلی نے ہنسکر کہا خیر سر سجدے سے
اُٹھا ہم نے تیری بھی عمر چار سو برس بڑھا دی شہپال جادو نہایت مسرور و شادان ہوا اور سر
اپنا سجدے سے اُٹھایا اور بہت سا زر و جواہر بطور نذر کے پیش کش کیا پابوس بزرگوار نے
کہا کہ ای شہپال جادو اور ای اہل دربار تم سب اپنی اپنی آنکھین بند کر لو کہ ہم اپنے خدام کو بلاتے
ہین وہ یہ تحائف یہان سے اُٹھا کر لے جائینگے شہپال جادو نے عرض کیا کہ آپ اُنکو بلائین
آنکھین بند کرنے کی کیا ضرورت ہی پابوس بزرگوار مذکور نے برہم ہو کر جواب دیا تم سب اُنکو
دیکھکر ڈر جاؤ گے اور ایسا خوف غالب ہو گا کہ ایک ایک کا طائر روح قفس تن سے پرواز کر جائیگا
شہپال جادو نے یہ سُنتے ہی اپنی آنکھین بند کر لین اور تمام اہل دربار نے بھی پابوس بزرگوار
کے حکم کی تعمیل کی یعنے اپنی اپنی آنکھین بند کر لین عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار
نے نہایت چابک دستی سے وہ سب زر و جواہر مع کشتیون اور دیگر اشیاے دربار کے اُٹھا اُٹھا کر
نذر زنبیل کیا اور بعد داخل زنبیل کرنے کے سب سے کہا کہ آنکھین کھول دو وہ آ کر لے گئے اب جو
سب نے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ وہ کشتیان تک نہین ہین جن مین کہ زر و جواہر رکھا تھا اور سوا
اُن کے اور بہت سی چیزین جو بارگاہ مین بیش قیمت تھین وہ بھی نہین ہین اور تو سب خاموش

رہے لیکن شہپال جادو نے کہا ہماری بارگاہ مین سے بہت سی چیزین بیش قیمت جو ہم نے آپ کی
نذر نہین کی تھین وہ بھی آپ کے خدام یہان سے اُٹھا لے گئے پابوس بزرگوار نقلی نے مسکراکر
جواب دیا جو تمنے ہمکو دیا تھا وہ ہمنے لے لیا اور جو چیزین ہمارے خدام کو پسند آئین وہ اُنھون نے
لے لین اگر تم کہو تو مین اُن سے واپس لے کر تمھارے حوالے کردون لیکن میرے خدام کو ملال ہوگا
شہپال جادو نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ نہین اگر اُن کو ملال ہوگا تو کوئی ضرورت نہین ہی اُن سے
ہرگز ہرگز نہ طلب کیجیے مجھے اُن کا رنج دینا کسی طرح منظور نہین ہی یہ کہکر شہپال جادو خاموش ہوگیا
بعد ایک لمحہ کے پابوس بزرگوار نقلی نے پوچھا ہم کو بتا کہ تو نے امیر کو گرفتار کرکے کہان قید کیا ہی
شہپال جادو نے عرض کیا آپ خداوند مین آپ پر سب حال روشن ہی پابوس بزرگوار نقلی نے
جواب دیا کہ مین تو سب جانتا ہون لیکن اس وقت پوچھنے مین ایک مطلب یہ ہی کہ اس کو تو نہین
جان سکتا ہی شہپال جادو نے عرض کیا کہ مین نے امیر کو ام الجبال مین قید کیا ہی پابوس
بزرگوار نقلی نے پوچھا کیا پہاڑ کے اندر قید کیا ہی اُس نے عرض کیا نہین ام الجبال مین ایک
غار ہی نہایت عمیق اور تیرہ و تاریک اُسی مین اُنکو مع فرامرز عادمغربی کے اسیر و گرفتار کیا ہی
پابوس بزرگوار نقلی نے کہا کہ اے شہپال جادو اب مقام اسیری امیر کسی سے بیان نہ کرنا
یہ کہکر کہا اب پھر تم سب سجدہ مین سر جھکاؤ شہپال جادو نے اور جملہ اہل دربار نے سر سجدے
مین جھکائے خواجہ عمر بن امیہ ضمری نے گلیم اوڑھلی اور وہان سے نکل کر جانب بارگاہ بادشاہ
لشکر اسلام چلے ادھر شہپال جادو نے اور اہل دربار اپنے اپنے سر سجدے اُٹھائے سخت حیرت
ہوئی پابوس بزرگوار کو نہ پایا سب کے سب متفق اللفظ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھو خداوند اسکو کہتے
ہین پابوس بزرگوار کی کرامت مین اور اُن کے کمالات مین کوئی شک و شبہ نہین ہی دیکھیے تو کہ
کیونکر اور کسطرح یہانسے غائب ہوگئے ابھی شہپال جادو وغیرہ یہ تقریر کر رہے تھے کہ بختیارک
دربار مین آکر بیٹھا اور یہ ذکر سن کے پوچھنے لگا کہ کیون جناب یہ کن صاحب کی کرامات و کمالات کی
تعریفین ہو رہی ہین سب نے جواب دیا کہ ملک جی صاحب ابھی یہان پابوس بزرگوار تشریف
لائے تھے اور اپنا جمال مبارک سب کو دکھایا تھا آپ کہان تشریف فرماتھے اُنھون نے سبکی عمرین
دو دو سو برس کی بڑھا دین اگر آپ یہان ہوتے تو آپ کی عمر بھی بڑھا دیتے بختیارک نے پوچھا کیونکر
آئے تھے اور کیا باتین کین اور کس طرح چلے گئے شہپال جادو وغیرہ نے تمام احوال گذشتہ اُس سے
من وعن بیان کیا بختیارک یہ سُن کے ہنسا اور کہنے لگا کہ آپ صاحبون کا خیال درست نہین ہی
وہ ہرگز پابوس بزرگوار نہین تھے بلکہ خواجہ عمرو اُن کی شکل بنکے یہان آیا تھا زر و جواہر
وغیرہ بھی لے گیا اور نشان قید خانۂ امیر کا اور فرامرز بن عاد مغربی کا آپ سے دریافت کرکے
چلا گیا بڑا غضب کیا کہ اُسے مقام زندان امیر بتا دیا اب وہ جا کر امیر اور فرامرز عاد مغربی
دونون کو رہا کر لے گا اور پھر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی شہپال جادو یہ تقریر بختیارک زشت کردار
کی سُن کے از حد برہم ہوا اور زور سے ایک لات اُسے ماری اور کہا کہ او بختیارک تو نہایت ہی
بد اعتقاد ہی پابوس بزرگوار کو عمرو کہتا ہی بھلا ایک ادنی سے عیار مین یہ کرامتین جمع ہو سکتی ہین

جو اُن مین ہین کہان خداوند پابوس بزرگوار اور کہان وہ نابکار ع ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا
مگر یہ تیری خطا نہین ہی سب تیری عقل کا قصور ہی ارے بیوقوف بھلا سمجھ تو کہ سواے خداوند کے کون
ایسا ہی اور کس مین ایسی قدرت ہی جو صدہا آدمیون کے بیچ سے اسطرح غائب ہو جاے کہ کسی کو مطلق
معلوم تک نہ ہو کب گئے اور کسوقت گئے مگر چونکہ تجھپر عمرو کا بے انتہا رعب غالب ہی اسی وجہ سے
تجھکو ہر ایک پر اُسی کا دھوکا ہوتا ہی مثل مشہور ہی کہ برسات کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہی بختیارک
نے جواب دیا کہ میرے ذہن مین بھی بات آئی تھی جیز وہ پابوس بزرگوار اصلی ہی ہونگے عمرو نہوگا
یہ تو اتنا کہکے خاموش ہو رہا مگر اب اُدھر کا احوال سنیے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بارگاہ شہپال جادو
سے نکل کر راہ طی کر کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین بصد ادب
عرض کیا کہ مین بارگاہ شہپال جادو مین گیا تھا بعیاری حال زندان امیر گردون سریر دریافت
کر آیا ہون اب اُن کی رہائی کے واسطے جاتا ہون آپ میرے حاضر ہونے کے زمانے تک مناسب
یہ ہی کہ حتی الامکان شہپال جادو سے مقابلہ نہ کیجیے گا یہ کہکر بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے رخصت
ہو کر بارگاہ سلیمانی سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا بعد کئی روز کے ایک دشت مین پہونچا دیکھا کہ وہان
آہو بہت سے ہین چونکہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گرسنہ تھے چاہا کہ ایک آہو شکار کر کے اُسکے
کباب تیار کر کے کھائین ناگاہ بہت سے ساحر پیدا ہوئے اور خواجہ عمر کو چہار طرف سے گھیر لیا
خواجہ عمرو کچھ دیر تک لڑا کیے آخر گلیم اوڑھ لی لیکن ساحران مذکور وہان سے نہین گئے اور بعض
داستان گویون نے یون بیان کیا ہی کہ ساحران مذکور نے سحر کر کے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا اور کہا تو
آہو کا شکار کیا چاہتا تھا ہم اب تجھے ہلاک کرینگے نہین جانتا تو کہ یہ آہو کون ہین خواجہ عمرو نے
جواب دیا مجھے نہین معلوم کہ یہ آہو کون ہین ابھی خواجہ عمرو اور اُن ساحرون مین یہ تقریر ہو رہی تھی
اور ساحرون نے ارادہ قتل خواجہ عمرو کا کیا تھا خواجہ عمرو نے برجوع قلب دعا کی تھی کہ ناگاہ
نقابدار مرصع پوش تنہا پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ اے ساحران نابکار خبردار اس شخص کو قتل نکرنا
یہ کہتے ہی اُن ساحرون کے قریب آیا ہر چند اُنھون نے نقابدار مرصع پوش پر بہت سحر کیے
لیکن کسی سحر نے نقابدار مرصع پوش پر تاثیر نہ کی وہ حیران ہوے نقابدار مرصع پوش نے
تیغ آبدار سے قتل کرنا شروع کیا جب کچھ ساحر قتل ہوے تو باقی ماندہ خواجہ عمرو کو چھوڑ کر
بھاگ گئے چونکہ جس ساحر کے سحر مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مبتلا ہوے تھے اُس ساحر کو
نقابدار مرصع پوش نے قتل کیا تھا سحر خواجہ عمرو پر سے دور ہو گیا تھا الغرض جب وہ سب
ساحر بھاگ گئے اور قتل ہوے تو نقابدار مرصع پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے
پوچھا کہ کچھ نشان قیدخانہ امیر باعزت و توقیر کا دریافت کیا یا نہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ
ہان مین نے پابوس بزرگوار کی شبیہ بنکر شہپال جادو سے اس بات کو دریافت کیا تھا اُسنے
بیان کیا کہ مین نے امیر کو شاہ شمشش کی خدمت مین روانہ کر دیا تھا اُس نے اُنپر سحر کر کے ایک
غار تیرہ و تار مین کہ جو ام الجبال مین ہی اپنی تدبیر سے قید کیا ہی نقابدار مرصع پوش نے یہ
سن کے کہا کہ اے خواجہ عمرو عجب مقام دشوار گذار مین امیر کو قید کیا ہی وہان تک جانا بہت ہی

مشکل ہی پرندہ تک پر نہین مار سکتا بھلا انسان کی کیا گنتی ہی اور اس کا سبب یہ ہی کہ اثنائے راہ
مین بہت سی بلائین ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے عرض کیا کہ پھر اب کیا کیا جائے اُسنے
جواب دیا کہ مین ایک تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قلم و قرطاس و دوات خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے
طلب کیا اُنھون سنے یہ چیزین حاضر کین نقابدار مرصع پوش نے قرطاس پر کچھ لکھا اور خواجہ
عمرو کو وہ قرطاس دے کر کہا کہ تم اس کو لو اور ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کرکے کہا کہ اسطرف
جاؤ پہلے تم کو ایک صحرا ملے گا وہان کی زمین سے شعلہاے آتش نکلتے ہونگے زمین وہان کی اسقدر
گرم ہی کہ کسی کی اتنی مجال و طاقت نہین ہی جو اُس پر قدم رکھ سکے اور یہ حال زمین اور شعلونکا بوجہ
سحر آتش افروز جادو کے ہی اور شروع مین اُس بیابان دوزخ نشان کے دو پتھر علٰحدہ
علٰحدہ رکھے ہین ایک کا رنگ سفید ہی اور دوسرے کا سیاہ پس تم کو لازم ہی کہ اُس سنگ سفید رنگ
کو اُٹھانا اور جانب نقب جانا اور اُس مین پہلے تو سنگ سفید کو ڈالنا پھر بصورت عزرائیل قدرت
بن کر اُس نقب مین جانا اور دہنۂ نقب تمکو برکت اِن اسماکے جو مین نے اِس کاغذ پر تحریر کردیے
ہین نظر آئے گا جب تم نقب مین داخل ہوگے تو یقین ہی کہ مقام سکونت آتش افروز جادو پر
پہونچوگے اُس کو دیکھکر اُسے سلام کرنا اور اُس سے مصافحہ کرنا بعد مصافحہ کرنے کے اُسکی آتش
سحر تم پر اثر نہ کرے گی اور دوسرا نام اُسی ساحر کا اصفر آتش بار بھی ہی جب تم اُس سے مصافحہ
کرچکوگے تو وہ تمھاری دعوت کریگا اور تم کو گوشت آدم زاد کا پکوا کر ہمراہ روٹی کے کھلائے گا
اُسوقت کوئی چالاکی کرنا اور اُس گوشت کو نہ کھانا یا بمجبوری کھا لینا کہ بجز اس کے کوئی چارہ نہین
ہی غرضکہ جب وہان کھانا کھا چکنا تو اُس سے بھی رخصت ہونا اور آگے روانہ ہونا جب کچھ دور
جاؤگے تو دوسرا صحرا تم کو ایسا ملے گا کہ اُس مین ایک درخت نہایت بزرگ و کلان سر بفلک
کشیدہ نظر آئے گا اُس مین ایک زنگی بندھا ہوا نظر آئے گا اس طرح پر کہ سر تو اُس کا نیچے ہوگا اور
ٹانگین اوپر جب تم اُس درخت کے سایہ مین یا قریب اُس درخت کے پہونچوگے کہ وہی راستہ
ام الجبال کے جانے کا ہی تو اُسوقت درخت سے ایک ساحر نہایت کریہ منظر اور سیاہ رو اور
مہیب شکل اور بد ہیئت وزشت صورت پیدا ہوگا اور ہمراہ اُس کے ہزارون ساحر ہونگے اور
اُس ساحر کریہ منظر کے مُنھ سے اور تمام تن کے رونگٹون سے دھوان نکلتا ہوا دکھائی دے گا اور
وہ دھوان ایک لمحہ مین تمام صحرا مین پھیل جائے گا اور سارے جنگل کو تیرہ و تاریک کردے گا
نام اُس ساحر کا دخان جادو ہی اور اُس کو ظلمات جادو بھی کہتے ہین وہ تم کو بصورت
عزرائیل قدرت دیکھکر بہت خوش ہوگا اور تم کو عزرائیل قدرت سمجھ کر نہایت شفقت
و مہربانی سے پیش آئیگا اُس کو بھی تم سلام کرنا وہ بھی تم کو گوشت آدم زاد کا کھلائے گا بعد اسکے
اُس سے بھی رخصت ہوکر آگے روانہ ہونا کہ بعد بہت دور جانے کے ام الجبال نظر آئے گا تم
شہر ام الجبال مین نہ جانا بلکہ شہر ام الجبال کے دست راست سے جو راہ ہی اُسے اختیار کرنا
اُسی راہ مین ایک جگہ ایک کمند نظر آئے گی کہ درخت مین لٹکی ہوگی اور وہ درخت کنارہ دریاے
آتش سحر کے ہوگا اُس وقت ایک شخص نابینا دفعۃً پیدا ہوگا جب وہ دریاے آتش سے ہاتھ اپنا

دھو چلے آگے اُسکے جانا اُس کو سلام کرنا اور ایک اور رقعہ لکھے دیتا ہون وہ رقعہ اُس کو دیدینا اور کہنا
کہ ملکزادۂ خورشید نے مجکو آپ کے پاس بھیجا ہی کہ نشان قید صاحبقران والاشان کا بتا دیجیے
وہ نابینا تم پر مہربان ہوکر نشان زندان امیر کشورگیر کا بلا تاخیر بتا دیگا اور درخت مذکور کے نیچے جو
طعام لذیذ اور میوہ تر و خشک رکھا ہوا ہوگا وہ سب تم کو کھلائے گا اور نہایت لطف و مہربانی
سے پیش آئیگا تم اُس سے بھی رخصت ہونا اور بموجب اُس کے نشان بتانے کے روانہ ہونا
یقین ہی کہ اس تدبیر سے تم ضرور بالضرور سرخیل پہلوانان جہان سرگروہ بہادران امیر حمزۂ
صاحبقران تک پہونچوگے اور انشاء اللہ تعالے اُنکو قید سے رہا کروگے یہ کہکر ایک رقعہ اُس
نابینا کو لکھ دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری رقعہ لیکر نقابدار مرصع پوش سے رخصت ہوکر
آگے روانہ ہوے نقابدار مرصع پوش بھی چلا گیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بموجب کہنے
نقابدار مرصع پوش کے پہلے آتش افروز جادو کے پاس گیا پھر دخان جادو کے پاس
گیا پھر اُس نابینا کے پاس گیا اور بعد ادب سلام کیا اور وہ رقعہ جو نقابدار مرصع پوش نے
لکھدیا تھا اُس کو دیا اور کہا کہ مجکو آپ کے پاس ملکزادۂ خورشید نے خاص کر اسواسطے بھیجا ہی
کہ آپ مجھکو امیر حمزۂ صاحبقران کے قید خانے کا نشان بتا دیجیے اُس نابینا نے خواجہ عمرو
کی بڑی خاطر کی اور نہایت عنایت و محبت کے ساتھ پیش آیا اور اُنکو طعام لذیذ اور آب شیرین سے
سیر و سیراب کیا اُس کے بعد جس مقام پر امیر با توقیر اسیر تھے اُس سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو آگاہ کردیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُس سے رخصت ہوے اور بصورت عزرائیل
قدرت آگے روانہ ہوے اور صاحب دفتر نے اس طرح لکھا ہی کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بصورت عزرائیل قدرت اُس نابینا کے پاس پہونچے اور نقابدار مرصع پوش کا رقعہ دیا اور
کہا کہ مجکو ملکزادۂ خورشید نے اس واسطے آپ کے پاس روانہ کیا ہی کہ آپ نشان زندان امیر
بتائیے تاکہ مین جاؤن اور جاکر اُن کو رہا کرون اور مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون بصورت
عزرائیل قدرت یہانتک آیا ہون نابینا مذکور نے تقریر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی سُنکے
تا دیر فکر کی اور بعد فکر بسیار کہا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزۂ صاحبقران ایک غار
مین قید ہین تم ہرگز ہرگز وہان نہ جاؤ کہ رہائی اُن کی بہت دشوار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے جواب دیا کیونکر نہ جاؤن امیر کشورگیر وہان قید ہین یا تو مین جاکر اُن کو رہا کرونگا یا خود بھی جاکر
قید ہو جاؤنگا جب اُس نابینا نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بالکل جانے پر آمادہ پایا کہا کہ
اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنو کہ وہ کوہ جو سامنے تمکو نظر آتا ہی سوا فق اُس کی بلندی کے
ایک غار ہی کہ نام اُس کا غار سعاتب ہی بے انتہا گہرا ہی اور ارقم جادو ساتھ چالیس ہزار دیوون کے
نگہبان ہی اُسی غار تار مین امیر حمزۂ صاحبقران قید ہین ارقم جادو امیر موصوف کی نگہبانی کرتا
ہی لیکن ہر چہارشنبہ کو واسطے شکار کے جاتا ہی اور کچھ ساحرون کو غار سعاتب پر نگہبانی و حفاظت
کے واسطے چھوڑ جاتا ہی چونکہ آج روز چہارشنبہ کا ہی یقیناً وقت نصف النہار کے ارقم جادو تنہا
یا مع ساحران مذکور شکار کے واسطے جائیگا تمکو لازم ہی کہ یہان سے جاکر اثنائے راہ مین کوئی

مقام مناسب تجویز کرکے کمین مین بیٹھو جب وہ شکار کے واسطے اُسی راہ سے جائے تو کسیطرح
اُس کو گرفتار کرکے کوئی عیاری ایسی کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران کو جاکر اُس زندان تاریک
سے رہا کرو یہ تقریر نابینا کی سُنکے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری روانہ ہوئے لیکن حسب اتفاق
قریب مقام غار سعاتب کے اُس وقت پہونچے کہ ارقم جادو مع ساحرون کے شکار کے واسطے
جاچکا تھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آگے بڑھکر ہرچند غار سعاتب کو تلاش کیا لیکن غار
سعاتب کا کچھ بھی نشان نہ پایا آخر مجبور اور متحیر ہوکر اُس نابینا کے پاس پھر آیا اور کہا مین گیا تھا
مین نے تو ارقم جادو وغیرہ کو نہین دیکھا اور نہ وہ غار نظر آیا نابینا نے مسکرا کر کہا شکر کر کہ آج
کوئی ساحر غار سعاتب پر نگہبان نہین ہی اور ارقم جادو شکار کے واسطے گیا ہی ساحرون کو اپنے
ہمراہ لے گیا ہی ایسی حالت مین تم کو لازم ہی کہ جلد یہان سے جا اور عنقریب غار ایک درخت
چنار کا ہی اور وہ درخت کنارے ایک چشمے کے ہی اُس درخت کے نیچے کھود و بعد کھودنے کے
ایک چشمہ نظر آئے گا اور درمیان چشمہ کے ایک شیشہ دکھائی دیگا اور وہ پانی سے بھرا ہوا ہو گا
اور سر شیشہ پر موم لگا ہوا ہو گا اُس شیشہ کو وہان سے نکال کر سر شیشہ سے موم کو دور کرکے تھوڑا
پانی اس شیشہ کا کوہ پر چھڑکنا کہ فوراً غار سعاتب نظر آئیگا اُسوقت شیشہ کو کہین رکھکر امیر کی
رہائی مین فکر کرنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُس اندھے سے تمام حال سُنکے بہت جلد گئے اور
درخت چنار کے نیچے جاکر کھودنا شروع کیا یہانتک کھودا کہ چشمہ ظاہر ہوا اور چشمے مین شیشہ دکھائی
دیا اُس شیشہ کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اُٹھا کر سر شیشہ سے موم ہٹا کر تھوڑا پانی اُس
شیشہ کا چلو مین لے کر ام الجبال پر چھڑکا فوراً ہوا ئے تیز چلی اور کچھ تاریکی ہوئی بعد ازان غور
سے جو دیکھا تو غار سعاتب نظر آیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اُس شیشہ کو موم لگا کر زنبیل
مین رکھا اور سیکڑون کمندین ایک دوسرے مین باندھ کر اُس غار مین لٹکائین اور بذریعہ اُنھین
کمندون کے غار سعاتب مین گیا دیکھا کہ غار اندر سے نہایت وسیع ہی اُس مین ایک قصر آئینہ ہی
اُس قصر مین امیر حمزہ صاحبقران اور فرامرز عاد مغربی اس طرح سے ہین کہ دو حصیر کہنہ
بچھے ہین ایک حصیر پر امیر حمزہ صاحبقران اور دوسرے پر فرامرز بن عاد مغربی لیٹے ہین اور بیہوش
پڑے ہین یہ دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نہایت بیتاب و بیقرار ہوکر رو دیا اور در قصر آئینہ سے
اندر قصر کے آیا ہرچند صاحبقران اور فرامرز بن عاد مغربی کو ہوشیار کیا لیکن دونون مین سے کوئی
بھی ہوشیار نہ ہوا آخر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اپنے دل مین کہا کہ اُس بُڈھے نابینا نے بہت
سی باتین تعلیم کی ہین اب امیر حمزہ صاحبقران اور فرامرز بن عاد مغربی کے ہوش مین آنے کی
تدبیر بھی اُسی سے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر قصر آئینہ سے بذریعہ اُنھین کمندون کے غار سعاتب پر
آیا دیکھا کہ قریب غار سعاتب کے بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
یہ سانحہ دیکھکر بہت حیران ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ نہین معلوم کس شخص نے ان کو قتل کیا ہی یہ
یہ خیال کرکے آگے بڑھا اور اُس نابینا کے مقام پر آیا مگر اُس کو وہان نہ پایا ہرچند پکارا او بڈھے
اندھے ارے تو کہان ہی جلد آ کہ ایک اور بات تجھ سے پوچھنا ہی بتا دے لیکن کسی نے بھی خواجہ

جواب نہ دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے خیال کیا تمنے بے ترکیبی کی اور بُرے طور سے اُسکو پکارا
تھا شاید اس وجہ سے وہ نہ بولا اور سامنے نہ آیا اُس کو ناگوار ہوا ہوگا یہ خیال کرکے پھر اسطرح
پکارا کہ ای پیر محسن خواجہ عمرو ای بزرگ بے بہرا ای خضر راہ ام الجبال وای رہنماے بے مثال
آپ کہان تشریف لے گئے ہین از راہ بندہ نوازی و مہربانی جلد تشریف لائیے کچھ مجکو آپ سے
دریافت کرنا ہی یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سکوت کیا اور انتظار کیا اُس بڈھے نابینا کا
مگر وہ نظر نہ آیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے تصور کیا کہ وہ اندھا نہین معلوم کہان چلا گیا ہی اُسکا
انتظار نہ کرو ایسا نہو کہ ارقم جادو شکارگاہ سے یہان آجاے تو غضب ہو یہ سمجھکر پھر غار معاتب
پر گیا اور بذریعہ کمند غار مین جاکر اور قصر آئینہ مین داخل ہوکر امیر حمزہ صاحبقران والا شان
اور فرامرز بن عاد مغربی کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور بذریعہ کمند ہاے مذکور غار معاتب پر
آیا اور کمندون کو غار معاتب سے نکال کر داخل زنبیل کرکے وہان سے آگے روانہ ہوا اور یہ خیال
کرتا ہوا چلا کہ اب امیر حمزہ صاحبقران اور فرامرز عاد مغربی کو بارگاہ سلیمانی مین لے جاکر کسی تدبیر
سے ہوش مین لاؤنگا ابھی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہی خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ
ارقم جادو وغیرہ سامنے سے نمایان ہوے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُن کو دیکھکر ایسا گھبراے
کہ زنبیل سے گلیم کا نکالنا اور اوڑھنا بھول گئے ارقم جادو نے آکر سحر کرکے گرفتار کیا پھر پوچھا
سچ کہہ تو کون ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بے اختیار کہہ دیا کہ عمرو ہون اُنھون نے ارادہ
ہلاک کرنیکا کیا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے درگاہ خدا مین مناجات کی بقدرت پروردگار وہی
نقابدار مرصع پوش چالیس ہزار سیاہ کی جمعیت سے پیدا ہوا اور ارقم جادو سے پکار کر کہا
او بیحیا کیا کرتا ہی دست خود را نگہدار یہ کہکر چالیس ہزار سپاہ کی جمعیت سے گرا ارقم جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے اُس سے لڑنے لگا ہرچند ارقم جادو وغیرہ ساحرون نے ہزارون
قسم کے سحر کیے لیکن نقابدار مرصع پوش پر کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی آخرکار نقابدار مرصع پوش
نے تیغ آبدار سے ارقم جادو اور چالیس ہزار اُس کے ہمراہی ساحرون کو قتل کیا جب نقابدار
مرصع پوش ارقم جادو کو قتل کرچکا تو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر سے سحر اتر گیا نقابدار
مرصع پوش نے پوچھا کہو ای خواجہ عمرو امیر با توقیر کو رہا کیا یا نہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے جواب دیا تمھاری عنایت اور اُس نابینا بڈھے کی ہدایت اور پروردگار عالم کے فضل و کرم
سے مین نے اُن کو رہا کیا نقابدار مرصع پوش نے کہا اُن بزرگ نابینا کے حال سے تم نہین آگاہ
ہو وہ میرے والد ہین جب تم اُن کے پاس سے طرف غار معاتب کے گئے شاہ ششمش کو خبر ہوگئی
کہ نابینا نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو مقام قید امیر کشورگیر سے آگاہ و خبردار کردیا اسوجہ
سے شاہ مذکور نے اُس کو یہان سے گرفتار کرکے اور ایک جگہ قید کیا ہی میں اب ہم اور تم چلین
اور اُن کو قید سے رہا کرین یہ کہکر نقابدار مرصع پوش مع اپنی سپاہ کے ایک طرف چلا خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی ہمراہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز نقابدار مرصع پوش ایک درہ
کوہ مین پہونچے دیکھا کہ فوج ساحران پڑی ہی اور ایک ساحرہ بدصورت افسر اُس سپاہ ساحران

کاکرسی پر بیٹھا ہوا ہی اُس نے نقابدار مرصع پوش کو مع فوج دریا موج آتے ہوے دیکھکر اپنے
ماتحت ساحرون کو کہ ساٹھ ہزار تھے حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ دشمن سر پر آپہونچا وہ ترنج و نارنج و گولہ
فولادی اور علاوہ اسکے اور اور اشیاے سحر ہاتھون مین لے کر اُٹھے جب نقابدار مرصع پوش
اُن ساحران غدار کے قریب آیا تو وہ سب نابکار مع اپنے سردار بدکردار کے کہ نام اُس شقی کا
خونخوار جادو تھا نقابدار مرصع پوش سے جنگ کرنے لگے جانبین سے لڑائی ہونے لگی ہرچند
خونخوار جادو اور اُس کے ہمراہی سحر کرتے تھے مگر نقابدار مرصع پوش پر کسی جادوگر کا سحر
اثر نہ کرتا تھا اور یہ دلیرانہ تیغ آبدار سے ہر اک کو قتل کرتا تھا یہانتک کہ خونخوار جادو سے اوس
نقابدار مرصع پوش سے سامنا ہوا ڈانٹ کر آواز دی کہ او نامرد کہان جاتا ہی مردان عالم
کے روبرو آ خونخوار جادو نقابدار مرصع پوش کی طرف غصہ سے نارنج و ترنج سحر پھینکتا
ہوا آگے بڑھا ہزار ہزار طرح کے سحر کیے لیکن کوئی کارگر نہوا ناچار تیغہ سحر پکڑ کر جھپٹا نقابدار
مرصع پوش بھی ساحرون کو قتل کرتا ہوا اُس کے قریب جا پہونچا بعد رد و بدل کے اُسکو بھی
بیدریغ تہ تیغ کیا اور اور بہت سے ساحران ضلالت نشان کو ہلاک کیا کچھ ساحر جو باقی رہ گئے
تھے وہ بھاگ گئے ساحرون کے مرنے سے چارطرف تاریکی چھاگئی ہواے تند چلی مختلف آوازین
آنے لگین جب خونخوار جادو واصل جہنم ہوا اُسوقت آواز آئی کُشتی مرا کہ نام من خونخوار جادو
بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو جو دو چار
ساحر رہ گئے تھے وہ بھی بھاگ گئے اُسوقت نقابدار مرصع پوش نے اپنے پدر کو قید سے رہا
کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو چونکہ ابھی تک یہ معلوم نہوا تھا کہ نقابدار مرصع پوش کون
شخص ہی لہذا خواجہ نے نقابدار سے پوچھا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین اور آپکے
پدر عالیمقدار کون ہین اور شاہ مشمش کو ان کے قید کرنے سے کیا فائدہ تھا اور سب سے
پہلے یہ ارشاد کیجیے کہ آپ پر سحر کیون نہین اثر کرتا اس کی کیا وجہ ہی نقابدار مرصع پوش
نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تقریر سُن کے جواب دیا کہ میرا نام ملکزادہ خورشید ہی
اور یہ نابینا میرے پدر بزرگوار ہین اسم مبارک انکا اسد ہی قبل ازین یہ شہنشاہ تھے اور
ام الجبال اور دیگر ممالک کے یہی مالک تھے اور شاہ مشمش ملعون ہمارے والد ماجد کا سپہسالار
تھا ہرچند جناب موصوف مشمش مردود پر عنایت و مہربانی کرتے تھے لیکن مشمش نمکحرام باطن
مین خوش نہ ہوتا تھا آخرکار اس زشت کردار نے طاؤس جادو کو کہ ساحران نامی اور ذیوقار
سے تھا بھڑکایا اور اُس سے کہا کہ تو شہنشاہ اسد کی دعوت کر اور طعام مین سفوف بیہوشی
شریک کر اور وہی کھانا اُن کو کھلا جس وقت یہ بیہوش ہون تو گرفتار کرلے مین تجھ سے بہت
خوش ہونگا اور دو ایک ملکون کی حکومت اس کام کے انعام مین تجھکو دونگا لالچ مین آکر وہ
نابکار بھی راضی ہو گیا اور مشمش دغاباز کے کہنے کے موافق والد کی دعوت کی اور یہ عداوت
کی کہ ان کو گرفتار کرلیا پھر مشمش بے ایمان بجاے والد کے تخت حکومت پر بیٹھا اور حکومت
کرنے لگا طاؤس جادو سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا پھر وہ مشمش لعین سے بیزار ہوکر

مجھپر عاشق ہوا اور اُس نے ایک طلسم مجھپر باندھا ہی کہ سحر کسی کا مجھپر اثر نہین کرتا ہی اسوجہ سے مین
شر سے شمشش جادو کے ابتک محفوظ رہا ورنہ مجھکو بھی قید کرلیتا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ
سن کے گویا ہوے کہ اب مین تمام حال سے آگاہ ہوا جو تردد تھا دفع ہوا اب یہ بتاؤ کہ امیر باتوقیر
اور فرامرز دونون بیہوش ہین یہ کیونکر ہوشیار ہون خورشید نے اپنے پدر سے دریافت کیا اُسنے
جواب دیا جبتک شاہ شمشش قتل نہوگا اِن کو ہوش نہ آئیگا کیونکہ اُس کے سحر مین یہ مبتلا ہین
اور کوئی اُس نے ایسا ویسا سحر نہین کیا ہی کہ ہر ایک ساحر دفع کرسکے بلکہ سحر سخت ہی ابھی خواجہ عمرو سے
شہنشاہ اسد یہ باتین کر رہے تھے کہ سامنے سے شاہ شمشش مع کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت
ے پیدا ہوا خورشید اُس کو آتے دیکھکر جلد مرکب پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو کہ چالیس ہزار تھی ہمراہ
ے کر مقابلہ کرنے کو تیار ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے فوراً گلیم اوڑھلی شاہ شمس
قریب آکر بہت برہم ہوا اور پکار کر کہا او خورشید تیری حرکتون سے ہمپر روشن ہوا کہ تونے واسطے
اپنے جاہ وجلال کے فتنہ وفساد پر کمر باندھی ہی بہت سے ساحرون کو قتل کیا ہی ابھی تونے اگر
خونخوار جادو کو بھی یہان قتل کیا ہی جو ساحر کہ یہان سے بھاگ کر میرے پاس گئے اُن سے
مجھکو معلوم ہوا کہ تونے قیامت برپا کر رکھی ہی اور تیرے باپ نے اور تونے امیر کو غار مصائب سے
رہا کرادیا اس کی بھی مین نے خبر سُنی ہی یہ وہی مثل ہی کہ دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر نہین معلوم
تو اپنے تئین اپنے دل مین کیا سمجھتا ہی معلوم ہوا کہ تیری اور تیرے بُڈھے باپ دونون کی قضا آگئی
ہی یہ کہکر حملہ آور ہوا اس طرف سے ملکزادہ خورشید بھی مع فوج بڑھا اور کہا کہ خاموش او
نمکحرام تجھے شرم نہین آتی مجھسے آنکھ چار کرکے بات کرتا ہی شاہ شمس نے کہا دیکھ آج مین تجھسے
اور تیرے باپ سے اِسطرح پیش آؤنگا کہ کوئی دشمن بھی کبھی کسی سے پیش نہ آیا ہوگا اور اسطرح
قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وبکا کرینگے اس گفتگو کے بعد
لڑائی ہونے لگی خورشید مع لشکر بڑھا بادشاہ ام الجبال نے بہت سے سحر کیے تمام لشکر ملکزادہ خورشید
کا لڑائی مین کام آیا خورشید اور اسد شہنشاہ سابق ام الجبال باقی رہ گئے ملکزادہ خورشید
نے کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر تھک گیا شاہ شمس نے اپنے مردمان لشکر سے کہا کہ تم
سب ٹھہر جاؤ اب سحر نہ کرو یکبارگی اسپر ہجوم کرکے اسکو زندہ گرفتار کرلو چنانچہ حسب الحکم اُنھون نے
ایسا ہی کیا کہ چار طرف سے حملہ کرکے اسد پدر خورشید کو بھی قید کرلیا اور ملکزادہ خورشید کو بھی
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کہ گلیم اوڑھے ہوے تھے لڑائی کا یہ رنگ دیکھکر وہان سے بھاگے
ملکزادہ خورشید اور اُنکے والد ماجد اسد کو کسی تدبیر اور عیاری سے رہا نہ کرسکے اور ایک سمت
جانب صحرا روانہ ہوے بعد چند روز کے ایک جنگل مین پہونچے وہان سماک یلتاقی سے اور
مہتر قران صاحب بغدہ گران سے ملاقات ہوئی اُنھون نے بصد ادب خواجہ عمرو سے پوچھا
کہ حضور کہان سے تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مین ام الجبال
سے آتا ہون امیر کشور گیر اور فرامرز بن عاد مغربی کو رہا توکر لایا ہون مگر وہ دونون بیہوش
ہین حس وحرکت تک باقی نہین ہی جبتک کہ شاہ شمس قتل نہوگا امیر اور فرامرز عاد مغربی

کو ہوش نہ آئے گا مین نے تو بہزار دقت و دشواری امیر اور فرامرز بن عاد مغربی کو زندہ کیا ہی تم لوگ بھی عیار ہو دعوی عیاری کرتے ہو اور بڑے بڑے کار نمایان بھی تم سے ظہور مین آئے ہین جب جانین کہ کوئی نایاب عیاری کر کے میرا نام روشن کرو اور شاہ شمس مالک ام الجبال کو نیست و نابود کر دو تا کہ سرخیل بہادران جہان سرتاج تہمتنان زمان امیر حمزۂ صاحبقران اور فرامرز بن عاد مغربی کو ہوش آئے اُنھون عرض کیا اُستاد ہم کیا اور ہماری عیاری کیا یہ سب آپ ہی کا تصدق ہی لیکن اول تو آپ کا ارشاد بجالانا ہمپر فرض ہی دوسرے یہ کہ اگر ہماری جان بھی امیر کے کام آجاے تو ہم کو ہرگز ہرگز دریغ نہین ہی ہم ابھی جاتے ہین اور ضرور بالضرور شاہ شمس ملعون مالک ام الجبال کے قتل کرنے کی کوشش کرینگے خدا نے چاہا تو اُس کے نام کو مثل حرف غلط یکقلم صفحۂ ہستی سے مٹا دینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ ہمارے پاس مثل آپ کے گلیم نہین ہی اور ساحرون کا سامنا ہی آپ جس راہ سے تشریف لاے ہین گلیم اوڑھے ہوے آئے ہونگے ساحرون کو آپ کی شکل تو نہ دکھائی دی ہوگی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جواب دیا کہ مین جس راہ سے آیا ہون کوئی ساحر مجھکو نہین ملا شاید یہ راہ دوسری ہی یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری خاموش ہوے پھر خواجہ اور سمک یلتاقی اور مہتر قران صورت اپنی تبدیل کر کے اور کمر ہمت چست باندھ کے براے قتل شمس مالک ام الجبال روانہ ہوے

داستان قتل کرنا بدیع الزمان کا اژدر محافظ لوح طلسم طہمورث دیوبند کو پھر لوح طلسم مذکور پاکر واسطے طلسم کشائی کے جانا

کہان ہی ساقی جمشید شوکت
ایاغ و جام و پیمانہ کدھر ہی
گھٹا چھائی ہی غم کی میرے دل پر
دکھا دے جلوہ شیشہ مین پری کا
ہوس کوئی رہے دل مین نہ باقی
لگے کانٹا تو یاد آئے گلابی
سمجھتا ہون اسے قند مکرر
نہین غفلت سے خالی ہوشیاری
ملا آب و شراب ارغوانی
اُڑا دے کاگ بوتل سے دوبارہ
پلائے جا مجھے جب تک ہو سیری
دکھا دے دست نازک کا لچکنا
ہوس نشے کی بے پایان ہی مجھکو
ابھی سیری نہین ہو اور ساقی

کہان ہی بادۂ خورشید طلعت
کہان ہی مے کدھر ساغر دھرے ہین
کہین جلدی ہو ساقی دور ساغر
ملا دے لب سے ساغر کے مرے لب
لگا دے خم دہن سے میرے ساقی
طبیعت آج تو سیکش کی بھر دے
دیے جا ساقیا ساغر یہ ساغر
پلا دے وہ مے سرجوش مجھکو
دکھا دے ایک جا پھر آگ پانی
پلا جام شراب پرتگالی
کہ ہی دریا دلی مشہور تیری
مری مشرب مین یہ طاعت ہی بہتر
زلال و گرد سب یکسان ہی مجھکو
پلائے جا مجھے صدقہ دکان کا

سبو کس جا ہین خمخانہ کدھر ہی
کہان ہی مل کدھر شیشے بھرے ہین
مٹا دے رنگ مہر خاوری کا
پلا دے بھر کے پیمانہ لبالب
جہان کے دور مین ہون وہ شرابی
مجھے ستونکا صدقہ ست کر دے
اُٹھا ہی دیکھ پھر ابر بہاری
نہ آئے زندگی بھر ہوش مجھکو
سمجھ شیشے کی قلقل کا اشارہ
گھٹا پھر ساقیا اُٹھی ہی کالی
دکھا دے ساغر مے کا جھلکنا
کہ سجدے شکر کے ہون خشت خم پر
رہے شیشون کا تیرے دور ساقی
جھکا دے واسطہ پیر مغان کا

نہین زیبا جواب صاف ساقی | پلا مجھکو شراب صاف ساقی | بدہ ای ساقے مہوش شرابم
کہ از سوز غم ے دل کباب ہم | کہ تا نشئے مین اُسکے ہوکے مین ست | لکھون اک داستان تو سردست
کرے خوش سننے والونکے دلونکو | طرب آمود کردے محفلون کو | طلسم کشایان مراحل تحریر و فتح

کنندگان در بند تقریر اس داستان کو بطرز اختصار اس طرح لکھتے اور بیان کرتے ہین کہ جب
دیواکوان قاف سے بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو قریب اس کوہ کے لایا کہ جس کوہ
پر ایک اژدر نہایت کلان اور شعلہ فشان تھا اور وہی نگہبان لوح طلسم طہمورث دیوبند کا
تھا بانیان طلسم نے اُس کو محافظ لوح طلسم طہمورث دیوبند قرار دیا تھا اُس جگہ اپنے دوش
سے بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو اُتار کر کہا دیکھیے حضور وہ سامنے کوہ پر اژدر کلان
ہی تا وقتیکہ یہ ہلاک نہوگا لوح طلسمی ہاتھ نہ آئے گی یہ وہ اژدر ہی کہ منزلون سے انسان وغیرہ
کو دم کھینچکر گھسیٹ لیتا ہی اور کنکر پتھر وغیرہ کھنچکر اُس کے دہن مین چلے جاتے ہین اور اُنکا
کچھ نشان اور پتا بھی معلوم نہین ہوتا ہی اور جس وقت یہ شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتا ہی
یہ کوہ بلند کوہ آتش ہو جاتا ہی بلکہ کوسون تک اثر اس کی شعلہ فشانی کا اسقدر پہونچتا ہی کہ درخت
اور گیاہ اور سنگ وغیرہ سب جل کر خاک ہوجاتے ہین کیا مجال کہ کسی شخص کے قدم کوہ پیر
جم سکین یا کوئی قریب اس پہاڑ کے آسکے نہین معلوم اِس وقت کیا باعث ہی کہ وہ شعلہ فشان
نہین شاید سورہا ہی یا بقدرت خلاق دوجہان و بدد مالک زمین و آسمان اِسوقت ایسا غافل
ہی کہ میرے اور آپ کے یہان آنے کی اُس کو خبر نہین ہی مین یقین کرتا ہون کہ زمانہ اس طلسم
کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی اور آپ ہی اِس طلسم کے طلسم کشا ہین غالباً عنایت و مدد خدا سے آپ
اس اژدر کو ہلاک کرینگے اور لوح طلسم حاصل کرکے طلسم کو توڑینگے یہ کہکر دیواکوان خاموش
ہوا بدیع الزمان نے بنظر غور جو دور سے دیکھا معلوم ہوا کہ وہ اژدر اتنا کلان ہی کہ گویا ایک
کوہ بالاے کوہ ہی اور پہاڑ مین اسقدر چار طرف سے لپٹا ہوا ہی کہ پتھر پہاڑ کا کسی طرف سے
نظر نہین آتا ہی بدیع الزمان اُس اژدر کلان کو دیکھکر حیران و پریشان ہوے اور درگاہ پروردگار
عالم مین برجوع قلب دعا کی کہ ای معین بیکسان واے مددگار رواماندگان مجھکو اس اژدر پر ظفر
دے اور اس کے شر سے مجھکو بچا یہ دعا کرکے آگے بڑھے بقدرت پروردگار اُس وقت وہ
اژدر غافل سورہا تھا آنکھین اُس کی بند تھین بدیع الزمان نے دوش سے اپنے کمان اور
ترکش سے تیر جان ستان لے کر اُس کی ایک آنکھ تاک کر تیر کو چلۂ کمان مین رکھکر کمان کو کھینچکر
تیر اُس کی آنکھ پر مارا بقدرت خالق انس و جان وہ تیر عین اُس کی آنکھ پڑا اور آنکھ سے گذر کر
کاسۂ سر مین اُس کے در آیا صدمہ ضرب پیکان سے وہ اژدہا خواب سے بیدار ہوا اور زخم
سر کی اذیت و تکلیف سے تُند اپنا پہاڑ پر پٹکنے لگا اور شعلہ ہاے آتشین دمبدم منھ سے نکالنے
لگا اور کوہ مذکور سے کہ لپٹا ہوا تھا ارادہ اُس نے جدا ہونے کا کیا اُس وقت بدیع الزمان
نے دوسرا تیر اُس کی آنکھ پر مارا یہ بھی مثل پہلے کے کارگر ہوا اس کے صدمہ سے اژدہے کا
عجب حال ہوا خون اُس کی آنکھون سے اور دماغ سے اسقدر جاری ہوا کہ معلوم ہوتا تھا زمین

کوہ دریاے خون جاری ہوگیا ہی اور کچھ آب متعفن بھی اُس مین شریک تھا اُس آب متعفن و
سم اژدر کی بو سے **بدیع الزمان** بیہوش ہوکر زمین پر گرے **دیواکوان** دوش پر اُٹھا کے
دور تک نکل گیا اور ایک کوہ بلند پر جاکر کچھ تدبیرین ایسی کین کہ **بدیع الزمان** کو ہوش آیا
اتنی دیر مین اژدر مذکور اپنا سر اُسی پہاڑ پر پٹک پٹک کر مرگیا **دیواکوان بدیع الزمان** کو
پھر اپنے دوش پر سوار کرکے اُسی جگہ پر لے آیا اژدہا مرچکا تھا اُسے مردہ دیکھکے از حد خوشی
ہوئی **دیواکوان** نے **بدیع الزمان** سے عرض کیا کہ حضور شکر ہی خدا کا کہ جس موذی کا خوف
تھا وہ واصل جہنم ہوگیا اب آپ کو لازم ہی کہ جلد اس کوہ پر تشریف لے چلیے **بدیع الزمان**
یہ سن کے آگے بڑھے **امیہ بن عمرو** اور **دیواکوان** دونون ہمراہ رکاب ہوے جب اُس
کوہ پر پہونچے تو بالاے کوہ ایک غار نظر آیا **دیواکوان** نے عرض کیا کہ حضور اس غار مین تشریف
لے چلیے **بدیع الزمان** نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے قدم رکھا **دیواکوان** اور **امیہ بن عمرو**
ساتھ ہوے بعد قطع راہ کے جب منتہاے غار تک پہونچے تو ایک مکان نہایت عالیشان کوہ
مین بنا ہوا نظر آیا واقعی کیا کاریگری کی تھی کیا بنایا تھا قصر فردوس برین کا نقشہ نگاہون مین پھر گیا
بلکہ سچ پوچھیے تو وہ بھی نظرون سے گر گیا عرفی زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش * بدیدہ
بار نہ گردد نگاہ از دیوار * معمارون نے عمرین صرف کین کوہ مشقت سر پر اُٹھایا سنگتراشون
نے سختیون پر سختیان سہین جانکاہی سے مرمر کے بنایا اُس مکان کو دیکھکر ہر ایک حیران ہوا
ایک نے دوسرے سے کہا صل علی کیا کہنا خندان دیکھے مانی بھی جو اس قصر کی سج دھج تو کہے
دست قدرت نے سجا اسکو نہین کار بشر * جب ثنا و صفت کرتے ہوے کچھ دور آگے بڑھے
تو دیکھا کہ چند خمہاے طلائی اور چالیس خمہاے نقرئی خسروی یعنے خسرو بادشاہ کے زمانے
کے یا اُس کے بنواے ہوے زر سرخ و جواہرات بیش بہا سے بھرے ہوے رکھے ہوے
ہین اور قریب اُن کے شہ نشین پر ایک تخت جواہر نگار رہی اُس پر ایک گلدستہ عجب پر بہار رکھا
ہی کہ دیکھنے سے فصل بہار یاد آتی ہی اور اُس مین ایک لوح رکھی ہی اور وہ مانند برق کے
چمک رہی ہی ڈورا بھی اُس کا نہایت نفیس ہی **دیواکوان** نے کہا حضور مبارک ہو یہی لوح
طلسم **طہمورث دیوبند** کی ہی جلدی سے اسے گلدستہ سے اُٹھائیے اور اپنے گلے مین ڈال لیجیے
مبادا کوئی آفت و بلا کا سامنا ہو **بدیع الزمان** نے بسم اللہ کہکر لوح کو اُٹھاکر جو دیکھا تو صاف
اُس مین یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور طلسم کشا اس لوح طلسم **طہمورث دیوبند**
کو اژدر کو مار کر پاوے اور ارادہ اُس کا طلسم کشائی کا ہو تو اُس کو یہ بات لازم و واجب ہی کہ
اس تخت جواہر نگار کو اُٹھائے اور اُس کے نیچے کھودے تو دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا بس اُسی
نقب مین بے خوف و خطر اپنے تئین گرادے **بدیع الزمان** نے موافق حکم لوح کے اُس تخت
جواہر نگار کو اُٹھایا اور اُس کے نیچے کھودا دہنہ نقب کا نمایان ہوا اُس وقت **بدیع الزمان**
نے **امیہ بن عمرو** اور **اکوان دیو** سے رخصت ہوکر اُنکو وہین چھوڑا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
زبان پر جاری کرکے اپنی آنکھین بند کین لوح کو گلے مین ڈال کر دہنہ مین نقب کے اپنے تئین

گزرا دیا اب یہ مؤلف ہیچمدان کج مج زبان احوال شاہزادہ بدیع الزمان کا انشاء اللہ تعالے آئندہ بہ مقام مناسب تحریر کریگا

داستان رفتن خواجہ عمرو و مہتر قران و سمک یلتاقی برائے قتل شاہ شمس و بہر رہائی شہنشاہ اسد و ملکزادہ خورشید و رہائی ایشان از عیاری عیاران مذکور

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
پلا بادۂ لعلگون مجھکو اور
رہے تو بھی قائم یہ میخانہ بھی
نہ دو اک پیالے مجھے تو پلا
نہین اب مجھے طاقت انتظار
کہ تا تیرا رندون مین ہو جاے نام
رہے میکشون پر کرم کی نگاہ
نہ مین لا سکون جسکے نشہ کی تاب
وہ مے دے مجھے سونگھکر جسکی بو
نہین صبر کی مجھکو طاقت ذرا
ہی دوری بنت العنب ظلم و قہر
نہ کر دیر بہر مے ارغوان
رہے تجھسے میخانہ بازیب و زین
طبیعت ہی زور و نپہ آئی ہوئی
عجب ناز سے چل رہی ہی نسیم
عوض گل کے ہر غنچۂ دل کھلا
بُلا بھیجو مطرب کو اب بیدرنگ
وہ محفل کسی طرح اچھی نہین
وہ آئے تو پھر بزم ہو پُربہار
ہر اک دل سے ہو محو نام الم
دکھائے اگر ناز و انداز وہ
تصدق ابھی جان کرنے لگین

بہت اب ستاتا ہی رنج خمار
خدا تجھکو قائم رکھے ساقیا
یہ دورِ مے و بزم رندانہ بھی
مین مدت سے ہون دخت رز پر فدا
برائے خدا ساغر مے بیار
نہ کچھ وعظیان تو پند واعظ پہ کر
کہ نعمت ہی اک ہر کرم کی نگاہ
وہ مے دے کہ سرخی سے جسکی صدا
لگا لیوے زاہد بھی منہ سے سبو
امیدون کا سینہ مین ہوتا ہی خون
نہ ہوے تو دے مجھکو تھوڑا سا ہی
پلاے مجھے بھر جام شراب
جو دشمن ہین تیرے نیا مین وہ جین
بہت لطف کی پڑ رہی ہی پھوہار
لیے اپنے کاندھے پہ گل کی شمیم
ہی لازم ہمین خوب اسدم شراب
کرے اُسکے پھیکا ہی محفل کا رنگ
مغنی سے محفل کی ہی زیب و زین
وہ آئے تو رندون کو آئے قرار
وہ چھیڑے ابھی آکے گر ساز کو
سنائے اگر اپنی آواز وہ
ہو اک سمت نغمہ اور اک سمت مے

ابد تک رہے دہر مین تیرا دور
خدا تجھکو دائم رکھے ساقیا
لگا دے مرے منہ سے خم ساقیا
جھلک جلد شیشے سے اُسکی دکھا
نہ محروم رکھ مجھکو اے لالہ فام
نہ تنبیہ سے محتسب کی تو ڈر
پلا دے مجھے آج ایسی شراب
اُڑے رنگ لعل اور یاقوت کا
نہ کر دیر بہرِ خدا ساقیا
ہوا جاتا ہی حال میرا زبون
نہ تاخیر کر بہرِ پیرِ مغان
چھکا دے پئے میکشان خراب
گھٹا کالی کالی ہی چھائی ہوئی
دلون کو لبھاتی ہی بادِ بہار
نئے طور کا ہی یہ فیض ہوا
کرتا ہو درستی حال خراب
یہ سمجھو جہان پر مغنی نہین
بغیر اُسکے آتا نہین مجھکو چین
وہ آئے تو جاتا رہے رنج و غم
کرے خوش ہر اک طبع ناساز کو
تو فا ہو سے دل سبکے جاتے رہین
کہ خوشتر نہین اس سے ہی کوئی شے
پلا ساقیا آج ایسی شراب
مجھے جلد دے ساغر آفتاب
یہ ہی قصد اے ساقی خوش جمال
عدو کا ہو دل سوز غم سے کباب

ساقی نامہ دیگر من تالیفات مؤلف کتاب ہذا

ترے میکدہ مین ہو جو لاجواب
نہین مشاجر میکشی دل کو چین
پلا دے جو تو بادۂ بے مثال

فلک پر نمایان ہوا وہ سحاب
وہ ہون رند میکش تصدق حسین
لکھون نشہ مین نثر وہ لاجواب

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو یون روایت کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مہتر قران صاحب بغدۂ گران اور سمک یلتاقی واسطے قتل کرنے شاہ شمس اور برائے رہائی شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید کے روانہ ہوے تو اثنائے راہ مین مہتر قران نے کہا اے سمک یلتاقی باہم چلنا تو کسی طرح اچھا نہین ہی چاہیے کہ ہم اور تم جدا ہوکر یہان سے ام الجبال کی طرف جائین اور علیحدہ علیحدہ کوئی کار نمایان کرین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور سمک یلتاقی نے جواب دیا بہتر تو ہی تینون عیار اُسی وقت تین طرف روانہ ہوے سب سے پہلے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا احوال لکھا جاتا ہی کہ یہ بعد قطع راہ بصورت مبدل درِ شہر ام الجبال پر پہونچے دیکھا کہ ایک سپاہ کثیر ساحران غدار و جادوگران شقاوت آثار کی وہان پڑی ہی اور ایک طبل بزرگ طلائی دروازہ پر مع چوب رکھا ہی اور دروازہ شہر کا کھلا ہوا ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بوجہ فوج ساحران مذکور کے گلیم اوڑھکر شہر ام الجبال کے اندر داخل ہوے اور وہان جاکر گلیم اُتار کر زنبیل مین رکھ لی مردمان شہر اور ملازمان شاہ شمس نے جو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو ساکنان شہر ام الجبال سے نہ پایا تو پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آتے ہو اور کہان جانے کا ارادہ ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جواب دیا کہ مین ایک شخص ساحر ہون آج ہی اس شہر مین وارد ہوا ہون اُنھون نے کہا کہ اس شہر کے حاکم کا یہ حکم ہی کہ جو کوئی شخص تازہ وارد ہمارے شہر مین ہو اُسے پکڑ کر ہمارے روبرو لے آؤ پس اب ہم تم کو گرفتار کرکے شاہ شمس کے روبرو لیے چلتے ہین یا تو وہ قتل کرے گا یا چھوڑ دیگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُنکو غصہ سے دیکھکے کہنے لگے کہ مین تو ہرگز ہرگز اُس کے روبرو گرفتار ہوکر نہ جاؤنگا مین نے کیا خطا کی ہی کہ تم مجھکو گرفتار کروگے اُنھون نے جواب دیا ہم موافق حکم حاکم کے ضرور تجھکو گرفتار کرکے اُس کے سامنے لے جائینگے یہ کہکر خواجہ عمرو کے پکڑنے کو بڑھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھاگے وہ غیر ساحر تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے تعاقب مین چلے جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ وہ قریب تر آگئے مجبور ہوکر جست کی اور ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچکر گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے ملازمان شاہ شمس بعد جستجوے بسیار کے وہان سے چلے گئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گلیم اوڑھے ہوے اُسی بام پر کھڑے تھے کہ ناگاہ ایک دختر خوبرو اُسی مکان سے کوٹھے پر آئی اور واسطے سیر کرنے کے ایک کرسی پر بیٹھی یہ دختر قراضنہ جادو کی تھی اور قراضنۂ جادو ایک زن کبیر السن تھی کہ پیشہ اُس کا مشاطگی تھا اور دلالہ شہر مشہور تھی ساکنان شہر کو جس زن خوبرو کو بلوانا اور اُس سے ہم بستر ہونا منظور ہوتا تھا تو وہ اسی زن پیر قراضنۂ جادو کے پاس آتے تھے یہ جاکر کسی نہ کسی مکر و فریب سے اُس عورت کو لے آتی تھی اور سوا اس کے زن و مرد مین شادیان بھی کراتی تھی غرض قراضنۂ جادو شہر ام الجبال مین مشہور و معروف تھی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہ بام پر گلیم اوڑھے ہوے کھڑے تھے اُس لڑکی کو منھ پر سے گلیم ہٹا کر ایسا ڈرایا کہ وہ سہم کر اور ڈر کر بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جلد جلد اُس کا لباس اُتار کر ایک غرقی باندھکر

اُس کو نذر زنبیل کیا اور صاحب دفتر نے اس طرح لکھا ہی کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُس
لڑکی کا لباس اُتار چکے تو اُس کو مار ڈالا اور اُسی مکان کے کنوین مین دختر مذکور کو ڈالدیا اور خود
رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت تبدیل کر کے اُس کی ایسی شکل اپنی بنا کر لباس اُسکا پہنکر
اُسی کرسی پر بیٹھے اور زیر بام کہ بازار تھا صدہا مردمان شہر گذر کرتے تھے سیر بازار کرنے لگے
تھوڑی دیر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بام پر بیٹھے ہوے گذری تھی کہ ایک کنیز قراضنہ جادو کی کوٹھے
پر آئی اور کہنے لگی کہ ای گلعذار جادو جلد تمھاری مادر تم کو بُلاتی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کہ بصورت گلعذار جادو تھے اُسی وقت اُس کنیز کے ہمراہ بام سے اُتر کر مکان مین گئے دیکھا کہ
زن پیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین روبرو دست بستہ کھڑی ہین اُس نے خواجہ عمرو بن امیہ
کو اپنی دختر گلعذار جادو یقینی جان کے کہا کہ ای نور نظر جلدی آ میری آغوش مین بیٹھ جا تیری
مفارقت ایک دم بھی مجھے گوارا نہین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُس کی آغوش مین جا کر
بیٹھے ہنوز خواجہ عمرو بن امیہ ضمری قراضنہ جادو کی گود مین تھے کہ ناگاہ دروازے پر
اُسی مکان کے کسی نے آکر پکارا ایک کنیز دروازے پر گئی اور وہان سے آکر قراضنہ جادو سے
عرض کیا کہ اس وقت ایک ملازم شاہ شمس حاکم شہرام الجبال کا آیا ہی اور وہ کہتا ہی کہ مین
قراضنہ جادو سے کچھ کہونگا قراضنہ جادو یہ سُن کے دروازے پر آئی ملازم مذکور نے کہا کہ
آپ کو شاہ شمس نے بُلایا ہی جلدی چلیے دیر نہ لگائیے قراضنہ جادو اُسی وقت مع اپنی دختر
نقلی گلعذار جادو کے سوار ہو کر روبرو شاہ شمس کے گئی اور سلام کیا اُسنے اُسے بیٹھنے کا اشارہ
کیا قراضنہ جادو سلام کر کے بیٹھی اور اپنی بیٹی گلعذار جادو سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ ای دختر
بادشاہ کو سلام کر بیوقوفی اور نادانی کو چھوڑ دے اب تو کچھ ایسی نادان اور ناسمجھ نہین ہی میری
آنکھون مین خاک برس دو برس مین پوری جوان ہو جائے گی یہ اٹکھیلیاں چھوڑ دے یہ سُنکر
گلعذار نقلی نے قراضنہ جادو کے کہنے کے موافق بناز و انداز شاہ شمس کو سلام کیا اور
قراضنہ جادو سے کہا لیجیے مین نے آپ کے حکم کی تعمیل کی مگر یہ تو بتائیے کہ مجھکو مل کیا گیا مفت مین
مین نے آپ کے کہنے سے اپنا ہاتھ تھکایا سلام کرنے سے کچھ بھی فائدہ ہوا شاہ شمس نے اُسکی
سب تقریر سُنی اور نہایت متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ ای دختر بتا کیا لیگی اُس نے جواب دیا کہ جو کچھ
شہنشاہ عنایت فرمائین شاہ شمس نے اُس کو بہت سا زر و جواہر دیا بعد ازان قراضنہ
سے کہا مابدولت نے تجھکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ ایک روز مابدولت کی سواری عین الغزال جادو
کے مکان کی طرف گذری تھی اُس کے مکان کے کوٹھے پر ایک زن نوجوان کو مابدولت نے
دیکھا تھا اور اُس پر عاشق ہوے تھے چونکہ ظلم کرنا منظور نہ تھا اس وجہ سے اُس زن خوبرو سے
زبردستی وصل حاصل نہ کیا اب اُس کے فراق مین دل کو نہایت بیتابی و بیقراری ہی راتون کو نیند نہین
آتی تارے گن گن کر سحر کرتا ہون بہت بُری طرح سے بسر کرتا ہون اضطراب دل مانند مرغ بسمل
تڑپاتا ہی کسی طرح چین نہین آتا ہی راتون کو جب خواب خواب ہو جاتا ہی تو بار بار یہ شعر ورد زبان کرتا
ہون ؎ نیند اُس کی ہی دماغ اُس کا ہی راتین اُس کی ہین + جسکے بازو پر تری زلفین پریشان ہوگئین +

اور جب رات کاٹے نہین کٹتی تو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون اور اس شعر کی تکرار کرتا ہون ؎
کاوکاو سخت جانیہاے تنہائی نہ پوچھ + صبح کرنا شام کا لانا ہی جوے شیر کا + دن کو بھی یہی جی چاہتا
ہی کہ ہر وقت منھ لپیٹے پڑا رہون کسی سے بات چیت نہ کرون دربار مین بیٹھنے سے دل بیزار ہی ہر وقت
بقول حضرت ناسخ شعر خیال دلربا ہی اور مین ہون + یہی اک مشغلہ ہی اور مین ہون ۔ مکان کاٹے
کھاتا ہی کسی کا بات چیت کرنا خوش نہین آتا ہی تنہائی مین جی بہلتا ہی صحبت احباب سے کلیجہ جلتا ہی
ای قراضۂ جادو تجھکو لازم ہی کہ تو کسی تدبیر سے عین الغزال کو راضی کر اور اُس زن خوبرو
کے وصل کی کوئی صورت نکال مابدولت تجھکو انعام کثیر دینگے قراضۂ جادو نے یہ تقریر اول سے آخر
تک سُنی اور ہاتھ جوڑکر ادب کے ساتھ عرض کرنے لگی کہ حضور بادشاہ ہو کر اسطرح کی باتین کرتے ہین
عین الغزال کی دختر تو کیا شی ہی اگر حضور کسی بڑے بادشاہ کی دختر کی خواہش کرین تو وہ بھی حاضر
خدمت ہو سکتی ہی دیکھیے یہ کنیز ابھی جاتی ہی اور سرکار کے حکم کی تعمیل کرتی ہی یہ گفتگو تمام وکمال
سنکے شاہ شمس نے سکوت اختیار کیا قراضۂ جادو وہان سے مع اپنی دختر گلعذار جادو کے
زروجواہر لے کر اپنے گھر مین آئی اور اُس کو بحفاظت تمام رکھدیا اور گلعذار جادو کو گھر مین
چھوڑکر عین الغزال کے مکان مین گئی اور اُس سے کہنے لگی زہے تقدیر اور خوشا مقدر تیرا کہ تیری
دختر کو شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے پسند کیا ہی تجھکو لازم ہی کہ انکار نہ کر ہی دنیوی
سے تیرا گھر بھر جائیگا مالامال ہو جائے گی عزت اور آبرو بڑھ جائیگی اُسنے جواب دیا گو مین ایک
غریب و محتاج ہون مگر نہین چاہتی کہ اپنی دختر نیک اختر کو نذر شاہ کرون اور تمام شہر مین ذلیل
ورسوا ہون سب کے سب یہی طعنہ دین کہ لیجیے صاحب بٹیا کا ڈولا اُچھلا ہی صاحبزادی کو بادشاہ
کی خدمت مین بغرض حصول زر پیش کیا قراضۂ جادو نے جواب دیا ای عین الغزال تو کیسی نادان
و بیوقوف ہی شاہ وقت سے سرکشی کرتی ہی اگر وہ برہم ہو کر چھین لیگا تو کیا کرے گی زروجواہرات
بھی ہاتھ سے جاے گا اور کچھ وصول نہ ہو گا اور لڑکی بھی چھن جائے گی بعد اس تقریر کے دیر تک
ایسی ہی گفتگو کیا کی آخر کار قراضۂ جادو کے سمجھانے سے عین الغزال راضی ہوئی اس کے
بعد قراضۂ جادو اُس سے رخصت ہو کر اپنے گھر مین آئی اور اپنی کنیزون اور گلعذار سے
مخاطب ہو کر کہنے لگی بڑی مشکل سے عین الغزال کو مین نے راضی کیا ہی اب کل جاؤنگی اور اُسکی
دختر کو عروس بناکر شاہ شمس مالک شہرام الجبال کی خدمت مین لے جاؤنگی وہان سے دولت
کثیر انعام مین پاؤنگی گلعذار جادو نے بھی اُس کی تمام تقریر سنی جب وہ روز گذرا اور شب
ہوئی تو قراضۂ جادو بعد اکل و شرب کے بستر خواب پر سو رہی کنیزین اپنی اپنی جگہ پر جاکر
سوئین گلعذار نقلی بظاہر پاس قراضۂ جادو کے سوئی مگر بباطن بیدار رہی جب دیکھا کہ
سب سو رہے ہین اُس وقت نی کے ذریعہ سے سفوف بیہوشی قراضۂ جادو کے دماغ
تک پہونچا کر اُس کو بیہوش کرکے چاہ مین ڈالدیا اور خود اُسکی صورت بنکر لیٹ رہی صبح کو
بستر خواب سے اُٹھی اور تمام مال و زر قراضۂ جادو کے مکان کا نذر زنبیل کیا بلکہ اُن سب
کنیزون کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور سوار ہو کر مکان مین عین الغزال جادو کی

کے گئے وہان سامان عیش و طرب دیکھا جب وہ وقت آیا کہ عین الغزال نے اپنی دختر کو حمام مین
بھیجنے کا ارادہ کیا قراضہ نقلی نے کہا مین بھی تمہاری دختر کے ساتھ حمام مین جاؤنگی اور اپنے ہاتھ
سے نہلاؤنگی بعد ازان عروس بناؤنگی تم اور کسی عورت کو اپنی دختر کے ساتھ نکرو عین الغزال
نے مسکراکر کہا اچھا تمھین جاؤ قراضہ نقلی دختر عین الغزال کے ساتھ حمام مین گئی اور عطر بیہوشی
اُسکو سُنگھاکر بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور اُس کی شکل بن کے حمام سے نہا دھو کے باہر آئی
عین الغزال نے اُسے اپنی دختر جان کر پوچھا ای دختر قراضہ جادو کہان گئی اُس نے جواب
دیا کہ وہ مجھے حمام مین نہلا رہی تھی ناگاہ ایک آواز آئی ای قراضہ جادو تجکو شاہ شمس نے
یاد کیا ہی تو اپنی آنکھین بند کرلے اور جس کو نہلا رہی ہی اُس سے بھی کہ کہ وہ بھی اپنی آنکھین بند کرلے
جب ہم دونون نے آنکھین بند کین مجکو ایسا معلوم ہوا کہ برق چمکی اور بطور پنجہ کے کوئی شے اُسپر
گری اور اُس حمام سے لے گئی مین نہا چکی تھی خوف سے وہان نہ ٹھہری چلی آئی عین الغزال
نے مسکراکر کہا شاہ ام الجبال صاحب اختیار ہی اس وقت اسی طور سے اُسنے قراضہ جادو
کو طلب کیا کوئی کار ضروری ہوگا ع امور مملکت خویش خسروان دانند + یہ کہکر کار مرجوعہ مین
مشغول ہوئی اور زنان ہمسایہ وغیرہ نے دختر عین الغزال کو کہ دراصل خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری ہین عروس بنایا اور انواع واقسام کی زینتون سے آراستہ کیا زیور طلائی و نقرئی اور
زیور گل پنھایا اُس وقت ایک نازنین خوبرو نے آگے عروس مذکور کے رقص و نغمہ کرنا شروع
کیا جسقدر عورتین مہمان آئی تھین سب اُسکا ناچ گانا سننے لگین جب شب ہوئی اور قراضہ جادو
نہ آئی عین الغزال نے اپنی دختر کو بموجب دستور دار کر کے خدمت شاہ شمس مین روانہ
کیا شاہ شمس دختر عین الغزال کے آنے سے بہت خوش ہوا ہنگام شب اُس کے پاس
آیا ارادہ وصل کا کیا دختر عین الغزال نقلی نے ارادہ بھاگنے کا کیا شاہ شمس نے پوچھا
ای محبوبہ وجہ تیرے بھاگنے کی کیا تھی پہلے تو دختر عین الغزال نقلی نے بوجہ عروس نو ہونے
کے کچھ جواب نہ دیا لیکن جب شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے بہت اصرار سے پوچھا
اُس وقت عروس مذکور نے کہا مین گرسنہ ہون شاہ شمس مالک شہر اُمّ الجبال نے فوراً گوشت
مردم کے کباب و دیگر طعامہاے لذیذ طلب کر کے کہا اچھی طرح اس غذاے لطیف کو کھالے
عروس نے جواب دیا مین تنہا نہ کھاؤنگی اگر آپ بھی میرے ہمراہ نوش فرمائیے تو مضائقہ نہین
شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے مسکراکر جواب دیا کہ ای محبوبہ دل آرام و اے مطلوبہ
گل اندام ع راضی ہین ہم اُسی مین جس مین تری رضا ہی + تیری خوشی مجکو ہر طرح منظور ہی یہ کہکر
دسترخوان بچھوایا ظروف پر از طعام لاکر چن دیے گئے اور شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے
دختر عین الغزال نقلی کے ہمراہ کھانا کھانا شروع کیا عروس مذکور نے گوشت مردم تو نکھایا
لیکن اور غذائین کچھ کچھ کھائین اور جو غذا جس ظرف مین سے شاہ شمس کھا رہا تھا اُس مین چالاکی
سے سفوف بیہوشی ملا دیا شاہ شمس اُس غذا کو کھاکر بعد تھوڑی دیر کے تخلیہ مین بیہوش ہوا
اُس وقت عروس نقلی یعنے سردار عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے شاہ شمس کے

پہلو پر خنجر مارا خنجر اُس کے پہلو پر سے اُچٹ گیا مطلق کارگر نہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
خیال کیا اسوقت تو اس کے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر نیچے پلنگ کے ڈال دو ہنگام سحر
شہنشاہ اسد سے زندان مین جاکر اِس کے قتل کی تدبیر پوچھنا یہ خیال کرکے اُس کے دماغ پر
پٹی بیہوشی کی چڑھا کر زبان مین سوزن دے کر نیچے پلنگ کے ڈالدیا اور خود خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری بشکل شاہ شمس مالک شہرام الجبال رنگ و روغن سے آراستہ ہوکر لیٹا رہا
تمام شب جاگا کیا ہنگام صبح اُس مکان سے اُٹھکر جملہ عورتون سے کہا کہ خبردار خبردار کوئی ہماری
خوابگاہ مین نہ جائے سب نے عرض کیا حضور نے حکم کیا ہی کوئی نجائے گا یہ کہکر محلسرا سے
نکلکر دربار مین تخت حکومت پر آکر بیٹھا اہل دربار نے حاضر ہوکر بدستور مجرا کیا اور ہر ایک اہل دربار
اپنی اپنی جگہ آکر بیٹھا شاہ شمس نقلی یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے تخت پر بیٹھتے ہی
اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اسد کو زندان سے ہمارے پاس زنجیر و طوق مین گرفتار
کیے ہوے لے آؤ مین کچھ اُس سے عہد و پیمان کرکے اُسے رہا کردونگا کیونکہ وہ نابینا ہی
ملازم حسب الحکم روانہ ہوے اور بعد تھوڑی دیر کے شہنشاہ اسد حاکم قدیم ام الجبال کو
طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے زندان سے دربار مین لائے اُس وقت شاہ شمس نقلی
نے نابینائے مذکور سے کہا کہ مین نے تم کو اسواسطے طلب کیا ہی کہ تخلیہ مین تم سے کچھ باتین
کرون شہنشاہ اسد حاکم سابق شہرام الجبال نے جواب دیا کہ بہتر ہی شاہ شمس نے
اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب تھوڑی دیر کے واسطے دربار سے چلے جاؤ مابدولت
کو تخلیہ منظور ہی شہنشاہ اسد کے جانے کے بعد تم سب پھر دربار مین چلے آنا یہ سن کے جملہ
اہل دربار دربار سے چلے گئے شاہ شمس نقلی یعنی سرخیل عیاران روزگار خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نے شہنشاہ اسد کو اپنے تخت کے قریب بلایا اور ایک کرسی زرین پر
بٹھا کے آہستہ سے پوچھا کہ ای شہنشاہ اسد تم کو یہ بھی معلوم ہی کہ اگر کوئی شخص مجھکو قتل
کرنا چاہے تو کیونکر قتل کرے اس نے بمصلحت جواب دیا کہ ای شاہ شمس اس امر سے
مجھے آگاہی نہین ہی جب شہنشاہ اسد نے شاہ شمس نقلی کو صاف جواب دیدیا تو اُسنے
چپکے سے شہنشاہ اسد کے کان مین کہا کہ ای شہنشاہ اسد تم کچھ خوف نہ کرو خدا نے
اپنا فضل کیا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون بحول و قوت الٰہی بعد کوششہاے بسیار مین نے
شاہ شمس زشت کردار و شقاوت شعار کو بیہوش کرلیا ہی اور اسکی صورت بنکر تخت پر بیٹھکر
آپ کو بلوایا ہی مین نے اُس ملعون کو خنجر سے ہلاک کرنا چاہا تھا لیکن وہ نابکار خنجر سے ہلاک
نہوا اب آپ کو لازم ہی کہ کوئی تدبیر اُس کے قتل کرنے کی بتائیے تاکہ مین اُس شقی کو واصل
جہنم کرون ابھی شہنشاہ اسد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی عیاری کا خیال کرکے صورت
غنچہ مسکرایا تھا اور کچھ حال متعلق قتل شاہ شمس مالک شہرام الجبال بیان کرنے نہ پایا
تھا کہ عین الغزال جادو مادر عروس مذکور بالصدر اپنی دختر کے آنے کا انتظار کرکے ایسی گھبرائی
اور اسقدر بیقرار ہوئی کہ بیتابانہ اپنے گھر سے سوار ہوکر قراصنہ جادو کے مکان پر گئی ہر چند

اُسکو پکارا الغرض مین سے کسی نے جواب نہ دیا اور جواب ہی کون دیتا تھا ہی وہان کون کسیکے جواب نہ دینے سے عین الغزال جادو اور زیادہ پریشان خاطر ہوئی اور کچھ خیال شرم و حجاب کا نہ کرکے محلسرائے شاہ شمس جادو مالک شہرام الجبال مین چلی گئی سب عورتون سے کہنے لگی کیون بیبیون کچھ تمکو معلوم ہی کہ میری دختر کیسی ہی اور کہان ہی اُنھون نے جواب دیا شب کو شاہ شمس کی محلسرا مین گئی تھی اور شاہ کے ساتھ آرام کیا تھا ہنگام سحر جس وقت شاہ شمس مالک شہرام الجبال خوابگاہ سے برآمد ہوے اور یہ کہکر باہر تشریف لیے گئے ہین کہ خبردار کوئی ہماری خوابگاہ مین نہ جاے پس بموجب اُس کے حکم کے ہم صبح سے اس وقت تک اُس کی خوابگاہ مین نہین گئے ہین ہم کو نہین معلوم تمھاری دختر کیسی ہی اور خوابگاہ مین جانے سے ممانعت کرنے کی کیا وجہ ہی یہ تمام تقریر زنان محلسرا سے عین الغزال جادو سن کے بہت بیقرار ہوئی بقول خندان سہ ابر نیسان تا تم نے جو کی قطرہ زنی + صدف چشم مین پیدا ہوئے اشکون کے گہر + زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی منھ آنسوؤن سے دھونے لگی اور کہنے لگی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ میری لڑکی ہلاک ہوگئی کم سنی کی وجہ سے متحمل صدمہ وصل نہو سکی یہ کہکر گریان و نالان مو پریشان و سینہ کوبان خوابگاہ شاہ شمس کیطرف چلی سب عورتون نے لاکھ روکا مگر کسیکی ایک نہ چلی جس نے اُسے روکا اُس سے اُسنے ڈانٹ کے کہا دیکھو مجھکو نہ ستاؤ سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے جانے دو میری دختر مری پڑی ہوگی اُسکی لاش پر مجھکو رونے کو جانے دو ہاے میری شیرین سخن و گلعذار دختر اسطرح مر جاے اور مجھ نصیبون جلی کو موت نہ آے یہ کہکر سب عورتون کو ہٹا کر خوابگاہ شاہ شمس مالک شہرام الجبال مین گئی دیکھا مسہری پر تو کوئی نہین ہی لیکن مسہری کے نیچے شاہ شمس بیہوش پڑا ہی دماغ پر اُس کے بیہوشی کی پٹی چڑھی ہوئی ہی زبان مین سوزن ہی اور دختر کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی یہ حال دیکھکر نہایت متحیر و ملول ہوئی اور رونے اور پیٹنے لگی پھر پکار کر کہا ای کنیزان بیہوش شاہ شمس ذرا یہان آؤ دیکھو تو شاہ شمس کو کیا ہوا ہی جب کنیزین اُس کے پکارنے سے دوڑین اور بھی جملہ عورتین محلسرا کی دوڑین جب خوابگاہ مذکور مین پہونچین دیکھا شاہ شمس اوندھا پڑا ہوا ہی اُس وقت سب عورتون نے بل کر وہ پٹی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری اور پانی اُسپر بہت چھڑکا اور دیگر تدبیرین دفع بیہوشی کی کین بعد دیر کے شاہ شمس مالک ام الجبال کو ہوش آیا عین الغزال نے اُسکی زبان سے سوزن کو دور کیا اور پوچھا ای شہنشاہ میری دختر کہان ہی اور یہ حال آپ کا کس نے کیا شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے عین الغزال جادو کو جواب دیا مجکو نہین معلوم یہ کہکر اُٹھا کچھ عورتون نے عرض کیا کہ حضور مقام حیرت ہی ایک شخص آپ کی شکل و شمائل کا آپکی خوابگاہ سے نکل کر دربار مین جاکر تخت پر بیٹھا ہی شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے جواب دیا کہ وہ یقیناً خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہوگا یہ کہکر نہایت غضبناک ہوکر محلسرا سے دربار مین آیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُس کو آتے دیکھکر جلد تر تخت سے اُٹھے اور جست کرکے ایک کوٹھے

پر جاکر گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے شاہ شمس مالک شہرام الجبال اصلی خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کے بھاگ جانے کے بعد دربار مین تخت پر آکر بیٹھا شہنشاہ اسد سے پوچھا تمکو کسنے
بُلایا تم یہان کیون آئے اُس نے جواب دیا کہ مین خود نہین آیا تیرے ملازم مجھکو زندان سے
یہ کہکر یہان لائے کہ شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے تم کو طلب کیا ہی مین حسب الحکم
چلا آیا ابھی آکر یہان بیٹھا تھا کہ تم محلسرا سے برآمد ہوکر یہان آئے اور خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری بھاگ گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ تمھاری صورت بنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تخت
پر بیٹھا ہی اور اُس نے بُلایا ہی شاہ شمس مالک شہرام الجبال اُسکی تقریر سُن کے اور اُسکو
بے قصور جان کے کچھ تعذیر نہ دے سکا پھر ملازمون کو طلب کرکے کہا ان کو زندان مین
لے جاؤ اور بدستور قید کردو وہ ملازمین بحکم شاہ شمس مالک شہرام الجبال شہنشاہ اسد
کو لے گئے اور قیدخانے مین قید کیا یہان شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے اہل دربار
کو طلب کیا اور تمام حال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا از ابتدا تا انتہا اُن سے بیان کیا
وہ سب متحیر ہوکر عرض کرنے لگے کہ خداوندنعمت ہمین کیا معلوم تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری محلسرا سے نکلکر حضور کی صورت بنکر تخت پر آکر بیٹھا ہی ورنہ ہم اُسے فوراً گرفتار
کرلیتے جب تمام اہل دربار جمع ہوے شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے اکثر ساحرون کو
طلب کرکے کہا جلد جاؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایک کوٹھے پر گیا ہی اُس کو تلاش کرکے
پکڑلاؤ ساحر بمجرد حکم شاہ شمس مالک شہرام الجبال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین
اُس کوٹھے پر اور اُس سے ملے ہوے جسقدر کوٹھے تھے سب پر جاکر خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کو ڈھونڈھا لیکن کہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو نہ پایا آخرکار مجبور وناچار
ہوکر چلے آئے اور شاہ شمس مالک شہرام الجبال سے آکر عرض کیا کہ خداوندنعمت وہ
ہم کو نہین ملا نہین معلوم کہان غائب ہوگیا شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے کہا اچھا
جاؤ مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جستجو مین رہنا اور جہان اُس کو پاجانا فوراً گرفتار کرنا اور اگر
گرفتار نہ کرسکو تو قتل کرڈالنا اُنھون نے کہا بہتر خداوند ایسا ہی ہوگا یہ کہکر ساحر چلے گئے
جب وہ روز گذرا اور شام ہوئی شاہ شمس دربار برخاست کرکے محلسرا مین چلا گیا تھا پھر
محلسرا سے برآمد ہوکر تخت پر آکر دربار مین بیٹھا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے اور اپنی اپنی
کرسی اور دنگل پر آکر بیٹھے شاہ شمس مالک شہرام الجبال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی
عیاری کا حال بیان کرکے اُس کی دلیری اور عیاری کی تعریف کرنے لگا ابھی شاہ شمس
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تعریف کر رہا تھا اور اہل دربار سُن رہے تھے کہ ناگاہ سامنے
سے ایک تخت بروے ہوا نظر آیا سب نے دیکھا کہ ایک شخص بصورت پابوس بزرگوار
اُس تخت پر بیٹھا ہی اور وہ جو لباس پہنے ہوے ہی وہ دمبدم مانند زمانہ کے رنگ بدلتا ہی
جب وہ تخت قریب آیا صاحب تخت مذکور نے کہا تم پابوس بزرگوار شاہ شمس مالک شہر
ام الجبال اور جملہ اہل دربار واسطے تعظیم کے اُٹھے پابوس بزرگوار نے عین دربار مین تخت

اپنا اُتار اشاہ شمس مالک ام الجبال نے برابر اپنے تخت کے پابوس بزرگوار کو کرسی
پر بٹھایا پھر سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے پہلے شاہ شمس نے اُس مرد بزرگ کے دست و پا چومے
اُسکے بعد اہل دربار نے یکے بعد دیگرے اُس کے دست و پا کو چوما بعد ازان بزرگ مذکور نے
شاہ شمس مالک ام الجبال سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمکو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نے تجھکو سفوف بیہوشی سے بیہوش کیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ تیرا اعتقاد کچھ ہمارے
طرف سے کم ہو گیا تھا اسوجہ سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو ہم نے تیرے اوپر مسلط کیا تھا
جب وہ تجھکو ہمارے حکم سے سزا دے چکا ہم کو پھر رحم آیا اُسکے پنجہ سے تجھکو بچا دیا ورنہ وہ
تجھکو مار ڈالتا پس تجھکو لازم ہی کہ ہماری جانب سے اب خوش اعتقاد رہنا شاہ شمس مالک
شہر ام الجبال نے دست بستہ عرض کیا کہ مین تو آپ کو اپنا خداوند حق جانتا ہون سب خداوندون
مین آپکو بھی خداوند شمار کرتا ہون کبھی آپ کی طرف سے بد اعتقاد نہین ہوتا ہون آپ
خود تصور فرمایئے کہ بھلا بندہ بھی کہین خدا سے بد اعتقاد ہو سکتا ہی پابوس بزرگوار نے جواب
دیا ضرور تیرے دل مین یہ خیال آیا تھا کہ پابوس بزرگوار لائق خداوندی کے نہین ہین اس
وقت تجھکو خیال نہین ہی شاہ شمس مالک شہر ام الجبال نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین ایسا ہی
ہوا ہو گا خیر میری خطا معاف فرمایئے آئندہ مین آپکی طرف سے بد اعتقاد نہونگا پابوس بزرگوار
نے جواب دیا ہم نے تیری خطا معاف کر دی یہ کہکر پوچھا شہنشاہ اسد کہان ہی شاہ شمس مالک
ام الجبال نے عرض کیا آپ پر حال اُس کا ظاہر ہی مین کیا عرض کرون پابوس بزرگوار نے
مسکرا کر کہا یہ تو تو نے سچ کہا مگر پوچھنے سے ایک مطلب ہی کہ اُس کو تو جان نہین سکتا یہ راز خداوندی
ہین بندونکو ان مین دخل نہین ہی شاہ شمس مالک شہر ام الجبال نے عرض کیا شہنشاہ اسد
تو زندان مین قید ہی پابوس بزرگوار نے پوچھا کہان قید ہی اُس نے نشان زندان بتایا اسوقت
پابوس بزرگوار نے شاہ شمس مالک شہر ام الجبال سے کہا سُن اس پوچھنے سے یہ مطلب تھا
کہ مین جاتا ہون شہنشاہ اسد کو سمجھاؤنگا اور کہونگا کہ تو میری اور جملہ خداوندون کی مثل سابق
کے پرستش کر اور اپنے فرزند شاہزادہ خورشید کو بھی یہی ہدایت کر اور شریک عمرو نہو اگر وہ
مانیگا تو خیر ورنہ آج ہم اُس کو مع اُس کے فرزند کے غارت کر دینگے یہ کہکر شاہ شمس مالک شہر
ام الجبال اور جملہ اہل دربار سے کہا ہم اب جاتے ہین جلد سجدہ کرو شاہ شمس وغیرہ نے بزرگ
مذکور کے قدم پر سر جھکایا پابوس بزرگوار نے ہر ایک کی دو دو سو برس کی عمر بڑھا کر سفید رشکر
تخت اُٹھا کر اُس کو غائب کر کے خود بھی غائب ہو گئے اب جو سب نے سر اپنے سجدے سے
اُٹھائے پابوس بزرگوار کو نہ پایا اہل دربار تو کرامات پابوس بزرگوار کا اقرار کرنے لگے لیکن
شاہ شمس مالک شہر ام الجبال بجائے خود تصور کرنے لگا کہ اگر یہ پابوس بزرگوار ہوتے
تو زندان شاہزادہ اسد کو مجھ سے کیون دریافت کرتے یقیناً یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو گا
پابوس بزرگوار کی صورت بنکر نشان قید خانہ شاہزادہ اسد پوچھنے کو آیا تھا اب وہین گیا ہی مجھکو
بھی لازم ہی کہ یہان سے چل کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری شاہزادہ خورشید اور شہنشاہ اسد

کو رہا کرکے نہ لے جائے یہ تصور کرکے اہل دربار سے کہا تم سب بیٹھے رہو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکر کچھ اسمائے سحر زبان پر جاری کیے سب نے دیکھا کہ شاہ شمس تخت حکومت پر سے دفعتہً غائب ہوگیا یہ نابکار تو بزور سحر جانب زندان شاہزادہ اسد جاتا ہی اس کا حال آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو دربار سے گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے تو بعد راہ قطع کرنے کے دروازہ زندان شاہزادہ اسد پر بصورت شاہ شمس مالک شہر ام الجبال آئے جو ساحر نگہبان در زندان تھے وہ برائے تعظیم اُٹھے اور سب نے سلام کیا شاہ شمس نقلی نے اُن سے کہا قفل در زندان کھولو اسوقت ہم شاہزادہ خورشید اور شہنشاہ اسد سے خلوت مین کچھ باتین کرینگے اُنھون نے بموجب حکم شاہ شمس نقلی قفل کھولا شاہ شمس نقلی اندر زندان کے گیا اور شہنشاہ اسد سے مخاطب ہوکر کہا او نابینا اس وقت تیرے پاس اس واسطے آیا ہون کہ تو اب بھی اپنے دین آبائی کو اختیار کر لات و منات وغیرہ کی پرستش کر اور میری فرمانبرداری بدل و جان کر مین تجھکو ابھی قید سے رہا کردون شہنشاہ اسد نے جواب دیا او شاہ شمس کیا بکتا ہی مین لات و منات وغیرہ کو بُرا جانتا ہون کچھ بھی اُنکی لیاقت کا قائل نہین ہون وہ ہرگز ہرگز لائق پرستش کے نہین ہین شاہ شمس نقلی یہ تقریر شہنشاہ اسد کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہا مرحبا جزاک اللہ تم دیندار ہو اور مرد مومن ہو مین نے فقط امتحاناً یہ تمسے کہا تھا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون تمھارے رہا کرنے کے واسطے آیا ہون شہنشاہ اسد نے جواب دیا ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تم مجھکو کسی طرح رہا نہین کرسکتے تاوقتیکہ یہان طاؤس جادو نہ آئے گا اور وہ مجھکو رہا نہ کریگا مین رہا نہونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تقریر شہنشاہ اسد کی زندان مین سن رہے تھے لیکن شاہ شمس مالک شہر ام الجبال کہ قبل سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے یہان پہونچنے کے بزور سحر قمری کی صورت بنکر بام زندان اسد پر آکر بیٹھا تھا تمام باتین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور شہنشاہ اسد کی سن کے از حد برہم ہوا فوراً بام زندان سے بصورت اصلی ہوکر در زندان پر آیا نگہبانان در زندان حیران ہوئے اور دل مین کہنے لگے مقام عجب ہی کہ ایک شاہ شمس تو زندان کے اندر گئے ہین اور دوسرے شاہ شمس زندان کے دروازے پر آئے ہین کیا عجب ہی کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہوا در بصورت شاہ شمس یہان آیا ہو یہ تصور کرکے آگے بڑھے اور برہم ہوکر نارنج و ترنج سحر کرکے شاہ شمس مالک شہر ام الجبال پر مارکر کہنے لگے او عمروارے غضب کیا تو نے کہ شاہ شمس کی صورت بنکر واسطے رہائی شہنشاہ اسد مالک سابق شہر ام الجبال کے یہان آیا ہی ہم تجھکو یہان سے کب جانے دینگے شاہ شمس مالک شہر ام الجبال نے اُن کے سحر دفع کرکے برہم ہوکے کہنے لگا ای بیوقوفو مین شاہ شمس اصلی ہون اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میری صورت بنا ہوا اندر زندان کے ہی جلد اُس کو گرفتار کرو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جبتک گلیم اوڑھین اُن ساحرون نے سحر کرکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کرلیا شاہ شمس مالک شہر ام الجبال نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بھی پاس شہنشاہ اسد کے قید کیا اس کے بعد ساحران نگہبان در

زندان سے کہا اب بہت ہوشیار رہنا بغیر شناخت کسی کو قریب زندان بھی نہ آنے دینا اُنھون
نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر شاہ شمس مالک شہرام الجبال اپنے دربار مین آیا اہل دربار
سے کہا جو پابوس بزرگوار بنکر یہان آیا تھا وہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تھا یہان سے وہ
رہائی شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید کے واسطے زندان مین گیا تھا مابدولت نے جلد
جاکر اُس کو گرفتار کرکے اُسی زندان مین اُس کو بھی قید کیا ہی جملہ اہل دربار نے نہایت متحیر ہوکر
عرض کیا حضور ہم پابوس بزرگوار ہی جانتے تھے آپنے اُسکو خوب پہچانا اب خوف و خطر باقی نہ رہا
شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے جواب دیا ابھی ایک اور شخص کا قید کرنا منظور ہی اُسکی طرف
سے بھی نہایت ہی خوف ہی یہ کہکر چند معزز ساحرون سے کہا جلد جاؤ اور طاؤس جادو سے
کہو کہ شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے تمکو بُلایا ہی ایک امر مین تم سے مشورہ کرنا ہی لہذا
جلد چلو ساحران مذکور روانہ ہوے اور بعد قطع راہ بارگاہ طاؤس جادو مین پہونچے پھر
اُسکو سلام کرکے جو کچھ شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے کہا تھا عرض کیا طاؤس جادو
ہرچند کہ مطیع و ماتحت شاہ شمس مالک شہرام الجبال کا ہی مگر نہایت معزز ساحر ہی اور سحر مین
یگانۂ آفاق ہی اسی کی شرکت سے شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے شہنشاہ اسد کو
قید کیا تھا اور خود بادشاہ ہوا تھا اور عوض مین اس شرکت کے اُس کو حکومت کوہستان کی دی
تھی اور بعد نمکحرامی کرنے کے یہ پچھتاتا تھا اور بباطن شاہ شمس سے صاف نہ تھا جب اس نے
زبانی ساحرون کی یہ سنا کہ شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے بُلایا ہی تو بجاے خود فکر کرنے لگا
کہ بعد ایک مدت مدید کے کیون بُلایا ہی بعد فکر بسیار اُن ساحرون سے کہنے لگا کچھ تمکو معلوم ہی کہ
کسواسطے مجھے بُلایا ہی اُنھون نے عرض کیا ہمین اتنا معلوم ہی کہ آپ سے کسی امر اہم مین مشورہ
کرینگے طاؤس جادو یہ سُنکے ہمراہ اُن ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوکر پاس شاہ شمس کے
آیا اور سلام کیا شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے اُس کو اپنے تخت کے برابر بعزت تمام بٹھایا
اور ملازمون کو حکم دیا سامان انکی دعوت کا کرو ملازمون نے سامان دعوت کا کیا طاؤس جادو
نے پوچھا آپ نے کیون مجھے طلب کیا ہی شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے جواب دیا مین بیان
کرونگا یہ کہکر طاؤس جادو کو اپنے ہمراہ لے کر دربار سے اُٹھا اور ایک مکان مین جاکر خود بھی
بیٹھا اور اُس کو بھی بٹھایا پھر طعام لذیذ منگواکر بموجب دستور تکلف سے اُسکی دعوت کی جب وہ
کھانا کھا چکا اُس کو اُسی مکان مین چھوڑکر اندر محلسرا کے گیا اور وہان سے ایک شیشہ پر از شراب
جس مین بیہوشی کا سفوف ملا ہوا تھا ایک ساقی کو لاکر دیا اور کہا خبردار اسی شیشے کی شراب طاؤس جادو
کو پلانا اور مجھکو اور شیشون سے شراب اُنڈیل کر دینا یہ کہکر طاؤس جادو کے پاس گیا اور
اُس کے پاس بیٹھکر ساقیان گلعذار کو مع کشتی مے طلب کیا حسب الحکم ساقیان نازک اندام
کشتیان شراب کی مع شیشۂ مذکور لے کر روبرو گئے پھر شاہ شمس مالک شہرام الجبال کے
اشارہ سے جام بلورین مین شراب ناب شاہ شمس مالک شہرام الجبال اور طاؤس جادو
کو پلانے لگے شاہ شمس مالک شہرام الجبال کو مے خالص پلاتے تھے اور طاؤس جادو کو

شراب بیہوشی آمیز پلاتے تھے جب کئی جام متواتر طاؤس جادو نے شراب مذکور کے پیے
تو اثر سفوف بیہوشی سے سر اُس کا مثل جام کے گردش کرنے لگا اور از حد گرمی معلوم ہونے
لگی اُسوقت طاؤس جادو نے شاہ شمس مالک شہرام الجبال سے کہا کہ اے شاہ یہ کیسی
شراب تھی کہ جس کے پینے سے اسوقت میرا عجب حال ہے شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے
جواب دیا یہ شراب نادر و نایاب ہے ایک جام کوئی میخوار اس کا پی نہین سکتا ہے کیونکہ نہایت ہی
تیز و تند ہے تم نے کئی جام پیے ہین اسوجہ سے اس نے گرمی کی ہے کچھ مقام فکر نہین ہے ذرا اُٹھکر
ٹہلو ہوا سے سرد کھاؤ مزاج درست ہو جائیگا طاؤس جادو یہ سُن کے اُٹھا اُٹھتے ہی زمین
پر گر کے بیہوش ہو گیا شاہ شمس مالک شہرام الجبال نے خوش ہو کر زبان میں اُسکی سوزن دیکر
اپنے ملازمون کو طلب کیا جب ساحران نابکار حاضر ہوے شاہ مذکور نے کہا طاؤس جادو
کو لیجاؤ جس زندان مین ملکزادہ خورشید اور شہنشاہ اسد اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
قید ہین اُسمین اسکو بھی قید کرو اسکی ہی ذات سے مابدولت کو خوف عظیم تھا اب مابدولت کو کسیطرح
کا کسی سے کچھ اندیشہ نہین ہے ساحران مذکور بموجب حکم شاہ شمس مالک شہرام الجبال
طاؤس جادو کو لے گئے اور اُسی زندان مین جاکر اُس کو قید کیا بعد قید کرنے کے در قفل
زندان بند کر کے نگہبانان در زندان کو کلید دے کر چلے آے اور شاہ شمس سے آکر عرض کیا
ہم تعمیل حکم کر آئے اُسنے کہا خوب کیا یہ کہکر شاہ شمس مالک شہرام الجبال اپنے دربار مین باطمینان
تمام بیٹھا اور طاؤس جادو کو زندان مین ہوش آیا اپنے تئین مع ملکزادہ خورشید و شہنشاہ
اسد و خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے قید دیکھا اشارہ سے کہا مجھکو تو شاہ شمس نے بمکر و
فریب گرفتار کر کے یہان قید کیا ہے تم اپنا حال بر اختلال بیان کرو ملکزادہ خورشید و شہنشاہ
اسد نے اشارہ سے تمام حال اپنا ظاہر کیا کیونکہ اُن کی زبانون مین سوزن تھا پھر طاؤس جادو
نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی طرف دیکھکر پوچھا تم کون ہو اور کیونکر قید ہوے ہو خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نے تمام احوال اپنا بھی بیان کیا پھر سب اپنے حال مصیبت پر زار زار
روئے آخر نظر بعنایت خدا کر کے خورشید و اسد و عمرو رونے سے اور ناامیدی رہائی سے
باز رہے یہ سب تو قید خانہ مذکور مین قید ہین لیکن اب احوال مہتر قران کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے صحرا مین رخصت ہو کر ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوا
تھا بہزار دشواری قطع راہ کر کے قریب اُسی زندان کے بصورت ساحر مہیب کے آیا جس مین
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ قید تھے ساحران نگہبان در زندان اُسے دیکھکر گھبرا کے اُٹھ
کھڑے ہوے اور بے اختیار پوچھا اے برادر کہان سے آتے ہو اور کہان جانیکا ارادہ ہے اور نام
تمہارا کیا ہے ہم نے تمکو کبھی نہین دیکھا ہے مہتر قران نے اُسنے کہا مین بحکم شاہ شمس واسطے ایک
کام کے گیا تھا اب اُس کام کا انصرام کر کے دربار مین جاتا ہون تمکو دیکھکر تخت سحر سے اُتر کر یہان آیا
ہون نام میرا بلاسے جادو ہے اب تم بتاؤ کہ شب و روز کیونکر صبر کرتے ہو اُنھون نے جواب دیا
ہم تو محافظ اس زندان کے قیدیون کے ہین چار شخص اسمین قید ہین تمکو تو معلوم ہوگا کہ خواجہ

عمرو اور خورشید اور شہنشاہ اسد اور طاؤس جادو ہین ساحر مہیب صورت نے جواب
دیا اُسنے نہایت خبردار و ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک جانب چلاگیا اثنائے راہ مین سوچا کہ اگر دروازہ
زندان کی طرف واسطے رہائی خواجہ عمرو یعنے اپنے اُستاد کے جاؤگے تو یہ سب ساحر آمادہ جنگ
ہونگے اور شاہ شمس کو اطلاع دینگے وہ یہان آئیگا تمہاری گرفتاری و قتل کا درپی ہوگا تمکو سوائے
پوشیدہ ہونے اور بھاگنے کے کچھ بن نہ پڑیگا اُستاد کی رہائی نہوسکے گی لہذا مناسب یہ ہی کہ در
زندان کی طرف سے زندان مین نجاؤ یہ تجویز کر کے جانب صحرا گیا اور ایک جھاڑی مین بیٹھکر
وہان سے زندان کا رُخ دیکھکر نقب لگانا شروع کیا بعد دو روز کے جب اپنی دانست مین زندان
کے درمیان تک آپہونچا ہنگام شب طابقہ زمین کا اُس جگہ توڑا بقدرت خدا خاص زندان مین اُس
تدبیر سے آیا سب کو دیکھا گرفتار بیٹھے ہوئے ہین پہلے مہتر قران نے اپنے اُستاد کو سلام کیا اور زنجیر و
طوق وغیرہ کو اُنسے دور کیا خواجہ عمرو نے خوش ہوکر کہا ای جان بخش من تو یہان خوب آیا ہم سب
یہان قید تھے اب طاؤس جادو وغیرہ کی زبانون سے سوزنونکو نکال لینا چاہیے مہتر قران
نے ہر ایک کی زبان سے سوزن کو نکالا اُسوقت طاؤس جادو نے قید سے رہا ہو کر سب سے کہا
کہ اب اسی نقب کی راہ سے اسیوقت نکل چلو صحرا مین زیر کوہ چلکر ٹھہرو مین اپنے لشکر مین جاؤنگا جملہ ساحرونکو
لیکر تمہارے پاس آؤنگا سب نے کہا بہتر ہی یہ کہکر سب ہمراہ طاؤس جادو کے اُسی نقب کی
راہ سے گذر کر صحرا مین نکلے طاؤس جادو تو اُسی وقت اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور خورشید
و اسد و عمرو اُسی صحرا کی طرف چلے جہان ٹھہرنے کو طاؤس جادو نے کہدیا تھا جب اُس صحرا
مین زیر کوہ پہونچے صبح ہوگئی اُسیوقت طاؤس جادو دس ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر
وہان آیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور خورشید اور اسد و مہتر قران سے کہا کہ اثنائے راہ
ام الجبال مین باران جادو اور اخگر جادو اور دخان جادو اور آتش جادو با جمعیت کثیر
ساحران محافظ راہ مین مجھکو اُنسے یہ اندیشہ ہی کہ وہ آمادۂ جنگ و جدال ہونگے بڑی لڑائی ہوگی
شاہ شمس تک بعد ایک مدت کے رسائی ہوگی مہتر قران نے جواب دیا اُس راہ کو چھوڑ دیجیے دوسری
راہ سے چلیے اُسنے جواب دیا راستہ ام الجبال کی طرف جانیکا وہی ہی اور سہل ہو حالانکہ راہ دیگر
بھی ہی مگر وہ راہ خراب ہی اور ایک مدت مین اُس راہ سے بہزار خرابی گذر کر ام الجبال مین پہونچنا ہوگا
مجھے یہ منظور ہی کہ جلد پہونچون اُسی راہ سہل کیطرف سے چلو دیکھا جائیگا یہ کہکر طاؤس جادو
سب کو اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب عنقریب پہونچا دیکھا باران جادو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا
میخواری کر رہا ہی لشکر ساحرونکا دور پڑا ہی اور قریب اُسکے اخگر جادو اور دخان جادو و آتش جادو
یہ تینون ساحران نامی بیہوش پڑے ہین اور باران جادو ارادہ اُنکے قتل کا کر رہا ہی یہ کیفیت
دیکھکر طاؤس جادو اور خورشید حیران ہوئے اور باہم کہا بڑا تعجب ہی کہ باران جادو دخان جادو
اور اخگر جادو اور آتش جادو کو قتل کر رہا ہی اور لشکر ساحران یہان نہین ہی دور تر یہان سے
ساحرونکا لشکر پڑا ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مہتر قران نے کہا عجب نہین کہ یہ مکر عیاری
ہو یہ کہکر دونون عیار آگے بڑھے اور پکارے ای باران جادو ماشاءاللہ کیا کہنا عجب کار نمایان کیا

ہی خوب بارش غضب سے آتش جادو و اخگر جادو و دخان جادو تینون کو سرد کرنے کا ارادہ
کر رہے ہو باران جادو مہتر قران و خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو پہچان کر مسکرایا اور جواب دیا
آئیے آپ بھی اُنکی شمع زندگی گل کیجیے یہ کہکر پہلے باران جادو یعنے سمک یلتاقی نے اخگر جادو
کو خنجر سے ہلاک کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے دخان جادو کو نیمچہ سے قتل کیا مہتر قران
نے آتش جادو کے سر پر لغدا مارا کہ سر اُس کا پاش پاش ہوگیا اُسوقت تینون ساحرہ کے ہلاک
ہونے سے بڑی تاریکی ہوئی ہوائے تند و تیز چلی بالائے ہوا ابر کے ٹکڑے پیدا ہوئے کسی سے
انگارے اور کسی سے آگ اور کسی سے برف برسنے لگی یہ ہنگامہ تھوڑی دیر تک رہا بعدہ وہ تاریکی
وغیرہ دفع ہوئی آوازین آنے لگین کشتی مرا کہ نام من آتش جادو و اخگر جادو و دخان جادو بود
جب یہ آوازین اُس لشکر کے ساحرون نے سُنین جو وہان سے دور پڑا ہوا تھا باہم کہنے لگے کہ کیا
غضب ہوگیا آتش جادو اور دخان جادو اور اخگر جادو کو کسنے مار ڈالا چلو دیکھین اور اُسکے
قاتل کو ہلاک کرین اکثر ساحرون نے جواب دیا بھئی تم جاؤ ہم تو نہ جائینگے کیونکہ کوئی شخص العیار زبردست
ہی کہ اُسنے ایسے نامی ساحرون کو مار ڈالا ہی بھلا ہم اُس سے کیا لڑینگے وہان جاکر مفت اپنی جان نہ
دینگے اُنھون نے جواب دیا چلو تو سہی باران جادو نے دخان جادو اور آتش جادو اور اخگر
جادو کو بلوایا تھا باہم بیٹھے ہوئے میخواری کر رہے تھے اب باران جادو سے جاکر پوچھین کہ کیا
غضب ہوگیا غرض اُنکے کہنے سے جملہ ساحر کہ پانچ ہزار تھے وہان سے بعجلت تمام آئے یہان آکر
دیکھا کہ طاؤس جادو اور شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید وغیرہ دس ہزار ساحرون کی
جمعیت سے موجود ہین یہ دیکھکر وہ برہم ہوئے اور پکارے ای باغیو تم نے آتش جادو وغیرہ
کو آکر مار ڈالا ہی یہ اچھا نہین کیا اب ہم اُن کے خون کا عوض تم سے لیتے ہین یہ کہکر آمادہ جنگ
ہوئے نارنج و ترنج اور گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر ہاتھون مین اُٹھائے اُسوقت باران
جادو نے اُنسے مخاطب ہوکر کہا ای ساحرو آگاہ ہو کہ مین نے شہنشاہ اسد کی اطاعت اور
فرمانبرداری اختیار کرلی ہی تم کو بھی لازم ہی کہ اُنکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو آمادہ جنگ نہو
اُنسے لڑکر اپنی جانین ندو دیکھو اگر اُنسے لڑوگے ہرگز ہرگز فتحیاب نہوگے بلکہ تم سب ہلاک ہوگے
آگے تم کو اختیار ہی اُسوقت چار پانچ ہزار ساحرون نے تو باران جادو کی تقریر سُن کے بجائے
خود غور کرکے کہا اگر آپ نے شہنشاہ اسد کی اطاعت اختیار کی ہی تو ہم نے بھی فرمانبرداری قبول
کرلی اور اُنکی اطاعت کرتے ہین ہمکو کسی طرح کا عذر نہین ہی یہ کہکر قریب آئے اور قدم شہنشاہ اسد
پہ ہر ایک نے سر جھکایا شہنشاہ اسد نے ہر ایک پر نوازش کرکے کہا بعد قتل کرنے شاہ شمس
کے ہم تمکو انعام کثیر دینگے ادھر ایک ہزار سے کچھ زیادہ ساحرون نے باران جادو کے کہنے کو
نہ مانا اور نارنج و ترنج پر سحر کرکے باران جادو و شہنشاہ اسد وغیرہ پر مارنا شروع کیے
لڑائی شروع ہوئی ادھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مہتر قران اور سمک یلتاقی لشکر سے
نکل گئے طاؤس جادو اور خورشید اور شہنشاہ اسد نے دو چار سحر ایسے کیے کہ وہ ساحر قتل
ہوئے چند ساحر جو بھاگ کر باقی رہے وہ جانب ام الجبال گریزان ہوئے اور لرزان و گریان

دربار مین پہونچے شاہ شمس نے نہایت پریشان خاطر ہو کر پوچھا کہ ارے تمپر کیا آفت آئی ہی
کہ تم نالان وگریان باحال پریشان یہان آئے ہو جلد بیان کرو اُنھون نے تمام حال جو گذرا تھا
بیان کیا پہلے تو شاہ شمس کو سنکے سکتہ سا ہو گیا بعدہ برہم ہو کر جملہ اپنی فوج اپنے ہمراہ لے کر
بصد قہر وغضب تخت سحر پر سوار ہو کر جانب شہنشاہ اسد روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے
مگر اب حال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور سمک یلتاقی وغیرہ کا سنیے کہ جب ساحران نابکار قتل
ہو چکے اور کچھ ساحر بھاگ گئے خواجہ عمرو اور سمک یلتاقی اور مہتر قران لشکر مین آئے اسوقت مہتر
قران نے سمک یلتاقی سے پوچھا تمنے باران جادو کو کیا کیا اور ان ساحرونکو کیونکر ملا یا سمک
نے جواب دیا جب مین تم سے رخصت ہو کر اسطرف آیا باران جادو نے مجکو گرفتار کر لیا تھا اور
شراب طلب کر کے میرے گوشت کو کاٹنا چاہا تھا کہ کباب تیار کر کے بالائے می میرے گوشت کے
کباب کھائے اُسدم مین نے مکر وفریب کی بہت باتین کر کے کہا مجھے ہلاک نہ کرو مین صاحب کمال
ہون گانے اور ساقی گری مین مہارت کامل رکھتا ہون چونکہ وہ شراب پی رہا تھا مجھسے کہنے لگا تو
کچھ گا مین نے گانا شروع کیا وہ میرا گانا سنکے بہت خوش ہوا بعدہ کہنے لگا ایک کمال تو تو نے
دکھایا اب دوسرا کمال بھی دکھا ساقی گری بھی کر دیکھین تو کیونکر شراب پلاتا ہی اسوقت مین نے
اُس سے کہا اگر سحر مجھ سے دور کر دو تو لطف ساقی گری کا دکھاؤن اُسنے یہ خیال کر کے سحر
دفع کر دیا کہ یہ بھاگ کر کہان جائیگا جب چاہونگا سحر مین مبتلا کرونگا مین نے شیشہ شراب وساغر
اُٹھا کر چالاکی سے آنکھ بچا کر سفوف بیہوشی شراب مین ملا کر سر پر جام شراب رکھکر مثل قبلہ وکعبہ
کے ساقی گری کر کے اُسکو وہ جام شراب سر جھکا کر دیا وہ نہایت خوش ہو کر پی گیا تھوڑی دیر
کے بعد اُسپر بیہوشی نے تاثیر کی حواس اُسکے بجا نرہے مین بھاگا وہ مجھے پکڑنیکو اُٹھا اُٹھتے ہی
بیہوش ہو کر گرا مین اُسکو ایک جھاڑی مین سر پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر ڈال آیا ابتک وہ وہین پڑا
ہی اور اُسی جھاڑی مین اُسکی شکل بنکر ادھر آیا جملہ ساحر بھی آئے اُنسے مین نے کہا جلد جاؤ چند
چوپائے شکار کر کے لے آؤ اُنمین سے چند ساحر گئے اور دو ہرن شکار کر کے لے آئے مین نے
اُنسے کہا دونون ہرنون کے کباب تیار کرو اُنھون نے کباب تیار کر کے کہا حضور کیا لطف ہو
اگر آج بھی آپ اخگر جادو اور آتش جادو اور دخان جادو کو بلائیے اور اُسروز کی طرح باہم
بادہ کشی کیجیے بعد ازان یہ کباب کھائیے حالانکہ اخگر جادو وغیرہ کباب گوشت مردم کھاتے
ہین مگر بمجبوری کباب اُنکو کھلائیے اور خود بھی کھائیے مین نے اُنکی تقریر سنکے کہا اچھا اُنکو بلا
لاؤ وہ گئے اور جنھون ساحرون مذکور کو بلا لائے مین نے قبل اُنکے آنے کے شراب مین سفوف
بیہوشی بکثرت ملا دیا تھا جب وہ شراب اُنکو پلا دی اور کباب کھلائے اور جملہ ساحرون سے کہا تم یہان سے
دور جا کر کھڑے رہو جب وہ چلے گئے اور ساحران مذکور بیہوش ہو گئے مین نے اُنکے قتل کرنیکا ارادہ کیا
تھا کہ تم مع قبلہ وکعبہ وغیرہ کے یہان آ گئے مہتر قران نے اُسکی عیاری کی بڑی تعریف کر کے
کہا اب باران جادو کو بھی جا کر مار ڈالو سمک یلتاقی نے کہا بہتر یہ کہکر اُسی جھاڑی مین گیا اور
خنجر سے اُسے ہلاک کیا بعدہ لشکر طاؤس جادو مین آیا طاؤس جادو نے مع تمامی لشکر کے

ارادہ آگے چلنے کا کیا تھا کہ بالائے ہوا چند درچند ایسے لکے ابر سیاہ و سُرخ کے پیدا ہوے کہ اُن مین برق
کی چمک اور رعد کے مانند آواز آتی تھی طاؤس جادو اور خورشید جادو وغیرہ ان ابر کے لکون
کو دیکھکر کہنے لگے کہ شاہ شمس خود مع فوج آتا ہی اب آگے جانا بیکار ہی جو کچھ ہونا ہوگا یہین
ہو جائیگا یہ کہکر آمادۂ جنگ ہوا ساحرون سے پکار کر کہا ہوشیار ہو جاؤ کیل کانٹے سے
درست رہو صف آرائی کرو حریف تمھارا شاہ شمس مالک شہرام الجبال مع فوج آتا ہی
ادھر تو ساحران لشکر ہوشیار ہو کر صف آرا ہوے اُدھر وہ ابر کے لکے قریب تر آکر پھٹے اور
شاہ شمس مع فوج ساحران کے کہ قریب بارہ یا پندرہ ہزار کے تھی ظاہر ہو کر پکارا کیون او
طاؤس جادو نمک حرام تو نے میرے مجرمون کی شرکت کی اور مابدولت سے سرکشی یہ سارا فساد
تیری ذات سے ہی خورشید و اسد وغیرہ چند کس کیا کر سکتے تھے یہ کہکر مثل برق تڑپکر تخت سحر
سے زمین پر آیا ساحران نابکار اُسکی فوج کے جو باز و لبط اور قرقرے اور ہنس آتشین اور
اژدر وغیرہ سحر کی سواریون پر سوار تھے وہ سب بھی بالائے ہوا سے بروے زمین آئے اتنی دیر مین
شہپال جادو اور ہرمز و فرامرز و خاقان اور بختیارک بھی تین لاکھ سوارون اور ساحرون کی
جمعیت سے اُسی جنگ مین آکر صف آرا ہوے جب شاہ شمس زمین پر آکر صف آرا ہوا اُسوقت
طاؤس جادو نے بڑھکر اُسے جواب دیا کہ او شاہ شمس تو نے مجھکو نمک حرام کہا ہی پہلے تو اپنے
اوپر تو نظر کر کہ تو نے شہنشاہ اسد سے کیسی نمک حرامی کی سپہ سالار ہو کر خود بادشاہ ہو گیا او
میری شرکت سے تو اتنے رتبہ کو پہونچا مجھ سے بھی تو نے بدی کی دھوکے سے مجھے بُلا کر دعوت
کر کے عداوت کی تو نہایت نالائق ہی لائق قتل کرنے کے ہی آج تجھکو قتل کرونگا نام و نشان تیرا اور
تیرے لشکر کا نرکھونگا ہان اگر شہنشاہ اسد اور امیر باتوقیر کی اطاعت کریگا تو مین تجھکو چھوڑ دونگا
اور تیرے قتل سے باز آؤنگا یہ کہکر خاموش ہوا شاہ شمس طاؤس جادو کی تقریر سنکے نہایت
غضبناک ہوا اور سحر سے برق بنکر بلند ہو کر طاؤس جادو پر بصد غضب گرا طاؤس جادو سحر
سے فوراً غرق زمین ہوا شاہ شمس بھی ساتھ ہی اُسکے غرق زمین ہوا بعد ایک لمحہ کے ایک جگہ
سے زمین شق ہوئی دونون ساحران مذکور بصورت شیر باہم لڑتے ہوے زمین سے باہر آے اُسوقت
اُنکے نعرون کی آواز اور طمانچون کی اور دندان تیز سے باہم لڑنا قابل دید تھا ادھر تو یہ لڑ رہے تھے
اُدھر شہپال جادو تمامی فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑھا نارنج و ترنج اور ناریل چوٹی دار وغیرہ یہ
سب اسباب و اشیاے سحر نے لیکر ساحران نابکار سحر پڑھکر سپاہ طاؤس جادو پر مارنے
لگے اُدھر سے خورشید اور شہنشاہ اسد بھی مع جملہ ساحرون کے آگے بڑھا باہم خوب لڑائی
سحر کی ہونے لگی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور سمک یلتاقی اور مہتر قران صاحب بغدہ گران
ہنگام جنگ لشکر سے نکل گئے دور سے گوپھن مین پتھر رکھ رکھکے شاہ شمس کے لشکر کے ساحرون
پر مارنے لگے ہرمز و فرامرز اور خاقان بھی مع فوج غیر ساحران کے تیراندازی سپاہ طاؤس جادو
پر کرنے لگے اُسوقت غضب کی لڑائی ہو رہی تھی ساحرون کے سحر سے آگ برس رہی تھی ہزارون
ساحر اور غیر ساحر قتل ہو رہے تھے ملکزادہ خورشید پسر شہنشاہ اسد دریلے سپاہ ساحران

مین در آیا تھا اُس پر سحر تو کسی ساحر کا اثر نکرتا تھا اسی سبب سے وہ تیغ آبدار سے سیکڑون ساحرون
اور غیر ساحرونکو قتل کرتا تھا لاش پر لاش ساحر اور غیر ساحر کی برابر گر رہی تھی دریاے خون
زمین پر موجین مار رہا تھا چارطرف گرد و غبار ایسا بلند ہوا تھا کہ جس سے صاف یہ ظاہر تھا کہ
اِن آسمانون کے نیچے ایک اور آسمان پیدا ہو گیا ہی بقول نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ ؎
ز سم ستوران دران پہن دشت × زمین شش شد و آسمان گشت ہشت × ساحرون کے قتل ہونیسے
ہرطرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اُس تاریکی مین پیہم تلوارونکے چمکنے سے ایک ایسی رات کا نقشہ
پیش نظر تھا جس مین سیکڑون تارے ٹوٹ رہے ہون آتش جنگ کے شعلے ایسے بھڑک رہے تھے
کہ ہزارون بہادرون کے ہستی کو جلا چکے تھے مگر کسیطرح کم نہوتے تھے جو ساحر قتل ہوکر مر جاتے
تھے اُن کے مرنے کے بعد اُن کے بیر اُن کے نام سے آواز دیتے تھے جانبین سے کد و کوشش
لڑائی مین ہو رہی تھی برابر سحر ساحرون کے ہو رہے تھے جا بجا عرصۂ جنگ مین لاشون کے
ڈھیر اور کشتون کے انبار لگے ہوے تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ درمیانین دونون لشکرون کے
نہایت مستعدی و سرگرمی کے ساتھ ہو رہی تھی اور اُدھر طاؤس جادو اور شاہ شمس مالک
شہرام الجبال بصورت غیر باہم لڑ رہے تھے جب اسطرح دونون مین کوئی ہلاک نہوا اسوقت
شاہ شمس مالک شہرام الجبال طاؤس جادو کو چھوڑ کر علیحدہ ہوکر سحر سے عقاب بنکر
پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا طاؤس جادو بھی سحر سے بشکل عقاب بنا اور یہ بھی اُسکے ساتھ
اُڑکر بلند ہوا دونون منقار و پنجہ سے باہم لڑنے لگے بڑی دیر تک اسطرح بھی لڑائی ہوا کی شاہ
شمس مالک شہرام الجبال طاؤس جادو کو قتل نہ کرسکا لیکن زخمی کیا اُسوقت طاؤس جادو
کو بہت غصہ آیا اور شاہ شمس مالک شہرام الجبال سے لڑتا ہوا بلندی سے زمین پر آکر
بسرعت تمام برق بنا اور بہت جلد بلند ہوکر شاہ شمس مالک شہرام الجبال پر گرا جب تک
شاہ شمس سحر پڑھے یا غرق زمین ہو طاؤس جادو نے اُس کے دو ٹکڑے کر دیے لاشہ
اُس کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے شاہ شمس مالک شہرام الجبال دو نیم ہو گیا اور
مرغ روح نجس اُسکا قفس جسد ناپاک سے نکلکر گلخن آتش جہنم مین پہونچا اُس کے مرنے سے
از حد تاریکی ہوئی گویا دن شب دیجور سے بدل گیا آتشباری اور برف باری ہونے لگی تا دیر یہ
ہنگامہ رہا آخر جو تاریکی اُس کے مرنے سے ہو گئی تھی رفتہ رفتہ کافور ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ
نام من شاہ شمس مالک شہرام الجبال بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
ہرچند کہ درمیان مین دو لشکرون کے جنگ عظیم ہو رہی تھی لیکن جب ساحران فوج شاہ
شمس مالک شہرام الجبال نے آواز شاہ شمس کے مرنے کی سنی اور آنکھون سے اُس کی
لاش کو دیکھا تو نہایت دل تنگ ہوے اور پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کیا اِدھر سے طاؤس
جادو اور ملکزادہ خورشید نے اُن پر نہایت سخت حملہ کیا پسپا تو وہ ہو ہی چکے تاب مقاومت
و حرب و ضرب نہ لاسکے اور لڑنا بیکار جانکر میدان جنگ سے بھاگے ہرچند شہپال جادو
وغیرہ ساحران نامی و گرامی نے باواز بلند ساحرون کو بھاگنے سے منع کیا لیکن کسی ساحر نے

اُن کا کہنا نہ مانا اور جواب مین اُن کے دو چار ساحرون نے کہا اب لڑنا محض بیکار ہی اور بالکل
حماقت و بے وقوفی اور سراسر نافہمی ہی شاہ شمس مالک شہرام الجبال قتل ہو چکا ہی جب
افسر مارا گیا تو فوج لڑکے اور جان دے کے کیا کریگی بغیر افسر فوج کے لڑائی کا فتح ہونا محالات
سے ہی یہ کہکر سب کے سب بھاگے طاؤس جادو نے مع اپنی فوج ظفر موج کے اُنکا تعاقب
کیا اُس وقت شہپال جادو بھی مع اپنی فوج کے اپنے لشکرگاہ کی طرف بھاگا خاقان اور
ہرمز و فرامرز بھی اُسے کے ساتھ مع بختیارک سین کے بھاگے طاؤس جادو و ملکزادہ
خورشید وغیرہ نے بہت سے ساحرون کو قتل کیا اور ہزارون کو اسیر کیا پھر اُن کو اپنا مطیع
کرکے رہا کیا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ جب شاہ شمس مالک شہرام الجبال ہاتھ سے
طاؤس جادو کے قتل ہو چکا اور شہپال جادو اور خاقان اور ہرمز و فرامرز مع سپاہ
ساحران وغیر ساحران جنگاہ سے بھاگ گئے جو ساحر فوج شاہ شمس کے لشکر طاؤس جادو
مین گھرے ہوئے تھے سب کے سب امان طلب ہوئے طاؤس جادو نے اُن کو امان دی
لڑائی موقوف ہوئی اُن ساحرون نے شہنشاہ اسد کی اطاعت اختیار کی طاؤس جادو
و ملکزادہ خورشید وغیرہ بعد فتح جنگ اُسی جگہ بارگاہ و خیام برپا کرکے قیام پذیر ہوئے اس
وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بارگاہ مین آکر امیر باتوقیر کو اور فرامرز عاد مغربی کو
زنبیل سے نکالا اور طاؤس جادو سے کہا ان پر سے سحر دفع کرو تا کہ انکو ہوش آئے اُسنے
امیر کشورگیر اور فرامرز عاد مغربی پر سے سحر شہپال جادو کا دفع کیا اور سحر شاہ شمس
کا تو دفع ہو چکا تھا کیونکہ جس ساحر کا جس کسی پر سحر ہوتا ہی تو بعد اُس ساحر کے مرنے کے
خود بخود سحر دفع ہو جاتا ہی جس وقت امیر حمزہ صاحبقران اور فرامرز عاد مغربی ہوشیار
ہوکر اُٹھے شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید اور طاؤس جادو وغیرہ نے اُٹھکر باادب
صاحبقران والاشان کو سلام کیا امیر سپہر سریر نے جواب سلام دے کر خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری سے مخاطب ہوکر پوچھا مین یہان کیونکر آیا اور یہ کون مقام ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک جو گذرا تھا بتفصیل عرض کیا امیر نے ملکزادہ خورشید
اور طاؤس جادو اور شہنشاہ اسد پر نوازش کی اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور
مہتر قران صاحب تیغہ گران اور سمک یلتاقی کی خیر خواہی و فاداری و کارگذاری پر آفرین کی بعد
اس کے بمشورہ طاؤس جادو و صاحبقران اقبال نشان سب کے ہمراہ شہرام الجبال
مین داخل ہوئے وہان جاکر شہنشاہ اسد کو اپنے ہاتھ سے تخت پر بٹھایا اور طاؤس جادو
کو اُس کا سپہ سالار کیا اور مسلمان ہونے کو کہا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ ای امیر ابھی
شہپال جادو زندہ ہی اُس سے سحر مین مقابلہ کرنا ہی اس وجہ سے بالفعل مسلمان نہین ہوتا
ہون کہ سحر بھول جاؤنگا بعد فتح جنگ شہپال جادو مع جملہ ساحرون کے مسلمان ہو جاؤنگا
شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید یہ تو مسلمان تھے ان سے امیر نے مسلمان ہونے
کو اس وجہ سے نہ کہا الغرض جب شہنشاہ اسد تخت نشین ہوا اُس نے صاحبقران نامدار

کی اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور مہتر قران صاحب بغدۂ گران اور سمک یلتاقی وغیرہ
عیارون کی نہایت تکلف سے دعوت کی بعد اس کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بہت سا
زر و جواہر دیا امیر حمزۂ صاحبقران بعد دعوت کے شہنشاہ اسد مالک شہرام الجبال
سے رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ عیارون کے اپنے لشکر ظفر روزی اثر
کی سمت روانہ ہوئے اثنائے راہ سے امیر حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو اس خیال سے قبل اپنے پہونچنے کے لشکر مین روانہ کیا کہ میری رہائی کی میرے اہل لشکر کو
خبر دین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بحکم امیر حمزۂ صاحبقران یہ عرض کر کے جانب لشکر
روانہ ہوئے کہ ای میر کشور گیر اثنائے راہ مین ایک آہو ملیگا اُس کے ساتھ ہزار ہا آہو ہونگے
اُن کو شکار نہ کیجیے گا کیونکہ وہ سب فرخ شہسوار کے سوار ہین اور اُن مین فرخ شہسوار
بھی ہی اور وہ سحر مین گرفتار ہین جب وہ ساحر کہ جس کے سحر مین یہ سب گرفتار ہین مارا جائے گا
تو یہ سب بحالت اصلی ہو کر آپ کی خدمت بابرکت مین خود حاضر ہونگے امیر حمزۂ صاحبقران
یہ سن کے نہایت ملول ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد راہ طی کرنے کے داخل لشکر
اسلام ہوئے اور بادشاہ لشکر اسلام کو بعد آداب مجرا کر کے دست بستہ عرض کیا کہ مبارک
ہو کہ ثانی سام و نریمان پہلوان دوران گرشاسپ جہان امیر حمزۂ صاحبقران والاشان کو
قید سے مین سلنے جا کر رہا کیا ہی اور فرامرز بن عاد مغربی کو بھی قید سحر سے نجات دی ہی وہ ہمراہ
مہتر قران صاحب بغدۂ گران اور سمک یلتاقی کے تشریف لاتے ہین بادشاہ لشکر اسلام
یہ خبر فرحت اثر سُن کے ایسے شادمان ہوئے کہ حکم کیا ہمارے لشکر نصرت اثر مین نقارے امیر
کی رہائی کی خوشی مین بجائے جائین چنانچہ حسب الحکم بادشاہ لشکر اسلام کے فوراً نقارہ نوازون
نے نقارون پر چوبین لگائین آوازین بلند ہوئین گوش گردون دون کر ہو گئے شہپال جادو
اور ہرمز اور فرامرز اور خاقان گردون اساس کہ قبل اس کے اپنے لشکر گاہ پر آ چکے
تھے آوازین نقارون کی سن کے متحیر ہوئے شہپال جادو نے جو اپنے ملازمون کو روانہ
کر کے باعث خوشی دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے آنے کی خبر سُنکے
لشکر اسلام مین نقارے اس خوشی مین بجائے جاتے ہین شہپال جادو یہ خبر سن کے نہایت
غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے ہم کل صبح کو اہل اسلام
سے مقابلہ کرینگے ملازمون نے اُس کے موافق اُس کے حکم کے طبل جنگ بجوایا جسوقت
صدائے طبل جنگی فوج سقر موج شہپال جادو سے بلند ہوئی ہرکارون نے لشکر اسلام
کے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت سراپا سعادت مین حاضر ہو کر بعد ادب مجراگاہ سے مجرا
کر کے دست بستہ عرض کیا کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت شہپال جادو نے اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس نابکار کا یہ ہی کہ کل ہنگام سحر میدان جنگ مین آئے
اور ملازمان و خادمان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہی یہ کہکر بارگاہ سے وہ چلے گئے
بادشاہ لشکر اسلام نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے مخاطب ہو کر فرمایا جاؤ ہمارے لشکر

مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ رزمی بجوا ئ بمجرد حکم بادشاہ لشکر اسلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
گئے اور نقارۂ رزمی بدستور قدیم بجوایا جب آواز نقارۂ رزمی کی بلند ہوئی مردمان لشکر آگاہ
ہوے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اُسی روز بادشاہ لشکر اسلام نے بہت سے سرداران
کو واسطے استقبال امیر حمزۂ صاحبقران کے روانہ کیا وہ سردار گئے اور امیر با توقیر
کا استقبال کر کے اُن کو بارگاہ سلیمانی مین لائے امیر حمزۂ صاحبقران بادشاہ لشکر اسلام
کی خدمت مین تسلیم بجا لائے جملہ سردارون سے ملے پھر اپنے دنگل پر بیٹھکر تمام حال جو کچھ گذرا
تھا بیان کیا شاہ شمس مالک شہرام الجبال کے ہلاک ہونے کی خبر سن کے سب خوش
ہوے جب رات زیادہ گذری بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار
بارگاہ سلیمانی سے ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام اُٹھا بادشاہ اپنی بارگاہ مین جا کر بستر خواب
پر استراحت پذیر ہوے امیر حمزۂ صاحبقران اور جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہ اور خیمون مین
جا جا کر لباس اُتار کر فقط ملبوس شب خوابی پہنکر فرش خواب پر لیٹے جب وہ شب گذری سحر
ہوئی جملہ سرداران لشکر اسلام مع امیر عالیمقام بعد ادا ے نماز سحر لباس فاخرہ پہن کر
مسلح و مکمل ہو کر دربارگاہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار پر آئے اور انتظار مین
تشریف آوری بادشاہ کے صف بستہ کھڑے ہوے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ موصوف
بعد ادا ے فریضہ سحری کے تخت پر سوار ہوے کہاریون نے تخت اُٹھایا وہ کہاریان کہ
حسن و خوبی مین پریان تھین اور تخت بادشاہ موصوف کو بمنزلہ تخت حضرت سلیمان ؑ کے
جان کر اپنے دوش پر اُٹھائے ہوے تھین جب زنانی ڈیوڑھی طے کر کے مردانی ڈیوڑھی کے
قریب آئین کہار ملازم شاہی وردیان بانا تی پہنے ہوے کہ دیر سے حاضر تھے اُنھون نے
شاہ موصوف کو سلام کر کے کہاریون سے تخت مذکور لے لیا اور اپنے کاندھون پر لیے
ہوے ڈیوڑھی سے باہر آئے نقیب و چوبدار کہ دربارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے باواز
بلند کہا اے ظل اللہ جہان پناہ فلک بارگاہ انجم سپاہ نگاہ روبرو شاہ موصوف نے نظر
اُٹھائی امیر حمزۂ صاحبقران کشندۂ کافران و ساحران اور جملہ سرداران و افسران لشکر
اسلام وغیرہ نے بصد ادب مجرا کیا بادشاہ لشکر اسلام نے سب کا سلام لے کر رخ اپنا
سوے جنگاہ کیا سواری مانند باد بہاری جملہ سردارون کے ساتھ آگے روانہ ہوئی اور
جملہ سپاہ اسلام عقب سواری بادشاہ موصوف بقاعدہ آہستہ آہستہ ہمراہ ہوئی اُسوقت
وہ نسیم سحری کا چلنا وہ ستارون کا ظہور و صبح صادق اور آمد آفتاب سے دریاے فلک
مین غوطہ زن ہو کر غائب ہونا اور وہ نقیبون کا ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام بولنا قابل
دید تھا بلکہ دیدنہ شنید غرضکہ جب سواری بادشاہ میدان کارزار مین پہونچی بادشاہ موصوف
سپاہ عدو کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سامنے سے آمد ساحران
نابکار ظاہر ہوئی یعنے بردے ہوا لکہ ہاے ابر زنگار رنگ پیدا ہوے اور اُن مین پے در پے برق
چمکتی تھی اور رعد کی اُن سے صدا آتی تھی کسی ابر سے پھول برستے ہوے نظر آتے تھے

کسی سحاب کے ٹکڑے سے پانی برستا ہوا نظر آتا تھا کسی ابر کے ٹکڑے سے آگ برستی ہوئی دکھائی دیتی تھی اور زمین پر جو فوج ہرمز و فرامرز و خاقان کی آئی تھی تو گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا آگے آگے ہرمز و فرامرز و خاقان پیچھے سواران نابکار تھے جب وہ لکھا ہے قریب آئے دفعۃً پھٹے ساحران نابکار سحر کی سواریون پر سوار پیدا ہوے شہپال جادو ایک تخت سحر پر سوار نظر آیا پیچھے اُس کے ہزارون ساحر باز اور بط اور قرقرے اور طاؤس آتشین اور فیل آتشین سحر پر سوار دکھائی دیے پھر وہ سب بالاے ہوا سے بروے زمین آکر ٹھہرے تھوڑی دیر مین ہرمز و فرامرز اور خاقان اور بختیارک بھی مع فوج آئے اُس وقت بحکم ہر دو حاکمان سپاہ کے بیلدار بیلچہ بردار لشکرون سے نکلے اُنھون نے عرصہ جنگ کو خار و خس اور جھنڈیون سے پاک و صاف کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب میدان کارزار خوب درست کر چکے بیلدار عرصہ جنگ سے چلے گئے بعد اُن کے جانے کے سقے مشکین بھر کے آئے اُنھون نے عرصۂ نبرد پر پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا بعدہ دونون لشکر بموجب حکم صف آرا ہوے سرکوب ساحران و کافران امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان بعہدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے زیر علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے اُسدم دونون لشکرون سے نقیب اور کڑکیت نکل نکل کر عرصہ جنگ مین آئے اور باواز بلند پکارے ای جوانان شیر افگن وای دلیران شمشیرزن آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سراے فانی ہی اور اہل دنیا مانند مسافرون کے ہین کسیکو اپنے قیام کی مدت کا احوال معلوم نہین ہی اور حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین ہی مرنا اور سوے عدم جانا ضرور ہی موت سے ڈرنا بیکار ہی لہذا آج تم سب ایسی دلیری و شجاعت دکھاؤ کہ اہل دنیا کو یاد رہے دیکھو عرصۂ جنگ سے قدم نہ ہٹانا سامنے سے اپنے حریف کے نہ بھاگنا دلیرانہ مقابلہ کرنا شجاعت و جوانمردی ظاہر کرنا بڑھ بڑھ کے اپنے حریفون کو تیغ تیز سے قتل کرنا جان جانے کے خوف سے نہ بھاگنا ورنہ عزت و آبرو تمھاری خاک مین مل جائیگی بہادرون کی نظرون مین سبک ہو جاؤ گے یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے اُس وقت شہپال جادو نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوے شہپال جادو وغیرہ دیکھنے لگے ادھر اہل اسلام بھی بجاے خود کہنے لگے کہ نہین معلوم کون شخص مع سپاہ آتا ہی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ شہنشاہ اسد اور ملکزادہ خورشید اور طاؤس جادو بارہ ہزار ساحران آزمودہ کار کی جماعت سے نہایت عجلت و تیزی کے ساتھ چلے آتے ہین امیر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُن کو دیکھکر از حد خوش و مسرور ہوے امیر حمزۂ صاحبقران نے چند سردارون کو حکم دیا کہ شہنشاہ اسد مرد مسلمان ہی اور صاحب عزت و شرف ہی استقبال کر کے اس کو ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر ظفر اثر گئے اور اُس کا استقبال کیا پھر اُس کو مع لشکر کے اپنے ہمراہ خدمت باسعادت سرخیل بہادران جہان امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان مین لائے اُسنے بادشاہ اسلام اور امیر حمزۂ صاحبقران اقبال نشان کو سلام کیا بادشاہ اور امیر باتوقیر

نے اُسے جواب سلام دے کے اُسپر بہت نوازش کی پھر ملکزادۂ خورشید اور طاوس جادو
نے بادشاہ فلک بارگاہ اور امیر کو تسلیم کی بادشاہ ثریا جاہ اور امیر نے اُن پر بھی مہربانی
فرمائی اور شہنشاہ اسد سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اس وقت تم محض واسطے ملاقات کے
آئے ہو یا اور کوئی ضرورت ہی اُس نے عرض کیا اول تو مشتاق حضوری حضور تھا دوسرے
مجھکو ساحرون سے معلوم ہوا تھا کہ شہپال جادو نے طبل جنگ بجوایا ہی خیال آیا کہ اُسکے
دفع کرنے کے واسطے خدمت حضور پر نور مین چلنا چاہیے اسی وجہ سے اس وقت میرا حاضر
ہونا ہوا بادشاہ اسلام اور امیر حمزۂ صاحبقران اُس کی تقریر سُن کے خاموش رہے
اُس وقت وہ ساحر نامی جسنے فرخ شہسوار کو مع اُس کے لشکر کے اژدر بنکر نگل لیا تھا اور
پھر بحکم شہپال جادو اُن کو سحر سے آہو بنا کر چھوڑ دیا تھا اور نام اُس نابکار عین الفتنہ
تھا وہ نابکار ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر عرصہ جنگاہ مین آیا اور اژدر مذکور کو روک کر
مبارز طلب کیا امیر حمزۂ صاحبقران نے اپنے داہنی جانب دیکھا اُسوقت طاوس جادو
فیل آتشین پر سوار ہوکر اُس کے روبرو گیا اور کہا او عین الفتنہ جملہ اہل اسلام کو تیری نظر
پر شر سے بچائے تو مجھپر کوئی سحر کر اُس نے جواب دیا ای طاوس جادو تم مجھسے مقابلہ نہ کرو
مفت اپنی جان ندو امیر سے کہو کسی اور کو میرے مقابلہ کے واسطے روانہ کرین اُس وقت
طاوس جادو نے جواب دیا کہ او نابکار تو مجھپر اس قدر مہربان نہو جانتا ہون کہ تو مجھ سے
ڈرتا ہی اسی وجہ سے مجھ سے مقابلہ نہین کرتا ہی عین الفتنہ نے اُس کی تقریر سُنکے نہایت
برہم ہوکر ایک گولا فولادی جھولی سے نکال کر اُس پر اسمائے سحر دم کرکے کہا او طاوس
جادو آگاہ ہو کہ یہ وہ گولا ہی جو بغیر قتل کیے حریف کے خالی نہین جاتا ہی واسطے دشمن کے
یہ قضا کا گولا ہی اگر تجھکو دعوائے سحر ہی تو روک اِسکو یہ کہکر وہ گولا مارا طاوس جادو نے
اسمائے سحر پڑھکر ایک اُنگلی سے اشارہ کیا وہ گولا دو ٹکڑے ہوکر درمیان راہ مین گرا اُس
وقت طاوس جادو نے گولہ فولادی سحر کا کاٹکر عین الفتنہ سے کہا او نابکار اسی سحر پر تجکو
ناز تھا اس سے تو مجھے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ ہ تک آیا بھی نہین اب تو ہوشیار ہو کہ تیرے
خرمن حیات پر برق گرتی ہی یہ کہکر اپنے فیل آتشین سے بزور سحر برق بنکر سوائے فلک گیا او
وہان سے عین الفتنہ پر گرا ہر چند اُس نے چاہا کہ سحر سے غرق زمین ہون قضا نے
اُس کو اتنی مہلت نہ دی طاوس جادو جو برق بنکر گرا تھا اُس کے دو ٹکڑے کرکے
پھر برق بنکر سوئے فلک جاکر وہان سے اپنے فیل آتشین پر آکر بصورت اصلی ہوکر شہپال
جادو سے پکار کر کہنے لگا او نابکار او اجل رسیدہ اور کسی کو میرے مقابلہ کے واسطے روانہ
کر خود آکر مجھسے مقابلہ کر تو وہی ہی کہ جو میرے سامنے سے ہنگام جنگ بھاگا تھا شہپال جادو
یہ سُن کے نہایت برہم ہوا سب ساحرون کو حکم دیا کہ طاوس جادو پر سحر کرکے اُس کو نیست و
نابود کردو نارنج و ترنج وغیرہ مارو جلد طرف سے بہتر کرکے جسطرح ہوسکے اُسے قتل کردو یہ وہ
نمک حرام ہی کہ جس نے اپنے مالک و بادشاہ شاہ شمس سے بدی کی ہی اور اُس کو قتل کیا ہی

جملہ ساحر بڑھے نارنج وترنج وغیرہ اسباب سحر اٹھا کر اُن پر سحر کرکے طاؤس جادو پر مارنے
لگے یہ اُن کے سحر بھی دفع کرنے لگا اور خود بھی اُن سب پر سحر کرنے لگا یہ رنگ جنگ دیکھکر
ملکزادہ خورشید تیغ آبدار کھینچکر جملہ ساحرون کو ہمراہ لے کر برائے مدد طاؤس جادو پہونچا اور
شریک جنگ ہوا جانبین سے ساحرون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی ساحر سپاہ ہر دو لشکر کے
کام آنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اُس وقت خاقان اور ہرمز و فرامرز نے شہپال جادو کی
خیرخواہی مین اپنی فوج کے تیراندازون کو حکم دیا کہ شہنشاہ اسد کے لشکر پر مینھ تیر کا برساؤ
تیراندازون نے حکم کی تعمیل کی لشکر امیر حمزہ صاحبقران پر تیر برسانا شروع کیے امیر یہ
حال ملاحظہ فرما کر کل فوج کو اپنے ہمراہ لے کر سپاہ شہپال جادو اور فوج خاقان و ہرمز و
فرامرز پر حملہ آور ہوے بہادران لشکر اسلام تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے ساحرون اور غیر ساحرون
کو قتل کرنے لگے جب مردمان لشکر اسلام سے کوئی شخص یا بہت سے مردم سحر ساحران مین مبتلا
ہوئے تھے امیر حمزہ صاحبقران اسم اعظم پڑھکر سحر اُن پر سے دفع کرتے تھے راوی ناقل
ہی کہ یہ جنگ پہر بھر ہوئی آخرکار شہپال جادو تاب ثابت قدمی نہ لا سکا اور شکست کھا کر
میدان جنگ سے بھاگا اُس وقت بختیارک نے ہرمز اور فرامرز سے کہا کہ ای حاکمان
ذیوقار و ای شاہان نامدار دیکھیے شہپال جادو پسپا ہو کے جنگاہ سے بھاگا جاتا ہی آپ بھی
بھاگیے عرصۂ جنگ مین اب توقف نہ کیجیے سوے ملک بربر روانہ ہوجیے ورنہ آپ کو امیر باتوقیر
گرفتار کر لینگے یا کوئی شخص اُن کے سرداران لشکر سے قتل کرے گا خاقان گردون اساس
اور ہرمز اور فرامرز بموجب کہنے بختیارک کے مع تھوڑے سوارون کے بھاگے امیر نے
شہپال جادو وغیرہ کا تعاقب کیا شہپال جادو یہ کہکر بھاگ گیا کہ ای امیر اس وقت تو
بمصلحت جاتا ہون آئندہ سمجھونگا اور ہرمز و فرامرز بھی خوف جان سے ایسے بھاگے کہ امیر
کے ہاتھ نہ آئے لیکن خاقان گردون اساس کو وقت بھاگنے کے ملک قاسم نے دلیرانہ
سد راہ ہوکر کچھ اُس سے لڑکر گھوڑے کے زین سے اُسے اُٹھا لیا اور داہنے ہاتھ پر بلند کیے
خدمت امیر مین لاکر سیارہ کے حوالے کیا اُس نے قید کیا اُسدم امیر باتوقیر نے جملہ اپنے
اہل لشکر کو تعاقب کفار سے منع کیا سب ٹھہر گئے پھر امیر ہمراہ رکاب بادشاہ کے بارگاہ
سلیمانی کی طرف چلے بعد قطع راہ جملہ مردمان سپاہ تو قیامگاہ لشکر پر ٹھہرے لیکن امیر باتوقیر
مع بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران سپاہ کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ لشکر نے تخت
حکومت پر جلوس فرمایا امیر حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
اُس وقت امیر حمزہ صاحبقران والاشان نے خاقان گردون اساس کو طلب کیا سیارہ
بن عمرو اُسے طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین روبرو امیر کے لایا اُس
وقت امیر حمزہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہوکر کہا ای خاقان گردون اساس تجھے
شرکت ہرمز و فرامرز پسران نوشیروان کی وجہ سے اپنے تئین اس حال کو پہونچایا اب کہو
تم کو کیا منظور ہی ملت اسلام اور ہمارے اطاعت اختیار کروگے یا اپنے دین آبائی کو ترک کرکے

جب تم مرگ کے طالب ہوگے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم اپنا دین باطل ترک کرکے
دین اسلام اختیار کرو اور قتل ہونا اپنا گوارا نہ کرو خاقان گردون اساس نے امیر کی تقریر
سُن کے عرض کیا مجھے آپ کا ارشاد بجالانا بسر وچشم منظور ہی آپ مجھکو مسلمان کیجیے اُس وقت
امیر حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان
ہوگیا امیر حمزۂ صاحبقران نے اُسی وقت اُس کو قید سے رہا کرایا وہ قدم امیر بالتوقیر پر
گرنے لگا امیر نے سر اُس کا بصد عنایت ومہربانی اپنے سینے سے لگایا اور دربار مین ماتحت
ملک قاسم ایک دنگل پر اُسے بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ بادشاہ لشکر اور امیر حمزۂ صاحبقران کو
تسلیم کرکے اُسی دنگل پر بیٹھا بعد مسلمان ہونے خاقان گردون اساس کے امیر حمزۂ صاحبقران
نے چند ہرکارون کو طلب کرکے اُن سے فرمایا جلد جاؤ ہرمز وفرامرز وبختیارک کی خبر دریافت
کرکے یہان آکر ہم سے بیان کرو تاکہ ہم اُن کے تعاقب مین روانہ ہون ہرکارے حسب الحکم
بارگاہ سلیمانی سے نکل کر تلاش مین روانہ ہوے

داستان آنا نامہ ریحان شاہ بیج مغربی کا اور روانہ کرنا امیر حمزۂ صاحبقران کا منقال شاہ کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی نامۂ مؤلف ۔ وہ دے مجکو ساقی مئی لاجواب × کہ پی ہو نہ جم نے بھی ویسی شراب × اگرچہ
ہون مین ایک رند حقیر × پیونگا مین لیکن مئی بے نظیر × یہ دار فنا ہی مقام الم × مرا دل ہوا ہی گرفتار
غم × یہ پیر فلک آہ صبح ومسا × جوانون پہ کرتا ہی ظلم وجفا × اگرچہ سب ایسے ہین نالہ کنان
مگر اُس کے ستائی بہت ہین جوان × نہین ہی اسے ظلم کرنے مین باک × جوانون کو کرتا ہی اکثر ہلاک × پلا
مئی جوائی ساقی کج کلاہ + تصدق لکھے حال منقال شاہ + محرران ذیقدر عالی ہمم ومقربان
سحر طراز جادو رقم اس داستان عبرت انگیز وپر الم کو یون رقم کرتے ہین کہ بعد گرفتار ہونے اور
مسلمان ہونے خاقان گردون اساس کے اور بھاگنے شہپال جادو اور ہرمز اور فرامرز کے
ایک روز امیر حمزۂ صاحبقران روبرے بادشاہ لشکر اسلام اپنے دنگل پر دربار مین خرم و
شادکام بیٹھے تھے اور جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے سرداران لشکر اپنے دنگلون پر دلیرانہ بیٹھے
ہوے تھے کہ امیر حمزۂ صاحبقران نے خاقان گردون اساس کو قریب اپنے طلب کیا جب
وہ قریب آیا اُس سے آہستہ کہا اے خاقان گردون اساس آگاہ ہو کہ ہم اور جملہ ہمارے لشکر
کے سردار کسی اعلی وادنی پر ظلم وجفا حتی الامکان خود نہین کرتے ہین اور کسی کی آبروریزی کے
خودخواہان نہین ہوتے ہین قاسم نوجوان کہ ہمارا نبیرہ ہی اُس کو تمھاری دختر نے ایک عیار
کے ذریعہ سے اپنے باغ مین بُلایا تھا اور عیار مذکور ملک قاسم کو ہنگام شب بیہوش کرکے
لیگیا تھا تمھاری دختر نیک اختر کو ملک قاسم سے ایسی الفت ہوئی تھی کہ وہ مسلمان ہوکر اُس
کے ساتھ خود ہی ہمارے لشکر مین چلی آئی تھی چنانچہ وہ اب تک بعزت وحرمت وبعفت و
عصمت موجود ہی تا ہنوز اُس کی عفت وعصمت مین کسی طور کا خلل واقع نہین ہوا ہی اگر تمکو
بطیب خاطر منظور ہو تو اُس کو قاسم نوجوان سے نامزد کرو ورنہ کہین اور اُس کا عقد کردو جوان

عورت کا ناکتخدا ہونا اچھا نہین ہی طرح طرح کی بدنامی اور رسوائی کا خوف ہی اس دربار مین بہت
سے شاہزادے اور بادشاہ ذی لیاقت و عالی مرتبت بیٹھے ہین ان مین سے کسی کے ساتھ
اُس کا عقد کردو یا اور کسی جگہ جہان تم کو مناسب ہو اُس کی شادی کردو خاقان نے عرض
کیا ای امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملک قاسم کا ایسا
بہادر اور عالی خاندان میری دختر کو اپنی کنیزی مین قبول کرے ایسے بہادر والا دودمان کے سے
افضل و بہتر مجھ سے کمترین کو اور کوئی شاہزادہ ہرگز نہ ملے گا مین بخوشی خاطر کہتا ہون کہ آپ
میری دختر کو ملک قاسم دیوقار کی کنیزون مین داخل کر دیجیے یہ امر میرے فخر و افتخار کا باعث
ہی کشندۂ ساحران و کافران ثانی سام و نریمان پہلوان زمان تہمتن دوران امیر حمزۂ صاحبقران
یہ تقریر خاقان گردون اساس کی سُن کے نہایت خوش و مسرور ہوے اور فرمایا اب ہم نے
ملک ہامان دران تمھارا تم کو دیدیا جاؤ بدستور قدیم وہان کی حکومت کرو اور اپنی دختر کو بھی اپنے
ہمراہ لیتے جاؤ وہان جاکر سامان شادی کرنا خاقان گردون اساس نے عرض کیا کہ اب مجھکو
ملک و مال کی آرزو نہین ہی چاہتا ہون کہ تا زندگی آپ کی خدمت بابرکت مین حاضر رہون آپ
کی قدم بوسی سے مشرف رہون امیر حمزۂ صاحبقران یہ تقریر خاقان گردون اساس کی
سُن کے خاموش ہوے خاقان گردون اساس پھر اپنے دنگل پر آکے بیٹھا اُسی روز خاقان
گردون اساس نے عقد اپنی دختر ملکہ مہر افروز کا شاہانہ سامان سے ملک قاسم کے ساتھ
کردیا دوسرے روز امیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے تھے اور جملہ
سردار دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کی حاضر تھے کہ ناگاہ وہ چند ہرکارے جو واسطے دریافت
خبر ہارمز اور فرامرز کے گئے تھے بارگاہ فلک پائگاہ مین آئے اور بعد ادائے دعا و ثنائے
بادشاہ لشکر اسلام اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ فلک بارگاہ انجم سپاہ
وای شہنشاہ جہان پناہ ثریا جاہ ہرمز و فرامرز یہانسے بھاگ کر ملک بربر کی طرف گئے ہین ابھی
سرحد مین ملک بربر کی نہین پہونچے ہین باقی فضل خداوند جل و علا سے سب خیر و عافیت
ہی یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر ایک جانب گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر ہرمز و فرامرز سنکے
امیر حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھا امیر با توقیر سمجھ گئے کہ ارادہ بادشاہ لشکر اسلام کا یہ
ہی کہ یہان سے جانب ملک بربر کوچ کیا جائے یہ جان کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا اس جگہ
سے سوے ملک بربر روانہ ہو اُسی وقت پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لدوا کر مع اپنی
فوج کے جانب ملک بربر روانہ ہوے اُس کے دوسرے روز امیر حمزۂ صاحبقران
نے بھی مع بادشاہ لشکر اسلام اور تمامی فوج کے اُس جگہ سے سمت ملک بربر کوچ کیا بعد
چند کوچ اور مقام کے ایک روز امیر حمزۂ صاحبقران مع لشکر بیکران ایک صحراے پربہار
رشک گلزار مین پہونچے چونکہ شام قریب تھی اس وجہ سے وہین مقام کیا بارگاہین اور خیام برپا
ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام وغیرہ سب خرد و کلان فروکش ہوے ہنگام شب
امیر حمزۂ صاحبقران بصد شوکت و شان دربار دُربار بادشاہ فلک جاہ مین تشریف فرما

تھے سرداران لشکر فیروزی اثر حاضر دربار تھے کہ ایک ناقہ سوار گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین
غرق دربارگاہ پر آیا اُس نے آتے کے ساتھی دربانون سے کہا مین راہ دور و دراز سے آیا ہون
نامہ ریحان شاہ تبیح مغربی کا لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمت سعد بن قباد اور امیر حمزۂ
صاحبقران ذیشان مین جاؤن اور نامہ پیشکش کرکے جواب نامہ لیکر جلد جاؤن انھون نے
کہا ذرا توقف کرہم جاکر تیرے آنے کی اطلاع دیتے ہین یہ کہکر اُن مین سے ایک شخص بارگاہ
مین گیا اور عرض بیگی سے تمام حال کہا اُس نے بموجب دستور عرض کیا امیر حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا اُس نامہ دار کو ہمارے روبرو لے آؤ خدام گئے اور اُس کو دربار مین لائے اُسنے
پہلے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بعد اس کے امیر حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے دست بستہ
کھڑا ہوا امیر حمزۂ صاحبقران نے سوافق اُس کی لیاقت کے دربار مین ایک جگہ بیٹھنے کو
اشارہ کیا جب وہ بموجب اشارہ جاے مقررہ پر بیٹھا اُسوقت موافق ارشاد امیر کشورگیر
کے ساقی نے ایک جام مے اس کو لاکر دیا اُس نے جام لے کر پی لیا شراب سے جب دماغ اسکا
گرم ہوا بکار اسنم نامہ دار ریحان شاہ تبیح مغربی امیر حمزۂ صاحبقران نے اُس سے نامہ
طلب کیا اُس نے بموجب قاعدہ دستار سے نامہ نکال کر پیش کیا امیر حمزۂ صاحبقران نے
نامہ لے کر منشی کے حوالے کیا اُس نے اُس نامہ کو کہ بطور عرضی کے لکھا تھا پڑھنا شروع کیا
بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اُسمین تھی کہ زلازل یک چشمی پسر گنجاب نے بحکم زمرد
شاہ بن مرزبان شاہ الشجری کے کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے چڑھائی میرے ملک پر
کی ہی اور قریب میرے ملک کے آگیا ہی وہ سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہی ہنگام جنگ
گرز مذکور سے حریف کو ہلاک کرتا ہی یہ قوت اُس کی سُن کے اس کمترین کو نہایت تردد ہی میرے
پاس فوج قلیل ہی اور کوئی بہادر ایسا نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرسکے لہذا یہ عرضی خدمت
گرامی مین محض اس واسطے روانہ کی ہی کہ جلد تر کسی ایسے سردار کو روانہ فرمائیے جو ایسا
ہو کہ زلازل یک چشمی کے شر و فساد سے مجھے بچائے امیر حمزۂ صاحبقران عبارت
نامہ مذکور کہ بطور عرضی کے لکھی تھی بخوبی سُن کے ملازمون سے مخاطب ہو کے فرمانے
لگے کہ بموجب دستور جام کلہ عفریت مین شربت لاکر چوکی پر دربار مین رکھو ملازم نے فی الفور
تعمیل ارشاد کی یعنی جام کلہ عفریت مین شربت لے آئے اور درمیان دربار کے موافق قاعدہ
کے رکھدیا اُس وقت امیر حمزۂ صاحبقران نے جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مین سے کون ایسا بہادر ہی کہ شربت اس جام کا پیے اور ریحان
شاہ تبیح مغربی کی مدد کے واسطے مع لشکر جلد یہان سے جائے اور زلازل یک چشمی
نابکار سے مقابلہ کرکے اُسے قتل کرے یا قید کرکے اور اُسے ہدایت کرکے مسلمان کرے ابھی
یہ فرما کر خاموش ہوے تھے کہ منقال شاہ پسر ریحان شاہ تبیح مغربی اپنے دنگل سے اُٹھا
اور شربت جام مذکور سے پی کر امیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین عرض کرنے لگا مین امیدوار
ہون کہ آپ مجھکو میرے والد ماجد کی اعانت کے واسطے روانہ فرمائیے امیر با توقیر نے جواب

مین ارشاد فرمایا کہ ای مثقال شاہ تمہارا جانا کسی طرح مناسب نہین ہی تم نہ جاؤ اس وجہ سے
کہ زلازل یک چشمی نہایت قوی ہی تم اُس سے بخوبی مقابلہ نہ کر سکوگے اُس کافر کی سرکوبی
کے واسطے اور کسی سردار زبردست کو مین روانہ کرونگا اُس نے دست بستہ عرض کیا اب
تو مین اپنے دنگل سے اُٹھا اور جام سے شربت بھی پی چکا اگر اب نہ جاؤنگا تو اس بارگاہ مین
ذلیل و رسوا ہو جاؤنگا اور یہان کے بہادرون کے نزدیک بزدل سمجھا جاؤنگا اگر وہ کافر
زبردست ہی تو ہو مین اعانت خدا اور آپکے اقبال سے اُسے جاکر ہلاک کرونگا امیر حمزۂ صاحبقران
اُس کی تقریر سن کے خاموش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے فرمایا خیر اگر تمہاری یہی خوشی ہو تو
جاؤ وہ بہادر اجازت حاصل کرکے مع اپنے لشکر کے اُسی وقت روانہ ہونے پر آمادہ ہوا
جب تمام مردمان لشکر اُس کے اُس کے حکم سے مسلح و مکمل ہوکر مرکبون پر سوار ہوچکے
تو مثقال شاہ بھی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد اور امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان اور
تمامی سرداران لشکر سے رخصت ہوکر بارگاہ سلیمانی سے نکلنے لگا اُس وقت حسب اتفاق
اہل دربار مین سے چھینک کسی کو آئی اور دربار گاہ سلیمانی سے نکلنے کے وقت تاج بھی سر
مثقال شاہ سے زمین پر گرا اُس نے تاج کو اُٹھا کر سر پر رکھا امیر حمزۂ صاحبقران نے
مثقال شاہ سے فرمایا ای بہادر تاج کا سر سے گرنا یہ فال بد ہی اور شگون اچھا نہین ہی ہمارے
نزدیک بہتر یہی ہی کہ اب نہ جاؤ اُس نے عرض کیا چھینک کا آنا دلیل صحت ہی اور ہم اہل اسلام
ہین چھینک کو نہین مانتے ہین اور تاج کا سر پر سے گرنا یہ بھی کوئی ایسا امر نہین ہی کہ جس سے
تردد ہو بارہا ایسا ہوا ہی کہ میرے سر سے تاج گرا ہی آپ مجھکو مانع ہون مین ضرور جاؤنگا
اور اپنے والد ماجد کو زلازل یک چشمی کے شر سے بچاؤنگا اگر میری قضا ہی آئی ہی تو مجبوری
ہی کوئی تدبیر دفع اجل کی ہو نہین سکتی اگر وہان قضا آئیگی تو کوئی شخص مجھکو اجل سے نہ بچائیگا
اور اگر یہان موت آئیگی تو بھی کسی طور سے زندہ نہ رہونگا اور بغیر اجل کے کوئی شخص مجکو
یہان اور وہان ہلاک کر نہ سکے گا پس موت سے ڈرنا کیا ضرور ہی امیر حمزۂ صاحبقران
یہ کلمات اُس سے سُن کے خاموش ہورہے وہ بہادر دربارگاہ سے نکل کر اپنے مرکب پر
سوار ہوکر اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا قاصد ریحان شاہ تبیغ مغربی بھی امیر
حمزۂ صاحبقران ذیشان سے رخصت ہوکر ہمراہ رکاب مثقال شاہ چلا اب مثقال
شاہ کو تو اثنای راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور زلازل یک چشمی اور ریحان شاہ تبیغ مغربی
کا احوال تحریر کیا جاتا ہی کہ جب زلازل یک چشمی مذکور بعد قطع راہ دور و دراز عنقریب سرحد
ملک ریحان شاہ مسطور کے پہونچا ایک میدان وسیع مین پانچ لاکھ سوارون کی جمعیت سے
فروکش ہوا ہرکارون نے خبر ورود لشکر زلازل یک چشمی خدمت ریحان شاہ مین
جاکر بصد ادب اِس طرح بیان کی کہ بموجب نظم مؤلف

نظم مؤلف

مالک ملک و تخت و تاج و سپاہ	رعب سے تیرے گو کہ ای سلطان	ای شہ دیو قار و حق آگاہ
لگ رای بادشاہ خوش اقبال	ہی زلازل شقی جو دیو خصال	مستردد ہین سرکشان جہان
		بہر جنگ و جدال وہ مکار

ساتھ لایا ہی پانچ لاکھ سوار		قرب اس ملک کے وہ آیا ہی		ساتھ جنگی سوار لایا ہی

ریحان شاہ نے زلازل یک چشمی کے احوال سے آگاہ ہوکر اور بتردد ہوکر اہل دربار اور جملہ
افسران لشکر نصرت اثر سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ زمانہ زیادہ گذرا اب تک قاصد خدمت
امیر حمزۂ صاحبقران والاشان کی خدمت سے جواب عریضہ لے کر یہان نہین آیا نہین معلوم
کہ وہ خدمت فیضدرجت امیر حمزۂ صاحبقران مین پہونچا یا راہ مین کسی وجہ سے قیام پذیر
ہوا افسوس کہ دشمن قوی بہر جنگ وجدال اور برائے تباہی ملک آپہونچا اور کوئی سردار
ابھی تک لشکر امیر حمزۂ صاحبقران سے میری مدد کے واسطے نہ آیا اب مین تم سے
مشورہ طلب اس باب مین ہون کہ دشمن مذکور سے مقابلہ کیا جائے یا بوجہ قلیل ہونے
فوج کے قلعہ بند ہون سبھون نے عرض کیا حضور زلازل یک چشمی خلف گنجاب
نابکار وناہنجار زبردستان روزگار سے ہی اُس سے مقابلہ کرنا اور اُس کو شکست دینا بظاہر
دشوار ہی آئندہ جو رائے حضور کی ہو ہم سب نمکخوار تابع فرمان اور مطیع حکم ہین اگر عزم
حضور کا یہ ہی کہ اُس سے مقابلہ کیا جائے تو ہم سب بہر کارزار مستعد وتیار ہین حتی الامکان
اُس نابکار سے لڑینگے جانین اپنی خدم حضور پر نثار کرینگے شہر مین اُس کو داخل ہونے دینگے
یہ عرض کر کے خاموش ہوئے اس جگہ داستان گویان شیرین سخن کے دو قول ہین ایک یہ کہ
ریحان شاہ موصوف نے بموجب عرض کرنے اہل دربار کے اُسی وقت اسی ہزار سوارون
کی جمعیت سے بیرون شہر بمقابلہ زلازل یک چشمی جاکر اور فروکش ہوکر انتظار اُس کے
طبل جنگ بجوانے کا کیا زلازل یک چشمی نابکار نے ریحان شاہ کو آمادہ جنگ پاکر
ایک نامہ اس مضمون کا ریحان شاہ کو لکھا کہ ای ریحان شاہ تم اس فوج قلیل سے
مجھسے کیا مقابلہ کروگے ایک ساعت مین اس تمھاری فوج کو تن تنہا مین قتل کر دونگا
اور تم کو بھی پیوند خاک کردونگا مین وہ بہادر ہون کہ مثل میرا شجاعت وبہادری مین کوئی
نہین ہی لہذا تم کو مناسب ہی کہ بمجرد پہونچنے اس نامے کے خیال جنگ وجدال اپنے دل سے
دور کرو اور خداوند زمرشاہ باختری کہ جاگتی جوت کا خداوند ہی اُس پر ایمان لاؤ اور
دین اسلام کو ترک کرو اور پرستش سے خدائے نادیدہ کی باز آؤ ورنہ غضب خداوندی
مین مبتلا ہو جاؤگے پھر کچھ بنائے نہ بنیگی جب نامہ مذکور تیار ہو چکا اُس وقت اُس شقی
ازلی یعنے زلازل یک چشمی نے سرنامہ پر اپنی مہر کر کے ایک قاصد کو دیا حسب الحکم
زلازل یک چشمی نابکار وہ قاصد ریحان شاہ کی بارگاہ مین گیا اور نامہ بموجب قاعدہ
ودستور کے ریحان شاہ کی خدمت مین پیش کیا اُس نے نامہ کو پڑھوا کر سنا بعد اسکے
بکمال غیظ وغضب قاصد سے کہا تو جاکر زلازل یک چشمی عیبی سے کہدینا کہ او نابکار
او ملعون تو مجھکو اپنی قوت وکثرت سپاہ سے عبث ڈراتا ہی مین ہرگز ہرگز تیرے کہنے
پر عمل نہ کرونگا زمرشاہ باختری ایک بندۂ نافرمان مثل شیطان بلکہ رشک ابلیس ہی
خالق کون ومکان شیطان کے ہمراہ اُس کو بھی داخل دوزخ کریگا اور تیرا پدر ناہنجار بھی

اکفر ہی اور تو بھی کافر ہی مین تجھسے مقابلہ کرونگا جہانتک ممکن ہو گا تجھکو ہلاک کرونگا اور اگر تیرے ہاتھ سے قتل ہونگا تو داخل شہدا ہونگا نامہ بر یہ تقریر ریحان شاہ کی سُن کے بارگاہ سے اُٹھکر زلازل یک چشمی کے پاس آیا اور جو کچھ کہ ریحان شاہ نے کہا تھا وہ سب حرف بحرف اور لفظ بلفظ زلازل یک چشمی سے بیان کیا اُس وقت زلازل یک چشمی کو نہایت غصہ آیا اُس مردود ازلی نے فوراً حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے صبح کو میدان جنگ مین جاکر ریحان شاہ وغیرہ کو تہ تیغ کرونگا اور سر ریحان شاہ کا شمشیر سے کاٹ کر خدمت خداوند زمرد شاہ مین ارسال کرونگا ملازمون نے بموجب اُس کے حکم کے اُسی دم طبل جنگ بجایا یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے ریحان شاہ کو پہونچی کہ زلازل یک چشمی نے طبل جنگ بجوایا ہی شاہ موصوف نے بھی بعد سننے خبر نواخت طبل رزمی کے اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجوایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل جنگی و نقارہ رزمی کی بلند ہوئی مردمان ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جو جو بہادر تھے وہ طبل جنگ اور نقارۂ جنگی کے بجنے سے نہایت خوش تھے اور باہم کہتے تھے کہ ہنگام سحر دلیرانہ اپنے حریفون سے مقابلہ کرینگے اور جو دونون لشکر وںمین بزدل اور نامرد تھے وہ صدائے طبل و نقارۂ رزمی سُن کے اپنے دل مین کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ آواز طبل نقارۂ رزمی کوس رحلت کی آواز کے برابر ہی وقت سحر بازار موت میدان مصاف مین گرم ہوگا ہزارون مردم جانبین کے کام آئینگے ایسے مقام خوفناک و پرخطر سے دور نکل جانا چاہیے عاقل وہی ہی جو اپنی جان دشمنون سے بچائے فتنہ و فساد اور جنگ و جدال سے کنارہ کش ہو چار روپیہ کی نوکری کے خیال سے جان اپنی نہ دے اور وہ نہایت نادان بلکہ گدھا ہی جو ایسے وقت مین لشکر مین رہکر حریفون سے مقابلہ کرکے اپنی جان دے اور اپنے اہل و عیال کا کچھ خیال نہ کرے مشہور ہی کہ جان ہی تو جہان ہی جب مرہی گئے تو نام کیسا اور آبرو کیسی جاہلون نے لڑنے والونکے نام بہادر اور دلیر اور جوانمرد اور شجاع رکھے ہین ہم جاہل نہین ہین کہ جاہلون کے قول پر عمل کرین ہم کو ہمارے خدا نے عقل دی ہی ہم تو اپنی جان نہ دینگے جادۂ عقل سے قدم علٰحدہ نہ رکھینگے بادشاہان جہان ہمیشہ ملک و مال کے واسطے باہم مقابلہ اور مقاتلہ اور مجادلہ کرتے رہتے ہین جہلا نمک خوار اُن کے ہمراہ اُن کے حریفون سے اپنے لڑتے ہین اکثر قتل ہوتے ہین اور اکثر زخمی ہوتے ہین اور عاقل اور فہیم و دانا ایسے وقت مین یہ عقلمندی کرتے ہین کہ لشکر سے نکل جاتے ہین جاہلون کی مشورت سے باز رہتے ہین اور اپنی جان عزیز کو بچاتے ہین اور کیون نہ بچائین بعد مرنے کے پھر تھوڑی کوئی دنیا مین آتا ہی بھلا یہ بھی کوئی بات ہی کہ لڑین تو آپس مین بادشاہ لوگ اور جان دین ہم بیچارے غریب ٹکے کی اوقات والے یہ خیالات اپنے دل مین کرکے تاریکی شب مین دونون لشکرون سے نکل گئے جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان کارزار مین ہمراہ اپنے اپنے بادشاہ اور سردار

سے آئے اُسوقت بموجب دستور قدیم پہلے دونون لشکرون مین سے بیلدار اور بیلچہ بردار نکلے اُنھون نے عرصہ جنگ کو خس وخاشاک سے پاک کرکے زمین پست و بلند کو ہموار کیا بعد اُن کے جانے کے سقون نے آکر میدان جنگ مین اسقدر پانی چھڑکا کہ تمام گرد وغبار کو دفع کیا بعد اُن کے جانے کے ہر دو جانب صف آرائی ہوئی پھر نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر بیچ مین میدان کارزار کے آئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر بآواز بلند یون کہنے لگے کہ بموجب نظم مؤلف

سنو ای جوانان شمشیر زن
یہ دنیا ہی بس اک سرائے محن
کسی کو نہین اس جہان مین ثبات
دو روزہ ہی ہر ایک کی یان حیات
کسی کو نہین اس جہان مین بقا
سوائے خدا ہی ہر اک کو فنا
نہ سمجھو ہمین کاذب و بد مقال
کرو تو ذرا غور سے یہ خیال
کہ اب ہین کہان وہ سلاطین دہر
جو تھے حاکم و مالک ملک و شہر
کہان ہین وہ اسد دم یل جنگجو
جو رعب و شجاعت مین تھے شیر خو
کہان اب ہین بہرام و سہراب و زال
شجاعت مین جو تھے عدیم المثال
بحکم خدا ہوکے آخر ہلاک
ہوئے سب وہ صد حیف پیوند خاک
ملے خاک مین اسطرح وہ جوان
نہین اُنکی قبرون کا پیدا نشان
اگر ہین بھی بعضو کے مرقد عیان
تو عاقل کو ہین گے وہ عبرت نشان
نہین اُنکی تربت پہ شمع و چراغ
جو تھے بادشاہان عالی دماغ
کوئی چادر گل چڑھاتا نہین
لیئے فاتحہ کوئی آتا نہین
مجاور ہی قبرون پہ حسرت مدام
شکستہ ہین مرقد بھی اُنکے تمام
اندھیرے مین سوتے نہ تھے جو سدا
وہ تربت مین سوتے ہین بعد فنا
ہوئی اُن کے غم مین تو یہ چشم تر
جو زندہ ہین وہ بھی کرینگے سفر
نچھوڑیگی ہر گز کسی کو قضا
فنا سب کو ہی غیر ذات خدا
ہوا جب یقین یہ مرینگے ضرور
کرین نیک کامو نہین پھر کیون قصور
خردمند تم سب ہو بے اشتباہ
کرو اپنی عزت کے او پر نگاہ
شجاع و جوانمرد ہوا در دلیر
کرو جنگ اعدا سے مانند شیر
زمین پر بہا دو عدو کا لہو
جوانون مین حاصل کرو آبرو
ہٹاؤ نہ میدان سے اپنے قدم
اگر سر بھی ہو جائے تن سے قلم

جب نقیب اور کڑکیت جملہ مردمان ہر دو لشکر کو بخوبی تمام جنگ وجدال ورزم وپیکار پر آمادہ و مہیا کر چکے تو اُس وقت میدان جنگ سے ہٹ گئے بمجرد اُن کے ہٹنے کے زلازل یک چشمی نابکار نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا اور میدان جنگ مین آکر ریحان شاہ سے مخاطب ہوکر بآواز بلند یون کہنے لگا کہ ای ریحان شاہ کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے جلد بھیج ریحان شاہ نے اپنے لشکر کی داہنی طرف دیکھا فورًا ایک پہلوان کہ سردار لشکر تھا گرز بکف صف لشکر سے نکلا اور ریحان شاہ سے اجازت جنگ لیکر مرکب کو جولان کرکے زلازل یکچشمی کے روبرو گیا اُس عیبی نے ایک آنکھ سے اُس کو نہایت غیظ وغضب سے دیکھکر کہا او نحیف وزار تو مجھ ایسے شجاع اور تہور شعار اور بہادر روزگار کے مقابلہ کے واسطے آیا ہی تیری کیا مجال و طاقت ہی کہ تو مجھسے جنگ کر سکے مفت میرا ہاتھ اپنے خون مین بھرتا ہی مجھکو تیرے اوپر رحم آتا ہی حیرت کا مقام ہی کہ کچھ تجھکو اپنی جان کا خوف تھوڑا

تیری اس جسارت سے مجھکو بدرجہ کمال تعجب ہی کہ تونے اس امر عظیم کی کسطرح جراءت کی
خیر اگر آیا ہی تو اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے سے چلاجا ورنہ یہان سے تیری لاش جائیگی اور
تو صحیح و سلامت پھر کر اپنے لشکر مین نجائیگا یہان سے سیدھا جانب ملک عدم کو روانہ ہوگا
تجکو لازم ہی کہ نام سے اپنے پہلے مجکو آگاہ کردے بعدازان اپنا راستہ لے اور مجھسے مقابلہ
نہ کر اُس نے جواب دیا کہ او نابکار تو مجھکو کم قوت و ناتوان جانتا ہی اگر خدا نے چاہا تو مین
تجکو ایک دم مین تہ تیغ کرونگا یا اس گرز گران سر سے تجکو پیوند خاک کرونگا اور سارا کبر و
غرور تیرا تیرے دماغ سے ہنگام ضرب گرز نکل جائیگا اگر نام میرا پوچھتا ہی تو آگاہ ہو کہ
خاص و عام مجھکو شمشاد فیل زور کہتے ہین شعر مین وہ ہون کہ آئے مرے آگے جو پہاڑ
نیزے سے اپنے لون اُسے دم مین اُکھاڑ زلازل یک چشمی نے کہا کہ او شمشاد فیل زور
اگر تجھکو دعواے پہلوانی و بہادری و مردی و مردانگی ہی تو اپنے گرز کا مجھپر وار کر دیکھون
تو کیونکر اور کس طرح تو مجھکو پیوند خاک کرتا ہی اُس نے تند و ترش ہو کر جواب مین کہا کہ
او کانے عیبی آگاہ ہو کہ ہم اہل اسلام کا بموجب تاکید نامدار ثانی بہمن و اسفندیار تہمتن
جہان جناب امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے یہ قاعدہ ہی کہ تا وقتیکہ حریف کی ضرب
روک نہین لیتے اُس وقت تک وار نہین کرتے ہین پس تو پہلے تیغ یا گرز سے وار کر اگر خدا
تیری ضرب تیغ یا گرز سے مجھکو بچائیگا اُس وقت مین بھی تجھپر وار کرونگا زلازل یک چشمی
یہ سُن کے قہقہہ مار کر مانند دیو کے ہنسا اور کہنے لگا او نادان یہ حسرت تیری تیرے دل
ہی مین رہجائیگی تجھکو وار کرنے کی قضا تیری مہلت بھی نہ دیگی میرا گرز گرانبار سر حریف
پر مانند اجل کے جاتا ہی اور بے جان لیے ہوئے واپس نہین آتا ہی اسی خیال سے تجھسے
کہا گیا تھا کہ حوصلہ اپنے دل کا نکال لے یہ سُن کر شمشاد فیل زور نے جواب دیا کہ
او بیدین بیہودہ نہ بک یہ میدان جنگ ہی یہان زیادہ تقریر کرنا بجا نہین ہی تجھسے ایک
مرتبہ کہدیا کہ خلاف قاعدہ پہلے ہم تجھپر وار نہ کرینگے تا وقتیکہ تیری ضرب گرز کو رد نہ
کرینگے زلازل یک چشمی نے اُس کی تقریر سُن کے وہی گرز اپنا جو سات سو من
کا تھا اُٹھایا اور دونون ہاتھون سے اُسے خوب مضبوط پکڑ کے قدم اپنے رکابون
پر اچھی طرح استوار کرکے اور پشت فرس سے اُٹھکے گرز کو گردش دے کے اسپ
کو کسی قدر آگے بڑھا کے ضرب گرز مذکور سر شمشاد فیل زور پر لگائی ادھر شمشاد
فیل زور نے اپنا گرز کہ تین سو من کا تھا اُس کے گرز کے روکنے کے واسطے اُٹھایا اور چاہا
کہ ضرب گرز کو گرز پر روکون چونکہ زلازل یک چشمی جوان زبردست و قوی بازو تھا
اور گرز گران سر بھی اُس کا نہایت وزنی یعنے سات سو من کا تھا اور شمشاد فیل زور
بہ نسبت اُس نابکار کے نہایت کم قوت تھا اور قضا بھی اُس کی حکم خداوند جل وعلا
سے آگئی تھی اس وجہ سے ضرب گرز زلازل یک چشمی نابکار بخوبی تمام اپنے گرز پر
نہ روک سکا ہاتھ اُس کا وقت روکنے گرز کے کج ہو گیا اچھی طرح گرز بالاے گرز نہ

رُکا اول تو دست و بازو کو بدرجہ کمال صدمہ پہونچا دوسرے گرز جو زلازل یکچشمی
کا سر پر شمشاد فیل زور کے پڑا تو مغز سر پاش پاش ہوکر اُس کے شانون پر گرا اور
کاسہ سر اُس کا چور چور ہو گیا مرکب سے زمین پر گر کے مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا اور
بعد ایک لمحہ کے مرغ روح اُس کا قفس تن سے نکل کر جانب گلزار جنت پرواز کر گیا
اس جگہ صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ شمشاد فیل زور مذکور ہنگام ضرب گرز زلازل یکچشمی
کے مع مرکب کے ہلاک ہوا بعد مرنے شمشاد فیل زور سطور کے پھر زلازل یک چشمی
نابکار نے مبارز طلب کیا لکھا ہی کہ متواتر چند سردار لشکر اسلام یکے بعد دیگرے مقابلہ کے
واسطے گئے اور ہاتھ سے زلازل یک چشمی کے قتل ہوئے بعد ہلاک کرنے چند سردارون
کے زلازل یک چشمی نے پھر مبارز طلب کیا ریحان شاہ نے ہرچند اپنے دست
راست و دست چپ کی طرف دیکھا اور چاہا کہ کوئی دلاور صف لشکر سے نکل کر جائے اور
زلازل یک چشمی سے مقابلہ کرے لیکن کوئی نہ نکلا جب دیر ہوئی تو اُسوقت زلازل
یک چشمی ریحان شاہ سے مخاطب ہوکر کلمات سخت و درشت کہنے لگا اُس وقت
ریحان شاہ کو بدرجہ کمال ناگوار ہوا اور ارادہ تخت سے اُتر کر مرکب پر سوار ہونیکا
باین خیال کیا کہ زلازل یک چشمی سے جاکر خود مقابلہ کرکے قتل ہو جاؤن اور کلمات
طعن و تشنیع نہ سنون جب یہ ارادہ افسران لشکر کو معلوم ہوا فوراً جاکر قدم بادشاہ
سے لپٹ گئے اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک جاہ و ای خسرو
جہان پناہ آپ اس اکفر سے مقابلہ کرنے کے واسطے تشریف نہ لے جائیے اس پیرانہ سالی
مین ایسے جوان زبردست سے نہ لڑیے شاہ موصوف نے جواب دیا کیونکر جان دینے
اور قتل ہونے پر مہیا اور آمادہ نہون کہ یہ نابکار بدکردار و بدکار مبارز طلب کرتا ہی
اور ہمارے لشکر سے اب کوئی نہین نکلتا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ حضور توقف کرین
ہم جاتے ہین اور جانین اپنی قدم حضور پر نثار کرتے ہین یہ کہکر اُن سردارون مین سے
ایک سردار کہ نام اُس کا محمود قوی بازو تھا صف لشکر سے نکل کے زلازل
یک چشمی کے سامنے گیا اُس نے مانند شمشاد فیل زور کے اسکو بھی ضرب گرز
سے ہلاک کیا بعد اس کے اور چند سردار اور پہلوان اُس کے مقابلہ کو گئے اُن سب
کو بھی اُس نے ضرب گرز گران سر سے ہلاک کیا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ تین پہر کی مدت
مین تیس سرداران لشکر اسلام کو زلازل یک چشمی نے قتل کیا بعد اس کے بجائے خود
خیال کرنے لگا کہ اگر اسی طور سے مقابلہ کرونگا تو ایک مدت مین ریحان شاہ فتحیاب
ہونگا بہتر یہ ہی کہ آج ہی جملہ اہل اسلام پر حملہ کرکے سب کو ہلاک کرون اور سر کو
ریحان شاہ کے تیغ آبدار سے کاٹکر خدمت مین خداوند زمرد شاہ باختری کی روانہ
کردون کیونکہ حکم خداوند کا یہی ہی یہ خیال کرکے مرکب اپنا آگے بڑھا کے ریحان شاہ
سے باواز بلند کہا کہ او ریحان شاہ ہوشیار ہو جا کہ اب مین تیرے تمام لشکر سے لڑونگا

اور خون کے دریا بہاؤنگا میدان مین سرون کا مینھ برساؤنگا تھوڑی ہی دیر مین کشتون
کے انبار نظر آئینگے تیرے لشکر کے سردار اپنے خون مین لوٹ لوٹ کے جانین دینگے تجھکو
مع تیرے لشکر کے آج ہی قتل کرونگا یہ کہکر مرکب کو جولان کیا ادھر ریحان شاہ نے
اہل لشکر کو حکم دیا کہ تم سب مل کر اس نابکار کو روکو اور حتی الامکان اس ملعون کو قتل
کرو بموجب حکم جملہ لشکری آگے بڑھے تھے کہ زلازل یک چشمی گرز بکف گھوڑا دوڑاکر
لشکر اسلام پر آگرا اور ضرب تیغ و گرز سے بہادرون اور سوارون کو قتل کرنا شروع کیا
اہل اسلام نے بھی اُس کو تنہا دیکھکر چہار طرف سے گھیر کر ارادہ قتل کرنے کا کیا تیر و خنجر
و شمشیر و گرز اُس پر لگانے لگے یہ حال اُسکے افسران لشکر دیکھکر تمام فوج کہ پانچ لاکھ تھی
ہمراہ لیکر اُس کی مدد کے واسطے آئے اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگے تھوڑی دیر تک تو
اہل اسلام لڑے بعد ازان تاب مقابلہ نہ لاکر پسپا ہوکر بھاگے اور ریحان شاہ سے
بھی بصد عجز کہنے لگے کہ اب آپ بھی میدان جنگ سے تشریف لے چلیے ذرا ملاحظہ تو کیجیے
زلازل یک چشمی آپہی کی طرف گرز بکف آتا ہی اُس وقت ہرچند ریحان شاہ نے
کہا کہ اگر تم خوف جان سے نہین لڑتے ہو تو خیر نہ لڑو بھاگ جاؤ مجھکو یہان سے نہ لیجاؤ
باعث میری بدنامی کا ہی مجھکو بھاگنے سے مرجانا بہتر ہی لیکن شاہ موصوف کا کہنا کسی نے
نہ مانا اپنے ساتھ اُس کو بھی لے گئے یہان مردمان لشکر زلازل یک چشمی نے تمام مال
و اسباب ریحان شاہ کا لوٹ لیا چونکہ اُس وقت آفتاب غروب ہوچکا تھا اسوجہ سے
زلازل یک چشمی نے اُسی جگہ قیام کیا اور بارگاہ مین جاکر اپنے سرداران لشکر سے
کہا آج کی شب تو ہم اسی جگہ رہینگے لیکن صبح کو مع فوج اندر شہر کے داخل ہونگے
سبھون نے عرض کیا بہت مناسب ہی یہ نابکار تو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا میخواری کر رہا ہی
اور نشہ کے عالم مین ریحان شاہ وغیرہ کے بارے مین کلمات بیہودہ زبان پر جاری
کر رہا ہی اس کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال ریحان شاہ کا لکھا جاتا ہی
کہ جب شاہ موصوف ہمراہ اپنے لشکر باقی ماندہ کے اپنے شہر مین پہونچا ارکان سلطنت
اور اعیان مملکت کی راے سے قلعہ بند ہوا اور سامان جنگ و جدال کا بخوبی تمام کیا اور
دوسرا قول داستان گویان عذب البیان کا یہ ہی کہ جب زلازل یک چشمی مع لشکر کثیر
قریب ملک ریحان شاہ کے آپہونچا اُسوقت ریحان شاہ نے اپنے اہل دربار سے
اس باب مین مشورہ کیا کہ زلازل یک چشمی نابکار مع فوج کثیر آتا ہی اُس کی شجاعت
و دلاوری ہرکارون کی زبانی معلوم ہوچکی ہی کہ وہ نہایت زبردست جوان ہی اُس سے
مقابلہ کیا جائے یا قلعہ بند ہونا چاہیے سبھون نے باتفاق راے عرض کیا خداوندنعمت
ہماری تو یہی راے ہی کہ میدان مین اُس سے مقابلہ نہ کیا جائے کیونکہ اُس کے پاس
فوج کثیر ہی اور علاوہ کثرت فوج کے وہ نابکار ایسا قوی ہی کہ کوئی سردار اور پہلوان
حضور کے لشکر مین ایسا نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرسکے آگے جو حضور کی راے ہو

ریحان شاہ نے بعد فکر و غور کے اُنکی راے کو پسند کیا اور قلعہ بند ہوا غرض بہر طور قلعہ بند ہونا ریحان شاہ کا ثابت ہی جب زلازل یک چشمی کو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ریحان شاہ خوف سے قلعہ بند ہوا ہی یہ نابکار بہت خوش ہوا اور تمام سپاہ اپنی اپنے ہمراہ لے کر بعد قطع راہ قریب قلعہ آیا اور محاصرہ قلعہ کا کیا اس طرف تو زلازل یک چشمی نے مع فوج کثیر قلعہ کا محاصرہ کیا ہی اور یہان ریحان شاہ اور جملہ اہل اسلام نہایت متردد ہین لیکن اب احوال امیر باتوقیر اور لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت امیر حمزۂ صاحبقران والاشان کو ریحان شاہ کا عریضہ پہونچا تھا اور امیر حمزۂ صاحبقران نے مثقال شاہ کو واسطے مدد ریحان شاہ کے روانہ کیا تھا اُس کے دوسرے روز ہنگام شب امیر باتوقیر نے خواب مین دیکھا کہ مثقال شاہ اپنے خون مین لوٹ رہا ہی جب صبح ہوئی تو امیر حمزۂ صاحبقران خواب سے بیدار ہو کر بعد نماز سحر دربار مین بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کے تشریف لاکر اپنے دنگل پر حسب دستور قدیم بیٹھے اُسوقت امیر حمزۂ صاحبقران نے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے شب کو عجب ایک خواب پریشان دیکھا ہی کہ جس کے دیکھنے سے طبیعت نہایت متردد اور متفکر ہی سعد بن قباد شہریار نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہی بیان کیجیے انشاء اللہ تعالے تردد آپ کا رفع ہو جائیگا امیر حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ مثقال شاہ اپنے خون مین غلطان ہی بادشاہ موصوف نے جواب دیا خواب آپنے بہت اچھا اور مبارک دیکھا ہی تعبیر اس خواب کی یہ ہی کہ مثقال شاہ زلازل یک چشمی کو جاکر قتل کریگا وہ اُسکے خون مین غلطان ہوگا اور یہ امر باعث ہماری اور آپکی خوشی و مسرت کا ہوگا امیر کشورگیر نے عرض کیا کہ آپ نے برعکس خواب مذکور کے تعبیر دی ہی مین قبل بیان کرنے اس خواب کے خود اس خواب کی یہ تعبیر دے چکا ہون کہ مثقال شاہ زلازل یک چشمی کے ہاتھ سے مارا جائیگا کیونکہ وہ نابکار زبردستان روزگار سے ہی اسی وجہ سے ہم نے مثقال شاہ کو اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ کرنا بہتر نہ جانا تھا ہر چند اُسے منع کیا مگر اُس نے کہنا ہمارا نہ مانا حق تعالے خیر کرے یہ خواب بظاہر اچھا نہین ہی دل میرا نہایت مشوش ہی یہ فرماکر حکم دیا کہ جام کلہ عفریت مین حسب دستور شربت لبریز کرکے اس دربار مین رکھا جائے ملازمون نے فوراً حکم کی تعمیل کی امیر نے بادشاہ لشکر کے اشارے سے جملہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ شربت اس جام کا پیے اور بعد عجلت یہان سے ریحان شاہ تیغ مغربی تک اپنے تئین پہونچائے اور مثقال شاہ کو زلازل یک چشمی سے مقابلہ نہ کرنے دے اور خود زلازل مذکور کو قتل کرکے سر اُسکا کاٹ کر ہمارے روبرو لے آئے یا اُسکو گرفتار کرکے اور ہدایت کرکے مسلمان کرے یہ فرماکر امیر حمزۂ صاحبقران خاموش ہوئے تھے کہ لندھور بن سعدان اپنے دنگل

اُٹھا اور جام مذکور سے کچھ شربت پی کر دست بستہ امیر سے کہنے لگا کہ مین حضور سے امیدوار
ہون کہ مجھے جانے کی اجازت دیجائے امیر حمزۂ صاحبقران نے تقریر لندھور بن
سعدان بادشاہ ہندوستان کی سن کے ارشاد فرمایا کہ اے میرے جانشین میرا بھی یہی دل
چاہتا تھا کہ تم ہی اعانت ریحان شاہ کے واسطے جاؤ الحمد للہ کہ جو میری آرزو تھی اُسکا
ظہور ہوا بسم اللہ جلد جاؤ دیر نہ لگاؤ اثنائے راہ مین حتی الامکان توقف نہ کرنا لندھور
بن سعدان بادشاہ ہندوستان نے عرض کیا انشاء اللہ تعالےٰ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر
بارگاہ سلیمانی سے نکلا اور اپنے عیار سے کہا ہمارے سرداران لشکر اور جملہ مردمان
لشکر سے اسی دم کہدو کہ سب مسلح ہون عیارون نے حسب الحکم سردارون سے کہا اُنھون
نے تمام مردمان فوج کو مسلح ہونے کا حکم دیا تھوڑی ہی دیر مین نو لاکھ ہندی مسلح و مکمل
ہوئے اتنی دیر مین فیل میمونہ جس پر لندھور بن سعدان سوار ہوتا ہے فیلبان حسب الحکم
لے کر آیا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان بسم اللہ کہہ کے فیل میمونہ پر سوار ہوا
تمام فوج ہندیون کی ہمراہ رکاب ہوئی خیمہ و خرگاہ اثاثہ پر پہلے ہی سے سردارون نے لاد
لیا تھا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان اپنی فوج کو ہمراہ لے کر بصد عجلت جانب
ملک ریحان شاہ روانہ ہوا یہ بہادر تو جلد تر قطع راہ کرتا ہوا جاتا ہے احوال اسکا انشاء اللہ
آئندہ لکھا جائیگا مگر پھر حال زلازل یک چشمی کا لکھا جاتا ہے کہ جب کئی روز تک اس نابکار
نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل اسلام کو اُسکے محاصرہ کرنے سے کوئی ضرر نہ ہوا اُسکو نہایت
غصہ آیا ہنگام صبح طبل یورش بجوا کر اپنی تمام فوج کو اپنے ہمراہ لے کر واسطے فتح کرنے
قلعہ کے چلا چنانچہ اہل قلعہ نے دوربینون سے زلازل یک چشمی کو مع فوج کثیر آتے دیکھا
اور ریحان شاہ سے عرض کیا کہ اسوقت زلازل یک چشمی نابکار بارادہ کارزار جانب
قلعہ آتا ہے جو حکم ہو ہم بجا لائین ریحان شاہ نے حکم دیا اے بہادرو تمکو لازم ہے کہ اسقدر گولے
زلازل یک چشمی اور اُس کی فوج پر مارو کہ سب ہلاک ہوجائین کوئی قلعہ مین نہ آسکے
ہم بعد فتحیابی کے تمکو انعام کثیر دینگے اُنھون نے بموجب حکم بڑی توپین اور چھوٹی چھوٹی توپین
جو کئی سو چہار طرف قلعہ پر لگی تھین اور وہ سب تیار تھین اُنھین سامنے اعدا کے لگا کر ٹھہر گئے
جب زلازل یک چشمی مع فوج قریب قلعہ کے آیا گولہ اندازون نے مہتابین روشن کر کے
توپین لگانا شروع کین اور گولے مارنا اختیار کیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ اس قلعہ کے
گولہ انداز نہایت ہوشیار اور جنگ آزمودہ تھے بصد عجلت توپ کو تیار کرتے تھے اور گولہ
تاک کر اسطرح لگاتے تھے کہ بیچمین لشکر حریف کے گولہ گرتا تھا اور زمین پر گر کے پہلے زمین
مین در آتا تھا بعد ازان زمین سے نکل کر شق ہوتا تھا جس پر کوئی ٹکڑا اُس گولے کا پڑجاتا تھا
فوراً ہلاک ہوتا تھا گویا اُس پر گولہ قضا کا پڑتا تھا ایک ایک گولے سے بہت سے مردمان لشکر
کفار ہلاک ہوتے تھے ہر چند کفار سپرون اور دیگر تدابیر سے اپنے تئین بچانا چاہتے تھے لیکن
بچ نہ سکتے تھے کئی سو توپین برابر فیر ہوتی تھین سات سو گولے توپون کے ایکبارگی لشکر کفار

پر گرتے تھے سیکڑون کفار ہلاک ہوتے تھے سامنے قلعہ کے ایک حشر سا نمایان تھا کفار صدہا
زخمی ہو کر خاک پر پڑے نالہ و فریاد کر رہے تھے ہزارون گولون سے ہلاک ہو گئے تھے سیاہ رو
آگ سے جھلسے ہوئے بروے خاک پڑے تھے دھوئین کا ابر میدان مین چھایا ہوا تھا زمین
دمبدم لرز رہی تھی گنبد آسمان آناً فاناً توپون کی صدا سے کانپ رہا تھا دھوان اسقدر تھا
کہ کسی کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا لیکن گولہ انداز ایک انداز سے برابر گولے لگا رہے تھے ریحان
شاہ بھی بالاے قلعہ موجود تھا گولہ اندازونکی تعریف کرکے اُن کے دل بڑھاتا جاتا تھا وہ
خوش ہو کر ہنر گولہ اندازی اور کمال فن گولہ اندازی دکھاتے تھے دو تین منٹ کی مدت مین
توپ کو تیار کرتے تھے اور لشکر حریف پر گولہ اُس کا مارتے تھے ریحان شاہ اُن کی کارگذاری
اور جانفشانی پر نظر کرکے زر و جواہر انکو انعام مین دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر زلازل یک چشمی
اور اُس کا لشکر تمھاری اس گولہ اندازی سے ہلاک ہو جائیگا تو بہت زر و جواہر تم کو
انعام مین دونگا یہان تو قلعہ پر ریحان شاہ گولہ اندازون سے اسی قسم کی تقریر کر رہا ہی
گولہ انداز لالچ مین زر و جواہر کے خوب گولے مار رہے ہین لیکن اب احوال زلازل یک چشمی
کا رقم کیا جاتا ہی کہ یہ کانا حبشی باوجود اس کثرت گولہ اندازی کے اور ہزارون مردم سیاہ
کے مر جانے کے کچھ اندیشہ نہ کرتا تھا برابر قدم اُٹھائے ہوئے جانب در قلعہ اس صورت
سے چلا جاتا تھا کہ ایک ہاتھ مین اُس کے گرز گران بار تھا اور دوسرے ہاتھ مین سپر فراخ دامن
تھی جب کوئی گولہ اُسکے سامنے آتا گرز سے اُسے دفع کرتا اور اُسکے ٹکڑونسے بجائے سپر اپنے جملہ اعضا
کو بچاتا سرداران لشکر بھی پیچھے اُسکے چلے جاتے تھے ہر چند گولونکی بارش سے ہزارون مردم سیاہ
ہلاک ہوتے تھے لیکن جو زندہ رہتے تھے وہ ہمراہ زلازل یک چشمی چلے ہی جاتے تھے کشتونکا مطلق خیال
نکرتے تھے خصوصاً زلازل یک چشمی اپنے سرداران لشکر اور اپنی سپاہ ضلالت اثر کا کچھ خیال نکرتا تھا
سوے در قلعہ چلا ہی جاتا تھا جب بہزار دشواری دریاے آتش کو طی کرکے یعنے لاکھون
گولون کی زد سے بچکے خندق قلعہ تک پہونچا ارادہ کیا کہ اپنے مرکب کو اسطرح مہمیز کرے
کہ وہ خندق کو پھاند جائے ہنوز مرکب اُسکا خندق مذکور سے نہ گذرا تھا کہ ریحان شاہ نے
گولہ اندازون سے کہا ذرا گولہ اندازی مین تامل کرو دیکھو تو کہ زلازل یک چشمی وغیرہ کفار
کہان ہین اُنھون نے حسب الحکم گولہ اندازی سے ہاتھ روکا ادھر ہوا سے وہ دھوان
دور ہوا اُسوقت گولہ اندازون وغیرہ نے دیکھا کہ سامنے قلعہ کے ہزارہا کفار مرے پڑے
ہین اُنکی عجب صورت ہی کسی کا ایک ہاتھ اُڑ گیا ہی کسی کا ایک پاؤن گولے سے اُڑ گیا ہی
کسی کا سر تن پر سے ہمراہ گولے کے دور جا کر گرا ہی کسی کے سینے سے گولہ گذر گیا ہی غرض دو کوس
کے حلقے مین ہزارون لاشے کافرون کے پڑے ہوے ہین زلازل یک چشمی اور باقیماندہ
اُس کی فوج کا کچھ نشان معلوم نہین ہوتا ہی اہل قلعہ یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اکثر اہل قلعہ
نے کہا کہ زلازل یک چشمی نابکار یا تو ہلاک ہو گیا یا بھاگ گیا بعضون نے اُن کو جواب دیا
کہ ذرا در قلعہ کی طرف جا کر دیکھو اگر وہان زلازل یک چشمی اور اُس کی فوج نہو تو البتہ بھلا

کہنا درست ہی ریحان شاہ نے کہا یہ لوگ سچ کہتے ہین یہ کہکر خود مع ارکان دولت وغیرہ سوے
در قلعہ گیا اور جھک کے جو دیکھا تو زلازل یک چشمی اور اُس کی باقی ماندہ فوج کو لب خندق
پر پایا اُس وقت ریحان شاہ کو نہایت اضطراب اور تردد ہوا اور اپنی فوج کے جوانون
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے بہادرو یہ وقت کھڑے رہنے کا نہین ہی جلد دشمنون کو
در قلعہ سے دفع کرو ورنہ دشمن در قلعہ توڑکر یہان چلا آئے گا ہم کو اور تم سب کو قتل کرے گا
جب یہ سخن ریحان شاہ تیغ مغربی کا سب نے سُنا صورت مرگ سامنے آگئی ہر ایک شخص زندگی
سے اپنی مایوس ہوا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا اور بجاے خود کہنے لگا کہ اب سواے خدا کے
ہمین کوئی بچا نہین سکتا ہی دشمن زبردست در قلعہ تک آپہونچا ہی یہ تو یقین ہی کہ زندہ بچنا محال
ہی لیکن عاقل کو لازم ہی کہ حتی الامکان اپنی جان بچانے کی فکر کرے آئندہ جو منظور خدا کو ہوگا
وہی ہوگا یہ خیال کرکے بارود اور ہانڈیان آگ کی اور کڑھاؤ مین سے جلتا ہوا تیل اور سنگ
گرانبار بالاے قلعہ سے کفار پر لگانے لگے مردمان لشکر کفار ہلاک ہونے لگے جب اسطرح کا رنگ
زلازل یک چشمی نابکار نے دیکھا جلد خندق سے گذر کر در قلعہ تک پہونچا اور اہل قلعہ کو پکار
کر کہنے لگا کہ ای مسلمانو تم نے تمام میرے لشکر کو تباہ اور برباد کردیا ہی شاید چار حصون مین سے
ایک حصہ میرے لشکر کا باقی رہا ہی دیکھو تو مین تم سے کس طرح پیش آتا ہون یہ کہکر ارادہ کیا کہ در
قلعہ کو ضرب گرز سے توڑے اہل قلعہ نے اُس کی تقریر سُن کے برجوع قلب خدا سے دعا کرنی
شروع کی خصوصاً ریحان شاہ نے آبدیدہ ہوکر دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان بلند کرکے
اس طرح درگاہ خدا مین دعا کی کہ بموجب نظم مؤلف۔

ذرا شک نہین ای خداے کریم	تو ہی ہی تو ہی ارحم الراحمین	تو ہی ہی مددگار ہر اک کا بس
تو ہی بیکسون کا ہی فریادرس	جسے چاہے اک دم مین کردے ذلیل	جسے چاہے تو ہووہ دم مین جلیل
جو کچھ دل مین ہی اُس سے ماہر ہی تو	ہر اک شی پہ لاریب قادر ہی تو	معاون ہو تو جسکا ای ذوالجلال
کرے قتل اُسکو کوئی کیا مجال	بچا میرے دشمن سے مجھکو اِلٰہ	کہ اب خوف جانسے ہی حالت تباہ

ہنوز ریحان شاہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا اہل قلعہ اُس غبار
کو دیکھکر مختلف خیالات کرنے لگے کسی نے کسی سے کہا ای برادر دیکھو وہ غبار عظیم بلند ہوا
ہی شاید اس طرف سے آندھی آتی ہی اُس نے غبار کو دیکھکے جواب دیا کہ ای بھائی یہ آثار
آندھی کے نہین ہین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ زلازل یک چشمی کی مدد کے واسطے زمرد شاہ باختری
یا گنجاب خانہ خراب نے ہمراہ کسی سردار کے فوج کثیر روانہ کی ہی وہی سردار فوج کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے بصد عجلت آتا ہی اب ہم سب کو لازم ہی کہ اپنے عقائد سے باہم ایک دوسرے
کو آگاہ کرین کلمہ شہادت زبان پر جاری کرین لباس تن کو اپنے بصورت کفن چاک چاک کرین
اور جملہ گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کرین کہ اب زمانہ موت کے آنے کا قریب ہی زلازل
یک چشمی در قلعہ پر آپہونچا ہی ہرچند مردمان فوج تیر اور پتھر وغیرہ اُسپر مار رہے ہین مگر وہ در
قلعہ سے ہٹتا نہین ہی سوا اُس دشمن جان کا فریب ایمان کے فوج بھی اُس کی مدد کے واسطے

آتی ہی اب جانبر ہونا بظاہر دشوار ہی یہ کہکر آبدیدہ ہوکر کلمۂ شہادتین زبانون پر جاری کیا اور
لباس کو اپنے بصورت کفن بنالیا اور اپنے جملہ گناہون سے توبہ کرکے کہا اب آؤ گلے بھی مل
لین بعض بعض اہل قلعہ باہم معانقہ کرکے کہنے لگے کہ جو کچھ ہم نے تمھاری تقصیر اور خطا عمداً یا
سہواً کی ہو اُسے عفو کرو اُنھون نے بھی کہا ہم نے تمھاری خطائین عفو کین یہ کہکر بے اختیار
آبدیدہ ہوئے اکثرون کو اہل قلعہ نے گریان دیکھکر پوچھا کیون روتے ہو اور یہ حال اپنا کیون بنایا
ہی اُنھون نے جواب دیا کہ اب ہم کو اپنی زندگی کی بظاہر امید نہین ہی موت کا وقت آگیا ہی اسی
وجہ سے ہم نے اپنے لباس کو بصورت کفن بنالیا ہی کہ کون بعد مرگ ہم کو کفن دے گا اور کون
ہم کو دفن کرے گا اُنھون نے کہا کہ تم کیسے نادان اور ناسمجھ ہو کہ پیش از مرگ واویلا کرتے ہو
ذات خداوند عالم سے جو کہ مددگار بیکسان ہی امید رکھو کہ ہم کفار پر فتحیاب ہونگے اور حقتعالیٰ
ہم کو شر اعدا سے بچائے گا وہ قادر و توانا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ یہ تو تم سچ کہتے ہو
لیکن آثار جانبری کے پائے نہین جاتے ہین دیکھو وہ غبار جو بلند ہوا تھا اب قریب آگیا ہی
وہ نشان فوج ہین کفار بدشعار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسی طرف چلے آتے ہین اُنھون
نے کہا یہ تم کو کیونکر یقین ہوا کہ یہ فوج جو آتی ہی یہ سپاہ زمرد شاہ باختری یا گنجاپ کی ہی
شاید یہ بات ہو کہ یہ لشکر جناب امیر حمزۂ صاحبقران والاشان نے اپنے کسی سردار تہور شعار
کے ہمراہ ہم لوگون کی مدد کے واسطے روانہ کیا ہو کیونکہ زیادہ زمانہ گذرا ہی کہ ایک نامہ بر
عرضی ہمارے بادشاہ کی بطلب مدد لے کر خدمت جناب امیر حمزۂ صاحبقران مین روانہ
ہوا ہی اُنھون نے جواب دیا حق تعالےٰ ایسا ہی کرے جیسا تم نے بیان کیا ہی تمھارے
اور ہمارے اوپر خداوند عالم رحم کرے ریحان شاہ درگاہ رب العزت مین دعا کرکے جانب
گرد و غبار دیکھ رہا تھا اور اپنے ملازمون کی باتین سُن رہا تھا ناگاہ ہوا سے وہ غبار رفع ہوا
اب جو دوربین کے ذریعہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ شاہزادۂ مثقال شاہ بجمعیت فوج کثیر
نہایت تعجیل کے ساتھ آتا ہی ریحان شاہ اپنے فرزند دلبند کو دیکھکر نہایت خوش و مسرور
ہوا اور اپنے ملازمون سے کہا اے بہادرو اب گریہ و زاری اور فریاد و بیقراری نہ کرو خدا
نے تمھاری اور ہماری دعا کو مستجاب کیا میرے فرزند کو میری مدد کے واسطے عین وقت پر
بھیجا ہی یقین ہی کہ اب زلازل یک چشمی نابکار داخل قلعہ نہو سکے گا فرزند میرا اُس شقی
کو تہ تیغ کرے گا ابھی ریحان شاہ خوش ہو کر اپنے ملازمون سے یہ کہہ رہا تھا اور وہ سنگے
شادمان ہو رہے تھے کہ یکایک زلازل یک چشمی نابکار نے آمد لشکر اسلام دیکھکر گرز
گران سر در قلعہ پر مارا اہل قلعہ گھبرا کر بالائے در قلعہ مجتمع ہو کر تیر اور تفنگ وغیرہ بکثرت اُس
پر مارنے لگے ادھر مثقال شاہ نے در قلعہ پر کثرت فوج کفار کی دیکھکر اور اہل قلعہ کو مضطر
و بیتاب پاکر وہین سے نعرہ کیا کہ او زلازل یک چشمی ہوشیار ہو جا کہ مین تیری سرکوبی کے
واسطے آپہونچا زلازل یک چشمی نابکار اُس ذیوقار کی تقریر سُن کے اسقدر غضبناک ہوا
کہ در قلعہ سے ہٹ کر خندق کے اس طرف آکر صف آرا ہوا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ پہلے

اس نوجوان کو قتل کرون تو قلعہ مین جاکر ریحان شاہ ضعیف و ناتوان کو قتل کرونگا ہنوز
یہ خیال کر رہا تھا کہ مثقال شاہ مع فوج کثیر قریب آگیا زلازل یک چشمی نے نعرہ کیا کہ
او اجل رسیدہ تو اس وقت بصد عجلت یہان آیا ہی یقین ہی کہ قضا تیری تجھکو کشان کشان
ادھر لائی ہی تو اپنے پدر ضعیف کی کیا مدد کریگا اور مجھ ایسے شجاع یکتاے روزگار سے کیا
مقابلہ کرے گا پشہ فیل مست سے کیا لڑ سکیگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو دست بستہ میرے
روبرو چلا آ خداوند زمرد شاہ باختری جاگتی جوت کے خداوند پر ایمان لا اور میرے پدر
بزرگوار کی بھی رسالت کا اقرار کر بعد ازان اپنے پدر ضعیف العقل کو بھی سمجھا کہ وہ بھی خداے
نادیدہ کی پرستش سے باز آئے خداوند موصوف کی پرستش بدل و جان اختیار کرے یہ
سُن کر مثقال شاہ نے از حد برہم ہو کر جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا ہی کہ مین تیرے
سامنے دست بستہ آؤن اور تیرے خداوند مردود و ملعون کی کیا لیاقت ہی کہ مین اُسکی پرستش
کرون اور تیرا پدر ناہنجار و نابکار کیا قدرت رکھتا ہی کہ جس کو مین اپنا پیغمبر تصور کرون او
ملعون آگاہ ہو کہ لائق پرستش وہ معبود ہی کہ جس نے کل موجودات کو اپنی قدرت کاملہ سے
پیدا کیا ہی اور نبی برحق اُس کا وہ ہی جس کو خاص و عام حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے
ہین او کافر اب اپنے کفر سے باز آ زمرد شاہ باختری پر لعنت کر اور خالق کون و مکان کو
سجدہ کر راہ باطل سے کنارہ کش ہو اور صراط حق پر قدم رکھ اور مذہب اسلام سے مشرف
ہو اُس نے جواب دیا او نالائق خاموش ہو شان خداوند زمرد شاہ باختری مین تقریر بیہودہ
نہ کر اُن کے قہر و غضب سے ڈر ہرگز اُن کو بُرا نہ کہہ مین ڈرتا ہون کہ تیرے اوپر کہین قہر خداوند
نازل ہو مثقال شاہ نے جواب دیا او بیدین تیرا خداوند بد حقیقت و بد لیاقت و بے
قدرت ہی وہ کیا چیز ہی اور اُس مردود کی کیا اصل ہی کہ جو مجھپر اپنا قہر و غضب نازل کرے گا
زلازل یک چشمی نابکار اُس دلاور نامدار کی گفتگو سُن کے از حد غضبناک ہوا اور اپنے
سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ مین اس چھوکرے اور ایک طفل بدتمیز و نادان و ناتوان سے
کیا مقابلہ کرون اس بے وقوف سے جنگ کرنا باعث میری بدنامی و ذلت کا ہی تم مع
فوج اس پر حملہ کرکے اس کے لشکر کو تہ تیغ کرو اور سر اس خودسر کا تیغ آبدار سے کاٹ کر
میرے روبرو لے آؤ وہ سردار حسب الحکم سپاہ کو ہمراہ لے کر مثقال شاہ پر حملہ آور
ہوئے ادھر وہ ذیوقار بھی دست بقبضۂ تیغ تیز ہوا اور جملہ مردمان لشکر بھی آمادۂ جنگ و
مہیاے پیکار و مستعد کارزار ہوئے جب سرداران لشکر کفار مردمان لشکر اسلام پر چند
در چند تیغ و گرز کے وار کر چکے اور دونون لشکر باہم مل گئے اُس وقت مثقال شاہ وغیرہ
اور اُس کے مردمان لشکر نے بھی لڑنا شروع کیا ریحان شاہ بھی قلعہ سے مع فوج نکل کر
شریک جنگ ہوا جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے
لگے اس مقام پر صاحب دفتر نے ارقام کیا ہی کہ یہ لڑائی پہر بھر کامل خوب زور شور کے
ساتھ ہوا کی ساٹھ ہزار کفار شقاوت آثار اس ہنگامۂ رزم و پیکار مین اسفل السافلین کی

طرف راہی ہوئے اور چار ہزار اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوکر گلزار جنان کی طرف سدھارے جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب اِس لڑائی کو دیکھکر خوف جوانان شمشیرزن سے ترسان ولرزان قطع راہ کرکے گوشۂ مغرب مین جاکر نہان ہوا تو زلازل یک چشمی نابکار نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ طبل بازگشت بجائین اُنھون نے فی الفور طبل بازگشت بجایا اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام کی تیغ زنی کے قائل ہوکر اپنے دل مین اُن کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے اُن سے علحدہ ہوئے زلازل یک چشمی باقی ماندہ اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لے کر قیام گاہ لشکر پر گیا ادھر ریحان شاہ اپنے فرزند کے پاس آیا مثقال شاہ نے اُسے بصد ادب تسلیم کی اُس نے بہزار مہربانی سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا اور اُس کو ہمراہ اپنے لے کر قلعہ مین گیا اور تمام حال جنگ کا بیان کیا مثقال شاہ نے عرض کیا اب آپ کچھ تردد نہ کرین انشاءاللہ اس نابکار کو مین تہ تیغ کرونگا یہان تو مثقال شاہ قلعہ مین اپنے پدر بزرگوار سے ہم سخن ہی لیکن اب احوال زلازل یک چشمی نابکار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب زلازل یک چشمی جنگاہ سے جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور کئی جام بادۂ تند کے اِس نے پیے اور خوب اِس کو نشہ ہوا اُس وقت اپنے سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مین مثقال شاہ اور اُس کے مردمان سپاہ کو ہرگز ایسا بہادر نجانتا تھا ورنہ مین خود مقابلہ کرتا پچاس ساٹھ ہزار سوار کام نہ آتے اُنھون نے عرض کیا حضور یہ اہل اسلام تلوار کی جنگ مین کامل ہین اب حضور کا لشکر قریب تین لاکھ سوارون کے ہی اور سب آج ہی کی لڑائی مین اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ہین دیکھیے میدان جنگ مین لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار دور دور تک ہین اگر اِسی طرح یہ مسلمان لڑینگے تو ان پر فتحیاب ہونا نہایت دشوار ہی زلازل یک چشمی نے جواب دیا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا کل وقت سحر میری لڑائی دیکھنا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بمجرد حکم زلازل یک چشمی نابکار ملازمون نے اُس کے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگ سپاہ کفار مین بلند ہوئی اُس وقت ریحان شاہ نے طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم ریحان شاہ ملازمون نے نقارۂ جنگی اور طبل رزمی بجایا دونون لشکرون مین تمام شب سامان جنگ وجدل خوب ہوا جب صبح ہوئی اہل اسلام بعد اداے فریضۂ سحری مسلح ومکمل ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ریحان شاہ وشاہزادہ مثقال شاہ قلعہ سے نکل کر میدان جنگ مین آئے اُس طرف زلازل یک چشمی ناہنجار بھی مع فوج میدان کارزار مین آیا پہلے مثقال شاہ اور ریحان شاہ نے حکم دیا کہ جملہ اہل اسلام کے لاشے میدان جنگ سے اُٹھاکر بموجب شریعت حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ الصلوۃ والسلام دفن کرو فوراً ملازمون نے حکم کی تعمیل کی بعدہ زلازل یک چشمی نے بھی اپنی سپاہ کے لاشون کو اٹھواکر سب کو ایک جگہ رکھواکر موافق اپنے مذہب کے جلوا دیا بعد اُس کے بیلدارون اور

بیلچہ برداروں نے میدان جنگ کو صاف کیا پھر سقون نے آکر پانی چھڑکا جب میدان جنگ بخوبی درست ہو گیا تو دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ اور میسرہ اور قلب وجناح ہر لشکر کا مرتب کیا گیا بعد صف آرائی کے نقیبان بلند آواز اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان جنگ مین آئے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کر اسطرح اُن کو جنگ و جدال پر آمادہ کرنے لگے کہ اے بہادران بیمثال واے دلیران ضیغم خصال آگاہ ہو کہ یہ دنیاے دون اک سراے فانی ہی ہر ایک شخص کی چندروزہ زندگانی ہی کسیکو یہان ثبات نہین کسی کی حیات نہین جو پیدا ہوا ہی وہ ایک روز ضرور مرجائے گا مال دنیا سے فقط دو گز کفن پائے گا اشعار

زیست کا کوئی اعتبار نہین یہ وہ شی ہی جسے قرار نہین ایک دن ہر بشر کو مرنا ہے
کوچ اس غم سرا سے کرنا ہی صرف دو دن کی زندگانی ہی سب بکھیڑا ہی اور کہانی ہی
کچھ بھروسا نہین ہی یارون کا کیا سہارا ہی غمگسارون کا کنج مرقد مین جا کے سونا ہی
یہی اک عافیت کا کونا ہے نام رہ جائے گا جہان مین فقط ہی اک چیز ہی نشان سین فقط
کھائینگے تن کے گوشت کو کیڑے ہونگے لاکھون نہ ایک دو کیڑے عجب انداز کا زمانہ ہی
کچھ نیا یان کا کارخانہ ہی سب ہین رہرو فنا کے صبح و مسا بیٹے کے سامنے ہی باپ اُٹھا
نہ تو مجنون رہا نہ لیلا ہی نہ رہا وامق اور نہ عذرا ہی نہ زلیخا ہی اور نہ یوسف ہی
ہان اک افسانہ تاسف ہی نہ تو شیرین رہی نہ ہی فرہاد کوئی اس دور مین نہین ہی شاد
قبر مین جا کے سو رہا بہرام بعد مردن اُسے ملا آرام نہ تو دارا رہا نہ اسکندر
خاک مین مل گئے یہ سب جا کر جس سے ہو آبرو وہ کام کرو کچھ زمانے مین اپنا نام کرو
تیغ کے سامنے سے مُنھ نہ پھرے جنگ مین ہاتھ سے سپر نہ گرے خوب تن تن کے کھاؤ تیر و تفنگ
تم ہو بحر دلاوری کے نہنگ

اس چار روز کی زندگی مین عاقلون کو سزا سب ہی کہ وہ افعال نیک کرین تاکہ بعد مرنے کے اہل جہان کو وہ یاد رہین تم سب بہادر کہ بے عدیل و بے مثال ہو اور شجاعت و جوانمردی مین لاریب شیر خصال ہو باپ دادا بھی تمھارے بڑے شمشیر زن تھے اپنے عہد مین رشک رستم پیلتن تھے اُنھین کے تم فرزند ارجمند ہو اُنھین بہادرون کے دلبند و جگر پیوند ہو فنون جنگ و جدال سے آگاہ ہو اور نہایت عقلمند و ہوشیار ہو تمکو لازم ہی کہ آج میدان جنگ مین اس طرح اپنے حریفون سے لڑو کہ تا قیام قیامت تمھاری لڑائی اہل جہان کو یاد رہے اور ایسی جنگ و جدال اپنے دشمنون سے کرو کہ دیکھنے والون کا دل شاد رہے تم سب نامی و نامدار ہو بہادر و تہور شعار ہو قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ گے بڑھ بڑھکر اپنے حریفون پر تلوارین لگاؤ گے زخم تیر و شمشیر دلیرانہ تنون پر کھاؤ گے ذلت بھاگنے کی ہرگز نہ اُٹھاؤ گے نقیبان تیز زبان اور کڑکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے بہادران ہر دو لشکر اُن کی تقریر سن کے لڑنے اور مرجانے پر تیار ہو گئے ہر ایک دلاور کو از حد حوصلۂ جنگ و جدال اور تمناے رزم و پیکار ہوئی کثرت نشۂ مے شجاعت سے جھومنے لگے یہ رنگ ہوا کہ کوئی جری دست بقبضۂ شمشیر ہوا کوئی بہادر میدان جنگ اور عرصۂ کارزار مین گویا شجاعت

کی تصویر ہوا ہر ایک نے ارادہ کیا تھا کہ صف لشکر سے نکل کر بیچ مین میدان جنگ کے جائین
مبارز کو اپنے دلیرانہ بلائین شمشیر آبدار اور گرز گرانبار نعرۂ شیرانہ کر کے اُس کے سر پر لگائین جوہر
شجاعت دکھائین جوانان ہر دو لشکر کو اپنی جانبازیون سے مسرور کرین سر دشمن خود سر کو تن
سے دور کرین لیکن سب کے پہلے زلازل یک چشمی نہایت قہر و غضب کے ساتھ اپنے لشکر
شقاوت اثر سے نکل کر میدان جنگ مین آیا اور مثقال شاہ کی طرف نظر غیظ و غضب سے
دیکھکر نعرہ کیا اور اُس کو مقابلہ کے واسطے بلایا وہ بہادر وصف شکن اس نابکار و پلیتن کی
تقریر سن کے اپنے پدر سے جنگ کی اجازت لے کر میدان مین سامنے زلازل یک چشمی کے
آیا اُس نے اپنے مرکب کو برائے زور آزمائی دوڑایا اودھر یہ بہادر بھی ہوشیار ہوا زور آزمائی
حریف سے خبردار رہا جب باہم تگاور واقع ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ تین قدم تک مرکب
زلازل یک چشمی نابکار کا پیچھے ہٹ گیا اور دو قدم گھوڑا مثقال شاہ کا پسپا ہوا اُس وقت
زلازل یک چشمی نابکار زیادہ مرکب کے ہٹ جانے سے غضبناک ہوا پھر مرکب کو اپنے
مہمیز کر کے آگے بڑھا اور دوش سے کمان کیانی اور ترکش سے ایک تیر جان ستان لے کر چلہ
کمان مین جوڑ کر چلایا اور کہا کہ اے مثقال شاہ ہوشیار ہو جا کہ یہ تیرے حق مین تیری قضا ہی اس
نے جواب دیا کہ او ملعون کلمۂ غرور زبان پر جاری نہ کر اگر خداوند عالم میرا حافظ ہی تو یہ تیرا تیر کچھ بھی
مجھے ضرر نہ پہونچائے گا زلازل یک چشمی نے یہ دیکھکر اُدھر کمان کو کھینچا ادھر اس بہادر نے
شمشیر آبدار کو کھینچکر علم کیا جب اُس کا تیر کمان سے نکل کر قریب آپکے آیا تو اُسوقت اس بہادر
نے حسام آبدار سے اُسکے قلم کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کا بلند کیا زلازل یک چشمی
نابکار تیغ خجالت سے کٹ کٹ گیا بعد ازان کمان کو رکھکر نیزہ اُٹھا کر پکارا او مثقال شاہ یہ نیزہ
وہ ہی کہ جو سینہ کوہ مین در آتا ہی اور انسان کے دل و جگر کو زخمی کرتا ہی اس کی ضرب سے
حریف کبھی جانبر نہین ہوتا ہی تو ہوشیار رہو جا کہ اب یہ نیزہ تیرے سینۂ پر کینہ سے گذر جائے گا
مثقال شاہ نے جواب دیا او نابکار تو یاوہ گو ہی پہلے تو نے تیر لگایا تھا تو کیا ہوا جواب یہ نیزہ لگائیگا
تو کیا ہوگا خداوند عالم مجھکو پہلے مرتبہ کی طرح بچائے گا تو میرا کیا کر سکتا ہی تیری بات کا اعتبار نہین
ہی یہ کہکر خود بھی نیزہ اپنے ہاتھ مین لے لیا کافر مذکور نے مرکب کو بڑھا کر نیزہ کو گردش دے کر
سینہ بے کینۂ مثقال شاہ کو تاک کر نیزہ کا وار کیا ادھر اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر بصد ہوشیاری و چالاکی روکا شرارے نمایان ہوئے بعد روکنے نیزہ مذکور کے
مثقال شاہ نے خود بھی نیزہ کے کا اُسپر وار کیا اُس نے بمشکل تمام نیزے کو نیزے پر روکا
اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی اُس کافر کے وار اس بہادر جلادت شعار نے روکے اور اس بہادر
کے وار اُس بے دین نے رد کیے آخر کار زلازل یک چشمی نے خشم گین ہو کر کہا ای مثقال
شاہ اگر اب کی مرتبہ میرے نیزے کو تو روک لے تو جانون کہ تو بڑا بہادر ہی اُس نے جواب دیا
او نابکار اگر خدا چاہے گا تو اس تیرے نیزے کو تیرے ہاتھ سے نکال دونگا وہ یہ سُن کے مانند
دیو کے قہقہہ مارکر ہنسا اور کہنے لگا مین ہزارون بہادرون سے لڑا ہون آج تک کسی نے

میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا تو کیا نکالدے گا ابھی تو اک طفل مکتب ہی یہ کہکر نیزہ کا وار کیا
ادھر اس دلیر نے اُس کے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا اور ایسا بند در بند باندھا کہ وہ کسی طرح
کھول نہ سکا آخر کار عاجز ہوا اور اس بہادر نے گھوڑے کو اپنے کسی قدر آگے بڑھایا اور ایسا
کمال نیزہ بازی کا دکھایا کہ سنان نیزہ اُس کے نیزے سے نکل کر مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور
جا کر گری اہل اسلام نے شور تحسین بلند کیا کفار کو از حد رنج و ملال ہوا خصوصًا اُسوقت
زلازل یک چشمی کو نہایت صدمہ ہوا فرط ذلت سے پیشانی پر عرق آگیا بلکہ ایک نیزہ عرق خجالت
مین غرق ہو گیا اور ایک لحظہ تک سر جھکائے رہا بعد اس کے برہم ہو کر وہ ڈانڈ نیزے آبدار
کی مثقال شاہ کے سر پر لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکا
دونون نیزے کی ڈانڈین شکستہ ہوئین اُس وقت دونون نے نیزے زمین پر ڈالدیے بعد
اس کے زلازل یک چشمی نے گرز گرانبار گرز اُٹھایا اور پکار کر کہا ای خدا پرست یہ وہ گرز ہی
کہ اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو اس کی ضرب سے چور چور ہو جائے انسان کی مجال نہین کہ
اس کی ضرب کا متحمل ہو سکے یا اس کو بزور بازو روک سکے مثقال شاہ نے جواب دیا کہ ای
کاذب ای ملعون خاموش رہ یہ گرز تیرا کیا ہی دلاوران لشکر اسلام اس سے زیادہ گرزہاے
گرانبار کی کوئی حقیقت نہین جانتے ہین اور ضرب گرز گرانبار کو اس طرح روکتے ہین جیسے
کوئی گل بازی مین پھول کو روکتا ہی تیرے نزدیک یہ گرز گرانبار ہی وہ نابکار اس جری و بہادر
کی یہ گفتار سُن کے غضبناک ہو کر گرز مذکور کو دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کر رکابون
پر قدم جمائے اور کھڑے ہو کر گرز کو گردش دے کر سر مثقال شاہ پر مارا ادھر اس بہادر
و دلاور نے اپنا گرز کہ تین من کا تھا اُٹھایا تھا اور ارادہ یہ کیا تھا کہ ضرب گرز کو بالاے گرز
روکون چونکہ اجل قریب آئی تھی اور پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا دفعتہً مرکب نے سکندری کھائی
ہاتھ کج ہوا جبتک مرکب کو سنبھالے اور ہاتھ کو سیدھا کرے زلازل یک چشمی کا گرز پورے
طور سے سر پر پڑا اس ضرب شدید کے صدمہ سے سر و گردن صندوق سینہ مین داخل ہو گیا اور
گھوڑا بھی مر گیا راکب و مرکب دونون فی الفور زمین پر گرے گرد و غبار میدان جنگ مین بلند
ہوا زلازل یک چشمی نے ضرب گرز لگا کر نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف خود را اُسوقت
ریحان شاہ پدر مثقال شاہ یہ نعرہ اُس کا سُن کے نہایت متردد ہوا اور گھبرا کر او پریشان
ہو کر مثقال شاہ کے عیار سے کہنے لگا کہ جلد جا اور اپنے مالک و آقا کی خبر لا وہ چھاگل کو
پانی سے بھرے ہوئے لے کر فورًا گیا پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دفع کر کے جو دیکھا تو عجب
حال مثقال شاہ کا نظر آیا کہ سر اُس کا پاش پاش ضرب گرز گرانبار سے ہو کر سینہ مین کچھ
در آیا ہی خون زخم سر سے بکثرت جاری ہی کسی قدر حواس باقی ہین روح بھی قالب مین موجود
ہی مگر چند نفس کی مہمان ہی لاشہ اُس نہنگ بحر شجاعت کا مانند ماہی بے آب کے بصد اضطراب
تڑپ رہا ہی یہ حال پر ملال دیکھکر بے اختیار وہ عیار با آواز بلند زار زار رونے لگا اور گرد
پھر کر اور قدم مثقال شاہ پر سر اپنا رکھکر بگریہ وزاری و نالہ و بیقراری یہ کہنے لگا کہ ای مالک

دآقاے من افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ راہی ملک عدم ہوتے ہین اور اس فدوی
جانثار قدیم کو تنہا چھوڑے جاتے ہین بعد آپ کے میری زندگانی بالکل بے لطف گذریگی
شب و روز آپ کو یاد کرکے رویا کرونگا اور رومال کو آنسوؤن سے بھگویا کرونگا افسوس
اس عالم شباب مین آپ کو موت آئی حیف صد حیف عالم جوانی مین آپ نے شربت شہادت
نوش کیا کاشکے آپکے عوض یہ فدوی آپ کا مرجاتا آپ کے سامنے دنیا سے گذرجاتا
ابھی عیار مذکور قدم مثقال شاہ سے لپٹا ہوا رورہا تھا اور زلازل یک چشمی اور اُسکے
جملہ مردمان سپاہ خوش و مسرور ہورہے تھے کہ ریحان شاہ نے عیار کے رونے کی آواز سُنی
بے اختیار ہاے فرزند کہکر آنکھون سے آنسو بہا کر تخت سے اپنے تئین زمین پر گرادیا بعد
اس کے غم فرزند نوجوان مین سینہ و سر ہاتھون سے پیٹتا ہوا زمین سے اُٹھا اُس وقت
ارکان سلطنت واعیان مملکت مین سے چند آدمیون نے اُس کی بغلون مین ہاتھ دے کر
اور آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ حضور ابھی اپنا حال پریشان نہ کرین فرزند آپ کا زندہ ہی
شاید سر پر کچھ زخم آگیا ہی اُس کے صدمے سے مرکب سے بالاے خاک وہ نیر سپہر سلطنت
گر پڑا ہی انشاء اللہ تعالے زخم سر کا علاج ہو جائے گا اور فرزند دلبند آپ کا صحیح و سالم
ہو جائے گا حضور اس قدر گریہ و بکا نہ کرین اعدا خوش ہوتے ہین اور جان نثارون کو صدمہ
ہوتا ہی افسران فوج اور مردمان سپاہ بھی آپ کے رونے سے ملول ہین ذرا چل کر اُس گل
بوستان سلطنت دریکدانۂ صدف حکومت رونق افزاے دیہیم ریاست کو تو دیکھیے انشاء اللہ
آپ اپنے نور نظر اور پارۂ جگر کو زندہ پائیے گا اُس وقت ریحان شاہ نے جواب دیا کہ ای
خیر خواہان مابدولت وای جان نثاران سلطنت یہ تم کیا کہتے ہو محض مجھکو تسکین دیتے ہو فرزند
میرا شاید دنیا سے گذر گیا ہی اسی وجہ سے عیار اُس کا بے اختیار رورہا ہی جان اپنی کھو
رہا ہی یہ کہتا ہوا اور زار زار مثل ابر نوبہار روتا ہوا بمدد ارکان سلطنت میدان جنگ کی طرف
روانہ ہوا اثناے راہ مین پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ای فرزند اگر تو زندہ ہی تو سوے عدم
جانے مین عجلت نہ کر یہ پدر ضعیف تیرا تیرے آخری دیدار کا مشتاق ہی اور بہزار دشواری
ارکان سلطنت کی اعانت سے تجھ تک چلا آتا ہی تیرے صدمے مین آنکھون سے کچھ دکھائی
نہین دیتا ہی حالانکہ ابھی روز روشن ہی مگر تیرے غم مین یہ روز روشن شب تاریک ہو گیا ہی شاہ
موصوف اپنے فرزند سے مخاطب ہوکر جس وقت یہ تقریر کرتا تھا جملہ ارکان سلطنت اور
تمام افسران فوج اہل اسلام اور جملہ سوار اور پیادے جو مسلمان تھے روتے تھے ہر ایک
نالہ و فریاد کرتا تھا جس جگہ لاشہ مثقال شاہ کا تڑپ رہا تھا وہان سب جمع ہوکر رو رہے
تھے وہ میدان جنگ گویا عرصۂ محشر ہو گیا تھا گھوڑے تک اپنی آنکھون سے آنسو بہاتے
تھے جب ریحان شاہ گرتا اور پڑتا ہوا اُس جگہ پہونچا اُس وقت سب ہٹ گئے بادشاہ
موصوف نے اپنے پارۂ جگر کو تڑپتے ہوئے دیکھکر بے اختیار ہاے پسر نوجوان کہکر اُسکے
قریب گر پڑا پھر اُس سے لپٹ کر کہنے لگا کہ ای فرزند ای دلبند پدر پیر تیرا تیرے پاس آیا ہی للہ

کچھ کلام کرتا کہ تیرے پدر کے دل مضطرب کو سکون و قرار ہو جب اس طرح باواز دردناک
وحزین ریحان شاہ نے کہا اُس وقت مثقال شاہ نے پہلے تو بہت آہستہ سے کچھ
کہنا چاہا مگر کہہ نہ سکا کیونکہ زخم سر کا بہت کاری تھا پھر اور سر وگردن ریحان شاہ سینہ سے مل
گیا تھا بلکہ کچھ سر وگردن سینے مین داخل ہوگئی تھی اس وجہ سے کلام نہ کر سکا اشارے سے
کہنے لگا کہ مین اب دنیا سے سوے عدم جاتا ہون تھوڑی ہی دیر مین گلشن جنان کی سیر کرون گا آپ میرے
ماتم مین اور میرے غم مین صبر کیجیے گا جہانتک ہو سکے غم مین میرے اپنے تئین ہلاک نہ کیجیے گا
راضی برضاے الٰہی رہیے گا کیونکہ مشیت و مصلحت خداوند کریم یہی تھی کہ مین اس سن وسال
مین سفر ملک عدم کرون اور باغ دنیا سے جانب گلشن ارم روانہ ہون ہر چند کہ آپ کو مجھ جوان
کے مرجانے کا صدمہ ہوگا لیکن یہ خیال فرمائیے گا کہ ایک مین ہی عالم شباب مین نہین انتقال
کرتا ہون مجھ ایسے بلکہ مجھ سے بہتر جوانان خوبرو و ذیوقار بمصلحت پروردگار دنیاے ناپایدار
سے مجبور و ناچار ہو کر سوے عدم گئے ہین اُن کے والدین بھی اُن کے غم والم مین کچھ گریہ
وبکا کرکے آخرکار رونے سے باز رہے ہین آپ بھی مانند اُن کے عمل کیجیے گا کہ میرے غم مین
زیادہ تر اشکبار نہو جیے گا ورنہ میری روح کو نہایت صدمہ و رنج پہونچے گا اور ہماری والدہ
ماجدہ سے بھی یہی فرما دیجیے گا کہ فرزند تمھارا یہ وصیت کر گیا ہی کہ میرے غم مین اشکبار نہوئین
رورو کے جان شیرین نہ کھوئین اور یہ بھی میری جانب سے عرض کر دیجیے گا کہ دودھ بحل کر دیجیے
اور جو کچھ اُس سے عمداً یا سہواً خطا و قصور ہو گیا ہو اُسے معاف فرمائیے گا اور آپ اکثر
سورہ وآیات صحیفۂ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو پڑھکر اُس کا ثواب میری روح
کو بخشیے گا تاکہ آخرت مین اُس ہدیہ ثواب کے ذریعہ سے داخل بہشت عنبر سرشت ہون اور
نعمات جنت سے کامیاب ہون اور ابد الآباد چین سے رہون افسوس ہزار افسوس آجتک
امور خیر مین مین نے اپنی زندگی بسر نہ کی اعمال خیر سے خالی ہاتھ دنیا سے جاتا ہون دیکھیے میرا
کیا انجام ہوتا ہی گناہون کا بار دوش پر ہی اور سفر دور ودراز درپیش ہی اور راہ بھی ایسی ہی
کہ جس سے بالکل نابلد و ناواقف ہون کوئی راہبر ساتھ نہین ہی کہ اور راستہ نہایت پرخطر
وخوفناک ہی خداوند کریم اس راہ ہولناک سے حسب دلخواہ مجھکو جنت تک پہونچاتے
مجھکو فقط حق تعالےٰ کے فضل وکرم کا آسرا ہی اور اُسی غفور رحیم پر بھروسا ہی ورنہ مین
تہی دست اعمال خیر سے جاتا ہون روزہ اور نماز اور دیگر امور خیر جو کیے ہین ان پر بھروسا
کچھ بھی نہین ہی نہین معلوم وہ مقبول درگاہ خداوند عزوعلا ہوے یا نہین ہاے اب سختی
جان کندنی درپیش ہی یہ بھی مرحلۂ سخت ہی خداوند عالم سب مسلمانون کو سختی جان کندنی
سے بچائے بعد اس کے تاریکی قبر اور سوال منکر ونکیر اور فشار قبر کا بہت بڑا خوف وہراس ہی
کیونکہ وہ قبر کی تاریکی وتنگی اور وہ اُس مکان تیرہ وتار کی وحشت اور وہان کی گرمی کہ
جہان مطلق ہوا کا گذر نہین ہی ایسے مکان مین جاکر ساکن ہونا اور اُن فرشتون سے کہ جنکی صورت و
شکل کبھی دیکھی نہین ہی اُن کو دیکھنا اور اُن کے سوالون کا جواب دینا اور فشار قبر کی اذیت اُٹھانا

نہایت ہی امر مشکل ہی خداوند غفور و رحیم قبر مین مدد و اعانت کرے اور اُن فرشتگان مہیب شکل
کے گرز آتشین اور فشار قبر وغیرہ سے بچائے یا اُس کے بندگان خاص کے طفیل سے سب
سختیون سے بچ جاؤن تو یہ اُسی کا فضل و کرم اور اُسی کی عنایت و بخشش ہی ورنہ مجھ گنہگار
وبد کردار کے اعمال تو نہایت زشت و زبون ہین تمام عمر گناہون مین کٹی ہر طرح کا خوف ہی ہر
طرح کا وسواس وہراس ہی دیکھیے پیش پروردگار عالم کیا ہوتا ہی ابھی اشتقال شاہ باشارہ
تقریر مندرجہ بالا کر رہا تھا اور ریحان شاہ کچھ سمجھتا تھا اور کچھ نہ سمجھتا تھا زار زار رو رہا تھا
اور اپنے فرزند کو اپنی آغوش مین لیے ہوئے بیٹھا تھا گرد جملہ اہل اسلام جو اُس وقت وہان موجود
تھے کھڑے تھے اور رو رہے تھے شور نالہ و فریاد و شیون تا گنبد آسمان بلند تھا جو شخص تھا دردمند
تھا یکایک ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا وہ غبار اس کثرت سے بلند ہوا تھا کہ روے
آفتاب عالمتاب نہان ہو گیا تھا اُس غبار کی سمت اکثر مردمان لشکر اسلام اور اکثر کفار بدشعار
دیکھنے لگے اور اپنے اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ یہ غبار کیسا ہی کہ جو زمین سے چرخ تک
گیا ہی خورشید کے رُخ کی چادر بنا ہی بعض لوگون نے دل ہی دل مین یہ خیال کیا کہ بہت زور شور
سے آندھی آئی ہی اور بعض لوگون نے یہ تصور کیا کہ کوئی سردار جلادت شعار و جرأت دثار ہی
جو ایک لشکر بیحد و انتہا اپنے ساتھ لیے ہوئے ادھر آتا ہی ابھی اہل اسلام اور کفار یہ خیال کر رہے
تھے کہ ناگاہ زلازل یک چشمی نابکار نے چند قدم مرکب اپنا آگے بڑھا کر کہا کہ ای ریحان شاہ
تم اپنے فرزند کو بہت رو چکے خوب اشکون سے مُنھ دھو چکے بس اب کہانتک رو ؤگے تم اُسکی
لاش سے اُٹھو زیادہ فریاد و فغان کرو کہ یہ رونا بیکار ہی میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ اسوقت
نہایت خوشدل و شادمان ہو کیونکہ قضا تمھاری آئی تھی یکایک تمھارا لڑکا تمھاری مدد کے
واسطے آگیا قضا تھوڑی دیر کے واسطے تم کو چھوڑ کر تمھاری لڑکے کی طرف متوجہ ہو گئی
اب تھوڑے ہی زمانے مین تم بھی اپنے فرزند دلبند سے جاملوگے پھر وہ پہر سے زیادہ ہرگز
اُس بیچارے کی مفارقت و جدائی کا رنج و الم و صدمہ و غم نہین اُٹھاؤگے اسی گرز سے
جو کہ نہایت ہی گران سر ہی تم کو بھی پیوند خاک کردون گا لوگ کہین گے ع تو گوئی کہ از بطن
مادر نزاد ۔ عدم مین جاکر اپنے فرزند سے خوب لپٹ کر رونا اور خوب دل کھول کر اُس کے
غم و الم مین گریہ و زاری کرنا یہ مقام عورتون کی طرح رونے اور سر پیٹنے کا نہین ہی یہ جنگاہ
ہی یہان تلوار چلیگی کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہونگے مرکب موت پر لوگ
سوار ہونگے سر چور اور سینے فگار ہونگے موت کا ہنگامہ گرم ہوگا امتحان غیرت و شرم ہوگا
دریاے خون روان ہوگا جس کا عکس مدتون شفق کے پردہ مین آسمان سے عیان ہوگا یہ
وہ مقام ہی جو مردان دلاور کے نعرون کی آواز سے گونجا کرتا ہی یہ وہ جگہ ہی جہان نامرد آتے
ڈرتا ہی اور بہادر خوشی سے آکر مرتا ہی دیکھنا آج ایسی جنگ رستمانہ کرون گا کہ جو سب کو یاد
رہے جس سے دوستون کو نشاط اور دشمنون کے دلون مین زہر باد رہے آج تمھارے
لشکر کا کوئی مسلمان زندہ نہ رہے گا اور اگر بچ گیا تو جنگ سے توبہ کریگا دوبارہ لڑنیکو نکلیگا

تم کو بھی تہ خاک کرون گا قصہ پاک کرونگا اور جب اس اپنے قول کو پورا نہ کرونگا آج ہرگز
کمر نہ کھولون گا اور ریحان شاہ مین نے کیسا کیسا تجھکو سمجھایا کہ خداے نادیدہ کی پرستش سے
باز آ مگر کچھ تیری سمجھ مین نہ آیا آخر خداوند زمرد شاہ باختری کا غضب تجھپر نازل ہوا اب
بھی کچھ نہین گیا ہی خداوند کی درگاہ مین توبہ کر اپنے خون سے اپنا ہاتھ نہ بھر ابدالآباد مبتلاے
عذاب رہے گا ہمیشہ قبر مین تجھپر عقاب رہے گا دیکھ تیرے بیٹے نے شان خداوند مین کچھ
کلمات بیہودہ کہے تھے جسکی یہ سزا ہی کہ تیرے سامنے اپنے خون مین لوٹ رہا ہی سیدھا عدم
کو جائے گا سواے حسرت واندوہ اور کچھ نہ ہاتھ آئے گا بس اب بہت فیل نہ مچا مین بڑی
دیر سے پکار رہا ہون سامنے آ قسم ہی خداوند زمرد شاہ باختری کے عزت وجلال کی جبتک
کہ تجھکو اور تیری فوج کو قتل نکرون گا اپنی قیام گاہ مین قدم نہ دھرونگا تیرے اہل لشکر کے خون
سے عرصہ جنگ کو لال کرون گا نعل اسپ فلک سیر سے سب کی لاشین پامال کرونگا تو نے
اور تیرے فرزند نے میرے لشکر کا گویا خاتمہ کر دیا ہی مین ان سب کشتون کا تجھ سے اور تیری
فوج سے اسی وقت انتقام لونگا ایک کو بھی زندہ قلعہ مین نہ جانے دونگا بغیر اس کے میرا
دل قرار نہ پائےگا میرے مردمان فوج کو نیچا دکھانا اوپر ہی اوپر نہ جائے گا ریحان شاہ نے
اُس کافر کی طعن آمیز تقریر سن کے بگریہ وزاری ونالہ وبیقراری جواب دیا کہ ای زلازل یکچشمی
تو نے وہ ظلم بیحد مجھپر کیا ہی کہ جس ظلم سے میرا کلیجہ پھٹ گیا ہی دل از حد مغموم ہی حسرت واندوہ
کا چار طرف سے ہجوم ہی لطف زندگی باقی نہین رہا ہی جینے سے جی گھبراتا ہی دنیا آنکھون مین
تاریک نظر آتی ہی جان تن سے گھبرا کر نکلی جاتی ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی نور نظر سفر ملک عدم
کے لیے رخصت لیتا ہی عصاے ضعیفی ہاتھ سے جاتا ہی فلک مجھکو فرزند سے چھڑاتا ہی خداوند
جلد تجھکو اس ظلم کی سرکشی کا مزہ چکھا دے تو بھی اسی طرح فرش خاک پر تڑپ تڑپ کے
جان دے جس طرح میرا فرزند مثل مرغ بسمل کے تڑپتا ہی یونہین تو بھی خاک وخون مین غلطان
ہوئے جیسے میرا لڑکا ہی او نابکار اگر اسوقت تو مجھکو قید حیات سے رہا کر دے تو نہایت ہی
تیرا مجھپر احسان ہو واقعی تمام رنج وغم سے چھوٹ جاؤن اپنے فرزند کے ہمراہ جانب ملک
عدم روانہ ہون اب مجھکو ہوس سلطنت وحکومت اور خواہش امارت وریاست اور تمناے
جلالت وشوکت باقی نہین رہی ہی یہ کہکر بصد درد والم آواز حزین ودردناک سے یہ شعر پڑھا
؎ ہانے گھر میرا بے چراغ ہوا + تازہ پیدا جگر مین داغ ہوا - اب کوئی دم مین اندھیر
ہوا چاہتا ہی کوہ غم مرگ فرزند نوجوان کا مجھپر گرا چاہتا ہی یہ سر میرا حاضر ہی قسم دیتا ہون
تجھکو تیرے دین ومذہب کی کہ جلد تیغ آبدار سے اسے میرے تن سے جدا کر دے تاکہ مین
پہلے اپنے فرزند نوجوان سے مرجاؤن پسر نوجوان کو مرتے ہوئے نہ دیکھون اپنی آنکھون
کو اُس کے غم والم مین اشکون سے تر نہ کرون اُس کا داغ غم دل ترد منزل پر نہ اٹھاؤن
قبل اُس کے مرنے سے اس دنیاے فانی سے جانب ملک جاودانی چلا جاؤن یہ تقریر
ریحان شاہ تیغ مغربی کے منھ سے سُن کر زلازل یکچشمی شقی نے بصد شقاوت جواب:

دیا گھبراتے کیون ہو ایسا ہی ہو گا ضرور تم کو بھی قتل کرون گا اور تمھارے فرزند سے تم کو ملا دونگا
ذرا تلوار اور سپر لے کر میرے سامنے آؤ تو مین تم کو راستہ عدم جانے کا بتا دون اس طرح کیا تم کو
قتل کرون باعث میری ذلت کا ہی ابھی زلازل یک چشمی تا بکار یہ کہ رہا تھا کہ وہ غبار ہوا سے
دور ہوا مردمان لشکر مشقال شاہ وغیرہ نے دیکھا کہ لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان
فیل میمونہ پر سوار ہی نہایت تعجیل کے ساتھ آتا ہی اور نو لاکھ ہندی فوج اُس کے پیچھے ہی وہ بھی
سب گھوڑے دوڑاتے ہوتے چلے آتے ہین زمین سم اسپان سے دہل رہی ہی ناظرین دفتر ہذا
پر واضح ہو کہ لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان بصد عجلت آتا تھا اول تو یہ سبب
تھا کہ امیر حمزہ صاحبقران والاشان نے ہنگام رخصت کہ دیا تھا کہ ای جانشین من تمسے
جہان تک ممکن ہو ریحان شاہ تیغ مغربی تک اپنے تئین جلد پہونچانا تاکہ مشقال شاہ
زلازل یک چشمی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے دوسری وجہ اس قدر جلد آنے کی یہ تھی کہ جب
سے مشقال شاہ ضرب گرز سے مجروح ہو کر زمین پر گرا تھا تمام مردمان لشکر اسلام فریاد و فغان
کر رہے تھے اور شور نالہ و فغان تا گنبد آسمان بلند تھا اثنائے راہ مین لندھور بن سعدان
بادشاہ ہندوستان وغیرہ نے یہ شور نالہ و فریاد جو سُنا سب نہایت متردد ہوئے لندھور
بن سعدان بادشاہ ہندوستان کو یقین ہو گیا کہ وہ خواب جو امیر حمزہ صاحبقران نے
دیکھا تھا وہ رویاے صادقہ مین سے تھا اُسی کی تعبیر کا ظہور ہوا یعنے مشقال شاہ ہاتھ
سے زلازل یک چشمی ملعون کے ضرور مارا گیا ہی اُسی کو سب رو رہے ہین یہ خیال کر کے
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان بصد عجلت جانب قلعہ ریحان شاہ روانہ ہوا
تھا یہان تک کہ اب قریب تر آ گیا ہی الحاصل جب لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان
قطع راہ کر کے عرصۂ جنگ مین آیا گھبرا کر سرداران لشکر مشقال شاہ سے پوچھا تم سب کیون
نالہ و فریاد کر رہے ہو اُنھون نے تمام حال لڑائی کا بیان کر کے کہا جلد آئیے مشقال شاہ
کو دیکھ لیجیے وہ اب کوئی دم کے مہمان ہین نصف تن کا دم نکل چکا ہی فقط سینے پر دم ہی شاید
ایسی حالت مین وہ کچھ بایما و اشارہ آپ سے کچھ کلام کر لین اور آپ کچھ اُن سے باتین کر لین
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان یہ سُن کے آبدیدہ ہوا اور ہمراہ اُنھین سردارون
کے فیل میمونہ سے اُتر کر اُس جگہ گیا جہان مشقال شاہ پڑا تھا ریحان شاہ نے لندھور
بن سعدان کو دیکھ کر بصد گریہ و بکا کہا ای دارا ے ہندوستان وائے جانشین امیر حمزۂ صاحبقرا
دیکھو یہ ہمارے پسر کا حال ہی دم توڑ رہا ہی مجھکو اکیلا چھوڑ رہا ہی ہم ضعیف زندہ ہین یہ جوان
کڑیل مر رہا ہی لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان نے آنسو بہا کر جواب دیا افسوس
ہزار افسوس آپ کی یہ ضعیفی اور یہ جوان فرزند کا داغ الامان خداوند عالم کسی پدر کو اپنے
فرزند جوان کے غم مین مبتلا نہ کرے واقعی یہ صدمہ جانکاہ ہی جو کچھ اس صدمہ مین آپ کا
حال ہو وہ کم ہی یہ کہکر مشقال شاہ سے مخاطب ہو کر کہا ای برادر آگاہ ہو کہ مین لندھور بن
سعدان بادشاہ ہندوستان ہون خدمت امیر حمزۂ صاحبقران سے روانہ ہو کر ابھی یہان

آیا ہون تم کو عجب حال مین پاتا ہون کچھ اپنا حال کہو اور جو وصیت کرتے ہو وہ کرلو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا یہ تھوڑا سا زمانہ بات کہنے مین گذر جائے گا چونکہ اُس وقت تک مثقال شاہ زندہ تھا کچھ دم اُس نیمجان مین باقی تھا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان جانشین امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان کی آواز کچھ کچھ سُن کے اور ہوش مین آکے باشارہ یہ کہا کہ ہم تو اب کوئی دم مین جانب ملک عدم جاتے ہین اور اپنے والد کو اور جناب امیر حمزۂ صاحبقران والاشان کو حوالہ حفاظت خداوند حفیظ اور اُس کے رسول برحق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے کرتے ہین ہماری خطا و قصور کو معاف کرنا اور فاتحہ خیر سے دریغ نہ کرنا اور جناب امیر حمزۂ صاحبقران اقبال نشان سے جاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ مثقال شاہ نے بصد ادب آپ کی خدمت فیضدرجت مین تسلیم عرض کی ہی اور یہ التماس کی ہو کہ یہ کمترین حضور کے قدوم میمنت لزوم سے جدا ہوکر اپنے بزرگرامی قدر کی خدمت سامی منزلت مین آیا بعد اس کے زلازل یک چشمی سے مقابلہ کیا ہنگام جنگ اُس کے ہاتھ سے بضرب گرز ایسا مجروح ہوا کہ جانبر نہ ہوسکا وقت نزع آپ کا خیال تھا دل چاہتا تھا کہ آپ کے قدمون پر سر مجروح رکھکر اور آپ کی زیارت آخری کرکے دنیا سے سوے عدم آباد جائے لیکن ہزار افسوس کہ یہ حسرت و تمنا دل کی دل ہی مین رہی قضا نے مہلت نہ دی آپ قصور و خطا کو معاف فرمایئے گا اور کبھی کبھی آیات صحیفہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھکر اُس کا ہدیۂ ثواب مجھ گنہگار کی روح کو پہونچایئے گا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے مثقال شاہ باشارہ یہ تقریر کرکے ایک مرتبہ بہت زور سے تڑپا اور طائر روح اُس کا قفس جسم سے نکل کر سوے گلشن جنان پرواز کرگیا ریحان شاہ تیغ مغربی اور لندھور بن سعدان اور جملہ سرداران لشکر ریحان شاہ اور تمام مردمان سپاہ لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سب باواز بلند پہلے سے زیادہ تر رونے لگے ریحان شاہ کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہوگئی غم فرزند نوجوان مین حال اپنا نہایت ابتر کیا اور چاہا کہ شمشیر سے خود اپنے تئین ہلاک کرے لندھور بن سعدان نے بعجلت تمام جھپٹ کر تلوار اُس دیندار کے ہاتھ سے لے لی اُس کے بعد چند اشخاص اُس کی بغلون مین ہاتھ دے کر لاشہ مثقال شاہ سے اُسے علحدہ لیگئے تاکہ لاشۂ فرزند کو نہ دیکھے اور اُس کے صدمے مین جان بحق تسلیم نہ ہوجائے جس وقت کہ مثقال شاہ نے اس دنیاے فانی سے سوے عالم جاودانی رحلت کی اُس وقت وزرا اور امرا و اراکین سلطنت ریحان شاہ نے اُس کی میت اُٹھانے کا شاہانہ سامان کیا جب جنازہ مثقال شاہ کا اُٹھنے لگا تو زلازل یک چشمی بد اطوار چند وجوہ سے طبل بازگشت بجواکر جنگاہ سے اپنے قیام گاہ لشکر پر گیا وہ وجوہ یہ تھے اول تو صبح سے عرصہ جنگ مین آیا تھا اور مثقال شاہ سے دیر تک لڑا کیا تھا دوم زمانہ نصف النہار کا تھا حرارت آفتاب سے متاذی تھا بہت تیز دھوپ پڑ رہی تھی سوم لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان صاحب گرز گران جانشین امیر حمزۂ صاحبقران کے آنے سے دل مین خائف ہوا تھا اور خیال کیا

تھا کہ آج حالت خستگی مین اس سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہی چہارم جنازہ مثقال شاہ کا اُٹھ رہا تھا سب لوگ گریہ وبکا مین مصروف تھے ایسے وقت مین لڑنا زلازل یک چشمی نے مناسب نہ جانا الغرض جب زلازل یک چشمی طبل بازگشت بجوا کر بوجوہ مندرجۂ بالا چلا گیا اور میت مثقال شاہ کی اُٹھائی گئی اُس وقت کا حال کیا تحریر کیا جائے وہ آگے آگے جلوس ماتمی اور ہمراہ جنازہ جملہ امرا و وزرا اور تمام مردمان لشکر و باشندگان شہر کا ہونا اور سب کا رونا اور لندھور بن سعدان اور ریحان شاہ کا بصد نالہ و بیقراری گریہ وزاری کرنا اور تمامی مردمان ہمراہی کا ساتھ ساتھ جنازے کے مغموم و محزون چلنا اور محلسرائے بادشاہ ریحان شاہ مین شور نالہ و فریاد و فغان کا بلند ہونا خصوصًا مادر مثقال شاہ کے جگرخراش بین جنسے سامعین کا کلیجہ منھ کو آتا تھا ان سب امور کا تحریر کرنا باعث ملول ہونے قلوب ناظرین دفتر کا تھا اسوجہ سے ترک کیا لیکن صرف اس قدر لکھا جاتا ہی کہ جس وقت لوگ جنازہ اٹھاکر لے چلے اور جملہ صغیر و کبیر جنازے کے ہمراہ ہوئے اُس وقت نقیبان بلند آواز بصد لے حزن و ملال اس طرح آواز دیتے تھے کہ فرط رنج و الم سے سننے والون کا عجب حال ہوتا سینے مین ہر شخص کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا جو دشمن تھا وہ بھی پھوٹ پھوٹ کے روتا تھا جان حزین کھوتا تھا اور وہ نقیب اس نظم کو پڑھتے تھے نظم

نقیبان قدیمی بولے مل کر	قدم باقاعدہ حد ادب پر	سواری ہی یہ شہ کے دلربا کی
سواری ہی اخیری بادشا کی	جنازہ ہی یہ شہ کے نوجوان کا	جنازہ ہی یہ سلطان زمان کا
اُٹھا دنیا سے دلبند شہنشاہ	جوانی مین جنان کی اُسنے لی راہ	کرین سب شاہ کے بیٹے کا ماتم
ہوا تاریک چشم شہ مین عالم	اُٹھا دنیا سے اک طفل جوان سال	ہراک کا دل نہ کیون ہو غم سے بیحال
پکارے حزن سے جسدم منادی	بنا شہر خموشان شہر و وادی	چلے جاتے تھے گریان سننے والے
برہنہ سرنگون سر دھننے والے	چنور بال ہما کے تھے کرورون	برستا عرش سے تھا نور بورون
بنا تھا ابر رحمت شامیانہ	بنا صندوق صندل عرش خانہ	ملائک اور مقرب سایہ افگن
وہ چادر آل احمدؐ کا تھا دامن		

الغرض جس وقت جنازہ مثقال شاہ کا ملازمان شاہی نے نہایت تزک و احتشام سے ایک تالاب پر غسل دینے کے واسطے لے جاکر رکھا اسوقت کا مختصر احوال یہ ہی کہ بمقتضاے نظم

دیا جب غسل اُس بحر کرم کو	بنا یا ابر نیسان چشم نم کو	بنا تالاب سارا مہر انور
فرات و زمزم و تسنیم و کوثر	بچشم حال روتے آگئے تھے	بہم ہر سو سے سوتے آگئے تھے

جس وقت اُس دُر دریاے عزت و گل نودمیدۂ گلزار شوکت و طوطی شکرستان جلالت کو غسل دے چکے تو اُس وقت اس طرح کفن دیا گیا بوجب نظم

		وہ خلعت پاک و طاہر کربلا کا
لکھا قرآن سب خاک شفا کا	منور چادر یدبیضا ئی	سفیدی جس کی صبح زندگانی

جب حنوط و کفن سے بھی فراغت حاصل ہوئی اُس وقت نقیبان بلند آواز نے بصد سوز و گداز پکار کر کہا کہ ای مسلمانان دیندار- و ای مومنان نیک کردار و خجستہ اطوار آگاہ

ہو کہ شقال شاہ کو غسل میت دے کر حنوط و کفن سے بھی فراغت پائی ہی ہائے وہ شاہزادہ
نوجوان وبے مثال یوسف جمال جو مدام عطرہائے انواع واقسام سے اپنے لباس کو معطر
وخوشبودار رکھتا تھا اور اکثر حمام مین غسل صحت کرتا تھا اور لباس نفیس پہنتا تھا افسوس ہی
کہ آج اُس کا کافور سے حنوط کیا گیا ہی اور غسل میت اُسے دیا گیا ہی اور کفن مین اُسے لپیٹا ہی
آؤ اُس کے جنازے پر نماز جنازہ بجماعت پڑھو ایک روز سب کے واسطے موت ہی اور یہی
انجام سب کا ہو گا کوئی ہمیشہ سوا خداوند ذوالمنن کے نہ رہے گا جب نقیبون نے رو رو کر
اس طرح کہا تو لاکھون اہل اسلام غمگین و حزین ہو کر واسطے نماز میت کے صفین باندھکر
کھڑے ہوئے ایک عالم باعمل نے سب کے آگے کھڑے ہو کر سب کو نماز جنازہ پڑھوائی
کثرت اہل جماعت کی کیا رقم کی جائے مختصر یہ ہی کہ ہزارون لاکھون کرورون کی نوبت تھی بموجب
بیت سنا ہی اس قدر تھی جمع خلقت × کہ ہر گوشہ مین تھی پوری جماعت + جس دم نماز جنازہ
بھی ہو چکی ریحان شاہ اس قدر رویا کہ اُس کو غش آگیا حکمائے مسیح دم نے تدابیر دفع کرنے
بیہوشی و غشی کے اس قدر کیے کہ اُس کو ہوش آیا پھر سب نے چاہا کہ اب جنازہ اُٹھایا جائے
اور مقام دفن پر لے کر سپرد خاک کیا جائے ریحان شاہ نے غش سے ہوشیار ہو کر سب
کے ارادے سے مطلع ہو کر رو رو کر کہا اچھا جنازہ اُٹھایا جائے ہم اپنے فرزند کو اپنی آنکھون
سے قبر مین دفن ہوتے بھی دیکھین گے راضی برضائے الٰہی رہین گے یہ سن اور یہ سال تو
ہمارے مرنے اور گڑنے کے تھے افسوس ہزار افسوس ہم زندہ ہین اور جن کی زندگی کی امید
تھی وہ اب تھوڑی دیر مین دفن ہونے کو ہین یہی مصلحت خدا تھی اس مین ہماری عقل کو
کیا دخل ہی اسرار خدا مین کسی کی مجال نہین ہی کہ کچھ چون و چرا کر سکے ریحان شاہ یہ کہکر
خاموش ہوا مردم نے دوش پر جنازہ اُٹھایا بالائے صندوق ایسی پھولون کی چادر پڑی
تھی کہ جس کے پھولون کی مہک سے ہر شخص کا دماغ معطر تھا بموجب بیت جھلا جھل زرفشتان
پر کار و پر زر + بہار خلد تھی پھولون کی چادر + جب لوگ جنازہ اُٹھا کر چلے جملہ اعلی وادنی
نے مشایعت جنازہ کی راہ مین جملہ صغار و کبار مانند ابر نوبہار زار زار روتے ہوئے مُنھ
آنسوون سے دھوتے ہوئے جاتے تھے ہر ہر قدم پر قطرات اشک طوفان خیز سے ایک
دریا بہاتے رنج و الم کا زور تھا ہر طرف گریہ و بکا کا شور تھا ہر شخص ماتم شقال شاہ مین
دردمند تھا چار جانب آوازہ نالہ و فغان بلند تھا صدائے شیون و شین سقف گنبد کہن تک
جاتی تھی فرشتگان فلک مکان کو دردمند بناتی تھی فلک پیر نے اس نوجوان کے غم مین نیلی
چادر زیب بدن کی تھی اس غم سے جگر ارہا تھا تاب ضبط و سکون باقی نہ رہی تھی آفتاب کا کچھ
عجب نقشا تھا سوز محن سے جل رہا تھا ریحان شاہ کا عجب حال تھا دیکھنے والے کیسے ہی
سخت دل بھی ہوتے تھے مگر ریحان شاہ کی حالت دیکھکر روتے تھے اور کہتے تھے فرزند
نوجوان کا اس طرح مرنا خدا کسی باپ کو نہ دکھائے یون کوئی نامراد دنیا سے سوے ملک
عدم نہ جائے جب سب نالان و گریان سینہ کوبان باحال پریشان اُس جگہ پر پہونچے

جہان ایک مقبرہ مین قبر کھودی جاتی تھی مردم جنازہ دوش سے رکھکر وہان ٹھہرے اور تمام
صغیر وکبیر بھی قیام پذیر ہوئے جب قبر تیار ہوگئی لندھور بن سعدان وغیرہ نے جاکر جو اُسے
دیکھا تو وہ قبر واسطے مشقال شاہ کے عجب طرح کی قبر تھی جس کی تعریف سے زبان قاصر
ہی غرضکہ اُس قبر کی تعریف بجملا اس نظم مین ہی۔ نظم

لحد تھی یا تھا دروازہ جنان کا کہ تھی نادعلی پڑھکے ٹھکے دم کی	کشادہ یا کہ تھا آغوش مان کا لگے تھے اسمین جنت کے دریچے	مہک آتی تھی گلزار ارم کی طبق لاتے تھے نعمت کے فرشتے

لندھور بن سعدان وغیرہ نے اُس کی کشادگی وغیرہ پر نظر کرکے کہا یہ آثار خوش اعمالی
مشقال شاہ کے ہین کیونکہ یہ جوان صالح تھا اور نہایت متقی و پرہیزگار تھا اس کے
جنتی ہونے مین کیا تامل ہی یہ کہکر سب روئے پھر سب نے اُس شاہزادۂ عدیم اور اس جوان
یوسف جمال کو بموجب احکام شریعت ابراہیمی سپرد لحد کیا تختے بند کرکے مٹی ڈالی گئی قبر بنائی
گئی بالاے لحد پھولون کی چادر ڈالدی گئی پھر سب نے بطور سورۂ فاتحہ کے چند آیات صحیفہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ قبر پر رکھکر پڑھے اور ثواب اُن آیات کا روح مشقال
شاہ کو بخشا اور بہت گریہ کیا ریحان شاہ اُس وقت اس قدر رویا کہ سب کو گمان تھا کہ
یہ ہلاک ہو جائے گا طائر روح اس کا قفس تن سے نکل کر گلزار ارم کو جائے گا مگر چونکہ زندگی
اُس کی باقی تھی روح نے جسم سے مفارقت نہ کی لندھور بن سعدان اور وزراء امراے
ذیشان یہ حال زار شاہ کا دیکھکر کہنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ واے شہنشاہ انجم سپاہ اب
صبر کیجیے اس رونے سے کچھ فائدہ نہو گا فرزند آپ کا اس گریہ وزاری سے زندہ نہو جائیگا
جو منظور خدا کو تھا وہ ہوا اب خداوند عالم آپ کو اس فرزند کا نعم البدل عنایت فرمائے گا
وہ وارث تاج وتخت سلطنت ہوگا حق تعالے قادر ہی اگر اس ضعیفی مین آپ کو فرزند عطا
فرمائے تو جاے عجب نہین ہی اس فرزند کی اتنی ہی زندگی تھی اب آپ بعوض گریہ وزاری اس
کی بخشش کے واسطے درگاہ خدا مین دعا فرمائیے اور راضی برضاے الٰہی رہیے ذرا غور
تو فرمائیے خاصان خدا نے ہر مصیبت پر صبر کیا ہی آپ بھی مانند اُن لوگون کے صبر کیجیے
صابر ونکا مرتبہ بڑا ہی غرض اسی طرح جب تا دیر سب نے اُس کو سمجھایا توفی الجملہ اُس کو صبر
آیا کچھ کچھ دل بیتاب کو قرار ہوا پھر سب اُس کو ہمراہ لے کر وہان سے چلے بعد قطع راہ کے
ریحان شاہ باحال پریشان وتباہ محلسرا مین داخل ہوا اُس کو آتے دیکھکر ہر خرد وکلان
شکستہ دل ہوا شور گریہ وبکا بلند ہوا کہ تا فلک ہفتم پہونچا وہ زنان محلسرا کا غم مشقال شاہ
مین سینہ وسر پیٹنا اور وہ اُسکی مادر کا بین کرنا اور نالہ وفریاد کرنا کیا لکھا جائے کہ موجب رنج
وملال ناظرین ہی خلاصہ یہ کہ اس قدر عورتین روئین کہ چند عورتین روتے روتے ہلاک ہوگئین
مادر مشقال شاہ کو غش آگیا ریحان شاہ بھی روتے روتے غش کر گیا عورتین یہ حال
دیکھکر گھبرا گئین اور خیال کیا کہ دونون کی روح تن سے نکل گئی مشقال شاہ کی والدہ کا
عجب حال مشاہدہ کرکے خواجہ سراؤن اور کہاریون کو روانہ کرکے حکماے حاذقین کو

طلب کیا جب وہ در دولت پر حاضر ہوئے تو بعد پردہ ہولے کے اُن کو محل مین طلب کیا
اُنھون نے آکر چند لخلخہ ہوش مین لانے والے تیار کراکے کہا جلد ان کو سُنگھاؤ اور دیگر
تدبیرین بھی ایسی کین کہ جنسے مشقال شاہ کو ہوش آیا حکما یہ علاج کرکے محلسرا سے چلے گئے
یہان تو ریحان شاہ اور اُس کی زوجہ کو غش سے افاقہ ہوا ہی اُدھر لندھور بن سعدان
بیرون قلعہ بمقابلہ لشکر زلازل یک چشمی اپنی بارگاہ مین ہی لشکر اُترا ہی ملازمان ریحان شاہ
مین سے ہر ایک سیاہ پوش ہی محلسرا مین صف ماتم بچھی ہی والدین بھی مشقال شاہ کے سیاہ پوش
مین ہر ایک کے دل پر ابر غم چھایا ہوا ہی وزرا اور امرا نے تربت مشقال شاہ پر سامان روشنی کا کیا
ہی صحیفہ خوان گرد قبر صحیفۂ ابراہیم بیٹھے ہوئے پڑھ رہے ہین آفتاب جانب مغرب جاکر نہان
ہوا چاہتا ہی وقت نماز مغرب قریب ہی یہان کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب احوال زلازل
نابکار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب زمانہ شب کا آیا زلازل یک چشمی نابکار بستر استراحت سے
اُٹھکر بارگاہ مین آکر بیٹھا جملہ سرداران سپاہ اُس کے روبرو اُس کے جاکر مؤدب بیٹھے اُسوقت
حکم سے زلازل یک چشمی کے چند ساقی کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لے کر بارگاہ
مین آئے زلازل یک چشمی وغیرہ کو جام شراب ناب سے بھر بھر کر دینے لگے وہ بے دغدغہ
گردش فلک سے گلرنگ پینے لگے جب ہر ایک کا فرچند چند جام شراب ارغوانی کے لے کر
پی چکا اور دماغ ہر ایک کا بادۂ تند و تیز سے گرم ہوا کثرت نشہ سے جھومنے لگا اُسی عالم نشۂ
شراب مین زلازل یک چشمی نابکار نے اپنے سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اس
وقت یہ شور و غوغا کیسا ہی اُنھون نے جواب دیا خداوند حضور نے جس مسلمان کو گرز گران سے
سے ہلاک کیا تھا اب تک اہل اسلام اُسی کو رو رہے ہین اُنکے رونے کی آواز ہم کو اچھی معلوم ہوتی
ہی جسقدر اُن کو رنج و صدمہ ہو باعث ہماری خوشی اور نشاط و شادمانی کا ہی کیونکہ یہ سب لوگ
خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اور ہمارے جملہ خداوندون کو بُرا کہتے ہین خصوصًا یہ
مسلمان خداوند زمرد شاہ باختری کو بہت بُرا جانتے ہین اور ہم سب لوگون کو کافر کے لقب سے
موسوم کرتے ہین ہمارے خون کو حلال سمجھتے ہین جب ہم لوگون کو قتل کرتے ہین تو تمام مال و اسباب
لوٹ لیتے ہین بچون کو اور بیبیون کو غلام اور کنیز بناتے ہین عجب ظالم فرقہ ہی نہین معلوم ہمارے
خداوندون کو کیا ہوگیا ہی جو بندگان گنہگار کو سزاے معقول نہین دیتے خود اُن کے ہاتھ سے
تکلیفین اُٹھاتے ہین اگر ایک ذرا سا اشارہ کردین تو یہ مسلمان سب کے سب خاک سیاہ
ہوجاوین کسی کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے اور یہ ہین اسی قابل ان کو تو ایسی سزاے سخت
دینی چاہیے اور ان پر ایسا ظلم و جور کرنا چاہیے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا ان کے حال
پر نوحہ و بکا کرین اور دیکھنے والون کو عبرت ہو آج حضور نے فقط ایک ہی مسلمان کو قتل
کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اگر حضور ہم غلامون سے راے لیتے تو ہم عرض کرتے کہ آج ہی کے
روز ریحان شاہ اور جملہ مسلمانون کو قتل کرڈالیے کسی کو زندہ نہ چھوڑیے اور ان کے
قلعہ پر قبضہ کرلیجیے اور سب مال و اسباب لوٹ لیجیے اور سر ریحان شاہ کا بضرب تیغ تیز تن

سے ہے خداکے خدمت مین خداوند زمرد شاہ باختری کی ارسال کردیجیے یہ سب باتین سُنکر
زلازل یک چشمی نابکار نے جواب دیا کہ اُس وقت ہم کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ طبل بازگشت
بجوادیا اور تم سے مشورہ نہ کیا اب تم سے پوچھا جاتا ہی کہ طبل جنگ ہم فی الحال بجوائین یا ابھی
تامل کرین کیونکہ ریحان شاہ اپنے فرزند کے غم مین مبتلا ہی خود غم پسر سے مر رہا ہی ایسے شخص
کو جو خود ہی بیجان ہو قتل کرنے سے بہادرون مین عزت وآبرو نہ ہوگی اُنھون نے عرض کیا
حضور ہماری تو یہ راے ہی کہ ہرگز ان مسلمانون پر رحم نہ کیجیے ابھی تو یہ مثقال شاہ کے غم مین
روتے ہین لندھور بن سعدان اور ریحان شاہ کے ماتم مین بھی ان کو رونا ہی خداوند زمرد
شاہ آپ سے نہایت خوش ہونگے عجب نہین کہ طرۂ پیغمبری آپ کو عنایت فرمائین ہمیبر نامرسل
اپنا بنائین زلازل یک چشمی اُن کی تقریر سُن کے خوش ہوا راے اُنکی بہت پسند کرکے
حکم دیا ملازمون کو کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے جب صداے طبل رزمی لشکر
کفار سے بلند ہوئی اُس وقت ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبررسانی معین تھے وہ
خبر نواخت طبل رزمی لے کر روبرو لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کے گئے اور نہایت
ادب کے ساتھ دست بستہ عرض کیا کہ ای بہادر زمان وای جانشین امیر حمزۂ صاحبقران
ذیشان اسوقت زلازل یک چشمی بدشعار نے اپنے لشکر ضلالت اثر مین طبل جنگی بجوایا ہی
ارادہ اُس کافر کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین مع سپاہ گمراہ آئے اور آتش بغض
وعناد کو اپنے کانون سینہ سے نکال کر ظاہر کرے اور اہل اسلام کی خونریزی چاہے افسوس
ہزار افسوس مثقال شاہ درجۂ شہادت پر فائض ہوا اور شہیدون مین شامل ہوکر گوشۂ قبر
مین سو رہا ہی اور باپ اُس کا ریحان شاہ اُس کے ماتم مین مبتلا ہی جس وقت سے اُس
گل ریاض سلطنت کو زیر زمین پنہان کرکے محلسرا مین گیا ہی اس وقت تک دربار مین نہین
آیا ہی غم فرزند دلبند مین نہین معلوم اُس بیچارہ کا کیا حال ہی ہوش وحواس اُس کے یقیناً
بجا نہ ہونگے عجب نہین کہ اس وقت غم فرزند مین روتے روتے اُسے غش آگیا ہو اور بیہوش
پڑا ہوا ہو یہان زلازل یک چشمی حرامزادے نے طبل جنگ بجوایا ہی ایسے وقت سخت مین
ریحان شاہ پسر مردہ سے کیونکر طبل جنگ بجنے کی خبر کی جائے اور بالفرض والمحال خبر
بھی کسی تدبیر سے کی جائے تو وہ نقارۂ جنگی کیا بجوائے گا اپنے رنج وغم مین مبتلا ہی بھلا وہ
کیونکر میدان جنگ مین آئے گا جوان بیٹے کے مرنے سے اُس کا کلیجہ شق ہوگیا ہی کمر ٹوٹ
گئی ہی دنیا آنکھون مین تاریک ہوگئی ہی آرام اُٹھ گیا ہی دل بیٹھ گیا ہی خوشی اُس سے بہت
دور ہوگئی ہی غم نے اُس کی رفاقت اختیار کی ہی عورات محل مین اک کہرام بپا ہی ہر ایک
عورت کے لب پر ہاے مثقال شاہ کا نعرہ ہی مادر مثقال شاہ کے نالون سے عرش برین
ہلتا ہی سننے والون کا بُرا حال ہوتا ہی اس حالت مین اگر ریحان شاہ ارادہ جنگ زلازل
سے آگاہ کیا جائے تو وہ اس دیوخصال کافر سے کیا مقابلہ کرے گا ظاہر ہی کہ وہ غم فرزند
مین گویا مردہ ہی لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان نے ہرکارون کی تقریر سُنکے

انکو جواب دیا کہ ریحان ساہ کو خبر طبل جنگ کے بجنے کی دینا ایسی حالت مین بیکار ہی اور نامناسب
نہین ہی اُس کی میدان جنگ مین آنے کی اور نقارۂ رزمی بجوانے کی کچھ ضرورت نہین ہی مین تو
یہان موجود ہون عوض مین اُس کے مین نقارۂ جنگی بجواؤنگا اور صبح کو اُس نابکار کانے سے
مقابلہ کرونگا جس طرح اُس نے اپنے گرز سے مثقال شاہ کو ہلاک کیا ہی اُسی طرح مین بھی
اُس ملعون کو پیوند خاک کرونگا اور بخوبی تمام خون مثقال شاہ کا اُس کافر سے انتقام لونگا
مین تو آج ہی اُس بے دین ونابکار کو سوے دار البوار روانہ کرتا لیکن کیا کہون اسوجہ سے
مجبور ہوگیا کہ وہ طبل بازگشت بجواکر میدان کارزار سے چلا گیا خیر آج کی شب اور زندہ
رہے انشاء اللہ تعالے ہنگام سحر اُس مردود کا سر ہی اور میرا گرز گران ہی مجھکو حد سے زیادہ
مثقال شاہ کے ہلاک ہوجانے کا صدمہ ورنج ہوا ہی ہر چند مین جناب امیر حمزۂ صاحبقران
ذیشان کے ارشاد فیض بنیاد سے بہت جلد اس طرف آیا اور کہین راہ مین قیام نہین کیا مگر
افسوس کہ یہان ایسے وقت پر آکر پہونچا کہ مثقال شاہ ضرب گرز زلازل یک چشمی بدشعار
سے مجروح ہوچکا تھا مین نے تو اس طرف جلد تر آنے سے یہی چاہا تھا کہ زلازل یک چشمی
اور مثقال شاہ سے مقابلہ نہ ہونے پائے مگر یہان باہم دونون مین مقابلہ ہوگیا اور بیچارہ
مثقال شاہ ہلاک ہوگیا خیر جو منظور خدا تھا وہ ہوا مشیت ایزدی مین کیا چارہ ہی ہر ذیحیات
کو ایک دن سفر آخرت درپیش ہی اسی بہانہ سے مثقال شاہ کی قضا تھی خداوند کریم اُس کو
بہشت عنبر سرشت مین جگہ دے اور اُس کے گناہون کو عفو کرے یہ کہکر انھین ہرکارون سے
کہا کہ جاؤ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجواؤ وہ حسب الحکم گئے اور نقارۂ رزمی بجانے کا حکم
دیا نقارہ نوازون نے نقارے پر چوب لگائی جب دونون لشکرون مین صداے طبل جنگی اور
نقارۂ رزمی کی بلند ہوئی اُس وقت مردمان ہر دو لشکر آگاہ ہوئے کہ صبح کو حریفون سے
مقابلہ ہوگا میدان جنگ مین تلوار چلے گی مردی ومردانگی کا امتحان ہوگا کشتون کے پشتے اور
لاشون کے انبار جابجا عرصۂ کارزار مین ہونگے دریاے خون موجزن ہوگا جس جس کا جام
عمر لبریز ہوگا وہی قتل ہوگا اور جس کا رشتہ حیات باقی ہوگا اُس کو کوئی قتل نہ کرسکے گا یہ خیال
کرکے تمامی اہل لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اہل اسلام اپنی اپنی تلوارون اور نیزون
پر صیقل کرتے جاتے تھے اور باہم ہنسکر ہنسکر کہتے تھے شکر ہی خدا کا کہ آج اس سرزمین پر
ہم سے اور کفار شقاوت شعار سے تلوار چلے گی حوصلے دلون کے نکلینگے کافرون سے دلیرانہ
صبح کو لڑینگے ہنگام جنگ شیرانہ نعرے کرینگے گھیر گھیر کر حریفون کو قتل کرینگے خود بھی اگر زخمی
ہونگے تو کچھ مضائقہ نہین ہی ہمارے زخم تن کثرت خوشی سے مسکرائینگے ہم وہ بہادر دلیر ہین کہ
ہنس ہنس کے زخم کھائینگے ہرگز میدان جنگ سے پیچھے قدم نہ ہٹائینگے اگر سر بھی تن سے کٹ
جائے گا تو لاشہ ہمارا دو قدم آگے ہی گرے گا بعد قتل ہونے کے جنت مین جائینگے میوے باغ
جنان کے کھائینگے آب کوثر سے اپنی پیاس بجھائینگے اور اگر زندہ بچے تو عدو کو قتل کرینگے زمانہ
مین ہمارا نام بھی رہ جائے گا ہر بہادر ہمارا ذکر جنگ سنکے خوش ہوگا اپنے مالک کے نمک

سے ادا ہو جائینگے حورون سے ہم آغوش ہونگے یہان کی راحتون سے زیادہ تر وہان آرام
پائینگے قصرہاے یاقوت و مرجان مروارید مین عنایت الٰہی سے شب و روز رہینگے غلمان اور فرشتے ہماری
خدمت کرینگے کیونکہ ہم کفار سے جہاد کرکے راہ خدا مین شہید ہونگے اور ادھر بعض کفار اپنی
تلوارون اور آلات حرب کو صیقل سے آبدار کرتے تھے اور باہم آہستہ آہستہ یہ گفتگو کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی میدان مین کیسی لڑائی ہوتی ہی اس وقت خود بخود
سینے مین دل دھڑک رہا ہی بے اختیار یہی دل چاہتا ہی کہ لشکر سے نکل جائیے تلوار اور دیگر
آلات حرب و ضرب کو کسی کھو مین ڈالدیجیے صبح کو جنگاہ مین سامنے مسلمانون کے نہ جائیے
کیونکہ مسلمان نہایت شجاع ہین خصوصاً سُنا ہی کہ لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان
از حد شجاع و بہادر ہی ہمارے مالک و آقا زلازل یک چشمی کی اُس کے آگے کوئی حقیقت
نہین ہی جس وقت وہ لڑیگا دیکھنا کشتون کے پشتے لگا دیگا دریاے خون عرصۂ رزم
مین بہا دیگا جس کے سر پہ جھپٹ کر بزور و قوت تمام گرز گران سر کا وار کریگا وہ پیوند
خاک تہ افلاک ہو جائیگا ہم تو بیچارے کم قوت و ناتوان ہین میان زلازل یک چشمی بھی اُس
بہادر کے مقابلہ کے وقت گھبرائینگے دست و پا مین لرزہ ہوگا لندھور بن سعدان بادشاہ
ہندوستان جس وقت گرز گران مارے گا زلازل یک چشمی کی تو بھلا کیا حقیقت ہی اور یہ
کیا چیز ہی اُسکے باپ گنجاب سے اُس کا گرز رُک نہ سکیگا جب سر پہ گرز پڑیگا عجب نہین
کہ کاسۂ سر چور چور ہو جائے اور راکب و مرکب دونون ہلاک ہو جائین اور زمین جنگاہ کو ہنگام ضرب
گرز زلزلہ ہو کیونکہ گرز لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا بہت گران ہی پس
ہم ان خیالات سے نہایت مشوش و پریشان ہین اور زمین پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی
ہوش و حواس پراگندہ ہین دیگر کفار اُن کی تقریر سُن کے کہتے تھے کہ جو تم کہتے ہو سچ ہی ہماری
بھی یہی کیفیت ہی اور ہمارے دل کا بھی یہی حال ہی جب سے طبل جنگ بجا ہی دل از حد
گھبرا رہا ہی ہر دم اور ہر لحظہ یہی عزم ہی کہ لشکر زلازل یک چشمی سے کہین چلے جائیے ایسی
نوکری کو کہ جہان جان جائے سلام کیجیے جان ہی تو جہان ہی ہماری بھی یہی راے ہی کہ لشکر
سے اس شب تاریک مین کسی طرف نکل چلو مطلق خیال اپنی ذلت و بدنامی کا نہ کرو خیال اپنی جان
عزیز اور اپنے اہل و عیال کا کرو چار روپیہ کے واسطے سر تلوار سے کیون کٹواؤ بس جا کر ہم اور تم
نوکری کسی امیر کی کرینگے جان اپنی بہر طور بچائینگے مزدوری کرینگے نوکری ڈھونڈینگے یا اور کسی
کام مین چار پیسے پیدا کرینگے یہ خوب بات ہی اور عجب انصاف ہی کہ لڑائی میان زلازل اور
لندھور بن سعدان سے ہو اور جان ہم لوگون کی جائے اچھا سودا ہی بھائی ہم تو وہی کرینگے
جو ہم نے کہا ہی ضرور کسی طرف چل دینگے کہین نہ کہین ملازمت کا سلسلہ نکل ہی آئیگا آخر
جب چھوٹے سے تھے اور کہین نوکر چاکر نہ تھے تو کیا کھاتے تھے اور اگر کچھ نہ ہوگا تو بھیک مانگینگے اور شب
کو اپنے اہل و عیال مین آرام سے سوئینگے اگر کوئی ہمکو نامرد اور بزدل کہیگا تو کیا ہوگا ہم اُسکو جواب
دندان شکن دینگے ایسی تقریر کرینگے کہ اُنکو قائل کر دینگے اور آپ کسی طور سے قائل ہی نہ ہونگے

یہ کہکر وہ بزدل تلواریں نیاسون مین رکھکر اوٹھے اور جو کچھ اپنا مال و زر تھا اوسکو لیکر لشکر سے چلے اتفاقاً ایک سردار
لشکر کفار کا اونکو جاتے دیکھکر بآواز بلند پکارا تم سب اس وقت کہان جاتے ہو اونھون نے جواب دیا تھا اور
صاحب اسوقت ہم سب واسطے دفع بول و براز کے جنگل مین جاتے ہین ابھی آتے ہین اور متفق ہو کر اسواسطے
جاتے ہین کہ اگر شیر یا بھیڑیا جنگل مین مل جائے تو کچھ ضرر نہ ہو نچا سکے اور ہم سب گھیر کر اوسکو مار ڈالین یہ
رسالہ دار نے اون کی تقریر سنکر خیال کیا کہ بیشک رات کا وقت ہے خوف جانوران درندہ کا صحرا مین ہے
اچھا ہے کہ یہ سب مجتمع ہو کر جاتے ہین یہ خیال کرکے خاموش ہو رہا وہ سب بزدل لشکر سے نکلکر
اک سمت روانہ ہوئے جب بڑی دیر ہوئی اور وہ لوگ صحرا سے پلٹ کر نہ آئے رسالہ دار کو
تردد ہوا اپنے رسالہ کے سوارون سے پوچھا کہ یہ لوگ کس جگہ پر واسطے دفع بول و براز کے گئے
ہین کہ ابھی تک نہین آئے اون دلاورون نے جواب دیا رسالہ دار صاحب اب وہ یہان نہ
آئینگے آپ اون کا انتظار نہ کیجئے ظاہرا وہ لوگ خوف جان سے بول و براز کا بہانہ کرکے لشکر
سے نکل گئے ہین اب وہ اپنے اہل و عیال کے پاس جائینگے آج کی لڑائی مین ہم نے اون
کو دیکھا کہ وہ سب کے سب وقت جنگ پیچھے تھے اور حریفون سے لڑنے مین تامل کرتے
تھے خوب ہوا کہ وہ بزدل لشکر سے نکل گئے اگر وہ لشکر مین رہتے تو ہنگام سحر لڑائی مین وہ ضرور
بھاگ جاتے اور اون کی وجہ سے بہادرون کے بھی پاؤن میدان جنگ سے اوکھڑ جاتے
اور راہ فرار اختیار کرتے رسالہ دار مذکور نے اون کی تقریر سنکے حکم دیا کہ اب کوئی لشکر
سے نکل کر جانے نپاے اگر اسیطرح مردم لشکر سے نکل جائینگے تو صبح کو حریفون سے کیونکر
مقابلہ کیا جائیگا اونھون نے عرض کیا خداوند آپ اس امر کا کچھ خیال نکیجیے بھاگنے والے
ہر صورت بھاگین گے اور لڑنے والے اور بہادر ہرگز لشکر سے نکل کر نجائینگے اور نہ وقت جنگ
حریفون کی سامنے سے بھاگین گے الغرض وہ رات تیاری جنگ مین اور امید و بیم مین ہر ایک
نے بسر کی جب صبح ہوئی اوس طرف سے لندھور بعد ادائے نماز سحر مسلح ہو کر اپنی بارگاہ
سے برآمد ہوا اور جملہ مردمان سپاہ کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہو کر سوی جنگگاہ چلین
بمجرد حکم جملہ سردار اور سوار اور پیادے مسلح ہوے بہ خدمت لندھور مین حاضر ہو کر آداب
و تسلیم بجالاے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوے اور ارادہ کیا کہ جانب میدان کارزار معہ سپاہ جائین
ناگاہ ریحان شاہ باحال تباہ لڑائی کے حال سے آگاہ ہو کر محلسرا سے برآمد ہو کر بیرون قلعہ مع
اپنے ارکان دولت و اعیان مملکت کے آیا اور لندھور سے مخاطب ہو کر کہنے لگا گو مین غم فرزند مین
مبتلا ہون لیکن حریف کے مقابلہ کیواسطے موجود ہون ذرا تامل کیجیے فوج میری مسلح ہولے تو مین
بھی ہمراہ آپکے چلتا ہون لندھور نے جواب دیا آپ محلسرا مین تشریف لے جائین یا دربار مین
تشریف رکھیے مین تو زلازل کے مقابلہ کیواسطے جاتا ہون آپ کیون تکلیف گوارا کرین اس جگہہ
داستان گویان خوش بیان کے دو قول ہین ایک یہ کہ لندھور کے کہنے سے ریحان شاہ جنگگاہ
مین نہین گیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ ہرچند لندھور نے کہا کہ آپ عرصۂ جنگ مین نجائیے لیکن ریحان شاہ
نے نمانا اور مع اپنی فوج کے ہمراہ لندھور کے میدان کارزار مین گیا اور یہ قول قول اوستاد ہے

سے ہے جب لندھور اور ریحان شاہ مع اپنی اپنی سپاہ کے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا کہ سامنے
سے آپر لشکر حریف کی سے ہے یعنی غبار بلند ہین نشان فوج کے نظر آتے ہین بعد تھوڑی دیر کے زلازل
یک چشمی بمقابلہ لندھور و ریحان شاہ آنکے ٹھہرا اوس وقت بموجب قاعدۂ قدیم دونون لشکرون
سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے کاندھون پر رکھے ہوئے نکلے اور اونھون نے عرصہ
جنگ کو خس وخاشاک سے پاک وصاف کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹکر دور کیا زمین پست وبلند کو ہموار
کرکے میدان جنگ سے چلے گئے بعد اونکے جانے کے سقے مشکین پانی سے بھری ہوئین لیکر
آئے اونھون نے اس قدر عرصۂ جنگ پر پانی چھڑکا کہ وہ میدان کثرت آب پاشی سے سرد ہوگیا اور
گرد وغبار دفع ہوگیا جب اس طرح میدان جنگ درست ہوچکا بموجب دستور دونون لشکرون مین
صف آرائی ہولی میمنہ ومیسرہ اور قلب وجناح اور ساقہ وکمین گاہ ہر اک لشکر کا جوانان تہور شعار سے
آراستہ ہوا قلب لشکر مین بادشاہ نے قیام کیا علم ہائے لشکر کے پھریرے کھلے علمدار علمون
کو لیکر موافق اپنے عہدے کے کھڑے ہوئے اوسوقت دونون لشکرون سے نقیب اور کڑکیت
اس طرح کہنے لگے ای بہادران بیعدیل ونظیر وای مشتاقان زخم شمشیر وتیر آگاہ ہو کہ بہادری وشجاعت
سے مردون کو دنیا مین عزت وآبرو حاصل ہوتی ہے ہر ایک شاہ وشہریار بہادرون کی قدر کرتا ہے
رستم پیلتن کو بوجہ شجاعت وبہادری کے عزت وآبرو حاصل ہوئی ورنہ وہ کیا تھا غرض ہماری اس تقریر
سے یہی کہ آج اس میدان مین پھر سامنا حریفون سے ہے تم دلیرانہ اپنے حریفون سے مقابلہ کرنا
بڑھ بڑھ کر اپنے دشمنون کو قتل کرنا اگر لڑائی فتح کروگے عہدے تمہارے بڑھینگے بہادرون مین عزت
وآبرو ہوگی اور اگر ہنگام جنگ حریفون کے ہاتھ سے زخمی یا قتل ہوجاوگے دنیا سے باآبرو جاوگے
دیکھو ہماری نصیحت پر ضرور عمل کرنا قدم میدان کارزار سے نہ ہٹانا ورنہ عزت وآبرو خاک مین مل جائیگی
جو بہادر وشجاع ہین وہ بہتر ہینگے اور ہمکو بزدل ونامرد کہینگے نقیب وکڑکیت جوانان ہر دو لشکر
کو اسطرح آمادۂ جنگ کرکے میدان جنگ سے ہٹ گئے اوس وقت ہر ایک بہادر ودلاور کا یہ
حال تھا کہ جنگ پر آمادہ تھا جنگی باجے لشکرون مین جو بج رہے تھے اون کی آوازین سن سن
کے جملہ دلاوران ہر دو لشکر جھوم رہے تھے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ تھے قصد کر رہے
تھے کہ آج میدان جنگ مین صف لشکر سے نکلکر اپنے حریفون کو دلیران ایران کی طرح سے
قتل کرین مانند رستم وگیو کے دشمنون سے لڑین ہنوز بہادران مذکور سے کوئی صف لشکر سے
نکلا نہ تھا کہ زلازل یک چشمی مرکب سے اوترکر ایک فیل مست پر سوار ہوکر بیچ مین میدان کارزار
کے آیا اور فیل کو روک کر مانند دیو کے یون پکارا ای فرقہ خدا پرستان وای گروہ ناکسان آج
تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو مشتاق سیر ملک عدم کا ہی جلد صف لشکر سے نکل کر میرے سامنے آئے مین
اوس کو راہ عدم دکھادون نام ونشان اوس کا صفحۂ روزگار سے مٹادون یہ کہکر خاموش ہوا اوس
وقت لندھور بن سعدان نے ریحان شاہ سے رخصت ہوکر فیل اپنا صف لشکر سے نکالا
اور اوس کے سامنے جاکر پکار کر کہا او نابکار مین تیرے مقابلہ کے واسطے آیا ہون مجھکو اگر ہوسکے
تو راہ عدم دکھا دیکھون تو کہ تو کیونکر مجھے قتل کرتا ہے اوس نے اس بہادر کی تقریر سنکر نہایت برہم

ہوکے فیل اپنا برائے زور آزمائی آگے بڑہایا اودہرسے لندھور نے بھی اپنا ہاتھی دوڑایا جس وقت دونون فیلون
مین ٹکر کی آواز بلند ہوئی سب نے جانا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرائے زمین ہل گئی گرد وغبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے
جب غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھنے والونے دیکھا کہ پانچ قدم ہاتھی زلازل یک چشمی کا پیچھے ہٹ گیا
اور سپر جو اوس کے ہاتھ مین تھی وہ شکستہ ہوکر ریزہ ریزہ ہوگئی چہرہ اوس کا متغیر ہوگیا پیشانی پر کثرت
سے پسینہ آگیا اور فیل لندھور کا اپنی جگہ پر رہا مطلق پس پا نہین ہوا اور سپر بھی لندھور کے ہاتھ کی
سالم رہی زلازل یک چشمی پس پا ہونے کی وجہ سے پہلے تو غرق عرق انفعال ہوا بعد ازان برہم
ہوکر چابک ہاتھی کے سر مین مارکر اوسے آگے بڑہایا اور لندھور سے کہا یہ فیل میرا کم قوت تھا اس وجہ سے
پیچھے ہٹ گیا مین نہین ہٹا قصور اس ہاتھی کا ہے لندھور نے جواب دیا خیر اب تو میدان جنگ سے نہ ہٹنا
اور ثبات قدمی اختیار کرنا اوس نے یہ سخن طعن آمیز سن کے ازحد غضبناک ہوکر تیر و نیزہ و شمشیر سے لڑنا
مناسب نجانکر گرز گرانبار اپنا اپنے ہاتھونسے اٹھاکر اور لندھور سے مخاطب ہوکر کہا او لندھور
یہ وہ گرز ہے کہ ضرب اسکی سر کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہے صدہا پہلوانون اور گردن کشون کے سرہائے
پرغرور کو مین نے اسی گرز گران سے شکستہ کیا ہے اور اونکو پیوند خاک کردیا ہے اگر تو بہادری و دلاوری
کا دعویٰ رکھتا ہے تو ضرب اس گرز کی روک لندھور نے جواب دیا او بیدین تو ضرب گرز لگا بعنایت
و مدد الٰہی مین تیری ضرب گرز کو روکونگا یہ گرز تیرا کیا ہے اور تو کیا ہے اس گرز کو تیرے اگر چاہون تو
مثل ہیزم خشک کے درمیان سے دو ٹکڑے کرکے پھینک دون اور تجھکو اگر چاہون تو مانند گیند کے
سوے فلک اوچھال دون او ملعون اس قدر یاوہ گوئی نکر دروغ گوئی اچھی نہین ہوتی تجھکو لازم ہے
کہ راست گوئی اختیار کر کبر و نخوت سے باز رہ کفر سے اجتناب کر مذہب اسلام کہ دین حق ہے اختیار
کر اوس نے لندھور کی اس تقریر کو سنکر جواب دیا او لندھور یہ جنگاہ ہے نہ مقام وعظ و نصیحت مین
ہرگز مذہب تیرا قبول نہ کرون کا جاگتی جوت کے خداوندون کو چھوڑکر خدائے نادیدہ کی پرستش نکرون
گا یہ کہکر گرز کو گردش دیکر فیل کو آگے بڑہایا اور خبردار خبردار کہکر سر لندھور کو تاک کر مارا اودھر
لندھور نے اپنے گرز کو اوٹھاکر دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑکر بجائے سپر اوسے بلند کیا جب گرز
زلازل کا گرز پر لندھور کے آکے رکا وہ آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ زمین دہل گئی آسمان تھرا گیا
بہت سے گھوڑے دونون لشکرون کے نہایت خائف و ترسان ہوے اور اپنے سوارون کو بالائے
خاک پٹک کر سوے صحرا بھاگے سوارون نے اوٹھکر اونھین روکا اور پھر اون پر سوار ہوے راوی
ناقل ہے کہ جب گرز زلازل یک چشمی نے مارا اور لندھور نے اوس کے گرز کو اپنے
گرز پر روکا اوس وقت ایک تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ دونون بہادر مع اپنے فیلون کے اوس غبار
مین نہان ہوگئے تھے اور زلازل نے ضرب لگاکر خوش ہوکر یہ نعرہ کیا تھا کہ زدم و بست کردم حریف
خود را ریحان شاہ یہ نعرہ زلازل نابکار کا سنکے نہایت متردد ہوا کیونکہ مشقال شاہ کو بھی نابکار
اسی گرز سے ہلاک کرچکا تھا پس ازحد متردد ہوکر عیار لندھور مسمی نعمان ہزارہ سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کیا متحیر کھڑا ہوا ہے جلد جا اپنے آقا و مالک کی خبر لا وہ فوراً اچھال باقی سے بھر کر گیا اور پانی
اوس جگہ چھڑک کر گرد و غبار کو دفع کرکے جو دیکھا تو لندھور صحیح و سالم ہے ہاتھ مین اوسکے گرز نامتد

سیل فولادی کے بلند ہے مطلق ہاتھ کو کجی نہین ہے آنکھین داہین حواس درست ہین لیکن چہرہ ضرب گرز
گرانبار کے روکنے سے متغیر ہے پسینہ مین ہمہ تن غرق ہے آنکھین سرخ ہین پاؤن ہاتھی کے ایک یا دو بالشت
زمین مین در آئے ہین نعمان نے پوچھا مزاج حضور کا کیسا ہے حریف آپ کا ایسے کلمات زبان پر جاری کرتا
ہے کہ جس سے قبل ازین اس خادم کو ملال ہوا تھا اون کلمات کو اب مین اپنی زبان پر جاری نہین کر سکتا
لندھور نے سنکر اکر فرمایا مین عنایت پروردگار سے اچھا ہون حریف میرا بیہودہ گو ہے نعمان یہ سنکر
شادان و فرحان ریحان شاہ کے پاس آیا اور عرض کیا آپ تردد نہ فرمائین خداوند نعمت میری صحیح
و سالم ہین ریحان یہ خبر سنکر خوش ہوا اور لندھور نے زلازل نابکار سے مخاطب ہوکر کہا او بیدین
تو نے ضرب گرز لگا کر کیا بیہودہ کلام زبان پر جاری کئے تھے دیکھ کہ مین اپنی خدا کی اعانت سے ہر
طرح صحیح و سالم ہون تیرے ضرب گرز سے مطلق میری کلائی اور بازو پر صدمہ نہین پہونچا ہے اب اگر
اور حوصلہ ہے تو اور ضرب لگا قسمت اپنی آزما مین اوس وقت تجہپر ضرب گرز لگاؤنگا جب تیرا حوصلہ پورا
ہو جائیگا زلازل نابکار لندھور کو صحیح و سلامت دیکھ کر اور اون کی تقریر سنکر نہایت متعجب
ہوا دل مین کہنے لگا ایکی مرتبہ ایسی ضرب لگانا چاہیئے کہ لندھور برسہ سا ہو جائے یہ خیال کرکے
پہر اوسی طرح بقوت تمام گرز بالائے سر لندھور مارا اوس بہادر نے اوسی طور سے اپنی گرز پر اوس
کے گرز کو روکا اوس نے ضرب مذکور لگا کر پہر اوسی طرح نعرہ کیا نعمان ہزارہ پہر برائی خبر گیا لندھور
کو صحیح و سلامت پایا جب دو مرتبہ زلازل نے گرز مارا اور لندھور نے اوس کے گرز کو روکا مردان
لشکر کفار لندھور کی یہ قوت و شجاعت دیکھ کر اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت
ہی قوی و شجاع ہے دیکھئے آج زلازل یک چشمی اس کے ہاتھ سے جانبر ہوتا ہے یا نہین ساہنا
تو حریف زبردست سے ہے آثار بد نظر آتے ہین مردمان لشکر تو یہ خیالات کر رہے تھے اور زلازل
اپنے دل مین تصور کرتا تھا کہ مین نے دو مرتبہ یہ گرز گرانبار مارا اور لندھور سلامت رہا نہایت
تعجب ہے آج تک کسی پہلوان کے سر پر مین نے ضرب گرز دو مرتبہ نہین لگائی تھی سوائے آج کے
ایک ہی ضرب مین ہمیشہ کام حریف کا تمام ہو جاتا تھا دیکھئے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے ابھی
زلازل یہ تصور کر رہا تھا کہ لندھور نے اس سے کہا او نابکار تو دو وار کر چکا ہے خدا نے تیری
ضرب سے مجھے بچایا ہے اب مین تجہپر ضرب گرز لگاتا ہون خبردار ہو جا زلازل نے جواب دیا اے
لندھور چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ اور مین ضرب گرز لگا کر مقدر آزمائی کر لون اگر تجھکو ہلاک کیا تو
فہو المراد ورنہ تجہپر ضرب گرز لگانا حالانکہ یہ امر خلاف قاعدہ جنگ ہے لیکن مرا دل یہی چاہتا ہے
لندھور نے سنکر اکر جواب دیا او نابکار خیر ایکی مرتبہ بہی قسمت آزمائی کر لے بعد ازان یہ میرا گرز
ہے اور تیرا سر ہے یہ غرور ہے زلازل یک چشمی نے لندھور کی اجازت دینے سے ایکی مرتبہ
بہ تمامی قوت گرز کو گردش دیکے ہاتھی کو اپنے آگے بڑھا کے خبردار خبردار کہکے ضرب گرز
لگائی لندھور نے دلیرانہ اوسی طور سے اپنے گرز گران سر پر گرز کو اوس کے روکا وہ تڑاقا ہوا
کہ اکثر مردم کے پردہ گوش پہٹ گئے گھوڑے بہڑکے زمین ہلی سینون مین پہلوانون کے
دل دہل گئے غبار بلند ہوا زلازل نے ایکی مرتبہ نہایت شادان ہوکر یہ نعرہ کیا کہ ای فرقہ خداپرستان

ابکی مرتبہ یقیناً لندھور ہلاک ہو گیا ہوگا مین نے ایسی قوت سے گرز مارا کہ استخوان بھی اُسکے باقی نہ رہے ہونگے ذرا
اگر اُسکی خبر لو یقین ہی کہ لاشہ اُس کا چور چور ہو گیا ہوگا اُس کو بھی برابر قبر مشقال شاہ کے دفن کر دو اور
جہان تک رویا جائے روؤ کہ تمہارا رونا ہی اچھا ہی خداوند زمرد شاہ ایسی تقدیر کمین ہی کہ تم شادمان ہو
کیونکہ تم ہمارے خداوند کے معتقد نہین ہو اونکو اپنا خدا نہین جانتے ہو بلکہ اونکو برا کہتے ہو اپنے خداوند سے
سرکشی کرتے ہو ریحان شاہ وغیرہ اہل اسلام اُسکی تقریر سنکے از حد متردد ہوے اکثر اُسکے سخن کو
سچا جان کر اشک آنکھون مین بھر لاے اُس وقت پھر نعمان ہزارہ ریحان شاہ اور سرداران لشکر اسلام
کے کہنے سے چھاگل پانی سے مملو کرکے اُس جگہ گیا پانی چھڑک کر گرد و غبار دفع کرکے جو دیکھا تو واقعی لندھور
کا عجیب حال نظر آیا کہ آنکھین اُس کی بند ہین چہرہ بہت متغیر ہی سینہ بکثرت آیا ہی سانس جلد جلد لے رہا ہی
فیل میمونہ ایک ہاتھ بھر زمین مین غرق ہو گیا ہی لیکن دونون ہاتھون مین گرز استوار ہی ہاتھون کو کچھ نہین ہی
تمام اعضا بدستور ہین کوئی عضو مجروح نہین ہی یہ حال دیکھکر تھوڑا پانی چھاگل سے لیکر بالاے فیل میمونہ
جاکر لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا اُس نے آنکھین کھولین عیار مذکور نے پوچھا مزاج کیسا
ہی حریف ضرب گرز لگا کر بہت خوش ہی اور آپ کی نسبت کلمات بد کہتا ہی لندھور نے جواب دیا
الحمد للہ مین اچھا ہون ابکی مرتبہ اِس نابکار نے ضرب گرز کسقدر قوت سے لگائی تھی یہ کہکر فیل کو اپنے
آگے بڑھایا اس نے قدم اپنے زمین سے یون نکالے گویا ایک طبقہ زمین کا اوس کے قدم کے ساتھ
بلند ہوا نعمان ہزارہ فیل سے اوتر کر خوش و خرم لشکر مین آیا سب سے کہا نہ گھبراؤ لندھور
عنایت خدا سے اچھے ہین اُس کی تقریر سُن کر ہر ایک کو خوشی ہوئی کفار لندھور کو زندہ دیکھکر ملول
ہوئے لندھور نے ہوشیار ہو کر زلازل سے کہا او نابکار اب کیا کہتا ہی اس نے نہایت شرمندگی
و حیرت سے جواب دیا مین تو حوصلہ اپنے دل کا نکال چکا اب تو ضرب گرز لگا مین بھی تین مرتبہ تیرے گرز
کو مثل تیرے روکون گا کیونکہ مجھے شجاعت مین کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون لندھور نے اُس کی تقریر
کو سنکے اپنے گرز گرانبار کو بموجب قاعدہ گردش دیکے اور نہایت غضبناک ہو کے فیل کو قریب
تر اس کے ہاتھی کے پہونچا کے گرز مذکور اُس کے سر پر مارا اُدھر زلازل نابکار نے گرز اپنا
اپنے دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے بطور سپر کے بلند کیا اور چاہا کہ ضرب گرز اپنے گرز پر
روکون ابھی اُس نے گرز کو بلند کیا تھا اور ارادہ ضرب گرز کے روکنے کا کیا تھا کہ گرز
لندھور کا اُس کے گرز کے سر پر اس طرح پڑا کہ گوشۂ سر گرز گرز پر پڑا وزدہ پیدا ہوئی
کہ پناہ بخدا ابھی زمین تا دیر تھرائی رنگ چہرۂ فلک متغیر ہو گیا بلکہ آسمان یہ جنگ دیکھکر اپنی
گردش بھول گیا تحیر ہو گیا سیکڑون گھوڑے لشکر کفار کے صداے مذکور سنکے ایسا ڈرے
کہ اپنے سوارونکو خاک پر گرا کے بے اختیار سوئے صحرا دوڑتے ہوے چلے گئے اور سوارون
کے ہاتھ نہ آئے اور ہزارون آدمیون کے پردہ کان کے پھٹ گئے بہت سے آدمیون کو
غش آگیا سیکڑون کفار ڈر کر کانپنے لگے دل اونکے اونکے سینون مین ہلنے لگے دست و
پا مین رعشہ ہوا غبار عظیم زمین سے بلند ہوا زلازل نابکار مع اپنے فیل کے اُس غبار مین بالکل
نہان ہو گیا لندھور نے ضرب لگا کر نعرہ کیا اے کافران نابکار وای بیدینان لائق عذاب نار

ذرا زلازل نابکار کی آگر خبر تو لو دیکھو تو یہ کا ناجلبی زندہ ہی یا مر گیا اور مرگیا تو کس طرح مرگیا کوئی
استخوان اُس کا باقی ہی یا مضغہ ہو گیا تم کو اُس نابکار کی قوت وشجاعت پر بھروسا ہوگا اُس سے تم
بہت محبت رکھتے تھے اس وقت حق محبت ادا کرو اُس کی آگر خبر لو ذرا مزاج پوچھو لندھور نے کھک
خاموش ہوا عیار زلازل یک چشمی کا اور اکثر کفار لندھور کی تقریر سنکے قریب زلازل
کے آئے اور پانی چھڑک کر بدشواری وہ غبار دفع کیا دیکھا تو فیل اُس کا گئی گز زمین مین غرق ہی اور بیحس و
حرکت ہی غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرگیا ہی اور بوجہ اس قدر زمین مین دھس جانے کے
کھڑا ہوا ہی اور زلازل کا یہ حال ہی کہ سر اور گردن اور سینہ اور کمر اور دست وپا کا کچھ بھی نشان
ونام نہین ہی صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک لوتھڑا گوشت کا خون مین ڈوبا ہوا ہی بہت سا لہو بہ گیا
ہی روح کا تن مین نام بھی نہین ہی یہ حال اس کا دیکھکر وہ سب کے سب بے اختیار بآواز بلند رونے
اُٹھے رونے سے تمام کفار کو معلوم ہو گیا کہ زلازل یک چشمی ہلاک ہو گیا وہ سب لوگ رونے
لگے نالہ وفریاد بلند کرنے لگے اہل اسلام خوش ہونے لگے اور لندھور کے ضرب گرز کی تعریف
کرنے لگے خصوصاً ریحان شاہ بہت خوش ہوا کچھ غم پسر کم ہوا کیونکہ قاتل اُس کا مارا گیا بعد خوش
ہونے کے ریحان شاہ نے مرکب سے اُتر کر زمین پر سجدہ شکر کا ادا کیا اور کہا خداوندا یہ وہ
شخص ہلاک ہوا ہی جس نے میرے فرزند جوان کو ہلاک کیا تھا کیا جلد تو نے میرے نخل صبر کا پھل
مجھکو دیا ہی یہ کہکر پھر مرکب پر سوار ہوا اور لندھور بن سعدان کی پھر بہت تعریف کی ابھی
ریحان شاہ لندھور بن سعدان کی تعریف وتوصیف کر ہی رہا تھا اور کفار غم زلازل یک
چشمی مین ملول وگریان اور خشمگین تھے یکایک سپاہ کفار کے گزکیتون نے اُن سے مخاطب ہو کر
باواز بلند کہا اے دلاورو مقام حیرت ہی کہ زلازل یک چشمی کو لندھور اس طرح ہلاک کرے
اور تم کھڑے ہوئے رویا کرو اور اُس کے دشمن جان کو تہ تیغ نکرو ہم تمسے یہ سوال کرتے ہین ذرا
سمجھکر جواب دو وہ سوال یہ ہی کہ اب اگر لاشہ اپنے سردار کا لیکر یہان سے خدمت کنجاب مین
جاؤگے اور تمام حال جنگ اُن سے بیان کر دوگے تو خالیاً وہ ضرور تم سے کہیگا اے نامردو تم کیسے
سپاہی تھے کہ میرا فرزند ہلاک ہوا تم کھڑے دیکھا کئے اور میرے پسر کے قاتل کو تہ تیغ نہ کیا ہمراہ
لاشِ پسر کے سر لندھور بن سعدان کا تیغ آبدار سے کاٹ کر نہ لائے عورتون کی طرح سے
روتے پیٹتے اُٹھوئے جاتے ہوئے چلے آئے کیا تمہارے پاس تلوار وسپر اور دیگر آلات
حرب وضرب نہ تھے کہ تم لندھور بن سعدان سے لڑتے اور اُسکو گھیر کر قتل کرتے تبا فرزو سی
تم اُس وقت اُس کو کیا جواب دوگے علاوہ اُس کے جب کنجاب اپنے فرزند کی لاش دیکھیگا
اور خدمت خداوند مین تمہارے ہمراہ روانہ کریگا فقط اس خیال سے کہ خداوند اپنی قدرت
کاملہ سے پھر اُس کو زندہ کر دین اور خداوند زمرد شاہ باختری لاشہ فرزند کو دیکھکر تم سے
ضرور پوچھینگے کہ اے بندگان من تم کیسے میرے بندے نامعقول اور نالائق ہو کہ میرے
پیغمبر زادے کی لاش سے گریان آئے اور لندھور کا سر نہ لائے ہمارے قہر وغضب سے
نہ ڈرے اور ہماری خوشنودی کا کچھ خیال نہ کیا ایسا تم اس لائق ہو کہ ہم تمکو اپنی دوزخ مین ڈالین

اپنا قہر تمپر نازل کرین اُسدم بتاؤ کیا جواب دوگے یقیناً نادم وشرمندہ ہوگے سر جھکا لوگے کچھ جواب
معقول تم سے نہ دیا جائیگا خداوندزمردشاہ باختری کو غصہ آئیگا وہ تمکو غارت وبرباد کردیگا لہذا ہماری
رائے یہ ہی کہ وہ کام کیون کرو کہ جس سے شرمندہ اور خجل ہوا ور قہر خداوندی مین مبتلا ہو لندھور قاتل
تمہارے سردار کا سامنے موجود ہی اُس پر ایک بارگی شیرانہ حملہ کرکے تیغ وتبر ونیزۂ وگرز تبر وخنجر سے ٹکرے ٹکرے
کرو اور ریحان شاہ کو بھی تہ تیغ کرو اور مردمان لشکر اسلام کو بھی زندہ نہ چھوڑو بعد فتح جنگ بدر
خداوندی لندھور بن سعدان اور ریحان شاہ کے سر شمشیر آبدار سے کاٹ کر مع لاشہ زلازل
یک چشمی کے سرہانے مذکور لئے ہوئے خدمت گنجاب مین چلو اور وہان سے روبرو سپے
خداوند زمردشاہ باختری جاکر کیفیت جنگ بیان کرکے ساتھ لاشہ زلازل یک چشمی
کے سرہائے مذکور بھی پیش کرو ہم کو امید ہی کہ گنجاب اور زمردشاہ باختری ضرور ضرور تم سے
خوش وخرم ہون گے عجب نہین کہ شاد ہو کر تم کو انعام بھی دین یا تمہاری عمرین بڑھا دین جب سرداران
لشکر کفار نے کرگیتون کے منہ سے یہ تقریر مندرجہ بالا بخوبی سنی بجائے خود خیال کیا کہ یہ سچ کہتے
ہین انکی رائے پر ضرور عمل کرنا چاہیئے یہ دل مین خیال کرکے تمامی سپاہ کو ہمراہ لیکر تیغ وخنجر وشمشیر
کھینچ کر ایکبارگی لندھور بن سعدان پر حملہ آور ہوئے اور گھیر کر اُس پر تیر ونیزہ وخدنگ لگانے
کا ارادہ کیا اُس وقت سرداران لشکر لندھور بن سعدان اور ریحان شاہ فوج ولشکر کو ساتھ لیکر
برائے دفع کفار آگے بڑھے کفار یہ حال دیکھ کر لڑنے لگے تینون لشکر باہم مل گئے لڑائی ہونے
لگی تلوار زور وشور سے چلنے لگی تیرانداز تیر اپنے حریفون پر لگانے لگے پہلوانان قوی ہیکل گرزگرانبار
سرہائے اعدا پر مارنے لگے دلاور نعرہ کرنے لگے مردمان سپاہ جانبین زخمی اور قتل ہونے لگے
لاشے اُن کے مرکبون سے بالائے خاک گر کے تڑپنے لگے نالہ وفریاد کی صدا بلند کرنے لگے کوتل
گھوڑے مقتولون کے عرصہ جنگ مین مانند شتر بے مہار دوڑنے لگے میدان جنگ سے گرد وغبار
بلند ہونے لگا چہرۂ مہر درخشان کثرت غبار سے نہان ہونے لگا دریائے خون کشتگان سے
عرصہ جنگ مین جاری ہونے لگا زمین کثرت کشتگان سے نہان ہو کر سرخ رنگ خون جوانان سے
ہونے لگی گاوزمین کثرت بار کشتگان ومردمان ہر سہ لشکر سے دبنے لگی اور تھرانے لگی پیر فلک
نظر غور سے خونریزی کفار واہل اسلام دیکھنے لگا کیونکہ یہ جنگ مغلوبہ جنگ عظیم تھی خوب لڑائی ہو رہی تھی
باہم حق وباطل مین فساد برپا تھا تیر چل رہے تھے کمانین کڑک رہین تھین چقاچاق خنجر وشمشیر ہو رہا تھی
تیر وخدنگ کا منہ برس رہا تھا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ یہ لڑائی پہر بھر کامل رہی لندھور اور
سرداران لشکر لندھور وغیرہ نے ہزارون کافرون کو قتل کیا جب تھوڑے کفار قریب ہزار
ڈیڑھ ہزار کے باقی رہ گئے اُس وقت بمشکل تمام لاشہ زلازل یک چشمی کا اُٹھا کر جنگاہ سے
بے اختیار بھاگے اُدھر اہل اسلام نے اُن کا تعاقب کیا لیکن وہ ایسے بھاگے کہ پھر اُنھون نے پیچھے
پھر کر نہ دیکھا اور مسلمانون کے ہاتھ نہ آئے جب وہ دور تک بھاگ گئے لندھور نے سب
کو تعاقب کفار سے منع کیا پھر سب نے کفار کا تمام مال واسباب خوب لوٹا بعد ازان مظفر ومنصور
ہو کر جنگاہ سے قیام گاہ لشکر پر آئے لندھور بن سعدان فیل سے اتر کر ریحان شاہ سے

اجازت لے کر اپنی بارگاہ مین آئے فوج ظفر موج بھی اُن کی اپنے قیام گاہ مین فروکش ہوئی
ریحان شاہ بھی مع اپنی سپاہ انجم اشتباہ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے یہان تو لندھور
اپنی بارگاہ مین تھے اور اُن کے حکم سے ملازم اُن کے لاشے اہل اسلام کے جو قتل ہوئے تھے دفن
کر رہے تھے لیکن اب کچھ احوال اُن نابکار کافران قلعہ کا لکھا جاتا ہے جو لاشہ زلازل یک
چشمی اُٹھا کر میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ بیدین بعد چند کوچ و مقام کے گریان و نالان
خدمت مین کنجاب بن کنجور بن حرمان دیوکش کے پہونچے اور سلام کیا اُس نے گھبرا
کر پوچھا خیر تو ہے کیون اس قدر روتے ہو اُنھون نے گھبرا کر عرض کیا خداوند نعمت غضب ہو گیا حضور
کے فرزند ارجمند نے پہلے تو یہان سے جا کر قلعہ ریحان شاہ کا محاصرہ کیا پھر قلعہ پر دھاوا کیا قریب
تھا کہ قلعہ کو ریحان شاہ کے فتح کرے ناگاہ مشقال شاہ پسر ریحان شاہ بہ جمعیت فوج کثیر آیا
اُس سے خوب لڑائی ہوئی ہزارون اہل اسلام کو قتل کیا جب دن تمام ہوا طبل بازگشت بجوا یا فرودگاہ
لشکر پر آیا دوسرے روز پھر مقابلہ کیا ہنگام جنگ مانند رستم و اسفندیار کے شجاعت و مردانگی کی
مشقال شاہ کو گرز گران بار مار کر پیوند خاک کیا ہنوز مشقال شاہ کے تن مین کچھ روح باقی تھی اور لاشہ
اُس کا بالائے خاک مثل ماہی بے آب تڑپ رہا تھا اور جملہ مردمان اسلام نالہ و فغان کر رہے تھے
ریحان شاہ غم فرزند مین غیر حال تھا کہ لندھور بن سعدان حاکم ہندوستان جانشین پایہ تخت
حمزہ صاحبقران نو دس لاکھ فوج کی جمعیت سے آیا وہ بھی لاشہ مشقال شاہ کا دیکھ کر گریان ہوا
اس وقت حضور کے فرزند نے نہایت رحم کھا کر طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے قیام گاہ لشکر پر آیا
ادھر اہل اسلام نے لاشہ مشقال شاہ اُٹھا کر دفن کیا دوسرے روز پھر فرزند جگر پیوند حضور پر نور
نے اہل اسلام سے مقابلہ کیا لندھور بن سعدان حاکم ہندوستان سے سامنا ہوا پہر دو پہر تک باہم ایسی
لڑائی ہوئی کہ ہمارے نزدیک شاید دنیا مین کبھی ایسی لڑائی نہ ہوئی ہے نہ ہو گی اور کوئی بہادر مثل آپ
کے نور نظر لخت جگر کے شیرانہ و دلیرانہ کسی حریف زبردست سے نہ لڑا ہوگا لندھور پر اس قوت و
دلاوری سے تین مرتبہ ضرب گرز لگائی کہ لندھور مرتے مرتے بچا آخر کار لندھور نے جو گرز مارا نہین
معلوم وہ گرز کس وجہ سے نہین رکا اور آپ کے فرزند دلبند کے سر پر جو پڑا نقشہ زندگی کا بگاڑ دیا بلکہ
اعضا کی صورت تک تبدیل کر دی ملاحظہ فرمائیے یہ لاشہ اُسی بہادر کی ہے یا ایک لوتھڑا گوشت کا ہے
اعضا کا کچھ نشان پایا نہین جاتا ہم سب جان نثار فرمانبردار یہ حال اپنے پیغمبر زادے کا دیکھ کر پہلے تو بہت
روئے بعد ازان ہم نے لندھور پر شیرانہ حملہ کیا اور چاہا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لین اہل
اسلام ہمارے ارادہ سے باخبر ہو کر نو دس لاکھ ایکبارگی بڑھے ہم نے اُن کو قتل کرنا شروع کیا اسقدر
ہم نے اہل اسلام قتل کئے کہ سلف سے آج تک کسی لڑائی مین اس قدر مسلمان قتل نہ ہوئے
ہون گے میدان جنگ مین صدہا جگہ کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار لگا دئے دریائے خون
مسلمانان عرصہ نبرد مین بہنے لگا لندھور بن سعدان کو بھی چاہا تھا کہ قتل کرین کہ ریحان شاہ سپاہ
اپنی لیکر حملہ آور ہوا اُس وقت بھی خوب لڑائی ہوئی ہم آپ سے کیا کہین آپ تو پیغمبر ہین اسی جگہ سے
بیٹھے ہوئے بوجہ رتبہ پیغمبری کے سیر ہماری لڑائی اور جانفشانی کی دیکھ رہے ہونگے کہ ہم کس طرح

لڑ رہے تھے چون کہ فوج حضور کی کئی مقامون مین بہت کام آئی تھی اُس روز قریب ایک لاکھ آدمیون کے
جمیعت تھی اور اہل اسلام نو دس لاکھ کے قریب تھے اسی وجہ سے آخر کار سب فوج حضور کی
میدان مین کام آئے صرف ہم اس لاشہ کے خیال سے میدان رزم سے روانہ ہو کر خدمت حضور مین
آئے ورنہ ہرگز نہ آتی لڑ بھڑ کر مرجاتے بس بوجہ ہلاک ہونے اس بہادر بے مثال کے ہم روتے
ہین گنجاب خانہ خراب اُن کی تقریر سن کر اور لوتھڑا اپنے فرزند کا خون مین ڈوبا ہوا دیکھکر نہایت رویا
اوس کے رونے سے تمام اہل دربار بھی آبدیدہ ہوئے دوپہر تک شور نالہ و فریاد بلند رہا آخر کار
گنجاب نے ضبط گریہ کر کے اُنہین کافرون سے جو لاشہ لے کے آئے تھے کہا تم بلا تامل میرے فرزند کے
لاشے کو خدمت خداوند زمرد شاہ باختری مین لے جاؤ جب خداوند کے روبرو جانا ہماری جانب
سے خداوند سے عرض کرنا کہ حسب الحکم آپ کے مین نے اپنے فرزند کو ریحان شاہ پنج مغزی
کی بربادی و تباہی کے واسطے روانہ کیا تھا جب یہ وہان پہونچا مسلمانون کے ہاتھ سے اسکا یہ حال
ہوا آپ خداوند ہین زندہ کو مردہ کرتے ہین اور مردہ کو زندہ کرتے ہین اس فرزند کو میرے زندہ
کر دیجئے کیونکہ مین آپ سے نہایت الفت رکھتا ہون اُس کے ہلاک ہونیکا مجھکو از حد صدمہ ہے بعد اس
تقریر کے تم تمام حال جنگ کا بیان کرنا اور لاشہ میرے فرزند کا خداوند کو دکھا دینا اور جو کچھ وہ
فرمائین جلد آکر مجھسے کہنا خبردار خلاف اسکے نہ کرنا اُنھون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری
کہ ہم خلاف ارشاد حضور کوئی بات عمل مین لائین یہ کہکر اوسی وقت لاشہ اٹھا کر جانب زمرد شاہ
باختری کہ یہ ملعون و نابکار دعوی خدائی کا رکھتا ہے روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب
احوال مثقال شاہ کا لکھا جاتا ہے بعضے داستان گویان خوش بیان احوال مثقال شاہ اس طرح
بیان کرتے ہین کہ جب زلازل یک چشمی نابکار کے گرز گرانبار سے مثقال شاہ مجروح ہو کر گھوڑے
سے بالائے خاک گرا ریحان شاہ نالان و گریان قریب اُس کے جا کر فرش خاک سے اُسے اٹھوا
کر تخت پر ڈال کر لشکر مین لایا اور سر اُس کا اپنے زانو پر رکھکر بے اختیار رونے لگا مثقال شاہ
نے بآواز نحیف اپنے پدر کو نالہ کنان دیکھکر کہا آپ میرے غم مین بیتاب و بیقرار نہوجئے راضی
برضائے الٰہی رہیے اب مین بوجہ زخم کاری کے دنیا سے سوئے عدم جاتا ہون جو کچھ عرض کرتا ہون
سن لیجیے یہ کہکر چند وصیتین کین ریحان شاہ تقریر مثقال شاہ کی سن رہا تھا کہ لندھور بن
سعدان مع اپنی سپاہ کے آیا ریحان شاہ سے ملا اور مثقال شاہ کا عجب حال دیکھکر اشک
آنکھون مین بھر لایا اور کہنے لگا اے جانشین حمزہ صاحبقران الحمد للہ کہ وقت آخر آپ کو تو دیکھ لیا
مگر جناب حمزہ صاحبقران کی قدمبوسی کا اشتیاق ہے بظاہر امید نہین ہے کہ اُن کی قدمبوسی
سے مشرف ہو کر دنیا سے سوے عدم جاؤن آپ سے یہ وصیت کرتا ہون کہ جب مر جاؤن لاشہ
میرا خدمت امیر مین روانہ کر دیجئیگا اور ایک عریضہ مین اُن کو لکھیے گا کہ مثقال شاہ نے
ہنگام رحلت یہ وصیت کی ہے کہ میرے جنازہ کی نماز جناب حمزہ صاحبقران مع تمامی سرداران
لشکر موجودہ پڑہین بعد ازان میت کو میری خانہ کعبہ اپنے ملازمون کے ہمراہی مین روانہ کرین اور
سرزمین بیت اللہ مین وہ ملازم مجکو دفن کرین اور یہ خواہش سرزمین بیت اللہ کی محض اس خیال

سے کی ہی کہ عاصی ہون شاید کہ زمین خانہ کعبہ کے برکت سے قبر مین مجھکو راحت ملے لندھور بن سعدان
نے جواب دیا ای برادر یہ کیا کہتے ہو اول تو فضل خدا سے تم صحیح و سالم ہو جاؤگے اور مع لشکر خدمت
مین جناب حمزۂ صاحبقران کے جاؤگے بالفرض خدانخواستہ اگر اس زخم کاری سے صحت
نہوئی تو اُس وقت تمھاری وصیت پر عمل کیا جائیگا یہ کہکر لندھور بن سعدان بے اختیار زار زار
قطار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور کہا اب مین زلازل یک چشمی سے ضرور مقابلہ کرونگا یہ کہکر
وہان سے اُٹھا اور اپنی سپاہ انجم اشتباہ کو لیکر روبرو زلازل یک چشمی کے صف آرا ہوا
زلازل یک چشمی نے بعد مجروح کرنے متقال شاہ کے مبارز طلب کیا لندھور بن سعدان
نے بطریق مذکور اُسے ہلاک کیا پھر سرداران لشکر زلازل یک چشمی نے غضبناک ہوکر لندھور
بن سعدان پر سخت حملہ کیا ادھر سے جملہ اہل اسلام بھی آمادۂ حرب و پیکار ہوئے خوب جنگ
مغلوبہ ہوئی آخرکار کفار بدشعار پس پا ہوے اور لاشہ زلازل یک چشمی کا لیکر سر پیٹتے خاک
اوڑاتے جانب گنجاب بن گنجور گریزان ہوئے لندھور بن سعدان بعد فتح جنگ جب
متقال شاہ کے پاس آیا دیکھا کہ بالکل جان بلب ہے لندھور نے کہا ای برادر مین نے تمہارے
دشمن کو جس نے تمھین مجروح کیا تھا ہلاک کیا متقال شاہ نے حالت احتضار مین کچھ جواب نہ دیا
اور کلمۂ شہادت آہستہ سے زبان پر جاری کرکے دار دنیا سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی
ریحان شاہ اور لندھور بن سعدان اور تمامی اہل اسلام بہت روئے بعد ازان بسبب وصیت
لندھور بن سعدان نے ایک عرضی حمزۂ صاحبقران کو اس مضمون کی لکھی کہ ای مہر سپہر
جہانداری یہ حقیر بموجب حکم محکم حضور اس مقام پر آیا اور ایسے وقت مین بمصلحت خداوند جل شانہ
پہونچا کہ متقال شاہ ضرب گرز زلازل یک چشمی سے ازحد مجروح ہو گیا تھا اور جان
بلب تھے ہنگام نزع مجھ سے یہ وصیت کی تھی کہ بعد انتقال میرا لاشہ خدمت امیر باتوقیر مین ضرور
روانہ کرنا اور یہ لکھ دینا کہ وہ جناب خود بنفس نفیس مع تمامی لشکر ظفر پیکر اور سرداران اقبال
نشان میرے جنازہ پر نماز پڑھین اور بعد ازان میت کو ہمراہ ملازمان جانباز کے بیت اللہ کیطرف
روانہ کردین تاکہ یہ عاصی سرزمین کعبہ مین بہ تصدق حضور لامع النور دفن ہو جائے اور بارگاہ سے
بخشش پائے چونکہ بجبر وصیت کے عمل کرنیکا ارشاد فیض بنیاد ہو لہذا لاشہ متقال شاہ کا
ہمراہ چند سواران تہور نشان خدمت باسعادت مین روانہ کرتا ہون حضور مرحوم کی وصیت
مندرجۂ بالا پر عمل کرین بعد اوسکے کچھ اپنی کیفیت تحریر کی کہ باقبال صاحبقرانی و بمدد یزدانی
حقیر نے زلازل یک چشمی کو بضرب گرز گرانبار سمت دار البوار پہونچا دیا اور تمامی فوج و
سپاہ ضلالت آئین کو تیغ بیدریغ کیا فقط معدودے چند لاشہ زلازل یک چشمی کا لیکر
جنگاہ سے بھاگ گئے میدان دشمنان دین مبین سے بالکل خالی ہو ایسی حالت مین میرے بارہ مین
کیا ارشاد عالی بنیاد ہوتا ہو اگر حکم ہو تو حاضر خدمت کیمیا سعادت ہون ورنہ اسی جا قیام پذیر
رہون زیادہ بجز آرزوے آستان بوسی کیا عرض کیا جائے جب یہ عبارت بعد القاب و آداب
کے تحریر کر چکے عرضی کو پیچیدہ کرکے لفافہ مین رکھا اور سرنامہ لکھکر اوس پر اپنی مہر کرکے ایک

سوار دیانت دار کے حوالے کی اور چند مردمان جرار دیگر منتخب کر کے اُس سوار کے ہمراہ کیے پھر
بیت مشقال شاہ کی ایک صندوق چوب صندلین مین رکھکر اور یہ جاذبہ رطوبت سے آلودہ
کر کے اونھین سوارون کے ہمراہ روانہ کیا اور تاکید کی کہ جلد تر مثل باد صرصر صندوق کو خدمت
حق طویت امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچانا اور عریضہ جو دیدیا ہی وہ اُن کو دیدینا اور جلد جواب
لیکر واپس آنا سواران مذکور صندوق کو بالائے فیل یا پشت اشتر پر رکھکر مرکبون پر
سوار ہوکر اسی وقت روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طی مراحل کے ایکروز وقت سحر اس وقت لشکر
امیر کشورگیر مین پہونچے کہ سعد بن قباد بادشاہ سپاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تخت فلک
رفعت پر مثل خورشید منور جلوہ افروز تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کرسی جواہر نگار پر باشان و
شوکت متمکن تھے تمامی سرداران مثل انجم ہای درخشان اپنے اپنے محل پر ضیابخش بارگاہ فلک اشتباہ
تھے امیر باتوقیر بادشاہ اسلام سے عرض کر رہے تھے کہ آج خود بخود دل ناصبور پر ہجوم غم و
ملال ہی عجب حال ہی باعث صدمہ و اندوہ کا نہین معلوم کیا ہی ہرچند کہ قبل اسکے اک دن اور بھی
اسی طرح آپسے آپ محزون و مغموم ہوا تھا مگر آج کچھ اُس زیادہ بُری حالت ہی خداوند عالم و عالمیان
خیر کرے کوئی خبر بد نہ سنائے جس روز سے مشقال شاہ لشکر ظفر اثر سے روانہ ہوا ہی اور برای
مقابلہ زلازل یک چشمی گیا ہی ہر وقت مجھکو اُسیکا خیال رہتا ہی معلوم نہین کیا حال ہی پروردگار انس و
جان اُس کو زلازل نابکار پر مظفر و منصور کرے یا حق تعالے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایسا
کرے کہ زلازل مکار اور مشقال شاہ نامدار سے مقابلہ نہو اور لندھور بن سعدان مالک
ہندوستان وہان پہونچ جائے اور وہ زلازل یک چشمی کو مسلمان کرے یا قتل کرے ابھی
امیر باتوقیر بادشاہ موصوف سے یہ تقریر درد آمیز کرہی رہے تھے کہ ناگاہ عرض بیگی نے
بارگاہ گردون اشتباہ مین آکر مجراگاہ سے بصد ادب بادشاہ جم جاہ کو مجرا کیا اور دست بستہ
آبدیدہ ہوکر اس طرح عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اس وقت چند سوار با حال تباہ
لشکر لندھور بن سعدان عالیوقار کے ایک صندق کہ جس مین اک میت ہی لائے ہین وہ سوار
دربارگاہ پر حاضر ہین اُنہین سے ایک کے پاس عریضہ ہی اور وہ سب امیدوار باریابی کے ہین اُن کے
بارے مین کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ سلیمان جاہ نے یہ تقریر عرض بیگی کی سُن کے پریشان خاطر ہو کر جانب امیر با
توقیر بحسرت و یاس دیکھا حمزہ صاحبقران نے بایمای بادشاہ جم جاہ حکم دیا کہ اُس سوار کو جس کے پاس
عریضہ ہی جلد ہمارے روبرو حاضر کرو عرض بیگی فوراً بیرون بارگاہ گیا اور سوار مذکور سے کہا جلد چلو تم کو
امیر کشورگیر طلب کرتے ہین سوار مذکور بموجب قاعدہ اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا اور مجراگاہ سے
بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو آداب و تسلیم کر کے دست بستہ کھڑا رہا حمزہ صاحبقران نے
مخاطب ہوکر فرمایا جو تو عریضہ لایا ہی وہ پیش کر اُس نے اپنے خود کو سر سے اوتار کر عریضہ لندھور کا
اوسمین سے نکالا اور بموجب قاعدہ و دستور پیش کیا امیر خورشید نظیر نے میر منشی کو دیا اور سوار سے اشارہ
کیا کہ بیٹھ جا وہ حسب الحکم جس جگہ بیٹھنے کا حکم ہوا تھا موافق مرتبے اور رتبے کے وہان بیٹھ گیا ادھر میر
منشی نے لفافہ چاک کر کے عریضہ نکالکر حسب قاعدہ پڑھنا شروع کیا بادشاہ و امیر وغیرہ سب سننے لگے جب تمام

وکمال وہ خط پڑھا گیا معلوم ہوا کہ مشقال شاہ ہاتھ سے زلازل یک چشمی کے ہلاک ہوا وہ جانشین
حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان کے دست زبردست سے وہ ملعون فی النار والسقر ہوا بادشاہ
گردون مقام کے اور امیر کشورگیر نے مشقال شاہ کی خبر قتل سنکر از حد صدمہ کیا بعد ازان بموجب وصیت
مندرجہ بالا نماز جنازہ مشقال شاہ کی مع تمامی لشکر ظفر پیکر پڑھی بعد اُس کے بہمراہی ملازمان خاص میت
کو جانب بیت المقدس روانہ کیا پھر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لاکر نہایت غمگین ہوکر اُس سوار سے پوچھا
کیونکر لڑائی ہوئی اُس نے عرض کیا مین اُسوقت وہان موجود نہ تھا بعد مجروح ہونے مشقال شاہ
کے مین ہمراہ رکاب ظفر انتساب لندھور بن سعدان کے رزمگاہ مین پہونچا تھا وہان جو کچھ دیکھا ہے اور
سنا ہے عرض کرتا ہون یہ کہکر تمام حال لڑائی کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا امیر باتوقیر نے انکی تمام تقریر مطابق
تحریر نامۂ لندھور بن سعدان کے پاکر فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ ارشاد کرکے جواب عریضہ لندھور بن سعدان
میر منشی سے تحریر کروایا وہ عبارت یہ ہے کہ اے جانشین من خط تمہارا آیا حالات مندرجہ سے کماحقہ
اگاہی ہوئی مشقال شاہ کے قتل ہونے کی کیفیت سن کر ہم سب کو کمال صدمہ ہوا اب جو منظور خدا
کو ہوگا وہ ہوگا اور جو اُس کی مصلحت مین گذرا تھا اس کا ظہور ہوا ہم نے بموجب وصیت مشقال شاہ
کے عمل کیا ریحان شاہ کو ہماری طرف سے امر بصبر کرنا اور تم جلد تر اُس طرف وہان سے روانہ ہونا
زیادہ کیا لکھا جائے جب یہ جواب عریضہ مذکور لکھا گیا میر منشی نے حسب الحکم ملفوف کیا اور سرنامہ تحریر کرکے
اور اُس پر امیر حمزۂ صاحبقران کی مہر کرکے اُسی سوار کو حوالہ کیا وہ جواب عریضہ مذکور لے کر بادشاہ
جم جاہ اور امیر باتوقیر کو مجرا کرکے بارگاہ فلک اشتباہ سے نکلکر جانب لشکر لندھور بن سعدان روانہ
ہوا اُس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے احوال اسکا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب کچھ حال
ملازمان امیر کشورگیر کا لکھا جاتا ہے کہ بعد قطع منازل وطی مراحل جب وہ سرزمین خانہ کعبہ مین پہونچے بمقام
مناسب مشقال شاہ کو بموجب شریعت ابراہیمی دفن کیا اور بمطابق ارشاد امیر کے چند صحیفہ خوان قبر مشقال
مشقال شاہ پر معین ومقرر کیے بعد ازان وہان سے بعد قطع منازل وطی مراحل خدمت امیر مین حاضر ہوے اور عرض
کیا کہ ہم حضور پرنور کا حکم بجالاے مشقال شاہ کو سرزمین خانہ کعبہ مین دفن کر آئے امیر یہ سنکر آبدیدہ ہوے
اور تصویر مشقال شاہ کی تصور سے پیش نظر پھر گئی چونکہ امیر کشورگیر اُس جگہ ایک ہفتہ عشرہ سے فروکش
تھے اور ازبسکہ اس مقام پر خبر بد مشقال شاہ کے ہلاک ہوجانیکی ملی تھی اور صدمہ ہوا تھا اس وجہ سے اُس
مقام کو نامبارک تصور کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آگے روانہ ہو چنانچہ بمجرد حکم اُسیوقت کل لشکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب
بادشاہ عالیجاہ اور امیر ذیقدر کے بشان وشوکت تمام جانب ملک بربر روانہ ہوا اب ان سب کو تو راہ
مین چھوڑیے کچھ احوال اون کافران پر دغا کا سماعت کیجیے جو کہ بموجب حکم گنجاب بن گنجور خانہ خراب
لاشہ زلازل یک چشمی کا لے کر سمت زمرد شاہ باختری روانہ ہوئے تھے وہ بیدین بعد قطع راہ
راہ دور ودراز جب زیر قصر زمرد شاہ باختری پہونچے ٹھہر کر دربانون سے جاکر کہا کہ ہم فرستادہ
گنجاب بن گنجور بن حرمان دیوکش پیغمبر مرسل زمرد شاہ باختری کے ہین ہماری خبر خداوند
سے کردو انھون نے جواب دیا ذرا توقف کرو گھبراؤ نہین خداوند سے تمہارے یا اور کسی کے حاضر ہونیکی
خبر کرنا کچھ آسان نہین ہے ہان بمشکل تمام اطلاع ہوجائیگی جبرئیل قدرت کے ذریعہ سے تمہارے

حاضر ہونے کا حال خداوند تک ضرور پہونچ جائیگا لیکن فی الفور نہین کیونکہ یہ دربار خداوندی ہی یہان جلدی
جاکر عرض کرنا ممکن ہی نہین ہی کچھ دنون یہان ٹھہرو جب مقدر تمہارا یاوری کریگا کوئی صورت تمہاری امید برآری
کی نکلے گی اُن کافرون نے اُنکو جواب دیا ہم زیادہ یہان توقف کر نہین سکتے ہین کیونکہ ہمکو حکم ہمارے پیغمبر مرسل گنجاب
بن گنجور کا نہین ہی اگر تم ہمارے آنے کی اطلاع نکروگے تو ہم خود روبروے خداوند چلے جائینگے چہرۂ خداوند
کی زیارت بھی کرینگے اور جو کچھ کہنا ہی وہ بھی کہین گے بعد ازان یہانسے خدمت گنجاب بن گنجور مین واپس
جائینگے ہم لوگ کوئی ایسے ویسے نہین ہین جو ایک مدت تک پڑے رہین کہ جب جبرئیل قدرت ازراہ
عنایت خداوند سے ہمارے حاضر ہونیکی خبر کرین اُس وقت ہم روبروے خداوند جائین دربانون نے برہم
ہوکر جواب دیا جاؤ دور ہو کیسی بیہودہ تقریر کرتے ہو میان تم کیا ہو اور تمہاری لیاقت کیا ہی یہ دربار قدرت
خداوندی ہی بڑے بڑون کی رسائی بہت مشکل سے ہوتی ہی خداوند تک پہونچنا نہایت دشوار ہی کبھی ایسے ہی
کسی ذی عزت وجلیل القدر صاحب آبرو پر اتفاقا خداوند مہربان ہوجاتے ہین تو اوس کے بارہ مین حکم
دیتے ہین کہ اُس ہمارے بندہ خاص الخاص کو جو ہماری زیارت رخ پرنور کے واسطے اک زمانہ بعید و مدت
مدید سے پڑا ہوا ہی اس کو قدرت کے سامنے لے آؤ جبرئیل قدرت جانتے ہین اور اور اُن اپنے ماتحت
سے کہتے ہین اُسی طرح وہ لوگ اپنے زیردست سے حکم کرتے ہین خلاصہ یہ کہ درجہ بدرجہ ہم
تک خبر پہونچتی ہی تب ہم اُسوقت اُن صاحب لیاقت کو باریابی کی اطلاع دیتے ہین کہ جاؤ تمکو خداوند
طلب کرتے ہین وہ شخص نہایت شادمان ہوکر اور ہم دربانون کو حسب لیاقت و مرتبہ زر و جواہر دیتا
ہی اور آستان خداوندی کو باادب چومتا ہی بعد ازان دروازہ مین داخل ہوتا ہی راہ مین بہت سی
دیوڑھیان اور اکثر منازل ملتے ہین ہر جگہ اک جدا جدا ساز و سامان ہی کہ جنکا ہزارہا فرشتہ نگہبان ہی جب
وہ منازل طی کرچکا آگے بڑھا اُس وقت انتہائی بلندی پر خداوند کے روبرو جاتا ہی پہلے بادب سجدہ مین
جھکتا ہی جب یہ حکم ہوتا ہی کہ اے بندہ خاص من سر خود را از سجدہ بردار و نظر بر روئے منور وضیابار ما بکن
وانچہ حاجت داری زود بطلب کہ از قدرت خود روا بکنیم اُس وقت وہ شخص سر سجدہ سے اٹھاتا ہی اور جمال
خداوندی پر نظر کرکے جو کچھ عرض کرنا منظور ہوتا ہی رعب و داب خداوندی سے ڈرتے ڈرتے گذارش
کرتا ہی تم بدلیاقتون کی بھلا یہ مجال ہی کہ بغیر حکم محکم خداوندی درگاہ ملائک آستانہ پر قدم بھی رکھ سکو اور
قدرت تک جانا تو از حد دشوار ہی بلکہ میرے خیال ناقص مین محال ہی تم ایسے بلکہ تم سے بہتر و برتر جو
جو لوگ ہین وہ اسی حسرت و آرزو مین اک زمانہ تک آستانہ بوسی کرتے کرتے مر گئے اور دیدار خداوندی
نہ میسر ہونا تھا نہوا اُنھون نے جواب دیا یہ تم کس زبان مین ہم سے گفتگو کرتے ہو کچھ تو تقریر تمہاری سمجھ
مین آتی ہی اور کچھ بالکل سمجھ مین نہین آتی ہی معلوم نہین بردار بردار وغیرہ تم نے کیا کہا ہم تو جاہل
گنوار کے لٹھ ہین جبھی ہماری فہم مین خاک بھی نہ آیا صاف صاف کہو اگر ہمارے حاضر ہونے کی خبر
خداوند سے کردو تو خیر ورنہ ہم خود پکارین گے اور خوب چلا کے کہین گے کہ اے خداوند ہم فرستادہ گنجاب
بن گنجور بن حرمان دیوکش ہین جو پیغمبر مرسل تیرا ہی جلد ہم کو اپنے پاس بلائیے کہ ہمین کچھ پیغام کہنا ہی
دربانون نے پھر تو نہایت برہم ہوکر اور دشنام متعدد دیکر کہا ہٹ جاؤ یہان سے ورنہ ہم تمکو اس قدر
درست کرینگے کہ کچھ دنون کو یاد کروگے یہان ہر کس و ناکس کے ٹھہرنے کا حکم نہین ہی اور تم دیر سے

یہان کھڑے ہو جاتے نہین ہو بلکہ آمادہ اس امر پر ہو کہ خداوند کو یہان سے چیخ کر پکارین خبردار دیکھو ایسی حرکت
نہ کرنا ورنہ یہ سمجھ رکھو غضب خداوندی مین مبتلا ہو جاؤگے آتش قہر سے خداوند کے جل کر خاک سیاہ
ہو جاؤگے بی ادبی کی سزا پاؤگے تمھارے ساتھ ہم بھی عتاب خداوندی مین مبتلا ہونگے ان لشکریون
نے بگڑ کر جواب دیا ہمین گالیان کیون دیتے ہو سخت وسست کیون کہتے ہو ہم نے تمھاری کیا
خطا کی ہی معلوم ہوتا ہی تم شریف نہین ہو ذلیل ترین مردم ہو کیا کہین ہم خداوند کی ناراضی
اور آستانہ خداوند کی عظمت و بزرگی کا خیال کرتے ہین ورنہ ہم ابھی تلوار و خنجر سے تمھارے
سر کاٹ لیتے خون تمھارا بہا دیتے تم ہمین نہین جانتے کہ ہم جنگی فوج کے جوان ہین مار ڈالنا کسی
کا ہمارے نزدیک کچھ مشکل نہین ہی ہم لوگ سخت دل ہین ذرا بھی رحم ہمارے دلون مین نہین
ہی ہر وقت اسی خیال مین رہتے ہین کہ لڑائی ہو کوئی ہمین تیغ و تیر مارے کسی کو ہم نیزہ و خدنگ
سے ہلاک کرین یا ہم مرجائین یا اُس کو مار ڈالین تم کو لازم ہی کہ ہم سے ڈرو ہمارا کہنا مانو ہمسے
زیادہ نہ لڑو ہمارے آنے کی خبر خداوند سے جا کر کردو اور یہ کہو کہ جنگی فوج کے ڈیڑھ ہزار
جوان ایک لاشہ لے کر آئے ہین خداوند یہ سُن کے ہمین ضرور بلائینگے اور اگر تم جا کر نہ کہوگے
تو غضب ہو جائیگا جو لاشہ ہم اپنے ساتھ لائے ہین وہ سڑ جائیگا بدبو آنے لگے گی
لاش مین بڑے بڑے کیڑے پڑ جائینگے پھر وہ کیڑے تمام گوشت کو کھا جائینگے اور رینگ کر
کہین چلے جائینگے اُس وقت ہم خداوند کو لاشہ کیونکر دکھائینگے اور خداوند پھر زلازل تختشمی
کو کیونکر جلائینگے ابھی تک خیر ہی لاشے مین تھوڑی سی بدبو آتی ہی کیڑے نہین پڑے ہین امید
ہی کہ خداوند زندہ کر سکینگے اور جس حالت مین کہ لاش مین کیڑے پڑ جائینگے اور کیڑے تمام گوشت
کھا جائینگے اس وقت خداوند کو زندہ کرنے مین نہایت مشکل پڑے گی بلکہ کچھ تعجب نہین ہی کہ
پھر زندہ بھی نہ کر سکین دربانون نے غصہ سے جواب دیا کہ تم نہایت بد اعتقاد اور نالائق و بیہودہ
ہو جاؤ یہان سے دور ہو جاؤ سبحان اللہ خداوند کی نسبت یہ خیالات اگر لاش مین کیڑے
پڑ جائینگے تو ہماری بلا سے تم ہم کو ڈراتے کیا ہو یہ کہکر اُن کے دفع کرنے کے لیے آگے
بڑھے یہ کفار جنگجو اُن سے جنگ کرنے کے واسطے آمادہ ہو گئے تلوارین نیامون سے کھینچ
لین اور بڑے زور و شور کے ساتھ دربانون پر حملہ آور ہوے اور ڈانٹ کر کہا کہ ای نابکارو
ای لعینو تم ہم کو ذلیل و حقیر تصور کر کے کلمات سخت و ناملائم کہتے ہو اور آستان قصر خداوند سے
بذلت و خواری ہٹاتے ہو ہم تم کو قتل کرینگے اگر خداوند ہم سے برہم ہونگے تو اُن سے بھی
سب حال بیان کرینگے یقین ہی کہ خداوند فرمائین کہ خوب کیا تم نے کہ دربانون کو قتل کیا یہ تقریر
کر کے اُن کو قتل کرنے لگے وہ بھی نیزہ و شمشیر سے لڑنے لگے لاش پہ لاش گرنے لگی آستان
قصر خداوند زمردشاہ باختری ملعون پر تلوار چلنے لگی شور و غل بلند ہوا زمردشاہ اپنی
جگہ پر بیٹھا ہوا تھا ناگاہ یہ شور و غوغا سن کے گھبرایا طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے
ازانجملہ یہ خیال کیا کہ شاید اہل اسلام یہان آگئے ہین میرے قتل کے درپے ہین ملازم میرے اُن سے
لڑ رہے ہین یہ خیال کر کے اپنے ذی عزت ملازمون کو پکارا اور کہا جلد آو جب وہ روبرو آ سکے

گئے اُن سے اس نے سبب شور وغل پوچھا اُنھون نے عرض کیا خداوند کو تو سب معلوم ہی ہم اس
غل و شور سے مطلق نہین واقف ہین **زمرد شاہ باختری** نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن اس کے
دریافت کرنے مین ایک مصلحت ہی اور اُس کو تم نہین سمجھ سکتے خدا کی باتین خدا ہی جانے جلد جاؤ
اور باعث شور و فساد دریافت کر کے قدرت سے فوراً آ کر بیان کرو تاکہ تم کو اُس سے ایک امر عجیب
وغریب دکھائین وہ لوگ فی الفور گئے اور بعد تھوڑی دیر کے اُس کے روبرو جا کر عرض کیا ای خداوند
ہزار ڈیڑھ ہزار سپاہی لاش **زلازل یک چشمی** پسر **گنجاب بن گنجور** کی لیکر یہان آئے ہین دربانان
در دولت حضور سے اور اُن سے کچھ تکرار ہوئی اور اب اُنھین سے لڑائی ہو رہی ہی **زمرد شاہ** نے
جواب دیا جلد جاؤ اور اُن نالایقون سے کہو کہ تم کو کچھ پاس و لحاظ اور بزرگی آستان خداوندی نہین
ہی خونریزی کر رہے ہو بہتر یہ ہی کہ جنگ سے دست بردار ہو اور توبہ کرو اور اپنی اس تقصیر پر نادم ہو
ورنہ قہر خداوندی مین مبتلا ہو گے وہ لوگ پھر گئے اور دربانون اور اُن لشکریون کے قریب آ کر لڑنے
سے ہر اک کو منع کیا اور جو کچھ **خداوند زمرد شاہ باختری** نے کہا تھا سب سنا دیا اچھی طرح سے
ڈرا دیا لشکریون نے ہاتھ لڑنے سے روک کر عرض کیا کہ ہم سب بی خطا ہین خداوند کے پیغمبر مرسل نے
ہم کو بھیجا ہی اور لاشہ اپنے فرزند **زلازل یک چشمی** کا خداوند کے پاس اس خیال سے روانہ کیا ہی
کہ اُس کو زندہ کر دین کیونکہ خداوند ہی کے حکم سے **گنجاب** نے اپنے اس پسر مقتول کو مع فوج
کثیر واسطے قتل **ریحان شاہ** کے روانہ کیا تھا وہان یہ بہادر جا کر اہل اسلام کے ہاتھ سے ہلاک
ہوا ہی ہم حسب الحکم **گنجاب بن گنجور** یہان وہ لاشہ لائے تھے اور ان دربان حرامزادون سے
بمنت کہا تھا کہ ہمارے آنے کی خبر خداوند سے کر دو اُنھون نے ہم کو بہت سخت و سست کہا
کئی مرتبہ ہم نے کلمات بیہودہ ان کے سُن کے بخیال جناب خداوندی صبر کیا آخر کار تاب ضبط
باقی نہ رہی ہم سب بھی برہم ہو گئے زبان تیغ سے ہم نے بھی جواب تیز دیے اُنھون نے کہا تم
یہان توقف کرو ہم جا کر خداوند **زمرد شاہ باختری** سے سب حقیقت حال عرض کرتے ہین
خداوند جو حکم تمھارے بارے مین صادر فرمائینگے ہم اُس حکم سے تم کو آگاہ کر دینگے یہ کہکر خداوند
زمرد شاہ نابکار بد کردار کے روبرو گئے اور عرض کیا کہ خداوند کے حکم سے اُن لوگون نے
لڑائی سے ہاتھ روکا ہی اور کہتے ہین کہ ہماری کوئی خطا نہین ہی ہم حکم سے **گنجاب بن گنجور** کے
یہان لاشہ اُن کے فرزند **زلازل یک چشمی** کا لے کر آئے تھے دربانون نے ہم کو کلمات
سخت و درشت کہے بعد اس تقریر کے جو کچھ اُن لشکریون نے کہا تھا وہ بھی بیان کیا **زمرد شاہ**
نے جواب دیا فی الواقع ہم نے حکم دیا تھا کہ ای **گنجاب بن گنجور** تو اپنے فرزند ارجمند کو مع افواج
کثیرہ **ریحان شاہ ہیچ مغزی** کے ملک پر روانہ کر اُس نے فوراً ہمارے حکم کی تعمیل کی تھی لیکن
زلازل یک چشمی نے وہان جا کر اپنی قوت اور شجاعت پر نہایت غرور کیا اور اُس پر طرہ یہ کہ
ہماری خداوندی مین بھی شک کیا بس اس وجہ سے ہم نے مسلمانون کو اُس پر ایسا غالب کیا کہ اُنھون
نے اُس کو قتل کیا جیسا اُس نے کیا تھا ویسی ہی ہم نے اُس کو سزا دی اب **زلازل یک چشمی**
مغرور کو بالفعل زندہ نکرینگے کچھ دنون اُس پر عذاب ہی نازل رکھینگے بعد ازان **گنجاب**

کی خاطر سے روز نوروز اسکو زندہ کر دین گے اُن لوگون سے کہدو کہ لاشہ زلازل یک چشمی بحر قہر خداوند مین ڈال کر تم لوگ چلے جاو اور جو کچھ حکم دیا ہی وہ گنجاب بن گنجور سے کہدینا اور یہ بھی اُن لشکریون سے کہدو کہ ہمارے پیغمبر مرسل سے جا کر کہدین کہ اب ہم مسلمانون پر اپنا قہر نازل کرین گے یہ لکہکر خاموش ہو رہا وہ لوگ اُن سپاہیون کے پاس آئے اور جو کچھ زمرد شاہ باختری نے کہا تھا وہ حرف بحرف بیان کیا اُن سب نے لاشہ زلازل یک چشمی کا ایک دریائے قہار اور طوفان خیز مین بحکم خداوند ڈال دیا اور وہان سے جانب گنجاب بن گنجور روانہ ہوے ادھر زمرد شاہ باختری نے بعد روانگی ہونے لشکریون کے افراد ایجاد اور عضد تمکین نہاد نقاشان غیرت مانی و بہزاد کو پاس بلا کر حکم دیا کہ تم دونون آج ہی جاؤ ریحان شاہ اور لندھور بن سعدان اور حمزۂ صاحبقران اور تمامی لشکر اسلام اور سرداران ذوی الاحترام کی تصویرین کھیچ کر ہمارے پاس لے آؤ کیونکہ جملہ اہل اسلام موجودہ ہمارے بندۂ خوابی ہین عالم خواب غفلت مین ہم نے ان سب کو پیدا کر دیا تھا اب صورتین اُن کی اچھی طرح یاد نہین ہین جب اُن کی تصویرین قدرت کے روبرو آئینگی تو فوراً ہم سب کو غارت کر دین گے کیونکہ یہ سب بندہ بہت نافرمانی کرنے لگے ہین قدرت کب تک طرح دین نقاشان مذکور بموجب حکم خداوندی اس طرف روانہ ہوئے اب اِن کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور احوال اُس سوار لشکر لندھور کا بیان کیا جاتا ہی جو عریضہ لندھور بن سعدان اور مشقال شاہ کی لاش کو لے کر خدمت امیر نامور مین گئے تھے اور پھر امیر سے رخصت ہو کر سمت ریحان شاہ روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ خدمت باسعادت لندھور بن سعدان مین آئے اور جو کچھ حال گذرا تھا اور امیر نامور نے فرمایا تھا من وعن بیان کیا لندھور بن سعدان ریحان شاہ سے رخصت ہو کر جانب لشکر ظفر اثر امیر حمزۂ صاحبقران روانہ ہوئے اور بعد عجلت طی مسافت کر کے اک روز ایک میدان وسیع و کشادہ مین پہونچے وہان اک شخص سے دریافت کیا کہ یہان سے لشکر اسلام کتنی دور ہی اُس سے معلوم ہوا کہ اس مقام سے فوج ظفر موج آگے روانہ ہو گئی لندھور نے اُس دن تو وہین قیام کیا دوسرے روز کو کوچ کیا کئی دن کے بعد بوقت شام اک مقام سبزہ زار مین پہونچا جہان لشکر ظفر پیکر امیر حمزۂ صاحبقران اترا ہوا تھا بارگاہین اور خیام برپا تھین لندھور بن سعدان فیل میمونہ سے اتر کر بارگاہ فلک اشتباہ مین گیا پادشاہ لشکر اسلام اور امیر حمزۂ عالی مقام باادب آداب و تسلیم بجالایا اور تمام حال جنگ بتفصیل عرض کیا پھر جملہ سرداران ذوی الاحتشام سے ملا ہر اک شخص لندھور بن سعدان کے آنے سے بہت خوش ہوا خصوصاً دست راست کے سردار تو بہت ہی شادان و فرحان و خرم و مسرور ہوے

داستان فتح کرنا بدیع الزمان کا طلسم طہورث دیو بند کو اور مال و اسباب بیحد پانا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا مسدس بمضمون سوختہ سحر

اے ستمگر کہان تلک بیداد مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد	سر پامال عاشق ناشاد فکر جور و سر جفا کب تک	قول دینا عدو کو حسب مراد بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری
نہ بڑھے صبر نالہ و زاری
کچھ زمانے کا اعتبار نہین
چرخ کو ایک دم قرار نہین
حسن آخر ہی ہو فنا زہے
لب شیرین مین عجب مزا زہے
طرۂ مار سفید سا ہو جاے
خوشنما چہرہ بدنما ہو جاے
تیغ ابرو سے دل افگار نہ ہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہو
کلف آجاے ماہ کامل مین
مثل سنبل شکن پڑے دل مین
پھر مری طرح ناز اٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون
ہو عرق جب کہ آبرو نہ رہے
یہ قیامت کہ اب ہی تو نہ رہے
چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
پھر ملے تجھسے کس کی شامت ہو
فکر انجام سے ہو انجان
دل مین اپنے ذرا سمجھ نادان
کوئی بھی اسقدر ستاتا ہی
یہی رہ رہ کے جی مین آتا ہی
وہ جو ہمدم ہی تیری مہ پارہ
تازہ تازہ ہی شوق نظارہ
پردے کو دمبدم اٹھا دینا
جون سحر گاہ مسکرا دینا
لبکہ ہے ولولہ جوانی کا
شیوہ سیکھا ہی مہربانی کا
ڈھب پہ اپنے اُسے لگا لون گا
ناز و انداز سب سکھا لون گا
بزم مین جب وہ جلوہ فرما ہو

چھوڑ دے خودسری و خونخواری
کہین تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
دور گردون پہ اختیار نہین
ہو نہ جائے ہماری بات بڑی
چہرہ گلرنگ با صفا نہ رہے
شور اُٹھے نہ خوش خرامی سے
کل اک جان کی بلا ہو جاے
آپ مو کے عوض پریشان ہو
تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو
اک قلق طبع نازنین پہ رہے
داغ رخ لالہ کے مقابل ہین
جلوۂ بے بدل بدل جائے
پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
تندی و نازکی کی خو نہ رہے
بوالہوس بات بات پر بگڑے
آپ کو دمبدم ملامت ہو
یون غضب مین رہے بلا میری
مجھسے ملجا تو میرا کہنا مان
کب تلک کوئی نامراد رہے
کوئی بھی اسطرح جلاتا ہی
مین بھی پروا تری ذرا نہ کرون
شوخ جیسے نجوم سیارہ
مژہ سے شوخیان ٹپکتی ہین
روے تابندہ کو دکھا دینا
جلوے خورشید کے سے ہوتے ہین
لطف ڈھونڈھے ہی زندگانی کا
گم شدہ دل کی جستجو ہی بہت
حسرت و آرزو نکالون گا
چاہیے آفت زمانہ بنے
کوہ تمکین سے نالہ پیدا ہو

دیکھ اچھی نہین ستمگاری
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے
عشرت دہر پائدار نہین
کبھی دن ہی کبھی ہی رات بڑی
شوخئی نازش و ادا نہ رہے
بی حلاوت ہو تیغ کامی سے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جاے
روے آئینہ دار حیران ہو
خنجر غمزہ زخم بار نہ ہو
بے ارادہ شکن جبین پہ رہے
غنچہ ہو گل رخون کی محفل مین
زلف خوش خم کا بل نکل جائے
ہاے فسون لیک دم مین آئے کون
مکھیان بھنکین شکرین لب پر
دلربایانہ گفتگو نہ رہے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے
بیٹھتے اُٹھتے اک قیامت ہو
یہ مصیبت سہے بلا میری
اس زمانے کو ظالم آیا جان
بھول جاؤنگا مین بھی یاد رہے
کوئی بھی اتنا بھول جاتا ہی
ہون تو عاشق ولے وفا نہ کرون
وہ بھی ہوتی چلی ہی آوارہ
آنکھین زہرہ نمط جھپکتی ہین
گاہ آواز خوش سنا دینا
نغمے ناہید کے سے ہوتے ہین
قصہ سن میری جانفشانی کا
مجھسے عاشق کی آرزو ہی بہت
تجھسے بیباک تر بنا لون گا
غمزہ ناآشنا یگانہ بنے
تیری واماندگی تماشا ہو

اشک پر بھی قیامت اٹھتا ہو
سر پہ مانند گل بٹھاؤن اُسے
گلے کا ہار بس بناؤن اُسے
اُسکی جانب رہے نظر ہر دم
بزم مین اُس کو دیکھکر ہر دم
سب یہ پاس و لحاظ اُٹھا دے وہ
سب تماشے غرض دکھا دے وہ
لعل لب سے جو دُرفشانی ہو
زرد ور نگ ارغوانی ہو
کیے وہ ہین یہ کیا بلا زلفین
رو سیاہی ہی چھوڑنا زلفین
بس جلا یا کرے شرارت سے
جی جلا وے ترا اشارت سے
دم ترا شوخیون سے ناک مین لائے
بگڑے جھنجنا تو اور تجھکو بنائے
خوئے بد ناز خوش ادا کو کہے
بند غم کا کل دو تا کو کہے
شوخیون سے سدا ستائے تجھے
قصہ درد و غم سنائے تجھے
ست بُرا مان عرض بی جا کا
اب تلک وقت ہی مدارا کا
جوش اندوہ کے سبب آیا
مین گیا یان سے تو غضب آیا
یہ گردن کیا کہ اختیار نہین
نینے اچھا مال کار نہین
کب تلک یہ جفا سہونگا مین
جو کہا ہو سو کر رہون گا مین

تجھسے مشکل زمین ہلا کب جاسے
تیرے آگے گلے لگاؤن اُسے
دست رنگین جو یون حمائل ہو
تھام لون بس دل و جگر ہر دم
مسکراؤن ترے رُلانے کو
رشک سے جی ترا جلا دے وہ
کیسے کیسے بہم نظارے ہون
جلوہ جون مہر آسمانی ہو
تیرے گلبرگ خندہ زن پہ ہنسے
خم سے کتنی ہین کج ادا زلفین
یون جو وہ متصل کرین چوٹین
پانی پانی ہو تو حرارت سے
طعنے ہر دم ہون تیغ ابرو پر
سونگھکر بو کو تیری ناک چڑھائے
بس ترا اُس کے ہاتھ سے نکلے
نقش پا چشم سرمہ سا کو کہے
طعن و تشنیع ہی سے کام رکھے
گرم جوشی مین بھی جلائے تجھے
کہے اب بھی وہ تم کو چاہتے ہین
کیا گلا حرف اہل سودا کا
گر مکافات ہجر دل جو ہو
جب گلا دل سے تا بلب آیا
گور در اوز دیر بناؤن مین
دل بیتاب کو قرار نہین
تم کو خو ہو گئی تغافل کی
اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جلے کیون مفت مین آتش غم مین

اُسکی شان و شکوہ مین دبجائے
ہاتھ وہ گل سے جب ملاؤن اُسے
تو گلا کاٹنے پہ مائل ہو
کھینچون مین آہ پر شرر ہر دم
داغ کھاؤن ترے جلانے کو
جور و بیداد کی سزا دے وہ
ترے دکھلانے کو اشارے ہون
مثل شبنم تو پانی پانی ہو
مثل گل غنچۂ دہن پہ ہنسے
دور کر ایسی بدنما زلفین
ترے چھاتی پہ سانپ سی لوٹین
دیکھے تو دیدۂ حقارت سے
چشمگین تیری چشم جادو پر
دست گلگون سے اپنے عطر لگائے
حسرتون سے تو اپنے ہاتھ ملے
کہربا روئے دلربا کو کہے
بجائے جائے کو ترے نام رکھے
حال ابتر مرا دکھائے تجھے
ایسی صورت پہ یون بناتے ہین
کر علاج آہ تاب فرسا کا
پھر وہی مین ہون اور وہی تم ہو
ورنہ بن ترے چین کب آیا
سوئے پر بھی نہ یان سے جاؤنگا مین
کچھ محبت کا اعتبار نہین
یان نہین حد رہی تحمل کی
یہ نہین ہو تو بس نہون گا مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

تازہ کنندگان مضامین کہن و فتاحان مراحل طلسم سخن رہروان جادۂ تحریر و جارسان میدان تسطیر سوزخان شیوا زبان و منشیان شیرین دہان خزینہ داران گنجینۂ معانی مالک ممالک خوش رقمی و خوش بیانی ناظمان نثر بے مثل و نظیر و عبارت آرایان جادو تقریر لوح زبان سے قلعۂ بیان کو یون فتح کرتے ہین کہ جب بدیع الزمان گرد لشکر شکن لوح کو گلے مین ڈال کر امیہ بن خواجہ عمرو سے رخصت

ہو کر نقب مین داخل ہوا تھا اور دیو الگوان واسطے بدیع الزمان کی فتحیابی کے دعا کرکے مع
امیر بن عمرو اسی جگہ قیام پذیر ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے بیان ہوا ہی بدیع الزمان نقب مین
جو داخل ہوئے وہان کی وہ تاریکی اور وہ تنگی راہ کہ خدا کی پناہ مفصل حال نقب تو اس مقام لکھنا
منظور نہین ہی لیکن کچھ مجملاً کیفیت تحریر ہوتی ہو کہ نقب مندرجہ بالا مین وہ تاریکی اور تنگی تھی کہ اگر اس کو
قبر گنہگار کی تنگی اور تاریکی سے تشبیہ دی جائے تو ہوسکتا ہی یا اُس کے اندھیرے کو رشک
تیرگی پردہ ظلمات کہا جاے تو بجا ہی بلکہ اگر شب فرقت کی سیاہی کہون تو روا ہی اگر سویداے
دل کافر سے نسبت دون تو وہ کیا ہی غرض کہ پہلوان دوران بدیع الزمان اس نقب مین جاکر
بہت گھبرایا کلیجہ یک لخت منہ کو آیا اس وجہ سے کہ وہان کچھ سجھائی نہ دیتا تھا مانند سکندر اُس ظلمت
مین پریشان خاطر تھا دم گھٹا جاتا تھا مرغ روح قفس تن مین گھبراتا تھا جان پریشان ہوکر لب پر آگئی
کچھ ایسی تیرگی نے کیفیت دکھائی ہوا کا گذر اُس کے اندر مطلق نہ تھا اُس کی شدت گرمی کے آگے
آتش جہنم سرد تھی اگر لوح طلسمی مانند حرز جان نہوتی یا مثل خضر علیہ السلام اس راہ تنگ و تاریک
مین رہنمائی نکرتی اور نیز افضال الٰہی شامل حال نہوتا تو بلبل جان آشیانہ تن کو چھوڑکر سمت گلشن عدم
ایک دم مین پرواز کر جاتا بدیع الزمان ہرگز ہرگز جانبر نہوتا بیان کیا ہی داستان گویان کامل فن
نے کہ بدیع الزمان نے بدقت تمام اس مقام کو طی کیا اور ایک قلعہ مین نکلا دیکھا کہ دونو
طرف دوکان دار دوکانون مین انواع و اقسام کے اشیا لئے ہوئے بیٹھے ہین خریدارونکا
ہجوم ہی بیوپاری ہر ایک کے ہاتھ اسباب نادرہ فروخت کر رہے ہین مردمان شہر کی بازار
مین ازحد کثرت ہی سب کے سب سفید پوشش ہین اکثر گورے ہین بعض بعض سانولے
ہین عورتین بھی بی باکانہ بازار مین خرید و فروخت کر رہی ہین صورت مین ایسی حسین و جمیل کہ اگر
پرستان کی پریان ایک نظر دیکھ لین تو ہوش اوڑجائین عرق شرم مین ڈوبین دامن غیرت
سے منھ چھپائین کلک بدائع سلک مین کب قدرت ہی کہ اون کی حسن کی تعریف لکھ سکے اور دست
لغزش آلود مین کہان قوت کہ گوہر حسن کو رشتہ بیان مین پروسکے کچھ عجب حسن عالم فریب تھا
اک جہان بے صبر و ناشکیب تھا گیسوے مشکبار اور زلف تابدار وہ دام بلا تھے کہ انسان کا
تو کیا ذکر اگر فرشتہ دیکھ پاتا تو مانند ہاروت و ماروت اوس زنجیر سلسل مین تاحشر اسیر ہوجاتا
لوح جبین وہ منور و روشن کہ ماہ تابان و نیر درخشان اُس کے آگے خجل و شرمسار تھے عارض گلگون
و خوشرنگ کے سامنے گلاب بیکار تھے چشم نرگسی و سرمہ آگین کو اگر غزال رعنا دیکھ پاے
دل سے شیفتہ ہو چوکڑی بھول جائے اور آنکھین وہ فسون ساز کہ اونکے آگے سحر سامری و جمشید
باطل تھا تیر نظر سے اک جہان کا مرغ دل گھائل تھا ناوک مژگان اُن آفت جان کے وہ تیز کہ
سینہ عاشق کو پلک جھپکتے ہی توڑکر دل مین در آئے وصف غنچہ دہن مین حیران ہون کہ کیا
کلام کیا جائے وہ تنگ منھ کہ جزو لایتجزا کہنا روا ہے در دندان اُن بحر حسن کے وہ صاف آبدار
تھے کہ جوہری عقل حیران تھا اور گوہر غلطان تھا جب وہ نازنینان زہرہ جبین کھلکھلا کر ہنستی تہین تو
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک برق ہے کہ چک چمک کر خرمن دل ہاے عاشق پر گر رہی ہے

لب لعلین پر غضب کا لاکھا جما تھا اور پھر اُس پر یہ قیامت کہ رنگ پان شعر - مسی مالیدہ لب
پر رنگ پان ہی - تماشا ہو کہ آتش دھوان ہی - لب اُنکے بہر عاشق معجز نما تھی بات بات مین مردے
زندہ ہوتے تھے اک جنبش لب سے ہزارون جیتے تھے اور سیکڑون مرتے تھے بینی اون
خوبروبیان کی گویا شمع پر نور تھی نہین بلکہ شعلہ طور تھی پروانہ نظر عاشق کا اُس پر ہجوم تھا گوش خوشنما
نازک پر ہر ذی ہوش حلقہ بگوش تھا وہ کان کہ جواہر کی کان سے بھی خوبی مین برتر تھے صدائے
آہ بیدلان کو ہرگز نہ سنتے تھے گردنین صراحی کی گردنون سے کہین بہتر آئینہ سینہ وہ صاف
وشفاف کہ جس پر نظر پھسلتی تھی دست عاشق کا گذر وہانتک محال تھا جو تھا وہ اُن کو دیکھکر بے حال
تھا اُن سینون پر خوشنما دو سیب نخل حسن کے یا دو قمقمی بلور کے تھے بلکہ سراسر حباب نور کے تھے
کہ جن کو دیکھکر عاشق کف افسوس ملتے تھے کمرین اون نازک بدنون کی وہ پتلی کہ جن پر اکثر شاعرون
کے چند در چند خیال تھے بعضے کہتے تھے کہ تار ہائے نظر ہین کسی نے کہا کہ اس بھی باریک تر ہین
کوئی کہتا تھا کہ نہین رگ گل ہین بعض موشگاف کہہ اُٹھے کہ یرے خیال مین تو یہ ہی کہ بال سے
بھی مہین ہین اک نے کہا یہ سب غلط اصل تو یہ ہی کہ معدوم ہین خلاصہ حال اُس کا وہی جان سکتا
ہی جو ملک عدم جائے یا جس کے ہاتھ اُن کمرون سے ہنگام وصل آشنا ہون پھر ایسا کون خوش
تقدیر ہی کہ جو راز عدم سے آگاہ ہو ہم تو اب تک وصل سے محروم ہین اب کچھ اُن کی کمرون کی
تعریف کی گئی آگے وہ مقام ہی کہ جس کو اہل سخن نے جائے شرم وحجاب سمجھکر تعریف وتوصیف
ترک کی ہی مین بھی اُنھین کی پیروی کرتا ہون اور ہی تو یہ کہ کوئی ضرورت بھی نہین کیونکہ ناظرین رنگین
نکتہ بین خود ماہر ہین زانو ایسے صاف ونرم تھے کہ اک عالم کو یہ سودا تھا کہ سر اون پر رکھین
اس حسرت مین کسی کو نیند نہ آتی تھی جاگتے جاگتے جان جاتی تھی ہنگام وصل وہ اگر ہاتھ آئین تو
مرادین دل کی نکلین حسرتین برآئین ساقین ایسی بی مثل وبے نظیر ہین کہ پرستان کی پریان بھی
اُس کے عشق مین اسیر ہین دست وپا اُن کے وہ نازک وحنائی کہ اگر کوئی اُن کی تعریف مین ہزار
برس تک ہاتھ پاؤن مارے تو بھی اک شمہ اُن کی توصیف نہ کر سکے کیونکہ اگر وہ دست نازک
کسی کے ہاتھ آجائین تو سردست اس کی امیدین برآئین اور اگر وہ پائے حنائی کہ جن کی رفتار سے
دل عشاق مثل سبزہ کے پامال ہوتے ہین اور اک ٹھوکر سے صدہا مردے زندہ ہوتے ہین ہنگام
ہم بستری اگر پا جاے دل وجان کو تسکین ہو راحت آجائے پوشاک اون نازنینان خوش جمال
وحسینان عدیم المثال کی نہایت نفیس ورنگین تھی ہر اک حور وش پری تمثال اون لباسون مین ایسی
نظر آتی تھی کہ جیسے عروس شب اول زیور مرصع کار وجواہر نگار ونقرئی وطلائی سے وہ سب
خورشید وش از سرتا پا آراستہ تھین دوکاندار علاوہ اشیائے نادرہ دینے کے اُن کو اپنا
نقد دل زبردستی دیتے تھے اور وہ مغرورین اُس کے لینے مین بصد ناز انکار کرتی تھین اور
مسکرا کر کہتی تھین کہ ہٹاؤ یہ کھوٹا ہی وہ لوگ یہ سن کے اپنے بدقسمتی کے شاکی ہوتے تھے غرض
کہ وہ مہ جبینان عدیم النظیر مانند مہر منیر ہر سو بازار مین جلوہ گر ہوتی تھین ان کے جمال سے ہر
جگہ گرم بازاری تھی مقام پر سیر کرتی پھرتی تھین ان کے ہمراہ جوق جوق گروہ گروہ

عشاق تھے ہر اک عاشق دوسرے کو اپنا رقیب جانتا تھا ہر اک نازنین کے گروہ گروہ عاشق تھے
اُن مین سے جو دلبر اپنے کسی جانباز پر رحم و عنایت کی نظر سے ہنسکر کلام کرتی تھی تو اور جان نثار
اُس شخص کے بخت پر رشک کرتے تھے اور اپنی بدقسمتی پر نفرین کرتے تھے اور اُس کے دشمن جان
ہوکر ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے تھے چنانچہ **بدیع الزمان** یہ سب کیفیت دیکھکر اور اُن قتال عالم
کے یہ کرشمہ ملاحظہ کر کے بصورت آئینہ حیران اور دنگ ہو رہے تھے کہ ناگاہ اک زہرہ جبین
نے اپنے ایک عاشق سرفروش سے مسکرا کر کلام کیا اوس نے خوش ہوکر اور دوسرے
جان نثارون کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہمین اس کے عاشق صادق ہین اور یہ رشک چمن
غنچہ دہن ہمین سے الفت و محبت رکھتی ہی تمہاری طرف کبھی بھولے سے بھی نہین دیکھتی ہی اور نہ
کبھی تم پر سہواً نظر عنایت کرتی ہی گویہ تم پر ایک مدت سے بی اعتنائی کرتی ہی لیکن تم ایسے بی حیا اور
بی غیرت ہو کہ پھر بھی اس کی الفت و محبت سے باز نہین آتے ہو اُن مین سے ایک شخص نے
ترش ہو کر جواب دیا او نالائق خاموش رہ خبردار اب کبھی ایسی خرافات تقریر نہ کرنا ورنہ تیغ بیدریغ
سے تیرا سر کاٹ لونگا تو سراسر جھوٹ کہتا ہی یہ مہ لقا ہمیشہ میرے زخم جگر پر مرہم شفقت رکھتی ہی
اور تم سب سے زیادہ مجھسے الفت کرتی ہی مجھے کو اپنا شیفتہ اور فریفتہ جانتی ہی تم اور یہ لوگ
کاذب ہو اور برائے نام عاشق ہو اسی طرح ہر ایک نے ایک دوسرے کو جواب دیا اور نوبت
حجت و تکرار آخرکار اسدرجہ پہونچی کہ سب نے تلوارین نیامون سے کھینچکر مقابلہ و مجادلہ کرنا
شروع کیا وار پر وار چلنے لگے کوئی زخمی ہوا کوئی جان سے گیا ایک کا لاشہ پڑا پھڑکتا ہی دوسرا
بسمل ہی تڑپتا ہی تھوڑے عرصہ مین سیکڑون گھائل ہو کر خاک پر گرے او مانند مرغ بسمل تڑپ
تڑپ کر مر گئے بعضے زخمی ہین جان سے عاری ہین اور وہ قاتل عالم اس کشت و خون کا تماشا کھڑی
دیکھ رہی ہے اور ہنس رہی ہے **بدیع الزمان** نے بھی جنگ مندرجہ کی کیفیت دیکھکر بجائے خود یہ
خیال کیا کہ نازنینان مہ جبین کا عشق بھی اک مرض لادوا ہی نہایت ہی برا ہی اس مین عزت و آبرو کا
مطلق خیال نہین رہتا ہی جان و ایمان کا الگ ضرر ہوتا ہی اور طرہ یہ کہ معشوق کسی کا بھی آشنا نہین ہوتا
یہ خیال کر کے پیچھے پیچھے اُن قاتل عالم کے یہ بھی اک سمت چلے جس حسین نے ان کی طرف دیکھا بادا
و ناز منھ پھیر لیا اور جس مرد نے اِن کی صورت مشاہدہ کی پہلے تو بہ نظر غور و حیرت دیر تک دیکھا
بعد اس کے چین بہ جبین ہوکر منھ اِنکی جانب سے پھیر لیا اور کچھ کلام نہ کیا **بدیع الزمان** حیران
تھے کہ ہر زن و مرد مجھکو کیون غور سے دیکھتا ہی اور بکراہت منھ پھیر لیتا ہی اس کا کیا سبب ہی کسی سے
اس امر کو دریافت کرنا چاہیے اور نام بھی اس شہر کا پوچھنا چاہیے نہین معلوم اس شہر کا
بادشاہ کون ہی یہ تصور کر کے ایک شخص کبیر السن سے **بدیع الزمان** نے پوچھا کہ نام اس جگہ کا
کیا ہی اور حاکم یہان کا کون ہی اُس پیر ضعیف نے نہایت حیرت سے **بدیع الزمان** کو دیکھا
اور بکراہت منھ پھیر کر آگے چلا **بدیع الزمان** نے بڑھکر کہا ای شخص تو نے میرے سوال
کا کچھ جواب نہ دیا اور اُس پر طرہ یہ کہ بی اعتنائی کے یہ بیمروتی مناسب نہ تھی اُس مرد پیر نے
بدیع الزمان کے قریب تر آنے سے برہم ہو کر اشارہ سے کہا ہٹ جا تو نجس ہی اپنا ہاتھ اور لباس

ہم سے مس نکرو وہ یہ بات اشارہ سے کہکر جلد جلد قدم بڑھا کر چلا گیا اسی طرح بدیع الزمان نے
جس آدمی سے پوچھا اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور تنفر کر کے منہ پھیر لیا کسی نے اشارہ سے اور کسی
نے چھڑی سے جواب دیا کوئی ہٹ جانے کو کہتا تھا اور کوئی بات کا کچھ جواب ہی نہ دیتا تھا اور
کوئی شخص اِنکے کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے پر معترض ہوا ہاں جس جگہ یہ جاتے تھے وہان کے
آدمی اپنے پاس سے ہٹا دیتے تھے اور آپس مین کہتے تھے کہ اس شخص کے لباس اور پسینہ سے
بوئے بد آتی ہے مقرر یہ نجس ہے اس سے دور رہنا چاہیے اور قریب اپنے آنے دینا اور اس سے
کلام کرنا کسی طرح لازم نہین ہے یہ شخص تازہ وارد ہے اہل شہر سے نہین ہے نوح اس کے پاس ہے
ہم سب کا دشمن جانی ہے اس کے یہان آنے سے دیکھیے کیا ہوتا ہے بدیع الزمان مردمان شہر کی
بدخلقی اور بے تہذیبی دیکھکر کہتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ یہان کے آدمی سب نالایق ہین یہ تصور
کر کے آگے بڑھے اور شہر کی کیفیت اور خوشنما و صاف سڑکون کی سیر اور عمارات پختہ و بلند کی خوشنمائی
دیکھتے ہوے چلے جاتے ہر جگہ کے لوگ ان کو دیکھکر متحیر ہوتے تھے اور روگردانی کرتے تھے جب
دوپہر تک بدیع الزمان نے خوب شہر کی سیر کی اور ہر ہر مقام پر پھرے بوجہ گرسنگی کے
خواہش طعام کی ہوئی چاہا کہ اہل شہر سے اشیاے خوردنی از قسم طعام خرید کر کے کھائین لیکن
سواے گوشت مردم کے کوئی چیز قسم خورش سے دستیاب نہین ہوئی بدیع الزمان نے بھوکھا رہنا
قبول کیا اور گوشت مردم نہ کھایا بعد اُس کے خیال ہوا کہ اب کہین سایہ مین بیٹھکر خستگی کو دفع کرین کچھ
دیر راحت و آرام پائین اِسی فکر مین چلے جاتے تھے ناگاہ گذر اُنکا ایسی طرف سے ہوا کہ جہان سر راہ پر
ایک حمام نہایت پختہ انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ تھا دیوارین بلور کی بلکہ سراسر نور کی اللہ
ری صفائی کہ اندر کی چیز صاف باہر سے نظر آتی خامہ مانی اُس کے نقش کھینچنے مین پھسلتا تھا بہزاد غیرت
سے کف افسوس ملتا تھا جا بجا سونے کی پچی کاری کسی جا نقش و نگار کہین نہایت عمدہ گلکاری ہزار ہا
روپیہ کا جواہر بیش بہا ہر جا جڑا تھا کہ جس کو کبھی چشم وہم نے نہ دیکھا تھا جوہری فلک حیران کھڑا تھا اندر اُسکے
غضب کی بناوٹ تھی کہ بالکل دولھن کی سجاوٹ تھی غرض کہ جب قریب تر اُس حمام کے
پہونچے اندر سے آواز آئی ای طلسم کشا ای پہلوان دوران ای بدیع الزمان اگر تو طالب
راحت و آرام ہے تو جلد اس حمام مین آکر غسل کر یہان پانی سرد و گرم موجود ہے اور نہایت صاف و شفاف
ہے یہ وہ حمام فردوس انتظام ہے کہ اگر کوئی مدتون برسون کا مریض آکر نہائے غسل کرتے ہی صحت پائے
امراض ظاہری و باطنی فوراً دفع ہو جائین فرشتے یہان آنے کی آرزو مین اپنی جان کھوتے ہین کسل و کاہلی
و خستگی کی کیا حقیقت ہے ہر مریض کے لئے یہان صحت ہے پانی یہان کا آب حیات ہے بلکہ چشمۂ کوثر و
سلسبیل ہے سستی دور ہونے کی بس یہی ایک سبیل ہے بدیع الزمان یہ تقریر سن کر وہان ٹھر گئے
اور دل مین خیال کرنے لگے کہ مقام حیرت ہے تقریر کرنے والا تو کوئی شخص نظر نہین آتا یہ خود بخود اندر سے
کسطرح آواز آتی ہے کون شخص میرا آشنا سا ہے کہ مجھکو حمام مین بلاتا ہے ابھی بدیع الزمان یہ خیال کر رہے
تھے اور بدرجہ کمال متحیر تھے کہ یکایک دروازہ حمام کا کھلا اور ایک حمامی باہر آیا اُس نے بدیع الزمان کو
باادب جھککر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا حضور تشریف لائین حمام مین نہائین بندہ خدمت

گزاری کو موجود ہی لنگی ہین کھیسہ سب یہان حاضر ہی بلا تامل کپڑے اُتاریئے اور لنگی باندھکر حمام مین تشریف
لیجائے اور بہتر تو یہ ہی کہ برہنہ نہایئے کہ اس شہر کے مردم کا یہی قاعدہ ہی ہر زن و مرد اکثر ننگے نہاتے ہین اور
یہان کوئی اس کی ضرورت ہی نہین کہ لنگی باندہین اور نہائین اس مقام پر ایک ہی وقت مین زن و مرد خواہ
شناسا ہون یا غیر شناسا محرم ہون یا نامحرم تھوڑے ہون یا بہت برہنہ ہی نہاتے ہین کچھ شرم و حجاب
اور کسی طرح کا خیال نہین ہوتا پس آپ بھی اگر برہنہ غسل کرین تو نہایت مناسب ہی **بدیع الزمان**
نے یہ تقریر سن کر جواب دیا اے حمامی اس شہر مین بجز تیرے اور کسی شخص نے مجھسے کچھ کلام نہین کیا بلکہ
جس کسی کے پاس مین جاتا تھا وہ مجھے چین بجبین ہو کر اشارے یا چھڑی سے ہٹا دیتا تھا اور بکراہت
میری طرف نظر کرتا تھا اور از قسم طعام اس شہر مین سوائے گوشت مردم اور کوئی چیز مجھکو کسی نے دینے
کا ارادہ نہین کیا ہرچند مین نے زر و جواہر بھی دینے کا لالچ دیا انھون نے اُسکے عوض مین غلہ نمک دیا
اشارہ سے یہی کہا کہ سوائے گوشت آدمی کے اور کوئی شے نہ ملے گی اگر بھوکے ہو تو یہی کھاؤ ورنہ اپنے
گھر چلے جاؤ اور یہ زر و گوہر اپنے پاس رکھو مین یہ طرز اس شہر کے دیکھکر متحیر ہون عجب نالایق یہان کے
لوگ ہین خدا کسی صاحب اسلام و ایمان اور کسی شریف کو اس جگہ نہ لائے اگر قبل اسکے مین یہان کے
حالات سے واقف و باخبر ہوتا تو کبھی ایسے منحوس شہر مین آنیکا ارادہ نہ کرتا تو کہ یہان کا باشندہ ہی مجھکو کچھ
یہان کی حالتون سے اطلاع دے اور یہ بیان کر کہ مجھسے یہ سب لوگ گفتگو کیون نہین کرتے اور بکراہت
اپنے پاس سے کیون ہٹا دیتے ہین اُس نے عرض کیا خداوند نعمت اس شہر کا دستور ہی کہ جب کوئی شخص
یہان نو وارد ہوتا ہی تا وقتیکہ وہ اس حمام خوش انتظام مین برہنہ ہو کر نہا نہین لیتا ہی اُس وقت تک اہل
شہر اوس سے کچھ کلام نہین کرتے ہین اور اپنے پاس نہین بٹھاتے ہین اور اُس کو نجس و ناپاک جانتے ہین اور
چونکہ کپڑون سے پسینہ کی بو آتی ہی لہذا اُس کو بھی نجس جانتے ہین اور ہاتھ اپنا اُس کے بدن اور کپڑون
سے مس نہین کرتے ہین اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ ہم کو سوائے گوشت انسان اور کوئی شے قسم طعام
و غذا سے اس شہر مین دستیاب نہین ہوتی اس کی وجہ یہ ہی کہ اس جگہ کا قاعدہ ہی کہ پہلے پہل جو شخص اس شہر
مین وارد ہوتا ہی تو اس کو یہان کے لوگ گوشت مردم کھلاتے ہین اور خود بھی سب کے سب کھاتے
ہین بالفعل مین نے اسقدر عرض کیا ہی جسوقت کہ آپ حمام سے غسل کر کے باہر تشریف لائینگے مفصل
مفصل حالات یہان کے بیان کرونگا **بدیع الزمان** نے کہا خیر اسوقت یہ تو ضرور بیان کرو کہ تم کیون
مجھسے ہم سخن ہوئے اور اہل شہر نے کیون کلام نہ کیا اس کی وجہ کیا ہی اُس نے عرض کیا باعث اسکا یہ ہی
کہ ایک فقط یہ حقیر حکم حاکم سے مستثنی کیا گیا ہی کہ ہر اک شخص تازہ وارد سے بات کرون کیونکہ حمامی ہون
اور دوسرے یہ کہ صاحب اہل عیال ہون محتاج و نادار ہون اگر ایسا نہ کرتا تو کوئی نو وارد یہان آ کر کیونکر
آرام پاتا اور آب و طعام کیونکر ملتا اور اس حمام بہشت اہتمام مین نہا کر وہ مجھکو زر و جواہر کیونکر دیتا اور
میرے اہل و عیال کیونکر سیر ہوتے اب آپ تشریف لائے ہین بعد غسل کے جو غذا آپ کو مرغوب طبع
ہوگی وہی غذا یہ آپ کا خادم لائیگا یہان گوشت مردم نہ کھائیگا **بدیع الزمان** نے اُس کی یہ تقریر سنکر
خدا کا شکر کیا اور دلمین کہا کہ خیر اس شہر مین یہ ایک شخص ایسا ملا کہ اس نے کچھ کلام کیا اور وعدہ کیا کہ
مین گوشت انسان نہ کھلاونگا اور جس غذا پر رغبت ہوگی وہی روبرو لاونگا پس اب حمام مین ضرور

نہانا چاہیئے تاکہ بعد غسل کھانا کھاؤن یہ دل مین خیال کر کے چند قدم آگے بڑھے اور قریب در حمام جاکر چاہا کپڑے
اوتار کر اور برہنہ ہوکر حمام مین جایئن اور لباس اور لوح حمامی کے حوالے کرین ناگاہ منجانب اللہ
بدیع الزمان کے دل مین خیال آیا کہ لباس اور لوح طلسمی اوتار کر اس حمامی کو دیدینا میرے حق
مین کیسا ہی ذرا لوح کو تو دیکھو یہ خیال آتے ہی **بدیع الزمان** نے لوح کو دیکھنا چاہا حمامی نے عرض کیا
خداوند دیر نکیجیے اس پتھر کی تختی کو نہ دیکھیے جلدی کپڑے اُتار یے برہنہ ہوکر حمام مین جائیے اور غسل کر کے پھر حمام سے
باہر آکر کھانا کھائیے آپ گرسنہ ہین چہرہ پر بوجہ بھوک کے گونہ تغیر واقع ہو گیا ہی اُس وقت حمامی نے ہرچند
چاہا کہ **بدیع الزمان** لوح نہ دیکھین اور کپڑے اوتار کر حمام مین جایئن لیکن **بدیع الزمان** نے اُس پر
عمل نہ کیا اور لوح کو دیکھا اُس مین یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ای طلسم کشا اول تو اس حمام مین نہ جا کہ پُر خوف و خطر
ہی اور اگر جاتا ہی تو مع اپنے لباس اور لوح کے جا **بدیع الزمان** نے یہ کیفیت لوح مین ملاحظہ کر کے
بغیر لباس اوتارے اور لوح نکالے حمام کے اندر جانیکا قصد کیا یہ عزم اُس کا دیکھکر حمامی مذکور سد راہ
ہوکر نہایت عاجزی سے کہنے لگا خداوند نعمت یہ قاعدہ اس شہر کا نہین ہی کہ کوئی شخص مع لباس وغیرہ اندر حمام
کے جاے آپ اپنے یہ سب کپڑے اور یہ پتھر کی تختی میرے حوالہ کیجیے اور برہنہ ہوکر اندر حمام کے تشریف لیجایے
کچھ اندیشہ نفرمائے مین معتبر ہون چور اوچکا نہین ہون یہ آپکی امانت بجنسہ آپکے حوالہ کر دونگا کپڑے اور
یہ پتھر کی تختی مین لیکر کیا کرونگا یہ میرے کس کام کی ہے اور آپ کے پاس تو فقط یہ لباس اور تختی ہی
ہی یہان جو زن و مرد نہانے کیواسطے آتے ہین کرورہا روپیہ کی چیزین میرے سپرد کر کے حمام مین جاتے
ہین جب وہ نہا کر باہر آتے ہین مین اون کو وہ امانت اُسیطرح دیدیتا ہون تمام اہل شہر مجھکو صاحب
دیانت جانتے ہین ادنے و اعلے سب پہچانتے ہین اگر میرے کہنے کا آپ کو اعتبار نہو تو مردمان شہر سے
دریافت کر لیجیے اور بے قاعدہ حمام مین نہ جائیے جب اس طرح کی تقریر حمامی مذکور سے سُنی پھر اُسوقت
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُس مین صاف صاف یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا خبردار اس حمامی
کے کہنے پر عمل نہ کرنا ورنہ بد انجام ہوگا اور جو اس کے پاس طاس ہی اُس کو جس طرح ہو سکے اس سے
لیکر جلد تر حمام کے اندر جا اور جو اک حوض کلان اس حمام کے اندر ہی اُس حوض مین طاس مذکور کو کسی طرح
سے لٹکا تاکہ حمام کی گرمی سے تجھکو کسی قسم کا ضرر نہ پہونچے اور حرارت حمام بالکل دفع ہو جاے جب
گرمی دفع ہو جاے اُس وقت غور کر کے دیکھنا ایک زنجیر نقرئی نظر آئیگی اور وہ حمام کی چھت سے
حوض مذکور تک لٹکتی ہوگی اُس زنجیر مسلسل کو مضبوط پکڑکر اور طاس مذکور کو اپنے ہمراہ لیکر پھر
چھت کی طرف چڑھنا جب وہان پہونچ جاؤگے تو بالائے سقف اک روشندان کلان کی راہ سے
پہونچوگے اسوقت وہان ایک شیر کلان پیدا ہوکر تمہاری طرف نہایت غضبناک ہوکر حملہ کریگا اور قصد
ہلاک کرنے کا کریگا اُس وقت تمکو لازم ہی کہ گھبرا نجانا اور بصد عجلت و تیزی طاس مذکور کو اُس
کے منہ پر مارنا وہ اُس طاس کو اپنے دہن مین دبا لیگا اور ایک سمت روانہ ہوگا تم بھی پیچھے پیچھے
اُس کے جانا اور جو کچھ نظر آئے اُسکو دیکھنا اور کوئی کام بغیر لوح کے ملاحظہ کیے نکرنا ورنہ پچھتاؤگے
لوح طلسم چھن جائیگی اور اسی بلا مین گرفتار ہو جاؤگے اور اس طلسم مین قید رہوگے **بدیع الزمان** یہ
حکم لوح کا ذہن نشین کر کے حمامی سے کہنے لگے ای حمامی اچھا یہ طاس طلائی جو تیرے ہاتھ مین ہی تھوڑی

دیر کے واسطے دیدے مین ابریق مین پانی لے کر اس طاس مین واسطے ٹھنڈا کرنے کے گراؤن گا جب غسل
کر چکون گا تو یہ تیرا طاس تجھکو واپس دون گا اُس نے غصہ سے جواب دیا کہ واہ مین ہرگز ہرگز نہ دونگا یہ طلائی
طاس ہی ہزارون روپیہ کی قیمت کا جب تم کو میرا اعتبار نہوا تو مجھکو کس طرح تمہارا اعتبار ہوگا اگر تم لیکر نہ دو
تو اس وقت ہم کیا کرینگے اور دوسرے یہ کہ طاس طلائی تو بادشاہان اولوالعزم و وزیران صاحب حشم
و روسائے نامدار و شرفائے ذوی الاقتدار کے واسطے ہی نہ تم ایسے غریبون کے لئے جس وقت شاد و شہریار سے زر
و جواہر روپیہ اشرفی لے تا ہون اُس وقت یہ طاس دیتا ہون تم یوہین جا کر حمام مین نہالو ہمین تمہاری غربت
اور صورت سے صاف ظاہر ہی کہ تم سوائے دو چار آنے کے اور کیا دوگے **بدیع الزمان** نے جواب
دیا کہ اگر تو ہمکو یہ طاس دیگا تو تجھکو ہزار ہا روپیہ کا جواہرات ابھی دون گا مجھکو غریب و محتاج خیال نہ کر
اُس نے کہا تم اس قدر زر و جواہر کہان سے لاکر دوگے تمہارے قول و فعل کا ہم کو اعتبار نہین ہی کیونکہ صاف
تمہاری صورت سے مفلسی ظاہر ہی **بدیع الزمان** نے اُس کی یہ تقریر سنکر اپنے جیب سے کئی مشت
جواہر بیش بہا نکالکر حمامی سے کہا کہ یہ لو اور طاس طلائی مجھکو دو اب تمکو کیا عذر ہی اُس نے جواب دیا
اب اگر ہفت اقلیم کی بھی سلطنت دوگے تو یہ طاس نہ دونگا کیونکہ تم نے ہمکو بے اعتبار خیال کیا نا
اور کپڑے اور تھیر کی تحتی کہ جو بالکل کم حقیقت چیز ہی نہ دی اور میرا کچھ اعتبار نکیا مین بھی تمہارا ہرگز
اعتبار نہ کرون گا اور طاس طلائی نہ دون گا اور نہ تمہارا کہنا مانون گا اگر تم کو بغیر طاس کے نہانا ہو
تو خیر نہاؤ ورنہ ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی گھر جاؤ بیکار حجت و تکرار سے کوئی فائدہ نہین ہی مین اب تو
یہ طاس کسی طرح نہ دونگا چاہے اِدھر کی دنیا اودھر ہو جاے اور میرے گلے پر چھری کیون نہ چل جاے
جب **بدیع الزمان** نے دیکھا کہ حمامی کسی طرح سے طاس نہین دیتا ہی اور زبردستی کرنا بھی مناسب
نہ معلوم ہوئی ناچار لوح کو پھر ملاحظہ کیا اُس مین حکم نکلا ای طلسم کشا جب تک کہ تم اس سے یہ طاس
طلائی دستیاب نہ ہوگا اس وقت تک اپنے مطلب کو نہ پہونچوگے اب اگر یہ طاس نہین دیتا ہی تو یہ
حکمت عملی کرو کہ اِس حمامی کے دونون ہاتھ مضبوط پکڑ کر اس سے یہ کہو کہ اگر تو طاس نہین دیتا ہی
تو دیکھ بہت پچھتائیگا مین تجھپر عکس لوح ڈالدونگا فوراً جلکر خاکستر ہو جائیگا کوئی تیرا نام بھی نہ پائیگا
مین تیرے حال سے بخوبی واقف ہون تو اس حمام طلسمی کا محافظ و نگہبان ہی اور مجھکو طلسم کشا جانکر
لوح طلسمی طلب کرتا ہی اور یہ طاس طلسمی نہین دیتا ہی تجھکو مناسب و لازم ہی کہ میری اطاعت
و فرمانبرداری اختیار کر اور سرکشی نہ کر اس مین تیرے واسطے بہتری ہی ورنہ مفت مین مارا جائیگا اور
بجز حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب **بدیع الزمان** حکم لوح سے آگاہ ہوا اس وقت اُس نے
ویسا ہی عمل کیا یعنی حمامی مذکور کے دونون ہاتھ پکڑ کر خوب ڈرایا دھمکایا نشیب و فراز دکھایا اور
کہا کہ اگر تو طاس نہ دیگا تو ابھی عکس لوح ڈال دونگا صاف دوزخ کا کندہ کر دونگا حمامی مجبور و
ناچار ہوا اور دل مین سوچا کہ اب بغیر طاس دیئے اور اطاعت کئے کوئی چارہ نہین ہی بالآخر
ہزار دشواری آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر وہ طاس طلائی دیدیا اور رو کر کہا کہ مین نے بموجب
حکم حضور عمل کیا مگر آپ بھی اپنے قول پر ثابت قدم رہیے گا غلام کو نہ بھول جائیگا اب سوائے
آپ کے اور کسی کا سہارا نہین ہی بجز اطاعت حضور کوئی چارا نہین ہی حضور کو ہماری جان و مال

کا اختیار ہی بس زیادہ طول تقریر بیکار ہی بدیع الزمان نے جواب دیا تو خاطر جمع رکھ مین انشاء اللہ
تجھسے بہ نیکی پیش آؤنگا تو تیری جان کے ساتھ ہی یہ کہکر مع طاس طلائی حمام کے اندر گیا اور در حمام بند کردیا
اُس وقت بدیع الزمان کو ایسی گرمی معلوم ہوئی کہ تمام بدن حرارت سے جلنے لگا عضو عضو پھکنے
لگا گویا طبقہ جہنم تھا بلکہ وہ کم تھا سارا حمام تپ رہا تھا گویا کرہ نار تھا بدیع الزمان حرارت حمام کی تاب
نہ لاسکا فوراً وہ طاس طلسمی آب حوض مین لٹکایا بمجرد لٹکانے طاس کے وہ حرارت و گرمی کم ہوگئی حمام
سرد ہوگیا روح نے فی الجملہ راحت و آرام پایا جب بالکل گرمی دفع ہوگئی طاس آب حوض سے نکالکر
زنجیر نقرئی کو بموجب حکم لوح ہاتھ سے مضبوط پکڑکر سمت سقف حمام چڑھنا شروع کیا اور طاس مذکور کو
اپنے ہمراہ لے لیا جب روشندان کی راہ سے چھت کے اوپر پہونچا ایک شیر زبردست دفعتاً پیدا ہوا
اور نہایت غضبناکی سے ڈھکار کر حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے حسب ہدایت لوح وہی طاس
طلسمی جس پر کچھ نقوش اور کچھ اسما بخط طلسمی کندہ تھے شیر دلیر کے منھ پر بصد تیزی مارا اُس نے اُس
طاس کو دیکھکر اور ڈر کر نہایت حیرت اور قہر کی نظر سے بدیع الزمان کیطرف دیکھا اور چند مرتبہ نعرے
مانند نالے کے کرکے بمجبوری و ناچاری پابند حکم بانیان طلسم ہوکر اُس طاس طلسمی کو اپنے دانتوں سے
پکڑا اور دہن مین دباکر اشک ریزان اک جانب گریزان ہوا بدیع الزمان بھی اُس کے پیچھے پیچھے
چلے ناظرین والاتمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ جب بدیع الزمان حمام سے بذریعہ زنجیر سقف پر گئے
تھے تو اُس وقت اُنھون نے دیکھا تھا کہ اصل مین وہ چھت نہین ہی بلکہ اک صحرائے ناپیداے کنار
ہی جس کا اور ہی نہ چھور ہی بہت وسیع و لق و دق ہی کہ جس کی دہشت سے رستم و اسفندیار کا سینہ
شق ہی ہر طرف سائین سائین کی صدا آرہی ہی اس جنگل کی وحشت سے ہوا تک چکرا رہی ہی بگولے
گھبرا گھبرا کر زمین سے اُٹھ اُٹھ کے چرخ پر جاتے ہین مگر وہان بھی آرام نہین پاتے ہین باد صرصر دشت
سے باہر نکلنے کے لئے قصد کرتی ہی سیکڑون ٹھوکرین کھاتی ہی مگر راستہ نہین پاتی ہی حرارت شمس
بدرجہ اتم ہی کہ جس کے آگے گرمی محشر کہین کم ہی آہو مارے پیاس کے کھڑے ہانپتے ہین طرفہ یہ ماجرا ہی
کہ درخت خشک خوف باد سموم سے تھر تھر کانپتے ہین زمین حرارت آفتاب عالمتاب سے مثل تانبے
کے تپ رہی ہی زبان بیزبانی سے آیہ یا نار کونی برداً و سلاماً جپ رہی ہی درخت سوکھے
بے پتے کھڑکھڑاتے تھے چارپائے بھوکے تھے مارے پیاس کے پڑے پھڑپھڑاتے تھے اگر
کوئی جانور بہت سختی جھیل کر جھیل تک پہونچا اپنے سے زیادہ اُسے پیاسا پایا تالاب مین نہ آب تھا
بحر مین بھی پانی نایاب تھا غرضکہ دریا تو صحرا تھا اور صحرا کو کچھ نہین کہہ سکتے کہ کیا تھا الحاصل یہ کیفیت
بدیع الزمان نے جو دیکھی نہایت تعجب ہوا کہ خدایا ابھی تو مین بالائے سقف حمام آیا تھا یہ صحرا
وسیع کہان سے پیدا ہوگیا اور مین یہان کیونکر آگیا یہ خیال کرکے خود ہی جواب دیا کہ بدیع الزمان یہ تمام
حیرت و تعجب نہین ہی کیونکہ یہ طلسم طہمورث دیوبند ہی ایسے ایسے عجائب و غرائب تو بہت
دیکھنے مین آئینگے اگر ایسی حیرت افزا باتین نہوتین تو نام اس کا طلسم کیون رکھا جاتا اور یہ کوٹھا غارت
وحشت کیون دکھاتا یہ جواب باصواب اپنے سوال کا دیکر اپنے دل تردد منزل کو تسکین دی
اور قطع راہ دشوار گزار کرتا ہوا عقب شیر دلیر چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین جو چرند و پرند اور

اور برگ و بار و ثمر و اشجار ملتا تھا وہ بدیع الزمان کو دیکھکر بزبان فصیح بے اختیار یہ کہتا تھا کہ افسوس
ہزار افسوس طلسم کشا کا گذر اس دشت طلسمی مین ہوا ہی دیکھئے کیا ہوتا ہی بظاہر آثار بد نظر آتے ہین یہ
زمانہ ناہنجار او چرخ کجرفتار دیکھئے کیا کیا رنگ دکھاتا ہی طلسم باقی رہتا ہوا معلوم نہین ہوتا ہی ظاہرا
یہی مفہوم ہوتا ہی بدیع الزمان یہ تقریر حیرت آمیز سنکر بہ غایت متحیر ہوتا تھا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ
کر ہر چہار جانب دیکھتا جاتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُن کو کچھ جواب دین ناگاہ ذہن مین گذرا کہ پہلے لوح کو
دیکھ لو پھر ان سے کچھ کلام کرو یہ سوچ کر لوح کو اُسی راہروی مین ملاحظہ کیا لکھا ہوا پایا کہ ای طلسم کشا
خوب ہوا کہ تونے کسی سے کلام نہ کیا ورنہ غضب ہوجاتا دین و دنیا سے کھو جاتا فتح طلسم مین کسیقدر
خلل واقع ہوتا اور یہ شیر تیری نظر سے غایب ہوجاتا پھر بدقت ہاتھ آتا اور یہ جہان تم کو جاہتا وہان
لے جاتا اب مناسب ہی کہ خاموش عقب شیر اسی طرح راہ طی کرتے ہوئے چلے جاؤ اور خبردار
کسی سے کلام نکرنا اور ان برگ وغیرہ کے بولنے پر کچھ تعجب نہ کرنا کیونکہ یہ صحرائے طلسمی ہی یہانکا
گل بوٹہ خار ہی انسان ضعیف البنیان اس جگہ مجبور و ناچار ہی بدیع الزمان نے حکم لوح سے ماہر و آگاہ
ہوکر پھر کسی سے کچھ بات نہ کی اور نہ کہین توقف کیا نہ رہروی سے باز رہا جب عقب شیر وہان سے
آگے بڑھا دیگر عجائب و غرائب کی سیر کی منجملہ اُن عجایبات کے کہین مردم شیر چہرہ ملے کہ دست و پا
اُن کے اور دیگر اعضا مثل انسان کے تھے لیکن سر مانند شیر کے تھے وہ بدیع الزمان کو دیکھکر سد
راہ ہوئے اور بزبان فصیح و بلیغ گویا ہوئے ای طلسم کشا ٹھہر جا کہان جاتا ہی تونے بڑا غضب کیا کہ اس
صحرائے طلسمی مین اپنا قدم نامبارک رکھا اب ہم تجھکو آگے بڑھنے نہ دینگے اپنی جانین دینگے اور تجھے
روکینگے یہ کہکر سد راہ ہوکر حملہ آور ہوئے بدیع الزمان نے بصد عجلت و تیزی شمشیر آبدار نیام
انتقام سے کھینچی اُس وقت اُس دشت کے پرند جو اشجار پر بیٹھے ہوئے تھے انھون نے بلند آواز
سے کہا ای طلسم کشا ان انسانان شیر چہرہ کو فوراً تہ تیغ بیدریغ کر اور ان کے خون سے زمین کو رنگین
کر یہ تیرے سد راہ ہوئے اچھا نہ کیا اب انکی یہی سزا ہی کہ قتل کئے جائین اپنے لہو مین نہائین جیسا
کیا ہی اُس کی سزا پائین ہم سب تیرے خیرخواہ ہین بدخواہ نہین ہین ہمارے کہنے پر عمل کرو رنہ بہت
پچھتائیگا سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہ ہاتھ آئیگا بدیع الزمان نے اُن طایران خوش
الحان کی تقریر سنکر تلوار آبدار کھینچ لی تھی اب ارادہ اُن کے قتل کا کیا ہی چاہتے تھے ناگاہ اُسوقت
بدیع الزمان کو یاد آیا کہ قبل اس کے لوح طلسمی حکم دی چکی ہی کہ جو کام کرنا بغیر مشاہدۂ لوح نہ کرنا
پس انسب یہی ہی کہ انسان شیر چہرہ کو بغیر ملاحظۂ لوح قتل نہ کرو ابھی ان کے خون سے ہاتھ نہ بھرو
یہ امر ذہن نشین کرکے جلد تر لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا ہرگز ہرگز ان
مردمان شیر چہرہ کو نہ قتل کرنا کیونکہ اگر ان مین سے ایک کو بھی تو ماریگا تو جس قدر قطرے خون کے
زمین پر گرین گے اُتنے ہی یہ شیر چہرہ اور پیدا ہونگے اور برسر مجادلہ و مقابلہ ہونگے اگر قیامت
تک تو انسے تلوار سے مقابلہ کریگا تو یہی نوبت ہوگی کہ یہ قتل ہوکر بڑھتے جائینگے اور تجھسے
لڑتے جائینگے اور تیرے سد راہ ہونگے علاوہ برین یہ طلسمی جو مالک صحرائے طلسم ہی
پھر تیرے ہاتھ سے جاتا رہیگا اور فتح طلسم مین خلل عظیم واقع ہوگا اب مناسب و لازم یہی

ہی کہ ان پر لوح کا عکس ڈالو پھر قدرت خدا تماشا دیکھو بدیع الزمان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر
شمشیر صاعقہ بار کو نیام مین رکھا اور عکس لوح طلسم طہمورث دیوبند کو اُن پر ڈالنا شروع کیا
جس پر عکس لوح ڈالا وہ جلکر خاکستر ہوا تھوڑی دیر مین سب کے سب بطریق مسطور ہلاک
ہوئے میدان صاف ہوئے سارے قصے پاک ہوئے بدیع الزمان نے دیکھا کہ شیر طاس طلائی
لئے ہوئے دور نکل گیا ہی مگر نظر آتا ہی یہ دیکھکر جلد تر اوس کے پیچھے روانہ ہوئے وہ طائر جو درختون
پر بیٹھے ہوئے تھے بعد قتل مردم شیر چہرہ کے شاخہائے درخت سے زمین پر گرے اور لوٹ لوٹ
کر بصورت دیو سیاہ بنے اور نعرہ کرکے سدراہ ہوئے اور کہنے لگے اے طلسم کشا تو نے ہمارے
کہنے پر عمل نہ کیا تلوار سے مردم شیر چہرہ پر وار نہ کیا لوح کو دیکھ لیا بڑا غضب کیا ورنہ قیامت
تک اسی صحرائے ہولناک مین پھنسے رہتے زندگی بھر صدمے سہتے اور یہ شیر سر سدراہ رہتے
اک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیتے خیر اب ہم تمکو کہان جانے دیتے ہین گو کہ شیر طلسم یعنی مالک صحرا
نے بجوری تمھاری رہنمائی اختیار کی ہی لیکن اب ہمارے ہاتھ سے بچکر کہان جاوگے یہ کہکر اور
دار شمشاد اور میل فولادی اٹھا کر آمادہ جنگ وپیکار ہوئے بدیع الزمان نے پھر لوح کو بہ
عجلت تمام دیکھا لوح نے حکم دیا ای طلسم کشا ذرا غور کرکے دیکھ ان سب مین اک دیو زبردست
دل سخت ہی اُس کی پیشانی پر اک چھوٹا سا داغ سفید ہی جب تک وہ ہلاک نہوگا ان سب کا
قصہ پاک نہوگا ان سے لڑائی رہیگی اور سب دیو تجھے جانے نہ دینگے اور اگر تو اُس دیو مذکور کو
قتل کر ڈالیگا تو قطرہ خون کے اوسکے جسم سے جس قدر گرینگے اسیقدر دیو پیدا ہونگے اور
وہ تیرے سدراہ ہونگے اور تجھ سے لڑین گے لہذا تم کو لازم ہی کہ اُسی دیو سفید کے داغ
پر یہ اسم دم کرکے تیر لگاؤ اگر تیرا نشانہ نشان داغ پر لگا تو یہ لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ باعث
خرابی ہوگا بدیع الزمان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر تیر ترکش سے نکالکر چلہ کمان مین جوڑا
اور اسم مذکور دم کرکے دیو سفید کے داغ پر تاک کر مارا بقدرت خداوند جل شانہ تیر نے خطا نہ
کی اور وہ دیو آہ کرکے زمین پر گرا اور خاک پر تڑپنے لگا ہر طرف سے صدائے واہ واہ
بلند ہوئی روح سامری قبر مین دردمند ہوئی بعد ایک لحظہ کے اُس کے ہر اک موئے تن سے
ایک شعلہ جوالہ نکلا اور وہ جس دیو پر گرا وہ جلکر خاک ہوا تھوڑی دیر مین تمامی دیو جل بھن
کر خاک سیاہ ہوگئے سب کے سب برباد و تباہ ہوگئے اور ان سب کے مرنے سے وہ
آوازین ہیبت ناک پیدا ہوئین کہ اگر شیر ژیان سُن پاتا خوف سے زہرہ آب آب ہو جاتا اور
وہ صدائین کچھ ایسی تھین کہ بالکل سمجھ مین نہ آئین الغرض جب وہ ہلاک ہو چکے بدیع الزمان آگے
بڑھے دیکھا کہ وہ شیر دلیر دوڑا ہوا چلا جاتا ہی یہ اُسیطرح اس کے عقب مین روانہ ہوئے
اور بعجلت تمام اُس کے قریب پہونچے اثنائے راہ مین مانند مردم شیر چہرہ کے اور دیو دن کی
بلاؤن سے سامنا ہوا بدیع الزمان نے بحکم لوح اُن کو دفع کیا اگر اُن سب کا احوال فرداً
فرداً تحریر کیا جائے تو بہت طول ہو اور ناظرین پرتمکین کا دل ملول ہو لہذا صرف مطلب پر نظر
کرکے اُن سب کو ترک کیا بدیع الزمان بعد رد کرنے بلاہای متعددہ کے عقب شیر چلا جاتا تھا

ناگاہ وہ شیر جاتے جاتے ایک باغ پُر بہار کیطرف متوجہ ہوا بدیع الزمان نے بھی اُسی طرف رخ کیا وہ
شیر جب درباغ پر پہونچا ایک دیو قوی ہیکل و دراز قد کو کھڑا دیکھا عمود گران ہاتھ مین ہے غصہ بات بات
مین ہے منھ سے وقت تکلم شرارے نکلتے ہین قریب کے لوگ کھڑے جلتے ہین اُس شیر محافظ طلسمی نے
وہ طاس طلائی اپنے دہن سے نکال کر اُس دیو کے آگے رکھدیا اور نعرہ مار کر رویا اُس دیو نے طاس اور
طلسم کشا کو بغور دیکھکر شیر سے کہا او نابکار و خانہ خراب یہ تو نے کیا غضب کیا کہ طلسم کشا کو یہان لے
آیا اور اُس کو وہین ہلاک نہ کیا تجھکو بانیان طلسم نے کیا اسیواسطے محافظ صحراے طلسمی مقرر کیا تھا کہ تو
طلسم کشا کو قتل نکرے بلکہ اُس کی اطاعت اختیار کرے اور رہنمائی کرے اور سرحد صحراے طلسمی سے
اس مقام تک پہونچاے اور باعث بربادی و تباہی طلسم طہمورث دیوبند ہو شیر مذکور نے رو کر جواب
دیا یہ غصہ آپ کا مجھپر بیکار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے یون حضور مالک ہین آپ کا مرتبہ افضل و اعلے ہے آخر
مین نے کون سے خطا کی ہے کیا جرم نکالا ہے ملاحظہ فرمائیے کہ مجھکو بانیان طلسم نے صرف دو خدمتون پر مقرر
کیا تھا اول یہ کہ جب طلسم کشا حمام طلسمی مین آوے اور بذریعۂ زنجیر بالاے سقف حمام اگر صحراے طلسمی مین
قدم رکھے اُس وقت مین جا کر اُس کو ہلاک کرون اور دوسرے یہ کہ اگر حمامی مطیع اسلام ہوجاے
اور طاس طلسمی اُس کے حوالہ کردے اور طلسم کشا بہ ہدایت لوح وہ طاس میرے منھ پر مارے تو
اُس کو دہن مین دبا کر اپنی سرحد مین سے اُسے نکالکر دوسری حد مین یعنی حضور کی عملداری مین پہونچادون
چنانچہ مین انھین دونون خدمتون پر کاربند ہوا پہلے جب طلسم کشا بالاے سقف حمام آیا تھا اور
صحراے طلسمی مین وارد ہوا تھا مین اسپر حملہ آور ہوا اور چاہا کہ اسکو ہلاک کرون ابھی مین نے
قصد ہی کیا تھا کہ طلسم کشا نے بہ ہدایت لوح طاس طلسمی کو بعجلت تمام مجھ ناکام کے منھ پر کھینچ مارا
مین مجبور ہوگیا رنگ رخ چہرہ کا کافور ہوگیا بعد ازان بموجب حکم بانیان طلسم دوسری خدمت کو
بجا لایا یعنی طاس کو دہن مین دبا کر طلسم کشا کو اپنی سرحد سے نکالکر آپ کی حد مین لے آیا ہون اب
فرمائیے اس مین میری کیا خطا کیا قصور ہے یہ سب حمامی کا فتور ہے مین نے کوئی بات خلاف حکم و
مرضی حضور نہین کی اور نہ بانیان طلسم سے منحرف ہوا اُس دیو نے کہ نام اُس کا جلادخو صاحب
عمود طلسمی تھا برہم و غضبناک ہوکر جواب دیا او فسادی او مکار تو نے کیون اسقدر طلسم کشا کے
ہلاک کرنے مین دیر کی کہ اُس نے طاس طلسمی تیرے منھ پر مارا اور پھر تو بموجب حکم بانیان طلسم
طاس کو دہن مین دبا کر طلسم کشا کو یہان تک لایا اس تیری غفلت و سستی سے صاف ظاہر ہوتا
ہے کہ تو ضرور بالضرور طلسم کشا سے مل گیا ہے اور دل سے مطیع ہوا ہے افسوس ہزار افسوس
کہ تو نے بانیان طلسم کا کچھ خیال نہ کیا اور اونکے جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے باہر قدم رکھا
اور طوق اطاعت کو گردن سے نکالکر پھینک دیا بڑی نمک حرامی کی طلسم کشا کی دوستی پر کمر ہمت
چست باندھی اور چاہتا ہے کہ یہ طلسم برباد و تباہ ہوجائے بالکل خاک سیاہ ہوجائے اُسوقت
شیر محافظ صحراے طلسمی نے بھی بقہر و غضب جواب دیا کہ او دیو جلادخو جنگجو تو بالکل
خلاف انصاف تقریر کی ہے بیکار مجھکو خاطی و مجرم قرار دیتا ہے جس نے صریح قصور و خطا کی ہے
اُسے کچھ نہین کہتا ہے معلوم ہی مین تو اُس حمامی کا فساد ہے اگر وہ مطیع طلسم کشا ہوکر طاس طلسمی نہ

دیتا اور طلسم کشا بہ ہدایت لوح طاس میرے منھ پر نہ مارتا تو مین تجھ تک طلسم کشا کو کیون لاتا دیو مذکور
نے نہایت غضبناک ہوکر اور آگے بڑھکر شیر سے کہا کہ او بدلگام نمک حرام مجھکو یہ بھی معلوم ہی کہ
مجھکو بانیان طلسم نے کیا حکم دیا ہی میرے واسطے یہ حکم محکم ہی کہ اگر شیر محافظ صحرائے طلسمی کچھ تیرے پاس
لائے تو اُس کو بے تامل گرز طلسمی سے ہلاک کرنا بس اب مین تجھکو مارتا ہون اور اس غفلت و کاہلی
کی سزا دیتا ہون شیر نے برہم ہوکر جواب دیا کہ او ناانصاف میرا قتل کرنا کچھ آسان امر نہین ہی
اگر تجھکو بانیان طلسم کا یہی حکم ہی تو خیر مین بھی تیرے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرونگا
جانتک ممکن ہوگا تجھے زندہ نچھوڑونگا پھر کھلے خزانہ طلسم کشا کا فرمانبردار ہوکر گنجینہ اسرار طلسم سے
آگاہ کرونگا اور اُس کی اعانت کرونگا دیو جلاد خو جنگ جو نے اُس کی یہ تقریر سنکر اور از حد غضبناک
ہوکر گرز گرانبار طلسمی اٹھایا اور تان کر اُسکی طرف جھپٹا شیر کی بھی آتش شجاعت بھڑکی اور نعرہ
کرکے حملہ آور ہوا غضب کی لڑائی ہونے لگی جانبین سے کوشش و کد و جد جہد ہونی لگی دیو نے گرز مارا
شیر نے خالی دیکر چوٹ بچای کبھی اس نے تھپڑ مارا دیو نے بچنے کے واسطے اک لوٹ لگائی برین
صورت تادیر باہم لڑائی رہی بالآخر جلاد خو نے ضرب عمود طلسمی تاک کر لگائی کہ سر شیر مین گئی اگل
در آئی اک شعلہ آتش پیدا ہوا اور وہ مانند شیر آتشبازی جلکر اکدم مین خاک سیاہ ہوگیا اوس کے
مرنے سے نہایت تاریکی ہوئی ہوائے تند و تیز چلی زمین کو زلزلہ آیا چرخ نے چکر کھایا بعد تھوڑی دیر کے
تاریکی وغیرہ دور ہوئی اُس وقت آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود رسیدیم نامم
ضیغم جادو بود محافظ صحرائے طلسمی بودیم دیو جلاد خو گرز طلسمی لئے ہوے کھڑا تھا ضیغم جادو
بالکل جلکر خاک ہوگیا تھا ڈھیر اُسکی خاک کا پڑا تھا کہ **بدیع الزمان** قریب اُس دیو کے پہونچے
اُس نے طلسم کشا کو دیکھکر غضبناک ہوکر کہا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ مین مثل شیر محافظ صحرائے طلسمی
کے تیرے ہلاک کرنے مین تامل و غفلت نکرونگا اسی مرحلہ پر تیرا خاتمہ کرونگا حکم بانیان طلسم پر عمل کرونگا
ہرچند تیرے پاس لوح طلسمی ہی لیکن مین لوح سے نہ ڈرونگا تجھے اسی جا پیوند خاک کرونگا یہ کہکر وہ
آگے بڑھا اور ادھر **بدیع الزمان** نے لوح کو دیکھا اُس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ مرحلہ بہت سخت ہی اس
جگہ کام شجاعت و جوانمردی کا ہی اگر اس دیو پر اک جم غفیر و لشکر کثیر بھی حملہ آور ہوگا تو بھی یہ قتل ہوگا
بلکہ یہ سب کو ہلاک کردیگا کیونکہ اس کے پاس عمود طلسمی ہی جب تک یہ اس کے ہاتھ مین رہیگا کوئی
اِسپر فتح نہین حاصل کرسکتا عکس لوح سے ڈریگا تو مگر بھاگے گا نہین اور نہ ہلاک ہوگا اے طلسم کشا
اگر اس کے قتل کرنے کا ارادہ ہو تو یہ تدبیر کرو کہ جب گرز طلسمی تیرے سر پر مارے تو اسوقت تو
چالاکی و دلیری سے اُس کی مرفق پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دے اور بقوت تمام عمود اُس کے ہاتھ سے
چھین لے اور وہی عمود اُس کے سر پر مارے نورانی النار ہوگا **بدیع الزمان** حکم لوح سے واقف
ہوکر جانب دیو متوجہ ہوا اور نعرہ کرکے کہا او مکار و غدار مجھسے آمادہ جنگ [illegible] و پیکار نہو میری اطاعت
و فرمانبرداری اختیار کر اور یہ گرز گرانبار میرے حوالہ کر ورنہ اس [illegible] و خواری سے تجھے قتل
کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیری حالت پر اشک حسرت بہایا کرینگے [illegible] سب و رچیل کوے تیری بوٹیاں
نوچ نوچ کر کھاینگے جلاد خو نے یہ تقریر سنکر بہت ہی تاؤ [illegible] اصل [illegible] اس گرز کو گھماتا ہوا قریب آیا
[illegible] کے غف

اور بہ قوت و زور بدیع الزمان کے سر پر مارا ادھر انھون نے گرز پر نظر کرکے کچھ دور آگے بڑھکر
جھپٹ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ بہت ہی جھنجھلایا برہم ہوکر زور کرنا شروع کیا ایک پہر کامل باہم
زور ہوا آخر کار دیو تھک گیا پنجہ زبردست بدیع الزمان سے کلائی ٹوٹنے لگی رنگ رخ زرد ہوگیا
عضو عضو سرد ہوگیا مارے دہشت کے تھرتھر مثل بید کانپنے لگا اتنی سے دیر مین ہانپنے لگا مانند
رعد چلایا کلیجہ منھ کو آیا خوف ہلاکت سے گرز کو چھوڑکر بھاگنے کا ارادہ کیا بدیع الزمان نے گرز اس
سے لیکر اوسے بھاگنے نہ دیا اور وہی عمود بہ قوت تمام اُسکے سر پر مارا کہ فوراً دوپارہ ہوگیا آہ کرکے
زمین پر گرا لاش مثل مرغ بسمل تڑپنے لگی روح اُسکی قفس تن سے باہر نکلنے کو پھڑکنے لگی درد زخم
سے اسقدر چلاتا تھا کہ آواز گنبد سپہر مین ٹکراتی تھی زمین الگ تھراتی تھی تمام میدان گونج گیا
انجام کار یہ ہوا کہ وہ نابکار تڑپ تڑپ کر داخل دار البوار ہوا اُس کے ہلاک ہوتے ہی گرز
حالت اصلی پر نرہا بلکہ ایک چوب خشک ہوگیا اور وہ طاس طلائی بھی نظر سے معدوم ہوگیا
بعضے داستان گویان شیوا زبان نے بیان کیا ہی کہ بعد اوسکے مرجانے کے تاریکی ہوئی اور
ہوائے تند و تیز چلی روز روشن شب تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ تاریکی اور ہوا کی تیزی
دور ہوئی اور نام و نشان بالکل جاتا رہا اسوقت آواز آئی کشتی مرا نام من دیو جلاد خو بود
افسوس مردیم و مطلب خود نرسیدیم اور اکثر حاکیان سخن سنج و شیرین زبان نے یون بیان
کیا ہی کہ بعد مرنے اُس دیو پلید کے کچھ آواز وغیرہ نہین آئی اور نہ تاریکی ہوئی کیونکہ یہ دیو تھا
ساحر نہ تھا اور یہی قول اقوی ہی واللہ اعلم بالصواب الحاصل بعد ہلاک ہوجانے دیو ندکور کے
بدیع الزمان نے شکر خدا کا کیا چونکہ صحرائے طلسمی کی راہ طی کرنے سے کسلمند ہوگیا تھا چاہا کہ کسی
جگہ بیٹھکر راحت و آرام پائے ہنوز اسی فکر مین تھا کہ باغ رشک فردوس برین سے آواز زمزمہ ساز
و صدائے مطربہ خوش گلو و خوش انداز کی گوش پر ہوش مین آئی بدیع الزمان صدائے نغمۂ دلفریب
سنکر بے چین ہوا اور بے اختیار در باغ پر آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق وا
ہی صد ہا روپیہ کا گوہر آبدار دُر شاہوار ہیرا پنا زبرجد جڑا ہی کہ جس کی قیمت لگانے کو جوہری عقل
حیران کھڑا ہی پھاٹک مثل آفتاب تابان جھلک رہا ہی ہر ایک ہیرا مانند انجم درخشان الگ چمک رہا
ہی دیوار باغ پر عجب بہار ہی کثرت نقش و نگار سے وہ بھی اک گلزار ہی اُس کی اینٹین بلور کی
ہین بلکہ سراسر نور کی ہین سڑکین صاف و ہموار نہرین شفاف و آبدار اُس کے کنارے
کنارے سبزہ خوابیدہ لہلہاتا ہی چمن مین بلبل خوش ہو ہو کے چہچہاتا ہی بدیع الزمان اشتیاق
دید مین بے اختیار آگے بڑھا چلا گیا اجازت صاحب باغ سے بھی لینے کی نوبت نہ آئی
جب وسط گلزار مین پہونچا دیکھا کہ ہر روش پٹری درست ہی نہ خس ہی نہ خاشاک ہی
جو تختہ ہی آئینہ ہی گرد و غبار سے پاک ہی ہر چمن گلہائے گوناگون سے لبالب بھرا ہی ہر درخت
بوقلمون فیض ہوا سے سرسبز ہی ہرا ہی اک اک شاخ اتنی اونچی ہی کہ آسمان سے باتین کرتی
ہی اُدھر بیخ بھی گاو زمین تک پہونچی ہی آیۂ اصلها ثابت و فرعها فی السماء انھین اشجار کی
شان مین ہی معلوم نہین درخت طوبی کس گمان مین ہی میوے تر و تازہ لگے ہین کہ فقط جن کے

خیال سے زبانون پر مزے ہین اور اُن کے نوش کرنے سے یہ ہوتا ہی کہ کھانے والے کو حیات ابدی
ملتی ہی مرنے سے ہاتھ دہوتا ہی اک سمت لالہ اپنا جوبن دکھاتا ہی وہ اُس کا گہرا سرخ رنگ
خواہ نخواہ آنکھون مین کھپا جاتا ہی جو دیکھتا ہی کلیجہ پکڑ لیتا ہی سینہ پر داغ کھاتا ہی کسی چمن مین
نسرین اور کہین نسترن کسی تختہ مین شبو داؤدی کسی جا سوسن اُس نے وہ غضب کا لا کھا
جمایا ہی کہ حسینان جہان نے مارے شرم کے اپنا منھ چھپایا ہی ایک جانب نرگس شہلا عجب ناز
و انداز سے با چشم مست کھڑی ہی جس کی دید مین ہر اک کی آنکھ اودھر ہی لڑی ہی اک طرف
ہارسنگھار کہین مولسری کی قطار بھینی بھینی خوشبو کی لپٹین آرہین ہین اک سمت چنپا اور چنبیلی
اپنا رنگ دکھا رہین ہین اک کیاری مین موگرا سوتیا مدن بان ہی جوہی کیتکی کی اک نرالی آن بان
ہی کہین پر زنبق کے ہلکے ہلکے رنگ کی بہار ہی سنبل پر تو غضب کا نکھار ہی زلف مشکین مین
عجب پیچ ہین جس کے آگے گیسوے تابدار محبوب ہیچ ہین گل مشکی اپنا جلوہ دکھاتا ہی رنگ اسکا
سویدای بہار ہوا جاتا ہی اک سمت طاوس طناز رقص کنان شاخ گل پر بلبل ہزار داستان
غزل خوان درخت شمشاد پر قمری کی کوکو ہی کہین سرو پر فاختہ کی حق سرہ ہی اک طرف
کبک دری کے قہقہے ایک جانب طایران خوشنما کے نرالے چہچہے نہرین صاف و پختہ
اوس پر نہایت عمدہ گلکاری ہی پانی شفاف موتی سا جاری ہی ہزارے کے فوارے
چھوٹتے ہین گویا موتیون کا منھ برس رہا ہی دیکھنے والے مزے لوٹتے ہین آب نہر مین
جو گلشن کا عکس پڑا ہی اُس سے ہویدا ہی کہ ایک اور چمن صاف پانی مین پیدا ہی - جناب خندان
شعر بہنر گلشن سے دوبالا ہی بہار گلشن - چمن اک سمت ہی اک سمت چمن کی تصویر - اُس
کے کنارے کنارے چاندی سونے کے گنگا جمنی ناندے ہین اُس مین خوشنما چھوٹے چھوٹے
پودے ہین جابجا غزال رعنا چرتے پھرتے ہین کارچوبی زربفتی جھولین پڑین ہین پیرون مین گھنگرو
ہین کبھی کوئی اپنے سایہ سے ڈر کر بھڑک گئی کوئی چھم چھم کی آواز سے بھڑک گئی چشمہ چشمہ حیوان
پانی صاف موتی سا روان ہی لبالب بھرے ہین کہین قاز تیز پرواز کہین قرقرے ہین کسی جا بط
اپنے ولولہ مین خود غلط مالنین کمسن پریزاد پری جسم برق دم حور نژاد گلرو گلبدن سرو قد غنچہ دہن
دست نازک مین ہیرے کے کڑے پاے حنای مین طلائی چھڑے شبنم کے دوپٹے آب روان کی
پھنسی پھنسی کرتی زیب بدن ہین ٹانگون مین زربفتی لنگے ہین سب اپنے اپنے کام مین مگن ہین
ہاتھون مین بیلچے مرصع کار کھرپیان جواہر نگار لئے ہوے اپنے اپنے کام مین سرگرم ہین کوئی کسی جگہ
قلم لگاتی ہی ایک کہین کچھ اُکھیڑتی ہی کہین کچھ بٹھاتی ہی چمن اُن کے فیض قدم سے خس و خاشاک
سے پاک ہی نہ گلا سڑا پتا ہی نہ غبار ہی نہ خاک ہی اک سمت اشجار میوہ دار اپنے اپنے قرینے سے
قطار در قطار سیب سے زنخ گلعذار کی کیفیت نمایان انگور کے خوشے سے دل آبلہ دار کی
صورت عیان زربفت کی تھیلیان چڑہین ہین گوشے مین حفاظت کو مالنین کھڑین ہین کسی جگہ
کیلے کی قطار ہی کھولے پر کچھ عجب بہار ہی نارنگی کا اور ہی رنگ ہی گویا انگارے لٹک رہے ہین
جس کو دیکھکر عقل دنگ ہی کہین شریفہ کہین امرود ہی حلاوت مین شہد سے زیادہ شیرین اور

کھانے مین حلوا بے دود ھ ہی سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود ہی کہین اننناس کہین ناشپاتی کے
درخت یکبخت ہی کے شجر بھی بہیقیاس سبحان اللہ عجب باغ پر بہار تازہ کن دل معطر کن دماغ
تھا درحقیقت اس باغکی پوری صفت احاطہ تسطیر مین نہین آسکتی ہی قلم سے یکقلم شاخین نکلتی ہین ہاتھ
یا دن پھولتے ہین صریر خامہ مین بلبل شوریدہ کا شور پیدا ہوتا ہی گلزار جنانکی پر اثر خزان ہویدا
ہوتا ہی سطور بیچان مین زلف سنبل کی کیفیت ہوتی ہی دل اوجھتا ہی دوات چشم نرگس بنکر آنکھ
دکھاتی ہی زمین کاغذ نئے نئے گل کھلاتی ہی وہ باد بہاری کا اٹھلا اٹھلا کر چلنا اور غنچون کا چٹک
کر کھلنا سرد سرد ہوا کے جھونکون سے شاخون کا جھومنا بلبلون کا خوش ہو ہو کے گلون کا منھ چومنا
کلیون کا اس گستاخی و بیحجابی پر کھکھلانا کچھ عجب کیفیت دکھاتا تھا دل بے اختیار ہاتھ سے نکلا جاتا تھا
یہ کیفیت دیکھنے کو چمن اپنے جامہ سے باہر نکلا پڑتا تھا بلبل پر بلبل الگ گرا پڑتا تھا عرفی شعر چمن
آید بر چمن بہر تماشاے جمال ۔ بلبل آید بر بلبل بہ تمناے غزل ۔ فیض ہوا اور اثر بہار سے نمو کی کیفیت
تھی کہ اگر کوئی دانا زمین پر گرتا تھا اُسیوقت اکھوا نکلتا تھا دم بھر مین بڑھکر پھولتا پھلتا تھا اور
یہ کیا تھا اگر ۔ غالب شعر ۔ کاٹکر پھینکیے ناخن تو باندازِ ہلال ۔ قوت نامیہ اُسکو بھی نچھوڑے
بیکار ۔ جابجا برائے آبپاشی کنوین پختہ بنے ہین سونے چاندی کے ڈول انمول جس کی خوشنمائی پر
طبیعت ڈانوا ڈول چرخیون پر ریشم کی ڈوریان نازک نازک پڑین ہین مالنین جو روش پر جمال
جگت پر پیاری پیاری کیاریون کے سینچنے کو کھڑین ہین اک اک آفت کی پرکالہ شوخی و شرارت مین
شعلہ جوالہ ایسمین چھیڑ چھاڑ دہینگا مشتی ہوتی جاتی ہی کوئی کسی کا منھ چڑھاتی ہی کوئی کسیکو ٹھینگا
دکھاتی ہی کسی نے ڈول کو ٹیک دیا اک نے کہا کیون ری موی پن بھرن تونے میرا ہاتھ کیون
جھٹک دیا اور جو کہین میرے کلائی مین موچ آجاتی تو خداوند قسم کچا ہی کھا جاتی ساری ہڈیان
کرکرا جاتی دوسری نے جلدی سے درمیان مین آکر بیچ بچاؤ کرنا شروع کیا اٹھلا اٹھلا کر کہنے
لگی اے ہٹو چلو بس ہو گا جانے دو تم ان کے عوض مین ہمین جو جی چاہے کہلو خواہ مخواہ ذرا سی
بات پر لڑتی ہو باجی تم بھی کس سے جھگڑتی ہو لے ہماری اک بات سنو کل تمھارے یہان
جھٹپٹے وقت اک مرد وا بھاری ٹوپی دیئے انگھڑیون مین مسی لگائے اُجلے کپڑے پہنے
پٹون مین تیل پڑا ہوا لباس مین عطر لگا ہوا بانکا نکیلا چھچھول رنگیلا کون آیا تھا وہ کچھ شرماکر
بات کو چبا چبا کر آنکھین نیچی کر کے کہنے لگی اوہی تم تو کیا ننھی بنتی ہو جیسے تم کو معلوم ہی نہین
اے وہ میرے دولہ بھائی تھے کل ہی تو طلسم نیرنگ سے آئے تھے یہ سنکر سب نے قہقہہ مارا
اور کہا کہ ہان ہان ٹھیک ہی مین ہی بھول گئی بیشک صاحب آپکے دولہ بھائی تھے یلکہ آپ کے وہ
یہانتک کہنے پای تھین کہ یکایک طائران خوش الحان و مرغان شیرین بیان نے بدیع الزمان کو
سیر کرتے ہوئے دیکھکر غل و شور مچایا کہ اے ملکہ عالم غضب ہوا ہوشیار ہو جائے شاید لو
جلاد خو مارا گیا معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا اُسے قتل کرکے آپکے باغ مین آیا ہی وہ دیکھئے آپ کے گلزار
پر بہار کی سیر کر رہا ہی جو ہم کو حکم ہو بجا لائین سر فروشی و جان نثاری کو حاضر ہین گو طلسم کشا کے پاس
لوح طلسمی موجود ہی لیکن حتی الامکان لڑینگے حضور تک نجانے دینگے جسوقت وہ صدا اسے

مرغان چمن و آواز طایران خوش لحن اُن پریجمال حورتمثال مالنون کے گوش زد ہوئی بے تحاشا
چمنون سے نکل نکلکر بھاگین ایک نے دوسری سے کہا اری جلدی سے بھاگ موا مونڈی کاٹا
طلسم کشا آگیا کسی نے گھبراکر کہا اری کہان دوسری نے کہا اندھی تیرے دیدون مین چربی چھائی
ہے دیکھ وہ ہٹا کٹا کھڑا ہے کسی نے کہا بہن مجھے تو دکھائی نہ دیا آخر تونے کہان سے دیکھ لیا کیا چر
دیدے پھم ٹھوڑی ہین دوسری نے جواب دیا تو اندھی نہین خیلہ تو ستانی ہے جب ہی تجھکو دن دہاڑے
سجھائی نہین دیتا الحاصل سب نے دیکھا بدحواس ہوکر بھاگین اور جاکر گوشہ باغ مین چھپین اِدھر
بدیع الزمان گلش کی سیر کرتے ہوے اور جانوران چمن کی تقریر فصیح پر متعجب ہوتے ہوے آگے
بڑھے چونکہ باغ وسیع تھا دور سے دیکھا کہ اک بارہ دری نہایت عالیشان ہے جس کا فرش
عرش بے نشان ہے آتش - یہ کس رشک مسیحا مکان ہے - زمین جس کی چہارم آسمان ہے - ہر درجہ
انتہاے درجہ دلکشا فرح افزا اشیاے نادرہ سے سجا در و دیوار مذہب و مطلا ہے پرستان
کے مکان کی طرح طیاری ہے جس طرف نظر اُٹھاکے دیکھو اک انوکھی میناکاری ہے مانی نے نقشہ
اس بیچ دہیچ کا کھینچنا چاہا دست کو لغزش ہوئی قلم تھرایا بہزاد نے بھی بہت محنت کی مگر شبیہ کشی
کیا معنی اُس کا خاکہ خاک نہ پایا آگے اُس کے بادلے کا سائبان سر بفلک کشیدہ تنا ہے بھاری
کرن کی جھالر لگی ہے سراسر مغرق بنا ہے کلابتون کی ڈوریون سے کھچا ہے طلائی جڑاؤ چوبین
لگی ہین آگے اُس کے حوض مصفا مانند چشم پر آب چھلک رہا ہے کیوڑہ گلاب بھرا ہے سارا باغ
اُس کی خوشبوسے مہک رہا ہے المختصر بدیع الزمان خرامان خرامان قریب اُس بارہ دری
کے پہونچے صداے مطربہ خوش آواز و نغمۂ ساز کی بخوبی کانون مین آئی طبیعت اور زیادہ
بھر بھرائی کبھی چہلین کرنے کی صدا آتی تھی کبھی کوئی ہنس مکھ قہقہہ لگاتی تھی اتفاقاً اک نازنین
مہ جبین کسی ضرورت سے بارہ دری سے باہر نکلی اُس نے بدیع الزمان کو دیکھکر بے تحاشا
اندر دوڑی ہوئی گئی اور جاکر ملکہ کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور اک شخص نوجوان وضعدار
قطعدار رشک یوسف کنعان بے طلب چلا آیا ہے اور زیر بارہ دری کھڑا ہے معلوم نہین یہ موا
موڈی کاٹا کون ہے اور کہان سے آیا ہے یا کوئی اُس کو لے آیا ہے ملکہ نے یہ سنکر کہا اری بیوقوف
عقل سے خالی حمق سے بھری کسی مرد کی کیا مجال ہے کہ جو میرے باغ مین قدم رکھے کوئی پرندہ
پر تو مار نہین سکتا یہ یقینی طلسم کشا ہے اس کی آمد کی خبر طلسم مین مشتہر ہے مین بھی سنتی تھی اسوقت
یقین ہوگیا ظاہر احمامی اور شیر صحراے طلسمی اور جلاد خو محافظ باغ یہ سب مارے گئے یا یہ
کہ طلسم کشا سے ملگئے ورنہ یہ میرے باغ کے اندر ہرگز داخل نہ ہوسکتا خیر اب جو میرے گلزار
پر بہار مین آیا ہے تو خوب ہوا تو ذرا کسی بہانے سے بلا لا مین اسکو طلسم کشائی کا مزا دم بھر مین چکھا
دونگی ابھی تو لوح چھینکر اُسے خاک مین ملا دونگی لو اور سنو مجھکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے اب یہ
میرے مکر و فریب سے بچکر کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے کب امان پاتا ہے وہ نازنین مہ جبین حسب الحکم
ملکہ باہر آئی اور پکار کر کہا اے طلسم کشا تجھکو ہماری ملکہ عالم طلب کرتی ہین جلد آ خوشا مقدر
اور زہے نصیب کہ تو اور ملکہ عالم طلب کرین بدیع الزمان نے اُس مہ جبین کے آواز سنکر

جواب دیا خیلا کچھ دیوانی ہو گئی ہے ستارہ تیری ملکہ کا چمکا کہ ہمارے قدم مبارک یہان آئے شکر کرو کہ تم سب کے اچھے دن آئے یہ لکھکر لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین حکم نکلا کہ بے تامل چلے جاو کچھ اندیشہ نہ کرو **بدیع الزمان** نے یہ حکم محکم دیکھکر قدم آگے بڑھایا اور بارہ دری کی سیڑھیون سے گذر کر اندر داخل ہوا سبحان اللہ عجب سمان نظر آیا کہ آنکھین خیرہ ہو گئین اس ہیچمدان زبان بستہ دہان مین کہان قدرت کہ اُسکی تعریف کر سکے اور نہ قلم جگر شگافتہ مین یہ قوت ہے کہ شمہ توصیف اُس کی لکھ سکے اگر صرف ایک در کی ثنا کیجائے تو عمر نوح درکار ہے لہٰذا اس راہ مین قدم رکھنا بیکار ہے **نظم**

کاخ وہ تھا نئے وتیرے کا	صاف ترشا ہوا تھا ہیرے کا	ساق سیمین مہوشان تھے ستون
غیرت شمع طور سب تھے ستون	در فردوس سے بھی خوشتر در	رشک آغوش حور عین ہر در
وہ منبت تمام میناکار	لاجوردی وہ ہر در دیوار	سقف نقاش چین اگر دیکھین
دنگ ہو جائیں آنکھین چھت سے نگین	شیشہ آلات سے بوجہ حسن	یون مزین تھا وہ کہ جیسے دلھن

بدیع الزمان نے آراستگی قصر پر نظر کر کے ملکہ کی ہمجولیون کو جو دیکھا تو سبحان اللہ اک اک قتالہ آفت کی پرکالہ شرارت مین شعلہ جوالہ کسی کی اوٹھتی جوانی شباب آغاز قیامت کا کرشمہ غضب کا ناز و انداز چہرۂ حور اُن کے آگے ماند تھا اک اک چودھوین کا چاند تھا نکیلی رسیلی بانکی انوکھی **منقبضانظم**

ایک ایک اُن مین قاتل عالم	اور وہ اُٹھتی جوانی کے عالم	دل لبھانے کی یاد سب باتین
دلربائی کی یاد سب گھاتین	وہ ہر اک شوخ چشم چابک و چست	کنگھی چوٹی کبھی کبھائی درست
پٹیان اپنی کوئی نکالے ہوئے	سرخ موباف کوئی ڈالے ہوئے	چوٹیون مین لپیٹے تھے یون ہار
کیچلی مین ہو جس طرح سے مار	پاجامے تھے اُن کے اِس سج کے	نقرئی تھے ٹکے ہوئے پچکے
تھین جو بنتین وہ سب روپہلی تھین	اور موباف مین بھی کلیان نگین	کچھ تھے رنگین دوپٹے کچھ سادے
تھے روپہلے ٹکے ہوئے پچکے	تھین وہ زیور مین ہر یکے سب غرق	ہاتھ اُٹھے جس طرف گرے برق
گاج کی پہنے تھی کوئی محرم	ہاتھ جس سے نہو سکے محرم	کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
جس پہ بنگلا بنا تھا چٹکی کا	پور پور اُنگلیون مین تھے چھلے	جس کو دکھلائے دل وہین چھل لے

بدیع الزمان نے بعد مشاہدہ کرنے ہمجولیون وغیرہ کے غور سے چہرہ ملکہ جو دیکھا تو مشکل نظر آیا کیونکہ رخ ملکہ پر نقاب نور حسن ایسی پڑی تھی کہ نگاہ خیرگی کرتی تھی حسن مین بے عدیل و بے نظیر صورت مین بدر منیر مہر منور جمال بیتابانہ جامہ سے باہر نکلا پڑتا تھا شباب جسم نورانی سے الگ ابلا پڑتا تھا شعر۔ ہر ادا مستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی ۔ اف تیری ظالم جوانی جوش پر آئی ہوئی۔ بحر حسن مین از پا تا فرق غرق تھی شوخی مین برق تھی لباس خسروانہ دیو تاک شاہانہ سے آراستہ خوب زرق برق زیور خوبی سے پیراستہ درشاہوار تعریف کو کسکی طاقت ہے کہ جو رشتہ بیان مین پرو سکے اور کلک بدایع سلک مین کب یہ قوت ہے کہ اُسکی تحریر ہو سکے لیکن برائے تفنن طبع ناظرین پر تمکین کچھ اشعار آبدار تعریف سراپائے ملکہ مین لکھے جاتے ہین **نظم**

کب شب زلف مین ہے فرق لہا	پوچھتی ہے سحر کے ہین آثار	دود شمع نگاہ مجنون ہے
طرۂ زلف آہ مجنون ہے	سنبل باغ پر یہ طرہ تھی	بوجہ نکہت بنفشہ تھی

اُسکی پیشانی کررہی تھی بیان
دفتر حسن پر تھی بسم اللہ
کون سی بات مین بھلا کم ہون
طاق ایوان حسن تھے ابرو
مست دیکھین جو پلکین اُسکی کہین
حیرت آئینہ دار عارض تھی
بحر رخ مین نہ تھی عیان بینی
قفل دروازہ عدم تھا دہن
پارہ آئینہ حلب کے تھے دانت
باولی گلشن صفا کی تھی
رشک نور سحر تھا نور گلو
رنگ یاقوت ہوتا دست نگر
شکم اُس کا تھا ایک نہر عجیب
دیدۂ ناف کا تھا تار نظر
نخل باغ مراد قامت تھا
اک تمکوار تھی ملاحت بھی
کیا بیان کیجیے کہ کیا تھی وہ
کسقدر زرق برق تھی پوشاک
نشہ وہ بادہ جوانی کا
چاک ہوئے کتان کیطرح شتاب
موج ہین کامدانی کی چھڑیان
لوز ہر ایک تھی لب شیرین
نور آگین وہ تنگ وچست انگیا
رگ گل کی تھی ڈوریان اُسکی
ہر کلی پانچے کی صورت گل
برق جیسے شفق مین جلوہ کنان
موتیون کی بنت تھی وہ نایاب
چشم اختر تلک جھپکتی تھی
سبز اطلس کی پانچون وہ گوٹ
جیسے سبزے پہ موج آب روان
طول کیا پانچون کا عرض کرون

صاف ہی عکس ماہ مجھسے عیان
غرہ کرتی تھی چشم وابرو پر
سحر وآفت ہون قہر ہون سم ہون
بہر شمشیر ابروے بران
تیر آئین جو یہ تو دلیسہ سہین
کوکب خال عارض تابان
کشتی ابرو تھے بادبان بینی
تیغ مصری تھے وہ لب شیرین
قطرہ یا آب تیغ لب کے تھے دانت
وہ بناگوش تھا کہ اختر صبح
شمع بزم قمر تھا نور گلو
سحر کے قمقمے دو پستان ہین
صاف تھا ایک آسمان غریب
دم رفتار پشت پاے صنم
چلنا ہنگامۂ قیامت تھا
غمزہ نشتر زن رگ جان تھا
غرض اک صورت خدا تھی وہ
سادگی پر وہ سادہ روغش تھی
اور دوپٹہ وہ کامدانی کا
عشق پہچان تھی صاف اڑی بیل
یون گل افشان تھین جیسے پھلجھڑیان
چپک اُسمین وہ کب تھی جلوہ پذیر
سب طرح قطع مین درست انگیا
پاجامہ کا گلبدن گلنار
صاف چھڑیان تھین طرۂ سنبل
گوگھرو وہ مریض اُلفت کو
موتی ایک ایک گوہر شب تاب
کرن اس نور کی منور تھی
اطلس طور بھی ہو جس پر لوٹ
ساق نور اُسمین دیتے تھے یون لمع
کچھ وہ طول امل سے بھی تھے فزون

چین اک اک تھی عکس موج نگاہ
کہتی تھی خلق مین نہین ہمسر
بیت دیوان حسن تھے ابرو
گردش چشم تھی برنگ فسان
کس چمک پر بہار عارض تھی
اختر طالع مہ کنعان
تنگ حورون کا ایسا کم تھا دہن
جس پہ جان عزیز دے شیرین
وضع چاہ ذقن بلا کی تھی
یا وہ تھا ماہ بخت انور صبح
دست رنگین کا رنگ دیکھتا گر
جفت سرخاب آب حیوان ہین
اپنی نظرون مین تو وہ موے کمر
صاف دکھلاتا روے نقش قدم
اُس کی سرکار حسن وخوبی کی
بہر دل نارہ تیغ بران تھا
کتنی سج دھج سے ٹھیک وہ بیباک
کتنی وہ وضع اُسکی دلکش تھی
جس کے پرتو سے چادر مہتاب
نخل قامت پہ چڑھ گئی اک بیل
گوٹ لوزات کی وہ نور آگین
موجہ رنگ گل تھا دامنگیر
وہ گلابی کٹوریان اُس کی
خنجریان ایک ایک خنجر وار
یون بنت گوگھرو تھا اُسپہ عیان
دین جو تبر بدن مین توصحت ہو
چتکی ایسی چمک دمک کی تھی
صاف مژگان چشم اختر تھی
لہر چتکی کی اُسپہ یون تھی عیان
جیسے فانوس سرخ رنگ مین شمع
سیفہ پٹھے کا برق افگن دل

تھا وہ پھٹا طراز دامن دل
نور کا وہ ازار بند دراز
عطر مین موتیے کی ڈوبی تھی
بالیان وہ جڑاؤ ہیرے کی
مہر و مہ کی لگائے وہ عینک
نور چشم نگینۂ خورشید
زیب گوش اُسکے وہ نہ تھے موتی
دُر شبنم مین ایسی آب کہان
گرد بالکل سے تھے جسمین موتی لگے
کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پاکہ چھائے تھے
شب گیسو مین سانپ کامنی ہی
بچھلیان ہیرے کی تھین جنمین نگین
ہیکل اُس حور کی تھی پرافسون
تارے جسطرح گرد کاہکشان
نو بکے پور پور وہ چھلے
شاخ گل کی طرح وہ گل کھائے
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اُسکی خراج ہفت اقلیم
وہ پری بند دست رنگین کا
بے بہا تھے جواہر اُن مین جڑے
شک یہ تھا اُن پہ دیکھکر مینا
جلوے روکش ضیا سے مہر کے تھے
زیب پا اُسکی کب تھی وہ خلخال
شور خلخال شور بلبل تھا

سلوٹین اُسپہ تھے جوبن کی
تازیانہ برائے توسن ناز
بالیان تھے وہ مرصع کار
ساخت بھی اُنکی اس وطیرے کی
تارے گوندھے تھے جائے مروارید
پارۂ آبگینۂ خورشید
عقد پروین سپہر حسن پہ تھا
یہ جلا اور یہ لعاب کہان
سر کی چوٹی کا دیکھکر طاؤس
سحر حشر کا ستارا تھا
دیکھکر زیب گوش مہر جھالا
جھاڑ یا موتیون کا روشن ہی
حلقۂ چشم مہر تھا بالا
غیرت افزائے ہیکل گردون
یہ سنہری تھی اُسکی جلد بدن
دل عاشق کے چور وہ چھلے
وہ جہانگیریان تھین برق نظیر
موتی ایک ایک حسن مین جسکا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
دام تھا مرغ جان شیرین کا
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح
ہر زر آفتاب پر مینا
جلوہ وہ پائوین تھی کیا پازیب
بدر کے گرد ہالہ سان تھا ہلال

اور وہ چیرسین قیامت آسن کی
سر سے پا تک وہ گوہر خوبی
تھے گلے جن مین گوہر شہوار
دیکھے جب اُنکو جوہری فلک
ہر نگین تھا سوائے مروارید
عقل سمجھے ڈھنگ اسجگہ موتی
یا عرق روئے مہر حسن پہ تھا
پتے کانون مین تھے جواہر کے
ہار گیسو تھا جان سے مایوس
کان مین موتیون کے جھالے تھے
کہنے سے بے شبہ دیکھنے والا
بجلیان کانون مین جڑاؤ تھین
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
نور تن بازوؤن پر یون تابان
تھا مجل جسکے رنگ سے کندن
ایک بھی حور کے جو ہاتھ آئے
قاتل ہوش و جان عالمگیر
صدف حسن کا تھا دُریتیم
پڑتا تھا عکس جسکا دامن مین
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے
شاخ گل مین لگے ہون گل جسطرح
صاف کنگن طلائی مہر کے تھے
جلن اُسکا تھا دست برد شکیب
زر خلخال پازر گل تھا

بدیع الزمان ملکہ موصوفہ کے سراپائے بیمثال پر نظر کر کے بے اختیار دل و جان سے عاشق زار ہوئے جلوۂ برق حسن اُس کا دیکھکر غش سا آنے لگا پائوں لڑکھڑانے لگے سر کو گردش ہوئی آثار غش کے نمایان ہوے قریب تھا کہ بدیع الزمان غش کھاکر گر پڑین کہ یکایک اشارہ سے ملکہ کے چند کنیزین اور چند اُس کی ہمجولیان اُٹھین اُنھون نے شاہزادہ بدیع الزمان کو سنبھالا اور پوچھا کہ اے طلسم کشا کیون مزاج حضور کا کیسا ہی کیون گرے پڑتے ہو ذرا ہوش مین تو آؤ اپنے حواس درست کرو پھسلے نہ پڑو اس گرنے پڑنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا امید دلی بر نہ آئیگی ذرا گڑھیا کے پانی سے مُنھ دھو ڈالو

اپنے ہوش وحواس مین آؤ یہان آکر زیادہ نہ اتراؤ خیالات فاسد اپنے دل مین نہ لاؤ
اِن باتون سے کچھ حصول نہ ہوگا ذرا لوح دل کو اپنے سنبھالو مرحلۂ عشق ایک سخت مرحلۂ
عظیم ہی اس سے ڈرو کوچۂ عشق بتان مین قدم نہ رکھو خصوصاً اس محبوب بیمثال وخوشجمال
کے عشق سے باز آؤ کچھ نفع حاصل نہ ہوگا یہان دعا قبول نہ ہوگی یہ کہکر اُنھون نے
شاہزادۂ بدیع الزمان کو بہ نسبت قبل ہوشیار دیکھکر علٰحدہ ہوئین شاہزادہ بدیع الزمان
چند قدم بڑھکر پہلوے ملکہ موصوفہ مین جاکر بیٹھے وہ کثرت شرم وحجاب سے اُن کے
پہلو سے کسی قدر سرک کر بیٹھی اور بغور شاہزادۂ بدیع الزمان کے چہرۂ زیبا پر نظر کر کے
اور اُسکی شجاعت اور بہادری پر خیال کر کے خود بھی شاہزادۂ بدیع الزمان پر شیفتہ
اور فریفتہ ہزار جان سے ہوئی آثار عشق چہرے سے عیان وآشکارا ہوے سینہ مین
دل بیتاب اور بیقرار ہوا شوق ہم آغوشی ہوا کیونکر وہ نازنین مہ جبین بدیع الزمان
گردن شکن پر فریفتہ ہوتی کہ یہ بھی ایسے حسین وخوبرو تھے کہ مثل ونظیر اُنکا
عالم دنیا مین نہین تھا کہ بموجب نظم

تھے بدیع الزمان بھی ایسے حسین ٭ چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
اُس کے عارض سے مہ نے کھایا داغ ٭ لاکھون ہی مہوشون نے پایا داغ
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل ٭ ایک عالم کا وہ بنا قاتل ٭
آنکھ نرگس سے جب لڑاتا تھا ٭ پاؤن اُس کا بھی لڑکھڑاتا تھا
باغ مین غم سے ہوتی تھی وہ خم ٭ شرم سے ہوتا تھا عجب عالم
شجر باغ نوجوانی تھا ٭ گل گلزار کامرانی تھا ٭
جوش پر تھی بہار حسن شباب ٭ گل رخ تھا شگفتہ وشاداب
صفت شعلہ تھا سراپا نور ٭ شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش ٭ زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے ٭ سحر کرتا تھا چشم پُرفن سے ٭
نیچی نظرین تھین رہزن دل وہوش ٭ تیر مژگان اجل سے ہم آغوش

زیادہ اُس سے تعریف حسن شاہزادۂ بدیع الزمان قلم سے لکھی نہین جاتی زبان عاجز
ہی جب وہ ماہ ومہر طالب ومطلوب ایک مسند زرین پر بیٹھے اُدھر اُس نازنین مہ جبین
کو حجاب اِدھر انکو کسی قدر شرم ہرچند دل اس کا ان کو گستاخی اور دست درازی کی
دم بدم رائے دیتا تھا مگر یہ اُس کی رائے کو نہ مانتے تھے آخرکار دل بیقرار نے
اِس قدر انکو آمادہ کیا کہ اُنھون نے اُس ملکہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ ای ماہ سپہر حسن
وخوبی وای مہر سپہر فلک محبوبی سرآمد حسینان جہان فخر نازنینان وگل رخان دوران
ہرچند جفاکاری ودل آزاری طریقۂ محبوبان تغافل شعار ہی لیکن نہ اس درجہ کہ
جس طرح تم مجھسے بے اعتنائی کر رہی ہو یہ انسانیت ومروت ومہمان نوازی سے

بالکل بعید ہی ہم ایسے شکستہ دلون پریشان خاطرون اور مبتلاے طلسم کی مصیبتون پر رحم کھانا چاہیے اور اس قدر ناز اور جور و جفا نہ کرنا چاہیے یا تو یہ عنایت کہ بخواہش تمام طلب کیا یا اب یہ بیزاری کہ بات بھی نہین کرتی ہو یا آن شوراشوری یا یاین بے نمکی بقول اسے اس مضمون کے نظم

عشق مین آکر ترے از بسکہ غم کھاتے ہین ہم
کیون خفا رہتا ہی مجھسے کیا خطا مجھ سے ہوئی
چھوڑ کر دونون جہان کو مثل مجنون ہو گئے
ساغر دل کو مے وحدت سے تو نے بھر دیا

دل لگا کر تجھسے پیارے اب تو پچھتاتے ہین ہم
یہ بتا کیا ماجرا ہی اب تو گھبراتے ہین ہم
اب گدا ہین تیرے در کے تیرے کہلاتے ہین ہم
چاہو بولو یا نہ بولو اب تو چلاتے ہین ہم

وہ گرمجوشی وہ اظہار محبت سب ایک نظر تغافل سے محو کر دیا واہ صاحب واہ جب ملکہ نے یہ تقریر شاہزادہ بدیع الزمان کی سُنی باوجود اس کے کہ شرم و حیا نے مکرر ہم سخنی کو منع کیا اور تمکین حسن نے ہمکلامی کی اجازت نہین دی لیکن حضرت عشق نے اُسے خاموش رہنے نہ دیا بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ یہ شکایت اُس سے کیجیے جس نے آپ کو بلایا ہو مین نے ہرگز نہین بُلایا ہی مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین تم کو بلاتی کسی نے بھی اپنے دشمن کو دوست جانکر اپنے گھر مین بُلایا ہی کہ مین ہی طلب کرتی تم تو طلسم کشا ہو تمھارے پاس لوح طلسمی ہی ہم سب ساکنان طلسم کے دشمن جان و ایمان ہو بربادی طلسم پر کمر باندھے ہوے ہو مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مجھکو ان باتون سے کمال نفرت ہی کو چۂ عشق و الفت سے نابلد ہون نہ کسی پر مائل ہون نہ کسی کو اپنا شیفتہ جانتی ہون مجھے ظلم و جفا کرنے سے کیا غرض یہ تو محض ایک تہمت ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُنکے یہ جواب دیا منظم

یہ تو باتین فقط تمھاری ہین
حُسن کا منہ خدا کرے کالا
شعلۂ حسن کی بڑھی ہی آنچ
دل سے یان فتح کی شکست ہوئی
پھر کے جانا یہان سے ناممکن
آپ کا حُسن جان لیوے گا
جان جاوے نہ مطلب دل ہو

حسن کی خوبیان یہ ساری ہین
کُند تیزا اپنی یہ زبان نہ کرو
سو جتا مجھ نہین ہی ساٹ و رباج
اپنی اب جان کی صفائی ہی
سمجھے ہم اپنی آے موت کے دن
زور اسمین نہین ہی بندے کا
تمسے الفت مین رنج حاصل ہو

اسی نے سب کا دل ہلا ڈالا
سرد مہری سے گرمیان نکرو
طے نہ راہ بلند و پست ہوئی
آنکھ لڑتے ہی بس لڑائی ہے
عشق صاحب کا داغ دیوے گا
لوح تقدیر مین جو ہو لکھا

جس دم بدیع الزمان نے یہ گفتار کی ہمجولیان ملکہ سے عرض کرنے لگین واری طلسم کشا قابل الرحم ہین آپ کے گھر مین آئے ہوے ہین آپ اِن کے ساتھ لطف اور عنایت کیجیے مہمانی و ضیافت کا ہمین حکم دیجیے ملکہ نے اپنی ہمجولیون سے مخاطب ہو کر کہا تمھاری خاطر سے مین حکم دیتی ہون کہ کشتی مے منگواؤ انکو تم ہی شراب پلاؤ اور ضیافت کرو آنھون نے کشتی مے طلب کی جب کنیزین کشتی مے لے کر مع ساغر و شیشہ حاضر ہوئین ایک ہمجولی نے روبروے ملکہ حاضر

ہو کر عرض کیا یہ مہمان حضور کے ہین آپ ہی کو مناسب ہو کہ اپنے ہاتھ سے اِن کو شراب
پلائیے یہ مہمان عزیز ہین اِن کی دل شکنی نہ کیجیے ملکہ نے رو کھے پن سے جواب دیا
ابھی نہین نہ سنا ہو ایسی باتین ہم سے نہ بناؤ تم لوگون کی خاطر سے کشتی مے کی طلب کرنے کا
حکم ہم نے دے دیا مینوشی کی اجازت بخشی اب تم ہی اِن کو شراب پلاؤ ہم سے
شراب پلانے کے بارے مین کچھ نہ کہو ہم نے آج تک کسی کو اپنے ہاتھ سے شراب
نہین پلائی اور نہ اب ہم سے کسی کو شراب پلائی جاوے گی یہ سُن کے تمام ہمجولیون
نے دست بستہ عرض کیا خداوندنعمت خلاف قاعدہ ہم طلسم کشا کو شراب پلا نہین سکتے
ہین آپ ہی اِن کو جام شراب اپنے ہاتھ سے دیجیے ملکہ نے عجب ناز و انداز سے تیوری
چڑھا کر اور بظاہر برہم ہو کر کہا تم لوگون نے مجھے سخت عاجز و پریشان کر رکھا ہے
کہ جن باتون کی ضد کرتی ہو وہی بات مجھ سے پوری کرا کے میری جان چھوڑتی ہو اگر
تمھاری خوشی مین نہین کرتی ہون تو ازحد تمکو ملال ہونے کا خیال ہے اور مجھے تمھارا رنجیدہ
ہونا بھی گوارا نہین ہے خاطرشکنی کسی کی اپنے مذہب مین روا نہین خیر تمھاری خاطر سے
اِن کو شراب ناب پلاتی ہون مگر دایہ سے نہ کہنا یہ کہکر بنہایت نزاکت سے جام بلورین
اُٹھا کر شیشۂ شراب سے جام مے ارغوانی اُنڈیلی اور جام مے ہاتھ مین لے کر اور ہاتھ
شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف بڑھا کر مُنھ اپنا اُس طرف سے پھیر کر کہا جس کو یہ
جام شراب لینا ہو ہمارے ہاتھ سے لے لے اُس وقت ہمجولیون کے اشارے سے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے جام مے تو اُس کے ہاتھ سے لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ
کی ہمجولیون نے پوچھا شراب نہ پینے کی کیا وجہ ہے ملکہ عالم کی یہ عنایت اور آپ کی جام
لینے سے یہ کراہت جائے حیرت ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا مجھے فی الحال
میخواری سے اِس سبب سے تامل ہے کہ تم اور تمھاری ملکہ خداپرست نہین ہین اگر تم لوگ مانند
اہل اسلام کے کلمہ پڑھ کر خداپرست ہو جاؤ اور اپنے دین آبائی کو ترک کرو یا مطیع
اسلام ہو جاؤ تو بلا عذر مین شراب پیونگا بمضمون اس مضمون کے

ستم ہوئی حق مین ہمارے آشنائی آپکی　　چاشنی گرم فرقت نے چٹائی آپ کی
بے سبب ابھی نہین جانان رکھائی آپکی　　جان لیگی ایک دن یہ کج ادائی آپ کی
حال پرسی چاہیے ہے اے شہ خوبان ضرور　　دیتے ہین در پر کھڑے عاشق دُہائی آپکی
آنکھ بھر کر بھی کبھی ہم نے نہ دیکھا حور کو　　چاند سی صورت جو نظرون مین سمائی آپکی
ہوگئی اغیار کی جب سے رسائی بزم مین　　وہ طبیعت ہم نے پھر اکدن نہ پائی آپکی
جب ملی مہندی ہوے دوچار خون عشاق کے　　واہ وا صاحب حنا کیا رنگ لائی آپ کی
بعد مدت کے قدم رنجہ کیا کیا نذر دین　　نقد دل تو دے چکے ہین رونمائی آپ کی

اگر یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو ملکہ سے اور تم سے زیادہ طبیعت خوش ہو کیونکہ لائق پرستش وہی
معبود مطلق ہے جسنے زمین کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور آسمان کو باین رفعت و شان کسطرح بےستون

ایستادہ کیا ہی بس اب جو کوئی دعوی خدائی کا کرے وہ کاذب اور جھوٹا ہی اب تم کو لازم ہی کہ اس امر مین
خوب غور و تامل کرو اور مذہب باطل کو چھوڑ و سامری و جمشید پر لعنت کرو اور دین مبین اسلام کو
قبول کرو تاکہ آئندہ بہشت عنبر سرشت مین داخل ہو اور جہنم سے نجات پاؤ جب اس طرح خوش بیانی
سے بدیع الزمان نے ہدایت کی ملکہ اور اُس کی ہمجولیون کو تا دیر دریائے تفکر مین غوطہ رہا خصوصا
ملکہ نے بدرجہ غایت فکر و تامل کیا آخر کار بقدرت پروردگار جل شانہ دل مین یہ خیال ہوا کہ بیشک
طلسم کشا سچ کہتا ہی یہ ہمارے سب خداوند نالائق و بیہودہ ہین اگر کمبخت تیمر کے ہین بعض بنی آدم
سے ہین ہماری طرح کھاتے ہین پیتے ہین بول و براز کی بھی ضرورت ہوتی ہی اسیطرح سوتے ہین اور
جاگتے ہین آخر کو اور انسانون کی طرح مرجاتے ہین درحقیقت یہ سب باتین شان خدائی اور مرتبہ
کردگاری سے بعید ہین اور ملکہ نے یہ بھی خیال کیا کہ اگر اسوقت کہنا طلسم کشا کا نہین مانتی ہون
تو یہ ازحد ملول و غمگین ہوگا اور تو اس پر عاشق ہو چکی ہی اور معشوق کو رنجیدہ کرنا مذہب و ملت
عاشق کے بالکل خلاف ہی مذہب عشق و محبت مین خیال دین و دنیا کیسا وہی طریقہ اختیار کرنا
چاہیے جس مین معشوق کی خوشی ہو اور اُس کی خوشنودی مین اپنی بہبودی ہی اور وصل کی
امید قوی ہی ادھر یہ خیال ملکہ سر جھکائے ہوئے کر رہی تھی اور اسکے دل مین ایسے ہی خیالات آ رہے تھے
اُدھر ہمجولیان ملکہ کی آہستہ آہستہ باہم کہہ رہین تھین کہ اس مردوے نے آکر عجب تردد
و تشویش مین ڈالدیا ہی بعضی اُن کو جواب دیتی ہین بوا اگر برا نمانو تو کہون جو کچھ نسبت
خدا پرستی کے طلسم کشا کہتا ہی سچ کہتا ہی ہم تو اس کے قول کو پسند کرتے ہین یہ کہکر اُن
سب نے ملکہ سے کہا خداوند نعمت حضور نے سنا طلسم کشا کیا کہتے ہین واقعی تقریر تو
قابل قبول ہی اگر مناسب جانیئے تو ان کے کہنے پر عمل کیجیے دل ان کا خوش و مسرور
کیجیے ورنہ حضور کو اختیار ہی ملکہ نے جواب دیا چونکہ یہ ہمارے گھر آئے ہین بالفعل اُن
کی خوشی مطلوب ہی لہذا ان سے کہو کہ ہم بمصلحت وقت مطیع اسلام ہوتے ہین پھر کلمہ
پڑھکر مسلمان ہو جاینگے اُنھون نے بدیع الزمان سے کہا کہ سُنا آپ نے ملکہ عالم
کیا ارشاد کرتی ہین اب آپ کو میکشی مین کیا عذر ہی آپ کی خاطر اور ملکہ عالم کی خاطر سے
ہم لوگ بھی مسلمان ہوتے ہین اسی طرح جملہ انیسون جلیسون مصاحبون نے عرض کیا
اُس وقت بدیع الزمان نے خوش ہو کر لوح طلسمی ملاحظہ کی اُس مین حکم نکلا ای طلسم
کشا یہ جام شراب بے خوف و خطر اُٹھا کر پیے جاؤ کچھ اندیشہ نکرو یہ سب کی سب تمھاری
دوست ہین دشمن نہین ہین یہ حکم لوح کا پاکر بدیع الزمان اپنے ہاتھ سے شراب پلانے لگے اور خود
ملکہ کے دست حنائی سے نوش کرنے لگے جب دو چار جام آب آتش رنگ کے جوانی کی امنگ
مین پیے چکے آنکھون مین سرور ہوا دل پژمردہ سے غم دور ہوا ملکہ نے بعد میکشی کے قابین میوہ
تر و خشک کی طلب کی کنیزون نے فی الفور حاضر کین بدیع الزمان نے ہمراہ ملکہ اُس میوہ
رنگارنگ سے خوب سیر ہو کر نوش کیا بعد اُس کے وہی زہرہ جبین کہ جو قبل مین گا رہی تھی حکم
ملکہ سے پھر اُس نے باکرشمہ و ناز شروع کیا ساز خوش آواز بجنے لگا سبحان اللہ وہ قیامت کا گلا پایا تھا

کہ حنجرۂ داؤدی اُس کے آگے گرد تھا ہر تان پر تان سین بے چین تھا بیجو باورا تھا گت پر اہل بزم
کی یہ گت تھی کہ ساری مجلس کف افسوس ملتی تھی تحریر اور گٹکری پر جان نکلتی تھی ملکہ اور بدیع الزمان
اُس زہرہ جبین مشتری خصائل کا گانا گوش دل سُن رہے تھے کہ اتنے مین ملکہ کی دایہ کہ نام اُس
کا ناہید جادو تھا وہ اُسوقت کسی ضرورت سے وہان سے چلی گئی تھی ناگاہ مانند بلاے بے درمان کے
نازل ہوئی اور بدیع الزمان کو پہلوے ملکہ مین بیٹھا دیکھکر بہت برانگیختہ ہوئی اور آگ بگولا ہو کر ملکہ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ای ملکہ اری تو نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے دشمن جانی کو گھر مین بلایا اور پھر
اُس پر طرہ یہ کہ اُس سے بلطف و مدارا پیش آئی یہ اچھا نہ کیا کہ سارے اہل طلسم کو اپنا دشمن بنایا
اور نہ کچھ اپنی عزت و آبرو کا خیال کیا اور نہ میرا کچھ خوف و لحاظ کیا اس سن و سال مین تو نے خود
مختار ہو کر ایسی واہیات باتون پر کمر باندھی ہی بس اب دل یہ چاہتا ہی کہ اسوقت تجھکو سزا سے
سخت دون تاکہ پھر تو کبھی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے یہ کہکر مانند بلاے ناگہانی کے جانب ملکہ
چلی جملہ ہمجولیان فی الفور کھڑی ہو گئین اور دایہ کو روک کر کہا کہ ای دایہ ملکہ عالم ذرا غصہ کو ضبط
کیجیے ہماری ملکہ عالم کو سزا دینے کا ارادہ کیجیے اُنھون نے کیا خطا کی ہی کونسی ایسی ذلت و رسوائی
اور آبرو ریزی کی بات کی ہی کہ آپ کو اُن پر غصہ آیا ہی ناحق ناحق شور و غل مچایا ہی ذرا ہوش
مین آئیے عالم ضعیفی مین نادانون کی طرح باتین نہ کیجیے ہماری ملکہ عالم نے اگر سچ پوچھیے تو نہایت
عقلمندی کی ہی یہ جوان کہ طلسم کشا ہی صاحب لوح طلسم ہی اُس کی اطاعت اختیار کی ہی ہماری
اور تمھاری جان بچانے کے اک معقول تدبیر کی ہی دشمن کو حکمت عملی سے دوست جانی بنایا ہی
تمکو لازم ہی کہ اُنکی عقلمندی کی داد دو اور شکر گزار ہو نہ کہ اُن پر برہم ہو کر اور دل کو رنجیدہ
کرتی ہو یہ کیسی ناسمجھی کی باتین کرتی ہو ناہید جادو اُن سب کی یہ تقریر سنکر تا دیر سر جھکائے
دریاے فکر مین غوطہ زن رہی بعد ازان اُس نے جواب دیا کہ جو کچھ تم لوگون نے جواب دیا
مین نے سنا گو کہ یہ سچ ہی کہ ملکہ نے طلسم کشا سے اپنی جان اور تم سب کی جانین بچائین مگر یہ
اچھا نہ کیا کیونکہ رسوائی طلسم کی ہو جائیگی اگر یہ خبر اِسوقت ساکنان طلسم کو ہو جائے تو بتاؤ کیا
ہو ابھی جان آفت مین پڑ جائے ملکہ نے جواب دیا اب جو ہو وہ ہو مجھکو اب کسی کا کچھ خوف نہین
ہی ناہید جادو حالم غصہ مین مسکرائی اور کہنے لگی ای لڑکی تو بڑی دلیر ہو گئی ہی کسی سے نہین
ڈرتی ہی دیکھ بہت پچھتائیگی اب بھی میرا کہنا مان طلسم کشا کی دوستی پر کمر نہ باندھ اِس مین جان
و ایمان و عزت و آبرو کا سراسر ضرر ہی ملکہ نے کہا بس آپ سمجھا چکین اور مین سمجھ چکی اب اس
بارہ مین کچھ نہ فرمائیے مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجیے جو کچھ میرے مقدر مین ہو گا وہ پیش آئیگا
ناہید جادو ملکہ کی یہ تقریر سنکر اور بہت متحیر ہو کر قریب ملکہ کے آکر بیٹھی وہ غصہ اُس کا فرو ہوا
ملکہ کے حکم سے پھر نازنینان زہرہ جبین نے رقص شروع کیا پھر وہی ہنگامہ برپا ہوا ادھر اور
کنیزون نے حکم ملکہ سے سامان دعوت طلسم کشا کا کیا بیان کیا ہی داستان گویان شیرین
زبان اور حاکیان سخن سنج و شیوا بیان نے کہ طلسم کشا نے اس روز بہت آرام و راحت
سے طعام لذیذ اور غذاے لطیف تناول کی بلکہ شب کو بھی اُسی باغ رشک فردوس مین

بسر کی جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز سحر و بعد فراغ طعام بدیع الزمان نے خیال کیا کہ یہان قیام
کرنا خوب نہین ہی طلسم فتح کرنا درپیش ہی اگر یہین قیام پذیر رہونگا تو یہ طلسم کیونکر ٹوٹے گا اور مراد دلی
کیونکر بر آئیگی مال و اسباب طلسم کیونکر ہاتھ آئیگا قاسم سے کیونکر مقابلہ کیا جائیگا بس اب مناسب
یہی ہی کہ لوح کو دیکھو باین نیت کہ اب کہان جانا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے یہ خیال کرکے بدیع الزمان
نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین کندہ پایا کہ ای طلسم کشا اب تم کو لازم ہی کہ ملکہ سے یہ کہو کہ مجھکو اسوقت
چاہ خونریز پر پہونچا دو یا راستہ بتا دو بدیع الزمان حکم لوح سے آگاہ ہو کر اسی خیال مین پریشان
خاطر بیٹھے ہین کہ ملکہ نے چہرۂ بدیع الزمان پر نظر کرکے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہی اسوقت
آثار فکر و تردد چہرہ پر کیون نمایان ہین کس امر اہم کا خیال ہی کس چیز کا رنج ہی کیا ملال ہی اگر مناسب
سمجھو تو بیان کرو شاید کوئی اُس کی معقول تدبیر مجھسے ہو سکے بدیع الزمان نے ہنسکر جواب
دیا ای ملکہ اس وقت یہ فکر ہی کہ کسی طرح چاہ خونریز پر جاؤن اگر تم وہان تک پہونچا دو یا فقط
راستہ ہی بتا دو تو بہت دل خوش ہو کیونکہ لوح طلسمی اس وقت یہی حکم دی رہی ہی کہ اُس
مقام پر جانا انسب ہی ملکہ نے بصد ناز و ادا جواب دیا پھر مین کیا کرون اگر لوح حکم دیتی ہی تو دیا
کرے ابھی تو چندے اس جگہ قیام کرو بعد ازان چاہ مذکور پر جانا اس وقت ایسی کون جلدی ہی
بدیع الزمان نے سنکر کہا ای ملکہ اب میرا یہان قیام کرنا اچھا نہین ہی مین اگر ممکن ہوا تو انشاءاللہ
بعد فتح طلسم آؤنگا اور چند روز قیام کرونگا اب اس وقت رخصت کرو اور چاہ مذکور تک
پہونچا دو جب ملکہ نے دیکھا کہ یہ اب یہان کسی طرح قیام نہ کرینگے اُس وقت مجبور ناچار ہو کر
کہا اچھا اس تخت کے نیچے کہ جس پر مین بیٹھی ہون کھود و ایک دروازہ پیدا ہوگا اُسی راستہ
سے چاہ پر پہونچو گے پہلے اِس تخت کو اٹھاؤ یہ ایسا بھاری ہی کہ کسی طرح سے کوئی شخص اٹھا
نہین سکتا ہی بانیان طلسم نے اس کو اس حکمت و دانائی سے بنایا ہی کہ اگر ہزارہا آدمی اسکو اٹھانا
چاہین تو بھی یہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کریگا اور یہ بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ اس تخت کو سوائے
طلسم کشا کے اور کوئی شخص اٹھا نہین سکتا اب اگر تم سے یہ تخت اٹھ سکے تو اٹھاؤ دایہ
ملکہ موصوف نے جب یہ تقریر سُنی برہم ہو کر کہا اری لڑکی تو نے اس راز سے کیون طلسم کشا کو
آگاہ کر دیا غضب کیا مجھکو یہ امید نہ تھی بانیان طلسم نے ان رازون سے ہر اک کو آگاہ نہین کیا ہی
افسوس ہزار افسوس تو نے اپنی نادانی سے چاہ کا بھی راستہ بتا دیا خیر اب بھی تو تخت سے نیچے
نہ اُتر اور اسے اٹھانے نہ دے بربادی طلسم پر بالکل آمادہ و مستعد نہو طلسم کشا کی محبت سے
باز آ اپنے باغ سے اسے باہر نکلوا دے ملکہ نے جواب دیا ای دایہ بس خاموش رہو بیہودہ تقریر
نہ کرو اور نہ بس مقدمہ مین کچھ دخل دو خوب کیا کہ ہم نے راز سے آگاہ کر دیا دایہ یہ گفتگو سنکر
مجبوریسے خاموش ہو گئی ملکہ تخت سے اُتری ادھر بدیع الزمان نے کمر ہمت کو چست
باندھکر تخت مذکور کو بقوت بازو و عنایت پروردگار سے اٹھا کر پھینکدیا اسوقت سب کو حیرت
ہو گئی بعد ازان بدیع الزمان نے زیر تخت کھودنا شروع کیا تھوڑی دیر مین دروازہ ظاہر ہوا
اُس مین اک بہت بڑا قفل لگا تھا ہرچند انھون نے چاہا کہ اُس کو توڑین لیکن نہ ٹوٹا آخر

ناچار ہوکر لوح کو دیکھا اُس نے حکم دیا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ قفل طلسمی ہی اس کی کنجی لوح
طلسم ہی بدیع الزمان نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر لوح کو قفل سے مس کیا فی الفور ایک آواز
مہیب آئی قفل توکھل گیا مگر ایک دیو سیاہ نہایت قوی ہیکل پیدا ہوا اور نعرہ کیا او طلسم کشا
غضب کیا کہ تو یہانتک آپہونچا اور قفل طلسمی کو کھول ڈالا خبردار اب دروازہ کھولنے کا ارادہ
نہ کرنا یہ کہکر اک آلہ آہنی کہ وہ مانند گرز کے تھا بلکہ کچھ اس سے بھی طول مین بڑا تھا اور اس قدر
بھاری تھا کہ وہ دیو قوی تن بمشکل ہاتھ سے اُٹھاتے تھا اُس نے وہی آلہ آہنی چرخ دیکر چاہتا
تھا کہ سر طلسم کشا پر مارے ناگاہ ملکہ نے پکار کر اور غضبناک ہوکر کہا او دیو کاک محافظ دروازہ
طلسمی خبردار طلسم کشا سے امادہ جنگ نہو اسکی اطاعت کرو ورنہ آناً فاناً مین ہلاک ہوجاوگے
اس نے ہاتھ روک کر جواب دیا کہ ای ملکہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تم باعث بربادی طلسم
ہو اور طلسم کشا کی شریک ہو بلکہ ظاہرا طلسم کشا سے آشنائی کرلی ہی افسوس کچھ اپنی عزت
و آبرو کا خیال نہ کیا بربادی طلسم پر بھی نظر نہ کی طلسم کشا سے لوح لینے کی بھی تدبیر نہ کی درِ طلسمی
کا نشان بتایا طلسم کشا کی محبت مین عزت و آبرو سے ہاتھ اوٹھایا مثل طلسم کشا تم بھی
ساکنان طلسم کی دشمن ہوگئین مین تمہارا کہنا ہرگز نہ مانون کا پڑی بکا کرو مین ایک
ہی ضرب مین کام طلسم کشا کا تمام کرتا ہون لوح طلسمی چھین کرے جاؤنگا جملہ اعلے و ادنے
سے تمہارا حال بیان کرونگا تمام طلسم مین تمھین بدنام کرونگا دیو تو ملکہ سے یہ گفتگو کررہا تھا
اتنی دیر مین ادھر بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا اگر
عنایت الٰہی سے ملکہ راہ بچاہ خونریز کا تجھکو بتا دے اور تو تخت اُٹھا کر زمین کھودے اور دروازہ
طلسمی نمایان ہو اور قفل بھی دروازہ کا کھل جائے اور دیو کاک پیدا ہوکر امادہ حرب و پیکار
ہو تو اس وقت لازم ہی کہ اُس کی ضرب سے اپنے تئین بچاکر اور اُسکو زیر کرکے خنجر سے سینہ
کو چاک کرڈالے جب وہ ہلاک ہوجائے تو اس وقت دروازہ طلسمی سے نکلکر چاہ مذکور کی راہ
لے اور اپنے تئین بہت ہوشیاری سے وہان تک پہونچائے اور پھر وہان کا تماشا دیکھے بعد
ازان بموجب لوح عمل کرے بدیع الزمان ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوے تھے کہ دیو نابکار
نے ملکہ سے تقریر پر لعنت کرکے پھر اُسی آلہ آہنی کو گردش دیکے چاہا کہ سر پر مارے بدیع الزمان
ملکہ کو ہٹا کر اک جست کی آلہ آہنی اُس کا زمین پر گرا اور قریب دو گز کے درآیا اُس کے لنگر
سے وہ بھی زمین پر گرنے لگا اس وقت بدیع الزمان نے اس سے لپٹ کر زور کرنا شروع
کیا دیو بھی قوت سے لڑنے لگا ملکہ اور ہمجولیان اور دایہ اور جملہ کنیزون نے اُس کو گالیان
دینا شروع کین اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوسنے دینے لگین موے موذی کاٹے خدا تجھے غارت
کرے تو کمبخت دیو اور یہ بنی آدم تجھ سے اور اس سے کیا مقابلہ او ظالم و ستمگار رحم کر اور
اُن کے عوض ہمین ہلاک کر راوی کہتا ہی کہ یہ سب عورتین شور و غل کرتی تھین اور
جو جو اُس وقت گھبراہٹ مین دل مین آتا تھا کہتی تھین مگر وہ دیو کسی کی بھی نہ سنتا تھا
کشتی لڑتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا او بنی آدم تیرا کچا گوشت کھاؤنگا ہڈیان تک کرکر چباؤنگا

آج بعد مدت مدید اک لقمہ لذیذ میرے روبرو آیا ہی بدیع الزمان جواب دیتے تھے او نابکار کیا بکتا ہی
تجھ ایسے ہزارون دیو پردہ قاف مین چیر کر پھینک دیئے ہین مثل اُن کے تجھکو بھی ہلاک کرتا ہون سارا
قصہ پاک کرتا ہون بدیع الزمان تو اُس سے یہ کہتے تھے اور وہ غضبناک ہو کر لپیٹ لپٹ کر لڑ رہا تھا
کنیزین اور دایہ وغیرہ یہ جنگ دیکھکر سر پیٹ رہین تھین اور شور وغل مچاتی تھین اور سخت وسست
اُس دیو ملعون کو کہتی تھین ملکہ رشک بدر کا تو عجب حال تھا رخ منور پر زلف عنبرین پریشان تھی
چہرہ متغیر تھا اشک آنکھون مین بھرے تھے پہلو مین دل بیتاب مانند سیماب بیقرار تھا حواس خمسہ درست
نہ تھے کبھی اُس دیو پلید کو ڈراتی دھمکاتی تھین کبھی عاجزی کے سخن زبان پر جاری کرتی تھین کبھی
کہتی تھین ای خداوند قہار طلسم کشا کو اُس دیو نابکار پر غالب کر دے مجھ تازہ مطیع اسلام کی
دعا کو مستجاب کر اُسوقت اپنی قدرت دکھا میرا اعتقاد بڑھا اس گھبراہٹ مین کسی کو سحر کرنیکا
بھی خیال نہ تھا ہر اک اُس قدر بوکھلائی ہوئی تھی ادھر تو عورتون کا یہ حال تھا اُدھر بدیع الزمان نے
باعانت ایزدی دیو کو زمین پر پٹک کر سینہ پر سوار ہوئے اور جلد خنجر سے سینہ اُس ملعون کا
چاک کر ڈالا جملہ عورات متحیر ہو کر خوش ہوئین خصوصاً ملکہ رشک بدر کو از حد مسرت حاصل ہوئی
چہرہ کثرت خوشی سے سرخ ہو گیا بے اختیار کہنے لگی کہ بیشک مسلمانون کا خدا بڑی قدرت رکھتا ہی اس
وقت مجھ بیچاری کی دعا اُس نے سن لی اور میری ہی دعا کی وجہ سے یہ اس دیو زبردست پر غالب
آئے ورنہ یہ کمبخت ایکدم مین ان کو ہلاک کر ڈالتا میرے منہ مین خاک تمام گوشت اور ہڈیان ان کی کھا
جاتا مجھکو تمام طلسم مین ذلیل و رسوا کرتا لوح طلسمی گلے سے اوتار کر جہان چاہتا وہان لے جاتا اُس
بدبخت کی جملہ ساکنان طلسم تعریف کرتے اور اُدھر ہم ان کے صدمہ مین الگ مرجاتے ہرگز ہرگز زندہ
نہ رہتے ملکہ تو یہ تقریر گھبرا گھبرا کر کرتی تھین ادھر بدیع الزمان یہ باتین سن سن کر مسکراتے تھے دیو زمین
پر تڑپ رہا تھا دریائے خون اُس کے زخم سینہ سے جاری تھا شدت درد سے اس قدر چلاتا تھا کہ پناہ
بذات الہی آخر کار وہ نابکار تھوڑی دیر تک مرغ بسمل کی طرح پھڑکتا رہا آخر کار تڑپ تڑپ کر دار دنیا
سے سمت دار البوار راہی ہوا اُس کے مرنے سے دروازہ طلسمی خود بخود کھل گیا اُس وقت ملکہ
مذکور دروازہ طلسمی سے نکلکر آگے چلین ہمراہ اُن کے بدیع الزمان بھی روانہ ہوئے
دو قدم بھی راہ طے نہ کی تھی کہ ملکہ اور بدیع الزمان کو ایک شہر عظیم الشان نظر آیا یہ دونون اندر
داخل ہوئے دیکھا کہ بازارون مین لاکھون آدمیون کی کثرت ہی ہزارہا لوگ اسطرف سے آتے ہین
صدہا اس طرف سے اُدھر جاتے ہین کشمکش مردم سے راستہ چلنا دشوار ہی بازارین آراستہ
ہین کٹورا کھنک رہا ہی گلیون مین کیوڑا گلاب مہک رہا ہی کھوے سے کھوا شانے سے شانا چھلتا
ہی کثرت مردم سے ہوا کو بمشکل راستہ ملتا ہی گویا عید تھی کہ ایک سے ایک گلے ملتا ہی ہزارہا
مکانات پختہ نظر آتے ہین کسی طرف سے صدائے ناقوس آتی ہی کسی جانب مردم مین یا سامری جمشید
کے نعرہ چلے آتے ہین اور جو لوگ ملکہ رشک بدر اور بدیع الزمان کو دیکھتے تھے وہ متحیر
ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ اک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ طلسم برباد
ہو جائیگا علامت بربادی طلسم سے ایک یہ بھی علامت ہی کہ ایک عورت دروازہ طلسمی سے نکلکر

یہان آئیگی آگے آگے وہ عورت ہوگی پیچھے پیچھے اُس کے ایک مرد ہوگا اور وہی طلسم کشا ہوگا کہ جو اس
طلسم کو درہم برہم کریگا آج وہی علامت یاد کرکے یقین کرتے ہین کہ طلسم کشا یہان آگیا دیکھو وہ ایک
عورت نقاب اپنے منھ پر ڈالے ہوئے آگے آگے آتی ہو اور پیچھے اُس کے ایک جوان ہو کہ جس مین
صاف طلسم کشا کی شان ہو بیشک یہی طلسم کشا ہو افسوس ہزار افسوس مدت بقائے طلسم
گذر گئی زمانہ نیست و نابود ہونے کا آگیا اب یہ طلسم ٹوٹ جائیگا آپسمین تفرقہ پڑیگا باپ سے بیٹا بیٹے
سے باپ چھوٹ جائیگا بعض مردم جواب دیتے تھے کہ یہ تم کیا بکتے ہو ابھی اس طلسم کی مدت منقضی نہین
ہوئی ہو یہ خیال تمھارا خام ہو وہ لوگ جواب دیتے تھے تمھین معلوم ہی نہین جو ہم کہتے ہین وہ سچ کہتے ہین
اب یہان بازار مین نہ ٹھہرو بھاگو اپنے اپنے گھر چلو سامان حرب جمع کرکے پھر مردانہ وار طلسم کشا
سے لڑنا چارون طرف سے گھیر کر قتل کرنا لیکن قتل ہونا اُس کا اک دشوار امر ہو کیونکہ اُس کے پاس
اک لوح طلسمی ہی ایسی ہو کہ وہ مانع ہوگی یہ کہکر بازار سے بھاگنے لگے شہر مین ایک تھلکہ سا پڑگیا
ہر طرف اک ہلڑ ہوگیا جو ہو وہ یہی کہتا ہو ارے بھاگو طلسم کشا آگیا ملکہ رشک بدر اور بدیع الزمان
ایک چاہ پر پہونچے وہ بہت بڑا تھا مانند باولی کے تھا اور نہایت پختہ اور عمدگی کے ساتھ تیار کیا
گیا تھا اُس پر اک چرخ بہت بڑا تھا اور اک دیو سیاہ رو اُس پر بیٹھا تھا اور اُس چرخ کو مانند
آسمان یا شل ہنڈولے کے گردش تھی اور ساتھ ہی اُس کے اُس دیو کو بھی گردش تھی اُس
وقت بدیع الزمان نے متحیر ہوکر لوح کو دیکھا اُس مین حکم نکلا ای طلسم کشا اگر خداوند عالم اپنا
فضل و کرم کرے اور تو چاہ خون ریز پر پہونچے اور چرخ کو مع ایک دیو کے کہ وہ ساحر ہو
گردش مین دیکھے تو اُس وقت یہ لازم ہو کہ جس طرح ہوسکے لوح کو اُس چرخ سے مس کردینا
چرخ کو فوراً سکون ہوجائیگا بلکہ وہ شکستہ ہوجائیگا اور وہ دیو ند کور تجھپر حملہ آور ہوگا اُس سے نڈر نا
عکس لوح کا ڈالدینا اگر وہ بھاگ کر اپنے تئین کنوئین مین گرادے تو بھی اُس کے ساتھ کنوئین مین کود
پڑنا اور حتی الامکان اُس کو زخمی یا قتل کرنا اور اگر وہ گھائل ہوکر بھاگ جائے تو اُسکی جستجو کرنا یہ عبارت
لوح مین ملاحظہ کرکے بدیع الزمان نے ملکہ رشک بدر کو پیچھے ہٹایا اور خود آگے بڑھکر بہ
مشکل تمام اپنے تئین عنقریب اُس چرخ کے پہونچایا اُس کو اس قدر تیز گردش تھی کہ اچھی طرح نظر نہ
ٹھہرتی تھی بدیع الزمان نے کچھ جست کرکے لوح طلسمی کو بصد مشکل اس چرخ سے مس کردیا ہر چند
وہ دیو بہت مانع ہوا اور غضبناک ہوا لیکن بدیع الزمان نے کچھ نہ سنا لوح کو چرخ سے
مس ہی کردیا بمجرد مس کرنے لوح کے ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی وہ چرخ شکستہ ہوکر تھم
گیا اور وہی ساحر کہ بصورت دیو بالائے چرخ بیٹھا تھا چرخ کی شکستہ ہونے سے از حد
بدیع الزمان پر غضبناک ہوکر اور کلمات سخت کہکر متوجہ ہوا جانب ملکہ رشک بدر کے کہنے لگا
کیون او رشک بدر ہر چند تو نقاب سے اپنا منھ چھپاکر یہان آئی ہو لیکن مین نے تجھے پہچان لیا
او گیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا طلسم کشا سے دختر ملک میمون شاہ مالک طلسم طہمورث دیو
بند ہوکر اور مالک دربند ہوکر ملگئی اور اُس سے الفت و محبت اس قدر پیدا کی کہ اپنے دربند سے
میرے دربند تک لیکر آئی چرخ طلسمی کو شکستہ کرایا کچھ بربادی طلسم کا اور اپنی باپ کی حکومت کا

خیال نکیا کاشکے تیری مان بعوض تیرے ناگن جنتی تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی آہ تو ہی باعث بربادی طلسم
ہوئی افسوس کیا سلوک تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا اس زمانہ مین کوئی کیا امید نیک عزیزون سے
رکھے بموجب اس بیت کے۔ شعر۔ بھلا غیرون سے پھر کیجائے کیا امید نیکی کی + جب اپنے ہی عدوِ دشمن
ایمان وجان نکلے + یہ کہکر وہ نابکار کچھ افسون پڑھتا ہوا بقہر وغضب چرخ مذکور سے اوترکر بدیع الزمان
پر حملہ آور ہوا اور قریب آکر چاہا کہ بدیع الزمان سے لپٹ کر اور زور کرکے استخوان تن ریزہ ریزہ کر
دے اور لوح چھین لے اِدھر ملکہ رشک بدر نے بدیع الزمان سے کہا ہوشیار ہو جاؤ دشمن قوی
آپہونچا ہی خبردار اس سے ارادہ کشتی لڑنے کا نکرنا یہ مانند دیو کاک کے نہین ہی اگر یہ کمبخت لپٹ
جائیگا تو زندہ نچھوڑیگا یہ نابکار وہ بلائے بے درمان ہی کہ پناہ بذات خدا بدیع الزمان نے بصد
عجلت حکم لوح سے اُس پر لوح کا عکس ڈالا ساحر مذکور بوجہ عکس لوح کے متاذی ہوکر لپٹنے سے
باز رہا اتنی دیر مین بدیع الزمان تلوار آبدار کھینچکر اُسپر حملہ آور ہوا اور عکس لوح بھی متواتر ڈالنا
شروع کیا ساحر سحر کرنا اور لپٹنا تو بھول گیا اپنی جان بچانے کی فکر کرنے لگا کبھی داہنی جانب اور
گاہ بائین جانب طلسم کشا سے ڈرکر بھاگنے کا ارادہ کرتا تھا گاہ پس پا ہوتا تھا بدیع الزمان تلوار علم کئے
ہوئے اسکی ہلاکت کے درپے تھے ہرچند چاہتے تھے کہ کوئی وار اُس پر لگائین لیکن وہ نابکار قریب تر نہ آتا
تھا اور خود اس ارادہ مین تھا کہ ذرا بھی طلسم کشا غافل ہو جائے تو مین لپٹ جاؤن اور طلسم کشا کو
پیس کر سرمہ سا کردون جب تا دیر اسی طرح معرکہ رہا اہل شہر کا اک مجمع کثیر ہو گیا ساحر چلایا یارو
تم سب ملکہ رشک بدر اور طلسم کشا پر حملہ آور ہو اور ذرا اپنے طرف دونون کو متوجہ کرو تو مین
پہلے تو طلسم کشا کو ہلاک کرون بعد ازان رشک بدر کو گرفتار کرون وہ سب مردم کہ ساحر تھے حربے
سے لیکر حملہ آور ہوئے کوئی نارنج ترنج سحر دم کرکے مارنے لگا کسی نے فولادی گولا سحر کرکے سامری
جمشید کا نام لیکر مارا اکثر نے سحر کرنا بیکار جانکر ترسول پنسول وغیرہ آہنی حربے لیکر حملہ آور ہوئے
اُسوقت رشک بدر نے اُن لوگون سے سحر و ساحری مین مقابلہ کرنا شروع کیا بہت سے ساحران
اہل شہر کو سحر سے ہلاک کیا بدیع الزمان کے پاس تو لوح طلسمی تھی ان پر تو کسی کا سحر تاثیر نہ کرتا تھا
یہ دلیرانہ شیرانہ شمشیر آبدار سے اُن لوگون کو قتل کرتے تھے کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار لگا
رہے تھے اور خیال اُس ساحر دیو صورت کا بھی رکھتے تھے اور اُس کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے جب
بہت سے مردمان شہر ہلاک ہوئے وہ دیو جو بالائے چرخ گردش مین تھا جسارت کرکے ڈرتا ہوا
عین جنگ مین قریب بدیع الزمان کے آکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن ناگاہ رشک بدر نے فورا
دیکھا اور بدیع الزمان کو اُس کے ارادہ سے آگاہ کیا وہ بھاگنے لگا بدیع الزمان نے بڑھکر
اُس پر تلوار لگائی سر پر اُس کے تلوار تو پڑی اور زخم تو آیا مگر زخم کاری نہ آیا ساحر مذکور زخمی ہوکر اور
تاب تحمل نہ لاکر بھاگا اور اُسی کنوئین مین کود پڑا بدیع الزمان بھی بحکم لوح چاہ خونریز مین کودا وہ
چاہ نہایت وسیع تھا اور بجائے آب اُس مین خون سرخ بھرا تھا اور ازحد مہیب تھا دمبدم خون تازہ
ہوبلتا تھا جب بدیع الزمان مع لوح طلسمی اُس کوئین مین کودے تاثیر لوح سے اثر سحر و طلسمیت
دفع ہو گیا تہ پر جو پہونچے اور پاؤن جو زمین سے آشنا ہوئے کنوین اور خون کا نشان بھی نپایا

دیکھا ایک شہر ہی مردمان شہر سراسیمہ و بدحواس ہین وہ ساحر جو زخمی ہوکر کنوئین مین کود اتھا وہ بھاگا
جاتا ہی زخم سر سے خون بہتا جاتا ہی مردمان شہر باہم کہتے تھے ساحری و جمشید خیز کرین طلسم کشا طلسم
ظاہر سے اب طلسم باطن مین آگیا ہی دیکھئے کیا ہوتا ہی بعضے اُن کو جواب دیتے تھے کہ اگر آیا ہی تو کیا کریگا
اگر مردمان شہر مجتمع ہوکر چارون طرف سے اُس کو گھیر لین تو یہ تن تنہا کیا کر سکتا ہی کہانتک لاکھون
کو قتل کریگا آخر کار زخمی ہو کر اور تھک کر گر پڑیگا اور بیہوش ہو جائیگا اس وقت لوح طلسمی گلے سے
اوتار کر اُس کو قتل یا گرفتار کرلیا جائے وہ اُن کو جواب دیتے تھے کہ ہم کو تم ہی بہادر اور جری معلوم
ہوتے ہو اگر بڑے عقلمند اور شجاع ہو تو جاؤ طلسم کشا سے مقابلہ کرو لوح چھین لو طلسم کشا کو گرفتار
کرلو ملک میمون بادشاہ طلسم تم سے بہت خوش ہوگا لاکھون روپیہ انعام مین دے گا اپنا مقرب
کریگا تمھاری جرات و جوانمردی کی وجہ سے یہ طلسم بربادی اور شکستگی سے بچ جائیگا ساکنان طلسم
تم کو دعا دین گے ہم بھی تمھارے احسانمند ہونگے اُنھون نے جواب دیا کہ جب سب مجتمع ہون
اور ایک دل اور ایک راے ہون تو صورت بدعا آئینہ ظہور مین نظر آسکتی ہی فقط ایک ہم سے
اس امر اہم کا کیونکر انصرام ہو سکتا ہی صرف ہم چند کس کیا کر سکتے ہین اُنھون نے اُن کو جواب دیا
کہ جسطرح سے تم عاجزی ظاہر کرتے ہو اُسی طرح جملہ اہل طلسم بوجہ لوح کے طلسم کشا سے عاجز
ہین کوئی اُس سے مقابلہ کر نہین سکتا ہی دیکھو طلسم کشا کتنے دربندون کو توڑ کر اور فتح کرکے چاہ
خونریز پر آیا تھا گردش جادو نے کہ مالک دربند چاہ خونریز ہی بڑی جرات کرکے طلسم
کشا سے مقابلہ کیا آخر کار زخمی ہوکر بھاگا جاتا ہی طلسم ظاہری سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ہی
یہان بھی اُس کے ساتھ ساتھ اُس کی جان کا دشمن آیا ہی جب ایسے نامی ساحرون کا یہ حال
ہوا تو ہم اور تم کیا ہین سنا ہی کہ ملکہ رشک بدر دختر ملک میمون بادشاہ طلسم طہمورث
دیوبند یعنے اس طلسم کے بادشاہ کی بیٹی طلسم کشا سے ملگئی اور اُس کی شریک ہوکر اپنی جان بچائی
یہ کہکر متفرق ہوکر بھاگے بدیع الزمان نے گردش جادو کے قریب پہونچکر پھر اُس پر تلوار
لگائی ابکی مرتبہ اُس کے بازو پر تلوار پڑی لیکن ہلکا سا زخم آیا ساحر مذکور نے زخم کھا کر ایسا سحر
کیا کہ نظر سے بدیع الزمان کی غائب ہوگیا اُس وقت بدیع الزمان نے متحیر ہوکر لوح کو
دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا برا ہوا گردش جادو بھاگ گیا اگر وہ قتل نہوگا
تو یقینی تو گرفتار ہو جائیگا اور تا حیات اسی طلسم مین قید رہیگا اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو اُس کو
تلاش کر اور جلد کام اُس کا تمام کر ورنہ وہ زندہ رہکر قیامت برپا کریگا اور باعث تیری گرفتاری
کا ہوگا بدیع الزمان عبارت مندرجۂ لوح دیکھکر نہایت متردد ہوئے ہر طرف شہر مین اُس
کی جستجو کرنے لگے قریب دو پہر اُس شہر مین اُسکی تلاش کی کہین بھی سراغ اُس کا نملا آخر کار مجبور
ہوکر بدیع الزمان نے خداوند سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے بقدرت الٰہی و بہ
عنایت ایزدی بدیع الزمان کا اُس طرف سے گذر ہوا کہ جس راہ سے وہ ساحر گیا تھا نشان
اُس کے جانے کا اُس کے خون زخم سے پایا گیا بدیع الزمان خون کا نشان زمین پر پاکر بہت
خوش ہوے اور اُسی خون کو زمین پر دیکھتے ہوئے آگے چلے دور تک جب راہ طی کی اک

باغ کے دروازہ پر پہونچا وہین تک خون کا نشان زمین پر تھا آگے اُس باغ کے نہ تھا بدیع الزمان
نے خیال کیا کہ یقینی وہ ساحر اسی باغ مین گیا ہو یہ سوچ کر اور بسم اللہ زبان پر جاری کر کے اندر اُس
گلستان جنت نشان کے گئے دیکھا کہ اک گلشن مختصر سا ہو نہایت سرسبز و شاداب ہر فیض ہوا سے
ہر گل بوٹے پُر آب ہو گلہاے رنگارنگ چمنون مین شگفتہ ہین ہر اک معنبر و معطر بہ از مشک
اذفر شاخ اشجار بار اثمار سے زمین بوس ہین جوانان چمن فیض بہار سے سر سے پا تک سبز پوش
ہین اک سمت لالہ پیالہ در دست اک جانب نرگس شہلا باچشم مست طائران خوش الحان و
خوش رنگ شاخہاے درخت پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کر رہے ہین بلبل ہزار داستان الگ
غزل خوان ہین اک سمت طاوس طناز رقص کنان ہین درمیان مین اُس گلزار پر بہار کے
اک قصر مختصر سا بنا ہو اُس پر نہایت عمدہ گلکاری ہو ہر در و دیوار مطلا و مذہب ہو بہت
نفیس پچی کاری ہو دروازے مانند چشم عاشق وا ہین فرش و شیشہ آلات سے آراستہ ہو
مثل عروس شب اول پیراستہ ہو صدر مین بالاے فرش اک مسند مغرق بچھی ہو اُس پر ایک
ضعیفہ نہایت کبیر السن بدصورت و بدہیبت بیٹھی ہوئی ہو اور مثل ابر نو بہار اشکبار ہو اور اک
جوان سبزہ رنگ لباس سبز پہنے ہوی قریب اُس کے بیٹھا ہوا ہو چہرہ اُسکا اداس ہو ریت
سے ہراس ہو دمبدم سر اور بازو پر بایان ہاتھ اپنا رکھکر آہ کرتا ہو وہ ضعیفہ اس کو بےچین دیکھکر
اور زیادہ زار و قطار روتی ہو اور زخم سر اور بازو کے علاج مین مصروف ہو اور کہتی ہو
کہ اے فرزند دلبند صبر کر صبر مین ذرا تیرے زخمون کے علاج سے فرصت حاصل کر لون تو
جا کر تیرے دشمن کو گرفتار کرون وہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہو اگر بھاگ کر ساتوین طبقۂ زمین
مین چھپے گا تو مین اُس کو وہان سے پکڑ کر لاونگی اور اگر آسمان پر بھاگ کر جائیگا تو اُس جگہ سے بھی میرے
پنجۂ سخت سے نہ بچیگا اُس نے تجھکو زخمی کیا ہو بڑا خون بہایا ہو مجھکو آٹھ آٹھ آنسو رولایا ہو مین کیا اُس
کو زندہ چھوڑونگی بوٹیان کاٹ کاٹ کر طلسم کشا کی کھا جاونگی گو اُس کے پاس لوح طلسمی ہو لیکن
مین بھی وہ ساحرہ ہون کہ اِسوقت میری ثانی کا کوئی ساحر یا ساحرہ روی زمین پر نہین ہو اگر چاہون
تو اک دم مین آسمان و زمین کے قلابے ملا دون اور یہ کیا ہو اگر کہو تو ملک الموت کو موت کا مزہ
چکھا دون میمون شاہ بادشاہ طلسم نے برسون مجھ سے سحر سیکھا ہو اور اب بھی وہ ایک طفل
مکتب ہو میرے آگے نہ اُسے سلیقہ جب تھا اور نہ اب ہو سحر و ساحری مین ذرا بھی حقیقت نہین
رکھتا ہو اک میمون شاہ کے طلسم مین کیا تمام دنیا مین میرا کوئی جواب دینے والا نہین ہو اگر
خداوند سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی یکایک مجھ پر غالب نہ ہوتے افسوس وہ سحر جو خاص
براے گرفتاری طلسم کشا کے ہو وہ اِسوقت تیار نہین ہو ورنہ پہلے طلسم کشا کو گرفتار کر لاتی بعد
ازان تیری تیمار داری مین مصروف ہوتی خیر اب وہی سحر اک پہر بھر کی مدت مین بیٹھکر اگیاری
کر کے تیار کیے لیتی ہون فقط آج کا دن مجھپر سخت ہو کل صبح کو طلسم کشا ہو اور مین ہون ابھی
وہ ساحرہ اپنے فرزند کے زخمی ہونے سے طلسم کشا پر غضبناک ہو کر جو کچھ منھ مین آتا تھا بک
رہی تھی کچھ سچ کہتی تھی اور کچھ جھوٹ کہتی تھی فرزند اسکا زمرد زخم ہاے مذکور سے کراہتا تھا

ناگاہ اُسی حالت کثرت و شدت درد مین نظر اُس کی بدیع الزمان پر پڑی خوف سے کانپ کر مضطر
و پریشان حال ہوکر اپنی مادر سے کہنے لگا ای مادر گرامی قدر دیکھئے وہ اجل میری آگئی اب مجھسے آپ
صبر کیجئے ابھی سے مجھے آپ مردہ تصور کر لیجئے اب زندہ بچا نہیے ابھی آپ کیا فکرین کر رہی تھین مجھکو
آپ کی باتون سے خیال تھا کہ ضروری آپ طلسم کشا کو گرفتار کر لینگی اب اس بات کا یقین ہو گیا کہ
ضروری آج ہی بلکہ اسیوقت مین قتل ہو جاؤنگا اب تو بھاگنے کی بھی قوت نہین ہی حالانکہ سحر سے
مخفی ہو سکتا ہون مگر اب بھاگنے کو دل نہین چاہتا دو مرتبہ تو اس کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون
اور جان بچا کر بھاگا ہون اب ہرگز نہ منہ موڑونگا مردانہ وار مقابلہ کر کے جان دونگا کھڑے ہونیکی بھی
طاقت نہین ہی ضعف سے عجب حال ہی دل چاہتا ہی کہ مرکب طلسمی پر سوار ہو کر اس سے
مقابلہ کرون حتی الامکان اس کی ہلاکت مین کوشش کرون آئندہ جو ہونے والا ہوگا وہ تو ضرور
ہی ہوگا یعنی ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جاؤنگا آپ میرے غم مین زیادہ تر اشکبار نہوجیگا
جہانتک ہو سکے اپنے تئین ہلاک نکیجیگا اگر ممکن ہو جائے تو میرے خون کا انتقام طلسم کشا سے
ضرور لیجیے گا ماں اسکی یہ تقریر سنکر بے اختیار رونے لگی اور کہنے لگی کہ ای فرزند ارجمند تو یہ کیا
کہتا ہی زندگی مین اپنی مرگ کی خبر دیتا ہی اگر طلسم کشا آیا ہی تو خوف نکرین تو موجود ہون وہ سحر کرونگی
کہ طلسم کشا حیران ہو جائیگا ساری طلسم کشائی بھول جائیگا اُس نے مجھ ایسے ساحرہ زبردست
سے کبھی مقابلہ نکیا ہوگا ایسے ویسے ساحرون کو قتل کیا ہوگا طبقے زمین و آسمان کے ہلا دونگی مانند
تصویر حیرت طلسم کشا کو بنا دونگی مگر اُس کو گرفتار نہ کر سکونگی کیونکہ وہ سحر جس پر مجھکو ناز ہی تیار نہین
ہی اگر ایک پہر بھر کی مہلت ملجائے اور آج کا دن کہ مجھپر نہایت سخت ہی گذر جائے تو کل طلسم کشا کو
دنیا مین زندہ نرکھون ناظرین پہ تمکین پر واضح و لائح ہو کہ فی الواقع یہ ساحرہ ضعیفہ سحر مین یگانہ و
یکتائے زمانہ ہی مانند آفات چہار دست کے ہی طلسم طہمورث دیوبند مین اُس کے برابر
کوئی ساحر یا ساحرہ نہین ہی اور نہ کسیوقت مین تھی جو کچھ یہ کہتی ہی یہ سچ کہتی ہی میمون شاہ بادشاہ
طلسم طہمورث دیوبند کو اُس ساحرہ مسمی کاملہ جادو پر بہت ناز ہی اور اس کا بڑا بھروسا
ہی اور اس کا فرزند بھی یعنی گردش جادو بہ نسبت اور ساحرون کے سحر مین بڑھا ہوا ہی الحاصل
آمدم برسر مطلب جب بدیع الزمان نے گردش جادو اور کاملہ جادو کی تقریر سنی متردد
ہو کر لوح کو دیکھا اُس مین کندہ پایا کہ ای طلسم کشا اگر فضل خدا تیرے شامل حال ہو اور تیرا گذر باغ
مین کاملہ جادو کے ہو تو پہلے اُس کو قتل کرنا بعد ازان اُس کے فرزند گردش جادو کو تہ تیغ بیدریغ
کرنا آج ہی دونون کو سوئے عدم روانہ کرنا اگر کاملہ جادو اور اُس کا فرزند آج قتل نہوا تو پھر طلسم
فتح نہ ہوگا اور یقینی تو خود گرفتار ہو جائیگا کاملہ جادو ایسا سحر تیار کریگی کہ جس سے تو اُسکے دام فریب مین
آجائیگا خود لوح دھوکے سے اُس کے حوالہ کر دیگا بعد اُس کے وہ تم کو طرفۃ العین مین گرفتار کر لیگی
اور داخل زندان طلسمی کریگی پس خیال رہے کہ یہ ساحرہ بھاگنے نپائے اگر بھاگنے کا ارادہ کرے
در سحر سے پر پرواز پیدا کر کے اوڑنیکا ارادہ کرے تو عکس لوح کا ڈالنا بھاگنے نہ دینا اور اسوقت سے
غروب آفتاب تک ضرور اسکو مع اُسکے فرزند کے قتل کر ڈالنا بعد غروب آفتاب کے اُسکا قتل ہونا اور

اُس کے فرزند کا ہلاک ہونا دشوار بلکہ ممکن ہی نہین ہی کیونکہ روز سخت اور ساعات بد اُسپر کے گذر جائینگے
ہنوز بدیع الزمان حکم لوح سے آگاہ ہوے تھے اور گردش جادو نے سحر پڑھکر دستک دی
تھی اور مرکب طلسمی زین و لجام سے آراستہ ہوکر ایک پتلا فولادی سحر کا لیکر آیا تھا اور گردش جادو
نے سحر پڑھکر ارادہ سوار ہونیکا کیا تھا کہ اُس کی مادر کاملہ جادو نے کہا ای فرزند تو زخمی ہی کیونکر طلسم کشا
سے ایسی حالت مین مقابلہ کرتا ہی تاب کر ابھی مین زندہ ہون میری لڑائی کا تماشا دیکھ کہ مین کیا کار نمایان
کرتی ہون اور کیونکر طلسم کشا سے لڑتی ہون بعد میرے تجھے اختیار ہی مین ضعیف ہون پہلے میرا مرنا بہتر ہے
اور تو ابھی جوان ہی تیرا مرنا مجھ سے نہ دیکھا جائیگا ہر چند طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی اور میرا سحر ابھی
تیار نہین ہی اور آج کا دن بھی مجھپر سخت ہی لیکن میرا قتل ہونا مشکل ہی طلسم کشا کو پریشان کرونگی پناہ بھی
مانگنے کی مہلت نہ لینے دونگی یہ کہکر کچھ اسماے سحر پڑھکر پکار کر کہا ای طاؤس زرین تن جلد ہمارا
تخت سحر مع اسباب سحر کے لا طلسم کشا یہان آگیا ہی اُس سے مقابلہ کرنا منظور ہی صاحب دفتر نے
تحریر کیا ہی کہ بمجرد اُس کہنے کے ہواے تند و تیز چلنے گرد و غبار بلند ہوا اک لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ طاؤس
زرین تن ایک ساحر کریہ منظر ہیبت ناک تخت سحر لیکر آپہونچا وہ ساحر ایسا سیاہ رو اور خوفناک
تھا کہ اگر بلا مین تمام دنیا کی ایک نظر اُسکی صورت کو دیکھ لین تو سب کو خوف سے سکتا ہو جائے
یا غش آجائے عشاق دیو شب فرقت کی صورت کو بہت بُرا اور سیاہ جانتے ہین اور اُس سے بیزاری
ظاہر کرتے ہین اگر وہ بھی اُس ساحر کے چہرہ سیاہ و ہیبت ناک کو دیکھ لیتا تو یقین ہی کہ ڈر جاتا اور اپنے تئین نسبت
اُس کے نہایت حسین و خوبرو تصور کرتا اُس ساحر کے سر پر چند داغ تھے اور موئے تن اُس کے
نقرئی تھے اور آنکھین خوفناک برنگ خون سرخ تعین صورت کا حال تو قبل اسکے لکھا گیا ہی منھ سے
دھوان اور شرر نکلتے تھے پاؤن اُس کے نیلگون تھے اب زیادہ اُسکی تعریف کیا قلم تحریر کرے کیونکہ اُسکے
سراپا کے خوف سے سینہ قلم شق ہی جب ساحر مذکور تخت سحر لایا بدیع الزمان نے اُس ساحر کو دیکھکر
بہت سے دعائین اپنے اوپر دم کین اگر سینہ پر بدیع الزمان کے لوح طلسم مانند تختی نادعلی کے
نہوتی تو عجب نہین بدیع الزمان باوجود شجاع و بہادر ہونے کے ڈر جاتے الغرض ساحر مذکور نے
کاملہ جادو سے عرض کیا اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہی اُس نے کہا ٹھہر جا آج تیرا جانا مناسب نہین ہی کیا عجب
کہ آخری خدمت تجھے کرنی ہو اور بعد اُس کے پھر نہ کرنا پڑے یہ کہکر اُس تخت سحر پر کہ جس کو چار
طاؤس سحر چارون طرف سے اوٹھائے ہوئے تھے اور اسباب و اشیاے زنگار رنگ مانند نارنج
و ترنج اور فولادی گولے اور پھولون کے گلدستے اور کارد وغیرہ رکھے ہوئے تھے سوار ہوئی اور
طاؤسان سحر تخت لیکر چلے بدیع الزمان نے یہ نیت کرکے اور یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا کہ اس
باغ مین اُس سے مقابلہ کرون یا بیرون باغ جاکر لڑون لوح نے حکم دیا ای طلسم کشا بہتر تو یہ
ہی کہ اس باغ مین مقابلہ نہ کر کہ باعث تیری عمدگی کا ہی کیونکہ کوئی تیرا مددگار اس مین نہ آسکیگا اسواسطے
کہ یہ باغ طلسمی ہی بدیع الزمان حکم لوح سے آگاہ ہوکر موجب حکم لوح بیرون باغ آئے اور ادھر
کاملہ جادو کی سمجھ مین یہ آیا کہ طلسم کشا مجھ سے ڈر گیا ہی میرے رعب و خوف سے بھاگا ہی ایسے بزدل
کا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ خیال کرکے بیرون باغ آئی پیچھے پیچھے اُس کے طاؤس زرین تن

بھی آیا کاملہ جادو نے بیرون باغ اپنے تخت سحر کو لاکر پکار کر کہا او طلسم کشا تیری اجل تجھ کو یہاں لیکر آئی
تھی اب تو یہاں سے زندہ کیا جا سکتا ہی تو نے میرے فرزند کو دردمند کیا ہی زخم سر د بازو پر اُسکے دیکھکر
مین بہت اشکبار ہون تو نے میرے فرزند کو مار ہی ڈالا تھا لیکن خداوند سامری و جمشید نے
تیرے ہاتھ سے اُسے بچالیا اب مین اپنے دلبند کے زخم سر کا تجھسے بدلا لیتی ہون ابھی تجھکو قتل یا گرفتار
کرتی ہون ورنہ اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو دست بستہ بصد عاجزی مجھ سے عذر کر اور عفو تقصیر کا
طالب ہو اور لوح طلسمی میرے حوالہ کر دے مین قسم کھاتی ہون خداوند سامری کی کہ تیری خطا
کو معاف کر دون گی اور تجھے قتل و گرفتار نکرونگی شاہ طلسم سے سفارش کر کے بیرون طلسم تجھکو پہونچا
دونگی اور مال و زر کہ جس کے لالچ مین تو یہان تک آیا ہی وہ بھی شاہ طلسم سے دلوا دونگی اور اس
قدر ملیگا کہ تیری زندگی اُس سے براحت و آرام بسر ہو جائیگی بدیع الزمان نے غضبناک ہو کر جواب
دیا او کافرہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہمارے غلام بھی کسی کے آگے ہاتھ نہین جوڑتے ہین مین تیرے آگے
کیا ہاتھ جوڑونگا اور لوح طلسمی کیا دونگا اگر تجھکو اپنی سحر و کمال ساحری پر ناز ہی تو لوح طلسمی مجھ سے
لے لے اور مجھکو قتل کر دیکھون تو کہ تو کیونکر قتل و گرفتار کرتی ہی اور تو مجھکو شاہ طلسم سے کیا زر و جواہر
دلوا دیگی مین بعنایت الٰہی تجھکو اور تیرے فرزند کو اور شاہ طلسم کو قتل کر کے تمام مال و اسباب
طلسم کا لونگا کہ بانیان طلسم نے خاص میرے ہی واسطے رکھا ہی اور تو مجھپر رحم نہ کر جو تجھ سے ممکن ہو میری
گرفتاری اور قتل مین کوشش کر میرا خداوند میری مدد کریگا تیری شر سے مجھے بچائیگا بلکہ تجھپر غالب
کریگا دیکھنے والے تھوڑی دیر مین دیکھ ہی لینگے کہ نہ تو ہو گا نہ تیرا لڑکا ہی ہو گا تجھکو اپنے پسر سے
بہت الفت ہی مین تجھکو اور تیرے فرزند کو بلا توقف قتل کر دونگا تو اور تیرا فرزند دونون ساتھ ہی سوے عدم جائینگے
بدیع الزمان تو یہ تقریر کر رہے تھے اور وہ ساحرہ سن رہی تھی کہ اتنے مین گردش جادو مرکب
طلسمی پر سوار ہو کر بیرون باغ آیا اور زیر تخت اپنی مادر کے بالاے زمین کھڑا ہوا کاملہ جادو
نے کہ تخت اُس کا بالاے ہوا قایم تھا پکار کر اپنے نور نظر گردش جادو سے کہا اے راحت جان
تو کیون حالت زخمداری مین چلا آیا اب بھی چلا جا بستر پر بآرام و راحت لیٹ رہ اُس نے
جواب دیا اے مادر گرامی قدر مین فقط آپکی لڑائی دیکھنے آیا ہون کاملہ جادو نے کہا اچھا اگر تیری یہی
خوشی ہی تو خبردار طلسم کشا سے نہ لڑنا یہ کہکر بدیع الزمان سے مخاطب ہو کر کہنے لگی او طلسم کشا
جو کچھ تو نے جواب دیا مین نے سُنا افسوس تو نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اور اپنی جوانی پر رحم نکھایا
خیر حال اس سرکشی اور زبان درازی کا معلوم ہو جائیگا یہ کہکر اک فولادی گولا اُٹھا کر اُسپر سحر
کر کے سوے بدیع الزمان مارا وہ گولا قریب آکر پھٹا شعلہاے آتش پیدا ہو کر چلے ادھر موافق
حکم کے بدیع الزمان نے لوح کا عکس ڈالا وہ سب بجھ گئے کاملہ جادو نے برہم ہو کر پھر ایک
فولادی گولا اُٹھا کر اُسپر افسون دم کر کے ایک طرف یا سامری کہکر مارا وہ دور جا کر پھٹا تاریکی
ہوئی بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی دفع ہوئی بدیع الزمان نے دیکھا کہ چار پتلے فولادی چھوٹے
چھوٹے ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے ہوئے چھوٹے چھوٹے مرکبون پر سوار پیدا ہوئے اور
پکارے اے کاملہ جادو اسوقت تم نے ہم کو کیون طلب کیا ہی کیا کام ہی جلد کہو اُس نے

جواب دیا ای سواران سحر سامری یہ سامنے طلسم کشا کھڑا ہی اس کو چار طرف سے گھیر کر سر اسکا کاٹ کر
میرے روبرو لے آؤ فقط اسیواسطے تم کو طلب کیا ہی سواران مذکور یہ سُن کے آگے بڑھے اور چہار طرف
سے بدیع الزمان کو گھیر کر ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت بدیع الزمان نے بھی تلوار آبدار نیام سے
کھینچکر اون سوارون سے لڑنا شروع کیا جب بدیع الزمان کسی کے سر پر تلوار مارتے تھے
تو اُس کے سر سے تلوار اُچٹ جاتی تھی کاملہ جادو قہقہہ مار کر کہتی تھی او طلسم کشا دراز دستے تلوار کا
ہاتھ لگا کیا تیرے بازوون مین قوت نہین ہی یہ ذرا ذرا سے دو دو بالشت کے سوار تجھ سے قتل نہین ہو سکتے
اسی جرات پر طلسم طہمورث دیوبند کے فتح کرنیکو آیا ہی یہ کہکر اُن سوارون سے کہتی تھی ہان ای
سواران سامری دیکھون تو کہ تم کیسے بہادر ہو جلد تر طلسم کشا کا سر تو کاٹ لو بڑھ بڑھ کر تلوارین تو
لگاؤ وہ سوار یہ سنکر جھپٹ جھپٹ کر بدیع الزمان پر تلوارین لگاتے تھے او یہ اُن کے وارون
کو سپر پر روکتے تھے اکثر خالی بھی دیتے تھے اور جب خود اُن پر تلوار لگاتے تھے تو وہ پتلے کھڑے ہو کر اپنا
سر جھکا دیتے تھے تلوار بقوت تمام اُن کے سر پہ پڑتی تھی لیکن ذرا بھی نکاٹتی تھی بلکہ اُچٹ جاتی
تھی گردش جادو اور طاوس زرین تن اور کاملہ جادو یہ سب کے سب ہنستے تھے
پھر دونون کاملہ جادو کے سحر کی تعریف کرتے تھے وہ خوش ہوتی تھی اور کہتی تھی یہ تو میرا اک ادنے
سحر ہی تم نے ابھی میرے سحر دیکھے نہین ہین اس طلسم کشا پر بڑے بڑے سحر کیا کرون ہان اگر جائے
طلسم کشا افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا یا کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نور افشان یا برہمن روئین تن یا خود نور افشان ہوتا تو البتہ اُن پہ سحر حیدہ و منتخب کرتی کہ اُن
کو جان بچانا بہت دشوار ہو جاتی گردش جادو اور طاوس زرین تن جادو یہ دونون کہتے تھے
بے شبہہ آپ کے سحر ایسے ہی ہین اور اس وقت مین آپ کا مثل و نظیر کوئی ساحر اور ساحرہ نہین ہی اگر
سچ پوچھیے تو دمامہ بھی آپکے آگے کوئی حقیقت نہین رکھتی ہی مشمش کی لوگ تعریف کرتے ہین اگر
انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ بھی آپ کے یہان کا ایک طفل مکتب ہی کاملہ جادو دونون کی
یہ تقریر سنکر خوش ہوتی تھی بدیع الزمان کو سواران مذکور کے قتل نہ ہونے کا صدمہ تھا جب تھوڑی
دیر اسیطرح لڑائی رہی اور کوئی سوار تلوار سے قتل نہ ہوا بلکہ زخمی بھی نہ ہوا اسوقت بدیع الزمان
نے حالت جنگ مین لوح کو دیکھا اُس مین نظر آیا ای طلسم کشا اگر تو اسی طرح ان سوارون سے برابر برس
تک لڑے جائیگا تو بھی یہ قتل و ہلاک نہونگے کیونکہ یہ سوران سحر سامری ہین ان کے قتل و دفع کرنے کی یہ
تدبیر ہی کہ مانند تلوار کے ان پر لوح سے وار کر پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ بدیع الزمان نے حکم لوح
سے آگاہ ہو کر تلوار آبدار کو نیام مین رکھا اور لوح طلسمی سے اُن پر وار کرنا شروع کیا صاحب دفتر نے
لکھا ہی کہ جس سوار پر لوح سے وار کیا سر اسکا تن سے کٹ کر زمین پر گرا اور اُس کے بدن سے ایک
شعلہ پیدا ہوا ایک لحظہ مین وہ چارون سوار مع مرکب جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی ملا کہ ما سواران سحر
سامری بودیم اور بعضے داستان گو یہ بیان کرتے ہین کہ جب بدیع الزمان نے لوح سے اُن پر وار
کیا ہر اک مع راکب و مرکب دو ٹکڑے ہوا پھر جو غور سے دیکھا تو وہ سب کاغذ کے پتلے تھے اور اُن سب کے
قتل ہونے سے آواز بھی نہ آئی الحاصل جب وہ سواران سحر کاغذ کے پتلے ہو گئے کاملہ جادو نے برہم

ہوکر چند در چند سحر کیے اور اون کو طلسم کشا نے بہ ہدایت لوح دفع کیا بعد از ان کاملہ جادو نے ایک
گلدستہ پھولون کا اُٹھایا اور اُس پر کچھ سحر پڑھکر کارد سے اپنی پیشانی کا خون ڈال کر یا سامری کہکر ایک
طرف پھینکا وہ گلدستہ دور جا کر گرا تاریکی و غبار ظاہر ہوا بعدہٗ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جانب
سے ملکہ رشک بدر مُنھ پر نقاب ڈالے ہوئے جا بجا تن پر زخم کھائے ہوئے دیوانہ وار بیقرار مع اپنی
ہمراہیون اور ہمجولیون اور دایہ ناہید کے چلی آتی ہین دایہ اور ہمجولیان اُس کی سنبھالے ہوئے ہین
اور کہتی ہین ای ملکہ عالم نہ گھبرائیے سحر آپ پر سے اُترجائیگا طبیعت قابو مین آجائیگی یہ گھبراہٹ اور دیوانگی دور
ہوجائیگی دیکھیے وہ سامنے طلسم کشا ہین تھوڑی راہ طے کرکے جس طرح ہوسکے اُن کے پاس چلیے وہ آپ
کا علاج کردینگے لوح کو آپ کے سینہ سے مس کردینگے فوراً سحر آپ پر سے دفع ہوجائیگا وہ اُن کو جواب دیتی
تھی کہ اب مجھ سے آگے نہین چلا جاتا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی طبیعت چاہتی ہی کہ پیرہن کو چاک کرون اور
سوئے صحرا چلی جاؤن تم مجھکو چھوڑدو مین جنگل مین چلی جاؤنگی وہان کی ہوا کھاؤنگی آہ مین نے کیا نادانی کی کہ طلسم
کشا پر مائل ہوکر اُسکی شریک ہوئی اِس نوجوانی مین مبتلائے صدمہ غم ہوئی تمام طلسم مین بدنام ہوئی
خود سے سحر مین مبتلا ہوئی ہون یقین ہی کہ یہ سحر دفع نہ ہوسکیگا جان میری جائیگی جس کی محبت مین یہ حال
ہوا ہی اُس کو ذرا بھی صدمہ نہوگا کبھی ہمین یاد بھی نکریگا دو آنسو بھی ہمارا خیال کرکے آنکھون سے نہ بہائیگا کبھی
ہماری قبر پر بھی نہ آئیگا صحیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پڑھکر ہماری روح کو اُس کا ثواب بھی نہ بخشیگا
تم سب عبث مجھکو اُس کے پاس لیے جاتے ہو وہ ہرگز مجھپر رحم نہ کھائیگا اپنا دشمن جانکر لوح کے دینے
مین تامل کرے گا بلکہ عجب نہین کہ میرے قتل پر آمادہ و مستعد ہو جب ہی تک اُس کو میری الفت تھی کہ جب
تک یہ میرے باغ مین تھا اب اسے ذرا بھی میری محبت نہین ہی دلیل اُس کی یہ ہی کہ مجھکو ہزارہا ساحرون
مین چھوڑ کر اِس طرف چلا آیا کچھ میری نگہبانی کرنے کا خیال نکیا ہر چند مین نے کہا کہ مجھے دشمنون مین کہان
چھوڑے جاتے ہو یہ امر محبت و الفت سے بعید ہی لیکن اُنھون نے مطلق نہ سنا آخر کار مجھکو چھوڑ کر
چلے آئے اور چاہا کہ ساحرون کے ہاتھ سے یہ قتل ہوجائے وہ تو کہو کہ مین ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ
ہزارون ساحرون سے لڑی سیکڑون کو اُسکی محبت مین قتل کیا آخر کار لاکھون ساحرون مین ہر ایک
جادوگر کا خیال نہ رکھسکی کس کس کے سحر کو دفع کرتی کس کس کو قتل کرتی ایک ساحرہ کے سحر مین مبتلا
ہوگئی اور کارد سحر سے زخمی ہوگئی لاکھون دشمنون سے بالفعل لڑکر جان بچائی مگر بچتی معلوم نہین
ہوتی ہی تم سب عبث یہان لیکر آئی ہو یہ مسلمان خود غرض ہین بس اپنے ہی خود مطلب ہوتے ہین اِن
کو خیال مروت اور لحاظ محبت و الفت بالکل نہین ہوتا عورت ہو یا مرد کسیکے یہ دوست نہین ہوتے ہین اِن
کی آنکھ مین ذرا بھی مروت نہین ہوتی ہی طوطا چشم خاص کر یہی لوگ ہین دیکھو مین یہان تک آئی ہون اور
وہ سامنے کھڑے ہین حالانکہ مجھکو دیکھ رہے ہین مگر مجھ تک نہین آتے اگر اِن کو مجھ سے الفت قلبی ہوتی
تو بے اختیار دوڑ کر میرے پاس آتے گھبرا کر اور آبدیدہ ہوکر میرا حال پوچھتے جس سحر مین کہ مین مبتلا ہون
وہ سحر مجھپر سے اُتارتے یا لوح مجھکو دیتے کہ مین اپنے ہاتھ سے لوح مذکور کو اپنے سینہ پر رکھتی سحر سے
نجات پاتی دل کو آرام ملتا جان کو تن مین راحت ملتی مجھکو بھی خیال ہوتا کہ بیشک یہ میرے عاشق صادق
ہین ہر طرح کی اُنسے امید رکھنا چاہیے اب تمہین بتاؤ انصاف سے کہو اُنسے مجھکو امید کسی طرح کی

رکھنا چاہیے ای ناصاجوان سے جو امید نیکی کی رکھے وہ بڑا احمق ہی مجھکو تو ذرا بھی ان سے نیکی کی امید نہین ہی
مین ان کے پاس نجاؤنگی تم سب مجھکو چھوڑ دو مین کسی طرف نکل جاؤنگی وہان جاکر اپنی جان دیدونگی یہ کہکر
اپنے لباس کو چاک کرنا شروع کیا پھر دیوانونکی طرح باتین کرنا شروع کین کبھی خود بخود ہنسنے لگی گاہ باواز بلند
رونے لگی اگر دایہ نے بیقرار و بیتاب ہوکر پوچھا واری یہ کیسی باتین کرتی ہو سچ کہو کیا دل پر گذرتی ہی یہ تو
ظاہر ہے کہ سحر مین مبتلا ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کس صدمہ جانگزا مین مبتلا ہو تو اُس نے حالت دیوانگی مین یہ جواب
دیا بھی چپ رہو زیادہ بکو ہماری طبیعت اچھی نہین ہی اس وقت ہم کو بھوک نہین ہی ہم کھانا نہ کھائینگے دایہ یہ
تقریر سنکر نہایت حیران ہوکر اور بدرجۂ کمال مغموم ہوکر سر اپنا پیٹتی تھی اور چلاکر کہتی تھی ارے لوگو میری ملکہ
میری دختر کو کیا ہو گیا ہی پوچھتی کچھ ہون جواب کچھ دیتی ہی لباس اپنا چاک چاک کر رہی ہی دیوانون کی طرح سے
باتین کر رہی ہی ہائے میری بچی کو کیا ہوا دل اُس کا اُلٹ گیا ہی دماغ خراب ہو گیا ہی اب جان اُسکی کاہیکو
بچیگی ہمجولیان ملکہ موصوف کی دایہ کو جواب دیتی تھین ای ناہید جادو نہ گھبراؤ اسقدر گریہ وزاری نکرو زیادہ
بیقرار نہو ملکہ عالم اچھی ہین سحر مین مبتلا ہو گئین ہین اسی وجہ سے انکی یہ حالت ہو گئی ہی ان کو جس طرح ہو سکے
طلسم کشا کے پاس لیچلو خود تو یہ چل نہین سکتی ہین ان کو ہاتھون ہاتھ لیچلو یا طلسم کشا کو آواز دو کہ ذرا یہان
آئیے اپنی محبوبہ کا حال زار دیکھیے اس وقت آپ مسیحائی کیجیے لوح دیدیجیے تاکہ ان کے سینہ پر رکھی جاے یہ اچھی
اور دیوانگی دور ہو جاے سحر اُتر جائے بعد صحت ملکہ لوح پھر دیدی جائیگی ہمارے کس کام کی کیا ہم لوح کو
لیکر نہ دینگے یہ کہکر ملکہ کو ہاتھون ہاتھ اُٹھاکر سب عورتین آگے بڑھین جب قریب بدیع الزمان کے پہونچین
پکارین ای طلسم کشا واسطے خدا کے جلد آئیے ملکہ عالم کا عجب حال ہی ضعف سے چلنا محال ہی ہم سب
بڑی مشکل سے ان کو یہان تک لائے ہین بدیع الزمان نے پہلے تو ملکہ کو دیکھکر سحر کاملہ جادو کا خیال
کیا تھا اب دایہ اور ہمجولیون کو دیکھکر اور تمام تقریر سنکر پورا پورا یقین ہو گیا کہ یہ سحر نہین ہی فی الواقع یہ اصلی
ملکہ رشک بدر ہی اور دایہ اور ہمجولیان اوسکی یہ سب درحقیقت وہی ہین لباس بھی اُن سب کا وہی
اور صورتین بھی وہی ہین آوازین بھی اُسیطرح کی ہین بات چیت چال وغیرہ کسی مین کوئی فرق
نہین ہی خیال ہوا کہ ضروری چاہ خونریز پر ساحرون کے ہاتھ سے ملکہ زخمی ہوئین ہین اور کسی ساحر
زبردست کے سحر مین مبتلا ہو گئی ہین اول تو یہ تمہاری محبوبہ ہی اور دوسرے محسن ہی اسی کے وجہ
سے تم یہان تک پہونچے ہو ورنہ بڑی دقت پڑجاتی خاص میری وجہ سے طلسم مین بدنام ہوئی اپنے
عزیزون کو میری محبت مین چھوڑا لیکن منہ مجھسے نہ موڑا اپنی دایہ سے بھی بگڑ گئی ایسے معشوق باوفا
اور محسن بے دغا کی خبرگیری واجب ولازم ہی افسوس ای بدیع الزمان تم نے بڑی نادانی و
حماقت کی کہ اس کو اکیلا چاہ خونریز پر چھوڑکر ادھر چلے آئے اگر خدا نخواستہ کوئی ساحر تنہا پاکر
ملکہ کو مار ڈالتا تو اسوقت سوائے کف افسوس ملنے کے اور کیا ہاتھ آتا اور پھر اس طلسم مین
ایسا دوست کہان سے پاتا یہ جو اس وقت شکایت کرے وہ بجا ہی یہ سب ہماری بیوقوفی کا نتیجہ
ہی یہ خیال کرکے بیتاب و بیقرار ہوکر جانب ملکہ بڑھے اور دایہ وغیرہ کو نالان و گریان دیکھکر
پکارے ای دایہ گھبراؤ نہین مین آپہونچا یہ کہتے ہوے قریب پہونچے ملکہ رشک بدر کا عجب
حال نظر آیا پھول سا چہرہ تمازت آفتاب سے مرجھا گیا ہی زلف مشکین پریشان ہی بموجب نظم

طاقت دل جواب دیتی ہے
شورش آہ چھچون کے عوض
گاہ بیخود ہی گاہ محزون ہی
سبکی باتون سے ہوتا ہی خفقان

بوسے ہونٹون سے خشکی لیتی ہی
سرپرست اُس کی ہی پریشانی
گاہ لیلی ہی گاہ مجنون ہی

لپٹ نالے ہین قہقہون کے عوض
سوئے سر پر فدا ہی عریانی
والو آنکھین ہین جیب ہی آئینہ سان

بدیع الزمان اُس کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوا بے اختیار
اشک انکھون مین بھر آیا دل سینہ مین بے قرار ہوا مرغ جان تیر غم سے شکار ہوا ملکہ رشک بدر سے
مخاطب ہو کر پوچھنے لگا ای ملکہ بے مثال وای محبوبہ خوش جمال اس وقت مزاج کیسا ہی برائے خدا جلد
بیان کرو دل میرا بہت بیقرار ہی صدمہ سے شکستہ جان زار ہی مین تو تم کو چاہ خونریز مین صحیح و سالم
چھوڑ کر آیا تھا کیا جانتا تھا کہ بعد میرے آنیکے تمھارا یہ حال ہو جائیگا مجھ سے بڑی نادانی ہوئی کہ تم
کو وہان چھوڑ کر حکم لوح سے ادھر چلا آیا اس میری خطا کو معاف کرو اپنا دل اب میری طرف سے صاف
کرو واقعی مین نے بڑی نادانی کی مین خود اپنی بیوقوفی کا مقر ہون بدیع الزمان نے جب اس طرح
اس نازنین زہرہ جبین سے تقریر کی وہ غصہ سے دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائی پہلے تو کچھ دیوا
وار حرکات کیے اپنے لباس کو پارہ پارہ کیا دیوانون کی طرح سے کبھی رونا کبھی ہنسنا شروع کیا بعدہ کچھ
دیوانگی مین کمی ہوئی خاموشی اختیار کر کے منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا بدیع الزمان سمجھے کہ یہ دلربا بہت
ہی ناراض ہی اسی وجہ سے ہم سخن نہین ہوتی ہی یہ تصور کر کے دایہ اور ہمجولیون سے اُسکی مخاطب ہو کر
پوچھا تم ہی کچھ حال بیان کرو انکا یہ حال کس وجہ سے ہوا ہی حالانکہ کچھ کچھ تمھاری ہی زبانی در سے
سنا ہی لیکن چاہتا ہون کہ اب اچھی طرح قریب سے سنون اُنھون نے عرض کیا ای طلسم کشا کیا کہین
آپ نے بڑا غضب کیا ملکۂ عالم کو لاکھون ساحرون کے ہجوم مین ہنگام جنگ چھوڑ کر ادھر چلے آئے
کچھ ان کا خیال نہ کیا یہ وہی ہین کہ جنھون نے اپنے دین آبائی کو محض آپ کی الفت مین ترک کیا اور
دل سے مطیع اسلام ہوئین اپنے باپ کے عتاب سے نہ ڈرین طلسم کی بربادی و تباہی پر آپ ہی
کی خوشی سے کمر باندھی ہر در بند پر آپ کے ساتھ شریک جنگ ہوئین دیو کاک کو انھون نے آپ
کے ہاتھ سے قتل کرایا در طلسم کا انھون نے راستہ دکھایا چاہ خونریز پر انھین کی وجہ سے آپ
پہونچے اور آپ نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ساحران مردم شہر سے لڑ کر دیکھیے کس قدر زخمی ہوئی
ہین گل سا چہرہ زرد ہو گیا ہی بازوون کے زخمون سے سیرون خون بہ گیا ہی ضعف سے عجب حال ہی کلیجہ
بیٹھا جاتا ہی جی نڈھال ہی علاوہ زخمہاے مندرجہ کے سیکڑون ساحرون سے لڑنے مین ایک ساحر
زبردست کے سحر مین مبتلا ہو گئی ہین اس وجہ سے دیوانی ہو گئی ہین دل اُلٹ گیا ہی دماغ مین خلل
ہو گیا ہی حواس خمسہ درست نہین ہین آپ کو اب مناسب ہی کہ ان کا علاج کیجیے سحر کو اُتاریے یہ
آپ سے ناراض ہین ان کی خفگی کو جس طرح ہو سکے دور کیجیے بدیع الزمان نے اُن کی یہ تقریر
سنکر ملکہ سے لپٹنا چاہا اور عذر کرنے کا ارادہ کیا دایہ وغیرہ نے عرض کیا حضور لوح طلسمی کو کہ
ایک پتھر کی شی ہی ملکہ عالم سے علحدہ رکھیے مبادا کہین اس سنگ سخت سے ملکۂ عالم کے
چوٹ نہ آجائے تو اور غضب ہو جائے یا تو لوح اپنے گلے سے اُتار کر ہم کو دیجیے یا خود ملکۂ عالم
کے گلے مین بطور حرز ہیکل کے آہستہ سے ڈال دیجیے تاکہ ان پر سے اثر سحر زائل ہو جائے

ورنہ کوئی کپڑا ڈال دیجیے بدیع الزمان نے اوس گبھراہٹ مین اُن کی تقریر کچھ اچھی طرح نہ سُنی لیکن اتنا کیا کہ لوح کو گلے سے اوتار کر ایک رومال مین لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ مین لیکر ملکہ مذکور کے سر کو اپنی آغوش مین رکھا اور عذر کرنا شروع کیا کہ ای ملکہ اب جو کچھ کہو مین بجالاؤن میری خطا کو معاف کرو اپنا دل میری طرف سے صاف کرو چونکہ اُس وقت فی الجملہ مزاج درست تھا دیوانگی مین کمی تھی جو اس خمسہ بھی بجاتے تھے بدیع الزمان کی طرف دیکھکر اور چین بہ جبین ہو کر بصد ناز یون بولی بموجب نظم مؤلف

بولی حاصل اس ارتباط سے کیا
دل سے جا نیدو اب خیال مرا
گردش جادو سے لڑو جا کر
مال و زر بے شمار تا پاؤ
ہم نے تو تم سے دشمنی کی ہے
رنج و صدمہ بہت دیا ہے تمہین

نفع اب مہر و اختلاط سے کیا
مین جو مرتی ہون مجھکو مرنیدو
ہوئی تکلیف تم کو یان آکر
میری اُلفت سے تم کو کیا حاصل
تم کو ایذا کمال ہی دی ہے

جاؤ جاؤ نہ پوچھو حال مرا
اس جہان سے مجھے گذرنیدو
فکر فتح طلسم مین جاؤ
حسن کیا میرا مین ہون کس قابل
قید در بند پر کیا ہے تمہین

یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لائی دل سے آہ سرد لب پر آئی جوے خون آنکھون سے بہائی خود روکر سب کو رلانے لگی زانوے بدیع الزمان سے اپنے سر کو سرکایا مارے غصہ کے سر کو زمین پر ٹکرایا پھر آہ کرکے مانند مرغ بسمل طپان ہوئی بالکل کیفیت ملک کی احتضار کی سی عیان ہوئی دایہ اور مجھولیان بے اختیار رو رو کر نالہ و فریاد کرنے لگین اور بصد افسوس سرد آہین کر کرکے رومال اشکون سے تر کرنے لگین ملکہ مذکور کو موت کی ہچکی آنے لگی روح روان تن سے جانب عدم جانے لگی بدیع الزمان کو یہ حال دیکھکر کمال ملال ہوا اپنی جان دیدینے کا خیال ہوا چاہا اپنے تئین ہلاک کرے تلوار سے سینہ و جگر چاک کرے یہ خیال کرکے تلوار کو نیام سے کھینچکر چاہا کہ قبل انتقال ملکہ خود ہی مرجاے اپنا نام عشاق مین کر جاے دایہ نے بڑھکر عرض کیا حضور اس خودکشی سے کیا حاصل ہوگا آپ کے بھی صدمہ مین مغموم اپنا دل ہوگا اب وہ تدبیر کیجیے کہ جس سے ملکہ عالم کو صحت ہو یہ رنج و ملال دور ہو باہم محبت و الفت ہو بدیع الزمان نے حالت کثرت اشکباری و نالہ بیقراری مین پوچھا آخر مین کیا کرون کیونکر ان کو شفا ہو اُس نے جواب دیا حضور وہی تدبیر کیجیے کہ جس مین محبوب کی رضا ہو اور شفا ہو بدیع الزمان نے کہا اگر مناسب ہو تو ملکہ سے استفسار کرو اور جس مین اُن کی خوشی ہو مجھ سے اظہار کرو دایہ نے ملکہ سے لپٹ کر پوچھا ای دختر نیک اختر اگر ممکن ہو تو جواب دے کہ طلسم کشا تیری صحت کی کیا تدبیر کرے اور تجھ سی پری کو کس عمل سے تسخیر کرے چون کہ اُس وقت ملکہ کا مزاج کسی قدر رو بصحت تھا وہ تڑپ اور ہچکی نہ تھی آہستہ سے جواب دیا بھئی اِن کا ذکر نہ کرو یہ ہمارے پاس سے چلے جائین ہم کو مرجانے دین ہماری صحت کی کچھ فکر نکرین اِن کو طلسم طہمورث دیوبند ابھی فتح کرنا ہے ان سے کہو کہ یہان سے سدھارین کاملہ جادو اور گردش جادو کو جاکر قتل کرین دایہ نے اِن باتون کے جواب مین بمنت و عاجزی عرض کیا ای ملکہ اب خفگی اور غصہ کو دور کرو دیکھو تمہاری الفت مین تمہارے شیفتہ کا کیا حال ہے تلوار سے اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ایسے عاشق سے یہ باتین تمہاری خوب نہین ہین لو اب وہ اپنے سر کی قسم دیتے ہین غصہ کو دور کرو اپنے محبوب شکل عاشق سے

صاف دل ہو بس اب رنج و ملال بالکل دل سے دور کرو جس طور سے تم کو صحت حاصل ہو وہ بیان کرو
ملکہ مذکور نے آہستہ سے جواب دیا خیر ہین نے آپ کے قسم دینے سے تمام رنج و ملال دور کیا
اب ان سے کہو تھوڑی دیر کے واسطے لوح طلسمی ہمکو دیدین ہم اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ سے
مس کرینگے تاثیر و برکت اسماے بزرگ سے جو لوح پر کندہ ہین سحر مجھپر سے اتر جائیگا فوراً صحت
حاصل ہوگی یہ سب بیچینی اور تڑپ زائل ہوجائیگی پھر مین لوح کو اُنھین دیدونگی ملکہ نے یہ تقریر اسطرح کی
کہ بخوبی تمام بدیع الزمان نے سُنی اس وقت لوح کا نہ دینا مروت و الفت سے بعید جانکر کہا اے
ملکہ لوح طلسم کی کیا حقیقت ہے مین اپنا دل تمھین دے چکا ہون اگر جان بھی تمھارے کام آے تو بھی عذر
نکرون یہ کہکر وہ رومال جس مین لوح طلسمی لپٹی ہوئی تھی ملکہ کو دینے لگا اُس نے ہاتھ لینے کے واسطے
بڑھایا ادھر کاملہ جادو اور گردش جادو اور طاؤس زرین تن دیکھ رہے تھے اور دل مین کہہ رہے
تھے کہ اب طلسم کشا لوح دیتا ہے مدعاے دلی حاصل ہوتا ہے بخوبی دام مکر و فریب مین گرفتار ہو گیا ہے
جس وقت بدیع الزمان یہ لوح دیدیگا اُس وقت اِسکا قتل کرنا کچھ مشکل نہ ہوگا ادنی سحر مین مبتلا
ہوجائیگا ساری طلسم کشائی بھول جائیگا یہ خیال کر کے ہر اک خوش تھا اپنے اپنے جامہ مین پھولے نہ
سماتا تھا اور نظر غور سے دیکھ رہا تھا ہنوز بدیع الزمان نے لوح دینے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور
ملکہ رشک بدر نقلی نے لوح کے لینے کے واسطے ادھر ہاتھ بڑھایا تھا ابھی لوح طلسمی ہاتھ مین
ملکہ نقلی کے نہ آئی تھی کہ ناگاہ آسمان پر ایک لکہ ابر سرخ کا پیدا ہوا اور وہ ٹکڑا بادل کا بصد عجلت
سر بدیع الزمان پر آیا اس مین برق کی چمک اور رعد کی کڑک تھی اور بارش کبھی پھولون کی
ہوتی تھی اور کبھی موتی برستے تھے بدیع الزمان اُس ابر کے دیکھنے مین مصروف ہوے دایہ
نے کہا اے طلسم کشا ابر کی طرف کیا دیکھتے ہو اپنی معشوقہ کیطرف دیکھو وہ ہاتھ بڑھاے ہوے ہے
لوح طلسمی دیدو آخر لوح کو دیتے دیتے ہاتھ کیون کھینچ لیا کیا کچھ شک ہوگیا اور کسی طرح کا تم
کو خیال آیا بدیع الزمان نے جواب دیا مجھکو شک کسی طرح کا نہین ہے یہ لوح حاضر ہے مجھے اِس
کے دینے مین کوئی عذر نہین ہے مین نے ہاتھ اِس وجہ سے کھینچ لیا تھا کہ یہ لکہ ابر سرخ کا میرے
سر پر آکر ٹھہرا ہے یقین ہے کہ کوئی ساحر میری گرفتاری کو آیا ہے دایہ نے جواب دیا آپ ایسا خیال
نہ کرین اگر کوئی ساحر آئیگا تو مین اُس سے لڑونگی کیا مجال اُس کی کہ آپ کو گرفتار کر سکے ہنوز دایہ
یہ کہہ رہی تھی کہ وہ ابر شق ہوا بدیع الزمان وغیرہ نے دیکھا کہ ملکہ رشک بدر ایک تخت طاؤسی
پر سوار ہے اور ناہید جادو اور جملہ سہیلیان اور کنیزین اور جلیسین انیسین اُس کی پس پشت ہین اور
کئی ساحر اور بھی ہین کہ وہ سب سحر کی سواریون پر سوار ہین ابھی بدیع الزمان سوے فلک
دیکھ رہے تھے اور نہایت متحیر تھے کہ ایک تو رشک بدر مع اپنی دایہ و ہمجولیون کے یہان موجود
ہے اور دوسری رشک بدر مع اپنی دایہ و ہمجولیون کے ابر سرخ رنگ سے ظاہر ہوئی ہے
ناگاہ اُس رشک بدر نے جو ابر سرخ سے ظاہر ہوئی ہے اوس نے سوے زمین دیکھکر دایہ سے
کہا امی جان دیکھیے یہ کیا غضب کرتے ہین کہ میرے دھوکے سے لوح طلسمی میری ہم شبیہ
کو دیے دیتے ہین کتنے بڑے بیوقوف اور نادان ہین ان کو اپنے بیگانے مین کچھ شناخت نہین

دایہ نے کہا واری جلد ان کو منع کرو ایسا نہو کہ لوح دیدین ملکہ رشک بدر نے بموجب کہنے اپنی دایا
کے وہین سے پکار کر کہا دیکھو صاحب ہیو قوفی نہ کرو نادان نہ بنو لوح طلسمی نہ دو خبردار یہ میری ہمشبیہ
کے دام مکر و فریب مین نہ آنا یہ سحر کی ایک پتلی ہی یہ کمبخت نقلی ہی اصلی مین ہون یہ سبار اڈھکوسلا
بی کاملہ جادو کا ہی تم اس سے ناواقف ہو بدیع الزمان نے یہ تقریر سنکر ملکہ رشک بدر
پر متحیر ہوکر لوح کے دینے سے ہاتھ کھینچا ادھر ملکہ نقلی نے کہا ای طلسم کشا یہ کوئی ساحرہ ہے میری صورت
بنکر بہکانے آیا ہی تم اس کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرو ایسے واہیات خیال نکرو کچھ فکر و تردد کا محل نہین
ہی اصلی ملکہ مین ہی ہون مجھے لوح دیدو بعد ایک لمحہ کے پھر مین لوح تم کو دیدونگی یہ ساحر چاہتا ہی کہ مین
ہلاک ہوجاؤن صحت نپاؤن بدیع الزمان دونون رشک بدر کی تقریر سنکر متحیر و متعجب تھے کہ
یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی ایک ملکہ یہ ہی ایک آسمان پر ہی معلوم نہین ان دونون مین اصلی کون ہی آخرالامر
بدیع الزمان نے لوح کو رومال سے کھولکر دیکھا اس مین یہ کندہ پایا ای طلسم کشا تو نے بڑا غضب
کیا تھا کہ دام مکر و فریب کاملہ جادو مین آہی گیا تھا لوح دینے کا ارادہ کیا تھا خوب ہوا کہ رشک بدر
اصلی نے عین وقت پر آکر تجھکو آگاہ کیا ورنہ تو لوح دیکر گرفتار ہوجاتا یہ رشک بدر کاملہ جادو
کی سحر کی ایک پتلی ہی خبردار اس کے کہنے پر عمل نہ کرنا اگر تم کو امتحان منظور ہو تو لوح کا عکس اس پر
ڈالدو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو اگر ممکن ہوسکے تو لوح اس کے بدن سے مس کردے
ورنہ عکس لوح ہی کافی ہوگا حال اصلی و نقلی کا معلوم ہوجائیگا بدیع الزمان نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر
اس رشک بدر نقلی سے کہا ای محبوبہ من مجھکو تمہاری ہمشبیہ کا اعتبار نہین ہی وہ کاذب ہی دیکھو مین
اپنے ہاتھ سے لوح تمہارے سینہ سے مس کیے دیتا ہون وہ یہ سنکر برہم ہوئی اور اٹھکر دور جاکر
کھڑی ہوئی اور کہنے لگی واہ ای طلسم کشا تم کو اتنا ہمارا خیال نہ ہوا کہ ذرا لوح تھوڑی دیر کیواسطے
ہم کو دیدیتے کیا ہم اس کو کھا جاتے یا نگل لیتے جب ملکہ نقلی یہ تقریر کر چکی بدیع الزمان نے
پھر کچھ جواب نہ دیا فوراً عکس لوح کا اس پر ڈالا رشک بدر نقلی عکس لوح سے مثل شمع کافوری
کے جلنے لگی تن سے اس نازک بدن کے کچھ شعلے نکلے اور وہ شعلے اسکے ہمراہیون پر پڑے وہ
بھی سب کی سب مثل شمع کے دھڑ دھڑ جلنے لگین اک طرفۃ العین مین سب عورتین جلکر خاک
سیاہ ہوگئین کاملہ جادو اپنے اس سحر کے باطل ہونے سے نہایت خفیف ہوئی اور غضبناک
ہوکر ملکہ رشک بدر سے مخاطب ہوکر کہنے لگی او چھوکری او گیسو بریدہ او ننگ خاندان اری
اس سن و سال مین تو نے یہ اندھیر کیا طلسم کشا سے محبت پیدا کی بربادی طلسم پر کمر باندھی
یہان آکر میرے سحر کو باطل کیا رہ تو جا دیکھ تجھے کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی کچھ دنون کو یاد کرے
یہ کہکر کاملہ جادو نے ایک ناریل چوٹی دار نکالا اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا بدیع الزمان نے
یہ حال دیکھکر اور کاملہ جادو کی تقریر سنکر رشک بدر سے کہا ای ملکہ برای خدا تم یہان سے
چلی جاؤ مین نہین چاہتا کہ دشمن تمہارے ہلاک ہون ملکہ بدیع الزمان کے کہنے سے اسی ابر مین نہان
ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے اک سمت چلی گئی بعد اس کے جانے کے کاملہ جادو اس ناریل پر سحر
دم کرکے کہنے لگی کہ وہ چھوکری تو چلی گئی ورنہ ابھی اس کو ہلاک کرتی یہ کہکر وہی چوٹی دار ناریل

بدیع الزمان پر مارا وہ قریب آکر پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان
اور شعلے تو معدوم ہو گئے لیکن ایک زنگی قوی ہیکل سیاہ رو تیرہ درون مع مرکب کے پیدا ہوا
کاملہ جادو نے اُس زنگی سے کہا اے حبشی سحر جمشیدی جلد طلسم کشا کا سر کاٹ کر لے آ وہ حسب الحکم
تلوار تولکر حملہ آور ہوا ادھر بدیع الزمان نے بھی شمشیر صاعقہ بار نیام انتقام سے کھینچکر مقابلہ
کرنا شروع کیا رد و بدل ہونے لگی وار پر وار چلنے لگے وہ حبشی تنومند صرف عکس لوح طلسمی سے
تو ذرا پس پا ہوتا تھا ورنہ طلسم کشا سے بالکل نہ ڈرتا تھا جب کچھ دیر تک یونہین لڑائی رہی اور کئی
تلوارین علی التواتر بدیع الزمان نے اُس پر لگائین اور وہ زخمی بھی نہ ہوا اس وقت متحیر ہو کر
لوح کو دیکھا اُس مین یہ حکم نکلا اے طلسم کشا یہ زنگی سحر تلوار سے ہرگز مارا نجائیگا اِسپر لوح سے
وار کرو بدیع الزمان نے حسب الحکم لوح کے عمل کیا اور اُس زنگی سیاہ رو کو بموجب ہدایت
لوح یون ہلاک کیا کہ وہ ہنگام ضرب لوح آہ کر کے زمین پر گرا پھر ایک شعلۂ جوالہ اُس کے سر سے
پیدا ہوا اور مع مرکب جلکر خاک ہو گیا سارا قصہ عمر پاک ہو گیا بعد ہلاک ہو جانے زنگی مذکور کے
بدیع الزمان نے کاملہ جادو سے مخاطب ہو کر کہا اے ساحرہ کیا تخت سحر پر بیٹھی ہوئی
ہے اور بالاے ہوا اپنا تخت سحر قائم کیا ہے زمین پر اُتر کر مجھسے مقابلہ کر اُس نے جواب دیا
او طلسم کشا بموجب تیرے کہنے کے لڑونگی مگر بالفعل تو اسیطور سے جنگ کرتی ہون اگر اسی
طرح تجھکو ہلاک کردون تو بالاے زمین آکر لڑنا بیکار ہے یہ کہکر کچھ اسماے سحر زبان پر جاری
کیے بعد ازان دستک دیکر پکار کر کہا اے مدہوش شیر سوار جلد آ بمجرد اس کہنے کے
جانب صحرا ایک دھوندھوکار غبار بلند ہوا جب دامن گرد چاک ہوا بعد اک لمحہ کے دیکھا
کہ ایک ساحر زبردست نہایت بدصورت و بدہیئت شیر ببر پر سوار بصد تعجیل چلا آتا
ہے کہ جس کی دہشت سے بہرام فلک خوف کھاتا ہے گاو زمین کا کلیجہ دہل رہا ہے جلاد چرخ کا
مارے خوف کے دم نکل رہا ہے جب قریب آیا سلام کر کے کہنے لگا اے کاملہ جادو آج آپ
نے اک مدت مدید و زمانہ بعید کے بعد اس حقیر سراپا تقصیر کو یاد فرمایا زہے نصیب مین
باوجود بُعد راہ دشوار گذار بہت عجلت سے طرفۃ العین مین حضور کے قریب حاضر ہو گیا مطلق دیر
نہ کی اب جلد ارشاد فرمائیے کہ کس علت سے مجھے طلب فرمایا ہے کیا ایسا معاملہ درپیش ہے حضور
کے دشمنون کو کیون پس و پیش ہے اگر کسی سے کوئی معرکہ پڑا ہو تو ارشاد کیجیے ابھی عزم بالجزم کرون
فوراً جاکر باغیون کو زیر و زبر کرون کاملہ جادو نے جواب دیا کہ ہان کچھ ایسا ہی معاملہ ہے یہ
جو طلسم کشا سامنے کھڑا ہے اِس سے جاکر مقابلہ کرو یا لوح طلسمی چھین کر لاؤ اور یا سر اِس
خودسر کا لاؤ اُس ساحر اکفر نے کہا بہت بہتر ابھی جاتا ہون اور دریاے خون بہاتا ہون یہ
کہکر سامنے بدیع الزمان کے اکڑتا ہوا آیا دیکھا اک جوان رعنا بکر و فر کھڑا ہے تیورون
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص رستم پیلتن سے لڑا بھڑا ہے بہرام گور کو اسی نے گور مین پہنچایا
سام و نریمان کو یہی ہے کہ جس نے موت کا مزا چکھایا ہے آثار صولت و دبدبہ چہرہ ماہ درخشان
سے عیان ہین ہیبت و شجاعت چتون سے نمایان ہے عزرائیل سامنے گویا ہاتھ باندھے

ہر وقت اس شیر صولت کے کھڑے ہین جتون پر ماری غصے کے بل پڑے ہین غرض کہ اس ساحر کریہ
منظر نے پکار کر کہا او طلسم کشا آگاہ ہو کہ میرا نام مدہوش شیر سوار ہی گیو و سہراب تہمتن میرے سامنے
ذلیل و خوار ہین بڑے بڑے نامی پہلوانون کو اک دم مین خاک مذلت پر گرایا ہی اکثر گردنکشون کو
قبر مین سلایا ہی تو اک پشتہ نحیف الجثہ کیا مجھ سے مقابلہ کر سکیگا مثل چیونٹی کے مل کے پھینک دونگا بہتر
یہ ہی کہ مجھ سے مجادلہ سے دست بردار ہو اپنی جوانی پر رحم کر عالم شباب مین خواہش مرگ نکر
جان بوجھ کر دہن شیر مین بجا ناداں نہ بن اپنی جان شیرین بچا ملکہ کاملہ جادو و لوح طلسمی طلب کرتی
ہین جلد دیدے حکم اون کا بجالا ورنہ اس ذلت و خواری سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان
دریا کو بری حالت پر افسوس ہوگا بدیع الزمان نے مسکرا کر جواب دیا او بیحیا مین تو
بخوشی لوح طلسمی ندونگا اگر تجھ سے ہو سکے تو بزور بازو مجھ سے چھین لے اس ساحر تندخو نے یہ کلام
سخت سنکر نہایت برہم ہو کر اور نعرہ شیرانہ کر کے کار سحر پر اپنا دست زبردست ڈالا ادھر
بدیع الزمان نے لوح طلسمی کو مشاہدہ کیا اوس مین کندہ پایا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ ساحر
اصلی ہی سحر کا پتلا نہین ہی اور اسپر کسی کا وار اثر نہین کرتا ہی تجھکو لازم ہی کہ جو اسم بزرگ کہ کنارہ
لوح پر منقوش ہی اسکو پڑھکر اور اپنی تلوار آبدار پر دم کر کے اس ساحر تیز دم پر لگا پھر قدرت
خالق جل شانہ کا تماشا دیکھ بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کر کے اوس ساحر کی طرف دیکھا اوس
نے کار سحر تاک کر سینہ بے کینہ بدیع الزمان پر لگایا انھون نے وار اوس نابکار کا خالی دیکر
تلوار صاعقہ بار نیام سے کھینچکر وہی اسم جو لوح پر کندہ دیکھا تھا اوسے پڑھکر اور شمشیر بی نظیر پر دم
کر کے خبردار خبردار کہکر اوس کے سر پر اسطرح لگائی کہ گردون سے تحسین و آفرین کی صدا
آئی وہ ساحر تو یہ جانتا تھا کہ مین اپنے اوپر وہ سحر دم کر چکا ہون کہ جس سے دشمن کی تلوار مجھپر اثر
نکریگی اسی خیال سے اوس نے آگے بڑھکر سر اپنا جھکا دیا تلوار آبدار بھرپور آکر پڑی بقدرت
پروردگار اور برکت و اثر اسم مندرجہ سے وہ نابکار مع اپنے مرکب یعنی شیر کے چار ٹکڑے ہوکر
دھم سے زمین پر گرا اور بعد تھوڑی دیر کے اوسکی روح منحوس جانب دار البوار عازم ہوئی یعنی
وہ ملعون ایڑیان رگڑ رگڑ کر اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اوس کے مرنے سے تاریکی ہوئی ہواے تند تیز
چلی بعد ازان آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مدہوش شیر سوار بود افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم بعد ہلاک ہونے ساحر مذکور کے کاملہ جادو کو بہت غصہ آیا آگ
بگولا ہو کر ایک گلدستہ پھولون کا اوٹھایا اوسپر کچھ سحر پڑھکر یا سامری کہکر جانب آسمان بے نشان
اسطرح پھینکا کہ بدیع الزمان نے نہ دیکھا جب وہ گلدستہ دور جا کر پھٹا پہلے تو کچھ تاریکی اور
غبار کے آثار ظاہر ہوئے بعد ازان سب نے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب
ہی جس گل بوٹے کو دیکھو فیض ہوا و بہار سے اوسپر غضب کی آب ہی دروازہ مثل در بہشت عنبر
سرشت شداد ایکڈال لوہے آبدار کا ترشا ہوا لگا ہی محافظ گلزار مثل رضوان ٹہل رہا ہی ہر روش
نہایت نفیس و آبدار و مطلا ہی مرغان خوشنوا اک اک مانند بلبل ہزار داستان نغمہ سرا
ہین گلہاے رنگا رنگ و بوقلمون شگفتہ ہین ہر اک معنبر و معطر بہ از مشک اذفر کہ جسکی خوشبو سے

سارا طبقہ زمین مانند بستر معشوق بسا ہو عاشق مزاجون کا خواہمخواہ وہان مرنے کو جی چاہتا ہو نظم

باغ وہ گلشن سبھی تھے
اُس پہ سب تھا جڑاؤ میناکار
کوئی دیوار پر اگر چڑھ جائے
باغ کے در سے آتے تھے وہ نظر
اور نیلم کا تھا جو نافرمان
عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا
لاجوردی تھا وہ گل خیرد
پی کہان پی کہان سُناتی تھی
تاک انگور کی تھی ایسے خوب
صحن گلشن سپہر آسا تھا

ہر چمن معدن سبھی تھے
کیا بلندی کرون مین اُسکی عیان
تو فرشتون کا مرتبہ وہ پائے
گل ولالہ کہین بدخشان کا
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
گل اورنگ لعل کا تھا بنا
سرو پہ قمری کرتی تھی کو کو
تھے درخت اور میوہ کے جو جو
جن کے سایہ مین عشق ہو مرغوب

نقرئی تھی جو باغ کی دیوار
کیا صفت باغ کی کرون مین بیان
اس مین ہر ایک قسم کے تھے شجر
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جانکا
گل چنپا عقیق زرد کا تھا
جس پہ بلبل کا دم نکلتا تھا
یار کو اپنے وہ بلاتی تھی
کرون کیا مین بیان اب آنکو
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا

بدیع الزمان درباغ سیر اکثر درخت ہائے پربار وگلہائے نوبہار کی کر رہے تھے اور آواز عنادل خوش الحان وزمزمہ مرغان شیرین بیان سن کر اور خوشبوئے گل عنبر اور معطر کی خوش ہو کر خیال کر رہے تھے کہ یہ باغ پر بہار بے مثل و بے نظیر ہو اگر اس گلزار کی تعریف مین یہ بیت پڑھی جائے تو مناسب ہو شعر۔ اگر فردوس بر روئے زمین ست۔ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست۔ شاید یہ گلشن بہار بادشاہ طلسم طہمورث دیوبند کا ہو لیکن تعجب یہ ہو کہ پہلے تو یہ باغ یہان نہین بنا تھا اب اسوقت کہان سے آگیا پھر خیال ہوا کہ شاید ہمین نے نہ دیکھا ہو ابھی یہ خیال بدیع الزمان اپنے دل تردد منزل مین کر رہے تھے اور در گلزار کے جانب دیکھ رہے تھے ناگاہ اُس گلستان بہزاران کے اندر سے کچھ نازنینان پری تمثال وحسینان خورشید جمال کے قہقہون کی آواز گوش بہوش مین آئی بعد اُس کے اُن زہرہ جبینون کے گانیکی صدا آئی اور ساز خوش آواز کی بھی صدا آئی سبحان اللہ ایسے راگ رنگ مین وہ مطربہ خوش آہنگ گا رہی تھین کہ وحش وطیر اس زمین کے عالم وجد مین تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہر چند نے خوب بجاتے ہین اور بہ الحان داؤدی گاتے ہین لیکن یہ نازنین خواجہ سے کہین بہت ہر تحریر اور گٹکری پر سُننے والون کا دم نکلتا ہو ہر تان اور سم پہ غیرت سے باربد اور نکیسا نے سم کھایا اور دل غنچہ خان لو یہ دُھن رشک سے ہوئی کہ گورہین آیا بدیع الزمان اس آواز کو سنکر نہایت بے چین ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ جسکی آواز ایسی ہو وہ نازنین زہرہ جبین کیسی خوبرو ہوگی ذرا چلکر اچھی طرح باغ کی سیر کرنا چاہیے اور ان حوروشون کو بھی دیکھنا چاہیے اور تھوڑی دیر وہان بیٹھکر گانا بھی سنین گے یہ خیال کر کے چند قدم آگے بڑھے بعد ازان تصور کیا کہ اس وقت باغ مین جانا اور رنگ ناچ وغیرہ سُننا مناسب نہین ہو کیونکہ کاملہ جادو اور گردش جادو سے مقابلہ کرنا ہو آج ہی بحکم لوح اُن کو قتل کرنا ہو اور دربند طلسم بھی فتح کرنا ہو اگر سامنے سے اِن حریفون کے چلے جاؤگے تو یہ اپنے دلمین خیال کرینگی کہ طلسم کشا ہم سے مقابلہ نہ کر سکا بودا تھا ہمارے سامنے سے بھاگ گیا اور عجب نہین کہ تقریر مذکور کو لب تک لائین لہذا ایسی صورت مین میدان سے کنارہ کشی کرنا اچھا نہین ہو

یہ تصور کرکے وہین ٹھہرے جب تادیر اُس باغ پر بہار مین وہ نازنین گایا کی اور قہقہون کی آواز بھی آیا کی اور بدیع الزمان وہان نہ گئے تھوڑی دیر کے بعد اُس مطربہ کا گانا موقوف ہوگیا اور در باغ سے ایک نازنین مہ جبین عدیم المثال خورشید جمال حلقہ مین چند اپنی ہمجولیون کے کہ وہ بھی بانکی رسیلی نوجوان نکیلی تھین باہر آئی اور بصد ناز و انداز مسکراتی ہوئی اور ہمجولیون سے باتین کرتی ہوئی خرامان خرامان جانب بدیع الزمان چلی اُس مہ جبین کی خوبی و حسن کی ثنا مفصل تو کیا لکھی جاسکتی ہی مگر مختصر یہ نظم

بگوشش ہر دو سے افتاد بسمل
برائے بلبلان تاراج ہوش ست
سخن سان آن دو زلف سنبل آسا
دہد آن دست در سینہ گواہی
ازان قشقہ کہ اورا بر جبین بود
کمندے بود بہر گردن ہوش
چراغ دیر از رویش برافروخت
جہانے حلقہ اش در گوش افگند

طپیدے زغمش بر ہم سر دل
بان قامت زبس دلہا اسیر ست
دل و ہم دیدہ را زنجیر برپا
زکفرش کفر شد اسلام ہر یک
الف ہر شیفتہ را دلنشین بود
شدہ دل ہندو آن زلف ہندو
کہ از یک شعلہ اُم رخت دین سوخت

بہار گلشنش مستے فروش ست
تو پنداری مگر گلبن زہیر ست
مسخر کردہ از مہ تا بہ ماہی
شدہ کافر بہ عہدش نام ہر یک
ز زنارے کہ اورا بود بر دوش
جہان کافر زچشم کافر او
ازان حلقہ کہ او در گوش افگندہ

کوئی اُسکے رخ زیبا پر دالہ و شیدا تھا کوئی شخص اُس نازنین کی زلف گرہ گیر و مشک بو کا دیوانہ و شیفتہ تھا اور کوئی اُس مست ناز کی متوالی انکھڑیون پر فریفتہ تھا اور بے اختیار یہ کہتا تھا فیضی بیت مرا بہ عشق دو چشمت چہ مشکل افتادست - کہ دل یکی و بدست دو قاتل افتادست - مثنی منیر - تیتلی انکھڑیان نیچی نگاہین - پھنسا لینے کی بہکانے کی راہین جس نے اس رشک مسیحا کے لب جان بخش سے عمر دوبارہ پائی تھی اُس کی زبان پر یہ بیت جاری تھی قتیل لبت بمعجزہ تا آن دم کہ مائل افتادہ ست - مسیح بر سر کوے تو بسمل افتادست - اور جو جانباز اُس سراپا ناز کے حسن رخ کا شیفتہ تھا اُس کا یہ قول تھا بقول بیدل نسرین بہ چمن برند ہر گہ بدن اینست - وز غنچہ صبا دم زند گر دہن اینست - اور جن مبتلائے بلا کو اُسکے زلف پریشان سے رشک تھا اُن کی زبان پر یہ شعر جاری تھا - مظہر - مرا غیرت بدل از زلف ہندوے تو می آید - کہ او کافر بقصد بوسہ بر روے تو می آید - ایسی گل و گلبدن غنچہ دہن گل پیرہن یوسف جمال خورشید مثال مہر خد سرو قد کو دیکھکر بدیع الزمان مانند آئینہ حیران ہوئے اور از بس محو جمال ہوگئے ناگاہ اُس نازنین نے بصد شوخی و شرارت بدیع الزمان سے آنکھین چار کرکے منھ اپنا پھیر لیا اور اپنی ہمجولیون سے کہا اری اندھیون تمہارے دیدون مین خدا جانے کہان کی چربی چھائی ہی دیکھو تو مجھے مردونین کہان لیے جاتی ہو تم کو تو کچھ سوجھتا نہین ہی اُنھون نے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم یہ آپ نے کیا فرمایا مردوے یہان کہان یہ باغ تو سیر گاہ حضور ہی اور باہر باغ کے بھی کبھی کسی مرد کا بغیر آپ کے حکم کے گذر نہ ہوتا تھا آج بلا اجازت حضور کون یہان چلا آیا اُس حور وش نے کسی قدر چین بہ جبین ہو کر جواب دیا مین تو اب اُسطرف نہ دیکھونگی لیکن تم ذرا غور سے اُدھر دیکھو ایک تو ساحر مرکب پر سوار ہی لباس سبز پہنے ہی سانولا رنگ ہی اور ایک شخص اور ہی وہ گورا گورا ہی ایک تختی کسی پتھر کی گلے مین ڈالے ہوئے ہی اور

نگوڑا مجھے گھور گھور کر دیکھتا ہی اُنھون نے گردش جادو اور بدیع الزمان کی طرف نظر کرکے عرض
کی حضور آپ سچ فرماتی ہین آج یہ دو مرد دسے موڑی کاٹے خدا جانے کہان سے یہان آئے ہین
مجھ اِن دونون کو حضور کا مطلق خوف خطر نہین بڑے دیدہ دلیر ہین ذرا بھی کمبختون کو ڈر نہین اور کیسی
ڈھٹائی سے کھڑے ہوئے اسطرف دیکھ رہے ہین موذن کے یہ بڑے بڑے دیدے پھوڑوا
ڈالے نیل کی سلائیان پھروا دے مرچین پیس کر دونون کی آنکھون مین بھروا دے وہ مرد دا جو
گھوڑے پر سوار ہی وہ تو خیر کبھی دیکھتا ہی اور کبھی نہین دیکھتا ہی اور وہ دوسرا گورکا تو انکھین پھاڑ پھاڑ
کر حضور ہی کو دیکھ رہا ہی اور مثل تصویر خاموش و حیران ہی دل پریشان ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ حضور
کا عاشق صادق ہی کسی سے اِس نے آپ کے حسن و جمال کا شہرہ سُن لیا ہو گا یہان جمال جہان آرا
کے دیکھنے کو آیا ہی سوا سودائی ہو گیا ہی جو ایسا خیال محال دل مین لایا ہی نگوڑے کی شامتین آگئی
ہین لو اور دیکھو ایسے اترائے خوب فرے مین آئے ہم نے ان مردون کو پہلے نہ دیکھا تھا ورنہ
کبھی حضور کو برائے تفریح طبع نازک نہ لاتے اور کمبختون کی شکل منحوس نہ دکھاتے یہ خطا ہماری
از برائے خدا معاف فرمائیے اور اب یہان سے اپنے باغ پر بہار مین تشریف لیچلیے نامحرمون کے
سامنے نہ کھڑی رہیے یہ تقریر سنکر چند کنیزین جو اور ہمراہ تھین اٹھلا اٹھلا کر کہنے لگین واہ بی تم بھی
خوب ہو ہماری ملکہ عالم یہان سے کیون جائین اِن کی تو حکومت ہی انھین مردون کو نہ جا کر نکالین
اس گستاخی کی اچھی طرح سزا دین تاکہ پھر عمر بھر اِن کو ایسی جرأت کی ہمت نہ ہو دوسری جگہ پر
خفت نہ ہو ملکہ مذکور نے یہ تقریر سنکر جواب دیا اگر یہ لوگ کسی وجہ سے یہان چلے آئے ہین تو
نادانستہ آئے ہین تنبیہ کی کوئی ضرورت نہین ہی صرف اس شخص سے پکار کر کہدیا جائے کہ یہان
سے ابھی ابھی چلے جاؤ دیر نہ لگاؤ کیونکہ یہ مقام رشک بہشت اور یہ گلزار عنبر سرشت سیرگاہ
ملکہ نور چہرہ ہی اُس وقت حسب الحکم ملکہ ایک کنیز باتمیز نے آگے بڑھکر بصد کرشمہ و ناز و غمزہ و انداز
بدیع الزمان سے مخاطب ہو کر پکار کر کہا ای شخص آگاہ ہو کہ یہ میدان سبزہ زار اور یہ گلزار
پر بہار ہماری ملکہ عالم کی سیرگاہ ہی اکثر جب طبیعت گھبراتی ہی تو برائے تفریح تشریف لاتی ہین
چنانچہ حسب دستور آج بھی رونق افروز ہوئی ہین تو یہان سے چلا جا ایکدم بھی اس جگہ قیام نکر
ورنہ عتاب ملکہ عالم تجھپر زیادہ ہو گا بدیع الزمان نے کہ اس نازنین پر عاشق ہو چکا ہی تیر
عشق جگر کے پار ہو چکا ہی زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہی کنیز مذکور کی تقریر سنکر بے تامل جواب دیا او
کنیز ناچیز کیا خرافات بکتی ہی اری ہم ثابت قدمان کوے الفت سے ہین کوچہ الفت چھوڑ کر کہان
جائینگے ابنی ملکہ سے جا کر کہہ کہ اگر یہ تمھاری سیرگاہ ہی تو ایک عاشق صادق تمھارا تمھارے
روے زیبا کی سیر کرتا ہی اپنا اپنا شوق ہی یہ کہکر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے بڑے طلسم کشائی ادر
کاملہ جادو اور گردش جادو سے مقابلہ کرنیکا عالم عشق مین مطلق خیال نرہا کنیزین اور سہیلیان اُس
نازنین کی اُنکی تقریر سنکر بہت ہنسین کاملہ جادو بھی اپنے فرزند گردش جادو اور طاؤس زرین
تن کی طرف دیکھکر مسکرائی پھر اشارہ سے کہا اب طلسم کشا میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی لوح
طلسمی ابھی اس سے لیتی ہون اور اس کو گرفتار کرتی ہون اگر اس کے پاس لوح نہ ہوتی تو اب

اِس ایسے دو چار لاکھ مسلمانون کی اجل میرے ہاتھ سے آچکی ہوتی لوح سے ڈر کر مجبور ہو رہی تھی اور چند سحر میرے
بوجہ لوح طلسمی کے باطل ہوگئے تھا بکی کے سحر مین اگر ہمارے خداوندون نے مدد کی تو طلسم کشا کو ضرور ہی
گرفتار کرونگی بادشاہ طلسم سے از حد سرخرو ہونگی انھون نے باشارہ جواب دیا بیشک آپ سچ کہتی
ہین طلسم کشا یقینی دام سحر مین مبتلا ہو جائیگا عاشق تو ہو چکا ہی ہوش وحواس تو کھو چکا ہی اب فقط اُس
سے لوح مل جائے تو مطلب دلی برآئے ادھر تو باہم ساحران پر فن مین یہ اشارے ہو رہے تھے
اور اُدھر بدیع الزمان ساحران مذکور کی طرف نہ دیکھتے تھے اور نہ لوح کے دیکھنے کا کچھ خیال
تھا جب سے لوح پیشانی اُس نازنین کی دیکھی تھی محبت والفت کا نقش ان کے دل پر کندہ
ہوگیا تھا سوائے خیال جانان اور کچھ خیال ہی نہ تھا بیتابی دل کے سبب سے اون کی جان چلی
جاتی تھی بیان کیا ہی داستان گویان عذب البیان وحاکیان رطب اللسان نے کہ جب اُس
نازنین زہرہ جبین کی طرف بدیع الزمان بڑھے وہ حور وش بصد ناز و ادا انکو دیکھکر اپنے
باغ مین چلی گئی یہ بھی اُسکی آرزوے دید مین اندر باغ کے چلے گئے اور بعض داستان گویون نے
یون بیان کیا ہی کہ جب وہ نازنین باغ کے باہر آئی تھی تو کنیزون نے اُسکے حکم سے ایک مختصر
خیمہ نہایت نفیس میدان سبزہ زار مین استادہ کیا تھا اور فرش نفیس بچھا کر بالاے فرش مسند
زرین گستردہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین تھین اور وہ نازنین اُس مسند زرین پر بیٹھی تھی
اور ہجولیان اُسکے چپ وراست بیٹھی تھین اور کشتی شراب کی مع شیشہ وساغر براے بادہ خواری
کنیزون نے لاکر روبرو ملکہ کے رکھدی تھی اور ایک نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی تھی غزل۔

تھی وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب
گرم جواب شکوۂ جور عدو رہا
دن بھر ہمیشہ وصل جدائی تمام شب
مومن مین اپنے نالونکے صدقے کرتے ہین

وہ آئے بھی تو نیند نہ آئی تمام شب
تالو سے یان زبان سحر تک نہین لگی
اُس شعلہ خو نے جان جلائی تمام شب
دھر پائون آستانہ کہ اس آرزو مین آہ
اُسکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب

وان طعنہ تیر بار یہان شکوہ زخم ریز
تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب
کہتا ہی مہر وش تھین کیون غیر گر نہین
کی ہی کسی نے ناصیہ سائی تمام شب

اس غزل کے چند اشعار سن کے
بدیع الزمان زیادہ تر از خود رفتہ ہوے اور بیتابانہ اُس خیمہ مین جاکر پہلوے ملکہ نور چہرہ
مین بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا پہلے تو کنیزون نے اور ملکہ کی ہمجولیون نے اُسکو منع کیا تھا آخر کار بعد
تقریر بسیار ملکہ نے مسکرا کر سب سے کہا تھا کہ یہ شخص دیوانہ معلوم ہوتا ہی اس سے تقریر نہ کرو
اگر یہان سے نہین جاتا ہی تو خیر اسکو بیٹھ جانے دو تمناے دلی اسکی نکل جانے دو ہمارا کیا نقصان
ہی لیکن اس سے کہو کہ جو تختی تمنے اپنے گلے مین ڈالی ہی یا تو اُسکو اُتار کر کسی کو دیدو یا رومال وغیرہ سے چھپا
لو کیونکہ اسکی چمک سے ملکہ کی آنکھون مین کھٹک ہوتی ہی نہین معلوم یہ کس قسم کی پتھر کی تختی ہی جب
یہ تقریر کنیزون نے بدیع الزمان سے کی اُسوقت بدیع الزمان نے بقدرت پروردگار
لوح کو تو نہ دیا لیکن رومال سے اُسے چھپا لیا اور ملکہ کی تقریر کو سچ تصور کیا اور کچھ خیال نہ کیا
کیونکہ عشق مین حواس بجا نہ تھے جب رومال سے لوح کو چھپا چکے برابر ملکہ کے آکر بیٹھے پہلے
تو نازنین مذکورہ نے نہایت شرم وحیا کی اور تھوڑی دیر ہم عاشق ومعشوق مین ناز ونیاز کی باتین

رہین آخر کار ملکہ نے شرم و حیا کو دور کیا اور بدیع الزمان سے پوچھا تمہارا کہانسے ادھر آنا ہوا
کسواسطے آئے ہو اور یہ تختی کیسی ہی کہ جسکو اپنے سینے پر رکھتے ہو بدیع الزمان نے اسوقت
اُسکو یہ جواب دیا کہ ای ملکہ کیا پوچھتی ہو ہمارا آنا ملک دور و دراز سے اسطرف ہوا ہی تمہارے حسن
و جمال کی تعریف سُنکے بے دیکھے تمہارے روے زیبا کے دیوانہ اور شیفتہ ہوکر بہزار تکلیف و ایذا
شہر و صحرا کی راہ طی کرکے یہان آیا ہون شکر ہی کہ تمہارا رُخ انور دیکھا اور تمہارے پاس آکر بیٹھا
اب بامداد طالع بیدار اور باعانتِ عشقِ صادق خود امید قوی مجکو ہی کہ تمہارے وصل سے بھی
شاد ہونگا لطف ہم بستری حاصل کرونگا مراد دلی بر آئیگی دلکو پہلو مین آرام ملے گا روح تن مین
راحت پائیگی اور یہ ایک لوح بھی طلسم طہمورث دیوبند کی نہین معلوم کس پتھر کی ہی کہ بانیان
طلسم نے اسکو رتبہ دیا ہی اور لوح طلسمی اسے قرار دیا ہی ملکہ مذکورہ نے بدیع الزمان کی تقریر
سُنکے اور مُسکرا کے پوچھا تم ہمارے عاشق ہو اور عاشق ہو تو صادق ہو یا کاذب بدیع الزمان
نے جواب دیا مین عاشق صادق ہون اُسنے کہا اگر صادق ہو تو جو کچھ ہم کہین اُسے قبول کروگے
کسیطرح سے انکار تو نہ کروگے بدیع الزمان نے جواب دیا کیا مجال کہ تمہاری خوشی کے خلاف
کوئی بات کرون اُس نازنین نے کہا خیر اور باتین تو پھر کہونگی اسوقت صرف یہ کہتی ہون کہ یہ
لوح جو تمہارے پاس ہی ایک لمحہ کے واسطے مجھے دیدو تاکہ مین اچھی طرح دیکھون کہ یہ لوح کس
پتھر کی ہی اور اس پر کیا کندہ ہی یہ کہکر کشتی مے سے شیشہ شراب کا اور ساغر بلورین اُٹھا کر مے ناب
سے بھر کر بدیع الزمان کی گردن میں بالفت ہاتھ ڈالکر کہا پہلے ہمارے ہاتھ سے اس جام شراب
کو پیو بعد ازان ہمین لوح دیکر جو نقوش اُسپر کندہ ہین اُس سے آگاہ کرو ہنوز بدیع الزمان
اُسکے جوش محبت مین اُسکے ہاتھ سے شراب پیا چاہتا تھا اور لوح طلسمی کے دینے کا ارادہ
کیا تھا یکایک ایک قمری قریب بدیع الزمان کے جو ایک درخت تھا اُسپر آکر بیٹھی اور یون
بزبان فصیح گویا ہوئی کہ ای طلسم کشا وائے تمہاری عقل و فہم پر اور اس تمہارے عشق و عاشقی
پر اچھی صورت کو دیکھکر از خود رفتہ ہو جاتے ہو اصلی نازنین اور نقلی مہ جبین مین تمیز نہین کرتے
ہو انھین حرکتون پر اگر ثابت قدم رہے اور یہ باتین نہ چھوڑین تو ضرور طلسم طہمورث دیوبند
کو فتح کروگے یقین کامل ہی کہ زندان طلسم مین قید ہو جاؤگے افسوس دختر میری نور چہرہ نے
نہایت نادانی کی کہ تمسے اُلفت کرکے تمہاری شریک ہوئی پہلے اُسکو تمہاری بیوقوفی سے آگاہی
نہ تھی اب مطلع ہوکر پچھتاتی ہی اور اپنے پدر کے خوف سے جابجا چھپتی پھرتی ہی ابھی تھوڑی دیر ہوئی
کہ وہ یہان آئی تھی اور ہم شبیہ اپنی نازنین سے کہ وہ ایک سحر کی پتلی تھی اُس سے تمکو آگاہ کر گئی
تھی لوح طلسمی کے ندینے کو منع کر گئی تھی قید و گرفتار ہونیسے تمھین بچا گئی تھی اب پھر تم نے وہی
طریقہ اختیار کیا ہی لوح دیے دیتے ہو شراب پیے لیتے ہو عشق مین انجام کا خیال نہین کرتے
ہو نور چہرہ کو بیحد صدمہ دیتے ہو دیکھو بُرا کرتے ہو پچھتاؤگے یہ نازنین جسکے پہلو مین بیٹھے ہوے
ہو یہ کاملہ جادو کے سحر کی ایک پتلی ہی اور جملہ عورتین بھی سحر کی پتلیان ہین اور یہ ساغر مے بھی وہ
ہی کہ اگر ایک قطرہ بھی اس ساغر کی شراب کا تمہارے حلق سے اُتر جائیگا تو دیوانے ہو جاؤگے

خبردار یہ شراب نہ پینا اور لوح طلسمی کو نہ دینا مین تمھاری دوست ہون ازراہ دوستی کہنے سے
نور چہرہ کے تمکو ہدایت کرنے آئی ہون نام میرا ناہید جادو ہی مین دایہ ہون رشک بدر دختر
شاہ طلسم کی لواب مین جاتی ہون تم لوح کو دیکھو جو حکم لوحکا ہو اُس پر عمل کرو یہ کہکر قمری مذکورہ تو
خاموش ہوئی بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُن کے ہوش مین آکر لوح کو دیکھا لوحمین لکھا ہوا پایا کہ
ای طلسم کشا تونے غضب کیا تھا کہ اس نازنین کے حسن پر مفتون ہو کر اسکے ہاتھ سے جام
لیکر شراب پینے کا ارادہ کیا تھا اور لوح کے دینے کا قصد کیا تھا بقول ناہید جادو کے
کہ ذراسی بھی شراب تو پی لیتا اور لوح دیدیتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا تا زندگی اسی طلسم مین قید
رہتا شکر ہی کہ ناہید کے سمجھانے سے تونے لوح کو دیکھا ہی اب تمکو لازم ہی کہ پہلے تو عکس لوح
کا اس نازنین سحر پر اور اسکی ہمراہی عورتون پر ڈال بعد ازان جو ساغر می کہ یہ نازنین تمکو دیتی ہی
اسکے ہاتھ سے لیکر شراب ساغر کی اسکے سر پر ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے بدیع الزمان
اُس نازنین سے پوشیدہ طور پر لوحکو دیکھ رہے تھے اور وہ نازنین کچھ سمجھکر علحدہ ہوکر ارادہ بھاگنے کا
کر رہی تھی اور قمری مذکور کی تقریر سُنکے اسکو ہزارون باتین سخت و سُست کہ رہی تھی اور کبھی بدیع الزمان
سے مخاطب ہوکر چین بجبین ہو کر کہتی تھی واہ صاحب تم تو دعوی کرتے تھے کہ ہم عاشق ہین جو کچھ تم کہوگی ہم
قبول کرینگے ایک جانور پرند کی تقریر سُنکے اپنے قول کا کچھ خیال نہ رکھا جادۂ عشق سے علحدہ قدم رکھا اور
دشمنی پر کمر باندھی سچ کہا ہی کہ مرد اکثر بیمروت ہوتا ہی اب مین تمھاری اُلفت سے باز آئی تم سے ایک پتھر
کی لوح نہ دی گئی ہمارے ہاتھ سے شراب نہ پی ہمارا کہنا نہ مانا حیف ہمکو اپنا دشمن جانا ایک پرند
کو اپنا دوست تصور کیا شراب پینے اور لوحکے دینے مین تامل کیا صاف ثابت ہو گیا کہ تم ہمارے
عاشق صادق نہین ہو بلکہ عاشق کاذب اور دشمن جان ہو مین جاتی ہون اب باغ مین جاکر گلون کی
سیر کرونگی ہرگز تمھارے پاس نہ بیٹھونگی اور تمسے امید دوستی کی نہ رکھونگی بدیع الزمان نے جوابدیا
ای ملکہ اسوقت تم کیسی باتین کرتی ہو مجھے لوح کے دینے مین کیا عذر ہی اور تم ایسی نازنین کے ہاتھ سے
شراب پینے مین کیا انکار ہی مین تمھارا عاشق صادق ہون ایک طائر کے کہنے سے کیا ہوتا ہی وہ بکا کرے
تم میری طرف سے اطمینان رکھو کسی نے بھی اپنے معشوق سے دشمنی کی ہی کہ مین کرونگا قسم ہی تمکو اپنے
نازو ادا کی مجھ سے بیزار نہو میرے پہلو سے اُٹھکر کہین نجاؤ تمھارے جانیسے دل میرا بیقرار ہوگا زندہ رہنا
دشوار ہوگا لاؤ جام شراب مجھے دو غصہ جانید و بدیع الزمان نے اُس سے ایسی تقریر کی کہ اُسنے بجائے
خود تصور کیا کہ طلسم کشا قمری کے کہنے پر عمل نکریگا شراب میرے ہاتھ سے پیکر لوحکو دیدیگا یہ تصور کرکے
وہی ساغر می باداو ناز مُنھ سے بدیع الزمان کے لگایا اور کہا ہمین کو روے اور ہمین کو پیٹے جو اس جام کی
شراب نہ پی لے یہ کہکر پھر بصد الفت گردنمین بدیع الزمان کی ہاتھ حمائل کیے اس بہادر نے مسکرا کر بصد
اصرار جام می اُسکے ہاتھ سے لیکر ارادہ میخواری کا کیا اور جام کو ہونٹھون سے ملایا وہ نازنین اور جملہ عورتین
اُسکی ہمراہی خوش ہوئین کاملہ جادو بھی کہ اس سحر کو زور دیتی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر خوش ہوئی ہنوز
کاملہ وغیرہ سب شادمان تھے اور ناہید جادو جو بصورت قمری درخت پر بیٹھی ہوئی دیکھتی تھی دمبدم
رنج و صدمہ اُسکو سوا ہوتا تھا دل مین کہتی تھی طلسم کشا عجب نالائق شخص ہی کہ باوجود آگاہ کردینے کے

بھی اسنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا ازحد بیوقوف ہی میرے نہ کہنا ماننے کا بعد تھوڑی دیر کے اسے صدمہ ہوگا
جب لوح دیگر گرفتار ہوجائیگا اُسوقت اسکو ہوش آجائیگا یہ تصور کرکے ارادہ کیا کہ جانب رشک بدر
روانہ ہو پھر خیال کیا تھوڑی دیر یہان اور قیام کرنا چاہیے طلسم کشا کا گرفتار ہونا دیکھ لینا چاہیے ملکہ
رشک بدر سے گرفتاری طلسم کشا جاکر کہدونگی اور تمام حال یہانکا اُس سے بیان کرکے اُس سے کہونگی
کہ ای دختر اب جان بچانیکی فکر کر ابھی ناہید جادو اپنے دلمین خیالات مندرجہ لارہی تھی کہ بدیع الزمان
نے اُس نازنین کو غافل پا کر پہلے تو عکس لوح کا اُس پر اور تمامی زنان بزم پر ڈالا پھر وہ شراب جو ساغر
مین تھی اُس نازنین کے سر پر ڈالدی اُسوقت اُس نازنین کی عجب حالت ہوئی پہلے تو عکس لوح
سے بیقرار و بیتاب ہوکر فریاد کرنے لگی اور کہنے لگی او ظالم کیون مجھے جلاتا ہی عوض مین نیکی کے عبث
مجھسے دشمنی کرتا ہی اپنے اقرار سے پھرتا ہی ارے کیا غضب کرتا ہی مین ہمہ تن جلی جاتی ہون بعد ازان
شراب کے سر پر گرنیسے تو وہ نازنین اُس صحرا مین بصورت سرو چراغان ہوگئی اور تمام عورتین بھی مانند
اُسکے جلنے لگین شعلے اُسکے نتھنونسے نکلنے لگے تھوڑی دیر مین وہ نازنین مع تمام نازنینون کے جلکر خاک ہوگئی
کاملہ جادو کو ازحد صدمہ ہوا دل مین کہنے لگی کہ طلسم کشا میرے دام فریب مین آہی گیا تھا ضرور یہ لوح
طلسمی دیدیتا شراب پی لیتا لیکن اس نگوڑی ناہید جادو نے آکے طلسم کشا کو ہوشیار کردیا اُسنے
لوح کو دیکھا اور بحکم لوح میرے سحر کو مٹا دیا اب اس شفقتل کو مین مٹا ڈونگی یہانسے اسکو زندہ نہ جانے دونگی
یہ کہکر ایک ناریل چوٹی دار اُٹھا کر اُسپر سحر دم کرکے ارادہ کیا تھا کہ ناہید پر مارے اور اُسے ہلاک کرے
ادھر دایہ ملکہ رشک بدر کو صدمہ تھا طلسم کشا کی شاکی تھی اور اُسکے گرفتار ہوجانیکا خیال کررہی تھی
ناگاہ طلسم کشا کو اپنی نصیحت و ہدایت پر عمل کرتے دیکھکر خوش ہوئی تھی اور پکار کر کہا تھا ای طلسم کشا
ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی عجب مکاری سے سحر کاملہ جادو کا مٹایا ہی مجکو اس سحر کے مٹنے کی امید نہ
تھی جانتی تھی کہ تم میرے کہنے پر عمل نہ کروگے لوح کو دیدوگے شراب پی لوگے گرفتار ہوجاؤگے یہ سُنکر
بدیع الزمان نے جوابدیا کہ ای ناہید جادو تمنے اسوقت یہان آکر مجکو سحر کاملہ جادو سے آگاہ کرکے
احسان کیا بعد تمہارے آگاہ کرنیکے پھر مین کیا اُسکے دام فریب مین آتا تم ابھی نہین جانتی ہو کہ میرے عموے
نامدار خواجہ عمرو ذیوقار ہین وہ ایسے عیار ہین کہ اُنکا دنیا مین کوئی عیار ہمسر نہین ہی مین اُنکی خدمت
اور صحبت مین اکثر رہتا ہون سیکڑون عیاریون سے اُنکی آگاہ ہون ہم سردار و ہم عیار ہون دشمن کو
اپنے اکثر بعیاری و مکاری مار ڈالتا ہون اور اکثر غیر ساحرونکو بزور قوت ہلاک کرتا ہون اب تم یہان
سے چلی جاؤ ملکہ رشک بدر سے جو کچھ یہانکا حال گذرا ہی کہدینا اور اُنکو مطمئن کردینا ناہید یہ تقریر
سُنکر ارادہ اُڑنیکا کرتی تھی ناگاہ نظر اُسکی کاملہ جادو پر پڑی فوراً سحر کرکے بصورت اصلی ہوکر زمین
پر آکر غرق ہوئی کاملہ جادو بھی کہ ہاتھ مین اُسکے ناریل تھا وہ بھی زمین پر آکر سحر کرکے غرق
زمین ہوئی تھوڑی دیر کے بعد بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جگہ زمین شق ہوئی کاملہ جادو بصورت
شیر اور ناہید بشکل فیل زمین سے دونون باہم لڑتی ہوئین نکلین شیر نے جست کرکے فیل مذکور پر
زور سے طمانچہ مارا اور پنجہ سے گوشت چہرے کا نوچ لیا فیل نے اپنی سونڈ کا گھونسا بقوت تمام شیر
کی پسلیو پر مارا اسیطرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار شیر فیل پر غالب آنے لگا اور فیل ازحد

مجروح ہوکے جانب بدیع الزمان عاجز ہوکر دیکھنے لگا اُسکا اسطور سے دیکھنا گویا صاف صاف
کہتا تھا کہ مین اب اپنے دشمن سے عاجز ومغلوب ہون میری آکے مدد کرو بدیع الزمان نے اُسکے
مافی الضمیر سے آگاہ ہوکر نعرہ کیا کہ او کاملہ جادو خبردار ناہید کو ہلاک نکرنا یہ نعرہ کرکے قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ ڈالا اور اُسکی طرف چلے کاملہ جادو طلسم کشا کو آتے دیکھکر گھبرائی اور خیال کیا کہ طلسم کشا کے
پاس لوح طلسمی ہے ہرچند مین سحر مین اسم بامسمی ہون لیکن لوحسے عاجز ہون کوئی سحر میرا طلسم کشا پر
بوجہ لوحکے تاثیر نہ کریگا اور وہ مجکو بہ ہدایت لوح ہلاک کرڈالیگا لهذا لازم ہے کہ ناہید کو جلد ہلاک
کرکے طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن یہ تجویز کرکے بصد عجلت فیل مذکور پر ایسا سخت حملہ کیا کہ
وہ حالت زخمداری مین پسپا ہوا اور تاب جنگ نہ لایا شیر یعنی کاملہ جادو نے فی الفور جست کرکے
اُسکو زمین پر گراکر سینہ وجگر چاک چاک کرنا شروع کیا اس اثنا مین بدیع الزمان قریب پہونچے
کاملہ جادو اُسکا کام تمام کرچکی تھی فوراً زمین پر لوٹ کر سحر سے پر پرواز پیدا کرکے بصورت عقاب
بلند پرواز ہوکر اُڑگئی اور بہت بلند ہوگئی بدیع الزمان تیر سے بھی اُسے ہلاک نکرسکے آخر مجبور
ہوکر ناہید کے سرہانے آئے اُسکی عجب حالت دیکھی تھوڑی دیر مین وہ تڑپکر مرگئی اُسکے مرنیسے
کچھ تاریکی ہوئی بعدازان آواز آئی کشتی مرا نام من ناہید جادو بود بدیع الزمان کو اُسکے مرنیکا کسیقدر
ملال ہوا بعضے داستان گویون کا تو یہ قول ہے کہ لاشہ ناہید کا بونڈلے مین لپیٹ کر سوے ملکہ رشک بدر
روانہ ہوا اور اکثر داستان گویان محقق کا یہ قول ہے کہ لاشہ اُسکا اُسی جگہ پڑا رہا اور یہی قول نزدیک
اس ہیچمدان کے بہتر ہے اور اچھا ہے کیونکہ دایہ رشک بدر کوئی ساحرہ نامی نہین تھی یا کوئی ساحرۂ
دربند نہ تھی غرض جب ناہید کو کاملہ نے ہلاک کیا کچھ اُسکو خوشی ہوئی بعد ہلاک کرنے ناہید کے اپنے
تخت سحر پر بلندی سے اُترکر آئی اور تخت پر لوٹ کر بصورت اصلی ہوکر مثل فیل مست تخت پر بیٹھی
طاؤس زرین تن اور گردش جادو نے بہت تعریف کرکے کہا کس عجلت سے آپنے ناہید کو ہلاک کیا
ہے کہ طلسم کشا اُسکی مدد نہ کرسکا کاملہ جادو نے اُنکو جواب دیا اسکا مار ڈالنا کیا مشکل تھا مین تو افراسیاب
اور کوکب روشنضمیر سے سحر مین مقابلہ کرون اور اُنکے ہلاک کرنیکا ارادہ کرون مگر طلسم کشا سے
بوجہ لوح طلسمی کسیقدر ڈرتی ہون اور مین کیا ڈرتی ہون افراسیاب مالک طلسم ہوشربا اسد سے
ڈرتا تھا اور سامنے سے اُس دلاور کے ہٹ جاتا تھا اور کوکب روشنضمیر بھی جہانگیر بن امیر کشورگیر
سے بوجہ لوح طلسم نور افشان کے خائف وترسان تھا اور سامنے اُس دلیر کے جب آتا تھا تو ڈر کر
لوح سے پسپا ہوکر میدان جنگ سے چلا جاتا تھا بانیان طلسم نے لوح طلسم کی بنا کر ساحران طلسم
کو عاجز وبے قابو کردیا بکار خون ساحران ہر طلسم کا اپنی گردنون پر لیا کسی نے اُنکو لوح طلسمی بنانے
سے منع نہ کیا کوئی عاقل ایسا نہ تھا کہ اُنکو لوح طلسم بنانیسے باز رکھتا اگر مین اُس زمانہ مین ہوتی
جس زمانے مین یہ طلسم بنایا گیا تھا تو مین ہرگز بانیان طلسم کو لوح طلسم بنانے ندیتی اور اُنکو یہ رائے دیتی
کہ اس طلسم کی ہمیشہ بقا منظور ہے تو لوح طلسم نہ بناؤ یہ کہکر طاؤس زرین تن سے کہا دیکھو اب ایک
ایسا سحر کرتی ہون جس سحر سے امید ہے لوح طلسمی ہاتھ آجائے یہ کہکر ایک ترنج اُٹھا کر اُسپر افسون
پڑھکر اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکر چاہا کہ ایک سمت اُسے مارے پھر کچھ سوچکر اُس

ترنج کو رہنے دیا اور ایک گولا فولادی اُٹھا کر اُسپر سحر کرکے یا سامری کہکر ایک طرف مارا اور کہا ای
سواران سحر جمشیدی کہان ہو جلد آؤ طلسم کشا کو قتل کرو طلسم طہمورث دیوبند کو بچاؤ لکھا ہی کہ جب وہ
فولادی گولا دور جا کر پھٹا تو دھوان بکثرت پیدا ہوا اور کچھ شعلے نمایان ہوے بعد تھوڑی دیر کے وہ
دھوان اور شعلے نابود و معدوم ہوے اور آٹھ دس سواران سحر جمشیدی پیدا ہوے قد و قامت اُنکے
دو دو بالشت کے تھے اور ہمہ تن بلورین تھے مرکب بھی اُنکے شیشہ کے تھے چھوٹی چھوٹی تلوارین
اور سپرین اُنکے ہاتھو مین تھین مرکبون کو جولان کرتے ہوے چلے آتے تھے جب قریب کاملہ کے آئے
تو ہاتھ جوڑ کر بزبان فصیح عرض کرنے لگے کہ ای کاملہ کیا حکم ہی کیون آج آپنے غلامونکو یاد کیا ہی کیا امر
اہم ہی کونسا دشمن آپکا ہی جسکے واسطے ہمین طلب کیا ہی اُسنے جواب دیا دیکھو وہ طلسم کشا کھڑا ہی یہ
ہمارا دشمن ہی بلکہ تمام ساکنان طلسم کا دشمن ہی لوح طلسمی اسکے پاس ہی میرا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا
تم اسکو چہار طرف سے گھیر کر قتل کرو اُنھون نے عرض کیا ہمین تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین ہی لیکن
جب طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی تو ہم کیا کر سکتے ہین دمبدم طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہوگا اور
اُسکے حکم پر عمل کرتا ہوگا ہمارے واسطے بھی لوح کو ضرور ہی دیکھے گا اور ہمین معدوم کر دیگا ہماری
کیا حقیقت ہی ہم تو سواران سحر جمشیدی ہین صاحب لوح سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین ہان اگر لوح نہوتی
تو پھر آپ دیکھتین کہ ہم کیا کیا کارہاے نمایان کرتے طلسم کشا سے لاکھون کو ایکدم مین قتل کرڈالتے
قتل ہونا تو کیسا ہم زخمی بھی نہوتے خیر اسی حالت مین لڑینگے مگر درمدعا حاصل نکر سکینگے جانین اپنی
حضور کے قدم پر نثار کرینگے یہ کہکر بدیع الزمان پر حملہ آور ہوے چہار طرف سے گھیر کر تلوارین
مارنے لگے بدیع الزمان نے تلوار نیام سے کھینچکر اُنسے لڑنا شروع کیا کاملہ نے یہ دیکھکر طاؤس
زرین تن سے کہا اب وہ سحر کرتی ہون جسکا مین نے ارادہ کیا تھا اور تجھسے کہا تھا کہ عجب نہین اس
سحر سے لوح طلسمی ہاتھ آجائے اُسنے عرض کیا ضرور وہ سحر کیجیے مین مشتاق ہون کاملہ نے وہی ترنج
جسپر سحر پڑھا تھا اور خون اپنی پیشانی کا ڈالا تھا یا سامری و جمشید کہکے ایک طرف مارا وہ دور جاکر
شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت اُس سے پیدا ہوے بعد ازان وہ دھوان اور شعلے تو معدوم
ہوے لیکن ایک دیو دراز قامت قوی الجثہ سیاہ رنگ ہاتھونپر اپنے ایک بنی آدم کو اُٹھائے ہوے
پیدا ہوا طاؤس زرین تن نے پوچھا حضور یہ دیو کون ہی اور یہ بنی آدم کون ہی اُسنے مسکرا کر آہستہ
کہا تجکو خود معلوم ہو جائیگا بتانیکی کیا ضرورت ہی مگر اتنا کہے دیتی ہون کہ یہ میرا سحر ہی اگر اس سحر مین مطلب
دلی حاصل ہوگیا تو فبہا ورنہ اور کوئی سحر کیا جائیگا غالباً طلسم کشا دھوکا کھا جائیگا یہ کہکے خاموش ہو رہی
اور بدیع الزمان سواران سحر سے لڑرہے تھے اُنمین سے کوئی قتل نہوتا تھا بدیع الزمان حیران
تھے جسپر تلوار لگاتے اور لوح کا عکس ڈالنے کا ارادہ کرتے تھے وہ فی الفور زمین مین غرق ہوجاتا تھا
اور دور جا کر زمین سے نکلتا تھا اور پھر قریب بدیع الزمان کے آکر تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا
جب اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی تو بدیع الزمان نے عین جنگ مین لوح پر نظر کی لوح نے
حکم دیا ان سواران سحر پر لوح سے وار کرو اور لوح پر انکی تلوار کو رد کو شمشیر سے انسے جنگ
نکرو اس حکم سے مطلع ہوکر تلوار کو نیام مین رکھکے گردنسے لوح کو اُتار کر اُن سوارون پر حملہ کیا وہ سب

طلسم کشا کو مانند شیاطین اور بھوت کے گھیرے ہوے تھے کبھی بھاگ جاتے تھے کبھی پھر آکر گھیرتے
تھے بخوبی پریشان کر رہے تھے اب طلسم کشا کو لوح بکف حملہ آور دیکھکر نہایت گھبرائے ارادہ
بھاگنے کا کیا ادھر بدیع الزمان نے اُنپر عکس لوح کا ڈالکر لوح سے اُنپر وار کرنا شروع کیا تھوڑی
دیر مین وہ سب بضرب لوح طلسمی جلکر خاک ہوے ہنوز وہ سوار مع اپنے مرکبونکے مانند شمع کافوری
جلکر خاک ہوے تھے کہ سامنے سے اکوان دیو امیہ بن عمرو کو مانند میت کے دونون ہاتھون پر
رکھے ہوے روتا ہوا نالے کرتا ہوا پیدا ہوا اور بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر پکارا کہ حضور غضب
ہوا دیکھیے آپکے عیار امیہ بن عمرو کا عجب حال ہی قریب مرگ ہی بدیع الزمان نے دیو اکوان کی تقریر
سنکے گھبرا کر پوچھا میرا یار وفادار عیار کس بلا مین مبتلا ہوگیا ہی مفصل بیان کر اُسنے عرض کیا خداوند
جب آپ مجکو اور اپنے عیار کو چھوڑ کر اور لوح لیکر نقب مین داخل ہوے تھے ہم دونون اُسی
جگہ تھے بعد ڈیڑھ پہر کے وہ نقب ہماری نظرون سے پنہان ہوئی اور ایک راہ نظر آئی ہم دونو
نے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ آپ نے دربند ہاے طلسم کو فتح کیا ہی راستہ طلسم کا کھل گیا ہی
اب یہان توقف کرنا بیکار ہی خدمت مین اپنے مالک کی چلنا چاہیے اور لڑائی مین شریک ہونا
چاہیے پس بعقل و فہم یہ دریافت کرکے اور باہم مشورہ کرکے ہم دونون وہان سے چلے اثناے راہ مین
ایک جگہ ہمین ساحرون نے گھیرا مین نے تو دوچار ساحرون کو بعجلت تمام سنگ گرانسے ہلاک کیا اور سوے
فلک ایسا بلند ہوا کہ اُنکی نظر سے غائب ہوا لیکن یہ حضور کا عیار اُن ساحرون مین گھرا رہا ہرچند اسنے
بھی چند ساحر ہلاک کیے آخر کار ساحرون نے اسپر ہجوم کیا چند درچند ساحرونکے سحر مین مبتلا ہوگیا
ساحرون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین اُسوقت سوے فلک سے نعرہ مہیب کرکے پنجہ بنکر اسپر گرا اُسکو
اُٹھاکر بلند ہوا اثناے راہ مین ملکہ رشک بدر سے ملاقات ہوئی مین نے بصورت اصلی ہوکر اُس سے
پوچھا کہ ای نازنین طلسم کشا کہان ہی اُسنے یہان کا نشان بتاکر کہا وہین طلسم کشا ہی کاملہ جادو سے
لڑ رہا ہی مین بھی وہین سے آتی ہون یہ کہکر وہ ایک جانب چلی گئی مین دشمنونکو نہ دیکھکر بالاے زمین آیا امیہ
کا غیر حال دیکھکر اسکو اپنے ہاتھون پر اُٹھایا شکر ہی خدا کا کہ بعد قطع راہ اسوقت آپکی خدمت مین پہونچا
اب حضور اپنے عیار سے کچھ باتین کرین کہ اب یہ نامور کوئی دم کا مہمان ہی بدیع الزمان دیو مذکور
کی گفتگو سُنکے واسطے امیہ بن عمرو کے آبدیدہ ہوے اور بیتاب و بیقرار ہوکر دیو کی طرف بڑھے جب قریب
پہونچے تو دیکھا امیہ بن عمرو کا عجب حال ہی آنکھین بند ہین چہرہ متغیر ہی ہوے سر پریشان ہین بیہوشی
مین اگر کچھ ہوش آجاتا ہی تو بیتاب ہوکر آنکھین بند کیے ہوے آہ و نالہ کرتا ہی اور کہتا ہی ہاے روح
تن سے نکلی جاتی ہی کوئی شی میرے دل و جگر کو ایسا صدمہ پہونچاتی ہی کہ دم نکلا جاتا ہی افسوس ہزار
افسوس کس جگہ موت آئی امید نہین ہی کہ یہان کفن اور قبر مجکو ممکن ہو ہاے ہنگام مرگ مین اپنے قبلہ و
کعبہ والد ماجد کو بھی نہ دیکھونگا امیر با توقیر کے بھی چہرۂ انور کی زیارت نکرونگا بھائی چالاک اور برق اور
مہتر قران وغیرہ اپنے جملہ بھائیون اور والد ماجد کے شاگردون سے بھی نہ ملونگا سبکے دیکھنے کی حسرت
دل ہی مین رہیگی علاوہ اسکے اپنے مالک و آقا بدیع الزمان گردنشکر شکن کی بھی خدمت سے دور ہون
اُنکو میرے حال کی بھی خبر نہوگی نہین معلوم وہ اِسوقت طلسم مین کہان ہونگے کس دربند پر ساحرون

سے لڑرہے ہونگے کون ایسا ہی کہ اُنکے پاس جاے اور میرے حال زار سے اُنھین آگاہ کرے شاید
وہ میری صحت کی آکر کوئی تدبیر کرتے جان میری بچ جاتی یہ کہکر آہ کی اور پوچھا ای شخص تو کون ہی کہ مجکو
اُٹھاے لیے جاتا ہی کیا ارادہ میرے گرفتار کرنیکا ہی یا کہین لیجا کر مجکو قتل کریگا مین تو خود ہی جان بلب ہون
تھوڑی دیر مین مرجاؤنگا ایسے سحر مین مبتلا ہون کہ آنکھین کھولکر دیکھ نہین سکتا دست وپا بجنبش وحرکت
ہین اب مجپر کیون ظلم کرتا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے ڈر میرے حال پر رحم کر یہ تقریر کرکے بیقرار ہوکے
ایک نالہ جانکاہ کیا اور غش آگیا بدیع الزمان تمام گفتگو امیہ بن عمرو کی سنکے بہت محزون ہوے دیو
اکوان سے گھبراکر پوچھا کیا تدبیر کرون کہ یہ میرا یار وفادار اچھا ہو جاے اُسنے عرض کیا حضور اگر
آپ چاہین تو ابھی اسکو صحت حاصل ہوتی ہی لوح طلسمی جو آپکے پاس ہی مجھے دیدیجیے مین آہستہ اسکے
گلے مین ڈال دون تھوڑی دیر تک لوح اسکے سینے پر رہیگی اول تو لوح کی مس ہونیسے سحر اسپر سے دفع
ہو جائیگا اور اگر کچھ باقی رہیگا تو لوح مذکور پانی مین دھوکر وہی پانی اسکو پلایا جائیگا امید قوی ہی کہ یہ
عیار اچھا ہو جاے تمام سحر اسپر سے اُترجاے بدیع الزمان نے دیو مذکور کی تقریر سُنکے اُسی گھبراہٹ
اور صدمہ مین کسیطرح کا خیال نکرکے لوحکو اپنے گلے سے اُتار کر ارادہ دینے کا کیا کاملہ جادو نے
طاؤس زرین تن سے باشارۂ چشم وابرو کہا دیکھ کیا مین نے سحر کیا ہی طلسم کشا اکوان دیو اور
امیہ بن عمرو کے ہونیکا یقین کرکے لوح طلسمی دیتا ہی کوئی اسوقت طلسم کشا کے دوستونمین سے نہ
تے تو بہتر ہی ورنہ اُسکے کہنے سے اور منع کرنے سے یہ لوح ندیگا ابھی کاملہ جادو اشارہ سے یہ کہہ رہی
تھی اور طاؤس زرین تن سمجھ رہا تھا گردش جادو بھی غور سے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ بروے ہوا ایک
لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا اور قریب سر طلسم کشا کے آکر وہ لکہ ابر درمیانسے شق ہوا بدیع الزمان نے دیکھا
کہ ملکہ رشک بدر ایک طاؤس سحر پر سوار ہی چہرہ اُسکا متغیر ہی زلفین رخ پر پریشان ہین ایک جھولی
جسمین نارنج وترنج وغیرہ اسباب واشیاے سحر ہین بالاے دوش ہی ابھی بدیع الزمان ملکہ رشک بدر
کو دیکھ رہے تھے اور اکوان دیو کہہ رہا تھا خداوند اسطرف دیکھیے جلد تر لوح مجکو دیجیے تاکہ علاج امیہ
کیا جاے ناگاہ ملکہ رشک بدر نے پکار کر کہا دیکھو صاحب ہوشیار ہو کیا غضب کرتے ہو دشمن جان
کو اپنے لوح طلسمی دیتے ہو کیسی نادانی کرتے ہو یہ دونون دیو اکوان اور امیہ کے ہم شبیہ سحر کے پتلے
ہین اور یہ سحر کاملہ جادو کا ہی مین نے قبل اسکے اپنی دایہ ناہید جادو کو یہان روانہ کیا تھا جب بہت
آنیمین دیر ہوئی مین نے متفکر ہوکر اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا کہ وہ اس بڑھیا آفت کی پرکالہ
کاملہ حرامزادی کے ہاتھ سے ہلاک ہوئی بعد ازان مین نے صاحب کا خیال کرکے اوراق مذکور مین
دیکھا ثابت ہوا کہ دیو اکوان نقلی کو لوح طلسمی صاحب دیے دیتے ہین یہ اوراق جمشیدی سے معلوم
کرکے وہانسے آئی ہون اب لازم ہی کہ لوحکو دیکھو جو حکم لوحکا ہو اُسپر عمل کرو اکوان دیو اور امیہ بجنس
ہین انکے بھی حال سے ماہر ہون بدیع الزمان ملکہ رشک بدر کی تقریر سُنکے نہایت خوش ہوے اور
کہا ای محبوبہ من اسوقت بھی تمنے میری جان بچائی لوحکے دینے سے منع کیا نہایت احسان کیا اب تم یہان
سے چلی جاؤ مین یہ نہین چاہتا کہ خدانخواستہ کاملہ جادو کے ہاتھ سے تم زخمی ہو یا اور کسیطرحکا تمکو صدمہ
پہونچے یہ کہکر لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا تیرے غفلت ونادانی سے خوف

ہی کہ تو فریب مین ساحران طلسم کے نہ آجائے اور گرفتار نہو جاے اگر اسیطرح نادانی کریگا تو ضرور ہی
گرفتار ہو جائیگا خیر اب ایسی نادانی نہ کرنا ہر وقت لوح پر نظر کرنا اگر اس سحر کاملہ جادو کا مٹانا تمکو
منظور ہی تو پہلے لوح کا عکس ڈالو بعد ازان تلوار پر یہ اسم دم کرکے جو گوشۂ لوح پر کندہ ہی اکوان
نقلی اور امیہ نقلی پر وار کر قدرت پروردگار تجھے نظر آجائیگی بدیع الزمان نے حسب ہدایت لوح دیو
اکوان اور امیہ نقلی پر تلوار لگائی اور عکس لوحکا ڈالا بمجرد عکس لوح ڈالنے اور تلوار لگانے کے وہ
دونون چار ٹکڑے ہوے اور اُنکے تنونسے شعلے پیدا ہوے پھر ایکدم مین جلکر خاک ہو گئے کاملہ اپنے
سحر کے مٹ جانے سے نہایت غضبناک ہوئی اور ملکہ رشک بدر سے مخاطب ہو کر بکاری دگیسو بریدہ
محبت مین اپنے عاشق کی پھر تو یہان آئی میرے سحر کو مٹوا دیا تجکو ذرا اپنی عزت و آبرو کا خیال نہین
ہی دختر شاہ طلسم ہو کر طلسم کشا سے کہ مسلمان ہی اور برباد کنندۂ طلسم ہی محبت پیدا کی ہی ملکہ ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ خود تو عاشق ہوئی ہی اسکی محبت مین بیقرار ہی نہین چاہتی ہی کہ یہ گرفتار ہو جاے اور طلسم
ٹوٹنے سے بچ جاے تیری یہ حرکتین دیکھکر میرے تو حواس اُڑ گئے تو ننگ خاندان پیدا ہوئی اپنی
آبرو اور عزت کے ساتھ اپنے بزرگونکی بھی آبرو گنوا دی اپنے باپ کی دشمن ہو گئی طلسم کے بربادی
پر عاشق ہو کر راضی ہو گئی اگر تو اعانت اور مدد طلسم کشا کی نکرتی تو ابتک یہ گرفتار ہو گیا ہوتا در بند
طلسم نہ ٹوٹتے ساحران طلسم قتل نہوتے تیری ہی شرکت کے سبب یہ نوبت پہونچی ہی جب تو ایسی ہی
اعانت کریگی تو یہ طلسم کا ہیکو باقی رہیگا بموجب مضمون اس مصرع کے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
او نالائق اب طلسم کشا کی اُلفت سے باز آ طلسم کو نہ مٹوا ساحران طلسم کو نہ قتل کرا خداوندان سامری
و جمشید کو ناراض نکر طلسم کشا سے اپنے باپکو قتل نہ کرا ذرا اپنے ہوش مین آ جوانی و حسن پر غرور نکر کوچۂ
عشق مین قدم نرکھ اسقدر دیوانی نہو کبھی ہم بھی جوان تھے اپنا حسن و جمال ایسا تھا کہ ہزارون عشاق
ایک نظر دیکھنے کی آرزو کرتے تھے لاکھون مردم ہمارے شمع حسن کے پروانے تھے ہم کسی عاشق پر رحم
نہین کرتے تھے کسیکی طرف دیکھتے ہی نہ تھے کسی سے محبتانہ بات نکرتے تھے اپنی ذلت و رسوائی کا خیال
رکھتے تھے تیری طرح دیوانے اور عاشق ہم کسیکے نہین تھے تو نے تو اس سن و سال مین وہ حرکتین
ناشائستہ کین ہین کہ نہایت مجکو حیرت ہی خیر جو کچھ تو نے کیا وہ تو کیا اب میری نصیحت پر عمل کر یہانسے
چلی جا خبردار اب نہ آئیو طلسم کشا کو نہ بچائیو ورنہ تیرا اور تیرے باپکا کچھ خیال نکرونگی بے تامل تجھے قتل
کرونگی ملکہ رشک بدر نے برہم ہو کر جواب دیا او بڑھیا کیا بکتی ہی خاموش رہ ورنہ تجھے ایسی سزاے
سخت دونگی کہ تو یاد کریگی میرے سامنے اپنی عفت و عصمت کا احوال بیان کرتی ہی اری مین نے
اپنی دایہ ناہید جادو سے تمام تیرا حال بدکرداری و بدافعالی کا سنا ہی تو نے عالم شباب مین کسی طفل
و جوان و پیر کو نہین چھوڑا ہی جملہ ساکنان طلسم سے انکار نہین کیا ہی کسیکے دلکو رنجیدہ نہین کیا ہی ابتک
تیرے چند پُرانے عشاق موجود ہین تو اپنی تو خبر لے بعد ازان میرے عیب پر نظر کر اور اگر تو انصاف
سے دیکھتی تو پاکدامنی تجھپر ظاہر ہو جاتی ابھی تک میرا شیشہ آبرو غبار و سنگ بدنامی و ذلت سے
بچا ہوا ہی ہان مطیع اسلام ہو کر طلسم کشا کی مدد کی ہی اور حتی الامکان اسیطرح طلسم کشا کی اعانت کرونگی
تجکو اور تیرے فرزند ناخلف کو طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل کراؤنگی اگر اپنی بہتری چاہتی ہی تو میری طرح

تو بھی مطیع اسلام ہو کر اس طلسم کشا کی اعانت کر بعد فتح طلسم دولت دین اسلام سے مشرف ہونا
مین اقرار کرتی ہون کہ زر جواہر بھی تجکو طلسم کشا سے اسقدر دلا دونگی کہ چند سال بلکہ ایک مدت دراز
تک وہ تیرے صرف مین رہیگا میرے کہنے پر عمل کرنے سے دین و دنیا دونون تجکو حاصل ہونگے فرزند
تیرا گردش جادو بھی زندہ رہیگا اگر تو میرے کہنے پر عمل نکریگی تو بہت پچھتائیگی حالت کفر مین دنیا سے
سوے دوزخ جائیگی مال دنیا سے بھی محروم رہیگی اپنے فرزند کا داغ بھی دلپر اُٹھائیگی اور مجھسے تو
کیا لڑ سکیگی گو مین تجھسے سحر مین کمتر ہون لیکن دختر شاہ طلسم ہون اور مالک دربند ہون میرا قتل کرنا کچھ
آسان نہین ہی مین بھی وہ سحر کرونگی کہ تیرے ہوش اُڑ جائینگے جان بچانی تجکو دشوار ہوگی پس مکرر
تجھسے کہتی ہون کہ آمادۂ شر و فساد نہو طلسم کشا کی اور میری اطاعت اختیار کر تیرے حق مین بہتر
ہی آئندہ تجکو اختیار ہی اگر نمکحرامی کریگی تو سزا پائیگی میرا حکم گویا شاہ طلسم کا حکم ہی جو میرے والد کا
نمکخوار ہی وہ میرا نمکخوار ہی کاملہ جادو ملکہ رشک بدر کی تمام تقریر سُنکے غصہ سے کانپنے لگی پھر اُسی
غصہ مین پکار کر کہنے لگی او چھوکری او بیحیا و بے غیرت تو نے وہ سخت باتین مجھے کہی ہین کہ کبھی کسی نے
ایسے واہیات کلمات مجھے نہین کہے تیری اس بدزبانی سے ظاہر ہو گیا کہ تیری اجل ہی قریب آگئی
ہی اور جام عمر تیرا بھر چکا ہی لے اب ہوشیار ہو جا کہ سامان تیرے قتل کا کرتی ہون اور بعد نصیحت مجبور
ہو کر تجکو ہلاک کرتی ہون مین نے تو چاہا تھا کہ تجکو ہلاک نکرون تو میری نصیحت پر عمل نہین کرتی ہی
ابھی سزاے بدزبانی تجھے دیتی ہون یہ کہکر ایک نارنج اُٹھا کر کچھ اسماے سحر اُسپر دم کرکے یا سامری
کہکر صحرا کیطرف زور سے پھینکا اور پکار کر کہا ای شیر سحر سامری جلد آ جلد آ طاؤس زرین تن اور
گردش جادو وغیرہ سب دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ وہ ترنج دور جا کر پھٹا دھوان اور شعلہاے بسیار
پیدا ہوے بعد تھوڑی دیر کے ایک شیر نہایت غضبناک صحرا کیطرف سے نعرہ کرتا ہوا پیدا ہوا
جب وہ قریب آیا کاملہ جادو سے بزبان فصیح کہنے لگا ای کاملہ جادو کیا حکم ہی اُسنے جواب دیا پہلے
رشک بدر دختر شاہ طلسم کو جا کر ہلاک کر بعد ازان طلسم کشا پر حملہ کر اور حتی الامکان اُسے بھی نیست
نابود کر اُسنے حسب الحکم ملکہ رشک بدر پر حملہ کیا بدیع الزمان نے چاہا کہ تیغ آبدار سے شیر کو
ہلاک کرون ملکہ رشک بدر نے اپنے سر کی قسم دیکر کہا ذرا میری بھی لڑائی کا تماشا دیکھو بعد ازان
مین چلی جاؤنگی پھر جو مناسب ہو کرنا اسوقت میرا ہی لڑنا بہتر ہی کاملہ کو اپنی سحر و ساحری پر بہت غرور
ہی اگر نہ لڑونگی تو یہ کہیگی کہ رشک بدر ڈر گئی اور تاب مقاومت نہ لا کر بھاگ گئی بدیع الزمان ملکہ
کے قسم دینے سے مجبور ہوے اُدھر ملکہ رشک بدر نے شیر سحر کو اپنی طرف آتے دیکھکر فوراً ایک
کارد جیب سے نکالکر سحر اُسپر کرکے یا سامری کہکر اُس شیر کے شکم پر ماری ہر چند شیر نے چاہا کہ جست
کرکے کارد سحر سے بچون اور رشک بدر کو ہلاک کرون لیکن وہ کارد اُسکی شکم سے گذر گئی شیر مذکور
فی الفور زمین پر گرا پھر کچھ شعلے اُسکے تن سے ایسے نکلے کہ وہ جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے اُس شیر کو ہلاک
کرکے کاملہ سے کہا او بڑھیا تجھے انھین اپنے سحر و ہنر پر غرور ہی دیکھا تو نے مین نے کیونکر تیرے سحر کو
مٹایا اب کوئی اور سحر کر اُسنے یہ تقریر سُنکے ماش کے آٹے کا ایک سوار مع مرکب بنایا بعد ازان اُسپر
سحر کرنا شروع کیا اور کچھ خون اپنی پیشانی کا بھی اُسپر ڈالا بعد تھوڑی دیر کے اُس راکب و مرکب

مین حس وحرکت پیدا ہوئی اُسوقت سوار مذکور نے کاملہ سے پوچھا کیا حکم ہی جلد کہو کسکو جاکر
مار ڈالون کسکا سر کاٹ کرے آؤن کسکے رشتۂ حیات کو جاکر قطع کرون اُسنے کہا ای سوار دیکھ وہ
سامنے رشک بدر کھڑی ہی اُسے جاکر ہلاک کرسر اُسکا کاٹکر میرے روبرو لے آیا اُسکو گرفتار کرکے
اسطرح میرے سامنے لاکہ بال اُس گیسو بریدہ کے زور سے پکڑکر کھینچتا ہوا اور کوڑے مارتا ہوا
لے آتا کہ مین زندان سحر مین اُسکو قید کرون سوار سطور بموجب کہنے اُس ساحرہ کے مثل برق
جہندہ زمین پر آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر نعرہ کرتا ہوا ملکہ رشک بدر کے قریب آیا اور چاہا کہ اُسپر
مرکب سے جست کرکے تلوار لگاے ملکہ نے فی الفور ایک گولا فولادی نکالکر اُسپر سحر کرکے اُسکے سر پر مارا
اُسنے ہنسکر سر اپنا جھکا دیا گولا آکر اُسکے سر پہ پڑا اور ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا کاملہ قہقہہ مارکر ہنسی اور
پکاری او چھوکری اس سوار کو روک اور کسیطرح اسکو ہلاک کر دیکھون تو کیونکر ہلاک کرتی ہی یہ سوار
تیرے حق مین ملک الموت ہی بغیر جان لیے ہرگز اسکو قرار و آرام ہوگا جہان تو بھاگ کر جائیگی یہ بھی مانند
سایہ کے تیرے ساتھ ہی جائیگا یہانتک کہ سر تیرا کاٹ کر میرے روبرو لیکر آئیگا بعد تیرے ہلاک ہونیکے
پھر یہی سوار حتی الامکان تیرے معشوق یا عاشق طلسم کشا کو بھی مثل تیرے ہلاک کریگا رشک بدر
نے برہم ہوکر جوابدیا او حرامزادی کیا بکتی ہی یہ سوار مجلکو کیا ہلاک کریگا اور طلسم کشا کو کیا ضرر پہونچائیگا
خود معدوم ہوجائیگا تجلکو ذلت و رسوائی سر میدان جنگ حاصل ہوگی اس ہنسنے کے عوض مین دیکھیگی
مُنھ اشکون سے دھوئیگی یہ کہکر کارد نکالی اور اُسپر سحر کرکے اُسکے سر پر یا سامری کہکر بصد غضب زور
سے لگائی سوار نے ہرچند چاہا کہ چھری سے بچون مگر نہ بچ سکا ہلکا سا زخم اُسکے سر پر آیا سوار مذکور
نے برہم ہوکر جست کرکے تلوار لگائی ملکہ نے سحر کی چند سپرین واسطے اپنے سر کی حفاظت کے روبرو
کین تلوار اُس سوار کی سپرون کو کاٹکر سر ملکہ رشک بدر پر پہونچی تھی اور کسیقدر سر مین در آئی تھی کہ
ملکہ نے طاؤس سحر سے جلد اپنے تئین زمین پر گرا دیا سوار بھی فی الفور زمین پر آیا رشک بدر نے
اُسوقت سحر کرکے دونون پاؤن اپنے زمین پر مارے اور غرق زمین ہوکر دور جاکر نکلی پھر غضبناک
ہوکر ایک نارنج اپنی جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے اور خون اپنے زخم سر کا اُسپر ڈالکر یا سامری کہکر
اُس سوار پر مارا ہرچند اُس سوار نے نارنج کو خالی دینے کا ارادہ کیا اور کاملہ نے اپنے سحر کو زور دیا
لیکن وہ نارنج سوار سحر پر پڑ ہی گیا اور سینہ کو اُسکے توڑکر مثل توپ کے گولے کے نکل گیا اسوقت
اُسکے ہر موے تن سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور ایک دم مین جلکر خاک ہوا ملکہ رشک بدر نے کاملہ سے
کہا او بڑھیا ڈائن دیکھا تو نے کسطرح مین نے تیرے سوار سحر کو جلا دیا اسکے جلانیکا صدمہ تیرے دل کو
پہونچا ہوگا اسیطرح اس سحر سے تجلکو بھی جلا دونگی خاک تیری خاک مین ملا دونگی یہ کہتی ہوئی قریب تر
طلسم کشا کے آئی بدیع الزمان نے اُسکے سر سے خون جاری دیکھکر کہا ای ملکہ بوجہ تمھاری قسم کے
مین اتنی دیر تک جنگ سے باز رہا اب تم کاملہ سے مقابلہ کر چکین اُسکے سحر و نکو مٹا چکین زخمی بھی ہو چکین
اپنا کہنا کر چکین اب تم یہان سے اپنے باغ مین جاؤ یہان اب نہ آنا مبادا کاملہ کے ہاتھ سے زیادہ تر
اس زخم سر سے کوئی زخم تن نازک پر آے تو مجلکو نہایت صدمہ ہوگا ابھی بدیع الزمان ملکہ سے
یہ گفتگو کر رہے تھے کہ کاملہ نے رشک بدر سے مخاطب ہوکر کہا او چھوکری تو نے میرے سحرون کو

مٹا یا تو ہی مگر اب ہوشیار ہو جا کہ مین خود بذات خاص تجھ سے مقابلہ کرونگی اور بغیر قتل کیے تیرے
طلسم کشا سے نہ لڑونگی یہ کہکر اپنے تخت سحر سے اُٹھی ملکہ رشک بدر نے جواب دیا او نابکار وبدکار
اگر تو بذات خاص مقابلہ کرنے پر آمادہ ہی تو مین بھی موجود ہون آ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر بدیع الزمان
سے آہستہ کہا کہ ہرچند مین اس سے سحر مین مقابلہ نہین کر سکتی ہون یہ ساحرہ بلاے بے درمان ہی مگر
مصلحت وقت یہی ہی کہ مجھی کو مقابلہ کرنے دو تخت سحر سے بروے زمین آنے دو جسوقت مین اشارہ
کرون لوحکو دیکھکر اسکو ہلاک کرنا اس تدبیر سے یقینی یہ ہلاک ہوگی ورنہ بروے ہوا تخت سحر پر بیٹھی ہوئی
سحر سے سوارون اور شیرون وغیرہ کو بنا کر تمسے لڑا یا کریگی اسمین برسون لڑائی ہوگی اور کچھ مدعا دلی
حاصل نہوگا اور خدانخواستہ اگر تم اسکے دام مکر و فریب مین آگئے تو یہ طلسم نہ ٹوٹیگا لوح طلسمی یہ
ساحرہ کسی تدبیر سے لے لیگی تمکو گرفتار کریگی بدیع الزمان کو راے ملکہ کی نیک معلوم ہوئی جواب دیا
اچھا جو تمھاری خوشی لیکن اس ساحرہ سے بہت ہوشیار ہو کر مقابلہ کرنا اور مین بھی وقت کا منتظر
رہونگا جسوقت تم اشارہ کروگی مین فی الفور اسے ہلاک کرونگا ہنوز بدیع الزمان ملکہ سے ہم سخن
تھے کہ کاملہ نے سحر سے بصورت باز بنکر اپنے تخت سحر سے اُڑکر ملکہ رشک بدر کی طرف رُخ کیا ادھر
یہ بھی سحر سے بشکل باز بنکر اُڑی دونون بروے ہوا منقار اور چنگل سے لڑنے لگین بدیع الزمان
اور گردش جادو اور طاؤس زرین تن یہ سب لڑائی دیکھنے لگے تھوڑی دیر تک تو بروے ہوا خوب
لڑائی ہوئی آخر کار دونون لڑتی ہوئی باہم لپٹی ہوئی بروے زمین آئین بدیع الزمان بموجب اشارہ
ملکہ رشک بدر شمشیر بکف براے قتل کاملہ آگے بڑھے وہ ساحرہ کہ نہایت ہوشیار تھی طلسم کشا کو
اپنی جانب آتے دیکھکر جلد تر رشک بدر کو چھوڑکر بہت بلند ہو گئی بدیع الزمان نے مجبور ہو کر ایک
جگہ قیام کیا اور تلوار کو نیام مین رکھ لیا اور لوحکو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اے طلسم کشا اسکے ہلاک کی یہی
یہ تدبیر ہی کہ یا تو اسے تیر سے ہلاک کر یا جسوقت یہ قریب آے اسپر لوح کا عکس ڈال بعد ازان یہ اسم
جلیل ورد زبان کرکے اور تلوار پر دم کرکے شمشیر آبدار اس ساحرہ پر لگا اور جہانتک ممکن ہو آج
ہی اسکو اور اسکے فرزند گردش جادو کو ہلاک کر کیونکہ آجکا دن کاملہ جادو پر سخت ہی اگر آج یہ
ہلاک نہوئی تو پھر اسکا ہلاک ہونا مشکل ہی اور طلسم کا فتح ہونا بھی گو نہ دشوار ہی ہنوز طلسم کشا نے
لوح کو دیکھا تھا اور مطلب لوح کو ذہن نشین کیا تھا کہ مادر گردش جادو بلندی سے اُترکر اپنے تخت
سحر پر آئی اور پھر سحر سے برق بنکر ملکہ رشک بدر کی طرف چلی وہ خائف ہو کر عقب بدیع الزمان
کھڑی ہو کر سحر پڑھنے لگی ناگاہ کاملہ جادو رشک بدر پر برق بنی ہوئی گری ادھر اسنے دونون پانون
اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہو کر جان اپنی اُسکے ہاتھ سے بچائی کاملہ جادو کہ برق بنکر گری تھی اسنے
بعد غرق ہونے رشک بدر کے ارادہ بلند ہونیکا کیا ناگاہ بدیع الزمان نے حسب ہدایت لوح اُسپر
عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کر لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر بھولی عکس لوح سے گویا کہ شعلے
تن مین پیدا ہونے لگے چہرہ متغیر ہونے لگا صورت مرگ نظر آنے لگی طاؤس زرین تن کو پکاری
اے طاؤس کیا دیکھ رہا ہی جلد آ طلسم کشا سے مجھے بچا وہ فوراً سحر سے بصورت عقاب بنکر کاملہ
پر گرا اور چاہا کہ اپنے پنجہ مین دبا کر اُڑ جاے ادھر بدیع الزمان نے اُسی اسم جلیل کو جو لوح پر

کندہ دیکھا تھا ورد زبان کیا اور تلوار پر بھی دم کیا اور عکس لوح کا طاؤس زرین تن پر بھی ڈالا یہ بھی
بصورت اصلی ہوکر زمین پر لڑکھڑا کر گرا اور چاہا کہ بھاگے مگر چونکہ قضا نے پاؤن پکڑ لیے تھے اسوجہ
سے بھاگا نہ گیا دونون مضطر و پریشان خاطر تھے بدیع الزمان جو تیغ بکف لوح کا عکس ڈالتے ہوے
چلے آتے تھے سحر بھی اُنکو یاد نہ آتا تھا جب بدیع الزمان قریب تر اُنکے پہونچے پہلے تلوار کاملہ جادو
پر لگائی ہرچند اُسنے چاہا کہ سحر سے زمین مین غرق ہو جاؤن یا سپر ین سحر کی واسطے روکنے تیغ طلسم کشا
کے روبرو اپنے پیدا کرون لیکن اچھی طرح بوجہ عکس لوح کے سحر یاد نہ آیا تلوار جو سر پر پڑی کاسۂ سر
کو کاٹکر صراحی گردن مین مانند قطرۂ آب کے اُتر آئی پھر گلے سے آگے بڑھکر اُسکے سینہ پر کینہ مین پہونچی
وہان سے دل و جگر وغیرہ کو کاٹتی ہوئی کمر سے گذر کرتا زمین پہونچی کاملہ جادو کے دو ٹکڑے ہوے
اور برابر زمین پر تڑپنے لگی بعد تھوڑی دیر کے روح اُس کافرہ کی سوے سقر روانہ ہوئی اُسکے
مرنے سے ہواے تند چلی آندھی نہایت سیاہ آئی آسمان پر لکہ ہاے ابر پیدا ہوے اُنسے سنگ باری اور
آتش باری تھوڑی دیر تک ہوئی بعد ازان ہوا اور آندھی دفع ہوئی سنگ باری بھی موقوف ہوئی آواز
آئی کشتی مرا نام من کاملہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب یہ آواز آچکی ایک
ہواے تند و تیز چلی اور ایک بونڈلا گرد کا جانب صحرا سے ایسا نمایان ہوا کہ وہ دونون ٹکڑے کاملہ جادو
کی لاش کے اُسی بونڈلے مین لپٹ کر بلند ہوے اور وہ بونڈلا اُس لاش دو نیم کو جانب شاہ طلسم لیگیا بعد قتل
ہونے کاملہ جادو کے بدیع الزمان نے دیکھا کہ طاؤس زرین تن موقع بھاگنے کا پاکر تھوڑی دور
بھاگ گیا ہی اور گردش جادو نے اپنی مادر کے ہلاک ہونیسے اپنا حال کثرت گریہ سے نہایت ابتر کیا ہی یہ دیکھکر
جانب طاؤس زرین تن روانہ ہوے اور پکار کر کہا او نابکار طاؤس اور گردش جادو ہوشیار ہو جاؤ
کہ اب تمھاری بھی اجل کا زمانہ قریب آگیا ہی کہان بھاگ کر جاؤ گے ابھی یہ کہتے ہوے بدیع الزمان
تعاقب مین طاؤس کے جاتے تھے کہ ناگاہ زمین شق ہوئی اور ملکہ رشک بدر زمین سے شادمان
نکلی اور طلسم کشا سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ اب ان دونون نابکارونکو بھی قتل کرو فقط انھین کا قتل کرنا
باقی ہی تمام دربند طلسم کے فتح ہو چکے ہین مالک دربند صرف ایک گردش جادو باقی ہی اسکا قتل کرنا
بہ ضرور ہی یہ کہکر طاؤس زرین تن پر ایک گولا فولادی سحر کرکے مارا اُسنے کارد سحر سے اُس گولے کے
دو ٹکڑے کیے یہ دونون تو ایک جانب لڑ رہے ہین مگر اب احوال گردش جادو کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قتل
کاملہ کے اس ناہنجار کو اپنی زندگی دشوار ہوئی پکار کر کہنے لگا او طلسم کشا ارے غضب کیا تونے کہ
میری مادر گرامی قدر کو قتل کیا اُنکے خون کا انتقام مین تجھسے لیتا ہون یہ کہکر جانب باغ نظر کرکے یون
کہا اے ساحران باغ طلسمی اب کیا انتظار کر رہے ہو جلد آؤ طلسم کشا کو گھیر لو جہانتک ممکن ہو رشک بدر
اور طلسم کشا کو قتل کرو بمجرد اس کہنے کے جملہ طائر جو درختون پر بیٹھے ہوے قبل اسکے نغمہ سرائی کر رہے
تھے درختون پر سے زمین پر گرے اور لوٹ کر بصورت ساحران زشت رو ہوکر کئی ہزار روبرو گردش
جادو کے آئے وہ اُنکو ہمراہ لیکر آگے بڑھا اور طلسم کشا پر حملہ کیا ہر ایک ساحر نے تیغ و ترنج اور گولے
فولادی اور کارد سحر اور ترسول اور بنسول سے لڑنا شروع کیا بدیع الزمان بھی اُنسے لڑنے لگا تلوار
آبدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا اُنکے قتل ہونے سے تاریکی ہونے لگی ہواے تند چلنے لگی ہرچند ساحر

قتل ہوتے جاتے تھے اور پسپا ہوتے تھے مگر گردش جادو کے کہنے سے میدان جنگ سے اچھی طرح
نہ بھاگتے تھے طلسم کشا اور رشک بدر پر آتش سحر چہار جانب سے برسا رہے تھے گردش جادو بھی
سحر کرتا تھا جنگ عظیم ہو رہی تھی رشک بدر ساحرون مین گھری تھی طلسم کشا سے تو ساحر پسپا ہوتے
تھے مگر رشک بدر سے اسقدر نہ بھاگتے تھے خصوصًا طاؤس زرین تن دلیرانہ لڑ رہا تھا کبھی ملکہ
ایسا ہی کوئی سخت سحر کرتی تھی اُسوقت تو البتہ پیچھے ہٹتا تھا اور غرق زمین ہو جاتا تھا ورنہ برابر مقابلہ
کرتا تھا ابھی لڑائی ہو رہی تھی اور رشک بدر پر وقت تنگ تھا سیکڑون ساحرونکا ہجوم تھا یکایک ایک
جانب سے حسب الحکم ملکہ کے اُسکی ہمجولیان فوج ساحران کو لیکر اسطرح آئین کہ آسمان پر ایک لکہ
ابر کا نمود ہوا جب وہ اُس جگہ آیا جہان لڑائی ہو رہی تھی بروے ہوا شق ہوا اب جو دیکھا تو سحر کی
سوار یو نپر ہمجولیان ملکہ رشک بدر کی اور تین ہزار ساحر پیدا ہوے اُنھون نے فی الفور بالاے زمین
آکر رشک بدر کے شریک ہو کر لڑنا شروع کیا اب تو بخوبی تمام اُس میدان مین لڑائی ہونے لگی
گردش جادو کیطرف کے بہت ساحر قتل ہونے لگے میدان جنگ ہنگامہ گیرودار سے اور شور وغل سے
گویا میدان حشر ہو گیا گردش جادو اپنی فوجکو پسپا ہوتے دیکھکر کہنے لگا افسوس ہزار افسوس شاہ
طلسم ایسا عیش پسند ہی کہ اُسکو اپنے طلسم کی بربادی کی کچھ خبر نہین ہی طلسم کشا دربندونکو فتح کر کے
طلسم باطن مین بھی آگیا ہی مگر وہ اپنے عیش وعشرت مین ہی فوج ساحرونکی مدد کیواسطے نہین بھیجتا ہی
انجام اس غفلت وعیش پسندی کا اچھا نہین ہی ہر چند کہ افراسیاب بھی عیش پسند تھا مگر نہ ایسا جتقدر
یہ ہی برابر لاشے ساحرونکے اُسکے پاس پہونچتے ہین اور تمام خبرین اُسکو معلوم ہوتی ہین مگر نہین معلوم
کس خیال اور کس وجہ سے وہ خبر نہین ہوتا ہی اور ساحران دربند کی اعانت کو نہین آتا ہی یہ کہتا جاتا
تھا اور لڑتا جاتا تھا اور جب ساحر اُسکی فوج کے پیچھے ہٹتے تھے تو اُنسے پکار کر کہتا تھا یارو نمک حلالی
اور مردانگی سے یہ امر بعید ہی کہ بھاگے جاتے ہو ذرا ثابت قدمی اختیار کرو حتی الامکان دشمنون کو
قتل کرو ورنہ میرے ساتھ تم سب بھی قتل ہو جاؤ دیکھو ہماری والدہ کو کہ اُنکو رشک بدر نے کیسا
کیسا لالچ دیا اور سمجھایا مگر اُنھون نے اُسکا کہنا نہ مانا نمک حرامی نہ کی شاہ طلسم کی خیر خواہ ہی رہین
اور تمھارے سامنے رشک بدر اور طلسم کشا سے کس کس طرح لڑین آخر کار لوح طلسم سے مجبور
ہو کر قتل ہو گئین جان دیدی مگر میدان جنگ سے نہ بھاگین تم بھی اُنھین کے مانند لڑو اور جانین
دیدو مسلمان ہونے اور بھاگنے سے مرجانا ہی بہتر ہی ساحران نابکار اُس کی یہ گفتار سُنکے باہم کہنے لگے
گردش جادو سچ کہتا ہی بھاگنے اور مسلمان ہونے سے مرجانا خوب ہی اگرچہ بادشاہ طلسم غافل ہی ہماری
اعانت کا کچھ خیال نہین کرتا ہی لیکن ہم اُسکے نمکخوار ہین ہم اپنی جگہ سے طلسم کشکو آگے جانے نہ دین اور
حتی الامکان قتل کرین یہ کہکر یکبارگی حربے سحر کے ہاتھو نمین لیکر اور نارنج وترنج وغیرہ سحر کر کے
فوج رشک بدر پر مار کر آگے بڑھے ادھر کے ساحر بھی ہمراہ رشک بدر نہایت ثابت قدمی
اختیار کر کے اُنسے لڑنے لگے خود ہلاک ہونے لگے اور اُنکو بھی ہلاک کرنے لگے یہ جنگ عظیم دیکھکر
بدیع الزمان نے خیال کیا کہ باوجودیکہ مین نے بہت سے ساحر قتل کیے لیکن یہ ساحران نابکار میدان
کارزار سے نہین بھاگتے ہین کیا تدبیر کی جاے کہ ساحر بھاگین اور لڑائی فتح ہو ناگاہ ذہن مین آیا کہ

لوح کو دیکھو جو حکم لوح کا ہو اُسپر عمل کرو جب بدیع الزمان کے ذہن مین یہ بات آئی فوراً لوح دیکھی لوح
مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا اگر تو چاہتا ہی کہ یہ لڑائی جلد فتح ہو تو اسکی یہ تدبیر ہی کہ اپنے تئین
جسطرح ممکن ہو قریب گردش جادو کے پہونچا اور اُسکے گھوڑے پر عکس لوح کا ڈال مرکب مذکور عکس
لوح سے پریشان خاطر ہوکر گردش جادو کو اپنی پشت سے گرانا چاہیگا جب کئی بار وہ گھوڑا آمادہ
اُسکے پٹک دینے پر ہوگا گردش جادو مجبور ہوکر اُس مرکب طلسمی سے اُترکر کسی سحر کی سواری پر سوار
ہوگا اُسوقت تجکو لازم ہی کہ لوح کو رومال سے لپیٹ کر اُس مرکب پر سوار ہونا اور دلیرانہ گردش جادو
تک اپنے تئین پہونچانا اور غور سے دیکھنا کہ اُسکی پیشانی پر ایک داغ سفید مثل دانہ عدس کے ہی اُسی
داغ پر ایک تیر یہ اسم پاک ورد زبان کرکے اور پیکان تیر پر دم کرکے لگانا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا
بدیع الزمان نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر دلیرانہ ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا بہت سے ساحرونکو
جب تلوار سے قتل کیا ساحر پیچھے ہٹے گردش جادو غضبناک ہوکر آگے بڑھا اور ایک نارنج پر سحر کرکے
زمین پر مارا جب وہ زمین پر گرکے پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعد ازان بدیع الزمان نے دیکھا
ایک دریاے قہار ہی کہ جسمین جانوران آبی بکثرت ہین مانند مچھلیون اور سونس اور گھڑیال اور مگر وغیرہ کے
درمیان دونون لشکرونکے موجزن ہوا وہ دریاے سحر ایسا تھا کہ ہر موج اُسکی طوفان خیز تھی اور گھاٹ
اُسکا تیغ یا قضا کا گھاٹ تھا ہر ایک جانور آبی اُس دریا سے سر باہر نکالتا تھا اور بزبان فصیح یا سامری
و جمشید کہکر غرق آب ہوتا تھا اور وہ دریا جانب فوج رشک بدر بڑھتا جاتا تھا جو ساحر فوج رشک بدر
کے اُس دریا مین قدم رکھتے تھے دفعتہً ایسے غرق ہو جاتے تھے کہ نام و نشان بھی اُنکا نہ معلوم ہوتا تھا ملکہ
رشک بدر اور ساحر اُس دریاے سحر سے ڈرکر پیچھے ہٹے جاتے تھے اور ہر چند نارنج اور ترنج اور گولے
فولادی سحر کرکے واسطے مٹانے اُس دریا کے دریا پر مارتے تھے مگر وہ دریا معدوم نہوتا تھا صرف
رشک بدر کے سحر سے رُک جاتا تھا اور آگے نہ بڑھتا تھا مگر خشک نہوتا تھا جب یہ حال بدیع الزمان
نے دیکھا رومال سے لوح کو کسیقدر کھولکر لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا ای طلسم کشا اگر مٹانا اس دریاے سحر
کا منظور ہی تو اسطرح عکس لوح کا اس دریا مین ڈال کہ تیرے مرکب طلسمی پر جسپر تو سوار ہی عکس لوح کا پڑے
بعد اسکے مرکب اپنا دریا مین ڈال دے پھر قدرت الٰہی کا مشاہدہ کر بدیع الزمان نے بموجب ہدایت لوح
جب عمل کیا وہ دریا تمام خشک ہو گیا کہین زمین پر تری کا نشان بھی باقی نرہا جب وہ دریا خشک ہوا
بدیع الزمان مرکب کو جولان کرکے قریب گردش جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا او نابکار اب کہان میرے
ہاتھ سے بچکر جائیگا اُسنے برہم ہوکر ایک گولہ فولادی اپنی جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے اور کارد سے
خون اپنی انگشت کا اُسپر ٹپکا کر یا سامری کہکر زمین پر مارا وہ زمین پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور غبار
اور دھوان بکثرت پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک دریاے آتش درمیان مین طلسم کشا
اور گردش جادو کے حائل ہوا وہ دریاے آتش ایسا تھا کہ شعلے اُسکے سوے فلک بلند ہوتے تھے
ادنی ساحر قریب بھی اُسکے نہ جاسکتے تھے حرارت آتش سے اعضا کو صدمہ پہونچتا تھا رشک بدر اُس
آتش کو دیکھکر متشوش ہوئی بعد ازان اُسکے مٹانیکی لیے چند گولے سحر کرکے اُسپر مارے مگر وہ دریاے آتشین
نہ مٹ سکا بلکہ جانب ساحران فوج ملکہ شعلہ ور ہوکے بڑھا اور کئی سو ساحرون کو جلا کر خاک کر دیا اُسوقت

بھی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا ای طلسم کشا اس دریاے آتشین سے خوفناک نہو
یہ دریا ایک سحر کا دریا ہی جس طرح قبل ازین تونے دریا کو مٹایا ہی اُسی طور سے اسکو بھی مٹا اور قتل کر نمین
گردش جادو کے تامل نکر کیونکہ لاشہ کا ملہ کا شاہ طلسم کے پاس پہونچا ہی وہ غضبناک ہوکر مع فوج
کثیر ساحرونکے ادھر آتا ہی اگر وہ آجائیگا تو گردش جادو کا قتل ہونا دشوار ہوگا بدیع الزمان نے حکم
سے لوح کے ماہر ہوکر حسب ہدایت لوح دریاے آتشین کو مٹایا اور قصد ہلاکت گردش جادو کیا اُسوقت
سیکڑون ساحر درمیان مین آگئے طلسم کشا اُسکے قتل کرنے سے مجبور ہوا اور دیگر ساحرونکو تیغ تیز سے ہلاک
کرنا شروع کیا گردش جادو نے اتنی دیر مین ایک کارد پر سحر کرکے طلسم کشا پر لگائی ادھر بدیع الزمان
نے کارد کو خالی دیکر اُسپر حملہ کیا وہ پسپا ہونے لگا یہانتک کہ تھوڑی دور مع اپنی سپاہ کے پیچھے ہٹا بعدہ
برہم ہوکر سحر سے بصورت شیر بنکر حملہ ور ہوا ادھر بدیع الزمان نے اُسپر لوح کا عکس ڈالا وہ تاب تحمل
عکس لوح نہ لاکر سحر سے غرق زمین ہوکر بصورت اصلی دور جاکر نکلا اور سحر کرکے ارادہ کیا کہ نارنج کو
زمین پر مارے اور دریاے آتش پھر درمیان مین حائل کرکے بھاگ جاے ہنوز وہ نارنج زمین پر مارنے
نہ پایا تھا کہ ادھر بدیع الزمان نے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیکر اور وہی اسم پاک ورد زبان
کرکے اور پیکان تیر پر دم کرکے اور کسی قدر آگے بڑھکے اُسی داغ پر جو اُسکی پیشانی پر تھا مارا بقدرت
خدا تیر نشانہ پر پڑا لکھا ہی کہ بمجرد پڑنے تیر مذکور کے گردش جادو نے آہ کی وہ تیر پیشانی سے گذر کر
قفا سے نکل گیا اُسوقت گردش جادو کے سر کو ایسا چکر ہوا کہ زمین بھی گھومتی ہوئی ثابت ہوئی آنکھون
مین دنیا تاریک ہوگئی فوراً زمین پر گرکے مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر ہلاک
ہوا اُسکے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی ہواے تند و تیز چلی بردے ہوا ابر سیاہ آیا اُس سے سنگ باری
ہونے لگی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا آخر کار وہ تاریکی اور سنگ باری موقوف ہوئی اُسکے سحر کے
بیرون نے اُسکے نام سے یون آواز دی کشتی مرا نام من گردش جادو بود بعد اس آواز آنیکے ہواے
تیز چلی اور صحرا کیطرف سے ایک بونڈلا گرد کا ظاہر ہوا وہ آکر اس ساحر مقتول کی لاش سے لپٹا اور
لاش کو بلند کرکے سوے بادشاہ طلسم طہمورث دیو بند روانہ ہوا بونڈلا تو لاش کو اسکی لیے ہوے
جاتا ہی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب احوال طاؤس زرین تن وغیرہ ساحرونکا لکھا جاتا ہی کہ بعد قتل
ہونے گردش جادو کے سبھونکے حواس خمسہ بجا نرہے ہر ایک گھبرا گیا لڑائی سے دل ہار گیا بجاے خود
کہنے لگا جب کاملہ جادو کہ مانند آفات چہار دست کے تھی اور گردش جادو اُسکا فرزند کہ مالک دربند
چاہ خونریز تھا اور سحر مین ہم سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا وہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تو ہماری
کیا حقیقت ہی ہم تو ادنی ساحر ہین طلسم کشا سے ہرگز لڑ نہین سکتے کیونکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہی بہتر
یہ ہی کہ میدان جنگ سے بھاگ جائین اور اب ایکدم بھی میدان جنگ مین نہ ٹھہرین یہ خیال کرکے جملہ
ساحران مذکور رو بفرار ہوے اُسوقت طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر اور اُسکے ہمراہی ساحرون نے
بڑھکر اُنکو روکا اور چہار جانب سے گھیر کر ارادہ قتل کرنیکا کیا اُسوقت وہ سب مجبور ہوے اور دوسنت بستہ
باواز بلند پکارے ای طلسم کشا اور ای ملکہ رشک بدر دختر شاہ طلسم ہمین امان دو ہمنے تمہاری اطاعت
قبول کی ہم تمسے لڑ نہین سکتے بمجرد طالب امان ہونیکے بدیع الزمان نے سب سے کہا اب انکو قتل نکرو

یہ طالب امان ہین انکو امان دو کیونکہ یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا ہی کہ جب دشمن طالب امان ہوتا ہی تو اُسکو امان دیتے ہین بشرطیکہ وہ اسلام اختیار کرے یا مطیع دین اسلام ہو جب ملکہ رشک بدر وغیرہ نے یہ تقریر بدیع الزمان کی سنی لڑائی سے ہاتھ روکا اُسوقت طاؤس زرین تن مع پانچہزار ساحرونکے خدمت طلسم کشا مین حاضر ہوا اور قدمونپر گرا بدیع الزمان نے سر اُسکا اُٹھایا اور اُسپر مہربانی کی اور کہا کہ اے طاؤس زرین تن تو دین اسلام اختیار کر اور اپنے ہمراہیونکو بھی مسلمان ہوجانیکی راے دے اُسنے دست بستہ عرض کیا حضور مجھے مسلمان ہونیمین کوئی عذر نہین ہی کیونکہ بخوبی ہمکو معلوم ہوگیا ہی کہ ہمارا دین باطل ہی اور دین اسلام اچھا دین ہی مگر چونکہ حضور کو ابھی شاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہی اور ہم سبکو اُس سے لڑنا ہی لہذا بالفعل ہم مطیع اسلام ہوتے ہین بعد جنگ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائینگے اور اگر ابھی کلمہ پڑھکر ہم سب مسلمان ہوتے ہین تو سحر بھول جائینگے ہمنے سنا ہی کہ جب اسد اور خواجہ عمرو مع چار عیارونکے داخل طلسم ہوشربا ہوے ہین اور اکثر بارہ سیکڑون اور ہزارون ساحر اور ساحرہ اُسی طلسم کے اُنکے شریک ہوے ہین تو وہ سب پہلے مطیع اسلام ہوے تھے بعد فتح طلسم مذکور سب نے دین اسلام اختیار کیا تھا مانند اُنکے ہم بھی ابھی مطیع اسلام ہوتے ہین گو اب حضور نے تمام دربندہاے طلسم کے فتح کیے ہین اور اب کوئی دربند باقی نہین ہی لیکن شاہ طلسم سے ابھی لڑائیان باقی ہین شاہ طلسم صاحب اختیار ہی لاکھون ساحر اُسکی فرمانبردار ہین اور سحر مین مانند افراسیاب جادو کے ہی جسطرح وہ عیش و عشرت کو پسند کرتا تھا اور مغرور تھا اُسیطرح یہ بھی عیش پسند اور متکبر ہی اگر ایسا نہوتا تو اسقدر جلد حضور تمام دربند اس طلسم کے فتح نکر لیتے مہینون بلکہ برسون لڑائیان ہوتین اور اگر واقعہ نگار اُن لڑائیونکو مفصل تحریر کرتے تو چند دفتر مانند دفترہاے طلسم ہوشربا کے ہوتے یہ کہکر وہ خاموش ہوا ملکہ رشک بدر نے کہا واقعی طاؤس جادو سچ کہتا ہی بدیع الزمان نے طاؤس کی عرض کو قبول کیا اور حکم دیا کہ لاشہ ناہید جادو کا دفن کیا جاے اسنے ہماری محبت و دوستی مین اپنی جان دی ہی چنانچہ ساحرون نے بموجب کہنے طلسم کشا کے دفن کیا اور اُس روز سے اُسی جگہ مع لشکر بارگاہ و خیام ساحرونسے منگواکر استادہ کراکر اُسی جگہ قیام پذیر ہوے بعد قیام غور سے جو دیکھا تو وہ باغ اور وہ جملہ اشیا جو سحر سے کار خانہ جادو کے اور گردش جادو کے بنے تھے وہ معدوم ہوگئے لیکن اور جو چیزین اصلی تھین وہ بدستور تھین ابھی طلسم کشا اور ملکہ وغیرہ اشیاے سحر کے معدوم ہوجانیکا خیال کرکے اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین داخل ہوے تھے ناگاہ لشکر مین کچھ شور و غل ہوا ساحر کہنے لگے یہ دیو دیکھو ادھر آتا ہی ہمراہ اُسکے ایک آدم زاد بھی ہی نہین معلوم کہ یہ ہمارے مالک و آقا کے دشمنون سے ہی یا دوستون سے ہی چند ساحرون نے جو عقیل تھے اُنکو جواب دیا شور و غل عبث کرتے ہو دیو اگر آتا ہی آنے دو ڈرے کیون جاتے ہو تم ساحر ہو اسباب سحر ہمارے اور تمہارے پاس موجود ہی اگر آمادہ جنگ ہوگا تو اُس سے لڑینگے یا اُسکو قتل کرینگے یا قتل ہونگے اور اگر یہ راے ہماری تمکو منظور ہو تو خدمت طلسم کشا مین جلد جاؤ اُنسے عرض کرو کہ ایک دیو سیاہ نہایت دراز قامت اور قوی الجثہ مع ایک آدم زاد کے ادھر آتا ہی حضور اُسے دیکھین اگر وہ آپکے دوستونسے ہو تو خیر ورنہ ہم اُسکو بڑھکر روکین ادھر نہ آنے دین اُنھون نے جواب دیا ہان یہ راے تمہاری پسند طبع ہی یہ کہکر بعجلت تمام دو چار ساحر در بارگاہ بدیع الزمان پر آئے اور بآواز

بند اُن ساحرون نے یہ کہا جو دربان بارگاہ تھے کہ ایک دیو سیاہ مع ایک آدم زاد کے اسیطرف چلا آتا
ہی طلسم کشا سے اطلاع کرو اُنھون نے موافق اُنکے کہنے کے اطلاع دی بدیع الزمان فی الفور بارگاہ
سے بر آمد ہوے اتنی دیر مین وہ دیو ہمراہی ایک آدم زاد کے قریب آگیا بدیع الزمان نے اُنکو دیکھکر
پہچانا کہ دیو اکوان اور امیہ بن عمرو ہین جب وہ قریب تر آے بصد شوق بارادۂ قدم بوسی بدیع الزمان
جُھکے بدیع الزمان نے اُنھین دیکھکر از حد خوش ہوکر ہر ایک کا اپنے سینہ سے لگایا اور پوچھا کہ تم
یہان کیون چلے آے اُنھون نے عرض کیا حضور جبتک دربند طلسم فتح نہوے تھے راستہ بند تھا بمجبوری
حضور تک حاضر نہوسکتے تھے جب دربند طلسم آپ نے فتح کیے اور ساحران دربند کو ہلاک کیا اُنکا اثر سحر
باقی نہ رہا راستہ کھُل گیا چونکہ دوری آقا سے یہ خادم نہایت ہی ملول تھے تاب صدمۂ جدائی نہ لاکر وہان
سے چلے اور بعد قطع راہ یہانتک چلے آے بدیع الزمان اُنکی تقریر سُنکے خوش ہوے اور فرمایا اچھا کیا
تمنے کہ یہان چلے آے اکثر اوقات ہمین بھی تمھارا خیال رہتا تھا یہ فرماکر دیو اکوان اور امیہ بن عمرو
سے بموجب اُسکے پوچھنے کے تمام حال دربندونکے فتح کرنیکے بیان کیے وہ سُنکے بہت خوش ہوے پھر
حکم سے بدیع الزمان کے امیہ بن عمرو تو بارگاہ پر براے حفاظت بیٹھا اور اکوان دیو لشکر مین
داخل ہوا بدیع الزمان داخل بارگاہ ہوے یہان تو لشکر بدیع الزمان کا قیام پذیر تھا مگر احوال
شاہ طلسم طہمورث دیو بند کا لکھا جاتا ہی کہ جب عین عیش و عشرت مین روبرو اُسکے لاشہ کاملہ جادو
کا پہونچا تھا تو بعد دریافت حال اسکو کمال غیظ آیا تھا اور کاملہ کے لیے محزون بھی ہوا تھا اہل دربار بھی
متاسف ہوے تھے بیان کیا ہی داستان گویان عجیب البیان نے کہ میمون شاہ بادشاہ طلسم طہمورث
دیو بند اور وزرا اور امرا و دیگر ساحران نامی و نامور سبکو کاملہ کے قتل ہونیکا ملال ہوا تھا تھوڑی دیر
تک شاہ طلسم لاشہ مذکور کو محزون ہوکر دیکھا کیا بعدہ حکم دیا یہ لاش اُٹھا لیجاؤ اور موافق ہمارے مذہب
کے اور بطریقہ ملت ہم سامری و جمشید پرستونکے بعنوان شائستہ لاش جلائی جاے بمجرد حکم ملازم لاش
اُٹھا لیگئے تھے اور حسب الحکم کاربند ہوے تھے بعد اُٹھ جانے لاش کے میمون شاہ نے غضبناک
ہوکر حکم دیا تھا کہ سامان جنگ و جدال اسیوقت کیا جاے تمام لشکر ہمارا تیار رہو اب ہم خود تمامی سپاہ
لیکر جائینگے اور طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے اُس یکہ و تنہا سے مقابلہ کرنا اور بمکر و فریب اُسکو گرفتار کرلینا
اور لوح طلسمی اُس سے لے لینا بہت سہل ہی مابدولت کے نزدیک کچھ دشوار نہین ہی قبل ازین مابدولت
کو متواتر طلسم کشا کے طلسم مین آنیکی ساحرون سے خبر پہونچی تھی خیال کیا تھا کہ ایک تن تنہا کے واسطے
مابدولت کیا فکر و تردد کرین کوئی ملازمان مابدولت اور نمکخواران شاہی سے اُسے گرفتار کرکے روبرو مابدولت
کے ضرور ہی روانہ کردیگا اسوجہ سے ابتک بمقدمہ طلسم کشا غفلت کی گئی تھی اب کاملہ جادو کے
ہلاک ہونے سے اور چند دربند طلسم کے فتح ہوجانے سے مابدولت کو کمال حیرت ہی اور نہایت غصہ
ہی جاے عجیب ہی کہ طلسم کشا نے سب دربند اُنکو فتح کیا وہ کہین گرفتار نہوا کسی نے ہمارے ملازمون سے
اُسے اسیر نہ کیا ہر چند کہ لوح اُسکو دستیاب ہوگئی تھی مگر ایک شخص کا قید کرلینا کسی نہ کسی حیلہ اور فریب سے
دشوار نہ تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب طلسم کشا ہی اور مابدولت ہین ایکدم مین اُس سے لوح طلسمی لے
لینگے اور اُسکو خاندان طلسمی مین قید کرینگے بمجرد حکم وزرا نے سامان جنگ و لشکر کشی کرنا شروع کیا لشکر

ساحران مین کمربندی ہونے لگی ادھر ارکان سلطنت و اعیان مملکت شاہ طلسم بھی ہمراہ رکاب بادشاہ مذکور جانے پر مستعد ہوئے تھے میمون شاہ نے دربار سے اُٹھکر تخت پر سوار ہونیکا ارادہ کیا تھا تمام لشکر ساحران تیار ہوکر میدان مین مجتمع ہوچکا تھا ناگاہ لاشہ گردش جادو کا روبرو میمون شاہ کے پہونچا اور بیرون نے اُسکے سحر کے لاشہ اُسکا روبرو شاہ طلسم کے ڈالدیا اور بفریاد و فغان عرض کیا کہ اے بادشاہ طلسم اس مالک دربند چاہ خونریز کو بھی طلسم کشا نے قتل کر ڈالا یہ کہکر وہ تو ایکطرف چلے گئے ادھر بادشاہ مذکور نے لاشہ گردش جادو کا دیکھکر اپنے اعیان دولت اور ارکان سلطنت سے مخاطب ہوکر کہا طلسم کشا کی یقینی قضا ہی آگئی ہی مابدولت کو رنج پر رنج دے رہا ہی ازحد ایذا رسانی پر کمر باندھی ہی ہمارے قہر و غضب سے نہین ڈرتا ہی طلسم مین داخل ہوکر ایک تہلکہ ڈالدیا ہی بربادی طلسم پہ کمر ہی باندھ لی ہی جانتا ہی کہ مجھسا کوئی بہادر اور شجاع نہین ہی اور کوئی روکنے والا اور لڑنے والا اس طلسم مین نہین ہی ہمارے جاہ و جلال کو قہر و غضب سے کیا بیخبر ہی کسی نے اُسکو ہمارے قہر و غضب سے ابتک آگاہ نہین کیا ہی ایک لوح طلسمی کے ہاتھ آجانے سے ایسا دلیر ہوگیا ہی کہ ہماری برہمی کا بھی اُسے خیال نہین ہی خوف سے اپنی جان کے اس طلسم سے چلا جاے بہت سر نہ اُٹھاے لوح طلسمی دست بستہ دیدے مابدولت تقصیر اُسکی عفو کردینگے ورنہ ابھی جاتے ہین اور اُسکو سزاے معقول دیتے ہین یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ دربار سے اُٹھے اور تمام لشکر ہمراہ لیکر بمقابلہ طلسم کشا روانہ ہو یکایک اُسکے وزیر اعظم مسمی نور جادو نے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو کچھ گذارش کرون میمون شاہ چونکہ اس وزیر نیک تدبیر کو اپنا خیر خواہ اور سب وزرا سے زیادہ عاقل جانتا تھا کہنے لگا کہ کیا کہتا ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت گذارش یہ ہی کہ ہر چند اسوقت سے ...
دولتمدار کو طلسم کشا پر ازحد غصہ ہی اور واقعی وہ لائق سزا دینے کے ہی لیکن حضور کا اُسکے مقابلہ کو مع لشکر جانا میرے نزدیک بہتر نہین ہی کیونکہ اول تو حضور جانتے ہین کہ اس نمکخوار قدیم کو علم نجوم مین کچھ دخل ہی پس بذریعہ علم نجوم حقیر کو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ ستارے حضور کے آجکل اچھے نہین ہین انتہا بدواقع ہوے ہین اور چالیس روز تک انکی بدی رہیگی بعد چالیس روز کے ستارہ نیک آجاینگے اور ستارے بدطالع سے نکل جاینگے اگر اس زمانہ مین طلسم کشا سے مقابلہ حضور کرینگے تو اچھا نہوگا فدوی کیا عرض کرے کہ انجام جنگ کیا ثابت ہوتا ہی سراسر بربادی طلسم اور خونریزی اور شکست معلوم ہوتی ہی اور خوف جان حضور ہی پایا جاتا ہی دوسرے اسوقت کہ حضور واسطے مقابلہ طلسم کشا کے چلنے پر آمادہ ہوے تھے کہ شگون بد ہوا یعنی لاشہ گردش جادو کا حضور کے روبرو آیا یہ شاہ کے ستارہ کی گردش کا اک ادنی اثر تھا جسکا ظہور ہوا اگر غور سے حضور دیکھین تو صاف ظاہر ہوجاے کہ فی الحال مقابلہ کرنیکی ممانعت ہوئی تیسرے حضور طلسم کشا کو تنہا خیال نکرین اُسکے ساتھ فوج ساحرون کی ہی اور یہ فدوی سر دربار کیا عرض کرے کہ کون کون اُسکا شریک ہوگیا ہی اور کس کس کی شرکت سے اُسنے تمام دربندونکو فتح کیا ہی اگر حضور اُسکے شرکا کے احوال سے مطلع ہونا چاہتے ہین تو کتاب سامری مین دیکھین تمام حال ظاہر ہوجائیگا میمون شاہ نے اُسکی تقریر سُنکے جواب دیا اے وزیر خوش تدبیر ہم تجکو اپنا خیر خواہ جانتے ہین اور تیرے کمال علم نجوم کے قایل ہین اکثر تو نے جو حکم لگاے ہین اُنمین ذرا بھی فرق نہین ہوا ہی اور یہ حکم بھی تو نے کچھ سمجھ ہی کے لگایا ہوگا واقعی نحوست میرے اختر طالع کی ظاہر ہی کہ طلسم کشا کا طلسم مین آجانا اور

لوح طلسم کا پاجانا اور اُسکا گرفتار ہونا دربندونکو فتح کرنا ساحرون کو قتل کرنا یہ سب امور اپنی بدی اختر طالع کی دلیل ہین تیری رائے کو ہمنے پسند کیا اب چالیس روز تک ہم طلسم کشا سے مقابلہ نہ کرینگے لیکن اب یہ بتا کہ درمیان ان چالیس روزونکے واسطے طلسم کشا کے کیا تدبیر کی جاے وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند نعمت حضور کے نمکخوار اور ملازم ذیوقار بیشمار ہین اور وہ سب ایسے ہین کہ برسون طلسم کشا سے لڑینگے اور لوح کے بھی لینے کی فکر کرینگے اُنمین سے بالفعل کسیکو واسطے مقابلہ کے مع فوج ساحران روانہ کیجیے یا کتاب سامری مین مقدمہ طلسم کشا دیکھیے جو کچھ کتاب سامری سے حکم ہو اُسپر عمل کیجیے شاہ نے اُسکے جواب مین کہا گو راے تیری بہتر ہے لیکن احتیاطاً کتاب سامری مین بھی ما بدولت دیکھتے ہین یہ کہکر کتاب مذکور طلب کی پہلے مقدمہ جنگ طلسم کشا دیکھا اُسمین صاف صاف یہی عبارت دیکھی کہ بالفعل طلسم کشا سے شاہ طلسم کا مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے خوف جان و مال کا ہے ہان وزیر نور جادو کی راے پر عمل کرنا بہتر ہے بعد اسکے کیمیون شاہ نے درباب شرکاے طلسم کشا دیکھا کتاب سے معلوم ہوا کہ اول حوالی طلسم مین اکوان دیو نے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کی بعد اُسکے حمامی حمام طلسمی یعنے آتش افروز جادو نے طاس طلسمی کو حوالہ طلسم کشا کر دیا اور اُسکی فرمانبرداری اختیار کی بعد اُسکے ملکہ رشک بدر نے مع اپنی دایہ ناہید جادو وغیرہ کے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کی اور چاہ خونریز پر اسے پہونچایا اور خود طلسم کشا پر عاشق ہوئی اور لوح طلسمی کی اُسنے حفاظت کی اور طلسم کشا کو گرفتاری سے کئی بار بچایا کاملہ سے بھی لڑی اور زخمی ہوئی اب لشکر طلسم کشا مین کہ نو دس ہزار ساحرونکا ہے اُسمین وہ بھی ہے اور علاج اُسکے زخم کا ہو رہا ہے اور طاؤس زرین تن بھی بعد قتل ہونے گردش جادو کے شریک طلسم کشا ہوگیا ہے بادشاہ طلسم مذکور یہ تمام حالات کتاب سامری سے دریافت کرکے غصہ سے کانپنے لگا اور اپنی دختر کے عاشق ہونے اور شریک طلسم کشا ہونے سے ازحد متاسف ہوکر بے اختیار عالم غیظ و غضب مین آہ کرکے وزیر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای نور جادو ہمکو اپنی دختر کے حال سے آگاہی ہوئی پہلے تونے ہمکو اس حال پر ملال سے آگاہ نہین کیا اور کسی نے ساحران طلسم سے اس ذلت و رسوائی کے امر سے مطلع نہ کیا اسکی کیا وجہ تھی اُسنے عرض کیا حضور چونکہ یہ امر دختر حضور کا لائق عرض کرنیکے نہ تھا اسی سبب سے اس خادم نے عرض نہین کیا اور شاید اسی وجہ سے اور بھی کسی ساحر کو عرض کرنیکی جسارت نہوئی ہوگی میمون شاہ نے اُسکی تقریر سنکے بقہر و غضب کہا دیکھو تو مین شرکاء طلسم کشا اور نمک حرامونکو کیسی سزاے سخت دیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین یہ کہکر اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ای ساحران نامی و نامدار و ای افسونگران ذیوقار تم مین سے کون ایسا ہے کہ طلسم کشا سے لوح طلسمی بمکر و فریب جاکر لے آئے اور اُسکو بھی گرفتار کرکے اور سب اُسکے مردمان لشکر کو قتل کرکے صرف میری دختر کو قتل سے امان دیکے اور گرفتار کرکے میرے روبرو لے آئے اُسکو مین زندان طلسم مین قید کرونگا اور طلسم کشا کو فوراً قتل کر ڈالونگا اور جو ساحر تم مین سے طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کرکے لے آئیگا اُسکو انعام کثیر دیا جائیگا اور عہدہ اُسکا بڑھایا جائیگا ہنوز شاہ طلسم نے تقریر اپنی ختم کی تھی کہ ایک ساحر جلیل القدر اہل دربار سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا کہ فدوی بمقابلہ طلسم کشا جائیگا اور ارشاد حضور بجا لائیگا میمون شاہ نے اُسکو دیکھکر کہا ای بارش جادو جلد جا

جہانتک ممکن ہو پہلے لوح طلسمی کے لے لینے کی کوشش کرنا اُسنے عرض کیا غلام ایسا ہی کریگا یہ عرض کرکے دربار سے باہر آیا اور نفیر سحر کو دم دیا فوراً اُسکے ماتحت سپاہ کہ چھ ہزار ساحر تھے نفیر سحر کی صدا سنتے ہی کمر باندھنے پر آمادہ ہوے اسباب سحر و ساحری ہر ایک نے ہمراہ لیا اور جلد جلد سحر کرکے سب نے سواریان سحر کی واسطے سواری کے مہیا کین اتنی دیر مین بارش جادو اپنے لشکر مین آیا دیکھا جملہ ساحر ادنی و اعلی تیار ہین یہ دیکھکر اپنے سپہ سالار لشکر ابر جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای ابر جادو اسوقت حکم شاہ سے واسطے مقابلہ طلسم کشا کے جاتا ہون وہ صاحب لوح طلسمی ہی دعا کر کہ خداوند سامری و جمشید مجکو اُسپر فتحیاب کرین تاکہ شاہ طلسم سے زر و جواہر اور خلعت و عہدۂ جلیل انعام مین پاؤن اور تیرا بھی عہدہ بڑھیگا اور تو بھی میرے ساتھ انعام پائیگا اُسنے عرض کیا حضور تشریف لیجلین خداوند ہمارے آپکی مدد کرینگے بامراد مظفر و منصور ہوکر حضور اُسطرف سے ضرور یہان آئینگے آپ ایسے ساحر زبردست ہین کہ مثل آپکا اس طلسم مین اول تو کوئی نہین ہی اور اگر سوائے بادشاہ طلسم کے دو چار ساحر ہونگے تو مثل آپ ہی کے ہونگے آپ کے آگے طلسم کشا کی اور اُسکے لشکر کی کیا حقیقت ہی گو وہ صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُسپر اثر نہین کرتا ہی لیکن وہ آپکے سحر مین کسی نہ کسی طور سے دھوکے سے مبتلا ہو جائیگا کسی نازنین سحر کے پتلی پر عاشق ہوکر لوح طلسمی اُسے دیدیگا اس طور سے لوح طلسمی حاصل ہو جائیگی بعد ملنے لوح کے طلسم کشا کا گرفتار کر لینا کیا مشکل ہی اور اُسکے تمام لشکر کا قتل کرنا کیا دشوار ہی اگر مجکو حکم دیجیے گا تو مین ایک آن مین سبکو قتل کر ڈالونگا فقط لوح طلسمی کا حاصل کرنا کسیقدر مشکل ہی امید قوی ہی کہ آپ ہم سردار و ہم عیار ہین ضرور لوح طلسم کشا سے لے لینگے بارش جادو ابر جادو کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور فی الفور ایک سحر کیا اژدر آتشین سحر پیدا ہوکر قریب آیا بارش جادو اُسپر سوار ہوا جھولی اشیاے سحر کی اپنے دوش پر رکھی بعد ازان ابر جادو ایک طاؤس سحر پر سوار ہوا اسیطرح جملہ ساحران لشکر بارش جادو سواریون پر سحر کی مانند آتشین ہنس اور بط اور قرقرے وغیرہ کے سوار ہوے جھولیان اشیاے سحر کی کاندھون پر ترسول اور بنسول ہاتھون مین لیے سامری و جمشید کے نام زبان پر جاری کیے اُسوقت بارش جادو نے سحر سے دو لکہ ابر سیاہ کے پیدا کیے وہ بروے ہوا آکر ٹھہرے پھر بارش جادو وغیرہ اُن دونون ابرون مین جا کر نہان ہوے وہ ابر کے لکے سوے طلسم کشا روانہ ہوے اُن ابر کے لکون سے کبھی تو برق کا ظہور ہوتا تھا کبھی پانی برستا تھا کبھی صداے رعد آتی تھی کبھی شعلے برستے تھے کبھی پھولونکی بارش ہوتی تھی غرضکہ ساحران لشکر مذکور عجائب و غرائب اپنے اپنے سحر کے دکھاتے ہوے نہایت کر و فر سے جانب طلسم کشا جاتے ہین اور شاہ طلسم لاشہ گردش جادو اپنے دربار سے اُٹھوا تا ہی اب احوال لشکر طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی کہ لشکر طلسم کشا کا پڑا ہی بارگاہین اور خیام استادہ ہین ہر ایک ساحر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہی کوئی تیاری مین کسی سحر کی مشغول ہی کوئی فکر اکل و شرب مین ہی کچھ ساحر اپنے خیام مین جشن آرا ہین اکثر ساحر اپنے خیام سے نکلکر صحرا کی سیر کر رہے ہین ملکہ رشک بدر چونکہ زخمی ہی اُسکے زخم سر کا علاج ہو رہا ہی بدیع الزمان اپنی بارگاہ فلک جاہ مین ہین امیہ بن عمرو دربارگاہ پر حاضر ہی اگوان دیو بھی لشکر مین موجود ہی حکم بدیع الزمان سے میدان جنگ سے لاشے ساحرونکے اُٹھ رہے ہین ملازمان طلسم کشا میدان جنگ لاشون سے صاف کرا رہے ہین ابھی تمام لاشے میدان کارزار سے نہ اُٹھائے

گئے تھے ناگاہ سوے فلک دو ٹکڑے ابر سیاہ کے نظر آئے اُنمین برق کی چمک اور رعد کی ایسی آواز تھی اور دیگر عجائب وغرائب بھی اُن ابرون سے ظاہر ہوتے تھے ساحرانِ لشکر طلسم کشا اُن لکو نکو دیکھکر سمجھ گئے کہ یہ علامت ساحرونکے آنیکی ہی عجب نہین کہ شاہ طلسم نے کسی ساحر زبردست کو مع فوج کثیر واسطے مقابلہ طلسم کشا کے روانہ کیا ہی اب اس ساحر سے اسی میدان مین جنگ ہوگی دریاے خون ساحران موجزن ہوگا ہنوز ساحران مذکور یہ خیال کر رہے تھے کہ ناگاہ وہ ٹکڑے ابر کے شق ہوے دیکھنے والون نے دیکھا کہ آگے آگے سب کے بارش جادو اژدر آتشین سحر پر سوار ہی وہ اژدر دمبدم شعلہاے آتش دہن سے نکال رہا ہی پیچھے اُسکے ابر جادو ہی وہ طاؤس سحر پر سوار ہی اور بعہدہ سپہ سالاری لشکر ساحران نہایت کبر ونخوت سے آتا ہی پیچھے اُسکے چھہ ہزار ساحران بدکردار سوار یوز سحر کی سوار ہین آمد لشکر ساحران نابکار دیکھکر امیہ بن عمرو بارگاہ مین گیا اور بدیع الزمان سے عرض کیا کہ حضور ایک ساحر زبردست جانب شاہ طلسم سے چھہ ہزار ساحرونکی جمعیت سے آیا ہی اگر مناسب ہو تو آمد لشکر ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان یہ خبر سنکے فی الفور دربارگاہ سے برآمد ہوے اور ملکہ رشک بدر بھی خبر آمد لشکر ساحران سنکے اپنی بارگاہ سے باہر آئی طاؤس زرین تن وغیرہ جملہ ساحر بھی اپنے خیام سے نکلے سب نے دیکھا کہ بارش جادو و ابر جادو وغیرہ بالاے ہوا سے اور بلندی سے بروے زمین سوار یوز سحر کی بیٹھے ہوے آتے ہین بدیع الزمان نے ملکہ رشک بدر اور طاؤس زرین تن سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ ساحر زبردست جو اژدر آتشین پر سوار ہی کون ہی اسکا نام کیا ہی رشک بدر نے عرض کیا یہ ساحر نہایت مکار اور فریبی ہی سحر مین بلاے بے درمان ہی نام اسکا بارش جادو ہی بانی ابر سحر سے جسپر برساتا ہی وہ مبتلاے سحر ہو جاتا ہی علاوہ اس سحر کے ہزارون سحر اسکو یاد ہین دغابازی اور مکاری مین کوئی اسکے برابر نہین ہی خدا آپکو اور آپکے لشکر کو اس نابکار کے شر سے بچاے اور سپہ سالار اسکے لشکر کا جو طاؤس سحر پر سوار ہی نام اُسکا ابر جادو ہی وہ بھی بلاے بے درمان ہی ابھی یہ تقریر ملکہ کر رہی تھی کہ بارش جادو مع اپنی سپاہ کے میدان وسیع مین بمقابلہ لشکر طلسم کشا کچھ فاصلہ سے اُترا اور خیام وبارگاہ استادہ کراکے مع اپنے لشکر کے فروکش ہوا بدیع الزمان نے بارش جادو اور ابر جادو اور تمامی فوج ساحران کو دیکھکر ملکہ اور طاؤس زرین تن کو جواب دیا اگر یہ نابکار مکار اور ساحر زبردست ہی تو کیا خوف ہی پروردگار ہمارا ہمین اور تم سبکو اسکے مکر وشر سے بچائیگا یہ فرماکر داخل بارگاہ ہوے اور امیہ وغیرہ سے یہ حکم دیگئے کہ ذرا خبردار وہوشیار رہنا حسب الحکم ہر ایک نے ہوشیاری اور اپنی اپنی اور اپنے مالکون کی حفاظت کرنیکا خیال کیا خصوصاً امیہ بن عمرو نے حفاظت لشکر اپنے اوپر واجب کرلی اُسروز تو دونون لشکر مقابلہ پر پڑے رہے دوسرے روز بارش جادو نے بطور نامہ کے ایک قرطاس پر یہ عبارت لکھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ ابتک شاہ طلسم کو یہ منظور ہی کہ جو کچھ ہوا وہ ہوا اور جو دربند طلسم فتح ہوے وہ ہوے مگر اب بہتر یہ ہی کہ لوح طلسمی بخوشی دیدے اور کچھ مال واسباب طلسمی لیکر طلسم سے چلا جا اگر حسب تمناے شاہ تو کاربند ہوگا تو بہتر ہی ورنہ شاہ طلسم نے مجکو روانہ کیا ہی مین تجھکو مع لشکر قتل کرونگا اور اس طور سے ہلاک کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے اور تیرے اہل لشکر کے حال پر افسوس کرینگے اور مجکو ذرا بھی رنج نہوگا اسکا جواب خوب سمجھکر دینا زیادہ کیا لکھا جاے جب یہ عبارت درج کرچکا نامہ کو ملفوف

کرکے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے سپہ سالار ابر جادو کو دیا اور کہا دلیرانہ اس نامہ کو لیکر روبروے طلسم کشا
جا نامہ اُسے دیکر تمام لشکر کا حال جو کچھ ہو دریافت کرکے اور باقی حالات آنکھون سے دیکھکر اور جواب نامہ لیکر
جلد آ وہ ساحر بموجب حکم اُسکے نامہ لیکر اور چند ساحرونکو اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر سے روانہ ہوا ادہر
امیہ بن عمرو اپنے لشکر سے نکل کر بصورت ایک ساحر کے سپاہ بارش جادو مین گیا تھا اور حالات وہان
کے دیکھ رہا تھا جب بارش جادو نے نامہ ابر جادو کو دیا اُسوقت یہ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا تھا
چنانچہ قبل آنے ابر جادو کے امیہ بن عمرو اپنے لشکر مین آیا دیکھا بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین تشریف
رکھتے ہین ملکہ رشک بدر ایک جانب بیٹھی ہی اور ایک طرف طاؤس زرین تن بیٹھا ہی پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوے ہین جب بصورت اصلی امیہ بن عمرو کو بدیع الزمان نے آتے دیکھا پوچھا ای امیہ اس
وقت گھبراے ہوے کہان سے آتے ہو خیر تو ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت فدوی لشکر بارش جادو
مین گیا تھا جب شکل بدلکر اُسکی بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ وہ نابکار بصد نخوت اپنی بارگاہ مین بیٹھا
ہی اور گرد و پیش اُسکے چند افسران سپاہ بیٹھے ہین وہ نابکار کچھ فکر مین ہی مین اُسکے خدام مین شامل
ہو کر روبرو اُسکے کھڑا رہا اور دیکھا کیا بعد فکر کے اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ لکھا اور اپنے سپہ سالار
ابر جادو کو دیا اور کہا اس نامہ کو جلد طلسم کشا کے پاس لیجا وہ بارگاہ سے نامہ لیکر روانہ ہوا تھا
کہ مین بارگاہ سے نکل کر حضور کی خدمت مین آیا ہون ابر جادو نامہ لیکر آتا ہوگا نہین معلوم بارش
نے کیا لکھا ہی بدیع الزمان نے جواب دیا تھوڑی دیر مین تمام احوال معلوم ہو جائیگا ابھی بدیع الزمان
یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ابر جادو قریب لشکر آیا بدیع الزمان نے ملکہ رشک بدر سے فرمایا اگر مناسب
جانو تو اسوقت یہان سے اپنی بارگاہ مین چلی جاؤ کیونکہ ابر جادو تمھین یہان بیٹھے ہوے دیکھے گا
ملکہ نے جواب دیا اگر وہ مجھے یہان بیٹھے دیکھے گا تو کیا ہوگا کیا مین اُس سے ڈرتی ہون جو یہانسے چلی جاؤن
مین تو نہ جاؤنگی اگر وہ آتا ہی تو آنے دو ہمارا ایک ادنی ملازم ہی وہ ہمین کیا دیکھے گا بدیع الزمان ملکہ کی
تقریر سنکے خاموش رہے ناگاہ ابر جادو مع چند ساحرونکے دربارگاہ پر آیا دربانون نے اُسے روکا اُسنے
کہا میرے آنیکی طلسم کشا سے اطلاع کرو کہ نامہ بارش جادو کا لیکر آیا ہون اُنھون نے جواب دیا
توقف کرو اطلاع تمھاری آنیکی کیجائیگی یہ کہکر اُنھون نے امیہ بن عمرو کو بلا کر کہا یہ چند ساحر نامہ بارش جادو
کا لیکر آے ہین امیدوار ہین کہ خدمت طلسم کشا مین جائین نامہ دیکر جواب نامہ کا لین بعدہ اپنے لشکر
مین جائین لہذا تم جاکر طلسم کشا سے عرض کرو امیہ فوراً بارگاہ مین گیا اور بدیع الزمان سے عرض کیا
حضور ابر جادو مع چند ساحرون کے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی بدیع الزمان نے حکم دیا اُسے
بلالو نامہ بر کو نہ روکو امیہ بن عمرو نے دربانون سے کہا حکم ہمارے آقا و مالک کا ہی کہ انھین آنے دو
اُنھون نے بارگاہ مین جانے کی اجازت دی اور سب ساحر تو اندر بارگاہ کے نہ گئے لیکن ابر جادو
اندر بارگاہ کے گیا طلسم کشا کو سلام کیا بدیع الزمان نے بیٹھنے کا اشارہ کیا جب وہ بیٹھا اُس وقت
بدیع الزمان نے ارادہ کیا تھا کہ ساقی کو طلب کرین اور وہ جام شراب اس ساحر کو دے ناگاہ
اُس ساحر نے عرض کیا مین بارش جادو کا نامہ لیکر آیا ہون بدیع الزمان نے نامہ طلب کیا اُسنے
حسب دستور نامہ دیا بدیع الزمان نے وہ نامہ طاؤس زرین تن کو دیا اور کہا اسکو پڑھو اُس نے

لفافہ کو چاک کر کے نامہ نکال کر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا یہانتک کہ تمام و کمال نامہ مذکور پڑھا اور
بدیع الزمان اور ملکہ رشک بدر نے سنا اُسوقت چہرہ بدیع الزمان کا کثرت غیظ و غضب سے
سُرخ ہوگیا اور ملکہ رشک بدر کو بھی از حد غصہ آیا لیکن ضبط کیا پھر بدیع الزمان نے جواب مین
اُس نامہ کی پشت پر یہ لکھوادیا کہ ای بارش جادو ہم کو لوح طلسم دیدینا منظور نہین ہی اگر تم یا تمھارا
بادشاہ ہم سے لڑیگا تو ہم بھی مقابلہ کرینگے اور بغیر ساکنان طلسم کو قتل کیے یا مسلمان کیے یہانسے نجائینگے
یہ عبارت لکھوا کر نامہ ابر جادو کے حوالے کیا وہ جواب نامہ لیکر رخصت ہوکر بارگاہ سے نکلا اور
اپنے ہمراہی ساحرون کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ جب بارگاہ مین پہونچا
تو وہ نامہ بارش جادو کے حوالے کیا اور جو کچھ لشکر طلسم کشا مین جاکر دیکھا تھا یہان آکر سب بیان کیا
بارش جادو نے پشت نامہ پر جو عبارت درج تھی پڑھکر بدرجۂ کمال غصہ کیا اور اپنے ماتحت ساحرون
سے کہا طلسم کشا کی قضا ہی آئی ہی جو آمادہ جنگ و جدال پر ہی مین نے تو چاہا تھا کہ نامہ لکھکر رفع شر و
فساد کرون لیکن وہ راضی نہین ہوتا ہی خیر اگر تا ہی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا لشکر اُسکا تباہ و برباد
ہو جائیگا افسران فوج نے عرض کیا حضور آپ تامل نہ فرمائین طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوائین طلسم کشا
سے مقابلہ کرین آپ کے سامنے طلسم کشا اور اُس کے لشکر کی کیا حقیقت ہی بارش جادو نے جواب
دیا جیسا تم کہتے ہو ایسا ہی ہوگا راوی ناقل ہی کہ جب وہ روز گذرا اور آفتاب جاکر جانب مغرب
نہان ہوا بارش جادو نے ہنگام شب اپنے لشکر مین بموجب دستور ساحرون کے طبل جنگ
بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی امیہ بن عمرو نے خبر نواخت طبل جنگ روبرو بدیع الزمان
کے حاضر ہوکر بیان کی ادھر بدیع الزمان نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ملازمون نے حسب الحکم
وہ نقارے جو ملکہ رشک بدر کے حکم سے ساحر قبل اس سے لائے تھے اُنھین بجایا جب دونون
لشکرون مین نفیر سحر اور طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی تیاری لڑائی کی ہونے لگی ہر ایک ساحر اپنا اپنا
سحر تیار کرنے لگا تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری لڑائی کی ہوئی ملکہ رشک بدر نے
بھی کئی سحر اپنے تیار کیے اور طاوس زرین تن نے بھی ایک سحر اپنا بصد مشکل تیار کیا اور ساحرون
سے کہا صبح کو دیکھنا کیا قیامت برپا کرتا ہون جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو ایک جانب سے تو
بدیع الزمان مع ملکہ رشک بدر اور طاوس زرین تن نو دس ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان
کارزار مین بصد شوکت و شان پہونچے اور دوسری طرف سے بارش جادو مع تمامی اپنی سپاہ
کے میدان کارزار مین آیا اُس وقت دو چار ساحر لشکر جانبین سے نکل کر میدان جنگ مین گئے
اُنھون نے نارنج و ترنج پر سحر پڑھکر زمین پر پھینکا وہ زمین پر گرتے ہی شق ہوے پہلے تو کچھ دھوان
اور شعلے پیدا ہوے بعد ازان سب نے دیکھا کہ دو برقین پیدا ہوکر میدان مین اشجار اور خس و خار
پر گرنے لگین اور جلانے لگین میدان جنگ کو صاف کرنے لگین تھوڑی دیر مین تمام میدان جھاڑی
جھنڈی سے صاف ہوگیا پھر ساحران مذکور نے اپنے سحر کو خود مٹا کے روئی کے پھاہے نکالے
اور اُن پر تھوڑا سا پانی ڈال کر سحر پڑھا وہ تاثیر سحر سے ابر کے ٹکڑے بنکر بلند ہوے اور میدان
جنگ مین محیط ہوگئے پھر پانی اُن سے خاص میدان جنگ مین برسنے لگا اور ہواے تند و تیز

چلنے لگی تھوڑی ہی دیر مین وہ تمام میدان جنگ بارش آب سحر سے سرد ہو گیا گرد و غبار دور ہو گیا زمین پر
خس و خاشاک کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا بعد اس کے اُسطرف بارش جادو نے اپنے لشکر کے حدود آراستہ
کئے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح سپاہ کا حسب دلخواہ درست کیا اور خود قلب لشکر مین ٹھہرا اُدھر بدیع الزمان
نے بھی اپنے جنود مجندہ کی صف آرائی کا حکم دیا طاوس جادو میسرۂ لشکر کا افسر مقرر ہوا اور میمنہ کی
رشک بدر کو سرداری ملی اور رستم زمان بدیع الزمان قلب موکب ظفر اثر مین قیام پذیر ہوئے
اُس وقت نقیبون اور کڑکیتون اور جنگی باجون کے عوض لشکر ساحران ضلالت نشان مین ڈھرو اور دف
اور چنگ وغیرہ بجنے لگے مثل بادل کے گرجنے لگے اکثر ساحرون نے نفیر سحر بجائی بعضون نے یا سامری جمشید
کی آواز لگائی بعض اپنے دوسرے خداوندون کو پکارتے تھے غرض کہ اُسوقت کی کیفیت و لشکر کی حالت
قابل دید تھی ساحران غدار طرح طرح کے طائران سحر پر سوار کوئی ہنس آتشین سحر پر کوئی اژدر پر قہر پر
کوئی طاوس زرین بال پر بیٹھا تھا کسی کے زیر ران بجائے توسن مار پیچیدہ تھا کوئی مرغابی پر سوار
کوئی بط پر لڑنے کو طیار ہاتھون مین جھولیان اور نارنج ترنج اور فولادی گولے ہر اک برای جنگ شمشیر
آبدار تولے کسی کے ہاتھ مین فلفل کے ہار کوئی ماش کے دانے لیے ہوئے لڑنے کو بیقرار کسی کے
دست زبردست مین گرز گرانبار کسی کے کندھے پر ترسول دھرا تھا غرض کہ ہر ایک لڑنے پر مرا تھا
ماتھے پر قشقہ سیندور کا کھچا تھا بازو پر کھنور چندن لگا تھا مثمبری دھوتی اور ساری باندھے اُن کے
سرون پر ابر سحر سایہ فگن تھے کبھی اُن سحاب سے چاندی سونے کی پھول برستے تھے بعضے لاچی
لونگ برستے تھے کبھی ہلکی ہلکی بارش ہوتی تھی دیکھنے والون کی عقل کھوتی تھی - ابھی دونون لشکر دونا
مین صف آرائی ہوئی تھی اور ڈھرو وغیرہ باجون سے ساحر مست ہو ہو کر جھوم رہے تھے کہ ناگاہ
اک ساحر زبردست کریہ منظر بد مست ہو کر اور اپنی ہاتھ آب زندگی سے دھو کر مثل رعد گرجتا ہوا
ابر لشکر سے نکلا اور مثل برق جہندہ تڑپتا ہوا بارش جادو کے قریب آیا اور دست بستہ گڑگڑا
کر کہنے لگا کہ حضور اگر اس خادم کو اجازت حرب دیجیے تو ابھی جا کر لشکر اہل اسلام سے ایسا مقابلہ
کرون کہ ایک دم مین سب کا خاتمہ کر دون بارش نے ہنسکر کہا کہ جاؤ تمہین سامری کے سپرد
کیا اے شبرنگ جادو خوب ہوشیاری سے لڑنا یہ سنکر اس نے سلام کیا اور مار آتشین
سحر پر سوار ہو کر بل کرتا ہوا میدان جنگ مین آیا اور پکار کر کہا او طلسم کشا کسی کو میرے مقابلہ
مین بھیج بدیع الزمان نے میسرۂ لشکر کیطرف دیکھا فوراً طاوس زرین تن صف لشکر سے نکلا
اور بدیع الزمان سے اجازت جنگ لیکر طاوس زرین بال پر سوار ہو کر بعجلت تمام اُس کے
روبرو گیا شبرنگ نے اس کو دیکھکر کہا او نمک حرام تو نے اپنے بادشاہ سے نمکحرامی کی اور
اُنکی اطاعت سے منھ موڑا اور اُس پر طرہ یہ کہ دین و مذہب بھی چھوڑا کچھ اپنی ذلت و رسوائی کا تو نے
خیال نہ کیا طلسم کشا اک مسلمان خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والا اُس کا تو شریک ہو گیا اور اُس
کی جانب سے مجھ سے لڑنیکو آیا ہی معلوم ہوا کہ تیری قضا میرے روبرو لائی ہی تجھ ایسے نابکار
و نمکحرام کا قتل کرنا میری ادیرو اجب ہی تا کہ دوسرون کو عبرت ہو طاوس زرین تن نے
جواب دیا بیہودہ کیا بکتا ہی مین عاقل ہون تیری طرح جاہل نہین ہون آگاہ ہو کہ یہ طلسم اب

باقی نہ رہیگا ہمارے مالک آقا یعنی طلسم کشا اس طلسم کو انشاء اللہ جلد فتح کرینگے کافرون اور اپنے دشمنون کو چُن
چُن کر قتل کرینگے جو بعد فتح طلسم اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کریگا اور بصدق دل مسلمان ہوگا وہ قتل سے امان پائیگا یا جو
بالفعل مطیع اسلام ہوگا اُس کا بہتر انجام ہوگا اے شبرنگ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال اور جو کچھ مین نے
کہا ہے اس پر عمل کر ورنہ اس ذلت و خواری سے مارا جائیگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیری حالت پر گریہ بکا
کرینگے وہ یہ سنکر نہایت برہم ہوا مارے غصہ کے کچھ منہ سے نکلا مگر اک ناریل جھولی سے نکالا اور اس پر کچھ سحر دم
کرکے کھینچ مارا ادھر طاوس زرین تن نے بعجلت تمام کار دسحر سے اُسے کاٹا اور ضرب ناریل مذکور سے محفوظ
رہا بعد اُسکے طاوس زرین تن نے ایک گولا فولادی نکالا اور کچھ اس پر سحر پڑھا اور اپنی انگشت کا خون
چھڑکا اور سوے صحرا مارا وہ گولا دور جاکر پھٹا اور اُس سے تاریکی مثل شب دیجور نمایان ہوئی اس مین سے
ایک زنگی مرکب پر سوار ہاتھ مین شمشیر آبدار پیدا ہوا اور قریب طاوس زرین تن آیا اور کہنے لگا اس خادم
کو کیا حکم ہوتا ہے آپ کا کون دشمن ہے بتلایئے کہ مین اُسکو جاکر قتل کرون اُس نے جواب دیا دیکھ یہ سامنے ساحر
سیاہ رو شبرنگ جادو کھڑا ہے اس کو جاکر ہلاک کر وہ یہ سنکر اُسکی طرف چلا ہر چند اُس ملعون نے متواتر نارنج
ترنج گولے وغیرہ بہت مارے لیکن وہ حبشی نہ ہلاک ہوا اور عنقریب اُس کے جاکر تیغ آبدار اُس کے سر پر
لگائی گو اُس نے سحر سے چند سپرین پیدا کین لیکن کچھ نہ ہوسکا تلوار آبدار سب سپرون کو کاٹ کر اُسکی سر
پر آئی اور سر سے گذر کر تا کمر پہونچی اور کمر سے گذر کر اور مار آتشین کو کاٹ کر زمین مین در آئی راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے لاشہ شبرنگ جادو کا تڑپنے لگا ملکہ رشک بدر اور جملہ ساحران
لشکر طلسم کشا خوش ہوئے اور بے اختیار بآواز بلند تعریف کی بارش جادو اور جملہ اہل لشکر کو اُسکے قتل ہونیکا
رنج ہوا تھوڑی دیر مین شبرنگ جادو تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکی مرنے سے آواز آئی کشتی مرا کہ نام من
شبرنگ جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد دور ہونے سیاہی اور آواز کے
ایک اور ساحر زبردست لشکر بارش جادو سے کہ نام اُس کا زنار جادو تھا اُس سوار زنگی کے سامنے
گیا اور کار دسحر کا لگاکر چاہا کہ سحر طاوس زرین تن کا مٹاے لیکن نہ مٹ سکا کارد سحر نے کچھ اثر نہ کیا زنگی مذکور نے
اُس کو بھی مانند شبرنگ جادو کے قتل کیا اُس کے بھی قتل ہونے کی علامت ظاہر ہوئی اور آواز
آئی کہ کشتی مرا کہ نام من زنار جادو بود کہانتک مفصل اس زنگی سحر کی لڑائی نام بنام لکھی
جائے مختصر یہ ہے کہ اُس نے دس ساحرون کو قتل کیا لشکر کاے طلسم کشا خوش ہوے اور حریفون کو
ملال ہوا خصوصاً بارش جادو کو اسقدر ملال ہوا اور غصہ آیا کہ صف لشکر سے نکل کر چاہتا تھا
کہ اُس سوار زنگی کے روبرو جائے ناگاہ اُس کے سپہ سالار ابر جادو نے صف لشکر
سے نکل کر عرض کیا کہ حضور کی شان اور لیاقت سے یہ خلاف ہے اور موجب بدنامی ہے کہ ایک
ادنی ساحر کے سحر کے مٹانے کے واسطے خود میدان جنگ مین تشریف لے جائین آپ طلسم کشا
سے مقابلہ کیجیے گا گو وہ صاحب لوح طلسمی ہے اور اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا ہے لیکن آپ ایسے
نامی اور نام آور ساحر ہین کہ لوح طلسمی کسی حیلہ سے اُس سے ضرور ہی لے لیجیگا اور یقینی اُسے
قتل کیجیے گا اور سر طلسم کشا کا روبروے شاہ طلسم مع لوح طلسمی کے لے جائیے گا اس سوار
سحر سے مین جاکر مقابلہ کرتا ہون اور اس کو مٹاتا ہون بعد اس کے طاوس زرین تن

کو بھی قتل کرونگا فدا حضور توقف کرین میری لڑائی کا تماشا دیکھین بارش جادو ابر جادو کے کہنے سے رکا
اور کہا اچھا تو ہی جا کر سحر کو طاوس زرین تن کے مٹا دے اور اُس کو قتل کر طلسم کشا اور اُس کے
اہل لشکر بہت خوش ہین ان سب کو طاوس زرین تن کے ماتم مین رولا ابر جادو اُسیوقت ہوا کے
گھوڑے پر سوار ہو کر گرگڑاتا ہوا زنگی کے مقابلہ مین آکر ٹھہرا زنگی مذکور اپنے زعم مین اُسکو بالکل پانی سمجھکر
تیغ برق کردار لیکر جھپٹا کہ ابر جادو نے بعجلت تمام ایک گلدستہ جھونے سے نکالا اور کچھ اس پر سحر پڑھا
اور اپنی پیشانی سے اُس پر خون چھڑکا اور بنا سامری کہکر سوے صحرا پھینکا وہ گلدستہ دور جا کر گرا اور شق
ہوا اُس مین سے دھوان پیدا ہوا اور وہ مثل ابر کے چھایا ایک لمحہ مین وہ ابر دفع ہوا سامنے سے اک فرنگی
شیر سوار پیدا ہوا اور طرف ابر جادو کے چلا جبتک وہ قریب آئے ابر جادو زنگی مذکور کے خوف سے
پیچھے ہٹتا گیا جسدم وہ شیر سوار سامنے آیا پکارا اے ابر جادو کیون مجھے بلایا ہے اُس نے کہا جا او فرنگی اس
زنگی کو قتل کر وہ یہ سنکر زنگی کی طرف چلا اور نعرہ کیا او حبشی ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا زنگی نے بھی ایک
ڈانٹ دی اور اُس کی طرف متوجہ ہوا لکھا ہے کہ تا دیر دونون مین خوب تلوار چلی آخر کار فرنگی شیر سوار نے
ایک وار ایسا لگایا کہ زنگی دو ٹکڑے ہوا اور ہمہ تن شعلہ ہو کر معدوم ہو گیا طاوس زرین تن اپنے سحر
کے مٹنے سے نہایت برہم ہوا اور فی الفور آگے بڑھکر ایک فولادی گولا مارا وہ جا کر اُس فرنگی کے سینہ پر
پڑا اور اُس کو توڑ کر پار نکل گیا اور وہ فرنگی جلکر خاک سیاہ ہو گیا ابر جادو اپنے سحر کے مٹنے سے نہایت غضبناک
ہوا اور آگے بڑھکر طاوس زرین تن سے کہا او داغی نمک حرام شاہ طلسم تونے تو میری اک ادنا
طلسم کو مٹایا ہے مین دیکھ تجھکو ابھی قتل کرتا ہون تیرا نام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہون یہ
کہکر ایک نارنج پر سحر کر کے سینہ طاوس جادو پر مارا ادھر اس نے فورا کارد سحر کا نکالا اور نارنج
مذکور درمیان راہ مین کاٹا پھر اُس نے جھلا کر ایک ناریل چوبی دار پر سحر دم کر کے اُس کے سینہ
پر کینہ پر تاک کر مارا اِس نے بھی فی الفور ایک فولادی گولے پر سحر پڑھکر اُس گولے پر مارا اُس پر
جا کر چھٹاک سے پڑا دونون باہم لڑکر ایسا لڑے کہ آگ کی چنگاریان نکلین اور دھوان پیدا ہوا آخر
کار دونون ٹوٹ پھوٹ کر زمین پر گر پڑے الحاصل اسی طرح تا دیر باہم لڑائی رہی کبھی اس نے وار کیا اُس
نے رد کیا کبھی اُس نے وار کیا اِس نے دفع کیا آخر کار ابر جادو سحر سے بصورت شیر ہو کر حملہ آور ہوا
طاوس زرین تن بھی بصد عجلت اژدر آتشین سے اوزر کر سحر کر کے زمین پر غلطان ہوا اور بشکل شیر
ببر ہو کر برا سے شکار ابر جادو جھپٹا جب قریب پہونچا دونون شیرون مین باہم لڑائی ہونے لگی کبھی
یہ اُس پر سخت حملہ کرتا تھا اور کبھی وہ اِس پر دونون شیر پنجہ و دندان تیز سے باہم لڑ رہے
تھے وہ اُن کے جست وہ جھپٹے اور وہ اُن کے نعرے اور وہ اُن کی جنگ عظیم دونون سپاہ
کے مردم دیکھنے لگے تھوڑی دیر تک اسی طور سے لڑائی ہوئی انجام یہ ہوا کہ ابر جادو
عاجز ہو کر سحر سے بصورت باز بنکر اُس بہادر کے سامنے سے بھاگ کر سوے فلک بلند ہوا
طاوس جادو بھی سحر سے باز ہو کر اُڑا اور روبرو ہوا جا کر ابر جادو سے لڑنے لگا منقار
و چنگل سے لڑائی ہونے لگی سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک طاوس جادو نے اپنی منقار تیز
و چنگل سے جو کہ مثل چنگل قضا کے تھا ابر جادو کو ایسا زخمی کیا کہ وہ تاب مقابلہ نہ لا یا اور

پسپا ہو کر بروے زمین آیا ساتھ ہی اُس کے طاؤس جادو بھی گُنڈے تول کر آیا اور
چاہا کہ اُس کو ہلاک کرے بارش جادو اپنے سپہ سالار ابر جادو کو زخمی اور عاجز حریف
سے دیکھکر برہم ہوا اور سحر سے شکل باز ہو کر فوراً اُڑا اور طاؤس جادو سے آکر مقابلہ کیا
اور ابر جادو اپنے سپہ سالار لشکر کو اپنے لشکر مین روانہ کر دیا طاؤس جادو اُس سے لڑنے
لگا منقار و چنگل سے باہم دونون لڑنے لگے یہانتک کہ لڑتے لڑتے باہم لپٹے ہوے زمین پر
گرے اور پھر سحر سے دونون بصورت اصلی ہو کر اژدرہاے آتشین سحر پر سوار ہو کر باہم
نارنج و ترنج سحر سے لڑنے لگے اس طرح بھی دیر تک لڑائی ہوئی دونون لشکرون کے لوگ
سیر دیکھا کیے دونون برابر لڑا کیے کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا بارش جادو نے عاجز ہو کر
روئی کا پھاہا نکالا اور اُس پر تھوڑا پانی ڈال کر سحر پڑھنے لگا وہ پھاہا روئی کا تاثیر سحر سے
ابر بنکر بلند ہوا اور سر طاؤس جادو پر بلکہ تمامی لشکر طلسم کشا پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا
چھوٹے چھوٹے ساحر تو اُس ابر سحر کے پانی سے تر ہو کر بیہوش ہوئے گئے اور ساحران زبردست مثل
ملکہ رشک بدر وغیرہ کے اور نیز دیگر ساحر زمین مین غرق ہوتے تھے تاکہ بیہوشی سے امان پائین
لشکر مین تہلکہ پڑ گیا طلسم کشا نے چاہا کہ لوح کو دیکھکر حکم لوح پر عمل کیا جائے ناگاہ دیکھا
کہ طاؤس جادو نے ایک گولہ فولادی نکالا اور اُس پر سحر پڑھکر ابر پر مارا وہ ابر فوراً لخت لخت
ہو کر نظر سے غائب ہو گیا بارش جادو اس اپنے سحر کے مٹنے سے جس پر اسکو ناز تھا از حد
برہم ہوا اور ایک کارد پوشیدہ طور سے جھولی سے نکالکر چاہا تھا کہ طاؤس جادو کے سینہ پر
مارے ناگاہ زمین شق ہوئی دیکھا کہ رشک بدر وغیرہ چند ساحر زمین سے نکلے طاؤس جادو
انکی طرف متوجہ ہوا بلکہ ملکہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ملکہ عالم اب کی مرتبہ وہ اس نابکار
پر سحر کرونگا کہ یہ جانبر نہوگا دیر سے اس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے اُس نے جواب دیا مناسب
تو یہی ہے کہ جلد اس کمبخت کو ہلاک کرو اس نے تمام لشکر پر باران سحر برسا کر بیہوش کر رکھا ہے یہ
تو ملکہ کیطرف متوجہ تھا اور کچھ بارش جادو کیطرف بھی دیکھتا جاتا تھا اس عالم مین ایکدفعہ
بارش جادو نے طاؤس جادو کو غافل پا کر وہی کارد سحر تاک کر سر پر لگائی جب وہ قریب
سر آئی اس وقت طاؤس نے اس کارد کو دیکھا وہ اس قدر قریب آگئی تھی کہ یہ کچھ اُس کے
دفع کی فکر نہ کر سکا لیکن صرف اتنا ہوا کہ اس نے چند سپرین سحر سے پیدا کین تاکہ سر
کارد سے محفوظ رہے مگر وہ کارد سحر سب سپرون کو کاٹ کر دو انگل کاسہ سر مین در آئی
طاؤس زرین تن نے گھبرا کر اپنے تئین اژدر آتشین سے گرا کر سحر سے غرق زمین کیا کارد
سحر دور جا کر گری بعد ایک لمحہ کے زمین شق ہوئی طاؤس جادو زمین سے یون نکلا کہ سر زخمی تھا خون
سر سے بکثرت نکل رہا تھا دست و پا مین قوت نہ تھی ضعف سے عجب حال تھا بدیع الزمان یہ
کیفیت طاؤس جادو کی دیکھکر ملکہ رشک بدر سے کہنے لگے کہ طاؤس کو بلا لو ہماری طرف
سے کہو کہ اب اس وقت بارش جادو سے مقابلہ نکرو ہمارا ارادہ ہے کہ اب ہم اس ملعون
سے لڑین اور واصل جہنم کرین ملکہ نے جواب دیا ہر چند آپ طلسم کشا ہین اور ساحرون پر

غالب ہونگے لیکن اس ساحر سے مقابلہ نکیجیے یہ بڑا مکار ہے مین خود جاتی ہون اور اس سے لڑتی ہون
آپ میری لڑائیکا تماشا دیکھیئے بدیع الزمان نے جواب دیا کہ اچھا تمہین جاو گو میرا دل نہ چاہتا تھا
مگر تمہارے کہنے سے مجبور ہو گیا ملکہ رشک بدر تخت سحر پر سوار ہو کر آگے بڑھی اور طاوس زرین
تن کو لشکر مین روانہ کر کے بارش جادو سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوئی یہان طاوس زرین تن
کو بدیع الزمان نے دیکھکر کہا تم اپنے خیمہ مین جاؤ اور استراحت کرو وہ حسب الحکم خیمہ مین گیا اس طرف
بارش جادو ملکہ رشک بدر کو دیکھکر از حد غضبناک ہوا اور کہنے لگا او رشک بدر تو نے غضب
کیا طلسم کشا کی شریک ہوئی اور اس پر عاشق ہوئی او اپنے باپ کی دشمن ہوئی طلسم کی بربادی پر کمر باندھی
ہے ہمسے لڑنیکو موجود ہوئی ہے جا دور ہو ہمارے سامنے سے کیا ہم تجھکو سحر سے ہلاک کرین نمک خوار
بادشاہ کے ہین ہر چند کہ تو باغی ہے تیرا قتل کرنا مناسب تھا لیکن یہ خیال ہے کہ خود دختر شاہ طلسم ہے مبادا
تیرے باپ کو تیرے مرنے کا صدمہ ہو اور وہ مجھسے کہے کہ اے بارش جادو کیون تم نے میری دختر
کو قتل کر ڈالا تو مین کیا جواب دونگا ملکہ نے جواب دیا او نابکار بدزبان جو کچھ مین نے کیا خوب کیا تو
مجھکو کیون طعنہ دیتا ہے اور برا کہتا ہے کیا تری شامت آئی ہے تو میرا ملازم ہے کر مجھ سے ایسے
کلمات کہتا ہے کچھ پاس ولحاظ میرا نہین کرتا ہے اور لڑنے سے کیون انکار ہے معلوم ہوا کہ تو مجھ سے ڈرتا
ہے خوف جان سے تو نہین لڑتا ہے اگر تو مقابلہ نکریگا تو مین خود تجھکو ہلاک کرونگی بارش جادو یہ تقریر
ملکہ کی سن کر از حد برہم ہوا غصہ سے کانپنے لگا پھر جھولی سے ایک ناریل چوٹی دار نکالکر
اور اس پر سحر کر کے کہا او چھوکری ہوشیار جا کہ اس ناریل سے تیرا بچنا اور جانبر ہونا بہت مشکل ہے
یہ کہکر وہی ناریل یا سامری کہکر مارا ادھر ملکہ نے افسون کے کچھ بول پڑھکر دستک دیکر کہا اے
ناریل سحر کے پلٹ جا اور بارش جادو کا کام تمام کر وہ ناریل صدائے دستک سنکر بموجب کہنے ملکہ
کے بارش جادو کیطرف پلٹا اس نے فورا گھبرا کر کار د سحر سے اسے کاٹا اپنا سحر خود مٹایا اور غضب
سے ملکہ کو دیکھکر کہا او گیسو بریدہ پھر تو ایک چھوکری ہے اور مین گرگ باران دیدہ ہزارون سحر
مجھکو یاد ہین تو کل کی چھوکری ہو کر مجھ سے کیا مقابلہ کریگی یہ کہکر سحر سے بصورت شیر بنکر نعرہ
کر کے حملہ آور ہوا ادھر ملکہ نے سحر سے اپنے تئین برق بنایا اور فلک پر بلند ہوئی اور کڑکڑا کر
بارش جادو پر کہ بصورت شیر تھا گری اس نے فوا سحر کر کے زمین پر پاؤن مارے زمین شق ہوئی
چاہتا تھا کہ ہمہ تن زمین مین غرق ہو کر اپنی جان بچائے ناگاہ برق مذکور اس کے سر پر آئی
یہ غرق زمین ہو تو گیا تھا لیکن سر اس کا کچھ باقی تھا برق سر پر گری اور دو چار انگل سر مین در آئی
بارش جادو زخمی ہو کر غرق زمین ہو گیا ملکہ رشک بدر یعنی برق مذکور تڑپکر بلند ہوئی ادھر بارش
جادو سحر کر کے اور زمین کو شق کر کے نکلا ملکہ نے چاہا تھا کہ پھر مثل دل اس کے سر پر گرے
یکایک بارش جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ ملکہ سے بدیع الزمان نے کہدیا تھا کہ جب حریف
طبل بازگشت بجوا دیتا ہے تو ہم اور ہمارے لشکری اسوقت مقابلہ نہین کرتے ہین جنگ سے ہاتھ
روک لیتے ہین اس خیال سے ملکہ نے اس کے ہلاک کرنے سے ہاتھ اٹھایا اور زمین پر گر کے
پھر بصورت اصلی ہوئی اور لشکر مین آئی طلسم کشا مع اپنے لشکر کے آئے بارش جادو اسطرف

زخم سر کی وجہ سے نالان اپنی سپاہ کو لے کر فرودگاہ لشکر پر گیا اور زخم سر کے علاج مین اور چارہ و تدبیر مین سرگرم ہوا ادھر بھی حکم بدیع الزمان سے **طاؤس زرین تن** کا علاج ہونے لگا کئی روز بارش جادو نے خیال بھی لڑنے کا نہ کیا جب زخم سر اُس کا رو باصلاح ہوا اور ابر جادو بھی رو بصحت ہوا ایک شب بارش جادو نے ابر جادو وغیرہ سے پوچھا کہ فی الحال طلسم کشا سے مقابلہ کیا جائے یا ابھی لڑائی موقوف کی جائے سب لوگون نے عرض کیا کہ خداوند نعمت ہمارے نزدیک تو یہی مناسب ہی کہ اب کی مرتبہ تمامی لشکر طلسم کشا کو قتل ہی کر ڈالیے طلسم کشا سے لوح طلسمی کسی تدبیر سے لے کر اُس کو بھی گرفتار کر لیجیے بارش جادو نے اپنے لشکر کے کہنے سے بطور اپنے طریقہ و طرز کے طبل جنگ یعنے ڈہرو اور دف وغیرہ کے بجانے کا حکم دیا اُس کے اہل لشکر نے اُس کے حکم کی تعمیل کی اور صداے دف وغیرہ لشکر سے بلند ہوئی امیہ بن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے طلسم کشا کی خدمت مین حاضر ہو کر طبل جنگ لشکر حریف مین بجنے کی خبر دی بدیع الزمان نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا ملازمون نے جا کر نقارہ نوازون کو حکم بادشاہ لشکر اسلام سے مطلع اور آگاہ کیا اُنھون نے بمجرد حکم بدیع الزمان طبل جنگ بے درنگ بجایا آوازۂ طبل چرخ برین تک پہونچا گوش سبحان ملاء اعلی کر ہوئے بیت صداے ز نقارہ آمد برون + کہ دو نست دو نست گردون دون + بہادران لشکر نے جیسی ہی نقارۂ رزمی کی آواز سنی فرط خوشی سے پھول گئے ایک دلاور نے دوسرے بہادر سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل خوب حوصلے نکلینگے سر میدان اپنی مردانگی دکھائینگے اپنے دشمن کا خون بہائینگے ایسی ایسی تلوارین مارینگے کہ اجسام دشمنان کو پارہ پارہ اور پاش پاش کر دینگے کشتگان فوج مخالف سے عرصۂ جنگ بھر دینگے لاشون کے انبار ہونگے دیکھنا ہم کیسے کیسے نامورون کو بے نشان کرینگے اُس نے جواب دیا کہ بھائی مرنا برحق ہی جو پیدا ہوا ہی اُس کے واسطے ناپید ہونا ضرور ہی انسان کا فقط نام باقی رہ جاتا ہی جان کو کبھی عزیز نہ کرے ہمارا تو یہ قول ہی کہ لڑے مرے جان دیدے مگر جنگ سے مُنھ نہ موڑے دیکھنا کل کیسی جنگ کرتا ہون چُن چُن کے دشمنون کو بیجان کرونگا خون دشمن سے ہاتھ بھرونگا بہادر تو اس طرح کی گفتگو کر رہے تھے اور جو بودے اور نامرد تھے اور فقط پیٹ پالنے کے لیے جن لوگون نے فوج کی نوکری اختیار کی تھی اُنکی یہ کیفیت ہوئی کہ آواز طبل جنگ سُنتے ہی دم نکلنے لگا ایک کچدلے نے دوسرے سے آہستہ سے کہا کہ لو میان قضا آگئی نقارۂ رزمی کی آواز صداے صور اسرافیل سے کم نہین ہی بس اب رات بھر کی زندگی اور باقی ہی دوسرے نے جواب دیا کہ یار تم بھی عجب طرح کے بیوقوف آدمی ہو یہ موت وغیرہ تو اُنکے واسطے ہی جو بھاگ نہ سکے تم یہ کرو کہ سائیسون کو حکم دیدو کہ تین بجے صبح سے گھوڑے تیار رکھین اور ہم تم جاگتے رہین بوقت سحر قبل جنگ شروع ہونے کے گھوڑون پر سوار ہو کر کسی طرف نکل چلینگے کون جان دے اصل بات یہ ہی کہ جان ہی تو جہان ہی یہ بادشاہ لوگ بڑے ظالم ہوتے ہین خود لڑتے ہین اور ہزارہا بندگان خدا کا خون کرواتے

ہین اور جب

چاہتے ہین فوراً صلح کر لیتے ہین ہمکو تو بھیک مانگنا گوارا ہی اور انکی نوکری کرنا منظور نہین ہی اگر
ہم نے بہادرون کی طرح سے حماقت کی اور لڑ بھڑ کر مر گئے تو بال بچے ہمارے بے وارث اور
بے والی ہو جائینگے کوئی اُنکا پرسان حال نہوگا غرضکہ تمام شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی
کی ہوئی ہر ایک ساحر نے اپنا اپنا سحر تیار کیا جب صبح ہوئی تو حسب دستور ایک جانب سے
بدیع الزمان بعد فراغ نماز صبح کے مسلح ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر مرکب طلسمی پر سوار ہوکر
تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر جانب میدان کارزار روانہ ہوتے اُسوقت عجب طور سے لشکر طلسم کشا
سوے جنگاہ جاتا تھا جملہ ساحر عقب بدیع الزمان سحر کی سواریون پر سوار تھے راہ مین سحر
سے عجائبات دکھاتے جاتے تھے خصوصاً ملکہ رشک بدر اور طاؤس زرین تن متواتر سحر
کرکے کبھی ابر سحر پیدا کرتے تھے وہ محیط ہوکر کم کم برستا تھا بوندیان پڑتی تھین ہواے سرد عیسیٰ دم
چلتی تھی دلون کو مرغوب ہوتی تھی کبھی سحر سے سامنے وہ باغ پُر بہار پیدا کرتے تھے کہ جسکی سیر
سے غنچہ دل شگفتہ ہوتے تھے کبھی اُس کو مٹا دیتے تھے غرض اسیطرح عجائب و غرائب دکھاتے
ہوئے اور پھر اُن کو معدوم کرتے ہوئے ہمراہ رکاب طلسم کشا میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے
بارش جادو مع اپنی تمامی فوج کے میدان کارزار مین آیا پھر حسب مندرجہ بالا میدان کارزار کی درستی
وصف آرائی ہوئی بعد ازان ایک ساحر مسمی بہ میخوار جادو مست مئے نخوت ہوکر لشکر بارش
جادو سے نکل کر میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے ملکہ رشک بدر نے
اُس کے مقابلہ کے واسطے لشکر سے نکلنا چاہا بدیع الزمان نے اُس خوبرو کو صف لشکر سے
نکلتے ہوئے دیکھکر کہا ای ملکہ ہرگز تم نہ جاؤ میرے روبرو نہ لڑو مین اس ساحر سے مقابلہ کرونگا
اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ صاحب تم طلسم کشا ہو بڑے بڑے ساحرون سے لڑنا اور اُنکو بحکم لوح
قتل کرنا ادنے ساحرون سے تمھین لڑنا مناسب نہین ہی خلاف شان ہی مجھی کو اجازت ہو کہ مین
جاؤن اور اس ساحر نابکار کو ہلاک کرون بدیع الزمان اُسکی تقریر سن کے خاموش رہے وہ
نازنین خوش جمال طاؤس سحر پر سوار ہوکر میخوار جادو کے روبرو گئی اُسنے غضب و قہر کی نظر سے
دیکھکر ایک نارنج اپنی جھولی سے نکال کر اُسپر سحر کرکے ملکہ مذکورہ پر مارا وہ قریب سر آکر شق ہوا دھوان
اور شعلے اسقدر ظاہر ہوئے کہ ملکہ اُس مین پنہان ہوگئی بعد ایک لمحہ کے اُس دھوین اور شعلون کو
مٹا کر غضبناک ہوکر ایک گولہ فولادی نکالا اور اُسپر سحر کرکے میخوار جادو کے سینے پر مارا ہر چند
اُس نے اپنی جانبری کی تدبیر کی مگر وہ گولہ اُس کے سینۂ پر کینہ پر اس طرح پڑا کہ توڑ کر نکل گیا
میخوار جادو زمین پر گر کے تھوڑی دیر کے عرصہ مین تڑپ تڑپکر مر گیا اُس کے مرنے سے کچھ
تاریکی ہوئی بعد ازان آواز آئی کشتی مرا نام من میخوار جادو بود جب میخوار ہلاک ہوگیا بارش جادو
نے ابر جادو کو اپنے پاس بُلاکر اُس کے کان مین آہستہ کچھ کہا اُس نے بلند آواز سے عرض کیا
بہتر تو ہی مین حکم کی تعمیل کرونگا بارش جادو ابر سحر پر سوار ہوکے روبرو ملکہ رشک بدر کے آیا
اور پکارا او گیسو بریدہ آج کے روز مین ضرور تجھکو قتل کرونگا تو نے میرے دل کو صدمہ دیا ہی مجھے
زخمی کیا ہی یہ کہکر ایک ناریل چوٹی دار نکالا اور سحر اُسپر دم کرکے ملکہ پہ مارا وہ ناریل سر ملکہ پر آنے

بھی نہ پایا تھا کہ نازنین مذکورہ نے کارد سحر مار کر اُسے دو ٹکڑے کرکے سحر کو باطل کیا بارش
جادو اپنے سحر کے مٹنے اور کارگر نہ ہونے سے سرنگون ہوا ادھر ملکہ نے ایک گلدستہ گلہاے
زنگارزنگ کا جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے بارش جادو کیجانب پرا وہ گلدستہ سر بارش جادو پر جاکر
شق ہوا گلہاے زنگارنگ نے صورت اپنی بہ شکل شعلون کے تبدیل کرکے چہار جانب
سے یون اُسے گھیر لیا کہ وہ شعلون مین نہان ہوگیا ہرچند اُس نے اس سحر کو رد کرنا چاہا مگر رد
نہو سکا آخر کار سحر کرکے قدم زمین پر مارے اور بعجلت تمام غرق زمین ہوگیا جب دیر ہوئی اور اُن
شعلون سے بارش جادو باہر نہ آیا یہان تک کہ اُن شعلون کو ملکہ نے دفع کردیا اُسوقت اکثر
ساحران لشکر بارش جادو متفکر اور متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ ابتک بارش جادو
اگر زندہ ہوتا اور گرفتار نہو گیا ہوتا تو ضرور شعلون سے یا زمین سے ظاہر ہوتا یقینی ملکہ رشک بدر
نے اُس کو اس طور سے گرفتار کیا کہ ہم کو ثبوت نہین ہوا پس اب ہم کو لازم ہی کہ ہم ملکہ رشک بدر
کو گھیر کر اور یکبارگی حملہ کرکے ہلاک کرین یہ خیال کرکے وہ سب آگے بڑھے اُن کو دیکھکر تمامی
ساحر بھی آگے بڑھے اور ملکہ رشک بدر پر حملہ آور ہوئے ادھر سے بھی بحکم بدیع الزمان نامدار
طاؤس زرین تن جملہ مردمان لشکر کو لے کر بڑھا اور بدیع الزمان بھی شمشیر آبدار نیام سے
کھینچکر سوے لشکر حریف بڑھے جب دو دریاے لشکر مل گئے لڑائی سحر کی ہونے لگی نارنج
و ترنج اور گولے فولادی اور کارد سحر سے ساحران لشکر جانبین ایک دوسرے کو مار کر ہلاک
کرنے لگے دونون طرف ساحر ہلاک ہونے لگے اُن کے مرنے سے اندھیرا ہونے لگا آوازین اُنکی
پیر اُن کے نام سے دینے لگے ادھر بدیع الزمان دریاے لشکر حریف مین نہنگانہ غوطہ زن تھے
تیغ آبدار سے سیکڑون ساحرون کو قتل کر رہے تھے ہرچند ساحر اُنپر سحر کرتے تھے اور اُنکو روکنا
چاہتے تھے مگر سحر اُنپر بوجہ لوح کے اثر نہ کرتا تھا اور کسی کے روکنے سے یہ نہ رُکتے تھے تمام ساحر
عاجز تھے اور مجبوری سے پیچھے ہٹتے تھے بدیع الزمان مع اپنے لشکر کے آگے بڑھتے جاتے تھے
اور ساحران لشکر بارش جادو کو قتل کرتے جاتے تھے میدان جنگ مین جا بجا کشتون کے پشتے
اور لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے دریاے خون دشمنان گویا زمین پر جاری کردیا تھا ساحران
سیاہ حریف سامنے سے طلسم کشا کے بھاگتے تھے ایک طرف طاؤس زرین تن اُن ادنی ساحرون
کو نارنج اور ترنج وغیرہ سحر کرکے مارتا تھا اور اُنھین ہلاک کرتا تھا ایک جانب ملکہ رشک بدر
مردانہ لڑ رہی تھی برابر ساحرون کو قتل کر رہی تھی غرض جنگ عظیم ہو رہی تھی ہزارون ساحر
لشکر بارش جادو کے قتل ہو رہے تھے طاؤس زرین تن اور ملکہ رشک بدر مع لشکر ہمراہ
رکاب طلسم کشا دمبدم آگے بڑھتے جاتے تھے اور ساحران لشکر حریف پسپا ہو رہے تھے اکثر رونفرا
تھے ناگاہ بارش جادو زمین سے نکل کر اور اژدر سحر پر سوار ہوکر عین گرمی جنگ مین عقب ملکہ
رشک بدر آیا اور نعرہ کیا اور چھوکری اور رشک بدر ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ملکہ مذکور جبتک
اُسکی طرف دیکھے اور کچھ جواب دے اُس مکار نے ایک ناریل چوٹی دار پر سحر کرکے یا سامری
و جمشید کہکر مارا وہ ناریل سر ملکہ پر آکر پھٹا دھوان اور شعلے اس درجہ پیدا ہوئے کہ ملکہ موصوفہ

اُنمین پوشیدہ ہوئی اور اُس سحر کے دفع کرنے مین مصروف ہوئی بعد ایک لمحہ کے مثل شیر غضبناک
اُس کی جانب پلٹی اور پکاری کہ او نابکار او دغاباز تو بفریب لڑتا ہی جانب پشت دھوکے اور
فریب سے آتا ہی اور سحر کرتا ہی تو کیسا مرد بزدل ہی یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک ترنج پر سحر کرکے
چاہا کہ سینہ پرکینۂ بارش جادو پر مارے ناگاہ بارش جادو نے گھبرا کر اور عاجز ہوکر ایک ڈبیا
اپنی کمر سے نکالی اور جلد تر اُسے کھول کر جو خاک قبر جمشید اُس مین تھی آگے بڑھکے ملکہ پر
ڈالدی اور خاک قبر جمشید کی یہ خاصیت تھی کہ جس پر وہ ڈالدی جاتی تھی تو تھوڑی دیر تک
وہ ضرور بیہوش ہوجاتا تھا پس اسی وجہ سے ملکہ رشک بدر بھی بجبرد پڑنے خاک مذکور کے
بیہوش ہوگئی بارش جادو نے اُسی وقت ملکہ رشک بدر پر سحر کیا اور اپنے سحر مین بایخیال
گرفتار کرلیا کہ تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار نہ ہوجائے جب یہ تدبیر کرچکا تو سحر سے بصورت
عقاب بنکر ملکہ رشک بدر کو پنجہ مین داب کر اُڑا اور ایک سمت لے کر چلا چونکہ بارش جادو
نے اپنے سپہ سالار ابر جادو سے آہستہ یہی کہا تھا کہ جب مین بفریب و مکر ملکہ رشک بدر
کو گرفتار کرلون تو اُس وقت یا طبل بازگشت بجوا دینا یا مع لشکر پسپا ہوکر روبفرار ہونا کہ
اس مین ایک مصلحت ہی چنانچہ بموجب اُس کے کہنے کے ابر جادو شکست کھا کر میدان جنگ
سے مع اپنے باقی ماندہ لشکر کے بھاگا بدیع الزمان وغیرہ نے تھوڑی دور ساحرون
کا تعاقب کیا بعد ازان بفتح و فیروزی خرم و شادان قیام گاہ لشکر فیروزی اثر کی طرف روانہ
ہوئے یہ تو جانب فرودگاہ لشکر جاتے ہین مگر اب احوال لشکر حریف کا لکھا جاتا ہی کہ جب
بارش جادو ملکہ رشک بدر کو گرفتار کرکے سوے صحرا روانہ ہوا تھا ایک کوہ پر جاکر
اُس نے قیام کیا تھا جسوقت ابر جادو وغیرہ ساحران نابکار اُسی کوہ کی جانب بھاگ کر
پہونچے تو اُس وقت بارش جادو بالاے کوہ سے ملکہ رشک بدر کو لے کر بروے زمین
آیا اور زمین پر لوٹ پوٹ کے سحر اپنا دفع کرکے بصورت اصلی ہوکر ابر جادو اور نہال
جادو سے کچھ آہستہ کہا اُنھون نے عرض کیا کہ بہت بہتر پھر ایک ساحر سے کہ نام اُس ساحر
کا غزالہ جادو تھا کچھ کہا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر وہ سوے
صحرا گیا اور بصورت غزال شوخ چشم بن کر سبزہ زار مین پھرنے لگا اسطرف بارش جادو
نے اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا کہ تم ملکہ رشک بدر کو ہمراہ لے کر درۂ کوہ مین پنہان
ہوجاؤ وہ بموجب حکم ملکہ رشک بدر کو لے کر درۂ کوہ مین نہان ہوگئے بعد ان امور کے
بارش جادو اور ابر جادو اور نہال جادو اُسی صحرا مین جو تدبیر کرنی تھی وہ تدبیر کرکے
بیٹھے یہ سب تو صحرا مین ہین احوال اُن کا بمقام مناسب لکھا جائے گا مگر اب چند کلمہ احوال
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے تحریر کیے جاتے ہین کہ جسوقت بدیع الزمان باشوکت و
شان لشکر بارش جادو کو شکست دے کر بخوشی و خرمی اپنے قیام گاہ لشکر جلادت اثر
کی طرف چلے تو اثناے راہ مین ملکہ رشک بدر کو اپنے لشکر مین نہ دیکھکر نہایت متحیر ہوے
اور تعجب سے طاؤس زرین تن اور امیہ بن خواجہ عمرو سے پوچھنے لگے کہ تم لوگون کو

کچھ معلوم ہی کہ ملکہ رشک بدر کہان گئی ہین شاید تعاقب مین ابر جادو وغیرہ کے کسی طرف
چلی گئی ہین طاؤس زرین تن اور امیہ بن خواجہ عمرو نے بدیع الزمان کی خدمت مین
عرض کیا کہ ہم کو معلوم نہین ہی کہ ملکہ رشک بدر کہان تشریف لے گئی ہین ہم مصروف جنگ
وجدال تھے اور اپنی حفاظت کر رہے تھے ملکہ رشک بدر کی طرف بالکل خیال نہین کیا یہ سُنکر
بدیع الزمان کو سخت تردد ہوا فی الفور لوح کو باین نیت دیکھا کہ ملکہ رشک بدر کہان ہی اور
اُس پر کیا واقعہ گذرا اور کیا سانحہ ہوا جو وہ لشکر سے چلی گئی چنانچہ جب لوح کو دیکھا تو اُسمین
لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا ملکہ رشک بدر کو بارش جادو نے گرفتار کیا ہی اور جانب مشرق
وہ ایک درۂ کوہ مین ساحرون کی قید مین ہی بدیع الزمان ملکہ رشک بدر کے حال سے
آگاہ ہوکر نہایت بیتاب وبیقرار ہوے اور طاؤس زرین تن سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ تم
لشکر کو لیکر فرودگاہ پر جاؤ مین براے رہائی ملکہ رشک بدر جاتا ہون یہ کہکر امیہ بن عمرو
کو ہمراہ لے کر اُسی سمت جس سمت کہ لوح نے حکم دیا تھا روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور
ودراز کے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے جیسے ہی اُس جنگل مین پہونچے دیکھا کہ ایک ہرن
نہایت شوخ اور بے انتہا خوش چشم سبزہ زار مین بے خوف وخطر پھر رہا ہی بدیع الزمان
اُس آہوے شوخ چشم کو دیکھکر امیہ بن خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ یہ ہرن کیا اچھا ہی اگر
یہ زندہ ہاتھ آجائے تو کیا خوشی حاصل ہو امیہ بن خواجہ عمرو نے عرض کیا آہو کا زندہ ہاتھ
آنا گو دشوار ہی مگر آپ کے نزدیک اس کا گرفتار کر لینا کچھ مشکل نہین ہی کیونکہ آپ مرکب طلسمی
پر سوار ہین اور شہسوار بے مثل وبے نظیر ہین بدیع الزمان نے اُس ہرن کی طرف دیکھکے
اور اُسی کی طرف رخ کرکے مرکب کو جولان کیا وہ صداے سم مرکب سُن کے ہوشیار ہوا اور
بدیع الزمان اور امیہ بن خواجہ عمرو کو دیکھکر جس طرف اُس کو جانا منظور تھا اُسی طرف
روانہ ہوا بدیع الزمان بھی اُسی طرف اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئے اور اس قدر تیز اُس
آہوے شوخ چشم کے پیچھے مرکب کو دوڑایا کہ امیہ بن خواجہ عمرو پیچھے رہگیا وہ ہرن صحرا مین
ایک درخت کے نیچے سے گذر کر آگے چلا بدیع الزمان بھی اُسی درخت کے نیچے سے ہوکر گذرے
چونکہ بارش جادو بصورت باز اُس درخت کی ایک شاخ پر کہ وہ نہایت بنسبت اور شاخونکے
سوے زمین جھکی تھی مقراض اپنی منقار مین لیے ہوئے بیٹھا تھا جسوقت بدیع الزمان اُسی
کے نیچے آئے ساحر مذکور نے بصد عجلت اس طور سے ڈورا لوح کا مقراض سے کاٹ دیا اور
اس پھرتی سے ڈورا کٹ گیا کہ بدیع الزمان کو ہرن کے خیال مین مطلق معلوم نہ ہوا جب
ڈورا لوح کا کٹ گیا لوح طلسمی اُس ہرن کے تعاقب مین زمین پر گر پڑی اور بدیع الزمان
کو بالکل اُس کے گرنے کی خبر بھی نہ ہوئی یہ تو تعاقب آہو مین آگے گئے بارش جادو
نے فوراً درخت سے بروے زمین آکر اور بصورت اصلی ہوکر نہایت خوش ہوکر لوح کو زمین
سے اُٹھایا اور ایک رومال جیب سے نکال کر اُس لوح طلسمی کو اُسی رومال مین لپیٹا اور
لپیٹ کر نہایت فرحت وشادمانی وسرور سے ہنستا اور کھلکھلاتا ہوا جانب شاہ طلسم

روانہ ہوا اور وہ ہرن جھاڑی جھنڈیون مین جاکر نظر بدیع الزمان سے نہان ہوگیا اُس وقت بدیع الزمان نامدار نے اُس ہرن کے نہ ہاتھ آنے سے اور اسقدر کوشش کرنے سے بجاے خود شرمندہ ہوکر دل مین کہا کہ اے بدیع الزمان اس وقت تم کس ارادے سے اس طرف آئے تھے اور ہرن کے پیچھے مرکب کو دوڑا کر بیکار تم نے اپنے تئین تعب و مشقت مین ڈالا نہایت نادانی کی خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط امیہ بن خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کردیا یہان سے خرامان خرامان آگے روانہ ہوا وی ناقل ہی کہ اُس وقت بھی بدیع الزمان کو لوح طلسمی کا کچھ خیال نہ ہوا اور بغیر انتظار کیے امیہ بن خواجہ عمرو کے آہستہ آہستہ آگے روانہ ہوے ہنوز تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ یکایک سامنے سے ایک باغ بے مثل و نظیر رشک گلزار ارم نظر آیا تعریف مین اُس باغ کی زبان عاجز ہی اور قلم اُس کی ثنا کے لکھنے مین قاصر ہی دروازہ اُس باغ کا مانند آغوش عاشق کے وا تھا گلہاے رنگارنگ کی خوشبو باغ سے اس طرح آتی تھی کہ دماغ معطر ہوتا تھا

بموجب نظم

صورت چوبدار درشمشاد تھی عجب حسن اور جوبن کی	دربہ تھا ایک پانون سے استاد تھی ہراک بیلی اُسکی قابل دید	طرفہ حالت تھی نہر گلشن کی گویا ہی چشمہ خورشید

خوشبو کی لپٹون سے دل کو فرحت حاصل ہوتی تھی مرغان خوش نوا اور طائران زمزمہ سرا کے نغمہ ہاے مرغوب دل کو بے چین کرتے تھے بدیع الزمان اُس باغ کو دیکھکے اُسکی سیر کے مشتاق ہوے اور خیال کیا کہ جب تک امیہ بن خواجہ عمرو یہان تک آئے اس باغ کی سیر کرو اور دریافت کرو کہ یہ ریاض کس کے ریاض کا پھل ہی اور کوئی شخص اس باغ مین ہی یا نہین ہی یقینی یہ باغ بربہار شاہ طلسم کا ہوگا یا اور کسی بادشاہ ذیقدر و ذیوقار کا ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے در باغ تک پہونچے دیکھا تو چند کنیزین جوان جوان کچھ تو قریب دروازہ کھڑی ہین کہ جیسے کوئی کسی کا انتظار کرتا ہی اور کچھ چمنون مین پھر رہی ہین گلہاے رنگارنگ کی سیر کررہی ہین اور گیندے توڑ کر اس طرح باہم گلبازی کررہی ہین جس کے ہاتھ سے گیند اگرتا ہی وہ اپنی پلکون سے گیندے کو اُٹھاتی ہی اور کنیزین قہقہہ مار کر ہنستی ہین آپس مین چہلین ہورہی ہین جب اُنھین سے دو ایک کنیزون نے بدیع الزمان کو دیکھا باہم کہا دیکھو ایک مردوا موٹا تازہ خوبصورت جوان آیا ہی نگوڑا گھور گھور کے ہمین دیکھ رہا ہی اور اندر باغ کے آنے کا ارادہ کرتا ہی ایک کنیز نے مسکرا کر جواب دیا اگر تجھکو یہ مردوا اچھا معلوم ہوتا ہی اور پسند ہی تو پھر تامل نہ کر بلالے اُس سے مدعاے دلی حاصل کر ہم یہانسے ہٹ جائینگے ملکہ نہال سبزہ رنگ سے کچھ نہ کہینگے تمھارے عیب کو چھپائینگے کیون جوانی مین اپنے دل کو مارو دل کی حسرت نکالو باغ یہ بہت بڑا ہی کسی چمن مین اس مردوے کے ساتھ عیش و عشرت کرو اُس نے جواب دیا واہ بوا کیسی باتین بیہودہ کرتی ہو بس خاموش رہو ایسی ہنسی دل لگی اچھی نہین ہی کہ نامحرم مرد کو بلائین ہان اگر تیرا دل کسی بات کو چاہے تو ہم مانع نہین ہین تجھے اپنے فعل کا اختیار ہی اُس کنیز نے خوب ہنسکر

جواب دیا تم تو ایسی ہی پاکدامن اور صاحب عفت و عصمت ہو میرے سامنے ایسی باتین نہ کرو
جو تمھاری حرکات و افعال سے ناواقف ہو اُس سے ایسی تقریر کرو اُسے تمھاری ان باتون
کا یقین ہوگا سنو اب مین سچ کی کہتی ہون باغبانون کے جوان جوان لڑکون سے مین ہی توگرفتار
ہون شب و روز اُنسے مین ہی تو عیش و عشرت کرتی ہون ہر ایک چمن مین مین ہی تو مزے اُڑاتی
ہون یہ کہکے بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر کہا ای جوان خوشرو و بے مثال بے تامل اس باغ
مین چلا آ یہ جو سامنے تیرے سوا میرے نازنینان خوبرو کھڑی ہین یہ سب تیری خواہش کھتی
ہین شرم و حجاب سے خود تجھے نہین بُلاتی ہین ان کے ایما سے تجھے انھین کے واسطے بُلاتی ہون
کچھ خوف و خطر نہ کر باغ مین چلا آ سیر بھی کر اور ان نازنینون سے لطف وصل بھی حاصل کر مثل
مشہور ہی کہ ہم خرما و ہم ثواب اور اگر تجھکو مالک باغ کا کچھ خیال ہو تو اُن کی یہ اجازت ہی کہ جس کا
دل چاہے اس باغ کی سیر کرے بدیع الزمان اُس کنیز شوخ طبع کی تقریر سن کے مُسکراتے
ہوے اندر باغ کے گئے وہ سب کنیزین بھاگنے لگین اور بارہ دری کی جانب دوڑتی ہوئی چلی گئین
یہ سیر کرتے ہوئے اور ہر ایک گل و غنچہ کو اور ہر ایک نہال کو دیکھتے ہوے سوے بارہ دری چلے
جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا تو دروازے بارہ دری کے کھلے ہین چلمن کے پردے
بندھے ہین ساری بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت آراستہ ہی اور اُس مین ایک
نازنین نوجوان سبزہ رنگ کہ نقشہ اُس کا بالکل مشابہ رشک بدر سے ہی بالاے مسند زرین
بیٹھی ہی اُس کے چہرۂ انور سے صاف ظاہر ہی کہ کچھ علیل ہی اور چند کنیزین دست بستہ روبرو
کھڑی ہین اور ایک عورت قوی الجثہ سیاہ رنگ نہ جوان نہ مسن اُس کے آگے برابر بیٹھی ہی اور
کچھ اُس کے بازو سے باندھ رہی ہی ابھی بدیع الزمان طرف اُس نازنین سبزہ رنگ کے دیکھ
رہے تھے کہ یکایک اُس معشوقہ سبزہ رنگ نے بدیع الزمان کو دیکھکر اپنی کنیزون سے کہا دیکھو
کوئی مسافر ہمارے باغ مین براے سیر آیا ہی شرط مروت و مسافرنوازی یہ ہی کہ ہم اُس کے
آرام دینے اور دعوت و ضیافت مین کمی نہ کرین اور چند روز اُس کو مہمان رکھین اگر تنگدست ہو
تو اُسے زاد راہ دین جلد اس شخص کو یہان بُلالو یہ شخص شریف معلوم ہوتا ہی ہمین نظر بد سے نہ دیکھیگا
جب ہم اس سے بہ نیکی پیش آئینگے تو یہ بھی ہماری صحت کے واسطے دعا کرے گا عجب نہین کہ اسکی
دعا سے ہمین جلد صحت حاصل ہو یہ کہکر خاموش ہوئی اُن کنیزون نے حسب الحکم اپنی ملکہ کے
بدیع الزمان سے باآواز بلند کہا ای جوان آگاہ ہو کہ ہماری ملکۂ عالم مسافرنواز ہین اور گویا
ہمہ تن خلق و مروت ہین تجھکو از راہ عنایت و مہربانی اس بارہ دری مین طلب کرتی ہین بے تامل
چلا آ جو تیری تمناے دلی ہوگی بر آئیگی اگر تنگدست ہوگا تو خرچ راہ تجھے سرکار ملکہ سے عنایت
ہوگا اور اگر کوئی تیرا دشمن ہوگا تو حکم ملکۂ عالم سے ملازم ملکۂ عالم کے اُس کو تہ تیغ کرینگے اور
اگر کسی مرد اور عورت مین فراق کسی وجہ سے ہوگیا ہوگا تو بھی ہماری ملکۂ عالم اس باب مین خود
کوشش فرمائینگی غرض یہان آنا تیرا تیرے حق مین بہت مناسب ہوگا بدیع الزمان کو پہلے
تو اُن کنیزون کی تقریر سے غصہ آیا پھر خیال کیا کہ یہ کنیزین اس نازنین کی ہین اپنی ملکہ کی

تعریف وعزت افزائی کے کلمات زبان پر جاری کرتے ہین سواے اِن کے ہر ایک ملازم
اپنے مالک کا خیرخواہ ہرتا ہی تمھین ان کی باتون پر غصہ کرنا لازم نہین ہی یہ خیال کرکے مرکب
سے اُتر کر زینے کی سیڑھیون کو طی کرکے بارہ دری مین گئے وہ نازنین بصد شرم وحجاب براے
تعظیم نیم قد مسند سے اُٹھی اور قریب اپنے بٹھایا اور کنیزون سے اشارہ کیا جلد واسطے
اِن کے سامان میکشی اور سامان دعوت کرو کچھ اُن مین سے بہ موجب حکم چلی گئین اور بعد
ایک ساعت کے ایک کشتی شراب ناب کی مع شیشہ وساغر بلورین لیکر آئین اور سامنے
شاہزادہ بدیع الزمان کے رکھکر عرض کرنے لگین کہ یہ شراب کی کشتی حاضر ہی شغل میکشی
کیجے بدیع الزمان نے اُنکو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُس نازنین سبزہ رنگ پر مائل ہوکر پوچھا
کہ اے ملکہ تم کس خاندان سے ہو اور یہ باغ خاص کر تمھارا ہی ہی یا اور کسی کا ہی اور طبیعت تمھاری
کیسی ہی بظاہر آثار بیماری کے تمھارے چہرے سے ظاہر ہوتے ہین اُس نے بصد حجاب وشرم
جواب دیا مین شاہزادی ہون میرے پدر کا نام منصور شاہ تھا اور وہ حاکم اِس سرزمین کا
تھا اُس نے انتقال کیا اب مین یہان کی حاکم ہون اور یہ باغ خاص میرا ہی اور میری سیرگاہ ہی
والد میرے خاندان عالی سے تھے اور صاحب اسلام تھے چند روز سے طبیعت میری ناساز
تھی کچھ فساد خون کی شکایت ہی اسی وجہ سے آج فصد لینے کا ارادہ کیا ہی بدیع الزمان نے
جب سُنا کہ فساد خون کے سبب سے طبیعت ناساز ہی کچھ خیال کرکے مسکرائے وہ اِن کے
ہنسنے سے ایسی شرمندہ ہوئی کہ گردن جھکالی اور خجالت سے پسینہ پیشانی پر آگیا پھر جواب دیا
مین نے تو کچھ کہا تھا آپ کچھ اور سمجھ کے مسکرائے میری بات مین خوب پہلو ہنسنے کا نکالا یہ خیال
بیجا ہی ایسی ہنسی مجھے پسند نہین ہی یہ کہکر خاموش ہوئی اتنی دیر مین اُس زن قوی الجثہ نے
حسب دلخواہ تسمہ بازو پر باندھا اور نشتر نہایت آبدار نکالا اور ایک گولہ مختصر شیشہ کا اُس
نازنین کے ہاتھ مین دیا اور عرض کیا کہ وقت فصد کھل جانے کے اِس گولے کو گردش دیجیے گا
تاکہ رگین متحرک ہون اور خون اچھی طرح سے رگ سے نکلے یہ عرض کرکے رگ مطلوب کو
دیکھکر اور خوب شناخت اُس کی کرکے نوک نشتر اُس رگ مین پیوست کی ملکہ مذکور اذیت نشتر
سے نالان ہوکر اس طرح سے مٹھی کہ خون جو رگ سے نکلا دھار خون کی بدیع الزمان کے
سر پر اور چہرے پر پڑی بمجرد خون مذکور کے دھار پڑنے کے بدیع الزمان مبتلاے سحر
ہوئے دست وپا حس وحرکت سے باز رہے قوت وطاقت مطلق دست وپا مین نہ رہی زمین
نے گویا قدم پکڑ لیے بدیع الزمان اِس اپنی کیفیت سے از حد متحیر ہوئے کہ دفعتًہ یہ میری
حالت کیون ہوئی ابھی بدیع الزمان متحیر تھے کہ ناگاہ اُس زن سبزہ رنگ نے ہنسکر صورت اپنی
تبدیل کی اور بہ شکل اصلی ہوکر کہا او طلسم کشا آگاہ ہو کہ نام میرا نہال جادو ہی اور یہ زن
قوی الجثہ جسنے میری فصد کھولی ہی یہ ابر جادو ہی یہ باغ مین نے اپنی سحر سے بنایا ہی اور مین بصورت
نازنین سبزہ رنگ ہوکر محض بہ حکم وبہ مشورہ بارش جادو کے یہان بیٹھا تھا امید قوی
تھی کہ تو واسطے رہائی ملکہ رشک بدر کے لوح کو دیکھکر آئے گا چنانچہ مجھکو معلوم ہو چکا ہی

کہ قبل اسکے بارش جادو نے عجب تدبیر سے لوح طلسمی تیرے گلے سے لے لی ہی اور وہ
جس کے پیچھے تو نے گھوڑا دوڑایا تھا وہ غزالہ جادو تھا جو تجکو اس طرف لگا کر لایا تھا
اور پھر غائب ہو گیا تھا اب بتا کہ وہ لوح طلسمی کہان ہی جسکی وجہ سے تو نے دربند طلسم فتح
کیے تھے اور سیکڑون ساحرون کو قتل کیا تھا اور وہ قوت وطاقت اب کہان ہی کہ جس قوت سے
دیوا کوان جادو کو زیر کیا تھا تو نے طلسم طہمورث دیو بند کو فتح کرنا آسان جانا تھا یہ
نہ خیال کیا کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحران زبردست ہین کہ جنکے مکر و فریب سے جانبر
ہونا اور اُنکے سحر مین مبتلا نہونا دشوار ہی بدیع الزمان نہال جادو کو کہ نہایت کریہ منظر
تھا دیکھکر اور اُس کی تقریر طعنہ آمیز سنکے ہر چند بہت برہم ہوے مگر کیا کر سکتے تھے کیونکہ سحر
مین مبتلا ہو گئے تھے اور عجب نازک سحر مین مبتلا ہوے تھے کہ گمان بھی سحر کا اُنکو نہ تھا بعد گرفتار
ہونے کے اور نہال جادو کے کہنے سے اُنھون نے لوح کو اپنے گلے مین دیکھا تو نہ پایا نہایت
رنج ہوا اور خیال کیا کہ اب قدرت خدا سے اگر لوح طلسمی دستیاب ہو جاے اور قید سحر
سے رہائی ہو تو غنیمت ہی ورنہ لوح کا ہاتھ آنا اور قید سے رہا ہونا بہت مشکل ہی افسوس ہزار
افسوس کہ یہ طلسم تمام وکمال مجھ سے فتح نہ ہوا امید دلی اور حسرت قلبی بر نہ آئی اور ارمان نہ
نکلے قاسم سے جا کر مقابلہ نہ کیا مال و اسباب طلسم ہاتھ نہ آیا بدی مقدر نے اپنا رنگ دکھایا
تمناے دلی بر نہ آئی اب خدمت والد ماجد مین جانا نصیب نہ ہوگا زندگی بھر اسی طلسم مین قید
رہونگا اور اسی طلسم مین مر جاؤنگا یہان کوئی مسلمان بھی نہین ہی کہ مجکو غسل وکفن دیکر قبر مین دفن
کریگا اور شمع میری مدفن پر روشن کریگا اور پھول میری تربت پر چڑھاے گا اور دو آنسو آنکھون
سے میرے غم مین بہائے گا حیف قضا میری مجکو اس طلسم مین لائی تقدیر اور اقبال نے
یاوری کر کے مجھ سے بدی کی لوح طلسمی حاصل ہو کر عجب طور سے ہاتھ سے جاتی رہی کہ مجکو خبر
بھی نہ ہوئی ہاے اب کون ایسا ہی کہ میرے حال سے میرے قبلہ وکعبہ جناب والد ماجد کی خدمت
مین جا کر اطلاع دے اور تمام حال میرا اُن سے کہے شاید وہ کسی تدبیر سے مجھے رہا کرین اور
ان ساحرون کی قید سے مجھے چھوڑائین یہ خیال کر کے خود ہی یہ جواب دیا کہ ای بدیع الزمان
یہ کیا خیالات کر رہے ہو کون تمھارے والد سے خبر کریگا تمھارے پاس یہان کون دوست
تمھارا ہی کہ جو تمھارے حال پر رحم کریگا اور خبر تمھاری تمھارے والد کو دیگا یہان سب تمھارے
دشمن جان ہین امیہ بن عمرو بھی نہین ہی آہ اس وقت مین کوئی اپنا سواے ذات خدا
کے معین و مددگار نہین ہی بموجب اس بیت کے ؎ نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ
برے ٭ کسے نہ بیکسی ما نمیبرد خبرے ٭ دریغا کہ امید دلی بر نہ آئی کس سرزمین پر آ کر اپنی
اجل آئی یقین ہی کہ شاہ طلسم مجکو قید بھی نہ کریگا فوراً قتل کر ڈالے گا لاشہ میرا بالاے
خاک تمازت آفتاب مین پڑا تڑپیگا زاغ و زغن اور سگان طلسم طہمورث دیو بند میرا
گوشت اور استخوان کھائینگے کوئی میرے لاشے پر نوحہ گر نہ ہوگا بلکہ سب دشمن ہنسین گے
اور یہ کہینگے کہ یہ شخص واسطے فتح طلسم کے آیا تھا بربادی طلسم پر اس نے کمر باندھی تھی

چند در بند طلسم اسنے فتح کیے تھے خوب ہوا کہ یہ گرفتار ہو کر قتل ہوا اسکی لاش کو تشہیر کرنا چاہیے
اور آج از حد خوشی کرنا چاہیے کہ یہ دشمن قوی ہلاک ہوا طلسم ٹوٹنے سے اور فتح ہونے سے
بچ گیا عجب کار نمایان بارش جادو اور ابر جادو اور نہال جادو وغیرہ نے کیا کہ ایسے
دشمن قوی سے لوح طلسمی لے لی اور گرفتار کرکے اسکو قتل کیا اگر لوح طلسمی اِس سے
نہ لے لی جاتی تو یہ گرفتار ہو کر قتل نہ ہوتا ضرور اس طلسم کو فتح کرتا تمام ساحرون کو قتل کرتا
یا سب کو مسلمان کرتا سامری و جمشید کی پرستش سے باز رکھتا یہان مساجد کے بنوانے کا
حکم دیتا کلمہ پڑھواتا مسلمان کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش کا حکم دیتا مال و اسباب
اِس طلسم کا تمام و کمال لے لیتا افسوس ہزار افسوس جوانی ہی مین اپنی اجل آئی خیر جو مقدر
مین لکھا تھا وہ ہوا اب پروردگار عالم امیہ بن عمرو کو ساحرون کی شر سے بچائے اور وہ
کسی طرح اب طلسم سے نکل کر لشکر مین میرے والد کے صحیح و سلامت جاے اور تمھ میرا حال انسے
بیان کردے یقین کامل ہی کہ امیہ بن عمرو کسی طور سے اِس طلسم سے نکل کر والد کے لشکر مین
جائے گا اور میرے قتل ہونے کا احوال سب سے کہے گا تو لشکر مین سب نالان و گریان ہونگے
قاسم ہر چند کہ ایک قسم کا میرا عدو ہی مگر وہ بھی میرے غم مین روئے گا اور جملہ اہل لشکر کو
ایک زمانہ دراز تک میرا صدمہ رہے گا خصوصاً میرے والد کو میرے جوان قتل ہونے کا
از حد رنج ہوگا عجب نہین کہ وہ میرے غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائین گے اور اس
طلسم مین صرف ملکہ رشک بدر اور اکوان دیو اور طاؤس زرین تن کو میرے قتل
ہونے کا رنج ہوگا ملکہ رشک بدر تو میرے قتل ہونے کی خبر سُن کے ہلاک ہی ہو جائیگی
ایک دم زندہ نہ رہیگی ابھی بدیع الزمان خیالات مندرجۂ بالا کر رہے تھے اور اشک حسرت
آنکھون مین بھرے ہوے ہی تھے کہ اُس زن قوی الجثہ نے بھی اپنی صورت اصلی پیدا
کی غور سے جو شاہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھا تو ابر جادو تھا اور وہ جملہ کنیزین جو
دست بستہ حاضر تھین اور باغ مین پھرتی تھین وہ سب ہی ساحر تھے کہ انھون نے بزور سحر
اپنی صورتین عورتون کی پیدا کی تھین شاہزادۂ بدیع الزمان سب ساحرونکو دیکھکر اور
دشمن اپنا جانکر سر جھکائے بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ابر جادو اور نہال جادو نے اُن ساحرون
سے کہا ہر چند طلسم کشا سحر مین گرفتار ہی لیکن قید ظاہری کا بھی ہونا ضرور ہی جلد ہتھکڑیان
اور بیڑیان اور طوق خاردار وغیرہ لاکر اُس کو پہنچاؤ ورنہ لگاؤ مبادا کوئی دوست
اُسکا یہان آجائے اور اُس کے رہا کرنے کوشش کرے وہ ساحر حسب الحکم گئے اور
طوق و زنجیر وغیرہ لے کر آئے پھر بدیع الزمان کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے عرض
کرنے لگے اب کیا حکم تا ہی دونون ساحرون نے جواب دیا بس اب ہم یہان سے
چلتے ہین تم لشکر مین جاؤ اہل لشکر سے کہدینا کہ خوش ہو طلسم کشا سے لوح چھین لی
اور اُسے گرفتار کیا جب وہ ساحر سوے لشکر جانے لگے ابر جادو نے نہال جادو
سے کہا اے برادر میرے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ تم پہلے لشکر مین جاؤ وہان ملکہ

رشک بدر گرفتار ہی اور کوئی ساحر زبردست وہان نہین ہی لشکر درۂ کوہ مین پنہان
ہی تم ملکہ رشک بدر کو درۂ کوہ سے لے کر خدمت شاہ طلسم مین چلو اور مین طلسم کشا کو
لے کر خدمت شاہ موصوف مین جاتا ہون اور بارش جادو ہمارے افسر و سردار
لوح طلسمی لے کر خدمت شاہ مین روانہ ہوے ہین یقین کامل ہی کہ وہ ابھی راہ مین
ہونگے نہال جادو نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ مین ملکہ رشک بدر کو درۂ کوہ
سے لے آؤن اور تمھارے ساتھ ساتھ خدمت شاہ مین چلون ذرا تم یہان توقف
کرو ابر جادو نے جواب دیا یہان اب قیام کرنا مناسب نہین ہی مبادا طاؤس زرین تن
مع لشکر یہان آجائے اور طلسم کشا کو لڑ کر ہم سے لے لے تو غضب ہو اور ساتھ چلنا بھی
ہمارا اور تمھارا مناسب نہین ہی کیونکہ اگر راہ مین کوئی آفت آئے تو ایک ہی پر آئے
دوسرا شخص اُس آفت سے محفوظ رہے لشکر طلسم کشا سے اندیشہ بہت ہی لہذا تم
میرے کہنے پر عمل کرو نہال جادو اُس کی تقریر سُن کے فی الفور سب ساحرون کو
ہمراہ اپنے لے کر سحر سے بہ صورت عقاب بنکر جانب درۂ کوہ کہ جہان لشکر بارش جادو
کا پوشیدہ تھا اور ملکہ رشک بدر بھی درۂ کوہ مین پاس اُن ساحرون کے مبتلاے سحر
تھین روانہ ہوا اور سب ساحر بھی پیچھے پیچھے اُس کے سحر سے زاغ و زغن وغیرہ طائر بنے
ہوے روانہ ہوے بعد قطع راہ و طے منازل جب نہال جادو وغیرہ اُس درۂ کوہ
مین پہونچے اور بصورت اصلی ہوے سب نے پوچھا کہ خیر ہی نہال جادو نے ہنسکر
جواب دیا خوش ہو کہ مین نے طلسم کشا کو عجب طور سے گرفتار کر لیا کہ کسی عنوان اُسکو میرے
ساحر ہونے کا یقین مطلق نہ ہوا ہرچند کہ بارش جادو بعد لے لینے لوح کے اگر وہ
چاہتے تو ایک ادنے سے سحر مین طلسم کشا کو گرفتار کر لیتے مگر چونکہ وہ نہایت عاقل
اور ہوشیار ہین اُنھون نے خیال کیا کہ میرے پاس لوح طلسمی ہی اور بہ مشکل لوح
طلسم کشا سے لی ہی اگر اب طلسم کشا کو بھی گرفتار کرونگا تو دیر ہو گی اور شاید اتنی دیر
مین طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران لشکر طلسم کشا مجھ تک پہونچ جائین یا عیار
طلسم کشا کا آجاے اور کوئی عیاری کر کے لوح طلسمی مجھ سے لے لے اور مجھے مار ڈالے
تو قیامت ہو اِس خیال سے اُنھون نے طلسم کشا کو گرفتار نہ کیا اور بہ عجلت تمام لوح
کو لے کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوے اور مجھ سے کہہ گئے کہ تم طلسم کشا کو کوئی سحر
نازک کر کے گرفتار کر لینا چنانچہ بہ موجب اُن کے کہنے کے مین نے طلسم کشا کو گرفتار
کر لیا ہی اور ابر جادو کے حوالے کر کے آیا ہون وہ اب طلسم کشا کو لے کر خدمت
شاہ طلسم مین جائے گا اور مین یہان اِس واسطے آیا ہون کہ ملکہ رشک بدر
کو اپنے ساتھ لے کر اور تم سب کو اپنے ساتھ لے کر جانب شاہ طلسم طہمورث چلون
لہذا اب تم سب ہمارے ساتھ چلنے کی تیاری کرو بہ مجرد اِس خبر فرحت اثر کے
سُننے کے طبیعت نہایت خوش ہوئی سامان چلنے کا کیا ہر ایک ساحر نے اپنے سحر سے اپنی صورت تبدیل

اور بصورت طائران رنگارنگ بنکر اُڑنے پر تیار ہوئے نہال جادو بھی سحر سے بصورت عقاب بنا اور پنجہ
مین ملکہ رشک بدر کو دبا کر اُڑا ہمراہ اُسکے تمام ساحر اُڑے آگے آگے نہال جادو اور پیچھے اُسکے
تمام ساحر چلے اُنکو تو راہ مین چھوڑیئے احوال اُنکا بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب احوال ابر جادو
کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ نہال جادو وغیرہ کو جانب درۂ کوہ روانہ کر چکا ایک تخت سحر پر طلسم کشا کو ڈالکر اور
خود بھی اُس تخت پر بیٹھکر اُس باغ سے باہر آیا اور ایک گولا فولادی اپنی جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے
اُس باغ پر مارا وہ گولا باغ مین گرکے پھٹا اُس سے ہزارہا شعلے پیدا ہوئے اور دھوان بکثرت ظاہر
ہوا پھر وہی شعلے تمام درختون اور گلون کو جلانے لگے ہر درخت مانند شمع یا مثل سرو آتشبازی کے جلنے
لگا بدیع الزمان نے دیکھا کہ تھوڑی دیر مین وہ باغ جلکر خاک ہوگیا در و دیوار اور بارہ دریون کا
بھی نام و نشان باقی نرہا جہان وہ باغ تھا وہان ایک میدان کف دست دکھائی دیا نہال جادو کا
سحر ابر جادو نے یون مٹا کر وہانسے سوئے شاہ طلسم تخت سحر اپنا بڑھایا اب ابر جادو تو بدیع الزمان
کو گرفتار کیے ہوئے جاتا ہی اسکو راہ مین چھوڑیے احوال اسکا پھر لکھا جائیگا

مگر اب حال بارش جادو کا لکھا جاتا ہی

کہ جب یہ ساحرہ مکار لوح طلسمی لیکر اور رومال سے اُسکو لپیٹ کر اژدرِ سحر پر سوار ہوکر یا بغیر سواری سحر
کے جانب شاہ طلسم روانہ ہوا تھا اشتاب راہ مین نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے چار جانب دیکھتا جاتا تھا لیکن
بہت خوش تھا کثرت شادی و خوشی سے خود بخود ہنستا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا اب خدمت شاہ طلسم
مین جاکر لوح طلسمی شاہ کو نذر دونگا اور تمام حال اپنی لڑائی کا ساتھ مبالغہ کے بیان کرونگا اور اپنی
خیر خواہی اور اس کار نمایان کا دادخواہ ہوکر عرض کرونگا کہ اے بادشاہ طلسم ذرا انصاف و غور سے
دیکھ کہ مین نے کیا کار نمایان کیا ہو طلسم کشا سے کیونکر لوح طلسمی لے لی ہے گائلہ جادو اور فرزند
اُسکا گردش جادو کہ جو مالک دربند چاہ خونریز تھا وہ دونون طلسم کشا کے ہاتھ سے مارے گئے
اور لوح طلسمی کسی طور سے نہ لے سکے علاوہ اُنکے اکثر ساحران نامی اس طلسم کے ہاتھ سے طلسم کشا کے
ہلاک ہوئے اور کسی نے لوح طلسمی طلسم کشا سے نہ لی یہ نیکنامی میرے ہی واسطے تھی اگر مین لوح
نہ لیتا تو اے شاہ تو ضرور طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا اور یہ طلسم ضرور فتح ہو جاتا مین نے ہی تیری
جان بچائی اور مین نے ہی تیرا طلسم بچایا اور جملہ ساحران ساکنان طلسم کی جانین بچائین ہین اس کار نمایان
کے عوض مین مجھے کیا انعام دیگا اگر تمامی طلسم یا نصف طلسم کی حکومت یا مال طلسم کا تمام و کمال مجھے دیدے
تو بھی کم ہی کیونکہ مین نے تیری جان بچائی ہی اور اے بارش جادو اگر شاہ طلسم میرے حسب دلخواہ مجکو
انعام کثیر نہ دیگا تو لوح طلسمی اُسے نہ دونگا خود اس طلسم پر اپنا قبضہ کرلونگا شاہ طلسم کو قید کرلونگا یا قتل کر ڈالونگا
پھر اس طلسم کا بادشاہ ہوکر بعیش و عشرت شب و روز بسر کرونگا اسی قسم کے خیالات کرتا ہوا اور اپنی
تعریف خود کرتا ہوا بعجلت تمام جاتا تھا ناگاہ بارش جادو نے سُنا کوئی شخص بآواز بلند یہ کہہ رہا ہی
کہ اے خداوندان سامری و جمشید جلد مجکو اپنی خدمت مین بلائیے جمال اپنے دکھائیے یا خود میرے
پاس تشریف لائیے دوری آپکی شاق ہی آپ کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی اکثر عالم خواب مین تو
آپ نے اپنے جمال دکھائے ہین اور بندہ خاص کہکر مجھپر عنایت و مہربانی فرمائی ہی اور نہ بان مین

میری تاثیر دی ہو اب چاہتا ہون کہ بیداری مین بھی مجکو اپنی صورتین دکھایئے اور چند کرامتین مجھے عطا
کیجیے بیمار ہون مجھے دیکھ جایئے مسیحائی میری کیجیے ہرچند کہ آپ نے میری زبان مین تاثیر دی ہو جو کچھ
مین اپنی زبان پر جاری کرون وہ ابھی ہو جائے صحت کے واسطے اگر چاہون تو یہ مرض اسی وقت
دفع ہو جائے اور جسکے واسطے جو کچھ چاہون اور کہون وہ ابھی ابھی ہو جائے لیکن مین اپنے واسطے
خود نہین کہتا ہون آپ ہی آکر میرے مرض کو دفع کر دیجیے ورنہ مجکو ملال ہوگا اور میرا ملال اچھا نہین
ہو تاثیر آپ میری زبان مین دے چکے ہین اگر مجھے غصہ آجائیگا تو برا ہوگا آگے آپ کو اختیار ہو میرے
سبب سے ابتک یہ طلسم باقی ہو اگر میرا قدم اس طلسم مین نہوتا تو ابتک طلسم کشا طلسم کو فتح کر چکا ہوتا آج
مین نے طلسم کشا کے بارے مین کچھ کہا تھا یقین ہو کہ جلد اُسکا ظہور ہو مین نہین چاہتا کہ طلسم کشا اس
طلسم کو فتح کرے اُسکی گرفتاری اور بربادی چاہتا ہون اور بارش جادو وغیرہ کی بہبودی و بہتری
کا خواستگار ہون جو پہلے کہا تھا وہی اب بھی کہتا ہون یہ کہکر آہ آہ کرکے زمین پر تڑپنے لگا بارش جادو
نے تقریر اُسکی بخوبی تمام سُنی اُسکی طرف غور سے جو نظر کی دیکھا کہ قریب ایک گڑھے کے کہ اسمین
پانی بہت بھرا ہوا ہو اور پانی اُسکا بہت صاف ہو ایک شخص ساحر وضع کبیر السن زمین پر پڑا ہوا تڑپتا ہو
اور عجب کرب مین ہو مانند ماہی بے آب کے خاک پر لوٹتا ہو بارش جادو نے اُسوقت خیال کیا
اس شخص کے پاس ضرور چلنا چاہیے یقینی یہ شخص بندۂ خاص خداوند سامری وجمشید کا ہو یا تو یہ
کوئی ساحر صاحب تاثیر زبان ہو یا کوئی درویش صاحب کرامت ہو ابھی یہ میرا ذکر کرتا تھا شاید بلا یقینی
اسی کی برکت دعا سے مین نے لوح طلسمی طلسم کشا سے پائی ہے ورنہ لوح کا ہاتھ آنا نہایت ہی مشکل
تھا شاہ طلسم بھی طلسم کشا سے لوح نہ لے سکتا اب اس بندۂ خاص سامری وجمشید کی جا کر کچھ
خدمت کر اور اس سے کہہ کہ آپ میرے حق مین اب یہ چاہیے کہ شاہ طلسم مجھ سے از حد خوش ہوکر یہ کہے
کہ ای بارش جادو مانگ کیا مانگتا ہو تو نے مجکو خوش کیا ہو ہم بھی تیری تمنا ے دلی بر لائینگے جو تو مانگیگا
وہی ہم تجھے دینگے یہ خیال کرکے شخص مذکور کے پاس گیا اور جھک کے بادب تمام سلام کیا پہلے
تو اُس شخص نے بنظر تند و تیز دیکھا پھر بعد غضب کہا او بارش جادو تو یہان کیون آیا ہو کیا مطلب
ہو جا یہانسے چلا جا اسوقت خداوند سامری وجمشید میرے پاس آئینگے مین اُنسے کچھ باتین کرونگا
ہمراہ اُنکے اور بھی چند خداوند ہونگے اسوجہ سے تیرا یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہو بارش جادو ہاتھ جوڑکر
اور قدمون پر گرکے کہنے لگا مجھے کچھ عرض کرنا ہو اگر حکم ہو تو عرض کرون اُس شخص نے جواب دیا
جو کچھ تو کہے گا ہمین معلوم ہو ہم تیرے دل کے حال سے ماہر ہین تو اپنی ایک غرض لیکر آیا ہو اپنا نفع
چاہتا ہو اور تجھپر کیا موقوف ہو ہم تیرے باپ کے حال سے بھی آگاہ ہین گو تیرے کہنے کی کچھ ضرورت
نہین ہو لیکن اگر تیری یہی خوشی ہو کہ مین خود کہون تو خیر تو ہی بیان کر اُسنے قدم سے سر اُٹھا کر عرض کیا کہ
آپ تو بخوبی جانتے ہین کہ اسوقت مین کیا کارنمایان کیے ہوے آتا ہون اُس شخص نے سر ہلایا یعنے
کہا کہ ہم خوب جانتے ہین پھر بارش جادو نے کہا بعوض ایسے کارنمایان کے چاہتا ہون جو مین
طلب کرون شاہ طلسم بے عذر مجھے دیدے اگر آپ میرے واسطے خواہ دعا کرین یا فقط زبان
سے کہدین کہ جا جو تو شاہ طلسم سے مانگے گا وہی پائیگا تو آپکی اتنی عنایت سے میرا مطلب نکل جائیگا

اُس مرد بیمار نے جواب دیا اے بارش جادو تو نے ایسا کار نمایان کیا ہے جسکے عوض مین یہ چاہتا
ہے کہ جو طلب کرون وہی شاہ طلسم مجھے دیدے جو تو نے کام کیا ہے اگر مین چاہتا تو ایک ادنا ساحر
سے وہی کام جسپر تو نازان ہو رہے لیتا یہ ہماری ہی تاثیر زبان اور برکت دعا سے تیرے حق مین بہتری
ہوئی ہے اور جو کچھ تو رومال مین لیے ہوے ہے ہمین معلوم ہے لیکن ہم تجھسے پوچھتے ہین یہ کیا ہے اور
تو نے کیا کار نمایان کیا ہے اُسنے عرض کیا اس رومال مین لوح طلسمی لپیٹی ہوئی ہے اور یہ لوح مین نے
طلسم کشا سے عجب ایک حکمت اور تدبیر سے لی ہے یہی کار نمایان کیا ہے اس کام کے عوض مین
شاہ طلسم سے چاہتا ہون کہ جو کچھ مانگون وہی پاؤن اُسنے ہنسکر جواب دیا اسی کام پر تجکو ناز ہے اور
اسی کام کے عوض مین انعام کثیر کا امیدوار ہے حالانکہ یہ کام محض تیرا نہین ہے ہماری زبان کے اثر
سے اور ہماری برکت دعا سے ہوا ہے لیکن خیر سچ کہہ تیری کیا خوشی ہے طلسم طمورث دیوبند کی حکومت
لیگا یا بادشاہ سے وزارت لیگا یا نصف طلسم کی حکومت کی آرزو ہے یا ملکہ رشک بدر سے وصل کریگا
جو تو کہے وہی تیرے حق مین ہو جائے اور وہی بادشاہ طلسم تجھے بخوشی دیدے اُسنے خوش ہوکر
دست و پا دبا کر اور خاک اُسکی تن سے چھوڑا کر عرض کیا مین چاہتا ہون کہ مجھے بادشاہ طلسم کی
حکومت دیدے خواہ تمام طلسم کی خواہ نصف طلسم کی اور ملکہ رشک بدر کو میرے حوالے کردے
تاکہ مین اُس سے ہم بستر ہون اُس ساحر فقیر صورت نے جواب دیا بابا اگر تیری یہی تمنا ہے تو حکومت
طلسم کی شاہ طلسم سے تجھے ملیگی اور وہ اپنی دختر کو بھی تجھے دیگا اور تجکو اپنا خویش بنائیگا بارش جادو
نے پھر عرض کیا کہ اب کوئی شئ مجھے ایسی دیجیے کہ مجکو کوئی شخص ضرر نہ پہونچا سکے اور مجھپر کسی کا سحر تاثیر
نہ کرے اُس شخص نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر ایک سیب نکالا اور کہا تو جانتا ہے کہ یہ سیب کہان کا ہے
اور اسمین کیا کیا تاثیر ہین اُسنے عرض کیا مین لاعلم ہون آپ بیان کیجیے شخص مذکور نے کہا یہ سیب
خداوند سامری کے باغ کا ہے تاثیر اس سیب مین یہ ہے کہ جو شخص اس سیب کو کھائے دنیا مین اُسکے
واسطے بھی ہوا اور کوئی دشمن اُسپر غالب نہو اور کسی کا سحر اسپر اثر نہ کرے یہ کہکر وہ سیب اُسے دیا اور کہا
اسکو کھالے بارش جادو نے برغبت تمام نہایت خوش ہوکر اُس سیب کو باین خیال کھا لیا کہ اب
ہر ضرر و آسیب سے محفوظ رہونگا کوئی مجھپر غالب نہو سکیگا کسی کا سحر مجھپر اثر نہ کریگا مجھ مین تاثیر لوح
طلسمی کی ہو جائیگی جس طرح کہ صاحب لوح طلسم پر سحر اثر نہین کرتا ہے اُسی طرح مجھپر اس سیب کے کھانے
سے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا تنہا لاکھون ساحرون کو قتل کر ڈالونگا لاکھون آدمیون سے مقابلہ کرکے
سب کو بھگا دونگا شجاعت مین رستم پیلتن سے بھی بڑھ جاؤنگا داستان گویان عدیم المثال نے بیان
کیا ہے کہ جب بارش جادو وہ سیب کہ سراسر پر خوف و آسیب تھا کھا گیا حلق سے اُترتے ہی
اُسے گرمی معلوم ہونے لگی اُف اُف متواتر کہکر پکارا اے بندۂ خاص خداوند سامری یہ کیا سیب
تھا کہ جسکے کھاتے ہی میرے قلب و جگر افراط گرمی و عطش سے جلے جاتے ہین روح پر صدمہ ہے
اُسنے جواب دیا اے بارش جادو آگاہ ہو کہ یہ سیب باغ سامری کا ہے اکثر خداوند ازراہ عنایت
و مہربانی اپنے باغ کے میوے میرے واسطے بھیجتے ہین فی الحال اُنھون نے چند سیب کہ جو عدیم النظیر تھے بھیجے
تھے اور ایک فرشتہ خداوند میرے پاس لایا تھا اُنمین سے صرف یہی سیب باقی تھا بیشک اسنے گرمی

کی ہو گی تو کچھ خوف نہ کر یہ سیب تیرے ہر رگ و پے مین اثر کرتا ہی تھوڑی ہی دیر کے بعد کامل طور سے
اثر کریگا اُسنے مضطرب الحال ہو کر کہا اے بندہ برگزیدہ خداوند سامری اب تو میری عجب حالت ہی سینہ مین
گویا آگ لگی ہی جان تن سے نکلی جاتی ہی یہ کہکر جو انگوٹھی اُنگلی مین تھی جلد اُنگلی سے اُتار کر مُنھ مین رکھ لی
اُس مرد بیمار نے پوچھا ارے یہ انگشتری تو نے کیون مُنھ مین رکھ لی ہی اُسنے عرض کیا ای مرد روشنضمیر
یہ انگشتر جمشیدی ہی اسمین کئی وصف ہین اول تو جو شخص کہ بہت پیاسا ہو اور اس انگوٹھی کو مُنھ مین
رکھ لے تو فی الجملہ اُسکی تشنگی جاتی رہتی ہی دوسرے جس شخص کے ہاتھ مین یہ انگشتر ہو اُسپر کسی ساحر
کا سحر اثر نہین کرتا ہی تیسرے اگر کوئی غیر ساحر بھی اس انگوٹھی کو اپنے پاس رکھے تو اُسکے پر پروانے
پیدا ہو جاتے ہین اور وہ اُڑکر راہ طے کر سکتا ہی یہ انگوٹھی بزرگون سے میرے خاندان مین ہی پہلے
مین اس انگوٹھی کو اپنے گھر مین چھوڑ آیا تھا جب ملکہ رشک بدر سے سحر مین عاجز ہوا اُسوقت سے
مین نے یہ انگوٹھی اپنے مکان سے طلب کر کے اپنے پاس رکھی ہی اور یہ بھی خیال ہی کہ لوح طلسمی
میرے پاس ہی طاؤس زرین تن وغیرہ میرے سد راہ ہو کر لوح نہ لے لین اب بھلا مجھ سے کیا
کوئی لے سکتا ہی انگشتری میرے پاس ہی سحر کسی کا مجھپر اثر بھی نہ کریگا یہ کہکر خاموش ہوا اُس شخص نے جواب
دیا ای بارش جادو کسقدر تو بیوقوف اور نادان ہی کہ اسقدر لو گرمی کی شکایت کرتا ہی اور پانی موجود
ہی نہین پیتا ہی اور چند قدم نہین ٹہلتا ہی جلد اس گھڑے سے کہ پانی اسکا بمنزلہ آب حیات کے ہی تھوڑا
سا پانی پی لے اور چند قدم اُٹھکر ٹہل ابھی گرمی بسبب باغ خداوندی دفع ہو جائیگی اُسنے چاہا تھا
کہ اُٹھکر پیئے شخص مذکور نے کہا ٹھہر جا مین تجکو اپنے ہاتھ سے پانی پلاتا ہون یہ کہکر ایک ظرف گلی مین
اُسکو پانی پلایا اور کہا اب ذرا ٹہل اور صحرا کی ہوا کہا دیکھ تو کیا ہوتا ہی بارش جادو پانی خوب پیکر
اُٹھکر دو چار ہی قدم چلا تھا کہ سر کو ایسی گردش ہوئی کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُسوقت
اُس شخص نے اُٹھکر نہایت خوش ہو کر نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو اور نابکار لوح طلسمی لیکر بہت خوش
ہوا تھا اور نصف حکومت طلسم اور ملکہ رشک بدر کے لینے کا ارادہ کیا تھا اس سے بیخبر تھا
کہ امیہ بن عمرو زندہ موجود ہی یہ کہکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا
اور ایک درخت سے حلقہاے کمند سے خوب دست و پا اُسکے کسکر باندھکر خنجر کھینچکر کہنے لگا او نابکار
اب کہہ تجکو کس طرح ہلاک کرون منم امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان وہ یہ تقریر سُنکے اشارہ سے بعد
عاجزی کے کہنے لگا ای امیہ بن عمرو تو مجکو چھوڑ دے مین زر و جواہر تجھے دونگا امیہ بن عمرو نے
غضبناک ہو کر لوح طلسمی اور انگشتر جمشیدی اُس سے لیکر بزور کہا او نابکار مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا
یہ کہکر حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور رنگ و روغن سے بصورت بارش جادو بنکر اور اُسکو
اپنی صورت اصلی پر لا کر مثل لوح طلسمی کے ایک پتھر کی ویسی ہی لوح بنا کر اور کچھ نقوش اُسپر کندہ کر کے
دونون لوحین اپنی کمر مین رکھا اور انگشتر جمشیدی کو اُنگلی مین پہنکر اپنے اوپر نظر کی دیکھا کہ بمجرد پہننے انگشتری
کے دونون شانون پر پرواز پیدا ہوے اور طاقت و قوت پرواز کی حاصل ہوئی اُسوقت بارش جادو
کو اُٹھا کر زمین سے بلند ہوا اور اُڑتا ہوا ایک طرف چلا مگر اُسی سمت روانہ ہوا جس طرف بارش جادو
جاتا تھا اثناے راہ مین امیہ اپنے دل مین خیال کرتا جاتا تھا کہ عنایت الٰہی سے لوح طلسمی تو حاصل ہو گئی

اور بارش جادو کو گرفتار کر لیا ہی لیکن نہین معلوم میرے مالک و آقا پر کیا گذری یقینی ساحرون نے بعد
لوح لینے کے اُنکو بھی گرفتار کر لیا ہوگا دیکھیے وہ کب رہا ہوتے ہین اگر مجکو معلوم ہو جاتا کہ فلان جگہ وہ
گرفتار ہین اور زندان مین قید ہین تو مین اُنکو جاکر رہا کرتا اسوقت کچھ بھی معلوم نہین ہو کہ وہ کہان ہین جیسے
اُنھون نے آہو کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تھا اور مین مرکب طلسمی کا ساتھ نہ دے سکا تھا اور پیچھے رہگیا
تھا اُسوقت سے تا ہنوز کچھ اُنکی خبر معلوم نہین یہ بھی من جانب اللہ میرے ذہن مین آیا کہ بصورت
ایک ساحر درویش صورت کے بیمار بنکر زمین پر لیٹا اور سامری و جمشید نابکارون کو پکار کر اُنسے
تقریر کرنے لگا ناگاہ بارش جادو میری آواز سنکے میرے پاس آیا اور مین نے اُسکو پہچان کر اپنے
دام مکر مین لاکر سیب بیہوشی آمیز اور آب بیہوشی آمیز سے اُسے بیہوش کیا لوح طلسمی اور انگشتر جمشیدی
پائی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی ہنوز امیہ یہ خیالات کرتا ہوا بروے ہوا اُڑتا ہوا جاتا تھا ناگاہ سامنے ایک
کوہ پر شکوہ نظر آیا دور سے وہ کوہ برنگ سرخ نظر آتا تھا جب امیہ بن عمرو کچھ قریب اُسکے پہونچا اور
نظر غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ لالہ نعمان بالاے کوہ بکثرت ہی تمام پہاڑ کثرت روئیدگی لالہ نعمان سے
سرخ ہوا اور بالاے کوہ ایک قصر وسیع ہی اور چار دیواری اُس قصر کی یاقوت سرخ کی ہی اور وہ قصر
بھی یاقوت سرخ کا ہی جب قریب تر اُس قصر کے پہونچا دیکھا ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا ایک
مختصر تخت طاؤسی پر بالاے بام قصر مذکور کے بیٹھی ہی موسم جو گرمی کا ہی ہواے سرد کھارہی ہی دربار مین
اُسکے کئی سو ساحران کریہ منظر باادب تمام بیٹھے ہین اور بہت سی کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے
ہوے اُسکے روبرو کھڑی ہین اور ایک نازنین روبرو اُسکے رقص کر رہی ہی سازندے ساز بجا رہے
ہین اور وہ رقاصہ بلحن داؤدی یہ غزل گا رہی ہی غزل

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
مجھے مار ڈالا ہو انکار نے بھی
صبا نگہت یار لائی کہانسے
کوئی کیا کہے آپ ہرجائی ہو تم

کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
یہ کنا کہ کیا مجھپہ دعوی کسی کا
نہین دخل اُس کو مین اصلا کسیکا
نہین میری جان شکوہ بیجا کسی کا

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
نہین میری شتتے زمین ناصبوری
جو بھر جائے اس تیغ قا سے تو جانان
وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
دم الحذر او عشق بتان سے

نہ ہو تو کسیکا نہو گا کسیکا
نہین مانتا کوئی کہنا کسیکا
کہ دلبر نہین زور چلتا کسیکا
نہین کوئی دنیا مین گویا کسیکا
تجھے ڈر ہو اے مومن ایسا کسیکا

اہل بزم بگوش اُسکا گانا سن رہے تھے اور بنظر غور ناچ اُسکا دیکھ رہے تھے اور اکثر ساحر اُسکے گانے کی
تعریف کر رہے تھے ہر ایک ساحر خوش تھا خصوصاً وہ نازنین جو بالاے تخت بیٹھی تھی بہت خوش تھی
دمبدم مسکرا رہی تھی زیر کوہ مذکور کو سون سبزہ زار تھا کئی ہزار ساحر بھی زیر کوہ تھا جسوقت امیہ بن عمرو
تمام کوہ و سبزہ زار کی سیر دیکھتا ہوا متصل قصر مذکور سے ہو کر چلا اتفاقاً اُس نازنین صاحبہ تخت طاؤسی
نے سوے فلک دیکھکر اپنے اہل دربار سے کہا دیکھو بارش جادو کسی شخص کو گرفتار کیے ہوے گھبرایا
ہوا جاتا ہی نہین معلوم کسکو گرفتار کر کے لیے جاتا ہی اور ایسا مغرور ہو کہ ہماری سرحد مین سے بلکہ ہمارے
کوہ پر سے جاتا ہی اور واسطے سلام کے ہمارے دربار مین بھی نہین آتا ہی جلد اسکو بلاؤ اُسوقت چند
ساحرون نے پکار کر کہا اے بارش جادو کہان جاتے ہو جلد ادھر آؤ ہماری مالکہ تمکو طلب کرتی ہین
خبردار آگے نہ جانا بغیر یہان حاضر ہوے تمھارا جانا اچھا نہین ہی آگے تمکو اختیار رہی امیہ یہ تقریرین
ساحرون کی سُنکے دربار مذکور مین گیا اور ساحرون سے مخاطب ہو کر پوچھا اسوقت تمنے مجھے کیون بلایا

مین ایک کار ضروری کو جاتا تھا اور ایک کار نمایان کرکے آیا ہون اُنھون نے جواب دیا ہنسکر
تمھین نہین بلایا ہو بلکہ ملکہ گلعذار جادو جو سامنے تشریف رکھتی ہین اور حاکم و ناظم اس کوہ لالہ زار
اور صحرای سبزہ زار کی ہین اُنھون نے تمکو بلایا ہو کیا تم اُنکو نہین پہچانتے ہو اور اُنکے مراتب سے
آگاہ نہین ہو کہ تمنے اُنکو بصد ادب مجرا نہین کیا اُسوقت امیہ بن عمرو نے ملکہ گلعذار جادو کو تسلیم
کرکے عرض کیا حضور میری خطا کو معاف فرمائیے گا اُسوقت میرے حواس درست نہین ہین اپنون کو بیگانہ
اور بیگانون کو اپنا جانتا ہون گویا دیوانہ ہون ملکہ نے پوچھا یہ حال تیرا کیون ہوا ہو کہان سے آتا ہو کہان
جاتا تھا یہ کون شخص ہو کہ جسکو گرفتار کرکے لایا ہو بارش جادو نقلی نے عرض کیا حضور نے سُنا ہوگا
اخبار کے ذریعہ سے حضور پر ظاہر ہوا ہوگا کہ ایک مسلمان مسمّی بدیع الزمان ابن حمزہ صاحبقران
اس طلسم مین آیا تھا اور لوح طلسمی اُسکو دستیاب ہوگئی تھی اُسنے جملہ دربندون کو طلسم مذکور کے
فتح کیا تھا اور ساحران دربند کو آکر ہلاک کیا تھا یہانتک کہ کاملہ جادو کو بھی اُسنے قتل کیا تھا اور
صدہا ساحرون کو اُسنے تہ تیغ کیا تھا شاہ طلسم کو نہایت تردد تھا کہ دیکھیے اب یہ طلسم بچتا ہو یا نہین کیونکہ
طلسم کشا تمام دربندون کو طلسم کے فتح کرچکا ہو اور ملکہ رشک بدر شریک اُسکی مع فوج ساحران
ہوچکی ہو اور کاملہ جادو کی سپاہ بھی مع طاؤس زرین تن کے اُسکی شریک ہوئی ہو اور وہ اب
معہ لشکر میری طرف آتا ہو یہ تردد و فکر کرکے شاہ موصوف نے ارادہ کیا تھا کہ تمام سپاہ اپنی ہمراہ
لیکر طلسم کشا سے مقابلہ کیا جائے بلکہ شاہ طلسم نے تیاری فوج کا حکم دیدیا تھا فوج تیار ہوچکی تھی
ناگاہ وزیر اعظم نور جادو نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ میر حضور کا برائے مقابلہ جانا اچھا
نہین ہو خوف جان کا ہو علم نجوم سے ایسا ثابت ہوتا ہو کہ چالیس روز آپ پر نہایت ہی سخت ہین
شاہ مسطور اُس خیرخواہ کی تقریر سُنکے مستفسر ہوے کہ اگر برائے مقابلہ طلسم کشا نہ جاؤن تو کیا کرون
کیونکہ وہ اسطرف معہ لشکر آتا ہو اُسنے عرض کیا تھا کہ آپ کسی ساحر زبردست کو واسطے مقابلہ طلسم کشا
کے مع فوج ساحران روانہ کیجیے چنانچہ بموجب اُسکے کہنے کے شاہ عالی جاہ نے مجھسے فرمایا
کہ تو جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کر فدوی حسب الحکم معہ فوج ساحران برائے مقابلہ طلسم کشا روانہ
ہوا تھا میرے لڑنے کا تو حال حضور نے بخوبی سُنا ہوگا کہ کس بہادری و دلاوری سے مین نے
طلسم کشا سے مقابلے کیے ہزارون ساحر اُسکے لشکر کے ہلاک کیے طاؤس زرین تن کو زخمی کیا
ملکہ رشک بدر کو کہ دختر شاہ بھی لیکن میرے سامنے سے ہٹ جاتی تھی تمام لشکر طلسم کشا کا میری صورت
دیکھکر بھاگنے پر آمادہ ہوتا تھا لیکن طلسم کشا پر میرا سحر اثر نہ کرتا تھا اور وہ مجھسے چندان نہ ڈرتا تھا
کیونکہ اُسکے گلے مین لوح طلسمی تھی مین نے بجاے خود خیال کیا تھا کہ ای بارش جادو کوئی ایسی تدبیر
اور فکر معقول کر کہ طلسم کشا سے لوح طلسمی تجکو ملجائے پھر طلسم کشا کا گرفتار کرلینا کیا مشکل ہو اور
لشکر طلسم کشا کا قتل کرنا کیا دشوار ہو یہ خیال کرکے آج کے روز وقت سحر مین نے طلسم کشا سے مقابلہ
کیا جنگ عظیم ہوئی لاشون سے میدان جنگ کو بھر دیا بہت سون کو زخمی کیا ملکہ رشک بدر کو بخیال
ناراضی شاہ قتل تو نہین کیا مگر گرفتار کرلیا بعدہ عجب تدبیر سے مین نے لوح طلسمی بھی طلسم کشا سے
لے لی اور اپنے قبضہ مین کی طلسم کشا کو بمصلحت گرفتار نہ کیا کیونکہ بعد لوح لینے کے مجکو خوف یہ ہوا

کہ عیار طلسم کشا نہ آجائے اور کسی عیاری و مکاری سے لوح طلسمی مجھ سے نہ لے لے اور مجھے قتل نہ کر ڈالے
گو مین نے اس خیال سے طلسم کشا کو گرفتار کرنے مین وہان توقف نہ کیا تھا اور خیال کیا تھا کہ میرے
لشکر کا کوئی ساحر ضرور اسکو گرفتار کریگا لیکن یہ شخص کہ عیار طلسم کشا کا ہی آہی پہونچا اور میرے ہلاک
کرنے کی اُسنے بہت سی تدبیرین کین اور سیکڑون باتین عیاری اور مکاری کی اسنے کین مگر مین ہوشیار
اور عاقل تھا کہ اسکے دام مکر مین نہ آیا اور بہزار مشکل اسکو بھی مین نے گرفتار کیا اب اس عیار کو اور
لوح طلسمی کو لیے ہوے خدمت شاہ مین جاتا تھا کہ حضور نے طلب کیا گھبرایا ہوا تھا حواس خمسہ درست
نہ تھے پہلے حضور کو سلام نہ کیا لاریب گستاخی اور تقصیر ہوئی امیدوار ہون کہ عفو فرمائیے ملکہ گلعذار جادو
نے اُسکی تقریر سنکے اور خوش ہوکے پہلے تو اشارہ بیٹھنے کا کیا جب بارش جادو نقلی دربار مین
اُسکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھ چکا پھر ملکہ نے اُس سے کہا اے بارش جادو تو نے اسوقت وہ
خوشخبری دی اور وہ کارنمایان تو نے کیا ہی کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہوے اسی وجہ سے ہمنے تیری
تقصیر معاف کر دی ورنہ تو جانتا ہی کہ مین بھتیجی شاہ طلسم کی ہون اور اس کوہ لالہ زار اور صحرائے
سبزہ زار کی حاکم ہون اور ذرا سی بات پر مجکو بہت غصہ آجاتا ہی تمام اہل دربار اور جملہ ملازم میرے
عموی نامدار کے میرے غصہ اور عتاب سے ڈرتے ہین تجکو سلام نہ کرنے کی سزا ایسے سخت دیتی
عموی نامدار بھی اگر سنتے تو وہ بھی اس بارے مین کچھ دخل نہ دیتے خیر اسوقت غصہ میرا لوح طلسم
کے ملنے سے اور اس عیار کے گرفتار ہونے سے جاتا رہا اب تجکو لازم ہی کہ مجھے لوح طلسمی دے
کہ مین اُسے دیکھون مین نے بزرگون کی زبانی تو تعریف لوح طلسمی کی بہت سُنی ہی مگر کبھی دیکھی نہین
ہی اسوقت ضرور لوح کو دیکھونگی بارش جادو نقلی نے پہلے تو عرض کیا خداوند نعمت جب آپ
اپنے عموی ذیوقار کے پاس آلیے گا اُسوقت لوح کو دیکھ لیجیے گا لیکن جب ملکہ مذکورہ نے کہنا
اُسکا نہ مانا تو مجبوری وہ لوح نقلی جو خود بنائی تھی کمر سے نکالکر پیشکش کی ملکہ تا دیر اُسے دیکھا کی بعد
ازان کہنے لگی مین جانتی تھی کہ لوح طلسمی ہیرے یا اور کسی جواہر کے قسم سے ہوگی یہ تو ایک پتھر کی لوح
ہی کچھ لکیرین ایسی اسپر کندہ ہین کہ مطلق پڑھا نہین جاتا نہین معلوم اسپر بانیان طلسم نے کیا کندہ کیا
ہی اور کس علم مین اسپر یہ حروف کندہ کیے ہین کہ وہ مانند لکیرون کے ہین بھلا ہمسے تو خاک بھی نہین
پڑھا جاتا ہی واہ واہ ایسے ایک ادنے پتھر کے ٹکڑے کے عجب عجب اوصاف سنے تھے دیکھی تو کچھ بھی
نہین بھلا جب مجھ سے کچھ پڑھا نہین جاتا تو اور کسی سے کیا اسمین پڑھا جائیگا اور طلسم کشا اسے کیا
پڑھتا ہوگا اور حکم لوح سے کیونکر ماہر ہوتا ہوگا یہ کہکر تمام ساحران اہل دربار کو وہ لوح دکھائی سب
اُس لوح کو دیکھکر متحیر ہوے بعض بعض ساحرون نے کہا یہ لوح طلسمی کیسی ہی کہ اسکا عکس ہم پر پڑتا ہی
اور ہمارے تن کو مطلق سوزش معلوم نہین ہوتی ہی اور ہم سحر بھی نہین بھولتے ہین بارش جادو نے
پہلے تو خیال کیا غضب ہوا یہ ساحران نابکار اصلی ہونا اس لوح کا پہچان گئے لیکن پھر اُنکو جواب
دیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے ہاتھ سے اپنا اثر دکھاتی ہی کسی کے ہاتھ سے اثر نہین دکھاتی ہی بانیان
طلسم نے اسکو اسی قاعدہ سے اور حکمت سے بنایا ہی اور طلسم کشا ہی اس لوح کو دیکھکر مطلب لوح
سے آگاہ ہو سکتا ہی اور دوسرا شخص سوائے اُسکے اسکی عبارت اور نقوش کو سمجھ نہین سکتا ہی ملکہ

سوائے طلسم کشا ہر ایک کو اسکی عبارت اور حروف نظر بھی نہین آتے ہین ہر چند کہ وہ عالم ہو یا فاضل
جب امیہ نے یہ تقریر کی سب ساحر خاموش ہو رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ گلعذار جادو نے کہا ای
بارش جادو وہ توبیچ کہتا ہی تیری تقریر بیجا نہین ہر بانیان طلسم بڑے بڑے حکیم اور عاقل ہونگے اُنھون نے
اپنی حکمت سے اسے بنایا ہی اور کلید قفل طلسم اسے قرار دیا ہی جسکے پاس یہ ہو اُسپر سحر اثر نہین کرتا ہی
اور ساحرون کے حق مین تو یہ بہت بڑی ہی کہ ساحر اس سے عاجز ہوتے ہین بلکہ مین کہتی ہون کہ یہ لوح
طلسمی واسطے جان ساحرون کے ملک الموت ہی بانیان طلسم ایسے تو عقیل و فہیم تھے کہ طلسم بنایا پھر یہ
کیسی بیوقوفی کی کہ اُسکی مٹانے والی شی بھی بنا کر طلسم مین رکھدی کہ طلسم کشا ایک زمانے مین آکر طلسم
کو توڑے اور یہی لوح اُسکی مدد کرے اور ہدایت کرے یہ کہکر وہ لوح لیکر بارش جادو نقلی کو
دیدی اور کہا کہ اب اس عیار کو ہوشیار کر اُسنے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت اسے ہوشیار
نہ کرائیے یہ عیار ہوشیار ہو کر آفت برپا کریگا نہ آپ ہونگی نہ مین ہونگا نہ آپ کا درباری کوئی ساحر
زندہ رہیگا نہ لشکری حضور کا کوئی ساحر باقی نہ رکھے گا سب کو یہ مار ڈالیگا یہ بلاے بے درمان ہی
اسکے باپ کا نام عمرو ہی وہ بیمثل و بے نظیر عیار ہی خداوند سامری و جمشید اور جملہ خداوند اُسکی
عیاری و مکاری سے ڈرتے ہین اور پناہ مانگتے ہین یہ اُسکا فرزند ہی یہ بھی غضب کا عیار ہی مین ہی
ایسا ساحر تھا کہ مین نے اسکو گرفتار کیا ورنہ یہ کسی سے گرفتار نہوتا اگر بموجب ارشاد حضور کے
اسے ہوشیار کرون تو ہرگز مُنھ سے نہ بولیگا اور اشارے سے کہیگا کہ مجھے رہا کر دیجیے مین عیار نہین
ہون بلکہ حضور کا نمکخوار ہون اور عجب نہین کہ یہ کہے مین بارش جادو ہون اور مجھکو کہے یہ امیہ
بن عمرو ہی اور علاوہ اسکے اشارہ سے کہیگا کہ مین ساقی گری کرتا ہون کشتی شراب کی منگوائیے شراب
کی کشتی میرے حوالے کیجیے مین شراب پیونگا جب آپ شراب منگوائیے گا یہ چالاکی اور ہوشیاری
سے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیگا جب سب اُس شراب کو پیین گے بیہوش ہو جائینگے یہ نابکار
خنجر سے ہر ایک کا سر کاٹ لیگا اور تمام مال و اسباب اس قصر کا اور جو جسکے پاس ہوگا لوٹ لیگا
اور لوح طلسمی لیکر چلا جائیگا اگر طلسم کشا ابھی گرفتار نہین ہوا ہی تو اُسے جاکر دیدیگا اور اگر وہ گرفتار
ہو گیا ہی تو اُسے جا کر رہا کریگا علاوہ عیاری مذکور کے ہزارون بلکہ لاکھون عیاریان اُسکو یاد ہین
جہان جیسی عیاری کی ضرورت ہوتی ہی وہان وہی عیاری کرتا ہی اور جسکو مار ڈالنا منظور ہوتا ہی اُسے
مار ڈالتا ہی اور جسے گرفتار کرنا اور زندہ رکھنا مناسب جانتا ہی اُسے قتل نہین کرتا ہی فقط قید کر لیتا ہی
یہ وہ بلا کا عیار ہی کہ اگر عورت بنکے آئے تو کوئی نہ پہچان سکے کہ یہ مرد ہی کبھی یہ لڑکا اور کبھی بڈھا اور
کبھی جوان بنجاتا ہی اور باتین ایسی کرتا ہی کہ عاقل کو دام مکر و فریب مین لا کر حتی الامکان گرفتار ہی
کر لیتا ہی لہذا مکرر عرض کرتا ہون کہ اسکا ہوشیار کرنا اچھا نہین ہی ابھی یہ ہوشیار ہو کر دربار مین دریا ے
خون بہا دیگا ملکہ گلعذار جادو عیار مذکور کی عیاریون سے آگاہ ہو کر پہلے تو از حد متحیر ہوئی
اور خوف سے کانپنے لگی اور کہنے لگی خداوند سامری اسکے شر و فساد سے بچائین جلد اسپر اپنا
قہر و غضب نازل کرین یہ موا موڈی کا ٹا بڑا ہی مکار ہی بیخطا و بے قصور ہر ایک کو مار ڈالتا ہی اور
مال و اسباب لوٹ لیتا ہی اسکو تو نے زندہ ہی کیون رکھا قتل کر ڈالا ہوتا بعد ازان ملکہ نے کہا

ای بارش جادوگو تو نے تمام حال اسکا بیان کیا ہی لیکن کچھ خوف نکر اسکو ہوشیار کر کیا مجال اسکی کہ یہان کچھ عیاری کر سکے مین بھی وہ ساحر ہون کہ اگر عیاری کرے اور مجھے قتل کرنا چاہے تو کیسطرح قتل کر ہی نہین سکتا مان اگر طلسم کشا یہان آئے اور لوح طلسمی اُسکے پاس ہو تو البتہ وہ مجکو بمشکل قتل کر سکتا ہی بارش جادو نقلی نے پوچھا ای ملکہ عالم یہ عیار اُنکو کس وجہ سے قتل کر نہین کر سکتا اُسنے جواب دیا اسے دریافت نکر مجھے اُس راز کا ظاہر کرنا منظور نہین ہی یہ کہکر پھر کہا ای بارش جادو جلد اسکو ہوشیار کر دیکھون تو یہ کیا عیاری و مکاری کرتا ہی مین مشتاق ہون بارش نقلی نے مجبور ہوکر بارش جادو اصلی کو پہلے ستون قصر مین رسی سے خوب مضبوط دست و پا اُسکے باندھے بعد ازان عرض کیا خداوند دیکھیے یہ مین نے نیا سحر یاد کیا ہی کہ مین اپنے یا اور کسی ساحر کے سحر کو اس طرح دفع کرتا ہون اور بیہوش کو اس طرح ہوش مین لاتا ہون یہ کہکر پہلے ہونٹھ ہلائے اور ایک فتیلہ نکالکر اُسپر پھونک کر اُسی فتیلہ سے بموجب قاعدہ اُسے ہوشیار کیا جب اُسنے آنکھین کھولین اپنے تئین دربار ملکہ گلعذار جادو مین ستون قصر سے بندھا ہوا دیکھا اور اپنی صورت پر عیار کو پایا نہایت رنج ہوا آنکھون سے آنسو بہانے لگا اور اشارہ سے کہنے لگا اس عیار نے مجھے گرفتار کیا ہی لوح طلسمی مجھ سے عیار نے لی ہی اور انگشتر جمشیدی بھی مجھ سے چھین لی ہی اسکو پکڑ کر قتل کرو مجکو کھولدو اور میری زبان سے سوزن نکال لو تم سب کو قسم دیتا ہون سامری و جمشید کی میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاؤ گے مین تو گرفتار ہون یہ عیار سب کو ابھی مار ڈالیگا کسی کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑیگا یارو اسکے پاس لوح طلسمی و انگشتر جمشیدی ہی جلد تر اسکو گھیر کر لوح اور انگشتری اس سے لیلو دیکھو تامل نکرو میرے کہنے پر عمل کرو مین بارش جادو ہون اگر میرے کہنے کا تمکو یقین نہین ہی تو میرا آب گرم سے مُنھ دھلاؤ اور اسکا بھی مُنھ پانی سے دھوؤ تمھین ظاہر ہو جائیگا کہ عیار کون ہی اور بارش جادو کون ہی مین تم سب کا خیر خواہ ہون چاہتا ہون کہ تمھاری جانین اس عیار ظالم کے ہاتھ سے بچین اور یہ طلسم بھی ٹوٹنے سے بچ جائے بارش جادو تو اشارے سے تقریر کرتا تھا اور امیہ بن عمرو ملکہ اور اُسکے اہل دربار سے کہتا تھا دیکھیے جو کچھ قبل اسکے مین نے کہا تھا وہی ہوا یہ مُنھ سے تو نہین بولتا ہی لیکن اشارہ سے کیا کیا فریب دیتا ہی ہرگز ہرگز کوئی اسکے مکر و فریب مین نہ آئے ورنہ غضب ہو جائیگا اہل دربار سے یہ نابکار کسی کو زندہ نہ رکھے گا بارش جادو امیہ بن عمرو کی تقریر سنکے برہم ہوتا تھا غصہ سے چہرہ اُسکا سرخ ہو جاتا تھا رسی کو زور کرکے توڑنا چاہتا تھا بار بار ملکہ اور جملہ اہل دربار کیطرف نظر حسرت و یاس سے دیکھتا تھا اور اشارہ سے کہتا تھا یہ جھوٹا ہی اور مین سچا ہون یہ نقلی بارش جادو ہی اور مین اصلی ہون ذرا میرے حال پر رحم کرو کیا بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہو اُٹھو میری زبان سے سوزن کو نکال لو ملکہ گلعذار جادو اور جملہ ساحران دربار اُسکی طرف دیکھ کے ہنستے تھے اُسکے کچھ تو اشارے سمجھتے تھے اور کچھ نہ سمجھتے تھے اُسکو عیار جانتے تھے اور عیار کو بارش جادو تصور کرتے تھے اور کہتے تھے واقعی یہ بہت بڑا عیار مکار ہی دیکھو تو کیسی مکاری کر رہا ہی کسطرح سے رو رہا ہی کیا کیا اشارہ سے کہتا ہی خداوند سامری و جمشید اسکے شر سے ہم سب کو اور جملہ ساحران طلسم کو بچائین یہ کہکر ہر ایک ساحر اُس سے کہتا تھا کہ او عیار اب تیر گرفتار

ہوکر رہا ہونا ممکن نہین ہی ہرگز تو رہا نہوگا اگر رہا بھی ہوگا تو قید ہستی سے رہا ہوگا سر و تن مین تیرے
جدائی ہوگی یہ اشارے تیرے فضول اور بیکار ہین یہان کوئی تیرے دم مین نہ آئیگا تیری مکاری و
عیاری سے ہمکو خوب آگاہی ہوچکی ہی بارش جادو پہلے ہی تیرے حال سے آگاہ کرچکا ہی یہ کہکر
کوئی تو ترنج نکالکر اور سحر کرکے کہتا تھا او عیار مارون تجھپر یہ ترنج کہ تو ابھی جلکر خاک ہوجائے کوئی
ساحر ترنج پر سحر کرکے اُس سے مخاطب ہوکر کہتا تھا او عیار بس اب اشارے سے تقریر کرنی مکاری
سے باز آ ورنہ یہ ترنج سحر تجھپر مارونگا کہ تو انسان سے جانور ہوجائیگا غرضکہ اسیطرح ہر ایک ساحر اُس سے
کلام کرتا تھا اور وہ سبکی سنتا تھا اور روتا تھا اور سر اپنا ستون سے ٹکراتا تھا ملکہ گلعذار جادو
بھی دمبدم ہنستی جاتی تھی اور بنظر غور اُسکی طرف دیکھتی جاتی تھی اور کہتی تھی یہ عیار فی الحقیقت بلا کا
عیار ہی کسقدر اسکو باتین مکر و فریب کی یاد ہین کہ پناہ اسکو بارش جادو نے نہین معلوم کس مشکل
اور کس تدبیر سے گرفتار کیا ہوگا اسکا ہاتھ آنا نہایت ہی دشوار ہوا ہوگا سچ کہتا ہی بارش جادو
کہ یہ عیار غضب کا عیار ہی اگر یہ رسی سے نہ بندھا ہوتا تو قیامت برپا کرتا ساحرون کو قتل کرتا
تجھپر بھی خنجر کھینچکر دوڑتا یہ کہکر اپنی کنیزون سے مخاطب ہوکر کہا جلد جاؤ کشتی شراب کی لاؤ ہم بھی شراب
پئین گے اور جملہ اہل دربار بھی میکشی کرینگے اور بارش جادو کو بھی ہم میکشی کا حکم دینگے کیونکہ
اسنے عجب کار نمایان کیا ہی کنیزین حسب الحکم دوڑ گئین اور کئی کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئین
اُسوقت ایک نازنین شیشہ و ساغر اٹھا کر واسطے ساقی گری کے آمادہ ہوئی بارش جادو نقلی نے
ملکہ سے دست بستہ عرض کیا کہ آج اس فدوی کا دل چاہتا ہی کہ حضور کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائے
اور تمام اہل دربار کو بھی شراب پلائے کیونکہ آج دن خوشی کا ہی اور مین بھی نہایت شاد ہون اگر
حضور کے دربار مین ساقی گری کرونگا تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور باعث میری آبروریزی کا نہین ہی بلکہ موجب
میرے افتخار کا ہی کیونکہ جیسے شاہ طلسم کا مین نمک خوار ہون اُسی طرح آپکا بھی نمک خوار ہون
اور مجھپر کیا موقوف ہی میرے آبا و اجداد بھی سب اسی سرکار دولت مدار کے نمک خوار رہے تھے
شاہ طلسم مین اور آپ مین کیا فرق ہی مین حضور کو اپنا حاکم اور مالک جانتا ہون بارش جادو نقلی
نے جو یہ تقریر کی ملکہ گلعذار جادو نے بہت خوش ہوکر کہا ای بارش جادو اگر تیری یہی خوشی
ہی تو خیر تو ہی ساقی گری کر تیری عرض ہمنے قبول کی امیہ بن عمرو حکم ساقی گری پاکر شراب کی کشتیون
کے پاس آیا اور حسب دلخواہ شراب کو اُلٹ پلٹ کرکے اور سفوف بیہوشی چالاکی اور ہوشیاری
سے سب کی نظر بچاکر شراب مین شامل کرکے ساغر بلورین مین مے مذکور شیشہ سے اُنڈیل کر بادب
تمام روبرو ملکہ گلعذار کے لیگیا چونکہ اسکو کچھ خیال اسکی دشمنی کا نہ تھا بلکہ اُسکو بارش جادو
جانکر اپنا خیر خواہ اور نمک خوار جانتی تھی نظر سحر آگین شراب پر نہ ڈالکر بے دغدغہ گردش فلک
جام مے لیکر لبون سے لگاکر شراب پی گئی امیہ بن عمرو نے اور ایک جام پر از مے تند بیہوشی آمیز اُسے
دیا وہ بھی جام لیکر بیخوف و خطر پی گئی اور کہا اب اہل دربار کو پلا اور تو بھی شراب پی امیہ بن عمرو
نے جام پر جام شراب ناب کے اہل دربار کو دینے شروع کیے اور وہ سب مفت کی شراب پاکر
مقدار سے زیادہ شراب پینے لگے جب سب ساحرون کو شراب پلا چکا ایک شیشہ شراب کا اُن

کنیزون کو دیکر کہا آج تم بھی شراب ناب پیو اور ہماری ملکۂ عالم کو دعا دو اور خوش ہو کہ ایک بلائے ناگہانی اس طلسم مین آئی تھی خداوند سامری نے اُس بلا سے ساکنان طلسم کو بچایا طلسم کشا سے لوح طلسمی مین نے لے لی اور اُسکے عیار کو گرفتار کر لیا یقین کامل ہو کہ اب میرے لشکر کے ساحرون سے کوئی ساحر طلسم کشا کو بھی گرفتار کریگا یہ کہکر جس شیشہ مین کہ سفوف بیہوشی پہلے نہین ملایا تھا اُس شیشہ سے شراب ساغر مین اُنڈیل کر چاہتا تھا کہ مے پیے ناگاہ بالاے ہوا ایک ساحر کو تخت سحر پر جاتے دیکھا غور سے جو نظر کی دیکھا کہ ابر جادو ہی اُسیوقت پکار کر کہا ای ابر جادو تو کہان جاتا ہی یہان آ مین دربار مین ملکہ کے بیٹھا ہون میکشی کر رہا ہون تو بھی آکر شراب پی ذرا بیٹھ جا ہمارے ساتھ چلنا ابر جادو بارش جادو کو دیکھکر اور خوب پہچان کر تخت سحر اپنا بالاے کوہ لایا اور وہان سے تخت کو چھوڑ کر بدیع الزمان کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا ملکہ گلعذار جادو کو سلام کیا اُسنے اشارہ سے بیٹھنے کو کہا ابر جادو قریب بارش جادو کے بیٹھا اُسوقت بدیع الزمان نے ملکہ اور اُسکے اہل دربار پر نظر کرکے باواز بلند کہا سلام میرا اس دربار مین اُس شخص پر جو خداوند عالم کو یکتا اور وحدہ لاشریک جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر حضرت ابراہیم کی پیغمبری کا قائل ہو جب بدیع الزمان نے اس طرح سلام کیا تمام اہل دربار خداے نادیدہ کا نام سنکے برہم ہوے خصوصاً ملکہ گلعذار جادو نہایت غضبناک ہوئی اور ابر جادو سے پوچھنے لگی یہ کون شخص ہی کہ ہمارے دربار مین گستاخانہ خداے نادیدہ کا نام زبان پر جاری کرتا ہی کچھ اسکو ہمارے قہر و غضب سے آگاہی نہین ہی یا یہ شخص دیوانہ ہی ابر جادو نے عرض کی حضور یہی طلسم کشا ہین اور یہ مسلمان ہین موافق اپنے مذہب کے سلام کرتے ہین انھون نے طلسم مین آکر قیامت برپا کی تھی مین نے وہ نایاب سحر کیا کہ انکو مین نے گرفتار کیا اب انکو لیکر خدمت شاہ مین جاؤنگا تمام حال بیان کرونگا یقینی شاہ طلسم حکم دیگا کہ انھین قتل کرو آج ہی یہ قتل ہو جائینگے چند ساعت کی اور انکی زندگی ہی حضور زیادہ برہم نہون یہ حضور کا قیدی ہی جو کچھ یہ کہے سُن لیجیے کچھ جواب نہ دیجیے کیونکہ رشتۂ حیات اسکا قریب ہی منقطع ہوگا اور یقین ہی کہ ملکہ رشک بدر بھی قتل کیجائے یا زندان مین قید کیجائے نہال جادو اُسکو گرفتار کیے ہوے لاتا ہوگا یا اسی راہ سے قبل میرے حاضر ہونے کے لیگیا ہوگا خدمت شاہ مین پہونچا ہوگا ابھی ابر جادو یہ کہہ رہا تھا کہ بالاے ہوا صدہا طائران رنگارنگ آتے دیکھکر اور ایک عقاب کے پنجہ مین ملکہ رشک بدر کو دیکھکر کہنے لگا دیکھیے حضور وہ نہال جادو بھی مع لشکر ساحران ملکہ رشک بدر کو گرفتار کیے ہوے آتا ہی ملکہ نے کہا نہال جادو کو بھی بلا لو مگر کہو کہ تنہا یہان آئے صرف ہماری بہن ملکہ رشک بدر کو لیتا آئے اور لشکر ساحران کو ہمارے دربار مین نہ لائے ابر جادو وغیرہ نے باواز بلند پکار کر کہا ای نہال جادو یہان آؤ فقط ملکہ رشک بدر کو لیتے آؤ ملکہ گلعذار جادو تمکو طلب کرتی ہین نہال جادو بارش جادو اور جملہ ساحرون کو دیکھکر اور سب کو اپنا دوست جانکر لشکر کو زیر کوہ ٹھہرنے کا حکم دیکر خود دربار مین آیا پنجہ سے ملکہ کو رکھکر زمین پر غلطان ہوا اور سحر ورد زبان کیا بعد ایک لمحہ کے اصلی صورت پیدا کرکے کھڑا ہوا

اور جھک کر ملکہ کو مجرا کیا اُسنے پوچھا کیا تو نے ملکہ رشک بدر ہماری بہن عموزادہ کو گرفتار
کیا ہی اُسنے عرض کیا پہلے ہمارے افر بارش جادو نے ملکہ کو گرفتار کیا ہی ملکہ نے کہا ای
بارش جادو ہرچند ہمنے تمام حالات قبل تیرے بیان کرنے کے سُنے تھے اور اپنی اس بہن کی بھی
شرکت کا حال سُنا تھا کہ طلسم کشا کی شریک ہو گئی ہی لیکن مین چاہتی ہون کہ تو اپنا سحر اُسپر سے دفع کر اور
اسکو ہوشیار کر تاکہ مین اس سے پوچھون ای بہن یہ کیا تمھاری شامت تھی کہ تم طلسم کشا کی صورت پر فریفتہ
ہو کر اپنے باپ کی دشمن ہو گئین طلسم کی بربادی پر آمادہ ہو گئین طلسم کشا کی شریک ہو گئین اُسکے ساتھ
ساحران طلسم سے لڑین کچھ تمکو اپنی عزت و آبرو کا خیال نہ آیا بیکار طلسم کشا پر عاشق ہوئین اسکی
تو کچھ ایسی اچھی صورت بھی نہین ہی دیکھون کیا جواب دیتی ہی اگر عذر کریگی اور اپنی خطا پر نادم ہوگی
تو مین اسکے ساتھ خدمت عموی نامدار مین جاؤنگی اور اُسکے بارے مین بہت سفارش کرونگی اور
کہونگی اور عموی ذیوقار آپکو میری ہی سر کی قسم میری بہن کی تقصیر کو معاف کر دیجیے یقین کامل ہی کہ وہ
میرے قسم دینے سے مجبور ہو جائینگے اور میری خاطر سے اسکی خطا کو معاف کر دینگے جان اسکی بچ
جائیگی ورنہ چچا میرے ضرور اسکو قتل کرینگے یا اُسے زندان مین قید کرینگے کہ یہ نازپروردہ ہی جانبر
نہوگی چونکہ مین اس سے بڑی ہون اور مین نے اسکو گودی مین کھلایا ہی مجکو اس سے بدرجۂ کمال
الفت ہی اسکو اس حال سے دیکھکر میرے آنسو نکل آئے دل کو صدمہ ہوا بارش جادو نے
عرض کیا حضور اسپر سے سحر اُتارنا فدوی کے نزدیک اچھا نہین ہی اگر یہ رہا ہو جائیگی تو پھر اسکا
گرفتار کرنا مشکل ہوگا مین نے عاجز ہو کر خاک قبر جمشید سے لی اور بمشکل اسے بیہوش کیا ہی مین تو
اسپر سے اپنا سحر نہ اُتارونگا حضور مالک و مختار ہین میرے سحر کو اسپر سے دفع کر دین اور اسکو
ہوشیار کرکے باتین کرین بارش جادو نقلی نے یہ تقریر ملکہ گلعذار جادو سے محض اسوجہ سے
کی کہ ملکہ گلعذار جادو مجھے پہچان نہ لے کہ عیار ہی رہائی رشک بدر کی چاہتا ہی سوا اِسکے
رد سحر کرنے سے عاجز تھا الغرض ملکہ گلعذار جادو نے اُسکے کہنے سے خود رشک بدر
سے سحر دفع کیا لیکن پہلے سوزن اُسکی زبان مین دیدیا بعدہ سحر دفع کیا جب اُسکو ہوش آیا دیکھا
کہ دست و پا میرے رسن سے بندھے ہین ستون قصر سے ساحرون نے باندھا ہی زبان مین سوزن
ہی کوہ لالہ زار پر روبروے گلعذار جادو اپنی ہمشیرہ عموی زاد کے سر دربار اس ذلت و
حقارت سے بندھی ہوئی ہون اور بدیع الزمان بھی ایک طرف ستون در کے قریب سحر
مین گرفتار زمین پر پڑے ہین سواے سحر کے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان بھی
ہین دربار مین گلعذار جادو کے کئی سو ساحران نامی بیٹھے ہین بارش جادو اور ابر جادو
اور نہال جادو بھی موجود ہین سب خوش و مسرور ہین اور ایک طرف ستون در سے امیہ بن
عمرو بندھا ہوا ہی حال اُسکا یہ ہی کہ زار زار رو رہا ہی سر اپنا ستون در سے ٹکرا رہا ہی اشارہ
سے کچھ کہتا ہی گلعذار جادو اور جملہ ساحر اُسکو کلمات سخت کہکر واسطے مارنے کے اُٹھتے ہین
کوئی ساحر تا تیغ اُٹھا کر کہتا ہی او عیار بے ادب کچھ اشارہ نہ کر گونگا نہ بن عیاری نہ کر یہان تیری
کوئی عیاری نہ چلے گی یہ دربار عالی ملکہ گلعذار جادو کا ہی یہان ادب سے کھڑا رہ وہ یہ سنکے زیادہ

روتا ہی گر کبھ کہتا نہین ہی ملکہ رشک بدر حال اپنا اور طلسم کشا اور امیہ بن عمرو کی کیفیت دیکھکر نہایت غمگین ہوئی اور اشک آنکھون مین بھر لائی آہ سرد کی پھر خیال کرنے لگی ای رشک بدر افسوس ہزار افسوس جو جو خیال اور حسرتین تیرے دل مین تھین وہ ظلم وجفاے فلک سے بر نہ آئین آہ ذلیل و رسوا ہوکر تیری قضا آئی یہ طلسم فتح نہوا یقیناً لوح طلسمی طلسم کشا سے ان ساحران نابکار نے کسی مکر وفریب سے لے لی ہی بعدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی اب تیرے محبوب کا زندہ رہنا بظاہر دشوار ہی ضرور تیرا پدر اسکو قتل کر ڈالیگا اور تجکو بھی زندہ نہ رکھے گا شاید رحم کھاکر اہل دربار میرے باب مین میرے پدر سے کہین اور وہ انکی خاطر سے میرے قتل سے باز رہکر مجھے قید کرے حیف ای رشک بدر تو ایسی بد مقدر تھی کہ تیری تمناے دلی بر نہ آئی مطلق لطف جوانی نہ اٹھایا ناشاد و نامراد دنیا سے جانے کا سامان ہوگیا رہائی کی بھی امید منقطع ہوگئی کیونکہ امیہ بن عمرو بھی گرفتار ہوگیا ہی اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ قبل قتل ہونے اپنی محبوب کے تو اپنی جان دیدے ہلاک ہونا محبوب کا تو اپنی آنکھون سے نہ دیکھ اور گرفتار ہوکر اپنے باپ کے روبرو نہ جا اسی جگہ جان دیدے وفاداروں مین نام کر جا ابھی رشک بدر یہ خیال کرکے آبدیدہ ہوکر سوے بدیع الزمان نگران تھی کہ ملکہ گلعذار جادو نے رشک بدر سے مخاطب ہوکر کہا ای بوار رشک بدر یہ تمنے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ طلسم کشا پر مائل ہوکر اسکی شریک ہوگئین کچھ پاس اور لحاظ اپنے دین و آئین کا نہ کیا ایک مسلمان سے محبت کی اپنی آبرو اور عزت کھوئی ساتھ اپنے اپنے بزرگون کی بھی عزت گنوائی افسوس تمکو کچھ شرم نہ آئی ایسی دلیر ہوئین کہ اپنے پدر اور جملہ ساکنان طلسم کے قتل پر کمر باندھی طلسم کشا کے ساتھ ساحران طلسم سے لڑین دیکھو بہن انجام کار بد کا یہ ہوا کہ تم بھی گرفتار ہوئین اور تمہارا عاشق یا معشوق بھی گرفتار ہوا لوح طلسمی جسکو اسپر ناز تھا لے لی گئی اب یقین کامل ہی کہ عموی صاحب ہمارے تمکو اور طلسم کشا اور تمام اسکے شرکا کو قتل کرینگے چونکہ تم مجھ سے بہت چھوٹی ہو مثل میری دختر کے ہو اسوجہ سے تمسے از حد الفت رکھتی ہون نہین چاہتی ہون کہ تم قتل کی جاؤ یا قید ہو اگر اسوقت تم میرے روبرو ہاتھ جوڑو اور یہ اقرار کرو کہ اب طلسم کشا کا کبھی نام بھی نہ لونگی اور بدستور سابق اپنے پدر کی اطاعت کرونگی تو مین ابھی تمکو تیرے پدر کے سامنے لیجاؤن اور کہون میری خاطر سے خطا میری بہن رشک بدر کی معاف کر دیجیے یقین ہی کہ وہ جناب میرے کہنے سے تیری خطا عفو کرین ملکہ رشک بدر نے اشتعال سے اسے جواب دیا او گلعذار بدکردار کیا بکتی ہی گو مین چھوٹی ہون لیکن رشتہ مین بڑی ہون تو رشتہ مین ہر چند میری بہن ہی لیکن چچا زاد ہی اور ایسے چچا کی بیٹی ہی جو میرے والد کا برادر مختلف البطن تھا حالانکہ نام اسکا ہمایون تھا مگر نہایت بد تھا نرگس ایک کنیز سے الفت رکھتا تھا اسی کے شکم سے تو پیدا ہوئی تھی اب یہ غرور کے کلام کرتی ہی مجھ سے ہاتھ جوڑنے کو کہتی ہی یہ تو مجھے نہوگا اگر تو برہم ہوگی تو کیا ہوگا اور والد میرے مجکو قتل کرینگے تو کیا ہوگا مرجانا مجھے قبول ہی طلسم کشا کی محبت سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی اور تو مجکو کیا طعنہ دیتی ہی پہلے اپنی تو خبر لے تو نے تو اس طلسم مین کسی کو نہین چھوڑا مین نے تو ابھی طلسم کشا ہی سے محبت کی ہی کوئی فعل نہین کیا ہی مین امید کرتی ہون کہ خداے نادیدہ مسلمانون کا طلسم کشا کی اور میری مدد کریگا کسی طور سے رہا کرادیگا

لوح طلسمی طلسم کشا کو دلوادیگا کیونکہ وہ ہر شئے پر قادر ہے او مغرور اُسوقت مین تجکو قتل کرونگی ان باتون کی تجکو سزا دونگی ملکہ گلعذار جادو ملکہ رشک بدر کے کچھ اشارون سے صاف سمجھ گئی کہ اسکو میری نصیحت پر عمل کرنا منظور نہین ہے یہ سمجھکر از حد غضبناک ہوکر کہنے لگی او چھوکری او بدکردار بد اطوار خداوند سامری و جمشید جلد تجکو غارت و برباد کرین تو ننگ خاندان پیدا ہوئی ہے تو نے بزرگون کی عزت و آبرو اپنی عزت کے ساتھ گنوائی ہے کہین جلد تو مرجائے تاکہ دل کو خوشی حاصل ہو اری چھوکری ذرا خیال کر کبھی ہم بھی جوان تھے اپنا بھی ایسا حسن تھا کہ عابد فریب و زاہد کش تھا ہزارون اعلے و ادنے ہم پر جان دیتے تھے اور ایک نظر دیکھنے کے مشتاق تھے ہم ہر کسی سے الفت نہ کرتے تھے جسکو اپنا عاشق صادق جانتے تھے گاہ گاہ اُسکے دل کو خوش کردیا کرتے تھے تیری طرح کسی کے فریفتہ نہ تھے اگر کوئی شخص ہماری بہتری کے واسطے کچھ کہتا تھا اُسے مان لیتے تھے تو میری نصیحت پر عمل نہین کرتی ہے دیکھ تو تجھے کیسی سزا دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے یہ کہکر تخت طاؤسی سے اُٹھی اور واسطے تعزیر دینے ملکہ رشک بدر کے قدم اُٹھایا اور بدیع الزمان نے اُس سے کہا او ساحرہ نابکار خبردار میرے روبرو ملکہ رشک بدر کو طمانچہ نہ مارنا ورنہ مین قید سے رہا ہوکر تیغ آبدار سے تجھے قتل کرونگا اُسنے جواب دیا تو قید ہی سے رہا نہو گا مجھے کیونکر قتل کریگا یہ کہتی ہوئی دو ہی قدم آگے بڑھی تھی کہ ناگاہ سر کو ایسی گردش ہوئی کہ پانون لڑکھڑائے بے اختیار زمین پر گری اور چونکہ شراب بیہوشی آمیز پی چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوگئی اُسکے گرنے سے تمام ساحران اہل دربار گھبراکر اُٹھے اور چاہا کہ اُسکو اُٹھائین جو ساحر اُٹھا وہ فوراً زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا جب ساحران دربار اُٹھکر بیہوش ہونے لگے ابر جادو اور نہال جادو بھی اُٹھے اور بارش جادو نقلی بھی اُٹھا پکار کر کہنے لگا یارو نہ گھبراو دیکھو مین اسیوقت طلسم کشا کو قتل کرتا ہون اور ملکہ رشک بدر کو اور امیہ بن عمرو کو ہلاک کرتا ہون اور ملکہ گلعذار جادو کو ہوشیار کرتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اور لوح طلسمی اپنی کمر سے نکالکر گردن مین طلسم کشا کے ڈالدی پھر آہستہ کہا منم امیہ بن عمرو اے آقاے من اب طوق و زنجیر وغیرہ کو توڑ ڈالیے اور جملہ ساحرون کو بموجب حکم لوح قتل کیجیے یہ میرا ہم شبیہ کہ بارش جادو ہے اسکو بھی ضرور ہی قتل کیجیے گا کسی کو اس دربار مین دشمنون سے زندہ نہ رکھیے گا یہ کہکر پاس ملکہ رشک بدر کے گیا اور بعجلت تمام سوزن اُسکی زبان سے نکالکر کہا اے ملکہ منم امیہ بن عمرو اب تم ملکہ گلعذار جادو وغیرہ کو قتل کرو کہ یہ سب شراب بیہوشی آمیز میرے ہاتھ سے پی چکے ہین بہت سے تو زمین پر گرکر بیہوش ہوگئے ہین جو ہوشیار رہگئے وہ بھی ضرور ہی بیہوش ہوجائینگے وہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور چند بال اپنے سر کے توڑکر اُسپر سحر کرنے لگی اور تاثیر لوح سے اور مس ہونے لوح سے سحر طلسم کشا پر سے دفع ہوگیا بزور و قوت تمام وہ ہتھکڑیان اور بیڑیان مانند تار عنکبوت کے توڑکر پھینکدین نعرہ کرکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا اس طرف ملکہ رشک بدر نے جو ساحر ہوشیار تھے اُنپر سحر کیا وہ رد سحر کیا کرتے اور کیا لڑتے کہ شراب بیہوشی آمیز پی چکے تھے حواس اُنکے درست نہ تھے کچھ تو مبتلاے سحر ہوے کچھ طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر کے رہا ہونے سے گھبراکر جو آگے بڑھے کثرت شرب شراب بیہوشی سے خود ہی زمین پر گرکے بیہوش ہوگئے نہال جادو اور ابر جادو

کچھ لڑے آخرکار ملکہ رشک بدر اور طلسم کشا کے ہاتھ سے مارے گئے امیہ بن عمرو نے بھی خنجر آبدار سے بہت سے ساحرون کو ہلاک کیا ساحرون کے مرنے سے تاریکی پڑ ورپڑ ہونے لگی سنگباری و برفباری ہونا شروع ہوئی آوازین آنے لگین کبھی آواز آتی تھی کشتی مرا کہ نام من نہال جادو بود گاہ آواز آتی تھی افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم نام ما ابر جادو بود ماسپہ سالار لشکر بارش جادو بودیم اسیطرح ہرایک ساحر مقتول کے سحر کے بیر اُسکے نام سے صدا دیتے تھے طلسم کشا اور امیہ بن عمرو اور ملکہ رشک بدر یہ سب ساحرون کو قتل کر رہے تھے کہ ناگاہ جو ساحر زیر کوہ لالہ زار پڑے تھے وہ یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائے باہم کہنے لگے آج یہ بالاے کوہ کیا آفت آئی ہو ساحران نامی و نامور کو کون قتل کر رہا ہو ذرا دیکھا چاہیے یہ کہکر وہ سب ساحر اسباب سحر جھولیون مین رکھکر سحر سے بصورت طائران رنگا رنگ ہو کر اُڑے بالاے کوہ آئے دیکھا کہ قیامت برپا ہو سیکڑون ساحران نامی قتل کیے ہوے پڑے ہین صرف ملکہ گلعذار جادو اور امیہ نقلی کہ بارش جادو ہو یہ دونون زندہ ہین ملکہ تو بیہوش پڑی ہو طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر اُسکے قتل پر آمادہ ہین لیکن بارش جادو عرض کرتا ہو کہ اسکو ابھی قتل نہ کیجیے شاید یہ ہوشیار ہو کر مطیع اسلام ہو اور آپ صاحبون کی فرمانبرداری کرے وہ اُس سے کہتے ہین اچھا اسکی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو اور ہدایت دین اسلام کرو جبتک ہم بارش جادو کو قتل کرین ساحران مذکور یہ باتین سنکے اور سب ساحرون کی لاشین دیکھکر نہایت غضبناک ہوے فی الفور سب بالاے کوہ آکر زمین پر لوٹ کر پھر بصورت اصلی ہو کر باہم کہنے لگے یارو ہمنے اور تمنے ایک مدت دراز سے ملکہ گلعذار جادو کا نمک کھایا ہو آج حق نمک ادا کرو ملکہ کو دشمنون سے بچاؤ طلسم کشا اور رشک بدر وغیرہ کو حتے الامکان قتل کر دو یہ کہکر نارنج و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے طلسم کشا اور رشک بدر اور امیہ بن عمرو پر مارنے لگے طلسم کشا اور امیہ پر تو کسی ساحر کے سحر نے اثر نکیا کیونکہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی تھی اور امیہ کے پاس انگشتر جمشیدی تھی جسکا حال قبل لکھا ہو لیکن رشک بدر ان کئی ہزار ساحرون سے لڑنے لگی اُنکے سحر دفع کرنے لگی اور اپنے سحرہاے مختلف سے اُنکو ہلاک کرنے لگی بدیع الزمان بھی نعرہ کرکے ساحرون کو قتل کرنے لگے امیہ بن عمرو نے گلعذار جادو کی زبان مین سوزن دیکر اُسے ہوشیار کیا اُسنے آنکھین کھولکر دیکھا کہ جملہ ساحران اہل دربار کا دربار مین خون بہا ہو اکثر لاشین پڑی ہین کچھ لاشے ساحران نامی کے اُنکے سحر کے بیر ہوے شاہ طلسم لیے جاتے ہین خصوصاً نہال جادو اور ابر جادو وغیرہ کی لاشین بیر اُنکے سحر کے گرد بگر لیے جاتے ہین جنگ عظیم ساحرون سے ہو رہی ہو طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر لشکر ساحران کو قتل کر رہی ہو یہ حال دیکھکر اور اپنے تئین اسیر دیکھکے نہایت غمگین ہوئی اور برہم ہوئی امیہ نے اُس سے کہا او گلعذار جادو دیکھا تونے کہ مین نے یہان آکے کیسی عیاری کی دیکھ وہ بارش جادو ستون سے بندھا ہوا اور مین امیہ بن عمرو عیار طلسم کشا ہون ابتک تجکو اسوجہ سے قتل نہین کیا کہ شاید تو راہ راست پر آجاے پس اب مین تجکو ہدایت کرتا ہون کہ اپنے مذہب باطل کو ترک کر یا تو کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو جا یا مانند اپنی ہمشیرہ ملکہ رشک بدر کی مطیع اسلام ہو اور اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر اپنے لشکر کے ساحرون کو لڑائی سے منع کر یہ طلسم طہمورث دیو بند ضرور ہی ٹوٹ جائیگا

طلسم کشا اس طلسم کو ضرور فتح کریگا تو میری نصیحت پر عمل کر خداوند عالم کو جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
کونین کو پیدا کیا ہو اُسکو سجدہ کر یا بالفعل اُسکو اپنا معبود جانکر اور اُسکے پیغمبر برحق حضرت ابراہیم کے
پیغمبر ہونے کا اعتقاد کر اور مطیع اسلام ہو کر اپنی جان بچا اور کونین مین عزت و آبرو حاصل کر ورنہ
انجام سرکشی و انکار کا اچھا نہو گا طلسم کشا میرا آقا و مالک تجھے قتل کریگا یا مین اُسکے حکم سے ابھی تجکو
مار ڈالونگا اُسنے تمام تقریر مندرجۂ عیار مذکور کی سُنکے از حد غضبناک ہو کر مسلمان ہونے اور مطیع اسلام
ہونے سے انکار کیا اسی طرح بارش جادو کو بھی امیہ بن عمرو نے ہدایت کی اُسنے بھی مثل
گلعذار جادو کے اشارہ سے مسلمان اور مطیع اسلام ہونے سے انکار کیا امیہ نے برہم ہو کر ملکہ
گلعذار جادو کو بھی حلقہائے کمند سے ستون مین باندھا بعد اسکے ساحرون سے لڑنے مین مصروف
ہوا ایمان تو کئی ہزار ساحران نابکار ملکہ رشک بدر اور طلسم کشا اور امیہ بن عمرو سے لڑ رہے
ہین ہرچند قتل ہوتے ہین اور لاش پہ لاش پہ گر رہی ہی مگر رہائی ملکہ گلعذار جادو کے واسطے
لڑ رہے ہین قتل ہونا گوارا کرتے ہین بھاگتے نہین ہین ملکہ رشک بدر کو گھیرے ہوئے ہین
گلعذار جادو اور بارش جادو کو چاہتے ہین کہ رہا کرین لڑائی جو ہو رہی ہی اور متواتر ساحر
جو قتل ہو رہے ہین اُنکے مرنے سے تاریکی ہو رہی ہی حوالی کوہ لالہ زار کے ساکن یہ شور و شر دیکھکر
ہر طرف سے چلے آتے ہین اور اُن ساحرون مین وہ ساحر بھی ملکہ شریک جنگ ہو رہے ہین ہردم
کثرت ساحران بڑھتی جاتی ہے جسقدر قتل نہین ہوتے ہین اُس سے زیادہ آکر شریک ہوتے ہین
ہجوم ساحرون کا بڑھتا جاتا ہو امیہ بن عمرو اور ملکہ رشک بدر یہ دونون لڑتے لڑتے اور
قتل کرتے کرتے تھک گئے ہین ہجوم ساحرون کا دیکھکر حیران ہین دل مین کہتے ہین دیکھیے انجام
جنگ کیا ہوتا ہو ایک طلسم کشا ہزارون ساحرون سے کب تک لڑیگا

لیکن اب حال لشکر طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

کہ جب بدیع الزمان امیہ بن عمرو کو ہمراہ لیکر واسطے رہائی ملکہ رشک بدر کے طاؤس زرین تن
وغیرہ کو چھوڑ کر روانہ ہوئے تھے دو تین ساعت تک تو طاؤس زرین تن بیفکر رہا لیکن جب دو تین
پہر کا زمانہ گذرا نہایت مشوش ہو کر طائران سحر کو واسطے خبر طلسم کشا کے ہر طرف روانہ کیا تھا چنانچہ
طائران سحر مذکور سے ایک طائر کوہ لالہ زار کیطرف بھی آیا تھا اُسنے یہان طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر
کو لشکر ساحران مین گھرا ہوا دیکھا تھا اور جنگ عظیم اور خونریزی بسیار مشاہدہ کی تھی اور بعد دیکھنے کے
طائر مذکور طاؤس زرین تن کے پاس پہونچا تھا اور تمام حال طلسم کشا سے لڑائی کا بیان کیا تھا وہ فی الفور
تمامی لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر براے شرکت طلسم کشا اژدر سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوا تھا صاحب دفتر نے
لکھا ہو کہ طاؤس جادو مع لشکر اُسوقت کوہ لالہ زار کے قریب تر پہونچا تھا جب طلسم کشا ساحرون
کو قتل کرتے کرتے پریشان ہو گیا تھا بازو شمشیر زنی سے تھک گئے تھے قبضۂ شمشیر پنجہ مین کثرت خون
ساحران نابکار سے جم گیا تھا بلکہ پنجہ پر ورم آگیا تھا قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر گرے اور ساحران
لشکر ملکہ گلعذار جادو کو چھڑا لین طلسم کشا اور رشک بدر اور امیہ کو گرفتار کرین اور
بارش جادو اور ملکہ گلعذار جادو کو رہا کرین اُسدم بدیع الزمان نے درگاہ خدا مین دعا کی تھی

اور جنگ مین مصروف تھے حتی الامکان ساحرون کو قتل کر رہے تھے اُنھون نے سحر کرنا بھی اور
ترسول اور پنسول وغیرہ آلات آہنی سے لڑنا بھی شروع کیا تھا ہرچند سیکڑون قتل ہو چکے تھے اور قتل
ہو رہے تھے لیکن نہ بھاگے تھے طلسم کشا کے سامنے سے لو بوجہ عکس لوح کے ہٹ جاتے تھے
مگر گھیرے ہوے تھے دل مین اپنے خوش تھے کہ اب طلسم کشا تھک گیا ہی بتکلف لڑتا ہی تھوڑی
دیر مین بخوبی تھک کر خود گر پڑیگا اور بیہوش ہو جائیگا ہم گرفتار کر لینگے لوح طلسمی گردن سے اُتار لینگے
ملکہ رشک بدر اور امیہ کو بھی ہجوم کر کے پکڑ لینگے ملکہ گلعذار جادو اور بارش جادو کو رہا کرینگے
شاہ طلسم اور ملکہ گلعذار جادو سے انعام کثیر لینگے ناگاہ اُنھون نے طاؤس زرین تن کو مع لشکر
آتے دیکھا سب گھبرائے اور خیال کرنے لگے یہ مددگار طلسم کشا کا عجب وقت پر آیا اسکا آنا اچھا
نہوا ابھی وہ سب تصور کر رہے تھے کہ طاؤس زرین تن نے پکار کر کہا ای ساحران نابکار خبردار ہو کہ
مین آپہونچا تم سب کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا تمکو شرم نہ آئی کہ تین شخصون پر ساتھ اس جمعیت کثیر
کے حملہ آور ہوے یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر اُسپر سحر کر کے اُنپر مارا وہ گولا اُن ساحرون پر جا کر پھٹا
دھوان اور شعلے بیحد پیدا ہوے جس ساحر پر ادنا کوئی شعلہ گرا وہ جلکر خاک ہو گیا اور جو ساحر زبردست
تھے اُنھون نے اُن شعلون سے بچکر طاؤس کے سحر کو دفع کر کے رد سحر کیا اسی طرح جملہ ساحران لشکر
طلسم کشا نے اُن ساحرون پر نارنج اور ترنج اور گولے فولادی اور کارد سحر اور دانے ماش کے اور
سرسون سحر کر کے اور ہار فلفل اور گلدستے پھولون کے سحر کر کے متواتر مارنا شروع کیے گویا اُنپر بارش سحر کی
کرنے لگے چہار سمت سے اُنکو گھیر لیا وہ بھی سب بمجبوری گھر کر لڑنے لگے اور اب بہ نسبت قبل زیادہ قتل
ہونے لگے تھوڑی دیر تک خوب لڑے کچھ خود بھی قتل ہوے اور کچھ ساحران لشکر طلسم کشا نے
ہلاک کیے آخرکار تاب مقابلہ نہ لا کر اسطرح طالب امان ہوے کہ ای طلسم کشا اب ہمکو امان دے
ہم تجھ سے اور تیرے لشکر سے مقابلہ کر نہین سکتے ہین عاجز ہو کر طالب امان ہین اقرار کرتے ہین کہ ہم
سب تیری اطاعت اور فرمانبرداری کرینگے اور مطیع اسلام ہونگے جب اسطرح وہ سب ساحر
طالب امان ہوے بدیع الزمان نے جنگ سے ہاتھ روکا امیہ اور رشک بدر نے بھی لڑائی
سے ہاتھ کھینچا اُسوقت بدیع الزمان نے طاؤس زرین تن سے بآواز بلند کہا ای طاؤس
زرین تن بس اب جنگ سے ہاتھ روکو اور اپنے مردمان لشکر سے بھی منع کرو کہ ان ساحرون
کو قتل نہ کرین کیونکہ یہ ہمسے طالب امان ہوئے ہین اور ہمنے اِنکو امان دی ہی طاؤس زرین تن
نے بموجب حکم جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے اہل لشکر کو بھی لڑنے سے منع کیا جب لڑائی موقوف
ہوئی وہ جملہ ساحر کہ جو طالب امان ہوے تھے اور تعداد اُنکی آٹھ ہزار سے زیادہ تھی خدمت
طلسم کشا مین گئے اور قدم طلسم کشا پر گرے اور طالب عفو قصور ہوے بدیع الزمان نے ہر ایک
پر مہربانی و عنایت کی اور کہا تمنے کیا خطا کی ہی جسکے بارے مین تم سب طالب عفو تقصیر ہو گر یہ
جواب دو کہ ہم لڑے ہین اور ارادہ ہمنے مار ڈالنے کا کیا تھا تو جواب اسکا یہ ہی کہ جملہ ملازمان
نمک حلال اور خیرخواہ اپنے مالک کی خیرخواہی کرتے ہین اور اُسکے دشمن کو ہلاک کرنا چاہتے ہین
تمنے بھی اپنی مالکہ کی خیرخواہی کی تھی یہ قصور بموجب تمھاری سمجھ کے ہمنے عفو کیا وہ سب خوش ہوے

اور باہم کہا کیا کہنا ایسے مالک اور قدردان کا کہ جو خطا پر عطا کرے یہ ساحر تو باہم خوش و رشامل لشکر طلسم کشا ہوے ہین

لیکن اب احوال بارش جادو و ملکہ گلعذار جادو کا رقم کیا جاتا ہی

کر بعد موقوف ہونے جنگ کے بدیع الزمان سے امیہ بن عمرو نے عرض کیا کہ بارش جادو اور ملکہ گلعذار جادو یہ دونون راہ راست پر نہین آتے ہین ہر چند مین نے ہدایت کی لیکن راہ حق قبول نہین کرتے ہین اب اگر مناسب ہو تو آپ بھی انکو ہدایت کیجیے شاید آپکی رہنمائی سے یہ مطیع اسلام ہو کر آپکی اطاعت اختیار کرین بدیع الزمان نے بموجب عرض کرنے امیہ بن عمرو کے پہلے بارش جادو کو بخوبی ہدایت و رہنمائی راہ دین کی اُسنے برہم ہو کر اشارہ سے مسلمان ہونے اور مطیع اسلام ہونے سے انکار کیا بدیع الزمان کو غصہ آیا اُسی وقت تیغ آبدار سے اُسے ہلاک کیا اور سر اُسکا تڑپنے لگا تھوڑی دیر مین روح اُسکی تن سے نکلکر جانب سقر روانہ ہوئی اُسکے مرنے سے تاریکی زیادہ ہوئی آسمان پر ابر نمایان ہوا سنگ باری ہونے لگی ہوای تند چلنے لگی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا آخر کار وہ تاریکی اور سنگ باری دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من بارش جادو بود بعد آواز آنے کے لاشہ اُسکا ایک بونڈلے مین لپیٹ کر ایک جانب بلند ہو کر چلا گیا بعد قتل ہونے ساحر مذکور کے بدیع الزمان نے ملکہ گلعذار جادو سے کہا ای ملکہ سامری و جمشید وغیرہ کی پرستش اچھی نہین ہی یہ سب گناہگار بندے پروردگار کے تھے اور مثل تمھارے وہ بھی کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جاگتے تھے اگر خدا ہوتے تو وہ مر نہ جاتے مرجانا اُنکا عاقل کو دلیل اُنکے بندہ ہونیکی ہی لہذا تم اُنکی پرستش کرتے ہو یہ سراسر کفر ہی چھوڑ دو اور پرستش اپنے معبود حقیقی کی کرو کہ جس نے تمکو پیدا کیا ہی وہ معبود ایسا ہی کہ اُسکو ہمیشہ بقا ہی کبھی فنا نہین ہی اُس نے کو مین کو اور جو کچھ اُنکے درمیان مین ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی ملکہ گلعذار جادو تمام تقریر بدیع الزمان کی سُنکے بقول بعضی داستان گویان سحر بیان کے مطیع اسلام ہوئی اور اکثر داستان گویان فصیح البیان کا یہ قول ہی کہ وہ ساحرہ ہدایت طلسم کشا سے از حد برہم ہوئی کثرت غصہ سے چہرہ اُسکا سرخ ہو گیا اشارہ سے کہا او طلسم کشا کیا بکتا ہی تیری تقریر مطلق سمجھ مین نہین آتی ہی علاوہ اسکے وہ شخص بڑا نادان ہی کہ جو اپنے ایسے خداوندون کو کہ جنھین دیکھا ہو اور باتین کین ہون اُنھین چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش کرے مین تو کبھی خداے نادیدہ کی پرستش نہ کرونگی قتل ہو جانا مجکو قبول ہی مسلمان ہونا اور مطیع اسلام ہونا گوارا نہین ہی بدیع الزمان اُسکے اشارون کو سمجھکر غضبناک ہوئے لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا اگر لوح طلسمی ہاتھ سے جا کر پھر بعنایت الٰہی دستیاب ہو تو گلعذار جادو کو لوح سے ہلاک کرنا چاہیے بدیع الزمان نے بحکم لوح طلسمی مانند تلوار کے اُسکے سر پر لگائی لکھا ہی کہ لوح مذکور نے کار تیغ آبدار کیا یعنے اُسے دو ٹکڑے کیا ٹکڑے اُسکے تن لاغر کے زمین پر مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سرد ہو گئے اور روح ساحرہ مذکورہ کے تن زخمدار سے نکلکر سوے دوزخ روانہ ہوئی مرتے ہی اُسکے ایسی تاریکی ہوئی کہ روز روشن مثل شب تار ہو گیا آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ بروے ہوا ظاہر ہوا پھر سنگ باری اور برفباری ہونے لگی اور جو جو اُس ساحرہ کے سحر سے چیزین تیار ہوئین تھین وہ نابود ہو گئین خصوصًا وہ قصر

یاقوت اور وہ کوہ لالہ زار اور وہ صحرائے سبزہ زار کی کیفیت و بہار وغیرہ معدوم ہوئی اُسنے دیکھا کہ ہم
ایک بلند ٹیلہ پر کھڑے ہین جسپر بکثرت خار و خس ہی اور ٹیلہ ایک ایسے صحرائے پر خار مین ہی کہ جہانتک نظر جاتی ہی
صحرائے پُرخار ہی نظر آتا ہی اُسوقت بدیع الزمان کو نہایت حیرت ہوئی تصور کیا کہ کارخانۂ سحر بھی نمود
بے بود ہی ابھی یہان کیسا کوہ پرشکوہ تھا کہ جو لالۂ نعمان سے زیادہ پربہار تھا اور کیسا قصر یاقوت احمر
یہان نظر آتا تھا کہ جسپر جوہری فلک کی بھی نظر نہ ٹھہرتی ہوگی وہ ایک چشم زدن مین غائب ہوگیا صحرائے سبزہ زار
کی بھی بہار پر خزان آگئی یہ تصور کرکے بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کل جہان پر شگوفہ و گل تھے ✤ آج دیکھا
تو خار بالکل تھے ✤ ہنوز شعر مندرجہ بدیع الزمان پڑھ ہی رہے تھے کہ ناگاہ ملکہ گلعذار جادو کے سحر کے
تیر اُسکے نام سے یون چلائے کہ کشتی مرا کہ نام من ملکہ گلعذار جادو مالک و ناظم کوہ لالہ زار و صحرائے
سبزہ زار بود بعد اس آواز آنے کے ایک جھونکا ہوائے تند کا آیا اور ایک بونڈلا گرد کا جانب صحرا سے
پیدا ہوا اُسی بونڈلے مین دونون ٹکڑے اُسکے تن کے لپٹ کر بلند ہوئے پھر وہ بونڈلا دونون ٹکڑون
کو لیے ہوئے جانب شاہ طلسم روانہ ہوا اِدھر بدیع الزمان نے بھی اُسی صحرا مین خیام و بارگاہ استادہ
کرنے کا اور مقام فرودگاہ لشکر کو صاف و ہموار کرنے کا حکم دیا ملازمون نے حکم کی تعمیل کی لشکر ساحران
خیام مین فرو کش ہوا ملکہ رشک بدر اور بدیع الزمان خرامان خرامان سوئے بارگاہ چلے
اثنائے راہ مین ملکہ نے لوح طلسمی کے باب مین پوچھا کہ یہ لوح تمھارے ہاتھ سے کیونکر جاتی رہی
تھی بدیع الزمان نے کہا مجکو نہین معلوم مین تمھاری رہائی کے واسطے اپنے لشکر سے بحکم لوح چلا تھا امیہ
بن عمرو میرے ہمراہ تھا اثنائے راہ مین ایک آہو نہایت شوخ و چالاک سبزہ زار مین چرتے
ہوئے دیکھکر دل مین آیا کہ اس آہو کو زندہ گرفتار کیجیے تیر سے شکار نہ کیجیے بس یہ خیال کرکے
اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور دور تک اُسکے تعاقب مین چلا گیا اثنائے راہ مین کہین لوح طلسمی گلے
سے اُتر کر گر پڑی اور امیہ بھی میرے مرکب کے ساتھ نہ آسکا پیچھے رہگیا اور وہ آہو بھی ہاتھ
نہ آیا مین مرکب کو روک کر انتظار امیہ بن عمرو کا کرنے لگا پھر دل مین آیا کہ یہان انتظار کرنا اُسکا
بیکار ہی آہستہ آہستہ آگے چلو کسی شجر سایہ دار کے نیچے ٹھہرو ہوائے سرد کھاؤ ذرا آرام پاؤ
امیہ مذکور اتنی دیر مین آجائیگا اس خیال سے مین آگے بڑھا تھا ناگاہ سامنے ایک باغ رشک ارم
دکھائی دیا اُسکی سیر کی تمنا ہوئی جب اُس باغ مین پہونچا دیکھا ایک بارہ دری ہی نہایت نفیس
اُسمین مسند زرین پہ ایک نازنین بیٹھی ہی چہرہ سے اُسکے ظاہر ہوتا ہی کہ علیل ہی اور ایک عورت
کبیر السن سیاہ رنگ قوی الجثہ اُسکے سامنے بیٹھی ہی اور اُسکے بازو پر تسمہ باندھ رہی ہی حسب الطلب
اُس نازنین کے اُس بارہ دری مین گیا اُس نازنین نے میری تعظیم کی اور قریب اپنے بٹھایا
جب مین نے پوچھا تو اُسنے بیان کیا مین مسلمان ہون یہ باغ مین نے بنوایا ہی فی زمانہ علیل ہون فصد
لیتی ہون ہنوز وہ یہ باتین کر رہی تھی کہ زن قوی الجثہ مذکورہ نے اُسکی فصد کھولی خون اُسکی
رگ سے اونچا ہوکر میرے سر پہ گرا فوراً میرے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور وہ دونون عورتین
اور جملہ کنیزین خوش ہوئین اور سب نے اپنی صورتین اصلی جو دکھائین معلوم ہوا کہ وہ سب ساحر
ہین اُنمین سے دو ساحرون کے نام مجھے معلوم ہین ایک نہال جادو اور دوسرا ابر جادو تھا

نہال جادو تو باغ مذکور سے چلا گیا مگر ابر جادو مجکو اپنے سحر مین مبتلا کر کے اُس باغ مٹا کر
اس کوہ پر لایا تھا پھر نہال جادو تمکو لایا یہان امیہ نہین معلوم کس تدبیر سے بصورت بارش جادو
آیا تھا اسنے خوب عیاری کی سب کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا اور لوح طلسمی میرے گلے مین
ڈالدی اور تمھاری زبان سے سوزن کو دور کیا اول تو خدا نے اپنا فضل و کرم کیا دوسرے اس
میرے عیار نے عجب عیاری کی کہ لوح طلسمی بارش جادو سے لیکر اسکو گرفتار کیا اُسکی صورت آپ
بنا اور اپنی صورت اُسے بنایا اسوجہ سے پھر لوح طلسمی ہاتھ آئی اور ان ساحرون پر فتح پائی ملکہ
رشک بدر نے بھی امیہ بن عمرو کی بہت تعریف کی اُسنے عرض کی خداوند یہ کیا عیاری کی ہر عیاریان
میری اگر ملاحظہ کیجیے گا تو حیرت ہو جائیگی غرض یہ باتین کرتے ہوے عنقریب بارگاہون کے پہونچے
بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین داخل ہوے اور ملکہ رشک بدر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی
امیہ اور طاؤس زرین تن بھی اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہو کر استراحت پذیر ہوے یہان تو
لشکر طلسم کشا فروکش ہوا ہی لیکن اب حال شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہی کہ جب میمون شاہ بادشاہ
طلسم بارش جادو اور ابر جادو کو مع لشکر براے مقابلہ و گرفتاری طلسم کشا روانہ کر چکا پھر بموجب
عادت قدیم عیش و عشرت مین مصروف ہو گیا نازنینون کا رقص دیکھنے لگا اور خوش گلو نازنینون کا
نغمہ سننے لگا بادہ کشی اور ہمبستری نازنینان خوش جمال مین شب و روز براحت و آرام بسر کرنے لگا
تھوڑی دیر کے واسطے گاہ گاہ دربار مین آنے لگا ایک روز اُسکے وزرا نے اُس سے عرض
کیا خداوند نعمت بارش جادو کو حضور نے مع لشکر ساحران واسطے گرفتاری و مقابلہ طلسم کشا
کے روانہ کیا تھا نہین معلوم اُسنے یہان سے جا کر کیا کام کیا لوح طلسمی طلسم کشا سے کسی تدبیر سے لی
یا نہین مقابلہ طلسم کشا سے کیا یا ابتک کسی تدبیر مین ہی زندہ ہی یا طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا
گیا یا گرفتار ہو گیا اگر مناسب ہو تو کتاب سامری مین دیکھیے میمون شاہ نے وزرا کے کہنے
سے کتاب سامری مین بمقدمہ بارش جادو اور ابر جادو جو دیکھا معلوم ہوا بارش جادو
نے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی اور میری دختر رشک بدر کو بھی گرفتار کر لیا اب ساحران مذکور
لوح طلسمی اور طلسم کشا اور رشک بدر کو لیے آتے ہین یہ حال شاہ طلسم نے اُسوقت دیکھا تھا کہ جب
بارش جادو اور نہال جادو اور ابر جادو لوح طلسمی اور طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر کو لیکر
چلے ہین امیہ بن عمرو نے عیاری بھی کی ہی غرضکہ شاہ مذکور حالات مندرجا کتاب سامری مین دیکھکر
از حد خوش ہوا تھا اور تمامی اہل دربار بھی اُسکے شاد ہوے تھے مگر نور جادو کہ اُسکا وزیر اعظم
ہی اور دین اسلام کو اچھا دین جانتا ہی اور راغب طرف دین اسلام کے ایک مدت سے ہی دلمین
ملول ہوا تھا بظاہر کہتا تھا خوب ہوا کہ دشمن حضور کے گرفتار ہوے شاہ طلسم خوش ہو کر کہتا تھا اب
بارش جادو وغیرہ ساحر آئین تو اُنکو انعام کثیر دون لشکر اور طلسم کشا کو فوراً قتل کرون اور
رشک بدر کو بھی فوراً ہلاک کرون لوح طلسمی کو کہین مقام محفوظ تجویز کر کے رکھون اور چند روز
تک جشن کرون کیونکہ طلسم کشا پر فتح پائی طلسم ٹوٹنے سے بچگیا در بند طلسم اگر ٹوٹ گئے ہین تو کچھ چندان
اندیشہ نہین ہی اور در بند بنا دیے جائینگے اہل دربار عرض کرتے تھے جشن تو اسیری طلسم کشا کا فرور

کیجیے گا لیکن ملکہ رشک بدر کو قتل نہ کیجیے گا خطا اُسکی عفو فرمائیے گا وہ ابھی نادان اور بیوقوف ہی سن و سال
اُسکا کیا ہی چودہ پندرہ برس کی عمر ہی اور یہی ایک لڑکی حضور کی ہی سوا اسکے اور کوئی لڑکی یا لڑکا بھی نہین ہی
اسوقت حضور کو غصہ ہی جب غصہ فرو ہو گا اُسوقت خیال فرمائیے گا کہ صدمہ اولاد کے مرنے کا از حد ہوتا
ہی سُنا ہی کلیجہ مین داغ پڑجاتا ہی زندگی غم اولاد مین بے لطف ہو جاتی ہی گھر بےچراغ ہو جاتا ہی آیندہ حضور
کو اختیار ہی جو کچھ ملکہ رشک بدر کے بارے مین کیجیے گا ذرا غور و فکر کرکے کیجیے گا میمون شاہ نے
جواب دیا اس چھوکری نے مجھے ذلیل و رسوا کیا خود بھی رسواے طلسم ہوئی اسکو ضرور بالضرور
سزا دونگا کیونکہ اسنے حرکت نالائق کی ہی یہ لڑکی ننگ خاندان پیدا ہوئی ہی اسکا زندہ رہنا اچھا نہین ابھی
شاہ طلسم اپنے اہل دربار سے یہ تقریر کر رہا تھا کہ ناگاہ ابرجاد و اور نہال جادو وغیرہ کی لاشین
اُسکے روبرو پہونچین لاشون کو دیکھکر شاہ کو حیرت ہوئی اہل دربار کو سکتہ سا ہو گیا میمون شاہ
کے چہرہ پر آثار حزن نمایان ہوے وہ خوشی و شادی دل سے دور ہوئی اسوقت پھر دریافت
حال شاہ نے کتاب سامری مین دیکھنا چاہا تھا کہ بعد تھوڑی دیر کے لاشہ بارش جادو اور ملکہ گلعذار
جادو کا روبرو اُسکے پہونچا تو میمون شاہ اپنی بھتیجی کے لاشے کو دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لایا
فوراً کتاب سامری مین حال اُنکے قاتلون کا دیکھا معلوم ہوا کہ امیہ بن عمرو نے عیاری کرکے
ملکہ گلعذار جادو وغیرہ کو بیہوش کیا پھر امیہ اور رشک بدر اور طلسم کشا نے انکو قتل کیا یہ حال
کتاب سامری سے دریافت کرکے از حد غضبناک ہوا اور لاشون کے اُٹھانے کا حکم دیا اور اپنی بھتیجی
کے غم مین بہت رویا اور دیگر ساحرون کو دربار مین جمع کرکے اُنسے متوجہ ہو کر کہنے لگا طلسم کشا نے
مجکو آج صدمہ بیحد دیا ہی ماسوا دیگر ساحرون کے گلعذار جادو کا صدمہ بہت ہوا ہی ابھی مجھپر چالیس
روز نہایت سخت ہین طلسم کشا سے مقابلہ کر نہین سکتا دل چاہتا ہی کہ فریب جادو مالک دریاے
آتش روان کو طلب کرون اور اُسکو بمقابلہ طلسم کشا روانہ کرون ساحران معزز دربار نے عرض
کیا اے شاہ عالیجاہ بالفعل فریب جادو کو بلانا ضرور نہین ہی ہزارون نمک خوار حضور کے ایسے ایسے
موجود ہین کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے حتے الامکان اُس سے لوح طلسمی چھین لینگے پھر اُسکو گرفتار کرکے
روبروے شاہ لے آئینگے جسکو حکم ہو وہ چلا جاے لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کرکے لوح طلسمی لینے کی
تدبیر کرے شاہ نے اُنکے جواب مین کہا کوئی ایسا ساحر زبردست جاے کہ لوح طلسمی اُس سے ضروری
کسی تدبیر سے لے آئے اور طلسم کشا اور اُسکے عیارسے اپنے تئین بچاے یہ تقریر اُن سب ساحرون
کی سنکے پہلے تو کچھ فکر کی بعدہ اُنہین مین سے ایک ساحر کہ نام اُسکا ناقوس ذی نواز جادو تھا اور ساحران
زبردست سے تھا دست بستہ عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو یہ فدوی جاے لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد
کرے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے آئے شاہ نے اُسکی تقریر سنکے اجازت جانے کی دی وہ نابکار
بارہ ہزار ساحران زشت کردار کی جمعیت سے اُسی وقت روانہ ہوا شاہ طلسم پھر بموجب عادت
قدیم عیش و عشرت کی طرف متوجہ ہوا دربار برخاست کیا داخل محلسرا ہوا نازنینون سے لطف زندگی
حاصل کرنے لگا یہان طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر وغیرہ بارگاہون اور خیام مین داخل ہوے
تھے کہ ناگاہ بروے ہوا چند لکہ ابر سیاہ پیدا ہوے اُن ابر کے ٹکڑون مین برق کی چمک تھی اور

اور رعد کی ایسی آواز اُنسے ظاہر تھی کبھی اُنسے پانی برستا تھا کبھی شعلے پیدا ہوتے تھے کبھی بارش
گلون کی ہوتی تھی ہر ایک لکۂ ابر سے جدا جدا عجائب وغرائب ظاہر ہوتے تھے ساحران لشکر طلسم کشا
اُن ابر کے لکون کو دیکھکر باہم باآواز بلند کہنے لگے دیکھو یہ آمد ساحران ہی شاہ طلسم نے یقینی براے
مقابلۂ طلسم کشا کسی ساحر زبردست کو معہ لشکر کثیر روانہ کیا ہی اب پھر یہان لڑائی ہوگی لشکر جانبین کے
ساحر قتل ہونگے اس میدان مین دریاے خون ساحران جاری ہوگا اُنھون نے اُنکو جواب دیا کہ
اگر کوئی ساحر زبردست آتا ہی تو آئے ہم اور تم شریک اُس مالک وبہادر کے ہین جسکے پاس لوح
طلسمی ہی اُسپر کسی کا سحر اثر نہین کرتا ہی امید قوی ہی کہ ساحر بندکو رہمارے آقا اور مالک کے ہاتھ سے
مثل گلعذار جادو اور بارش جادو وغیرہ کے مارا جائیگا ہمین کیا خوف ہی لڑائی ہوگی تو لڑینگے
ہم بھی ساحر ہین سیکڑون ہمین بھی سحر یاد ہین اگر مرینگے اور قتل ہونگے تو بہت سون کو قتل کرکے
ہلاک ہونگے جب لشکر مین آمد ساحران دیکھکر کچھ شور وغل ہوا امیہ بن عمرو اپنے خیمہ سے نکلکر آیا اہل
لشکر سے پوچھا کیون شور وغل کرتے ہو کیا سبب ہی اُنھون نے کہا ہم تو باہم یہ تقریر کرتے ہین کہ وہ
سامنے جو بروے ہوا لکہاے ابر آتے ہین یہ آمد ساحران ہی کوئی ساحر زبردست فرستادۂ شاہ طلسم
ادھر آتا ہی ہنوز اہل لشکر امیہ بن عمرو سے ہم سخن تھے کہ وہ ٹکڑے ابر کے قریب آکر شق ہوے ہزارہا
ساحران نابکار کہ جو سواریون پر سحر کی سوار تھے اور صورتین اُنکی سیاہ اور مہیب تھین پیدا ہوے
آگے اُن سب کے ناقوس جادو فیل آتشین سحر پر سوار تھا شکل اُسکی ایسی خوفناک تھی کہ جسکے دیکھنے
سے دن کو انسان ڈر جاے طائر روح قفس تن سے گھبرا کر ارادہ نکلنے کا کرے آسیب اور دیگر بلائین
بھی اگر اُسکی صورت کریہ ومہیب کو دیکھ لین تو وہ بھی ڈر کر بھاگ جائین کیا مجال مصور کی کہ تصویر
اُسکی کھینچ سکے اگر ایک نظر اُسے دیکھے تو خوف سے ہلاک ہوجائے تصویر کھینچنے کی نوبت بھی نہ آئے
کیونکہ وہ ساحر کمال بدصورت اور خوفناک شکل تھا کہ حلیہ جسکا کسی قدر یہ ہی رنگ و رخ اُسکا
دیو شب تاریک و تار سے بھی بدرجہا سیاہ تھا آنکھین بعینہ دو مشعل یا دو تاس خون کی تھین بال سر کے وہ اُلجھے
ہوے کہ تمام بلائین دنیا کی جنھین دیکھکر ترسان ہوکر بھاگین یا غش کھاکر ہلاک ہوجائین پیر فلک
باوجود پیر ہونے کے اُسکی آنکھون سے ڈرتا تھا اُسکی نظر بد سے پناہ مانگتا تھا پہاڑ اُسکے چشم زخم سے
شق ہوجاتے تھے دہن اُسکا وہ بدنما اور متعفن تھا کہ پناہ بذات خدا کلی دانت بڑے بڑے اُسکے
ہونٹھون سے باہر نکلے ہوے تھے اکثر زبان بھی دہن سے باہر نکل آتی تھی اور رال ٹپکتی تھی ہونٹھ
سیاہ اور موٹے اوپر کا ہونٹھ پر ڈبینی سے گذر گیا تھا اور نیچے کا ہونٹھ قریب گریبان لٹک کر آگیا
تھا زبان مین لکنت بہت تھی تقریر بدقت کرتا تھا سحر کے الفاظ بصحت زبان پر جاری نہوتے تھے
دہن سے گو کی بو آتی تھی پیشانی پر کھنور چندن کے نشان تھے اور قشقہ سیندور کا بھی تھا صندوق سینہ اُسکا مکر و
فریب اور اسباب دشمنی طلسم کشا وغیرہ سے بھرا ہوا تھا زیادہ اُسکے سراپا کی کیا مذمت تحریر کیجائے
کیونکہ لکھنے مین سینۂ قلم کا خوف سے شق ہوا جاتا ہی اور دست کاتب کثرت خوف سے کانپتا ہی
بس اُس ساحر کی مذمت مین یہ شعر شیخ سعدی کا رقم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی شعر تو گوئی تاقیامت زشت روئی
بر و ختم است و بر یوسف نکوئی ✤ جب وہ ساحر نابکار بلندی سے مع اپنے مردمان لشکر کے بالاے زمین

آیا اور لشکر طلسم کشا سے دور تر بارگاہ وخیام استادہ کراکر فروکش ہوا امیہ بن عمرو اُسکی صورت مہیب
دیکھکر کانپتا ہوا بارگاہ بدیع الزمان مین گیا اُسوقت بدیع الزمان نے اُسے کانپتا ہوا دیکھکر اور رنگ
رخ اُسکا پریدہ ملاحظہ کرکے پوچھا اے امیہ بن عمرو اسوقت یہ تیرا حال کسوجہ سے ہی چہرہ تیرا متغیر کیون ہی
دست و پا مین تیرے رعشہ کیون ہی اُسنے عرض کیا حضور اسوقت ایک ساحر نہایت بدصورت اور
ازحد کریہ منظر مع لشکر ساحران حکم شاہ طلسم سے حضور کے مقابلہ کیواسطے آیا ہی اور حضور کے لشکر سے
دور میدان مین فروکش ہوا ہی صورت اُسکی دیکھکر یہ حال میرا ہوا ہی مین خیال کرتا ہون کہ جسکی صورت ایسی
بد ہی وہ سحر و ساحری مین کیسا بلاے بے درمان ہوگا پروردگار عالم اُس ساحر کے شر و فساد سے حضور
کو اور تمام لشکر حضور کو اور تمام لشکر حضور کو محفوظ رکھے آجتک مین نے ایسا ساحر بدصورت اور خوفناک
شکل نہین دیکھا تھا بدیع الزمان نے تقریر امیہ بن عمرو کی سُنکے مسکراکر فرمایا ذرا ملکہ رشک بدر اور
طاؤس زرین تن کو ہماری بارگاہ مین بلاؤ تاکہ ہم اُنسے اِس ساحر کا نام اور دیگر حالات دریافت
کرین عیار مذکور ملکہ رشک بدر اور طاؤس زرین تن کو بلایا جب وہ آئے اور روبرو طلسم کشا کے بیٹھے
بدیع الزمان نے اُنسے مخاطب ہوکر کہا ابھی امیہ بن عمرو کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ ایک ساحر نہایت
بدصورت مع لشکر ساحران ہمارے لشکر کے مقابلہ کیواسطے حکم شاہ طلسم سے آیا ہی اور فروکش ہوا ہی
نہین معلوم نام اُسکا کیا ہی طاؤس زرین تن نے عرض کیا اُس ساحر کو ہم دیکھلین تو حالات سے
اُسکے حضور کو آگاہ کرین ملکہ رشک بدر نے بدیع الزمان سے کہا مین جملہ ساحران طلسم کو جانتی
ہون سب کے نام اور حالات سے آگاہ ہون وہ ساحر سامنے آئے تو مین اُسکے نام سے مطلع کرون
ابھی ملکہ طلسم کشا سے ہمسخن تھی کہ ناگاہ لشکر مین شور و غل ہوا بدیع الزمان مع ملکہ رشک بدر اور
طاؤس زرین تن کے بارگاہ سے باہر آئے امیہ سے پوچھا اہل لشکر کیون شور و غل کر رہے ہین اُسنے
عرض کیا باعث شور و غل کرنے کا یہ ہی کہ وہی ساحر بدصورت مع چند ساحرون کے دیکھیے وہ آتا ہی
بدیع الزمان نے فرمایا سب سے کہدو شور و غل نہ کرین اگر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر داخل بارگاہ ہوے
ملکہ رشک بدر اور طاؤس زرین تن بیٹھے اتنی دیر مین وہ ساحر بدصورت فیل آتشین پر سوار
ہوکر مع چند ساحرون کے دربارگاہ پر آیا لشکر طلسم کشا کو بنظر تند و تیز دیکھکر اشارہ سے اپنے ہمراہی
ساحرون سے کہا دربانون سے اس بارگاہ کے کہو کہ ناقوس ذی نواز جادو واسطے ایک کار ضروری
کے طلسم کشا کے پاس آیا ہی لہذا تم میرے آنے کی طلسم کشا کو اطلاع دو اگر دیر کروگے تو مین خود
چلا جاؤنگا جو روکے گا اُسے ہلاک کرونگا اُنھون نے اُن ساحرون سے کہا جو دربان دربارگاہ تھے
اُنھون نے امیہ بن عمرو کو بلاکر کہا دیکھو یہ آئے ہین انکے آنے کی اطلاع کرو امیہ اب قریب
سے اُسے دیکھکر نیم جان ہوگیا خوف سے خون خشک ہوگیا سوا اِسکے تمام مردمان لشکر کا یہی حال
ہوا عیار مذکور بارگاہ مین گیا اور عرض کیا خداوند نعمت وہی ساحر جسکا مین نے ذکر کیا تھا در دولت
پر آیا ہی اذن حضوری چاہتا ہی طلسم کشا نے فرمایا اُسے بلالو اور ہمارے لشکر کے نامی و نامور ساحرون
کو ہماری بارگاہ مین بلالو تاکہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے دربار مین ساحران نامی ہین صرف
ملکہ رشک بدر اور طاؤس زرین تن نہین ہین اور سواے ساحرون کے الکوان دیو کو بھی

بلالو امیہ بن عمرو بیٹے الوان دیو اور ساحران نامی کے پاس گیا اور حکم طلسم کشا سے انھین باہر کیا جب وہ آکر داخل بارگاہ ہوچکے اسوقت اُس ساحر کو اجازت اندر بارگاہ کے جانے کی دی ناقوس جادو اجازت حاصل کرکے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے اندر بارگاہ کے گیا اور بکراہت طلسم کشا کو چین بجبین ہوکر سلام کیا بدیع الزمان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ سب مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بیٹھا اُسوقت بوجہ خلق و مروت و مہمان نوازی کے بدیع الزمان نے امیہ بن عمرو سے کہا کشتی شراب نایاب کی ساحرون سے منگواؤ اور روبرو اسکے رکھو امیہ بن عمرو نے حکم کی تعمیل کی اُسنے کشتی شراب کو دیکھکر چین بجبین ہوکر اشارہ سے اپنے ہمراہی ایک ساحر سے کہا کہ جو کچھ مین نے تجھ سے کہا تھا طلسم کشا سے کہ اُسنے اشارہ سے عرض کیا حضور آپ ہی کہین تو مناسب ہی ناقوس جادو نے از حد جھنجھلا کر بدقت تمام کہا مین یہان واسطے میکشی کے نہین آیا ہون تم میرے اور میرے شاہ کے دشمن ہو اور مین تمہارا دشمن ہون کشتی شراب کی میرے روبرو سے اُٹھوائیے نہ تو اپنے ہاتھ سے شراب پیونگا نہ دست ساقی سے جام مے لیکر میکشی کرونگا مین تو صرف اسواسطے یہان آیا ہون کہ تمکو سمجھاؤن اور کچھ رحم تمہارے حال پر رحم کرکے تمہین نصیحت کرون بدیع الزمان نے جواب دیا جو کچھ تمھین کہنا ہو کہو اگر قابل منظوری ہوگا تو منظور کیا جائیگا ورنہ جواب صاف دیا جائیگا اُسنے کہا ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ مین وہ ساحر ہون جو دس کرور ساحرون پر سبقت لیجاتا ہون لاکھون ساحرون کو ایک دم مین ہلاک کرڈالتا ہون میرے تئین ملکہ رخنک بدر خوب جانتی ہین اُنسے میرا حال دریافت کرلینا غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ مجھ سے ارادہ لڑنیکا نہ کرو اور بہتر و مناسب یہ ہی کہ لوح طلسمی مجھے دیدو اور اپنی جان بچا کر اس طلسم سے نکل جاؤ ورنہ پچتاؤگے مین ایک دم مین تمہارے لشکر کو تباہ کردونگا لوح طلسمی کسی طور سے بتسے لیکر تمکو گرفتار کرلونگا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤنگا وہ تمکو قتل کرڈالیگا بدیع الزمان نے جواب دیا او ساحر یاوہ گو کیا بکتا ہی خاموش رہ تو کیا مجکو اور میرے لشکر کو گرفتار اور قتل کریگا خود ہی قتل ہوگا قضا تیری تجکو یہان لائی ہی تیری تو کیا حقیقت ہی مین نے کاملہ جادو اور گردش جادو وغیرہ کو قتل کیا ہی مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا تجھ سے اور تیرے بادشاہ سے لڑونگا اور بعنایت الٰہی تجھے اور تیرے شاہ کو قتل کرونگا میرے پاس لوح طلسمی ہی وہ ساحر تمام تقریر طلسم کشا کی سُنکے از حد غضبناک ہوکر بارگاہ سے اُٹھا اور یہ کہا کہ ای طلسم کشا مین نے تو چاہا تھا کہ تو عالم جوانی مین سیر ملک عدم کی نہ کرے مگر تجکو یہی منظور ہی کہ اب زندہ نہ رہون خیر تجھے اختیار ہی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر مع اپنے ہمراہیون کے سوار ہوکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا بعضے داستان گویان سحربیان نے تو اسطرح بیان بیان کیا ہی جیسا لکھا گیا اور کچھ داستان گویون نے یون بھی بیان کیا ہی کہ جب ناقوس جادو بارگاہ مین آیا اور طلسم کشا سے وہ ہمسخن ہوا اور برہم ہوکر اُسنے کچھ کلمات سخت کہے بدیع الزمان نے بھی اُسکو جواب سخت دیے اُسکو غصہ آیا وہ آمادہ شر و فساد یہانتک ہوا کہ اُسنے اپنے ہمراہی ساحرون سے کہا کہ ان سب پر ایسے ایسے سحر کرو کہ یہ ہلاک ہوجائین اسوقت میرے پاس ذی نہین ہی ورنہ مین ابھی ایک دم مین سب کو دیوانہ بنا کر آپس مین لڑوا کر ہلاک کردیتا چنانچہ بموجب اُسکے کہنے کے اُسکے ساحرون نے متواتر سحر کیے بارگاہ مین لڑائی ہونے لگی لشکر طلسم کشا کو بھی خبر ہوئی تمام لشکر نے اُسکو آکر گھیرلیا وہ فوراً مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بارگاہ سے نکلا اُسوقت جنگ عظیم ہوئی کئی

ساحر اُسکے ہمراہی ساحرون مین سے مارے گئے اور بہت ساحر طلسم کشا کے ہلاک ہوے ناقوس جادو
زندہ اپنے لشکر مین مع دو ساحرون کے گیا اور اتفاق اکثر داستان گویان عذب البیان اس امر پر ہی
کہ ناقوس جادو خود بارگاہ طلسم کشا مین نہین آیا بلکہ ایک نامہ اس نابکار نے طلسم کشا کو اس مضمون کا لکھا
کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو مین وہ ساحر زبردست ہون کہ میرے نام سے ساحران جہان تھراتے ہین نام میرا
ناقوس نَے نواز جادو ہی مین وہ بلاے بے درمان ہون کہ میرے شر سے اور میری نَے کی صدا سے سب
پناہ مانگتے ہین کبھی کسی شخص پر ناریخ و ترنج وغیرہ نہین مارتا ہون جھولی اسباب سحر کی اپنے پاس نہین رکھتا
ہون کیونکہ ناریل چوب دار اور فولادی گولے وغیرہ اسباب سحر پر سحر کرکے دشمن پر مارنا اور اسطور
سے لڑنا میرے نزدیک بہت برا ہی مین تو صرف نَے بجاتا ہون اُسکی آواز حریفون کے کان تک پہونچا کر
اپنا مطلب نکالتا ہون یعنے سب کو دیوانہ کر دیتا ہون اور باہم لڑوا دیتا ہون ایک دم مین لاکھون بلکہ کرورون
ساحرون کو قتل کر ڈالتا ہون ملکہ رشک بدر سے میرا حال دریافت کر لینا کہ جو کچھ مین نے لکھا ہی سچ ہی یا
جھوٹ ہی مین ادنے ساحر سے نہین ہون طلسم ہوشربا مین تو حجرہ ہفت بلا ہی اور اُنہین سات بلائین
تھین کہ جنکے نام سے اور جنکے حالات سے سب آگاہ ہین اس طلسم مین بھی کئی بلائین ہین ازانجملہ مین وہ
بلاے بے درمان ہون کہ جملہ ساکنان طلسم مجھسے ڈرتے ہین فی زمانہ مجکو شاہ طلسم نے واسطے تیرے
مقابلہ کے روانہ کیا ہی مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی اسواسطے یہ نامہ لکھا ہی لازم ہی کہ بجرد پہونچنے نامہ کے خیال جنگ
اپنے دل سے دور کر دست بستہ میرے روبرو لوح طلسمی لیکر چلا آ لوح میرے حوالے کر مین اقرار کرتا ہون
کہ اس طلسم کے مال و اسباب مین سے کچھ تجکو شاہ طلسم سے ضرور دلوا دونگا اور صحیح و سلامت طلسم سے باہر
نکالدونگا اگر میرے کہنے پر عمل کریگا تو خیر ورنہ پچھتا ئیگا نہ لشکر تیرا رہیگا نہ تو رہیگا لوح طلسمی پر غرور نہ کرنا
لوح کی بھی فکر کیجائیگی جواب اسکا جلد روانہ کرنا کہ مین منتظر ہون یہ عبارت نامہ مین لکھوا کر مہر کرکے ایک ساحر مسمی
نیرنگ جادو کو دیا اور کہا یہ نامہ طلسم کشا کو جا کر دینا اور جواب اسکا لیکر جلد آنا اور اہل دربار اور
مردمان لشکر کو بھی اُسکے خوب دیکھ آنا چنانچہ نیرنگ جادو نامہ مذکور لیکر دربارگاہ پر آیا تھا اور اجازت
حاصل کرکے اندر بارگاہ کے گیا تھا اور نامہ بدیع الزمان کو دیا تھا بدیع الزمان نے نامہ پڑھوا کر
سنا تھا اور برہم ہو کر پشت نامہ مذکور پر یہ لکھوا دیا تھا کہ او ناقوس بت پرست تو کیون مجھے ڈراتا ہی
مین وہ شیر بیشہ جرات ہون کہ تجھ ایسے کرور ہا شغال مجھے ڈرائین اور بھگائین تو بھی مین نہ ڈرونگا
اور جادہ جوانمردی سے علیحدہ قدم نہ رکھونگا او مغرور و متکبر اگر اپنی بہتری کو نین مین چاہتا ہی تو سامری
پرستی اور جملہ اپنے خداوندون کی پرستش کو ترک کر کیونکہ اُنکا پوجنا کفر ہی پرستش اُسکی کر جسنے تجکو اور
تمام عالم کو پیدا کیا ہی اور آسمان و زمین وغیرہ کو خلق کیا ہی یہ طریقہ ہم اہل اسلام کا ہی کہ اپنے معبود
حقیقی کی پرستش کرتے ہین لہذا تو بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو جا یا مطیع اسلام ہو کر مثل
طاؤس زرین تن کے ہمارا مطیع ہو بعد فتح طلسم کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جانا دولت لازوال اسلام کی
حاصل کرنا مین یہ طلسم بعنایت الٰہی ضرور فتح کرونگا جو ساحر میری اطاعت کریگا وہ زندہ بچیگا اگر تو نے
میرے کہنے پر عمل کیا تو فہو المراد ورنہ تجکو ہلاک کرونگا یہ عبارت پشت نامہ مذکور پر لکھوا کر نامہ نیرنگ جادو
کو دیا وہ تمام ساحران دربار کو بنظر غور دیکھکر جواب نامہ لیکر بارگاہ سے نکلا پھر لشکر طلسم کشا پر نظر کرکے

اژدر سحر پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اسکو تو اثنائے راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی

مگر اب احوال بارگاہ طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

کہ بعد جانے نیرنگ جادو کے ملکہ رشک بدر نے بدیع الزمان سے کہا جو کچھ ناقوس جادو نے اپنے بارے مین لکھا ہی واقعی سچ لکھا ہی ہرچند کہ چند ساحران نامی مانند ناقوس جادو کے بلکہ اس سے بھی بڑھے ہوئے ہین اور وہ اسی طلسم مین ہین لیکن یہ ساحر بھی منجملہ اُنکے ایک بلائے بد ہو خدائے نادیدہ اسکے شر سے سب کو بچائے مجکو اسکے یہان آنے سے بہت اندیشہ ہو دیکھیے یہ نابکار کیا کرتا ہی مین نے اپنی دایہ ناہید جادو سے سُنا ہی کہ ناقوس جادو نے ایک مدت دراز تک قبر سامری پر بیٹھکر اُسکی پرستش کی ایک روز وقت شب سامری اسکے خواب مین آئے اور نہایت مہربان ہوکر پوچھا ای ناقوس جادو تو نے اسقدر پرستش میری کس وجہ سے کی ہی تیرا کیا مطلب ہی جلد بیان کر ہم تجھ سے بہت خوش ہین اپنا بندۂ خاص تجکو جانتے ہین جو تو کہیگا ہم قبول کرینگے تمنائے دلی تیری بر لائینگے ناقوس جادو نے عالم خواب ہی مین عرض کیا ای خداوند مین نے اسقدر پرستش آپکی صرف اسواسطے کی ہی کہ میری تمنائے دلی بر آئے وہ تمنائے دلی یہ ہی کہ آپ پر ظاہر ہی میری زبان مین از حد لکنت ہی الفاظ سحر کے میری زبان سے صاف اور صحیح نہین نکلتے ہین چاہتا ہون کوئی ایسی شی نایاب زمانہ مجکو عطا فرمایئے کہ اُسکے ذریعے سے مین اپنے تمامی دشمنون پر ہمیشہ غالب آؤن حریفون کو دیوانہ کرکے باہم اُنکو لڑوا دون یہانتک کہ وہ سب آپسمین لڑکر خود قتل ہو جائین مجھے قتل کرنا بھی نہ پڑے اور جسکو مین دیوانہ کردون کوئی شخص اُسکو ہوش مین نہ لا سکے یہانتک کہ شاہ طلسم بھی اُسے بحالت اصلی اپنے سحر سے نہ کر سکے اور کسی ساحر زبردست وغیرہ کا سحر بھی مجھپر تاثیر نہ کرے روئین تن ہو جاؤن مثل اسفندیار کے بنجاؤ تاکہ تیغ و تیر سے بھی محفوظ رہون کوئی ساحر اور غیر ساحر مجھے قتل نہ کر سکے حتے کہ طلسم کشا بھی قتل نہ کر سکے علاوہ اسکے چاہتا ہون کہ ہمیشہ زندہ رہون کبھی نہ مرون سامری نے تمام تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا سب تو آرزوئین تیرے دل کی بر آئینگی لیکن ہمیشہ تو زندہ نہ رہیگا ایک روز ہمارے پاس ضرور آئیگا ہان تیری خاطر سے ہم ایک ساحر مسمی خونریز جادو کو پیدا کرتے ہین اور ایک خنجر کہ جس خنجر سے تو قتل ہوگا وہ اسکے حوالے کرتے ہین اور طلسم طہمورث دیو بند مین جو صحرائے نرگس ہی اُسی صحرا مین اُسے مقرر کرتے ہین اور ایک گلدستہ پھولونکا اُسکے حوالے کرتے ہین تاثیر اُس گلدستہ کی یہ ہی کہ جب تیرا قاتل قریب خونریز جادو کے واسطے لینے اُس خنجر کے جائیگا وہ گلدستہ فوراً خشک ہو جائیگا خونریز جادو فی الفور سمجھ جائیگا کہ ناقوس جادو کا قاتل یہان آیا ہی جس خنجر کی کہ حکم خداوند سامری سے حفاظت کرتا ہون وہی خنجر لینے کو آیا ہی بس وہ تیرے قاتل کو حتے الامکان گرفتار کرکے قتل کریگا اگر اُسنے تیرے قاتل کو قتل کیا تو فہو المراد ہمیشہ تو زندہ رہیگا ورنہ قاتل تیرا خونریز جادو کو قتل کرکے وہی خنجر لیکر آئیگا پھر تجکو قتل کریگا ناقوس جادو نے محزون ہوکر عرض کیا اچھا سوائے ہمیشہ زندہ رہنے کے اور تو میری آرزوئین بر لایئے سامری نے جواب دیا ای ناقوس جادو جب تو خواب سے بیدار ہوگا اپنے سرہانے ایک ڈبیا پائیگا اور ایک سیب دیکھیگا سیب کو تمام و کمال کھالینا اُسکے کھانے سے کسی ساحر کا سحر تجھپر اثر نہ کریگا اور اُس ڈبی کی یہ تاثیر ہوگی کہ جب تو اُسے بجائیگا اُسکی آواز دشمن تیرے

سنکے فوراً دیوانے ہوجائینگے حواس خمسہ اُنکے درست نہ رہینگے باہم اسقدر لڑینگے کہ سب ہلاک ہوجائینگے
سواے طلسم کشا کے کوئی اُنکو ہوش مین نہ لاسکیگا سواے غیرون کے تو بھی اُنکو حالت اصلی پر نہ لاسکیگا
اور جب آواز اُس نَے کی تیرے دوست سُنینگے اُنکو مطلق ضرر نہوگا بلکہ اُنکو صداے نَے نغمۂ بلبل معلوم ہوگا دل اُنکا خوش ہوگا اور یہ بھی
تجھ سے کہا جاتا ہی کہ نَے مین سحر کے الفاظ نکالنا ضرور نہین ہی صرف اُسکا بجانا ہی کافی ہوگا خواہ تو اُسمین
کوئی غزل گاے یا مانند لڑکون کے بیہودہ طور سے اُسے بجاے تب بھی اثر اُسکی آواز کا وہی ہوگا جیسا
کہ بیان کیا گیا اور روئین تن ہونے کی یہ تدبیر ہی کہ جب تو بیدار ہو کہ سیب کھا کر نَے لیکر صحرا کو جائیگا چند درخت
تجھے نظر آئینگے اور عجائب و غرائب اُن درختون سے تو مشاہدہ کریگا پس اُن درختون کی پتیان لیکر ایک ظرف
کلان مین ڈالکر پانی بہت سا اُس ظرف مین ڈالکر نیچے اُس ظرف کے آگ جلانا جب وہ پتیان خوب جوش
ہون بیخوف و خطر اُس ظرف مین استطور سے بیٹھنا کہ آنکھون کو ضرر نہو بھاپ نہ لگے تھوڑی دیر ظرف مذکور
مین بیٹھکر ظرف سے باہر آنا سواے آنکھ کے تو بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہوجائیگا کسیکی
تلوار تجھپر اثر نہ کریگی تلوار پر کیا موقوف ہی کوئی حربہ تجھپر کارگر نہوگا طلسم کشا اگر ہزار تلوارین تجھپر لگائیگا تو
بھی تو زخمی نہوگا یہ کہکر سامری اسکی نظر سے غائب ہوگئے ناقوس جادو بیدار ہوا دیکھا صبح ہوگئی ہی
آفتاب جانب مشرق سے نکلنے کو ہی ایک نَے چوب صندل کی اور ایک سیب تر و تازہ رکھا ہی ناقوس
جادو بہت خوش ہوا خیال کیا کہ خواب میرا بہت سچا تھا خداوند سامری نے کیا مہربانی و عنایت
کی تمام تمنائین دل کی برلاے یہ کہکر وہ سیب کھایا اور وہ نَے اُٹھا کر خوب دیکھکر اپنی کمر مین رکھکر گرد
قبر سامری سات مرتبہ گردش کرکے سوے صحرا گیا وہان بموجب کہنے سامری کے جب چند درخت
نظر آئے کہ دمبدم لطف بہار اور جور خزان اُنسے ظاہر تھا یعنے دفعۃً اُنمین برگ پیدا ہوتے تھے اور
شاخین سرسبز ہوکر پھول پیدا ہوکر پھل آتے تھے اور یکایک وہ تمام اثمار اُنکے ہواے گرم کے جھونکے
سے زمین پر گر پڑتے تھے بلکہ تمام برگ اُنکے مانند برگ خزان دیدہ کے گر پڑتے تھے اور پھر بدستور
سابق وہ درخت سرسبز ہوتے تھے جانور طرح طرح کے اُنپر بیٹھے تھے وہ سب خوش الحانی مین نظیر اپنا
نہ رکھتے تھے صداے بلبل آگے اُنکے نغمون کی ایسی آواز تھی گویا صداے زاغ تھی ناقوس جادو
نے جسوقت وہ درخت سرسبز ہوے فی الفور اُنکے پتے توڑکر بموجب حکم سامری کے عمل کیا اُن
درختون کے برگ کی تاثیر سے روئین تن ہوگیا بعد ازان اُس صحرا سے اس طلسم مین آیا یہان آکر
اکثر ساحرون سے اپنا حال جو گذرا تھا بیان کیا سب کو حیرت ہوئی بعضون نے کہا ہمین تیری بات کا
یقین نہین ہی تو جھوٹ کہتا ہی اُسنے کہا جھوٹ اور سچ کا حال ابھی کھل جائیگا مجھپر سحر کرو اور ترسول اور
پنسول لگاؤ اُنھون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا نہ تو سحر نے تاثیر کی نہ ترسول اور پنسول اُسکے تن پر کارگر
ہوے اُسوقت سب کو یقین ہوا کہ یہ سچ کہتا ہی پھر ناقوس نے چند ساحرون کو اپنے ہمراہ صحرا مین
لیجاکر کہا دیکھو وہ سامنے چند چوپاے بیٹھے ہین اُنکو مین اپنا دشمن تصور کرکے نَے بجاتا ہون اگر یہ میری
نَے کی آواز سنکے باہم لڑکر ہلاک ہوجائین تو مردم کو بھی اسی طرح ہلاک کرسکونگا اُنھون نے کہا اچھا نَے
بجاؤ ہم دیکھ رہے ہین ناقوس نے نَے بجائی جب آواز نَے کی اُن چوپاؤن نے سنی فی الفور دیوانے
ہوکر باہم لڑنے لگے ایک دوسرے کو اپنے تیز دانتون سے کاٹنے لگا تھوڑی دیر مین وہ سب باہم

لڑکر ہلاک ہوگئے ناقوس جادو ہمراہ اُن ساحرون کے اپنے گھر آیا سب نے اُسکی بہت تعریف کی اور کہا تجھپر خداوند سامری مہربان ہوے اسی سے تجھپر عنایت کی کہ ہمکو رشک ہوتا ہی جب ناقوس جادو کے احوال مندرجہ سے سب ساکنان طلسم آگاہ ہوے جابجا ناقوس جادو کا ساحر ذکر کرنے لگے یہانتک کہ ایک روز ایک ساحر نے میرے والد سے حال ناقوس جادو کا مفصل بیان کیا اُنھون نے حکم دیا اُسکو ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ بحکم ناقوس جادو کو چند ساحر جاکر لے آئے جب وہ دربار مین آیا بموجب قاعدہ والد ماجد کو مجرا کیا اُنھون نے ازراہ عنایت قدردانی بارہ ہزار ساحرون کا اُسے سردار کیا اور اپنے درباریون ساحرون مین اُسکو شامل کیا اُس روز سے کبھی کوئی کام ناقوس جادو سے نہین لیا تھا ہان اب والد نے اُسے یہان روانہ کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی بدیع الزمان نے یہ تقریر طولانی ملکہ رشک بدر کی سُنکے جواب دیا جو کچھ منظور خدا کو ہوگا وہی ہوگا تردد و اندیشہ کرنا بیکار ہی صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ جسوقت یہ تقریر ملکہ رشک بدر سے بدیع الزمان نے کی تھی امیہ بن عمرو بارگاہ مین نہ تھا کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے چلا گیا تھا اُسنے احوال اُس خنجر کا جس سے ناقوس جادو قتل ہوگا نہین سُنا تھا ورنہ عیار ندکور اسی وقت براے خنجر ندکور جاتا یہان تو بدیع الزمان مع ملکہ رشک بدر کے بیٹھے ہین ساحرون کو تردد ہی

لیکن اب احوال نیرنگ جادو کا لکھا جاتا ہی

کہ جب یہ نابکار جواب نامہ لیکر پاس ناقوس جادو کے پہونچا اُسنے جواب نامہ پڑھکر غضبناک ہوکر کہا طلسم کشا کی قضا ہی آئی ہی ضرور میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم مین کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لونگا پھر گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا آج تو دن تمام ہوگیا کل دیکھا جائیگا یہ کہکر خاموش ہوا جب شام ہوئی ناقوس جادو نے اپنے سپہ سالار مسمی زنار جادو سے کہا اسوقت میرا دل نہایت گھبراتا ہی خودبخود طبیعت گھبراتی ہی دل چاہتا ہی کہ جانب صحرا جاؤن اُسنے عرض کیا آپ سوے صحرا ضرور جائیے صحراے سبزہ زار کی سیر کیجیے ہواے سرد کھائیے دل کو بہلائیے بعد ازان لشکر مین تشریف لائیے گا آرام کیجیے گا ناقوس نے کہا اگر مین جاؤن اور طلسم کشا کا عیار یہان آئے اور کوئی عیاری کرے تو غضب ہوجاے اُسنے جواب دیا کیا مجال عیار کی کہ حضور کے لشکر مین آسکے مین ایسا انتظام کرونگا کہ وہ لشکر مین نہ آسکے گا اور اگر آئیگا تو گرفتار کرلیا جائیگا ناقوس اُسکی گفتگو سُنکے تخت سحر پر سوار ہوکر ایک بڈھے ساحر کو کہ وہ خدمتگار قدیم اُسکا تھا اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر سے ایک جانب روانہ ہوا دور تک شب ماہ مین سیر کرتا ہوا چلا گیا جاتے جاتے قصر باران جادو مالک و ناظم دریاے ہفت جوش کے قریب پہونچا دیکھا بالاے قصر ایک نازنین مہجبین پری خصال حور اجمال گل پیرہن غنچہ دہن ہمراہ اپنی چند ہمجولیون کے مسند زرین پر بیٹھی ہوئی سیر شب ماہ کررہی ہی چند نازنین مہجبین لڑکیان گرد اُسکے بیٹھی ہین اور کئی کنیزین روبرو اُسکے عمدے ہاتھون مین لیے ہوے کھڑی ہین فرش نفیس بچھا ہی کنول اور فانوسین شمعین مومی اور کافوری ساتھ قرینے کے جابجا روشن ہین اور ایک رقاصہ روبرو اُسکے رقص کررہی ہی وہ پری پیکر رقص دیکھ رہی ہی زنار جادو اُس نازنین حور اجمال کو دیکھکر عاشق ہوگیا تیر عشق اُسکا اُسکے جگر و قلب مین در آیا آہ کرکے تخت سحر کو روکا اور کہا او ظالم بے اجل مارا اب زندگی ناقوس جادو

کی دشوار ہر تیرے فراق مین مانند ناقوس برہمن کے نالے کرونگا یقینی ایک روز مر جاؤنگا افسوس جام عمر میرا لبریز ہوا حکم شاہ طلسم سے بہر قتل وگرفتاری لشکر طلسم کشا آیا تھا یہان آکر خود تیغ عشق سے قتل ہوگیا رو ئین تن ہونے نے کچھ نفع نہ دیا یہ کلمات اف کئی مرتبہ کرکے بیہوش ہوگیا وہ بڈھا خدمتگار جسکا نام جان نثار جادو تھا ناقوس جادو کو بیہوش دیکھکر گھبرایا رومال سے ہوا دینے لگا اور کہنے لگا خداوند نعمت کیا ہوا ہوش مین آیئے کیا آپ نے دیکھا جس سے آپکو غش آگیا خداوند سامری آپکو ہمیشہ زندہ رکھے مین بعد آپ کے کہان جاؤنگا مجھے کون پوچھیگا یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا اور جو جو تدبیرین ہوش مین لانے کی تھین اُنہین سے کچھ تدبیرین کرتا تھا ہر چند چاہتا تھا کہ ناقوس جادو کو ہوش آئے مگر ہوش نہ آتا تھا اور یہ خدمتگار بالاے ہوا تخت سحر پر کہ ہوا پر قائم ہر ناقوس جادو کو ہوشیار کرنے کی فکر مین ہر لیکن بزم عشرت مین اُس صنم لاجواب کی رقاصہ مذکورہ نے بعد رقص کرنیکے یہ غزل شروع کی غزل

ہر جلوہ ریز نور رنظر گرد راہ مین
ظالم کہان وگرنہ اثر میری آہ مین
جانے دے چارہ گر شب ہجر انہین مت بلا
اتنا کچھ آگیا خلل اپنے نباہ مین
شیرین پہ طعن تلخی فرہاد کس لیے
جادو بھرا ہوا ہر تمھاری نگاہ مین
اتنک نہین گواہی اطفال معتبر
شب بتکدہ مین گذری ہر دن خانقاہ مین

آنکھین کسی کی فرش تری جلوہ گاہ مین
مست کچھ و دیدہ آنے مین کیا جانے بنے
وہ کیون شریک ہو مرے حال تباہ مین
اس منہ پہ اُس سے دعوی حسن اک رہا نہین
مجکو کبھی مزا نہ ملا تیری چاہ مین
ظالم کہین روا نہین عاشق سے احتراز
محبوب ہر جو حسمت یوسف نگاہ مین

کیا رحم کھا کے عیب نہ دی تھی عباے دل
پھینکا ہر جذب شوق نے یوسف کو چاہ مین
ظالم وہ بیوفا ہر عدو جسکے رشک سے
اے مہر روشنی مری روز سیاہ مین
ہر دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
کہدو اگر ہو شک سخن داد خواہ مین
مومن کو بیچ ہر دولت دنیا و دین نصیب

مطربہ مذکورہ غزل مندرجہ بالا گا رہی تھی ہر ایک شعر کو بعنوان شائستہ بتا بتا کے ادا کر رہی تھی وہ حور طلعت اپنی ہمجولیون کے خوش ہو کر ہنس رہی تھی کشتی شراب ناب کی ایک کنیز حسب الطلب لائی تھی ارادہ بادہ خواری کا کر رہی تھی ناگاہ اس طرف ناقوس جادو کو ہوش آیا بے اختیار اُسی نازنین کی طرف دیکھ کے فریاد کی درد دل کی کثرت سے رونے لگا منہ اشکون سے دھونے لگا جان نثار جادو نے دست بستہ عرض کیا خداوندا اسوقت حضور کا یہ کیا حال ہر دلبر کیون ہجوم غم وملال ہر اس طرح مین نے کبھی حضور کو بیتاب و بیقرار نہین دیکھا ہر اگر مناسب ہو تو اس فدوی سے راز دل بیان کیجیے ناقوس جادو نے آہ جگر سوز کرکے کہا اے ملازم قدیم مین تجھ سے راز دل کیا چھپاؤن تو بجاے میرے باپ کے ہر ہر چند کہ خدمتگار ہر لیکن بڈھا ہر مثل میرے پدر کے ضعیف ہر دیکھ بالاے قصر کیا جلسہ پریزادون کا ہر پرستان مین بھی پریان ایسی شوخ اور ایسی صورتین پریزادون کی ہرگز دلفریب و دلربا شوخگی خصوصا وہ نازنین جو بالاے قصر مسند زرین پر بیٹھی ہر عجیب صورت زیبا رکھتی ہر کبھی ایسی صورت دیکھنے مین نہین آئی ہر پریان اور حورین اگر اسپر قربان ہون تو بجا ہر خداوند سامری نے بیمثل و بے نظیر حسن وجمال مین اسکو پیدا کیا ہر اسی نازنین پر طبیعت میری آئی ہر دیکھتے ہی اسکو عاشق ہوگیا ہون اسکا عشق دیکھیے کیا رنگ لائیگا عجب نہین کہ دنیا سے مجکو سوے عدم لیجائیگا اُسنے دست بستہ جواب دیا حضور ایسے کلمات یاس زبان پر جاری نہ کرین ہر چند یہ نازنین نہایت خوبصورت ہر لیکن حضور کا مرتبہ بھی بڑا ہر طلسم طہمورث دیوبند مین کوئی ساحر

ہمسر حضور کا نہین ہی اکثر نازنینان خوبرو آپ کے وصل کی خواستگار ہین بڑے بڑے ساحران نامی اپنی دختران خوش جمال کو آپکے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین اس نازنین کی کیا مجال کہ آپ سے انکار کرے ذرا بھی آپ کا اشارہ پائیگی برغبت تمام راضی ہو جائیگی بجاے خود فخر کریگی کہ مین ناقوس ذی نواز جادو کی معشوقہ ہون پس حضور تامل نکرین بالاے قصر تشریف لیچلین شریک بزم عشرت ہون مین اُس نازنین سے آپ کے بارے مین جو مناسب ہوگا کہونگا یقین کامل ہی کہ وہ انکار نہ کریگی فوراً سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیگی تخلیہ ہو جائیگا آپ وصل سے شادکام ہوجیے گا مین بھی علٰحدہ کہین چلا جاؤنگا جب آپ اپنے کام سے فراغت پائیے گا اُسوقت حاضر ہونگا یہ نالہ و بیقراری یہ گریہ وزاری حضور کیون کرین اگر یہ نازنین کچھ عذر کریگی تو ڈرائیے گا کہ میرا رنج دینا اچھا نہین ہی آیندہ تمکو اختیار رہی مین امید کرتا ہون کہ وہ ڈر جائیگی ہاتھ جوڑکر پھر یون کہیگی مین تابعدار ہون آپ مجھ سے ناراض نہون ناقوس جادو نے اپنے خدمتگار کی تقریر سُنکے کہا تو سچ کہتا ہی بیشک جو تو نے کہا ہی یہی ہوگا میرے غصہ سے ڈر جائیگی حکم میرا بجا لائیگی جان نثار جادو نے پوچھا خداوندیہ تو بتا لیے کہ اس نازنین کا کیا نام ہی یہ دختر نیک اختر کس ساحر کی ہی اُسنے جواب دیا نام اُس دختر کا ناز جادو ہی واقعی سراپا یہ نازنین ناز و ادا ہی خوبی مین اسکے کلام نہین اسکے باپ کا نام باران جادو ہی حاکم و ناظم دریاے ہفت جوش کا ہی صغیر سنی مین مین نے اس دختر کو دیکھا تھا اب یہ جوان ہوئی ہی چودہ پندرہ برس کا سن اسکا ہوا ہی بہ نسبت قبل اب حسن و جمال اُسکا زیادہ ہی ابتک کہین اسکی شادی نہین ہوئی ہی صدہا ساحران نامی اُس نازنین کے خواستگار ہین باران جادو کا قول ہی کہ مین ایسی دختر خوبرو کو کسی کو نہ دونگا نہین معلوم اس انکار کرنے سے اسکی کیا تمنا ہی خود ہی اپنی دختر کے حسن و جمال کو دیکھیگا بادشاہ طلسم کے ساتھ اسے بیاہیگا خدمتگار نے عرض کیا اب تو یہ نازنین حضور کے قبضہ و تصرف مین آگئی باران جادو مثل ابر کے رویگا آج ہی آپ اسکو اپنے لشکر مین لیچلیے گا اپنی بارگاہ فلک جاہ مین رکھیے گا ناقوس جادو نے خوش ہوکر اپنے سراپا پہ نظر کرکے خیال کیا ضرور ہی یہ نازنین تجھپر عاشق ہو جائیگی تو کیا اس سے حسن و خوبی مین پایہ کم رکھتا ہی فقط فرق تجھ مین اور اُسمین اسی قدر ہی کہ تو کالا ہی اور یہ گوری ہی یہ کوئی فرق نہین ہی بلکہ اگر کوئی نظر انصاف سے دیکھے تو یہی کہے کہ کالا رنگ پختہ ہوتا ہی اس رنگ کو ثبات ہی اور گورا رنگ پن چھٹا ہوتا ہی جلد اُسکو زوال ہو جاتا ہی اس گورے رنگ پر خزان جلد آتی ہی حسن رخ مانند سیماب کے اُڑ جاتا ہی غرض کہ اے ناقوس جادو تو بھی اس نازنین سے بہتر و افضل ہی یہ تصور کرکے یہ بیوقوف سراپا گدھا تنتا ہوا تخت سحر کو بڑھا کر چلا جب عنقریب قصر پہنچا تخت کو آہستہ آہستہ قریب بام قصر اُتار کر اُس نازنین سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کیون اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان ہم بھی تمھارے بزم مین آئین پہلو مین ہمین بٹھاؤگی جام مو اپنے ہاتھ سے ہمین پلاؤگی جس بات کو کہین نگے عذر نہ کروگی بدل منظور کروگی وہ نازنین اُس مطرب کی طرف متوجہ تھی جملہ نازنینین بھی ناچ اُسکا دیکھ رہین تھین سب جوانی کے عالم مین قہقہہ مار کر ہنس رہی تھین وہ حسین بھی خندان تھی یکایک آواز ناقوس جادو کی سُنکے اور صورت دیکھ کے کہ تو تلا اژدہا ایک بات کو گھنٹہ بھر کی مدت مین تتلا کر کہتا ہی ڈر گئی سمجھی کوئی بھوت ہی یا آسیب ہی یا کوئی بلاے ناگہانی ہی یا

یا دیو سیاہ ہو یا چڑیل ہو یا شب فرقت مجسم ہوکر آئی ہو یا تاریکی پردۂ ظلمات مجتمع ہوکر گویا ہوئی ہو اُسکے
ڈر کر چیخنے سے جملہ نازنین بزم عشرت سے سوے فلک دیکھکر ناقوس جادو کی ڈراونی شکل پر
نظر کرکے وہ بھی چیخ چیخ کر خوف سے بیہوش ہونے لگین کنیزین بھی ڈر کر دھم سے زمین پر گرکے بیہوش
ہوگئین وہ مطربہ یا تو گا رہی تھی یا ناقوس جادو کو دیکھکر تمام راگ و رنگ بھول گئی سہم کر مع اپنے
سازندون کے فوراً زمین پر گری اور بیہوش ہوگئی ناز جادو تو پہلے ہی بیہوش ہوئی تھی اُسکے بعد
سب عورتین بیہوش ہوئین اُسوقت اُس بزم عشرت کا عجب حال تھا وہ بزم عیش بزم ماتم معلوم ہوتی
تھی صف ماتم کا اُسپر گمان تھا ہر ایک نازنین یون بیہوش پڑی تھی جیسے میّت پڑی ہوتی ہو فرش
بزم ناقوس کے آنے سے چین بجبین تھا شکن فرش کی چین بجبین ہونے پر دال تھی یا فرش بزم عیش
بھی ناقوس جادو کی صورت کریہ منظر پر نظر کرکے خوفناک ہوکر سمٹ گیا تھا شمعین مومی و کافوری
نازنینون کے بیہوش ہونے سے اور بزم عشرت کے موقوف ہونے اور ناقوس جادو کے آنے
سے زار زار رو رہی تھین اشک ہر شمع کے ٹپک رہے تھے پروانے حال بزم دیکھکر کثرت آتش
رنج سے جل رہے تھے طبلے اوندھے مُنھ اپنا چھپائے ہوے پڑے تھے مجیرے اور جھانجھ یہ بھی متحیر
پڑے تھے مزاج ہر ایک ساز کا گویا ناساز تھا کوئی آواز نہ دیتا تھا خوف سے بولا نہ جاتا تھا جلاجل
کف افسوس ملتا تھا اور زبان حال سے کہتا تھا ہاے دفعتہً یہ جلسہ عشرت مبدل بہ بزم ماتم ہوگیا لطف
باقی نہ رہا ہو جب اس شعر مؤلف دفتر کے شعر سب بیہوش ہوے عیش بس اب خاک رہا + بزم
عشرت مین نہ کچھ رنگ نہ کچھ راگ رہا + ابھی جھانجھ زبان حال سے یہ تقریر کر رہا تھا ناگاہ ناقوس
جادو تخت سحر سے اُتر کر بالاے بام آیا سب کو بیہوش دیکھکر اپنے خدمتگار سے مخاطب ہوکر کہنے
لگا سچ کہنا تجکو میرے سر کی قسم میرا حسن کیسا ملیح ہو کہ یہ سب نازنینان خوبرو میرے چہرۂ زیبا پر نظر
کرکے بیہوش ہوگئین تاب نظارہ نہ لاسکین اُسنے عرض کیا حضور کی خوبروئی کی صفت مین زبان میری
قاصر ہو ہر چند چاہتا ہون کہ کچھ تعریف کرون لیکن زبان لال ہو ناقوس جادو اُسکی تقریر سُنکے بہت
خوش ہوا کہنے لگا تو سچ کہتا ہو واقعی میرے ایسے دانت اور میرے ایسے ہونٹھ اور میری ایسی انکھین
اور میرا ایسا چہرۂ زیبا اِن نازنینون مین کسی کا بھی نہین ہو مجکو خداوند سامری نے خاص اپنے ہاتھ سے
پیدا کیا ہو اور اپنے ہی ہاتھ سے بلطف خوبصورت پتلا میرا بنایا ہو اُس خدمتگار نے جواب دیا بیشک
آپ سچ کہتے ہین ناقوس جادو نے جب دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین کوئی ہوشیار نہین ہوتا ہو
لاچار ہوکر خود قریب ناز جادو کے آیا مُنھ پر مُنھ اُسکے رکھکر پہلے پیار کیا پھر سر اُسکا اُٹھا کر اپنے
زانو پر رکھا اور کہا اے ناز جادو ہوشیار ہو دیکھو ہم تمھارے پاس آئے ہین تمھارا سر اپنے زانو پہ
لیے بیٹھے ہین تمکو پیار کر رہے ہین بلائین تمھاری لے رہے ہین تم ہوشیار نہین ہوتی ہو بظاہر ایسا
معلوم ہوتا ہو کہ ناز کرتی ہو اسوقت ہمارا دل بیتاب گستاخی پر ہمکو آمادہ کر رہا ہو تم آنکھین بند کیے ہو
ہمسے ضبط اور صبر نہین ہو سکتا ہو دیکھو پھر ہم ناراض ہو جاینگے بگڑ کر چلے جاینگے ورنہ ہوشیار ہو آنکھین
کھولو باتین کرو شکر کرو کہ مجھ ایسا ساحر تمھارا خریدار ہوا شراب اپنے ہاتھ سے ہمین پلاؤ بوس و کنار کی
ہمین اجازت دو دل پہلو مین نہایت بیقرار ہو آرزوے وصل حد سے زیادہ ہو دیکھو ہم ایسے ساحر ذیقدر

و ذی وقار ہو کر تمھاری منتین کرتے ہین تم جواب بھی نہین دیتی ہو آنکھین بھی نہین کھولتی ہو بظاہر معلوم ہوتا
ہو کہ شرم و حجاب کرتی ہو ہر چند معشوقہ خوبرو ہو ناز کرنا تمھین مناسب ہو لیکن اسقدر ناز کرنا اچھا نہین
ہو ہر شی کی ایک حد ہوتی ہو ناز و ادا کی بھی ایک حد ہو بیحد ہونا کسی امر کا خوب نہین ہو لو اب ہم اپنے سر
کی قسم دیتے ہین زیادہ نہ شرماؤ ناز و ادا سے اب ہاتھ اٹھاؤ ہمسے کچھ باتین کرو ہمارے آنے سے
یہ جلسہ کا جلسہ برہم کیون ہوا کیا ہمارا آنا ناگوار ہوا ہم تمسے الفت رکھتے ہین تمھارے دشمن نہین ہین ہمسے
نہ ڈرو بے تکلف ہمسے باتین کرو ہمارے پاس وہ دف ہو جو ہمکو خداوند سامری نے عنایت کی ہو اُٹھو
ہم تمھارے روبرو دف بجائین گانا تمھین سنائین تم صداے دف سنکے بہت خوش ہوگی مطربہ کا گانا سننا
بھول جاؤگی جب اسی طرح تا دیر ناقوس جادو نے مہمل اور واہیات تقریر کی ناز جادو ہوشیار نہوئی
اپنے خدمتگار سے کہنے لگا اب کیا تدبیر کرون ناز جادو آنکھین نہین کھولتی ہو باتین مجھسے نہین کرتی ہو
تو ہی کسی طرح اسکو ہوشیار کر اُسنے اپنے دل مین یہ تجویز کیا کہ ناقوس جادو ایک بدصورت و کریہ منظر
اور رشک بلاہاے دنیا ہو اسکی صورت دیکھکر ناز جادو کو غش آگیا ہو اگر اب ہوشیار بھی ہوگی تو سر
اپنا اسکے زانو پر دیکھکر خوف سے مرہی جائیگی بہتر و مناسب اسوقت یہی ہو کہ اس رشک پری کے
پاس سے اس بلاے بے درمان کو علٰحدہ کر اور خود ناز جادو کے ہوشیار کرنے مین کوشش کر
یہ تجویز کرکے ناقوس جادو سے عرض کیا خداوندا اگر آپ ناز جادو کے پاس سے ہٹ جائین تو مین
اسکو ہوشیار کرون حضور کے رعب سے اور کثرت شرم و حیا سے یہ غیرت حور آنکھین نہین کھولتی ہو
اُسنے کہا اچھا تو ہی اسکو ہوشیار کر یہ کہکر ناز جادو سے علٰحدہ ہوا خدمتگار مذکور پاس ناز جادو کے
آیا اور چند تدبیرین ایسی کین کہ اُسکو ہوش آیا آنکھین کھول لین پھر پوچھا ای شخص تو کون ہو یہان کیون
آیا ہو کیا مطلب ہو تجکو کچھ خوف و خطر نہین ہو کہ میرے قصر مین بیٹھا ہو جان نثار جادو نے دست بستہ عرض
کیا ای ملکہ مین تو ایک خدمتگار ہون ناقوس جادو کا ملازم ہون اُنکے ہمراہ رکاب یہان آیا ہون
اُنھین کو دیکھکر آپ کو غش آگیا تھا وہ آپ پر عاشق ہوے ہین اسوقت وہ کمرہ مین تشریف رکھتے ہین
ساحران نامی سے ہین اگر مناسب ہو تو اُنسے الفت و محبت کرکے اتحاد بڑھائیے ابھی خدمتگار مذکور
یہ تقریر اُس سے کر رہا تھا وہ جواب مین اُسکے کہہ رہی تھی کہ مین کوئی آوارہ ہون جو ناقوس جادو
سے آشنائی کرون اُس سے کہدو کہ یہانسے دور ہو اب یہان نہ آئے ورنہ مین اپنے باپ سے کہدونگی
وہ غصہ ور از حد ہین اُس نابکار کو مار ہی ڈالین گے ناگاہ ناقوس جادو تنتا ہوا انجمن کے بغل
چلتا ہوا کمرے سے باہر آیا ناز جادو اب قریب سے صورت اُس شوم کی دیکھکر بیتاب ہی ڈری قریب
تھا کہ پھر غش آجاے روح تن سے نکل جائے جان نثار جادو نے عرض کیا حضور نہ گھبرائین ناقوس
جادو آپ سے علٰحدہ رہین گے اتنی دیر مین ناقوس قریب ناز جادو کے آکر بیٹھا بولا ای نازنین
براے خداوند سامری مجھپر رحم کر تمناے دلی میری بر لا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون میری
عزت و آبرو سے تمکو آگاہ ہی ہوگی تمھارے باپ باران جادو بھی مجکو جانتے ہین جھک کر مجھسے
ملتے ہین مجکو ساحران ذیقدر سے جانتے ہین فی زمانہ حکم شاہ طلسم سے براے مقابلہ طلسم کشا مع لشکر
آیا ہون آج براے سیر اس طرف آیا تھا تمکو دیکھکر فریفتہ ہوا اگر تم مجکو وصل سے اپنے شاد کام کروگی

تو مال و دولت کثیر دونگا ورنہ انجام انکار کا اچھا نہوگا نازجادو چونکہ عاقلہ اور بالغہ ہی دل مین سوچی کہ یہ ساحر ایک بلاے
بدہی علاوہ یہ ویلین تن ہونے کے سحر اسپر اثر نہین کرتا ہی صداے نی سے اسکی دشمن اسکا دیوانہ ہوجاتا ہی
اس سے بمکر و فریب مطلب اپنا نکالنا چاہیے اور بمصلحت وقت امیدوار وصل کا اسکو کرنا چاہیے آبرو اپنی
بچانا چاہیے یہ خیالات کرکے جواب دیا جو آرزو تمھاری ہی کبھی بر آئیگی بالفعل بوجوہ چند سے صبر کرو کچھ دنون
دل پر جبر کرو مبتلاے فراق رہو راز الفت کو دل مین چھپاؤ بعد ازان جو تم کہوگے منظور کرینگے تامل اور
صبر خوب ہی بقول مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد + ناقوس جادو نے پہلے تو یہی کہا کہ
مجھ سے صبر نہو سکے گا مرجاؤنگا لیکن آخر کار صبر کرنے پر راضی ہوکر کہنے لگا یہ میرا خدمتگار نہایت معتبر اور
خیرخواہ ہی مین اسکے ہاتھ اکثر تحائف وغیرہ بھیجونگا ان تحائف کو قبول کرنا اور جو رقعہ لکھون اسکا جواب
لکھنا جب میرا دل چاہیگا یہان آؤنگا برہم نہونا جہانتک ممکن ہو جلد ایفاے وعدہ کرنا وصل سے شاد کرنا
نازجادو نے کہا ایسا ہی ہوگا اب تمھارا یہان بیٹھنا مناسب نہین ہی یہ وقت میرے والد کے تشریف لانیکا
ہی لہذا چلے جاؤ اگر نہ جاؤگے اور وہ آجائینگے تو جنگ عظیم ہوگی میری ذلت و رسوائی ہوگی والد مجکو مار
ڈالینگے یا قید کرینگے پھر امید تمھاری بر نہ آئیگی ناقوس جادو بیوقوف تو ہی ہی سمجھا یہ سچ کہتی ہی بیٹھنے
سے کیا فائدہ ہی مطلب سے مطلب ہی شر و فساد سے کیا غرض جس امر مین معشوق کی خوشی ہو اور اپنا
نفع ہو وہی بات کرنی چاہیے یہ سمجھکر کہنے لگا اچھا بموجب تمھارے کہنے کے جاتا ہون دل یہین چھوڑے
جاتا ہون ایک جام شراب لو اپنے ہاتھ سے پلا دو نازجادو نے خیال کیا ہرچند اس نابکار کو اپنے
ہاتھ سے شراب پلانا کسی طرح گوارا نہین ہی لیکن بمصلحت وقت جام مے دینا ہی چاہیے اور اس بلا کو یہان سے
دفع کرنا چاہیے یہ تصور کرکے اپنے ہاتھ سے شیشہ مے اٹھا کر ساغر بلورین مین شراب بھر کر ساغر مے بعد
نازو ادا اسے دیا وہ بصد شوق و تمنا اسکے ہاتھ سے لیکر دہن سے ملا کر شراب پی گیا بعدہ اس سے رخصت
ہوکر تخت سحر پر سوار ہوکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین اپنے خدمتگار سے کہتا جاتا تھا
کہ نازجادو بھی میری صورت پر فریفتہ ہوگئی ہی والدین کے خیال سے مجبور ہی ورنہ وہ اسی وقت
کہتی کہ نہ جاؤ شب کو یہین رہو لطف ہم آغوشی حاصل کرو جان نثار جادو نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین
یہ نابکار تو باتین کرتا ہوا مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا اکڑتا ہوا جاتا ہی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال
امیہ بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ناقوس جادو نے نامہ بدیع الزمان بدست نیرنگ جادو روانہ
کیا اور اسمین اپنی تعریفین بہت لکھین اور یہانسے جواب جنگ دیا گیا اور نیرنگ جادو بارگاہ سے
چلا گیا اور زمانہ شب کا آیا امیہ بن عمرو رنگ و روغن سے بصورت ایک ساحر کے بنکر جھولی اسباب سحر
کی اپنے دوش پر رکھکر موم سیاہ کے کئی سانپ بنا کر اپنے گلے مین لپیٹ کر ایک ناریل چوبی دار ہاتھ مین
لیکر انگشتر جمشیدی جو بارش جادو سے ہاتھ آئی تھی انگلی مین پہنکر اپنے لشکر سے جانب لشکر ناقوس
جادو روانہ ہوا ازنار جادو سپہ سالار لشکر بعد جانے ناقوس نی نواز جادو کے اپنی بارگاہ مین
بیٹھا تھا گرد اسکے چند افسران لشکر جو اسکے ماتحت تھے بیٹھے تھے باہم یہ کہ رہے تھے کہ اب طلسم کشا
کو اپنی جان بچانا مشکل ہوگا بی رشک بدر بھی گرفتار کرلی جائینگی طلسم کشا ایک روز مین باہم لڑکر
دیوانہ ہوکر قتل ہوجائیگا شاہ طلسم ناقوس جادو کو انعام کثیر دیگا وہ ہمکو بھی اسی انعام مین سے دینگے

بھدے ہمارے بڑھین گے یہ باتین ہورہی تھین کہ اُنہین سے ایک ساحر واسطے کسی ضروریات کے
بارگاہ سے اُٹھا اور اپنے خیمہ مین آکر لٹیا مین پانی بھر کر جنگل کی طرف چلا جب اپنے لشکر سے کچھ دور نکل گیا
دیکھا ایک ساحر چلا آتا ہی اُسنے دور سے جھک کر سلام کیا اور کہا ٹھہر جائیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی یہ ساحر
ٹھہر گیا جب وہ قریب آیا کہنے لگا کچھ آپکو خبر ہی کہ کیا ہوا اُسنے کہا بیان کر اُس ساحر نے کہا حضور غضب ہوا
اب آگے مین کیا کہون کہنے کی بات نہین ہی اُسنے کہا صاف صاف کہہ کیا ہوا اُسنے باصرار کہا پیچھے مڑ کر
دیکھیے طلسم کشا آپہونچا تمام لشکر اُسکے ہمراہ ہی اُسنے مڑکر پیچھے دیکھا اسنے حلقہاے کمند اُسکی گردن مین
ڈالکر جھٹکا دیا وہ ساحر زمین پر گرا اسنے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو بعد نعرہ کرنیکے زبان مین اُسنے سوزن
دیکر ایک درخت سے اُسے باندھکر کئی کوڑے مار کر پوچھا او نابکار ہیچ کہہ نام تیرا کیا ہی اُسنے اشارہ سے
بتایا امیہ بن عمرو کی سمجھ مین نہ آیا جلد قلم دوات اور کاغذ نکالکر کہا نام اپنا اس کاغذ پر لکھدے اُسنے مجبوری
نام اپنا لکھدیا جب امیہ بن عمرو نے اُس قرطاس کو دیکھا معلوم ہوا نام اس ساحر کا مقہور جادو ہی جب
نام اُسکا معلوم ہوگیا اُسکو اُسی جگہ چھوڑکر رنگ و روغن سے اُسکی صورت بنکر وہی پوشاک اُسکی پہنکر جانب
لشکر ناقوس جادو روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا چند ساحرون نے پوچھا ای مقہور جادو مزاج
کیسا ہی ابھی آپ بارگاہ زنار جادو سے اُٹھکر سوے صحرا کیون گئے تھے مقہور نقلی نے جواب دیا
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا یہ کہکر کہا ہمراہ میرے بارگاہ زنار جادو تک چلو اُسوقت کئی ساحر اُسکو
اپنا سردار جانکر ہمراہ ہوے جب قریب در بارگاہ پہونچے مقہور نقلی اندر بارگاہ کے گیا زنار جادو
نے کہا ای مقہور جادو تم کہان گئے تھے آؤ اپنی اس جگہ پر بیٹھو مقہور اُسی جگہ بیٹھکر کہنے لگا اُسوقت
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا زنار جادو یہ سُنکے خاموش رہا مقہور جادو بارگاہ مین پہونچا ہی
تھا کہ ناقوس جادو بارگاہ زنار جادو مین آیا زنار جادو وغیرہ سب اُسکی تعظیم کے واسطے
اُٹھے وہ نابکار مقام صدر پر جاکر بیٹھا پھر زنار جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا لشکر مین خیریت تو ہی
طلسم کشا کا عیار تو نہین آیا تھا اُسنے عرض کیا حضور بعد آپ کے جانے کے مین نے وہ انتظام کیا
کہ عیار کی تو کیا حقیقت ہی حضور کے لشکر مین کوئی دشمن آہی نہین سکتا ہی بعد اس تقریر کے زنار جادو
نے پوچھا اب حضور کا مزاج کیسا ہی تا دیر حضور نے صحرا کی سیر بھی کی ہواے سرد صحرا کی کھائی ہی غالباً مزاج درست
ہوگا اُسنے مسکرا کر کہا ای زنار جادو آج ہمنے عجب سیر دیکھی ہی کہ ایسی سیر کبھی نہ دیکھی تھی اور ایسی طبیعت خوش ہوئی ہی
کہ کبھی خوش نہوئی تھی اُسنے پوچھا اُس سیر سے مجھے بھی آگاہ کیجیے ناقوس جادو نے تمام حال اپنے عاشق ہونے
کا اور ناز جادو سے باتین کرنے کا بیان کرکے کہا اب مین دن کو طلسم کشا سے لڑونگا شب کو اپنی محبوبہ کے
پاس جایا کرونگا یا اپنے خدمتگار جان نثار جادو کو وہان بھیجا کرونگا بغیر اُسکے مجھے قرار نہوگا زنار جادو نے
عرض کیا محبوبہ خوبرو حضور کو مبارک ہو اچھی ساعت سے حضور براے سیر روانہ ہوے تھے کہ بخوبی دل خوش ہوا رخ
معشوق نظر آیا ناقوس جادو تھوڑی دیر بیٹھکر بارگاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ کیطرف چلا پیچھے پیچھے اُسکے جان نثار
جادو بھی چلا مقہور نقلی کہ جان نثار جادو اسکا خدمتگار ہی بعد معلوم ہونے نام اور دیکھنے صورت خدمتگار کے مقہور
نقلی بیٹھا رہا جب اور ساحر زنار جادو کے پاس سے اُٹھ اُٹھکر اپنے اپنے خیمے مین گئے یہ بھی اپنے لشکر مین آیا بارگاہ
بدیع الزمان مین گیا اور تمام حال اپنا بیان کیا اُدھر مقہور جادو جو درخت سے بندھا ہوا تھا اُوڑون نے صدمہ

سے بیقرار تھا اتفاقاً اُس طرف کئی ساحران لشکر ناقوس جادو براے تفریح گئے دیکھا کہ مقہور جادو درخت سے بندھا ہی اُنھون نے اُسکو درخت سے کھولا اور زبان سے سوزن نکالکر پوچھا تمکو کسنے باندھا تھا اُسنے تمام حال جو گذرا تھا ظاہر کیا پھر یہ اُن ساحرون کے ساتھ اپنے لشکر مین آیا بے عزتی کے خیال سے اور کسی سے اپنا حال بیان نہ کیا اپنے خیمہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا اور دل مین عہد کیا کہ امیہ بن عمرو کو ضرور مار ڈالونگا اُسنے میری پشت پر کوڑے مارے ہین یہان تو دونون لشکرون مین خوب ہوشیاری اور نگہبانی ساحر کر رہے ہین طلسم کشا اپنی بارگاہ مین ہین دربار برخاست کر چکے ہین ناقوس جادو اپنی بارگاہ مین ہی ناز جادو کے خیال مین نیند اسکو نہین آتی ہی مانند ماہی بے آب کے فرش خواب پر تڑپتا ہی مگر اب احوال ناز جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ناقوس جادو اپنے لشکر کیطرف آیا ناز جادو نے بجاے خود کہا خوب ہوا یہ نابکار چلا گیا اور کسی کو یہان ہوش نہ آیا ورنہ سبپر میرا حال ظاہر ہوتا ابھی یہ باتین دل مین کر رہی تھی ناگاہ ہر ایک عورت ہوشیار ہونے لگی اور ناز جادو سے پوچھنے لگی خداوندیہ وہ بلا گئی جس سے حضور اور ہم ڈر گئے تھے ناز جادو نے اُنکو صرف اسیقدر جواب دیا کہ بموجب مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ کسی کو مفصل حال سے مطلق آگاہی نہوئی اُسوقت اُس مطربہ نے عرض کیا حضور اب مجکو کیا حکم ہوتا ہی ناز جادو نے کہا اب جاؤ ہم بھی جاتے ہین نیند آئی ہی یہ کہکر اُٹھی اُسکے ساتھ جملہ عورتین اُٹھین ناز جادو کمرہ مین جاکر مسہری پر استراحت پذیر ہوئی چند کنیزین فقط خدمت گذاری کو موجود رہین باقی سب عورتین اپنی اپنی جگہہ پر جاکر سو رہین جب وہ شب گذری اور صبح ہوئی اُس طرف ناز جادو خواب سے بیدار ہوئی اُدھر ناقوس نی نواز جادو جسکو رات بھر خیال مین ناز جادو کے نیند نہ آئی تھی بارگاہ سے برآمد ہوا زنار جادو اور مقہور جادو وغیرہ ساحران نامی نے جاکر اُسے سلام کیا وہ ایک بارگاہ مین مع اُن سب ساحرون کے بیٹھا ساحرون نے مزاج پوچھا اُسنے کہا طبیعت نادرست ہی رات بھر نیند نہین آئی بشکل بسمل خیال محبوب مین تڑپا ہون اِسوقت ایک نامہ اپنے محبوب کو لکھتا ہون اپنے حال سے اُسے اطلاع دیتا ہون یہ کہکے قلمدان طلب کرکے یہ چند شعر بطور نامہ کے کاغذ پر اپنے ہاتھ سے تحریر کیے

اشعار

آج اک راز نہان تمسے کہے دیتے ہین
تم ہو عیسی مری جان تمسے کہے دیتے ہین
سات پردون مین چھپاے نہین چھپتی الفت
ابتو نوبت ہی بجان تمسے کہے دیتے ہین
درد فرقت سے عجب حال ہی میرا صاحب
منتظر ہم ہین یہان تمسے کہے دیتے ہین

غم دل جان جہان تمسے کہے دیتے ہین
تمپہ مرتے ہین مگر حیف خبر تمکو نہین
دیدۂ اشک فشان تمسے کہے دیتے ہین
گر اسی طور سے تڑپونگا بشکل بسمل
جلد اب آؤ یہان تمسے کہے دیتے ہین
راقم اس نامہ کا ناقوس حزین ہی بیشک

رات بھر اپنے کلیجہ مین رہا ہی اک درد
بشکل بسمل ہین طپان تمسے کہے دیتے ہین
ہاتھ مین زہر ہی اور لب پہ ہی نالۂ بیم
زندگی ہوگی کہان تمسے کہے دیتے ہین
ہو جو منظور وہ لکھنا مرے نامہ کا جواب
جو کہ عاشق ہی بجان تمسے کہے دیتے ہین

جب یہ چند اشعار آبدیدہ ہو کر تحریر کر چکا نامہ کو پیچیدہ کرکے لفافہ مین رکھا احتیاطاً سرنامہ لکھکر مہر اپنی کرکے جان نثار جادو کو بلایا اور کہا اے نمک خوار قدیم یہ نامہ ناز جادو کو جاکر دینا اور یہ تحائف بھی دینا اور جواب اس نامہ کا اُس سے لیکر جلد اس طرف آنا کیونکہ جبتک تو نہ آئیگا دل میرا بیقرار رہیگا بار بار یہی خیال ہوگا کہ نہین معلوم جان نثار نے نامہ دیا یا نہین اور اگر دیا تو اُسنے لیا یا واپس دیا

اور اگر لیا تو کیا جواب دیا انھین خیالات سے مانند سیماب کے بیقرار رہونگا یہ کہکر چند تحائف نہایت نفیس و
نادر طلب کرکے اپنے خدمتگار کے حوالے کیے اور نامہ مذکور بھی اُسے دیا اُسنے عرض کیا حتی الامکان
خادم جلد آئیگا یہ عرض کرکے گو سحر سے ماہر تھا مگر پیادہ پا جانب قصر نازجادو چلا یہ تو جاتا ہی مگر اب
حال امیہ بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے ناقوس ذی نواز جادو آیا ہی امیہ بن عمرو کو یہی فکر ہی کہ کسی
تدبیر سے اس نابکار کو ہلاک کرون یہ ساحر زبردست ہی حالانکہ ابھی تک اسنے مقابلہ نہین کیا ہی مگر
اس سے خائف ہی شب کو بھی اسی کی فکر مین گیا تھا نازجادو کے عاشق ہونے کا حال سُنکے چلا آیا
تھا ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر پھر بصورت ساحران لسکے لشکر مین گیا دیکھا کہ وہی بلحاظہ متکار
ناقوس جادو کا ایک نامہ اور کچھ تحائف لیے ہوے جاتا ہی یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا جب لشکر سے
دور نکل گیا پکار کر کہا ای جان نثار جادو ذرا ٹھہر جاؤ ناقوس جادو نے چند باتین زبانی بھی کہی ہین
یہ بھی نازجادو سے کہدینا اُسنے پوچھا وہ باتین کیا ہین بیان کرو اِسنے اپنے دل سے چند باتین بناکر
بیان کین پھر جھولی سے اپنی چند سیب نکالے ارادہ کھانے کا کیا جان نثار سے پوچھا تم بھی سیب
کھاؤگے اُسنے کہا اگر دوگے تو ضرور کھاؤنگے مجکو سیب پر بدرجہ کمال رغبت ہی ساحر مذکور نے
دو سیب دیے اُسنے اسی وقت کھاے کھاتے ہی گرمی معلوم ہوئی گھبراکر پوچھا برادر یہ سیب
کیسے تھے کہ جنکے کھانے سے بعوض تفریح قلب کے گرمی بشدت معلوم ہوتی ہی دل و جگر اسکی گرمی
سے جلے جاتے ہین ساحر نقلی نے جواب دیا ذرا تامل کرو گرمی دفع ہوجائیگی انھین باتون مین
تھوڑی دیر گذری جان نثار جادو پر سیب بیہوشی آمیز نے اثر کیا سر کو گردش ہوئی لڑکھڑا کر زمین
پر گرا امیہ بن عمرو نے زبان مین سوزن دیکر اُسکو تو ایک گڑھے مین ڈالدیا اور وہ تحائف
اور نامہ لیکر رنگ و روغن سے اُسکی صورت بنکر لنگی اُسکے باندھکر پوشاک اُسکی اُتار کر اور پہنکر
اُسکو وہین گڑھے مین چھوڑ کر قصر نازجادو کیطرف روانہ ہوا چونکہ احتیاطاً سرنامہ پر پتہ اور نشان قصر
نازجادو کا ناقوس نے لکھدیا تھا امیہ بن عمرو کو اب کسی سے دریافت کرنے کی بھی ضرورت
نہوئی نامہ لیے ہوے در قصر نازجادو پر پہونچا دربانون سے کہا میرے آنے کی اطلاع کردو
مین ایک نامہ لیکر آیا ہون اُنھون نے اطلاع کی نازجادو نے ایک کنیز کو بھیجکر نامہ جان نثار جادو نقلی سے
منگوا کر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی چونکہ شعر گوئی مین دخل رکھتی تھی یہ چند اشعار جواب نامہ
مذکور اپنے ہاتھ سے لکھنے لگی جواب نامہ ناقوس ذی نواز جادو

شاکی بخت و مضطر و محزون
کشتۂ تیغ ابروے پُرخم
مست بیہوش بادۂ الفت
وہ چہ تحریر کردۂ نامہ
جلے او سینہ و جگر کردم
مصلحت آنکہ صبر باید کرد

رہرو راہ کوچۂ الفت
زخمی ناوک جفا و ستم
قلب تو دائما بود مضطر
عجز در وصف او کند خامہ
در فراقم چو می شوی گریان
بر دل خویشش جبر باید کرد

رشک فرہاد غیرت مجنون
حامل بار صدمۂ فرقت
ساحر ذی وقار و ذی عزت
چشم تو باد در فراقم تر
بر مضامین او نظر کردم
مثل ناقوس چون شوی نالان

نازجادو نے اشعار مندرجۂ
بالا لکھکر نامہ کو تمام کرکے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے کنیز کے حوالہ کیا اور کہا کہ جان نثار جادو کو

دے آ اور کہدینا اسوقت مین تجکو یہان بلا نہین سکتی یہ نامہ ناقوس جادو کو دیدینا کنیز مذکورہ نے دروازہ پر آکر نامہ جان نثار نقلی کے حوالے کیا امیہ بن عمرو جواب نامہ لیکر وہان سے چلا اثنائے راہ مین تدبیر عیاری کرنے کی تجویز کرتا ہوا بعد قطع راہ لشکر ناقوس جادو مین آیا دیکھا ناقوس جادو اپنی بارگاہ کے باہر ٹہل رہا ہی سوے قصر جانان بار بار دیکھتا ہی اپنے خدمتگار کے آنے کا انتظار کر رہا ہی جب جان نثار نقلی اُسکے سامنے آیا بیتاب و بیقرار ہوکر چند قدم آگے بڑھکر پوچھا ای نمک خوار قدیم جلد کہہ کیا ہوا نامہ میرا میرے محبوب خوبرو کو مع تحائف دیا یا نہین اُسنے عرض کیا حضور کے اقبال سے یہ خادم وہان گیا نامہ مع سب تحفون کے دیدیا ناز جادو تحفون کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اُسوقت مجھ سے کہا کہ اب تو جا مین نے عرض کیا جواب نامے کا ضرور تحریر کیجیے اُسنے جواب دیا اسوقت مجکو فرصت نہین ہی جب مین نے بہت کہا مجبور ہوکر اُسنے جواب حضور کے نامہ کا لکھا ہی لیجیے یہ جواب نامہ ہی آج مین نے کار نمایان کیا ہی امیدوار انعام کثیر کا ہون ناقوس جادو نے کہا نامہ جو تو لایا ہی مین ابھی تجکو انعام دیتا ہون یہ کہکر جواب اپنے نامہ کا پڑھکر از حد شاد ہوا مانند بلاے ناگہانی کے ہنسا اور اپنی جیب سے اشرفیان اور جواہر نکالکر جان نثار نقلی کو دیا اور کہا اے نمک خوار قدیم اس جواب نامہ کا جواب مین ابھی لکھتا ہون اگر تو اسکا بھی جواب لائیگا تو ابکی مرتبہ بہت انعام دونگا علاوہ زر و جواہر کی ایک خلعت بھی تجکو دونگا جان نثار نقلی نے عرض کیا حضور جواب اسکا لکھین حتے الامکان فدوی اسکا بھی جواب لائیگا ناقوس نے فی الفور ایک قرطاس پر کچھ لکھا اور لفافہ مین اُس قرطاس کو رکھکر سرنامہ پر مہر کرکے پھر جان نثار مذکور کو دیا اور ایک مالا بڑے بڑے موتیون کا دیکر کہا یہ ہار موتیون کا ناز جادو کو بطریق تحفہ میری جانب سے دینا بلکہ کہنا میرے روبرو اس ہار کو گلے مین ڈال لیجیے بعد دینے تحفے مذکور کے یہ نامہ اُسے دینا اور جواب نامہ لیکر جلد آنا جبتک تو نہ آئیگا میرے دل کو قرار نہوگا امیہ بن عمرو پھر نامہ لیکر بعجلت تمام روانہ ہوا اثنائے راہ مین سوچتا جاتا تھا ای امیہ بن عمرو اس نامہ بری مین سوائے مال دنیا کے اور کچھ تیرا مطلب نہین نکلا اور مطلب ابتک ہاتھ نہین آیا اس نابکار کے مار ڈالنے کی کوئی تدبیر معلوم نہوئی یہ خیال کرتا ہوا حسب اتفاق اُسوقت دولت سرائے ناز جادو پر پہونچا کہ وہ بالاے قصر مع چند اپنی ہم سن نازنینون کے بیٹھی تھی سیر کر رہی تھی جان نثار نقلی نے دور سے سلام کیا اور نامہ دکھایا اُسنے اشارہ سے کہا اُس طرف میرا باغ ہی اُس باغ مین آمین بھی وہان آتی ہون امیہ بن عمرو بموجب اُسکے کہنے کے باغ مین گیا دیکھا عجب باغ ہی نظم

کہین تھا خندہ زن سوسن گلو نسے
کیا دیوانہ بلبل کو چمن مین
کمندین تھا لیے سنبل رسن ساز
بنفشہ نے بنایا جعد مشکین
عنادل دیکھکر رنگ زمانہ

لیے تھی اپنی نرگس بانکی چتون
کسی جا ہم سخن تھا بلبلون سے
نگہبانی ہر سرو بوستان کی
کہ بوے گل نہ کرنے پاے پرواز
جو تھی سنبل کی پیچان زلف پُر خم
لگے کہنے محبت کا فسانہ

سراپا دیکھتی تھی اپنا جوبن
یہ تھا نیرنگ گل کے انجمن مین
کہ ہو بادصبا گلچین نہ یان کی
ضرر دینے نہ پاے چشم گلچین
لٹین بل دیکے چھوڑین سر کے اوپر

ابھی امیہ بن عمرو سیر باغ مین مصروف تھا ناگاہ تنہا وہ رشک پری مانند نسیم سحری اُس باغ مین آئی اب جو امیہ نے قریب سے اُسکو دیکھا تو عجب حسن پایا کہ بمقتضائے اسکے نظم

سمن رو مہ جبین خورشید طلعت

گریبان مطلع صبح قیامت | فروزان شمع بزم دلربائی | درخشان مہر برج خوش ادائی
وہ قد بوٹا سا رشک قد شمشاد | ریاض ناز کا تھا سرو آزاد | عجب جوڑے کی تھی بندش سراسر
بنفشہ کی طرح جعد معطر | ستم ایجاد تھی زلف چلیپا | بہار اندوز گیسوے سمن سا
غلط ہو رخ پہ ہو کب زلف پیچان | ریاض حسن مین تھا سنبلستان |

امیہ بن عمرو نے بعد محو دید
ہونے کے عرض کیا ناقوس جادو نے پھر کچھ لکھکر آپ کے پاس بھیجا ہو لیجیے یہ اُنکا نامہ ہو اُسنے
نامہ لیکر جو کچھ اُسنے لکھا تھا پڑھا ہر چند اُسنے عبارت طولانی لکھی تھی لیکن حاصل اُس عبارت سے یہ تھا
کہ ای محبوبہ من مجھ سے صبر نہو سکیگا اگر تمھارا وصل میسر نہوگا تو جلد مرجاونگا واسطہ خداوند سامری کا جلد
میرے پاس آؤ یا مجھے بلاؤ ناز جادو وہ نامہ کہ ایک طول امل تھا جب پڑھ چکی چین بجبین ہوکر کہنے لگی
ناقوس جادو مہمل ہو بیکار نامے پر نامے لکھتا ہو پہلے مین نے جواب مین اُسکے نامہ کے لکھدیا تھا کہ
تعجلت نکر صبر اختیار کر اُسنے میری تحریر پر عمل نکیا اب مین کیا لکھون جان نثار جادو نقلی نے عرض کیا
اگر خلاف حضور کے نہو تو مین کچھ عرض کرون اُسنے کہا کہ کیا کہتا ہو اُسنے کہا آپ ابکی مرتبہ یہ لکھیے کہ اول
تو مین اپنے والدین کے بس مین ہون تمھاری تحریر فی الحال عمل کر نہین سکتی دوسرے یہ کہ تمسے الفت
و محبت بڑھانے کو دل نہین چاہتا ہو کیونکہ تم طلسم کشا سے لڑنے آئے ہو اُسکے پاس لوح طلسمی ہو اور
وہ باطل السحر ہو یقیناً طلسم کشا کے ہاتھ سے دو ہی چار روز مین مارے جاؤگے لہذا دو چار روز کے
واسطے تمسے الفت کرنا کیا ضرور ہو اگر تم مجھے اپنے قتل ہونے سے بخوبی تمام مطمئن کردو تو خیر مین تمھارے
کہنے پر عمل بھی کرون ناز جادو نے بموجب کہنے جان نثار نقلی کے یہی عبارت ایک قرطاس پر لکھکر
نامہ پر مہر کر کے جان نثار نقلی کو دیکر کہا لے مین نے تیری خاطر سے جو کچھ تو نے کہا تھا لکھدیا ہو سچ تو یہ ہو
کہ مجھے اُس سے محبت کرنا کسی طرح منظور نہین ہو یہ کہکہ باغ سے جانے لگی اُسوقت امیہ بن عمرو نے
ایک پنکھیا پھولون کی کہ نہایت نفیس تھی اور عطر بیہوشی آمیز سے بسی ہوئی تھی نکالکر کہا ای ملکہ یہ پنکھیا
پھولون کی ناقوس جادو نے بطور تحفہ کے آپ کے پاس بھیجی ہو چاہتا ہون کہ اس پنکھیا کی ہوا
آپکو پہونچاؤن یہ کہکر وہ پنکھیا جھلنے لگا اپنی ناک مین پہلے ہی سے روئی رکھ لی تھی کہ خوشبو عطر بیہوشی کی
میرے دماغ تک نہ پہونچے چنانچہ ایسا ہی ہوا امیہ بن عمرو تو بیہوش ہونے سے محفوظ رہا مگر وہ
نازنین اُسکی ہوا سے اور دماغ مین عطر بیہوشی کی خوشبو پہونچنے سے فوراً بیہوش ہوئی اُسوقت عیار
مذکور نے چادر عیاری مین پشتارہ اُسکا باندھا اور پھر اڑھائی گرہ عیاری کی لگائی اور پشتارہ اٹھاکر باغ
سے نکلکر ویرانہ کی راہ اختیار کر کے بھاگتا ہوا اپنے لشکر کی طرف چلا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچکر
پشتارہ اپنے خیمہ مین رکھکر اور زبان مین ناز جادو کے سوزن دیکر پاس ناقوس جادو کے گیا اور
نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر جان نثار نقلی کو حسب وعدہ زر و جواہر اور خلعت دیکر کہا ای نمک خوار قدیم اس
نامہ مین ناز جادو لکھتی ہو کہ تم طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے دو چار روز کیواسطے تمسے الفت
کرنا خوب نہین ہو ہر چند کہ اپنے راز قتل سے اُسے آگاہ کرنا اچھا نہین ہو لیکن واسطے اُسکی اطمینان کے
لکھتا ہون کہ میرا قتل ہونا بہت مشکل ہو کیونکہ خداوند سامری نے میری زندگی کے بارے مین
عجب تدبیر کی ہو کہ جبتک اُس راز سے طلسم کشا آگاہ نہوگا اور جس خنجر سے کہ مین قتل ہوسکتا ہون

وہ خنجر ہزار شکل نہ لائیگا اُسوقت تک میرا قتل ہونا ممکن ہی نہین جان نثار جادو نقلی نے عرض کیا اگر آپکو یہ منظور رہی کہ ناز جادو سے وصل ہو تو اس راز سے اُنکو آگاہ کیجیے اور لکھیے کہ نہ طلسم کشا اس راز سے آگاہ ہوگا نہ مین قتل ہونگا تم باطمینان مجھ سے الفت کرو میرے کہنے پر عمل کرو نہ کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا ناقوس جادو نے عشق ناز جادو مین کچھ انجام کا خیال نہ کرکے ایک قرطاس بعد القاب و اشتیاق وصل کے لکھا اے محبوبہ من آگاہ ہو کہ مین نے بھی ایک مدت دراز تک قبر خداوند سامری پر بیٹھکر اُسکی پرستش کی تو ایک روز خداوند میرے خواب مین آئے اور نہایت مہربان ہوکر کہا اے ناقوس جادو تو نے ہماری پرستش بہت کی ہم تجھ سے نہایت خوش ہین کہ کس امر کی آرزو ہے کہ ہم تیری تمناے دلی بر لائین تو نے ہمکو خوش کیا ہے ہم بھی تجکو خوش کرین مین نے عرض کیا تھا اے خداوند چاہتا ہون کوئی شے نادرات زمانہ سے ایسی عطا فرمایئے کہ جسکی وجہ سے مین بڑے بڑے ساحرون اور شجاعون کو جو میرے دشمن ہون اُنھین دیوانہ کرکے آپسمین یون لڑوادون کہ وہ باہم لڑکر سب ہلاک ہوجائین اور کوئی چیز ایسی دیجیے کہ اُسکی وجہ سے سحر کسی ساحر کا مجھپر اثر نہ کرے اور مجھے روئین تن بنا دیجیے اور کوئی شے ایسی کھلا دیجیے کہ اُسکے ذریعہ سے کبھی نہ مرون چنانچہ خداوند موصوف نے مجھے نَے دی ہے کہ جب اپنے دشمنون کے روبرو بجاتا ہون سب دیوانے ہوکر آپسمین لڑکر مرجاتے ہین اور ایک سیب خداوند نے مجھے کھلایا ہے اُسکی تاثیر سے کسی کا سحر مجھپر اثر نہین کرتا ہے اور روئین تن بھی مجھے بنا دیا ہے کوئی حربہ میرے تن پر کارگر نہین ہوتا ہے اور زندگی کے باب مین خداوند نے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک ساحر کو اسی طلسم مین خاص میری جان کی حفاظت کے واسطے پیدا کیا ہے نام اُسکا خونریز جادو ہے صحراے نرگستان مین وہ رہتا ہے اُسکے پاس خداوند کا دیا ہوا ایک گلدستہ ہے وہ ہر وقت اپنے سامنے اُس گلدستہ کو رکھتا ہے خداوند نے اُس سے کہدیا ہے کہ جب یہ گلدستہ خشک ہوجائیگا سمجھنا کہ قاتل ناقوس جادو کا تیرے پاس آگیا فوراً اُسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالنا اور جس خنجر سے کہ مین قتل ہو سکتا ہون وہ خنجر خداوند نے ساحر مذکور کے حوالے کیا ہے وہ ہر وقت خنجر مذکور کو اپنی کمر مین رکھتا ہے اور نہایت ہوشیاری سے شب و روز بسر کرتا ہے بس اے معشوقۂ من اُس خنجر کا دستیاب ہونا نہایت ہی مشکل ہے نہ طلسم کشا کو وہ خنجر دستیاب ہوگا نہ مین قتل ہونگا تم میری زندگی سے ناامید نہو بلکہ یہ خیال کرو کہ مین ہمیشہ زندہ رہونگا لو اب مین نے راز دل سے بھی تمھین مطلع کرکے بخوبی مطمئن کر دیا اب ایفاے وعدہ وصل مین تامل نہ کرو آج میرے پاس ضرور چلی آؤ فقط تمھارے ہی خیال سے اور کثرت غم دوری سے آج مین نے طلسم کشا سے مقابلہ نہین کیا ہے کیونکہ تمھارے عشق مین کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے چاہتا ہون کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے ہمراہ میرے ملازم کے تخت سحر پر سوار ہوکر میرے پاس چلی آؤ میری بارگاہ مین ساتھ میرے آرام کرو رات بعیش و طرب بسر ہو صبح کو میری لڑائی کا تماشا دیکھو ایسی لڑائی تمنے کبھی نہ دیکھی ہوگی ایک دم مین لشکر طلسم کشا کا خاتمہ کردونگا فقط طلسم کشا رہجائیگا جب لوح طلسمی کسی تدبیر سے اُس سے لیلونگا اور اُسکو گرفتار کرکے شاہ طلسم کے حوالے کردونگا شاہ موصوف میری اس کار نمایان سے خوش ہوکر انعام کثیر دیگا عجب نہین کہ مجکو اپنا وزیر کرے یا اس طلسم مین موافق میری عزت کے مجھے کسی قلعہ یا کوہ یا صحرا کا حاکم و ناظم کردے

زیادہ سوائے شوق وصل کے کیا لکھا جائے ناقوس جادو جب یہ عبارت لکھ چکا امیہ بن عمرو کو اپنا
خدمتگار جان نثار جادو جانکر یہ تحریر دی اور کہا ای قدیم نمک خوار میرے کہنے سے اور میری خاطر سے ابکی مرتبہ
اور یہ نامہ میرا ناز جادو کو پہونچا بعوض جواب نامہ کے اُس نازنین کو اپنے ہمراہ لے آنا خبردار تنہا نہ آنا اگر
وہ شاید یہان آنے سے کچھ عذر کرے تو کہنا کہ ہمارے مالک و آقا نے تمکو بلایا ہی ضرور چلیے امیہ وہ نامہ
کہ جو مفید مطلب تھا اور جس مطلب کی وجہ سے اِسنے نامہ بری اختیار کی تھی وہ مطلب اُسمین درج تھا ناقوس
جادو سے لیکر جانب قصر ناز جادو روانہ ہوا تھوڑی دور جاکر ایک صحرا مین کہ وہان کوئی نہ تھا سوائے
ذات خدا کے پرند و چرند بھی نہ تھے نامہ مذکو رکھولکر حرف بحرف پڑھا چونکہ ناقوس جادو نے خونریز
جادو کا تمام حال مع خنجر کے صاف صاف لکھدیا تھا اسوجہ سے امیہ بہت خوش ہوا اور اُس نامہ کو
کسوت عیاری مین رکھکر خیال کرنے لگا کہ مطلب تو حاصل ہو چکا ہر اب اپنے لشکر مین چلو ناز جادو
کو ہوشیار کرکے اُسے ہدایت کرو پھر ذہن مین آیا کہ یون اپنے لشکر مین جانا اچھا نہین ہر کوئی عیاری
بھی ضرور کرو حالانکہ یہ نابکار قتل نہوگا مگر ذلیل تو ضرور ہوگا یہ تصور کرکے ہنستا ہوا جانب لشکر ناقوس
جادو چلا اثنائے راہ مین جا بجا ٹھہرتا ہوا بعد دیر کے لشکر مین پہونچا ناقوس جادو نے پوچھا ای
جان نثار جادو ملکہ ناز جادو کو اپنے ہمراہ نہ لایا میرے کہنے پر عمل نہ کیا اُسنے ہنسکر عرض کیا ذرا حضور
سوے صحرا تشریف لیچلین ناز جادو آئی ہین ایک درخت سایہ دار کے نیچے بآرام بیٹھی ہین کہتی
ہین کہ جبتک ناقوس جادو مجکو لینے کو یہان نہ آئینگے مین ہرگز لشکر مین نہ جاؤنگی لہذا آپ کو مناسب ہر
کہ بلا عذر تشریف لیچلیے ناقوس جادو یہ خبر سنکے از حد شاد ہوا خوشی سے اسقدر پھول گیا کہ جامہ مین نہ
سماتا تھا دمبدم ہنسے دیتا تھا سوے صحرا جلد جلد قدم اُٹھاتا تھا آگے آگے آپ جاتا تھا اور پیچھے
امیہ بن عمرو بصورت جان نثار جادو تھا جب لشکر سے دور نکل گیا ناقوس جادو پوچھنے لگا ناز جادو
کہان ہر ملازم نقلی نے جواب دیا حضور تھوڑی دور رہا سنے آگے ہین یہ کہکر کہا خوب یاد آیا ناز جادو
نے آپکو گلوریان میرے ہاتھ بھیجی ہین مین دینا بھول گیا تھا معاف کیجیے گا یہ تقریر کرکے ایک
خاصدان مختصر نقرئی نہایت خوشنما نکالا اور روبرو جاکر خاصدان کھولکر گلوریان پیشکش کین ناقوس جادو
نے دیکھا کہ پانچ گلوریان سفید پانون کی نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ خاصدان مین رکھی ہین
اور جس کپڑے مین وہ گلوریان ہین وہ عطر سے معطر ہو گلوریان بہت خوب بنی ہین چاندی کی کیلین لگی ہین
اور ہار پھولون کا بھی رکھا ہو بیچ مین گلوریان ہین گرد پھولون کا ہار ہر ناقوس جادو اپنی معشوقہ کی
بھیجی ہوئی گلوریان اور ہار دیکھکر پھولون نہ سمایا عالم وجد مین بے اختیار ہنسنے لگا ہنستے ہی رال مُنھ
سے ٹپکنے لگی اُسی عالم خوشی اور شادمانی مین کچھ فکر و غور نہ کرکے اور نظر سحر اُسپر نہ ڈال کے بغیر سمجھے
اور سحر سے دریافت کرنے کے دو گلوریان خاصدان سے اُٹھاکر ایکبارگی کھالین اور تین گلوریان
اُٹھاکر ہاتھ مین لے لین پھولون کا ہار نہایت شگفتگی سے گلے مین ڈال لیا گویا نوبردہ بنکر اکڑتا ہوا
گلوریان چباتا ہوا ایک بگلتا ہوا چلا تھوڑی دور آگے گیا تھا کہ بیہوشی نے تاثیر کی سر کو اُسکے
گردش ہوئی گرمی بشدت معلوم ہونے لگی خواہش آب ہوئی گھبراکر پوچھنے لگا ای ملازم قدیم میرے
یہ گلوریان کیسی تھین کہ جنکے کھانے سے دل و جگر میرے کثرت گرمی سے طپان مین سینہ مین ایک آگ سی

لگی ہی ہونٹھ اور زبان خشک ہوئی جاتی ہی سر کو گردش ہی پانون کو ہر قدم پر لغزش سی ہی اُسنے جواب دیا حضور یہ گلوریان ناز جادو نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھین آپ جانتے ہین کہ وہ معشوقہ کیسی شوخ و گرما گرم ہی اُسی کے ہاتھ کی یہ گلوریان ہین بیشک اُنھون نے گرمی کی ہوگی ذرا خوشبو پھولون کے ہار کی سونگھیے جھپٹ کر جیسے صحرا کی ہوا کھائیے گرمی دفع ہو جائیگی ابھی ناقوس تقریر جان نثار نقلی کی سُن رہا تھا کہ دفعتہً لڑکھڑا کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اِسنے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو او نابکار اگر ہو سکتا ہی تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون گلوریان کھلائی ہین خون سے تجکو رنگین کرتا ہون یہ کہکر نیمچہ کمر سے کھینچکر کئی نیچے بقوت تمام لگائے مگر وہ نابکار بوجہ رویین تن ہونے کے قتل نہوا اُسوقت عیار مذکور نے ارادہ کیا کہ سیسہ نکالکر خوب گرم کرکے اسکے دہن مین ڈالدون چنانچہ فی الفور سیسہ نکالا تھا گرم کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ناز جادو مع چند ساحرون کے آتا ہی اور یہ کہتا ہوا آتا ہی او عیار ارے کیا غضب کرتا ہی ناقوس جادو ہمارے افسر کو سیسہ پلا کر ہلاک کرنا چاہتا ہی امیہ بن عمرو یہ تقریر اُسکی سنکے بھاگا اُسنے سحر کیا اسکے پاس انگشتر جمشیدی تھی سحر نے اثر نکیا یہ تو بھاگ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن ناز جادو وغیرہ نے ناقوس جادو کو زمین سے اُٹھایا ہر چند پکارا وہ نبولا اُسوقت مجبور ہو کر کئی ساحر اُسکو اُٹھا کر لشکر مین لائے اور دفع بیہوشی کی تدبیر کرنے لگے امیہ بن عمرو اپنے لشکر مین آیا ناز جادو کو روبرو بدیع الزمان کے لاکر عرض کیا اس نازنین پر ناقوس جادو عاشق ہوا تھا یہ حال اپنی نامہ بری اور عیاری کا ظاہر کرکے عرض کیا اس ساحرہ کو ہدایت کیجیے یہ کہکر سوزن اُسکی زبان مین دیکر فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا اُسنے آنکھین کھولکر اپنے تئین اسیر پایا گھبرا کر آنکھین ملنے لگی اور چہار طرف دیکھنے لگی بدیع الزمان نے کہا اے ناز جادو آگاہ ہو کہ مین طلسم کشا ہون اور یہ عیار میرا امیہ بن عمرو ہی یہ بصورت جان نثار جادو نامہ ناقوس جادو کا لیکر تیرے پاس گیا تھا تجکو بیہوش کرکے لایا ہی اگر عزت و آبرو اپنی ناقوس جادو سے بچانا چاہتی ہی اور زندگی اپنی چاہتی ہی تو مطیع اسلام ہو کر میری اطاعت اختیار کر سامری پرستی سے باز آ دیکھ تیرے روبرو یہ ملکہ رشک بدر دختر شاہ طلسم بیٹھی ہی یہ بھی مطیع اسلام ہو کر میری شریک ہوئی ہی اپنے دین آبائی سے کنارہ ہوئی ہی تو بھی مانند اسکے بالفعل مطیع اسلام ہو کر میری اطاعت اختیار کر اپنے معبود کو پہچان جسنے سب کو پیدا کیا ہی وہ ایسا معبود ہی کہ بمقتضائے نظم

ضیا انداز چشم مہر خاور
رفیق غربت درماندہ منزل
گرہ فرسائے غم در کار باریک
جلیس محفل شب زندہ داران
خطا بخش سیہ مستان میخوار
تعالی اللہ زہے خلاق عالم
بیان خود ہو غریق بحر حیرت

بساط آرائے سطح عالم خاک
شفیق جان زار نیم بسمل
دوائے درد وقت غمگسارے
انیس منزل طاعت گذاران
نضارت بخش خاطر ہائے غمگین
ثنا مین اُسکی کیا مارے کوئی دم

چراغ افروز کاخ ماہ انور
چمن پیرائے چرخ طارم تاک
عصائے دست در شبہائے تاریک
شکیب دل بوقت بیقرارے
گنہ آمرز رندان زیان کار
بصارت بخش چشم کور و نابین
زبان کو کب ہی یارائے طاقت

جب اس طرح بدیع الزمان نے رہنمائی کی آئینہ دل اُسکا زنگ کفر سے کچھ بصیقل ہدایت صاف ہوا اشارہ سے کہا میری زبان سے سوزن نکال لوین بالفعل

مطیع اسلام ہوتی ہون بعد ازین مسلمان ہو جاؤنگی طلسم کشا نے امیہ بن عمرو سے کہا زبان سے اسکی سوزن
نکال لے یہ اقرار دین اسلام کے اختیار کرنے کا کرتی ہے اُسنے زبان سے سوزن نکالا ناز جادو نے
سر بڑھا کر قدم طلسم کشا پر رکھنے کا ارادہ کیا بدیع الزمان نے منع کیا اور بہت عنایت و مہربانی
کر کے برابر رشک بدر کے اُسے بٹھایا اُسکے مطیع اسلام ہونے سے ملکہ رشک بدر اور
طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران نامی خوش ہوے یہان تو ناز جادو بارگاہ طلسم کشا مین بیٹھی
ہے لیکن اب حال ناقوس ذی نواز جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب اس نابکار کو زنار جادو وغیرہ چند ساحران
نامی اُٹھا کر لائے اور اُسکے ہوشیار کرنے کی بہت سی تدبیرین کین بدقت تمام ہوش مین لائے ناقوس
جادو نے آنکھین کھولتے ہی کہا اے یارو میرا ملازم قدیم کہان ہے جسنے مجھے میری معشوقہ کے ہاتھ کی
گلوریان دی تھین اور میری معشوقہ ناز جادو کہان ہے مین تو اپنی معشوقہ کے پاس جاتا تھا
کون مجکو یہان لے آیا زنار جادو وغیرہ نے جواب دیا جب آپ اپنے ملازم قدیم کے ہمراہ
جانب صحرا روانہ ہوے تھے ہمنے آپکو جاتے ہوے دیکھا تھا اور پیچھے پیچھے آپ کے ہم سب
بھی اس خیال سے چلے تھے کہ دیکھین اسوقت آپ کہان جاتے ہین جسوقت آپ ہمسے دور
نکل گئے نہین معلوم کیونکر آپ بیہوش ہو گئے زمین پر گر پڑے ملازم قدیم آپ کا نیچہ سے آپ کو
قتل کرتا تھا اور سیسہ پلانے کی تدبیر کر رہا تھا کہ ہم سب وہان پہونچے نعرہ کیا کہ او نمک حرام یہ کیا
کرتا ہے اپنے مالک کو قتل کرنا چاہتا ہے وہ ہمکو دیکھکر بھاگا ہر چند ہمنے سحر کیے لیکن ہمارے سحر
مین وہ گرفتار نہوا بھاگ کر غائب ہو گیا ہم آپ کو وہان سے اُٹھا لاے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ امیہ بن عمرو عیار طلسم کشا کا تھا ذرا آپ اوراق جمشیدی مین دیکھیے تمام حال معلوم
ہو جائیگا ناقوس ذی نواز جادو یہ گفتگو اُسکی سُنکے نہایت حیران ہو کر اوراق جمشیدی نکالکر دیکھنے لگا
صاف صاف تمام حال جو گذرا تھا دریافت کر چکا نہایت غضبناک ہو کر زنار جادو وغیرہ ساحران
نامی سے کہنے لگا جلد ہمارے لشکر کو حکم دو کہ تیار رہو ہم ابھی لشکر طلسم کشا کو نیست و نابود کر دینگے
امیہ بن عمرو کو گرفتار کر کے قتل کرینگے عیاری کرنے کی سزا دینگے یہ کہکر ایک ساحر سے کہا صحرا مین
جانب شرق ایک گڑھا ہے اُسمین میرا ملازم قدیم بیہوش پڑا ہے اُسے امیہ نے بیہوش کیا ہے اوراق جمشیدی سے مجپر
ظاہر ہوا ہے جلد جا کر اُسے اُٹھا لاؤ وہ ساحر گیا اور اُسے اُٹھا لایا وہ ہوشیار ہو کر عرض کرنے لگا خداوند نعمت
مین نامہ حضور کا لیکر روانہ ہوا تھا راہ مین ایک ساحر ملا اُسنے سیب دیا اُسے کھا کر ایسا غافل ہوا کہ اب
ہوش آیا ہے نہین معلوم نامہ حضور کا کیا ہوا کہان گر گیا اس میری خطا کو معاف فرمائیے گا ناقوس
جادو نے تمام حال عیاری کا بیان کر کے کہا تیری کچھ خطا نہین ہے تو عذر نہ کر اب مین سبکو مٹائے
دیتا ہون ہنوز ناقوس یہ باتین کر رہا تھا کہ حکم زنار جادو سے تمام ساحر لڑائی پر تیار ہوے
سحر کی سواریون پر سوار ہوے ناقوس جادو بھی تخت سحر پر سوار ہوا پھر تمام لشکر کو ہمراہ لیکر
بصد غضب لشکر طلسم کشا پر حملہ آور ہوا اور لشکر طلسم کشا غافل تھا جملہ ساحران لشکر اکل و شرب و
دیگر امور مین مصروف تھے یکایک ناقوس جادو کے حملہ آور ہونے سے سب ہوشیار ہو کر
بحکم طلسم کشا تیاری جنگ مین مصروف ہوے جلد تر سواریون پر سحر کی سوار ہو کر جھولیان اسباب

سحر کی دوش پر رکھین اکثر ساحرون نے جو ہوشیار و چالاک تھے روئی اپنے کانون مین رکھی تاکہ
آواز نَے نہ سنین اور دیوانے نہو جائین جب لشکر تیار ہو چکا طلسم کشا بھی مرکب طلسمی پر سوار ہوا ملکہ
رشک بدر اور ناز جادو اور طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران نامی ہمراہ رکاب طلسم کشا
بعہدۂ سرداری لشکر چلے اتنی دیر مین ناقوس نَے نواز جادو بھی قریب تر آ گیا غضبناک ہو کر پکارا او
امیہ بن عمرو اور سے تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھ ایسے ساحر پر عیاری کی اور میری معشوقہ کو بیہوش کرکے
لے آیا تجکو مار ڈالونگا تمام لشکر طلسم کشا کو خاک مین ملا دونگا طلسم کشا کو اسیر کر لونگا بہتر یہی ہو کہ میری
معشوقہ کو میرے حوالے کر اور دست بستہ عذر کر امیہ بن عمرو اور بدیع الزمان نے اُسے جواب دیا
او نابکار کیا بکتا ہو تو کیا سب کو قتل کریگا خود ہی قتل ہو گا تجکو تیری قضا یہان لائی ہو اگر زندگی اپنی چاہتا ہو
تو مطیع اسلام ہو کر ہمارا شریک ہو ناقوس جادو یہ تقریر سُنکے از حد غضبناک ہوا ناز
جادو سے کہنے لگا اے محبوبۂ من اب مین مردان لشکر طلسم کشا کو دیوانہ کرتا ہون تو
میرے پاس چلی آ لشکر دشمن سے کنارہ کش ہو ورنہ تو بھی دیوانی ہو کر ہلاک ہو جائیگی مین نہین چاہتا
ہون کہ تجھ ایسی معشوقہ کو ہلاک کرون اُسنے برہم ہو کر جواب دیا او نابکار بار بار مجکو اپنی معشوقہ نہ کہہ
ذرا آئینہ مین اپنی صورت تو دیکھ ایسی صورت بد پر میری عاشقی کا دم مارتا ہو تجکو شرم نہین آتی ہو
او ظالم اب مین نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر لی ہو تجھ سے مطلق ڈرتی نہین ہون قبل اسکے
تجھ سے خائف تھی آبرو بچانے کیواسطے تیری تسلی کے لیے باتین مکر و فریب کی کرتی تھی اور تیرے
نامون کا جواب تحریر کرتی تھی اب مجکو تجھ سے کچھ خوف نہین ہو علاوہ خداے نادیدہ کے طلسم کشا
میری مدد پر ہو تو کیا مجھے ہلاک کریگا ناقوس جادو نے ناز جادو کی تقریر سُنکے آہ کی اور یہ شعر
پڑھا شعر یار اغیار ہو گئے اللہ ٭ کیا زمانہ کا انقلاب ہوا ٭ بعد شعر مندرجہ پڑھنے کے اپنی
جھولی سے نَے نکالکر صف لشکر سے آگے بڑھکر نَے بجانے لگا زنار جادو وغیرہ سے اشارہ سے
کہا تم سب بھی سحر کرو ادھر مین سب کو دیوانہ کرون اُدھر تم بھی سب کے ہلاک کرنے مین کوشش
کرو چنانچہ بموجب اُسکے کہنے کے جملہ ساحرون نے سحر کیے ساحران نامی کچھ تو غرق زمین ہوئے
تاکہ صداے نَے نہ سنین اور دیوانے نہو جائین پھر بعضے اپنے کانون مین رکھنے لگے کچھ ساحرون نے
اُنگلیان اپنے کانون مین رکھین اور قصد کیا کہ سحر سے غرق زمین ہون داستان گویان سحر بیان نے
بیان کیا ہو کہ جب ناقوس جادو نے نَے کو بجایا جس جس ساحر نے صداے نَے سُنی فوراً دیوانہ
ہو گیا اُسی دیوانگی مین جوش جنگ ایسا ہوا کہ باہم لڑنے لگے اور قتل ہونے لگے اکثر ساحر حالت
دیوانگی مین زنار جادو وغیرہ ساحرون کے سحر سے جل کر خاک ہونے لگے اُنکے مرنے سے
تاریکی ہونے لگی میدان جنگ گویا پردۂ ظلمات ہونے لگا اسی حالت مین نہایت متردد ہو کر
بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے حکم دیا اے طلسم کشا تجکو لازم ہو کہ جو ساحر دیوانے
ہو گئے ہین انپر عکس لوح کا ڈال اور اجسام سے لوح کو مس کر تاکہ ہوشیار ہون اور اس امر مین
تعجیل کر ورنہ تھوڑے زمانہ مین تمام لشکر تیرا ہلاک ہو جائیگا بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح
اپنے لشکریون پر عکس لوح کا ڈالنا شروع کیا اور لوح کو ساحرون کے تنون سے مس کرنا اختیار

گیا جسپر عکس لوح کا پڑا اُسکو ہوش آیا اور جسکے تن سے لوح کو مس کردیا وہ دیوانگی سے بحالت صحت ہوا
ساحران لشکر صحیح ہوکر ناقوس جادو اور اُسکے لشکریون پر سحر کرنے لگے ناقوس پر تو کسی کے سحر نے
تاثیر نہ کی لیکن اُسکے مردمان لشکر بتلا ہو ہو کر ہلاک ہونے لگے اُنکے مرنے سے تاریکی ہونے لگی پھر اُنکے
سحر کے بیر اُنکے نام سے صدائین بلند کرنے لگے اکثر داستان گویان خوش بیان نے بیان کیا ہی کہ جب
ناقوس جادو نَے بجانا موقوف کرتا تھا ساحران نامی لشکر طلسم کشا کے اُسپر اور اُسکے مردمان سپاہ پر
سحر کرتے تھے اور جب ناقوس نَے بجاتا تھا خوف دیوانگی سے یا تو غرق زمین ہو جاتے تھے یا اُنگلیان
اپنے کانون مین دیتے تھے بدیع الزمان یہ رنگ دیکھکر غضبناک ہوکر پکارے او نابکار کیا بلندی سے نَے بجا رہا
ہی اگر مرد ہی تو بروے زمین آ ناقوس جادو یہ سنتے ہی ہزبر سحر پر سوار ہوکر تخت سحر کو چھوڑکر بروے
زمین آیا اور کہنے لگا او طلسم کشا آ تلوار زین لگا مین یون ہی کھڑا رہونگا تلوار کو تیری سپر بھی نہ روکونگا سحر
بھی نہ کرونگا دیکھون تو کیونکر تو مجھے قتل کرتا ہی بدیع الزمان نے جواب دیا او نابکار پہلے تو کوئی
حربہ مجھپر کر بعد ازان مین بھی تجھپر تلوار علم کرونگا اُسنے جواب دیا سواے اس نَے کے میرے پاس نہ
تلوار ہی نہ تیر ہی اور نہ کوئی مین سحر کرتا ہون تیرے کہنے سے پھر نَے بجاتا ہون یہ کہکر سامری و جمشید کو
پکار کر پھر نَے بجانے لگا کچھ لشکری تو بدیع الزمان کے آواز نَے سنکے دیوانے ہوگئے باہم لڑنے لگے اشعار
پڑھنے لگے گریبان چاک ہوے بعضے ہنسنے لگے اکثر رونے لگے پھر باہم بے سبب اور بیوجہ لڑنے
لگے بدیع الزمان نے اُنکی طرف کچھ توجہ نہ کرکے شمشیر آبدار کھینچکر اُسکے سر پر لگائی اُسنے سر جھکا دیا
تلوار بخوبی تمام اُسکے سر پر پڑی لیکن سر اُسکا زخمی بھی نہوا اسی طرح کئی مرتبہ وار کیے اور کچھ مدعاے
دلی بر نہ آیا لاچار ہوکر لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اسکا قاتل امیہ بن عمرو ہی اُس سے کہو کہ تدبیر
اسکے قتل کرنے کی کرے جس خنجر سے یہ قتل ہوگا وہ خنجر جاکر لائے اور اُس سے مقابلہ کرے
بدیع الزمان نے حکم لوح کو اپنے عیار سے بیان کیا اُسنے عرض کیا تابعدار قبل اسکے حال خنجر سے
آگاہ ہو چکا ہی آج لڑائی موقوف ہو تو غلام براے خنجر مذکور جائے جس طرح ممکن ہو خنجر لائے
آپ اس نابکار سے مقابلہ نہ کیجیے اپنے لشکر کے ساحرون کو بچائیے دیوانون کو ہوشیار کیجیے دیکھیے
صدہا ساحران غیر نامے آپ کے لشکر کے قتل ہو چکے ہین ہنوز امیہ بن عمرو بدیع الزمان سے
سرگوشی مین یہ عرض کر رہا تھا کہ آفتاب عالمتاب جانب مغرب جاکر نہان ہوا تاریکی شب سے اندھیرا
ہوا ناقوس نَے نواز جادو نے طلسم کشا سے مخاطب ہوکر کہا اے طلسم کشا اسوقت تو مین جاتا ہون
کہ شام ہوگئی ہی مگر کل ہنگام سحر تیرے مردمان لشکر سے کسی کو زندہ نہ رکھونگا سب کو دیوانہ کرکے
باہم لڑوا کر ہلاک کردونگا آج کی شب تجکو مہلت دیتا ہون اپنے دوستون سے مشورہ کرکے لوح طلسمی
اور میری معشوقہ کو میرے حوالہ کر دینا اسی مین اپنی بہتری تصور کرنا ورنہ صبح کو میدان جنگ مین
آکر قیامت برپا کرونگا یہ کہکر اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان جنگ سے چلا گیا اِدھر بدیع الزمان
نے اپنے لشکر کے ساحرون کو عکس لوح سے ہوشیار کیا پھر کشتون کو جو شمار کیا معلوم ہوا کہ تین ہزار
سے زیادہ ساحر دیوانے ہوکر باہم لڑکر قتل ہوے اور لشکر ناقوس جادو مین دو چار سو ساحر
ہلاک ہوے بدیع الزمان کو اسقدر فوج کے کام آنے سے صدمہ ہوا آخر بعد صدمہ بسیار لاشون

کے اُٹھوانے کا حکم دیا ملازم کاربند ہوے بدیع الزمان جنگاہ سے معہ لشکر فیروزگاہ سپاہ پر آئے
لشکری تو خیام مین داخل ہوے یہ اپنی بارگاہ مین معہ چند سرداران نامی کے داخل ہو کر شکر خدا
بجا لائے کیونکہ ناقوس جادو بوجہ شام ہوجانے کے میدان جنگ سے چلا گیا تھا ورنہ آج ہی
تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا بعد شکر کرنے کے امیہ بن عمرو سے کہا اب تم واسطے لینے اُس خنجر کے جاؤ
وہ اُسی وقت ایک ساحر کو رنگ روغن سے مثل اپنی صورت کے بنا کر بانے عیاری کے تن پر
اپنے آراستہ کر کے ایک جانب پاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا اثناے راہ مین صورت اپنی
تبدیل کر کے آیندورروند سے پوچھا صحراے نرگستان کس طرف ہی اگر تمکو معلوم ہو تو بتا دو اُنھون نے
جواب دیا کیا میلہ مین جاؤ گے اِسنے کہا ہان یہی ارادہ ہی اُنھون نے کہا ہم بھی وہین جائینگے اگر دل
چاہے تو ہمارے ہی ساتھ چلو ورنہ تمکو اختیار رہی مقام میلہ کا یہانسے بہت دور ہی پیادہ روی اگر
اختیار کرو گے تو میلہ مین نہ پہونچ سکو گے ساحر ہو بزور سحر پر پرواز پیدا کر کے جاؤ ہم بھی یونہی جائینگے اسوقت
براے اکل و شرب بالاے زمین مقیم ہین بعد فراغ اکل و شرب تخت سحر پر سوار ہو کر باارام تمام وہانسے
روانہ ہونگے امیہ بن عمرو نے کہ بصورت ساحر تھا جواب دیا مین بھی تھک گیا تھا اور مقام کرنا
منظور تھا اسوجہ سے زمین پر آیا ہون آگے بڑھکر کوئی مقام لائق قیام پا کر ٹھیرونگا یہ کہکر آگے بڑھا
یہ تو اثناے راہ مین آیندورروند کو بیہوش کرتا ہوا لوٹتا مارتا ہوا جاتا ہی احوال اسکا آیندہ لکھا جائیگا
مگر اب احوال ناقوس جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار میدان کارزار سے آیا اپنی بارگاہ مین داخل
ہوا زنار جادو وغیرہ ساحران نامی بھی اُسکی بارگاہ مین روبرو اُسکے آکر بیٹھے ناقوس جادو نے
نہایت کبر و نخوت سے کہا دیکھا تمنے آج کتنے ساحرون کو مین نے ہلاک کیا طلسم کشا میری جنگ
سے حیران ہو گیا بلکہ ڈر گیا عجب نہین کہ بموجب میرے کہنے کے لوح طلسمی اور میری معشوقہ کو میرے
حوالے کر دے زنار جادو نے جواب دیا بیشک آج آپ نے تھوڑی ہی دیر مین ہزارون ساحر
ہلاک کیے ہین گو طلسم کشا آپ کی جنگ سے عاجز ہی لیکن لوح طلسمی اور معشوقہ حضور کو آپکے سپرد نکریگا ناقوس
نے کہا اگر وہ میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو پچھتائیگا صبح کو دیکھنا کیا قیامتین برپا کرتا ہون اسی قسم کی باتین
تادیر کرتے رہے اور میخواری سے فراغت حاصل کر کے سب کو رخصت کر کے اپنی بارگاہ مین فرش خواب
پر لیٹا ہر چند چاہا کہ نیند آئے مگر خیال محبوب مین نیند نہ آئی مثل ماہی بے آب تڑپا کیا یہانتک کہ آثار
سحر فلک پر نمایان ہوے نسیم سحری چلنے لگی سپیدۂ سحر دمبدم بڑھنے لگا تاریکی آناً فاناً دور ہونے
لگی مرغان سحر نغمہ سنج ہوے لشکر ناقوس جادو مین اکثر ساحران نابکار پوجا پاٹ کرنے لگے گھنٹہ
اور ناقوس بجانے لگے ادھر طلسم کشا نے خواب سے بیدار ہو کر بعد فراغ حوائج ضروری وضو کر کے
نماز سحر ادا کی ابھی وظیفہ سے فراغت حاصل نہ کی تھی کہ ناقوس جادو فرش خواب سے اُٹھکر بارگاہ
سے باہر آیا اکثر ساحران نامی نے اُسکو سلام کیا چہرہ متغیر دیکھکر مزاج پوچھنے لگا اُسنے جواب دیا شب کو
مطلق نیند نہین آئی تمام رات تڑپا کیا ذرا بھی آنکھ نہین جھپکی گو اسوقت طبیعت نادرست ہی مگر بموجب کہنے
کے طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا آج سب کو خاک مین ملا دونگا تم جا کر سامان جنگ کرو لشکر کو حکم دو کہ جلد
تیار ہو اُنھون نے موافق اُسکے کہنے کے عمل کیا جملہ ساحران نابکار حسب الحکم واسطے جنگ کے تیار

ہوے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھین ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیے سحر کی سواریون پر
سوار ہوے اتنی دیر مین ناقوس جادو بھی اژدر آتشین پر سوار ہوا تمام لشکر کو ہمراہ لیکر جانب
میدان نبرد چلا ساحران نابکار عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے ہوے نام سامری و جمشید کے اپنی
زبانون پر جاری کرتے ہوے بعض بعض ڈفلیان بجاتے ہوے بھجن گاتے ہوے ہمراہ ناقوس
جادو کے میدان کارزار مین آئے اُدھر طلسم کشا نے وظیفۂ سحری کو ترک کر کے حکم دیا جلد ہمارا
لشکر تیار ہو یہ کہکر سلاح جنگ زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہوے تمام سرداران لشکر بھین دلیار
ہوے لشکر ہمراہ رکاب ہوا سواری طلسم کشا کی آگے بڑھی جب میدان کارزار مین پہونچی بعد درستی
میدان کارزار دو جانب سے صف آرائی ہوئی بجاے نقیبون اور کڑکیتون کے اسطرف اکثر ساحرون
کے نام سامری و جمشید کے باواز بلند جاری کر کے دف و دائرے بجانے اُسوقت پہلے سب سے ناقوس
جادو اپنے لشکر سے نکلکر آگے بڑھا پھر اژدر سحر کو روک کر طلسم کشا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا تو نے
میرے کہنے پر عمل نہ کیا اپنے حق مین بُرا کیا دیکھ اب مین تیرے حال پر رحم کر کے کہتا ہون کہ لوح طلسمی
اور میری معشوقہ حسینہ کو میرے حوالے کر دے اور اس طلسم سے چلا جا اگر تو نہ جائیگا تو مین تجھکو
اس طلسم سے باہر نکالدون بدیع الزمان نے برہم ہوکر جواب دیا او کافر کیا بکتا ہے مین ہرگز تیرے
کہنے پر عمل نہ کرونگا ناقوس جادو یہ سنکے غضبناک ہوکر نے نکالکر یا سامری کہکر نے دہن سے ملاکر
بیہودہ طور سے بجانے لگا اِدھر سب ساحران لشکر آگاہ تھے سب نے روئی اور انگلیان اپنے کانون مین رکھین
تھین جس جس ساحر نے آواز اسکی نے کی نہ سُنی وہ تو دیوانہ نہوا اور جسنے ذرا بھی آواز نے کی سُنی فوراً دیوانہ ہوگیا لباس اپنا
پارہ پارہ کرنے لگا اور بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرنے لگا اور باہم ہر ایک دیوانہ ہوکر لڑنے لگا اُسوقت طلسم کشا
نے بہدایت لوح عکس لوح کا اُسپر ڈالا ناقوس جادو گھبرا کے پیچھے ہٹا نے بجانا موقوف کیا کیونکہ عکس
لوح سے اُسکو صدمہ پہونچنے لگا تھا سحر بھولنے لگا تھا تن مین سوزش پیدا ہونے لگی تھی جب اُسنے
نے بجانا موقوف کیا طلسم کشا نے عکس لوح کا دیوانون پر ڈالا جو دیوانے باہم لڑکر قتل ہو گئے تھے
وہ تو قتل ہوے تھے جو زندہ تھے تاثیر عکس لوح سے حالت اصلی پر آئے اُسوقت ناقوس جادو
نے غضبناک ہوکر افسران لشکر کو حکم دیا کہ تمامی لشکر سے طلسم پر حملہ کرو اسکے لشکر پہ بارش سحر کرو
وہ سب بموجب اُسکے حکم کے لشکر لیکر آگے بڑھے اُدھر سے بھی بحکم طلسم کشا ملکہ رشک بدر اور
ناز جادو اور طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران نامی لشکر لیکر آگے بڑھے جب اُدھر سے
ساحرون نے چند سحر کر لیے اور ملکہ رشک بدر وغیرہ نے اُنکے سحر دفع کر دیے اُسدم اِدھر
سے بھی ساحرون نے بڑے بڑے سحر کرنا شروع کیے کسی نے ناریل چوبی دار سحر کر کے مارا کسی نے
گولا فولادی سحر کر کے لشکر حریف پر مارا کسی نے کارد سحر ماری کہ دشمن کے منھ کے پار نکل گئی
ملکہ رشک بدر نے ایک گلدستہ پھولون کا نکالکر اُسپر سحر دم کر کے اور چند قطرے خون کے
اپنی اُنگلی کے اُس گلدستہ پر ڈالکر لشکر دشمن پر مارا وہ گلدستہ جاکر سپاہ ناقوس جادو پر پڑا
شعلے پیدا ہوے جتنے پھول تھے وہ سب شعلے ہوکر ساحران سپاہ دشمن پر گرے جسکے تن پر وہ
شعلہ گرا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا چنانچہ کئی ساحر شعلہ ہاے مذکور سے جلکر خاک ہوے اُنکے

مرنے سے میدان کارزار مین اندھیرا ہوگیا روز روشن گویا شب تار ہوگیا ناز جادو نے اپنے جوڑے
سے ایک گوہر آبدار نکالا وہ گوہر مثل بیضۂ کبوتر کے بڑا تھا اور باران جادو نے یہ گوہر آبدار اپنی
دختر کو دیا تھا اور کہا تھا کہ ای دختر یہ وہ گوہر ہی کہ جو تحفہ جات طلسم سے ہی مین نے شاہ طلسم سے
اسے مانگ لیا ہی تاثیر اس گوہر کی یہ ہی کہ اگر کوئی حریف پر اس گوہر کو مارے تو یہ گوہر اُسکے سینہ کو توڑکر
نکل جاتا ہی اور بیر سحر کے اسکو زمین پر گرنے نہین دیتے ہین فوراً صاحب گوہر کے ہاتھ مین یہ گوہر دیدیتے ہین
اگر ہزار مرتبہ یا زیادہ اس سے گوہر مذکور کو حریفون پر صاحب گوہر مارے تو سب حریف ہلاک ہو جائینگے ہان کوئی
ایسا ہی ساحر زبردست ہوگا وہ تو اپنے سحر کے زور سے فقط زخمی ہی ہوگا ہلاک نہوگا ورنہ سب غیر نامی ساحر
اس گوہر سے ہلاک ہو جائینگے ساحران نامی بھی اگر غافل ہونگے تو وہ بھی اس گوہر سے گوہر جان دینگے
چنانچہ وہی گوہر ناز جادو نے ایک ساحر نامے سردار لشکر ناقوس جادو کے سینہ پر مارا ہرچند اُسنے
سحر پڑھکر غرق زمین ہونا چاہا تھا لیکن وہ گوہر سینہ پر پڑہی گیا اور مانند توپ کے گولے کے
سینہ کو توڑکر پشت سے نکل گیا اور پھر چشم زدن مین ناز جادو کے ہاتھ مین آگیا حالت ناز
جادو کی لڑنے مین یہ تھی کہ گاتی بندھی ہی پوشاک رنگین زیب تن ہی طاؤس سحر پر سوار ہی
چہرہ مثل بدر کے روشن تھا آنکھین رشک چشم غزال تھین جسکی طرف دیکھتی ہی وہ آہ کرکے دم
عاشقی کا بھرتا تھا اور کہتا تھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کس بانکپن سے قتل کرتی ہو بیکار
دست و بازو کو تکلیف دیتی ہو سر ہمارا حاضر ہی تیغ سے سر کاٹ لو اور یہ دل بھی موجود ہے اگر
ناقوس جادو سے بیزار ہو تو ہمین سے رسم واتحاد بڑھاؤ تمنا ہمارے دل کی بر لاؤ ہم عاشق
صادق ہین ناز جادو برہم ہوکر وہی گوہر آبدار اُٹھاکر اُسکو نظر غضب سے دیکھتی تھی وہ سینہ بے کینہ
اپنا دکھاکر کہتا تھا اگر عاشق کشی منظور ہی تو یہ سینہ موجود ہی گوہر طلسمی لگاؤ سر میدان ہمیسے عاشقون کو
آزماؤ ہم یون ہی سینہ تانے کھڑے رہینگے ذرا بھی پیچھے قدم نہ ہٹائینگے جان دیدینگے مگراف نکرینگے ناز جادو
انکی تقریر سنکے رشک بدر کی طرف دیکھکر پہلے تو مسکراتی تھی پھر غضبناک ہوکر کہتی تھی سنتی ہو ای
ملکۂ عالم یہ نگوڑے موے موذی کاٹے کیا کیا کہتے ہین جو زبان پر آتا ہی بکتے ہین عجب بیحیا ہین مطلق
انکو شرم و حجاب نہین ہی ان نالایقون کو ابھی انکی بدزبانی کی سزا دیتی ہون وہ بھی مسکراکر جواب
دیتی ہی ہان ای ناز جادو ان بدنظرون کی یہی تعذیر ہی جو تمنے تجویز کی ہی ناز جادو وہی گوہر تحفہ
طلسمی انکے سینون پر مارتی تھی وہ باشتیاق تمام اپنے سینون پر روکتے تھے اور ہلاک ہوتے تھے
ناقوس جادو اُنکے ہلاک ہونے سے خوش ہوتا تھا دل مین کہتا تھا یہ نابکار میری معشوقہ پر عاشق
ہوکر طالب وصل ہوتے تھے خوب ہوا یہ ہلاک ہوئے انکو کچھ پاس و لحاظ میرا نرہا تھا میرے
روبرو میری معشوقہ سے دیدہ و دانستہ عاشقی کا اظہار کرتے تھے یہ خیال کرکے ناز جادو سے
مخاطب ہوکر کہتا تھا ای محبوبۂ من چشم بد دور کیا خوب لڑ رہی ہو مین تمھاری لڑائی دیکھ رہا ہون
سوائے میرے اور جو کوئی تم پر عاشق ہوکر عشق کا اظہار کرے بے تامل اُسکو ہلاک کرو مین ناراض
نہونگا بلکہ خوش ہونگا کیونکہ میرے سب رقیب ہلاک ہو جائین گے فقط مین ہی تمھارا عاشق
صادق رہجاؤنگا مین وہ شیفتہ ہون کہ مجھسا کوئی عاشق تمھارا نہوا ہی اور نہوگا جان من تم اسی طرح

قتل کیے جاؤ مین تماشا تمھاری لڑائی کا دیکھ رہا ہون قسم کھاتا ہون خداوند سامری کی کہ بوجہ
تمھارے آج ژی نہ بچاؤنگا تمکو دیوانہ نہ بناؤنگا بےخوف و خطر تم سب میرے لشکر کو قتل کرڈالو پھر باطمینان
میرے ساتھ میرے مکان مین چلو وصل سے مجکو شادکام کرو طلسم کشا کی شراکت سے باز آؤ
نانہ جادو اُسکی تقریر بیہودہ سُنکے برہم ہوکر جواب دیتی تھی او ناقوس جادو بیہودہ بک
ذرا اپنی صورت کریہ منظر کو آئینہ مین دیکھ اور مجکو نظر انصاف سے مشاہدہ کر مین بمنزلہ پری کے ہون
اور تو مانند ایک دیو سیاہ کے ہو علاوہ اسکے مین گویا تیری دختر کے برابر ہون اور تو مثل میرے
پدر کے ہو مجھ سے ایسی باتین نہ کر ذرا اپنے حواس مین آ اگر دماغ مین خلل ہو تو فصد کھلوا وہ ہنسکر
جواب دیتا تھا ای معشوقہ تم مجکو جو چاہے کہو مین تمھاری بات کا برا نہین مانتا کیونکہ جانتا ہون یہ
سب باتین تمھاری معشوقانہ ہین مجھسے ناز و ادا کرتی ہو بظاہر میرے سُنانے کو کہتی ہو بباطن تم
مجھپر دل و جان سے عاشق ہو اسی وجہ سے لشکر طلسم کشا مین آئی ہو کہ ناقوس جادو اپنے
معشوق و محبوب کی ہر وقت صورت دیکھکر دلکو تسکین دینگے صورت ہی دیکھکر زندہ رہینگے ورنہ
تم کبھی طلسم کشا کی شریک نہوتین اگر تم یہ جواب دو کہ مجکو عیار طلسم کشا کا بیہوش کرکے لے آیا
تھا مین اس بات کو ہرگز نہ مانونگا محض میرے ہی عشق مین تم اپنے گھر کو چھوڑکر اپنے والدین
سے کنارہ کرکے یہان آئی ہو اچھا شرم و حجاب سے ظاہر نہ کرو ہم تو جانتے ہین کہ تمھارا یہان
آنا خالی از مصلحت نہین ہو بس ای جان من تمپر کیا موقوف ہو اس عشق کے ہاتھون سے بہت سے
مرد و زن خانہ خراب ہوے ہین ازانجملہ زلیخا عشق مین یوسف کے اپنے وطن کو چھوڑکر مصر مین
آئی ہے فرشتے عالم ملکوت چھوڑکر دنیا مین آ کے ہین چاہ بابل مین اسیر ہوے ہین شیرین
اور فرہاد اور لیلی و مجنون نل اور دمن وغیرہ کے قصے مشہور ہین تمنے بھی سنے ہونگے اسی
عشق کے سبب سے کیا کیا جوان اور کیسے کیسے نازنینان خوبرو تباہ و برباد ہوے ہین جان
دین ہین اگر تم میرے عشق مین یہان چلی آئی ہو تو کیا قباحت اور جاے حیرت ہو نانہ جادو اُسکی تقریر
سُنکے ازحد غضبناک ہوئی گوہر طلسمی اُٹھاکر آگے بڑھکر ناقوس کے سینہ پر مارا اُسوقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ وہ گوہر اُسکے سینہ پر جاکر پڑا اور کھٹ سے آواز آئی سینہ سے نہ گذرا ناقوس جادو
نے کہا ای محبوبہ من تمھارے دست نازک کو یہ گوہر لگانے مین صدمہ پہونچا افسوس تمھاری تمنا
بر نہ آئی مجھ سخت جان کے سینہ سے پار نہوا کاشکر ہے خداوند سامری سے مین اسبات کا خواستگار
نہو تا کہ مجھپر کسی ساحر کا سحر تاثیر نہ کرے یہ کہکر خاموش ہوکر لڑائی دیکھنے لگا کہ دو دریاے لشکر باہم
ملے ہوے نہایت جوش و خروش سے لڑ رہے ہین جانبین کے ساحر قتل ہو رہے ہین طرفین کے ساحر
سحر کر رہے ہین طاؤس زرین تن گولے فولادی سحر کے مار رہا ہو اونے ساحرون کو ہلاک
کر رہا ہو ساحران نامی اکثر اسکے سحر کو رد کر دیتے ہین ملکہ رشک بدر بھی انواع واقسام کے
سحر کر رہی تھی نانہ جادو وہی گوہر بار بار ساحرون کے سینون پر مارکر ہلاک کر رہی تھی زمرد
جادو برق بنکر بار بار لشکر طلسم کشا پر گر رہا ہو اونے ساحرون کو قتل کر رہا ہو لاش پر لاش
ساحرون کی گر رہی ہو دونون طرف کے ساحر قتل ہو رہے ہین تاریکی ہوا سے تیر سحر کے چلا رہے

ہین طلسم کشا تیغ آبدار سے صدہا بلکہ ہزارون ساحرون کو قتل کر رہا ہی دریاے لشکر مین نہنگانہ در آیا
ہی نعرے کر رہا ہی امیہ بن عمرو عیار اُسکا اُسکے ہمراہ ہی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ امیہ بن عمرو ایک
ساحر ہی جسکو عیار اپنی صورت پر بنا کر لشکر مین چھوڑ گیا ہی اور قبل اسکے بھی حال اسکا تحریر کیا
ہی ناقوس جادو اس نقلی امیہ کو اصلی تصور کرتا ہی سیر لڑائی کی بنظر غور دیکھ رہا ہی خصوصاً ناز
جادو کی لڑائی بار بار دیکھتا ہی اور خوش ہوتا ہی نے بوجہ قسم کھانے کے نہین بجاتا ہی یہ جنگ عظیم
کہانتک بیان کی جاے خلاصہ یہ کہ صبح سے تا شام خوب لڑائی ہوئی ہنگام شام سپاہ ناقوس
جادو کی پسپا ہوئی لشکر طلسم کشا کا غالب ہوا ناقوس جادو نے نفیر سحر بجائی طبل بازگشت
بجا کر میدان جنگ سے چلا گیا بدیع الزمان مع اپنے لشکر کے اس طرف آئے اس لڑائی
مین چھ ہزار ساحران لشکر ناقوس جادو قتل ہوے اور دو ہزار ساحر سپاہ طلسم کشا کے
کام آئے میدان جنگ کشتون سے بھر گیا دریاے خون عرصۂ نبرد مین جاری ہو گیا طلسم کشا
کو خوشی حاصل ہوئی ناقوس جادو کو رنج ہوا لشکر قلیل اپنا دیکھکر زنار جادو سے کہنے لگا آجکی
لڑائی مین سپاہ میری بہت کام آئی اُسنے عرض کیا حضور نے خود ہی جنگ مین کوتاہی کی نے بجانا
موقوف کر دیا قسم کھائی اسی وجہ سے شرکاے طلسم کشا دلیرانہ لڑے ناقوس جادو نے
جواب دیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کل دیکھا جائیگا مین برابر نے بجاونگا خود ہی تمام لشکر طلسم کشا
کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین گیا ادھر بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین آئے ہر ایک
ساحر نے اپنے اپنے خیمہ مین آکر فرش خواب پر استراحت قبول کی یہان تو ہر روز مثل جنگ
مذکور لڑائیان ہوتی ہین جانبین کے ساحر کبھی زیادہ اور کبھی کم قتل ہوتے ہین روز میدان
جنگ سے لاشین ساحرون کی اُٹھوائی جاتی ہین میدان مصاف صاف کیا جاتا ہی مگر اب حال
امیہ بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ وہ جو لشکر سے روانہ ہوا تھا اور بعجلت تمام پاے شاطری مارتا ہوا
جانب صحراے نرگستان گیا تھا بعد قطع راہ دور و دراز تین روز کی مدت مین صحراے
نرگستان مین پہونچا دیکھا عجب صحرا ہی جہانتک نظر پہونچتی ہی صحراے نرگس ہی آنکھون کو نظر
آتا ہی اُسی صحرا مین ایک معبد مانند تبکدہ کے ہی کلس اُس تبکدہ کا طلائی ہی اور وہ معبد ایک
احاطۂ وسیع کے اندر واقع ہی صدہا ساحر اُس معبد مین جاتے ہین گھنٹے اور ناقوس کی صدا
برابر بلند ہی اور اُس معبد کے مشرق رخ ایک تالاب پختہ ہی اُسی تالاب پر میلہ ہی لاکھون ساحرون
کا اُس تالاب سے دور تک مجمع ہی سیکڑون تاجر اشیا و اسباب نفیس و عمدہ لائے ہین جا بجا
مقیم ہین خریدارون کا ہجوم ہی جیسے شمع پر پروانے گر رہے ہین تاجر مال و اسباب اپنا بیچ
رہے ہین زر نقد خریدارون سے لے رہے ہین کسی جا حلوائی کی دوکان ہی پوریان کچوریان
مٹھائی طرح طرح کے خوانچون مین رکھی ہی حلوائی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کا مانند مکھیون کے
اُسکی دوکان پر ہجوم ہی ہر ایک ساحر شیرینی حسب خواہش خرید کر رہا ہی کہین جا بجا تنبولیون
کے تخت بچھے ہین اُنپر تنبولی پان اور گلوریان لیے بیٹھے ہین جو ساحر تالاب سے نہا کر آتا ہی
گلوریان تنبولیون سے لیکر کھاتا ہی اکثر تنبولنین بھی جوان جوان خوبرو جا بجا بیٹھی ہین اُنکے پاس

زیادہ تر ساحرون کا ہجوم ہی ساحرہ اُنسے گلوریان لے رہے ہین اور گھور گھور کر اُنکو دیکھتے ہین اکثر
ساحر اُنسے ہنستے ہین اور کہتے ہین بی تنبولن ذرا اچھی مزیدار دینا ہم دور سے مشتاق ہوکر آئے
ہین وہ ہنسکر جواب دیتی ہی مین گلوریان بیچتی ہون پان مزے کا بناتی ہون میری گلوری کھا کر
ہر ایک شخص سرخرو ہوتا ہی تم بتاؤ کہ لگاؤن منہ لگاؤن یا پرائے لگاؤن وہ جواب دے نہین
سکتے ہین لاچار ہوکر کہتے ہین بی تنبولن تمکو اختیار ہی مالک ہو چاہے جو لگاؤ سر موجود ہی خواہ پرائے
لگاؤ خواہ منہ لگاؤ غرض جوتیان مارو ہمین قبول ہی بشرطیکہ ہماری آرزوے دلی بر لاؤ آج خوشی کا
روز ہی خداوند سامری آج کے روز اسی تاریخ اس تالاب مین آکر نہائے ہین اشنان اُنھون نے
کیا تھا ابتک اُنکے نہانے کی جگہ اور قدم کا نشان موجود ہی لہذا آج کے روز ہمارے دل کو
تم بھی خوش کرو ہمارے ساتھ بنگلہ مین چلو زر سفید نہ لو رات بھر روشنی مین کافوری شمعون
کی بعیش و راحت ہمارے ساتھ سونا صبح کو پھر میلہ مین آکر دوکان پر بیٹھنا وہ اُنکو جواب دیتی
ہی ذرا اپنی سر رو کی رگ فصد کھلواؤ ہوش مین آؤ کتنے ڈھیوڑے جوان خوبرو بعضے سبزہ رنگ
دو سو روپیہ نقد بہ تعداد ایک ڈھولی پان کے مجکو دیتے ہین اُنکی بات تو مین مانتی ہی نہین
تم کیا ہو وہان پان تلوار مفلس کٹے پھٹے کپڑے پہنے ہوے مین ہمکو نظر اُٹھا کر دیکھتی بھی نہین تم ایسے
بہت سے میرے عشق مین مانند پیک کے خون تھوک کر مر گئے مجھے کچھ بھی پروا نہوئی امیہ بن
عمرو نے اُسکی تقریر سُنکے دل مین کہا زبان اسکی مثل قینچی کے چلتی ہی یہ تنبولنین غرور حسن و جمال
مین گلوریان کیا بیچتی ہین گویا ناز و ادا کرتی ہین یہ دل مین کہتا ہوا آگے بڑھا دیکھا جا بجا کھلونے
خوشنما انواع و اقسام کے چینی اور رنگی دوکانون پر رکھے ہین اطفال اپنے بزرگون کے جو ساتھ
ہین وہ ضد کرکے کھلونے لے رہے ہین کسی طرف گنے بک رہے ہین جسکی گرہ مین پیسا ہی وہ ضرور
خریدکرتا ہی میوہ فروش بھی مثل امرود اور نارنگی اور شریفہ اور سیب و بہی وغیرہ کے بیچ رہے
ہین کہین کہین دوکانین گلفروشون کی ہین اُنکی دوکانون پر ساحرون کا ہجوم ہی ہار پھول معبد مین
چڑھانے کو مول لے رہے ہین جا بجا تختون پر ساقنین لباس رنگین پہنے ہوے فرش صاف
پر بیٹھی ہین لکڑیان بڑی بڑی انگیٹھیون مین سلگ رہی ہین حقے مع نیچون کے بھیگے ہوے رکھے
ہین نشہ باز چرس کی چلمین بھروا کر دم مار رہے ہین ہر ایک چلم سے لو اُٹھ رہی ہی دھوان بکثرت
مُنھ سے نکالتے ہین چرس پر دم لگانے سے نشہ ہو جاتا ہی آنکھین اُنکی سرخ ہو جاتی ہین پاس
ساقنون کے کچھ نشہ باز بیٹھے ہین دف اور دائرہ اُنکے ہاتھون مین ہی نشہ کے عالم مین خیال
گا رہے ہین دف اور دائرہ بجا رہے ہین تماش بین کھڑے سُن رہے ہین ساقنون کو دیکھ
رہے ہین امیہ بن عمرو میلہ کی سیر کرتا ہوا بمشکل تمام تالاب پر پہونچا دیکھا کہ جملہ ساحر خبیث اُس
تالاب پر جاتے ہین مقام نقش قدم سامری پر سجدہ کرتے ہین اور خاک وہان کی اکسیر سے
بہتر جانکے اُٹھا لیتے ہین پھر کپڑے اُتار کر تالاب مذکور مین نہاتے ہین اسی طرح عورتین کمسن اور
جوان بھی ساریان باندھے نہا رہی ہین ہر ایک مرد و زن کی زبان پہ نام سامری جاری ہی شور و
غل ہو رہا ہی ہر ایک سامری کو بآواز بلند پکار رہا ہی تالاب کا پانی کثرت مردم کے اشنان

سے گندلا مثل کیچڑ کے ہو گیا ہر سیڑھیون پر اسی تالاب کے جابجا پنڈت فرش پر بیٹھے ہین جو ساحر
نہا کر آتا ہر ایک نہ ایک پنڈت کے پاس جاتا ہر وہ برہمن صندل یا اور کسی لکڑی گھسی ہوئی کا
ٹیکا اُسکی پیشانی پر دیتا ہر اور کھنور چندن کے نشان یا خود ساحر اپنے ہاتھ سے پیشانی اور بازو دن
پر لگاتا ہر یا وہ برہمن اُسکے سینہ اور بازو وغیرہ پر بنا دیتا ہر اور کچھ پڑھتا جاتا ہر الفاظ ایسے زبان
پر جاری کرتا ہر کہ ذرا بھی سمجھ مین نہین آتے ہین سامنے برہمنون کے اُنکے فرش پر مختصر تصویر سامری
اور جمشید کی رکھی ہر پھول اور ہار اُنپر چڑھے ہوے ہین ہر ایک ساحرہ اور ساحر پہلے اُن تصویرون
کے آگے سجدہ کرتا ہر خوب ڈنڈوت کرتا ہر برہمن ناقوس بجاتا ہر پھر گھنٹ کی صدا بلند کرتا ہر
کچھ پھول تصویر سامری و جمشید کے چڑھے ہوے مثل پرشاد کے ہر ایک ساحرہ اور ساحر
کو دیتا ہر وہ اُن پھولون کو لیکر آنکھون سے لگاتا ہر اور لیجاتا ہر تالاب پر گوگل وغیرہ جابجا پنڈت
اور برہمنون کے پاس سلگ رہا ہر بوے بد سے دماغ پریشان ہو رہا ہر ہر ایک برہمن کے
آگے روپیہ اور پیسون کے ڈھیر لگے ہین جو کوئی ساحر یا ساحرہ کو وہ پرشاد دیتے ہین جیسا کہ قبل
لکھا گیا وہ حسب لیاقت اپنے اُنکو دیتا ہر امیہ بن عمرو نے ڈھیر روپیہ کا ہر ایک برہمن کے آگے
دیکھکر چاہا عیاری کرون اور یہ روپیہ اُنکو بیہوش کر کے لیلون پھر خیال کیا یہ میلہ ہر مبادا گرفتار ہو جاؤ
تو اچھا نہو گا لالچ کرنا خوب نہین ہر یہ دل مین کہکر اُس تالاب کی خوب سیر کر کے وہانسے چلا چونکہ
کثرت مردم سے راہ چلنا دشوار تھا بہزار مشکل اُس معبد کے دروازہ پر پہونچا دیکھا دروازہ اُسکا
نقرئی ہر دیوارین پختہ اور خوشنما ہین کاریگرون نے اُن دیوارون پر عجب عجب بیل بوٹے اور تصویرین
بنائی ہین کہ جنکے دیکھنے سے حیرت ہوتی تھی امیہ اُس دروازہ نقرئی مین کشمکش مردم سے نہایت
پریشان ہوا آخر کار بہزار دشواری اندر احاطہ معبد کے گیا دیکھا احاطہ وسیع ہر ایک مختصر سا باغ
خوش نما ہر گلہاے رنگارنگ جابجا شگفتہ ہین اشجار میوہ دار مین ڈالیان بار اشجار سے بوسے
زمین کے لے رہی ہین چہار طرف پھولون کے چمن ہین کسی طرف تختہ نرگس کا ہر کسی جانب تختہ
گلاب کا ہر کسی سمت بیلے اور چنبیلی کا ہر کسی طرف تختہ لالہ نعمان کا ہر درمیان مین کشادہ راستہ
ہر سڑک پختہ بنی ہوئی ہر کنارے سڑکون کے پٹریون پر سبزہ شاداب ہر صفائی خوب ہر خس و خاشاک
کا نام و نشان بھی نہین ہر اُس مختصر باغ مین درختون پر دور مردم سے طائران خوش الحان بیٹھے
ہین مانند بلبل کے نغمہ سرا ہین اور معبد مذکور پر جو ساحرہ یا ساحر آتا ہر ادب سے سجدہ کرتا ہر یا
خداوند سامری زبان پر جاری کرتا ہر اور گنبد معبد کے آگے ایک ساحر نہایت مسن سیاہ رو
ایک بہت بڑے تخت پر صندل کے بیٹھا ہر سامنے ایک گلدستہ پھولون کا رکھا ہر وہ گلدستہ
نہایت خوشنما اور شاداب ہر ہر ایک پھول اُسکا عجیب و غریب ہر پس پشت اُسکے کئی ساحر
جوان جوان بیٹھے ہین ہاتھ مین اُسکے ایک خنجر ہر کبھی اُس خنجر کو اپنی کمر مین رکھتا ہر اور کبھی پاس
اُس گلدستہ کے رکھ دیتا ہر کبھی کچھ خیال کر کے مجمع مردم پر نظر کر کے خنجر مذکور اُٹھا لیتا ہر اور جو
ساحر اُسکے پس پشت بیٹھے ہین اُنسے کہتا ہر ذرا ہوشیار بیٹھو اس خنجر پر نظر رکھو مبادا یہ
خنجر کوئی لیجائے وہ عرض کرتے ہین ہم ہوشیار بیٹھے ہین کیا مجال کسی کی کہ اس خنجر کو نظر غور سے

دیکھ سکے ہم اسکی آنکھین نکال لین وہ ساحر کچھ اوراق نکالکر دیکھتا ہی اور افسوس کرکے کہتا ہی کہ ان اوراق
جمشیدی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لیجانے والا اس خنجر کا قریب آگیا ہی اور ساتھہ ہی اس خنجر کے میری
جان بھی جائیگی جو اس خنجر کو لیجائیگا وہی مجکو بھی ہلاک کریگا اور جب وہ شخص قریب میرے آئیگا یہانتک
کہ سایہ اسکا اس گلدستہ پر پڑیگا گلدستہ فی الفور خشک ہو جائیگا آج کا دن مجھپر نہایت سخت ہی
ذرا میری اور اس خنجر کی حفاظت کرو کسی مسلمان کو حتی الامکان گنبد کے قریب نہ آنے دو جس شخص پر
ذرا بھی مسلمان ہونے کا شک ہو فورا اُسے گرفتار کرکے قتل کر ڈالو مین بھی اسی فکر مین ہون ہر ایک کو
دیکھ رہا ہون کیا کہون مجکو یہانسے اور کہین جانے کا حکم نہین ہی ورنہ آج یہانسے کسی جاے محفوظ مین
جاکر چھپتا یہ گلدستہ اور یہ خنجر لیجاتا تمکو مین نے اسی روز کے واسطے پرورش کیا ہی کہ میری جان کی حفاظت
کرو آج میرے قاتل سے مجکو بچاؤ اُنھون نے عرض کیا آپ بیخوف بیٹھیے آپ کے ہم دوست
اور دشمن کو دیکھ رہے ہین خنجر پر بھی نظر کرتے جاتے ہین امیہ دور سے یہ باتین اُن سب ساحرون
کی سُنکے خوش ہوا سمجھا کہ یہ وہی ساحر ہی اور یہ وہی خنجر ہی گلدستہ بھی اسکے روبرو رکھا ہی خود اپنی
زبان سے اپنی خبر مرگ دے رہا ہی چلو کچھ خوف نہ کرو تمھارے پاس انگشتر جمشیدی ہی سحر کسی
ساحر کا تاثیر نہ کریگا چلکر کوئی عیاری کرکے خنجر لو پھر یہانسے اپنے لشکر مین جاکر ناقوس ذی نواز جادو
کو قتل کرو یہ اپنے دل مین تجویز کرکے آگے بڑھا دیکھا اندر اُس گنبد کے ایک چوکی پر صندل کی
سامری کی تصویر رکھی ہی وہ تصویر ایک بھرکی ہی نہایت بدصورت کہ جسکو دور سے دیکھنے سے
خوف معلوم ہوتا ہی اور تصویر مذکور پر ہار پھول ساحر چڑھا رہے ہین سجدہ اُسکو کر رہے ہین ہاتھ
جوڑکر اپنے اپنے مطالب کے واسطے عرض کر رہے ہین کوئی کہتا ہی ای خداوند سامری دس
برس کا زمانہ ہوا کہ میری شادی ہوئی ہی ہرچند کہ فرزند کے پیدا ہونے مین شب و روز مین نے
محنت و مشقت کی لیکن آجتک فرزند تو کیسا لڑکی بھی پیدا نہوئی نہین معلوم کہ کیا سبب ہی میری جورو
حاملہ نہین ہوتی ہی لہذا چاہتا ہون کہ آپ ایک فرزند نرینہ اپنی قدرت سے مجھے اسی سال دیجیے
عہد کرتا ہون کہ اگر در مطلب مذکور پاؤنگا سات شب و روز تک پرستش کرونگا بلکہ اسی جگہ آکر پوجا
پاٹ کرونگا کوئی ساحر نوجوان بعد سجدہ کرنے کے دست بستہ تصویر سامری سے مخاطب ہوکر
کہتا تھا ای خداوند ہرچند کہ جب سے بالغ ہوا ہون بہت عورتون سے ہم بستر ہو چکا ہون لیکن ابھی تک
میری شادی نہین ہوئی ہی جان والدین میری شادی کرنا چاہتے ہین نسبت قرار نہین پاتی ہی بغیر
جورو کے رات بھر خالی پلنگ پر پڑا رہتا ہون نیند نہین آتی ہی مانند ماہی بے آب کے تڑپتا ہون
کہ اسی مہینے مین آپ اپنی قدرت دکھائیے مجکو خوبرو زوجہ دلوائیے تمنائے دلی میری بر لائیے
کوئی ساحرہ نوجوان اسی طرح دعا کرتی تھی کہ ای خداوند کسی اچھے خوبرو موٹے تازہ ساحر سے
میری شادی ہو جاے خاوند چاہنے والا ہو نازبرداری کرے جو مین کہون وہی کرے کوئی
ساحرہ کہتی تھی ای خداوند لڑکیان کئی آپ نے دی ہین آجتک کوئی لڑکا نہین دیا ہی چاہتی ہون
اسی برس مین ایک لڑکا مجھے مرحمت فرمائیے یہ کہکر خاک در گنبد سامری اپنے پیٹ پر ملکر کہتی تھی
مین امید کرتی ہون کہ آپکی خاک آستان در کی برکت سے ضرور ہی لڑکے کا حمل مجکو رہیگا کوئی ساحرہ

واسطے کشائش رزق کے عرض کرتی تھی اکثر ساحر اور ساحرہ بصد گریہ وزاری دست بستہ کہتے تھے کہ ای خداوند تعجب ہی کہ آپ کے قدم اس سرزمین پر ہین اور تصویر بھی آپ کی یہان موجود ہی اور طلسم کشا اس طلسم مین آیا ہی دربند طلسم فتح کر چکا ہی اب سُنا ہی کہ ناقوس جادو سے لڑ رہا ہی آپ اپنی قدرت کیون نہین دکھاتے ہین اسکو ایک دم مین غارت کیون نہین کر دیتے ہین کیا ہم ساحرون سے بیزار ہین اور اہل اسلام سے خوش ہین یہ تو کسی طرح دل قبول نہین کرتا کہ آپ اپنے بندون سے بیزار ہو کر مددگار طلسم کشا کے ہو جاوینگے ہم سب کو غارت کر دینگے ہم واسطہ اور قسم دیتے ہین آپکو سامرن یعنے آپکی زوجہ کی کہ طلسم کشا کو جلد غارت کر دیجیے اسی طرح ساحران نامی و نامور بھی آتے تھے اور بعد سجدہ کرنے کے جو کچھ اُنکو عرض کرنا منظور ہوتا تھا عرض کرتے تھے اور زر و جواہر تصویر سامری کو نذر دیکر اور قریب تصویر مذکور رکھکر چلے جاتے تھے ساحران غربا پیسے کوڑیان چڑھاتے تھے اور کچھ پھول اور بخورات سے کچھ جلا کر چلے جاتے تھے ایک ساحر سیاہ فام قریب تر تصویر کے بیٹھا تھا وہ سب سے کوڑیان پیسے اور اشرفیان اور جواہر جو کوئی آکر چڑھاتا تھا وہ ساحر اُٹھا کر اپنے قبضہ مین کرتا جاتا تھا اور بار بار ناقوس بجاتا تھا کبھی گھنٹ بجاتا تھا گاہ تصویر سامری پر مورچھل ہلاتا تھا گوگل اور کافور وغیرہ گنبد مین جل رہا تھا دھوان اُٹھ رہا تھا بوے بد پھیلی ہوئی تھی شور و غوغا سے دماغ پریشان تھا امیہ بن عمرو خراماں خراماں دیکھتا ہوا جاتا تھا ناگاہ دراول معبد پر از حد شور و غل ہوا امیہ اُس شور و غل سے گھبرایا دل مین کہنے لگا نہین معلوم یہ کیسا شور و غل ہی ابھی امیہ بن عمرو متردد ہی تھا کہ شاہ طلسم یعنے میمون شاہ با خدم و حشم تالاب مذکور مین نہا کر اندر احاطۂ مذکور کے آیا امیہ نے دیکھا کہ میمون شاہ بادشاہ طلسم طمورث دیوبند ایک جوان سبزہ رنگ ہی پوشاک نفیس و شاہانہ زیب تن کیے ہی تاج شاہی سر پر رکھے ہی یمین و یسار اور پس پشت اُسکے وزرا و امراے ذیوقار ہین آگے آگے اُسکے کئی سو ساحران نامدار تلوارین ننگی لیے ہوے اہتمام کرتے ہوے مردم کو ہٹاتے ہوے چلے آتے ہین جب شاہ مذکور قریب در گنبد کے پہونچا جملہ ساحر جو بیٹھے ہوے تھے واسطے تعظیم شاہ طلسم کے کھڑے ہو گئے ہر ایک نے جھک کے سلام کیا شاہ نے اشارہ سے سب کا سلام لیکر آستان در سامری پر سر جھکایا پھر خداوند مذکور سے عرض کیا کہ ای خداوند آپ پر تو ظاہر ہی کہ آجکل مین جس تردد مین ہون طلسم کشا کے خوف سے اور جان کے ڈر سے ہر وقت اپنے قصر مین رہتا ہون نوز جادو یہ میرا وزیر اعظم کہ میرا خیر خواہ ہی اسنے علم نجوم کے ذریعہ سے مجھ سے عرض کیا ہی کہ چالیس روز آپ پر بہت سخت ہین ہر چند اسنے کہا تھا کہ اس مدت مین گھر سے باہر بھی نہ جایے گا مگر مین آپکی پرستش کو جسارت کر کے آیا ہون امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کیجیے طلسم کشا کو غارت کر دیجیے یا اُسے مغلوب ایسا کیجیے کہ وہ گرفتار ہو جاے پھر مین اُسکو قتل کر ڈالون دل کو راحت جان کو چین ہو جب سے طلسم کشا آیا ہی مجھکو نہایت اندیشہ ہی ابھی شاہ مذکور سامری سے عرض حال کر رہا تھا ناگاہ تصویر سامری کو حرکت ہوئی سامری کی تصویر سے آواز آئی کہ ای شاہ طلسم طمورث دیوبند آگاہ ہو کہ تو نے ہماری پرستش مین کمی کی ہی بلکہ مطلق ترک کر دی ہی عیش و عشرت مین مصروف ہو گیا ہی شب و روز نازنینون کے ساتھ

براحت وآرام بسر کرتا ہی اسی وجہ سے ہمنے طلسم کشا کو تجپر مسلط کر دیا ہی اگر آج بھی تو یہان نہ آتا اور
ہماری پرستش نہ کرتا اور ہمسے التجا نہ کرتا تو ہم ضرور ہی دو چار دن کی مدت مین تجکو غارت کر دیتے
طلسم کشا کی حکومت تمام طلسم مین ہوجاتی کوئی ساحر اس طلسم مین نہ رہتا سب مسلمان ہوتے آواز
اذان مساجد سے اس طلسم مین بلند ہوتی ہم اس جگہ سے چلے جاتے کہین اور جا کر ظہور کرتے
تیرے آنے سے اور سجدہ کرنے سے ہمکو رحم آگیا ہی اب کچھ اندیشہ نہ کر ہم ایسی تقدیر کرتے ہین
کہ ہر ایک تدبیر تیری بکار آمد ہوگی طلسم کشا سے ناقوس جادو یا اور کوئی ساحر جسکو ہم چاہین گے
وہ اُس سے لوح طلسمی لے لیگا اور گرفتار کر لیگا تو فوراً طلسم کشا کو قتل کر ڈالیو زندان مین قید نہ کیجیو
یہ کہکر وہ تصویر سامری خاموش ہوئی اُسوقت شاہ طلسم اور جملہ ساحر اور ساحرہ خوش ہوے
ایک شور وغوغا ہوا کہ خداوند سامری نے اپنی قدرت دکھائی شاہ طلسم سے کلام کیا اور باتین
بھی دیر تک کین اور ایسی باتین کین کہ سب نے بخوبی سنین اور سمجھین بعد اُس شور وغل کے جسقدر
ساحر اُس معبد کے احاطہ مین تھے اُنھون نے بصد اعتقاد سجدہ کیا برہمنون اور پنڈتون نے
گھنٹے اور ناقوس بجانا شروع کیے پھول ہار پیسے روپیہ اشرفیان ہر ایک ساحر پھر چڑھانے لگا
شاہ طلسم نے از حد شاد ہوکر چار ہزار اشرفیان اور بہت سا جواہر گران بہا روبرو تصویر سامری کے
چڑھایا اُسوقت امیہ بن عمرو نے غور سے دیکھا کہ وہ ساحر جو قریب تصویر سامری پہلے بیٹھا تھا
اب نہین ہی ابھی امیہ دیکھ ہی رہا تھا کہ شاہ طلسم تو دوبارہ سجدہ کر کے گنبد سامری سے نکلکر مع
اپنے ہمراہیون کے اُسی طور سے چلا گیا وہ ساحر سامنے امیہ بن عمرو کے نقب سے نکلکر روبرو تصویر
سامری کے آیا دیکھا کہ اشرفیان اور جواہرات کا ڈھیر لگا ہوا ہی دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور بے اختیار
یہ کلمہ اسکی زبان پر جاری ہوا کہ مال و دولت بغیر مکر و فریب اور تدبیر کے کبھی حاصل نہین ہوتی ہی
یہ کہکر وہ سب جواہر اور اشرفیان وغیرہ جو کچھ وہان تھا سب اُٹھا کر اپنے تحت مین کیا امیہ سمجھ گیا
کہ یہی ساحر نابکار راہ نقب سے جوف تصویر سامری مین بیٹھکر شاہ طلسم سے ہمکلام ہوا تھا ورنہ
سامری نالائق و نابکار کی تصویر مین یہ کہان قدرت ہی کہ وہ ہم سخن ہوتی امیہ بن عمرو خوب سیر
کر کے قریب اُس ساحر ضعیف کے پہونچا جسکے روبرو وہ گلدستہ رکھا تھا جیسے ہی سایہ اسکا
اس گلدستہ پر پڑا وہ شاداب گلدستہ خشک ہوگیا ساحر مذکور سر پیٹنے اور غل و شور مچانے لگا ساحرون
سے کہنے لگا یارو اس شخص ساحر وضع کو گرفتار کرلو یہ مسلمان ہی میرا قاتل ہی جو خنجر حکم خداوند سے
میرے پاس ہی اور جس خنجر کا مین محافظ ہون اُسکو یہ لینے آیا ہی یہ کہکر خود ہی سحر کر کے زمین
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے زمین قدم اسکے پکڑلے چونکہ انگشتر جمشیدی امیہ بن عمرو کے پاس
تھی سحر نے تاثیر نہ کی جب شور وغل زیادہ ہوا بہت سے ساحر گرفتار کرنے کو دوڑے عیار مذکور
بوجہ کثرت مردم کے دروازہ سے تو نہ جا سکا الاجست کر کے دیوار باغ کو پھاند کر باہر باغ کے
جا کر صحرا کی طرف بھاگا وہ ساحر ضعیف یعنی خونریز جادو اور ایک فرزند اُسکا مسمیٰ مہر جادو یہ
دونون بھی تعاقب مین عیار مذکور کے بزور سحر پرواز پیدا کر کے دیوار باغ سے گذر کر روانہ
ہوے اور باہر باغ کے آکر خونریز جادو تو سمت تالاب اُسکی جستجو مین گیا اور مہر جادو سوے

صحرا گیا عیار مذکور جب دیوار باغ سے گذر کر سوے صحرا نہایت تیزی کے ساتھ بھاگا تھا جب کہ بھاگتے بھاگتے
ایک جھاڑی مین جاکر چھپا اور حلقے کمند کے بچھاکر زمین کو خس پوش کرکے جھاڑی مین چھپ کے بیٹھا بعد
تھوڑی دیر کے مہر جادو اُس جھاڑی کے برابر آیا اور بے اختیار یہ کلمات زبان پر لایا یہ شخص
نہین معلوم کون تھا باغ سے نکلکر غائب ہوگیا اگر یہ کہا جاے کہ دیو یا جن تھا تو اسکو عقل قبول نہین
کرتی اگر یہ کہین کہ ساحر تھا تو اُسکے سایہ سے گلدستہ کیون پژمردہ ہوتا کوئی مسلمان ہی تھا کہ جسنے
اپنا سایہ ڈالکر گلدستہ عطیہ خداوند سامری کو خشک کردیا حیرت یہ ہو کہ غضب کا تیز رو تھا باغ
سے نکلکر گم ہوگیا نہین معلوم کہان چلا گیا ابھی وہ یہ کہ رہا تھا کہ امیہ نے سر کمند کا کھینچا پانون
اُسکے حلقہاے کمند مین پھنس گئے مُنھ کے بھل زمین پر گرا عیار نے جھاڑی سے نکلکر حباب بیہوشی
مارکر اُسے بیہوش کیا پھر جھاڑی مین اسکو کھینچکر زبان مین اُسکی سوزن دیکر ایک لنگی پرانی مثل
عمرو اپنے باپ کے اپنی کسوت عیاری سے نکالی پھر مہر جادو کے لنگی باندھکر تمام کپڑے
اُتار کر وہی کپڑے آپ پہنے پھر رنگ و روغن سے مثل اُسکی صورت کے اپنی شکل بناکر دماغ
پر اُسکے پٹی بیہوشی کی چڑھاکر اُسی جھاڑی مین خس و خاشاک سے اُسے نہان کرکے باہر جھاڑی
کے آیا پھر سوے تالاب دوڑتا ہوا چلا اثناے راہ مین ہر ایک سے پوچھتا تھا بھائیو ایسی شکل
و صورت کا تو کوئی شخص بھاگتے ہوے تمنے نہین دیکھا ہو مردم جواب دیتے تھے ہمنے تو نہین
دیکھا ہو یہ تو بتاؤ کیا ہوا کیا وہ کوئی شے چرا کر لیگیا ہو مہر جادو نقلی نے جواب دیا اب ہمسے کیا
کہین وہ کیا لیگیا ہو یہ کہتا ہوا تالاب مذکور پر گیا وہان دیکھا کہ وہی ساحر ضعیف ہر طرف ڈھونڈھ
رہا ہو جب مہر جادو اُسکے روبرو گیا اُسنے پوچھا ای فرزند کہ اُس شخص کو تلاش کیا کہین اُسکا
سراغ ملا عیار مذکور نے جواب دیا نہین وہ شخص غائب ہوگیا شاید آسیب تھا کہ نظر سے نہان
ہوگیا اب یہانسے چلیے اُسکا تلاش کرنا بیکار ہو وہ ہرگز نہ ملیگا علاوہ اس امر کے مجھے یہ خیال ہو
کہ وہ شخص پھر وہان نہ گیا ہو یہ تو کہیے خنجر آپ کے پاس ہو یا وہین چھوڑ آے خونریز جادو
نے جواب دیا ای فرزند مہر جادو مین اُس خنجر کو تیرے بڑے بھائی ماہ جادو کے سپرد کرکے
یہان آیا ہون مہر جادو نے کہا بڑے بھائی ہمارے بڑے بیوقوف ہین ایسا نہو بیوقوفی سے
اُس خنجر کی حفاظت نہ کرین اور وہ شخص آکر خنجر لیجاے اور گنبد خداوند سامری مین جاکر خداوند
سامری کی تصویر کو توڑ نہ ڈالے اور محفوظ جادو کو مارکر تمام زر و جواہر لے نہ جائے لہذا میرے
نزدیک مناسب یہ ہو کہ یہانسے جلد چلیے خونریز جادو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ فرزند میرا
سچ کہتا ہو چونکہ یہ جوان ہو عقل بھی اسکی جوان ہو یہ سمجھکر اُسی وقت ہمراہ اپنے فرزند نقلی کے
اپنی جگہ پر آیا ماہ جادو سے پوچھا ای فرزند کہ پھر تو وہ شخص یہان نہین آیا خنجر تیرے پاس ہو
یا نہین اُسنے کہا ای پدر ذیوقار وہ شخص تو نہین آیا خنجر میرے پاس موجود ہو اگر وہ آتا تو مین اُسکو
سحر کرکے گرفتار کرلیتا خونریز جادو نے کہا تو بھلا اُسے کیا گرفتار کرتا ہان اب مین اُسکو گرفتار
کرتا ہون اور اس طرح اُسکو ہلاک کرونگا کہ سب کو عبرت ہوگی یہ کہکر ایک اپنے فرزند سے کہا
جلد ایک کڑہاؤ لاکر اُسمین روغن سیاہ بھر کر لکڑیون پر رکھدے اور آنچ کردے آج مین وہ سحر

کرونگا کہ جملہ ساحرون کو حیرت ہوجائیگی اسنے پوچھا کون سحر کیجیے گا خونریز نے جواب دیا ای فرزند
جب حرارت آتش سے روغن سیاہ خوب گرم ہوگا مین ایک سحر پڑھونگا اور تم چھ فرزندون کو اپنے
ساتھ لیکر گرد اُس کڑھاؤ کے گردش کرونگا سحر پڑھتا جاؤنگا سرسون پر دم کرکے کڑھاؤ مین ڈالتا
جاؤنگا اول تو تین ہی مرتبہ کی گردش مین وہ شخص جہان ہوگا دوڑتا ہوا یہان آئیگا پھر اس کڑھاؤ کے
تیل مین اپنے تئین گرا دیگا ایک دم مین جلکر خاک ہوجائیگا اور اگر تین مرتبہ کی گردش مین نہ آئیگا تو
سات مرتبہ کی گردش مین تو ضروری آکر کڑھاؤ مین گر کر ہلاک ہوجائیگا فرزند اُسکا یہ تقریر اُسکی
سُنکے خوش ہوا پھر بموجب اُسکے کہنے کے عمل کیا جب کڑھاؤ مین تیل ڈالکر آنچ کردی گئی اور تیل خوب
گرم ہوا خونریز جادو آگے خود ہوا پیچھے اُسکے جمہر جادو نقلی ہوا اُسکے بعد ماہ جادو ہوا
اسی طرح چھ لڑکے خونریز جادو کے ایک کے بعد ایک ہمراہ اپنے باپ کے گرد اُس کڑھاؤ
کے گردش کرنے لگے خونریز سحر پڑھکر سرسون پر دم کرکے ہر ایک گردش مین اُسی تیل مین
کڑھاؤ کے ڈالنے لگا تیسری گردش مین جمہر جادو نقلی نے خونریز جادو کو اُٹھا کر اُس کڑھاؤ
مین ڈالدیا اور خنجر ماہ جادو کے ہاتھ سے لیکر حباب بیہوشی سے اُسے مارکر جست کرکے دیوار باغ
سے گذر کر بھاگا یہان خونریز کڑھاؤ مین گرتے ہی جلکر خاک ہوگیا اُسکے مرنے سے تاریکی پیدا
ہوئی آندھی سیاہ آئی ہواے تند چلنے لگی آسمان سے سنگ باری ہونے لگی لاکھون ساحر جو
میلہ مین تھے وہ یہ حال دیکھکر گھبرا نے میلہ مین تہلکہ پڑگیا تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی دفع ہوئی
خونریز جادو کے بیرون نے خونریز کے نام سے یون آواز بلند کہا کشتی مرا کہ نام من خونریز
جادو محافظ خنجر عطیہ خداوند سامری بود جب یہ آواز جملہ ساحرون نے سُنی سب ایسے ڈرے
کہ بدحواس ہوکہ بھاگے کسی کا جوتا میلہ مین رہگیا اکثر ساحرون کی ٹوپیان اور انگوچھے رہگئے دوکاندار
اپنی دوکانین چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے میلہ مین غدر ہوگیا ہر شخص بھاگا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ جلد
یہانسے نکل چلو کوئی دشمن ہم ساحرون کا یہان آیا ہو ابھی اُسنے خونریز جادو کو مار ڈالا ہو عجب
نہین کہ طلسم کشا ہو اگر طلسم کشا آیا ہو تو اُسکے پاس لوح طلسمی ہو اور کئی ہزار ساحران نامی و
غیر نامی کا لشکر ہو بھلا ہم اُس سے کیا مقابلہ کرینگے شاہ طلسم تو اُس سے ڈرتا ہو سامنے اُسکے
نہین جاتا ہو اپنے لشکر مین چھپا ہوا بیٹھا رہتا ہو صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ تھوڑی دیر مین صحراے
نرگستان مین سواے دو کالون کے کوئی آدمی نہ رہا وہ صحراے نرگستان کہ جسمین چھ سات
کوس تک زن و مرد میلہ مین تھے اُس صحرا مین کوئی باقی نہ رہا خاک اڑنے لگی وہ صحراے
وحشت وہ منزلون کا میدان وہ بگولون کا دمبدم اُٹھنا وہ جانوران ورند کا بولنا وہ ہواے تند
کا چلنا پناہ بذات خدا اگر رستم بھی اُس صحرا مین گذر کرتا تو ڈر جاتا امیہ بن عمرو جب خنجر لیکر بھاگا
تھا سوے صحرا گیا تھا بعد مرنے خونریز جادو کے جبدم میلہ مین کوئی باقی نہ رہا سناٹا ہوگیا
امیہ بن عمرو نے خیال کیا تنہا یہانسے اپنے لشکر تک جانا اچھا نہین ہو بہتر یہ ہو کہ جمہر جادو کو چلکر
ہوشیار کرو اور بخوبی اُسکو ہدایت کرو شاید وہ مطیع اسلام ہوکر تمھارے ساتھ تمھارے لشکر تک
پہنچے یہ خیال کرکے اُسی جھاڑی مین جاکر جمہر جادو کو کھینچکر باہر نکالا پھر ایک درخت سے باندھکر

فتیلہ رفع بیہوشی نکالکر جو بیہوشی کی اُسکے دماغ سے اُتار کر فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا مہر جادو
نے ہوش مین آکر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا سامنے کھڑا ہی اور مین درخت سے بندھا ہون یہ دیکھکر
آنکھین بند کرلین خیال کیا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون اور یہ خواب پریشان ہی مجھ ایسے ساحر کو کوئی کیا
گرفتار کریگا امیہ بن عمرو نے کہا او مہر جادو کیون آنکھین بند کرتا ہی یہ خواب نہین ہی آگاہ ہو
نام میرا امیہ بن عمرو ہی مین طلسم کشا کا عیار ہون مین نے تجکو بیہوش کرکے تیری صورت بنکر تیرے
باپ خونریز جادو کو مار ڈالا اور وہ خنجر کہ جس خنجر سے ناقوس نی نواز جادو قتل ہوگا اور جسکا تیرا باپ
محافظ تھا لے لیا دیکھ یہ وہی خنجر ہی تجکو مین نے اسواسطے ہوشیار کیا ہی کہ تجکو ہدایت کرون شاید تو
مطیع اسلام ہو اور میرے ساتھ چلے یہ کہکر اُسکو ہدایت کی بعد ہدایت کرنے کے کہا ای مہر جادو
بہتر یہی ہی کہ مطیع اسلام ہو ورنہ ابھی تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر خنجر نکالا مہر جادو نے بجاے خود خیال کیا
کہ سامری پرستی واقعی ایسا دین نہایت ہی برا ہی سامری مین کچھ بھی قدرت نہین ہی باپ میرا
خونریز جادو اُنکے سامنے قتل کیا گیا اس شخص کو وہ گرفتار بھی کر نہ سکے اور قبل قتل ہونے والد
کے اس شخص کے آنے سے میرے پدر کو آگاہ بھی نہ کیا مین نے ایک مدت تک اُنکی پرستش کی
مجھے بھی نہ بچایا گرفتار کرا دیا مسلمانون کا دین اچھا ہی کہ اُنسے جملہ خداوند ہمارے ڈرتے ہین
بہتر اور مناسب یہی ہی کہ بموجب اس عیار کے کہنے کے عمل کرو مطیع اسلام ہو جاؤ ورنہ یہ ابھی تجکو
قتل کر ڈالیگا مفت جان جائیگی سامری اگر نہ بچائینگے ہم نوجوانی مین دنیا سے سوے عدم جائینگے یہ
خیال کرکے اشارہ سے کہا مین مطیع اسلام ہوگیا تمہاری اور طلسم کشا کی اطاعت و فرمانبرداری
کرونگا میری زبان سے سوزن نکال لو نیچہ سے مجکو قتل نہ کرو امیہ کہ بیٹا عمرو کا ہی پیشانی پر نظر کرکے
پہچان جاتا ہی مہر جادو کی پیشانی دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ مطیع اسلام ہو گیا ہی جو کچھ کہتا ہی سچ کہتا ہی فریب و مکر
یہ نہ کریگا یہ سمجھکر اُسکی زبان سے سوزن کو دور کیا حلقہاے کمند سے اُسے کھولا وہ رہا ہوکر قدم پر گرا
عیار مذکور نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور کہا ای برادر اب تم مجھ سے بیخوف رہو مین تمسے
بدی پیش نہ آونگا حتے الامکان نیکی کرونگا اُسنے عرض کیا مین آپکی تابعداری کرونگا یہ کہکر وہ
خاموش ہوا امیہ بن عمرو اُسکو ہمراہ لیکر سوے تالاب چلا جب قریب تر تالاب کے آیا دیکھا
سناٹا ہی انسان کا تو کیا ذکر کوئی جانور بھی نہین ہی ہان دوکانین ہر قسم کے اشیا کی لگی ہین دوکاندار
وغیرہ کوئی نہین ہی خاک اُڑ رہی ہی امیہ بن عمرو نے متحیر ہوکر مہر جادو سے پوچھا کہ آج میلہ ابھی
سے ہوچکا سب چلے گئے اور اس طرح دوکاندار گئے کہ دوکانین بھی چھوڑکر چلے گئے اُسنے جواب
دیا یہان میلہ سات روز تک ہوتا ہی تمامی طلسم کے ساحر ادنے و اعلے یہان آتے ہین آج دوسرا
روز میلہ کا تھا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب آپ نے میرے پدر خونریز جادو کو مارا اور اُنکے
مرنے سے تاریکی ہوئی بیرون نے پکار کر کہا ہوگا کشتی مرا نام من خونریز جادو بود جملہ ساحرون کو
یقین ہوا ہوگا کہ طلسم کشا مع لشکر یہان آگیا ہی خونریز جادو کو اُسنے مار ڈالا ہی اب مثل اُسکے ہم سبکو
بھی گھیر کر مار ڈالیگا اس خیال اور اس خوف سے سب اعلے و ادنے بھاگ گئے ہین مال و اسباب
کا خیال نہ کرکے فقط اپنی جانین بچا کر گریزان ہوے ہین امیہ بن عمرو نے جواب دیا تم سچ کہتے

ہو یہ کہکر چونکہ اُسوقت گرسنہ تھا جس شئی پر رغبت ہوئی دوکانون سے اُٹھاکر کھانے لگا مہر جادو
سے کہا تم بھی کھاؤ یہ مال مفت کا ہی بیرحمی سے اسے کھاؤ کافرون کا مال ہم مسلمانون کو مباح ہر وہ بھی
بموجب کہنے عیار مذکور کے کھانے لگا جب دونون خوب سیر ہوے تالاب پر پہونچے دیکھا پانی
اُسکا نہایت ہی خراب ہر مانند کیچڑ کے ہو اُسوقت امیہ بن عمرو نے مہر جادو سے پوچھا اے
برادر یہان کہین پانی صاف وشفاف بھی مل سکتا ہو اُسنے عرض کیا ہان دستیاب ہو سکتا ہو آپ
یہان تشریف رکھیے مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے سحر کرکے پرپرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا
بعد تھوڑی دیر کے پانی ایک ظرف مین نہایت صاف لایا امیہ بن عمرو نے اُسے پیا بعد سیراب
ہونیکے تمام میلہ مین لاکھون روپیہ کا مال واسباب دیکھکر مُنھ مین پانی بھر آیا دل مین خیال کیا افسوس
اسوقت مین میرے قبلہ وکعبہ یہان نہین ہین ورنہ آج اس سب مال واسباب سے زنبیل اُنکی
بھر جاتی میرے پاس کوئی ایسی شئی نہین ہر کہ یہ سب مال واسباب اُسمین رکھون ہان جہانتک
ہوسکے گا لے لونگا یہ کہکر میلہ کی دوکانون کو لوٹنا شروع کیا مہر جادو سے کہا جو عمدہ اور قیمتی مال
واسباب ہو تمام میلہ سے اُٹھا لاؤ تالاب پر جمع کرو اور جو چیزین کم قیمت اور واہیات ہون اُنھین
نہ اُٹھانا اُسنے بموجب کہنے کے عمل کیا ایک انبار عظیم ہوگیا امیہ بن عمرو نے پوچھا اے مہر جادو
یہ کیونکر مال واسباب لشکر تک پہونچے گا اُسنے کہا اس مال واسباب کی کیا حقیقت ہر اگر اس سے
ہزار درجہ زیادہ ہوتا تو بھی مین پہونچا دیتا تدبیر اسکے لیجانے کی بہت سہل ہو تخت سحر پر یہ سب مال و
اسباب رکھکر خود بھی بیٹھونگا آپ بھی بیٹھیے گا آرام سے لشکر تک پہونچ جائیے گا امیہ بن عمرو نے یہ
سنکے کہا کہ اگر لیجانا اس مال واسباب کا اس درجہ سہل ہو تو کوئی شئے ادنے بھی نہ چھوڑنا ہمارے والد
کے کام آئیگی جب مین اس طلسم سے لشکر جناب حمزہ صاحب قران مین ہمراہ اپنے مالک و آقا
بدیع الزمان گردلشکرشکن کے جاؤنگا تو وہ پوچھین گے اے فرزند کیا لایا مین انکو کچھ نہ کچھ ضرور ہی
دونگا ورنہ وہ برہم ہوکر کوڑے مارینگے الغرض امیہ بن عمرو کے کہنے سے مہر جادو نے اور
خود امیہ نے بھی سب اسباب ایک جگہ فراہم کیا پھر اُس باغ مین دونون گئے وہان کسی کو نہ پایا
دروازہ طلائی اور کلس گنبد سامری کا مہر جادو نے اُتارا امیہ بن عمرو نے گنبد کے اندر
جاکر دیکھا تو سوائے تصویر سامری کے اور کچھ نہ پایا برہم ہوکر اُس تصویر کو توڑا ریزہ ریزہ
کرڈالا پھر وہانسے تالاب مذکور پر جاکے مہر جادو نے تخت سحر پر تمام مال واسباب رکھکر
امیہ بن عمرو کو بٹھاکر اور خود بھی بیٹھکر تخت کو بلند کیا پھر دونون باتین کرتے ہوئے جانب لشکر
طلسم کشا چلے یہ دونون تو تخت سحر پر بیٹھے ہوے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

مگر اب احوال ناقوس نی نواز جادو اور طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

کہ جب سے امیہ بن عمرو لشکر سے برائے خبر ناقوس جادو روانہ ہوا ہی کئی روز برابر ناقوس
جادو نے میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا نی نوازی کرکے ہزارہا
ساحرون کو دیوانہ کیا اور باہم لڑواکے ہلاک کیا ہو لشکر طلسم کشا مین تین ہزار ساحر رہ گئے ہین
یا ملکہ رشک بدر یا طاؤس زرین تن یا ناز جادو ہین انھین ساحران نامی کے سوا اور

کوئی ساحر ایسا نامی و نامور بھی نہین ہے طلسم کشا کو نہایت تردد ہے ساحر جو باقی ماندہ ہین اُنکا یہ ارادہ ہے کہ وقت شب یہانسے بھاگ جائین ناقوس ذی لواز سے اپنی جان بچائین ملکہ رشک بدر اور ناز جادو کو اندیشہ ہے طاؤس زرین تن بھی متفکر ہے ہر ایک کے چہرے پر اُداسی چھائی ہے ہر وقت یہی خیال ہے کہ دیکھیے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے یہان فوج قلیل رہگئی ہے ناقوس جادو نے شاہ طلسم سے عرض کرکے فوج کثیر واسطے اپنی مدد کے منگوائی ہے اب اُسکے لشکر مین ساٹھ ہزار ساحر موجود ہین یہان کل تین ہزار ساحر رہگئے ہین اُنمین اکثر زخمی ہین اگر ابکی مرتبہ مقابلہ ہوگا تو کوئی ساحر ان تین ہزار ساحرون مین سے زندہ نہ رہیگا فقط طلسم کشا یا مین اور ناز جادو اور طاؤس زرین تن زندہ رہجائینگے یہ چند آدمی کیا کرینگے سوائے اسکے کہ بھاگ کر کسی درۂ کوہ مین جا کر چھپین گے ابھی ملکہ رشک بدر خواب سے بیدار ہو کر فرش خواب سے اُٹھی تھی وقت صبح کا تھا بیٹھی ہوئی اپنی بارگاہ مین خیالات مندرجہ بالا کر رہی تھی ناگاہ لشکر کفار مین دف و دائرہ بجے صدائے نفیر بلند ہوئی شور و غل بیحد ہوا ملکہ رشک بدر گھبرا کر اپنی بارگاہ سے باہر آئی دیکھا آمد لشکر کفار ہے ناقوس جادو سب سے کہ رہا ہے یارو آج آخر لڑائی ہے جلد چلو لشکر طلسم کشا کو گھیر لو مین ذی بجا و ذن تم سب بھی سحر کرو طلسم کشا کس کس کو عکس لوح ڈالکر ہوشیار کریگا آج سب کا خاتمہ ہی کردو ملکہ رشک بدر کو بھی اسیر کرلو ناز جادو کو مین اپنے ہاتھ سے گرفتار کرونگا طاؤس زرین تن کو زنار جادو گرفتار کریگا رہگیا طلسم کشا اسپر سحر نہ کرنا ترسول اور پنسول وغیرہ آلات آہنی لیکر ایکبارگی اُسپر حملہ کرنا کہانتک تیغ آبدار سے وہ قتل کریگا آخر تھک جائیگا بیہوش ہو کر گر پڑیگا لوح طلسمی مین اُتار لونگا سحر مین گرفتار کر لونگا آج سر شام تک یہانسے جانب شاہ طلسم کوچ کرونگا ناقوس جادو کے کہنے سے ساحرون مین جوش و خروش پیدا ہوا ہے ہر ایک سحر کی سواری پر سوار ہو رہا ہے سامری اور جمشید کو باواز بلند پکار رہا ہے شور و غل ہو رہا ہے ملکہ مذکورہ یہ حال مشاہدہ کرکے گھبرا کر بارگاہ بدیع الزمان مین آئی دیکھا کہ بدیع الزمان اُداس بیٹھے ہین طاؤس جادو سرنگون چپکا بیٹھا ہے ناز جادو بھی خاموش بیٹھی ہے ملکہ کو دیکھتے ہی طاؤس جادو اور ناز جادو دونون نے اُٹھکر سلام کیا ملکہ نے بدیع الزمان سے کہا صاحب کیسے بیٹھے ہو ہوشیار ناقوس جادو مع لشکر آتا ہے جلد حکم دو کہ لشکر تیار ہو میدان جنگ مین چلو تردد بیکار ہے جو کچھ تقدیر مین لکھا ہے وہی ہوگا امیہ بن عمرو ابھی تک نہین آیا نہین معلوم کہان جا کر بیٹھ رہا اگر زندہ ہوتا تو اب تک ضرور آتا شاید ساحرون کے ہاتھ سے مارا گیا یا قید ہو گیا اب اُسکا آنا دشوار ہے اگر اب آئیگا تو کیا ہوگا ہم مین سے شام تک کوئی زندہ نہ رہیگا یہ کہکر آنکھون مین اشک بھر لائی بدیع الزمان نے آہ سرد کرکے کہا اے ملکہ آجکی لڑائی آخری ہے ذرا غور سے میری جنگ دیکھنا دریائے لشکر کفار مین اپنا مرکب ڈالدونگا جو سامنے آئیگا اُسے قتل کرونگا کشتون کے پشتے لگا دونگا دریائے خون بہا دونگا یا آج خود بیہوش ہو کر گر پڑونگا ساحر لوح طلسمی میرے گلے سے اُتار کر مجھکو گرفتار کرلینگے یا جملہ ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہونگے یا بھاگ جائینگے یہ کہکر طاؤس زرین تن

سے کہا ای بہادرو جلد جاؤ لشکریون کو حکم دو کہ براے جنگ تیار رہون دشمن مع لشکر آیا ہی اُسنے کہو
ای دلاورو روانہ ہو آج لڑکر مر جاؤ میدان مین نام کر جاؤ مردون کے حق مین بھاگنا میدان
جنگ سے بہت برا ہی باعث ذلت و رسوائی کا ہی طاؤس زرین تن بصد رنج و محن بارگاہ
سے باہر گیا جملہ ساحرون سے حکم بدیع الزمان بیان کیا سبھون نے ہنسکے کہا آجکی لڑائی کے
لیے محض میدان جنگ مین جاکر جان دیدینا ہی اگر خوشی طلسم کشا کی یہی ہی تو خیر یہ کہکر بہت آبدیدہ
اُٹھے ایک دوسرے سے گلے ملا کلمات حسرت و یاس زبان پر جاری کیے ایک نے دوسرے
کو وصیت کی بعدہ راضی بمصلحت الٰہی ہو کر ہمراہ طاؤس زرین تن کے سحر کی سواریون پر سوار
ہو کر قریب بارگاہ طلسم کشا آئے بدیع الزمان بھی مع ملکہ رشک بدر اور ناز جادو کے
بھروسا خدا کی مدد پر کرکے بارگاہ سے نکلے وہ ساحر کہ جو ہم شبیہ امیہ بن عمرو تھا مرکب لیکر آیا
طلسم کشا گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ رشک بدر اور ناز جادو بھی سواریون پر سحر کی سوار
ہوئین اتنی دیر مین ناقوس جادو لشکر لیکر قریب آگیا طلسم کشا نے آگے بڑھکر میدان
مصاف مین پہونچکر مرکب کو روکا اُسوقت چند ساحر لشکر جانبین سے نکلے کوئی سحر سے برق
بنکر میدان کارزار کے درختون پر گرا اسب کو جلاکر خاک کر دیا کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ ابر
بروے فلک نمایان ہوا پانی برسنے لگا میدان جنگ کا تمام گرد و غبار دفع ہوگیا کسی ساحر
نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند و سرد چلی تمام خس و خاشاک میدان نبرد سے دفع ہوگیا گرمی
دور ہوگئی ہوا اور پانی کے برسنے سے سردی معلوم ہونے لگی جب اس طرح میدان کارزار
کی درستی ہو چکی ہر ایک ساحر مذکور نے اپنا اپنا سحر دفع کیا اُسدم بعوض نقیب اور کڑکیتون کے
بجے لشکرون مین بجے ساحر اُنکو سُنکر آمادۂ جنگ ہوے پھر صفین آراستہ ہوئین بعد صفون
کے آراستہ ہونے کے بھی دف و دائرہ وغیرہ ساحرون نے بجائے نام سامری و جمشید
کے باواز بلند زبانون پر جاری کیے اُسدم ناقوس ذی نواز جادو نے بکبر و نخوت اپنے
اژدر سحر کو صفوف لشکر سے باہر نکالا اور طلسم کشا سے مخاطب ہو کر باواز بلند یون کہنے لگا کہ ای
طلسم کشا مجکو تیرے حال پر رحم آتا ہی چاہتا ہون کہ تو قتل نہو زندہ اس طلسم سے نکل جا اپنے
والدین اور احباب سے جاکر مل تجکو بھی لازم ہی کہ مجکو اپنا دوست جانکر میرے کہنے پر عمل کر
لوح طلسمی اور میری محبوبہ کو میرے حوالے کر دے قسم کھاتا ہون خداوند سامری کی کہ اگر
تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو پھر مین بھی تیرے ساتھ نیکی کرونگا شاہ طلسم سے عرض
کر کے بہت زر و جواہر تجھے دلوادونگا تیری زندگی بعیش و راحت گذریگی اور اگر آج کے دن
بھی میرے کہنے پر عمل نہ کریگا بہت پچتائیگا ایسا وقت پھر تیرے ہاتھ نہ آئیگا نہ تو رہیگا نہ تیرے
لشکر کا نشان باقی رہیگا آج کی لڑائی آخری ہی سمجھ لے کہ تیری زندگی بھی آخر ہی اس فوج قلیل
سے کیا مقابلہ اور مجادلہ کریگا سر میدان ذلت اُٹھا کر گرفتار ہو جائیگا شاہ طلسم تجکو قتل کر ڈالیگا
بعد قتل روح کو تیری صدمہ ہوگا طلسم کشا نے برہم ہو کر مرکب کو بڑھا کر سامنے اُسکے جاکر
جواب دیا او کافر کیا بکتا ہی خاموش رہ ہم وہ شجاع و بہادر ہین کہ دشمن سے کہین نہین ڈرتے

ہین زخمی ہونا اور قتل ہونا بھاگنا اور ڈرنے سے بہتر جانتے ہین کبھی کسی حریف زبردست سے نہین
دبتے ہین گو میرے پاس لشکر قلیل ہی اور تیرے پاس لشکر کثیر ہی لیکن مجکو اپنے معبود کی اعانت پر بھروسا
ہی تو عبث مجکو ڈراتا ہی اور میرے حال پر رحم کرتا ہی مین ہرگز لوح طلسمی نہ دونگا جبتک زندہ ہون جنگ
سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا اگر خدا چاہیگا تو جلد تر تجکو سوے نار سقر روانہ کرونگا لشکر کو تیرے تہ تیغ کرونگا
اس طلسم کو بزور شمشیر آبدار فتح کرونگا شاہ طلسم کو قتل کرونگا ناقوس ذی نواز جادو نے جواب
دیا اے طلسم کشا یہ تیرا خیال خام ہی تو مجکو کیا قتل کریگا خداوند سامری نے میری زندگی کے باب مین
بڑا انتظام کیا ہی ہر ایک مجکو قتل ہی نہین کر سکتا میرا مرنا دشوار ہی نہ کوئی شخص تدبیر میرے قتل کی کریگا
نہ مین قتل ہونگا ہمیشہ زندہ رہونگا تو ہی آج قتل ہوگا تیرے ہی سر و تن مین جدائی ہوگی تیرا ہی خون
عرصۂ جنگ مین بہیگا ابھی ناقوس جادو یہ کہہ رہا تھا طلسم کشا برہم ہوکر جواب سخت دیا چاہتا
تھا ناگاہ جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا ناقوس جادو اور طلسم کشا وغیرہ مردمان ہر دو لشکر سوے
غبار دیکھنے لگے بعد ایک دم کے سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان خوبرو ترسول ہاتھ مین لیے
ہوے دوسرے ہاتھ مین ایک نے لیے ہوئے پیشانی پر قشقہ سیندور کا دیے ہوئے گلے مین چند مار سیاہ پہنے
ہوے جھولی اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوے ایک شیر پر سوار عجبات تمام اسطرح آتا ہی کبھی شیر مذکور سے کتا ہی
گرد اُڑتی ہی بلند ہوکر چل وہ شیر زمین سے بلند ہوکر بروے ہوا پرواز پیدا کرکے چلتا ہی کبھی وہ ساحر برہم ہوکر
کتا ہی تمازت آفتاب سے مجکو صدمہ پہونچتا ہی بالاے زمین بدستور سابق چل کر خاک نہ اُڑے وہ شیر بموجب اُسکے
حکم کے بروے زمین آتا ہی اور آہستہ آہستہ چلتا ہی وہ ساحر بہت آہستہ اُسکے چلنے سے غضبناک ہوکر ترسول اُسکے
سر پر مارتا ہی اور کہتا ہی او نابکار اب اسقدر آہستہ چلتا ہی کہ جیسے کوئی بیمار نہایت ناتوان راہ چلتا ہی وہ شیر ضرب
ترسول سے متاذی ہوکے چیختا ہی ایسا نعرہ کرتا ہی کہ تمام صحرا تھرا جاتا ہی کفار اُس ساحر کیطرف نظر غور سے دیکھ
رہے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ ساحر کون ہی کہانسے آتا ہی کہان جائیگا اُسکے چہرے سے آثار غیظ و
غضب ظاہر ہین نہایت بدمزاج معلوم ہوتا ہی شیر کو مارے ہی ڈالتا ہی عقل سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ساحر جلیل القدر
کلاہ زری مانند منڈیل کے سر پر پہنے ہی عجب نہین کہ اسکو شاہ طلسم نے براے قتل طلسم کشا روانہ کیا ہو
ابھی لشکریان ناقوس جادو یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ ساحر شیر سوار قریب دونون لشکرون
کے آیا شیر کو روک کر نعرہ کرکے پوچھا تم سب کون ہو کہانسے آئے ہو باہم کیون لڑنے کا ارادہ
کیا ہی درمیان مین کیا دشمنی ہی ابھی اُس ساحر شیر سوار کی تقریر ناتمام تھی کہ ناقوس ذی نواز جادو
نے ڈانٹ کر کہا تجکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی تو جدھر جاتا ہی چلا جا تیری تقریر سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہی تازہ وارد ہی اسی وجہ سے پوچھتا ہی کہ
کیون لڑتے ہو او نادان آگاہ ہو کہ یہ سامنے جو مرکب پر سوار ہی یہ طلسم کشا ہی اسی نے اس
طلسم مین آکر قیامت برپا کی ہی تمام دربند طلسم توڑ ڈالے ہین ہزارہا ساحرون کو مار ڈالا ہی
چند روز کا زمانہ ہوا ہی کہ مجکو شاہ طلسم نے واسطے اسکے مقابلہ کے روانہ کیا ہی مین نے یہان
آکر تین حصہ سے زیادہ لشکر اسکا قتل کیا ہی آج تمامی لشکر باقی ماندہ کو قتل کرونگا اور اسکو گرفتار
کرکے شاہ طلسم کے روبرو لیجاؤنگا خلعت و انعام پاؤنگا ساحر شیر سوار نے جواب دیا

ادخرس صورت مجھ ایسے ساحر ذیوقار سے اس طرح تقریر کرتا ہی میرے غضب سے نہین ڈرتا ہی
بیوجہ مجکو کلمات نامناسب کہتا ہی کیا مجھسے آگاہ نہین ہی مین حوالی صحراے عجائب کا حاکم ہون رہنے والا
اس طلسم کا ہون میمون شاہ مالک طلسم طمورث دیوبند نے مجکو نامہ لکھکر طلب کیا ہی نہین معلوم کیا ضرورت
ہی اسوقت مین وہین جاتا تھا اثناے راہ مین دو لشکر صف آرا دیکھکر اگر مین نے باعث جنگ وجدال
دریافت کیا تو کیا گناہ کیا مین رہنے والا صحراے عجائب کا ہون مجکو طلسم کشا کے حال سے مطلق
آگاہی نہین تھی اگر آگاہ ہوتا تو کیون پوچھتا تو بیکار مجھپر برہم ہوا ہی سر میدان اتنے آدمیون کے
سامنے تو نے مجکو کلمات نامناسب خلاف میری شان کے کہے ہین اب مجکو بھی یہ مناسب ہوا کہ طلسم کشا
کی خیرخواہی کرون یہ کہکر از حد غضبناک ہوکر ناقوس جادو سے کہا او بدزبان دور ہو لشکر کو اپنے
لیکر بھاگ جا خبردار ایک دم یہان توقف نہ کر تجکو شرم نہین آتی ہی کہ ساتھ اس لشکر کثیر کے میدان
مین آیا ہی اور بیچارے طلسم کشا سے کہ جسکے پاس فوج بہت ہی قلیل ہی آمادہ جنگ ہی یہ ظلم اچھا
نہین ہی خداوند سامری کا یہی حکم ہی کہ ظلم کسی پر نہ کرو بس میرے کہنے کو حکم شاہ طلسم کا جان کر
ابھی ابھی یہانسے چلا جا جبتک تو یہان سے نہ جائیگا مین بھی نہ جاونگا ناقوس نی نواز جادو نے
مثل مار سیاہ کے بل کھاکر جواب دیا او ساحر کیا بکتا ہی خاموش رہ تو ایک جنگلی ساحر ہی تیری
کیا عزت وحرمت ہی ساحر ذی شرف نہ ذیوقار مین ہون کہ مقرب بادشاہ ہون ہر وقت اُسکے
دربار مین رہتا ہون ہرچند کہ اُسکا ملازم ہون مگر شاہ طلسم مجکو اپنا قوت بازو جانتا ہی میری
ہی سبب سے آجتک یہ طلسم باقی رہا ہی ورنہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی ابتک یہ طلسم فتح
کرلیتا یا طلسم مذکور قریب بہ فتح ہوتا مین تجھ ایسے ناچیز اور ادنی ساحر کا ہرگز حکم نہ مانونگا اور
یہانسے نہ جاونگا او نالائق تو ایسا مغرور ہی کہ اپنے حکم کو حکم شاہ طلسم تصور کرتا ہی چھوٹا مُنہ بڑی
بات جا میرے سامنے سے دور ہو ورنہ ابھی نی بجاونگا دیوانہ ہو جائیگا پتھرون سے سر ٹکراکر
مرجائیگا میرے سحر کو دفع کر نہ سکے گا دیکھ یہ نی عطیہ خداوند سامری ہی اسکی آواز گویا آواز
طائر اجل ہی ساحر شیر سوار نے از حد غضبناک ہوکر للکار کر جواب دیا او ملعون خوک چہرہ سگ
صفت شغال سیرت اس درجہ اپنی تعریف کرتا ہی اپنی زبان سے اسقدر اپنی ثنا کرتا ہی تو نہایت
ہی نالائق ہی اگر تیرے پاس نی ہی تو میرے پاس بھی ایک نی ہی تجکو خداوند سامری نے دی
ہی مجکو خداوند جمشید نے عطا کی ہی تیری نی کی صدا سے حریف دیوانہ ہو جاتا ہی اور میری نی کی آواز
سے دشمن میرا دفعتاً شعلہ آواز سے جلکر خاک ہوتا ہی خیر آج میرے تیرے مقابلہ مین ایک
کیفیت ہوگی دیکھنے والے سیر خوب دیکھین گے آج میرے اور تیرے لڑائی نہین ہوگی بلکہ خداوند
سامری اور خداوند جمشید مین باہم جنگ ہوگی کیونکہ ایک عطیہ ایک خداوند کا تیرے پاس ہی
اور عطیہ ایک خداوند کا میرے پاس ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی پہلے مین دیوانہ ہوتا ہون کہ پہلے
تو جلکر خاک ہو جاتا ہی یا دونون برابر رہتے ہین ناقوس نی نواز جادو نے جواب دیا او مغرور
کیون مجھسے آمادہ جنگ ہی نمکخوار شاہ طلسم کا ہوکر عبث دشمن شاہ کی طرفداری کرتا ہی جا
دور ہو اگر شاہ طلسم تیرے حال سے باخبر ہو جائیگا تو برہم ہوکر تجھے قتل کریگا ساحر شیر سوار

جواب دیا او نابکار مردون کو اپنی بات کا خیال ہوتا ہی مین نے جو کچھ کہا ہی وہی کرونگا ہرگز بجاؤنگا
شاہ طلسم سے بھی نہین ڈرتا ہون مین بھی اپنے صحرا کا حاکم ہون بغیر قتل کیے یہانسے نجاونگا اب
دیر نہ کر نے بجا دیکھ یہ نے میرے پاس بھی ہی مین بھی نے بجاونگا آج ہر ایک نے کا امتحان ہو جائیگا دو نے نوازون
مین ایک نے نواز زندہ رہجائیگا ناقوس جادو نے عاجز ہو کر اور نہایت برہم ہو کر نے کو دہن سے
لگا کر نام سامری زبان پر جاری کرکے خاصکر اُسوقت اُسی ساحر شیر سوار کو دشمن اپنا تصور
کرکے نے بجانا شروع کیا اُدھر ساحر شیر سوار نے بھی نے بجانا شروع کیا مرزبان ہر دو لشکر دونون
نے نوازون کی صداے نے سننے لگے خیال کرنے لگے دیکھیے آج کیا ہوتا ہی ناقوس جادو تو نے نواز
تھا آج دوسرا نے نواز آیا ہی بیان کیا ہی داستان گویان رنگین بیان نے کہ اُدھر تو ناقوس جادو
مانند اطفال نادان کے ایسی بیہودہ طور سے نے بجاتا تھا کہ ہر ایک ساحر مارے ہنسی کے لوٹا جاتا
تھا اور ادھر وہ ساحر بھی مانند ناقوس نے نواز جادو کے بلکہ اُس سے بھی بری طرح نے بجاتا
تھا اُسکے نے بجانے پر جملہ ساحر زیادہ ہنستے تھے خصوصاً طلسم کشا اور ملکہ رشک بدر اور ناز
جادو کا تو مارے ہنسی کے عجب حال تھا ہنستے ہنستے ہر ایک کے آنسو نکل آتے تھے طلسم کشا
کثرت خندہ سے مرکب پر بیٹھ نہ سکتا تھا ملکہ رشک بدر اور ناز جادو بھی اپنی اپنی سواریون
سے ہنستے ہنستے گر پڑی تھین قریب تھا کہ فرط خندہ سے غش آجائے کنیزین ملکہ کو زمین سے
اُٹھا کر عرض کرتی تھین حضور طاؤس سحر پر سوار ہو کر تماشا دیکھیے اسقدر نہ ہنسیے دیکھیے ہنستے ہنستے
رخسار انور پر آنسو نکل آئے ہین ملکہ اُنکے سمجھانے سے پھر طاؤس سحر پر سوار ہو کر دونون
نے نوازون کیطرف دیکھتی تھین سی طرح ناز جادو کو بھی وہی کنیزین سمجھا کر کہتی ہین حضور آپ بھی
ہنس پر سحر کے سوار ہو جیے ہنسی کے مارے لوٹی نہ جائیے دیکھیے پوشاک تمام گرد آلود ہوگئی
ہی اشک نکل آئے ہین وہ بھی اُنکے کہنے سے پھر ہنس پر سحر کے سوار ہو کر سیر نے نوازون کی
دیکھتی تھی دونون نے نواز باہم آنکھین ملائے بے تکلف نے بجاتے تھے سب ہنستے تھے وہ ذرا
بھی نہ مسکراتے تھے اُنکے چہرون پر ذرا بھی ہنسی کا نام نہ تھا دمبدم ناقوس نے بجاتا جاتا تھا اور یہ
کہتا تھا یا خداوند سامری آج کیا ہی کہ صداے نے کچھ اپنا اثر نہین دکھاتی ہی یہ کہکر پھر نے بجاتا تھا
اسی طرح وہ ساحر بھی لحظہ لحظہ پکار کر کہتا تھا اے خداوند جمشید آج میری نے کو کیا ہوا کہ آواز اسکی
دشمن کے کان تک پہونچتی ہی اور وہ جلکر خاک نہین ہوتا ہی کیا تاثیر صداے نے کی جاتی رہی
ہی مین تو خوب بجا رہا ہون یہ کہکر پھر نے کو اُسی طور سے بجاتا تھا کسی کی نے کچھ بھی تاثیر نہ دکھاتی
تھی ناقوس جادو بار بار نے کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا یا خداوند سامری کیا تاثیر صداے نے کی
آپ نے دفع کر دی ہی نے بجاتے بجاتے کلہ جبڑا میرا تھک گیا ہی بلکہ درد ہونے لگا ہی یہ ساحر
ابھی تک اُسی طرح سے ہی دیوانہ نہین ہوتا ہی کیا باعث ہی یہ کہکر پھر نام سامری زبان پر
جاری کرکے نے بجاتا تھا ساحر شیر سوار بعد بہت بجانے نے کے نے کو رکھکر با آواز بلند
کہنے لگا اے خداوند جمشید مین آپکی مصلحت سمجھ گیا آپکو خداوند سامری اپنے چھوٹے بھائی
سے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی وجہ سے تاثیر صداے نے نہین کرتی ہی اور سامری کو بھی آپکے

بڑے ہونے کا لحاظ ہی اسی وجہ سے ذی ناقوس جادو کی بھی تاثیر نہین دکھاتی ہی خیر بہتر اب مین
ذی نہ بجاؤنگا اس نابکار کو اور طرح سے قتل کرونگا یہ کہکر ایک خنجر آبدار اپنی کمر سے کھینچا اور پکار کر
کہا ای ناقوس جادو اب مین ذی بجا چکا ہوشیار ہو جا کہ اس خنجر سے تجھپر وار کرونگا یہ خنجر نہایت
آبدار ہی دس اشرفیان دیکر اسے مول لیا ہی لوہا اسکا فولادی ہی دھار اسکی غضب کی ہی رگ جان
کو دھار اس خنجر کی قطع کرتی ہی بہت سے دشمنون کو مین نے اس خنجر سے ہلاک کیا ہی تجکو بھی اسی خنجر
سے ہلاک کرونگا ناقوس جادو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اول تو مین روئین تن ہون کوئی
تیغ اور خنجر سوائے اُس خنجر معلوم کے مجھپر اثر نہ کریگا دوسرے ذلیل کرنا اس ساحر کا منظور ہی
خنجر کی لڑائی سے انکار نہ کر یہ خیال کرکے اژدر سحر کو آگے بڑھا کر کہا او بداندیش اگر خنجر سے ارادہ
لڑنے کا ہی تو کچھ مجکو اندیشہ نہین ہی آ خنجر لگا دیکھون تو خنجر تیرا کیونکر مجھے قتل کرتا ہی مین روئین تن
ہون اُسنے اپنے شیر کو آگے بڑھا کر قریب تر اسکے جا کر خنجر علم کرکے اُسکے سر پر مارنا چاہا تھا
ناقوس نے سر اپنا جھکا دیا ساحر مذکور نے خنجر مذکور کو بقوت تمام اس طرح اُسکی گردن پر مارا
کہ سر اُسکا اُسکے تن سے جدا ہو کر بالائے زمین گرا پھر تن بیسر اسکا اژدر سحر سے بروے خاک
گر کر تڑپنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو او نابکار دیکھ اس طرح
عیاری کرکے تجکو مین نے قتل کیا یہ خنجر وہی ہی جس سے تیری قضا تھی یہ تو یہ کہکر خاموش ہوا
طلسم کشا نے گھوڑا بڑھا کر امیہ بن عمرو کو حالت خوشی مین شیر پر سے اُتار کر گلے لگا لیا اور
بہت تعریف کرکے کہا ای امیہ بن عمرو واقعی کیا خوب عیاری کی ہی عجب عنوان سے اس نابکار
کو مارا ہی ہمکو تمھاری عیاری کا مطلق خیال بھی نہ تھا اُسنے عرض کیا یہ فدوی رخصت ہو کر گیا
تھا خونریز جادو کو مار کر تمام میلہ کو لوٹ کر خنجر لیکر اس صورت سے یہان آیا اور یہ شیر
اصلی نہین ہی بلکہ مہر جادو ہی یہ فرزند خونریز جادو کا ہی اسنے میری اطاعت اختیار کی ہی مطیع
اسلام ہوا ہی بدیع الزمان اور ملکہ رشک بدر اور ناز جادو اور طاؤس زرین تن
اور جملہ ساحران لشکر طلسم کشا از حد شاد ہوے ہر ایک نے صدائے تحسین و آفرین بلند کی
مہر جادو کہ بصورت شیر تھا امیہ بن عمرو کے کہنے سے زمین پر لوٹ کر بشکل اصلی ہو کر
طلسم کشا کو سلام کرکے قدم پر گرنے لگا بدیع الزمان نے سر اُسکا اپنے سینہ سے لگایا پھر
بہت مہربانی اُسپر کی ابھی بدیع الزمان مہر جادو پر عنایت و مہربانی کر رہے تھے کہ ناگاہ
لاشہ ناقوس جادو کا تڑپکر سرد ہو گیا روح ساحر مقتول کی سوے سقر روانہ ہوئی اُسکے
مرنے سے نہایت تاریکی ہوئی ہوائے تند چلی آندھی سیاہ آئی بروے فلک لکہ ابر سیاہ پیدا
ہوے سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا آخرکار وہ تاریکی اور آندھی دفع ہوئی
آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ناقوس ذی نواز جادو بود بعد اس آواز آنے کے جانب صحرا
سے ایک بونڈلا گرد کا آیا وہ ناقوس جادو کی لاش مین لپٹ کر بلند ہوا پھر سوے شاہ طلسم
روانہ ہوا صاحب دفتر نے اس جگہ تحریر کیا ہی کہ جب ناقوس ذی نواز جادو قتل ہوا اور
طلسم کشا وغیرہ خوش ہوے سرداران لشکر ناقوس جادو نے نہایت غمگین ہو کر باہم کہا

بھائیو یہ وقت بہادری کا ہی اور ناقوس جادو کے خون کے عوض لینے کا ہی لازم ہی کہ اس طرح لڑو
کہ لشکر طلسم کشا مین کوئی زندہ نہ رہے سب کو قتل کر ڈالو طلسم کشا پر ہجوم کر کے مرکب سے گرا کر
بازو اور کلائی مین پسٹ کر لوح طلسمی چھین لو پھر گرفتار کر لو بعد ناقوس جادو ایسے سردار کے زندہ
رہنا بیکار ہی لڑ بھڑ کر مر جاؤ یا طلسم کشا کو اسیر کرو بھاگ کر روبروشاہ طلسم کے جانا خوب نہین ہی سبھون نے
کہا جو آپ کہتے ہین ہمارے نزدیک بھی یہ رائے اچھی ہی جب زنار جادو وغیرہ نے تمام لشکر
کو آمادۂ جنگ پایا بے تامل کل سپاہ کو ہمراہ لیکر طلسم کشا کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اُدھر سے بھی
جملہ بہادر بڑھے دونون لشکر مل گئے سحر کی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ایسی ہونے لگی کہ چشم فلک
نے کبھی نہ دیکھی تھی وہ ساحرون کا سحر کرنا وہ ملکہ رشک بدر اور ناز جادو کا اکثر سحر رد کرنا
طاؤس زرین تن کا فولادی گولے سحر کے مارنا صدہا لشکریان ناقوس جادو کو ہلاک کرنا ناز
جادو کا گوہر طلسمی دمبدم مارنا ادنی واعلے دشمنون کو ہلاک کرنا وہ رشک بدر کا گلدستہ پھولون
کا سحر کر کے مارنا اُسکا پھٹنا شعلے پیدا ہونا پھر شعلون کا ساحرون کو جلا کر خاک کرنا مہر جادو
کا ناریل چوٹی دار سحر کر کے دمبدم دشمنون پر مارنا اُسکا دیوانہ ہو کر خود اپنے تئین ہلاک کرنا
طلسم کشا کا وہ دلیرانہ لڑنا تیغ آبدار سے ہزارون ساحرون کو قتل کرنا دریاے خون کا عرصۂ
جنگ مین جاری ہونا لاش پر لاش کا گرنا لشکر طلسم کشا کا دمبدم آگے بڑھنا فوج دشمن کا پسپا
ہونا ساحران ہر دو لشکر کا قتل ہونا لاشون کا تڑپنا زخمیون کا نالہ و فریاد کرنا ساحران مقتول
کے مرنے سے دمبدم تاریکی کا ہونا آندھی کا آنا سنگباری اور ریر فباری کا ہونا زمین عرصۂ جنگ کا تھرّانا کبھی
بروے زمین ساحرون کا لڑنا گاہ بروے ہوا بزور سحر مقابلہ کرنا اور ایک کو دوسرے کا للکارنا طلسم کشا کا دمبدم
نعرے کر کے ساحرون کو قتل کرنا وہ بے سردار کی فوج کا بیدل ہونا وہ شرکاے طلسم کشا کا دلیرانہ
لڑنا موت کو اپنی زندگی خیال کرنا کیا تحریر کیا جاے قلم لکھنے سے عاجز ہی اس لڑائی کو اگر بتفصیل
لکھا جاے تو کئی جزو تحریر ہون چونکہ اختصار تحریر پر نظر ہی لہذا صرف اسقدر لکھا جاتا ہی کہ جب قریب
دوپہر خوب لڑائی ہوئی فوج ناقوس جادو کی جنگ سے عاجز ہو کر طالب امان ہوئی اُسوقت
بدیع الزمان نے جنگ سے ہاتھ روکا اور بآواز بلند کہا اے بہادرو اب دشمن طالب امان
ہوئے ہین اُنکو ہمنے امان دی ہی تم بھی انکو امان دو جنگ سے ہاتھ روکو یہ اقرار مطیع اسلام
ہونے کا کرتے ہین جب اس طرح بدیع الزمان نے کہا سب نے لڑائی سے ہاتھ روکا جو اُدھر
کا ساحر اُدھر کسی ساحر کو ہلاک کرتا تھا فوراً اُسنے اُسکو چھوڑ دیا اُسوقت پچیس ہزار ساحر کہ
اُنمین بہت سے سرداران لشکر تھے ازانجملہ زنار جادو اور گلعذار جادو اور آتش ریز
جادو اور صمصام جادو وغیرہ مع لشکر مذکور دست بستہ خدمت طلسم کشا مین آئے ہر ایک
نے سر اپنا قدم طلسم کشا پر جھکایا اور کہا اے طلسم کشا مین نے آپ سے دشمنی کی تھی ہمین سزا
دیجیے یا ہماری خطا کو عفو کیجیے ہم مطیع اسلام ہو کر آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے شاہ طلسم
سے ہمراہ آپ کے لڑینگے بدیع الزمان نے ازراہ عنایت و مہربانی ہر ایک کی خطا عفو
کر کے اور بہت الطاف و عنایت کر کے کہا اب تم سب مثل ناز جادو اور طاؤس زرین تن

کے ہو بھون نے یہ قدر دانی دیکھکر باہم کہا آجتک ہمنے شاہ طلسم کی اطاعت کی تھی ایسی کبھی عنایت اُسنے نہین کی تھی یہ خوش ہوے پھر ہمراہ رکاب طلسم کشا فرودگاہ لشکر پر آئے بدیع الزمان مرکب سے اُتر کر اپنی بارگاہ مین بصد خوشی داخل ہوے ملکہ رشک بدر اور زنانہ جادو اور طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران نامی اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین داخل ہوے امیہ بن عمرو بھی براے استراحت اپنے خیمہ مین گیا مہر جادو بھی ایک خیمہ مین مقیم ہوا یہان تو لشکر طلسم کشا مقیم ہوا ہی لیکن اب حال دیگر لکھا جاتا ہی کہ جب ہنگام جنگ زنار جادو وغیرہ سرداران سپاہ ناقوس جادو وغیرہ طالب امان ہو کر پچیس ہزار ساحر خدمت طلسم کشا مین آنے لگے تھے اُسدم سو ڈیڑھ سو ساحران سیہ قلب لشکر ناقوس جادو کے اطاعت طلسم کشا منظور نہ کر کے سوے شاہ طلسم نالان وگریان روانہ ہوے تھے احوال اُنکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

مگر اب احوال ساحران مقتول کا لکھا جاتا ہی

کہ اس لڑائی مین سات ہزار سے زیادہ ساحر قتل ہوے اور بہت سے زخمی ہوے لاشے اُن سب کے میدان جنگ مین پڑے تھے زاغ و زغن وغیرہ طائران گوشت خوار و چوپاے بھی بوے خون اور گوشت پاکر صحرا سے آئے تھے بدیع الزمان نے جانوران صحرا کے حال سے آگاہ ہو کر حکم دیا ہمارے لشکر کے جسقدر ساحر قتل ہوے ہین اُنکو دفن کر دو گوشت اُنکا جانوران صحرائی نہ کھائین اور جو ساحر سپاہ ناقوس جادو کے قتل ہوے ہین اُنکو پڑا رہنے دو وہ کافر ہین اُنکا گوشت جانوران صحرا کو کھا جانے دو ملازم بموجب حکم کاربند ہوے یہان تو لاشے ساحرون کے دفن ہو رہے ہین مگر اب احوال لاشۂ ناقوس جادو کا لکھا جاتا ہی اور کچھ حال دربار شاہ طلسم کا بھی تحریر کیا جاتا ہی کہ میمون شاہ مالک طلسم طمورث دیوبند بالاے تخت اپنے دربار مین بکبر و نخوت بیٹھا تھا وزرا و امراے ذیقدر اور بہت سے ساحران ذیجاہ حاضر دربار تھے شاہ مذکور اپنے وزرا سے کہ رہا تھا ناقوس جادو کو گئے ہوے کئی روز ہوے اس کئی روز کے زمانہ مین اُسنے فوج طلب کی تھی مین نے ساٹھ ہزار کے قریب ساحر ہمراہی سرداران مسمی صمصام جادو اور گلنار جادو اور آتش ریز جادو کے روانہ کیے تھے آجتک کچھ احوال معلوم نہوا کہ ناقوس جادو نے طلسم کشا سے لوح طلسمی کسی تدبیر سے لی ہو یا نہین اور یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کس طرح سے لڑتا ہو طلسم کشا کی فوج کا کیا حال ہو وزرا جواب مین دست بستہ عرض کر رہے تھے خداوندنعمت ناقوس جادو بلاے بے درمان ہی خوب لڑتا ہوگا لشکر طلسم کشا کا خاتمہ کر دیا ہوگا طلسم کشا اُس سے عاجز ہوگا کیونکہ اُسپر تلوار کارگر ہوتی ہی نہین ہی سحر کسی ساحر کا اثر نہین کرتا ہی ذُ اُسکی وہ ذُہی کہ جسکی صدا سے ساحران نامی تک دیوانے ہو جاتے ہین حضور کچھ فکر و اندیشہ نہ کرین عنقریب وہ طلسم کشا کو اسیر کر کے روبروے سرکار دولتمدار لے آئیگا اگر زیادہ تردد ہو تو کتاب سامری مین دیکھ لیجیے تمام حالات ظاہر ہو جائینگے یا طائران سحر کو روانہ کیجیے احوال دریافت کر لیجیے شاہ طلسم نے کہا طائران سحر کے روانہ کرنے مین اُنکے جانے اور آنے مین کچھ دیر ہوگی کتاب سامری لاؤ کہ ابھی اُسمین تمام احوال دریافت کر لین وزرا نے ارادہ کیا تھا کہ حسب الحکم شاہ کتاب سامری جا کر لائین یکایک بروے ہوا رونے کی آواز آئی شاہ طلسم

وغیرہ نے سوے فلک دیکھاہی تھاکہ دفعتہً اُس بونڈے یعنی سحر کے بیرون نے لاشہ ناقوس جادو
کا بروے زمین سامنے شاہ طلسم کے لاکرڈالدیا اوربہ فریاد وفغان کہا اے شاہ ذیجاہ ناقوس جادو
کو امیہ بن عمرو عیار طلسم کشا نے قتل کیاہی چونکہ ناقوس جادو اکثر ہمکو بھینٹ دیا کرتا تھاہم اُس سے
بہت خوش تھے آج آخری خدمت ہمنے اُسکی کی ہی کہ لاشہ اُسکا جنگاہ سے اُٹھاکر روبرو حضور کے
لے آئے ہین یہ کہکر نالہ و فریاد کرتے ہوے سوے صحرا چلے گئے شاہ طلسم لاشہ ناقوس جادو
کا مشاہدہ کرکے ایسا متحیر ہواکہ سکتہ سا ہوگیا وزرا امرا بھی حیران ہوگئے اور جتنے بڑے بڑے
ساحر دربار مین بیٹھے تھے سب کے چہرے فق ہوگئے ہرایک کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی دربار مین
سناٹا ہوگیا تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعدہ شاہ طلسم نے وزرا سے مخاطب ہوکر کہا ابھی تم کیا
کہ رہے تھے اُسکے برعکس ظہور مین آیا مجکو نہایت حیرت ہی کہ عیار نے اسکو کیونکر قتل کیا یہ تو
روئین تن تھا سحر بھی اسپر اثر نہ کرتا تھا عیار ساحر بھی نہ تھا وزرا نے عرض کیا خداوندیہ فدوی خود
حیران ہین کیا عرض کرین کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہی یہ واقعہ عجب حیرت انگیز ہی شاہ نے
فرمایا کتاب سامری ابتولاؤ پہلے اُسکی لڑائی کا احوال دیکھنا منظور تھا اب اسکے قتل ہونے کا
سبب دریافت کرین اُسوقت وزرا سے ایک وزیر چلاگیا اور کتاب سامری بصد ادب لاکر شاہ
کو دی اُسنے کتاب مذکور کو بہزار ادب لیکر اور چوم کر اپنے زانو پر رکھکر کھولا پھر یہ نیت کی کہ اے خداوند
سامری یہ تو ظاہر ہواکہ ناقوس جادو کو طلسم کشا کے عیار نے قتل کیاہی مگر اب یہ معلوم ہوجاے
کہ اُس عیار نے کیونکر اُسے قتل کیا کونسی عیاری کی جب یہ نیت کرکے کتاب سامری کے اوراق
پر نظر کی صاف ظاہر ہواکہ امیہ بن عمرو صحراے نرگستان مین گیا وہان ایک ساحر تھا اُسکا نام
خونریز جادو تھا اُسکے پاس ایک خنجر تھا اُسی خنجر سے ناقوس قتل ہوسکتا تھا عیار مذکور نے ساحر مذکور کو
قتل کرکے وہی خنجر لیکر تمام میلہ کا مال واسباب لوٹ کر ہمراہ مہر جادو کے لشکر مین آیا اور اسطور سے آیا کہ کسیکو
اُسکے حال سے آگاہی نہوئی کیونکہ مہر جادو عیار کے کہنے سے بصورت شیر بنا تھا عیار اُسپر ایک ساحر کی
صورت بنکر سوار ہوا تھا ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے ہاتھ مین ایک نَے لیے تھا جب قریب اپنے
لشکر کے آیا دیکھا اُسنے دو لشکر صف آرا ہین پہلے اُسنے بہت سی باتین کین ناقوس جادو نے جواب
دیے بعدہ اُسنے بھی نَے بجائی اور اُسنے بھی بیہودہ طور سے نَے بجائی تا دیر دونون نَے بجایا کیے مردمان
ہر دو لشکر خوب ہنسا کیے عیار کی نَے تو ایک واہیات سی نَے تھی اُسمین کوئی عمدگی نہ تھی اور نہ اُسکی صدا
مین کچھ اثر تھا اُسکی آواز سے ناقوس کو کیا ضرر ہوتا ہان ناقوس جادو کی نَے البتہ پُر اثر تھی اُسکی
آواز سے عیار مذکور اسوجہ سے دیوانہ نہوا کہ اُسکے پاس انگشتر جمشیدی تھی اور اُسنے وہ انگوٹھی
بارش جادو سے پائی تھی اور مہر جادو کہ بصورت شیر نر تھا وہ اس سبب سے دیوانہ نہوا کہ عیار
نے اُسکے کانون مین روئی خوب بھردی تھی صداے نَے وہ نہ سنتا تھا جب عیار مذکور نَے بجا چکا
اور سب مردم دونون کی نَے بجانے پر خوب ہنس چکے وہی خنجر عیار مذکور نے اپنی کمر سے کھینچا اور
ناقوس جادو پر حملہ آور ہوا ناقوس نے خیال کیا کہ مین روئین تن ہون یہ خنجر مجھپر اثر نہ کریگا
یہ خیال کرکے خود اپنا سر جھکا دیا عیار نے خنجر جو مارا سر اُسکا کٹ گیا اسی طور سے یہ مارا گیا آب

عیار اپنے خیمہ مین ہی جو مال و اسباب میلہ سے لایا تھا وہ ایک صحرا مین چھوڑ کر آیا ہی شاہ طلسم تمام حال
دریافت کرکے بے اختیار ہنسنے لگا صدمہ ناقوس جادو بالکل دل سے دور ہوگیا وزرا وغیرہ نے
دست بستہ پوچھا ای شاہ ذیجاہ اسوقت باعث حضور کے ہنسنے کا کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم غلامون کو
بھی اس ہنسنے کے سبب سے آگاہ فرمائیے شاہ مذکور نے کتاب بند کرکے کہا عجب طور سے عیار
نے اسکو قتل کیا ہی یہ کہکر تمام حال جو کتاب سامری سے دریافت ہوا تھا بیان کیا جملہ اہل دربار
ہنسنے لگے شاہ بھی بہت ہنسا بعد ہنسنے کے حکم دیا لاشہ ناقوس ذی نواز جادو کا یہانسے اُٹھا کر
موافق ہماری ملت کے جلا دیا جائے ملازم شاہ اُسی وقت لاشہ مذکور کو اُٹھا لیگئے یہان شاہ
بھی بار بار عیاری عیار پر بے اختیار ہنس رہا ہی اہل دربار بھی کچھ لحاظ و ادب بادشاہ کا نہ کرکے
بے اختیار ہنس رہے ہین شاہ وزرا سے کہہ رہا ہی اگر عیار طلسم کشا کا ایسی مضحک عیاری کرکے
ناقوس کو قتل نہ کرتا تو ابھی مین کسی ساحر یا طائر سحر کو روانہ کرکے عیار کو گرفتار کرا کر قتل کرتا شاہ
مذکور ابھی وزیرون سے یہ کہہ رہا تھا کہ وہی سو ڈیڑھ سو ساحر روتے پیٹتے ہوے عجب حال پریشان
سے خدمت شاہ مین آکر پہلے بموجب دستور مجرا گاہ سے آداب و تسلیمات بجا لا کر دست بستہ
تمام حال لڑائی کا اور قتل ہونا ناقوس جادو کا عرض کرنے لگے شاہ نے اشارہ سے کہا دور
ہو وہ ساحر دربار سے نکلکر ایک سمت چلے اثنائے راہ مین باہم کہتے جاتے تھے دیکھ لینا یہ طلسم
لوٹ جائیگا شاہ طلسم ضرور ہی طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ہمکو شاہ کے عیش پسند ہونے
سے صاف ثابت ہوگیا ہی ہمنے تو رو رو کر تمام حال ناقوس ذی نواز جادو کے قتل ہونے کا بیان
کیا شاہ نے ہنسکر اشارہ سے کہدیا چلے جاؤ خوب ہوا ناقوس جادو مارا گیا جب شاہ کی
یہ حرکتین بیہودہ ہین تو کاہیکو ساحران نامی طلسم کشا سے جاکر لڑینگے جانفشانی کرینگے ہر ایک
ساحر زبردست حکم شاہ سے جائیگا تو طلسم کشا کا شریک ہو جائیگا جان اپنی نہ دیگا ہمنے بیوقوفی
کی کہ مثل زنار جادو وغیرہ کے شریک طلسم کشا نہوے یہان چلے آئے ساحران مذکور تو
برہم ہو کر دربار سے نکلکر باہم بکتے ہوے جاتے ہین لیکن اب حال شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہی
کہ یہ اپنے تخت پر دربار مین بیٹھا تھا فکر مین تھا کہ اب کس ساحر نامی کو برائے مقابلہ طلسم کشا روانہ
کرون ناگاہ باران جادو پدر زنار جادو کا خیال آیا فوراً ایک نامہ حسب المطلب لکھوا کر سر نامہ پر
اپنی مہر کرکے طائر سحر کو دیا وہ نامہ مذکور منقار مین دبا کر جانب دریائے ہفت جوش روانہ ہوا
بعد قطع راہ دریائے مذکور پر پہونچکر وہ نامہ باران جادو محافظ دریائے ہفت جوش کو
دیا اُسنے بصد تعظیم نامہ لیکر عبارت نامہ سے آگاہ ہو کر مع اپنے مردان لشکر کے کہ تعداد مین اسی
ہزار تھے سب کو ہمراہ لیکر عقاب سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم مین
حاضر ہوا بعد تسلیم کے شاہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا جب وہ برابر ساحران ذیوقار کے بیٹھ
چکا شاہ طلسم نے اُس سے کہا ہمنے تمکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ فی زمانہ ہمارے طلسم مین شاہزادہ
بدیع الزمان نامی ایک مسلمان کہ فرزند حمزہ صاحبقران کا ہی آیا ہی لوح طلسمی اسکو دستیاب
ہوگئی ہی تمام در بند طلسم اُسنے فتح کرلیے ہین طلسم باطن مین آچکا ہی فی الحال ناقوس ذی نواز جادو

کو اُسکے عیار نے قتل کیا ہی یہ سب واقعات تونے سنے ہونگے اب تجکو لازم ہی کہ تو مع اپنے لشکر کے مقابلہ طلسم کشا کے واسطے جا جہانتک ہوسکے لوح طلسمی اُس سے لیکر اسکو گرفتار کرکے ما بدولت کے پاس لے آ اُسنے دست بستہ عرض کیا فدوی نے احوال طلسم کشا کے آنے کا سُنا تھا اور پی دریپی خبر ساحران نامی کی قتل ہونے کی بھی سُنی تھی بجاے خود کہتا تھا کہ اگر شاہ عالیجاہ مجکو روانہ کرتے تو مین ایک روز مین طلسم کشا کو اسیر کرلیتا تمام لشکر کو اُسکے دریاے سحر مین ڈبو دیتا ناگاہ عتاب خداوند سامری سے نامہ حضور کا پہونچا جس درمطلب کا جویا تھا اُسے پاکر نہایت خوش ہوکر خدمت عالی مین آیا اب حسب الحکم یہ کمترین جاتا ہی حضور کے اقبال سے اور لطف خداوند سامری سے لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کرکے طلسم کشا کو کسی تدبیر سے اسیر کرکے روبروے حضور لاتا ہی شاہ طلسم نے اُسکی تقریر سُنکے اُسے خلعت رخصت دیکر اجازت جانے کی دی ساحر مذکور دربار شاہ طلسم سے اُٹھکر تخت سحر پر سوار ہوکر مع اپنے لشکر کے بکرو فر روانہ ہوا اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے احوال اسکا پھر گذارش کیا جائیگا

لیکن اب احوال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی

کہ بعد قتل ہونے ناقوس ذی نواز جادو کے جب وہ روز گذرا اور شب بھی بخوشی تمام گذری وقت سحر بعد فراغ نماز سحر بدیع الزمان اپنی بارگاہ فلک جاہ مین آکر بیٹھے طاؤس زرین تن وغیرہ ساحران نامی بارگاہ مین آکر آداب و تسلیمات بجالائے پھر بحکم بدیع الزمان ہر ایک ساحر دیو قار موافق اپنے مرتبہ کے بارگاہ مین بیٹھا اتفاق سے اُسوقت کچھ ذکر ایک صحراے سبزہ زار کا ہوا ذنار جادو اور صمصام جادو نے عرض کیا حضور اُس صحراے سبزہ زار مین چرند و پرند بکثرت ہین ہزار ہا ہرن سبزۂ شاداب کے سبب سے اُس سبزہ زار مین نظر آتے ہین اُس صحراے سبزہ زار مین شکار کھیلنے کا لطف ہی بدیع الزمان نے پوچھا وہ صحراے سبزہ زار یہانسے کتنی دور ہی اُنھون نے عرض کیا دور تو ہی مگر اسقدر دور نہین ہی قریب دو منزل کے ہی چونکہ بدیع الزمان نے ایک مدت سے شکار نہین کھیلا تھا اور کوئی ساحر نامی مع لشکر مقابلہ کو بھی اُسوقت تک نہین آیا تھا بے اختیار شوق شکار مین حکم دیا کہ جلد سامان شکار کا کیا جاے ہم براے شکار جائینگے دو تین روز صحراے سبزہ زار مین رہکر اچھی طرح چرند و پرند کا شکار کرکے چلے آئینگے ساحران نامی نے عرض کیا بہتر ہی تشریف لیجایئے اگر حکم ہو تو ہم بھی ہمراہ رکاب چلین بدیع الزمان نے جواب دیا تم سب لشکر ہی مین رہو تمھارے یہان رہنے سے مین بیفکر رہونگا یہ کہکر خاموش ہوے بعد تھوڑی دیر کے امیہ بن عمرو نے آکر عرض کیا حضور سامان شکار ہو چکا ہی اگر مناسب ہو تو مرکب پر سوار ہوجیے فصل گرما کی ہی جلد منزل مقصود کیطرف روانہ ہوجیے ورنہ بعد پہر دو پہر کے تمازت آفتاب سے راہ چلنا دشوار ہوگا بدیع الزمان امیہ کی گفتگو سُنکے فی الفور اُٹھکر مرکب پر سوار ہوکر امیہ بن عمرو وغیرہ تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لیکر جانب صحراے سبزہ زار روانہ ہوے اثناے راہ مین وقت تمازت آفتاب ٹھہرتے ہوے ایک روز اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچے ملازمون نے ایک مقام لائق بارگاہ و خیام تجویز کرکے فی الفور

بارگاہ برپا کی اور اپنے واسطے ایک خیمہ استادہ کیا بدیع الزمان نے صحرا کو بنظر غور دیکھا
عجب صحراے سبزہ زار ہی کہ قبل اسکے کبھی نہ دیکھا تھا بہار اُس صحرا کی مرغوب طبع ہی ہوا سرد نہایت
مفرح قلب ہی کوسون تک سبزۂ شاداب کا زمین پر فرش تھا وہ سبزۂ شاداب نرم و سبز
ایسا تھا کہ مخمل سبز بھی اُس سے خجل تھی درمیان صحرا کے کئی نہرین ہر ایک طرف روان تھین پانی
ہر ایک نہر کا لطافت و شیرینی مین مانند آب حیات کے تھا ہر ایک درخت پر ثمر اُس صحرا کا عجیب و
غریب تھا عجب عجب درخت صحرائی تھے اور عجیب و غریب اُنکے ثمر تھے کہ کبھی دیکھنے مین نہ آئے
تھے چرند اور پرند بیحد و بے شمار تھے تمامی صحرا چرند و پرند سے بھرا ہوا تھا صدہا طائران خوش الحان
انواع و اقسام کے نغمے کرتے تھے اِدھر سے اُڑکر اُدھر جاتے تھے جس درخت پر وہ طائران
خوش الحان بیٹھکر نغمہ سرا ہوتے تھے وہ اُنکے نغمون سے وجد مین آتا تھا ہواے معتدل سے
شاخین اُسکی جنبان ہوتی تھین یا حالت وجد مین اُسکو حال آتا تھا خوشی سے گویا نہال ہوا جاتا
تھا اثمار خوش ذائقہ اپنے اُن طائرون پر نثار کرتا تھا بار بار ثمر درخت سے بالاے زمین گرتے
تھے اثمار ہر درخت کے خوش ذائقہ انار و سیب ولایتی سے گوے بھی لے گئے تھے علاوہ درختان
مذکور کے اور فرش سبزۂ شاداب کے گلہاے خودرو اُس صحرا مین ایسے تھے کہ گلہاے باغ
ارم بھی اُنکی رنگ و بو سے شرمندہ و خجل تھے ہر ایک پھول خوبی و خوشرنگی مین بےمثل و نظیر تھا باغبان
قدرت نے اُن گلہاے رنگارنگ کو شگفتہ کیا تھا ہر ایک پھول سے کد یورجہان آشکار تھی
وہ زرد و سرخ و سفید وغیرہ گلہاے مختلف کا صحرا مین شگفتہ ہونا نہایت طبع کو مرغوب تھا
اُنکی سیر سے غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل ہوتی تھی واقعی وہ صحراے سبزہ زار بہتر از گلزار تھا غزالان
شوخ چشم و چالاک لاتعد و لاتحصے ہر طرف غول کے غول نظر آتے تھے اُنکی شوخی و چالاکی
کا کیا ذکر کیا جائے اکثر معشوقان خوبرو بھی مثل اُنکے شوخ و چالاک ہونگے اگر آنکھین اُنکی معشوقان
سحر نگاہ ایک نظر دیکھ لین تو اپنی خوش چشمی پر مغرور نہون بدیع الزمان اُن غزالون کو دیکھکر
اور صحراے سبزہ زار پر نظر کرکے بہت خوش ہوے پھر امیہ بن عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا
ایسا صحراے سبزہ زار اور ایسا مقام شکار ہمنے کبھی نہ دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے یہان آنا
ہوا دل تو یہی چاہتا تھا کہ ہمیشہ اسی صحرا مین رہیے مدام سیر و شکار کیجیے لطف زندگی حاصل کیجیے
لیکن مجبوری ہی طلسم کو فتح کرنا ہی شاہ طلسم سے لڑنا ہی امیہ بن عمرو نے عرض کی فی الحقیقت
یہ صحراے سبزہ زار نہایت پربہار ہی جو کچھ فرمائیے بجا ہی آج فدوی نے ایسا صحراے پربہار
دیکھا ہی قبل اسکے نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا بدیع الزمان تقریر امیہ بن عمرو کی سُنکے مرکب
طلسمی سے اُترکر بارگاہ مین آئے کشتی شراب کی طلب کی جب ملازم کشتی شراب ناب کی مع ساغر و
شیشہ کی روبرو لائے اور ایک ساقی نے چند جام شراب تند و تیز کے بھر بھر کر بدیع الزمان
کو پلائے کسل راہ دور ہوا دل کو سرور حاصل ہوا بعد میکشی اور کچھ گزک کے بدیع الزمان
مرکب پہ سوار ہوے دو چار آدمیون کو حفاظت بارگاہ کے واسطے چھوڑکر امیہ اور دیگر اشخاص
کو ہمراہ لیکر مع سامان شکار ایک جانب روانہ ہوے اُسوقت بدیع الزمان عجب شان سے

چلے جاتے تھے کمان کیانی ہاتھ مین تھی بالاے پشت قریب شانہ کے ترکش تھا اسمین تیر جان ستان بھرے ہوے تھے کمر مین تیغ آبدار تھی گلے مین لوح طلسمی تھی مرکب طلسمی مانند معشوقان خوش خرام کے قدم اُٹھاتا تھا امیہ بن عمرو زین پوش پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عقب سواری تھوڑے سے مردم تھے ہر ایک کے پاس سامان شکار رہتا باز بحری جرہ باشہ وغیرہ طائران شکاری ہر ایک کے پاس تھے بیان کیا ہے داستان گویان نامور نے کہ طلسم کشا نے تھوڑی دیر مین ہزارہا پرندون کا شکار کرکے غزالون کیطرف توجہ کی ایک پہر بھر کی مدت مین کئی سو غزال شکار کیے اُسوقت امیہ بن عمرو نے عرض کیا حضور بس اسوقت اسی قدر شکار پر اکتفا فرمائیے زیادہ شکار کرنا بیکار ہے ان جانورون کو بارگاہ تک لیجانا دشوار ہے اسقدر غزال اور اتنے طائران حلال کون کھائیگا فصل گرما کی ہے لشکر حضور بھی یہانسے دور ہے ورنہ لشکر مین یہ سب چرند و پرند شکار کیے ہوے بھجوا دیے جاتے اب یہ سب پڑے رہین گے گوشت انکا دو چار پہر مین خراب ہو جائیگا بدیع الزمان نے اُسکی گفتگو سُنکے خیال کیا کہ یہ سچ کہتا ہے واقعی بہت سے پرند اور بہت سے غزال شکار کیے ہین اب زیادہ شکار کرنا اچھا نہین ہے یہ خیال کرکے وہانسے چلے بہزار دشواری وہ تمام چرند و پرند ملازمان بدیع الزمان صحرا سے اُٹھا کر ہمراہ رکاب طلسم کشا بارگاہ کے عقب مین لائے خیمہ مین سب جانوران مذبوح کو رکھا بدیع الزمان مرکب سے اُتر کر بارگاہ مین داخل ہوے پھر حکم دیا کہ چرند و پرند کے کباب نہایت خوبی سے تیار کیے جائین ملازم کاربند ہوے کباب تیار کرنے لگے اُدھر بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے پھر کشتی مرطلب کی ساقی بدستور کشتی مر روبرو لایا مر پلانے لگا تھوڑی دیر مین کباب بھی تیار ہوے ملازم تکلف تمام کباب قابون مین رکھکر روبرو لائے بدیع الزمان بعد میخواری کے بطرز گزک وہ کباب کھانے لگے اور ملازمون سے کہا تم بھی جاکر جہانتک ممکن ہو چرند پرند کے کباب کھاؤ وہ بھی خوش ہو کر کباب کھانے لگے امیہ بن عمرو بھی اپنے خیمہ مین بعد شراب پینے کے کباب کھانے لگا یہان تو ہر ایک صحراے سبزہ زار مین بخوشی وخرمی فروکش ہے سیر صحرا کی کرتا ہے شراب پیتا ہے کباب کھاتا ہے طلسم کشا بھی بعیش وعشرت اپنی زندگی بسر کرتا ہے ہر روز جسوقت دل چاہتا ہے بارگاہ سے برآمد ہو کر شکار کھیلتا ہے اسکو تو اِسی صحرا مین چھوڑا جاتا ہے احوال اسکا پھر بیان کیا جائیگا

مگر اب احوال باران جادو پدر ناز جادو کا لکھا جاتا ہے

کہ جب یہ ساحر ذیوقار خلعت زرتار پہنکر حکم شاہ طلسم سے مع لشکر روانہ ہوا اثناے راہ مین اِسکو خیال آیا کہ اے باران جادو تو نے ایک زمانہ سے اپنی دختر نیک اختر کو اور اپنی زوجہ پری پیکر کو بوجہ ملازمت حفاظت دریاے ہفت جوش کے نہین دیکھا ہے آج اُنکو جاکر اچھی طرح دیکھ لے ہر ایک سے رخصت ہولے ہر چند کہ تو ساحر زبردست سے ہر تیرے آگے لشکر طلسم کشا کے ساحرون کی کیا حقیقت ہے سب کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالیگا لیکن طلسم کشا سے جان کا خوف ہے کیونکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے علاوہ اُسکے شاہ طلسم سے سُنا ہے کہ عیار طلسم کشا کا نہایت چالاک ومکار ہے فی الحال اُسنے ناقوس ذی نواز ایسے ساحر کو قتل کیا ہے

کہ جسکا قتل ہونا دشوار تھا تو اپنی زندگی کا بھروسا نہ کر دشمنون کے مقابلہ کے واسطے چلتا ہو
خوف جان ضرور ہی یہ خیال کرکے اپنے سرداران سپاہ رعد جادو اور برق شعلہ بار جادو
اور فریب جادو اور مکار جادو سے کہا ہمارا دل چاہتا ہو کہ واسطے تھوڑی دیر کے ہم اپنے
قصر مین چلین اہل و عیال کو اپنے دیکھ لین لڑنے جاتے ہین ہر ایک سے رخصت ہو لین اُنھون نے
عرض کیا ای سردار ہمارے رائے آپکی نیک ہو ضرور تشریف لیچلیے اہل و عیال کو دیکھ لیجیے بلکہ دو
ایک روز اپنے دولتسرا مین تشریف رکھیے بعد ازان برائے مقابلہ طلسم کشا چلیے گا وہان فقط
حضور کے جانے کی دیر ہو ایک ادنے سحر مین لشکر طلسم کشا کو غارت کر دیجیے گا یا جس اپنے ماتحت
ساحر سے فرمایئے گا وہ سب کو ہلاک کر ڈالیگا ہان طلسم کشا کا گرفتار کرنا البتہ کسی قدر مشکل ہے
کیونکہ اُسکے پاس لوح طلسمی ہو اسپر سحر کسی کا اثر نہ کریگا اُسکے بارے مین اور کوئی تدبیر کیجائیگی پہلے کسی
مکر و فریب سے لوح طلسمی لیکر اُسکو گرفتار کر لینگے ہم سب ہمراہ حضور طلسم کشا کو اسیر کرکے روبرو
شاہ طلسم لیجائینگے تمامی طلسم مین آپکا شہرہ ہو جائیگا شاہ طلسم آپ سے از حد شاد ہوگا زر و جواہر
مال و اسباب انعام مین دیگا باران جادو نے جواب دیا جو کچھ تمنے کہا از راہ خیر خواہی کہا ہو کیا
معلوم وہان جانے سے کیا ہو مشہور ہو جنگ دو سردار دہ ہمکو اپنی جان کا بھی خوف ہو اور یہ بھی
خیال ہو کہ سب دشمنون پر فتح پائینگے بس امید و بیم ضرور ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو یقیناً وہی ہوگا جو مقدر
مین لکھا ہوگا یہ باتین کرتا ہوا اپنے مکان تک پہونچا ابھی اپنے مکان مین داخل ہوا تھا کہ رونے
کی آواز سُنی گھبرا گیا حواس خمسہ بجا نہ رہے دل مین کہنے لگا یہ کون رو رہا ہو گھر مین کیا کوئی مر گیا
ہو یہ خیال کرتا ہوا لشکر کو علیحدہ مکان سے ٹھہرا کر جلد اپنے قصر مین داخل ہوا دیکھا زوجہ اُسکی
معراج جادو بستر خواب پر پڑی ہو حال اُسکا متغیر ہو گرد اُسکے چند کنیزین بیٹھی ہین کوئی رومال
جھل رہی ہو کوئی جام دوا کا تیار کرکے لائی ہو کہتی ہو ای ملکہ ہماری یہ ٹھنڈائی پی لیجیے زیادہ
رنج نہ کیجیے خداوند سامری آپکی دختر سے حضور کو ملا دینگے یہ کہکر وہ روتی ہو اُسکے ساتھ اور
کنیزین بھی روتی ہین معراج جادو اُنکی باتین سُنکے اور اُنکو گریان دیکھ کے خود بھی روتی ہو
باران جادو یہ حال دیکھکر قریب تھا کہ صدمہ سے ہلاک ہو جائے کیونکہ اپنی زوجہ کو قریب المرگ
پایا تھا اور ناز جادو کو گھر مین نہ دیکھا تھا بلکہ کہنے سے یہ سُنا تھا کہ ای ملکہ نہ رویے صبر کیجیے
سامری دختر سے ملا دینگے ساحر مذکور تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار با آواز بلند رونے لگا کنیزین
اُسکو دیکھکر کھڑی ہو کر پہلے تو آداب و تسلیمات بجا لائین پھر زیادہ آبدیدہ ہوئین باران جادو
نے ضبط گریہ کرکے پوچھا ای نرگس اور ای سوسن سچ کہنا کیا ہوا تم کیون روتی ہو یہ تو ظاہر
ہو کہ میری زوجہ خوبرو علیل ہو لیکن یہ بتاؤ کہ میرے نور نظر پارۂ جگر دختر نیک اختر کہان ہو اُنھون نے
دست بستہ عرض کیا خداوند ہمکو صرف اسقدر معلوم ہو کہ آپکی دختر خوش جمال برائے سیر خانہ باغ
ایک روز تنہا گئین تھین پھر وہان سے پلٹ کر نہین آئین ہم اپنی عقل و فہم کے ذریعہ سے یہ کہتے ہین
کہ وہ دختر مہ جبین نہایت ہی حسین ہو کوئی دیو یا جن تھا کہ اُسے اُٹھا کر باغ سے لیگیا ہو اُس روز
سے آپکی زوجہ فراق دختر مین مبتلا ہو کر صدمۂ جدائی اُٹھا کر علیل ہو گئین ہین روز و شب رویا

کرتی ہین ہم سب بھی روتے ہین اسکے سوا اور کچھ ہم نہین جانتے ہین باران جادو یہ حال پرملال سنکے
اپنی زوجہ کے پاس گیا دیکھا احوال اُسکا اچھا نہین ہی کبھی ہوش مین آتی ہی تو آہ کرکے روتی ہی کہتی ہی اے
ناز جادو تو کہان ہی مین اب مرتی ہون ذرا اپنی صورت زیبا دکھا جا گاہ فرط الم سے غش آجاتا ہی باران جادو
یہ حال دیکھکر مانند ابر باران گریان ہوکر پکارا صاحب ذرا ہوشیار ہو مین آیا ہون ہاے یہ کیا غضب ہوگیا
تمھاری یہ حالت ہی کہ دیکھے سے مُنھ کو کلیجہ آتا ہی لڑکی کا یہ سانحہ جانگداز ہی کہ جسکے صدمے سے مرغ روح قفس
تن سے نکلا جاتا ہی ہاے دفعۃً یہ کیا ہوگیا کیسی تباہی و بربادی ہوگئی یہ کہکر باواز بلند رونے لگا کنیزین
مواج جادو کو ہوشیار کرنے لگین اور کہنے لگین ای ملکہ ہوشیار ہوجیے دیکھیے ناز جادو کے والد آئے ہین
رو رہے ہین آپکو پکارتے ہین ذرا آنکھین کھولیے مُنھ سے بولیے مواج جادو کنیزون کے ہوشیار کرنے سے
ہوشیار ہوئی اپنے خاوند کو دیکھکر ناز جادو کو یاد کرکے رونے لگی کنیزون نے عرض کیا حضور زیادہ نہ روئیے
دیکھیے صدمہ سے یہ تو حال ہوگیا ہی باران جادو نے اپنی زوجہ سے حال دختر دریافت کیا اُسنے کہا
مجھے معلوم نہین ہی مین نے اُسکی ہمجولیون اور اُن کنیزون سے بھی سُنا تھا کہ ناز جادو باغ مین گئی تھی پھر وہان سے
نہین آئی نہین معلوم کون لیگیا باران جادو نے پوچھا تمنے اوراق جمشیدی مین یا کتاب سامری مین دیکھا ہوتا
حال دریافت ہو جاتا اُسنے کہا مین نے اوراق جمشیدی مین تو نہین دیکھا صدمہ بیحد سے کچھ خیال اوراق کے
دیکھنے کا ذہن مین نہ آیا حواس میرے جاتے رہے عقل سالم نرہی بیشک مجھ سے نادانی امر بیوقوفی ہوتی خیر
جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب تم اوراق جمشیدی مین دیکھو باران جادو نے فی الفور اوراق مذکور نکالکر اپنی دختر کا
خیال کرکے ورق پر نظر کی اُسمین صاف یہ لکھا پایا کہ ای باران جادو ایکروز ناقوس فیلواز جادو اسطرف آیا
تھا تیری دختر کو دیکھکر عاشق ہوا تھا بعدہ اُسنے اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ شوقیہ لکھکر روانہ کیا تھا اثناے راہ
مین اُس ملازم سے امیہ بن عمرو نے بعیاری نامہ اُس سے لیلیا اور یہان آیا جواب نامہ یہانسے لیگیا دوبارا پھر
ایک نامہ لیکر آیا تیری دختر نے اشارہ سے کہا باغ مین ٹھہر مین آتی ہون وہ عیار بصورت ملازم ناقوس جادو
کے تھا جب ناز جادو اُسکے پاس گئی اُسنے اُسکو بیہوش کیا پھر پشتارہ اُسکا اُٹھاکر اپنے لشکر مین لیگیا اب تیری دختر
لشکر طلسم کشا مین ہی مطیع اسلام ہوگئی ہی باران جادو یہ حال دریافت کرکے نہایت برہم ہوا زوجہ سے کہنے لگا
صاحب کچھ رنج و غم نکرو دختر تمھاری زندہ صحیح و سالم ہی آج تو خیر کل دختر تمھاری تمھارے پاس چلی آئیگی
جب اُسنے اپنے خاوند سے یہ مژدہ سُنا خوش ہوکر اُٹھ بیٹھی چہرہ پر رونق آئی صدمہ فی الجملہ دور ہوا شوہر سے
پوچھنے لگی اسوقت بعد ایک مدت کے یعنی کئی مہینے کے بعد کیونکر آنا ہوا اُسنے کہا مجکو شاہ طلسم نے نامہ لکھکر طلب
کیا تھا جب مین اُسکے پاس پہونچا اُسنے مجھے خلعت دیکر حکم دیا کہ جلد جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ چنانچہ بموجب
حکم شاہ کے مع لشکر براے مقابلہ طلسم کشا جاتا تھا راہ مین تمھارا خیال آگیا اِسطرف چلا آیا یہان آکر تمھارا
یہ حال دیکھا ناز جادو کو نہ پایا اب احوال اسکا معلوم ہوا ہی مین ابھی جاتے ہی تمھاری دختر کو لشکر طلسم کشا
سے بزور سحر پنجہ سے منگواکر خوب تعذیر دیکر تمھارے پاس کسی ساحر کے ہاتھ بھیجدونگا پھر
طلسم کشا اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کرونگا یہان تم غافل نہ رہنا میرے بارے مین خداوند سامری
سے یون عرض کرنا کہ میرے شوہر کو فتحیاب کیجیے گا تمھاری دعا سے شاید طلسم کشا پر فتح پاؤن ورنہ نتیجہ پانا
مشکل ہی سحر اُس پر تاثیر نہین کرتا ہی لوح طلسمی اُسکے پاس ہی لشکر کثیر اُس نے فراہم کیا ہی اکثر نامی سردار

لشکر مین علاوہ ان سب کے طلسم کشا کا عیار بلا کا عیار ہی اُسنے ناقوس نے نواز جادو کو بعیاری مار ڈالا
ہی تمھاری دختر کو کس طرح لے گیا ہی اُس سے جان بچانا سہل نہین ہی مواج جادو نے تمام تقریر سُنکے
جواب دیا صاحب اگر جان کا خوف ہی تو ہرگز لڑائی پر نہ جاؤ اپنے گھر مین چھپو جان ہی تو جہان ہی ہان تنہا
کسی وقت جا کر یا یہین سے اژدر سحر کو روانہ کرکے اپنی دختر کو لشکر طلسم کشا سے طلب کرالو اگر تم وہان
جا کر طلسم کشا یا عیار کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ گے میری تو جوانی خاک مین مل جائیگی بیوہ ہو جاؤنگی سارا
بناؤ سہاگ میرا خاک مین ملجائیگا رو رو کر جان دیدونگی باران جادو نے جواب دیا صاحب یہ
کیسی باتین کرتی ہو بھلا ممکن ہی کہ حکم شاہ طلسم سے مین لڑائی پر نہ جاؤن نمک حرامی کرون تمام طلسم
مین بدنام ہون عتاب شاہ مین گرفتار ہون اُسکا ہمنے نمک کھایا ہی وہ ہمارا بادشاہ ہی اُس نے ہمکو یہ
عزت دی ہی کہ محافظ دریاے ہفت جوش کیا ہی ہزارون ساحرونکا افسر کیا ہی آج اُسکے دشمن سے
نہ لڑین گھر مین بیٹھ رہین اگر ہم تمھارے کہنے پر عمل کرین اور شاہ غضبناک ہوکر ہم کو گرفتار کرکے
قتل کرے تو کیا کروگی اُس سے لڑسکوگی بہتر یہی ہی کہ ہمین جانے دو اس امر مین کچھ حجت وتکرار نکرو
مواج جادو نے جواب دیا صاحب اگر تم میرا کہنا نہین مانتے ہو اور طلسم کشا سے لڑنے جاتے ہو تو
مجھے بھی اپنے ہمراہ لیچلو مین اکیلی گھر مین نہ رہونگی یہان ہزار طرح کے وسواس میرے دل مین آئینگے
شب و روز صاحب کے خیال مین رہونگی دیوانی ہو جاؤنگی آب و طعام چھوڑدونگی انجام یہ ہوگا
کہ صاحب کے فرقت مین مرجاؤنگی اور اگر ہمراہ صاحب کے چلونگی ہر وقت صاحب کو دیکھتی رہونگی
عیار سوے موذی کاٹے سے صاحب کی حفاظت کرونگی وقت جنگ مین بھی ساتھ ساتھ صاحب
کے طلسم کشا سے لڑونگی اپنی دختر کو دیکھونگی صاحب کو غصہ ہی لڑکی میری نازک طبع ہی اُسے
صاحب کی تقدیر سے بچاؤنگی سوا اسکے جو کچھ نیکی یا بدی وہان ہوگی اپنی آنکھون سے دیکھونگی
باران جادو نے ناچار ہوکر کہا اچھا اگر یہی خوشی تمھاری ہی تو خیر تم بھی چلو اُسنے خوش ہوکر سامان
چلنے کا کیا صرف ایک کنیز کو کہ نام اُسکا نرگس تھا واسطے نگرانی مکان و قصر و باغ کے چھوڑ کر اور سب
کنیزون کو ہمراہ لیکر کہا چلو باران جادو قریب شام اپنے گھر سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا ہر ایک
سے کہا چلو سب ساحر سواریون پر سحر کی سوار ہوے باران جادو بھی تخت سحر پر سوار ہوا
مواج جادو طاؤس سحر پہ سوار ہوئی کنیزین اُسکی بط سحر وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئین پھر
ہر ایک نے بلند ہوکر ابر سحر مین غائب ہوکر جانب لشکر طلسم کشا عزم کیا وہ ابر سحر سوے لشکر
طلسم کشا روانہ ہوا صاحب دفتر نے تحریر کیا ہی کہ باران جادو مع اپنے لشکر کے قریب
نصف شب عنقریب لشکر طلسم کشا کے پہونچا اور بالاے ہوا سے اُتر کر طلسم کشا کے لشکر
سے دو کوس ہٹ کر مقیم ہوا بارگاہین اور خیام برپا ہوے ہر ایک ساحر فروکش ہوا
اُس وقت مواج جادو زوجہ باران جادو نے اپنے شوہر سے کہا صاحب ذرا اوراق
جمشیدی مین یہ تو دیکھو کہ اسوقت میری دختر نیک اختر طلسم کشا کے لشکر مین جاگتی ہی یا سوتی
ہی اور طلسم کشا کے بھی مقدمہ مین دیکھو کہ وہ اس وقت کہان ہی سوتا ہی یا جاگتا ہی باران جادو
نے داخل بارگاہ ہوکر اوراق جمشیدی نکال کر ناز جادو اور طلسم کشا کے بارے مین دیکھا معلوم ہوا کہ

نازجادو تو بیخبر اپنی بارگاہ مین سو رہی ہی اور طلسم کشا اپنے لشکر مین نہین ہی واسطے شکار کے گیا ہوا
ہی یہ حال اوراق مذکور سے دریافت کرکے نہایت خوش ہوا بے اختیار ہنسنے لگا زوجہ نے سبب ہنسنے
کا پوچھا اُسنے جواب دیا ای زوجہ نیکخو آگاہ ہو کہ عجب ساعت نیک سے مین چلا تھا یقین کامل ہی کہ مین
طلسم کشا پر فتحیاب ہونگا آثار اچھے پائے جاتے ہین جسکا خوف تھا وہ لشکر مین نہین ہی ابھی جاتا ہون
دختر کو لیے آتا ہون لشکر طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرتا ہون یہ کہکر اکیلا بارگاہ سے نکلکر تخت سحر پر سوار
ہوکر سوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوا جب قریب تر لشکر کے پہونچا دیکھا دور تک بارگاہین اور خیام
برپا ہین لشکر اُترا ہی چونکہ وقت نصف شب کا ہی جملہ ساحران نامی اپنی اپنی بارگاہون اور خیام مین
سو رہے ہین اور ادنی ساحر بھی ہزار ہا غافل ہین تھوڑے ساحر بیدار ہین روشنی بہت ہی جو ساحر
بیدار ہین وہ لشکر کی حفاظت کر رہے ہین کچھ یہ باتین کر رہے ہین کہ جیسے ناقوس سنے نوازجادو
قتل ہوا ہی اب تک شاہ طلسم نے کسی ساحر زبردست کو مع لشکر براے مقابلہ طلسم کشا روانہ نہین
کیا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ڈر گیا ہی کچھ اُن مین سے اُنکو جواب دیتے ہین ناقوس کے قتل ہونے
سے شاہ طلسم کیا ڈریگا ہزار ہا ساحران زبردست بہتر از ناقوس نی نواز جادو ابھی اُسکے نمکخوار
موجود ہین اُن مین سے کسی کو تجویز کرکے روانہ کریگا فی الحال اگر کوئی ساحر زبردست بہر مقابلہ نہ
آوے تو اچھا ہی کیونکہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی اُنھون نے اُنکو جواب دیا ہرچند کہ طلسم کشا لشکر مین
نہین ہی مگر ساحران نامی تو ہین اگر کوئی ساحر زبردست جانب شاہ طلسم سے یہان آئیگا تو کیا ہوگا
بلکہ رشک بدر ناز جادو و نار جادو طاوس زرین تن صمصام جادو وغیرہ تو موجود ہین مقابلہ کرینگے
خوب لڑینگے باران جادو اُن ساحرون کی تقریر سُنکے کہنے لگا مین سب کو ہلاک کر ڈالون گا فقط
اپنی دختر کو زندہ رکھونگا یہ کہکر اپنی جھولی سے تھوڑی روئی نکال کر پھاہے بناکر ایک شیشہ نکالا
اُس شیشہ سے چند قطرے اُن پھاہون پر روئی کے ڈال کر سحر پڑھ کر دم کیا فوراً وہ پھاہے روئی
کے بلند ہوکر مانند ابر کے لشکر طلسم کشا پر محیط ہوے پھر ابر مذکور سے بوندیان پڑنے لگین بارش
کم کم ابر سحر سے ہونے لگی جس ساحر پر ایک قطرہ بھی پڑا وہ مبتلاے سحر ہوکر فوراً بیہوش ہوگیا
خصوصاً وہ ساحر جو بیدار تھے بارش ابر سحر سے بیہوش ہوے اُسدم باران جادو بالاے
ہوا سے بروے زمین آیا ایک بارگاہ کو تجویز کرکے اندر اُس بارگاہ کے گیا دیکھا نازجادو
غافل سو رہی ہی جوڑے مین گوہر طلسمی مانند ستارہ سحری کے چمک رہا ہی چونکہ نازجادو
بارش ابر سحر سے بیہوش ہوگئی ہی اُسکو مبتلاے سحر کرکے باران جادو نے بڑھکر اُسے اُٹھایا اور
بارگاہ سے باہر لاکر تخت سحر پر ڈال کر تخت مذکور کو بلند کیا پھر کچھ پانی اُسی شیشہ سے چلو مین
لیکر سحر پڑھکر پانی پر دم کرکے وہ پانی جانب ابر پھینکدیا اب ابر سحر سے خوب زور شور سے
پانی برسنے لگا تھوڑی دیر مین تمامی لشکر طلسم کشا مین پانی ہی پانی ہوگیا جملہ ساحر اعلے ادنے آب ابر
سحر سے تر ہوکر بیہوش ہوگئے ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ اکثر سحر ادنے ساحر کا حالت غفلت مین ساحر
زبردست پر اثر کرتا ہی اور وہ مبتلاے سحر ہو جاتا ہی چنانچہ یہان اسی حالت غفلت مین باران جادو
کے سحر مین ساحران نامی وغیرہ سب مبتلا ہوگئے ہین الحاصل باران جادو ابر سحر کو اسی طور

سے برستا ہوا چھوڑکر اپنی دختر کو لیکر اپنے لشکر مین خوش خوش پہونچا اور قریب اپنی زوجہ کے پہونچکر
کہا کہ مین نے جاکر وہ کار نمایان کیا ہی مجھے بھی آگاہ کرو اُس نے جواب دیا ای زوجہ مین نے بھی
تمامی لشکر طلسم کشا کو مبتلاے سحر کر دیا ہی اور وہ سحر کیا ہی کہ تین روز کی مدت مین سب کے سب
خود بخود ہلاک ہو جائینگے اُن کے قتل کرنے کی بھی ضرورت نہین یہ کہکر نازجادو کو کہ سحر سے
بیہوش تھی مواج جادو کے حوالے کیا اور کہا ابھی اسکو مبتلاے سحر رکھنا تاوقتیکہ تمام لشکر
طلسم کشا کا خاتمہ نہ ہو جاے سحر اسیر سے دفع نہ کرنا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا رعد جادو اور
فریب جادو وغیرہ سرداران لشکر کو طلب کیا جب وہ سب آئے او بیٹھے اُن سے ایک بارے
مین مشورہ کیا اُنھون نے عرض کیا جو آپ کی راے ہی بہت اچھی ہی ہم آپ کی راے کو پسند
کرتے ہین باران جادو نے اُن سب ساحرون کو اپنی راے سے متفق پاکر جو کچھ سامان
ضروری درکار تھا مہیا کرکے مع اُن ساحرون کے ایک طرف روانہ ہوا باران جادو تو
نہین معلوم واسطے کس کار ضروری کے گیا ہی اور ابر سحر لشکر طلسم کشا پر گھرا ہوا ہی پانی برس رہا ہی
بجلی چمک رہی ہی صداے رعد ابر سے پیدا ہی سب ساحر لشکر طلسم کشا کے مبتلاے سحر ہوکر
بیہوش ہو چکے ہین دیکھیے اِن سب کا انجام کیا ہوتا ہی مگر اب احوال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی
کہ وہ شیر بیشۂ شجاعت صحراے سبزہ زار مین ہی بارگاہ مین بہ آرام تمام سو رہا ہی امیہ بن عمرو
حاضر خدمت ہی دن بھر شکار مین گذرا ہی شب کو بصد عیش و عشرت بارگاہ مین آرام کیا ہی
امیہ بن عمرو وغیرہ چند مردم براے حفاظت و نگہبانی بیدار ہین بارگاہ مین شمعین مومی و
کافوری فانوسون مین روشن ہین خیام مین بھی روشنی ہی امیہ بن عمرو کبھی تو بارگاہ
سے نکل کر ہمراہ ساحرون کے گرد بارگاہ کے پھرتا ہی نگہبانی کرتا ہی گاہ بارگاہ مین آکر
بدیع الزمان کو دیکھتا ہی دربارگاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھتا ہی ساحرون سے پکار کر
کہتا ہی کہ تم لوگ ہوشیار اور خبردار رہنا غافل نہ ہونا یہ صحرا ہی شیر اور دیگر چوپاے درندون
کا مسکن ہی شب کا وقت ہی مالک اور آقا ہمارا اور تمھارا فرش خواب پر آرام و استراحت
مین ہی اُس کی حفاظت اور نگہبانی ضرور ہی وہ سب عرض کرتے ہین ہم ہوشیار بیٹھے ہین
اکثر اٹھکر گرد بارگاہ پھرتے ہین ترنج اور ناریل چوبی دار ہمارے ہاتھون مین ہین اگر ذرا
بھی کسی دشمن کا شبہ پائینگے فوراً سحر کرکے یہ ترنج اور نارنج وغیرہ لگائین گے آپ مطمئن
رہیے کیا مجال شیر اور کسی دشمن کی جو قریب بارگاہ آسکے امیہ بن عمرو عیار اُن کی تقریر
سُن کے خوش ہو رہا ہی اور اپنے دل مین کہتا ہی یہ سب خیرخواہ طلسم کشا کے ہین خوب
حفاظت کر رہے ہین بیان کیا ہی داستان گویان ہمیشال نے کہ وہ شب صحرا مین بہ خیر و عافیت
بسر ہوئی آثار صبح فلک پر ہویدا ہوے نسیم سحری چلی غنچہ ہاے گلہاے خودرو تاثیر نسیم سحری سے
شگفتہ ہونے لگے طائران صحرا اپنی زبان مین حمد خالق بحر و بر کرنے لگے بدیع الزمان موافق
عادت قدیم بیدار ہوے سوے فلک دربارگاہ سے دیکھکر اول وقت نماز صبح کا پاکر بستر خواب سے
اُٹھے پانی بہر وضو طلب کیا امیہ بن عمرو نے حاضر کیا طلسم کشا نے وضو کرکے مصلے پر تشریف لیجا کر بخضوع

وخشوع نماز سحر کو ادا کیا بعدہ فریضۂ سحری سے فراغت کرکے دونون ہاتھ اپنے سوے فلک بلند کرکے
براے مطالب دینی و دنیوی خداوند کریم سے دعا کی پھر سجدۂ شکر کرکے مصلے سے اُٹھے ملازمون نے
مصلے کو اُٹھایا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر آئے صحراے سبزہ زار پرنظر کی اُسوقت صحراے
مذکور کی عجب بہار تھی کہ جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہوتا تھا وہ صبح کی سرد ہوا وہ فضاے صحراے
سبزہ زار وہ شبنم کا سبزہ پر پڑنا وہ غنچون کا چٹک چٹک کر شگفتہ ہونا وہ لالۂ شقائق کی بہار وہ
طائران خوش الحان کا بولنا وہ نسیم سحر کا اٹھلا کر چلنا وہ کوئل کی آواز وہ پپیہے کا شور وہ صداے
طاؤس صحرائی وہ تاریکی کا دمبدم گھٹنا وہ سپیدۂ سحر کا دمبدم بڑھنا وہ جانب شرق سے آمد شاہ
خاور وہ درختان صحرا کا ہوا سے جنبان ہونا وہ غزالان صحرا کا ہر طرف سے ظاہر ہونا وہ ستارون
کا دمبدم نہان ہونا وہ آسمان کا رنگ بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا بدیع الزمان جس طرف نظر کرتے
تھے قدرت خدا نظر آتی تھی بہار اُس صحراے سبزہ زار کی دل کو وجد مین لاتی تھی چونکہ اُسوقت
غزالان صحرا گروہ گروہ جوق جوق ہر طرف سے ظاہر ہوتے تھے بدیع الزمان کو اسقدر شوق شکار
ہوا کہ بلا تامل مرکب پر سوار ہوکر امیہ بن عمرو وغیرہ چند مردم کو ہمراہ لیکر واسطے شکار غزالان
صحرا کے روانہ ہوے تھوڑی دور جاکر چند آہو شکار کیے ملازمون نے اُنکو ذبح کیا اتنی دیر مین
آفتاب بخوبی تمام ظاہر ہوا بدیع الزمان نے قصد طائرون کے شکار کا کیا تھا ناگاہ ایک سمت
سے ایک غزال نہایت شوخ چشم و چالاک پیدا ہوا طلسم کشا اُسے دیکھکر خوش ہوا فی الفور ترکش
سے تیر نکالکر چلۂ کمان مین جوڑکر اُسکی ران کو تاک کر مارا وہ تیر نشانہ پر پہونچا ران مین غزال مذکور
کے پیوست ہوا اُسوقت وہ آہو لنگڑاتا ہوا ایک طرف بھاگا طلسم کشا نے اُسکے تعاقب مین مرکب
کو جولان کیا امیہ بن عمرو و دیگر ملازم بھی ہمراہ رکاب چلے جب وہ آہو دور تک بھاگتا ہوا چلا
گیا اور زمین پر نگرا ہمراہی طلسم کشا کے دوڑتے دوڑتے تھک گئے کچھ تو پیچھے رہگئے کچھ ہمراہ
رکاب مع امیہ بن عمرو کے دوڑتے ہوے بہزار دشواری جاتے تھے جابجا گر پڑتے تھے
طلسم کشا نے اپنے ہمراہیون کی یہ حالت دیکھکر سب سے کہا تم میرے ہمراہ نہ آؤ تھک گئے ہو جس
جگہ بارگاہ برپا ہو وہین جاؤ مین اس غزال کو جبتک شکار نہ کرلونگا اور تکبیر کو نہ پہونچا لونگا نہ آؤنگا
اس آہو نے مجکو بہت پریشان کیا ہو کہانسے کہان لایا ہو گو کہ زخم تیر کا کاری ہو مگر زمین پر نہین گرتا
ہو بھاگتا ہوا چلا ہی جاتا ہو یہ تقریر طلسم کشا کی سُنکے اور تو سب سوے بارگاہ چلے گئے لیکن امیہ
بن عمرو نہ گیا بدیع الزمان نے مڑکر اُس سے بھی کہا کہ اے امیہ بن عمرو کیون میرے ہمراہ
رکاب آتا ہو جا بارگاہ مین پہونچکر کباب غزالان تازہ شکار کے تیار کر ہم اس آہو کو شکار کرکے
آئینگے کباب کھائینگے اُسنے عرض کیا فدوی نہ جائیگا ساتھ حضور کا نہ چھوڑیگا بدیع الزمان
نے جواب دیا اگر ساتھ چھوڑنا منظور نہین ہو تو آہستہ آہستہ پیچھے ہمارے مرکب کے آ کیونکہ زیادہ
دوڑنے سے تیرا حال اچھا نہین ہو امیہ بن عمرو نے منظور کیا آہستہ آہستہ عقب سواری روانہ
ہوا تھوڑی دیر مین بدیع الزمان تعاقب مین اُس غزال کے بہت دور نکل گئے امیہ بن عمرو
بہت پیچھے رہگیا یہانتک کہ بدیع الزمان اُسکی نظر سے نہان ہو گئے اب امیہ بن عمرو تو پیچھے

رہگیا ہی قوت دوڑنیکی نہین رکھتا ہی آہستہ آہستہ سم مرکب کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر اب احوال بدیع الزمان
کا لکھا جاتا ہی کہ یہ اُس آہو کے تعاقب مین چلے جاتے تھے ناگاہ وہ آہو نظر سے غائب ہوا بدیع الزمان
نے دل مین خیال کیا یقیناً آہوے تیر خوردہ کہین گرا ہی آخر تو اتنی دور اسکے تعاقب مین یہانتک آیا
ہون تھوڑی دور تک اور چلون ضروری کہین راہ مین ملیگا یہ خیال کرکے آہستہ آہستہ روانہ ہوے
ہنوز تھوڑی راہ طی کی تھی کہ دیکھا صحرا مین ایک خیمہ نہایت خوشنما استادہ ہی فرش نفیس اُسمین بچھا ہی
مسند زرین بھی بالاے فرش گستردہ ہی چند گلدستے قرینے کے ساتھ رکھے ہین کشتی مۓ بھی موجود ہی اور
قریب اُسی خیمہ کے نازنین مہ جبین مشتری جمال پری خصال حورا صورت مہر طلعت گل پیرہن غنچہ دہن
تیر و کمان دست نازک و حنائی مین بصد ناز و ادا لیے ہوے ہمراہ چند کنیزان خوبرو کے صحرا مین
طائرون کا شکار کھیل رہی ہی جس طائر پر تیر لگاتی ہی وہ طائر اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر بصورت
آئینہ حیران ہو جاتا ہی اور دل مین یہ خیال کرتا ہی کہ ایسی خوبصورت نازنین نے میرے شکار کا
ارادہ کیا ہی اگر اُڑ جاتا ہون تو اُسکو ملال ہوگا بہتر یہی ہی کہ جان کا کچھ خیال نکرو اپنی جان قربان
کرو زہے قسمت کہ یہ نازنین ہمارے گوشت کے کباب کھالے اور اپنے ہاتھ سے ہمین ذبح کرے
یہ خیال کرکے اگر تیر اُس نازنین کا طائر مذکور سے علٰحدہ بھی جاتا ہی تو وہ طائر بصد شوق اپنے
تئین اُڑکر اُس تیر تک پہونچا دیتا ہی اور تیر مین چھدکر بالاے زمین گرتا ہی وہ نازنین خوش ہوتی
ہی کنیزین اسکی تیراندازی کی یون تعریف کرتی ہین کہ اے ملکۂ حور طلعت کیا خوب حضور نے اس طائر
کو تیر لگاکر شکار کیا ہی یہ موا مونڈی کاٹا اُڑہی بھاگا تھا مگر حضور کے تیر سے بچکر جا نہ سکا تیر حضور
کا واسطے اسکے تیر قضا ہوگیا یہ سُنکے وہ نازنین مسکراتی ہی اور کہتی ہی اس طائر کو اُٹھالاؤ وہ کنیزین
دوڑکر جاتی ہین طائر کو مع تیر کے اُٹھا کرلے آتی ہین نازنین مذکورہ تیر اپنا اُس طائر سے نکالنا
چاہتی ہی جب دست نازک سے نکل نہین سکتا ہی کہتی ہی بھئی ہمسے تو تیر نکل نہین سکتا ہی تم مین سے
کوئی ہمارے تیر کو نکالدے یہ تیر ہمارا بہت اچھا ہی ہمنے اس تیر سے بہت سے جانور شکار کیے
ہین کنیزین تیر نکالدیتی ہین اور اُس طائر کو کارد سے ذبح کرکے پر و بال صاف کرتی ہین وہ
نازنین پھر کسی طائر کو تاکتی ہی یا کنیزین عرض کرتی ہین دیکھیے ملکۂ عالم وہ درخت پر ایک طائر
خوشرنگ بیٹھا ہی اُسکو شکار کیجیے وہ نازنین اپنے دست نازک سے کمان کھینچتی ہی کمان چلا کر کہتی ہی
اے نازنین مہ جبین میرے کھینچنے مین تیری کلائی اور بازو کو صدمہ پہونچتا ہی مجکو رنج ہوتا ہی تجھے
تیر لگانے کی کیا ضرورت ہی اور کمان کھینچنے کی کیا حاجت ہی ابرو تیرے بصورت کمان ہین اور
مژگان بشکل تیر ہین اشارہ کرنا تیرا کافی ہی یہ تو طائر ایک مشت پر ہین اگر طائر دل کا شکار کرے
تو وہ بھی ضرور ہی شکار ہو جاے تیر نظر اُسکے دو سار ہو جاے جوانان خوبرو کے قلب و جگر
پر تیر نظر لگا کمال قدر اندازی دکھا تیرا تیر نظر کبھی خطا نہ کریگا وہ نازنین کرکا کمان مذکور کا گوش
ہرگز نہین سنتی ہی شکار کھیلنے مین مصروف ہی بار بار طائرون کو شکار کر رہی ہی جب کمان دست
نازک سے کھینچتی ہی دوپٹہ سینہ سے سرک جاتا ہی دیکھنے والون کی زبان پر یہ شعر بے اختیار زبان
پر جاری ہوتا ہی شعر پستان نہین قامت صنم مین ÷ نخل شمشاد بار ور ہین ÷ اُس حور وش کی خوبروئی

کی کیا تعریف قلم دفتر رقم مفصل تحریر کرسکے کہ عاجز ہی واقعی وہ ایسی ہی خوش جمال عدیم المثال تھی یہ مؤلف دفتر اُسکے سراپا کی کچھ تعریف لکھتا ہی کہ بموجب نظم

بہار بوستان زندگانی
صفت مین مانگ کی ہی یہ روانی
نگر گردون یہ خط استوا ہی
لکھون کانون کی مین تعریف کیونکر
تھے ابرو بیت دیوان ہلالی
صفت مژگان کی ہو تعریف کیونکر
کہون بینی کو اُسکی چشمۂ نور
لبون کے روبرو گلبرگ کملائے
بنے سرخی پان سے لعل احمر
زنخدان چاہنے والونکو تھا سیب
عیان تھا نور صبح روز محشر
نشان حسن تھے بازوے زیبا
نہین ذہن رسا کو اسمین کچھ دخل
جو ہاتھ اُسکے نزاکت کے نشان ہین
قلم لکھتا ہی گلزار لطافت
جو محرم تھے سُنا اُنکی زبانی
عیان تھا تختۂ بلور گویا
عجب نازک کمر وہ نازنین تھی
کہ اس گندم نے آدم کو لبھایا
عجب زانو عجب وہ پنڈلیان تھین
جو گل زیر قدم ہو خار سمجھے
عجب بوٹا سا قامت خوشنما تھا

عجب زلفین کہ جس سے مشک شرمائے
کہ آدھی رات کو نکلا مہ نو
عجب تھا نور پیشانی پہ اُسکی
نہین سلک گہر سے کان گوہر
غزال آنکھون کو گر دیکھے خجل ہو
ہین خنجر قتل عاشق مو بسر اسر
عجب رخسار تھے اُسکے مصفا
مقابل لعل ہو تو رنگ اُڑ جائے
دہان تنگ کی لکھون صفت کیا
کرین دائم دعا مین حفظ آسیب
عجب شانون کی اُسکے تھی صفائی
تھا اُنپر نور تن سے رنگ دونا
حقیقت مین تھی کیا زیبا کلائی
تو زیبا تیلی تیلی اُنگلیان ہین
بیان مین کیا کرون تعریف پستان
اناروں سے بھلا باغ جوانی
براے آشناے بحر الفت
کہ چیتے کی کمر ویسی نہین تھی
یہ مین نے وصف زانو کا لکھا ہی
کہو نہین حسن و خوبی کی نشان تھین
کف پا کی لکھون تعریف کیونکر
خرام ناز سے محشر بپا تھا

عیان چہرے سے آغاز جوانی
یہ طرہ ہی کہ سنبل پیچ مین آئے
نہین ہو فرق جو کہئے بجا ہے
قمر سے تھی عیان گویا تجلی
یہی کہتی ہی اپنی طبع عالی
کہون جادو کا پتلا مردمک کو
وہ سحر حسن تھی دنیا مین مشہور
گل باغ ارم کہنا ہی زیبا
صفا دانت اُسکے مثل آب گوہر
سخن کا قافیہ ہی تنگ اس جا
گلے کا وصف ہی لکھنے سے باہر
گل تازہ کی کیفیت دکھائی
نہ پہونچے وصف ساعد مین مری عقل
نہ مشتاقون کو بے دیکھے کل آئی
جو تھا سینہ بھی آثار لطافت
سدا دست ہوس ملتے تھے انسان
کرون تحریر مین وصف شکم کیا
یہی ہی ناف گرداب لطافت
یہی زیر کمر کا حال پایا
وہ خوبی ہی کہ بس شان خدا ہی
عجب تھے پاے نازک اُس پری کے
کہون آئینۂ خورشید انور

اب دل چاہتا ہی کہ کچھ تعریف اُسکے زیور و لباس کی بھی تحریر کرون ہر چند کہ اُسکے زیور و لباس رنگین کی ثنا مشکل بلکہ اشکل ہی لیکن بطرز اختصار اس طرح تحریر کرتا ہون کہ بمقتضاے نظم

خجل تھا چرخ پر عقد ثریا
صفت مین بجلیون کی اسکو زنگ ہو
لبھاتی ہی دم مین آدمی کو
ہوئی تھی جیسے زیب پاے محبوب
صداے خوش پہ ہو محو ایک عالم

تھی کیا چنپا کلی زیبا و معقول
کہ صدقے اُسپہ بجلی کی چمک ہو
انگوٹھی تو ہو نقد بانکی گاہک
چھلا پازیب کا حاصل ہوئی خوب
رقم ہو کس طرح تعریف پوشاک

گلے مین تھا جو مالا موتیون کا
نہین پھولے سماتے تھے کرن پھول
عجب ہیکل نہین ہی کل کسی کو
ہے اُسکی دلفریبی مین کسے شک
چھڑے سے جب کڑے لڑ جائین باہم
نہین اتنی مجال فہم و ادراک

نئی پوشاک شاہانہ مصفا
نیا جوہر تھا حسن دلستان کا
کرون اُسکی صفت کیا کیا مین تحریر
خدا محفوظ رکھے چشم بد سے

نگہ جسپر کبھی ٹھہرے نہ اصلا
تھی زیبن محرم اور کرتی خوش انداز
زبانین بھی نہین یارا ے تقریر
وہ تھا پاے صنم مین پائجامہ

ڈوپٹہ تھا عجب آب روان کا
ہر اک تھی دلفریب و محرم راز
زلبس تھی حسن و خوبی اُسمین حد سے
ثنا مین جسکی اب عاجز ہی خامہ

وہ خوبرو باین حسن و خوبی اور باین زیور و لباس محبوبی صحرا مین شکار کھیل رہی ہی آفتاب کی حرارت سے جب پسینہ آجاتا تھا کنیزین عرض کرتی تھین واری اگر اب مناسب ہو تو شکار نہ کھیلے سایہ مین چلکر بیٹھیے دیکھیے حضور پسینے مین تر بتر ہین چہرہ تمتما گیا ہی اگر ہم چتر کا سایہ کرتے ہین تو حضور منع کرتی ہین وہ اُنکو جواب دیتی تھی اسوقت شوق شکار مین حرارت آفتاب ایسی بری نہین معلوم ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی قریب خیمہ آکر وہان کھڑی ہوئی جس جگہ وہ غزال پڑا تھا جسکی ران پر بدیع الزمان نے تیر لگایا تھا پھر اپنی کنیزون سے کہنے لگی دیکھو کسی بیرحم نے اس غزال پر ایسا تیر لگایا تھا کہ یہ بیچارہ جانبر نہوا ہمارے خیمہ کے پاس آکر گرا اور تڑپنے لگا ہمنے اسکو دم توڑتے دیکھا اب بھی کچھ کچھ اسمین جان ہی وہ نازنین یہ کہہ رہی تھی اور بدیع الزمان باتین اُسکی سنتے تھے اور آہستہ آہستہ اُسکی طرف چلے جاتے تھے حسن و جمال اُسکا دیکھکر حیران تھے ملکہ رشک بدر سے حسن مین بہتر پاتے تھے خیال کرتے تھے کہ یہ نازنین کوئی شاہزادی ہی یا کسی ناظم کی دختر ہی سن بھی کم ہی چودہ برس سے زیادہ کا نہین ہی چالاک غضب کی ہی صحرا مین کس خوبی سے شکار کھیل رہی ہی ذرا اسکے پاس جاکر نام دریافت کرنا چاہیے اور غزال شکار کیا ہوا اپنا اس سے لینا چاہیے یہ خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے جب قریب اُسکے پہونچے نازنین مذکور نے بصد شرم و حیا خیمہ مین چھپکر کنیزون سے کہا پوچھو اس مردوے سے کہ ادھر کیون آیا ہی کیا آنکھون سے اندھا ہی دکھائی نہین دیتا ہی کہ یہان ہم شکار کھیل رہے ہین اس سے کہو کہ ادھر نہ آئے اُسی طرف چلا جائے کنیزون نے بموجب کہنے ملکہ مذکورہ کے بدیع الزمان سے کہا اے شخص خبردار ادھر نہ آ یہان ہماری ملکہ شکار کھیل رہی ہین دل اپنا بہلا رہی ہین بدیع الزمان نے جواب دیا کہدو اپنی ملکہ سے کہ تم کیا آدم بیزار ہو بیمروتی تمھین پر ختم ہی اسقدر بیمروتی کرنا خوب نہین ہی ہمتو راہ دور و دراز سے واسطے اس غزال کے جو قریب خیمہ پڑا ہوا ہی یہانتک آئے ہین ارادہ کیا تھا کہ یہان تھوڑی دیر تک بیٹھینگے ملکہ سے ہم سخن ہونگے لیکن تمھاری ملکہ کی خوشی نہین ہی تو خیر ہم وہان تو آئینگے شکار ہمارا اسی جگہ ہمکو لاکر دیدو کنیزون نے اپنی ملکہ سے تمام تقریر بدیع الزمان کی عرض کی اُسنے کہا کہدو یہ غزال ہمنے شکار کیا ہی تمکو نہ دینگے کنیزون نے جو کچھ ملکہ نے کہا تھا وہی آکر کہا بدیع الزمان نے جواب دیا تمھاری ملکہ جھوٹ کہتی ہین اس غزال کی ران پر مین نے تیر لگایا ابتک تیر میرا آہو کی ران مین پیوست ہی اگر ملکہ تمھاری غزال مذکور مجھ سے مانگ لین تو حاضر ہی بلکہ اگر مرغ دل طلب کرین تو بھی موجود ہی کنیزون نے اپنی ملکہ سے عرض کیا حضور اگر مناسب ہو تو اس شخص کو بلائیے تھوڑی دیر اس سے ہم سخن ہوجیے دور سے باتین کرنے مین

کیا نقصان ہی آپکے خلق و مروت سے یہ امر بعید ہو کہ مہمان نوازی اور مسافر پروری نکرین اُسنے بعد
گفتگوے نازکے جواب دیا تمھین اختیار ہی جو مناسب جانو کنیزون نے بدیع الزمان سے عرض کیا
آپ تشریف لائین غزال شکار کیا ہوا اپنا لےلین اور میکشی بھی کرین دور سے آپ تشریف لائے ہین
تھوڑی دیر مرکب سے اُترکر راحت پذیر ہون ملکہ ہماری خلق مجسم ہین آپ کے حال پر مہربان ہوکر
اجازت تشریف لانے کی دیتی ہین بدیع الزمان یہ سُنکے آگے بڑھے کنیزین اور دایہ ملکہ کی بھر
استقبال بڑھین غرض وہ عورتین استقبال کرکے تا خیمہ لیگئین بدیع الزمان مرکب سے اُترکر
داخل خیمہ ہوے اور برابر اُس نازنین کے مسند زرین پر بیٹھے اُسوقت لوح طلسمی بدیع الزمان
کے سینہ پر زیر لباس تھی اور نہایت حفاظت کے ساتھ گلے مین پڑی تھی چونکہ ایک مرتبہ لوح طلسمی بارش جادو
گلے سے اُتار کر لیگیا تھا اسوجہ سے اس مرتبہ وقت شکار بدیع الزمان نے لوح کو زیر لباس سینہ پر
رکھا تھا کہ تعاقب مین غزال کے راہ مین گر نہ جائے اور کوئی دشمن کسی تدبیر سے لوح کے ڈورے
کو کاٹ کر پھر لوح کو نہ لیجائے الحاصل بطریق مندرجۂ بالا لوح طلسمی سینۂ بدیع الزمان پر تھی جب
بدیع الزمان بالاے مسند زرین بیٹھے اور ملکہ مذکور نے بوجہ شرم و حجاب کے اور بسبب کثرت
ناز و ادا کے ارادہ مسند سے علیحدہ بیٹھنے کا کیا دایہ اور کنیزون نے عرض کی حضور مروت سے
یہ امر بعید ہی کہ آپ اپنے مہمان کو چھوڑ کر علیحدہ تشریف رکھین گو کہ شرم و حجاب اُس جگہ بیٹھنے کو مانع
ہی لیکن مناسب وقت نہین ہی مہمان کی خاطر ضرور ہی اور بدیع الزمان نے بھی اسی طور سے گفتگو کی
ملکہ مذکور نے بعد تقریر بسیار اور ناز بیجد کے کہنے سے سب کے مُنہ طرف بدیع الزمان
کے کیا بدیع الزمان نے پوچھا اے گل بوستان خوبی و اے سرو چمن محبوبی اپنے نام نامی اور
ملت و خاندان سے آگاہ کرو پہلے تو نازنین نے ہم سخن ہونے مین شرم سے تامل کیا لیکن بعد
اصرار اور دایہ کے کہنے سے اُسنے جواب دیا نام میرا حور طلعت ہی سامری پرست ہون بھانجی
شاہ طلسم کی ہون اس صحراے سبزہ زار کی مالک ہون قصر میرا یہانسے قریب ہی آج شکار چرند
پرند کے واسطے اس جگہ آئی ہون ورنہ ہمیشہ اسی قصر مین رہتی ہون یہ کہکر خاموش ہوئی دایہ نے کہا
واری تم ابھی تک نادان ہو عقل سے کنارہ کش ہو یہ خیال نہین کہ ایک شریف مرد آدمی ذی عزت کا
اتفاق سے یہان گذر ہوا ہی اُسکی خاطر و مہمانداری کرین دعوت ضیافت نہسہی ایک جام شراب سے
تو پیش آئین یہ کہکے کشتی شراب کی روبرو حور طلعت کے رکھدی وہ نازنین دایہ کے کہنے سے ساغر بلورین
مین مے ناب انڈیل کر اپنے دست حنائی سے بصد شرم دینے لگی بدیع الزمان نے جام مے تو اُسکے
ہاتھ سے لیلیا مگر شراب نہ پی دایہ نے پوچھا اے جوان مے ناب سے کیون پرہیز کرتا ہی سبب نہ پینے
شراب کا کیا ہی بسا تعجب ہی کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے ازراہ مروت و خلق جام مے ناب دین اور تو
بادہ کشی سے باز رہے بدیع الزمان نے جواب دیا اے ضعیفہ وجہ نہ پینے شراب کی یہ ہی کہ مین
مسلمان ہون اور ملکہ سامری پرست ہین ہم اہل اسلام سامری پرست وغیرہ غیر کفو کے
ہاتھ سے شراب نہین پیتے ہین اگر ملکہ کو شراب پلانا اور ہمارے دل کو خوش کرنا منظور ہے تو
مسلمان ہون کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرین یا مطیع اسلام ہون دایہ مذکورہ نے یہ تقریر سُنکے تھوڑی

دیر فکر کی بعد ازان ملکہ سے مخاطب ہوکر کہا ای دختر سُنا تو نے کہ یہ جوان کیا کہتا ہو اگر خوشی اس
جوان مہمان کی متصور ہو تو مطیع اسلام ہو جا اسمین کچھ قباحت نہین ہو بلکہ دین اسلام اچھا ہو
حور طلعت نے جواب دیا اپنے دین آبائی کو ترک کرنا اچھا نہین ہو اور آپکا ارشاد بجا لانا بھی
برا ہو سخت مجکو تردد ہو اگر آپ کے کہنے پر عمل نہین کرتی ہون تو آپکو بھی ملال ہوگا اور انکی بھی دلشکنی
ہوگی اور اگر آپ کی خوشی کا خیال کرتی ہون تو دین آبائی ترک کرنا پڑتا ہو خیر آپ کی خوشی اور انکی
خوشی پر نظر کرکے مطیع اسلام ہوگئی ہون آپ بھی مع سب کنیزون کے مطیع اسلام ہون اب
مجکو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہین مین پہلے اِنکی دشمن تھی اب دوست ہون اتو یہ شراب پیین انکی
خوشی بھی کی گئی دایہ وغیرہ نے بدیع الزمان سے عرض کیا لیجیے ملکہ ہماری اور ہم سب مطیع اسلام
ہوے اب عذر میکشی مین کیا ہو یہ کہکر خاموش ہوئین بدیع الزمان نے اقرار اطاعت دین
اسلام کا لیکر ظاہر پر عمل کرکے جام مے اُٹھا کر خوش ہوکر شراب پی پھر تو یہ رنگ ہوا کہ بمقتضای نظم

دور قدح شراب آیا
تھا دور کہ گردش زمانہ
جگر مین آفتاب آیا
یا گردش چشم جادوانہ
بزم عشرت ہری بھری تھی
مست مے ناب جھومتے تھے
صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
ہنسکر لب جام چومتے تھے

بدیع الزمان ساغر شراب بھرکر حور طلعت کو دیتے تھے وہ جام مے انکو دیتی تھی اسی طرح دور
جام مے ناب ہو رہا تھا سب خوش تھے اُسوقت عالم خوشی اور نشہ مے مین حور طلعت نے کہا صاحب
سچ تو یہ ہو کہ مین غائبانہ لوگون سے تمھارے حسن وجمال کا حال سُنکے فریفتہ ہوئی تھی گو صورت تمھاری
نہ دیکھی تھی شب و روز فراق مین تڑپتی تھی فی زمانہ مین نے سُنا تھا کہ اس صحراے سبزہ زار
مین صاحب براے شکار آئے ہین مین بھی چند کنیزون کو ہمراہ لیکر اور دایہ کو اپنے ساتھ لیکر شکار
اور سیر صحرا کا بہانہ کرکے یہان آئی تھی مقام شکر ہو کہ جس تمنا مین آئی تھی وہ آرزو بر آئی اب چندے
یہان قیام کر وعیش و راحت مین بسر کرو اسوقت مین دیکھتی ہون کہ پسینہ مین تمام پوشاک صاحب کی تر ہو
چہرہ پر راہ کی گرد ہو پوشاک مثل زرہ کے اُتار ڈالو فقط زیر جامہ اور کرتا پہنے رہو لوح طلسمی بھی
اُتار کر رکھدو آب سرد سے مُنھ ہاتھ دھوؤ طائرون کے کباب تیار ہو رہے ہین بالاے مے کباب
کھاؤ پھر ناچ دیکھو گانا سُنو اب ہم سب کو اپنا دوست تصور کرو یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا رقاصہ
کو مع سازندون کے بلاؤ جلد جاکر اُسے لاؤ یہ کہکے بدیع الزمان کے گلے مین ہاتھ ڈالکر زرہ
اُتارنے لگی دایہ ہٹ گئی کنیزین بھی سرک گئین دو چار کنیزین براے طلب رقاصہ گئین بدیع الزمان
نے اُسکے کہنے سے زرہ اور لوح طلسمی اُتار کر رکھی آب سرد سے ہاتھ مُنھ دھویا کباب کھانے اتنے
مین وہ رقاصہ مع اپنے سازندون کے روبرو آئی تسلیم بجا لائی بعدہ حسب الحکم ملکہ حور طلعت
یہ رنگ ہوا کہ بموجب نظم

واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے
چھیڑے سازندون نے اُدھر ساز
الحان سے لے تال سم سے
بیٹھی وہ دھنین سریلی آواز
اُسوقت وہ نازنین رقاصہ

رقص کرنے لگی اور گانے لگی اُسکے ناچنے اور گانے کی یہ صورت تھی کہ بمقتضاے نظم

گاتا تھا وہ دلکش زمانہ
دل لوٹے مڑوڑے دیتی تھی وہ
ٹپہ ٹھمری غزل ترانہ
ہر تان یہ تان سین قربان
کس ناز سے توڑے لیتی تھی وہ
بجو ہوا بگولا پریشان

فرصت گت ناچ کر جو پائی
محرم کے نہ بند باندھ کسکے
ہوتار نظر کی چلمن اے شوخ
در کھولدے باغبان قفس کے
ل دل گئین چھاتیان شب وصل
محرم شبنم کی کیون نہ مسکے
سینہ ہی ستار عشق بازان
مشکین باندھو ہوا کے کس کے

رقاصہ نے اک غزل یہ گائی غزل
مژگان پہ ہی اشک ترسے چھڑکاؤ
دیدے نہین آتنے قفس کے
آای ترسا ے ناخدا ترس
کمھلا گئے پھول رات بس کے
چہرہ کھولو جھڑ چکے بال
ہین تار چڑھے ہوئے نفس کے
کہتے ہین یہ شمس سے وہ ہربار

مشاطہ سے کہتے ہین وہ ہنسکے
پردے در چشم پر ہین خس کے
تڑپا کرو ن فصل گل مین کبتک
کبتک رہے دل ترس ترس کے
سینہ پہ اُبھا رہی کچون کا
بدلی کھل جاتی ہی برس کے
جعد مشکین کو کھول ڈالا
چھوٹا کوئی زلف مین بھی پھنس کے

یہ غزل رقاصہ خوبرو بصد ادا و ناز گاتی تھی نہایت اہل محفل خوش تھے خصوصاً حور طلعت اور
بدیع الزمان دونون شادمان تھے باہم ایماو اشارے ہوتے جاتے تھے اور مسکراتے جاتے
تھے ہرایک بزم مین جانب رقاصہ متوجہ تھا بگوش دل عالم نشۂ شراب مین گانا سن رہا تھا حور طلعت
پہلو مین بدیع الزمان کے بیٹھی تھی باہم گلے مین ہاتھ پڑے تھے عالم نشہ مین کچھ خیال شرم وحجاب
کا نہ تھا اُسوقت ملکہ حور طلعت نے کچھ سوچکر اپنے ہاتھ سے پھر ساغر شراب سے بھر کر بدیع الزمان
کو دیا اور کہا یہ ساغر بھی پی لو تمکو ہمارے سر کی قسم انکار نہ کرنا بدیع الزمان نے ساغر نذکور
اُسکے ہاتھ سے لیکر دہن سے لگا کر پینا شروع کیا حور طلعت نے لوح طلسمی اُٹھا کر اشارہ سے
دایہ کو بلا کر اُسکے حوالے کی پھر چند ماش اُس نازنین مکار و بد معاش نے نکالکر سحر پڑھکر بدیع الزمان
پر مارے ہنوز بدیع الزمان ساغر سے شراب پی رہے تھے کہ مبتلاے سحر ہوے زمین نے پانون پکڑلیے
دست و پا بحس ہوے لوح کو اپنے روبرو نہ پایا خیال کیا اس نازنین نے فریب کیا تمکو گرفتار کیا لوح طلسمی
لے لی ابھی بدیع الزمان کے ہاتھ مین ساغر می تھا کچھ شراب پی تھی کچھ ساغر مین باقی تھی اور خیال
مندرجہ بالا کر رہے تھے کہ اُن سب نازنینون نے ہنسکر صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ حور طلعت
نے بھی اپنی صورت اصلی ظاہر کر کے نعرہ کیا منم باران جادو اے طلسم کشا دیکھ یون لوح طلسمی
لے لیتے ہین اور تجکو گرفتار کر لیتے ہین تجکو لوح طلسمی پر بہت ناز تھا جانتا تھا کہ مجھ سے کوئی ساحر
لڑ نہین سکتا ہی اور لوح مذکور نے نہین سکتا ہی مین نے کس خوبی سے لوح کو لیکر تجھے گرفتار کیا ہی اب
زندہ رہنا تیرا دشوار ہی ابھی تجکو خدمت شاہ طلسم مین لیجاؤنگا وہ تجکو قتل کر ڈالیگا لشکر بھی تیرا
بعد دو روز کے تباہ و برباد ہو جائیگا مین نے تمامی مردمان لشکر کو مبتلاے سحر کر دیا ہی ہر ایک ساحر
مثل مردہ صد سالہ بیہوش و بے حس و حرکت پڑا ہی باران سحر انیز برس رہا ہی یہ کہکر اپنی ہمراہی ساحرون
سے کہا اب سامان بیابانی چلنے کا کرو پہلے تو مین اپنے لشکر مین جاؤنگا بعد ازان خدمت شاہ مین روانہ
ہونگا ساحران ہمراہی نے چلنے کا قصد کیا تھا بدیع الزمان کو وہ شراب گویا خون جگر ہو گئی تھی ساغر ہاتھ
سے ڈالدیا تھا صدمہ سے آنکھون مین اشک بھرے تھے اپنی نادانی اور بیوقوفی پر نادم تھے
دل مین کہتے تھے اے بدیع الزمان تمکو زرہ اُتارنا اور لوح طلسمی گلے سے جدا کرنا مناسب نہ تھا
ہر چند اُس ساحرہ نے کہ ازین بنا ہوا تھا زرہ اُتارنے کو کہا تھا تمکو اُسکا کہنا ماننا لازم نہ تھا اب

سوائے خدا کے کوئی مجھے بچا نہین سکتا ہے امیہ بن عمرو بھی پیچھے رہگیا ہے مین نے خود اُسے اپنے
ہمراہ آنیکو منع کر دیا تھا یہ بھی نہایت ہی بیوقوفی کی خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب یہ وقت پشیمانی
کا نہین ہے دعا کا ہنگام ہے یہ خیال کر کے اپنے دل مین سوے فلک نظر کر کے اس طرح دعا کرنے
لگے کہ بمقتضاے **نظم**

ہر نخل مین گل ہر گل مین بو ہے
چشمہ ترے فیض کا رواں ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سبحانک شانہ تعالے

یارب ترے انس وجن مین بس مینا
ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تری موجود
ہو نیست سے نیست سنے ہست
مین قید ہون تو ہی اب رہا کر

ہین انس کی جنبین ساری رنگین
تو چشمہ چشم انس وجان ہے
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہین لب ملا اے علے
بیمار الم ہون تو دوا کر

ابھی بدیع الزمان درگاہ خالق انس وجان مین برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور باران
جادو وغیرہ صحراے چلنے پر آمادہ تھے ہر ایک خوش وخرم تھا ناگاہ سب نے دیکھا کہ برو کے
ہوا ایک ساحر سیہ رو کریہ منظر بہت سے ہار سیاہ گلے مین لپیٹے ہوے ایک کشتی کہ اُسپر تورہ
پوش پڑا تھا ہاتھ پر رکھے ہوے اور ہنستا ہوا بعجلت تمام آتا ہے جب قریب آیا فی الفور بلندی
سے بروے زمین آکر جملہ ساحرون سے ملکر کہا مجکو شاہ طلسم نے تمہارے پاس روانہ کیا
ہے اور جلدی مین یہ نامہ تحریر کر کے دیا ہے اور حکم کیا ہے کہ جو کچھ اِس کشتی مین ہے ساحرون کو
علے قدر مراتب بالفعل ہماری طرف سے انعام مین دینا اور جو نامہ مین درج کیا ہے ساحرون
سے کہنا کہ اسپر ضروری عمل کرین خلاف ہمارے حکم نامہ کے ہرگز نہ کرین باران جادو نے
اُسکی تقریر سُنکے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ دیا باران جادو نے اُسے پڑھا لکھا تھا کہ جو کچھ تو نے
کار نمایان کیا ہمکو کتاب سامری سے ظاہر ہوا ہم تجھ سے بہت خوش ہوے اور تیرے
ارادہ سے آگاہ ہو کر ہلال جادو کو کہ یہ ساحر ایک صحرا مین رہتا ہے ہر ماہ میری خدمت مین
ایک مرتبہ آتا ہے آج یہ آیا تھا اسی کے ہاتھ نامہ اور یہ خلعت اور ہار انعام مین روانہ کیے ہین لازم
ہے کہ بمجرد پہونچنے اس ساحر کے خلعت اور ہار باہم تقسیم کر کے پہن لینا اور لوح طلسمی اور
طلسم کشا کو اس ساحر کے حوالے کر دینا اور کسی طرح کا خیال دل مین نہ لانا کیونکہ یہ ساحر نہایت
خیرخواہ اور معتبر ہے بعد دینے لوح طلسمی کے اور حوالے کرنے طلسم کشا کے تم سب خلعت اور
ہار پہنے ہوے اپنے لشکر مین جانا دو روز وہین مقیم رہنا جب لشکر طلسم کشا کا خاتمہ ہو جاے
ہر ایک ساحر مر جاے اور عیار طلسم کشا بھی گرفتار ہو جاے اُسوقت تم سب ہمارے پاس
آنا خبردار خلاف اِسکے نہ کرنا ورنہ ہمکو ملال ہوگا باران جادو عبارت نامہ مذکور پڑھکر
ساحرون سے کہنے لگا شاہ طلسم تاکیداً تحریر کرتے ہین کہ لوح طلسمی اور طلسم کشا کو ہلال جادو
کے حوالے کر دینا اور خلعت اور ہار جو پہنے بطور انعام کے بھیجے ہین انھین پہن لینا اور دو تین
روز اپنے لشکر مین جا کر رہنا عیار و لشکر طلسم کشا کا خاتمہ ہو جاے اُسوقت ہمارے پاس آنا
تم کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا جو حکم شاہ کا ہے ضروری ہی اُسپر عمل کیجیے باران جادو نے
ہلال جادو سے وہ کشتی لیکر تورہ پوش اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک خلعت ہے نہایت زرتار اور

بسا ہوا ہی اور دس پندرہ ہار ہین وہ بھی گویا عطر مین ڈوبے ہین ہر ایک ہار بھاری ہی قیمت مین ہر ایک دس روپیہ سے کم کا نہین ہی باران جادو نے وہ خلعت تو خود پہنا اور ایک ایک ہار ہر ایک ساحر کو دیا ہر ایک نے خوش ہوکر پہنا پھر باران جادو نے فریب جادو سے لوح طلسمی لیکر ہلال جادو کو دی اور کہا طلسم کشا کو بھی لیجاؤ میری جانب سے اور ان سب ساحرون کی طرف سے بہت بہت آداب و تسلیمات عرض کرنا اور اس عطیۂ شاہی کا بھی ہم سب کی طرف سے شکریہ ادا کرنا اور یہ بھی عرض کردینا کہ باران جادو نے عرض کیا ہی کہ بموجب تحریر حکمنامۂ حضور کے عیار طلسم کشا کو گرفتار کرکے اور جملہ مردان لشکر طلسم کشا کو ہلاک کرکے خدمت عالی مین حاضر ہونگا ہلال جادو نے کہا جو کچھ تمنے کہا ہی شاہ طلسم سے کہدونگا ابھی یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ باران جادو وغیرہ جملہ ساحر بوے عطر بیہوشی آمیز سے بیہوش ہو ہو کر زمین پر گرے اسوقت ہلال جادو نے نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو او باران جادو تو نے غضب کیا تھا کہ میرے آقا و مالک کو فریب دیکر لوح طلسمی لے لی تھی اور اُنھین گرفتار کر لیا تھا دل مین اپنے بہت خوش تھا یہ نہین جانتا تھا کہ عیار طلسم کشا کا زندہ ہی ہماری جان کا دشمن ہی عیار کامل ہی یہ نعرہ کرکے پہلے تو اُن سب ساحرون کی زبانون مین سوزن دیا پھر لوح طلسمی گلے مین بدیع الزمان کے ڈالدی لوح کے سینہ پر آتے ہی سحر طلسم کشا پر سے دفع ہوگیا دست و پا قابو مین آئے بدیع الزمان نے نہایت شادمان ہوکر اپنے عیار کی بہت تعریف کرکے کہا خوب تو وقت پر پہونچا تمنے مجھے گرفتار ہوتے کہان سے دیکھا تھا اور یہ سامان کہانسے لایا تھا بروے ہوا اُڑکر کیونکر آیا تھا اُسنے عرض کیا جب حضور تعاقب مین غزال کے آگے بڑھ آئے تھے اور یہ فدوی بحکم حضور کے پیچھے رہگیا تھا آہستہ آہستہ اسی جانب چلا آتا تھا ناگاہ مین نے دور سے دیکھا کہ ان سب ساحرون نے حضور کو گرفتار کیا ہی ارادہ انکے لے جانیکا ہی اُسیوقت ایک درخت کے تنہ کی آڑ مین بیٹھکر رنگ و روغن سے مین نے اپنی صورت ایک ساحر سیہ رو کی بنائی اور کسوت عیاری سے قلم دوات اور کاغذ نکالکر شاہ طلسم کی جانب سے ان ساحرون کو نامہ لکھا جسکی عبارت حضور نے سنی پھر کسوت عیاری سے یہ خلعت اور ہار کہ مین نے میلہ مین سے صحراے نرگستان کے ایک تاجر کی دوکان سے پائے تھے نکالے اور کشتی مین رکھکر تورہ پوش ڈالکر اس انگوٹھی کی تاثیر سے بروے ہوا بلند ہوکر یہان آیا یہ انگوٹھی بارش جادو کی ہی اسمین کئی اثر ہین اول تو جسکے پاس ہو اُسپر سحر اثر نہین کرتا ہی دوسرے اگر بلند ہوکر بروے ہوا جانا چاہے تو بھی ہو سکتا ہی سوا اسکے اور بھی بہت تاثیرین ہین بدیع الزمان اسکی تقریر سنکے بہت خوش ہوے بعد ازان باران جادو وغیرہ ساحرون کی طرف نظر قہر و غضب سے دیکھکر فرمایا ان سب کو ہوشیار کرو ہم پہلے انکو ہدایت کرین اگر یہ سب بصدق دل مطیع اسلام ہون تو خیر ورنہ ان سب کو تیغ آبدار سے قتل کرینگے امیہ بن عمرو نے بموجب حکم کے پہلے ان ساحرون کو کئی درختون سے حلقہاے کمند سے خوب مضبوط باندھا بعدہ خلعت اور ہار اُتارکر کسوت عیاری مین رکھکر فتیلۂ رفع بیہوشی سے اُنھین ہوشیار کیا ہر ایک نے انکھین کھولکر اپنے تئین گرفتار پایا کمال صدمہ ہوا حواس جاتے رہے ایک نے دوسرے کو دیکھا اشارہ سے کہا اگر ہوسکے تو ہمکو رہا کرو اُنھون نے اشارہ سے جواب دیا ہاتھ ہمارے پس پشت بندھے ہین کیونکہ تمھاری زبان سے سوزن نکال سکتے ہین نہ ہم تمکو رہا کر سکتے ہین نہ تم ہمکو رہا کر سکتے ہو افسوس جسکو ہلال جادو سمجھے تھے وہ یہ

عیار طلسم کشا کا تھا اسکے دام مکر و فریب مین آگئے اوراق جمشیدی مین نہ دیکھ لیا بڑا دھوکا کھایا دیکھیے آب
کیا ہوتا ہی ابھی وہ ساحر باہم ایماو اشارہ سے تقریر کر رہے تھے چہرے اُنکے کثرت ملال سے متغیر تھے آنکھون
مین اشک بھرے ہوے تھے دلون پر ہجوم غم و ملال تھا ناگاہ بدیع الزمان نے زرہ پہنکر شمشیر آبدار نیام سے
کھینچکر قریب اُنکے جاکر سب سے کہا ای ساحران نامی دیکھا تمنے قدرت پروردگار کو کہ اُسنے اپنی قدرت
کاملہ سے میرے عیار کو کسوقت یہان بہونچایا تم سب اُسکے دام فریب مین آئے لوح طلسمی کو اور مجکو تمنے
اسکے حوالے کر دیا خلعت اور ہار عطر بیہوشی آمیز سے بسے ہوے پہن لیے اُسکی خوشبو سے بیہوش ہوگئے
عیار نے گرفتار کر لیا مین رہا ہو گیا لوح طلسمی پھر ہاتھ آئی تمکو خوشی مین ملال ہوا کار بد کا انجام بد ہوا
اگر اب بھی بصدق دل تم سب مطیع اسلام ہو اور میری فرمانبرداری کرو تو فہو المراد ورنہ مین ابھی تم سبکو
اسی تیغ آبدار سے قتل کر ونگا تمھارے خون سے ایک نامہ شاہ طلسم کو اس مضمون کا لکھونگا کہ ای شاہ طلسم
اگر سو برس تک اسی طرح مجھ سے لڑے جائیگا تو کیا ہوگا تیرا ہی نقصان ہوگا ساحران نامی تیرے ہی
طلسم کے کام آئینگے بہتر اور مناسب یہی ہی کہ میری اطاعت کر اور کلمہ پڑھ مسلمان ہو جا ورنہ مانند انھین
ساحرون کے ایک روز تجکو بھی تیغ تیز سے قتل کر دونگا یہ کہکر باران جادو سے مخاطب ہو کر حمد خدا
مین چند شعر زبان پر جاری کیے اور کہا ای باران جادو لائق پرستش وہ معبود ہی کہ جسکی شان مین یہ
چند اشعار رہین اشعار

محبت سے ہی بلبل گل کا دمساز ——— ہر قمری عاشق سرو سرافراز
ہر اک شئ مین ہی شان اسکی ہویدا ——— کیے ہین جن و انسان اُسنے پیدا
ہر اک بندے کا وہ حاجت روا ہی ——— مریض غم کو نام اُسکا دوا ہی
کہ ہر مشکل کشائی کام اُسکا ——— نہ لین دیندار کیونکر نام اُسکا
تماشا اُسکی قدرت کا عیان ہی ——— کہ ہر بوٹے مین رنگ بوستان ہی
کسی کو حسن مین رتبہ دیا ہی ——— کسی کو عشق مین نامی کیا ہی

باران جادو وغیرہ نے جب بدیع الزمان کی تقریر سنی دلون
مین خیال کیا کہ بیشک جو طلسم کشا کہتا ہی سچ ہی پیدا کرانے والا ہر ایک کا مسلمانون کا خدا ہی سامری
و جمشید اُسکے بندے تھے سحر مین یگانہ آفاق ہو کر دعوی خدائی کا کرنے لگے تھے افسوس آجتک
ہم اُنکی اور دیگر بتون کی پرستش کیا کیے اب طلسم کشا نے ہمکو راہ دین دکھائی ہی لازم ہوا ہی کہ اپنے
معبود کی اطاعت کرین اور اس ہادی کی فرمانبرداری قبول کرین یہ خیال کر کے پہلے سب سے باران
جادو نے پھر اور سب ساحرون نے باشارہ یہ کہا کہ ہماری زبان سے سوزن نکال لیجیے ہم مطیع اسلام
ہو کر آپکی فرمانبرداری کرینگے اب دغا نہ کرینگے بدیع الزمان اُنکے اشارون کی تقریر سے آگاہ ہو کر
امیہ بن عمرو سے کہنے لگے یہ سب ساحر اشارون سے کہتے ہین کہ ہم مطیع اسلام ہو کر آپکی فرمانبرداری
کرینگے ہم انکی بانون سے سوزن دور کرتے ہین اُسنے اُنکی پیشانیون کو روشن پاکر عرض کیا حضور جو کچھ یہ
کہتے ہین سچ کہتے ہین مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون پیشانی دیکھکر کافر و مسلمان کو پہچان جاتا ہون
اُنکی پیشانیان اب بہ نسبت قبل روشن ہین انکو رہا کر دیجیے خوف اسکا نہ کیجیے یہ اب دغا نہ کرینگے یہ کہکر
خود ہی سب ساحرون کی زبانون سے سوزن دور کیے حلقہاے کمند سے سب کو کھولدیا اُسوقت ہر ایک
ساحر قدم طلسم کشا پر گرا عذر کرنے لگا کہ ہماری تقصیر کو معاف فرمائیے گا جسنے آپکو قید کر لیا تھا لوح
طلسمی لے لی تھی بدیع الزمان نے ہر ایک ساحر کا سر اپنے قدم سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا

ہمنے تمھاری خطا معاف کی وہ سب خوش ہوے پھر عرض کیا اب حضور اپنے لشکر مین تشریف لیچلین وہان تمامی
مردمان لشکر آپ کے بتلاے سحر مین اُنپر سے سحر کو دفع کرنا ضرور ہی اگر تین روز گذر جائین گے وہ سب
ہلاک ہوجائینگے بدیع الزمان اُنکی تقریر سُنکے فوراً مرکب پر سوار ہوکر سب کو ہمراہ لیکر وہانسے روانہ ہوے
خود تو مرکب طلسمی پر سوار تھے امیہ بن عمرو زین پوش پکڑے ہوتے تھا گھوڑا مانند صرصر آگے آگے
جاتا تھا پیچھے تمام ساحران نامی سحر کی سواریون پر سوار تھے بعد قطع راہ جب اُس جگہ پہونچے جہان
حکم بدیع الزمان سے صحرا مین بارگاہ استادہ کی گئی تھی اور تھوڑے ساحر وہان منتظر طلسم کشا بیٹھے
تھے وہ طلسم کشا کو دیکھتے ہی خوش ہوگئے بدیع الزمان نے اُنسے کہا اب بارگاہ اور خیمہ یہان سے
اُٹھا کر ہمراہ ہمارے لشکر مین چلو وہ کاربند ہوے ہمراہ طلسم کشا کے روانہ ہوے بعد قطع راہ
جب بدیع الزمان لشکر کے قریب پہونچے دیکھا لشکر پر ایک ابر محیط ہی بارش خوب ہورہی ہی ہر ایک
ساحر بیہوش پڑا ہی اُسوقت طلسم کشا نے ارادہ کیا تھا کہ لوح طلسمی کو دیکھکر سحر کو باطل کرکے ہر ایک
ساحر پر سے سحر دفع کیا جائے ناگاہ باران جادو نے بڑھکر عرض کیا حضور تامل فرمائین مین اپنے
سحر کو خود دفع کرتا ہون اور سب کو ہوشیار کرتا ہون طلسم کشا نے اُسکی عرض قبول کی اُسنے اپنی جھولی
سے ایک گولا فولادی نکالا پھر اُسپر سحر پڑھکے اور اپنی اُنگلی کارد سے شگافتہ کرکے خون اُس گولے پر ڈالکے
اُس ابر سحر پر وہی گولا مارا وہ ابر اُس گولے سے لخت لخت ہوگیا مانند روئی کے پھاہون کے اُڑ گیا
پھر باران جادو نے پھاہا روئی کا نکالکر اُسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر سحر پڑھکر اُسپر دم کیا وہ
پھاہا فی الفور بلند ہوکر تمامی لشکر پر محیط ہوا پانی برسنے لگا اب جس ساحر پر ایک قطرہ آب بھی اُس
ابر دفع سحر کا پڑا فی الفور اُسے ہوش آیا تھوڑی دیر مین سب ساحر ہوشیار ہوے ہر ایک پر سے
سحر دفع ہوگیا جملہ ساحر ہوشیار ہوکر اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ اور خیام سے باہر آئے طلسم کشا کو دیکھکر
سلام کیا اور باران جادو اور رعد جادو وغیرہ کو طلسم کشا کے ساتھ دیکھکر حیران ہوئے اتنے
مین ملکہ رشک بدر بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئی بدیع الزمان سے پوچھنے لگی کہ باران جادو
وغیرہ کب آپکے شریک ہوئے بدیع الزمان نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا اُسوقت باران
جادو وغیرہ نے ملکہ رشک بدر کو اپنے بادشاہ کی دختر جان کر سلام کیا اور کہا اب ہمنے طلسم کشا
کی اطاعت اختیار کی ہی یہ کہکر وہ ابر بھی اپنے سحر کا مٹا دیا ملکہ اُنکے شریک ہونے سے خوش ہوئی
اُسوقت بدیع الزمان مرکب سے اُترکر بارگاہ استادہ کراکر داخل بارگاہ ہوئے ساحران نامی حاضر
دربار ہوئے ملکہ رشک بدر بھی قریب طلسم کشا کے بیٹھین باتون مین یہ حال ملکہ وغیرہ کا ساحران
نامی پر ظاہر ہوا کہ ہم سب سحر مین باران جادو کے مبتلا ہوگئے تھے ابھی یہ باتین ہورہی تھین کہ باران
جادو نے دست بستہ بدیع الزمان سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے لشکر مین جاؤن ہر ایک پر
ظاہر کرون کہ مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی ہی جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ میرے ساتھ آئے
بدیع الزمان نے اُسکی تقریر سُنکے جانے کی اجازت دی وہ تنہا اپنے لشکر مین گیا اور سب کو ایک
جگہ جمع کرکے باآواز بلند کہنے لگا یارو آگاہ ہو کہ مین نے یہانسے جاکر صحراے سبزہ زار مین پہونچکر
بمکر و فریب سحر سے بصورت نازنین بنکر طلسم کشا سے لوح طلسمی لیکر اُسکو سحر مین گرفتار کر لیا تھا

ناگاہ عیار اُسکا ایک ساحر کی صورت بنکر نامہ شاہ طلسم کا مصنوعی مع خلعت اور ہار لیکر آیا نامہ ہمکو
دیا پھر خلعت ہمنے پہنا اور ہر ایک ساحر نے اپنے گلے مین ڈالا نامہ مین لکھا تھا کہ **لوح طلسمی** اور **طلسم کشا**
کو ساحر کے حوالے کرنا ہمنے بموجب حکم کے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر مین ہم سب خوشبوے عطر بیہوشی آمیز
سے جو خلعت اور ہارون مین لگا ہوا تھا بیہوش ہو گئے عیار نے ہمکو گرفتار کر لیا پھر ہمکو ہوشیار کر کے
طلسم کشا نے ہمکو ہدایت کی ہمنے اُسکی اطاعت اختیار کی اور مطیع اسلام ہوئے اب ہم تم سب سے
کہتے ہین کہ دین اسلام اچھا دین ہی سامری پرستی خوب نہین ہی اور یہ طلسم ایک روز ضرور فتح
ہو جائیگا شاہ طلسم طلسم کشا کے ہاتھ سے یقیناً مارا جائیگا لہذا مطیع اسلام ہو کر طلسم کشا کی
فرمانبرداری کرو ایسا قدردان تمکو نہ ملیگا اُسکی اطاعت کونین کا فائدہ ہی دین اور دنیا دونون
حاصل ہونگے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو پچتاؤگے ایک دن طلسم کشا کے ہاتھ سے مارے
جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے ہمیشہ آتش جہنم مین جلوگے کافر کی بخشش نہوگی جب اسطرح **باران جادو** نے سب سے
کہا اسی ہزار ساحرون مین سے چار ہزار ساحر کہ نہایت سیہ قلب تھے اُنھون نے جواب دیا کہ ای **باران جادو**
تو نے اپنے خداوندون کو چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش اچھی جانی برا کیا اور اطاعت **طلسم کشا**
کی اختیار کر لی یہ فعل بہت ہی برا کیا اتنے دنون شاہ طلسم کا نمک کھایا اب نمکحرامی کی ہم ہرگز تیرا
کہنا نہ مانینگے بلکہ سر تیرا کاٹ کر خدمت شاہ مین لیجائینگے تجھ ایسے بے دین اور نمک حرام
کو زندہ نہ رکھینگے یہ کہکر وہ سب آمادۂ جنگ ہوئے اور چھہتر ہزار ساحرون نے کہ اُنمین **مواج**
جادو زوجہ **باران جادو** بھی تھی اُسنے باران جادو کی تقریر سُنکے مطیع اسلام ہو کر کہا جو کچھ آپ نے کہا
وہ خوب کہا ہم سب آپ کے ہمراہ ہین جو دین آپ نے اختیار کیا وہی ہمنے بھی اختیار کیا یہ نابکار آپکے
کہنے پر عمل نہین کرتے ہین بلکہ آمادۂ جنگ ہین انکو گھیر کر ہم قتل کرتے ہین کیونکہ یہ اپنے افسر سے
ایسی تقریر کرتے ہین کہ کوئی ادنے سے بھی نہین کرتا ہی یہ کہکر یہ بھی آمادۂ جنگ ہوئی جھولیون سے
نارنج اور ترنج گولے فولادی گلدستے ہار فلفل سرسون رائی ماش کے دانے بنولے ناریل چوبی دار
وغیرہ اسباب سحر نکالے جلد جلد سحری سواریون پر سوار ہوئے وہ چار ہزار ساحر بھی اسیطرح آمادۂ
جدال ہوئے آخر کار لڑائی ہونے لگی نارنج اور ترنج وغیرہ باہم چلنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
شور و غل ہونے لگا یہان **بدیع الزمان** اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین ہزارہا آدمیون کا شور و غل
سُنکے سمجھ گئے کہ وہان باہم لڑائی ہونے لگی اُسیوقت بارگاہ سے اُٹھکر کل فوج کو اپنے ساتھ لیکر
مرکب پر سوار ہو کر میدان جنگ مین پہونچے اور باران جادو کی طرف سے اُن ساحرون کو
قتل کرنے لگے اُسوقت لڑائی خوب ہوئی طرفین کے ساحر بہت کام آئے آخر وہ ساحر بوجہ قلیل
ہونے کے میدان جنگ سے بھاگے ساحران مطیعان دین اسلام نے اُنکا تعاقب کیا دو سو
ساحرون کو مع ایک افسر کے کہ جسکا نام ظلمات جادو تھا اور اُنھین چار ہزار ساحرون کا سردار
تھا گرفتار کیا جب وہ ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ گئے **باران جادو** وغیرہ ہمراہ رکاب
طلسم کشا کے مع خیمہ و خرگاہ وہانسے فرودگاہ لشکر **بدیع الزمان** پر آئے پھر حکم طلسم کشا سے
بارگاہین اور خیام برپا ہونے لگے ساحرا بھی اپنی بارگاہون اور خیمون مین اُترنے لگے **باران جادو** اور **مواج جادو** اور

نازجادو یہ ایک بارگاہ مین فروکش ہوئے جب سب ساحر فروکش ہو چکے بدیع الزمان نے امیہ بن
عمرو سے کہا اُن سب ساحرون کو ہمارے روبرو لے آؤ جنکو لڑائی مین گرفتار کیا تھا عیار گیا اور
سبکو گرفتار کیے ہوئے خدمت **بدیع الزمان** مین لایا طلسم کشا نے اُنکو ہدایت کی اُنمین سے بہت سے تو مطیع اسلام
ہوے لیکن **ظلمات جادو** اور چند ساحرون نے اطاعت قبول نہ کی **بدیع الزمان** نے حکم دیا کہ پہلے اِن چند
ساحرون کو قتل کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل کی بعدہ **ظلمات جادو** کو قتل کیا اس جگہ بعض بعض داستان گویان خوش بیان
نے اسطرح بھی ظاہر کیا ہے کہ جب اُن چند ساحرون کو قتل کیا اُنکے خون سے **بدیع الزمان** نے ایک نامہ **شاہ طلسم** کو اس
مضمون کا لکھا کہ جسکی خلاصہ عبارت یہ تھی کہ ای شاہ طلسم آگاہ ہو کہ باران جادو اور رعد جادو وغیرہ
مع لشکر مطیع اسلام ہو کر میرے شریک اور فرمانبردار ہو گئے ہین عنایت الٰہی سے لشکر میرا روز بروز
بڑھتا جاتا ہے اب مین کل یہانسے کوچ کرونگا جلد تر اپنے تئین تجھ تک پہونچا دونگا اگر تو یہان نہین آتا ہے
اور مقابلہ مجھ سے نہین کرتا ہے مین ہی آتا ہون وہین آکر تجھے قتل کرونگا اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو کلمہ پڑھکر دین
اسلام اختیار کر جنگ وجدال سے ہاتھ اُٹھا ورنہ پچتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ عبارت نامہ مین
لکھکر **ظلمات جادو** کو تہ تیغ کیا پھر اُس نامہ پر اپنی مہر کرکے لاشہ ظلمات جادو مین کہ تڑپ رہا تھا
باندھ دیا جب وہ مرگیا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ظلمات جادو
بود بعد اِس آواز آنے کے جانب صحرا سے ایک بونڈلا گرد کا بلند ہوا چونکہ ظلمات جادو بھی ساحران
نامی سے تھا وہ بونڈلا اُسکی لاش سے لپٹا اور لاش کو اُسکی لیکر سوے شاہ طلسم روانہ ہوا شاہ طلسم
دربار مین بیٹھا ہوا تھا جملہ ارکان دولت واعیان مملکت حاضر دربار تھے پہلے وہ ساحر جو میدان
جنگ سے بھاگ گئے تھے باحال پریشان خدمت شاہ مین پہونچے اور بعد بجا لانے قواعد بندگی کے تمام حال
جو گذرا تھا تفصیل عرض کرنے لگے ابھی شاہ مذکور تقریر اُنکی سُن رہا تھا ناگاہ لاشہ ظلمات جادو کا
بونڈلے مین لپٹا ہوا اُسکے روبرو پہونچا اُسنے لاشے مین ایک کاغذ لکھا ہوا بندھا پاکر اپنے اہل دربار
سے کہا دیکھو تو یہ کاغذ کیسا ہے کسی ساحر نے حسب الحکم اُس کاغذ کو کھولکر پیشکش کیا شاہ نے پڑھکر کہا
یہ نامہ طلسم کشا نے مجکو لکھا ہے پھر مضمون اُسکا بیان کیا اہل دربار تو خاموش رہے لیکن شاہ نے
برہم ہو کر کہا طلسم کشا کی شامت آئی ہے کہ مجکو اسطرح لکھا ہے وہ اپنے تئین کیا سمجھتا ہے جب جاؤنگا ایک
دم مین اُسکو مع اُسکے لشکر کے تباہ و برباد کر دونگا میرے نزدیک اُسکی اور اُسکے لشکر کی کیا حقیقت
ہے چند ادنی ساحر اگر اُسکے شریک ہو گئے ہین تو وہ کیا کرینگے اِسی طرح شاہ طلسم غصہ مین تا دیر بکا
کیا جب خاموش ہوا اہل دربار نے عرض کیا خداوند نعمت واقعی حضور سچ کہتے ہین طلسم کشا اور
اُسکی سپاہ کی حضور کے آگے کیا حقیقت ہے حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے ہم اہل دربار سے جس کسی کو برائے
مقابلہ طلسم کشا روانہ فرمایئے گا وہ جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دیگا شاہ طلسم اہل دربار کی گفتگو سنکے
خوش ہوا ملازمون سے کہا لاشہ ظلمات جادو کا اُٹھا کر لیجاؤ پھر اُن ساحرون سے کہا کہ تم کیسے مرد
تھے کہ جنگاہ سے بھاگ کر چلے آئے جاؤ دور ہو وہ ساحر دربار سے نکلکر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے
شاہ طلسم نے اہل دربار سے ایک ساحر کو کہ نام اُسکا فوق جادو تھا ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت
سے برائے مقابلہ طلسم کشا روانہ کیا اور جواب نامہ بھی نہایت سخت کلامی کے ساتھ تحریر کرکے

بذریعہ طائر سحر بھیجا طائر نے بارگاہ بدیع الزمان مین آکر منقار سے نامہ ڈالکر بزبان فصیح کہا ای طلسم کشا
یہ نامہ شاہ طلسم کا ہی اسکو پڑھ لینا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلاگیا بدیع الزمان نے وہ نامہ پڑھواکر سنا خلاصہ
مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای طلسم کشا جو تو نے نامہ لکھا تھا ہمکو پہونچا تیری کیا حقیقت ہی کہ تو مجھ سے مقابلہ کرسکے
اور یہانتک آسکے مین نے تیری سرکوبی کے واسطے فوق جادو کو مع سپاہ کے روانہ کیا ہو وہ تیرا اور
تیرے لشکر کا خاتمہ کردیگا اور اس ساحر پر کیا موقوف ہی ہزارہا ساحر نامی و نامور ابھی میرے
طلسم مین باقی ہین فوج بیشمار ہی کہانتک تو مجھ سے لڑیگا جس روز مجکو غصہ آئیگا اور مین سحر کرونگا ایک
چشم زدن مین سب کو تباہ اور برباد کردونگا بدیع الزمان نامۂ مذکور کو سنکے برہم ہوئے ملکہ بدر جادو
اور زنار جادو اور باران جادو وغیرہ ساحران نامی سے پوچھا فوق جادو کیسا ساحر ہی اُنھون نے
عرض کیا حضور فوق جادو ساحران نامی سے ہی ہم مین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرسکے
وہ ساحر ایک بلاے بد ہی بدیع الزمان نے سب کی گفتگو سنکے جواب دیا اگر فوق جادو نہایت
زبردست ساحر ہی تو کیا اندیشہ ہی خداوند عالم ہمکو اور ہمارے مردان لشکر کو اُسکے شر و فساد سے
بچائیگا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ وہ ساحر مع فوج آتا ہی لڑائیان خوب ہوتی ہین ہزارہا ساحر طرفین
کے قتل ہوتے ہین فوق جادو سحر برق سے بنکر طلسم کشا کے لشکر پر گرتا ہی صدہا ساحرون کو ہر مرتبہ
کے گرنے مین ہلاک کرتا ہی ساحران نامی اُس سے عاجز ہوتے ہین بہت دنون تک وہ لڑتا ہی
آخر کار لڑائی مین طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی اسی طرح ہزارہا ساحران نامی و نامور کو میمون
شاہ مع فوج روانہ کرتا ہی اور وہ سب طلسم کشا سے مقابلہ کرتے ہین اگر ان سب ساحرون کی لڑائی
تفصیل تمام یہ مؤلف دفتر تحریر کرے تو از حد طول ہو گا کئی جلدین لکھی جائینگی کیونکہ یہ طلسم بہت بڑا ہی
طلسم ہوشربا سے کچھ کم نہین ہی افسوس کہ مجبوری جملہ داستانون کو چھوڑنا پڑا اگر تمامی داستانین لکھی
جائین تو ناظرین منصف طبع کی نظرون سے تمام جلدین طلسم ہوشربا کی گر جائین چونکہ اس مؤلف دفتر
کو حکم جناب معلے القاب خداوند نعمت عالی ہمت قدردان بیمثال مہر سپہر عزت و جلال جناب منشی
پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار دام اقبالہ کا یہ ہی کہ اس دفتر کو اسی جزو تک
یا کچھ زیادہ تک تمام ہونا چاہیے زیادہ بڑھنے نہ پائے اسوجہ سے حقیر نے ناچار ہو کر تمام داستانین
طلسم طہمورث دیوبند کی ترک کردین اور جملہ عیاریان امیہ بن عمرو کی بھی چھوڑ دین اور قتل
ہونا ملکہ بدر جادو کا بھی نہین لکھا اور بہت سی لڑائیان شاہ طلسم کی بھی ترک کردین کیونکہ تھوڑے
اجزا مین بہت سی داستانین بطرز اختصار کے لکھی ہین اب صرف ایک لڑائی آخری میمون شاہ
کی بطور اختصار کے لکھی جاتی ہی تاکہ ناظرین پر ظاہر ہو جائے کہ یہ طلسم تمام ہوا ورنہ ابھی یہ طلسم چہارم
بھی نہین لکھا گیا ہی جو عمدہ اور نایاب داستانین تھین وہی ابھی لکھنا باقی ہین غرض مجبوری کیسے
سب داستانین ترک کرکے آخر کی لڑائی لکھی جاتی ہی اور وہ بھی بیدلی سے بہت مختصر طور سے درج
کیجاتی ہی کہ جب ہزار ساحران نامی جنگ مین طلسم کشا کے ہاتھ سے ہنگام جنگ قتل ہوئے
اور صدہا ساحران نامی مطیع اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہوئے شاہ طلسم کو غصہ آیا عیش و عشرت
مین کمی کرکے خود بمقابلہ لشکر طلسم کشا مع فوج کثیر اکثر اوقات بعد گذرنے چالیس دنون کے آنے لگا

اور خود سحر کرنے لگا اُسکے سحرون کا حال کیا رقم کیا جائے صرف اسقدر لکھا جاتا ہی کہ جس طرح افراسیاب
مالک طلسم ہوشربا اسد غازی سے لڑا ہے اُس سے زیادہ میمون شاہ نے سحر عجیب و غریب
ہنگام جنگ کمین کیے ہین ہر مرتبہ لشکر طلسم کشا کو اپنے سحر سے درہم برہم کر دیا ہی بس ہزارون ساحرون
کو ہلاک کیا ہی جملہ ساحران لشکر طلسم کشا میمون شاہ کے سحر سے ڈرتے ہین شاہ فقط طلسم کشا
سے بوجہ لوح طلسمی کے کسی قدر ڈرتا ہی جب سامنا طلسم کشا سے ہو گیا ہی میمون شاہ بعد جنگ
عظیم ہزارون ساحرون کو ہلاک کر کے سامنے سے طلسم کشا کے ہٹ گیا ہی اور بہت سے تحفہ جات
سحر سے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا شاہ طلسم نے ہنگام جنگ کام لیا ہی ہر ایک لڑائی مین ہزارون ساحرون
کو قتل کیا ہی امیہ بن عمرو نے عیاران کر کے اُسکی معشوقون کی صورت پڑ در پی بنکر وہ تحفہ جات
اُس سے لے لیے ہین اور مصنوعی اُسے دیدیے ہین کئی وزیر شاہ طلسم کے بھی بعد محاربات عظیم کے
عیاریون وغیرہ عیار طلسم کشا سے گرفتار اور عاجز ہو کر شریک طلسم کشا ہوے ہین چنانچہ
نور جادو وزیر اعظم میمون شاہ کا اور قصور جادو دوسرا وزیر اور قاہر جادو تیسرا وزیر
شاہ کا یہ سب شریک ہوے ہین انکی لڑائیان کارنامے ہین انجام کار شاہ طلسم مذکور دس بارہ
لاکہ ساحرون کی جمعیت سے میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی کے
صف لشکر سے نکلکر پکارا ای طلسم کشا آج وہ لڑائی اس میدان مین ہو گی کہ کبھی نہوئی ہو گی اور آج
مابدولت کو ایسا غصہ آیا ہی کہ اس زندگی مین کبھی نہ آیا تھا دریاے خون بہادونگا سب نمک حرامون
کو جو تیرے شریک ہو گئے ہین خاک مین ملا دونگا میدان جنگ سے قدم نہ ہٹاونگا یہ کہکر کچھ اسماے
سحر زبان پر جاری کر کے دستک دی اور پکار کر کہا ای گلشن جادو خزینہ دار صندوقچہ سحر
سامری لیکر جلد آ بجرد کہنے کے ایک جانب سے گویا سیاہ آندھی آئی ہواے تند چلی روز روشن
گویا شب تار ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جلیل القدر ادھیڑ سن
نہایت سیاہ رو اور ہیبت ناک ایک تخت سحر پر سوار صندوقچہ اپنے زانو پر رکھے ہوئے آئی اور شاہ
کو سلام کر کے پوچھنے لگی ای شاہ ذیجاہ آج بعد مدت مدید اور زمانہ بعید اس حقیرہ کو کیون مع اس صندوقچہ
سحر سامری کے طلب کیا ہی شاہ نے جواب دیا او گلشن جادو کیا تجکو نہین معلوم کہ جس بلا مین آجکل مبتلا
ہون اری تمام طلسم میرا برباد ہو گیا ہی ہزارہا ساحران نامی جو نمک خوار اور میرے دوست تھے وہ
میرے دشمن ہو گئے اس طلسم کشا کے جو تیرے سامنے مع لشکر موجود ہین شریک ہو گئے لاکھون ساحر
قتل ہو گئے دختر میری بھی قتل ہوئی سیکڑون تحفہ جات طلسمی برباد ہوے طلسم کشا سے پسپا ہو کر اسوقت
ہنگام جنگ مجھے تیرا خیال آگیا اسوجہ سے تجکو بزور سحر دستک دیکر طلب کیا ہی یہ کہکر صندوقچہ مذکو طلب
کیا اُسنے عرض کیا ای شاہ فلک جاہ مین اس صندوقچہ کی محافظ ہون یہ ایک نایاب تحفہ طلسمی ہی
آپ اسکو بھی مانند دیگر تحائف طلسمی کے برباد کیجیے گا ہرچند مین حضور کی نمک خوار ہون مگر یہ صندوقچہ
سحر سامری نہ دونگی کیونکہ اسکے دینے مین میری جان کا خوف ہی آپ اس راز سے بخوبی آگاہ ہین شاہ طلسم
نے غضبناک ہو کر جواب دیا او گیسو بریدہ تجکو اپنی جان کا خیال ہی اور اس صندوقچہ سحر سامری برباد ہو جانے
کا ملال ہی مابدولت کا کچھ پاس اور لحاظ نہین ہی اور یہ خیال نہین ہی کہ شہنشاہ طلسم کی بھی جان لاکھون بلاؤن

مین مبتلا ہی زندگی کی امید نہین ہی طلسم برباد ہو گیا ہی مابقی برباد و تباہ ہوا چاہتا ہی طلسم کشا وغیرہ سب
میری جان کے دشمن ہین اُسنے پھر برہم ہو کر عرض کیا ای شاہ دیکھیے یہ تحفہ طلسمی برباد نہ کیجیے میری جان کا
ضرر ہو گا مین نے سُنا ہی کہ جب تحفہ طلسمی بھی برباد ہو جائیگا تو اِس طلسم مین کوئی سامری پرست نہ رہیگا
طلسم کشا کی حکومت ہو جائیگی شاہ نے جواب دیا او نالائق جو کچھ ہو یہ صندوقچہ مجھے دیدے ورنہ بقہر و غضب
ایک طمانچہ ایسا مارونگا کہ تو ہلاک ہو جائیگی ساری آبرو اور عزت تیری سر میدان خاک مین ملجائیگی اُس
ساحرہ نے تقریر شاہ کی سُنکے کثرت ملال سے آنسو بہاکے غصہ سے تھراکے ارادہ سرکشی کا کیا تھا لیکن پھر کچھ
خیال نمک خوار ہونیکا کر کے غصہ کو ضبط کیا اور صندوقچہ مذکور بجبر و ظلم شاہ طلسم کو دیکر کہا اب مین جاتی ہون
کہین دشمنون سے چھپکر بیٹھتی ہون شاہ نے صندوقچہ لیکر کہا کنجی بھی اسکی لا اُسنے شلوار بند سے کلید کھولکر شاہ کے حوالے
کی پھر کچھ اسماے سحر پڑھکر بالاے زمین آکر زمین پر پانون مارے زمین شق ہوئی گلشن جادو زمین
مین سماکر ایک جانب زیر زمین بزور سحر روانہ ہوئی بعد ساحرہ کے جانے کے نور جادو منصور جادو
اور قاہر جادو نے باہم چپکے چپکے کچھ باتین کین پھر ناز جادو و دختر باران جادو کو اپنے ہمراہ لیکر
سحر پڑھکر زمین پر قدم مارے زمین شق ہوئی چارون ساحر مع ساحرہ مذکورہ زمین مین غائب ہو کر
بزور سحر زیر زمین روانہ ہوے یہ تو سب زیر زمین نہین معلوم کس غرض سے جاتے ہین احوال انکا آیندہ لکھا جائیگا

مگر اب احوال شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہی

کہ جب گلشن جادو و صندوقچہ مذکور دیکر روتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ ای شاہ طلسم تو نے میرا کہنا
نہ مانا برا کیا یہ تو جانتی ہون کہ قضا میری قریب آگئی لیکن یہ طلسم بھی ضرور ہی برباد ہو جائیگا کوئی سامری
پرست یہان باقی نہ رہیگا بانیان طلسم جو لکھ گئے ہین وہ ضرور ہوگا میمون شاہ نے یا خداوند سامری
کہکر وہ صندوقچہ کلید سے کھولا لکھا ہی کہ چار چار اُنگل کے پتلے فولادی مرکبون پر سوار اُسمین تھے جب
وہ صندوقچہ کھلا ہوا اُنکو لگی ہر ایک پتلے نے جماہی لی جیسے کوئی خواب سے بیدار ہو کر انگڑائی اور جماہی
لیتا ہی شاہ طلسم نے اُنسے کہا ای سواران سحر سامری اب صندوقچہ سے نکلو میرے دشمنون کو قتل کرو
اُنھون نے بزبان فصیح کہا ای شاہ کون ایسا دشمن زبردست تیرا ہی کہ اُسکے قتل کے واسطے تو نے ہمین
تکلیف دی ہی اگر اپنے دشمنون کا دفع ہونا اور قتل ہونا مطلوب ہی تو لا ہماری خوراک اور بھینٹ ہمکو دے
شاہ نے فی الفور کارد سے اپنی پیشانی شگافتہ کی اور خون چلوین لیکر اُن سب پر ڈالا ہر ایک پتلے نے
خون برغبت تمام چاٹا پھر آناً فاناً بڑے ہونے لگے اور صندوقچہ سے نکل نکل کر بروے زمین آئے
اُسوقت سب نے دیکھا کہ وہ سوار دمبدم بڑھکے مانند مردم کے ہو گئے تلوارین ننگی اُنکے ہاتھ مین
تھین خود و زرہ اور جوشن و بکتر اسلحہ جنگ سے آراستہ تھے ہر ایک ساحر لشکر طلسم کشا کا اُنکو دیکھکر
نیم جان ہو گیا بلکہ خوف سے ہر ایک ساحر کہنے لگا ان سوارون سے جان کا بچنا محال ہی انپر فتح پانا دشوار
ہی یہ سوار خاص سحر سامری کے ہین انسے جان کا بچنا ممکن ہی نہین آج دیکھیے کیا ہوتا ہی ظاہرا معلوم ہوتا
ہی کہ یہ میدان جنگ اس لشکر کے ساحرون کے لاشون سے بھر جائیگا کوئی زندہ باقی نہ رہیگا شاید طلسم کشا
کہ وہ صاحب لوح ہی زندہ رہجاے ابھی جملہ ساحر یہ کہ رہے تھے لشکر مین ایک تہلکہ اور تلاطم تھا ہر ایک کا چہرہ
متغیر تھا سب کو اپنی موت نظر آتی تھی اکثر بے اختیار اپنے قتل ہو جانے کے خیال سے اپنے عزیزون اور دوستون

سے گلے ملکر رو رہے تھے بعض بعض ساحر آبدیدہ ہوکر کہتے تھے ہمنے بڑی نادانی کی کہ طلسم کشا کے شریک ہوئے
اب ان سواروں سے جانبر ہونا بہت مشکل ہے جہاں بھاگ کر جاوینگے یہ سوار ہمکو وہین جاکر قتل کرینگے ہائے افسوس
مفت جان گئی امید دلی بر نہ آئی ہم نہ جانتے تھے کہ ان سواروں کو بھی شاہ طلسم ہمسے لڑوائیگا گلشن جادوگر
جو محافظ صندوقچۂ سحر سامری تھی بلائیگا اور وہ یہ صندوقچہ اس نابکار کے حوالے کردیگی اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا
ہے کیا کرین کہان جائین اگر شاہ طلسم کے پاس جاتے ہین اور عذر کرکے طالب عفو تقصیر ہوتے ہین تو وہ عذر
ہمارا قبول نہ کریگا یقین کامل ہے کہ ہمکو یہ کہکر قتل کریگا کہ او نمک حرامو تم وہی ہو کہ ہمسے سرکشی کرکے شریک طلسم کشا
ہوئے تھے ہمارے لشکر کے ساحرون کو تمنے قتل کیا تھا اگر یہان رہتے ہین تو بھی زندہ نہ بچینگے یہ سوار قتل
کر ڈالینگے ہم انسے کیا لڑینگے اگر یہ خیال کرتے ہین کہ بھاگ جائین غرض ہر طور مشکل ہے نہ زیر زمین پناہ ملیگی
نہ بروے ہوا جان بچیگی آج ہمکو نمک حرامی کی خوب سزا ملیگی اگر شاہ طلسم سے سرکشی نہ کرتے اور شریک طلسم کشا
ہوتے تو یہ روز بد نہ دیکھتے اکثر ساحران نامی و غیر نامی اُن سوارون کو دیکھکر خوف سے مانند تپ لرزان کے کانپ
رہے تھے آنسو رخسارون پر روان تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا ایسے مین کوئی جان بچانے کی تدبیر کرو کہ لڑائی
شروع نہین ہوئی ہے جب یہ سوار بڑھینگے پھر کوئی تدبیر بن نہ پڑیگی وہ انکو جواب دیتے تھے تمہین بتاؤ کیا تدبیر
کرین ہمارے تو حواس بجا نہین ہین جسطرف دیکھتے ہین موت نظر آتی ہے وہ یہ تدبیر بتاتے تھے کہ سحر سے غرق
زمین ہو جاؤ بھاگ کر اس طلسم سے نکل جاؤ ذلت و رسوائی کا خیال نہ کرو اپنا وطن چھوڑ دو بلکہ اپنے اہل و
عیال مال و اسباب کا خیال بھی نہ کرو صرف اپنی جانین لیکر یہان سے بھاگو مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان زندہ
رہوگے تو جورو لڑکے بالے مال و اسباب پھر ممکن ہو جائیگا اور اگر مر جاؤگے تو پھر سب سے مفارقت ہو جائیگی
گلشن دنیا سے سوے عدم جاؤگے تمام حسرتین دل کی دل ہی مین رہجائینگی وہ انکو جواب دیتے تھے جو کچھ تمنے کہا
محض دوستی سے کہا لیکن ذرا غور تو کرو کہ جب ذلیل و رسوا ہوکر زندہ رہے تو ایسی زندگی پر لعنت ہے مردون
کیواسطے میدان جنگ سے بھاگنا بہت برا ہے بھاگنے سے مر جانا بہتر ہے ہمنے بزرگون سے سنا ہے اور اکثر عقلا سے
یہ گوش زد ہوا ہے کہ انسان کی قضا جبتک نہین آتی ہے کسی کے ہلاک کیے وہ ہلاک نہین ہوتا ہے اور جب ساغر
عمر لبریز ہو جاتا ہے تو لاکھ تدبیرین کرے جان نہین بچتی ہے پس ہم تمھاری راے پر کیا عمل کرین جو کچھ ہمارے
مقدر مین تحریر ہے وہی ہوگا وہ برہم ہوکر کہتے ہین تم نہایت بیوقوف ہو اپنی جان کے خود دشمن ہو تقدیر
کے قائل ہو ہم تقدیر کے قائل نہین ہین جو کچھ ہے وہ تدبیر ہے بغیر تدبیر کے تقدیر کچھ نہین کرسکتی ہے انسان
تدبیر کے ذریعے سے کیا کیا کار نمایان کرتا ہے وہ انکو جواب دیتے تھے تم خود نادان ہو شاید یہ مصرعہ کسی شاعر
کا تمنے نہین سنا ہے کیا خوب کہا ہے جسکو دلنے قبول کر لیا ہے مصرعہ تدبیر کے پر جلتے ہین تقدیر کے آگے
تدبیر کی کیا حقیقت ہے سامنے تدبیر کے مقدم تقدیر ہے اگر شاہ تقدیر ہے تو وزیر تدبیر ہے جو ہوگا تقدیر اور تدبیر
کی شرکت سے ہوگا ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی لشکر مین شور و غل ہو رہا تھا ایک تلاطم تھا قبل از جنگ خوف سے
صفین ساحرون کی پیچھے سرکی جاتی تھین ہر چند بدیع الزمان سب سے کہتے تھے یارو کیون خائف و ترسان
ہو قبل از وقوع واقعہ بھاگے جاتے ہو ابھی تو لڑائی شروع نہین ہوئی ہے اعانت خدا پر نظر رکھو پیچھے نہ ہٹو کیسے
مرد ہو اکثر تو یہ سنکے سر اپنا جھکا لیتے تھے کچھ جواب نہ دیتے تھے بعض بعض جسارت کرکے عرض کرتے تھے حضور
کیونکر نہ ڈرین کہ ہم ان سوارون کے حال سے آگاہ ہین یہ سوار وہ سوار ہین کہ اگر کوہ یا مردم مانند رستم و

اسفندیار کے اسنے مقابلہ کرین توبھی یہ سوار ایک دم مین سب کو قتل کر ڈالین اور زخمی بھی نہون ابھی حضور کو ہمارے کہنے کا یقین نہوگا تھوڑی دیر مین جب یہ سوار لڑینگے تو دیکھ لیجیے گا کہ یہ کیونکر قتل کرتے ہین آپکے لشکر کا کیا حال ہوتا ہی ہمتو بھاگے نہین ہین صرف پیچھے ہٹے ہین جو بڑے نامی و نامور ساحر تھے وہ تو پہلے ہی بھاگ گئے بدیع الزمان نے پوچھا کون کون ساحران نامی سے بھاگ گیا ہو اُنھون نے عرض کیا نور جادو اور تصور جادو اور قاہر جادو وزراے شاہ طلسم اور ناز جادو دختر باران جادو بڑی دیر ہوئی کہ سحر سے غرق زمین ہوکر بھاگ گئے ہین دیکھیے لشکر مین وہ کہان ہین جب ایسے ایسے ساحرون کا یہ حال ہو تو واے برحال ما ہم تو ادنے ساحر ہین بدیع الزمان نے اُنکی تقریر سنکے نور جادو وغیرہ کو جو دیکھا تو واقعی نہ پایا خیال کیا یہ ساحر سچ کہتے ہین نور جادو اور تصور جادو اور قاہر جادو کو ہم ایسا بزدل نجانتے تھے خود بھاگ کر مردمان لشکر کو آمادہ بھاگنے پر کر دیا اُنکو اسوقت بھاگنا مناسب نہ تھا ابھی بدیع الزمان یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ سوار اشارۂ شاہ طلسم سے یکبارگی بڑھے اور لشکر طلسم کشا مین مانند برق در آئے ہر سوار تیغ آبدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا تلوار اُنکی مانند بجلی کے گرتی تھی اور ساحرونکے دو ٹکڑے کرتی تھی اگر کوئی ساحر بروے ہوا بلند ہوکر بھاگتا تھا وہ سوار بھی مصلح ہوا پر مرکب کو دوڑاتے تھے گویا کوئی شہسوار پختہ سڑک پر مرکب کو دوڑاتا ہی پھر تعاقب اُنکا کرکے قریب اُسکے پہونچکر تلوار اُسپر مارتے تھے ساحر پر تلوار اُنکی مانند برق کے چمک کر گرتی تھی اور اُسکے دو ٹکڑے کرتی تھی ٹکڑے اُسکی لاش کے بالاے زمین گرتے تھے اور مثل ماہی بے آب تڑپکر سرد ہو جاتے تھے روح نکلجاتی تھی سوار ندکور ساحر مسطور کو قتل کرکے باگ مرکب کی پھیر اکر لشکر طلسم کشا پر آکر گرتا تھا اور جسکو تلوار مارتا تھا دو ٹکڑے کرتا تھا اسی طرح وہ سب سوار لشکر طلسم کشا کے ساحرون کو قتل کر رہے تھے ہرچند ساحران نامی اور غیر نامی اُنپر گولے سحر کے اور نارنج اور ترنج اور ناریل چوٹی دار وغیرہ سحر کرکے مارتے تھے مگر اُنپر کسی کا سحر اثر نہ کرتا تھا ہر ایک ہنسکر گولے اور ناریل سحر کے اپنے سینے پر روکتا تھا اور کہتا تھا اِن گولون اور ناریں سے کیا ہوگا ہم وہ سوار ہین کہ ہمپر کوئی حربہ کسی کا اثر ہی نہ کریگا یہ کہکر ساحرون کو قتل کرتے تھے لشکر مین تلاطم تھا میدان جنگ مین لاش پر لاش ساحرون کی گر رہی تھی شور و غل بلند تھا ساحرون کے قتل ہونے سے دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آوازین اُنکے مرنے کی آرہی تھین میدان نبرد گویا عرصۂ حشر ہو گیا تھا ہر ایک ساحر کو اپنی اپنی فکر تھی نالہ و فریاد ہر اک کر رہا تھا لشکر طلسم کشا قتل ہو رہا تھا سوارون نے ہر طرف سے لشکر کو گھیر لیا تھا کوئی ساحر بھاگ بھی نہ سکتا تھا اگرچہ کچھ ساحر سحر سے زیر زمین غرق ہوکر بھاگتے تھے تو وہ سوار اُنکو دیکھکر خود بھی غرق ہوکر زیر زمین اُنکو جاکر تہ تیغ کرتے تھے سر اُنکے کاٹ لیتے تھے اور اہل لشکر کو دکھاکر کہتے تھے دیکھو یہ ہمسے بھاگ کر زیر زمین گئے تھے وہان بھی ہمنے جاکر اُنکو قتل کیا ہی اب تمکو لازم ہی کہ یون ہی کھڑے رہو ہمارے سامنے سے نہ بھاگو نمک حرامی کا مزہ چکھو قتل ہو جاؤ ہمسے لڑنے کا ہرگز ارادہ نہ کرو اسقدر لڑے تو کیا فائدہ ہوا اب لڑو گے تو کیا نفع ہوگا تمھارے نارنج و ترنج اور گولے سحر کے ہمپر اس طرح پڑتے ہین جیسے کوئی کسی پر تیل ماش صدقے کرتا ہی یہ کہکر سرون کو خاک پر ڈالکر پھر ساحرون کو قتل کرتے تھے ساحران لشکر اُنسے بدرجہ کمال عاجز تھے ہرچند اُنپر ہزار ہا قسم سے بڑے بڑے اور عمدہ عمدہ چیدہ چیدہ و منتخب سحر کرتے تھے لیکن کوئی سحر اُنپر اثر نہ کرتا تھا کسی کے سحر سے وہ ہلاک نہوتے تھے نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے بدیع الزمان یہ

رنگ لڑائی کا دیکھکر حیران تھے دل مین خیال کرتے تھے یہ سوار عجب طرح کے سوار ہین کہ لاکھون ساحرون کو تھوڑی دیر مین اُنھون نے قتل کرڈالا ہی کسی کے روکے نہین رکتے ہین دیکھیے یہ سوار کیونکر ٹلتے ہین شاہ طلسم نے اگرچہ ہزارون طرح کے سحر کیے اور بہت سے تحفہ جات طلسمی سے لڑائی مین کام لیا اور ہزارون بلائین میرے لشکر پر نازل کین لیکن ایسے سوار بلا کے نہ دیکھے تھے یہ تو کسی کے قتل کیے قتل بھی نہین ہوسکتے ہین اور تمام میرے لشکر کو تلوارون سے قتل کیے ڈالتے ہین اب تمکو لازم ہو کہ انسے مقابلہ کرو شاید یہ سوار تمھاری تیغ آبدار سے قتل ہون یہ خیال کرکے اُن سوارون مین سے کسی سوار پر مرکب کو جولان کرکے حملآور ہوتے تھے اور نعرہ کرکے کہتے تھے او سوار نابکار ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر سوار تقریر بدیع الزمان کی سنکے جواب دیتا تھا او طلسم کشا اگر تجکو حوصلہ جنگ ہی تو آ تلوار لگا مین ایک سوار سحر سامری سے ہون تجھ سے چندان نہین ڈرتا ہون تو مجکو قتل کر نہین سکتا ہی یہ کہکر وہ تلوار لگاتا تھا بدیع الزمان اُسکی تلوار کو خالی دیکر خود اُسپر تلوار لگاتے تھے وہ سر اپنا جھکا دیتا تھا تلوار سر پر اُسکے بخوبی پڑتی تھی اور خود پر سے اُچٹ جاتی تھی خود پر خط تک نہ پڑتا تھا سوار کہتا تھا او طلسم کشا کیسی تو نے تلوار لگائی کہ خود بھی میرے سر کا کٹ نہ سکا تجکو شمشیر زنی مین کچھ دخل نہین ہی پھر تلوار لگا شاید ابکی مرتبہ کچھ کاٹے بدیع الزمان جھلاکر پھر تلوار لبقوت تمام لگاتے تھے وہی حال ہوتا تھا تلوار کارگر نہوتی تھی صرف اُسکے خود پر پڑنے سے آواز تلوار کے پڑنے کی بلند ہوتی تھی کاٹتی نتھی ہان یہ ہوتا تھا کہ جب عکس لوح کا اُس سوار پر پڑتا تھا سامنے سے ہٹ جاتا تھا بدیع الزمان حیران تھے جسطرف دیکھتے تھے ساحران سپاہ قتل ہوتے نظر آتے تھے تمام میدان جنگ مین جابجا ہزارہا لاشین زیرو بالا پڑی تھین دریاے خون روان تھا اندھیرا سا ہو رہا تھا کہ پردہ ظلمات کی تاریکی کا خیال ہوتا تھا آوازین ساحرون کے مرنے کی ہزارہا آتی تھین بیر سحر کے بعد مرنے ساحرون کے اُنھین آواز دیکر چلاتے تھے لشکر طلسم کشا ایک بلا مین مبتلا تھا ہر ایک ساحر کو اپنی زندگی کی امید نہ تھی شاہ طلسم سپاہ طلسم کشا کو اس حال تباہ مین دیکھکر کثرت شادی سے ہنستا تھا تخت پر بیٹھا ہوا دور سے تماشا دیکھتا تھا قریب اُسکے تخت کے ایک تخت سحر پر غزال چشم جادو معشوقہ شاہ طلسم بیٹھی تھی میمون شاہ ہنسکر اُس سے کہتا تھا دیکھا اے محبوب من مین نے طلسم کشا کی سپاہ کا کیا حال کیا تھوڑی دیر مین نصف فوج قتل ہوگئی ایک ساعت مین یہ فوج باقی ماندہ بھی قتل ہو جائیگی فقط طلسم کشا باقی رہجائیگا اُسکو بھی آج ہی گرفتار کرلونگا قبل اسکے مابدولت کو غصہ اچھی طرح نہ آیا تھا اونے ساحرون نمک حرامون سے لڑنا ننگ و عار سمجھکر مابدولت ٹال دیا کرتے تھے خونریزی اپنے ملازمون سرکشون کی اچھی نہ جانتے تھے رحم سے ساحران سرکش و نافرمان کو چھوڑ دیا کرتے تھے آج مصمم قصد کیا کہ سب کو مٹا ہی دیجیے معشوقہ شاہ مذکورہ مسکراکر کہتی تھی خوب ہوا کہ شہنشاہ کو غصہ آیا نمک حرام قتل ہوئے باقی ماندہ یہ بھی قتل ہو جائین تو جھگڑا جائے اِدھر تو شاہ طلسم اور اُسکے یہ باتین ہو رہی تھین دونون خرم و شاد تھے تمام مردمان سپاہ میمون شاہ بھی از حد شادمان تھے سوارون کی لڑائی طلسم کشا کے لشکر کی تباہی و خونریزی پر نظر کرکے کہتے تھے آج دلکو نہایت خوشی حصل ہوئی ہی لشکر طلسم کشا خوب قتل ہو رہا ہی سواران سحر سامری کیا خوب لڑ رہے ہین ایسی لڑائی نہ کبھی ہوئی ہی نہ ہوگی اُدھر طلسم کشا نے سوارون کی جنگ و جدال اور اپنے لشکر کا حال مشاہدہ کرکے اس نیت سے لوح کو دیکھا کہ یہ سوار کیونکر قتل کیے جائین لوح مین لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہوکہ

یہ سواران سحر سامری ہین یہ ایک صورت سے قتل ہونگے کہ خون گلشن جادو خزینہ دار طلسمی کا انپر گرایا جائے سوائے اس صورت کے اور کسی تدبیر سے یہ قتل نہونگے بانیان طلسم نے ہر ایک شئی کا ایک قاعدہ رکھا ہی ہر چند کہ لوح طلسمی باطل السحر ہی لیکن اس باب مین قتل ہونا ان سوارون کا مخصوص خون ساحرہ مذکورہ پر ہی بدیع الزمان عبارت لوح کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم گلشن جادو کہان رہتی ہی کیونکر وہ ساحرہ ہاتھ آئیگی اور یہ بلا دفع ہوگی اسوقت امیہ بن عمرو بھی نظر نہین آتا ہی شاید لشکر سے نکلکر بھاگ گیا ہی یا اسی لشکر مین ہی کون اسوقت جائے اور گلشن جادو کو تلاش کرکے اور گرفتار کرکے یہان لائے یہ خیال کرکے اپنے لشکر کے قتل ہونے پر آبدیدہ ہوکر سوے آسمان نظر کرکے رجوع قلب سے درگاہ خدا مین بصد عاجزی اسطرح دعا کرنے لگے نظم

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب تونے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
مزا دیتی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھاکے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی
مجھے کر دشمنون پر اب ظفریاب

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا نشان ہی بے نشان کا
بنایا خاک ویرانہ کسی کو
دکھاکر جلوہ ہاے حسن خوبان
مثالین صورتین کیا کیا بناکے
نہان تجھپر نہین کچھ میری حاجت
نہ تڑپا دل کو میرے مثل سیماب

بنایا تونے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم اندازِ رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی نوبت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
مرے پروردگار اکر اعانت

ابھی بدیع الزمان درگاہ خالق انس و جان مین دعا کر رہے تھے سواران سحر سامری لشکر کو قتل کر رہے تھے ناگاہ عرصۂ جنگ مین زمین شق ہوئی بدیع الزمان وغیرہ نے دیکھا کہ نور جادو اپنے دونون ہاتھون مین دو شیشے خون سے بھرے ہوے لیکر نکلا اسوقت حال اسکا یہ تھا کہ تمام سر و رخ پر اسکے گرد و غبار پڑا تھا اور جابجا سے تن اسکا مجروح تھا زخمون سے خون بہتا تھا رنگ چہرہ کا زرد تھا بعد نور جادو کے قاہر جادو زمین سے باہر آیا وہ بھی بہت زخمی تھا حال اسکا گویا ردی تھا اسکے بعد تصور جادو باہر آیا وہ بھی سراپا زخمی تھا خون مین نہایا ہوا تھا اسکے بعد ناز جادو باہر آئی یہ نازنین بھی زخمی تھی طلسم کشا نے نور جادو سے پوچھا تم کہان گئے تھے یہ شیشے تمھارے ہاتھ مین کیسے ہین اسنے عرض کیا احوال پھر دریافت فرمائیے گا یہ وقت باتین کرنے کا نہین ہی لیجیے یہ ایک شیشہ لیجیے ان سوارون سے مقابلہ کیجیے ہنگام جنگ شیشہ سے ذرا سا خون چلو مین لیکر سوار پر ڈال دیجیے دیکھیے پھر سوار کا کیا حال ہوتا ہی طلسم کشا نے بموجب کہنے نور جادو کے شیشۂ خون مذکور اس سے لیکر ایک سوار سحر سامری سے مقابلہ کیا ہنگام جنگ غافل اسکو پاکر وہی خون چلو مین لیکر سوار مذکور پر ڈالدیا خون کے پڑتے ہی سوار کا یہ حال ہوا گویا بارود مین آگ لگا دی وہ سوار مانند دیو آتشبازی کے جلنے لگا اور گردش کرنے لگا بعد ایک لمحے کے جلکر خاک ہوگیا اسی طرح سے کچھ تو سوار بدیع الزمان نے ہلاک کیے کچھ نور جادو وغیرہ ساحران نامی نے جلاکر خاک کیے میمون شاہ نے جب ان سوارون کو جلتے ہوئے دیکھا گھبراکر زانو پر ہاتھ مار کر غزال چشم جادو سے کہنے لگا ای محبوب من

غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مابدولت کے دشمنون مین سے کسی نے گلشن جادو کو قتل کیا ہی اور اُسکا خون
فراہم کرکے لایا ہی اُسی خون سے سواران سحر سامری مٹے جاتے ہین جلکر خاک ہوئے جاتے ہین
طلسم کشا تو اس راز سے آگاہ نہین تھا مابدولت ہی کے نمک خوار جو راز دار طلسم ہین اُنھون نے
یہ قیامت برپا کی ہوگی کسی طور سے گلشن جادو کو مارا ہوگا اُسکا خون فراہم کرکے لائے ہونگے ہائے
ان نمک حرامون نے مابدولت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین کیسے کیسے تحفہ جات طلسمی کے مٹانے
کے درپے ہوے ہین افسوس ان سواران سحر سامری کو مٹایا سب کو جلاکر خاک مین ملایا انکو کیا جلایا
گویا میرے دل کو جلایا ہی اسوقت تمامی تن مین غصہ سے آگ لگی ہی کلیجہ اور دل آتش قہر و غضب سے جلا جاتا
ہی جس طرح ان باغیون نے ان سوارون کو مٹایا ہی آج مین بھی سب کو ایسا مٹاؤنگا یا خود مٹ جاؤنگا
صدمے کہانتک اُٹھاؤن اب تاب ضبط باقی نہین رہی ہی یہ کہکر مع فوج بڑھا ہرچند غزال چشم جادو
نے کہا اے شہنشاہ غصہ کو ضبط کیجیے نمک حرامون سے مقابلہ نہ کیجیے آپکی شان کے خلاف ہی سوائے اسکے
مجھے شہنشاہ کی جان کا خوف ہی طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی ایسا نہو کہ اُس سے مقابلہ ہو جانے اور
شہنشاہ کو دست طلسم کشا سے کچھ ضرر پہونچے ایسی صورت مین مین تو مرہی جاؤنگی آپ ایسے چاہنے
والے اور ناز اُٹھانے والے سے چھٹ جاؤنگی پھر کون مثل آپ کے میری ناز برداری کریگا اور کون میرے
گلشن حسن کی سیر کریگا زندگی میری بیکار ہو جائیگی عیش و عشرت مبدل برنج و غم ہو جائیگا لہذا آپ کا مقابلہ
کرنا اچھا نہین ہی کسی ساحر نامی سے کہیے کہ وہ انکو سزا دے یا مین جاؤن ان دشمنون سے بعوض شہنشاہ
مقابلہ کرون یا شہنشاہ اسوقت غصہ کو ضبط کرکے میدان جنگ سے دولتسرا مین چلین بعد دو چار روز
کے کوئی تدبیر معقول ان سب کے مٹانے کی کیجائیگی مین اقرار کرتی ہون کہ سحر اپنا تیار کرکے حتی الامکان
ان سب کو مٹادونگی شاہ طلسم نے عالم غیظ مین جواب دیا اے محبوبہ من جو کچھ ہونا ہی وہ آج ہی ہو جائے
یا یہ سب نہون یا مین قتل ہو جاؤن روز کی جنگ و جدال اور صدمہ و ملال سے فرصت پاؤن زندگی
مابدولت کی طلسم کشا اور ان نمک حرامون کے سبب سے تلخ ہو گئی ہی تمام عیش و عشرت مین میرے
خلل آگیا ہی کہانتک غصہ کو ضبط کرون نمک حرامون سے لڑنا ننگ و عار سمجھون تم مابدولت کو نہ روکو
اسوقت خاموش رہو دیکھو کیا ہوتا ہی گو متواتر صدمات ہین حواس درست نہین ہین لیکن دیکھو تو کہ
مابدولت کس طرح لڑتے ہین لاکھ تحفہ جات طلسمی مٹ چکے ہین مگر پھر مابدولت شاہ طلسم ہین یہ کہکر
حملہ آور ہوا جملہ ساحرون کو حکم دیا کہ تم سب بھی سحر کرو حسب الحکم سب ساحر نارنج و ترنج اور گولے فولادی
سحر کے اور ماش اور سرسون وغیرہ سحر کرکے مارنے لگے شاہ طلسم بھی سحر کرنے لگا دمبدم ہاتھ
بڑھا کر کتنا تھا لاؤ سحر کی سپر اسباب سحر آسے دیتے تھے وہ اُنپر سحر کرکے لشکر طلسم کشا پر مارتا تھا اُسوقت
لڑائی قابل دید تھی دو دریا ے لشکر مل گئے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی ہزارہا ساحر طرفین کے قتل
ہو رہے تھے میمون شاہ کے سحرون کا کیا حال لکھا جائے کیونکہ اُسکے سحرون نے تو ایک قیامت ہی
برپا کر دی تھی ادنے ساحر لشکر طلسم کشا کے دمبدم ہزارہا قتل اور ہلاک ہو رہے تھے ساحران
نامی حتی الامکان شاہ کے سحرون سے اپنے تئین بچاتے تھے اور خود بھی اُسکے لشکر پر سحر کرکے سیکڑون
ساحرون کو ہلاک کرتے تھے اور باہم باواز بلند کہتے تھے یارو قسم ہی تمکو اپنے دین و مذہب کی آج

دل کھول کر لڑلو قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ شاہ طلسم سے نہ ڈرو سب ملکر شاہ طلسم پر پڑ پڑو سحر
کرو ایک دم کی فرصت نہ دو آج یا تو قتل ہو جاؤ یا گوہر فتح وظفر بصد جستجو حاصل کرو یہ تو جانتے ہو کہ مرنا ایک
روز ضرور ہے پھر آج ہی کیوں لڑ کر نہ مر جاؤ سر میدان جنگ کیوں نہ نام کر جاؤ اگر سامنے سے شاہ طلسم
کے بھاگو گے تو بھی قتل ہو جاؤ گے دنیا سے بے آبرو اور ذلیل ہو کر سوے عدم جاؤ گے مردوں کے
واسطے میدان جنگ سے بھاگنا بہت ہی برا ہے دیکھو ہمارے کہنے پر عمل کرنا بھاگنے کا ارادہ بھی
نہ کرنا خدائے نادیدہ کی مدد پر نظر رکھنا جب اس طرح جملہ ساحران نامی اور غیر نامی مین باہم عہد و قرار
ہوا یا تو پسپا ہو کر بھاگنے کا ارادہ کیا تھا یا جم کر لڑنے لگے ہر ایک سحر اپنا منتخب اور چیدہ کرنے لگا
سب نے شاہ طلسم کو بھی تاک لیا اور زندگی سے ہاتھ دھو یا اپنے تئین مردہ تصور کر لیا ثبات قدم
اختیار کیا متواتر شاہ طلسم پر سحر کرنے لگے کوئی گلدستہ سحر لگانے لگا کوئی گولے فولادی سحر کے مارنے
لگا کوئی ناریل چوبی دار سحر کر کے خون اپنی پیشانی کا ڈالکر مارنے لگا کوئی کارد سحر سینہ شاہ کو تاک کر
لگانے لگا اسی طرح لاکھوں ساحروں نے اپنے اپنے سحر کرنے شروع کیے ہزارہا ساحر بالاے ہوا
سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر اور بلند ہو کر سحر کرنے لگے بہت سے بالاے زمین کھڑے ہو کر ہمراہ
طلسم کشا کے لڑنے لگے اُسوقت شاہ طلسم کا یہ حال تھا کسی ساحر کا گولا سحر کا اپنی طرف آتے دیکھکر
کچھ اسماے سحر پڑھکر تند و تیز نظر سے اُسکی طرف دیکھتا تھا وہ گولا موم کا گولا ہو کر گر پڑتا تھا کسی
ساحر کا گلدستہ آتے دیکھکر اشارہ اُنگلی سے کرتا تھا وہ گلدستہ دو ٹکڑے ہو کر جلکر گر پڑتا تھا کسی ساحر
کا ناریل سحر کا اسی طرح قلم کرتا تھا کسی کے کارد سحر کو آتے ہوئے دیکھکر کچھ اسماے سحر ورد زبان کر کے اشارہ
کرتا تھا وہ کارد اُسی ساحر کیطرف آتی تھی جسنے کہ لگائی تھی یا وہ کارد اُسکے سینہ کو توڑ کر نکل جاتی
تھی یا وہ ساحر خوف سے غرق زمین ہو جاتا تھا اسطرح اپنی جان بچاتا تھا کسی ساحر زبردست کا ترنج
یا نارنج اپنی جانب آتے ہوئے مشاہدہ کر کے اشارہ چشم و ابرو سے اُسے دفع کرتا تھا غرض کہانتک
تحریر کیا جائے کہ شاہ طلسم ہر چند بطریق مندرجہ ساحروں کے سحروں کو باطل اور رد کرتا تھا لیکن
لشکر طلسم کشا کے ساحر سحر کرنے سے باز نہ آتے تھے متواتر و متکاتر سحر کرتے تھے شاہ طلسم گھبرا گیا تھا
ہر ایک کا سحر دفع کرتا تھا خود سحر نہ کر سکتا تھا اگر چار سحر دفع کرتا تھا پچاس سحروں کا اور سامنا ہوتا
تھا تنہا لاکھوں ساحروں کا سحر دفع کرنا مشکل تھا بعض مرتبہ کسی کے سحر مین گرفتار ہی ہو جاتا تھا مگر
فوراً ہی اُسی سحر سے رد سحر کر کے اپنی جان بچاتا تھا دیوانہ ہو گیا تھا ہر طرف دیکھتا تھا سب کو اپنا
دشمن جانتا تھا جملہ ساحران لشکر طلسم کشا کے سحر اکثر اُسی پر ہوتے تھے سب نے اُسکو نشانہ تصور کیا تھا
تیر سحر اُسپر لگاتے تھے اُسنے جو سحر کرنا موقوف کر دیا تھا سب دلیر ہو گئے تھے بار بار سحر کرتے تھے
اور پکار پکار کر کہتے تھے یا رو منہ سحروں کا اسپر اور اُسکے لشکر پہ برساؤ ذرا تامل نہ کرو سحر کرنے کی
شاہ کو مہلت نہ دو ہر چند یہ ہمارے سحروں سے ہلاک نہو گا لیکن یہ تو ضرور ہو گا کہ بوجہ رد کرنے ہمارے
سحروں کے یہ خود سحر نہ کر سکے گا سب کو یہی راے پسند آئی تھی غزال چشم جادو بھی پس پشت
شاہ طاؤس سحر پر سوار تھی بال اپنے سر کے نوچکر سحر کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے پھینکتی تھی وہ
بصورت اژدر ہو کر مانند مار سیاہ ہو کر ساحران ادنے کو ڈستے تھے کبھی وہ سحر کرنا موقوف کرتی تھی شاہ پر جو

ساحران نامی سحر کرتے تھے اُنکے سحرون کے دفع کرنے مین مصروف ہوتی تھی زلفین اُسکے چہرے پر پریشان تھین
دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا تھا بدحواسی مین سینہ کھلا ہوا تھا دو گنبد بلور کے دیکھنے والون کو نظر آتے تھے بار
بار گھبرا گھبرا کر کہتی تھی ہاے کیا ہوگا کیونکر شاہ کی جان بچے گی لاکھون موے مونڈی کاٹے نمک حرام
میرے چاہنے والے ہی پر سحر کر رہے ہین شاہ کسیلئے کسکے سحر کو دفع کرے کس کس کا خیال رکھے تمھارے سب نے
شاہ کو گھبرا دیا ہے دیوانہ بنا دیا ہے یہ کیا ظلم ہے اپنے مالک و آقا کے ساتھ کوئی ایسا ہی کرتا ہے یارو رحم کرو
شاہ کے عوض اگر دل چاہے مجھپر سحر کرو ایک مدت تک تمنے اُسکا نمک کھایا ہے اب چندے سے شریک
طلسم کشا ہوئے ہو کیون اسقدر نمک حرامی کرتے ہو شاہ کا نمک پھوٹ پھوٹ کر تمھارے تنون
سے نکلیگا اپنے مالک سے یہ عداوت ایک مسلمان سے یہ الفت و محبت کرو اسلئے اُسکی خوشی کے اپنے
آقا اور مالک پر ہاتھ صاف کرتے ہو دست ظلم و بدعت کو روکتے بھی نہین کیسے نالائق و بیحیا ہو وہ ہرچند
سب سے کہتی تھی لیکن شور و غل مین کون اُسکی سنتا تھا جنگ مغلوبہ غضب کی ہو رہی تھی سحر چل رہے
تھے کہ پناہ بذات الٰہی زمین و آسمان دونون تاریکی قتل ساحران سے اچھی طرح دکھائی نہ دیتے تھے
لاش پر لاش ساحرون کی گر رہی تھی بارش سحر ہو رہی تھی ساحر دونون لشکرون کے قتل ہو کر زمین پر یون
گر رہے تھے جیسے آسمان سے کثرت سے اولے گرتے ہین برق سحر چمک رہی تھی ابر سحر بلند تھا رعد کی صدا آتی
تھی زمین پر جابجا دریاے خون جاری تھا ساحرون کے لاشے کثرت روانی خون ساحران سے بہے جاتے
تھے بدیع الزمان تیغ تیز علم کیے ہوئے لشکر مخالف مین در آئے تھے ایک ایک وار مین دو دو چار
چار ساحرون کو قتل کرتے تھے اُنکے سامنے سے ساحر بھاگتے تھے یہ جس طرف جاتے تھے ساحرون کی
صفین کی صفین قلم کرتے تھے نعرے دمبدم کرتے تھے مرکب طلسمی زیر ران تھا قدم بڑھتا ہی جاتا تھا
پیچھے طلسم کشا کے ساحران نامی بھی سحر کرتے جاتے تھے اور بڑھتے جاتے تھے لشکر شاہ طلسم کو پسپا
کرتے جاتے تھے اور صدہا ساحر فقط شاہ طلسم پر سحر کرتے تھے میمون شاہ کو کچھ بن نہ پڑتا تھا نہ میدان
جنگ مین ٹھہر سکتا تھا نہ بھاگ سکتا تھا ساحرون کے سحر دفع کرنے مین مشغول تھا پیچھے قدم نہ ہٹاتا تھا
بلکہ ارادہ آگے بڑھنے کا کرتا تھا الحاصل بعد جنگ عظیم کے کہ چار پہر لڑائی کو کامل گذرے تھے شام کا
وقت تھا کہ بدیع الزمان لڑتے ہوئے قریب شاہ طلسم کے پہونچے امیہ بن عمرو بھی ہمراہ رکاب
تھا پنجہ اُسکے ہاتھ مین تھا ساحرون کو قتل کرتا تھا اکثر ساحرون کو جست کرکے بالاے ہوا پنجہ مار کر
قتل کرتا تھا مگر انھین ساحرون کو جو زمین سے کچھ اونچے بروے ہوا سحر کی سواریون پر سوار تھے
اور لڑتے تھے قریب عیار کے مہر جادو تھا اور ناز جادو اُسکے پس پشت تھی ہر ایک ساحر کو
گوہر طلسمی مار کر قتل کرتی تھی باپ اُسکا باران جادو بھی مع اپنی زوجہ معراج جادو کے مصروف
جنگ تھا کسی طرف فوق جادو کہین نور جادو کسی جا تصور جادو کہین قاہر جادو لڑتا تھا علاوہ
ساحران نام بردہ کے اور جسقدر ساحران نامی تھے وہ سب بھی خوب لڑ رہے تھے لشکر شاہ طلسم
پر تو کم سحر کرتے تھے مگر شاہ طلسم پر زیادہ سحر کرتے تھے جب طلسم کشا عنقریب شاہ طلسم کے پہونچ
گیا امیہ بن عمرو نے اور نور جادو اور تصور جادو اور اکثر ساحران نامی نے جو قریب تھے
بدیع الزمان سے عرض کیا اب لوح کو ملاحظہ کرکے شاہ طلسم پر وار کیجیے اسوقت اس نابکار کو

جانے نہ دیجیے ہم سب نے اپنے سحرون سے اسے پریشان کیا ہی یہ گھبرایا ہوا ہی اسی حالت مین آپ
بموجب حکم لوح اِسے قتل کیجیے اگر اسوقت یہ نابکار قتل نہوا تو پھر اسکا قتل ہونا دشوار ہی بدیع الزمان
نے اُنکو جواب دیا مین اسی ارادہ سے لڑتا ہوا یہانتک آیا ہون اب کہان شاہ طلسم کو جانے دیتا
ہون یہ کہکر لوح دیکھی پھر حکم لوح کو ذہن نشین کرکے نعرہ کیا ای شاہ طلسم خبردار ہوشیار رہ کہ اجل تیری
تیرے سر پر آگئی یہ کہکر تلوار لگانے کا ارادہ کیا شاہ طلسم نے گھبراکر واسطے روکنے شاہ طلسم کے
سحر کیا کہ درمیان مین ایک دریاے سحر حائل ہوا بدیع الزمان نے بحکم لوح دریا کو مٹایا اور پھر تلوار
لگانے کا ارادہ کیا شاہ مذکور نے کبھی سحر سے شیر پیدا کیے گاہ دریاے آتش سد راہ کیا اسی طرح
بہت سے سحرون سے روکا طلسم کشا نے تمام سحر اُسکے حکم لوح سے مٹاکر پہلو مین اُسکے پہونچکر نعرہ کوہ شگاف
کرکے ارادہ تلوار لگانے کا کیا تھا ناگاہ شاہ طلسم نے گھبراکر باواز بلند کہا ای طلسم کشا امان دے
بدیع الزمان نے جواب دیا امان بغیر قبول اسلام و ایمان نہ دی جائیگی چونکہ شاہ طلسم پر ہزارہا ساحران
نامی لشکر طلسم کشا کے سحر کر رہے تھے اُنکے سحرون کے دفع کرنے مین مصروف تھا اور نہایت پریشان
تھا طلسم کشا کے عنقریب آنے سے اور نعرہ کرنے سے اور زیادہ گھبرا گیا تھا زمین بھی ساحرون نے
سحر سے سنگلاخ کردی تھی اور آسمان پر بھی ابر سحر قائم کیا تھا کسی طرف بھاگ نہ سکتا تھا بمجبوری کہنے
لگا اچھا مین اسلام قبول کرونگا بدیع الزمان نے اُسکے کہنے کا اعتبار نہ کرکے لوح کا عکس اُسپر ڈالکر
تخت سحر سے بروے زمین اُسکو لاکر زنجیر کمر مین اُسکی ہاتھ ڈالکر نعرہ کرکے اُٹھا لیا اُسوقت پھر شاہ نے
کہا ای طلسم کشا مین دین اسلام قبول کرتا ہون مجھپر رحم کر بدیع الزمان نے کہا کلمہ طیبہ پڑھ اُسنے
لاچاری اور مجبوری سے بصدق دل کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا طلسم کشا نے خوش ہوکر آہستہ اُسکو
زمین پر بٹھادیا اُسوقت شاہ طلسم نے پکار کر سب سے کہا یارو اب لڑائی موقوف کرو مینے دین
اسلام قبول کیا طلسم کشا سے زیر ہوا جب سب ساحرون نے یہ تقریر اُسکی سُنی جنگ سے ہاتھ روکا
پھر حکم سے شاہ کے جملہ ساحر اُسکے لشکر کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے بعد اسکے طلسم کشا کو ہمراہ لیکر
میدان جنگ سے طرف اپنے دارالامارۂ شاہی کے ہمراہی ہر دو لشکر روانہ ہوا جب اپنی دولتسرا
پر پہونچا ایک قصر نفیس و وسیع مین کہ وہ فرش اور شیشہ آلات سے خوب آراستہ تھا اُسی قصر مین طلسم کشا
کو ایک دنگل پر بٹھانا چاہا تھا کہ پھر کچھ خیال کرکے تخت منگوا کر اور اُسکو اُسی قصر مین بمقام مناسب بچھواکر
عرض کیا آپ اس تخت حکومت پر رونق افروز ہون یہ وہ تخت ہی کہ جسپر مین بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا
بدیع الزمان نے جواب دیا یہ تخت اور تاج تمکو مبارک رہے ہمین تخت و تاج کی خواہش نہین
ہی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے اُسکو تخت پر بٹھا دیا اور خود قریب تخت جو دنگل تھا اُسپر بیٹھے پھر جملہ ساحران
نامی و نامور علے قدر مراتب اُسی قصر مین دنگلون پر اور کرسیون پر بیٹھے میمون شاہ لطف و عنایت
بدیع الزمان سے بہت خوش ہوا اُسوقت اپنے اہل کارونکو حکم دیا نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو
بلاؤ بزم طرب آراستہ کرو ساقیان گلعذار سے کہو کشتیان شراب ناب کی لیکر آئین اہل بزم کو شراب پلائین
بموجب اُسکے حکم کے ملازمون نے بزم طرب خوب آراستہ کی ساقیون اور نازنینون کو بھی طلب کیا پہلے
ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی مع ساغر بلورین اور شیشہ رنگین لیکر بزم عیش مین آئے اور بموجب

دشنور طلسم کشا اور شاہ طلسم کو ساغر مے ناب پہلے پلا کر پھر اہل بزم کو شراب پلانے لگے اُسوقت یہ حال تھا کہ بموجب نظم

صراحی سجدۂ مستانہ مین بھی
ادائے خدمت پیمانہ مین تھی
نگاہ مست و گرم ناز ساقی
طلبگار حواس و ہوش باقی
بلند آہنگ تھے نغمے برابر
سکوت وجد مین تھا شور محشر

ساقی شراب پلا رہے تھے اہل بزم شراب پی رہے تھے بالائے مے ناب گزک سے لطف بیحد حاصل کر رہے تھے چونکہ شب کا وقت تھا اُس قصر مین تمام جھاڑون اور کنولون اور فانوسون مین شمع مومی و کافوری روشن تھین کہ بموجب نظم

دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
جو تھا گرمی صحبت کا بہانہ
چراغون کا یہ حسن شعلہ چمکا
ہوا دیوار پر عالم شفق کا

اُسوقت کی وہ روشنی اور وہ قصر عالیشان کی زیب و زینت وہ بزم طرب کی آراستگی وہ ساقیان گلرخسار کا آنا اور شراب کا پلانا دور ساغر کا ہونا لائق دید تھا یہان بھی کچھ حال بادہ خواری کا تحریر کیا جاتا ہے نظم

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
گرا پھر تلافی پائے خم پر
نہ سنتا پند واعظ کوئی مے نوش

مے ساغر نے نکہت جوش کی دی
ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہر اک تھا مثل مینا پنبہ درگوش

ہوئی بے پردہ دخت رز سبو سے
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
سر تقوے خمار آلودہ ہو کر
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی

ابھی طلسم کشا وغیرہ بزم طرب مین بادہ کشی مین مصروف تھے ناگاہ بہت سی نازنینان خوش جمال زہرہ خصال مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین آئین اور طلسم کشا اور شاہ طلسم کو بادب تمام آداب و تسلیم بناز و انداز بجا لائین اُنکے حسن و جمال و آرائش و زیور کی اور ناز و انداز کی کیا تعریف مفصل ہو سکے کہ زبان انسان کی قاصر ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ بموجب نظم

زلفین کالی بلائین تھین سب کی
جیسے عاشق کا ہووے خون جگر
کاجل آنکھون مین پوست کے ڈورے
انٹیون کی چمک وہ کانون مین
چہلین آپس مین کوئی کرتی تھی
وضع البیلی سحر کی چتون
کبھی ہیکل کو کولے پہ لانا
ٹھوکرین کھاتی تھی نسیم بہار
اسقدر گرم تھین وہ شعلہ عذار
کھیلتی تھی شکار ٹٹی کی آڑ

ٹھہری ٹھہری ادائین تھین سب کی
مسیان گہری گہری ہونٹھون پر
صاف رخسار اور منھ گورے
نیزہ بازی وہ کرتین مژگان سے
کوئی دم عاشقی کا بھرتی تھی
کوئی چنچل تو محو ناز کوئی
وہ کمر کا کبھی لچک جانا
بدمین اک اک بھری ہوئی تھی کمان
شرر افشان تھی آتش رخسار

تھے لکھوٹے وہ پانون کے لب پر
تھا وہ عاشق کا دود آہ جگر
بجلیون کی چمک وہ کانون مین
باندھ لیتی تھین دل کو دامان سے
چال مین وہ قیامت الھڑپن
کوئی چپ تو زبان دراز کوئی
کس قیامت کی اُنکی تھی رفتار
دل مزیدار سب کی آنکھ چھنال
ایک ایک اُنمین تھی غضب کی کھلاڑ

جب نازنینان مندرجہ بالا حاضر بزم عشرت ہوئین اہل بزم اُنکو دیکھکر خوش ہوئے جوانون کو کچھ خیال آنے لگے نازنینون سے نظر ملانے لگے ہر ایک جوان ایک ایک نازنین کو پسند کر کے اُسکے حسن و جمال کی تعریف کرنے لگا دل ہی دل مین خیال وصل کرنے لگا پاس و لحاظ بدیع الزمان اور شاہ طلسم سے کوئی اُن نازنینون سے کلام کر نہ سکتا تھا مگر اشارہ سے بھی مطلب دل ادا نہ کرتا تھا صرف آنکھون سے اُنکو دیکھتے تھے اور دل مین عجب عجب خیال کرتے تھے اُسوقت اُنمین سے ایک حورا جمال کو شاہ طلسم نے حکم گانے کا دیا وہ نازنین بزم مین مع اپنے سازندون کے ٹھہر گئی اور جملہ نازنینان پری جمال بزم طرب سے علٰحدہ جا کر ایک جگہ قیام پذیر ہوئین اون نازنین حورا جمال

کی مختصر یہ تعریف ہو کہ بموجب نظم
بھری سینے مین جوش نوجوانی
برنگ مصرعہ برجستہ برق
دم رفتار گر جائے قدم پر

وہ گلرو حسن پر اپنے تھی مغرور
زبان مصروف لفظ لن ترانی
عیان ہر عضو سے شان قیامت
بجاے سایہ رنگ روے محشر

سراپا مثل برق شعلہ طور
قدموزون سراپا نور مین غرق
سراپا جان و ایمان قیامت
جب اُس نازنین سے اپنے سازندون

سے واسطے درستی سازون کے اشارہ کیا اُسوقت یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

شتانے طبلے کے ساتھ توڑے گئے
بایئن کی دلین گھس گئی آواز
خوشی ہو ہو کے غل مچاتے تھے

ہوئی اس طرح پھر تو اُسکی کمک
اُسکی سارنگی پھر ہوئی دمساز
ساتھ اُسکا مجیرے دیتے تھے

کان سارنگی کے مروڑے گئے
کہ فلک پر ہوئے جو دنگ ملک
گو کہ طبلے طمانچے کھاتے تھے
تال سر جان پر وہ سہتے تھے

جسدم تمام ساز حسب دلخواہ درست ہو چکے وہ نازنین یون رقص کرنے لگی کہ اہل بزم کے دلون کو پامال کرنے لگی اہل بزم خوش ہو کر اُسکا ناچ دیکھنے لگے دل مین اُسکے رقص کی تعریف کرتے لگے نازنین مذکورہ دیر تک

رقص کر کے یہ غزل گانے لگی فقط نظم

سعادت ہے یہ آہوے حرم کی
نظر بدلی جو اُس ابر کرم کی
ہم اس کوچے مین ایسے جم کے بیٹھے
نہ دی بالتون نے فرصت ایکدم کی
بلند و پست عالم سے ہو آگاہ
جھکایا سر جو تیغ اُسنے علم کے
غنی ہین جو گدا ے عشق انکے
انکی صبح ہو اب شام غم کی

نرالی ہین جفائین اُس صنم کی
کرے خدمت سگ کوی صنم کی
لگاؤن آنکھ مین سرمے کے مانند
کہ حالت ہو گئی نقش قدم کی
گئے وہ سرو مہری کو دکھا کے
دہل سے یہ صدا ہے زیر و بم کی
پیون بے یار مے کس طرح ساقی
نہ چاہین سلطنت فغفور و جم کی
نہال اسوقت مین ہنچا رہی کون

بلا کے نازنین چالین ستم کی
سماں آنکھون نے ساون کا دکھایا
اگر ہاتھ آئے خاک اُسکے قدم کی
ہوس دل کی رہی دلمین شب وصل
تپ فرقت مین اب باری ہے غم کی
رضاے دوست مین اپنی رضا ہے
ہوئی پانی مین بھی تاثیر سم کی
نہین بے یار زیند آنے کی امید
کہون کس سے کہانی اپنے غم کی

یہ غزل وہ نازنین مہجبین بعد ناز و ادا اسطرح سے گاتی تھی کہ تمام اہل بزم خوش تھے اُسکے رقص و نغمہ کی تعریف کرتے تھے کیونکہ وہ زہرہ جمال حور اخصال اس طرح سے رقص و نغمہ کرتی تھی کہ بمقتضاے نظم

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ حور خصال
کیا ناہید نے کفن کو چاک
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پہ زہرا
کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا مات
تان کیا ہی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنی تانون سے زیادہ نہ کم

راگ کو مثل صوفی آگیا حال
کنج مرقد مین تان سین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان ہر اوج کا تھا انداز
صاف صند و مچہ تھا ارگن کا
ہی بجا گر کہین اُسے اعجاز
نور کی ایک ہوائی تھی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اور پلٹا
دلپہ لگتا تھا آکے تیر یہ تیر
اُن سرونکی نشست جو سن پائے

بار بد شرم سے چھپا تہ خاک
تڑپی مانند طائر نذبوح
ایسا باندھا تھا اُسنے سر اونچا
شمع محفل تھا شعلہ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
لحن داؤد اُسکا تھا دمساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر
دلپہ نشتر زن ایک ایک فقرا
گھٹ بڑھ اُس رشک حور کی وہ ستم
ذرا لیتے ہمجہان کے دل اُٹھ جاتے

جب اُس ماہ وش نے غزل مندرجہ بالا کو تمام کیا شاہ طلسم نے اُسکو زر وجواہر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے اور ایک نازنین مہ جبین حکم شاہ طلسم سکے مع اپنے سازندون کے حاضر بزم طرب ہوئی بعد درست ہونے سازون کے وہ خوش جمال بھی رقص کرنے لگی اُسکے رقص سے تمام مردمان بزم طرب خوش ہوئے وہ نازنین یہ غزل گانے لگی غزل چاندنی رہتی ہی شب زیر پا بالاے سر

خارہاے دشت وحشت داغ سوداے جنون
ہین زمین وچرخ گھر گھر زیر پا بالاے سر
پھوڑا کر شوخیونے وہ ستارے بزم مین
کررہے ہین کار خنجر زیر پا بالاے سر
جیتے جی سب شان بھی مرکر بجاے تخت وتاج
ایک عالم ہی برابر زیر پا بالاے سر
جسم وجان دونون مین آسمانکے ہین مکین
ایک تھا میتی ہمیبر زیر پا بالاے سر

کچھ نہ کچھ رکھتا ہون اکثر زیر پا بالاے سر
کون ہی بالین تربت آج سرگرم خرام
کہتے ہین لو دیکھو اختر زیر پا بالاے سر
جز خراش خار یا خاک مذلت قیس کو
خاک رکھتا ہی سکندر زیر پا بالاے سر
مردے ہین پامال مشتاق نظارہ ہین مسیح
ایک مین رکھتا ہون دو گھر زیر پا بالاے سر
دعوی تشنہ سے اہی تسلیم لکھی یہ غزل

ہاے ہین اور ایک چادر زیر پا بالاے سر
بھاگ کر جاؤن کہان پست وبلند دہر سے
وجد مین ہی شور محشر زیر پا بالاے سر
جادہ موج ہوا ہے تیرے وحشی بیٹھ ہین
اور کیا دیتا مقدر زیر پا بالاے سر
سایہ ہون کیا اوج میرا کیا مری افتادگی
دیکھتا چل او ستمگر زیر پا بالاے سر
ہو نہین سکتا کبھی خاصان حق کو کچھ حجاب
ورنہ مہمل ہی سراسر زیر پا بالاے سر

جب یہ غزل نازنین مذکورہ بہزار خوبی گا چکی شاہ طلسم نے اُس نازنین سے مخاطب ہوکر کہا کیا خوب یہ غزل تمنے گائی ہی اسکی زمین سخت ہی ردیف مشکل ہی زیر پا بالاے سر کا ثبوت مشکل ہی تسلیم جنکی یہ غزل ہی انھون نے بڑی فکر سے یہ غزل کہی ہوگی تمنے بھی اس غزل کو اچھی طرح گایا یہ کہکر اپنے ملازمون سے اُسکے زر کثیر دلوا کر رخصت کیا بعد اس نازنین کے بھی اور ایک نازنین گلبدن وغنچہ دہن مع اپنے سازندون کے حسب الطلب حاضر ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگی اسی طرح سات روز تک شب وروز بزم طرب آراستہ رہی اور دعوت وضیافت شاہ طلسم نے بدیع الزمان کی نہایت تکلف سے کی اور حکم سے بدیع الزمان کے تمام اپنے طلسم کے دیرا ور تبکدے کہ جنمین تصویرین سامری وجمشید وغیرہ کی تعین منہدم کرائین اور مساجد بنوانا شروع کین اور جو ساحر کہ مسلمان نہوئے تھے اُنکو بھی مسلمان کیا طلسم کشانے بھی اپنے لشکر کے مردم کو جو مطیع اسلام تھے اب کلمہ پڑھا کر بخوبی مسلمان کیا اور ہر ایک کو عقائد دینیہ سے اور احکام خدا ورسول سے حسب ضرورت آگاہ کیا پھر لوح طلسمی شاہ طلسم کو دیدی بعد ختم ہونے جلسۂ عشرت اور برخاست ہونے محفل طرب کے بدیع الزمان نے شاہ طلسم سے فرمایا ہمارا دل چاہتا ہی کہ واسطے سیر وشکار کے کسی صحراے سبزہ زار مین جائین دو چار روز شکار کھیلین اُسنے عرض کیا بسم اللہ ضرور جائیے اگر حکم ہو تو مین بھی ہمراہ رکاب چلون بدیع الزمان نے جواب دیا تمہارے چلنے کی ضرورت نہین ہی صرف اسقدر بتادو کہ یہانسے کون صحراے سبزہ زار قریب ہی جسمین ہرن اور طائر زیادہ ہون اُسنے عرض کیا یہانسے جانب مشرق ایک صحرا ہی کہ وہ حضور کے قلمرو مین ہی اُسمین چوپاے مانند غزال وغیرہ کے بکثرت ہین اور طائران حلال بھی بیحد ہین اگر اُس صحرا مین تشریف لیجائیے گا تو لطف شکار کا بہت اُٹھائیے گا بدیع الزمان نے اپنے ملازمون سے فرمایا جلد سامان شکار کا کیا جاے ہم آج ہی براے شکار جائینگے اُنھون نے حسب الحکم بخوبی تمام سامان شکار کا مہیا کیا جب سامان ہوچکا بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوے تھوڑے آدمی اپنے ہمراہ لیکر جانب صحراے مذکور روانہ ہوے بعد قطع راہ جب صحرا مین پہونچے حکم دیا بارگاہ اور خیام استادہ کیے جائین ملازمون نے حکم کی تعمیل کی بدیع الزمان مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے امیہ بن عمرو در بارگاہ پر حاضر رہا بعد تھوڑی دیر کے جب کسل . . د کسیقدر دور ہوا

بدیع الزمان نے اپنے ملازمون سے فرمایا دیکھو صحرا مین اسوقت کچھ غزال ہین یا نہین ہین وہ اسیوقت گئے اور
بعد تھوڑی دیر کے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا خداوند نعمت ہم حضور کے حکم سے گئے تھے صحرا مین بہت سے غزال
نظر آئے غول کے غول ہر طرف دکھائی دیئے بدیع الزمان اُنسے یہ حال سُنکے فی الفور بارگاہ سے برآمد ہوکر مرکب
پر سوار ہوئے امیہ بن عمرو ہمراہ رکاب ہوا دیگر ملازم ساتھ ہوئے سامان شکار ہمراہ لیا سوے صحرا روانہ ہوئے
یہ تو صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہے ہین انکو تو شکار کھیلنے مین مشغول رکھا جاتا ہی مگر اب احوال غزالان شاہ
طلسم میمون شاہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب بدیع الزمان جانب صحرا براے شکار روانہ ہوئے شاہ طلسم
یعنی میمون شاہ اپنے تخت پر دربار مین بیٹھا تھا اکثر ملازمان ذی عزت اُسکے دربار مین حاضر تھے ناگاہ عرض بیگی
نے بعد بجالانے ثنا و دعا بادشاہی کے بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ چند مرصع پوش در دولت پر آئے ہین
امیدوار باریابی ہین شاہ مذکور نے حکم دیا کہ اُنکو ہمارے روبرو لاؤ ملازمان ذی عزت گئے اور اُنکو دربار
مین لائے اب جو دیکھا تو شاہ نے پہچانا کہ ملک مظفر شاہ ہی اور ہمراہ اُسکے دو پہلوان نہایت زبردست اور
قوی ہیکل ہین ہر ایک رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن سے بھی کچھ بڑھا ہوا ہی میمون شاہ واسطے اُسکی
تعظیم کے کسیقدر رعب سے اُٹھا چونکہ برابر تخت میمون شاہ کے ڈنگل بدیع الزمان کا تھا اُسی ڈنگل پر ملک
مظفر بیٹھنے لگا میمون شاہ نے منع کیا آپ اس ڈنگل پر نہ بیٹھیے اور کسی ڈنگل پر تشریف رکھیے اُسنے نہ مانا اور
کہا ہم تو اسی ڈنگل پر بیٹھین گے یہ کہکر بیٹھ گیا بعد اُسکے بیٹھنے کے وہ دونون پہلوان بھی موافق اپنی قدر و منزلت
کے دونون دو ڈنگلون پر بیٹھے اُسوقت میمون شاہ نے بعد مزاج پرسی اور خاطرداری کے پوچھا اسوقت یہان
آپ کا کیونکر آنا ہوا ملک مظفر نے جواب دیا مجکو گاؤ لنگی گاؤ سوار نے واسطے مدد کے طلب کیا تھا نامہ تحریر
کیا تھا مین بموجب اُسکے طلب کرنے کے لشکر کثیر ہمراہ لیکر اپنے ملک سے روانہ ہوا جب آپکے قلمرو کے قریب آیا
راہ مسدود دیکھکر ذہن مین آیا کہ لشکر اپنا چھوڑکر صرف ان دو بہادرون کو ہمراہ لیکر آپ سے ملاقات کرون
اور یہ کہون کہ آپ بھی مع لشکر ہمراہ میرے براے اعانت گاؤ لنگی گاؤ سوار چلین کیونکہ پسران نوشیروان
اُسکی سرحد مین داخل ہوئے ہین اور اُنکے تعاقب مین حمزہ صاحبقران مع فوج گران جاتے ہین ابھی تک اُسکی
سرحد ملک تک نہین پہونچے ہین لیکن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے خبر آمد حمزہ سُنکے ہوشیاری و عقلمندی سے پہلے ہی نامہ
لکھکر اپنے دوستون حاکمون کو براے مدد طلب کیا ہی از انجملہ مجکو بھی طلب کیا ہی جب مین آپکے قلمرو مین داخل ہوا
قریب ایک کوہ کے بلکہ بالاے کوہ ایک اژدر کلان کو مردہ پڑا ہوا دیکھکر میرے ہوش و حواس جاتے رہے
بڑی دیر تک اُس اژدر مردہ کو دیکھا کیا اور یہ خیال کیا کہ یا تو یہ اژدر اپنی قضا سے مرا ہی یا کسی بہادر نے
اسے قتل کیا ہی وہان کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس سے مین دریافت کرتا اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ وہ
اژدر کسنے مارا ہی میمون شاہ نے اُسوقت خیال کیا کہ ملک مظفر ابھی تک میرے مسلمان ہونے سے آگاہ
نہین ہی بمصلحت اس سے جھوٹ بولنا چاہیے اگر یہ آگاہ ہو جائیگا تو دشمن ہوکر برسر جنگ ہوگا مین اس سے
مقابلہ کر نہ سکونگا کیونکہ دو پہلوان اسکے ہمراہ ایسے ہین کہ جنسے تمام لشکر میرا مقابلہ کر نہین سکتا ہی یہ خیال کرکے
جواب دیا اے ملک مظفر ہمارا ایک سپہ سالار ہی کہ نہایت ہی شجاع و بہادر ہی اُسنے وہ اژدر ہلاک کیا ہی
اور جس ڈنگل پر تم بیٹھے ہو یہ ڈنگل اُسی کا ہی وہ نہایت ہی غصہ ور اور بدمزاج ہی اسی وجہ سے مین نے
کہا کہ تم اس ڈنگل پر نہ بیٹھو فی الحال وہ کسی کام کو گیا ہوا ہی اگر یہان آئیگا تو اپنے ڈنگل پر تمکو بیٹھا ہوا

پاکر برہم ہوگا ملک مظفر نے مسکراکر جواب دیا آپ اپنے سپہ سالار سے اسقدر ڈرتے ہین واہ واہ مین تو کبھی اُس سے
ڈر کر اس دنگل سے نہ اُٹھونگا جب وہ یہان آئیگا دیکھ لیا جائیگا اگر کچھ برہم ہوگا ایک پہلوان میرا اُسکی سرکوبی بخوبی
کردیگا میمون شاہ نے برہم ہوکر کہا آپ میرے سپہ سالار کے بارے مین ایسا نہ کہیے یہ آپکے پہلوان اُسکے
آگے کیا حقیقت رکھتے ہین پہلے اُس سے تو اپنی جان بچائین پھر اور کچھ خیال کرین ذرا آپ اپنے ان پہلوانون کے
نامون سے اور انکے قوت و زور سے تو آگاہ کیجیے اُسنے جواب دیا دیکھیے اُس پہلوان ہیثال کا نام گرشاسب
دیوکش و شیر سوار ہی قوت و طاقت و جوانمردی مین رشک رستم ہی اور دوسرے پہلوان کا نام نریمان
جنگ جوے شیر سوار ہی شجاعت مین لاثانی ہی میری سات لاکھ سپاہ کے افسر اعلی یہی دو پہلوان ہین
میمون شاہ تقریر اُسکی سنکے خاموش ہو رہا پھر اپنے ملازمون سے اشارہ سے کہا سامان دعوت و ضیافت
کا کرو ہر چند ملک مظفر کافر ہی لیکن بادشاہ ہی اور ہمارا مہمان ہی ملازم کاربند ہوے کئی روز تک میمون شاہ نے اُسکی
بخوبی تمام دعوت و ضیافت کی ایک روز میمون شاہ ہنگام سحر تخت حکومت پر دربار مین بیٹھا تھا ملک
مظفر بھی اُسی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا پہلوان اُسکے بھی حاضر دربار تھے ناگاہ بدیع الزمان شکارگاہ سے
دربار میمون شاہ مین آئے میمون شاہ براے تعظیم اُٹھا اور جملہ اُسکے اہل دربار بھی براے تعظیم کھڑے ہوئے
ملک مظفر مع اپنے اُن دو پہلوانون کے بیٹھا رہا واسطے تعظیم کے نہ اُٹھا بدیع الزمان نے اُسکو اپنے
دنگل پر بیٹھا ہوا دیکھکر برہم ہوکر کہا کہ ہٹ جاؤ یہ دنگل میرا ہی مین اسپر بیٹھونگا تم اور کسی دنگل پر بیٹھو اور یہ بتاؤ
کہ تم بغیر میری اجازت کے اس دنگل پر کیون بیٹھے اُسنے بقہر و غضب جواب دیا اچھا کیا ہمنے کہ تیرے دنگل پہ
بیٹھے ہم شاہ ذیوقار ہین برابر میمون شاہ کے بیٹھے ہین یہانسے ہرگز نہ اُٹھین گے بدیع الزمان یہ سنکے زیادہ
برہم ہوے کلائی اُسکی پکڑکر ایسا زور سے جھٹکا دیا کہ ملک مظفر کی روح پر صدمہ ہوا خائف و ترسان
حیران و پریشان ہوکر ہٹ گیا اور پوچھنے لگا ای جوان ذرا اپنے نام نامی سے آگاہ کر کیون مجکو ہلاک کرتا ہی
ہاتھ میرا چھوڑ دے بدیع الزمان نے کہا کہ آگاہ ہو نام میرا بدیع الزمان ہی والد ماجد میرے جناب
حمزۂ صاحبقران ہین اتفاق سے اس طلسم مین میرا آنا ہوا اور وجہ یہان کے آنے کی یہ ہوئی کہ ملک
ژولیدہ مو کا فرزند ارجمند جسکا نام شاہزادہ خسرو ہی وہ اس طلسم مین آکر گرفتار ہو گیا تھا پدر خسرو سے
ملاقات ہوئی تھی اُسنے اپنے فرزند کا احوال بیان کیا تھا اور مین نے اُس سے یہ کہا تھا کہ اگر تیرا فرزند تجھ سے
آکر ملجائے تو مسلمان ہو جائیگا اُسنے اقرار کیا تھا بس بعنایت الٰہی اس طلسم مین آکر بعد کارہاے دیگر کے
ایک اژدہاے کلان کو سرکوہ پہ مارا لوح طلسمی حاصل کی پھر ہزارہا لڑائیان لڑکر میمون شاہ کو زیر کرکے
مسلمان کیا ہی تمام اہل طلسم کو بھی کلمہ پڑھایا ہی اسی طرح ایک مرتبہ تو بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو چکا ہی اب کہ
کہ مسلمان ہی یا اپنے دین قدیم پر اعتقاد رکھتا ہی اُسنے جواب دیا واقعی مین نے بمکر و فریب کلمہ پڑھکر
جان اپنی بچائی تھی ظاہر مین مسلمان ہو گیا تھا باطناً اپنے ہی مذہب پر تھا اب بھی اپنے مذہب آبائی کا قائل
ہون جن خداوندون کی جب پرستش کرتا تھا اُنھین کی اب بھی پرستش کرتا ہون مین تو صدق دل سے
جب ہی مسلمان ہونگا جب کوئی شخص میرے اِن دو پہلوانون کو زیر کرے اور اِنکو مسلمان کرے بدیع الزمان
نے کہا ای ملک مظفر مین تیرے پہلوانون کو زیر کرونگا اُنکو مسلمان کرونگا یا قتل کرونگا پھر تجکو بھی مسلمان
کرونگا ابھی بدیع الزمان ملک مظفر سے ہمسخن تھے کہ اُن دو پہلوانون نے جانب بدیع الزمان

بنظر قہر و غضب دیکھکر کہا ای جوان تو نے ہمارے سامنے ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی کلائی پکڑکر زور اپنا
دکھایا دنگل سے اُٹھادیا خود دنگل پر بیٹھا ہمارا کچھ خیال نہ کیا اُسوقت تو بخیال میمون شاہ کے خاموش
رہے مگر اب ہم تجھ سے پوچھتے ہین کہ یہ حرکت ناشائستہ تو نے کیون کی اسکا ہمکو جواب دے ورنہ ہمارے
اور تیرے اسی جگہ جنگ ہوگی یہ دربار خون سے لال ہوجائیگا تیرے سر و تن مین جبتک جدائی نہوگی
یہ صدمہ ہمارے دلون سے دفع نہوگا بدیع الزمان نے جواب دیا تمہارا بادشاہ نالائق ہی وہ کیون
ہمارے دنگل پر بیٹھا جیسا اُسنے کیا ویسی سزا پائی اگر تم بھی خاموش نہ ہوگے تو سزا پاؤگے تمہارے ہی
خون سے یہ فرش دربار سرخ ہوجائیگا وہ پہلوان یہ سُنکے برہم ہوے دونون غضبناک ہوکر اُٹھے اُدھر
سے بدیع الزمان بھی اُٹھے اُنھون نے تلوار کے قبضون پر ہاتھ ڈالے اِدھر بدیع الزمان نے بھی
تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا میمون شاہ یہ رنگ دیکھکر گھبراکر تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اہل دربار بھی اُسکے کھڑے
ہوے ملک منظفر بھی برہم ہوکر اُٹھا اُسوقت میمون شاہ نے ملک منظفر سے کہا تم اپنے پہلوانون کو
منع کرو کہ ہمارے دربار مین جنگ و جدال نہ کرین اگر حوصلہ مقابلہ کرنے کا ہی اور عداوت قلبی ہی تو
میدان جنگ مین اس شیر بیشہ شجاعت سے مقابلہ کرین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی اطاعت کرے
اور علاوہ فرمانبرداری کے دین بھی اُسکا اختیار کرے ملک منظفر نے میمون شاہ کی گفتگو سُنکے راے
اُسکی پسند کرکے کہا ای بہادرو اسوقت آمادۂ جنگ نہو کل میدان جنگ مین اس شخص سے مقابلہ
کرنا ہنگام جنگ جو ہونا ہوگا وہ ہوجائیگا پہلوانان مذکور اپنے بادشاہ کے کہنے سے خاموش ہوے
غصہ کو ضبط کیا اور کہا ای بادشاہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی میمون شاہ اب آپکے اور ہمارے
دوست نہین ہین ملک منظفر شاہ اُسی وقت وہانسے اُٹھکر دربار سے باہر گیا پھر ہر سہ کس مرکبون
پر سوار ہوکر ایک درۂ کوہ مین پہونچے وہان نریمان جنگ جوے شیر سوار تو ہمراہ ملک منظفر رہا
لیکن گرشاسب دیوکش شیر سوار حکم بادشاہ سے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین
پہونچا اور تمام مردمان لشکر سے کہا چلو تمکو شاہ نے طلب کیا ہی تمام مردمان سپاہ سلاح جنگ سے آراستہ
ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ گرشاسب کے چلے بعد طی راہ دشت و صحرا اُسی درہ مین کوہ کے
قریب آئے اور حکم شاہ سے وہین بارگاہ اور خیام برپا کرکے فروکش ہوے ملک منظفر بھی بارگاہ
مین داخل ہوا یہ خبر میمون شاہ کو پہونچی اسکو تردد ہوا بدیع الزمان نے فرمایا ای میمون شاہ کچھ
فکر و تردد نہ کرو دیکھا جائیگا حق تعالی میری اعانت کریگا کفار پر مجکو غالب کریگا ابھی بدیع الزمان یہ
تقریر کر رہے تھے کہ امیہ بن عمرو وغیرہ چند اشخاص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملک منظفر دامن صحرا مین
فروکش ہوا ہی لشکر اُسکا بھی آگیا ہی ارادہ اُسکا طبل جنگ بجوانے کا ہی میمون شاہ نے یہ خبر سُنکے اُسیوقت
حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار رہو بمجرد حکم سپاہ شاہ طلسم تیار رہوئی یہ وہی ساحر ہین جو پہلے شاہ کے ملازم
تھے اب مسلمان ہوجانے سے سحر بھول گئے ہین تلوارین اور تیر و نیزہ وغیرہ آلات حرب و ضرب بدیع الزمان
نے ہر ایک کو شاہ طلسم سے کہکر دلوادیے ہین اور خود اپنی فوج کو بھی سلاح جنگ تقسیم کیے ہین مرکب ہزار
کے زیر ران ہی جب لشکر تیار ہوچکا بدیع الزمان نے بھی تیاری لشکر کا حکم دیا اُنکا بھی لشکر تیار ہوا
ہرچند کہ اب کل سپاہ بدیع الزمان کی ہی لیکن وہ ساحر جو شریک طلسم کشا نہوے تھے اُنکی نسبت

یہ لکھا گیا ہو کہ وہ سب داخل فوج طلسم کشا نہیں ہین جسوقت ہر دو فوج مذکور مسلح و مکمل ہوئی میمون شاہ نے دربار برخاست کیا پھر مرکب پر سوار ہوا بدیع الزمان بھی سمند طلسمی پر سوار ہوے میمون شاہ ہمراہ رکاب ہوا تمام سپاہ ہمراہ رکاب ہوئی ساکنان طلسم مذکور یہ خبر سُنکے بجاے خود کہنے لگے کہ ابھی تو لڑائی ہو چکی ہو اب پھر لڑائی کا سامان ہو دیکھیے اب کیا ہوتا ہو خدا خیر کرے مردمان رعایا وغیرہ تو پریشان خاطر ہوے میمون شاہ ہمراہ بدیع الزمان ذیجاہ مع سپاہ کثیر بمقابلہ ملک مظفر شاہ بارگاہین اور خیام استادہ کرا کر مقیم ہوا جب ملک مظفر نے سُنا کہ میمون شاہ بھی مع فوج کثیر میرے مقابلہ پر آگیا ہو اور وقت شب کا ہو یہ خیال کرکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام گرشاسب دیوکش و شیر سوار کے طبل جنگ بجوایا جاوے بموجب اُسکے حکم کے اُسکے ملازمون نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگ لشکر حریف سے بلند ہوئی امیہ بن عمرو وغیرہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر روبرو بدیع الزمان کے آئے اور بموجب قاعدہ بعد بجا لانے ثنا و دعا کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای شہریار ذیوقار اسوقت ملک مظفر نے بنام گرشاسب اپنے پہلوان کے طبل جنگی بجوایا ہو ارادہ اُسکا یہ ہو کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد کو روشن کرے باقی خیریت ہو بدیع الزمان نے اُس سے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے امیہ وغیرہ نے نقارہ نوازون سے کہا اُنھون نے موافق حکم کے بسم اللہ کہکر چوب نقارہ جنگی پر لگائی جب صداے نقارہ و طبل دونون لشکرون سے بلند ہوئی مردمان ہر دو سپاہ باخبر ہوئے کہ صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہر ایک لشکری تیاری جنگ مین مصروف ہوا جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب نظم

پتا پتا نسیم سے کھڑکا
تھی اذان کی بجی اور گجر کی صدا
غل اُٹھا ایک سمت نوبت کا
یک بیک صبح کا ہوا تڑکا

ادھر بدیع الزمان اور میمون شاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہو کر بعد اداے نماز سحر سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے پھر حکم بدیع الزمان سے مرکبون پر سوار ہوے بدیع الزمان بھی اور میمون شاہ بھی مرکبون پر سوار ہوے بسم اللہ کہکر سوے میدان جنگ مرکب بڑھاے جملہ بہادران لشکر ہمراہ رکاب ہوے پہلے بدیع الزمان مع لشکر گران عرصہ جنگ مین پہونچے بعد انکے اُسطرف سے ملک مظفر بھی مع اُن دونون پہلوانون اور سات لاکھ سوارون کے میدان جنگ مین آیا اُسوقت دونون لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے لیکر بحکم شاہان ہر دو لشکر نکلکر میدان جنگ مین آئے اُنھون نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک کو پہلے دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا پھر سقے پانی مشکون مین بھر کر لائے اُنھون نے اسقدر آب پاشی کی کہ تمام گرد و غبار میدان کارزار کا دور ہوا عرصہ جنگ کثرت آب پاشی سے سرد ہو گیا بعد اُسکے ہر دو طرف صف آرائی ہوئی میمنہ اور میسرہ اور قلب لشکر درست و آراستہ ہوا اور علمہاے فوج کے شقے کھلے باجے جنگی دونون لشکرون مین بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا دونون طرف کے لشکرون سے نقیب اور کڑکیت دوتارے ہاتھون مین لیکر میدان جنگ مین آئے اور جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند اس طرح کہنے لگے کہ بموجب نظم مولف دفتر ہذا

نظم

تم بہادر ہو بے عدیل و نظیر
اے جوانان جنگجو و دلیر
تم ہو مشہور صاحب شمشیر
تم تو دشت دلاوری کے ہو شیر
ہو عقیل و فہیم و نیک خصال

دل مین اپنے ذرا کرو یہ خیال
زندگی کا کچھ اعتبار نہین
کیا ہوا اس سرا مین اُنکا حال
جو کہ زندہ ہین وہ بھی آخرکار
نام رہجاے زیر چرخ پیر
اس جہان مین نہین کسی کو ثبات
اس چمن کی صدا بہار نہین
چھوڑکر ملک و مال واہل وعیال
جاینگے اس جہانسے بے تکرار
دشمنون کو کرو تہ شمشیر
ہیگی مثل حباب سب کی حیات
تم کرو تو گذشتگان کا خیال
دہر سے وہ گئے برنج وملال
بس مناسب ہر وہ کرو تدبیر
اس سے بہتر نہین کوئی تدبیر

جب کرٹکیت اور نقیب جوانون کو اس طرح آمادہ جنگ کر چلے میدان کارزار سے ہٹ گئے جوانان تہور شعار و دلیران نامدار نقیبون کی تقریر سنکے لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوے تھے ہر ایک بہادر نے قصد کیا تھا کہ میدان مصاف مین صف لشکر سے نکلکر جائیے اعدا کو جوہر شمشیر دکھائیے ناگاہ لشکر کفار نابکار سے گرشاسب دیوکش و شیر سوار ملک مظفر سے اجازت جنگ لیکر چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین جائے ناگاہ نریمان جنگجوے بر سوار نے اُسے روک کر کہا پہلے مین ان مسلمانون سے لڑونگا خصوصاً بدیع الزمان سے مقابلہ کرونگا گرشاسب نے جواب دیا ای برادر ابتو مین صف لشکر سے نکل چکا اجازت بھی لے چکا ہون مجھی کو براے مقابلہ بدیع الزمان جانے دو مین جاتے ہی بدیع الزمان کو طلب کرکے ہنگام مقابلہ ایسا نیزہ اُسکے سینہ پر لگاؤنگا کہ وہ جانبر نہوگا اور اگر مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن تو پھر تم اُس سے لڑنا جب اس طرح گرشاسب نے اُس سے کہا وہ خاموش ہو رہا گرشاسب میدان جنگ مین شیر کو بڑھا کر آیا جب بیچ مین میدان کارزار کے پہونچا شیر کو روک کر بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا او پسر حمزہ اگر تجکو دعوی بہادری ہی تو صف لشکر سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر خاموش ہوا اُدھر بدیع الزمان میمون شاہ سے رخصت ہوکر میدان جنگ مین آئے اور بمقابلہ گرشاسب جاکر مرکب طلسمی کو روک کر ٹھہرے اُسنے براے زور آزمائی مرکب پر سوار ہوکر پشت شیر سے اُترکر مرکب کو بڑھایا اُدھر بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو جولان کیا تگاور کے وقت سب نے دیکھا کہ چار قدم گھوڑا گرشاسب کا پسپا ہوا اور مرکب بدیع الزمان کا مطلق پیچھے نہٹا پہلوان مذکور پہلے تو مرکب کے ہٹ جانے سے اسقدر شرمندہ اور خجل ہوا کہ بدن غیرت و خجالت سے پسینے مین تر ہوگیا بعد ازان برہم ہوکر گھوڑے کو مہمیز کرکے نیزہ ہاتھ مین لیکر پکارا ای پرستندہ خداے نادیدہ آگاہ ہو کہ مرکب میرا نہین معلوم کس وجہ سے پسپا ہوا میری قوت و توانائی مین کمی نہین ہر یہ کہکر نیزہ کو گردش دیکر سینہ بے کینہ بدیع الزمان پر مارا اُدھر بدیع الزمان نے اُسکے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانون کے لڑنے سے شرر نمایان ہوے نیزہ باز جسقدر کہ فن نیزہ بازی مین اُستاد تھے باہم کہنے لگے کیا خوب بدیع الزمان نے نیزہ کو روکا ہوا ابھی وہ تعریف کر رہے تھے کہ بدیع الزمان نے بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی بجد و کد نیزہ کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا تھوڑی دیر تک اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الزمان نے اُس سے کہا ای بہادر ایکی مرتبہ ایسا بند نادر باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا اُسنے ہنسکر جواب دیا مجھ ایسے پہلوان زبردست کے ہاتھ سے نیزہ کا نکالدینا محال ہر آجتک کسی نیزہ باز کامل نے میرے ہاتھ سے نیزہ نہین نکالا ہر بارہا مین ہی نے نیزہ بازون کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکالدی ہوا ور اسی

سنان نیزہ سے اُنکو ہلاک کیا ہی یہ وہ سنان نیزہ ہی کہ سینۂ کوہ مین در آتی ہی یقینی آج تیرے سینہ مین در آئیگی
قلب و جگر کو زخمی کرکے پشت سے گذر جائیگی خیر اگر دعوی نیزہ بازی ہی تو وار کرین ہوشیار ہون بدیع الزمان نے اُسکی
تقریر سنکے وہ بند نادر باندھا کہ اُسکے کھولنے سے گرشاسب عاجز ہوا اِدھر بدیع الزمان نے کسیقدر اپنے مرکب کو بڑھاکر
ایسی نیزہ کو تکان دی کہ سنان نیزہ اُسکے نیزے سے مانند تیر شہاب کے دور جاکر گری اسوقت میمون شاہ اور تمام اہل لشکر نے
صداے تحسین و آفرین بلند کی ہر ایک خوش ہوا اور کفار کو نہایت ہی صدمہ ہوا خصوصاً گرشاسب کو بدرجۂ کمال ملال ہوا
حیرت ہوئی خجالت سے پسینہ آگیا رنگ رخ فق ہوگیا قوت مین کمی ہوگئی ایک لمحہ تو یہی حال رہا شرمندگی سے سر جھکائے
رہا بعدہ قبضۂ تیغ گرانبار و آبدار پر ہاتھ ڈالکر اور نیام سے نکالکر بولا ای پسر حمزہ اب تیر و گرز وغیرہ سے لڑنا
بیکار ہی تیغ آبدار سب حربون سے بہتر ہی برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہی پھر خبردار خبردار
کہکر مرکب کو بڑھاکر تیغۂ آبدار کا وار کیا اِدھر بدیع الزمان نے اُسکے تیغہ کو اپنی سپر پر روکا بعد
روکنے ضرب تیغۂ گران کے خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی دلیرانہ تلوار کو سپر پر روکا اسیطور
سے تا دیر لڑائی ہوئی دونون بہادرون سے کوئی زخمی نہوا آخرکار یہ ہوا کہ پہلوان ملک مظفر نے
بدیع الزمان سے کہا اب کی مرتبہ وہ ہاتھ تلوار کا لگاؤنگا کہ سپر پر تیغہ رک نہ سکے گا بلکہ سپر کو کاٹ کر
تیرے دو ٹکڑے کریگا بدیع الزمان نے مسکراکر جواب دیا آ ای بہادر ایسی ضرب تیغ ضرور لگا
اُسنے بقوت تمام تیغۂ آبدار سر پر مارا اِدھر بدیع الزمان نے تیغۂ مذکور کو ایسی تدبیر سے سپر پر
روکا کہ تیغہ پٹ پڑا فوراً بائین ہاتھ مین تیغ و سپر لیکر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ارادہ کیا کہ تیغہ اُسکے
ہاتھ سے چھین لیجیے گرشاسب بھی زور کرنے لگا جب تھوڑی دیر تک دونون بہادر زور کیا کیے اور
گھوڑا گرشاسب کا تاب زور آزمائی نہ لاکر زبان دہن سے نکالکر زمین پر بیٹھنے لگا اُسدم دونون
لشکرون سے شاطر نکلے اور پکارے ای بہادرو اگر تم کشتی لڑنے پر مائل ہو تو مرکبون سے اُترکر کشتی
لڑو تمھارے زور و قوت کے گھوڑے متحمل نہونگے جسوقت شاطرون نے یہ تقریر کی دونون دلیر
راے اُنکی پسند کرکے مرکبون سے اُترے اور دامن گردانکر آلات حرب و ضرب شاطرون کو دیکر
باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے جب کشتی ہونے لگی اِدھر میمون شاہ نے اُسطرف ملک مظفر نے یہ خیال کیا
کہ یہ کشتی چند روز تک ہوگی کہانتک مردان لشکر صف آرا رہینگے یہ خیال کرکے دونون شاہون نے
حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہین اور خیام استادہ کیے جائین فراش فرش بچھائین دنگل اور کرسیان ساتھ
قرینے کے رکھی جائین اور بارگاہ مین تخت بچھایا جاوے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے جائین بمجرد حکم
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی دونون بادشاہ بارگاہون مین تخت پر بیٹھے پھر امرا عمدہ بھی علی قدر مراتب
قریب بادشاہون کے سواریون سے اُترکر بیٹھے اور بعضے کھڑے رہے بعدہ جملہ افسران ہر دو سپاہ
خیام مین بیٹھے لشکری مرکبون سے اُترکر مسلح و مکمل زین پوش بچھا بچھا کر زمین پر بیٹھے بازارین لشکرون کی
درست ہوئین گرم بازاری ہونے لگی ہر ایک شخص بنظر غور کشتی دیکھنے لگا یہ کشتی صبح سے تا شام خوب
ہوئی دونون طرف سے کشتی مین خوب کوشش ہوئی ہر ایک نے پیچ اور توڑ کیے دیکھنے والے خوش
ہوے جب آفتاب غروب ہوا گرشاسب نے بدیع الزمان سے کہا ای بہادر مجھے امید نہ تھی کہ
تو مجھ سے چار پہر تک کشتی لڑیگا اور زیر نہوگا اسقدر جو تو لڑا خوب لڑا قبل اسکے کوئی بہادر اتنی دیر

مجھ سے کشتی نہین لڑا چونکہ اب تو بہت تھک گیا ہو اور شام بھی ہو گئی ہو لہذا اب کشتی لڑنا اچھا نہین ہر رات
واسطے راحت و آرام کے ہو صبح کو پھر مجھ سے زور آزما ہونا بدیع الزمان نے مسکرا کر جواب دیا ای
جوانمرد چار پہر کشتی ہونے سے حیران نہو مین وہ قوی ہون کہ چھ سات شب و روز برابر کشتی لڑا ہون اور
اب بھی لڑ سکتا ہون ابھی تو مجکو پسینہ بھی نہین آیا ہو تھک جانا کیسا یہ تیرا خیال خام ہو میرے حال پر رحم
نکر کشتی لڑے جا اور اگر بوجہ شب کے کشتی کو موقوف کرنا مطلوب ہو تو اُسکا یہ جواب ہو کہ جو بہادر ہین
وہ بغیر زیر کیے یا زیر ہوے کشتی کو موقوف نہین کرتے ہین تاریکی شب کا خیال کرنا بیکار ہو شاہون
کے نزدیک شب تار کو کثرت روشنی سے بہتر از روز کر دینا ممکن ہو مین تو بغیر تیرے زیر کیے یہانسے
نجاؤنگا گرشاسب نے جواب دیا اگر تو کشتی لڑے جائیگا تو مین بھی لڑے جاؤنگا یہ کہکر پیچ کرنے لگا
بدیع الزمان اُسکے زور کو روکنے لگے اور اُسکے پیچون کے توڑ کرنے لگے جب شاہان ہر دو لشکر نے
دیکھا کہ شب کو بھی کشتی ہوگی حکم دیا روشنی بکثرت کیجائے اور کانسون مین دودھ بھر کر لایا جاے ملازمون
نے بمجرد حکم حکم کی تعمیل کی دونون بہادرون نے علیحدہ ہو کر کانسے دودھ کے دہن سے لگا کر
شیر پیا بعد ازان پھر دونون لپٹ کر کشتی لڑنے لگے صاحب دفتر نے درج کیا ہو کہ تمام شب
بھی کشتی ہوا کی جب صبح ہوئی سپیدۂ سحر آسمان پر ظاہر ہوا اُسوقت گرشاسب نے عاجز ہو کر کہا ای
بہادر اب آخری زور کرتا ہون بدیع الزمان نے کہا بہتر ہو اُسنے دونون شانون پہ بدیع الزمان
کے ہاتھ رکھکر اور سر اپنا سینۂ بدیع الزمان سے ملا کر زور کیا کہ چند قدم تک ریل کر لیگیا پھر جھٹکا دیا
کہ بایان پانون بدیع الزمان زمین سے آشنا ہوا بعد اسکے ہر چند اُسنے کد و کاوش کی کہ بدیع الزمان کو زیر کرون
لیکن تمنا اُسکی بر نہ آئی تھک کر ہانپنے لگا اُسوقت بدیع الزمان نے کہا ای بہادر اب مین زور کرتا ہون ہوشیار ہو جا
اُسنے کہا مین خبردار ہون زور کیجیے بدیع الزمان نے بھی مانند اُسکے شانون پر ہاتھ رکھکر اور سر سینہ سے اڑا کر جو زور
کیا گرشاسب مانند گیند کے یا مثل ناتوانون کے پیچھے ہٹنے لگا یہ تو بدیع الزمان کو پانچ قدم تک ہٹا کر لیگیا تھا
خود پندرہ قدم تک پیچھے ہٹکر لنگر قائم کرنے کا ارادہ کیا اُسوقت بدیع الزمان نے جھٹکا دیا کہ دونون پانون
اُسکے آشنا بزمین ہوئے بدیع الزمان نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زور اول مین اُسکو
تا زانو اور زور ثانی مین تا بسینہ اور زور ثالث مین سر سے بلند کرکے اور کئی مرتبہ گردش دیکے چاہا
تھا کہ زمین پر یون پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جائے ناگاہ اُسنے عرض کیا ای بہادر مجکو امان دیجیے
بدیع الزمان نے جواب دیا امان بغیر قبول اسلام و ایمان نہ دی جائیگی اُسنے کہا مجکو مسلمان کیجیے
انھون نے اُسکو کلمہ پڑھوایا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے خوش ہو کر
آہستہ اُسکو زمین پر بٹھا دیا اُسنے قدم پر سر رکھا اور عرض کیا اب مین حضور کا تابعدار ہون حضور ہی
کی خدمت مین رہونگا بدیع الزمان نے بصد مہربانی و عنایت سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا ای بہادر
اگر یہی تیری تمنا ہو تو خیر کیا مضائقہ ہو جسوقت گرشاسب زیر ہوا جملہ مردمان لشکر اسلام نے خوش
ہو کر شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو از حد صدمہ و ملال ہوا سب کو حیرت ہوئی ہر ایک کافر کا رنگ
زرد ہو گیا خصوصاً ملک مظفر کو بدرجہ کمال صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر لایا کثرت غم سے چہرہ
متغیر ہو گیا میمون شاہ زر و جواہر سر پہ نثار کرتا ہوا بدیع الزمان کو فرودگاہ سپاہ پہ پہنچا اُدھر

ملک مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فوج سے بدیع الزمان پر حملہ کرکے تہ تیغ کرے نریمان جنگجو نے ارادہ ملک مظفر سے آگاہ ہوکر عرض کیا ای شاہ والا قدر اسوقت لڑنا حضور کا خلاف قاعدۂ بہادران ہی ہرگز ارادہ لڑنے کا نہ کیجیے اسوقت اُنکو جانے دیجیے کل مین بدیع الزمان سے مقابلہ کرونگا جس طرح اسنے گرشاسب کو زیر کیا ہی اسی طرح اسکو زیر کرکے اِس طرح خاک پر پٹکونگا کہ استخوان تک اسکے ریزہ ریزہ ہوجاینگے بعدہ میمون شاہ کے لشکر پر حملہ کرکے ہر ایک کو تہ تیغ کرونگا سب کو زندہ نہ رکھونگا آج رنج و غم کو ضبط کیجیے کل انتقام بخوبی لے لونگا جس طرح اسوقت آپکو رنج ہوا ہی اسی طرح آپکو کل خوشی حاصل ہوگی کثرت خوشی سے ہنستے ہنستے بیتاب و بیقرار ہو جائیے گا میمون شاہ اور بدیع الزمان کا سر مجھ سے لیجیے گا یہان کی حکومت کیجیے گا ملک مظفر اُسکی اس تقریر سے فی الجملہ خوش ہوا اور جنگ سے باز رہکر مع نریمان اور تمامی سپاہ کے اپنے قیام گاہ لشکر پر گیا اُدھر میمون شاہ اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا لشکر اُترا میمون شاہ بدیع الزمان اور گرشاسب کو ہمراہ لیکر داخل ہوا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوے ہر ایک اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھا بدیع الزمان بھی بعد فراغ نماز سحر اپنے دنگل پر بیٹھے اور برابر اپنے دنگل کے ایک دنگل بچھواکر گرشاسب کو اسپر بٹھایا میمون شاہ نے تخت پر بیٹھکر حکم دیا ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلناری لیکر حاضر ہون اور نازنینان خوبرو و خوش گلو بھی مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین اِسوقت ہمکو خوشی بیحد ہی بیان کیا ہی داستان گویان کامل نے کہ بمجرد حکم ساقیان خوبرو کشتیان مے مشکبو کی لیکر حاضر ہوئے پھر اشارۂ شاہ سے شیشۂ مے سے ساغر بلورین مین مے ناب بھر بھر کر بدیع الزمان اور میمون شاہ کو شراب پلا کر اہل دربار کو شراب پلانے لگے دور ساغر مے ہونے لگا پیر فلک گردش ساغر مے کو دیکھکر گردش اپنی بھول گیا اور قدح آفتاب عالمتاب دکھا کر طالب مے ہوا ابھی اہل دربار کو ساقیان گلرخسار شراب پلا رہے تھے ہر ایک خوش ہوکر شراب پی رہا تھا کہ ناگاہ چند نازنینان خوبرو و نہایت خوش گلو مع اپنے سازندون کے میمون شاہ کے روبرو حاضر ہوئین ہر ایک نے شاہ مذکور اور بدیع الزمان کو مجرا کیا اُنمین سے ایک نازنین کو شاہ نے اشارہ کیا کہ تو رقص و نغمہ کر وہ نازنین دربار مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اور جملہ نازنینان خوبرو ایک خیمہ مین فروکش ہوئین نازنین مذکورہ بالا نے دربار مین حاضر ہوکر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے فی الفور حسب دلخواہ ساز درست کیے وہ نازنین کھڑی ہوکر روبروے بدیع الزمان اور میمون شاہ کے رقص کرنے لگی سب رقص اُسکا دیکھنے لگے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کر دربار سے چلے گئے نازنین مذکورہ نے تا دیر ناچکر یہ غزل شروع کی غزل

نکلتے ہین بدلکر اسطرح پوشاک وہ گھر سے
لہو کی بوند بھی ٹپکی نہ بعد ذبح خنجر سے
نیا آزار ای جان وعدہ کرکے دیکھنے ہمکو
یہی کانشا لطافت مین فزون تر ہی گل تر سے
دل صابر مرا سنگ حوادث سے نہ گھبرایا
صدا نے نغمہ پیدا نہو کب کانسہ سر سے

کہ خوشبو جسطرح اکثر نکلتی ہی گل تر سے
کہا ہنسکر کہ کتنے حسرت و ارمان ہین گشتہ
تصور بھی جو آئیگا نگہ ہٹتی نہین در سے
کسیکو کرکے سرگشتہ کوئی کب چین سے بیٹھا
یہ وہ شیشہ ہی ای گردون کہ جو ٹوٹا تو پتھر سے
کسی پر مجکو عاشق کرکے اس دل نے ڈبویا ہی

بھلا قاتل کو کیا ہم نا توانون سے ہوا حاصل
جگر کا خون بہایا ہنسے جسدم دیدۂ تر سے
ملا ہی رنگ تازہ اشک خون نے میرے مژگانکو
فلک بھی آجتک کرتا ہی جلکر میرے جگر سے
کسی مطرب پسر کے غم سے نکراون جو قسمت مین
یہ کشتی بحر دنیا مین ہوئی ہی غرق لنگر سے

ترے ہاتھون پناہ آستین مین چھپون زلفون کے لیسے
لڑی رہتی ہین آنکھین مگسشیو کی چشم ساغر سے

پڑیگی چوٹ جب کوئی شرر نکلینگے پتھر سے
دیا بوسہ یتیم اس بت نے وہ دیکھین جو کشتے مین

جمال دختر رز کا جو میخانہ مین شہرہ ہی
خداوند مرادین کسطرح ملتی ہین پتھر سے

جسوقت وہ نازنین بہ لحن داؤدی اس غزل مندرجہ کو گاتی تھی تمام اہل دربار خوش ہوکر اپنے دل مین اُسکی
تعریف کرتے تھے جسدم اُسنے غزل تمام کی میمون شاہ نے زروجواہر اُسکو انعام مین دیکر رخصت کیا
بعد اُسکے جانے کے اور ایک نازنین حکم میمون شاہ سے دربار مین مع اپنے سازندون کے
حاضر ہوئی یہ بھی نامہ نازنین اول کے رقص ونغمہ کیا کی بعد اُسکے اور نازنینان خوبرو خوش گلو حاضر
دربار ہوکر گایا کین یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا اور ایک پاس شب آئی ہنوز نازنینان خوش گلو گا رہی تھین
کہ لشکر ملک مظفر سے صداے طبل جنگ بلند ہوئی امیہ بن عمرو وغیرہ نے بدیع الزمان اور میمون شاہ
سے خبر نواخت طبل جنگی عرض کی شاہ نے جملہ نازنینون کو انعام کثیر دلواکر رخصت کیا پھر بدیع الزمان نے
حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم ملازمون نے نقارچیون سے
کہا اُنھون نے حکم کی تعمیل کی یہان بھی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی مردمان ہردو لشکر صداے طبل و آواز
نقارہ سے ماہر ہوے کہ صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اُسی وقت سے ہر ایک لشکری سامان جنگ کرنے لگا جب صبح
ہوئی حسب دستور مرقوم دونون لشکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی میدان جنگ اُسی طرح پھر صف آرائی
ہوئی پھر نقیب اور کڑکیت لشکرون سے نکلکر میدان جنگ مین آئے اُنھون نے جوانان ہردو سپاہ کو
آمادۂ جنگ کیا بعد اُنکے جانے کے نریمان جنگ جوے برسوار ملک مظفر سے اجازت جنگ لیکر
بصد قہر وغضب شیر کی پشت سے اُترکر مرکب دورکاب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور مانند دیو
کے اس طرح پکارا کہ اے پسر حمزہ آج میدان جنگ مین مجھ سے مقابلہ کر صف لشکر سے نکل مین
گرشاسب نہین ہون کہ تجھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوجاؤنگا مین وہ بہادر ہون کہ آج سر تیرا تیغ تیز
سے کاٹکر تمام لشکر اسلام کو قتل کرکے میمون شاہ کو ہلاک کرکے بخوشی اپنے لشکر مین جاؤنگا شہزادہ
بدیع الزمان اُسکی تقریر سنکے برہم ہوے پھر میمون شاہ سے رخصت ہوکر اُسکے روبرو گئے اگر یہ
لڑائی بھی یہ مؤلف دفتر مفصل تحریر کرے تو بہت طول ہوگا خلاصہ یہ کہ بعد جنگ نیزہ وگرز وشمشیر کے باہم کشتی
ہوئی بدیع الزمان نے اس بہادر کو دوشانہ روز مین زیر کرکے سر سے بلند کرکے چاہا تھا کہ زمین پر
پٹک دیجیے یکایک نریمان بھی مثل گرشاسب طالب امان ہوا بدیع الزمان نے اس سے بھی کہا اے
بہادر اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو امان دیجائیگی اُسنے دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کیا آپ
مجھے کلمہ پڑھائیے بدیع الزمان نے اُسے کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر اُسکو آہستہ زمین پر بٹھادیا یہ بہادر
بھی قدم بدیع الزمان پر گرا بدیع الزمان نے سر اُسکا بھی اپنے سینہ سے لگایا اور بہت عنایت و
مہربانی کی جب ملک مظفر نے دیکھا کہ نریمان بھی زیر ہوکر مسلمان ہوگیا پھر بدرجۂ کمال برہم ہوکر
دل مین خیال کرنے لگا کہ اے ملک مظفر پسر حمزہ نے بڑا غضب کیا کہ تیرے دونون پہلوانون کو زیر
کرکے مسلمان کیا اب تمکو مناسب ہی کہ سر اس بداندیش کا تیغ تیز سے قلم کرو اور اپنے پہلوانون کو بھی قتل
کرو کیونکہ یہ دونون نابکار خوف سے جان کے مسلمان ہوگئے میرا ساتھ چھوڑ دیا فرمانبرداری پسر
حمزہ کی اختیار کرکے خوش ہوے ہین یہ خیال کرکے تمام اپنا لشکر اپنے ہمراہ لیکر بدیع الزمان پر

حملہ آور ہوا میمون شاہ نے جو دیکھا کہ ملک مظفر نے سات لاکھ سواروں سے حملہ کیا ہو خود بھی تمام
فوج ہمراہ لیکر آگے بڑھا جب دونوں لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی بدیع الزمان اور نریمان فی الفور مرکبوں پر سوار ہو
تلوارین نیام سے کھینچکر لڑنے لگے سیکڑوں کافرونکو قتل کرنے لگے گرشاسپ بھی تیغ آبدار سے اعدا کو قتل کرنے لگا جب
مغلوبہ ہونے لگی سواران لشکر جانبین قتل وزخمی ہونے لگے لاشے مقتولوں کے زمین پر تڑپنے لگے زخمی زمین پر گرکے
نالہ و فریاد کرنے لگے غبار بلند ہوا دلاور نعرے کرنے لگے کشت و خون ہونے لگا دریاے خون عرصۂ جنگ مین
بہنے لگا صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ یہ لڑائی دوپہر تک خوب ہوئی ہزاروں سوار لشکر جانبین کے کام آئے عین
ہنگامۂ گیرودار مین بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے کافرونکو قتل کرتے ہوئے سامنے ملک مظفر کے پہونچے
اور نعرہ کیا کہ ای ملک مظفر خبردار ہو کہ قضا تیری تیرے سر پر آئی ہو اب جانبر ہونا تیرا مشکل ہو اُسنے
تقریر بدیع الزمان کی سُنکے ارادہ بھاگنے کا کیا بدیع الزمان نے قریب جاکر کہا ای ملک مظفر مین
آپہونچا اب یہ تیغ ہو اور تیرا سر ہو اُسنے برہم ہوکر مرکب کو بڑھا کر تلوار سر پر بدیع الزمان کے لگائی
انھون نے تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب تلوار قریب سر آئی چالاکی سے ایک ہاتھ مین تیغ و سپر لیکر
دوسرے ہاتھ سے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی مروڑ کر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی پھر
کمر زنجیر مین اُسکے ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُسکو اُٹھا کر اپنے سر سے بلند
کیا اور گردش دیکر چاہا کہ زمین پر پٹک کر ہلاک کیجیے ملک مظفر نے گھبرا کر کہا ای بدیع الزمان
مجکو امان دو بدیع الزمان نے جواب دیا ای ملک مظفر تو ایکبار مسلمان ہوکر پھر اپنے دین آبائی
پر آگیا ہو اب اگر صدق دل سے مسلمان ہو تو مین البتہ تجکو امان دون ورنہ ہلاک کردونگا اُسنے جواب
دیا عہد کرتا ہون کہ اب مسلمان ہوکر دین آبائی کو اختیار نہ کرونگا مجکو از سرنو مسلمان کرو بدیع الزمان
نے کلمہ پڑھا کر اُسے مسلمان کیا پھر آہستہ اُسکو زین فرس پر بٹھا دیا اُسنے مرکب پر بیٹھکر اپنے لشکر سے
مخاطب ہوکر باواز بلند کہا یارو آگاہ ہو کہ مین بدیع الزمان سے زیر ہوکر از سر صدق مسلمان
ہوا ہون اب تمکو لازم ہو کہ جنگ سے ہاتھ روکو اور میری طرح تم سب بھی مسلمان ہو کیونکہ دین اسلام
اچھا دین ہو ہمارا دین آبائی بُرا تھا اسی لڑائی مین ہرچند ہمنے اپنے خداوندون سے بابت فتح جنگ
کے منتین کین لیکن کسی خداوند نابکار نے ہماری مدد نہ کی جب اُسکے لشکریون نے اُسکی تقریر سُنی جنگ
سے ہاتھ روکا اور باہم کہا ہمنے ملک مظفر کا نمک کھایا ہو فی الحال یہ پھر مسلمان ہوا ہو ہمکو بھی اسکی
متابعت اور فرمانبرداری لازم ہو لہذا مسلمان ہوجانا اور اسکا ساتھ نہ چھوڑنا انسب ہو یہ مشورہ
کرکے سب نے کہا ای بادشاہ جو راے آپکی وہی راے ہماری بھی ہو ہمکو مسلمان کیجیے اُسنے کہا
بدیع الزمان گردنشکن سے کہو وہ تمکو بھی مسلمان کرینگے اُنھون نے بدیع الزمان سے عرض
کیا کہ ہم سب کو بھی مسلمان کیجیے بدیع الزمان نے خوش ہوکر سب کو مسلمان کیا پھر بفتح و فیروزی
ملک مظفر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر وزدوگاہ لشکر پر آئے اب دونوں لشکر باہم ملکر ایک لشکر کثیر ہوگیا
بارہ لاکھ سوار اور پیادے ہوگئے لشکری تو خیام مین فروکش ہوے لیکن بدیع الزمان اور
میمون شاہ اور ملک مظفر اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے بعد اس فتحیابی کے بھی میمون شاہ
خوش ہوکر کئی روز تک جشن کرتا ہو بوجہ خیال طول کے مفصل احوال جشن کا لکھا نہین گیا بعد ختم

ہونے جشن کے بدیع الزمان نے خیال کیا کہ اب اپنے لشکر مین بصد شوکت وحشمت چلنا چاہیے اور قاسم سے مقابلہ کرنا چاہیے وہ کہتا ہوگا کہ بدیع الزمان شرمندہ اور خجل ہوکر لشکر سے نکل گیا ہو نہ مثل میرے مال ودولت اُسکو میسر ہوگا نہ مجھ سے آکر مقابلہ کریگا یہ خیال کرکے میمون شاہ سے کہا اب ہمارا ارادہ یہانسے جانے کا ہو لہذا تمام مال واسباب اس طلسم کا منگواؤ ہمارے حوالے کرو اور جملہ قیدیان طلسم کو بھی ہمارے حوالے کرو خصوصاً خسرو شاہزادہ کو میرے حوالے کرو میمون شاہ نے اُسیوقت تمام مال واسباب طلسم طہمورث دیوبند کا کہ چند بادشاہون نے رکھا تھا اور قبل اسکے احوال مال واسباب کا بیان ہوچکا ہو منگواکر بدیع الزمان کو دیدیا اور جملہ قیدیان طلسم کو بھی حوالہ کیا اور ان کو تو بدیع الزمان نے بصد مہربانی پوشاک اور گھوڑے اور زر وجواہر دیکر انکے وطن کیطرف رخصت کیا لیکن خسرو شہزادہ کو رخصت نہ کیا اپنے ہمراہ لیکر بعد رخصت کرنے قیدیان طلسم کے حکم دیا کہ جو اژدر ہنے بالاے کوہ تیر سے ہلاک کیا ہو اُسکے پوست کا علم لشکر کا بنایا جائے چنانچہ بموجب حکم ملازمون نے اُسی اژدر کے چمڑے کا علم لشکر تیار کیا جب علم تیار ہوچکا بدیع الزمان تمام مال واسباب اور زر وجواہر لیکر اور تمام مردان سپاہ کو ہمراہ رکاب لیکر اسطرح اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا کہ گرشاسپ دیوکش اور نریمان جنگجو دونون پہلوان یمین ویسار لشکر شیرون پر سوار تھے اور درمیان مین اُنکے بدیع الزمان مرکب طلسمی پر سوار تھے سایہ علم اژدہا پیکر کا سر پہ تھا ملک مظفر اور میمون شاہ مع اپنی اپنی فوج اور لشکر کے زمردین پوش تھے اور سب کے چہرون پر نقابین تھین اسی طرح بدیع الزمان بھی لباس زمردین زیب تن کیے تھے اور منھ پر نقاب ڈالے ہوے تھے اور دونون پہلوانان مذکور بھی نقاب سے اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے وہ لشکر عجب بہار کا تھا کوسون تک زمرد پوش ہی دیکھنے والون کو نظر آتے تھے غرض اسطور سے بدیع الزمان بحشم وخدم اور بحشمت ودولت اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوتے ہین احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان پہونچنا حمزہ صاحبقران کا شمالیہ ملک بربرین اور آنا عیاران گاؤلنگی گاؤسوار کا ہمراہی مصوران اور پہچاننا اُنکا عمرو کا پھر آنا خنجر شاہ کا خدمت امیر مین اور حال طلسم بیان کرنا فرامرز اور مالک اژدر اور قاسم کا طلسم مین جانا پھر قاسم کا طلسم کو فتح کرنا مع حال دیگر مخمس عارف

زبیر بادہ فروشم نصیحتی یاد است
بگوش دل اشنو از من کہ پند استاد است
ترا کہ دست رسی بر عمل خداداد است
بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است
بنوش بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

رہا ز بند علائق بدر ز قید قیود
بکار رد بار جہان ہیچ ز بود و نبود
نہ بد در پیش ز القصہ نہ خوش دلیش ز سود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

شراب شاہد و مینا و شمع و نقل و کباب
مغنی و دف و طنبور و چنگ و عود و رباب
بجشن بلبل و ادای فصیح و قول صواب
چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا داد است

دران شبم ہمہ شب کرد نکتہ ہا تلقین
کہ ہر یکی بہ بہا بہ ز لعل و در ثمین
از انجملہ نصیحتی گی بود این
کہ ای بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد است

بدین الم کدہ تاکی نشستہ دلگیر
بقید آب و گلی تابچند ماندہ اسیر
ملائک ملکوت ای ہمای اوج سریر
تراز کنگرۂ عرش میزنند صفیر
ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتاد است

بگوش دل بشنو این سخن بخاطر دار
مکن بیاد فراموش گفتمت زنہار
تو ای بکوی حقیقت اگرچہ راہ سپار
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر
کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

بگرم مہری دنیای دون مکن دل شاد
مشو فریفتۂ روزگار کج بنیاد
بخوان حکایت جمشید و یاد کن کیقباد
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

بیا کہ با تو بگویم نصیحتے دیگر
کہ بود بحقیقت ز گنجہای گہر
درین معاملہ ہشیار باش جان پدر
فریب عشوۂ حسن از جہان پُر مکر
کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد است

بہ بوستان جہان باش ہمچو سرو آزاد
ز سرد و گرم زمانہ مباش در فریاد
بہر طریق بہر حال شاد یا ناشاد
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد
کہ این لطیفہ غنیم زہر دلی یاد است

چہ شہد دلکش و صافی چہ زہر جانفرسای
بہر چہ در تو رسد نیک و بد مرو از جای
مکن شکایت و تسلیم کن بحکم خدای
رضا بداد بدہ وز جبین گرہ بکشای
کہ بر من و تو در اختیار بکشاد است

بگفتن سخنان لطیف و تر حافظ
سبق ببودہ ہمی عارف از شکر حافظ
عدو چہ می نگری خیرہ خیرہ در حافظ
حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

رہروان منزل طلسم تحریر و طے کنندگان مراحل تقریر دلپذیر اس داستان نادر کو اس طرح لکھتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران ذیشان مع لشکر فیروزی اثر بعد قطع راہ دور و دراز حد شمالیہ بربرین وارد دامن سیلان کوہ تھا پہونچے وہان کی آب و ہوا اچھی پاکر اور وہ جگہ لائق سیر جان کر مقیم ہوے بارگاہ خیام برپا ہوے لشکر نصرت اثر دامن سیلان کوہ مین اُترا امیر مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ ہوے بادشاہ لشکر بھی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے ہر ایک سردار لشکر بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین راحت پذیر ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی اپنے خیمہ مین داخل ہوے جملہ عیاران لشکر بھی اپنے اپنے مالک و آقا کی بارگاہ مین حفاظت آقا اور خدمت مالک کے لیے در آئے بعد چند روز کے ایک دن وقت سحر امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی مین روبروے بادشاہ لشکر اسلام ذنگل پر تشریف رکھتے تھے اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی حاضر دربار تھے خواجہ عمرو بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بیرون بارگاہ آئے تھے جانب لشکر اسلام دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ چند اشخاص شکلین اپنی تبدیل کیے ہوئے سوے لشکر اسلام آتے ہین خواجہ نے اُنکو پہچانا اور آگے بڑھکر پوچھا تم کون ہو کہانسے آتے ہو بیان کرو اور اگر تم بیان کرنے مین تامل کرو تو مین خود تمھارے نام بتا دون کیونکہ بشرہ شناس اور عیار جہان ہون اُنھون نے خواجہ کی تقریر سُنکے جواب دیا جب آپ ہمکو پہچان گئے تو اب ہم اپنے تئین کیا چھپاتے ہین ہم عیار ہین واسطے عیاری کے آئے تھے اور انکو اپنے ہمراہ لائے تھے خواجہ نے پوچھا یہ کون ہین مفصل حال بیان کرو اُنھون نے کہا اے خواجہ یہ دونون مصور ہین انکو خداوند زمرد شاہ نے واسطے تصویر کھینچنے جملہ سرداران لشکر اسلام کے روانہ کیا تھا بعد قطع راہ کے یہ ہمارے مالک و آقا کا ڈلنگی گاؤسوار کی خدمت مین آئے اور عرض کیا ہمکو خداوند زمرد شاہ نے اسواسطے اسطرف روانہ کیا ہو کہ جملہ سرداران لشکر اسلام کی تصویرین کھینچین

اور روبروے خداوند لیجائین وہ اُن تصویرون کو دیکھین اور بعد قہر وغضب سب کو مٹا دین خواجہ نے کہا جب تمنے سچ سچ کہدیا اور کوئی بات نہ چھپائی تو مجکو لازم ہوا کہ تمھارے ساتھ نیکی کرون یہ کہکر اُن سب کو اپنے ساتھ اپنے خیمے مین لیگئے اور بٹھا کر بمکر وفریب یہ تقریر کی کہ سرداران لشکر اسلام کی تصویرین ایک مدت دراز مین کھنچین گی کیونکہ ماشاء اللہ بہت سے ہین اور تمسے تدارک اسکا نہو سکے گا مین اس بارے مین کوشش کرکے جلد تر جملہ سردارون کی تصویرین کھچوا دونگا بلکہ شرکت کرونگا فی الحال تم جاؤ اپنے لشکر مین قیام پذیر ہو اِن مصورون کو بھی اپنے ساتھ لیجاؤ اُنھون نے خواجہ کے قول کو سچ جانکر خیمۂ عمرو سے نکلکر اپنے لشکر کی راہ لی خواجہ اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ سلیمانی مین آئے اور کچھ احوال عیاران گاؤ لنگی گاؤ سوار کا اور مصورون کا کسی مصلحت سے بیان نہ کیا ابھی خواجہ عمرو بارگاہ سلیمانی مین آکر کرسی ہدہد پر بیٹھے تھے اور بردے بارگاہ سلیمانی کے اُٹھے ہوے تھے بادشاہ اور امیر وغیرہ سوے سیلان کوہ دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ غبار بلند ہوا امیر کشورگیر اور دیگر سرداران لشکر اُس غبار کو دیکھکر متردد ہوئے یکایک وہ غبار ہوا سے دفع ہوا اب جو امیر نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک لشکر عظیم دامن کوہ سیلان سے اسی جانب آتا ہے ایک مرد پیر کہ ریش اُسکی دراز اور سفید ہے اور پوشاک شاہانہ برنگ سیاہ پہنے ہے تاج سر پر رکھے ہے مرکب پر سوار ہے لشکر کے آگے ہے چہرے سے اُسکے آثار حزن وملال ظاہر ہین ابھی امیر اُسکی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ مرد پیر جلد راہ طے کرکے لشکر کو اپنے دامن کوہ مین ٹھہرا کر دربارگاہ پر آیا اور بآواز دردناک کہا اے امیر کشورگیر یہ حقیر خدمت عالی مین آپکی حاضر ہونا چاہتا ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہو امیر نے اُسکی تقریر سُنکے ملازمون سے کہا اس مرد پیر کو کہ یہ بادشاہ معلوم ہوتا ہے بلالو بلکہ چند سردارون کو حکم دیا کہ اُسکا استقبال کرین سرداران لشکر فوراً اُٹھے اور بیرون بارگاہ آکر اُسکا استقبال کرکے اندر بارگاہ کے اُسکو لیگئے اُسنے بارگاہ مین جاکر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام کیا امیر نے موافق اُسکی عزت کے ایک دنگل پر بٹھایا پھر حکم دیا کہ ساقیان گلرخسار کشتیان شراب ناب کی لیکر جلد آئین حسب الحکم ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر بارگاہ مین آئے امیر نے اشارہ سے فرمایا اس مرد پیر کو شراب پلاؤ اُسوقت ایک ساقی شیشہ مے سے ساغر مین شراب بھر کر روبرو اُسکے لیگیا اُسنے اشک آنکھون مین بھر کر عرض کیا اے امیر کشورگیر اول تو حکم دیجیے کہ ساقی میرے روبرو سے شراب کا ساغر لیجائے کیونکہ مین ایک صدمۂ جانکاہ مین مبتلا ہون بادہ کشی کیا کرون دوسرے اگر منظور طبع والا یہی ہے کہ مین شراب پیون تو پہلے بادشاہ لشکر اور آپ مع اہل دربار کے میخواری سے لطف اُٹھائین بعدہ حضور کی خاطر سے مین بھی شراب پیونگا امیر نے اُسکی خاطر سے ساقیون کو حکم دیا کہ سب کو قاعدہ کے ساتھ شراب پلاؤ ساقی تعمیل حکم مین مصروف ہوے جب دور ساغر اُس مرد پیر تک پہونچا اُسنے بھی شراب پی جسوقت جملہ اہل دربار مے گلنار پی چکے ساقیان مہ عذار کشتیان مے گلنار کی اُٹھا کر دربار سے لیگئے بعد جانے ساقیان خوبرو کے اور نشہ ہونے مے مشکبو کے امیر نے اُس مرد ضعیف سے مخاطب ہو کر پوچھا سبب تمھارے یہان آنے کا کیا ہے اور نام تمھارا کیا ہے اُس مرد پیر نے آہ کرکے عرض کیا اے امیر نام میرا خنجر شاہ ہے اور جس جگہ حضور کا لشکر فروکش ہے اُسکو شمالیہ بربر کہتے ہین اور مین بادشاہ شمالیہ بربر کا ہون اگرچہ

اور ممالک پر قابض و متصرف ہون اکثر حکمران مجکو خراج دیتے ہین ایک زمانہ ایسا تھا کہ زندگی میری بعیش و عشرت بسر ہوتی تھی کوئی رنج والم نہ تھا اب وہی ہیچ ہون کہ روز و شب صدمۂ جانکاہ مین مبتلا ہون اور باعث صدمہ یہ ہی کہ ایک فرزند میرا تھا اسکو مین بہت چاہتا تھا کیونکہ حسن و خلق و مروت و بہادری مین وہ مشہور تھا جب زمانہ میری عشرت کا منقضی ہوا وہ پسر نوجوان اسطرح مجھ سے جدا ہوگیا ہی کہ میری عملداری کے مابین دامن کوہ سیلان مین ایک دشت ہی کہ وہ یہانسے چندان دور نہین ہی اُسی دشت مین ایک طلسم ہی اُس طلسم کا حال باطنی تو معلوم نہین ہی لیکن جو ظاہر ہی وہ عرض کرتا ہون ذرا غور سے اور بگوش دل سماعت فرمائیے اُسی دشت مین ایک دریاے قہار و پر خطر ہی دیکھنے سے اُس دریا کے خوف معلوم ہوتا ہی پانی اُسکا زور و شور سے روان ہی ہر حباب اُسکا اُبھر کر مردم کو قہر سے آنکھین دکھا کر بزبان حال اسطرح کہتا ہی کہ خبردار اس دریا مین آنیکا ارادہ نہ کرنا اگر آؤگے تو آب زندگی سے ہاتھ دھو گے اکثر اشخاص تو خوف جان سے اُس دریا سے عبور نہین کرتے ہین بلکہ نہاتے بھی نہین ہین اور جو شخص دلیرانہ مرکب پر سوار ہو کر اُس دریا سے عبور کرنا چاہتا ہی پانی مین ایسا شور پیدا ہوتا ہی اور اُبلتا ہی کہ وہ غرق آب ہو جاتا ہی کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ سوار دریا سے گذر ہی جاتا ہی مگر شاذ و اگر کوئی پیادہ پا اُس دریا کے اندر جائے اور چاہے کہ پھر نکل آنے ممکن نہین ہوتا ہی کیونکہ پانی دریا کا اسقدر موجزن ہوتا ہی کہ وہ دریا سے نکل نہین سکتا ہی آخر غرق ہو جاتا ہی اُسی دریا کے درمیان مین قریب ساحل ایک قصر نہایت نفیس و نادر ہی اُس قصر کو دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی اور وہ قصر آب دریا سے چالیس گز بلند ہی اور دروازہ اُسمین کوئی نہین ہی اور وہ قصر مدور ہی اور بالاے قصر ایک نقارہ بہت بڑا رکھا ہی اور قریب اُسکے ایک چوب رکھی ہی اور بنانے والون نے اُسکے سر قصر سے ایک زنجیر آب دریاے مذکور تک لٹکائی ہی جو شخص چاہتا ہی کہ بالاے قصر مذکور جائے اور وہان کی سیر کرے اُسکو مناسب ہی کہ جسطرح ہو سکے اُس زنجیر تک اپنے تئین پہونچائے اول تو جانے والا اُس زنجیر تک نہ پہونچیگا کہ تلاطم آب سے غرق ہو جائیگا اور اگر بہزار دشواری اور خوبی مقدر سے پہونچگیا تو لازم ہی کہ اُس زنجیر کو پکڑ کر بالاے قصر جائے اور چوب کو اُٹھا کر زور سے نقارہ مذکور پر لگائے جسوقت اُسکی آواز بلند ہوتی ہی ایک مرغ کلان سفید بصد قہر و غضب پیدا ہوتا ہی اور اپنی منقار مین اُسکو دبا کر پرواز کر کے یہانتک بلند ہوتا ہی کہ نظر مردم سے نہان ہو جاتا ہی پھر تین مرتبہ آواز ہیہات ہیہات کی دیتا ہی پھر نہین معلوم وہ کہان جاتا ہی اور کیا ہوتا ہی غرض جو شخص کہ بالاے قصر مذکور جاتا ہی اور طائر مذکور اُسکو لیجاتا ہی پھر وہ شخص نہین آتا ہی چونکہ اس حال سے یہان کے رہنے والے سب آگاہ ہین میرا فرزند دلبند بھی باخبر تھا ایک روز اُسنے اپنی قوت و شجاعت پر ناز کر کے خیال کیا کہ میرے والد کی عملداری مین یہ عجائب ہی اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیا ہی اگر طلسم ہی تو اُسمین زر و جواہر کثیر ہوگا اور مال و متاع بیحد و بیشمار ہوگا اسکو فتح کرنا چاہیے اور تمام مال طلسمی اپنے قبضہ مین لانا چاہیے اور راہ کو خوف و خطر سے پاک و صاف کرنا چاہیے کیونکہ سُنا ہی اکثر بندگان خداوند دریا مین یا بالاے قصر جا کر معدوم ہو جاتے ہین پھر اُنکا نشان بھی معلوم نہین ہوتا ہی یہ خیال کر کے اُسنے مجھ سے کہا ای پدر ذیوقار میرا ارادہ ہی کہ مین قصر مذکور پر جاؤن کہ جسکے اوپر سے روے آب تک ایک زنجیر طلائی آویزان ہی مین نے اُس سے کہا ای فرزند خبردار اُس قصر پر جانے کا ارادہ نہ کرنا جو وہان جاتا ہی پھر وہ پلٹ کر نہین آتا ہی تو میرا ایک ہی فرزند ہی اور کوئی اولاد بھی نہین ہی تو ہی میری آنکھون کی روشنی اور بڑھاپے پیری ہی اگر تو وہان جا کر نہ آئیگا تو مین تیرے غم مین ہلاک ہو جاؤنگا اُسنے کہا ای پدر ذیوقار مین نہایت شجاع و بہادر ہون جسوقت بالاے قصر جا کر نقارہ پہ چوب لگاؤنگا اور وہ مرغ کلان جو آئیگا

مین اُسکو پکڑ کر بال و پر اُسکے نوچ ڈالونگا اور پٹک کر اُسکو ہلاک کر دونگا پھر اُس قصر مین جا کر دیکھونگا کہ وہان
کیا ہی بعد دیکھنے کے چلا آؤنگا اے امیر با توقیر مین اُسکی یہ تقریر سُنکے گھبرایا اور بار دیگر بہزار شفقت پدری
مین نے اُسکو سمجھایا کہ اے جان پدر تیرا وہان جانا اچھا نہین ہی کیون جوانی اپنی برباد کرتا ہی عیش و آرام کو چھوڑ کر مبتلائے
بلا ہوتا ہی میرے حال زار پر رحم کر اس عزم سے باز آ ہر چند اسی طور سے تا دیر مین نے اُسکو سمجھایا لیکن اُسنے نہ مانا
اور یہ کہا کہ اگر آپ مجکو اجازت جانیکی نہ دینگے مین اپنا گلا تیغ آبدار سے کاٹ کر مر جاؤنگا جب اُسنے یہ کہا مین لاچار
ہوا بمجبوری اُسکو ہمراہ لیکر مع اپنے ارکان دولت اور اعیان مملکت کے کنارہ پر اُسی دریا کے گیا وہان
بھی جا کر مین نے اُسے بہت سمجھایا اُسنے نہ مانا آخر کار مین روتا اور سر پیٹتا رہگیا وہ مجھ سے ملکر دریا مین اُتر کر
بہزار دشواری اُس زنجیر طلائی تک پہونچا پھر زنجیر کو پکڑ کر بمشکل تمام بالائے قصر گیا وہان جا کر چوب اُٹھا کر
نقارہ پر لگائی جب صدائے نقارہ بلند ہوئی وہی مرغ کلان ایک جانب سے پیدا ہوا مین کنارہ دریا سے
چلایا کہ اے فرزند ہوشیار رہو جا کر وہ مرغ آتا ہی اُسنے باواز بلند جواب دیا اگر آتا ہی تو آنے دیجیے آج اس
نابکار کو مار ڈالونگا یہ حرامزادہ مجھ ایسے قوی کو کیا لیجائیگا ابھی وہ دلبند یہ کہ رہا تھا کہ مرغ مذکو بتعجات تمام
آ ہی پہونچا ہر چند میرے فرزند نے اُسکے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ طائر قوی الجثہ ہلاک نہوا اور بموجب
اپنی عادت قدیم کے میرے فرزند کو منقار مین دبا کر اُڑا ایسا تنک بلند ہوا کہ مین نہ دیکھ سکا پھر اس طائر نے
تین بار ہیہات ہیہات کہا بعد اُسکے کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ وہ طائر میرے فرزند کو کہان لیگیا اے امیر ذیوقار
اُسوقت میرا فرزند کی جدائی مین عجب حال ہوا اسقدر روتے روتے نوبت بہلاکت پہونچی تھی جان دینے
اور مر جانے پر آمادہ تھا دریا مین اپنے تئین گرائے دیتا تھا وزرا و امرا مجھے پکڑے ہوئے تھے اور سب
آبدیدہ ہو کر عرض کرتے تھے کہ اے شاہ عالیجاہ جدائی فرزند مین جان اپنی نہ دیجیے فرزند آپکا زندہ ہی خداوندان
سے دعا کیجیے کہ فرزند آپکا آپ سے ملجائے اگر آپ ہمارے عرض کرنے پر عمل نہ فرمائیے گا اور جان اپنی
دیدیجیے گا تو ہم سب اور رعایا آپکی الم مین ہلاک ہو جائیگی یہ کہکر وہ سب مجکو سمجھاتے ہوئے کنارے دریا
سے میرے شبستان تک لائے اُس روز سے مین غم مین اپنے فرزند کے سیاہ پوش ہوا ہون اور تمام ملازم
بھی میرے اعلیٰ و ادنے سیاہ پوش ہین اس حال پر ملال کو کئی برس کا زمانہ گذرا ہی اس مدت مین مین نے
تمامی خداوندون سے جنکی مین پرستش کرتا ہون بار بار بہ نالہ و فریاد عرض کیا لیکن کسی خداوند نے میری فریاد
رسی اور مدد میری نہ کی اور میرے صدمۂ مذکور کو دفع نہ کیا چونکہ اس زمانہ مین آپ اسطرف تشریف لائے
اور خبر آپکے تشریف لانے کی مین نے ہرکارون سے سُنی اور بذریعہ تحریر اخبار نویسونکے بھی معلوم ہوئی تھی
پس بمجرد سُننے خبر مذکور کے مین آپکی خدمت عالی مین حاضر ہوا اب امیدوار ہون کہ میرے دفع الم کی کوئی تدبیر
کیجیے آپ نے اکثر اعلے و ادنے کی اعانت کی ہی اور قید غم سے رہائی دی ہی جو شخص آپکے در دولت پر کوئی
حاجت لیکر آیا ہی وہ محروم نہین گیا ہی مطلب دلی اُسکا ضرور بر آیا ہی مین نے اخبار سے تمام حالات عقدہ کشائی
حضور معلوم کیے ہین علاوہ بنی آدم کے آپ نے پردۂ قاف مین جا کر پریزادون کی مدد کی ہی بلکہ آسمان
پری کی اعانت کی ہی مجکو امید قوی ہی کہ میری بھی آرزوے دلی آپکی ذات ستودہ صفات سے بر آئیگی مین
اقرار کرتا ہون کہ اگر میرے فرزند کو مجھ سے ملا دیجیے گا تو مین اپنے دین آبائی کو ترک کر کے مسلمان ہو جاؤنگا
بلکہ تمامی اپنی رعایا کو مسلمان کر دونگا یہ کہکر زار زار رونے لگا اُسدم اُسکے حال پر حمزۂ صاحبقران کو

رحم آیا سوائے اسکے یہ بھی خیال کیا کہ اگر اسکی مراد بر آئیگی تو یہ بادشاہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جائیگا
اور مین نے فروغ دین خدا اور کفار کے قتل کرنے پر کمر باندھی ہی شب و روز یہی چاہتا ہون کہ جملہ کفار کسی طرح سے
مسلمان ہو جائین دین باطل کو چھوڑ کر حق پرستی پر کمر باندھین پس اسکی حاجت روائی مین کوشش کرنا چاہیے حق تعالے
اپنے رحم و کرم سے اسکی امید بر لائیگا یہ خیال کرکے خنجر شاہ سے فرمایا جو کچھ تمنے کہا ہمنے بگوش دل سُنا واقعی
تمہارا رونا بجا ہی جدائی فرزند نوجوان سوہان روح ہی خداوند عالم تمپر رحم کریگا تمہاری آرزوے دلی
بر لائیگا تمنے خدا پرستی کا ارادہ کیا ہی پروردگار عالم بھی تمپر فضل و کرم کریگا یہ فرماکر جام کلہ عفریت مین
شربت منگواکر سر دربار بدستور قدیم چوکی پر رکھواکر جملہ سردارون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا مین تو فی
زمانہ تعاقب ہرمز و فرامرز مین ہون تا وقتیکہ یہ دونون مسلمان نہونگے یا انکو قتل نکرونگا انکے تعاقب
سے باز نہ آؤنگا پس مجکو تو ابھی فرصت نہین ہی کہ خنجر شاہ کے فرزند کو جاکر قید طلسم سے رہا کرون مگر تم سے
کہتا ہون کہ تم مین سے کون ایسا بہادر ہی کہ جام کلہ عفریت مین جو شربت ہی اُسکو پیے اور اس ناشاد
گریان کے فرزند کو طلسم سے رہا کرے اس کار خیر مین کوشش کرکے ثواب بیحساب حاصل کرے
یہ کہکر خاموش ہوئے تھے کہ فرامرز عاد مغربی نے اپنی ذنگل سے اُٹھکر جام کلہ عفریت سے تھوڑا سا
شربت پیکر امیر سے عرض کیا مین عند اللہ خنجر شاہ کے لڑکیکو قید طلسم سے رہا کرونگا امیر اُسکی تقریر
سُنکے خوش ہوئے پھر دربار سے اُٹھکر کہا ہم بھی اُس دریا تک چلین گے قصر کو دیکھین گے جب امیر
اُٹھے اُنکے ہمراہ سب اُٹھے بادشاہ بھی تخت حکومت سے اُٹھکر داخل بارگاہ ہوئے امیر خنجر شاہ اور
فرامرز اور مالک اژدر اور قاسم نوجوان وغیرہ چند سردارون کو ہمراہ لیکر مرکب پر سوار ہوکر چلے
خنجر شاہ مع فوج ہمراہ رکاب ہوا اور بعض داستان گویان صداقت بیان نے اسطرح بیان کیا ہی کہ امیر
بالتوقیر تو نہین گئے لیکن فرامرز کے ہمراہ مالک اژدر اور قاسم نوجوان وغیرہ چند سرداران نامی تھے
غرض بہر نوع خنجر شاہ مع فوج اور سرداران مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ دور و دراز جب اُس دریا
کے کنارے پہونچا جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا دیکھیے اسی دریا کا مین نے ذکر کیا تھا اسی دریا
مین دیکھیے وہ قصر عالیشان ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ نظر اس قصر پر نہین ٹھہرتی ہی وہ زنجیر بھی لٹکتی ہوئی
معلوم ہوتی ہی سب نے دریا اور قصر کو دیکھکر کہا واقعی یہ دریا خوفناک ہی اور یہ قصر بھی ظلمت سے خالی نہین معلوم
ہوتا ہی یہ کہتے ہوئے دو چار قدم آگے بڑھے اُسوقت فرامرز عاد مغربی ہر ایک سردار سے رخصت ہوکر
اور مرکب پر سوار ہوکر گھوڑے کی تنگ کو کھولکر بسم اللہ کہکر دریا مین گیا گھوڑا تیر کر جب زنجیر تک پہونچا
فرامرز عاد مغربی نے جلد زنجیر کو پکڑکر پھر سب سے باواز بلند وداع ہوکر زنجیر کے ذریعہ سے قصر پر
چڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے جب اُس قصر پر پہونچا دیکھا کہ عجب قصر ہی کہ عقل کو دخل نہین ہی
نظر نزدیکی سے بھی خیرگی کرتی ہی اور وحشت دیکھکر ہوتی ہی الحاصل بعد دیکھنے قصر مذکور کے فرامرز نے
چوب اُٹھاکر اُس نقارہ پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی کہ عجب نہین تا گنبد فلک پہونچی ہو جب صداے
نقارہ بلند ہوئی ایک جانب سے ایک مرغ کلان کہ پر و بال اُسکے رنگا رنگ تھے اور وہ نہایت قوی الجثہ
تھا پیدا ہوا یہان فرامرز بالاے قصر حیران کھڑا تھا کہ وہ طائر مثل بلاے ناگہانی کے آیا اور مانند غلیواز کے
بلندی سے بالاے قصر آکر اپنی منقار یا چنگل مین فرامرز کو دباکر پھر بلند ہوا اور تین مرتبہ باواز بلند اُسنے

آواز ہیہات ہیہات کی دی بعدازان وہ نظر سے غائب ہوگیا بعد نہان ہونے اُس مرغ کلان کے
اور پوشیدہ ہونے فرامرز عاد مغربی کے مالک اژدر کو غصہ آیا مارے غصہ کے کانپنے لگا قاسم
نے سبب غیظ دریافت کیا اُسنے عرض کیا کہ یہ طائر نابکار فرامرز نامدار کو نہین معلوم کہان لیگیا ہی اسیوجہ
سے مجھے غصہ ہی اب مین بھی بالاے قصر جاتا ہون نقارہ پر چوب لگاتا ہون جسوقت وہی مرغ کلان آئیگا
نیزہ سے اُسے شکار کرونگا یا چالاکی سے اُسے گرفتار کرکے اُس سے پوچھونگا کہ او طائر نابکار سچ بتا
فرامرز عاد مغربی کو کہان لیگیا ہی بہتر اسی مین ہی کہ ابھی فرامرز اور فرزند خنجر شاہ کو لے آ ورنہ
ابھی تجکو ذبح کرونگا قاسم نوجوان اور خنجر شاہ نے اُس سے کہا ای مالک اژدر یہ کیا کہتے ہو
گو تم بہادر ہو مگر طائر مذکور کو گرفتار نہ کرسکوگے بظاہر یہ طائر مرغ طلسمی ہی فرامرز تو گیا ہی تم نہ جاؤ
دیکھو تو کہ انجام اُسکے جانے کا کیا ہوتا ہی مالک اژدر نے اُسی عالم رنج وغصہ مین قاسم سے عرض کیا
خطا معاف ہو اسوقت مجکو کچھ فہمائش نہ کیجیے یہ خادم زمانے گا مین نے ہزارہا نامی پہلوانون اور بہادرون
کو نیزہ و تیغ سے ہلاک کیا ہی یہ ذرا سا طائر مجھ سے ہلاک یا گرفتار نہو سکے گا آپ اسی جگہ توقف فرمایئے
یہ کمترین ابھی جاتا ہی اور طائر نابکار کو پکڑ کر پر نوچتا ہوا حضور کے پاس لاتا ہی اُس طائر کے گرفتار
کرنے سے مطلب دلی ضرور برآئیگا فرامرز عاد مغربی اور پسر خنجر شاہ کو بجبر وظلم اُس سے منگوا لونگا
اور طائر خوف جان سے دونون اشخاص موصوف کو جا کر یقینی لے آئیگا یہ کہکر اپنے مرکب کو چھوڑکر اور ایک
مرکب پر سوار ہوکر تنگ گھوڑے کا کھولکر دریا مین گیا اور بطریق فرامرز اُس زنجیر طلائی تک پہونچکر زنجیر کو پکڑ
کر قصر پر گیا اور عالم غصہ مین چوب کو اُٹھاکر نہایت زور سے چوب نقارہ پر لگائی آواز اُسکی ایسی بلند ہوئی
کہ پردہ ہاے گوش کو ہر ایک کے صدمہ پہونچا خنجر شاہ کا دل دھڑکنے لگا بلکہ تاب صداے نقارہ نہ لاکر
خوف سے گر پڑا ملازمون نے اُسکو خاک سے اُٹھاکر مرکب پر سوار کیا راوی کہتا ہی کہ زور سے چوب لگانے کے
وہ نقارہ بدستور رہا پوست اُسکا شق ہوا ظاہر ثابت ہوا کہ وہ نقارہ نقارہ ہاے طلسمی سے تھا ورنہ مالک اژدر سا
ایسے بہادر اور قوی نے بقوت تمام اُسپر چوب لگائی تھی اگر اور کوئی نقارہ ہوتا تو ریزہ ریزہ ہوجاتا نام ونشان
بھی نہ رہتا غرضکہ جب صداے نقارہ بلند ہوئی وہی مرغ اُسی جانب سے پھر بصد قہر وغضب پیدا ہوا اور
جسطرح فرامرز کو لیگیا تھا اُسی طور سے مالک اژدر کو لیگیا اور بلند ہوکر تین مرتبہ اُسنے ہیہات ہیہات
کہا پھر نظر سے غائب ہوگیا ہرچند مالک اژدر اپنی قوت وبہادری پر نازان ہوکر بہر گرفتاری مرغ مذکور گیا
تھا لیکن اُسے گرفتار کر نہ سکا بلکہ دست و پا بھی ہلا نہ سکا اُسکا سایہ پڑتے ہی بجس وحرکت ہوگیا ساری قوت و
طاقت جاتی رہی جب مرغ مذکور مالک اژدر کو بھی لیگیا ملک قاسم کو بدرجہ کمال غصہ آیا کثرت غیظ وغضب سے
چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین بھی سرخ مانند خون کبوتر کے ہوگئین اُسی عالم غصہ مین پلارک افراسیابی کو نیام سے
کھینچکر کہا یہ طائر حرامزادہ مالک اژدر کو بھی لیگیا مجکو اُسنے اپنا زور دکھایا تو سہی کہ اس نابکار کو اسی پلارک
افراسیابی سے دو ٹکڑے کرون اور اس قصر مین داخل ہوکر وہان کا حال دریافت کرکے اہل قصر کو
ہلاک کرون یا اُنکو اپنا مطیع و فرمانبردار کرکے کہون کہ تم ابھی جاکر فرامرز عاد مغربی اور مالک اژدر اور
پسر خنجر شاہ کو لے آؤ یہ کہکر اپنے مرکب سے اُترکر ایک سوار سے کہا تو اپنا مرکب مجھے دے اُسنے عرض کیا
لیجیے یہ کہکر وہ مرکب سے اُترا قاسم اُس مرکب کا تنگ کھولکر سوار ہوا خنجر شاہ وغیرہ نے بصد منت وعاجزی

عرض کیا حضور ارادہ جانے کا نفرمائین ایک طائر پر اسقدر غصہ نکرین یہ طائر طلسمی ہی اس سے کچھ زور نچلیگا حضور
کو بھی مانند مالک اژدر کے لیجائیگا مالک قاسم تو اُنکی تقریر سُنکے زیادہ برہم ہوے اور کہنے لگے کیا مجال اُس
طائر کی کہ مجھکو لیجاے مین اُسکو اپنے قریب ہی نہ آنے دونگا دور ہی سے ایسی پلارک اُسپر لگاؤنگا کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہو جائنگے تم مجھکو نحیف و ناتوان جانتے ہو اگر تمکو میری شجاعت مین شک ہو تو آؤ مجھسے مقابلہ کر لو
اُس وقت سبھون نے خیال کیا کہ مالک قاسم کو اس دم نہایت ہی غصہ ہی اس وقت اس بہادر سے
زیادہ تقریر کرنا اچھا نہین ہی کیونکہ اس بہادر کا غصہ مشہور ہی جب اسکو غصہ آتا ہی کوئی سمجھاے یہ دل نہین
سمجھتا ہی بلکہ جسقدر سمجھاؤ غصہ اسکا اور زیادہ ہوتا جاتا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو
اسکے بارے مین کچھ دخل ندو بلکہ جو یہ کہے اسی بات کو اسکے روبرو اچھا کہو اور خلاف مزاج اسکے تقریر نکرو
ورنہ یہ شیر بیشہ شجاعت برہم ہو کر سب کو تہ تیغ کریگا اور جو اسکے دل مین آیا ہی وہی کریگا یہ خیال کر کے سرداران
لشکر نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین طائر مذکور کو یقیناً پلارک سے قتل کیجیے گا بسم اللہ تشریف لیجائیے
مرغ طلسمی کو پکڑ کر لے آئیے یا اُسے قتل کر ڈالیے مالک قاسم اُنکی تقریر حسب دلخواہ جانکر اسی وقت مع مرکب
گئے اور زنجیر طلائی تک پہونچکر زنجیر کو پکڑ کر قصر پر چڑھ گئے پھر وہی چوب اُٹھا کر نقارہ پر لگائی اُسی طرح صدا بلند
ہوئی وہی طائر قوی الجثہ پھر پیدا ہوا مالک قاسم پلارک عریان علم کیے ہوے کھڑے تھے کہ جب طائر آتے گا
تو قتل کرونگا مگر جب وہ آیا اور سایہ اُسکا پڑا قاسم کی قوت زائل ہو گئی مرغ مذکور ملک قاسم کو مع پلارک
منقار مین دبا کر جنگل کی طرف بلند ہوا سرداران لشکر اسلام مین شور و فریاد ہوا خنجر شاہ بھی آبدیدہ ہوا طائر
مذکور نے بلند ہو کر تین مرتبہ ہیہات ہیہات کہا اور نظر سے غائب ہو گیا جب طائر طلسمی یا کوئی ساحر
کہ بصورت طائر کے ہی ملک قاسم کو بھی اُٹھا کر لیگیا جملہ سرداران لشکر نالہ کنان اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوے خنجر شاہ بھی مع لشکر اپنے ملک کی طرف روتا ہوا اور یہ خیال کرتا ہوا روانہ ہوا افسوس
ہزار افسوس آج میرے سبب سے تین سردار لشکر حمزہ صاحبقران کے اسیر طلسم ہوے کا شکے
مین خدمت حمزہ صاحبقران مین نجاتا اور براے رہائی فرزند خود اُنسے نہ کہتا یہ تو روتا ہوا اور
خیال مندرجہ کرتا ہوا مع اپنے لشکر کے جاتا ہی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال اُن سرداروں کا
تحریر کیا جاتا ہی کہ جو ہمراہ فرامرز عاد مغربی اور مالک اژدر اور ملک قاسم کے گئے تھے اور نالہ و فریاد
کرتے ہوے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے تھے وہ تمام سردار بعد قطع راہ خدمت امیر مین آئے اور جو کچھ
حال دیکھا تھا اور جو سانحہ گذرا تھا سب مفصل بیان کیا امیر تمام و کمال اُنکی تقریر سنکے سرداران
مذکور کی جدائی مین بہت گریان اور محزون ہوے یہانتک تو قول بعضے داستان گویان فصیح بیان کا
لکھا گیا لیکن صاحب دفتر نے یون تحریر کیا ہی کہ امیر مع سرداران موصوف الصدر کے ہمراہ گئے تھے
جب فرامرز عاد مغربی اور مالک اژدر اور ملک قاسم کو طائر طلسمی بالاے قصر سے لے گیا امیر
مع سرداران لشکر کے اور خنجر شاہ کے نالان و گریان اپنے لشکر مین آئے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ
سرداران نیک نام احوال ہر سہ سرداران موصوف کا سُنکے ملول ہوے خصوصاً وہ سردار جو دست اچی
تھے نہایت مغموم ہوے امیر باتوقیر نے لشکر مین داخل ہو کر اسے صدمہ و الم مین خنجر شاہ سے فرمایا
اب تم اپنے ملک مین جاؤ امورات سلطنت مین مصروف ہو اُسنے دست بستہ عرض کیا اب مین کیا

اپنی دارالخلافت مین جاکر تخت پر بیٹھکر حکومت کرون میرے عرض کرنے سے تین بہادر آپ کے لشکر کے
اسیر طلسم ہوئے ہین اب مین جب ہی جاؤنگا جب تینون سردار آپ کے لشکر کے مع میرے فرزند کے یہان
آئین گے امیر نے اُسکی گفتگو سن کے فرمایا تمکو اختیار ہی یہان تو امیر با توقیر وغیرہ فرقت قاسم ومالک
اژدر و فرامرز وعاد مغربی مغموم ہین اور خنجر شاہ بھی اپنے فرزند کے غم مین روتا ہی لیکن اب حوال
اُس طائر کا لکھا جاتا ہی کہ جب وہ مرغ طلسمی قاسم کو اٹھا کر لیگیا حد طلسم مین جاکر قاسم کو پنجہ سے چھوڑ کر
ایک طرف چلا گیا تھوڑی دیر تو قاسم بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا دیکھا کہ مین ایک میدان مین پڑا ہون
بلارک پہلو مین رکھی ہی ملک قاسم زمین سے اُٹھکر بلارک کو اُٹھا کر حیران وپریشان ایک سمت
روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے ایک شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر نہایت آباد ہی بازارین کھلی
ہین دوکان دار دوکانون پر بیٹھے ہین مال واسباب خریدارون کے ہاتھ فروخت کر رہے ہین گرم بازاری
ہو رہی ہی خریدارون کا ہجوم ہی مردمان شہر سب ساحر وضع معلوم ہوتے ہین شہر پاکیزہ ہی سڑکین صاف
اور درست ہین گرد شہر کے دیوار پختہ ہی ملک قاسم سیر شہر کی کرتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ
دیکھا ایک جگہ پر کہ حصار آتش ہی اور درمیان اُس حصار کے دو شخص قید ہین اُنہین سے ایک شخص نے
ملک قاسم کو دیکھکر دوسرے سے کہا دیکھو آج قتل ہمارے ایک جوان خوشرو جلیل القدر اس طلسم
مین آیا ہی قضا اسکو لیکر آئی ہی دوسرے نے پوچھا وہ جوان کہان ہی اُسنے اُنگلی سے بتا کر کہا وہ جوان
جو اس طرف دیکھ رہا ہی یہ تازہ وارد ہی اسکی قطع اور شان وشوکت ولباس سے ہمنے دریافت کیا ہی
کہ یہ جوان یہان فی الحال آیا ہی ساکنان طلسم سے نہین ہی اُسنے ملک قاسم کو دیکھکر افسوس کر کے
کہا فی الواقع کیا جوان خوشرو ہی ہاے یہ بھی ہماری طرح سے اسیر طلسم ہو جائیگا یا تو ہمارے پاس قید
کیا جائیگا یا اور کہین قید ہوگا آج کے دن تو سیر کریگا کل اسیر کیا جائیگا کیونکہ ہمنے بھی اسی طور سے ایک
روز تمام شہر کی سیر کی تھی یہ کہکر اُسنے اشارہ سے قریب بلایا ملک قاسم نے عنقریب حصار آتش
کے پہونچکر پوچھا کیون بلایا ہی کیا کام ہی اُنھون نے جواب دیا کام تو کچھ نہین ہی فقط تمہارے حال پر
ہمکو رحم آیا اور خیال کیا کہ تم اس طلسم مین تازہ وارد ہو آج تو رہا ہو کل قید کیے جاؤ گے یا قتل ہو جاؤ گے
افسوس یہ جوانی تمہاری اور یہ طلسم یہان سے زندہ نکلکر جانا دشوار ہی ضرور ہی اسی طلسم مین ایک روز
مرجاؤ گے ملک قاسم نے اُنکی تقریر سُن کے غضبناک ہو کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتے ہو خاموش رہو
میرے حال پر افسوس نکرو تمہین قید رہو گے اور تمہین قتل کیے جاؤ گے مین تو اس طلسم کو برباد کرونگا شاہ طلسم اور
جملہ ساحرون کو قتل کرونگا طلسم کو فتح کرونگا ابھی یہ تقریر ملک قاسم اُن قیدیون سے کر رہا تھا کہ کچھ
ساکنان طلسم کھڑے ہو گئے اور گفتگو سننے لگے جب تمام وکمال ملک قاسم کی تقریر سُنی کہنے لگے
اے جوان خاموش رہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا شاہ طلسم کو قتل کریگا اور کیا اس طلسم کو فتح کریگا
خود ہی قتل ہو جائیگا یا اسیر ہوگا زندگی تیری اسی جگہ بسر ہو جائیگی ابھی وہ لوگ یہ باتین ختم نہین کر چکے تھے
کہ نگہبان حصار آتش بھی وہان آئے اور پوچھنے لگے کہ یہ شخص کیا کہتا تھا اُنھون نے جو کچھ سُنا تھا
بیان کیا اُنھون نے غضبناک ہو کر کہا او اجل رسیدہ ہم تو واسطے ایک ضرورت کے یہان سے گئے
تھے تو ان قیدیان طلسم سے کیا کہتا تھا اور ان لوگون سے ایسی باتین کر رہا تھا کہ جو خلاف عقل مین شاید

دیوانہ ہی جادو رہو اگر خلاف طریقہ طلسم نہوتا تو ابھی تجھکو گرفتار کرکے اسی حصار آتشین مین قید کرتے ملک
قاسم نے اُنکی تقریر کو سُن کے اور بدرجہ کمال برہم ہوکے شمشیر نیام سے کھینچی اور ارادہ کیا کہ اُنکو قتل
کیجیے چونکہ وہ سب ساحر تھے اُنھون نے سحر کیا دست و پا اُسکے بجنبش و حرکت نہوے پھر اُنکو اُنھون نے
گرفتار کیا بعضون نے کہا اس جوان پر قہر و غضب کو مار ڈالو اسنے ہمپر تلوار علم کی ہی اکثر نے اُنکو جواب دیا
خلاف قاعدہ اس جوان کا قتل کرنا خوب نہین ہی شاہ طلسم کو کیا جواب دوگے بہتر ہی کہ اسے حاکم کے روبرو
لیجاؤ تمام احوال بیان کر دو جو وہ حکم دے اُسپر عمل کرو ابھی مردم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ایک ساحر
نامی مسمی حریق جادو اُس جگہ آیا سب سے پوچھا یہ کیا تکرار ہی ایک شخص نے تمام حال جو گذرا تھا
بیان کیا اُس ساحر نے برہم ہوکر کہا تم اس شخص کو میرے حوالہ کرو اُنھون نے ملک قاسم کو اُسکے
سپرد کیا حریق جادو ملک قاسم کو روبرو ہاروت جادو کے لیگیا قاسم نے وہان جاکر دیکھا دربار آراستہ
ہی صدہا ساحران نامی دربار مین بیٹھے ہوے ہین ہاروت جادو تخت پر بیٹھا ہی قاسم نے دربار مین پہنچکر
بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا سلام میرا اُس شخص پر جو پروردگار کو واحد جانتا ہو اور اُسکے برگزیدہ
بندہ حضرت ابراہیم کی پیغمبری کا قائل ہو جب اس طرح قاسم نے تقریر کی ہاروت جادو بادشاہ طلسم
اور جملہ اہل دربار برہم ہوے ایک نے نظر قہر و غضب سے ملک قاسم کو دیکھا خصوصاً ہاروت جادو
نے بدرجۂ کمال غضبناک ہوکر عتاب سے دیکھکر حریق جادو سے پوچھا یہ کون بے ادب ہی اُسنے
عرض کیا حضور یہ شخص اس طلسم مین تازہ وارد ہی لایق قتل ہی اسنے طلسم مین آکر رعایاے حضور پر تلوار
علم کی ہی مین اسکو گرفتار کرکے روبرو حضور کے لے آیا ہون اب جو حکم حضور کا ہو بجالاؤن ہاروت
جادو نے بصد قہر و غضب پوچھا او اجل رسیدہ یہ کیا کہتا ہی سچ کہہ تو نے ہماری رعایا پر اور ہمارے
ملازمون پر تلوار کھینچی ہی ملک قاسم نے جواب دیا جب مجھکو یہان کے مردم نے سخت و سست
کہا اُس وقت بیشک مین نے تلوار علم کی تھی ہاروت جادو نے حریق جادو سے کہا یہ خود اقرار
کرتا ہی کہ مین نے تلوار رعایا پر کھینچی ہی چونکہ اب یہ لایق قتل کے ہی لہذا آج تو اسکو لیجا کر قید کر صبح
کو یہ قتل کیا جائے گا اگر یہ تلوار رعایا پر علم نکرتا تو آج قید نکیا جاتا حریق جادو حکم ہاروت
سے ملک قاسم کو دربار سے لیکر ایک جانب روانہ ہوا اور ایک زندان مین قید کیا یہان ہاروت جادو
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے طلسم مین منادی کردو کہ ہنگام سحر ایک اسیر طلسم جسنے رعایاے طلسم
پر تلوار علم کی تھی دار پر کھینچا جائیگا جسکو دیکھنا منظور ہو وہ آکر دیکھے اور قہر و غضب شاہ طلسم سے ڈرے
ملازمون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی تمام اہل طلسم آگاہ ہوے کہ صبح کو ایک اسیر طلسم دار پر کھینچا جائیگا
جب وہ روز گذر کر سحر ہوئی ساکنان طلسم جوق جوق گروہ گروہ آکر ایک میدان مین کہ جہان دار پر چڑھانا
ہاروت جادو کو منظور تھا جمع ہوے حریق جادو بھی ملک قاسم کو لیکر اُسی جگہ آیا دیکھا کہ ہزارہا
مردم جمع ہین ہر ایک یہی کہتا ہی کہ خوب ہوا شاہ طلسم نے اس جوان کو دار پر چڑھانے کا حکم دیا یہ کہکر ہر ایک
خوش ہوتا تھا جب حکم ہاروت جادو کا ہوا ملازمون نے بطریق معروف ملک قاسم کو دار پر
چڑھایا ہنوز ہلاک نکیا تھا کہ ایک جوان خوش لباس سبزہ رنگ مرکب پر سوار اُس جگہ آیا ہزارون
آدمیون کو جمع دیکھکر اور ملک قاسم کو بالاے دار دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہی کیا خطا اس سے

ہوئی ہی کہ دار پر چڑھایا گیا ہی ملازمان ہاروت جادو نے اس جوان کو بعد ادب سلام کرکے دست بستہ
عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ شخص تازہ وارد اس طلسم مین ہوا ہی کل اسنے رعایاے شاہ پر تلوار علم
کی تھی شاہ طلسم نے غضبناک ہوکر حکم دیا کہ اسکو دار پر چڑھا دو تاکہ پھر کوئی شخص ایسی جسارت نکرے
پس ہم لوگ حکم شاہ کو بجالاتے ہین اس جوان نے چہرۂ ملک قاسم پر جو نظر کی قدرت پروردگار
سے اسکے دل مین رحم آیا ادھر ملک قاسم دار پر چڑھکر برجوع قلب خالق کونین سے دعا کر رہے
تھے اور دیکھ رہے تھے کہ چند ساحران نابکار فرامرز عاد مغربی کو اور مالک اژدر کو اس طرح گرفتار
کیے لیے جاتے ہین کہ فرامرز کے تن مین پوشاک نفیس ہی اور مالک اشتر کے جسم مین ملبوس کہنہ اور چاک
چاک ہی جب سرداران مذکورۂ بالا نے ملک قاسم کو بالاے دار دیکھا آہ کرکے اشکبار ہوے پھر سوے
فلک نظر کرکے واسطے رہائی ملک قاسم کے دعا کی چونکہ دونون سردار موصوف اول تو مبتلاے
سحر تھے دوسرے طوق و زنجیر مین گرفتار تھے قاسم کو رہا نہ کر سکے بمجبوری انھین ساحرون کے ساتھ
چلے گئے ملک قاسم ہنوز خداوند کریم سے دعا کر رہا تھا کہ ناگاہ اسی جوان سبزہ رنگ نے کچھ خیال
کرکے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کس خاندان سے ہی ملک قاسم نے جواب دیا میرا نام قاسم
ہی علم شاہ ذوالاقتدار کا فرزند ہون جد ذیوقار میرے جناب حمزہ صاحبقران ہین اس جوان نے یہ سُنکے
مرکب اپنا بڑھایا اور دار پر سے قاسم کو اتار کر روبرو اپنے پدر ہاروت جادو کے لیگیا اور بعد سلام
کے کہا ای پدر عالی وقار اس گنہگار کو مجھکو دیدیجیے خیال خون سے درگذریے اسنے اپنے فرزند کے
کہنے سے بعد فکر کہا ای فرزند تیری خاطر سے ہمنے اس شخص کو تیرے حوالے کیا جو مناسب ہو اس شخص کے
بارے مین کرنا شاہزادہ مبہوت جادو پسر ہاروت جادو اپنے پدر کی گفتگو سُنکے خوش ہوا پھر
قاسم کو ہمراہ اپنے لیکر اپنے قصر مین گیا اور سحر قاسم پر سے اتار کر قریب اپنے بعزت بٹھایا اور کہا
ای جوان خوبرو تیری محبت نے میرے دل مین ایسا اثر کیا کہ مین نے تجھکو ہلاکت سے بچایا اب مین
تجھکو تیرے لشکر مین پہونچاے دیتا ہون یا کسی ساحر کے ہمراہ تجھکو کیے دیتا ہون وہ تجھکو تیرے
لشکر مین پہونچا دیگا ملک قاسم نے کہا ای شاہزادہ مبہوت جادو واقعی تمنے حکم خدا سے میری
جان بچائی احسان کیا ہی لیکن مجھکو یہین رہنے دو مین لشکر مین نجاؤنگا اسنے متحیر ہوکر سبب پوچھا
انھون نے جواب دیا جناب فرامرز عاد مغربی اور مالک اشتر اور فرزند خنجر شاہ کا قید طلسم سے
رہا ہوکر میرے ہمراہ لشکر مین نجائینگے مین بھی نجاؤنگا اسنے کہا انکا رہا ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ اگر انکے لیے اپنے
پدر سے کہونگا تو وہ ہرگز قبول نکرینگے اور جواب دینگے کہ تیری خاطر سے ایک شخص کو تیرے سپرد
کردیا گیا اب ہم چند قیدیان طلسم کو رہا نکرینگے پس ای جوان تو چلا جا انکی رہائی کا خیال نکر قاسم نے جواب
دیا اگر تم مجھکو میرے لشکر مین روانہ کردوگے مین پھر یہان چلا آؤنگا اسنے مسکرا کر جواب دیا خیر اب
تو جاؤ یہ کہکر ایک نامہ حمزہ صاحبقران کو بعد القاب و آداب کے اس مضمون کا لکھا کہ ای حمزہ
صاحبقران ملک قاسم پوتا آپکا ہمارے والد کے طلسم مین آیا تھا ہمنے بوجہ آپ کے خیال
کے اور اس جوان کی محبت کی قید سے رہا کرکے اور جان اسکی بچاکے آپ کے پاس اسے
بھیج دیا ہی اب اس جوان کو ہرگز ہرگز اس طلسم مین نہ آنے دیجیگا جب نامہ لکھ چکا سر نامہ پر مہر اپنی

اپنی کرکے سحاب جادو کو بلایا اور نامہ کو اُسے دیکر کہا اس جوان کو بہ آرام تمام پاس حمزہ صاحبقران کے لیجا اور یہ نامہ اُنکو دے آسحاب جادو نے نامہ لیکر ملک قاسم کو تخت سحر پر بٹھاکر تخت مذکور کو بلند کیا پھر سوے لشکر حمزہ صاحبقران روانہ ہوا اس ساحر کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے فرامرز عاد مغربی اور مالک اشتر اور ملک قاسم کو بلاے قصر سے مرغ کلان لیگیا ہی امیر نہایت مغموم ہین ہرچند کہ فرامرز اور مالک کا بھی خیال ہی لیکن زیادہ تر ملک قاسم کی جدائی کا ملال ہی صبح کو دربار بادشاہ لشکر اسلام مین بیٹھے تو ہین مگر محزون اور ملول جسوقت دست چپ کی طرف نظر کرتے ہین مالک اشتر اور قاسم کو نہ دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لاتے ہین اور جب دست راست کی طرف دیکھتے ہین بدیع الزمان کو یاد کرکے اشکبار ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ افسوس جو دو جوان زینت لشکر تھے وہی دربار مین نہین ہین خدا معلوم اُنپر کیا گذری یہ کہکر آبدیدہ ہوتے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر کہتے ہین ای امیر آپ تو فکر کچھ اندیشہ نکیجیے انشاء اللہ تعالے بدیع الزمان اور قاسم جلد آپ کی خدمت مین حاضر ہونگے قاسم سے تو فی الحال مفارقت ہوئی ہی مگر بدیع الزمان سے البتہ جدائی کو اک زمانہ گذرا ہی اگر مناسب ہو خواجہ زادون کو طلب کرکے اُنسے بدیع الزمان کے بارے مین کچھ دریافت کیجیے امیر نے سب کے کہنے سے خواجہ زادون کو طلب کیا جب وہ آئے اُنھون نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام کیا پھر بموجب اشارہ امیر کے موافق اپنے مراتب کے بیٹھکر پوچھا آپ نے اسوقت کیون ہمین طلب کیا ہی امیر نے فرمایا آپ صاحبون کو محض اسواسطے بلایا ہی کہ میرا فرزند بدیع الزمان مجھ سے جدا ہو گیا ہی ذرا اُسکے بارے مین بموجب علم رمل کے حکم لگائیے اور یہ بتائیے کہ وہ کبتک یہان آئیگا خواجہ بزرجمہر کے فرزندون نے قرعہ نکالکر آیہ یا دعا ورد زبان کرکے قرعہ ہاتھ سے زمین پر گرائے پھر انکی شکلون پر نظر کرکے زائچہ کھینچا ہر اک شکل کو دیکھکر بعد فکر و غور عرض کیا قاعدہ رمل سے تو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ بدیع الزمان جلد بخت و دولت فراوان یہان آئینگے ابھی خواجہ زادے یہکہکر خاموش ہوے تھے کہ سرداران دست راستی تشریف آوری بدیع الزمان کی سُنکے خوش ہوے تھے امیر بھی فی الجملہ شاد ہوے تھے بادشاہ لشکر اسلام بھی شگفتہ خاطر ہوئے تھے ناگاہ در بارگاہ سلیمانی پر شور و غل ہوا امیر بادشاہ و دیگر سرداران لشکر شور و غل سُنکے متردد ہوے یکایک چند ملازم روبرو ے امیر حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کیا حضور ایک ساحر نہایت مہیب صورت ایک نامہ لیکر آیا ہی اور ہمراہ اُسکے ملک قاسم ہین وہ ساحر کہتا ہی کہ مین خدمت امیر مین جاکر یہ نامہ دونگا امیر نے احوال قاسم کا سُنکے خدا کا شکر کیا پھر حکم دیا کہ اُس سے کہو کہ بارگاہ مین آکر نامہ دے مگر ضرور یہ کہدینا کہ جبتک تو بارگاہ سلیمانی مین رہیگا سحر یاد نہ آئے گا یا اُس ساحر سے کہو کہ تمسے حمزہ نے نامہ طلب کیا ہی ابھی امیر فرمارہے تھے کہ ملک قاسم دربارگاہ سے بارگاہ مین آیا بادشاہ لشکر اور امیر کو آداب تسلیم بجا لایا پھر اپنے دنگل پر بیٹھا اُسکے آنے سے جملہ اہل دربار خرم و شاد ہوے حمزہ صاحبقران اور سرداران دست چپ زیادہ خوش ہوے ابھی ملک قاسم اپنے دنگل پر بیٹھا تھا کہ وہ ملازم سحاب جادو کے پاس گئے اور کہا بارگاہ سلیمانی مین چلو امیر کو اپنے ہاتھ سے نامہ

وہ مگر وہاں جاکر جبتک بیٹھو گے سحر یاد نہ آئیگا سحاب جادو نے پوچھا جب بارگاہ سے نکل آؤنگا اُسوقت
تو پھر مجھکو سحر یاد ہوجائے گا ملازمون نے جواب دیا ہان جب بارگاہ سلیمانی سے باہر آؤ گے سب سحر
جو تمکو یاد ہین پھر وہی سحر یاد آجائین گے سحاب جادو یہ سُنکے اندر بارگاہ کے گیا اور بادشاہ لشکر اور امیر
کو سلام کرکے کھڑا رہا جب امیر نے اُس سے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ ایک جگہ بیٹھ گیا اُس وقت امیر نے
ساقی کو طلب کیا ایک ساقی شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آیا حکم امیر سے ساغر شراب سے بھر کر سامنے
سحاب جادو کے لے گیا اُسنے کہا مین شراب نہ پیونگا کیونکہ اس وقت مجھکو خوب نشہ ہے یہان مین نامہ دینے
آیا ہون بادہ خواری نکرونگا جب اُسنے یہ گفتگو کی امیر نے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ دیا ساقی دربار سے
چلا گیا جب اُس نامہ کو پڑھوایا جو کچھ شاہزادہ مبہوت جادو نے لکھا تھا تمام و کمال سبنے سُنا امیر نے
اُسکے جواب مین ایک نامہ اِس مضمون کا لکھوایا کہ ای شاہزادہ مبہوت جادو تمنے ملک قاسم کو میرے
پاس بھیجکر مجھکو خوش کیا حالانکہ کبھی تمسے کچھ رسم و راہ نہ تھی لیکن تمنے مجھسے نیکی کی یہ نیکی تمھاری یاد رہیگی
یہ عبارت لکھواکر سرنامہ پر اپنی مہر کرکے نامہ سحاب جادو کو دیا اور ایک خلعت اُسکو دیا وہ خوش ہوا اور
امیر سے رخصت ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر بسمت طلسم روانہ ہوا جب اپنے طلسم مین پہونچا شاہزادہ مبہوت
جادو کو وہ نامہ دیدیا اور تعریف امیر کی بہت کی اور تمام حال دربار جو دیکھکر گیا تھا بیان کیا مبہوت جادو
سُنکے خاموش رہا یہان امیر نے بعد جانے سحاب جادو کے بعد مسرت ملک قاسم سے حال طلسم
پوچھا قاسم نے جو کچھ دیکھا تھا اور جو گذرا تھا بیان کیا اُس وقت چند سرداران دست چپ نے کہا کیا
قدرت پروردگار ہے کہ اُسکے کارخانہ مین کسی کو دخل نہین ہے بندہ کچھ خیال کرتا ہے اور خدا کچھ چاہتا ہے ابھی خواجہ
زادون کو طلب کیا تھا اور دریافت کیا تھا کہ بدیع الزمان کبتک آئینگے خواجہ زادون نے حکم
لگایا تھا کہ بدیع الزمان جلدتر طلسم کو فتح کرکے بہت مال و دولت اور جاہ و حشمت سے آئین گے وہ تو
نہ آئے لیکن ہمارے آقا و مالک ملک قاسم تشریف لائے قاسم یہ حال سُنکے اپنے دل مین
کہنے لگا کہ جب وہ کشتی گیر بجاہ و حشمت یہان آئیگا تو ضرور ہی یہ کہیگا کہ ہمنے تو جاکر طلسم کو فتح کیا مال و اسباب
طلسم پایا قاسم طلسم مین گیا تھا وہان سے نکال دیا گیا لہذا اب لازم ہے کہ قبل آنے کشتی گیر کے مین اُسی
طلسم مین پھر جاؤن تاکہ اُسکی طعن و تشنیع سے بچون اور شرمندہ و خجل نہون یہ خیال کرکے بیٹھا رہا
کسی سے اظہار از دل ظاہر نکیا بعد دو روز کے قاسم ہنگام نصف شب کہ سب غافل تھے اپنی بارگاہ
سے نکلکر اور ایک سوار کے مرکب پر سوار ہوکر لشکر سے نکل کر روانہ ہوا بعد قطع راہ وقت صبح کنارہ پر
اُسی دریا کے پہونچا جس دریا مین وہ قصر تھا جسمین زنجیر طلائی آویزان تھی جب ساحل دریا پر پہونچا مرکب
سے اُترا وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد نماز پڑھنے کے تھوڑی دیر تک سیر دریا کی دیکھا کیا جب آفتاب
جانب مشرق سے نمایان ہوا مرکب کے تنگ کو کھولکر پھر مرکب پر سوار ہوکر دریا مین گھوڑے کو ڈالا
وہ پیرتا ہوا چلا جب اُس قصر کے قریب تر پہونچا قاسم نے وہی زنجیر طلائی پکڑ کر مرکب کو دریا مین چھوڑ دیا اور
بذریعہ زنجیر بالاے قصر مذکور جاکر چوب اُٹھا کر نقارہ پر لگائی جسوقت آواز نقارہ کی بلند ہوئی وہی مرغ
کلان پیدا ہوا اور قاسم کو اُٹھا کر بدستور اول بلند ہوکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات کہکر سرحد طلسم مین جاکر
قاسم کو چھوڑ کر چلا گیا ملک قاسم کہ ہوا کی کثرت سے بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا اپنے تئین

ایک میدان بے آب وگیاہ مین پڑا ہوا پایا غور سے جو دیکھا تو وہی صحرا ہی کہ جسمین اول مرتبہ مرغ کلان
لاکر ڈال گیا تھا قاسم اُس جگہ سے اُٹھکر سوے آبادی چلا بعد قطع راہ کے وقت زوال آفتاب کے
اُسی شہر مین کہ جسمین پہلے داخل ہوا تھا پہونچا ہر طرف شہر کی سیر کرنے لگا بعد پہر بھر کے ایک
جانب سیر کرتا ہوا جو گیا دیکھا ایک نازنین نہایت خوبرو لباس رنگین پہنے ہوے بناز و انداز
چلی آتی ہی چند خادم وخدمتگار اُسکے ہمراہ ہین وہ مردمان بازار کو ہٹاتے جاتے ہین اور بآواز بلند
کہتے ہین ہٹ جاؤ کہ ہماری ملکہ جمیل جادو تشریف لاتی ہین مردمان بازاری یمین ویسار ہٹ جاتے ہین
جس وقت وہ نازنین اُنکے قریب آئی اُن ملازمون نے برہم ہوکر کہا ای شخص کیا اندھا ہی سوجھائی
نہین دیتا ہی سامنے سے ہٹ نہین جاتا جمیل جادو تشریف لاتی ہین قاسم نے جواب دیا عاشق
اپنے معشوق کو دیکھکر نہین ہٹتے ہین ہم اسیر فریفتہ ہوکر نظارہ حسن وجمال جمیل جادو کا کر رہے ہین
ہرگز نہ ہٹین گے تمتو کیا ہو اگر ایک لشکر کثیر بھی ہمکو ہٹائے تو بھی نہ ہٹین گے وہ خدمتگار اُنکی گفتار
سُنکے ڈرے اُس نازنین نے تیز ہوکر اپنے ملازمون سے کہا اس بیہودہ گو کو سزا دو سب ملکر سے
مارو خادم مذکور اپنی مالکہ کے حکم سے آگے بڑھے اور ارادہ زدوکوب کرنے کا کیا ادھر ملک قاسم
کو غصہ آیا خیال کیا ان خادمون پر تلوار کیا علم کیجاے انکو ضرب مشت سے ہلاک کرنا چاہیے خیال
کرکے ایک خدمتگار کو ایسا طمانچہ مارا کہ وہ بیچارہ غش کھا کر زمین پر گرا اور مانند مرغ بسمل کے تڑپنے
لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر مر گیا اُس وقت اُس نازنین نے شور وغل کیا سیکڑون آدمی جمع ہوے
سب نے ملک قاسم کو گھیر لیا آخرکار اُسی نازنین نے چند پھول اپنے گلے کے ہار سے توڑکر امبر سحر
کرکے ملک قاسم پر پھینکے پھول نکا اُسپر گرنا تھا کہ دست وپا اُنکے زمین نے پکڑ لیے ہاتھ پیر
بیحس ہوے قوت وطاقت دست وپا مین نرہی اُس وقت اُس نازنین نے کہا ای ملازمان من اب
اس شخص کو گرفتار کرو یہ مبتلاے سحر ہوگیا ہی دست وپا مین نے اُسکے سحر سے بیحس وحرکت
کردیے ہین ملازمون نے فی الفور گرفتار کیا پھر قاسم کو اسیر کرکے جانب دربار شاہ طلسم لیے چلے اُس
وقت یہ حال تھا کہ صدہا مردمان بازاری ملک قاسم کے ساتھ ساتھ براے سیر وتماشا چلے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا یہ وہی شخص ہی جسنے قبل اسکے ہم رعایاے بادشاہ طلسم پر تلوار کھینچی تھی اور حکم شاہ طلسم
سے دار پر چڑھایا گیا تھا شاہزادہ مبہوت جادو نے اسیکو دار سے اُتارا تھا کوئی کسی سے کہتا تھا
یہ شخص نہایت قوی اور غصہ ور ہی دیکھا تمنے کہ ایک طمانچہ سے خدمتگار مر گیا کوئی کہتا تھا کہ آج
یہ شخص حکم شاہ سے ضرور قتل ہوجائیگا ہر ایک جدا جدا تقریر کرتا تھا جمیل جادو نے بعد گرفتار
ہونے قاسم کے پانے قاسم پر سے جو سحر اپنا دفع کردیا تھا اس سبب سے ملک قاسم چلا جاتا
تھا پاون مین قوت رفتار رکھی ہاتھ بیحس تھے ہر اک کی تقریر سنتا تھا مگر بوجہ مبتلاے سحر ہونے
کے مجبور رہتا نظر غیظ وغضب سے ہر ایک کو دیکھتا تھا مردم کشان کشان لیے جاتے تھے
قاسم کو نہایت صدمہ اپنی گرفتاری کا ہوا سوے فلک نظر کرکے واسطے اپنے رہائی کے درگاہ
خدا مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہونچا یعنی اُس طرف تو مردم قاسم کو لیے جاتے تھے اُس جانب
سے شاہزادہ مبہوت جادو بخدم وحشم آتا تھا اُسنے مجمع مردم دیکھکر اور قاسم پر نظر کرکے

اپنے ملازمون سے کہا کہ اس شخص کو ان لوگون نے کیون گرفتار کیا ہے کہدو ایسے کہ اسکو چھوڑ دین ورنہ
سزا پاینگے ملازمون نے ان لوگون سے کہا حکم شاہزادہ مبہوت جادو کا ہے کہ اس شخص کو چھوڑ دو
اور یہ بتاؤ کہ تمنے اسکو کیون گرفتار کیا ہے جمیل جادو نے بڑھ کر کہا اسنے میرے خدمتگار کو بخطا مار ڈالا ہے
اس وجہ سے مین نے اسے گرفتار کیا ہے اگر شاہزادہ ذلیو فار کا یہ حکم ہے کہ اسکو چھوڑ دو تو ہم چھوڑے
دیتے ہین تابع حکم ہین یہ کہکر اسنے اپنے ملازمون سے کہا اس شخص کو چھوڑ دو انھون نے رہا کیا
پھر جمیل جادو نے حکم سے شاہزادہ کے ملک قاسم پر سے اپنا سحر دفع کیا مبہوت جادو ملک
قاسم کو بعزت وحرمت اپنے ہمراہ مکان پر لایا بخاطر پیش آیا پھر پوچھا اے جوان اب تو کیون
آیا مین نے تو کہدیا تھا کہ اب یہان نہ آنا قاسم نے جواب دیا قاعدہ ہم خدا پرستون کا یہ ہے کہ جس
کار خیر کا خیال کرتے ہین اسکو ضرور کرتے ہین مین نے ارادہ رہائی فرزند خنجر شاہ کیا ہے حتی الامکان اسے
رہا کرونگا اور فرامرز عاد مغربی اور ملک اشتر کو بھی رہا کرونگا شاہزادہ مبہوت نے مسکرا کر
کہا اے جوان اس خیال سے درگذر رہا ہونا انکا دشوار ہے جبتک یہ طلسم باقی ہے وہ رہا نہین ہو سکتے
اگر مین چاہتا تو ممکن تھا کہ وہ بھی مثل تیرے قید سے رہا ہوجاتے مگر مین نے بخیال اسکے کہ شاہ طلسم
شاید رہائی انکی منظور نکرے نہین کہا اور اب بھی نکہونگا کیونکہ سخن میرا ضایع جائیگا تو اسکا رنج و
ملال ہوگا فرامرز راحت سے ہے اور ملک اشتر بھی ایسی ہی کچھ راحت مین ہے چندان تکلیف مین نہین
ہے قاسم نے پوچھا اے مبہوت جادو یہ تو بتاؤ کہ جب مجکو مرتبہ اول لوگون نے حکم شاہ طلسم سے
دار پر چڑھایا تھا تو مین نے دیکھا تھا کہ فرامرز لباس شاہانہ پہنے تھا اور ملک اشتر پھٹے پرانے
کپڑے پہنے تھا اور چند ساحر انکو گرفتار کیے لیے جاتے تھے پس یہ بتاؤ کہ ان دونون مین لباس
کا کیون فرق تھا شاہزادہ مبہوت جادو نے مسکرا کر جواب دیا اے ملک قاسم آگاہ ہو قاعدہ
اس طلسم کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے مرتبہ اس طلسم مین آتا ہے اول جو شخص ساکنان طلسم سے اسکو دیکھتا ہے
اسکا لباس اتروا کر اپنا لباس اسے پہناتا ہے چونکہ فرامرز عاد مغربی کو پہلے شاہ طلسم سے
میرے والد نے دیکھا تھا اس سبب سے انھون نے اپنا لباس اسے عنایت کیا تھا اور بموجب
قاعدہ اسے واسطے ایک روز کے شہر کی سیر کے واسطے چھوڑ دیا تھا اور ملک کو پہلے ایک غریب محتاج
حجام نے دیکھا تھا اس سبب سے اسکے کپڑے پھٹے پرانے تمنے دیکھے تھے اور جب تم پہلی مرتبہ
یہان آئے تھے تمنے ہمارے والد کے وزیر کو دیکھا تھا اسنے ایسا لباس تمکو دیا تھا وہ لباس
نہین معلوم تمنے اس سے لیکر کیا کیا تھا یہ حال تمہارا مین نے سنا تھا ابھی مبہوت جادو یہ کہرہا تھا
کہ یکایک کچھ خیال کرکے آبدیدہ ہوکر متواتر سرد آہین کرنے لگا ملک قاسم نے حیران ہوکر پوچھا اے
مبہوت جادو اس وقت سبب رونے اور آہ کرنے کا کیا ہے ابھی تو مسکرا کر ہمسے باتین کرتے
تھے دفعتا رونے کیون لگے اسنے زیادہ اشکبار ہوکر کہا اے ملک قاسم اس وقت باتین کرتے
کرتے مجھکو اپنی محبوبہ کا خیال آگیا ہے قصہ اسکا یہ ہے کہ ایک روز مین تخت سحر پر سوار ہوکر تنہا برائے سیر
گیا تھا ایک نازنین مہ جبین خوبرو خوش گلو کو مین نے بالائے بام دیکھا تھا اسپر عاشق ہوکر بزور
سحر اسکو یہان لے آیا ہون جب اس سے سوال وصل کا کرتا ہون وہ انکار کرتی ہے کسی طرح صلح

راضی نہین ہوتی ہی مجبور ہوکر مین نے اُسکو ایک صندوق کلان مین قید کیا ہی اور اپنے سحر مین گرفتار کیا ہی
یہ تو ممکن ہی کہ بزور سحر اسکو اپنا عاشق بنا کر وصل اُس سے حاصل کر سکتا ہون لیکن دل یہی چاہتا
ہی کہ بغیر ایسا سحر کرنے کے وہ وصل پر راضی ہوجاے افسوس اس طرح وہ نازنین راضی نہین ہوتی ہی
مجھسے نفرت کرتی ہی میری صورت اُسکو بری معلوم ہوتی ہی مجھکو دیکھکر مُنھ پھیر لیتی ہی کبھی بات بھی نہین
کرتی ہی جب سائل وصل ہوتا ہون اشارہ سے کہتی ہی کہ مجھکو منظور نہین ہی مین اُسکے شوق وصل
مین نہایت بیقرار ہون مجبور ہون کیا کرون ملک قاسم نے جواب دیا ای شاہزادہ مبہوت جادو تم
اُس نازنین کو اگر مناسب جانو تو میرے روبرو لاو مین اُسکو سمجھاؤنگا اور سبب نفرت کرنے کا
دریافت کرونگا مبہوت جادو یہ سُنکے خوش ہوا اُسی وقت ملازمون کو حکم دیا وہ صندوق کلان
جاکر اُٹھا لاؤ ملازم حسب الحکم گئے اور وہ صندوق اُٹھا لائے مبہوت جادو نے جملہ ملازمون کو
ابھی پاس سے ہٹاکر تخلیہ کرکے اُس نازنین کو صندوق سے نکالا قاسم نے دیکھا کہ ایک
عورت نوجوان نہایت حسین ہی ہر چند سحر مبہوت جادو سے بیہوش ہی مگر چہرہ اُسکا مانند ماہ تابان
کے روشن ہی ابھی ملک قاسم بنظر حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا کہ مبہوت جادو نے اپنا سحر
اُسپر سے دفع کیا اُسکو ہوش آیا آنکھین کھولکر اور اُٹھ کر مبہوت جادو کو دیکھکر غصہ سے منھ پھیر لیا
مبہوت جادو نے باشارہ قاسم سے کہا مین یہان سے ہٹا جاتا ہون تم اسکو سمجھاؤ یہ اشارہ کرتے
اُٹھا اور ایک کمرہ مین کہ بہت ہی قریب تھا چلا گیا وہان جاکر بیٹھا اور روزن در سے دیکھنے لگا
یہان ملک قاسم نے اُس نازنین سے پوچھا ای ماہرو سچ کہو تم مبہوت جادو سے کیون بیزار
ہو جو وہ کہتا ہی کیون قبول نہین کرتی ہو اُسنے قاسم کیطرف دیکھا اور عاشق ہوکر مُسکرا کر جواب دیا
یہ نابکار ساحر ہی اور زبردستی بزور سحر مجھکو مبتلاے سحر کرکے میرے مکان سے مجھکو لے آیا
اسکی صورت سے مجھکو نفرت ہی ہرگز ہرگز مین اسکے کہنے پر عمل نکرونگی یہ موا ہوتڑی کا تا میرے
وصل کی حسرت مین مرجائیگا قاسم نے ہنسکر جواب دیا ای نازنین جوان تو یہ اچھا ہی بدصورت نہین ہی
تمکو پیار کرتا ہی دل وجان سے چاہتا ہی تمکو لازم ہی کہ اسکے کہنے پر عمل کرو اُسکو رنج ندو خود بھی
قید سحر سے رہائی پاؤ اُسنے کہا مجھے اسکی صورت سگ و خوک کی صورت سے بدتر معلوم ہوتی ہی
اگر یہ تم ایسا جوان شکیل ہوتا تو ضرور اسکے کہنے پر عمل کرتی جو کہتا وہی منظور کرتی ملک قاسم
نے پوچھا تمکو میری شکل اچھی معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا جبسے مین یہان آئی ہون تم ایسا کوئی جوان
خوبرو مین نے نہین دیکھا ہی. تمکو دیکھکر میرے دل مین ایک محبت پیدا ہوئی ہی اگر تم کسی
بات کو کہو تو مین قبول کرلون اپنی آبرو اور عزت کا کچھ خیال نکرون ہنوز وہ نازنین یہ کہہ رہی تھی
کہ شاہزادہ مبہوت جادو نہایت غضبناک ہوکر کمرے سے باہر آیا تو اس نازنین سے برہم ہوکر یہ کہا کہ او نالائق مجھے
تو انکار کرتی ہی اور ملک قاسم سے خود کہتی ہی کہ مین تمسے راضی ہون دل چاہتا ہی کہ ابھی تجھکو مار ڈالون خاک مین ملادون
مار ڈالنا تیرا آسان ہی میرے نزدیک یہ مشکل نہین ہی ادنی اسے سحر مین تو ہلاک ہوجائیگی اسنے ملک قاسم سے کہا
منع کرو اسکو یہ مجھکو کلمات سخت نہ کہے ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگی قاسم نے دونون کی تقریر سُنکے چپ رہنا اختیار
کیا مبہوت جادو جب اپنی معشوقہ کو کلمات سخت کہہ چکا ملک قاسم سے مخاطب ہوکر کہنے لگا تمھارا

یہان بیٹھنا اب اچھا نہین ہر تمکو مین تمھارے لشکر مین پہونچوائے دیتا ہون اگر تم دو چار روز بھی یہان رہوگے تو یہ عورت تمسے اپنا مدعائے دلی حاصل کریگی مین ہلاک ہوجاؤنگا یہ کہکر پھر ایک نامہ امیر کو اس مضمون کا لکھا کہ اے امیر با توقیر باوجود منع کرنیکے ملک قاسم پھر میرے والد کے طلسم مین آئے انکی مرتبہ بھی ازراہ محبت مین آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون اب انکو یہان نہ آنے دیجیگا اگر یہ پھر بار سوم آئینگے تو مجکو ملال ہوگا پھر مین انکو آپ کی خدمت مین ارسال نکرونگا اُنسے مکرر کہدیجیے گا کہ اس طلسم مین سات لاکھ ساحر ہین اسکا فتح کرنا مشکل بلکہ محال ہے یہ بیچارے اس طلسم کو کیا فتح کرینگے اور خنجر شاہ کے فرزند کو اور دیگر قیدیان طلسم کو کیا رہا کرینگے دو مرتبہ یہان آکر شہر مین گرفتار ہو چکے ہین ادنے ادنے ساحرون نے گرفتار کیا ہے نامی ساحرون سے کیا مقابلہ کرینگے اگر اب یہان آئینگے تو ضرور قتل کیے جائینگے یا اسی زندان مین قید ہونگے کہ تا زندگی اُس زندان سے نہ باہر آئینگے اطلاعًا آپ کو لکھا ہے جب یہ مضمون باین عبارت لکھ چکا سر نامہ پر اپنی مہر کرکے پھر سحاب جادو کو بلایا اور کہا ملک قاسم کو پاس امیر کے پہونچا آ اور یہ نامہ ہمارا اُنکو دے آ سحاب جادو نے نامہ لیکر تخت تیار کرکے ملک قاسم سے کہا اُٹھیے تخت پر بیٹھیے مین آپکو پہنچاؤن ملک قاسم نے جواب دیا مین تو اب اس طلسم سے نجاؤنگا مبہوت جادو نے سحاب جادو سے کہا انکو اپنے سحر مین مبتلا کرکے لیجا ملک قاسم نے یہ سُنکے ملارک یا اور کسی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا اے سحاب جادو اگر تو مجکو لیجائے گا تو مجبور رنج ہوگا خبردار ارادہ میرے لیجانے کا نکر ورنہ تیغ آبدار سے ابھی تجھکو ہلاک کرونگا ملک قاسم ابھی یہ کہہ رہے تھے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ تھا چہرہ غصہ سے سُرخ تھا ناگاہ اُسنے چند دانے ماش کے نکال کے اور اسمائے سحر دم کرکے اُنپر مارے فی الفور دست و پا انکے بحس و حرکت ہوئے تلوار نیام سے کھینچ نہ سکی حوصلہ دل کا دل ہی مین رہگیا سحاب جادو نے اُٹھا کر تخت سحر پر ڈالا پھر آپ بھی تخت مذکور پر بیٹھکر تخت کو بزور سحر بلند کیا اور جانب لشکر حمزہ صاحبقران روانہ ہوا بعد قطع راہ سحاب جادو اُس وقت لشکر حمزہ صاحبقران مین پہونچا کہ امیر بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے سرداران لشکر بھی گرد دنگلوں پر بیٹھے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم ملک قاسم کہان چلا گیا ہے یا کوئی دشمن اُسکا اُسکو لیگیا ہے دیکھیے اب ملک قاسم کو کب دیکھے ہین ہنوز سرداران لشکر باہم باتین کر رہے تھے اور حمزہ صاحبقران خیال قاسم مین آبدیدہ تھے ناگاہ سحاب جادو اپنے تخت سحر کو بلندی سے سوئے پستی لایا اور روبروئے امیر کے جاکر و آداب و تسلیم بجا لاکر عرض کیا ملک قاسم پھر طلسم مین گئے ہمارے شاہزادہ مبہوت جادو نے پھر اُنکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ نامہ آپ کو لکھا ہے امیر نے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ حوالہ کرکے ملک قاسم پر سے اپنا سحر دفع کیا دست و پا قابو مین آئے قاسم اُٹھکر بارگاہ حشامی کی طرف چلا سرداران لشکر خوش ہوئے باشارہ امیر برائے استقبال اُٹھکر چلے پھر استقبال کرکے اور نہایت شادمان ہوکے ملک قاسم کو بارگاہ حشامی مین لائے امیر قاسم کو دیکھکر بہت خوش ہوئے بیان کیا ہے داستان گویان خوش بیان نے کہ اُس وقت امیر اسقدر خوش ہوئے کہ ملک قاسم کو اپنی آغوش مین لے لیا اور بہت سی نصیحتین بہ کنایہ کین بعدہ اُس نامہ کو پڑھوا کر سُنا اور سحاب

جادو سے کہا ہماری جانب سے مبہوت جادو سے کہدینا کہ فرامرز عاد مغربی اور مالک اشتر اور جہجز شاہ کے فرزند کو بھی مثل قاسم کے روانہ کردو تو باعث ہماری خوشی کا ہوگا یہ کہکر پھر اسکو کچھ انعام دیکر رخصت کیا سحاب جادو تخت پر بیٹھکر اپنے طلسم مین جاکر مبہوت جادو کے روبرو گیا اور جو کچھ امیر نے فرمایا تھا اُس سے کہا اُسنے کہا تونے کہدیا ہوتا کہ اُنکا رہا ہونا ممکن نہین ہی یہ کہکر خاموش ہوا یہان ملک قاسم نے بعد دو تین روز کے بمطابق مندرجۂ بالا ہنگام نصف شب اپنے عیار کو ہمراہ لیکر بارگاہ سے برآمد ہوے اور ایک سوار کے مرکب پر سوار ہوکر لشکر سے نکلے اور اسی دریاے پرخطر کی طرف روانہ ہوے ہنگام نصف شب کنارہ اُسی دریا کے پہونچے ایک درخت سایہ دار کے نیچے کچھ فرش مختصر بچھوا کر وضو کرکے بیٹھے اور عبادت الٰہی مین مصروف ہوے آخر شب عین عبادت الٰہی مین غنودگی اور غفلت ہوئی اُسی غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس نفیس پہنے ہوے ایک تخت نورانی پر سوار ہوے فلک سے بروے زمین تشریف لائے اور قریب آکر بعد مہربانی و عنایت فرمایا اے فرزند قاسم اگر تجھکو یہ منظور ہی کہ یہ طلسم جسمین دو مرتبہ جاکر بے نیل و مرام پھر آیا ہی فتح ہو اور قیدیان طلسم قید سے رہا ہون تو یہ تدبیر کر خدا چاہیگا تو مراد دلی تیری برآئیگی وہ تدبیر یہ ہی کہ ہنگام سحر بعد اداے نماز سحر کے بالاے کوہ سیلان جانا وہان ایک چشمہ نظر آئیگا اور ایک درخت چنار کا نہایت کلان درمیان مین چند درختون کے دکھائی دیگا اس درخت چنار کے قریب بیخ ایک خط سفید ہوگا اُس خط پر بسم اللہ کہکر تیغ آبدار لگانا خیال اسکا رہے کہ اُسی خط پر تلوار پڑے علیحدہ خط مذکور کے تلوار نہ پڑے ورنہ مدعاے دلی حاصل نہوگا بلکہ باعث تیری گرفتاری کا ہوجائیگا اور اگر اُسی خط مقید پر تلوار پڑگئی تو جڑ درخت چنار کی شق ہوگی تو دیکھے گا کہ جڑ مین اُسکے ایک جوف ہی پہلے تو اُس سے دھوان بکثرت نمایان ہوگا اور محافظ شور و غل کرینگے آمادہ تیری قتل پر ہونگے تو اُنسے خوف نکیجیو اور دلیرانہ بڑھکر جوف درخت مذکور مین دیکھیو ایک خنجر نہایت آبدار اور ایک تیغ تیز اور ایک کلید کو چاک نظر آئیگی اشیاے مذکور کو جلد نکالکر خنجر و تیغ کو تو کمر سے باندھ لینا اور کلید کو انگشت کو چاک درست راست مین رکھنا محافظان اشیاے مذکور اُسوقت بہت ڈرائینگے اور کہینگے خبردار خنجر وغیرہ یہان سے لیکر نجاو ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے تو اُنسے نڈر ہو اور کچھ اُنسے کلام بھی نکیجیو اور وہان سے روانہ ہوکر زیر کوہ آکر حسب دستور بالاے قصر جائیو چوب نقارہ پر لگائیو اور تیغ کو کمر سے کھولکر ہاتھ مین تھام لیجیو جب وہ مرغ کلان آئے چالاکی سے اُسپر تیغ لگائیو وہ زخمی ہوکر گریگا اُسوقت بھی شور و غل بہت ہوگا مطلق نڈر ہو اور جلد خنجر مذکور کو کمر سے کھولکر نوک سے خنجر کی سینہ اُسکا چاک کیجیو ایک صندوقچہ سینہ مرغ مذکور سے نکلے گا وہی کنجی جو تیری انگشت کو چاک مین ہوگی اُس سے قفل اُس صندوقچہ کو کھولیو اُسمین سے ایک لوح طلائی نکلیگی اُس لوح کو دیکھنا جو کچھ اُس لوح مین لکھا ہو پھر اُسپر عمل کرنا اور خلاف اسکے نکرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا اور یہ بھی یاد رکھ کہ جب تو بالاے کوہ سیلان قریب درخت چنار جائیگا تو دیکھے گا کہ صدہا طائران رنگا رنگ اُس درخت پر بیٹھے ہین وہ تجھکو دیکھتے ہی از حد شور و غل مچائینگے اور بزبان فصیح یہ کہینگے کہ طلسم کشا آگیا لوح طلسمی اب حاصل کرکے طلسم کو فتح کریگا یہ کہکر وہ سب درخت چنار سے زمین پر گرینگے اور لوٹ کر صورتین مہیب پیدا کرکے ڈرانے کے واسطے حملہ آور ہونگے کیونکہ وہ سب

حکم بانیان طلسم سے اسی خدمت پر معین ومقرر ہین صرف ڈرائینگے ایذا نہ دینگے اُنکے شور وغل سے اور اُنکے
گھیر لینے سے نہ ڈرنا اور آمادہ جنگ بھی اُنسے نہونا اور کچھ کلام بھی اُنسے نکرنا اور تلوار اُسی خط مقید پر لگانا
ملک قاسم نے عالم غفلت مین پوچھا آپ کون بزرگ ہین اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے آپنے
مجھکو ہدایت کی نہایت مہربانی کی اُن جناب نے جواب مین فرمایا اے فرزند نام میرا ابراہیم خلیل اللہ ہے
یہ ہدایت فرماکر دفعتاً نظر سے غائب ہوگئے ملک قاسم غفلت سے ہوشیار ہوا غور سے جو دیکھا
تو فلک پر آثار سحر کے نمایان ہین وہ بزرگ تو نہین ہین لیکن جو کچھ اُنہون نے ارشاد کیا تھا سب یاد ہے
اس بشارت سے قاسم خوش ہوا فی الفور اُٹھکر کنارہ دریا کے جاکر وضو کیا اور پھر زیر شجر آکر نماز سحر
پڑھی بعد نماز سحر کے بموجب ہدایت حضرت ابراہیم علیہ السلام بالاے کوہ سیلان گیا اور جس طرح
اُنجناب نے فرمایا تھا اُسی طور سے عمل کیا اس جگہ بار دیگر احوال دستیابی تیغ وخنجر وکلید تحریر کرنا اچھا
نہ تھا طول ہوتا اس وجہ سے اس کمترین نے تحریر نہین کیا غرض آمدم برسر مطلب جب ملک قاسم بیخ درخت
چنار سے اشیاے مندرجۂ بالا پاچکا بہت خوش ہوکر زیر کوہ آیا پھر قطع راہ کرکے کنارہ دریا آکر مرکب
کا تنگ کھولکر سوار ہوا اور گھوڑے کو دریا مین ڈالا وہ شناوری کرتا ہوا بمشکل تمام عنقریب اُس قصر بلند
کے پہونچا ملک قاسم نے ہاتھ بڑھاکر وہی زنجیر طلائی پکڑلی اور مرکب کو دریا مین چھوڑکر بالاے قصر ارادہ
چڑھنے کا کیا اُسوقت بذریعہ زنجیر مذکور کے بالاے قصر چڑھنا از حد مشکل ہوگیا اسوقت وہ نہایت پریشانی مین تھا
دمبدم زنجیر مذکور ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی بہزار مشکل ملک قاسم نے دونون ہاتھون سے نہایت
مضبوطی کے ساتھ زنجیر کو پکڑے ہوئے جاتا تھا صاحب دفتر نے ترقیم کیا ہے کہ ملک قاسم نسبت
قبل کے ایک مرتبہ از حد مشکل اور دشواری سے بالاے قصر گیا اُس وقت اُس قصر کو جنبش تھی صاف
یہ معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ ہے ملک قاسم نے نہایت حیران ہوکر بعجلت تمام چوب اُٹھا کر نقارہ پر لگائی
صدا تو نقارہ سے پیدا ہوئی مگر نقارہ خنجر اور تیغ اور کلید کے پاس ہونے کی وجہ سے شق ہوگیا
نقارہ سے دھوان پیدا ہوا آواز نقارہ سے مانند نالہ جانکاہ کے آئی کہ جسکی وجہ سے محزون
ہوکر زمین تھرا رہی تھی صداے نقارہ حد سے زیادہ بلند ہوتی تھی ناگاہ وہی مرغ کلان حسب دستور
پیدا ہوا مگر ایک مرتبہ شاید آگاہی مرگ سے ملول تھا نالہ کرتا ہوا آیا یہان ملک قاسم نے بموجب
ہدایت اُنجناب کے تیغ تیز کمر سے کھولکر ہاتھ مین علم کرلی تھی مرغ کے آتے ہی تیغ لگائی قدرت خدا سے تلوار
اُسپر پڑی وہ زخمی ہوکر بالاے قصر گرا اور مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا اُس وقت اُسکے زخمی
ہونے اور تڑپنے سے قبل سے زیادہ تر قصر کو جنبش ہوئی آب دریا مین جوش وخروش بحد پیدا ہوا پانی
اُچھلنے لگا طوفان عظیم پیدا ہوا ہواے تند چلنے لگی ملک قاسم یہ حال دیکھکر باوجود بہادر اور شجاع ہونے
کے گھبرایا فوراً ہی کمر سے وہی خنجر نکالکر اُسکی نوک سے سینہ مرغ کو چاک کیا اور صندوقچہ نکالکر اُسی کنجی
سے اُسے کھولکر لوح طلسمی طلائی نکالی ہنوز لوح مذکور دستیاب نہوئی تھی کہ وہ طائر زیادہ تر تڑپ کر
مرگیا اُسکے مرتے ہی تاریکی بہت ہوئی ہواے تند زیادہ چلنے لگی پانی دریا کا زیادہ جوش وخروش مین
آیا قصر کو بھی زیادہ تر حرکت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم
کشتی مرا کہ نام من طیران جادو لوحدار طلسمی بود جب آواز مذکور آچکی ملک قاسم نے دیکھا وہ طائر کلان

جسکے سینہ کو چاک کیا تھا ایک ساحر سیہ رو اور ایسی صورت اُسکی مہیب ہی کہ دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا
ہی ابھی ساحر مذکور کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ہوا سے تند سے لاش اُسکی بلند ہوئی اور ایک سمت ہوا
اُسی لاش کو اُڑا کر لیگئی لاشہ ساحر مذکور کا روبروے شاہ طلسم جاتا ہی اُسکو پہلے تو صدمہ ہوتا ہی بعد ازان
اہل دربار بھی متردد ہوتے ہین ہر ایک ساحر اہل دربار متفکر ہوتا ہی شاہ طلسم کتاب سامری مین احوال
قتل طیران جادو دریافت کرکے ملک قاسم طلسم کشا کے احوال سے آگاہ ہوتا ہی خوف سے
طلسم کشا کے چہرہ متغیر ہو جاتا ہی افسوس کرکے کہتا ہی یہ جو کچھ کیا میرے فرزند مہبوت جادو نے کیا
اگر وہ ملک قاسم کی رہائی نچاہتا تو مین اُسکو ہلاک کر ہی چکا تھا دار پر کھینچنے کا حکم دیدیا تھا یہ کہکر
برہم ہو کر ملازمون سے کہتا ہی کہ مہبوت جادو کو جلد بلاؤ ملازم جاتے ہین اور اُسکو بلا کر لاتے ہین ہاروت
جادو اُس سے کہتا ہی ای فرزند دیکھ کتاب سامری کو طیران جادو کو ملک قاسم نے قتل کیا ہی لوح طلسمی
حاصل کی ہی یہ لاشہ اُسکا پڑا ہی اگر تو اُسکے بارے مین کد و کاوش نکرتا رہائی اُسکی نچاہتا تو یہ غضب کیون
ہوتا وہ تقریر اپنے پدر کی سُنکے شرمندہ اور خجل ہوتا ہی سر جھکا لیتا ہی پھر جواب دیتا ہی مین کیا جانتا تھا کہ اس
جوان کے ساتھ مین نیکی کرونگا اور یہ بدی پیش آئیگا طیران جادو کو ماریگا لوح طلسمی حاصل کریگا اگر آپ
اُسکے طلسم کشا ہونے سے آگاہ تھے تو لاکھ مین نے اُسکی رہائی کے واسطے کہا تھا آپ میرا کہنا نمانتے
اُسکو رہا نکرتے قتل کر ڈالتے مجھسے یہ راز بیان کر دیتے مین اُسکے مقدمہ مین دخل ندیتا ہاروت
جادو جواب معقول پا کر خاموش رہتا ہی اور اپنے فرزند سے بباطن کشیدہ خاطر ہوتا ہی پھر ملازمون کو
یہ حکم دیتا ہی کہ لاشہ طیران جادو کا اُٹھا کر لیجاؤ ملازم لاشہ مذکور اُٹھا کر لے جاتے ہین اور موافق اپنے
مذہب کے اُسے جلاتے ہین اور ہاروت جادو طلسم کشا کے بارے مین فکر کرتا ہی اہل دربار سے
اُسکی گرفتاری کے باب مین مشورہ کرتا ہی ہر ایک موافق اپنی عقل کے راے دیتا ہی بعض ساحر
یہ عرض کرتے ہین ابھی سے حضور اسقدر کیون متردد ہین دربند طلسم سے اُسکا گذرنا اور یہان آنا
دشوار ہی جب دربندون کو وہ فتح کر لیگا اُس وقت کوئی تدبیر اُسکی گرفتاری کے لیے کیجیے گا بعض
ساحران ساحرون کی راے نہین پسند کرتے ہین اور عرض کرتے ہین حضور ہمارے نزدیک یہی
مناسب ہی کہ ابھی سے کوئی فکر کی جاے تاکہ طلسم کشا جلد گرفتار ہو جاے ساحران دربند کو احوال
طلسم کشا سے اطلاع دیدی جائے علاوہ اسکے سامان جنگ و جدال ابھی سے کیا جاے دشمن
سے غافل ہونا اچھا نہین ہی ہاروت ان ساحرون کی راے کو پسند کرتا ہی پھر ساحران دربند کو
ملک قاسم سے بذریعہ طائران سحر نامے روانہ کرکے آگاہ کرتا ہی اور سامان جنگ و جدال مین مصروف
ہوتا ہی یہان تو ہاروت جادو اِس انتظام مین ہی مگر اب احوال ملک قاسم کا لکھا جاتا ہی کہ جب طیران
جادو کو ہلاک کرکے لوح طلسمی پاچکا اور لاشہ طیران جادو بیر اُسکے سحر کے بادتند بنکر اُٹھا لے گئے
اُسوقت بموجب ہدایت جناب ابراہیم علیہ السلام ملک قاسم نے لوح کو دیکھا اُسمین یہ عبارت
نظر آئی کہ ای طلسم کشا اگر خداوند عالم اپنے فضل و کرم سے تجھے طیران جادو پر فتحیاب کرے اور لوح
طلسمی ہاتھ آئے تو لازم ہی کہ اس قصر مدور کی سیر کر ایک جانب ایک دروازہ ملے گا اُس
دروازہ سے نیچے قصر کے جا بعد سیر کرنے قصر کے دالان مین تخت مرصع نظر آئے گا اُسے ایک ہاتھ سے

اُٹھا اُسکے نیچے کسیقدر زمین کھود دہنہ نقب کا پیدا ہوگا اور ایک دھوان اُس دہنہ سے ظاہر ہوگا بعد دور ہونے اُس دھوئین کے ایک شیر کلان نہایت غمگین نقب مذکور مین دکھائی دیگا تو اُسکی صورت اور اُسکی آواز سے نڈر ہو جب وہ منھ کھولے بخوف وخطر اُسکے دہن مین اپنے تئین گرا دیجیو وہ شیر مثل شیر صحرا کے ہوگا نہایت بڑا سر ہوگا دہن اُسکا اسقدر وسیع ہوگا کہ تو اُسکے دہن مین مانند لقمہ کے چلا جائیگا غرض جب تو بخوف وخطر دہن شیر مذکور مین اپنے تئین گرا دیگا آنکھین تیری بند ہو جائینگی جب آنکھین تیری کھلین اُس وقت جو نظر آئے دیکھنا اور ہر جگہ لوح کو دیکھکر ہر ایک کام کرنا ملک قاسم نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر بموجب ہدایت لوح کے عمل کیا یعنی نقب مذکور مین کہ بصورت دہن شیر تھی اپنے تئین ڈال دیا یہان وہ قعر دراز بانسوار ہوا ابلا تھوڑی دیر کے پاؤن قاسم کے آشنا زمین سے ہوئے اور آنکھین کھلین دیکھا ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی پھول طرح طرح کے کھلے ہوے ہین اُسی باغ مین کھڑا ہون اُس باغ کی مختصر ثنا ہی بموجب نظم

استقدر بوستان وہ تھا پُر آب
ماہ اک فشان تھا کہ رنگ شب تاب — مطلع صبح یاسمن ہر چمن — گل تر اختر شب سوسن — صاف سورج ہاہی گل خورشید
یاسمن زار رشک صبح امید — زلف زہرہ تھا طرۂ سنبل — مرغ زار اُس چمن کا تھا بلبل — دوب مین ہر روش کے تھی پنہا
نظر آتی ہی صاف مہر گیا — دل تسنیم و سلسبیل و لبن — ہون اسیر کمند نغمۂ چمن — دیکھکر آب و تاب پانی کی
پانی پانی ہو آب گوہر بھی — کیا صفائی خدا نے بخشی تھی — دہان لطافت بھی پانی بھرتی تھی — قرب موج و حباب تھا اسطرح
چشم و ابرو ہین متصل جس طرح — فتح کرتی تھی تیغ موج خوش آب — دمبدم ہوتے تھے خشک جناب — دے رہی تھی ہلال چشم حباب
شوخی چشم گلرخان کا جواب — ہالۂ موج کا قمر تھا حباب — دُرج گوہر سے خوبتر تھا حباب — یا لب نہر پر تھے تنجانے
یا کہ تھے تیغ موج کے چھالے — ہر سیر بہار عالم آب — عینک چشم نہر تھے وہ حباب — آب مین حرف بےحجاب تھی موج
رشتۂ گوہر حباب تھی موج — یہ نئی موج نہر کی ہی مثال — کیسے مرغابیے حباب کا جال — ماہی عکس شعلہ گوہر بار
کرتی ہی شست موج نہر شکار — بیچ مین اک چبوترہ پر نور — صاف مانند لوح سینۂ حور — تھا

ابھی ملک قاسم باغ کی سیر کر رہا تھا ہر اک درخت اور گل و ثمر کو دیکھکر متحیر تھا دل مین کہتا تھا ان پھولون مین کیا خوشبو ہی کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہی اور کیا رنگ ان گلہاے باغ کے ہین کہ رشک عارض محبوب ہین خصوصاً پھول گلاب کے بےمثل و بےنظیر ہین رخسار معشوق سے انکو تشبیہ دینا بہتر نہین ہی کیونکہ جو رنگ و بو ان پھولون مین ہی عارض مہوشان مین نہین دیکھی ہی ناگاہ مشاہدہ کیا کہ چند نازنینان خوبرو کمان ابرو حسن جمال مین بیمثال رشک حور ایک خوش جمال باغ مین باہم ہنستی ہوئی اور ٹہلتی ہوئی ایک جانب نظر آئین اُنکی تعریف مفصل تو کیا لکھی جائے لیکن مختصر اُنکا حال درج کیا جاتا ہی بموجب نظم

خار دیتی تھی جان بلبل کو — پھول بالی مین اک پروتی تھی — نہر پر کوئی منھ کو دھوتی تھی — توڑتی تھی کوئی پری گل کو
کوئی گلگرد بہار گاتی تھی — کوئی گلگیر ہین نرگس ہزار — اپنے گل کی فراق مین انگار — کوئی مہوش ملار گاتی تھی
پاؤن پر پاؤن سوے چرخ نظر — تیر الفت جگر پر کھائے ہوے — لو اُسی کی طرف لگائے ہوے — شاخ گل ہاتھ مین فغان لیے
نہر پر تھی کسی کے جلوہ گری — کہین شاخ شجر مین باہین ہین — کہین عاشق کے دل مین باہین ہین — کوئی زیر درخت بیٹھی تھی
دم مین کردے فلک کو آوارہ — اچپلی شوخ تھی ہر اک چنچل — دیکھکر جسکو ہووے دل بیکل — حسن مین تھی ہر ایک مہ پارہ

ملک قاسم ان نازنینون کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا دل مین کہنے لگا ایسی نازنینان خوش جمال آج تک نظر نہین آئین اگین ایک

ایک ایک چیدہ و منتخب ہر خوشا مقدر اُس شخص کا جسکو انکا وصل ہو یہ دل مین کہا ملک قاسم اُنکی طرف
بڑھا تھا یکایک نازنین جو سب سے حسن و لباس مین بہتر تھی اُسنے قاسم کو دیکھکر اپنی ہمراہی نازنینون سے
مخاطب ہوکر مسکرا کر کہا دیکھو جنکے تم انتظار مین تھین وہ آتے ہین ابتو خوش ہو مراد بر آئی فراق مبدل
بہ دیدار ہوا جاؤ انکو بلاؤ بالاے فرش زیر نمگیرہ چبوترہ پر بٹھاؤ بخاطر پیش آؤ بعد ازان تمناے دلی
نکالو اُنھون نے قہقہہ مارکر عرض کیا اے ملکہ عالم واہ واہ کیا خوب آپ ہمسے ایسی باتین کرتی ہین خطا
معاف ہو حضور اُس دن سے تو انکی منتظر تھین آپ ہی کو تو انکا بہت بڑا انتظار تھا انھین کے فراق
مین بیتاب و بیقرار تھین شب بھر نہین سوتی تھین تارے گن گن کر رات بسر کرتی تھین شکر کیجیے
کہ آپکی مراد بر آئی رنج فراق دل سے دور ہوا یہ آپہی کو مبارک ہون یہ آپکو زیب ہین آپ
انکو زیب ہین ہمتو حضور کی فرمانبردار ہین کیا مجال ہماری کہ ہم انکو نظر بد سے دیکھین ابھی وہ نازنینان
خوبرو اُس حور جمال سے یہ تقریر کر رہی تھین اور مسکرا رہی تھین کہ ملک قاسم اُسکے قریب پہونچے وہ
نازنین حور اجمال ناز و ادا سے کہنے لگی اے جوان توکون ہے بے اجازت میرے میرے باغ مین
کیون چلا آیا ہے تیرا یہان کیا کام ہے بہتر اسی مین ہے کہ ہمارے باغ سے چلا جا ورنہ انجام تیری اِس
جسارت کا اور میرے حکم پر عمل نکرنے کا بُرا ہوگا ملک قاسم نے جواب دیا اے محبوب خوش جمال
واے نازنین بے مثال یہ بے مروتی اور بے اعتنائی تمسے یہ تمہارا حسن و جمال کراتا ہے تمہارے باغ مین اگر
نہ آتے تو یہ باتین کاہے کو سنتے جو چاہے کہہ لو اختیار ہے تم معشوق ہو تمہاری یہ باتین بھی مجھے اچھی اور بہت
پسندیدہ معلوم ہوتی ہین ہر چند کہ ناز و ادا اور ظلم و جفا کرنا معشوقون کا شعار ہے لیکن اسقدر بے اعتنائی
اور بے مروتی بھی نکرنا چاہیے جس طرح تم مجھسے پیش آئین وہ نازنین حور اجمال یہ تقریر ملک قاسم
کی سنکے خاموش ہوئی اور اپنی ہمراہی نازنینون سے کہنے لگی لو صاحب یک نہ شد دو شد ہمنے تو یہ
ابھی کہا تھا ہمارے باغ مین بغیر اجازت کے کیون چلے آتے ہین یہان سے چلے جاؤ وہ کچھ اور
ہی کہنے لگے دعواے عاشقی کرنے لگے مجھکو اپنا معشوق تصور کرنے لگے بلکہ اظہار اُسکا کیا مجھے ایسی باتون سے نفرت ہے
مین نہین جانتی عاشق و معشوق کسکو کہتے ہین اِنسے کہدو یہان کوئی آوارہ نہین ہے جس سے ایسی گفتگو کرتے ہو بس خاموش رہو
یاروبکر ایسی بیہودہ باتین زبان پر نہ لانا اگر کسی بات کی ہوس ہے تو کسی زن فاجرہ سے جاکر یہ باتین کرو اور یہ بھی کہو کہ
جلد باغ سے جائین اسی مین انکی بہتری ہے اُن نازنینون نے عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہے انکو ایسی باتین کرنا
اور بغیر اجازت باغ مین چلے آنا مناسب نہ تھا اب یہ اگرچہ آئین ہین تو آپکو لازم ہے کہ بلحاظ مہمان نوازی کا کرکے
انکی خاطر کیجیے کیا یہ یاد کرینگے کہ ہم ایک باغ رشک ارم مین گئے تھے وہان ملکہ شیرین عذار نے
ہماری دعوت و ضیافت ساتھ تکلف کے کی تھی اُسنے مسکرا کر جواب دیا اگر تمکو مہمان نوازی کا
خیال ہے تو پھر تمہین انکی دعوت اور خاطر کرو چبوترہ پر زیر نمگیرہ بالاے مسند زرین انکو بٹھاؤ شراب
گلنار پلاؤ سامان دعوت و ضیافت کرو اور جو حوصلہ ہو انسے نکالو تمکو اختیار ہے مجھے اِس باب مین
کچھ نہ کہو مہمان نوازی سے مجھے باز رکھو مین بے مروت ہی سہی کوئی مجھکو اچھا کہے یا نہ کہے میرے دل مین
رحم نہین ہے اُن نازنینون نے اشارہ اُسکا پاکر ملک قاسم سے عرض کیا اے جوان ملکہ عالم تو ہماری اِس
وقت برہم ہین لیکن ہم مہمان نواز ہین لہذا تم چبوترہ پر چلکر بیٹھ تھوڑی دیر مین غصہ ملکہ عالم کا فرو ہو جائیگا

عجب نہین کہ یہ بھی تیرے پاس آکر بیٹھین یہ کہکر وہ نازنینان خوش جمال ملک قاسم کو ہمراہ لیکر
اُسی چبوترہ پر زیر نمگیرہ لائین اور مسند زرین پر بٹھایا وہ تین نازنینان خوبرو تو روبرو ملک قاسم حاضر
رہین اور دو چار خدمت ملکہ شیرین عذار مین گئین اور بمنت وخوشامد اُسکو بھی چبوترہ پر لاکر پہلوے ملک
قاسم مین بٹھایا بعدہ اُن نازنینون نے کنیزون کو حکم دیا جلد کشتی شراب کی لیکر آؤ اور سامان دعوت
وضیافت کا کرو کنیزین کچھ تو برائے سامان دعوت گئین اور کچھ روبرو برائے خدمت حاضر رہین اور دو
کنیزین اُسی دم گئین کشتی شراب ناب کی مع ساغرہاے بلورین کے حاضر ہوئین اُسوقت اُن نازنینون
نے دست بستہ ملکہ سے عرض کیا حضور آپ اپنے ہاتھ سے انھین شراب پلا دیجئے ہماری عرض قبول کیجیے
اُسنے جواب دیا پھر تمنے وہی باتین شرارت کی کین اسی سبب سے مین یہان نہین آتی تھی جب تمنے
بہت عاجز کیا تو مین تمھاری خاطر سے یہان آکر بیٹھ گئی یہ تمھارے مہمان ہین تم جانو یہ جانین خواہ تم انکو شراب
پلا دو یا یہ تمھین شراب پلائین مجھے اس بارے مین معذور رکھو جب ہمجولیون نے اُسکی از حد منت و
عاجزی کی اُس نازنین نے مجبور ہوکر کہا تم سب سے مین عاجز ہوگئی ہون تم مجھے غیرون کی تابعداری
کراتی ہو تمھارے ناز اُٹھانا پڑتے ہین ذرا سی بات مین ناراض ہوجاتی ہو ہر وقت مجھے تمھارے
ناراض ہونے کا خیال رہتا ہی اس وقت بھی تمھاری رنجیدگی کا خیال کرکے تمھارے کہنے پر عمل
کرتی ہون کبھی کسی مرد کو اپنے ہاتھ سے شراب نہ پلاتی تھی تمھاری خاطر سے انھین شراب پلاتی ہون
اُنھون نے عرض کیا جب حضور ہمارے ناز اُٹھاتی ہین تو ہم بھی ناز اور ضد کرتے ہین آپ ہماری
مالکہ قدردان و ناز بردار ہین ملکہ شیرین عذار نے اُنکی تقریر سنکے اپنے ہاتھ سے ہزار ناز و ادا سے شیشہ
شراب کا اُٹھا کر ساغر بلورین شراب اُنڈیل کر ساغر کو ہاتھ مین لیا پھر ہاتھ جانب ملک قاسم
بڑھاے منھ اُسکی طرف سے پھیر کر کہا جسکو یہ جام مے پینا ہو ہمارے ہاتھ سے پی لے ورنہ ہم جام مے
ہاتھ سے ڈال دینگے فرش پر گر کر چور چور ہوجائے گا ملک قاسم نے اُسکی ناز و ادا پر نظر کرکے
مسکرا کر اُسکے ہاتھ سے جام مے لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ شیرین عذار کی ہمجولیون نے پوچھا حضور
آپ نے شراب کیون نہ پی ہمنے تو کسقدر منت اور خوشامد ملکہ عالم کی کی ہے جب اُنھون نے اپنے
ہاتھ سے جام مے آپ کو دیا ہے ورنہ یہ کبھی کسیکو اپنے ہاتھ سے جام شراب ندین مناسب یہ ہے کہ شراب
پی لیجیے ورنہ ملکہ عالم کو سخت ملال ہوگا اور ہمکو بھی صدمہ ہوگا قاسم نے جواب دیا مجھے میخواری
مین صرف اسقدر عذر ہے کہ ملکہ عالم کے حالات سے آگاہ نہین ہون اگر یہ سامری پرست ہین یا بت
کو پوجتی ہین تو مین اُنکے ہاتھ سے اُس وقت تک شراب نہ پیونگا جبتک یہ مسلمان نہونگی ہمجولیان
اُس حور اجمال کی یہ سنکے بہت متحیر ہوئین ایک نے دوسری کی طرف دیکھا ملکہ نے برہم ہوکر اُنسے
کہا ای نالائقو سنا تمنے یہ کیا کہتے ہین اب یہ تمنی لگے ہین کہ ہمین اور تمکو مسلمان کرین انکی تقریر سنکے
کچھ خوش ہوئین اُنھون نے دست بستہ عرض کیا حضور ہم یہ نجانتے تھے کہ شراب پینے مین ایسی باتین
کرینگے شراب ہماری خاطر سے آپ مطیع اسلام ہوجائیے اُنکی خوشی کیجیے اُس نازنین حور اجمال نے
بے تامل کہا اچھا تمھاری خاطر سے ہم مطیع اسلام ہونگے سامری پرستی سے کنارہ کرتی ہون اب تو تم سب
ہمسے خوش ہوئین ہمجولیون نے اُس سے عرض کیا ہان حضور آپ نے بڑی عنایت کی ہمارے کہنے

سے آپ مطیع اسلام ہوگئین یہ کہکر ملک قاسم سے کہا حضور اب آپ کو میخواری مین کیا عذر ہے بے تامل
شراب پیجیے انکو بھی پلائیے گرمی کا وقت ہے زرہ اور تیغ و خنجر کو تن سے دور کیجیے اور یہ تختی بھی جو گلے مین
آپکے پڑی ہے اُتار ڈالیے بے تکلف بیٹھکر بادہ خواری کیجیے نازنینون کا ناچ دیکھیے اور گانا اُنکا سنیے
چندے عیش و عشرت سے یہان بسر کیجیے اب باغ کو اپنا باغ تصور کیجیے ہمکو اپنی کنیزین خیال کیجیے یہ کہکر
دو چار نازنینان خوبرو اٹھین اور لوح طلسمی کے عکس سے بجاے زرہ اور تیغ و خنجر کو تن قاسم سے جدا
کرنے لگین ملکہ شیرین غدار نے بھی کہا اچھا تو ہے کہ اس فصل گرما مین زرہ اور تیغ و خنجر اور یہ تختی تن
سے دور کرو یہ کہکر خود بھی لوح طلسمی کے اُتارنے پر آمادہ ہوئی اُس وقت قاسم نے خیال کیا
کہ عالم غفلت مین حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھکر کرنا یہان یہ عورتین تیغ
و خنجر اور لوح اور زرہ اُتارے لیتی ہین ایسا نہو کہ یہ لیکر بدین اور ہمکو مطیع اسلام ہوئین ہون یہ خیال
کرکے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اے طلسم کشا خبردار یہ جام شراب نہ پینا اور خنجر اور تیغ اور لوح
اپنے تن سے جدا کرکے انکو نہ دینا یہ سب ساحر ہین بزور سحر اُنھون نے یہ صورتین اپنی بنائی ہین
تجھسے مکر و فریب کرکے اشیاے مذکور لینا چاہتی ہین بعد لینے اشیاے مذکور کے تجھکو گرفتار کرینگی
جلد ساغر شراب پر عکس لوح کا ڈالکر تیغ آبدار نیام سے کھینچکر ان سبکو قتل کر پہلے شیرین غدار نقلی
کو قتل کرنا بعد ازان اور سب کو تہ تیغ کرنا ملک قاسم نے لوح کو دیکھکر تیغہ پر ہاتھ ڈالا شیرین
غدار وغیرہ نے ہوشیار ہوکر چاہا تھا کہ بھاگ جائین سحر سے غرق زمین ہوجائین یا سحر سے بصورت
طائران بنکر اُڑ جائین ناگاہ ملک قاسم نے اُس ساغر مے پر عکس لوح کا ڈالکر تیغ تیز علم کرکے پہلے ملکہ
شیرین غدار نقلی کو قتل کیا بعد ازان جملہ اُسکی ہمجولیون اور کنیزون کو تہ تیغ کیا اور وقت قتل کرنے
کے یہ تدبیر کی کہ جب کوئی سحر پڑھکر پرواز پیدا کرکے اُڑنے کا ارادہ کرنے لگا اُنھون نے عکس
لوح کا ڈالا وہ اُڑ نہ سکا اور انکے ہاتھ سے بمجبوری قتل ہوگیا بعد قتل ہونے اور مرنے ساحران مذکور
کے بہت تاریکی ہوئی ہواے تند چلی بھر بھرے ہوا لگی ابر نمایان ہوے سنگ باری ہونے لگی
تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا آخرکار وہ تاریکی اور سنگ باری دفع ہوئی ساحرون کے پیر جسم سے اٹھین
کے نام سے اس طرح پکاری کشتی مرا کہ نام من ہتنوشن جادو بود اسی طرح چند آوازین آئین بعد اسکے
ہواے تند سے بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اگئی لاشین نامی ساحرون کی وہ بونڈلا گرد کا اُٹھاکر بلند ہوکر ایک
جانب لیگیا اور کچھ لاشین اُن ساحرون کی پڑی رہین ابھی ملک قاسم ساحران مذکور کو قتل کر چکا تھا
ایک جانب اُس باغ کے دیکھا کہ ایک صندوق کلان رکھا ہوا ہے اور اُسپر ایک دیو سیاہ نہایت قوی
ہیکل دار شمشاد کئی سو من کی لیے بیٹھا ہے بلکہ اُس صندوق سے ارادہ اُسکے اُٹھنے کا کرتا ہے چہرہ اُسکا
نہایت مہیب ہے اور آثار قہر و غضب اُسکے رخ سے ظاہر ہین ملک قاسم نے اُسکو دیکھکر لوح پر
نظر کی لوح مین لکھا ہوا پایا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ دیو مالک اس دربند کا ہے ارنوش دیو اسکا نام ہے اور یہ
بہت قوی ہے اگر یہ ارادہ لڑائی کا کرے تو اس سے دلیرانہ لڑنا اور زیر کرکے اُسکو یا قتل کرنا یا گرفتار کرکے
اُس صندوق کلان کو کہ نہایت ہی گران وزن ہے اُٹھانا اُسکے نیچے دہنہ نقب کا ہے اُس نقب مین جانا
ابھی ملک قاسم لوح کو دیکھ ہی رہے تھے کہ ارنوش دیو نے غضبناک ہوکر دار شمشاد اُٹھاکر قاسم پر

حملہ کیا اور قریب آکر وار شمشاد کو گردش دیکر بقوت تمام وار کیا قاسم نے بفن سپہ گری وار سے بچکر چالاکی سے
بڑھکر دار شمشاد پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجے اُسنے برہم ہوکر بیٹے تو خوب زور کیا جب قاسم
نے دار مذکور اُسکے ہاتھ سے چھین لی وہ غضبناک ہوکر لپٹ گیا قاسم بھی لوح طلسمی کو زیر زرہ نہان کرکے
اور دامن گردا نکے اُس سے کشتی لڑنے لگا دو پہر تک وہ دیو خوب لڑا آخرکار تھک گیا قاسم نے اُسکو زیر
کرکے سر سے بلند کرکے گردش دیکر چاہا تھا کہ خاک پر پٹک دیجیے ناگاہ وہ طالب امان ہوا ملک
قاسم نے جواب دیا امان بغیر قبول اسلام و ایمان نہ دونگا اُسنے مسلمان ہونے سے انکار کیا اُنھون نے
خاک پر پٹک کر تیغ آبدار سے قتل کیا اس جگہ داستان گویان خوش بیان کے دو قول ہین بعضون نے
تو یون بیان کیا ہے کہ چونکہ وہ باغ ارنوس دیو سے وابستہ تھا اُسکے قتل ہونے سے باغ کا نام و نشان
نرہا اور کچھ داستان گویان نے اس طرح کہا ہے کہ قاسم نے دیو مذکور کو زیر کرکے ایک ستون سے
خوب مضبوط باندھا اُسنے قتل نہین کیا اور وہ باغ بدستور رہا غرض بہر طور بعد زیر کرنے دیو مذکور کے
قاسم نے اُس صندوق کلان کو کہ صدہا من کا تھا بقوت تمام بحکم لوح اُٹھا کر چند قدم پر گرا کر وہ نقب
مین قدم رکھا قدم رکھتے ہی قاسم کی آنکھین بند ہوگیئن غلطان اور پیچان تھوڑی دیر چلا گیا بعد ازان جب آنکھ کھولکر
دیکھا تو اپنے تئین ایک ایسے صحرا مین پایا افراط گلہاے خود رو سے رشک گلستان تھا اور سبزہ نو دمیدہ اُسکا
خط سبز معشوقان خوبرو سے بہتر تھا ہواے سر صحرا سے دل کو فرحت ہوتی تھی چرند و پرند عجیب الخلقت بھی
بکثرت تھے قاسم اُس صحراے سبزہ زار و پُر بہار کی سیر کرتا ہوا عجیب و غریب چرند و پرند دیکھتا ہوا دریاے
حیرت مین غوطہ زن تھا اور چلا جاتا تھا طائران رنگا رنگ اور چوپاے عجیب و غریب بزبان فصیح باہم کہتے
تھے غضب ہوا طلسم کشا اس صحرا مین آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہے ملک قاسم نے اُنکی تقریر سُنکے متحیر ہوکر
لوح کو دیکھا لوح مین بھی لکھا ہوا دیکھا کہ اے طلسم کشا یہ صحراے حیرت نشان ہے یہان کی عجائب و غرائب
قابل دید ہین متحیر نہو ان جانورون کے ہم سخن ہونے پر پریشان خاطر نہو اُنسے کچھ کلام نکر جانب شرق
صحرا نورد ہو جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھے کسی جا توقف نکر یہ صحراے پُر بلا و پُر خطر ہے جلد اسکو طے کر
جب لوح نے یہ حکم دیا قاسم جلد تر چلنے لگا بعد قطع کرنے راہ دور و دراز کے اور مقابل ہونے
بلاہاے بیشمار کے بہزار مشکل اُس صحرا کو طے کیا اور ایسی جگہ پہونچا کہ ایک میدان لق و دق مین ایک
قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا اُس قلعہ مین پچاس بُرج تھے اور پانچ سو مردم مسلح و مکمل مرکبون پر سوار گرد
قلعہ بالاے ہوا معلق تھے اور ہر ایک برج مین ایک ایک سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ
ایستادہ نظر آتا تھا اور دروازے اُس قلعہ کے آٹھ تھے ہر ایک دروازہ پر ایک گرز بار رکھی ہوئی
تھی اور خندق مین قلعہ مذکور کے پانی سرخ رنگ تھا گویا خون نظر آتا تھا یا دراصل خون تھا ملک
قاسم نے قلعہ کو دیکھکر لوح پر نظر کی لوح مین لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا اگر اس قلعہ کا فتح کرنا منظور
ہے تو نیزا جانب در قلعہ روانہ ہو اور جو تیرا سد راہ ہو اُسے تیغ آبدار سے قتل کر جب عنقریب خندق
کے پہونچے جست کرکے خندق سے گذر کر در قلعہ کو گرز گران سے توڑ کر اندر قلعہ کے جا اور وہانکی
سیر کرکے جو نقارہ کلان وہان نظر آئے اُسپر حرب لگا اُس وقت ایک مرغ کلان پیدا ہوگا اُسپر
سوار ہونا وہ تجکو لیکر بلند ہوکر ایک جگہ لیجائیگا قاسم نے لوح کو دیکھکر جانب ایک دروازہ قلعہ کے

رُخ کیا صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ جو کرنائین کہ آٹھون دروازون پر قلعہ کے رکھین تعین دفعتاً اُنکے بجانے والے زمین سے پیدا ہوے اُنھون نے کرنائین اُٹھا کر منہ سے لگا کر انھین بجایا اُسکی آوازین بلند ہونے ہی قلعہ کو گردش ہوئی اور وہ پانچ سو سوار جو مرکبون پر بالا سے ہوا قائم تھے اور گرد قلعہ نگہبانی قلعہ ایک مدت دراز سے بحکم بانیان طلسم کر رہے تھے آوازین کرنا کی سُنکے سمجھ گئے کہ طلسم کشا آگیا ہی قلعہ کو بچانا چاہیے اور اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے وہ سب بالاے ہوا سے برفے زمین آئے اور سامنے قلعہ کے روبرو طلسم کشا کے دو صفین باندھ کر ٹھہرے پھر افسرون کو آگے بڑھایا اور ملک قاسم سے مخاطب ہوکر بقہر وغضب پکارا او طلسم کشا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اس قلعہ مین جانے کا ارادہ نکرنا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا لوح طلسمی ہمارے حوالے کردے ملک قاسم لوح کو دیکھ ہی چکا تھا اور حکم لوح ذہن نشین تھا جواب مین اُسکے کہنے لگا او سردار سواران قلعہ طلسمی سدراہ نہو میری اطاعت اختیار کر مائل جنگ وجدال نہو اندر قلعہ کے مجھکو جانے دے مین صاحب لوح ہون مجھسے مقابلہ کرکے پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مع اپنے ہمراہی سوارون کے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا او طلسم کشا کیا بکتا ہی مجھے بانیان طلسم نے محض اسیواسطے مقرر کیا ہی کہ مین تجھکو قتل کرون اور قلعہ کے اندر نجانے دون ملک قاسم اُسکی تقریر سُنکے غضبناک ہوکر آگے بڑھا اُس سردار نے اپنے ماتحت سوارون کے ساتھ حملہ کیا ادھر ملک قاسم نے تلوار نیام سے کھینچی جنگ عظیم ہوئی وہ سردار بھی مارا گیا اور جملہ سوار بھی ملک قاسم نے قتل اور زخمی کیے پھر ایک سوار کے مرکب اصلی پر سوار ہوکر گرز گران لیکر خندق سے گذر کر در قلعہ پر پہونچا اور گرز سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہوا وہ سوار جو برج برج قلعہ مین تھے اور دیگر فوج ساحران جو قلعہ مین تھی ملک قاسم پر وہ سب حملہ آور ہوئی اندر قلعہ کے بھی بہت بڑی لڑائی ہوئی لاش پر لاش ساحرون کی گری دریاے خون اندر قلعہ کے جاری ہوا ساحرون کے قتل ہونے سے پے در پے تاریکی ہوئی آوازین آنے لگین کہانتک یہ جنگ عظیم تحریر کیجاے مختصر یہ ہی کہ بعد قتل کرنے جملہ اہل قلعہ کے ملک قاسم نے قلعہ کی سیر کی اُس وقت بھی قلعہ کو مثل آسمان یا سیاءِ مے یا مانند کمہار کے چاک کے گردش تھی اُس وقت ملک قاسم کو درمیان قلعہ کے ایک نقارہ دکھائی دیا اور قریب اُسکے ایک چوب رکھی دیکھی اور ایک دیو کو قریب اُس نقارہ کے بیٹھا ہوا پایا اُس دیو نے ملک قاسم کو جانب نقارہ مذکور آتے ہوے دیکھکر غضبناک ہوکر پکارا او طلسم کشا خبردار قریب نقارہ نہ آنا ورنہ تجھکو ہلاک کرونگا ملک قاسم نے جواب دیا او نابکار تو مجکو کیا قتل کریگا تیری کیا حقیقت ہی عنایت خدا سے مین تجکو تہ تیغ کرونگا وہ دیو سُنکے دار شمشاد اُٹھا کر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا اور دار کو گردش دیکے سر قاسم پر ضرب لگائی ادھر قاسم نے اُسکا رد کرنا مناسب نجانکر ضرب کو خالی دیکر پہلو مین اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او نابکار ہوشیار ہوجا کہ قضا تیری آئی ہی جبتک وہ دار کو زمین سے اُٹھانے اور پھر انبر لگائے تیغ تیز اُس بہادر نے اُسکی کمر پر ایسی لگائی کہ وہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا وہ گیا دو ٹکڑے ہوکر بالاے فرش خاک گرا گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے گرے اُسکے قتل ہونے سے قلعہ کو زیادہ گردش ہوئی اور نقارہ کو حرکت ہوئی بلکہ خود بخود بلند ہونے لگا اُسوقت ملک قاسم نے دوڑ کر چوب اُٹھا کر نقارہ پر لگاہی دی آواز نقارہ سے پیدا ہوئی لیکن فوراً ہی زمین سے

ایک شعلہ پیدا ہوا اور مانند شمع کافوری کے جلنے لگا اور اسی کے شعلہ سے تمام قلعہ بھی مانند قلعہ آتشبازی کے جلنے لگا تھوڑی دیر مین اُس قلعہ کا نام و نشان بھی باقی نرہا چونکہ ملک قاسم کے سینہ پر لوح طلسمی تھی آگ سے ضرر نہ پہونچا بعد جلنے اور نابود ہونے قلعہ مذکور کے ملک قاسم نے جو دیکھا تو ایک میدان وسیع ہی ساحرون کی لاشین بھی نہین ہین کیونکہ خود ہی سحر کر کے بیرلاشین اُنکی اُٹھا لے گئے تھے ابھی طلسم کشا حیران و پریشان تھا کہ دفعتاً قلعہ کا نام و نشان بھی نرہا یہ کیا ہوا ناگاہ ایک جانب سے ہوائے تند آئی ہمراہ آندھی سیاہ کے ظاہر ہوئے بعد ایک لمحہ کے ایک طائر کلان مہیب صورت قوی الجثہ بالائے ہوا سے اُتر کر روبرو ملک قاسم کے آیا اور بزبان فصیح کہا اے طلسم کشا تو نے نقارہ طلسمی پر چوب لگا کر کیون مجھے طلب کیا ہی قاسم نے جواب دیا مین نے تجھکو اسواسطے بلایا ہی کہ مجھکو کنارہ دریا تک پہونچا دے کہ وہان سے مقام دیو ہفت سر کا قریب ہی اُس طائر نے بموجب حکم بانیان طلسم کے کہ اسی خدمت پر مقرر تھا کچھ غور نکیا اور کہا اے طلسم کشا میری پشت پر سوار ہو ملک قاسم اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ اُڑا یہانتک بلند ہوا کہ عنقریب فلک اول تک اونچا ہوا اور راہ دور و دراز طی کی بعد ازان ایک دریا کے کنارے بلندی سے اُترا اور قاسم کو اپنی پشت سے اُتار کر نالان و گریان ایک جانب اُڑ گیا یہان قاسم نے بعد جانے طائر طلسمی کے دیکھا کہ ایک دریاے مہیب ہی ہر اک موج اُسکی آفت خیز تھی بموجب نظم کے

نظم

دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا
سخن مکر کی طرح تہ دار
بادبان جہاز گردون تھا

اسکے دست تلاطم مین طاقت
گھاٹ تیغ قضا کا گھاٹ اسکا
لب ساحر بشر کا تشنۂ خون

لکھے اُس بحر کی جو ماہیت
مثل دامان حشر پاٹ اسکا
آب تیغ اجل سے آب فزون

وہ محیط کنار ناپیدا
مثل بخت سیاہ تیرہ و تار
پاٹ دریا کا حد سے افزون تھا

ملک قاسم اُس دریاے مواج و قہار کو دیکھکر متردد ہوا فی الفور لوح کو دیکھا لوح مین لکھا ہوا پایا کہ اے طلسم کشا اسم بزرگ و جلیل جو حاشیہ لوح پر ہی اسکو ہزار مرتبہ کنارہ پر اسی دریا کے بیٹھکر پڑھ ایک کشتی برکت اسم بزرگ مذکور سے پیدا ہو کر تیرے پاس آئیگی اُسپر سوار ہونا وہ کشتی جہان جانا تجھکو لازم ہی وہان پہونچا دیگی ملک قاسم نے بعد دیکھنے لوح کے وضو کیا اور اُسی اسم بزرگ کو ہزار مرتبہ کنارہ دریاے مذکور بیٹھکر پڑھا اُس وقت دریا مین جوش و خروش زیادہ پیدا ہوا ہوائے تند چلی پانی اُچھلنے لگا ہر موج اُسکی آسمان تک جانے لگی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازان وہ جوش و خروش پانی کا کم ہوا دریا مین کشتی پیدا ہوئی اُس کشتی پر کوئی سوار نہ تھا خود بخود مانند تیر کے چلی آتی تھی جب ملک قاسم کے قریب آئی ٹھہر گئی اور کنارہ دریا آکر رک گئی قاسم بسم اللہ کہکر اُسپر سوار ہوا وہ کشتی خود بخود مثل آب روان کے دریا مین روان ہوئی ایک سمت چلی بعد دور روز کے وہ کشتی کنارہ ایک جزیرہ کے جا کر ٹھہر گئی ملک قاسم کشتی سے اُتر کر خدا کا شکر کرکے اُس جزیرہ مین گیا دیکھا وہ جزیرہ ویران ہی اور ایسا وحشت ناک ہی کہ روح اُسکی وحشت سے گھبراتی ہی خاک اُڑ رہی ہی میدان وسیع ہی جہان تک نظر جاتی ہی میدان پُرخار نظر آتا ہی اُس جزیرہ پر وحشت کے میدان کا احوال مع حال قاسم کے اب مختصر بموجب نظم درج کیا جاتا ہی

نظم

تھا شجر بھی تو آگ کا تھا شجر
پر سیمرغ قاف جلتے تھے

چھالا پائے نظر مین پڑتا تھا
شعلہ ایسا زمین سے اٹھتا تھا

سایہ تک ایڑیان رگڑتا تھا
چرخ مین تھا فلک بھی مثل طلا

سنگریزے تھے غیرت اخگر
جنکی دھمک سے نہ راہ چلتے تھے
موج آتش تھی صاف موج سراب

ریگ ماہی ہوئی تھی جس کے کباب
پاؤن مین سایہ لپٹ جاتا تھا
نہ کسی ملک کا پتہ معلوم
منہ مین لیتا عقیق لب برم
گل سے تلوے تھے خار سے ناگاہ

تھا جو باد سموم کا جھونکا
وہ کڑی دھوپ وہ ریت دیکھ
جبر سے جب قدم اٹھاتا تھا
تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام

نار دوزخ کا اک زبانہ تھا
پاؤن قاسم کے آہ نازک نرم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام

سر پہ جب آفتاب آتا تھا
ساتھ رہبر نہ راستہ معلوم
شدت تشنگی سے وہ پرغم
تمتمائے تھے نازنین رخسار

صاحب دفتر نے درج کیا ہے کہ ملک قاسم اس جزیرہ کے میدان مین رہردی سے نہایت پریشان وحیران ہوا اور روح کثرت تشنگی وحرارت ووحشت جزیرہ سے لب پر آگئی قریب تھا کہ طائر روح قفس تن سے نکل کر سوے عدم پرواز کرے مگر قدرت خدا سے کیونکر طائر روح قفس تن سے نکل سکتا تھا کہ زندگی باقی تھی ایسی حالت مین ملک قاسم نے رہی سے عاجز ہوکر لوح کو دیکھا لوح مین لکھا ہوا پایا اے طلسم کشا یہان سے تھوڑی دور جسطرح ممکن ہوا درجا درخت چنار تک اپنے تئین پہونچا اگر تشنگی اور حرارت سے بیتاب زیادہ ہے تو لوح کو دمبدم سینہ سے مس کر اس میدان مین ہمت نہ ہار تھوڑی تکلیف اور اٹھا منزل مقصد تک اپنے تئین پہونچا ملک قاسم نے لوح کو دیکھکر آہ کی اور کہا مجھسے ایک قدم بھی چلا نہین جاتا ہے اور لوح یہ حکم دیتی ہے کیا کرون پھر آپ ہی کہا اے قاسم جس طرح ہوسکے چلو حکم لوح پر عمل کرو یہ کہکر آہستہ آہستہ بہزار دشواری تھوڑی راہ اور طے کی اور قریب درخت چنار پہونچا دیکھا ایک دیو ہفت سر نہایت قوی ہیکل ودراز قد زیر درخت چنار پڑا ہوا سو رہا ہے پہلو مین اسکے دار شمشاد رکھی ہے ہر ایک سر اسکا علیحدہ علیحدہ ہے کوئی سر بصورت شیر ہے کوئی بصورت اژدر ہے کوئی بشکل خنزر اور کوئی بصورت پلنگ ہے اسی طرح مختلف اور باقی ماندہ بھی اسکے سر ہین غافل پڑا ہوا سو رہا ہے سانس دونون نتھنون سے یون نکل رہی ہے گویا ہوائے تند وتیز چل رہی ہے مرا اٹا ایسا تھا گویا صدائے رعد تھی صورت اسکی ایسی خوفناک اور مہیب تھی کہ پردہ قاف مین بھی کوئی دیو مانند اسکے بدصورت نہ تھا ملک قاسم نے اسکو دیکھکر لوح کو اور جو کچھ حکم لوح نے دیا تھا اسکو ذہن نشین کرکے قریب اسکے جاکر نعرہ کیا او دیو ہفت سر بیدار ہوکہ اجل تیری آپہونچی اس طرح سونا تیرا اچھا نہین ہے بیدار ہوکر مجھسے مقابلہ کر بعدہ قتل ہوکر خواب اجل ایسا آئے گا کہ تا قیامت بیدار نہوگا حالانکہ تجھ ایسے دشمن کو ہوشیار کرنا اچھا نہین ہے لیکن تقاضائے شجاعت وجوانمردی یہی ہے کہ دشمن کو ہوشیار کرکے اور اسکی ضرب کو روک کے بار دکر کے قتل کرے دیو ہفت سر نعرہ قاسم سے بیدار ہوا آنکھین کھولکر قاسم کو دیکھکر غضبناک ہوکر اٹھا اور وار شمشاد کو اٹھا کر مانند رعد کے بلکہ اسکی آواز سے بھی بڑھ کر نعرہ کرکے مستفسر ہوا اور اجل رسیدہ تو یہانتک کیونکر آیا احوال سے اپنے آگاہ کر تو کون ہے یہان کیون آیا ہے شاید دیوانہ ہے تجکو نہین معلوم کہ یہ مقام ومسکن مجھ ایسے دیو قوی کا ہے کسی نے تجھکو یہان آنے سے منع بھی نکیا اجل تیری کشان کشان اس طرف لے آئی ملک قاسم نے غضبناک ہوکر جواب دیا او دیو آگاہ ہو کہ نام میرا ملک قاسم ہے صاحب لوح ہون اس طلسم کو فتح کرونگا شاہ طلسم کو بھی ہلاک کرونگا دیو یہ سنکے نہایت برہم ہوا پھر وار شمشاد کو گردش دیکر حملہ ور ہوا ملک قاسم نے کئی وار اسکے رد کرکے بحکم لوح شمشیر ابدار اس طرح اسکی گردن پر لگائی کہ تمام گردن اسکی کٹ کر اسکے تن سے جدا ہوئی ساتون سر اسکے مانند برجون کے زمین پر گرے اور تن طویل

اُسکا مانند پہاڑ کے برو سے خاک گرا غبار بلند ہوا قدم گاو زمین اُسکے گرنے سے تھرا گئے زمین شق
ہو گئی گلوے بریدہ سے اُسکے ایک دریاے خون اُس میدان مین جاری ہوا لاشہ اُسکا تڑپنے
لگا بعد تھوڑی دیر کے تر آب کے مرگیا ملک قاسم بموجب ہدایت لوح سر اُسکا اُٹھا کر آگے روانہ
ہوا ابھی تھوڑی راہ طے کی تھی ناگاہ سامنے سے ایک مکان پختہ اور بلند سیاہ رنگ دکھائی دیا وہ مکان
ایسا تھا کہ زندان معلوم ہوتا تھا دروازہ پر اُسکے اور گرد اُس مکان کے کچھ ساحر محافظت اور نگہبانی
کے لیے معین تھے بعضے نارنج و ترنج اور نادِل جوبی دار ہاتھون مین لیے بیٹھے تھے اکثر ٹہل رہے
تھے ہاتھون مین اُنکے ترسول اور نیسول تھے اکثر تلوارین علم کیے ہوے کھڑے تھے جب اُنھون نے
ملک قاسم کو اپنی طرف آتے دیکھا پکار کر کہا تو کون ہی اس طرف کیون آتا ہی خبردار ادھر نہ آ جلد یہان
سے بھاگ جا یہ جگہ پُر خوف و خطر ہی اول تو یہ مقام و مسکن دیو ہفت سر کا ہی اگر وہ تجھکو دیکھ لیگا تو
برہم ہو کر کھا جائیگا ورنہ ضرب دار شمشاد سے ہلاک کریگا دوسرے اگر اس طرف آنے کا ارادہ کریگا
تو ہم تجھکو ہلاک کرینگے کیونکہ حکم شاہ طلسم سے اس زندان پر معین ہین یہان جبار شاہ بادشاہ طلسم
قید ہی اس طرف کسی کے آنے کا حکم نہین ہی ملک قاسم نے اُنکی تقریر سُن کے لوح کو دیکھکر حکم لوح
سے آگاہ ہو کر جواب دیا ای ساحران نابکار کیا بیہودہ بکتے ہو کیون مجھے ڈراتے ہو مین نے دیو
ہفت سر کو قتل کیا ہی اب تمکو بھی قتل کرونگا جبار شاہ بادشاہ طلسم و قیانوس سابق کو زندان سے
رہا کرونگا کیونکہ مجھکو حکم لوح یہی ہی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو مجھسے آمادہ جنگ نہو مین
طلسم کشا ہون دیکھو یہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی و یہ سر دیو ہفت سر کا ہی یہ کہتا ہوا اُنکے
قریب پہونچا اُس وقت اُن ساحرون نے سر دیو ہفت سر کا دیکھکر اور لوح طلسمی گلے مین ملک
قاسم کے دیکھکر بعضے تو آمادہ جنگ ہوے اکثر ساحر اُنکو مانع ہوے اور اس طرح آہستہ سے
سمجھانے لگے کہ تم اس طلسم کشا سے لڑکر مفت اپنی جان نہ دو ہمارے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اُسکی
اطاعت کرو اُنکے سمجھانے سے وہ ساحر بھی ڈرے اور کہا جو تمھارے ہمراہ ہین اور اپنے افسر کے
تابعدار ہین جو اُنکی راے ہوگی اُسی پر عمل کرینگے ابھی وہ یہ تقریر کر رہے تھے کہ افسر اُنکا ناصر جادو
اُنسے کہنے لگا مین نے تو اس طلسم کشا کی اطاعت اختیار کی تمکو اختیار ہی اُنھون نے عرض کیا جب آپنے
اس بہادر کی اطاعت اختیار کی تو ہمنے بھی فرمان برداری قبول کی یہ کہکر خاموش ہوے ناصر جادو نے
بڑھ کر کہا ای طلسم کشا ہمکو اپنا فرمانبردار جان ہم تجھسے آمادہ جنگ نہونگے ہمنے تیرے کہنے پر عمل
کیا اب بیخوف و خطر آ جو حکم کر ہم بجا لائین ملک قاسم اُنکی تقریر سُنکے خوش ہوا اور کہا تم مطیع اسلام
بھی ہو اور اسقدر ہماری خوشی اور کرو کہ در زندان وا کردو اُنھون نے حسب الحکم مطیع اسلام ہو کر در زندان
کو وا کیا ملک قاسم زندان مین داخل ہوا دیکھا جبار شاہ بحال خراب زندان مین قید ہی آنکھین
اُسکی بے نور ہین نالہ و فریاد کر رہا ہی خود بخود کہتا ہی ای جبار شاہ افسوس جسکو تو اپنا دوست جانتا تھا
اُسنے تجھسے دشمنی کی تجھکو قید کیا حاکم طلسم خود ہو گیا آنکھون سے بھی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی زندان
مین ایک روز مر جائیگا رہا ہونا تیرا دشوار ہی قاسم نے اُسکی تقریر سُن کے پکارا ای جبار شاہ مغموم نہو رنج و غم
کو دل سے دور کر اب شاد و خرم ہو کہ زمانہ تمھاری قید کا گذر گیا ہنگام رہائی آگیا اُسنے خوش ہو کر پوچھا

ای شخص تو کون ہی یہ خوشخبری محض میری تسلی خاطر کے واسطے ہی یا واقعی جو تو کہتا ہی سچ ہی ملک قاسم نے
جواب دیا ای جبار شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا ملک قاسم ہی مین فرزند علمشاہ کا ہون اور پوتا جناب حمزہ
صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے اس طلسم کے آیا ہون لوح طلسمی میرے پاس ہی ظیران
جادو کو مین قتل کرچکا ہون دیو ارنوس اور دیو ہفت سر کو بھی ہلاک کرچکا ہون افضال الٰہی سے
یہان تک آیا ہون سر دیو ہفت سر کا میرے پاس موجود ہی تمکو رہا کرنے کی فکر ہی اگر تم مطیع اسلام
ہو تو مین تمکو قید سے رہا کردون اور تمہارے دشمن کو ہلاک کرون وہ یہ سُن کے ازحد خوش ہوا
اور کہنے لگا ای جوان تو نے مجھپر احسان کیا مین بھی تیری فرمابرداری مین قصور نکرونگا جو حکم ہو بجالاؤن
مطیع اسلام کے ہونے مین مجھے عذر نہین ہی ملک قاسم اسکی تقریر سُنکے خوش ہوا اور ارادہ اُسکے
رہا کرنے کا کیا اُسنے کہا ای طلسم کشا اس طرح میری رہائی نہوگی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان میرے تن سے
جدا نہونگی قاسم نے پوچھا پھر کیونکر یہ طوق و زنجیر تمہارے تن سے دفع ہوگی اُسنے کہا اگر آگ روشن کیجاے
اور دیو ہفت سر کا سر آگ مین ڈال دیا جاے جب اُسکا دھوان میری آنکھون اور تمامی تن کو لگیگا
اُس وقت مین رہا ہونگا اور آنکھین بھی روشن ہوجائینگی کیونکہ یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان اصلی نہین ہین
ملک قاسم نے اُسی وقت بموجب کہنے جبار شاہ کے ناصر جادو سے کہا آگ بکثرت روشن
کر اُسنے عرض کیا خادم ابھی حکم بجالاتا ہی یہ کہکر ساحرون کو بلا کر کہنے لگا لکڑیون کا انبار لگاؤ اور اُنکو
جلاؤ ساحرون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی جب آتش خوب شعلہ ور ہوئی اُس وقت ملک قاسم نے
سر دیو ہفت سر کا آگ مین ڈال دیا وہ جلنے لگا اور دھوان اُسکا بلند ہونے لگا جبار شاہ کی آنکھین اُس سر کے
دھوئین سے روشن ہوگئین اور زنجیر و طوق وغیرہ بھی تن سے دور ہوا اُس وقت جبار شاہ اُٹھکر قدم
ملک قاسم پر گرا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار حضور نے مجھپر ازحد احسان کیا قید سے مجھے رہا کیا خادم اپنا
بنا لیا ملک قاسم نے مہربان ہوکر سر اُسکا پاؤن سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا ای جبار شاہ یہ
کیا کہتے ہو تم شاہ طلسم ہو اب یہ بیان کرو کہ تم کیونکر قید ہوے کسنے تمکو قید کیا اُسنے عرض کیا حضور
یہ قصہ طویل ہی اس وقت تو مفصل کیا عرض کرون لیکن مختصر عرض کرتا ہون بگوش سماعت فرمائیے
مین اس طلسم وقیانوس کا بادشاہ تھا اور لہو و لعب مین شب و روز بعیش و عشرت بسر کرتا تھا چندان
امور سلطنت مین مشغول نہوتا تھا تمام کاروبار حکومت و سلطنت کا میری غفلت اور عیش پسندی سے
بخوبی انجام نپاتا تھا اور سپہ سالار میرا ہاروت مجکو امور سلطنت سے غافل پاکر روز بروز میرے اہل
لشکر کو ملاتا جاتا تھا ایک روز ایک بہانہ سے میری دعوت کرکے دھوکے مین مجکو مبتلاے سحر
کیا چونکہ جملہ اعلے اور ادنے اُس سے ڈرتے تھے کوئی مانع نہوا اُسنے مجکو خوب مبتلاے سحر کرکے
اس زندان مین گرفتار کیا اور آنکھون کو بھی میری بزور سحر نابینا کردیا اور دیو ہفت سر کو میرا محافظ کیا
اور اس زندان مین مجکو گرفتار کیا اُس روز سے اس زندان مین زندگی اپنی برنج و الم بسر کرتا تھا چونکہ ایک
کاہن سے کہ وہ میرا دوست ہی معلوم ہوا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ملک قاسم نامی طلسم کشا اس طلسم مین
آئے گا اور وہی باعث رہائی ہوگا جو تعداد سال اور ماہ آپنے بتائی تھی مطابق اُسکے آپکا یہان
آنا ہوا آج مین آپ کے تشریف لانے اور کاہن کے حکم لگانے کا خیال کررہا تھا اور رو رہا تھا

دل مین کہتا تھا کاہن نے فقط میری تسلی کے واسطے کہدیا تھا میرا رہا ہونا دشوار ہی طلسم کشا کیون مجھے
رہا کرنے لگا اور نہین معلوم حکم اُسنے سچ لگایا ہی یا جھوٹ لگایا ہی ایسی ہی باتین اپنے دل سے کہہ رہا
تھا اور عیش و راحت کو اپنی یاد کرکے زار زار رو رہا تھا کہ ناگاہ آپ تشریف لائے مجھکو رہا کیا اب
مین چاہتا ہون کہ مجھے اجازت جانے کی دیجیے تا مین اُن افسران لشکر کو ہمراہ اپنے یہان لے
آؤن جو میرے قید ہونے سے ناخوش ہین اور بظاہر ہاروت جادو کے فرمانبردار ہین ملک
قاسم نے جواب دیا اے جبار شاہ تنہا تمھارا جانا میرے نزدیک بہتر نہین ہی میرے ہمراہ چلنا
مبادا ہاروت جادو تمکو تنہا پاکر پھر گرفتار کرے اُسنے مسکرا کر عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار
کیا مجال اُس نابکار کی جواب مجکو گرفتار کرے مجکو تو دھوکے مین اُسنے گرفتار کرلیا تھا اب
مین ہوشیار ہوگیا وہ مجھسے کیا مقابلہ کرسکتا ہی گو کہ وہ ساحر زبردست ہی لیکن کیا کرسکتا ہی مین
شاہ طلسم ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہی حضور میرے سحرون کو ملاحظہ کرینگے کیونکہ لڑائیان ہزارہا
ہونگی جو ساحران زبردست نمکحرام بدل و جان اُسکے فرمانبردار ہوگئے ہین تم اُنسے قیامت کی
لڑائیان ہونگی میرا جانا ہی مناسب ہی اگر نجاؤنگا اور ہاروت جادو کو میرے رہا ہونے کی
خبر ہوجائیگی تو اچھا نہوگا جو میرے دوست ہین وہ خبر میری رہائی کی سُنکے اُس سے سرکشی کرینگے
اور وہ اُنکو قتل و گرفتار کریگا کیونکہ ساحر زبردست ہی سوائے میرے کوئی اُس سے مقابلہ
کر نہین سکتا ہی یا آپ سے وہ ڈرتا ہی یا مجھ سے ڈریگا ملک قاسم نے اُسکی تقریر سُن کے کہا اچھا
جاؤ تمکو اختیار ہی مین نے تمھاری بہتری کے واسطے کہا تھا اُسنے عرض کیا آپ کچھ اندیشہ میرے
باب مین نکیجیے مجھکو وہ نابکار اب گرفتار کر نہین سکتا لشکر کثیر کا لے آنا ضروری ہی ان تھوڑے سے
ساحرون کی جمعیت سے کیا مقابلہ ہوسکیگا یہ کہکر اسمائے سحر ورد زبان کیے چونکہ مخفی ہر ایک سے
جانا منظور تھا ایسا سحر کیا کہ زمین شق ہوئی جبار شاہ زمین مین سما گیا اور بزور سحر زیر زمین راہ پیدا
کرکے ایک جانب روانہ ہوا یہان ملک قاسم ناصر جادو سے باہر زندان کے آکر پوچھنے لگا کہ تم
یہان کس زمانہ سے معین اور مقرر ہوے ہو اُسنے عرض کیا حضور زمانہ قریب چالیس برس کے
گذرا ہی کہ جبار شاہ کو ہاروت جادو اُسکے سپہ سالار نے قید کیا تھا اور ہمکو یہان برائے
حفاظت کردر زندان معین کیا تھا یہان تو ملک قاسم ناصر جادو سے ہم سخن ہی حالات طلسم دریافت
کر رہا ہی اور جو اُسکو معلوم ہی بتا رہا ہی اُنکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب احوال لاشہ دیو ہفت سر
کا لکھا جاتا ہی کہ بعد قتل ہونے دیو ہفت سر کے ہاروت شاہ کو اُسکے قتل ہونے کی خبر اس طرح
معلوم ہوئی کہ ہاروت جادو اپنے دربار مین بالائے تخت بیٹھا ہوا تھا ارکان دولت اور ساحران
زبردست حاضر دربار تھے ساقیان خوبرو جام مئے گلنار ہاروت جادو اور اہل دربار کو دے رہے تھے
ہر ایک شراب پی رہا تھا دور جام ہو رہا تھا ناگاہ ہاروت جادو نے عالم نشہ شراب مین حکم دیا
کہ میکشی بغیر رقص و نغمہ نازنینان خوش جمال کی خوب نہین ہی لہذا نازنینان حسین نہایت خوش گلو ہمارے
روبرو رقص و نغمہ کرین اُسکے حکم سے ملازم اُسکے گئے تھے اور نازنینان خوش گلو کو بحکم ہاروت
سے آگاہ کیا تھا اور وہ سب مع اپنے سازندون کے دربار ہاروت جادو مین حاضر ہوئین تھین اور

سلام کرکے کھڑی ہوئین تحسین آفرین سے ایک نازنین کو ہاروت جادو نے حکم دیا تھا وہ بعد درست ہونے سازون کے اور بعد رقص کرنے کے بہزار ناز و ادا یہ غزل سر دربار گا رہی تھی غزل

دعا بلا تھی شب غم سکون جان کے لیے
امید یکشبہ ہے بس جاودان کے لیے
حجاب چرخ بلا ہی ہوا کرے بیتاب
دگرنہ خواب کہان چشم پاسبان کے لیے
لیا ہی دل کے عوض جان دینے قیمت دون
کہ جو ہی کم ہی بیان شوق جانفشانی کے لیے
کہان وہ عیش اسیری کہان وہ امن قفس
جہانمین آئے ہین پرنے جہان کے لیے
روان فزا ہے سحر ہی جلال مومن سے

سخن بہانہ ہوا مرگ ناگہان کے لیے
سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
فغان اثر کے لیے اور اثر فغان کے لیے
مزہ یہ شکوہ مین آیا کہ بے مزہ ہوے وہ
مین اور آئی سوداگری زبان کے لیے
ملے رقیب سے وہ جب سنا وصال ہوا
ہے بیم برق بلا روز آشیان کے لیے
بھلا ہوا کہ وفا آزما ستم سے مرے
رہا نہ معجزہ باقی لب بتان کے لیے

خلاف وعدۂ فردا کی ہمکو تاب کہان
کہ سخت چاہیے دل اپنے رازدان کے لیے
ہر اعتماد مرے بخت خفتہ پر کیا کیا
مین تلخ کام رہا لذت زبان کے لیے
وہ لعل روح فزا دے کہا تسلک لو سے
دریغ جان گئی ایسے بدگمان کے لیے
جنون عشق ازل کیون نہ خاک اڑائین کہ ہم
ہمین بھی دی تھی جان اسکے اٹھانے کے لیے

ہاروت جادو نازنین مذکورہ کے رقص کو دیکھکر اور غزل مندرجہ کو سن کے خوش ہو کر کہتا تھا فی الواقع یہ غزل خوب گائی ہم خوش ہوے لیکن اے نازنین دل چاہتا ہے کہ تیرے منہ سے کوئی غزل فارسی کی سنین ہمکو فارسی کلام سے زیادہ رغبت ہے اس نازنین نے بموجب فرمایش کے یہ غزل شروع کی اور اہالیان محفل کو اپنی طرف رجوع کیا

جہان بر ابروے عید از ہلال وسمہ کشید
کمان ابروے یارم کہ بار وسمہ کشید
نبود چنگ و رباب و گل و عبیر کہ بود
چرا کہ بے تو ندارم مجال گفت و شنید
مریز آب سرشکم کہ بے تو آتش دل
شبم ز روے تو روشن چو روز میگردید
مپوش رو و شود درہم از تفرج خلق
بخوان بہ لطف و بگوش کن چو مروارید

ہلال عید در ابروے یار باید دید
مگر نسیم تنت دوش در چمن بگذشت
کہ گل وجود من آغشتہ گلاب و نبید
بہاے وصل تو گر جان بود خریدارم
چو باد می شد و در خاک رہ می غلطید
بلب رسید مرا جان و بر نیامد کام
کہ خط سبز براوان یکاد خواند دمید

شکستہ گشت چو پشت ہلال قامت من
کہ گل بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
بیا کہ با تو بگویم غم و ملالت دل
کہ جنس خوب مبصر بہر چہ دید خرید
چو صبح روے تو در شام زلف میدیدم
نہ رسید امید و طلب بسر نہ رسید
بشوق روے تو حافظ نوشت سطر چند

نازنین مذکورہ غزل حافظ شیرازی کی گا رہی تھی ہاروت جادو ہر ایک شعر کو سن کے عالم وجد مین جھوم رہا تھا بے اختیار تعریف کر رہا تھا اہل دربار بھی بگوش دل سن رہے تھے جو فارسی دان تھے وہ لطف شعر سے آگاہ ہو کر تعریف کر رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ہر ایک ساحر خوش ہو رہا تھا نشہ شراب کا جو ہوا تھا ہر اک جھوم رہا تھا ہاروت جادو بھی بہت خوش تھا ناگاہ ایک گلدستہ گلون کا جو روبرو اسکے ہمیشہ رہتا تھا اور بار بار ہاروت جادو اس وجہ سے اسکو دیکھتا رہتا تھا کہ وہ گلدستہ وابستہ جان دیو ہفت سر تھا ہاروت جادو جب اسکو سرسبز و شاداب دیکھتا تھا جانتا تھا کہ دیو ہفت سر زندہ ہے اور بخیر و عافیت ہے جب یہ گلدستہ پژمردہ ہو کر خود بخود جل جائیگا مجھے معلوم ہو جائیگا کہ دیو ہفت سر مارا گیا اُس وقت مین حفاظت جبار شاہ کے واسطے کوئی فکر تازہ کرونگا تاکہ وہ قید سے رہا ہو اور حکومت طلسم دقیانوس سے مجھے چھین کر مجھے قتل نکرے اور یہ بھی گلدستہ مذکور کو دیکھکر خیال کرتا تھا کہ دیو ہفت سر کو دنیا مین کوئی

شخص سوائے طلسم کشا کے قتل کر نہین سکتا ہی اور وہی جبار شاہ کو رہا بھی کریگا یہ حالات کتاب سامری
سے اور کاہنون سے کو دریافت کرچکا تھا اور جب سے طلسم کشا داخل طلسم ہوا تھا شب و روز مین ہزارون
مرتبہ اُس گلدستہ کو دیکھتا تھا جو ساحران زبردست حال سے گلدستہ مذکور کے آگاہ تھے اور جانتے
تھے کہ یہ گلدستہ سحر وابستہ جان دیو ہفت سر ہی جبتک وہ زندہ ہی یہ بھی سرسبز و شاداب ہی ہاروت
جادو سے عرض کرتے تھے حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائیے بار بار گلدستہ کو نہ دیکھیے دیو ہفت سر کا قتل ہونا مشکل
اور دشوار ہی طلسم کشا کیا قتل کرسکیگا خود ہی ہاتھ سے اُسکے ہلاک ہوگا ضرب دار تمشادکی کہ وہ
دار ہزار ہا من کی ہی طلسم کشا کے دیو سے بھی رو کی نجائیگی ہم کہہ سکتے ہین کہ ہوا بھی اگر دار مذکور
کی طلسم کشا کو لگ جائیگی تو کوسون اُڑ جائیگا صفحہ دنیا سے نام و نشان اُسکا مٹ جائیگا ضرب دار شمشاد
دیو ہفت سر کی اگر کوہ گران پر پڑیگی تو وہ بھی سرمہ سا ہوجائیگا بلکہ غبار بنکر ہوائے تند سے اُڑ
جائیگا ہاروت جادو اُنکو جواب دیتا تھا تم جو کچھ دیو ہفت سر کے بارے مین کہتے ہو سچ کہتے ہو
وہ ایسا ہی طاقت ور ہی اس وجہ سے بادولت نے اُسکو محافظ زندان جبار شاہ مقرر کیا ہی تاکہ کوئی
شاہ طلسم کو رہا نکر سکے مگر آگاہ ہو کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے دیو ہفت سر ضرور قتل ہوگا کتاب سامری
اور کاہنون کا قول غلط نہین ہی طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا ہی دمبدم دیکھنے
سے لوح طلسمی طلسم کشا کو ہدایت کریگی وہ بموجب ہدایت لوح کے عمل کریگا ضرب دار دیو ہفت
سر سے اپنے تئین بہ ہدایت لوح بچائیگا اور آخر کار ضرور ہی قتل کریگا وہ عرض کرتے تھے حضور آپ
بجا فرماتے ہین لیکن ابھی طلسم کشا دیو ہفت سر کے مسکن تک نہ پہونچا ہوگا میدان جزیرہ طلسمی مین کہ
سحر بند ہی اُس تک بھی نہ آیا ہوگا بلکہ کنارے دریا تک بھی نہ آیا ہوگا طائر طلسمی نے بھی کنارے
دریا تک پہونچایا بھی نہوگا اور اگر بالفرض کنارہ دریا تک بھی پہونچا ہوگا تو اُس دریا سے کہ جسکی ہیبت
سے ہم خوب ماہر ہین کیونکر عبور کریگا برسون کنارہ دریا پر حیران و پریشان پڑا رہیگا بے دانہ و غذا
مرجائیگا دور دراز تک تو گرسنگی مین زندہ نرہیگا اور اگر دریا سے بھی کسی طرح جزیرہ طلسمی تک پہونچیگا
تو میدان جزیرہ طلسمی مین کہ سحر بند ہی حرارت و تشنگی سے ضرور ہی مرجائیگا ایک ساعت بھی زندہ
نرہیگا دیو ہفت سر تک کیونکر پہونچیگا حضور بے خوف و خطر نازنینان خوبرو کا ناچ دیکھین اور
گانا اُنکا سنین دل کو خوش و خرم رکھین تشویش و اندیشہ کرکے اُس گلدستہ کو نہ دیکھین یہ گلدستہ
ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیگا اسکو زوال نہوگا اس وقت یہ نازنین کس خوبی سے غزل فارسی گا رہی ہی
حضور بگوش دل سماعت فرمائین گلدستہ پر نظر نکرین وہ جواب دیتا تھا اے خیر خواہان من ہر چند اس وقت
مین گانا اس نازنین کا سن رہا ہون لیکن مجھکو نہایت تردد ہی طلسم کشا دشمن سخت ہی اُس سے غافل
ہونا خلاف عقل ہی اگر اُسنے دیو ہفت سر کو قتل کرکے جبار شاہ کو قید سے رہا کیا تو اچھا نہوگا
یہ طلسم فتح ہوجائیگا مین قتل ہوجاؤنگا وہ ساحر عرض کرتے تھے خداوند سامری وہ روز بد ندکھائین
کہ یہ طلسم فتح ہو اور حضور قتل ہون آپکا قتل ہونا دشوار ہی ہم جان نثار اور سرفروش کس روز کے
واسطے ہین پہلے ہم سب طلسم کشا اور جبار شاہ سے لڑینگے حتی الامکان دشمنون کو حضور کے قتل
کرینگے طلسم کو اُنکے شر و فساد سے بچائینگے اور اگر ہم سب بھی قتل ہوجائینگے تو بھی ہزار ہا ساحران

نامی و نامور حضور کے فرمانبردار اس طلسم مین ایسے ہین کہ برسون طلسم کشا اور جبار شاہ سے لڑینگے
کسی تدبیر سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لینگے جبار شاہ کو مع طلسم کشا کے گرفتار کرکے
حضور کے حوالے کردینگے اب اُنکو گرفتار نہ رکھیے گا فی الفور قتل کرڈالیے گا ابھی ساحران نامی
ہاروت جادو سے یہ کہرہے تھے اور نازنین مذکورہ نے غزل فارسی کی گاکر تمام کی تھی ناگاہ وہ گلدستہ
پژمردہ ہوکر خشک ہونے لگا پھر اسمین ایک شعلہ خود بخود ایسا پیدا ہوا کہ وہ جلکر خاک ہوگیا ہاروت
جادو کا صد سرو غم اور حیرت سے نشہ شراب کا اُتر گیا چہرہ متغیر ہوگیا حواس خمسہ درست نرہے دست
و پا کانپنے لگے وہ ساحران نامی بھی جو ہاروت جادو سے تقریر کر رہے تھے ششدر ہوے ہر ایک
ساحر کا چہرہ فق ہوگیا اُس وقت ہاروت جادو نے بے اختیار گھبراکر اپنے ملازمون سے کہا
جلد جاکر میرے فرزند نافہم و دشمن جان کو میرے روبرو لاؤ ہاے غضب ہوگیا طلسم کشا نے دیو ہفت سر
کو قتل کر ڈالا گلدستہ سحر جو وابستہ اُسکی جان سے تھا اور شناخت مرگ تھا پژمردہ ہوکر جل گیا اب
میری زندگی محال ہے جبار شاہ بھی دشمن جان ہوجائیگا طلسم کشا اب جاکر زندان سے اُسکو رہا کریگا
ہاے میرے فرزند نے میری جان لی میرے دشمن سے نیکی کرکے مجھ سے دشمنی کی ابھی ہاروت
جادو غصہ مین بک رہا تھا ناگاہ ملازمان مذکور مبہوت جادو کو بلاکر لاے ہاروت جادو نے اپنے
فرزند کو دیکھکر غضبناک ہوکر کہا ای فرزند دشمن جان دیکھ یہ گلدستہ بھی ابھی جل گیا دیو ہفت سر ہاتھ
سے طلسم کشا کے مارا گیا تیری وجہ سے طلسم برباد ہورہا ہے دربند فتح ہورہے ہین میری عیش
و راحت مین خلل آرہا ہے تجکو کچھ فکر نہین ہے بلکہ باعث خوشی کا ہوگا کہ باپ میرا اب مارا جائیگا طلسم فتح
ہوجائیگا پوتا حمزہ کا طلسم کو توڑے گا عوض اس نیکی کرنے کے یہان کا بادشاہ کردیگا مبہوت
جادو نے بعد سلام کرنے کے عرض کیا ای پدر ذیوقار آپ مجھسے بیزار ناحق ہین مین نے ایسی کیا
خطا کی ہے جسکی سبب سے ایسے کلمات آپ میرے بارے مین فرماتے ہین اُسکے رہا کرنے مین
ساعی ہوکر معتوب حضور کا ہوگیا اگر انصاف کیجیے تو آپ ہی نے دھوکا کھایا اپنے دشمن کو کیون میرے کہنے سے
رہا کردیا اور میرے حوالے کیا آپ ہی سے نادانی ہوئی آپ کی عقل آپ کی دشمن ہوئی مین سراسر بے خطا
ہون آپ جیسے خود اپنے دشمن کا تدارک ہو نہین سکتا سواے غصہ کرنے کے کوئی تدبیر معقول
کی نہین جاتی دشمن سخت سے جان بچانے کی فکر ذہن عالی مین نہین آتی آپ نے خود ہی فرمایا ہے
کہ طلسم کشا نے دیو ہفت سر کو مارا ہے اب وہ جبار شاہ کو قید سے جاکر چھڑائے گا باوجود اسکے
کہنے اور جاننے کے آپ غافل تخت پر بیٹھے ہین مجھ بخطا پر غصہ کررہے ہین یہ ذہن عالی میں
نہین آتا کہ یا تو خود بہ نفس نفیس مع لشکر کثیر براے مقابلہ طلسم کشا جائین اور اُسکو زندان جبار شاہ کے
بجانے دین اور مقابلہ کرکے کسی تدبیر سے اُس سے لوح طلسمی لیکر اُسکو گرفتار کرکے ہلاک کرین
یا کسی ساحر زبردست کو مع لشکر کثیر روانہ فرمائین کہ وہ جاکر طلسم کشا کو روکے اور زندان مذکور تک
بجانے دے تاکہ وہ جبار شاہ کو رہا نکرسکے فتنہ و فساد زیادہ نہ بڑھے فی الجملہ خوف جان و مال سے
امن حاصل ہو جبار شاہ تو عیش پسند تھا ہی آپ اُس سے زیادہ عشرت پسند ہین ایسے وقت
مین کہ دیو ہفت سر مارا گیا ہے تخت پر بیٹھے ہین کچھ فکر نہین کرتے شراب کا نشہ ہے ناچ نازنینون کا

دیکھ رہے ہین گا ناموشون کا سن ہے ہین اگر چندے ایسے ہی غفلت میچیگا اور مبتلاے عیش وعشرت
رہیے گا تو ضرور یہ طلسم ملک قاسم فتح کرے گا آپ کو گرفتار کرے گا پھر جبار شاہ کو اپنا مطیع و فرمانبردار
کر کے تخت حکومت پر بٹھا دیگا یا خود تخت پر بیٹھکر حکمران ہوگا ہاروت جادو اپنے فرزند کی تقریر
سُن کے غضبناک ہوا کہنے لگا تو کلمات بد میرے سامنے کہتا ہی خوب حق پدری ادا کرتا ہی یہ کہکر ملازمون
سے کہا لاشہ دیو ہفت سر کا دربار سے اُٹھا لیجاؤ ملازمون نے حکم کی تعمیل کی بعد اُٹھ جانے لاشہ
دیو ہفت سر کے ساحران نامی نے عرض کیا حضور اب طلسم کشا کے بارے مین کوئی تدبیر کرین جو ہونا
تھا وہ تو ہوچکا اب اگر طلسم کشا جبار شاہ کو زندان سے رہا کر لیگا تو اچھا نہوگا آیندہ حضور کو اختیار
ہی اُس وقت ہاروت جادو نے حکم دیا جلد تر تمامی مردمان سپاہ براے جنگ طلسم کشا تیار ہون بموجب
اُسکے حکم کے تمام لشکر تیار ہوا اُس وقت کچھ سوچکر ہاروت جادو نے کتاب سامری کھول کر واسطے
اپنے جانے کے دیکھا اُسمین یہ عبارت نظر آئی کہ ای ہاروت جادو براے مقابلہ طلسم کشا
تیرا جانا اچھا نہین ہی چندروز تجھپر نہایت سخت ہین یہ دیکھکر ساحران نامی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
مجکو تو کتاب سامری سے جانے کی ممانعت ہی مگر تم مین سے کوئی ساحر مع فوج کے جاکر طلسم کشا
کو زندان تک جانے ندے جبار شاہ کو رہا نکرنے دے اُسی وقت اہل دربار سے ایک ساحر
مسمی حمیر یک چشم جادو اُٹھکر دست بستہ عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو یہ فدوی جاے اور حضور کے
اقبال سے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے آئے ہاروت جادو نے جواب دیا ہمارا بھی یہی دل
چاہتا تھا کہ تجھکو روانہ کرین یہ کہکر خلعت رخصتی اُسے دیکر بجھتر ہزار ساحرون کی جمعیت سے اُسے
روانہ کیا حمیر یک چشم جادو تو تخت سحر پر سوار ہوکر لشکر ساحران ہمراہ لیکر بعد کبر و غرور براے
مقابلہ طلسم کشا روانہ ہوتا ہی اور مبہوت جادو اپنے پدر سے رخصت ہوکر دربار سے اُٹھکر اپنے
گھر جاتا ہی لیکن اب احوال سیارہ بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ملک قاسم طران جادو کو ہلاک
کرکے اور لوح طلسمی اُسکے سینہ سے لیکر بحکم لوح تنہا اندر نقب کے گئے تھے اور بعد داخل ہونے
کے وہ قصر و دریا نابود ہوے تھے سیارہ بن عمرو یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر حیران ہوا تھا دل مین
کہتا تھا کارخانہ سحر بھی نہایت حیرت افزا ہی ابھی قصر تھا اور دریا زور و شور سے بہ رہا تھا ایک دم
مین کسی کا نام و نشان بھی نرہا شاہزادہ قاسم نہین معلوم کس سمت گئے ہونگے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے
کہ اپنے تئین اُنکی خدمت مین پہونچانا چاہیے اپنے مالک سے ایسی حالت مین کنارہ کش ہونا خوب نہین
ہی راہ طلسم مین ہزارہا بلائین ہوتی ہین پس مجھ ایسے خادم کا پاس ہونا ایسی راہ پُرخطر مین ضرور ہی پھر
خود ہی جواب دیتا تھا کہ خدمت شاہزادہ موصوف مین جانا تو بہت ضرور ہی لیکن کیونکر جاؤن راہ طلسم
معلوم نہین ہی یہ باتین دل مین کرکے صورت اپنی رنگ و روغن سے تبدیل کرکے آہستہ آہستہ
ایک جانب روانہ ہوا اُسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال دیگر لکھا جاتا ہی کہ جسدم طران جادو
دست ملک قاسم سے مارا گیا اور خبر اُسکے قتل ہونے کی طلسم دقیانوس مین ساحرون کو معلوم ہوئی ہر
ایک ساحر اُسکے قتل ہونے سے پریشان خاطر ہوا اُنمین سے چند ساحرون نے باہم کہا چلو قصر طلسمی کو
دیکھین کہ اُسکی کیا صورت ہوئی اور طلسم کشا بھی اگر وہان ہو تو اُسکو بھی دیکھین یہ مشورہ باہم کرکے

تخت ہاے سحر اور اژدر سحر پر سوار ہو کر جانب قصر طلسمی مذکور روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ جب بمقام
قصر اور دریا پہونچے دیکھا وہان ایک میدان ہی خاک اُڑ رہی ہی نام و نشان بھی قصر اور دریا کا نہین ہی
جہانتک نظر پہونچتی ہی صحراے وحشتناک ہی دکھائی دیتا ہی ساحران مذکور یہ حال دیکھکر ملول ہوے
تختہاے سحر سے اور دیگر سحر کی سواریون سے اُتر کر صحرا مین کھڑے ہوے پھر کہنے لگے افسوس
اسی جگہ قصر طلسمی تھا دریاے سحر بھی روان تھا بالاے قصر نقارہ مع چوب رکھا ہوا تھا زنجیر طلائی تا
باب دریا لٹکی تھی طیران جادو کے مرنے سے اور طلسم کشا کے نقب مین داخل ہونے سے قصر و
دریا دونون معدوم ہو گئے اور کیونکر معدوم نہوتے کہ طیران جادو کے سحر سے نمود دریا کی نمود
تھی یہ کہکر تھوڑی دیر تک افسوس کیا کیے بعد ازان سحر کی سواریون پر سوار ہو کر جانب طلسم
روانہ ہوے اور ساحرہ تو گھبراے ہوے نہایت محزون و ملول آگے بڑھ گئے مگر ایک ساحر نوجوان
کہ نام اُسکا مائل جادو تھا ان ہمراہی ساحرون سے پیچھے رہگیا تھا آہستہ آہستہ تخت سحر کو جانب طلسم
لیے جاتا تھا بار بار مڑ مڑ کر مقام قصر طلسمی کو دیکھتا جاتا تھا اور کہتا تھا دیکھیے خداوندان سامری و جمشید
کو کیا منظور ہی یہ طلسم دقیانوس کہ ایک مدت مدید اور زمانہ بعید کا ہی بانیان طلسم نے اُسکو ساتھ خوبی
کے بنایا تھا اب دست طلسم کشا سے باقی رہتا ہی یا نہین بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ بقاے
طلسم مذکور کا گذر گیا اور اب وقت اس طلسم کے ٹوٹنے کا آگیا ہی اگر مدت اس طلسم کی تمام نہوئی
ہوتی تو ہرگز طیران جادو قتل نہوتا لوح طلسمی طلسم کشا کے ہاتھ نہ آتی در بند طلسم فتح کرنیکی لوح طلسمی
اُسکو ہدایت نکرتی یہ باتین دل مین کرتا ہوا دیکھتا ہوا جاتا تھا ناگاہ صحرا مین دیکھا کہ ایک زن خوبرو
نہایت خوش جمال پری تمثال زیر درخت سایہ دار بیٹھی ہوئی زار زار رو رہی ہی اور بہ آواز بلند
حالت گریہ و بکا مین کہہ رہی ہی کہ اے خداوند سامری مین تو اس صحرا مین آکر تباہ و برباد ہو گئی عزیز و
اقارب و احباب سے چھٹ گئی اب صحراے وحشتناک سے کہان جاؤن مجکو تو راستہ بھی نہین معلوم
ہی یا وہ یا کس طرف جاؤن کیونکر آبادی تک اپنے تئین پہونچاؤن چند قدم چلی ہون کف پا مین خار صحرا
در آئے ہین آبلے پڑ گئے ہین خلش خار صحرا سے روح پر صدمہ ہی اتنا دو قدم بھی مجھسے نہ چلا جائیگا
اسی جگہ بیٹھی رہونگی تشنگی و گرسنگی سے ایک دو دن مین ہلاک ہو جاؤنگی کسیکو میرے مرنے کی
خبر بھی نہوگی افسوس تن بیجان میرا جانوران صحرا کھا جائینگے سواے آپ کے کون ایسا ہی کہ یہان
میری اعانت کریگا آپ ہی اپنی قدرت دکھائیے یا تو خود آکر جمال اپنا دکھائیے میری خبر لیجیے یا کسی
بندۂ خاص کو میرے پاس جلد بھیجیے کہ وہ مجکو میرے ملک تک پہونچا دے ابھی وہ نازنین یہ جتنین رو رو کر
یہ کہہ رہی تھی ناگاہ مائل جادو نے اسکی تقریر سنکے بیتاب ہو کر سوے زمین دیکھا ایک زن پری تمثال
کو روتا پاکر اور اُسکے حسن دلفریب پر نظر کر کے مائل جادو مائل ہوا گیو نکر شیفتہ نہوتا کہ وہ نازنین
ایسی ہی حسین تھی موافق نظم سراپاے نازنین مذکورہ *

دل کافر سے بھی تاریک تر تھی
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق
کیا ہو ساجدین شمس و قمر کو

غضب ہی جاکے پھر آنا ادھر کا
درخشان کوکب اقبال عشاق
ہر اک ابرو تھی تیغ خوش نظارہ

وہ اُسکی زلف لب دو و جگر تھی
اثر تھا زلف مین دام نظر کا
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو
سراپا جوہر موج استارہ

دم جنبش ادا اُس فتنہ گر کی
نظر سے کیف مستانہ ہویدا
وہ مژگان وقت آرایش کرین گھر
نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب
وہی جانے لگا سے جو گلے سے
عیان سینہ سے آغاز جوانی
گمان بس تھا رگ تار نظر کا
ہراک زانو خرب انگیز عشاق
نہ فانوس جیسے شمع کافور

مبارک باد تھی زخم جگر کی
نگاہ مست پھرتی تھی جدھر کو
دل آئینہ مین مانند جوہر
دہن گرداب دریاے معانی
برنگ آب گوہر خشک و سیراب
ہراک شانہ برنگ دستۂ گل
نمو پستان کی غماز جوانی
کسی صورت نظر آتی نہین ناف
بظاہر جفت خوبی مین مگر طاق
دو بالا حسن تھا جوش صفا سے

خمار آلودگی آنکھون سے پیدا
غشی آتی تھی پا بوس نظر کو
درخشان اُسکے وہ رخسار پُر نور
زبان موج شراب لن ترانی
صفت گردن کی افزون حد صلے سے
زیارت گاہ صبح عید بلبل
نزاکت سے عجب عالم کمر کا
مگر ہے حلقۂ میم کمر ناف
نمایان پانچے سے ساق بلور
عیان رنگ حنا تھا پشت پا سے

مائل جادو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و مائل ہو کر تخت سحر کو بلندی سے یہ خیال کرتا ہوا سوے زمین لایا کہ اے مائل جادو نہین معلوم یہ نازنین مہ جبین کون ہے پری ہے یا حور ہے کیونکر اس صحراے پُر بلا مین آکر اپنے عزیز و احباب سے چھوٹ گئی ہے ذرا چلکر اس سے احوال دریافت کرو اور اگر تیری منت و عاجزی پر نظر کر کے تجھ سے یہ خوبرو راضی ہو جاے تو لطف زندگی ہاتھ آئے یہ خیال کرتا ہوا تخت سحر کو اُتار کر زمین پر لایا پھر تخت سے اُتر کر روبرو اُس نازنین کے گیا اُسنے شرم و حیا سے منھ پھیر کر زیادہ رونا شروع کیا مائل جادو نے مثل ماہی بے آب کے بیقرار ہو کر پوچھا اے نازنین عدیم المثال و اے محبوبۂ خوش جمال باعث تمھارے رنج و ملال کا کیا ہے کیون روتی ہو اپنے نام نامی سے آگاہ کرو مجھ کو اپنا فرمانبردار تصور کرو اپنے عاشق سے بے اعتنائی کر کے منھ دوپٹہ سے نہ چھپاؤ میری طرف سے منھ نہ پھیرو نازنین مذکورہ نے ضبط گریہ کر کے جواب دیا اے بندہ سامری قہر خداوند سامری سے ڈر کیون مجھ دل جلی اور مبتلاے مصیبت کو نظر بد سے دیکھتا ہے اور کلمات بیہودہ اپنی زبان پر جاری کرتا ہے کیون کوچہ عشق مین قدم رکھتا ہے اظہار عشق سے میرے دل کو صدمہ دیتا ہے عشق آسان نہین ہے یاوہ گوئی سے زبان کو آشنا نکر یہان سے چلا جا اُسنے بصد عاجزی کہا اے محبوبۂ غنچہ دہن و اے مطلوبۂ سیمتن ہر چند کہ ناز و ادا معشوقون کا شعار ہے مگر اسقدر مجھ شیفتہ سے مناسب نہین ہے تیغ جفا سے مجھ مائل کو زیادہ مجروح نکرو میرے حال پر رحم کرو اپنے حال سے آگاہ کرو نازنین نے اُسکی عاجزی کرنے سے عاجز و لاچار ہو کر کہا اے بندۂ خداوند سامری کیا پوچھتا ہے میرا قصہ طول و طویل ہے اگر تجھکو دریافت کرنا منظور ہے تو بصد ادب بیٹھ جا کچھ احوال اپنا بیان کرونگی کیونکہ علاوہ تشنگی و گرسنگی اور صدمہ خس و خار بیابان کے کہ میرے کف پا مین چبھے ہین خمار سے میرا عجب حال ہے بات کرنا ناگوار ہے مائل جادو نے عرض کیا اے خوبرو اگر بادہ ناب درکار ہے تو میرے پاس موجود ہے یہ کہکر شیشہ و ساغر جھولی سے نکالکر روبرو اُسکے رکھ دیا اُسنے خوش ہو کر کہا اے شخص تو نے مے ناب دیکر ہمارے دل کو شاد کیا اب مجکو بھی ضرور ہوا کہ تجھ سے بے اعتنائی نکرون یہ کہکر منھ اُسکی طرف کر کے بیٹھی اور کہنے لگی اے بندہ سامری آگاہ ہو کہ نام سیمین اندام ہے مین دختر نیک اختر خواجہ جمیل تاجر کی ہون پدر دیو قار مجکو بہت

چاہتے تھے اسی وجہ سے ہمراہ اپنے جہان جاتے تھے لیجاتے تھے کل ہنگام شب اسی صحراے جانفستان
مین وہ مع اپنے خدام ومال واسباب کے مقیم ہوئے تھے ہنگام نصف شب قزاقون نے آکر میرے والد
اور دیگر ہمراہیون کو گرفتار کرلیا اور تمام مال واسباب باندھکر یہان سے لے گئے مین ڈرکر بھاگی
کسی قزاق کے ہاتھ نہ آئی اس وجہ سے یہان رہگئی ورنہ قزاق مجھکو بھی مثل اہل قافلہ کے گرفتار
کرکے لیجاتے اس وقت غم پدر مین اور اپنی تنہائی پر نظر کرکے رو رہی تھی کہ تم آئے اور بہ نیکی پیش
آئے اب تمسے یہ امید ہی کہ مجھکو میرے وطن پہونچا دوگے اُسنے کہا ای نازنین اب وطن مین جاکر کیا کرےگی
مین تجکو بشرط رضامندی اپنے گھر لیجاؤنگا شب و روز خدمت کرونگا مانند زوجہ کے تمکو تصور کرونگا یہ کہکر
شیشہ مے اُٹھاکر ساغر مین شراب بھرکر کہنے لگا یہ جام شراب ہمارے ہاتھ سے لیکر پیو اسکو جام شراب محبت
تصور کرو اُس نازنین نے جام مے اُسکے ہاتھ سے لیکر دہن سے لگا کر اسی طرح وہ مئے ناب پی کہ
تمام شراب زمین پر گری پھر اُس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھرکر اُسکو اپنے دست نازک سے
دیا اُسنے بخوشی جام لیکر شراب پی بعد مےخواری کے اُس نازنین نے ایک گلوری مائل جادو کو
دی اُسنے شادمان ہوکر ہاتھ بڑھاکر لے لی اور دہن مین رکھ لی پھر چباکر بیک نگل کر کہنے لگا ای
نازنین یہ کیسی گلوری تھی کہ جسکے کھانے سے سینہ مین آگ لگ گئی گرمی شدت کی معلوم ہوتی ہی اُسنے
مسکراکر کہا یہ گلوری ہمارے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہی اس گلوری کی قدر کیا جانو اگر زیادہ گرمی معلوم ہوتی ہی
تو کھڑے ہوکر چند قدم ٹہلو صحرا کی ہوا کھاؤ مائل جادو یہ گفتگو سنکے اُٹھا چاہتا تھا کہ قدم اُٹھاے ناگاہ سر
کو اُسکے ایسی گردش ہوئی کہ لڑکھڑاکر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا اُس وقت نازنین مذکورہ نے
نعرہ کیا منم سیارہ بن عمرو او نابکار خوب میرے دام مکر مین آیا یہ نعرہ کرکے اُسکی زبان مین سوزن
دیکر حلقہاے کمند سے دست و پا اُسکے درخت سے باندھ دیے پھر فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسکو ہوشیار
کیا اُسنے آنکھین کھولکر دیکھا ایک عیار مکار سامنے کھڑا ہی سمجھا اُسکے ہاتھ مین ہی مین درخت سے بندھا ہون
زبان مین سوزن ہی اپنا یہ حال دیکھکر سخت حیران ہوا گھبراکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا سیارہ نے کہا او نابکار
آگاہ ہو کہ نام میرا سیارہ ہی مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون طلسم کشاے دیوقارہ یعنے ملک قاسم نامدار کا بالفعل
عیار ہون چونکہ وہ بموجب ہدایت لوح تنہا داخل نقب ہوے تھے اور مجھکو یہان چھوڑ گئے تھے مین
نہایت متردد تھا دل مین کہتا تھا کیونکہ طلسم دقیانوس مین جاؤن ناگاہ تو یہان آیا اور میرے دام مکر
مین گرفتار ہوا اب تجھکو لازم ہی کہ مطیع اسلام ہوکر میری اور طلسم کشا کی اطاعت اختیار کر ورنہ
اسی خنجر سے ابھی تجکو قتل کرونگا مائل جادو نے یہ گفتگو سنی فکر کرنے لگا کہ اگر مطیع اسلام نہین
ہوتا ہون اور اس عیار کی اطاعت قبول نہین کرتا ہون تو ضرور یہ مار ڈالیگا بہتر یہی ہی کہ اسکے کہنے پہ
عمل کرون یہ فکر کرکے اشارہ سے کہنے لگا ای سیارہ مین بصدق دل مطیع اسلام ہوگیا میری زبان
سے سوزن نکال لے چونکہ سیارہ خواجہ عمرو کا فرزند ہی پیشانی کافر و مطیع اسلام کی دیکھکر جان جاتا
ہی کہ یہ کافر ہی یا غیر کافر ہی یا مطیع اسلام ہوگیا ہی اُسکی پیشانی بھی دیکھکر سمجھ گیا کہ بصدق دل مطیع اسلام ہوا ہی
پیشانی اسکی بہ نسبت قبل اب روشن ہی یہ سمجھکر زبان سے اُسکی سوزن نکال کر دست و پا اُسکے
حلقہاے کمند سے کھول دیے اُسنے رہا ہوکر کہا ای سیارہ بن عمرو واقعی عجب عیاری کی خوب زنین

سے بے تھے مجھکو تم پر مرد ہونے کا ذرا بھی شک ہوتا تھا سیارہ نے جواب دیا یہ کیا عیاری تھی میری عیاریان دیکھو گے تو حیران ہو جاؤ گے تمھارے واسطے یہی ادنے عیاری کافی ہوئی اب یہان توقف اچھا نہیں ہے مجھکو شاہزادہ ذوالفقار ملک قاسم نامدار کی خدمت مین لے چلو اُسنے کہا تخت سحر پر برابر میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ مین ابھی تمکو لیے چلتا ہون سیارہ ہمراہ اُسکے تخت سحر پر بیٹھکر سوے طلسم روانہ ہوا چونکہ مائل جادو کے پاس اوراق جمشیدی تھے اثناے راہ مین نکالکر اس نیت سے اُنکو دیکھا کہ اس وقت طلسم کشا کس جگہ ہے اوراق سے ظاہر ہوا کہ طلسم کشا بمقام زندان جبار شاہ فرد کش ہے مائل جادو اُسی سمت کو روانہ ہوا اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال ملک قاسم کا سنیے کہ جبسے جبار شاہ زندان سے رہا ہو کر واسطے لانے لشکر ساحران کے روانہ ہوا تھا شاہزادہ موصوف ایک کرسی زرین پر بیٹھا تھا تمام ساحران مطیع اسلام حاضر خدمت تھے ناصر جادو بھی موجود تھا غرض ہر ایک ساحر سر فروشی و جان نثاری پر کمر باندھے ہوے تھا شاہزادہ ناصر جادو سے ہم سخن تھا وہ دست بستہ سوالات کا جواب دیتا تھا ناگاہ بالاے فلک دور سے ایک تخت نظر آیا ناصر جادو نے اپنے ساحران ماتحت سے کہا دیکھو کوئی ساحر تخت سحر پر سوار ہے اسی جانب آتا ہے آمادہ جنگ ہو جاؤ اسباب سحر سے خبردار ہو یہان تک ہرگز اُسے نہ آنے دینا اور حتی الامکان اُسے گھیر کر تاریخ و تریخ سحر مار کر ہلاک کرنا کیونکہ اگر یہ ساحر زندہ بچکر نکل جائے گا تو یہان کا تمام حال ہاروت جادو سے کہے گا وہ نابکار مع لشکر کثیر یہان آکر آتش فتنہ و فساد روشن کرے گا حالانکہ اُس نمکحرام کو دیو ہفت سر کے قتل ہونے کی خبر ضرور ہی ہوئی ہو گی لیکن رہائی جبار شاہ بادشاہ طلسم سابق کی شاید خبر نہوئی ہو گی اُنھون نے عرض کیا حضور ہم ابھی جاتے ہین اور اس ساحر کو قتل کر کے اسکا سر لیکر آتے ہین یہ کہکے بہت سے ساحر جلد سحر کی سواریون پر سوار ہو کر اسکے روکنے اور قتل کرنے کو روانہ ہوے اثناے راہ مین اُن ساحران وفا شعار نے اُس ساحر کو روک کر پوچھا کہان جاتا ہے اس طرف کیون آیا ہے ہمارے سردار کا حکم نہین ہے کہ کوئی ساحر اس طرف آئے بہتر یہی ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہم تجکو قتل کرینگے اُس ساحر نے جواب دیا مین تمھارا اور تمھارے مالک و آقا کا دوست ہون مطیع اسلام ہو چکا ہون دیکھو یہ سیارہ بن عمرو کو لیکر آیا ہون مجھسے کسی طرح کا اندیشہ نکرو اور آمادہ جنگ نہو طلسم کشا کی خدمت مین مجھے جانے دو اُنھون نے جواب دیا تو یہین ٹھہر ہم خدمت طلسم کشا مین جاتے ہین اور تمام حال جو تونے بیان کیا ہے عرض کرتے ہین جو ہمکو حکم ہو گا وہ تجھسے آکر کہینگے مائل جادو اُنکی تقریر سُنکے جانب سیارہ دیکھنے لگا اُسنے کہا اے مائل جادو اب تم مجھکو سحر کے تخت سے اُتار دو مین خود شاہزادہ ذیوقار کی خدمت مین جاکر جو مناسب ہو گا عرض کرونگا اُسنے تخت سحر سے سیارہ کو اُتار دیا سیارہ بن عمرو شادان و فرحان جانب شاہزادہ ذیشان چلا ادھر ساحرون نے خدمت ملک قاسم مین آکر عرض کیا ایک ساحر مسمے مائل جادو کہ ہم اُس سے خوب آگاہ ہین وہ اسی طلسم مین رہتا ہے ایک شخص ضعیف و ناتوان کو کہ نام اسکا سیارہ ہے لیکر آیا ہے امیدوار باریابی ہے اگر حکم ہو تو اُسے آنے دین ورنہ ابھی جاکر اسکو قتل کرین ملک قاسم احوال سیارہ کا سُن کے خوش ہوا اور انکو حکم دیا خبردار اُس ساحر سے آمادہ جنگ نہونا بلکہ بعزت تمام اُس ساحر کو مع سیارہ

ہمارے روبرو لانا وہ ساحر یہ سنکے روانہ ہوئے ادھر سیارہ پاے شاطری مارتا ہوا خدمت ملک
قاسم مین پہونچا شاہزادہ اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا ادھر وہ ساحر گئے اور مائل جادو کو اپنے
ہمراہ لیکر خدمت طلسم کشا مین آئے اسنے حاضر خدمت ہوکر بصد ادب سلام کیا ملک قاسم نے اسکا
سلام لیکر بصد مہربانی کہا اے مائل جادو آؤ بیٹھو وہ دوبارہ سلام کرکے موافق اشارہ کے بیٹھا پھر
شاہزادہ سیارہ سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا تم مائل جادو کے ہمراہ کیونکر آئے اسنے تمام حال
اپنی عیاری کا عرض کیا ابھی شاہزادہ ذیوقار سیارہ سے ہم سخن تھا ناگاہ بالاے فلک چند رچند
لکہٗ ابر مختلف رنگ نظر آئے ناصر جادو اور مائل جادو نے دست بستہ عرض کیا ہمکو یقین ہوگیا
ہو کہ آواز لشکر ساحران ہی ہاروت جادو مع لشکر کثیر آتا ہی یا اور کوئی ساحر زبردست آتا ہی ملک
قاسم نے حکم دیا تم سب بھی آمادہ جنگ ہوجاؤ بڑھ کر روکو ابھی ملک قاسم اُس سے یہ کہہ رہا تھا
ناگاہ وہ لکے ابر کے قریب آکر شق ہوئے حمیر یک چشم جادو اژدر آتشین سحر پر سوار پس پشت
اُسکے پچھتر ہزار ساحران نابکار جو بازو لبط و قرقرہ وغیرہ مختلف سواریون پر تھے نظر آیا اور بروے
زمین آکر برہم ہوکر کہنے لگا او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ یہان تک آپہونچا جبار شاہ کو زندان
سے شاید رہا کیا کیونکہ مجھکو شاہ طلسم سابق زندان مین نظر نہین آتا ہی نہین معلوم وہ رہا ہوکر کہان
گیا ہی یقینی خوف ہاروت جادو سے کہین بھاگ گیا ہی جس طرف بھاگ کر جائیگا جان اُسکی نہ بچیگی اور
تجھکو تو ضرور قتل کرونگا کہ باعث فتنہ و فساد تو ہی ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے
کردے مین تجھکو اس طلسم سے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ملک قاسم نے غضبناک ہوکر جواب دیا
او نابکار کیا بکتا ہی تو مجھکو کیا قتل کریگا خود ہی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اس اپنے لشکر کثیر پر مغرور
نہو مین بفضل خدا سے صاحب لوح طلسم ہون تیغ آبدار سے تجھکو مع تیری سپاہ کے قتل کرونگا یہ دامن
صحرا لاشون سے بھر دونگا ہاروت جادو کو بھی ہلاک کرونگا حمیر جادو یہ تقریر سُنکے از حد برہم ہوکر اپنے
ساحران لشکر سے کہنے لگا تم سب دلیرانہ آگے بڑھ کر ان ساحران نمکحرام کو جنھون نے طلسم کشا کی اطاعت
اختیار کرلی ہی سحر کرکے بہت اچھی طرح ہلاک کرو اور ہجوم کرکے طلسم کشا کو گرفتار کرلو مین ہاروت جادو
شاہ طلسم سے زر و جواہر تمکو انعام مین دلواؤنگا اُس وقت جملہ مردمان لشکر حمیر جادو نارنج و ترنج اور
گولے فولادی اور ہار فلفل اور گلدستے اور ناریل جوٹی دار پر سحر کرکے سامری و جمشید کو پکارکر
لشکر قلیل ملک قاسم پر مارنے اور لگانے لگے حمیر یک چشم جادو تماشہ لڑائی کا زمین سے بلند
ہوکر دیکھنے لگا ادھر ملک قاسم بھی مع اپنی سپاہ قلیل کے آگے سے لڑنے لگا ساحران جا بجا نہین قتل
و ہلاک ہونے لگے ناصر جادو اور مائل جادو نے گولے فولادی اور ناریل جوٹی دار سے سیکڑون
ساحران لشکر مخالف کو مار مار کر لاشون کے ڈھیر زمین پر لگا دیے جو کوئی اُن لاشون کے ڈھیرون کو دیکھتا تھا
عالم سکتہ مین ہوجاتا تھا بلکہ اُسکی نسبت کلمہ تحسین و آفرین کا زبان پر لاتا تھا قاسم نے تیغ تیز سے کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا
ہر چند ساحران نابکار قتل ہوتے تھے مگر کثرت سپاہ کچھ ایسی کم نہوتی تھی اور سپاہ ملک قاسم چونکہ بہت ہی
کم ہی اُن مین جو دو تین سو ساحر قتل ہوتے تھے تو معدودے چند ساحر باقی رہ گئے تھے وہ
بھی بیچارے مصیبت کے مارے زغہ اعدا مین گھرے ہوئے تھے جہانتک ہوسکتا تھا دشمنون سے

اپنی جان بچاتے تھے کبھی وہ غرق زمین ہوتے تھے کبھی زمین سے عیان ہو کر اعدا پر سحر کرتے تھے
قاسم دلیرانہ میدان جنگ مین لڑ رہا تھا جو ساحر لشکر دشمن کا سامنے آتا تھا اُسے تہ تیغ کرتا تھا اب
ساحر خوف سے قریب نہ آتے تھے بلکہ طلسم کشا کی طرف رُخ بھی نکرتے تھے یہان تو جنگ مغلوبہ ہو رہی
تھی لاش پر لاش ساحرون کی مقتل مین گر رہی تھی ساحرون کے مرنے سے بڑی تاریکی ہو رہی تھی
بیر سحر کے چلا رہے تھے آوازین اُنکی بلند تھین ہزارہا ساحر بروے ہوا لڑتے تھے اور صدہا
بروے زمین سحر دشمنون پر کر رہے تھے سیارہ بن عمرو بھی موقع و محل پا کر جھپاے آتشبازی مار کر
ساحرون کے تنون کو جلاتا تھا اگرچہ وہ رد سحر کرتے تھے لیکن جھپاے مذکور کسی طرح دفع نہوتا تھا
ساحر حیران تھے کہ یہ عجیب سحر ہے جو بدن جلا دیتا ہے رد سحر کرتے ہین تو رد نہین ہوتا ہے اور یہ جو سحر
کرتا ہے وہ ہمسے دفع نہین ہو سکتا ہے اور یہ ساحر عجیب ساحر ہے ہر رنگ کی صورت تبدیل کر کے آتا ہے ہم
دھوکا کھاتے ہین غرض سیارہ بھی مصروف جنگ ہے حمیر جادو اژدر آتشین سحر پر سوار ہے زمین سے
اژدر اُسکا بہت بلند ہے بالاے ہوا سے لڑائی دیکھتا ہے اپنے لشکر کے ساحرون کو ترغیب جنگ
دے رہا ہے بار بار کہتا ہے ای نامردو کیسے مرد ہو کہ چند کس رہگئے ہین اُنکو قتل و ہلاک کر کے طلسم کشا
کو گرفتار نہین کرتے ہو اس اپنی جمعیت پر ڈرے جاتے ہو اُنمین کچھ ساحران نامی جواب دیتے تھے
کہ ہمتو طلسم کشا وغیرہ کی جنگ سے بقول آپ کے بھاگتے ہین آپ ہی طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کیجیے
یہ میدان کارزار ہے یہان لڑیے سیر نہ دیکھیے وہ برہم ہو کر اُنکو جواب دیتا تھا کہ مین ایسا نامی ساحر
ہو کر ان چند ادنے ساحرون سے لڑکر اپنی عزت کھوؤن اگر جبار شاہ یہان ہوتا تو اُسپر البتہ سحر کرتا اور
طلسم کشا پر اس وجہ سے سحر نہین کرتا ہون کہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے اُسپر سحر اثر نکریگا اسی سبب
سے لڑائی کی سیر دیکھ رہا ہون سحر نہین کرتا ہون ابھی اگر تم سب چاہو تو ہجوم کر کے طلسم کشا
کو گرفتار کر لو لڑائی موقوف ہو جاے فتح حاصل ہو جاے ساحران نابکار اُسکے کہنے سے ہجوم کر کے
بڑھتے تھے ناگاہ ایک جانب سے بہت سے ٹکڑے ابر کے کہ وہ رنگارنگ تھے بروے ہوا نمایان ہوے
جنمین برق کی چمک اور رعد کی آواز تھی اور دیگر عجائب و غرائب بھی اُن ٹکڑون سے ظاہر ہوتے تھے
یعنی کبھی اُنسے پانی برستا تھا اور کبھی پھول برستے تھے گاہ آگ کے انگارے گرتے تھے ابر سے
انگارے اس طرح نمایان ہوتے تھے جیسے تیر شہاب فلک سے بروے زمین آتا ہوا نظر آتا ہے
حمیر جادو وغیرہ اُن ٹکڑون کو ابر کے دیکھکر متردد ہوے اکثر ساحران نابکار دل مین کہنے لگے کہ شاید
جبار شاہ زندان سے رہا ہو کر واسطے فراہم کرنے لشکر کے گیا تھا وہی اپنے دوستون کو ہمراہ لیکر آتا ہے
اب جنگ عظیم ہوگی اُس سے لڑنا بہت مشکل ہے وہ بادشاہ طلسم سابق ہے اُسکے سحر کی پناہ نہین ملی
ہے ہم ادنے ساحر اُس سے کیا مقابلہ کرینگے یہ خیال ساحران مذکور کا بیجا نہ تھا فی الحقیقت جو اُنھون نے
اپنے دل مین تجویز کیا تھا وہی امر تھا جبار شاہ جو زندان سے رہا ہو کر مالک قاسم سے رخصت ہو کر
گیا تھا جو جو ساحران نامی اُسکے دوست تھے اور بظاہر ہادوت جادو کے مطیع تھے اُنکے پاس
گیا تھا اور تمام حال اپنے رہائی کا اور طلسم کشا کا احوال اُنسے بیان کر کے طالب اعانت ہوا تھا وہ خوش
ہو کر اُسکے ہمراہ رکاب ہوے تھے اور جو لشکر جبار شاہ کا بعد گرفتاری جبار شاہ کے کوہ و صحرا مین

بخوف ہاروت جادو نکل گیا تھا وہ بھی خبر رہائی شاہ مذکور کی سن کے خدمت جبار شاہ مین آیا تھا تعداد
تمام لشکر کی ایک لاکھ ساحرون کی تھی صرف اسی قدر ساحر نمک حلال تھے جو ہاروت جادو سے نہین
ملے تھے بہت سے دشت مین بھاگ گئے تھے کچھ بظاہر مطیع تھے غرض جبار شاہ بادشاہ طلسم
دقیانوس سابق بصد کر و فر بطریق مذکور آتا تھا حمیر یک چشم جادو کہ یہ نہایت ہی عیبی ہر ایک آنکھ سے
بصد غضب جانب لکہ ہاے ابر دیکھتا تھا اور اپنے ماتحت ساحران نامی سے کہتا تھا تم سب نے میرے
کہنے پر عمل نکیا بُرا کیا اب سخت لڑائی ہوگی یہ میدان جنگ لاشون سے مملو ہو جائیگا حالانکہ جبار شاہ
بادشاہ طلسم ہی سحر مین یگانہ آفاق ہی لیکن مین بھی ایسے ایسے چیدہ و منتخب سحر کرونگا کہ وہ بھی یاد کریگا
اور اُسکے لشکر کو تو خاک مین ملا دونگا وہ جواب مین کہتے تھے بیشک آپ ایسے ہی ہین ابھی حمیر جادو
سے وہ ساحر ہم سخن تھے اور لڑائی ہو رہی تھی یکایک وہ سب لکہ ہاے ابر قریب آکر شق ہوے
سب نے دیکھا کہ جبار شاہ ایک تخت طاؤسی سحر پر سوار ہی بہت سے ساحران نامی اُسکے یمین و
یسار مین اور ایک لاکھ ساحر مختلف سحر کے جانورون کی سواریون پر سوار ہین اسباب سحر سے
ہر ایک ساحر کی جھولی بھری ہوئی ہی ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیے ہوے ہین جبار شاہ نے یہ
جنگ مغلوبہ دیکھکر اور ملک قاسم پر ہجوم ساحران مشاہدہ کر کے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا
کہ ان ساحران نابکار پر ایسے ایسے سحر کرو کہ سب ہلاک ہو جائین اور مین بھی اُنکو سحر کر کے ہلاک
کرونگا جملہ ساحر تو حسب الحکم مختلف اُنپر سحر کر کے اُنھین ہلاک کرنے لگے وہ بھی رد سحر کر کے لڑنے
لگے جانبین سے لڑائی سحر کی ہونے لگی لیکن جبار شاہ عین جنگ مین ایک مرکب طلسمی جو اپنے ہمراہ
لایا تھا روبروے ملک قاسم آکر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار یہ مرکب طلسمی ہی لایق آپ
کی سواری کے ہی مین اِسکو فقط آپ ہی کے واسطے لیتا آیا ہون لہذا اس مرکب پر سوار ہوکر
ساحرون سے مقابلہ کیجیے ملک قاسم شاہ مذکور کے کہنے سے مرکب مذکور پر سوار ہونے لگا
جبار شاہ اس طرف متوجہ تھا حمیر جادو نے جبار شاہ کو غافل پاکر ایک ناریل چوٹی دار پر سحر
کر کے اور خون اپنی پیشانی کا اُسپر ٹپکا کر یا سامری کہکر شاہ طلسم سابق پر مارا وہ ناریل سر شاہ مذکور
پر آکر شق ہوا اُس سے اور دھوان بکثرت پیدا ہوا شاہ طلسم اُس دھوئین مین نہان ہوگیا
بعد ایک لمحہ کے سبنے دیکھا کہ وہ دھوان تو برطرف ہوگیا لیکن ایک گنبد آتشین مین جبار شاہ
نظر آیا ملک قاسم نے یہ حال دیکھکر مرکب طلسمی پر درست بیٹھکر ارادہ کیا تھا کہ عکس لوح طلسمی
کا گنبد آتشین پر ڈالکر جبار شاہ کو قید سحر سے رہا کیجیے ناگاہ جبار شاہ رد سحر کر کے گنبد مذکور کو توڑ کر
مثل شیر غضبناک نکلا اور پکارا او نمک حرام خدا کی شان ہی کہ تو اور مجھپر سحر کرتا ہی غافل پاکر ہلاک کرنیکا
ارادہ کرتا ہی نہین جانتا کہ مین شاہ طلسم ہون گو کہ ایک مدت دراز سے قید تھا بہت سے سحر بھول
گیا ہون لیکن اب بھی مثل اپنا سحر مین نہین رکھتا ہون تیری تو کیا حقیقت ہی ہاروت جادو نمک حرام
بھی مجھسے مقابلہ سحر مین نہین کر سکتا ہی یہ کہکر سحر کے زور سے بصورت عقاب بنکر اُڑا اُدھر حمیر جادو
بزور سحر عقاب بنا پھر دونون برہوا منقار و چنگل سے لڑنے لگے تھوڑی دیر تک بر ہوا
لڑائی ہوئی بعدہ دونون باہم لپٹے ہوے منقار و چنگل سے لڑتے ہوے بروے زمین آئے

اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ حمیر یک چشم جادو جا بجا سے زخمی ہی ابھی دیکھنے والے دیکھ
رہے تھے کہ حمیر جادو شاہ طلسم سے علیحدہ ہوکر سحر سے بصورت شیر ببر ہوا شاہ طلسم بھی سحر سے شیر نر
بنکر نعرہ کر کے حملہ آور ہوا باہم لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر مین حمیر جادو نے عاجز ہوکر اور زیادہ زخمی ہوکر
سحر سے صورت اپنی بشکل باز تبدیل کر کے ارادہ اُڑ کر بھاگنے کا کیا تھا بلکہ زمین سے کچھ بلند بھی ہوا تھا
یکایک ملک قاسم ساحرون کو قتل کرتا ہوا عنقریب حمیر جادو کے پہونچا اور عکس لوح کا اُسپر ڈال کر
نعرہ کیا او نابکار میدان جنگ سے کہان بھاگا جاتا ہی کیسا نامرد ہی لکھا ہی کہ بمجرد پڑنے عکس لوح
کے حمیر جادو بصورت اصلی ہوکر زمین پر گرا چاہتا تھا کہ سحر کر کے زمین مین غرق ہوجاے شاہ طلسم
اور طلسم کشا سے اپنی جان بچائے مگر چونکہ پیمانہ اجل اُسکا لبریز ہوچکا تھا ہرچند ہزارہا ساحران
نابکار سے جبار شاہ لڑتا تھا لیکن حمیر جادو کو دیکھ رہا تھا یکایک دیکھا کہ ملک قاسم نے
نعرہ کر کے تیغ آبدار حمیر نابکار پر لگائی اُسنے سحر سے چند سپرین اپنے سر پر پیدا کین ملک قاسم
نے بہ ہدایت لوح عکس ڈالا سپرین نابود ہوئین تیغ جو سر پر پڑی کاسہ سر سے گذر کر صراحی گردن مین
آئی وہان سے صندوق سینہ مین دم لیکر شکم و کمر کو کاٹکر تا زمین پہونچی ساحر مذکور دو ٹکڑے ہوکر زمین
پر گرا لشکر جبار شاہ مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا لاشہ حمیر نابکار کا تڑپکر سرد ہوگیا روح تن مجروح
سے نکلکر سوے سقر روانہ ہوئی اُسکے مرنے سے تاریکی بہت ہوئی ہوائے تند چلی پردے ہوا
لکہ ابر سیاہ پیدا ہوے سنگ باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی اور سنگ باری دفع
ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من حمیر یک چشم جادو بود بعد اس آواز آنے کے پیر اُسکے کے بونڈلا بنکر
لاشہ اُسکا اُٹھا کر جانب ہاروت جادو روانہ ہوے چونکہ جنگ مغلوبہ دونون لشکرون مین خوب
ہورہی تھی ہزارہا ساحر لشکر جانبین کے قتل و ہلاک ہورہے تھے ساحرون کے مرنے سے میدان
جنگ مین دمبدم تاریکی ہورہی تھی ہر ایک ساحر مقتول کے سحر کے پیر اُس ساحر کے نام سے آواز
کشتی مرا نام من فلان جادو بود بلند کر رہے تھے میدان جنگ کثرت تاریکی سے نمونہ پردہ ظلمات ہورہا تھا
ہزارہا لاشین ساحرون کی میدان مین پڑی تھین صدہا ساحر بروے زمین آتش سحر سے جلکر مانند انگشت
پڑے ہوے تھے ہزار ساحر بروے ہوا لڑ رہے تھے بہت سے بروے زمین اپنے حریفون سے
مقابلہ سحر مین کر رہے تھے شاہ طلسم بھی صدہا ساحرون کو اپنے سحرون سے ہلاک کر رہا تھا ناگاہ حمیر
جادو کے قتل ہونے سے لشکر مخالف پسپا ہونے لگا بلکہ اکثر ساحران بزدل جنگاہ سے بھاگنے لگے
لشکر جبار شاہ دلیرانہ خوش ہوکر بڑھنے لگا اُس وقت سپہ سالار لشکر ہزیمت اثر حمیر جادو کا کہ نام
اُسکا ببران عقاب سوار جادو تھا اپنے مردان لشکر سے مخاطب ہوکر چلایا اور پکار کر کہنے لگا اے ساحران
جنگ جو ارے کیا غضب کرتے ہو کہ میدان جنگ سے بھاگتے ہو مرد میدان کارزار ہوکر عرصہ رزم
سے بھاگنے کا قصد کرتے ہو دیکھو بھاگنا اچھا نہین ہی علاوہ عزت و آبرو کھونے کے جان بھی تمھاری
بھاگنے سے نہ بچیگی ہاروت جادو برہم ہوکر تم سبکو قتل کرڈالے گا وہ نہایت غصہ ور ہی لہذا
میری راے یہ ہی کہ سامنے سے حریفون کے نہ بھاگو دلیرانہ سحر کر کے دشمنون کو ہلاک کرو خصوصاً
جبار شاہ اور طلسم کشا کو کسی تدبیر سے قتل و گرفتار کرلو اگر یہ امر ممکن نہو تو مردانہ اسی میدان

نبرد مین دشمنون سے لڑکر مر جاؤ سر میدان جنگ نام کر جاؤ یہ دنیا بے ثبات ہی کوئی زندہ نرہیگا ایک
دن سب کو فنا ہی جب بڑے بڑے نامی ساحر زندہ نرہے تو ہم اور تم کیا مدام زندہ رہینگے آخر ایک
روز مر جائینگے پس مناسب وقت یہی ہی کہ جو کچھ مین تمسے کہتا ہون میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ
پچھتاؤگے ہر طرح سے مارے جاؤگے بھاگنے کی حالت مین دشمن تمہارے دلیرانہ تمکو قتل کرینگے
اور اگر اُنسے بھی جان بچ گئی تو ہاروت جادو تمکو یہ کہکر قتل کریگا کہ ای نمک حرامو سامنے سے
حریفون کے بھاگ آئے کچھ میرا حق نمک ادا نکیا اُس وقت اُسکو کیا جواب دوگے جب اس طرح
ببران جادو نے اپنے مردمان لشکر سے کہا سب نے بجاے خود تصور کیا کہ سپہ سالار ہمارا سچ
کہتا ہی بھاگنا بہتر نہین ہی یہ تصور کرکے نارنج و ترنج اور گولے فولادی اور گلدستے اور ناریل جوز
دار اور ماش اور سرسون لیکر سحر اُنپر دم کرکے اپنے حریفون پر مارنے لگے جم کر لڑنے لگے یا تو لشکر
جبار شاہ دمبدم آگے بڑھتا آتا تھا اب اُن سب ساحرون کی ثبات قدمی سے متحیر ہوکر ٹھہر گیا راوی
ناقل ہی کہ اُس وقت ایسی لڑائی دونون لشکرون مین ہوئی کہ ایسی لڑائی کبھی بہت کم ہوئی ہوگی کیونکہ
دو لشکر باہم ملے ہوے دلیرانہ لڑرہے تھے ہر ایک ساحر اپنے حریف پر سحر کرتا تھا وہ اُسکے سحر سے
یا تو جانبر ہوتا تھا یا رد سحر کرکے کام اُسکا اپنے سحر سے تمام کرتا تھا لاشیں پر لاشیں بالاے ہوا سے
گر رہی تھی زمین پر بھی ساحرون مین لڑائی ہورہی تھی جو ساحر بروے زمین تھے اُنکو ملک قاسم
تیغ آبدار سے دلیرانہ قتل کرتا تھا دریاے خون عرصہ جنگ مین جاری تھا ناصر جادو اور ماہل جادو بھی
ہمراہ ملک قاسم کے لڑ رہے تھے سیارہ بھی حقہاے آتشبازی سے لشکر مخالف کے ساحرون
کو ہلاک کرتا تھا اگر کسی ساحر کے سحر مین مبتلا ہوجاتا تھا تو ماہل جادو یا ناصر جادو یا ملک
قاسم اُسپر سے سحر کو دفع کردیتے تھے جبار شاہ کا یہ حال تھا کہ غضبناک ہوکر کبھی تو برق بنکر بلند ہوکر لشکر
دشمن پر گرتا تھا سیکڑون کو جلاکر خاک کرتا تھا بروے زمین مجمع ساحران پر ایسا سحر کرتا تھا کہ وہ دیوانے
ہوکر باہم لڑکر قتل ہوجاتے تھے ببران جادو نے یہ رنگ لڑائی کا دیکھکر گھبرایا خیال کرنے لگا کہ
جبار شاہ میری سپاہ کو سب سے زیادہ قتل کررہا ہی اول اُسی کے بارے مین کوئی تدبیر کرنا چاہیے
یہ امر تجویز کرکے ایک گلدستہ پھولون کا جھولی سے نکالا اور سحر اُسپر دم کرکے چند قطرات خون اپنی
پیشانی سے لیکر اُسپر ڈالکر یا سامری کہکر شاہ طلسم پر مارا چونکہ شاہ طلسم لڑائی مین مصروف تھے
گلدستہ مانند گولے کے شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعدہ ایک سوار زنگی شمشیر بکف پیدا ہوا
اور نعرہ کرکے براے قتل شاہ طلسم بڑھا اور قریب تر ہونچکر ارادہ کیا کہ تلوار سر شاہ پر لگائے ناگاہ نظر
شاہ کی عین جنگ مین اُس زنگی سحر پر پڑی فوراً شاہ مذکور نے کچھ سمجھکر کارد سحر نکالکر اُسکے سینہ پر
ماری کارد سینہ اُسکا توڑکر پشت سے گذر گئی سوار مذکور مانند دیوار آتشبازی کے چرخ کھاکر ہمہ تن
جلکر خاک ہوگیا بعد جلانے سوار مذکور کے جبار شاہ نے ببران عقاب سوار سے مخاطب
ہوکر کہا او نمک حرام اپنے مالک و آقاے سابق پر ہاتھ صاف کرتا ہی کچھ تجھکو شرم و حیا نہین آتی
ہی او نابکار ذرا غور تو کر ایک مدت دراز تک تو نے اور تیرے ہمراہی ساحرون نے میرا نمک کھایا
ہی اور انعام و خلعت بیش بہا سے سرافرازی پائی ہی آج مجھسے دشمنی پر کمر باندھی ہی تجھکو لازم ہی کہ نمک

حرامی سے باز آ جرایم گذشتہ کا دست بستہ عذر کرکے شرف ملازمت و قدمبوسی حاصل کر مین تیری خطا عفو کر دونگا
اور اگر میرے کہنے پر عمل نکریگا تو پچھتا ئیگا ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اُسنے برہم ہوکر جواب دیا
ای جبار شاہ آگاہ ہو کہ جبتک مین نے تمہارا نمک کھایا اطاعت و فرمانبرداری تمہاری کی اب
ملازم و نمکخوار ہاروت جادو کا ہون اُسکی خیر خواہی کرونگا تم تو کیا ہو تمہارے فرشتون سے لڑونگا
اگر تمہارے ہاتھ سے مارا بھی جاؤنگا تو کیا ہوگا حق نمک ہاروت جادو سے ادا ہوجاؤنگا اور سر
میدان جنگ روبرو ان سب ساحرون کے نام پیدا کرکے سرخرو سب سے ہوکر سوے عدم جاؤنگا
اور اگر تجھکو قتل کیا تو ہاروت جادو سے مال و زر بہت پاؤنگا عہدہ بھی بڑھے گا جبار شاہ اُسکی یہ
تقریر سُن کے از حد غضبناک ہوا پکارا او ملعون ہوشیار ہوجا تیرے گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
ایک گلدستہ پھولونکا کہ اُسمین گلہاے رنگا رنگ تھے اُٹھایا اور سحر اُسپر دم کرکے سوے بہران جادو
مارا وہ نابکار گلدستہ کو اپنی جانب آتے دیکھکر ڈرا پھر روے ہوا سے بروے زمین آکر ارادہ کرنے لگا
کہ سحر سے غرق زمین ہوکر اپنی جان بچاے مگر ممکن نہوا وہ گلدستہ اُسکے سر پر جاکر منتشر ہوا چنگاریان
اور شعلے ہو گئے اور دھوان بکثرت پیدا ہوا بہران جادو اُن شعلون اور دھوئین مین پوشیدہ
ہوگیا بعد ایک لمحہ کے سبنے دیکھا کہ ایک زنجیر فولادی بہران جادو کی گردن مین پڑی ہی
اور سر زنجیر کا ایک سوار فولادی کے ہاتھ مین ہی قد و قامت اُس سوار کا ایک دو بالشت سے
زیادہ نہین ہی ہاتھ مین اُسکے شمشیر برہنہ ہی سر پر خود فولادی ہی بر مین زرہ ہی چہرہ پر آثار خشم ہین گھوڑا
بھی اُسکا فولادی ہی مگر چلنے مین گویا باد تند ہی وہی سوار زنجیر پکڑے ہوے کشان کشان بہران
جادو کو لیے آتا ہی حالت اُس نابکار کی یہ ہی کہ آنکھین اُسکی حدقہ چشم سے صدمہ زنجیر گلو سے باہر
نکلی آتی ہین منہ مانند دروازہ دوزخ کے کھلا ہوا ہی رنگ چہرہ کا متغیر ہی بال سر کے پریشان ہین گھبرا کر
گھبرا کر ہر ایک اپنے دوست کی طرف دیکھتا ہی اشارہ سے کہتا ہی یارو یہ وقت مصیبت کا ہی مجھے
دوستی کرو تم سب شریک ہوکر مجھے بچاؤ اس سوار نابکار کے ہاتھ سے رہا کرو کسی طرح اِسکو خاک مین
ملاؤ مجھکو چھڑاؤ مین سحر کر نہین سکتا زبان میری بند ہی مبتلاے سحر جبار شاہ ہون جب اُسکے مردان
سپاہ نے یہ حال اُسکا دیکھا اور اشارہ اُسکا سمجھا ہر ایک ساحر نارنج و ترنج اور گولے فولادی وغیرہ
اسباب سحر پر سحر کرکے اُس سوار فولادی پر لگانے لگے اکثر نامی ساحر شاہ طلسم کے سحر دفع کرنے
کی فکر کرنے لگے بیان کیا ہی داستان گویان نامی نے کہ ہر چند لاکھون سحر ساحرون نے اُس
پتلہ فولادی پر کیے مگر وہ کسی طرح نیست و نابود نہوا بلکہ جو اُسکے قریب آیا تلوار سے اُسنے
ہلاک کیا اسی طرح لڑتا ہوا اور بہران عقاب سوار کو کھینچتا ہوا روبروے جبار شاہ آیا شاہ نے
بہران جادو سے کہا او نابکار کہ اب کس طرح تجکو ہلاک کرون اُسنے جان بری بجز اطاعت و فرمانبرداری
نجانکر سر اپنا قدم پر جھکا دیا اور طالب عفو جرائم ہوا شاہ نے اُسکی خطا عفو کرکے سحر کسیر سے دفع کیا
اُسنے قید سحر سے رہائی پاکر بآواز بلند پکار کر کہا ای ساحران ماتحت من آگاہ ہو کر مین نے از سر نو
شاہ طلسم کی اطاعت اختیار کی ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اپنے ولی نعمت سابق کی اطاعت اختیار کرو ہاروت
جادو ایسے شاہ فلک جاہ کا سپہ سالار تھا اُسنے نمک حرامی سے شاہ کو گرفتار کرکے مالک طلسم

ہو کر حکمرانی کی ہو اب شاہ موصوف کو طلسم کشا نے رہا کیا ہو زمانہ طلسم کے فتح ہونے کا آگیا ہو بار روت
جادو کی بھی بظاہر قضا آئی ہو تم سب کیون اپنی جانین دیتے ہو لڑائی موقوف کرو جو مین نے کہا ہو
اُسی پر عمل کرو جب اُسنے اس طرح کہا کئی ہزار ساحر اُسکی رائے پسند کر کے دست بستہ خدمت
طلسم کشا اور جبار شاہ مین حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمتو ایسے خاطی ہین کہ ہمین قتل کیجیے لیکن آپکے
الطاف فراوان اور کرم بیکران سے امید رکھتے ہین کہ ہماری خطا عفو کی جائے گی ملک قاسم اور
جبار شاہ نے اُنکی یہ تقریر سُن کے اُنکی خطا معاف کر کے اُنپر مہربانی وعنایت کی وہ خوش ہو کر شریک
لشکر ہوئے ہمراہ بیران جادو کے حمیر جادو کے لشکر سے لڑنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ سب
شکست کھا کر بھاگے وقت بھاگنے کے ملک قاسم نے بہت سے ساحر تیغ تیز سے قتل کیے اور
جبار شاہ نے یہ تدبیر اُنکے روکنے کی کی کہ ایک گولا فولادی نکالکر اُسپر سحر کر کے جس طرف وہ
بھاگے تھے مارا دیکھنے والون نے مشاہدہ کیا کہ وہ گولا پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوئے پھر ایک
دیوار نمایان ہوئی وہ دیوار مانند سد سکندری کے پیدا ہوئی جو ساحر بھاگے تھے دیوار حائل دیکھکر گھبرائے
پھر ارادہ کیا کہ بلند ہو کر دیوار سے گذر جائین ہر چند بزور سحر پرواز پیدا کر کے اور تخت سحر و دیگر سحر
کی سواریون کو بلند کر کے دیوار مذکور سے گذرنا چاہا مگر ممکن نہوا کیونکہ وہ دیوار بھی آناً فاناً بلند
ہوتی تھی جسقدر وہ ساحر اونچے ہوتے تھے اُتنی ہی دیوار بھی اونچی ہوتی تھی جب وہ ساحر لاچار ہوئے
دیوار پر گولے سحر کے اور نارنج و ترنج سحر کر کے مارنے لگے تاکہ دیوار مین کوئی در پیدا ہو اور ہم
بھاگ جائین تا دیر ہر اک ساحر نے دیوار پر سحر بھی کیا اُسمین در نہ پیدا ہوا مجبور و لاچار رہ کر ٹھہرے
اور باہم کہنے لگے اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ جان بچے یہ دیوار تو کسی طرح بھاگنے کی راہ ہی نہین دیتی ہو اُنمین سے
اکثر ساحرون نے کہا ہمارے نزدیک اب دو باتین کرنا چاہیے اُنمین سے ایک بات کو اختیار کرو
اول تو یہ ہو کہ مانند بیران عقاب سوار کے تم بھی شاہ طلسم اور طلسم کشا کی اطاعت اختیار کرو اور اپنی
خطا پر نادم ہو کر عذر کرو دوسرے یہ کہ جب بھاگنا ممکن نہین ہو اور دشمنون سے خوف جان کا ہو تو دلیرانہ
اعدا سے لڑکر مرجاؤ دنیا سے جاؤ تو دس بیس ہزار ساحرون کو مار کر جاؤ ابھی یہ باتین ہو رہی تھین
ناگاہ جبار شاہ مع اپنے لشکر کے اُنکے تعاقب مین آیا اور پکار کر کہا اے ساحران نمک حرام اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے اب بھی مین تمسے کہتا ہون کہ میری اطاعت اختیار کرو اور
مطیع اسلام ہو اُنھون نے جواب دیا ہم نمکخوار سارروت جادو کے ہین ہرگز طلسم کشا اور آپکی
اطاعت نکرینگے حتی الامکان اپنے دشمنون کو قتل کر کے مرجائینگے جبار شاہ نے غضبناک ہو کر اپنے
لشکر کو حکم دیا ان نابکارون کو ہلاک کرو وہ سب اُنپر سحر کرنے لگے مردمان لشکر حمیر جادو بھی دلیرانہ
مقابل ہوئے لڑائی ہونے لگی جبار شاہ نے کئی گولے سحر کے ایسے مارے کہ سیکڑون ساحر جلکر
خاک ہوئے ملک قاسم بھی تیغ تیز سے اُن ساحرون کو قتل کرنے لگا جو خوف جبار شاہ سے
یا عکس لوح سے برروئے زمین آتے تھے اس جگہ بھی تا دیر لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر جانبین سے
کام آئے آخرکار ساحران لشکر حمیر جادو تاب مقابلہ نہ لاکر طالب امان ہوئے اُس وقت طلسم کشا
نے اُنکو مطیع اسلام کر کے پناہ دی لکھا ہو ساٹھ ہزار ساحر لشکر حمیر جادو کے مطیع اسلام ہو کر

داخل لشکر جبار شاہ ہوے جبدم ساحران مذکور مطیع اسلام ہو کر شریک لشکر ہو چکے مالک قاسم مظفر و منصور ہو کر مع جبار شاہ وغیرہ کے جنگاہ سے پھرا اور ایک میدان سبزہ زار مین بارگاہ وخیام کہ جبار شاہ اپنے ہمراہ لایا تھا اور حمیر جادو کے لشکر مین جو بارگاہ اور خیام تھے وہ بھی سب استادہ و برپا کرا کے سر شام فروکش ہوا جبار شاہ اپنی بارگاہ مین گیا ہر ایک سردار اور غیر سردار ساحر اپنی اپنی بارگاہ اور خیمہ مین راحت گزین ہوا سیارہ بن عمرو در بارگاہ مالک قاسم بر مع مائل جادو وغیرہ کے براے حفاظت و نگہبانی بیٹھا یہان تو مالک قاسم فروکش ہر اور لاشے ساحران مطیع اسلام کے حکم مالک قاسم سے ملازم جبار شاہ میدان جنگ سے اُٹھا رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حوال لاشہ حمیر جادو وغیرہ ساحران نامی اور دربار ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب ہاروت جادو حمیر جادو کو مع لشکر کثیر روانہ کر چکا تھا اپنے دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اُمرا وزرا اور ساحران دیگر جو نامی و نامور حاضر دربار تھے اُن سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ حمیر جادو ساحر زبردست ہی اور بادولت کا ملازم خیر خواہ ہی مکر و فریب مین بھی یگانہ آفاق ہی لشکر ساحران اپنے ہمراہ لے گیا ہی بیقین کامل ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لے آئے گا ساحران نامی اُسکے جواب مین عرض کرتے تھے حضور بجا فرماتے ہین طلسم کشا تنہا لشکر کثیر ساحران سے کیا مقابلہ کریگا کہانتک لڑے گا آخر کار ساحرون کو قتل کرتے کرتے تھک کر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے گا حمیر جادو گرفتار کر کے لوح طلسمی اُسکے گلے سے اُتار کر جلد بفتح و فیروزی حاضر خدمت ہو گا اور اگر طلسم کشا بوجہ شجاعت و بہادری تھک کر اور بیہوش ہو کر گرفتار نہو سکیگا تو بھی حمیر جادو اپنے سحر سے کوئی باغ سبز طلسم کشا کو ایسا دکھائیگا کہ وہ اُسکی سیر مین مشغول اور مصروف ہو گا اور وہ نازنین نبکر اُس سے لوح طلسمی گرفتار کر لیگا حضور باطمینان تمام عیش و عشرت مین مشغول رہین کچھ فکر و تردد نکرین ابھی جبار شاہ زندان سے رہا نہوا ہو گا طلسم کشا در زندان تک بھی نہ پہونچا ہو گا اور اگر پہونچا بھی ہو گا تو ناصر جادو وغیرہ بہت سے ساحر نگہبان و محافظ زندان ہین وہ اُس سے لڑینگے جبار شاہ تک اُسکو جانے نہ دینگے کیا عجب ہی کہ وہی سب ساحر حضور کے اقبال سے طلسم کشا کو گرفتار کر کے خدمت حضور مین لاتے ہون ہاروت انکی گفتگو سُن کے خوش بیٹھا تھا جام شراب ساقی سے لیکر پی رہا تھا اہل دربار بیٹھے ہوے تھے ناگاہ بالاے ہوا نالہ و بکا کی صدا آئی ہاروت جادو وغیرہ سوے فلک دیکھنے لگے غور سے جو بنے دیکھا معلوم ہوا کہ بونڈلا گرد کا آتا ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے کہ حمیر جادو کے سحر کے بیرون نے لاشہ حمیر کا روبرو ہاروت جادو کے لا کر ڈال دیا اور بنالہ و بکا کہا اے ہاروت جادو غضب ہوا کہ اس بندہ خاص سامری کو طلسم کشا نے تیغ تیز سے قتل کیا یہ ہمکو اکثر بھینٹ دیا کرتا تھا ہم بھی اسکے فرمانبردار تھے آخری خدمت اسکی بجا لاے لاشہ اسکا میدان جنگ سے اٹھا کر لے آئے ہین افسوس اب ہمین مثل اسکے کون بھینٹ دیا کرے گا یہ کہکر روتے ہوے اور نالہ کرتے ہوے ایک طرف چلے گئے بعد اُنکے جانے کے اور ساحران نامی کی لاشین اسی طرح بیرون لے آئے لیکن ہاروت جادو حمیر جادو وغیرہ ساحران نامی کے قتل ہو جانے سے پریشان خاطر ہوا رنگ رخ اُڑ گیا دربار مین ہر ایک ساحر کو سکتا سا ہو گیا خصوصاً ہاروت جادو تو ہمہ تن ایک تصویر حیرت ہو گیا تا دیر سر جھکاے فکر مین رہا بعد ازان آہ سرد

کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ یہ سب لاشین دربار سے اٹھا لیجاؤ اور موافق ہمارے مذہب کے انکو
جلاؤ بمجرد حکم ساحر لاشین اٹھانے لگے بعد اٹھ جانے لاشون کے ہارودت جادو کو غصہ آیا کتاب سامری
کھولکر حال جنگ اور جبار شاہ کے بارے مین نیت کرکے کتاب مذکور سے حال دریافت کرنے لگا
اسمین صاف صاف یہی لکھا ہوا پایا کہ ای ہارودت جادو آگاہ ہو طلسم کشا نے بہ ہدایت لوح جبار شاہ
کو رہا کیا ناصر جادو وغیرہ نے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کی جبار شاہ لشکر کثیر لاکر تیرے لشکر سے
لڑا ہزارون کو طلسم کشا اور جبار شاہ نے قتل کیا اور باقی ساحرون کو مطیع اسلام کیا اب وہ بارگاہین
اور خیام برپا کرکے مع لشکر کثیر فروکش ہوے ہین ہارودت جادو کتاب سامری سے یہ احوال
دریافت کرکے ازحد پریشان خاطر ہوا رنگ رخ متغیر ہوگیا صورت اجل پیش نظر آئی خوف مرگ سے
کانپنے لگا پھر ضبط کرکے اہل دربار سے کہا تم دیکھتے ہو کہ اس وقت کثرت غصہ سے مابدولت کا کیا حال ہی
کانپ رہا ہون خیر طلسم کشا اور جبار شاہ سے وقت سحر خود مقابلہ کرونگا ہرچند کہ ابھی چند روز
مجھپر سخت ہین لیکن بمجبوری مقابلہ کرنا ضرور ہی سواے مابدولت کے جبار شاہ کو کوئی سحر مین جواب
ندے سکیگا اگر وہ گرفتار یا قتل ہوگا تو مابدولت کے ہاتھ سے ہوگا فرزند میرا مبہوت جادو ہی سچ کہتا
تھا لب معروف عیش و عشرت ہونا اچھا نہین ہی طلسم کشا تو ایک دشمن قوی تھا ہی اب دوسرا دشمن
جان پیدا ہوا ہی اور تمام اپنے دوستون کو فراہم کرکے لشکر کثیر سے شریک طلسم کشا ہوا ہی دیکھیے
انجام جنگ وجدل کیا ہوتا ہی کون کون ساحر مابدولت کا نمک کھاکر خیر خواہی کرتا ہی اور کون کون ساحر
مثل ہبران جادو کے نمکحرامی پر کمر باندھکر شریک دشمنان ہوتا ہی دیکھین اس وقت بدین کون ہمارا
ساتھ دیتا ہی اور کون خیر خواہی نہین کرتا ہی افسوس ہزار افسوس کیا زمانہ کو انقلاب ہی کہ جو دوست تھے
وہی دشمن ہوگئے ہبران جادو وغیرہ طلسم کشا اور جبار شاہ سے مل گئے کچھ خیال نمکخواری اور
میری عنایت و سرفرازی کا نکیا کیا کوئی کسی کی دوستی پر اعتماد کرے اور امید نیکی رکھے یہ قول کسی
شاعر کا کیا خوب ہی شعر یار اغیار ہوگئے اللہ ✤ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✤ یہ کہکر خاموش
ہوا اہل دربار نے اسکی تقریر سنکے عرض کیا حضور کچھ تردد و فکر نکرین ہبران عقاب سوار وغیرہ
ساحرون کی طرح ہم سب خادمون کو اہلیہ ساکنان طلسم کو تصور نکرین وہ نالائق و نمکحرام تھے جو حضور
کے دشمنون کے شریک ہوگئے ہم سب ایسے نہین ہین کہ اطاعت حضور سے سرکشی کرین گے
سب مردم ایک طبیعت اور ایک مزاج کے نہین ہوتے ہین قول شیخ سعدی کا ہمارے اس کلام کا
شاہد ہی وہ یہ ہی شعر۔ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ✤ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ✤ ہم سب
سرفروش و جان نثار ہین کیا مجال حضور کے دشمنون کی جو ہماری زندگی مین سرکار دولتمدار کو کچھ
صدمہ پہونچا سکین ہم سب حتی الامکان حضور کے دشمنون کو قتل کرینگے حضور بنفس نفیس دیدہ و دانستہ
ایام سخت مین دشمنون سے کیون مقابلہ کرین خادم کس دن کے واسطے ہین جسکو حکم ہو وہ مع لشکر
جائے اعداے سرکار سے جنگ وجدال کرے علاوہ ہمارے ابھی ہزارہا ناظم کوہ و دشت دریا کے
طلسم کے جو نامی و نامور ساحر ہین موجود ہین ایک ایک انمین اپنے زمانے کا افراسیاب جادو ہی
ایسے ایسے ہر ایک سحر کریگا اور اس طرح لڑیگا کہ جبار شاہ اور طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگی

ابھی سے حضور کلمات یاس زبان پر جاری نکرین ہم لوگ ابھی زندہ ہین سارا طلسم باقی ہی ابھی ملک قاسم
داخل طلسم ہوا ہی ہان چند در چند فتح کیے ہین جبار شاہ کو قید سے رہا کیا ہی وہ انکا شریک ہوا ہی اسکے
شریک ہونے سے کیا ہو گا یہ طلسم مشکل سے فتح ہو گا بلکہ فتح ہی نہو گا طلسم کشا بھی ہی جبار شاہ کبتک
لڑے گا برسون نمکخوار ان حضور اس سے لڑینگے کوئی ساحر یا ساحرہ کسی مکر و فریب سے لوح طلسمی اس سے
لے لیگا اور اسکو گرفتار کر کے روبرو سرکار ذوی الاقتدار لے آئیگا باقی رہا جبار شاہ وہ بھی
ایک مرد مسن اور بیوقوف و عیش پسند ہی بعد گرفتاری طلسم کشا کے بہت سہل بات ہو جانے کی ارادہ
لڑائی کا دل سے دور کرے گا عاجز و مجبور ہو کر اطاعت و فرمانبرداری حضور کی اختیار کر لے گا
اور اگر ارادہ مقابلہ کا کریگا نمکخوار سرکار کے اسکو بھی گرفتار کرینگے ابکی مرتبہ جبار شاہ کو قید نکیجیے گا
جسوقت گرفتار ہو فوراً ہی قتل کرڈالیے گا اور بروقت اسیر ہونے طلسم کشا کے ایسا ہی کیجیے گا ہرگز
قید نہ کیجیے گا اپنے ہاتھ سے قتل ہی کرڈالیے گا جب یہ دونون دشمنان قوی قتل ہو جائینگے پھر
کون دنیا مین آپ سے لڑ سکیگا ابھی اہل دربار ہارت جادو سے یہ تقریر کر رہے تھے ناگاہ
غواص جادو ناظم دریاے ہفت موج کا آیا چونکہ شب و روز مین سات مرتبہ دریاے مذکور مین
جوش و خروش اور تلاطم بے انتہا ہوتا ہی آب دریا تا بہ فلک اونچا ہوتا ہی اسی طور سے طوفان
دریاے مندرجہ مین شب و روز رہتا ہی جب ایک موج طوفان خیز تم چکتی ہی اور پھر بھر سے زیادہ
پانی مین تلاطم ہو جاتا ہی اور کسی قدر پانی کو سکون ہوتا ہی دوسری موج مثل موج اول کے آتی ہی یہ
دریاے طلسمی ہی کیا مجال کسیکی کہ اس دریا سے گذر کر سکے ہر وقت ہزارہا ساحر بصورت نہنگ
اور مچھلیون و دیگر جانوران دریائی کے دریا کی نگہبانی کرتے ہین بار بار پانی سے منہ نکالکر ہر طرف
دیکھتے ہین اور پھر غرق آب دریا ہو کر شناوری کیا کرتے ہین اسیوجہ سے اسکا نام دریاے ہفت موج
ہی مالک و ناظم اسکا غواص جادو ہی جیسا کہ قبل ازین لکھا گیا ہی جب ساحر مذکور بلباس فاخرہ ایک تخت
سحر پر سوار ہو کر بہمراہی کئی ہزار ساحرون کے دربار ہاروت جادو مین آیا اپنا بادشاہ جانکر ہاروت
جادو کو سلام کیا اسنے موافق اسکے مرتبہ کے قریب اپنے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ حسب اشارہ
قریب ہاروت جادو کے جا کر ایک کرسی زرنگار پر بیٹھکر اہل دربار اور چہرہ ہاروت جادو پر نظر
کرنے لگا دیکھا جملہ اہل دربار سر جھکائے ہوے خاموش کسی فکر و تردد مین بیٹھے ہین ہر ایک کے رخ پر
آثار پریشانی ہویدا ہین خصوصاً ہاروت جادو بہت متغیر ہی غواص جادو تا دیر یہی حال دربار کا دیکھکر
ہاروت جادو سے پوچھنے لگا مزاج حضور کا آج کیسا ہی مجکو رخ حضور پر آثار ملال پائے جاتے
ہین یہ حال حضور کا اور اہل دربار کا اس کمترین نے کبھی نہین دیکھا تھا جب کبھی حاضر دربار ہوتا تھا
سرکار دولتمدار کو مصروف عیش و عشرت دیکھتا تھا بزم عشرت آراستہ ہوتی تھی نازنینان خوش جمال
رقص و نغمہ کرتی ہوتی تھین ساقیان خوش جمال مئے ناب اہل دربار کو پلاتے ہوے نظر آتے تھے
جملہ اہل دربار خوش و خرم ہوتے تھے خصوصاً حضور مانند گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے براے خداوند
سامری کچھ احوال اپنے مزاج عالی کا فرمایئے ہاروت جادو نے ایک آہ سرد کر کے جواب دیا
اے غواص جادو خیر خواہ من کیا تو نے کچھ حال طلسم کشا کے آنے کا اور جبار شاہ کے مل جانے کا

نہین سُنا ہو اور جو جو دربند فتح ہوے ہین اور جو جو ساحران نامی قتل ہوے ہین اُنکی خبر نہین سُنی ہو اُسنے
عرض کیا باعث اس خاکسار کے حاضر ہونے کا یہی ہوا ہو کہ فی زمانہ یہ خادم حسب دستور سابق انتظام
ونگہبانی دریاے ہفت موج مین تھا ناگاہ اکثر ساحرون سے اور بذریعہ اخبار کے تمام حالات
جو حضور نے ارشاد کیے ہین معلوم ہوے ہین مین نے چاہا کہ ایسے وقت مین خدمت عالی مین اپنے
مالک وبادشاہ کے حاضر ہونا چاہیے اگر انھین وجوہ سے حضور کو تردد ہو اور باعث فکر واندیشہ
ہو تو کچھ رنج وملال نفرمایے اس خادم کو براے مقابلہ طلسم کشا روانہ ہونے کا حکم دیجیے یہ کمترین
وہان جاکر حتی الامکان طلسم کشا سے لوح طلسمی لے کر اُسے گرفتار کریگا اور جبار شاہ کو بھی مبتلاے
سحر کرکے حاضر حضور کریگا ہاروت جادو نے کسی قدر خوش ہوکر کہا اے غواص جادو اس وقت تو تم
اس طرح آئے جیسے کسی کی مراد آتی ہو ابھی ہم متفکر دربار مین بیٹھے ہوے تھے لاشے حمیر جادو
وغیرہ ساحران نامی کے جو ہاتھ سے طلسم کشا اور جبار شاہ کے قتل ہوے تھے ہمارے دربار
مین قبل ازین آئے تھے ہم اُنکو دربار سے اُٹھوا چکے تھے اور عازم اس امر کے تھے کہ خود مع لشکر
جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرین پھر کتاب سامری سے حکم ممانعت مقابلہ پاکر اپنے اہل دربار سے
یہ کہہ رہے تھے کہ اب کیا تدبیر کی جاے کیونکر طلسم کشا اور جبار شاہ کو گرفتار کیا چاہیے ہمکو
تو کتاب خداوند سامری سے لڑنے کی ممانعت ہو صاف یہی لکھا ہو کہ اے ہاروت جادو تیرے دن
سخت ہین طلسم کشا سے فی زمانہ مقابلہ نکر اہل دربار مجھ سے عرض کر رہے تھے کہ آپ کچھ تردد
نکیجیے ہم مین سے کسی ساحر کو براے مقابلہ طلسم کشا روانہ کیجیے مین اُنکی تقریر سُن رہا تھا اور خیال
کر رہا تھا کہ اب ایک نامہ غواص جادو کو حسب الطلب لکھکر تمام حالات گذشتہ سے مطلع کرکے براے
مقابلہ دشمنان روانہ کرنا چاہیے عجب نہین کہ وہ خیر خواہ حسب مدعاے دل دشمنون سے لڑکر انھین
قتل وگرفتار کرے کہ ناگاہ تم یہان آئے اور جو مین نے تجویز کیا تھا اُسی امر کے تم متمنی ہوے اگر تمھاری
حسن تدبیر اور خوبی جنگ وجدال سے طلسم کشا اور جبار شاہ اسیر اور قتل ہوے تو اقرار کرتا ہون
وہ انعام دونگا کہ کسی شاہ نے اپنے کسی ملازم ذی رتبہ کو ندیا ہوگا اُس انعام وعطیہ کا اس وقت
سر دربار کیا ذکر کیا جاے کیونکہ مناسب معلوم نہین ہوتا ہو بر وقت ظاہر کر دیا جائیگا یہ کہکر ساقیان
گلبدن وگلبدن کو طلب کیا ادھر غواص جادو بجاے خود فکر کرنے لگا کہ ہاروت جادو بعد فتح
کرنے جنگ کے کیا انعام دیگا کہ جسکے بارے مین یہ کہتا ہو کہ اس وقت اظہار اُس انعام کا اچھا نہین
ہو شاید مبہوت جادو کی دختر کو کہ ابھی ناکتخدا ہو اور شہرہ اُسکے حسن وجمال کا مشہور دور دور ہو اُسی
نازنین مہ جبین کو میرے حوالے کریگا شادی اُسکی میرے ساتھ کر دیگا سواے اسکے اور تو کوئی بات
ذہن مین نہین آتی ہو اگر یہی انعام ہاروت جادو نے دیا تو اے غواص جادو تیری نہایت عزت و
آبرو بڑھ جائیگی ایسی نازنین حسین کہ جسکا نام شکیلہ جادو ہو اور اسم باسمی ہو اُسکا وصل حاصل ہوگا ذرہ
کو قربت آفتاب میسر ہونے سے شرف حاصل ہو جائیگا یہ تصور کرکے بہت خوش ہوا ہزار ضبط کیا مگر بےاختیار
ہنسی آگئی ساحران اہل دربار سے ایک ساحر نے آہستہ اُس سے پوچھا اے غواص جادو اس وقت
کیا سوچ کر بے اختیار خلاف قاعدہ ہنسے ہو بیان کرو ہمسے نہ چھپاؤ کیونکہ ہمارے تمھارے

ایک مدت سے دوستی ہے غواص جادو نے رازدل بیان کر دینا بہتر نہ سمجھا اسکے جواب میں کہا ای برادر اسوقت اسس خیال سے مجھکو ہنسی آگئی کہ اگر خداوند سامری نے چاہا تو دشمنان شاہ کو قتل و اسیر کرونگا اور انعام کثیر پاؤنگا سوائے اسکے اور کسی سبب سے مجھے ہنسی نہین آئی ہے وہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اسی اثنا مین ساقیان گلعذار کشتی بادہ گلنار مع ساغرہای بلورین لیکر دربار مین آئے اور بموجب قاعدہ ہاروت جادو کو مجرا کر کے حسب دستور پہلے ہاروت جادو کو شراب پلا کر اشارہ ہاروت جادو سے غواص جادو کو ساغر بادہ ناب سے بھر کر دیا اُسنے خوش ہوکر ہاروت جادو کو سلام کر کے جام مے لیکر شراب پی بعد ازان اہل دربار کو ساقیان شوخ چشم شراب پلانے لگے دور ساغر مے ہونے لگا جب کئی جام غواص جادو بادہ ناب کے لیکر شراب پی چکا اور دماغ اسکا بادہ تند و تیز سے بہت گرم ہوا ہاروت جادو سے مخاطب ہوکر عرض کرنے لگا ای شاہ ذیوقار اسوقت یہ خاکسار خدمت سرکار دولتمدار سے دریائے ہفت موج کی طرف جاتا ہے ہنگام سحر تمام انبار لشکر لیکر برائے مقابلہ طلسم کشا ضرور جائےگا اور حضور کے اقبال سے جملہ دشمنان سرکار کو قتل و اسیر کر کے جلد حاضر خدمت ہوگا ہاروت جادو نے اُسکو آمادہ جانے پر دیکھکر خلعت طلب کر کے وہی خلعت اُسکو دیکر رخصت کیا غواص جادو خلعت پہنکر از حد شادمان ہوکر دربار سے اُٹھ کر مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوئے دریائے ہفت موج روانہ ہوا یہان ہاروت جادو نے دربار برخاست کیا ہر ایک ساحر اپنے اپنے مکان کی طرف گیا ہاروت جادو اپنے قصر مین داخل ہوا یہ نابکار تو داخل قصر ہوکر فرش خواب پر لیٹا ہے اسکو تو فرش خواب پر چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال غواص جادو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو دربار ہاروت جادو سے خلعت پہنکر مرغ زرین بنکر چلا تھا راہ مین بار بار اپنے خلعت زرتار پر نظر کر کے بالیدہ ہوکر دلمین کہتا تھا ای غواص جادو اب کیا چاہتا ہے خداوند سامری تیرے حال پر مہربان ہین آج تو یہ خلعت ہاروت جادو نے تجھے دیا ہے ایک دن ایسا آئےگا کہ خلعت شادی پہنے گا تشکیلہ جادو سے ہم بستر ہوگا لطف زندگی حاصل کریگا داماد مہوت جادو کا ہوگا اتبو ملازم ہاروت جادو ہے پھر وارث طلسم دقیانوس ہو جائےگا اگر زوجہ میری تشکیلہ جادو سے جلیگی اور کلمات بیہودہ زبان پر لائے گی تو اُسکو چھوڑ دونگا اسی قسم کے خیالات کرتا ہوا دریائے مذکور تک پہونچا اور بزور سحر داخل دربار ہوکر اپنی زوجہ مسمّٰی گوہر جادو سے کہا ای زوجہ من دیکھو آج ہمکو ہاروت جادو مالک طلسم دقیانوس نے خلعت زرتار دیا ہے اور بعنایت کہا ہے کہ تم طلسم کشا اور جبار شاہ کو گرفتار کر دو مین انعام کثیر دونگا مین نے انکار کرنا مناسب نجانکر اقرار کیا ہے صبح کو مع لشکر کثیر مقابلہ طلسم کشا کو جاؤنگا اگر خداوند سامری چاہینگے تو لڑائی فتح کر دونگا گوہر جادو نے یہ سنکے آبدیدہ ہوکر جواب دیا صاحب مین تو تمکو بجانے دونگی طلسم کشا اور جبار شاہ بادشاہ طلسم سابق سے لڑنا کچھ آسان نہین ہے ہر چند کہ آپ بھی ساحر زبردست ہین مگر طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہے اُسنے بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا ہے اسیر کسی ساحر کا سحر اثر نہین کرتا ہے اس سے تم کیا مقابلہ کروگے اگر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے تو مین تو رانڈ ہو جاؤنگی زندگی اپنی کیونکر بغیر صاحب کے بسر کرونگی یہ حسن و شباب میرا کون دیکھےگا راج اور سہاگ میرا خاک مین مل جائےگا

انعام کثیر سے باز آئی صاحب بھی انعام کا خیال نکرین اپنے گھر مین راحت و آرام سے بیٹھے رہین
ہاروت جادو جانے اور طلسم کشا صاحب جانین اور علاوہ طلسم کشا کے جبار شاہ سے بھی لڑنا مشکل ہی
وہ سحر مین بلاے بے درمان ہی صاحب کے سحر مین اسکا مبتلا ہوکر گرفتار ہوجانا دشوار ہی غواص جادو
نے مسکراکر جواب دیا ہین یہ کیا کہتی ہو مین ضرور جاؤنگا وعدہ کرکے آیا ہون خلاف وعدہ نکرونگا
طلسم کشا اور جبار شاہ کو ضرور گرفتار کرونگا ایسی تدبیر کرونگا کہ دونون نامبردہ میرے دام مین
گرفتار ہوجاوینگے مین عاقل و فہیم ہون مانند اور ساحرون بیوقوف و نادان کے نہین ہون کیا
مین نہین جانتا کہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی ہی اسپر سحر اثر نہین کرتا ہی اور جبار شاہ بادشاہ
طلسم سابق ہی سحر و ساحری مین اسکا جواب دینے والا اس طلسم مین تو کوئی نہین ہی ہان اگر مجھ اس سے
مقابلہ کریگا تو ہاروت جادو کریگا مین ایسی تدبیر سے لڑونگا کہ اپنی جان نہ نگا اور دونون کو گرفتار
کرونگا تم کچھ فکر و اندیشہ نکرو اور اپنی چشمان نرگسی کو آبدیدہ نکرو مجھکو رنج ہوتا ہی تمھارا رونا مجھے گوارا نہین
ہی اگر تمکو میری مفارقت ناگوار ہی تو میرے ہمراہ تم بھی چلنا دیکھنا مین کس طرح لڑتا ہون اور کیونکر در
مطلب حاصل کرتا ہون گوہر جادو اسکے کہنے سے گریہ و بکا سے باز آئی اور کہنے لگی اچھا مجھے
بھی اپنے ہمراہ لے چلنا غرض غواص جادو تمام شب فکر کی وجہ سے نہ سویا بیدار رہا جب صبح ہوئی
اپنے فرزند گرداب جادو کو بلاکر کہا ای فرزند مین تو حکم شاہ طلسم سے اسوقت بمقابلہ طلسم کشا جاتا
ہون تجھکو اپنا قائم مقام کیے جاتا ہون بدل میرے اس دریا کی نگہبانی و انتظام کرنا ذرا بھی غفلت
نکرنا اسنے منظور کیا غواص جادو نے حکم دیا ہمارا لشکر جلد تیار ہو بمجرد حکم دو لاکھ ساحران نابکار اسباب
سحر سے جھولیان بھر کر سحر کی سواریون پر سوار ہوکر انتظار غواص جادو کا کرنے لگے جب اسکو معلوم
ہوا کہ لشکر تیار ہوچکا تخت سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر ہمراہ لیکر دریاے ہفت موج سے باہر آیا ہمراہ
اسکے زوجہ بھی اسکی طاؤس سحر پر سوار ہوکر آئی اس وقت سپہ سالار مسمی قلزم جادو اور دیگر ساحران
نامی نے سب کے پہلے اسے سلام کیا پھر جملہ ساحرون نے سلام کیا غواص جادو اور گوہر جادو نے
ہر ایک کا سلام لیکر حکم دیا کہ جلد یہان سے چلو یہ کہکر ایک ناریل جوٹی دار پر سحر کرکے سوے فلک
اچھالا وہ بلند ہوکر پھٹا دھوان بکثرت پیدا ہوا پھر وہی دھوان مجتمع ہوکر ایک لکہ ابر سیاہ بنگیا غواص
جادو تخت سحر کو بلند کرکے اسی ابر مین جاکر نظر سے پنہان ہوا اسی طرح گوہر جادو نے بھی ابر سحر
پیدا کیا اور بلند ہوکر اس ابر مین نہان ہوئی پھر قلزم جادو نے اپنے سحر سے کئی لکے ابر کے
پیدا کیے اور جملہ ساحرون کو اپنے ہمراہ لیکر ان ابر کے ٹکڑون مین نہان ہوا پھر وہ سب لکے ابر کے
سوے طلسم کشا روانہ ہوے اب غواص جادو کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور احوال ملک قاسم کا
لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی حسب عادت قدیم نماز سحر ادا کرکے بارگاہ سے برآمد ہوکر دوسری بارگاہ
مین آیا جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی نے علی قدر مراتب اسکو سلام اور مجرا کیا پھر اپنے دنگل پر جو
قبل ازین بچھوایا تھا بیٹھا اس وقت جبار شاہ نے کہا ای شاہزادہ ذی وقار میرے نزدیک اب یہ
مناسب ہی کہ یہان سے سوے ہاروت جادو روانہ ہوجیے یہان قیام بیکار ہی ملک قاسم نے
جواب دیا تمھاری راے اچھی ہی اسیوقت یہان سے آگے کوچ کرو یہ کہکر چاہتا تھا کہ حکم تیاری لشکر

کاوے ناگاہ ایک جانب سے بہت سے ٹکڑے ابر سیاہ و سُرخ و سفید کے پیدا ہوے اُن ابر کے
ٹکڑون مین برق کی چمک اور رعد کی صدا تھی چونکہ پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے ملک قاسم
اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی نے اُن ابر کے ٹکڑون پر نظر کی اُس وقت جبار شاہ نے ملک قاسم
سے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار یہ ابر کے ٹکڑے جو نظر آتے ہین یہ ابر سحر ہے کوئی ساحر نامی مع لشکر
آتا ہے اب یہان سے کیا کوچ کیا جاے حریف براے مقابلہ آپہونچا نہین معلوم یہ کون ساحر ہے جو
اپنے ہمراہ لشکر ساحران لاتا ہے ابھی جبار شاہ یہ تقریر کر رہا تھا ناگاہ وہ ٹکڑے ابر کے شق ہوے سبنے
دیکھا غواص جادو ایک تخت سحر پر بکبر و نخوت سوار ہے کلاہ زرین سر پر رکھے ہے اور قریب اُسکے اُسکی
زوجہ گوہر جادو طاؤس سحر پر سوار ہے عقب غواص جادو دو لاکھ ساحران نابکار اور بط اور باز زرق
اور ہنس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ سحر کی سواریون پر سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر
ہین اکثر ہاتھون مین ترسول اور پنسول لیے ہین بہت سے نارنج و ترنج گوے فولادی اور ناریل
چوبی ڈوار ہاتھون مین لیے ہوے ہین اُنمین کوئی ساحر سحر کرکے نارنج سوے فلک پھینک دیتا ہے
وہ بلند ہو کر شق ہوتا ہے دھوان پیدا ہو کر منجمد ہو کر ابر سیاہ بنجاتا ہے پھول آگ سے برستے ہین اسیطرح
اکثر ساحر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوے سامری و جمشید کو پکارتے ہوے بالاے ہوا
سے ہمراہ غواص جادو کے بمقابلہ لشکر ملک قاسم میدان وسیع مین اُترکر بارگاہ و خیام استادہ کرکے
فروکش ہوے غواص جادو مع اپنی زوجہ اور افسران لشکر کے چند قدم آگے بڑھ کر دور سے جاہ
لشکر طلسم کشا دیکھنے لگا اور اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا طلسم کشا نے لشکر کثیر فراہم کر لیا ہے میرے
لشکر سے کچھ کم نہین ہے زوجہ مذکورہ نے جواب دیا جبار شاہ کے رہا ہونے سے اسقدر سپاہ فراہم ہو گئی ہے
ورنہ یہ لشکر کثیر طلسم کشا اسقدر جلد فراہم نکر سکتا غواص جادو اپنی زوجہ کی گفتگو سن کے اور لشکر
طلسم کشا کو مع اُسکی بارگاہ کے دیکھکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جانا کیا ہے داستان گویان خوش مقال
نے جبکہ غواص جادو نے بمقابلہ طلسم کشا فروکش ہو کر چند روز تک طبل جنگ نہ بجوایا اور کسی خیال
و وجہ سے نہ لڑا ایک روز جبار شاہ نے ملک قاسم سے یون عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ غواص
جادو نمک حرام تو نقارہ رزمی نہین بجواتا ہے آپ ہی نقارہ جنگی اپنے لشکر مین بجوائیے اس نابکار سے
مقابلہ کرکے اسکو تہ تیغ کیجیے یہ وہ نابکار ہے کہ مین اسپر مدام عنایت و مہربانی کرتا تھا ناظم دریاے ہفت
موج مین نے اسکو کیا تھا اسنے میری گرفتاری مین ہاروت جادو کی شرکت کی تھی اسکو دیکھکر مجھے
نہایت ہی غصہ آتا ہے دل چاہتا ہے ابھی جاکر اس نابکار کو ہلاک کردون اور اسکے لشکر کو تباہ و برباد کردون
ملک قاسم نے جواب دیا اے جبار شاہ آگاہ ہو کہ طریقہ ہم اہل اسلام کا یہ ہے کہ جبتک حریف طبل جنگ
نہین بجواتا ہے اسوقت تک ہملوگ بھی نقارہ رزمی نہین بجواتے ہین اور علاوہ اس طریقہ کے بہت سے طریق ایسے
ہین کہ ابھی تم اُنسے آگاہ نہین ہو اور وہ ہمارے لشکر اسلام مین مروج ہین یہ کہکر چند طریقے اور
قاعدے لشکر اسلام کے بتاے جبار شاہ نے پوچھا کہ اگر حریف دو چار ماہ تک یا اُس سے زیادہ
طبل جنگ نہ بجواے تو آپ بھی نقارہ رزمی نہ بجوائیگا ملک قاسم نے جواب دیا ہان ایسا ہی
ہوگا کبھی خلاف قاعدہ کفار پر سبقت نہ کی جائیگی جبار شاہ یہ سنکے خاموش رہا اُسی وقت

ملک قاسم نے بوجہ دل گھبرانے کے حکم دیا کہ سامان شکار کا کیا جاے ہم واسطے شکار وحوش وطیور کے
تھوڑی دور بیابان سے جاینگے شکار گاہ مین دل اپنا بہلائین گے جبتک غواص جادو طبل جنگ نہ بجوائیگا
سیر صحرا اور شکار وحوش وطیور مین مصروف رہینگے بمجرد حکم ملازمون نے سامان شکار کا مہیا کیا اُس وقت
جبار شاد نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار بیابان سے جانب جنوب چار منزل پر ایک صحراے سبزہ
زار ہی اُسمین غزال اور طیور بکثرت ہین اگر ارادہ شکار کا ہی تو اُسی صحرا مین تشریف لے جاسیے گا اگر
مناسب ہو تو مجھکو بھی ہمراہ لیچلیے ملک قاسم نے جواب دیا ای جبار شاد تمہارا لشکر مین رہنا مناسب ہی
کیونکہ غواص جادو مع لشکر کثیر مقابلہ پر فروکش ہی مین تمکو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا اور حسب تمہارے
کہنے کے اُسی صحرا مین واسطے شکار کے جاؤنگا یہ کہکر مرکب پر سوار ہو کر سیارہ بن عمرو اور تھوڑے
سے آدمی اپنے ہمراہ لیکر سوے صحراے سبزہ زار روانہ ہوا یہ خبر غواص جادو کو پہونچی کہ اس وقت
طلسم کشا جانب صحراے سبزہ زار براے شکار گیا ہی یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور اپنی زوجہ اور دیگر ساحران
نامی سے کچھ آہستہ سے کہا وہ سب بھی خوش ہوے بعد خوش ہونے کے جو کچھ غواص جادو نے
ساحران نامی سے کہا وہ اُس امر کے بجالانے مین مصروف ہوے اور سامان مخفی طور سے کر کے
مع غواص جادو ایک طرف روانہ ہوے دیکھیے یہ ساحران نابکار کیا کیا تدبیرین واسطے ضرر رسانی طلسم کشا کے
سوچ رہے ہین اور آپس مین صلاح مشورہ کر کے طلسم کشا کے پھانسنے کیلیے طرح طرح کی حکمت عملی اور منصوبے گانٹھ رہے ہین
بالجملہ غواص جادو وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی احوال اسکا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائیگا
مگر اب کچھ حال مبہوت جادو اور اُسکی دختر شکیلہ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ ایک روز مبہوت جادو
پسر ہاروت جادو اپنے قصر مین پاس اپنی زوجہ ناہید جادو کے بیٹھا ہوا تھا جام شراب سے
بھر بھر کر منھ سے لگا کر شراب پی رہا تھا اور زوجہ کو بھی شراب پلا رہا تھا شکیلہ جادو قریب بیٹھی
تھی ناگاہ عالم نشہ مین ناہید جادو نے مبہوت جادو سے پوچھا صاحب اب کچھ احوال طلسم کشا
کا معلوم نہین ہوا فی الحال نہین معلوم وہ کہان ہی اُسنے جواب دیا مین نے طائران سحر کی زبانی سنا ہی
کہ طلسم کشا مع تھوڑے مردم کے واسطے شکار کے اُس صحراے سبزہ زار مین گیا ہی جس صحرا مین بارہا
مین نے جا کر شکار کھیلا ہی اور غواص جادو مع اپنے لشکر کے بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہوا ہی یہ
کہکر خاموش ہوا شکیلہ جادو نے اپنے پدر سے احوال طلسم کشا کا سُن کے یہ خیال کیا کہ وقت فرصت
والدین سے پوشیدہ ہو کر صحراے سبزہ زار مین جا کر طلسم کشا کو دیکھنا چاہیے اکثر کنیزون سے سنا ہی کہ وہ
نہایت خوبرو جوان ہی اور شجاع وبہادر بھی یہی خیال کرتے چپکی بیٹھی رہی خدا خدا کر کے جب وہ روز گذرا
ہنگام شام مبہوت جادو اپنے قصر سے کسی ضرورت کے واسطے گیا اور ناہید جادو بھی براے تفریح
طبع طاؤس سحر پر سوار ہو کر ایک جانب چلی گئی شکیلہ جادو والدین کے چلے جانے سے بہت
خوش ہوئی اور چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر طاؤس سحر پر سوار ہو کر جانب صحراے سبزہ زار روانہ
ہوئی بعد قطع راہ کے اس وقت صحراے سبزہ زار مذکور مین پہونچی کہ ملک قاسم اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہوا تھا ساقی بادۂ ناب دے رہا تھا وہ شراب پی رہا تھا اور کباب جانوران شکاری کے
کھا رہا تھا سیارہ بن عمرو قریب حاضر تھا اور تمام مردمان ہمراہی دور دور خیام مین تھے پردے

بارگاہ ملک قاسم کے واسطے ہوا سے سرد آنے کی اٹھے ہوئے تھے بارگاہ مین روشنی بخوبی تھی شمعہاے
مومی وکافوری فانوسون اور کنولون مین روشن تھین شکیلہ جادو ملک قاسم کو دیکھکر عاشق ہوئی
بے اختیار آہ کر کے طاوس سحر کو بالاے ہوا سے بروے زمین لائی اور عشق مین کچھ خیال شرم و
حجاب کا نکر کے طاوس سحر سے اُتر کر حلقہ مین کنیزون کے بہزار ناز و ادا صحراے سبزہ زار مین ٹہلنے
لگی اور دزدیدہ نظر سے بار بار سوے ملک قاسم دیکھنے لگی کبھی سیر کنان چند قدم صحرا مین آگے جاتی تھی
گاہ دوری محبوب سے بیتاب و بیقرار ہو کر پھر اُدھر سے پلٹ کر سامنے بارگاہ ملک قاسم کے آکر چہرہ
ملک قاسم پر نظر کرتی تھی اور دل مین کہتی تھی اے شکیلہ تجھکو اپنے حسن وجمال پر بہت ناز تھا اس
جوان کا تو وہ حسن وجمال ہی کہ تیرے حسن کی بھی کچھ حقیقت نہین اگر یہ بادر تجھپر شیفتہ ہو کر تجھسے ہمبستر
ہو تو لطف زندگی حاصل ہو ابھی یہ باتین اپنے دل سے کر رہی تھی اور سوے طلسم کشا دیکھ رہی تھی
ناگاہ تاب نظارہ حسن چہرہ قاسم نہ لا کر بیہوش ہو کر زمین پر گری کنیزین گھبرا کر کہنے لگی ہاے کیا ہوا
ملکہ کو بے سبب کیون غش آگیا شاید اس صحرا مین کسی دیو بھوت پریت کا گذر ہوا ملکہ کے حسن وجمال پر
اُسنے نظر کی ملکہ اُسکو دیکھکر غش کر گئین یا کوئی خبیث سر ملکہ پر سوار ہو گیا ہی کیا تدبیر کرین کیونکر ملکہ
کو ہوش آئے خداوند ساحری خیر کرین ملکہ ہوشیار ہو کر صحیح وسلامت اپنے مکان چلین اگر ملکہ عالم
کو ہوش نہ آیا اور مزاج درست نہوا تو بڑی خرابی ہوگی مبہوت جادو اور ناہید جادو دونون شوہر
وزوجہ بدمزاج ہین ہمکو سخت سزا دینگے اور یہ کہینگے کہ تم ہماری دختر کو صحرا مین کیون لے گئیں تھین حالانکہ
ہم نہین لائے ہین ملکہ خود یہان آئی ہین ہان اپنے ہمراہ واسطے خدمت کے ہمکو لائی ہین لاکھ ہم یہ تقریر
کرینگے وہ ہمارے حال پر مہربان نہونگے اور مارے کوڑون کے کھال ہماری پشت کی باقی رکھینگے
یہ کہکر تدبیرین اُسکے ہوشیار کرنے کی کرنے لگین ملک قاسم بیٹھا بادہ کشی کرتا تھا ناگاہ دیکھا
صحرا مین ایک ستارہ روشن پڑا ہی بلکہ ماہتاب ان فلک اول سے بروے زمین آیا ہی صحرا اُسکی روشنی سے
منور ہو گیا ہی اور کچھ عورتین بھی قریب اُسکے نظر آتی ہین ملک قاسم نے یہ حال حیرت افزا دیکھکر
سیارہ بن عمرو سے کہا جلد جا کر دیکھ تو آؤ کہ یہ کیسی روشنی اور یہ عورتین کون ہین سیارہ حسب الحکم
اُسی وقت روانہ ہوا اور وہان جا کر اُن عورتون سے تمام حال دریافت کر کے جلد خبر کر آیا ملک
قاسم سے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ دختر مبہوت جادو کے شکیلہ جادو اس صحرا مین واسطے
سیر کے آئی ہی اُسکو غش آگیا ہی کنیزین گرد اُسکے بیٹھین ہین اُسکو ہوشیار کرنے کی تدبیرین کر رہی
ہین یہ روشنی اُسی کے حسن وجمال کی ہی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ آپ کے حسن زیبا پر
نظر کر کے بیہوش ہو گئی ہی قاسم نے یہ حال سُنکے چاہا تھا کہ بارگاہ سے اُٹھکر قریب اُسکے جانے لگا
شکیلہ کو ہوش آیا کنیزین خوش ہوئین ملک قاسم نے بارگاہ سے اُٹھکر چند قدم آگے بڑھ کر اُسکے
چہرہ گلرنگ پر نظر کر کے کہا اے نازنین مہ جبین کیون اس صحرا مین بیٹھی ہو چلو میری بارگاہ مین چلو بادہ
کشی کرو بالاے میکشی کباب طائران صحرا کھاؤ اپنے کو یہان آنے سے آگاہ کرو ہمکو اپنا دوست تصور
کرو دو چار گھڑی ہمارے پاس بیٹھو کچھ باتین کرو شکیلہ جادو نے پہلے تو بناز و ادا یہ جواب دیا کہ
تم کون ہو کیون مجھے اپنی بارگاہ مین لے جانے کو کہتے ہو مین ہرگز نجاؤنگی تم خود یہان سے جاؤ

کسی زن فاجرہ کو اپنے پاس بٹھاؤ اُسکو شراب پلاؤ اور کباب کھلاؤ مجھسے ایسی باتین نکرو یہ کہکر منہ پھیر کر ارادہ اُٹھنے کا کیا ملک قاسم نے جواب دیا اے نازنین یہ ساری باتین تمھاری بے اعتنائی و بے مروتی کی باعث تمھارے حسن و جمال کا ہے اُسنے بھی ملک قاسم کو جواب اسکا دیا بعد گفتگوے راز و نیاز کے وہ نازنین ہمراہ ملک قاسم بارگاہ مین آئی اور بیٹھکر کہنے لگی اے صاحب سچ تو یہ ہے کہ مین نے آپکے حسن و جمال کا شہرہ سُنا تھا دیکھنے کو یہان آئی تھی واقعی جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا گو مجکو اپنے حسن و جمال پر ناز تھا لیکن صاحب کو دیکھکر غش آگیا تیر عشق سے مجروح ہوئی دل تو یہی چاہتا ہے کہ آپ یہان سے نجاؤن مگر اپنے والدین سے ڈرتی ہون گاہ گاہ موقع پاکر آیا کرونگی ایک نظر دیکھکر چلی جایا کرونگی صاحب کو میرا خیال رہے یہ کہکر ارادہ جانے کا کیا ملک قاسم نے کہا اے ملکہ تم مطیع اسلام ہوجاؤ اُسنے جواب دیا بالفعل تو مجکو عذر ہے آیندہ بعد فتح طلسم عذر نہ کرونگی یہ کہکر اُٹھی قاسم نے کہا شراب و کباب موجود ہین ایک دو جام شراب کے پیو ابھی بیٹھو چلی جانا جلدی کیا ہے اُسنے کہا مجھے جانے دیجیے والدین سے چھپکر یہان آئی ہون اگر اُنکو میرے یہان آنے سے آگاہی ہوگئی تو میرے حق مین اچھا نہوگا یہ کہکے بارگاہ سے نکلکر مع اپنی ہمراہی کنیزون کے اپنے مکان کی طرف طاؤس وغیرہ سواریون پر سحر کی سوار ہوکر روانہ ہوئی اُسی وقت اپنے قصر مین پہونچی کہ اُسکے والدین مین سے کوئی نہ آیا تھا شکیلہ جادو نے داخل قصر ہوکر اپنی ہمراہی کنیزون سے مکرر کہا کہ خبردار میرے جانے کا احوال میرے والدین سے نہ کہنا اور سوائے اُسکے اور بھی کسی سے بیان نکرنا اُنھون نے عرض کیا کیا مجال ہماری کہ ہم اس راز کو کسی پر ظاہر کرین شکیلہ اُنکی تقریر سُن کے باطمینان تمام بیٹھی ہے ملک قاسم کے دام عشق مین گرفتار ہوگئی ہے اسکا احوال پھر بمقام مناسب تحریر کیا جائےگا اب حال ملک قاسم کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے شکیلہ جادو کے تھوڑی دیر تک بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھکر فرش خواب پر جاکر استراحت پذیر ہوا شکیلہ جادو کا خیال کرنے لگا تا دیر نیند نہ آئی جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوکر نماز سحر پڑھکر مسلح ہوکر مرکب طلب کیا سیارہ وغیرہ مرکب لاتے یہ بہادر مرکب پر سوار ہوکر تھوڑے مردم کو ہمراہ لیکر مثل سابق صحرا مین شکار کھیلنے لگا جو آہو سامنے آیا تیر سے اُسے شکار کیا جب وہ زمین پر گرا سیارہ نے اُسے ذبح کیا اسی طرح اکثر طائرون کو بھی شکار کرکے ذبح کیا ابھی تھوڑی دیر گذری تھی ناگاہ ایک سیاہ ہرن نہایت شوخ و چالاک سامنے نظر آیا ملک قاسم نے اُسکو دیکھکر ہمراہیون سے کہا تم سب اسی جگہ رہو اس ہرن کو شکار کرکے آتا ہون سیارہ نے عرض کیا مجھے کیا حکم ہوتا ہے جواب دیا تم بھی میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو کچھ خوف میرے تنہا جانے کا نکرو اول تو مجھ ایسے مرد میدان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے دوسرے میرے گلے مین لوح طلسمی ہے کسی ساحر کے سحر سے اندیشہ نہین ہے اور یہان کسی ساحر کا نام و نشان نہین ہے یہ تو شکارگاہ ہے سیرگاہ نہین ہے ہان اگر مجھکو یہان آنے مین دیر ہو تو میری جستجو مین آنا یہ کہکر اُس ہرن پر گھوڑا اُٹھایا وہ سم مرکب کی صدا پاکر دشمن کو اپنے طرف آتے ہوے دیکھکر چوکڑی بھرتا ہوا ایک طرف بھاگا شاہزادہ موصوف نے اُسکا تعاقب کیا اور قریب اُسکے پہونچکر کمان دوش سے لیکر اور ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکی ران پر تیر لگایا تیر اُسکی ران پر جاکر لگا وہ زخمی ہوکر لنگڑاتا ہوا بھاگا اور جھاڑی جھنڈیون مین سے گذر کر کنارے ایک دریا کے

کہ وہ دریا بھی بہت بڑا تھا پہونچا اور خوف سے اپنے دشمن کے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا چونکہ وہ
دریاے زخارہ تھا گذرنا اُس سے محال تھا اور زخمی تھا اُسی دریا مین ڈوب کر ہلاک ہوگیا ملک قاسم نے
کنارے اس دریا کے پہونچکر دیکھا کہ وہ ہرن غرق آب دریا ہوگیا اُسکے قریب جانے سے مجبور ہوکر
وہان سے ارادہ مراجعت کا کیا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف کنارے دریا کے دہین خیمے استادہ ہین چند نازنینان
خوبرو کنارے دریا کھڑی ہوئین ہین دریا کی سیر کر رہی ہین کچھ نازنینان خوبرو صحرا مین شکار کھیل رہی
ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہی طائرون کا شکار کھیل رہی ہین آپس مین ہنس رہی ہین پوشاکین اُنکی رنگین
ہین ہر ایک نوجوان ہی بہت سی اُنکی کنیزین ہین اور ایک نازنین نہایت حسین پوشاک نفیس پہنے ہوے
حلقہ مین اپنے ہمجولیون کے ٹہل رہی ہی صورت اُسکی ایسی اچھی ہی کہ اُسکو رشک پری و حور کہنا مناسب
ہی جب چند قدم چلتی تھی کثرت نازکی و ناز سے بیٹھتی تھی کہتی تھی ہم تھک گئے ہین اب ہمسے کھڑا ہونا ممکن نہین
جلد کرسی زرنگار لاؤ کنیزین دوڑ کر کرسیان لائی ہین وہ نازنین کرسی زرنگار پر بیٹھ جاتی ہی اور ہمجولیان انیسین
اور جلیسین بھی اُسکے حوالی کرسیون پر بہ ادب روبرو اُسکے بیٹھتی ہین کبھی وہ سیر دریا کی کرتی ہی گاہ سوے
صحرا دیکھتی ہی کبھی ہنسکر اپنی ہمجولیون سے کہتی ہی کیا اس صحراے سبزہ زار مین آکر دل کو راحت ہوتی ہی لطف
زندگی حاصل ہوتا ہی مین چند روز اسی صحرا مین قیام پذیر رہونگی وہ عرض کرتی ہین اے ملکہ عالم حضور بجا فرماتی
ہین واقعی یہ صحراے سبزہ زار پر بہار ہی اور یہ دریا بھی قابل دید ہی یہان کی سیر سے غنچہ دل شگفتہ ہوتا ہی
جبتک مزاج عالی مین آئے یہان قیام فرمائیے مگر اے ملکہ عالم لطف زندگی اور ہی بات سے حاصل ہوتا ہی
ہم اسکو روبروے حضور کیا عرض کرین وہ مسکرا کر پوچھتی ہی سچ کہو وہ بات کیا ہی اس سیر سے بڑھ کر کس
امر مین لطف زندگی حاصل ہوتا ہی وہ دست بستہ کہتی ہین بیان کرنا اس بات کا بے ادبی ہی اور باعث شرم و حجاب
کا بھی ہی وہ کہتی ہی مجھسے شرم و حجاب بیکار ہی کچھ خیال میری ناراضی و بے ادبی کا نکرو اُس امر کو ضرور
بیان کرو مین مشتاق ہون وہ مسکرا کر سر جھکا کر عرض کرتی ہین گر اس صحراے سبزہ زار مین کوئی جوان
خوش رو پہلو مین ہوتا اور کشتی شراب ناب کی روبرو رکھی ہوتی ور باہم دور ساغر ہوتا عالم نشہ مین باہین
گلون مین باہین پڑی ہوتین اور کباب طائران صحرا کے براے گزک موجود ہوے یا دمبدم لب شیرین
یار کا مزہ لیتے تو البتہ لطف زندگی حاصل ہوتا اور بغیر اس امر کے کچھ بھی لطف حیات نہین ہی ہمارے
نزدیک تو صحرا و دریا موجب ملال ہی خیال آتا ہی کہ افسوس کوئی جوان پہلو مین نہین ہی وہ نازنین مسکرا کر
جواب دیتی ہی تم بڑی مستانی ہو واہ کیا بات کہی ہی مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہی مانند میرے
زیب النسا دختر اورنگ زیب کو بھی مرد کے نام سے نفرت تھی اگر کبھی خیال ہمبستری مرد کا آتا تھا
تو یہ شعر ورد زبان کرتی تھی۔ شعر بہر یک قطرۂ آبے جگرت لب تشنگانند ٭ اے صدف تشنہ بمیر و سوے نیسان
منگر ٭ واہ واہ فی الحقیقت یہ شعر اُسنے خوب کہا ہی ذرہ سے لطف و مزے کے واسطے درد و
ایذا اُٹھانی پڑتی ہی قربان ایسے مزے کے کہ جس سے مبتلاے تکلیف و ایذا ہون سواے اسکے
مرد کی ذات بے مروت ہوتی ہی ایک معشوق پر قناعت نہین کرتا ہی اگر کوئی محبوبہ اُسکی معشوقہ سے
حسن و جمال مین بہتر اسکو ملجاتی ہی تو اُسکے ساتھ ہم بستر ہوتا ہی معشوقہ اول کو چھوڑ دیتا ہی وہ اُسکے
فراق مین تڑپ تڑپ کر جان دیتی ہی اور اگر یہ کہو کہ عورت کی ذات بے مروت ہوتی ہی تو میرے نزدیک

یہ غلط ہی مرد ہی نہایت بے مروت ہوتا ہی عزت و آبرو عورت کی لیکر اسے چھوڑ دیتا ہی پس ایسے بے مروت
اور تکلیف دہندہ کی خواہش کرنا تمہارا ہی کام ہی اور یہ حوصلہ تمہارا ہی ہی خداداد بساری تمہاری آرزو کو بر لائین
وہ ہنسکر عرض کرتی ہی حضور ابھی اس ذائقہ سے واقف نہین ہین اسی وجہ سے ایسے کلمات زبان پر جاری
کرتی ہین اگر مرد کے مزہ سے واقف ہوتین تو کبھی ایسی باتین نفرماتین حضور زندگی عورت کی بغیر
مرد کے بیکار ہی اور حیات مرد کی بغیر زن خوبرو دلپسند کے موت سے بدتر ہی خداوند نے مرد و عورت
کو محض اسیواسطے بنایا ہی کہ دونون باہم ہمبستر ہون لطف زندگی اُٹھائین اولاد پیدا ہو نسل بڑھے
خطا معاف ہو ہمارے نزدیک تو حضور کو اس حکومت و ثروت مین ابتک لطف زندگی ایکدم
بھی حاصل نہین ہوا یہ چودہ پندرہ برس حضور کی زندگی کے بے لطف گذرے نو دس برس تک
تو خیر زمانہ طفلی کا ہوتا ہی مگر گیارہ بارہ برس سے آغاز شباب ہوتا ہی دل مین ولولہ اور خواہش
مرد پیدا ہوتی ہی اور شب و روز بیچین کرتی ہی جبتک کسی مرد سے وصل نہین ہوتا ہی عورت کو چین اور
آرام حاصل نہین ہوتا ہی آپ نے کمال کیا کہ ابتک اس میوۂ جان بخش کے مزہ سے محروم رہکر زندگی
اپنی اتنی بسر کردی اور جو شعر آپنے زیب النسا کا پڑھا ہی ہمنے بھی سُنا ہی اُسنے ہمارے نزدیک
اچھا نہین کہا ہی اُسکو زندگی کا لطف کیا ہوا ہوگا کیا یونہین دنیا سے چلی گئی ہوگی ضرور کسی کسی سے
آشنائی کی ہوگی اور جس بات سے انکار کیا تھا وہی بات کی ہوگی ملک قاسم یہ سب باتین اُنکی سنکے
اور اس ملکہ خوبرو کو دیکھکر خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا یہ آہوان شوخ چشم و پری چہرہ اس
شکارگاہ مین خوب ملے ہین چلو انکے پاس بیٹھو خصوصاً اُنہین جو ملکہ ہی اور وہ سب سے زیادہ حسین ہی
اُسکے پہلو مین بیٹھکر لطف حیات حاصل کرو اور اسی آہوے چالاک و شوخ کو اپنے دام الفت مین گرفتار
کرو یہ تجویز کرکے مرکب اُنکی طرف بڑھایا وہ نازنین آواز سم مرکب سُنکے ملک قاسم پر نظر کرکے
اپنی ہمجولیون سے قہقہہ مارکر کہنے لگی لو تمہاری مراد بر آئی دیکھو کیسا جوان خوبرو ہی کہ ہزارون اور
لاکھون مین انتخاب ہی تمہاری طرف آتا ہی اب اسکو بلاؤ اپنے پہلو مین بٹھاؤ جو جو حسرتین اور آرزوئین
ہین دل سے نکال لو اچھی طرح لطف زندگی حاصل کرو ہمارا کچھ خیال نکرو ہمسے اسوقت نڈر و بیخوف و
خطر اس جوان کو خیمہ مین لیجاؤ بادہ کشی کرو اور جو دل چاہے وہ باتین کرو مجھکو اس جگہ بٹھا رہنے دو
انیسین اور جلیسین اُسکی یہ تقریر سُنکے اور ملک قاسم کو دیکھ کے دل مین خوش ہوئین بظاہر کہا اے ملکہ عالم لاریب
جو ہمنے حسرت دلی ظاہر کی تھی اور کیفیت زندگی بیان کی تھی تم اسکا سامان نظر آیا ہی لیکن یہ ممکن نہین
کہ ہم اس جوان کو تنہا خیمہ مین لے جائین اور حضور اسی جگہ تشریف رکھین آپ بھی ہمارے ساتھ خیمہ مین
تشریف لیچلیے گا اس جوان کی باتین سنیے گا ہماری خاطر سے دو چار گھڑی بیٹھیے گا وہ مسکرا کر چپ
ہو رہی نازنینون نے خیال کیا خاموش رہنا اسکی دلیل اس بات کی ہی کہ راضی ہی ابھی باہم یہ نازنینان
پری جمال باتین کر رہین تھین کہ ملک قاسم مرکب کو جولان کرکے قریب آ نکلے بیچاری ملکہ مذکور نے تو منھ اپنا
بشرم و حجاب دوپٹہ سے چھپا لیا لیکن کئی نازنینان خوبرو دلے اُٹھکر بیٹھے تو بناز و ادا پکار کر یہ کہا اے جوان
خبردار ادھر نہ آؤ یہان ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہین سیر کر رہی ہین عورتون مین مرد کا آنا اچھا نہین ہی
پھر مسکرا کر باہم خوب ہنسکر کہا اگر آتے ہو تو خیر کسی کو نظر بد سے نہ دیکھنا آنکھین اپنی نیچی کیے رہنا

اور ہمارے پاس نہ آنا دور ہی رہنا جو کچھ کہنا ہو دور ہی سے کہنا یا اُس خیمہ مین جاکر بیٹھنا مالک قاسم اُنکی تقریر سُنکے بے اختیار ہنس دیا دل مین کہنے لگا یہ عورتین نہایت شوخ طبع ہین یہ دل مین کہتا ہوا پاس اُنکے گیا اور کہا اے نازنینان بے مروت تم کیا باتین کر رہین تھین کچھ باتین ہمنے سُنی ہین اور کچھ نہین سُنی ہین اب وہی باتین پھر کرو ہم دور سے تمھاری باتون کے مشتاق ہوکر یہان آئے ہین پھر دق نکرو پھر پوچھا کہ اے ملکہ کچھ اپنے حال سے آگاہ کرو تم کون ہو اور تمھارا کیا نام ہے یہان کب سے آئی ہو مکان تمھارا کہان ہے اُنھون نے جواب دیا اے جوان اگر احوال دریافت کرنا منظور ہے تو خیمہ مین جاکر بیٹھ ہم تجھسے بیان کر دینگے قاسم اُنکے کہنے سے خیمہ مین جو مسند زرین بچھی ہوئی تھی اُسپر جاکر بیٹھا وہان سے دیکھا کہ ملکہ عجب ناز و انداز سے بیٹھی ہوئی ہے گاہ منھ چھپاتی ہے کبھی چہرہ پرنور کسی بہانے سے دکھا دیتی ہے حسن اُنکا بھی بے نظیر ہے تعریف اُسکے حسن و جمال کی بخوبی ممکن نہین ہان مختصر تعریف اُسکی یہ ہے کہ بموجب

نظم

قامت مد آہ عاشقان ہے ، یا آیۂ حسن کلام رحمن ہے
تعظیم کو اُٹھے سرو قد سرو ، قمری رہے اس کا تا ابد سرد
جنجال ہے پیچ زلف یا جال ، یا ماہی دل کو ہے پھنسا جال
زلف ابجد لوح حسن کا لام ، جوڑا نہین فوج کا بندھا لام
بحر ظلمت کی دھار کہیے ، خط نصف النہار کہیے
زلف ابر سیاہ ہے لوح رخ بدر ، یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل ، یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ کافر زشت خو وہ دیندار ، یہ من ہے وہ افعی سیہ کار
یہ تاریکی ہے وہ اُجالا ، یہ سنبل باغ ہے وہ لالا
یہ کعبہ وہ جامہ کعبہ کا ہے ، یہ چہرہ رحمت خدا ہے
یا تھا سر لوحۂ صفا ہے ، ہیئت ز نسخۂ وفا ہے

الفت کا الف وہ قد ہے گویا ، یاے برکت کی مد ہے گویا
شمشاد قدم پکڑکے رہجائے ، خجلت سے زمین مین گڑکے رہجائے
ڈورا ہر چشم ترکا ہے زلف ، جالا مگس نظر کا ہے زلف
دل مانگنے مین مانگ ہے زرد ، دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
کاکل و زبان صفت بہم کر ، وصف رخ و زلف ساتھ ہم کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام ، یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات ، یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات
یہ آگ وہ آگ کا دھوان ہے ، یہ دھوپ وہ سایہ بیگمان ہے
تفسیر جو وہ تو یہ ہے قرآن ، یہ خانۂ حق وہ کافرستان
یہ ظلمت ہے وہ جلوۂ نور ، یہ مشک تتار ہے وہ کافور

مالک قاسم نزدیک سے اُسکے حسن و جمال پر نظر کرکے اسیر مائل ہوا دل اُسکے عشق مین بیتاب ہوا اُسی وقت ہمجولیان اور جلیسین ملکہ مذکورہ کی خدمت مین گئین عرض کیا حضور خیمہ مین تشریف لے چلیں اُسنے بناز و ادا جواب دیا تمھین جاؤ مجھکو وہان نہ لیجاؤ آجتک مین کسی مرد کے پاس نہین بیٹھی ہون مجھکو حجاب مانع ہے جب اُسکی ہمجولیون نے یہ تقریر سُنی دست بستہ عرض کیا اگر حضور تشریف نہ لے چلین گی تو ہم بھی نہ جاینگے اور ہمکو اس امر کا رنج ہوگا کہ عرض ہماری حضور نے قبول نہین کی ملکہ نے مجبور ہوکر کہا خیر تمھاری خاطر سے چلتی ہون بیعزتی اور بیحجابی گوارہ کرتی ہون تمھاری دلشکنی منظور نہین ہے یہ کہکر کرسی زرنگار سے بصد ناز و ادا اُٹھکر حلقہ مین ہمجولیون کے ہر ایک قدم ٹھہرتی ہوئی ناز و ادا سے یہ کہتی ہوئی دیکھو کثرت شرم و حجاب سے قدم میرا نہین اُٹھتا ہے اب بھی مجھکو نہ لیجاؤ اُنھون نے جواب مین عرض کیا اگر حضور نے ہم پر مہربانی و عنایت سے اسقدر احسان کیا ہے تو تھوڑی تکلیف اور گوارہ فرمایئے خیمہ تک چلی چلیے باعث ہماری خوشی کا ہے ملکہ اُنکے اصرار سے لاچار ہوئی بہزار دشواری و ناز خیمہ تک پہونچی اور علیحدہ مالک قاسم سے مُنھ چھپاکر بیٹھنے کا ارادہ کیا جلیسون نے پھر دست بستہ عرض کی خداوند نعمت احسان کیا ہے تو پورا احسان کیجیے

اس جوان کے برابر بیٹھے آفتاب و ماہتاب کو ایک جگہ ہونا چاہیے ابھی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ملک
قاسم نے کہا اے ملکہ شرط مروت و مہمان نوازی سے یہ امر بعید ہے کہ تم ہمسے بے اعتنائی کرو ہمارے
پاس نہ بیٹھو یہ کہکر ہاتھ اُسکا پکڑکر اپنے پہلو مین بٹھالیا اُسوقت سب انیسین اور جلیسین خوش ہوئین
کسی نے کہا دیکھو یہ دونون خوبرو ایک جگہ اس طرح بیٹھے ہین جیسے جلوہ قران السعدین کا ایک برج
مین ہو کسی نے کسی سے اشارہ سے کہا اگر ملکہ حسن مین بیمثال ہین تو یہ جوان بھی حسن و خوبی مین بے نظیر ہے
انکو زیب ہین وہ انکو زیب ہے کسی کنیز سے باشارہ اس تقریر کو ادا کیا دیکھ اے نرگس کبھی ایسے دو گل گلزار
خوبی بھی ایک جگہ تونے دیکھے ہین یہ گلہاے رعنا ہین کہ ایسے معلوم باغ جہان مین کسی نے کم دیکھے ہونگے
خداوند خارِ حوادث سے ان دونون گلون کو بچائے انکے حسن و جمال پر کبھی خزان نہ آئے باہم اتفاق رہے
کبھی کوئی صورت رنج و ملال کی نہو یہ تمام عورتین باہم مسکراتی جاتی تھین اور اپسمین ایماو اشارہ سے کلام
کرتی تھین ملک قاسم کبھی ملکہ کے چہرہ روشن پر نظر کرتا تھا گاہ اُن عورتون کی طرف دیکھکر اُنکے ایماو
اشارہ کی تقریر کو اپنی عقل سے سمجھتا تھا ملکہ پہلوے قاسم مین بیٹھ تو گئی تھی مگر شرم و حجاب سے سر جھکاے
ہوے تھی دوپٹہ سے منھ کو چھپائے تھی بار بار علحدہ بیٹھنے کا ارادہ کرتی تھی قاسم کہتا تھا اے ملکہ ہمسے علحدہ
نہو شرم و حجاب اب نکرو کچھ باتین کرو اپنے نام و نسب سے آگاہ کرو ہمارے غنچہ دل کو شگفتہ کرو بس
حجاب ہو چکا تا بکے اب پردہ حجاب کو اُٹھاؤ ہماری طرف منھ کرو وہ ملک قاسم کے کہنے سے زیادہ حجاب
و شرم کرتی تھی اور ارادہ پہلو سے اُٹھنے کا کرتی تھی منھ سے نہ بولتی ہے جب تھوڑی دیر یہی حال رہا انیسون
جلیسون نے کنیزون سے کہا جلد کشتی شراب کی لاؤ روبرو ملکہ عالم کے رکھو دو کنیزین گئین کشتی
شراب کی مع ساغر بلورین لیکر آئین بھر کشتی روبرو ملکہ کے رکھدی اُس وقت ملکہ کی جلیسون نے
دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم جہان ہماری خاطر آپنے اس درجہ کی ہے وہان اسقدر اور کیجیے کہ اپنے ہاتھ
سے جام مین شراب ناب بھر کر اس جوان خوبرو کو دیجیے اسکی خاطر مہمانی کیجیے ہم کیا کرینگے کہ کبھی ہم
صحراے سبزہ زار مین گئے تھے اور وہان ملکہ عالم نے ہماری خاطر سے ایک جوان کو اپنے ہاتھ سے
شراب پلائی تھی کتنا ہمارا مانا تھا ملکہ نے اُنکی تقریر سنکے نظر تند و تیز سے اُنکی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا بیٹھو
اب ہمکو زیادہ دق و پریشان نکرو ہمسے اس مردوے نگوڑے کو شراب نہ پلائی جاویگی ہمنے ساقی گری
نہین کی ہے ہمنے اسکو بلایا ہے تمھین اسکو شراب پلاؤ اور جو چاہے اسکے ساتھ مذاق کرو تمکو اپنے فعل کا
اختیار ہے مجھسے اس بارہ مین نکہو مین اپنے ہاتھ سے ہرگز شراب نہ پلاؤنگی ہم جولیون نے ہاتھ
جوڑکر قدمون پر سر رکھکر عرض کیا حضور اگر ہماری عرض قبول نکرینگی تو ہمکو ملال ہوگا آج سے اُمید کسی امر کی
نرہیگی جب اس طرح اسکی ہمجولیون نے کہا مجبور ہو کر ملکہ نے ساغر بلورین اُٹھا کر شیشہ سے شراب اُنڈیل
ساغر کو شراب سے بھر کر منھ پھیر کر ہاتھ مین ساغر لیکر سوے قاسم ہاتھ بڑھا دیا اُس وقت ملک قاسم نے
جام مے تو اُسکے ہاتھ سے لے لیا مگر شراب نہ پی ہم جولیون مذکور نے یہ حال دیکھا متحیر ہو کر پوچھا اے
جوان ذیوقار شراب کے نہ پینے کا کیا سبب ہے ہمنے کسقدر خوشامد ملکہ کی کی ہے جب انھون نے ہماری خاطر
سے تمکو جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا ہے اور تمھارے پہلو مین بیٹھین ہین ورنہ ملکہ کبھی تو یہ امر قبول نکرتین
ملک قاسم نے جواب دیا ہم مسلمان ہین تمھاری ملکہ کے مذہب سے واقف نہین ہین اسوجہ سے ہمنے

شراب کے پینے مین تامل کیا ہی اُنھون نے جواب دیا اگر مذہب کا دریافت کرنا منظور ہی تو لیجیے پوچھیے
یہ ساحری پرست ہین اور ہم بھی ساحری پرست ہین یہ دین اچھا ہی کوئی برا مذہب نہین ہی شوق سے شراب
پیجیے اب تامل کیجیے ملک قاسم نے مسکرا کر جواب دیا معلوم ہوا کہ تم اور تمھاری ملکہ کافر ہین ہم کافر کے
ہاتھ سے شراب نہین پیتے ہین تاوقتیکہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہوجائے یا دین اسلام مین نہ آئے تمکو اور
تمھاری ملکہ کو یہ منظور ہی کہ ہم بادہ کشی کرین تو مطیع اسلام ہون اور تم بھی مطیع اسلام ہوجاؤ یا کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوجاؤ وہ یہ سنکے حیران ہوئین ملکہ کے چہرہ پر آثار برہمی کے نمایان ہوے نظر تند سے اپنی ہمجولیون
کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا اب تو تم سب خوش ہوئین یہ شخص چاہتا ہی کہ ہمارا مذہب اختیار کرین
مسلمان ہوجائین اپنا دین آبائی ترک کرین بے دھرم ہوجائین تو اتنے مین یہان سے جاتی ہون تم جانو
اور یہ جانے اگر تمکو اسکی خوشی منظور ہو تو مسلمان ہوجاؤ پھر یہ شراب پیے گا یہ کہکر مسند سے اُٹھنے لگی ہمجولیون
نے اُسکے اشارہ کی تقریر کو سمجھکر عرض کیا حضور مسند سے نہ اُٹھین ہرچند کہ آنھون نے عجب امر اہم اور
دشواری کی خواہش کی ہی مگر ہمارے نزدیک فقط زبان سے اسقدر کہدینا کہ اچھا ہم مطیع اسلام ہوے
کیا ہرج ہی اسمین انکی خوشی ہوجائیگی اپنا کچھ نقصان نہوگا لہذا آپ ہماری خاطر سے اسقدر زبان سے
کہدیجیے کہ ہم مطیع اسلام ہوے ملکہ یہ سنکے غضبناک ہوئی تا دیر اشارہ سے اُنکو کلمات سخت و سست
کہا کی آخر بعد گفتگوے بسیار ملکہ مطیع اسلام ہوئی اور جملہ عورتین بھی مطیع اسلام ہوئین ملک قاسم نے
خوش ہوکر ساغر مے اُٹھا کر شراب پی پھر شیشۂ مے اُٹھا کر جام مین شراب بھر کر ساغر مے ملکہ مذکور کو دینے کا
ارادہ کیا ملکہ ہاتھ واسطے دینے کے بڑھایا اُسنے پہلے تو میکشی سے انکار کیا لیکن بعد اصرار ساغر
مئے گلنار دست قاسم سے لیکر شراب پی بعد شراب پینے کے پھر تو دور ساغر مے ہونے لگا نازنین مذکور
قاسم کو پے در پے شراب اپنے ہاتھ سے پلانے لگی وہ اُسکو شراب پلانے لگا ہمجولیان بھی شراب پینے لگین
جب سب خوب بادہ کشی کرچکے اور نشہ ہوا پردہ شرم و حجاب اُٹھ گیا ملک قاسم نے ملکہ سے پوچھا
اے ملکہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے جواب دیا میرا نام حسن جادو ہی اس صحراے سبزہ زار اور اس دریاے
ذخار کی مالک و ناظم ہون مین نے طائران سحر سے سُنا تھا کہ طلسم کشا اس صحرا مین واسطے شکار کے
آیا ہی چونکہ مجھکو اشتیاق دیکھنے کا تھا اس وجہ سے آج یہان آئی تھی تمھارا انتظار کر رہی تھی وہ آہوے
سیاہ میرے سحر کا تھا وہی لگا کر تمکو یہان لایا تھا شکر ہی کہ تم سے ملاقات ہوئی جیسا حسن سُنا تھا ویسا ہی
پایا پہلے نادیدہ عاشق ہوئی تھی اب تمکو دیکھکر عاشق صادق ہوئی ہون ذرا مجھسے بے اعتنائی نکرنا
دیکھو سواے میرے اور کسی معشوق سے الفت و محبت نکرنا مین نے تمھاری الفت مین اپنے دین
آبائی کو بھی ترک کیا ہی ملک قاسم نے جواب دیا اے ملکہ مین بھی تمھاری صورت زیبا دیکھکر تمپر مائل
ہوا ہون اب اور کسی سے الفت نکرونگا تم ایسی معشوقہ خوبرو کو چھوڑ کر اور کسی عورت سے محبت
نکرونگا ابھی ملک قاسم یہ کہہ رہا تھا کہ حسن جادو نے اپنی ہمجولیون سے کہا بیکار کیا بیٹھی ہو یا تو تمھین
کچھ گاؤ یا کسی مطربہ خوش گلو کو بلاؤ کہ وہ اس وقت ہمارے روبرو رقص و نغمہ کرے اُس وقت
ہمجولیون سے ایک نازنین اُٹھکر گئی اور بعد تھوڑی دیر کے ایک نازنین زہرہ جمال کو مع اُسکے
سازندون کے اپنے ہمراہ لیکر آئی اُسنے روبروے ملک قاسم آکر ملکہ اور ملک قاسم کو سلام کیا

پھر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو انھون نے سازون کو موافق اپنی خواہش کے درست کیا طبلے پر تھاپ پڑی زد ٹا سارنگی کا کھینچا آواز سازون کی بلند ہوئی مطربہ واسطے ناچنے کے کھڑی ہوئی سازندے گت بجانے لگے نازنین مذکورہ ناچنے لگی تھوڑی دیر تک ایسا ناچی کہ اہل بزم بہت خوش ہوئے بعد رقص کرنے کے یہ غزل اسنے شروع کی غزل رہے محروم فیض ساقیٔ احسان گستر سے

ہما وہی گردش قسمت عیان ہی دور ساغر سے
نزاکت انکی اپنی سخت جانی پھر ڈھاتی ہے
گریبان کرتے تا محشر گو نشیان دامان محشر سے
پریشان ہو کے بوئے گل چمن سے جو نکلی ہے
گھلے میں پر اڑا جاتا نہیں لیکن کبوتر سے
بہت خوب شہادت بسمل لاغر کے کام آیا

عطا کی اسکو وسعت اسلیے اللہ ری ستاری
نہ تیغ اٹھتی ہے ہاتھو نسے سر کٹتا ہے خنجر سے
اسیروں کی نظر میں حسرت پرواز پھرتی ہے
خبر کوئی نکوئی تو اڑی صیاد کے گھر سے
بڑی ہی ہیبت اک چشنے اوارہ نجدر کی
رنگین لتھی ہے میں جو ہے صفت قاتل کے خنجر سے

چھپا لین نا گنہگار اپنے منہ دامان محشر سے
جنون میں پاؤں پھیلائے ہیں ایسے کہ جیسی نے
ہوا چکر اڑاتی ہے خبر صیاد کے گھر سے
مضامین مصحف کے لکھکر عبث نامے کو باندھا
نہ کچھ محروم ای گرد بیابان ایک جادے سے

نازنین مذکورہ نے یہ چند اشعار غزل مندرجہ بناز و ادا گا کر غزل تمام کی اہل بزم نے اسکے گانے کی اور غزل کی بہت تعریف کی خصوصاً ملک قاسم اور حسن جادو نے از حد ثنا کی پھر وہ نازنین ایک ٹھمری گانے لگی اہل بزم گوش سننے لگے اس وقت حسن جادو نے ملک قاسم کے گلے میں باہین ڈالکر مسکرا کر ناز سے کہا اس وقت گرمی کا وقت ہی زرہ اور خود کو تن سے دور کرو پھر لوح طلسمی کو گلے میں دیکھکر نادان بنکر پوچھا یہ کیا نہی ہی زرا اسکو گلے سے اتارو مین بھی اسکو دیکھون یہ کہکر گلے سے اتار ہی لی ملک قاسم نے ہر چند کہا اے ملکہ یہ لوح ہی تمہارے کام کی نہین ہے اسے تم نہ دیکھو مجھے دیدو اسنے نمانا اور دیکھتے دیکھتے ایک رومال سے لپیٹ کر آہستہ آہستہ پہلوے قاسم سے سرک کر لوح کو اپنی ایک مجولی کے حوالے کرکے پکاری او طلسم کشا آگاہ ہو منم غواص جادو دیکھ یون لوح لے لیتے ہین یہ کہکر شکل اپنی تبدیل کی اسوقت ملک قاسم کو نہایت غصہ آیا مسند زرین سے اٹھکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا او نابکار تو نے مجھسے مکر و فریب سے لوح طلسمی لی ہے اب بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچکر اسپر لگائے ناگاہ اسنے چند پھول جھولی سے نکالکر اوپر سحر کرکے قاسم پر مارے فوراً دست و پا بجنبش و حرکت ہوگئے زمین نے قدم پکڑ لیے تلوار بھی ہاتھ مین علم ہو سکی آرزوے دل بر نہ آئی جب غوص جادو ملک قاسم کو اسیر سحر کر چکا سب سے کہا اب یہان توقف نکرو شکلین اپنی بدل کر جلد چلو مبادا اجبار شاہ یہان آجاے تو آفت برپا کریگا لوح طلسمی کو لے جانے نہ دیگا اس وقت سب نے اپنی صورتین اصلی پیدا کین جس نازنین کو لوح طلسمی دی تھی وہ گوہر جادو تھی اور جملہ نازنین ساحران نامی تھے صورتین انکی مہیب و سیاہ تھین ہر ایک نہایت شادمان ہوکر کہنے لگا او طلسم کشا یون لوح طلسمی لیکر ہمنے تجھکو اسیر سحر کیا ہے اب تجھکو بادشاہ ہستی جادو کے پاس لیجا کر قتل کرینگے تو نے طلسم مین آکر آفت برپا کی تھی ہزارہا ساحرون کو قتل کیا تھا یہ کہکر سواریون پر سحر کی سوار ہوکر ملک قاسم کے ہاتھ سے تلوار لیکر تخت سحر پر ڈالکر ارادہ چلنے کا کیا تھا ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ رنگ نہایت ہیبتناک ناریل جوٹی دار ہاتھ مین لیے ہوئے چند مار سیاہ گردن سے لپٹے ہوئے تنہا پیدا ہوا اور بسرعت تمام قریب آکر پکارا

اے غواص جادو واہ واہ کیا کارنمایاں کیا ہے تمہارا مثل ونظیر نہیں ہے کیا خوب تدبیر کی ہے عجب عنوان
سے لوح طلسمی لیکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے واقعی تمنے وہ کام کیا ہے کہ کسی ساحر نامی سے بھی نہو تا شاہ طلسم
یعنے ہاروت جادو تمسے بہت خوش ہیں بار بار تمہاری تعریف کررہے ہیں کشتیان خلعت زرتار کے
واسطے تمہاری اور تمہارے افسران لشکر کی طلب کرکے سر دربار رکھی ہیں مجھکو تمہارے پاس
اس واسطے بھیجا ہے کہ لوح طلسمی جاکر لے آ لہذا موج طلسمی میرے حوالے کرد غواص جادو اُسکی تقریر
سُنکے جواب دیا شاہ طلسم کیونکر معلوم ہوا کہ مین نے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی ہے اور اُسکو گرفتار
کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ اُنھون نے کتاب سامری سے تمام حال دریافت کرکے مجھکو تمہارے پاس
روانہ کیا ہے غواص جادو نے دریاے فکر مین غوطہ مار کر کچھ سوچکر کہا مین تمکو لوح طلسمی ندونگا
کیونکہ کبھی دربار شاہ طلسم مین نہین دیکھا اور نہ مین تمہارے نام سے آگاہ ہون خود ہی ابھی
جاکر شاہ طلسم کو لوح دیدونگا اُسنے جواب دیا اے غواص جادو بڑا عجب ہے کہ تم مجھکو نہین پہچانتے
ہو نام میرا تدویر جادو ہے دربار شاہ سے مجھکو کیا مطلب ہے مین صحراے لالہ زار کا رہنے والا ہون
اُسی صحرا کا جانب شاہ سے مالک و ناظم ہون حسب اتفاق خدمت شاہ طلسم حاضر ہوا تھا ناگاہ شاہ
طلسم کتاب سامری کو دیکھا تمہارے اس کارنمایاں سے باخبر ہوکر مجھسے کہنے لگا جلد غواص جادو
سے لوح طلسمی لے آ کیونکہ کتاب سامری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر غواص جادو لوح طلسمی اپنے
ہمراہ لائیگا تو جبار شاہ اثناے راہ مین اُس سے لوح طلسمی لڑکر چھین لیگا اور طلسم کشا کو بھی
قید سحر سے رہا کریگا تم لوح مذکور مجکو نہین دیتے ہو تو مدومین جاتا ہون جو تمنے کہا ہے یہی شاہ طلسم سے
کہدونگا غواص جادو اُسکی گفتگو سُنکے بجاے خود فکر کرنے لگا کہ اگر لوح طلسمی اس ساحر کے حوالے
نکرونگا تو اثناے راہ مین جبار شاہ لوح طلسمی لے لیگا جو کتاب سامری مین نکلا ہے اُسکا ظہور ضرور
ہوگا یہ ساری محنت و مشقت برباد ہوجائیگی لوح ہاتھ آکر پھر ہاتھ سے نکل جائیگی ہاروت جادو میرے
اوپر برہم ہوگا کہیگا تو نے میرے حکم پر عمل نکیا تدویر جادو کے لوح حوالے نکردے یہ سوچکر
تدویر جادو سے کہا اے تدویر جادو تمہاری تقریر سے مجبور ہوکر لوح طلسمی دیتا ہون ورنہ ہرگز ندیتا
کیونکہ مین تجکو اچھی طرح نہین پہچانتا ہون تجھپر شک بھی ہوتا ہے اُسنے جواب دیا اگر کسی طرح کا شک
ہوتا ہو تو مدد مین جاتا ہون غواص جادو نے کہا خالی ہاتھ نجاؤ لوح لیتے جاؤ ہاروت جادو کی
برہمی کا خیال ہے یہ کہکہ لوح طلسمی رومال مین لپٹی ہوئی اُسکے حوالے کی تدویر جادو لوح لیکر
قریب ملک قاسم کے آیا اور غضبناک ہوکر کہا او طلسم کشا کیا اس روز کی تجھکو خبر نہ تھی لوح
طلسمی پاکر بہت شادمان ہوا تھا طلسم مین داخل ہوکر قیامت برپا کردی اس وقت جبار شاہ
اور تیرا عیار کہان ہے کہ تجھکو قید سے رہائی دے اور وہ لشکر کثیر تیرا کہان ہے کہ ہم سب سے مقابلہ
اور مجادلہ کرکے لوح طلسمی لے لی ملک قاسم نے آہ کرکے جواب دیا او زبان دراز خاموش
رہ تیغ زبان سے میرے قلب و جگر کو زخمی نکر اگر کوئی میرا معین و مددگار اس وقت نہین ہے تو پروردگار
تو ہے وہ ہر امر پر قادر ہے اُسکی ذات سے مجھے امید ہے کہ مین رہا ہوجاؤنگا وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب
اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کریگا کہ پھر لوح طلسمی ملجائیگی قید سحر سے رہائی ہوجائیگی دشمنون کو

قتل کرونگا ہر ایک عدو کو تیغ آبدار سے مانند آہو کے ذبح کرونگا اُسنے ہنسکر جواب دیا او طلسم کشا تو کیا اپنے دشمنون کو ذبح کریگا خود ہی تو شکارگاہ مین آکر اپنے دشمنون کا شکار ہوگیا امید رہائی کی نرکھ قاسم اُسکی تقریر سُنکے غصہ سے کانپنے لگا پھر مجبوری سے اشک آنکھون مین بھرلاکر جواب دیا او ساحر کیا کہون مبتلاے سحر ہون اگر دست و پا قابو مین ہوتے تو اس تیری سخت کلامی کا تجکو مزہ چکھا دیتا ایک ہی ضرب شمشیر سے تیرے دو ٹکڑے کرتا تدبیر جادو نے کچھ خیال کرکے جلد رومال سے لوح طلسمی نکالکے گلے مین ملک قاسم کے ڈال دی اور نعرہ کیا منم سیارہ بن عمرو او غواص جادو دیکھ یون عیاری کرکے لوح طلسمی لے لی تجکو دھوکا دیا پھر ملک قاسم سے متوجہ ہوکر عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار اب ان ساحرون کو قتل کیجیے یہ کہکر بے اختیار خوف ساحران سے بھاگا ادھر برکت اور عکس لوح سے ملک قاسم پر سے سحر دفع ہوگیا دست و پا قابو مین آتے فی الفور شمشیر آبدار اپنی اٹھا کر نعرہ کیا ای غواص جادو وای ساحران مکار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے یہ نعرہ کرکے چند قدم آگے بڑھکر ایک ساحر پر تلوار لگائی اُسنے پہلے تو ارادہ بھاگنے کا کیا تھا جب بھاگ نہ سکا سحر سے چند سپرین اپنے سر پر پیدا کین قاسم نے عکس لوح کا ڈالا سپرین تو دور ہوئین تلوار جو اُسکے سر پر پڑی کاٹتی ہوئی تا زین پہونچی ساحر مذکور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی اور آواز آئی کُشتی مرا کہ نام من ریحان جادو بود بعد قتل کرنے ریحان جادو کے ملک قاسم غواص جادو پر حملہ آور ہوا وہ مع اپنی زوجہ اور ہمراہی ساحرون کے تھوڑی دیر تک خوب لڑا بسبب سے لوح کے سحر کیے سحر نے کچھ اثر نکیا چندہ ساحر اس لڑائی مین ملک قاسم نے تیغ آبدار سے قتل کیے غواص جادو مع اپنی زوجہ کو جادو کے بھاگ کر اپنے لشکر کی طرف سراسیمہ روانہ ہوا سیارہ بن عمرو کی گرفتاری و ہلاک کرنے کا خیال بھی نکیا کیونکہ اُسکو طلسم کشا سے اپنی جان بچانا مشکل ہوا تھا جب غواص جادو بھاگ گیا سیارہ بن عمرو کہ ایک جھاڑی مین دور جاکر چھپا تھا وہان سے خدمت قاسم مین آیا ملک قاسم نے اُسکی عیاری کی تعریف کرکے کہا ای سیارہ کیا کہون غواص نابکار نے عجب دام مکر پھیلاکر مجھسے لوح طلسمی لے لی تھی تمھارا کیونکر آنا ہوا کہ تمنے یہ عیاری کی اُسنے عرض کیا جب آپ تعاقب مین آہوے سیاہ کے اس طرف آئے اور مجھکو ہمراہ رکاب نہ لائے مین اُسی جگہ تا دیر انتظار مین آپ کے ٹھہرا رہا جب دیر ہوئی متردد ہوکر نشان سم مرکب دیکھتا ہوا اُس جھاڑی تک آیا اور جھاڑی کی آڑ مین ٹھہر کر یہ دیکھا کہ ایک نازنین نے آپکے گلے سے لوح طلسمی اُتار لی پھر اُسنے صورت اصلی پیدا کرکے نعرہ کیا منم غواص جادو دیکھ ای طلسم کشا یون لوح طلسمی لے لیتے ہین اُس وقت آپ برہم ہوکر اُٹھے اُسنے آپ پر سحر کیا آپ مبتلاے سحر ہوے مین نے بصورت اصلی حاضر ہونا مناسب نجانکر رنگ روغن نکالکر جھٹ پٹ ایک ساحر کی شکل بنائی اور بیان اگر غواص جادو سے لوح طلسمی طلب کی وہ نابکار نہایت ہوشیار تھا اُسنے لوح کے دینے مین تامل کیا تھا اُسوقت مین نے چرب زبانی کی چونکہ جبار شاہ سے سُنا تھا کہ اس طلسم مین اک صحراے لالہ زار ہے اور وہان کا ناظم تدبیر جادو ہے مین نے وہی بیان کیا الله الحمد الله تم

کہ وہ ہوشیار ہوکر میرے دام تدویر مین پھنس گیا لوح طلسمی اُسنے مجھکو دیدی مین نے قریب آپکے
آکر آپ سے گفتگوے سخت کی اس خطا کو معاف فرمائیگا مین نے مصلحت وقت وہ تقریر کی تھی اگر
حضور مجھکو بھی اپنے ہمراہ لاتے تو غواص جادو کے دام فریب مین گرفتار ہوتے مین اُسکے مکر و فریب
سے آگاہ کردیتا ملک قاسم نے جواب دیا لاریب تمھارے ہونے سے مین نے یہان پر سخت دھوکا کھایا
تھا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب یہان سے چلو یہ کہکر اپنے مرکب طلسمی پر سوار ہوکر سیارہ کو ہمراہ لیکر صحراے
سبزہ زار مین آیا پھر سب اپنے ہمراہیون کو ہمراہ لیکر شکارگاہ سے جانب لشکر روانہ ہوا جب قریب لشکر
پہونچا جبار شاہ مع ساحران نامی کے واسطے استقبال کے آیا اور استقبال کرکے لشکر مین لے گیا ملک
قاسم نے بابت لوح طلسمی جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار عالی تبار
واقعی آپ کے عیار نے کار نمایان کیا غواص جادو نے تو لوح لے ہی لی تھی یہ ساحر ہمیشہ سے بڑا
مکار ہے ابھی جبار شاہ طلسم کشا سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ غواص جادو نے اپنے لشکر مین آکر طلسم کشا
پر غضبناک ہوکر طبل جنگی بجوایا سیارہ بن عمرو نے صداے طبل رزمی لشکر حریف کے سنکے عرض کیا
اے شاہزادۂ ذیوقار غواص جادو نے طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ آسکا مقابلہ کرنے کا ہے ملک قاسم
نے جبار شاہ سے مخاطب ہوکر کہا یہ نابکار صحرا سے بھاگ کر آیا ہے اور برہم ہوکر اُسنے طبل جنگی
بجوایا ہے یہ کہکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی نقارہ حربی پر چوب لگائی جاے ملازمون
نے بموجب حکم نقارہ جنگی بجایا جب دونون لشکرون مین صداے طبل رزمی اور نقارہ جنگی بلند ہوئی
ساحران ہر دو لشکر آگاہ ہوے کہ اس وقت تو وقت شام کا ہے ہنگام سحر یقینی لڑائی ہوگی بازار مرگ
میدان کارزار مین گرم ہوگا لہذا ابھی وقت سے اپنے سحر تیار کرلینا چاہیے چنانچہ اُسی وقت سے
دونون لشکرون مین ساحر سحر اپنے اپنے تیار کرنے لگے سامان جنگ خوب ہونے لگا جب صبح ہوئی
ملک قاسم بعد اداے نماز سحر بارگاہ سے برآمد ہوا ساحران نامی نے کہ در دولت پر حاضر تھے
جھککر سلام کیا اثنا مین جبار شاہ بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوا ملک قاسم کو دیکھکر سر واسطے
سلام کے جھکایا ملک قاسم نے فرمایا اے شاہ طلسم اب میدان کارزار مین چلنا چاہیے کیونکہ یہی
وقت میدان مصاف مین جانے کا ہے اُسنے عرض کیا آپ مرکب پر سوار ہون مین ہمراہ چلنے کو موجود ہون
شاہزادہ موصوف مرکب پر سوار ہوا جبار شاہ ایک تخت سحر پر سوار ہوا لشکری بھی اپنی باز اور بط اور قرقرہ
اور ہنس آتشین اور فیل آتشین اور اژدر سحر وغیرہ سواریون پر سحر کے سوار ہوے سواری ملک
قاسم باشان و شکوہ سوے جنگاہ روانہ ہوئی اُس وقت وہ نسیم سحری کا چلنا لشکر کا مانند دریاے ذخار
کے روانہ ہونا راہ مین اکثر ساحرون کا سحر سے عجائب و غرائب امور دکھانا لائق دید تھا ملک قاسم
مرکب طلسم پر سوار تھا سیارہ بن عمرو ہمراہ رکاب تھا جبار شاہ قاسم کے پہلو مین بیٹھا تھا اپنے تخت پر غرض
اس شان و شوکت سے ملک قاسم میدان نبرد مین پہونچا ابھی کچھ دیر ہوئی تھی کہ اُدھر سے غواص جادو
بھی دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے غصہ مین بھرا ہوا اژدر آتشین سحر پر سوار پہلو مین زوجہ اُسکی
گوہر جادو کہ وہ ایک طاؤس سحر پر سوار ہو نمایان ہوا ساحر اُسکی فوج کے بار بار سامری و جمشید کو باواز
بلند پکارتے ہوے ترسول اور بنسول ہاتھون مین لیے ہوے جانوران سحر کی سواریون پر سوار چلے

آتے تھے جب غواص جادو میدان کارزار مین بمقابلہ طلسم کشا آکر ٹھہرا اُس وقت برائے درستی میدان
کارزار باشارہ جبار شاہ اور غواص جادو دونون لشکرون سے چند ساحر نکلے اُنھون نے نارنج
اور ترنج اور ناریل چوٹی دار جھولیون سے نکالکر اُنپر سحر دم کرکے میدان کارزار مین مارے دیکھنے
والون نے دیکھا کہ وہ نارنج و ترنج اور ناریل شق ہوے شعلے بکثرت پیدا ہوے جسقدر میدان
رزمی مین جھاڑیان جھنڈیان تھین سب جلکر خاک ہوگئین پھر اُنھین ساحرون نے گولے فولادی
سحر کرکے سوے میدان مارے وہ بھی شق ہوے دھوان پیدا ہوا شعلے بھی ظاہر ہوے بعد
دور ہونے شعلون اور دھوئین کے سب نے دیکھا چند زنگی کلنگ اور بیلچے لیے ہوے ہین اور
اُن ساحرون سے کہہ رہے ہین ہمین کیا حکم ہوتا ہے وہ اُنسے کہتے ہین اس میدان کارزار کی زمین
ناہموار کو درست کرکے خوب ہموار کردو وہ حسب الحکم میدان کارزار کی درستی کرکے نظر سے غائب
ہوگئے بعد اُسکے اُنھین ساحرون نے ابر سحر پیدا کرکے ابر سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا تمام
میدان مصاف آب ابر سحر سے سرد و خنک ہوگیا گرد و غبار دفع ہوگیا بخوبی تمام چھڑکاو ہوگیا ساحران
مذکور اسی طرح درستی عرصہ کارزار کی کرکے اپنے اپنے لشکر مین گئے اُس دم جانبین سے صف
آرائی ہوئی بعد صف آرائی کے بطور نقابت نقیب نے دف دائرہ وغیرہ لشکرون مین اکثر
ساحرون نے بجائے اُنکی آواز سے جملہ ساحر آمادہ جنگ ہوے پہلے لشکر غواص جادو سے
ایک ساحر مسمے اظلم جادو کہ اژدر سحر پر سوار تھا صف لشکر سے نکلا اور غواص جادو سے اجازت
جنگ لیکر میدان کارزار مین آیا اور پکارا اے طلسم کشا کسی ساحر کو میرے مقابلہ کے واسطے
بھیج ملک قاسم نے اپنے لشکر کے داہنی سمت نظر کی فوراً ایک ساحر مسمی منیر جادو کہ افسران
لشکر سے تھا اور ساحر زبردست تھا صف سپاہ سے نکلا اور ملک قاسم اور جبار شاہ سے اذن
میدان مصاف لیکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آیا اور سامنے اظلم جادو کے ٹھہر کر
پکارا او اظلم نابکار اگر بارادہ کارزار آیا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا او منیر جادو پہلے تو
مجھپر کوئی حوصلہ اپنے دل کا نکال لے اُسنے جواب دیا ہمارے مالک و آقا طلسم کشا کے لشکر کا
یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے حریف پر کسی طرح کا وار کیا جاے اول تو مجھپر سحر کر جب تیرے سحر سے جانبر ہونگا
اُسوقت مین بھی سحر کرونگا اظلم جادو یہ سنکے کہنے لگا تیری اجل ہی آئی ہے خیر جو تیری خوشی ہو
یہ کہکر ایک ناریل چوٹی دار جھولی سے نکالکر اُسپر سحر دم کرکے یا سامری کہکر منیر جادو کی طرف
مارا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ ناریل سر منیر جادو پر شق ہوا دھوان بکثرت پیدا ہوا اُس دھوئین مین
وہ روشن دل نہان ہوگیا بعد ایک لمحہ کے سب نے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان منھ کھولے ہوے
سوے منیر جادو آیا اور ایسا اُسنے دم کھینچا کہ منیر جادو کسی طرح نہ رک سکا اُسکے دہن مین چلا گیا
اظلم جادو خوش ہوا ساحران مطیع اسلام کو رنج ہوا تھا ناگاہ منیر جادو کارد سحر اژدر مذکور کو مارکر
باہر آیا اژدر مذکور جلکر خاک ہوگیا جملہ ساحران مطیع اسلام شاد ہوے غواص جادو اور اُسکے
اہل لشکر کو حیرت ہوئی خصوصاً اظلم جادو کو نہایت تعجب ہوا برہم ہوکر کہنے لگا او منیر جادو غضب
کیا تونے کہ میرے سحر کو رد کرکے جانبر ہوا اُسنے جواب دیا او نابکار یہ تیرا سحر کیا تھا بڑے بڑے

ساحرون کے سحرون کو مین نے دفع کیا ہی اور اُنکو قتل کیا ہی آج تجھکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر ایک گلدستہ
پھولون کا اپنی جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے سوے صحرا پھینکا ہر ایک نے دیکھا کہ وہ گلدستہ
دور جاکر شق ہوا شعلہ اور دھوان پیدا ہوا بعد دفع ہونے دھوئین کے ایک شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا
روبرو منیر جادو کے آیا اور بزبان فصیح پوچھا اے منیر جادو کیا حکم ہی اُسنے کہا یہ سامنے اظلم جادو
کھڑا ہی جاکر اُسکا کام تمام کر شیر مذکور اُسپر حملہ آور ہوا اُسنے گولہ فولادی سحر کا مارا اسد مذکور کے ہر چند سر پر
پڑا مگر ہلاک نہوا پھر اُسنے کارد سحر لگائی اُس سے بھی کچھ نہوا اظلم نے لاچار ہوکر ارادہ کیا تھا کہ سحر سے
شق زمین ہوکر جان اپنی بچائے ناگاہ ضیغم مندرجۂ بالا نے اُسکو از زور سحر سے کھینچکر پنجہ و دہن سے ہلاک
کر ڈالا اظلم کے مرنے سے اژدر بھی اُسکا ایک کاغذ کا پتلا ہوکر رہگیا تاریکی بھی ہوئی بعد ازان آواز آئی
کشتی مرا کہ نام من اظلم جادو بود بعد مرنے اظلم جادو کے اور ایک ساحر مسمی قاہر جادو نے صف
لشکر سے نکلکر منیر جادو سے مقابلہ کیا منیر جادو نے بعد دفع کرنے اُسکے سحر کے اُسی سحر کے
شیر سے حکم کیا کہ اس حریف کو بھی ہلاک کر شیر مذکور حملہ آور ہوا قاہر جادو نے کارد سحر اپنے خون
پیشانی سے تر کرکے یا ساحری کہکر شیر پر لگائی سبنے دیکھا کہ وہ کارد شکم شیر مین در آئی بلکہ شکم
سے گذر گئی اسد مذکور خاک پر گرکے مانند شمع کافوری کے جلکر خاک ہو گیا منیر جادو کو غصہ آیا فوراً
طاؤس سحر سے اترکر زمین پر لوٹ کر سحر سے بصورت باز بنکر بلند ہوا قاہر جادو بزور سحر ہمری
کی صورت بنکر اُڑا بالاے ہوا دونون ساحران مذکور چنگل و منقار سے لپٹ کر لڑنے لگے تھوڑی
دیر تک خوب لڑائی ہوئی آخر کار باز نے ہمری کا کام تمام کیا لاشہ قاہر جادو کا زمین پر گرکے تڑپکر سرد
ہو گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہواے تند چلی بعد ازان آواز آئی کشتی مرا کہ نام من قاہر جادو بود
اسی طرح منیر جادو نے دس ساحران نامی کو اور قتل کیا جب بارہ ساحران نامی دست منیر جادو
سے میدان کارزار مین ہلاک ہو چکے غواص جادو کو غصہ آیا کثرت غیظ سے چہرہ اُسکا سرخ ہو گیا
اپنی زوجہ سے کہنے لگا اس منیر نابکار نے بارہ ساحران نامی کو ہلاک کیا ہی اب مین جاکر اُسکو ہلاک
کرتا ہون اُسنے کہا صاحب تم نجاؤ پہلے میری لڑائی کا تماشا دیکھ لو دیکھو تو مین اُسے کیونکر ہلاک
کرتی ہون اُسنے جواب دیا یہ ممکن نہین کہ میرے سامنے تم حریف سے جاکر مقابلہ کرو تم لشکر مین
رہو مین ابھی جاکر اسکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر اپنے اژدر آتشین کو صف لشکر سے نکالا اور بیچ مین
میدان کارزار کے آکر منیر جادو سے مخاطب ہوکر پکارا او منیر زشت خوارے غضب کیا تو نے
کہ بارہ ساحران نامی کو تو نے ہلاک کیا اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آگئی اُسنے جواب دیا
او نابکار مین خبردار ہون تو سحر کر جسطرح تیرے لشکر کے ساحرون کو مارا ہی اسی طرح تجھکو بھی ہلاک
کرونگا اگر زندگی اور بہتری اپنی چاہتا ہی تو مطیع اسلام ہوکر طلسم کشا اور عیار شاہ اپنے بادشاہ سابق
کی اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائے گا میرے ہاتھ سے سر میدان جنگ مارا جائیگا غواص جادو اُسکی
یہ تقریر سنکے نہایت برہم ہوا کہنے لگا او منیر جادو کیا بکتا ہی مین ہرگز طلسم کشا اور عیار شاہ
کی اطاعت نکرونگا تیرے کہنے پر عمل نکرونگا تو مجکو کیا قتل کریگا خود ہی قتل ہو گا پیمانہ تیری عمر کا لبریز
ہوگیا ہی یہ کہکر ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کرکے سوے منیر جادو مارا ادھر اُس نامی

اس نامی ساحر نے کار دسحر سے اُسکے دو ٹکڑے کیے ساحران مطیع اسلام نے شور تحسین و آفرین
بلند کیا غواص جادو کو غصہ آیا ایک ناریل جوٹی دار جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور چند
قطرے خون کے اپنی پیشانی سے اُسپر ڈالکر یا سامری کہکر سوے صحرا مارا ناریل مذکور دامن
دشت مین جاکر شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت پیدا ہوے بعد تھوڑی دیر کے اُسی دھوئین
سے ایک زنگی مرکب پر سوار شمشیر آبدار ہاتھ مین علم کیے ہوے نکلا اور قریب غواص جادو کے
آکر پوچھنے لگا اے غواص جادو کیا حکم ہے اُسنے جواب دیا اس ساحر نابکار کو کہ نام اسکا منیر جادو ہے
قتل کر اور سر اسکا کاٹ کر میرے روبرو دے آدہ یہ تقریر سُنکے جانب منیر جادو چلا اور یہ بہادر
اُسکو دیکھکر ہوشیار ہوا فی الفور ایک گولہ جھولی سے نکالکر اسماے سحر اُسپر دم کرکے بعجلت تمام
زنگی مذکور پر مارا زنگی نے مسکراکر سر اپنا سامنے گولے کے جھکا دیا گولہ سر پر اُسکے بخوبی پڑا
لیکن کچھ بھی اُسے ضرر نہ پہونچا یا مانند مٹی کے گولے کے ٹوٹکر زمین پر گر پڑا منیر جادو یہ حال
دیکھکر گھبرایا رنگ رُخ زرد ہوگیا اتنی دیر مین زنگی مذکور نے عنقریب اُسکے جاکر مہلت دوبارہ
سحر کرنے کی ندیکر تلوار اُسکے سر پر لگائی ادھر اُسنے سحر سے چند سپرین سحر کی اپنے سر پر پیدا
کین تلوار اُسکی سب سپرون کو کاٹکر دو انگل سر مین در آئی منیر جادو نے جان بری اپنی دشوار
جانکر جلد طاوس سحر سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور سحر سے غرق زمین ہوکر پھر برق بنکر زمین سے
نکلکر سوے فلک گیا اور بعد غیظ و غضب اُس زنگی پر گرا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک
برق اس طرح اُس زنگی پر گری کہ دو ٹکڑے اُسکے کرکے زمین مین در آئی زنگی مذکور برق
سطور سے دو ٹکڑے ہوکر جلکر خاک ہوگیا جبار شاہ اور طلسم کشا وغیرہ خوش ہوے غواص
جادو کو ندامت و حیرت ہوئی زوجہ غواص جادو کی متحیر ہوئی یہ لڑائی دیکھکر اپنے دل مین کہنے
لگی خداوند سامری خیر کرین منیر جادو ساحر زبردست ہے کسی طرح سے قتل نہین ہوتا ہے میرے
شوہر کے سحرون کو دفع کر رہا ہے کہین ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے میرے خاوند کو کچھ صدمہ پہونچے اور
ساحرون کی طرح میرے شوہر کو بھی قتل کرے ابھی گوہر جادو دل مین اپنے یہ باتین کر رہی تھی
کہ منیر جادو زمین سے بصورت اصلی نکلا سبنے دیکھا کہ سر اُسکا زخمی ہے خون سر سے مثل فوارے
کے نکل رہا ہے چہرہ اُسکا زرد ہے اس وقت ملک قاسم اور جبار شاہ نے اُسکی حالت پر نظر کرکے
ایک ساحر مسمی مہر جادو سے کہا تو جاکر غواص جادو سے مقابلہ کر اور منیر جادو کو کہ زخمی ہے لشکر مین
بھیجدے وہ ساحر فی الفور تخت سحر پر سوار ہوکر میدان کارزار مین گیا اور منیر جادو سے کہا اے برادر
اب تم لشکر مین جاؤ مین اس نابکار سے مقابلہ کرونگا اُسنے مسکراکر جواب دیا اے مہر جادو تمنے حق
دوستی و محبت ادا کیا میرے دشمن سے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا مین ازحد خوش ہوا تمسے امید
نیکی کی ہوئی ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر حواس میرے بجا ہین اس حریف سے مقابلہ کرونگا تم
لشکر مین جاؤ میری لڑائی دیکھو اگر مین نے اُسکو قتل کیا تو فہو المراد ورنہ بعد میرے تم اس سے
مقابلہ کرنا عوض میرے خون کا اس نابکار سے لینا اُسنے مکرر کہا اے منیر جادو میرے کہنے پر
عمل کرو لشکر مین جاؤ علاج اپنا کرو زخم سر سے حال تمہارا اچھا نہین ہے ایسی حالت مین اس نابکار سے

نہ لڑوا اُسنے کہا ای منیر جادو جنگاہ سے ایسے وقت مین کہ حریف سامنے موجود ہی لشکر مین چلے جانا خلاف مردی و مردانگی ہی ہرگز ہرگز لشکر مین نہ جاؤنگا دشمن کو پشت اپنی نہ دکھاؤنگا اگر قضا ہی آئی ہی تو مارا جاؤنگا ورنہ سر اس بجیا کا لیکے لشکر مین آونگا طلسم کشا اور جبار شاہ کو نذر دونگا مہر جادو اسکی تقریر سنکے مجبور و لاچار ہوکر عرصہ جنگ سے خدمت طلسم کشا و جبار شاہ مین آیا اور جو کچھ منیر جادو سے گفتگو ہوئی ہی عرض کرکے کہا وہ کسی طرح لشکر مین نہین آتا ہی یہی کہتا ہی کہ مین ہی اس نابکار سے مقابلہ کرونگا جبار شاہ اور طلسم کشا یہ تقریر اُسکی سُنکے کہنے لگے کہ اُسکو اختیار ہی بہتر تو یہی تھا کہ اس وقت لشکر مین چلا آتا یہ کہکر خاموش ہوے کہ ناگاہ غواص جادو نے منیر جادو کو بنظر تند و تیز دیکھکر کارد سحر اُسکے سینہ بے کینہ پر لگائی ادہر اس دلیر نے سپر سحر بر کارد سحر کو روکا اور للکار کر کہا او نابکار اگلی مرتبہ مین وہ سحر کرونگا کہ جس سے تو جانبر نہوگا اور اگر جانبر ہوگا تو مشکل سے ہوگا یہ کہکر ایک نارنج اپنی جھولی سے نکالکر جلد اسماے سحر اُسپر دم کرکے اور خون سے تر کرکے جانب صحرا پھینکا مردمان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ وہ نارنج دور جا کر پھٹا دھوان اور شعلے اُس سے بجد پیدا ہوے بعد ایک لمحہ کے اُنھین شعلون سے اور اُسی دھوئین سے ایک پتیلا فولادی کہ مرکب فولادی پر سوار تھا ہاتھ مین تلوار چھوٹی سی لیے تھا پیدا ہوا اور منیر جادو سے آکر پوچھنے لگا ای منیر جادو بعد ایک مدت دراز کے آج تمنے مجھے کیون طلب کیا ہی کیا کام ہی کسی دشمن زبردست سے عاجز ہوے ہو کہ مجھکو بلایا ہی جسکو کہو ابھی ایک ضرب مین قتل کرون منیر جادو نے اشارہ طرف غواص جادو کے کیا سوار فولادی مانند برق جانب غواص جادو چلا ادہر اُس نابکار نے گولا فولادی بعجلت تمام نکالکر سحر دم کرکے سینہ سوار مذکور پر مارا پتیلا فولادی یا تو جاتا تھا یا گولے کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر ٹھہر گیا گولا بخوبی تمام اسکے سینہ پر پڑا اور ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گرا پتلے تو کچھ اثر ہی نہوا گولا سینہ پر روک کے آگے بڑھا غواص جادو نے پھر گولا اسی طرح مارا اُسنے بھی کچھ اثر نکیا کہان تک لکھا جاے کہ اسی طرح دس گولے غواص جادو نے متواتر سحر کرکے اُسکے سر و سینہ پر لگائے اور اُسکو ضرر نہ پہونچا ہان اتنا تو ضرور ہوا کہ جب گولہ اُسکے سینہ و سر پر پڑتا تھا ٹھہر کر آہ کرتا تھا اور پھر آگے مرکب بڑھاتا تھا غواص جادو دمبدم پیچھے ہٹا جاتا تھا پتیلا آگے بڑھتا جاتا تھا آخر کار یہ ہوا کہ پتلے اُسکے قریب ہوکر مرکب کو اڑاکر سر پر اُسکے تلوار لگائی غواص جادو نے بحر فکر مین غوطہ لگا کے دُر مطلب سر دست حاصل کیا کہ سپر ہاے سحر پر اُسکی تلوار کو روکنا چاہا چنانچہ ایسا ہی اُسنے کیا کہ چند سپرین سحر کی اپنے سر کے بچانے کے واسطے بالاے سر سحر سے پیدا کین تلوار پتلے کی تمام سپرون کو کاٹکر اُسکے سر مین چار انگشت در آئی تھی کہ اُسنے بھی اثر در سحر سے اپنے تیئن بہزار خرابی زمین پر گرادیا اور فی الفور سحر سے غرق زمین ہوکر برق بنکر سوے فلک گیا اور وہان سے بعد عجالت اُس پتلے پر گرا دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس برق کے گرنے سے پتلہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر مانند شمع کافوری کے جلکر خاک ہوگیا گوہر جادو اپنے شوہر کے زندہ رہنے سے اور پتلے کے ہلاک ہونے سے خوش ہوتی پہلے تو دل اُسکا دھڑک رہا تھا آنکھون مین اشک بھرے تھی بال سر کے کھلے تھے چہرہ متغیر تھا سامری و جمشید وغیرہ اپنے خداوندون کو پکار رہی تھی اُنسے طالب اعانت تھی کہتی تھی

ای خداوند کہان ہو جلد آؤ میرے شوہر کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ مگر جب غواص جادو نے پتلے کو
جلایا گوہر جادو کے حواس درست ہوئے بڑھ کر کہنے لگی صاحب واہ واہ کس بہادری سے لڑے
ہو کیا کار نمایان کیا ہی اگر اسوقت ہاروت جادو یہان ہوتا تو وہ خلعت و انعام صاحب کو ضرور دیتا
کیونکہ سوائے صاحب کے اس پتلے کا ہلاک کرنا کسی سے ممکن نہین تھا مین بھی اسکو مٹا نہ سکتی ابھی
گوہر جادو خوش ہو کر یہ باتین کر رہی تھی کہ غواص جادو اس پتلے کے چار ٹکڑے کر کے برق بنا ہوا
زمین سے پھر سوئے فلک گیا ادھر منیر جادو نے کچھ سوچکر قصد کیا تھا کہ سحر سے غرق زمین ہو جائے
جان اپنی حریف سے بچائے کیونکہ جب وہ برق بنکر گریگا یقینی جان بچنا مشکل ہوگا ابھی اسنے ارادہ ہی
کیا تھا اور اسمائے سحر زبان پر لایا تھا ناگاہ غواص جادو دوبارہ برق بنا ہوا منیر جادو پر گرا سب نے
دیکھا کہ برق مذکور منیر جادو اور اسکے طاؤس کے چار ٹکڑے کر کے زمین پر لوٹ کر پھر بلند ہو کر اور
صحرا مین جا کر گری بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک نے دیکھا کہ غواص جادو جانب صحرا سے اس طرح
چلا آتا ہی کہ سر اسکا زخمی ہی رخ سیاہ اسکا زرد ہی خون زخم سر سے جاری ہی لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی گوہر جادو
اسکو دیکھکر خوش ہو کر دوڑی اور تخت سحر پر سوار کر کے لشکر لیگئی مین پھر کہنے لگی صاحب اب
لڑائی کو موقوف کرو جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر چلو اپنے زخم سر کا علاج کرو جب صحت پانا پھر
طلسم کشا اور جبار شاد سے لڑنا دیکھو تو تمھارا کیا حال ہی غش چلا آتا ہی خون سر سے نکل ہی رہا
ہی کسی طرح بند نہین ہوتا ہی غواص جادو نے اپنی زوجہ کے کہنے سے طبل بازگشت کے بجنے
کا حکم دیا اسکے ملازمون نے اس وقت طبل بازگشت بجایا اس وقت صدائے طبل بازگشت
لشکر غواص جادو سے بلند ہوئی کہ جب منیر جادو کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی ہوائے تند
چل رہی تھی سنگ باری ہو رہی تھی آواز آ رہی تھی کشتی مرا کہ نام من منیر جادو بو جب لشکر غواص
جادو مین طبل بازگشت پر چوب لگائی گئی غواص جادو مع اپنے لشکر کے جنگاہ سے جانب قیام
گاہ لشکر چلا گیا ملک قاسم اور جبار شاہ کو منیر جادو کے قتل ہونے کا رنج ہوا بعد رنج کے حکم
دیا لاشہ اسکا دفن کیا جائے سیارہ بن عمرو وغیرہ نے حکم کی تعمیل کی ملک قاسم مع جبار شاہ لشکر
کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آیا پھر مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا جبار شاہ بھی تخت طاؤسی
سحر سے اتر کر اپنی بارگاہ مین بصد شوکت داخل ہوا پھر ہر ایک ساحر نامی اور غیر نامی سحر کی سواری
سے اتر اتر کر اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوا یہان تو طلسم کشا اپنی بارگاہ مین ہی لشکر اترا ہوا ہی مگر
اب احوال غواص جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ نابکار اپنے قیام گاہ سپاہ پر پہونچا اسکو کثرت درد
زخم سر سے اور زیادہ خون نکلنے سے غش آگیا گوہر جادو زوجہ اسکی بہت گھبرائی سر پیٹنے اور
رونے لگی غواص جادو سے لپٹ کر کہنے لگی صاحب ہوشیار ہو کچھ بات کرو منہ سے بولو آنکھیں
کھولو تاکہ میرے دل مضطر کو قرار ہو جس وقت گوہر جادو نے روتے روتے اپنا حال تباہ کیا
افسران لشکر نے عرض کیا حضور نالہ و فریاد نکرین خاموش رہین غواص جادو کو ضعف سے غش
آگیا ہی ابھی تدبیر کی جاتی ہی غش سے افاقہ ہو جائے گا یہ کہکر جراحون کو طلب کیا انھون نے زخم
سر کا دیکھکر گوہر جادو سے عرض کیا حضور کچھ اندیشہ نکرین یہ زخم ہم چند روز مین اچھا کر دینگے گوہر جادو کو

اُسکے کہنے سے گونہ تسکین ہوئی جراحون نے زخم کو شراب سے دھوکر ٹانکے لگائے پھر پٹی مرہم کی زخم
سر پر چڑھاکر دوسری پٹی باندھ دی بعدہ ایسی تدبیرین کین کہ غواص جادو کو ہوش آیا آنکھین کھولکر
اُسنے دیکھا گوہر جادو کو روتا دیکھکر آہستہ کہنے لگا مین ابھی زندہ ہون تم کیون روتی ہو مجھے تمھارا
رونا ناگوار ہی وہ اس دلاسے اور اس تقریر سے گریہ وبکا سے باز رہی پھر جراحون کو اُسی وقت کچھ
نقد دیا اور کہا جلدی ایسا مرہم بناؤ کہ جس سے میرے شوہر کو صحت ہو اُنھون نے عرض کیا حضور
ہم چندروز مین انکو اچھا کردینگے آپ نہ گھبرائین بیان کیا ہی داستان گویان شیرین سخن نے کہ جراحون
نے بموجب وعدہ کے زخم سر غواص جادو کو تھوڑے دنون مین اچھا کردیا گوہر جادو اور
خود غواص جادو نے اُنکو انعام بموجب انکی لیاقت کے دیا بعد صحت پانے کے ایک روز ہنگام
شب غواص جادو نے بموجب قاعدہ کے طبل جنگ بجوایا یہ خبر بذریعہ جواسیس ملک قاسم اور
جبار شاہ کو پہونچی ادھر ملک قاسم نے حکم نقارہ جنگی کے بجنے کا دیا ملازمون نے حکم کی تعمیل
کی جب دونون لشکرون مین صدائے طبل ونقارہ بلند ہوئی ساحران دونون لشکر کے تیاری سحر مین مصروف
ومشغول ہوے سامان لڑائی کا کرنے لگے تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی خوب ہوئی
غواص جادو اور گوہر جادو نے اپنے اپنے سحر تیار کیے جس وقت سفیدہ سحر فلک پر نمایان ہوا
ملک قاسم نے بیدار ہوکر نماز سحر پڑھی پھر وہ بہادر مسلح ہوکر بارگاہ سے برآمد ہوا چونکہ اُس وقت
سب دربارگاہ پر حاضر تھے آداب وتسلیم بجالاے ملک قاسم نے سبکو جواب سلام دیکر مرکب طلب
کیا جب خدام مرکب لائے وہ شیر بیشہ شجاعت گھوڑے پر سوار ہوا پھر جبار شاہ اور تمامی لشکر اپنے
ہمراہ لیکر سوے نبردگاہ بصد کروفر چلا بعد قطع راہ جب عرصہ نبرد مین پہونچا ٹھہر کر غواص جادو کے آنے
کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ وہ بھی مع اپنی تمامی سپاہ کے میدان کارزار مین آیا پھر
بدستور سابق میدان کارزار کی درستی ہوئی بعد درستی عرصہ مصاف کے صفین دونون لشکرون کی آراستہ
ہوئین اُس وقت بجائے نفیرون اور کرنائیون کے اکثر ساحرون نے مختلف باجے بجائے
جنگی آوازین سننے سے ہر ایک ساحر کو جوش جنگ پیدا ہوا اول لشکر غواص جادو سے ایک ساحر
مسمی اسلم جادو نے غواص جادو سے اذن جنگ لیکر اپنے فیل آتشین سحر کو نکالکر میدان جنگ
مین آکر پکارا ای طلسم کشا کسی ساحر اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے روانہ کر کیا کہون تو
صاحب لوح طلسمی ہی تجھپر سحر اثر نہین کرتا ہی ورنہ تجھسے مقابلہ کرتا چونکہ اسلم جادو نے ملک قاسم
کو طلب نہین کیا تھا اس وجہ سے قاسم نے اپنے لشکر کے بائین جانب ساحرون پر نظر کی
اُسیوقت ایک ساحر نامی مسمی نیر جادو صف لشکر سے نکلکر طلسم کشا اور جبار شاہ سے
اجازت لڑنے کی لیکر شیر سحر پر سوار ہوکر اسلم جادو کے روبرو گیا اور کہا او اسلم جادو عجب تو نمکحرام
دیکھا ہی ارے اپنے بادشاہ ولی نعمت سے پھر کر ہارون جادو نمکحرام کا شریک ہوکر واسطے
مقابلہ کے آیا ہی مین تجھکو سمجھاتا ہون کہ اب بھی عذر ومعذرت کرکے جبار شاہ اور طلسم کشا کا شریک
ہوجا اور مطیع اسلام ہوکر ہم سب مین شامل ہوجا ورنہ انجام تیرا بد ہوگا اُسنے برہم ہوکر جواب دیا او
نیر جادو یہ عرصہ جنگ ہی مقام پند ونصیحت نہین ہی تو مجکو نصیحت نکر مین ہرگز تیری نصیحت پر عمل

نکرونگا کیونکہ تیری راے اچھی نہین ہی عاقل کو لازم ہی کہ شاہ وقت کی اطاعت کرے چونکہ فی زمانہ
ہاروت شاد بادشاہ طلسم ہی اُسی کی فرمانبرداری کرتا ہون تجھکو بھی میری طرح اطاعت شاہ وقت کی
کرنا لازم تھا اگر تونے ہاروت جادو سے سرکشی ہی تو خیر اب مجھسے مقابلہ کر کوئی سحر مجبر کر اُسنے
جواب دیا پہلے تو سحر کر جب تیرے سحر سے بچونگا اُس وقت مین سحر کرونگا اسلم جادو نے یہ تقریر
سُنکے چند موے سر اپنے نوچکر اُنپر اسماے سحر دم کرکے سوے حریف پھینکے وہ بال مار سیاہ
بنکر واسطے ڈسنے نیر جادو کے چلے ادھر اُس ساحر نامی نے جلد مقراض سے ایک کاغذ کا طاؤس
کاٹکر سحر اُسپر دم کرکے جانب مارہاے سیاہ پھینکدیا وہ پتلا کاغذ کا بصورت طاؤس اصلی ہوکر طرف اُن
سانپون کے جھپٹا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک لحہ مین تمام ان سانپون کو وہ نکل گیا پھر اسلم
کی طرف باشارہ نیر جادو چلا ادھر اُسنے غضبناک ہوکر ترنج پر سحر کرکے طاؤس مذکور پر مارا سینہ
توڑکر اُسکا نکل گیا طاؤس جل گیا نیر جادو نے بعد جلجانے طاؤس سحر کے برہم ہوکر ناریل جیب سے
نکالکر اُسپر سحر کرکے اور خون اپنی پیشانی کا اُسپر چھڑک کر سوے صحرا مارا دیکھنے والون نے دیکھا
کہ وہ ناریل دور جاکر پھٹا دھوان اور شعلے پیدا ہوے بعد ایک لحہ کے اُسی دھوئین اور شعلے سے
ایک نازنین خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہوے شیشہ و ساغر ہاتھ مین لیے ہوے ساغر کو
شیشہ شراب سے لبریز کرتی ہوئی بناز و ادا روبرو نیر جادو کے آئی اور پوچھا مجکو کیا حکم ہوتا ہی اُسنے جواب دیا
ای گلفام نارنج پوش اسلم جادو میرے حریف کو گرفتار کرکے لے آ وہ حسب الحکم ساغر مے لیے ہوے
روبرو اسلم کے پہونچی اور مسکراکر کہا ای اسلم جادو شراب میرے ہاتھ سے لیکر پی لے کچھ انجام
کا خیال نکر اگر میرے حکم کی بجا آوری مین تامل کریگا تو پچھتائیگا یہ کہکر ایک ہار پھولون کا جادو کی سے
اُسکے گلے مین ڈالدیا پہلے تو اسلم جادو اُس نازنین کو دیکھکر دشمن اپنا جانکر ڈرا تھا اور
ساغر مے لینے سے عذر کرنا چاہتا تھا اب ہار کے گلے مین پڑنے سے اُس صورت پر عاشق ہوکر
دیوانہ سا ہوگیا مبتلاے سحر ہوگیا کہنے لگا ای گلفام نارنجی پوش خوشا مقدر کہ تم اپنے ہاتھ سے
مجھے شراب پلاؤ اس روز کی تو ایک مدت دراز سے مجھکو آرزو تھی تمھارے فراق مین دل
میرا مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپتا تھا راتون کو نیند نآتی تھی دن کو آرام نملتا تھا خداوند ساحری نے
میرے حال پر عنایت کرکے تمکو مجھپر مہربان کیا یہ کہکر جام شراب لیکر بیخوف و خطر شراب پی گیا ہرچند
غواص جادو وغیرہ ساحران نامی نے باواز بلند اُسے منع کیا مگر اُسنے کسیکا کہنا نمانا بلکہ جواب دیا
تم لوگ کیا بکتے ہو مین ہرگز تمھارا کہنا نمانونگا اپنی معشوقہ کو رنجیدہ نکرونگا اُسکا حکم بجالاؤنگا
سب ساحران مذکور اُسکی تقریر سُنکے خاموش ہو رہے جب اسلم جادو شراب پی چکا بخوبی تمام مبتلاے
سحر ہوکر نازنین مذکور سے کہنے لگا ای مہ جبین اگر مہربانی و عنایت سے اپنے ہاتھ سے شراب
پلائی ہی تو اپنے وصل سے بھی مجھے شاد کام کر اُسنے ہنسکر جواب دیا آرزو تمھاری ایک شرط سے
بر آئیگی کہ ہاتھ اپنے اپنے رومال سے باندھ کر بطور مجرم کے روبرو نیر جادو کے چلو پھر وہ جو کچھ
کہے اُسپر عمل کرو اسلم جادو نے شاد ہوکر کہا یہ کتنی بڑی بات ہی اگر تو حکم کرے تو مین تیرے خادمون کے
روبرو اسی طرح چلون یہ کہکر رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر ہمراہ اُس نازنین کے عنقریب نیر جادو کے

آیا نازنین نے کہا ای نیر جادو مجرم حاضر ہوا ہی اب اسکے بارے مین تمکو اختیار ہی اُسنے کہا ای اسلم جادو
تم تو ہمسے لڑنے کو آتے تھے سر میدان مقابلہ کیا اب کیون آتے ہو اُسنے جواب دیا مین تو اس
نازنین کا فرمانبردار ہون اِسکے دام الفت مین اسیر ہون اِسکے حکم سے تمھارے روبرو آیا ہون مینے
کب تمسے مقابلہ کیا تھا کیا مجال میری کہ مین تمسے لڑون نیر جادو نے پوچھا جو کچھ مین کہون یا نازنین
کہے منظور کروگے اُسنے کہا بسر و چشم قبول کرونگا نیر جادو نے نازنین مذکور سے باشارہ کہا کہ اس
کہو اپنا گلا کارد سحر سے خود ہی کاٹ لائے نازنین نے اُس سے کہا اُسنے فی الفور جھولی سے کارد
نکالکر اپنا حلق خود ہی کاٹ ڈالا بعد حلق کاٹنے کے زمین پر گر کے تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکے
مرنے سے تاریکی پیدا ہوئی ہوائے تند چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا کہ نام من اسلم جادو
بود بعد ہلاک ہونے اسلم جادو کے وہ نازنین بھی غائب ہو گئی غواص جادو اسلم کے اسطرح
ہلاک ہونے سے برہم ہو کر اُنسے کہنے لگا ای ساحران نامی دیکھا تمنے کہ نیر جادو نے اسلم جادو کو کس
سحر سخت مین مبتلا کرکے ہلاک کیا ہی یہ وہ سحر ہی کہ مسحور اس سحر سے جانبر ہو نہین سکتا ہی اور کوئی ساحر
اس سحر کو دفع کر نہین سکتا ہی اسیوجہ سے مین نے بھی دفع سحر کی تدبیر نکی یہ خداوند سامری کا سحر ہی مجھے نہین
معلوم اسکو کیونکر یاد ہو گیا ہی لہذا تمکو مناسب ہی کہ اسلم جادو کا انتقام اس سے لو جس طرح اُسنے
اسلم کو قتل کیا ہی مثل اُسکے تم بھی کسی سحر مین اسکو مبتلا کرکے ہلاک کرو اور اگر تمسے ممکن نہو تو مین
جا کر اسکو ہلاک کرون اُنھون نے عرض کیا آپ کیون تکلیف گوارہ کرین ہم مین سے ایک ساحر
ابھی جائیگا اور بموجب آپ کے حکم کے اسکو ہلاک کریگا یہ کہکر اُنمین سے ایک ساحر نامی مسمی اخضر جادو
غواص جادو سے اجازت حاصل کر کے اژدر آتشین سحر پر سوار ہو کر روبرو نیر جادو کے آیا بعد
گفتگوے بسیار اخضر نے ایک نارنج سبز اپنی جھولی سے نکالکر نارنج پر اُسپر سحر پڑھ کر چند قطرہ خون
کے اُسی نارنج پر ڈالکر یا خداوند جمشید کہکر ایک سمت زور سے پھینکا وہ دور جا کر شق ہوا دھوان برابر
پیدا ہوا اُسی دھوئین سے بعد ایک لحے کے ایک جوان سبز پوش سانولا رنگ مرکب پر سوار شمشیر بکف
ظاہر ہو کر روبرو اخضر کے جا کر پوچھنے لگا مجھکو کیا حکم ہوتا ہی اُسنے کہا سامنے نیر جادو میرا حریف موجود
ہی اسکو جا قتل کر یا اسیر کرکے میرے پاس لے آوے یہ تقریر سُن کے مثل برق نیر جادو کی طرف
بصد قہر و غضب چلا ادھر اُسنے گولا فولادی نکالکر سحر اُسپر دم کر کے اُسے مارا اُسنے گولے کو تلوار سے
مانند موم کے گولے کے دو ٹکڑے کیا اور قریب آ کر چاہا کہ تلوار نیر جادو پر لگائے یہ ساحر نامی سحر
کرنے چاہتا تھا کہ پاؤن زمین پر مار کر غرق زمین ہو ناگاہ اخضر جادو نے اپنے سحر سے زمین کو سخت
کر دیا نیر جادو غرق زمین نہو سکا آخر مجبور ہو کر سحر سے پر پرواز پیدا کر کے بصورت باز بنکر چاہتا تھا
کہ پرواز کرے ناگاہ تلوار اُسکی گردن پر پڑ ہی گئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ نیر جادو دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گرا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہوائے تند چلی آواز
آئی کشتی مرا کہ نام من نیر جادو بود اس ساحر کے قتل ہونے سے اخضر جادو بہت خوش ہوا غواص
جادو اور گوہر جادو بھی خوش ہوے ادھر ملک قاسم اور جبار شاہ وغیرہ کو ملال ہوا اخضر جادو نے
للکار کر کہا ای طلسم کشا اب اور کسی ساحر کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج نیر جادو کا تو ستارہ

گردش مین تھا وہ تو نظر سے پنہان ہو گیا سوے عدم گیا ملک قاسم نے اُسکی تقریر سنکے برہم ہو کر چاہا
تھا کہ مرکب کو بڑھا کر اُس سے مقابلہ کرے لیکن جبار شاہ نے عرض کیا ای شاہزادہ ذی وقار آپ
تامل کیجیے مجھکو جانے دیجیے مین اس نابکار کو ہلاک کرونگا ملک قاسم اُسکے کہنے سے ٹھہرا جبار شاہ
نے اپنا تخت بڑھا کر میدان مین جا کر اخضر جادو سے مخاطب ہو کر کہا او نابکار مجھ سے مقابلہ کر اُسنے
برہم ہو کر اُسی جوان سبزپوش سے کہا ای سوار سحر جمشیدی کیا دیکھ رہا ہی جبار شاہ پر حملہ آور ہو اور سر کاٹ کر
میرے روبرو لے آ وہ حملہ آور ہوا شاہ مذکور نے ایک آئینہ نکالا کہ اُسکا عکس اُس جوان پر ڈالا
دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ سبزپوش عکس آئینہ سے اس طرح جل گیا جیسے شیشہ آتشی کے عکس
سے روئی مین آگ پیدا ہوتی ہی اور وہ جلکر خاک ہو جاتی ہی یا شعلہ آتش سے جسطرح باروت
اُڑ جاتی ہی اسی طور سے وہ بھی جلکر معدوم ہوا اخضر اپنے سحر کے مٹنے سے برہم ہوا چاہتا تھا کہ اور
کوئی سحر کرے ناگاہ جبار شاہ نے کچھ اسماے سحر ورد زبان کرکے دستک دیکر کہا ای جلاد سحر
سامری کہان ہی جلد آ اس نابکار کو تہ تیغ کرکے سر اسکا کاٹکر میرے روبرو لے آ اُس وقت سوے
صحرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ آئی ہواے تند چلی بعد ایک لمحہ کے ایک زنگی قوی الجثہ مہیب صورت
تیغ بکف پیدا ہوا اور روبرو شاہ کے آکر پوچھنے لگا ای شاہ طلسم دقیانوس کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے اشارہ
کیا کہ اخضر جادو کو قتل کر اور جو اُسکا معین ہو اُسکو بھی تہ تیغ کر وہ یہ حکم پاکر اُسکی طرف چلا ادھر
اخضر جادو خوف سے اُسکے کانپنے لگا رنگ رُخ زرد ہو گیا حواس خمسہ بجا نرہے سحر گھبراہٹ مین
بھولنے لگا جلاد مذکور نے بڑھ کر اُسکو تہ تیغ کیا سر اُسکا تن سے جدا کیا غواص جادو اُسکے ہلاک
ہونے سے نہایت غضبناک ہوا اپنے مردمان لشکر سے کہنے لگا یارو کیا کھڑے دیکھ رہے ہو
جبار شاہ سے تنہا کسی ساحر کا جاکر لڑنا اچھا نہین ہی اگر اسی طرح تنہا جاکر کوئی ساحر اس سے لڑیگا
یہ سبکو قتل کر ڈالے گا کیونکہ بادشاہ طلسم سابق ہی صاحب اختیار ہی لہذا ایکبارگی تم سب اُسپر حملہ آور
ہو اور ہزارہا اسپر سحر کرو کہانتک سحرون کو دفع کریگا یقین ہی کسی نہ کسی ساحر کے سحر مین مبتلا ہو کر
قتل ہو جائیگا ساحران نابکار اُسکے حکم سے ایکبارگی بڑھے غواص جادو اور گوہر جادو بھی بڑھے
ہر ایک نے اپنا اپنا سحر جبار شاہ پر کرنے کا ارادہ کیا ادھر ملک قاسم تمامی لشکر کو لیکر براے
مدد جبار شاہ آگے بڑھا جب غواص جادو وغیرہ جبار شاہ پر سحر کرنے لگے اور وہ اُنکے سحرون
کو رد کرکے اُنکو اپنے سحرون سے ہلاک کرنے لگا خوب دھماچوکڑی کی لڑائی ہونے لگی ساحران
مطیع اسلام نے بھی غواص جادو کے لشکر پر پےدرپے سحر کرنا شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دونون
لشکر مل گئے لڑائی سحر کی ہونے لگی نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوٹی دار وغیرہ ساحر اپنے
حریفون پر سحر کرکے مارنے لگے لاش پر لاش میدان کارزار مین گرنے لگی جبار شاہ بھی
سحرہاے جلیل و نظیر کرنے لگا اُسنے لشکر غواص جادو کو ایک طرف درہم و برہم کر دیا ایک ایک
سحر مین ہزارون ساحرون کو جلا دیا صدہا کو دیوانہ کرکے باہم لڑوا کر قتل کر ڈالا ایک جانب ملک
قاسم تیغ آبدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا جو ساحر اُسکے سامنے سے بھاگ کر جاتا تھا
کہ سحر سے باز یا بہری یا قمری وغیرہ کی صورت بنکر اُڑکر بلند ہو جاے وہ لوح طلسمی کا عکس ڈالتا

اُنکو اُڑنے سے باز رکھتا تھا جب وہ زمین پر کچھ بلند ہوکر عکس لوح سے گرتے تھے یہ بہادر دلیرانہ اُنکو
قتل کرتا تھا اُس وقت جنگ عظیم ہو رہی تھی جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگے تھے دریاے
خون جاری تھا ہزارہا ساحران لشکر جابجا زمین سے مردہ زمین پر پڑے تھے سیکڑون مانند مرغ بسمل کے
زمین پر تڑپ رہے تھے نالہ و فریاد کر رہے تھے جو ساحر مرتے تھے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوتی
تھی ہوائے تند چلتی تھی سنگ باری اور برف باری ہوتی تھی سیر اُنکے سحر کے اُنکے نام سے پکار کر
کہتے تھے کشتی مرا کہ نام من فہرمان جادو بود یا مانند اور ساحرون کے نام کے لیتے تھے غرض جو ساحر مرتا تھا
سیر سحر کے اُسی کے نام سے پکارتے تھے ہزارہا ساحر توبرد سے زمین اپنے حریفون سے مشغول جنگ تھے
اور ہزارہا سحر سے باز و عقاب وغیرہ بنکر برد سے ہوا اپنے حریفون سے بمنقار و چنگل لڑ رہے تھے
تحت و فوق لڑائی ہو رہی تھی جو جو ساحر برد سے ہوا زخمی ہوتا تھا اُسکے خون کے قطرے اسطرح
میدان جنگ مین گرتے تھے جیسے بارش خون کی ہوتی تھی اور لاشے اُنکے بھی بالاے ہوا سے
برابر دھڑا دھڑ زمین پر گر رہے تھے گویا ایک قیامت برپا تھی کوسون تک زمین خون ساحران
سے گلرنگ تھی بلکہ دریاے خون جاری تھا طلسم کشا سے ساحران نابکار کا دم نکلتا تھا جس طرف
ملک قاسم شمشیر بکف جاتا تھا ساحر بھاگتے تھے اکثر غرق زمین ہو جاتے تھے بعض قابو پاکر سحر سے
طائر بنکر سوے فلک اُڑ جاتے تھے خصوصاً غواص جادو ملک قاسم کے خوف سے زمین پر اُس جگہ
نہ ٹھہرتا تھا جہان ملک قاسم تیغ بکف آجاتا تھا اور گوہر جادو بھی ساتھ ہی اپنے شوہر کے بھری بنکر
پرواز کرتی تھی اور جب طلسم کشا کسی جانب لڑتا ہوا جاتا تھا غواص جادو برق بنکر ساحران مطیع اسلام
پر خاک کر گرماتا تھا اور صدہا ساحران غیر نامی کو ہلاک کرکے پھر بلند ہوکر مجمع ساحران مطیع اسلام پر
گرتا تھا اسی طرح گوہر جادو بھی برق بنکر زمین پر اُس جگہ گرتی تھی جس جگہ ساحران مطیع اسلام
کو پاتی تھی کبھی شیر کی صورت بنکر بالاے زمین ساحران مطیع اسلام پر نعرہ کرکے حملہ آور ہوتی
تھی اور بہت سے ساحران ادنے کو ہلاک کرتی تھی اور جب کسی ساحر نامی سے سامنا ہوجاتا تھا
تو ہٹ جاتی تھی غرض غواص جادو اور گوہر جادو نے ساحران مطیع اسلام ادنے کو عاجز کیا تھا
اور بہت سے ساحرون کو قتل کیا تھا ادنے ساحر اُنکے خوف سے پسپا ہونے کا ارادہ کرتے تھے جب
یہ حال جبار شاہ نے عین گرمی جنگ مین دیکھا تخت سے بصورت عقاب بنکر بلند ہوا اور غواص جادو
پر حملہ آور ہوا وہ اُسکے خوف سے سوے زمین آیا یہان ملک قاسم نے خنجر آبدار۔ خون چکان اُسپر
لگائی وہ سحر سے شیر نر بنکر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا اور جست کرکے چاہا کہ ملک قاسم کو ہلاک کرنے
ناگاہ نظر قاسم کی عین جنگ و جدال مین سوے جبار شاہ پڑی دیکھا کہ وہ بصورت عقاب
سوے زمین آیا ہی اور غواص جادو کہ بصورت شیر تھا قریب ملک قاسم کے جست کرکے آگیا تھا
تلوار جو بڑھکر شیر مذکور پر لگائی گردن اُسکی قلم ہوئی غواص جادو قتل ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا
خاک پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپکر مر گیا اُسکے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی آندھی
سیاہ آئی ہواے تند چلی اکثر اشجار تیزی ہوا سے جڑ سے اُکھڑ کر دور دور جاکر گرے سنگباری
بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی و سنگ باری اور ہواے تند موقوف ہوئی آواز آئی کشتی مرا

کہ نام من خواص جادو ناظم دریاے ہفت موج بود جب یہ آواز اسکی زوجہ گوہر جادو نے سنی نہایت
صدمہ ہوا زندگی سے بیزار ہوئی زار زار رونے لگی نالہ و فریاد کرنے لگی بین جگر خراش کرنے لگی بعد
گریہ وزاری بسیار کے پکاری صاحب تمتو دست طلسم کشا سے قتل ہو کر خدمت خداوند سامری مین گئے
مجھکو تنہا دشمنون مین چھوڑ گئے اب مین بعد تمہارے زندہ کیا رہون زندگی مجھکو ناگوار ہے مین بھی صاحب
کے پاس آتی ہون یا صاحب کے دشمنون کو خاک و خون مین ملاتی ہون یہ کہکر برق بنکر سوے فلک
بلند ہوئی اور ملک قاسم پر بصد قہر و غضب بجلی بنکر گری ادھر قاسم نے اسپر عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت
اصلی ہوکر زمین پر گری قاسم نے نعرہ کرکے تلوار لگائی اسنے سحر سے چند سپر اپنے سر پر پیدا کین عکس
لوح طلسمی اور برق تیغ سے وہ سپرین مانند قرص قرطاس جلکر معدوم ہوئین ہنوز تیغ اسکے سر پر نہ پہنچی تھی
کہ جبار شاہ اسپر گرا اور اٹھا کر بلند ہوا بالاے ہوا جاکر اسکے اعضا جدا کرکے اسکو ہلاک
کر ڈالا لاشہ اسکا زمین پر گرا اس ساحرہ کے مرنے سے بھی تاریکی زیادہ ہوئی ہوا سے تند چلی بعد
ایک ساعت کے آواز آئی کشتی مرا کہ نام من گوہر جادو بود اس ساحرہ کے مرنے سے جملہ ساحران
نابکار بیتاب ہوکر بھاگنے لگے جبار شاہ اور طلسم کشا وغیرہ نے انکو گھیرا ہزارون تو لڑکر ہلاک ہوے
اکثر ساحر بھاگ گئے اور قریب لاکھ ساحرون کے جنگ سے عاجز ہوکر طالب امان ہوے ملک قاسم
نے انسے کہا تمکو امان اسوقت تک نہ دیجائیگی جبتک تم مطیع اسلام ہوکر ہماری اطاعت نہ کروگے
انھون نے عرض کیا ہمکو آپ کی فرمانبرداری بھی منظور ہے اور مطیع ہونا بھی بدل قبول ہے ہمکو قتل نہ کیجیے
ملک قاسم نے بہ تسلی انکو امان دیکر اپنے اہل لشکر سے کہا خبردار اب انکو قتل نہ کرو ہمنے انکو امان
دی ہے بمجرد اس حکم کے ہر ایک ساحر نے جنگ سے ہاتھ روکا پہلے جو مال و اسباب غواص جادو
کا لوٹ لیا تھا پھر کسی نے دست غارت دراز نکیا سیارہ بن عمرو نے بھی زر و جواہر لوٹا اور بچاے
خود خیال کیا جب اس طلسم سے لشکر جناب حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا تو والد ماجد فرماوینگے
ہمارے واسطے کیا لایا ہے اس وقت انکو اگر کچھ نہ دونگا تو وہ ناراض ہونگے بلکہ مارے کوڑون
کے پشت کو فگار کر دینگے الحاصل جب مال و اسباب خیمہ و خرگاہ غواص جادو کا لٹ چکا اور ساحران
مذکور مطیع اسلام ہو چکے لڑائی موقوف ہوئی ملک قاسم نے تیغ آبدار نیام مین کی وہ ساحران تازہ مطیع
اسلام نے خدمت طلسم کشا مین حاضر ہوکر سر اپنا قدم پر جھکایا قاسم نے ہر ایک ساحر نامی اور غیر نامی
پر عنایت و مہربانی کی پھر وہ سب ساحر خدمت جبار شاہ مین گئے اور عذر و معذرت کرکے طالب عفو
تقصیر سرکشی ہوے اسنے خوش ہوکر انکی خطا عفو کی وہ جملہ ساحر خطا معاف ہونے سے شاد ہوے
ملک قاسم جنگاہ سے سبکو ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی قیام گاہ سپاہ پر آیا چونکہ ساحران مطیع اسلام
اس لڑائی مین قریب چار ہزار کے قتل ہوے تھے لاشے انکے پڑے تھے اس وجہ سے حکم
دیا کہ لاشے ہمارے لشکر کے ساحرون کے اٹھا کر دفن کر دیے جائین ملازم کاربند ہوے لاشے
انکے دفن ہوے بعد دفن ہونے لاشہ ہاے ساحران مذکور کے جبار شاہ نے اپنے
ملازمون سے کہا شمار تو کرو کہ غواص جادو کے لشکر کے کتنے ساحر آج کی لڑائی مین قتل ہوے
ملازمون نے جو شمار کیا معلوم ہوا کہ لاکھ ساحر قتل ہوے ملک قاسم اور جبار شاہ یہ خبر سنکے

خوش ہوئے ملک قاسم نے کہا معلوم ایسا ہوتا ہی کہ دو چار ہزار ساحر بھاگ بھی گئے ہین کیونکہ
چھیانوے ہزار مطیع اسلام ہوئے ہین یہ گفتگو کرکے داخل بارگاہ ہوا جبار شاہ اپنی بارگاہ مین گیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے خیمہ اور بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا یہان تو لشکر طلسم کشا فرودگاہ
سپاہ پر ہی لیکن اب احوال گرداب جادو پسر غواص جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جیسے غواص جادو
مع اپنی زوجہ اور لشکر ساحران کے برائے مقابلہ طلسم کشا آیا تھا وہ دریاے ہفت موج کا منتظم تھا
دل مین کہتا تھا کہ میرے والد ساحران زبردست سے ہین یقین ہی کہ طلسم کشا سے لوح طلسمی کسی تدبیر
سے لیکر جبار شاہ کو گرفتار کرکے لشکر طلسم کشا کو قتل و برباد کرکے بفتح و فیروزی جلد آئینگے ہاروت
جادو اُنکو انعام کثیر دیگا عجب نہین کہ نصف طلسم انعام مین دیدے وہ ایک روز یہی خیال کر رہا تھا کہ ناگاہ
غواص جادو کے مرنے سے دریاے ہفت موج خشک ہونے لگا اور جو چیزین اُسکے سحر کی تھین وہ
معدوم ہوگئین گرداب جادو یہ حال دیکھکر آبدیدہ ہوکر اپنے مطیع ساحرون سے کہنے لگا یارو غضب
ہوا میرے والد قتل ہوئے کیونکہ دریاے ہفت موج اُنھین کے سحر کا تھا خشک ہوگیا اور جملہ
اشیا جو اُسکے سحر کی تھین وہ بھی معدوم ہوگئین اور میری والدہ بھی ضروری قتل ہوئین کیونکہ اُنکی بھی سحر
کی جو چیزین تھین وہ باقی نہ رہین الٰہی یہ آفت برپا ہوگئی اب میرا زندہ رہنا خوب نہین ہی بعد مادر
و پدر کے زندہ رہنا مجھکو گوارہ نہین ہی ارادہ ہی کہ یہان سے پہلے خدمت ہاروت جادو مین جاؤن
پھر طلسم کشا اور جبار شاہ کے مقابلہ مین جاکر اپنے پدر و مادر کے دشمنون کو ہلاک کردن فرزند
نیک بخت و لایق وہی ہی جو اپنے والدین کے خون کا اُسکے اعدا سے انتقام لے یہ کہکر زار زار
رونے لگا ساحر بھی گریان ہوئے پھر سب ساحرون نے عرض کیا حضور راے آپ کی ہم پسند
کرتے ہین اب یہان توقف نکیجیے خدمت ہاروت شاہ مین چلیے اور اپنا مدعاے دلی جو ابھی بیان
کیا ہی اُس سے عرض کیجیے گرداب جادو ہر ایک ساحر کو آمادہ چلنے پر پاکر اُسیوقت بہمراہی دس ہزار
ساحرون کے نالان و گریان چلا اُس وقت دربار ہاروت جادو مین پہونچا کہ لاشے اسکے والدین
اور دیگر ساحران نامی کے اُسکے روبرو پڑے تھے بیر اُنکے سحر کے لاشین اُنکی اُٹھا کر لائے
تھے گرداب جادو شاہ طلسم کو سلام کرکے والدین کے لاشون کو دیکھکر رونے لگا ہاروت جادو
نے کہا اے گرداب جادو ہر چند کہ تمکو والدین کا صدمہ ہی لیکن اب رونا اور فریاد کرنا بیکار ہی خاموش
رہو اور بیٹھو خداوند تم اُنکو پھر زندہ کردینگے اگر خداوند سامری زندہ نکرینگے تو اور خداوندون سے کہکر
مین اُنکو زندہ کرادونگا گرداب جادو کو یہ سُنکے فی الجملہ تسکین ہوئی موافق اپنے رتبہ کے دربار
مین بیٹھا ہاروت جادو نے اپنے ملازمون سے کہا لاشے اِن ساحرون کے ہمارے دربار سے
اُٹھا کر لیجاؤ اور موافق تمھارے مذہب کے اُنکو جلاؤ ملازم لاشے اُٹھا کر لے گئے گرداب جادو
نے بھی اُٹھکر اپنے والدین کے لاشون کو ارادہ جلانے کا کیا تھا کہ ہاروت جادو نے اُس سے
کہا اے گرداب جادو یہان بیٹھو ہمراہ اپنے والدین کے لاشون کے نجاؤ اِس وقت تمکو رنج عظیم ہوگا
بلکہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہوگا گرداب جادو نے حکم پر ہاروت جادو کے عمل کیا ہاروت
جادو اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اب تو یہ دل چاہتا ہی کہ مین کچھ خیال اپنے سخت دنون کا

ہمردن لشکر لیکر طلسم کشا اور جبار شاہ کے روبرو جاکر دلیرانہ لڑون اگر فتح پاؤن تو فہوالمراد ورنہ ہلاک ہوجاؤن دنیا سے سوے عدم جاؤن صدمات سے نجات پاؤن اہل دربارین سے چند ساحران نامی نے عرض کیا اے شاہ ذیجاہ ہمارے نزدیک حضور کا بمقابلہ طلسم کشا فی زمانہ جانا خوب نہین ہے آیندہ اختیار ہے یہ کہکر خاموش ہوے گرداب جادو نے عرض کیا اس کمترین کے نزدیک بھی تشریف لیجانا حضور کا ابھی مناسب نہین ہے ہزارہا ساحران نامی واسطے جانبازی کے موجود ہین اُنمین سے کسی ساحر کو حکم دیا جاے کہ وہ مع لشکر براے مقابلہ طلسم کشا جاے خصوصاً مجھکو حکم ہو کہ مین جاؤن اپنے والدین کے دشمنون کو قتل کردن ہاروت جادو نے کچھ سوچکر اسکی عرض کو قبول کیا اور کہا اچھا تو ہی گرداب جادو اسی وقت دربار سے اُٹھا شاہ طلسم نے دو لاکھ ساحرانی فوج سے اُسکے ہمراہ کردیے وہ اُن دس ہزار ساحرون کو بھی ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر چلا اثناے راہ مین دیکھا کہ مرگھٹ مین ساحر اُسکے والدین کو جلایا ہی چاہتے ہین یہ حال دیکھکر بے اختیار روتا ہوا بلندی سے سوے زمین آیا اور موافق سامری پرستون کے اپنے والدین کو اپنے ہاتھ سے جلایا بعد جلانے لاشہ ہاے مذکور کے لشکر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک صحراے سبزہ زار مین مقیم ہوا یہ ساحر تو صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر ہو اور اپنے والدین کے غم مین مبتلا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے مگر اب احوال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ جب وہ روز اور شب گذر کر سحر ہوئی ملک قاسم نے باتفاق راے جبار شاہ و دیگر ساحران نامی کے اُس جگہ سے مع تمامی لشکر کے آگے کوچ کیا بعد کئی مقام و کوچ کے ایک روز اُسی صحراے سبزہ زار مین جسمین گرداب جادو مع لشکر پڑا تھا اور جب صدمہ والدین مین آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ساحران نامی عرض کرتے تھے حضور ابھی چند روز اسی صحراے پُر بہار مین قیام پذیر رہیے یہ صحراے سبزہ زار جنت فزا اور بہار اسکی دافع صدمات ہے ذرا آپکے دل سے رنج و الم والدین دفع ہوے تو آگے روانہ ہوجیے گا گرداب جادو انکو اپنا دوست صادق جانکر اُنکی راے کو پسند کرکے صحراے مذکور مین مقیم تھا جب طلسم کشا مع جبار شاہ وغیرہ اُس صحرا مین بارگاہ و خیام استادہ کرا کے مقیم ہوے گرداب جادو طلسم کشا اور جبار شاہ کو دیکھتے ہی ایسا برہم ہوا کہ اپنی فوج کے افسرون کو تیاری لشکر کا حکم دیا اُنھون نے جملہ ساحرون کو حکم گرداب جادو سے آگاہ کیا سب ساحر بمجرد حکم سواریون پر سوار ہوے گرداب جادو سبکو ہمراہ لیکر لشکر طلسم کشا پر حملہ آور ہوا اُدھر سپاہ ملک قاسم غافل تھی ہر ایک ساحر اپنے اپنے خیمہ مین تھا جب گرداب جادو نے قریب آکر ترنج اور نارنج اور گولے فولادی اور گلدستے اور ناریل چوبی دار وغیرہ سحر کرکے لشکر طلسم کشا وغیرہ پر مارے بہت سے ساحر ہلاک ہوے ملک قاسم اور جبار شاہ گرداب جادو کے حملہ آور ہونے سے آگاہ ہوکر بارگاہون سے برامد ہوے حکم دیا جلد سب تیار ہوکر دشمن سے مقابلہ کرین جبتک جملہ ساحر سوار بد سحر کے سوار ہون جبار شاہ نے خود سحر کرکے بہت ساحران نابکار کو ہلاک کیا اور اُنکو آگے بڑھنے سے روکا تھوڑی دیر مین جملہ ساحر جھولیان دوش پر ڈالکر سواریون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب طلسم کشا ہوکر لشکر گرداب جادو سے لڑنے لگے نارنج و ترنج اور گولے فولادی وغیرہ

سحر کرکے مارنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ہزارہا ساحر بردے ہوا اپنے حریفون سے لڑنے
لگے ہزارہا ساحر بروے زمین اپنے بدخواہون سے مقابلہ کرنے لگے ساحر لشکر جانبین کے قتل
ہونے لگے صحراے سبزہ زار خون ساحران سے لالہ زار ہونے لگا لاش پر لاش ساحرون کی گرنے
لگی ملک قاسم تیغ آبدار سے جو ساحر بروے زمین تھے اُنکو قتل کرنے لگا جس طرف تیغ باعث
گیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے یہ لڑائی قریب دوپہر کے خوب ہوئی ہزارہا ساحر
جانبین کے کام آئے آخرکار سپاہ گرداب جادو لپسا ہونے لگی لشکر طلسم کشا کا آگے بڑھنے لگا جبر
گرداب جادو مغلوب ہونے لگا ایسے وقت مین جبار شاہ نے اپنے دل مین کہا گرداب جادو لپسا
ہوکر بھاگا جاتا ہی اسکو گرفتار کرلینا چاہیے یہ تجویز کرکے کچھ اسماے سحر ورد زبان کرکے دستک
دے کر کہا ای سوار سحر ساحری جلد تر آفی الفور جانب صحراے سبزہ زار سے تاریکی پیدا ہوئی بعد
تاریکی کے ایک سوار فولادی خود بر سر زرہ در بر مرکب پر سوار مانند باد تند کے جلد آیا اور روبرو
حاضر ہوکر پوچھنے لگا ای شاہ طلسم کیا حکم ہوتا ہی جبار شاہ نے کہا گرداب جادو کو گرفتار کرکے
لے آؤ جانب گرداب جادو روانہ ہوا اُسنے سوار مذکور کو اپنی طرف آتے دیکھا خوف سے
غرق زمین ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ سوار اُسکے قریب پہونچا ہر چند اُسنے گولے فولادی
سحر کے اور ناریل چوٹی دار سحر کرکے اُسپر مارے اور دیگر سحر کرکے چاہا کہ اُسکو رد کیے یا اُسکو
جلا کر خاک سیجیے مگر ممکن نہوا کسی سحر سے وہ نہ رکا اور عنقریب اُسکے جاکر جو زنجیر کہ اُسکے ہاتھ مین
تھی گرداب جادو کی گردن مین ڈالکر اور ہاتھ اُسکے زنجیر سے جکڑکر کشان کشان اُسکو روبرو
جبار شاہ کے لایا اُس وقت شاہ موصوف نے ارادہ اُسکے ہلاک کرنے کا کیا ہی تھا کہ اُسنے
بصد عاجزی عرض کیا ای شاہ فلک بارگاہ مجھکو قتل نکیجیے مین آپ کی اطاعت اختیار کرتا ہون
اور طلسم کشا کی فرمانبرداری قبول کرتا ہون جبار شاہ بر سر رحم ہوا قید سے رہا کیا اُس وقت
گرداب جادو نے عین جنگ مغلوبہ مین پکار کر کہا ای ساحران ماتحت من آگاہ ہو کہ مین نے تو
جبار شاہ اور طلسم کشا کی اطاعت اختیار کرلی ہی اگر تم اپنی عزت افزائی اور جانبری چاہتے ہو
تو میری طرح تم بھی اطاعت قبول کرو نمک حرامی سے باز آؤ ہاروت جادو کی شرکت سے دست بردار
ہو لا ریب وہ نمک حرام اور ظالم ہی اُسنے اپنے مالک و آقا سے بُرائی کی ہی اب وہ نابکار دست
طلسم کشا سے سزاے سخت پائے گا طلسم اُسکا ٹوٹ جائے گا وہ بھی مارا جائے گا اُسکے ساتھ
مین تم سب اپنی جانین ندو دیکھو میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاوگے یہ کہکر خاموش ہوا بیان
کیا ہی داستان گویان شیرین مقال نے کہ دس ہزار ساحر جو فرمانبردار قدیم گرداب جادو کے تھے وہ
تو اُسکی تقریر سُن کے اُسکے شریک ہوکر خدمت جبار شاہ اور طلسم کشا مین حاضر ہوکر مطیع اسلام
ہوے اور وہ دو لاکھ ساحر جو ہاروت جادو نے گرداب جادو کے ہمراہ کر دیے تھے اُنمین بہت
سے قتل ہوے تھے اور جو باقی تھے گرداب جادو کی گفتگو سُن کے غضبناک ہوے باہم کہنے
لگے ہم تو ہاروت جادو سے ہرگز سرکشی نکرینگے ساتھ اُسکا نچھوڑینگے کیونکہ ہمنے اُسکا نمک
کھایا ہی ہمین سلاطین کے جھگڑون سے کیا باعث ہی کوئی نمک حرام ہو یا نمک حلال ہو ہم تو اُسی کے شریک

ہین کہ جو ہمکو بر دے اور ساحری پرستی سے ممانعت نکرے یہ صفت ہاروت جادو ہی مین ہی جبار شاہ اور طلسم کشا کی شرکت مین حالانکہ زر و جواہر ملیگا مگر ایمان آبائی ضرور جائیگا مسلمان ہونا پڑیگا اپنے خداوندون کا اعتقاد ترک کرنا ہوگا پس ایسے زر و جواہر سے ہم باز آئے کبھی بے دھرم ہونگے اپنے خداوندکی پرستش نچھوڑینگے ہاروت جادو کی اطاعت و فرمانبرداری سے منھ نموڑینگے یہ کہکر تھوڑی دیر تک خوب لڑے آخرکار تاب تحمل نہ لاکر میدان جنگ سے بھاگ کر سوے ہاروت جادو روانہ ہوے ادھر لشکر طلسم کشا نے اُنکے خیام و مال و اسباب کو لوٹ لیا بعد غارت مال و اسباب اور بھاگ جانے لشکر ساحران مذکور کے ملک قاسم مع جبار شاہ وغیرہ جنگاہ سے فرودگاہ لشکر پر آیا اور حکم دیا شمار کرو آج کی لڑائی مین کتنے ساحر ہمارے لشکر کے ہلاک ہوے اور کتنے ساحران نابکار لشکر مخالف کے قتل ہوے جو ہمارے لشکر کے ساحر قتل ہوے ہین اُنکو شمار کر کے دفن کرو ملازم فوراً گئے اور بعد شمار کرنے اور دفن کرنے کے خدمت مین ملک قاسم کے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے شاہزادہ ذیجاہ فلک بارگاہ آج کی لڑائی مین ڈیڑھ ہزار ساحر کہ غیر نامی تھے اور لشکر حضور کے تھے جان بحق تسلیم ہوے اور سات ہزار ساحران نابکار لشکر عدو کے قتل ہو کر سوے دوزخ روانہ ہوے ہین لاشین اُنکی میدان کارزار مین پڑی ہین جانوران صحرا اُن نابکارون کی لاشین اپنی غذاے لطیف جانکر کھا رہے ہین ہمنے صرف حضور کے لشکر کے مقتول ساحرون کو دفن کیا ہی اور ساحران لشکر عدو کے لاشون کو چھوڑ دیا ہی ملک قاسم اُنکی تقریر سنکے خوش ہوا اور جبار شاہ سے مخاطب ہو کر کہا الحمد للہ کہ آج کی بھی لڑائی مین سپاہ دشمن زیادہ کام آئی اور ہمارے لشکر کے لوگ کم قتل ہوے اُسنے عرض کیا یہ عنایت و کرم الٰہی ہی ہمیشہ ایکا لشکر یونہین فتحیاب ہوگا ایک ایک ساحر بہت سے ساحرون کو ہلاک کر کے جام شربت اجل پئیگا یہان تو جبار شاہ ملک قاسم سے اسی طور کی تقریر کر رہا ہی قاسم بارگاہ مین بیٹھا ہوا سُن رہا ہی ساحران نامی رو برو ملک قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین گرداب جادو بھی موافق اپنے رتبہ و عزت کے مطیع اسلام ہو کر بیٹھا ہی لشکر ساحران آتراہی ہر ایک اسمنے ساحر جنگاہ سے آکر اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوا ہی مگر اب احوال اُن ساحران نابکار کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے جب وہ سب بھاگ کر رو برو ہاروت جادو کے ہوے تھے اسنے احوال پھر آنے کا پوچھا اُنھون نے تمام حال لڑائی کا اور کیفیت گرداب جادو وغیرہ کی بیان کی ہاروت جادو اُنکی تقریر سُن کے برہم ہوا کہنے لگا اے نمک حرامو تمکو ذرا بھی شرم نہ آئی میدان جنگ سے بھاگ آئے باوجود اسکے کہ تم سب عنقریب دو لاکھ کی جمعیت کے تھے لیکن عرصۂ کارزار مین بمقابلہ دشمنان ٹھہر نہ سکے خاک مین عزت و آبرو ملا کر بھاگ آئے اُنھین سے جو ساحران نامی تھے اُنھون ہمنے عرض کیا اے شاہ طلسم خطا معاف ہو تو ہم کچھ عرض کرین ہاروت جادو نے کہا کہو کیا کہتے ہو ہمنے تمھاری خطا معاف کی اُنھون نے کہا ہم دو سبب سے بھاگے اول تو یہ وجہ بھاگنے کی ہوئی کہ جیسے سردار ہمارا گرداب جادو مطیع اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا ہم سب بے افسر کے ہو گئے مثل مشہور ہی کہ بے سردار کی فوج نہین لڑتی ہی دوسرے یہ سبب ہمارے شکست کھا کر آنے کا ہی کہ جبار شاہ بادشاہ طلسم سابق

بھی اُسکے سحرون کو ہم نہ رد کر سکے صدہا ساحر ہر ایک سحر مین اُسکے مبتلاے سحر ہو کر ہلاک ہونے
لگے سوا اُسکے طلسم کشا پر سحر ہمارے تاثیر نکرتے تھے وہ ہمکو تیغ تیز سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا
تھا ہم مین سے ہزارون اُسنے تہ تیغ کیے اُس سے مقابلہ ہم نہ کر سکے اور اُسکے لشکر کے ساحرون
سے بھی بخوف جبار شاہ اور طلسم کشا لڑ نہ سکے مجبور و لاچار ہو کر بھاگے اگر یہ دو سبب نہوتے تو ہم کبھی
عرصہ رزم سے بھاگ کر نہ آتے ہاروت جادو نے اُنکو جواب دیا تمکو میدان جنگ مین لڑکر مرجانا تھا
بھاگ کر چلے آنا مناسب نہ تھا مرد ہو کر نامردون کے مانند بھاگ کر چلے آئے بُرا کیا ہمکو رنج دیا خیر جو
کچھ ہوا وہ ہوا اب میرے سامنے سے دور ہو تمنے مجکو صدمہ دیا وہ سب ساحر ہاروت جادو کے برہم
ہونے سے شرمندہ اور اپنے بھاگ کر آنے سے پشیمان ہو کر اپنے قیام گاہ کی طرف چلے گئے ادھر
ہاروت جادو نے اپنے اہل دربار سے مشورہ کر کے ایک نامہ بیابان جادو کو اس مضمون کا لکھوایا
کہ اے بیابان جادو تمنے ضروری سُنا ہوگا کہ طلسم کشا مسمی بملک قاسم میرے طلسم مین آیا ہے کئی دربند
اُسنے طلسم کے فتح کیے ہین جبار شاہ کو قید سے رہا کیا ہے لشکر ساحران فراہم کیا ہے صدہا نامی ساحر
اور ہزارہا غیر نامی ساحر آجتک لڑائیون مین کام آئے ہین چونکہ تم ساحران نامی سے ہو اور لایق مقابلہ
جبار شاہ کے ہو اور دشمن کو بمکر و فریب دام مین خوب مبتلا کرتے ہو ہمکو یقین ہے کہ تم طلسم کشا سے
کسی مکر و فریب سے لوح طلسمی لیکر اُسے گرفتار کر لوگے اور جبار شاہ سے بخوبی تمام مقابلہ کروگے
لہذا ایسے وقت مین یہ نامہ تمکو روانہ کیا جاتا ہے لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے مع اپنی سپاہ تحت
کے ہمارے پاس آؤ کہ ہمین تمکو بمقابلہ دشمنان مذکور روانہ کرنا منظور ہے جب نامہ باین مضمون لکھا
گیا ہاروت جادو نے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے اک طائر سحر کو وہ نامہ دیا اور کہا جلد اس نامے کو
صحراے آتشبار مین پاس بیابان جادو کے لیجا طائر مذکور نامہ لیکر منقار مین دبا کر سوے صحراے
آتشبار روانہ ہوا ناظرین دفتر کی خدمت مین یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ بیابان جادو جسکو ہاروت
جادو نے نامہ لکھا ہے ساحران جلیل القدر سے ہے سحر مین جبار شاہ سے چندان کم نہین ہے ہاروت جادو
کی جانب سے صحراے آتشبار کا حاکم و ناظم ہے اور صحراے آتشبار کئی منزل تک طول و عرض مین ہے
چند کوہ بھی چھوٹے چھوٹے صحراے مذکور مین ہین بالاے کوہ کئی لاکھ ساحر آباد ہین اور زیر کوہ بھی آبادی
ہے اور نام اس صحرا کا آتشبار اس وجہ سے ہوا ہے کہ بیابان جادو کے سحر سے وہ حرارت و گرمی صحراے
مذکور مین ہے گویا آگ برستی ہے اور دیکھنے والون کو ایک دیوار آتشبار چہار سمت صحرا کے نظر آتی ہے
دھوان بھی دکھائی دیتا ہے سواے ساکنان صحراے مذکور کے کیا مجال کسی ساحر دشمن کی کہ اُس
صحرا کی حد مین جا سکے اور زمین پر قدم رکھ سکے فوراً جلکر خاک ہو جاے اگر کوئی ساحر مثل جبار شاہ
وغیرہ نامی ساحرون سے ہو اور وہ اُس صحرا مین قدم رکھے اگرچہ ہلاک نہوگا مگر ایسا متاذی ہوگا کہ طے
کرنا صحرا کا ممکن نہوگا کیونکہ بیابان جادو کے سحر سے سحر بند ہے تاوقتیکہ بیابان جادو کو کوئی قتل
نکرے اُس وقت تک صحرا کی وہی حالت رہیگی جو لکھی گئی ہے اور اُسکا قتل ہونا دشوار ہے بہت بڑا
ساحر ہے ہزارون سحر اُسکو ایسے معلوم ہین جنکا دفع کرنا ہر اک ساحر سے ممکن ہی نہین ہے سواے
اسکے پاس اُس نابکار کے آئینہ جمشیدی ہے بزرگون سے اُسکے خاندان مین چلا آتا ہے احوال آئینہ مذکور

انشاء اللہ لکھا جائیگا کہ وہ بہت سے خواص رکھتا ہی بمقام مناسب اُسکے خواص ظاہر کیے جائینگے اسی آئینہ سے اسکی عزت وحرمت زیادہ ہی ہاروت جادو گویا اپنا قوت بازو اسکو جانتا ہی اور اپنا خیرخواہ سمجھتا ہی کیونکہ اسی کی شرکت سے جبار شاہ قید ہوا تھا حالانکہ بہت سے ساحران نامی شریک تھے مگر بیابان جادو نے سب ساحرون سے زیادہ جبار شاہ کے قید کرنے مین کد و کوشش کی تھی اور ہاروت جادو کی خیرخواہی مین کچھ خیال نمکحرام ہونے کا نکیا تھا اسکی خیرخواہی و شرکت کے سبب سے ہاروت جادو نے حاکم و ناظم صحرا وکوہ کا اسکو کیا ہی الحاصل آمدم بر سر مطلب جب طائر سحر مذکور قطع راہ کر کے عنقریب سرحد صحراے آلشبار کے پہونچا گو کہ خود ہی طائر تھا مگر حرارت آتش سحر سے متاذی ہونے لگا بمجبوری بدشواری سرحد صحرا مین داخل ہوا اور راہ صحرا طے کر کے اُسوقت روبرو بیابان جادو کے پہونچا کہ وہ مغرور بکبر و نخوت بالاے تخت حکومت دربار مین بیٹھا تھا اور بہت سے ساحران نامی اُسکے دربار مین حاضر تھے دیوانہ جادو دختر بیابان جادو بھی موجود تھی حال جنگ وجدال اپنے باپ سے پوچھ رہی تھی وہ پیار سے منہ اُسکا چوم کر شفقت پدری ظاہر کر کے اہل دربار سے کچھ شرم وحیا نکر کے جوان دختر شکیلہ اپنے پہلو مین بٹھا کر مسکرا کر کہہ رہا تھا ای جان پدر اخبار سے ظاہر ہوا ہی کہ طلسم کشا اور جبار شاہ مع فوج کثیر بڑھے ہوے چلے آتے ہین ہاروت جادو جس ساحر نامی کو جمعیت ساحران بمقابلہ طلسم کشا روانہ کرتا ہی وہ ہنگام جنگ یا تو دست طلسم کشا سے قتل ہوتا ہی یا جبار شاہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہی یا مغلوب ہو کر طلسم کشا کی اطاعت اختیار کرتا ہی فی الحال معلوم ہوا ہی کہ غواص جادو مالک و ناظم دریاے ہفت موج لڑائی مین قتل ہوا ہی اور زوجہ اُسکی گوہر جادو بھی دست جبار شاہ سے ہلاک ہوئی ہی لشکر اُسکا بعد جنگ شریک طلسم کشا ہو گیا ہی اور گرداب جادو فرزند غواص جادو نے بھی بعد جنگ اسیر سحر ہو کر طلسم کشا کی اطاعت اختیار کی ہی اے دختر بلند اختر کیا کہون شاہ طلسم یعنی ہاروت جادو مجھکو براے مدد طلب کرتا اور بمقابلہ لشکر طلسم کشا روانہ کرتا تو مین چندروز مین نام ونشان بھی لشکر کا باقی نرکھتا جبار شاہ کو سر میدان ٹوکتا اُس سے مقابلہ کرتا اس پر بے تدبیر و بیوقوف کو بتلاے سحر کرتا طلسم کشا سے بمکر و فریب لوح طلسمی لے لیتا بعد ازان اُسکو گرفتار کر لیتا اس طرح لڑائی کو فتح کرتا جبار شاہ اور طلسم کشا کو ہاروت جادو کے حوالے کر دیتا یہ تمام فساد جو طلسم مین ہی رفع ہو جاتا نہ ہزارہا ساحرون کی تلف ہوتین دیوانہ جادو جواب مین کہتی تھی بیشک آپ سچ کہتے ہین وہی چار روز مین آپ طلسم کشا اور جبار شاہ کو گرفتار کر لیتے اور لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کر دیتے افسوس ہاروت جادو نے نادانی کی آپ کو واسطے اعانت کے طلب نکیا برا کیا مین یقین کرتی ہون کہ جبتک آپ کو وہ نہ بلاے گا کوئی ساحر لڑائی فتح نکریگا ابھی بیابان جادو اور اُسکی دختر مین گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ طائر سحر نے بیابان جادو کے زانو پر نامہ اپنی منقار سے ڈال کر بزبان فصیح کہا ای بیابان جادو یہ نامہ ہاروت جادو کا ہی جو کچھ اسمین لکھا ہی اُسپر عمل کرنا مین اب جاتا ہون یہ کہکر طائر سحر مذکور تو جانب ہاروت جادو نامہ دیگر روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بیابان جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب نامہ طائر سحر نے زانو پر ڈالا اور آگاہ کر کے چلا بیابان جادو نے

نامہ کو اُٹھا کر سر نامہ پڑھ کر مہر ہاروت جادو کی دیکھکر خود لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھا بعد پڑھنے کے
ہنسکر اپنی دختر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھ اے دختر اس نامہ مین ہاروت جادو نے مجھکو کیا لکھا ہے
آخر مجبور ہوکر مجھی کو طلب کیا ہے آجتک بہت سے ساحرون کو روانہ کیا کسی ساحر سے کچھ کام نہ نکلا
کاش کہ پہلے ہی مجھکو طلب کیا ہوتا کہ اسقدر خونریزی نہوتی لڑائی کو اسقدر طول نہوتا دیوانہ جادو
نے نامہ لیکر عبارت پڑھ کر جواب دیا جب ہاروت جادو طلسم کشا سے بہت عاجز ہوا اُس
وقت آپ کو اُسنے طلب کیا اگر اب بھی آپ کو برائے مدد طلب نکرتا تو ضروری یہ انجام ہوتا کہ سارا
طلسم فتح ہوجاتا یا خود دست طلسم کشا سے مارا جاتا اب آپ کے جانے سے امید قوی ہے کہ طلسم باقی
رہجائے گا تمام دشمن ہاروت جادو کے قتل ہوجائینگے بیابان جادو اپنی دختر کی تقریر سُن کے
خوش ہوا بعد خوش ہونے کے کہنے لگا اے دختر اب میرا ارادہ ہے کہ اسی وقت تمام اپنا لشکر لیکر بہت
ہاروت جادو روانہ ہون لہذا تم کو یہان چھوڑ جاؤنگا تم میرے حق مین خداوندون سے دعا کرنا
اُسنے رنجیدہ ہوکر اشک آنکھون مین بھر کر کہا اے پدر مین اکیلی یہان ہرگز نہ رہونگی اپنے ہمراہ مجھکو بھی
لے چلیے مین بھی لڑائی کا تماشا دیکھونگی بلکہ خود دشمنان شاہ طلسم حال سے لڑونگی جو جو سحر حضور
خداوند سامری و جمشید پر بیٹھکر چلہ کشی کرکے بیر لسکے اپنے قبضہ مین کیے ہین اور سحر تیار کیے ہین
وہ اسی روز کے واسطے تیار کیے ہین خصوصًا ایک سحر تو مجھکو نادر ہے اگر آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھینگے
اگر چاہا خداوند سامری نے تو اُسی سحر مین جبار شاہ کو مبتلا کرونگی اور ساحر تو کس شمار مین ہین
جب مین جملہ ساحرون کو گرفتار کرلون یا ہلاک کر ڈالون اُس وقت آپ طلسم کشا سے کسی طور سے
لوح طلسمی لے لیجیے گا پھر اُسکو بھی مین گرفتار کرلونگی آپ صرف دور سے دیکھیے گا سیر میری لڑائی کی
ملاحظہ کیجیے گا اور اگر آپ مجھکو نہ لیجائیے گا تو مین اپنی جان دیدونگی بیابان جادو نے اپنی دختر
کو رنجیدہ کرنا مناسب نجانا نکر بعید شفقت کہا اے دختر تو آبدیدہ نہو مین تجھکو تیری خاطر سے اپنے ہمراہ
لے چلونگا تجھکو رنجیدہ نکرونگا یہ کہکر حکم دیا جلد تمام لشکر ہمارا تیار ہو بموجب حکم کے تین لاکھ ساحران
نابکار تیار ہوے ہر ایک ساحر نے اپنے سحر سے اپنی سواری سحر کی پیدا کی پھر ہر ایک سحر کی سواری
پر سوار ہوا کوئی اژدر آتش فشان پر کوئی ہنس آتشین پہ کوئی فیل آتشین کوئی عقاب پر سوار ہوا بیابان
جادو بھی تیاری لشکر سے آگاہ ہوکر اپنی دختر کو ہمراہ لیکر دربار سے اُٹھکر باہر آیا پھر تخت سحر پر سوار
ہوا دیوانہ جادو طاؤس سحر پر سوار ہوئی بعد اسکے بیابان جادو وغیرہ نے سحر سے ابر سحر پیدا کیے
پھر بیابان جادو اور جملہ ساحر بلند ہوکر ان ابر کے ٹکڑون مین مخفی ہوے پھر وہ ابر کے ٹکڑے بیابان
جادو وغیرہ ساحرون کے اشارہ سے جانب ہاروت جادو روانہ ہوے اُن ابر کے ٹکڑون سے
دمبدم عجائب وغرائب ظاہر ہوتے تھے کبھی برق چمک کر ترشح ہوتا تھا گاہ پھول زنگار رنگ برستے
تھے کبھی مروارید آبدار مانند اولون کے گرتے تھے غرض اسی طور سے وہ ٹکڑے ابر کے بسرعت تمام
چلے جاتے تھے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال اُس طائر سحر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ
جو نامہ لیکر بیابان جادو کے پاس گیا تھا اور نامہ دیکر پھر سوے ہاروت جادو چلا تھا وہ طائر رہ
کو طے کرکے دربار ہاروت جادو مین آیا اور بزبان فصیح کہا اے شاہ طلسم حسب الحکم بیابان جادو

نامہ دے آیا اب کیا حکم ہوتا ہی ہاروت جادو نے اسکی طرف نظر تند سے دیکھا وہ جانگر خاک ہوگیا چونکہ
ہاروت جادو کو طائر سحر سے اور کوئی کام تو لینا منظور ہی نہ تھا اس وجہ سے اپنا سحر خود ہی مٹا دیا اور اہل
دربار سے مخاطب ہوکر کہا اب بیابان جادو آئے گا یقین ہی کہ وہ لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کر دیگا
بلکہ جبار شاہ اور طلسم کشا کو بھی کسی مکر و فریب سے اسیر کریگا اسکے پاس آئینہ جمشیدی ہی اُس
آئینہ کو کوئی ساحر زبردست بھی معائنہ کر نہین سکتا اور اگر دیکھ بھی لے تو بغیر مبتلاے سحر ہونے کے اُسکو
کچھ چارہ نہین ہوتا ہی ضرور ہی مبتلاے سحر ہوجاتا ہی حیران ہوکر سکتا ہوجاتا ہی حواس خمسہ بجا نہین رہتے
ہین بیخود ہوجاتا ہی علاوہ بیابان جادو کے اور اُسکے آئینہ مذکور کے دیوانہ جادو دختر بیابان جادو
کی سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُسکا مبتلاے سحر بحالت اصلی دوسرے ساحرون سے آ ہی نہین
سکتا ہی عجب نہین کہ وہی دختر لشکر طلسم کشا کو برباد و تباہ کر دے ابھی ہاروت جادو اپنے اہل دربار
سے یہ تقریر کر رہا تھا اور اہل دربار اُسکے جواب مین عرض کر رہے تھے کہ حضور بجا فرماتے ہین بیابان
جادو اور دیوانہ جادو دونون سحر و ساحری مین بےمثل و بےنظیر ہین یقین کامل ہی کہ اُنکے آنے سے مطالب
دلی حضور کے بر آئینگے دشمنان حضور کا یہ دونون نام و نشان بھی باقی نہ رکھینگے ناگاہ ہوا تند
و سرد چلی آسمان پر کالے کالے ابر چھا گئے برق کی چمک اور رعد کی سی آواز بھی نمایان ہوے ہاروت جادو
نے مسکرا کر کہا دیکھو وہ بیابان جادو کس کر و فر سے آتا ہی میرا نامہ پہونچتے ہی روانہ ہوکر اس وقت
یہانتک آیا ہی واقعی اُسکے خیرخواہ اور دوست خواہ ہونے مین کسی طرح کا شک نہین ہی اہل دربار
نے عرض کیا حضور ہی نے تو اُسکو سرفراز کیا ہی ادنی سے اعلے کیا ہی پہلے اُسکا یہ وقار کہان تھا
گو کہ قبل ازین مالک و ناظم صحراے اتش بار تھا لیکن یہ جاہ و حشمت اور یہ دولت و ثروت اُسکو
کہان ممکن و میسر تھی ابھی اہل دربار ہاروت جادو سے عرض کر ہی رہے تھے کہ وہ کالے ابر کے قریب
آکر شق ہوے بیابان جادو مع اپنی دختر اور تمامی سپاہ کے ظاہر ہوکر بروے زمین آیا اہل لشکر تو
بیرون دربار ایک میدان مین ٹھہرے لیکن بیابان جادو مع اپنی دختر اور اپنے افسران فوج کے
دربار ہاروت جادو مین گیا اور سلام کیا ہاروت جادو نے خوش ہوکر قریب اپنے تخت کے
اُسکو بٹھایا اور اُسکی دختر کو بھی قریب تخت بیٹھنے کا اشارہ کیا جب پدر و دختر مذکور دونون
بیٹھ چکے افسران سپاہ بیابان جادو کی طرف دیکھا اُنھون نے جھک کر سلام کیا اُنکو بھی علی قدر
مرتبہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جس دم وہ نابکار بھی بیٹھ چکے ہاروت جادو نے حکم دیا جلد ساقیان گلعذار
کشتیان مئے گلنار کی مع ساغرہاے بلورین ہمراہ لائین اہل دربار کو خصوصاً ہمارے دولت خواہ بیابان
جادو کو مئے گلنار پلائین اور نازنینان خوبرو خوش گلو بھی آکر سر دربار رقص و نغمہ کرین کیونکہ
ہمکو بیابان جادو کی خاطر داری منظور ہی بیان کیا ہی اوستادان فن داستان گوئی نے کہ بمجرد حکم
ملازمون نے ساقیان گلرخسار اور نازنینان زہرہ مثال کو حکم ہاروت جادو سے آگاہ کیا پہلے
ساقیان گل پیرہن و غنچہ دہن کشتیان مئے گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر دربار مین حاضر ہوئے
اور جامہاے بلورین مین شراب ناب انڈیل کر ہاروت جادو وغیرہ کو شراب پلانے لگے خصوصاً
بیابان جادو اور دیوانہ جادو کو مکرر جام مئے گلرنگ دینے لگے جب بیابان جادو کئی جام شراب

شراب کے پی چکا اور اہل دربار ابھی شراب ناب پی چکے اشارہ ہاروت جادو سے ساقیان گلعذار کشتیان مئے گلنار کی اُٹھاکر دربار سے لے گئے بعد اُنکے جانے کے چند نازنینان خوشجمال زہرہ خصال مع اپنے سازندون کے دربار مین حاضر ہوئین ہاروت جادو کو بناز و ادا آداب و تسلیم بجا لائین اُس وقت ہاروت جادو نے اُنمین سے ایک کو اشارہ رقص و نغمہ کرنے کا کیا وہ بعد درست ہونے سازون کے رقص کرکے یہ غزل گانے لگی غزل

کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے
وہ شام وعدہ جو آئی تو ہجو دو سرمست
نہ ننگ کے حریفان بادہ خوار مجھے
لبقدر جوش تڑپنے کو تھا دلِ بسمل
شب فراق مین کیا ہیم دردگار مجھے
اگر حساب وفا امتحان کے بعد تو
رہا نہ وسوسۂ چارۂ خمار مجھے
نہ سیر گل نہ قدح نوشی سکے ساتھ ہوئی
گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے
نہ کام زور سے نکلا نہ عجز کام آیا
بہت سی لیتی ہین جانین یہ نگار مجھے
ہلکرن آن دگر کا ہوا مین عاشق زار
یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے
نہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون
رہا وصال مین بھی وہ ہی انتظار مجھے
نہ وہ بات کہ جس سے وفا مین اپنے خلل
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے
قران انجم سیارہ برج آبی مین
قبول عذر تمہارے ہین بیشمار مجھے
رقیب کھائے قسم تو وفا کا آئے یقین
غم خزان ہی نہ کچھ حسرت بہار مجھے
لبون پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی
لبِ التفات چین دے ای عشق ہنرہ کار مجھے
کیے ہین طول اہل نے تمام کام خراب
وہ سادہ ایسے کہ سمجھے وفا شعار مجھے
نہ دعا خیال جنان بعد ترک یار مجھے
دیا ہے کیا طپش دل نے اختیار مجھے
وہ رند خمکدہ کش ہون کہ زہر دیتے مین
کہین نہ کچھ بھی ناصح سے شرمسار مجھے
امید مرگ پہ ہر فتنہ آفت جان ہے
ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے
شب وصال مین سب قطرہ قطرہ مری لہو
تو میری جان ہے کیا تیرا اعتبار مجھے
لب شکستن خم زجر محتسب معقول
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
خدا کرے ملک الموت ان سے پہلے آئے
ہمیشہ نظم جہان کے ہین کاروبار مجھے
تواب تک صنم سبھی دے مومن

جب یہ غزل تمام وکمال وہ نازنین خوش جمال بناز و ادا اور لحن داؤدی گا چکی اہل دربار نے خوش ہو کر اُسکی تعریف کی خصوصاً ہاروت جادو اور بیابان جادو اور دیوانہ جادو نے اُسکے گانے کی ثنا کی وہ نازنین قدر دان سے اپنے کمال کی داد پاکر ہاروت جادو کے سامنے پھر ایک غزل گانے لگی جب وہ بھی غزل گا چکی ہاروت جادو نے خوش ہو کر انعام کثیر اُسکو دیکر رخصت کیا بعد جانے نازنین مذکورہ کے وہ باقی ماندہ نازنینان خوبرو بھی یکے بعد دیگرے رقص و نغمہ سر دربار کیا کین جب وہ بھی گا چکین ہاروت جادو نے اُنکو بھی انعام دیکر رخصت کیا پھر بیابان جادو سے مخاطب ہو کر کہا ای بیابان جادو اگر تمہارے حسن تدبیر سے اور خوبی جنگ و جدال سے ہمارے حسب دلخواہ لڑائی فتح ہوئی تو مین نہایت خوش ہونگا وہ انعام کثیر دونگا کہ تم بھی بہت خوش ہو گے اُسنے عالم نشہ شراب مین دست بستہ عرض کیا ای شاہ طلسم مین جاتے ہی تمام لشکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالونگا رہا طلسم کشا اور جبار شاہ انکو بھی مکر و فریب اور سحر سے گرفتار کرکے حاضر خدمت ہونگا مثل اور ساحرون کے نہین ہون کہ بمقابلہ طلسم کشا جاکر قتل ہو جاؤن یا خوف سے جان کے مطیع سلام ہو کر خبر یک طلسم کشا ہو جاؤن ہاروت جادو اسکی گفتگو سُن کے بہت خوش ہوا اور کہا تمسے مجھکو ایسی ہی امید ہے یہ کہکر کشتی خلعت کی طلب کی ملازم جلد جاکر کشتی لائے ہاروت جادو نے خلعت زر بار بیابان جادو وغیرہ کو دیکر رخصت کیا وہ دربار سے مع اپنی دختر اور اپنے افسران

سپاہ کے اُٹھاکر تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جسطرح آیا تھا اُسی طور سے جانب لشکرگاہ طلسم کشا روانہ
ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لشکر طلسم کشا کا درج کیا جاتا ہی کہ بعد مطیع اسلام ہونے
گرداب جادو کے لشکر طلسم کشا صحراے سبزہ زار پر پڑا تھا ہر ایک ساحر اپنے کاروبار مین مصروف
تھا ملک قاسم بارگاہ مین قریب تخت جبار شاہ دنگل پر بیٹھا تھا ساحران نامی حاضر دربار تھے جبار شاہ
ملک قاسم سے مخاطب ہوکر کہہ رہا تھا دیکھیے اب ہاروت جادو کس ساحر کو واسطے مقابلہ کے روانہ
کرتا ہی یقین ہی کسی ساحر نامی کو روانہ کریگا یا خود براے مقابلہ آئے گا ملک قاسم اُسکے جواب مین کہتا
تھا ای جبار شاہ اگر ہاروت جادو خود براے مقابلہ بیان آئے تو اچھا ہو یہ تیغ آبدار میری اُسکے
سر پر چمکے کہ اُسکے دو ہی ٹکڑے کرے طلسم فتح ہوجاے روز کی لڑائیون سے فراغت حاصل ہو
مین تمام مال و اسباب طلسم کا لیکر اپنے لشکر مین جاؤن بدیع الزمان سے مقابلہ کرون قبل اسکے
سُنا تھا کہ اُنھون نے طلسم طمبورث دیوبند کو فتح کیا ہی مال و اسباب طلسم کا بہت پایا ہی لشکر کثیر بھی
ہمراہ ہی نہایت حشمت و جاہ سے سوے لشکر روانہ ہوے ہین فی الحال نہین معلوم کہ وہ کشتی گیر لشکر
مین پہونچا یا نہین کیا اچھا ہو کہ مین اُس سے پہلے یہ طلسم فتح کرکے بحشمت و دولت اپنے لشکر مین جاؤن
جبار شاہ نے جواب دیا ہاروت جادو نہایت ہوشیار ہی وہ ہرگز واسطے مقابلہ کے نہ آئے گا اپنی
جان حتی الامکان بچائے گا آپ سے اور مجھسے وہ نہایت ہی ڈرتا ہی اسی سبب سے ابتک واسطے
مقابلہ کے نہین آیا ہی خیر اگر نہین آیا ہی تو ہم خود اُس تک جائینگے اگر آج کوئی ساحر فرستادہ ہاروت
جادو نہ آیا تو کل وقت سحر بیان سے کوچ کیجیے قاسم نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا کل بیان سے کوچ
کیا جائیگا ابھی باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی یکایک دیکھا کہ بالاے ہوا چند ٹکڑے ابر سیاہ کے جسمین برق
کی چمک اور رعد کی سی آواز تھی نمایان ہوے جبار شاہ وغیرہ نے اُن ابر کے ٹکڑون پر نظر
کرکے کہا کوئی ساحر نامی مع لشکر ساحران براے مقابلہ آتا ہی ہنوز یہ تقریر کر رہے تھے کہ وہ ابر
کے ٹکڑے شق ہوے بیابان جادو مع اپنے لشکر کے ظاہر ہوکر اُسی صحراے سبزہ زار مین لشکر
طلسم کشا سے دور تر لشکر فرود کش ہوا اُسوقت افسران فوج نے دور سے لشکر طلسم کشا
کو دیکھا اور ہر ایک ساحر کو اپنے اپنے کاروبار مین مصروف پاکر بیابان جادو سے عرض کیا حضور
اس وقت مردان لشکر طلسم کشا اپنے کاروبار مین مشغول ہین اگر مناسب ہو تو اسی حالت مین فوج
دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیجیے جبتک ساحران مطیع اسلام خبردار ہوکر آمادہ جنگ ہونگے
ہم سب لاکھ دو لاکھ ساحرون کو ہلاک کر ڈالینگے بیابان جادو نے بعد فکر جواب دیا مجھکو
ایسی جنگ پسند نہین ہی بزدل اس طرح لڑتے ہین جو مرد میدان جنگ ہین اور دعواے سحر
و بہادری رکھتے ہین وہ حریفون کو ہوشیار کرکے آمنے سامنے لڑتے ہین چونکہ مجھکو اپنے سحر پر ناز ہی اور
بہادر بھی ہون اس وجہ سے ارادہ ہی کہ بالفعل اس طرح لڑونگا پہلے اپنے طور پر اپنے لشکر
مین طبل جنگ بجواؤنگا طلسم کشا صداے طبل جنگ سُنکے یا خبر نواخت طبل رزمی سُنکے
اپنے بھی لشکر مین نقارہ جنگی بجوائے گا پھر تمام شب دونون لشکرون مین تیاری ہوگی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین جاکر صف آرا ہونگے اُس وقت کوئی ساحر ہمارے لشکر کا صف لشکر سے

نکلکر میدان جنگ مین جائے گا مبارز طلب کریگا فردا فردا لڑائی ہوگی ایسی لڑائی اہل اسلام کو
مرغوب ہی اور میرے بھی نزدیک اچھی ہی پھر اگر موقع و محل ہوگا تو جنگ مغلوبہ کا بھی حکم دیا جائے گا افسران
سپاہ تقریر بیابان جادو کی سنکے خاموش رہے بیابان جادو اپنی دختر اور جملہ افسران فوج کو
ہمراہ لیکر خراماں خراماں جانب لشکرگاہ طلسم کشا چلا جب قریب قیام گاہ سپاہ کے پہونچا دیکھا
دور تک خیام و بارگاہ استادہ ہین لشکر کثیر پڑا ہوا ہی یہ جمعیت سپاہ دیکھکر افسرون سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا طلسم کشا نے تھوڑے ہی زمانہ مین اسقدر لشکر کثیر فراہم کرلیا ہی کہ مجھکو اتنی جمعیت
کا خیال بھی نہ تھا اگر فوج کثیر ہی تو کیا ہوگا میرے سامنے کوئی ساحر نہ ٹھہریگا یا سب بھاگ جائینگے
یا میرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے صرف جبار شاہ اور طلسم کشا کا خیال ہی انکی بھی کوئی تدبیر
معقول کی جائے گی یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف چلا جب اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا کہ بارگاہین اور
خیام ایستادہ ہوچکی ہین ساحر خیام مین داخل ہو رہے ہین بیابان جادو اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
دیوانہ جادو اپنی بارگاہ مین گئی افسران لشکر بھی اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوکر استراحت پذیر ہوے
جب وہ روز گذر کر شام ہوئی بیابان جادو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دوسری بارگاہ مین جو علحدہ
برپا کرائی تھی آیا جملہ ساحران نامی بھی اسی بارگاہ مین آکر سامنے بیابان جادو کے علے قدر مراتب
بیٹھے دیوانہ جادو بھی اپنی بارگاہ سے آکر قریب اپنے پدر کے بیٹھی اس وقت بیابان جادو نے
افسران سپاہ سے مشورہ کرکے ایک نامہ طلسم کشا کو اس مضمون کا لکھوایا کہ ای طلسم کشا
مین شل اور ساحرون کے نہین ہون کہ جنکا قتل کرنا تجھکو آسان ہو مین وہ ساحر زبردست ہون
کہ جبار شاہ میرے حال سے بخوبی آگاہ ہی میرے سحر کی پناہ نہین ہی تیری سپاہ کو ایک آن مین
تباہ و برباد کردونگا اگر اپنی بہتری منظور ہو تو بمجرد پہونچنے اس نامہ کے لوح طلسمی میرے حوالے
کردے اور اس طلسم سے نکل جا ورنہ پچھتائے گا لوح لیکر تجھکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا جب
نامہ باین مضمون تحریر ہوچکا ملفوف کرکے سرنامہ لکھا گیا بعدہ بیابان جادو نے اپنی مہر سرنامہ پر کرکر
ایک ساحر نامی مسمی ہلال جادو کو نامہ مذکور دیکر کہا اس نامہ کو طلسم کشا کے روبرو لیجا جو کچھ وہ جواب
دے جلد آکر اس سے مجھے آگاہ کر ساحر مذکور موافق کہنے بیابان جادو کے اژدر آتشین سحر پر
سوار ہوکر روانہ ہوا بعد قطع راہ جب دربارگاہ پر پہونچا بذریعہ دربانون کے اطلاع ہوئی ملک قاسم
نے اسکو سامنے اپنے بارگاہ مین طلب کیا وہ اژدر سحر سے اترکر بارگاہ مین گیا دیکھا جبار شاہ تنہا
بالائے تخت بیٹھا ہی ملک قاسم ایک دنگل پر ملحق تخت رونق افزا ہین ساحران نامی سے دربار
بھرا ہوا ہی ہلال جادو نے باکراہت جبار شاہ اور طلسم کشا کو سلام کیا طلسم کشا نے اشارہ بیٹھنے
کا کیا وہ موافق اپنے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے ملک قاسم نے نامہ طلب کیا
اسنے حوالہ کیا جب وہ نامہ پڑھوا کر سنا قاسم کو بدرجہ کمال غصہ آیا کثرت غیظ سے چہرہ سرخ ہوگیا
پھر قبضہ شمشیر کی طرف دیکھکر ہلال جادو سے مخاطب ہوکر فرمایا بیابان جادو اپنے تئین کیا سمجھتا
ہی جو اسنے مجھکو اس طرح سے لکھا ہی میری شجاعت و جوانمردی سے شاید آگاہ نہین ہی ورنہ وہ
مجھکو اس طور سے نہ لکھتا جس طرح اور ساحران نامی کو تہ تیغ کیا ہی اسی طرح اسکو بھی بعنایت الہی

قتل کرونگا اُس سے کہدینا کہ اگر تجھکو دعوی سحر و جوانمردی ہی تو اپنے سپاہ مین طبل جنگ بجوا مجھسے مقابلہ
کر ہنگام مقابلہ لوح طلسمی بزور بازو یا بزور سحر یا جس طرح ممکن ہونے بغیر جنگ و جدال کے لوح
کا لینا دشوار ہی مین ہرگز نہ دونگا ہلال جادو نے عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا مین نے سنا جسقدر
مجھکو یاد رہیگا بیابان جادو سے کہدونگا بہتر یہ ہی کہ آپ لشت نامہ پر جو مناسب ہو تحریر کر دیجیے ملک
قاسم نے اُسکے کہنے سے جواب نامہ مین یہ لکھوا دیا کہ ای بیابان جادو نامہ تیرا آیا اُسکے مضمون سے
آگاہی ہوئی مجھکو لوح طلسمی دیکر طلسم سے چلے جانا منظور نہین ہی اگر تجھکو اپنے سحر و جوانمردی پر ناز ہی
تو جلد طبل جنگ بجوا دلیرانہ سر میدان جنگ آ مجھسے مقابلہ کر یا تو مجھسے لوح طلسمی سر میدان جنگ
لے لیگا یا مین تجھکو تہ تیغ کرونگا یہ عبارت لکھوا کر مہر کرکے نامہ مذکور ہلال جادو کو دیا وہ نامہ لیکر
دربار سے اُٹھکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بیابان جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ساحران نامی
سے یہ کہہ رہا تھا کہ جب میرا نامہ ہلال جادو طلسم کشا کو دیگا قاسم جبارشاہ سے پوچھیگا
کہ بیابان جادو کون ہی وہ میرے حالات سے اُسے مطلع کریگا تو ملک قاسم خوف سے کانپنے
لگیگا حواس خمسہ بجا نہ رہینگے یقین ہی کہ نامہ پڑھتے ہی بے تامل لوح طلسمی ہلال جادو کو دیدے گا یا خود
لیکر میرے روبرو آئیگا اور کہیگا کہ تمھارا بہت بڑا احسان ہوگا مجھکو اس طلسم سے زندہ نکال
دو مین تجھسے لڑ نہین سکتا ساحران نامی عرض کر رہے تھے کہ آپ درست فرماتے ہین ناگاہ ہلال
جادو نے آکر نامہ حوالے کرکے عرض کیا ای سردار و مالک ہمارے ملک قاسم اک جوان شجاعت
شعار ہی جوانمردی و بہادری مین مثل اُسکا نہین ہی جس وقت مین نے اسکو نامہ دیا ہی اور اُسنے نامہ
پڑھوا کر سنا ہی کیا کہون جو غصہ سے حال اُسکا ہوا ہی اگر مین نامہ بر نہوتا تو مجھکو حالت قہر و غضب مین
تیغ آبدار سے ضرور قتل کر ڈالتا مین غور سے اُسکو دیکھتا رہا تھا رنگ رخ اُسکا از افراط غضب
و قہر سے سرخ ہو گیا تھا وہ دلاور بار بار سوے قبضہ شمشیر نظر کرتا تھا اور ہاتھ اپنا جانب قبضہ بڑھاکر
کچھ سوچکر رکتا تھا ظاہرا غصہ کے ضبط کرنے کا یہ سبب ہوگا کہ مین قاصد تھا مجھکو اُسنے قتل کرنا مناسب
نجانا بعد اس تقریر کرنے کے جو کچھ زبانی قاسم نے کہا تھا وہ بیان کیا پھر عرض کیا لشت نامہ پر بھی
قاسم نے کچھ لکھوا دیا ہی پڑھ لیجیے بیابان جادو نے خود پڑھ کر برہم ہو کر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ابھی
ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجواؤ مین قاسم سے سر میدان مقابلہ کرونگا کسی مکر و فریب سے لوح
طلسمی بشرط امکان ضرور لے لونگا ملازمون نے اُسکے حکم سے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جب صدائے
طبل رزمی بلند ہوئی سیارہ بن عمرو وغیرہ جو برائے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگی لیکر
روبرو ملک قاسم کے گئے اور بہ ادب تمام بعد بجالانے ثنا و دعا کے اس طرح عرض کرنے لگے
ای شاہزادہ ذیوقار اس وقت بیابان جادو نے جواب نامہ سے از حد برہم ہو کر طبل جنگ اپنے
لشکر مین بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ ہنگام سحر مع لشکر میدان جنگ مین آکر ملازمان حضور سے مقابلہ
کرے باقی خیریت ہی ملک قاسم نے خبر مذکور سُنکے حکم دیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے ہنگام سحر جو خالق بحر و بر کو منظور ہوگا وہی ہوگا سیارہ
نے فی الفور جا کر نقارہ نوازون سے کہا اُنھون نے حسب الحکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ

جنگی تا فلک گئی جب دونون لشکرون مین طبل ونقارے بجے ساحران ہردو لشکر صدائے طبل ونقارہ سنکیا خبر ہوئے کہ ہنگام سحر حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا یہ خیال کرکے ہرایک ساحر اپنا اپنا سحر تیار کرنے لگا تمام شب دونون لشکرون مین بخوبی تمام لڑائی کا سامان ہوا جب صبح ہوئی اول وقت ملک قاسم نے بیدار ہوکر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے حکم تیاری لشکر کا دیا سیارہ نے افسران سپاہ سے جاکر کہا انھون نے جواب دیا ای سیارہ عرض کردینا کہ سب تابعدار حضور کے تیار ہین حضور کی تشریف آوری کے منتظر ہین سیارہ نے ملک قاسم سے جو کچھ کہنا تھا عرض کیا قاسم فی الفور مسلح ہوکر بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ جبار شاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر اس طرف آتا ہی جب اسنے ملک قاسم کو دیکھا سلام کیا قاسم نے جواب سلام دیکر لشکر کی طرف دیکھا جملہ افسران لشکر وغیرہ نے سر اپنے واسطے سلام کے جھکائے ملک قاسم نے ہرایک کا سلام لیکر جواب سلام دیکر مرکب طلب کیا جب سیارہ مرکب طلسمی لایا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور جبار شاہ تخت طاؤسی پر سوار ہوا بعدہ جملہ افسران سپاہ و دیگر ساحران لشکر اپنی اپنی سواری سحر پر سوار ہوے اسوقت ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری قاسم کی مانند بلو بہاری کے جانب میدان کارزار بجمعیت لشکر کثیر روانہ ہوئی جبار شاہ قریب ملک قاسم کے جاتا تھا افسران سپاہ بھی ہمراہ رکاب تھے اسوقت اس لشکر کثیر کا میدان نبرد کی طرف دلیرانہ جانا اثناے راہ مین بعض بعض ساحرون کا سحر سے عجائب وغرائب چیزین ظاہر کرنا اور پھر انکا معدوم کردینا اور وہ صبح کی ہوائے سرد وہ سبزہ کا صحرا سبزہ زار مین لہلہانا تروتازگی اپنی دکھانا شبنم کے قطرون کا سبزہ شاداب پر عیان ہونا طائران صحرا کا بولنا اپنی زبان مین حمد خدا کرنا ستارون کا نہان ہونا آفتاب کا نمایان ہونا لطف بیحد دکھاتا تھا جب لشکر ظفر اثر ملک قاسم میدان کارزار مین پہونچا اشارہ ملک قاسم سے ٹھہرا اسوقت جانب صحرا سے آمد لشکر بیابان جادو کی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا کہ بیابان جادو ایک تخت پر سوار ہو اسکے قریب دیوانہ جادو ایک طاؤس سحر پر سوار ہی عقب مین بیابان جادو کے تین لاکھ ساحران نابکار باز اور بط اور قرقرے اور ققنس آتشین اور فیل آتشین سحر پر سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر ہین ترسول اور ترسول ہاتھون مین مین زبان پر سامری وجمشید کے نام ہین گاہ گھنٹے اور ناقوس بجاتے ہین آثار کفر وضلالت اکثر ساحر ظاہر کرتے ہین اس طور سے بردے ہو آہستہ آہستہ سب ہمراہ بیابان جادو کے چلے آتے ہین ابھی ملک قاسم انسبکو دیکھ ہی رہا تھا کہ بیابان جادو میدان نبرد مین بلندی سے بروے زمین آیا اسکے ہمراہ ہر اک ساحر عرصہ جنگ مین آیا اسوقت اشارہ ملک قاسم اور جبار شاہ اور بیابان جادو سے چند ساحر دونون لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے گئے انھون نے ناریل جوبی دار اور گلدستے جھولیون سے نکالکر سحر انپر دم کرکے ایک جانب صحرا کے پھینکے وہ دور جاکر شق ہوے دھوان اور شعلے پیدا ہوکر کچھ زنگی اور کچھ پتلے دراز قامت فولادی بیلچے اور پھاوڑے لیے ہوے پیدا ہوے انھون نے آکر انھین ساحرون سے پوچھا ہمکو کیا حکم ہوتا ہی انھون نے کہا اس میدان جنگ کی درستی کرو جھاڑی جھنڈی دور کرکے پست وبلند زمین کو ہموار کردو وہ زنگی وغیرہ حسب الحکم

کاربند ہوئے تھوڑی ہی دیر مین حسب دلخواہ میدان کارزار کی درستی کردی پھر اُنھین ساحرون نے
اپنے سحر کو مٹایا یعنی اول زنگی اور تیلون کو دفع کیا بعدہ بزور سحر ابر سحر پیدا کیے اُن ابر کے ٹکڑون
سے پانی برسنے لگا تھوڑی دیر مین تمام میدان جنگ کثرت بارش باران سے سرد و خنک ہوگیا
تمام گرد و غبار دفع ہوگیا جب اس طرح میدان کارزار کی درستی کرچکے ساحران مذکور اُن ابر کے
ٹکڑون کو مٹاکر اپنے اپنے لشکر مین چلے گئے اُس وقت بعوض نقیبون اور کڑکیتون کے ساحرون
نے باجے بجائے صداے دف و دہل وغیرہ سے ہر ایک ساحر کو جوش جنگ ہوا اول لشکر
بیابان جادو سے ایک ساحر مسمی میتر جادو کہ افسران لشکر سے تھا بیابان جادو سے اجازت
جنگ لیکر اژدر سحر پر سوار ہوکر بیچ مین میدان کارزار کے آکر اژدر کو روک کر بہ آواز بلند
اس طرح کہنے لگا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ مین وہ ساحر زبردست ہون کہ ہر ایک ساحر مجھ سے
مقابلہ نہین کرسکتا ہے نامی ساحر میرا نام سن کے خوف سے کانپتے ہین میرے سحر کی پناہ نہین ہے
ارادہ تو یہ تھا کہ تجھ سے لڑون مگر بوجہ اس امر کے کہ تیرے پاس لوح طلسمی ہے سحر اثر نہین کرتا ہے
مجبور ہون لڑ نہین سکتا لہذا سواے اپنے جس ساحر کو مناسب جان میرے مقابلہ کے واسطے
روانہ کر اُس وقت قاسم کو غصہ آیا تھا مگر چونکہ اُسنے واسطے مقابلہ کے طلب نہین کیا تھا بلکہ مقابلہ
کرنے سے انکار کیا تھا اس سبب سے موافق قاعدہ لشکر اسلام کے قاسم نے ٹھہر کر غصہ کو
ضبط کرکے اپنے لشکر کے داہنے طرف دیکھا فی الفور ایک ساحر جلیل القدر مسمی شناور جادو
کہ ہمراہی گرداب جادو دریاے ہفت موج سے آیا تھا اور ساتھ ہی گرداب جادو کے مطیع
اسلام ہوا تھا صف لشکر سے نکلکر روبرو ملک قاسم اور جبار شاہ کے جاکر اذن جنگ حاصل
کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر سامنے میتر جادو کے گیا بعد گفتگوے سخت میتر جادو نے ایک
گولا فولادی سحر کرکے سینہ شناور جادو پر لگایا اس ساحر نامی نے فی الفور گولے کو آتے
ہوے دیکھکر کارد سحر اُسپر لگائی وہ دو ٹکڑے ہوکر اثناے راہ مین گرا ساحران مطیع اسلام
خوش ہوے میتر جادو کو غصہ آیا اس نابکار نے عالم غصہ مین چند چاہے دی نکالکر اُسپر چند قطرے
پانی کے ڈالکر اسماے سحر اُسپر دم کرکے سوے فلک اُچھالا وہ بلند ہوکر بصورت ابر ہوے
سر شناور جادو پر محیط ہوئے پھر پانی برسنے کا طور ہوا شناور جادو نے خیال کیا اگر اس ابر
سحر سے مجھپر پانی برسا تو مبتلاے سحر ہوجاؤنگا بہتر یہ ہے کہ قبل برسنے پانی کے اس ابر سحر
کو دفع کردون سحر کو دشمن کے مٹاؤن جان اپنی بچاؤن یہ اپنے دل مین تجویز کرکے بزور سحر
برق بنکر اُس ابر مین جاکر کوندنے لگا اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ ابر سحر اک آن
مین لخت لخت ہوگیا اور روئی کے گالے بنکر ہوا مین اُڑ گیا پھر بقہر و غضب کڑکڑاکر سر میتر جادو پر
گرا وہ سحر سے فوق زمین ہوگیا بعد ایک لمحہ کے دور جاکر زمین کے باہر آیا دیکھا کہ شناور جادو بصورت
اصلی حیران ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے ناریل چوٹی دار ہاتھ مین ہے میتر جادو یہ حال اُسکا دیکھکر بشکل
شیر بنکر اُسپر حملہ آور ہوا یہ بھی سحر سے بصورت شیر غضبناک ہوکر نعرہ کرکے چلا جب دونون قریب
آئے لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر لڑائی ہوئی مردمان ہر دو لشکر دیکھا کیے آخرکار میتر تاب جنگ

نہ لاکر سحر سے بصورت باز بنکر سوے فلک اُڑا شنا ورجادو بھی اُسی وقت بزور سحر زمین پر لوٹ کر باز کی صورت ہو کر پر پرواز پیدا کر کے اُسکی طرف اُڑا بالاے ہوا لڑائی شروع ہوئی منقار و چنگل سے جنگ ہونے لگی بیان کیا ہے داستان گویان خوش مقال نے کہ متیر جادو ہنگام جنگ شنا ورجادو سے زخمی اور بس پا ہو کر سوے زمین آیا ساتھ ہی اُسکے شنا ورجادو بھی بردے زمین آیا وہ خوف سے غرق زمین ہوا یہ بھی اُسکے ہمراہ سحر سے غرق زمین ہوا تھوڑی دیر کے بعد سب نے دیکھا کہ شنا ورجادو سر متیر جادو کلانچے سے سحر کے کاٹکر زمین سے باہر آیا ملک قاسم اور جبار شاہ اور گرداب جادو وغیرہ خوش ہوے بیابان جادو کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا متیر جادو کے مرنے سے تاریکی ہوئی ہواے تند چلی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا کہ نام من متیر جادو بود بعد مرنے ساحر مذکور کے کئی ساحر متواتر لشکر بیابان جادو سے نکلے اور شنا ورجادو سے انھون نے سحر مین مقابلہ کیا جنگ عظیم ہوئی انجام کار یہ ہوا کہ اُن سب کو شنا ورجادو نے دلیرانہ قتل و ہلاک کیا اُنکے بھی مرنے سے بدستور تاریکی ہوئی مفصل احوال اُنکا طول کے خیال سے تحریر نہین کیا جب وہ سب ساحر میدان جنگ مین کام آئے بیابان جادو کو نہایت غصہ آیا اپنے لشکر کے ساحران نامی سے کہنے لگا تم سب مین کون ایسا ہے کہ اس سے جاکر مقابلہ کر کے سر اسکا کاٹ کر میرے روبرو لے آئے یا مین خود جاکر اس سے لڑون خاک و خون مین اسکو بھرون اسنے صدمہ پر صدمے دیے ہین چند نامی ساحر میرے لشکر کے تمھارے سامنے ہلاک کیے ہین اُس وقت اُسکے جواب مین ایک ساحر مسمی رعد جادو نے صف لشکر سے نکلکر عرض کیا حضور مین جاتا ہون اسکو سر میدان جنگ ہلاک کرتا ہون آپ تشریف نہ لے جایئے بیٹھے میری لڑائی کا تماشا دیکھیے بیابان نے اُسکی تقریر سُن کے کہا اچھا جلد جا رعد جادو عقاب سحر تیز پرواز پر سوار ہو کر میدان جنگ مین سامنے شنا ورجادو کے آیا یہ رعد جادو اک ساحران نامی سے ہے شنا ورجادو اسکو اپنے مقابلہ پر آتے ہوے دیکھکر متشوش ہوا لیکن دلیرانہ میدان جنگ مین تخت پر بیٹھا رہا رعد نے اُسکے سامنے آکر برہم ہو کر کہا او شنا ورجادو اب ہوشیار ہو جا ہر چند کہ قضا تیری تیرے قریب آپہونچی مجھکو ملک الموت اپنے حق مین خیال کر اُسنے برہم ہو کر جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے جسطرح تیرے لشکر کے چند ساحرون کو قتل کیا ہے اُسی طرح تجھکو بھی ہلاک کرونگا تجھکو تیری اجل خود کشان کشان میرے سامنے لائی ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا ہے کوئی دم کا اب دنیا مین مہمان ہے اسقدر بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ ہے کوئی سحر کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آخر تو میرے ہاتھ سے قتل ہو کر سوے نار دوزخ جائیگا وہ نابکار یہ گفتگو سُن کے غضبناک ہوا گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے یا سامری کہکر سوے حریف مارا ادھر شنا ورجادو ورد کر نا اُسکا دشوار سمجھ کر فی الفور تخت سحر سے زمین پر آکر اسماے سحر ورد زبان کر کے پاؤن زمین پر مار کر غرق زمین ہو گیا گولا دور جاکر پھٹا دھوان اور شعلے نکلے رعد جادو شنا ورجادو کے بچ جانے سے برہم ہو کر خود بھی سحر سے غرق زمین ہوا اور اپنے سحر کی نیرنگیون مین مصروف ہو کر مخفی طور پر اپنی حفظ کی تدبیر اور حریف پر غالب ہونے کی تجویز کرتا ہوا برآمد ہوا تھوڑے عرصہ تک دونون مین جنگ آزمائیان ہوا کین تھوڑی دیر کے بعد سب نے کہا کہ دونون ساحران

نذکو لڑتے ہوے ایک جگہ زمین سے نکلے رعدجادو کو صحیح دیکھا اور شناورجادو کو زخمی دیکھا
بیابان جادو وغیرہ خوش ہوے ملک قاسم اور جبار شاہ وغیرہ کو اندیشہ ہوا اُس وقت ملک قاسم
نے جبار شاہ سے مخاطب ہو کر کہا شناورجادو زخمی ہوچکا ہی اور دیر سے میدان جنگ مین لڑ رہا ہی
بہتر یہ ہی کہ اب اسکو لشکر مین بلالیا جاے اور اُسکے حریف سے اور کوئی ساحر جاکر مقابلہ کرے جبار
شاہ نے عرض کیا میری بھی یہی راے ہی ہنوز شناورجادو کو طلب نکیا تھا اور کوئی ساحر براے مقابلہ
رعدجادو لشکر سے نکلکر نگیا تھا کہ ادھر رعدجادو نے زمین سے باہر آکر دشمن کو غافل پاکر بعجلت
تمام بیجہ سحر کا سر پر لگایا شناورجادو نے گھبراہٹ مین اپنی جان بچانے کے واسطے سحر سے چند
سپرین سحر کی براے محافظت سر پیدا کین اُس دم دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ بیجہ سب سپرون کو
کاٹکر اُسکے سر پر مانند برق کے گرا اور کاٹتا ہوا تا زمین ہونچا شناورجادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گرا اُسکے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی سحر کے بیردن نے اسکے نام سے یون پکارا
کشتی مرا کہ نام من شناورجادو بود جب شناورجادو قتل ہوا رعدجادو اور بیابان جادو وغیرہ ساحران
نابکار خوش ہوے ادھر سب کو صدمہ ہوا خصوصاً گرداب جادو کو بہت ملال ہوا کیونکہ شناورجادو
اُسکے لشکر کا سردار تھا ابھی گرداب جادو فی الفور ملک قاسم سے اجازت جنگ لیکر شیر
سحر پر سوار ہوکر سامنے رعدجادو کے گیا اُسنے برہم ہوکر نارنج پر سحر کر کے سینہ پر مارا ادھر اسنے
اسماے سحر ورد زبان کر کے انگشت سے اشارہ کیا وہ نارنج دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
رعدجادو اپنے سحر کے باطل ہونے سے غضبناک ہوکر کہنے لگا او گرداب جادو ابکی مرتبہ
ہوشیار رہنا وہ سحر کرونگا کہ تجھ سے دفع نہوسکیگا یہ کہکے ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر اسماے
سحر اُسپر دم کر کے کارد سے پیشانی شگافتہ کی پھر چند قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالکر یا خداوند
سامری کہکر جانب سینہ گرداب جادو مارا اور اُس ساحر نامی و نامور نے مسکرا کر اسماے سحر
زبان پر جاری کر کے اُسی طرح اُنگلی سے طرف گولے کے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ
گولا فولادی جو مانند تیر کے طرف سینہ کے آتا تھا دفعتاً موم کا گولا ہوکر زمین پر گر پڑا ساحران مطیع اسلام یہ
حال دیکھکر خوش ہوے رعدجادو شرمندہ ہوا خجالت سے عرق آگیا پھر غضبناک ہوکر کارد سحر
لگائی گرداب جادو نے کارد سحر سے بچکر پکار کر کہا او مکار اب ہوشیار ہو جا کہ تیری اجل قریب
آگئی ہی یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر سحر اُسپر دم کر کے تاک کر اُسکے سینہ پر مارا ہر چند اُسنے رد کرنا
چاہا مگر دفع نہوسکا سینہ پر جو پڑا توڑ کر نکل گیا رعدجادو چیخ کر زمین پر گرکے تڑپ کر مر گیا اُسکے
مرنے سے تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعد دور ہونے تاریکی کے آواز آئی کشتی مرا کہ نام من رعدجادو
بود بعد مرنے رعدجادو کے گرداب جادو نے مبارز طلب کیا اُس وقت دیوانہ جادو دختر بیابان
جادو نے صف لشکر سے نکلکر اپنے پدر سے اجازت جنگ طلب کی اُسنے کہا اے دختر نیک اختر
تو گرداب جادو کے مقابلہ کے واسطے نجا یہ ایک ساحر نامی فرزند غواص جادو کا ہی اور
کوئی ساحر جاکر اس سے مقابلہ کریگا یا مین خود جاکر اُسکو ہلاک کرونگا اُسنے جواب دیا مین ضرور
اس سے مقابلہ کرونگی آپ کچھ اندیشہ نکیجیے یہ ساحر تو کیا ہی اگر جبار شاہ بھی مقابلہ کرے تو بھی اُس سے

لڑادن جب بیابان جادو نے دیکھا کہ دختر کہنا نہین مانتی ہی مجبور ہو کر اجازت جنگ دی دیوانہ جادو
طاؤس سحر پر سوار ہو کر نقاب چہرہ پر ڈالکر بمقابلہ گرداب جادو میدان نبرد مین آئی طاؤس کو روک کر
سامنے گرداب جادو کے ٹھہری پھر کچھ اسماے سحر ورد زبان کر کے نقاب کو چہرہ سے اٹھا کر کہا ای
گرداب جادو ادھر دیکھ اسنے اسکے چہرہ پر نظر کی دیکھتے ہی اسکی صورت پر عاشق ہو گیا ہوش و
حواس جاتے رہے عقل تشریف لے گئی مبتلاے سحر ہو گیا فوراً تخت سحر سے بیتاب و بیقرار ہو کر دیوانہ وار
زمین پر کود کر اسکی جانب دوڑا اشعار عاشقانہ ورد زبان کرتا ہوا دم محبت و عاشقی کا بھرتا ہوا عنقریب
اسکے پہونچا اور کہنے لگا ای معشوقہ خوبرو ای محبوبہ جنگجو سے من مین ایک مدت دراز سے تیرا شیفتہ
اور فریفتہ ہون تمناے وصل رکھتا ہون تیرے فراق مین مانند سیماب کے بیقرار تھا صورت تیری دیکھنے
کا مشتاق تھا آج اتفاق سے تجھکو دیکھا ہی چاہتا ہون کہ آرزوے دل میری نکال اپنے وصل سے
شاد کام کر فراق نا بہ کر اور ظلم و ستم مجھپر تا کجا اب رحم کر اسی طرح تا دیر اظہار عشق اور تمناے وصل بیان
کیا کیا اسنے مسکرا کر جواب دیا مجھکو نہ معلوم تھا کہ تم میرے عاشق ہو میرے فراق مین شب و روز
مثل ماہی بے آب کے تڑپتے ہو خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تم میرے عاشق و شیدا
ہو لہذا تمکو لازم ہی کہ جو کچھ ہم کہین اسپر عمل کرو گرداب جادو نے خوش ہو کر ہاتھ جوڑ کر پوچھا ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرے باب مین کیا حکم ہی جلد بیان کر مین عاشق صادق ہون
کاذب نہین ہون تیرے حکم کو بسر و چشم بجا لاؤنگا ہرگز ہرگز انکار نکرونگا اسنے ہنسکر کہا اس صحرا
مین جو گور غریبان ہی اور خاص ہمنے واسطے اپنے عشاق کے تجویز کیا ہی اسی گور غریبان مین جا کر
بیٹھو ہمارے آنے کا انتظار کرو جبتک ہم یہان سے وہان نہ آئین تم وہین بیٹھے رہنا جب ہم
وہان آئینگے تمسے کچھ باتین کرینگے چند شرائط تمسے کرینگے اگر ان شرطون پر تم عمل کرنیکا اقرار کروگے تو ہم بھی تمہارے
کہنے پر عمل کرینگے تمناے دلی تمہاری بر آئیگی گرداب جادو یہ سنکے از حد شادمان ہو کر قہقہہ مارکر ہنسا اور فوراً جس طرف
اسنے اشارہ کیا تھا بصد شوق روانہ ہوا بیان کیا ہی داستان گویان شیرین سخن نے کہ بعد قطع راہ گرداب جادو اسی
صحرا مین جو گورستان تھا وہان پہونچا اور ایک قبر پر جا کر بیٹھا انتظار دیوانہ جادو کا کرنے لگا جب اسکے فراق مین بیتاب و بیقرار ہوتا
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا گاہ دیوانہ وار توبہ کرتا تھا یہ تو گورستان مین ایک قبر پر بیٹھا مبتلاے سحر ہی
لیکن اب احوال اس طرف کا لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے گرداب جادو کے دیوانہ جادو نے نقاب
چہرہ پر ڈالکر مبارز طلب کیا لشکر طلسم کشا سے باشارہ ملکہ قاسم ایک ساحر نامی مسمی خمار اژدر
سوار جادو لشکر سے نکلکر اجازت جنگ لیکر میدان جنگ مین بمقابلہ دختر بیابان جادو گیا دیوانہ
جادو نے اسی طرح اسماے سحر ورد زبان کر کے ہاتھ اپنا اپنے چہرہ پر پھیر کے نقاب کو رخ سے
اٹھا اور کہا ای خمار جادو میرے چہرہ پر نظر کر تعجب ہی کہ تو مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی میرے ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا ہی ذرا بھی تجھکو شرم نہین آتی ہی یہ کہکر خاموش ہوئی خمار جادو نے اسکے رخ کو
غور سے دیکھکر مبتلاے سحر ہو کر جلد اژدر سحر سے کود کر سر جھکاے ہوے رومال سے ہاتھ
باندھ کر قریب تر اسکے جا کر بعد عاجزی کہنے لگا ای نازنین مہ جبین کیا مجال میری کہ مین تجھسے مقابلہ
کرون تیری ہلاکت کا درپے ہون ٹوٹین وہ ہاتھ کہ جو واسطے تیرے قتل کرنے کے بلند ہون

مین تو ایک مدت سے تیرا عاشق ہون صف لشکر سے برائے دید آیا تھا نہ بقصد کارزار میری جانب سے دل اپنا صاف کرو مجھکو فرمانبردار اور خاکسار اپنا جانو میرے حال پر رحم کرو اپنے وصل سے شاد ومان کرو اگر تمنائے مذکور میری بر نہ لاؤگی مرجاؤنگا دیوانہ جادو نے چین بجبین ہوکر جواب دیا اے خمار اژدر سوار جادو تم وہی ہو کہ جو میرے قتل کے واسطے صف لشکر سے نکلکر میرے سامنے آئے تھے اب ایسی تقریر کرتے ہو خیر سمجھا جائیگا تمھارے مدعائے دلی کے بارے مین فکر و غور کرکے جواب دیا جائیگا بالفعل اُس طرف صحرا مین جو قبرستان ہی وہان جاؤ گرداب جادو کے پاس بیٹھو ہمارا انتظار کرو دیکھو وہ بھی ہمارا عاشق ہی رقیب اپنا اُسکو جانکر باہم نہ لڑنا آج کے تیسرے روز ہم وہان آئینگے جو تم کہوگے منظور کرینگے خمار جادو اُسکی تقریر سنکے بہت خوش ہوا بادہ عشرت سے سرشار ہوکر موافق اُسکے کہنے کے اُسی گورستان کی طرف چلا جسمین گرداب جادو بالائے قبر بیٹھا ہوا ہی جب خمار جادو دوڑتا ہوا چلا بیابان جادو اور اُسکے لشکر کے تمام ساحر خوش ہوئے ادھر طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ کو ملال ہا خمار جادو بعد طی کرنے راہ کے اُسی قبرستان مین پہونچا اور سامنے گرداب جادو کے ایک قبر پر بیٹھکر انتظار دیوانہ جادو کا کرنے لگا گرداب جادو نے خمار جادو کو دیکھکر کہا خبردار یہان نہ بیٹھنا یہان میری معشوقہ نے مجھکو بیٹھنے کو کہا ہی وہ یہان آنے کی بعد قول و قرار مجھکو اپنے ہمراہ لیجائیگی اپنے وصل سے شاد کریگی خمار جادو نے جواب دیا کیا بکتا ہی خاموش رہ میری محبوبہ کے باب مین ایسے کلمات زبان پر جاری نکر ورنہ سزا دونگا اُسنے وصل کا مجھسے اقرار کرکے یہان مجھکو بیٹھنے کا حکم دیا ہی تیری کیا لیاقت ہی کہ تو اُس سے ہم بستر ہوسکے وہ محبوبہ مجھسے راضی ہی جب خمار جادو نے یہ تقریر کی گرداب جادو کو غصہ آیا قبر پر سے اُٹھا خمار جادو بھی برہم ہوکر اُٹھا چونکہ دونون ساحرون کے پاس جھولیان اسباب سحر کی نہ تھین مبتلائے سحر ہوکر دیوانہ ہوکر راہ مین جھولیان دوش سے پھینک دی تھین بلکہ کپڑے بھی جا بجا سے پھاڑ ڈالے تھے سحر بھی اچھی طرح یاد نہ تھے اس وجہ سے باہم لپٹ کر کشت سے لڑنے لگے ایک دوسرے کو دشنام دینے لگا یہان تو عشاق مذکور نے باہم بحالت دیوانگی مین ماربیٹ ہورہی تھی ہر ایک یہی کہتا تھا کہ دیوانہ جادو محبوبہ ہماری ہی اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال دیوانہ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب خمار اژدر سوار کو بھی دیوانہ جادو دیوانہ کرکے سوئے گورستان روانہ کرچکی نقاب چہرہ پر ڈالکر بآواز بلند پکاری کہ اے طلسم کشا وائے جبار شاہ سوائے اپنے جس ساحر کو مناسب جانو میرے مقابلہ کو روانہ کرو ادھر ملک قاسم اور جبار شاہ دونے لشکر سے نکلنے کا اور اُس سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ دیوانہ جادو کی تقریر سنکے مجبور ہوکر اپنے ارادہ سے باز آئے کیونکہ دیوانہ جادو نے منع کردیا کہ تم دونون سے نہ لڑونگی اسوقت لاچار ہوکر قاسم نے اپنے لشکر کے بائین سمت دیکھا فوراً ایک ساحر مسمے مرجان جادو کہ یہ بھی ساحران نامی سے ہی صف لشکر سے نکلا اور اجازت ملک قاسم اور جبار شاہ سے لیکر بجنس آتشین سحر پر سوار ہوکر جانب دیوانہ جادو چلا بعد قطع راہ جسوقت اُسکے سامنے جاکر ٹھہرا اُسنے عمل سابق سحر پڑھکر نقاب کو اُٹھا صورت دکھاکر اُسکو بھی دیوانہ و شیدا کرکے اُسی گورستان کی جانب روانہ کردیا کہانتک دیوانہ جادو کا مقابلہ بتفصیل تمام لکھا جائے کہ محض طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ صبح سے تا شام

نشتر اسکی ساحران نامی کو مبتلاے سحر کرکے مثل گرداب جادو اور خمار جادو اور مرجان جادو کے گورستان کی طرف روانہ کیا وہان جاکر ہر ایک ساحر ایک ایک قبر پر بیٹھا بحالت دیوانگی مین باہم گفتگوے سخت کرکے لڑتا تھا جب شام ہوئی دیوانہ جادو طبل بازگشت بجواکر ہمراہ اپنے پدر بیابان جادو کے مع تمامی اپنے لشکر کے قیام گاہ سپاہ پر گئی ساحران لشکر توانے اپنے خیمون مین اُترے لیکن دیوانہ جادو اور بیابان جادو اپنی بارگاہ مین گئے ادھر طلسم کشا اور جبار شاہ مع لشکر مجزون وملول اپنی فرودگاہ لشکر پر آئے ہنگام شب بیابان جادو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ساحران نامی اسکے لشکر کے اُسکے روبرو آکر بیٹھے اُس وقت حکم بیابان جادو نے میکشی کا دیا چنانچہ ساقی کشتی مے لیکر بارگاہ مین آیا شراب پلانے لگا بیابان جادو وغیرہ شراب ناب پینے لگے جب خوب شراب پی چکے ساقی کشتی شراب کی اُٹھا کر لیگیا بیابان جادو نے عالم نشہ شراب مین ساحران نامی سے مخاطب ہوکر نہایت شاد ہوکر کہا آج دیکھا تمنے کہ میری دختر نیک اختر نے میدان جنگ مین کیا کار نمایان کیا ہے کیسے کیسے ساحران نامی کو مبتلاے سحر کیا ہے میری دختر کا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہے عورتون مین انتخاب اور میرے سوا سحر کرنے مین لاجواب ہے اگر آج جبار شاہ بھی اس سے مقابلہ کرتا تو وہ بھی مبتلاے سحر ہوتا اُنھون نے عرض کیا خداوند آپ بجا فرماتے ہین وہ ایسی ہی ہین کیونکہ یہ مرتبہ انکو حاصل نہو اول تو وہ آپ کی دختر ہین آپ نے اُنکو تعلیم کیا ہے ہزار ہا سحر سکھاتے ہین دوسرے اُنھون نے قبر سامری پر بیٹھکر اُنکی بہت پرستش کرکے ایسا سحر تیار کیا ہے کہ اپنے سحر سے آج تمام ساحران نامی کو دیوانہ کیا ہے بیابان جادو اُن کی گفتگو سُن کے خوش ہوا یہان تو بیابان جادو وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے ہین دیوانہ جادو کا ذکر ہو رہا ہے اُن سب کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال دیوانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ ملعونہ طبل بازگشت بجوا کر اپنی بارگاہ مین گئی ہنگام شب بعد اکل و شرب کے اپنی کنیزون اور ہمجولیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی آج دل میرا بہت خوش ہے چاہتی ہون کہ بزم طرب آراستہ کی جاے سبھون نے عرض کیا بہت مناسب ہے واقعی حضور نے آج وہ جنگ کی ہے کہ یاد رہیگی آفات چہار دست دادی افراسیاب جادو کی بھی اس طرح لشکر اسد غازی سے نہ لڑی ہوگی وہ اس تعریف کو اپنی سُن کے بہت خوش ہوئی کنیزون وغیرہ نے بزم طرب آراستہ کی دیوانہ جادو بصد ناز مسند زرین پر بیٹھی ایک نازنین خوش گلو اُسکے روبرو بیٹھکر یہ غزل گانے لگی کئی نازنینان سبزہ رنگ سازون کو بجانے لگین دیوانہ جادو یہ غزل بخوشی و برغبت تمام سننے لگی غزل

عدم مین رہتے تو شاد رہتے اُسے بھی فکر ستم نہوتا
جو ہم نہوتے تو دل نہوتا جو دل نہوتا تو غم نہوتا

ہوئی خجالت سے نفرت ازدون گلے کیے خوب آج یوم
وہ کاش لدم ٹھہر کے آتے کہ میرے لب پر بھی دم نہوتا

پڑا ہے مرنا بس اب تو ہمکو جو اُسنے خط پڑھ کے نامہ بر سے
کہا کہ گر سچ یہ حال ہوتا تو دفتر اتنا رقم نہوتا

کسی کے جلنے کا دھیان آیا وگرنہ دود فغان سے میرے
اگر ہزار دن سپہر بنتے تمھاری آنکھون مین نم نہوتا

جو آپ در سے اُٹھا نہ دیتے کہین نکرتا مین جبہ سائی
اگرچہ یہ سر نوشت مین تھا تمھارے سر کی قسم نہوتا

وصال کو ہم ترس رہے تھے جواب ہوا تو مزا نہ پایا
عدو کے مرنے کی جب خوشی تھی کہ اسکو رنج و الم نہوتا

جہان تنگ و ہجوم وحشت غضب کرم پر پری بنی تھی
کہان مین جاتا نہ جی ٹھہرتا کہین جو دشت عدم نہوتا

مگر رقیبون نے سر اٹھایا کہ یہ نہوتا تو ہمبر دست / نظر سے ظاہر حیا نہوتی حیا سے گردن مین خم نہوتا

وہان ترقی جمال کو ہی یہان محبت بھی روز افزون / شریک زیبا تھا بوالہوس بھی جو بیوفائی مین کم نہوتا

غلط کہ صانع کو ہو گوارا خراش انگشتہائے نازک / جواب خط کی امید رکھتے جو قول جف القلم نہوتا

یہ بے تکلف بھرا ہی ہے کشش دل عاشقان کی اسکو / دگرنہ ایسی نزاکتون پر خرام نازک قدم نہوتا

وصال تو ہے کہان میسر اگر خیال وصال ہی مین / مزے اڑاتے ہوس نکلتی جو ساتھ انداز رم نہوتا

ہوا مسلمان مین اور تم سے نہ ورد واعظ کو سنکے مومن / بنی تھی دوزخ بلا سے بنتی عذاب ہجر صنم نہوتا

جب یہ غزل مندرجہ نازنین مذکورہ گاتی تھی دیوانہ جادو دیوانہ وار حالت وجد مین سر ہلاتی تھی مطربہ کے گانے کی اور اشعار کی تعریف کرتی تھی ہمجولیان بھی خرم و شادمان ہو کر تعریف کر رہی تھین کنیزین دست بستہ کھڑی تھین گانا سن رہی تھین جب غزل مذکور نازنین مسطورہ تمام کر چکی اور ایک غزل عاشقانہ گانے لگی دیوانہ جادو وغیرہ جملہ نازنینان خوبرو سننے لگین اور جام شراب عالم خوشی مین دیوانہ جادو کو پلانے لگین اور خود بھی پینے لگین یہان تو جام مے گردش مین ہے مطربہ بیٹھی ہوئی گا رہی ہے سب عورتین سن رہی ہین بیابان جادو دیوانہ جادو کی بارگاہ سے دور اپنی بارگاہ مین مع ساحران نامی کے بیٹھا ہوا ہے ان سب کو اپنے حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لشکر ملک قاسم کا درج کیا جاتا ہے کہ جب ملک قاسم مع تمامی لشکر جنگگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر آگے بارگاہ مین آیا جبار شاہ و دیگر ساحران نامی بھی بارگاہ مین آئے ہر ایک موافق اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھا جب دربار خوب آراستہ ہو چکا ملک قاسم نے سیارہ بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا اے عموی نامدار دیکھا آپنے کہ آج دیوانہ جادو نے میرے لشکر کے کتنے ساحرون کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے سوے صحرا روانہ کر دیا ہے نہین معلوم وہ سب زندہ ہین یا دیوانہ جادو نے انکو مار ڈالا ہے مین انکے خیال مین متردد ہون اگر ممکن ہو تو انکی خبر لائیے اور حتی الامکان انکو رہا کیجیے اگر مین فن عیاری سے آگاہ ہوتا تو خود ہی جاتا ہنوز سیارہ بن عمرو کچھ کہنے نپایا تھا کہ جبار شاہ اور ساحران نامی نے جو وہان بیٹھے ہوے تھے کہا اے شاہزادہ ذیوقار یہ سیارہ فقط دیکھنے کے ہین آپ نے فرمایا ہے گردش کر کے بے نیل مرام چلے آئین گے ذرا ابھی اپنی راہ عیاری کی روشنی نہ دکھائین گے ہان اگر خواجہ عمرو یہان ہوتے تو وہ البتہ عیاری کر کے گرداب جادو وغیرہ کو قید سحر سے چھڑاتے ہرچند کہ یہ انکے فرزند ہین مگر انکی عیاریان ہمنے ایسی سنی ہین کہ ہم انکی عیاریون کے قائل ہین یہ انکے مانند کیا عیاری کرینگے ابھی انکو عیاری کرنے کے لیے تمیز بھی نہوگی جب سے اس طلسم مین لائے ہین انھون نے کون سی عیاری کی ہے انکو آپ برائے رہائی ساحران نامی روانہ نکیجیے یہ بیچارے کیا انکو رہا کرینگے خود بھی جا کر مبتلائے قید سحر ہو جائین گے دیوانہ جادو ساحرہ سخت ہے جبتک وہ قتل نہوگی گرداب جادو وغیرہ سحر سے رہا نہونگے آج تو دختر بیابان جادو طبل بازگشت بجا کر چلی گئی اگر کل اسنے بھی مقابلہ کیا تو ہم اسکو سر میدان جنگ قتل کرینگے اسکے مرنے سے گرداب جادو وغیرہ پر سے سحر دفع ہو جائیگا وہ سب خود لشکر مین چلے آئین گے اور اگر بیابان جادو نے دو چار روز تک طبل رزمی اپنے لشکر مین نہ بجوایا تو ہم زندان مین سے ان سب کو کسی تدبیر سے رہا کرینگے سحر انپر سے اتار لینگے ممکن ہے کہ بغیر قتل ہونے دیوانہ جادو کے سحر اسکا خمار جادو وغیرہ سے اتر جائے پس آپ اس بارے مین تامل کرین

ملک قاسم جبار شاہ وغیرہ کی گفتگو سنکے کہنے لگا واقعی ہمارے عمو نے آجتک ایسی کوئی عیاری اس
طلسم مین آکر نہین کی ہی کہ جو لائق تعریف ہو یہ کہکر قاسم خاموش ہوا سیارہ بن عمرو سب کی تقریرون کے رنجیدہ
دل ہوا مگر سبکو کچھ جواب ندیا مگر دل مین کہا ای سیارہ تو ہی جوان سبکو گرفتار نکرون اور سب سے
عذر اس گفتگوے سخت کا نکرون اسی قسم کی باتین دل مین کرکے بارگاہ سے نکلکر ایک سمت کسی
فکر مین گیا دیکھیے یہ کیا تدبیر کرتا ہی اسکو تو جانے دیجیے لیکن اب احوال بزم دیوانہ جادو کا سنیے کہ
ایک نازنین خوبرو خوش گلو غزل عاشقانہ گا رہی ہی دیوانہ جادو مسند زرین پر بشاش بیٹھی ہوئی گانا سن
رہی ہی ہمجولیان اُسکے قریب بیٹھی ہین تعریف اُسکے سحر کی کر رہی ہین بعض بعض اُنمین سے پوچھتی ہی کیون
حضور جن ساحرون کو آپنے بتلاے سحر کرکے دیوانہ بنا کر سوے صحرا روانہ کر دیا ہی اگر اُنکو کوئی ساحر
زبردست رد سحر کرکے لیجاے تو ہو سکتا ہی یا نہین وہ اُنکو جواب دیتی ہی کیا مجال کسی ساحر کی کہ اُنپر سے
سحر کو میرے دفع کر سکے یا تو مین اُنپر سے سحر کو دفع کر سکتی ہون یا اُس وقت اُن ساحرون پر سے
سحر دفع ہو جائیگا جس وقت کوئی ساحر یا طلسم کشا مجھکو قتل کرے جبتک مین زندہ ہون مجال ہی کہ
اُن ساحرون کو کوئی قید سحر سے رہا کر سکے اسی وجہ سے اور اطمینان سے مین نے اُنپر ساحرون کو
براے نگہبانی مقرر نہین کیا ہی یہ سحر میرا تین روز کا ہی یعنے تیسرے روز بغیر مارے اور قتل کیے وہ سب
ساحر خود بخود مر جائینگے یہ تقریر اُسکی سب عورتین سُن رہین تھین اور اُسکی تعریف حد سے زیادہ کر
رہین تھین ناگاہ چند نازنینون نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین سبزہ آغاز لباس نفیس پہنے ہوے
بطور تاج کے ایک کلاہ زرین سر پر رکھے ہوے ایک نامہ ہاتھ مین لیے ہوے بالاے ہوا سے
پیدا ہوکر سراپچہ بارگاہ سے گذر کر اندر صحن بارگاہ کے آیا اُس وقت جملہ کنیزین اور ہمجولیان دیوانہ جادو
کی ڈرگئین بلکہ خود دیوانہ جادو ڈری وہ نازنین جو گا رہی تھی اُسکی آواز تو مارے خوف کے بند ہو گئی آسیب
کا تصور کرکے اور جن کا خیال کرکے فوراً غش کھا کر زمین پر گری اُسکی ساتھ والی عورتین جو ساز بجا رہین
تھین مزاج اُنکا بھی خوف سے ناساز ہوا کسی کو تپ آگئی کسی کو سکتا ہو گیا کوئی نازنین خوف سے شل
صاحب تپ لرزہ کے کانپنے لگی کسیکا رنگ رخ کثرت خوف سے اُڑ گیا مانند آئینہ کے کوئی حیران
ہو گئی خصوصاً دیوانہ جادو جوان مذکور کے آنے سے متحیر ہو کر خوف سے لرزان تھی سحر یاد کرتی
تھی یاد نہ آتا تھا خوف سے عجب حال تھا ہنوز دیوانہ جادو وغیرہ مین سے کوئی عورت اس جوان سے
ہم سخن ہوئی تھی کہ یکایک اُس جوان نے یا خداوند سامری کہکر کہا ہم فرستادہ خداوند سامری و جمشید
ای نازنینو کیون ڈرتی ہو مین انسان ہون قسم جن اور بھوت پریت سے نہین ہون میرا حال قابل سننے کے
ہی جب یہ حال اُس جوان غنچہ دہن کا سُنا جو عورتین ہوشیار تھین اُنکو فی الجملہ خوف سے تسکین ہوئی
اُس وقت ایک کنیز مسماۃ سوسن نے جسارت کرکے کہا ای جوان ہر چند کہ تو فرستادہ خداوند سامری
و جمشید ہی تیری تقریر سے ظاہر ہوتا ہی کہ نامہ خداوندان مذکور لیکر آیا ہی مگر تجھکو بے اجازت ہماری مالکہ
کے اندر بارگاہ کے چلا آنا مناسب نہ تھا خیر اگر آیا ہی تو نامہ ہماری مالکہ کو دے اور اپنا حال عجیب
و غریب بیان کر جوان مذکور نے اُسکی تقریر سنکے پہلوے دیوانہ جادو مین بیٹھکر جواب دیا
ای کنیز آگاہ ہو کہ جس طرح مجھکو حکم خداوند ہوا تھا اُسی طرح مین یہان آیا اور احوال میرا اس نامہ سے

سب پر ظاہر ہوجائیگا مین اپنی زبان سے کیا بیان کرون یہ کہکر نامہ مذکور دیوانہ جادو کو دیا اُسنے نامہ لیکر دیکھا کہ سرنامہ پر سامری اور جمشید کی بڑی بڑی دو مہرین ہین اُن مہرون کو دیکھکر خوش اعتقادی کے سبب سے اُن مہرون کو دیوانہ جادو نے آنکھون سے لگا کر لفافہ چاک کر کے نامہ نکالا کر بہ آواز بلند خود پڑھا اُسمین یہ عبارت لکھی تھی کہ اے دیوانہ جادو آج تو نے ہمکو نہایت خوش کیا ہے کہ اب جادو وغیرہ ساحران مطیع اسلام کو کہ وہ سب ہم سے منحرف ہو گئے تھے گرفتار کیا ہے چونکہ تو ایک بندی اور کنیز خاص ہماری ہے اور تیری شادی ابھی تک کہین نہین ہوئی ہے اس سبب سے ہم نے عالم خوشی مین چاہا کہ اپنی تجویز سے کسی ساحر نامی اور جلیل القدر سے تیری شادی کردین کہ تو اس سے ہم بستر ہو کر خوش ہو لہذا اس ساحر نوجوان کو کہ جو ہمارا نامہ لیکر تیرے پاس آیا ہے ہمنے زندہ کیا اور نامہ دیکر تیرے پاس بھیجا ہے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامہ کے فی الفور بغیر شرکت بیابان جادو وغیرہ کے موافق اپنے دین وملت کے اس جوان سے عقد کرلینا ہرگز تامل نکرنا کیونکہ ہماری اسمین خوشی ہے اور نام اس جوان کا فخر جادو ہے فرزند افتخار جادو بادشاہان سابق کا ہے دیوانہ جادو نامہ کو پڑھ کر پہلے تو شرم وحجاب سے منہ چھپا کر ناز کر کے اُٹھکر جانے لگی ہمجولیون نے عرض کیا داری شرم وحجاب آپ کا بیکار ہے یہ جوان خداوندون کا فرستادہ ہے جیسی تم خوبصورت اور عالی نسب ہو ویسا ہی یہ بھی حسین وعالی خاندان ہے خداوند خود اُسکو عالی خاندان سے لکھتے ہین شاہزادہ تحریر کرتے ہین اس سلیے اسی بزم مین اسی وقت عقد کیجیے خداوند کے حکم پر عمل کیجیے آپ کا بڑا مرتبہ ہے کہ خداوندون نے اپنی تجویز سے آپ کی شادی کا انتظام کیا ہے دیوانہ جادو نے اُنکو جواب دیا بیہودہ نہ بکو مین خود مختار نہین ہون والد کو اختیار ہے اُنکو اس امر کی اطلاع دو ہمجولیان یہ تقریر سُن کے ایک کنیز سے مخاطب ہو کر کہنے لگین کہ اے نرگس کیا کھڑی دیکھ رہی ہے جلد بیابان جادو کے پاس جا اور اُنکو یہان بلالا وہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اُدھر اُس جوان نے کچھ سیب اور چند گلدستے رنگا رنگ نکالکر دیوانہ جادو وغیرہ کو دیکر کہا دیکھو یہ گلدستے کیا خوش رنگ ہین انکے پھول کیا خوشبودار ہین سونگھنے سے دماغ معطر ہوتا ہے خاص یہ پھول خداوند کے باغ کے ہین بطریق تحفہ وہدیہ لایا ہون اور ان سیبون کو کھاو نہایت خوش ذائقہ ہین اور فوائد انکے کھانے سے بےحد ہوتے ہین چنانچہ ہر ایک عورت نے سیب کھایا اور پھول گلدستون کے سونگھنے سے فوراً ہر ایک عورت مع دیوانہ جادو کے چھینک کر بیہوش ہو گئی جوان مذکور نے دیوانہ جادو کو ستون بارگاہ سے باندھ کر زبان مین سوزن دیکر فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کر کے کہا اے دیوانہ جادو آگاہ ہو ہم سیارہ بن عمرو ہین دیکھ یون عیاری کر کے تجھکو گرفتار کرلیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو مطیع اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو ورنہ ابھی خنجر سے تجھکو قتل کردونگا تو نے شہزادی ساحران نامی کو اپنے سحر سے دیوانہ کر کے کسوئے صحرا روانہ کر دیا ہے جب دیوانہ جادو نے ہوشیار ہو کر جوان مذکور کی صورت اصلی دیکھکر اُسکی تقریر سنی نہایت حیران ہو کر اپنی زندگی سے ناامید ہوئی سر جھکا کر فکر کرنے لگی بعد فکر اشارہ سے کہا میری زبان سے سوزن نکال لو مین مطیع اسلام ہوئی چونکہ سیارہ فرزند خواجہ عمرو کا ہے پیشانی کا فرد دیندار کی خوب پہچانتا ہے لہذا دیوانہ جادو کی بھی پیشانی پر نظر کر کے سوزن کو زبان

سے نکال لیا اور ستون سے کھول دیا اُسنے رہائی پاکر کہا اے سیارہ تونے مجھ ایسی ساحرہ کو رہا
کردیا خود ابھی اپنے دل مین نہ ڈرا اگر مین ابھی سحر سے تجھکو اسیر کرلون تو کیا کریگا سیارہ نے جواب
دیا اے دیوانہ جادو دیکھو یون جست کرکے بھاگ جاؤنگا یہ کہتے ہی اُسکے نتھنون پر حباب بیہوشی
مارے وہ فوراً چھینک کر پھر بیہوش ہوئی ابکی مرتبہ سیارہ نے یہ تدبیر کی کہ اسکی زبان مین سوزن
دیکر گوشہ بارگاہ مین ایک قنات مین لپیٹ کر اُسکو ڈال دیا اور خود بعجلت تمام رنگ و روغن سے
دیوانہ جادو کی صورت بنکر ویسی ہی پوشاک پہنکر سب عورتون کو ہوشیار کرکے مسند زرین پر بیٹھی
اُس وقت ہمجولیان اسکی اُس سے پوچھنے لگین کیون حضور وہ جوان خوبرو کہان گیا دیوانہ جادو
نقلی نے جواب دیا چونکہ بیابان جادو کو میرے کہنے سے تمنے بذریعہ نرگس کے بلوایا یہ امر اسکو
ناگوار ہوا اسی وجہ سے وہ ناراض ہوکر چلا گیا ہمجولیان اور کنیزین ہنوز کچھ جواب دینے نہ پائین تھین
کہ بیابان جادو ہمراہی ساحران نامی بوجہ بلالانے نرگس کنیز کے بارگاہ مین پاس دیوانہ جادو
کے آیا دختر مذکورہ نے اُٹھکر تعظیم دیکر سلام کیا اور جاے صدر بارگاہ مین بٹھایا بیابان جادو نے بیٹھکر پوچھا
اے دختر من تونے مجھکو کیون طلب کیا ہے دیوانہ جادو نے عرض کیا مین کیا عرض کرون میری ہمجولیون
سے دریافت کرلیجیے بیابان جادو ہمجولیون کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا بتاؤ کیون مجھے بلایا تھا انھون
نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے عرض کیا چونکہ ہم سب نے خلاف حکم خداوندون کے آپ کو بذریعہ نرگس
کے طلب کیا تھا شاید یہ امر خداوندون کو ناگوار ہوا وہ جوان دفعتاً قبل تشریف لانے حضور کے بیٹھے
بیٹھے نظر سے غائب ہوگیا ہم کو حیرت ہوئی بیابان جادو نے افسوس کرکے کہا تمنے نہایت نادانی
کی خلاف حکم خداوندون کے کیون مجھکو بلایا جس طرح نامہ مین لکھا تھا اُسی طرح عمل کیا ہوتا باعث میری
عزت کا ہوتا خداوند خوش ہوتے اب بعوض خوشی کے ناراض ہوے ہونگے یہ کہکر اُٹھکر جانے لگا دیوانہ
جادو نقلی نے عرض کیا تشریف رکھیے کشتی شراب کی طلب کرتی ہون میکشی سے لطف اُٹھایئے جو کچھ
ہوا وہ ہوا اسکا رنج نکیجیے اُسنے جواب دیا اب یہان نہ بیٹھونگا اپنی بارگاہ مین جاؤنگا دیوانہ جادو نے
عرض کیا مین چاہتی ہون کہ آج کی شب پھر طبل جنگ بجوایئے ہنگام سحر پھر ساحران مطیع اسلام سے
مقابلہ کرونگی ابکی مرتبہ طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ کو گرفتار کرونگی بیابان جادو نے ہنسکر کہا اے
دختر نیک اختر طلسم کشا اور جبار شاہ کا اسیر کرنا از حد مشکل ہے بلکہ ممکن نہین ہے خصوصاً تجھسے کسی طرح
نامبردہ گرفتار نہونگے کیونکہ اُن مین ایک تو صاحب لوح طلسمی ہے دوسرا بادشاہ طلسم سابق ہے دیوانہ جادو
نے جواب دیا آپ میرے نام پر طبل جنگ تو بجوایئے دیکھیے گا کہ مین کس طرح طلسم کشا سے مقابلہ کرتی ہون
اور کیونکر سبکو اسیر کرلیتی ہون مین نے خداوند سامری کے باغ کے کئی سیب کھائے ہین اُس
جوان نے جو نامہ خداوند لیکر آیا تھا کئی سیب مجھکو دیکر یہ کہتا تھا کہ اب کسی ساحر کا سحر تجھپر اثر نکرے گا
اگر طلسم کشا سے بھی مقابلہ کرے گی تو فتحیاب ہوگی ضرور سبکو اسیر کریگی بیابان جادو یہ تقریر سنکے
بہت خوش ہوا اور اُسی وقت اُٹھکر اپنی بارگاہ مین جاکر ملازمون کو حکم دیا ابھی ہمارے لشکر مین بنام ہماری
دختر نیک اختر کے طبل جنگ بجواؤ ملازمون نے حکم کی تعمیل کی جب صداے طبل جنگی لشکر کفار سے
بلند ہوئی ملازمون نے خبر نواخت طبل رزمی خدمت طلسم کشا مین حاضر ہوکر عرض کی ملک قاسم نے

حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے ملازمون نے حکم کی
تعمیل کی اس طرف بھی نقارہ رزمی بجنے لگا مردمان ہر دو لشکر تیاری سحر مین مصروف و مشغول ہوے
ملک قاسم دربار مین ایک پاس شب تک بیٹھا رہا جب زمانہ پہر رات سے زیادہ گذرنے لگا جبار
شاہ وغیرہ دربار سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ مین گئے قاسم بھی اپنی بارگاہ مین گیا سیارہ بن عمرو کو دیر
سے جو نہ دیکھا تھا خیال کیا کہ شاید میرے عمون کو میرا سخن یا جبار شاہ وغیرہ کی گفتگو ناگوار ہوئی باعث
اُنکی ناراضی کا ہوا کسی طرف چلے گئے یا واسطے عیاری کرنے کے گئے ہین مگر انکا آج کی شب انتظار کرکے
کل اُنکی جستجو کی جاےگی یہ خیال کرکے بستر خواب پر استراحت پذیر ہوا جب صبح ہوئی بموجب قاعدہ
قدیم ملک قاسم خواب سے بیدار ہوا نماز سحر وضو کرکے پڑھی بعدہ مسلح ہوکر بارگاہ سے برآمد ہوا
افسران سپاہ وغیرہ نے جھک جھک کر مجرا کیا ملک قاسم نے جواب سلام دیکر حکم دیا کہ مرکب ہمارا لاؤ
خدام فی الفور مرکب لائے قاسم گھوڑے پر سوار ہوا بعد جبار شاہ وغیرہ جملہ ساحران نامی و غیر نامی ہمراہ
رکاب ہوے سواری مانند باد بہاری جانب میدان کارزار روانہ ہوئی لشکر مانند دریاے موجزن بڑھا
جب بعد قطع راہ قاسم عالی جاہ بجمعیت لشکر کثیر عرصہ مصاف مین پہونچا بیابان جادو کے آنے کا انتظار
کرنے لگا ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ بیابان جادو مع اپنی دختر اور لشکر ساحران کے بکبر و نخوت مثل
سابق میدان نبرد مین آیا اُس وقت بطریق مندرجہ سابق نیلے میدان کارزار کی درستی ہوئی پھر صف آرائی
دونون لشکرون مین ہوئی بعد ازان لشکرون مین بطور کڑکیتون اور نقیبون کے کچھ ساحرون نے
دف و دائرہ وغیرہ بجا کر جوانان ہر دو سپاہ کو آمادہ جنگ کیا لکھا ہے کہ پہلے سب سے دیوانہ جادو
نقلی نے صف لشکر سے نکلکر بیابان جادو کے پاس جاکر کہا آج میرا دل چاہتا ہے کہ مرکب اصلی پر
سوار ہوکر میدان کارزار مین جاؤن طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے طلب کرون تیر و شمشیر و گرز
سے دلیرانہ مقابلہ کرون قتل پہلوانون کے اور قتل بہادرون کے اُس سے لڑون سُنا ہے
کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر ہے تبر و تیزہ شمشیر و گرز کی لڑائی کو بہت پسند کرتا ہے
سحر کی لڑائی سے نفرت کرتا ہے لہذا مین آج کوئی سحر نکرونگی نیزہ و گرز لیکر اُس سے مقابلہ کرونگی
آپ مجھکو اجازت جنگ دیجیے بیابان جادو نے ازحد حیران ہوکر کہا تو ملک قاسم سے اس طرح
جنگ آزما نہو اُسی طرح ساحران نامی سے مقابلہ کرا اور اپنے سحر مین مبتلا کرکے سوے صحرا م انکو دام
کر یا م انکو قتل کر ڈال دیوانہ جادو مذکورہ نے جواب دیا آج آپ میرے کہنے کو مانئے مین جس طرح
لڑون لڑنے دیجیے کچھ اندیشہ نکیجیے بیابان جادو نے حیران ہوکر پوچھا تو گرز و نیزہ لیکر طلسم کشا سے
کیونکر لڑےگی تجھ مین اتنی قوت کہان ہے سوا اُسکے فن سپہ گری سے بھی تو آگاہ نہین ہے اُسنے
جواب دیا مین نے شب گذشتہ آپ سے کہا تھا کہ جوان فرستادہ خداوند نے چند سیب مجھے کھانے
تھے اُنکے کھانے سے ازحد قوت مجھے آگئی ہے اور تمام فنون سپہ گری تاثیر سیب ہاے مذکور کے
کھانے سے مجھکو یاد ہوگئے ہین اس امر مین کچھ فکر و تردد نکیجیے بد اعتقاد نہوجیے خداوند سامری کے
باغ کے سیب طرح طرح کی خواص رکھتے ہین اگر میرے واسطے یہ امور ہوے تو کیا جاے تعجب
ہے بیابان جادو یہ تقریر سُنکے جواب نہ دے سکا مجبور ہوکر کہا تجھکو اختیار ہے جس طرح مناسب

جان طلسم کشا سے مقابلہ کرین نے تجھکو اجازت جنگ کی دی دیوانہ جادو نے اجازت جنگ
کی لیکر مرکب اصلی پر سوار ہوکر نیزہ ہاتھ مین لیکر اور ارابہ پر ایک بہت بڑا گرز کہ مانند ایک مینار کلان کے
تھا لدوا کر ہمراہ لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین اُسی طرح نقاب مُنھ پر ڈالے ہوئے گئی جب
بیچ مین میدان نبرد کے پہونچی مرکب کو روک کر دلیرانہ پکاری اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ آج مین تجھسے بہ
نیزہ وگرز وشمشیر مقابلہ کرونگی کل بزور سحر مقابلہ کیا تھا آج اس طرح لڑونگی اگر تجھکو دعوائے شجاعت
وبہادری ہے تو میرے سامنے آ مجھسے مقابلہ کر کیسکو میرے مقابلہ کو ہرگز ہرگز نہ بھیج کیونکہ مین آج
خاص تجھسے مقابلہ کرونگی اور کسی ساحر سے قبل تیرے نہ لڑونگی جسوقت یہ تقریر اسکی ملک قاسم
نے سُنی اپنے دل مین کہا یہ عورت عجب ہے مجھسے بہ نیزہ وگرز کیا لڑیگی بڑے بڑے شجاع وبہادر تو مجھسے لڑ نہین
سکتے ہین یہ عورت کم قوت دُبلی پتلی بھلا مجھسے کیا جنگ کر سکیگی فی الفور میرے ہاتھ سے ہلاک
ہوگی مجھکو اپنے مقابلہ کے واسطے کیا طلب کرتی ہے گویا ملک الموت کو بلاتی ہے شاید اس وقت شراب بہت
پیے ہے عالم نشہ مین بیعقل وبیہوش ہوکر مجھسے ارادہ لڑنے کا کرتی ہے بس اسکی بات پر عمل کرنا اچھا
نہین ہے عورت سے لڑنا خلاف مردی ومردانگی ہے جان بوجھ کر عورت سے پیکار لڑائی کرنا سر میدان
جنگ لڑنا مناسب نہین ہے اگر عورت کو قتل کیا تو کچھ نام اور عزت نہوئی اور اگر اتفاق سے عورت
کے ہاتھ سے زخمی ہوے تو باعث بدنامی وذلت کا ہوا یہان سب کے سامنے ذلیل ہونگا اور
بدیع الزمان اگر یہ حال سُنیگا تو اُسکے روبرو بھی نہایت محجوب وشرمندہ ہونگا وہ طعنہ دیگا کہ ایک
عورت سے تو لڑ نہ سکا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مجھسے کیا لڑے گا یہ باتین دل مین کرکے چاہتا تھا
کہ خود نجائے اور کسی ساحر نامی کو اُسکے مقابلہ کے واسطے اپنے لشکر سے روانہ کرے یکایک
ذہن مین آیا کہ اے قاسم اس وقت کیا نادانی کرتا ہے ارے خلاف قاعدہ لشکر اسلام عمل کرتا ہے
یہ عورت تجھی کو اپنے مقابلہ کے واسطے طلب کرتی ہے اور تو صف لشکر سے نہین نکلتا ہے خیالات
بیہودہ کررہا ہے لازم یہ ہے کہ لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین جا خواہ یہ عورت ہے یا مرد ہے اسنے
تجھکو طلب کیا ہے اس سے مقابلہ کر یہ تصور کرکے فی الفور جبار شاہ سے اشارہ جانے کا کرکے
مرکب اپنا آگے بڑھایا جب روبرو اُس نقاب پوش کے پہونچا مرکب کو روک کر کہا اے عورت
بموجب تیرے طلب کرنے کے مین آیا ہون جس طرح تیرا دل چاہے مجھسے مقابلہ کر خواہ نیزے
سے لڑ یا تلوار سے جنگ آزما ہو یا جس حربہ سے لڑنا منظور ہو مجھسے لڑ کوئی وار کر مجھکو
تعجب ہے کہ تو نے بخوف وخطر ہوکر مجھکو واسطے مقابلہ کے بلایا ہے بھلا تو مجھسے کیا لڑیگی مفت
اور بیکار اپنی جان دیگی دیوانہ جادو نقلی نے دلیرانہ جواب دیا اور طلسم کشا اپنی قوت ودلیری
پر اور اپنے لشکر کثیر پر مغرور نہو مین وہ عورت ہون کہ سر میدان جنگ تجھسے لڑکر تجھکو اسیر کرونگی
گر جبار شاہ وغیرہ بھی تجھسے لڑینگے تو اُنکو بھی بسہولت قتل وا اسیر کرونگی گو کہ مین عورت ہون
مگر مردون سے بہتر ہون تجھکو ابھی میری شجاعت ودلاوری سے آگاہی نہین ہے مین ہنگام جنگ شیر
کو روباہ جانتی ہون اور فیل مست کو بدتر از پشہ شمار کرتی ہون تیری تو کیا حقیقت ہے اگر رستم واسفندیار
بھی ہوتے تو اُنکو بھی اسیر کرکے لیجاتی مجھکو بادہ گو خیال نکرنا احوال میرا ابھی تجھپر ظاہر ہوجائے گا

تھوڑی ہی دیر مین تجھکو اسیر کرونگی اور جو شخص تیری حمایت کریگا اسکو بھی قید کرونگی تجھکو صرف سحر ہی
مین دخل نہین ہی فنون سپہ گری سے بھی بخوبی آگاہ ہون بڑے بڑے نامی پہلوانون کو سرمیدان
اسیر کرکے لے گئی ہون ملک قاسم نے تمام تقریر اسکی سن کے نہایت غضبناک ہوکر جواب دیا
او بیہودہ گو بس خاموش رہ فنون جنگ دکھا تیر یا نیزہ یا شمشیر لگا یا گرز کا وار کر یہ میدان جنگ ہی
نہ جائے تقریر نقابدار مذکور نے ملک قاسم کی تقریر سن کے نیزہ اُٹھا کر گردش دیکر مرکب کو
کاوے پر ڈال کر فنون نیزہ بازی دکھا کر تاک کر سینہ بے کینہ ملک قاسم کو نیزہ کا وار کیا ادھر
ملک قاسم نے بھی مرکب کو کاوے پر ڈالکر اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا
دونون سنانون کے لڑنے سے جھنکاریان پیدا ہوئین بعد رد کئے نیزہ کے خود بھی وار کیا اُسنے
بھی دلیرانہ اُسی طرح نیزہ رد کا اسی طور سے تا دیر لڑائی ہوئی جو بند نقابدار نے باندھا ملک قاسم
نے اُسے کھولا اور جو بند قاسم نے باندھا اُسے نقابدار نے دلیرانہ کھولا دیر تک کسی کے ہاتھ
سے سنان نیزہ کی نہ نکلی اُس وقت بیابان جادو بنظر غور اُس طرف لڑائی دیکھ رہا تھا گاہ خوش
ہوتا اور اپنے افسران لشکر سے مخاطب ہوکر کہتا تھا دیکھتے ہو کہ دیوانہ جادو کس دلیری سے لڑ رہی
ہی کبھی دل مین کہتا تھا تعجب ہی کہ میری دختر نیک اختر جسنے کبھی نیزہ کی صورت بھی نہین دیکھی تھی وہ
آج اس طرح لڑ رہی ہی بیشک باغ خداوند سامری کے سیب کے کھانے کا یہ اثر ہی کہ کوئی
آسیب دست طلسم کشا سے اسکو نہین پہونچتا ہی کبھی خوش و مسرور ہوکر اپنے لشکر کے نامی ساحرون
سے کہتا تھا بھلا تم بھی اس طرح طلسم کشا سے لڑ سکتے ہو وہ عرض کرتے تھے حضور ہم فن نیزہ بازی
سے آگاہ نہین ہین سوائے سحر کرنے کے اور کچھ جانتے ہی نہین ہم بھلا کیا اس طرح لڑ سکتے ہین
ہمکو یہ لڑائی دیکھکر کمال حیرت ہی ہوش و حواس ہمارے اڑ گئے ہین دیوانہ جادو کو ہم فنون سپہ
گری مین کامل بلکہ ناقص بھی نجانتے تھے آج انکے کمال سے آگاہ ہوئے خداوند سامری انکو
نظر بد سے بچائین کیا خوب لڑ رہی ہین ہم غور سے دیکھتے ہین کہ طلسم کشا کو دمبدم زیادہ غصہ آتا
ہی ہونٹ چبا کر رہ جاتا ہی جو بند باندھتا ہی دیوانہ جادو اُسے کھول دیتی ہی وہ حیران ہوتا ہی بیابان
جادو جواب دیتا تھا تمکو دیوانہ جادو کے حالات سے شاید آگاہی نہین ہی ہم تمسے کسی وقت بیان
کرینگے اب تمکو مناسب ہی کہ بہ آواز بلند میری دختر کی تعریف کرد اسمین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ میری
دختر کا دل بڑھیگا خوش ہوگی دوسرے یہ فائدہ ہی کہ طلسم کشا کو غصہ آئے گا برہم ہوکر آگے بڑھیگا
نیزہ سے زخمی ہوگا یا مارا جائیگا ساحران مذکور موافق اُسکے حکم کے بہ آواز بلند تعریف کرنے لگے بیابان
جادو بھی خوش ہوکر آگے بڑھ بڑھ کر پکار پکار کر اس طرح تعریف کرنے لگا کہ اے دیوانہ جادو واہ
واہ کیا خوب تم لڑ رہی ہو مین غور سے دیکھ رہا ہون دشمن تمہارا تمہاری لڑائی سے عاجز ہو گیا ہی اب
تمہارے ہاتھ سے ہلاک بھی ہوا جاتا ہی یہ لڑائی تمہارے نام فتح ہوتی ہی ہاروت جادو
تمکو انعام کثیر دے گا اور میں سے ازحد خوش ہوگا عجب نہین کہ تیرے سبب سے مجھکو انعام
نصف طلسم کی حکومت دیدے جب بیابان جادو کو سب نے اس طرح تعریف کرتے دیکھا
جملہ ساحران نابکار بھی بہ آواز بلند تعریف اُسکی دختر کی کرنے لگے اک شور و غل ایسا بلند ہوا کہ

کہ تا گنبد آسمان پہونچنے لگا اُدھر جبار شاہ اور ساحران نامی دلیر نامی جنگ دیوانہ جادو کو دیکھکر حیران تھے مہر سکوت لب پر تھی غور سے دیکھتے تھے اور باہم کہتے تھے یہ دیوانہ جادو و جنگ نہین ہی کوئی بلاے آسمانی ہی کتنی دیر سے طلسم کشا سے لڑ رہی ہی کسی طرح قتل نہین ہوتی ہی اور کسی طور سے دفع نہین ہوتی ہی دعا کرو کہ یہ بلا رد ہو ہمارے مالک و آقا کو فتح حاصل ہو ابھی ساحران مطیع اسلام باہم یہ کلام کر رہے ہین ناگاہ ملک قاسم نے نقابدار مذکور سے کہا ایکمرتبہ وہ بند صاحبقرانی باندھونگا کہ تو کیا ہی تیرے فرشتے بھی اُس بند نادر کو نہ کھول سکین اُس نے جواب دیا حوصلہ دل کا نکال لو وہ بھی بند باندھ کر تقدیر آزمائی کرلو ملک قاسم نے اُسکی گفتگو سن کے برہم ہو کے بند صاحبقرانی باندھا ہرچند اُسنے چاہا کہ اُس بند کو کھولون لیکن نہ کھل سکا انجام یہ ہوا کہ سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اب جبار شاہ اور جملہ ساحران مطیع اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا بیابان جادو اور اُسکے لشکری یا تو خوش تھے یا اب متردد ہو ے سب خاموش ہوے دل مین کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی آج ہمنے وہ لڑائی دیکھی ہی کہ زندگی مین نہ دیکھی تھی ابھی ساحران نابکار تردد و انتشار مین تھے ناگاہ نقابدار مذکور نے بعد نیزہ نکل جانے کے اور ندامت و خجالت کے وہی گرز طولانی جسکا حال قبل لکھا گیا ہی اراب پر سے اُٹھا کر کہا اے طلسم کشا سنان نیزہ تو میرے ہاتھ سے تو نے نکال دی اور ڈانڈ نیزہ کی مین نے بیکار جانکر پھینکدی لیکن اب ہوشیار ہو جا کہ اس گرز کی ضرب سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہی یہ وہ گرز گران بار و طولانی ہی کہ اُسکی ضرب سے سر کوہ گران شکستہ ہو کر چور چور ہو جاتا ہی انسان کی کیا مجال کہ اسکی ضرب کو روک سے یہ کہکر نقابدار مذکور نے گرز کو گردش دی جبار شاہ اور جملہ ساحران مطیع اسلام نے دیکھا کہ گرز مانند میل کے بلکہ میل سے بھی کچھ طول مین زیادہ ہی اور دیوانہ جادو اُسکو دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑے ہوے بجندہ پیشانی اور بسہولیت گردش دے رہی ہی ہر ایک نے یہ حال دیکھکر دل مین کہا خدا خیر کرے ضرب اسکی طلسم کشا سے کیونکر رد کی جائیگی کیونکہ پاس طلسم کشا کے گرز نہین ہی صرف نیزہ اور تلوار اور خنجر اور سپر ہی گرز اپنا اپنے لشکر ہی طلسم کشا چھوڑ آیا ہی بھلا سپر سے ایسے گرز کی ضرب کیا رُکے گی ادھر تو جملہ ساحران مطیع اسلام یہ خیال کر رہے تھے اُدھر ملک قاسم بھی اُس گرز گران سار و طولانی کو بنظر غور دیکھکر دل مین کہتا تھا خدایا اس گرز کی ضرب سے بچانے مین نے ایسا گرز طولانی کبھی نہین دیکھا ہی جناب حمزہ صاحبقران اور لندھور بن سعدان وغیرہ کے گرزون کو بارہا دیکھا ہی اور بڑے بڑے گرز ہاے گرانبار کو رد کیا ہی دیکھیے یہ گرز سپر پر رکتا ہی یا نہین بظاہر تو روکنا اسکی ضرب کا دشوار ہی الله جان و آبرو میری بچائیگا تو بچیگی خالق کی اعانت پر نظر کر کے بالاے سپر اس ضرب گرز گران کو روکونگا ابھی قاسم اپنے دل مین یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ ناگاہ دیوانہ جادو نقلی نے رکابون پر قدم جما کر پشت فرس سے بلند ہو کر دونون ہاتھون سے گرز کو پکڑ کر اور گردش دیکر سر پر قاسم کے مارا اُدھر ملک قاسم عالی مقام اور جملہ ساحران مطیع اسلام گرز مذکور کو دیکھکر اور اُسکی گردش پر نظر کر کے واسطے جانبری کے دعا کر رہے تھے کہ گرز مسطور کو سر کی جانب آتے دیکھکر قاسم نے سپر اُٹھائی جب گرز بالاے

سپر پڑی گرز مندرجہ بالا سپر پر پڑتے ہی پاش پاش ہو گیا اور غبار اُسکے اندر سے بکثرت نکلا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا اتنا بڑا گرز سپر پر پڑا اور خود ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہر گونہ تو ڑا طلسم کشا کے دست و بازو کو خصوصا سر کو صدمہ نہ پہونچا یا مرکبدن کو بھی مطلق صدمہ نہوا ابھی سب دیکھنے والے حیران تھے اور دل مین کہ رہے تھے کہ دیوانہ جادو ساحرہ زبردست ہو کوئی نرالی طور سے کیا ہوگا کچھ تو فائدہ متصور کر لیا ہوگا کہ یکایک ملک قاسم اپنے گھوڑے سے بیہوش ہو کر بر دے زمین گرنے لگا اُس وقت جبار شاہ مع چالیس ساحران نامی و نامور کے اپنے لشکر سے بعجلت تمام اس خیال سے آگے بڑھا کہ قاسم کو پشت فرس سے گرنے ندون اور حریف زبردست سے طلسم کشا کی جان بچاؤن چونکہ وہ غبار جو گرز کے اندر سے نکلا تھا بکثرت میدان مین بلند تھا اور وہ سب سفوف بیہوشی تھا گرز مفوے کا تھا سیارہ نے اپنے سوراخہائے بینی مین روئی رکھ لی تھی اس وجہ سے وہ تو بیہوش نہوا مگر جبار شاہ اور چالیس ساحران مذکور قاسم کے پاس پہونچتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گرے قبل بیہوش ہونے جبار شاہ وغیرہ کے دیوانہ جادو نے یعنی سیارہ بن عمرو نے چند دانے ماش کے نکالکر کچھ انپر پڑھ کر دم کر کے جبار شاہ پر ملے تھے کہ دیکھنے والے یہی خیال کرین کہ دیوانہ جادو نے سوائے طلسم کشا کے جبار شاہ وغیرہ کو بھی اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی اور یہ حال کسی پر خصوصا بیابان جادو پر ظاہر نہو کہ دیوانہ جادو اصلی نہین ہی سیارہ بن عمرو ہی عیاری کر رہا ہی الغرض جب طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ اُس غبار سفوف بیہوشی سے بیہوش ہو کر زمین پر گرے بیابان جادو اور اُسکے لشکر کے تمامی ساحر یہ ڈھنگ دیکھکر از حد خوش ہوے بیابان جادو تو اس درجہ شادمان ہوا کہ بے اختیار صف لشکر سے نکلکر بہ آواز بلند اپنی دختر بلند اختر کی ثنا کرتا ہوا اُسکی طرف چلا اور بعد قطع راہ نقلی دیوانہ جادو کے پاس پہونچا اور کہنے لگا اہا دیوانہ جادو واہ واہ کیا خوب تو لڑی ہی مجھکو یہ امید نہ تھی کہ تو ملک قاسم صاحب توغ طلسمی برادر جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی پر اس طرح غالب ہوگی سب کو اس طرح بیہوش کرے گی تو نے کمال کیا مجھکو حیرت ہو گئی واقعی کار نمایان کیا ہی مجھسے بھی یہ سب اس طرح گرفتار نہو سکتے دیوانہ جادو نے مسکرا کر جواب دیا آپ کو کیون حیرت ہوئی یہ اثر اُنھین سیبون کا ہی جو خداوند سامری و جمشید نے مجھکو اس جوان کے ہاتھ بھیجے تھے اور مین نے کھا لئے تھے اُنھین سیبون کے کھانے کے سبب سے مجھمین قوت بدرجہا پیدا ہوئی ہی اور فنون سپہ گری بھی حاصل ہو گئے ہین ہزار ہا سحر بھی جو کبھی نہ سیکھے تھے وہ بھی خود بخود یاد ہو گئے ہین بیابان جادو نے کہا تو سچ کہتی ہی بیشک یہ اثر اُنھین سیبون کا ہی ابھی بیابان جادو دیوانہ جادو سے ہمسخن تھا اور وہ سفوف بیہوشی کا قبل اُسکے ہوا سے دفع ہو چکا تھا اور وہ ساحران مطیع اسلام یہ حال دیکھکر ملول و غمگین ہو کر واسطے رہا کرنے ملک قاسم اور جبار شاہ وغیرہ کے آگے بڑھے تھے ناگاہ دیوانہ جادو نے بیابان جادو سے کہا جلد تر طبل بازگشت بجوا دیجئے کیونکر یہ بیمار گی تمامی لشکر طلسم کشا اس طرف آتا ہی ہر چند کچھ مجھکو اس لشکر گران سے خوف و خطر نہین ہی اگر چاہون تو ایک ادنے سحر مین سب کو جلا کر خاک کر دون لیکن یہ خیال ہی کہ یہ سب سامری پرست تھے اب مطیع اسلام ہوے ہین شاید میرے خوف سے میری اطاعت و فرمانبرداری کرین اور پھر بصدق دل سامری پرستی اختیار کرین اگر میری اطاعت نکرینگے اور اپنے دین آبائی کو اختیار نکرینگے

تو ایک دم مین کسی روز ان سب کو ہلاک کر ڈالونگی بیابان جادو نے اُسکی رائے پسند کرکے اُسیوقت
طبل بازگشت بجوادیا جب صدائے طبل بازگشت بلند ہوئی جملہ ساحران مطیع اسلام صدائے طبل بازگشت
سُنکے ٹھہر گئے اور باہم کہنے لگے افسوس ہزار افسوس دیوانہ جادو نے طبل بازگشت بجوادیا ہم لڑتے
اور طلسم کشا وغیرہ کے رہا کرنے سے باز رہے اگر طبل بازگشت بیابان جادو اور دیوانہ جادو
یہ دونون نابکار نہ بجواتے تو ہم اس طرح لڑتے کہ دریائے خون ساحران میدان جنگ مین جاری کردیتے
حتی الامکان بیابان جادو کو اس صحرا مین قتل کرتے اور دیوانہ جادو کو بھی گھیر کر ہزارون سحر کرکے
ہلاک کرتے اُس وقت چند ساحران مطیع اسلام نے اُنسے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ بلا تامل
دیوانہ جادو اور بیابان جادو پر حملہ آور ہونا تیغ و ترنج اور گولے فولادی اور دیگر اسباب سحر بر افسون
دم کرکے دشمنان نابکار پر مارو اچھی طرح جنگ مغلوبہ کرو حق نمک اپنے آقا اور مالک کا ادا کرو
جس طرح ہوسکے طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ کو رہا کرکے میدان جنگ سے باہر لاؤ اُن سب نے اُنکو
جواب دیا یہ کیا کہتے ہو کیا تمہین قواعد لشکر اسلام سے خبر نہین ہے کیا تمنے طلسم کشا لشکر قاسم سے نہین
سُنا ہے کہ جب حریف طبل بازگشت بجوادے تو اُس سے نہ لڑو اُنھون نے کہا ہان یہ تو ہمنے ملک
قاسم سے سُنا ہے لیکن اس وقت اس طریقہ پر عمل کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہے کیونکہ طلسم کشا
اور جبار شاہ وغیرہ کو دیوانہ جادو گرفتار کرکے لیے جاتی ہے ہم بے سردار کے ہوے جاتے ہین
اُنھون نے جواب دیا دل ہمارا بھی یہی چاہتا ہے کہ اپنے مالک و آقا کو دست دشمن سے رہا کرین
لیکن بوجہ قاعدہ مذکور کے مجبور ہین اس وقت تو جنگ سے باز رہتے ہین پھر کوئی تدبیر ان سبکی
رہا کرنے کی ضرور کرینگے یہ کہکر نالان و گریان میدان جنگ سے طرف فرودگاہ سپاہ کے چلے اثنائے
راہ مین ایک دوسرے سے کہتا تھا ہائے افسوس اس وقت سیارہ بن عمرو یہان نہین ہے اگر وہ
ہوتا تو اُس سے کہتے کہ ایسی کوئی عیاری کر کہ ملک قاسم اور جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی کو
دیوانہ جادو کے ہاتھ سے بچا یہ باتین کرتے ہوئے نالان و گریان چلے جاتے تھے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے
اور اب احوال فوج مخالف کا لکھا جاتا ہے کہ جب طبل بازگشت بجا اور سپاہ طلسم کشا لڑنے سے
باز رہ کر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئی دیوانہ جادو نے پہلے لوح طلسمی قاسم کے گلے
سے اُتار رومال مین لپیٹ کر اپنی جھولی مین رکھ لی پھر سب بہادران نصرت کی زبانون مین سوزن دیکر میدان
جنگ سے قاسم اور اُن سبکو اُٹھواکر بخوشی و خرمی اپنی فرودگاہ سپاہ کی طرف ہمراہ بیابان جادو کے
چلی تمام لشکر بھی ہمراہ ہوا بعد قطع راہ جب قیام گاہ سپاہ پر پہونچی جھولی سے ایک لوح مصنوعی رومال مین
لپٹی ہوئی نکالکر بیابان جادو کو دیکر کہا لیجیے یہ لوح طلسم دقیانوس ہے اسکو تو کسی ساحر زبردست معتبر
کے ہاتھ خدمت شاہ طلسم مین مع ایک عریضہ کے روانہ کر دیجیے رہ گئے یہ سب اُنکی مین حفاظت کرونگی
اپنی بارگاہ مین انکو لیجاؤنگی کسی اور ساحر کے حوالے ان سب کو نکرونگی کیونکہ مبادا ساحران مطیع
اسلام حملہ آور ہوکے ان سبکو قید سے رہا کرکے لیجائین تو برا ہوگا بنا بنایا کام بگڑ جائیگا بیابان جادو
تقریر دیوانہ جادو کی سُنکے خوش ہوا پھر لوح مذکور لیکر کہا اے دختر نیک اختر تجھے ان اسیرون کے بارے
مین اختیار ہے جو مناسب ہو وہی کر یہ کہکر اپنی بارگاہ کی طرف خوش و خرم چلا ادھر دیوانہ جادو طلسم کشا

اور جبار شاہ وغیرہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی ساحران لشکر خوش ہوکر اسکے ساتھ اپنے خیمہ مین داخل ہوے بیابان جادو نے اپنی بارگاہ مین جاکر جملہ ساحران نامی کو جو لشکر مین سے تھے اپنے پاس جمع کرکے کرسی زرنگار پر بیٹھی ساقی کو طلب کیا جب وہ آیا اور اسنے ساغر بلورین مین شراب ناب بھر کر کئی جام متواتر اسے دیے اور اسنے شراب پی اور جملہ ساحران اہل بزم کو بھی شراب پلائی یہانتک کہ سب نے بخوبی شراب پی چکے اس وقت ساقی کشتی شراب کی اٹھاکر چلا گیا بعد جانے ساقی مذکور کے بیابان جادو نے عالم نشہ شراب مین اپنے ہاتھ سے عرضی مین بعد القاب و آداب لکھنے کے یہ عبارت لکھی کہ اے شاہ جہاہ فلک بارگاہ مین نے یہان آکے وہ کار نمایان کیا ہے کہ آج تک کسی ملازم حضور سے نہوا تھا جو کچھ انعام سرکار دو لتمدار سے مرحمت ہووے کم ہے اور جسقدر میری اور میری دختر کی تعریف کی جاے وہ تھوڑی ہی ہے کیونکہ مین نے اور میری دختر نے ہنگام جنگ سر میدان دیر از طلسم کشا سے لوح طلسمی چھین کر اسے گرفتار کر لیا ہے بعد اسکے گرفتار کرنے کے جبار شاہ اور چالیس ساحران نامی کو کہ وہ جان لشکر طلسم کشا تھے بیہوش کرکے اسیر کیا ہے اور بہت سے ساحران نامی کو میری دختر نے اپنے سحر سے دیوانہ کیا ہے وہ سحرا مین بیٹھے ہوے بیہودہ بک رہے ہین باہم لڑ رہے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین انکے قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے بعد دو روز کے وہ خود ہی مر جائینگے رہگئے ساحران اور نامی انکو ایک دم مین ہلاک کر دونگا لشکر طلسم کشا کو مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹا دونگا بعد ہلاک کرنے سپاہ طلسم کشا کے لوح اور دختر کی سب قیدیون کو ہمراہ لیکر آج کے ساتوین روز خدمت والا مین حاضر ہونگا اور احوال جنگ کا بتفصیل تمام عرض کرکے جو انعام سرکار سے طلب کرونگا دیا ہوگا چونکہ لوح طلسمی کا پاس رکھنا مناسب نجانا اس وجہ سے لوح مذکور کو بدست زاغ جادو مع عریضہ کے خدمت مین روانہ کیا ہے اگر مناسب ہو تو لوح مذکور کو بحفاظت تمام رکھیے گا کیونکہ ابھی تک سیارہ بن عمرو کہ عیار رماک قاسم کا ہے گرفتار نہین ہوا ہے مبادا وہ آکر بعیاری و مکاری لوح طلسمی کو لیجاے تو غضب ہو جاے بعد اس عبارت کے لکھنے کے عرضی کو دعا پر تمام کرکے لفافہ مین رکھکر حسب دستور عرضی و لفافہ دیکر زاغ جادو سے کہا ہے یہ عرضی اور یہ لوح طلسمی ہاروت جادو بادشاہ طلسم کو جاکر دیدینا اثناے راہ مین کہین بلندی سے پرے زمین نہ آنا کسی کے دام مکر و فریب مین مبتلا ہوکر لوح طلسمی نہ دے دینا مجھکو سیارہ بن عمرو کی طرف سے بہت اندیشہ ہے شاید وہ راہ مین تجھ سے بمکر و فریب یہ لوح طلسمی لے لے زاغ جادو نے عرض کیا آپ کچھ فکر و اندیشہ نکرین مین سب سیانا ہون سیارہ تو کیا ہے اگر عمرو بھی یہان ہوتا اور وہ مجھکو اپنے دام فریب مین مبتلا کرنا چاہتا تو بھی مین نہ پھنستا یہ کہکر اسماے سحر زبان پر جاری کرکے جا ہتا تھا کہ بصورت عقاب یا بشکل زاغ و زغن بنے ناگاہ لوح طلسمی کا خیال کرکے کہنے لگا مین بصورت اصلی خدمت شاہ طلسم مین جاؤنگا یہ کہکر لوح اور عریضہ لیکر جانب ہاروت جادو روانہ ہوا اس نابکار کو بالفعل راہ مین چھوڑکر احوال دیوانہ جادو تحریر کیا جاتا ہے کہ جب دیوانہ جادو نقلی بارگاہ مین داخل ہوا جبار شاہ وغیرہ کو ستون بارگاہ سے باندھکر اپنی کنیزون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی دیکھو مین ان سبکو عجب عنوان سے ہوشیار کرتی ہون اور اپنی اور ہاروت جادو کی اطاعت و فرمانبرداری کے باب مین سوال کرتی ہون دیکھون یہ سب کیا جواب دیتے ہین سبھون نے عرض کیا حضور کو اختیار ہے جو مناسب ہو وہ

پیچھے دیوانہ جادو نے انکی تقریر سنکے فیصلہ دفع بیہوشی سے ہر ایک کو ہوشیار کیا جبار شاہ وغیرہ نے آنکھیں
کھولکر اپنے تئین بندھا ہوا دیکھکر خواب کا خیال کرکے آنکھیں بند کرلین اور دل مین کہا عجب خواب
ہون لیکن ہمہ دیکھ رہے ہین ہم اور ستون سے بندھے ہین دیوانہ جادو نے سب سے مخاطب
ہوکر کہا تم نے آنکھیں کھولکر کیون بند کرلین اگر یہ جانتے ہو کہ ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہین تو یہ محض تمہارا
خیال ہی ہم بیدار و ہوشیار ہو اور میری بارگاہ مین ستون سے میرے روبرو بندھے ہوے کھڑے ہو میری
تمکو بدلیری دسحر ایسر کیا ہی ذرا اچھی طرح آنکھیں کھولکر دیکھو جو کچھ مین کہون اُسے سنو اور قبول کرو
کہ اسمین تمہارے واسطے بہتری ہی جب یہ گفتگو سب نے سنی حیران و پریشان خاطر ہو کر ہر ایک
نے آنکھیں کھولین غور سے جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ دیوانہ جادو بالاے مسند زرنگار بصد کبر و نخوت بیٹھی
ہی کچھ روبرو اور کچھ پس پشت دست بستہ کنیزین کھڑی ہین اور چند نازنینان خوبرو اُسکے پہلو مین باادب
بیٹھی ہین ہاتھ مین دیوانہ جادو کے ایک کوڑا ہی اور دوسرے ہاتھ مین ایک ناریل چوبی دار ہی یہ
رنگ دیکھکر ہر ایک کو صدمہ ہوا پھر ہر ایک نے خیال کیا ہمین معلوم ہمکو اس ناالائق نے کیونکر گرفتار
کرلیا اتنا تو ہمکو یاد ہی کہ ہم جنگگاہ مین اسکے سامنے گئے تھے اسی طرح قاسم نے بھی خیال کرکے سلام بطریق
اہل اسلام کیا اور کسی نے تو جواب نہ دیا لیکن دیوانہ جادو نے دیکھ لب ہلا کر ہلکی کسی نے نہ سنا کہ کیا کہا قاسم
نے بعد سلام کرنے کے کہا کہ اس نابکار نے مجھپر گرز مارا تھا پھر مین غافل ہو گیا تھا اب ہوش آیا تو اپنے
تئین یہان پایا ہنوز سب ساحر خیالات مندرجہ بالا کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ہماری زبانون سے
کوئی سوزن نکال دے تو ہم اس نابکار کو قتل کرکے اپنے لشکر مین جائین ناگاہ دیوانہ جادو نے سب سے
مخاطب ہوکر خصوصاً ملکہ قاسم اور جبار شاہ سے آنکھیں ملا کر کہا دیکھا تمنے کہ مین نے کسطرح سب کو
ایک دم مین گرفتار کرلیا اس روز بھی خبر تمکو شاید نہ تھی ہاروت جادو سے لڑنا اور اُسکے طلسم کو
توڑنا آسان جانا تھا لوح طلسمی پاکر اور سپاہ ساحران فراہم کرکے بہت غرور کرتے تھے اپنے سامنے
کسی کی اصل و حقیقت نجانتے تھے ہر ایک کو لیجا کر کلمات سخت کہتے تھے آخر نتیجہ غرور کا یہ تمنے دیکھا
کہ مین نے تمکو گرفتار کرلیا اگر چاہتی تو قتل کر ڈالتی صرف اس واسطے تمکو ہلاک نہین کیا تھا کہ شاید تم میرے
کہنے پر عمل کرو پس اب مین تمسے کہتی ہون ذرا اچھی طرح سنو اور سوچ سمجھکر جواب دو یہ کہکے کہا اب اگر
تم سب میری اطاعت و فرمانبرداری کرو اور ہاروت جادو کی خدمتگذاری اختیار کرو تو مین تمہاری
سفارش کرکے تمکو قتل سے بچاؤن یقین ہی کہ میری سفارش سے ہاروت جادو تمکو قتل نکریگا
جبار شاہ وغیرہ نے تو اسکی تقریر سنکے اشارہ سے کہا کہ او جیا کیا بکتی ہی ہم کبھی تیری اور
ہاروت جادو کی اطاعت نکرینگے لیکن قاسم نے کہ اُنکی زبان مین سوزن نتھا جواب دیا او
ناالائق خاموش رہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتی ہی تو کیا ہی اور ہاروت جادو نابکار کیا ہی ہم
ہرگز تیری اور اس کافر کی اطاعت نکرینگے ہمکو قتل ہو جانا منظور ہی اگر خدا چاہے گا تو ہم تیری
قید سے رہا ہو کر تجھکو اور ہاروت جادو کو قتل کرینگے اس طلسم کو فتح کرینگے یہ کہکر اپنے حال پر
نظر کرکے آبدیدہ ہوا اس وقت دیوانہ جادو یعنی سیارہ دین عرب کو آبدیدہ ہو قاسم کا اپنے حال
زار پر ناگوار ہوا دل مین کہنے لگا اری سیارہ بس ان سبکو اُنکی سخت کلامی کی تعزیر دے چکا اور کمال

اپنی عیاری کا تمکو دکھا چکا اب انکو رہا کر اور احوال اپنا انپر ظاہر کر یہ باتین دل مین کر کے مسکرا کر کہا خبردار
اب کبھی اپنے بزرگ کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا اور ای جبار شاہ کبھی تم بھی کسی کو ذلیل و حقیر تصور کر کے
اسکی شان مین بیہودہ کلمات زبان پر نہ لانا آگاہ ہو منم سیارہ بن عمرو مین وہی ہون جسکی شان مین تمنے
کلمات سخت کہے تھے دیکھا تمنے میری عیاری کو مین فرزند خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہون جسکا مثل
و نظیر عیاری مین روے زمین پر نہین ہی اُنھون نے مجھکو کچھ تعلیم کیا ہی بعد انکے میری عیاری کا
جواب دینے والا کوئی نہین ہی ہان چالاک وغیرہ ہمارے بھائی ہماری ہمسری کرتے ہین یہ کہکر
قاسم اور جبار شاہ وغیرہ کو رہا کیا ساحرون کی زبان سے سوزن نکال لیا قاسم کے گلے مین لوح طلسمی تھیلی
جھولی سے نکالکر ڈال دی اس وقت سبکو حالت ملال مین مسرت حاصل ہوئی جبار شاہ وغیرہ نے کہا ای
سیارہ خوب تمنے ہمسے سخت کلامی کا عوض لیا خیر اچھا کیا ہمین تمسے کچھ ملال نہین ہی کیونکہ تم ہمارے
مالک کے یعنی ملک قاسم کے بزرگ ہو تمکو ملک قاسم عمون کہتے ہین اگر بجاے تمھارے اور کوئی
شخص ہوتا تو البتہ ہم اسکو ضرور اس خطا کی سزاے سخت دیتے یہان تک کہ اسکو مار ڈالتے جب
جبار شاہ وغیرہ نے اپنی تقریر کو تمام کیا ملک قاسم نے بخندہ پیشانی سیارہ سے کہا عمون جان آپنے
اک ذراسی بات پر ناراض ہو کر یہ عیاری کی خیر جو کچھ آپنے کیا بہتر کیا اچھی طرح چشم نمائی کر دی اب ہمین
اسکا ضرور خیال رہیگا کہ اپنی زبان پر کوئی کلمہ آپ کی توہین کا جاری نکرینگے سیارہ نے جواب دیا
ای فرزند مین تمھارے والد نامدار کا عیار ہون ہر چند مرتبہ مین کم ہون لیکن تمسے بڑا ہون تم خورد
ہو مین بزرگ ہون مین نے ہمراہی تمھاری اسواسطے اختیار نہین کی ہی کہ تم مجھکو ذلیل کرو اور اہل دربار
تمھارے اور ساحر مجھکو کلمات سخت کہین یہ کہکر عذر خواہ ہوا قاسم نے ہنسکر کہا آپ عذر نکرین مجھکو
آپ سے رنج نہین ہی یہ کہکر پوچھا دیوانہ جادو کہان ہی سیارہ نے کہا آپ بالاے مسند تشریف رکھین
یا کرسی زرنگار پر جلوہ فرما ہون تو مین اسکو روبرو لے آؤن قاسم مع جبار شاہ وغیرہ اندرون بارگاہ
آکر کرسیون پر بیٹھے سیارہ گیا اور جس جگہ دیوانہ جادو کو بیہوش کر کے چھوڑ آیا تھا وہان جاکر دیکھا
کہ وہ بیہوش ہی اسی عالم بیہوشی مین اسکو اٹھاکر روبروے قاسم لایا اس دم قاسم نے کہا اسکو ہوشیار
کر کے ہدایت کرو شاید یہ مطیع اسلام ہو سیارہ نے ستون سے اُسے باندھ کر دماغ سے اسکے
بٹی سفوف بیہوشی کی دور کر کے فتیلہ دفع بیہوشی سے اسکو ہوشیار کیا اُسنے آنکھین کھولکر دیکھا
کہ ملک قاسم اور جبار شاہ وغیرہ میری بارگاہ مین بیٹھے ہین اور ایک شخص ہم صورت میرا کوڑا
لیے ہوے میرے سامنے کھڑا ہی یہ دیکھکر نہایت غصہ آیا چاہا کہ لب ہلاے مگر ممکن نہوا کیونکہ سوزن
کی سبب سے کلام کر نسکی کنیزون سے باشارہ کہنے لگی ای نالائقو تم کھڑی ہوئی ہو اور ای
ہجولیو تم بھی بیٹھی ہوئی ہو حال میرا دیکھ رہی ہو اتنا تم سے نہین ہو سکتا کہ میری زبان سے سوزن
نکال لو جب یہ تقریر اشارہ سے کی ایک ہجولی اسکی جسارت کر کے اٹھی چاہتی تھی کہ پاس اسکے
جاکر زبان سے سوزن نکال لے کہ ملک قاسم اور جبار شاہ نے اسکی طرف بہ نظر تند دیکھا اور
سیارہ نے بڑھکر ایک کوڑا اسکی پشت پر مارا اور کہا او نالائق اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو بیٹھی رہ ورنہ
تجھکو مار ڈالونگا وہ نازنین کوڑا پشت پر کھاکر مانند ماہی بے آب کے زمین پر تڑپنے لگی جب یہ

حال سب کنیزون وغیرہ اور عورتون نے دیکھا ہر ایک مارے خوف کے کانپنے لگی پھر کسی کو یہ جرأت
نہوئی کہ وہان سے اُٹھکر پاس دیوانہ جادو کے جاسکے یا شور وغل کرے جب یہ حال دیوانہ جادو
نے دیکھا اپنی ہم جنسیوں سے باشارہ پوچھا تو کون ہی تو نے میرے روبرو میری ہجولیون کو کیون کوڑا
مارا اور مجھکو کیون اسیر کیا اُس وقت سیارہ نے اپنی صورت اصلی دکھاکر کہا ای دیوانہ جادو مین نے
تمھاری صورت بنکر ایک عیاری کی تھی اور تمکو اس وجہ سے اسیر کیا ہی کہ تم مطیع اسلام ہوکر اور رہا
ہوکر مجھسے ارادہ دشمنی کا رکھتی تھین مین نے جب بیہوشی مار کر تمکو بیہوش کر کے تمھاری صورت
بنکر پہلے تو عیاری کی اب تمکو پھر ہدایت کی جاتی ہی اگر تم صدق دل سے مطیع اسلام ہو اور اطاعت
طلسم کشا اور فرمانبرداری جبار شاہ مالک طلسم کی کرو تو مین تمکو رہا کردون ورنہ ابھی تمکو قتل کر کے
مال واسباب لوٹ کر یہان سے چلا جاؤنگا تم آگاہ ہوچکی ہو کہ مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون دوستون کا
دوست ہون اور دشمنون کا دشمن ہون جہانتک ہوسکتا ہی اپنے والد کے واسطے اور خود اپنے
لیے مال واسباب لوٹ لیتا ہون پس تمھاری بارگاہ مین جو کچھ مال واسباب تمھارا ہی وہ مین لے لونگا
اور تمکو قتل کر کے چلا جاؤنگا دیوانہ جادو نے سیارہ کی تقریر سنکے باشارہ مسکراکر کہا او حریف
عیار سراپا مکار میری زبان سے سوزن نکال دے مین پہلے ہی بدل مطیع اسلام ہوچکی تھی مجھکو طلسم کشا
اور جبار شاہ کی اطاعت وفرمانبرداری مین کیا عذر ہی تو نے بیکار دوبارہ مجھکو بیہوش کر کے ستون
سے باندھ کر سوزن زبان مین دیکر پھر ہوشیار کر کے یہ تقریر کی ہی اگر مال واسباب کی خواہش ہی
تو جو کچھ میرا مال واسباب ہی وہ لے لے مین نے بخوشی تجھکو دیا کیونکہ تو نے ہدایت کر کے مجھکو
مطیع اسلام کیا ہی نہایت احسان کیا ہی دولت دین تو نے مجھے دی ہی اُسکے عوض مین کو دولت
دنیا کی کیا حقیقت ہی جا سب مال ومتاع میرا تو ہی لے لے سیارہ بن عمرو نے اُسکی تقریر سمجھ کر اور پیشانی
پر اُسکی نظر کر کے دل مین کہا بیشک یہ صدق دل سے مطیع اسلام ہوگئی ہی یہ تصور کر کے اُسکی
زبان سے سوزن کو دور کیا اور ستون سے اُسے کھول دیا وہ رہا ہوکر قدم طلسم کشا اور جبار شاہ
پر گری دونون نے اُسپر عنایت ومہربانی کی راوی ناقل ہی کہ ادھر تو ملک قاسم اور جبار شاہ اور
سیارہ وغیرہ دیوانہ جادو کی طرف متوجہ تھے ادھر وہ ہجولی دیوانہ جادو کی جسکو سیارہ نے کوڑا مارا
تھا اور نام اُسکا یاسمین جادو تھا سحر سے غرق زمین ہوکر بیرون بارگاہ جاکر زمین سے باہر نکلی اور
نالہ وفریاد کرتی ہوئی روتی پیٹتی اُس وقت بارگاہ بیابان جادو مین پہونچی کہ وہ نابکار اپنی بارگاہ مین بکر
نخوت نہایت شادمان بیٹھا تھا گرد اُسکے ساحران نامی بیٹھے ہوے تھے اور ایک نازنین مہ جبین اُسکے
روبرو یہ غزل گا رہی تھی غزل

اعجاز سے زیادہ ہی سحر اُسکے ناز کا
آنسو روان نہون تو سیاہی روان نہو
ترکر دیا ہی ابر بہاری نے اس قدر
پامال ہوچکا ہون عبث سر گران نہو
عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق

خالی ہوا سے فتنہ سے گلہاے جہان نہو
آنکھین وہ کہہ رہی ہین جو لب سے عیان نہو
تسبیح حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہو
کرتے نہین پکار کے باتین گلہ مین ہاے
مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہو

اُسدم قیامت آئے اگر آسمان نہو
لکھتا ہون اُسکی تنگی دل کا ماجرا
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہو
اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی
کیسی بنے جو دل سے وہ نامہربان نہو
اس خطر پہ جو بھیجے تو حاضر ہی دل مرا

رنجش نہو فریب نہو امتحان نہو ۔ موہن بہشت وعشق حقیقی تجھے نصیب
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا ۔ ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہو
اصبح شب فراق مجھے تو بدگمان نہو

اور وہ سیاہ رو عالم خوشی مین بیٹھا ہوا گانا سن رہا تھا تعریف اس رقاصہ کی کر رہا تھا بار بار زر و جواہر انعام مین اُسکو دیتا تھا اور کہتا تھا ای نازنین آج مجھکو بدرجہ کمال خوشی ہی میری دختر نے طلسم کشا اور جبار شاہ اور اکثر ساحران نامی کو اسیر کیا ہی لوح طلسمی اور عریضہ خدمت شاہ طلسم مین روانہ کرچکا ہون بعد چند روز کے مین بھی بفتح و فیروزی یہان سے خدمت شاہ طلسم مین جاؤنگا انعام کثیر پاؤنگا اسی خوشی کے سبب سے اس وقت مین تیرا گانا سن رہا ہون انعام دے رہا ہون تو بھی خوب ہی گا رہی ہی میرے دل کو خوش کر رہی ہی وہ نازنین عرض کرتی ہی آپ کو دشمنا پر فتح یاب ہونا مبارک ہو شاہ طلسم ملک و مال آپ کو انعام مین دے آج ہمکو بھی اسقدر انعام دیجیگا کہ کبھی کسی رقاصہ اور مطربہ نے کسی سے نپایا ہو بیابان جادو شراب کے نشہ مین جواب دیتا تھا کہ ہی طرح غزلین عاشقانہ گائے جاؤ برابر انعام تجھکو دیتے رہینگے ابھی یہ تقریر کر رہا تھا کہ سوسن جادو نالان دگریان باحال پریشان بارگاہ مین آئی اُسکو نالان دیکھکر بیابان جادو حیران ہوا سارا نشہ شراب کا اُتر گیا گھبراکر پوچھا اے سوسن جادو کیا ہوا کیون روتی ہی اُسنے سر پیٹ کر کہا حضور بڑا غضب ہوگیا جلد چلیے بیابان جادو نے بیتاب و بیقرار ہوکر پوچھا اری کیا غضب ہوا کہان چلون کچھ حال تو مفصل بیان کر اُسنے تمام حال جو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا تفصیل تمام بیان کرنا شروع کیا ادھر دیوانہ جادو تمام مال و اسباب اپنا لیکر اور سب عورتون کو اپنے ساتھ لیکر ہمراہ طلسم کشا وغیرہ کے اپنے لشکر سے چلی ابھی فرودگاہ لشکر طلسم کشا تک نہ پہونچی تھی کہ بیابان جادو تمام حال یاسمن سے سنکے غضبناک ہوکر اپنی جگہ سے اُٹھا اُس وقت کثرت قہر و غضب سے اُس نابکار کا یہ حال تھا کہ چہرہ مہیب اُسکا سرخ تھا دست و پا افراط غیظ سے کانپتے تھے آنکھین مانند خون کبوتر کے سرخ تھین زبان پر یہ کلمات جاری تھے کہ غضب کیا سیارہ بن عمرو نے میری دختر کو مجھسے چھڑایا اُسکو گرفتار کرکے نہین معلوم کیا سمجھایا کہ وہ مطیع اسلام ہوکر شریک طلسم کشا ہوگئی مجھکو پہلے ہی تردد ہوا تھا کہ میری دختر نے طلسم کشا صاحب لوح طلسمی کو اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی کو کیونکر میدان جنگ سہل الاصول اسیر کرلیا اب معلوم ہوا کہ وہ میری دختر نتھی سیارہ بن عمرو تھا اُسنے گرز نہین معلوم کیونکر بنایا تھا اور کیا اُسمین بھرا تھا کہ وقت جنگ وہ پاش پاش ہوگیا تھا غبار اُسمین سے بکثرت نکلا تھا شاید وہ بخار سفوف بیہوشی تھا جسکے دماغ مین پہونچنے سے طلسم کشا وغیرہ بیہوش ہوگئے تھے افسوس مین نے بڑا دھوکا کھایا سیارہ کو نہ پہچانا عیاری تم اسنے بخوبی کی ایسا ہوشیار اور گرگ باران دیدہ کو فریب دیا خیر اب وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائے گا اس طرح اُسکو قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور تمام انس و جن اُسکے حال پر افسوس کرینگے اور مجھکو ذرا بھی رنج نہوگا بلکہ اُسکے قتل ہوجانے سے ازحد خوشی ہوگی بعد اُسکے قتل ہونے کے اپنی دختر کو خوب سمجھا کرلے آؤنگا اور اگر کوئی برسر جنگ ہوگا تو مقابلہ کرونگا مین ادنے ساحر نہین ہون ایک طلسم کشا سے تو مجبور ہون کہ اُسکے پاس لوح طلسمی ہی اور جملہ ساحرون سے نہین ڈرتا ہون جبار شاہ کسے بھی خائف نہین ہون میرے پاس آئینہ جمشیدی ہی اگر کہین عکس اُسکا اُسپر پڑگیا تو ایک لحظہ مین اُسے گرفتار کرلونگا اور تمام لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کردونگا حیف

مین نے عریضہ خدمت شاہ طلسم مین اسی مضمون کا روانہ کیا ہے کہ جس سے ضروری ندامت ہوگی اور وہ لوح بھی
جو زاغ جادو کے ہاتھ ارسال کی ہے اب اُسمین بھی تردد ہوگیا ہے عجب نہین کہ وہ مصنوعی ہو یہ کہکر جھولی اسباب
سحر کی دوش پر رکھکر جلدی مین آئینہ جمشیدی نہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر سوے لشکر طلسم کشا جانے لگا اُس
وقت اُسکے افسران لشکر نے عرض کیا حضور تنہا جانے کا ارادہ نکرین تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لے لین
اگر مناسب ہو تو ہم بھی ہمراہ رکاب چلین کیونکہ لشکر حریف مین اکیلا جانا اچھا نہین ہے بیابان جادو نے عالم
غیظ وغضب مین بکبر ونخوت جواب دیا مجھے کیا ضرورت ہے کہ مین تمامی اپنی سپاہ کو اپنی ہمراہ لیجاؤن
مین تنہا لشکر طلسم کشا کا کام تمام کرسکتا ہون اگر تمھارا دل چاہتا ہے تو خیر تم سب میرے ساتھ چلو
مگر یہ خیال رہے کہ جبتک مین حریفون سے مقابلہ نکرون تم بھی آمادہ جنگ ہونا اُنھون نے عرض
کیا ہم تابع فرمان ہین جو حکم ہوا ہے ایسا ہی کرینگے یہ کہکر ہر ایک ساحر مختلف سحر کی سواری پر سوار
ہوا بیابان جادو نے تخت سحر اپنا بلند کرکے سوے سپاہ طلسم کشا بڑھایا سرداران لشکر بیابان
جادو بھی عقب مین بیابان جادو کے چلے بیان کیا ہے داستان گویان خوش مقال نے کہ بیابان جادو
نے ایسی عجلت وتیزروی سے راہ کو طے کیا کہ اثناے راہ مین طلسم کشا اور جبار شاہ اور دیوانہ
جادو وغیرہ کو پایا یہ سب اپنے لشکر تک بھی پہونچنے نپائے تھے کہ بیابان جادو نے سیارہ
کو دیکھکر بصد غضب نعرہ کیا اور عیار نابکار ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا ارے تو میری دختر کو لیے جاتا
ہے سیارہ بن عمرو صداے ساحر مذکور سن کے خائف ہوا جبتک بیابان جادو اُسپر سحر کرے وہ صحرا
مین ایک جھاڑی مین جاکر نہان ہوا بیابان جادو وغیرہ نے اُسے جھاڑی مین پوشیدہ ہوتے ندیکھا
جب بیابان جادو نے ایک ناریل چوٹی دار پر سحر کرکے سوے زمین دیکھا سیارہ کو نپایا نہایت حیران
ہوکر اپنی دختر کو روک کر کہنے لگا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہے چل میرے ساتھ ہمراہی طلسم کشا
کی نکر اپنے دین کو ترک کرکے مطیع اسلام نہو خداوندون کو ناراض نکر وہ تجھکو خاک سیاہ کردینگے
جسوقت یہ کلمات دیوانہ جادو نے سنے خوف سے پدر کے کانپنے لگی اُس وقت جبار شاہ اور دیگر
ساحران نامی نے نارنج وترنج اور گلدستے پھولون کے نکالکر یا اپنے سحر کے بیرون سے اسباب
سحر طلب کرکے اُنپر سحر دم کرکے چاہا تھا کہ بیابان جادو پر مارین اور کام اُسکا تمام کرین ناگاہ
ملک قاسم نے اُن سب سے کہا خبردار ابھی ارادہ لڑنے کا نکرنا ہماری جانب سے ابتداے جنگ
نہوا ابھی تو یہ نابکار اپنی دختر سے گفتگو کرتا ہے دختر اُسکی جو مناسب ہوگا وہ جواب دیگی جس وقت یہ
نابکار اپنی طرف سے جنگ آغاز کریگا لڑنا اور مقابلہ کرنا ہم بھی اُسی وقت لڑینگے یہ کہکر دیوانہ جادو
سے کہا اے نازنین تو اپنے پدر سے ہمکلام کیون نہین ہوتی اُسکے سوال کا جواب ڈرتے ڈرتے
کیون دیتی ہے ہم سب تو موجود ہین اُس دم دیوانہ جادو نے فی الجملہ دلیر ہوکر اپنے باپ کو یہ جواب
دیا کہ اے سرگردان صحراے کفر وضلالت واے بادیہ پیماے شرک وبدعت تو مجھکو کیا سمجھتا ہے مین ہرگز
تیرے کہنے پر عمل نکرونگی سامری وجمشید پر لعنت کرتی ہون وہ لائق پرستش نہین ہین مین نے سیارہ
بن عمرو سے سُنا ہے کہ پروردگار وہ ہے جسنے یہ آسمان وزمین اور تمام مخلوقات کو اپنی قدرت کاملہ سے
پیدا کیا ہے وہی لائق پرستش ہے اور دین اسلام سب دینون سے بہتر ہے شکر ہے کہ مین نے دین باطل

کو سیارہ کے سمجھانے سے ترک کیا اور مطیع اسلام ہوئی اب مین دین اسلام کو ترک کر کے سامری وغیرہ
کافرون اور نالائقون کی پرستش نکرونگی اور ہمراہی طلسم کشا کی تا دم مرگ ترک نکرونگی پس تجھکو لازم ہی
کہ میرے سمجھانے سے باز آ یہان سے چلا جا اگر تجھکو دعوے اپنے بڑے بڑے سحرون پر ہی تو لشکر
مین جا کر طبل جنگ بجوا طلسم کشا سے مقابلہ کر میرے نزدیک تو مقابلہ کرنے سے انسب یہ ہی کہ میری
طرح تو بھی مطیع اسلام ہو جا دامن ایمان و دولت دین سے بھر لے سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کی پرستش
کو ترک کر کہ وہ سب گویا شیطان تھے اور شیاطین کی پرستش یا پیروان شیاطین کو اپنا معبود جاننا بہت
بڑا ہی سراسر کفر ہی دیکھ تقریر پر میری عمل کر طلسم کشا کی اطاعت و فرمانبرداری مطیع اسلام ہو کے اختیار کر
کہ اسمین بہتری دین و دنیا کی ہی اور اگر خلاف اسکے کرے گا تو پچھتائے گا ایک روز دست طلسم کشا
سے ضرور مارا جائے گا بعد مرنے کے بوجہ کافر ہونے کے نار دوزخ مین جائے گا دین و دنیا سے کچھ
ہاتھ نہ آئے گا اس پر اس ضعیفی مین نادانی اور بیوقوفی نکر میرے سمجھانے کا برا نمان خیال کر کہ زمانہ اس
طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی جو جو علامتین اور نشانات بانیان طلسم نے اور کاہنون نے بیان کیے تھے
اور لکھے تھے وہی آثار ظاہر ہین ضروری یہ طلسم ٹوٹ جائے گا ہاروت جادو نمکحرام مارا جائے گا تو اپنی
جان اسکی دوستی مین نہ دے بیابان جادو نے اسکی تقریر سنکے غضبناک ہو کر کلمات سخت کہکر
وہی ناریل جو ٹی دار جو ہاتھ مین تھا اسپر مارا ناریل بالاے سر دیوانہ جادو جا کر شق ہوا شعلے پیدا ہوے
دھوان ظاہر ہوا دیوانہ جادو مبتلاے سحر ہو کر اس طرح چلائی اے شاہزادہ والا قدر جلد اس کنیز کی خبر
لیجیے ملک قاسم نے فی الفور اسپر عکس لوح کا ڈالا اور لوح کو اسکے تن سے بھی مس کیا سحر دفع ہو گیا
بعد دفع ہونے سحر کے دیوانہ جادو تو خوف بد سے عقب ملک قاسم چھپی لیکن جبار شاہ اور ملک
قاسم نے پکار کر کہا او نابکار اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تجھے یہان لائی ہی یہ کہکر جبار شاہ نے
ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا کہ بیابان جادو نے مع اپنے ہمراہیون کے یکبارگی مختلف سحر کیے جبار
شاہ وغیرہ نے سحرون کو رد کر کے خود بھی سحر کیے اب لڑائی سحر کی ہونے لگی نارنج و ترنج گولے
فولادی جانبین سے چلنے لگے کئی ساحران جانبین بزور سحر باز و عقاب بنکر بر روے ہوا لڑتے تھے
گاہ زمین پر لڑتے ہوے گر کے بصورت فیل و شیر ہو کر باہم لڑتے تھے اور جب ملک قاسم شمشیر
بکف بیابان جادو پر حملہ آور ہوتا تھا وہ خوف سے بشکل طائر ہو کر زمین سے بہت بلند ہو جاتا تھا بیان
کیا ہی داستان گویان شیرین گفتار نے کہ تھوڑی دیر تک صحرا مین خوب لڑائی ہوئی دس ساحر
ہمراہی بیابان جادو کے دست ملک قاسم و جبار شاہ سے قتل ہوے اُنکے مرنے سے تاریکی
ہوئی اور کئی ساحر لشکر ملک قاسم کے جو ہمراہ تھے زخمی ہوے دیوانہ جادو بھی زخمی ہوئی اور
بیابان جادو کے بارے مین کسی نے بیان یون کیا ہی کہ جبار شاہ نے اپنے سحر مین مبتلا کر کے اسے
اسیر کیا اور بعض بعض داستان گویان صحیح بیان نے یون کہا ہی کہ سیارہ بن عمرو نے جھاڑی سے
بشکل ساحر نکلکر ہنگام جنگ غفلت مین بیابان جادو پر جب بیخبر تھا کمند مار کر گرفتار کیا غرض بحر
بیابان جادو گرفتار ہوا ہمراہی اسکے کچھ تو قتل ہوے کچھ بھاگ گئے خبر اس لڑائی کی دونون
لشکرون مین کسیکو بھی بخوبی نہوئی کیونکہ دونون لشکرون سے علحدہ ایک میدان مین یہ لڑائی

واقع ہوئی تھی جب بیابان جادو کو سیارہ نے اسیر کیا فی الفور اُسکی زبان مین سوزن دیکر ایک درخت
کے تنہ مین حلقہاے کمند سے دست وپا اور کمر اُسکی خوب مضبوط باندھی اس مقام پر اگر کوئی صاحب
یہ اعتراض کرینگے کہ جب سیارہ نے بیابان جادو کو اسیر کیا اور زبان مین اُسکے سوزن دیا تو
اُسنے سحر کرکے جان اپنی کیون نہ بچائی جواب اسکا یہ دیا جائیگا کہ اول تو جناب بیہوشی مارکر بیہوش
کرلیا تو بیہوشی کے عالم مین بیابان جادو کیا سحر کرتا دوسرے یہ کہ اگر حلقہاے کمند سے گرفتار کیا
تو حلقے کمند کے جھٹکا دینے سے اس قدر اُسکے گلے مین پیوست ہوگئے تھے کہ منھ اُسکا کھل گیا تھا
آنکھین نکل آئین تھین سانس لینا اُسکو محال تھا ایسی حالت مین وہ کیا سحر کرتا کہ لب ہلانا دشوار تھا بلکہ ممکن
ہی نہ تھا الحاصل جسوقت سیارہ ساحر مذکور کو باندھ چکا کوڑا ہاتھ مین لیکر سامنے اُسکے کھڑا ہوا اور بحکم ملک
قاسم اُسکو ہدایت کرنے لگا وہ اُسکی تقریر سُن کے غضبناک ہونے لگا اشارہ سے کچھ کہنے لگا ہر ایک
مطلب اُسکے اشارہ کا جدا جدا سمجھنے لگا سیارہ اور جبار شاہ اور دیوانہ جادو تو یہ سمجھے کہ باشارہ یہ
کہتا ہی مجھکو مطیع اسلام ہونا منظور نہین ہی اور قاسم وغیرہ یہ سمجھے کہ مطیع اسلام ہونے کا اقرار کرتا ہی اس
وقت قاسم نے سیارہ سے مخاطب ہوکر کہا عمو جان بیابان جادو کو رہا کر دیجیے یہ باشارہ مطیع اسلام
ہونے کو کہتا ہی اُسنے اور جبار شاہ اور دیوانہ جادو نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ ہرگز ہرگز اسکو
رہا نہ کیجیے یہ نابکار مطیع دین اسلام نہوگا یہان تو باہم گفتگو ہو رہی تھی بیابان جادو سُن رہا تھا ہر دل مین
کہتا تھا کہ قاسم تو میرے رہا کرنے کو کہتا ہی سیارہ اور جبار اور میری دختر مانع ہی اگر رہا ہو جاؤن
تو اپنے لشکر مین جاکر آئینۂ جمشیدی صندوقچہ سے نکال کر لشکر کو ہمراہ لیکر یہان آکر ان سب کو برے
سخت دن بلکہ ہلاک کر دون انکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال زاغ جادو کا لکھا جاتا ہی کہ
یہ جو عریضہ اور لوح لیکر چلا تھا نہایت ہوشیاری سے راہ کو طے کرتا ہوا العجائبات تمام دارالامارہ ہاروت
جادو پر پہونچا دربانون سے کہا جلد میرے آنے کی شاہ طلسم سے خبر کرو انھون نے فوراً جاکر ہاروت جادو سے
عرض کیا زاغ جادو در دولت پر آیا ہی امیدوار باریابی ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ گھبرایا ہوا ہی اور بہت خوش ہی اور بزور
سحر قطع راہ کرکے یہانتک آیا ہی ہاروت جادو نے یہ خبر سُنکے حکم دیا جلد اسکو بادولت کے سامنے لے آؤ دیر نہ لگاؤ
ملازم فی الفور زاغ جادو کے پاس آئے کہا چل شاہ طلسم دربار مین تجھکو طلب کرتا ہی وہ مسکراتا ہوا اُسوقت دربار مین
پہونچا کہ سامنے ہاروت جادو کے ایک نازنین رقص و نغمہ کر رہی تھی وہ تخت پر بیٹھا ہوا گا نا رہا تھا اہل دربار بھی بیٹھے
ہوئے تھے ساقی ہر ایک کو شراب پلا رہے تھے ہر ایک ساحر خوش و خرم تھا خصوصاً ہاروت جادو کہ عیش پسند ہی نہایت
نظر غور سے جانب رقاصہ دیکھ رہا تھا اور شادمان تھا ایسے ہنگام مین زاغ جادو نے پہلے باادب
شاہ طلسم کو سلام کیا پھر دست بستہ کھڑا رہا ہاروت جادو نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنے
رتبہ کے دربار مین بیٹھا پھر اشارہ شاہ طلسم سے ساقی نے اُسے جام شراب دیا اُسنے جام
لیکر شراب پی جب شراب پی چکا ایک لحظہ ٹھہر کر ہاروت جادو نے اُس سے پوچھا تو اسوقت
کیون آیا ہی کیا تجھے عرض کرنا ہی اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ فدوی عریضہ بیابان جادو کا خدمت
عالی مین لایا ہی اسمین عجب ایک خوشی اور بشاشی کا مضمون مندرج ہی حضور اس عریضہ کو ملاحظہ فرمائین
یہ کہکر عریضہ مذکور بخدمت ہاروت جادو پیش کیا ہاروت جادو نے خود اُسکو تمام و کمال پڑھ کر

مانند گل شگفتہ ہو کر کثرت کبر و نخوت سے تاج حکومت کو اپنے سر پر کج کیا اور بے اختیار ہنسکر لکارا اے
اہل دربار آگاہ ہو کہ اس وقت مجھکو بدرجہ کمال خوشی و فرحت قلب حاصل ہوئی جو کہ میرے دل مین
اندیشہ و تردد عرصہ دراز سے رہا کرتا تھا آج بعنایت خداوند سامری و جمشید نکاسے دل سے دور کیا مراد
دلی برآئی دشمنان قوی اسیر ہوگئے بیابان جادو اور اسکی دختر نے میرے حکم سے بمقابلہ لشکر طلسم کشا
جاکر عجب کارنمایان کیا طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ ساحران زبردست کو قید کرلیا اب مجھکو مطلق
خوف و خطر کسی سے نرہا اس خوشی کا جشن کرنا ضرور ہے سبھون نے خوش ہوکر عرض کیا حضور کو فتح
مبارک ہو بیشک مقام خوشی ہے جشن کرنا مناسب ہے ہاروت جادو نے سب کی تقریر موافق اپنی
راے کے سنکے ملازمون کو حکم دیا کہ جلدی نہایت تکلف سے بزم عشرت خاص ہمارے اس
قصر مین آراستہ کرو اور جملہ ناظمان دشت و قلعہ و دریا و کوہ کو جو اس طلسم مین ہین نامے حسب الطلب
تحریر کرکے انکو روانہ کرو ملازم موافق حکم کاربند ہوئے ساحران نامی کو محرر لکھنے لگے بزم عشرت کو ملازم
بعنوان شایستہ آراستہ کرنے مین مصروف ہوے ہاروت جادو نے بعد دینے حکم مندرجہ بالا
کے زاغ جادو سے لوح طلسمی طلب کی اسنے اٹھکر لوح رومال سے لپٹی ہوئی دیدی شاہ طلسم
نے رومال سے لوح کو نکال کر دیکھا اور چین بجبین ہوکر زاغ جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ
تو لوح طلسم و قیانوس نہین ہے ایک پتھر کی بیہودہ لوح ہے کچھ عجیب اسپر نقوش ہین کہ جنھین دیکھکر
میری عقل کو حیرانی ہے یہی لوح بیابان جادو نے لوح طلسمی جانکر میرے پاس روانہ کی ہے اور
عریضہ مین لکھا ہے کہ مین نے کارنمایان کیا ہے مجھکو انعام کثیر سرکار دولتمدار سے ملنا چاہیے اسنے
حیران ہوکر عرض کیا جو لوح بیابان جادو نے دی تھی وہی لوح فدوی لیکر حاضر ہوا ہے خادم کو
نہین معلوم تھا کہ یہ لوح طلسمی نہین ہے حضور پھر غور سے ملاحظہ فرمائین یا کتاب سامری مین دیکھین
احوال لوح کا کتاب خداوند سے دریافت کرین ابھی لوح اصلی اور مصنوعی معلوم ہو جائیگی اے شاہ
طلسم کیونکر کہون کہ یہ لوح طلسمی نہین ہے میرے سامنے دلوانہ جادو نے طلسم کشا کے گلے سے
لوح طلسمی اتار کر بیابان جادو کو دی تھی اور اسنے مجھکو دیکر حضور کی خدمت مین روانہ کیا تھا فدوی
اسی طرح رومال مین لپیٹے ہوے لوح کو یہان لایا ہے ہاروت جادو نے غضبناک ہوکر جواب
دیا او نالایق کیا مین اندھا ہون یا نادان ہون کہ لوح اصلی اور نقلی مین تمیز کر نہین سکتا میری
ہی طلسم کی لوح اور مین ہی نہ پہچانون کتاب سامری سے احوال لوح کا دریافت کرون او
بیوقوف تو یہ نہین جانتا ہے کہ عکس لوح طلسمی سے ہر ایک ساحر کے تن کو صدمہ پہونچتا ہے سحر
ساحر بھولتا ہے مین اس لوح کو اپنے زانو پر رکھے ہوے ہون عکس لوح کا مجھپر پڑ رہا ہے کچھ آثار
مذکور ظاہر نہین ہوتے ہین بیشک یہ لوح مصنوعی ہے یا تو یہی لوح تجھکو بیابان جادو نے دی تھی
یا تو نے کسی طرح لوح اصلی طلسمی ضایع و برباد کرکے یہ لوح کہین سے بہم پہونچا کے میرے
سامنے پیش کی ہے کوئی نکوئی وجہ اسمین ضرور ہے جب یہ تقریر ہاروت جادو نے کی زاغ جادو
خوف سے شاہ طلسم کے کانپنے لگا اور قسمین خداوندون کی کھا کر عرض کرنے لگا اے شاہ
طلسم یہی لوح بیابان جادو نے مجھکو دی ہے اس وقت بعض اہل دربار نے عرض کیا حضور

احوال لوح کا بموجب اسکے کہنے کے کتاب سامری سے بھی دریافت کرلین جسوقت کتاب سامری
سے ثابت ہوجائیگا کہ یہ لوح طلسم دقیانوس نہین ہی تو پھر اسکو جانے گفتگو باقی نرہیگی ہاروت
جادو نے اُنکے کہنے سے کتاب سامری مین لوح کے بارے مین یہ نیت کرکے دیکھا کہ آیا یہ
لوح طلسم دقیانوس ہی یا نہین اور یہ لوح کیونکر دستیاب ہوئی ہی جب یہ نیت کرکے کتاب مذکور مین
دیکھا گیا اُس سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوح مصنوعی ہی سیارہ بن عمرو نے عیاری
کی تھی طلسم کشا اور جبار شاہ کو اور دیگر ساحران نامی کو اُسنے بعد بیہوش کرنے دیوانہ جادو
کے اسیر کرلیا تھا اور نشکل دیوانہ جادو یہ لوح نقلی بیابان جادو کو دی تھی اُسنے لوح طلسم جانکر زاغ
جادو کے ہاتھ روانہ کی ہی جبتک حال کتاب سامری سے ظاہر ہوگیا زاغ جادو قائل ہوا شاہ طلسم
کو لوح اصلی نہونے کا پہلے ہی سے خیال تھا اب یقین کامل ہوا اور وہ خوشی مبدل بصدمہ والم ہوئی
اُسی حالت رنج مین حکم دیا اب سامان جشن نکیا جاے اور نامے ناظمان طلسم کو روانہ نکیے جائین
یہ حکم دیکر ہاروت جادو سر بزانو ہو کر بیٹھا آثار حزن وملال چہرہ سے ظاہر ہوے اُس نازنین
کو حکم دیا دربار سے چلی جایئے وہ مع اپنے ساز ندون کے چلی گئی اُس وقت وزراے ہاروت
جادو نے عرض کیا اب حضور کتاب خداوندی مین یہ دریافت فرمایئے کہ دیوانہ جادو پر کیا واقعہ گذرا
طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی جنکو سیارہ نے اسیر کیا تھا وہ اب کہان ہین اور کس
حال مین مبتلا ہین اور بیابان جادو کس فکر مین ہی ہاروت جادو نے جو موافق اُنکے عرض کرنے
کے کتاب سامری مین دیکھا معلوم ہوا طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ کو سیارہ نے قید سے رہا
کردیا ہی دیوانہ جادو مطیع اسلام ہوکر شریک طلسم کشا ہوئی ہی بیابان جادو کو ایک درخت سے
سیارہ نے باندھا ہی کوئی اُسکے قتل کرنے کو کہتا ہی کوئی رہا کردینے کے واسطے اصرار کرتا ہی صحرا
مین بیابان جادو سخت مصیبت مین ہی گرد اُسکے دشمن و دوست ہین دشمن زیادہ ہین دوست
صرف طلسم کشا ہی ہاروت جادو یہ احوال کتاب سے دریافت کرکے وزرا سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کتاب خداوندی سے یہ احوال ظاہر ہوا ہی یہ کہکر جو کچھ حالات کتاب سامری سے معلوم ہوے
تھے اُنسے بیان کرکے کہا اب بیابان جادو قتل ہوا چاہتا ہی اُنھون نے عرض کیا اگر ہمکو حکم ہو تو ابھی
چلے جائین اور اُسکو رہا کرکے حضور کے پاس لے آئین یا رہا کرکے اُسکو اُسکے لشکر مین
پہونچا دین ہاروت جادو نے جواب دیا تم اُسکو جاکر کیا رہا کرسکوگے وہان طلسم کشا اور
جبار شاہ وغیرہ دشمنان قوی موجود ہین تم اُنسے مقابلہ کر نہین سکتے ہو دیکھو مین جاتا ہون اور اسکو
رہا کرکے اُسکے لشکر مین پہونچاے دیتا ہون وزرا نے عرض کیا حضور ابھی چالیس روز نہین
گذرے ہین ایام تخت حضور کے باقی ہین ان دنون مین دولت سرا سے برآے مقابلہ دشمنان قدم
باہر نہ نکالیے ہم نمک خوارون کو حکم جانے کا دیجیے ہاروت جادو نے پھر وہی جواب دیا جو قبل مین
دیا تھا وہ تو مکرر وہی جواب سُنکے خاموش ہوے لیکن ہاروت جادو کچھ اسماے سحر زبان پر جاری
کرکے دفعتاً بیٹھے بیٹھے تخت حکومت پر سے غائب ہوگیا اہل دربار دربار مین بیٹھے ہی رہے زاغ جادو
بھی حیران و پریشان دربار مین موجود تھا ہر ایک ساحر کو یہ تردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی شاہ طلسم

خود برائے رہائی بیابان جادو کے گئے ہین طلسم کشا وہان موجود ہی جبار شاہ بھی، یا خداوند خیر کرین
کچھ ساحران نامی کہتے تھے بادشاہ ہمارا صرف تن تنہا گیا ہی ہم لوگ تو اسکے نمکخوار قدیم ہین ہم بھی اپنے
بادشاہ ذیجاہ کی خدمت مین جاتے ہین وزرائے ہاروت جادو اُنسے کہتے تھے جب ہمکو حکم
جانے کا نہ دیا تو مجھے یقین کامل ہی کہ تمہارا جانا بھی شاید میری دانست مین بادشاہ کو ناگوار ہوگا میرے
نزدیک تو بہتر اور مناسب وقت تو یہ ہی کہ صبر کیے بیٹھے رہو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی بیان تو جملہ اہل دربار
متردد متفکر بیٹھے ہین مگر اب احوال بیابان جادو کا لکھا جاتا ہی کہ وہ اُسی طرح درخت سے بندھا تھا
قریب اُسکے ساحران نامی وغیرہ گرد حلقہ کیے ہوئے بیٹھے تھے اور کچھ دور پر اُس سے ملک قاسم
تھا باہم اُسکی رہائی کے بارے مین نہایت شدومد کے ساتھ تقریر ہو رہی تھی جبار شاہ سب سے زیادہ
اُسکے قتل کرنے کی رائے اپنی ظاہر کرتا تھا اور جب قاسم واسطے رہا کرنے کے کہتا تھا وہ بمجبوری
کہتا تھا آپ کو اختیار ہی اُس کو رہا کر دیجیے یہ سیاہ رد ہرگز دوستی آپ سے نکرے گا مین
اُسکے حال سے بخوبی تمام ماہر ہون مجھسے اُسکا کوئی حال چھپا نہین ہی یہ نہایت ہی درجہ
اول مرے کا نالائق و بدذات ہی قول میرا بالکل صحیح صحیح ہی اسمین ذرا سا بھی جھوٹ کا لگاو نہین ہی
ملاحظہ کیجیے اشارہ سے یہی کہتا ہی کہ میری زبان سے سوزن نکال لو مجھکو رہا کرو وہ یہ نہین کہتا ہی
کہ مین مطیع اسلام ہو کر آپکی اطاعت و فرمانبرداری بخوشی خاطر منظور و اختیار کرتا ہون قاسم کہ ہمیشہ
سے ضدی ہی وہ یہی کہتا تھا کہ یہ ساحر اشارہ سے مطیع دین اسلام ہونے کو کہتا ہی ہنوز یہی گفتگو ہو
رہی تھی کہ ناگاہ ہوائے سرد چلی جبار شاہ اور جملہ ساحران نامی جو اُس جگہ موجود تھے اُس ہوائے
سرد سے راحت پاکر آنکھین کچھ بند کر کے مانند مستون اور مجذوبون کے جھومنے لگے ایک دوسرے
سے کہنے لگا اس وقت کیا ٹھنڈی ٹھنڈی فرحت افزا ہوا چل رہی ہی کہ بے اختیار آنکھون مین نیند چلی آتی
ہی اور مارے اونگھائی کے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین رات بھی دل چاہتا ہی کہ چادر تان کے اس
ٹھنڈی ہوا مین خوب سوئیے اکثر تو یہ کہکر زمین پر لڑکھڑا کر گرے بعض ساحر مثل جبار شاہ کے
صرف کھڑے ہوئے چشم نیم وا جھومتے تھے سیارہ بن عمرو ہوائے سرد کھا کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا
قاسم یہ حال دیکھکر اپنے دل مین نہایت حیران و پریشان ہوا کہ دفعتاً یہ کیا ہوا ساحر لڑکھڑا کر کیون
زمین پر گر پڑے سیارہ کیون بیہوش ہوگیا جبار شاہ کیون مستون کے مانند جھوم رہا ہی یہ کیا
باعث ہی یہ کیسی ہوا چلی ہی ابھی قاسم حیران تھا اور ارادہ کرتا تھا کہ سیارہ بن خواجہ عمرو کو جا کر ہوشیار
کرنا چاہیے اور ساحرون کو زمین سے اُٹھا کر سبب اس طرح گر پڑنے کا دریافت کرنا چاہیے
ناگاہ سوئے فلک پہلے ایک برق چمکی پھر مانند برق جہندہ کے ایک پنجہ اس طرح بیابان جادو
کے کمر پر گرا کھینچے تمام حلقہائے کمند اُسکی گردن و دست و پا سے مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ کر
جدا ہوگئے پھر وہ پنجہ اُسکو اُٹھا کر سوئے فلک بعجلت تمام بلند ہو گیا اور بعد بلند ہونے
کے ایک آواز آئی ای طلسم کشا آگاہ ہو مین ہاروت جادو بادشاہ طلسم دقیانوس
دیکھ یون اپنے خیر خواہ ملازم جلیل القدر کو رہا کر کے لیے جاتا ہون کیا کہون اس وقت ٹھہر نہین
سکتا ورنہ جبار شاہ اور جملہ تیرے ہمراہیون کو قتل کر کے تجھکو اُنکے غم و الم مین اشک خون

رولاتا یہ آواز دیکر وہ پنجہ اس قدر بلند ہوا کہ نظر **ملک قاسم** سے پنہان ہو گیا اُس وقت ہر چند **قاسم** کو بہت غصہ آیا لیکن مجبور ہو کر غصہ کو ضبط کر کے کہا او نابکار غضب کیا کہ پوشیدہ طور سے آکر **بیابان جادو** کو اُٹھا کر لیگیا اگر مرد میدان نبرد تھا تو میرے روبرو آتا مجھسے مقابلہ کر کے دلیرانہ **بیابان جادو** کو لیجاتا خیر اس وقت تو وہ نامعقول مجھے **غافل** پاکر **بیابان جادو** کو لے گیا آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکر **سیارہ** اور جملہ ساحرون کے قریب تر آکر لوح طلسمی کا **عکس** ڈالکر سحر کو دفع کر کے سبکو ہوشیار کیا اور تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا **جبار شاہ** وغیرہ نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ **ہاروت جادو** نے پوشیدہ آکر سب پر سحر کیا تھا ہم سب اُسکے آنے سے مطلق بیخبر تھے بوجہ غافل ہونے کے اُسکے سحر نے سب پر اثر کیا ورنہ وہ **بیابان جادو** کو کیا لے جاتا مین خود اُس سے دلیرانہ مقابلہ کرتا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اپنے لشکر مین چلیے اہل لشکر آپ کے اسیر ہوجانے سے مغموم و حزین ہونے لگے انسی طرح اور ساحرون نے بھی کہا **ملک قاسم** سب کے ہمراہ اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز قریب اپنے لشکر کے پہونچا دیکھا سب فرودگاہ سپاہ پر پہونچ کر ارادہ قیام کرنے کا کر رہے تھے جب سب نے دیکھا کہ **ملک قاسم** اور **جبار شاہ** وغیرہ بصحت و عافیت آئے ہین از حد خوش ہوئے اُس وقت **قاسم** اور **جبار شاہ** نے جو ساحر زخمی تھے اُنکے علاج کے واسطے فی الفور جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے حکم **طلسم کشا** سے علاج اُنکا کرنے لگے **قاسم** اور **جبار شاہ** وغیرہ ساحران نامی توانی اپنی بارگاہ اور خیام مین داخل ہوئے لیکن **دیوانہ جادو** نے اپنی بارگاہ مختصر برپا کرا کے داخل بارگاہ ہو کے **سیارہ** کو طلب کر کے کہا چونکہ قبل اسکے مین **طلسم کشا** اور اُسکے اہل لشکر کی دشمن تھی اسی وجہ سے مین نے بہت سے ساحران مطیع اسلام کو اپنے سحر مین مبتلا کر کے دیوانہ کر دیا تھا اب مین اہل اسلام کی دوست ہوں اور خود بھی مطیع اسلام ہوئی ہوں لہذا چاہتی ہوں کہ اُن دیوانون کے پاس جاکر اُنپر سے سحر کو دفع کروں اپنی زندگی مین سوائے اِسکے اور جو کچھ نیکی ہو سکے **طلسم کشا** سے کریون آخر تو **قتل** ہوجاؤن گی باپ میرا آرہا ہو گیا ہے وہ ضرور ہی مجھکو **قتل** کر ڈالے گا اور اب آئینہ **جمشیدی** لاکر قیامت برپا کرے گا لشکر **طلسم کشا** کو درہم و برہم کر دے گا عکس اُس آئینہ کا جس پر پڑے گا گویا موت اُسکو نظر آئے گی **سیارہ** نے جواب دیا ای **دیوانہ جادو** سحر تو اُن ساحران لشکر **طلسم کشا** پر سے اُتارنا ضروری ہے لیکن تم **بیابان جادو** سے خوف نکرو کیا مجال اُسکی کہ وہ تمکو ہلاک کر سکے ہلاک کرنا تو بہت امر مشکل ہے وہ اچھی طرح سے آنکھ بھی نہین ملا سکتا ہے اگر اُسکے پاس آئینہ **جمشیدی** ہے تو دیکھا جائے گا کوئی صورت اُسکے برباد کرنے کی ضرور بالضرور کی جائے گی دیکھنا اِس طرح اسکو ٹکڑے ٹکڑے کرونگا کہ تم حیران ہو جاؤ گی **دیوانہ جادو** گفتگو **سیارہ** کی سنکر فی الجملہ خوش ہوئی اور اُسی وقت **سیارہ** کو ہمراہ لیکر اُس صحرا مین جہاں قبور پر دور دور سے دیوانے بیٹھے ہوئے دیوانہ پن کی باتین کر رہے تھے اور باہم **عشق دیوانہ جادو** مین لڑ رہے تھے گئی ہر ایک ساحر **دیوانہ جادو** کو دیکھکر دونون ہاتھ پھیلا کر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اور شکایت بے التفاتی و بیمروتی کی کرتا ہوا مصائب زمانہ فرقت کے ظاہر کرتا ہوا تمنائے وصل کا

اظہار کرتا ہوا بے اختیار دوڑا اور قریب تر دیوانہ جادو کے آکر ہر ایک نے چاہا کہ اُس سے
لپٹ جائے مدعائے دلی برلائے اُس وقت دیوانہ جادو نے ہر ایک دیوانہ سے کہا بے مجھے
علیحدہ رہو دور جا کر کھڑے رہو گھبراؤ نہین مین تم سے نیکی کے ساتھ پیش آؤنگی دیوانون نے
کہا ہمکو بالکل تاب صبر کی نہین ہی جلد تر سینہ سے لپٹ جاؤ اب ہمین برداشت جدائی کی نہین
ہی یہ کہتے تھے اور باہم لڑتے تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا تو عشق ظاہر کر کے میری محبوبہ سے
طالب وصل ہی مجھسے ڈرتا نہین پیپر ے روبرو ایسی تقریر کرتا ہی جب یہ حال سیارہ نے دیکھا
کہا اے دیوانہ جادو جلد ان سب پر سے سحر کو دفع کرو ورنہ انمین سے بہت ساحر باہم لڑ کر ہلاک
ہو جائینگے اُسنے موافق کہنے سیارہ کے فی الفور ابر سحر پیدا کر کے اشارہ کیا پانی بڑی زور
زور شور سے برسنے لگا پانی سے تمام ساحر نہانے لگے دمبدم ہوش سب کو آنے لگا تھوڑی
دیر مین سب ساحرون پر سے وہ کیفیت زائل ہو گئی یعنی سحر دفع ہو گیا ہر ایک کو بخوبی
ہوش آگیا صحرا مین اپنے تئین قریب قبرستان دیکھکر ہر اک ساحر کہنے لگا ہمکو یہان کون
لایا ہم تو لشکر طلسم کشا مین تھے سیارہ نے جواب دیا تم نے ہنگام جنگ دیوانہ جادو سے میدان
مین مقابلہ کیا تھا وقت مقابلہ دیوانہ جادو کے سحر مین مبتلا ہو کر یہان آکر بیٹھے تھے اب سحر اپنا
دیوانہ جادو نے تم پر سے دفع کر دیا ہی تمکو ہوش آیا ہی دیوانہ جادو مطیع اسلام ہوئی ہی پہلے
تمہاری دشمن تھی اب دوست ہی دو روز تک قبرستان مین بیٹھے پڑے رہے ہو اب لشکر طلسم کشا
مین چلو وہ سب موافق کہنے سیارہ کے ہمراہ دیوانہ جادو و سیارہ کے وہان سے سحر کی سواریون پر
سوار ہو کر سیارہ کو تخت سحر پر بٹھا کر سوے لشکر روانہ ہوئے بعد قطع راہ کے لشکر مین پہونچے
ملک قاسم کو ان سب کی آنے کی خبر خدمتگارون نے پہونچائی ملک قاسم نے یہ خبر سنتے ہی فی الفور
اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بہت جلد اُن لوگون کو ہمارے روبرو بلا لاؤ ملازمون نے اس حکم کے پاتے ہی فوراً
اُنکو ملک قاسم کے روبرو حاضر کیا اُنمین سے ایک نے واسطے آداب و تسلیم کے سر جھکایا قاسم
نے جواب سلام دیکر ہاتھ سے اشارہ بیٹھنے کا کیا سب لوگ موافق اپنے عہدے او مرتبہ کے
بیٹھے دیوانہ جادو بھی بیٹھی سیارہ بھی اُس مقام پر موجود رہا ملک قاسم نے دیوانہ جادو کی بہت کچھ
تعریف و ثنا کی اُسنے دست بستہ عرض کیا اب مین حضور کی تابع فرمان تمام عمر رہونگی کسی طرح
سے اطاعت حضور سے منھ نہ موڑونگی اور مثل ایک کنیز کے مجھے سمجھے تھوڑی دیر تک جملہ ساحر
مذکور بارگاہ مین بیٹھے رہے بیکشی سے لطف اُٹھاتے رہے بعد حکم ملک قاسم سے ہر ایک بارگاہ
سے نکلکر اپنی بارگاہ اور خیمہ مین جا کر راحت پذیر ہوا یہان تو لشکر قیام گزین ہوا ہی مگر اب احوال
ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار جو بیابان جادو کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا اپنے طلسم
مین کوہ زمرد رنگ پر کہ وہان کی حاکم و ناظم زمرد جادو ایک نازنین مہ جبین تھی پہونچا اُسنے خیمہ
پاکر مع جملہ ساحران نامی کے استقبال کیا اور اپنے قصر مین لے گئی اور بعزت تمام تخت پر بٹھایا
بعد مزاج پرسی و شراب ناب پلانے کے پوچھا اے شاہ ذیجاہ اس وقت آپ کہان سے تشریف
تشریف لانے مین ہاروت جادو نے بیابان جادو دکھا کر تمام حال بیان کیا اُسنے عرض کیا

حضور رنے واسطے رہائی بیابان جادو کے کیون تکلیف گوارہ کی مجھکو حکم ہوتا تو مین فوراً انکو رہا کرکے
لے آتی اور تمام دشمنان حضور کو نیست و نابود کردیتی ہاروت جادو نے اس نازنین کو جواب دیا
کہ یہ کام بہت مشکل تھا اسمین نہایت دقت اور جانفشانی کا سامنا تھا تمسے یہ دشواری سرانجام ہوتا مین نے
اس وجہ سے تمکو اطلاع نہین دی اب وقت ضرورت تمکو بھی بمقابلہ دشمنان جانا ہوگا یہ کہکر بیابان جادو
کی زبان سے سوزن نکلواکر کہا اے بیابان جادو اب تو اپنے لشکر مین جا خبردار اب اس طرح مقابلہ
نکرنا کہ اسیر ہوجاتا ورنہ طلسم کشا تجھکو قتل کرڈالے گا بعد اس تقریر کے یہ بھی کہا کہ تونے لوح مصنوعی
میرے پاس بدست زاغ جادو روانہ کردی لوح کو دیکھ بھی نہ لیا بڑا دھوکا کھایا سیارہ سے اب
ہوشیار رہنا اسنے نادم ہوکر عرض کیا بیشک مین نے بہت بڑا دھوکا کھایا اب تو مین بہت ہوشیار
رہونگا یہ عرض کرکے سحر سے بصورت عقاب بنکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا زمرد جادو نے قصد
دعوت ہاروت جادو کا کیا ہاروت جادو نے صرف تھوڑی دیر بیٹھکر ناچ اور گانا ایک نازنین کا دیکھکر اور
سن کے اور دو تین جام دست زمرد جادو سے لیکر شراب پی کر طعام دعوت کھانے سے انکار کرکے
اس سے رخصت ہوکر اپنی دارالامارہ کی طرف تخت طاؤسی سحر پر بیٹھکر روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے دربار
مین پہونچا اہل دربار واسطے تعظیم شاہ کے اُٹھے ہاروت جادو نے تخت سحر سے اُترکر تخت
حکومت پر بیٹھکر وزرا سے مخاطب ہوکر کہا اگر بد دولت نجاتے تو بیابان جادو قتل ہوجاتا بد دولت نے
جاکر اسے رہا کرکے اُسکے لشکر مین روانہ کردیا وزرا نے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین ہاروت
جادو نے بعد سننے تقریر وزرا کے زاغ جادو کو بجانب لشکر بیابان جادو روانہ کیا زاغ سحر سے بصورت
طائر اُڑتا ہوا بعد طے کرنے راہ کے قریب لشکر پہونچا تھا کہ دیکھا بیابان جادو بشکل عقاب اُڑتا ہوا
آتا ہے زاغ ٹھہر گیا جب بیابان جادو آیا بصورت اصلی ہوکر زاغ جادو نے سلام کیا بیابان جادو
نے بصورت اصلی ہوکر پوچھا کیا تو دربار شاہ طلسم سے آتا ہے اسنے عرض کیا ہان وہین سے آتا ہون
یہ سن کے بیابان جادو نے اُسکو اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر نے
سلام کیا بیابان جادو نے اُن ساحرون کو جو ہنگام جنگ مغلوبہ بھاگ گئے تھے نظر غضب سے
دیکھکر کہا تم بڑے نامرد ہو کہ میرے ہمراہ واسطے لڑنے کے گئے تھے وقت جنگ مجھکو تنہا چھوڑکر
چلے آئے اپنی جان کا تو تمنے خیال کیا مگر تمنے ذرہ برابر بھی میرا خیال نہ کیا تم سے آئندہ کو کیا اُمید
کرنا چاہیے اُنھون عرض کیا ہم اس وجہ سے ہنگام جنگ مغلوبہ عرصہ جنگ سے اس طرف آگئے
تھے کہ اہل لشکر کو لڑائی سے اطلاع دیکر تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر آپ کی خدمت مبارک مین جاکر
اچھی طرح جی کھول کے سب دشمنون سے مقابلہ کرین بیابان جادو نے جواب دیا تم بالکل لغو اور جھوٹی
باتین بناتے ہو محض اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر ادھر آگئے تھے یہ کہکر حکم دیا طبل جنگ بجایا
جاے ہم کل وقت سحر طلسم کشا وغیرہ سے مقابلہ کرینگے اور اس طرح لڑینگے کہ دیکھنے والون کو
سخت حیرت ہوگی یہ لڑائی ہماری ساحرون کو تمام عمر یاد رہیگی حسب الحکم اُسی وقت ساحرون نے
موافق اپنے طریقہ اور دستور کے طبل جنگ بجایا جب خبر نواخت طبل جنگ بذریعہ سیارہ بن عمرو
ملک قاسم کو پہونچی اُس بہادر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی طبل جنگ

بجایا جاے چنانچہ اُسی وقت موافق حکم کے ملازمون نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی اُس وقت سے تمام رات
دونون لشکرون مین ساحرون نے خوب طیاری لڑائی کی کی ہر ایک ساحر نے اپنا اپنا سحر تیار
کیا جب زمانہ وہ آیا کہ سیاہی شب دور ہوئی اور سفیدی آسمان پر نمایان ہوئی مالک قاسم نے نماز
سحر پڑھکر بارگاہ سے برآمد ہوکر مرکب طلسمی پر سوار ہوکر جبار شاہ اور تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر
بصد فغان و شوکت عرصہ جنگ مین گیا تھوڑی دیر کے بعد اُس طرف سے بیابان جادو بھی مع
اپنے لشکر کے میدان کارزار مین آیا اُس وقت حسب دستور میدان جنگ کی بہت اچھی طرح درستی
ہوئی بعد ازان صف آرائی ہر دو لشکرون کی ہوئی بعد صف آرائی کے بعوض نقیبون اور کڑکیتون
کے دونون لشکرون کے ساحرون نے باجے مختلف بجائے جنگی آواز سے ہر اک ساحر
کے دل مین حوصلہ لڑائی کا ہوا اول لشکر بیابان جادو سے ایک ساحر مسمے جلاد جادو کہ ساحران
زبردست سے تھا مرکب سحر پر سوار ہوکر تیغہ سحر ہاتھ مین لیا اور بیابان سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر
سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے آیا اور مرکب کو بالاے ہوا روک کر طلسم کشا سے مخاطب ہوکر
پکارا ای مالک قاسم سواے تمہارے تمہارے لشکر مین جس کو تمنّاے مرگ ہو میرے مقابلے
کے واسطے میرے روبرو بہت جلد روانہ کرو مالک قاسم نے اُسکی تقریر سُن کے اپنے لشکر کے
داہنی طرف دیکھا فی الفور نامل جادو جو سیارہ بن خواجہ عمرو کو لیکر آیا تھا اجازت جنگ کی لیکر
اژدر سحر پر سوار ہوکر اُسکے روبرو گیا جلاد نے اُس سے پوچھا کیا تجھکو سوے عدم جانا منظور ہی
جو تو اسطرح میرے مقابلہ کو آیا ہی چل دور ہو میرے سامنے سے تیرے ساتھ مین کیا مین اپنی اوقات
اور بیش قیمتی وقت کو خراب کرون بجز مکن ہی تجھ ادنی ساحر سے مقابلہ کرکے سر میدان ذلیل وخوار
ہون اور تجھکو قتل کرکے کیا حصہ نبرد مین رسوا ہون جا اپنے لشکر مین جب کوئی ساحر ہم رتبہ وہم پلہ میرا
مجھسے لڑانے آئے گا اُس سے البتہ بلا تامل لڑونگا نامل جادو نے نہایت برہم ہوکے اور طیش مین
آکر اُس سے یون ہم کلام ہوا او نابکار تو مجھکو کیونکر حقیر جانتا ہی مین ابھی تجھکو ایک ہی وار مین تیغ تیز سے
قتل کرونگا تو بھولا کس گھمنڈ پر ہی ذرا مجھسے آمادہ پیکار ہو تو سہی اُسنے غضبناک ہوکر اور اپنے ہونٹھ چباکر
کہا مین نے چاہا تھا کہ ایسے ادنے ساحر کا زمین پر خون نہ بہاؤن اگر تو نہین مانتا ہی خیر مجبوری تجھسے
لڑتا ہون اور تجھکو بھی اجازت دیتا ہون کہ حوصلہ اپنے دل کا بخوبی آج کے روز اپنی قوت بھر
نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے کسی طرح پر جانبر نہوگا نامل جادو نے جواب دیا او کافر بد اعمال
پہلے تو ہی کوئی سحر کر یا تیغہ سحر لگا جب خدا ہمارا ہمکو تیرے ہاتھ سے بچائے گا اُس وقت ہم بھی تجھپر سحر
کرینگے اُس نے جھلا کر وہی تیغہ سحر خبردار خبردار کہکر سر پر لگایا ادھر نامل جادو نے بزور سحر چند سپرین
سحر کی بالاے سر لیا لیکن تیغہ مذکور سب سپرون کو کاٹکر اُسکے سر پر آیا پھر سر کو کاٹکر تا سینہ و شکم اُتر
آیا نامل جادو دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا اُسکے مرنے سے ایک تاریکی سی چھاگئی سیارہ کو
اُسکے مرجانے کا حد سے زیادہ صدمہ عظیم ہوا مالک قاسم کو بھی گونہ رنج ہوا جلاد جادو نامل جادو
کو قتل کرکے نعرہ زن ہوا کہ اب اور کوئی اجل رسیدہ میرے سامنے آئے اُس وقت جبار شاہ نے
ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا کیا تھا کہ دیوانہ جادو نے اُس سے عرض کیا آپ تامل فرمائین یہ خادم آپکی

جاتی ہی اور اسکو گرفتار کرکے ابھی لاتی ہی یا سر میدان جنگ قتل کرتی ہی جبار شاہ نے کہا ای دیوانہ
جادو تو زخمی ہی اس نابکار سے لڑنے کو بجا اسنے عرض کیا ای شاہ طلسم کنیز کچھ ایسی زیادہ
زخمی نہین ہی اس سے مقابلہ بخوبی کریگی لہذا اس فدویہ کو نہ روکئے بلکہ اجازت جانے کی دیجیے جبار
شاہ نے کہا خیر تجھکو اختیار ہی دیوانہ جادو ملک قاسم سے اجازت حرب لیکر طاوس سحر پر سوار
ہوکر دلاورون کے مانند اسکے سامنے گئی اور کہنے لگی او نابکار بیوہ سحر کا وار کر اسنے برہم ہوکر کہا
ای دیوانہ جادو تو مجھسے نہ لڑ مجھکو یہ خیال ہی کہ اگر تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگی تو بیابان جادو
ہمارے مالک وافسر کو صدمہ عظیم ہوگا مجھسے نہین ہوسکتا کہ مین تجھ پر تیغ سحر کو علم کرون کیونکہ مین نے
بیابان جادو کا بہت دنون نمک کھایا ہی اور تو اسکی دختر ہی دیوانہ جادو نے جواب دیا او نابکار پاس
اور لحاظ نمکخواری کا نکر یہ میدان جنگ ہی حریفانہ مجھ سے مقابلہ کر اسنے مجبور ہوکر بیابان جادو کی طرف
دیکھا اسنے پکار کر کہا ای جلاد جادو یہ گیسو بریدہ شریک طلسم کشا ہوگئی ہی اسپر رحم نکر مانند مائل جادو
کے اسکو قتل کر یا اسیر کرکے میرے روبرو لے آ جلاد نے تیغ سحر تو نہ لگایا لیکن ایک ناریل چوٹی وار جھولی
سے نکالکر سحر اسپر دم کرکے سامری کو پکار کر وہی ناریل جانب دیوانہ جادو مارا ادھر دختر بیابان
جادو نے کارد سحر نکال کر اس ناریل کی طرف پھینکی دیکھنے والون نے دیکھا کہ ہنوز وہ ناریل سر دیوانہ
جادو تک نہ آیا تھا کہ اسی کارد سے ناریل دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا جلاد اپنے حربے
کارگر نہونے سے غضبناک ہوا کہنے لگا ای دیوانہ جادو ہوشیار ہوجا کہ ابکی مرتبہ جانبر نہوگی اس
میرے تیغہ سحر سے حریف کا زندہ رہنا دشوار ہی یہ کہکر مرکب سحر کو بڑھا کر تیغہ سحر مارا دیوانہ جادو
نے روکنا تیغہ کا مناسب نجانکر سحر سے غرق زمین ہوگئی تیغہ سحر سے جان اپنی بچائی بعد ایک دم کے
زمین سے نکلکر برق بنکر سر جلاد پر بلند ہوکر گری اس وقت سب نے دیکھا کہ جلاد جادو نے
بھی واسطے اپنی جان بچانے کے زمین مین غرق ہونے کی فکر کی تھی ہنوز کلمات سحر ورد زبان کیے
تھے کہ برق مذکور اسکے سر پر گری اور جلا کر خاک سیاہ کرکے پھر بلند ہوکر بالاے زمین آکر بصورت
اصلی ہوکر اپنے طاوس سحر پر سوار ہوئی اس وقت جلاد جادو کے ہلاک ہونے سے تاریکی زیادہ
ہوئی ہوائے تند بہت زور شور سے چلی بعد سحر کے اسکے نام سے پکارے کشتی مرا کہ نام من جلاد
جادو بود بیابان جادو ساحر مذکور کے ہلاک ہونے سے بدرجہ اتم رنجیدہ و ملول ہوا ادھر جملہ
ساحران مطیع اسلام اور ملک قاسم عالیمقام خوش ہوئے جب وہ تاریکی دفع ہوئی لشکر بیابان جادو سے
زاغ جادو نکلکر سامنے دیوانہ جادو کے آیا اسکو بھی بعد جنگ عظیم کے دیوانہ جادو نے کارد سحر
مار کر ہلاک کیا اسی طرح چند ساحرون کو دختر بیابان جادو نے قتل کیا بعدہ ایک ساحر مسمّیٰ بہ ہوم
جادو کہ افسران لشکر ساحران سے تھا اور سحر مین بیابان جادو سے چندان کم نہ تھا برہم ہوکر تخت
سحر پر سوار ہوکر بیابان جادو سے اذن جنگ لیکر میدان مصاف مین روبروے دیوانہ جادو
آیا اور کہنے لگا او دیوانہ جادو تو نے بڑا غضب کیا کہ چند ساحران نامی کو قتل کیا اب مین انکے
خون کا انتقام تجھسے لونگا جسطرح تو نے انکو ہلاک کیا ہی اسی طرح تجھکو ہلاک کرونگا دیوانہ جادو
نے جواب دیا او اجل رسیدہ تو کیا مجھکو ہلاک کریگا تو ہی مانند زاغ جادو وغیرہ کے ہلاک ہوگا

اُسنے یہ تقریر سن کے اور برہم ہو کے ایک گلدستہ جھولی سے نکال کر سحر اُسپر دم کر کے سامری
و جمشید کو پکار کے سوے صحرا مارا وہ دور جا کر شق ہوا ہر ایک پھول اُسکا شعلہ ہو گیا دھوان اور
تاریکی بھی پیدا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے اُسی دھوئین اور تاریکی سے ایک ساحر سیاہ شکل نہایت مہیب
صورت زنجیر بدست پیدا ہو کر سامنے موہوم جادو کے آیا اور کہنے لگا اے موہوم جادو بعد ایک مدت
دراز کے کیون تو نے مجھکو طلب کیا ہے کیا مطلب ہے بہت جلد یہ احوال بیان کرو اُسنے جواب دیا
مین نے تمکو محض اس واسطے بلایا ہے کہ یہ سامنے دیوانہ جادو طاؤس سحر پر سوار ہے اور میری حریف
و دشمن ہے اسکو گرفتار کر کے اوسی زنجیر مین باندھ کر میرے روبروے آؤ اُسنے یہ تمام اسکی سن کے
کہا اگر تیرا یہ مدعا ہے تو پہلے بھینٹ میری مجھکو دے اُس وقت موہوم جادو نے کارد سے پیشانی اپنی شگافتہ
کر کے خون چلو مین بھر کے کہا یا نعمل یہ لو بعدہ خون نوک تمکو دیا جائیگا اُسنے منھ پھیلا دیا اُسنے تمام خون چلو سے
اُسکے دہن مین ڈال دیا وہ خون چاٹ کر زنجیر ہلاتا ہوا مانند بلاے ناگہانی کے جانب دیوانہ جادو چلا ساحران مطیع
اسلام کو یہ حال دیکھکر تردد ہوا خصوصاً جبار شاہ کو بہت اندیشہ ہوا دل مین کہنے لگا اب دیوانہ جادو کا گرفتار ہونا مشکل ہے
ابھی جبار شاہ اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ دیوانہ جادو نے بجاے خود تجویز کیا کہ اس بلا سے بچنا چاہیے اور موہوم
جادو کے سحر کے بہیر کو دفع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالکر ایک گوہر کلان کہ تحفہ طلسمی تھا
نکالا اور سینہ پر کینہ پر اُسکے مارا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ موتی ساحر مہیب صورت کے سینہ کو توڑ کر
نکل گیا اور پھر دست دیوانہ جادو مین آ گیا ساحر مذکور مانند شمع کافوری کے جلکر خاک ہو گیا موہوم
جادو اپنے سحر کے ٹٹنے سے بدرجہ کمال رنجیدہ و خجل ہوا ندامت سے سر جھکا لیا اور ساحران
مطیع اسلام اور جبار شاہ وغیرہ نے بآواز بلند دیوانہ جادو کی تعریف کی ملک قاسم نے
بھی بے اختیار کہا اے دیوانہ جادو کیا خوب تمنے اس بلاے جان کو نیست و نابود کیا ہے اُسنے جبار
شاہ اور ملک قاسم کو تسلیم کر کے عرض کیا ابھی حضور نے میرے سحر ملاحظہ نہین کیے ہین اگر زندہ
رہی تو میرے سحر کو ملاحظہ کیجیے گا اس فدویہ نے طرح طرح کے سحر تیار رکھے ہین ہنگام
ضرورت اُن سحرون سے دشمنون کو ہلاک کرونگی اپنے سحرون کا حضور کو تماشا دکھاؤن گی
یہ کہکر چند بال اپنے سر کے توڑ کر انپر کچھ سحر پڑھ کر سوے موہوم جادو پھینکے وہ زنجیر لان
بنکر سمت حریف مذکور چلے یہان تک کہ گردن مین اُس بد انجام کے لپٹنے لگے ہر چند اُسنے سحر دفع
کرنا چاہا مگر ممکن نہوا وہ بال واسطے اُسکے اسیری کے وبال ہو گئے زور گردن مین اُسکے مانند طوق
گلوگیر کے لپٹے اُس وقت موہوم جادو کا یہ حال تھا کہ دیوانہ وار زنجیرین گردن مین اُسکے پڑی تھین
ایک سر از نجیر کا لٹک رہا تھا وہ نابکار دام سحر مین مبتلا ہو کر چارون طرف حیران ہو کر دیکھ رہا تھا منھ کھلا
ہوا تھا زبان مانند سگ دیوانہ کے منھ سے باہر نکلی تھی رال ٹپکتی تھی سحر بھول گیا تھا حواس
درست نتھے دیوانہ جادو نے طاؤس سحر کو آگے بڑھا کر سر از نجیر کا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ نابکار
منھ کے بھل تخت سے زمین پر گرا اور کھنچتا ہوا زمین پر چلا بیابان جادو یہ حال دیکھکر گھبرایا ادھر حیلہ
مردمان لشکر نے شور تحسین و آفرین کیا بآواز بلند دیوانہ جادو کی تعریف کی ساحران لشکر حریف
کو رنج ہوا اور غصہ آیا خصوصاً بیابان جادو کو اس وقت موہوم جادو کے اسیر ہونے کا بہت

برنج وملال ہوا اور بدرجہ کمال غضبناک ہوا ہرچند غصہ کو ضبط کیا مگر ضبط نہو سکا آخرکار اسی عالم برہمی مزاج مین
تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر واسطے رہا کرنے موہوم جادو کے اور واسطے ہلاک کرنے اپنی دختر کے
بڑھا ادھر سے واسطے مدد لوانہ جادو کے ملک قاسم تیغ تیز نیام سے کھینچکر آگے بڑھا جسوقت
ملک قاسم بڑھا جبار شاہ اور جملہ اعلائے اونے ساحر یکبارگی نارنج و ترنج اور گلدستے اور گولے فولادی
اور نایل چوٹی دار وغیرہ ہاتھون مین سے لیکر آگے بڑھے بہ سبب کیا آگے بڑھے گویا دو دریائے لشکر
روان ہوے جب دونون لشکر باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی نارنج و ترنج وغیرہ ساحر اپنے اپنے
حریف پر مارنے لگے لشکر جانبین کے ساحر ہلاک ہونے لگے صدائین غمناک اُنکے نام سے بر اُنکے نخر
کے وینے لگے تاریکی ساحرون کے مرنے سے ہونے لگی جو زخمی ہوکر زمین پر گرے وہ خاک پر مانند
مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگے زمین خون ساحران سے گلرنگ ہونے لگی بلکہ دریائے خون عرصہ نبرد
مین جاری ہونے لگا دونون طرف سے لڑائی مین کد اور کوشش ہونے لگی ادھر سے ملک قاسم
و جبار شاہ وغیرہ لشکر مخالف کے ساحرون کو بکثرت قتل و ہلاک کرنے لگے اس طرف سے بیابان جادو
ساحران مطیع اسلام کو عکس آئینہ جمشیدی ڈالکر جلانے لگا لشکر کو پامال کرنے لگا جس طرف گیا
صدہا ساحران اونکے کو جلاکر خاک سیاہ کیا چھوٹے چھوٹے ساحر اسکے خوف سے پسپا ہونے
لگے یہ حال دیکھکر ملک قاسم اور جبار شاہ نے چھوٹے چھوٹے ساحرون کو بہ آواز بلند پسپا
ہونے سے منع کیا اور کہا کیسے تم مرد ہو کہ میدان جنگ سے ہٹے جاتے ہو وہ سب پھر دلیر ہوکر
آگے بڑھے مختلف سحر کرنے لگے راوی ناقل ہے کہ اس وقت جنگ مغلوبہ صحرا مین خوب ہو رہی تھی ہزارہا
ساحر بروے ہوا اپنے حریفون سے طائران مختلف ہوکر لڑتے تھے ہزارہا ساحر بروے زمین
جنگ آزما تھے لاشے ساحران ہر دو لشکر کے عرصہ جنگ مین برابر گر رہے تھے اُنکے مرنے سے
تاریکی ہو رہی تھی پر درد ہوا سے تند چل رہی تھی غبار بلند تھا آوازین ساحرون کے مرنے کی آرہی
تھین لڑائی غضب کی ہو رہی تھی ابر سحر سے پانی اکثر ساحر اپنے حریفون پر برسا رہے تھے اکثر برق
بنکر اپنے دشمنون پر کڑک کڑک کر گر رہے تھے انکو جلاکر خاک کر رہے تھے بعض بعض ساحر مانند رعد
صدا بلند کرکے اپنے حریفون کو ہلاک کرتے تھے لاشے بالائے خاک تڑپتے تھے زمین دشت خون
ساحران سے رشک لالہ زار تھی نہین نہین خون عرصہ نبرد مین از حد جاری تھا شور و غل ہو رہا تھا
ملک قاسم جس طرف شمشیر بکف جاتا تھا ہزارون ساحرون کو شمشیر آبدار سے قتل کرتا تھا جب ساحران
نابکار اسکے خوف سے بزور سحر طائر بنکر بروے ہوا جانا چاہتے تھے وہ آئینہ عکس لوح کا ڈال
دیتا تھا اُنکو اڑجانے سے باز رکھتا تھا اور قریب ہو نجکر تہ تیغ کرتا تھا کفار نابکار بے اختیار
بھاگتے تھے ایک جانب جبار شاہ مختلف سحر کرکے اکثر ساحران لشکر بیابان جادو کو ہلاک کرتا تھا
اور جسطرف لڑتا ہوا جاتا تھا اسکے خوف سے ساحر پسپا ہوتے تھے اور جس طرف دختر بیابان جادو
اور دیگر ساحران نامی و نامور لشکر ملک قاسم کے لڑتے ہوے جاتے تھے وہ بھی چھوٹے چھوٹے
ساحرون کو ہلاک کرتے تھے اور اپنے برابر کے ساحرون سے لڑنے مین اُنکو زخمی کرتے تھے
اور خود بھی زخمی ہوتے تھے سبارہ بن عمرو بھی لشکر سے نکل جاتا تھا اور کبھی ہمراہ رکاب

ملک قاسم ہوکر جانب بیہوشی اور کمند مار کر ساحرون کو ہلاک کرتا تھا کوئی اُسکو پہچان نہ سکتا تھا کیونکہ صورت
اصلی پر نہ تھا دیکھنے والے جانتے تھے کہ یہ کوئی ساحر نامی ہی جب ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی نہین معلوم کیا شی بینی
کے سوراخ کے پاس مارتا ہی کہ ساحر بیہوش ہوجاتے ہین اور اُسکے پاس کمند سحر بھی ہی اُسکے بھی
خوف سے چھوٹے چھوٹے ساحر بھاگتے ہین اور جب سیارہ بن عمرو کسی ساحر کے سحر مین مبتلا ہو جاتا
تھا ملک قاسم سے کہتا تھا میری خبر لیجیے وہ عکس لوح کا ڈالکر سحر اُسپر سے دفع کرتا تھا کہا تک احوال
اس جنگ عظیم کا لکھا جاے مختصر یہ ہی کہ صبح سے قریب شام تک خوب لڑائی ہوئی چار لاکھ ساحران
ہر دو لشکر کام آئے قریب شام بیابان جادو لڑتا ہوا اُس طرف پہونچا کہ دیوانہ جادو اور چند
ساحران نامی لشکر ملک قاسم کے اُسکے سپاہ کے ساحرون کو پے در پے سحر کرکے ہلاک کر رہے تھے اور
وہ فریاد کر رہے تھے بیابان جادو یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا فوراً عکس آئینہ جمشیدی کا اُنپر
ڈالا آئینہ سے شعلے پیدا ہوکر اُنپر گرے چونکہ وہ ساحران زبردست سے تھے جلکر خاک تو نہوے
سحر سے اُنھون نے اپنے تئین بچایا لیکن مبتلاے سحر ہوکر تن اُنکا داغدار ہونے لگا اور غفلت طاری
ہوئی ایسی حالت مین بیابان جادو نے بادے ہوا سے بروے زمین آکر اُن سبکو اسیر کرکے
اپنے لشکر کے چند ساحرون کے حوالے کیا اور کہا تم انکو اپنی فرودگاہ سپاہ پر لیجا کر قید کرکے چلے
آؤ وہ اُنکو لے گئے بیابان جادو بعد اُنکے روانہ کرنے کے پھر لڑنے لگا اور بروے ہوا تخت
سحر پر بلند ہوکر نارنج و ترنج پر سحر کرکے چھوٹے چھوٹے ساحران مطیع اسلام پر مارنے لگا وہ
بیچارے رد سحر اُسکا کیا کر سکتے تھے ہلاک ہونے لگے ابھی بیابان جادو ساحران مذکور کو ہلاک
کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف جبار شاہ میرے لشکر کے ساحرون کو اپنے سحر سے جلا رہا ہی
وہ شور فریاد کرتے ہین ور ایسے مبتلاے سحر ہین کہ بھاگ نہین سکتے ہین اور مانند شمع کافوری کے جل
رہے ہین یہ حال دیکھکر غضبناک ہوا اور لشت پر جبار شاہ کے جاکر غافل اُسکو پاکر عکس آئینہ
جمشیدی کا اُسپر ڈالا چونکہ یہ آئینہ جمشیدی ایک تحفہ طلسمی ہی جو شعلے اس سے پیدا ہوتے ہین وہ چھوٹے
ساحرون کو جلا دیتے ہین اور ساحران کو بیہوش کر دیتے ہین اور تنون کو اُنکے کسی قدر متاذی کرتے ہین
اس وجہ سے جبار شاہ بھی عالم غفلت مین مبتلاے سحر ہوگیا دل دردمند ہوا آنکھین بند ہونے لگین
بیہوشی سی طاری ہونے لگی حواس خمسہ مین ابتری ہوگئی بیابان جادو نے مبتلاے سحر کرکے جلد تر
اُسکو گرفتار کرکے طبل بازگشت ہنگام شام بجوا دیا ملک قاسم اور تمامی اُسکے مردمان لشکر سے
لڑنے سے ہاتھ روکا بیابان جادو باقی ماندہ اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر خرم و خندان قیام گاہ سپاہ
کی طرف گیا اور بعد قطع راہ اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھکر ساحران نامی کو اپنے پاس
جمع کرکے اُنسے پوچھا کہ جبار شاہ اور دیوانہ جادو وغیرہ ساحران زبردست کو مین نے گرفتار
کیا ہی انکو اسی وقت قتل کر ڈالون یا خدمت ہاروت مین روانہ کردون اُنھون نے عرض کیا حضور ہمارے
نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ آج کی شب اپنے لشکر مین ان سبکو قید رکھیے صبح کو خود ان سبکو ہمراہ لے جائیے
ہاروت جادو سے حال آج کی لڑائی کا مفصل بیان کیجیے طالب انعام کثیر ہوجیئے اس وقت آپ
تمام دن لڑکر ہزارہا بلکہ لاکھون ساحرون کو قتل کرکے آئے ہین نہایت کسل مند ہین راحت پذیر

ہو جیسے خدمت شاہ مین مع قیدیون کے ارادہ جانے کا کیجیے اور اُنکو ہرگز اپنی رائے سے قتل نکیجیے
تاوقتیکہ ہاروت جادو حکم ندے بیابان جادو اُنکی تقریر سُن کے کہنے لگا مین رائے تمھاری پسند
کرتا ہون یہ کہکر جبار شاہ کو بھی جہان دیوانہ جادو وغیرہ ساحر قید تھے اسیر کیا اور گرد اُس خیمہ کے جسمین
سب قید تھے دو سو ساحرون کو واسطے حفاظت کے مقرر کیا اور خود مع اپنے اہل دربار کے بادہ کشی مین
مصروف ہوا لشکر اسکا اُترا جو زخمی تھے حکم بیابان جادو سے علاج اُنکا ہونے لگا ادھر تو بیابان جادو
شراب پی رہا ہے زخمیون کا علاج ہو رہا ہے لیکن اب احوال ملک قاسم کا لکھا جاتا ہے کہ جب بیابان جادو نے
طبل بازگشت بجوا دیا یہ دلاور مع اپنے لشکر کے میدان نبرد سے سوے فرودگاہ لشکر چلا اثناے راہ مین
غور سے جو دیکھا تو جبار شاہ اور دیوانہ جادو اور اکثر ساحران نامی کو اپنے ہمراہ ندیکھا اُس وقت متردد ہو کر
سیارہ اور مردمان لشکر سے پوچھا جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی کہان ہین سیارہ نے تو کہا مجھکو نہین معلوم
لیکن کچھ ساحرون نے عرض کیا حضور ہمارے روبرو دیوانہ جادو اور جبار شاہ وغیرہ کو بیابان جادو
نے عکس آئینہ جمشیدی کا ڈالکر مبتلاے سحر کرکے اسیر کر لیا تھا قاسم یہ حال پُر ملال سُن کے ملول ہوا
اور اُن ساحرون سے کہنے لگا جس وقت اُس نابکار نے جبار شاہ کو اسیر کیا تھا تمنے مجھکو خبر نکی مین
اُنکو رہا کرکے بیابان جادو کو اسی دشت مین بیک ضرب شمشیر قتل کرتا اُنھون نے عرض کیا ہم کیونکر
حضور کو اس امر کی اطلاع دے سکتے تھے دشمنون مین گھرے ہوے تھے اور حضور ہمسے بہت دور تھے
لڑائی مین مصروف تھے قاسم عذر اُنکا قابل تسلیم جانکر خاموش ہو رہا لیکن چہرہ پر آثار برہمی و ملال ظاہر
ہوے جب راہ طے کرکے فرودگاہ سپاہ پر پہونچا اور لشکر قیام پذیر ہوا خود بھی بارگاہ مین داخل ہوا اپنے
سلاح جنگ کو دور کیا پھر دنگل پر بیٹھکر ساحران نامی کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے اور موافق اپنے
مرتبہ کے بیٹھے پوچھا کیا تدبیر واسطے رہائی جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی کے کیجاے اُنھون نے
پہلے تو یہ عرض کی اگر ہمکو حکم ہو تو ہم ابھی جائین لشکر بیابان جادو پر جاکر گرین دلیرانہ لڑین حتی الامکان
اُنکے رہا کرنے مین کوشش کرین ورنہ لڑ کر مر جائین سواے اسکے اور کچھ ہمسے ہو نہین سکتا
ہم جان دینے کو موجود ہین لیکن بظاہر اس سے مدعا حاصل نہوگا کیونکہ بیابان جادو
بلاے بے درمان ہے اول تو ساحر زبردست ہے دوسرے اُسکے پاس آئینہ جمشیدی ہے جس
آئینہ کا احوال عرض کیا ہے وہ نابکار اسی آئینہ کا عکس ڈالے گا جان بچنا مشکل ہوگا دوسری تدبیر یہ ہے کہ سیارہ
بن عمرو سے کہیے وہ عیاری کرکے جبار شاہ اور دیگر ساحران اسیر شدہ کو رہا کرین قاسم نے اُن کی
گفتگو سُن کے سیارہ سے مخاطب ہو کر کہا اے عمرو نامدار آپ سنتے ہین کہ یہ سب کیا کہتے ہین آپسے
ممکن ہے کہ جبار شاہ کو قید سے رہا کرکے یہان ہمراہ اپنے لائیے اگر یہ کام آپکا ممکن نہو تو مین بذات
خود کوئی تدبیر کرون دلیرانہ لشکر مین بیابان جادو کے چلا جاؤن جبار شاہ کو قید سے رہا کرون
اگر کوئی مانع ہو تو اُسے قتل کرون سیارہ نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ میری موجودگی مین کیا ضرور ہے کہ
تم خود واسطے رہائی ساحران نامی کے جاؤ انشاء اللہ تعالی آج ہی واسطے اُنکی رہائی کے کوئی تدبیر
کی جائیگی قاسم یہ سخن سیارہ کا سنکے خوش ہوا تا دیر بارگاہ مین بیٹھا رہا واسطے زخمیون کے حکم علاج
کا جراحون کو دیا اور نامی ساحرون سے پوچھا تمھارے نزدیک تخمیناً آج کی لڑائی مین کتنے ساحر

ہمارے لشکر کے کام آئے ہونگے اور کسقدر ساحر بیابان جادو کے قتل ہوے ہونگے اُنھون نے
عرض کیا تخمیناً ڈیڑھ لاکھ ساحران غیر نامی حضور کے لشکر کے کام آئے ہین اور ڈھائی لاکھ سے زیادہ فوج
بیابان جادو قتل ہوئی ہی تمام صحرا لاشون سے بھرا ہوا ہی ایسی جنگ عظیم زیر فلک کم ہوئی ہوگی قاسم
اُنکی تقریر سُنکے کہنے لگا الحمد للہ کہ بہ نسبت ہمارے لشکر کے فوج بیابان جادو کی زیادہ قتل ہوئی
خدا نے آج کی لڑائی مین آبرو رکھ لی بیابان جادو ساحر زبردست ہی بہت سے ساحر اُسنے قتل
کیے چھوٹے چھوٹے ساحرون کو پسپا کر دیا جب مین نے اور جبار شاہ نے اُنکو پسپا ہونے سے منع
کیا تب وہ دلیر ہوکر واسطے جنگ کے آگے بڑھے ہین دیکھیے یہ ملعون کب قتل ہوتا ہی اُسکے پاس فی
الواقع عجب آئینہ ہی ساحرون کو اُسمین صورت اجل نظر آتی ہی سیارہ نے عرض کیا اس آئینہ کی بھی
کوئی تدبیر کی جائیگی اگر پہلے سے حال اس آئینہ کا بخوبی مجھے معلوم ہو جاتا تو اتنک ضرور کوئی تدبیر کرتا قاسم
نے سیارہ کی گفتگو سُن کے ایک پاس شب تک ٹھہکر دربار برخاست کیا سب ساحر اپنے اپنے
خیمہ مین گئے قاسم اُس بارگاہ سے اُٹھکر دوسری بارگاہ مین جو خاص واسطے استراحت کے تھی گیا سیارہ
بھی نصف شب تک خدمت ملک قاسم مین حاضر رہا بعد نصف شب کے لشکر کا انتظام بخوبی کرکے اور
نامی ساحرون کو گرد بارگاہ ملک قاسم کے واسطے حفاظت کے مقرر کرکے اور ایک ساحر کو رنگ و روغن
سے ہم صورت اپنا بنا کر پاس قاسم کے چھوڑ کر اور تاکید حفاظت کی اُس سے کرکے بارگاہ سے ایک ساحر کی
صورت بنکر نکلا اور ساحران نامی سے چپکے سے کہا مین اس وقت واسطے عیاری کے لشکر بیابان جادو
مین جاتا ہون تم یہان بہت ہوشیار رہنا اگر مین وہان جاکر شاید گرفتار ہو جاؤن تو کوئی تدبیر میری رہائی کی
ضرور کرنا اُنھون نے عرض کیا ہم ایسا ہی کرینگے لیکن ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ ہم مین سے کسی ساحر کو
واسطے اپنی حفاظت کے ہمراہ لیجیے سیارہ نے منظور نکیا اور بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے
بصورت ساحر جانب لشکر بیابان جادو روانہ ہوا جب نزدیک بارگاہ بیابان جادو کے پہونچا دیکھا کہ پردے
بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین بیابان جادو مع چند ساحران نامی کے بیٹھا ہوا ہی اور ایک ساقی جام بلورین
مین شراب ناب بھر کر دے رہا ہی بیابان جادو خود بھی شراب بے غل و غش پی رہا ہی اور ساقی سے
کہتا ہی میرے افسران لشکر کو جو یہ سامنے میرے بیٹھے ہین اُنکو بھی پلا آج کی شب مین بیدار رہونگا
شراب خوب پیون کا ناچ کسی نازنین خوبرو کا دیکھون گا اور گانا اُسکا سنون گا ایک لمحہ بھی نہ سوؤن گا
کیونکہ آج مین نے طلسم کشا کو رنج عظیم دیا ہی لاکھون ساحرون کو تہ تیغ کرکے قتل کیا ہی جبار شاہ
اور نامی نامی ساحران کو اسیر کیا ہی یقین واثق ہی کہ اُسکا عیار سیارہ بن عمرو مجھے گرفتار کرنے یا قتل
کرنے کے لیے ضرور آئے گا اگر مجھکو غافل پائے گا تو کوئی عیاری کرے گا جبار شاہ وغیرہ کو قید
سے رہا کرکے لیجائے گا اور مجھپر بھی عیاری کرے گا حالانکہ مین ساحر زبردست ہون گرد اپنی بارگاہ
کے حصار ایسا کرسکتا ہون کہ سیارہ کے فرشتے بھی حصار مین قدم رکھ نہین سکتے لیکن تقاضاے
عقل یہ ہی کہ دشمن کو حقیر تصور نکرے اور کبھی اپنے عدو سے غافل نہو انسان ہوشیار رہے نادانی
اختیار نکرے بذریعہ عقل دشمن کے شر سے محفوظ رہے عدو کو ذرا بھی موقع دشمنی کرنے کا ندے
یہ کہکر ایک ملازم کو حکم دیا ہمارے لشکر مین جو ایک نازنین مع اپنے سازندون کے دو تین روز سے

رتھ پر سوار ہو کر دور و دراز سے واسطے مجرے کی آئی تھی اور نام اسکا گلزار خوش گلو ہی اسکے پاس
جا اور یہ حکم ہمارا اسکو پہونچا کہ بیابان جادو نے اسوقت تجھکو بلایا ہی چونکہ آج کی شب جاگنا منظور ہی لہذا
اس وقت سے صبح تک تیرا گانا سنینگے اور ناچ دیکھینگے انعام کثیر تجھکو دینگے ملازم مذکور حسب الحکم
اسی وقت بارگاہ سے نکلکر جانب گلزار خوش گلو روانہ ہوا ادھر سیارہ نے تمام تقریر بیابان
جادو کی سن کے اپنے دل مین کہا یہ نابکار نہایت ہی ہوشیار ہی باوجود خستگی اور کسلمندی کے نہین
سوتا ہی بیٹھا ہوا ہی اور وہ باتین کرتا ہی کہ جو صحیح ہین یہ باتین دل ہی مین خیال کر کے کہا کہ اے سیارہ
یہ تو بیٹھا ہوا ہی ساحران نامی اسکے پاس بیٹھے ہوئے ہین لشکر مین اسکے نہایت ہوشیاری ہی ایسی حالت
مین جبار شاہ وغیرہ کو جا کر کیونکر رہا کرون کیا تدبیر کرون اگر اسکو بیدار دیکھکر اپنے لشکر مین بے نیل
مرام جاتا ہون تو ملک قاسم سے شرمندگی ہوگی وہ کہے گا کہ وعدہ رہائی جبار شاہ وغیرہ کا کیا تھا رہا نکرسکا
بیابان جادو سے ڈر کر بھاگ آیا اور اگر لشکر بیابان جادو مین جاتا ہون تو یقیناً گرفتار ہو جاؤن گا
یہ نابکار ضرور تجھکو مار ڈالے گا کیونکہ تجھ سے صدمہ پہونچ چکا ہی یہ خیال کر کے تھوڑی دیر تک سر بزانو
رہا بعدہ دل مین کہنے لگا لشکر مین بیابان جادو کے چلنا اور گرفتار ہو جانا بہتر ہی اس شرمندگی اور
خلاف وعدگی سے یہ کہکر آگے چلا گرد بارگاہ بیابان جادو سے علیحدہ کنارے کنارے لشکر کے
نہایت ہوشیاری سے جھاڑی جھنڈیون مین چھپتا ہوا رہ نورد ہوا اس طرح رفتہ رفتہ قطع راہ کر کے
لشکر کے متصل پہونچا اور ایک جھاڑی مین پنہان ہو کر دیکھنے لگا ناگاہ دیکھا کہ وہی ملازم بیابان جادو
کا ایک نازنین خوبرو خوش گلو کو مع اسکے سازندون کے اپنے ہمراہ لیے آتا ہی ایک مشعلچی
دستی روشن کیے ہوئے اس نازنین کے آگے آگے ہی وہ خوبرو زیور بیش قیمت اور لباس
نادر پہنے ہوئے ناز و انداز سے قدم اٹھاتی ہوئی آنکھون کو ملتی ہوئی چلی آتی ہی اور اس ملازم
سے مخاطب ہو کر کہتی ہی بھلا یہ وقت کون گانا سننے اور ناچ دیکھنے کا ہی نصف شب سے بھی زیادہ
زیادہ گذر گیا ہی مین سوتے سوتے تیرے جگانے سے بیدار ہوئی ہون کمال درجہ مجھے تکلیف
ہوتی آواز تو الگ بدمزہ ہو رہی ہی طبیعت الگ بے لطف ہی مگر حکم حاکم مرگ مفاجات کا مسئلہ ہی حسب الطلب آ
جاتی تو ہون لیکن اس حالت مین کیا خاک اپنا کمال دکھاؤنگی اگر میرا گانا سننا منظور تھا تو اول
شب مجھکو طلب کیا ہوتا یا کسی وقت دن کو مجھے کوئی شخص بھیجکر طلب کرتے ملازم نے جواب دیا
چونکہ بیابان جادو کو اس شب جاگنا منظور ہی اور بغیر کسی سیر اور تماشے کے نیند ضرور آجاتی ہی
اس وجہ سے بیابان جادو نے مشورہ خود یہ ڈھنگ جاگنے اور دفع خواب کا نکالا کہ تجھکو
بلانے کے واسطے مجھے اس وقت اندھیری رات اور عالم ہو حق مین بھیجا ہی اور یہ بھی مجھسے کہدیا ہی
کہ جس طرح بن پڑے وہ نازنین آوے لے آنا بغیر لیے ہوئے ہرگز ہرگز تم درپیش نہ آنا مہربانی کر کے
اب تم جلی چلو حیف ہی ہان چل کے ناچوگی اور گاؤگی تمھاری طرف متوجہ ہونگے بند ماند طائر تیز پر کے
صاف اُڑ جائیگی یہ باتین کرتا ہوا ہمراہ اس نازنین کے قریب اس جھاڑی کے پہونچا جس
جھاڑی مین سیارہ پوشیدہ تھا اس وقت اس نازنین نے اپنے ہمراہیون سے کہا ذرا تم سب ٹھہر جاؤ
اور یہان سے دور ہٹ جاؤ مین ایک ضرورت کے لیے اس جھاڑی کی طرف جاتی ہون یہ کہکر

لوٹا پانی کا لیکر سب کو ہٹا کر اُس جھاڑی کی طرف واسطے پیشاب کرنے کے چلی اور آڑ مین جھاڑی کے
بیٹھکر پیشاب کرنے لگی اُس وقت سارہ نے جھاڑی سے نکلکر پہلے تو بہ آواز مہیب اُسکو ڈرایا پھر حباب
بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کیا اور جلد تر اُسکے ایک لنگی پرانی باندھ کر پوشاک اور تمام زیور اُسکا اُتار کر رنگ
و روغن نکالکر اُسی نازنین کی صورت بنکر پوشاک اور زیور پہن کر ٹپی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کر اُسی جھاڑی
مین اُسکو ڈالکر لوٹا خالی پانی سے کر کے ہاتھ مین لیکر بعید ناز و کرشمہ اپشواز کے بند باندھتا ہوا قدم اُٹھاتا ہوا
سازندون کی طرف چلا جب اُن سب نے دیکھا کہ بعد دفع ضرورت کے گلزخسار خوش گلو آتی ہی گے
بڑھ کر پوچھا اتنی دیر کیون لگائی کیا کر رہی تھین ہمارے دل مین طرح طرح کے خیال آتے بیٹھے
از انجملہ یہ بھی خیال آیا تھا کہ شاید کسی طالب سے تمنے جھاڑی مین ایفاے وعدہ کیا ہی گلزخسار نقلی
نے مسکرا کر جواب دیا تمکو ایسی بیہودہ فکرین رہتی ہین یہ کہکر لوٹا اسی ایک شخص کو دیکر سب کے ہمراہ
ناز و ادا سے چلی بعد قطع راہ جب دربارگاہ پر پہونچی اُسی ملازم نے بارگاہ مین جاکر بیابان جادو
سے عرض کیا خداوندنعمت گلزخسار خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہو دربارگاہ پر ٹھہری ہی اپنے
کہا جلد اُسکو ہمارے روبرو بلالاؤ خادم نازنین مذکورہ کو بلا کر اندر بارگاہ کے لیگیا نازنین نے بناز و
ادا سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا حضور کے حکم سے اس وقت مین یہان آئی ہون ورنہ یہ وقت
میرے رقص کرنے کا بالکل نہین ہی صرف حضور کے خوف سے مین اس وقت حاضر خدمت ہوئی ہون
پہلے یہ تو فرمائیے کہ اس اندھیری رات مین میرے یاد کرنے کا کیا سبب ہی بیابان جادو نے شراب
کے نشہ مین جواب دیا مجھے آج کی شب جاگنا منظور تھا اس وجہ سے تجھکو طلب کیا ہی اور سبب جاگنے
کا یہ ہی کہ آج مین نے لشکر طلسم کشا سے مقابلہ کیا ہی چند ساحران نامی کو اسیر کیا ہی اور ہزارہا ساحرون کو آئینہ
جمشیدی کا عکس ڈالکر ہلاک کیا ہی طلسم کشا کو صدمہ دیا ہی عیار اُسکا سیارہ بلاے بے درمان ہی
خیال ہوا کہ شاید طلسم کشا اپنے عیار کو واسطے میری گرفتاری کے اور واسطے چرا لانے آئینہ جمشیدی
کے اور رہا کرنے ساحران نامی کے ادھر روانہ کرنے تو غافل نرہنا چاہیے تمام شب جاگ کر اور
ناچ دیکھکر بسر کرنا چاہیے نازنین نے عرض کیا اب مین باعث اس وقت طلب کرنے کا بخوبی سمجھی
لیکن یہ سمجھ مین نہ آیا کہ آپنے تن تنہا ایک آئینہ سے ہزارہا ساحرون کو کیونکر مار ڈالا وہ آئینہ کس
غضب کا ہی کہ جسکے عکس سے ہزارون ساحر ہلاک ہوے اور یہ بھی ذہن مین نہین آتا کہ آپ ایسے
ساحر زبردست ہو کر طلسم کشا کے عیار سے خائف ہو کر جاگ رہے ہین اور اُس سے ڈرتے ہین
بیابان جادو نے جواب دیا اے نازنین آگاہ ہو کہ جس آئینہ کا مین نے ذکر کیا ہی وہ آئینہ تحفہ طلسمی ہی مین
اپنی جان سے بھی اُسکو زیادہ عزیز جانتا ہون اب ہر وقت اُسکو اپنے پاس جان سے زیادہ عزیز
سمجھکر رکھتا ہون اس وقت بھی وہ آئینہ میرے پاس موجود ہی اور عیار کے بارے مین جو تونے
کہا واقعی وہ عیار نہایت مکار و دغاباز ہی اُس نالائق بدمعاش نے مجھے صدمہ عظیم دیا ہی میری دختر کو
مجھسے جدا کیا ہی عیاری مین خلل اپنا نہین رکھتا ہی کبھی عورت بن جاتا ہی گاہ ساحر بن جاتا ہی کوئی اُسکو پہچان
نہین سکتا ہی چنانچہ مین نے بھی اُسکو نہین پہچانا اُسنے میری دختر کو بیہوش کر کے اُسکی صورت بن گئے
نہین معلوم کس سبب سے طلسم کشا اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی کو اپنے لشکر کے سر میدان ایسے

اسیر کیا پھر سبکو رہا کر گے اور میری دختر کو نہین معلوم کیا سمجھا کے سبکو اپنے ساتھ اپنے لشکر مین لیگیا
یہ عیاری اُسکی دیکھکر مجھکو اُس سے اندیشہ پیدا ہوا ہی نازنین نے مسکرا کر قریب بیابان جادو کے
بیٹھکر پوچھا اگر وہ عیار بصورت مبدل آپ تکے دربار مین آکر شراب مین سفوف بیہوشی ملا کر وہی شراب
جام مین بھر کر آپ کو پلائے اور آپ کو بیہوش کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندہ کر لیجائے
تو بیہ جاگنا آپکا کیا مفید ہوگا آپ اُسکو کیا تیجائینگا اور اُسکی شر سے کیونکر باز رہیے گا بیابان
جادو نے ہنسکر جواب دیا کیا مجال اُس عیار کی کہ مجھکو شراب بیہوشی آمیز پلا سکے کیونکہ اسکا مین نے
پہلے ہی تدارک کر لیا ہی ایک پتلا سحر کا اپنے بازو پر باندہ لیا ہی جب وہ شراب بیہوشی آمیز
مجھے پلائیگا تو وہ پتلا بازو سے جدا ہو کر بہ آواز بلند کہے گا یہ شراب نہ پینا اسمین بیہوشی ملی
ہی یہ کہکر وہ جلکر خاک ہو جائیگا مین عیار کو گرفتار کر لونگا نازنین سنکے لگاوٹ کی کچھ باتین
کر کے پوچھا کہ اگر وہ عیار کسی طور سے آپ سے آئینہ جمشیدی لیجائے تو وہ آئینہ کچھ اسکے
بھی کام کا ہی یا محض آپہی کے کام کا ہی بیابان جادو نے عالم نشۂ شراب مین انجام کا خیال نکر کے صاف
صاف اس طرح کہدیا کہ اگر آئینہ مذکور وہ عیار یا اور کوئی شخص لے جاتے تو اُسکے بھی مفید مطلب ہی
کیونکہ تحفہ جات طلسم ہی یہ کہکر کچھ سوچ کر نازنین سے پوچھنے لگا تو تے احوال آئینہ کا اور ذکر شراب
بیہوشی آمیز کا مجھ سے کیون دریافت کیا نازنین نے مسکرا کر جواب دیا مین نے محض اس خیال سے
یہ سب باتین آپ سے دریافت کین کہ مجھکو آپ سے ایک محبت قلبی ہی اس وقت کہتی ہون کہ آپ
کے عشق مین اپنا وطن اور عزیز و اجباب اور مادر و پدر کو چھوڑ کر یہان آئی ہون دریافت حال کرنے
سے معلوم ہو گیا کہ آپ ساحر زبردست ہین عیار طلسم کشا کا آپ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش
کر نہین سکتا اور اگر ارادہ ہلاک کرنے کا کرے تو بھی ہلاک کر نہین سکتا کیونکہ وہ پتلا آپ کو ضرور آگاہ
کر دے گا بیابان جادو نے بہت خوش ہو کر کہا ہان عیار تو مجھکو قتل کر نہین سکتا نازنین نے کہا
مجھکو آپ کی طرف سے اطمینان کامل ہوا کہ آپ کو عیار قتل نہین کر سکتا اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کو عیار
گرفتار کر کے لے جائے گا یا قتل کر ڈالے گا تو مین دور دراز کی زندگی کے واسطے آپ سے ملاقات
اور عشق نکرتی لشکر سے آپ کی زندگی سے ناامید ہو کر چلی جاتی اب مین بچاؤنگی بیابان جادو
اُسکی تقریر سن سے از حد خوش ہوا دل مین کہنے لگا مین بھی ایسا ہون کہ یہ حسین مجھپر عاشق ہو کر
یہان آئی ہی اور خود مجھسے اظہار عشق کرتی ہی واقعی مجھسے محبت رکھتی ہی جب ہی تو حال مرگ میرا مجھ سے
پوچھتی ہی یہ باتین اپنے دل مین کر کے کہنے لگا اے جان من تمنے حال اپنے عشق کا ظاہر کر دیا خوب
کیا اب مجھکو خیال رہے گا سوائے تیرے مین بھی اب کسی نازنین سے محبت نکرونگا مدام تجھے
ہم بستر ہونگا اس وقت اگر حال عشق سے دل کو میرے شاد کیا ہی تو کچھ گانا بھی اپنا سنا دے کیونکہ
مین تیرے رقص و نغمہ کا بہت مشتاق ہون اب صرف ایک غزل تیری زبان سے سن کے
دربار کو برخاست کر کے ساتھ تیرے آرام سے بارگاہ مین لیٹونگا عیار کے آنے کے خیال سے
حصار سحر کر لونگا تا سحر جاگتا رہونگا تا کہ عیار کوئی عیاری آکر نکرے اور رقیبون کو رہا کر کے نلیجائے
نازنین مذکور اسکے کہنے سے اُٹھکر سازندون سے سازون کو درست کرا کے رقص کرنے لگی بیابان جادو

خوش ہو کر اسکی تعریف کرنے لگا اور اسکے افسران سپاہ اسکے پاس بیٹھے تھے وہ بھی نازنین کی تعریف کرنے لگے جب نازنین مذکور بناز و ادا رقص کر کے دامن بیابان جادو کو بیٹھکر چٹکی سے پکڑ لیتی تھی اور طالب انعام ہوتی تھی بیابان جادو زر و جواہر بے تامل دیتا تھا جب نازنین گت ناچ چکی تو یہ غزل اسنے گنگنا کے شروع کی غزل

ادا اسکی کیسا ستم ڈھا گئی
دہن سبز دکھلا کے پہونچا گئی
خدا جانے وہ تیغ کیا وقت قتل
مجھے میرے ہاتھون سے مٹوا گئی
عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا
اجل آنے مین تو نہ شرما گئی
قیامت ہوا غنطا اسی تاک مین
جو شوخی ہٹی تو حیا آگئی
تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار
کہ وحشت بھی تنگ آکے گھبرا گئی
قیامت ہین اے یاس جو نکے ترے
چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی
نہ تھے تیرے مرنے کے یہ دن نعیم
طبیعت جہان رنگ پر آگئی

صبا کو یہ کیا آج موج آگئی
قضا کے گلے مجھکو ملوا گئی
صدا خاک لیلی سے آئی کہ قیس
گلے مل کے بسمل کو سمجھا گئی
وہ بیمار بیکس ہون مین ناتوان
کہ اسکی کمر آج بل کھا گئی
کھلا انکا جوڑا تو دشمن کے گھر
ادھر تو نے لی اور ادھر آگئی
یہ کیون غمزے کرتی ہے غنیان سے
ہنسی میرے پھولون مین کیون آگئی
کہانی مرے درد کی کچھ نہ تھی
مری شاخ امید مرجھا گئی
نظر تمنے گھونگھٹ اٹھا کر جو کی
خدا جانے کسکی نظر کھا گئی

کہ پھولون سے تربت مری چھا گئی
جہان سے مجھے لاتی تھی میری عمر
مجھے تیری دیوانگی کھا گئی
ستم لذت نیستی نے کیا
تڑپ اسکے کروٹ بدلوا گئی
نہ آئے اگر یار پیمان شکن
اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی
ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب
قضا کو کہان سے ادا آگئی
مرے دل کی انگڑی دیرانگی
مگر ساری مجلس کو شوا گئی
مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی
عروس بہار اور شرما گئی
نئے رنگ سے کھل گئے گل امیر

جب اس غزل کو نازنین ختم کر کے چپ ہو رہی اہالیان دربار نے نازنین مذکورہ کی بہت تعریف کی اور اس سے یہ کہا کہ اگر تمکو کوئی غزل مومن خان مومن کی یاد ہو تو اسی لب و لہجہ سے اس غزل کو بھی سناؤ ہم سب مومن کی غزل سننے کے بہت مشتاق ہین ان سبھون کے اصرار سے یہ غزل مومن کی نہایت عمدہ سردن مین شروع کی غزل

اس دل نے ستایا ہے مجھے غارت ہو نہین
اک آہ بھی کرون کہ ہو شاید اسے تاثیر
مرتا ہون ابھی گر ملے مدفن کو زمین ہے
کیون چھیڑتے ہو مجھکو برا ہونے لگا کون
اب مجھسے تو چھپتا نہین اے پردہ نشین ہے
اس رحم کے صدقے دہن گھر اشک کیا ہے

کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
فرصت نہین اب ہے نفس باز پسین ہے
کیا یار کے آنے کی تنی کچھ کہ اجل کی
ہے غیر کا نامہ نہ مرا خط جبین ہے
ہان کا ہے کو وہ آنے لگا اے خلش دل
جاکر کوئی دیکھو کہین مومن تو نہین ہے

سیماب ہے پہلو مین مرے دل تو نہین ہے
ہے آپکے بھی حسن سے کتنا غمگین ہے
حسرت سے کہا خضر نے دیکھ اسکی گلی کو
کا ہے کی خوشی بیچ مین ہے جان حزین ہے
یا پردہ اٹھا ورنہ کھلا شوق نہانی
تو لاکھ کہے پر کوئی آتا ہے یقین ہے

نازنین مسطورہ بالا غزل مندرجہ جس دم بہ نازو ادا گاتی تھی بیابان جادو از حد شادمان ہوتا تھا کیونکہ وہ نازنین اس طرح ناچتی اور گاتی تھی کہ بقول اے نظم

گاتی اس ٹھاٹھ سے وہ خوش دل
تڑپی مانند طائر مذبوح
کیا ناہید نے کفن کو چاک
راگ کو مثل صوفی آگیا حال
ایسا باندھا تھا اسنے سُر اونچا
یار پر شرم سے چھپا تہ خاک
گنج مرقد مین تان سین کی روح
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا

برق ساں ہر اُپج کا تھا انداز
صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
تان کیا لی چمک گئی بجلی
نقش جب ساں ہر اک سحر
سر لگائی تھی جب وہ ماہ منیر
ذائقے سے جہان کے دل اُٹھ جائے
ویسے چرخ لاکھ دون کی لے
بن گئے تار آنسوؤن کے تار
ہوگئے مست سب در و دیوار
بجھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
اپنے جوبن اگر اُٹھایا ہاتھ
طرز دلداد اُس بوستان کا تھا
عجب انداز سے اُٹھائے ہاتھ
کبھی دامن سنبھالتے جانا
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سر وہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین
جب چمک قہر لیا کوئی توڑا
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا
بزم انسان مین حور رقصان ہے
بردہ جیون کمان سے لائے پری
جسکو تیوری بدل کے بتلایا
حسن کی جنبش کا بتاتی تھی بھاؤ

شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کیا غضب کی سُریلی تھی آواز
نور کی اک ہوائی تھی کہ چھُٹی
آفت جان وہ تان او نچ پلٹا
دل پہ لگتا تھا آکے تیر پہ تیر
سُن کے اُس گل کا زمزمۂ آہنگ
پر کب اُسکے کمال کو پہنچے
شعبدے ہی کو لگ گئی ہچکی
بول اُٹھے طائران نقش و نگار
راگ ہاتھ اپنے باندھ کر آیا
سازنے بھی دیا سرون مین ساتھ
دونون عارض تھے غیرت مشعل
گردش چشم قہر اُسکے ساتھ
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
وہ پھڑک شعلون کی آفت تھی
ڈورا گردن کا قتل کرتا تھا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
دیکھ کر اُسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے
حور کو ایسی وہ مسک بھائے
وہ مین تیورا کے اُسکو غش آیا

کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
لحن داؤد اُسکا تھا دمساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر
دل پہ نشتر زن ایک اک فقرا
آن سرون کی شستہ جوشن پائے
نغمہ سنجان باغ خلد ہون دنگ
ہوگئی چشم ساز گوہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی
لیا توڑا تو کر دیا بسمل
دیکھ اُس راگنی کو گھبرایا
کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
ناز سے جھکے سر پہ رکھا ہاتھ
دو ہلال ایک نقطہ آئے
جتنون مین وہ جلال کرتی تھین
صاف تیغ غضب کا ڈورا تھا
ناچنے والون کا ہوا توڑا
ساکن خلد کہتے تھے باہم
ناچ اُس گل کا لاکھ اڑائے پری
دامن صبر دل مسک جائے
کب وہ مست لوا بتاتی تھی بھاؤ

ٹ اُسی حالت خوشی مین نازنین سے باشارہ کہتا تھا کہ ہم بیتاب و بیقرار ہو مین تیری تمنا سے دل برلاؤن گا تجھ سے ہم بستر ضرور بالضرور ہونگا جتنا کہتا ہون وہی کرونگا اسمین بال برابر بھی فرق نہوگا وہ اسکا اشارہ سمجھ کر پاس بیابان جادو کے بناز جھمکر اُنھین اشعار غزل مذکورہ کو گاتی تھی اور طالب انعام ہوتی تھی بیابان جادو مکرر مٹھی مین زر و جواہر بھر کر اُسے دیتا جاتا تھا وہ ناز سے منھ بنا کر گردن ہلا کر کہتی تھی یہ زر و جواہر نہ لونگی بیابان جادو ہنسکر پوچھتا تھا پھر کیا چاہتی ہو بیان تو کرو تجھسے کوئی چیز عزیز نکرونگا جو مانگوگی بلا تامل تمکو دیدونگا وہ کہتی تھی آرزو ہے کہ اُس آئینہ جمشیدی کو اپنے ہاتھ مین لیکر ایک نظر مجھے دکھلا دو کیونکہ اُس آئینہ کی بہوست کچھ تعریف سنی ہے دیکھون تو سہی کہ وہ آئینہ کیسا ہے بیابان جادو اُسکے دکھلانے مین تامل کرکے کہتا تھا

ای جان من رات کو آئینہ دیکھنا اچھا نہین ہی دن کو دیکھ لینا وہ کہتی تھی نہین اسی وقت دیکھونگی جب اُس نازنین
نے کہنا نہ مانا لاچار ہوکر بیابان جادو نے آئینہ جمشیدی نکالکر اُسے دیا اور کہا دیکھ یہ آئینہ دہی ہی جلد
دیکھکر مجھے دیدے اور عکس اسطرا اپنے او پر نہ ڈالیو ورنہ جلکر خاک ہو جائیگی نازنین نے آئینہ لیکر
پشت آئینہ پر نظر کرکے پھر اُس آئینہ کو اپنے پہلو کی طرف دوپٹہ کی آڑ مین لیجاکر دوسرا آئینہ کسوت عیاری
سے نکالکر اُس آئینہ کو کسوت مین رکھکر آئینہ دیگر نے الفور بیابان جادو کو دکھایا اور کہا واہ اسی آئینہ
کی بہت تعریف کرتے تھے مین سمجھتی تھی کہ آئینہ جمشیدی بیش قیمت ہوگا جواہر نگار ہوگا اس سے بہتر تو آئینہ
میرے پاس ہی جسے ہر سحر دیکھتی ہون اور آرائش اپنی کرتی ہون یہ کہکر بیابان جادو سے کہا
اسوقت میرے سر مین دفعتًہ درد پیدا ہوا ہی چاہتی ہون کہ اپنے بستر پر جاؤن اور استراحت پذیر ہون
بیابان جادو نے کہا آجکی شب اسی جگہ سو رہو اُسنے جواب دیا مجھے آپ سے کچھ انکار نہین ہی لیکن
بوجہ نادرستی مزاج کے آجکی شب معذور ہون بیابان نے جانے کی اجازت دی نازنین نے سلام
کرکے ارادہ جانے کا کیا بیابان جادو نے وقت رخصت کرنے کے بہت زر و جواہر اُسے دیا وہ
زر و جواہر لیکر مع سازندون کے بارگاہ سے نکلکر جس طرح آئی تھی اُسی طور سے چلی جب سازندے اپنی
قیامگاہ پر اُسے لیگئے نازنین مذکورہ نے سب سے کہا اب تم سب سو رہو مین بھی سوتی ہون موافق
اُسکے کہنے کے ہر ایک سازندہ ساز رکھکر فرش خواب پر لیٹ کر سو رہا نازنین بھی اپنے بستر پر گئی مگر بیدار
رہی جب وہ سب سو رہے آہستہ اپنے بستر سے اُٹھکر تمام زر و جواہر جو سازندون کے پاس رکھدیا تھا
اور بیابان جادو نے دیا تھا وہ سب لیکر جانب زندان جبار شاہ وغیرہ کے روانہ ہوئی بعد
تھوڑی راہ طی کرنے کے درمیان لشکر سے دیکھا کہ ایک خیمہ کلان کنارے لشکر کے استادہ ہی گرد اُسکے
دو سو ساحران نابکار کچھ بیٹھے ہین اور کچھ پھر رہے ہین ہاتھون مین اُنکے تاریخ و ترنج ہین متواتر بادہ تند
پیتے ہین اور صدائے دور باش دیتے ہین نازنین مذکورہ یعنی سیارہ نے یقین کیا کہ اسی خیمہ مین
سب ساحر میرے لشکر کے قید ہین یہ خیال کرکے بانداز و انداز اُسی طرف چلی جب قریب اُس خیمہ کے
پہونچی اُن ساحرون نے اُسے دیکھکر پہلے تو پوچھا کون اِدھر آتا ہی پھر نازنین کو دیکھا اور اُس سے نام
اُسکا پوچھکر کہا ای گلرخسار خوش گلو اسوقت تم یہان کیون آئی ہو اُسنے جواب دیا کہ آج دن خوشی کا ہی
بیابان جادو نے اپنے دشمنان زبردست کو اسیر کیا ہی اور تم سب کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ہی
بس مین واسطے رقص و نغمہ کے یہان آئی ہون طالب انعام ہونگی اُنھون نے نشہ شراب مین نازنین
خوبرو کو دیکھکر اور تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا تُمنے خوب کیا کہ یہان چلی آئین تمھارے آنے سے دل ہمارا خوش
ہوا تمھارے گانا سُننے کا اشتیاق تھا تم رقص و نغمہ کرو ہم سب حسب لیاقت تمکو انعام دینگے یہ کہکر قریب اُس
خیمہ کے ایک بزم آراستہ کی پھر سب بزم مین بیٹھے اور ساقی کو طلب کیا جب ساقی شیشہ و ساغر لایا نازنین
مذکورہ نے چارون ساحرون سے کہا مجکو علم موسیقی کے علاوہ شراب پلانے مین بھی کمال حاصل ہی اُن
سبھون نے کہا اگر تمکو یہ کمال حاصل ہو تو اسوقت اپنا کمال دکھاؤ شراب پلاؤ نازنین مذکورہ شیشہ و
ساغر لیکر موافق خواہش دل کے شراب کو درست کرکے وہی شراب بیہوشی آمیز ہر ایک ساحر کو جام
مین بھرکر دینے لگی ہر ایک خوش ہوکر شراب پینے لگا جب وہ شیشہ خالی ہوگیا ساقی کشتی شراب کی لے آیا

نازنین نے اُس شراب مین بھی چالاکی سے سفوف بیہوشی شامل کرکے اُسی طرح ساحرون کو پلانا شروع
کی جب سب ساحرون کو شراب پلاچکی سامنے اُنکے رقص و نغمہ کرنے لگی وہ خوش ہونے لگے بعد تھوڑی دیر
کے اُن ساحرون پر بیہوشی نے اثر کیا ایک دوسرے کو کلمات سخت کہنے لگا انجام گفتگوے سخت کا یہ ہوا
کہ باہم لڑنے کو اُٹھے اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرے اور بیہوش ہوئے نازنین یعنے سیارہ بن عمرو نے رنگ
و روغن سے ہر ایک ساحر کا چہرہ حسب تمناے دل تبدیل کرکے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے بیابان
جادو مین نے عیاری کرکے تجھ سے آئینہ جمشیدی لے لیا اور ان محافظ ساحرون کو بیہوش کرکے
جبار شاہ و دیگر ساحران نامی کو قید سے رہا کیا گو تو نے ہوشیاری اور بیدارمغزی سے چاہا تھا کہ جبار شاہ
کو عیار طلسم کشا کا رہا نہ کر سکے لیکن تیری ہوشیاری اور بیدارمغزی سے کچھ فائدہ نہوا و نا بکار اب تجھکو لازم
ہر کہ طلسم کشا کی اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا ابکی مرتبہ اگر کسی تدبیر سے تجھے مار ڈالونگا مین سیارہ ہون
میرے دل مین رحم نہین ہر جب رقعہ لکھ چکا ایک ڈورے مین باندھکر ایک ساحر کے گلے مین باندھ دیا
اور اندر اُس خیمہ کے گیا دیکھا جبار شاہ اور دیوانہ جادو وغیرہ بوجہ مبتلاے سحر ہونے کے بیہوش
ہین اور علاوہ قید سحر کے غل و زنجیر مین بھی گرفتار ہین سیارہ نے سوہن نکالکر ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹکر
اول جبار شاہ کو چادر عیاری مین باندھکر اور ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ اُسکا اُٹھا کر خیمہ سے نکلکر
صحرا کی جانب سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور لشکر مین پہونچکر پشتارہ جبار جادو کا رکھکر پھر
اُسی خیمہ مین آیا اور دیوانہ جادو کو بطریق مذکور اُٹھا کر لیگیا اسی طرح جملہ ساحران نامی کو جو قید تھے چادر
عیاری مین باندھکر پشتارہ اُنکا دوش پر اُٹھا کر اپنے لشکر مین لیگیا جب صبح ہوئی اِدھر ملک قاسم خواب
سے بیدار ہوا وضو کرکے نماز سحر پڑھکر سیارہ سے پوچھنے لگا اے عمو جان آپ نے جبار شاہ اور دیوانہ
جادو کو حسب وعدہ رہا کیا یا نہین سیارہ نے کہا اے شاہزادۂ فیجاہ مین آئینہ جمشیدی بھی لے آیا
اور سب کو رہا بھی کر لایا ملک قاسم یہ سُنکے بہت خوش ہوا پھر پوچھا وہ سب کہان ہین سیارہ پشتارے
اُنکے اُٹھا لایا اور کہا یہ سب مبتلاے سحر ہین انپر عکس لوح کا ڈالیے تاکہ سحر انپر سے دفع ہو جائے ملک
قاسم نے موافق اُسکے کہنے کے عمل کیا سب پر سے برکت اسماے لوح سحر دفع ہو گیا ہر ایک ہوشیار ہوا
ملک قاسم نے اُنسے کہا تمکو سیارہ نے قید سے رہا کیا ہر وہ سب سیارہ سے خوش ہو کر تعریف اُسکی
عیاری کی کرنے لگے اُدھر ہنگام سحر وہ سب ساحر جنکو سیارہ نے بیہوش کرکے جبار شاہ اور ساحران
مطیع اسلام کو رہا کیا تھا وہ دفع ہو جانے بیہوشی سے ہوشیار ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت
عجیب و غریب دیکھکر کہا تیری صورت آج کیسی ہو گئی ہر شاید تو نے خداوندی کی کوئی خطا کی ہر اسی وجہ
سے سامری نے اپنے قہر و غضب سے تیری صورت بگاڑ دی ہر اُسنے اُسکو جواب دیا مین نے
تو کوئی خطا اور قصور خداوند سامری کا نہین کیا ہر میری تو شکل اچھی ہو گی لیکن تو آئینہ مین اپنی صورت
تو دیکھ کہ عجب شکل معیب ہر غرض اسی طرح ہیلے تو اُن سب ساحرون مین تقریر ہوئی انجام کار یہ ہوا
کہ وہ رقعہ جو ایک ساحر کی گردن مین بندھا ہوا تھا ایک ساحر نے دیکھکر پڑھا بعدہ اُس خیمہ مین جاکر
دیکھا اسی قیدی کو نہ پایا اسوقت وہ سب ساحر باہم کہنے لگے افسوس عیار طلسم کشا نے بصورت گلرخسارہ
خوش گلو آکر ہم سب کو بیہوش کرکے تمام قیدیون کو رہا کیا ہمنے اسکو نہ پہچانا اب ہم بیابان جادو کے

عتاب مین مبتلا ہونگے جب اُن ساحرون مین ایسی ہی تقریر ہوئی اور ساحران لشکر بھی اس واقعہ
سے آگاہ ہوئے آخر یہ خبر بیابان جادو کو پہونچی وہ گھبرا کر وہان آیا سب کی صورتین دیکھکر اور
اُس رقعہ کو پڑھکر غضبناک ہوا پہلے اُن ساحرون پر بصد قہر نظر کر کے کہنے لگا تمنے کیون ایسی غفلت کی
کہ عیار قیدیون کو رہا کر کے لیگیا پھر اپنی جھولی مین آئینہ جمشیدی کو نہ دیکھکر کہنے لگا سیارہ کو مار ہی ڈالونگا
یہ دوبارہ اُسنے عیاری کر کے مجکو صدمہ دیا ہی اور بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بیان کیا
ہی کہ سیارہ بن عمرو نے صرف گلرخسار خوش گلو کی صورت بنکر جبار شاہ کو اور دیوانہ جادو
وغیرہ کو رہا کیا آئینہ جمشیدی بیابان جادو سے نہین لیا اور قول اُنکا نزدیک اس مؤلف کے
صحیح ہی اور بنا بر اسی قول صحیح کے لکھا جاتا ہی کہ جب بیابان جادو کو عیاری سیارہ سے آگاہی
ہوئی نہایت برہم ہو کر کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون اور سیارہ کو پکڑ کر مارے ڈالتا ہون اُسنے غضب
کیا کہ جبار شاہ وغیرہ کو عیاری کر کے قید سے رہا کیا یہ کہکر آئینہ جمشیدی لیکر اور کچھ ساحران نامی
کو اپنے ہمراہ لیکر مانند بلاے بد کے تخت سحر پر سوار ہو کر سوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوا بعد قطع راہ
اُسوقت لشکر طلسم کشا کے قریب آ پہونچا کہ سیارہ حال اپنی عیاری کا ملک قاسم سے بیان کر رہا
تھا اور قاسم جبار شاہ وغیرہ پر سے عکس لوح کا ڈالکر سحر دفع کر چکا تھا اور وہ سب ہوشیار ہو کر عیاری سیارہ
سے آگاہ ہو کر اُسکی تعریف کر رہے تھے ابھی سب تعریف سیارہ بن عمرو کی کر رہے تھے کہ ناگاہ بیابان جادو
نے پہونچکر نعرہ کیا اور کہا او سیارہ ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا یہ کہکر بزور سحر برق بنکر گرا اور چاہا کہ سیارہ کو ہلاک
کرے قاسم اور جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی نے بیابان جادو کے آنے سے باخبر ہوتے نارنج
و ترنج لیکر ارادہ لڑنے کا کیا قاسم نے فی الفور بیابان جادو پر کہ برق بنا ہوا بلندی سے بروے
زمین آیا تھا عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کر زمین پر گرا اور آئینہ جمشیدی نکالکر ساحرون پر
عکس اُسکا ڈالنا شروع کیا اکثر ساحر ہلاک ہونے لگے اُسوقت جبار شاہ اور ساحران نامی بیابان
جادو اور اُسکے ہمراہیون پر سحر کرنے لگے قاسم اپنے مرکب پر سوار ہو کر تیغ آبدار کھینچکر لڑنے لگا سیارہ
ہمراہ رکاب ہوا جسوقت لڑائی ہونے لگی تمام ساحران مطیع اسلام بھی بیابان جادو کے آنے سے باخبر ہو کے
سامان لڑائی کا کرنے لگے یعنے جلد جلد سحر کی سواریون پر سوار ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی اور ناریل چوبی اپنے
ہاتھون مین لیکر شریک جنگ ہوئے اِدھر سے بھی تمام ساحران لشکر بیابان جادو آکر بیابان جادو
کے شریک ہو کر لڑنے لگے لاش پر لاش ساحرون کی گرنے لگی یہ جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ
ملک قاسم شمشیر بکف قریب بیابان جادو کے پہونچا وہ اُس بہادر کے خوف سے سحر سے
بصورت عقاب بنا اور سوے فلک بلند ہو گیا بعد ازان سوے پستی آیا اور آئینہ جمشیدی کا
عکس ڈالنے لگا ساحران مطیع اسلام عکس آئینۂ مذکور سے ہلاک ہونے لگے اُسوقت سیارہ
نے ایک پتھر گوپھن مین رکھکر آئینۂ جمشیدی کو تاک کر عین جنگ مین اسطرح مارا کہ پتھر اُس آئینہ پر پڑا
وہ کئی ٹکڑے ہو کر بیابان جادو کے ہاتھ سے گر پڑا اس تحفۂ طلسمی کے ٹوٹنے سے ملک قاسم
اور جبار شاہ کو خوشی حاصل ہوئی بلکہ جملہ ساحران مطیع اسلام خوش ہوگئے بیابان جادو کو
صدمہ بیحد ہوا اور اسقدر غصہ آیا کہ اپنے تمامی ساحران لشکر سے پکار کر کہنے لگا یارو مین تو اسوقت

بغیر قتل کیے سیارہ بن عمرو اور جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی کے پھر کر نہ جاؤنگا تم بھی میدان
جنگ سے قدم نہ ہٹانا آج یا تو میرے ساتھ تم سب ہلاک ہوجانا یا بامراد پھرنا تسے میرے ہمراہ
فرودگاہ سپاہ پر چلنا اکثر ساحرون نے اُسے جواب دیا ہم سب لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہین
ہرگز میدان جنگ سے نہ بھاگین گے بیابان جادو اُنکی تقریر سُنکے دلیرانہ نارنج و ترنج پہ سحر کرکے
وہی نارنج و ترنج مارنے لگا جس ساحر پر اُسکا نارنج پڑتا تھا وہ ہلاک ہوتا تھا اور جس طرف یہ نابکار
لڑتا ہوا جاتا تھا اسکے سحر سے صدہا ساحران مطیع اسلام ہلاک ہوتے تھے جب یہ حال دیوانہ جادو
نے دیکھا قریب اُسکے آکر کارد سحر اُسپر لگائی اُسنے کارد سے بچکر پکار کر کہا او گیسو بریدہ تو مجھپر ہاتھ صاف
کرتی ہی یہ کہکر ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا
اُسپر مَلکے یا سامری کہکر اپنی دختر پر مارا ہرچند اُسنے چاہا کہ اُس گولے سے جان کو بچالے لیکن اُس گولہ سے جان نہ بچی
سینہ توڑکر گولا نکل گیا دیوانہ جادو زمین پر گرکے تڑپ کر ہلاک ہوگئی اُسکے بھی مرنے سے بہت تاریکی ہوئی
آواز آئی کُشتی مرا کہ نام من دیوانہ جادو بود بیابان جادو اپنی دختر کو ہلاک کرکے بہت خوش
ہوا ملک قاسم کو ملال ہوا سیارہ سے اُسی رنج مین کہا اس نابکار نے دیوانہ جادو کو میرے
روبرو ہلاک کیا ہی مین بھی اسے ابھی قتل کرونگا یہ کہکر اُسکی طرف گھوڑا بڑھایا وہ ملک قاسم کو
اپنی جانب آتے دیکھکر سحر سے باز کی صورت بنکر سوے فلک بلند ہوا جبار شاہ بھی اُسی وقت بشکل باز
بنکر اُسکے تعاقب مین گیا بروے ہوا دونون مین لڑائی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے بیابان جادو
جبار شاہ سے زخمی ہوکر اُسکے خوف سے بھاگ کر سوے پستی آیا جبار شاہ بھی اُسکے ہلاک کرنے کو
بروے زمین سوے فلک سے چلا ہنوز جبار شاہ بالاے زمین نہ آیا تھا کہ ملک قاسم لڑتا ہوا
ساحرون کو قتل کرتا ہوا قریب بیابان جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا اور نابکار اب میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا بیابان جادو اِس بہادر کا نعرہ سُنکے چاہتا تھا کہ پھر پرواز کرے ناگاہ تمشیر
آبدار ملک قاسم ذیوقار نے اس طرح اُس نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک
مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپکر مرگیا اُسکے مرنے سے از حد تاریکی ہوئی
ہواے تند چلی تا دیر یہی حال رہا بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا
بیابان جادو تھا بعد آواز آنے کے لاشہ اُسکا ایک گردباد مین لپٹ کر سوے ہاروت جادو
روانہ ہوا اُسوقت لشکر بیابان جادو اپنے سردار کے مارے جانے سے پسپا ہونے لگا ساحران
مطیع اسلام خصوصاً جبار شاہ نے بڑھکر اُنپر حملہ کیا چار طرف سے اُنکو گھیر لیا اور پڑے اُنپر سحر کیے
وہ تاب مقابلہ نہ لاکر ہزارہا قتل ہوکر طالب امان ہوئے ملک قاسم نے جنگ سے ہاتھ روکا
اور اُن سب سے کہا اگر تم مطیع اسلام ہوکر میری اطاعت اختیار کرو تو امان تمکو دیجائے اُنھون نے
عرض کیا ہمکو مطیع اسلام ہونے سے اور آپکی اطاعت سے انکار نہین ہی یہ کہکر وہ سب کہ دو لاکھ
سے زیادہ تھے دست بستہ خدمت ملک قاسم مین حاضر ہوئے ہر ایک نے قدم پر قاسم کے سر جھکا
اُسنے ہر ایک پر نوازش کی پھر بعد دفن کرانے ساحران مطیع اسلام کے جو قتل ہوے تھے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مع بارگاہ
وخیام اُس جگہ سے آگے بڑھا جانب ہاروت جادو کے چلا ہنگام شام ایک صحراے بے گیاہ

مین عنقریب ایک دریا کے خیام و بارگاہ بہ پا کرا کے مقیم ہوا لشکر اسی جگہ اُترا ہر ایک اپنے اپنے
خیمہ اور بارگاہ مین داخل ہوا یہان تو ملک قاسم قیام پذیر ہوا ہی لیکن اب احوال لاشہ بیابان
جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ نابکار دست ملک قاسم ذیوقار سے قتل ہوا تھا اور بیر بیابان جادو
کے سحر کے گرد باد بنکر اُسکے لاشے کو اُٹھا کر روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ اُسوقت قریب دربار
ہاروت جادو کے پہونچے کہ وہ نابکار دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار
تھے ناگاہ بالاے فلک آواز رونے کی آئی ہاروت جادو متردد ہوکر سوے فلک دیکھنے لگا
یکایک اُن سحر کے بیرون نے لاشہ بیابان جادو کا سر دربار ڈالکر بگریہ وزاری تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا اور پھر روتے ہوئے ایک سمت چلے گئے ہاروت جادو لاشہ بیابان جادو کا دیکھکر
اور احوال سے ماہر ہوکر گونہ رنجیدہ ہوکر پھر لاشہ اُسکا دربار سے اُٹھواکر ساحران نامی کو مع لشکر
کثیر یکے بعد دیگرے روانہ کرتا ہی مفصل احوال اُنکی لڑائی کا درج کرنا بخیال طول مناسب نہ جان کر
صرف باجمال اسقدر لکھا جاتا ہی کہ جب بہت سے ساحران نامی مانند وزرا و اہل قلعہ اور ناظم
و دریاو دشت طلسم کو بجمعیت سپاہ کثیر بمقابلہ ملک قاسم روانہ کر چکا اور اُنمین بہت سے دست تیغ
اور جبار شاہ سے قتل ہو چکے اور بہت سے اسیر ہوکر مطیع اسلام ہو چکے اور لشکر طلسم کشا کا قریب
اُسکے آچکا اسدم ہاروت جادو نے نہایت متردد ہوکر اپنے دربار مین اپنے فرزند مبہوت جادو
اور اُسکی دایہ ہمن ساز جادو کو کہ وہ سحر مین آفات چہار دست دادی سے اکثر اسباب
جادو سے بھی بڑھی ہوئی تھی اور اپنے تئین سحر مین کامل جانتی تھی طلب کیا جب دونون
نابردہ حاضر دربار ہوئے اور جملہ ساحران نامی جو باقی ماندہ ہین حاضر دربار ہو چکے ہاروت
جادو نے سب سے مخاطب ہوکر کہا اے ساحران اہل دربار آگاہ ہو کہ اب مجکو یقین ہو گیا کہ یہ
طلسم ضرور لوٹ جائیگا ملک قاسم کے ہاتھ سے مین قتل ہونگا کیونکہ وہ مع لشکر کثیر قریب آگیا ہی
اور جب مین نیت مقابلہ طلسم کشا کی کرکے کتاب سامری دیکھتا ہون کتاب خداوند سے یہی حکم
ہوتا ہی کہ ابھی تو مقابلہ نہ کر تیرے دن سخت ہین مین خیال کرتا ہون کہ اگر چندے موافق حکم کتاب
خداوند سامری طلسم کشا سے جاکر مقابلہ نہ کرونگا تو مع لشکر میرے دربار تک چلا آئیگا اور
یہان آکر مجکو مار ڈالیگا مہلت لڑنے کی بھی نہ دیگا افسوس ہزار افسوس زندہ رہنا ملک قاسم کا بوجہ
سفارش مبہوت جادو کے ہوا اگر یہ اُسکے باب مین سفارش کرکے جان اُسکی نہ بچاتا تو مین
اس بلا مین اور اس صدمہ و غم مین مبتلا نہوتا اسقدر خونریزی نہوتی در بند طلسم فتح نہوتے یہ سب
خرابیان محض مبہوت جادو کے سبب سے ہوئین اور اب جو کچھ بربادیان ہونگی وہ بھی خاص اسی
فرزند کی ذات سے ہونگی طلسم کشا اس طلسم کو ایک روز ضرور فتح کر لیگا کیونکہ اُسکے پاس لوح طلسمی ہی
اور لشکر کثیر ہی اگر لوح طلسمی اُسکے پاس نہوتی تو اُسکے لشکر سے کچھ خوف نہ تھا مین ایک روز مین اُسکے
لشکر کو تباہ و برباد کر دیتا اور جبار شاہ سے مقابلہ کرکے اُسکو ایکہی مرتبہ قتل کر ڈالتا قید نہ کرتا کوئی
مجکو تم سب مین ایسا معلوم نہین ہوتا ہی کہ ایسے وقت مصیبت مین اتنی میری مدد کرے کہ لوح طلسمی
کسی تدبیر سے مجکو لا دے پھر میری لڑائی کا تماشا دیکھے کہ مین کیونکر لڑتا ہون اور کیونکر لشکر طلسم کشا

کو تباہ و برباد کرتا ہون اور کس بیرحمی سے طلسم کشا اور جبار شاہ کو اسیر کرکے قتل کرتا ہون اب
ارادہ رکھتا ہون کہ کچھ خیال ممانعت جنگ کا نکرکے اور حکم کتاب سامری پر عمل نکرکے لشکر کثیر لیکر
بمقابلہ طلسم کشا جاؤن یا تو لڑکر مرجاؤن یا لوح طلسمی کسی طریقہ سے پاکر سب دشمنون پر فتحیاب ہون بس
تم سب سے اس ارادہ مین مشورہ طلب ہون جو کچھ تمھاری راے ہو بیان کرو کچھ خوف و اندیشہ مجھ سے
نکرو جو کچھ دل مین آئے کہو یہ کہکر خاموش ہوا اُسوقت سمن ساز جادو نے کہ یہ بڑھیا بلا سے بڑی زبان
ہو کئی سو برس کا اسکا سن ہو برہم ہوکر بولی ای شاہ طلسم آپ میرے فرزند مبہوت جادو کو سر دربار
ایسی تقریر کرکے صدمۂ عظیم دیتے ہین مجکو رنج ہوتا ہو ایسی باتین آپکی مجھے پسند نہین ہین اگر مبہوت
جادو نے ملک قاسم کے بارے مین سفارش کی تھی اور چاہا تھا کہ قتل نہو تو آپ نے اُسکو اپنا
دشمن اور طلسم کشا جان کر کیون چھوڑ دیا مبہوت جادو کے کہنے پر عمل نکرنا تھا میرے نزدیک جو
کچھ کیا وہ آپ ہی نے کیا لیکن اب آپ مفت میرے بچے کو الزام دیتے ہین شاہ طلسم ہوکر طلسم کشا
سے ڈرے جاتے ہین جان دینے پر آمادہ ہین زندگی سے مایوس ہین لوح طلسمی کے لادینے پر
کس نالائق سے سوال کرتے ہین شاہ طلسم ہوکر کچھ خیال اپنی عزت و آبرو کا نہین ہو اپنے
ادنے ملازمون سے لوح طلسمی کے لادینے کے طالب ہوتے ہین سر دربار طلسم کشا سے ڈرنا ظاہر
کرتے ہین بار بار لوح طلسمی کا ذکر کرتے ہین اگر لوح طلسمی کے ہاتھ آجانے سے طلسم کشا اور
جبار شاہ اور تمامی لشکر طلسم کشا قتل ہوجائے گا اور تردد آپکا موافق آپکے قول کے دفع ہوجائیگا
تو مین کل لوح طلسمی طلسم کشا سے کسی طرح سے لیکر آپ کے حوالے کردونگی آپ میرے نور نظر
مبہوت جادو کو طلسم کشا کے بارے مین کچھ نکہیے گا ہاروت جادو اُسکی تقریر سنکے خاموش ہو رہا
اور بوجہ بزرگ ہونے اور ساحرہ زبردست ہونے کے کچھ اُسکو جواب ندیا بلکہ سر اپنا جھکا لیا
سمن ساز جادو تھوڑی دیر بیٹھکر کہنے لگی اب مین رخصت ہوتی ہون اور اپنے فرزند مبہوت
جادو کو بھی اپنے ہمراہ لیے جاتی ہون ہاروت جادو نے کہا ابھی سے جانا کیا ضرور ہی چلی
جائیے گا آپ کی باتون سے میرے دل کو یقین ہوا ہی کہ آپ لوح کے بارے مین کوئی تدبیر
معقول کیجیے گا اُسنے جواب دیا براے حاصل کرنے لوح طلسمی کے مین اسوقت تو نجاؤنگی لیکن اپنے
مکان پر جاکر اور کچھ فکر کرنا منظور ہو اسی سبب سے اسوقت جاتی ہون ہاروت جادو نے یہ
سنکے اُسے رخصت کیا وہ مع مبہوت جادو دربار سے اُٹھکر اُسی قصر مین گئی جس قصر عالیشان مین
مبہوت جادو مع اپنی دختر اور زوجہ کے رہتا ہو کیونکہ دایہ مذکورہ بھی مکان مبہوت جادو مین
بوجہ محبت قلبی کے رہتی ہو اور مبہوت جادو دایہ مذکورہ کو اپنی مادر سے جسکے شکم سے پیدا ہوا
ہو اُس سے بڑھکر اِسے جانتا ہو الحاصل جب سمن ساز جادو داخل قصر ہوئی خیال کرنے لگی
کہ ای سمن ساز جادو تو نے غصہ کے عالم مین ہاروت جادو سے لوح طلسمی کے لادینے کا عبث
اقرار کیا لوح کا لادینا کچھ آسان نہین ہو کیونکہ طلسم کشا لوح کو ہر وقت اپنے سینہ پر رکھتا ہی اور
عیار مکار طلسم کشا کا نہایت ہوشیار ہی ہر وقت وہ طلسم کشا کی حفاظت کرتا ہی سوا اُسکے لشکر طلسم کشا
مین بڑے بڑے ساحر ہین خصوصاً جبار شاہ موجود ہی ایسے نامی ساحرون مین تنہا جاکر لوح کا

لے آہ نہایت ہی مشکل ہو بلکہ دشوار ہی برا کیا تونے کہ ایسے امر دشوار کے کرنے کا اقرار سر دربار کر لیا اب کیا
فکر کریگی کہ لوح طلسمی دستیاب ہوگی یہ خیال کر کے تا دیر سر بزانو بیٹھی رہی اور تدبیر لوح کے لانے کی سوچا
کی اور یہ بھی دل مین خیال کیا کی کہ اگر ایفاے وعدہ نہ کریگی تو ہاروت جادو اور جملہ اہل دربار سے
شرمندہ اور خجل ہوگی ہر ایک کی نظر سے گر جائیگی یہ عزت و آبرو تیری باقی نہ رہیگی بس اب مناسب یہی
ہو کہ حصول لوح کے واسطے کوئی تدبیر معقول کر اور جان کا اپنی خیال نہ کر یا تو لوح طلسمی لاکر اور ہاروت
جادو کو دیکر اُس سے سرخرو ہو یا اپنی جان لشکر طلسم کشا مین جاکر دیدے مرجانا اس زندگی سے بہتر ہو
کہ ذلیل و حقیر ہوکر انسان جیتا رہے یہ باتین دل ہی دل مین تا نصف شب کیا کی آخر کار ریکھ
سوچکر اوراق جمشیدی نکالکر اُسمین احوال طلسم کشا کا جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک قاسم اسوقت
بیخبر اپنی بارگاہ مین سو رہا ہو کوئی پاس اُسکے نہین ہو لوح طلسمی اُسکے گلے مین ہو یہ حال اوراق مذکور سے
دریافت کر کے خوش ہوئی اور اُسیوقت تخت سحر پر سوار ہوکر جھولی اشیاے سحری دوش پر رکھکر ساعت
نیک دیکھکر جانب لشکر طلسم کشا روانہ ہوئی اُسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور اب احوال طلسم کشا
اور اُسکے لشکر کا اور حال سیارہ بن عمرو کا لکھا جاتا ہو کہ جس شب کو سمن ساز جادو واسطے لانے
لوح کے روانہ ہوئی تھی قبل اُسکے اور اُسی شب کو بھی تا دیر ملک قاسم نے شکیلہ جادو کا خیال
کیا تھا اُسکا حسن زاہد کش اور عابد فریب یاد آیا تھا تصور سے تصویر خیالی اُسکی پیش نظر تھی بیداری
مین اُسکی تصویر خیالی سے مخاطب ہوکر فرش خواب پر تخلیہ مین کہتا تھا ای نازنین بیمروت بے اعتنائی
مین تیرا مثل نہین ہو واہ خوب وعدہ وفا کیا سواے ایک مرتبہ کے پھر صورت اپنی ہمین نہ دکھائی اور
اپنے ہاتھ سے ہمین شراب نہ پلائی ثابت ہو گیا کہ عشق تمھارا صادق نہ تھا اگر عشق صادق ہوتا تو ضرور
ایفاے وعدہ کرتین صورت اپنی ہمین دکھا جاتین یہ باتین کرتے کرتے چونکہ سو گیا تھا خواب مین
بھی اُسکا خیال تھا اور لشکر ملک قاسم کا دور تک صحرا مین پڑا ہوا تھا سواے اُن ساحرون کے
جو ہمراہی ایک سردار کے حفاظت لشکر کی کر رہے تھے اور گرد لشکر مع سیارہ بن عمرو کے پھر رہے
تھے جملہ ساحران لشکر سوتے تھے سیارہ کبھی تو ہمراہ اُن ساحرون کے لشکر کی حفاظت کرتا تھا کبھی در
بارگاہ ملک قاسم پر آکر بیٹھتا تھا گاہ اندر بارگاہ کے جاکر ملک قاسم کو صحیح و سلامت سوتا دیکھکر
قریب اُسکے بیٹھ جاتا تھا کبھی گھبرا کر باہر بارگاہ کے آتا تھا اور در بارگاہ پر براے حفاظت بیٹھتا تھا اسی حالت
مین سمن ساز جادو جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا ہو بعد قطع راہ تخت سحر پر عنقریب لشکر پہونچی دیکھا کہ دامن
صحرا مین کنارۂ دریا دور تک لشکر پڑا ہوا ہو کوسون تک بارگاہ و خیام استادہ ہین یہ کثرت سپاہ دیکھکر
دلمین کہنے لگی کسقدر لشکر کثیر طلسم کشا نے فراہم کر لیا ہو کہ تمام صحرا سپاہ سے بھرا ہوا ہو جہانتک نظر پہونچتی
ہو لشکر ہی لشکر نظر آتا ہو یہ دل مین کہتی ہوئی بروے ہوا تخت سحر کو بڑھاتی ہوئی درمیان لشکر مین پہونچی اُسوقت
تخت کو بروے ہوا ٹھہرا کر فہم و عقل سے بارگاہ ملک قاسم کو دریافت کرنے لگی اور ہر ایک بارگاہ
پر غور سے نظر کرنے لگی دیکھتے دیکھتے ایک بارگاہ فلک فرسا اُسکو نظر آئی بیشتر گرد اُس بارگاہ کے کئی
ہزار ساحرون کو واسطے حفاظت کے پھرتے ہوئے دیکھا اور ایک شخص کو کہ دبلا پتلا تھا اُسے بارگاہ پر
بیٹھے ہوئے دیکھا اور یہ تقریر سُنی کہ ایک ساحر نامی حفاظت کنندہ سے کہتا تھا کہ ای بران عقاب سوار

مع اپنے ہمراہیون کے اسی طرح گرد بارگاہ ملک قاسم کے پھرتے رہنا خبردار نگہبانی سے غفلت
نکرنا ساحر مذکور اُسے جواب دیتا تھا ای سیارہ بن عمرو مین ہرگز نگہبانی مین کمی نکرونگا تم بھی ہوشیار
رہنا حالانکہ کسی دشمن کی کیا مجال کہ یہان قدم رکھ سکے لیکن تقاضائے عقل یہی ہو کہ دشمنون سے ایمن نہو
یہ کہکر وہ ساحر مع اپنے ہمراہیون کے ہوشیار باش خبردار باش کہتا ہوا ایک طرف روانہ
ہوا سمن ساز جادو نے سیارہ اور ہبران جادو کی گفتگو سنکے یقین جانا کہ یہی بارگاہ طلسم کشا کی ہو
جسکے گرد برائے نگہبانی اکثر ساحر پھرتے ہین یہ امر تصور کرکے ہوشیاری اور روشنی لشکر مین دیکھکر اپنی
جھولی سے روئی اور ایک شیشہ پر از آب نکالا پھر اُس شیشہ سے چند قطرے اُس روئی کے پھاہے پر ڈالکر
سحر اُسپر پڑھکر سوے فلک اچھالا وہ بصورت لکۂ ابر ہوکر بلند ہوا اور جسقدر ساحر اور غیر ساحر بیدار تھے
اُنپر محیط ہوا پھر پانی ابر مذکور سے خاص اُنھین اشخاص پر برسنے لگا جسپر ایک قطرہ پانی کا پڑا وہ بیہوش
ہوگیا چنانچہ ہبران عقاب سوار مع اپنے ہمراہیون کے اور سیارہ بن عمرو وغیرہ جو جو لشکر مین
بیدار تھے سب بیہوش ہوئے جسوقت جملہ بیدار و ہوشیار بیہوش و غافل ہوگئے سمن ساز جادو
بصد عجلت تخت سحر کو بروے زمین لائی اور در بارگاہ سے اندر بارگاہ کے گئی دیکھا بارگاہ بصد
زینت و تکلف آراستہ ہو اور مانند بارگاہون سلاطین روزگار کے زیب و آرائش سے پیراستہ
ہو بلورین اور زمردین وغیرہ جھاڑون مین شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین گلدستے جابجا قرینے
سے رکھے ہوئے ہین لخلخے مشک و عنبر و عود کے رکھے ہوئے ہین جنکی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہو
بے اختیار نیند چلی آتی ہو درمیان بارگاہ مین ایک مسہری نہایت نادر و نفیس پر ملک قاسم بیخبر سو
رہا ہو بارش ابر سحر سے بیہوش نہین ہوا ہو کیونکہ گلے مین اُسکے لوح طلسمی ہو چہرہ مانند ماہ شب چہاردہ
کے یا مثل آفتاب کے روشن ہو اور صولت و شوکت رخ انور سے عیان ہو گویا ایک شیر غضبناک ہو کہ بیخبر
سو رہا ہو جوانی کی نیند ہو ذرا ہوش نہین ہو ساحرہ مذکورہ ملک قاسم کو دیکھکر دل مین خیال کرنے
لگی یہ جوان پُرخوف و قوی بازو کسقدر حسین ہو کہ اسکے آفتاب رخ پر نظر نہین ٹھہرتی ہو خداوند سامری
نے کیا حسن و جمال دیا ہو شاید اپنے ہی ہاتھ سے بنایا ہو خوشا مقدر اُس عورت کا جو اسکے پہلو مین
سوئے اور لطف ہم بستری اس جوان حسین و رعنا سے حاصل کرے ای سمن ساز جادو اگر یہ
جوان تجھ سے ہم بستر ہوتا تو کیا خوب ہو تا کس لطف و عیش سے زندگی بسر ہوتی ہائے یہ مسلمان ہو
اور مین ساحرہ ضعیفہ ہون مجھ کا ہیکو مائل ہو گا صورت پر میری فریفتہ نہوگا ہان اگر بزور سحر رشک
حور و پری بنکر صورت اپنی اُسے دکھاؤن تو یقین ہو کہ یہ طالب وصل ہو گا مدعاے دلی میرا بر آئیگا
اسکے وصل سے شب و روز بعیش و عشرت بسر ہوگی ایسے جوان کو کیا قتل کرون اسکے قتل کرنے
کے لیے ہاتھ نہین اُٹھتا ہو ارادہ تو کیا تھا کہ لوح طلسمی لیکر اسکو قتل کر ڈالون مگر اب اسوجہ سے اسکو
قتل نکرونگی شاید میری شکل زیبا دیکھکر مجھپر فریفتہ ہوکر مجھ سے طالب وصل ہوگا ای سمن ساز جادو
بالفعل موافق اقرار کرنے کے لوح طلسمی اُسکے گلے سے لیکر ہاروت جادو کو جاکر دیدے اسکو
ہلاک نکر کیونکہ امید قوی ہو جب میری صورت پر یہ نظر کریگا اور مین بزور سحر زن نوجوان حسین بنکر
کسی روز اپنی شکل اسے دکھاونگی تو یہ دیکھتے ہی ہزار جان سے مجھپر نثار و فریفتہ ہو جائیگا اُسوقت

اُسوقت اِسکو اپنے ساتھ اپنے مکان مین لیجاؤنگی اس سے ہم بستر ہونگی اگر ہاروت جادو اسکے
قتل پر آمادہ ہوگا تو ہرگز ہرگز اسے قتل ہونے دونگی اور اسکی جان بخشی کے واسطے اُس سے کہونگی وہ
ضرور میرے کہنے کو مانے گا یہ باتین اپنے دل مین کرکے رعب ملک قاسم سے ڈرتی ہوئی آہستہ آہستہ
قریب مسہری کے گئی چونکہ اُسوقت ملک قاسم غافل تھا اور بیخبر سو رہا تھا لوح طلسمی مسہری سے
نیچے لٹکی ہوئی تھی اور مشل ماہ کے ضوء دے رہی تھی ثمن ساز جادو نے مسہری کے قریب بیٹھکر
مقراض سے ڈورا لوح طلسمی کا کاٹ کر اپنے دستی رومال مین لوح کو لپیٹ کر بنظر حسرت روی قاسم
کو دیکھکر آہستہ کہا ای جان من بسبب اقرار کرنے ہاروت جادو سے لوح تیرے گلے سے لیے جاتی ہون
ورنہ تجکو دیکھکر اور تیری صورت پر فریفتہ ہوکر دل تو یہ چاہتا تھا کہ اپنا دل تجکو دیتی اور اسی وقت تیرے
پہلو مین لیٹ کر تجھسے مدعاے دلی حاصل کرتی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اور اپنے ابر سحر کو دفع کرکے اپنے
مکان کی طرف روانہ ہوئی اثناے راہ مین مڑ مڑ کر جانب لشکر ملک قاسم دیکھتی جاتی تھی اور کہتی تھی
ای ثمن ساز جادو تو نے نہایت نادانی کی کہ تمامی لشکر ملک قاسم پر ابر سحر سے پانی نہ برسایا اور
سب کو بیہوش نہ کیا اگر اسوقت جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی بیدار ہوکر میرے لوح کے لے
آنے سے آگاہ ہوکر میرے تعاقب مین آتین اور میرے سد راہ ہون تو سخت مشکل ہوگی جنگ عظیم ہوگی
مین اکیلی لاکھون ساحرون سے کیونکر لڑونگی کس کس کو قتل کرونگی اسی طرح باتین کرتی ہوئی لوح
کے پانے سے خوش ہوتی ہوئی بعجلت تمام اپنے مکان مین پہونچی اور وہ باقی ماندہ سب اپنے فرش
خواب پر استراحت پذیر ہوکے بسر کی جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوکر لوح طلسمی کو لیکر اُسوقت
قریب دربار ہاروت جادو کے پہونچی کہ وہ نابکار دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار
حاضر دربار تھے ہاروت جادو اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہ رہا تھا کہ ابھی تک ثمن ساز جادو
نہین آئی ہے کل اُسنے مجھسے لوح طلسمی کے لا دینے کا اقرار کیا تھا وہ عرض کرتے تھے ای شاہ ذیجاہ
ثمن ساز جادو صادق الاقرار ہے ضرور لوح طلسمی لیکر آتی ہوگی یا دو تین روز مین لوح کو لیکر آئیگی
ایفاے وعدہ ضرور کریگی ابھی ہاروت جادو گفتگو اہل دربار کی سن رہا تھا ناگاہ سوے فلک
برق چمکی ابر سحر سے رعد کی آواز آئی پھر وہ ابر شق ہوا تخت ثمن ساز جادو کا پیدا ہوا ہاروت
جادو اُسے دیکھکر خوش ہوکر اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ثمن ساز جادو آتی ہے سب دیکھنے لگے
ساحرہ مذکورہ تخت سے اُترکر دربار مین آئی شاہ طلسم نے موافق اُسکے رتبہ کے اُسکی تعظیم دیکر
قریب اپنے بیٹھنے کو کہا وہ بعد نخوت بیٹھکر تمام اہل دربار پر نظر کرکے اور ساحران نامی سے مخاطب
ہوکر پوچھنے لگی کیون تمسے ہو سکتا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے لے آتے اُنھون نے جواب
دیا اگر ہمارے امکان مین ہوتا تو آجتک ضرور ہی لے آتے شاہ طلسم سے انعام کثیر پاتے ثمن ساز
جادو نے اُنکی تقریر سنکے ایک رومال اپنے پاس سے نکالکر ہاروت جادو کو دیا سب نے
دیکھا کہ اُس رومال مین کوئی چیز لپیٹی ہوئی ہے جب اُس رومال کو ہاروت جادو نے کھولا دیکھا
لوح طلسمی ہے لوح کو دیکھتے ہی خوش ہوکر تخت سے اُچھل پڑا اور تاج کو اپنے سر پر کج کرکے اہل دربار
سے کہنے لگا اب مین نے اپنی مراد پائی ہے لوح طلسمی دستیاب ہوئی رنج و غم دل سے دور ہوا ہے دیکھنا

کیونکہ لشکر طلسم کشا کو تباہ و برباد کرتا ہون اور کیونکر سب باغیون کو ہلاک کرتا ہون خصوصاً جبار
شاہ اور ملک قاسم کو کیونکر تہ تیغ کرتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجائے ساقیان گلرخسار
کشتیان شراب کی لیکر بزم مین موجود رہین جو جو ساحران نامی وغیر نامی تمام طلسم کے حسب الطلب
ماہدولت کے آئین اُنکو شراب ناب پلائین اور لازنینان خوبرو و خوش گلو بھی حاضر رہین جب ماہدولت
بزم عشرت مین مع جملہ ساحران نامی کے تشریف رکھین وہ روبروے ماہدولت کے آکر رقص
کرین اور مبارکباد لوح طلسمی کے ملنے کی مجھے دین بلکہ قبل از وقوع واقعہ تمام دشمنون کے
قتل ہو جانے کے مبارکبادی دین اور جملہ ساحران طلسم موافق اپنی اپنی عزت وحشمت کے لوح
طلسمی کے دستیاب ہونے کی خوشی کرین بجاے خود بھی طلسم مین ہر جگہ سامان خوشی کا کرین کیونکہ
اب دشمنون کا قتل کرنا میرے نزدیک بہت آسان ہے یہ کہکر بہت سے نامے لکھواکر سرنامون پر
اپنی مہر کرکے ساحرون کو دیگر ناظمان کوہ و دشت وقلعہ طلسم کو روانہ کیے یہان حکم ہاروت جادو
سے ملازم اُسکے حسب الطلب بزم آراستہ کرنے لگے اور کشتیان زروجواہر کی سمن ساز جادو کو انعام
مین دینے لگے وہ شادمان ہوکر انعام کثیر لیکر ہاروت جادو سے کہنے لگی اے ہاروت جادو
اسوقت جو کچھ تو مجکو دیوے وہ کم ہے کیونکہ طلسم کشا کے ہاتھ سے مین نے تیری جان اور تیرا طلسم اور
تمامی ساحران طلسم کو بچایا ہے وہ کار نمایان کیا ہے کہ آجتک مردون سے نہوا ہوگا مجھ عورت
نے رستم کا کام کیا ہے طلسم کشا ایسے شجاع و بہادر کے گلے سے لوح طلسمی لیکر آئی ہون ہاروت
جادو نے اور زیادہ انعام کین زروجواہر دیکر کہا واقعی آپ نے کار نمایان کیا مجکو خوش کیا
خوب ایفاے وعدہ کیا آپ کے سبب سے میری جان بھی یہ طلسم بھی لوٹنے سے بچا جو کچھ آپ کہتی
ہین درست اور بجا ہے مین ممنون احسان ہوا یہ جو کچھ آپکو دیا ہے یہ عوض لوح کے لادینے کا نہین ہے بلکہ یہ تمام
کشتیان زروجواہر کی آپ کی اُس دختر کو دین ہین جو آپ کے بطن سے ہے جسکا نام آپ نے
شوخ چشم جادو رکھا ہے سمن ساز جادو شاہ طلسم کی تقریر سنکے خوش ہو رہی ہے اہل دربار
بھی شادمان ہین جو ساحر نامے لیگئے تھے اُنھون نے ناظمون کو اور قلعہ دارون کو طلسم دقیانوس
کے نامے پہونچائے ہین وہ سب مع فوج کثیر بعجلت تمام آرہے ہین دربار مین داخل ہوکر ہاروت
جادو کو سلام کر رہے ہین اور نذر مبارکبادی دستیابی لوح دے رہے ہین ہاروت جادو
خوش ہوکر نذرین قبول کر رہا ہے علی قدر مراتب اُنکو اپنے دربار مین بیٹھنے کو اشارہ کر رہا ہے
فوج اور لشکر ہر ایک ناظم اور قلعہ دار کا بیرون دربار میدان وسیع مین جمع ہوتا جاتا ہے ہر ایک لشکر
مین بارگاہین اور خیام برپا ہو رہے ہین مانند مور و ملخ ساحران طلسم لحمہ بلحمہ آکر میدان صحرا مین
خیام پذیر ہو رہے ہین بزم عشرت بعنوان شائستہ آراستہ ہو چکی ہے ہاروت جادو چاہتا ہے کہ
دربار سے اُٹھکر جملہ ناظمان دشت و دریا و کوہ وغیرہ ساحران نامی کو لیکر بزم عشرت میں رونق افروز
مین جائے لیکن ساحران نامی سے باتون مین مصروف ہے سمن ساز جادو کی تعریف کرکے
ہر ایک سے کہتا ہے انھین نے تم سب کو اور مجکو دست طلسم کشا سے بچایا ہے بڑا کام کیا ہے لوح طلسمی
گلے سے طلسم کشا کے اتار کر لے آئی ہین سب اس حال سے ماہر ہوکر بہت خوش ہوکر اُسکی تعریف

کرتے ہین وہ خوش ہورہی ہو ساحران نامی پڑے دبی جبی آتے مین داخل دربار ہورہے ہین شور
وغل بیرون کا دربار ساحرون مین بلند ہو لاکھون بلکہ کرورون ساحرون کا مجمع ہو منزلون تک ساحران
نابکار قیام پذیر ہوئے ہین زمین اُنکے بار سے دبی جاتی ہو جب یہ شور وغل بلند ہو اور تمام طلسم مین
یہ خبر پہونچی کہ سمن ساز جادو نے بڑا کام کیا ہو لوح طلسمی طلسم کشا کے سینہ پر سے جا کر لے آئی ہو بہوت
جادو اور شکیلہ جادو دونون اس خبر سے آگاہ ہوئے بہوت جادو کو تو از حد خوشی ہوئی مگر
شکیلہ جادو کو کہ عاشق ملک قاسم پر ہو اور اُسکے ہجر مین بیمار ہو صدمہ چند ہوا بظاہر اپنے پدر و مادر
سے کہنے لگی خوب ہوا کہ لوح طلسمی دستیاب ہوگئی باطنا مغموم ہوئی دل مین کہنے لگی افسوس ہزار افسوس
لوح طلسمی سے اُنھون نے ایسی غفلت کی کہ ایک بڑھیا قریب المرگ سینہ پر سے اُتار کر لی آئی اُنکو تو
مین شجاع وبہادر جانتی تھی اخبار سے اُنکی دلاوری اکثر معلوم ہوتی تھی یہ کیا ہوا کہ ایک ضعیفہ سے
کچھ زور نہ چلا لوح سینہ پر سے اتروا دی ہاے اب اُنکی جان شاہ طلسم سے کیونکر بچیگی اُنکو تو کچھ
سحر مین بھی دخل نہین ہو کہ بزور سحر طائر بنکر اس طلسم سے جلد تر نکل جائین دشمنون سے اپنی جان
بچائین یا اعدا سے مقابلہ کرین حیف صد حیف فلک نے بڑا ظلم کیا اُنپر ستم نہین کیا مجھپر ظلم کیا
امیدین میری بر نہ آئین حسرتین دل کی دل ہی مین رہین وصل سے کامیاب نہوئی تقدیر مین یہی
لکھا تھا کہ اپنے معشوق کے الم مین جان دون دنیا سے پر ارمان جاؤن کچھ بھی لطف زندگی
دنیا مین نہ اُٹھاؤن ہاے اب اُنکو شاہ طلسم آسانی سے گرفتار کریگا یا تو قتل کر ڈالیگا یا قید
کریگا ہر چند وہ شجاع وبہادر ہین لیکن جب شاہ طلسم یا اور کوئی ساحر اُنپر سحر کریگا وہ سحر سے
مجبور ہو جائینگے دست و پا سحر سے بحس وحرکت ہو جائینگے زمین قدم پکڑ لیگی ہاتھ سے تیغ آبدار کھینچی
نہ جائیگی ایسی صورت مین اُنکا گرفتار کرکے قتل یا قید کر لینا کچھ بھی دشوار نہین ہو جب وہ خدانخواستہ
قتل یا اسیر ہوگئے تو لشکر کثیر اُنکا تباہ وبرباد ہو جائیگا جبار شاہ بھی اپنی جان بچا کر کسی طرف
بھاگ جائیگا یا میدان جنگ مین ہاروت جادو سے لڑکر مارا جائیگا گو کہ وہ بادشاہ طلسم سابق
ہو لیکن مثل ہاروت جادو کے صاحب اختیار نہین ہو وہ کیا شاہ طلسم حال سے بخوبی لڑیگا
اور پھر لوح طلسمی کسی تدبیر سے حاصل کرکے اُنکو دیگا اور وہ اس طلسم کو فتح کرینگے ہاروت نابکار
کو قتل کرینگے اور میری آرزو بر آئیگی کلی میرے دل کی ہواے مسرت سے شگفتہ ہوگی یہ باتین
دل ہی مین کرکے کثرت رنج سے آبدیدہ ہوئی مبہوت جادو اور اسکی زوجہ نے اُسے آبدیدہ
دیکھکر کہا اے نور نظر پارۂ جگر اسوقت تو آبدیدہ کیون ہوئی سبب رنج وملال کیا ہوا بیان کر اُسنے
جواب دیا اسوقت کثرت خوشی سے اشک میرے نکل آئے ہین جب سے سنا ہو کہ لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے سمن ساز جادو جا کر لے آئی ہین مجکو کمال خوشی حاصل ہوئی ہو اور اسی خوشی کی وجہ
سے اشک میرے آنکھون سے نکل آئے ہین مجکو کوئی رنج وغم نہین ہو صرف چندے سے طبیعت
میری ناساز ہو اور حال میری بیماری کا آپ پر ظاہر ہو کچھ پوشیدہ نہین ہو بہ نسبت قبل اب حال میرا
برا ہو شب و روز بوجہ دردسر اور تپ محرقہ کے بستر خواب پر پڑی رہتی ہون اعضا کم قوت ہوگئے
ہین غذا پر رغبت نہین ہو ذائقہ اور مزہ دہن کا تلخ ہو اعضا شکنی سے دردمند ہون بس اگ زمانے سے

بوجہ ایسی ناسازی مزاج سے ملول تھی اُسوقت خبر لوح طلسمی کے دستیاب ہونے سے کثرت خوشی مین اشک میرے نکل آئے ہین اور کچھ اپنی بیماری و مرض مین کمی پاتی ہون مبہوت جادو نے تقریر اپنی دختر کی سنکے اپنی زوجہ سے کہا دختر میری سچ کہتی ہی بارہا ایسا ہوا ہی کہ افراط خوشی مین آنسو آنکھ سے نکل آئے ہین یہ کہکر اپنی زوجہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا صاحب اسوقت میرے ہمراہ تم بھی ہمارے والد کی خدمت مین چلو لوح کے ملنے کی مبارکباد دو اور شریک بزم عشرت ہو میرا اور تمہارا چلنا ضرور ہی کیونکہ لوح کے حاصل ہونے کی خوشی کا والد نے جشن کیا ہی سب کو بلایا ہی اگر ہم اور تم نہ جائینگے تو اچھا نہو گا اول تو ملک قاسم کی جان بچانے سے والد مجھ سے ناراض رہتے ہین دوسرا سبب ناراضی کا یہ ہوگا کہ اُنکو اگر تہنیت لوح کے ملنے کی جا کر نہ دین اور ہم اور تم اپنے قصر ہی مین رہین شریک بزم عشرت نہون زوجۂ مبہوت جادو نے جواب دیا میرے نزدیک بھی چلنا مناسب ہی پہلے جاکر تہنیت دینا بعد ازان کہنا کہ اگر مین نے ملک قاسم کی جان بچائی تھی اور آپکو مجھ سے اس امر کی نہایت شکایت تھی اور ملال عظیم تھا اب تو وہ ملال اور شکایت باقی نہ رہی کیونکہ میری دایہ سمن ساز جادو نے لوح طلسمی آپکو لادی ہی مبہوت جادو نے کہا اچھا یہی تقریر والد سے جاکر کرونگا یہ کہکر اُٹھا زوجہ بھی اُسکی اُسکے ہمراہ اُٹھکر چلنے پر آمادہ ہوئی اُسوقت شکیلہ جادو نے اپنے والدین سے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی ہمراہ آپ کے چلون اُنھون نے جواب دیا ای نور چشمی اس بیماری مین اتنی دور چلنا تیرا اچھا نہین ہی ایسا نہو کہ طبیعت تیری زیادہ ناساز ہو جائے اُسنے آبدیدہ ہوکر کہا اگر آپ مجکو ساتھ اپنے نہ لیجائیے گا تو مجکو بدرجۂ کمال صدمہ ہوگا اور یہ رنج باعث زیادتی مرض کا ہوگا مبہوت جادو اُسکی تقریر سنکے کہنے لگا اچھا تو بھی چل مجھے تیرا رنجیدہ کرنا منظور نہین ہی یہ کہکر ہمراہ اپنے اُسی تخت سحر پر سوار کرکے اپنے قصر سے چلا زوجہ بھی اُسکی طاؤس سحر پر سوار ہوکر اُسکے ہمراہ چلی بعد قطع راہ کے جب سب دربار ہاروت جادو مین پہونچے اُسکو سلام کیا اُسنے اپنے پہلو مین ہر ایک کو جگہ دی اور شکیلہ جادو کو دیکھکر پوچھا اسکی طبیعت کیسی ہی چہرہ اسکا متغیر ہی مبہوت جادو نے کہا یہ دختر تھوڑے زمانہ سے بہت علیل ہی ہر وقت فرش خواب پر پڑی رہتی ہی علاج اسکا ہرچند بخوبی ہوتا ہی لیکن کچھ اسکو فائدہ نہین ہوتا ہی روز بروز حالت اسکی ابتر ہوتی جاتی ہی نہین معلوم کیا سبب ہی ہاروت جادو نے شکیلہ سے مخاطب ہوکر پوچھا ای دختر نیک اختر سچ بتا کس وجہ سے یہ حال تیرا ہوا ہی اُسنے کہا مین اکثر خواب مین ڈرتی ہون کچھ زن و مرد مہیب شکل عالم خواب مین مجکو ڈراتے ہین اور میرے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہین اُنکے خوف سے مین گھبرا کر آنکھین کھولدیتی ہون چارون طرف دیکھتی ہون کوئی نظر نہین آتا ہی چپ جاگا کرتی ہون کوئی سامنے میرے نہین آتا ہی جب سوتی ہون وہی ہیبتناک صورتین پھر نظر آتی ہین اور مجھے ڈراتی ہین مین اُنسے ڈر کر اکثر چیختی ہون کنیزین میری اور ہمجولیان میری مجھ سے پوچھتی ہین کہ ای ملکۂ عالم کیا ہوا کیون آپ سوتے سوتے چیخنے لگی ہین اُنسے کچھ نہین کہتی ہون بلکہ آجتک مین نے اس امر کو اپنے والدین پر بھی ظاہر نہین کیا تھا اسوقت آپ کے پوچھنے سے بیان کیا ہی پس یہی سبب میرے علیل ہونے کا ہی والدین

میرا علاج کرتے ہین تبرید مجوزہ حکما مجھے پلاتے ہین اس سے کیا ہوگا جان میری دوائی ٹھنڈائی سے نہ
بچیگی میرے واسطے تو کوئی تعویذ حفاظت اور نہ ڈرنے کا چاہیے کہ اُسکو اپنے بازو پر ہر وقت باندھے
رہون یا اپنے گلے مین ڈالے رہون تا کہ پھر وہ صورتین برکت سے اُس نقش کی خواب مین مجھے نظر
نہ آئین یا لوح طلسمی ہو کہ اُسپر نقوش دافع بلا ہین اور اسماے متبرک کندہ ہین اگر آپ چند روز کے
واسطے مجکو لوح طلسمی مرحمت فرمائیے اور مین لوح کو کسی کپڑے مین مانند تعویذ کے لپیٹ کر اپنے بازو پر
یا گلے مین ڈال لون تو یہ بیماری میری جلد تر دفع ہو جائے اچھی ہو جاؤن آپکی نوازش و اشفاق بزرگانہ
سے جان میری بچ جائے یہ کہکر زار زار رونے لگی اور لوح کی طرف کہ پاس ہاروت جادو کے رکھی
ہوئی تھی نظر کرنے لگی اُسوقت جو ساحران نامی دربار مین موجود تھے اُنھون نے ہاروت جادو
سے عرض کیا کہ اے شاہ فلک بارگاہ اگر مناسب ہو تو واسطے دو چار روز کے اس دختر کو لوح طلسمی
دیدیجیے یہ کوئی غیر اور کوئی حضور کی دشمن نہین ہے یہ تو آپ کے فرزند کی دختر ہے بعد صحت مزاج پھر
لوح اس سے لے لیجیے گا ہاروت جادو نے اُنکو جواب دیا میرا ارادہ یہ ہے کہ اس لوح کو کسی وقت
اپنے ہاتھ سے ٹکڑے بلکہ ریزہ ریزہ اور سرمہ سا کرکے خاک اسکی دریا مین ڈالدون اسکا نام
و نشان نہ رکھون جب یہ نہ رہیگی تو پھر یہ طلسم کبھی کسی سے نہ ٹوٹیگا اور مجکو پھر کوئی قتل نہ کر سکے گا اور جملہ
ساکنان بھی راحت و آرام سے رہین گے طلسم کشا سے کسی کو ضرر نہ پہونچے گا اُنھون نے جواب
دیا اے شاہ ذیوقار مقدمہ لوح مین جو ارشاد ہوا ہے بہت بہتر ہے ہم راے کو حضور کی پسند کرتے ہین
لیکن یہ چاہتے ہین کہ بعد صحت اس دختر کے لوح اس سے لیکر جو چاہیے گا وہ کیجیے گا خواہ ریزہ
ریزہ کرکے دریا مین ڈالدیجیے گا یا سرمہ سا کرکے خاک اسکی ہوا مین اُڑا دیجیے گا آپکو اختیار
ہے بالفعل لوح کو برباد نہ کیجیے اگر لوح کو توڑکر یا لیکر دریا مین ڈالدیجیے گا تو یہ دختر اچھی نہوگی
روز بروز حالت اسکی ابتر ہوتی جائیگی آخرکار ایک روز یہ دختر دنیا سے سوے عدم چلی جائیگی آپکو
اور ہم سب کو اِسکے مرجانے کا صدمہ عظیم ہوگا خصوصاً اسکے والدین کو از حد رنج ہوگا عجب نہین
کہ وہ بھی اِسکے صدمہ و غم مین ہلاک ہو جائین اور دشمن آپکے بھی اسکے الم مین دنیا سے کوچ کرین
کیونکہ ایسی حسین اور لئق دختر دنیا مین بھی کوئی نہوگی یہ کہکر وہ خاموش ہوئے ہاروت جادو
نے اُنکو جواب دیا جو کچھ تمنے کہا واقعی سچ کہا مگر یہ لوح طلسمی ہے مجکو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے
اسکے دینے کے باب مین فکر کرونگا بعد فکر و غور جو مناسب ہوگا وہ کرونگا یہ کہکر وہ خاموش ہوا
اُسوقت چند ملازمون نے عرض کیا حضور بزم عشرت حسب الحکم ہم فدویون نے آراستہ کی ہے
اگر مناسب ہو تو بزم عیش مین تشریف لیچلیے ہاروت جادو اُنکی تقریر سُنکے تخت سے اُٹھا مع لوح طلسمی
کے اور سب ساحران نامی کو ساتھ اپنے لیکر دربار سے چلا بعد قطع راہ ایک مکان وسیع مین پہونچا
دیکھا موافق خواہش دل کے بزم عیش جملہ زینتون سے آراستہ ہے اور ہر طرح کی آرائش و زیبائش
سے بخوبی پیراستہ ہے اُسوقت خوش ہو کر ملازمون کو جنھون نے بزم کو آراستہ کیا تھا انعام کثیر دیا
اور صدر بزم مین جو تخت زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جا کر بیٹھا ساحران نامی و نامور علی قدر مراتب یمین و
یسار اور روبرو اُسکے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے مبہوت جادو بھی مع اپنی زوجہ اور دختر مذکورہ

کے قریب ہاروت جادو کے بیٹھا اُسوقت حکم ہاروت جادو سے پہلے ساقیان گلرخسار بہت سی
کشتیان مے گلنار کی مع جام وساغر بلورین ویاقوت کی لیکر اُس بزم مین آئے اور ہاروت جادو کو ساغر
یاقوت مین مے احمر پلا کر اہل بزم کو جام بلورین مین شراب پلانے لگے دورجام مے ہونے لگا جب سب خوش
ہوئے اور شراب پی چکے اور ہر ایک سوائے شکیلہ جادو کے بادہ خواری سے حظ وافر اُٹھا چکا اشارہ
شاہ طلسم سے ساقیان گلرخسار چلے گئے بعد اُنکے جانے کے شاہ مذکور نے اپنے ملازمون کو حکم دیا
جلد جاکر ساقیان غنچہ دہن سے ہماری جانب سے یہ کہو کہ جسقدر ساحران غیر نامی صحرا مین آکر قیام پذیر
ہوئے ہین اُنکو بھی شراب سے محروم نہ رکھو ہر ایک سردار اور ناظم کے لشکر مین موافق ضرورت کے
شراب خمون اور سبو مین بھر کر پہونچا دو تاکہ وہ سب بھی شراب پئین اور خوش ہون کیونکہ آج دن خوشی
کا ہے بلکہ تین روز تک ہم لوح طلسمی کے دستیاب ہونے کے خوشی مین جشن کرینگے وہ سب بھی ہماری
طرح تین روز تک شراب پیین اور ناچ گانا نازنینون کا سنین بعد تین روز کے ہم جشن کو موقوف
کرینگے اور سب کو ہمراہ لیکر بمقابلہ طلسم کشا جائینگے ایک روز مین ہنگام مقابلہ طلسم کشا اور
جبار شاہ اور تمامی لشکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالینگے بعد ازان جشن سات روز تک فتحیابی کا
کرینگے یہ کہکر خاموش ہوا ملازم واسطے تعمیل حکم کے گئے ساقیون سے حکم شاہ بیان کیا اُنھون
نے حسب الحکم ہر ایک ناظم اور ہر ساحر زبردست وسردار کی سپاہ مین خم اور سبو شراب سے بھر کر بکثرت
پہونچا دئیے اور اکثر لشکرون مین خود شراب پلائی اکثر فوجون مین خود اہل لشکر نے شراب پی
اور میکشی کی چھوٹے چھوٹے دیہاتی طائفے رنڈیون کے ہر ایک لشکر مین روبرو اہل لشکر کے
ناچنے اور گانے لگے ساحر شراب پی کر نشہ کے عالم مین ناچ دیکھنے لگے اور کھانے شاہ طلسم کے
نعمت خانے سے عمدہ اُنکو ملنے لگے وہان تو سب ساحران غیر نامی ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئے
اِدھر بھی حکم ہاروت جادو سے ایک نازنین نہایت خوبصورت اور خوش گلو مع اپنے سازندون
کے بزم مین حاضر ہوئی بعد درست ہونے سازون کے وہ نازنین زہرہ مثال بناز وادا رقص
کرنے لگی ہاروت جادو اور جملہ ساحران نامی ناچ اُسکا دیکھکر خوش ہونے لگے شکیلہ جادو
یہ خیال کر کے اشک آنکھون مین بھر لائی کہ یہان تو یہ سب خوش ہو کر ناچ اس نازنین کا دیکھ
رہے ہین نہین معلوم میرے محبوب کے لشکر مین اِسوقت کیا ہوتا ہوگا بظاہر سب لوح کے گم
ہو جانے سے متردد ہونگے اکثر ساحرون کو رنج ہوگا خصوصاً میرے معشوق کو از حد رنج ہوگا
عجب نہین کہ فرط الم سے غذا بھی تناول نہ کی ہو بعد اس خیال کرنے کے دل مین کہنے لگی اے شکیلہ
یہ کیا خیال کر رہی ہے ارے نہین معلوم سمن ساز جادو نگوڑی نے اُنکے لشکر مین جاکر سوائے
لوح لے آنے کے اُنسے اور اُنکے اہل لشکر سے کیا سلوک کیا ہے خدا ے نادیدہ اس بڑھیا بلائے
بے درمان کو جلد غارت کرے کیا معلوم اسنے وہان جاکر کیا کیا آفت اور قیامت برپا کی ہوگی
کسی کو اپنے سحر مین مبتلا کیا ہوگا کسی کو سحر سے ہلاک کیا ہوگا ہزارون ساحرون کو جان سے مارا
ہوگا صاحب سے نہین معلوم کس طرح پیش آئی ہوگی خدا کرے وہ اس بلا کے شر سے محفوظ رہے
ہون اپنی جان سے صحیح ہون اور ہر طرح اچھے ہون اس نابکار ساحرہ کے سحر مین مبتلا نہوئے

ہون اہل لشکر بھی اُنکے مع انگیز ہون خاصکر اُنکا بال بیکا نہوا ہوگا کیونکہ یہانسے جاکر اُنکو زندہ اور
سلامت اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن دشمنون سے ڈرتی ہون راز عشق پوشیدہ کرتی ہون صدمۂ فراق
سے مرتی ہون کسی سے اپنا حال دل نہین کہتی ہون اُنکو کچھ میری پروا نہین ہو مطلق خیال بھی نہین ہو خیر
وہ مہربان نہون اُنکی بے اعتنائی بھی مجھے مرغوب ہو عاشق ہون معشوق کی عادت بدبھی اچھی جانتی
ہون وہ مجھے اپنا دوست اور عاشق تصور کرین یا نہ کرین مین اپنے دل سے اُنکی خیر خواہ اور
عاشق صادق ہون ایسی بزم عشرت مین بیٹھی ہوئی ہون نازنین رقص کر رہی ہو سب شادمان ہین
مین اُنہین کے تصور مین مغموم ہون یہ بزم عشرت مجکو محفل غم بلکہ مجلس ماتم ہو رقص کرنا ایس
نازنین کا میری نظر مین رقص مرغ نیم بسمل ہو ادھر صداے نغمہ مثل آواز نالہ و فغان ہو انکی مفارقت
مین عیش بدتر از مصیبت ہو اس میرے حال زار کی خبر اُنکو شاید نہوگی ورنہ وہ میرے علاج درد
دل کی کوئی تدبیر ضرور کرتے یا خبر ہوگی تو غرور حسن و جمال سے بے اعتنائی کی ہوگی اچھی طرح میرا
خیال بھی نہوگا مین نے تو یہان چاہا تھا کہ بمکر و فریب اور دروغگوئی سے لوح طلسمی لون اُنکے پاس
جاؤن لوح دیکر عاشقی اپنی اُنپر ظاہر کرون لیکن ہاروت جادو بڑا ہوشیار ہو لوح کے دینے
مین ابھی تک تامل کرتا ہو مین مجبور و لاچار رہون کچھ اپنا اختیار نہین ہو ہاے کون مہربان ایسا ہو
کہ میری جان پر رحم کھاکر اُنکے پاس جائے اور میری طرف سے اُنسے کہے کہ واہ صاحب خوب
لوح طلسمی کی آپ نے اور آپ کے عیار نے حفاظت کی ایسے غافل ہوئے کہ ایک بڑھیا قریب المرگ
لوح آپ کے گلے سے اُتار کرلے آئی نہ تو آپ نے اُسکو ہلاک کیا اور نہ آپ کے عیار سیارہ
نے اُسے گرفتار کیا نہ کسی اہل لشکر نے آپ کے اُسے روکا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب شجاعت
و جوانمردی کو کام فرمائیے تیغ آبدار علم کرکے مع تمامی لشکر یہان آئیے لوح ہاروت جادو سے
دلیرانہ چھین کر لیجائیے جو کوئی آمادۂ جنگ ہو اُسے قتل کیجیے خصوصاً ہاروت جادو کو قتل کر ڈالیے
تمام جھگڑا اور فساد دور ہو جائے یا اپنے عیار نامدار کو یہان روانہ کیجیے وہ اس بزم عشرت مین آکر
کوئی عیاری اچھی کرکے ہاروت جادو وغیرہ کو بیہوش کرکے سواے میرے سب کو خنجر آبدار
سے قتل کر ڈالے یا ہاروت جادو سے لوح طلسمی بمکر لیکر آپکی خدمت مین جاکر آپ کو دیدے
یہان تو شکیلہ جادو خیالات مندرجۂ بالا کر رہی ہو ہاروت جادو مع جملہ ساحران نامی کے
بزم عشرت مین بیٹھا ہوا نازنین کا رقص دیکھ رہا ہو گانا سن رہا ہو لوح طلسمی کو ایک صندوقچہ مین
بند کرکے اپنے زانو کے نیچے صندوقچہ مذکور رکھا ہو لیکن اب احوال لشکر طلسم کشا کا لکھا جاتا ہو کہ جب
سمن ساز جادو لوح طلسمی بطریق مندرجۂ بالا لاجاکرلے آئی اور وہ باقی شب گذری صبح ہوئی
ملک قاسم نے موافق عادت قدیم کے اول وقت نماز سحر خواب سے بیدار ہوکر سیارہ اور
دیگر ملازمون کو پکارا کسی نے آواز نہ دی قاسم نے خیال کیا شاید سب اسوقت سوتے ہین یہ خیال
کرکے دوبارہ اُنکو نہ پکار کر خود ہی پانی بہم پہونچا کر وضو کرکے بخضوع و خشوع نماز سحر ادا کی بعد
نماز پڑھنے کے تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کی کرنا شروع کی اُسوقت لشکر مین اکثر ساحر بیدار ہوئے
اُنھون نے دیکھا کہ بہران عقاب سوار مع کئی ہزار ساحرون کے فرش خواب پر پڑا ہو اُسکو

اُن ساحرون نے حیران ہوکر بُران عقاب سوار کے قریب جاکر اُس سے کہا ای بُران عقاب سوار شب کو لشکر کی حفاظت کرکے وقت سحر تمکو ایسی نیند آئی کہ اپنے خیمہ مین بھی نہ گئے اور اُسی جگہ سنگریزون پر مع اپنے ہمراہیون کے سو رہے اب ہوشیار ہو فرش زمین سے اُٹھو گرد و غبار کو اپنے لباس سے دور کرو اپنے ہمراہیون کو بھی جگاؤ یہ کہکر شانہ و بازو اُسکا ہلاکر بیدار کرنا چاہا وہ چونکہ مبتلاے سحر سمن ساز جادو تھا اُنکے بیدار کرنے اور پکارنے سے ہوشیار نہوا اُسوقت وہ سب ساحر بہت متردد ہوئے اُنمین سے دو چار ساحرون نے دیکھا کہ بارگاہ ملک قاسم پر سیارہ بن عمرو مع چند ملازمون کے پڑا ہوا ہی اُنھون نے اپنے ہمراہیون سے کہا دیکھو سیارہ وغیرہ بھی مثل بُران عقاب سوار کے در بارگاہ ملک قاسم پر پڑے ہین چلو اُنکو بیدار کرین وہ سب اُن ساحرون کے ہمراہ در بارگاہ قاسم پر آئے ہر چند سیارہ وغیرہ کو پکارا لیکن کسی نے جواب نہ دیا تو وہ سب ساحر از حد متفکر ہوئے اور در بارگاہ جبار شاہ پر جاکر دربانون سے کہا جلد ہمارے حاضر ہونے کی شاہ طلسم کو خبر کردو کہ ہمین کچھ اور ضروری عرض کرنا ہی اُنھون نے جبار شاہ کو اُنکے آنے کی اطلاع دی وہ گھبراکر بارگاہ سے برآمد ہوکر اُنسے پوچھنے لگا خیر تو ہی اُنھون نے تمام حال بُران عقاب سوار اور سیارہ وغیرہ کے بیدار نہونے کا عرض کیا جبار شاہ کو تردد ہوا فوراً بارگاہ سے جانب بُران عقاب سوار جادو روانہ ہوا اثناے راہ مین اکثر ساحران نامی و غیر نامی بھی بیدار ہوکر اُسکے ہمراہ ہوئے جب وہ سرہانے بُران مذکور کے پہونچا دیکھا کہ وہ مع اپنے ہمراہیون کے بیہوش پڑا ہی جبار شاہ نے ہر چند اُسکو پکارا لیکن اُسنے جواب نہ دیا اُسوقت جبار شاہ نے اپنے ہمراہی ساحرون سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب کسی ساحر دشمن کے سحر مین گرفتار ہین اُسی کے سحر سے بیہوش ہو گئے ہین یقینی شب کو کوئی ساحر فرستادۂ ہاروت جادو کا یہان گیا ہوا ہی وہ کسی مطلب کے واسطے یہان آیا ہی اُسکو مع اُسکے ہمراہیون کے لشکر کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھکر سحر سے اُسکو مع اُسکے ہمراہیون کے بیہوش کر گیا ہی خیر اسیر سے تو سحر دفع کر دیا جائیگا یہ مع اپنے ہمراہیون کے ہوشیار ہو جائیگا لیکن اب در بارگاہ طلسم کشا پر چلو اُنکی خیر و عافیت دریافت کرو حال لوح طلسمی کا پوچھو کہ سینہ پر ہی یا نہین ہی وہ ساحر اُسی وقت ہمراہ جبار شاہ کے در بارگاہ ملک قاسم پر آئے پہلے جبار شاہ نے سیارہ کو پکارا جب اُسنے جواب نہ دیا پریشان خاطر ہوکر ساحرون سے کہا تم ملک قاسم ذیشان کو باادب تمام پکارو اور اجازت اندر آنے کی طلب کرو اُنھون نے موافق حکم جبار شاہ کے عمل کیا قاسم کہ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کی کر چکا تھا اُنکی آواز سُنکے اجازت دہ ہوا جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی داخل بارگاہ ہوئے پہلے ہر ایک نے سر اپنا واسطے تسلیم کے جھکایا بعد ازان اشارۂ ملک قاسم سے موافق اپنی لیاقت کے بیٹھکر پوچھا مزاج حضور کا کیسا ہی قاسم نے جواب دیا عنایت الٰہی سے اچھا ہون تم اسوقت خلاف معمول اس طرح کیون آئے ہو پریشان خاطر کیون ہو جبار شاہ نے حال بُران عقاب سوار اور سیارہ وغیرہ کا بیان کرکے عرض کیا معلوم ہوتا ہی کہ وقت شب کسی ساحر فرستادۂ ہاروت جادو کا آپکے لشکر مین گذر ہوا ہی اُسی نے کسی مصلحت سے سیارہ وغیرہ کو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی

چونکہ ہم سب کو اُن سب سے زیادہ تر آپ کا خیال ہوا اسوجہ سے واسطے دریافت کرنے خیر و عافیت
مزاج کے حاضر ہوئے ہین شکر ہی خدا کا کہ ہمنے آپکو بصحت و عافیت پایا دل خوش ہوا یہ عرض کرکے سینہ
و پہلوے ملک قاسم پر نظر کرکے کہا ای شاہزادۂ دیجاہ اسوقت لوح طلسمی آپ کے گلے مین نہین ہی
شاید آپنے شب کو گلے سے اُتار کر سرہانے نیچے تکیہ کے رکھدی ہی ملک قاسم یہ تقریر سُنکے لوح
کو اپنے گلے مین نہ دیکھکر حیران و پریشان ہوکر کہنے لگے مین نے تو وقت خواب لوح کو اپنے گلے سے
نہین اُتارا تھا وقت استراحت خوب یاد ہی کہ لوح طلسمی میرے گلے مین تھی یقیناً وہی ساحر جسنے سیارہ
اور ببران عقاب سوار وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا ہی میری بارگاہ مین بعد نصف شب آیا ہوگا اور
مجھے غافل پاکر لوح میرے گلے سے اُتار کر لیگیا ہوگا افسوس اُسوقت آنکھ میری نہ کھلی ورنہ اُسکو بیک
ضرب شمشیر آبدار قتل کرتا اور بخوبی اُس ساحر دزد و نامرد کو سزا دیتا یہ کہکر لوح طلسمی کے جانے سے
متردد ہوا بعدہ برہم ہوکر کہنے لگا دل چاہتا ہی اسی وقت مرکب پر سوار ہوکر تنہا ہاروت جادو کے
دربار مین جاکر نعرہ کرکے تخت حکومت سے اُسے اُٹھا کر زمین پر اس طرح پٹکون کہ اُستخوان اُسکے ریزہ
ریزہ ہو جائین کیونکہ وہ نابکار ایسا بزدل ہی کہ آجتک میرے مقابلہ پر نہین آیا ہی اپنے ملازم ساحرون
کو روانہ کرکے مجھ سے لڑا ہی فی الحال اُسنے یہ نامردی و بزدلی کی ہی کہ اپنے کسی ملازم ساحر کو یہان
روانہ کرکے خواب کی حالت مین میرے گلے سے لوح طلسمی بہ دزدی منگوا کر اپنے قبضہ مین کی ہی جبار شاہ
اور دیگر ساحران نامی نے گفتگوے ملک قاسم سُنکے اور مانند شیر غضبناک کے اُسے برہم دیکھکر
عرض کیا حضور غصہ کو ضبط کرین تنہا جانب ہاروت جادو ارادہ جانے کا نہ کرین اگر اُس نابکار
نے لوح طلسمی کسی ساحر کو بھیجکر آپ کے گلے سے لوح اُتروا کر اپنے قبضہ مین کر لی ہی تو کیا مضائقہ
ہی واسطے حصول لوح کے اب کوئی تدبیر کیجائیگی اور سزاے سخت اُسکو دیجائیگی آپ تامل فرمائین
اس مقدمہ مین عجلت نہ کرین خیر خواہ اور ملازم جان نثار سمجھ بوجھکر اس کام کو دو چار روز مین سرانجام
دینگے قاسم سب کی تقریر سُنکے اپنے ارادہ سے باز رہا جبار شاہ نے مع ساحران نامی کے بارگاہ
ملک قاسم سے باہر آکر پہلے سیارہ بن عمرو سے سحر کو دفع کیا بعد ازان ببران عقاب سوار جادو
وغیرہ پر سے سحر کو اُتارا جتنے ساحر سحر ہمن ساز جادو سے بیہوش ہوئے تھے سب کو ہوشیار کیا
سیارہ بن عمرو بھی بعد دفع ہونے سحر کے ہوشیار ہوا پھر لوح کے گم ہو جانے سے باخبر ہوا دل
مین کہنے لگا دیکھیے اب لوح طلسمی کیونکر دستیاب ہوتی ہی یہ اپنے دل مین کہکر محزون ہوکر بارگاہ
ملک قاسم مین گیا قاسم نے کہا ای عمو جان آپ نے احوال لوح کے گم ہونیکا سُنا اُسنے کہا ہان
ای شاہزادہ دیجاہ مین نے تمام احوال سُنا کسی ساحر نے حکم ہاروت جادو سے یہان آکر ہم سبکو
بیہوش کرکے لوح آپ کے گلے سے اُتار لی افسوس کسی ساحر کو خبر اُسکے آنے کی نہوئی وہ نابکار لوح
لیگیا ہم سب کو رنج مین مبتلا کر گیا خیر اگر مین زندہ ہون تو کوئی تدبیر واسطے حصول لوح کے کرونگا
قاسم اُسکی تقریر سُنکے فی الجملہ خوش ہوکر اُس بارگاہ سے برآمد ہوکر دوسری بارگاہ مین جاکر بیٹھا
اُسوقت جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی بھی اُسی بارگاہ مین علی قدر مراتب تخت اور کرسیون اور
دنگل پر بیٹھے تدبیر حصول لوح مین باہم مشورہ کرنے لگے یہان تو جبار شاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی قاسم

ایک دنگل پر قریب ترجبار شاہ کے بیٹھا ہے ساحران نامی حاضر دربار ہین واسطے حصول لوح طلسمی
کے باہم سب مشورہ کر رہے ہین سیارہ بن عمرو بجائے خود حصول لوح کے واسطے عیاری تجویز
کر رہا ہے کوئی عیاری اچھی ذہن مین نہین آتی ہے لشکر مین جملہ ساحر بیدار و ہوشیار ہوکر اور احوال لوح سے
آگاہ ہوکر باہم یہ کہ رہے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے انجام اس لڑائی کا اب برا ہے لوح طلسمی حاصل
ہوکر پھر قبضۂ دشمن مین گئی ہے وہ دشمن زبردست دیکھیے اب لوح کو کہان رکھتا ہے مگر اب احوال بزم
عشرت ہاروت جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ بزم عشرت نہایت خوبی سے آراستہ ہوئی ہے نازنینان
خوبرو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے بزم مین آتی ہین سامنے ہاروت جادو اور جملہ
ساحران نامی کے روبرو رقص و نغمہ کرتی ہین سب خورد و کلان خرم و شادان ہین صرف شکیلہ جادو
شادمان نہین ہے سب کثرت خوشی سے خندان ہین وہ بہانہ سے درد سر وغیرہ امراض کے گریان
ہے اس جگہ داستان گویان خوش تقریر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب اسی طور سے دو روز جشن کو
گذر چکے اور تیسرا روز بھی آخر ہونے لگا قریب شام ہاروت جادو نے اپنے افسران سپاہ کو حکم
دیا کہ آج کی شب خوب تیاری لڑائی کی کر نا سحر تیار کر لینا کل ہنگام سحر ہم اور جملہ اہل بزم مع فوج
کثیر برائے مقابلۂ طلسم کشا یہان سے روانہ ہونگے اور سامنے اُسکے لشکر کے مقیم ہوکر طبل جنگ بجوا کر
اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو اور جبار شاہ وغیرہ اُسکے معین و مددگارون کو اسیر کرکے قتل کرینگے
کسی کو اُسکے لشکر مین زندہ نہ رکھین گے بعد قتل کرنے تمام دشمنون کے بیخوف و خطر ہوکر بعیش و عشرت
زندگی بسر کرینگے اور فتحیابی کی خوشی کا سات روز تک جشن کرینگے ہر ایک خیر خواہ کو انعام کثیر دینگے
افسران لشکر نے عرض کیا ہم بموجب حکم عمل کرینگے جسوقت یہ تقریر ہاروت جادو وغیرہ کی شکیلہ
جادو نے سنی کثرت الم و غم سے تاب ضبط نہ لاکر بزم عشرت مین بیہوش ہوگئی مادر و پدر اُسکے
مضطر و پریشان خاطر ہوکر اُسکے حال زار پر نظر کرکے آبدیدہ ہوئے ہاروت جادو نے شکیلہ جادو
پر نظر کرکے نازنینان خوش گلو سے اشارہ سے کہا رقص و نغمہ موقوف کرو شکیلہ جادو کو غش آگیا ہے
اُنھون نے حسب الحکم ناچنا گانا موقوف کیا بلکہ بزم عشرت سے چلی گئین اب بزم عشرت مبدل بزم
رنج و ملال ہوئی ہر ایک ساحر شکیلہ جادو کے حال زار پر افسوس کرنے لگا اکثر صاحب اولاد رونے
لگے اور کہنے لگے آہ ایسی دختر نیک و خوبصورت کہ جسکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہین ہے ایسی بیمار ہوئی
ہے کہ زندہ رہنا اور اچھا ہونا اسکا دشوار ہے اگر لوح طلسمی اسکے گلے مین ڈالدی جاتی تو امید تھی کہ اُسکے
نقوش اور اسماکی برکت سے شفا حاصل ہوتی ہاروت جادو نے اُنکی یہ تقریر سُنکے خیال کیا کہ اگر
مین نے لوح طلسمی اسکے گلے مین نہ ڈالدی اور یہ دختر چند روز مین مرگئی تو یہ سب ساحر یہی کہین گے
کہ ہاروت جادو نہایت سنگدل ہے اپنی پوتی پر کچھ بھی اسنے رحم نہ کیا جان کا اُسکی خیال نہ کیا لوح
طلسمی اُس سے عزیز کی اُسنے عاجزی سے واسطے اپنی صحت کے چند روز کے واسطے لوح مانگی
تھی تو اسنے نہ دی افسوس کیا رنگ دنیا ہے اور کیا انقلاب جہان ہے کہ دادا نے اپنی پوتی پر مطلق
رحم نہ کیا بیرحمی اور سنگدلی از حد کی سوا اسکے یہ ساحر اپنے دل مین یہی کہین گے کہ ہمنے ہر چند کہا کہ لوح
طلسمی ہے اسے چند روز اپنی پوتی کو واسطے صحت کے دیدیجیے لیکن ہاروت جادو نے ہمارے کہنے

پر عمل نہ کیا سخن ہمارا رائگان گیا بس ای ہاروت جادو واسطے چندروز کے مناسب یہی ہی کہ لوح طلسمی اسکے گلے مین ڈالدے بعد اسکی صحت کے لوح اس سے لے لینا اور جو مناسب ہو حق مین لوح کے کرنا یہ دختر تیری دشمن نہین ہی کہ لوح کو ضائع و برباد کریگی یا طلسم کشا کو دیدیگی اور ایسی نادان بھی نہین ہی کہ کوئی ساحر یا عیار طلسم کشا کا اس سے لوح لیجائیگا سحر مین یہ دختر ساحران نامی سے ہی کچھ کم نہین ہی امید قوی ہی کہ اول تو گلے مین لوح کے ڈالنے سے اسکو صحت ہی ہوجائیگی اور اگر صحت نصیب نہوئی تو بدنامی سے بچونگا کوئی مجکو برا نکہیگا غرض مشہور ہی کہ وقت نکل جاتا ہی اور بات انسان کی یاد رہتی ہی ایسے وقت مین بہتر و مناسب یہی ہی کہ لوح کو دیدے یہ خیالات کرکے سرہانے شکیلہ جادو کے گیا اور ملازمون سے کہا جلد حکما کو لاؤ یا خود ایسی تدبیر کرو کہ اسے ہوش آئے اُسوقت جلدی مین حکما کو تو نہ بلا یا مگر ہر ایک نے ایسی ایسی تدبیرین کین اور لخلخے دافع بیہوشی کے سنگھائے کہ اُس مجبور کو ہوش آیا آنکھین کھولین دیکھا مادر و پدر اور ہاروت جادو سرہانے بیٹھے ہوئے رو رہے ہین سرزانوے مادر پر ہی بہت سے ساحر گرد ہین وہ بھی محزون ہین یہ دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین اُسوقت ہاروت جادو نے نہایت مہربان ہوکر کہا ای نورچشمی شکیلہ جادو کہو کیسا مزاج ہی اُسنے پھر آنکھین کھولکر جواب دیا آپکی دعا سے زندہ تو ہون لیکن طبیعت اچھی نہین بظاہر اور چند روز کے زندگی معلوم ہوتی ہی اچھا ہونا میرا دشوار ہی نہ آپ مجکو لوح طلسمی گلے مین ڈالنے کو دینگے نہ مین اچھی ہونگی ہاروت جادو نے بشفقت بزرگانہ جواب دیا ای دختر مجکو تجھ سے لوح طلسمی عزیز نہین ہی تیرے کہنے سے اور ان ساحرون کے عرض کرنے سے تجکو لوح طلسمی ابھی دیتا ہون ایک کپڑے مین لپیٹ کر مانند تعویذ کے اپنے گلے مین ڈال لینا اور لوح کی بہت حفاظت کرنا خبردار کسی کو نہ دینا یہ کہکر صندوقچہ سے لوح کو نکالکر اُسکے حوالے کی وہ لوح لیکر خوش ہوکر اُٹھ بیٹھی مبہوت جادو نے اور اُسکی زوجہ نے اُسی وقت ایک پارچہ مین لوح کو لپیٹ کر شکیلہ کے گلے مین ڈالدی اور کہا ای دختر اب امید قوی رکھ کہ سارا درد دکھ تیرا اس لوح کی برکت سے دفع ہوجائیگا اُسنے ہنسکر کہا مین ایسا ہی خیال کرتی ہون کہ اب اچھی ہوجاؤنگی کوئی مرض باقی نہ رہیگا اور اب خواب پریشان بھی نہ دیکھونگی آپ صاحبون کی عنایت سے اور دادا جان کی اس شفقت سے ضرور جانبر ہونگی ہاروت جادو اور مبہوت جادو وغیرہ اسکی باتین سُنکے خوش ہوئے بعدہ ہاروت جادو اُس بزم سے اُٹھکر جشن موقوف کرکے داخل محلسرا ہوا مبہوت جادو اور زوجہ اسکی شکیلہ جادو کو ہمراہ لیکر اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ کے اپنے قصر مین پہونچے اِدھر جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے اور مطیع اسلام ہونے سے باقی رہگئے تھے اور حسب الطلب ہاروت جادو کے جشن مذکور مین آئے تھے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اپنی اپنی بارگاہ او رخیمہ مین جا کر اگیاری کرکے اور بخورات مانند کافور اور گوگل کے اپنے پاس رکھکر آگ پر ڈالکر سحر تیار کرنے لگے بیر سحر کے آنے لگے اُن ساحرون سے بھینٹ پانے لگے تمام شب اسی طرح تیاری جنگ مین بسر ہوئی مبہوت جادو اور اُسکی زوجہ نے بھی تمام شب محنت اور مشقت کرکے سحر تیار کیے سمن ساز جادو نے بھی کئی سحر تیار کیے جب صبح ہوئی ہاروت جادو محلسرا سے برآمد ہوا

جملہ ناظم دشت وکوہ وقلعہ وغیرہ ساحران نامی نے روبرو اُسکے جاکر اُسے سلام کیا مبہوت جادو
اور زوجہ اُسکی اور سمن ساز جادو یہ بھی سب شکیلہ جادو کو قصر مین چھوڑکر اور بہت سی کنیزون کو واسطے
اُسکی خدمت کے معین ومقرر کرکے ہاروت جادو کے سامنے گیے اور سلام کیا ہاروت نے سب کا
سلام لیکر تخت پر سوار ہوکر جملہ ساحران نامی کو اور سپاہ ساحرون کی تخمیناً چالیس لاکھ اپنے ہمراہ لیکر
اور کچھ خیال ممانعت جنگ کا نہ کرکے کتاب سامری کی ہدایت پر عمل نہ کرکے سوے لشکر طلسم کشا
بقصد غرور ونخوت روانہ ہوا ادھر شکیلہ جادو مع اپنی کنیزون اور سہیلیون کے راہ دیگر سے
سوے لشکر ملک قاسم روانہ ہوئی اور بہزار عجلت قبل پہونچنے ہاروت جادو کے قریب لشکرگاہ
ملک قاسم کے سبزہ زار مین ایک درخیمہ ایستادہ کراکر مقیم ہوئی اور خیال کرنے لگی ای شکیلہ جادو
بے بلانے جانا تو اچھا نہین ہر کوئی ایسا سبب ہوتا کہ وہ میرے یہان آنے سے آگاہ ہوکر خود میرے
لینے کو آتے یا مجکو بلاتے تو خوب ہوتا یہ تو علیحدہ لشکر ملک قاسم سے اس میدان سبزہ زار
مین قیام پذیر ہوکر خیال مند رجہ بالا کر رہی ہر لیکن اب احوال لشکر طلسم کشا کا لکھا جاتا ہی کہ لشکر
ملک قاسم فروکش ہی اکثر اہل لشکر لوح طلسمی کے نہونے سے بیدل اور شکستہ خاطر ہین بعضے بھاگنے
پر آمادہ ہین قاسم بارگاہ مین دنگل پر بیٹھا ہوا ہی جبار شاہ کو قاسم نے شاہ طلسم سابق جانکر
تخت پر بٹھایا ہی اسوجہ سے وہ تخت پر بیٹھا ہی جملہ ساحران نامی حاضر دربار ہین چونکہ قبل ازین
تین روز تک باہم مشورہ کرکے براے حصول لوح یہ تجویز کرچکے ہین کہ سیارہ بن عمر دربار مین
ہاروت جادو کے بصورت مبدل جائے اور عیاری کرکے لوح طلسمی اُس سے کسی عنوان سے
لے آئے اسوجہ سے سیارہ بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے اور ایک عیاری
ہزارہا عیاریون مین سے انتخاب کرکے اور اُسے بہت پسند کرکے سوے ہاروت جادو ارادہ
جانے کا کررہا ہی قاسم اُس سے کہہ رہا ہی اے عمو جان جلد آئیے گا دیر زیادہ نہ لگائیے گا ورنہ
مین خود سوے ہاروت جادو بیابانسے جاونگا جو کوئی مجکو مانع ہوگا کہنا اُسکا نہ مانونگا جس طرح
ممکن ہوگا شمشیر بکف دربار مین ہاروت جادو کے جاونگا اور ایک ہی ضرب مین اُسکے دو ٹکڑے
کرونگا ہر چند کہ میرے پاس لوح طلسمی نہین ہی لیکن لوح حفاظت خدا کے بھروسے پر بیخوف وخطر جو
کچھ کہتا ہون کرونگا یا تو اُسے قتل کرونگا یا گرفتار ہوکر خود قتل ہوجاونگا جبسے کوئی ساحر میرے
گلے سے لوح طلسمی لیگیا ہی اُس زمانہ سے ابتک جبار شاہ اور ان سب ساحران نامی نے بمنت
وعاجزی مجھے روکا ہی اور جانب ہاروت جادو جانے نہین دیا ہی ہر وقت یہ سب میرے ہمراہ
میری حفاظت کے واسطے رہتے ہین ایک دم بھی مجھ سے جدا نہین ہوتے ہین اور اس سبب سے
بھی ہر وقت نگران اور ہمراہ رہتے ہین کہ ایسا نہو ہم غافل ہون اور قاسم سوے ہاروت جادو
چلا جائے چنانچہ انھین سب کے مانع ہونے سے اور ہر وقت ہمراہ رہنے سے مین ابتک جانب
ہاروت جادو نہین گیا ورنہ ابتک خود ہی چلا جاتا اور جو کچھ میرے مقدر مین ہوتا وہ ہوتا سیارہ
عرض کرتا ہی اے شاہزادہ ذیجاہ مین حتی الامکان جلد آؤنگا جبتک مین نہ آؤن آپ لشکر سے کہین
نہ جائیے گا بیان کیا ہی داستان گویان خوش مقال نے کہ جب سیارہ یہ تقریر ملک قاسم سے کرچکا

رخصت ہوکر بارگاہ سے فلگر پاے شاطری مارتا ہوا ایک جانب روانہ ہوا ہنوز تھوڑی دور
راہ طی کی تھی کہ نزدیک ایک میدان سبزہ زار کے پہونچا دیکھا دو خیمے ایستادہ ہین کچھ نازنینان خوبرو
اور بہت سی کنیزین بیرون خیام اس طرح سبزہ زار کی سیر کر رہی تھین کہ ایک نازنین جو سب سے زیادہ
خوبصورت ہی وہ کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور چند نازنینان حسین چوبی کرسیون پر گرد اُسکے بیٹھی
ہین کنیزین دست بستہ کچھ کھڑی ہین کچھ اپنے کاروبار مین معروف ہین سیارہ اُس نازنین کو
دیکھکر سمجھا کہ یہ خوبرو ان سب کی مالکہ ہی بعد اسکے خیال کیا نہین معلوم یہ زن نوجوان یہان کسواسطے
آئی ہی نام اسکا کیا ہی ذرا چلکر دریافت تو کرو یہ خیال کرکے فی الفور بصورت ساحر کریہ منظر بنکر
ہاتھ مین ایک ناریل چوبی دار لیکر گلے مین موم کے چند مار سیاہ لپیٹ کر اُسی نازنین کی طرف روانہ
ہوا جب قریب پہونچا شکیلہ جادو نے جانا کہ شاید کسی طرح ہاروت جادو کو میرے یہان آنے
کی اطلاع ہوگئی ہی برہم ہوکر اس ساحر کو واسطے میری گرفتاری کے بھیجا ہی یہ سمجھکر کنیزون سے
کہا اس ساحر کو بڑھکر روکو اس طرف نہ آنے دو یہ دشمن معلوم ہوتا ہی اُسوقت جملہ کنیزون
اور اُسکی ہجولیون نے بڑھکر پکار کر کہا او ساحر خبردار ادھر آنے کا ارادہ نہ کر یہان ہماری
ملکۂ عالم تشریف رکھتی ہین اُنکا حکم ہی کہ ہرگز کوئی مرد نامحرم ادھر نہ آئے بس بہتر یہ ہی کہ پھر جا اس طرف
نہ آ اگر آئیگا تو پچتائیگا ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مین تمھاری ملکہ اور تمسے نہین ڈرتا ہون اگر مجھکو
روکو گی تو پچتاؤ گی سب کو مار ڈالونگا یہ کہکر آگے بڑھا کنیزون نے ہجوم کرکے روکا اور ناریخ و تیغ
جھولیون سے نکالکر سحر اُنپر دم کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ادھر ساحر مذکور نے وہی ناریل چوبی دار
اُن کنیزون پر مارا وہ اُنکے سرون پر گرکے شق ہوا غبار اُسمین سے نکلا جس عورت کے دماغ مین وہ غبار گیا
اُسے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گرین جب اکثر کنیزین بیہوش ہوکر زمین پر گرین شکیلہ جادو گھبراکر
کرسی پر سے اُٹھکر آگے بڑھی اور ایک گلدستہ پھولون کا اپنی ایک ہجولی سے لیکر چاہتی تھی کہ سحر اسپر دم کرکے اس
ساحر پر مارے ناگاہ اُس ساحر نے پوچھا اے ملکہ تم اپنے حال سے اطلاع دو یہان کیون آئی ہو
نام تمھارا کیا ہی اُسنے بے اختیار یہ جواب دیا کہ یہان مین محض اسواسطے آئی ہون کہ طلسم کشا سے
کچھ باتین کرکے اُسکے ساتھ نیکی کرون اور نام میرا شکیلہ جادو ہی مین مبہوت جادو کی دختر ہون
دادا میرا ہاروت جادو ہی ہرچند شاہ طلسم کی پوتی ہون لیکن طلسم کشا کی دوست ہون سیارہ
بن عمرو یہ گفتگو اُسکی سنکے متحیر ہوا ہنوز سیارہ غرق دریاے فکر تھا کہ شکیلہ نے پوچھا تو اپنا نام بتا
اور یہ بھی ظاہر کر کہ یہان کیون آیا ہی سیارہ نے اُسکو ملک قاسم کا دشمن نہ جانکر صاف صاف
کہدیا اے ملکہ نام میرا سیارہ ہی مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون ہمراہ ملک قاسم کے رہتا ہون
اسوقت ہاروت جادو کی طرف جاتا تھا عیاری کرنے کا ارادہ تھا لوح طلسمی لانے کا قصد تھا
تمکو یہان دیکھکر براے دریافت حال آیا تھا اب معلوم ہوا کہ نام تمھارا شکیلہ جادو ہی واقعی
اسم بامسمی ہو خوبصورت از حد ہو اور میرے شاہزادے کی دوست ہو اب مین تمسے نہ لڑونگا
جاؤ بیخوف و خطر کرسی زرنگار پر بیٹھو مین تمھارے حال سے ملک قاسم کو آگاہ کردونگا یا وہ خود
یہان آئیگا یا تمکو بلائیگا یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین داخل ہوکر بارگاہ

مین گیا ملک قاسم اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی سے پوچھا ای سیارہ کیا دربار ہاروت
جادو مین جاکر لوح طلسمی عیاری کرکے اسقدر جلد لے آئے یا اثنائے راہ سے بوجہ کسی ضرورت
کے پھر آئے اُسنے ملک قاسم سے آہستہ کہا ای شاہزادۂ فیجاہ مین لشکر سے نکلکر تھوڑی دور
گیا تھا یکایک ایک جانب دیکھا کہ دو خیمے استادہ ہین اور کچھ نازنینان خوبرو کرسیون پر بیٹھی ہین
اور بہت سی کنیزین دست بستہ کھڑی ہین جب مین اُنکے قریب پہونچا بعد دریافت کرنے کے معلوم
ہوا کہ ملکہ شکیلہ جادو کسی ضرورت سے آپکے پاس آئی ہو اور اظہار محبت کرتی ہو ملک قاسم
یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوا اور سوائے جبار شاہ کے جملہ ساحران نامی کو حکم دیا کہ جلد جاؤ شکیلہ جادو
کا استقبال کرکے اُسے ہمارے پاس لے آؤ بیشک وہ ہماری دوست ہو بمجرد اس حکم دینے کے
وہ سب ساحر روانہ ہوئے سیارہ بھی ہمراہ گیا جب سب اُس میدان سبزہ زار مین پہونچے شکیلہ
جادو کو سیارہ سے معلوم ہوا کہ ان سب ساحرون کو ملک قاسم نے واسطے استقبال کے بھیجا
ہو یہ خبر سُنکے بہت خوش ہوئی اور اُن سب کے ساتھ مع اپنی جملہ کنیزون اور ہمجولیون کے سوئے لشکر
قاسم روانہ ہوئی بعد قطع راہ لشکر مین پہونچی قاسم تا درِ بارگاہ یا دو ایک قدم واسطے اُسکے استقبال
کے آیا بعضے داستان گویان مشہور نے یون بھی بیان کیا ہو کہ قاسم اپنے دنگل پر بیٹھا رہا جسوقت نازنین مذکورہ
بصد شرم و حجاب خاص بارگاہ ملک قاسم مین آئی ملک قاسم نے اپنے دنگل سے نیم قد اُٹھکے اُسکو
اپنے قریب کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور اُسکے ہمراہی عورتون کو علی قدر مراتب اپنی بارگاہ مین بیٹھنے
کو اشارہ کیا غرض بہر طور شکیلہ جادو پاس قاسم کے گئی اور بعد تخلیہ کے پس از شکوہ و شکایت اور
گفتگوئے ناز معشوقانہ کے شکیلہ جادو نے پوچھا لوح طلسمی کہان ہو قاسم نے جواب دیا کہ مین ایک
شب غافل سو رہا تھا کوئی ساحر میری بارگاہ مین آیا لوح میرے گلے سے اُتار کر لیگیا مجکو خبر بھی نہوئی
شکیلہ جادو نے کہا سمن ساز جادو دایہ میرے والد کی لوح طلسمی لیگئی ہو میرے دادا نے
لوح ملنے سے تین روز تک جشن کرکے لشکر کثیر لیکر اس طرف کوچ کیا ہو یقیناً اثنائے راہ مین اُسنے
مقام کیا ہوگا عجب نہین کہ آج یا کل وہ مقابلہ کے واسطے یہان آجائے افسوس لوح طلسمی تمہارے
پاس نہین ہو اُس سے کیونکر مقابلہ کروگے قاسم نے جواب دیا اگر خدا چاہیگا تو میری مدد کریگا
ہاروت جادو اور جملہ دشمنون کے سحر اور شر سے مجھے بچائیگا اور اگر اجل میری قریب آئی ہو تو
ہنگام مقابلہ اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا شکیلہ جادو نے یہ سُنکے کہا مین نے تمہاری محبت مین اپنے
والدین کو چھوڑا ہو دین آبائی سے مُنھ موڑا ہو بربادی اس طلسم کی گوارا کرکے بڑی کوشش
اور فریب سے لوح طلسمی لیکر یہان آئی ہون لو اب اس لوح کی بہت حفاظت کرنا اور اس
خیر خواہی کو یاد رکھنا مجھ سے بے اعتنائی نہ کرنا یہ کہکر لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے گلے مین ڈالدی قاسم
اس طرح لوح کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوکر کہنے لگا ای محبوبۂ من تُنے مجھ سے نیکی کی ہو
یہ نیکی تمہاری کبھی نہ بھولونگا اور کبھی تم سے بے اعتنائی نہ کرونگا اس خوشنودی کا ہمیشہ خیال رکھونگا
یہ کہکر کشتی شراب کی طلب کی جب کشتی مے ایک ساقی گلفام لیکر آیا ملک قاسم نے اپنے ہاتھ سے
ساغر بلورین مین شراب بھر کر جام اُسے دیا اُسنے بعد عذر و انکار کے شراب پی کر ساغر شراب سے مملو

کرکے ملک قاسم کو دیا چونکہ شکیلہ قبل ازین مطیع اسلام ہو چکی ہی قاسم نے بے تامل جام اُسکے ہاتھ سے لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام قاسم نے اُسکو دیئے جب خوب شراب پی چکے باہم گفتگوے محبت آمیز ہونے لگی مابین تقریرین قاسم نے کہا ای ملکہ اب تم ہمارے پاس ہمارے لشکر مین رہنا کبھی کسی وقت اس لشکر سے کہین نہ جانا اُسنے کہا میرا ابھی مصمم یہی ارادہ ہی کیونکہ اگر لوح طلسمی دیکر اپنے والدین یا دادا کے پاس جاونگی یا اُنکو لوح طلسمی کے دیدینے کا احوال معلوم ہو جائیگا تو مجکو قتل ہی کر ڈالینگے یہ لنکر او رباہمین کرنے لگی راوی بیان کرتا ہی کہ جب شکیلہ جادو نے ملک قاسم کو لوح طلسمی دیدی اور یہ خبر سیارہ کی زبانی جملہ ساحران خرد و کلان کو معلوم ہوئی کہ شکیلہ جادو لوح طلسمی لیکر آئی تھی اُسنے طلسم کشا کے گلے مین لوح ڈالدی ہی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوئے رنج دلون سے دور ہوا سب کو امید قوی ہوئی کہ اقبال ملک قاسم کا یاور ہی دشمن دوستی سے پیش آتے ہین بگڑے ہوئے کام بنتے ہین ضرور یہ شاہزادہ ہاروت جادو پر فتحیاب ہوگا ابھی سب صغار و کبار لوح کے دستیاب ہونے سے خرم و خندان تھے اور ذکر خوش اقبالی ملک قاسم کر رہے تھے قاسم اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا شکیلہ جادو سے ہم سخن تھا ناگاہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے دربارگاہ ملک قاسم پر آئے اور اجازت حاصل کرکے اندر بارگاہ کے گئے بعد ازان بصد ادب سلام کرکے اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادۂ عالی جاہ اسوقت ہم براے سیر لشکر سے دور نکل گئے تھے ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی کہ ہاروت جادو فوج کثیر اور ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر حضور کے لشکر سے دور ہٹ کر صحرا مین فروکش ہوا ہی یقیناً واسطے مقابلہ کے آیا ہی چونکہ اس امر سے حضور کو آگاہ کردینا ضرور تھا اسوجہ سے یہ نکوار واسطے اطلاع دینے کے حاضر ہوئے ہین ملک قاسم یہ خبر سُنکے بارگاہ سے برآمد ہوا شکیلہ جادو لتو اور ایک بارگاہ مین داخل ہوئی لیکن قاسم دربار مین اپنے ڈنگل پر پہلوے تخت جبار شاہ مین بیٹھا اور جو خبر اُن ساحرون سے سنی تھی جبار شاہ سے بیان کی بعدہ کہا ہاروت جادو کو قضا لیکر آئی ہی عنایت الٰہی سے وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا خداوند کریم مجکو اُسپر فتحیاب کریگا جبار شاہ وغیرہ نے کہا ای شاہزادۂ ذیوقار آپ سچ کہتے ہین بیشک وہ آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کیونکہ زمانہ اس طلسم کے تباہ و برباد ہونے کا آگیا ہی یہان تو قاسم دربار مین بیٹھا ہوا ہی ساحران نامی اُس سے ہم سخن ہین لیکن اب احوال ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ نابکار مع لشکر کثیر بمقابلہ لشکر طلسم کشا آکر فروکش ہوا دن بھر تو لشکر کے اُترنے کے انتظام مین بسر کیا جب شام ہوئی جملہ ساحران نامی کو اپنے دربار مین جمع کرکے اُسنے کہا میری راے یہ ہی کہ اسی وقت طبل جنگ بجواوان اور صبح کو طلسم کشا سے مقابلہ کر دن سر میدان اُسکو گرفتار کرلون اور لشکر کو اُسکے کل ہی تباہ و برباد کردون جبار شاہ سے لڑکر اُسکو اسیر کرلون ان دشمنون کو دو چار روز بھی زندہ نہ رہنے دون جلد ہی کام انکا تمام کردون مبادا اُنسے غافل ہون اور لوح طلسمی پھر طلسم کشا کو کسی صورت سے مجائے تو برا ہوگا ہر چند کہ لوح طلسمی شکیلہ جادو کے گلے مین ڈال آیا ہون اور وہ میرے فرزند کی دختر ہی مگر اُسکی طرف سے یہ اطمینان مجکو نہین ہی کہ اُس سے کوئی

لوح طلسمی نہ لے سکے گا ساحران نامی نے عرض کیا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جلد طلسم کشا سے
مقابلہ کیجیے لیکن طبل جنگ بجوانا دشمنون کو ہوشیار کرکے اُنسے مقابلہ و مجادلہ کرنا خوب نہین ہی ہماری
راے تو یہ ہو کہ شب کو یا دن کو جب حریفون کو غافل دیکھیے ایکبارگی تمامی لشکر کو ہمراہ لیکر اُنپر حملہ کیجیے
اور بڑی دریغ سحر کرکے سب دشمنون کو اسیر و قتل کیجیے اور شکیلہ جادو سے اطمینان رکھیے وہ ساحر زبردست
ہی لوح طلسمی اُس سے کوئی نہ لے سکیگا ہاروت جادو نے جواب دیا طبل جنگ بجوانے سے کچھ
ضرر اور برائی نہوگی بلکہ بہتری ہو گی کیونکہ جو بہادر اور مرد میدان نبرد حال اس طرح مقابلہ کرنے کا
سنے گا وہ یہی کہے گا کہ ہاروت جادو نے دلیرانہ دشمنون کو آگاہ و ہوشیار کرکے اُنسے مقابلہ کیا نہایت
بہادری کی اور تمھاری راے کے موافق لڑنا خلاف بہادری ہی لہذا مین ضرور طبل جنگ بجواونگا
اگر ملک قاسم اور دیگر میرے دشمن میرے مقابلہ کرنے سے ہوشیار ہو جاینگے تو کیا ہو گا پاس
طلسم کشا کے لوح طلسمی اب نہین ہی جس سے مجھے خوف ہو ہان جبار شاہ سے البتہ مقابلہ سخت
ہوگا وہ بادشاہ طلسم ہی حالانکہ مین نے اُسکو گرفتار کرکے ایک زمانۂ دراز تک قید رکھا ہی اور
اب وہ قید سے رہا ہوا ہی لیکن پھر بھی اُسکے سحر کو سواے میرے کوئی رد نہ کر سکے گا اور میرے سحر
کو بجز اُسکے کوئی ساحر دفع نہ کریگا سواے اُسکے اور کوئی ساحر مجھ سے مقابلہ کر نہین سکتا جسقدر
ساحر لشکر طلسم کشا مین ہین اُن سب کی کیا حقیقت ہی یہ کہکر حکم دیا ہمارے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگی
بجایا جاے حسب الحکم ملازمون نے اُسی وقت طبل جنگی بجایا جب صداے طبل رزم بلند ہوئی
سیارہ بن عمرو نے دربار مین جاکر ملک قاسم اور جبار شاہ سے احوال طبل جنگ کے بجنے کا
بیان کیا اُسوقت ملک قاسم نے کہا کہدیجیے کہ ہماری فوج ظفر موج مین بھی بعنایت ایزدی نقارۂ
جنگی پر چوب لگائی جاے سیارہ نے اُسی وقت حکم ملک قاسم سے نقارچیون کو آگاہ کیا اُنھون
نے فی الفور نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جسدم صداے نقارہ و طبل دونون لشکرون سے بلند ہوئی
ساحر دونون لشکرون کے آگاہ ہوئے کہ صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہو گی آتش جنگ و جدال
دونون طرف سے شعلہ ور ہو گی یہ سمجھکر اُسی وقت سے ہر ایک ساحر لشکر جانبین کا اپنے اپنے سحر
کی تیاری مین مصروف ہوا اور ہاروت جادو نے بعد طبل جنگ بجوانے کے دربار برخاست
کیا اِدھر ملک قاسم دربار سے اُٹھا جبار شاہ اور دیگر ساحران نامی بھی دربار سے اُٹھے
قاسم اپنی بارگاہ مین گیا جبار شاہ وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین داخل ہوئے نامی ساحر
بھی اپنا اپنا سحر تیار کرنے لگے آج جبار شاہ نے بھی چند سحر اپنے بعد ایک مدت کے ازسرنو تیار
کیے دسی طرح اُس طرف بھی ہر ایک اعلی ادنے ساحر نے اپنا اپنا سحر تیار کیا تمام شب دونون
لشکرون مین بخوبی تمام تیاری لڑائی کی ہوئی جب صبح ہوئی بعد اداے نماز سحر اس طرف سے ملک
قاسم بموجب کہنے شکیلہ جادو کے لوح طلسمی کو لباس تن مین پوشیدہ کرکے بسم اللہ کہکر مرکب
طلسمی پر سوار ہوکر شکیلہ جادو اور جبار جادو اور تمامی ساحران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بصد شوکت
وشان جانب عرصۂ نبرد روانہ ہوا اُسوقت جانا لشکر کا ہمراہ ملک قاسم کے قابل دید تھا ہر ایک ساحر
تخت سحر اور اژدر آتشین سحر اور شیر سحر اور فیل سحر اور طاؤس سحر وغیرہ کی سواریون پر سوار تھے جبار شاہ

تخت پر سوار تھا شکیلہ جادو طاؤس سحر پر سوار تھی جھولی اشیاے سحر کردنی سے ہر ایک ساحر کی بھری ہوئی
دوش پر تھی ہاتھون مین ترسول اور مینسول تھے گروہ گروہ جوق جوق دلیران اکثر بروے ہوا اکثر بروے
زمین ہمراہ رکاب ملک قاسم چلے جاتے تھے ابر سحر بروے فلک نمایان تھا اُنمین برق کی چمک اور رعد
کی آواز تھی کبھی اُن ابر کے ٹکڑون سے پانی برستا تھا گاہ پھول برستے تھے کبھی بارش مروارید کی
بلکہ ابر سے ہوتی تھی گاہ ساحران نامی اُن ابر کے ٹکڑون مین نہان ہوجاتے تھے کبھی وہ ابر کے
ٹکڑے متفرق ہوجاتے تھے اور ساحران نامی اُنسے پیدا ہوتے تھے غرض اسی طرح عجائب غرائب
سحر سے ساحر دکھاتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا کے عرصہ کارزار مین پہونچے شکیلہ جادو میدان نبرد مین
ایسی جگہ ٹھہری کہ مبہوت جادو اور ہاروت جادو نہ دیکھ سکین اور یون بھی داستان گویان نامی
نے بیان کیا ہو کہ شکیلہ جادو نے جنگاہ مین پہونچکر سحر سے بمصلحت شکل اپنی تبدیل کرلی تھی تاکہ کوئی اُسکو
پہچان نہ لے الحاصل جب ملک قاسم عرصہ نبرد مین پہونچا اُس جانب سے ہاروت جادو بھی نہایت
شوکت و نخوت سے تخت پر سوار ہوکر جملہ ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آیا پہلے
حسب دستور دونون طرف کے لشکرون سے چند ساحر نکلے اُنھون نے اپنے سحر سے میدان
کارزار کی درستی کی زمین بلند و پست کو ہموار کیا ابر سحر سے پانی برساکر گرد و غبار کو دفع کیا بعد ازان
موافق قاعدہ دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی قاسم اپنے لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا جب
صف آرائی حسب دلخواہ ہوچکی کچھ ساحرون نے بعوض کرکیتون اور نقیبون کے لشکرون سے نکلکر
میدان جنگ کے درمیان مین جاکر انواع و اقسام کے باجے بجائے کسی نے دف اور کسی نے نَے
غرض جسوقت آواز باجون کی ساحرون نے سنی سب کو لڑنے کا خیال ہوا جو ساحر بزدل تھا وہ
بھی آواز باجون کی سنکے دلیر ہوگیا ہر ایک ساحر آواز باجون کی سنکے مانند مست کے جھومنے لگا اول
لشکر بیابان جادو سے سمن ساز جادو ہاروت جادو سے اجازت لڑائی کی لیکر طاؤس سحر
پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلکر بیچ مین میدان نبرد کے آئی اور ٹھہر کر پکاری ای جبار شاہ سواے
تیرے اور کوئی ساحر لائق میرے مقابلہ کے لشکر طلسم کشا مین نہین ہی لہذا چاہتی ہون کہ تجھسے مقابلہ
کرون ہنوز سمن ساز جادو یہ کہکر خاموش ہوئی تھی کہ جبار شاہ نے اپنے تخت کو لشکر سے نکالا
اور ملک قاسم سے رخصت ہوکر سامنے اُسکے جاکر کہا او نابکار عورت ہوکر مجھ ایسے مرد میدان
نبرد سے ارادہ مقابلہ کا کرتی ہی کیا شامت تیری آئی ہی یا اجل تجکو میرے روبرو لائی ہی اُسنے جواب
دیا او چھوکرے کیا بکتا ہی مین وہ ساحرۂ زبردست ہون کہ اگر افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
یا کوکب روشنضمیر حاکم طلسم نور افشان ہوتا تو مین اُنسے اس طرح لڑتی کہ مجھ سے جان بچانی اُنھین
مشکل ہوتی میرے سحرون سے بچنا اور رد کرنا میرے سحرون کا اُنھین محال ہوتا تو اُن ساحرون کے
سامنے کیا حقیقت رکھتا ہی پس تو مجھ سے کیا لڑ سکے گا دیکھ لینا ابھی ابھی تجکو گرفتار کرکے میدان نبرد سے
لیجاونگی تو میرے سامنے ایک طفل مکتب ہی ابھی تجکو سحر مین کچھ بھی دخل نہین ہی خیر اگر تجکو اپنے مرد میدان
نبرد ہونے کا دعوی ہی اور اپنے سحر کا غرور ہی تو مین اجازت دیتی ہون کہ اچھی طرح حوصلہ اپنے دل
کا نکال لے اور جو جو سحر کرنا منظور ہون وہ سحر مجھپر کرلے بعدہ مین ایک ہی سحر مین تجھے گرفتار کرکے

لیجاونگی تیرے حال سے مین خوب آگاہ ہون کہ جو کچھ تجکو سحر معلوم ہی وہ تو اسیر ہوکر بھول گیا ہی جبار
شاہ نے برہم ہوکر جواب دیا او نالائق تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو مجکو مبتلاے سحر کرکے گرفتار کرکے
لیجاوے مین پہلے تجھپر سحر نکرونگا کیونکہ یہی طریقہ ہم ساحران مطیع اسلام کا بوجہ ہدایت کرنے شہزادہ
ملک قاسم کے ہی جب تیرے سحر سے جانبر ہونگا اُسوقت سحر کرونگا سمن ساز جادو نے ہنسکر کہا اچھا
مین ہی اپنی طرف سے ابتداے جنگ کرتی ہون ہمدم آگاہ سنے سحر تجھپر کرتی ہون تا کہ تو ہلاک ہو بعد
ازان تمام سحر تیرے رد کرکے جو سحر کرنا منظور رہی وہی سحر کرونگی اُسکو تو رد نکرسکیگا آخر کار مبتلاے
سحر ہو جائیگا یہ کہکر ایک ناریل چوٹی دار جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے یا سامری کہکر جانب جبار
شاہ مارا وہ ناریل قریب سر جبار شاہ کے آکر شق ہوا دھوان اور شعلے اسقدر پیدا ہوئے کہ جبار
شاہ اُسمین نہان ہوگیا بعد ایک دم کے وہ دھوان تو برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک گنبد آتشین
ہی اُسمین شاہ طلسم ہی ابھی سب دیکھ رہے تھے کہ جبار شاہ اُس گنبد کو توڑ کر مانند شعلہ کے سوے
فلک بلند ہوگیا اور پھر اپنے تخت پر بصورت اصلی آکر کہا او ساحرہ تیرے سحر سے تو پروردگار نے مجکو
بچایا اب مین ادنے سا سحر تجھپر کرتا ہون تو بھی میرے سحر سے اگر ممکن ہو تو بچنا یہ کہکر ایک گولا فولادی
نکالکر اُسپر سحر کرکے سوے سمن ساز مارا ہرچند اُسنے اپنے سحر سے اُسے روکنا چاہا لیکن وہ نرکا اور
سر پر اُسکے جاکر پھٹا دھوان اور تاریکی بکثرت ظاہر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک نے دیکھا کہ وہ دھوان
اور تاریکی تو دور ہوئی لیکن چار اژدر شعلے دہن سے نکالتے ہوئے اُسکی طرف واسطے ہلاک کرنے
کے جاتے ہین سمن ساز نے کارد سحر وغیرہ سے اُنکو دفع کرنا اور ہلاک کرنا چاہا مگر وہ ہلاک نہوئے
آخر مجبور ہوکر کئی گولے فولادی سحر کرکے اور خون اپنی پیشانی کا اُنپر ڈالکر اژدرون پر مارے تین
اژدر تو جلکر خاک ہوئے لیکن چوتھے اژدر نے اُسے نگل لیا بعد تھوڑی دیر کے بمشکل تمام ساحرہ
مذکورہ کارد سحر مارکر اُس اژدر سے نکلی اور پھر طاؤس سحر پر سوار ہوکر برہم ہوکر سخت سحر کرنے
لگی جبار شاہ اُسکے سحرون کو رد کرنے لگا تا دیر باہم خوب لڑائی ہوئی آخر کار جبار شاہ نے
بزور سحر شیر غضبناک بنکر اُسپر حملہ کیا وہ بھی بصورت شیر مادہ بنی دونون باہم لڑنے لگے تھوڑی دیر
اسی طرح لڑائی ہوئی انجام کار جبار شاہ نے اُسکو ہلاک کیا جب وہ تڑپ کر مرگئی اُسکے مرنے سے
تاریکی ہوئی ہواے تند چلی اُسکے پیر سحر کے اُسکے نام سے اس طرح چلاتے تھے۔ آہ نام من سمن ساز
جادو بود بعد اس آواز آنے کے وہ تاریکی دفع ہوئی ہاروت جادو ساحرہ مذکورہ کے ہلاک
ہونے سے برہم ہوا ساحران نامی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا تم سب مین جو کوئی جبار شاہ کو جاکر
ہلاک کرے یا اسیر کرکے لے آئے اُسے مین خلعت و انعام کثیر دونگا اُسوقت ساحران نامی سے ایک
ساحر کہ جسکا نام سحاب جادو تھا اور جانب ہاروت جادو سے حاکم ایک قلعہ طلسمی کا تھا کہنے
لگا مین جبار شاہ کو ابھی گرفتار کرکے حضور کے روبرو لاتا ہون یہ کہکر اژدر سحر پر سوار ہوکر صف
لشکر سے نکلکر سامنے جبار شاہ کے آیا اور پکارا او پیر نادان سیرت ہوشیار ہوجا کہ مین واسطے تیری
گرفتاری کے آیا ہون تو نے غضب کیا کہ مطیع اسلام ہوگیا اپنے دین آبائی کو چھوڑ دیا سب خداوندون
کو ناراض کیا سمن ساز جادو کو ہلاک کیا بادشاہ طلسم یعنی ہاروت جادو سے آمادہ جنگ ہوا

اسکی سزا تجکو دونگا جبار شاہ نے بہت برہم ہوکر جواب دیا او نمک حرام ایک زمانہ وہ تھا کہ تو مانند غلامون کے میری
اطاعت و فرمانبرداری کرتا تھا آج مجھ سے ایسی گفتگو کرتا ہی ہاروت جادو میرے سپہ سالار نکرام کی
جانب سے مجھ سے لڑنے کو آیا ہی یہ تقریر سُنکے ہاروت جادو نے تو دل مین قائل ہوکر جبار شاہ
کی طرف سے منھ پھیر لیا اور جو ساحر نامی اُسکے پاس تھے اُنسے مخاطب ہوکر کہنے لگا بھائیون نے تمکو منع
کیا کی کہ جبار شاہ سرمیدان جنگ مجکو نکرام کہتا ہی اُنھون نے جواب دیا اُسے بکنے دیجیئے دشمن
کی بات کا کیا اعتبار ہی دنیا مین یہی قاعدہ ہی کہ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو قتل یا اسیر کرکے
اُسکا ملک لے لیتا ہی اگر آپ نے ایسا کیا تو کیا برا کیا لیکن سحاب جادو نے از حد برہم ہوکر ایک
گلدستہ پھولون کا جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے جانب جبار شاہ پھینکا اور شاہ موصوف نے
سحر پڑھکر اُنگلی سے اشارہ کیا وہ گلدستہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرکے ایسا جلا کہ خاک ہوگیا ساحران
مطیع اسلام خوش ہوکر ہنسے سحاب جادو کو غصہ آیا اور پکار کر کہا ای جبار شاہ ابکی مرتبہ بہت
ہوشیار رہنا کہ جانبر ہونا میرے اس سحر سے دشوار ہی یہ کہکر ایک نارنج نکالکر اُسپر سحر کرکے سوے
صحرا پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا دھوان اور تاریکی پیدا ہوئی اُسی دھوئین سے بعد ایک دم کے
ایک سوار فولادی شمشیر بکف برہوے ہوا مرکب فولادی کو جولان کرتا ہوا روبرو سحاب جادو کے
آیا اور پوچھنے لگا مجکو کیون بلایا ہی کسکو قتل کرون کسکو اسیر کرکے لے آؤن اُسنے جواب دیا ای سوار
سحر سامری یہ سامنے تیرے جو میرا حریف تخت سحر پر بیٹھا ہوا ہی اُسے جاکر قتل کر سر اُسکا اُسکے
تن سے جدا کرکے میرے روبرو لے آ وہ سوار موافق اُسکے حکم کے سوے جبار شاہ چلا دیکھنے
والون نے دیکھا کہ قد اُس سوار کا دو بالشت سے زیادہ نہین ہی سر پر اُسکے خود فولادی ہی بر مین
زرہ ہی بردوے ہوا مرکب اُسکا اسطرح دوڑتا ہی گویا زمین پر کوئی عربی گھوڑا نہایت تیزی سے
اپنے راکب کے دوڑانے سے دوڑتا ہی ابھی جملہ ساحر اُس سوار کو دیکھ رہے تھے ناگاہ جبار شاہ
نے اُسکو اپنی جانب آتے دیکھکر سحر پڑھکر دستک دی فی الفور سمت صحرا سے اسی قد و قامت کا ایک
سوار برنجی تیغ بکف پیدا ہوکر سامنے شاہ موصوف کے آیا اور بزبان فصیح دست بستہ اسطرح پوچھنے
لگا ای شاہ طلسم آج حضور نے بعد ایک مدت مدید کے اس فدوی کو کیون یاد فرمایا ہی جلد ارشاد
ہو جبار شاہ نے جواب دیا یہ سوار سحر جمشیدی یہ جو سوار فولادی میری طرف آتا ہی تو اُس سے
مقابلہ کر وہ یہ حکم پاکر اُس سوار کی طرف اس طرف سے روانہ ہوا جب دونون مقابل ہوئے اُسنے
اُسکو روکا اُسنے برہم ہوکر تلوار لگائی اُسنے برنجی سپر پر اُسکی تلوار کو روکا پھر اُسنے تلوار لگائی اُسنے
بھی فولادی سپر پہ تلوار کو روکا تھوڑی دیر اسی طرح لڑائی ہوئی جملہ ساحران لشکر جانبین کے یہ جنگ
دیکھا کیے آخر کار سوار برنجی نے اُسپر ایسی تلوار لگائی کہ یہ اُسکی سپر پہ ذرکی سر پر جو پڑی راکب و
مرکب کو کاٹ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرنے لگا اُسوقت کچھ شعلے اُسکے تن سے پیدا ہوئے
اور سوار برنجی پر پڑے یہ سوار اُن شعلون سے مانند خس کے جلنے لگا بعد ایک لمحہ کے دونون سوار
جلکر خاک ہوگئے سحاب جادو اپنے سوار سحر کے قتل ہونے سے غضبناک ہوا اور ایک صندوقچہ
اپنی جھولی سے نکالکر کلید سے اُسے کھولنے لگا جبار شاہ نے اُس صندوقچہ کو دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی

صندوقچہ بھی گوہر طلسمی ہی اور یہ وہ گوہر ہی کہ جو اک تحفہ اور نادرات طلسم سے ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ اگر صاحب
گوہر کیسے ہی حریف زبردست کے سینہ یا کمر یا پیشانی وغیرہ اعضا پر مارے تو یہ گوہر مانند بندوق
کی گولی کے کام کرتا ہی لاکھ کوئی ساحر اسے رد کرنا چاہے تو رد نہین ہوتا ہی اور جسکے اعضا پر پڑتا ہی
اُسکا کام تمام کرتا ہی ہان شاہ طلسم کے حق مین اسقدر کمی کرتا ہی کہ اُسے ہلاک نہین کرتا ہی مگر زخمی
ضرور کرتا ہی اور زخمی بھی ایسا کرتا ہی کہ قریب بہ ہلاکت پہونچاتا ہی اور بعد اپنا کام کرنے کے پھر بذریعہ
ہیرون اور موکلون اپنے کے دست صاحب گوہر مین فی الفور پہونچتا ہی پس گوہر مذکور کے صندوقچہ
پر نظر کرکے فوراً جبار شاہ بزور سحر برق بنکر باین خیال سوے فلک چلا گیا کہ اگر سحاب جادو
اس گوہر طلسمی کو میرے سینہ پر لگائیگا تو ضرور مجکو ضرر پہونچے گا کیونکہ تحفہ جات طلسم دقیانوس
سے ہی جب شاہ موصوف سوے فلک برق بنکر چلا گیا سحاب جادو نے بھی بزور سحر ارادہ
سوے فلک جانے کا کیا اور دل مین کہا جبار شاہ جہان بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی جاؤنگا
اور اسی گوہر سے اُسے ہلاک کرونگا ہنوز سحر پڑھ رہا تھا ناگاہ جانب فلک سے جبار شاہ برق
بنا ہوا دفعتاً اُسپر گرا وہ کسی طرح اپنے تئین بچا نہ سکا اور نہ گوہر مذکور مار سکا اجل دامنگیر کیا بلکہ
گلوگیر ہوئی زبان پہ سحر کے اسما بھی جاری نہو سکے برق مذکور کے سر پر آتے ہی آنکھین اُسکی بند
ہو گئین حواس خمسہ بجا نہ رہے گھبرا گیا بھاگ بھی نہ سکا مجبور ہو کر اژدر سحر پر بیٹھا ہی رہا برق مذکور
جو اُسپر گری مانند خس وخاشاک کے اُسکو جلا کر پھر تڑپ کر بلند ہوئی وہ نابکار جسوقت جلکر خاکستر
ہو گیا اُسکے سحر کے ہیرون نے بصد نالہ و بکا اُسکے نام سے بعد تاریکی دفع ہونے کے پکار کر کہا
کشتی مرا کہ نام من سحاب جادو بود اس ساحر نامی کے مرنے سے ہاروت جادو کو صدمہ
زیادہ ہوا غضبناک ہو کر چاہا کہ خود جبار شاہ سے مقابلہ کرے اُسوقت چند ساحران نامی
نے روک کر عرض کیا ہماری موجودگی مین آپ جبار شاہ سے مقابلہ نہ کیجیے جب ہم سب نہونگے
اور قتل ہو جائینگے اُسوقت آپ کو اختیار ہی ادھر تو اُنکے کہنے سے ہاروت جادو رُکا اُدھر
جبار شاہ سوے فلک سے زمین پر بصورت اصلی آیا اور اُس صندوقچہ کو کہ سحاب جادو
کے ہاتھ سے گر پڑا تھا اُٹھا کر اپنے تخت مین کرکے اپنے تخت پر آکر مبارز طلب کیا اُسوقت
زوجہ مبہوت جادو اور چند ساحران نامی و نامور یکے بعد دیگرے لشکر سے نکل نکل کر سامنے
جبار شاہ کے گئے اور بعد جنگ عظیم ہاتھ سے جبار شاہ کے ہلاک ہوئے ہر ایک کے مرنے
سے تاریکی اور آندھی سیاہ آئی آواز ہیرون نے اُنکے بطریق مذکور دین جب بہت سے
ساحران نامی ہلاک ہو چکے ہاروت جادو نے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے کی اور تخت
اپنے لشکر سے نکالکر میدان مین جا کر جبار شاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای جبار شاہ اسوقت
میرا ارادہ ہی کہ ملک قاسم سے مقابلہ کرون اگر اُسکو مین نے قتل کیا تو سب جھگڑا جاتا رہا اور
اگر اُسکے ہاتھ سے مین قتل ہوا تو بھی جنگ وجدال موقوف ہو جائیگی بس اب تم لشکر مین جاؤ مین
طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا بعد اُسکے ہلاک کرنے کے اگر تم میری اطاعت کروگے تو خیر ورنہ
تم سے بھی لڑونگا یہ کہکر ملک قاسم سے مخاطب ہو کر کہا ای طلسم کشا اگر دعواے بہادری و شجاعت

ہی تو مجھ سے مقابلہ کر ملک قاسم کہ شعلہ خو اور آتش مزاج ہی اسے تاب سخت کلام سننے کی کہان ہی راوی
ناقل ہی کہ بجز د طلب کرنے ہاروت جادو کے مرکب کو بڑھا کر سامنے اُسکے آیا اور کہا ای ہاروت
جادو اگر قصد مجھ سے مقابلہ کرنے کا ہی تو مقابلہ کر مین تجھ سے لڑنے کو موجود ہون مگر اسوقت میرے
نزدیک بہتر یہ ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرکے قتل نہو بعد مسلمان ہونے کے میری اطاعت اختیار کر جو مین کہون
اُسپر عمل کر یہ ہاروت جادو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ لوح طلسمی تو میرے قبضہ مین آ ہی چکی ہی شکیلہ
کے حوالے کر ہی چکا ہون طلسم کشا ساحر نہین ہی پھر اس سے ڈرنا عبث ہی اور اسکے سخن کو قبول کرنا
محض نادانی ہی یہ خیال کرکے جواب دیا ای ملک قاسم مین تمھارے قول و ہدایت کو ہرگز قبول نہ
کرونگا تمنے میرے طلسم مین آکر بہت صدمے مجکو دیے ہین مین تمکو قتل کرونگا اب ہوشیار رہو جاؤ
کہ اجل تمھاری آگئی ہی ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگے یہ کہکر ایک گلدستہ پھولون کا نکالکر اور سحر دم
کرکے اُسپر مارا چونکہ ملک قاسم کے پاس لوح طلسمی ہی سحر نے اثر نہ کیا ہاروت جادو نے تصور
کیا شاید جبار شاہ یا اور کسی ساحر نے مخفی طور سے میرے اس سحر ادنے کو دفع کر دیا ہی اسیوجہ
سے قاسم پر سحر نے اثر نہین کیا ہی ابکی مرتبہ وہ سحر سخت کرون کہ جبار شاہ بھی اُسے کسی طرح دفع نکرسکے
یہ تجویز کرکے چند سحر ہاے سخت پڑھ پڑھ کے قاسم کو کچھ ضرر نہ پہونچا ہاروت جادو نہایت حیران ہوا
دل مین کہنے لگا کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کہ یہ کیا وجہ ہی کہ مجھ ایسے ساحر کا سحر طلسم کشا پر اثر نہین کرتا ہی ابھی
وہ نابکار غرق دریاے فکر حیرت تھا کہ ملک قاسم نے مرکب کو بڑھا کر تیغ آبدار نیام سے کھینچکر اُسپر
حملہ کیا اور عکس لوح کا اُسپر ڈالنا چاہا وہ لوح طلسمی کو دیکھکر اور شکیلہ جادو کو بھی لشکر ملک قاسم مین
پاکر از حد غمگین ہوا سمجھا کہ شکیلہ جادو نے مطیع اسلام ہوکر لوح طلسمی اِسے دیدی ہی افسوس جسکو اپنا
دوست جانتا تھا اُسنے دشمنی کی کیا معلوم تھا کہ یہ دختر مجھ سے بمکر و فریب لوح لیکر اس میرے دشمن کو
دیدیگی اور شریک اسکی ہو جائیگی یہ سمجھکر فی الفور جان کے خوف سے پسپا ہوکر اپنے اہل لشکر سے مخاطب
ہوکر کہنے لگا یارو طلسم کشا پر یکبارگی حملہ کرکے اور چہار طرف سے گھیر کر ترسول اور پنسول وغیرہ
آلات حرب و ضرب مارکر طلسم کشا کو قتل کرو مین تمکو انعام کثیر دونگا بمجرد اس کہنے کے جملہ ساحر اُسکے
لشکر کے ناریج و ترنج ہاتھون سے رکھکر ترسول اور پنسول لیکر یکبارگی ملک قاسم پر حملہ آور ہوئے چالیس
لاکھ ساحرون نے ایکبار بڑھکر ملک قاسم کو گھیر کر آلات حرب و ضرب لگانے شروع کیے ملک قاسم
بھی اُنسے لڑنے لگا جب شکیلہ جادو اور جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی نے دیکھا کہ تمام کافر مثل ابر
سیاہ کے اس آفتاب سپہر شجاعت پر چھاگئے ہین کل لشکر کو ہمراہ لیکر براے دفع کافران پر جفا آگے
بڑھے ہر ایک نے اُنپر سحر کرنا شروع کیا جسدم دو دریاے لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحر جانبین
کے اپنے اپنے حریف پر سحر کرنے لگے ہزارہا ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے ہاروت جادو بھی بڑے
بڑے سحر کرنے لگا لشکر طلسم کشا پر آتش سحر برسانے لگا چھوٹے چھوٹے ساحرون کو ہلاک کرکے لشکر کو درہم و برہم کرنے لگا
ہزارہا ساحرون کو اپنے سحرہاے سخت سے نیست و نابود کرنے لگا جبار شاہ وغیرہ ساحران نامی یہ حال دیکھکر
پریشان خاطر ہوکر اُسکے سحرون کو دفع کرکے خود بھی اُسپر بڑے بڑے سحر کرنے لگے وہ ساحران نامی کے سحرون کو دفع کرنے
مین مصروف ہوا خود سحر کرنا موقوف کیا اپنی جان بچانا اُسے مشکل ہوگیا ساحران نامی مین گھر گیا حواس جاتے رہے

گھبرا گیا زندگی سے نا امید ہوکر محزون ہوا پیچھے ہٹنے لگا کبھی غصہ مین آگے بڑھکر چھوٹے چھوٹے ساحرون
پر سحر کرکے اُنکو ہلاک کرکے کثرت ساحران مطیع اسلام کو کم کرنے لگا ساحران نامی پر سحر کرنے لگا اُنکو اپنے
سحر مین مبتلا کرنے لگا وہ اُسکے سحر سے جانبر ہوکر دلیرانہ اُسپر سحر کرنے لگے راوی ناقل ہی کہ یہ جنگ مغلوبہ
صبح سے تا شام خوب ہوئی چار لاکھ ساحر لشکر طلسم کشا کے کام آئے اور سات لاکھ ساحران نابکار
سپاہ ہاروت جادو کے مع اکثر ساحران نامی کے قتل ہوئے صحرا لاشون سے بھر گیا دریاے خون
عرصہ نبرد مین جاری ہوا وقت شام ہاروت جادو مجبور ہوکر پیچھے ہٹا اور ملک قاسم اُسکے قریب
پہونچکر نعرہ کرکے اُسپر حملہ آور ہوا اُسوقت مبہوت جادو نے اپنے پدر سے باواز بلند کہا کہ ای پدر
نامدار کیا آج ہی دست طلسم کشا سے قتل ہو جائیے گا جان اپنی نہ بچایئے گا دیکھیے ملک قاسم شمشیر خونچکان
علم کیے ہوئے آپ کی طرف آتا ہی لشکر آپ کا آپ کے ساتھ دمبدم پیچھے ہٹتا جاتا ہی میرے حواس خمسہ
الم زوجہ مین بجا نہین ہین لیکن اسقدر عقل ہی کہ نیک وبد مین تمیز ہی دیکھتا ہون کہ لڑائی بگڑ گئی ہی دشمن بڑھے
آتے ہین قدم آپ کے اہل لشکر کے پیچھے ہٹے جاتے ہین ساحران نامی لشکر طلسم کشا کے بڑے بڑے
سحر کرکے آفت وقیامت برپا کر رہے ہین خصوصاً جبار شاہ اور میری دختر شکیلہ جادو یہ دونون
غضب کر رہے ہین پے درپے سحر کرکے ہزارہا آپ کے لشکر کے ساحرون کو ہلاک کر رہے ہین مجھپر اور
آپ پر بھی سحر کر رہے ہین مجکو بدرجہ کمال صدمہ ہو رہا ہی لہذا بہتر اور مصلحت وقت یہی ہی کہ طبل بازگشت
بجوا دیجیے لڑائی موقوف کیجیے آیندہ دیکھا جائیگا ہاروت جادو نے اُسکی راے کو پسند کرکے فی الفور
طبل بازگشت بجوا دیا ملک قاسم اور اُسکے اہل لشکر نے لڑائی سے ہاتھ روکا ادھر تو ملک قاسم
خرم وخندان مع اپنی سپاہ کے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوکر قیامگاہ سپاہ پر پہونچکر داخل
بارگاہ ہوتا ہوا اور اپنے لشکر کے کشتون کو دفن کراتا ہوا اور اُدھر ہاروت جادو باحال پریشان
وخاطر غمگین اپنی قیامگاہ سپاہ کیطرف گیا بعد قطع راہ جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچا لشکر اترا اور خود بھی
تخت سحر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوکر ساحران نامی کو پاس اپنے بلایا اور مبہوت جادو اپنے
فرزند کو بھی قریب اپنے بٹھایا جب سب اُسکے پاس بیٹھ چکے اُسوقت اُسنے مبہوت جادو سے مخاطب
ہوکر کہا ای فرزند تیری دختر نے مجھ سے لوح لیکر یہ کیا کیا کہ شریک لشکر طلسم کشا ہوکر قاسم کو لوح
طلسمی دیدی ہاے یہ کیا غضب کیا مجھے اُس سے یہ امید نہ تھی اس گیسو بریدہ کو طلسم کشا سے
ایسی الفت ہوئی کہ اپنا دین بھی دیا اور لوح طلسمی بھی مجھ سے لیکر دیدی شاید یہ طلسم کشا پر عاشق
تھی اُسی کی جدائی مین مضطر وپریشان تھی بیماری کا بہانہ تھا لوح طلسمی مجھ سے عجب فریب سے لیکر
شریک طلسم کشا ہو گئی مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ کمبخت مجھ سے اس طرح پیش آئیگی اگر کچھ بھی اُسکے اس
ارادہ سے آگاہی ہوتی تو مین ہرگز اُسکو لوح طلسمی نہ دیتا آج خداوند سامری نے میری جان بچائی
ورنہ مین دھوکے سے دست طلسم کشا سے قتل ہو جاتا شکر ہی کہ ہنگام جنگ پاس ملک قاسم کے
مین نے لوح طلسمی دیکھ لی اور شکیلہ جادو کو بھی لڑتے ہوئے دیکھ لیا اگر لوح کو نہ دیکھتا اور ملک
قاسم میرے قریب آکر مجھپر تلوار لگاتا تو مین ضرور قتل ہو جاتا آج ہی یہ طلسم ٹوٹ جاتا بس اب
بتا کیا کرون اُسنے اپنی زوجہ کے غم مین اور اپنی دختر کی جدائی مین آبدیدہ ہوکر کہا ای پدر نامدار

بھی اپنی دختر سے یہ امید نہ تھی یں بھی اُسکے اس ارادہ سے ماہر نہ تھا لاکھ اُسنے لوح کو طلب کیا تھا
آپ کو مناسب یہی تھا کہ لوح طلسمی اُسکو نہ دیتے خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب میری راے یہ ہی کہ
میدان جنگ سے قدم نہ ہٹائیے پے در پے طلسم کشا اور اُسکے لشکر سے مقابلہ کیجیے جو تقدیر مین لکھا ہوگا اُسکا
ظہور ہوگا بھاگنا عرصہ جنگ سے اچھا نہین ہی آگے آپ کو اختیار ہی ہاروت جادو نے اپنے فرزند
کی تقریر سُنکے ساحران نامی سے مخاطب ہوکر پوچھا کہو تمھاری کیا راے ہی اُنھون نے عرض کیا اول تو
حضور کو اپنے تخت دنون مین لشکر لیکر یہان آنا ہی نہ تھا اور مقابلہ کرنا طلسم کشا سے بہتر ہی نہ تھا اب
اگر آپ آئے ہین تو بقول مبہوت جادو کے میدان جنگ سے پسپا نہو جیے دشمنون سے مقابلے کیجیے
حصول لوح کے واسطے کوئی تدبیر معقول کیجیے بیان کیا ہی داستان گویان خوش تقریر نے کہ ہاروت جادو
نے مبہوت جادو اور دیگر ساحران نامی کی راے پر عمل کیا لینے پے در پے لشکر طلسم کشا سے مقابلے
کیے اُن مقابلون مین لاکھون ساحر لشکر جانبین کے کام آئے ساحران نامی بھی قتل ہوئے خصوصاً
شکیلہ جادو دست ہاروت جادو سے قتل ہوئی قاسم کو اُسکے قتل ہونے کا بہت رنج ہوا
بعد قتل ہونے دختر مبہوت جادو کے اور بہت سے مقابلے کرنے کی کہ اُنکے مفصل لکھنے کو ایک دفتر
مطلوب تھا ہاروت جادو نے جنگ سے عاجز ہوکر بعد فکر بسیار فرامرز عاد مغربی اور مالک اژدر
کو زندان سے طلب کرکے زنجیر و طوق کو اُنکے تنون سے دور کرکے اور قید سحر مین مبتلا رکھکر بعزت
و حرمت قریب اپنے دنگلون پر بٹھایا اور پہلے فرامرز عاد مغربی سے مخاطب ہوکر کہا ای جوان رشک
اسفندیار مین نے تجکو اسواسطے اپنے پاس بلایا ہی کہ تجھ سے اپنا کچھ درد دل بیان کرکے اعانت
طلب ہون لہذا بگوش دل میرا حال درد دل سُن اور میری مدد کر مین تجھ سے بہ نیکی پیش آ ونگا قید
سے رہا کر دونگا اور زر و جواہر اسقدر دونگا کہ تو نے کبھی دیکھا بھی نہوگا بلکہ سُنا بھی نہوگا فرامرز
نے پوچھا ای شاہ طلسم بیان کرو کیا حاجت ہی حتے الامکان تیری حاجت بر لاؤنگا اُسنے کہا ای
فرامرز ملک قاسم سے اب مین سخت عاجز ہوا ہون تاب مقابلہ کرنے کی نہین رکھتا ہون لشکر میرا
بہت کام آچکا ہی طلسم میرا گویا برباد ہو چکا ہی صدہا ساحران نامی قتل ہو چکے ہین تمام دربند طلسم
کے ٹوٹ چکے ہین کئی مرتبہ ہنگام مقابلہ ملک قاسم سے پسپا ہو چکا ہون اگر تو ایسی حالت مین
یون میری اعانت کرکہ ملک قاسم سے اپنے نام پر طبل جنگ بجواکر مقابلہ کر اور اُسکو زیر کرکے اور اسیر کرکے میرے حوالے
کر دے تو نہایت تیرا مجھپر احسان ہوگا فرامرز نے اُسکی تقریر سُنکے جواب دیا ای شاہ طلسم آگاہ ہو کہ مین عنایت
خدا سے ایسا شجاع و بہادر ہون کہ ملک قاسم سے قوت و زور مین کچھ ایسا پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون
ہوا خواہ اور مطیع و فرمانبردار اپنے آقا شاہزادہ ذیوقار بدیع الزمان نامدار کا ہون اور
دست راستی ہون اکثر مین نے بڑے بڑے نامورون کو سر میدان جنگ، قتل و اسیر
کیا ہی ملک قاسم سے مقابلہ کرنے سے عاجز نہین ہون بخوبی اُس سے مقابلہ کر سکتا ہون
لیکن خیال یہ آتا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان مجھ سے ناراض نہون اور یہ کہین کہ تو نے میرے بھتیجے سے
کیون مقابلہ کیا تو کیا جواب دونگا پس مین اسوجہ سے اُن سے مقابلہ نہ کرونگا سوے اسکے
اور اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو ابھی فرامرز ہاروت جادو سے ہم سخن تھا کہ مالک اژدر

نے اُسکی تقریر سُنکے از حد برہم ہوکر کہا او فرامرز تو نے یہ کیا کہا کہ مین شاہزادۂ ملک قاسم دیجا
سے شجاعت و بہادری مین پایۂ کمی کا نہین رکھتا ہون اور اُس بہادر بے نظیر سے مقابلہ کرسکتا
ہون تیری بھی یہ طاقت ہو کہ تو ملک قاسم سے مقابلہ کرسکے پہلے مجھ سے تو تو مقابلہ کرے
بعد ازان اُنکی نسبت کچھ کہنا او نالائق ایسے بیہودہ کلمات نسبت شاہزادہ ملک قاسم کے میرے
سامنے زبان پر جاری کرتا ہو یہ کہکر اُٹھا اور جو ٹکڑے زنجیر کے پڑے ہوے تھے اُنمین سے
ایک ٹکڑا اُٹھاکر فرامرز پر نعرہ کرکے حملہ کیا وہ بھی آمادۂ جنگ ہوا دونون لڑنے لگے بعض استان
گویان خوش تقریر نے بیان کیا ہو کہ اسوقت ان دونون بہادرون کے پاس آلات جنگ مین سے تیغ و سپر
اور نیزہ تھا اور اکثر داستان گویان نے یون بیان کیا ہو کہ آلات حرب و ضرب سے دونون کے
پاس کچھ نہ تھا صرف وہی زنجیرون کے ٹکڑے جو انھین کے تنون سے جدا کیے گئے تھے ہر ایک
کے ہاتھ مین تھے غرض بہر طور دونون مین خوب لڑائی ہوئی ہنگام مقابلہ دست مالک سے
کسیقدر فرامرز زخمی ہوا ہاروت جادو نے دونون کو جنگ سے مانع ہوکر علیحدہ بٹھایا اور
کہا ای بہادرو آپس مین نہ لڑو اُسکے مانع ہونے سے اور اُسکے سحر کرنے سے مجبور ہوکر دونون
جنگ سے باز رہے بعد اس لڑائی کے ہاروت جادو نے مالک اژدر سے پوچھا ای بہادر
یہ تو مجکو معلوم ہوا کہ تو نہایت دوست ملک قاسم کا ہو لیکن کچھ میری مدد کرسکتا ہو اُسنے برہم
ہوکر جواب دیا ای شاہ طلسم خواہ تو مجبور ہاکرے یا نہ کرے مین اپنے شاہزادۂ دیجاہ سے
ہرگز مقابلہ نہ کرونگا وہ میرا مالک و آقا ہو تجکو مناسب یہ ہو کہ اُسکی اطاعت اختیار کر ہاروت
جادو نے مالک اژدر کی طرف سے منھ پھیر کر فرامرز سے کہا ای دلاور تو کچھ ایسی تدبیر بتا
کہ یہ جنگ و جدال موقوف ہو اور یہ طلسم تباہ و برباد ہونے سے بچے اُسنے جواب دیا تدبیر
اسکی یہی ہو کہ تو اپنے دشمن سے صلح کر اور پیام صلح کسی شخص کے ذریعے سے قاسم کو پہونچا اُسنے
کہا سوائے تجھ ایسے بہادر کے اور کون ایسا ہو کہ اُس کام کو انجام دے سکے یہ کہکر
دریاے تفکر مین غوطہ مارکر بعد ازان گوہر مدعا دستیاب کرکے فرامرز سے کہنے لگا تو اسیوقت
سوے لشکر قاسم جا اور پیام صلح کا اس طرح جاکر دے کہ ہاروت جادو مال و اسباب
اس طلسم کا چیزے بچیزے دیتا ہو لہذا جنگ کو موقوف کر اور مال و اسباب لیکر اس طلسم سے
چلا جا فرامرز موافق اُسکے کہنے کے اُسیوقت جانے پر آمادہ ہوا ہاروت جادو نے بہت سے
ساحرون کو اُسکے ہمراہ کرکے سوے لشکر قاسم روانہ کیا جب فرامرز قریب لشکرگاہ کے پہونچا
سیارہ بن عمرو نے ملک قاسم سے کہا اسوقت فرامرز عادمغربی کئی سو ساحرون کے
ہمراہ اس طرف آتا ہو ملک قاسم یہ سُنکے اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکر اور چند ساحران نامی کو
اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر سے آگے بڑھکر فرامرز کو روک کر پوچھا کہ ای فرامرز اسوقت تو اسطرف
کیون آیا ہو کیا مجھ سے لڑنیکو آیا ہو اُسنے سلام کرکے جواب دیا مین لڑنیکو تو نہین آیا ہون لیکن
ایک پیام ہاروت جادو کا لایا ہون قاسم نے پوچھا وہ پیام کیا ہو بیان کر و اُسنے کہا ہاروت
جادو چاہتا ہو کہ اب جنگ و جدال موقوف ہو اسوجہ سے کچھ مال و اسباب اس طلسم کا آپکو دیتا ہو

اور یہ کہتا ہی کہ یہ جنگ وجدال چونکہ محض واسطے حصول مال و دولت کے ہی لہذا تھوڑا مال و اسباب لیکر
آپ میرے طلسم سے چلے جائیے قاسم نے جواب دیا میری جانب سے ہاروت جادو سے کہدینا کہ اگر
جنگ وجدال سے عاجز آیا ہی تو مسلمان ہوکر تمام مال و اسباب اس طلسم کا میرے حوالے کرے اور
بادشاہ اس طلسم کا بدستور سابق جبار شاہ کو کرے اور خود اسکا سپہ سالار رہو اور عذر اپنی نکمِ امی کا
کرے فرامرز عاد مغربی یہ تقریر سُنکے مع اپنے ہمراہیون کے سوے ہاروت جادو روانہ ہوا
اور بعض داستان گویان شیرین سخن نے یون بیان کیا ہی کہ فرامرز عاد مغربی ہاروت جادو
کے کہنے سے پیام رسانی کو خدمت شاہزادۂ ملک قاسم مین آیا دربار مین آکر بیٹھا اور جو کچھ قبل اسکے
لکھا گیا ہی وہی پیام پہونچایا ملک قاسم نے وہی جواب دیا جو کہ لکھا گیا ہی غرضکہ بہرطور فرامرز پیام
پہونچاکر اور جواب لیکر ہاروت جادو کے پاس گیا اور جو کچھ قاسم نے کہا تھا وہ اُس سے بیان کیا
ہاروت جادو نے بعد فکر و تامل کے کہا اے فرامرز مین مسلمان اس شرط سے ہوتا ہون کہ بادشاہت
اس طلسم کی میرے نام رہے اور مال و اسباب اس طلسم کا طلسم کشا تمام لے لے مجھے کوئی عذر دینے
مین نہین ہی فرامرز نے کہا اے شاہ تو مال و اسباب کو تو اپنی طرف سے دیتا ہی میرے کہنے سے بغیر
خواہش حکومت و سلطنت کے مسلمان بھی ہو جا حق میری پیام رسانی کا یہی مجکو دے کہ میرے کہنے پر
عمل کر مین نے تجھے اپنا برادر شمار کرتا ہون اور رائے نیک دیتا ہون تو ملک قاسم کے کہنے سے مسلمان
نہو میری خاطر سے مسلمان ہو مجھپر احسان کر مالک اژدر یہ سخن اُسکا سُنکے پھر برہم ہوا اور کہنے لگا او نالائق
تو اس امر مین اسقدر کیون کوشش کرتا ہی بیکار فضول تقریر کرتا ہی اگر ہاروت جادو شاہزادۂ
ملک قاسم ذیجاہ کے ارشاد کو قبول کریگا تو خیر ورنہ مارا جائیگا ہاروت جادو نے یہ تقریر سُنکے
نہایت غضبناک ہوکر اپنے ملازمون سے کہا ابھی اس بدزبان کو لیجاکر قتل کرو سر اسکا تن سے جدا
کرکے میرے پاس لے آؤ خدام ہاروت جادو کے اُسی وقت مالک اژدر کو بارگاہ سے
کشان کشان سوے صحرا لیگئے اور زیر تیغ اُسے بٹھایا جلاد تیغ آبدار لیے ہوئے قتل کرنے کو موجود
ہوکر موافق دستور کے مالک سے کہنے لگا اے اجل رسیدہ جو کچھ تمناے دلی ہو بیان کر اگر پیاسا
ہو پانی پی لے اور اگر گرسنہ ہو تو غذاے لطیف کھالے کہ اب رشتۂ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہی مالک
نے جواب دیا مجھے سواے خدمت ملک قاسم مین جانے کے اور کوئی آرزو نہین ہی تو میرے
سر و گردن مین جدائی کرکے اتنا مجھپر احسان کرنا کہ شاہزادۂ ملک قاسم سے تمام حال میرے قتل
ہونے کا بیان کر دینا یہ کہکر خاموش ہوا جلاد نے جواب دیا اے اجل رسیدہ جو کچھ تو نے کہا ہی ہرگز
اسپر عمل نہ کرونگا یہ کہکر حکم قتل کا منتظر ہوا مالک اژدر نے جلاد کی گفتگو سُنکے سوے فلک نظر کرکے
خدا سے دعا کرنی شروع کی لکھا ہی کہ تیر دعا اُسکا ہدف مراد پر پہونچا یعنی جسوقت وہ زیر تیغ بیٹھا ہوا
دعا کر رہا تھا سیارہ بن عمرو بصورت مبدل اپنے لشکر سے لشکر ہاروت جادو مین برائے
دریافت خبر آیا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا کہ ہاروت جادو نے غضبناک ہوکر مالک اژدر کے
قتل کا حکم دیا اور جلاد نے لیجاکر زیر تیغ بٹھایا تاب تحمل نہ لاکر فی الفور پاس ملک قاسم کے آیا
اور کہا اے شاہزادۂ نیو قار غضب ہوا مالک اژدر بحکم ہاروت جادو کے قتل ہوا چاہتا ہی

زیر تیغ بیٹھا ہو اگر بچانا اُسکا منظور ہو تو جلد چلیے ورنہ وہ قتل ہو جائیگا **ملک قاسم** سیارہ کی تقریر سُنکے
ازحد غضبناک ہوکر تمام لشکر کو بعجلت اپنے ہمراہ لیکر واسطے رہائی **مالک اژدر** کے روانہ ہوا اور
سب کے پہلے مرکب کو جولان کرکے جلاد کے پاس پہونچا اور یہ نعرہ کیا کہ او نابکار ہوشیار ہوجا کہ مین
آپہونچا تو **مالک** کو کیا قتل کرتا ہی مین تجھی کو قتل کرتا ہون یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر اُسپر حملہ کیا جلاد تلوار
ہاتھ سے پھینک کر جا رہا تھا کہ بھاگے ناگاہ شمشیر آبدار **ملک قاسم** کی اُسکی کمر پر پڑی وہ دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا خاک پر تڑپنے لگا **قاسم** نے ہاتھ **مالک اژدر** کا پکڑکر کہا اُٹھو اب کچھ تردد
نکرو **مالک اژدر** نے خوش ہوکر کہا قتل ہونے سے تو مین بچا لیکن سحر مین **ہاروت جادو** کے
گرفتار ہون یہ کہکر تمام حال **فرامرز** کا بیان کیا **قاسم** نے **لوح** کا عکس ڈالکر سحر کو دفع کیا اور **فرامرز**
کے باب مین کہا دیکھا جائیگا اُسکو سزاے معقول دیجائیگی ابھی **ملک قاسم مالک اژدر** سے ہم سخن تھا
کہ **ہاروت جادو** ساحرون نے قتل ہونے جلاد کی اور رہائی **مالک** کی خبر دی وہ برہم ہوکر تمام لشکر ہمراہ لیکر
بصد عجلت روانہ ہوا اور قریب **ملک قاسم** پہونچکر بعد گفتگوے سخت کے مع تمامی اپنے لشکر کے حملہ کیا
اِدھر سے بھی **جبار شاہ** کل سپاہ کو لیکر بڑھا دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی ساحر سپاہ جانبین کے سحر کرنے لگے
ہزارہا ساحر بروے ہوا بصورت باز و عقاب وغیرہ طائر بنکر اپنے حریفون سے مقابلہ کرنے لگے لاکھون بروے
زمین اپنے دشمنون سے لڑنے لگے ساحران لشکر جانبین قتل ہونے لگے لاشے زمین پر تڑپنے لگے دریاے
خون کشتگان عرصۂ جنگ مین جاری ہوا صاحب دفتر نے تحریر کیا ہو کہ یہ لڑائی سب لڑائیون سے
زیادہ ہوئی چار پہر دن اور چار پہر رات جنگ عظیم ہوئی بڑے بڑے سحر **ہاروت جادو** نے کیے
لشکر **طلسم کشا** نے لاکھون ساحرون کو ہلاک کیا **جبار شاہ** کو بھی زخمی کیا خود بھی **جبار شاہ** کے ہاتھ سے
زخمی ہوا فوج بھی **ہاروت جادو** کی سب لڑائیون سے اس لڑائی مین زیادہ کام آئی زیادہ تر
ساحر دست **ملک قاسم** سے قتل ہوئے بعد آٹھ پہر کے وقت صبح **ہاروت جادو** بمجبوری پسپا
ہونے لگا لشکر اُسکا پیچھے ٹلنے لگا **ملک قاسم** دلیرانہ مع لشکر آگے بڑھنے لگا اُسوقت اتفاق سے
ملک قاسم لڑتا ہوا ہزارہا ساحرون کو تہ تیغ کرتا ہوا عنقریب **ہاروت جادو** کے پہونچا اُسنے
اپنے دشمن کو قریب اپنے پاکر ارادہ کیا کہ سحر سے یا تو زمین مین غرق ہوجائے یا بصورت **عقاب**
بنکر سوے فلک پرواز کرے کسی طرح جان اپنی **ملک قاسم** سے بچاے ہنوز اُس اجل رسیدہ نے
ارادہ اپنی جان بچانے کا کرکے سحر پڑھنے کا قصد کیا تھا کہ **قاسم** تیغ بکف اُسکے پاس پہونچا اور نعرہ
کیا کہ او نابکار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اُسنے گھبراکر جلد سحر پڑھکر پرواز پیدا
کرکے **عقاب** بنکر ارادہ اُڑ جانے کا کیا بلکہ زمین سے کچھ بلند ہوا اُسوقت **ملک قاسم** نے اُسپر
لوح کا عکس ڈالا وہ بلندی سے بصورت اصلی ہوکر زمین پر گرا **قاسم** نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اُسکے
سر پر تلوار لگائی اُسنے مجبور ہوکر سحر سے چند سپرین بالاے فرق پیدا کین **طلسم کشا** نے پھر **لوح** کا
عکس ڈالا تلوار جو پڑی سب سپرون کو کاٹ کر اُسکے سر پر آئی اور کاسۂ سر سے گذر کر مانند قطرۂ
آب کے صراحی گردن مین آئی پھر صندوق سینہ مین گذر کر کے دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے
گذر کر زمین مین در آئی **ہاروت جادو** دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ٹکڑے اُسکی لاش کے خاک

پر تڑپنے لگے ادھر لشکر طلسم کشا مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا ہر ایک ساحر اعلے و ادنے ہاروت
جادو کے قتل ہونے سے خوش ہوا اُسوقت مبہوت جادو اپنے پدر کو زمین پر دو نیم دیکھکر
تاب ثبات قدم کی نہ لاکر چند ساحران نامی کے ہمراہ ایک طرف بھاگا اُسکو بھاگتے دیکھکر کئی ہزار ساحر
بھی اُسکے ہمراہ بھاگے یہ سب تو عین جنگ مین بھاگ کر طلسم دقیانوس کیطرف نکل گئے لیکن اور
سب ساحر نہ بھاگ سکے کیونکہ ساحران مطیع اسلام مین گھرے ہوئے تھے لڑائی ہو رہی تھی جب
ہاروت جادو تڑپکر مر گیا اور اُسکے مرنے سے زمانہ تیرہ و تاریک ہوا ہوائے تند چلی ابر کے ٹکڑے
برورے ہوا پیدا ہوئے اُنسے پتھر اور آگ برسنے لگی زمین کو جنبش ہوئی اور آواز آئی الکشتی مرا کہ نام
من ہاروت جادو بود سب ساحر لشکر ہاروت جادو کے اُسکے قتل ہونے سے آگاہ ہوئے
اور دل مین کہنے لگے کہ اب لڑنا بیکار ہے شاہ ہمارا قتل ہو گیا بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا کی کرین
جان اپنی اُسکے ہاتھ سے بچائین یہ سمجھکر جملہ ساحر طالب امان ہوئے ملک قاسم نے اُنسے کہا اگر
تم سب مسلمان ہو تو البتہ تمکو امان دیجائے اُنھون نے کہا ہمکو مسلمان کیجیے قاسم نے جنگ سے ہاتھ
روک کر اُن سب کو کہ پندرہ لاکھ ساحر تھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا وہ سب کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوئے جب وہ سب مسلمان ہو چکے قاسم اُن سب کو ہمراہ لیکر مع اپنے لشکر کے شادان
و خندان سوے دارالامارہ ہاروت جادو روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس جگہ پہونچا کہ جہان تمام مال
و اسباب طلسم کا رکھا ہوا تھا پہلے تو ہر ایک کی نظر سے مخفی تھا لیکن جسوقت سے کہ ہاروت جادو
قتل ہوا تھا اور سحر اُسکا برطرف ہوا تھا وہ گنبد و مکان جسمین مال و اسباب طلسم تھا ظاہر ہوا تھا
قاسم نے وہ سب مال و اسباب لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور بہت سے اُن مکانون اور پہاڑون
اور باغون کو جنکو قبل دیکھا تھا اُنھین نہ دیکھکر نہایت حیران ہو کر جبار شاہ سے پوچھا کیا سبب ہے
کہ وہ کوہ و مکان وغیرہ اب نظر نہین آتے ہین جبار شاہ نے جواب دیا وہ کوہ و مکانات وغیرہ
ہاروت جادو کے سحر کے تھے اُسکے مرنے سے اُسکا سحر بھی برطرف ہو گیا دیکھیے راستہ طلسم
کا کھل گیا ہے یہ سنکے ملک قاسم ہاروت جادو کے مکانات و شہر کی سیر کرتا ہوا اُس جگہ آیا
جس جگہ اُسکا تخت بچھا تھا اور وہ اُس تخت پر بیٹھکر اہل دربار کو جمع کر کے اُنسے ہم سخن ہوتا تھا
صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ قاسم نے جاے مذکور پر پہونچکر لشکر کو اُترنے کا حکم دیا اور تمام ساحران
نامی کو جمع کر کے جبار شاہ کو اُسی تخت پر بٹھا کر اپنے ہاتھ سے تاج شاہی اُسکے سر پر رکھکر تمام
ساحران نامی سے نذرین دلوائین اور اُس نازنین کو جسے مبہوت جادو اُٹھا لایا تھا اور
اُس سے طالب وصل تھا طلب کر کے صندوق سے اُسے نکالکر برضامندی جبار شاہ سے
عقد اُسکا کر دیا اور بعض داستان گویان خوش بیان نے یون بیان کیا ہے کہ مبہوت جادو دردانہ
پری کو کسی طور سے عاشق ہو کر اُٹھا لایا تھا جب وہ بھاگ گیا قاسم نے دردانہ پری کو صندوق
سے نکالکر سحر اُسپر سے دفع کر کے اُسکو اُسکے ملک کی طرف روانہ کر دیا بعد ازان تمامی ساکنان طلسم کو
جو مسلمان نہوئے تھے اُنھین مسلمان کیا دیر منہدم کرا کے مساجد کے بنانے کا حکم دیا حسب الحکم مسجدین
بننے لگین ساکنان طلسم بموجب ہدایت ملک قاسم مسلمان ہو کر مساجد مین اذان دینے لگے

نماز پڑھنے لگے کوئی خرد و کلان ساحرون مین ایسا نہ تھا کہ کلمہ پڑھکر مسلمان نہوا ہو جب سب مسلمان ہو چکے
قاسم نے فتحیاب ہونے کی خوشی مین تین روز تک نہایت خوبی سے جشن کیا بعد جشن کرنے کے یہ
حکم دیا کہ پسر خنجر شاہ اور جملہ قیدیان طلسم کو ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ حسب الحکم ملازم جملہ قیدیان طلسم
کو روبرو قاسم کے لائے دیکھا کہ صورتین انکی قید مین متغیر ہوگئی ہین ناخن بڑھے ہوئے ہین بال بھی سر کے
ازحد بڑھے ہین نحیف و زار ہوگئے ہین اُن سب نے دربار مین آکر جبار شاہ اور ملک قاسم کو سلام
کیا قاسم نے ہر ایک پر مہربانی کرکے نام اور وطن انکا دریافت کیا پھر اُنکو حکم دیا کہ حمام مین جائین
اچھی طرح نہائین بعدہ بال اور ناخن حجام سے کٹوائین جب وہ سب قیدی تعمیل حکم کر چکے قاسم
نے ہر ایک کو پوشاک نفیس دیکر اور مال و زر حسب لیاقت دیکر رخصت کیا صرف فرزند خنجر شاہ کو
رخصت نہین کیا جب سب قیدیان طلسم سوائے فرزند خنجر شاہ کے قاسم کو دعائین دیتے ہوئے
چلے گئے اُسوقت قاسم نے فرامرز عاد مغربی کو یہ کہکر گرفتار کیا کہ تمام احوال اسکا روبروے
امیر کشورگیر بیان کیا جائیگا اُنھین جو مناسب ہوگا وہ اسکے حق مین کرینگے خواہ سزا دینگے یا رہا
کر دینگے یہ کہکر جبار شاہ وغیرہ سے مخاطب ہوکر کہا اب مین تم سب سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
مین جاتا ہون کیونکہ مجکو وہان جانا ضرور ہے جبار شاہ نے اور جملہ ساحران نامی نے عرض کیا
ہم سب ہمراہ رکاب چلین گے تنہا حضور کو نہ جانے دینگے دو تین روز اور یہان قیام فرمائیے جب
سامان چلنے کا ہو جائے اُسوقت یہان سے روانہ ہوجیے ملک قاسم نے منظور کیا جبار شاہ نے
بعد دو تین روز کے ایک ساحر جلیل القدر کو کہ وہ وزیر اسکا تھا اور نام اُسکا انور جادو تھا
اُسے اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بیٹھا کر سب کو اُسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا حکم دیکر سات
لاکھ مردم کی جمعیت سے ہمراہی ملک قاسم کی اختیار کی جسوقت ملک قاسم چلا جملہ خرد و کلان اُسکے ہمراہ
دور تک آئے آخر سوائے جبار شاہ اور اُسکے ہمراہیون کے جملہ ساکنان طلسم کو ملک قاسم نے
رخصت کیا بعدہ سب مال و اسباب طلسم کا ہمراہ لیکر سوے لشکر امیر روانہ ہوا اس جگہ صاحب
دفتر نے لکھا ہے کہ ملک قاسم نے اثناے راہ مین خیال کیا کہ ہمراہ لشکر کے اگر خدمت امیر مین جاؤنگا
تو دیر مین پہونچونگا اور اگر تنہا مرکب طلسمی پر سوار ہوکر جاونگا تو جلد تر منزل مقصود تک پہونچونگا
یہ خیال کرکے جبار شاہ سے کہا مین تو خدمت امیر با توقیر مین جاتا ہون تم یہ سب مال و اسباب
طلسم کا لیے ہوئے اور فرامرز کو اسی طرح قید کیے ہوئے دربار امیر با توقیر مین آنا اُسنے کہا کہ بہتر
ایسا ہی عمل مین لاؤنگا آپ قبل مجھ سے خدمت مین امیر کے جائیے قاسم صرف مالک اژدر اور
پسر خنجر شاہ اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیکر مرکب طلسمی پر سوار ہوکر سوے لشکر امیر بعجلت تمام
روانہ ہوکر بعد قطع راہ ایک روز مین قریب لشکرگاہ امیر کے پہونچا عیاران لشکر اسلام نے ملک قاسم
اور مالک اژدر کے آنے سے امیر کو اطلاع دی امیر نے خوش ہوکر سرداران لشکر کو حکم دیا جلد
جاؤ اور میرے فرزند کا استقبال کرکے بعزت و حرمت اُسے میرے روبرو لاؤ سرداران لشکر حسب الحکم
بخوشی تمام روانہ ہوئے جب وہ خدمت ملک قاسم مین پہونچے سب نے باادب سلام کیا قاسم نے
بھی سرداران لشکر کا سلام لیکر نہایت خوش ہوکر ہر ایک پر عنایت و مہربانی کی بعد ازان اُسکے ساتھ سوے

لشکرگاہ امیر روانہ ہوا جسدم زیر کوہ سیلان پہونچا دیکھا لشکر امیر کا پڑا ہوا ہی جس جگہ لشکر کو چھوڑ کر گیا تھا
اُسی جگہ ابتک پڑا ہوا ہی یہ دیکھکر خوش ہوا پھر خدمت بادشاہ لشکر اسلام اور خدمت امیر مین جاکر
سلام کیا مالک اژدر اور پسر خنجر شاہ نے بھی بصد ادب سلام کیا امیر نے قاسم کو بصد الفت
سینہ سے لگایا احوال پوچھا قاسم نے تمام حال طلسم کے فتح کرنے کا بیان کیا امیر نے خوش ہوکر
پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہی اسکا احوال بیان کرو قاسم نے عرض کیا یہ جوان پسر خنجر شاہ ہی نام اسکا
کیکاؤس ہی اسوقت خنجر شاہ کہ دربار مین روبروے بادشاہ لشکر اسلام حاضر تھا اپنے فرزند کو
دیکھکر بہت خوش ہوا اور فرزند اُسکا اپنے پدر کو دیکھکر شادمان ہوکر قدم پر اپنے والد کے گرا
اُسنے سر اُسکا اُٹھاکر اپنے سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر دونون تھوڑی دیر تک رو یا کیے
بعد ملنے کے دونون حکم امیر سے دنگلون پہ بیٹھے مالک اژدر بھی اپنے دنگل پہ بیٹھا قاسم بھی اپنے
دنگل پر بیٹھا اُسوقت امیر نے قاسم کے آنے کی خوشی مین حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے قاسم
کے آنے کا جشن کیا جائے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرین ساقیان گلرخسار اہل بزم کو جام شراب
سے بھر بھر کر دین چنانچہ حسب الحکم امیر ملازمون نے بزم عشرت آراستہ کی بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر عالی مقام مع جملہ سرداران لشکر کے بارگاہ حشامی مین کہ اُسی مین بزم عشرت آراستہ کی تھی
تشریف لیگئے اور سب علے قدر مراتب تخت اور دنگلون پر بیٹھے ساقیان گلعذار کشتیان شراب
ناب کی مع ساغر بلورین لیکر حاضر ہوئے بعد شراب پلانے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام
کے قاسم اور دیگر سرداران لشکر کو جام شراب دینے لگے اور وہ شراب پینے لگے خنجر شاہ بھی
مسلمان ہوکر شراب پیتا تھا اور قاسم کو دعاے ترقی عمر دولت و حشمت دیکر کہتا تھا اس جوان
نے مجھپر نہایت احسان کیا ہی میرے فرزند گم شدہ کو لیئے اسیر طلسم کو مجھ سے ملایا ہی سرداران لشکر
اُسکی تقریر سُنکے کہتے تھے واقعی ملک قاسم نے کار نمایان کیا ہی یہ کہکے خاموش ہوتے تھے اور جب
ساقی جام شراب اُنکو دیتے تھے وہ جام لیکر شراب پیتے تھے جسوقت ساقیان مذکور سب کو شراب
پلا چکے کشتیان مے کی اُٹھاکر بزم عشرت سے چلے گئے بعد اُنکے جانے کے حسب الحکم امیر ایک نازنین
خوش جمال زہرہ مثال مع اپنے سازندون کے محفل عشرت مین آئی بعد تسلیم بجالانے کے اور سازون
کے درست ہونے کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے وہ نازنین رقص کرنے
لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
تو ہو از خود رفتگی ترک وطن کی فکر مین
وہم عشق لالہ رو سے داغ دل کیا کیا جلے
جلگیا ہی ضبط آہ شعلہ زن کی فکر مین

غنچہ سان خاموش بیٹھے ہین سخن کی فکر مین
بیکسی سے جان بھی اپنی کفن کی فکر مین
تلخی خسرو ہو شیرین کام شادی مر گیا
جانکہ گلچین کو تاراج چمن کی فکر مین
گر یقینی وہ ادعا ہوتی ہی ذی مومن قبول

قافیہ کیا تنگ ہی وصف دہن کی فکر مین
شوق مردن کو بھی سامان سفر درکار تھا
جانکنی ہی انتقام کوہکن کی فکر مین
سر سے شعلے اُٹھتے ہین اسطرح رو کون گرد
جائینگے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین

نازنین مذکورہ غزل مندرجہ گاتی تھی اہل بزم اشعار سُنکے خوش ہوتے تھے جب وہ غزل گاچلی حکم امیر
سے ملازمون نے اُسے انعام کثیر دیا وہ انعام لیکر بزم سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے اور نازنینان
خوبرو خوش گلو مع اپنے اپنے سازندون کے جلسہ عشرت مین یکے بعد دیگرے حاضر ہوکر رقص و

نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم اُسکا رقص دیکھنے لگے اور گانا سننے لگے تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگے
صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ اسی طرح زمانہ دو روز کا اس جشن کو گذرا کہ تیسرا روز تھا کہ جبار شاہ مع سات
لاکھ سپاہ کے نہایت گھبرایا ہوا آیا اور بزم عشرت مین تنہا جاکر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر کشور گیر
کو آداب و تسلیم کرکے ملک قاسم سے کہنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار جب حضور اس طرف تشریف لائے
تھے مین اُسی شب کو اُسی صحرا مین قیام پذیر تھا لشکر اُترا ہوا تھا یکایک جانب صحرا سے ایک جوان سبز
پوش بجمعیت کثیر پیدا ہو کر اور میرے لشکر پر آگرا جبتک ہم بستر خواب سے اُٹھکر مرکبون پر سوار ہو کر
اُس سے مقابلہ کرین وہ تمام مال و اسباب طلسم دقیانوس کا اور فرامرز عاد مغربی کو قید سے رہا
کرکے لیگیا قاسم یہ خبر سُنکے از حد برہم ہوا فی الفور بزم عشرت سے اُٹھکر مرکب طلسمی پر سوار ہو کر بہمراہی
جبار شاہ اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین کہتا جاتا تھا کہ اگر وہ جوان سبز پوش ملگیا تو اُسے
مار ہی ڈالونگا غضب کیا اُسنے کہ تمام مال و اسباب کرور ہا روپیہ کا لوٹ لیگیا اور فرامرز عاد مغربی
کو بھی رہا کرکے لیگیا یہ تقریر کرتا ہوا بعجلت تمام جب اُس صحرا مین پہونچا ہر طرف اُس صحرا مین اُس
جوان سبز پوش کی جستجو کی لیکن وہ نہ ملا مجبور ہو کر ملک قاسم وہان سے پھر اپنے لشکر مین آیا امیر
باتوقیر سے عرض کیا مین نے ہر چند بصد عجلت اُس صحرا مین جاکر اُس جوان کی تلاش کی لیکن وہ نہین ملا
نہین معلوم وہ جوان کون تھا امیر یہ تقریر سُنکے خاموش ہو رہے اُسی روز وہ جشن بھی موقوف ہوا
خنجر شاہ اپنے فرزند کو لیکر اپنے ملک کی طرف خرم و خندان روانہ ہوا اور نزدیک بعض داستان
گویان خوش بیان کے یہ ہی کہ خنجر شاہ اپنے فرزند سے اکر اور مسلمان ہو کر لشکر امیر ہی مین رہا

داستان مہمانی و ضیافت کرنا خواجہ عمرو کا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور تمامی شاہان و سرداران لشکر کی اور تصویرین سب کی عیارون کو کھچوا دینا اور ایک عیار کا ایک کان کاٹ لینا اور اُنکا تصویرین لیجانا اور جا بجا دینا۔

مخمس در شان معراج شریف و اشتیاق رب باری

اے محمد جلوہ جانان جلد آنا ہی تو آ | اے مرے محبوب رعنا جلد آنا ہی تو آ | وصل کا ساغر پلانا جلد آنا ہی تو آ | انبیا کو تمہین یگانہ جلد آنا ہی تو آ
دیر اسمین مت لگانا جلد آنا ہی تو آ

کب تمہارا سا ملا رتبہ کسیکو ہی کبھی | ہر نبی کو فخر ہیگی نسبت تمہاری چاکری | ہی تمہاری دید کی سبکو یہان تشنہ لبی | ساکنان عرش تمکو اب بیقراری ہی بڑی
ہی اگر جلوہ دکھانا جلد آنا ہی تو آ

ہمنے تعریف آپکی امت کی کی قرآن مین | یعنی کنتم خیر امت لکھدیا ہی شان مین | مت کرو غم ہو اگر امت بھی عصیان مین | اپنی امت کو اگر ہی حشر کے میدان مین
ہمسے تمکو بخشوانا جلد آنا ہی تو آ

دونون عالم مین تمھین ہمنے دی ہی سروری | ہمنے تمکو خود کیا محبوب اپنا اے نبی | حور و انس و جن بھی کرتے ہین تری چاکری | ہی ترے چہرے سے عیان ہر ایک شان دلبری
ہی اگر صورت دکھانا جلد آنا ہی تو آ

ہمنے زلفون کی تری رخ کی تمھین کھائی قسم | دام الفت مین پھنسا ہر ایک ہی دام دام | واسطے آنیکے تیرے ہین رہین وہ تیرے دام | دلبر صاحب جمال و خسرو ذوالاحتشام
حد سے اب گذرا زمانہ جلد آنا ہی تو آ

ہمنے بھیجا ہی شفیعہ جن و بشر ہین سب کھڑے | واسطے آنیکے تیرے عرش و آسمان پیدا کیے | اسطرح کے ہمنے مرکب اور کسکو ہین دئے | حور ہین مشتاق تمھارے دیدار کی ہین سب کھڑے

شیفتہ ہو اک زمانہ جلد آنا ہی تو آ

حور و غلمان عرش و کرسی ہو رہے ہین بیقرار | تیرے آنیکی دعا مانگتے ہین بار بار | فضل کر کھلا دے انھین جلد اپنے تا ہو وے قرار | ہے یہی منظور ہمکو ای رسول باوقار

عرش پر تجھکو بلانا جلد آنا ہی تو آ

طور پر کہتے تھے موسیٰ رب ارنی کو پکار | لن ترانی کی ندا آتی تھی انکو بار بار | پر ترا و پر ترا لطف و کرم ہی بار بار | ہے یہی منظور ہمکو ای رسول باوقار

عرش پر تجھکو بلانا جلد آنا ہی تو آ

یہ وہ محفل ہو کہ چھایا ہر طرف یان نور ہے | اسکی خوشبو سے دماغ قدسیان معمور ہے | ہر دل عاشق فروغ عشق سے اک طور ہے | محفل مولود مین عنصر اگر منظور ہے

نعت احمد کو سنانا جلد آنا ہی تو آ

محرران خوش خود کا تبان نکو اس داستان بعدیل کو اسطور سے لکھتے ہین کہ قبل ازین تحریر کیا ہی کہ بحکم زمردشاہ دو عیار مصور واسطے کھینچنے تصویرون کے روانہ ہوے تھے اور خدمت گاؤلنگی گا دسوار مین آئے تھے سبب اپنے آنے کا بیان کیا تھا اُسنے اپنے چار عیارون کو کہ نام اُنکا خوشنامد و برآمد و وسواس و خناس تھا ہمراہ عیاران مذکور کے کرکے سمت لشکر امیر با توقیر روانہ کیا تھا اور تباکید کہدیا تھا کہ بحکم خداوند زمردشاہ بادشاہ لشکر اسلام اور امیر کشورگیر اور جملہ سرداران لشکر امیر اور شاہان مطیع امیر کی تصویرین کسی طور سے کھینچکر انکے حوالے کر دینا چنانچہ وہ لشکر امیر مین بصورت مبدل آئے تھے اور خواجہ عمرو نے انکو پہچان کر پوچھا تھا تم کون ہو کیون آئے ہو انھون نے صاف صاف بیان کر دیا تھا خواجہ اُنکے صاف اظہار کرنے سے خوش ہوئے تھے اور کہا تھا تم ہمارے لشکر مین چندے قیام پذیر ہو ہم حسب دلخواہ تمھارے سبکی تصویرین ایک ہی روز مین کھینچکر تمھارے حوالے کر دینگے وہ خوش ہو کر مقیم ہوے تھے اب خواجہ عمرو نے بعد آنے ملک قاسم اور بدیع الزمان کے سر دربار امیر کشورگیر کے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر مین ایک آرزو رکھتا ہون چاہتا ہون کہ آپ سے عرض کرون اور آپ اُس تمنا کو میری بر لاتے امیر نے پوچھا وہ کیا آرزو ہی بیان کرو عمرو نے عرض کیا مین چاہتا ہون کہ پانچ ہزار پانچ سو پچپن آپکے لشکر کے اشخاص نامی و نامورون کی دعوت و ضیافت کرون اور بزم عشرت آراستہ کرون امیر نے مسکراکر جواب دیا ای خواجہ تم تو بارہا یہ کہا کرتے ہو کہ مین نہایت مفلس و محتاج ہون مہاجنون کا قرضدار ہون سامان اس دعوت و ضیافت کا کہان سے کروگے خواجہ نے جواب دیا آپ کو اس سے کیا بحث ہی مین کہین سے تدبیر کرکے سامان دعوت و ضیافت کرونگا امیر نے پوچھا وجہ اس دعوت و ضیافت کرنے کی کیا ہی خواجہ نے عرض کیا سبب دعوت پھر عرض کرونگا اسوقت دریافت نہ فرمایئے امیر نے اُنکی تقریر کو سُنکے فرمایا اچھا ہمنے تمھاری عرض قبول کی خواجہ یہ سُنکے خوش ہوئے اور سامان دعوت اسی طور سے کیا کہ بارگاہ دستشاہی مین بزم عشرت نہایت خوبی سے آراستہ کی تمام عیارون نے حسب الحکم عمرو کے بزم عشرت کو عنوان شائستہ سے ترتیب کیا اور اچھی طرح انتظام کیا طعام ہاے لذیذ تیار کرائے کشتیان شراب کی مہیا کین نازنینان خوبرو خوش گلو کو طلب کیا جب اس طرح سامان ہو چکا اور بزم عشرت آراستہ ہو چکی عمرو خدمت امیر مین گیا اور عرض کیا بزم عشرت مین تشریف لیچلیے ایفاے وعدہ کیجیے امیر حسب وعدہ مع بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ شاہون اور سرداران لشکر کے اُس بزم عشرت مین گئے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر صدر بزم مین بیٹھے امیر قریب تخت

ایک ڈنگل پر بیٹھے اسی طرح جملہ سرداران لشکر اور شاہان نامی و نامور لئے قدر مراتب اپنے اپنے ڈنگل پر بیٹھے دست راستی ایک طرف اور دست چپی ایک جانب بیٹھے ہر ایک نے آرائش بزم اور زینت محفل پر نظر کرکے دل مین کہا نہین معلوم خواجہ عمرو نے اس بزم کو زر کثیر صرف کرکے کیون آراستہ کیا ہے اور ہم سب کی کیون دعوت و ضیافت کی ہے کوئی مدعا خواجہ کا اس دعوت و ضیافت کرنے سے ضرور ہے ورنہ خواجہ وہ بخیل اور خسیس ہین کہ ایک کوڑی کو ایک اشرفی جانتے ہین سوائے جمع کرنے کے کبھی صرف نہین کرتے ہین ابھی سب ایسے ہی خیالات کر رہے تھے کہ یکایک حکم خواجہ عمرو سے ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی لیکر بزم مین آئے اور اہل بزم کو جام مے دینے لگے جملہ اہل محفل بادۂ گلنار پینے لگے اور گزک سے لطف بعد اُٹھانے لگے جب سب کو ساقیان خوبرو شراب پلا چکے کشتیان مے کی اُٹھا کر بزم عشرت سے چلے گئے بعد ازان نازنینان خوبرو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے آکر رقص و نغمہ کرنے لگین اہل بزم اُنکے رقص و نغمہ سے خوش ہونے لگے جسوقت کئی نازنینان خوبرو رقص کر چکین خواجہ نے دسترخوان نفیس اور ایک بارگاہ مین بچھوا کر جملہ اہل بزم کو کھانا کھلوایا بعد فراغ طعام پھر ساقیان گلرخسار نے بزم مین آکر ہر ایک کو جام مے دیا بعدہ پھر نازنینان خوبرو آکر رقص کرنے لگین ازانجملہ ایک نازنین نے مع اپنے سازندون کے بزم مین حاضر ہوکر اہل بزم کی فرمائش سے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

جدائی کا پردہ اُٹھا دو محمدؐ
ہوا ہون مین سودائی تم زلف کی بُو
خدا سے مجھے بخشوا دو محمدؐ
تمنا نہ جنت کی ہرگز کرون مین
لکھا دو محمدؐ لکھا دو محمدؐ

مجھے نفس شیطان سے از برادو
سنگھا دو محمدؐ سنگھا دو محمدؐ
مری ہووین مشکل ابھی سب یہ آسان
جو قدمون پہ تم اپنے جا دو محمدؐ
شب و روز کرتا ہے یہ عرض عنصر

جمال اپنا مجھکو دکھا دو محمدؐ
چھڑا دو محمدؐ چھڑا دو محمدؐ
کہونگا یہ محشر مین قدمون پہ گر کر
انہون کو جو اپنے بلا دو محمدؐ
غلامون مین اپنے برائے الٰہی
کہ دیدار اپنا دکھا دو محمدؐ

جب یہ غزل نازنین مذکورہ نے بالحان داؤدی نہایت ناز و ادا سے سر بزم گائی ہر ایک خوش ہوا سب کو ایک عالم وجد ہوا ہر ایک جھومنے لگا جب یہ غزل اُسنے تمام کی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے اور خواجہ نے اُسے انعام کثیر دیکر رخصت کیا بعد رخصت کرنے نازنین مذکورہ کے خواجہ نے روبروے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر کشورگیر آکر عرض کیا کہ باعث میری اس دعوت و ضیافت کا یہ تھا کہ مین نے عیاران زمرد شاہ اور عیاران گاؤ ڈنگی گاؤ سوار سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم سب واسطے تصویرین کھینچنے ایک ایک بہادر دلاور کے حکم زمرد شاہ سے یہان آئے ہو تو مین ایک روز مین سب کی تصویرین تمھین کھچوا دونگا لہذا چاہتا ہون کہ ایفاے وعدہ کرون اسوقت پانچ ہزار یا پانچ سو چیدہ سرداران لشکر وغیرہ کی تصویرین کھینچکر اُنکے حوالے کردون وہ محروم اپنی آرزو سے ہوکر یہانسے نہ جائین بادشاہ لشکر اسلام نے سوے امیر دیکھا امیر نے فرمایا اچھا ای خواجہ تمھاری خاطر سے ہمین منظور ہے کہ سب کی تصویرین کھینچ لی جاوین اور اُنکو دیدی جائین اگر وہ عیار سب کی تصویرین کھینچین گے تو ایک زمانہ گذریگا بہتر یہ ہے کہ ہر ایک عیار اپنے سردار کی اپنے ہاتھ سے تصویر کھینچے اس تدبیر سے جلد سب کی تصویرین کھینچ جائینگی خواجہ نے عرض کیا مین نے بھی یہی تجویز

کیا تھا یہ کہکر جملہ عیارون کو حکم دیا کہ اپنے اپنے سردار اور آقا کی تصویر کھینچے حسب الحکم خواجہ عمرو کے
ہر ایک عیار نے اپنے اپنے آقا کی تصویر نہایت خوبی سے کھینچی خواجہ عمرو نے امیر کشورگیر کی تصویر کھینچی جب تصویرین کھنچ
چکین بادشاہ لشکر اسلام بزم عشرت سے اُٹھے اُنکے ہمراہ امیر اور جملہ اہل بزم اُٹھے بادشاہ بزم عشرت سے جا کر
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے امیر کشورگیر اپنی بارگاہ مین گئے اسی طرح ہر ایک شاہ اور سردار اپنی اپنی
بارگاہ اور خیمہ مین گیا بزم عشرت موقوف ہوئی خواجہ عمرو نے وہ سب تصویرین عیارون سے لیکر
عیاران فرستادہ زمردشاہ کو بلا کر دیدین اُنھون نے تصویرین لیکر خواجہ عمرو سے کہا آپ نے
ہمپر نہایت احسان کیا اس احسان کا ہم کیا شکر ادا کرین زبان ہماری قاصر ہے یہ کہکے وہ اپنے خیمے مین
گئے وقت شب اُنھون نے خواجہ کو اپنے خیمہ مین بلایا اور شراب بیہوشی آمیز خواجہ کو پلا کر بیہوش کرکے
خنجر خواجہ کی کمر سے لیکر عیاری اپنی خواجہ پر ظاہر کرکے ہنگام نصف شب وہ سب لشکر اسلام سے
روانہ ہوئے بعد قطع راہ صبح کو کنارے ایک دریا کے پہونچے ملاح کو آواز دی وہ کشتی لیکر کنارے آیا
عیاران زمردشاہ نے عیاران گاؤ لنگی گاؤ سوار کو رخصت کیا جب وہ چلے گئے ارادہ کشتی پر
بیٹھنے کا کیا ہنوز وہ کشتی پر بیٹھنے نہ پائے تھے کہ یہان خواجہ کو ہوش آیا اُن عیارون کو اور اپنی کمر مین
اپنے خنجر کو نہ دیکھکر خیال کیا کہ اُن عیارون نے تجھ سے فریب کیا تو نے اُنکے ساتھ نیکی کی اُنھون نے
تجھ سے بدی کی دھوکے سے تجھے بیہوش کرکے خنجر تیرا لیکے چلے گئے تجکو بھی لازم ہے کہ اب کچھ اُنکے
ساتھ بدی کرے یہ خیال کرکے مثل باد تند کے اپنے لشکر سے چلا اور نشان پاے عیاران زمین پر
دیکھتا ہوا وقت صبح کنارے دریاے مذکور کے پہونچا دیکھا وہ کشتی پر سوار ہونے کو ہین خواجہ نے
اُنکو پکڑ کر بعد کلمات سخت کہنے کے اُنمین سے ایک عیار کی ناک کاٹ لی اور دوسرے کو ایک طمانچہ
مار کر چھوڑ دیا اور خنجر اپنا اُنسے چھین لیا وہ دونون روتے ہوئے تصویرون کو لیے ہوے کشتی پر
سوار ہوئے اور صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ خواجہ نے ایک عیار کا کان کاٹ لیا اور دوسرے کو
جسکے پاس خنجر خواجہ کا نہ تھا اُسے چھوڑ دیا خواجہ تو خنجر اپنا لیکر اپنے لشکر مین آئے وہ دونون عیار
کشتی پر سوار ہوکر تری کی راہ سے دربند حرمان سے گذر کر شہر سنجان مین پہونچے اور خدمت
گنجاب بن حرمان دیوکش مین پہونچکر بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے عرض کیا کہ ہمکو خداوند
زمردشاہ نے واسطے تصویرین کھینچنے کے روانہ کیا تھا ہم لشکر امیر مین پہونچے اور حکم خداوند
سے ایک ایک سردار لشکر کی تصویر کھینچکر لے آئے ہین ملاحظہ فرمائیے پانچ ہزار پانچ سو چھپن نامورون
کی یہ تصویرین ہین یہ کہکر سب تصویرین پیش کین گنجاب اُن تصویرون کو دیکھنے لگا بعد چند
تصویرین دیکھنے کے نظر اُسکی تصویر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار پر پڑی دیکھتے ہی خوف سے
کانپنے لگا اور اُسی وقت اُسے ایک چھینک آئی کہ تاج اُسکا اُسکے سر سے بروے زمین گرا
اہل دربار نے اُسکے تاج فوراً اُٹھا کر اُسکے سر پر رکھا اور دل مین اپنے کہنے لگے کہ اب
دیکھیے انجام اس تاج کے گرنے کا کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ اقبال اسکا گیا بد اقبالی آئی بدیع الزمان
کے ہاتھ سے یہ مارا جائیگا گنجاب بھی اسی طرح مشوش ہوا اہل دربار سے کہنے لگا کہ اسوقت تاج
میرا میرے سر سے گرا ہے خداوند خیر کرین اُنھون نے بمصلحت عرض کیا حضور آپ کچھ اسکا خیال نہ

فرمائین آپ پیغمبر مرسل ہین چھینک کو نہ مانیے اور تاج کے گرنے کا اندیشہ نہ کیجیے گنجاب اُنکی گفتگو سنکے
کہنے لگا تم سچ کہتے ہو یہ کہکر وہ سب تصویرین لیکر داخل محل ہوا اور اپنی زوجہ بہجہ خاتون کے پاس
جاکر سب تصویرین اُسکے سامنے رکھکر کہا اے زوجہ من دیکھو لشکر امیر مین جو جو سردار اور نامی اشخاص
ہین اُنکی یہ تصویرین ہین اُسنے سب تصویرین دیکھکر لندھور کی تصویر پر عاشق ہوکر کہا صاحب مجکو تو یہ تصویر
سب تصویرون سے اچھی معلوم ہوتی ہو جو قیمت اس تصویر کی ہو دیدو گنجاب تصویرون کو لیکر محل
سے دربار مین آیا اور اُن عیارون سے کہا اس تصویر کی جو قیمت ہو وہ ہمسے لیلو اور یہ تصویر ہمین
دیدو اُنھون نے کہا قیمت اسکی ہزار تومان ہین گنجاب نے اسی قدر قیمت اُنکو دی اُنھون نے
لندھور کی تصویر اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ نفیس پر کھینچکر اپنے پاس رکھ لی اور وہ تصویر گنجاب
کو دیکر قیمت تصویر کی لیکے جانب ملک عجم روانہ ہوئے اِدھر گنجاب نے تصویر لندھور کو اپنی
زوجہ کے پاس بھیجدیا وہ تصویر کو اپنے سینہ پر رکھکر کہنے لگی اے صاحب تصویر مین تجھپر عاشق ہوئی ہون
دل میرا تیری جدائی مین مانند سیماب کے بیقرار ہو رہا ہو دیکھون کبتک تو میرے پاس آتا ہو اور
مدعاے دل میرا حاصل ہوتا ہو بہجہ خاتون تو تصویر لندھور سے مخاطب ہوکر اظہار عشق اور تمناے
مواصلت کرتی ہو لیکن اب احوال اُن عیارون کا لکھا جاتا ہو کہ جب وہ سنجان سے روانہ ہوکر
عجم مین آئے اور دربار مین قہرمان کے پہونچے اُسکو سلام کرکے کھڑے رہے اُسنے اشارہ بیٹھنے کا
کیا جب عیاران مذکور موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھ گئے قہرمان نے پہچان کر پوچھا تم کہانسے
آتے ہو اُنھون نے تمام حال بیان کرکے سب تصویرین دکھائین قہرمان بھی سب تصویرون
کو لیکر محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو وہ سب تصویرین دکھائین دختر اُسکی کہ نام اُسکا یاقوت ملک
ہو سب تصویرون کو دیکھکر شیرویہ کی تصویر پر عاشق ہوئی اور اپنے پدر سے کہنے لگی یہ تصویر مجکو
نہایت پسند ہو جو قیمت اسکی ہو صاحب مال کو دیکر یہ تصویر خرید کر لیجائیے قہرمان نے محل سے باہر آکر
کئی ہزار روپیہ بموجب اُنکے کہنے کے اُنکو دیکر تصویر اُنسے خرید کی اُنھون نے اُس تصویر کے مطابق
دوسری تصویر کھینچکر وہ تصویر قہرمان کے حوالے کردی بعدہ اُس سے رخصت ہوکر ہفت دربند
سے گذرکر درجالندریہ مین پہونچے اور خدمت مین ملک کیوان وہان کے حاکم کے جاکر سلام کیا
اُنھون نے اِن عیارون کو پہچان کر دریافت کیا تم کہانسے آتے ہو اُنھون نے تمام احوال اپنے
جانے کا اور تصویرین کھینچکر لانے کا عرض کیا ملک کیوان نے سر دربار کہا وہ تصویرین ہمکو
بھی دکھاؤ اُنھون نے تصویرین دکھائین ہنوز ملک کیوان تصویرین دیکھ رہا تھا کہ یہ خبر اُسکی
دختر کو ہوئی اُسنے کہلا بھیجا اے پدر ہم بھی تصویرین دیکھین گے اور جو پسند آئیگی اُسے خرید کرینگے
ملک کیوان نے اُسیوقت سب تصویرین بذریعہ کہاریون کے اندر محل کے بھیجدین جب کہاریان
پاس اُسکی دختر شمسہ خونریز کے لیگئین اُسنے سب تصویرون کو دیکھکر تصویر ملک قاسم کو دیکھکر
پسند کیا اور اُسکی صورت پر نظر کرکے اور فریفتہ ہوکے قیمت دریافت کرکے وہ تصویر زر کثیر دیکر
خرید کی عیارون نے پہلے اُسکے مطابق دوسری تصویر اپنے ہاتھ سے کھینچ لی بعدہ وہ تصویر ملک
کیوان کے حوالے کی اور قیمت اُسکی حسب دلخواہ لیکر وہان سے آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ

ایک ملک مین پہونچے وہان کی حاکمہ سمن بانو دختر ملکہ شیفتہ کے ہاتھ تصویر کرب غازی کی فروخت
کی اور زرکثیر لیکر اُس تصویر کے موافق دوسری تصویر کھینچکر اپنے پاس رکھی اور وہ تصویر اُسے
دیدی چونکہ سمن بانو تصویر مذکور پر فریفتہ ہوئی تھی اُسکو ہر وقت اپنے سینہ پر او رپیش نظر رکھنے لگی
عیاران مذکور یہانسے بھی بعد فروخت کرنے تصویر مسطور کے سوے سبائل روانہ ہوے جب سبائل
مین پہونچے جملہ تصویرین لیکر او پر قیطول کے گئے جسوقت آنکھہ لقا کی او پر تصویر امیر با توقیر کے پڑی
ایسا تھرایا کہ تاج اُسکے سر سے زمین پر گرا اُسوقت جو لوگ اُسکے پاس تھے اُنھون نے تاج اُٹھاکر
اُسکے سر پر رکھا لقا سب تصویرون کو لیکر اندر محل کے گیا اور اپنی لڑکیون کو وہ تصویرین دکھائین
بڑی بیٹی اُسکی جسکا نام جہان افروز ہو یہ تصویر بدیع الزمان کی دیکھکر عاشق ہوئی اور دختر کوچک
اُسکی او پر تصویر قاسم کے عاشق ہوئی حال اِن دونون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب حال
لقا کا لکھا جاتا ہو کہ اس نابکار نے سب تصویرین دیکھکر کہا کہ یہ بندگان خدائی مجھ سے سرکشی کرتے
ہین انکو سزاے سخت دینا ضرور ہو یہ کہکر محلسرا سے بالاے قیطول آکر حکم دیا کہ مہاران گاؤگوش
ساٹھ ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر پاس ہمارے پیغمبر مرسل گنجاب کے جائے اور اُسکے فرزندون
کو کہ وہ شجاع و بہادر ہین ساتھ لیکر بمقابلہ لشکر امیر جائے اور بندگان خدائی کو ہدایت کرے
اگر وہ راہ راست پر آئین تو خیر ورنہ سر اُنکے کاٹ کر ہمارے روبرو لے آئے جسوقت لقا نے
یہ حکم دیا مہاران گاؤگوش ساٹھ ہزار سواران نابکار کی جمعیت سے مسلح و مکمل ہوکر سوے
سنجان روانہ ہوا جب داخل سنجان وہ نابکار ہوا اور دربار گنجاب مین پہونچا اور بعد
سلام حکم لقا سے اُسے آگاہ کیا اُسنے حسب الحکم زمرد شاہ باختری کے اپنے فرزندون کو
مع سپاہ کثیر مہاران گاؤگوش کے ہمراہ کرکے سوے لشکر امیر روانہ کیا چونکہ اُس زمانہ
مین گوہر ملک دختر اسکی عشق بدیع الزمان مین نہایت بیقرار تھی اور حالت اسکی اچھی نہ تھی
حکیم فاروس کو پاس اپنے طلب کرکے کہا اے حکیم حاذق آجکل مین نہایت متردد ہون دختر میری
نہایت علیل ہو مرض اُسکا میری سمجھ مین نہین آتا ہو اور روز بروز زار و ناتوان ہوتی جاتی ہو
غذا بھی اُسکی کم ہوتی ہو ذرا آپ اُسکی نبض دیکھکر مرض تشخیص کرکے ایسا علاج کیجیے کہ وہ صحیح ہوجائے حکیم
صاحب موصوف نے کہا اچھا پردہ ہوجائے تو نبض جاکر دیکھون اور مرض دریافت کرون گنجاب
نے بعد پردہ ہوجانے کے حکیم صاحب کو اندر محل کے بھیجا جب یہ اندر محل کے گئے جس جگہ گوہر ملک
مسہری پر لیٹی تھی اور پردہ پڑا ہوا تھا اُس جگہ حکیم صاحب پہونچے ایک کنیز نے فوراً ایک کرسی
قریب پردہ لاکر رکھدی حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے اور نبض گوہر ملک کی دیکھکر مسکراکر آہستہ سے
کہنے لگے یہ مرض وہ مرض ہو کہ سواے شربت دیدار محبوب دفع ہونا اسکا محال ہو اور بغیر وصل
مطلوب زائل ہونا اس آزار کا دشوار ہو گوہر ملک حکیم صاحب کی یہ تقریر سُنکے کہنے لگی آپ نے
خوب پہچانا بیشک آپ حکیم حاذق ہین یہ کہکر آبدیدہ ہوکر کہنے لگی مجکو اپنی زندگی سے یاس ہو نہ علاج
میرا میرے حسب دلخواہ ہوگا نہ مین اچھی ہونگی حکیم صاحب نے چپکے سے جواب دیا صبر کرو مین
ایسی تدبیر کرونگا کہ تم اچھی ہوجاؤگی یہ کہکر حکیم صاحب محل سے باہر آئے گنجاب سے کہا مین نے

نبض دیکھی حال مرض معلوم ہوا مناسب یہ ہے کہ اپنی دختر کو کنارہ دریا کے کسی قصر مین رکھیے تا کہ سیر دریا سے اور ہوائے سرد سے دل کو فرحت ہو اور نسخہ جوارش کا جو لکھدیا جائیگا وہ تیار ہوکر اُسکا استعمال کیا جائے وقت نہار قلیل المقدار جوارش مذکور کھلائی جائے غالباً تھوڑے دنون مین طبیعت بالکل اچھی ہو جائیگی مین ہر روز بلکہ صبح و شام نبض بھی دیکھا کرونگا اور دیگر تدابیر بھی کرتا رہونگا گنجاب یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے کچھ خوش ہوا اور گوہر ملک کو موافق کہنے حکیم صاحب کے کنارہ دریا ایک قصر مین روانہ کیا وہ اُسی قصر مین مع اپنی کنیزون کے رہنے لگی حکیم صاحب صبح و شام واسطے اُسکی تسلی اور تشفی کے اُسکے پاس جانے لگے

داستان روانہ ہونا امیر کا جانب فلک فرسا اور مسلمان ہونا ملک جمشید کا مخمس بر غزل فارسی نتائج طبع حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

ہو آیۂ لولاک تری شان محمد ۔ کیون تجھپہ فدا ہو نہ مری جان محمد ۔ اللہ ترا خود ہے ثنا خوان محمد ۔ عرش است کمین پایۂ ایوان محمد
جبریل امین خادم دربان محمد

پیدا انہین عالم مین ہوا کوئی بھی تجھسا ۔ لولاک لما کا تجھے خلعت ہوا زیبا ۔ درجہ ترا خالق نے کیا سب سے ہے اعلے ۔ توریت کہ بر موسی و انجیل بر عیسے
شد محو بیک نقطہ قرآن محمد

محبوب خدا کا ہے تو ہی مرسل اعظم ۔ واللہ تو ہی سارے رسولون مین ہے اکرم ۔ بس ذات سے تیری ہے یہ پیدا یہ عالم ۔ آن ذات خداوند کہ مخفی ست بعالم
پنہان و عیان است بجثمان محمد

ہین نور سے کے ذرے ترے سب اعلی و ادنے ۔ لاثانی و بے مثیل ہے تو حق و صد ثنا ۔ محبوب خدا سرور عالم ہے امنا ۔ یوسف کہ خریدہ است زلیخا بتمنا
بودست غلامی ز غلامان محمد

مداح ترا خاص ہے فقیر غمگین داستان ۔ پھر وصف بیان کیا کرے تیرا کوئی انسان ۔ عنصر کی طرح قول ہے دنیا بھی یہ حیران ۔ یا جان چہ کند سعدی مسکین و صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمد

گہر سنجان دریائے معانی ✦ چنین آرد متاع نکتہ دانی ✦ کہ جب خنجر شاہ کی مراد بر آئی اور وہ مسلمان ہوا اور عیاران زمرد شاہ تصویرین جملہ نامداران لشکر اسلام کی کھینچ لا کر لیگئے امیر عالی مقام نے اُس جگہ سے آگے کوچ کیا لشکر ظفر پیکر ہمراہ رکاب چلا بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز امیر کشور گیر بمقام فلک فرسا پہونچے اور اُسی جگہ پر مع لشکر فروکش ہوئے جب یہ خبر وہان کے حاکم ملک جمشید کو کہ چچا گاؤ دلنگی گا ؤسوار کا ہے بذریعہ جواسیس کے پہونچی کہ امیر کشور گیر مع لشکر کثیر عنقریب میرے قلعہ کے آکر قیام پذیر ہوئے ہین نہایت گھبرایا اور ارکان دولت کو جمع کر کے اُنسے پوچھنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے امیر لشکر کثیر لیکر یہان آگئے ہین ارکان دولت اور اعیان مملکت نے عرض کیا ہماری تو یہ رائے ہے کہ آپ قلعہ بند ہو جیے جسوقت وہ سامنے قلعہ کے آئین اُنھین گولے مار کر اُڑا دیجیے اُسنے بعد فکر کے رائے اُنکی پسند کر کے قلعہ بند ہوکر پل تختہ اُٹھوالیا اور قلعہ پر سامان جنگ کیا اِدھر امیر نے ایک نامہ ہدایت آمیز لکھوا کر مہر اپنی سرنامہ پر کر کے تیر مین اُسے باندھکر تیر بالائے قلعہ مارا جب وہ تیر قلعہ پر جا کر گرا ایک گرز انداز نے اُسے دیکھکر اُٹھایا اور خدمت ملک جمشید مین اُسے لیگیا اُسنے نامہ پڑھوایا اور برہم ہوکر اُسکے جواب مین اُس نامہ کی پشت پر یہ لکھوا دیا کہ اے امیر تمکو

مسلمان ہونا اور تمھاری اطاعت کرنا ہرگز منظور نہین ہو تم اپنی شجاعت اور اپنی سپاہ کثیر پر مغرور نہو
مجھسے ارادہ مقابلہ کرنے کا نہ کرو بہتر یہی ہو کہ جان اپنی لیکر یہانسے چلے جاؤ اگر میرے قلعہ پر حملہ
کروگے تو قسم ہی جملہ خداوندون کی اسقدر گولے تمھارے لشکر پر مانند اولون کے برساونگا کہ تمھارا
اور تمھارے لشکر کا نام ونشان بھی نہ رہیگا سب ہلاک ہو جائینگے اور مین اگر ہزار سال تک قلعہ بند
رہونگا تو کچھ میرا نقصان نہوگا کیونکہ غلہ بیحد وبیشمار میرے قلعہ مین ہو اور ملک بربر کا دس برس کے
خراج کا روپیہ یہان جمع ہی جسکی تعداد کرور بار روپیہ سے کچھ زیادہ ہو لہذا جنگ سے باز آؤ اور مجھسے
ڈر کر چلے جاؤ یہ عبارت لکھکر اُسی طرح تیر مین نامہ کو باندھکر لشکر امیر مین تیر کو بذریعہ کمان پہونچایا جب
وہ لشکر کے قریب آکر گرا مردمان لشکر نے اُسے دیکھکر اُٹھایا اور خدمت بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام
مین لاکر عرض کیا کہ یہ تیر مع اس نامہ کے قلعہ سے آکر یہان گرا ہو امیر نے اپنے نامہ کی پشت پر جو عبارت
ملک جمشید نے لکھی تھی پڑھی امیر نے برہم ہوکر فرمایا کہ ملک جمشید نہایت مغرور ومتکبر ہو لڑنا
اُس سے ضرور ہی یہ فرماکر خاموش ہوئے دوسرے روز ہنگام سحر امیر کشور گیر مع لشکر کثیر اُس جگہ
سے سوے قلعہ بڑھے اُدھر سے بحکم ملک جمشید گولا اندازون نے سوے لشکر امیر سیدھی کرکے
گولے مارنے لگے مردمان لشکر امیر مانند روئی کے گالون کے اُڑنے لگے میدان جنگ لاشون کی
کثرت سے نہان ہوگیا اور کثرت سے دھوئین کے اور افراط غبار سے زمانہ تیرہ وتاریک ہوگیا
زمین توپون کی صداسے کہ مانند رعد کے اٹھی آوازین تھین دہلنے لگی صاحب دفتر نے تحریر کیا ہی
کہ یہ لڑائی دوپہر تک خوب ہوئی ہزارہا مردم لشکر امیر کے کام آئے انجام کار یہ ہوا کہ امیر گرد ملعب
قریب در قلعہ بہمراہی اکثر سرداران لشکر کے پہونچے اُسوقت ملک جمشید نے گولا اندازون سے کہا
ذرا گولا اندازی موقوف کرکے دیکھو تو کہ امیر اور لشکر امیر کہان ہی انھون نے ٹھہر کر جو دیکھا تو امیر کو
قریب در قلعہ کے پایا ملک جمشید یہ حال دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا ای جمشید اسوقت کوئی مکر وفریب
کرکے امیر سے قلعہ اور اپنی جان بچانا چاہیے یہ امر تجویز کرکے مع ارکان دولت بالاے در قلعہ
آیا اور پکار کر کہا ای امیر مجکو دس روز کی مہلت دیجیے بعد دس روز کے جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا
تھا اُسپر عمل کرونگا امیر نے اُسکے قول کو صادق تصور کرکے مہلت دس روز کی دیکر مع لشکر قیامگاہ
سپاہ پر آئے جو لوگ ہلاک ہوئے تھے اُنکے دفن کرنے کے واسطے حکم دیا اور جو مردمان لشکر زخمی تھے
اُنکے علاج کے لیے تاکید کی ملازم کاربند ہوئے یہان تو لشکر امیر فروکش ہو لیکن اب احوال ملک
جمشید کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر دس روز کی مہلت دیکر مع لشکر قیامگاہ سپاہ پر چلے گئے ملک
جمشید نے اپنے دونون عیارون کو کہ ایک کا نام یراق اور دوسرے کا نام یور بند تھا بلایا جب
وہ دونون حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ تمنے ایک زمانہ دراز سے ہمارا نمک کھایا ہو اور کوئی کام ابتک
ایسا نہین کیا ہی کہ جس سے ہم خوش ہوتے فی زمانہ امیر لشکر بیکران لیکر میرے قلعہ پر حملہ آور ہوئے
ہین اور مین نے اُنسے بمکر وفریب دس روز کی مہلت طلب کی ہو تمسے ہوسکتا ہو کہ امیر اور اُنکے
عیار عمرو کو جو عیار بلاے روزگار ہو اخبار مین مین نے احوال اُسکی عیاریون کے دیکھے ہین
گرفتار کرکے لے آؤ اُنھون نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ ہمارے نزدیک اُنکا گرفتار

کر کے لے آنا کچھ مشکل نہیں ہے آج ہی شب کو ہم جائینگے اور امیر اور عمرو کو بیہوش کر کے پشتارے
انکے اُٹھا کر لے آئینگے ملک جمشید انکی تقریر سنکے خوش ہوا پھر دونوں کو خلعت دیکر کہا اگر تمنے امیر
اور عمرو کو گرفتار کر کے میرے حوالے کر دیا تو اسقدر مال دنیا سے تمکو دونگا کہ تم خوش ہو جاؤ گے
اُنھوں نے عرض کیا آپ دیکھ لیجیے گا کہ ہم کس طرح دونوں اشخاص مذکور کو بیہوش کر کے لیے آتے
ہیں ہم بھی عیار بلاے روزگار ہیں یہ کہکر وہ عیار چلے گئے اور باہم دونوں ایک جگہ بیٹھکر مشورہ کرنے
لگے کہ کیونکر لشکر امیر میں جانا چاہیے بعد فکر و غور کے ایک تدبیر دونوں کے ذہن میں آئی اُسے
پسند کر کے بہت خوش ہوئے جب وہ روز گذرا اور نصف شب بھی گذری یہ دونوں عیار قلعہ سے
نکلکر ایک کتے کا پوست اپنے تن پر لپیٹ کر مانند کتے کے سوے لشکر امیر چلا اور دوسرا شغال کی
کھال اپنے تن پر آراستہ کر کے مثل شغال کے ڈرتا ہوا جانب لشکر امیر چلا چونکہ دن کو مردمان لشکر
امیر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا اس سبب سے بہت سے تھکے ہوئے بیخبر سو رہے تھے اور کچھ زخمی خیموں
میں کراہ رہے تھے صرف ایک سردار اسمی کرتیت سپر گردان بہمراہی تھوڑے سواروں کے
لشکر کی حفاظت کر رہا تھا چو رہتا ہیں اور رہتا ہیں روشن تھیں صدا ہوشیار باش کی مردم محافظ
لشکر دے رہے تھے کبھی ہمراہ سردار مذکور کے اس جانب لشکر کے آتے تھے اور گاہ اُسطرف
لشکر کے جاتے تھے اسوجہ سے لشکر امیر میں سناٹا تھا عیاران مذکور یہ حال دیکھکر خوش ہوئے یراق
نے کہا میں تو فکر گرفتاری امیر میں جاتا ہوں تم عمرو کی فکر میں جاؤ اُسنے قبول کیا چنانچہ یراق
عیار بارگاہ امیر سے واقف تو تھا ہی جب کرتیت سپر گردان مع اپنے ہمراہیوں کے اُس جانب
لشکر کے گیا یہ چالاکی سے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہیں امیر
مسہری پر بیخبر سو رہے ہیں اُسوقت عیار مذکور نے سفوف بیہوشی نے میں رکھکر سوراخ نے کو سوراخ
بینی امیر کے پاس لیگیا وہ سفوف بوجہ کشش نفس کے دماغ امیر میں جو پہونچا فوراً چھینک آئی
عیار سمجھا کہ امیر بیہوش ہو گئے اُسوقت اُسنے چادر عیاری بچھا کر امیر کو چادر مذکور میں باندھکر
ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کر پشتارہ امیر کا دوش پر اُٹھانے لگا ہرچند زور کرتا تھا مگر لنگر امیر کا
نہ اُٹھ سکتا تھا پشتارہ اُٹھایا نہ جاتا تھا عیار حیران تھا دل میں کہتا تھا کہ اب کیا کروں یہ تو پشتارہ نہ اُٹھنے سے نہایت حیران
ہو خوف سے جملہ شمعوں کو بجھا کر اندھیرے میں بار بار پشتارہ اُٹھانے کا ارادہ کرتا ہے اور اُٹھا نہیں سکتا ہے اسکو
تو اسی حال میں چھوڑیے مگر اب احوال پور بند عیار کا سنیے کہ وہ بصورت شغال عنقریب خیمۂ خواجہ
عمرو میں گیا دیکھا خواجہ کھاروے کا کرتا پرانا پھٹا ہوا اور ٹوپی بھی ایسی ہی پہنے ہوئے اپنے خیمے میں
پڑے ہوئے سو رہے ہیں پور بند خواجہ عمرو کو غافل دیکھکر بہت خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ خواجہ
عمرو کی تو بڑی تعریف سنی تھی کہ عیاری میں مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتا ہے لیکن عقل سے دریافت ہوتا
ہے کہ محض نادان ہے ایسے مقام خوف و خطر میں اسطرح غافل سو رہا ہے یہ کہکر سوے خیمہ چلا اسکو تو راہ
میں چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال خواجہ کا لکھا جاتا ہے کہ عمرو بارگاہ امیر سے پھر کر ہنگام نصف شب اپنے
خیمے میں آئے اور فرش خواب پر لیٹ کر جاگ رہے تھے اور ارادہ کرتے تھے کہ پھر بارگاہ امیر میں جا کر
حفاظت امیر کی کریں ناگاہ شغال مذکور کو اپنی طرف آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ شغال نہیں ہے کوئی عیار نابکار ہے

جس طرح برق فرنگی نے کتا بنکر عیاری کی تھی اُسی طرح یہ عیار شغال بنکر واسطے عیاری کے آتا ہی یہ خیال
کرکے تدبیر اُسکی گرفتاری کی کرکے اُسی طور سے بیٹھے رہے اور کسی قدر آنکھین بند کرلین اور خرانا
بلند کیا اتنی دیر مین یور بند عیار ڈرتا ہوا خیمہ مین عمرو کے آیا غور سے عمرو کو بخوبی اپنے نزدیک
سوتا دیکھکر قریب آگیا اور چاہا کہ سفوف بیہوشی سے عمرو کو بیہوش کرے ہنوز سفوف بیہوشی اُسنے
نکالا تھا اور پرون پر پروانون کے ملا تھا اُنکے اُڑانے کا ارادہ کیا تھا کہ ایک چراغ خیمہ مین عمرو
کے جل رہا تھا ناگاہ خواجہ نے کروٹ اِس طرح لی کہ فقط پانون کو حرکت ہوئی یہ عیار خواجہ کی کروٹ
لینے سے ڈر کر چاہتا تھا کہ پیچھے ہٹ کر بھاگے یکایک حلقے کمند کے اُسکی گردن و کمر مین پڑے خواجہ
نے اُٹھکر نعرہ کیا نعرہ

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بخنگ بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

او عیار نابکار تو مجکو گرفتار
کرنے کو آیا تھا اس امر سے غافل تھا کہ عمرو نہایت ہوشیار عیار ہو گرفتار نہو گا ابھی خواجہ یہ کہہ رہے تھے
کہ یور بند نے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا حلقے کمند کے کاٹ کر بھاگ جاؤن مگر خواجہ نے جھٹکا دیکر حباب ہائے
بیہوشی جو گھائیون مین دبے ہوئے تھے اُسکے نتھنون پر مارے فوراً اسکو چھینک آئی اور یہ بیہوش ہو گیا
خواجہ نے اُسے ستون خیمہ سے باندھکر فتیلۂ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کرکے اور دو تین کوڑے اُسکی
پشت پر مار کر پوچھا او نا عیار سچ بتا کہ تو کسکا عیار ہی نام تیرا کیا ہی اگر سچ نہ بتایگا تو خنجر سے ابھی تجھے مار
ڈالونگا وہ کوڑون کی اذیت سے تو جان بلب تھا اب یہ تقریر خواجہ کی سُنکے سمجھا کہ اگر سچ نہ بتاونگا تو
ضرور خواجہ مجھے مار ڈالین گے یہ سمجھکر بعجز کہنے لگا اے خواجہ اب مجھے کوڑے نہ ماریے گا ورنہ روح
میری تن سے نکل جائیگی مین موافق آپ کے کہنے کے سچ سچ کہے دیتا ہون سنیے مین عیار ہون ملک
جمشید مالک و حاکم اس قلعہ کا نام میرا یور بند ہی مجکو ملک جمشید نے واسطے آپ کی گرفتاری کے
زر و مال کا لالچ دیکر بھیجا تھا اور ہمراہ میرے میرا بڑا بھائی یراق بھی آیا ہی وہ برائے گرفتاری امیر
بارگاہ امیر کیطرف گیا ہی خواجہ نے یہ حال سُنکے پھر اسکو حباب بیہوشی مار کر بیہوش کرکے اپنے خیمہ مین چھوڑکر جانب
بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا کہ یراق عیار پشتارہ امیر کا باندھ چکا ہی
مگر اُٹھا نہین سکتا ہی یہ حال دیکھکر نعرہ کیا او عیار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا وہ پشتارہ رکھکر نیمچہ کھینچکر
خواجہ سے آمادۂ جنگ ہوا ادھر خواجہ نے بھی نیمچہ کھینچا لڑائی ہونے لگی نیمچہ چلنے لگا خواجہ کے نعرہ
سے اکثر عیار اور سردار بیدار ہو کر اور خبردار ہو کر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوئے یہان خواجہ
نے عین جنگ مین چالاکی سے پہلے تو اُسے زخمی کیا بعدہ حباب بیہوشی مار کر اُسے بھی بیہوش کیا اتنی دیر
مین سب عیار اور سردار اندرون بارگاہ مین آگئے پوچھا خیر تو ہی خواجہ نے عیار کو دکھا کر کہا یہ نابکار
واسطے عیاری کے آیا تھا پشتارہ امیر کا باندھکر لیجانے کا ارادہ کرتا تھا بقدرت خدا مین اپنے
خیمہ مین جاگتا تھا پہلے اسکے بھائی کو گرفتار کیا پھر آکر اسے یہان بیہوش کیا سب نے خواجہ کی تعریف
کی اُسوقت عمرو نے چادر عیاری سے امیر کو کھولکر فتیلۂ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور بارگاہ
مین شمعہاے مومی و کافوری روشن کرائین امیر سے تمام حال عرض کیا بعد ازان یراق کو اپنے
خیمہ مین لیگیا اور ستون سے باندھکر پھر دونون کو ہوشیار کرکے دو چار کوڑے مار کر کہا اے چھوکرد

نا عیار اب کہو تمکو کیا سزا دون تمہاری عیاری کرنے کا تمسے کیا عوض لون اُنھون نے بمنت و عاجزی
کہا ای خواجہ ہمین چھوڑ دیجیے اب ہم کبھی آپ کے لشکر مین واسطے عیاری کے نہ آئینگے خواجہ نے برہم
ہوکر جواب دیا جبتک تم مسلمان نہوگے اُسوقت تک مین تمکو رہا نہ کرونگا اُنھون نے مجبور ہوکر کہا اچھا
ہمکو مسلمان کیجیے خواجہ نے اُنکو کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے عمرو نے انھین
رہا کر دیا وہ قدم خواجہ پر گرے خواجہ نے اُنپر مہربانی کرکے کہا اب مین تم دونون کی صورت بنکر
عیاری کرتا ہون یہ کہکر اپنے تئین رنگ و روغن سے بصورت یراق بنایا اور سیارہ بن عمرو نے
اپنے تئین بشکل یوربند بنایا بعدہ قاسم اور امیر کشورگیر کو بیہوش کرکے قاسم کو بصورت عمرو
بناکر چادر عیاری مین اُنھین باندھکر پشتارے اُنکے اُٹھاکر یراق اور یوربند سے جو کچھ دریافت
کرنا منظور تھا دریافت کرکے اُنکو لشکر مین چھوڑ کے جانب درقلعہ روانہ ہوئے جسوقت دونون
عیار پشتارہ بدوش درقلعہ پر پہونچے نگہبانان درقلعہ کو پکار کر کہا ہم یراق اور یوربند عیار ہین
امیر اور عمرو کو بیہوش کرکے لائے ہین جلد قلعہ کا دروازہ کھولدو اُنھون نے جواب دیا
ہم بغیر حکم ملک جمشید کے دروازہ نہ کھولینگے عمرو اور سیارہ اُنکی تقریر سُنکے برہم ہوئے پھر
اُنسے کہنے لگے کہ اگر تم دروازہ نہ کھولوگے اور لشکر امیر مین ہماری عیاری کی مردم کو اطلاع ہوجائیگی
تو وہ سب ہماری گرفتاری کو آئینگے اور ہمکو گرفتار کرکے لیجائینگے ملک جمشید یہ خبر سُنکے تمکو قتل
کریگا اُنھون نے جواب دیا ہمکو قتل ہونا منظور ہے لیکن ہم دروازہ نہ کھولینگے کیونکہ عمرو عیار
کی عیارون سے ہم آگاہ ہین سُنا ہے کہ وہ عیار بلاے روزگار ہے کیا عجب کہ تم ہی عمرو عیار ہو
اور اپنے کسی فرزند یا شاگرد کو اپنے ہمراہ لائے ہو اور بصورت یراق اور یوربند کے داخل
قلعہ ہونا چاہتے ہو ہر آدمی نافل ہے کہ تادیر عمرو اور نگہبانان درقلعہ مین حجت و تکرار ہوئی اور کسی طرح
محافظان قلعہ نے درقلعہ نہ کھولا عمرو اور سیارہ عاجز ہوئے خدا سے برجوع قلب دعا کرنے لگے
اِدھر تو یہ دعا مین مصروف تھے اُدھر ملک جمشید اپنے فرش خواب پر غافل سو رہا تھا اور یہ
خواب دیکھ رہا تھا کہ سوے فلک سے ایک تخت نور پر حضرت ابراہیم پیغمبر سوار ہوکر میرے
سرہانے آئے ہین اور فرماتے ہین ای ملک جمشید تو نے دولت لیکر عیارون کو روانہ کرکے
امیر اور عمرو کو گرفتار کرنا چاہا تھا قدرت خدا سے وہ تو وہان جاکر خود گرفتار ہوکر مسلمان ہوگئے
اسوقت عمرو اور سیارہ امیر اور قاسم کا پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے اور صورتین اپنی تیرے
عیارون کی سی بنائے ہوئے درقلعہ پر موجود ہین دربانون سے کہتے ہین وہ درقلعہ نہین کھولتے
ہین تجکو لازم ہے کہ خواب سے بیدار ہوکر دین اسلام قبول کر اور اپنے دین باطل کو چھوڑ اطاعت
حمزۂ صاحبقران کی اختیار کر ملک جمشید عالم خواب مین حضرت ابراہیمؑ کی تقریر سُن رہا
تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرے ناگاہ آنکھ اُسکی کھل گئی دیکھا تو اُن جناب کو نہ پایا سمجھا کسی بزرگ
نے عالم خواب مین مجکو ہدایت کی ہے اب درقلعہ پر جاکر دیکھنا چاہیے کہ عمرو اور سیارہ پشتارہ
بدوش کھڑے ہین یا نہین اگر وہ موجود ہون تو یقین جان کہ خواب تیرا سچا ہے ورنہ خواب تیرا اک
خیال ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے بستر خواب سے اُٹھکر محلسرا سے باہر آیا اور چند ملازمون کو

اپنے ہمراہ لیکر کنول کی روشنی مین تا درقلعہ آیا محافظان درقلعہ نے اُسے دیکھکر سلام کیا اُسنے اُنسے
پوچھا کیا کوئی درقلعہ پر آیا ہی اُنھون نے جواب دیا ہان اَی بادشاہ بڑی دیر سے دو شخص درقلعہ پر
آئے ہین کہتے ہین کہ ہم یراق اور یور بند ہین عمرو اور امیر کو گرفتار کرکے لائے ہین دروازہ قلعہ کا
کھلوانے ہین ہم اُنکے قول کو نہ سچا جان کر دروازہ نہین کھولتے ہین ملک جمشید نے اپنے خواب
کو سچا جان کر اور مذہب اسلام کو اچھا سمجھکر اُنکو حکم دیا دروازہ قلعہ کا کھولدو مین جانتا ہون جو لوگ
درقلعہ پر آئے ہین دربانون نے اُسی وقت دروازہ قلعہ کا کھولدیا عمرو اور سیارہ پیشتارہ بدوش
بصورت یراق اور یور بند اندر قلعہ کے آئے ملک جمشید اُنکو ہمراہ لیکر دربار مین گیا اور تخت
پر بیٹھکر حکم دیا کہ اسی وقت جملہ اعیان مملکت و ارکان دولت موجود ہون چنانچہ اُسکے حکم سے اُسیوقت
جملہ اہل دربار دربار مین گھبرائے ہوئے آئے جب سب اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھ چکے
ملک جمشید نے اُن عیارون سے مخاطب ہوکر کہا تم کون ہو اور پشتارے کس کس کے لائے ہو
اُنھون نے عرض کیا ہم وہی آپ کے عیار ہین حضور ہمارے نام سے آگاہ ہین حسب الحکم حضور
کے گئے تھے عمرو اور امیر کو گرفتار کرکے لائے ہین ملک جمشید نے مسکرا کر کہا اَی خواجہ عمرو اور اَی
سیارہ تم میرے عیارون کی صورت بنکر آئے ہو اُنکو تمنے گرفتار کرلیا ہی اور ان پشتارون مین
قاسم اور امیر کو بیہوش کرکے لائے ہو مجھ سے جھوٹ باتین کرتے ہو اب بتاؤ تمھین کیا سزا
دون عمرو اور سیارہ یہ تقریر اُسکی سُنکے حیران ہوئے تھے چاہتے تھے کہ پشتارہ سے قاسم اور
امیر کو نکالکر اُنھین ہوشیار کرین اور خنجر کھینچکر سر دربار لڑین ملک جمشید اُنکے ارادہ سے آگاہ
ہوکر کہنے لگا اَی خواجہ آمادہ جنگ و فساد نہو پشتارہ سے امیر با توقیر اور ملک قاسم دیو قار کو
کھولکر ہوشیار کرو مین اُنسے کچھ باتین کرونگا اُسوقت خواجہ اور سیارہ نے امیر اور قاسم کو
چادر عیاری سے کھولکر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا امیر نے اور قاسم نے ہوشیار ہوکر
ملک جمشید اور اُسکے اہل دربار کو دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ
دیا لیکن ملک جمشید نے تخت سے اُٹھکر تعظیم امیر کی کرکے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل
پر بٹھایا اور پہلوے امیر مین ایک دنگل پر قاسم کو بٹھا کر امیر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا حال
آپ کے اس طرح تشریف لانے کا مجکو خواب مین ہدایت سے ایک بزرگ کی معلوم ہوگیا تھا
اسوجہ سے مین نے خواب سے بیدار ہوکر تا درقلعہ آپ کا استقبال کیا اور یہانتک آپ کو
لایا اب چاہتا ہون کہ میری خطاے مکر و فریب کو معاف فرما کر مجھے مسلمان کیجیے اور اس تخت
حکومت پر آپ تشریف رکھیے مجکو اپنے خادمون مین داخل کیجیے امیر نے اُسکی تقریر سُنکے فرمایا
جو تو نے ہماری گرفتاری کو اپنے عیار کو روانہ کیا تھا اس خطا کو ہمنے تیری معاف کیا پھر خوش
ہوکر کلمہ طیبہ اُسے پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر تمام اپنے اہل دربار کو مسلمان
کیا اور تخت سے اُترکر امیر کو تخت پر بٹھانے لگا امیر نے بصد عنایت اُسی کو تخت پر بٹھا دیا
اور کہا ہم جنگ و جدال واسطے ترقی دین اسلام کے کرتے ہین نہ واسطے ملک و مال کے یہ تخت
و تاج تجکو مبارک رہے وہ یہ تقریر امیر کشورگیر کی سُنکے از حد شادمان ہوا اور تعریف امیر کی

کرنے لگا ابھی تعریف کررہا تھا کہ آثار سحر فلک پر نمایان ہوئے امیر اور قاسم وغیرہ نے وضو
کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے امیر نے فرمایا در قلعہ کھولدیا جائے تاکہ ہمارا لشکر داخل
قلعہ ہو ملک جمشید نے در قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ سے کہا اہل لشکر کو جاکر اطلاع دو کہ ملک جمشید
مسلمان ہوگیا داخل قلعہ ہو خواجہ گئے اور جملہ سرداران لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام کو اندر قلعہ
کے لائے ملک جمشید اور امیر اور قاسم وغیرہ نے بادشاہ لشکر اسلام کا جاکر استقبال کیا
اور دربار مین بالاے تخت بٹھایا جملہ سردار بھی دنگلون پر بیٹھے ملک جمشید نے بڑے تکلف سے
ان سب کی دعوت وضیافت کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام اپنی رعایا کو مسلمان کیا حکم امیر
سے مساجد کے بنانے کا حکم دیا دیر منہدم کرائے بعد تین روز کے جشن اور دعوت سے فارغ
ہوکر وہ زر کثیر جو دس برس کا خراج ملک بربر کا جمع تھا روبرو امیر کے پیش کیا اور عرض کیا اب
یہانسے جانب گاؤلنگی گاؤسوار روانہ ہوجیے مجکو بھی ہمراہ رکاب لیجیے امیر نے اُسکی عرض
کو قبول نہ کیا اور اُسی روز وہانسے مع لشکر سوے بربر کوچ کیا ملک جمشید کو ہمراہ نہ لیا

داستان جانا ملک جمشید کا جانب صحرا واسطے شکار کے اور آنا بران بر سوار کا صحرا مین اور بعد جنگ گرفتار ہونا جمشید کا اور روانہ ہونا سوے لشکر امیر اور جانا امیر کا صحرا مین براے تلاش بران بر سوار اور پہونچنا ایک باغ مین اور عاشق ہونا دختر گاؤلنگی ملکہ مہرانگیز پر اور مقابلہ کرنا بران بر سوار سے مع حال دیگر

پلا ساقی مے پرجوش مجکو | بنا اپنی طرح بیہوش مجکو
کہ جس سے پردہ اُٹھ جائے حیا کا | بنون آئینہ عشق خودنما کا
اُٹھاؤن ناز رسوائی جہان مین | لقب میرا ہو سودائی جہان مین
اسیری مین رہون دلگیر کچھ دن | سنون مین نالۂ زنجیر کچھ دن
چمن میری بہار داستان کا | دکھاتا یون ہر رنگ نئے بیان کا

کہ جب امیر مع لشکر کثیر قلعہ فلک فرسا سے کوچ کرکے اور
تمام روز رہروی اختیار کرکے قریب شام ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے وہ صحرا لائق
سیر جانکر حکم دیا اسی جگہ لشکر قیام پذیر ہو دو تین روز یہان کی خوب سیر کرکے اور شکار کھیلکے
یہانسے آگے روانہ ہونگے حسب الحکم ملازمون نے بارگاہین اور خیام برپا کیے بادشاہ
لشکر اسلام اور امیر عالی مقام اور جملہ اہل لشکر مرکبون سے اُتر اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ اور خیمون
مین داخل ہوکر راحت پذیر ہوئے جب وہ شب گذری صبح کو امیر نے مع اکثر سرداران لشکر کے
اُسی صحرا مین بہت سے ہرن اور پرند شکار کیے پھر ملازمون سے کباب تیار کراکے بعد میکشی
ہر ایک سردار لشکر نے کباب کھائے امیر نے بھی کباب کھاکر لطف اُٹھاکر فرمایا کل پھر اسیطور
سے شکار کھیلین گے یہان تو امیر سیر صحرا مین اور شکار کی فکر مین ہین لشکر اُترا ہو لیکن اب
احوال ملک جمشید کا لکھا جاتا ہو کہ جب امیر قلعۂ فلک فرسا سے جانب ملک بربر روانہ ہوئے
ملک جمشید کا دل گھبرایا ملازمون سے کہا سامان شکار کھیلنے کا مہیا کرو ہم واسطے شکار کے
جائینگے ملازمون نے حسب الحکم بخوبی سامان شکار کیا ملک جمشید چند ارکان دولت وغیرہ

کے ہمراہ ایک صحرائے سبزہ زار مین شکار کھیلنے گیا جب اُس صحرا مین پہونچا وحوش وطیور کا شکار کرنے
لگا ہنوز تھوڑا ہی زمانہ شکار کھیلنے مین گذرا تھا کہ سامنے سے غبار بلند ہوا ملک جمشید جانب غبار
دیکھنے لگا اُسوقت ہمراہیون سے کسی نے کہا شاید غول ہرنون کا اس طرف آتا ہو کسی نے کہا نہین
اس طرف سے آندھی آتی ہو ابھی ہر ایک موافق اپنی فہم کے کہ رہا تھا کہ دفعتاً دامن گرد باد تند سے
چاک ہوا سب نے دیکھا کہ بران بر سوار دس ہزار سوارون کی جمعیت سے بصد کبر و نخوت
آتا ہو ناظرین پر واضح ہو کہ اسکے بارہ مین داستان گویان خوش تقریر نے اختلاف کیا ہو بعض نے
تو یون بیان کیا ہو کہ یہ نابکار ایک سردار ہو لشکر گاؤلنگی گاؤسوار کا اور اکثر نے یون کہا ہو کہ
یہ ایک فرزند ہو گاؤلنگی گاؤسوار کا اور شجاعان روزگار سے ہو چالیس من کا ایک میل آہنی
کہ جو پانچ چھ گز طول مین ہو باندھتا ہو اور ہنگام جنگ مردینہ اپنا اسی میل سے ضرب لگاتا ہو غرض ہر طور
بران مذکور جب قریب ملک جمشید کے آیا برہم ہو کر کہنے لگا او ملک جمشید مین نے سُنا ہو کہ
تو نے دین اسلام قبول کر لیا ہو اور اطاعت حمزہ اختیار کی ہو ملک جمشید نے دلیرانہ جواب دیا
ہان مین نے دین اسلام اختیار کیا ہو اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہو اُسنے برہم
ہو کر کہا تجکو مسلمان ہو جانے کی کچھ سزا دینی ضرور ہو ہلاک کرنا تو تیرا آسان ہو لیکن تو بڈھا ہو تجکو
قتل کرنا بہتر نہین جانتا ہون یہ کہکر حملہ آور ہوا ملک جمشید بھی مع اپنے چند ہمراہیون کے آمادۂ
جنگ ہوا تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار نیزے ٹوٹ گئے دونون نے نیزے ہاتھ سے ڈالکر
ارادہ کشتی لڑنے کا کیا بران بر سوار نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ اُسے
پشت زین سے اُٹھا کر بروے خاک پٹکا پھر اُسکو زنجیرون مین گرفتار کر کے اُسی میل آہنی کو
مانند طوق کے بنا کر اُسکے گلے مین ڈالدیا اور کہا او ملک جمشید اسی طور سے تجکو حمزہ کے پاس
روانہ کرتا ہون اُنسے میری دلاوری و شجاعت بیان کر کے میری طرف سے کہنا کہ اگر تمکو کچھ
دعواے بہادری ہو تو اس میل آہنی کو گردن سے نکالکر اور سیدھا کر کے ایک ذرّہ مین اُٹھا لو
یہ کہکر چند سوار اپنے لشکر کے ساتھ کیے اور اُنسے کہا اسکو جس طرح مناسب جانو قریب لشکر امیر
کے چھوڑ آؤ سوار حسب الحکم اُسے چھکڑے پر ڈالکر سوی لشکر جانب امیر روانہ ہوئے اِدھر
بران بر سوار مع اپنے لشکر کے ایک سمت روانہ ہوا اور ہمراہیان ملک جمشید بھی نالان
و گریان سوے قلعہ فلک فرسا بھاگے اثناے راہ مین باہم کہتے تھے اگر کچھ ہم ارادہ لڑنے
کا کرتے تو ہمکو بران ہلاک کرتا ہرگز زندہ نہ رکھتا یہ کہتے ہوئے یہ سب تو سوے قلعہ جاتے ہین لیکن
اب احوال اُن سوارون کا لکھا جاتا ہو کہ جب وہ قریب لشکر گاہ امیر کے پہونچے ملک جمشید کو چھکڑے
پر چھوڑ کر جانب بران بر سوار روانہ ہوئے یہان امیر باتوقیر شکار کھیل رہے تھے ناگاہ ایک
آہو نظر آیا اشقر دیو نژاد کو اُسکی طرف بڑھا کر تیر چلہ کمان مین جوڑ کر آہو پر مارا آہو کی ران مین تیر ترازو
ہوا وہ لنگڑاتا ہوا ایک طرف بھاگا امیر نے اُسکا تعاقب کیا وہ آہو قریب اُسی چھکڑے کے جسپر
ملک جمشید بیٹھا تھا اور بار میل آہنی سے گردن اُسکی ٹوٹی جاتی تھی اور نوبت بہلاکت تھی گرا امیر
نے پہلے تو اُسے ذبح کیا بعدہ چھکڑے پر نظر کر کے ملک جمشید کو دیکھکر احوال دریافت کیا اُسنے

تمام حال جوگذرا تھا اور جو کچھ ہبران ہبر سوار نے کہا تھا بدشواری بیان کیا امیر تمام تقریر سنکے ازحد
برہم ہوئے اور اُسی وقت وہ میں اُسکے گلے سے نکالکر بقوت بازو سیدھا کیا پھر اُسے کئی مرتبہ اُٹھاکر
دور تک پھینک دیا اور کہا وہ ناکار اِسوقت یہان نہین ہی ورنہ میری قوت دیکھتا بعد اُٹھانے میں
مذکور کے ملک جمشید کو تو لشکر مین بھیجدیا اور تمام ہمراہیون سے بھی کہا تم لشکر مین جاؤ مین ہبران
ہبرسوار کی جستجو مین جاتا ہون سرداران لشکر نے عرض کیا ہم بھی اگر حکم ہو تو ہمراہ چلین امیر نے
منظور نہ کیا صرف خواجہ عمرو کو ساتھ لیا اور وہان سے ایک جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین
ہبران کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے جاتے تھے لکھا ہی کہ دور تک صحرا مین امیر نے اُسکی تلاش کی
لیکن کہین نہ پایا دوپہر دن تمام صحرا مین جستجو کی آخر کار حرارت آفتاب سے پریشان خاطر ہوکر ایک
درخت کے سایہ مین ٹھہرے اور صحرا مین ہر چہار طرف دیکھنے لگے اُسوقت امیر کو ایک باغ دور نظر
آیا عمرو سے کہا چلو اس باغ مین جاکر توقف کرین خواجہ نے عرض کیا بہتر ہی امیر روانہ ہوئے خواجہ
ہمراہ رکاب ہوئے جب قریب اُس باغ کے پہونچے دیکھا در باغ کھلا ہوا ہی باغ نہایت وسیع و
پر بہار ہی گلہائے رنگارنگ بکثرت شگفتہ ہین اشجار میوہ دار بیشمار ہین طائران خوش الحان نغمہ سرا ہین
نہرین باغ مین رواں ہین ایک بارہ دری بھی نہایت نادر و خوشنما باغ مین ہی دروازے اُسکے کھلے
ہین پردے بندھے ہوئے ہین ایک نازنین نہایت ہی حسین تیرہ چودہ برس کی لباس شاہانہ زیب تن
کیے ہوئے بالائے مسند زرین بیٹھی ہی قریب اُسکے چند ہمجولیان کہ وہ بھی بہت خوبصورت ہین بیٹھی ہوئی
ہین سامنے اُسکے بہت سی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین وہ نازنین باغ کی سیر کر رہی
ہی جب ہنستی ہی صفائی دندان سے ایک برق چمک جاتی ہی گویا ایک پری یا حور ہی کہ باغ مین ہی
امیر اُس نازنین رشک حور العین کو دیکھتے ہی عاشق ہوئے اور کیونکر امیر بالتوقیر اس نازنین مہ جبین
پر شیفتہ نہوتے کہ وہ ایسی ہی لالہ رخسار خورشید عذار تھی کہ بمقتضائے

نظم تعریف نازنین و سراپائے مذکور

الفت کا الف وہ قد ہی گویا
کوندا رخسار تھے جبین برق
بس فرق یہ مثیں ممتحن ہی
اس طاق کا بھی نہین مگر جفت
گر دیدہ مست بحر مل ہی
نوک خنجر تھی نوک مژگان
نیرنگ کہ جب کا اسم کیسے
پیدا اچتون سے سحر و اعجاز
دنبالہ چشم سرمہ سا ہی
ترکش سے نکل پڑا ہی یہ تیر
یکا چشم سیاہ ابرو
آنکھین مع لون کٹوریان ہین

بائے برکت کی مد ہی گویا
یہ شرق تھی اور وہ نیر شرق
یہ نور کا تڑکا اور وہ دن ہی
ہی جفت تو ابرو دگر جفت
ابرو محرابدار پل ہی
کیسے اُسے نشتر رگ جان
جادو و افسون طلسم کیسے
غمزہ عشوہ چمک ادا ناز
دست بیمار مین عصا ہی
یا میان سے نکلی نوک شمشیر
کا نشا ہی کہ حسن کی ترازو
تار نظر اُسکی ڈوریان ہین

جنجال ہی پیچ زلف ہی یا جال
ثابت ہوا عجب کیا نظارا
ابرو کیسے کہ طاق کعبہ
محشر سے بھی کرتی ہی وہ بھون چال
پلکین جھپکین تو پست آنکھین دام
آنکھین ہین چشم ہائے ہوز
آنکھون مین بھرا ہی شربت و زہر
نظرون مین ہی حیا بھری ہی
کہتے ہین یہ تار ڈکر نظر باز
کی خامہ نے طبع آزمائی
ڈنڈی جو ان بھوین مین کمسن
تل ہی کیسے وزن ماشہ تولا

یا ماہی دل کو ہی یہ جال
یہ شب کا وہ صبح کا ہی تارا
محراب در رواق کعبہ
پیدا جنبش سے جسکی بھون چال
یا ماہی چشم کے لیے دام
تل دور کے کی دائرہ کا مرکز
شوخی عشوہ حیا غضب قہر
پتلی ہی کہ شیشہ مین پری ہی
پر کھولے پری نے بہر پرواز
تشبیہ یہ عمدہ ہاتھ آئی
ہی مونہ وہ قشقہ منور
ماشاءاللہ چشم بد دور

حسن و خوبی کی ناک ہے نا کس
کیا ناک مین ہے وہ خوشنما کیل
قاف قدرت پر جز و کل
بالا مہتاب کا ہے بالا
سودا سے ہو ماہ عید بندہ
پتوا سے بھری جو بالیان مین
کیونکر کہون مہ کہ لالہ باغ
باب صفت دہن جو کھولون
برج مہر شرف دہن ہے
مضمون ہون کیا نئی قلم بند
لب واصل چشمہ دہن مین
قند و شکر و نبات ہے بات
دیکھے جو گہر تو رنگ فق ہو
یوسف گرے جسمین ہے یہ وہ چاہ
دیکھے جو گلا گلے صراحی
بل زلف سے جبکہ کھائے شانہ
اس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے
کف مہر ہے انگلیان کرن مین
گر دیکھ لیا کسی نے سینا
پستان ہین جو میوہ بہاری
دو لعل ہین یا کہ دو ازگوئی ج
بیٹھا سر قلعہ پر حبس ہے
صید مضمون ہو اس جگہ پر
ہین ناف و کمر جو دونون باہم
بس غور طلب یہی جگہ ہے
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
اب تاب رقم نہین ہے ہکو
کافی ہے وصف یہ سخن ہے
رانین برق تجلی طور
ایڑی نازک ہے اس قدر کی
برگ گل نسترن کف پا

ایک شعلہ تابناک ہے ناک
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
ہے قاف سے جسکا قاف تک غل
بجلی سے چمک دمک مین بالا
بندے کا ہو زر خرید بندہ
پھولون کی بھری وہ ڈالیان ہین
اسمین دہن صبا ہے آئین ہے داغ
پہلے کوثر سے منھ کو دھولون
موتی دندان صدف دہن ہے
ہو ناطقۂ ز قلم بند
عیسٰے نہرون مین غوطہ زن ہین
مجموعہ معجزات ہے بات
پانی پانی عرق عرق ہو
ملتی نہین غوطہ خور کو تھاہ
خجلت سے پگھل چلے صراحی
کب شانہ کا بار اٹھا سکے شانہ
نسرین و گل سمن نہ پہونچے
برگ گل ریاض تن ہین
مشکل ہوا زخم دل کا سینا
محرم انگور کی پٹاری
یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
یا شہد کے شیشہ پر مگس ہے
عنقا ہے کمر کے باندھیے پہ
مضمون کے پیچ مین پھنسے ہم
سب کہتے ہین بال ہین گرہ ہے
گویا پشت و پناہ خوبی
آتی ہین پھر بیان قلم کو
نقش سم آہوے ختن ہے
ساق سیمین ہین شمع کافور
کچھ اصل نہین گل و تری کی
شفاف و منور و مصفا

نقشین ہین وہ در قل دو نالی
کان گہر لطیف ہو کان
لو کان کی گوشہ نے لو
پنہان تہ زلف بالے ہین وہ
محو سرگوشی ہین کرن پھول
ہین گل کردہ گلاب کے پھول
چشم مردم کا تل ہے وہ تل
منجن ملکر دہن کرون پاک
آب حیوان کہ حوض کوثر
لعل لب سرخ اگر نظر آئے
منھ مین ہے زبان کہ گل مین زر
دندان ہین سبحے وہ دندان
ہے چاہ ذقن مین وہ کہ عقل
فوارۂ نور ہے وہ گردن
شانون کو خدا کی شان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم
رنگین وہ ہتھیلیان وہ پنجہ
سینہ آئینہ صفا ہے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
روشن ہین گلاس یا کنول ہین
بجتی پستان پہ جلوہ گر ہے
ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ
ذی عقل بصرون کے نزدیک
یہ بال وہ بال کا ہے وہ پھندا
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا
ہین کوہ سرین وہ پیکر حسن
ہے موقع خرم بولنا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے
زانو آئینۂ حلب ہین
رخسار بتان پہ لات مارے
مہر و مہ آسمان ہین تلوے

جاے [illegible] جاتی
مینائے گلو کی قیف ہے کان
لو جس سے لگائے شمع کی لو
ابر خوبی کے جھالے ہین وہ
صدقے کرین شاہ چمن پھول
نخل چمن شباب کے پھول
یا جلوۂ حق مین شرک باطل
کر لون کلی غرارہ مسواک
تسنیم کہ زمزم مطہر
یاقوت بھی ہیرے کی کنی کھائے
یا حقہ لعل مین گہر ہے
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
منھ کی کھائی جہان چلی عقل
برق سر طور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
مٹھی پہ ہے جس دل شکنجہ
گنجینۂ الفت و وفا ہے
ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
پھولے دریا مین کیا کنول ہین
زنبور کنول کے پھول پر ہے
شفاف بلور کا ہے تختہ
ہے تار نظر سے بھی وہ باریک
یا تار خیال کا ہے پھندا
سکتا ہے یہ مصرعۂ کمر کا
یا بالش شاہ کشور حسن
راز مخفی کا کھولنا کیا
شکل صدف دو پارہ کہیے
تابش مین بلور مین نشیب ہین
ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
آئینۂ قدسیان ہین تلوے

پاے نازک جو دیکھے پائین اعجاز ہی گردش قدم مین	ہورین آنکھین تو انسے سنبھالائین ٹھوکر مردے جلائے دم مین
سایہ ہو کہ سایۂ پری ہی دیکھے کے حواس ہوش ہون گم	انداز جو دلبری ہی بھولین اعجاز کلمہ قم

جب اس نازنین پر امیر شیفتہ و فریفتہ ہوئے اور اسکے عشق مین دل بیقرار ہوا بے انتہا خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ کسی تدبیر سے ہمکو اس نازنین کے پاس لیچلو خواجہ نے جواب دیا ای امیر جس جگہ تم کوئی نازنین مہ جبین دیکھتے ہو فریفتہ ہی ہو جاتے ہو مین تو نہ جاؤنگا تم خود ہی جاؤ اُس سے اظہار عشق کرو نہین معلوم یہ نازنین کسکی دختر ہی ڈرتا ہون کہ باغ مین جاؤن اور گرفتار ہو جاؤن یا مارڈالا جاؤن تو غضب ہو میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ یہانسے چلو اور اس نازنین کے عشق سے اور اسکے پاس جانے سے باز آؤ امیر خواجہ کی یہ تقریر سُنکے سمجھے کہ خواجہ بغیر زر کثیر لیے میرے کہنے پر عمل نہ کرینگے اُسی وجہ سے ایسی بے اعتنائی کر رہے ہین یہ سمجھکر کہا ای خواجہ اگر تم کسی طور سے مجکو اس نازنین کے پاس پہونچا دوگے تو مین دس ہزار روپیہ تمکو دونگا خواجہ روپیہ کا ذکر سُنکے خوش ہوئے منھ مین پانی بھر آیا مسکرا کر کہا ای امیر تمھارے کہنے سے جان اور آبروے ہاتھ اُٹھا کر جاؤنگا لیکن روپیہ ابھی دو کہ مین صرف کرکے لوگون کو دے کے کسی تدبیر سے باغ مین جاؤن امیر نے کہا اسوقت تو میرے پاس روپیہ نہین ہی اگر تمکو میرا اعتبار نہین ہی تو مجھ سے دس ہزار کا رقعہ لکھوا لو خواجہ نے جواب دیا اعتبار تو آپکا ضرور ہی لیکن بموجب قاعدہ رقعہ لکھدو یہ معاملہ روپیہ کا ہی امیر نے فرمایا میرے پاس کاغذ اور قلم نہین ہی خواجہ نے کاغذ اور قلم اور روشنائی زنبیل سے نکالی امیر نے رقعہ دس ہزار روپیہ کا لکھدیا خواجہ نے رقعہ کو زنبیل مین رکھکر کہا تم اسی جگہ کھڑے رہنا یہانسے کہین نہ جانا بلکہ در باغ پر توقف کرنا یہ کہکر خواجہ نے رنگ و روغن سے اپنی صورت ایک ضعیف فقیر بیراگی کی بنائی لباس گیروا زنبیل سے نکالکر پہنا اور اکتارہ ہاتھ مین لیکر اندر باغ کے قدم رکھا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اکتارے کو چھیڑکر کچھ گانا شروع کیا خواجہ کا لحن داؤدی کا نامشہور ہی وہ نازنین آواز نغمۂ خواجہ سُنکے نہایت خوش ہو کر اپنی کنیزون سے کہنے لگی ذرا جاکر دیکھو تو یہ موا موئی کاٹا کون میرے باغمین آیا ہی اور گا رہا ہی کس غضب کی اسکی آواز ہی کہ دلکو بیقرار کیے دیتی ہی دو ایک کنیزین حسب الحکم بارہ دری سے اُترکر باغ مین آئین جس جگہ خواجہ بیٹھے ہوئے ہین وہان آکر پہلے تو کھڑی ہو کر گانا سُنا کین پھر پوچھا او بڈھے فقیر تیرا نام کیا ہی کہانسے آیا ہی یہان کیون بیٹھا ہی تجکو نہین معلوم کہ یہ باغ ملکہ مہر انگیز گلابی پوش کا ہی یہ دختر نیک اختر شہنشاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار کی ہی تو بیخوف و خطر اس باغ مین چلا آیا مطلق نہ ڈرا شاید اپنی زندگی سے بیزار ہی صورت خبیث کی ہی مگر آواز تیری اچھی ہی اس عالم پیری مین گانے کا بہت شوق ہی سچ کہ تو انسان ہی یا شیاطین سے ہی خواجہ نے جواب دیا اس باغ مین تم بھوتون کا کیونکر آنا ہوا شاید میری آواز سُنکے عاشق ہو کر آئی ہو مجھے تمھاری بھونڈی صورتین پسند نہین ہین عبث تجکو چھیڑتی ہو تمھارا مطلب مجھ سے نہ نکلے گا اگر بجاے تمھارے کوئی نازنین پری جمال حور خصال ہوتی تو البتہ مین اُس سے ہم آغوش ہوتا مین کوئی ایسا ویسا شخص نہین ہون صاحب کمال ہون نام میرا سرمست نے نواز ہی کوہ

امیر

وصحرا سے پھرتا ہوا آیا ہون اس جگہ بیٹھ گیا ہون اگر یہ باغ دختر گاؤ لنگی گاؤ سوار کا ہی تو مجھے
کیا مین کسی سے نہین ڈرتا فقیر ہون میرا لقب بھی شاہ ہی اُن دونون کنیزون نے تقریر سرمست
کی سُنکے ایک نے دوسری سے کہا یہ فقیر نہایت بدزبان اور بدنظر ہی سُنا تمنے کیسی باتین کرتا ہی چلو
ملکۂ عالم سے برائیان اسکی کہدین اُسنے منظور کیا پھر دونون ملکہ کی خدمت مین گئین اور فقیر مذکور
کو کلمات سخت و درشت اُسکے عرض کیا حضور ایک بڈھا بیٹھا ہوا بجا رہا ہی ہمنے اُس سے پوچھا تو
کون ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا ہم چلے آئے ملکہ نے اپنے باپ کی وزیرزادی گلچہرہ سے مخاطب
ہوکر کہا اے گلچہرہ تجکو ہمارے سر کی قسم ابھی جا اور دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی یہ کمبختین تو جاکر
اتنی دیر مین آئین اور کچھ دریافت کرکے نہ آئین جب ملکہ نے گلچہرہ سے کہا وہ اُسی وقت چند
کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر بناز و انداز روانہ ہوئی جسوقت قریب خواجہ کے پہونچی صورت دیکھکر
ڈری کنیزون سے کہنے لگی یہ انسان نہین ہی کوئی بھوت پریت ہی دیکھو کیا مہیب صورت ہی
اسکے دیکھنے سے ایسا ڈری ہون کہ عجب حالت ہی دل سینہ مین دھڑک رہا ہی بنڈا ابھیکا ہوگیا
ہی مین اب اسکے قریب تر نہ جاؤنگی نہ اس سے کلام کرونگی جلدی مجھے یہان سے ملکہ کے پاس
لیچلو خواجہ عمرو نے اُسکی تقریر سُنکے اور اُسکے رخ زیبا پر نظر کرکے بے اختیار فریفتہ ہوکے کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری ایسی صورت ہی کہ تم واسطے دیکھنے کے مشتاق
ہوکر آئی ہو اور واسطے اپنے اجراے مطلب کے کچھ کہا چاہتی ہو خیر جو کچھ کہنا ہی کہو تمھاری
خاطر سے منظور کرونگا ہم بستر ہونے مین عذر نہ کرونگا چونکہ گلچہرہ ایک نازنین خوبرو و ظریف
و شوخ طبع ہی خواجہ کی باتین سُنکے پہلے تو کچھ برہم ہوئی بعدہ شوخی و شرارت سے مسکراکر جواب دیا
او نی نواز اپنے حواس مین آ بیہودہ باتین نہ کر ذکر امر محال کا زبان پر نہ لا میری نسبت ایسے
خیالات نہ کر ذرا اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر انصاف کر تجھ ایسے کریہ منظر پر میرا دل آئیگا خواجہ
نے جواب دیا میری تو وہ صورت زیبا ہی کہ بڑی بڑی شاہزادیان دیکھکر ہزارون عاشق ہوکر
دیوانی ہوگئین اور میرا گانا سُنکے مجھپر فریفتہ ہوگئین تم بیچاری کیا ہو راوی بیان کرتا ہی کہ تا
دیر اسی طور خواجہ اُس سے ہم سخن رہے اور وہ بھی ہمکلام رہی آخرکار اُسنے نام پوچھا خواجہ
نے کہا میرا نام سرمست نی نواز ہی وہ نام دریافت کرکے مع کنیزون کے خدمت ملکہ مین
گئی اور جو مناسب جانا ملکہ سے بیان کیا اور جو کچھ فیما بین تقریر ہوئی تھی بیان نہ کی ملکہ نے
حال نی نواز سے آگاہ ہوکر کہا اگر وہ مرد پیر ہی تو اُسے ہمارے سامنے بلا لاؤ ہم گانا سنینگے
بڈھے سے پردہ کیا وہ ہمکو دیکھ لیگا تو کیا ہوگا گلچہرہ حسب الحکم ملکہ مہر انگیز کے دوبارہ خواجہ
کے پاس گئی اور کہا اے سرمست نی نواز چل تجکو ہماری ملکہ نے طلب کیا ہی اگر اُنکے روبرو
کوئی اچھی غزل ساتھ خوبی کے گائیگا تو بہت انعام پائیگا خواجہ نے جواب دیا اگر ملکہ کو
میرا گانا پسند آجائیگا انعام مین جو مانگونگا وہی لونگا گلچہرہ نے پوچھا آخر کیا طلب کریگا خواجہ نے
بعد بہت تقریر کے کہا مین تمکو ملکہ سے طلب کرونگا اپنے گھر لیجاونگا گلچہرہ یہ تقریر سُنکے کلمات سخت
کہنے لگی خواجہ ہنسنے لگے بعد گفتگوے ناز و نیاز کے خواجہ ہمراہ اُسکے ملکہ کے روبرو گئے اور

بعد سلام و دعاے ترقی حسن و جمال کے پوچھنے لگی اس فقیر کو حضور نے کیون یاد کیا ہے ملکہ نے اُسکے سراپا پر نظر کر کے پہلے اشارہ بیٹھنے کا کیا جب خواجہ ایک جگہ بیٹھ گئے پھر کہا اے سرمست ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہے کہ اسوقت دل ہمارا گبھرا رہا ہے ابر گھرا ہے برق چمک رہی ہے بوندیان پڑ رہی ہین کوئی غزل ہمارے روبرو گاؤ ہمنے صداے ذوق شوق سے مشتاق ہو کے تمہین طلب کیا ہے اُسوقت خواجہ یہ غزل نئین بالحان داؤدی گانے لگے غزل

شمع و خوب نہین لگا جلانا شب وصل
منھ کو گھونگھٹ سے چھپانا نہین اچھا جانی
امر مشکل ہے انھین ہاتھ لگانا شب وصل
عاشق تازہ ہون مجالق سے یہی کہتا ہون
گنا پھولونکا انھین لا کے پنہانا شب وصل
کف افسوس ملا کرتا ہو فرقت مین فدا

ادا ہے یار سہین آج تو ہنس بولکے ہی
چاہیے چاند سا مکھڑا یہ دکھانا شب وصل
سو رہو رات ہو کم ترک کرو آرائش
روز فرقت کے عوض مجکو دکھانا شب وصل
قتل کرتی ہو مجھے تیری بناوٹ اے یار
یاد ہو یار کا پہلو مین سلانا شب وصل

ساتھ سونے مین نہ کر مجھسے بہانہ شب وصل
چاہیے لطف بہم ملکے اُٹھانا شب وصل
پانوان پڑتا ہون پی بوسہ وہ ہیجے مین خفا
شمع و آب ہے عبث زلف بنانا شب وصل
آج وہ آئینگے یہان ہر خدا او گلچین
آئینہ دیکھنا مسی کا لگانا شب وصل

اہل بزم متوجہ ہوئے خواجہ بیشتر اپنی محبوبہ گلچہرہ سے آنکھ ملا کر اشعار غزل مندرجہ گاتے تھے وہ باطن مین تو خوش ہوئی تھی مگر بظاہر ترش رو ہو کر خواجہ کی طرف سے مُنھ پھیر لیتی تھی اور کہتی تھی کیا بُری آواز اس تی کی ہے میرے پردہ ہاے گوش کو اسکی صدا سے صدمہ پہونچتا ہے نہین معلوم یہ نگوڑا فقیر کیا گاتا ہے میری تو کچھ بھی سمجھ مین نہین آتا ہے ملکہ مہر انگیز اُسکے جواب مین کہتی تھی اے گلچہرہ یہ کیا کہتی ہو یہ فقیر علم موسیقی و نی نوازی مین کامل ہے کس خوبی سے غزل عاشقانہ گاتا ہے ہمکو تو نی بجانا اور اسکا گانا پسند ہے یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہو کر کہتی تھی اے سرمست واقعی کیا اچھی طرح گاتے ہو خواجہ جواب دیتے تھے آپ قدردان ہین مجھ ہیچمدان کی قدر کرتی ہین یہ کہکر خواجہ پھر نی نوازی مین مشغول ہوئے تھے اُسوقت جملہ نازنینان بزم کا عجب حال تھا ہر ایک کو حیرت تھی بے اختیار ہر ایک نازنین تعریف کرتی تھی گلچہرہ خاموش بیٹھی تھی جب خواجہ غزل مندرجہ بالا کو گا چکی ملکہ نے سب سے زیادہ تعریف کرکے ایک اپنی ہمجولی سے کہا تو ابھی سرمست سے پوچھکر تمام و کمال اس غزل کو لکھ لے ہم اس غزل کو یاد کرینگے ابھی اُس نازنین نے کچھ عرض نہین کیا تھا کہ خواجہ نے کہا اگر حکم ہو تو مین اسی غزل کو لکھکر پرچہ قرطاس پیش کرون ملکہ نے پوچھا کیا تجھے لکھنا بھی آتا ہے خواجہ نے کہا مجھے کیا نہین آتا ہے بقول جب

مصرعہ ہر فن مین ہون مین طاق مجھے کیا نہین آتا +

ہر ایک کام مین دخل رکھتا ہون خصوصاً شراب خوب پلاتا ہون اور رقص بھی بخیل کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ اپنے پہلو کی طرف لیجا کر کاغذ و قلم و دوشنائی نکالکر اشعار غزل مندرجہ لکھکر کاغذ ملکہ کو دیا اُسنے لیکر کہا اے سرمست اب اور کوئی غزل گاؤ خواجہ نے عرض کیا اے ملکہ مجھ سے اکیلے اچھی طرح گایا نہین جاتا ہے جبتک میرا فرزند دف نہین بجاتا ہے میرا نی بجانا اور غزل گانا بے لطف اور بیرنگ ہوتا ہے مین نے اُسکو علم موسیقی مین کامل کر دیا ہے جو کچھ پیدا کرتا ہون وہ مجھ سے بزور بازو چھین لیتا ہے مین صبر کرتا ہون اُس سے حجت و تکرار نہین کرتا ہون کیونکہ وہ کشتی لڑتا ہے پہلوانون سے مقابلے کرتا ہے مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوتا ہے لباس نفیس پہنتا ہے غذاے لطیف کھاتا ہے جوان خوبرو ہے آبا و اجداد کے طریقون پر نہین

چلتا ہی ننگ خاندان ہی ملکہ نے جواب دیا اگر بغیر اُسکی شرکت کے گانا تمہارا بیرنگ ہی تو کسی روز اُسکو
اپنے ہمراہ لے آنا خواجہ نے کہا اسوقت وہ در باغ پر موجود ہی حضور اُسکو طلب کرلیں مین اُسکو
ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتا ہون ملکہ یہ تقریر سُنکے کنیزون سے مخاطب ہوکر کہنے لگی جلد جاکر در باغ
سے فرزند سرمست کو بلاؤ حسب الحکم کنیزین روانہ ہوئین تھوڑی دور جاکر پھر کچھ سوچکر سرمست
کے روبرو آئین اور پوچھا ای سرمست ہم تمہارے لڑکے کا کیا نام لیکر بلائین خواجہ نے کہا در باغ
پر جاؤ کہو ای حمزہ دف نواز چلو تمکو ملکۂ عالم اور سرمست دونون طلب کرتے ہین کنیزین یہ سُنکے در باغ
پر گئین دیکھا ایک شخص وجیہ مسلح مرکب پر سوار ہی زرہ بدن مین ہی خود بالاے سر ہی تیغ آبدار زیب کمر ہی
سپر دوش پر ہی کمان و ترکش بھی اُسکے پاس ہی چہرہ مانند آفتاب کے درخشان ہی کنیزین شان و
شوکت امیر کو دیکھکر باہم کہنے لگین یہ شخص تو ہرگز ہرگز سرمست کا فرزند معلوم نہین ہوتا ہی کہان وہ
مفلس و نادار شکستہ حال کجا یہ جوان صاحب مال وجمال اُسمین اور اِسمین فرق زمین و آسمان کا ہی
اُسوقت انمین سے ایک کنیز نے کہا کہنا تمہارا درست ہی لیکن ہم اور تم ملکہ کے حکم سے یہان آئے
ہین ایک مرتبہ حمزہ دف نواز کہکر اس شخص کو پکارین اگر واقعی حمزہ دف نواز یہی ہی تو ہمارے
پکارنے سے چلا آئیگا ورنہ ہم خدمت ملکہ مین جاکر کہدینگے کہ نام اُس شخص کا حمزہ دف نواز
نہین ہی یہ تقریر اُس کنیز کی سُنکے سب کنیزون نے راے اُسکی پسند کرکے امیر سے مخاطب ہوکر
کہا ای حمزہ دف نواز تمکو ہماری ملکۂ عالم طلب کرتی ہین جلد چلو امیر باتوقیر اُن کنیزون کی یہ
تقریر سُنکے پہلے تو برہم ہوئے پھر خیال کیا یقینی خواجہ نے میرا نام حمزہ دف نواز بتایا ہوگا اسوجہ
سے کنیزون نے مجھے اس طرح پکارا ہی اس امر پر غصہ بیکار ہی مصلحت وقت یہی ہی کہ غصہ کو ضبط
کرو یہ خیال کرکے مرکب سے اُترکر ہمراہ اُن کنیزون کے سامنے ملکہ مہر انگیز گلابی پوش
کے گئے وہ چہرۂ امیر کشورگیر پر نظر کرکے فریفتہ ہوگئے رعب و شوکت و اجلال امیر سے بے اختیار
مسند زرین سے اُٹھی امیر اُسکے پہلو مین جاکر برابر اُسکے بیٹھے اُسوقت ملکہ شرم و حجاب سے کسیقدر
ہٹ کر بجاے خود کہنے لگی ای مہر انگیز اسوقت تجھکو کیا ہوا تھا کہ ایک فقیر کے لڑکے کو سروقد تو نے
تعظیم کی تجھے لازم نہ تھا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا لیکن اب یہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ شخص اپنے فقیر
کا فرزند ہی یا اور کوئی ہی بظاہر تو ایسا ثابت ہوتا ہی کہ یہ شخص جلیل القدر خاندان عالی سے ہی کیونکہ اگر
اس فقیر کا فرزند ہوتا تو یہ جسارت نکرتا ہرگز میرے پہلو مین آکر نہ بیٹھتا ابھی ملکہ اسی فکر و تردد مین
تھی اور گلچہرہ اور جملہ نازنینان خوبرو حیران تھین ناگاہ سرمست نے امیر سے مخاطب ہوکر کہا ای
حمزہ لے یہ دف بجا مین ذ بجاتا ہون ملکۂ عالم گانا سننے کی مشتاق ہین یہ کہکر ایک دف اپنے پہلو کی طرف
سے نکالکر روبرو امیر کے رکھدیا امیر نے برہم ہوکر ٹھوکر سے دف کو توڑ ڈالا اور کہا ای بد خواجہ
کیون مجکو ذلیل و رسوا کرتے ہو دف نواز مجکو مشہور کرتے ہو ملکہ نے یہ سخن امیر کا سُنکے گلچہرہ سے
مخاطب ہوکر اشارہ سے کہا انسے پوچھو تمہارا نام کیا ہی اور کس خاندان سے ہو گلچہرہ نے حسب الحکم
ملکہ امیر سے پوچھا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا جسکا یہ القاب تو نے اور تیری ملکہ نے بار
سُنا ہوگا کہ دلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر والی شان وہ ایک عبد ذلیل رب جلیل کی کمترین ہی نام

حمزہ ہی مشہور جہان حمزۂ صاحبقران ہون نام نامی میرے والد ماجد کا عبدالمطلب ہی وہ بیٹے
ہاشم کے ہین اور ہاشم فرزند عبد مناف کے ہین اور یہ جو سرمست بنکر بیٹھا ہوا ہی میرا عیار ہی
نام اسکا عمرو ہی عیاری مین بےمثل و بےنظیر ہی سواے عیاری کے نوازی اور ساقی گری مین
اسے خوب دخل ہی مین اتفاق سے ہمراہ اس عیار کے ادھر آنکلا تھا تمھاری ملکہ کے اشتیاق مین
یہان آنا ہوا ہی مین دف نواز نہین ہون ملکہ اور گلچہرہ وغیرہ یہ تقریر امیر کشورگیر کی سنکے خوش
ہوئین اسوقت ملکہ نے اپنے دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ اگر مین اس حسین پر مائل ہوئی تو ایسے
شخص پر کہ جسکا اس زمانہ مین عدیل و نظیر نہین ہی اور ایسے شخص کو اپنے پہلو مین بٹھایا کہ جسکا ہمرتبہ
بظاہر کوئی نہین ہی اور ایسے شخص کی تعظیم کے واسطے مع اپنی ہمجولیون کے اٹھی کہ جو شخص واجب التعظیم
ہی بوجہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے یہ باتین اپنے دل مین کرکے نہایت شادمان ہوکر
باشارہ گلچہرہ سے کہا جلد کشتی شراب کی منگواؤ انھین شراب پلاؤ اسنے فوراً کنیزون سے کشتی شراب
کی منگواکر روبرو ملکہ کے رکھدی اور کہا اے ملکۂ عالم آپ اپنے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران کو جام
شراب سے بھرکر دیجیے ملکہ نے بعد بہت عذر و انکار کے جام و شیشۂ مے اٹھاکر شراب جام مین
بھرکر ہاتھ اپنا سوے امیر بڑھایا امیر نے جام تو اسکے ہاتھ سے لے لیا مگر شراب نہ پی گلچہرہ
نے اشارۂ ملکہ سے سبب شراب کے نہ پینے کا دریافت کیا امیر نے کہا معلوم نہین تمھاری
ملکہ کا کیا مذہب ہی اور یہ کون ہین اسنے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران یہ دختر نیک اختر شہنشاہ
گاؤلنگی گاؤسوار کی ہین قبل اسکے یہ لات و منات وغیرہ کی پرستش کرتی تھین لیکن تھوڑے
روز گذرے ہین کہ ایک شب کو انھون نے عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا تھا اور انھون
نے انکو ہدایت کی تھی اور نام اپنا ان جناب نے ابراہیم پیغمبر بتایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی
تیرے باغ مین ایک روز جناب امیر حمزۂ صاحبقران آوینگے اور تجھ مین اور انمین باہم محبت
والفت ہوگی لہذا تو مسلمان ہوجا چنانچہ ہماری ملکہ کو ان جناب نے خواب ہی مین کلمہ پڑھاکر
مسلمان کیا تھا جب ملکہ بیدار ہوئین خواب اپنا ہم سب سے بیان کرکے ہم سب کو بھی مسلمان کرکے
اس باغ مین رہنا اختیار کیا ہی اور بخیال آپ کی تشریف آوری کے اور خوف افشاے راز کے
کسی دربان خاص کو بھی در باغ پر نہین رکھا ہی الحمدللہ کہ خواب انکا سچا ہوا جو کچھ ان جناب نے
فرمایا تھا اسکا ظہور ہوا آپ تشریف لائے اب شراب بےتامل پیجیے یہ مسلمان ہین امیر اسکی تقریر
سنکے بہت خوش ہوئے پھر وہ جام شراب اٹھاکر شراب پی اور بعض داستان گویان خوش بیان
یون کہتے ہین کہ حمزہ نے شراب نہین پی ہمیشہ بادہ کشی سے اجتناب کیا اور یہ قول انکا نزدیک
اس احقر کے بھی صحیح ہی الغرض اکثر داستان گویان عذب البیان کے موافق لکھا جاتا ہی کہ امیر نے
شراب پی اور جام شراب سے بھرکر ملکہ کو دیا اسنے بعد بہت ناز و انکار کے جام مے لیکر شراب پی
ابتو دور ساغر ہونے لگا جب کئی کئی جام ملکہ اور امیر عالی مقام لیکر شراب پی چکے اور نشہ ہوا
وہ شرم و حجاب طرفین سے دور ہوا باہم باتین راز و نیاز کی ہونے لگین اسوقت ملکہ نے خواجہ
عمرو سے مخاطب ہوکر کہا اے خواجہ واہ واہ خوب آپ نے اپنا نام سرمست رکھا اور مجھسے بیان

کیا اب صورت اصلی اپنی دکھا کر ذرا بجائیے کوئی غزل گائیے عمرو نے اُسیوقت رنگ و روغن دور کرکے
صورت اصلی اپنی دکھائی گلچہرہ اب خواجہ پر مائل ہوئی خواجہ بھی بنظر الفت اُسے دیکھنے لگے اور وہ بھی نگاہ محبت سے دیکھنے
لگی اُسوقت خواجہ نے موافق کہنے ملکہ کے ذہن سے ملاکر بالحان داؤدی یہ غزل گانا شروع کی غزل

بادہ گلگون سے بھر دے ساقیا پیمانہ آج
خوب ہوتا یار گر سنتا مرا افسانہ آج
عطر گل چہرے پہ ملکر آیا ہر دہ شمع
مطلب دل اپنا کہہ بیٹھونگا گستاخانہ آج
صورت بلبل کسی گلرو کی ہو کیا جستجو

جھومتے نکلین پری محفل سے ہم مستانہ آج
فصل گل مین دختر رز کو تاک کر لائے ہین ہم
بزم مین مے کا ہجوم بلبل و پروانہ آج
یاالٰہی مجھ سیہ طالع کی ہو یہ آرزو
امر قدا کیون پھر رہے ہین آپ بیتابانہ آج

وصل کی شب سرگذشت ہجر کہتا موبمو
کھولکر پیر مغان قفل در میخانہ آج
وہ خفا ہون یا نہون لیکن مین آیا ہے بزم مین
مقدم جانان سے روشن ہو مرا کاشانہ آج
خواجہ تو غزل مستور گا رہے

ہین اہل بزم نہایت خوش ہین اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ہبران ہبر سوار کا لکھا
جاتا ہے کہ یہ نابکار ملک جمشید کو ہمراہ اپنے سواران لشکر کے سوے سیاہ امیر روانہ کرکے اُسوقت
دربار مین گاؤلنگی گاؤسوار کے پہونچا کہ ہرمز و فرامرز و بختیارک گاؤلنگی گاؤسوار کے
دربار مین بیٹھے ہوئے تھے اور بروایتے اُسوقت ہرمز و فرامرز و بختیارک مع اپنی سپاہ کے
گاؤلنگی گاؤسوار کی عملداری مین داخل ہوئے تھے اور گاؤلنگی نے خبر اُنکے آنے کی سُنکے واسطے
اُنکے استقبال کے اپنے فرزندون کو جنکا نام افراسیاب خان اور گیو خان اور سہراب خان
اور گودرز خان اور ہام خان اور کاؤس خان اور دراب خان اور سام خان اور بادشاہون مین سے
زرطاق شاہ و حران شاہ و ملک سرخ پوش اور افسران و سرداران لشکر سے تیمور شیر افگن
اور جمہور اسد افگن و خرس آہن قبا و حرب آہن کارہ و سالک سرخ پوش شتر خوارہ و
اسقیر گرگ پیشانی و الارند شغال چشم و آصف خان ناوک انداز و صمیم آتش خوار و جریدہ
واندروس و ضربان اختر شناس و شہسوار اشتہ پا و سائر منجم و طائر منجم و شمامہ عنبر بو وغیرہ کو مع فوج
و لشکر کثیر روانہ کیا تھا اور جملہ نامبردہ پسران نوشیروان کا استقبال کرکے اُنکو دربار مین لائے تھے
گاؤلنگی گاؤسوار نے بھی دو ایک قدم اُنکا استقبال کیا تھا اور قریب اپنے تخت حکومت کے
ہرمز و فرامرز کو ڈنگلون پر بٹھایا تھا سبب اُنکے تشریف لانے کا بعد دریافت حال مزاج اُنسے پوچھ
رہا تھا وہ محزون ہو کر کہتے تھے اس شخص سے دریافت فرمائیے یہ بخوبی ہمارے حال سے آگاہ کریگا
گاؤلنگی موافق کہنے پسران نوشیروان کے بختیارک سے مخاطب ہو کر پوچھتا تھا وہ بطور مجمل
تمام حالات تباہی و بربادی ملک و مال کے اور احوال حمزہ صاحبقران کی جنگ و جدال کا بیان
کر رہا تھا گاؤلنگی بگوش دل سُن رہا تھا بار بار حالات بربادی و تباہی پر افسوس کرتا تھا اور کہتا
تھا اب یہ شاہزادے یہان آئے ہین مین اُنکی ایسی مدد کرونگا کہ تمام اُنکے دشمنون کو تہ تیغ کرکے
سر اُنکے کاٹ کر اُنکے حوالے کر دونگا اور تمام ممالک موروثی اُنکے اُنکے حق و تصرف مین کر دونگا
مجھ سے حمزہ اور اُسکے سرداران لشکر کیا مقابلہ کرسکین گے خداوندون کی عنایت سے میرے
پاس لشکر کثیر بلکہ بیشمار ہو اور ایسے ایسے بہادر و شجاع میرے فرزند اور میرے سرداران لشکر ہین
گر خود حمزہ بھی اُنسے مقابلہ نہ کرسکے گا ہنگام جنگ اُنکے ہاتھ سے قتل ہوگا لشکر اُسکا جلد تر تباہ و

برباد ہو جائیگا بختیارک اُسکی تقریر سنتا تھا اور بنظر غیرت اُسے دیکھتا تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ نابکار سراسر
بیہودہ بک رہا ہو کچھ بھی اس سے نہو سکے گا جب امیر مع لشکر کثیر یہان آئینگے اُسوقت بعد جنگ وجدال
کے یا تو یہ نابکار امیر سے زیر ہو کر مسلمان ہو جائیگا یا سر میدان جنگ دست امیر کشورگیر سے یہ قتل ہوگا یہ
نالائق اُنکو اور اُنکے سرداران لشکر کو کیا تہ تیغ کریگا اسی حال مین بہران بر سوار نے گاؤ لنگی گاؤ سوار
کو موافق قاعدہ سلام کیا اُسنے اُسکی طرف دیکھکر اپنے لشکر کا ایک سردار قوی بازو جلیل القدر جانکر
اشارہ بیٹھنے کا کیا بہران بر سوار اپنے ونگل پر بیٹھا اُسوقت گاؤ لنگی گاؤ سوار نے پہلے ساقیان
گلرخسار کو مع کشتی مے طلب کیا بعدہ اپنے ملازمون کو پسران نوشیروان کی دعوت وضیافت کرنیکا
حکم دیا خدام سامان دعوت وضیافت کرنے لگے اور ساقیان خوبرو کشتیان مے مشکبو کی لیکر دربار
مین آکر پسران نوشیروان و دیگر اہل دربار کو شراب ناب پلانے لگے دور جام شراب ہونے لگا
جب سب اہل دربار اور گاؤ لنگی گاؤ سوار خوب شراب ناب پی چکے ساقی کشتیان مے کی اُٹھاکر
دربار سے لیگئے بعد جانے ساقیان خوش جمال کے بہران بر سوار نے گاؤ لنگی گاؤ سوار
سے عرض کیا حضور کو کچھ خبر بھی ہر کہ کیا ہوا گاؤ لنگی نے گھبراکر کہا مجھے نہین معلوم جو کچھ تو نے
سُنا ہو یا دیکھا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا حمزہ نے مع لشکر کثیر پہلے قلعۂ فلک فرسا پر حملہ کر کے
داخل قلعہ ہو کے ملک جمشید آپ کے چچا صاحب کو مسلمان کیا بعدہ جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
تصویرین خداوندون کی توڑ ڈالین دیر منہدم کرائے مساجد کے بنانے کا حکم دیا ہر ملک جمشید
نے وہ زرخراج ملک بربر کا جو سات برس کا قلعۂ فلک فرسا مین جمع تھا حمزہ کو دیدیا اُسنے
اپنی سپاہ پر تقسیم کیا فدوی نے یہ خبر سُنکے بغیر حضور کے حکم کے تاب ضبط نہ لاکر ملک جمشید کو بعد
جنگ اسیر کر کے اور میل آہنی اُسکی گردن مین بطور طوق کے ڈالکر ہمراہ اپنے سوارون کے
اس وجہ سے سوی لشکر حمزہ روانہ کر دیا ہو تاکہ حمزہ کو اُسکے حال سے آگاہی ہو اور بہادران
لشکر حضور سے خائف و ترسان ہو کر اِدھر آنے کا ارادہ نہ کرے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے ترش
ہو کر پسران نوشیروان اور بختیارک کی طرف مخاطب جاکر کہا سُنا آپ صاحبون نے جو کچھ کہ
اس بہادر نے بیان کیا ہو دیکھیے ہمارے لشکر کے ایسے خیرخواہ دلاور سردار ہین کہ بغیر ہمارے
حکم کے خود ہی ہمارے دشمن کو سزاے سخت دیتے ہین ابھی ہرمز و فرامرز نے کچھ جواب
نہ دیا تھا اور بختیارک بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یکایک ایک ہرکارہ گھبرایا ہوا گرد و غبار مین آلودہ پسینے
مین غرق دربار مین آیا اور موافق دستور سلام کر کے دست بستہ یون عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
فلک بارگاہ اسوقت فدوی کو ایک خبر عجیب و غریب سنانا منظور ہر اُسے سن لیجیے کیونکہ وہ ایسی خبر ہر کہ سر دربار
اُسکا اظہار اس خاکسار کے نزدیک اچھا نہین ہر لہذا فدوی چاہتا ہر کہ حضور سے تخلیہ مین عرض
کرے گاؤ لنگی نے عالم نشۂ شراب مین کہا جو کچھ عرض کرنا ہر سر دربار عرض کر تخلیہ مین عرض
کرنا کیا ضرور ہر اُسنے حکم پاکر مجبور ہو کر اس طرح عرض کیا حضور وہ خبر یہ ہر کہ یہ نگوار حضور کا آج
اتفاق سے جانب باغ دختر حضور گیا تھا در باغ پر ایک مرکب سبز چشمی با ساز و یراق جواہر نگار استادہ دیکھکر متردد
ہو کر اندر باغ کے گیا تھا اور ایک درخت کی آڑ مین ٹھہر کر سوے بارہ دری نگران ہوا تھا اور بارہ دری

مین عجب حال پر ملال نظر آیا ایک شخص کو پہلوے ملکہ مین بیٹھا دیکھا اور ایک شخص کو نے بجاتے ہوے
دیکھا ہے نہین معلوم اشخاص مذکور کون ہین کہ اُنھون نے یہ بے ادبی اور گستاخی کی ہے یہ کہکر خاموش ہوا
گاولنگی یہ خبر سُنکے اسقدر متحیر ہوا کہ ہمہ تن تصویر حیرت ہوگیا اور سر دربار اس خبر کے سننے سے ایسا منفعل
ہوا کہ سر اپنا جھکا لیا پھر غصہ سے مانند صاحب تپ لرزہ کے کانپنے لگا اہل دربار بھی یہ خبر سُنکے انگشت
بدندان ہوئے اُسوقت بختیارک نے ہنسکر کہا ہم خوب سمجھے جو شخص پہلوے ملکہ مین بیٹھے تھے
یقینی وہ حمزۂ صاحبقران ہونگے اور وہ صاحب نے جو بجاتے تھے اُنکا نام اپنی زبان پر کیا جاری
کرون ڈرتا ہون کہ وہ یہان بھی نہ آجائین اس دربار کو لوٹ نہ لین گاولنگی بختیارک کی تقریر سُنکے
از حد برہم ہوکر کہنے لگا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو بس چپ رہو اسوقت مین نے پسران نوشیروان
کی وجہ سے تمکو سزاے سخت نہین دی ورنہ قتل کرتا میری دختر صاحب عفت و عصمت ہے نہین معلوم
یہ ہرکارہ کیا کہتا ہے گرمی سے دماغ اسکا صحیح نہین ہے بختیارک نے جواب دیا جو کچھ مین نے کہا
صحیح کہا ہے آپ کچھ رنج و غم نہ کیجیے بلکہ خوش ہوجیے کہ آپکی دختر نے اپنی پسند کا ایک شخص جلیل القدر
قوی بازو تجویز کرکے اُسے اپنے پہلو مین بٹھایا ہے عشق مین اُسکے اپنی ذلت و رسوائی کا کچھ خیال
نہین کیا ہے انجام اس عشق کا اچھا ہوگا باہم عاشق و معشوق مین محبت و الفت رہیگی کبھی نااتفاقی
نہوگی خوشا مقدر آپ کا کہ امیر آپ کے داماد ہونے یہ امر میرے نزدیک خوشی کا ہے اور یہ عشق
صرف آپ ہی کی دختر نے امیر سے نہین کیا ہے اکثر سلاطین جہان کی لڑکیون نے امیر سے اسی
طرح عشق کیا ہے ہمارے شہنشاہ نوشیروان کی دختر نیک اختر ملکہ مہر نگار نے بھی حمزہ سے اسقدر
محبت کی کہ آخرکار اُنکے ساتھ گھر سے نکل گئین گاولنگی نے گفتگو بختیارک کی سُنکے دست بقبضۂ شمشیر
ہوکر ارادہ قتل کرنے کا کیا اُسوقت ہرمز و فرامرز نے کہا آپ اس مسخرے کی باتون پر عبث
برہم ہوتے ہین یہ ایسی ہی ہمیشہ باتین کرتا ہے آپ تو ذرا اپنے بادشاہ کی دختر کے بارے مین
ہمارے روبرو ستا ابھی اسنے کیا کہا ہے ایسے شخص کی باتون کا کچھ خیال نہ کیجیے کسی سردار
کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیجیے گاولنگ گاو سوار ہرمز و فرامرز کے کہنے سے بختیارک کے
قتل سے باز رہا اور غصہ کو ضبط کرکے بیران ببر سوار سے مخاطب ہوکر کہا ای بہادر جلد تر جا
جو کوئی مردون سے میری دختر کے باغ مین ہو یا تو اُسے گرفتار کرلا یا سر اسکا تیغ آبدار سے
کاٹ کر میرے روبرو لا سردار مذکور حسب الحکم چند سوارون کو ہمراہ لیکر اور ایک میل آہنی کہ جسکا وزن
چالیس من کا تھا دوش پر رکھکر دلیرانہ جانب باغ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُسوقت در باغ
پر پہونچا کہ خواجہ نے بجا رہے تھے سب خوش ہوکر گانا سُن رہے تھے کچھ کنیزین واسطے کسی ضرورت
کے باغ مین آئین تھین قریب در باغ کھڑی تھین اُنھون نے بیران کو آتے دیکھکر جلد
روبروے ملکہ جاکر عرض کیا حضور غضب ہوا بیران ببر سوار غصہ مین بھرا ہوا بہت سے سوارون
کو ہمراہ لیکر در باغ پر آیا ہے جلد کہین چھپ جائیے اور ان سے بھی کہیے کہ یہ بھی کہین مخفی ہون خواجہ
بھی چھپ جائین سردار مذکور سے جان بچائین یہ سردار بڑا ہی نابکار ہے اپنے زمانہ کا
رستم پیلتن ہے زور اور قوت مین یکتاے روزگار ہے ملکہ یہ خبر سُنکے خوف سے کانپنے لگی اور کہنے

گئی اب کیا ہوگا بیران آتا ہی امیر نے مسکرا کر جواب دیا ای ملکہ کیون ڈرتی ہو بیٹھی رہو اگر
بیران آتا ہی تو آنے دو مین تو اُسکی تلاش مین یہانتک آیا ہون خوب ہوا کہ یہ نابکار خود ہی یہان
آیا ابھی امیر یہ فرما رہے تھے کہ بیران اندر باغ کے آیا اور سوے امیر دیکھکر غضبناک ہوکر پوچھا
او بے ادب تو کون ہی کہ دختر شہنشاہ گاؤلنگی کے پہلو مین بیٹھا ہی کیا زندگی سے بیزار ہی اور میرے
زور بازو سے بیخبر ہی نہین جانتا کہ مین ابھی تجکو گرفتار کرکے خدمت شہنشاہ مین بیجاؤنگا حمزۂ صاحبقران
نے پہلوے ملکہ سے اُٹھکر بارہ دری سے نیچے آکر غضبناک ہوکر جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تو مجکو
گرفتار کرکے کیا لیجائیگا تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھے گرفتار کرے او نابکار مین وہ ہزبر بیشۂ شجاعت
ہون کہ دیران جہان اور جملہ انس وجن اور دیو مجھ سے مقابلہ کر نہین سکتے ہین آگاہ ہو کہ نام میرا
حمزۂ صاحبقران ہی بیران ببرسوار نے نام امیر سے آگاہ ہوکر غضبناک ہوکر میل آہنی کو
گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سر امیر پر مارا امیر نے وار اُسکا خالی دیا میل مذکور زمین پر جو
گرا کئی ہاتھ زمین مین درآیا اُسکے لنگر سے بیران بھی مُنھ کے بھل گرتے گرتے بچا اُسوقت
امیر نے میل مذکور دست بیران سے بقوت بازو چھین لیا اُسنے غضبناک ہوکر تیغۂ آبدار و
گرانبار نیام سے کھینچا امیر نے بھی شمشیر آبدار علم کی اُسوقت عورتون کا لڑائی ہونے سے
شور وغل کرنا اور بیران ببرسوار کو کلمات درشت کہنا خصوصاً ملکہ مہرانگیز کا نالہ و بکا کرنا بیران
کو کوسنا اور امیر سے کہنا صاحب تم اس نابکار سے نہ لڑو میرے پاس چلے آؤ اور خواجہ کا
سمجھانا کبھی خدمت امیر مین آنا گاہ بارہ دری پر جاکر عورتون کو شور وغل کرنے سے منع کرنا
کیا تحریر کیا جاے اُسی وقت مین بیران نے تیغۂ آبدار امیر کے سر پر لگایا امیر نے تیغہ
کو سپر پر روکا پھر شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی اسی طور سے تھوڑی دیر
تک لڑائی ہوئی آخرکار بیران ببرسوار نے برہم ہوکر تیغہ بصد قوت سر پر امیر کے لگایا امیر
نے ایک ہاتھ مین تیغ و سپر لیکر بارٔھ پر تیغہ کی نظر کی جب تیغہ قریب آیا چالاکی سے اُسکے بند دست
پر ہاتھ ڈالکر تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر اس زور سے لگایا کہ وہ خاک
پر گرا اُسوقت امیر نے وہی میل فولادی اُٹھا کر مانند طوق کے اُسکے گلے مین ڈالدیا اور کہا
او نابکار تجھ ایسے ناتوان کو کیا قتل کرون جا دور ہو یہ میل تیری گردن مین اسوجہ سے مانند
طوق کے پیچیدہ کرکے ڈالدیا ہی کہ تو نے بھی ملک جمشید کے گلے مین اسی وزن کا میل آہنی
ڈالدیا تھا اور کلمات ناگفتہ بہ زبان پر جاری کیے تھے اُسی کا عوض تجھ سے لیا گیا ہی وہ نابکار
بہ گفتار امیر کشورگیر کی مُنکے باغ سے نکلکر بدشواری ایک سمت روانہ ہوا ہمراہ اُسکے کوئی سوار
نہ تھا وقت جنگ سب سوار رنگ لڑائی کا دیکھکر خوف سے بھاگ گئے تھے راوی بیان کرتا ہی
کہ جب بیران ببرسوار بدشواری اُس جگہ پہونچا جس جگہ صحرا مین اُسکا لشکر پڑا ہوا تھا اہل لشکر
نے اُسے دیکھکر پوچھا یہ کیا حال ہی اُسنے کہا جلد اس میل کو تم سب ملکر کسی طرح میری گردن سے
نکالو تاکہ میری جان بچے سب نے بقوت تمام بہزار مشکل حداد کی شرکت سے اُس میل کو اُسکی
گردن سے دور کیا بیران تھوڑی دیر تک تو گردن کے درد سے سر نہ اُٹھا سکا بعدہ برہم ہوکر

اپنے اہل لشکر سے کہنے لگا آج مجکو وہ ذلت ہوئی ہی کہ کبھی نہوئی تھی ایسی ذلت اُٹھاکر زندہ رہنے کو
عقل نہین کہتی ہی چاہتا ہون کہ تم سب میرے ہمراہ چلو یا تو مین حمزہ کو گھیر کر قتل کرکے سر اُسکا تن سے
جدا کرونگا یا خود اُنکے ہاتھ سے وقت جنگ قتل ہونگا سبھون نے عرض کیا چلیے ہم سب ہمراہ چلنے کو
موجود ہین بران سوار ہوکر ساٹھ ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر پھر سوے باغ مذکور چلا اسکو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال ملکہ مہر انگیز وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب بران باغ سے نکلکر چلا گیا
سب عورتین قوت و شجاعت امیر کی دیکھکر خوش ہوئین خصوصاً ملکہ مہر انگیز گلابی پوش بہت خوش
ہوئی اور کچھ خیال کرکے امیر سے کہنے لگی اب مین ایک لحہ بھی اس باغ مین نہ رہونگی جلد مجکو اپنے
ساتھ اپنے لشکر مین لیچلیے مجھے یہ ڈر ہی کہ ایسا نہو کہ میرا پدر بران کے حال سے آگاہ ہوکر فوج کثیر
ہمراہ سرداران نامی کے روانہ کرے اور وہ آکر باغ کو گھیر لین مجکو مار ڈالین اور آپکو بھی
حتے الامکان زخمی کرین ہر چند امیر نے کہا ای ملکہ اگر فوج کثیر کوئی سردار لیکر آئیگا تو کیا ہوگا تم نزدرد
اسی باغ مین رہو لیکن اُسنے نہ مانا آخر امیر نے مجبور ہوکر کہا اچھا میرے ہمراہ میرے لشکر مین چلو
ملکہ نے خوش ہوکر سامان چلنے کا کیا لاکھون روپیہ کا شیشہ آلات اور جواہرات جو بارہ دری
مین تھا اُسے دیکھکر کہا اس مال واسباب کو فی الحال جلدی مین کیونکر لیچلون خواجہ نے کہا ای ملکہ
نہ گھبراؤ مین سب مال واسباب اپنے پاس رکھونگا یہ کہکر جال الیاسی نکالکر سب مال واسباب
پر مارا پھر مع جال نذر زنبیل کیا ملکہ وغیرہ جملہ عورتین حیران ہوئین جسوقت خواجہ مال مذکور
نذر زنبیل کر چکے اور ایک تنکا بھی باقی نہ رہا بارہ دری مین خاک اُڑنے لگی ملکہ مع اپنے ہمراہی
عورتون کے فنس اور ڈولیون مین سوار ہوکر ہمراہ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کے چلین
ابھی کہار ڈولیان اُٹھائے ہوئے تھوڑی ہی دور متصل ایک پہاڑی کے گئے تھے ناگاہ سوے
صحرا غبار بلند ہوا خواجہ نے سوے غبار دیکھکر امیر سے عرض کیا معلوم ہوتا ہی کہ سپاہ کثیر اسطرف
آتی ہی امیر نے فرمایا تم اِن سب کہارون سے کہو کہ فنس اور ڈولیان اس پہاڑی پر لیجائین خواجہ
نے کہارون سے کہا وہ اُسیوقت پہاڑی پر سواریان لیکر چلے گئے ابھی امیر مرکب پر سوار دے
غبار دیکھ رہے تھے یکایک ہوائے تند سے وہ غبار دور ہوا بران بر سوار ساٹھ ہزار سوار
کی جمعیت سے نمودار ہوا امیر اُسے دیکھکر برہم ہوئے دل مین کہنے لگے یہ نابکار پھر آتا ہی ہنوز
امیر یہ کہ رہے تھے کہ بران آپہونچا اور نعرہ کیا ای حمزہ اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے
تمکو اسی جگہ قتل کرونگا اور دختر شہنشاہ کو اپنے ساتھ روبروے گاؤ ڈھنگی کا ڈ سوار لیجاونگا
امیر نے جواب دیا او نابکار تو کیا بکتا ہی ابکی مرتبہ قضا تیری تجکو یہان لائی ہی بہتر یہ ہی کہ میرا اسد اد
نہو اُسنے جواب دیا مین تمہارا سر لیکر جاونگا امیر یہ سُنکے برہم ہوئے بران نے اپنے لشکر سے
کہا چار طرف سے حمزہ کو گھیر کر نیزہ و تیر و شمشیر لگاؤ اور مین بھی جنگ رستمانہ کرونگا اہل لشکر نے موافق اُسکے
حکم کے چار جانب سے امیر پر حملہ کیا امیر نے بھی تلوار کھینچکر اُنسے مقابلہ کیا لڑائی ہونے لگی
امیر تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنے لگے خواجہ پہاڑی پر سے سوارون کو گوپھن مین پتھر
مارنے لگے اکثر سوارون کو ہلاک کرنے لگے کبھی خدمت امیر مین آکر اکثر عنوان سے اُنھین بچانے لگے

راوی بیان کرتا ہے کہ ہرچند امیر نے دس ہزار سوارون کو تیغ آبدار سے قتل کیا لیکن لشکر بران پسپا نہوا اُسوقت امیر نے سوے فلک دیکھکر خداوند عالم سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی جانب دشت غبار بلند ہوا اور ایک لحمہ مین ہوا سے وہ غبار دفع ہوا خواجہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے بصد عجلت گھوڑون کو دوڑاتا ہوا آتا ہے جب وہ قریب آیا مع لشکر سپاہ بران پر گرا اور سوارون کو قتل کرنا شروع کیا بران یہ حال مشاہدہ کر کے غضبناک ہوا اور قریب نقابدار کے پہونچکر پوچھنے لگا او نقابدار تو کون ہے بیوجہ ہمسے کیون لڑتا ہے اُسنے جواب دیا او نابکار آگاہ ہو کہ مین تیرے حق مین ملک الموت ہون تجھے قتل کرونگا بران نے یہ سُنکے تیغ آبدار سر پر لگایا اُسنے سر پر تیغ کو روک کر ایسی تلوار اُسکے سر پر لگائی کہ وہ تا دو ابرو زخمی ہوا اُسوقت بران نے گھبرا کر دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن زخم سر سے چادر خون کی اسقدر نکلی کہ وہ ہمہ تن خون مین نہا گیا اور بوجہ ضعف کے غش کھا کر زمین پر گرا اُسدم نقابدار نے چاہا تھا کہ سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرے مگر بران کی سپاہ سد راہ ہوئی بہت سے سوار دست نقابدار اور امیر عالیوقار کے ہاتھ سے قتل ہوئے مگر بران کو اُسکے اہل لشکر نے قتل ہونے نہ دیا اور زمین سے اُٹھا کر ایک مرکب پر ڈالکر پسپا ہو کر ایک سمت بھاگے امیر اور نقابدار نے کچھ اُنکا تعاقب کیا جب وہ دور بھاگ گئے امیر نے نقابدار سے مخاطب ہو کر پوچھا اے نقابدار مجکو تجھ سے بوے الفت آتی ہے سچ بتا کہ تیرا نام کیا ہے اُسنے جواب دیا اے امیر ابھی نام اپنا نہ بتاؤنگا لیکن اتنا کہتا ہون کہ مین علمشاہ کے ڈنگل کا حقدار ہون سواے میرے اور کوئی اُس ڈنگل کا ذی حق نہین ہے یہ کہکر مع اپنے ہمراہی سوارون کے ایک سمت روانہ ہوا امیر خواجہ عمرو اور ملکہ وغیرہ تمامی عورتون کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے انکو در راہ مین چھوڑیے اور اب حال بران کا سنیے کہ جب سوار اس نابکار کو مرکب پر ڈالکر میدان جنگ سے بھاگ کر روبروے گاؤلنگی پہونچے وہ نابکار متغیر حال ہوا چونکہ بران کو ہوش آگیا تھا خود اُسی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا گاؤلنگی تمام حال سُنکے غضبناک ہوا اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے بہادران یکتاے روزگار و اے دلاوران تہور شعار کون تم مین سے ایسا بہادر ہے کہ لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جائے اور سر امیر کا تیغ آبدار سے کاٹ کر میرے روبرو لے آئے حمزہ نے مع لشکر عنقریب میرے ممالک پے آکر بیہودہ باتین اختیار کی ہین اور میرے دل کو اُس بداندیش نے بڑی بڑی ایذائین دی ہین یہ کہکر خاموش ہوا اُسوقت ہام بن گاؤلنگی نے گودرز بن گاؤلنگی سے آہستہ کہا کہ فی زمانہ ہمارا اور تمہارا شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر نہین ہے بس مناسب وقت یہ ہے کہ ہم اور تم فوج کثیر لیکر سپاہ حمزہ کی طرف روانہ ہون اور بمقابلہ لشکر حمزہ پہونچکر طبل جنگ بجوا کر محض اور خاص حمزہ سے سر میدان مقابلہ کر کے سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کر کے اپنی ہمشیرہ ملکہ مہر انگیز گلابی پوش کو ہمراہ اپنے لے آئین گودرز نے کہا اے برادر میری بھی یہی راے ہے بڑی ذلت کی بات ہے کہ ہم اور تم زندہ ہون اور حمزہ مہرانگیز کو باغ سے نکالکر لیجائے جسوقت دونون برادران مذکورہ باہم مشورہ کر چکے سب سے پہلے اپنے ڈنگلون سے اُٹھکر اپنے پدر سے کہنے لگے ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہمکو آپ روانہ کیجیے ہم جاکر سر حمزہ تیغ سے

کاٹ کرے آئینگے گاؤلنگی نے اجازت دی دونون نامبردہ دولاکھ سوارون کو ہمراہ لیکر سوے لشکر امیر روانہ ہوئے بعد جانے ان دونون نابکارون کے گاؤلنگی ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا مجھے یقین کامل ہی کہ اب حمزہ کی اجل نزدیک آئی ہی دونون فرزند میرے کہ جو اپنے زمانہ کے رستم و اسفندیار ہین براے مقابلہ حمزہ گئے ہین جلد سر حمزہ شمشیر آبدار سے کاٹ کر لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کرکے یہان آئین گے ہنوز پسران نوشیروان نے کچھ جواب نہ دیا تھا یکایک بختیارک نے مسکرا کر کہا جو کچھ آپ نے فرمایا بجا ہی مجھے بھی یقین ہی کہ آپ کے صاحبزادے سر حمزہ تیغ سے کاٹ کر اور اُسکے لشکر کو برباد کرکے جلد آئین گے اپنی بہن کو بھی ہمراہ لیتے آئین گے بران برسوار سے تو کچھ نہو سکا یہ البتہ گئے ہین کار نمایان کرینگے گاؤلنگی نے پوچھا اے ملک جی کیا تمکو اس امر مین تردد ہی جو ایسی تقریر کرتے ہو اُسنے عرض کیا نہین حضور جو کچھ مین نے کہا ہی بیجا نہین کہا ہی جلد تر جو کچھ ہوگا سن لیجیے گا

داستان داخل ہونا امیر کا اپنے لشکر مین اور روانہ کرنا پہلوان عادی کو ہمراہ اتش خیمہ طرف بربر کے اور جانا قاسم کا واسطے شکار کے اور بعد جنگ گرفتار کرنا ہام و گودرز پسران گاؤلنگی گاؤسوار کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی نامہ

شہرت تری چارسو ہو ساقی
کب سے امیدوار ہین ہم
بال بط مو پہ ہما ہے
چشم مردم کو سیر بین ہی
وہ بادہ تند کر تو حاضر

دینا ہو اور تو ہو ساقی
میخانہ کی تیری مروہ ہو تیز
جام آئینۂ جہان نما ہے
جسوقت لب آشنا ہوئی مل
لکھون اک داستان نادر

دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
ہوا اشہب نشہ گرم مہمیز
عینک جو کہون روا نہین ہی
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
محرران قصۂ عجیب و کاتبان

واقعۂ غریب اس داستان نادر کو اس طرح رقم کرتے ہین کہ جب بران برسوار دست لقا بدار سبز پوش سے زخمی ہوا اور سوار اُسکے لشکر کے اُسکو مرکب پر ڈالکر میدان جنگ سے بھاگ گئے اور امیر بعد جانے لقا بدار کے ملکہ مہر انگیز وغیرہ کو ہمراہ لیکر سوے لشکر اسلام روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب قریب لشکر کے پہونچے بادشاہ لشکر اسلام کو بذریعۂ ہرکارون کے خبر ہوئی کہ امیر تشریف لاتے ہین اُسوقت بہت سے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ واسطے استقبال امیر کے جائین حسب الحکم سرداران لشکر اسلام گئے اور استقبال امیر کا کرکے لشکر اسلام مین لائے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم کرکے اور دربار مین اپنے دنگل پر بیٹھکر تمام حال جو بعد شکار کرنے کے گذرا تھا بیان کیا بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران سپاہ خوش ہوئے یہان تو امیر دربار مین بیٹھے ہین لیکن اب احوال ملکہ مہر انگیز کا لکھا جاتا ہی کہ جب ملکہ مذکور ہمراہ امیر کشورگیر کے داخل لشکر اسلام ہوئین بموجب حکم امیر کے عمرو نے ایک بارگاہ فلک فرسا مین ملکہ اور اُنکی ہمراہی عورتون کو سواریون سے اُتروایا اور بارگاہ مین جملہ سامان راحت و آرام مہیا کر دیا اُسوقت ملکہ مہر انگیز گلابی پوش نے خواجہ عمرو سے اپنا تمام مال و اسباب طلب کیا خواجہ نے افسوس کرکے کہا اے ملکہ تمہارا سب مال و اسباب اثناے راہ مین بوجہ لڑنے کے گھبراہٹ مین

گر گیا اب اُسکا لنا ممکن نہین خیر اُس مال و اسباب کا کچھ خیال نہ کر وحند اسنے تمھاری
اور حمزۂ صاحبقران کی جان بچائی گلچہرہ یہ تقریر خواجہ کی سُنکے ہنسکر کہنے لگی یہ دزد کہنہ ہی اب
مال و اسباب لیکر نہ دیگا ای ملکہ عالم سُنا ہی کہ یہ ساربان بچہ جو کچھ زنبیل مین رکھ لیتا ہی حتی الامکان
پھر نہین نکالتا ہی لہذا جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اس سے مال و اسباب طلب نہ کیجیے یہ آپ کے کہنے سے نہ دیگا
ہان اگر امیر کشورگیر سے کہیے گا تو شاید وہ اُنسے تمام مال و اسباب آپ کا دلوا دین ملکہ یہ سُنکے خاموش
ہو رہی خواجہ گلچہرہ کی باتون سے کچھ برہم ہوکے بارگاہ حشامی مین آئے اور اپنی کرسی پر بیٹھے ابھی
خواجہ بیٹھے ہی تھے کہ امیر نے سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر فرمایا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی
ایسا بہادر بارگاہ سلیمانی و دیگر سامان لیکر سوے بربر روانہ ہو کہ اگر سرداران گاؤلنگی اور
فرزندان گاؤلنگی ارادہ پیش خیمہ لینے کا کرین تو لے نہ جاسکین اور اگر اُنسے لڑائی ہو تو وہ دلیرانہ
لڑے ہنوز امیر کشورگیر یہ فرماکر خاموش ہونے تھے اور کوئی سردار کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ پہلوان
عادی نے اُٹھکر کہا ای امیر سوائے میرے اور کون ہمراہ پیش خیمہ کے جاسکتا ہی ہمیشہ سے
مین ہی اس کام پر مقرر ہون لہذا مین ہی جاؤنگا اور جو کوئی بداندیش مجھ سے لڑائی کا ارادہ کریگا
اُس سے لڑونگا حتے الامکان اٹالۂ بارگاہ سلیمانی کا اُسے لیجانے نہ دونگا کیونکہ مین بہادر ہون
بھائی آپ کا مشہور ہون امیر نے اُسکے کہنے سے اسی کو اجازت دی اور کہا اٹالے سے بارگاہ
سلیمانی کے خبردار رہنا پہلوان عادی نے عرض کیا بھلا مجھ سے کیا کوئی چھین لیگا یہ کہکر بارگاہ
سے نکلکہ اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا ساتھ لیکر مع اپنی فوج کے سوے بربر روانہ ہوا بعد جانے پہلوان
عادی کے قاسم نے امیر سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہی کہ آج سوے صحرا واسطے شکار کے
جاؤن سُنا ہی کہ یہان کے صحرا مین وحش و طیور بکثرت ہین امیر نے اجازت جانے کی دیکر فرمایا
جلد شکارگاہ سے یہان آجانا کیونکہ ہم دو ایک روز مین یہانسے کوچ کرینگے قاسم نے عرض کیا
انشاءاللہ مین جلد حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے دنگل سے اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور تمام اپنے ہمراہی
یاقوت پوشون کو اور قیماس خان خاوری اپنے مامون کو اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیکر
بسامان شکار مرکب پر سوار ہوکر سوے صحرا روانہ ہوا اور بعد قطع راہ دور و دراز ایک دامن
صحرا مین جاکر قیام پذیر ہوکر شکار وحش و طیور مین مصروف ہوا اسکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہی
اور اب احوال پہلوان عادی اور ہام بن گاؤلنگی اور گودرز بن گاؤلنگی کا تحریر کیا جاتا
ہی کہ جب پہلوان عادی لشکر اسلام سے کوچ کرکے ایک مرغزار مین ہنگام سحر پہونچے وہ جگہ بہت
پسند کرکے ہمراہیون سے کہا آج اسی جگہ قیام کرینگے جلد خیام استادہ کیے جائین ملازم موافق
کہنے عادی کے خیام استادہ کرنے لگے ابھی اچھی طرح خیام استادہ نہ کیے گئے تھے کہ ایک
جانب صحرا سے غبار عظیم ظاہر ہوا ہمراہیان عادی سوے غبار دیکھنے لگے ابھی سب جانب
غبار دیکھنے تھے ناگاہ ہوا سے وہ غبار دفع ہوا سب نے دیکھا کہ دو نوجوان نہایت قوی ہیکل
و قوی بازو مسلح و مکمل مرکبون پر سوار آگے آگے لشکر کے ہین اور دو لاکھ سواران بربری
پیچھے پیچھے اُنکے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین یہ آمد لشکر کثیر دیکھکر ہر ایک اپنے دل مین

کہنے لگا خدا خیر کرے ابھی سب متردد تھے ناگاہ گودرز نے بمقابلہ لشکر قلیل پہلوان عادی کے آگر مرکب
کو روک کر چین بجبین ہوکر عادی سے مخاطب ہوکر پوچھا تو کون ہی اور یہ اثالہ بارگاہ کا کہان لیے
جاتا ہی نام تیرا کیا ہی پہلوان عادی نے اپنے ڈگے گھوڑے کو کئی کوڑے مارکر بہزار دشواری چند
قدم بڑھاکر جواب دیا ای جوان آگاہ ہوکہ نام میرا عادی ہی پہلوان زبردست ہون ہنگام جنگ کوہ
کو کاہ جانتا ہون اور شیر نر کو روباہ تصور کرتا ہون بھائی حمزۂ صاحبقران کا ہون پیش خیمہ
حمزۂ صاحبقران کا جانب بربر لیے جاتا ہون لشکر ظفر اثر برادر حمزۂ صاحبقران کا پیچھے ہی کل
پرسون تک وہ بھی یہانتک آجائیگا بعد ازان یہانسے کوچ کرکے گاؤلنگی گاؤسوار پر حملہ کیا جائیگا
گودرز یہ تقریر سنکر برافروختہ ہوکر کہنے لگا او عادی بہتر یہی ہی کہ اثالہ بارگاہ کا ہمارے حوالے
کردے اور اس جگہ سے مع اپنے ہمراہیون کے چلاجا ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا ہم فرزند
گاؤلنگی گاؤسوار کے ہین مثل اپنا شجاعت مین نہین رکھتے ہین تو ہمسے کیا مقابلہ کریگا تیرا تن
و توش فقط دیکھنے ہی کا ہی قوت تجھ مین کچھ ایسی نہوگی پہلوان عادی نے دلیرانہ جواب دیا او
نابکار تو مجھے نحیف و ناتوان جانتا ہی اور مجھ سے اثالہ بارگاہ کا طلب کرتا ہی مین ہرگز نہ دونگا اور
اگر زیادہ حجت و تکرار کریگا تو ابھی لخت شداد سے تیرے سر کو شکستہ کرونگا وہ یہ کلمات سنکے
نہایت غضبناک ہوکر کہنے لگا ای عادی معلوم ہوتا ہی کہ تیری اجل ہی آئی ہی کہنا ہمارا تو نہین
مانتا ہی خیر تجکو اختیار ہی اب آمادہ مرگ ہوجا عادی نے یہ سنکے اپنے لشکر قلیل کی صف آرائی کی
گودرز نے نیزہ لیکر مرکب کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینہ عادی
کو تاک کر نیزہ مارا ادھر عادی نے بہزار مشکل اپنے گھوڑے کو بڑھاکر اپنے نیزہ کی سنان پر
اُسکے نیزے کی سنان کو روکا شرر پیدا ہوئے پھر اُسکے اوپر نیزہ لگایا اُسنے بھی نیزہ نیزے
پر روکا تھوڑی دیر تک اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار گودرز نے ازحد برہم ہوکر کہا او عادی
ابکی مرتبہ وہ بند نادر باندھونگا کہ تجھ سے نہ کھلے گا یہ کہکر بقوت تمام تر نیزہ مارا اس طرف عادی
نے نیزہ کو نیزہ پر روک کر مرکب کو کچھ بڑھاکر بفنون سپہ گری نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال لیا سنان
نیزہ نیزہ سے نکل کر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری ہمراہیان عادی نے شور تحسین
و آفرین بلند کیا گودرز سنان نیزے کے نکل جانے سے بہت خجل ہوکر ڈانڈ نیزہ غضبناک ہوکر
عادی پر لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا ڈانڈ گودرز کے نیزۂ طویل کی ٹوٹ گئی
اُسوقت گودرز نے اُس ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر بصد قہر و غضب قبضۂ تیغ گران پر ہاتھ ڈالا
اور نیام سے تیغ آبدار کھینچکر مرکب کو بڑھاکر خبردار خبردار کہکر تیغ ندکور عادی کے سر پر لگایا
اس طرف عادی نے سپر اُٹھائی تیغ سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو سر مین در آیا عادی نے دستانہ
مارا تیغ تو سر سے نکل گیا مگر خون اسقدر سر سے نکلا کہ عادی ہمہ تن خون مین تر ہوگیا اُسوقت
ضعف سے عادی کو غش آنے لگا مرکب پر بیٹھنا دشوار ہوگیا گودرز نے مرکب کو بڑھاکر ارادہ
کیا کہ سر عادی کا تن سے جدا کرلیجیے برادران عادی اُسکے ارادہ سے آگاہ ہوکر برائے
مدد آگے بڑھے گودرز نے پیچھے مڑکر دیکھا بھائی اُسکا ہام تمام سوارون کو ہمراہ لیکر تیغ علم کرکے

واسطے اعانت برادر اپنے کے بڑھا راوی ناقل ہی کہ جب کفار و دیندار دونون باہم مل گئے تلوار چلنے لگی لاش پہ لاش
میدان جنگ مین گرنے لگی ہر چند برادران پہلوان عادی نے صدہا کافرون کو قتل کیا مگر ہجوم کم نہوا انجام کار
اکثر برادر عادی جنگ مغلوبہ مین دست کفار سے زخمی ہوئے بعد زخمی ہونے برادران پہلوان عادی
کے ہمراہیان عادی تاب ثبات قدمی نلا کر پہلوان عادی کو اور جملہ زخمیون کو ہمراہ لیکر پسپا ہو کر شکست کھا کر میدان
جنگ سے ہٹے ہام اور گودرز نے اثالہ بارگاہ سلیمانی کا اور دیگر اسباب اپنے تحت و تصرف مین کیا اور تھوڑی
دور تک اہل اسلام کا تعاقب کرکے مرکبون کو روک کر باہم دونون نے مشورہ کیا کہ یہ اثالہ بارگاہ سلیمانی کا اور
دیگر خیمہ و خرگاہ جو ہاتھ آیا ہی اسے خدمت پدر مین بیجا ناچاہیے کیونکہ یہ امر باعث اونکی خوشی اور ہماری
ناموری کا ہی یہ مشورہ کرکے سب اسباب مذکور لیکر مع لشکر جانب بارگاہ گاؤلنگی روانہ ہوئے
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال عادی اور ہمراہیان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جب عادی
زخمی ہو کر بیہوش ہوگیا اور برادر بھی اُسکے بعد جنگ عظیم زخمی ہوئے ہمراہیان عادی تاب مقابلہ
نلا کر میدان کارزار سے شکست کھا کر بھاگے بعد قطع راہ اتفاق سے اُس صحرا مین پہونچے جس صحرا
مین ملک قاسم شکار کھیل رہا تھا جب اُسنے پہلوان عادی وغیرہ کو زخمی دیکھا لشکریان عادی
سے پوچھا یہ کیا واقعہ ہوا بیان کرو اُنھون نے تمام حال لڑائی کا بیان کرکے کہا ہم قلیل تھے اور
کفار دو لاکھ تھے اسی سبب سے شکست کھا کر چلے آئے اور کفار اثالہ بارگاہ سلیمانی کا اور دیگر اسباب
لیگئے ملک قاسم یہ خبر سُنکے نہایت غضبناک ہوا چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا شکار کھیلنا
ترک کیا اور عادی وغیرہ سے کہا اب تم سب لشکر امیر مین جاؤ وہ سب تو سوے لشکر امیر
روانہ ہوئے لیکن قاسم مع اپنے ہمراہیون کے جانب بربر روانہ ہوا اور بصد عجلت راہ طے کرتا ہوا
اُس میدان مین پہونچا کہ جس میدان سے لشکر ہام اور گودرز سوے بربر جاتا تھا ملک قاسم نے
لشکر کفار کو دیکھکر نعرہ کیا اے کافران نابکار و اے بیدینان جفا کار کہان جاتے ہو کہ مین آپہونچا تم سب کو
قتل کردونگا تمنے غضب کیا کہ پہلوان عادی وغیرہ کو زخمی کرکے اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لے لیا ہی
ہام بن گاؤلنگی اور گودرز بن گاؤلنگی نے ہمراہ ملک قاسم کے فقط چالیس ہزار یاقوت پوش
دیکھکر خیال کیا کہ یہ جوان ہمسے کیا لڑ سکیگا ہمارے پاس دو لاکھ سوار ہین یہ خیال کرکے اپنے
مردمان لشکر کو حکم دیا کہ ان یاقوت پوشون پر ایکبارگی حملہ کرکے سب کو تہ تیغ کرو سواران
لشکر نے اُنکے حکم سے ایکبارگی حملہ کیا جب دو دریاے لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کفار
کے سر و تن مین جدائی ہونے لگی یاقوت پوش کفار کو ضرب شمشیر آبدار سے راہ عدم دکھانے
لگے اور سواران بربر کو خاک و خون مین ملانے لگے خصوصاً ملک قاسم اور قیماس خان
خاوری تیغ آبدار سے سواران لشکر کفار کو اس طرح قتل کرنے لگے کہ دیکھنے والون کو حیرت
ہوگئی جس طرف ملک قاسم لڑتا ہوا گیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے ڈھیر لگا دیئے اور
جس جانب قیماس خان جنگ رستمانہ کرتا ہوا گیا سیکڑون کو جان سے مارا راوی بیان کرتا ہی
کہ دو پہر تک اُس میدان مین خوب لڑائی ہوئی ملک قاسم نے ساٹھ ہزار سواران نابکار
کو قتل کیا اور قیماس خان اور جملہ یاقوت پوشون نے دس پندرہ ہزار سوار راہی دار البوار

کے وقت شام ہام اور گودرز نے عاجز ہو کر طبل بازگشت بجوا دیا جب صداے طبل بازگشت لشکر
حریف سے بلند ہوئی ملک قاسم اور قیماس خان خاوری اور تمام یاقوت پوشون نے
لڑائی سے ہاتھ روکا کفار ایک جانب اور اہل اسلام ایک طرف کچھ فاصلے سے قیام پذیر ہوئے اور
ملک قاسم اور قیماس خان اُدھر گودرز اور ہام بارگاہون مین داخل ہوئے اہل لشکر خیام مین
راحت پذیر ہوئے ہنگام شب ہام نے اپنے برادر گودرز سے کہا ہم اس جوان کو ایسا شجاع نہ جانتے
تھے اسنے تو ہمارے لشکر کو گویا نصف قتل کر ڈالا تلوار اسکی چمک کر سر پر سوارون کے اس طرح گرتی
تھی کہ گویا برق گرتی تھی اگر ہنگام شام ہم طبل بازگشت نہ بجوا دیتے تو لشکر ہمارا بھاگ جاتا ہم غور سے
دیکھ رہے تھے کہ سوار ہمارے لشکر کے قریب شام میدان جنگ سے پیچھے ہٹنے لگے تھے اور یاقوت پوش
دلیرانہ آگے بڑھے آتے تھے گودرز نے جواب دیا یہ جوان سرخ پوش نبیرہ حمزہ کا ہے اسکا نام ملک
قاسم ہے شجاعت و بہادری مین مشہور ہے اسکے نوہ کرنے سے ہمکو معلوم ہوا پہلے ہم اسکے نام سے
آگاہ نہ تھے اس بہادر سے آج تو جنگ مغلوبہ ہوئی لیکن اب ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ طبل جنگ
بجوا کر تنہا میدان کارزار مین ہم یا تم اس سے مقابلہ کرین عجب نہین کہ وقت جنگ ہمارے یا تمہارے
ہاتھ سے ملک قاسم قتل ہو اُسنے راے اسکی پسند کر کے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ
بجایا جائے ہنگام سحر ملک قاسم سے پھر مقابلہ کرینگے ملازمون نے بموجب حکم طبل جنگ بجایا جسوقت آواز
طبل جنگ کی بلند ہوئی سیارہ بن عمرو نے ملک قاسم سے آکر کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اسوقت ہام
اور گودرز پسران گاؤ لنگی گاؤ سوار نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُن بداندیشون کا
یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین صف آرا ہو کر آتش جنگ و جدال کو بھڑکائین باقی خیریت ہے ملک
قاسم نے یہ خبر سنکے کہا کہدو ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت الٰہی نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے
سیارہ نے حکم ملک قاسم سے نقارہ نوازون کو آگاہ کیا انھون نے بسم اللہ کہکر چوب اُٹھا کر
نقارۂ جنگی پر لگائی صداے نقارہ اسقدر بلند ہوئی کہ تا قصر فلک گئی زمین تھرائی جب دونون لشکرون
مین صداے طبل و نقارہ بلند ہوئی مردان ہر دو لشکر سامان جنگ کرنے لگے کوئی بہادر اپنی تلوار
پر صیقل کرنے لگا کوئی تیرانداز اپنے تیرون کو درست کر کے ترکش مین بھرنے لگا غرض اسی طرح
ہر ایک لشکری نے تیاری لڑائی کی کی جب زمانہ شب کا گذر گر دہ وقت آیا کہ بمقتضاے نظم

سمٹ کر جلد دامن طول شب کا	بنا آنچل رخ صبح طرب کا
ہوا خورشید نور افشان نظر مین	چھپا مہتاب آغوش سحر مین

اس طرف سے ملک قاسم بعد اداے نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر
مرکب پر سوار ہو کر بہمراہی قیماس خان خاوری یاقوت پوشون کو ہمراہ لیکر برغبت تمام سوے
میدان کارزار گیا اور میدان مصاف مین پہونچکر مرکب کو روک کر انتظار بداندیشان نابکار کا کرنے لگا تھوڑی
دیر نگذری تھی کہ اُس جانب سے ہام بن گاؤ لنگی اور گودرز بن گاؤ لنگی ایک لاکھ بیس ہزار سوارون
کو ہمراہ لیکر بصد نخوت و غرور میدان نبرد مین آئے اُسوقت حکم ملک قاسم اور اشارہ ہام بن گاؤ لنگی
گاؤ سوار سے دونون لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردار پھاوڑے اور بیلچے لیکر نکلے اور میدان
مصاف مین جھاڑی جھنڈی کو دور کر کے زمین پست و بلند کو ہموار کرنے لگے جب حسب دلخواہ درستی

میدان نبرد کر چکے میدان مصاف سے ہٹ گئے اُسوقت حکم سے مالکان ہر دو لشکر کے سقے مشکون مین پانی بھر کر لائے اور میدان نبرد مین چھڑکنے لگے تھوڑی دیر مین اسقدر پانی چھڑکا کہ تمام میدان جنگ آب پاشی سے سرد ہو گیا اور تمام گرد و غبار دور ہو گیا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہو چکی بعد صف آرائی کے دونون لشکرون سے کڑکیت اور نقیب نکلکر حسب دستور بیچ مین میدان جنگ کے آکر کڑکیت جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر باواز بلند اس طرح اُنکو آمادۂ جنگ کرنے لگے کہ ای دلاوران نامدار وای بہادران تہور شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ے دون مانند ایک سرا کے ہی اور زندگی اہل جہان کی چند روزہ ہی بلکہ چند روز کا بھی یقین نہین ہی ہم اور تم اس دار فانی اور سرای دہر مین اس طرح ہین جیسے کوئی مسافر سرا مین مقیم ہوتا ہی شب کو سرا مین رہتا ہی اور ہنگام سحر کوچ کی تیاری کرتا ہی ماحصل اس تقریر کا یہ ہی کہ کچھ زندگی کا اعتبار نہین ہی ہر وقت اجل کے آنے کا خوف ہی بس تھوڑی زندگی مین عاقل کو کارہاے نیک کرنا لازم ہین تاکہ بعد مرگ اُسکو اہل جہان یاد کرین اور ذکر خیر اُسکا ہر ایک بزم مین کرین ہمارے نزدیک کارہاے نیک سے بہتر اس کام سے نہین ہی کہ ملازم اپنے آقا و ولی نعمت کا حق نمک ادا کرے دشمنون کو اُسکے دلیرانہ قتل کرے اپنی جان اور اپنے اہل و عیال کا کچھ خیال نہ کرے عزت و آبرو پر نظر کرے میدان جنگ سے قدم نہ ہٹائے اگرچہ سر بھی قلم ہو جائے چونکہ آج اس میدان مین سامنا حریفون سے ہی لہذا تم سب دلیرانہ لڑنا دیکھو قدم جنگگاہ سے پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ ضائع و برباد نہ کرنا یہ کہکر کڑکیت خاموش ہوئے نقباے خوش آواز جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر یون کہنے لگے کہ بمقتضاے نظم

کہین ہی صبح عید زندگانی
کہین ہی شکوۂ بیرحمی دل
کہین گل تاب رخسار چمن ہی
کہین قمری اسیر طوق گردن
فریب افزا ہی نیرنگ زمانہ
یہ سب ہین شکل تصویر خیالی
نہین تاخیر احسان اجل مین
عیان ہی خواب سے تعبیر پہلے
نئی جادوگری ہی اسکے دم مین
نہین ہی جلد یہ قبضہ کسی پر
یہان کا ذرہ ذرہ پر بلا ہی
فنا ہی سہل کار مشکل اسکا
جو ہی عاقل زن دنیا کو چھوڑو
سفر لازم ہی تمکو اس جہان سے

کہین عشرت کہین ماتم سرا ہی
کہین ہی شام مرگ ناگہانی
کہین لطف بہار بوستان ہی
کہین منقار بلبل نعرہ زن ہی
کہین راحت کہین جوش بلا ہی
طلسمی ہی یہان کا کارخانہ
ثبات بے ثباتی گھات مین ہی
عروس مرگ ہی ہر دم بغل مین
ازل سے زال دنیا ہی ستمگار
کہ دانا دام مین آتا ہی دم مین
خرد لا آشنا فرزانہ اسکا
دو عالم اک خراب گمنما ہی
لہذا انکو لازم ہی یہی اب
بس اب اسکی طرف سے منہ کو موڑو
پیو ممکن ہو گر جام شہادت

دورنگی آسمان دکھلا رہا ہی
کہین ہی نغمہ یاران محفل
کہین اندیشۂ خار خزان ہی
اکڑتا ہی کہین شمشاد گلشن
غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہی
زمین و آسمان کی پست و عالی
فریب مدعا ہر بات مین ہی
خوشی سے غم کی ہی تاثیر پہلے
لیے پہلو مین ہی پہلوے اغیار
ہزارون زہر کھاتے ہین اسی پر
فسون سے کم نہین افسانہ اسکا
دم تیغ اجل ہی ساحل اسکا
لڑو اعداے دین سے گھڑی سب
لڑا دو سینے اب تیغ و سنان سے
شہیدون کے لیے ہی باغ جنت

وہان حورون سے ہوگے تم ہم آغوش		رہوگے بادۂ عشرت سے مدہوش		عجب کرڑکیت اور نقیب

جوانان ہردو لشکر کو خوب آمادۂ جنگ کرچکے میدان مصاف سے علحدہ ہوئے اُسوقت ہرایک
جوان کا جوش شجاعت سے عجب حال تھا کوئی کہتا تھا واقعی محبت زال دنیا خوب نہین ہر اسکی
الفت سے اجتناب کرنا ضرور ہر آج ہم کافرون سے لڑکر شہید ہونگے گلشن جنت مین جاینگے
حورالعین سے ہم آغوش ہونگے نعمتہاے جنان سے سیر و سیراب ہونگے اکثر کفار نابکار کہتے تھے لڑنا تو
دشمنون سے اچھا ہر لیکن ترک کرنا دنیا کا خوب نہین ہر جو دنیا مین سامان عیش و آرام ہین یہ بعد
مرگ کجا ہمتو دنیا کو آخرت سے بہتر جانتے ہین اکثر یاقوت پوش کہتے تھے آج دیکھنے والے
ہماری لڑائی دیکھینگے کہ ہم کیونکر لڑتے ہین یہ کہکر تلوار اپنی کھینچکر نیام توڑ ڈالے اکثر اہل اسلام
نے قسم کھاکر کہا آج اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو میدان جنگ کو لاشہاے کفار سے بھردینگے غرض اسطرح
ہر ایک جوان دونون لشکرون مین موافق اپنے فہم کے کہتا تھا اور جو لشکر کفار مین بزدل و نامرد
تھے وہ سامان جنگ دیکھکر رو رہے تھے آنسو اُنکے رخسارون پر جاری تھے دل سینہ
مین طپان تھا خیال کرتے تھے کہ دیکھیے آج یاقوت پوشون سے جان بچتی ہر یا نہین ہمین شب ہی کو
لشکر سے نکل جانا تھا اسوقت کیونکر بھاگ جائین کیا کرین ہمسے چار روپیہ کے واسطے جان
عزیز نذر ہوجائیگی اور تلوار کی آنچ نہ سہی جائیگی اُنکو گریان دیکھکر اگر کوئی سوار تہور شعار باعث گریہ
دریافت کرتا تھا تو وہ جواب دیتے تھے جبسے ہمنے کڑکیتون اور نقیبون کی تقریر دلپذیر سُنی ہر کثرت
شجاعت سے اور غیظ و غضب سے عجب حال ہر وہ ہنسکر جواب دیتا تھا ہمین خوب معلوم ہر جسوجہ
سے روتے ہو خیر تمکو اپنے فعل کا اختیار ہر جیسا کروگے ویسا پاؤگے اگر لڑوگے تو عزت و آبرو
پاؤگے اور اگر بھاگوگے تو ذلیل و رسواے خلق ہوگے ابھی باہم یہ تقریر ہو رہی تھی کہ سب سے
اول گودرز بن گاؤ لنگی نے مست مے نخوت ہوکر مرکب دورکا بہ اپنا صف لشکر سے نکالکر درمیان
میدان مصاف کے آکر گھوڑے کو روک کر باواز بلند مانند دیو کے پکارا او قاسم نبیرۂ حمزہ
اگر تجکو دعوی شجاعت ہر تو مجھسے آکر مقابلہ کر یہ کہکر خاموش ہوا ملک قاسم اُسکی تقریر سُنکے اپنے
ماموں قیماس خان خاوری سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے گیا اور کہا او نابکار تو نے بڑی جسارت
کی کہ مجھ اپنے شیر بیشۂ شجاعت سے ارادہ مقابلہ کا کیا ہر ثابت ہوتا ہر کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا ہر مجھے
تیری جوانی پر رحم آتا ہر کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا او نابکار بہتر یہی ہر کہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر
میری اور جناب حمزۂ صاحبقران کی اطاعت اختیار کر گودرز نے یہ کلمات سُنکے نہایت برہم
ہوکے اور کچھ کلمات درشت زبان پر جاری کرکے نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے سینۂ
قاسم پر مارا اُدھر اس بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا شرارے پیدا
ہوئے بعد روکنے نیزہ کے خود بھی نیزہ اُسکے نیزہ پر لگایا اُسنے نیزہ دلیرانہ روکا تھوڑی دیر تک
اسی طرح باہم لڑائی ہوئی انجام یہ ہوا کہ ملک قاسم نے اُسکے ہاتھ سے سنان نیزہ کی نکالدی
قیماس خان خاوری اور جملہ یاقوت پوشون نے باواز بلند تعریف کی گودرز نیزہ نکلنے سے
ایک نیزہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا سارا غرور نکل گیا زور گھٹ گیا تھوڑی دیر تک متحیر رہا

آخر برہم ہوکر تیغ آبدار نیام سے کھینچا اور ڈانڈ کو نیزہ کی پھینک کر مرکب کو بڑھا کر کہنے لگا او ملک
قاسم نیزہ کی لڑائی کچھ نہین تلوار کی لڑائی خوب ہے یہ وہ تیغ ہے کہ صدہا بہادرون کو اسی سے مین نے
قتل کیا ہے ہوشیار رہو جا کہ تجھے بھی اسی تیغ گرانبار سے قتل کرونگا قاسم نے مسکرا کر جواب دیا
او نابکار تیغ آبدار سے بھی وار کر کے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ابھی ملک قاسم یہ کہ رہا تھا
کہ اُسنے بقوت تمام وہی تیغ آبدار اُس نامدار کے سر پر لگایا قاسم نے زیادہ لڑنا مناسب
نہ جان کر بائین ہاتھ مین تیغ و سپر لیکر باڑھ پر تیغ کی نظر کر کے مرکب کو بڑھایا جب تیغ قریب سر
آیا داہنا ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈالکر کچھ زور کر کے تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُسکی کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کر کے جھٹکا دیکر پشت زین سے اُسے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور
گردش دیکر زمین پر آہستہ پٹکا پھر مرکب سے اُتر کر اُسکو گرفتار کر کے سیارہ کے حوالے کرنا چاہا
اسوقت برادر گودرز یعنی ہام بن گاونگی واسطے رہائی اپنے برادر کے تمام فوج لیکر بڑھا اِدھر
سیارہ گودرز کو لیکر عقب لشکر آیا قاسم پھر مرکب پر سوار ہوا جب ہام حملہ آور ہوا قاسم دریائے
لشکر مین غوطہ زن ہوا قیماس خان بھی تمام یاقوت پوشون کو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر کفار
پر حملہ آور ہوا لڑائی ہونے لگی برق شمشیر ہر ایک صف دشمن کی عرصۂ جنگ مین چمکنے لگی دلاوران
جنگجو مانند رعد کے صدائین بلند کر کے نعرے کرنے لگے خصوصاً ملک قاسم اور قیماس خان
متواتر نعرے کرنے لگے اور اعدا کو تیغ آبدار سے قتل کرنے لگے جسپر تلوار لگاتے تھے وہ دو ٹکڑے
ہو کر مرکب سے گرتا تھا کبھی سوارون کو مع مرکب چورنگ کرتے تھے لاش پر لاش گراتے تھے
کشتے کافرون کے زمین پر پڑے تھے زخمی بالائے زمین تڑپتے تھے غبار گھوڑون کی گردش
سے بلند تھا زمین لرز رہی تھی پیر فلک یک چشمہ آفتاب سے سیر اس لڑائی کی دیکھ رہا تھا راوی
کہتا ہے کہ جب پہر بھر کامل خوب تلوار چلی اور پچاس ساٹھ ہزار سوار لشکر ہام کے قتل ہوئے
کفار تاب ثبات قدم نہ لاکر عرصۂ جنگ سے پسپا ہوئے ہام یہ رنگ جنگ دیکھکر گھبرایا فی الفور
ملازمون سے کہا طبل بازگشت بجاؤ تا کہ لڑائی موقوف ہو اُنھون نے حکم کی تعمیل کی جسوقت آواز
طبل بازگشت کی بلند ہوئی جملہ اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا کفار محزون و غمگین ہمراہ ہام
بن گاونگی کے قیام گاہ سپاہ پر گئے اُدھر ملک قاسم شادان و خندان مع قیماس خان
خاوری اور چالیس ہزار یاقوت پوشون کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آیا جو لوگ زخمی ہوئے
تھے اُنکے علاج کے واسطے جراحون کو حکم دیا علاج اُنکا ہونے لگا بعد اسکے ملک قاسم نے
سیارہ سے کہا گودرز کو ہمارے روبرو لاؤ وہ اُسکو طوق و زنجیر وغیرہ زیور آہنی مین قید کیے
ہوئے کشان کشان لایا قاسم نے اُسکو ہدایت کی اور تادیر سمجھایا اُسنے یہی جواب دیا اے ملک
قاسم مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کرونگا یہ سُنکے قاسم کو غصہ آیا چاہا کہ بلارک افراسیابی
سے اُسے قتل کرے ناگاہ قیماس خان خاوری نے کہا ابھی اسکو قتل نہ کرو شاید بعد دو چار
روز کے یہ دین اسلام اختیار کرے قاسم نے کہا اچھا مین نے اسکو آپ کے حوالے کیا قیماس خان
اُسے اپنے ہمراہ اپنے خیمہ کے پاس ایک خیمہ مین لیگیا اور اُسی خیمہ مین اُسے قید کر کے اکثر اوقات

اُسے سمجھانے لگا یہان تو گودرز قید ہی قیماس خان گودرز کو سمجھاتا ہی قاسم اپنی بارگاہ مین ہی
لشکر اُترا ہی زخمیون کا علاج ہو رہا ہی لیکن اب حال ہام بن گاو لنگی کا لکھا جاتا ہی کہ جسوقت
یہ نابکار اپنی زدوگاہ سیاہ پر پہونچکر اپنی بارگاہ مین گیا جملہ افسران سپاہ کو جو قتل ہونے سے
بچے تھے طلب کیا جب وہ روبرو اُسکے آکر علے قدر مراتب بیٹھے ہام نے اپنے برادر گودرز کے
گرفتار ہونے سے آبدیدہ ہوکر کہا افسوس ہزار افسوس آج برادر کلان ہمارا ہنگام جنگ
گرفتار ہوگیا ہمنے ہر چند چاہا کہ اُنھین قید سے رہا کرین لیکن ممکن نہوا اسوقت تمکو اسواسطے طلب
کیا ہی کہ تمسے مشورہ کرون جو راے تمھاری ہو اُسپر عمل کرون اُنھون نے عرض کیا آپ ہمسے
کس امر مین مشورہ کرنا چاہتے ہین ہام نے جواب دیا تم عجب نادان اور نالائق ہو سواے
رہائی برادر اور قاسم سے لڑنے کو اور کس باب مین مشورہ کرونگا سب نے عرض کیا پہلے آپ
اپنی راے سے آگاہ کیجیے پھر جو ہماری عقل مین آئیگا ہم بھی عرض کرینگے ہام نے جواب دیا میرے
تو حواس خمسہ بجا نہین ہین عقل سالم نہین ہی مین کیا اپنی راے ظاہر کرون اُنھون نے کہا اگر ہماری
راے پر عمل کرنا منظور ہی تو یہ کیجیے کہ آج کی شب طبل جنگ بجوائیے کل صبح کو قاسم سے مقابلہ کیجیے
یا ہنگام شب جسوقت مردمان لشکر ملک قاسم سوتے ہون اور قاسم بھی غافل ہو کل فوج سے
اُسکے لشکر پر حملہ کیجیے قاسم کو قتل کرکے اپنے بھائی کو قید سے رہا کرکے یاقوت پوشون کو خواب
مین بھر کے سب کو نیست و نابود کرکے سوے بربرہ روانہ ہوجیے اِن دونون باتون مین ایک
بات اختیار کیجیے اُسنے بعد فکر و غور کے کہا ہنگام شب اہل اسلام پر حملہ کرنا میرے نزدیک خلاف
جرأت و بہادری ہی یہی خوب ہی کہ طبل جنگ بجواکر ہنگام سحر قاسم سے مقابلہ کرون جب یہ
تجویز کرچکا اور وہ دن گذر کر وہ وقت آیا کہ بمقتضاے

نظم

نقاب چہرۂ خورشید روشن — دگرگون ہوگیا عالم جہان کا — ہوا جب گیسوے شب شکل دامن
بشکل چشم مشتاق نظارہ — ہوا سرگرم سرخی ہر ستارہ — طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد — عبادت مین ہوئے مصروف زہاد

ہام نابکار نے اپنے لشکر مین اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور
سیارہ نے ملک قاسم کو خبر نواخت طبل جنگی سے آگاہ کیا قاسم نے بھی اپنے لشکر مین نقارۂ
رزمی بجوایا مردمان ہر دو لشکر صداے طبل و نقارہ سُنکے سمجھ گئے کہ پھر ہنگام سحر میدان کارزار
مین لڑائی ہوگی بازار جدال و قتال سے عرصۂ جنگ لائق دید ہوگا یہ سمجھکر تیاری جنگ مین
مصروف ہوئے رات بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ زمانہ

آیا کہ بمقتضاے نظم

ہوا انور سحر گردون پہ ظاہر — ہوا تا گہ زمانہ شب کا آخر
اُٹھے عباد بہر طاعت حق — ہوئے جویاے فضل رحمت حق — ملک قاسم نے بیدار ہوکر

وضو کرکے نماز سحر پڑھی قیماس خان وغیرہ نے بھی نماز سحر ادا کی بعد ازان قاسم نے حکم دیا
کہ سب مسلح ہون بمجرد حکم سب مسلح ہوئے قاسم بھی زرہ زیب تن کرکے خود بالاے سر رکھکر
بخوبی مسلح و مکمل ہوکر بارگاہ سے برآمد ہوا پھر مرکب پر سوار ہوکر قیماس خان اور جملہ
یاقوت پوشون کو ہمراہ لیکر جانب میدان کارزار روانہ ہوا راوی ناقل ہی کہ جسوقت

قاسم سوے میدان مصاف جاتا تھا وہ وقت عجب تھا فلک پر ستارے کچھ باقی تھے اور جملہ
ستارے نور سحر سے خجل ہو کر نہان ہو گئے تھے نسیم سحر چل رہی تھی درختان صحرا ہواے سحر سے
مانند مستون کے جھوم رہے تھے گل خود رو مرغزار مین شگفتہ ہو کر بہار اپنی دکھا رہے تھے مرغان
سحر اپنی زبان مین حمد خداے لایزال کر رہے تھے فرش سبزۂ شاداب کا کوسون حکم باغبان جہان
سے بچھا ہوا تھا تاریکی دمبدم گھٹتی جاتی تھی اور نور سحر آناً فاناً بڑھتا جاتا تھا ابواب رحمت
پروردگار کھلے تھے دعائین مظلومون اور بیکسون کی درگاہ الٰہی مین قبول ہو رہی تھین جانب
مشرق سے شاہ خاور کی آمد تھی شاہ انجم سپاہ کے چہرے پر اُداسی تھی زمین سبزہ زار پر
یاقوت پوشون کا صفین باندھکر مرکبون پر خرامان خرامان عقب ملک قاسم جانا لطف بیحد
دکھاتا تھا ہر ایک جوان یاقوت پوش گویا دریاے سرخی یاقوت مین سراپا غرق تھا چہرہ ہر ایک
کا مانند ماہ شب چہاردہ کے روشن تھا چتون سے ہر ایک کے بہادری آشکار تھی خصوصاً ملک قاسم
کے چہرۂ انور سے وہ رعب و جلال و شجاعت آشکار تھی کہ شیر غضبناک کو بھی آنکھ ملانے کی جرأت
نہ تھی جب ملک قاسم خرامان خرامان راہ طے کر کے نبردگاہ پر پہونچا انتظار ہام بن گاؤ لنگی کا
کرنے لگا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ہام بھی ستر اسی ہزار سوارون کی جمعیت سے میدان جنگ
مین آیا پہلے بدستور مرقوم درستی میدان جنگ کی ہوئی بعد ازان طرفین سے صف آرائی ہوئی
میمنہ و میسرہ و قلب ہر لشکر کا جوانان شجاعت شعار سے مزین کیا گیا بعد اسکے دونون لشکرون
سے کرکیت اور نقیب نکل نکل کر بیچ مین میدان جنگ کے آئے اور جوانان ہر دو لشکر کی طرف
رخ کر کے باہم باواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادران بیمثال و اے دلاوران خوش خصال آگاہ
ہو کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ایک روز ضرور مریگا اجل سے کسی کو مفر نہین ہے لاکھ انسان اپنی حفاظت
کرے اور چاہے کہ اجل سے بچے دنیا سے سوے عدم نہ جائے یہ ممکن ہی نہین کہ ہمیشہ زندہ رہے
یاد کرو تمھارے آبا و اجداد جو بہادر و دلاور تھے اسوقت وہ کہان ہین سب زیر خاک جا کر
مقیم ہوئے کفن لپیٹے ہوئے سو رہے ہین اور ایسے غافل سوتے ہین کہ ہوشیار بھی نہین ہوتے
ہین ہر چند دوست اور عزیز انکی تربتون پر جا کر انکو پکارتے ہین مگر وہ جواب بھی نہین دیتے ہین
قیامت کی انکو نیند ہے بغیر نفخ صور اسرافیل کے اور بغیر حکم خدا کے وہ بیدار نہونگے افسوس
ہزار افسوس اس اجل نے کیسے کیسے گھر برباد کیے ہین کیسے کیسے حسین طفلون اور یوسف
لقا جوانون اور ضعیفون کو خاک مین ملا دیا ہے کہ جنکی صورتین ابتک تصور سے پیش نظر ہین یہ تو
غربا کا ذکر کیا گیا اب شاہان ذیوقار تاجداران نامدار کا تصور کرو کہ وہ شاہان سابق جو صاحب
ملک و مال تھے انکا اب نام و نشان بھی باقی نہین ہے بلکہ اکثر شاہون کی قبرون کا نشان تک باقی نہین
ہے اور کچھ بادشاہون کی قبرین اگر ہین بھی تو انکے گنبد مرقد کا یہ حال ہے کہ جا بجا سے شکستہ ہے
خار و خس کا انبار ہے بوم نے آشیانے گنبدون مین بنائے ہین مکڑیون نے جالے لگائے ہین
قبرون کی یہ صورت ہے کہ بشکل دل شکستہ خلقت ہین چادر گل کا تو کیا ذکر کبھی شمع بھی انکی قبرون پر دو آنسو
جا کر نہین گراتی ہے ہر وقت حسرت و بیکسی انکے مقابر کی مجاور ہے وہی بادشاہ جنکا حال بیان

کیا گیا ہی زندگی مین بلکہ لاکھون روپیہ اور جواہر اُنھون نے مفلسون اور محتاجون کو دیدیا ہوگا آج وہی ایک
سورۂ فاتحہ کے ثواب کے محتاج ہین جو لوگ زندہ ہین اُنسے طالب اعمال خیر کے ہین حال ظاہر تو اُن
شاہون اور غریبون کی تربتون کا کچھ بیان کیا جسے تمنے سُنا اب ہم احوال اُنکی قبرون کے اندر کا
بیان کرتے ہین کہ لاعلم ہین ہان بزور عقل یہ کہتے ہین کہ اُنکے تن نازک کو خاک اور کیڑون نے کھا لیا
ہوگا ہڈیان بھی کچھ باقی ہون یا نہون روح پر اُنکی عذاب ہوتا ہو یا نہو اگر اُنکے اعمال نیک ہونگے تو قبر
اُنکو بہتر از آغوش نادر ہوگی ہر طرح کی راحتین میسر ہونگی اور اگر گناہگار ہونگے تو اُنپر عذاب فرشتگان
عذاب حکم خدا سے کرتے ہونگے ماحصل اس تقریر کا یہ ہی کہ ہر فرد بشر کو مرنا ضرور ہی لہذا لازم ہی کہ انسان
زندگی مین ایسے کام نیک کرے کہ بعد مرگ قبر مین اُسکو راحت ہو اور روز حشر رستگار ہو افعال نیک
بہت سے ہین حکم خدا پر چلنا امر و نہی پر عمل کرنا عبادت الٰہی کرنا سخاوت کرنا طریقون پر اپنے مذہب
کے رہنا اپنے حاکم و مالک کے ساتھ وفا کرنا حق نمک ادا کرنا آج کے روز تم بھی حق نمک ضرور
ادا کرنا دیکھو سامنا حریفون سے ہو دلیرانہ لڑنا قدم جنگاہ سے نہ ہٹانا دشمنون کو اپنے مالک و آقا
کے قتل کرنا جان اپنی ولی نعمت سے دریغ نہ کرنا تم بہادر ابن بہادر ہو دلاوری کرنا موت سے نہ
ڈرنا اگر اجل آئی ہی تو ہر طرح مرجاؤگے بھاگنے سے زندہ نہ رہوگے اور اگر زندگی باقی ہی کسی
دشمن سے تمکو کچھ ضرر نہ پہونچے گا جسوقت کڑکیتون اور نقیبون نے یہ تقریر کی جسقدر دونون
لشکرون مین بہادر تھے وہ لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئے اور جو سپاہ ہام بن گا ڈلنگی مین بودے
اور بزدل تھے وہ اُنکی تقریر سُنکے اپنے دل مین کہنے لگے یہ کڑکیت اور نقیب بیہودہ گو ہین ہمین لڑنے
اور مرنے پر آمادہ کرتے ہین ہم تو ہرگز دیدہ و دانستہ اپنا مرنا قبول نہ کرینگے جسوقت لڑائی شروع ہوگی
لشکر سے نکلکر بھاگ جاینگے اپنے اہل و عیال مین جاکر خواہ براحت خواہ بہ مصیبت سے زندگی اپنی بسر
کرینگے ابھی بزدل و نامرد یہ خیال کر رہے تھے اور کڑکیت اور نقیب میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے
باجے جنگی دونون لشکرون مین بج رہے تھے بہادر لڑنے پر آمادہ تھے یکایک ہام بن گا ڈلنگی
نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا اور بیچ مین میدان جنگ کے آکر مرکب کو روک کر قاسم سے
مخاطب ہوکر کہا ای جوان سرخ پوش اگر تجکو دعوائے دلیری ہی تو میرے سامنے آکر مجھ سے مقابلہ
کر ملک قاسم فی الفور صف لشکر سے نکلکر اُسکے سامنے گیا اور طالب ضرب نیزہ و تیغ تیز ہوا اُسنے
کہا ای ملک قاسم پہلے تم نیزہ یا تلوار مجھپر لگاؤ حوصلہ اپنے دل کا نکال لو پھر مین تمپر وار کرونگا اور
ایک ہی ضرب شمشیر سے تمکو دو ٹکڑے کرونگا مین رشک رستم و اسفندیار ہون شیر کو دم جنگ روباہ
جانتا ہون اور کوہ کو کاہ تصور کرتا ہون بدرجہا اپنے برادر گودرز سے قوت مین بڑھا ہوا ہون
قاسم نے مسکرا کر جواب دیا ای بہادر پہلے حریف پر تلوار یا نیزہ لگانا ہم اہل اسلام کا طریقہ نہین ہی
جب خداوند عالم تیری ضرب تیغ سے ہمین بچائیگا اُسوقت ہم بھی تجھپر تلوار لگاوینگے ہام نے یہ کلام
سُنکے لڑائی نیزہ کی پسند نہ کرکے تیغ تیز نیام سے کھینچکر مرکب کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکر تیغ آبدار
وگرانبار بالائے سر قاسم دیو قار لگایا اور اُس شیر بیشۂ دلاوری نے سپر اُٹھا کر ضرب تیغ کو سپر پہ
روکا اور پلا رگ افراسیابی چمکا کر مرکب کو بڑھا کر خود بھی اُسپر وار لگائی اُسنے بھی دلیرانہ ضرب شمشیر

سپر فولادی پر روکی اسی طور سے تادیر لڑائی ہوتی مردمان ہر دو لشکر بنظر غور دیکھا کیے کنارا پنے دل
مین کہتے تھے عجب نہین ہو کہ ہام بن گا ڈلنگی ملک قاسم کو تیغ آبدار سے قتل کرے کیونکہ دیر سے دلیرانہ
لڑ رہا ہو اور قیماس خان وغیرہ لڑائی دیکھکر بجاے خود کہتے تھے کہ یہ جوان بہ نسبت گودرز کے قوی ہو
اور فن سپہ گری سے بھی ماہر ہو نہایت ہوشیاری سے لڑ رہا ہو زد پر تلوار کی نہین آتا ہو فن سپہ گری مین
کامل ہو کیا دل خوش ہو کہ اگر یہ جوان زیر ہو کر مسلمان ہوجائے ابھی مردمان ہر دو لشکر بجاے خود خیالات
مندرجہ بالا کر رہے تھے کہ ہام بن گا ڈلنگی نے مین جنگ مین قاسم سے کہا اے بہادر تو مجھ سے اتنی
دیر تک لڑا اور تو نے ہر ایک ضرب تیغ بعنوان شائستہ سپر پر روکی مجھے حیرت ہوئی اتنی دیر تک مجھ سے
کوئی دلاور کبھی نہین لڑا اگر ایکمرتبہ ضرب تیغ تو سپر پر روک لے تو جانون کہ تو بڑا مرد ہو قاسم نے
جواب دیا کہ ضرب تیغ کا تو روک لینا آسان ہو اگر چاہون تو ابھی تیرے ہاتھ سے تیرا تیغہ تیز چھین لون
جسطرح تیغہ تیرے بھائی کے ہاتھ سے چھین لیا تھا اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ میرے ہاتھ سے تیغہ کا
لے لینا امر محال ہو یہ کہکر تیغہ مذکور کہ نہایت آبدار تھا سر پر قاسم کے لگایا قاسم نے بائین ہاتھ
مین تلوار سپر لیکر بارڑھ پہ تیغہ کی نظر کر کے مرکب کو پہلو سے حریف کی طرف بڑھا کر کسی قدر انتظار
کیا جب تیغہ مثل برق چمکتا ہوا قریب سر آیا قاسم نے اُسکے بند دست پہ ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تیغہ
اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اور اسکے بھائی کی طرح اُسے بھی پشت زین سے اُٹھا لیجیے اُسنے یہ حال
دیکھکر زور کرنا شروع کیا تادیر باہم خوب زور ہوا اور گھوڑے پسینہ مین تر ہوگئے زبانین مرکبون
نے دہن سے باہر نکالدین ہام بن گا ڈلنگی کا گھوڑا تو قریب المرگ ہوگیا مانند بھینسے کے ہانپنے
لگا اور زمین پر بیٹھنے کا ارادہ کرنے لگا قدم تھرانے لگے اُسوقت قاسم نے بزور بازو تیغہ اُسکے
ہاتھ سے چھین لیا اور بعضے داستان گویان فصیح بیان نے اس طرح ظاہر کیا ہو کہ جسوقت قاسم نے
ارادہ تیغہ کے چھین لینے کا کیا تھا اور باہم زور ہو رہا تھا اُسوقت شاطر دونون لشکرون سے نکلے
تھے اُنھون نے کہا تھا اے بہادرو اگر ارادہ کشتی لڑنے کا ہو تو مرکبون سے اُتر کر کشتی لڑ و دیکھو
تمھارے مرکبون کا کیا حال ہو یہ تقریر اُنکی سُنکے دونون دلاور دامن گردان کر وہکر مرکبون سے اُتر کر
تیغ و سپر کو دور کر کے باہم کشتی لڑنے پہ آمادہ ہوئے تھے پس موافق اُنھین کے قول کے لکھا جاتا ہو
کہ جب دونون دلاور مرکبون سے اُترے بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے لشکر سے نکلکر زمین کو
بطور اکھاڑے کے نرم کر دیا بعد اسکے بہادران مذکور باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اُسدم جملہ مردمان
ہر دو لشکر مرکبون سے اُتر کر خیام استادہ کر کے کرسیان اور ڈنگل بچھا کر علے قدر مراتب بیٹھکر کشتی
دیکھنے لگے جو افسران لشکر تھے وہ تو کرسیون اور ڈنگلون پر بیٹھے تھے اور جو سوار غیر عہدہ دار تھے
وہ زین پوشون پر بیٹھے تھے سب بنظر غور کشتی دیکھ رہے تھے جب ملک قاسم کوئی پیچ باندھتا
تھا ہام بن گا ڈلنگی اُسکا توڑ کرتا تھا اور جب وہ کوئی پیچ باندھتا تھا ملک قاسم اُس سے
بچتا تھا راوی ناقل ہو کہ چار پہر کے بعد ملک قاسم نے اُسکی کمر زنجیرہ مین ہاتھ ڈالکر نعرہ
اللہ اکبر کر کے زور اول مین زمین سے اُسکو گھٹنون تک اُٹھا لیا اور دوسرے زور مین گھٹنون
سے تا سینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیکر اسطرح زمین پر پٹکا کہ ہلاک نہوجائے کیونکہ

قاسم کو اُسکا ہلاک کرنا منظور نہ تھا جب وہ زمین پر گرا الحکم ملک قاسم سے سیارہ وغیرہ نے سلاسل مین اُسے اسیر کیا ابھی ہام کو اسیر ہی کیا تھا کہ افسران سپاہ ہام نے غضبناک ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر جملہ سوارون سے کہا یارو کیا بیٹھے ہو دیکھا تمنے کہ ہمارے مالک و آقا کو نبیرہ حمزہ نے زیر کرکے اسیر کرلیا ہو اب تقاضاے نمکخواری و بہادری یہ ہو کہ اپنے مالک کو قید سے رہا کرین جملہ سوار یہ سنکے زین پوش مرکبون پر ڈالکر گھوڑون پر سوار ہوکر واسطے رہا کرنے ہام بن گاؤلنگی کے یکبارگی بڑھے اِدھر بھی پہلے ملک قاسم مرکب پر سوار ہوا بعدہ قیماس خان وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوکر کافرون کے سد راہ ہوئے وہ برہم ہوکر نیزہ و تیغ سے زخمی کرنے لگے اتبو یاقوت پوش بھی اُنسے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملک قاسم نے سواران ہام بن گاؤلنگی کو پلارک افراسیابی سے قتل کرنا شروع کیا صدہا کو تہ تیغ کیا جب قیماس خان اور چالیس ہزار یاقوت پوشون نے بھی بہت سے کفار قتل کیے اُسوقت کفار تاب جنگ نہ لاکر میدان نبردسے بے اختیار بھاگے ملک قاسم نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا بعد ازان اُنکے پڑاو پر آکر مردمان لشکر کو حکم دیا تمام مال و اسباب پسران گاؤلنگی کا و سوار کے لشکر کا لوٹ لو اُنھون نے وہ سب اسباب لوٹ لیا اور وہ اسباب اور بارگاہ سلیمانی جو قبل ازین ہام و گودرز نے پہلوان عادی سے چھین لی تھی اپنے قبضہ مین کی ملک قاسم جملہ مال و اسباب کو لیکر اپنی فرودگاہ سپاہ پر گیا اور ہام بن گاؤلنگی اور گودرز بن گاؤلنگی کو سلاسل مین بخوبی گرفتار کرکے قیماس خان سے کہا آپ انکو خدمت امیر باتوقیر مین لیجائیے قیماس خان نے قبول کیا اور اُنکو اراب پر ڈالکر چند سوار ہمراہ لیکر ارادہ جانے کا کیا اُسوقت ملک قاسم نے سیارہ سے کہا پہلے ہمارے ماموں صاحب سے آپ خدمت حمزہ صاحبقران مین جاکر تمام حال اس لڑائی کا بیان کیجیے گا حسب الحکم پہلے سیارہ روانہ ہوا بعد ازان قیماس خان پسران گاؤلنگی اور اثاثہ بارگاہ سلیمانی و دیگر اسباب ہمراہ لیکر سوے لشکر امیر روانہ ہوا انکو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور اب احوال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہو کہ بموجب کہنے ملک قاسم کے پہلوان عادی حالت زخمداری مین مع اپنے ہمراہیون کے اُسوقت خدمت امیر مین پہونچے کہ امیر دریا کے کنارے کہ قریب لشکرگاہ کے تھا شکار راہی مین مع کرب غازی وغیرہ سرداران لشکر کے مصروف تھے احوال عادی کا دیکھتے ہی متردد ہوکر عادی سے پوچھنے لگے یہ حال تمھارا کیونکر ہوا اُسنے تمام احوال جو گذرا تھا بیان کیا امیر باتوقیر عادی کے زخمی ہونے سے اور بارگاہ سلیمانی کے چھن جانے سے محزون ہوئے اور افسوس کیا اُسوقت کرب غازی کو بدرجہ کمال غصہ آیا اور امیر سے کہنے لگا آپ اگر مجھے اجازت دین تو مین جاکر پسران گاؤلنگی کو تہ تیغ کرکے بارگاہ سلیمانی اُس سے بزور شمشیر لے آؤن ابھی امیر نے اُس سے کچھ نہ کہا تھا کہ ناگاہ سیارہ بن عمرو نے روبروے امیر جاکر باادب سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ امیر باتوقیر مبارک ہو کہ شاہزادہ ملک قاسم نامدار نے ہام و گودرز پسران گاؤلنگی کو بعد جنگ عظیم گرفتار کیا اور دو لاکھ اُنکی سپاہ کو چالیس ہزار یاقوت پوشون کی جمعیت سے قتل کیا بارگاہ سلیمانی کو اپنے قبضہ مین کیا امیر یہ مژدہ سنکے بہت خوش ہوئے رنج دل سے دور ہوا اور

کرب غازی سے کہا اب جانا تمہارا بیکار ہے ابھی امیر کرب غازی سے ہم سخن تھے کہ قیماس خان خاوری ہام اور گودرز کو سلاسل مین گرفتار کیے ہوئے اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا مع دیگر اسباب کے خدمت امیر مین پہونچے پہلے امیر کو سلام کیا بعدہ پسران گاؤلنگی گاؤسوار اور بارگاہ سلیمانی وغیرہ کو پیش کیا امیر اسدم بدرجۂ کمال خوش ہوئے اور مقبل وفادار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ قاسم نے یہ عجب کار نمایان کیا ہے کہ دل ہمارا جس سے از حد خوش ہوا ہے اب ہم چاہتے ہین کہ اُس نور نظر کو بھی شادمان کرین اور وہ کمربند اور وہ تاج سلیمانی کہ جو شہپال بن شہرخ نے بعد قتل کرنے عفریت کے ہمکو دیا تھا ہم اُنھین دونون اشیائے بیمثل و نایاب و گران بہا کو بطور خلعت کے قاسم کو روانہ کرین یہ فرماکر اشیائے مذکور طلب کرکے کشتی مین بطور خلعت کے رکھوا کے مقبل وفادار سے کہا تم اسکو پاس میرے نور نظر قاسم دلاور کے لیجاؤ مقبل حسب الحکم مع تھوڑی سپاہ کے اُس کشتی کو ہمراہ لیکر سوئے مرغزار نجبت تمام روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال پسران گاؤلنگی کا درج کیا جاتا ہے کہ جب مقبل وفادار روانہ ہو چکا امیر ہام اور گودرز سے مخاطب ہو کر اُنکو ہدایت کرنے لگے وہ بجائے خود سوچے کہ بالفعل برائے رہائی کہنے پر امیر کے عمل کرو کلمہ زبان پر جاری کرلو دل سے مسلمان ہو یا نہ ہو اسکے دیکھا جائیگا یہ سوچکر امیر سے عرض کرنے لگے کہ آپ ہمکو مسلمان کیجیے واقعی دین اسلام اچھا دین ہے امیر نے خوش ہو کر اُنھین کلمہ پڑھایا وہ بمکر و فریب کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوئے امیر نے حداد ون کو طلب کرکے طوق و زنجیر وغیرہ اُنکے تنون سے دور کرایا وہ رہا ہو کے قدم امیر پر سر جھکانے لگے حمزۂ صاحبقران نے ازراہ عنایت و مہربانی سر اُنکے اپنے سینہ سے لگا کر خلعت سرافرازی اُنھین دیا اپنے ہمراہ بارگاہ حشامی مین لیگئے اُنھون نے بادشاہ لشکر اسلام کو باادب سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے پوچھا یہ دونون جوان کون ہین امیر نے عرض کیا یہ پسران گاؤلنگی گاؤسوار ہین قاسم نے اُنکو زیر کیا ہے ابھی امیر یہ فرمارہے تھے کہ ہام اور گودرز نے اشارہ سے امیر کے آگے بڑھکر کچھ اشرفیان یا شمشیر آبدار بادشاہ لشکر اسلام کو نذر دی شاہ موصوف نے نذر قبول کرکے بہت خوش ہوئے اور موافق اُنکی لیاقت کے خلعت دیئے وہ خلعت پہنکر روبروئے امیر آئے امیر نے جانب دست چپ ماتحت قاسم کے دو دنگلون پر اُنھین بٹھایا دست راستی اُنکو دیکھکر آتش حسرت سے جلکر گویا کباب ہوگئے اور باہم اشارہ سے کہنے لگے کہ یہ کیا جوان ناتوان ہین اور یہ کیا سردار بیوقار ہین سردار ہمارے آقا کے ہین جنکا شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر نہین ہے جتنے کہ سردار لشکر اسلام کے اچھے ہین وہ دست راستی ہین اور جسقدر واہیات سردار ہین وہ دست چپی ہین سرداران دست چپی اِن دونون جوانون کے شریک ہونے سے خوش ہو کر باہم بایما و اشارہ کہنے لگے کہ ایسے سردار کبھی بدیع الزمان کو بھی میسر ہوئے تھے یہ وہ جوان ہین کہ جو اپنے زمانے کے گیو اور بیژن ہین بلکہ اُنسے بھی شجاعت مین بدرجہا بڑھے ہوئے ہین ہمارے آقا ہی ایسے بہادر ہین کہ اُنھون نے اِنکو زیر کیا ہے بدیع الزمان سے یہ کبھی زیر نہوتے بلکہ کیا کہین یہ سردار وقت پیکار بدیع الزمان کو خود زیر کرلیتے اور اگر کشتی مین زیر نہ کرسکتے تو کیسیطح

خود بھی زیر نہوتے یہ باتین تا دیر رہین امیر اشارے سرداران دست راستی اور دست چپی
کے اول تو نہ دیکھتے تھے اور اگر دیکھ لیتے تھے تو ٹالدیتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ ہمیشہ ان
سردارون مین ایک طرح کے نزاع ہی سمجھانا اور منع کرنا انکو بے سود ہی یہ اپنی باتین کبھی نہ چھوڑینگے
امیر بالتوقیر یہ سمجھکر اُسوقت تک دربار مین بیٹھے رہے جبتک دربار برخاست نہوا جسوقت دربار
برخاست ہوا ہر ایک سردار دربار سے ہنگام شب اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور اپنے اپنے خیمہ مین
گیا چنانچہ جو خیام امیر نے واسطے ہام اور گودرز کے مقرر کیے تھے اُنھین مین وہ دونون اُسکے
مذکور گئے اور ہنگام نصف شب باہم مشورہ کرکے اہل لشکر کو غافل پاکے خیام سے نکلکر مرکبون
پر سوار ہوکے جانب بربر روانہ ہوئے کسی کو انکے جانے کی خبر بھی نہوئی انکو تو راہ مین چھوڑا
جاتا ہی اور اب احوال مقبل وفادار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ نامدار حسب الحکم امیر کمربند
اور تاج لیکر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ فرودگاہ سپاہ ملک قاسم فیجاہ پہ پہونچا جاتے ہی ملک
قاسم کی بارگاہ مین قاسم کو سلام کیا قاسم نے سبب آنے کا پوچھا اُسنے وہ کشتی پیش کرکے
عرض کیا جناب حمزۂ صاحبقران نے بعوض زیر کرنے لیران گاڈلنگی گاڈسوار کے اور
چھین لینے بارگاہ سلیمانی کے یہ کمربند اور یہ تاج بطور خلعت کے بہت خوش ہوکر آپ کو دیا ہی
قاسم نے اُسے ایک دنگل پر بٹھا کر بعد فکر جواب دیا مین نے ایسا کیا کار نمایان کیا ہی کہ جسکے
عوض مین یہ کمربند اور یہ تاج مرصع لون مین ہان جسوقت کوئی کار نمایان حسب دلخواہ کرونگا
اُسوقت البتہ مستحق اِسکے لینے کا ہونگا اب ارادہ ہی کہ سوے بربر روانہ ہوکر سرداران لشکر
و فرزندان گاڈلنگی گاڈسوار کو زیر کرتا ہوا دلیرانہ گاڈلنگی کے دربار مین جاؤن اور تخت
حکومت سے اُس بیدین کو بیک دست اُٹھا کر زمین پر پٹکون اور ہرمز و فرامرز کو اسیر کرون
مقبل وفادار نے عرض کیا اس ارادہ سے باز رہیے تو اچھا ہی آگے آپ کو اختیار ہی قاسم
نے جواب دیا مردان عالم جو کہتے ہین حتی الامکان وہی کرتے ہین یہ کہکر تیاری لشکر کا حکم دیا
اسی جگہ بعض داستان گویان نامی نے تو یون بیان کیا ہی کہ مقبل کو رخصت نہین کیا اور اکثر نے
اس طرح بیان کیا ہی کہ اُسی وقت رخصت کردیا بموجب اس قول کے لکھا جاتا ہی کہ بعد رخصت
کرنے مقبل وفادار کے اور تیار ہونے لشکر کے قاسم بارگاہ سے برآمد ہوکر اپنے مرکب
پر سوار ہوا لشکر کو ہمراہ لیکر سوے بربر روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے ایک روز
قریب درۂ کوہ کے فرودکش ہوا بارگاہ و خیام استادہ ہوئے قاسم بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
پردے بارگاہ کے اُٹھے تھے ناگاہ اُس درۂ کوہ سے بہت آہو نکل کر دامن کوہ مین آئے
قاسم اُن آہوون کو دیکھکر بیقرار ہوگیا ہمراہیون سے کہنے لگا تم سب خبردار اسی جگہ رہنا مین
تنہا جاکر اِن آہوون کا شکار کرونگا سب نے عرض کیا ہم حسب الحکم اسی جگہ رہین گے قاسم اسکی
تقریر سنکے مرکب پر سوار ہوکر تیر و کمان اور سپر اور تلوار لیکر غزالون کی طرف روانہ ہوا وہ آہو
ملک قاسم کو دیکھکر اُسی درۂ کوہ مین گئے ملک قاسم بھی مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب اُسکے
درہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک گھسیارا گھانس کا گٹھہ سر پہ رکھے ہوئے ایک جانب سے آتا ہی اور خود بخود

یہ کہتا جاتا ہو کہ یہ میان صاحب شاید اپنی زندگی سے بیزار ہین جب تو اندر اُس درہ کے جانیکا ارادہ
کرتے ہین قاسم نے اُسکی تقریر کو سُنکے پوچھا اے گھسیارے کیا تو ہماری نسبت یہ تقریر کرتا ہی
اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کیا صاحب بیشک مین آپہی کے بارہ مین کہتا تھا ملک قاسم نے پوچھا
یہ درہ کوہ کیا پر خطر ہو اُسنے جواب دیا حضور نام اُسکا درہ مہیب ہو جو شخص اس درہ مین
جاتا ہو نہین معلوم سحر سے یا اور کسی وجہ سے وہ بیہوش ہو جاتا ہو اور دو تین پہر کے بعد اُسے
ہوش آتا ہو مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہو اور بارہا خود بھی دیکھا ہو کہ اکثر آدمی اس درہ مین
جاکر مر گئے ہین اور اکثر صرف بیہوش ہوئے ہین لہذا حضور اس درہ مین نہ جائین اگر شکار کھیلنا
منظور ہو تو باہر اس درہ کوہ کے شکار کھیلین قاسم نے جواب دیا ہم شیر بیشۂ شجاعت ہین
کسی سے نہین ڈرتے ہین اگر یہ درہ مہیب ہو تو ہوا کرے ہم ضرور اس درہ مین جا ئینگے
خواہ کوئی غزال ہاتھ آئے یا نہ آئے کیونکہ بہادر جو ارادہ کرتے ہین اور جو کہتے ہین حتی الامکان وہی
کرتے ہین اُسنے عرض کیا صاحب یہ درہ پر بلا ہو اسکے اندر نہ جائیے قاسم نے برہم ہوکر کہا او نالائق
بس خاموش رہ مین بلاؤن سے نہین ڈرتا میرے پاس تیغ تیز ہو اور تیر جان ستان ہین جو کوئی بلا
میرے سامنے آئیگی اُسے رد کرونگا یا تیغ تیز سے اُسے قتل کرونگا راہ درہ خوف و خطر سے
صاف کردونگا آیندہ وروندکو راحت ہوگی گھسیارہ بیچارہ ڈر کر چپکا چلا گیا قاسم دلیرانہ اندر اس
درہ کے مرکب بڑھاکر گیا جب قریب ختم درہ پہونچا خود بخود بیہوش ہوکر باہر اُس درہ کے گرا
جیسے کسی نے مرکب سے اُٹھاکر درہ کے اندر سے اُس طرف پھینکدیا یہان تو قاسم بیہوش
پڑا ہو گھوڑا سرہانے کھڑا ہو لیکن اب احوال ہام اور گودرز بن گاؤلنگی گاؤ سوار کا لکھا
جاتا ہو کہ یہ نابکار مرکبون کو دوڑاتے ہوئے حسب اتفاق اسی درہ کوہ کے اس طرف آئے
ہام نے قاسم کو پہچانکر گودرز سے کہا اے برادر دیکھو قاسم بیہوش پڑا ہو نہین معلوم یہان
کیون آیا تھا اُسنے خوش ہوکر جواب دیا ہمارے خداوندون نے اسیر اپنا تر کیا اس جگہ اگر
اِسوجہ سے بیہوش ہوا ہو اب ہماری مراد بر آئی اُسے گرفتار کرکے خدمت پدر مین لیے چلتے ہین
اگر وہ پوچھینگے اِسے کیونکر گرفتار کیا ہم جو مناسب ہوگا کہینگے یہ کہکر مرکب سے اُترکر دست و
پا قاسم کے باندھکر مرکب پر ڈالکر گھوڑے کو ساتھ لیکر دونون بھائی خرم و شادان روانہ ہوئے
ابھی تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ ایک میدان مین اپنے لشکر کے سوارون کو دیکھا وہ سب سوار
دس پندرہ ہزار تھے اُسنے پوچھا تم یہان کیون مقیم ہوا اُنھون نے عرض کیا خداوند جب آپ کو
اِس جوان نے اسیر کرلیا تھا ہم لڑے تھے بعد جنگ عظیم شکست کھاکر بھاگ کر یہان مقیم
ہوئے تھے ارادہ یہ تھا کہ اب شہنشاہ کے روبرو نہ جائینگے کیونکہ وہ کہینگے تم ایسے بزدل
اور نامرد تھے کہ بھاگ کر چلے آئے گودرز اور ہام نے خوش ہوکر کہا اب تم اسی وقت ہمارے
ساتھ چلو وہ سب ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ پسران گاؤلنگی اپنے باپ کے پاس پہونچے اُسنے
پوچھا اے فرزندو جس واسطے گئے تھے وہ کام کرکے آئے ہو یا بھاگ آئے ہو گودرز
نے ہنسکر جواب دیا اے پدر دیو قار سر حمزہ کا تو ہمنے جدا نہین کیا ہو لیکن اُسکے نبیرہ کو کہ اُسکا نام

ملک قاسم ہو بہزار مشکل بعد جنگ عظیم گرفتار کیا ہوگا ولنگی نے خوش ہوکر کہا اُسے ہمارے روبرو لاؤ گودرز باہر دربار کے آیا قاسم کو کہ اُسوقت تک بیہوش تھا طوق و زنجیر مین اچھی طرح گرفتار کرکے چاہتا تھا کہ روبروے پدر لیجائے ناگاہ قاسم کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار پایا گودرز کو بالین پر دیکھا اپنے حال پر افسوس کیا اور بجاے خود کہا اس نابکار نے مجکو کیونکر گرفتار کیا یہ تو خدمت امیر مین گیا تھا ابھی قاسم یہ تصور کر رہا تھا کہ اُس نابکار نے چند ملازمون سے کہا اس جوان کو کشان کشان ہمارے والد کے دربار مین لیکر آؤ یہ کہکر دربار مین اپنے پدر کے بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے ملازم ملک قاسم کو دربار گاولنگی مین لائے وہ نابکار ملک قاسم کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا قاسم نے دربار مین پہونچکر اہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام اہل دربار پر سلام کیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ سخت و درشت کہا اُسوقت گاولنگی نے قاسم سے پوچھا ای نبیرہ حمزہ سچ کہو میرے فرزندون نے تجھے کس طرح گرفتار کیا قاسم نے جواب دیا مین نے خود انکو اسیر کیا تھا یہ مجھے کیا گرفتار کرتے بختیارک یہ تقریر سُنکے کہنے لگا آپکے فرزندون کی تقریر سراسر جھوٹ ہی ملک قاسم کو انھون نے اسیر نہ کیا ہوگا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی انکے ہاتھ سے کسی طرح زیر ہوکر گرفتار نہوا ہوگا گاولنگی نے جواب دیا ملک جی تم کیا جانو میرے فرزند وحید عصر ہین بلا ریب انھون نے اسکو زیر کرکے اسیر کیا ہو قاسم یہ سب تقریر سُنکے برہم ہوکر کہنے لگا ای گاولنگی ایک ہاتھ سے میرے ہتھکڑی دور کردی جائے پھر دیکھون کہ تیرے دربار مین کون مجکو گرفتار کرسکتا ہو وہ یہ سُنکے ایسا برہم ہوا کہ جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد ملک قاسم کو لیجاکر زیر تیغ بٹھا ؤ جلاد مہیب صورت نے ہاتھ قاسم کا پکڑکر دربار سے لیجاکر ایک جگہ چبوترہ ریگ کا بناکر بوریہ ہلاکت کا اُسپر بچھاکر قاسم کو اُسپر بٹھایا پھر گولہ کا خط گردن پر دیکر کہا ای جوان تیرے واسطے شہنشاہ گاولنگی نے قتل کا حکم دیا ہو کوئی دم مین پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو جائیگا لہذا جو کچھ آرزوے دل ہو بیان کر جو کھانا پینا ہو کھالے جسے دیکھنا منظور ہو دیکھ لے قاسم نے برہم ہوکر جواب دیا او نابکار مجھے کھانے اور پینے سے کیا غرض ہی غم سے سیر ہون خون دل بجاے آب پی چکا ہون تو اپنے کام مین مصروف ہو تلوار گردن پر لگا اُسنے کہا ابھی قتل نہین کرسکتا حکم اول ابھی واسطے تیرے قتل کے شہنشاہ نے نہین دیا ہو جب تین حکم شہنشاہ دے چکے گا اُسوقت تجھے قتل کرونگا ابھی جلاد یہ کہہ رہا تھا کہ ایک سوار پہلا حکم لیکر آیا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا سوار دوسرا حکم قتل لایا اُسوقت مردمان شہر بربر کا ایک جانب مجمع تھا بعضے صورت ملک قاسم دیکھکر افسوس کرتے تھے اور اکثر کہتے تھے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہی یہ مسلمان ہی لشکر کثیر گاولنگی کہ جو تمیں چالیس لاکھ تھا ایک سمت پڑا تھا ملک قاسم زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا تھا اور برجوع قلب واسطے اپنی رہائی کے درگاہ خدا مین مناجات کرنے لگا

مناجات

خداوندا مین ہون ترا گنہگار | ولیکن سب تجھے کہتے ہین غفار | کرم سے کر مجھے ایسا سرافراز
گنا ہونکو مرے رحمت پہ ہو ناز | میسر ہو مجھے مغفرت کا سامان | رہے اختر مری قسمت کا تابان

ابھی قاسم مناجات کر رہا تھا ناگاہ اس طرح دعا اسکی مقبول بارگاہ خدا ہوئی کہ جانب صحراے ایک نقابدار زمردپوش چالیس ہزار زمردپوشون کی جمعیت سے پیدا ہوکر مانند صرصر کے بعجلت تمام اُس

جگہہ پر کہ جس جگہ قاسم زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا آیا اور آتے ہی نقابدار نے نعرہ کیا او جلاد روسیاہ
ارے کیا غضب کیا کیون اس جوان کو زیر تیغ بٹھایا یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر اس طرح جلاد پر لگائی
کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا قاسم نے یہ حال دیکھکر جوش شجاعت مین آکر ہتھکڑیان و زنجیرہ مانند
تار عنکبوت کے توڑکر تن سے جدا کین اُسوقت غلغلۂ عظیم ہوا گاؤلنگی کو اس حال سے خبر ہوئی اُسنے
اپنی فوج کو اور چند سردارون کو حکم دیا اس نقابدار اور ملک قاسم کو جلد جاکر قتل کرو سرداران
مذکور سپاہ کثیر ہمراہ لیکر گئے اور قاسم نے پلارک افراسیابی نیام سے کھینچی اور چونکہ اسوقت
مرکب بھی اُسکا اُسی جگہ تھا دلیرانہ مرکب پر سوار ہوا اتنی دیر مین وہ سردار آگئے اور مانند مور و
ملخ کے لشکر نقابدار پر گرے دونون طرف سے لڑائی ہونے لگی گاؤلنگی تخت پر سے اُٹھکر مع جملہ
اہل دربار واسطے دیکھنے لڑائی کے قریب میدان جنگ ایک قصر بلند پر آیا ہمراہ اُسکے ہرمز و فرامرز
اور بختیارک بھی تھے بختیارک لڑائی دیکھکر کہتا تھا واہ واہ یہ اہل اسلام نہایت صاحب
اقبال ہین دیکھیے کسوقت مین برائے مدد قاسم یہ نقابدار آیا ہے اب ملک قاسم کو کون قتل کرسکتا ہے
گاؤلنگی جواب دیتا تھا اے ملک جی میری فوج بہت ہے سب مسلمانون کو گھیر کر قتل کر ڈالیگی بختیارک
کہتا تھا مجھے یقین نہین بارہا ایسے واقعات دیکھے ہین مسلمان خصوصاً سرداران لشکر امیر کبیر مرتے
ہی نہین اور اگر مرتے ہین تو اپنی قضا سے مرتے ہین کسی کے قتل کرنے سے نہین مرتے ہین بختیارک
تو یہ کہہ رہا ہے گاؤلنگی دیکھ رہا ہے جنگ عظیم ہو رہی ہے لاش پہ لاش کافرون کی گر رہی ہے شور و
غل بلند ہے راوی ناقل ہے کہ چار پہر سے زیادہ تلوار چلی قاسم نے اور نقابدار نے ہزارہا کو قتل
کیا اور ہزارہا کو زخمی کیا ہنگام شب ہجوم فوج سے مع زرد پوشون کے دونون بہادر نکل کر سوے
صحرا روانہ ہوئے اور دور تر نکل کر قریب درہ عجیب مذکور جاکر نقابدار نے کہا اے قاسم اب
مین جاتا ہون تم لشکر امیر مین جاؤ قاسم نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اُسنے جواب دیا تجھے میرے نام
دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مین نہ بتاؤنگا یہ کہکر سوے صحرا چلا گیا قاسم اپنے لشکر مین داخل
ہوکر سب کو ہمراہ لیکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور بعد قطع راہ داخل لشکر ہوا امیر سے تمام حال
جو گذرا تھا بیان کیا اُسوقت امیر کو غصہ آیا حکم کیا اسیوقت لشکر ہمارا یہان سے روانہ ہو موافق حکم
لشکری مسلح ہوئے امیر سب کو ہمراہ لیکر بعد قطع راہ سرحد بربر پر جاکر قیام پذیر ہوئے وہان تمام
رات باہم کافرون مین تلوار چلی لاکھون سوار اور پیادے آپسمین لڑکر قتل ہوئے جب صبح ہوئی
قاسم اور نقابدار کو نہ دیکھکر سب نے لڑائی سے ہاتھ روکا یہ خبر گاؤلنگی کو پہونچی وہ حیران
ہوا بختیارک نے جھک کر سلام کیا اور کہا دیکھا حضور نے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا گاؤلنگی
قائل ہوکر کچھ جواب نہ دے سکا

داستان آنا مہاران گاؤگوش کا دربار گاؤلنگی گاؤسوار مین اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا اور قتل کرنا قاسم کا مہاران گاؤگوش کو آگے نقابدار زرد پوش کے اور ہلاک ہونا شمیال کا

پلا اک جام آخر انجمن مین		دم رخصت ذکر تکرار ساقی		شتابی لا مے گلگونا ساقی

لگا دے قفل خاموشی دہن مین
زبان بستہ بانی ناز پر ہی

کہان پھر صحبت لفظ معانی
سکوت مدعا آغاز پر ہی

تمامی پر ہی دور خوش بیانی
شرر آمیز یان نوک زبان ہی

گل افشانان یون چراغ داستان کہ کہ جب ملک قاسم اور نقابدار زمرد پوش لڑ بھڑ کر ہزارون بلکہ لاکھون کافرون کو قتل کر کے ہنگام شب لشکر سے نکل گئے اور یہ خبر گاؤلنگی گاؤسوار کو پہونچی نہایت حیران ہوکر محزون ہوا بختیارک شرارت سے کہنے لگا کہ حضور کچھ رنج نکرین ابھی کیا ہوا آگے انجام جنگ کچھ اور ہی ہوگا گاؤلنگی نے انجام جنگ پوچھا اُسنے بات بناکر کہا اے شہنشاہ آپ فتح پائینگے لشکر آپکے پاس بہت ہی سرداران لشکر بھی نامی ہین فرزند بھی آپکے سب بہادر و شجاع ہین حمزہ کے لشکر مین کچھ ایسے سردار نامی نہین ہین وہ بیچارے آپ سے کیا لڑینگے آپ اب کسی سردار یا اپنے فرزندون مین سے کسی فرزند کو مع لشکر کثیر واسطے مقابلہ لشکر امیر کے روانہ فرمائیے تامل نکیجیے کیونکہ ہرکارون کی زبانی آپ سُن چکے ہین کہ لشکر امیر کا سرحد بربرتک آچکا ہی ابھی گاؤلنگی نے اُسے کچھ جواب نہ دیا تھا ناگاہ چند ہرکارے خرم و خندان روبروے گاؤلنگی آئے اور اُنھون نے بعد بجالانے تسلیم کے اور ادا کرنے ثناے گاؤلنگی کے دست بستہ عرض کیا حضور اسوقت مہاراج گاؤگوش کہ سردار زبردست خداوند زمرد شاہ باختری کا ہی مع دو فرزندان کنجاب بن کنجور بن حرمان دیوکش کے بجمعیت لشکر کثیر حکم خداوند زمرد شاہ سے اس طرف آتا ہی ابھی یہان سے دور ہی گاؤلنگی یہ خبر فرحت اثر سُنکے بہت خوش ہوا اور اُسیوقت بہت سے سرداران لشکر اور چند اپنے فرزندون کو مع لشکر واسطے استقبال کے روانہ کیا ان سب کافرون نے جاکر اُس کافر کا استقبال کیا بھر ہمراہ اپنے بعزت و حرمت دربار گاؤلنگی مین لائے اُسنے دربار مین داخل ہوکر اپنے اہل دربار پر نظر کر کے بکراہت ہاتھ اپنا واسطے سلام گاؤلنگی کے اُٹھایا اور بعض داستان گویان خوش بیان نے یون ظاہر کیا ہی کہ اُسنے بوجہ کبر و نخوت کے سلام نہین کیا غرض بہرطور کافر مذکور داخل دربار ہوا گاؤلنگی نے کسی قدر اُسکی تعظیم کی اور قریب بلکہ متصل اپنے تخت کے ایک ذنگل پر اُسے بٹھایا اور حکم کیا نقارہ نوازمہاراان گاؤگوش کے آنے کی خوشی مین نقارے بجائین موافق حکم نقارہ نوازون نے نقارے بجائے شہنا نوازون نے شہنا کو بجایا جب آواز نقارون کی لشکر امیر مین پہونچی امیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا اسوقت بیجا اسقدر نقارے گاؤلنگی نے کیون بجوائے ہین ذرا جاکر خبر تو لاؤ اِدھر خواجہ عیار ریسے بانے تن پر آراستہ کر کے بصورت اصلی جانب دربار گاؤلنگی روانہ ہوئے اِدھر گاؤلنگی نے ساقیان گلرخسار کو مع کشتی مے طلب کیا حسب الحکم ساقیان غنچہ دہن گلبیرہن کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آئے اور باشارہ گاؤلنگی جام یاقوت مین مے گلنار بھر کر روبرو مہاراان گاؤگوش کے لیگئے اُسنے جام لیکر شراب پی بعدہ ساقیون نے جملہ اہل دربار کو علے قدر مراتب جامہاے زنگار رنگ مین شراب بھر کر پلائی جب سب خوب شراب پی چکے خصوصاً مہاراان گاؤگوش چند جام لیکر شراب پی چکا ساقیان مذکور کشتیان شراب کی اُٹھا کر دربار سے لیگئے بعد جانے ساقیون کے حکم گاؤلنگی سے ایک نازنین مہ جبین مع اپنے سازندون کے دربار مین آکر روبروے

ہماران گاڈگوش بعد درستی ہر ایک سازکے کھڑے ہوکر رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے جملہ اہل دربار رقص دیکھنے لگے جب وہ خوب رقص کر چکی یہ غزل اُسنے شروع کی غزل

مہربان ہم پر وہ رشک گل اگر ہو جائیگا
شام سے پیدا مجھے خوف سحر ہو جائیگا
اُس لب شیرین کی کچھ تعریف لکھی ہم نے
منفعل خورشید شرمندہ قمر ہو جائیگا

نخل امید اپنا اہو دل بار در ہو جائیگا
اسقدر گریان ہون للہ ہجر یار مین
وقت تحریر یہ اپنا خامہ نیشکر ہو جائیگا
فرقت جانان کے غم سے ہو بہت مشکل نجات

ہجر کا مارا ہون جب ہوگی شب صحبت نصیب
دوسرا طوفان بپا رے چشم تر ہو جائیگا
یا اگر وہ حسن و خوبی مین کرینگے ہمسری
اے فدا آخر یہ ناسور جگر ہو جائیگا

اہل دربار خصوصاً گاڈلنگی گاؤسوار اور ہماران گاڈگوش اشعار غزل سُنکے خوش ہونے لگے جب نازنین سنے یہ غزل تمام کی ہماران گاڈگوش نے گاڈلنگی سے کہا اس نازنین سے کہیے کہ اب دربار سے جائین بس گاچکین گاڈلنگی نے کچھ انعام اُسے دلوا کر رخصت کیا بعد جانے نازنین مذکور کے ہماران نے گاڈلنگی سے پوچھا یہ دونون جوان کون ہین گاڈلنگی نے جواب دیا یہ پسران نوشیروان ہین نام انکے ہرمز و فرامرز ہین اور یہ جو رنجیدہ سر پر رکھے بیٹھا ہی یہ نوشیروان کا وزیر تھا اُسنے پوچھا یہ یہان پاس کیون آئے ہین اُسنے جواب دیا آپ انھین سے دریافت کیجیے ہماران پسران نوشیروان کیطرف متوجہ ہوا اُنسے پوچھنے لگا باعث تمہارے یہان آنے کا کیا ہو انھون نے کہا ہمارے والد کے اس وزیر بختیارک سے دریافت کیجیے یہ بخوبی ہمارے حال سے آگاہ کریگا ہماران گاڈگوش نے بختیارک کیطرف دیکھکر اشارہ سے کہا بیان کر اُسنے رنجیدہ سر پر خوب درست کرکے اول سے آخر تک جو جو دست حمزۂ صاحبقران سے صدمات اُٹھائے تھے بیان کیے بعد ازان کہا اب وہ ہمارے تعاقب مین مع لشکر کثیر سرحد بربر تک آیا ہو دیکھیے یہان بھی اُسکے ہاتھ سے ہمارے شاہزادون کی جان بچتی ہو یا نہین کیونکہ اول تو شجاعت مین مثل اُسکا دنیا مین کوئی نہین ہو سوا اُسکے پانچ ہزار ہجین برادر ہین اور پانچ ہزار پانچ سو ہجین سرداران لشکر اُسکے لشکر مین ایسے ایسے بہادر ہین کہ ہر ایک وحید عصر ہو کیا مجال کسی کی کہ جو کوئی حمزہ سے مقابلہ کرسکے ہماران سنے چین بجبین ہو کر پوچھا اُسکا قد کسقدر طویل ہو بختیارک نے جواب دیا لوارنخ سے زیادہ نہین ہو ہماران نے یہ سُنکر قہقہہ مارکر کہا ایسے شخص کو تاہ قامت کو تو مین اپنی بینی کے سوراخ مین رکھ لونگا بختیارک نے جواب دیا حمزہ ایسا زبردست ہو کہ اُسنے قاف مین جاکر ہزار ہا دیوون کو قتل کیا ہو انسان کی اُسکے آگے کیا حقیقت ہو آپ یہ کیا کہتے ہین بس خاموش رہیے اگر اُس سے آپ کا سامنا ہو جائیگا تو حال معلوم ہوگا ہماران ملک جی کی یہ تقریر سُنکے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا تو نہایت بیہودہ گو ہو جسے ایسی گفتگو کرتا ہی ہمارے قہر و غضب سے نہین ڈرتا ہو یہ کہکر ارادہ اُسکے ہلاک کرنے کا کیا اُسوقت گاڈلنگی اور ہرمز و فرامرز نے کہا یہ شخص مسخرہ ہو مدام ایسی ہی باتین کرتا ہو اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کیجیے اور ہماری خاطر سے اسے قتل نہ کیجیے ابھی ہرمز و فرامرز و گاڈلنگی ہماران سے ہم سخن تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے ایک پیادہ کی صورت بنکر دربار مین آکر اس طرح سلام کیا اور کہا کہ سلام میرا اُس پر جو کہ خداوند لقا کو خدا اپنا جانتا ہو ہماران گاڈگوش نے خوش ہوکر سب سے پہلے جواب سلام دیکر کہا یہ شخص خاص بندۂ خداوند لقا ہو واجب التعظیم ہو یہ کہکر برائے تعظیم خواجہ

اپنے دنگل سے کسی قدر اُٹھا اُسکے اُٹھنے سے جملہ اہل دربار نے بھی اُٹھکر تعظیم کی مہاران نے ایک دنگل یا کرسی پر قریب اپنے خواجہ کو بٹھایا بختیارک پہچان کر اپنی جگہ سے دور تر ہٹ کر بیٹھا اور کہنے لگا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ہمارے پیرومرشد نے نزول اجلال فرمایا ہی انکا آنا خالی شرو فساد سے نہین ہی مہاران گاؤگوش نے پوچھا او بختیارک تو اپنی جگہ سے اتنی دور جاکر کیون بیٹھا ہی اُسنے جواب دیا بلا سے بھاگنا اور اپنی جان کو بچانا ضرور ہی ہر ایک عاقل حتے الامکان اپنی جان کی حفاظت کرتا ہی اگر مین نے بھی اپنی جان کی حفاظت کی تو کیا برا کیا مہاران نے پوچھا یہ تیری تقریر ہماری سمجھ مین نہ آئی بلا کیسی یہ کیا کہتا ہی صاف صاف بیان کر اُسنے عرض کیا حضور مجھسے صاف صاف نہ پوچھیے تھوڑی دیر مین آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا مین بیان کر کے آفت مین مبتلا ہو جاونگا جان بچنے کے لالے پڑ جائین گے اور اگر جان بچ بھی جائیگی تو سر دربار جوتیان تو ضرور کھاونگا میرا دماغ نہایت ضعیف ہی اب تحمل جوتیان کھانے کا نہین ہی یہ کہکر رفیدہ سر سے اتار کر چندیا اپنی دکھا کر کہا دیکھیے بندہ نے اسقدر جوتیان ایک صاحب کے ہاتھ سے کھائین ہین کہ چندیا خوب صاف اور شفاف ہوگئی ہی کوئی بال باقی نہین ہی مانند شیشہ کے چمکتی ہی ایک زمانہ سے حجام کی ضرورت نہین ہی کہ وہ آکر حجامت بنالے قربان اور صدقے اُن پیرومرشد کے جنکی جوتیون کے صدقے مین میرے سر کو یہ شرف حاصل ہوا ہی لہذا اب اس جوتی خورے سے سر کو برداشت جوتیان کھانے کی نہین ہی یہ کہکر رفیدہ سر پر رکھکر خاموش ہوا مہاران گاؤگوش اور جملہ اہل دربار ہنسے خصوصاً گاؤلنگی گاؤسوار بختیارک کی تقریر سُنکے خوب ہنسا خواجہ اُسکی باتین سُنکے دل مین کہنے لگے اس نالائق نے تمھین پہچان لیا ہی اور اسوقت کیسی باتین کر رہا ہی شرارت سے باز نہین آتا ہی مطلب خاص اسکا یہ ہی کہ تمھارے حال سے سب کو آگاہ کردے یہ کہکر خواجہ نے بنظر تند اُسکی طرف دیکھا اُسنے جلدی سے آنکھین بند کرلین پھر اشارہ سے کہا آپ تشریف لائے ہین جو مناسب ہو اہل دربار کا حال کیجیے مین دخل نہ دونگا افشائے راز نہ کرونگا مین تو آپ کا غلام بلکہ احتلام ہون مجھ سے مطمئن رہیے اور مجھ پر نظر عنایت رکھیے خواجہ اُسکے اشارون سے تقریر اُسکی سمجھ کے مہاران کی طرف دیکھنے لگے ناگاہ مہاران نے خوب ہنسکر کہا ای بختیارک تو نے احوال مفصل بیان نہ کیا جو ہمنے پوچھا تھا اُسکا جواب مفصل نہ دیا بختیارک نے جواب دیا مفصل کیا عرض کرون ہمارے جناب معلے القاب سراپا عقل و دانش و ذکا و پیرومرشد این خاکیا تشریف لائے ہین اُنکا حکم نہین ہی کہ مین اُنکے حال سے آگاہ کرون مہاران گاؤگوش نے برہم ہوکر پوچھا او نالائق وہ کون جناب معلے القاب کون پیرومرشد تیرے ہین جنکے حکم سے تو بیان نہین کرتا ہی جلد تمام حال بیان کر ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا اُسنے کہا ذرا ٹھہر جائیے مین اجازت لے لون یہ کہکر بآواز بلند کہنے لگا حضور خطا معاف ہو اب آپ کے خادم کی جان ہی جاتی ہی افشائے راز کرتا ہون برا نہ مانیے گا آج یا کبھی اسکا عوض مجھ سے نہ لیجیے گا مین بیٹھا ہون یہ کہکر مہاران سے مخاطب ہوکر کہنے لگا حضور مین اسوجہ سے اپنی جگہ سے اُٹھکر یہان بیٹھا ہون کہ یہ خود بھی تشریف لائے ہین جنکی آپ نے تعظیم کی ہی یہ بڑے نامی وگرامی

ہین اِنکا مثل و نظیر نہین ہی انکے القاب و اوصاف لا تعد و لا تحصے ہین کیا مجال میری کہ انکی کچھ بھی تعریف کر سکون یہ اپنے فن مین ایسے کامل و اکمل ہین کہ مشرق سے مغرب تک اِنکا ثانی کوئی نہین ہی اِنھون نے ہزار ہا بڑے بڑے ساحرون کو غیر ساحر ہو کر مار ڈالا ہی کافرون کی ریش تراشی ہی آخر اپنی حکمت سے مرد کو عورت اور عورت کو مرد بنا یا ہی جوان کو بڈھا بنا دینے مین اور بڈھے کو جوان بنانے مین اِنکو دشواری نہین ہی یہ صاحب معجزہ ہفت پیغمبران ہین تبرکات پیغمبرون کے دیے ہوئے انکے پاس موجود ہین از انجملہ ایک زنبیل ہی کہ اگر یہ چاہین تو تمام انس و جن اور جملہ مال و اسباب تمامی اہل جہان کا اُس زنبیل مین رکھ لین اور پھر وہ خالی رہے اور اگر یہ تیز روی اختیار کرین تو ایک دم مین مشرق سے مغرب کو جائین صرصر انکے گرد قدم کو نہ پاسکے اور عاقل ایسے ہین کہ اگر ارسطو اور افلاطون انسے درس کتاب عقل کا لین تو یہ سیکڑون برس اُنھین پڑھائین مکار ایسے ہین کہ جملہ خداوند انکے مکر و فریب سے ہر ایک کو بچائین خصوصاً اب ہمیشہ مجکو بچائین نام نامی انکا خواجہ عمرو ہی یہ فرزند دلبند خواجہ ضمری کے ہین عیار حمزۂ صاحبقران کے ہین عیاری و دف نوازی اور ساقی گری وغیرہ مین عدیم المثال ہین اگر یہ جناب ممد و معاون اور شریک حمزۂ صاحبقران نہوتے تو حمزہ کو یہ وقار ہرگز نہوتا انھین کے ہاتھ سے بارہا جوتیان ... نے سر پہ کھائی ہین مین اِنسے بہت ڈرتا ہون اِسوجہ سے انسے خائف ہو کر یہان آکر بیٹھا ہون یہان بھی ڈر رہا ہون خوف سے پیشاب نکلا جاتا ہی ہماران نے تمام تقریر بختیارک کی سنکے اور بہت ہنس کے عمرو کی طرف دیکھا خواجہ نے کہا جو کچھ بختیارک کہتا ہی سچ کہتا ہی یہ دشمن میرا ہی کیونکہ مین نے اسکے باپ بختک کو مارا ہی اُسکا حلوا بنا کر اسے کھلایا ہی اب اسکو بھی کسی روز مار ڈالونگا یہ میرا دشمن قوی ہی ہر وقت اِسی فکر مین رہتا ہی کہ عمرو کو ہلاک کرے اسوقت بھی اِسنے یہی چاہا تھا کہ آپ سب صاحبون کے ہاتھ سے کسی تدبیر سے قتل کراؤن یہ اپنی شرارت اور دشمنی سے باز نہین آتا ہی بقول اِسکے بارہا مین نے اسے جوتیان ماری ہین اور سزائے سخت دی ہی لیکن یہ ایسا بیحیا و خر یہ ہی کہ باز نہین آتا ہی آج میرے یہان آنے کا یہ باعث ہی کہ مین نے بقول بختیارک کے حمزہ کو حمزۂ صاحبقران کیا ہی میری ہی ذات سے یہ جاہ و حشم اُنکو میسر ہوا ہی پہلے نان جوین کو محتاج تھے نہایت شکستہ حال تھے افسوس ہزار افسوس مین نے تو اُنکے ساتھ یہ نیکی کی اور اُنھون نے میرے ساتھ کچھ بھی نیکی نہ کی اور مطلق میری قدر و منزلت نہ کی ہمیشہ چار روپیہ ماہواری بمشکل دیا کیے مین نے چار روپیہ پر قناعت کر کے ابتک انکی خیر خواہی مین سعی کی آج بیٹھے بیٹھے بجائے خود مین نے تصور کیا کہ زمرد شاہ باختری کے خداوند ہونے مین کلام نہین ہی لہذا اے عمرو آخر زندگی مین اپنے دین آبائی کو ترک کر کے خداوند کی پرستش اختیار کر اور ساتھ حمزہ کا چھوڑ کہ یہ قدردان نہین ہی کسی ایسے جلیل القدر اور قدردان اہل کمال کے پاس چل کہ وہ تیری قدر و منزلت کرے اور تو بھی اُسکے ساتھ ایسی نیکی کر جس طرح تو نے حمزہ کے ساتھ نیکی کی ہی بس دریائے فکر مین غوطہ مار کر گوہر مقصد پایا یعنے آپ کا خیال آیا کہ بہتر آپ سے کوئی قدردان اہل کمال نہین ہی یہ سوچکر آپکی خدمت مین آیا ہون اور جو کچھ مین نے بیان کیا ہی

اسمین سر مو فرق نہین ہے اگر آپ میری قدر کیجیے گا تو جو فرمائیے گا بجا لاؤنگا اگر حکم ہوگا تو حمزہ اور اُسکے سرداران لشکر کو بیہوش کرکے گرفتار کرکے لے آؤنگا جسکو فرمائیے گا قتل کر ڈالونگا مین تو فرمانبردار اُسکا ہون جو میری قدر کرے اور مجھے زر کثیر دے اور اب مین حمزہ کا دشمن جان ہون اگر آپ کا اشارہ پاؤنگا تو اُسکو مع اُسکے تمامی لشکر کے نیست و نابود کر دونگا اور اگر آپ میری قدر نہ کیجیے گا تو مر جاؤنگا زہر کھا کر جان دیدونگا یہ کہکر زار زار روکر زنبیل سے کف مار نکالکر مہاران گاؤگوش اور جملہ اہل دربار کو دکھا کر ارادہ اُسکے کھانے کا کیا اُسوقت مہاران گاؤگوش نے بعجلت تمام ہاتھ خواجہ کا پکڑ کر کف مار چھین لیا اور بعنایت و مہربانی کہا اے خواجہ تم اپنی جان نہ دو مین تمھارا قدردان ہون آج سے تم میرے ملازم ہوئے مین تمکو تنخواہ موافق تمھاری عزت و لیاقت کے دونگا ہر مہینے لاکھون روپیہ دیا کرونگا اور جب کوئی تم کار نمایان کروگے انعام کثیر دیا کرونگا خواجہ نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین لیکن میرا مرجانا ہی اچھا ہے کیونکہ جب مین آپ کا نوکر ہونگا اور یہان آپ کی خدمت مین رہونگا بختیارک ہر دم شرارت سے ایسا کچھ کیے جائیگا کہ مین ہلاک کیا جاؤن آپ میرے دشمن ہو جائیے مجھے قتل کیجیے لہذا مین آپ کی نوکری سے باز آیا مہاران نے بختیارک سے مخاطب ہوکر کہا او نالائق خبردار کبھی مقدمہ خواجہ مین کچھ مجھ سے نہ کہنا اور اگر اِنسے دشمنی کریگا مین تیرا دشمن ہو جاؤنگا ضرور تجھکو قتل کر ڈالونگا اُسنے عرض کیا کیا مجال میری جو کبھی خواجہ سے دشمنی کرون اور اِنکی نسبت کچھ آپسے کہون مجھے دخل دینا کیا ضرور ہے خود ہی حضور اِنکی دوستی سے خوش ہونگے یہ کہکر خاموش ہوا مہاران نے خواجہ سے کہا اے خواجہ اب بیخوف و خطر تم یہان رہو بختیارک کی دشمنی سے نہ ڈرو خواجہ نے یہ سُنکے بڑھکر اُسکے ہاتھ چومے اور کہا جیسا دل چاہتا تھا ویسا ہی قدردان مین نے آپ کو پایا مہاران نے بہت خوش ہوکر کہا اے خواجہ ہمنے سُنا ہے کہ تم خوب بجاتے ہو اور اچھی طرح گاتے ہو اسوقت ہمارے روبرو کچھ بجاؤ کچھ گاؤ خواجہ نے عرض کیا جب مین آپ کا ملازم ہو گیا مجھے کسی کام کے کرنے مین کیا عذر ہے یہ کہکر زنبیل سے نے نکالکر سامنے مہاران کے بیٹھکر نے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

گلے مل ملکے سویا خوب گلشن مین صنوبر سے
فراق یار مین کیا کیا نہ آنکھین تنگ لانکلی
نہین کم طول اُسکا ایک ساعت روز محشر سے
مدد فرمائیے حضرت دل عاشق پہ بن آئی
سمجھتا تھا اُسے فرہاد اپنے خون کے قطرے
مقابل ہوگا ہر ایک اشک کا قطرہ گل تر سے
دکھا کر چشم میگون کر دیا بیہوش لاکھون کو
دبا جاتا ہے بار معصیت کے ہاتھ لنگر سے
نہ دل ہلا سکی صورت مثال قد دلبر سے
نکالتی تھی دم تیشہ زنی جو آگ پتھر سے
شب فرقت مین گویا جان عاشق کو قیامت ہے
خدا محفوظ رکھے ان بتان شوخ کے شر سے

اہل دربار اشعار غزل سنکے خواجہ کی تعریف کرنے لگے خصوصاً مہاران گاؤگوش بے اختیار تعریف کرنے لگا جب خواجہ نے غزل تمام کی مہاران ایسا خوش ہوا کہ اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد ایک تاج مرصع لاؤ اور قبا سے نادر اور زیر جامہ نفیس کہ مین خواجہ کو خلعت دونگا ملازم فی الفور لائے مہاران نے تاج اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر پر رکھا اور کہا اپنی پوشاک اُتار کر یہ پوشاک پہنو خواجہ نے اُسکے حکم کی تعمیل کی جب خواجہ پوشاک پہن چکے مہاران نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا اسوقت سے کوئی خواجہ کو دزد کمینہ اور مکار نہ کہے ہمنے اُسکو شاہ کہا ہے اُسکو سب شاہ عمر و کہین سب نے کہا ہم اسی طرح خواجہ کو پکارینگے جب تقریر اہل دربار کی سن چکا پھر حمزہ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے حمزہ

بہتر یہی ہو کہ ہمارے سامنے دست بستہ حاضر ہو کر ہماری اطاعت اختیار کرا ور جا کنگی جو بت کے خداوند
زمرد شاہ باختری کو سجدہ کر اگر خلاف اسکے کریگا تو بچتا نبچیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جب نامہ
تیار ہوا ہرنامہ پر مہر اپنی کرکے فکر کرنے لگا کہ اس نامہ کو کسکے ہاتھ روانہ کرون ابھی وہ فکر ہی مین
تھا کہ یکایک خواجہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ اس نامہ کو مین لیکر امیر کے پاس جاؤن اُسنے پوچھا
اس نامہ بری سے مدعا تیرا کیا ہو خواجہ نے جواب دیا مطلب اسمین یہ ہو کہ حمزہ میرے سراپا پر نظر
کرکے میرا جاہ وحشم دیکھے اور یہ خیال کرے کہ مہاران گاؤگوش نے اسکی ایسی قدر کی کہ بادشاہ کیا
تاج وتخت دیا مہاران نے خوش ہو کر پوچھا کس جاہ وحشم سے لشکر حمزہ مین جائیگا خواجہ نے کہا
میرا دل یہ چاہتا ہو کہ چار ہزار جوان خوبصورت تاج مرصع سر پر رکھے ہون اور لباس مانند پوشاک
بادشاہون کے پہنے ہون ہمراہ میرے تخت کے یمین ویسار رہون آگے میری سواری کے ڈنکا بجتا
ہو نقیب صدا دیتا ہو راہ دو راہ دو کہ سواری شاہ عمرو کی آتی ہو جب اس طرح پیش حمزہ نامہ لیکر جاؤنگا
اسکو حیرت ہوگی آتش رشک سے جل جائیگا مہاران نے بموجب کہنے خواجہ کے چار ہزار جوان حسین
وجمیل طلب کرکے اُنکو تاج مرصع اور لباس نفیس دیکر کہا تاج سر پر رکھکر پوشاک پہنکر خواجہ کے تخت
کے ساتھ جاؤ اُنھون نے تاج سر پر رکھکر پوشاک زیب تن کی بعد ازین عمرو نامہ لیکر زیر تاج رکھکر
تخت جواہر نگار پر سوار ہوا ملازمون نے مہاران کے تخت اُٹھایا ڈنکے چوب لگائی گئی وہ چار
ہزار مردم تاجدار تخت خواجہ کے یمین ویسار جلو مین چلے آگے آگے نوبت ونشان نقیب آوازین لگاتا
ہوا چلا خواجہ اس شان وشوکت سے سوے لشکر امیر روانہ ہوئے بختیارک اپنے دل مین کہنے لگا
آج خواجہ کی حسب دلخواہ مراد بر آئی اچھی عیاری کی لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا اسباب لیگیا مہاران
گاؤگوش اسکے فریب مین آگیا خیر خوب ہوا آپ ہی پچتائیگا یہ باتین کرکے مسکرایا مہاران نے پوچھا
ای بختیارک اسوقت کیون مسکراتے ہو اُسنے عرض کیا یون ہی ہنستا ہون مہاران نے کہا کوئی شخص
بے وجہ اور بغیر کسی خوشی کے نہین ہنستا ہو تجھے کیا مسرت حاصل ہوئی ہو کہ خود بخود مسکراتا ہو اسنے
عرض کیا عقلمندون اور مکارون کے مکر وفریب اور احمقون کی نادانی پر ہنستا ہون مہاران اُسکی
تقریر کو نہ سمجھا جانا کہ یہ مسخرہ ہو بیہودہ باتین کرتا ہو یہان تو مہاران دربار مین گاؤلنگی کے بیٹھا ہوا
ہو لیکن اب حال خواجہ اور لشکر امیر کا لکھا جاتا ہو کہ جب خواجہ بہ شان وشوکت مذکور قریب لشکر
امیر کشورگیر کے پہونچے عیاران لشکر اسلام خواجہ کو باین شان وشوکت آتے دیکھکر حیران ہوئے
فے الفور سر دربار جا کر بعد کرنے دعا وثنا کے اور بعد بجا لانے شرائط عبودیت کے دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ لشکر اسلام وای امیر عالی مقام اسوقت خواجہ عمرو نہایت شان و
شوکت سے نامہ مہاران کا لیکر آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر یہ خبر سُنکے حیران ہوئے
اور سرداران لشکر بھی حیران ہوئے امیر نے فرمایا اگر خواجہ آتے ہین تو آنے دو اُنھون نے دربار
گاؤلنگی مین جا کر کچھ مکر وفریب کیا ہوگا اس شان وشوکت سے اُنکا آنا خالی از عیاری نہین ہو ہنوز
امیر یہ فرما ہی رہے تھے کہ سواری خواجہ کی دربارگاہ پر آئی تماشائی جمع ہو کر خواجہ کو دیکھنے لگے ملازمون
نے تخت کو دوش سے اُتارا خواجہ تخت سے اُتر کر مع چار ہزار اُن جوانون کے واسطے دکھانے اپنی

شان و شوکت کے اندر بارگاہ کے گئے بادشاہ اور امیر وغیرہ خواجہ پر نظر کر کے نہایت متحیر ہوئے
خواجہ نے بطور لق لقا پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا بلکہ امیر وغیرہ چین بجبین ہوئے ہر ایک
نے خیال کیا خواجہ مسلمان ہین بمصلحت اسوقت اسطرح سلام کیا ہی یہ خیال کر کے امیر نے خواجہ کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ
کیا خواجہ کرسی پر بیٹھے اور وہ چار ہزار سوار زمین ویلمار اور پس پشت خواجہ کے مانند خادمون کے دست بستہ
کھڑے رہے ایک خادم تو سر خواجہ پر چنور ہلانے لگا اور بہت سے خادم عہدے ہاتھون مین لیے
ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ بیٹھے امیر نے ساقی کو طلب کیا وہ دربار مین حاضر ہو کر شیشہ سے جام شراب
بلورین مین بھر کر روبرو خواجہ کے لیگیا خواجہ نے بنظر تند و تیز اُسے دیکھکر کہا او نالائق تو میرے سامنے
جام مے لایا ہی کیا نہین جانتا کہ مین نے خداوند لقا کی پرستش و اطاعت اختیار کی ہی یہ کہکر اس طرح ہاتھ
اپنا اُس جام مے پر مارا کہ وہ جام دست ساقی گلفام سے فرش پر گر کے چور چور ہو گیا بادشاہ لشکر اسلام
اور جملہ سرداران لشکر یہ فعل خواجہ کا دیکھکر متعجب ہوئے خصوصاً امیر کو نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت
بسیار امیر نے پوچھا ای خواجہ تمنے جام مے کو کیون توڑ ڈالا اور شراب کیون نہ پی خلاف قاعدہ کیون
عمل کیا خواجہ نے چین بجبین ہو کر بیلے تو یہ کہا کہ ای حمزہ جسوقت سے مین تمھارے لشکر سے پیدل
ہو کر گیا ہون مہاران گاؤگوش نے مجھے نوکر رکھ لیا ہی اور اس رتبہ کو پہنچایا ہی کوئی مجھکو
سارہان بچہ اور دزد کمینہ حتی کہ خواجہ تک حکم مہاران سے نہین کہتا ہی تم بھی نہ کہو وہان سب مجھکو
شاہ عمرو کہتے ہین تم بھی اسی طرح مجھے پکارو خلاف میری شان کے مجھ سے گفتگو نہ کرو بعدہ کہا
جام مے مین نے اس سبب سے توڑ ڈالا اور شراب نہ پی کہ مذہب لقا پرستان مین اہل اسلام نجس ہین
اور ظروف اُنکے اکل و شرب کے بھی نجس ہین پس اکل و شرب اُنکے ہاتھ سے اور اُنکے ظروف مین
جائز نہین ہی اسی وجہ سے مین نے جام توڑ ڈالا اور شراب نہ پی امیر نے یہ سُنکے برہم ہو کر قبضہ حسام
پر نظر کر کے ارادہ کیا کہ تلوار نیام سے کھینچکر خواجہ کو قتل کیجیے پھر خیال کیا خواجہ کا لقا پرست ہو جانا
خلاف عقل ہی بظاہر ایسی باتین کرتے ہین باطناً مسلمان ہین قتل کرنے مین تامل کرنا چاہیے اور
سوا اِسکے یہ اسوقت نامہ بر ہی نامہ مہاران گاؤگوش کا لیکر آیا ہی نامہ بر کا قتل کرنا خلاف دستور ہی
یہ خیال کر کے قتل عمرو سے باز آئے نامہ طلب کیا خواجہ نے جواب دیا ای حمزہ یہ نامہ مہاران
گاؤگوش کا ہی تاوقتیکہ اُسے باحترام نہ لوگے نہ دونگا صورت نامہ لینے کی یہ ہی کہ پانچ سو کشتیان اشرفیون
اور جواہرات کی منگواؤ اِس نامہ پر نثار کر دو اور چند قدم اپنے دنگل سے اُٹھکر اِس نامہ گرامی قدر
کی تعظیم کرو جب مین نامہ دون تو فی الفور بافتخار سر پر رکھو بعد ازان عبارت نامہ کو پڑھکر جو
مناسب ہو اسی نامہ کی پشت پر جواب لکھو یا علیحدہ جواب نامہ مذکور لکھکر کسی اپنے سردار کے ہاتھ
روانہ کرو بہتر یہی ہی کہ جو کچھ نامہ مین لکھا ہی اُسی پر عمل کرو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو اچھا نہوگا
قسم کھاتا ہون خداوند لقا کی کہ مین فرش کو اس دربار کے خون اہل دربار سے رنگین کر دونگا
جو مجھ سے مقابلہ کریگا اُسے قتل کر دونگا کسی کا لحاظ اور پاس نہ کرونگا جبتک مسلمان تھا اور تمھارا
ملازم تھا ہر طرح کا لحاظ کرتا تھا اب بوجہ ترک کرنے مذہب کے اور نوکری کر لینے مہاران گاؤگوش
کے کسی کا لحاظ باقی نہ رہا امیر بالتوقیر نے خواجہ کی یہ تقریر سُنکے بہت برہم ہو کے جواب دیا بہتر یہی ہی

کہ نامہ مجھے دیدو ورنہ انجام نامہ نہ دینے کا برا ہوگا خواجہ نے بعد سخنہاے بسیار کے ہزار مشکل
نامہ امیر کو دیا امیر نے اُسوقت خود اُس نامہ کی عبارت کو پڑھا سب نے دیکھا کہ امیر نامہ ملاحظہ
کرکے غضبناک ہوئے چہرہ پر آثار غیظ و غضب نمایان ہوئے ابھی سب دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام
نے امیر سے مضمون نامہ مذکور دریافت کیا امیر نے خلاصہ مضمون اُسکا بیان کرکے ارادہ کیا کہ نامہ کو
چاک کرکے زمردشاہ باختری اور مہاران گاؤگوش کو سخت درشت کہیے خواجہ چہرۂ امیر پر نظر کرکے
حال دل سے ماہر ہوکے کہنے لگے اے امیر اِس نامہ کے ساتھ ہرگز ہرگز کوئی بے ادبی نہ کرنا اور خداوند
کی نسبت کوئی کلمہ بد زبان پر جاری نہ کرنا اور میرے مالک و آقا مہاران گاؤگوش کو بھی مطلق برا نہ
کہنا ورنہ انجام اِسکا اچھا نہوگا یہ نامہ کسی ایسے ویسے سردار کا نہین ہی مہاران گاؤگوش کا نامہ ہی
وہ ایسا بہادر و جری ہی کہ روے زمین پر مثل اُسکا نہین ہی نہایت شجاع و بہادر ہی اُس سے ڈرنا
خلاف طبع اُسکے کوئی بات نہ کرنا امیر خواجہ کی تقریر سُنکے از حد غضبناک ہوئے خواجہ کو تو قتل نہ کیا
لیکن عالم غصہ مین اُس نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا مین زمردشاہ اور اُسکے تابعین پر لعنت کرتا ہون
مہاران نابکار کیا ہی اُسکی کیا حقیقت ہی وہ مجھ سے کیا مقابلہ کریگا یہ نامہ اُس نابکار نے اِس مضمون
کا مجھے عبث لکھا ہی مین ہرگز اُسکے لکھنے پر عمل نہ کرونگا اگر واسطے مقابلہ کے میدان جنگ مین آئیگا
تو اُسے قتل کرونگا بس اے خواجہ اُس نابکار کو اس نامہ کے جواب مین یہ کہدینا کہ او نابکار اگر تجکو
دعوی شجاعت ہی تو میدان جنگ مین آکر مقابلہ کر حمزہ تجھ ایسے کا فرشتہ سیرت سے نہین ڈرتا ہی
اور نہ آجتک سواے خدا کے کسی سے ڈرا ہی خواجہ نے تقریر امیر کی سُنکے خنجر کمر سے کھینچا امیر سے
کہا تمنے یہ نامہ جلیل القدر کیون چاک کیا عزت اس نامہ کی نہ کی اس گستاخی و بے ادبی کی سزا دینی
ضرور ہی یہ کہکر وہی خنجر جست کرکے قریب امیر کے پہونچے واسطے سب کے دکھانے کے پہلے
امیر پر مارا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر کچھ زور جو کیا خنجر خواجہ کے ہاتھ سے گر پڑا روح پر صدمہ ہوا
کلائی کو بھی بیحد صدمہ پہونچنے لگا حال غیر ہونے لگا اُسوقت خواجہ نے چپکے سے کہا اے حمزہ کیا مجھے
سچ مچ مار ہی ڈالیگا ارے مین نے عیاری کے لیے اور حصول زر کے واسطے ایسی باتین کین ہین
اب چاہتا ہون کسی اپنے سردار سے کہدے کہ وہ تمام لباس میرا اور اِن چارسو جوانون کا بلکہ جملہ
خادم و خدمتگار ہمراہیان میرے کا اُتروالے اور لنگوٹیان بندھواکر اس دربار سے مجکو اور سب کو
نکلوادے اور تمام مال و اسباب میرا اپنے پاس امانتاً رکھیے مین آکر ایک ایک شے لے لونگا امیر اُس نخدہ مین خواجہ
کی یہ تقریر سُنکے کچھ مسکرائے بعدہ برہم ہوکر موافق کہنے خواجہ کے کرب غازی سے کہا اے کرب جلد
خواجہ اور ہمراہیان خواجہ کا لباس اُتروا کر لنگوٹیان بندھواکر سب کو دربار سے نکلوادے کچھ خواجہ
کو خنجر مارنے کی سزا دے اُس بہادر نے حسب الحکم امیر کے سب کا لباس اُتروا کر لنگوٹیان
بندھواکر اور دربار سے نکالکر سب کے رسیون سے ہاتھ باندھکر کہا دور ہو یہانسے اور مہاران
گاؤگوش سے جاکر کہدینا کہ حکم امیر سے کرب غازی نے ہمارا یہ حال کیا ہی خواجہ عمرو بصورت
مذکور نالان و گریان مع اپنے ہمراہیون کے وہانسے چلے بعد قطع راہ دربار مین گاؤلنگی کے پہونچے
مہاران گاؤگوش عمرو کا یہ حال دیکھکر اور نہایت حیران ہوکر گھبراکر پوچھنے لگا کیا ہوا خواجہ نے

تمام حال بیان کیا بختیارک ہنسکر کہنے لگا واہ واہ پیرومرشد کیا اچھی تدبیر کی ہی خوب تمام مال و
اسباب لیا مہاران نے پوچھا ای بختیارک تو نے آہستہ آہستہ اسوقت کیا کہا اُسنے عرض کیا حضور
مین نے یہی کہا کہ عجب حکمت سے خواجہ نے سب مال واسباب لے لیا مین نے پہلے ہی حضور سے کہا
تھا کہ خواجہ عیار بلاے روزگار ہین انکی دوستی پر اعتماد نہ کیجیے گا اور انکی باتون پر نہ آیئے گا آپ نے
نہ مانا کچھ تو میرے کہنے کا ظہور ہوا ہی آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مہاران اُسکی تقریر سُنکے دل مین کہنے لگا
بختیارک سچ کہتا ہی ابھی مہاران یہی خیال کر رہا تھا کہ خواجہ نے اپنے ہمراہیون سے کہا یارو چپکے
کھڑے ہو جو کچھ مین نے جاکر دربار امیر مین کہا ہی اُسے بیان نہین کرتے ہو اُنھون نے مہاران
سے مخاطب ہو کر کہا لاریب خواجہ نے جاکر امیر سے سخت گفتگو کی اور جب نامہ امیر نے پھاڑ ڈالا خواجہ
نے امیر کے خنجر مارا چونکہ یہ کمزور تھے اسوجہ سے امیر نے انکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا انکا اور ہمارا
لباس اُتروا لیا دربار سے باہر اس طرح نکلوا دیا انکی کوئی خطا نہین ہی انھون نے وہان جاکر آپکی
خیرخواہی بہت کی ہی بختیارک انکا دشمن ہی اسکے کہنے پر عمل نہ کیجیے خواجہ کو مکار نہ جانیے مہاران
اُنکی گفتگو سُنکے بختیارک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جو کچھ تو کہتا ہی سراسر جھوٹ ہی مجھے یقین ہو گیا
کہ تو خواجہ کا دشمن قوی ہی مجھے تیرے کہنے کا ذرا بھی یقین نہین ہی اگر حمزہ نے خواجہ وغیرہ کا لباس
اُتروا لیا ہی تو خیر دیکھا جائیگا سر میدان جنگ اس فعل ناشائستہ کی اُسے سزا دونگا مجھے اسقدر مال و
اسباب کے جانے کا کچھ بھی رنج نہین ہی بلکہ مین خواجہ کے زندہ آنے سے خوش ہوا جو کچھ مال اسباب
گیا ہی وہ خواجہ کی جان کا تصدق جانتا ہون اور وہ مال واسباب کیا تھا اگر ہزار حصہ اُس سے
زیادہ ہوتا تو بھی مجکو اُسکے جانے کا غم نہوتا قسم کھاتا ہون خداوند لقا کی مجکو خواجہ کی بے عزتی کا
رنج ہوا ہی اس مال واسباب کا کچھ بھی خیال نہین ہی یہ کہکر کشتیون مین زروجواہر منگواکر خواجہ کے
سر پر نثار کیا اُسوقت خواجہ نے حتے الامکان پوشیدہ طور سے زروجواہر لوٹ کر داخل زنبیل کیا
مہاران نے بعد نثار کرانے زروجواہر کے کشتی پوشاک کی طلب کرکے ویسا ہی تاج اور ویسا ہی
لباس خواجہ عمرو کو پہنایا پھر کرسی پر قریب اپنے بٹھا کر چہرہ خواجہ پر آثار رنج و ملال پاکر خیال کرنے
لگا خواجہ کو اپنے بےعزت ہونے کا نہایت رنج ہی مناسب وقت یہ ہی کہ انکے رنج کو دور کرون یہ خیال
کرکے اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد نازنینان خوش جمال و مہجبینان زہرہ تمثال سے جاکر کہو کہ مع
اپنے سازندون کے حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین ملازم حسب الحکم گئے اور چند حسینان خوش گلو کو مع انکے
سازندون کے بلا لائے اُنمین سے ایک نازنین مہجبین پری تمثال حورا جمال بیحد خوبرو و نہایت
خوش گلو سر دربار حاضر ہوکر بعد درست ہو جانے سازون کے کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے
لگے وہ نازنین رقص کرنے لگی مہاران نے اُس نازنین سے کہا اس طرح اسوقت رقص و نغمہ کرو
کہ خواجہ عمرو شگفتہ خاطر ہون مجھے انکا ملال گوارا نہین ہی وہ خواجہ سے آنکھ ملاکر رقص کرنے لگی بعد
رقص کے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

جفا بہر عدو لاؤن کہان سے
مرا چاہا برا ہی آپ نے کیون

شب وصل آپ کا عذر نزاکت
عیادت کی لب معجز بیان سے

نہ ربط اُس سے نہ یاری آسمان سے
بجا ہی پر نہ مجھ سے نیمجان سے
ملے دشمن سے کیونکر بیحجاب آپ

نہ شرم آئی مرے شوق نہاں سے
نہ نکلی ہائے یون بھی حسرت دل
نکل کر کیا کرین ہم آشیان سے
جہان سے تنگ تر جنت ہو جائے
ہم ایمان لائے تھے ناز بتان سے

وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب
بہے سو بحر چشم خونفشان سے
اٹھے دیوار کیا جب خانۂ غیر
بہت حسرت بھرا جاتا ہون یہان سے

تجھے ای زندگی لاؤن کہان سے
نہ بجلی جلوہ فرما ہو نہ صبا و
بنے میرے غبار ناتوان سے
خدا کی بے نیازی ہائے مومن

اہل دربار یہ اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوکر تعریف اسکے گانے کی کرنے لگے بعض اہل دربار کہنے لگے اس نازنین سے بہتر کیا کوئی گائیگا اسکی آواز بمثل ہی علم موسیقی مین یہ حسین اکمل ہی خواجہ نے جواب دیا کیا اس نازنین کے گانے کی تعریف کرتے ہو اگر مین نے بجا کر گاؤن تو سمان بندھ جائے ہر ایک شخص اس دربار مین بصورت تصویر ششدر ہو جائے عماران نے کہا اچھا ای خواجہ کچھ تم گاؤ جب وہ نازنین غزل تمام کرکے انعام کثیر لیکر دربار سے چلی گئی خواجہ نے نی نکالکر دہن سے ملا کر یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے

غزل

وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
سنو ذکر ہی کئی سال کا کہ کیا اک آپنے وعدہ تھا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا

خواجہ کی نی بجانے سے اور اس غزل کے گانے سے اہل دربار کا عجب حال ہوا کوئی صورت آئینہ حیران ہوا کوئی مانند تصویر کے ششدر رہا کوئی وجد مین آکر جھومنے لگا اکثر اشعار کو سنکے اپنے اپنے محبوب و معشوق کو یاد کرکے رونے لگے آہ سرد بھرنے لگے گاؤ لنگی گاؤ سوار خوش ہوکر بے اختیار تعریف کرنے لگا اور عماران کا تو عجب حال ہوا کہ ہر ایک شعر کے مضمون پر کرکے ماحصل ہر شعر کا سمجھکر مانند مستون کے جھوم جھوم کر اور از حد خوش ہوکر تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر متواتر دینے لگا خواجہ لے لیکر نذر زنبیل کرنے لگے جب غزل خواجہ نے ختم کی تو داخل زنبیل کی عماران نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر پوچھا مین تم سب کو خداوند زمرد شاہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کبھی تمنے ایسا گانا سُنا ہی اگر سُنا ہو تو بیان کرو سب نے متفق اللفظ کہا واقعی ایسا گانا ہمنے نہین سُنا یہ گانا شاہ عمرو ہی پر ختم ہی جو نازنین ابھی رقص و نغمہ کرکے گئی ہی شاہ عمرو کے آگے اسکی کچھ حقیقت نہین ہی عماران نے سب کی تقریر سُنکے خوش ہوکر کہا افسوس ایسے شخص کی حمزہ نے کچھ قدر و منزلت نہ کی خوبی مقدر سے شاہ عمرو میرے ہاتھ آگیا ہی اب مین اسے اپنے پاس سے اپنی زندگی مین جدا نہ کرونگا زر و مال اسقدر دونگا کہ اسکی زنبیل بھر جائیگی یہ قول بختیارک کا محض غلط ہی کہ زنبیل کا بھرنا محال ہی مین زر و جواہر سے بھر دونگا کیونکہ ایک ذرا سا بٹوا ہی اسکا بھر دینا کیا مشکل ہی خواجہ یہ تقریر سنکے ایسے خوش ہوئے کہ بے اختیار ہنسے گے اور اُسی حالت مین عماران سے عرض کرنے لگے آپ میرے قدردان مین آج کی شب مین بھی وہ کمال اپنا دکھاؤنگا کہ آپ بہت خوش ہونگے عماران نے پوچھا کیا کیا کمال دکھاؤگے خواجہ نے عرض کیا گھنگھرو دونون پاؤن مین باندھکر جام شراب سے مملو کرکے سر پر اپنے رکھونگا اور رقص کرونگا اور اگر حکم ہوگا تو دونون پاؤن مین گھنگرو بولینگے اور اگر ارشاد ہوگا تو صرف ایک پاؤن کے گھنگھرو بولینگے

اور ایک پانون کے کسی حالت مین بھی نہ بولین گے اور اگر فرمایئے گا کہ نصف نصف دونون پانون کے
گھنگرو بولین اور آدھے گھنگرو صدا نہ دین تو یہ بھی حالت رقص مین ملاحظہ کریجے گا کہ نصف میرے پانون
کے گھنگرو آواز دینگے اور آدھے نہ بولین گے اس طرح رقص کرکے سراپنا پیش شہنشاہ اور حضور کے
روبرو جھکاؤنگا میرے شراب پلاؤنگا آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ حالت رقص مین باوجود اسکے کہ سرپر جام
مے سے لبریز رکھا ہوگا مگر کوئی قطرہ شراب کا ساغر سے بالاے فرش چھلک کر نہ گریگا اس طرح شراب
پلاکر نئی بجاؤنگا اور اسوقت سے بہتر گاؤنگا مہاران یہ سُنکے بہت خوش ہوکر کہنے لگا اچھا آج کی شب تمھارا
یہ کمال ہی دیکھین گے بختیارک یہ تقریر سُنکے دل مین کہنے لگا اب خواجہ نے چاہا ہی کہ اس دربار کو لوٹ
لیجے کوئی شے اس دربار مین نہ چھوڑیے سب کو بیہوش کرکے دربار کو لوٹ کر اپنے لشکر مین چلے جایئے
دیکھیے ہنگام شب خواجہ کیا رنگ دکھاتے ہین اہل دربار کی کیسی صورتین رنگ و روغن سے بناتے
ہین خصوصاً میرے حال پر دیکھیے کیا عنایت کرتے ہین کسکے پہلو مین مجھے سلاتے ہین اگر خواجہ کے
اس ارادہ سے مہاران کو آگاہ کرتا ہون تو وہ نہ مانے گا سمجھے گا کہ یہ از راہ دشمنی کہتا ہی قبل ازین
خواجہ مہاران سے کہ چکے ہین کہ بختیارک میرا دشمن ہی اور وہ بیوقوف گدہا تاکید اکید مجھ سے کہ
چکا ہی کہ خبردار خواجہ کے بارے مین کچھ ہمسے نہ کہنا ورنہ ہم تجکو قتل کرینگے بس ای بختیارک بہتر یہی ہی
کہ خاموش رہ کچھ نہ کہہ خواجہ جو چاہین کرین اس دربار کو لوٹ لین یا سب کو بیہوش کرکے مار ڈالین
اُنکو اختیار ہی تجھے اس جھگڑے سے کیا ہی جب خواجہ دربار کو لوٹ کر چلے جائین گے اُسوقت مہاران
آپ ہی نادم و پشیمان ہوگا اُسوقت اس نابکار کو جھک کر سلام کر؛ اور کہنا کیون ہمنے کیا کہا تھا آپنے
ہمین دروغگو جانا تھا اب فرمایئے جو کچھ کہا تھا وہی ہوا یا نہین ہوا جب بختیارک یہ سب باتین
اپنے دل مین کر چکا کچھ سوچکر دل مین کہنے لگا ای بختیارک اسوقت اپنے بارہ مین خواجہ سے یہ
کہدے کہ وقت بیہوش کرنے اہل دربار کے میری بری گت نہ بنایئے گا زندہ چھوڑ جایئے گا قتل نہ
کیجیے گا یہ باتین دل مین کرکے خواجہ سے کہنے لگا ای شاہ عمرو ہنگام شب وقت شراب پلانے کے
ذرا میرا خیال رکھیے گا میرے حال پر مہربانی کیجیے گا مجکو اپنا غلام تصور کیجیے گا خواجہ نے جواب
دیا زیادہ نہ بک تجھے وہ جام شراب کے دونگا کہ تیری آرزو ے دل بر آئیگی اُسنے کہا ہان ای شاہ
عمرو آپ خوب سمجھے اب مجکو اطمینان ہوگیا کہ آپ میرے ساتھ سلوک نیک کرینگے یہ کہکر بختیارک
خاموش ہوا کوئی اہل دربار سے اس تقریر کو نہ سمجھا جو کچھ بختیارک نے کہا خواجہ سمجھے اور جو خواجہ نے
کہا وہ بختیارک سمجھا راوی بیان کرتا ہی کہ جب وہ روز گذر کر زمانہ شب کا آیا مہاران نے خواجہ
سے کہا ای شاہ عمرو ایفاے وعدہ کرو اُسی طرح شراب پلاؤ خواجہ نے عرض کیا حضور کشتیان شراب
کی منگوائین مہاران نے ساقیان گلعذار سے کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر طلب کین جب ساقیان
غنچہ دہن و گلپیرہن کشتیان شراب کی دربار مین لیکر آئے خواجہ نے اپنی جگہ سے اٹھکر جو کشتیون مین
شیشے پر از مے رکھے ہوئے تھے اُنکو اُٹھا کر سفوف بیہوشی بجالاکی کشتیون مین ڈالکر شراب کو ایک شیشے
سے دوسرے شیشے مین انڈیل کر سفوف مذکور کو شراب مین خوب شامل کرکے اُس شیشہ کو رکھدیا پھر
دوسرے شیشے مے کو اُسی طرح درست کیا یہانتک کہ جسقدر شراب درکار تھی اُس سے زیادہ اسی طور سے

بناکر رنگ و روغن سے ایک نازنین پری جمال حور امثال بنکر زنانی پوشاک زیب تن کرکے گھنگرو پانون مین باندھکر جام یاقوت مین شیشے سے شراب بھرکر اور پھر جام کو سر پر رکھکر روبرو گاؤلنگی گاؤسوار اور مہاران گاؤگوش کے بصد ناز و ادا رقص کرنے لگا گھنگھرو کبھی ایک پانون کے کبھی دونون پانون کے اور کبھی نصف پانون کے بولنے لگے اہل دربار تعریف کرنے لگے خصوصاً گاؤلنگی اور مہاران خوش ہوکر اور متحیر ہوکر بہت تعریف کرنے لگے اُسوقت خواجہ نے نے نکالکر چاہا تھا کہ بجائے اور کچھ گائے مگر پھر کچھ سوچکر نے کو داخل زنبیل کرکے رقص کنان روبرو گاؤلنگی کے گئے اور سر جھکایا اُسنے جام لیکر شراب پی بعدہ اسیطرح مہاران کو جام مے دیا پھر اہل دربار کو ہاتھ سے جام مے دیے بختیارک کو بھی ساغر مل دیا اُسنے عذر کیا اور کہا کہ خواجہ مجھے تو معاف فرمایئے خواجہ نے کہا بہتر یہی ہو کہ یہ شراب پی لو ورنہ مار ڈالونگا اُسنے ڈر کر کہا بہت اچھا اور بہت بہتر تابعدار کو کیا عذر ہو آپ ہمارے مالک ہین جو آپکی خوشی یہ کہکر جام لیکر شراب پی لی جب خواجہ سب کو پلا چکے دو چار شیشے درباریون کو بھی بھجوا دیے وہ بھی دیر دو لتسرائے گاؤلنگی گاؤسوار بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی باہم شراب پینے لگے اب دربار مین خواجہ نے نکالکر بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

کیون نہوتے عزیز غیر تجھے
حشر اور ایک بار ہوناتھا
خاک ہوتا نہ مین تو کیا کرتا
چرخ کا اعتبار ہوناتھا
وہ نمک پاش بھی نہین ہوتے
مرغ عرشی شکار ہوناتھا

غصہ بیگانہ وار ہوناتھا
میری قسمت مین خوار ہوناتھا
گر نہتھی اے دل اُسکے رنج کی تاب
اُسکے در کا غبار ہوناتھا
اور سے ہمکنار ہو دشمن
یون ہی دل کو فگار ہوناتھا
رات دن بادہ وصنم مومن

بس یہی تجھ سے یار ہوناتھا
مجھے جنت مین وہ صنم نہ ملا
کیون شکایت گذار ہوناتھا
ہرزہ گردی سے ہم ذلیل ہوئے
آج تو ہمکنار ہوناتھا
نہ گیا تیرا نالہ سوے رقیب
کچھ تو پرہیزگار ہوناتھا

اہل دربار عالم نشۂ شراب مین تعریف کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے نشۂ شراب کا زیادہ ہوا بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا آنکھین اہل دربار کی بند ہونے لگین بیٹھے بیٹھے گرنے اور سنبھلنے لگے اُسوقت بام بن گاؤلنگی نے اپنے برادر گودرز سے کہا کہ اسوقت مجکو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی مجکو سوے فلک لیے جاتا ہو اگر سیر آسمان کی دیکھنا منظور ہو تو ہمارے ساتھ چلو اُسنے جواب دیا مین ایک مدت سے سیر افلاک کا مشتاق تھا ضرور مجکو بھی ہمراہ اپنے لیچلو بام یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے دنگل سے اُٹھا اُٹھتے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی اور ایسے پانون لڑکھڑائے کہ سنبھل نہ سکا گرتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکے اُٹھانے کو اُسکے بھائی اور افسران لشکر اُٹھے جو اپنے دنگل سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا ہر ایک فرش پر گرکے بیہوش ہوا یہ رنگ دیکھکر گاؤلنگی گاؤسوار اور مہاران گاؤگوش اور ہرمز و فرامرز وغیرہ ہوشیار رہنے واسطے اُٹھانے بیہوشون کے اُٹھے وہ بھی گرکے بیہوش ہوئے اُسوقت خواجہ نے نعرہ کرکے رنگ و روغن نکالکر ہر ایک کی صورت حسب دلخواہ بنائی بختیارک کو نازنین بناکر پہلوے مہاران مین لٹا دیا اور گودرز کو ایک زن خوبرو بناکر گاؤلنگی گاؤسوار کے پہلو مین لٹا دیا بعد اسکے سب کے کپڑے اُتار کر ایک ایک لنگوٹ بطور لنگی کے پرانی کپڑون کی باندھ دی تاکہ ستر عورتین ہوجائے جب اس سے بھی فرصت پائی زنبیل سے جال الیاسی نکالکر جو کچھ مال و اسباب

گاؤلنگی گاؤسوار کے دربار مین تھا اُس سب مال واسباب پر جال کو مار کرب اسباب مع کپڑون کے یہ کہکر نذر زنبیل کیا کہ دادا جان اس مال واسباب کو بہت حفاظت سے رکھیے گا مین نے بڑی محنت و مشقت سے حاصل کیا ہی بعد نذر کرنے اسباب ومال کے اور نہ باقی رکھنے کسی شئی کے خواجہ نے ایک رقعہ مین یہ لکھا کہ ای حماران گاؤگوش آگاہ ہو کہ مین نے تجکو اس خیال سے بیہوش کیا ہی اور قتل نہین کیا کہ شاید تو میرے اس رقعہ کو دیکھکر مسلمان ہو کر اطاعت جناب حمزۂ صاحبقران کی اختیار کرے لہذا تجھکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی اس رقعہ کے خدمت امیر مین حاضر ہو کر دائرۂ دین اسلام مین آنا اگر خلاف اسکے کریگا تو پچتائیگا پھر اس دربار مین آکر تجھے بیہوش کر کے مار ڈالونگا او نابکار تو یہ جانتا تھا کہ مین لقا پرست ہو گیا میرا خیر خواہ ہو گیا قسم ہی خداوند عالم کی کہ مین زمرد شاہ بد لعنت کرتا ہون اور حمزۂ صاحبقران کا خیر خواہ ہون کافرون کا دشمن جان ہون زیادہ کیا لکھون جب رقعۂ مذکور لکھ چکا ایک ڈورے مین باندھکر ڈورا حماران کے گوش درازمین لپیٹ دیا اور پھر اسی مضمون کا دوسرا رقعہ گاؤلنگی گاؤسوار کو لکھا اُسکو بھی مثل رقعۂ اول کے گوش گاؤلنگی گاؤسوار مین لٹکا دیا بعد ازین سوے اہل دربار دیکھکر لنگیون پر نظر کر کے نہایت رنج وافسوس کر کے کہا کہ امیر بالوقیر نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہی کہ جس سے میرا نقصان عظیم ہوتا ہی اگر واسطے عیاران لشکر اسلام کے یہ قاعدہ معین نہ کیا ہوتا کہ جس کسی کے کپڑے اُتارنا تو اُسکے ایک لنگی یا لنگوٹی باندھ دینا تو مین اسوقت اسقدر لنگوٹیان اور لنگیان کیون باندھتا یہ لنگیان میرے کام آتین وقت ضرورت مشعلچی کو دیکر انکی قیمت کے عوض مین اُس سے تیل لے لیتا اُسے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالتا یہ کہکر افسوس کرتے ہوئے دربار سے نکلکر چلے جب دولتسراے گاؤلنگی پر آئے دیکھا جملہ حاجب و دربان سب بیہوش پڑے ہین خواجہ بخوف و خطر لنگیون کا خیال کرتے ہوئے محزون لشکر امیر مین آکر روبروی حمزۂ صاحبقران گئے امیر نے پوچھا ای خواجہ پُر ملال کیون ہو خواجہ نے جواب دیا اسوقت مجھسے حال صدمہ کا نہ پوچھیے بہت نقصان میرا ہوا ہی امیر نے پوچھا کیا نقصان ہوا خواجہ نے بیان نہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کرب غازی سے کہا ای فرزند وہ سب مال واسباب میرا مجکو دیدو اُسنے لاکر روبرو رکھدیا خواجہ نے سب مال و اسباب دیکھکر کہا چند چیزین بیش قیمت اسمین کم ہین یقینی تو نے لے لی ہین مین تجھ سے ابھی لونگا کرب غازی نے قسم کھا کر کہا بھلا مین آپ کی امانت مین خیانت کر سکتا ہون آپ بھول گئے ہین صرف اسی قدر مال واسباب تھا خواجہ یہ سُنکے دل مین کہنے لگے کرب غازی سچ کہتا ہی مین نے چاہا تھا کہ اس سے بھی کچھ لون مگر یہ سخت ہی نہ دیگا حجت و تکرار رہیگا رہی یہ کہکر تمام مال واسباب نذر زنبیل کیا اور کرب سے کہا خیر دیکھا جائیگا تو نے اسمین سے چند چیزین رکھ لی ہین کبھی اسکا عوض تجھ سے لیا جائیگا اُسنے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھے یہان تو خواجہ دربار مین بیٹھے ہین مگر اب احوال دربار گاؤلنگی گاؤسوار کا لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ اپنے لشکر مین چلے آئے عتقاے بربری کہ ایک سردار زبردست گاؤلنگی گاؤسوار کے لشکر کا ہی اتفاق سے اسی شب کو دربار مین بوجہ ایک ضرورت کے نہین گیا تھا بعد فراغ ضرورت کے وقت شب مع اپنے عیار کے دربار مین گیا تو دیکھا سب بیہوش پڑے تھے اُسنے نہایت حیران ہو کر اپنے عیار سے کہا کہ ان

سب کو ہوشیار کر اُسنے فتیلۂ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا ہر ایک آئینہ مین اپنی صورت دیکھکر بہت
غمگین ہوا خصوصاً گاؤلنگی اور جماران گاؤگوش کو نہایت صدمہ ہوا اختیارک نے عرض کیا کیون
حضور جو مین نے عرض کیا تھا وہی ہوا خواجہ عیاری کرکے تمام مال و اسباب دربار کا لیگئے ہم سب کی
یہ صورتین بنا گئے جماران اور گاؤلنگی خواجہ کو سخت و درشت کلمات کہکر شرمندہ ہوئے پھر گاؤلنگی
نے واسطے اپنے اور سب کے علے قدر مراتب پوشاک و لباس طلب کیا خدام لیکر حاضر ہوئے
ہر ایک نے رنگ و روغن اپنے چہرہ سے دور کرکے لباس پہنا بعد اسکے حکم گاؤلنگی سے از سر نو دربار
خدام نے آراستہ کیا فرش اور دنگل اور کرسیان اُسی طرح بچھائین سامان روشنی کا بھی اُسی طرح کیا جب
سب بدستور سابق اپنے اپنے دنگل اور کرسیون و تخت پر بیٹھ چکے جماران گاؤگوش و گاؤلنگی گاؤسوار
نے وہ رقعے پڑھے پہلے گاؤلنگی کو بہت غصہ آیا بعدہ جماران گاؤگوش نے از حد برہم ہوکر گاؤلنگی
سے کہا آپ اسی وقت میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے صبح کو میدان جنگ مین جاکر پہلے عمرو کو قتل کرونگا
پھر حمزہ کو تہ تیغ کرونگا دونون کے سر کاٹ کر اور لشکر حمزہ کو بھگا کر چلا آؤنگا گاؤلنگی نے عالم غصہ مین
اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی عیاران لشکر
اسلام خبر نواخت طبل جنگی لیکر روبرو بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام گئے بعد بجالانے تسلیم و
شرائط عبودیت کے دست بستہ عرض کرنے لگے اِسوقت گاؤلنگی گاؤسوار نے بنام جماران
گاؤگوش طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین آکر آتش جنگ کو
شعلہ ور کرے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکے جانب امیر دیکھا امیر نے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بعنایت الٰہی نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی جائے اُن عیارون اور خواجہ عمرو نے جاکر نقارچیون
کو حکم امیر سے آگاہ کیا اُنھون نے خواجہ کو چند اشرفیان دیکر بسم اللہ کہکر نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
صدائے نقارہ و طبل دونون طرف بلند ہوئی لشکری آگاہ ہوئے سامان جنگ ہونے لگا تیاری جنگ
مین ہر ایک مصروف ہوا تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جب صبح ہوئی اس
طرف سے حمزۂ صاحبقران مع اپنے تمامی لشکر کے میدان کارزار مین جاکر ٹھہرے اُس طرف سے
جماران گاؤگوش مع پسران گنجاب کے بجمعیت فوج کثیر عرصۂ جنگ مین آیا اہل اسلام اُسکے قد و
قامت کو دیکھکر باہم کہنے لگے کہ یہ انسان ہے یا دیو ہے خدا اسکے شر و فساد سے ہم سب اہل اسلام کو بچائے
ابھی کچھ لشکری باہم یہ کہہ رہے تھے کہ سوے صحرا غبار بلند ہوا اہل اسلام اور کفار جانب صحرا دیکھنے لگے
جب وہ غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار زمرد پوش چالیس ہزار سوارون کی
جمعیت سے آتا ہے اور بعض داستان گویان شیرین مقال نے یون بیان کیا ہے کہ نقابدار زمرد پوش
با سپاہ کثیر نہایت شان و شوکت سے آیا اور ایک جانب دونون لشکرون سے علیحدہ ٹھہرا امیر نے اُسے
دیکھکر کہا یہ وہی نقابدار ہے جسنے ہبران ببر سوار کو زخمی کیا تھا یہ کہکے خواجہ سے کہا اے خواجہ اس نقابدار
کے لشکر مین جاکر نام اس نقابدار کا دریافت کرکے مجھ سے آکر بیان کرو خواجہ حسب الحکم امیر صورت
اپنی تبدیل کرکے لشکر نقابدار مین گئے اور سواران لشکر سے نام نقابدار پوچھنے لگے اُنھون نے جواب
دیا اے شخص ہمین تیرے حال پر رحم آتا ہے لہذا جلد یہان سے بھاگ جا توقف نکر کیونکہ نقابدار بہادر

کا حکم ہی جو شخص ہمارا نام پوچھے زبان اُسکی کاٹ لو خواجہ یہ تقریر سواروں کی سُنکے خدمت امیر مین آئے
اور جو کچھ سُنا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اس نقابدار سے مجھے ایک الفت ہی خیر کبھی نام اسکا معلوم ہی
ہو جائیگا ابھی امیر یہ فرما رہے تھے کہ لشکر جماران گاؤ گوش سے چند بیلدار نکلے امیر نے بھی
واسطے درستی میدان جنگ کے بیلچہ برداروں کو حکم دیا اس طرف سے بھی بیلچہ بردار بیلچہ لیکر میدان جنگ
مین گئے میدان جنگ کی درستی کرنے لگے جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر دور کرنے لگے پست و بلند زمین کو
ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام میدان مصاف کو درست کر چکے عرصہ نبرد سے ہٹ گئے اُسوقت سقے
دونون لشکرون سے مشکین پر از آب لیکر نکلے پھر اُسی میدان کارزار مین آکر پانی چھڑکنے لگے گرد وغبار
کو دفع کرنے لگے جبدم اچھی طرح میدان جنگ کو درست و خنک کر چکے عرصہ نبرد سے چلے گئے بعد
اُنکے جانے کے تینون لشکر حسب دستور میدان مین صف آرا ہوئے حمزۂ صاحبقران چالیس قدم
آگے اپنے لشکر کے بعہدۂ سپہ سالاری لشکر زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے نقابدار زمردپوش
بھی موافق قاعدہ کھڑا ہوا پہلے تو تینون لشکرون مین جنگی باجے بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا
لشکرون سے کڑکیت اور نقیب نکلکر بیچ مین میدان جنگ کے آئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر
باآواز بلند یہ کہنے لگے کہ اے جوانان رشک رستم و اسفندیار و اے دلاوران شجاعت شعار آگاہ ہو
کہ دنیا اور اہل دنیا دونون بے ثبات ہین سوائے ذات خدا کے کسی کو بقا نہین ہی سب کو فنا ہونا ضرور
ہی ہزارہا شاہان ذیوقار اور پہلوانان نامدار کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اس دار فنا سے سوے عالم بقا
چلے گئے اُنکے حالات سے اب کچھ خبر نہین ہی نہین معلوم وہ کس حال مین ہین افسوس انھون نے ایسا
سفر دور و دراز حکم خدا سے کیا ہی کہ آجتک وہ سفر سے پھر کر نہ آئے نہ اپنے حال سے کسی کو آگاہ کیا
نہ اپنے عزیزون اور احباب کے حالات سے مستفسر ہوئے اہل جہان سے باخبر ہوئے اُنکی یاد مین
اہل جہان آبدیدہ ہین اور کہتے ہین کہ حیف وہ ملک و مال اہل و عیال عزیز و اقربا دوست و آشنا کو
چھوڑ کر سب سے منھ کو موڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم گئے سوائے اعمال نیک و بد کے کچھ اپنے
ساتھ نہ لیگئے ہان اکثر مال دنیا سے اکثر تو کفن بھی اپنے ہمراہ لیگئے اور بعضون کو مال دنیا سے کفن بھی نہ ملا
وہ محض خالی ہاتھ اس سرائے فانی سے جانب عدم روانہ ہوئے اہل جہان نے بصد الم مقابر مین
دفن کیا بہت سے ایسے بدمقدر تھے کہ اُنکو قبر اور غسل و کفن بھی میسر نہوا گوشت اُنکے تن نازک کا
غذائے وحش و طیور ہو گیا عالم غربت و مسافرت مین مرنے سے کوئی اُنکے غم مین اشکبار بھی نہوا اُن
رفتگان سے جو لوگ کارہائے نمایان کر گئے ہین اہل جہان بہتیرا ذکر خیر اُنکا کرتے ہین اور جنھون نے
کوئی کام لائق یادگاری نہین کیا اُنکو کوئی کبھی یاد نہین کرتا ہی انسان عدل و انصاف سخاوت و شجاعت
کرنے سے بعد مرگ بھی گویا زندہ رہتا ہی ہر بزم مین اہل دنیا اُنکے نام زبان پر جاری کرکے اُنکے
عدل و سخاوت و شجاعت و عبادت کا ذکر کرتے ہین اس تقریر کا ماحصل یہ ہی کہ انسان اپنی زندگی
چند روزہ مین کوئی عمل خیر ایسا کر جائے کہ جسکی وجہ سے وہ بعد مرگ بھی گویا زندہ رہے لوگ اُسکو
یاد کرین لہذا تم سب بہادرون کو مناسب ہی کہ آج اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کرو دیکھو لشکر صف آرا
ہین اپنے اپنے حریف کو تاک لو ہنگام جنگ دلیرانہ حریف سے لڑو قدم عرصۂ جنگ سے پیچھے نہ ہٹاؤ

عزت وآبرو نہ کھونا بڑھ بڑھکر دشمنون سے لڑنا نعرے کوہ شگاف کرنا حتے الامکان اعداکو تہ تیغ کرنا
اگر دشمنون مین گھر جانا ہنس ہنس کر زخم نیزہ وتیر تیز کھانا سرخرو اپنے آقا و مالک سے ہوکر حق نمک
اداکرکے دنیا سے سوے عدم جانا اگر اس عنوان سے سوے عدم جاؤگے تو تم بھی بعد مرگ گویا
زندہ رہوگے ذکر تمھاری شجاعت وجوانمردی کا بہادران عالم مین ہواکریگا ہرایک جری تمھاری
دلاوری کی تعریف کریگا اور اگر عرصۂ جنگ سے ہنگام مقابلہ اعدا بھاگوگے تو بہادرون کی نظر سے
گرجاؤگے عزت وآبرو تمھاری اور تمھارے آباو اجداد کی بھی خاک مین ملجائیگی ہمنے بطور نصیحت
کے یہ تقریر کی ہو اگر ہمارے کہنے پر عمل کروگے تو اچھا ہو ورنہ پچتاؤگے ہنگام گریز اعداکے ہاتھ سے
مارے جاؤگے ذلیل ہوکر دنیا سے جاؤگے سمجھا دینا ہمارا کام ہو آیندہ تمکو اختیار ہو یہ کہکر میدان جنگ
سے ہٹ گئے راوی ناقل ہو کہ اُسوقت کڑکیتون اور نقیبون کی تقریر دلپذیر سُنکے ہرایک بہادر کو جوش جنگ
ہوا اکثر دلاورون نے کہا جو کچھ کڑکیتون اور نقیبون نے کہا بہت صحیح کہا ہو واقعی لڑنا حریفون سے اچھا ہو
اور بھاگنا میدان جنگ سے بہت ہی برا ہو ہم تو اُنکے کہنے پر ضرور عمل کرینگے دلیرانہ دشمنون سے لڑینگے
یہ کہکر تلوارین کھینچکر نیام توڑ ڈالے ذرا ہین تنون سے دور کرکے کہا اسی طرح دشمنون سے لڑینگے بڑھ
بڑھکر سینون پر تلوار کے زخم کھائینگے اعدا کیطرف سے ہنگام جنگ منھ نہ موڑینگے بہادرون کا تو
یہ حال تھا جو لکھا گیا لیکن جو بزدل ونامرد تھے وہ کڑکیتون اور نقیبون کی تقریر سُنکے آہستہ آہستہ
بایما واشارہ باہم کہتے تھے کہ یہ کڑکیت اور نقیب محض بیوقوف ہین ہم انکے کہنے پر ہرگز عمل نکرینگے
دیدہ و دانستہ جان اپنی دشمنون کے ہاتھ سے لڑکر دینگے گلشن دنیا کہ ایک سیرگاہ ہو اور جابجا راحت وآرام ہو واسطے
حصول نام آوری وعزت کے چھوڑکر عزیزون اور دوستون سے منھ موڑکر اہل وعیال سے جدا ہوکر سوے
عدم نجاینگے خاک اُس عزت وآبرو پر جو بعد ہلاکت حاصل ہو جب آپ ہی مرگئے خاک مین مل گئے تو عزت و
آبرو لیکر شہد کے ساتھ کھا جائین سگے زندگی ہو اگرچہ بذلت ورسوائی ہو حیات خوب شی ہو اس سے بہتر کوئی چیز
نہین ہو ذلیل ورسوا ہونا مصیبت وتکلیف مین مبتلا ہونا کوڑی دوکان بھیک مانگنا قبول ہو مگر جان
دینا اہل وعیال کو چھوڑنا منظور نہین ہو ہم تھوڑی ہی دیر اور یہان ہین جسوقت لڑائی شروع ہوگی
عین جنگ مغلوبہ مین بھاگ کر اپنے اہل وعیال مین چلے جائینگے ایسی نوکری سے ہاتھ اُٹھائینگے
ابھی بزدلان ونامرد باہم یہ تقریر کر رہے تھے کہ حمار یان گاؤ گوش گینڈے پر سوار ہوکر چین بجبین
اپنے لشکر سے نکلکر بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور گینڈے کو روک کر بصد قہر وغضب آواز
بلند یون کہنے لگا کہ اے حمزہ مین یہ جانتا تھا کہ تو بہادران عالم سے ہو لیکن بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تو عیارون
کے بھروسے پر لشکر کشی کرتا ہو جس بہادر سے جنگ وجدال مین عاجز ہوتا ہو اپنے عیار مکار عمرو کو
اُسکی گرفتاری اور اُسکے مال واسباب کے لوٹنے کے واسطے بھیجتا ہو چنانچہ تو نے عمرو کو دربار
گاؤ لنگی مین بھیجکر تمام مال واسباب دربار کا غارت کرالیا ہو اِسوقت بہتر یہی ہو کہ اُسکو گرفتار
کرکے میرے سامنے بھیجدے مین ابھی اُسکو تہ تیغ کرون بعد ازان تجھیا تیرے کسی سردار لشکر سے
مقابلہ کرون امیر با توقیر نے اُسکی تقریر سُنکے جانب خواجہ دیکھکر پوچھا کیون اے خواجہ یہ کیا کہتا ہو
تمنے جاکر دربار کو لوٹ لیا ہو خواجہ نے جواب دیا یہ نابکار جھوٹا ہو لڑنا اِسے منظور ہو اسی وجہ سے

ایسی باتین کرتا ہی کہ لڑائی ہو نہ جائے دل بر آئے ابھی امیر نے خواجہ کی گفتگو سُنکے مہاران کو کچھ
جواب نہ دیا تھا اور قاسم مہاران کی تقریر سُنکے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا اور اُس سے
مقابلہ کرنے کا کرتا تھا ناگاہ نقابدار زمرد پوش نے مرکب کو اپنے جولان کرکے سامنے اُسکے آکر
کہا او نابکار خواجہ عمرو کو تو قتل کرنا یا نہ کرنا پہلے مجھ سے مقابلہ کر اُسنے جواب دیا تجکو اس بارہ مین
دخل دینا عبث ہی کیونکہ تو لشکر امیر سے نہین ہی مجھ سے بیکار آمادہ پیکار رہی مین تجھ سے مقابلہ نہ کرونگا
اگر حمزہ عمرو کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدیگا تو خیر ورنہ سپاہ حمزہ مین جاکر خواجہ عمرو کو قتل
کرونگا بعد ازان مبارز طلب کرونگا جو کوئی لشکر امیر سے نکلے گا اُسے قتل کرونگا اگر حمزہ مجھ سے
مقابلہ کریگا تو اُس سے بھی لڑونگا اور اسی تیغ آبدار سے اُسکے دو ٹکڑے کرونگا پھر سر اُسکا تن سے
جدا کرکے خدمت خداوند زمردشاہ مین بھیجدونگا نقابدار مذکور نے جواب دیا او نابکار تو خواجہ
عمرو اور حمزہ صاحبقران کو کیا قتل کریگا خود ہی میرے ہاتھ سے اِسوقت قتل یا اسیر ہوگا
مہاران گاؤگوش نے نقابدار کی تقریر سُنکے از حد برہم ہو کر کہا او نقابدار تو میرے کہنے کو
نہین مانتا سامنے سے میرے نہین جاتا ثابت ہوتا ہی کہ پیمانہ تیری زندگی کا لبریز ہو چکا ہی یہ کہکر نیزہ
اُٹھاکر گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ نقابدار پر لگایا اِدھر نقابدار نے اُسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر روکا اُسوقت دو سنانون کے لڑنے سے شرارے پیدا ہوئے بعد روکنے سنان
نیزہ کے نقابدار نے خود بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی دلیرانہ سنان نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا اسیطرح
تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار نقابدار نے اُسکے ہاتھ سے سنان نیزہ کی ایک بند نادر باندھکر
نکالدی زمرد پوشون نے باواز بلند نقابدار کی تعریف کی امیر نے بھی خواجہ سے کہا کیا خوب
نقابدار نے بند نیزے کا باندھکر سنان نیزہ سے نکالدی ہی خواجہ نے عرض کیا یہ نقابدار فن
نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہی اِدھر تو خواجہ حمزۂ صاحبقران سے ہم سخن تھے اُدھر قاسم
اپنے رفقا اور سرداران لشکر سے کہتا تھا کہ یہ زمرد پوش نقابدار کی سنان نیزہ نکالدینے سے کسقدر
تعریف نقابدار کی کر رہے ہین نہایت نادان و بیوقوف ہین تعریف بے محل اچھی نہین ہوتی کیا
کمال نقابدار نے کیا ہی کہ اسدرجہ شور و غل یہ لوگ کر رہے ہین اگر تھوڑی دیر یہ نقابدار اپنے
لشکر مین رہتا اور مین جاکر مہاران گاؤگوش سے مقابلہ کرتا تو ابتک ایک ہی ضرب پلارک افراسیابی
سے اس نابکار کے دو ٹکڑے کرتا رفقا نے عرض کیا حضور بجا کہتے ہین کجا آپ اور کہان یہ
نقابدار آپ اعلے ہین یہ ادنے ہی اس سے آپ کو کیا نسبت ہی ملک قاسم اُنکی تقریر سُنکے مسکرایا
خوش ہوا یہان تو قاسم اپنے رفقا سے یہ کہکے شادمان ہی لیکن اب احوال مہاران گاؤگوش کا
لکھا جاتا ہی کہ جب سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکل گئی ایک نیزہ عرق خجالت مین غرق ہو کر نقابدار
سے کہنے لگا او ظالم غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے دلاور کے ہاتھ سے سنان نیزہ کی نکالدی
اب تجکو ضرور ہی مار ڈالونگا یہ کہکر ڈانڈ نیزہ کی بصد غضب سر پہ نقابدار کے لگائی نقابدار نے
ڈانڈ کو ڈانڈ پر نیزہ کی روکا جب نقابدار مذکور ڈانڈے سے بھی ہلاک نہوا مہاران نے غضبناک
ہو کر تیغ آبدار وگرانبار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر پہ لگایا نقابدار نے سپر پہ روک کر

خود بھی اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی ضرب شمشیر سپر پر روکی اسی طور سے تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی جبکہ دونان ہر سہ
لشکر بنظر غور لڑائی دیکھا کیے بعد ازان جہاران نے نقابدار سے کہا اگر ایکی مرتبہ وار میری تیغ لا بدار
کا روک لے تو جانون کہ تو مرد ہی نقابدار نے جواب دیا او نابکار اگر خدا نے چاہا تو بزور قوت بازو تیغہ
تیرے ہاتھ سے چھین لونگا وہ نابکار یہ سُنکے بہت ہنسا پھر گینڈے کو بڑھا کر تیغہ سر پہ لگایا نقابدار موصوف
نے ایک ہاتھ بین تیغ و سپر لیکر باڑھ پر تیغہ کی نظر کی جب تیغہ قریب سر کے آیا مرکب کو پہلوے حریف کی
طرف بڑھا کر دوسرا ہاتھ اپنا اُسکے بند دست پر ڈالکر زور کرکے تیغہ مذکور اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اُسنے
برہم ہوکر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زور کرکے نقابدار کو پشت فرس سے جدا کرکے خاک پر
پٹکون نقابدار نے اُسکے ارادہ سے ماہر ہوکر ہاتھ اپنا بھی اُسکی کمر زنجیر مین ڈالدیا اب دونون دلیر
زور کرنے لگے اُنکے زور کرنے سے گینڈا اور گھوڑا دونون متحمل اُنکے زور کے نہوکر پسینے مین تر ہوکر زبانین
دہن سے نکالکر زمین پر بیٹھنے لگے اُسوقت لشکر نقابدار اور سپاہ جہاران گاؤ کوش سے شاطرون نے
نکلکر کہا ای دلاورو اگر ارادہ کشتی لڑنے کا ہی تو گینڈے اور گھوڑے سے اُترکر کشتی لڑو اُسوقت
دونون بہادر اُنکی تقریر سُنکے گینڈے اور مرکب سے بالاے زمین آئے اور دامن گردان کر باہم
لپٹ کر کشتی لڑنے لگے جب کشتی ہونے لگی جملہ اعلے و ادنے سواریون سے اُترکر بارگاہ و خیام مین
تخت و کرسی اور دنگل اور زمین پوشون پر بیٹھکر پردے بارگاہ کے اُٹھوا کر کشتی دیکھنے لگے راوی
ناقل ہی کہ دوپہر برابر کشتی رہی بعد دوپہر کے جہاران کم قوت ہوا اُسوقت نقابدار نے اُسکی کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کا کرکے زمین سے زور اول مین گھٹنون تک دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اونچا کرکے چرخ دیکر زمین پر پٹکا اُسوقت نقابدار کے عیار نے
کہ وہ بھی نقابدار تھا جہاران کو زنجیر و طوق مین گرفتار کرنے کا ارادہ کیا بلکہ کچھ گرفتار کیا تھا
زمردپوش خوش ہوکر نقابدار زمردپوش کی تعریف کر رہے تھے امیر بھی ثناے نقابدار مین مصروف
تھے کہ ناگاہ پسران گنجاب بن گنجور بن حرمان دیوکش کہ ہمراہ جہاران کے سنجان سے آئے تھے
جہاران کو گرفتار ہوتے دیکھکر تاب تحمل نہ لاکر واسطے اُسکی رہائی کے کل سپاہ لیکر بڑھے نقابدار
زمردپوش کی سپاہ اُنکے روکنے کو بڑھی عیار نقابدار نے جہاران کو جلدی سے گرفتار کرکے موافق
حکم اپنے مالک کے اُسکو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور امیر نے حکم دیا کہ سب مرکبون پر سوار ہوکر کفار
کو روکین اور نقابدار زمردپوش کو کہ اُسنے کار نمایان کیا ہی شر اعدا سے بچائین حسب الحکم سب مرکبون
پر سوار ہوکر ہمراہ حمزۂ صاحبقران کے جانب کفار بڑھے جسوقت تین دریاے لشکر باہم مل گئے
تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کا فرو دیندار قتل و زخمی ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی غبار
گھوڑون کے دوڑانے سے بلند ہوا روے آفتاب نظر مردم سے گویا نہان ہوا دلاور نعرے کرنے
لگے دلیر آنہ بڑھکر حریفون کو قتل کرنے لگے خصوصاً حمزۂ صاحبقران تیغ آبدار سے کفار کو قتل کرکے خاک
پر گرانے لگے نقابدار زمردپوش بھی بہادرانہ لڑنے لگا قاسم بلارک افراسیابی سے اعدا کو راہی عدم
کرنے لگا اور لڑتا ہوا اُس جگہ پہونچا جہان ایک فرزند گنجاب کا لڑ رہا تھا کئی اہل اسلام کو اُسنے
زخمی کیا تھا قاسم نے اُسے دیکھکر نعرہ کیا اور کہا او نابکار ہوشیار رہو جا کہ مین آپہونچا اُسنے غضبناک ہوکر

سر قاسم پہ تلوار لگائی قاسم نے تلوار اُسکی سپر پر روک کر ایسی تلوار اُسکے سر پہ لگائی کہ وہ مع مرکب چار
ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا اُسکے قتل ہونے سے کفار پسپا ہونے لگے یہ رنگ جنگ کا دیکھکر دوسرے
فرزند گنجاب نے اپنے دل مین کہا کہ بھائی میرا قتل ہو چکا ہر لڑائی بگڑ گئی ہی سپاہ میری پسپا ہونے لگی ہی مصلحت
وقت یہی ہی کہ طبل بازگشت بجوا دیا جائے یہ تجویز کرکے اُس نابکار نے طبل بازگشت بجوا دیا جسوقت آواز
طبل بازگشت کی لشکر کفار سے بلند ہوئی جملہ اہل اسلام نے لڑائی سے ہاتھ روکا اسطرف حمزۂ صاحبقران
مع اپنے سرداران لشکر اور جملہ مردمان سپاہ کے خوش وخرم پھرے اُس طرف فرزند گنجاب بادیدۂ
پر آب باقی ماندہ لشکر کو ہمراہ لیکر اور اپنے بھائی کا لاشہ اُٹھوا کر فرودگاہ سپاہ پر گیا اور بہت رو کر
اپنے بھائی کو موافق اپنے مذہب کے آگ مین جلا دیا بعد جانے جملہ کفار کے نقابدار زمردپوش مع اپنے
لشکر کے لشکر امیر سے دور تر ہٹ کر فروکش ہوا امیر باتوقیر نے اپنی بارگاہ مین جنگاہ سے جاکر مہاران
گاؤگوش کو طلب کیا خواجہ عمرو اُسے طوق وسلاسل مین گرفتار کیے ہوئے روبروے امیر کے لیگئے
امیر نے اُس سے کہا ای مہاران گاؤگوش اگر بہتری اپنی کونین مین چاہتا ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جا
سجدہ اُس معبود حقیقی کو کر جسنے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی لقا نابکار بھی اُسی معبود
کا بندۂ گنہگار ہی اُسکو اپنا معبود جان اسی طرح تا دیر امیر نے اُسے ہدایت کی اُسنے بددماغ ہوکر پہلے تو کچھ کلمات
سخت زبان پر جاری کیے بعد ازان برہم ہوکر طوق وسلاسل کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور بارگاہ
سے نکلکر ارادہ بھاگنے کا کیا اُسوقت ایک ادنے سردار ہواخواہ ملک قاسم کا تلوار کھینچکر واسطے اُسکی
گرفتاری کے بڑھا ہرچند بہت سے سردار وغیر سردار اُس نابکار کے قتل کرنے کو حکم امیر سے بڑھے
تھے لیکن سب کے پہلے وہی ادنے سردار طرفدار ملک قاسم کا قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ کیا او نابکار
اب کہان بھاگ کر جائیگا مین آپہونچا یہ کہکر اُسپر تلوار لگائی اُسنے ضرب شمشیر سے بچا لاکی بچکر اس جوان کی
کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین کر اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا بعد قتل کرنے کے گھبراہٹ مین جانب لشکر نقابدار
زمردپوش بھاگا چونکہ بہت سے سردار اور غیر سردار اور خود امیر بھی مرکب پر سوار ہوکر اُسکے تعاقب مین
روانہ ہوئے تھے اور اُن سب مین ملک قاسم بھی تھا جب اُسنے دیکھا کہ میرے لشکر کے ایک سردار کو
مہاران نے قتل کیا نہایت برہم ہوکر مرکب کو جولان کرکے نعرہ کنان شمشیر بکف اُسوقت مہاران کے
قریب تر پہونچا کہ وہ بھاگ کر کنارۂ لشکر نقابدار زمردپوش پہونچ چکا تھا اور نقابدار اُسکے آنے سے
باخبر ہوکے مرکب پر اپنے سوار ہو رہا تھا کہ قاسم نے دوبارہ نعرہ کیا اُسنے پلٹ کر وہی تلوار خون آلودہ سر
قاسم پر لگائی قاسم نے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین کر ایسی تلوار پیش نقابدار زمردپوش اُسکے سر پہ لگائی
کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا نقابدار نے برہم ہوکر ملک قاسم سے کہا او خاوری تو اپنی
بہادری اور دلاوری مجھے دکھاتا ہی اچھا نہین کرتا ہی ابھی تو نے مجھ سے اشارہ کرکے تلوار سر پہ لگائی ہی شجاعت
اپنی مجھے دکھائی ہی اسکا عوض لیا جائیگا قاسم نے جواب دیا او نقابدار کیا برقع بیحیائی کا مُنھ پر ڈالے ہوئے
ہی اگر مرد ہی تو نقاب اُلٹ کر میرے روبرو آ ابھی کیا مجھ سے سمجھے گا ابھی مقابلہ کرلے نقابدار یہ کلمات
سُنکے براے مقابلہ بڑھا تھا حمزۂ صاحبقران وہان پہونچے اور باہم دونون کو آمادۂ جنگ دیکھکر فرمایا تم
دونون آپس مین نلڑو جو ہوا وہ ہوا قاسم نے عرض کیا آپ مجھے مانع نہون مین ابھی اس نقابدار

سے سمجھے لیتا ہون امیر نے فرمایا اے قاسم یہ نقابدار وہ ہے کہ جسنے بران بر سوار کو آکر زخمی کیا تھا مین
اس سے الفت رکھتا ہون نہین معلوم یہ کون ہے نام اسکا کیا ہے لہٰذا میری خاطر سے اس سے مقابلہ نہ کرو
اسی طرح اُس نقابدار کو بھی سمجھایا وہ بھی امیر کے سمجھانے سے مع اپنے لشکر کے سوے صحرا چلا گیا امیر تو
قاسم وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین آئے لیکن جب قتل مہاران گاؤ گوش کی خبر فرزند گنجاب کو پہونچی
اُسنے چند سردار روانہ کیے وہ لاشہ مہاران کا اُٹھا کر روبرو اُسکے لیگئے اُسنے اُنھین سوارون کے ہمراہ لاشہ
مہاران کا خدمت زمرد شاہ باختری مین روانہ کیا اور وقت رخصت سوارون سے یہ بھی کہدیا کہ ہمارے
بھائی کا قتل ہونا بھی بیان کرو پنا سوار لاشہ مذکور ہمراہ لیکر جانب زمرد شاہ باختری روانہ ہوئے انکو
تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال پسر گنجاب خانہ خراب کا لکھا جاتا ہے کہ اُس روز تو وہ اپنے بھائی
کے غم والم مین مبتلا رہا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کو تمام حال جنگ سے بذریعہ ہرکارون کے آگاہ کیا لیکن
جب شام ہوئی دنیا غم برادر مین اُسکی آنکھون مین تاریک ہوئی دل مین کہنے لگا کہ بعد مرنے برادر کے لطف
زندگی باقی نہین رہا ہے بہتر یہی ہے کہ طبل جنگ بجوا کر یا تو اپنے بھائی کے قاتلون کو قتل کرون یا خود قتل ہو جاؤن
رنج وغم برادر سے نجات پاؤن یہ تصور کرکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے صبح کو ہم اپنے
برادر کے خون کا ان اہل اسلام سے انتقام بخوبی تمام لینگے ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے
خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل جنگ لیکر خدمت امیر مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین تخت پر
جلوہ فرما تھے امیر اپنے دنگل پر رونق افروز تھے سرداران دست راستی ایک سمت بیٹھے تھے اور سرداران
دست چپی ایک طرف دنگلون پر بیٹھے تھے خواجہ کرسی ہدہد پر جلوہ گر تھے پہلے ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے بادشاہ
لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کو موافق قاعدہ کے مجرا کیا بعدہ دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ فلک بارگاہ اسوقت پسر گنجاب
بن گنجور بن حرمان دیوکش نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس نابکار و ہزیمت شعار کا یہ ہے کہ صبح کو
مع سپاہ میدان جنگ مین آکر اپنے بھائی کے خون کا عوض بہادران لشکر اسلام سے لے باقی خیریت ہے
یہ کہکر ہرکارے بارگاہ سے نکلکر ایک جانب چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے
جانب امیر دیکھا امیر نے ماحی الضمیر بادشاہ لشکر اسلام کا سمجھکر خواجہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہدو
ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ سلیمانی و سکندری پر چوب لگائی جائے جو منظور خدا کو ہوگا ہنگام سحر
اُسکا ظہور ہوگا خواجہ حسب الحکم اُسی وقت کرسی سے اُٹھکر نقارخانہ مین گئے اور نقارچیون کو حکم امیر سے
آگاہ کیا اُنھون نے بدستور قدیم خواجہ کو کچھ اشرفیان نذر دیکر چوب اُٹھا کر نصر من اللّٰہ و فتح قریب زبان پر
جاری کرکے نقارہ سلیمانی پہ چوب لگائی آواز نقارہ کی ایسی بلند ہوئی کہ تا گنبد آسمان پہونچی جب
دونون لشکرون مین طبل و نقارے بجنے لگے مردان ہر دو لشکر آواز طبل و نقارہ رزمی سنکے سمجھ گئے کہ وقت
سحر بیچ حریفون سے لڑائی ہوگی یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اکثر بہادر اپنی تلوارون کو
آبدار کرنے لگے تیر انداز کمانون اور تیرون کو درست کرنے لگے اسی طرح دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی یہان تو دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہے لیکن اب احوال گاؤ لنگی گاؤ سوار
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب گاؤ لنگی گاؤ سوار کو مہاران گاؤ گوش اور پسر
گنجاب کی خبر قتل پہونچی نہایت افسوس کرکے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجکو مہاران

اور پسر گنجاب کے قتل ہونے کا بہت رنج ہی چاہتا ہون کہ تم سب مین کوئی بہادر مع فوج کثیر جا کر پسر و گیر گنجاب
کا شریک ہو کر سر حمزہ کا تیغ آبدار سے کاٹ کر لے آئے اور اُسکے لشکر کو تباہ و برباد کر دے یہ
کہکر خاموش ہوا تھا کہ عنقائے بربری اپنے ڈنگل سے اُٹھکر عرض کرنے لگا کہ اگر فدوی کو حکم ہو
تو جا کر تعمیل حکم کرے ہنوز گاؤلنگی گاؤسوار نے کچھ نہ کہا تھا کہ ناگاہ سوے فلک چند ٹکڑے ابر سیاہ
و سرخ کے پیدا ہوئے اُنمین برق کی چمک تھی اور رعد کی سی آواز تھی کبھی کسی ابر کے ٹکڑے سے پانی
برستا ہوا معلوم ہوتا تھا گاہ کسی ٹکڑہ ابر سے پھول برستے ہوئے نظر آتے تھے کبھی کسی ابر کے ٹکڑے سے
انگارے آگ کے مانند اولون کے گرتے تھے گاؤلنگی ٹکڑہاے ابر مذکور کی طرف دیکھکر ایسا حیران
ہوا اور عنقائے بربری کی طرف متوجہ ہوکر کچھ جواب نہ دے سکا ابھی جانب ابر وہ گبر بنظر حیرت
دیکھ رہا تھا اور اہل دربار سے کہتا تھا آج یہ ابر کے ٹکڑے عجیب و غریب نظر آتے ہین جیسے پھول
اور آگ برستی ہی کچھ اہل دربار بھی دیکھکر عرض کرنے لگے واقعی حضور بجا فرماتے ہین فدویون نے بھی
ایسے ابر کے ٹکڑے کبھی نہین دیکھے ہین بختیارک نے اُن ابر کے ٹکڑون پر نظر کرکے گاؤلنگی سے
عرض کیا یہ ابر سحر ہین یقینی کوئی ساحر زبردست مع لشکر ساحران ادھر آتا ہی ہنوز بختیارک یہ کہہ رہا
تھا اور عنقائے بربری کھڑے کھڑے عاجز ہو کر اپنے ڈنگل پر بیٹھا تھا کہ وہ ابر کے ٹکڑے قریب آکر
شق ہوئے جملہ اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت تخت پر سوار آگے آگے ہی اور پیچھے اُسکے
کئی ہزار ساحران نابکار بازو لط و قرقرہ و نسر آتشین و فیل آتشین و اژدر سحر وغیرہ سحر کی سواریون پر
سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی اُنکے کاندھون پر ہین ہاتھون مین ترسول اور پنسول ہین پیشانی و
سینہ پر کھنور چندن کے نشان ہین زبان پر اکثر ساحرون کے نام سامری و جمشید کے جاری ہین ابھی
سب دیکھ رہے تھے کہ وہ سب ساحر مہیب صورت اپنے ہمراہی ساحرون کو ایک میدان مین ٹھہرنے
کا حکم دیکر تنہا دربار گاؤلنگی گاؤسوار مین آیا پھر تخت سحر سے اُترکر گاؤلنگی کو سلام کیا اُسنے سلام
لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ قریب ہرمز و فرامرز کے ایک کرسی پر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے گاؤلنگی نے
اُس سے مخاطب ہوکر پوچھا تمہارا کیا نام ہی یہان آنے کا کیا باعث ہی اُسنے جواب دیا میرا نام شہپال
جادو ہی ہرمز و فرامرز و بختیارک مجھے جانتے ہین مین لشکر امیر سے کئی لڑائیان لڑکر واسطے ایک
سحر تیار کرنے کے چلا گیا تھا بعد مشقت بسیار وہ سحر تیار کر لیا ہی اب ایک دم مین امیر اور لشکر امیر کو
مبتلاے سحر کرکے سب کو ہلاک کر ڈالونگا چونکہ فی الحال لشکر امیر کا سرحد بہر پر اُترا ہی اسوجہ سے مین یہان
آیا ہون گاؤلنگی کا اسرافیل قدرت ہی اسنے بہت لطف و مدارات سے پیش آکے کہا اے شہپال جادو
حمزہ اور لشکر حمزہ کو قتل کرنا یا نہ کرنا لیکن خواجہ عمرو کو ضرور گرفتار کرکے ہمارے حوالے کر دینا کیونکہ
فی الحال اُسنے یہان آکر عیاری کرکے دربار کو لوٹ کر لیگیا ہی اور ہماری اور ہمارے اہل دربار کی
رنگ و روغن سے عجیب و غریب صورتین بنا کر دو رقعہ مضمون سخت لکھکر یہان چھوڑ کر چلا گیا ہی اُسکی
ذات سے ہمین صدمہ زیادہ پہونچا ہی شہپال جادو نے کہا ابھی اُسکو گرفتار کرکے آپ کے حوالے
کر دونگا گاؤلنگی نے خوش ہوکر کہا اس سے کیا بہتر ہی شہپال نے ایک گلدستہ اپنی جھولی سے
نکالکر روبرو گاؤلنگی کے رکھدیا اور کہا اے اسرافیل قدرت یہ گلدستہ میرے سحر کا ہی جبتک مین

ہلاک نہونگا یہ گلدستہ اسی طرح شاداب رہیگا لہذا اس گلدستہ کو رکھے جاتا ہون اول تو جاتے ہی خواجہ
کو گرفتار کرکے لیے آتا ہون اور شاید امیر سے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہین سامنا ہوگیا اور مین مارا
گیا تو یہ گلدستہ خود بخود جل جائیگا یہ کہکر بصورت عقاب سحر سے بنکر جانب لشکر امیر چلا اسکو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال دربارہ بادشاہ لشکر اسلام کا سنیے کہ جب رات پہر بھر سے زیادہ
گذری بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا بادشاہ موصوف اُٹھکر اُس شب ماہ کی روشنی
مین جانب شبستان چلے امیر اور جملہ سرداران لشکر ہمراہ ہوئے ہنوز امیر وغیرہ ہمراہ بادشاہ موصوف
بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے تھے خواجہ بھی ہمراہ تھے ناگاہ سوے فلک سے شہپال سحر سے عقاب بنا
ہوا برق کے مانند بلندی سے سوے زمین آیا اور خواجہ کو چنگل مین دباکر زمین سے دس بیس گز بلند ہوا
اُسوقت خواجہ نے گھبراکر امیر سے فریاد کی کہ اے امیر جلد مجھے اس دشمن سے بچائیے دیکھیے مجھے لیے جاتا
ہے امیر نے فریاد خواجہ کی سُنتے ہی تیر و کمان لیکر مقبل سے کہا اے مقبل دیکھو ایسا بھی نشانہ کسی تیر انداز
کامل نے ہنگام شب نہ لگایا ہوگا یہ فرماکر تیر چلہ کمان مین جلد جوڑ کر عقاب کو تاک کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا
بقدرت پروردگار وہ تیر سینہ عقاب کو توڑ کر نکل گیا عقاب مذکور زخمی ہوکر مع خواجہ کے بروے زمین
گرا اُسوقت عقاب نے چاہا تھا کہ سحر سے صورت اصلی پیدا کرے اور کوئی سحر کرے امیر نے اُسکو
مہلت سحر کرنے کی نہ دی فی الفور شمشیر آبدار سے اُسے ہلاک کیا شہپال کے مرنے سے وہ شب ماہ تیرہ
و تاریک ہوگئی آندھی سیاہ آئی ہواے تند چلنے لگی بروے ہوا ابر سیاہ ظاہر ہوا برق چمکنے لگی سنگباری
ہونے لگی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازان وہ تاریکی و سنگباری دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام
من شہپال جادو بود جب یہ آواز آچکی بیر اُسکے سحر کے بونڈلا بنکر لاشہ اُسکا اُٹھا کر اُسکے لشکر مین لیگئے
راوی ناقل ہے کہ یہان تو شہپال مارا گیا وہان عمرو بن حمزہ یونانی جو مع اپنے مردمان لشکر کے صحرا
مین بصورت آہو پھر رہے تھے بصورت اصلی ہوئے اپنے تئین صحرا مین دیکھکر کہا یہان سے لشکر امیر مین
چلنا چاہیے یہ کہکر بصد عجلت راہ طے کرکے اُسوقت خدمت امیر مین پہونچے کہ امیر بادشاہ لشکر اسلام کو
شبستان تک پہونچا کے خواجہ سے فرما رہے تھے کہ اے خواجہ خدا نے فضل کیا تیر سے شہپال زخمی ہوکر
گرا میرے ہاتھ سے مارا گیا تمھاری جان بچی خواجہ خوش ہوکے عرض کرتے تھے لاریب پروردگار نے
اس دشمن قوی سے میری جان بچائی آپ نے خوب تیر لگایا ابھی خواجہ امیر سے عرض کر رہے تھے
کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے امیر کو سلام کیا امیر نے خوش ہوکر سینہ سے لگایا احوال پوچھا اُسنے
عرض کیا مین سحر شہپال مین مبتلا تھا آہو بنا ہوا مع اپنے لشکر کے صحرا مین پھرتا تھا یکایک بصورت
اصلی ہوکر آپکی خدمت مین آیا ہون امیر نے تمام حال شہپال کے ہلاک کرنے کا بیان کیا بعدہ فرمایا
اے فرزند رات زیادہ آئی ہے جاؤ بارگاہ مین استراحت پذیر ہو یہ فرماکر امیر داخل بارگاہ ہوئے
عمرو بن حمزہ یونانی بھی اپنی بارگاہ مین گئے اسی طرح ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ اور خیمہ مین
گیا یہان تو جملہ سرداران لشکر اسلام داخل بارگاہ و خیام ہوئے لیکن وہان گاؤ لنگی انتظار
شہپال مین بیٹھا ہوا تھا کہتا تھا کہ اب وہ عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا مین عمرو کو ابھی مار ڈالونگا
زندہ نہ رکھونگا یکایک وہ گلدستہ خود بخود جلکر خاکستر ہوگیا گاؤ لنگی کو یقین ہوا کہ شہپال قتل ہوا ابھی

گاؤلنگی قتل ہونے شہپال سے گونہ ملول تھا کہ لشکر شہپال مین لاشہ شہپال کا پہونچا جملہ ساحرہ لاشہ
اُسکا اُٹھا کر نالان وگریان ایک جانب روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے اسرافیل قدرت یعنی
گاؤلنگی نے دربار برخاست کرنے کا ارادہ کیا یکایک رستم خان بن گاؤلنگی دربار مین آیا اپنے پدر
کو سلام کیا اُسنے قریب اپنے دنگل پر بٹھا کر پوچھا اے فرزند اسوقت تیرا آنا کیونکر ہوا اُسنے عرض کیا لاشہ
مہاران گاؤگوش کا روبروے خداوند زمرد شاہ کے پہونچا خداوند نہایت غضبناک ہوئے اُسی
عالم قہر وغضب مین مجکو حکم پہونچا کہ اے رستم خان جلد سوے بربر جا اور حمزہ کا سر کاٹ کر ہمین روانہ کر
مین موافق حکم بہ تعجیل تمام آیا ہون چاہتا ہون کہ طبل جنگ بجواؤن گاؤلنگی نے جواب دیا پسر گنجاب نے
آج کی شب طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو وہ امیر سے مقابلہ کریگا تمہارے طبل جنگ بجوانے کی کوئی ضرورت
نہین ہے اُسکے لشکر مین جاکر شریک اُسکے ہوکر امیر سے مقابلہ کرو رستم خان یہ سُنکے اُسی وقت اُٹھکر
چلا عنقاے بربری نے عرض کیا حضور قبل ہی اسکے فدوی نے عرض کیا تھا اور اب بھی فدوی چاہتا
ہے کہ بمقابلہ امیر روانہ ہوا اور اگر حکم ہو تو ہمراہ آپ کے فرزند رستم خان کے یہ کمترین بھی جائے گاؤلنگی
نے جواب دیا ابھی تیرا جانا بیکار ہے جب فرزند گنجاب اور میرا یہ فرزند رستم خان امیر سے مقابلہ کرچکے
اُسوقت تو امیر سے یا سرداران لشکر امیر سے لڑنا اُسنے منظور کیا رستم خان سوے قیا نگاہ لشکر
فرزند گنجاب مع لشکر کثیر روانہ ہوا اِدھر گاؤلنگی نے دربار برخاست کیا جب رستم خان پاس
فرزند گنجاب کے پہونچا اور اپنے آنے کا حال بیان کیا وہ بہت خوش ہوکر کہنے لگا اچھا ہوا جو تم یہان
آئے صبح کو میری لڑائی دیکھنا اُسنے کہا ہنگام سحر مین امیر سے مقابلہ کرونگا کیونکہ حکم خداوند کا یہی ہے
کہ جاتے ہی سر امیر کا کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کردینا اُسنے کہا اچھا تم ہی مقابلہ کرنا یہ باتین کرکے
تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے پھر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا جب وہ شب
گذر کر سحر ہوئی امیر باتوقیر نماز سحر پڑھکر بارگاہ سے برآمد ہوئے سرداران لشکر نے بادب سلام
کیا امیر سب کو ہمراہ لیکر دربارگاہ بادشاہ لشکر اسلام پر گئے جب بادشاہ بارگاہ سے برآمد ہوئے
سب نے مجرا کیا شاہ موصوف سب کا سلام لیکر تخت پر بیٹھے کہارون نے تخت اُٹھایا بعد سوار ہونے
بادشاہ لشکر اسلام کے امیر اور جملہ سردار مرکبون پر سوار ہوئے پھر جملہ مردان سپاہ مسلح ہمراہ ہوے
سواری بادشاہ کی سوے عرصۂ جنگ روانہ ہوئی جب بادشاہ مع سپاہ میدان جنگ مین پہونچے امیر
سے فرمایا ابھی تک پسر گنجاب میدان مین نہین آیا امیر نے عرض کیا آتا ہی ہوگا ابھی امیر یہ فرما
رہے تھے کہ پسر گنجاب اور رستم خان بن گاؤلنگی بجمعیت سپاہ کثیر عرصۂ جنگ مین آئے بعد درستی
میدان کارزار کے اور صف آرائی ہر دو لشکر کے اور نقابت نقیبون کے رستم خان سب کے پہلے اپنے
لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آیا اور بآواز بلند کہنے لگا اے امیر مین چاہتا ہون کہ تجسے مقابلہ کرون
اگر تمکو دعواے شجاعت ہے تو جلد آکر مجھ سے لڑو امیر فی الفور اشقر دیو زاد کو بڑھا کر اُسکے روبرو
گئے اُسنے نیزہ اُٹھا کر گردش نیزہ دیکر سینۂ امیر پر مارا امیر نے اُسکے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر
روک کر خود ہی امیر وار نیزہ سر تیز کا کیا اُسنے بھی دلیرانہ سنان نیزۂ امیر کو اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانون کے ملنے اور رگڑنے سے شرارے پیدا ہوئے اسی طرح چالیس پچاس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل

ہوئی آخر کار امیر نے ایک بند نادر باندھکر فرمایا ای جوان ہوشیار ہو جا کہ سنان نیزہ اب تیرے ہاتھ
سے نکل جائیگی اُسنے جواب دیا میرے ہاتھ سے سنان نیزہ کا نکالدینا بہت دشوار و محال ہی امیر نے یہ سنکے
مرکب کو کسی قدر بڑھاکر ایسی تکان دی کہ سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جا کر گری جملہ اہل اسلام خوش ہوئے کفار کو رنج ہوا خصوصاً رستم خان کو صدمۂ عظیم ہوا اور نہایت شرمندہ
ہوا بعدہ گرز گران کہ چالیس من سے زیادہ تھا اُٹھاکر رکابون پر قدم جماکر پشت فرس سے اونچا ہوکر
گرز کو گردش دیکر اور خبردار خبردار کہکر سر پر امیر کے مارا امیر نے اُسکے گرز کو اپنے گرز کے اوپر روکا
آواز مہیب بلند ہوئی زمین تھرائی غبار بلند ہوا امیر اُس غبار مین پوشیدہ ہوئے رستم خان نے گرز
مارکر نعرہ کیا زدم وبست کردم حریف را بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر سُنکے متردد ہوکر خواجہ سے
کہا ای خواجہ امیر با توقیر کو دیکھو تو کہ اُنکا کیا حال ہی خواجہ نے چھاگل پر از آب لیکر اندر غبار کے جاکر
دیکھا کہ ہاتھ مین امیر کے گرز مانند میل فولادی کے بلند ہو کچھ معلق ہاتھ مین نگین ہی لیکن آنکھین بند ہین
سینہ پسینے سے تر ہی خواجہ نے پانی کا چھینٹا منھ پر دیکر عرض کیا ای امیر ہوشیار ہو جیسے حریف خوش
ہوکر کہتا ہی کہ مین نے حریف کو مارا آپ ہوشیار ہوکر اپنے حال مزاج سے آگاہ کیجیے امیر نے آنکھین
کھولکر فرمایا عنایت خدا سے اچھا ہون یہ فرماکر گرز کو گردش دیکر رکابون پر قدم جماکر اُسکے سر پر
ضرب گرز لگائی اُسنے اپنے گرز پر گرز امیر کو روکا تو مگر مرکب اُسکا ہلاک ہوگیا اور دست و بازو کو
صدمۂ عظیم پہونچا اُسوقت بدشواری و بتدبیر وہ اپنے مرکب سے علٰحدہ ہوکر امیر سے آمادہ کشتی ہوا
راوی ناقل ہی کہ امیر نے بعد تین پہر کے اُسے زیر کرکے اور ایک ہاتھ سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور چاہا
کہ زمین پر پٹک دیجیے اُسدم رستم خان نے کہا ای امیر مجھکو امان دیجیے امیر نے فرمایا امان بغیر قبول
اسلام و ایمان نہ دی جائیگی اُسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا بلکہ بتعلیم امیر کلمۂ طیبہ پڑھا امیر نے خوش ہوکر آہستہ
اُسکو زمین پر بٹھادیا اُسنے مسلمان ہوکر اپنے افسران لشکر اور مردان سپاہ سے بآواز بلند کہا یارو آگاہ ہو
کہ مین نے مسلمان ہوکر اطاعت حمزۂ صاحبقران کی اختیار کی ہی اگر تمکو میری ہمراہی منظور ہو تو میری
طرح تم بھی مسلمان ہوکر شریک لشکر اسلام ہو اُسوقت چند افسران لشکر اور دو لاکھ جوانان سپاہ نے عرض
کیا ہمین آپ کی ہمراہی منظور ہی یہ کہکر خدمت رستم خان مین گئے امیر نے سب کو مسلمان کیا اور کئی
ہزار کافر لشکر رستم خان کے مسلمان نہوکر سوے گاؤ لنگی گاؤ سوار روانہ ہوئے فرزند گنجاب نے یہ
حال دیکھکر غضبناک ہوکر چاہا کہ امیر اور رستم خان کو قتل کرے اُسکے حملہ آور ہونے سے جملہ مردمان
لشکر اسلام بھی مرکبون پر سوار ہوکر بڑھے امیر اور رستم خان بھی گھوڑون پر سوار ہوئے جب
دونون دریاے لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی لاش پر لاش کافر و دیندار کی گرنے لگی عین جنگ مین رستم خان
نے سر فرزند گنجاب پر تلوار لگائی کہ تا دو ابرو اُتر آئی اُسنے گھبراکر دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن
بہ کثرت خون نکلنے سے اُسے غش آگیا یہ حال مردمان لشکر دیکھکر سمجھے کہ فرزند گنجاب قتل ہوگیا اب
لڑنا بیکار ہی یہ تصور کرکے بے اختیار بھاگے اور فرزند گنجاب کو مردہ تصور کرکے ہمراہ اپنے لے لیا
امیر نے تھوڑی دور اُنکا تعاقب کیا بعد ازان بفتح و فیروزی اپنے قیامگاہ سپاہ پر آئے مردمان سپاہ
تو مرکبون سے اُترکر اپنے خیمہ مین گئے لیکن بادشاہ لشکر اسلام اور امیر خوش انجام مع جملہ سرداران

لشکر کے دربار مین آکر بیٹھے امیر نے رستم خان کو ایک دنگل پر بعزت بٹھایا اُسنے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین اپنے پدر
جاہل کے پاس جاؤن ہدایت کرون اگر وہ مسلمان ہو جائے تو خیر ورنہ سر اسکا کاٹ کر لے آؤن امیر نے فرمایا
تمھین اختیار ہی لیکن میرے نزدیک تو ابھی چند روز توقف کرو اُسنے قبول کیا یہ تو قول بعض داستان گویان خوش
بیان کا لکھ گیا لیکن اس ہیچمدان کے نزدیک یہ ہی کہ رستم خان آتا ہی اور طبل جنگ ہوتا ہی اور کوچک باختر
کی داستان مین مسلمان ہوتا ہی لیکن یہان تو امیر وغیرہ دربار مین بیٹھے ہین مگر اب حال پسر گنجاب وغیرہ
کا لکھا جاتا ہی کہ سواران نابکار پسر گنجاب کو لیکر دربار مین گاؤلنگی گاؤسوار کے پہونچے اور تمام
حال بیان کیا اسکو بہت صدمہ ہوا اُسوقت پسر گنجاب کو ہوش آیا گاؤلنگی کے حکم سے علاج اُسکا ہونے
لگا مگر اب ہرمزنامہ تمام ہوا اب عنقاے بربری حکم گاؤلنگی گاؤسوار سے براے مقابلہ لشکر
اسلام جاتا ہی اور بدیع الزمان نقابدار زمردپوش بکر و فر شوکت و حشمت آتے ہین عنقاے بربری
کو ہلاک کرتے ہین قاسم سے مقابلہ کرتے ہین یہی داستان کوچک باختر مین لکھی گئی ہی اور رستم خان
بھی اپنے باپ کے مسلمان کرنے کو جاتا ہی عقب مین اُسکے خواجہ جاتے ہین ناظرین وفاتر کی خدمت عالی
مین یہ عرض کرنا ضرور ہی کہ نوشیروان نامہ مین ہومان نامہ درج نہین ہوا ہی خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہے
کہ لندھور کا ملکہ مہران فیل زور پر عاشق ہونا اور شہر دمشق مین سر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ
عمرو کا کتنا عیارون کی عیاریان کرنا مع حالات دیگر کہ وہ سب نہایت دلچسپ داستانین ہین حسب الحکم
جناب معلے القاب بابو پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ منشی احمد حسین صاحب قمر تحریر فرمارہے
ہین جو چند عرصہ مین ختم ہو کر منظور نظر شائقین باتمکین ہوگا

تمت

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ باری تعالی کہ اس زمانۂ فرحت عنوان مین مرہم ناسور دل عاشقان تریاق دردمندان فراق یاران
فسانۂ نایاب موسوم بہ ہرمزنامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم مترجمہ طلیق اللسان فصیح البیان گل سرسبد گلشن برتری
صدر نشین بزم سخنوری شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو مطبع نامی و گرامی مشہور و نزدیک و دور منشی نولکشور واقع
لکھنؤ مین بعالی ہمتی امیر کبیر عالی شان سرآمد رئیسان بلند مکان جوہر شناس اہل سخن عزت افزاے ارباب علم و فن جناب
معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ و زاد اجلالہ مالک مطبع موصوف باراول بماہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع حلیہ طبع
سے آراستہ ہو کر نور افزاے چشم نظارگیان ہوا۔ خداوند عالم اس نسخۂ ہر دل عزیز کو حسن قبول عطا کرے اور
منظور نظر خاص و عام فرمائے بمنہ و کرمہ۔